بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

زر مبادلہ
پاک و ہند سے:- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۷۳۷۴۳
مدیر:- دوست محمدؐ
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۶۴ء | نمبر ۱

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہمارا مذہب اور عقیدہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی، جو اس کو چھوڑے گا جہنم میں جاویگا یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس امت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ انعمت علیھم۔ کی راہ کے لئے جو دعا سکھائی تو اس میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہ السلام کو جو کمال دیا گیا ہے وہ معرفت الٰہی ہی کا کمال ہے۔ اور یہ نعمت ان کو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی اسی کے تم بھی خواہاں رہو۔"

لیکچر حضرت مسیح موعود بمقام لدھیانہ مؤرخہ ۶ نومبر ۱۹۰۵ء

بحر حکمت کے موتی

عن ابی امامۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اوی الی فراشہ طاھراً یذکر اللہ تعالیٰ حتی یدرکہ النعاس لم ینقلب ساعۃ من اللیل یسال اللہ تعالیٰ من خیر الدنیا والاٰخرۃ الا اعطاہ اللہ ایاہ اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الذکر۔

ترجمہ:- ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بستروں پہ پاک حالت میں آئے (اور لیٹے) اور خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے تا آنکہ اسکو نیند آجائے تو رات کو جب کروٹ لے گا اور اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگے گا اللہ تعالیٰ ضرور اس کی وہ بھلائی عطا فرمائے گا۔

نوٹ:- قلب و جسم پاک ہونا چاہیئے قلب مظہر صفات ربانی پر توافگن ہوتی ہیں، ذکر الٰہی سے اگر صفات الٰہی کی روشنی نصیب نہ ہو تو یہ ذکر ایک رسم بن کر بے سود رہ جاتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اکل حلال اور صدق مقال سے دعا قبول ہوتی ہے الغرض اسوۂ رسولؐ کی کامل پیروی سے انسان مہبط انوار الٰہی ہو جاتا ہے

ہر کہ در راہ محمد زد قدم تا انبیاء را شد مثیل آں محترم
تو عجب داری ز [illegible] ایں مقام بہ پائے بند نفس گشتہ صبح و شام

غلام قادر عفی عنہ

جلسہ سالانہ کی مختصر روئداد ــــــــــ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء نشست اول

پاکستان کی تخلیق و تعمیر میں جماعت احمدیہ کا حصّہ

احمدیہ جماعت کے اخلاق و اعمال دوسروں کو گرویدہ بنا سکتے ہیں

(مرزا مسعود بیگ صاحب)

رسول کریم صلعم کے تزکیہ نفوس اور حضرت مسیح موعودؑ کے انفاس طیبہ نے بگڑے ہوئے لوگوں کی تقدیریں بدل دیں

(میاں رحیم بخش صاحب)

ارشادات مسیح موعودؑ

۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جلسہ سالانہ کا افتتاح حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر سے ہوا۔ سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا اقتباس پڑھ کر سنایا گیا، جس میں آپ نے ایک انگریز سیاح مسٹر بکر کو مخاطب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ جب تک خدا تعالے پر کامل یقین انسان کے دل میں پیدا نہ ہو اس وقت تک انسان گناہ کی لعنت سے بچ نہیں سکتا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی افتتاحیہ تقریر

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ [illegible]

لا اقول لکم عندی خ [illegible]

کی آیات کریمہ تلاوت فرما کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات پر بصیرت افروز تقریر فرمائی جو اسی [illegible] شبورع میں دوسری جگہ درج ہے۔

مرزا مسعود بیگ صاحب کی تقریر

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد مرزا مسعود بیگ صاحب نے سورۃ جمعہ کی پہلی آیت پڑھ کر تقریر شروع کی۔ آپ نے بتایا کہ آج ۲۵ دسمبر کا دن قائد اعظم کی ولادت کا دن ہے۔ قائد اعظم کا بہت بڑا مقام ہے۔ انہوں نے پاکستان بنانے میں مسلمانوں کے لئے بہت بڑا کام کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے انہیں غریق رحمت فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ کا وجود اس وقت ہوا جب مسلمان انتہائی نکبت کی حالت میں تھے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کو قعر مذلت سے اٹھانے والی دو شخصیتیں ہوئی ہیں جن کو کسی صورت میں بھلایا نہیں جا سکتا ایک حضرت امام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور دوسری شخصیت سرسید علیہ الرحمۃ کی ہے۔ یہ دو شخصیتیں اگر نہ ہوتیں تو پاکستان ہرگز نہ بن سکتا تھا قائد اعظم کے زمانہ میں مسلمان اس قابل ہو چکے تھے کہ اپنی علیحدہ مملکت کو سنبھال سکیں۔ ان کا یہی بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے ہر قسم کے مخالف حالات میں اس مملکت کو حاصل کر کے قوم کے حوالہ کر دیا۔ انہوں نے اتحاد، ایمان اور ڈسپلن کی جو تلقین کی ہے حضرت امام وقت نے ان تینوں چیزوں کو ان لوگوں میں پیدا کر دیا جو اس سلسلہ میں شامل ہوئے اس لحاظ سے پاکستان کی تخلیق میں بھی ہمارا حصّہ ہے اور تعمیر میں بھی۔

آپ نے فرمایا کہ جس طرح ایک بچہ جوان اور بالآخر بوڑھا ہو کر مر جاتا ہے۔ اسی طرح جماعتوں کے اندر بھی بلوغت شباب اور بڑھاپا آتا ہے۔ لیکن جماعتوں کی زندگی استمرار کے قانون زندگی سے مستثنیٰ ہے بشرطیکہ اس نسخہ پر ان کا عمل ہو، فاما

ما ینفع الناس فیمکث فی الارض

ہماری جماعت بھی اسی استثنائی قانون کے نیچے ہے اس کی افادیت کا یہ حال ہے کہ آج اسلام کے متعلق تبلیغ و تفہیم کا مادہ اس جماعت کا پیدا کیا ہوا ہے آج بڑے بڑے علماء اس جماعت ہی کے لٹریچر سے استفادہ کر کے اپنی کتابوں کے صفحات مزین کرتے اور درس و تدریس دیتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ساتھ ساتھ ہمیں گالیاں بھی دیتے جاتے ہیں تا کہ کوئی ان پر احمدیت کی تائید کا الزام نہ لگا دے۔

آپ نے فرمایا ہمارا ابھی ایک کردار باقی ہے اور وہ ہے پاکستان کی تعمیر میں ہمارا حصّہ۔ اس وقت پاکستان میں صحیح اسلامی زندگی پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اس کا احساس بہت شدت سے ہو رہا ہے۔ تمام تقریبات اور جلسوں میں اس بات کو دہرایا جاتا ہے کہ پاکستان میں صحیح اسلامی اقدار کو پیدا کرنا چاہیئے، یہ اقدار ہمارے پاس ہیں جو ہمیں مامور الٰہی سے حاصل ہوئیں وہ خدا کی طرف سے مامور کئے گئے تھے اور جیسا کہ سورۃ جمعہ کی پہلی آیت میں ذکر ہے جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ ان کو کتاب و حکمت کی بھی تعلیم دی گئی اور تزکیہ نفوس بھی حاصل ہوا چنانچہ تمام ... جماعت کے متعلق یہ تسلیم کیا گیا کہ یہ لوگ چوری، غیبت اور جھوٹ اور ہر قسم کے عیوب سے پاک ہیں۔ علامہ شبلی نے بھی علی گڑھ میں یہ اعلان کیا کہ اگر کسی نے ٹھیٹھ اسلامی زندگی دیکھنی ہو تو قادیان جا کر دیکھے، فی الواقعہ اس وقت قادیان میں ایک مطہر و منزکی قوم موجود تھی، جس کا اثر اکناف ملک میں پھیلا ہوا تھا۔ آج پھر اسی روح و تنبت کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

مرزا صاحب نے فرمایا کہ آج ہر طرف اسلام اسلام پکارا جا رہا ہے لیکن ہوتا کچھ بھی نہیں۔ بلکہ عملاً اسلام کی توہین کی جا رہی ہے، کچھ دن ہوئے صوبائی اسمبلی میں جمعہ کی چھٹی پر بڑی بحث ہوئی اور اس تحریک کی مخالفت پر ایک اخبار نے لکھا کہ اسلام خطرہ میں ہے۔ اور اسی پرچہ میں دوسری جگہ یہ بھی لکھا تھا کہ ملک میں شراب نوشی بڑھ گئی ہے اور رشوت ستانی بھی بڑھ گئی ہے۔ آپ نے قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ان چیزوں سے آپ کی قوم پاک رہی ہے اور اب بھی نسبتاً یہ جماعت دوسروں سے بہت بلند ہے۔

آپ نے فرمایا کہ عمل بڑی چیز ہے، عمل اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، یہ احمدیوں کا عمل ہی تھا، جس نے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا یہاں تک کہ ہر حاکم عدالت بھی یہ جانتا تھا کہ ایک احمدی جھوٹ نہیں بولتا، آپ نے اس بارہ میں دو ایک مثالیں بھی پیش کیں، مثلاً سیالکوٹ میں میر حامد شاہ صاحب کے فرزند کے ہاتھ سے جب ایک شخص غلطی سے مر گیا تو میر صاحب نے جو ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں سپرنٹنڈنٹ تھے عدالت میں اپنے فرزند کے اس جرم کو تسلیم کیا۔ ایسا ہی پشاور میں پاکستان سے پہلے نعمت اللہ کمیشن کے نام سے ایک تحقیقاتی عدالت مقرر ہوئی جس میں جماعت احمدیہ پشاور کے ممتاز سربراہ حضرت مولانا غلام حسن صاحب مرحوم کو بھی گواہی کے لئے طلب کیا گیا۔ جب وہ گواہی دے چکے تو نعمت اللہ جج نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ مولانا نے کہا کہ اس سوال کا کیا مطلب؟ عدالت نے کہ یہ سوال اس لئے کیا گیا ہے کہ ہمارا یقین ہے کہ احمدی کبھی جھوٹ نہیں بولتے، کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے مرزا صاحب نے فرمایا کہ احمدی کے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور طور و طریق سے لوگ پہچانتے تھے کہ یہ احمدی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ صبح کی سیر کو جا رہے تھے اور گھر سے باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ دو احمدی پٹھان لڑ پڑے۔ آپ شور و غل سن کر اسی وقت اندر چلے گئے اور ظہر کی نماز سے پہلے باہر نہ آئے۔ ظہر کے وقت آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ حالت دیکھ کر سخت شرم آئی کہ میرے مرید ہو کر انہوں نے لڑائی کی۔ آج بھی آپ خود کہیں کہ ہم کس طرح بولتے ہیں اور کس طرح ...

باقی بر صفحہ ۲۳

جلسہ سالانہ کے ایامِ نوبہار

جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیابی کے ساتھ گذر گیا جو روح پرور مناظر اس مرتبہ دیکھنے میں آئے، ان کے پیش نظر یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں کہ جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ ایک زندہ اور فعال جماعت ہے جس کے کارنامے اسلام کی روحانی فتوحات کے سلسلہ میں رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے۔

جن لوگوں کو اس سال جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقعہ ملا ہے، انہوں نے اس حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر جو اس چھوٹی سی جماعت کی طرف سے اینٹ اور پتھر کی شاندار عمارات کے علاوہ دینی جوش و ولولہ اور تبلیغی کارناموں کی صورت میں دیکھنے میں آئی بڑی خوشی اور مسرت و اطمینان کا اظہار کیا، اس سلسلہ میں علامہ علاؤالدین صدیقی کا وہ بیان خصوصیت سے قابل ذکر ہے جو انہوں نے فروغ مسیحیت کے بارہ میں ایک مجلس مذاکرہ کی صدارت کرتے ہوئے دیا [illegible] تبلیغ اسلام کے بارہ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی غفلت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اس کو ایک شدید جرم قرار دیا اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کو نہایت شاندار الفاظ میں سراہا۔

یہ مجلس مذاکرہ جو اس سال کے جلسہ سالانہ کی خصوصیات میں سے ہے نہ صرف جماعت احمدیہ کے افراد پر مشتمل تھی۔ بلکہ دوسرے اسلامی فرقوں کے علماء کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی، لیکن افسوس ہے کہ تبلیغی [illegible] احمد علی صاحب اور ایک نوجوان سنی مسلمان دانا محمد اسلم اور علامہ علاؤالدین صدیقی صاحب صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی کے علاوہ دیگر علماء نے اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ تاہم یہ مجلس ایک بہت بڑے انقلاب کی نشان دہی کرتی ہے جو مسیحیت کے فروغ کے بارہ میں عالم اسلام میں رونما ہو رہا ہے اور جس کی راہنمائی جناب الٰہی کی طرف سے جماعت احمدیہ کے سپرد ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں وہ شاندار عمارات بھی جو اس سال احمدیہ بلڈنگس کی زمین پر حضرت مجدد وقت کی یادگار میں تعمیر کی گئی ہیں اس جلسہ کی خصوصیات کا ایک حصہ ہیں یہ عمارات اگرچہ ظاہراً اینٹ اور پتھر کی صورت رکھتی ہیں لیکن جو روحانی تقاضے ان سے وابستہ ہیں وہ زبانی وعظ سے بڑھ کر قلوب انسانی کو متاثر کرنے کا موجب ہیں ان عمارات سے نہ صرف اس جذبۂ ایثار و قربانی کا پتہ لگتا ہے جو حضرت مجدد وقت نے اس چھوٹی سی جماعت کے اندر پیدا کر دیا اور جس کا یہ نتیجہ ہے کہ صرف آٹھ ماہ کے قلیل عرصہ میں اتنی رفیع الشان عمارات بن کر کھڑی ہو گئیں بلکہ اس تائید ایزدی کا بھی ثبوت ان سے ملتا ہے جو حضرت مجدد زمان کی دعوت کو حاصل تھی اور اور اب تک آپ کی جماعت کے شامل حال ہے کتنے بڑے بڑے حادثے اس جماعت پر گذرے جو اس کی زندگی کو ختم کرنے کا سامان لے کر آئے تھے جماعت احرار کی تحریک سے لیکر جو الیرز شکن گرز کے ساتھ جماعت احمدیہ پر حملہ آور ہوئی۔ ۱۹۵۳ء کے ہولناک فسادات تک جبکہ احمدیہ بلڈنگس کا نام و نشان مٹانے کے لئے اس کی ٹیلیفون کے تار کاٹ دیئے گئے اس کا پانی بند کر دیا گیا اس کے مکانات کو آگ لگانے کا سامان جمع کر لیا گیا، وہ کونسی چیز تھی جس نے ان سب حوادث کو ناکام بنا کر رکھ دیا، یہ تائید ایزدی ہی تو تھی جس نے ہر موقعہ پر حضرت مجدد وقت کی صداقت کا عملی ثبوت پیش کیا، اور آج احمدیہ ہال کی عمارات اس صداقت کی ایک اور منہ بولتی تصویر پیش کر رہی ہیں، قوم نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ان عمارات کو دیکھا اور اس جگہ جہاں گذشتہ سال چند رہائشی مکانات کے سوا اور کچھ نہ تھا اور کوئی نہ کہہ سکتا کہ وہ منصوبہ جو ان عمارات کے لئے تیار کیا گیا ہے کبھی اور کسی حالت میں کامیاب ہو سکے گا ان عمارات کی شکل میں ان کو عملاً کامیاب دیکھ کر خوشی اور مسرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکی، اور اس مجاہد ملت کی جانفشانیوں کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکی، جس نے اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے نہ گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ کی پرواہ کی اور نہ سردیوں کے کڑکڑاتے جاڑوں سے متاثر ہوا اور خود رات دن سر پر کھڑے ہو کر اس کے لئے سرگرم و ساعی رہا۔۔۔ نہ اپنوں اور بیگانوں کی مخالفت کا اس پر اثر ہوا اور نہ روپیہ پیسہ کی کمی اس کے حوصلہ کو کم کرنے کا موجب ہوئی، یہ سب فضل ایزدی تھا، جو اس مرد مجاہد کے جس نے قوم کی امارت کا بوجھ اٹھا رکھا ہے شامل حال رہا، اور یہ کہنا خلاف حق نہیں کہ جو صبر و تدبر، جو ہمت و حوصلہ اس پیرانہ سالی میں اس جوانمرد کو عطا کیا گیا ہے، اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو عمر طویل عطا فرمائے اور آپ کی ہمت و جوانمردی اور حوصلہ و تدبر قوم کی برتری اور استحکام کا موجب ہو۔

جلسۂ سالانہ کی خصوصیات میں سے ایک اور ضروری امر جو قابل ذکر ہے وہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل ہے جو آپ نے تیس ہزار روپیہ کی فراہمی کے لئے قوم سے کی۔ آپ نے بتایا کہ احمدیہ ہال وغیرہ عمارات کی تکمیل کے سلسلہ میں یہ رقم مختلف افراد اور بنکوں سے بطور قرض لی گئی جس کی فوری ادائیگی ضروری ہے۔ الحمد للہ کہ یہ اپیل کامیاب ثابت ہوئی اور ہر فرد نے جو اس موقعہ پر موجود تھا اپنے دینی جذبۂ ایثار سے کام لیتے ہوئے مختلف چھوٹی بڑی رقوم کے ذریعہ اس مطالبہ کو اسی وقت پورا کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جہاں تک تبلیغی سرگرمیوں کا تعلق ہے، مختلف یورپی مشنوں کے علاوہ افریقہ کے نائجیریا مشن کا ذکر جلسہ میں خاص طور پر کیا گیا، جو قاضی عبدالرشید صاحب بی اے۔ ایل ایل بی کے زیر قیادت شمالی نائجیریا کے علاقہ کانو میں مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔ قاضی صاحب اس موقعہ پر خود موجود تھے، اور انہوں نے خود اس جلسہ میں مشن کے حالات بتاتے ہوئے حاضرین کو یقین دلایا کہ افریقہ میں اسلام کا مستقبل بہت شاندار ہے اور جماعت احمدیہ لاہور کے ذریعہ سے وہاں اسلام کو بہت بڑی تقویت حاصل ہوگی، اس ضمن میں آپ نے جو واقعات سنائے وہ آیندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کئے جائیں گے۔

اور بھی کئی تقاریر حضرت مجدد وقت کی صداقت، رسول کریم صلعم کی عظمت، اور اسلام کی فتح جامعہ کے بارہ میں حسب پروگرام مختلف اصحاب نے کیں جو بہت مفید ثابت ہوئیں اور کئی غیر از جماعت اصحاب ان سے متاثر ہو کر جماعت میں شامل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک حاضرین کا تعلق ہے اس سال جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، یہاں تک کہ جمعہ میں نمازیوں کی صفیں مسجد سے باہر تک چلی گئیں، اور کئی لوگوں نے ملحقہ گلی میں صفیں بنا کر نماز پڑھی۔

اسی جلسہ میں ایک اور خصوصی امر جو دیکھنے میں آیا وہ ادارہ تعلیم القرآن کی افتتاحی تقریب تھی۔ یہ ادارہ احمدیہ بلڈنگس سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر شہر سے باہر مسلم ٹاؤن میں قائم کیا گیا ہے۔ جہاں پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کے خرچ سے ایک خوبصورت عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ اس ادارہ میں علم دین حاصل کرنے والوں کو -/75 روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے اور وہیں طلباء کی رہائش و خوراک وغیرہ کا انتظام ہے۔ مولانا عبدالحق ودیارتھی اس کے پرنسپل ہیں اور اسلامی علوم کے علاوہ غیر مذاہب کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس افتتاحی تقریب میں جماعت کے بہت سے دوست اور خواتین شامل تھیں۔ مرزا مسعود بیگ صاحب، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، کرنل بشیر حسین صاحب،

اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر تقاریر فرمائیں، جو کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوں گی۔ حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی وغیرہ سے کی گئی، یہ تقریب اپنی نوعیت اور خصوصیت کے اعتبار سے نہایت پُراثر اور جماعت میں ایک نئی رُوح پھونکنے والی تھی، جو انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

یہ حالات و واقعات اس قدرت ثانیہ کا پتہ دیتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق [illegible] جماعت کے شامل حال ہے، اور خدا نے چاہا تو وقت جلد آنے والا ہے، جب یہ جماعت دنیا کی عظیم ترین جماعتوں میں سے ہوگی۔ حضرت مسیح موعود کے الہام وسع مکانک کے مطابق اسے اپنے مکانوں اور پنڈال کو وسیع کرنا پڑے گا اور دنیا دیکھے گی کہ جس کو لوگ حقارت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں، وہی اسلام کی حقیقی علمبردار اور سچی خادم جماعت ہے، یہ ایام نوبہار آنے ہی والے ہیں لیکن بشرطیکہ ہم زیادہ ہمت، زیادہ محنت اور کوشش سے کام [illegible] مسیح موعودؑ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچائیں اور خدمت دین کا جو سلسلہ آپ نے قائم کر رکھا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے اور مخالفین اسلام کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دُور کرنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیں۔

معذرت

گذشتہ دسمبر میں احباب سلسلہ کو پھر ایک مرتبہ جلسہ پر باہم ملنے اور دینی مشاورت کا موقع ملا۔ ۲۳ر دسمبر کو یہ [illegible] مسلم ہائی سکول والے میں جلسہ کے انتظام میں باوجود [illegible] طبیعت مشغول رہا بلکہ اسی روز پریس کانفرنس میں بھی شامل ہوا۔ مگر ۲۴ر دسمبر کو بیکا یک بیماری نے اس قدر غلبہ پا لیا کہ میرے لئے گھر سے نکلنا ناممکن ہوگیا۔ ہاتھ پاؤں اور منہ و حلق نہ صرف شدید طور پر سوج گئے بلکہ بعد میں ان اعضاء میں زخم ہوگئے۔

بعض احباب نے خبر پا کر میری بیمار پرسی کی تکلیف فرمائی۔ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ سے تشریف لائے تو [illegible] ان کے زیر علاج رہا۔ جس کے لئے میں ڈاکٹر صاحب موصوف بالخصوص اور دیگر تمام احباب کا ممنون ہوں۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔

گو میرے لئے عین وقت پر جلسہ سے محرومی اور احباب کی مزید خدمت نہ کرنے اور ان سے ملاقات نہ ہونے کا صدمہ ایسی بات ہے جسے وہی اصحاب بخوبی سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے خدمت دین اور شوق ترقی جماعت کے لئے زندگیاں کھپا دی ہیں۔

امسال تبلیغ عیسائیت کے موضوع پر جو مذاکرہ ۲۵ر دسمبر کو منعقد ہوا اور جس میں ہر مکتبِ فکر کے علماء نے حصہ لیا اس کی نمایاں کامیابی بھی ایک نئی بات ہے بلکہ جملہ مسلمان [illegible] جماعتوں کے لئے یہ ایک روشن و قابل [illegible]

متفرقات

انجمن کے سکولوں اور کالجوں کو ملنے والے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوں گے

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو حکومت پاکستان کے سنٹرل بورڈ آف ریونیو کی طرف سے چٹھی نمبری C.No.71(171)-ITP/63 مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۶۳ء کے ذریعہ یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تمام وہ تعلیمی ادارے جو پاکستان میں کسی یونیورسٹی یا قانونی طور پر قائم شدہ تعلیمی بورڈ سے ملحق ہوں یا جو مرکزی یا صوبائی حکومت یا کسی لوکل اتھارٹی کے ماتحت یا ان سے منظور شدہ ہوں، وہ مرکزی ریونیو [illegible] کی منظوری کے بغیر ہی سیکشن 15-D کے ماتحت آ سکتے ہیں (جس کے رو سے ان اداروں کو جو عطیات وصول ہوں وہ انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتے ہیں) اس لئے انجمن کے تینوں سکول اور کالج اسی سیکشن کے ماتحت آتے ہیں اور ان کو دیئے جانے والے عطیات بھی انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اصل چٹھی کا ترجمہ درج ذیل ہے:

چٹھی نمبر C.No-71(171)-ITP/63

حکومت پاکستان سنٹرل بورڈ آف ریونیو کراچی

مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۶۳ء

منجانب: سیکنڈ سیکرٹری سنٹرل بورڈ آف ریونیو

بنام: سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

بروئے سیکشن 15-D کے سب سیکشن (۱) کی کلاز (اے)، تمام تعلیمی ادارے جو پاکستان میں کسی یونیورسٹی یا قانونی لحاظ سے قائم کردہ تعلیمی بورڈ سے ملحق ہوں۔ یا جو مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت یا کسی لوکل اتھارٹی کے تحت ہوں یا ان سے منظور شدہ ہوں، وہ مرکزی بورڈ آف ریونیو کی باقاعدہ منظوری کے بغیر ہی سیکشن 15-D کے تحت آتے ہیں۔ اس لئے آپ کی درخواست میں مذکور تینوں سکول اور کالج اسی ذیل میں آتے ہیں ....“

دستخط

سیکنڈ سیکرٹری سنٹرل بورڈ آف ریونیو

اخبار احمدیہ

انجمن کے نئے جنرل سیکرٹری

مجلس معتمدین منعقدہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۳ء میں کرنل سعید احمد صاحب (خلف الرشید ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم) کو انجمن کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر تعینات کیا گیا ہے۔ اس لئے جملہ جماعتوں کے صدر اور سیکرٹری صاحبان اور دیگر احباب خط و کتابت کرتے وقت جنرل سیکرٹری کو ایڈریس کیا کریں۔

منگنی اور عطیہ

جمعدار عبدالجلیل صاحب ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول تخت بھائی ضلع مردان اطلاع دیتے ہیں کہ میرے بیٹے بشیر زادہ خان کلرک کلاتھ ملز جہانگیرہ روڈ تحصیل نوشہرہ کی منگنی مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو ہوئی اس خوشی میں مبلغ دس روپیہ برائے یتامیٰ فنڈ ارسال ہیں۔

ملتان میں ایک مبارک تقریب

گذشتہ یکم دسمبر کو میاں فضل الرحمن صاحب مالک ٹیکسٹائل انڈسٹریز کے فرزند ارجمند میاں مختار احمد صاحب کا نکاح ہمارے معزز دوست میاں غلام قدیر صاحب [illegible] سٹلمنٹ کمشنر ملتان کی دوسری صاحبزادی فرخندہ بیگم کے ساتھ قرار پایا اس مجلس میں رؤسا اور حکام ملتان کا ایک اچھا خاصا مجمع تھا۔ رسم نکاح غیر شرعی رسومات سے پاک تھی نکاح کا خطبہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے پڑھا۔ میاں فضل الرحمن نے اس مبارک تقریب پر -/1000 روپے مختلف دینی کاموں میں دینے کا اعلان کیا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تقریب کو اپنے دین کی ترقی اور تقویت کا موجب بنائے۔ آمین

(نامہ نگار)

اعلان نکاح و عطیہ

ممتاز احمد غنی پسر ماسٹر عبدالغنی سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدو ملہی کا نکاح کلثوم اختر صاحبہ بنت ماسٹر محمد عبداللہ صاحب سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۷/۱۲/۶۳ کو ہوا۔ خطبہ نکاح خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے پڑھا۔ اس موقعہ پر جانبین کی طرف سے مبلغ (-/20) بیس روپے بطور عطیہ داخل خزانہ انجمن کئے گئے۔

احمد یار۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

انگلستان کی انشورنس کلاس میں داخلہ

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے صاحبزادہ مقیم لنڈن کو امسال انشورنس کی اعلیٰ کلاس کا داخلہ ملا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو بیش از بیش ترقیات سے ہمکنار فرمائے۔

[illegible] تقلید مثال ہے کہ مختلف فرقہ ہائے سے وابستہ اصحاب کس طرح رواداری و اتحاد سے مشترکہ امور میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے ہیں اور کفر کے مقابلہ پر اتحاد و یگانگت کا اعلیٰ نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔

خاکسار ڈاکٹر اللہ بخش

قوم ترقی اور پاکستان کی مضبوطی کیلئے

پاک زندگی اور اخلاص کی ضرورت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اخلاص و تقویٰ کا درخشاں نمونہ

حضرت مجدد وقت نے متقی اور منظم جماعت پیدا کی جو خدمت دین کے کام میں مصروف ہے

افتتاحی تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ برموقعہ جلسہ سالانہ مورخہ ۲۵ر دسمبر ۶۳ء

لا اقول لکم عندی خزائن اللہ - ولا اعلم الغیب - ولا اقول لکم انی ملک - ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ .... الخ

نبی کریمؐ کا اہم اعلان ——
میں ذاتی مفاد نہیں پہنچا سکتا

سرورِ کائنات [illegible] نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں اپنے ساتھ ملانے کے لئے نہیں کہتا عندی خزائن اللہ - میرے پاس اللہ تعالےٰ کے خزانے ہیں - اس لئے تم میرے پاس آجاؤ - میرے بن جاؤ - میری جماعت میں شامل ہو جاؤ - میں اس قسم کا اعلان نہیں کرتا - بلکہ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس نہ تو خزانے ہیں، نہ میں غیب دان ہوں، اور نہ ہی میں فرشتہ ہوں، اس اعلان کی غرض یہ ہے کہ جو شخص میرے پاس آنا چاہتا ہے وہ طمع کی خاطر نہ آئے - میں کسی کے رزق کو نہیں بڑھا سکتا کسی کی بھیڑ [illegible] کو، اونٹوں کو جو اس ملک کی دولت ہے بڑھا نہیں سکتا - میں کسی کو بیٹے یا اولاد نہیں دے سکتا، اور یہ بات واضح طور پر بیان کرتا ہوں لا اعلم الغیب یعنے کسی کی قسمت کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا لوگ اس زمانہ میں ساحروں کے پاس، نجومیوں کے پاس اور ہاتھ دیکھنے والوں کے پاس قسمت کا حال دیکھنے والوں کے پاس جایا کرتے تھے - اور آج بھی جاتے ہیں -

کوہ مری کے پہاڑ پر بڑے پڑھے لکھے وزراء بھی ان لوگوں کے پاس [illegible] مرہ شریف وغیرہ وغیرہ میں کوئی باخدا لوگ رہتے ہیں اپنی قسمت کا پتہ دریافت کرنے کے لئے جاتے ہیں - لوگ ان [illegible] پتہ لینے کے لئے کہ کیا ہماری دولت [illegible] سکتی ہے - ہمارے ہاں اولاد پیدا ہو سکتی ہے ہماری اولاد کی قسمت میں کیا لکھا ہے ہمارے مقدمہ کا نتیجہ کیا ہوگا - حضورؐ نے لوگوں کی ان عادات کے پیش نظر فرمایا لا اقول لکم عندی خزائن اللہ - میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے نہیں جن کا لالچ دے کر میں اس قوم کو اپنے گرد جمع کر سکوں - ولا اعلم الغیب - کوئی غیب کی بات مجھ سے پوچھے اپنی قسمت پوچھے، اپنی اولاد کی قسمت پوچھے - میں کچھ نہیں بتا سکتا لا اقول لکم انی ملک - بشر ہوں، فرشتہ بھی نہیں ہوں - میں بشر ہوں - بشری لوازمات میرے ساتھ بھی ایسے ہی لگے ہوئے ہیں جیسے تمہارے ساتھ -

دینی کاموں میں اخلاص کی ضرورت

ان لوازمات کے ہوتے ہوئے میں تمہارے لئے ایسا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے تم شرف حاصل کر سکو اور اخلاق فاضلہ سے متصف ہو سکو - میں بے بس ہوں - میری جماعت نہیں ہے، اور باوجود اس بے بسی کے میں کسی کو دھوکہ نہیں دینا چاہتا ہوں میں اخلاص پیدا کرنا چاہتا ہوں - اخلاص حاصل کرنا نہایت ہی مشکل ہے - ہر کام مثلاً جہاد میں اخلاص ہو عبادت میں اخلاص ہو مالی قربانی میں اخلاص ہو، غرض ذاتی اغراض و مفاد ملحوظ نہ ہوں - سئل رسول اللہ صلعم عن الرجل یقاتل شجاعۃ ویقاتل حمیۃ ویقاتل رئاء الناس حضورؐ سے پوچھا گیا حضورؐ! آپ جہاد کا حکم دیتے ہیں ایسے آدمی کی نسبت آپؐ کا کیا فتوےٰ ہے جو شجاعت دکھانے کے لئے غیرت کی وجہ سے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے جہاد میں نکلتا ہے ویقاتل رئاء الناس - شہرت حاصل کرنے کے لئے جہاد کے لئے نکلتا ہے - فای ذالک فی سبیل اللہ - حضورؐ! ان لوگوں میں سے کونسا آدمی ہے جو فی سبیل اللہ نکلتا ہے؟ فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا - خدا کی بات کو بلند کرنے کے لئے جو نکلتا ہے - فذالک فی سبیل اللہ اسی کا یہ فعل فی سبیل اللہ ہے، چنانچہ ایک شخص کو جہاد کرتے ہوئے تیر لگا - اور ایسا خطرناک تیر لگا کہ وہ گر گیا - وہ مرنے لگا - لیکن قوم کا جذبہ یہ تھا کہ جو شخص جام شہادت پیتا ہے اس سے بڑھ کر اور کسی کا رتبہ نہیں ہو سکتا - یہ اس کی زندگی کا انتہائی مقصد ہے اس لئے قوم جمع ہو گئی اور کہا حنیئاً لک حنیئاً لک مبارک ہو تم کو یہ شہادت مبارک ہو تم کو یہ شہادت، فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلا - نہیں غلط ہے ان الشملۃ التی اخذھا من غنائم خیبر لتشتعل علیہ ناراً - اس شخص نے خیبر کے مال میں سے ایک چادر اٹھائی تھی، وہ آگ بن کر اس کے اوپر شعلہ زن ہو گی - اس لئے یہ حنیئاً لک حنیئاً لک شہادت مبارک ہو کہنا غلط ہے - کیا آپ نے اس دنیا کے جرنیلوں اور کرنیلوں کو بھی یہ سنتے دیکھا ہے کہ اس کا ساتھی تو جان دے اور اسکو بلند اخلاق کا سبق پڑھانے کی پڑی ہوئی ہو - وہ اس قوم کے اندر اخلاص پیدا کرنا چاہتا ہے - تم شہادت کہتے ہو، یہ شہادت نہیں اس شخص نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک چادر اٹھالی تھی وہ آگ بن کر اس پر جلے گی - ایسے الفاظ کا ساتھ کون دے گا - تو یہ چادر اٹھانے دیتا ہے نہ مرجانے پر اس کی شہادت مانتا ہے - کون آدمی اس کا ساتھ دے - اس کا ساتھ وہی دے سکتا ہے جس کے اندر اخلاص ہو - جس کے سامنے کسی قسم کا ذاتی مفاد اور لالچ نہ ہو -

اعمال کا انحصار نیّات پر

فرمایا انما الاعمال بالنیات

اعمال کی قدر و قیمت کا انحصار نیات پر ہوتا ہے من ھاجر لدنیا یصیبھا جو ہجرت کرتا ہے مال دنیا حاصل کرنے کے لئے یا من ھاجر لامرأۃ ینکحھا یا جو ہجرت کرتا ہے کسی ملک کی خوبصورت عورت سے نکاح کرنے کے لئے فھجرتہ الیٰ ما ھاجر الیہ تو اس کی ہجرت میں للہیت نہیں بلکہ یہ دنیا کے مفاد ہیں جن کے لئے وہ ہجرت کرتا ہے اور فرمایا ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ - باخدا لوگ وہی ہوتے ہیں جو خدا کی رضا کے حصول کے لئے جان تک قربان کر دیتے ہیں -

تا قیامت زندہ رہنے والا فلسفہ

یہ سب محمد رسول اللہ صلعم جو نہ تو مال لینے

دیتا ہے نہ وہ شہرت حاصل کرنے کے لئے کسی کو کہتا ہے کہ میدان جنگ میں آؤ۔ بلکہ وہ فلسفہ بیان فرماتا ہے۔ اور کس قدر اعلیٰ درجہ کا فلسفہ ہے تا قیامت زندہ رہنے والا فلسفہ ہے۔ تا قیامت قوم کے اندر اخلاص پیدا کرنے والا فلسفہ ہے۔

رسول کریم صلعم کی بے نفسی

اور خود بھی یہ سبق دیتے ہوئے فرمایا۔ لا اسئلکم علیہ من اجر۔ میں بھی اس مصیبت کا، اس جان دینے کا، اس دشمنی کے برداشت کرنے کا، اپنے چچا حمزہؓ کے شہید ہونے کا، اپنے بھائی جعفرؓ کے شہید ہونے کا۔ اپنے بھائی زبیرؓ کے زخمی ہونے کا، خود زخمی ہو کر احد کی لڑائی میں گر جانے کا۔ میں قطعاً کسی قسم کا اجر نہیں چاہتا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں دو کپڑوں میں حضرتؐ کی وفات ہوئی، دو چادروں میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اس بادشاہ کے لئے نہ صندوق بنایا گیا، نہ اس کے اندر مخمل لگائی گئی، نہ کوئی جلوس نکالا گیا، دو جہان کا بادشاہ اور معمولی قبرستان میں جس میں عام مسلمان دفن کئے جاتے ہیں اس میں حضرت کو دو چادروں میں لپیٹ کر سپرد خاک کیا گیا اس موقعہ پر حضرت عائشہ ہیں فرماتی ہیں ماترک رسول اللہ صلعم عند وفاتہ شاۃً ولا بعیراً ولا درھماً ولا دیناراً ولا امۃً ولا عبداً یعنے حضرت نے اپنے پیچھے کسی قسم کا مال و دولت بطور ورثہ نہیں چھوڑا تھا نہ علی رضؓ کے لئے جاگیر چھوڑی نہ فاطمۃ الزہرہ کے لئے نہ حسنؓ و حسینؓ کے لئے حضرت کی وفات کے موقعہ پر سرور کائنات صلعم کی لخت جگر فاطمۃ الزہرہ نے یہ شعر کہا ہے

ماذا علی من شم تربۃ احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

جس کسی نے حضرت کی تربت کی مٹی کو سونگھ لیا، وہ سار[ی] عمر خوشبو نہ سونگھے تو یہ مٹی اس کے لئے کافی ہے۔

حضور اکرم صلعم نے اپنے عمل سے لا اسئلکم علیہ من اجر کا اعلان سچ کر دکھایا

شجاعت اور سخاوت کا کمال

اگر احد اور حنین کی لڑائی میں یہ شخص اکیلا کھڑا رہتا ہے جبکہ فوج بھاگ جاتی ہے تو شجاعت میں کمال کا درجہ دکھاتے ہیں۔ مال آجاتا ہے تو سخاوت میں یہ کمال کا درجہ دکھاتے ہیں کہ اپنے گھر بغیر کسی چیز کے خالی ہاتھ لوٹ جاتے ہیں، اور فتح مکہ کے دن، صفوان بن امیہ، جو بہت بڑا امیر کبیر انسان تھا۔ جو بہت بڑے بلند اخلاق کا انسان تھا۔ وہ مخالفت ہے۔ مکہ فتح ہو چکا ہے۔ عرب کا ملک آپؐ کے پاؤں کی چوکی بن چکا ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ میں اسلام قبول نہیں کرتا۔ فرماتے ہیں لا اکراہ فی الدین۔ اگر لالچ کو بند کیا، اخلاص پیدا کیا، تو اقتدار کے وقت یہ بھی دکھایا لا اکراہ فی الدین۔ اخلاص کے بغیر ہم نہیں چاہتے کہ ہماری طاقت اور اقتدار کو دیکھ کر، ہمارے جبر کو دیکھ کوئی شخص مسلمان ہو جائے، بلکہ ہر طرح اس کی عزت افزائی کی۔ کئی دفعہ اس کو دو دو سو اونٹ عطا کئے۔ تو اس نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے برابر دنیا کا قطعاً کوئی انسان نہیں، میں آج اسلام قبول کرتا ہوں، اور لکھا ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں جن اعلیٰ صفات کا انسان وہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ویسے ہی بلند اخلاق کا مسلمان ثابت ہوا۔ لیکن یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کرشمہ ہے کہ اخلاص بھی دکھاتے ہیں اور طاقت کے وقت کہتے ہیں لا اکراہ فی الدین۔

میدان جنگ میں دیانت امانت کا وعظ

حنین کی لڑائی سے جب چالیس ہزار بھیڑ بکری ہاتھ آئی۔ چوبیس ہزار اونٹ ہاتھ آیا اور ہزار دو سکّے چاندی کے ہاتھ آئے۔ تو آپؐ نے وعظ فرمایا۔ میدان جنگ میں فلسفہ سکھایا نادی منادٍ یا ایھا الناس ایاکم والغلول دیکھو لوگو بددیانتی سے بچنا۔ اپنے اونٹ کی تھوڑی سی وبر یعنے پشم لے کر فرمایا (اونٹ کی پشم کو وبر کہتے ہیں) میں تمہارے اموال سے اتنا بھی نہیں لینا چاہتا اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی نے مال غنیمت میں سے اونٹ کے گھٹنے باندھنے کی رسی بھی اٹھائی ہو تو وہ بیت المال میں پھینک دے تو لکھا ہے کہ کوئی چھوٹی موٹی چیزیں بھی جو لوگوں نے اٹھائی تھیں وہ بھی آ کر رکھ دیں

بادشاہت میں غرباء کی ہمدردی

بادشاہ ہو گئے تو فرمایا من ترک مالاً فلورثتہ۔ آج ہٹلر مر گیا، مسولینی مر گیا۔ اور ان کے فرزند جو اقتدار سنبھالے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ساری زمینیں اور سارے اموال سلطنت کی ملکیت ہونے چاہئیں، لیکن حضور صلعم فرماتے ہیں، کہ کوئی مر جائے تو اس کا مال اس کے وارثوں کو ملے گا و من ترک دیناً او ضیاعاً لیکن مسلمانوں کی قوم میں سے جو شخص مر جائے پیچھے قرضہ یا چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑ جائے فالیّ و علیّ وہ میرے پاس آ جائیں، میرا فرض ہے کہ میں ان کو پالوں پوسوں، میرا فرض ہے کہ میں ان کا قرضہ ادا کر دوں۔ حسنؓ حسینؓ کے لئے تو کوئی جائداد نہیں۔ علی رضؓ کے لئے تو کوئی جاگیر نہیں۔ فاطمہ رضؓ کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ لیکن ایک عام مسلمان کے لئے دل میں درد بھرا ہوا ہے کہ میری امت کا کوئی مرد، کوئی بچہ، بغیر روٹی کے اور بغیر مکان کے نہ رہ جائے۔

اخلاص کے بغیر ظاہری نیکی ہیچ ہے

اور یہ بھی آپ سن لیجئے کہ کچھ لوگوں نے قباء میں جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لائے تھے اور وہاں آپ نے چھوٹی سی مسجد بھی بنائی تھی۔ وہاں بعض شریر لوگوں نے قوم کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک مسجد بنائی۔ اور ابو عامر ایک بہت بڑا انسان تھا وہ عیسائی تھا۔ اس کی بزرگی کی شہرت تھی۔ مدینہ اس کی بزرگی کا قائل تھا۔ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے بعض لوگوں کو کہا کہ میں شام میں جاتا ہوں وہاں کے بادشاہ کو اشتعال دلاتا ہوں کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم پر حملہ کر کے اسکو اور اس کے دین کو اور اس کی جماعت کو ختم کر دے۔ اور میں تم سے چاہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ کو دھوکہ دینے کے لئے تم قباء میں ایک مسجد بناؤ، جہاں اسلام کے خلاف منصوبے تیار کئے جائیں، وہ سجدہ گاہ ہو، اس میں اذان بھی ہو، اس میں قرآن بھی پڑھا جائے اس کے اندر نماز بھی ہو۔ وہاں تمام کا تمام اسلام نظر آئے اتخذوا مسجداً ضراراً۔ ان لوگوں نے مسجد بنائی۔ لیکن اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے وکفراً کفر پھیلانے کے لئے۔ تاکہ اسلام کو مٹایا جائے وتفریقاً بین المؤمنین اور مسلمانوں کے اندر تفریق پیدا کی جائے۔ بظاہر مسجد ہے، اذان بھی وہاں دی جاتی ہے۔ کلمۂ شہادت کا وہاں اعلان کیا جاتا ہے۔ قرأت بھی قرآن سے پڑھی جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یہ مسجد نہیں اس میں اذان کے الفاظ ہیں لیکن درحقیقت یہ اذان نہیں ہے۔ قرآن شریف کی قرأت ہے لیکن درحقیقت قرآن شریف کی قرأت نہیں ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اس مسجد کو جلا دو، حضورؐ نے اس مسجد کو جلا دیا۔ دیکھو مسجد کو جلا دیا گیا لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب۔ مشرق اور مغرب کے مسئلے کرتے رہنا کہ ادھر منہ ہو یا ادھر منہ ہو اس سے تو خدا خوش نہیں ہوتا، اس کی نگاہ تو تمہارے دل پر ہے۔ معلوم ہوا کہ مسجد بھی بنا دینے سے خدا خوش نہیں ہوتا، خدا خوش ہے اس دل سے جس کے اندر اخلاص ہے نور ہے جس کے اندر روح ہے اور جس کے اندر .... تقویٰ ہے۔

آنحضرت صلعم کی تعلیم کا اثر آپ کے صحابہؓ پر

حضرت نبی کریم نے یہ سبق اپنی قوم کو بھی دیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے وفات پائی تو کچھ دیر پہلے فرمایا کَفِّنُونِی فِی هٰذِهِ الثِّیَاب۔ اس وقت جو کپڑے میں نے پہنے ہوئے ہیں انہی کے اندر مجھے دفن کر دیا جائے۔ لوگوں نے کہا حضور یہ تو پرانے اور فرسودہ کپڑے ہیں۔ فرمایا اِنَّ الْحَیَّ اَحَقُّ بِالْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّت۔ زندہ آدمی کو نئے کپڑے ... ہیں بہ نسبت مردہ کے۔ اس واسطے مجھے انہی کپڑوں کے اندر دفن کر دو۔ اگر حضرت اکرمؐ کی وفات پر جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم عِنْدَ وَفَاتِهٖ شَاةً وَّلَا بَعِیْرًا" حضرت نے اپنی وفات پر نہ بھیڑ بکری چھوڑی جو اس ملک کی دولت تھی وَلَا دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا" نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار۔ وَلَا اَمَةً وَّلَا عَبْدًا" نہ کوئی غلام اور لونڈی چھوڑی۔ ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جو آپ کے سچے متبع ہیں فرمایا کہ مجھے پرانے کپڑوں میں دفن کر دو تو بہت اچھا رہے گا۔ اور اسی طرح سے حضرت عمر رضؓ نے بھی کمال کر دکھایا۔ خدا نے ان کو ... درہم روزانہ پر وہ گذارہ کیا کرتے تھے ایک دن ان کی بیوی نے ایک چادر پہنی ہوئی تھی تو پوچھا کہ یہ کہاں سے آئی، انہوں نے کہا کہ روزینہ کے پیسوں میں سے میں دو پیسے بچایا کرتی تھی۔ ان کو جمع کر کے چادر خرید لی۔ حضرت عمر رضؓ نے بیت المال میں رقعہ لکھا کہ آج سے میرے روزینے میں سے دو پیسے کم کر دو۔ یہ قرآن شریف ... حضرت نبی کریمؐ کا کمال ہے یہ حضرت کی تعلیم کا اثر ان کے صحابیوں پر ان کے کامریڈوں پر اور ان کے ساتھیوں پر تھا۔ ان لوگوں نے جانیں خدا کے رستہ میں پیش کر دیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے راضی ہو گیا جنہوں نے جانیں دینے کے لئے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور فرمایا فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ۔ ہم ان کے دلوں کو جانتے ہیں جن میں اخلاص ہے۔ اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر پاکیزگی اور طہارت ہے تو آپؐ کے صحابہؓ کے اندر بھی پاکیزگی اور طہارت ہے، جس کی خدا خود گواہی دیتا ہے۔

مسلمان قوم اور اس کے لیڈروں میں اخلاص کی ضرورت

جو قوم حضرت نبی کریمؐ پیدا کرنا چاہتے تھے اور موجودہ مسلمان قوم جو حضرت کی امت ہے اس کے اندر اخلاص ہونا چاہیئے۔ ان کو شہرت سے غرض نہ ہونی چاہیئے۔ ان کو مال حاصل کرنے کی غرض نہ ہونی چاہیئے۔ لیڈر، دنیادار ہو یا مذہبی ہو، اس کو شایاں نہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے قوم کو استعمال کر کے دولت جمع کرے۔ اس کا مقام گر جاتا ہے حاکم اور محکوم دونوں کے اندر اخلاص ہو۔ خدا تعالیٰ کی رضا چاہنے والی قوم ہو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ۔ قرآن کریم کی تعلیمات پر چلو گے تو تمہیں شرف و بزرگی حاصل ہو گی۔ پس قوم کو شرف کے حصول کے لئے احکام الٰہی کی پابندی اختیار کرنا چاہیئے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وہ قوم جو اس کتاب کی تعلیمات پر عمل کرے گی اللہ تعالےٰ اس کو بلند کرے گا وَیَضَعُ بِهٖ اٰخَرِیْنَ لیکن وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے کلام پر عمل درآمد نہ کریں گے وہ گر جائیں گے۔ خدا ہمارے ساتھ دغابازی نہیں کرتا۔ وہ ہمارے کلمہ سے دھوکہ نہیں کھاتا۔ رمضان میں اگر ہم بھوکے مریں تو وہ قطعًا اس کی پرواہ نہیں کرتا جب تک کہ ہماری نمازیں، روزے ہیں، سخاوت میں ہر مسلمان پاکیزگی اور طہارت کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ یہ قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

پاکستان کی مضبوطی کے ذرائع اور سامان

پاکستان کے لوگو! میری آواز تم تک پہنچے یا نہ پہنچے یاد رکھو کہ پاکستان کی مضبوطی صرف اس عمل میں ہے کہ تمہارے پیٹ میں حلال طیب روٹی جائے تمہاری زبان پر صدق ہو، تمہارے دل میں حق پرستی ہو. اخلاص اور تقوےٰ ہو، تمہارے ارادوں میں نفس پرستی نہ ہو بلکہ اخلاص سے ملک کی ترقی کے لئے جدوجہد کرو۔ ان چیزوں کے اوپر عمل درآمد کرنے سے پاکستان مضبوط ہو سکتا ہے۔ ہماری عزت بڑھ سکتی ہے۔ ہم ایک مضبوط قوم بن سکتے ہیں۔ ہم دنیا پر غالب آ سکتے ہیں۔ میں اس دُعا کے ساتھ اس تقریر کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم قرآن شریف کی تعلیمات کے پابند ہوں۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی اتباع کرنے والے ہوں۔

رسول کریم صلعم اور امام وقت کی تعلیم

ہمارے پیغمبر صلعم نے فرمایا تَرَكْتُ فِیْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ۔ میں تمہارے درمیان ایک چیز چھوڑ چلا ہوں۔ اگر تم اس پر مضبوطی سے پنجہ مارو گے تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ چیز ہے كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ قرآن کریم اور میری سنت ہمارے اس امام نے جو زمانہ کا امام ہے اور مجدد ہے اس نے بھی فرمایا ہے کہ میں کوئی نیا دین نہیں لایا۔ ہر وہ چیز جو قرآن سے باہر ہے مردود ہے۔ قرآن شریف پر عمل کرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو۔ یہ میرا اعتقاد ہے یہ میری تلقین ہے۔ میں خادم اسلام ہوں اور اگر میں خادم اسلام نہیں تو کچھ بھی نہیں اور اگر قوم کے اندر تقوےٰ نہیں پیدا کر سکا تو میں ناکام ہوں۔ اگر میں نے مناظروں میں عیسائیوں کو مات دے دی اور آریوں کو شکست دے دی کتابیں لکھ دیں تو یہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا، اگر میں نے قوم کے اندر تقوےٰ پیدا نہیں کیا تو کچھ بھی نہیں ہوا۔

ایثار پیشہ اور خادم اسلام قوم

میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ان کی جماعت کے اندر خدا نے تقوےٰ پیدا کیا ہے وہ ایثار پیشہ قوم ہے، وہ قربانی کرنا جانتی ہے۔ ان کی قربانیوں سے مشرق و مغرب میں اشاعت اسلام ہو رہی ہے۔ یورپ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑنے والا اس زمانے کا مجدد ہے اور اس زمانہ کے مجدد کے ساتھی ہیں، دنیا کا کوئی طبقہ اس وقت نہیں جو اس بات کا انکار کر سکے کہ چودہ سو سال میں جس شخص نے فتح اسلام کے جھنڈے یورپ میں گاڑے وہ مرزا غلام احمد ہیں۔

دعوےٰ نبوت سے انکار

ان کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن اور حدیث کے باہر ہر چیز مردود ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں میں حضرت کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں۔ حضرت کا ارشاد ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اس کے اندر لائے نفی جنس کے لئے ہے بلا استثنا قطعًا کوئی کسی قسم کا نبی حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا۔ اور فرمایا کہ وحی نبوت اس دن سے بند ہے جس دن حضرت نبی اکرمؐ کا وصال ہوا تھا۔ اب وحی نبوت نہیں اُتر سکتی۔ جب وحی نبوت نہیں اُتر سکتی تو کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ جبرائیل کا وحی نبوت لے کر آنا ممتنع ہے۔ باب نبوت مسدود ہے پس مرزا صاحب کو ہم خادم دین اسلام مانتے ہیں مجدد مانتے ہیں، مسیح موعود مانتے ہیں لیکن نبی نہیں مانتے وہ کہتے ہیں لوگ میری طرف دعوےٰ نبوت منسوب کر کے لوگوں کو اشتعال دلانا چاہتے ہیں میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں۔

ہم فرقہ پرست نہیں ایک منظم جماعت ہیں۔

غرض ہماری جماعت قرآن اور حدیث کی پابند ہے اور وہ فرقہ پرستی سے بیزار ہے یہ ایک نظام ہے جو ہم نے قائم کر رکھا ہے نظام کے بغیر کوئی کام دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ ہر وہ شخص جو غلطی سے سمجھتا ہے کہ ہم فرقہ پرست ہیں وہ اپنی غلطی کو نکال دے کہ ہم فرقہ پرست ہیں، ہم ایک

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

جناب برق صاحب کے پیش کردہ الہامات مہمل ہیں یا ایمان افروز

برق صاحب کے پیش کردہ الہامات ثابت شدہ حقائق کی روشنی میں

برق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے جن الہامات کو عجیب اور مہمل الہامات کا لقب دے کر تمسخرانہ لہجہ میں ان کا ذکر کیا ہے اُن میں سے اکثر الہامات کے متعلق تو میں ناقابل تردید دلائل سے ثابت کر چکا ہوں کہ وہ سب کے سب آئندہ زمانہ میں وقوع میں آنے والے واقعات کی خبریں دے رہے تھے اور ان غیب کی خبروں نے وقت [illegible] آکر اپنی صداقت پر آپ مہر لگا دی اور آفتاب آمد دلیل آفتاب کی مصداق ثابت ہوئیں اور ہزاروں انسانوں کے لئے پختگی ایمان اور ہزاروں کے لئے ازدیاد ایمان اور ہزاروں کے دلوں میں شمع ایمان جلانے کا موجب بنیں۔ باقی ماندہ جن پر ابھی بحث کرنی ہے وہ بھی اسی طرح ایسی ہی زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں کہ جن کی طرف انسانی ذہن جا ہی نہیں سکتا تھا۔ صرف عالم الغیب والشہادۃ خدا کی طرف سے اطلاع دیئے جانے سے ہی ان پر اطلاع پائی جا سکتی [illegible]۔ ان میں سے مزید دو کے متعلق اس مقالہ میں روشنی [illegible] جاتی ہے۔

پہلا الہام اور اسکے معنی

برق صاحب نے ان دونوں الہاموں کو مہمل الہامات کی فہرست میں رکھا ہے۔ ان میں سے پہلا الہام "ھو شعنا نعسا" ہے یہ الہام ۱۸۸۳ء کا ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ پر درج ہے۔ اس کے متعلق حضور نے اس وقت تحریر فرمایا:۔

"یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں ان کے معنے ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے"

بعد میں اس کے معنے حضور پر کھل گئے۔ سو ان معنوں کا ذکر حضور نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۰ میں کیا ہے۔ تعجب ہے کہ برق صاحب کی نظر سے یہ معنے کس طرح اوجھل رہے۔ ان کا دعوے تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کُتب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے یا تو ان کا یہ دعوے غلط ہے یا انہوں نے عمداً حق پوشی کا ارتکاب کیا ہے۔ بہرحال حضور کے بیان کردہ معنی یہ ہیں۔

"اے خدا میں دُعا کرتا ہوں کہ مجھے نجات بخش اور مشکلات سے رہائی فرما"

یہ تو ھو شعنا کے معنے ہیں اس کے بعد نعسا کے معنی بیان فرماتے ہیں "ہم نے نجات دے دی"۔ ان معنوں کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"یہ دونوں فقرے عبرانی زبان میں ہیں اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو دعا کی صورت میں کی گئی ہے اور پھر دعا کا قبول ہونا ظاہر کیا گیا ہے اور اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو موجودہ مشکلات ہیں یعنے تنہائی بیکسی۔ ناداری کسی آیندہ زمانہ میں دُور کر دی جائیں گی۔ چنانچہ ۲۵ برس کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اس زمانہ میں ان مشکلات کا نام و نشان نہ رہا"

علاوہ ازیں الہام کے الفاظ آیندہ شدید مشکلات پیدا ہونے اور ان سے نجات پانے کی پیشگوئی بھی کر رہے ہیں۔ اب ہر منصف مزاج آدمی غور کرے کہ ۱۸۸۳ء میں جبکہ ایسی مصائب اور مشکلات کا نام و نشان بھی نہ تھا جن سے نجات حاصل کرنے کے لئے دُعا کی جاتی۔ آٹھ سال کے بعد حضور پر ایسی تکلیف دہ مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور ایسی خطرناک مشکلات پیش آجاتی ہیں کہ جن کو برداشت کرنا خدا کے خاص ماموروں کا ہی کام ہوتا ہے ان مشکلات اور مصائب کی تفصیل میں گزشتہ قسط میں بتا چکا ہوں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ایسے الہام کو جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ اس وقت تو تم امن میں ہو لیکن ایک وقت آنے والا ہے کہ تم مشکلات کے بھنور میں پھنس جاؤ گے اور جس سے سلامتی کے ساتھ نکلنا بجز خدا کی مدد کے ناممکن ہوگا مہمل قرار دینا حد درجہ کی جسارت ہے یا نہیں چنانچہ وہ وقت ۸ سال کے بعد آگیا اور پیشگوئی کا لفظ لفظ پورا ہو گیا کیا کوئی ذی ہوش انسان ایسے الہام کو مہمل اور لغو قرار دینے کی جرأت کر سکتا ہے۔

ایسے الہام کا کیا تقاضا ہے

مصائب کے وارد ہونے اور پھر ساتھ ہی ان سے نجات پانے کی بشارت بھی الہام میں دی جائے اور پھر وہ پورا بھی ہو جائے تو ایسا الہام تو اس قابل ہے کہ اس کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ اور الہام کے نازل کرنے والے خدا کی ہستی پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان دلوں میں پیدا کیا جائے اور اس کی صفت عالم الغیب اور بے انتہا قدرتوں کے مالک ہونے کو ٹھیک اسی طرح تسلیم کیا جائے جس طرح انسان اس چیز کو تسلیم کر لیتا ہے جو اس کے مشاہدہ میں آجاتی ہے اور اس کا یقینی طور پر خدا کی طرف سے ہونا اسی طرح مان لیا جائے جس طرح کا حق ہوتا خدا نے اس آیت میں بیان کیا ہے انہ لحق مثل ما انکم تنطقون

ماموروں کی بعثت کی غرض

اور یہی ماموروں کے آنے کی غرض ہوتی ہے کہ وہ خدائی صفات کو پردۂ غیب میں ہی نہیں رہنے دیتے بلکہ اپنی زبردست پیشگوئیوں کے ذریعہ ان کا مشاہدہ کروا دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں نے ان میں سے ہر صفت کا عملی ثبوت بہم پہنچایا ہے اب یہ لوگوں کی اپنی بدقسمتی ہے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر لیں اور صفات الٰہی کو دیکھنے سے اپنے آپ کو محروم کر لیں اب دیکھ لو کہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ الہام مذکورہ بالا نے اللہ تعالےٰ کی صفت عالم الغیب ہونے کا کیسا واضح ثبوت بہم پہنچایا ہے اور پھر قدرت کاملہ کا بھی کیسا بیّن ثبوت پیش کیا ہے ایک طرف دشمن انتہائی طاقت کا مالک ہے خدا کا مامور انتہائی درجہ پر کمزور ہے اور طاقتور دشمن اپنی پوری طاقت کے ساتھ کمزور مامور پر حملہ آور ہوتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ وہ اسے پیس ڈالے گا۔ لیکن خدا اُسے تسلی دیتا ہے کہ میں اُن کی طاقت کو توڑ دوں گا اور ان کے حملہ کو بے کار کر دوں گا اور اپنے مامور کو جو کمزور سمجھا جاتا ہے پوری طاقت سے مسلح کر دوں گا اور اسکو طاقتور دشمن کے مقابلہ میں کامیاب کر کے دکھلا دوں گا اور وہ ایسا ہی کرتا ہے یہ عمل اس کا صاف دلالت کر رہا ہے کہ فی الحقیقت قوی

اور کریمۃ صفت سے متصف ہے کیا یہ تائید اس کی صاف طور پر بتلا نہیں رہی کہ وہ اپنے ماموروں کے دشمنوں کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ھل اتاک حدیث الجنود فرعون و ثمود بل الذین کفروا فی تکذیب واللہ من ورائھم محیط جو فوج گھیرے میں آجاتی ہے اس کی شکست یقینی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے مخالفین کی تمام کوششوں کا رائیگاں جانا اور ان کا زور ٹوٹ جانا اور حضرت مرزا صاحب کا اُن کے مقابلے میں کامیاب ہو جانا قرآن کریم کے مذکورہ بالا دعوے کی سچائی پر کیا کھلی کھلی دلیل نہیں جس کا انکار ناممکن ہے کیونکہ اس کا انکار واقعات کا انکار ہو گا جس کی توقع کسی بھی عقلمند انسان سے نہیں ہو سکتی۔

قرآن کریم کے دوسرے دعویٰ کی تصدیق

پھر حضرت مرزا صاحب اور ان کے مکفرین کے درمیان مقابلہ شروع ہوا اور جس میں باوجود حالات ناسازگار ہونے کے حضرت مرزا صاحب کو پیشگوئی کے مطابق نمایاں فتح حاصل ہوئی کیا حضور کی یہ فتح قرآن کریم کے دعوے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ان اللہ قوی عزیز (یعنے اللہ تعالےٰ کا یہی قطعی فیصلہ ہے کہ وہ اور اس کے فرستادہ ضرور غالب رہیں گے ورنہ اتنی زبردست طاقتوں کے مقابلہ میں کس طرح کامیاب ہو سکتے تھے مفتری کا تو خدا بھی دشمن ہوتا ہے اگر دنیاوی طاقتیں اسکو ہلاک کرنے کے لئے نہ بھی اُٹھیں تب بھی خدا اکیلا ہی اسکو تباہ کرنے کے لئے کافی ہے لیکن یہاں معاملہ بالکل اُلٹ ہوتا ہے وہ علماء جو اپنے آپ کو رسول کریم صلعم کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہونے کا دعوے کرتے تھے وہ ہر میدان میں شکست کھاتے ہیں، اور وہ شخص جسے وہ نعوذ باللہ دجال، ملحد، بے دین۔ وغیرہ۔ القاب سے پکارتے تھے اور اب بھی پکارتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تائید پر تائید حاصل کرتا جاتا ہے اور ہر مقابلہ میں ان علماء کو شکست پر شکست دیتا چلا جاتا ہے علمی میدان میں وہ پیچھے بھاگتے نظر آتے ہیں دعاؤں کی قبولیت کے مقابلہ میں وہ منہ کی کھاتے ہیں خدا سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل کرنے میں اُن کی طرف سے عملاً نہیں بستی کا اعلان ہوتا ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو مسلمانوں کی طرف سے جلسہ مذاہب اعظم میں نمائندہ تھے صاف الفاظ میں اقرار کیا کہ ہم میں اب کوئی ولی نہیں جس کو ہم پیش کر سکیں جو ملہم تھے اب وہ زیر زمین جا چکے ہیں خوارق دکھلانے کے مقابلہ میں وہ عاجز دکھلائی دے رہے ہیں۔ مباہلہ میں آنے کی انکو جرأت نہیں ہوتی حالانکہ تمام روحانی امور میں جو قرب الٰہی کی علامات قرار دیئے گئے ہیں وہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں پیٹتے چلے جا رہے تھے کسی ایک امر میں بھی مقابلہ میں آنے کی جرأت اُن میں نہ تھی اور جو ایک دو آئے انہوں نے ذلت رسوائی اور ہلاکت کا منہ دیکھا۔ میں حیران ہوں کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی سچائی پر یہ تمام امور روشن دلائل کا کام نہیں دیتے تو پھر کونسے دلائل مخالفین کو تسلی دلا سکتے ہیں آخر قرآن کریم میں تمام مامورین الٰہی کی شناخت کا معیار ایسے ہی دلائل کو قرار دیا گیا ہے میری مخلصانہ اپیل ان لوگوں کی خدمت میں یہی ہے کہ اب ضد کو چھوڑ کر خدا کے مسیح کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جائیں تا اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کر کے سعادت دارین کی نعمت سے وافر حصہ پائیں اللہ تعالےٰ سب کو سچائی قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن کریم کی آیت الا ان حزب اللہ ھم الغالبون میں بیان کردہ معیار بھی ان کی رہنمائی کا موجب بن کر ان کو راہ صواب دکھلا سکتا ہے اگر وہ غور اور تدبر سے کام لیں۔ پس یہ الہام جس کو برق صاحب نے اپنے زعم میں مہمل قرار دیا ہے جس شان سے پورا ہوا ہے وہ واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے کسی سے مخفی نہیں رہ سکتی اور واقعات ہی اصلی کسوٹی ہیں جس پر پیشگوئیوں سے تعلق رکھنے والے الہاموں کی صحت کو پرکھا جا سکتا ہے، سو اس معیار نے مندرجہ بالا الہام کی سچائی کو ایسا روشن کر کے دکھلایا ہے کہ اس کا انکار نصف النہار کے سورج کے انکار کے مترادف ہو گا خصوصاً جبکہ اس کے آگے کوئی بادل بھی نہ ہو۔

برق صاحب کا ایک اور مزعومہ مہمل الہام اور حضرت مرزا صاحب کا اُسوۂ رسول صلعم پر عمل

برق صاحب نے اپنے مزعومہ مہمل الہامات کی فہرست میں مندرجہ ذیل الہام کو بھی شامل کیا ہے "اذکر نعمتی رأیت خدیجتی" یہ الہام برق صاحب نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ (صحیح ۵۵۸ حاشیہ) سے درج کیا ہے اور ساتھ ہی اس کے مندرجہ ذیل معنی بھی نقل کئے ہیں۔

"میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو دیکھ لیا"

الہام اور اس کے معنی کو نقل کرنے کے بعد براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ کا حوالہ دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ برق صاحب کے درج کردہ معنی بھی براہین احمدیہ میں سے ہی لکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے الہام کے الفاظ "رأیت خدیجتی" کے معنی براہین احمدیہ میں قطعاً نہیں لکھے صرف الہام کے الفاظ لکھنے پر ہی اکتفا کیا ہے اور اس کے معنی ترک کر دیئے ہیں اور یہ طریق حضور نے اپنے آقا حضرت نبی کریم صلعم کی سنت کی پیروی میں اختیار کیا حضرت نبی کریم صلعم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خواب میں دکھلائی گئیں اور جبرائیل نے کہا یہ تمہاری بیوی ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے دل میں یہی خیال کیا کہ اگر اس خواب نے ظاہر میں اسی طرح پورا ہونا ہے تو ہو جائے گا اور اگر اس کی کوئی تعبیر ہے تو اپنی تعبیر کے لحاظ سے پورا ہو جائے گا جب حضرت عائشہ صدیقہ رضہ آنحضرت صلعم کے نکاح میں آگئیں تو آنحضرت صلعم نے اس خواب کا ذکر فرمایا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے اسی اُسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت اقدس مرزا صاحب نے الہام کے ان الفاظ کے پورا ہونے کو واقعات پر چھوڑ دیا کہ واقعات خود ان الفاظ کے معانی پر سے پردہ اُٹھا دیں گے اور بتلا دیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے کس مفہوم کو مدنظر رکھکر ان الفاظ کو اپنے الہام میں استعمال کیا ہے۔

اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو اپنے الہام کے منجانب اللہ ہونے پر تو کامل یقین تھا گو ان کے معانی کا انکشاف حضور پر الہام کے نازل ہونے کے وقت نہیں ہوا۔

اب دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ واقعات نے الہام کے الفاظ "رأیت خدیجتی" کی کیا حقیقت بتلائی اور کس شکل میں ان الفاظ نے عملی جامہ پہنا ہے۔

۱۸۸۱ء کے الہامات

سو پیشتر اس کے کہ الہام کے مندرجہ بالا الفاظ کی صداقت پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے اس کے ساتھ کے چند الہامات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے، سو واضح ہو کہ یہ تمام الہامات بھی بمع مندرجہ بالا الہام کے ۱۸۸۱ء کے ہی ہیں۔

پہلا الہام

سب سے پہلا الہام جو حضور کو اس سلسلہ میں ہوا وہ یہ ہے "انا نبشرک بغلام حسین" اس الہام کی اطلاع حضور نے اپنی عادت کے موافق قادیان کے ہندوؤں یعنے شرمپت اور ملاوامل کو نیز بعض مسلمانوں کو دی تو سب نے اس کو تعجب کی نظر سے دیکھا۔ تعجب کا باعث یہ تھا کہ حضور کی پہلی بیوی کو عرصہ بیس سال سے اولاد ہونی موقوف ہو چکی تھی اور دوسری کوئی بیوی اس وقت تھی نہیں کہ جس سے مزید اولاد کی توقع کی جا سکتی اور نہ ہی دوسری شادی کرنے کا اس وقت کوئی آثار تھے۔ لیکن الہام اولاد کی بشارت دے

دیا۔ ... اور اولاد بغیر بیوی کے ہو نہیں سکتی پس ظاہر ہے کہ الہام ... صریح لفظوں میں تو دوسری شادی کرنے کا حکم نہیں دے رہا لیکن دوسری شادی کی طرف اشارہ ضرور کر رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تسلی دے رہا ہے کہ آنے والی بیوی بانجھ نہیں ہوگی۔

دوسرا الہام

"میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری
ایک اور شادی کروں یہ سب سامان
میں خود ہی کروں گا اور تمہیں کسی بات
کی تکلیف نہ ہوگی"

اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل الفاظ بھی الہاماً نازل ہوئے۔

"ہرچہ باید نو عروسے را ہماں ساماں کنم
وآنچہ مطلوب شما باشد عطائے آں کنم"

یعنی دلہن کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے سامان میں خود ہی کروں گا اور تمہیں بھی جو کچھ مطلوب ہوگا وہ بھی میں خود ہی عطا کر دوں گا۔

اس الہام میں وضاحت کے ساتھ دوسری شادی کرانے اور اس کے لئے ضروری سامان کو مہیا کرنے کی ذمہ داری خود خدا نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ کس طرح پورا ہوا اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

تیسرا الہام

اس سلسلہ میں تیسرے الہام کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:۔

"الحمد للہ الذی جعل
لکم الصھر والنسب"

دوسرے الہام میں شادی کرانے کی وضاحت تھی تو تیسرے الہام میں اس بات کی بھی وضاحت کر دی کہ دامادی کا تعلق جس خاندان سے ہوگا وہ اپنی شرافت اور نجابت میں قابل تعریف حد تک شہرت کا مالک ہوگا جس پر کہ الہام کا لفظ الحمد دلالت کر رہا ہے اور پھر دامادی تعلق کو نسب پر مقدم رکھ کر اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ نسب بھی گو قابل تعریف ہے اور اپنے اندر فضیلت رکھتی ہے لیکن جس خاندان سے تعلق دامادی پیدا ہوگا اس میں نسب سے بڑھکر فضیلت ہوگی۔

چوتھا الہام

چوتھے الہام میں یہ بھی بتلا دیا گیا کہ دوسری شادی ہندوستان کے مشہور شہر دہلی میں ہوگی۔

پانچواں الہام

اس سلسلہ میں پانچویں الہام کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:۔ بکرٌ وثیبٌ۔ عربی زبان کے لحاظ سے ان الفاظ کے تین معانی ہو سکتے ہیں (۱) باکرہ عورت اور شادی شدہ مرد۔ گویا اللہ تعالےٰ نے حضور کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تم اگرچہ شادی شدہ ہو (ثیّب کے معنی عربی زبان میں شادی شدہ مرد کے بھی ہیں) لیکن تمہاری جس لڑکی سے شادی ہوگی، وہ بیوہ یا مطلقہ نہیں ہوگی بلکہ باکرہ ہوگی۔ (۲) دوسرے معنی ان الفاظ کے عربی زبان کے لحاظ سے یہ ہو سکتے ہیں کہ جو لڑکی تمہارے نکاح میں آئے گی وہ ہوگی تو باکرہ لیکن بیوہ رہ جائے گی۔ اس معنی کے لحاظ سے ایک تو اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضور کی وفات اپنی بیوی سے پہلے ہوگی اور اسے کچھ عرصہ بیوگی میں زندگی بسر کرنی پڑے گی۔ دوسرے ان الہامی الفاظ میں جس لڑکی سے نکاح ہونا مقدر بتلایا گیا تھا اسی کی گویا دونوں یعنے باکرہ اور بیوہ ہونے کی حالتوں کا نقشہ پیش کیا گیا ہے اور یہی دو معنی ہیں جن کی صحت پر واقعات نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور یہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ پیشگوئیوں کے متعلق الہامات کی اصلی تعبیر کرنے والے واقعات ہی ہوتے ہیں سوائے ان الہامات کے جن کا مفہوم خدا تعالےٰ خود ملہم کو بتلا دے وہ الہامات اسی مفہوم کے مطابق پورے ہوتے ہیں ورنہ ان کا صحیح مفہوم جو خدا نے اپنے نازل کردہ الفاظ میں مدنظر رکھا ہوا ہوتا ہے وقوع میں آنے کے بعد ہی کھلتا ہے اس سے قبل خود ملہم کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس کا الہام کس مفہوم کے لحاظ سے پورا ہوگا۔ وہ بعض اوقات کسی اور مفہوم کے لحاظ سے اس کے پورا ہونے کا انتظار کر رہا ہوتا ہے لیکن پورا وہ کسی دوسرے مفہوم کے لحاظ سے ہو جاتا ہے جس کی مثالیں میں اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کے سوانح میں دکھلا چکا ہوں اور ایسا اس لئے ہوتا ہے تا دنیا کو پتہ لگ جائے کہ الہام ملہم کے دماغ کا اختراع نہیں اور نہ اس میں نفسانی اغراض کا کوئی دخل ہے اور نہ وہ شیطانی القا ہے۔ تیسرے اس وجہ سے بھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ پردۂ غیب رکھنا بھی اللہ تعالےٰ کے مدنظر ہوتا ہے اسی لئے فرمایا کہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ ایک تو محکم کو چھوڑ کر متشابہ کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور دوسرے الہام کے اصل الفاظ کو چھوڑ کر ملہم کی بتلائی ہوئی تاویل کو اصل الہام قرار دے کر اس کے پورا نہ ہونے پر شور مچاتے ہیں کہ دیکھو پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اس سے غرض صرف ان کی یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو فتنہ میں ڈالیں یعنے حق اور صداقت کے قبول کرنے سے ان کی توجہ کو پھیر دیں، حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اللہ جس نے وہ کلام نازل کیا ہے اسی کو اس کے صحیح معنی کا علم ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ ملہم کو خدا کے بتلائے بغیر خدا کے اصل منشاء کا علم ہو جائے۔ لا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء صریح ارشاد الٰہی قرآن کریم میں موجود ہے پس خدا کے معنے کو چھوڑ کر جس کی رو سے ملہم کا الہام پورا ہوا ہے ملہم کے بتلائے ہوئے معنی کو بنا پر الہام کو نشانۂ اعتراض بنانا قرآن کریم کی رو سے کج دل آدمیوں کا کام ہے۔

پس الہام مندرجہ بالا کے الفاظ عربی زبان کے لحاظ سے تیسرے معنے بھی ہو سکتے تھے اور وہ یہ کہ ایک باکرہ اور بیوہ نکاح میں آئے گی اور اس وقت بعض خاص حالات کے ماتحت جن کا ذکر انشاءاللہ ایک اور پیشگوئی پر بحث کرتے ہوئے کیا جائے گا سیدنا حضرت مرزا صاحب کا ذہن ان معنی کی طرف گیا لیکن واقعات نے پہلے دو معنوں کو تو درست ثابت کیا اور تیسرے معنی کو غلط قرار دیا گو ملہم نے یہی تیسرے معنی ہی سمجھے خدا نے اپنے نازل کردہ الفاظ تو پورے کر دیئے۔ ملہم کے خیال میں جو معنے آئے وہ اس بات کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا کہ ان کو بھی پورا کرے۔ جیسے کہ اہل کے متعلق نوح علیہ السلام کے خیال کردہ معنی کو خدا نے پورا نہ کیا لیکن اس لفظ کا جو مفہوم اس نے اپنے نزدیک رکھا ہوا تھا اس کے لحاظ سے پیشگوئی کو پورا کر دیا یہی سلوک اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ کیا اور قرآن کریم میں فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت فرما کر مسلمانوں کو تلقین کی تھی کہ تم بھی اسی غلطی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ پیشگوئی کے پورا ہونے کا معیار ملہم کے اجتہاد کو قرار دے لو اور پھر ٹھوکریں کھاتے پھرو۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کو ہی قبول کر لیا کرو۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہ اجتہاد خود اپنے الہام کے بھی خلاف تھا کیونکہ الہامی الفاظ میں صرف ایک شادی کا ذکر تھا دوسری شادی کا ذکر نہ تھا ایک شادی ہو جانے کے بعد دوسری شادی کا کوئی امکان ہی نہیں رہتا تھا۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وقت آنے پر بیشتر مسلمان اس امتحان میں کامیاب ہونے کی بجائے بنی اسرائیل کی طرح فیل ہو گئے۔

چھٹا الہام

چھٹا الہام اس سلسلہ میں حضور پر ان الفاظ میں نازل ہوا:۔

"اشکر نعمتی رأیت خدیجتی"

اس الہام میں اس خاندان کی تصریح کر دی جس خاندان میں دامادی کے تعلق پیدا ہونے کی پیشگوئی الہام الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب میں کی گئی تھی یعنے یہ بتلا دیا کہ وہ خاندان سادات کا خاندان ہے جس کی بنیاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے پڑی اسی حقیقت کی طرف وہ کشف بھی اشارہ کر رہا ہے جو حضور نے ۱۸۸۱ء میں دیکھا تھا جس کا ذکر ...

ذیل الفاظ میں کیا ہے :-

"ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشہ سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسے بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز ہوتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی رضی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے اُن میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا"

یہ کشف بھی اس بات پر صریح دلالت کر رہا ہے کہ حضور کا دامادی تعلق خاندان سادات میں ہی ہوگا اور اس بناء پر حضورؑ کو حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے کسی صاحبزادی سے ازدواجی تعلق قائم ہوگا۔ جس کی بناء پر حضورؑ اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹے اور مادر مہربان کا تعلق پیدا ہو جائے گا گویا یہ ایک پیشگوئی تھی جو ۱۸۷۵ء میں کی گئی اور ۱۸۸۴ء میں جا کر پوری ہوئی جبکہ اس کے پورا ہونے کے بظاہر کوئی آثار نہ تھے۔ الہام کے لفظ خدیجہ میں بھی یہی حقیقت پنہاں تھی جو اپنے وقت پر آ کر ظاہر ہو گئی۔

خدیجہؓ کے لفظ سے نسل ہی مراد ہو سکتی ہے

اگر یہ کہا جائے کہ الہام میں تو خدیجہ کا لفظ ہے نسل کا لفظ کہاں سے نکال لیا گیا تو برق صاحب کو اوّل تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ قرائن قویہ جہاں موجود ہوں تو عربی زبان میں بالعموم مضاف کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے قریۃ بول کر اہلِ قریہ مراد لیا جاتا ہے اور یہاں تو قرینہ بھی واضح ہے کیونکہ خدیجہ سے خود خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہا مراد ہو ہی نہیں سکتیں مراد ان کی نسل سے ہی کوئی خاتون ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ بات بھی برق صاحب کو نہیں بھولنی چاہیئے کہ الہامی کلام میں ایک شخص سے اس کی [illegible] کا کوئی فرد بھی مراد لے لیا جاتا ہے اور اس کا علم بعض اوقات واقعات سے ہی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کو جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ ابوجہل کے لئے دیا گیا تھا لیکن واقعات نے بتلا دیا کہ ابوجہل سے مراد اس کا لڑکا عکرمہ رضی تھا۔ جس نے اسلام سے مشرف ہو کر اس کشف کی سچائی کو ثابت کر دیا۔

قرآن کریم میں بھی یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہے سورۃ النحل رکوع ۱۰ میں فرمایا: واللّٰہ جعل لکم من انفسکم ازواجًا و جعل لکم من ازواجکم بنین و حفدۃً ظاہر ہے کہ پوتے کسی انسان سے اس کی اپنی بیوی سے تو نہیں پیدا ہوتے بلکہ بیٹوں کی بیویوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن آیت میں بیٹوں کی بیویوں کو بھی باپ کی ازواج میں ہی شامل کر دیا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کے محاورے زبان میں رائج ہیں اس لئے الہامی لفظ خدیجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے پیدا شدہ کوئی لڑکی مراد لینا نہ بعید از قیاس ہے اور نہ ہی زبان کے محاورہ کے منافی ہے۔

اسی طرح بعض اوقات الہامی کلام میں ایک شخص سے مراد اس سے گہرا تعلق رکھنے والا شخص بھی ہو جاتا ہے اور اس کا علم بھی واقعات سے ہی ہوتا ہے۔ مثلاً کشف میں حضرت نبی کریم صلعم کے ہاتھ میں کسریٰ و قیصر کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں لیکن عملاً وہ چابیاں حضرت عمر رضی کے ہاتھ آئیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ الہام میں لفظ خدیجہ پر اس قسم کا اعتراض کرنے والا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ الہامی طرز کلام سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔

الہامات مذکورہ بالا میں پیشگوئیوں کا حیرت انگیز طریق سے پورا ہونا

الہامات مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کی دوسری شادی کا انتظام اللہ تعالے نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور یہ شادی بھی خاندان سادات میں کرانے کا فیصلہ خدا تعالے کی طرف سے ہو چکا تھا۔ اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اللہ تعالے نے جو انتظامات کئے وہ حیرت میں ڈالنے والے ہیں اور اس راہ میں جو مشکلات حائل تھیں انکو جس طریق سے دور کیا گیا وہ بھی کم حیرت انگیز نہیں، ایک مشکل تو یہی تھی کہ سید اپنی لڑکیوں کا رشتہ عام طور پر سیدوں کے سوا دوسری قوموں میں نہیں کرتے۔

دوسری مشکل اس راہ میں یہ تھی کہ اس زمانہ میں دہلی والوں کو پنجابیوں سے سخت نفرت تھی۔

تیسری مشکل یہ تھی کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی پہلی بیوی موجود تھی اور حضور صاحب اولاد بھی تھے اور ہمارے ملک میں عام رجحان یہی ہے کہ ایسی جگہ رشتہ نہیں کیا جاتا۔

چوتھی مشکل یہ تھی کہ دونوں میں عمر کا بھی کافی تفاوت تھا اور یہ تفاوت بھی عام طور پر رشتہ میں مانع ہوتا ہے۔

پانچویں مشکل یہ تھی کہ دونوں خاندان ایک دوسرے سے متعارف بھی نہ تھے ایک خاندان دہلی کا رہنے والا اور دوسرا پنجاب کے ایک معمولی سے گاؤں کا رہنے والا۔ ایسے دونوں خاندانوں میں میل ملاپ کی بظاہر کوئی صورت بھی نہ ہو سکتی تھی کہ ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ چھٹی مشکل یہ تھی کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے خاندان میں کوئی فرد بھی ایسا نہ تھا جو حضور کی دوسری شادی کا حامی اور اس کے لئے کوشش کرنے والا ہو۔ بلکہ اس وجہ خاندان میں شادی کے لئے کوئی پیغام دینے والا ہی نہ تھا۔

ان تمام مشکلات کو اللہ تعالے نے کس طرح دور کیا ذیل کے واقعات پر قارئین کرام غور کی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالے اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے کس طرح سامان پیدا کر دیتا ہے۔

شادی کے سامان کس طرح پیدا ہوئے

سب سے اوّل دونوں خاندانوں میں تعارف پیدا کرنے کا سامان اللہ تعالے نے یہ کیا کہ لڑکی کے والد میر ناصر نواب صاحب مرحوم کی ملازمت کے سلسلہ میں تبدیلی قادیان کے قریب ایک گاؤں میں کرا دی۔ اس کے بعد لڑکی کی والدہ محترمہ کو ایک بیماری میں مبتلا کر دیا جس کے علاج کے لئے انہیں حضرت اقدس مرزا صاحب کے والد بزرگوار کے پاس لانا پڑا کیونکہ اس تمام علاقہ میں اُس وقت وہی ماہر طبیب تھے اس سے دونوں خاندانوں میں واقفیت کی ابتداء ہو گئی حضرت اقدس کے والد صاحب چونکہ بڑے ہی فیاض اور مہمان نواز تھے انہوں نے ایک شریف خاندان کو جب دیکھا کہ وہ ایسے گاؤں میں رہ رہے ہے جہاں کے لوگ اچھے نہیں تو انہوں نے میر صاحب موصوف کو اپنے گھروں میں جگہ دے دی جس سے تعلقات گہرے ہو گئے۔ حضرت اقدس کی زندگی اس وقت چونکہ گوشہ نشینی کی زندگی تھی اس لئے حضور سے تو ذاتی تعارف نہ ہوا البتہ حضورؑ کے بڑے بھائی سے اچھے تعلقات پیدا ہو گئے حضور کے متعلق ان کو صرف اتنا علم ہو سکا کہ وہ نیک اور پارسا، خدا کی یاد میں مشغول رہنے والے انسان ہیں۔ اس کے بعد یہ خاندان پھر دہلی میں واپس چلا گیا جب لڑکی کی عمر شادی کے قابل ہو گئی تو لڑکی کے والد نے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی نیکی اور تقویٰ اور یادِ الٰہی میں مشغول رہنے کی شہرت سُنی ہوئی تھی حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا کہ دعا کریں کہ لڑکی کا رشتہ کسی اچھی جگہ ہو جائے۔ حضور نے جواب دیا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں خود بھی رشتہ کا خواہشمند ہوں لیکن اس خط کو اس خاندان میں قابل توجہ

لیا کہ جب حضور کو الہاماً یہ بتلایا گیا کہ حضور کی دوسری شادی دہلی میں ہوگی تو حضور نے جو ہمیشہ اپنے الہامات مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو سنایا کرتے تھے یہ الہام بھی مولوی صاحب موصوف کو سنایا ہوا تھا اور ادھر میر ناصر نواب صاحب بھی مولوی محمد حسین صاحب کے معتقد تھے انہوں نے بھی مولوی صاحب موصوف کو اپنی لڑکی کے لئے مناسب رشتہ کی تلاش کرنے کے لئے کہا ہوا تھا۔ مولوی صاحب کو چونکہ حضرت اقدس سے بڑے مخلصانہ تعلقات تھے مولوی صاحب نے اس لئے میر صاحب کو حضرت اقدس کا نام تجویز کیا کہ وہ بڑے نیک اور صالح آدمی ہیں ان کو رشتہ دیدو اور کئی دفعہ لکھا لیکن لڑکی کی والدہ نے دو وجہ سے اس کی مخالفت کی ایک تو عمر میں تفاوت کی وجہ سے، دوسرے اس تنافر کی وجہ سے جو دہلی والوں اور پنجابیوں کے درمیان پایا جاتا تھا، حضرت مرزا صاحب کے خط کا جواب میر صاحب نے انہیں علم ہی نہیں دیا تھا۔

مذکورہ بالا دو وجوہ کی بناء پر مولوی محمد حسین صاحب کی سفارشات کو بھی وہ خاطر میں نہ لاتی تھیں اس اثناء میں متعدد رشتہ آئے جو دنیاوی لحاظ سے اچھے تھے لیکن الٰہی تصرف ان کے دل میں ایسا زبردست تھا کہ وہ ہر رشتہ کا انکار ہی کرتی چلی گئیں یہاں تک کہ لدھیانہ سے ایک شخص کی درخواست آئی۔ یہ رشتہ جناب میر صاحب کو بہت پسند تھا لیکن جب انہوں نے اس کو اپنی اہلیہ محترمہ کے سامنے پیش کیا اور ساتھ ہی یہ کہکر سفارشانہ رنگ میں کہا کہ بہت اچھا رشتہ ہے اسے منظور کر لو لیکن انہوں نے اسکو بھی رد کر دیا اس پر جناب میر صاحب نے غصہ کے لہجہ میں کہا کہ لڑکی کی عمر ۱۷ سال کی ہوگئی ہے کیا اسے ساری عمر کنواری رکھنا ہے تو ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ اس سے بہتر تو غلام احمد والا رشتہ ہی ہے اس پر جناب میر صاحب نے فوراً حضرت اقدس کا خط نکال زبان کے سامنے رکھ دیا کہ لو ان کی طرف سے بھی درخواست آئی ہوئی ہے، اس پر انہوں نے فوراً منظوری دیتے ہوئے کہا کہ پھر لکھدو کہ منظور ہے چنانچہ حضور کو منظوری کی اطلاع دی گئی اور آٹھ دن میں نکاح اور رخصتانہ ہوگیا۔

تمام الہاموں کا لفظ بلفظ پورا ہوتا

اب ہر شخص جس کا سینہ تعصب اور عناد سے خالی ہے خود ہی غور کر کے فیصلہ کر لے کہ حضور کی تمام پیشگوئیاں جو اس رشتہ کے متعلق تھیں کس صفائی اور کس تصرف الٰہی کے ماتحت پوری ہوئیں جناب میر ناصر نواب صاحب دہلی کے مشہور خاندان خواجہ میر درد صاحب کی لڑکیوں کی اولاد میں سے تھے

میں بھی ہوا اور ایسے خاندان میں ہوا جو حضرت اقدس کے اپنے خاندان سے اعلیٰ تھا کیونکہ یہ خالص سیّد خاندان تھا اور حضور کی نسب میں فارسی اور سیّد خاندانوں کی آمیزش تھی رشادی کے لئے جس قدر سامانوں کی ضرورت تھی وہ بھی الہام کے مطابق پوری کر دی گئی سامانوں کے مہیا کرنے والے الہام میں صریح اشارہ تھا کہ دلہن کی آسودگی کے سامان دائمی ہوں گے۔ اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ پھر ثیبّ ہونے کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی صاحب اولاد ہونے کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ پھر اس کے متعلق یہ الہام بھی تھا نُرِیَ نَسلًا بَعِیدًا سو پوتے اور پوتی کو تو حضور نے خود بھی دیکھ لیا تھا پھر حضرت اقدس نے لکھا تھا کہ خدیجہؓ کے ساتھ جو میری موجودہ بیوی کو مشابہت دی گئی ہے اس میں دو اشارے ہیں۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۲۲ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

”حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سادات کی نانی ہے پس اس الہام میں ایک ستید ہوگی اور دوسری یہ پیشگوئی تھی کہ اُس کی اولاد سے ایک بڑی نسل پیدا ہوگی“

اس کے متعلق حضور کا الہام بھی ہے:۔

”تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا“

آج موافق اور مخالف دونوں ہی اس پیشگوئی کا ایک ایک لفظ پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کاش سعید روحیں استنے زبردست نشان سے فائدہ اُٹھائیں۔ کسی انسان کو تو اپنی زندگی کے متعلق یقین تک نہیں ہوتا چہ جائے کہ وہ اپنی نسل کے متعلق کثرت سے پھیلنے کی پیشگوئی کر سکے۔

...ی تفرقوں کو مٹانے اور وحدت انسانی کو پیدا کرنے

...الے نظریات جو حضرت نبی کریم صلعم لے کر آئے

...احمدیہ انہی نظریات کو لیکر دنیا میں خدا اور رسولؐ کا نام بلند کر رہی ہے

تمام مسلمانوں کو اس جماعت میں شمولیت کی دعوت

احمدیہ ہال اور ملحقہ عمارات جماعت احمدیہ کے دینی جذبہ کے اظہار اور قوم میں زندگی پیدا کرنے والی ہیں

الحمد للہ رب العلمین ———— (سورۃ فاتحہ)

ارشادات حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ فرمودہ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۳ء

کائنات کے خالق اور رب کا ذکر ایک ہی جملہ میں

یہ قرآن کریم کی پہلی آیت ہے یہ ایک جامع آیہ کریمہ ہے جس میں اس کائنات کے موجد و خالق کا بھی ذکر ہے اور ساری کائنات کا بھی ذکر ہے اس کائنات میں بے شمار عالم ہیں اُن میں سے ایک عالم انسانیت بھی ہے۔ خدا تعالے جہاں تمام عالموں کا خالق اور ان کی ربوبیت کرنے والا ہے وہاں عالم انسانیت کا بھی خالق اور ربوبیت کرنے والا ہے۔ وہ ربّ العالمین ہے۔ جس قدر اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اندر زندگی ہے وہ اس زندگی کا موجد اور خالق اور اس کی پرورش کرنے والا ہے اس ایک ہی جملہ میں کائنات کے خالق اور کائنات کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مفکرین نے لکھا ہے کہ خیالات محدود ہوتے ہیں کسی چیز کے علم کو حاصل کرنے کے بعد پھر کہیں اس کے بارے میں بیان دیئے جاتے ہیں۔

تمام قوموں کی یکساں پرورش اور ربوبیت کا سامان

اس ایک مختصر سے جملہ میں خدا تعالے کا بھی ذکر ہے اور اس کی ساری مخلوق اور کائنات کا بھی ذکر ہے کیا ایسا جامع جملہ کسی اور کتاب کے اندر موجود ہے کہ جس کے اندر خدا تعالے کا ذکر ہو۔ زمین و آسمان کا ذکر ہو اور تمام کی تمام مخلوق اور قوموں کا ذکر ہو جس میں لکھا ہو کہ ہم تمام قوموں کی پرورش کرنے والے ہیں۔ اور ان سب پر ہمارا سورج چمکتا ہے۔ ان سب کے لئے ہوا موجود ہے۔ ایک ہی پانی سب کے لئے ہے۔ زمین و آسمان صرف مسلمانوں کی ہی خدمت نہیں کر رہے بلکہ ساری قوموں کی خدمت گذاری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تمام قوموں کے اندر ایک جیسی صلاحیتیں ذہنی اور روحانی استعدادیں ودیعت کی گئی ہیں، ہندو ہو، سکھ ہو، مسلمان ہو، حبشی ہو، چوہڑا ہو، کالا ہو، گورا ہو، یہودی ہو یا نصرانی اور غرضیکہ تمام قوموں کے اندر ذہنی قوتے اور روحانی استعدادیں موجود ہیں۔ اگر یہ قوتے اور استعدادیں نہ ہوتیں تو یہ کبھی ممکن نہیں کہ لنڈن آکسفورڈ اور کیمرج کی یونیورسٹیوں میں ہندوستانی کالا گورے انگریز کو مات کر دے، سفید فام کو سیاہ حبشی ذہنی طور پر شکست دیدے سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کو سبق دینے کے لئے مشرقی لوگ وہاں جاتے ہیں کہ خدا سب کا خدا ہے۔ اس نے جہاں جسم و جان کی نعمتیں سب قوموں کو ایک سی دی ہیں وہاں روحانی استعدادیں اور ذہنی قوتیں بھی یکساں طور پر ودیعت کئے ہیں۔

تمام اقوام کی روحانی پرورش کا یکساں سامان

خدا تعالے نے جہاں جسم کی پرورش اور نشو ونما کے لئے اس کائنات کے نظام کو برپا کیا ہے اور زمین و آسمان کی ہر مخلوق اور ہر قوت انسان کی خدمت میں مصروف ہے وہاں انسان کی روح اور قلب کی پرورش اور تربیت کے لئے بھی سامان کئے ہیں۔ خدا تعالی نے روحانی پرورش اور نشوونما کے سامان صرف ایک منتخب اور مخصوص خطہ میں ہی نہیں پہنچائے بلکہ وہ ہر قوم اور ہر ملک میں اس کی راہیں کھولتا ہے۔ فرمایا ولکل قوم ھاد ہم نے ہر قوم و ملت کے لئے رہنما اور ہادی مبعوث کئے ہیں۔

قومی خداؤں کا غلط نظریہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد للہ رب العلمین کے اعلان میں ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ قوم غلطی پر ہے جو یہ کہتی ہے کہ خدا صرف ہمارا خدا ہے یہودی کی کتاب میں لکھا ہے کہ ہم ہی صرف خدا کی محبوب قوم ہیں۔ یہودی کے سوا اور کوئی جنت میں نہیں جائے گا نحن ابناء اللہ واحبائہ ہم ہی خدا کی چہیتی قوم ہیں اور وہ خدا صرف ہم سے ہی محبت کرتا ہے۔ عیسائی بھی یہی کہتے ہیں کہ خدا صرف ہمارا خدا ہے اور کسی قوم کا خدا نہیں ہے نجات صرف صلیب پر ایمان لانے والوں کے لئے ہے ہندو یقین کرتا ہے کہ ہندوستان خدا کی دھرتی ہے اور خدا ہندو قوم کا خدا ہے، ہندوستان سے باہر جس قدر قومیں ہیں وہ ملیچھ ہیں۔ اسی طرح سے اہل امریکہ اپنے ہم مذہب حبشیوں سے سلوک کر رہے ہیں عملاً وہ لوگ خدا کو سفید قوموں کا خدا مانتے ہیں انعامات واکرام و افضال سے محروم ہیں۔ معلوم ہوا کہ قوموں کے اندر یہ عقیدہ ہے کہ خدا صرف اور صرف انہی کا خدا ہے، یہ عقیدہ نہایت نقصان دہ ہے اس عقیدہ کی وجہ سے دل میں تنگی پیدا ہوتی اور دوسروں سے نفرت کرنا لازم آتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ ذہنی انقلاب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے پہلے جملہ سے ذہنی انقلاب پیدا کیا جس سے تمام دشمنیوں اور تعصبات کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے بتا دیا کہ خدا صرف مسلمان کا خدا نہیں، ہندوستان کا اور ایران کا نہیں، اور صرف مغرب کا نہیں، بلکہ فرمایا رب المشرق و رب المغرب وہ تو مغرب کا بھی خدا ہے اور مشرق کا بھی، اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا نے اپنا مامور نہیں بھیجا۔ اب رہا تعلیمات ربانی کا معاملہ سرور کائناتؐ نے فرمایا ہر ہادی ایک ہی سرچشمہ سے سیراب ہوتا اور ایک ہی تعلیم دیتا ہے۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیھم انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ یہ جو قوموں کو غلطی لگی ہوئی ہے کہ خدا صرف انکا خدا ہے اس غلطی کی اصلاح

کرنے کے لئے فرمایا کہ ہر قوم کی طرف ہم نے [illegible] بھیجے ہیں ان کو ایک ہی تعلیم دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ تمام اقوام کے دین کی تعلیم کا سرچشمہ ایک ہی ہے اور دین بھی ایک ہی ہے ان تمام کو یہی تعلیم تلقین کی گئی تھی کہ خدا واحد لاشریک ہے۔ اسی ایک ہی خدا کی تم پرستش کرو۔ اسی قسم کی تعلیم سے اقوام عالم اور انسانوں کے اندر وحدت پیدا ہو سکتی ہے ورنہ خدا تعالےٰ کو تو اپنی توحید منوانے کی حاجت نہیں۔ کیا خدا تعالےٰ کا اپنی عبادت کروانے سے یہی منشاء تھا کہ اس کو کوئی خطرہ لاحق تھا کہ کوئی اور اس کی کائنات کا حصہ چھین کر لے جائے گا۔ اس کا فائدہ تو انسان کو ہے خدا تعالےٰ کو نہیں۔ اگر ساری کی ساری دنیا بدکار ہو جائے بددیانت ہو جائے تو خدا تعالےٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اگر ساری کی ساری دنیا متقی اور پرہیزگار بن جائے تو خدا کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ [نقصان] یا فائدہ خود انسان کو پہنچتا ہے۔ [illegible] ایک ہی ہے۔ ہم نے پہلے لوگوں کو [بھی] یہی وصیت کی تھی اور تمہیں بھی یہی وصیت کرتے ہیں کہ اتقوا اللّٰہ، خدا خوفی اختیار کرو شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذین اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه سنو! سب سے پہلے پیغمبر حضرت نوحؑ ہیں۔ ان کی قوم کو جو تعلیم دی گئی ہے وما وصینا به ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ۔ حضرت ابراہیمؑ کی بھی یہی تعلیم و تلقین تھی اور حضرت موسےٰ و عیسیٰؑ کی بھی یہی تلقین تھی۔ اسی خدائے واحد کے سرچشمہ سے جو پیغمبر سیراب ہو کر آئے ان سب کی ایک ہی تعلیم [illegible] تھی۔ فرمایا کہ ہم نے ہی یہ تعلیم ابراہیمؑ کو دی۔ موسےٰؑ کو دی۔ عیسیٰؑ کو دی، اور وہی تعلیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے۔ فلذلک فادع اس تعلیم کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ یہی صلح اور آشتی اور آرام و اطمینان کی تعلیم ہے واستقم کما امرت (الشوریٰ) اس پر مضبوطی سے کھڑے ہو جاؤ۔ یہی آیت سورۃ ہود میں بھی آئی ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیبتنی هود سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خواب میں حضور سرور کائنات صلعم کو دیکھا عرض کیا وہ کونسی آیت ہے جس نے حضور کو بوڑھا کر دیا ہے فرمایا فاستقم کما امرت کی آیت میں مجھے حکم دیا گیا کہ قوموں کو متحد کرنا ہے اس کے لئے ذہنی انقلاب پیدا کرنا چاہیئے اور اس کے لئے استقلال سے کام لینا چاہیئے۔

بین المذاہب کانفرنسیں قوموں کو ایک نہیں کر سکتیں

آج دنیا کو ایک کرنے کے لئے اور ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لئے ہر برس میں کانفرنسیں ہوتی ہیں، امریکہ میں ہوتی ہیں، ایک عزیز میرے آئے وہ ڈاکٹر ہیں، بڑے عالم ہیں، انہوں نے اس قسم کی ایک کانفرنس کے لئے بیروت جانا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بتائیے میں وہاں جا کر کیا کچھ کہوں فی الحقیقت یہ سطحی باتیں ہیں کہ قومیں، مجالس اور کانفرنسوں وغیرہ سے ایک ہو جائیں گی۔

وحدتِ انسانی کا قرآنی نسخہ

قرآن کریم کا وحدت انسانیت کا نسخہ عظیم الشان نسخہ ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ذہنوں میں تبدیلی پیدا کرو۔ اور یہ سمجھ لو کہ جس طرح سے اس خدائے واحدہٗ لاشریک کو انسان کی جسمانیات کا فکر ہے اسی طرح سے روحانیات کا بھی فکر ہے اس نے ہر قوم کو ایک سی تعلیم دی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ قل آمنت بما انزل اللّٰہ من کتب کہدو کہ میں ان کی ہر کتاب پر ایمان لاتا ہوں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی۔ اندازہ لگائیے وسعت قلب کا وہ شام کی کتاب ہو یا ایران کی ہو یا ہندوستان کی، امریکہ کی ہو یا بیت المقدس کی۔ ہر وہ کتاب جو خدا تعالےٰ نے کسی قوم کے لئے نازل فرمائی ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ لاعدل بینکم میں تم سے انصاف کروں۔ اللّٰہ ربنا وربکم۔ ہمارا تمہارا خدا ایک ہی ہے۔ وہ ہماری بھی جسمانی اور روحانی پرورش کرتا ہے اور تمہاری بھی۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہمارے عملوں کی جزا سزا ہمیں ملے گی اور اگر تمہارے اعمال اچھے ہوئے تو خدا تمہیں اپنی رضا سے متمتع کرے گا اور اگر برے ہوئے تو سزا کے مستوجب تم ٹھہرو گے۔ اگر اعمال تمہارے اچھے ہوئے تو ضرور ہے کہ ان کو ثمر اچھا لگے۔ اور فرمایا لا حجة بیننا وبینکم۔ اس تعلیم کی برکت سے ہمارے تمہارے درمیان تنازع کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ اور فرمایا اللّٰہ یجمع بیننا۔ خدا تعالےٰ ہم کو متحد کر دے گا۔

تمام انسان خدا کا کنبہ اور باہم بھائی ہیں

معلوم ہوا کہ خدا ایک ہے۔ اس کا قانون ایک ہے۔ اس کی تعلیم ایک ہے۔ حضورؐ نے فرمایا الخلق عیال اللّٰہ۔ ساری کی ساری انسانیت خدا تعالےٰ کا کنبہ ہے۔ پھر فرمایا ان احبهم الی اللّٰہ انفعهم لعیاله تم میں سے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو خدا تعالےٰ کے کنبہ کو نفع پہنچاتا اور اس کی خدمت کرتا ہے اور یہ بھی فرمایا اللّٰهم ربنا ورب کل شیء انی شهید علیٰ ان العباد کلهم اخوة۔ اے مولا! جو تمام کائنات کا رب ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام کی تمام انسانیت بھائی بھائی ہیں۔

نبی کریم صلعم تمام عالمین کے لئے موجب رحمت ہیں۔

فرمایا انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً میں تمام انسانیت کی طرف رسولؐ ہو کر آیا ہوں اور فرمایا میں تمام بنی نوع انسان کے لئے پیغام لایا ہوں انه تنزیل من رب العالمین کہ یہ قرآن تمام عالمین کے رب کی طرف سے ہے۔ یعنے تمام قوموں کی رہنمائی کے لئے نازل ہوا ہے۔ اور فرمایا انه لذکر لك ولقومك قرآن کی تعلیمات تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے شرف کا موجب ہوگا اور فرمایا وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ تیری تعلیمات تمام قوموں کے لئے مفید ہوں گی اور تیرا وجود ساری قوموں کے لئے موجب رحمت ثابت ہوگا۔

قرآن کے بعد سلسلہ نبوت کا انقطاع

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انه اول المسلمین خلقا وآخرهم بعثا جب خدا تعالےٰ نے اس کائنات کا نقشہ بنایا تھا تو اس کے مطابق تخلیق کے لحاظ سے میں اول ہوں اور سب نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں فرمایا لا نبی بعدی۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ دین کامل ہو گیا ہے۔ تمام دنیا کے لئے پیغام رسالت لایا ہوں۔ میں ساری قوموں کے لئے رسولؐ ہوں۔ اب میرے بعد رسالت منقطع ہو گئی۔ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول۔ چونکہ قرآن کامل دستور العمل ہے اس لئے اس کے بعد آسمانی تعلیمات کی مزید ضرورت نہیں رہی اسی وجہ سے کسی رسول یا نبی کے مبعوث کرنے کی حاجت نہیں۔

مختلف زبانیں اور رنگ و نسل اور اتحاد انسانی

فرمایا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ خدا تعالےٰ نے ہر قوم کو اس کی اپنی زبان میں تعلیم و تلقین کا حکم دیا۔ زبان اور قوم پر جھگڑا مت کرو۔ اس بنا پر تفرقہ کی بنیاد مت رکھو تمہاری زبانیں مختلف ہیں۔ مغرب اور مشرق کے اختلاف پر بحث نہ کرو۔ رنگ اور نسل کی وجہ سے انسانیت کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو۔ تم اچھی طرح یاد رکھو کہ مشرق بھی اسی خدا ہی کا ہے مغرب بھی اسی کا ہے۔ مختلف قومیں اسی کی مخلوق ہیں۔ مختلف زبانوں میں خدا اپنے بندوں سے ہمکلام ہوا ہے۔ اگر حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم دنیا جہان کے لئے پیغام رسالت نہ لاتے تو آپ - زبان پر، رنگ پر نسل پر مشرق اور مغرب پر، گورے اور کالے کے ایک ہونے پر کیوں بحث کرتے - آپؐ کیوں فرماتے کہ میرا پیغام سفید آدمی کے لئے بھی ہے اور کالے آدمی کے لئے بھی ہے - مغربی کے لئے بھی ہے اور مشرقی کے لئے بھی ہے -

صرف تقویٰ ہی انسانی فضیلت کا موجب ہو سکتا ہے -

فرمایا لافضل لعربي علی عجمی کسی عربی کو غیر قوم پر کسی قسم کی فضیلت نہیں ہے - ولا لعجمی علی عربی اور نہ کسی غیر قوم کو عرب پر فضیلت حاصل ہے الا بتقوی اللہ فضیلت اور فخر کی اصل بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی پر ہے - فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کوئی شخص کسی ملک کا رہنے والا ہو - مشرق کا ہو یا مغرب کا - کالا ہو یا گورا - عربی بولتا ہو یا کوئی اور زبان بولتا ہو، جو سب سے بڑھکر خدا خوفی کا مظاہرہ کرے گا - وہی خدا کے نزدیک زیادہ محبوب و مقرب ہوگا - ان اللہ مع الذین اتقوا - خدا تعالیٰ کا سب کے لئے ایک ہی قانون ہے - خدا تعالیٰ ہی ان لوگوں کا مددگار اور مونس و ہمدرد ہوگا جو خدا خوفی اور نیکی کی زندگی بسر کرتے ہیں والذین ھم محسنون اور جو خدا کے لئے اپنا روپیہ صرف کرتے ہیں خدا ان کا ساتھ دے گا - ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اولی الناس بی المتقون میرے قریبی صرف متقی اور پرہیزگار ہیں - وہ مکہ میں رہتے ہوں یا مدینہ میں - من کانوا وہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں، کسی وطن میں ہوں - خدا تعالیٰ کا بھی یہی قانون ہے کہ کوئی مشرق کا ہو یا مغرب کا سفید ہو یا کالا - اس کی نجات اور بخشش کا طریقہ یہی ایک خدا خوفی کا طریقہ ہے - اگر کوئی انسان عزت و توقیر اور قدر و منزلت کا خواہاں ہے تو اس کو خدا تعالیٰ کے انہی قوانین کی تعمیل سے ہی عزت حاصل ہوگی الیہ یصعد الکلم الطیب - اچھے نظریات خدا تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں - والعمل الصالح یرفعہ - صرف اچھے اعمال کی وجہ سے انسان کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے - اگر انسان یہ مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ان الٰہی قوانین کو مدِنظر رکھے -

حضرت نبی کریم صلعم کی پیدا کردہ وحدت انسانی -

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم الشان تعلیم کی وجہ سے انسانی وحدت پیدا کر کے دکھائی عالمی سطح پر اتحاد و اتفاق کی مثال پیدا کر کے دکھائی - آپؐ کامیاب ترین، مفید ترین انسان ہیں - آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں - اس کا مظاہرہ اس عمل سے ہوتا ہے کہ حج کے موقعہ پر مکہ میں روسی بھی آتے ہیں جاپانی بھی - امریکن بھی افریقن بھی، ایرانی بھی اور ہندوستانی بھی - دنیا جہان کے لوگ وہاں جاتے ہیں - اور اخوت و محبت اور وحدت و مودت کا نظارہ وہاں دکھائی دیتا ہے - اس عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ دنیا جہان کے لئے آئے تھے اور ساری کی ساری قوموں کو ایک کرنے کے لئے آئے تھے -

اسلامی نظریات کو پھیلانے کی ضرورت

آج جبکہ رسل و رسائل کے ذرائع بہت وسیع ہو گئے ہیں - ہوائی جہاز - ٹیلیفون اور ٹیلیویژن سے پریس کی ہزار آسانیاں میسر ہیں - ان سے فائدہ اٹھانے اور ان نظریات اور اعتقادات کو پھیلانے کی اشد ضرورت ہے - یہ نظریات انسان کی فطرت کے مطابق ہیں ان کو مشرق اور مغرب میں پھیلایا جائے دنیا ان کو ضرور قبول کرے گی - امریکہ قبول کرے گا - جرمن قبول کرے گا - افریقہ قبول کرے گا اور برطانیہ قبول کرے گا - یہ وہ چیزیں ہیں جو انسان کی فطرت کے عین مطابق ہیں - ذہن و قلب کو اطمینان دینے والی ہیں - دنیا ایک نہیں ہو سکتی جب تک وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فطرتی نظریات اور اعتقادات کو قبول نہ کر لے - تیل اور پانی کو کوئی ملا نہیں سکتا - لکڑی اور سیمنٹ کو کوئی اکٹھا نہیں کر سکتا - لیکن وہ ذہنی انقلاب جو حضرت نبی کریم صلعم نے پیدا کیا اس کے ذریعہ سے ہی بنی نوع انسان ایک سطح پر جمع ہو سکتے ہیں -

جماعت احمدیہ انہی نظریات کی علمبردار ہے -

یہ جماعت انہی نظریات کی علمبردار ہے اور انہی کو دنیا جہان میں پیش کر رہی ہے - یہ جماعت امام وقتؑ کی بنائی ہوئی ہے - ہم حضرت مرزا صاحبؑ کو ولی اللہ مانتے ہیں نبی اللہ نہیں مانتے - آپ مامور وقت ہیں مجدد ہیں - دین کی تجدید کے لئے مبعوث ہو کر آئے ہیں وہ مسیحی قوم کی اصلاح کے لئے خصوصاً کوشاں رہے - اس لئے اس لقب سے وہ مسیح موعود ہیں - قرآن و حدیث کے مطابق انہوں نے زندگی بسر کی - کتاب اور سنت کو پھیلایا - قرآن اور حدیث کی اشاعت کی - انہوں نے کوئی نیا دین نہیں سکھایا - ادیان باطل پر اسلام کو غالب کر کے دکھایا - اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے روشن کر کے دکھایا -

جماعت احمدیہ میں شمولیت کی دعوت

جو مسلمان ہماری جماعت کے اندر نہیں اصول دین کے لحاظ سے ہم میں اور ان کے اندر کوئی فرق نہیں ہے - ہماری جماعت نے مجدد زمان کے ارشادات کے مطابق جرمنی - امریکہ، اور برطانیہ میں اشاعت اسلام کے جھنڈے گاڑے ہیں - ان کو چاہیئے کہ ہماری جماعت کے ساتھ مل کر کام کریں - اگر آج لاہور کا ہر مسلمان ایک ایک روپیہ دے تو سارے کا سارا یورپ مسلمان ہو سکتا ہے - یہ جماعت پچاس سال سے کام کر رہی ہے - یہ کوئی فرقہ نہیں - اسلام کی اشاعت کے لئے ایک منظم تحریک ہے - اس کے عقائد وہی ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں - وہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد ہیں - مسلمان توجہ نہیں کرتے کہ نبی اکرم صلعم کا دین پھیلایا جائے :

جماعت احمدیہ کا جذبۂ ایثار و قربانی

اس جماعت نے جو کام کیا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے - مسلمان دنیا اسکو پسند کرتی ہے - اس کے امامؑ نے قوم کے اندر ایثار و قربانی کی روح پھونک دی ہے - اس قوم میں ایک جذبہ ہے، ایک لگن ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے روپیہ دے دیا جائے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کیا جائے - دین کے لئے جہاد کیا جائے -

اس جماعت کے ساتھ مل کر خداؐ اور رسولؐ کا نام بلند کرو

لوگو جو ان باتوں کو سنتے ہو غور کرو اور فکر سے کام لو - اپنی ایمانی غیرت کو جگاؤ اور اس جماعت سے منسلک ہو کر خدا اور رسول کا نام بلند کرو اور خدا کے ہاں محسنون میں اپنا نام پیدا کرو یہ کبھی ممکن نہیں کہ گاڑیاں انجن کے بغیر چل کھڑی ہوں تم بھی مال گاڑی کی طرح ہو - جب تک تم انجن کے ساتھ رابطہ پیدا نہیں کرو گے اس وقت تک تم میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہو سکے گی - سوچو اور اپنی حالت پر غور کرو -

نبیوںؑ کی اقوام اور صحابہ کرامؓ کی قربانیاں

کوئی پیغمبرؑ بھی جماعت کے بغیر کامیاب نہیں ہوتا - حضرت عیسیٰؑ نے حواری پیدا کئے لیکن جب گرفتاری کا وقت آیا تو سب بھاگ کھڑے ہوئے - وہ بیگانے ہو گئے - اپنے پیغمبر کو پہچاننے سے بھی انکار کر دیا اور گرفتاری کے خوف سے اُلٹا اپنے نبی کو گالیاں دینے لگ گئے - لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان احد میں زخمی ہو کر گڑھے میں گر گئے تو حضورؐ کی حفاظت کے لئے ان کے متبعین ان کے گرد دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے اور دشمن کے تیر و تفنگ اپنے جسموں پر برداشت کئے

عیسائی مصنف نے لکھا ہے کہ عیسٰیؑ کو قوم ملی۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قوم ملی۔ اگر عیسٰیؑ کی قوم حضورؐ کی قوم کی طرح عاشق اور فراخ دل ہوتی تو نہ بھاگتی۔ حضورؐ کی قوم پروانہ ہے۔ آپؐ نے پروانے پیدا کئے اور آج بھی پروانے پیدا ہو رہے ہیں۔ اے لوگو تم کو چاہیئے کہ اس جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ حضرت موسٰیؑ کو بھی قوم ملی۔ آپ نے قوم کو بشارت دی کہ بیت المقدس ہمارے قبضہ میں آ جائے گا۔ قوم نے ساتھ نہ دیا اور کہا فاذھب انت و ربک۔ پیشگوئی کرنے والا تمہارا خدا ہے تم اور تمہارا خدا دونوں جاؤ اور بیت المقدس فتح کر لو۔ فاذھب انت و ربک فقاتلا۔ ہماری تو ہمت اور عقل یہ نہیں کہتی کہ ہم یہ کام کریں گے ہاں جب تم فتح حاصل کر لو گے تو ہم بھی چلے آئیں گے۔ حضرت عیسٰیؑ کو وہی قوم ملی اور حضرت موسٰیؑ کو یہ قوم ملی۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ قوم ملی کہ انہوں نے صدق و وفا اور اطاعت و فرمانبرداری اور ایثار و قربانی کا بے مثال نمونہ پیش کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے سب کچھ دے دیا۔ عثمان بن عفانؓ عبدالرحمان بن عوفؓ نے سارا مال قربان کر دیا اور کئی صحابہؓ نے جانیں قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔ عورتیں بھی جام شہادت پینے کے لئے بیقرار نظر آتی تھیں۔ ایک عورت جس کا نام خنساء تھا اپنے بھائی کا جس کا نام صخر یعنے چٹان تھا مرثیہ کہا کرتی تھی۔

یذکرنی طلوع الشمس صخرا
واذکرہ بکل غروب شمس

میں بے قرار ہوتی ہوں ہر صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو صخر کو یاد کرتی ہوں اور ہر شام جب آتی ہے تو صخر کی یاد آنسو لاتی ہے۔

پھر جب وہ مسلمان ہو جاتی ہے تو اپنے تین بیٹے شہادت کے لئے پیش کرتی ہے اور جب وہ جام شہادت پی لیتے ہیں تو فخر یہ کہتی ہے کہ الحمد للہ الذی اکرمنی لشہادتھم۔ آج مجھ سے زیادہ خوش نصیب کون ہے جس کی عزت افزائی اللہ تعالےٰ نے ان کی شہادت کے ذریعہ کی۔ عورت ہے جس کے تین لڑکوں نے جام شہادت پیا ہو، اس کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ اسکو عزت اور فخر کا موجب سمجھتے ہوئے خدا کا شکر بجا لاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ترین رسول ہیں۔ اس زمانہ میں ایک مجدد آیا ہے اس نے ہمارے اندر قربانی کی رُوح پھونکی ہے۔ اس نے قوم سے اشاعت اسلام کا کام لیا تم اس جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ تاکہ دین کے راستہ میں قربانی دے کر .... عزت و شہرت حاصل کرو۔

احمدیہ بستی

پیشتر اس کے کہ میں احمدیہ ہال کے متعلق جماعت سے کوئی تحریک کروں ایک اور تحریک کا ذکر کرتا ہوں۔ قوم نے ایک مرکزی بستی تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے مسلم ٹاؤن کے قریب زمین موجود ہے وہاں پر کوئی ٹاؤن کمیٹی ہے اس نے کہا ہے کہ وہاں کے اخراجات کے لئے تم پانچ چھ لاکھ روپیہ دو گے تو ہم تمہیں قبضہ دے دیں گے۔ قوم کے اندر دل ہے ہم ضرور وہ رقم پیش کریں گے احمدیہ ہال کی عظیم عمارت آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پچھلے جلسہ پر انہی دنوں میں اس عمارت کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ قوم کے ارادے سے عزم سے، مالی قربانی سے، اور دعاؤں سے یہ عمارت بن گئی ہے الحمد للہ۔ اس سے قوم کے اندر زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ اسی طرح ہماری بستی کے لئے بھی خدا تعالےٰ ہماری قوم کو مالی قربانی کی توفیق عطا کرے گا۔ میں اس بارے میں تحریک کروں گا۔ اس کے طریقے ہیں۔ اس کا پھر ذکر کروں گا۔

احمدیہ ہال کی تعمیری مشکلات

آج میں اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ یہ ہال جو قوم کی دعاؤں اور روپیہ سے کھڑا ہوا ہے گزشتہ سال جب اس کے لئے اپیل کی گئی تو صرف سات ہزار روپیہ ملا کسی کے خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ اس سے ملبہ بھی اُٹھایا جا سکے گا۔ چہ جائیکہ ہال کی تعمیر ہو۔ مگر قوم کی دعاؤں سے اور روپیہ سے یہ یادگار قائم ہو گئی۔ میں نے اس جلسہ کے دنوں کو سامنے رکھ کر نومبر کے آخری ہفتہ اور دسمبر کے آخری دنوں میں دن رات کام کیا اور کرایا ہے معماروں اور مزدوروں کو آرام نہیں کرنے دیا۔ یہاں ایک میلہ لگا ہوا ہوتا تھا۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ جلسہ تک یہ نہیں بن سکتا۔ یہ ملبہ نہیں اُٹھایا جا سکتا۔ لیکن خدا کے فضل سے یہ سب کچھ ہو گیا۔ مجھے اس کے لئے تیس ہزار روپیہ چاہیئے۔ میں قرضہ کے بوجھ تلے دبا ہوا ہوں۔ اس سے سبکدوش کرنا آپ کا کام ہے۔

مسجد احمدؐ کی شان و عظمت دو خواتین کے روپیہ سے

اس کے علاوہ مجھے ایک اور فکر لاحق تھا وہ یہ تھا کہ میں نے احمدیہ ہال کی عمارت تو بنوا دی مگر خانۂ خدا کی مناسب حال عظمت قائم نہ ہوئی تو بڑے شرم کی بات ہوگی۔ چنانچہ اس مسجد کے چہرہ کو خوبصورت بنانے کے لئے دو بیبیوں نے روپے دے دیئے پھر ایک بی بی نے خواتین کے لئے یہ گیلری بنانے کے لئے رقم دی تاکہ مستورات پورے احترام سے جلسہ سنیں۔

ٹھیکیدار صاحب کا ایثار

ہمارے ٹھیکیدار صاحب کا پندرہ سو روپیہ اُجرت کا بنتا تھا انہوں نے میرے کان میں کہا کہ خانۂ خدا کی خاطر میں یہ رقم نہیں لیتا۔ یہ خانۂ خدا کی خدمت ہے۔ اس ٹھیکیدار کے باپ نے پانچسو روپے چندہ دیا ہے۔ اس ٹھیکیدار صاحب نے مزدور کی حیثیت سے چوبیس گھنٹے دن رات کھڑے ہو کر ہال اور مسجد کی تعمیر کروائی ہے۔ اس کی قطعًا کوئی ٹھیکیداری نہیں وہ مزدور کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہے۔ اس کا کوئی تعلق ٹھیکے سے نہیں۔ وہ عمارت کے لئے سامان نہیں خریدتا اور نہ اس عمارت کی تعمیر کا ٹھیکہ اس کے سپرد ہے۔ وہ صرف معمار اور مزدور مہیا کرتا ہے، اور کام کی پیمائش پر مزدوری حاصل کرتا ہے۔ اس نے بڑی قربانی سے کام لیا ہے۔ یہ جذبہ ہماری قوم کے اندر ہے۔

احمدیہ ہال کی عمارات

ہال کے اندر ایک وسیع گیلری ہے جو خواتین کے لئے تیار کی گئی ہے اور وہ بھی ایک بی بی کی قربانی سے بنی ہے۔ اس عمارت میں دو برآمدے اور دس کمرے مہمانوں کے لئے بنائے گئے ہیں جن میں دس غسل خانے بھی ہیں اور عقب میں پانچ دکانیں اور پانچ گودام ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اور لمبا گودام ہے۔ ان سب کا کرایہ دو ہزار روپیہ ماہوار ہے۔ سال کے چوبیس ہزار روپے۔ تین ایک سال میں ساری عمارت کی رقم آپ کو واپس مل جائے گی۔ اس کے علاوہ جو عمارات بننے والی ہیں ان میں تیس دکانیں تیس گودام۔ چالیس دفاتر کے کمرے اور کچھ رہائش کے فلیٹ ہوں گے

ٹھیکیدار صاحب اور حکیم عبدالعزیز صاحب کی محنت و اخلاص

میں یقین کرتا ہوں کہ اگر ٹھیکیدار عبدالحق اور حکیم عبدالعزیز دونوں کا ساتھ نہ ہوتا تو اتنی بڑی عمارت اتنے مختصر وقت میں نہ بن سکتی تھی ان سب کے لئے میں نے دعائیں کی ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو اور تعلقداروں کو اعتقاداً اس جماعت سے وابستہ کر دیا ہے۔ ایک ڈاکٹر خیر الدین صاحب ہیں جو اینٹوں کے تاجر ہیں۔ حکیم عبدالعزیز صاحب نے اینٹیں خریدتے ہوئے ان کو سلسلہ کی تبلیغ بھی کی۔ وہ مجھ سے آ کر ملے اور کہا کہ میرے اعتقادات آپ کے ہیں۔ آپ کا حکیم عبدالعزیز روشن خیال ہے۔ اس میں پاک

(باقی برصـ ؟)

انسانی فلاح اور کامیابی کا راستہ

(۱) ایمان بالغیب (۲) قیامِ صلوٰۃ (۳) مالی قربانی

(۴) قرآن کریم اور کتب سابقہ پر ایمان (۵) ایمان بالآخرۃ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء بر موقعہ جلسہ سالانہ۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

الٓمّٓ۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدًی للمتقین ٥ الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ٥ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما اُنزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون ٥ اولٰئک علٰی ھدًی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون

آیات بالا میں قرآن کریم کا خلاصہ اور نچوڑ

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں قرآن کریم کا دیباچہ ہیں۔ اس دیباچہ میں اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی تعلیمات کا نچوڑ بیان فرما دیا ہے۔ اس دیباچہ میں خدا تعالےٰ کے خالق و موجد ہونے اور اس وجہ سے اس کے علم محیط کا ذکر ہے۔ اس کے احسانات کا ذکر بھی ہے اور اس عظیم الشان احسان کا بھی ذکر ہے جو بشکل قرآن انسانوں کی راہنمائی کے لئے نازل [illegible] گیا ہے۔ اس کے احسانات کے پیشِ نظر مومنوں سے [illegible] تعالےٰ کی عبادت کرنے اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرنے کا ذکر بھی ہے۔ علاوہ ازیں خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنے اور ان کی بہبود کے لئے اپنے اموال صرف کرنے کا ذکر بھی ہے۔ اور یہ ذکر بھی ہے کہ مسلمان دنیا جہان کی اقوام کو متحد کرنے کی غرض سے ان کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جو دوسری قوموں کے ہادیوں پر نازل ہوئیں۔

ماڈرن کتاب

اس لحاظ سے یہ دیباچہ جس میں قرآن کریم کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے اس کتاب کو ماڈرن یعنے زمانہ حال کی کتاب قرار دیتا ہے۔ زمانہ حال کے بلند پایہ مصنفین اپنے مضمون کو ابتدائی چند جملوں میں ادا کر دیتے ہیں۔ دیباچہ کے اس ماڈرن طرز کے علاوہ جو تعلیم اس دیباچہ میں دی گئی ہے وہ بھی ماڈرن ہے یعنے زمانہ حال کی ضرورتوں کے تقاضا کو پورا کرتی ہے۔

زمانۂ حال [illegible] تقاضا

زمانۂ حال متقاضی ہے کہ انسان مخلص ہوں خدا پرست ہوں، خدا خوف ہوں، نیک عمل ہوں، اور نفس پرستی کی بجائے ان کے دل [illegible] ابناء جنس کی ہمدردی کے جذبہ سے معمور [illegible]۔ علاوہ ازیں تمام قوموں کو متحد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہوں اور ایسے نظریات و اعتقادات کی نشر و اشاعت کی طرف توجہ دیتے ہوں جن کی برکت سے دنیا میں اتحاد اور امن [illegible] قائم ہو سکے۔

الٓمّٓ کے معنے

اس دیباچے کے الفاظ نہایت اہم ہیں اس لئے اب الفاظ پر غور کرنا چاہیئے۔ پہلا لفظ الٓمّٓ ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد بھائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے الٓمّٓ کا ترجمہ کیا ہے انا اللہ اعلم یعنے میں جو خالق السمٰوٰت والارض ہوں۔ تمام کی تمام کائنات کا پورا پورا علم رکھتا ہوں۔ اس کائنات کا ایک اہم حصہ انسان ہیں۔ انسان ایک قیمتی اور مشکل ترین مشین ہے جس کا موجد میں ہوں اور خالق و موجد ہونے کی وجہ سے اس مشین کے بارے میں میرا علم کامل ہے۔ اس وجہ سے میں ہی اس مشین کو صحیح طریق پر چلنے چلانے کی ہدایت دے سکتا ہوں۔ چنانچہ فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدًی للمتقین۔ یہ ہدایات انسان کے موجد کی جانب سے ہیں اور موجد کی جاری کردہ ہدایات لاریب مشین کو خوبی سے چلانے میں کامیاب ثابت ہوتی ہیں۔

ھدًی للمتقین

انسان کے تمام اعضاء اس کے قلب کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اگر یہ مرکز جسمانی رنگ میں اور روحانی رنگ میں تندرست ہو تو انسان کے بدن کے اعضاء درست کام کرتے ہیں۔ اگر اس میں جسمانی یا روحانی خرابی ہو تو اعضا میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا میری ہدایات سے وہی مستفید ہو سکتے ہیں جن کے دل میں خدا خوفی اور نیک چلنی کا مادہ ہو، اس مادہ کو ترقی دینے اور اسکو بارآور کرنے کے لئے یہ ہدایات لاریب مفید ثابت ہوں گی۔ اگر کوئی شخص ان ہدایات پر عمل نہ کرے گا تو موجد کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ لیکن مشین یا تو درست نہ چلے گی یا بگڑ کر رہ جائے گی۔ انسانی مشین کے درست کام کرنے کا انحصار تقوےٰ پر ہے اس کے قلب میں تقویٰ کا مادہ ہونا ضروری ہے جس پر کامیابیوں اور سعادتمندیوں کے حصول کا انحصار ہے۔

تقوےٰ کیا ہے؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے جو ممتاز عالم دین تھے پوچھا ماھو التقوٰی یعنے تقوےٰ کیا ہے۔ ابی بن کعب نے اُن سے سوال کیا اَوما سلکت طریقاً ذا شوک یعنے کیا آپ ایسے رستہ پر کبھی نہیں چلے جہاں کانٹے دار جھاڑیاں ہوں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔ اس پر ابی رضی اللہ عنہ نے کہا ما فعلت آپ نے اس وقت کیا کیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا شمرت واجتھدت میں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیا اور کوشش کی کہ کانٹوں سے بچ کر نکل جاؤں۔ ابی رضی اللہ عنہ نے کہا فذالک التقوٰی۔ یہی تقوےٰ ہے۔

بعض دوسرے بزرگانِ دین نے اس بارے میں تقوےٰ کو یوں بیان کیا ہے التقوٰی ان لا یراک مولاک حیث نھاک یعنے تیرا مولا تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے منع کیا ہے یا جس کام کے کرنے سے روکا ہے اور یوں بھی بیان کیا ہے التقوٰی ان تزین باطنک للخالق کما زینت ظاھرک للمخلوق یعنے اپنے باطن کو اپنے خالق کی خوشنودی کی خاطر ایسا آراستہ و پیراستہ کرو جس طرح تم اپنے ظاہر کو مخلوق کی تحسین حاصل کرنے کے لئے آراستہ و پیراستہ کرتے ہو۔

ایمان باللہ کی حالت

ایسے متقی لوگوں کے متعلق فرمایا یؤمنون بالغیب ایسے لوگ ہر اس حالت میں خدا کے اوپر ایمان رکھتے اور اسکو حاضر و ناظر یقین کر کے عمل کرتے ہیں جس حالت میں خدا کے سوا ان کو کوئی نہ دیکھ سکتا ہو۔ ھو معکم اینما تکونوا یعنے تم جہاں کہیں بھی ہو خدا تعالےٰ وہاں تمہارے قلب اور تمہارے پاس ہوتا ہے وکان اللہ

علیکم رقیبًا - اس کی نگاہ تمہارے قلب اور تمہارے اعمال پر ہوتی ہے - وہ دیکھتا ہے تمہارا طریق زندگی کیا ہے - یہ وہ ایمان ہے جس سے دل منور ہو جاتا ہے اور جس سے دل کا نور اعضاء جسم میں منعکس نظر آتا ہے - یعنے مومن وہ ہے جس کا ایمان اس کے اعمال میں نظر آتا ہے اور لوگ اس کے کاروبار کو دیکھکر یقین کریں کہ یہ شخص مومن ہے ورنہ مومن ہونے کا دعوے بیکار ہے -

عبادت الٰہی

ویقیمون الصلوٰۃ جب ایمان کی وجہ سے دل منور ہو جاتا ہے - یعنے دل میں یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ میرے خالق و محسن نے جہاں مجھے پیدا کیا ہے وہاں میرے لئے اس کائنات کو بھی پیدا کر رکھا ہے - انسان کو خود اپنی تخلیق میں اور کائنات کی تخلیق میں جب خدا تعالے کی قدرت اور علم کے کمالات در کمالات نظر آتے ہیں اور بے انتہا احسانات اس کے سامنے آتے ہیں تو وہ خدا تعالے کے کمالات احسانات کے مشاہدے سے اس کی ثنا و حمد کے گیت گاتا ہے اور اس کے حضور جھکتا ہے اور جبین نیاز اس کے در پر رگڑتا ہے - یعنے اس کے دل اور زبان اور تمام اعضاء پر خشوع و خضوع کی حالت طاری ہو جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حقیقی فرمانبرداری کرنے کا مظاہرہ کر رہا ہے - عبادت کی یہ ہیئت کامل ترین ہیئت ہے اور کامل ترین مقصد کو لئے ہوئے ہے -

مالی قربانی

ومما رزقنٰھم ینفقون - قلب کے منور ہونے سے جس طرح اعضاء جسمانی پر اثر پڑتا ہے اسی طرح عابد و عامل کے مال پر اس کا اثر ہوتا ہے یہ بات انسان کی فطرت میں مرکوز ہے کہ وہ کمالات احسانات سے گرویدہ ہوتا ہے - جس شخص سے محبت کرتا ہے اس کے لئے اپنا مال صرف کرتا ہے بیوی بچوں کی محبت انسان کو مشقت کرکے روپیہ حاصل کرنے پر آمادہ کرتی ہے - بادشاہوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تو جان و مال کی قربانی کرتا ہے اور ضرورت پڑے تو اپنی پیاری اولاد کو بادشاہ کے ملک کی حفاظت کے لئے فوج میں بھرتی کرا دیتا ہے - خدا تعالے تو کائنات کا بادشاہ ہے اس کی خوشنودی اور اس کی رضا کے حصول کے لئے اگر عبادت کرتا ہے تو اپنا مال بھی اس کی مخلوق کی بہبود کے لئے قربان کرتا ہے - قرآن کریم نے خدا کی عبادت کرنے اور اس کی مخلوق پر مال صرف کرنے کو ہر جگہ اکٹھا بیان کرکے انفاق فی سبیل اللّٰہ کی اہمیت کو واضح کیا ہے ایک عبادت بدنی ہے اور دوسری عبادت مالی ہے - خدا تعالےٰ اس سے خوش ہوتا ہے جو عبادت کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کی بہبود کے لئے مال بھی صرف کرتا ہے

قرآن کریم نے عبادت کی ایک اہم غرض یہ بھی بیان کی ہے کہ اپنی قوم کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے اپنا مال صرف کرو - ایسا کرنے سے قوم کا غریب طبقہ قوم کا مفید حصہ بن جاتا ہے - ایسا کرنے سے اجتماعی احساس ترقی کرتا ہے اور قوم کی قوم مضبوط ہو جاتی ہے اور اس سے قوم کی قوت و عزت دونوں کا استحکام ہوتا ہے - اور یہی ایک طریق ہے جس کے اختیار کرنے سے قوم ترقی کرنے کے قابل ہوتی ہے - خدا تعالے نے خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ مال جس کے صرف کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اسکو ہم نے تمہیں عطا کر رکھا ہے - ہمارے عطا میں سے ہماری مخلوق پر کچھ خرچ کر دیا کرو کاش کہ ہر مالدار انسان اسی نکتہ کو سمجھے اور اس پر عمل کرے اس کے بغیر رضاء الٰہی کا حصول مشکل ہے یا ناممکن ہے -

اقوام عالم کے ساتھ رابطہ و اتحاد کا حکم

والذین یؤمنون بما انزل الیک من قبلک - اللہ تعالے نے جہاں اپنی قوم کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا حکم دیا ہے وہاں اقوام عالم کے ساتھ رابطہ اتحاد قائم کرنے کا حکم دیا ہے - اور وہ یہ ہے کہ دوسری قوموں کے ہادیوں اور ان کی آسمانی کتابوں پر ایمان لاؤ - ایسے اعتقاد سے لوگوں کے دلوں پر یہ اثر پڑے گا کہ مسلمان ہمارے ہادیوں اور ہماری مذہبی کتابوں کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں یہاں پر یؤمنون کا لفظ استعمال کرکے یہ ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ مسلمان رواداری کے طور پر دوسرے قوموں کے بزرگوں کی تکریم نہیں کرتا بلکہ ایسا کرنا اس کے ایمانیات اور اعتقاد کا اہم جزو ہے اسی سے قوموں میں حقیقی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے اور اس کی آج اشد ضرورت ہے - قومیں اتحاد کو چاہتی ہیں - اس غرض کے پیش نظر اور اتحاد کی خاطر دنیا کے اکثر حصوں میں مجالس منعقد کی جاتی ہیں - لیکن وہ اقوام کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کے بارے میں سطحی امور بیان کرکے مجالس اٹھ جاتی ہیں مگر جو طریقہ اتحاد پیدا کرنے کا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اس کی برکت سے حقیقی اتحاد رونما ہو سکتا ہے، اور حضورؐ نے اپنے عین حیات میں بت پرستوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کو متحد کرکے دکھا دیا تھا - حضورؐ نے اس عالمگیر اخوت عامہ میں زنگیوں کو ایرانیوں کو جمع کر دکھایا تھا - یہ تاریخی حقائق و شواہد ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ حضور صلعم کا بتایا ہوا راستہ کامیابی کی منزل تک پہنچا سکتا ہے

ہدایت یافتہ لوگ

اولئك علےٰ ھدًی من ربھم یعنے جن صفات کو خدا تعالے نے بیان فرمایا ہے ان صفات سے جو لوگ اپنے تئیں متصف کریں وہ صحیح ہدایت پر قائم ہو جاتے ہیں خدا تعالےٰ کے فتوے کے بعد دنیا کے تمام فتوے اگر جو مسلمان کو کافر کہتے ہیں بے کار کام کرتے ہیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے اس فتوے کی تکذیب و تذلیل کرتے ہیں - افسوس ہے جن کو خدا ہدایت یافتہ قرار دیتا ہے ان کو وہ کافر قرار دیتے ہیں - اس زمانہ کے فلسفیوں اور مفکروں نے انسان کی پیدائش اور زندگی کی غرض و غایت پر بہت بحث و تمحیص کی ہے اور پھر بھی صحیح طور پر انسان کی زندگی کی غرض کو نہیں بیان کر سکے اس کے برخلاف قرآن کریم نے چودہ سو سال سے انسان کی زندگی کی غرض و غایت کی نشاندہی فلسفیانہ اور حکیمانہ طور پر واضح کر رکھی ہے - فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ ذالك الدین القیم -

فلاح یافتہ لوگ

اولئك ھم المفلحون یعنے یہی لوگ تو ہیں جو کامیاب و بامراد ہوں گے - فلاح کے معنے زمین کو پھاڑنا ہے اس غرض سے کہ اسکو بیج قبول کرنے کے لئے آراستہ کیا جائے - فلاح کے معنے ہے مزارع مصر کے مزارعین کو فلاحین کہتے ہیں - فلاح کو یقین تام ہوتا ہے کہ اگر بیج صحیح نہ ہوا تو میری محنت رائیگاں جائے گی اور اسکو یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ بیج کے اندر جو استعدادیں مضمر ہیں صرف انہی کی تربیت کی جا سکتی ہے - یعنے ببول کے بیج سے یہ توقع رکھنا کہ محنت سے اس سے آم کا درخت پیدا ہو سکے گا خام خیالی ہے - بیج میں خدا تعالیٰ نے جو خوابیدہ صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں صرف وہی وجود میں آ سکتی ہیں - اسی طرح گھوڑوں کی جگہ بیلوں کا رسالہ تیار کرنا بے سود ہے چیتے کے بچے کو بھیڑ کا بچہ بنانے کے لئے گھاس پات پر پالنے کی کوشش جہالت ہے - بطخ کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں کود پڑتا ہے لیکن مرغی کا بچہ کبھی ایسی جرأت نہیں کر سکتا - شیر و شاہین شکار کرکے کھاتے ہیں لیکن گیدڑ اور گدھ مردار کا پا لینا غنیمت سمجھتے ہیں - انسان کے اندر بھی کچھ قوتے ودیعت کئے گئے ہیں صرف انہی قوتے کو Culture کیا جا سکتا ہے جس طرح بیج کی مضمر خصوصیات کو Cultivate کیا جا سکتا ہے - خدا تعالے نے لفظ فلاح کے استعمال سے ظاہر کر دیا ہے کہ انسان کی پیدائش اور اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ اسکی استعدادوں کو develop کیا جائے - یعنی قدرتی طریقے سے ان کی نشوونما کی جائے

زندگی اور بقائے زندگی کے سامان خدا تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں

انسان کو ان سامانوں کو دیکھتے ہوئے احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳ر جنوری ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ ایبٹ بلڈنگس لاہور

نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون ـــــ افرئیتم ما تمنون ۔ ءانتم تزرعونہ
ام نحن الزارعون ۔۔۔۔۔۔۔ افرئیتم الماء الذین تشربون ۔۔۔۔۔۔۔ افرئیتم النار التی
تورون ـــــ نحن جعلنٰھا تذکرۃ ومتاعًا للمقوین ـــــ (الواقعہ) ـــــ

زندگی کی نعمت عظمیٰ عطائے خداوندی ہے

ان آیات میں دو چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی انسان کو زندگی عطا کرتا ہے زندگی خدا تعالےٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے پھر زندگی کے قیام کے لئے اور زندگی کی نشوونما کے لئے دوسری چیز کا ذکر کیا ہے وہ ہے ساری کی ساری کائنات، اس کائنات میں دو چیزوں کا خصوصیت کے ساتھ ۔ ۔ ۔ ان آیات کے اندر ذکر ہے۔ پہلا امر یہ ہے کہ جس نے انسان کو زندگی کی نعمت عظمیٰ عطا کی۔ نحن خلقنٰکم ہم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اس زمین کے اندر انسان کے وجود کے اجزاء بکھرے پڑے تھے کنتم امواتًا فاحیاکم۔ یہاں باوا آدم کا ذکر نہیں ہمارا ذکر ہے۔ تمام انسانوں کا ذکر ہے اور یہ جمع کا صیغہ ہے۔ سارے انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ نحن خلقنٰکم۔ تمام انسانوں کو ہم نے پیدا کیا ہے۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ یہ زندگی اور یہ استعدادیں جس پر تم کو ناز ہے، جن کو تم ترقی دینا چاہتے ہو اور جو تمہیں نہایت عزیز ہے۔ تم نے یہ زندگی خود [illegible] نہیں کی، ہم نے عطا کی ہے۔ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ نحن خلقنٰکم کنتم امواتًا تمہارے جسم کے ذرات اس زمین میں بکھرے پڑے تھے۔ فاحیاکم۔ ہم نے ۔ ۔ ۔ ان اجزاء کو جمع کر کے انسان کی شکل تیار کی۔ اور یوں بھی فرمایا انبتکم من الارض نباتًا۔ ہم نے تمہیں زمین سے اُگایا ہے جس طرح سے سبزی اُگتی ہے اور درخت اُگتا ہے۔ اس کے بھی اجزاء ابتداءً زمین کے اندر بکھرے پڑے ہوتے ہیں۔ پھول اور پھل ہوتے ہیں۔ ایک درخت کو دیکھو۔ پہلے یہ ایک بیج تھا۔ اس بیج نے اس زمین میں سے مختلف اجزاء کو اپنے اندر جمع کیا ہے۔ اور درخت کی صورت اختیار کر لی ہے۔ فرمایا انبتکم من الارض نباتًا ہم نے تمہیں بھی اس زمین سے اُگایا ہے۔ درخت کے پاؤں میں تو بیڑیاں لگی ہوتی ہیں اور تم چلتے پھرتے ہو، لیکن تم درخت کی طرح اُگائے گئے ہو، اسی زمین سے تم اگائے گئے ہو فلولا تصدقون پھر کیا وجہ ہے کہ تم نہیں مانتے ہو کہ ہم تمہارے خالق ہیں۔ تمہاری زندگی اور تمہاری ہستی خود خدا تعالےٰ کی ذات کی دلیل ہے۔ ایک بچے کے پیدا کرنے پر تم قدرت نہیں رکھتے۔ خدا کی قدرت سے ہو جائے تو تم عمر بھر اس کی صحت کے لئے ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج معالجہ کرواتے رہتے ہو۔ کسی کے ہاں کچھ ہوتا ہی نہیں خود جوان ہے، بیوی جوان ہے۔ دولت ہے ہر طرح کا آرام میسر ہے۔ لیکن گھر میں جیتا جاگتا کھلونا نظر نہیں آتا۔ زندگی اور دولت کا لطف نہیں ملتا۔ ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون۔ تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں۔ ہر ماں باپ جب بچہ پیدا ہونے کو ہوتا ہے تو یہی سوچتا ہے کہ خوبصورت پیدا ہو، لیکن بعض وقت بدشکل پیدا ہو جاتا ہے۔ والدین چاہتے ہیں کہ ہمارے ہاں ارسطو پیدا ہو۔ لیکن کودن بچہ پیدا ہو جاتا ہے بادشاہوں کے ہاں یا نوابوں کے ہاں کس چیز کی کمی ہے، ڈاکٹروں اور حکیموں کی بھی کوئی کمی نہیں۔ لیکن ان کے ہاں کودن بچے پیدا ہو جاتے ہیں ان حقائق کے پیش نظر یہ سوال پیدا ہوتا ہے ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون کیا تم پیدا کرتے ہو، ایک پہلوان دیکھنے میں بڑا تنومند نظر آتا ہے لیکن اس کے ہاں بچہ چوہے کے برابر پیدا ہوتا ہے کبھی اس کے ہاں اولاد بچہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کبھی پیدا ہو کر مر جاتا ہے اور کبھی ماں کے پیٹ میں ہی مر جاتا ہے۔

موت بھی خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

نحن قدرنا بینکم الموت۔

اگر زندگی عطا کرنا ہمارے ہاتھ میں ہے تو موت کا وارد کرنا بھی ہمارے ہاتھ میں ہی ہے۔ نہ تم کسی کو پیدا کر سکتے اور نہ ہی کسی محبوب ترین شخص کی موت کو روک سکتے ہو زندگی اور موت ہمارے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ماں باپ مرتے ہیں۔ بھائی مرتا ہے۔ بہن مرتی ہے۔ بچہ مرتا ہے خاوند مرتا ہے بیوی مرتی ہے۔ پیر مرتا ہے۔ حکیم اور طبیب رہتے ہیں۔ زندگی تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم منہ دیکھتے رہ جاتے ہو کہ جب تمہارے سامنے موت تمہارے ماں باپ اولاد اور عزیز و اقارب کو اُچک لے جاتی ہے۔ تم بے بس ہو کر رہ جاتے ہو، کچھ نہیں کر سکتے۔

خدا تعالیٰ کا انکار کیوں؟

فلولا تصدقون۔ پھر کیا وجہ ہے کہ خدا کو نہیں مانتے۔ تمہاری زندگی خدا تعالےٰ کی ہستی پر دلیل ہے۔

یاایھا الانسان ما غرک بربک الکریم

خدا تمہیں زندگی عطا کرتا ہے۔ اس نے تمہاری زندگی کی نشوونما اور پرورش اور تربیت کے لئے زمین اور آسمان کی تمام قوتیں تمہاری خدمت میں لگا رکھی ہیں پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ خدا سے کیوں تمہاری غفلت اور بے اعتنائی ہے۔ نہ اس کے احکام مانے جاتے ہیں۔ نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل کی جاتی ہے، نہ قرآن کریم پر عمل کیا جاتا ہے۔ یاایھا الانسان ما غرک بربک الکریم۔ اے انسان تجھے کیا ہو گیا ہے تو خدا کو نہیں مانتا۔ الذی خلقک اس نے تمہیں زندگی بخشی ہے۔ تمہیں پیدا کیا ہے فسوّٰک پھر تمہیں کمال تک پہنچایا ہے۔ تمہیں ذہانت دی ہے عقل عطا کی ہے۔ کیا دانشمندی بخشی ہے۔ قوت متخیلہ ہے، قوت ارادی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ فی ای صورۃ ما شاء رکبک تمہیں خوبصورت شکل و شباہت دی۔ لاجواب استعدادیں عطا کیں۔ کوئی بے نظیر نوجوان نظر آتا ہے۔ کوئی بے نظیر خاتون نظر آتی ہے۔ غضب کی جوانی اور خوبصورتی عطا کی ہے۔ کوئی لقمان ہے اور کوئی ارسطو ہے قتل الانسان ما اکفرہ مگر افسوس ہے اس بدبخت انسان پر کہ یہ بڑا ہی ناشکرا ہے۔ بڑا ہی غفلت شعار ہے

موت کے مقابلہ میں انسان کی بے بسی

نحن خلقنٰکم۔ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تم یقین کرتے ہو کہ زندگی ہم نے دی ہوئی ہے اور [...] عزیز بھی ہے۔ پھر مانتے کیوں نہیں ہو۔ موت کا نظارہ دیکھتے ہو۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے، اپنے ماں باپ کو بچانے کے لئے لاکھ تدبیریں کرتے ہو۔ علاج معالجہ کرتے ہو، ڈاکٹر حکیم بلائے جاتے ہیں۔ ولایت سے ڈاکٹر بلائے جاتے ہیں۔ یہاں فضل دین کیمسٹ کا بیٹا اپنی بچی کا علاج کروانے کے لئے اس کو ولایت لے گیا۔ اس نے مجھے سنایا کہ یہاں علاج نہ ہو سکا تو ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق میں بچی کو ولایت لے گیا۔ دس بارہ سال کی بچی کا [...] ڈاکٹروں کو بڑی بڑی فیسیں دیں۔ اس کے لئے ہسپتال [...] کا کمرہ لیا۔ ساتھ والے کمرے میں ایک عورت اپنے خوبصورت بچے کے علاج کے لئے ٹھہری ہوئی تھی۔ وہ لڑکا اچھا ہوتا نظر آتا تھا اس کی ماں نے کہا کہ میں نے اپنے پیارے بچے کے لئے یہیں لنڈن میں ایک مکان خریدا ہوا ہے میں کچھ دیر بچے کی ... صحت مکمل ... ہونے تک یہیں رہوں گی۔ مگر اچانک وہ بچہ ساتھ والے کمرہ میں ہی مر گیا۔ ماں کا کلیجہ پھٹ گیا۔ وہ روتی چلاتی رہ گئی۔ [...] بچی اچھی ہوتی نظر آتی تھی۔ مگر ڈاکٹروں نے کہا کہ [...] صحت ٹھیک نہیں۔ ہم نے اس کے علاج پر بہت روپیہ خرچ کیا۔ ڈاکٹروں کو بڑی بڑی فیسیں دیں۔ لاہور سے ٹیلیفون پر روزانہ روپیہ خرچ کیا جاتا تھا خیریت پوچھی جاتی تھی۔ مگر روپیہ برباد کر کے بچی کو وہیں پر دفن کر کے یہاں چلا آیا ہوں۔ ایک ماں اپنے بچے کو وہاں لے کر گئی وہیں دفن کر آئی، اور یہ باپ ہے جو اپنی بچی کو وہاں دفن کر کے گھر چلا آیا۔ نحن قدرنا بینکم الموت۔ ہم نے موت وارد کرنا اپنے اختیار میں رکھا ہوا ہے تم اسکو ٹال نہیں سکتے [...] فلولا تصدقون۔ پھر تم کیوں خدا کو نہیں مانتے۔

بقائے زندگی کے سامان خدا ہی کے پیدا کردہ ہیں

افرءیتم ما تحرثون۔ تم اپنی زندگی کے قیام کے لئے اس زمین میں بیج بوتے ہیں۔ کھیت میں غلہ جات۔ سبزی ترکاری۔ پیدا کرتے ہو، باغوں میں آم انگور لگاتے ہو۔ تم غور کرو یہ کیسے پیدا ہو گئے، زمین ان چیزوں کو پیدا کرتی ہے۔ کیا زمین [...] میں [...] کھانے پینے کی چیزیں تمہاری عقل و دانش کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، کیا تم ان کو اگاتے ہو ام نحن الزارعون۔ یا ہم ان کو اگاتے ہیں۔ تم زمین کے پیٹ میں بیج رکھ تو دیتے ہو۔ مگر تمہیں علم نہیں ہوتا کہ یہ اگ بھی آئے گا یا نہیں۔ اسکو پھل بھی لگے گا یا نہیں۔ کبھی بیج خراب ہو جاتا ہے کبھی آندھی آتی ہے۔ تمام پھل پھول اڑا کر لے جاتی ہے کبھی پھل لگتا ہی نہیں۔ ہرے بھرے کھیت ویران ہو جاتے ہیں۔ پھلدار باغ باد و باراں کی نذر ... ہو جاتے ہیں۔ تو بتاؤ کہ انسان کی طاقت ہے کہ کسی چیز کو زندگی بخشے، کھیتوں کی سبزی تری برقرار رکھے؟ باغوں کے پھل پھول کو محفوظ رکھ سکے؟ کیا انسان ان کو پیدا کرتے ہیں، نہیں۔ نحن الزارعون ہم انہیں پیدا کرتے ہیں۔ تم پیدا نہیں کر سکتے۔ کشمیر میں ایک قصبہ ہے سام پور۔ وہاں زعفران پیدا ہوتا ہے۔ کشمیری اس جگہ کے علاوہ اور کسی جگہ زعفران پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم لاہور میں زعفران پیدا نہیں کر سکتے۔ میں ایک دفعہ زعفران کا گملا اپنے گھر لے آیا، وہ سوکھ گیا۔ لاہور میں انگور اور سردا اور قندھاری انار نہیں اگا سکتے۔ انگلستان کے ماہرین زراعت اپنے وطن میں آم اور مالٹا وغیرہ نہیں اگا سکتے۔ ہر ماہر زراعت محتاج ہے زمین کی ساخت کا۔ آب و ہوا کے اثر اور سورج کی تمازت وغیرہ وغیرہ کا۔ یہ زندگی کا پیدا کرنا بھی ہمارے اختیار میں ہے اور اس کے قیام کے لئے غلہ جات، سبزی ترکاری، پھل پھول کا پیدا کرنا بھی ہمارے اختیار میں ہے۔ جس طرح سے انسان پر موت آتی ہے۔ اسی طرح سے کھیتی باڑی اور باغ باغیچہ پر بھی موت آتی ہے اور جس طرح سے انسان اپنی موت نہیں ٹال سکتا۔ اسی طرح ان کی موت بھی نہیں ٹال سکتا۔

انسانی زندگی پانی سے

پھر فرمایا افرءیتم الماء الذی تشربون کیا تم اس پانی کو دیکھتے ہو جو تم پیتے ہو۔ یہ تشربون کیوں کہا گیا ہے۔ پانی تو پینے ہی کی چیز ہے یہ اس لئے کہ پانی ہم ہر روز پیتے ہیں۔ اور پانی پیئے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ فرمایا وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ ہر زندگی پانی سے پیدا ہوتی ہے اور پانی ہی سے اس کا قیام بھی ہے انسان کے اندر پانی کی بہت بڑی مقدار ہے۔ ہم پیاس سے مر جاتے ہیں پیاس کے معنی ہیں کہ ہمارے بدن میں پانی کی کمی ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے ہم پانی پیتے ہیں اس کمی کو پورا نہ کیا جائے تو جان چلی جاتی ہے۔ تمہارے مویشی، تمہاری کھیتیاں اور تمہارے باغات زندہ نہیں رہ سکتے۔

پانی خدا ہی نازل کرتا ہے

ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون۔ کیا بادل سے پانی تم اتارتے ہو، اپنی اور اپنے کھیتوں اور مویشیوں کے لئے پانی برسانے کی طاقت تم میں ہے یا ہم میں؟ کسی جگہ بارش ہوتی رہتی ہے اور زمین کا کوئی قطعہ ایسا ہے کہ جہاں پانی کا ایک قطرہ نہیں گرتا۔ اور ہمارے پنجاب میں اکتوبر سے لے کر اس وقت تک بارش کو لوگ ترستے رہ گئے ہیں۔ پر اب تک بارش نہیں ہوئی، بارش کا نازل کرنا انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ جہاں چاہے برسائے اور جہاں جتنی بارش چاہے برسائے یا نہ برسائے۔ جب چاہے جاری کر دے جب چاہے بند کر دے۔ فرمایا وہ پانی جو تم پیتے ہو، جس سے تمہاری زندگی کا قیام ہے وہ خدا نے اتارا ہے۔ یہ پانی بوندیں بن کر گرتا ہے۔ نلکے کی طرح دھاریں بن کر گرے تو کھیتیاں، باغات، حیوان اور انسان سب مر جائیں۔ زمینوں میں بعض جگہ پانی میٹھا نہیں ہوتا وہاں شور ہی شور ہے، مزارع بیچارہ اب وہاں کیا کریگا وہ تو عاجز ہے جو چاہتا ہے پیدا نہیں کر سکتا۔

انسانی زندگی میں آگ کی اہمیت

افرءیتم النار التی تورون

آگ کو دیکھو جو تم جلاتے ہو۔ یہاں بھی تشربون کی طرح تورون استعمال ہوا ہے اس لئے کہ یہ تمہارے تجربہ کی چیزیں ہیں۔ تم اپنے ہر روز کے شرب و طعام کو تیار کرنے کے لئے آگ جلاتے ہو۔ آگ کے بغیر تم زندہ نہیں رہ سکتے۔ سردی کے موسم میں تو آگ کی پرستش ہوتی ہے ویسے تو لوگ سورج کی پرستش کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ وہ دانا اور ان داتا ہے، بارش لاتا ہے۔ کھیتیاں پکاتا ہے اس لئے اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ سردی کے موسم میں تو ضروری طور پر لوگ آگ کے قریب بیٹھتے ہیں۔ آگ سے ریلیں اور کارخانے چلتے ہیں۔ ءانتم انشاتم شجرتها ام نحن المنشئون۔ پتھر کا کوئلہ یا لکڑی کا کوئلہ سب لکڑی سے بنتا ہے اور یہ درخت ہوتا ہے۔ درخت ہرا بھرا ہمارے لئے سایہ اور پھل پیدا کرنے کا موجب ہے۔ لیکن حقیقت میں آگ ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ سورج کی انرجی درخت جمع کرتا رہتا ہے اگر یہ جمع نہ کرے تو درخت سے آگ پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس آگ سے دنیا جہان کے کاروبار چلتے ہیں۔ انجن چلتے ہیں ریلیں چلتی ہیں کارخانے اور فیکٹریاں چلتی ہیں۔ آگ کے لئے درخت کون پیدا کر سکتا ہے ءانتم انشاتم شجرتها کیا تم نے یہ درخت بنایا ہے ام نحن المنشئون یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

خدا کی یاد کے سامان

نحن جعلنٰها تذکرۃ۔ یہ تمام باتیں خدا تعالیٰ کی یاد دلانے کے لئے بیان کی گئی ہیں تاکہ تم خدا کو یاد کر کے حق بندگی ادا کر سکو۔ ومتاعا للمقوین اور یہ تمام چیزیں متاع ہیں، دولت ہیں، ضروری اسباب ہیں، ان کے بغیر تمہاری زندگی ناممکن ہے۔

[...] انسان، ما غرک بربک الکریم اے انسان تم غور کرو۔ تم کو فہم دی ہے عقل دی ہے تم ناتواں بھی ہو عاجز بھی ہو، تمہارے کچھ اختیار بھی نہیں۔ پھر کیوں تم اس ذات اقدس کو جو خالق و مالک ...

آپ ہاجرہ بنو تاکہ آپ کے بطنوں سے اسمٰعیل جیسے فرزند پیدا ہوں

(حضرت امیر ایدہ اللہ کا خطاب جلسہ مستورات سے)

عورتوں کو بھی مردوں کی طرح اپنے اندر قربانی اور خدمت دین کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔ (بیگم بشیر احمد)

اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو کہ اس سے بلندیٔ اخلاق پیدا ہوتی ہے۔ (بیگم فاروق احمد)

اپنے بچوں کے دلوں سے احساس کمتری کو دور کرنے کے لئے اسلامی تہذیب کو فروغ دیں۔ (وحیدہ بیگم صاحبہ)

ہمارے جلسوں میں سلسلہ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر تقاریر ہونی چاہئیں۔ (یاسمین صاحبہ)

حضرت مرزا صاحب نے آریوں اور عیسائیوں کا جواب دے کر اسلام کا دفاع کیا اور یورپ کے روشن خیالوں میں اسلام پھیلایا۔ (بیگم جمیلہ جعفری)

حضرت امیر مرحوم کے ترجمۃ القرآن کو دنیا میں پھیلاؤ کہ اس سے اسلام کی روشنی پھیلی ہے۔ (بیگم حضرت امیر مرحوم)

یہ وہ خیالات ہیں جو خواتین احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی تقاریر میں بیان کئے گئے۔ یہ جلسہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو احمدیہ ہال لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں پہلے سالوں کی نسبت بہت سی احمدی اور غیر از جماعت خواتین شامل ہوئیں۔

جلسہ کا افتتاح حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے کرتے ہوئے خواتین کو مبارکباد دی کہ ان کے چندوں اور مردوں کی قربانیوں سے احمدیہ ہال اور اس سے ملحقہ کمرے اور دوکانیں تیار ہوئیں۔ آپ نے بتایا کہ تمام مارکیٹ بن جانے کے بعد اس سے دس ہزار روپیہ ماہوار آمد ہو گی جس سے تبلیغ کے کام کو وسعت دی جائے گی، اس لئے جو چندے اس کام کے لئے دیئے گئے وہ ایک صدقہ جاریہ کا حکم رکھتے ہیں جس کی جزاء اللہ تعالےٰ کے ہاں سے ہمیشہ ملتی رہے گی۔

اس ضمن میں آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کی قربانیوں اور ایثار کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی قربانیوں کی قدر افزائی اللہ تعالےٰ نے یہاں تک فرمائی کہ فرمایا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا اور فرمایا کہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى اور حضرت ہاجرہ نے اپنے بچے اسمٰعیل کے لئے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ پہاڑیوں پر جو سعی کی، اسکو بطور سنت حج کا ایک رکن قرار دیدیا۔ آپ نے خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ بھی ہاجرہ بنو، آپ کے بطنوں سے بھی اسمٰعیل پیدا ہوں اور اپنے گھروں میں نماز روزہ اور اسلامی فضا پیدا کرو۔

آخر میں آپ نے مرحومہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس ایثار کا ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں وہ مکان انجمن کے حوالہ کر دیا، جس پر احمدیہ ہال اور ملحقہ عمارات بنائی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ان خواتین کا بھی ذکر فرمایا جنہوں نے احمدیہ ہال کی گیلری اور مسجد کے حجرہ کو خوبصورت اور کشادہ بنانے اور گیلری تعمیر کرنے کے لئے رقوم دیں۔ یعنے بیگم صاحبہ شیخ میاں فاروق احمد صاحب، بیگم صاحبہ شیخ میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم۔ بیگم صاحبہ میاں مقبول احمد صاحب و بیگم صاحبہ میاں مقصود احمد صاحب، آپ نے بتایا کہ ان خواتین نے جس جس عمارت کے لئے رقوم دی ہیں، ان کے ناموں کے پتھر وہاں نصب کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر کے بعد جلسہ خواتین کی باقاعدہ کارروائی زیر صدارت بیگم جمیلہ جعفری شروع ہوئی اور سب سے پہلے ایک خاتون نے جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا، قرآن کریم کی تلاوت خوش الحانی سے فرمائی جس کے بعد ایک اور خاتون نے حضرت مسیح موعودؑ کے نعتیہ اشعار جن

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

اس محبت اور ترنم کے ساتھ پڑھے کہ دلوں پر رقت طاری ہو گئی اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ انکے بعد بیگم صاحبہ ڈاکٹر بشیر احمد تقریر کے لئے کھڑی ہوئیں انہوں نے اس بات پر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ سال گذشتہ کی طرح پھر باہم ملنے اور خوشی اور ولولہ سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ انہوں نے بتایا کہ خواتین جماعت کے لئے جو کچھ کر سکتی ہیں، اس سلسلہ میں پہلے اپنی روحانی اصلاح ضروری ہے اور یہ روحانی اصلاح صرف اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری سے ہی ہو سکتی ہے، انہوں نے اس امر کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی کہ مردوں اور عورتوں پر اللہ تعالےٰ نے مساوی ذمہ داریاں عائد کی ہیں اور اس کے لئے مساوی قوانین اور حقوق عطا فرمائے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی گھر کے کام کاج کے علاوہ دینی امور کی سر انجام دہی میں بھی حصہ لیں۔ مثلاً نماز کے بارہ میں اکثر خواتین کے لئے یہ بہانہ ہوتا ہے کہ انہیں گھر کے کاموں میں فرصت نہیں ملتی۔ لیکن اگر گھر سے باہر کسی تقریب پر جانا پڑے تو بیگم صاحبہ کئی گھنٹے اپنے بناؤ سنگار پر خرچ کر دیتی ہیں، معلوم نہیں اس وقت انہیں گھریلو مصروفیتوں سے فرصت کس طرح مل جاتی ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی اپنے اندر قربانی اور خدمت دین کا ولولہ پیدا کرنا چاہیئے۔ اور باہم مل کر جماعت کو فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے، انہوں نے بتایا کہ جماعت کی ذمہ داریاں بہت اہم اور ضروری ہیں اور اس سلسلہ میں ہمیں دعاؤں اور قربانیوں سے جماعت کی مدد کرنی چاہیئے۔ انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ اس جلسہ میں جو مینا بازار لگایا گیا ہے وہ خواتین کی مالی قربانیوں کا نتیجہ ہے، اور امید ظاہر کی آئندہ سال اس سے بڑھکر دینی امداد اور جماعتی استحکام کی کوشش کی جائے گی۔

بعد ازاں مبارکہ بیگم دختر مولانا آفتاب الدین صاحب مرحوم نے ایک نظم پڑھی، اور پھر محترمہ بیگم میاں فاروق احمد صاحب نے ایک پرجوش تقریر کی، جس میں اس بات پر افسوس اور ملامت کا اظہار کیا کہ مستورات خاموشی کے ساتھ تقاریر سننے کے بجائے باتوں میں لگ جاتی ہیں، جس کی وجہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ کو بھی بار بار انہیں متنبہ کرنا پڑا انہوں نے کہا کہ یہ صرف تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے، انہوں نے نصیحت کی کہ خواتین کو بلندی اخلاق کی طرف توجہ کرنی چاہیئے، اور جہاں سے علم کی نعمت حاصل ہو، خاموشی کے ساتھ اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اخلاق کی بلندی تقوےٰ سے حاصل ہوتی ہے اور تقوےٰ کے معنے ہیں کسی بلند تر ہستی کا سہارا لینا، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی ہمارے لئے بہترین سہارا کا موجب ہو سکتا ہے۔

بیگم صاحبہ نے یورپ کے اس تباہ شدہ مقام پمپیائی کا جو کسی وقت بہت بڑی شان و شوکت اور عیش و عشرت کی جگہ تھی۔ ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے کھنڈرات کو دیکھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی طاقت و قدرت کا ایک عبرت انگیز منظر دکھائی دیتا ہے۔

اسی ضمن میں آپ نے ایک بزرگ ولی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ بہت بڑے تاجر

تھے اور ان کا تجارتی مال بیرونی ممالک میں جاتا اور آتا تھا۔ ایک موقعہ پر انہیں خبر آئی کہ ان کا مال سے لدا ہوا تجارتی جہاز ڈوب گیا۔ انہوں نے خبر سن کر کچھ سوچا اور کہا الحمد للہ، اس کے بعد پھر خبر آئی کہ جہاز ڈوبا نہیں سمندری طوفان سے بچ کر نکل گیا، انہوں نے پھر کچھ سوچا اور فرمایا الحمد للہ، کسی شخص نے ان سے کہا یہ کیا بات ہے کہ آپ نے دونوں مرتبہ الحمد للہ کہا، حالانکہ جب جہاز کے ڈوبنے کی خبر آئی تو آپ کو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیئے تھا بزرگ نے فرمایا کہ نہ تو جہاز کے ڈوبنے کا مجھے غم ہوا کہ ... تھا اور نہ اس کی سلامتی کی خبر سے خوشی ہوئی، میں نے دونوں مرتبہ اپنے دل کو ٹٹولا تو اس پر غم اور خوشی کے کوئی آثار نہ تھے، اس لئے میں نے دونوں مرتبہ الحمد للہ کہا۔

اس مثال کو پیش کرتے ہوئے بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ یہ تقوےٰ کا نتیجہ ہے، اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ اور اس کا سہارا ہو تو دنیا کا کوئی حادثہ انسان کے لئے دکھ کا موجب نہیں ہو سکتا، اور رنج و راحت ہر حال میں اسے اطمینان قلب میسر آتا ہے ... ہماری بہتری کو تقوےٰ سے کام لیتے ہوئے بلندیٔ اخلاق کی کوشش کرنا چاہیئے تاکہ ہماری کمزوریاں دور ہو جائیں، اور ہم اپنی قومی مجالس اور قومی کاموں میں بہترین اخلاق کا مظاہرہ کر سکیں۔

بیگم صاحبہ کی تقریر کے بعد ایک چھوٹی سی بچی نے نظم

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری

کی دعائیہ نظم پڑھی، جس پر بیگم میاں فاروق احمد صاحب نے اسے دس روپے انعام دیا۔

بعد ازاں محترمہ رضیہ بیگم دختر نیک اختر ڈاکٹر ... جنوب بیگ مرحوم نے ایک مختصر تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ ہماری نئی پود میں احساس کمتری پایا جاتا ہے اور انہیں یہ وہم ہو گیا ہے کہ اچھے اخلاق اور تہذیب انگریزوں ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے گھروں کی گفتگو میں انگریزی الفاظ زیادہ بولے جاتے ہیں، بلکہ بعض گھروں میں کوشش کی جاتی ہے کہ اُن کے بچے انگریزی ہی میں گفتگو کیا کریں اور انگریزی تہذیب اور اخلاق و اطوار اختیار کریں ... نہیں۔ ہمارے اپنے مذہب میں بہترین ... اطوار پائے جاتے ہیں۔ مثلاً آداب مجلس کے سلسلہ میں، ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ کوئی شخص ... کسی مجلس میں دیر سے آئے تو بجائے کہ صف کو چیرتا اور لوگوں کے اوپر سے پھلانگتا ہوا آگے ... اسے چاہیئے کہ پیچھے جہاں جگہ ملے ... جائے۔ اس قسم کے بیسیوں اخلاق و اطوار قرآن کریم اور احادیث میں تلقین کئے گئے ہیں جن کو نہ جاننے کی وجہ سے ہماری نئی پود میں احساس کمتری پیدا ہو رہا ہے اور وہ دوسروں کی نقل آثار ضروری سمجھتے ہیں، اس احساس کمتری کو دور کرنے کے لئے اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کو فروغ دینا ضروری ہے کہ اسی میں ہماری سربلندی اور عزت و عظمت کا راز مضمر ہے۔

بعد ازاں ایک خاتون ... نے مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم کی نظم

مرا دین و ایمان ولائے محمد

اسی جوش و خروش اور محبت و ترنم سے پڑھی جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی نعت پڑھی تھی، اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے، ان کو اللہ تعالےٰ نے جو جوش اور ولولہ اور دین کی محبت عطا فرمائی ہے وہ ان نعتوں اور نظموں کے پڑھنے سے ہویدا ہے۔

بعد ازاں محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ نے ایک نہایت مختصر تقریر میں اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مردوں کے مقابلہ میں خواتین میں تنظیم نہیں پائی جاتی، آپ نے فرمایا کہ عورت اور مرد سوسائٹی کے دو پہیے ہیں اور دونوں ہی کی تربیت و تنظیم ضروری ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنی لڑکیوں کی تنظیم اور تعلیم و تربیت صحیح طریق پر کریں اور ان کے دلوں میں دین کی محبت اور احمدیت کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اس کے بعد محترمہ یاسمین صاحبہ دختر ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ خواتین کے جلسہ سالانہ کا جو تصور لیکر ہم یہاں آتی ہیں، وہ صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ ہمیں خیال ہوتا ہے کہ یہاں حضرت مسیح موعود کے خیالات سنائے جائیں گے، آپ کے دعوے، آپ کے اخلاق و اعمال کا علم دیا جائے گا اور جو جو اعتراضات آپ پر کئے جاتے ہیں ان کے جواب بتائے جائیں گے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ جب یہ نہیں تو دوسری تقریروں سے کیا حاصل۔ جس شوق کو لیکر ہم یہاں آتی ہیں وہ پورا نہیں ہوتا، ضرورت ہے کہ ہمیں یہاں وہ باتیں بتائی جائیں جن کا ہمیں علم نہیں ورنہ ہمیں دوسروں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

محترمہ نے ایک واقعہ سنایا کہ کالج میں بعض لڑکیوں نے احمدیت پر کچھ اعتراضات کئے اتفاق سے میری والدہ نے چند دن پہلے کچھ کتابیں مجھے پڑھنے کے لئے دی تھیں۔ جن سے ان باتوں کا مجھے علم ہو چکا تھا۔ اس لئے میں ان لڑکیوں کو جواب دینے کے قابل ہو گئی ... ورنہ شرمندگی اٹھانی پڑتی، اس لئے ایسا انتظام کرنا چاہیئے کہ .... ہمارے جلسوں میں احمدیت اور سلسلہ کی صداقت پر روشنی ڈالی جائے۔

اس تنقیدی تقریر پر خوشی کا اظہار کیا گیا اور وعدہ کیا گیا کہ آئندہ ان باتوں کا خیال رکھا جائے گا۔

بعد ازاں محترمہ مبارکہ بیگم ... مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم نے "اعلےٰ اخلاق اور انسانی ہمدردی" کے عنوان سے تقریر فرمائی، جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ صرف مادی ترقی اور عیش و آرام کے سامانوں ہی سے انسان کو ذہنی اور قلبی سکون میسر نہیں آسکتا بلکہ خدا کا کلام اور اس کے دیئے ہوئے دستور العمل پر عمل درآمد سے انسان کو حقیقی سکون میسر آتا ہے، اور یہی غرض قرآن مجید اور انبیاء کے آنے کی ہے۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ "ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں جیسی طاقت رکھنے والوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اصلی بہادر وہ ہے جو تبدیل اخلاق پر قدرت پاتے ہیں"۔ آپ نے بتایا کہ یہی اخلاق تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جن کو حضرت مسیح موعود نے جماعت میں پیدا کیا۔

بعد ازاں ایک بچی قرۃ العین نے ایک دعائیہ نظم پڑھی اور پھر محترمہ فرحت جہاں صاحبہ نے دختران اسلام کی ہمت و استقلال اور جرأت کے قابل قدر تاریخی کارناموں کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس زمانہ میں فاطمہ اور جمیلہ جیسی خواتین پیدا ہو سکتی ہیں جن کی آج پاکستان کو بے حد ضرورت ہے۔

اس کے بعد عزیزہ بشریٰ آفتاب الدین نے ایک نظم پڑھی اور پھر صدر صاحبہ بیگم جمیلہ جعفری نے اپنی صدارتی تقریر میں منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ انہوں نے اس جلسہ میں شمولیت اور اظہار خیال کا موقعہ دیا بتایا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ دنیا کے اس خطہ پر جہاں اسلام کو ایک وحشیانہ مذہب سمجھا جاتا ہے، اسلام کی صحیح تصویر پیش کی، اور آج بڑے بڑے سائنسدان اس کے آگے سر تسلیم خم کر رہے ہیں، آپ نے گذشتہ دو صدیوں میں اسلام پر جو سخت ترین واقعات گذرے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور کئے جانے کو رحمت الٰہی قرار دیا، جنہوں نے آریوں اور عیسائیوں کے حملوں کا جواب دے کر انہیں موت کی نیند سلا دیا، انہوں نے جماعت پیدا کی جو منظم طریق سے اسلام کی تبلیغ میں کوشاں ہے۔ محترمہ صدر صاحبہ نے ملکی آزادی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اب قوم اور ملک کی عزت خواتین کے ہاتھ میں ہے جو قوم کے بچوں میں اسلامی اخلاق پیدا کر سکتی ہیں، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اپنے جلسوں میں غیر احمدی خواتین کو بھی بلایا کریں، انہوں نے بتایا کہ میں نے گذشتہ

باقی بر صفحہ ۲۳

جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد

(بسلسلہ صفحہ ۲)

آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔

... صاحب نے فرمایا کہ ۱۹۰۸ء میں جب حضرت مسیح موعود لاہور آئے تو لاہور کے تمام معززین آپ کی باتیں سننے کے لئے آتے ہندو عورتیں بھی آئیں آپ نے انہیں اسلام کے اصول بتائے وہ بہت متاثر ہو کر لوٹیں، اس زمانہ میں عمائدین جماعت کے کردار کی وجہ سے تمام لاہور ان کا گرویدہ تھا اور احمدیت کا بڑا اثر تھا۔ آپ نے بتایا کہ کتابیں اور رسالے وہ کام نہیں کرتے جو عمل کرتا ہے، ان کی ثانوی حیثیت ہے اس لئے اصل کام یزکیھم کا ہے۔ تزکیہ نفس بڑی چیز ہے اس کی فکر کیجئے آپ کا یہ کردار تعمیر پاکستان کے سلسلہ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

میاں رحیم بخش صاحب کی تقریر

مرزا مسعود بیگ صاحب کے بعد میاں رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ کلکٹر سنٹرل ایکسائز نے

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کے عنوان سے تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اقبال کی نظموں نے بڑا تاثر پیدا کیا، اگرچہ قرآن کریم نے شعراء کے متعلق فرمایا الشعراء یتبعھم الغاون لیکن اقبال کا مندرجہ بالا مصرع ایک حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تاریخ عالم میں سب سے بڑا مرد مومن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ اسی تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ کا نتیجہ تھا کہ چند سالوں ہی میں عرب کے اخلاق و اعمال میں ایک بہت بڑی تبدیلی آگئی، اور اس قوم کی جو ضلال مبین میں مبتلا تھی تقدیر ہی بدل گئی۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے بڑے سائنسدانوں کے کارنامے اس انقلاب عظیم کے سامنے ہیچ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا اور یہ انقلاب عرب تک ہی محدود نہ رہا چاروں طرف ملکوں اور قوموں کے حالات بدل گئے اور حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے ہر جگہ اولیاء و مجددین پیدا ہوتے، جن میں سے ایک بہت ... مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں، ان کے ... اعلیٰ اخلاق اور حسن کردار اور انفاس طیبہ سے بھی ایک جماعت پیدا ہوئی، جو رسول کریم صلعم کی سچی متبع اور بقول اقبال اسلام کا ٹھیٹھ نمونہ ہے

آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت مرزا صاحب جماعت نہ بناتے تو آج اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں ہو رہے ہیں وہ کس طرح سرانجام پاتے، آپ نے بتایا کہ اس مرد مومن کے اثر سے ایسے لوگ قادیان پہنچے۔ جنہوں نے دنیوی ... چھوڑ کر خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کیں اور ہر فرد جماعت میں وہ پاک جذبہ پیدا ہوا جو دوسری جگہ نہیں ملتا۔ میاں صاحب کی پوری تقریر کسی آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی انشاءاللہ۔ اس تقریر کے بعد پہلی نشست نماز ظہر و عصر کے لئے ملتوی ہو گئی۔

(باقی آئندہ)

مجلس مذاکرہ

دوسری نشست میں علامہ علاؤالدین صدیقی صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی کے زیر صدارت "عیسائیت کے فروغ اور ہمارے فرائض" کے عنوان سے ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ جس میں علمائے جماعت احمدیہ کے علاوہ بعض دوسرے فرقوں کے علماء نے بھی اپنے اپنے مقالات پڑھے۔ ارادہ ہے کہ اس مجلس کی پوری روئیداد اور تمام مقالات معہ تقریر صدارت مذاکرہ نمبر کے نام سے ایک خاص اشاعت میں درج کی جائے۔ اس لئے یہاں اسکو حذف کیا جاتا ہے۔ مجلس مذاکرہ کے بعد آج کا اجلاس ختم ہوا۔

کارروائی جلسہ خواتین

(بسلسلہ صفحہ ۲۲)

... نہیں رسال سے پیغام صلح پڑھنا شروع کیا ہے مجھے کوئی ایسی بات نہیں ملی جس میں اسلام کے علاوہ کوئی اور تعلیم دی گئی ہو، بلکہ حضرت مرزا صاحب کے عاشق رسول ہونے کا پتہ لگتا ہے۔

محترمہ صدر صاحبہ کی مفصل تقریر اور دیگر تقاریر پیغام صلح کے آئندہ شماروں میں یکے بعد دیگرے شائع ہوں گی۔ آخر میں بیگم صاحبہ امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دعا کے لئے کھڑی ہوئیں۔ آپ نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ جو پودہ انہوں نے جلسہ خواتین کی صورت میں آج سے نصف صدی پیشتر لگایا تھا وہ آج بحمداللہ سرسبز نظر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس تقریر نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ عزیزہ بہن یاسمین کے خیالات ہیں۔ آپ نے بتایا کہ واقعی ہماری بہنوں کا بیشتر حصہ احمدیہ لٹریچر اور احمدیہ تعلیم سے ناواقف ہے۔ بیشتر حصہ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ہمارے مشن کہاں کہاں ہیں اور ہم کیا کام کر رہے ہیں۔ آپ نے حضرت امیر مرحوم ...

تقریر حضرت امیر

بسلسلہ صفحہ ۱۶

... کی خوشبو ہے۔ ہم تجربہ کار تاجر ہیں۔ سب خریداروں سے کمیشن مانگتے ہیں۔ لیکن حکیم عبدالعزیز نے کوئی کمیشن اپنے لئے طلب نہیں کی۔ جس قوم کا یہ عمل ہو اور جس قوم کے اندر ایسے مخلص اور بے نفس انسانوں کی شمولیت ہو، خدا اس کے کام میں برکت ڈالتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان ہر دو افراد کو برکت دے۔ اجر دے اور ان کے مراتب بلند کرے۔ ڈاکٹر خیرالدین صاحب نے اب بیعت کر لی ہے۔

یہ عمارات قوم میں جان ڈالنے کا موجب ہیں

شیخ فاروق احمد میرا رفیق ہے۔ اس کے دل میں یہی خیال تھا کہ یہ عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے سامان نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے قوم کی محبت اور دعاؤں اور اخلاص کی وجہ سے اسکو ہمارے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ یہ ایک عظیم الشان انسان کی یادگار ہے جس نے اسلام کو زندہ کیا۔ ایک متقی قوم پیدا کی اور اس نے فتح اسلام کے جھنڈے یورپ میں گاڑ دیئے۔ اس عمارت کے اینٹ گارے اور لوہے اور پتھر میں کوئی جان نہیں لیکن یہ قوم کے اندر جان ڈالنے والی ہے۔ قوم کے جذبۂ عشق کو ابھارنے والی ہے۔ یہ قدرت ثانیہ کا ظہور ہے قدرت ثانیہ کسی انسان کا نام نہیں حالت کا نام ہے۔

ان عمارات کے ذریعہ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کا نام بلند کرو

اس عمارت کے ذریعہ سے خدا اور رسول کے نام کو بلند کرو۔ قرآن اور حدیث کو پھیلاؤ حضرت مسیح موعود کے نظریات کی اشاعت کرو دنیا نبوت نبوت کے نام سے تنگ آچکی ہے۔ اب لوگ امام کی روشن خدمات کی وجہ سے ان کو مجدد تسلیم کریں گے۔ ہمارا پیغمبرؐ جو رحمۃ للعالمین ہے جس کے نظریات عالمگیر ہیں۔ جو تمام قوموں کو ایک کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ اس زمانہ میں ہمارے ذریعہ سے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادوں کو پورا کرے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

... نے ترجمۃ القرآن انگریزی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کا آخری ایڈیشن طبع ہو چکا ہے، اب ولایت سے آنے کی دیر ہے، اس ترجمہ کی اشاعت سے اسلام کی تبلیغ میں بہت بڑی مدد ملتی ہے اس لئے جس قدر اسکو پھیلایا جائے اسلام کی روشنی زیادہ تیزی کے ساتھ پھیلے گی۔ اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی اور جلسہ ختم ہوا۔ بعدہٗ ازاں خواتین میں احمدیہ ہال کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی

ضروری اعلان

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک خاتون کی چادر گم ہو گئی تھی۔ جن کی یہ چادر ہے انہوں نے اس چادر کے کوائف ہمیں لکھ بھیجے ہیں۔ اس موقعہ پر کسی خاتون نے اس چادر کے بارے میں اعلان کروایا تھا کہ ہمارے پاس چادر موجود ہے۔ مالک خاتون کی ان صاحبہ سے دوران جلسہ میں ملاقات نہ ہو سکی۔ اور جلسہ کے اختتام کے بعد وہ خاتون چلی گئیں۔ جن صاحبہ کو یہ چادر ملی تھی غالباً وہ ملتان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے جس خاتون کے پاس وہ چادر ہو، وہ ذیل کے پتہ پر پارسل کروا دیں۔ ڈاک خرچ بشکریہ ادا کر دیا جائے گا۔ اور چادر مالکہ کو پہنچا دی جائے گی۔

پتہ:۔ مولانا احمد یار صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ ۔ ۔ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح مورخہ ۸ جنوری سنہ ۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۲ شمارہ نمبر ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۶۴ء | نمبر ۲

ہماری اخلاقی حالت کیسی ہونی چاہیئے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اسے بُرا نہ معلوم ہو کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھا جاوے دلشکنی نہ کی جاوے جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو، خدا تعالیٰ کے بعد مکرم وہی ہے جو متقی ہے چنانچہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم دوسروں کے ساتھ بھی اخلاق سے کام لینا چاہیئے۔ یہ بد اخلاقی کا نمونہ ہے وہ بھی اچھا نہیں۔ ہماری جماعت کے ساتھ لوگ مقدمہ بازی کا صرف بہانہ ہی ڈھونڈتے ہیں لوگوں کے لئے ایک طاعون ہے ہماری جماعت کے لئے دو طاعون ہیں۔ اگر کوئی جماعت میں سے ایک شخص بُرائی کرے گا تو اس ایک سے ساری جماعت پر حرف آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

یقول اللہ تعالیٰ یا ابن آدم تفرغ لعبادتی املاء صدرک غنیً واسد فقرک وان لا تفعل ملاءت یدیک شغلاً ولم اسد فقرک۔

(الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے انسان (کام کاج سے) فارغ ہو کر میری عبادت کر کہ میں تیرا سینہ بے پروائی (اطمینان قلب) سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو دور کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے دونوں ہاتھ کام کاج میں مصروف کر دوں گا اور تیری محتاجی کو بھی دور نہیں کروں گا۔

نوٹ:۔ اطمینان قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

(۱۳: ۲۸)

مومن اور متقی کا اللہ تعالیٰ خود کفیل ہو جاتا ہے۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔

(۶۵: ۲، ۳)

؎ از قناعت ہر کرا نبود نشاں
کے توانگر سازدش مال جہاں (عطار)

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ: — شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

مشرقی پاکستان

ترجمہ خط۔ ایم۔ ایس عالم جمالپور۔ مشرقی پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اطلاعاً عرض ہے کہ میں آپ کا لٹریچر باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں۔ اب جگہ تبدیل ہونے کی وجہ سے اس سے محروم ہو گیا ہوں۔ میں آپ کے فارن مشن کا باقاعدہ ممبر بننا چاہتا ہوں کیونکہ باہر ممالک میں کافی دوست اور رشتہ دار ہیں۔ میں کالج کا طالب علم ہوں۔ اور کالج ہوسٹل میں رہتا ہوں اس لئے مہربانی فرما کر مجھے ممبر شپ سرٹیفکیٹ ارسال کریں۔ اور لٹریچر ارسال فرمائیں۔ مشکور رہوں گا۔

والسلام

(انکو لٹریچر بھیجا گیا اور ممبر شپ سرٹیفکیٹ ارسال کیا گیا)

کانو (نائیجیریا)

ترجمہ خط: میمن جیمو عثمان کانو نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں مؤدبانہ آپ کے لٹریچر کے بھیجنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال کریں کیونکہ مجھ سے بہت سے لوگ قرآن پڑھنے کے خواہشمند ہیں اور وہ بھی جو نہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ وہ انگریزی قرآن کو آسانی سے سمجھ سکیں گے۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے مسلم نیوز پیپر ہر روز یا ہر جمعہ ارسال کیا کریں۔ امید ہے میری درخواست پر اشتیاقی غور فرمائیں گے۔

والسلام

(جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط ایچ۔ اولا۔ اولادئی — نائیجیریا

تسلیمات۔ میری مؤدبانہ التماس ہے اور میری بہت زیادہ خواہش ہے کہ میں قرآن کریم کی تعلیم سیکھوں اور مذہب اسلام سے واقفیت پیدا کروں۔ مجھے امید ہے کہ آپ خوشی سے میری اس التماس کو منظور کریں گے

ایک دفعہ پھر جناب سے میری التماس ہے کہ آپ مجھ پر توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ پر کرم نوازی کرے گا۔ امید ہے آپ کی مہربانی میرے شامل حال رہے گی۔ مجھے توقع ہے کہ آپ میری گذارش کا خوشی سے جواب دیں گے۔

والسلام

(خط لکھا گیا)

(۳)

ترجمہ خط عبد الغنیو اکن۔ آبادان۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے آپ کے فارن مشن کے کام کے متعلق سنا ہے کہ آپ مذہب اسلام کی اشاعت اور اس کی تبلیغ کے لئے تمام دنیا میں بہت کچھ کام کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی کوششوں کو بار آور کرے۔ آمین

میں ایک مسلمان ہوں مگر میں نے اپنے مذہب کو بالکل نہیں سمجھا۔ میری خواہش رہی کہ میں اسلام کی سچائی اور اس کی خدمت کروں اور جہاں تک ہو سکے اس مذہب کی ڈھال بن جاؤں

ہماری یونیورسٹی میں بہت زیادہ عیسائی طالبعلم ہیں۔ اور وہ تعلیم یافتہ ہیں اور اپنے مذہب سے بخوبی واقف ہیں۔ لیکن جو چند مسلمان ہیں وہ اپنے مذہب سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے ان کے متعلق کچھ کرنا چاہیئے۔

آخر میں میری التجا ہے کہ آپ مجھے مفید لٹریچر جس میں مفید باتیں ہوں ارسال کریں اور اگر ہو سکے تو قرآن بھی ارسال کریں۔

جونہی کہ مجھے آپ سے اطلاع ملے گی۔ میں آپکو اور نام ارسال کروں گا۔ جو کہ آپ کے لٹریچر کے خواہشمند ہیں۔

امید ہے کہ جلد جواب دیں گے۔

والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

منی پور (بھارت)

ترجمہ خط ایم۔ رحمٰن۔ اپھال۔ منی پور۔ (منی پور بھارت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا نوازشنامہ موصول ہوا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے جواب جلدی نہیں دیا۔ امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے۔

جب میں نے کتابوں کا پیکٹ کھولا تو میں نے قیمتی کتابیں پائیں۔ مجھے ان کتابوں نے مجبور کر دیا ہے کہ میں اسلام کے صحیح راستہ پر چلوں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے مذہبی تعلیم سے روشناس کرایا۔

مجھے امید ہے کہ آپ مزید لٹریچرز ارسال کریں گے۔ مجھے مہربانی کر کے محمد دی پرافٹ مصلح پرنٹر ایک از خواجہ کمال الدین اور مینول آف حدیث عنایت فرمائیں۔ اگر یہ مفت نہیں بھیج سکتے تو ان کی قیمت سے مطلع کریں، امید ہے کہ آپ جلدی جواب دیں گے

والسلام

(ان کو جواب لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط کیت احمد کل پا کنجیری۔ تریبو۔ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جب میں پرافٹ آف اسلام کا مطالعہ کر رہا تھا میں نے اسلام کے متعلق اس سے بہت سی باتیں اخذ کیں۔ لیکن بدقسمتی سے میں تمام کتاب کا مطالعہ نہ کر سکا۔ تب میں نے اس شخص سے اس کتاب کے متعلق کہا۔ اس نے مجھے کہا کہ یہ کتاب مفت مجھے آئی ہے مجھے بھی ان کا ایڈریس دو۔ مجھے یہ کتاب پڑھ کر بہت لطف آیا ہے اس لئے میں یہ خط لکھ رہا ہوں مجھے ایک اور کتاب بھی ملی ہے۔ لیکن میں اس کا نام نہیں جانتا۔ مجھے مترجم انگریزی قرآن بھی ملا ہے اور میں اس کے چند صفحات مطالعہ کئے ہیں۔ . . . . اگر آپ مجھے چند کتاب ارسال کریں تو میں بہت دعا دوں گا اور میں تعطیلات میں ان کتابوں کو پڑھوں گا اور بہت خواہش کے ساتھ مطالعہ کروں گا۔ میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ امید ہے آپ یہ کتابیں ضرور ارسال فرمائیں گے۔

فقط والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

پاکستان

ترجمہ خط۔ محمد لطیف طارق۔ ہری پور ہزارہ۔ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذشتہ روز میں نے اخبار لائٹ میں پڑھا کہ اگر مفت لٹریچر یا کتابوں کی ضرورت ہو تو انچارج فارن مشن احمدیہ بلڈنگس لاہور کو لکھ کر منگوا لیں۔ میں حضرت مرزا صاحب کی تمام کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اس لئے میری درخواست ہے کہ مجھے مندرجہ ذیل کتابیں ارسال فرمائیں۔

(۱) ازالہ اوہام۔ (۲) کشتی نوح۔ حقیقت الوحی۔ (۴) حقیقت النبوۃ اور براہین احمدیہ۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے یہ تمام کتاب ارسال کریں گے، نیز حضرت مرزا صاحب کی تصویر بھی ارسال کریں۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

پیغامِ صلح کے بارہ میں

قارئین کرام سے اہم گذارشات

پیغام صلح جماعت احمدیہ لاہور کا واحد اُردو آرگن ہے جو کم و بیش پچاس سال سے قومی ملّی اور دینی خدمات بجا لا رہا ہے، جماعت کی مختلف تحریکات کو پروان چڑھانے حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے قائم کردہ سلسلہ کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دُور کرنے اور اعتراضات کا جواب دینے، اہم دینی مسائل اور مختلف غیر از جماعت تحریکات پر تبصرہ کرنے، جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کی اشاعت میں جو اہم خدمات اس اخبار نے سرانجام دی ہیں اور دے رہا ہے، وہ قارئین کرام سے پوشیدہ نہیں۔

لیکن ان اہم خدمات کے باوجود یہ امر نہایت تکلیف دہ ہے کہ اخبار کی اشاعت اتنی نہیں کہ اس کی آمد سے خرچ پورا کیا جا سکے، اس کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے ہر سال انجمن کو ہزاروں روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں جو انجمن کے دوسرے شعبہ جات پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔

ایسی حالت میں ہم قارئین سے اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بوجھ کو اتارنے اور خسارہ کو پورا کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں، اس کی مختلف صورتیں ہیں:۔

(۱) کئی دوست ایسے ہیں جو خود اخبار کے خریدار نہیں بلکہ دوسروں سے لے کر اخبار پڑھتے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں گذارش کرتے .... ہیں، کہ ان کا قومی فرض اس بات کا متقاضی ہے کہ تو خود خریدار بنیں اور براہ راست اخبار منگوائیں، اخبار کی قیمت کچھ زیادہ نہیں۔ اگر آپ یکمشت چھ روپے سالانہ نہیں دے سکتے تو آٹھ آنہ ماہوار بھیجکر اپنے نام اخبار جاری کرائیں۔ یوں بھی گھروں میں کئی اٹھنیاں فضول کاموں پر ضائع ہو جاتی ہیں، کیا آپ اپنے قومی و دینی آرگن پر آٹھ آنہ ماہوار خرچ نہیں کر سکتے؟ اس بارہ میں جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کا فرض ہے کہ وہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ اُن کی مقامی جماعتوں میں کون کون دوست خریدار نہیں ان کو خریدار بنانے اور دوسرے چندوں کے ساتھ ..... اخبار کے لئے آٹھ آنہ ماہوار وصول کر کے بھجوانے کا انتظام کریں۔

(۲) کئی ایسے گھر ہیں جہاں ایک سے زائد افراد خدا کے فضل سے برسرِ روزگار ہونے کی وجہ سے اپنی علیحدہ علیحدہ مستقل آمدنیاں رکھتے ہیں۔ لیکن تمام خاندان کے لئے ایک پرچہ ہی کافی سمجھا جاتا ہے، ایسے دوستوں سے ہماری گذارش ہے کہ اگر وہ علیحدہ علیحدہ اخبار منگوانا نہیں چاہتے تو چھ روپے سالانہ کے حساب سے کم از کم ایک ایک اخبار کی قیمت بھجوا دیں تاکہ ایسے غیر مستطیع ..... اصحاب کے نام جاری کیا جا سکے جن کی طرف سے اخبار مفت جاری کرنے کی درخواستیں آئے دن آتی رہتی ہیں، اس وقت بھی کئی ایسے اصحاب کے نام اخبار مفت جا رہا ہے ضرورت ہے کہ جماعت کے مستطیع اصحاب ان کی قیمتیں ادا کر کے ثواب حاصل کریں۔

(۳) امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مجلس معتمدین میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مجلس کا ہر ممبر کم از کم پانچ خریداروں کا چندہ اخبار کو دے اور اگر کوئی ممبر خود پانچ خریداروں کا چندہ نہ دے سکتا ہو تو کوشش کر کے کم از کم پانچ خریدار بہم پہنچائے، اس لئے ہم تمام ممبر صاحبان کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ جس قدر ممکن ہو اس فیصلہ پر عمل درآمد فرمائیں اور پانچ خریداروں کا چندہ مبلغ تیس روپے اپنی گرہ سے ارسال فرمائیں یا پانچ نئے خریدار بنا کر اور ان سے رقم لے کر معہ ان کے ناموں اور پتوں کے ارسال کریں۔ اس بارہ میں ہم ممبر صاحبان سے علیحدہ خطوط کے ذریعہ سے بھی گذارش کر رہے ہیں، امید ہے وہ اس طرف فوری توجہ مبذول فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے

(۴) چوتھا اہم ذریعہ اُجرتی اشتہارات کا ہے۔ ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے بہت سی تجارتی فرمیں، کئی فیکٹریاں اور کارخانے اور ملیں موجود ہیں جو اپنے تجارتی اموال کے اشتہارات سے اخبار کی امداد کر سکتے ہیں، ان میں سے بعض کے اشتہارات پیغام صلح میں شائع بھی ہو رہے ہیں لیکن کئی ایک فرموں کی توجہ ابھی اس طرف نہیں، اگر ان کی طرف سے بھی اشتہارات مل جائیں اور ہمارے احباب دوسری غیر از جماعت فرموں سے بھی اشتہارات حاصل کرنے کی کوشش کریں تو اس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور اخبار کا خسارہ بہت حد تک پورا ہو سکتا ہے۔

امید ہے کہ ہماری گذارشات پر جلد از جلد توجہ مبذول فرمائی جائے گی اور ہر فرد جماعت اس کو ایک قومی، ملی بلکہ دینی فرض سمجھتے ہوئے مندرجہ بالا صورتوں میں سے جس رنگ میں بھی امداد کا ہاتھ بڑھا سکیں، اس سے دریغ نہ فرمائیں گے؟

(۱) خود خریدار بن کر (۲) دوسروں کو خریدار بنا کر (۳) پانچ خریداروں کا چندہ اپنی گرہ سے دیکر یا پانچ خریدار بہم پہنچا کر (۴) اجرتی اشتہارات فراہم کر کے،

ان چار طریقوں میں سے کسی ایک پر عمل درآمد کرنے سے آپ اپنے قومی اخبار کو بہت سے خسارہ اور مشکلات سے نکال سکتے ہیں اور اس حالت میں اخبار کو بھی زیادہ مفید اور زیادہ دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۔

اخبار احمدیہ

عہدیداران جماعت راولپنڈی

جماعت راولپنڈی کے حسب ذیل عہدیدار منتخب ہوئے ہیں :۔

صدر :۔ شیخ اقبال احمد صاحب
سیکرٹری :۔ ملک ظفر اللہ خاں صاحب
وائس پریزیڈنٹ :۔ شاہدہ ملک صاحبہ
محاسب :۔ لیاقت حسین صاحب
لائبریرین :۔ عبدالسلام صاحب

مصری صاحب کی علالت

مکرم مولنا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری چند دنوں سے بیمار ہیں۔ اسی وجہ سے اپنے مضمون کی قسط اس پرچہ میں نہیں دے سکے، احباب سے ان کی صحت کے لئے درخواست ہے۔

درخواست دُعا

سب برادران کرام سے درخواست ہے کہ وہ خلوص دل سے ہر پنجگانہ نماز و نماز تہجد میں میرے کاروبار کے لئے جس میں رکاوٹ پڑی ہوئی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے میرے کاروبار کو شروع کرا دے اور اس کی تمام مشکلات کو آسان کر دے جس کے لئے میں احباب کا بیحد ممنون ہوں گا۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ خادم اسلام سید فیض الحسن جعفری (ولد) سہارنپور (خاص) اتر پردیش (بھارت)

اخبار و افکار

ہندوستانی مسلمان اور ہمارا فرض

اس وقت مسلمان چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسلامی ممالک میں دشمنوں کی سیاسی ریشہ دوانیوں کے علاوہ دو جگہ مسلمانوں کو تیغ و تبر سے بری طرح قتل و غارت کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف قبرص میں یونانیوں کی اکثریت ترک مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہی ہے اور دوسری طرف ہندوستان میں مسلمانوں کی تباہی اور نسل کشی کے لئے ظلم و تعدی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ جس دن سے ہندوستان کو امریکی اسلحہ کی فراوانی حاصل ہوئی ہے وہ مسلمانوں کو کچلنے کے لئے انہیں ہر طرح کے مظالم کا تختۂ مشق بنا رہا ہے۔ بعض مقامات پر طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے انہیں اپنے وطنوں سے نکال کر پاکستان میں دھکیلا جا رہا ہے، بعض جگہ فتنہ و فساد پیدا کر کے کشت و خون کا بازار گرم کیا جاتا ہے، اس وقت کلکتہ میں جو ہنگامہ برپا ہے اس میں مسلمانوں کے گھروں کو جلاتے ان کو اور ان کے معصوم بچوں کو چھرے گھونپنے۔ ریل گاڑیوں میں گھس کر ان کو تباہ کرنے کے ایسے ایسے ہولناک مناظر دیکھنے میں آ رہے ہیں، کہ زمانہ وحشت و بربریت میں بھی اس [illegible] ل سکے گی۔ دوسری طرف مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے جائز مطالبات کو دبانے اور ان کی نسل کشی [illegible] کے لئے فوج کے ذریعہ ایک ایسا ہنگامہ برپا کیا جا رہا ہے، جو کسی مہذب حکومت کی طرف سے اپنی رعایا کے خلاف برپا نہیں کیا جاتا۔

ہندوستان کا یہ رویہ حکومت پاکستان کے لئے ایک چیلنج ہے اور اس کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی حفاظت اور دادرسی کے لئے ہر ممکن کارروائی کرے قرآن کریم نے مظلومین کی حمایت کے لئے جہاد تک کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے و ما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے رستہ میں اور ان کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی حمایت کے لئے نہیں لڑتے جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس قریہ سے نکال جس کے رہنے والے ظالم واقع ہوئے ہیں، اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی ولی بنا اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی مددگار بنا۔ کیا قرآن کے اس حکم کے ہوتے ہوئے اسلامی حکومتیں اور بالخصوص پاکستان اپنے مظلوم بھائیوں کے اس کشت و خون کا تماشا دیکھتا رہے گا، اور ان کی التجاؤں، فریادوں اور دعاؤں کے جواب میں ان کی نصرت اور حمایت کے لئے کوئی مؤثر کارروائی نہ کرے گا؟

دلآزار مسیحی لٹریچر

مذہبی آزادی ہر قوم کا جائز حق ہے اور اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ کا بھی ہر قوم و مذہب کو حق حاصل ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کو برا بھلا کہنا نہ صرف اس آزادی کا ناجائز استعمال بلکہ پرلے درجہ کی کمینہ حرکت ہے اور نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عیسائی مبلغین آج اسی کمینہ حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور ایسی کتابیں ان کی طرف سے شائع ہو رہی ہیں، جن میں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف تنقید بنا کر ان پر ناپاک حملے کئے جاتے ہیں۔ ایک اسی قسم کی کتاب "اثمار شیریں" پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ جس میں ناول کے پیرایہ میں تہذیب و شائستگی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے رنگ میں مذاق اڑایا گیا ہے اور ایسے گستاخانہ کلمات لکھے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا خون کھولتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اخبارات میں اس کتاب کا چرچا ہونے پر حکومت کو بھی اس طرف توجہ ہوئی اور حال ہی میں وزیر قانون کی طرف سے اس کی ضبطی کا اعلان کیا گیا ہے۔ لیکن صرف یہی ایک کتاب نہیں کئی دوسری کتابیں اسی ادارہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں جو دل آزاری میں ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ لاہور کے شہریوں کے ایک وفد نے ایسی بعض کتابوں کی طرف ڈپٹی کمشنر کی توجہ منعطف کرائی ہے جن کے نام حسب ذیل ہیں:۔

تفسیر القرآن، الہام، عرفان حقیقی، میزان الحق۔ اہل مسجد۔ مسیحی دین کا بیان برائے اہل اسلام۔

ہم کسی ایسی مذہبی کتاب کی ضبطی کے حق میں نہیں جس میں معقول دلائل سے کسی مسئلہ کے حسن و قبح پر روشنی ڈالی گئی ہو ایسی کتاب کی ضبطی کا مطالبہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کے دلائل کا جواب مسلمانوں کے پاس نہیں۔ لیکن زیر بحث کتابیں جس نوعیت کی ہیں، اور ان میں اسلام قرآن مجید اور نبی کریم صلعم کے خلاف جو معاندانہ اور دل آزار رویہ اختیار کیا گیا ہے وہ فی الواقعہ ناقابل برداشت ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ اس قسم کا لٹریچر اگر بند نہ کیا گیا تو اس سے ایسے نتائج پیدا ہوں گے جو مسیحی اداروں کے حق میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتے۔

اتحاد کی ضرورت

ایسے وقت میں جب ملک چاروں طرف سے دشمنوں سے گھرا ہوا ہے، صدر ایوب کا یہ بیان، ملک کے ہر بہی خواہ کی توجہ کے قابل ہے کہ:۔

"لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ ملک میں اتحاد کی ضرورت ہے میں بھی یہی کہتا ہوں لیکن ملک میں شیطانی کاموں کو ختم کئے بغیر اتحاد حاصل نہیں ہو سکتا میں کسی کو سیاست میں حصہ لینے سے منع نہیں کرتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ سیاست سے ملک کا وقار، عزت اور مفاد کسی صورت میں مجروح نہیں ہونا چاہیئے"

صاحب صدر کا یہ بیان اس قابل ہے کہ ملک کا ہر بہی خواہ اسے آویزہ گوش بنائے اور ہر ایسے موقعہ پر جہاں کوئی سیاسی یا نام نہاد مذہبی جماعت ایسے شیطانی کاموں میں مصروف نظر آئے جن سے ملک کے وقار عزت اور مفاد کے مجروح ہو جانے کا احتمال ہو، اس کی مخالفت پر ڈٹ جائیں، ایسے موقعہ پر جب ملک کو بیرونی خطرات درپیش ہوں ملکی وقار کو جماعتی مفاد پر ترجیح دینا ضروری ہے، اور ملکی اتحاد کو تباہ کرنے والے شیطانی کام تو کسی صورت میں برداشت نہیں کئے جا سکتے۔

استحکام جماعت کا ایک اہم ذریعہ

قرآن کریم میں اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ اٰتوا الزکوٰۃ کا حکم بار بار آیا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی حکم کے پیش نظر زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ کی۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی فوت ہو جاوے اور مال و جائیداد چھوڑ جاوے تو وہ اس کے ورثاء کا حق ہے، اور اگر کوئی فوت ہو جاوے اور اولاد اور قرض چھوڑ جاوے تو اولاد کی نگہداشت اور قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے جو بیت المال سے پوری کی جاوے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایسا فنڈ قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس میں جماعت کے متمول اور صاحب نصاب لوگوں کی زکوٰۃ و صدقات جمع ہوں اور اس میں مستحقین کو امداد دی جائے۔

اس لئے میں جماعت کے متمول اصحاب بالخصوص ممبر اور ممبر صاحبان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اس طرف خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کریں، اور جو کچھ ان پر زکوٰۃ واجب ہو اس کا ½ حصہ انجمن میں بھیج دیں تاکہ غرباء و مساکین کے سالانہ وظائف کے علاوہ ایسے لوگوں کو بھی امداد دی جا سکے جو پیش آمدہ ناخوشگوار حالات کی وجہ سے امداد و اعانت کے مستحق ہیں۔ خاکسار۔ انیس الحسن
محمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار و افکار

ہندوستانی مسلمان اور ہمارا فرض

اس وقت مسلمان چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسلامی ممالک میں دشمنوں کی سیاسی ریشہ دوانیوں کے علاوہ ہر جگہ مسلمانوں کو تیغ و تبر سے بری طرح قتل و غارت کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف قبرص میں یونانیوں کی اکثریت ترک مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہی ہے اور دوسری طرف ہندوستان میں مسلمانوں کی تباہی اور نسل کشی کے لئے ظلم و تعدی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ جس دن سے ہندوستان کو امریکی اسلحہ کی فراوانی حاصل ہوئی ہے وہ مسلمانوں کو کچلنے کے لئے انہیں ہر طرح کے مظالم کا تختۂ مشق بنا رہا ہے۔ بعض مقامات پر طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے انہیں اپنے وطنوں سے نکال کر پاکستان میں دھکیلا جا رہا ہے، بعض جگہ فتنہ و فساد پیدا کر کے کشت و خون کا بازار گرم کیا جاتا ہے، اس وقت کلکتہ میں جو ہنگامہ برپا ہے اس میں مسلمانوں کے گھروں کو جلاتے ان کو اور ان کے معصوم بچوں کو چھرے گھونپنے۔ ریل گاڑیوں میں گھس کر ان کو تباہ کرنے کے ایسے ایسے ہولناک منظر دیکھنے میں آرہے ہیں، کہ زمانہ وحشت و بربریت میں بھی اس کی نظیر نہ مل سکے گی۔ دوسری طرف مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے جائز مطالبات کو دبانے اور ان کی نسل کشی کرنے کے لئے فوج کے ذریعہ ایک ایسا ہنگامہ برپا کیا جا رہا ہے، جو کسی مہذب حکومت کی طرف سے اپنی رعایا کے خلاف برپا نہیں کیا جاتا۔

ہندوستان کا یہ رویہ حکومت پاکستان کے لئے ایک چیلنج ہے اور اس کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی حفاظت اور دادرسی کے لئے ہر ممکن کارروائی کرے قرآن کریم نے مظلومین کی حمایت کے لئے جہاد تک کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے وما لکم

تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے رستہ میں اور ان کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی حمایت کے لئے نہیں لڑتے جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس قریہ سے نکال جس کے رہنے والے ظالم واقع ہوئے ہیں، اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی ولی بنا اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی مددگار بنا۔ کیا قرآن کے اس حکم کے ہوتے ہوئے اسلامی حکومتیں اور بالخصوص پاکستان اپنے مظلوم بھائیوں کے اس کشت و خون کا تماشا دیکھتا رہے گا، اور ان کی التجاؤں، فریادوں، اور دعاؤں کے جواب میں ان کی نصرت اور حمایت کے لئے کوئی مؤثر کارروائی نہ کرے گا؟

دلآزار مسیحی لٹریچر

مذہبی آزادی ہر قوم کا جائز حق ہے اور اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ کا بھی ہر قوم و مذہب کو حق حاصل ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کو برا بھلا کہنا نہ صرف اس آزادی کا ناجائز استعمال بلکہ پرلے درجہ کی کمینہ حرکت ہے اور نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عیسائی مبلغین آج اسی کمینہ حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور ایسی کتابیں ان کی طرف سے شائع ہو رہی ہیں، جن میں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف تنقید بنا کر ان پر ناپاک حملے کئے جاتے ہیں۔ ایک اسی قسم کی کتاب "اثمار شیریں" پنجاب رلیجس بک سوسائٹی کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ جس میں ناول کے پیرایہ میں تہذیب و شائستگی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے رنگ میں مذاق اڑایا گیا ہے اور ایسے گستاخانہ کلمات لکھے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا خون کھولتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اخبارات میں اس کتاب کا چرچا ہونے پر حکومت کو بھی اس طرف توجہ ہوئی اور حال ہی میں وزیر قانون کی طرف سے اس کی ضبطی کا اعلان کیا گیا ہے لیکن صرف یہی ایک کتاب نہیں، کئی دوسری کتابیں اسی ادارہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں جو دل آزاری میں ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ لاہور کے شہریوں کے ایک وفد نے ایسی بعض کتابوں کی طرف ڈپٹی کمشنر کی توجہ منعطف کرائی ہے جن کے نام حسب ذیل ہیں:-

تفسیر القرآن، الہام، عرفان حقیقی، میزان الحق۔ اہل مسجد۔ مسیحی دین کا بیان برائے اہل اسلام۔

ہم کسی ایسی مذہبی کتاب کی ضبطی کے حق میں نہیں جس میں معقول دلائل سے کسی مسئلہ کے حسن و قبح پر روشنی ڈالی گئی ہو ایسی کتاب کی ضبطی کا مطالبہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کے دلائل کا جواب مسلمانوں کے پاس نہیں۔ لیکن زیر بحث کتابیں جس نوعیت کی ہیں، اور ان میں اسلام قرآن مجید اور نبی کریم صلعم کے خلاف جو معاندانہ اور دل آزار رویہ اختیار کیا گیا ہے وہ فی الواقعہ ناقابل برداشت ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ اس قسم کا لٹریچر اگر بند نہ کیا گیا تو اس سے ایسے نتائج پیدا ہوں گے جو مسیحی اداروں کے حق میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتے۔

اتحاد کی ضرورت

ایسے وقت میں جب ملک چاروں طرف سے دشمنوں سے گھرا ہوا ہے، صدر ایوب کا یہ بیان ملک کے ہر بہی خواہ کی توجہ کے قابل ہے کہ:-

"لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ ملک میں اتحاد کی ضرورت ہے میں بھی یہی کہتا ہوں لیکن ملک میں شیطانی کاموں کو ختم کئے بغیر اتحاد حاصل نہیں ہو سکتا میں کسی کو سیاست میں حصہ لینے سے منع نہیں کرتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ سیاست سے ملک کا وقار، عزت اور مفاد کسی صورت میں مجروح نہیں ہونا چاہیئے"

صاحب صدر کا یہ بیان اس قابل ہے کہ ملک کا ہر بہی خواہ اسے آویزہ گوش بنائے اور ہر ایسے موقعہ پر جہاں کوئی سیاسی یا نام نہاد مذہبی جماعت ایسے شیطانی کاموں میں مصروف نظر آئے جن سے ملک کے وقار عزت اور مفاد کے مجروح ہو جانے کا احتمال ہو، اس کی مخالفت پر ڈٹ جائیں۔ ایسے موقعہ پر جب ملک کو بیرونی خطرات درپیش ہوں ملکی وقار کو جماعتی مفاد پر ترجیح دینا ضروری ہے، اور ملکی اتحاد کو تباہ کرنے والے شیطانی کام تو کسی صورت میں برداشت نہیں کئے جا سکتے۔

استحکام جماعت کا ایک اہم ذریعہ

قرآن کریم میں اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ اٰتوا الزکوٰۃ کا حکم بار بار آیا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی حکم کے پیش نظر زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ کی۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی فوت ہو جاوے اور مال و جائیداد چھوڑ جاوے تو وہ اس کے ورثاء کا حق ہے، اور اگر کوئی فوت ہو جاوے اور اولاد اور قرض چھوڑ جاوے تو اولاد کی نگہداشت اور قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے جو بیت المال سے پوری کی جاوے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایسا فنڈ قائم کرنے کا حکم دیا ہے جس میں جماعت کے متمول اور صاحب نصاب لوگوں کی زکوٰۃ و صدقات جمع ہوں اور اس میں سے مستحقین کو امداد دی جائے۔

اس لئے میں جماعت کے متمول اصحاب بالخصوص ممبران اور تاجر صاحبان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اس طرف خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کریں، اور جو کچھ ان پر زکوٰۃ واجب ہو اس کا ½ حصہ انجمن میں بھیجدیں تاکہ غرباء و مساکین کے سالانہ وظائف کے علاوہ ایسے لوگوں کو بھی امداد دی جا سکے جو پیش آمدہ ناخوشگوار حالات کی وجہ سے امداد و اعانت کے مستحق ہیں۔ خاکسار۔ افسر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

[نازک] ترین حالات کامل بے بسی اور بے سروسامانی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر کامیابی

زمانہ حال کی وہ شخصیتیں جن کو ہر قسم کے ساز و سامان کے باوجود ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا

وہ صفات محمودہ جو نبی کریم صلعم نے قوم کے اندر پیدا کیں اور مسلمانوں کی کامیابی کا موجب ہوئیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگز لاہور

قد افلح المؤمنون۔ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون ۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حفظون ———— اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خلدون ———— (المؤمنون)

حضرت نبی کریم صلعم کی کامیاب ترین شخصیت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر میں کامیاب ترین شخصیت مانے گئے ہیں۔ اہل عرب کو انہوں نے نہ صرف قرآن مجید جیسا قیمتی سبق سکھایا، نہ صرف بت پرستی اس ملک سے دور کر دکھائی، نہ صرف شراب، جوا، ڈاکہ، زنا، اور فساد دور کر دکھایا، بلکہ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے ملک کو توحید الٰہی پر قائم کر دیا۔ مختلف قبائل کو ایک کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور ان میں مضبوط اخوت کی بنیاد ڈالی اور اس میں کامیاب ہوئے۔ اور ان میں خدا تعالےٰ کے راستہ میں جان و مال قربان کرنے کا ولولہ پیدا کر دیا۔ اور ان تعلیمات کی برکت سے اور حضور کی صحبت سے ایک ... صفات محمودہ اور بلند پایہ کیریکٹر کے مالک بن گئے۔ یہ سب کچھ ایسی حالت میں ہوا جبکہ حضور کے پاس نہ روپیہ تھا نہ کوئی مضبوط جماعت تھی، نہ کوئی جتھا تھا، برخلاف اس کے وہ بے بس نادار تھے اور ہر ملک کا ملک اور قوم کی قوم دشمن تھی قبائل کے اندر بڑے بڑے سرداروں کا تکبر ان کی رعونت، ان کی غیرت اجازت نہ دیتی تھی کہ وہ حضور سرور کائنات صلعم کو خدا کا پیغمبر مانیں، وہ تو پیغمبر خدا کے جانی دشمن ہو گئے تھے اور اس بات کے درپے ... کہ حضور کو قتل کر دیا جائے، اور آپ کے چند ... کو تباہ کر دیا جائے اس طرح اس دین کا خاتمہ ہو جائے۔ لیکن باوجود اس بے بسی اور باوجود اس دشمنی کے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے۔ اس وطن میں آپ نے امن قائم کر دیا، ان میں اخوت و مودت، اور مساوات پیدا کر دی اور انکو ملائکہ صفت بنا دیا۔ اس واسطے جو لوگ اہل نظر ہیں جو فراست رکھتے ہیں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ دنیا کی کامیاب ترین شخصیت ہیں۔ یہ چند آیات جو یہاں بیان کی گئی ہیں، ان میں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پیدا کی جو ان صفات سے متصف ہو گئی جو ان آیات میں بیان کی گئی ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؐ نے اہل عرب کو اخلاق فاضلہ کی بلندیوں تک پہنچا دیا تھا۔ اور یہ سب سے مشکل کام تھا۔ لیکن انہوں نے ایک مثالی قوم پیدا کر دکھائی۔ یہ بڑا مشکل اور ... مشکل ترین کام ہے قوموں کو اکٹھا کرنا اور ان میں اخلاق فاضلہ پیدا کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔

زمانہ موجودہ کی ناکام شخصیتیں

ہمارے زمانہ میں چند شخصیتیں پیدا ہوئیں جو باوجود طاقت و اقتدار کے، باوجود وسائل و ذرائع کی آسانیوں کے اپنے مقاصد میں ناکام ثابت ہوئیں وہ بے بس نہیں تھیں، ان کی مخالفت بھی نہیں تھی۔ ملک موجود ہے، قوم ساتھ دینے والی موجود ہے خزانے ہیں۔ لشکر ہیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہٹلر بہت بڑی طاقت کا مالک تھا۔ قوم اس پر جان نثار کرتی تھی لیکن بالآخر وہ قوم جو اس کے اشاروں پر جان و مال قربان کرتی تھی اس کی دشمن ہو گئی۔ انہوں نے یقین کیا کہ اس شخص کی تمام پالیسی غلط ثابت ہوئی دشمنوں نے بھی اسکو ناکام و ناکارہ ثابت کر دکھایا اس لئے اس نے اور ایک ساتھی عورت نے نہایت مایوسی کے عالم میں اپنے تئیں ہلاک کر دینا ضروری سمجھا۔ سو یعنی

بھی مقتدر شخصیت کا مالک تھا وہ بھی ناکام ہوا۔ وہ قوم جو اس پر فریفتہ تھی اس کی دشمن ہو گئی اور انہوں نے اسکو اور اس کی ساتھی عورت کو قتل کیا۔ اور ان کے پاؤں باندھ کر الٹا کر کے لٹکا دیا۔ اور پبلک ان دونوں پر تھوکتی اور ان کو جوتے مارتی رہی۔ ہمارے ہمسایہ ملک میں بھی ایک ایسا انسان ہے، اس کی شہرت دنیا بھر میں ہے لیکن آج اس کی اپنی قوم اس پر روتی ہے کہ وہ سوشلزم قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ قوم روتی ہے کہ ملک میں کچھ افراد کروڑ پتی ہیں اور کروڑوں انسان بھوکے مرتے ہیں۔ اس کی قوم روتی ہے کہ اس نے ہندوستان کو دوسری قوموں سے علیحدہ رہنے کا سبق دیا۔ لیکن خود کو اور قوم کو امریکہ کی گود میں جا بٹھایا۔ قوم روتی ہے کہ اس شخص کی وجہ سے قوم نے ہمسایہ ملک چین سے دشمنی مول لے لی ہے اور اس سے نہایت ذلیل و حقیر اور دکھ دینے والی شکست کھائی ہے اس کی قوم روتی ہے کہ اس شخص نے کشمیر کے مسئلہ کو حل نہ کیا اس لئے ہم دنیا میں بدنام ہو گئے، پنڈت نہرو ان ناکامیوں اور مایوسیوں کا شکار ہیں۔ اور سخت صدمہ زدہ و پریشان خاطر ہیں وہ عزت بھی کھو بیٹھے ہیں اور صحت بھی اپنوں میں بھی اور غیروں میں بھی۔ اندازہ لگائیے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا پورے درجہ کی بے بسی ہے۔ دولت نہیں، خزانہ نہیں، قوم ساتھ نہیں لیکن کامیاب ترین شخصیت ثابت ہوئے۔

نبی کریمؐ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کی کامیابی

یہاں حضرت نبی اکرمؐ کی صحبت مبارک میں بیٹھ کر کامیاب ہونے والی قوم کا ذکر ہے۔ یہ قوم فرشتہ

سیرت ... گئی - جو صفات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں پیدا کیں وہ یہ ہیں قد افلح المؤمنون - خدا کو ماننے والے خدا کے رسولؐ کو ماننے والے اور خدا کی کتاب کو ماننے والے - یقیناً یقیناً کامیاب ہو گئے - یہ ماضی کا صیغہ ہے یہ نہیں لکھا کہ کامیاب ہو جائیں گے بلکہ لکھا ہے کہ وہ کامیاب ہو گئے اور یقیناً یقیناً کامیاب ہو گئے جنہوں نے اور جس قوم اور جس معاشرہ نے اس اصولوں پر عمل کیا اور کامل پیروی کی یا جو بھی آئندہ کریں گے وہ کامیاب ہو گئے - قیامت تک کے لئے یہ ... درست ہے -

کامیابی کا پہلا زینہ ——— ایمان

ان صفات کا پہلا حصہ یہ ہے کہ وہ قوم یا معاشرہ مؤمن ہو، دلوں میں ایمان ہو، تاریکی کی جگہ نور ہو، جب ایمان اور ایقان موجود ہوتا ہے تو انسان کے عزم اور استقلال میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے استقلال و عزم کے سامنے مشکلات دور ہو جاتی ہیں، چنانچہ پہلی چیز جو قوم کو کامیاب کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایمان پختہ ہو کہ ہم خدا کی مخلوق ہیں ہم اس کے بندے ہیں، وہ ہمارے ساتھ ہے اور اس کو پوری طاقت اور علم حاصل ہے - اس کے کرم اور فضل کا اندازہ نہیں - اگر ہم اس سے تعلق پیدا کریں گے تو ہم ضرور کامیاب ہو جائیں گے -

کامیابی کا دوسرا زینہ ——— عبادت الٰہی

پھر فرمایا الذین ھم فی صلاتھم خاشعون - ان کا ایمان اس بات کا یقین رکھتا ہو کہ ... کی ساری کائنات ہمارے لئے پیدا کی گئی ہے ... ہر روز اس کی برکات و افضال بارش کی طرح ہم پر نازل ہو رہے ہیں - اس احساس کے پیش نظر وہ مؤمن باب الٰہی کے آستانہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اس کی عبادت بجا لاتا ہے، اس کے احکام کی فرمانبرداری کرتا ہے خاشعون تذلل کے ساتھ - تواضع کے ساتھ اور انکساری کے ساتھ، اللہ تعالےٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے ادب اور احترام کے ساتھ اس کے حضور میں جھکتا ہے نہایت تذلل اور انکساری کے ساتھ، اپنے ماتھے اور ناک کو آستانہ الٰہی پر رگڑتا ہے اور پھر نہایت ادب کے ساتھ بیٹھتا ہے جیسے کسی بزرگ ہستی کے سامنے بیٹھنے کا طریق ہے - پھر زبان سے وہ کلمات نکالتا ہے جن سے اس خدا کی بزرگی، کبریائی اور عظمت کا اظہار ہو، اسکو خشوع کہتے ہیں، ہمارے قیام، رکوع، سجدہ اور جلسہ کے اندر خشوع اور خضوع نظر آنا چاہئیے پہاڑوں کی طرح سیدھے کھڑے ہونا کو باکستی کے لئے تیار ہے، اور اکڑ اکڑ کر کھڑے ہوتا یہ طریق ... تعظیم ... ہستی کے سامنے کھڑے ہونے کا نہیں ہے - حج کے موقعہ پر مسلمان مکہ شریف جاتے ہیں وہاں ان کو ہدایت ہے کہ لا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج - وہاں مسلمان لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں، اتنے بڑے مجمع میں سوائے اس ایمان کے کہ ہم خدا کے حضور حاضر ہیں

وہاں نہ عورت کی طرف بدنگاہ ڈالتے ہیں نہ گالی گلوچ دیتے ہیں اور نہ جنگ و جدال کرتے ہیں بلکہ عجز و انکساری کے ساتھ دربار الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حاجی جب اپنے ملک و وطن میں واپس آئیں تو یہی ان کا طریق عمل یہاں بھی ہونا چاہیئے - اور نماز کے اندر جو تواضع اور عجز و انکساری سکھائی گئی ہے یہ ہماری زندگی کا حصہ ہو جانا چاہیئے -

ناپسندیدہ چیزوں سے پرہیز

پھر فرمایا والذین ھم عن اللغو معرضون - نماز کا مقصد یہ تھا کہ قلبی طہارت نصیب ہو، جب تک پرہیز نہ کیا جائے طہارت محفوظ نہیں رہتی - تمام ان چیزوں سے پرہیز کیا جائے جو ناپسندیدہ ہوں، جو خدا، اس کے رسولؐ اور قوم کی نگاہ میں بری ہوں - وہ مہذب قوم کے افراد نظر آئیں، ان کی گفتگو میں تہذیب و متانت نظر آئے - ناپسندیدہ مجالس میں نہ بیٹھیں۔

زکوٰۃ اور تزکیہ نفوس

والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون
خدا تعالےٰ کی پرستش کے بعد اس قوم یا معاشرہ کا وطیرہ یہ ہو کہ وہ زکوٰۃ دے - لغت کے اندر لکھا ہے کہ فَعَلَ ہر فعل پر استعمال کیا جا سکتا ہے - جیسے کہا جائے فاعل الضرب - اور فاعل القتل اسی طرح فاعل الزکوٰۃ ہے اسلئے ھم للزکوٰۃ فاعلون کے معنے ہیں وہ زکوٰۃ دیتے ہیں -

زکوٰۃ کے دو معنے بیان ہوئے ہیں - ایک معنے پاکیزگی کے ہیں - دوسرے اپنے مال میں سے کچھ حصہ مخلوق کی خدمت کے لئے نکالنا ہے دونوں معنے صحیح ہیں - دوسری جگہ قرآن کریم میں فرمایا ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل رہ سکتی ہے - اسی طرح نماز کا اثر یہ ہونا چاہیئے کہ ہمارے دلوں کے اندر میل کچیل اور کدورت وغیرہ نہ رہے - مال کو پاکیزہ کرنے کے لئے اس کا کچھ حصہ دیا جاتا ہے تاکہ اس سے قوم کا کمزور حصہ مضبوط ہو جائے - افراد کے اندر یہ اجتماعی احساس پیدا ہو کہ انہوں نے بطور قوم زندگی بسر کرنا ہے ایک دوسرے سے ہمدردی ہو، قوم کی بہبودی کا فکر ہو اور قوم کی بہتری کے لئے اس پر روپیہ صرف کرنے کا جذبہ ہو، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس بات پر بیعت لیتے تھے کہ تم نے ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنا ہے - چنانچہ صحابہؓ سے روایت ہے - بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح - اس جذبہ کے بغیر قوم نہیں بنتی - قوم سازی کے لئے غریب افراد کی پرورش کی جائے - ان سے ہمدردی کی جائے ان کی ترقی کے لئے کوشش کی جائے، اور وہ روپیہ صرف کئے بغیر میسر نہیں آسکتی -

طہارت اور عفت

ایک اور صفت بیان فرمائی والذین لفروجھم حافظون - معاشرے کو مضبوط کرنے کے علاوہ معاشرے میں فساد نہ ہو، امن ہو، اس لئے یہ حکم دیا قوم میں بدکاری نہ ہو وہ عفیف ہو، اپنے نفس پر ضبط قائم رکھ سکے - شہوانی خواہشات پر قابو ہو - ان کی آنکھوں میں حیا ہو، دلوں کے اندر طہارت ہو، ورنہ قوم میں قتل مقاتلہ ہوتا ہے ناپاک بچے پیدا ہوتے ہیں - حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان قوم کو اس خطرناک داغ سے بچایا - اس قوم کی عورتیں آج دنیا بھر کی عورتوں میں عفیف ترین ہیں، یورپ کے حالات کا میں ذکر کرنا نہیں چاہتا، وہاں کے حالات ناگفتہ بہ ہیں، ان کا بیان کرنا بھی ہمارے لئے نقصان دہ ہے یہ ایک مرض ہے جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو پاک کیا - فرمایا کہ رشتہ کر کے نکاح کر سکے یا اگر آزاد عورتیں نہ میسر ہوں تو لونڈیوں سے نکاح کر کے اپنی عفت قائم کرو - ایسی زندگی کے اختیار کرنے سے انسان ملامت سے بچ جاتا ہے فانھم غیر ملومین -

دو چار روز ہوئے انگلستان کے ایک اخبار میں وہاں کے بڑے بڑے مردوں اور عورتوں کے متعلق لکھا گیا کہ وہ بدکار تھے - وہاں پر بڑے آدمی علانیہ طور پر داشتہ رکھتے ہیں -

امانتوں کی حفاظت اور عہد کی پابندی

والذین ھم لامٰنتھم وعھدھم راعون - جہاں قوم کو عفت کا سبق دیا ہے وہاں اسے دیانتداری بھی سکھائی ہے جس طرح گڈریا اپنی بھیڑ بکری کے بچاؤ کے لئے ہر ممکن صورت کرتا ہے، اور جس طرح حاکم اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے انتظام کرتا ہے - اسی طرح قوم کو اپنے عہد و معاہدہ کی فکر ہونی چاہیئے - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ - وہ قوم جو امانت

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مختصر روئیداد جلسہ سالانہ ——— بسلسلہ اشاعت گذشتہ

جماعت احمدیہ کا حقیقی مقصد ۔ سالانہ رپورٹ ۔ بہائیت اور اسلام

کرنل سعید احمد صاحب

۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو تلاوت قرآن کریم کے بعد حسب پروگرام جناب کرنل سعید احمد صاحب کی تقریر شروع ہوئی آپ نے سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات تلاوت فرما کر اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ :-

جماعتوں کی زندگی کے لئے دو امور نہایت ضروری ہیں ۔ ایک تو وہ مقصد جس کے لئے جماعت معرض وجود میں آئی ہے اس کے سامنے رہے اور اس مقصد عظیم کی یاددہانی وقتاً فوقتاً جماعت کو کرائی جائے اور دوسرا محاسبۂ اعمال وافعال جو جماعت اپنے افعال کا جائزہ نہیں لیتی، اور ان کمزوریوں کو جو اس کے حصول مقصد کی راہ میں رکاوٹ ہیں دور نہیں کرتی ۔ اس کا انجام بخیر نہ ہوگا ۔ آپ نے کہا :-

یہ کمزوریاں قوموں میں مختلف اشکال اختیار کرتی ہیں ۔ مثلاً اگر کوئی جماعت اپنے بزرگوں کے کارہائے نمایاں پر فخر کرنا ہی اپنا شیوہ بنالے اور اعمال سے غافل ہو جائے تو یہ جماعت آج نہیں تو کل ضرور ختم ہوگی یا یہ کہ معمولی کامیابی پر کوئی جماعت اپنے اندر ایک جھوٹا اطمینان پیدا کرلے کہ بس ہم نے بہت کام کرلیا اب مزید کوشش کی ضرورت نہیں ۔ یہ جھوٹا اطمینان ایک زہر کی طرح اندر ہی اندر قوم کو کھا جاتا ہے ۔ آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا :-

قرآن کریم کے مطالعہ سے بھی ہم کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تقوےٰ کی جو انسان کی زندگی کا مقصد ہے بار بار تلقین کی ہے اور مختلف مقامات پر اس مقصد کی بطریق احسن یاددہانی کرائی ہے ۔ نیز ان قوموں کا جنہوں نے محاسبہ اعمال چھوڑ دیا اور آخر تباہ ہوئے ذکر کر کے مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ محاسبۂ اعمال قوم کی ترقی کے لئے اشد ضروری ہے ۔ کرنل صاحب نے فرمایا :-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جلسہ سالانہ کی بنا اسی لئے رکھی تھی کہ ایک طرف تو قوم کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے روح پرور پیغام کی یاددہانی کرائی جائے اور وہ اصول اور راہیں جو اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں بتلائی جائیں اور دوسری طرف قوم کے افعال کا جائزہ لیا جائے ۔ حضورؑ کا ۱۸۹۳ء کے جلسہ سالانہ کو ملتوی کرنا اس بات پر شاہد ہے کہ قوم کے افعال پر حضور کتنی کڑی نگرانی رکھتے تھے ۔ آپ جانتے تھے کہ ایک بداخلاق گروہ اس ارفع و اعلیٰ مقام پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا جہاں آپ قوم کو لے جانا چاہتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا :-

اپنی کمزوری کا اعتراف کرنا درحقیقت اصلاح کی طرف ایک قدم اٹھانا ہے ۔ عیب سے پاک صرف اللہ تعالےٰ کی ذات ہے ۔ ہم عاجز اور کمزور انسان ہیں جو کمزوریوں کا شکار ہو سکتے ہیں مسلمان کو اسی لئے یہ دعا سکھائی گئی ۔ ربّ انی ظلمت نفسی واعترفت فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت تاکہ اگر انسان سے کبھی کوئی کمزوری سرزد ہو جائے اور اس کا اعتراف کرے اور ساتھ ہی اصلاح کی طرف مائل ہو تو اللہ تعالےٰ اس کے ارادے میں برکت ڈالتا ہے ۔ آپ نے فرمایا :-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ ایک قوم تزکیہ نفس کرنے والی پیدا ہو جو نمونہ بن کر اس قابل ہو کہ دین حق کو دنیا میں پیش کرسکے ۔ حضرت نے ایک طرف تو ویعلمہ الکتاب والحکمۃ کا فرض ادا کیا یعنے قرآن کے معارف اور حقائق قوم کو سمجھائے اور دوسری طرف ایک مزکّی نفس کی حیثیت میں قوم کا تزکیہ کیا ۔ اگر آج ہم محض علم پر ہی قناعت کرلیں تو ہرگز ترقی نہیں کرسکتے جب تک ہم اپنے نفسوں کا تزکیہ نہیں کرتے ۔

کرنل صاحب نے اپنی تقریر کے اختتام پر محاسبہ کامل، قرآن کریم کی تعلیم و تلقین کی کامل اطاعت اسلامی اخوت و مساوات ۔ مستحکم تنظیم اور تبلیغ اسلام و احمدیت پر زور دیا اور قوم کو ان پر چلنے اور پابند ہونے کی طرف توجہ دلائی ۔

انجمن کی سالانہ رپورٹ

کرنل صاحب کے بعد انجمن کے آنریری جنرل سیکرٹری جناب میاں فاروق احمد شیخ نے انجمن کی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے سال گذشتہ کی تبلیغی سرگرمیوں اور ان کے خوشکن نتائج کا مختصر خاکہ پیش کیا اور بتایا کہ خدا کے فضل و کرم سے یہ مختصر مگر فعال جماعت نصف صدی سے اقوام عالم میں ایک نمایاں جگہ لئے ہوئے دینی امور میں ایک رہنما کی حیثیت سے رواں دواں ہے ۔ آپ نے کہا کہ ہماری یہ انجمن اور ہمارا یہ سالانہ اجتماع ایک خاص مقصد کے آئینہ دار ہیں ۔ ان کی غرض و غایت وقت کے مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان مسیح موعود کی منشاء کے مطابق تبلیغ دین و اشاعت قرآن کا جائزہ لینا اور اس بارہ میں ضروری تجاویز سوچنا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ :-

یہ حضرت مسیح موعودؑ کے انفاس قدسیہ کی برکت ہے کہ اس مٹھی بھر جماعت نے اکناف عالم میں تبلیغ و دعوت اسلام کے مراکز قائم کر کے غیر معمولی کامیابیاں حاصل کیں اور جہاں کہیں بھی قدم رکھا فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے ۔ جناب میاں صاحب نے بتایا کہ ہمارے لٹریچر نے جو حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام پر مبنی ہے ۔ اقوام عالم سے خراج تحسین حاصل کیا ہے اور آج اسلام سے متعلق اس لٹریچر کو سند مانا جاتا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو ہمیں ہر میدان میں زک پہنچانے کے درپے ہے دینی امور میں در پردہ وہ ہمارے پیدا کردہ لٹریچر سے کسب فیض کرتا نظر آتا ہے ۔ آپ نے اس حقیقت کا باوضاحت اظہار کیا کہ یہ وقت اور یہ دور حضرت مسیح موعودؑ کا ہی دور ہے اور اس دور کی مسیحائی حضرت مسیح موعودؑ ہی سے مختص ہے اور اس دور کے عوارض مسیح موعودؑ کے انفاس قدسیہ سے ہی دور کئے جاسکتے ہیں ۔ ہمارے مسلمان علماء لاکھ زور ماریں مگر دین کے متعلق مسائل کا صحیح حل حضرت مرزا صاحب سے استفادہ کئے بغیر ممکن نہیں ۔ آپ نے کہا کہ خود ان علماء کے دل اور دماغ بھی اس ربانی قوت کی کرشمہ سازیوں سے متاثر ہیں اگرچہ وہ تجاہل عارفانہ کے طور پر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے آئے دن مخالفت کا بازار گرم کرتے رہتے ہیں ۔ آپ نے اس حقیقت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی کہ تبلیغ کے میدان میں اس انجمن کو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کی ایک جھلک اگر یورپ میں نظر آتی ہے تو دوسری طرف افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں بھی ہماری اذانیں ہماری کامیاب مساعی کا پتہ دے رہی ہیں ۔

آپ نے کہا کہ اسلام کے متعلق یورپ کے مفکرین کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد افریقہ کے سادہ دل حبشیوں کی دیکھ بھال نہایت ضروری تھی ۔ جن کو عیسائی مشنریوں نے مال و دولت کی فراوانی کا سہارا دیکر عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا لیا تھا ۔ چنانچہ گذشتہ سال انجمن نے وہاں تین مشن کھول کر دنیائے عیسائیت میں ایک تہلکہ مچا دیا اور ہمارے مبلغین نے ہر محاذ اور ہر میدان میں عیسائی مشنریوں

کو میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ جناب میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ وہاں پر اب مسلمانوں میں خود آگاہی کی رو چل پڑی ہے اور یوروبی کے عیسائی اسلام کی صداقت کے گرویدہ ہو رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ افریقہ کے تین مقامات پر ہمارے مشن کام کر رہے ہیں۔ ایک مشن لیگوس، نائجیریا میں ہے، دوسرا شمالی نائجیریا کے علاقہ کانو میں اور تیسرا گھانا میں۔

اندرون پاکستان انجمن کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اس سلسلہ میں احمدیہ ہال اور ادارۂ تعلیم القرآن کی تعمیر گذشتہ سال کے نمایاں کام ہیں اس کے علاوہ احمدیہ بستی کا منصوبہ بھی انجمن کے پیش نظر ہے۔ اس مختصر جائزہ کے بعد آپ نے انجمن کے مختلف شعبہ جات اور ان کے کاموں کا تفصیلی ذکر کیا، اور انجمن کی املاک اور گذشتہ سال کی آمد و خرچ پر بھی روشنی ڈالی۔

یہ تمام رپورٹ کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے جو دفتر [illegible] سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

مرزا معصوم بیگ صاحب۔ بہائیت اور اسلام

اسی اجلاس میں مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے سابق ایڈمنسٹریٹر نے "بہائیت اور اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآن کریم کی آیت کریمہ — الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا — پڑھ کر فرمایا کہ یہ وہ عظیم الشان اعلان ہے جو حجۃ الوداع کے موقعہ پر جبکہ تمام اہل اسلام عرفات کے میدان میں حاضر تھے اللہ تعالےٰ نے اطلاع عام کے لئے کیا۔ اور اس اعلان میں اللہ تعالےٰ نے انسان کو یہ بتلایا ہے کہ جس غرض کے لئے دین پیدا کیا گیا ہے وہ غرض قرآن کریم کی شکل میں بدرجہ کمال پوری ہو گئی ہے اس لئے اب اسلام ہی دنیا کا آخری مذہب ہے اور محمد رسول اللہ صلعم ہی آخری رسول ہیں اب نہ تو کسی اور نبی کی ضرورت باقی رہ گئی ہے اور نہ کسی نئے دین [illegible] اور نہ کسی کتاب کی۔ فاضل مقرر نے کہا کہ اسلام سے قبل کوئی دین کمال کی حالت کو نہیں پہنچا تھا۔ بلکہ ہر مذہب ضروریات وقتی کو پورا کرتا تھا۔ صرف اسلام میں ہی دین کمال کو پہنچا۔ اور دین کی جو غرض ہو سکتی تھی ان تمام اغراض کو اسلام نے پورا کر دیا۔ آپ نے بتایا کہ قرآن کریم میں تمام مذاہب اور ان کے عقائد پر بحث موجود ہے جس میں ہر ایک عقیدۂ حقہ کی تائید ہے اور ہر باطل عقیدہ کی تردید ہے اور یہ تعلیم سب ملکوں، سب قوموں اور سب زمانوں کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ آپ نے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ بہائی فرقہ کے لوگ آج یہ کہتے ہیں کہ کتاب اقدس نے قرآن کریم کو منسوخ کر دیا ہے اور اب اقوام عالم کو کتاب اقدس کے احکام کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ مگر وہ کتاب اقدس جس کو ناسخ القرآن بیان کیا جاتا ہے آج تک دنیا کے سامنے پیش نہیں کی گئی۔ اس لئے کہ بہائیوں کو خود جناب بہاء اللہ نے اس کی اشاعت سے منع کیا ہوا ہے۔ فاضل مقرر نے کہا کہ کتاب اقدس اپنی پیدائش کے دن سے ہی زندہ درگور ہے اور اس کا باعث اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت اس کتاب کے ساتھ نہیں اگر یہ کتاب ہوتی تو ضرور تھا کہ حق تعالےٰ اس کی نشر و اشاعت میں مدد کرتا اور اس کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرتا اور بہائیوں کی سلطنت قائم کرتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا، خدا کی یہی منشا تھی کہ اس کے باطل ہونے پر ایک نشان ہو۔

جناب مرزا صاحب نے قرآن کریم اور بہائی شریعت کا مقابلہ کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم تو خدا پرستی کی تعلیم دیتا ہے اور بہائیت انسان پرستی سکھلاتی ہے۔ انہوں نے بہاء اللہ صاحب کے اس ارشاد کو پیش کیا کہ:—

> "میں اللہ ہوں اور میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میں ہی تمام اشیاء کا رب ہوں اور میرے علاوہ اور جو کچھ بھی ہے، وہ سب میری مخلوق ہے اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ اے میری مخلوق میری اور صرف میری عبادت کر"

اور ارشاد ہوا کہ

> "کوئی خدا نہیں مگر میں اکیلا جو قید خانے میں پڑا ہوں"

فاضل مقرر نے فرمایا کہ بہائی لوگ جناب بہاء اللہ کو مجیب الدعوات مانتے ہیں۔ اور اس سے دعائیں کرتے ہیں۔ اور یوں لوگوں کو خالص توحید باری تعالےٰ کے مقام سے گرا کر انسان پرستی کے شرک میں مبتلا کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ قرآن شریعت میں حرمت نکاح کی مکمل فہرست موجود ہے لیکن بہائی شریعت صرف باپ کی بیوی سے نکاح حرام قرار دیتی ہے باقی کسی عورت سے نکاح کی حرمت نہیں، قرآن شریعت نے ایک شوہر کے لئے ایک بیوی کا اصول قائم کیا ہے اور چار بیویاں کرنے کی مشروط اجازت دی ہے۔ لیکن بہائی شریعت کہتی ہے کہ تم دو بیویوں سے تجاوز مت کرو جبکہ بہاء اللہ کی اپنی تین بیویاں تھیں۔ اور ارشاد ہے کہ جو شخص خدمت کے لئے کنواری لڑکی کو رکھ لے اس پر کوئی حرج نہیں۔ پھر قرآنی شریعت نے زناء کی سزا سو کوڑے رکھی ہے جو لوگوں کی موجودگی میں دی جائے گی لیکن بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت کی عصمت دری کے بدلے میں [illegible] کر دیئے جائیں۔ طرفہ یہ کہ آج تک وہ بیت العدل قائم ہی نہیں ہوا۔ گویا عملی طور پر آج تک بہائی شریعت نے کسی کو زنا جیسے جرم کی سزا نہیں دی۔ مرزا صاحب کا پورا لیکچر لائٹ اور پیغام صلح کے تازہ شمارہ میں شائع ہو رہا ہے۔

اسی نشست میں بعد ازاں ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے من یعمل من الصالحات وھو مؤمن الخ کی آیہ کریمہ تلاوت کر کے دنیا کی موجودہ مادی ترقیات اور اخلاقی و روحانی پستی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا ہلاکت کے مہیب گڑھے کی طرف دھکیلی جا رہی ہے آپ نے یورپین مفکرین کے خیالات کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ڈاکٹر فرائڈ کا فلسفہ یہ ہے کہ انسانی تہذیب و تمدن کا مرکزی جذبہ جنسی خواہش ہے، جس کا نتیجہ اخلاق سوز بے حیائی ہے اور دوسری طرف کارل مارکس کے فلسفہ کا مرکزی نقطہ معاشیات ہے۔ جس کی وجہ سے قربانی اور ایثار کا جذبہ مٹتا جا رہا ہے۔

آپ نے فتنہ دجال اور یاجوج ماجوج کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان تمام فتن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک مامور کو اس زمانہ میں مبعوث کیا جس نے بڑی کامیابی کے ساتھ فتنہ دجال کی سرکوبی کی۔

اس ضمن میں آپ نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اہل بصیرت مغربی مفکرین پر ان مساعی کا بہت بڑا اثر ہے اور انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی کوششوں کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا .... جن میں انہوں نے ان خطرات کا ذکر کیا ہے جو دنیا کے فسق و فجور کے نتیجہ میں وارد ہونے والے ہیں، اور جماعت احمدیہ کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی نصیحت کی۔

ڈاکٹر صاحب کی پوری تقریر آئندہ اشاعت میں درج ہو گی۔

انجمن کے تعلیمی اداروں کی امداد فرمائیں

گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ انجمن کے تین سکولوں اور کالج کو دیئے جانے والے عطیات کے متعلق حکومت نے یہ منظوری دے دی ہے کہ ان عطیات پر کوئی انکم ٹیکس عائد نہیں ہو گا۔

ہم جماعت کے ذی اثر احباب سے مستدعی ہیں کہ وہ اپنے عطیات سے انجمن کے سکولوں اور مدارس اور کالج کی امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ہم اس کے لئے حکومت کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور مکرم حبیب الرحمٰن صاحب صادق کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی پیہم کوششوں سے یہ منظوری حاصل ہوئی۔

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

لیکچر میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی برموقعہ جلسہ سالانہ

تنظیم جماعت اور اشاعت اسلام

یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ ط وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

حبل اللہ کے معنی حضرت ابن مسعود سے سند صحیح سے قرآن مروی ہیں کتاب اللہ وہ مضبوط رسّہ ہے جو آسمان سے زمین تک ممتد ہے۔ اختلاف کیساتھ جماعت رہ سکتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے یہاں تک فرمایا کہ

اختلاف امتی رحمۃ

لیکن تفرقہ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ تفرقہ سے دو چیزیں الگ الگ ہو جاتی ہیں اور باہم ان کا تعلق نہیں رہتا۔

(۱) سو امت محمدیہ کے لئے پہلا گر کامیابی کا یہ ہے کہ قرآن کریم کو مضبوط پکڑو۔

(۲) دوسرا گر یہ بتلایا کہ آپس میں اتحاد اور جماعتی رنگ رکھو۔ اور اس اتحاد و سلامتی کی بنیاد حبل اللہ یعنی قرآن کریم ہے۔ اور یہ معجزہ ہے کہ قرآن کریم آنحضرت صلعم کے زمانے سے بغیر کسی زیر یا زبر کے فرق کے جوں کا توں موجود ہے اور مسلمانوں کے تمام فرقے اسکو مانتے ہیں اور اس پر عامل ہیں۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ان میں سے کئی ایک فرقوں نے اپنی اپنی روایات کو اصل بنیاد قرار دے لیا ہے۔ جس وجہ سے آپس میں تفرقہ بھی پڑ گیا ہے۔

(۳) امت محمدیہ کی کامیابی کا تیسرا اصول یا گر دعوت الی الخیر کو بیان فرمایا ہے۔ دعوت الی الخیر حقیقت میں دعوت الی الاسلام یا دعوت الی القرآن ہے۔ مگر ما کان المومنون لینفروا کافۃ (سورۃ توبہ۔ ۱۲۲) یعنے سب کے سب اس کام کے لئے نہیں نکل سکتے۔ اس لئے فرمایا کہ مسلمانوں میں ایک جماعت ہمیشہ ایسی موجود رہے جو دعوت الی الاسلام کے کام میں لگی رہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی رہے۔

حضرت علی رض سے روایت ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر افضل الجہاد ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا خدا کی زمین میں اس کا خلیفہ اور اس کے رسول کا خلیفہ ہے۔

(۴) اس زمانے کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بھی جو کہ مسیح موعود بھی تھے۔ اسی حکم قرآنی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور حکم خداوندی کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا اور اس جہاد کبیر کے لئے بیعت لی۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام رض سے جہاد کی خاطر بیعت لی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یہی الفاظ حضرت مسیح موعود کو بھی الہام ہوئے۔ اور حضور نے اپنی جماعت سے "دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا" اور سب ادیان اور دنیا کے مذاہب پر اسلام کا بول بالا کیا۔

(۵) پھر حضور نے الوصیت میں فرمایا:۔

"اول چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

(۶) "قاعدہ ۱۳ ضمیمہ متعلق رسالہ الوصیت"
"انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں۔ اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانتدار نہیں یا کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلاتوقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے"

(۷) صدر انجمن احمدیہ کی اغراض میں فرماتے ہیں:
"انجمن ہذا کی غرض اشاعت اسلام اور ان تجاویز کو سوچنا اور عمل میں لانا ہے جن کے ذریعہ اشاعت اسلام ہو سکے۔ اور ایسے افراد پیدا کرنا ہے کہ جن سے تبلیغ اسلام ہو"

(۸) حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے جو کتاب تذکرہ صفحہ ۷۵۲ پر لکھا ہوا ہے۔
"وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔ یٰٓاِبْرٰھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا۔ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔ جس کی دوسری قرأت ہے اِنَّہٗ عَمِلَ غَیْرَ صَالِحٍ"

یہ وہ الفاظ ہیں جن میں حضرت نوح کو اپنے نافرمان بیٹے کے لئے دعا کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ اس کے اعمال میں کوئی صلاحیت نہ رہی تھی۔ اور پہلا اور پچھلا فقرہ دونوں حضرت نوح کے ذکر میں ہیں۔ جب ان کے دل میں یہ تڑپ ہوئی کہ ان کا بیٹا بچ جائے۔ اور درمیانی فقرہ وہ ہے جس میں حضرت ابراہیم کو قوم لوط کے لئے دعا کرنے سے روکا گیا۔ ان دونوں کو کیوں ملایا گیا۔ شاید اس میں دونوں باتوں کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو۔ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود کو بھی اپنے بیٹے کے لئے اس قسم کی دعا کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور آپ کی دعا کے جواب میں یہ الہامات ہوئے۔ یہ محض قیاسات نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کے ایک الہام میں ہی اس کی وضاحت بھی کر

دی گئی ہے کہ یہ دلیل جماعت قادیان (یعنے میاں محمود احمد صاحب کی جماعت) کے لئے یا اس کے رہنماؤں کے لئے ہی تھے۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

"فرمایا کہ میں اپنی جماعت کے لئے پھر قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا۔ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ فسحقھم تسحیقا"

(تذکرہ صفحہ ۴۷۲)

پھر ایک جگہ قادیان کے متعلق حضرت مسیح موعود یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"اور اس بارے میں قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا کہ اخرج منہ الیزیدیون یعنے اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں"

(تذکرہ صفحہ ۱۲۹)

(۹) مسلم ورلڈ

دنیا کی مسلمان آبادی کا شمار قریباً ۸۵ کروڑ ہے یا یہ تمام آبادی کی بیس فیصدی سے زائد ہے۔ عیسائیوں کا یہ اعتراض کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے اس بات سے غلط ثابت ہوتا ہے کہ اسلام انڈونیشیا میں تیرہویں صدی عیسوی سے پھیلنا شروع ہوا اور اس کو مسلمان تاجروں نے جو کہ عرب اور ہندوستان سے آتے تھے پھیلایا اور سولھویں صدی کے آخر میں پرتگیزیوں نے بھی یہاں کافی سختیاں کیں۔ مگر پھر بھی اسلام وہاں کے پہلے ہندو مذہب پر غالب آیا اور ملائیشیا کی حکومت میں اسلام بہت سرعت کے ساتھ پھیلا۔ اسی طرح افریقہ میں بھی اسلام حبشیوں میں مسلمان تاجروں کے ذریعہ پھیلا۔ حالانکہ وہاں عیسائی حکومتیں تھیں اور پادری اور عیسائی مشنری عیسائیت کے پھیلانے میں بہت زور لگاتے رہے۔

آج کل پاکستان میں سات مقامات پر گیارہ مسیحی اشاعتی ادارے اور پریس مسیحی لٹریچر پیدا کر رہے ہیں۔ دنیا بھر کی بائبل سوسائٹیاں سالانہ ساڑھے تین کروڑ بائبلیں دنیا کی تین سو زبانوں میں شائع کرتی ہیں۔ ہماری جماعت نے علاوہ اردو زبان کی تفسیر کے۔ انگریزی زبان میں ترجمہ اور تفسیر شائع کی ہے جرمن زبان میں ترجمہ جنگ عظیم میں ضائع ہو گیا تھا۔ اب پھر اسے شائع کرنے کا انتظام ہو رہا ہے ڈچ زبان میں ترجمہ چھپا تھا۔ مگر غالباً اب ختم ہو گیا ہے۔ بنگالی زبان میں اس وقت زیر طبع ہے۔ سندھی اور تامل زبان میں تراجم کروا لئے گئے تھے۔ مگر بدقسمتی سے اب تک چھپوائے نہیں جا سکے۔ گورمکھی اور ہندی زبان میں تراجم ابھی مکمل صورت میں نہیں ہیں۔ سو عیسائیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی تبلیغی کوششیں بہت ہی معمولی ہیں ؎

قافلے بھی دیکھ ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
راہ رو درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ

(۱۰) تنظیم جماعت

(الف) وما کان المؤمنون لینفروا کآفۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

(سورۃ التوبۃ — ۱۲۲-آیت)

"اور مومنوں کو یہ بھی مناسب نہیں کہ سب کے سب نکل پڑیں تو ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر ایک جماعت میں سے ایک گروہ نکلے تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں۔ جب وہ ان کی طرف واپس جائیں تاکہ وہ بھی بچیں"

احسن طریق یہ ہے کہ مسلمان احمدی عالم اور مبلغین جن کو مختلف ملکوں کی زبانیں سکھائی جاتی ہیں وہ وہاں نکل جائیں اور جب ان قوموں سے کچھ لوگ اسلام لے آئیں تو پھر وہی لوگ دین اسلام کو سیکھ کر اپنی قوم کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

اس کے لئے ادارہ تعلیم القرآن کی تجویز آج سے کئی سال پہلے حضرت امیر مرحوم نے قوم کے آگے پیش کی تھی۔ اس کے لئے چندہ بھی ہوا مگر وہ تکمیل تک نہ پہنچی۔ اب حال ہی میں ایک مختصر پیمانے پر ایک تبلیغی سکول کھولا گیا ہے۔ جہاں میٹرک اور ایف اے پاس مسلمان احمدی طلباء کو دین کی تعلیم دینے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ بعد میں انشاء اللہ تعالے احمدیہ بستی کے وجود میں آنے کے بعد باقاعدہ ادارہ اور ہوسٹل اور اسٹاف کے لئے مکانات وغیرہ بھی بنوائے جا سکیں گے۔

(ب) مگر ساتھ ساتھ احمدی جماعت کے احباب کو بھی دینی رنگ میں ٹریننگ دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر یا حلقہ احباب میں علم دین پھیلا سکیں اور جماعت کی توسیع کر سکیں۔

حدیث صحیح میں آتا ہے کہ دو آدمیوں کی زندگی قابل رشک ہے رجل اتاہ اللہ المال فسلطہ علے ھلکتہ فی الحق ورجل اتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالے مال دے اور اس مال کو راہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط کرے اور ایک وہ شخص کہ اللہ تعالے اسے علم دے اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے۔

۱۹۳۲ء میں حضرت امیر مرحوم اور مولانا عزیز بخش صاحب مرحوم کی تجویز پر جماعت احمدیہ کے ممبران کے لئے ایک امتحانات دینیات کا مکمل کورس بنایا گیا تھا۔ جس میں پانچ سال کے عرصہ میں قرآن کریم باترجمہ تفسیر۔ سیرت نبوی و خلافت راشدہ اور تاریخ اسلامی اور مسئلہ دینیات کی کتابیں اور احادیث نبوی اور حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کی کتابوں کا پڑھانا اور ان میں امتحانات لے کر سند دینے کا انتظام کیا گیا تھا بارہ برس سے زائد عرصہ تک اس پر کم و بیش عمل ہوتا رہا اور جماعت کے کئی ایک حضرات نے اس میں حصہ لیا۔ اب پھر ضرورت ہے کہ اس سلسلہ کو پھر جاری کیا جائے، اور جماعت کے احباب اس میں حصہ لیں میں ایڈیٹر پیغام صلح سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کورس کے خاکہ کو اخبار کی آئندہ اشاعت قریب میں شائع فرمائیں۔

(ج) جماعت احمدیہ میں نئی روح پھونکنے کے لئے ضروری ہے کہ "مرکز" کو مضبوط اور صحیح طریق پر چلایا جائے۔ یہاں ایک ایسی مومنانہ اور پر اخلاق فضا ہو کہ جو لوگ آئیں وہ نیک اثر قبول کریں۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں پانچ وقت کی نمازوں میں باجماعت رونق ہو۔ درس قرآن مجید۔ درس حدیث اور حضرت مسیح موعود کی کتب کا پڑھنا بھی باقاعدہ کیا جائے۔ انجمن کے دفاتر اور مہمان خانے میں انتظام اور سلوک تسلی بخش ہو۔

دوئم۔ مرکز میں سے بزرگان جماعت باری باری باقاعدہ پروگرام کے ماتحت باہر کی جماعتوں کا دورہ کریں اور کوشش ہو کہ بڑی جماعتوں میں نماز جمعہ ضرور پڑھی جائے۔ وہاں کے مقامی احباب سے ملاقات اور موانست پیدا کرنے کا یہ بہترین طریق ہے۔ اور باہر کی بعض جماعتوں پر جو جمود کی حالت طاری ہے وہ اس طریق سے دور ہو سکتی ہے۔ اور ایک نئی لہر پیدا ہو سکتی ہے۔

سوئم۔ جماعتوں کا مقامی نظام اچھا ہونا چاہیئے ہر ایک احمدی کو زیادہ بہت ماہوار چندہ ضرور دیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ جو احمدی متواتر تین ماہ کا چندہ (بلا کسی وجہ کے) ادا نہیں کرتا وہ بیعت

جماعت میں سے نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کا ۲/۱ حصہ حساب کر کے انجمن کے بیت المال میں بھجوائیں کہ حکم شرع یہی ہے۔

پنجم — سلسلے کے اخبارات

پیغام صلح ہفتہ وار اردو میں۔ اخبار لائٹ پندرہ روزہ انگریزی میں، اور رسالہ روح اسلام جوانوں کے لئے روح رواں ہیں۔ ان سے سلسلہ کے حالات اور دینی علوم کا اضافہ ہوتا رہتا ہے اس لئے ہر احمدی کو جو استطاعت ہو ان اخبارات کو منگوانا چاہیئے۔ صاحب توفیق احمدی حضرات اپنے خرچ پر اپنے غریب احمدی بھائیوں کے نام مفت جاری کروا کر عنداللہ ماجور ہو سکتے ہیں۔

پنجم — جہاں احمدی جماعتیں کافی تعداد میں ہوں وہاں اپنی ایک مسجد یا جماعت کے لئے مکان بنوانے کی کوشش ضرور کرنی چاہیئے کہ اس جگہ علاوہ نمازوں کے درس قرآن مجید، اور تبلیغی جلسے اور علمی اور سوشل جلسے بھی کئے جا سکتے ہیں۔

ششم — سلسلے کے اخبارات اور لٹریچر کو خصوصاً جو عیسائیت کے مقابلے میں لکھے گئے اس کو غیر احمدیوں میں ضرور پھیلائیں۔ کیونکہ کسر صلیب سوائے احمدیوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور اس کا اثر غیر احمدیوں پر پڑتا ہے۔ اگر سلسلہ کی توسیع نہیں ہوگی تو جماعت آہستہ آہستہ ناکارہ ہو جائے گی۔ اس سلسلہ احمدیہ کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہام کیا تھا کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ. آیندہ جو مجددین آئیں گے وہ بھی اس سلسلہ کے مصدق ہوں گے۔ یہ سلسلہ تو زندہ رہے گا انشاءاللہ۔ مگر اگر ہم نااہل ثابت ہوئے تو کوئی اور قوم ہماری جگہ لے لے گی۔

ہفتم — اپنی مستورات اور اولادوں کو بھی سلسلہ کی تعلیمات سے بہرہ ور کریں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے احمدی احباب کی اولادیں دین سے غافل اور لاپرواہ ہوتی جا رہی ہیں۔ اور بہت سے نوجوان جو برسر روزگار ہوتے ہیں وہ سلسلہ کی تحریکات میں حصہ نہیں لیتے۔ یہ سخت افسوسناک بات ہے۔ اس کی اصلاح کی خصوصاً کوشش کریں۔ یہ والدین کا فرض اولین ہے۔ اس کے بعد پھر انجمن کی کوشش کا موقعہ آئے گا۔ جس کے لئے ایسے نوجوانوں کی فہرست تیار کی جائے گی۔

خُطبۂ جُمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۴)

امانت کی پختہ نہیں، اور جو اپنے عہد کی پختہ نہیں وہ کیا قوم ہے۔ فرمایا خفت قائم کرو۔ بددیانتی نہ کرو۔ خواہشات پر قابو پاؤ۔ حجبت النار بالشھوات۔ شہوات پر فریفتہ نہ ہو۔ شہوات کے پیچھے دوزخ کی آگ ہے۔ شہوات تمہاری عزت، دولت، شہرت، اور صحت کو برباد کر دے گی، خواہشات کے بندے نہ بنو۔

حفاظت صلوٰۃ

والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون۔ نماز کی حفاظت کرو۔ اس کو گرنے نہ دو۔ قائم کئے رکھو۔ باقاعدہ پڑھو۔ اس کے آداب ملحوظ رکھو۔ جو نماز کا مقصد ہے وہ مدنظر رکھو اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون۔ ان معتقدات اور نظریات اور ان اعمال کا نتیجہ یہ ہے کہ قد افلح المؤمنون یہ قوم یقیناً کامیاب رہے گی اور جنت کی وارث ہو گی۔

خان عبدالعزیز خان صاحب کی علالت اور دُعا

ہمارے دوست خان عبدالعزیز خان صاحب آج کل زیادہ لاہور کے سروس ہسپتال میں بیمار پڑے ہیں۔ کل میں انہیں دیکھنے کے لئے گیا تھا۔ وہ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شریک ہونے کے لئے آئے تھے۔ مگر وہ بیمار ہو گئے اور ہسپتال میں داخل کر دیئے گئے۔ میں نے وہاں کے ڈاکٹر صاحب سے ٹیلیفون پر کہا کہ خانصاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہے ان کو دوبارہ دیکھ آئیے انہوں نے پھر جا کر دیکھا اور صورت حال کی اطلاع دی۔ کل میں خود گیا تھا۔ ان کو اچھی حالت میں نہیں پایا تھا، اگرچہ پر تشویشناک حالت نہیں تھی۔ زبان پر کچھ اثر تھا۔ کچھ بول نہیں سکتے تھے۔ میں نے دل پر ہاتھ رکھ کر اشارتاً پوچھا کہ دل کا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا کہ اچھا ہے۔ ان کو ہچکی لگی ہوئی تھی۔ آج ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ ان کی حالت قدرے ٹھیک ہے۔ میں نے خانصاحب کے بعض رشتہ داروں کو تار بھی دے دی ہے۔ خانصاحب نہایت سچے آدمی ہیں، مخلص ہیں۔ آیئے ہم ان کے لئے مل کر دعا کریں کہ خداوند تعالےٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

برلن میں حضرت عیسیٰؑ کے یوم ولادت پر جلسہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۶ر دسمبر کو ۷ بجے شام ہم نے مسجد برلن میں حضرت عیسےٰؑ کی یوم ولادت کی تقریب پر ایک اجتماع کیا۔ جس کی صدارت کے فرائض شہزادی کاجار نعمی نے انجام دیئے۔ اس اجتماع کا پروگرام حسب ذیل تھا۔

تلاوت قرآن کریم۔ انجیل شریف کی تلاوت۔ نعت جرمن زبان میں۔

تقاریر:۔ راقم نے تقریر کرنا تھا۔ اس کے بعد شہزادی صاحبہ کی تقریر تھی۔ اہتمام جلسہ پر حاضرین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی تھی۔

اس پروگرام کے سرورق پر قرآن کریم سے مندرجہ ذیل آیت معہ ترجمہ لکھی گئی۔

اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ اور اس پروگرام کو چھپوا کر عیسائی دوستوں اور مسلمان احباب کے نام بذریعہ پوسٹ بھجوایا گیا۔

ایک سو ۲۵ کے قریب مرد و زن نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ اور حسب پروگرام ایڈن سے آتے ہوئے ایک یونیورسٹی سٹوڈنٹ عصام صالح صاحب نے سورۃ مریم کے دوسرے رکوع سے آیات تلاوت کیں اور ان کے بعد قرآن کریم سے اس کا ترجمہ جرمن زبان میں حاضرین کو سنایا۔

انجیل شریف سے تلاوت مقامی عیسائی ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر ایلبر ہارٹ نے کی۔ انہوں نے پہلے یونانی زبان میں انجیل سے کچھ پڑھا اور بعد میں اسی حصہ کو جرمن زبان میں پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ مس ہینڈ وشل جو مسلمان خاتون ہیں ان کے ساتھ ایک عیسائی خاتون مسز جانوس نے جرمن زبان میں خدا کی حمد گائی۔ اس کے بعد میں نے تقریر کی جو قریباً چالیس منٹ تک جاری رہی۔ اس تقریر کا انگریزی ترجمہ میں نے محترم مولانا محمد یعقوب خانصاحب کی خدمت میں بھیجا ہے امید ہے وہ "لائٹ" میں شائع فرما دیں گے۔

میں نے اپنی تقریر میں انجیل شریف سے حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم کے بعض حصص کو پڑھ کر سنایا۔ جو حاضرین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوئے۔ بعد میں شہزادی صاحبہ نے حضرت عیسےٰؑ کی شان میں چند ایک الفاظ کہے اور جلسہ ختم ہوا۔ حاضرین کی تواضع چائے ڈبل روٹی کیک وغیرہ سے کی گئی۔ اس دفعہ میری اہلیہ صاحبہ اس تقریب میں حصہ نہ لے سکیں۔ وہ ان دنوں ہسپتال میں تھیں۔ اور پندرہ روز ہسپتال میں رہ کر ۱۷ر دسمبر کو واپس گھر آئیں۔ ان کا ہسپتال میں ٹھہرنا ہمارے لئے ایک مبارک خبر لایا۔ تیرہ دسمبر کو اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے لڑکا عنایت فرمایا۔ چنانچہ

بچہ کی پیدائش اور بعد میں آرام کرنے کے سلسلہ میں انہیں اسی دیر ہسپتال میں ٹھہرنا پڑا۔ ان کی غیر حاضری میں دو جرمن خواتین نے ۴۴ ڈبل روٹی وغیرہ تیار کرنے اور بعد میں حاضرین کو دیئے جانے میں مدد کی۔ ایک پاکستانی نوجوان نے مسجد میں کرسیاں درست کرنے

نیو مسلم کالج سول لائنز ۔ لاہور کے نتائج امتحان پر ایک نظر

سکنڈری بورڈ کے اکتوبر ۱۹۶۳ء کے امتحانات کے نتائج شائع ہونے کے بعد نیو مسلم کالج کی پوزیشن واضح طور پر نمایاں اور ممتاز نظر آ رہی ہے۔ پارٹ II کے ۷۲ [illegible] میں سے ۷۰ کامیاب رہے ہیں۔ اور شرح کامیابی ۹۷ فیصدی سے بھی زائد رہی ہے۔ اس لحاظ سے نیو مسلم کالج بہترین اداروں میں سرفہرست رہا ہے۔ پارٹ III کے اولڈ کورس کے ۱۰ طلباء میں سے ۸ کامیاب رہے ہیں نتیجہ ۸۰ فیصد رہا۔ اور باقی دو بھی ایک مضمون کے ایک پرچہ میں شامل ہونے کے مجاز اور انشاء اللہ یقینی طور پر کامیاب ہونے کے حقدار ہیں۔ پارٹ III کے ۳۱ میں سے ۲۴ طالب علم تمام مضامین میں کامیاب رہے۔ اس جماعت کا نتیجہ بھی 77.4% ہے۔ اور باقی سات بھی زیادہ تر ایک ہی مضمون یا پرچہ مضمون میں شامل ہونے کے مجاز ہیں۔ امید ہے کہ یہ طالب علم بھی انشاء اللہ کامیاب رہیں گے۔

نیو مسلم کالج کے نتائج بورڈ کے نتائج سے بہت بہتر اور باقی بہترین کالجوں سے بھی بہتر رہے ہیں۔ معاونین کالج کے لئے یہ کامیابی باعث مسرت ثابت ہوگی۔ اور مستقبل کے لئے نیک فال۔

خاکسار ۔ محمد شفیع بھٹی پرنسپل

نتائج امتحان کا خلاصہ

ذیل میں نیو مسلم کالج کے نتائج امتحانات کا خلاصہ دیا جاتا ہے۔ یہ نتائج ۔ سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن اور یونیورسٹی کے معیار کے مطابق EXCELLENT کی فہرست میں شمار کئے جائیں گے۔ کیونکہ 75% فیصدی یا اس سے زائد EXCELLENT نتیجہ کہلاتا ہے۔

خلاصہ نتائج حسب ذیل ہے:۔

جماعت بارہویں (نیا سلیبس):۔

تعداد طلبا	پاس شدگان	نتیجہ فیصدی	اپریل میں شامل ہونے والے
۳۱	۲۴	77.4	۷ طلباء

جماعت بارہویں (پرانا سلیبس)

تعداد طلباء	پاس شدگان	نتیجہ فیصدی	دوبارہ امتحان دینے والے
۱۰	۸	۸۰	۲

(جماعت گیارہویں)

تعداد طلباء	پاس شدگان	نتیجہ فیصدی	دوبارہ امتحان دینے والے
۴۲	۴۰	97.2	۲

محمد شفیع بھٹی ۔ پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور

بھارتی مظالم کے خلاف صدائے احتجاج

مسجد ہزاری باغ ڈھاکہ میں ایک جلسہ

۳۱ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو ہزاری باغ مسجد میں بعد از نماز عشاء مقامی مسلمانوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں کشمیر اور دیگر مقامات کے مسلمانوں پر بھارتی مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ امام مسجد نے جلسہ کی صدارت کی، اور مولینا عبد الصمد جمالی ہیڈ آف دی لاہور احمدیہ مشن ڈھاکہ نے کشمیر اور دیگر مقامات کے مسلمانوں کی جنہیں اپنے گھر بار سے نکال کر آزاد کشمیر اور مشرقی پاکستان میں دھکیلا جا رہا ہے دردناک اور قابل رحم حالت پر روشنی ڈالی، حاضرین پر اس کا نہایت گہرا اثر ہوا۔ امام صاحب نے ہلاک شدہ مسلمانوں کی مغفرت اور زندوں کی حفاظت کے لئے دعا کی، اور ذیل کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی:۔

"مسلمانان ہزاری باغ کا یہ جلسہ بھارتی مجرموں کی قبیح حرکت کے خلاف گہرے رنج کا اظہار کرتا ہے جنہوں نے مقبوضہ کشمیر میں حضرت بل کی مسجد سے آنحضرت صلعم کے موئے مبارک کی چوری کی ہے۔ اور حکومت پاکستان سے درخواست کرتا ہے کہ وہ بھارتی حکومت کو مجبور کرے کہ وہ موئے مبارک کی تلاش کر کے اس کی جگہ پر رکھ دے۔ اور مجرموں کو مناسب سزا دے۔ اور اگر بھارتی حکومت اس کو تلاش کرنے یا مجرموں کو سزا دینے کے لئے تیار نہ ہو تو یہ جلسہ حکومت پاکستان پر زور دیتا ہے کہ وہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے اور مزید وقت ضائع کئے کشمیر کو بھارتی پنجہ سے آزاد کرانے کا انتظام کرے۔

ایم ۔ اے ۔ ستار

بمقام ہزاری باغ روڈ ۔ ڈھاکہ

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء | نمبر ۳

خدا تعالےٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے وہ تمام انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن شریف نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کا مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔

بحرِ حکمت کے موتی

اتق اللہ تعالےٰ حیث ما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا وخالق الناس بخلق حسن۔

(الترمذی)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ اختیار کرو جہاں کہیں بھی تم ہو اور برے عمل کے بعد نیک عمل کرو (اور اس پر استقامت اختیار کرو) کہ بدعملی کے اثر کو مٹا دے اور لوگوں سے خوش خلق سے پیش آؤ۔

نوٹ: متقی آدمی کو اللہ تعالےٰ ہر قسم کی نصرت عطا فرماتا ہے مثلاً من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا (۶۵:۲) من یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا اور من یتق اللہ یکفر عنہ سیاٰتہ و یعظم لہ اجرا ۵ (آیات ۵-۶ سورہ ۶۵) واتقوا اللہ و یعلمکم اللہ (۲:۲۸۲) نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں ان الحسنٰت یذھبن السیاٰت (۱۱:۱۱۵) لوگوں سے خوش اخلاق رہو۔ وقولوا للناس حسنا و اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ۔

(۲:۸۳)

یہ مردانِ خدا کا طریق ہے اسے اپناؤ سے

زمشکلات رہ راستی چہ شرح دہم
کہ شرط ہر قدمے گریہ و بکا باشد (مسیح موعود)

ترجمہ: راہ راستی کی مشکلات کی تفصیل کیا بیان کروں کہ ہر قدم کے لئے گریہ و زاری لازمی ہے۔ (غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط سکاری الابی جیمو کا دونا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو لٹریچر آپ نے بھیجا ہے۔ اس کا بہت شکریہ — مجھے ۱۰ر دسمبر ۱۹۶۳ء میں موصول ہوئے اللہ تعالےٰ آپ کی اور آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کی مدد کرے۔ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تصویر جو ٹیچنگز آف اسلام میں لگی ہوئی ہے دیکھکر بہت خوش ہوا ہوں۔

اب آئندہ آپ کو نائیجیریا میں آنے کا موقعہ ملے تو آپ اپنے اسلامی بھائیوں کو دیکھ سکیں گے اگر آپ ایسا کریں گے تو میرے لئے اور آپ کے لئے بہت فائدہ مند ہوگا۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے پریئر بک ارسال فرمائیں جو کہ انگریزی اور عربی میں ہو۔ اور لوگوں کو بتا سکوں اگر آپ مفت نہیں دے سکتے تو اس کی قیمت مجھے لکھیں۔ میں پریئر بک کو لوگوں میں اور اپنی نماز کے بعد پڑھ سکوں تاکہ خدا مجھے شیطان سے محفوظ رکھے جو کہ انسان کا سخت ترین دشمن ہے۔

اگر میرے پاس روپیہ ہوتا تو میں مسلم مذہب کے متعلق سیکھنے کے لئے پاکستان تا پریئر بک بھیجنے کے لئے ضرور کوشش کریں تاکہ میں اپنے گناہوں کی تلافی کر سکوں چونکہ نماز مسلمانوں کی کنجی ہے اور یہ آسمان تک پہنچانے میں مدد دیتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کا فروں سے ڈرنا بہت بُرا ہے۔ اس لئے مہربانی کر کے مجھے نماز کی کتاب ضرور ارسال کریں تاکہ نماز پڑھنے کے بعد خدا سے دعا مانگ سکوں اور خدا اور انسان اور فرشتے میرے معاون ہوں۔

امید ہے کہ آپ جواب دیں گے۔

(ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط سکاریبا نوالابی جیمو کا دونا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط لکھ کر بہت خوش ہوا ہوں، اُمید ہے کہ یہ خط آپ کو اچھی حالت میں ملے گا۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے سرٹیفکیٹ اور بیعت فارم مسٹر عبدالعزیز کے لئے ارسال کیا ہے مجھے گذشتہ روز ملا اور میں نے اسکو دے دیا۔ انہوں نے بیعت فارم کو پُر کر کے بھیجدیا۔ وہ سرٹیفکیٹ لیکر بہت خوش ہوا۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے دُعا کی

میں گذارش کرتا ہوں کہ اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ارسال کریں اور کچھ کتابیں جو اس سال ۱۹۶۳ء میں طبع ہوئی ہیں اور جو مجھے بھیجی نہیں گئیں۔

ممبران اور رشتہ داروں کو السلام علیکم

امید ہے کہ جلدی جواب دیں گے۔

(انکو انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

ساؤتھ امریکہ

ترجمہ خط:- الحاج بی جیگو۔ پیرا بیری بو۔ ساؤتھ امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے خیال میں میرا بارہ اگست کا خط آپ کو ضرور مل گیا ہوگا۔ اور جو میں نے لکھا تھا اس پر غور کیا ہوگا۔

آپ میری ویسٹ انڈیز کی تبلیغ کے متعلق جانتے ہوں گے اور ہمارا مشن کوراکاؤ میں پھیل رہا ہے۔ جہاں ایک مشن نیگرو نے اور دوسرا جزیرہ کے لوگوں نے کھولا ہے اور وہ اپنی کوشش میں بخوبی کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور میں اس جزیرہ میں دورہ کرنا چاہتا ہوں ابھی مجھے ایک لیڈر نے التماس کی ہے کہ مجھے چند کتابیں لاہور سے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں ارسال کریں:-

ریلیجن آف اسلام

ہولی قرآن

حدیث بخاری اور مینول آف حدیث

ایک کاپی ریلیجن آف اسلام

مسٹر او۔ ڈی۔ ایس رسٹلڈ - نیدرلینڈ کو ارسال کریں۔ اور دوسری کتابیں مجھے بھیجدیں۔ ہم آپ کو آٹھ پونڈ سٹرلنگ سورینم بنک کی معرفت بھیج رہے ہیں۔

امید ہے کہ آپ اس پر غور کریں گے۔

(ان کو مطلوبہ کتابیں بھیجی گئیں)

نائیجیریا

ترجمہ خط عبداللہ ادی بابی لاگس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں عرصہ چھ ماہ سے آپ کا نام سن رہا تھا مگر افسوس ہے کہ مجھے ایڈریس معلوم نہ تھا۔ خوش قسمتی میرے پڑوسی نے آپ کا ایڈریس بتایا۔ میرا مقصد آپ کو خط لکھنے کا یہ ہے کہ آپ کو واضح کردوں کہ میرے گاؤں میں کیا ہو رہا ہے، ایک حصہ میں کافر اور عیسائی لوگ بستے ہیں۔ میں ان کو تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ اور جتنا مجھ میں علم ہے اس کے مطابق تبلیغ کرتا ہوں تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

اس لئے میری التماس ہے کہ آپ مجھے کچھ لٹریچر ارسال کریں تاکہ میں انکو اسلام کے متعلق واضح کر سکوں خاصکر عیسائی لوگوں کو جو کہ بخوبی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں، اور یہی لوگ میرے ساتھ مباحثہ کرتے ہیں۔

میں بڑی خواہش سے انتظار کروں گا۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے۔

(انکو انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

ساؤتھ افریقہ

ترجمہ خط:- مس۔ ایس ڈوی۔ کیپ ٹاؤن
ساؤتھ افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چند ماہ گذر رہے ہیں کہ میں نے آپ کو خط تحریر کیا تھا کہ زیادہ تعداد میں مسلمان کیپ ٹاؤن میں احمدیت کے خلاف ہیں۔

جو خوبصورت لٹریچر آپ نے مجھے ارسال کیا ہے۔ اور دوسرے احمدیوں نے بھیجا ہے مجھے بہت حد تک جگا دیا ہے۔ اور میں نے اسکو بہت پُر لطف محسوس کیا۔

میں آپ کا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں نے اس سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اور مفت لٹریچر ارسال کریں گے۔ اور میں سال کے لئے اخبار لائٹ جاری کرانا چاہتی ہوں۔ مجھے اسکی قیمت کے متعلق تحریر کریں۔

میں اس سٹیج تک پہنچ گئی ہوں جہاں میں حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر لوں جن کو میں یقیناً اس صدی کا مصلح تسلیم کرتی ہوں۔ میں اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس نے میرے دل کو سچائی قبول کرنے مہر نہیں لگا دی۔

میں بہت مشکور ہوں گی اگر آپ میری درخواست احمدیت میں شمولیت کے لئے منظور کریں۔

والسلام

نائیجیریا

ترجمہ خط ایس بوریمو۔ لاگس۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ کو لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں

(باقی پر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء

اسلام میں روزہ کی اہمیت اور اسکا مفہوم

روزہ اسلام کے ان پانچ ارکان میں سے ہے جن پر اس کی عمارت کی بنیاد رکھی گئی ہے، اسی وجہ سے اسکو اسلامی معاشرہ میں اس قدر اہمیت حاصل ہے، کہ دوسرے کسی مذہب اور قوم میں (باوجودیکہ ان میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں روزہ کا مفہوم پایا جاتا ہے) اس کو وہ اہمیت حاصل نہیں، اسلامی معاشرہ میں رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی ایک عجیب انقلاب رونما ہوتا ہے، بچے بوڑھے، نوجوان مرد، عورت سبھی روزہ کے لئے بے قرار نظر آتے ہیں، گھروں میں راتوں کو کھانے پینے کی چہل پہل ہوتی ہے اور دن کو صبح سے شام تک روزہ کی سمساہٹ، یہاں تک کہ وہ لوگ بھی جو کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے روزہ داروں کے احترام میں کھلے بندوں کھانے پینے سے احتراز کرتے ہیں اس کے علاوہ مساجد میں پہلے سے بہت بڑھکر رونق ہوجاتی ہے۔ عشاء کے وقت نماز تراویح میں قرآن خوانی اور قیام رمضان کا منظر ایک خاص قلبی کیفیت پیدا کرتا ہے، نہ صرف مساجد میں بلکہ گھروں میں بھی قرآن کی تلاوت اور ذکر الٰہی کثرت سے رات دن ہوتا ہے، اور غرباء کی پرورش اور خیرات بھی روزہ کا ایک لازمی جزو ہے جو ماہ رمضان میں دوسرے ایام سے بڑھ کر کی جاتی ہے، ان حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں روزہ صرف فاقہ کشی کا نام ہے۔ فاقہ کشی نہیں، یہ تہذیب نفس، انسانی ہمدردی اور روحانی ترقی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جس کی نظیر دوسری کسی قوم میں پائی نہیں جاتی، ایک روزہ دار بچہ ہو یا بوڑھا اس رزق حلال کو جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے محض حکم خداوندی کے تحت ایک خاص وقت کے لئے اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اور سخت ترین بھوک اور شدید پیاس کے ہوتے ہوئے اندھیری کوٹھڑی میں بھی جہاں اسے کوئی دیکھنے والا نہیں، وہ کچھ بھی کھانے پینے کی جرأت نہیں کرتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگرچہ کوئی انسان اسے نہیں دیکھتا لیکن وہ خدا جس کے حکم سے اس نے روزہ رکھا ہے ہر وقت اور ہر جگہ اسے دیکھتا ہے، اسی لئے ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے، الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ دار صرف میرے لئے روزہ رکھتا ہے اور میں ہی اس کے روزہ کا اجر اسے دوں گا یہ ضبط نفس جو محض حکم خداوندی کے ماتحت کیا جاتا ہے اور بھوک اور پیاس کی وہ تکلیف جو ایک امیر آدمی روزہ کے دوران میں محسوس کرتا ہے، نہ صرف دوسرے مواقع پر حسب ضرورت اپنے نفس پر کنٹرول کرنا سکھاتا ہے بلکہ غرباء کی تکالیف کا بھی احساس پیدا کرتا ہے اور پھر راتوں کا قیام اور ذکر الٰہی ایک ایسی روحانی کیفیت پیدا کرتا ہے جو دوسرے مواقع پر پیدا ہونی مشکل ہے اس لئے روزہ میں دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ خاص طور پر دیا گیا ہے۔ چنانچہ روزوں ہی کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون، جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں تو قریب ہی ہوں، دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، انہیں چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔ کیا یہ چھوٹی سی بشارت ہے جو ایک روزہ دار کو دی گئی ہے؟ ہاں اس بشارت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس پر کامل ایمان کی ضرورت ہے، اگر ایک روزہ دار روزہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکام کی نافرمانی کرتا ہے تو نہ اس کا روزہ قبول ہوتا ہے اور نہ وہ قبولیت دعا کی بشارت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا ہے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل پیرا ہونا نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ وہ کھانا پینا ترک کرتا ہے، اور فرمایا ہے کہ اگر روزہ دار سے کوئی لڑائی جھگڑا کرتا ہے یا اسے گالی دیتا ہے تو اسے نہیں چاہیئے کہ وہ بھی لڑائی جھگڑا کرے اور گالی دے بلکہ اسے جواب میں صرف اتنا ہی کہہ دینا چاہیئے کہ میں روزہ دار ہوں اور قرآن کریم میں روزوں ہی کے احکام میں یہ بھی فرمایا گیا ہے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون اور اپنے اموال کو آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور نہ ان کے ذریعہ حاکموں تک پہنچو تاکہ دوسروں کے اموال کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو، یہ ہے وہ روزہ جو اسلام سکھاتا ہے وہ صرف فاقہ کشی کی تعلیم نہیں دیتا۔ صرف راتوں کو اٹھنا اور سحری کھا لینا یا نماز تراویح پڑھ لینا روزہ رکھنے کے لئے کافی نہیں بلکہ ہر قسم کے فواحش سے بچنا، ہر قسم کے جھوٹ سے پرہیز کرنا۔ لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ سے اجتناب کرنا، ظلم و زیادتی سے دوسروں کے اموال کھانے سے بچنا اور احکام الٰہی کی پوری فرمانبرداری کرنا روزہ کے ان لوازمات میں سے ہے جن کے بغیر نہ روزہ رہ سکتا ہے اور نہ قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے جو روزہ کا اصل مقصود ہے۔

پس روزہ کی وہ ظاہری اہمیت جو اسلامی معاشرہ میں اس کو حاصل ہے اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جب تک اس کے تمام باطنی لوازمات کو پورا نہ کیا جائے۔ اگر آج اسلامی دنیا اس پر پورے طور پر عامل ہو جائے، روزہ رکھتے ہوئے باہمی معاملات اور لین دین میں قوم کا ہر فرد صدق و راستی سے کام لے اکل حلال اور صدق مقال کو اپنا شعار بنا لے تو یقیناً اس کا روزہ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، اور یہ قوم اقوام عالم میں معزز ترین قوم بن سکتی ہے،

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے اپنے پیرؤوں کو بہترین قوم بنانے کے لئے نماز و روزہ جیسے پاکیزہ اصول سکھائے۔ اگر مسلمان ان کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے ان اصولوں پر عمل پیرا ہوں، تو یقیناً وہ دنیا کی ایک بہترین قوم شمار ہو سکتے ہیں۔

اس وقت رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو چکا ہے، اگر فرزندان اسلام اس مبارک مہینہ میں روزہ رکھتے ہوئے ہر قسم کی برائیوں سے تائب ہو جائیں اور خدا کے حضور عجز کے ساتھ سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہوں اپنے بھائیوں کے لئے جو دشمنوں کے نرغہ میں گھرے ہوئے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ظالموں کے پنجہ سے نجات دے، اور اسلام کی سربلندی کے لئے دست بدعا ہوں، تو یقیناً اللہ تعالیٰ رجوع برحمت فرمائیگا اور یہ مہینہ فی الواقعہ مبارک مہینہ ثابت ہوگا۔

رمضان کے مہینہ میں

تراویح اور نماز تہجد میں اسلام کی سربلندی اور مصیبت زدہ دوستوں اور بیماروں کیلئے دعائیں کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

زکوٰۃ ـــ استحکامِ جماعت کا ایک اہم ذریعہ

صاحبِ حیثیت اور متموّل اصحاب کی توجّہ کے قابل

(افسر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کے ذمہ تنظیم کا کام انجمن کی طرف سے تفویض ہوا ہے اور اس ضمن میں صاحب ممدوح نے جماعت ہائے سرگودھا اور لائل پور کا دورہ بھی کیا ہے اور مفید مشورے وغیرہ دیئے ہیں جن پر مقامی جماعت ہائے عمل پیرا ہو رہی ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک اشد ضروری امر کی طرف جماعت کی توجہ مبذول کروائی جاتی ہے۔

اس میں کچھ کلام نہیں کہ جماعتی تنظیم تبھی قائم ہو سکتی ہے جبکہ اُن کے ممبران کے انفرادی حالات کو بھی مدِنظر رکھا جائے۔ ہر جماعت میں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور انجمن کے ہر کام میں دل کھول کر حصہ لیتے رہتے ہیں مگر حالات کے ناسازگار ہونے پر وہ نہ صرف جماعتی تحریکات میں حصہ نہیں لے سکتے بلکہ خود امداد کے طالب ہوتے ہیں مگر انجمن ایسا امدادی فنڈ نہ ہونے کے باعث امداد سے قاصر رہتی ہے جو ان کی دلشکنی کا موجب ہوتی ہے اور ان کے جماعتی تعلقات میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلام نے ایسی ہی مشکلات کا علاج زکوٰۃ کی صورت میں کیا ہے جو ہر صاحب مال پر فرض کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے ساتھ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کا حکم بار بار آیا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی حکم کے پیشِ نظر زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ کی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی فوت ہو جاوے اور مال و جائداد چھوڑ جاوے تو وہ اس کے ورثاء کا حق ہے اور اگر کوئی فوت ہو جاوے اور اولاد لاوارث اور قرض چھوڑ جاوے تو اولاد کی نگہداشت اور قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے جو بیت المال سے پوری کی جاوے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایسا فنڈ قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس میں جماعت کے متموّل اور صاحبِ نصاب لوگوں کی صدقات و زکوٰۃ جمع ہوں اور اس میں سے مستحقین کو امداد دی جاوے۔

محترمی میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کا مضمون زکوٰۃ اور حکومت کے ٹیکس پیغام صلح ۔۔۔ بابت ستمبر ۱۹۶۳ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے جس میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ حکومت کے ٹیکسوں کی ادائیگی سے کوئی شخص زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

اس ضمن میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انجمن کو جو رقوم صدقہ اور زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوتی ہیں وہ جماعت کے متموّل حضرات کی آمدنیوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہیں مثلاً:۔

سنہ ۶۲-۱۹۶۱ء میں -/۱۲۶۴۲ روپے اور سنہ ۶۳-۱۹۶۲ء میں صرف سات ہزار روپیہ کے قریب زکوٰۃ وصول ہوئی۔ ظاہر ہے کہ یہ رقوم ہمارے ایک ایک مل اونر کی واجب زکوٰۃ سے بھی بہت کم ہے۔ اگر تمام اصحاب مقررہ وقت اور شرح کے مطابق زکوٰۃ نکال کر انجمن کے بیت المال میں بھیجا کریں تو اس سے قوم کے ضرورت مندوں کی حاجات کو بخوبی پورا کیا جا سکتا ہے۔ ہاں بعض وقت صاحب زکوٰۃ اصحاب کو اپنے اپنے حلقہ میں بھی ضرورت مندوں کی امداد کرنی پڑتی ہے ایسی صورت میں ایک تہائی خرچ کر کے دو تہائی بھی انجمن کو بھیج دیا کریں تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔

ماہ رجب زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اس لئے میں جماعت کے متموّل اصحاب بالخصوص مل اونرز صاحبان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اس طرف خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کریں۔ اور جو کچھ ان پر زکوٰۃ واجب ہو اس کا ⅔ حصہ انجمن میں بھیج دیں تاکہ غرباء و مساکین کے سالانہ وظائف کے علاوہ ایسے لوگوں کو بھی امداد کی جا سکے جو پیش آمدہ ناخوشگوار حالات کی وجہ سے امداد و اعانت کے مستحق ہیں۔

قابل توجّہ قارئین کرام

مکرمی محترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ماہنامہ "روح اسلام" باقاعدگی سے آپ کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ یہ آپ کا اپنا پرچہ ہے اس کے استحکام کے لئے آپکا اخلاقی تعاون اشد ضروری ہے۔ اگرچہ ماہنامہ کا سالانہ چندہ چھ روپے مقرر ہے مگر انجمن عالیہ نے اپنے فیصلے کے مطابق قارئین کرام کی سہولت کے پیش نظر اس کا چندہ گھٹا کر تین روپیہ کر دیا ہے۔

براہ کرم پہلی فرصت میں سالانہ چندہ مبلغ تین روپے بصیغہ روح اسلام خزانہ انجمن میں بھجوا کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ امید ہے جواب با صواب سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہونگے۔ والسلام

سعید احمد جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگز لاہور

ایک متقی اور پارسا احمدی خاتون کی وفات

احباب جماعت کو یہ سُن کر صدمہ ہوگا کہ ہمارے معزز اور واجب الاحترام بزرگ پروفیسر محمد فاضل صاحب کی اہلیہ محترمہ مورخہ ۹ پ ۶۴ کی شام کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئیں۔ آپ نہایت ہی متقی اور پارسا خاتون تھیں اور سلسلہ عالیہ سے انہیں خاص محبت تھی۔ پروفیسر صاحب کی رفیقہ حیات ہونے کے لحاظ سے بھی بلند درجہ رکھتی تھیں۔ آپ کی وفات کا واقعہ اس طرح ہوا کہ آپ شام کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ اور فرض تین ادا کرنے کے بعد ایک بچی کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کو تو میں ابھی تجھے لیتی ہوں۔ پھر دو سنتوں کی نیت کر کے نماز پر کھڑی ہو گئیں۔ اچانک سینہ کے بائیں طرف درد اُٹھا۔ پُکارا کہ مجھے پکڑو۔ اس کے دس منٹ بعد آپ مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اور کوثر کو حاصل کر لیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پروفیسر صاحب اور ان کے دو فرزند محمد افضال اور نیاز احمد موجود تھے۔ وہ میت جہلم لے گئے۔ اور تجہیز و تکفین وہاں پر ہوئی۔ ہفتہ کے بعد پروفیسر صاحب معہ اپنے فرزندوں کے واپس تشریف لائے۔ اور تمام احباب نے انفرادی طور پر تعزیت کی۔ جمعہ کے دن خاکسار نے تمام احباب کی طرف سے پروفیسر صاحب اور ان کے فرزندان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے مرحومہ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی۔ میں مکرر پروفیسر صاحب سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔ ہم سب پروفیسر صاحب کے ساتھ اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت فردوس میں جگہ دے اور پروفیسر صاحب اور ان کے دوسرے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور

پیغامِ صلح

پروفیسر محمد فاضل صاحب کی اہلیہ محترمہ کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے اناللہ وانا الیہ راجعون

ہم اس صدمہ میں پروفیسر صاحب سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

پروفیسر صاحب کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

شیخ محمد فاضل صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ پنشنر
پروفیسر اسلامیہ کالج جنگی محلہ کابلی گیٹ
پشاور شہر

درخواست دُعا

میری والدہ محترمہ کچھ عرصہ سے بڑی علیل ہیں بزرگان سلسلہ اور احباب کرام سے درخواست ہے کہ مریضہ کی صحت کے لئے درد دل دعا فرمائیں۔

ملتمس:۔ محمد ایوب خان غوری حلقہ مستر محمد سلیمان خان ملتان شہر

روزہ انبیائے کرامؑ کی سنت ہے جس کی غرض تقوےٰ طہارت اور بدیوں اور برائیوں سے بچانا ہے

جسمانی قوے اور مال و دولت کا غلط استعمال قوموں اور افراد کی تباہی کا موجب ہے

مغربی ممالک میں عفت و عصمت کا تباہ کن فقدان

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ جنوری ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگز لاہور

یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ــــ (البقرہ)

روزہ کی تاریخ اور اس کی غرض و غایت اور نحوی و شرعی معنے

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے اور روزے کی تاریخ بھی بیان فرمائی ہے کہ روزہ کب سے شروع ہوا۔ پھر اس آیت میں روزہ رکھنے کی غرض و غایت بھی بتائی گئی ہے کہ کس طرح سے انسان اپنی خواہشات پر قابو پاکر طہارت حاصل کرکے خدا کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔ لغت میں لکھا ہے:ــ

الصیام مصدر صام علیٰ وزن القیام اور لکھا ہے معناہ فی اللغۃ الامساک عن الشئی او الترک لہ

یعنے صیام کے لغوی معنے کسی چیز سے رُکنا اور اور اسکو ترک کر دینا ہے و معناہ فی الشریعت امساک عن الاکل والشرب والمفارقۃ حین طلوع الفجر الی غروب الشمس

یعنے شریعت میں الصیام کے معنے کھانا پینا اور مباشرت طلوع فجر سے لے کر غروب شمس تک ترک کر دینا ہیں۔

روزہ کے حکم میں محبت بھرا خطاب

روزہ رکھنے کا حکم دینے میں محبت بھرا خطاب ہے۔ فرمایا۔ یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام۔ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ تعلق لگا لیا ہے۔ ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار کر رکھی ہے اور قرآن کریم کو ہمارا کلام تسلیم کر لیا ہے اور اس کو دستور العمل یقین کیا ان کو مخاطب کر کے ہم یہ بتاتے ہیں کہ تمہاری بھلائی کے لئے روزہ رکھنا تمہارے لئے فرض قرار دے دیا گیا ہے۔

روزہ انبیاءؑ کی سنت ہے

کما کتب علی الذین من قبلکم

روزہ ہر نبیؑ اور قوم نے رکھا اور اس کو مفید پایا۔

الصیام عبادۃ شاقۃ وکانت ھذہ العبادت مکتوبۃ علی الانبیاء والامم

روزہ رکھنا پہلے انبیاء علیہم السلام پر بھی فرض کیا گیا تھا اور ان کی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا اگرچہ یہ عبادت شاق ہے اور بہت مشکل ہے۔ لیکن یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے ان کے ساتھیوں کا طریق ہے یہ عبادت تزکیہ نفس اور طہارت کے لئے مفید ہے اور مجرب ہے، انبیاءؑ اور ان کی امتوں کا روزہ رکھنے کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ روزہ ایک تاریخی امر ہے آدمؑ سے لے کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام برگزیدہ انبیاءؑ نے اور ان کی اُمتوں کے برگزیدہ انسانوں نے روزہ رکھا۔ اور فرمایا کہ خدا کے دوستوں پر واجب ہے کہ وہ بھی روزہ رکھیں اور اس آیت میں روزہ کی اہمیت بتانے کے لئے اس کی یہ تاریخ بیان کی گئی ہے

روزہ کی غرض

روزہ رکھنے کی یہ غرض بیان کی گئی ہے کہ تم باخدا، خدا خوف، اور نیک عمل بن جاؤ۔ اور تمام ایسی چیزوں سے بچو جو تمہاری صحت، دل و دماغ، عزت و شہرت اور خاندان اور قوم کو تباہ کرنے والی ہیں۔

دوسری قوموں میں روزہ

قوموں کی کتب مقدسہ میں روزہ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ ہندو روزہ رکھتے ہیں عیسائی بھی روزہ رکھتے ہیں، یہودی بھی روزہ رکھتے ہیں، غرض تمام قومیں روزہ رکھتی ہیں، حضرت عیسےٰؑ نے چالیس دن تک روزے رکھے اور اپنی قوم کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متی کی انجیل باب ۱۷ آیت ۲۰ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کے حواریوں نے آکر کہا کہ فلاں بیماری تو اچھی نہیں ہوتی کیا بات ہے کہ مریض کے اندر جن نے بسیرا کیا ہوا ہے اور ہم نکال نہیں سکتے حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا کہ یہ تمہارے ایمان میں کمی کی وجہ سے ہے اگر تمہارا ایمان مضبوط ہو اور رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو تو تمہارے سامنے پہاڑ بھی ایک جگہ سے ہل کر دوسری جگہ جاسکتے ہیں اور یہ بیماری دُور نہ ہوگی، جب تک دعا۔ عبادت اور روزے سے اپنے اندر طہارت اور پاکیزگی پیدا نہ کی جائے۔ دعا اور روزہ روحانی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ روحانی ترقی جن کو نصیب ہو جاتی ہے، ان کا مقام بلند ہو جاتا ہے۔ اور ان کا اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے

جسمانی نشو و نما کی پاک قوت کا غلط استعمال

دنیا میں دو چیزوں نے بڑا فساد پیدا کر رکھا ہے۔ ایک تو یہ کہ مال و دولت کا انسان والہانہ عاشق ہو گیا ہے۔ قدرت نے جسم دیا ہے اور اس کی نشو و نما کے لئے اس جسم میں کھانا کھانے کی خواہش پیدا کر رکھی ہے یہ پاک تدرتی خواہش ہے۔ لیکن اس کا غلط استعمال بددیانتی، چوری ڈاکہ وغیرہ کی طرف راغب کر دیتا ہے۔ اس پاک قوت کے غلط استعمال سے زندگی ناپاک ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے سوچ و فکر میں پراگندگی پیدا ہو جاتی ہے لوگوں نے لکھا ہے۔ کہ جہازوں میں ہیروں کی چوری کرنے والے پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ باریکیٔ فہم اور ... خواہشات کے بڑھ جانے کا نتیجہ ہے۔ معمولی آدمی چوری چکاری کرتا ہے اور کچھ دلیر ہو جائے تو وہ ڈاکہ زنی کرتا ہے۔ باریک فہم و ذہانت کا مالک قلم کے ذریعہ سے مال جمع کرتا ہے۔ وہ مقدس سے مقدس قوت جو خدا تعالےٰ نے انسان، معاشرہ اور قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے ودیعت کی ہے۔ انسان اس کے غلط استعمال سے دنیا میں فساد پیدا کرتا ہے۔ امیر سود پر لین دین کر کے غرباء کا خون چوستے ہیں۔ مضبوط اور طاقتور ملک کمزور ملکوں پر حملہ کر کے ان کا مال و دولت چھینتے ہیں، اس ہوس میں یورپ بہت بڑھا ہوا ہے اس کا عمل یہی ہے، وہ ایشائی قوموں کی

دولت سمیٹنا چاہتا ہے۔ ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتا ہے ان کو آزادی دینا نہیں چاہتا۔ مال کی یہ خواہش کس قدر بربادی پیدا کرتی ہے، کس قدر قوموں کو غلام بنانا چاہتی ہے۔ انسانیت کو باقی رکھنا نہیں چاہتی، آزادی چھین لینا چاہتی ہے۔

ترقی نسل کی پاک قوت کا غلط استعمال

ایک اور پاک قوت ہے جو خدا نے انسان میں پیدا کر رکھی ہے وہ ہے شادی بیاہ کرنا تاکہ اولاد پیدا ہو اور قوم بڑھے پھولے۔ جس گھر میں سعادتمند لڑکے لڑکیاں ہوں اور پیارے خالو خالائیں ہوں۔ نیک پھوپھیاں ہوں۔ وہ خاندان باغ نظر آتا ہے۔ اس میں لطف پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس قوت کے غلط استعمال سے دنیا میں بد اخلاقی اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ دولتمند انسان اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے شراب پینے لگتے ہیں۔ دولت کی ہوس اکثر اوقات مال جمع کر دیتی ہے، اس کا جائز استعمال نظر نہیں آتا۔ تو ناجائز تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ اسکو استعمال کرتے ہیں۔

قوموں اور افراد کو تباہ کرنیوالی بیماری

دولت بڑھ گئی ہے۔ جوانی ہے۔ مال ہے۔ گوشت ہے۔ شراب ہے۔ عورتوں کی صحبت میسر ہے۔ اس سے فساد پیدا ہوتا ہے قوم کی قوم ناپاک ہو جاتی ہے۔ آج پیرس کی قوم روتی ہے کہ ہمارے وطن میں بدکاری ہے۔ امریکہ روتا ہے کہ ہمارے ملک میں لاکھوں بچے ناپاک پیدا ہوتے ہیں۔ انگلستان روتا ہے کہ قوم کے اندر سے پاکی اور عفت مفقود ہے۔ لاکھوں بچے ناپاک پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بیماری افراد اور قوموں کو تباہ کر رہی ہے۔

روزہ تباہ کن حرکات سے بچاتا ہے

ان تباہ کن حرکات سے بچنے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا لعلکم تتقون ہم چاہتے ہیں کہ تم خدا خوف ہو جاؤ اپنے قویٰ پر ضبط حاصل کرو۔ ایسا کرنے سے روحانی قدریں ترقی کرتی ہیں اور افراد اور قوم کو معزز بنا دیتی ہیں جو اپنے نفس پر قابو نہیں پا سکا وہ جانوروں کی طرح ذلیل و خوار ہو گیا۔

روزہ صبر اور عزم و استقلال پیدا کرتا ہے

ایک جگہ فرمایا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ اور صبر سے مدد لو۔ یہ جنگ کے زمانے کا حکم ہے۔ لیکن حکم عام ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے اس آیت میں صبر کے معنے روزہ رکھنا ہے روزہ رکھنے سے عزم و استقلال کی قوت نشوونما پاتی ہے۔ اور عزم کے سامنے مشکلات کی چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں معلوم ہوا کہ قوم کو جواں مرد بنانے کے لئے روزہ فرض کیا گیا ہے۔ روزہ مصائب و مشکلات برداشت کرنے کے قابل بناتا ہے، مصائب غرباء کے لئے مخصوص ہیں۔ بادشاہوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پیغمبروں کو سب سے زیادہ ابتلاء درپیش آتے ہیں مشکلات صبر و استقلال ہی سے دُور کی جا سکتی ہیں۔ وہ قوم جو جواں مرد ہو جائے مصائب کا مقابلہ کرنا جانتی ہو وہ کامیاب ترین قوم ہے۔ اے مومنو! اے مسلمانو! اے روزہ دارو! دنیا میں عفت قائم کرو شہواتی خواہشات کا مقابلہ کرو۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پاک نمونہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو بلند کر کے دکھایا۔ حضورؐ خود روزے رکھتے تھے خصوصًا رمضان میں کمال کر دیتے تھے رمضان کے آخری دنوں میں گھر سے علیحدگی اختیار کر لیتے تھے۔ رات کو زندہ کر دیتے تھے۔ اور اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے۔ لکھا ہے:۔ شدّ مئزرہ واحیا لیلہ وایقظ اھلہ۔ او بدبخت یورپ تم حضورؐ کی سیرت پر انگلی اٹھاتے ہو، تم ظلم کرتے ہو۔ بدسیرت انسانوں کی راتیں اور طرح سے گذرتی ہیں، صبح کے وقت وہ اٹھ نہیں سکتے۔ لیکن یہاں یہ حال ہے، کہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ عبادت میں قیام کرتے کرتے آپؐ کے پاؤں متورّم ہو جایا کرتے تھے۔ یہ نقشہ ہے یہ کیرکٹر ہے نہ گھر کے آرائش کے اہتمام میں نہ بیوی کے زیورات کی فکر ہے۔ کس قدر سادگی ہے، نہ کوئی زیب و زینت ہے، نہ عیش و آرام، اپنی قوم کے اخلاق بلند کرنے کے لئے ان کو پاکیزگی اور طہارت سکھانے کے لئے اپنی خواہشات پر قابو پانے کے لئے خود اپنا نمونہ پیش کیا اور قوم کو خدا تعالےٰ کا حکم سنایا کہ روزے رکھو، مشکلات برداشت کرو صبر سے کام لو اور خدا کو ہر وقت سامنے رکھو تاکہ تمہارے کاموں میں نیکی اور پاکیزگی پیدا ہو۔

بیماروں کے لئے دعا

ہمارے کچھ دوست بیمار ہیں۔ اور کچھ مشکلات میں مبتلا ہیں، وہ لوگ بھی ہیں جو درخواست کرتے ہیں کہ ہماری بیماری یا مشکلات کے لئے ساری قوم مل کر دعا کرے کہ بیماری دُور ہو جائے اور بعض احباب ایسے ہیں جو علالت اور مشکلات کا شکار ہیں۔ لیکن ان کی اطلاع نہیں مستری مولا بخش صاحب کی طرف سے اطلاع آئی ہے۔ ہمارے مؤذن عبدالسبحان صاحب کی لڑکی بیمار ہے۔ خان آدت زیدہ عبدالعزیز خان صاحب بھی ہسپتال میں بیمار پڑے ہیں۔ ان سب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے عوارض اور مشکلات دور فرمائے۔

دُعاؤں کا مہینہ

ایک امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرواتا ہوں کہ ہمارے لئے رمضان کا مہینہ کتنا مبارک مہینہ ہے۔ کہ قوم کی قوم کے اندر تحریک ہے۔ گھروں میں قرآن پڑھا جا رہا ہے مساجد میں تراویح ادا ہو رہی ہیں مسلمان قوم پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے کہ ایسے احکام دیئے ہیں کہ جن سے نیکی کی تحریک ہوتی رہتی ہے اور غرباء و مساکین سے ہمدردی اور حسن سلوک کی طرف توجہ ہوتی رہتی ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے بعد دعا مانگی جائے تو وہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہے ہم نے حمد و ثناء کے بعد مل کر حضور سرور کائنات پر درود بھیجا ہے۔ آئیے اب دُعا کریں۔

اے مولا! ہماری تقصیروں کو معاف فرما۔ ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما، ہمارے قدموں کو مضبوط کر تاکہ ہم عزم و استقلال سے تیرے احکام اور تیرے محبوب کے ارشادات پر کاربند رہیں

تقریر جناب بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ

مغربی تہذیب کی ہلاکت آفرین مادی ترقیات

اور

اسلام کی شاہراہ نجات

فمن یعمل من الصالحٰت ... ... کفران لسعیہ وانا لہ کاتبون

... ھٰذا یومکم الذی کنتم توعدون۔

حضرات! آج یہ دنیا جس دور سے گزر رہی ہے اس کی مثال تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے۔ مادی ترقی کا عروج لاانتہا بلندیوں پر پہنچ چکا ہے۔ یہ مادیت کی بھرپور جوانی کا دور ہے۔ اور اخلاق اور روحانی اقدار اس قدر پستی میں ہیں کہ ان کی حد معلوم نہیں اعتدال اور توازن بگڑ چکا ہے اور دنیا ہلاکت کے مہیب گڑھے کی طرف چلی جارہی ہے۔ آغاز سے بے پرواہ اور انجام سے بے خبر! اس کو منزل کی خبر نہیں۔ دنیا کے مفکرین اور باشعور لوگ دیکھ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں . . . . . . کہ دنیا ہلاکت کے نزدیک ہے۔ قیامت کا عالم برپا ہے۔ لامتغیر توازن کے اس بگاڑ کو عہد حاضرہ کے بعض فلسفیوں کے نظریات سے تقویت حاصل ہوئی ہے۔ ڈاکٹر فرائڈ کا اس سلسلہ میں فلسفہ یہ ہے کہ انسانی تہذیب و تمدن کا مرکزی جذبہ جنسی خواہش ہے یہاں تک دنیا شعور کا درجہ ہے۔ اس فلسفہ کی رو سے مذاہب اور روحانیات کی گنجائش نہیں، جنسی بے ضابطگیاں اور اخلاق سوزیاں یہاں اس فلسفے کا نتیجہ ہے، دوسرا نظریہ کارل مارکس کا ہے جو یہ ہے کہ انسان کی فطرت کا مرکزی جذبہ معاشیات ہے۔ مادی زندگی کے اسباب کی تڑپ ہے۔ اس نظریہ میں قربانی، ایثار اور خدمت کے جذبہ کو کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ یہ نظریات آج کے انسان نے سفلی نفسانی خواہشات کے عین مطابق پاکر اپنا لئے ہیں۔ اور روحانی راہ کی منزلوں کو دشوار جان کر اسے چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے اخلاق کی قیود ٹوٹ چلی ہیں۔ کردار کی چادر پھٹ چکی ہیں۔ قرآن حکیم نے سورۃ البلد کے اندر انسان کی ان کمزوریوں اور ایمانی و روحانیت کی دشواریوں پر روشنی ڈالی ہے۔ نیکی اور بدی کے دونوں راستوں کی منزلوں سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ آج دنیا جس راہ پر دوڑی جارہی ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ قرآن کریم نے فتنہ دجال اور یاجوج ماجوج کو دنیا کا سب سے بڑا فتنہ قرار دیا ہے اور اور بانی پر اس کی جنت و دوزخ کی بنیاد ہے۔ جب ان فتنوں کا زمانہ آیا تو عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے ایک مجدد کو بھیجا جس نے ان خطرات کی نشاندہی کی اور ان کے تدارک کے لئے جدوجہد کی۔ فتنہ دجال

فریب اور طمع اور لالچ ہے۔ حضرت صاحب نے اس کا پوری طرح قلع قمع کیا۔ اور کسر صلیب کی جو ہم نے دیکھ لی۔ یاجوج و ماجوج کا فتنہ مغربی اقوام کا سیاسی تفوق اور قوت و دولت پر قبضہ ہے۔ اس کے انسداد کی صورت پیدا کی اور بتایا کہ ان فتنوں سے نجات کی راہ اسلام کے اندر مضمر ہے۔ اس راہ کو پیش کرنے کی ذمہ داری آپ لوگوں پر ہے۔ اہل بصیرت مغربی مفکرین بھی اس کا اظہار کر چکے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ مذہب کی یکطرفہ مادی ترقی سے تہذیب کا توازن بگڑ گیا ہے اس کی بحالی کیلئے ہمیں اسلام کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے گا"

یہ کام کس کا ہے کون کرے گا۔ وہ صرف آپ کریں گے۔ دنیا میں یہ کام اور کسی کا نہیں۔ اہل یورپ آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ:۔

"لاہوری احمدی جو ابتدائی مرکز سے علیحدہ ہو گئے ہیں وہ بانی سلسلہ کو نبی نہیں مانتے خواص اسلامی ناصحے عامہ کو زیادہ مقبول ہیں لیکن عیسائیت کے خلاف ان کا جوش قادیانیوں سے کم نہیں بلکہ ان کی تمام تر توجہ اسلام کی اشاعت اور اس دین کی برتری ثابت کرنے پر مرکوز ہے لاہور جماعت کا اثر ان کی عددی قوت سے زیادہ ہے ان کی مساعی کو تعلیم یافتہ مسلمان بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ اور اعتراف کرتے ہیں کہ جو تصویر اسلام کی یہ جماعت پیش کرتی ہے صرف اسکو قبول کرکے ایک مسلمان اپنے دین پر قائم رہ سکتا ہے۔"

دیکھ لیجئے کہ دنیا آپ کو کیا سمجھتی ہے۔ ہم کون ہیں، ہماری کیا حیثیت ہے۔ لوگ کیا سمجھتے ہیں۔ اس کا تجزیہ ہمارے لئے دلچسپی کا موجب ہو گا۔ مسلمان ہم کو کافر سمجھتے ہیں اور کافر ہم کو مسلمان کہتے ہیں۔ قادیانی ہم کو مرتد قرار دیتے ہیں۔ تعلیم یافتہ لوگ ہمارے کام کی تعریف کرتے ہیں۔ اور عقائد پر خاموش ہیں صحیح عمل کے لئے صحیح عقیدہ بنیادی چیز ہے اگر ہمارا عمل صحیح ہے تو ہمارا عقیدہ بھی درست ہے۔ اہل بصیرت مغربی لوگ آپ کے کاموں کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور ہم خود احساس کمتری میں مبتلا ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تھوڑے سے ہیں۔ ہماری تنظیم نہیں ہے۔ ہمیں قطع نظر ان امور کے اپنے فرائض پر نظر رکھنا چاہیئے۔ اور وہ یہی ہیں کہ ہمیں اپنے صحیح مقام کی معرفت حاصل ہو، خطرات کا احساس ہو۔ ان خطرات سے بچنے اور زیادہ سے زیادہ انسانوں کو بچانے کی جدوجہد ہو۔ یہ خطرات کا زمانہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خطرات کی خبر دی تھی اور عین وقت پر امام وقت نے ہمیں جھنجوڑ جھنجوڑ کر بیدار کیا۔ اب دنیا کی کوتاہ بین آنکھ بھی انہیں دیکھ رہی ہے۔ حضرت صاحب نے ان کی نشاندہی فرمائی تھی۔ اور اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۵۶ پر فرمایا:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیاء کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہ ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ... ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی

پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ ارادے جو ایک بڑی مدت تک مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ فرمایا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کر دوں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"

حضرت مامور وقت کی اس عظیم الشان پیشگوئی کو غور کی نگاہ سے مطالعہ کیجئے آپ دیکھیں گے اس وقت دنیا کی سب سے خوش قسمت جماعت ہیں کہ مامور الٰہی کے ذریعہ وقت کی بصیرت مل گئی ہے اور اتنی ہی ذمہ داری کا بوجھ بھی ہم پر ہے سوچیں غور کریں۔ اعمال کا جائزہ لیں تاکہ عذاب سے امان پائیں اور دوسروں کے لئے امان کا موجب ہوں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب

بیگم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ڈنٹل سرجن کی تقریر جلسہ مستورات میں

عورتوں کو بھی مردوں کی طرح

خدمتِ دین کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے

اس مبارک اجتماع میں آپ سب سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمیں پھر گذشتہ سال کی طرح آج بھی اس جوش اور ولولہ سے تبادلہ خیال کا موقعہ ملا ہے۔

ان میں سے چند ایک باتیں آپ سے عرض کرنا چاہتی ہوں ہمیں اس کا احساس ہے کہ ہم نے آج تک اپنی جماعت کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ کیا کرنا ہے۔ اور کیا کرنا چاہیے سب سے پہلے ہمارے لئے اپنی روحانی اصلاح نہایت ضروری ہے۔ روحانی ترقی سے پہلے ہمیں کئی ایک سہل و دشوار منازل سے ہوتے ہوئے ایک بلند تر مقام پر پہنچنا ہے اور یہ روحانی ترقی صرف اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری اور نبی کریمؐ کے نقش قدم پر چلنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے مردوں اور عورتوں کو مساوی حقوق عطا فرمائے ہیں۔ عورت کو بھی نیک و شر کی تمیز دلائی ہے وہ بھی ایک مرد کی طرح نیک عمل کرتی ہے تو اللہ تعالےٰ اسے کبھی بھی رائیگاں نہیں جانے دیتا قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

من يعمل مثقال ذرة
خيرا يره ومن يعمل مثقال
ذرة شرا يره

یعنے جو شخص ایک ذرہ بھر بھی نیکی یا برائی کرتا ہے اسے ویسا ہی بدلہ مل جاتا ہے۔ یہ حکم صرف مرد کے لئے ہی نہیں بلکہ عورت کے لئے بھی ہے انہیں مردوں کی طرح ہی دماغ دیا ہے تاکہ ان کی طرح ہی اپنی ذہنیت سے کام لیویں۔ آنکھیں دی ہیں کان دیئے ہیں تاکہ سنیں اور دیکھیں۔ اور معاملہ فہم بنیں اور دور اندیش ہوں۔ جیسے مردوں کے لئے دنیاوی فرائض ہیں ویسے ہی عورتوں کے لئے بھی ہیں۔ اب میری معزز بہنو! آپ ذرا غور فرمائیں کہ مرد اپنی تمام تر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دینوی امور بھی بجا لاتے ہیں۔ مگر ہم گھر کی چار دیواری میں مقید ہو کر رہ جاتی ہیں۔ کوئی بزرگ سوال کرتا ہے کہ بہن وقت نکال کر کم از کم نماز تو پڑھ لیا کرو۔ تو آپ صاحبہ فرماتی ہیں کہ بچوں سے تو فرصت نہیں ملتی کیا کریں۔ کس طرح پڑھیں۔ یعنے کہ وہ ظاہرا اپنا تمام تن من دھن بچوں میں اور گھر کے دیگر امور میں صرف کر دیتی ہیں اور نماز کے لئے وقت نہیں ملتا مگر جس وقت باہر جانے کا وقت آتا ہے تو بیگم صاحبہ اپنی مختصر سی زندگی کے بیش بہا قیمتی گھنٹے اپنے بناؤ سنگار میں صرف کر دیتی ہیں۔ اس وقت کوئی ان سے پوچھے کہ اب سنیئے کہاں گئے نماز کی ادائیگی کے لئے دس پندرہ منٹ کی بھی فرصت نہیں ملتی۔

آپ ذرا سوچیں۔ کہ مرد اپنی اس جماعت تنظیم کے لئے کیا کیا قربانیاں کر رہے ہیں۔ وہ کس قدر اشاعت اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی مردوں کی طرح اپنی جماعت کے لئے قربانی کا جذبہ پیدا کریں۔ اور آپس میں اس قدر اشتراک عمل ہو کہ ہم سب ایک ہو کر ہر قسم کی خدمت کر کے قربانی دیکر اپنی جماعت کو فروغ دینے کی کوشش کریں۔

جہاں تک اس جماعت کی ذمہ داریوں کا تعلق ہے وہ بہت ہی اہم اور ضروری ہیں۔ اور اس سلسلہ میں میری بہنو! ہمیں اپنی دعاؤں اور قربانیوں سے کام لینا ہے ہم اپنی جماعت کی مدد کئی ایک طریق سے کرتی ہیں۔ روپیہ سے، عقل سے۔ جماعت سے۔ روپیہ کا صحیح مصرف آج کے مینا بازار میں دستکاری کی شکل میں آپ دیکھ سکتی ہیں جس کے لئے اپنا وقت میری محترم بہنوں نے سلائی کی صورت میں اس جماعت کی بہتری کے لئے استعمال کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ میری عزیز بہنیں آئندہ جلسہ میں بھی اس سے دگنی چوگنی سلائی کر کے اپنی جماعت کے لئے فائدہ کا موجب ہوں گی۔

آخر میں میں امید کرتی ہوں کہ انشاء اللہ اگلے سال جب ہم یہاں اکٹھی ہوں گی تو ہم سب نے اس جماعت کے استحکام کے لئے جو خدمت دین کے لئے قائم ہے بہتر خدمات سرانجام دی ہوں گی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

ضروری اعلانات

انجمن کے سکولوں اور کالجوں کو ملنے والے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنےٰ ہوں گے

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو حکومت پاکستان کے سنٹرل بورڈ آف ریونیو کی طرف سے چٹھی نمبر C. No. 71 (171) - ITP/6 مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۲ء بذریعہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تمام وہ تعلیمی ادارے جو پاکستان میں کسی یونیورسٹی یا قانونی طور پر قائم شدہ تعلیمی بورڈ سے ملحق ہوں یا جو مرکزی یا صوبائی حکومت یا کسی لوکل اتھارٹی کے ماتحت یا اُن سے منظور شدہ ہوں، وہ مرکزی ریونیو بورڈ کی منظوری کے بغیر ہی سیکشن 15-D کے ماتحت آتے ہیں (جس کے رُو سے ان اداروں کو جو عطیات وصول ہوں وہ انکم ٹیکس سے مستثنےٰ ہوتے ہیں) اس لئے انجمن کے تینوں سکول اور کالج اسی سیکشن کے ماتحت آتے ہیں اور ان کو دیئے جانے والے عطیات بھی انکم ٹیکس سے مستثنےٰ ہوں گے۔

اصل چٹھی کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

چٹھی نمبر C. No-71 (171) ITP/6

حکومت پاکستان سنٹرل بورڈ آف ریونیو

مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۲ء

منجانب:- سیکنڈ سیکرٹری سنٹرل بورڈ آف ریونیو

بنام

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

بروئے سیکشن 15-D کے سب سیکشن (۱) کی کلاز (اے) تمام تعلیمی ادارے جو پاکستان میں کسی یونیورسٹی یا قانونی لحاظ سے قائم کردہ تعلیمی بورڈ سے ملحق ہوں۔ یا جو مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت یا کسی لوکل اتھارٹی کے تحت ہوں یا اُن سے منظور شدہ ہوں۔ وہ مرکزی بورڈ آف ریونیوں کی باقاعدہ منظوری کے بغیر ہی سیکشن 15-D کے تحت آتے ہیں۔ اس لئے آپ کی درخواست میں مذکور تینوں سکول اور کالج اسی ذیل میں آتے ہیں ...."

دستخط

سیکنڈ سیکرٹری سنٹرل بورڈ آف ریونیو

اخبارات "لائٹ" اور "پیغام صلح" کی توسیع اشاعت

مجلس معتمدین نے ہر ممبر معتمدین کو ہدایت کی ہے کہ وہ کم از کم پانچ خریدار "لائٹ" یا پیغام صلح کے بنائیں یا اپنی طرف سے پانچ پرچے چندہ دے کر دوسرے احباب کے نام جاری کروائیں۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل احباب نے عملی قدم اُٹھایا ہے۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے:-

اسمائے احباب	پیغام صلح	لائٹ
میاں محمد احمد صاحب خلف الرشید حضرت امیر مرحوم	۶ خریدار	۶ خریدار
کرنل سعید احمد صاحب خلف الرشید ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم	۲ "	۲ "
محترم ملک ظفر اللہ خانصاحب راولپنڈی	×	۲ "
ڈاکٹر اصغر حمید صاحب	۵ "	×
میاں ظہور احمد صاحب	۵ "	× "
حبیب الرحمٰن صادق صاحب	۳ "	۲-ایک

علاوہ ۱۲۰۰ روپے نقد برائے اشتہار روح اسلام وصول کئے

مجھے امید ہے کہ دوسرے ممبران مجلس معتمدین بھی اس طرف توجہ فرما کر اپنے ان قومی جریدوں کی توسیع و اشاعت میں ممد و معاون ہوں گے۔ والسلام

خاکسار (کرنل) سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء احمدیہ بلڈنگس جامع سٹریٹ ۹ لاہور۔ ہزارہا لوگ اس دارالشفاء سے مفت دوائی حاصل کرتے ہیں۔ اس کار خیر میں عطیہ جات ذیل کے پتہ پر ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

ہوں۔ آپ کا مزاج کیسا ہے۔ اور کام کس طرح ہو رہا ہے۔ میرے دوست آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ کی حالت اور صحت اچھی ہوگی۔ میرا اصل مقصد خط لکھنے کا یہ ہے کہ آپ مہربانی فرما کر مجھے ایک قرآن شریف ارسال کریں اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے گا۔

مجھے بہت امید ہے کہ آپ بہت جلد پہلی ڈاک میں ارسال کر دیں گے۔ مجھے اپنی صحت پر سو فیصدی تسکین ہے کہ بہتر ہے۔ پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ہر وقت جواب کا منتظر ہوں۔

(ان کو لٹریچر اور ٹیچنگز آف اسلام بھیجا اور خط کا جواب دیا گیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگز لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء جلد ۵۲ شمارہ نمبر ۴

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
ادارہ
دوست محمد
نائب مدیر
بشیر احمد
ماہوار ایڈیشن
ادارۂ "پیغام صلح" نے ہر ماہ کا آخری پرچہ ماہوار ایڈیشن کے طور
پر خاص نمبر کی صورت میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ زیر نظر
پرچہ اسی سلسلہ کی پہلی کڑی ہے، جو امید ہے قارئین کرام کے لئے
پسندیدگی اور دلچسپی کا موجب ہوگا۔ آئندہ ہر ماہ اس ایڈیشن کو زیادہ سے
زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی جائے گی۔
انشاء اللہ تعالےٰ

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط گینو بیلو - آفا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے ارسال کردہ مکتوب گرامی کا شکریہ جب یہ مکتوب موصول ہوا میں نائیجیریا میں نہ تھا - گھانہ گیا ہوا تھا - یہی وجہ ہے کہ میری طرف سے جواب آپ کو نہ ملا ہو گا - اب میں نائیجیریا میں ہوں جو اور آپ کا خط اور لٹریچر جو آپ نے بھیجا تھا وہ سب مل گیا ہے۔ اس میں کال آف اسلام پر امسیح اور مہدی - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی سیارچ آف ہیریسی - دی علماء آف مصر آن دی ڈیتھ آف جیسس - کولیٹ آف ڈگا ذ شامل ہیں - اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے -

آپ نے خط میں لکھا تھا کہ قرآن شریف مفت ارسال کیا جائے گا۔

مہربانی فرماکر قرآن شریف انگریزی بھی ارسال فرمائیں - جواب کا منتظر۔

(خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط :- ایم - بی - آیور نڈے - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو مذہبی لٹریچر آپ نے چند ماہ قبل ارسال فرمایا تھا - وہ سب مجھے مل گیا ہے -

میں کافی عرصہ باہر رہا اور جواب نہ دے سکا - تاخیر کے لئے معذرت خواہ ہوں - میں دفتری کام کے لئے مشرقی علاقہ میں ستمبر ۱۹۶۳ء تک رہا صرف پندرہ روز پہلے ہی میں واپس آیا ہوں -

میں آپ کی اس مہربانی کا شکریہ الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا جب سے میں واپس آیا ہوں ان پمفلٹس کا مطالعہ کر رہا ہوں، اور میں نے ان کو بڑا پر لطف پایا ہے - اور میں آپ کو وہ امور جو مجھے سمجھ نہیں آئیں گے وضاحت کے لئے بھیجونگا - اور مجھے امید ہے آپ بھی وضاحت کے ساتھ ان پر روشنی ڈالیں گے ایک خط میں آپ نے وعدہ کیا تھا، کہ ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی جلد ارسال کیا جائے گا -

اور نیز امید ہے کہ آپ ہر دفعہ مجھے مذہبی لٹریچر ارسال کرتے رہا کریں گے تاکہ میرے علم میں ترقی ہو اور میں ان کا بغور مطالعہ کروں گا - اور جو اُن سے اخذ کروں گا اس کے متعلق آپ کو بتاؤں گا - اور جو دوست ان میں سے سیکھیں گے وہ بھی بتاؤں گا -

نئے سال کی مبارک ہو - امید ہے کہ جلدی جواب دیں گے -

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور قرآن شریف بھیجا گیا)

جاوا

ترجمہ خط - ایس ڈبلیو - بی - یارفین - جاوا -
انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ خط موصول ہوا بہت خوشی ہوئی - جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں وہ بہت قیمتی اور مفید ثابت ہوئی ہیں - میں اسلام کی اشاعت گرد و نواح میں کرونگا -

اس جگہ مسیح کی آمد کا پروپیگنڈا ہے - اس موضوع پر بہار سے طلباء گاہ بگاہ بحث کرتے رہتے ہیں -

اس جگہ اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہے حالات روز بروز خراب اور فضا زیادہ مکدّر ہو رہی ہے میری ذات سے جو تعلق ہے - میں اس کے حق میں ہوں جو مجھے پروپیگنڈا کے لئے اور بحث کے لئے بلاتے - اور کھلے دل سے بحث کرتے ہیں - اور ایک دوسرے پر عیسائیت اور اسلام پر بحث کرتے ہیں -

عموماً سوالات ایسے ہیں :-

(۱) رسول کریم نے نازیوں کے جنرل رومیل کی طرح لڑائی کی -

(۲) کیا ثبوت ہے کہ قرآن اور محمد خدا کی طرف سے ہیں -

(۳) کیا قرآن معجزات کے خیال سے بائبل کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

(۴) قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس نے اپنے زائد بائبل کی رُو سے بنا لئے -

(۵) - اسلام کیتھولک کا مذہب ہے جو سیاہ پتھر کی پوجا کرتا ہے۔

(۶) آیندہ اسلام اور دیگر مذاہب تمام دنیا میں اکٹھے ہوں گے۔ خدا کے برگزیدہ پیغمبروں سے

یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے وہ محض روپیہ کی بدولت ہو رہا ہے - اور روپیہ کی وجہ سے وہ بہت پروپیگنڈا کر رہے ہیں - اور یہ محض صرف خیالی باتیں ہیں - چونکہ اس زمانہ سائنس میں نہیں ٹھہر سکتیں۔

نئے احمدیت کے ممبر :-

(۱) مفتی الدین صاحب (۲) سنا کم

(۳) مبعث الدین صاحب (۴) سنی کانت شاہ

(۵) ایس اے سارٹر جوڈی

ان کے متعلق آپ کو مبارک دیتا ہوں - -

(انکو خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط :- مسٹر اے عطار عمر بی - اے -
(انڈونیشیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بڑی خوشی سے یہ خط آپ کو اپنے ایک دوست کی وساطت سے لکھ رہا ہوں - آپ کا مشن بڑا اچھا کام کر رہا ہے - مبارک ہو - آپ مجھے اپنے پاک مشن کے متعلق تفصیلاً متعارف فرمایئے۔

اس کے علاوہ مجھے آپ کی کتابوں سے بڑی دلچسپی ہے - اس لئے گذارش ہے کہ مجھے یہ کتابیں ارسال کریں تاکہ میرے علم میں اسلام کے متعلق اضافہ ہو۔

اگر آپ اپنا ہفتہ وار اخبار لائٹ مجھے باقاعدہ ارسال کیا کریں تو بہت مشکور رہوں گا۔

آپ اپنے ملک کے بھائیوں کو میرا سلام دیں - والسلام

(ان کو میسنجرز آف اسلام - لونگ تھاٹس اور خط کا جواب بھی بھیجا گیا)

پاکستان

ترجمہ خط :- شیخ منظور احمد صاحب - لاڑکانہ (سندھ)
پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ارسال کردہ کتب - اسلامی کیلیفیٹ کال آف اسلام اور دیگر لٹریچر وصول ہوا بہت بہت شکریہ -

میں بہت مشکور رہوں گا اور دعا کروں گا انجمن کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے اگر آپ مجھے قرآن شریف انگریزی اور محمد دی پرافٹ ارسال کریں - والسلام

(انہیں خط کا جواب دیا گیا)

اسلام اور احمدیت کے متعلق لٹریچر پتہ ذیل سے مل سکتا ہے -

پتہ :-

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس
برانڈرتھ روڈ لاہور ۔

دو تحریکیں

جس دن سے پاکستان کی خداداد مملکت قائم ہوئی ہے، بعض ایسی تحریکات نے یہاں سر اٹھا رکھا ہے جو اگرچہ بظاہر اسلامی لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں لیکن آج ان کی تہ میں انتشار پھیلا کر حکومت کے نظم و نسق اور اقتدار کی کرسی کو حاصل کرنے کی سعی کرنا ہے۔ ان میں سے ایک جماعت اسلامی کی تحریک ہے۔ جس کے قائد مولانا مودودی نے ابتدا ہی سے قیام پاکستان کے مخالف ہونے کے باوجود ہندوستان سے آکر جہاں ان کے سیاسی نظریات پنپ نہیں سکتے تھے پاکستان ہی میں پناہ لی اور اس ملک میں اپنی تجویز کردہ حکومت الٰہیہ قائم کرنے کی تحریک پر زور دینا شروع کر دیا جس کی اہلیت ان کی بنائی ہوئی جماعت صالحین کے سوائے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی، ملاحظہ فرمایئے مولانا مودودی کے الفاظ:۔

"جماعت اسلامی کا مقصد وجود پاکستان میں اسلامی نظام حیات کا نفاذ ہے جماعت اسلامی اس بنیاد پر بنی ہے کہ پورے کے پورے اسلام کو برپا کیا جائے ...... جماعت اسلامی پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی سٹیٹ بنانا چاہتی ہے، جہاں خدا کا حکم چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حیات کی اتباع کی جائے"

(تحریک اسلامی اپنے لٹریچر کے آئینے میں)

اسی سلسلہ میں مولانا کا یہ ارشاد بھی قابل ملاحظہ ہے:۔

"ایک جمہوری نظام جس میں اقتدار کا سرچشمہ عوام کی رائے ہو کبھی صحیح طور پر نہیں چل سکتا جب تک عوام کی اکثریت بھلے اور برے کی تمیز سے آشنا اور معاملات کو سمجھنے کے قابل نہ ہو"

دیکھئے! عوام تو ایسی اسلامی سٹیٹ بنانے کے اہل نہ رہے۔ جیسے مودودی صاحب چاہتے ہیں اور ارباب حکومت ان کی نظر میں پورے مسلمان ہی نہیں، اس لئے جماعت اسلامی کے سوائے اور کون ہے جو ان کی تجویز کردہ اسلامی سٹیٹ بنانے کا اہل ہو سکتا ہو اس لئے انہوں نے بار بار جمہوریت کے قیام، اور جمہوری حکومت کو پاکستان کے لئے مضر اور کافرانہ حکومت قرار دیا، اور آج جب انہوں نے دیکھا کہ اقتدار کی کرسی حاصل کرنے کے لئے جمہوریت کی راہ اختیار کئے بغیر چارہ نہیں تو اسی جمہوریت اور عوامی طرز حکومت پر زور دینا شروع کر دیا۔ اور انہی عوام کو جنہیں برے بھلے کی تمیز سے ناآشنا اور معاملات کو سمجھنے کے ناقابل ٹھہرایا گیا تھا۔ بالغ حق رائے دہی کے اہل ٹھہرا دیا گیا۔ یہ تو مولانا مودودی اور ان کی جماعت کے وہ سیاسی نظریات ہیں، جو وہ مذہبی لبادہ اوڑھ کر کرسی اقتدار کے حصول کے لئے آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان نظریات کو عملی تشکل دینے کے لئے ایسی حرکات ان سے سرزد ہوئیں اور ایسی راہیں انہوں نے اختیار کیں جو حکومت کی نظر میں باغیانہ رنگ رکھتی ہیں اور اسی وجہ سے اس جماعت کو غیر قانونی قرار دے کر اس کے قائدین کی گرفتاری عمل میں آئی۔

ان سیاسی نظریات سے قطع نظر مولانا مودودی کے کچھ مذہبی نظریات بھی قابل نظر ہیں، ہم ان کالموں میں وقتاً فوقتاً ان کے مذہبی نظریات کو پیش کر چکے ہیں، مثلاً اسلام کے متعلق ان کا یہ نظریہ ہے کہ کہ اس نے لا اکراہ فی الدین کہہ کر غیر مسلموں کو اسلام کے اندر لانے کی تو آزادی دی ہے، لیکن اگر کوئی شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین میں چلا جائے یا مسلمان ہوتے ہوئے ایسے عقائد رکھتا ہو، جو مودودی صاحب کی نظروں میں ارتداد تک پہنچتے ہوں، تو وہ قابل کشتنی اور گردن زدنی ہے، مودودی صاحب کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد کوئی ایسا عقیدہ اختیار کرے جو ان کی نظر میں موجب ارتداد ہو، اگر وہ ایسا کرے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اب ظاہر ہے کہ اگر انہیں اقتدار کی کرسی مل جائے، جیسا کہ ان کی کوشش رہی ہے، تو پاکستان ایک خونی ملک بن جائے گا، نہ صرف تمام وہ لوگ جو مسلمانوں سے عیسائی ہو گئے تلوار کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے بلکہ وہ مسلمان بھی جو ان کے نزدیک اسلامی عقائد نہ رکھتے ہوں، خواہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہوں، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ پر عامل ہوں، قتل کر دیئے جائیں گے، گویا ہر مسلمان کے سر پر ایک تلوار لٹک رہی ہو گی جہاں کسی نے ان کے عقائد سے اختلاف کیا اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص اور اس قسم کے خیالات رکھنے والی جماعت کسی طرح بھی حکومت کی اہل نہیں ہو سکتی، بلکہ اسلام کی بدنامی کا موجب ہو گی۔

اس جماعت کے اور بھی نظریات ہیں جن پر ہم قبل ازیں ان کالموں میں روشنی ڈال چکے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ ان پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے یہاں ہمیں اس دوسری تحریک کا بھی ذکر کرنا ہے جو غلام احمد پرویز کی قیادت میں طلوع اسلام کے ذریعہ جاری ہے پرویز صاحب اگرچہ کھلے طور پر کرسئ اقتدار کے طالب نہیں لیکن ان کے خیالات کو اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ان میں کمیونزم کی رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے، حدیث کے متعلق جو نظریہ انہوں نے قائم کر رکھا ہے اس کے خلاف بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن قرآن کی تفسیر میں انہوں نے جو رنگ اختیار کر رکھا ہے، اس پر بہت کم روشنی ڈالی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم آئندہ ماہوار ایڈیشن میں اس پر تفصیل سے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

استحکام و توسیع جماعت کے سلسلہ میں

۱۵ر جنوری ۱۹۶۴ء کو دفتر سے ایک مطبوعہ چٹھی ممبران مجلس معتمدین اور سیکرٹری صاحبان جماعتہائے بیرونی کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی۔ اس چٹھی میں استحکام و توسیع جماعت کے سلسلہ میں بعض تجاویز پیش کر کے احباب سے بھی اپنی تجاویز بھیجنے کی درخواست کی گئی تھی، اس طرف ابھی تک بہت کم احباب نے توجہ فرمائی ہے۔ احباب کی خدمت میں پر زور درخواست ہے کہ وہ ۱۵-۲-۶۴ تک اس چٹھی کا جواب مجھے ضرور بھیج دیں تاکہ آمدہ تجاویز پر غور و خوض کے بعد کوئی عملی اور ٹھوس اقدام کیا جائے۔

والسلام

خاکسار جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خطبہ جمعہ ــ بسلسلہ صفحہ نمبر ۱

نے فرمایا کہ قال لی اقرأ علیّ القرآن اسے ابن مسعودؓ مجھے قرآن کریم پڑھ کر سناؤ۔ قلت یارسول اللہ علیک اقرأ و علیک انزل۔ یعنے یارسول اللہ کیا آپؐ کو پڑھ کر سناؤں جبکہ قرآن خود آپؐ ہی پر نازل ہوا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ میں نے سورۃ النساء پڑھنا شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنابک علٰی ھٰؤلاء شھیدا۔ کہ اس وقت کیا حال ہوگا جب ہر قوم میں سے اس کے پیغمبر کو بطور گواہ بلایا جائیگا اور آپؐ کو بھی ان لوگوں پر گواہ بنایا جائے گا۔

اس پر آپؐ نے فرمایا حسبک الاٰن۔ حسبک الاٰن۔ بس کرو بس کرو کافی ہے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ کے چہرے کی طرف دیکھا تو اذا عیناہ تذرفان آپؐ رو رہے تھے۔ آنسو آپؐ کی آنکھوں سے گر گر کر بہہ رہے تھے۔ یہ اس ذمہ داری کا احساس ہے جو آپؐ پر ڈالی گئی۔ ایسا ہی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دل میں بھی ذمہ داری کا احساس تھا۔

رعایا سے حسن سلوک کی تعلیم

معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنایا جاتا ہے اور نصیحت کی جاتی ہے کہ ایاک و کرائم اموالھم۔ NO EXPLOITATION خبردار۔ اس قوم کا مال ہڑپ نہیں کرنا ان کی دولت نہیں سمیٹنا۔ اتق دعوت المظلوم مظلوم کی بد دعا سے بچو۔ وہ یہودی ہیں محکوم ہیں ذمی ہیں ان پر ظلم و جور روا نہیں رکھنا۔ مظلوم کی آہ سے ڈرو کہ مظلوم کی آہ اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں یعنی اس کی آہ خدا تعالیٰ کے حضور پہنچتی ہے۔ غیر مسلم مظلوم کی آہ، مسلمان کے مقابلہ میں سُنی جاتی ہے مسلمان سزا پاجاتا ہے۔

قرآن کی برکات

قرآن کریم کی برکات کے متعلق فرمایا ھٰذا کتاب انزلناہ مبارک یہ کتاب جسے ہم نے نازل کیا ہے مبارک ہے کثیر الخیرات و البرکات ہے جیسے فرمایا و انزلنا من السماء ماء مبارکا۔ پانی سے زندگی ہے دنیا کا نظام پانی سے ہے انسان اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ کارخانے اور فیکٹریاں نہیں چل سکتیں۔ وہ کثیر المنافع ہے اسی طرح سے فرمایا ھٰذا الکتاب انزلناہ مبارک۔ قرآن کریم کثیر الخیرات و البرکات ہے۔ فاتبعوہ۔ اس کی تعلیمات پر عملدرآمد کرو۔ واتقوا اور خدا خوفی اختیار کرو، ایسا نہ ہو کہ کسی حکم سے سرتابی ہو۔ لعلکم ترحمون پھر خدا کی رحمت تمہارے شامل حال ہوگی۔ قرآن کریم کی تعلیمات کثیر البرکات ہونے کے علاوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرف و عظمت کا باعث ثابت ہونگی اور اسی طرح سے یہ تعلیمات حضورؐ کی قوم کے لئے شرف و عظمت کا باعث ثابت ہوں گی مگر شرط یہ ہے کہ پختگی ایمان ہو اور خوبی عمل ہو۔

خطبہ ثانی ــ اہلیہ مرحومہ پروفیسر محمد فاضل کے لئے دعائے مغفرت

پروفیسر محمد فاضل صاحب کو آپ جانتے ہیں وہ اسلامیہ کالج پشاور میں پروفیسر تھے۔ آج کل پشاور میں مقیم ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا ہے وہ خاص طور پر پروفیسر صاحب کی صحت کا خیال رکھتی تھیں۔ بڑھاپے میں ایسی رفیقہ کا اُٹھ جانا بڑے صدمہ کا باعث ہوتا ہے۔ میں نے پروفیسر صاحب کو ہمدردی کا خط لکھا ہے۔ ہماری جماعت ان کے لئے دعا کرے کہ خدا تعالیٰ اس نقصان میں خود پروفیسر صاحب کی غمگساری فرمائے اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر عطا کرے۔

مویشیوں کا صدقہ ارسال کیا ہے۔ تحصیل مانسہرہ میں ان دنوں مویشی کثرت سے مر رہے ہیں۔ غریب کسانوں کو بے حد نقصان ہو رہا ہے دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ مویشیوں کو آفات سماوی سے نجات دے۔

ماسٹر محمد عبداللہ صاحب آف فجی کو صدمہ

ــــ اکثر احباب کو پڑھکر افسوس ہوگا کہ ماسٹر محمد عبداللہ اوف فجی کا جوان بیٹا عصمت اللہ جو آدمی میں تھا مکان میں گیس کا زہر پھیل جانے کی وجہ سے گذشتہ ۱۲ر دسمبر کو اس دار فانی سے اچانک فوت ہوگیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون عصمت اللہ کرسمس کی رخصتوں میں اپنے گھر سانفرانسسکو آیا ہوا تھا۔ ماسٹر صاحب احباب سے مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عصمت اللہ کو اپنے جوار رحمت میں پناہ دے اور ماسٹر صاحب اور والدہ عصمت کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ولادت اور عطیہ

ــــ مولوی عبدالقادر صاحب ڈیرہ غازیخان سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چوہدری علم دین صاحب کے لڑکے امان اللہ کو فرزند عطا کیا ہے اس خوشی میں چوہدری صاحب نے بطور شکرانہ انجمن کو ۵/- روپے دیئے ہیں۔ نومولود کا نام احسان اللہ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو دین و دنیا میں کامیاب کرے۔ آمین

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بفضل خدا بخیر و عافیت ہیں، آپ روزانہ نماز صبح کے بعد درس قرآن کریم دیتے اور عشاء کے وقت نماز تراویح میں شریک ہوتے ہیں، جس میں حافظ محمد گلستان صاحب قرآن شریف سناتے ہیں۔

سیّد تصدق حسین صاحب کا پیغام

محترم سیّد تصدق حسین صاحب قادری اپنے گرامی نامہ میں اپنی بیماری کا حال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"برادرم! ۲۱ر دسمبر کو مرض کا شدید حملہ ہوا، طبی معائنہ ہوا، دوائیں تبدیل ہوئیں۔ یہ حملہ پہلے حملوں سے بہت بڑھکر تھا۔ آخیر دسمبر تک ہوش و حواس نہ سنبھلے۔ جنوری کے پہلے ہفتہ میں کچھ ہوش آیا، اب قدرے آرام ہے لیکن کمزوری بہت ہے یہ سب صرف اطلاعاً عرض ہے۔"

احباب کرام سے درخواست ہے کہ سیّد صاحب کے لئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے ان کا وجود ذی جود جماعت کے لئے بہت کارآمد ہے وہ اس بیماری میں بھی تبلیغ اسلام اور اشاعت لٹریچر میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

مسجد برلن کے لئے قالین

ــــ مولانا محمد یحییٰ صاحب امام برلن مسجد لکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے یوم ولادت کی تقریب پر ایران کی شاہزادی نے صدارت کے فرائض انجام دیئے تھے۔ انہوں نے مسجد کے لئے ۲۲ فٹ لمبا اور ۲½ فٹ چوڑا کارپٹ (قالین) بھیجا ہے جس کی قیمت چھ سو روپے ہے۔ جزاھا اللہ احسن الجزاء

درخواست دُعا

ــــ شیخ عزیز احمد صاحب پسر شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم وزیرآبادی کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں انہوں نے جماعت سے درخواست کی ہے کہ مریضہ کی بحالی صحت کے لئے دعا کریں۔

(۲) حافظ محمد بخش صاحب سکنہ چک 2/4-L اوکاڑہ مرض ذیابیطس میں مبتلا ہونے کی وجہ سے میو ہسپتال میں داخل ہیں اور کمرہ ۳ فیملی وارڈ میں مقیم ہیں احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

صدقہ

ــــ محمد ارجمند صادق نے مبلغ عہ۲ روپیہ اپنے ۴۲

ادارۂ تعلیم القرآن کا افتتاح

مرزا مسعود بیگ صاحب، حضرت امیر ایدہ اللہ، مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور کرنل بشیر حسین کی تقاریر

۵ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مسلم ٹاؤن لاہور میں ادارۂ تعلیم القرآن کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی، جس کا مختصر تذکرہ گذشتہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے۔ ذیل میں وہ تقاریر درج کی جاتی ہیں، جو اس موقعہ پر ان بزرگوں نے فرمائیں جن کا اس ادارہ سے براہ راست یا بالواسطہ تعلق ہے:-

مرزا مسعود بیگ صاحب کی استقبالیہ تقریر

حضرت امیر قوم، خواتین و حضرات!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible] کی مجلس معتمدین کے اجلاس ۲۴ نومبر ۱۹۶۳ء میں میرے لئے حکم ہوا تھا کہ میں اس ادارہ کی تھوڑی بہت خدمت کیا کروں اور اس کی اہم نگرانی میرے سپرد ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خدمت بھی میرے لئے سعادت و ثواب کا موجب ہوگی۔ اس حیثیت سے میں آپ حضرات و احباب کو اس تقریب میں شمولیت کے لئے آپ کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ اتنی دور اور اس جذبہ و خلوص کے ساتھ آپ حضرات کا یہاں قدم رنجہ فرمانا ادارہ [illegible] کے اراکین کے لئے موجب مسرت ہے۔ یہ ایک مبارک سال ہے۔ جلسہ سالانہ کی ابتداء کل ہوئی۔ آپ نے احمدیہ بلڈنگس کا رنگ بدلا ہوا پایا۔ مسجد کی شان بڑھی ہوئی دیکھی اور وہ تعلیم القرآن ہال کی عمارت دیکھی جو گذشتہ [illegible] کی صورت میں آپ دیکھ کر گئے تھے۔ ایک سال کے قلیل عرصہ میں اس بلند و بالا اور عظیم تعمیر کا کھڑے ہو جانا ایک معجزہ سے کم نہیں۔ یہ سب کچھ قوم کے مالی ایثار، قربانی اور خلوص و دعاؤں کے طفیل ہوا ہے۔

گذشتہ جلسہ سالانہ پر ۲۶ دسمبر کی مجلس معتمدین میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جماعت کی ایک پرانی تجویز جس کی تحریک حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے فرمائی تھی یعنی ادارہ تعلیم القرآن کی تعمیر اس کی تکمیل [illegible]۔ وہاں گفتگو میں جناب کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب نے فرمایا کہ انجمن روپیہ منظور کرے اور ادارہ کی عمارت مجھ سے لے لیں۔ اس وقت چالیس ہزار روپیہ کا اندازہ ہوا، اور یہ رقم منظور ہوگئی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے اختتام کے فوراً بعد شروع جنوری میں ہی اس عمارت کے ابتدائی امور شروع ہو گئے تھے۔ میاں عبدالرحمان صاحب انجینئر نے اس کا نقشہ بنایا اور کام شروع کر دیا گیا۔ اتنی سرعت سے یہ کام تکمیل پذیر ہوا کہ عقل حیران ہے۔ کرنل صاحب بعض اوقات موج میں بات کہا کرتے ہیں [illegible] لیکن یہ موج کی بات نہیں تھی۔ [illegible] میاں عبدالرحمٰن صاحب نے پلان کیا اور سید عنایت حسین صاحب نے کام کی نگرانی کی۔ اس عمارت کی تعمیر میں ان تین بزرگوں کا بہت حصہ ہے۔ اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔

ایسے ادارہ کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ کیونکہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے یہ بنیادی ضروریات میں سے ہے اور لاہور میں ہماری انجمن کی بنیاد کے بعد سب سے پہلے اشاعت اسلام کالج کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس کالج کے سب سے پہلے طالب علم حضرت مولانا عبدالحق صاحب، مولوی [illegible] صاحب، مولانا محمد صدیق صاحب چین یسولیشور، مرزا مبارک بیگ صاحب اور شیخ فیروزدین صاحب تھے۔ وہی مولوی عبدالحق صاحب آج اس نوزائیدہ ادارہ کے پرنسپل ہیں۔

انجمن نے اس کی کیوں ضرورت محسوس کی اس لئے کہ اس قسم کے ادارہ کی خود حضرت مسیح موعود نے ضرورت محسوس کی تھی۔ جب حضرت صاحب کے رفقاء اور وہ علماء قوم جن کی وجہ سے جماعت کو تقویت حاصل تھی آہستہ آہستہ قوم کو داغ مفارقت دینے لگے۔ اور ان کی جگہ خالی ہو جاتی تھی اسے پُر کرنے کے لئے کوئی نہ ہوتا تھا تو حضرت اقدس نے اس کمی کو بہت محسوس فرمایا۔

۱۹۰۵ء میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا انتقال ہو گیا اس کے تھوڑا عرصہ بعد مولوی برہان الدین صاحب جہلمی وفات پا گئے۔ تب حضرت مسیح موعود نے بڑی تشویش کا اظہار فرمایا کہ ہمارا سلسلہ علماء سے خالی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یوں تو اس زمانہ میں ہر احمدی عالم ایک مخلص مبلغ ہوتا تھا۔ لیکن ان دو بزرگوں کے یکے بعد دیگرے اٹھ جانے سے حضرت صاحب نے محسوس کیا کہ کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس قوم میں عالم موجود نہ ہوں اور پھر نئے عالم پیدا نہ ہوں اذا سید خلا قام سید۔ قومیں اسی طرح زندہ رہتی ہیں۔ آپ نے تحریک فرمائی کہ کچھ نوجوان علم دین سیکھنے اور تبلیغ اسلام کے لئے زندگیاں وقف کریں۔ یہ تحریک ۱۹۰۶ء میں کی گئی اور ایک رجسٹر کھولا گیا جس میں ایسے نوجوانوں کے کوائف درج کئے گئے۔ اس فہرست میں مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری، چوہدری فتح محمد سیال اور چند اور احباب کے نام تھے۔ خدا تعالے نے حضرت مولانا مصری صاحب کو بھی ہمارے حلقے میں لے آئے، اور چوہدری فتح محمد بھی اپنی جماعت میں کام کر رہے ہیں۔ یہ تحریک چلی تو نئے نئے لوگ آگئے۔

اس ضرورت کے پیش نظر ہماری انجمن نے لاہور میں مرکز کے قیام کے فوراً بعد اشاعت اسلام کالج کھولا۔ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب اس کالج کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ جب ان کو اس کام کے لئے تجویز کیا گیا تو آپ اس وقت انگلستان میں تھے۔ اس وقفہ میں حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پرنسپل کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ طلباء کو خود قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے اور تفسیر پڑھایا کرتے تھے۔ اس کالج میں حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم نے پہلا لیکچر بسم اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے دیا تھا۔ یہ مختصر تاریخ ہے اشاعت اسلام کالج کی۔ پھر یہ کالج کسی نہ کسی رنگ میں زندہ تو رہا کبھی محض ایک دو طالب علم مسجد کے کونہ میں بیٹھ کر پڑھتے تھے اور کبھی باقاعدہ معلمین اور متعلمین کا ادارہ بن جایا

کرتا تھا۔ جہاں اب انجمن حمایت اسلام کا دلی ہائی سکول ہے۔ وہ عمارت پہلے انجمن کے پاس ہوا کرتی تھی اور وہاں بھی اشاعت اسلام کالج تھا۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اسی کالج کی پیداوار ہیں۔ کبھی یہ ادارہ احمدیہ بلڈنگس میں ہی چلتا رہا۔ یہاں تعلیم کے لئے جاوا سماٹرا سے طالب علم آئے۔ یورپ کے ملک البانیہ سے چند طلباء آئے۔ جناب امیر علی صاحب جنہوں نے کل تقریر کی تھی وہ ٹرینیڈاڈ سے یہاں پڑھنے کے لئے تشریف لائے تھے یہ سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں چلتا رہا اور پھر یکا یک منقطع ہوگیا۔ ہمارے ممبران اس کمی کو بڑی شدت سے محسوس کر رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے اداروں کا نہ ہونا قوم کی موت کے مترادف ہوا کرتا ہے۔ قدیم زمانہ کی پرانی تہذیب چینیوں کی تہذیب ہے۔ ایک چینی مقولہ ہے جسکا انگریزی ترجمہ یہ ہے کہ:۔

If you plain for a year
grow wheat.
If you plain for five
years grow cotten
If you plain for life
grow men

یعنی اگر کسی نے ایک سال کے لئے منصوبہ بندی کرنی ہے تو اُسے گندم بونا چاہیئے۔
اگر کسی نے ۵ سال کے لئے منصوبہ بندی کرنی ہے تو اُسے کپاس بونا چاہیئے
اور اگر کسی نے عمر بھر کے لئے منصوبہ بندی کرنی ہے تو اسے انسان پیدا کرنے چاہئیں۔

آدمی نہ پیدا کئے جائیں تو کوئی قوم زندگی بھر کا پروگرام نہیں بنا سکتی۔ اگر قوم نے زندہ رہنا ہے۔ تو آدمیوں کی فکر کرنا چاہیئے۔ انسان کرایہ پر نہیں مل سکتے۔ یہ شامیانے اور یہ فرنیچر اور یہ کراکری تو بے شک کرایہ پر لی جا سکتی ہے مگر آدمی اپنے اندر ہی اگانا پڑیں گے۔ اب بیج ڈال دو، ایک وقت یہ تناور درخت بن جائے گا۔ یہ "ادارہ تعلیم القرآن" کا آغاز ایک قدم ہے آدمی اگانے کی طرف۔ ہمارے دوست گذشتہ سالوں میں مایوسی کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور ایک جمود طاری تھا۔ آپ کو مبارک ہو کہ وہ جمود ٹوٹ چکا ہے ایک سال میں دو عظیم الشان کارنامے قوم کے اندر زندگی پیدا کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔

حضرات! میں نے اس ادارہ "تعلیم القرآن" کی ضرورت اور تاریخی پس منظر مختصر طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ تعلیم و تدریس کے متعلق کوائف ادارہ کے پرنسپل صاحب حضرت مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی پیش فرمائیں گے۔

تقریر حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

نٓ۔ والقلم وما یسطرون۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے۔ آپ کی قوم بھی اُمی تھی، اس قوم کے اندر علم کا تذکرہ نہیں تھا۔ نہ تذکرہ کرنے والے تھے کہ لوگ ان سے سُن کر کوئی علم کی بات سیکھیں۔ ایسی حالت میں حضور نبی اکرم صلعم پر وحی نازل فرمائی۔ نٓ۔ والقلم وما یسطرون۔ دنیا بھر کے اندر ہر زمانہ میں تا قیامت اہل علم و بصیرت جس قدر علوم لکھتے چلے جائیں گے ان سے یہی ثابت ہوگا۔ کہ اسلام برحق ہے۔ پنجابی میں ایک شعر ہم سنتے چلے آتے ہیں:۔

> علموں بس کریں او یار
> اکّو الف تیرے درکار

یہ ان پڑھ لوگوں کا فلسفہ ہے۔ اس کے برخلاف حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امی ہیں۔ اور دنیا جہان کو علم و حکمت کا درس دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ربِّ زدنی علمًا۔ اے مولا! مجھے علم پر علم عطا کر۔ میرے علم میں ترقی دے۔ اور فرمایا کہ علم حاصل کرنے کے لئے اگر تمہیں چین کے ملک میں جانا پڑے تو وہاں پہنچو اور اسے حاصل کرو۔ یہ نہیں فرمایا کہ قرآن اور حدیث سیکھنا ہو تو مدینہ میں جاکر سیکھو، بلکہ فرمایا ہے کہ اگر علم چین جیسے دور دراز ملک میں جاکر سیکھنا پڑے تو مسافت طے کرکے وہاں پہنچو۔ تمام کے تمام علوم اسلام کے خادم ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی وجہ سے دنیا میں علوم پھیلے۔ مغرب کا انسان جب مہذب ہوا تھا۔ علم و حکمت سے کلیتہً بے بہرہ تھا۔ اس وقت حضور صلعم کے شاگرد ہسپانیہ میں پہنچے۔ اور انہوں نے نہ صرف ملک کو آباد کیا بلکہ علوم کی یونیورسٹیاں قائم کیں۔ علم و حکمت کی وجہ سے مسلمانوں کی وہاں دھاک بیٹھ گئی۔ یورپ بھر کے طالب علم وہاں آتے اور بغیر خرچ کے ان کو تعلیم دی جاتی۔ اور وہ علم کی پیاس وہاں جاکر بجھاتے۔ حضور نبی کریم کی تعلیم کی وجہ سے عراق میں جامعہ نظامیہ کے پروفیسر امام غزالیؒ تھے ۔ اسلام نے یورپ کو علوم سے روشناس کیا ہے۔ علم بڑی قدر والی اور قدرت کی چیز ہے۔ قومیں اس سے مہذب اور ممتاز ہوتی ہیں۔ اسلام نے حصول علم پر بڑا زور دیا ہے اور تاکید کی ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالےٰ نے علم و حکمت کا وافر خزانہ عطا کیا تھا۔ انہیں قرآن کی زبان پر پوری دسترس اور مہارت تامہ حاصل تھی یہ خدا کے فضل سے تھا ورنہ آپ نے کسی یونیورسٹی میں تعلیم نہیں پائی تھی کوئی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی، آپ پنجاب کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں رہتے تھے۔ جہاں علم و حکمت کا کوئی چرچا نہ تھا۔ باوجود اس کے حضرت صاحب نے دنیا بھر کے عربی دانوں۔ مصر و شام کے علماء کو مخاطب کرکے چیلنج دیا کہ آؤ میرے مقابل پر عربی زبان لکھ لو۔ اور قرآن کے حقائق و معارف بیان کرو۔ میں عربی زبان میں ایک کتاب لکھتا ہوں، اس میں حقائق قرآنی بیان کروں گا۔ اس کتاب کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

ایک شخص جو پنجاب کے ایک گاؤں میں پیدا ہوتا ہے جہاں علم کا کوئی چرچا نہیں۔ وہ اہل زبان کو چیلنج کرتا ہے۔ وہ جب صرف و نحو کی بات کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی کا حصہ ہے۔ اور جب لٹریچر پر بحث ہوتی ہے تو کوئی عالم سامنے آنے کی جرات نہیں کرتا۔ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کو سرچشمۂ علوم سمجھا اور آپ اسی کو حجت مانتے تھے۔ لدھیانہ میں ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور حضرت صاحب کا مناظرہ ہوگیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ قرآن حَکَم اور قاضی ہے حدیث پر۔ مولوی محمد حسین صاحب کہتے تھے کہ حدیث قاضی ہے۔ یہی تکرار رہی اور اس بحث کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ جب مناظرہ ختم ہوا تو مولوی صاحب کے ایک پیر نے حضرت مرزا صاحب سے جاکر کہا کہ آپ برحق ہیں اور مولوی محمد حسین کے سامنے اس کا تذکرہ کیا مولوی صاحب کہنے لگے تم نے یہ بڑا کیا کہ مرزا کی بات کی تصدیق کردی بات یہ ہے کہ قرآن تو مرزا صاحب کی طرف ہے اور حدیث ہماری طرف۔

چونکہ حضرت مرزا صاحب صاحب علم تھے اس لئے ان کے گرد بڑے بڑے علماء جمع ہوتے۔ جنہیں خدا تعالےٰ نے علم و معرفت عطا کی تھی۔ حضرت مولنا نورالدین علیہ الرحمۃ نے سات آٹھ سال مکہ میں گذارے۔ اور بڑے بڑے مشائخ کی بیعت کی۔ سات حج کئے۔ اس کے بعد حضرت مرزا صاحب کے پاس آ گئے۔ اس سے حضرت مرزا صاحب کا بلند مرتبہ معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا نورالدین رح خود ولی اللہ تھے قرآن کے عاشق تھے، قدرت نے دنیا کی ہر نعمت سے انہیں نوازا تھا۔ باوجود عالم و فاضل ہونے کے باوجود رتبۂ ولایت حاصل ہونے کے، باوجود مکہ اور مدینہ کی بار بار زیارت کے اور وہاں کے علماء اور فضلاء اور مشائخ کی مصاحبت کے آپ مرزا صاحب کے پاس آئے اور ہمیشہ کے لئے انہی کے ہو رہے سید محمد احسن صاحب حدیث کے عالم تھے۔ مولوی

رمضان میں قرآن کریم کا نزول

قرآن کریم کی تعلیمات اقوام عالم کی اصلاح اور اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہوں گی

قرآن کریم کثیر الخیرات و البرکات رکھنے والی کتاب ہے جس کی تعلیمات پر عمل مسلمانوں کے شرف اور بزرگی کا موجب ہوگا

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۴ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ لاہور

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ــــــ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدیً للناس و بینٰت من الھدیٰ و الفرقان ــــــ و لعلکم تشکرون (البقرہ)

رمضان میں قرآن کا نزول

گزشتہ جمعہ میں نے یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون کی آیت کریمہ بیان کی تھی۔ آج جو آیت بیان کرنا چاہتا ہوں، وہ ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم کے نازل ہونے کی ابتداء ہوئی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں عبادت کرنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ روزے بھی رکھتے تھے۔ اس غار میں ماہ رمضان کے مبارک مہینہ میں سرور کائنات صلعم پر جناب الٰہی سے جو کتاب نازل ہوئی وہ قرآن کریم ہے جس میں اقوام عالم کی اصلاح اور ان کے اتحاد کے لئے تعلیمات ہیں۔ آنحضرت صلعم نے اس عظیم ذمہ داری کو محسوس کیا اور فرمایا خشیت علی نفسی۔ اس کام کے لئے تو جان خرچ کرنا پڑے گی۔

رسول کریم صلعم کے لئے ابتداء آفرینش میں ختم نبوت کا مقام مختص کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ نے ابتداء آفرینش سے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ اقوام عالم کو متحد کرنے کا کام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا جائے گا جو سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہوں گے۔ [illegible] حضور نے فرمایا انا اول النبیین خلقاً واٰخرھم بعثاً۔ جب خدا تعالےٰ نے اس کائنات کی تخلیق کا نقشہ تجویز فرمایا تو اس میں مجھے بھی جگہ دی گئی تھی۔ [illegible] کے معنے اندازہ کرنے کے ہیں۔ جب ایک انجنیئر کسی مکان یا شہر کی تعمیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا نقشہ اس کے ذہن میں ہوتا ہے۔ اس ذہنی نقشہ کو کاغذ پر لے آتا ہے اور پھر اس کو اینٹوں کی شکل دیتا ہے۔ چنانچہ جب خدا تعالےٰ نے اس کائنات کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اسی وقت سلسلۂ انبیاء میں ابتدار میں ہی میرے لئے بھی مقام تجویز کیا گیا تھا۔ اس میں مجھے قصر نبوت کی آخری اینٹ بھی قرار دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ساری دنیا کے لئے پیغام لائیں گے اور سارے عالم انسانیت کے لئے پیغمبر ہو کر آئیں گے۔

غارِ حرا میں نبی کریم صلعم کی عبادت

جس طرح سے حضور صلعم کی ذمہ داری بڑی ہے ویسا ہی حضور اکرمؐ کو خدا تعالےٰ نے کلیجہ عطا کیا ہے اور دل و دماغ کی وسعتیں بخشی ہیں۔ آپؐ سارے عالم انسانیت کے لئے مبعوث ہوئے۔ چنانچہ اول روز سے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نورانی قلب لے کر آئے تھے دل و دماغ کی اعلےٰ ترین استعدادیں اور صلاحیتیں لے کر پیدا ہوئے۔ باوجود اس کے آپؐ نے غار حرا میں جا کر عبادت کرتے نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی راتیں عبادت میں بسر ہوتی ہیں آپؐ روزے رکھتے ہیں۔

. . . .

دلِ پُر نور پر قرآن کریم کا نزول

اس طرح وہ قلب جو پہلے ہی نورانی تھا، عبادت اور ریاضت سے اس قلب کا آئینہ اور زیادہ صیقل ہوگیا۔ اس کے نور میں اور زیادہ چمک پیدا ہوئی تو اس سینۂ صافی اور دلِ پر نور پر قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ اس کا ذکر اسی آیت میں فرمایا ہے:۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔

کلام الٰہی اور اس کے مہبط کا علوِ مرتبت

ایک بادشاہ کے کلام سے اس کے علم و علو شان اور سطوت اور وجاہت کا پتہ چلتا ہے۔ قرآن کریم کائنات کے بادشاہ کا کلام ہے اس لئے اس کی عظمت و شان اس قدر بڑی ہے کہ اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اور جس قلب مطہر پر یہ کلام اتارا گیا اس کی عظمت و مرتبہ کا بھی اندازہ نہیں ہو سکتا اسی لئے فرمایا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی نبوت و رسالت کس کو سپرد کرنا ہے لیکن حضور اکرم صلعم کو ریاضتہائے شاقہ کرنی پڑیں۔ حضور کو اللہ تعالےٰ نے بیوی (حضرت خدیجہؓ) وہ عطا کی جو جمال اور صفات حسنہ کے لئے سیدہ طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں اور جن کے پاس دولت کی فراوانی تھی۔ لیکن حضور اس کے باوجود عین جوانی کے عالم میں غار حرا میں مصروف عبادت رہتے ہیں وہاں ماہِ رمضان میں آپ پر قرآن نازل ہوتا ہے اس تنگ و تاریک غار سے شمس رسالت طلوع ہوتا ہے اور دنیا کو نورانی اور روحانی کرنوں سے روشن کرتا ہے۔

تاریخ اسلام میں دو غاروں کا ذکر

تاریخ اسلام میں دو غاروں کا ذکر ہے۔ ایک غار حرا دوسرا غار ثور۔ غار حرا میں قرآن کریم نازل ہوا اور غارِ ثور میں اسلام کی ترقی کا آغاز ہوا۔ لیکن دونوں میں مصیبت، ریاضت، مشقت اور عبادت کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ غار حرا ریاضت اور عبادت کے لئے مشہور ہے، اور غار ثور میں دشمنوں کے تعاقب کا خوف ہے۔ مکہ والے سخت ترین دشمنی پر اتر آئے وہ آپؐ کے خون کے پیاسے ہیں۔ جرمن کا بادشاہ ولیم اپنے ملک سے بھاگا تو ہالینڈ نے اسے اپنے ہاں پناہ دیدی۔ لیکن حضورؐ کو بظاہر کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ ان مشکل حالات میں ایک دوست وہ ہے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آپؐ کے بستر پر لیٹ جاتا ہے اور دوسرا جان دینے کے لئے آپؐ کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اس دشوار سفر میں ایک جرنیل ہے اور صرف ایک سپاہی اور بس۔

مشکلات میں آنحضرت صلعم کا خدا پر بھروسہ اور ساتھیوں کے ایمان میں اضافہ

دشمن کا گروہ بہت بڑا ہے جو آپ کا تعاقب کرتا ہے اور غار کے منہ پر آ کھڑا ہوتا ہے ایسی حالت میں حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں، جب ہم غار میں تھے اگر کوئی دشمن ذرا سا جھک کر دیکھ لیتا تو ہم اسے نظر آ جاتے۔ ہم ختم ہو گئے ہوتے کنا فی الغار ولو ان احدھم نظر الی قدمیہ لابصرنا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس خوف کو دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما ظنک یا ابابکر باثنین اللہ ثالثھما لا تحزن ان اللہ معنا اے ابوبکرؓ شاید تم سمجھتے ہو کہ ہم دو ہیں نہیں ہم تین ہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اتنی بڑی مصیبت ہو جس کی وجہ سے جان کے لالے پڑے ہوں اس حالت میں خدا کی ذات پر پورا یقین اس کی حفاظت پر پورا بھروسا کرنا ساتھی کے دل کو متاثر کرتا ہے۔ مشکلات میں حضورؐ کی سیرت نمایاں طور پر رونما ہوئی اور اس سے ساتھی متاثر ہوئے اور ساتھیوں کے ایمان میں اضافہ ہوا۔

رمضان کی اہمیت اور ریاضت اور ضبط نفس کا سبق

قرآن کریم کا رمضان شریف میں اترنا اس ماہ کی اہمیت کو بڑھاتا ہے چنانچہ مسلمان کو اس ماہ میں ضبط نفس اور عبادت و تقوے کا درس دیا گیا ہے۔ خود حضورؐ نے گرہستی زندگی کو چھوڑ کر راتیں خدا تعالےٰ کی عبادت و ریاضت سے زندہ کر دکھائی ہیں۔ حضورؐ نے اس طرح نفس پر قابو پانا سکھایا اور دوسری قوت جو زن بفرض زوجیت سے تعلق رکھتی ہے اس پر قابو پا کر دکھایا۔ اگر روزے کی ریاضت سے تقوے اور طہارت اور ضبط نفس پیدا نہ ہوا تو بھوکے مرنا ہے۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ بعض لوگ روزہ رکھتے ہیں اور بھوکا مرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے ہوا و ہوس اور نفس پر قابو نہ پایا اور مہذب نہ بنے تو وہ روزہ نہ ہوا بلکہ بھوکا مرنا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے ذریعہ قوم کو مہذب بنایا ہے اگر انسان کا اپنی خواہشات پر ضبط ہو تو وہ فرشتہ ہے بلکہ فرشتہ سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر ہوا و ہوس کا شکار ہو گیا تو کالانعام بل ھم اضل، حیوان بن گیا، بلکہ اس سے بھی بدتر!

قرآن کریم باعث شرف و عزت ہے

یہ کتاب جو رمضان میں نازل ہوئی اس کی تعلیمات حضور نبی کریمؐ اور قوم کی عزت کا باعث ہیں چنانچہ فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک۔ اے پیغمبر صلعم! یہ قرآن کریم تیرے شرف کا موجب ہوگا اور اس کی تعلیمات تیری قوم کے شرف کا موجب ہوں گی۔

وحدت انسانی کی تعمیر کے اصول جو محمد رسول اللہ نے دیئے

آج دنیا میں یہ تحریک ہے کہ قوموں کو ایک ہو جانا چاہیئے۔ بڑی بڑی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ ان میں سطحی باتیں ہوتی ہے اور ختم ہو جاتی ہیں، وہ شخصیت جو آج کی دنیا کا پیغمبر ثابت ہوگا۔ ۔۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ وہ ساری قوموں کا خدا ہے ساری قومیں اس کا کنبہ اور عیال ہیں ساری قومیں ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے ساری قوموں کی طرف نبی اور رسول مبعوث فرمائے ہیں ولکل قوم ھاد ہر قوم کے اندر پیغمبر آئے ان سب پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ ان پر جو خدا تعالےٰ کی کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ ہمارا ان پر ایمان رواداری کے طور پر نہیں بلکہ دلی ایمان ان پر ہے یہ وہ تعلیم ہے جس پر وحدت انسانی کی تعمیر ہو سکتی ہے اس کے سوا اور کسی چیز سے دنیا ایک نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آج کے پیغمبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ توحید پر بہت زور دیتے ہیں۔ اسی پر ہی وحدت انسانی قائم کی جا سکتی ہے۔ دنیا کے مفکرین و مدبرین کو اقوام کو متحد کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر عمل کرنا ناگزیر ہوگا۔

بادشاہوں کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کا نمونہ

علاوہ ازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت دنیا کے بادشاہوں، راجاؤں اور نوابوں کے لئے بھی اعلےٰ درجے کا نمونہ ہے۔ انگلستان میں یہ نے بار بار سنا ہے کہ یہ شاہی خاندان قوم و ملک کا کروڑوں روپیہ کھا جاتا ہے۔ جو بچہ شاہی خاندان میں پیدا ہوتا ہے اس کے لئے رقم مختص ہو جاتی ہے یہ مصرف سودمند نہیں۔ یورپ کی اقوام میں اس کا احساس ہے۔ اسی لئے مختلف ممالک میں بادشاہتیں ختم ہو رہی ہیں، اس کے برخلاف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بادشاہ ہوئے ہیں۔ جن کا نہ تخت ہے نہ تاج ہے۔ نہ شاہی لباس ہے۔ بیویوں کے لئے زیورات نہیں۔ ملبوسات فاخرہ نہیں، محلات نہیں باغات نہیں۔ سیرگاہیں اور تفریح گاہیں نہیں جو کچھ روپیہ پیسہ اور مال و دولت آیا قوم میں تقسیم کر کے خالی ہاتھ گھر کو تشریف لے گئے۔ اپنی لخت جگر فاطمہؓ کے لئے کوئی جاگیر نہیں۔ حسنؓ حسینؓ کے لئے کوئی جائداد نہیں۔ علیؓ کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ اقربا نوازی کا خیال تک نہیں۔ اگر فکر ہے تو قوم کے غربا کے لئے ہے فرماتے ہیں من مات و ترک مالاً فلورثتہ۔ جو مسلمان مر گیا اور ورثہ چھوڑ گیا وہ اس کے رشتہ داروں کا حق ہے ومن مات و ترک دینا او ضیاعاً فالی و علیّ۔ اور اگر کوئی مر جائے اور قرضہ چھوڑ جائے اور یا اپنے پیچھے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں۔ میں اس کا قرض ادا کروں گا اور ان بچوں کی پرورش اور تربیت میرے ذمہ ہوگی۔ آپؐ نے بادشاہ ہو کر اپنی ذات کے لئے سادہ زندگی اختیار کر رکھی ہے لیکن محتاج کے دکھ دور کئے بغیر آرام نہیں آتا پبلک ٹریژری میں غربا کا حصہ رکھ دیا گیا۔ بادشاہ ہو کر فقیری اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہے جو صرف محمد رسول اللہ صلعم ہی کو میسر آئی۔

آج کوئی شخص تھانیدار ہو جاتا ہے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اس کے مکان کا رنگ بدل جاتا ہے۔ کوئی نائب تحصیلدار ہو جاتا ہے تو اس کی خواہشات جاگ اٹھتی ہیں۔ اس کی کراکری اور باورچی خانہ میں تبدیلیاں آ جاتی ہیں۔ بادشاہ ہو کر فقیری کرنا یہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے۔ آپؐ کے نمونہ پر جب دنیا آئے گی تو اسی سے اس کی بہتری ہوگی۔

خلفائے راشدینؓ کی سادہ ترین زندگی

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے بادشاہ ہو کر سادہ ترین زندگی بسر کی۔ پیوند لگا کر کپڑے پہنے شام سے ایلچی آیا اس نے پوچھا کہ خلیفہ وقت (حضرت عمرؓ) کہاں تشریف فرما ہیں۔ کہا گیا کہ مسجد میں لیٹے ہیں۔ وہ حیران ہو گیا کہ بادشاہ ہو کر یوں لیٹے ہوئے ہیں۔ کوئی دربان نہیں کوئی تاج و تخت نہیں۔ کوئی پہرہ نہیں۔ اسے بتایا گیا کہ ان کو حاجب و دربان کی کیا حاجت ہے۔ قوم کا ایک ایک آدمی ان پر جان دیتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بھی یہی کیفیت تھی، قرآن کی تعلیمات خود حضورؐ کے لئے اور حضورؐ کی قوم کے لئے موجب شرف ہیں۔ انہ لذکر لک ولقومک۔ ہندوستان میں جب تجویز ہوئی کہ وزراء کو پانچسو روپے ماہوار تنخواہ دی جائے تو گاندھی جی نے کہا کہ پھر بھی تم ابوبکرؓ اور عمرؓ کے برابر نہ ہوئے۔ وہ بادشاہ ہو کر نہایت ہی قلیل رقم پر گذارہ کرتے تھے۔

نبی کریم صلعم کے دل میں قرآن کریم کی عظمت و عشق

قرآن کریم کی عظمت حضور نبی کریم کے دل میں اس قدر تھی کہ وہ دعا مانگتے تھے اللھم ادعوک ان تجعل القرآن ربیع قلبی یعنے اے میرے مولا قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے۔ حضور اکرمؐ نے قرآن کو پڑھا اور بار بار پڑھا۔ آپؐ کو قرآن کریم سے بے حد عشق تھا ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی برصفحہ ۔۔)

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات

احمدیت ایک ربّانی تحریک ہے

حق و باطل کی آویزش

انسان کی دو صفات کفر اور ایمان ابتدائے آفرینش سے ایک دوسرے سے متضاد رہی ہیں۔ کفر ہمیشہ کبر اور جاہلیت کی کوکھ سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان سعادت مندی اور صالحیت سے اپنا جنم لیتا ہے کفر سے بھرا ہوا دل ہمیشہ شکی متردد اور جاہل رہا ہے اور وہ لسنیِ ایمان سے لبریز قلب صالح اور سعادت مند ہو کر ہی دنیا میں چمکتا رہتا ہے۔ انبیاء کی تاریخ بھی بتلاتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انسانیت کے سب سے پہلے عظیم الشان تاریخی نبی حضرت نوح علیہ السلام سے ہرچند کوشش کی کہ ان کی شقی القلب قوم ان کی تعلیمات کو قبول کر کے ان کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ اور اس سے فائدہ اٹھا کر ترقیات پر ترقیات کرتی چلی جائے۔ حضرت نوحؑ کی تعلیم کا لب لباب یہ تھا۔ کہ ان کی قوم کے لوگ آستانہ الٰہی پر جھک جائیں۔ تا خدا خود ان کا نگہبان ہو۔ اور وہ اس دنیا اور عقبےٰ میں سرخرو ہو کر روحانیت کے بلند ترین مراتب حاصل کر لیں۔

مگر سرکش اور متمرّد قوم نے ان کی ایک نہ سُنی جس سے ان کا قلب سخت مجروح ہوا۔ بالآخر کرب و اضطراب میں ان کی رُوح چیخ اٹھی۔ جس کی آواز بازگشت کو قرآن کریم نے اپنے صفحات میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا۔ جس کی گونج سے آج بھی قلوب انسانی لرز اٹھتے ہیں۔ کیا دردناک الفاظ ہیں:۔

"قال رب انی دعوت قومی لیلاً و نهاراً ○ فلم یزدهم دعاءی الا فراراً ○ وانی کلما دعوتهم لتغفر لهم جعلوا اصابعهم فی اذانهم واستغشوا ثیابهم واصروا واستکبروا استکباراً ○ ثم انی دعوتهم جهاراً ○ ثم انی اعلنت لهم واسررت لهم اسراراً ○ فقلت استغفروا ربکم انه کان غفاراً ○

ترجمہ:۔

(یعنی حضرت نوح نے) کہا اے میرے ربّ میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا مگر میرے بلانے نے ان کا بھاگنا ہی بڑھایا اور جب کبھی میں نے انہیں بلایا کہ تو انہیں بخش دے۔ انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے۔ اور (کفر پر) اڑ گئے اور بڑا تکبّر کیا۔ پھر میں نے انہیں کھلے طور پر بلایا۔ پھر میں نے اُن سے ظاہر باتیں کیں اور چھپ کر بھی اُن سے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔" (سورۃ نوح آیت ۶ تا ۱۱)

جب اس فریاد کا بھی اثر نہ ہوا۔ تو نوحؑ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور رنجیدہ خاطر نبی پورے جلال میں آ گیا۔ اور عالم بے ساختگی میں

(ان کی زبان پر ایسا توحیہ جاری ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں دنیا میں وہ ہولناک طوفان آیا جس کی کوئی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ آہ کیا دردناک الفاظ ہیں جنہوں نے آسمان ہلا دیا۔ اور زمین زیر عتاب آ گئی۔ اب بھی انہیں پڑھ کر انسان لرز اٹھتا ہے:۔

رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیاراً ○ انک ان تذرهم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجراً کفاراً ○ رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمناً وللمؤمنین والمؤمنٰت ولا تزد الظلمین الا تباراً ○

ترجمہ:۔

اور نوح نے کہا اے میرے ربّ زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑیو اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی اولاد بھی سوائے بدکار (اور) ناشکروں کے نہ ہوگی۔ اے میرے ربّ میری حفاظت فرما اور میرے ماں باپ کی اور اس کی جو ایمان لا کر میرے گھر میں داخل ہو اور مؤمن مردوں اور مومن عورتوں کی اور ظالموں کی ہلاکت ہی بڑھا ئیو۔" (نوح آیت ۲۷ تا ۲۸)

مامور وقت کی تحریک اور مذاہب باطلہ کا فرار

بالکل حضرت نوح علیہ السلام کی طرح اس زمانے کے مامور نے مسلمانوں کو خدا کی طرف بلایا۔ انہیں توحید کے سبق دیئے۔ اشاعت اسلام کی ایک تحریک چلائی۔ تمام ادیان باطلہ کو چیلنج دیا۔ ان کے عقائد کا تجزیہ کیا۔ اور اس زور و شدت سے ان کا ابطال کیا۔ کہ وہ سب سرنگون ہو کر رہ گئے۔ آریہ سماج بُری طرح ہزیمت خوردہ ہوئی۔ برہمو سماج لاجواب ہو کر رہ گئی۔ دیو سماج دلائل کا زور دیکھ کر مرعوب اور مغلوب ہو گئی۔ عیسائیت میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ اور مجدّد کی جماعت اس کے تعاقب میں یورپ امریکہ اور افریقہ تک پہنچ گئی اور دنیائے عیسائیت کے خیالات میں ایک غلغلہ پیدا ہو گیا۔ اور وہاں کے علماء اور فضلاء فلاسفر اور سائنسدانوں کے معتقدات میں ایک انقلاب رونما ہو گیا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کی عام طور پر وہی کیفیت رہی جو حضرت نوح علیہ السلام کے مخالف مخاطبوں کی تھی۔

مرزا صاحب کی تعلیم کا لب لباب

مرزا صاحب سوائے اس کے کچھ نہ کہتے تھے کہ اے مسلمانو! اسلام میں قرآن کا مقام سب سے بلند ہے۔ اور اس کا کوئی حصّہ منسوخ نہیں۔ یہ تمہاری عقل کی کوتاہی ہے۔ کہ جہاں تم دو آیات میں تطبیق نہیں دے سکتے۔ وہاں ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ کر دیتے ہو۔ یہاں تک کہ تمہارے بعض اہل علم نے پانچسو آیات کو منسوخ قرار دے دیا تھا۔ تا آنکہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا زمانہ آ گیا۔ تو صرف پانچ آیات متنازعہ فیہ رہ گئیں جن کو بھی اس زمانے کے مجدّد نے صاف کر دیا۔ اور کل قرآن پاک اسی متبرک مطہر اور پاکیزہ شکل میں دنیا کے سامنے آ گیا جس طرح قلب محمدیہ پر وہ نازل ہوا تھا سنو! ارشاد باری تعالیٰ یہ تھا کہ:

ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً یعنی اگر یہ (قرآن) غیر اللہ کی طرف سے (نازل) ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے"

جو معیار قرآن کریم نے خود مقرر کیا تھا اسی کے مطابق مجدد صدی حاضرہ نے ثابت کر دیا کہ قرآن میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کا سرچشمہ خدا ہی کی ذات پاک ہے۔ جو علام الغیوب اور حکیم اور بصیر ہے۔

حدیث کے متعلق مجدد صدی حاضرہ نے بیان کیا۔ کہ وہ قرآن پاک پر قاضی نہیں بلکہ اس پر قرآن حاکم ہے۔ اگر کوئی حدیث قرآن پاک کے خلاف پڑتی ہو، اور اس کی کوئی تاویل نہ ہو سکتی ہو تو قرآن کے مقابلہ میں وہ حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے قوم کو یہ بھی بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وہ ہے جو تمام عالم اسلامی میں عالمگیر طور پر تعامل میں آ چکی ہے اور اگر خدانخواستہ دنیا میں تمام احادیث نابود ہو جائیں تو قرآن کریم

جو ہزارہا انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے، اور سنت حضور صلعم کی جو تعامل میں آچکی ہے انسانیت کی راہنمائی کے لئے کافی ہیں۔

اور فقہ کے متعلق مجدد صدی چہاردہم کا اعلان تھا کہ جو مسائل ایسے پیدا ہوں۔ جن کی تفصیلات کے لئے اجتہاد کی ضرورت پڑے۔ اور قرآن اور حدیث سے استنباط کرنا پڑے۔ تو اس وقت حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی فقہ کو ترجیح دینی چاہیئے۔ یہ ہے لب لباب حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کا۔ مثال کے طور پر انہوں نے دنیا کو بتلایا کہ قرآن کریم کی رو سے عیسائیت محض کذب و افترا ہے۔ عیسٰے علیہ السلام نہ صرف یہ کہ خدا کے فرزند نہیں ہیں بلکہ آج سے دو ہزار قبل زیر زمین مدفون ہو چکے ہیں۔ حیات مسیح کے باطل عقیدہ پر انہوں نے ایسے زبردست طریق پر گولہ باری کی کہ عیسائیت کا حصار جکنا چور ہو کر گر پڑا۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں جو عیسٰے پرستی کا بت تھا۔ وہ بھی ٹوٹ کر پاش پاش ہو گیا۔ آج روئے زمین پر علمائے کرام کے طبقہ میں سے بھی کوئی پڑھا لکھا روشن خیال مولوی عقیدۂ حیات مسیح کی تائید میں زبان نہیں کھول سکتا۔ یہاں تک کہ اس زمانے کے طائفہ علماء کا بزعم خود روشن خیال قائد مولانا مولوی مودودی بھی آئیں بائیں شائیں کر کے رہ جاتا ہے جولانا قرآن کی تفسیر بھی لکھ جاتے ہیں۔ مگر اس مسئلہ کو ایسا گول کر دیتے ہیں کہ اس سے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کہ فی الواقعہ ان کا عقیدہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب اپنی موت آپ مر چکا ہے۔ ایک طرف اگر قرآن سے مسیح کی وفات ثابت ہے۔ تو دوسری طرف ہمیں حدیث یہ بتاتی ہے کہ ایک مسیح اس دنیا میں آئے گا۔ جو انسانوں کو خدا کی بارگاہ پر گرائے گا۔ اور ثریا پر گئے ہوئے ایمان کو واپس لائے گا۔ بقول مولانا مودودی صاحب یہ "حدیثیں ایسی متواتر یقینی قطعی، واضح، بین ہیں۔ کہ کوئی شخص جو علم حدیث پر نگاہ رکھتا ہے۔ ان کی صحت پر اعتراض نہیں کر سکتا۔"

قرآن کریم نے ایک اور سچائی کا بھی اعلان کر رکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بالفاظ دیگر اگر حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ بھی ہوتے تو بھی وہ بحیثیت نبی تشریف نہیں لا سکتے تھے ان کا دوبارہ تشریف لانا صرف مجدد ہونے کی حیثیت سے ممکن تھا۔ اب اس میں یہ مشکل پیش آئی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ کے ماتحت نبوت کے لئے انتخاب کیا تھا۔ مگر وہ دو ہزار برس آسمان پر خدا کی صحبت میں زندہ رہنے کے باوجود منصب نبوت کے نا اہل ثبوت ہونے اور انہیں اس منصب عظمےٰ سے معزول کر کے، مجددیت کے کم تر عہدہ پر تنزل کر دیا گیا۔ مگر یہ امر خدا تعالےٰ کی شان کے بھی شایاں نہیں۔ اور حضرت مسیح کی عظمت اور وقار کے بھی خلاف ہے۔ اگر مجدد ہی بنا کر بھیجنا مقصود تھا۔ تو اس خیر امت میں ایسے ہزارہا اولیاء کرام مل سکتے تھے۔ جو مجدد کے فرائض کو احسن طریق سے ادا کر سکتے تھے۔ اور کرتے آئے ہیں۔ پس مرزا صاحب نے ان احادیث کی تاویل کی۔ اور کہا مسیح نہیں بلکہ اس کا مثیل آئے گا۔ اور اس امت کے اولیاء سابقہ انبیاء کے مثیل ہیں العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور اس حقیقت کو اتنا واضح اتنا تواتر اور بلند آہنگی اور اس کثرت سے دنیا میں شائع کیا گیا۔ کہ دور حاضر کا کوئی پڑھا لکھا آدمی اب اس سے بے خبر نہیں مگر واسئے حسرتا کہ ہمارے دن رات پکارنے نے مخالف مخاطبوں کے دلوں میں وہی کیفیت پیدا کی۔ جو نوح علیہ السلام کے مخاطبوں کے دلوں میں پیدا کی تھی۔ اور آج ہم بھی درد دل سے وہی ندا بلند کرتے ہیں فلم یزدھم دعائی الا فرارا۔ مگر چونکہ ہم پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اور وسعت ظرف کا یہ اثر ہے۔ ہم لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا کی بد دعا نہیں کرتے۔ بلکہ حضور کے الفاظ میں یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا ہماری قوم کی راہنمائی کر۔ اور انہیں ہدایت کر۔ کیونکہ وہ اصل حقیقت کو نہیں جانتے۔

روحانی برکات سے محرومی

حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور مسیح موعود کے دعوے کئے ہوئے تقریباً پون صدی کا زمانہ گزر گیا ہے۔ اس عرصہ میں ہم اپنے دلائل سے، علم سے، منطق سے اور قرآن کریم کی آیات بینات سے اور احادیث صحیحہ کے حوالوں سے

اور حضرت مرزا صاحب پر نازل شدہ ہزارہا آسمانی نشانوں کے اظہار سے تمام مشہور علماء اور پیران طریقت اور مرشدان حقیقت اور عوام اور خواص پر اتمام حجت کر چکے ہیں۔ اور ان کے خلاف الزامات کی ایک طویل فہرست عقل عامہ، انصاف اور غیر جانبداری کے حضور اور اللہ تعالےٰ کے دربار میں بلا کم و کاست پیش کر چکے ہیں۔ اور اب ہم قرآن شریعت کی زبان میں رب العزت کا یہ اعلان بڑے زور سے احمدیت کے سٹیج سے بلند کرنے میں کوئی باک نہیں دیکھتے ان الذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وکذالک نجزی المجرمین ۔ لھم من جھنم مھاد ومن فوقھم غواش وکذالک نجزی الظالمین ۔ یعنے جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اور ان سے سرکشی اختیار کرتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گذر جائے اور اسی طرح ہم مجرموں کو سزا دیتے ہیں ان کے لئے جہنم کا بچھونا ہوگا (اور ان کے اوپر (اسی کے) اوڑھنے اور اسی طرح ہم .... ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔

حضرت یسوع مسیح نے بھی سوئی والی تمثیل لوگوں کے سامنے پیش کی تھی۔ مگر اس کے الفاظ ذرا اس سے مختلف ہیں۔ ملاحظہ ہو متی کی انجیل باب آیت ۲۳ و ۲۴:-

"اور یسوع نے اپنے شاگردوں
سے کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ
دولت مند کا آسمان کی بادشاہی
میں داخل ہونا مشکل ہے۔ اور پھر میں
تم سے کہتا ہوں۔ کہ اونٹ کا سوئی
کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان
ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہی
میں داخل ہو"

مگر قرآن کریم نے دولت اور دولتمند کو حقارت سے نہیں دیکھا۔ بلکہ قرآن کی نگاہ انسانوں کے دلوں پر ہے اگر دل نیک ہیں۔ تو مفلس ہونے اور دولتمند ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہتیرے ایسے ہیں۔ جو غریب ہیں مگر ڈاکہ ڈال کر یا چوری کر کے دوسروں کے مال کو اپنے استعمال میں لے آتے ہیں۔ اور کئی دولت مند ایسے ہیں جن کی دولت دن رات غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اپاہجوں پر خرچ ہو رہی ہے۔ قرآن کہتا ہے جو دل کے اندھے ہیں۔ اور خدائی نشانوں کو دیکھ کر ان کی تکذیب کرتے ہیں اور علم کی بنا پر نہیں اور نہ ہی نیک نیتی سے وہ ایسا کرتے ہیں۔ بلکہ تکبر اور نخوت سے کرتے ہیں۔ اور آسمانی آیات کی تکذیب کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان پر آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں خواہ وہ غریب ہوں یا امیر ہوں ایسے ہی متکبر لوگ ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا ایسے لوگوں کا جنت کے داخلہ سے آسان ہے۔ اور بلکہ یہی وہ سرکش لوگ ہیں جن کے لئے لھم من جھنم مھاد ومن فوقھم غواش مقدر ہے۔ یعنے ان کو چاروں طرف سے عذاب محیط کر لے گا۔

آج ہم اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھا دینا چاہتے ہیں۔ کہ مجدد ابن زمان کے مکذبین روحانی اور آسمانی برکات

سے محروم ہو چکے ہیں۔ بتاؤ اس زمانہ کی وہ تاریخ جو تمہاری آنکھوں کے سامنے بن رہی ہے خوب کھنگال کر دیکھ لو۔ اور تمام واقعات زمانہ کو پرکھ لو۔ اور پھر ہمیں آکر بتاؤ کہ ۱۹۰۸ء کے بعد جو مسیح وفات حضرت مسیح موعود ہوئی ہے۔ ان مکذبین سے کتنے اولیاء اللہ کتنے اوتاد کتنے اقطاب، کتنے ابدال اور کتنے عشق الٰہی سے گداز اور کتنے نور آسمانی سے منور پیدا ہوئے ہیں۔ قال کے غازی تو بہت پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ مگر حال کا محرم کوئی نہ پیدا ہو سکا بلکہ میں یوں کہوں گا۔ کہ حضرت صاحب کی زندگی میں اور ان کے بعد جن لوگوں نے اس الٰہی سلسلہ کی مخالفت میں اعتدال کے حدود پھاند دیئے۔ وہ یہاں بھی ہماری آنکھوں کے سامنے مٹ گئے۔ مر گئے اور ان کی اولادیں بھی منظر عام پر نہ آسکیں بلکہ کوچۂ گمنامی میں ادکر ختم ہو گئیں۔ میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ ان میں کوئی آدمی ریسرچ سکالر یعنی کوئی طالب تحقیق بن کر اُٹھے اور ان لوگوں کی زندگیوں کے واقعات کو جمع کرے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی تکذیب کی وہ پھر اس زمانہ کے لوگوں کو بتائے کہ ان مکذبین کا کیا حشر ہوا۔ ان کے ہاں قیل و قال اور ہائے ہو کی محفلیں تو قائم ہوتی رہی ہیں۔ مگر خدا کے نشانات کے وہ کبھی مظہر نہیں بن سکے۔

جماعت اسلامی کے عالم کی گواہی

آؤ ہم آپ کو روحانیت کی ایک جھلک احمدیت کے ایک شدید مخالف کی زبان سے بیان ہوتی دکھاتے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم ایسا کریں ہم اس بزرگ سے قارئین کرام کا تعارف بھی کرائے دیتے ہیں۔ اس بزرگ کا نام نامی و اسم گرامی مولانا مسعود عالم ندوی ہے۔ اس کے متعلق بلاخوف تردید ہم کہہ سکتے ہیں کہ جماعت اسلامی کا یہ مایۂ ناز فرزند اسلامی جماعت۔ کے تمام عالموں اور ادیبوں میں سب سے بڑا عربی دان عربی زبان کا ادیب ہے بلکہ خود مولانا مودودی صاحب ایسا جید عالم بھی مسعود عالم صاحب کی عربی دانی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ اور حدیث دانی میں بھی اس کا مقام اس جماعت کے تمام سرکردہ علماء سے بلند تر ہے۔ اپریل ۱۹۴۹ء تا ماہ دسمبر ۱۹۴۹ء تک یہ بزرگ ساڑھے سات ماہ کے لئے پاکستان سے باہر عرب ممالک میں اسلامی جماعت کی طرف سے اسلامی جماعت کا لٹریچر تقسیم کرنے اور وہاں کے معلومات و حالات معلوم کرنے کے لئے سیاحت پر گیا۔

چنانچہ اسلام کے مشہور ملکوں اور شہروں مثلاً بغداد، کویت، بصرہ، موصل، کرکوک اور نجد کے پایۂ تخت ریاض اور طائف کی سیر کر کے بالآخر حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر مدینہ منورہ کی زیارت کر کے واپس وطن لوٹا۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ جماعت اسلامی سے حکومت سعودیہ کے بڑے تعلقات ہیں۔ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب شاہ عرب کی دعوت پر اکثر وہاں جاتے رہتے ہیں۔ اور اسلامی جماعت کے حلقوں میں اس حکومت کی مدحت سرائی بھی ہوتی رہتی ہے اور اسلامی جماعت کے بزرگ حکومت پاکستان کے خلاف زہر بھی پھیلاتے رہتے ہیں۔ مگر مسعود عالم صاحب کے قلم سے اس سفرنامہ کے حالات جو وہ روزنامچہ کی شکل میں لکھتے رہے ہیں "دیار عرب میں چند ماہ" کے نام سے شائع کر دیئے گئے ہیں۔ مورخہ ۴ راکتوبر ۱۹۴۹ء کے روزنامچہ میں لکھتے ہیں کہ مدینہ کے مقام پر ایک طالب علم سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کا ذکر وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"وہیں ایک صاحب علم ملے جن کی نظر سے رسالہ ترجمان القرآن کا تازہ پرچہ گزر چکا تھا۔ بولے۔ تم لوگ حکومت پاکستان کے شاکی ہو۔ اور یہ شکوہ ایک حد تک بجا بھی ہے۔ مگر اس پرچے میں جتنا کچھ نعیم صاحب نے لکھا ہے۔ اگر اس کا عشر عشیر بھی یہاں لکھا جائے۔ تو رسالہ کی ضبطی کے لئے کافی ہے۔ راقم نے عرض کیا شخصی اور جمہوری حکومتوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے"

(کتاب "دیار عرب میں چند ماہ" صفحہ ۲۷۶)

خادمین کعبہ کے متعلق مسعود عالم صاحب اپنے اسی سفرنامہ کے صفحہ ۲۴۶ پر لکھتے ہیں:۔

"اس گھر کے خادم تو بت خانوں کے مہنت ہو کر رہ گئے ہیں۔ طواف کرانے پر ریال زمزم پلانے پر قرش، کوئی غریب پیاس سے دم توڑ دے، مگر کیا مجال کہ سبیل کا زمزم پلانے والے ایک قرش لئے بغیر پلا دیں ایک ادنیٰ ملازم سے لیکر خود مملکت عربیہ سعودیہ بھی اس تجارت اور مہنت گری میں شریک ہے۔"

آج کل تو مودودی صاحب خود اس مہنت گری میں شریک ہیں اور غلاف کعبہ کے متعلق تو ان کی مہنت گری تمام علمی حلقوں سے رسوائے عالم کی سند حاصل کر چکی ہے طائف کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ترکی دَور کے کھنڈر کافی دکھائی دیئے شریف اور اُن کے اہل خاندان کی عمارتیں بھی یہاں بڑی تعداد میں تھیں۔ مگر دنیا ہمیشہ کس کی رہی ہے۔ کبھی طائف ترکی گورنروں کی جاگیر تھا کبھی شریف مکہ کا خاندان یہاں داد عیش دیتا تھا۔ اب نجد کے شہزادے گلچھرے اُڑا رہے ہیں، امیر فیصل کا شاندار محل دُور سے دکھائی دیتا ہے۔"

مولانا مسعود عالم صاحب خود اہل حدیث ہیں۔ اور انہیں عبدالوہاب نجدی سے والہانہ محبت ہے۔ دوسرے تمام اسلامی ممالک کے متعلق ان کی رائے ہے کہ وہ سب کے سب مغربی تہذیب سے بے حد متاثر ہیں۔ مگر نجد و یمن ان تاثرات سے محفوظ ہیں۔ ان کے متعلق بھی ان کی زبان ہی سے کچھ سن لیجئے:۔

"نجد و یمن ہی دو ایسے عرب علاقے رہ گئے ہیں۔ جن کا بیرونی دنیا سے بہت کم اختلاط ہوا ہے۔ اور وہاں زبان بڑی حد تک غنیمت اور لکھنے پڑھنے کی زبان سے بہت قریب ہے۔ نیز اہل نجد اپنی دینداری اور تقشف میں بھی بہت مشہور ہیں۔ اس لئے سفر نجد کا ارادہ کرتے ہوئے دل میں ایک اور تمنا پرورش پا رہی تھی۔ توقع تھی۔ یہاں ہماری بات سننے والے مل جائیں گے گو بعض احباب نے اس کے برعکس تنبیہہ کر دی تھی۔ کہ شخصی حکومت میں اسلامی نظام حکومت کا نام لینا بھی جرم خیال کیا جائے گا"

مولانا مسعود عالم صاحب اپنی ایک عربی کتاب کی زبان کی تصحیح کے لئے اپنے استاد ہلالی صاحب کے پاس بغداد میں اُن کے مکان پر جاتے اور ان کی مجلس میں بیٹھتے رہے۔ یہ ہلالی صاحب ندوہ میں کبھی ان کے استاد رہے تھے بغداد کی مسلمان عورتوں کے متعلق مسعود عالم صاحب کے تاثرات حسب ذیل ہیں۔ صفحہ ۵۹ کتاب دیار عرب:۔

"آج پھر شام کو ہلالی صاحب کے انگریزی ترجمہ کا دن تھا ہم لوگ بھی کلیہ الملکہ عالیہ پہنچے اور ترجمہ کی مجلس میں شریک رہے یہ لڑکیوں کا کالج ہے۔ مگر استاد سب کے سب مرد ہیں، پردہ بالکل نہیں۔ لباس بالکل عریاں، لباس کی عریانی یہاں بالکل عام ہے۔ دیندار لوگوں کے گھروں میں بھی یہی لباس عام ہے۔ فرق یہ ہے۔ کہ آزاد عورتیں اسی لباس میں باہر گھومتی پھرتی ہیں۔ متدین گھروں کی خواتین ایک سادہ جلباب ڈال کر نکلتی ہیں۔ بعض بعض اس طرح اوڑھتی ہیں کہ چہرہ کے سوا تمام جسم اچھی طرح ڈھکا رہتا ہے۔ کالج کی لڑکیوں میں بھی دو قسم کی لڑکیاں ہیں۔ مگر چہار دیواری کے اندر سب کا لباس عریاں ہے۔ ہلالی صاحب کے ساتھ بارہا اندر جانا ہوتا ہے۔ ہم پر جو کچھ گزرتی ہے وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس ماحول میں یہ کوئی قابل ذکر بات نہیں"

(دیار عرب صفحہ ۵۹)

(باقی پر صفحہ ۲۳ کالم ۲)

ایم۔ ایس۔ بھٹی پرنسپل [illegible] مسلم کالج

کشمکشِ مذہب و سائنس کا واحد حل اسلام میں ہے

(۱) اس مضمون کا موضوع اگرچہ ڈریپر کی مشہور کتاب Conflict of Science and Religion کا لفظی ترجمہ ہے۔ لیکن پچھلی نصف صدی میں اس کا مفہوم کلیتاً بدل چکا ہے۔ ارتقاء کا نظریہ۔ رفتار کا تصور۔ اور اجرام فلکی کی باہمی کشش اور ہیئت طبعی کے متعلق اب تک حیرت انگیز ترمیمات اور اضافے ہو چکے ہیں۔ غرضیکہ اس نصف صدی کے اندر جتنے انقلابات رونما ہو چکے ہیں۔ وہ اس سے قبل پانچ ہزار سالوں میں مشاہدہ میں نہیں آئے اور آئندہ کے لئے جو امکانات نظر آ رہے ہیں ان کے تصور و تخیل سے بھی انسانی جسم پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔ جرمنی کے شہرۂ آفاق فلاسفر Emmanuel Kant ایمونیل کنٹ کے الفاظ میں صرف دو مناظر ایسے رہ گئے ہیں کہ جن میں نہ تبدیلی ہو سکی ہے۔ اور نہ تبدیلی کا امکان نظر آ رہا ہے۔

The Starry Heaven above and The Moral Law below.

آسمان پر تاروں بھری کائنات۔ اور زمین پر اخلاقی قوانین۔ یہ ان الدین عند اللہ الاسلام کا کیا خوبصورت ترجمہ ہے۔

ایسا ہی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ ذالک الدین القیم۔ ولکن اکثر الناس لا یعلمون آج کے بینی مولادہ دور سائنس کے لئے ایک انمٹ اور خوبصورت دلیل ہے۔

ان انکشافات سائنس کی روشنی میں ان الدین عند اللہ الاسلام کیا خوبصورت اور موزوں اور مبنی برحقیقت قانون قدرت کی ایک واضح تشریح نظر آ رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کائنات کا ابدی اور خاموش ترانہ یہی ہے۔ عارف رومی نے بھی اسی حقیقت کی طرف ہماری توجہ کو اور ذہن کو رجوع کرنے کے لئے اپنے اس شعر میں ایک بہت بڑے تخلیقی نظریہ کو پیش کیا ہے ؎

ہر گیا ہے کہ از زمین روید
وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

ہم اس دور کی حیرت انگیز ایجادات و اختراعات سے متاثر ہو کر یہ فراموش کر دیتے ہیں کہ ان کمالات اور تصرفات کا موجد حقیقی حضرت انسان ہے۔ جسے مذہبی عقائد کی بناء پر اکثر مذاہب نے اسفل السافلین کی سطح پر کھڑا کر دیا ہوا ہے۔

(۲)۔ اور نہ صرف ضعیف انسان بلکہ مجسمۂ ظلم و عصیان کی شکل میں پیش کیا ہے۔ لیکن اسلام انسان کا مقام اتنا ارفع اور بلند قرار دیا ہے۔ اور اس کی عظمت اور کمال کا وہ تصور پیش کیا ہے کہ وہ اس کی بدولت اب ماہ پرویں تک پرواز کر رہا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کی بشارت اور تعلیم نے انسان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ آج انقلابات کا موجد اور صناع تسلیم کیا جا رہا ہے۔ تمام انسانیت اسلام کے اس احسان عظیم کو فراموش نہیں کر سکتی۔ اسی مقصد کے پیش نظر خود فخر الموجودات و افضل البشر سیدنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بہ یک وقت عبدہٗ و رسولہٗ تعین فرما کر انسان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اس مقام عبودیت پر فخر کر سکے۔ اور اللہ کریم نے اسی تخلیق سے محظوظ ہو کر اپنے لئے احسن الخالقین کی صفت کو نمایاں فرما کر اس سلسلۂ کائنات کی تسخیر و تصرف کی باگ ڈور اپنی مشیت ایزدی و تکوینی کے ماتحت اس کے سپرد کر دی۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

(۳) قرآن مجید کی سیر بھی ایک طرف تو نسل انسانی کے ابتداء سے انتہا تک کے واقعات پیش کرتی ہے دوسری طرف اس کے نصرہ علمی و روحانی اس کی بار بار آمد کی داستان روشنی و تاریکی۔ اور اس کے ارتقاء اور معصیت اور اس کی بلند پروازی اور انحطاط کا ایک مکمل اور بصیرت افروز اور عبرت آموز نقشہ بھی ایسے جامع الفاظ میں جن کے عمق اور وسعت کا اندازہ ہی ناممکن ہے۔ ایک ناظر حقیقی کے سامنے پیش کرتی جاتی ہے صحیح معنوں میں صحیفہ قدرت اسی کا نام ہو سکتا ہے۔ اور شاعر حقیقت شناس کے الفاظ میں اس کے مطالعہ کے دوران میں یہ منظر بار بار نظر کے سامنے آتا رہتا ہے۔

بس یہ نشان کردگار دیکھتا چلا گیا
بلند اور پست کو۔ بود اور ہست کو۔ دیکھتا چلا گیا
بس یہ شان کردگار دیکھتا چلا گیا

(۴) قوم نوح سے لے کر عاد و ثمود۔ قوم لوط اور فراعنۂ مصر۔ اور بے شمار دیگر اقوام کے حالات بالالتزام قرآن کریم ایک سرسری نظر ڈالنے والے ناظر و مبصر کے سامنے پیش کرتا جاتا ہے۔ ان کا بار بار اعادہ بھی ہو رہا ہے۔ اور ان میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اور ہم مختصر سے عرصہ وقت میں نسل انسانی کے تمام واقعات اور انقلابات سے پورے طور پر واقف ہو جاتے ہیں۔ ساتھ ہی ہر قوم کی ترقی اور تنزل کے اسباب بھی واقعات سے زیادہ وضاحت کے ساتھ ہمارے دل و دماغ کے سامنے کچھ اس طریق سے پیش کئے جاتے ہیں کہ ماضی حال میں تبدیل ہو جاتا ہے اور حال مستقبل میں۔ چنانچہ فرمایا :— قل سیروا فی الارض۔ فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل۔ قرآن کریم کی سیر بنی نوع انسان کے تمام انقلاب روحانی اور جسمانی کی حامل ہے۔ اور جو انقلابات ہم دیکھ رہے ہیں، یا ماضی میں دیکھ چکے ہیں۔ وہ انہی واقعات کا اعادہ اور انہی نتائج کی طرف نشان دہی کے مؤثر ذرائع بن جاتے ہیں۔ جب ہم قرآن کریم کے پیش کردہ تاریخی پس منظر کا اپنے ذہن میں پورا پورا استحضار کر لیں گے۔ تو انقلاب قرطاس اور دوسرے صحیح معنوں میں اساطیر الاولین میں تبدیل ہو کر ماضی کی صدائے بازگشت بن کر باقیات الصالحات کا گہرا نشان ہماری سیرت میں پیوستہ کر کے زندگی کے اہم مسائل سے آگاہ کر دے گا۔ اور اس سیر کے دوران میں بار بار ہماری زبان پر خاموش لیکن ناقابل فراموش

انداز سے لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کا ترانہ جاری کر دے گا۔ اور
یہ نہ صرف انسانوں کی زبان پر جاری و ساری
ہوگا بلکہ تمام کائنات اس سے منور اور معمور
ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے مامور بھی اسی منزل
مقصود کی نشاندہی کے لئے مامور ہوتے
ہیں۔ قرآن کریم کی سیر صرف تاریخ انسانی تک
ہی محدود نہیں ہے۔ اس کی حدود کے اندر
وہ تمام قوانین جو انسان کی تہذیب نفس اور
تعدیل اخلاق اور ایک پاکیزہ معاشرہ۔ اور
ایک مکمل ضابطۂ حیات کے لئے ضروری
ہیں۔ اس خوبصورتی۔ وضاحت اور فصاحت
سے پیش کئے گئے ہیں۔ کہ ان کے نفاذ
اور انعقاد کے بعد کسی مزید اضافہ اور ترمیم
کی گنجائش نہیں رہتی۔

ہر چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسلام اسی ضابطۂ حیات کا نام ہے اور اس
کی اتباع کمال انسانی کی دلیل اور اس کی کامرانی
کی کفیل ہے۔

(۵) - سائنس کی ترقی اور تصرفات میں اسلام
کا ایک نمایاں بلکہ بنیادی حصہ ہے۔ اگر اسلام
اور بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا وجود آج سے چودہ سو سال پیشتر
اس عالم کون و مکان میں نہ ہوتا۔ تو تاریکی
کا دور اور ظلمتوں کی گھٹائیں کبھی چھٹ سکتیں
اسلام نے جبر و اکراہ اور ذہنی غلامی اور
روحانی پستیوں کے دور کا خاتمہ کرنے کے
بعد انسان کو ایسے بلند مقام پر کھڑا کر دیا۔ کہ
اسے کئی اور جہان نظر
آنے شروع ہو گئے۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
زمیں اور بھی آسماں اور بھی ہیں

یہ قرآن کریم کی صدائے بازگشت ہے۔
قرآن کریم نے موت اور حیات کا بھی ایک
نیا اور خوش آئند تصور ہمارے سامنے
پیش کر دیا بل احیاء ولکن لا
تشعرون۔ قرآن کریم کے حقائق اور صداقت
اس کی تعلیمات اور تحقیقات اور اس
کی تبشیرات اور تنذیرات اس دور سائنس
کے ساتھ اتنی مطابقت رکھتی ہیں۔ کہ جب
نظر غائر سے اور خالی الذہن ہو کر محض
واقعاتی رنگ میں ان پر غور و فکر کی جائے
تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن حکیم کو
اسی خاص دور کے تقاضوں کو پورا کرنے
کے لئے اللہ کریم نے نازل فرمایا ہے
صحیح تو یہ ہے کہ ہر دور اور ہر زمان اور
اور ہر انسان کے لئے ابد الآباد تک

یہی دستور العمل نافذ ہو چکا ہے۔ الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی۔ باقی جتنے ضابطۂ حیات
تھے۔ یا الہامی صحائف تھے وہ یا تو مکمل طور
پر اس کی تعلیمات میں محفوظ ہو چکے۔ یا پھر
وہ قطعی طور پر متروک ہو چکے ہیں۔ جاء
الحق وزھق الباطل ان الباطل
کان زھوقا۔ ایک ایسا اٹل سائنٹیفک
اصول ہے جو قرآن کریم کی ہر آیت اور لفظ
پر صادق آتا ہے۔ دنیا کے جتنے نامور
سائنسدان گذرے ہیں۔ انہوں نے شعوری
اور غیر شعوری طور پر بھی اسلام کی صداقت
کو تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے اصولوں۔ اور
عقائد۔ اس کے نظام دینوی اور اخروی
کو دنیا کی تمام مشکلات کا واحد حل تسلیم کیا ہے۔
برنارڈ شا اسلام کو مستقبل کا واحد
مذہب قرار دیتا ہے۔ برٹرینڈ رسل غیر شعوری
طور پر یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ دنیا دو قسم
کے قوانین کے ماتحت کام کر رہی ہے جو
بیک وقت اس کارخانۂ حیات پر نافذ ہیں
وہ جو عیاں ہیں۔ اور وہ جو نہاں ہیں۔ اور
خوبی یہ ہے کہ جو پوشیدہ طاقتیں ہیں وہ
تمام عالم باطن اور ظاہر پر مسلط ہیں۔
یومنون بالغیب کی ایک سائنسدان
نے کیا خوب تشریح و تفسیر پیش کی ہے۔
ھو الاول۔ ھو الآخر۔ ھو الظاہر
ھو الباطن کی۔ اور واللہ علیٰ کل
شیءٍ قدیر کا لفظ بہ لفظ ترجمہ اس
سے بہتر الفاظ میں نہیں پیش کیا جا سکتا
صرف عقل انسانی کا ایک جزو اصل ہے
Reason is a part
of nature
اور جزو کل کے برابر کس طرح ہو سکتا ہے۔
How can a part
be equal to the whole

عطا کی عقل جس نے عقل اس کو کس طرح پائے
سمجھ بخشی ہے جس نے وہ سمجھ میں کس طرح آئے

سائنس علم کل اور عقل کل کا ایک حصہ ہے۔ بلکہ
حصے fraction of a fraction
کا بھی ایک حصہ۔ سائنس آپ کے لئے
اطمینان قلب کا کبھی بھی سامان پیدا نہیں کر سکتی
آپ ستاروں تک اور ماہ و خورشید تک
پہنچ سکتے ہیں۔ آپ اس سے آگے بھی ضرور
نکل سکتے ہیں۔ لیکن اطمینان قلب اور تشنگی
روح اور جاودانی زندگی کے لئے ان آسائشوں
اور تیز رفتار آلات کے ذریعہ کوئی سامان
حاصل نہیں ہو سکتا ہے

آزمودم عقل دور اندیش را
بعد ازاں دیوانہ سازم خویش را

جہاں فرزانگی ختم ہوتی ہے۔ وہاں سے
یہ دیوانگی کا عالم شروع ہوتا ہے۔ تو کیا سائنسدان
اس احتیاج فطری سے مستثنےٰ ہو سکتے ہیں یا نہیں
بن سکتے ہیں۔ بڑے بڑے سائنسدان لاعلاج
بیماری کے عالم میں وجدانی کیفیت کے ساتھ
بارگاہ ایزدی کے دروازے پر کھڑے
ہوئے ہیں۔ اور دامن مراد کو چاک کر کے واللہ
واسع علیم کہتے کہتے واپس آ گئے ہیں۔
موت کے سامنے اور زندگی کی کشمکش میں
پشیمانی کے ساتھ واپس ہو کر ایاک نعبد وایاک
نستعین کا ورد کرتے کرتے منزل مقصود
تک پہنچے ہیں۔ سائنس اور سائنسدانوں کی تمام
کوششیں اور کامرانیاں لا الٰہ کی وسعتوں
میں ایک ذرۂ ریگستان بن کر ناپید ہو جاتی ہے

قلندر جز دو حرف لا الٰہ سے واند
فقیہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

اسلام اور قرآن کریم شکستہ دلوں کے لئے
اور مجروح روحوں کے لئے ایک مجرب اور
حتمی علاج ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن
القلوب۔

(۶) آج دنیا کے سامنے کتنی امیدیں ہیں لیکن
خطرات ان امیدوں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔
بڑے بڑے ممالک کے صدر اور وزراء
نہ موت سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ اور نہ
فانیت سے غافل۔ یہ مسئلہ ہمارے سامنے
دنیا اور مقدار کا نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ
کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ مادی دنیا کی اقدار
اور معیار ابتداء سے ایسے ہی چلے آئے
ہیں۔ اور آخیر تک چلے جائیں گے المال
والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا
شروع سے ایسا ہی چلا آتا ہے۔ لیکن
باقیات الصالحات کا درس آپ کو قرآن
کریم کی وساطت سے ہی صحیح معنوں میں نصیب
ہو سکتا ہے۔

ایماں نہیں وہ چیز جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو قرآن کے سیپاروں میں

اہل سائنس کے سامنے اس وقت
دو اہم موضوع ہیں۔ ایک تو قدرت کی تمام
مخفی طاقتوں کا جائزہ اور احاطہ۔ اور امور
انسانی کی تنظیم و تدوین ہیں۔ ان کے اطلاق و
استعمال سے ایک ایسا انقلاب پیدا
کرنا کہ انسان کا معیار زندگی بلند سے بلند تر
ہو سکے۔ ہر شخص کو رہائش کے لئے محل
اس کی خوراک کے لئے بہترین غذا حاصل
رسل و رسائل میں برق رفتاری۔ سائنسدانوں کا

یہ دعوے ہے ۔ کہ حیات بعد الممات کے تو ہم قائل نہیں ۔ البتہ اس دنیا کو ہم ضرور جنت میں تبدیل کرنے کے اہل ہیں ۔ ابھی حال ہی میں سائنسدانوں نے یہ دعوے بھی دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے کہ سب سے مشکل اور لاینحل مسئلہ موت کا ہے ۔ ہم انسان کو موت کے بعد بھی زندہ رکھنے کے قابل بن چکے ہیں ۔ ہم انسان کے دل ۔ اس کے جگر ۔ اس کی آنکھوں اور تمام اعضائے رئیسہ کو بعینہٖ اسی حالت میں متحرک اور زندہ رکھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔ جیسا کہ وہ انسان کی دوران زندگی میں کام کرتے نظر آتے ہیں ۔ اور سائنس کے مخصوص انداز اور الفاظ میں یہ دعوے بھی پیش کیا ہے ۔ کہ ایک انسان جامد اور غیر متحرک زندگی بھی بسر کر سکتا ہے ۔ اور ایک فعال اور متنعم اور قیامت خیز زندگی بھی ۔ موت وہ معاوضہ اور قیمت ہے جو آپ کو صحیح معنوں میں زندہ رہنے کے لئے ادا کرنی پڑتی ہے ۔ موت و حیات زندگی کے دو باب ہیں ۔ جنہیں مرنا نہیں آتا ۔ انہیں جینا نہیں آتا ۔ خلق الموت والحیات ۔ کل شیئٍ ھالک ۔ اس کے بغیر یہ کتاب مکمل ہی نہیں کہلا سکتی ۔ آپ قرآن کریم کا حکیمانہ اور بلیغانہ مطالعہ فرمائیں ۔ یہ اسی کتاب مبین کا سکھایا ہوا سبق ہے ۔ جو زندگی کو انسان کی تحریر کی ہوئی ایک کتاب مرقوم سے تعبیر کرتا ہے ۔

سائنس تو قدم قدم پر قرآن کریم کے نظریات کی ترجمانی کرتی ہوئی نظر آ رہی ہے ۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک عملی تفسیر ہے ۔ ہمارے عالم اور شاعر آخرت اور قیامت کی تقریریں تو دے رہے ہیں لیکن خود دین کے حقائق سے قطعی بے خبر ہیں ۔

(۷) سائنس اور اسلام میں نہ تو بظاہر کوئی تصادم ہی نظر آتا ہے ۔ اور نہ ہی اقرار توحید اور عقیدۂ جزاء و سزا میں کوئی بات اسلام کی تعلیمات اور سائنس کے قطعی تجزیہ جات علت العلل ۔ Final Cause کے تسلیم کرنے میں ہماری صحیح فطرت ۔ ۔ ۔ ۔ میں کوئی کراہت یا نفرت کا احساس پیدا کرتی ہے ۔ سائنس اور قرآن کریم کا تعلق جان اور روح کا ہے

من تو شدم تو من شدی ۔ من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ایک طرف سائنس کے تصرفات میں زندگی کے تمام تعمیری مسائل اور منصوبے شامل ہیں ۔ لیکن ان تعمیری ایجادات و اختراعات کے ساتھ دو عجیب قسم کے خطرات بھی دامنگیر ہیں ۔ ان میں ایک تو نوعِ انسانی کی تباہی اور کالعدم ہونے کے امکانات دن بدن بڑھ رہے ہیں ۔ آئندہ آنے والی جنگ کو War of annihilation کے نام سے موسوم کیا جا رہا ہے ۔ یعنی موجودہ آلات و اسلحہ جات چند گھنٹوں میں دنیا کا خاتمہ کر دیں گے ۔ اور اگر جنگ خوش قسمتی سے معرضِ التواء میں پڑ گئی تو ایک نئی قسم کا زلزلہ آنے گا جس کا نام بجائے آسمانی زلزلے (Earth quake) آبادی کا غلغلہ (Birth quake) رکھا گیا ہے آئندہ پچاس سال کے عرصہ میں دنیا کی آبادی موجودہ شرح افزائش کے بموجب تین صد کروڑ سے چھ صد کروڑ تک پہنچ جائے گی ۔ اور ایک عالمی جنگ سے زیادہ خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ ایک طرف تو قحط قلت کا اندیشہ دامنگیر رہا ہے ۔ اب قحط افراط کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں ۔ اسلام نے ایک تو ضبطِ نفس کی تعلیم پیش کی ہے ۔ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب کی بشارت دے کر انسان کو اس فکر رزق و معاش سے ہمیشہ کے لئے مستغنی بنا دیا ہے ۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی ایک شعر میں مادیت پرست اور سائنس کے دلدادہ فلسفۂ حیاتِ مغرب کو اور روح پرور اور ایمان افروز تعلیمات اسلام کو نمایاں اور مدلل طریق سے پیش کر دیا ہے ۔ جس کے آگے انسان کا تعصب اور تمرد جنبش نہ کھائے ۔ تو دوسری بات ہے ۔ لیکن یقیناً فطرت صحیحہ اور عقل سلیم اس کو خود بخود تسلیم کرنے پر مجبور ہوتی ہے

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب
گبر و ترسا را وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

سائنس نہ تو اس دنیا میں ایسی آسائش کے سامان پیدا کر سکی ۔ جس سے انسانوں کو اطمینان قلب ہو ۔ اور نہ ہی آخرت پر یقین اور وثوق سے اس کے ثبات و صداقت پر انسان کو قائم کر سکتی ہے ۔ آخر یہ کیسی عجیب ترتیب ۔ ۔ ۔ (Equation) زندگی کی ہے ۔ جس کا ماحصل صفر ہو equal to zero ہو ۔

اسلام نہ صرف ایک مکمل ضابطہ حیات کی تشکیل و تعمیر کا ایک بہترین ۔ قابل عمل ۔ اور قابل تقلید خاکہ پیش کرتا ہے ۔ بلکہ جناب پیغمبر آخر الزمان و صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کی زندگی اور بنی نوع انسان کی اخلاقی اور مادی ترقیاں ۔ اور ایک مکمل معاشرہ کا نمونہ بھی ساتھ ہی پیش کرتا ہے ۔ آخر سائنس کا ایک مسلمہ اصول تو ایسا ہے جس سے کوئی سائنسدان بھی انکار نہیں کر سکتا ۔ کہ واقعات کی شہادت کے سامنے اور تجربہ گاہ کے نتائج کے خلاف کوئی حقیقت یا واقعہ قابل قبول نہیں ہو سکتا ۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

(۸) جب آپ تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ حضور نبی کریم صلعم سے زیادہ کامیاب پیغمبر دنیا کی تاریخ میں پیدا نہیں ہو سکا ۔

The most successful religious reformer in the history of the world.

جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کے تمام اصول اور قواعد مین فطرت انسانی کے مطابق ہیں

Islam is the natural and inevitable religion of humanity (Bernard Shaw & Carlyle)

جب آپ اعتراف کرتے ہیں کہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے ۔ کہ آپ کتنے شدید تعصب کے جذبہ کے ماتحت اس کی طرف رجوع کریں لیکن اس کی عظمت سے دل معمور ہو جاتے ہیں اور قلب منور ہو جاتے ہیں ۔ اور مجبوراً اس سے علیحدگی اختیار کرنی پڑتی ہے

مہاتما گاندھی جیسا کٹر سناتن دھرمی جب سیرت نبوی کی تین جلدوں کا مطالعہ کر چکتا ہے تو وہ اپنی حسرت کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے ۔ کہ افسوس اس کی چوتھی جلد موجود نہیں ۔

How deeply I regret there is no fourth volume available of this glorious life

دنیا کے نامور تاریخ نویس گبن اور سلائڈ برائٹس اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ دنیا میں صحیح جمہوریت کا تصور اور اس کا عملی طور پر کامیاب تجربہ صرف تاریخ اسلام میں ہی مل سکتا ہے ۔

آج آپ کے سامنے (اقوام متحدہ ۔

کاسب سے بڑا بین الاقوامی ادارہ سسکیاں لیتا نظر آرہا ہے۔ اسلام نے اور قرآن کریم نے جو چارٹر بنی نوع انسان کے سامنے پیش کیا تھا:- تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا بالاثم والعدوان۔ آؤ ہم سب مل کر نیکی کے کاموں، اور خدمت خلق کے لئے ایک متحدہ محاذ قائم کرکے دین کو ظلم اور عدوان کے شر سے محفوظ کریں۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ استفسار کیا گیا۔ کہ حقیقی معنوں میں اسلام کیا ہے، تو آپ نے فرمایا:- التعظیم لامر اللہ والشفقت علی خلق اللہ۔ تو کیا سائنس کے علمبردار ان واضح حقیقتوں اور دلائل و شواہد اور خود محققین کے اقوال و تجربات سے آنکھیں بند کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

(9) موجودہ دور کے اہم مسائل میں سے سیاسی دنیا میں ایک بحران عظیم اور اختلاف شدید کے باعث ایک ایسی عالمی جنگ کا امکان ہے کہ جس کے نتائج اتنے ہولناک اور تباہ کن ہو سکتے ہیں۔ کہ صدیوں کی ترقی کے نام کے تمام نشانات ایک آن میں کالعدم ہو جائیں گے اس جنگ کے التوا کا باعث نہ خوف خدا ہے۔ اور نہ ہی شفقت علی خلق اللہ بلکہ ایک ایسی نفسیاتی کیفیت پر مبنی ہے جس کی وجہ سے ہر ملک اس غیر یقینی امر سے خوف کھا رہا ہے آخر میں ناکامی کس ملک کو ہوگی۔ اور کامیابی کس ملک کی۔ اور زندہ کون ملک رہ سکتا ہے۔ اور کلیتاً تباہ کونسا ملک ہو کر رہے گا۔ اگر روس کو امریکہ کے خلاف جنگ کے اعلان میں اپنی سو فیصدی کامیابی نظر آ جائے، یا امریکہ کو روس کے خلاف اپنی کامیابی کا یقین ہو جائے تو پھر آج ہی اعلان جنگ کی صدا سے بازگشت دنیا کے طول و عرض میں ایک نغمۂ روح فرسا بن کر آپ کے کانوں تک پہنچ جائے

This balance of uncertainty is greatest deterrent force

یہی احتمال شکست اس وقت ہماری سلامتی اور امن عالم کا موجب بنا ہوا ہے۔ خدا کرے اس کی طوالت صدیوں تک دراز ہو جائے۔ اللہ کریم جو حکمتوں اور مصلحتوں کا سرچشمہ ہے۔ اس تذبذب سے وہ کام لے رہا ہے۔ جو (Nuclear weapons) اور ہائیڈروجن بم سرانجام نہیں دے سکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

واللہ علی کل شیء قدیر۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرا ابابیل

کار زیپلن تجھے لے دیں گے ابابیلوں سے

یہ معجزہ آج بھی اسی وضاحت سے ہمارے سامنے نظر آرہا ہے۔ جیسے آج سے چودہ برس پیشتر ابرہہ شہنشاہ نجاشی کے مشہور سپہ سالار کے زمانہ میں نظر آیا تھا۔ جب اس نے کعبۃ اللہ کے انہدام کا عزم بالجزم کرکے سرزمین عرب کو تاخت و تاراج کرنا چاہا تھا۔ لیکن بالآخر وہ خود جہنم واصل ہو گیا۔

(10) آج ہمیں دو قسم کے خوفناک دشمنوں کا بیک وقت مقابلہ کرنا ہے۔ اور اس کے لئے اپنے آپ کو من حیث القوم تیار کرنا ہے۔ اس قسم کی جنگ دنیا کی تاریخ میں اس سے قبل وقوع میں نہیں آئی یہ نہ صرف ہماری قوم کی شجاعت اور صبر و استقلال کا امتحان ہے۔ بلکہ ہمارے جان سے زیادہ محبوب عقائد اور تعلیم و فلسفۂ اسلام کا بھی اس میں سب سے اہم اور کڑا امتحان ہے۔ اور خداوند کریم نے اس خاص جماعت کو ان خطرات سے عین وقت پر مجدد دوران علیہ الرحمۃ کی بعثت کی برکت سے آگاہ بھی فرما دیا ہے تاکہ اس ابتلائے عظیم پر فتح یابی حاصل کر سکے۔ اس جماعت کو خدا نے اتنا بڑا شاندار علم کلام اور فہم قرآن بخشا ہے۔ کہ اس وقت کوئی جماعت اس لحاظ سے آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حال ہی میں بشپ رابن سن نے جو شہرۂ آفاق کتاب تحریر فرمائی ہے

آؤ ہم خدا سے تو دیانتدارانہ سلوک کریں یعنی اسی کتاب کی اس موضوع پر بھی ضرورت ہے آؤ ہم اس تحریک احمدیت کے ساتھ بھی دیانتدارانہ رویہ اختیار کریں جس نے اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا اہم فریضہ اپنا نصب العین قرار دیا ہے۔ اور یورپ اور امریکہ اور افریقہ اور ایشیا میں اسلام کا پرچم بلند مقام پر نصب کر دیا ہے۔ پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ ایک طرف آپ کے Crystal - clear صاف شفاف عقائد ہیں جو اسلامی عقائد کا ہی ایک۔۔۔۔۔۔ revised edition یعنی جدید اور روشن ایڈیشن ہے اور دور حاضرہ کے تقاضوں کو سائنس کی روشنی میں اور ایسی مکدر سیاسی فضا میں پورا کر سکتے ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ آپ کا وہ جذبۂ عمل ہے۔ جو تمام مخالف و موافق گروہوں پر روز روشن کی طرح اظہر من الشمس ہے اگر دیانتدارانہ احتساب کیا جائے۔ اور صحیح جائزہ لیا جائے۔ تو اس جماعت کی عظمت اور خدمت اسلام کا اعتراف لازمی ہے گا

ایں کار از تو آید۔ و مرداں چنیں کنند

جن دو خطرناک جنگوں کا میں نے ابھی ابھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک تو۔۔۔۔۔۔ ideological یعنی نظریاتی جنگ Cold war ہے اور دوسری کو war of nerves یعنی سرد لڑائی

عصابی جنگ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور کسی محقق نے لطیف انداز سے خوب کہا ہے۔ کہ سرد پانی کو آگ میں تبدیل کرنے کے لئے صرف تھوڑی سی لکڑی اور اور بجلی کی ضرورت ہے۔ پھر اس کے بعد نتائج کا آپ خود ہی تصور کر سکتے ہیں۔

ظھر الفساد فی البر و البحر

میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اور اسی ضمن میں لاتفسدوا فی الارض کی تعلیم دے کر اکنتم خیر امۃ کے مقام پر ہم سب کو کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اور رسول مقبول کی ذات اقدس کو ابدالاباد تک کے لئے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین کی سند عطا فرما کر مستقبل انسانی کی روحانی قیادت اور دنیوی فلاح و بہبود کے لئے انہیں صرف life President ہی نہیں بلکہ۔۔۔۔۔ Eternal Prophet & guide قیامت تک کے لئے ایک مکمل نمونہ بنا کر خاتم النبیین۔ بنی نوع انسان کا ہادی اور شفیع مقرر فرما دیا ہے۔ ان حقائق کو عقل سلیم خود بخود تسلیم کرتی جاتی ہے۔

(11) حال ہی میں میرے ایک فاضل دوست جو میرے زمانۂ طالب علمی میں ایم اے میں میرے کاتب جوابات امتحان رہ چکے ہیں۔ ایک نہایت دلچسپ اور اہم موضوع پر اخبارات میں ایک مضمون شائع کروایا ہے۔ جس میں انہوں نے تعمیر قوم اور تعمیر ملت میں جو بنیادی اختلاف ہے۔ اس پر روشنی ڈالی ہے۔ تعمیر ملک اینٹ اور گارے سے ہوتی ہے مگر قوم کی تعمیر دل اور دماغ کی ساخت اور تربیت سے ہوتی ہے۔ ملک کی تعمیر اجنبی اور غیر ہاتھ بھی کر سکتے ہیں۔ مگر قوم کی تعمیر قوم کے اپنے دل اور دماغ سے ہی ہو سکتی ہے کوئی قوم اجنبی اور غیر قوم کی تعمیر قوم کے اپنے مزاج اور حالات کے مطابق کبھی نہیں کر سکتی اگر وہ کسی قوم کی تعمیر اور ترقی کے لئے سوچ سکتی ہے۔ تو وہ اس قوم کو اپنے فکر و نظر کے سانچوں میں ڈھال دیتی ہے [illegible] قومی منصوبے [illegible] کہلا سکتے ہیں۔ جو قوم کے اجتماعی [illegible]

منسوب کئے جاسکیں۔ اور جس کے لئے قوم من حیث القوم اس کی تفصیلات مرتب کرنے میں برابر کی شریک رہی ہو۔ ملک کی رفتار تعمیر و ترقی مادی وسائل کی محتاج اور دست نگر ہوتی ہے۔ مگر قوم کی رفتار تعمیر و ترقی عزائم اور ارادوں کی رفتار کے ساتھ ساتھ گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہے۔ کسی ملک یا قوم کی عزت و توقیر اس نسبت سے نہیں ہوتی کہ اس ملک کے پاس عظیم شاہراہیں کس قدر ہیں۔ دانشکدے کہاں کہاں بکھرے ہوئے ہیں۔ کارخانے اور حکومتی ادارے کس قدر منظم ہیں۔ یا خزانے میں سونے اور چاندی کے انبار کس قدر فلک بوس ہیں۔ ملک اور قوم کی عزت و توقیر اس میں بسنے والی قوم کی سیرت و کردار عزیمت و جرأت اور ملی شعور کی صحت و شوکت سے متعین ہوتی ہے۔ میرے اس فاضل دوست نے اپنے اس مختصر سے مضمون میں غلامی کے دور کی بلند شخصیتوں کے کارنامے ان کی آتشیں تحریروں اور شعلہ ریز تقریروں کا حوالہ دے کر اس دور کے نوجوانوں کو یہ سبق سکھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے اپنی ذمہ داریوں کا اندازہ لگائیں۔ اور اپنے ماضی کی اور عہد غلامی کی پیدا کردہ شخصیتوں آن سیرت و کردار اور ان کے روحانی تصرفات اور عملی کمالات کو فراموش نہ کریں (حسن اتفاق سے جناب حضرت مجدد اعظم کا زمانہ بھی وہی دور سیاسی غلامی کا تھا)۔ جب قوم کا ہر فرد سیرت و عمل ہو تو صدیوں کی ترقی چند سالوں میں پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہے اور سالوں کے پروگرام ہفتوں اور دنوں میں کامیابی کے ساتھ ختم کئے جاسکتے ہیں۔ ذرا روس، جاپان اور چین کی ترقی کے مدارج اور مدت کا جائزہ لیں۔ ۱۹۱۷ء کا روس صرف ایک مطلق العنان فرد واحد کی ذاتی ملکیت تھا۔ خدا آسمان پر، زار روس زمین پر۔ آج روس کا ہر مرد اور ہر عورت حکمران ہے۔ ۱۹۰۵ء میں جاپان کا پہلی دفعہ دنیا سے تعارف کرایا گیا۔ لیکن آج کا جاپان باوجود شکست فاش جرمنی کی مانند

از سر نو زندہ اقوام میں شمار ہوتا ہے۔ بلکہ شکست خوردہ جرمنی کی مانند تمام ترقی یافتہ اقوام۔ کے دوبارہ پیش پیش جا رہا ہے۔ اور چین جو افیم خور، بیمار انسانوں چیونٹیوں اور حشرات الارض کا ایک بے جان مجموعہ تھا۔ ۱۹۴۹ء میں اپنی آزادی کا اعلان کرتا ہے اور آج ۱۹۶۲ء میں مغرب و مشرق

کی تمام مہذب اقوام میں ایک ممتاز مقام حاصل کر چکا ہے۔ اس کی پینسٹھ کروڑ آبادی سے انگریز اور امریکہ، بلکہ روس اور باقی دنیا کی تمام اقوام لرزہ براندام ہیں۔ اور ہندوستان جس کی آبادی اب پچاس کروڑ ہے۔ رعشہ طاری ہو رہا ہے۔ آخر اس محیر العقول ترقی اور قوت کا راز کیا ہے۔ اسی طرح افریقہ کی سیاہ فام اور علم و فنون سے ناآشنا قومیں یکے بعد دیگرے منصۂ شہود پر آسمان کے ستاروں کی طرح دنیا کی نظروں کے سامنے آ رہی ہیں۔

(۱۲) ذرا تفحص سے کام لیتے ہوئے اب اسلامی ممالک اور ان کے مقام اور ان کے حال و مستقبل کا جائزہ لیں۔ صرف پاکستان کی آبادی انگلستان اور فرانس کی مجموعی آبادی سے دو کروڑ زائد ہے۔ انڈونیشیا کی نو کروڑ آبادی جرمنی کی نو کروڑ آبادی کے برابر ہے۔ افریقہ کے ۱۳ کروڑ مسلمان روس کی آبادی کے تقریباً برابر ہیں۔ اور شمالی افریقہ سے لے کر مڈل ایسٹ ایران۔ افغانستان۔ اور چین کے تین کروڑ مسلمان اور روس کے تین کروڑ مسلمان اور ہندوستان کے پانچ کروڑ مسلمان ملا کر ممالک متحدہ امریکہ کی آبادی کے قریب پہنچ جاتے ہیں اور

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

ایک حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ جاتا ہے یہ کیا معجزہ ہے جو چشم زمانہ نے آن کی آن میں دیکھ لیا۔ اور جنگ بدر میں شامل ہونے والے ۳۱۳ اصحاب آج ساٹھ کروڑ میں تبدیل ہو گئے لیکن جب تک میرے فاضل دوست کے الفاظ میں ہمارا کردار اور ہماری سیرت ہمارا نصب العین۔ اور ہمارا ایثار۔ جذبہ خودداری اور صحیح اسلامی روح اور قوت ایمان اس مقام کو حاصل نہیں کرتی۔ اصحاب بدر کا مرتبہ خدا کی نظروں میں۔ اور دنیا کے صحیح تخمینہ کے مطابق بھی ہمیشہ بلند رہے گا۔ ایک فرد واحد کا عزم اور ایمان تمام دنیا سے بلند تر ہو سکتا ہے صحیح اسلام کی قوت اور شان اسی جذبۂ ایمانی اور ایثار میں مضمر ہے۔

ہمارا نرم رو قاصد پیام زندگی لایا
خبر دیتی تھیں بجلیاں جن کو وہ بے خبر نکلے

سائنس غلام ہے اور اسلام آقا۔ خدا کے فضل سے یہی مقام اسلامی دنیا میں اس جماعت احمدیہ قلیل کو حاصل ہے۔

ہمارے ملک کی اہم ترین ضروریات ہیں جن سے اس کی بقا اور ارتقا وابستہ ہے ایک ہمارا نظام دفاع ہے اور دوسرا ہمارا نظام تعلیم ہے۔ اگر ہم دونوں شعبہ جات کو تائید ایزدی سے مضبوط اور مکمل کر سکیں۔ اور دفاع میں جذبۂ جہاد اور تعلیم میں اخلاق محمدی کو ان کا صحیح مقام دے دیں۔ تو پھر تعداد کی کثرت و قلت اور اسباب کی موجودگی اور عدم موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جملہ قرآن است در قطع سبب
عز درویش و ہلاک بولہب

(۱۳) ہماری انجمن نے بے شمار تبلیغی مراکز اور مبلغین کی افواج قاہرہ کے ساتھ ساتھ مروجہ تعلیم و فنون کے اکتساب کے لئے متعدد ہائی سکول اور ایک کالج بھی جاری کر دیا ہے جو فی الحال صرف آرٹس کے مضامین میں طلباء کو ایف اے کے امتحان کے لئے تیار کر رہا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سابقہ اڑھائی سال کے عرصہ میں تین سو سے زائد طالب علم مسلم کالج میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سال تعداد اور بھی بڑھ گئی ہے اور خدا کے فضل سے بڑھ رہی ہے۔ لیکن ابھی ہمارے سامنے کچھ مشکلات ضرور اس سال کے آخری نتائج امتحانات خدا کے فضل سے بہت اچھے نکلے ہیں جن کی وجہ سے کالج کا درجہ بہت بڑھ گیا ہے۔

مجموعی طور پر نتائج پر نظر ڈالیں۔ تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ شاید ہی صوبہ بھر میں کسی اور آرٹس کالج کے نتائج اتنے تسلی بخش اور شاندار رہے ہوں۔ بعض طلباء کو ایک دفعہ امتحان میں شامل ہونا پڑا ہے۔ اور بعض کو دو مرتبہ۔ اور چند ایک کو تین مرتبہ۔ اب امتحانوں کی تشکیل ہی اس طرح ہو چکی ہے کہ امیدوار علیحدہ علیحدہ مضامین کا یکے بعد دیگرے امتحان دے سکتے ہیں اس نے طلباء کو امتحان سے بے رخی اور تضییع اوقات کا عادی بنا دیا ہے۔ یہ معاملہ اب پورے طور پر زیر بحث ہے۔ کہ امتحانوں کی کثرت حصول تعلیم کے منافی ہے یا غیر منافی۔ اگر تعلیم پر پورا وقت اور توجہ دی جائے تو امتحانوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور اگر امتحان ضروری بھی فرض کر لئے جائیں۔ تو یہ ایک راحت اور مقبول تجربہ بن سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ انہیں ایک زحمت اور ہوا تصور کیا جائے

جس ملک میں ۳۰ فیصدی طالب علم کامیاب ہوں اور ۷۰ فیصدی ناکام اس ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔ اس سے ملک کے نوجوانوں کی صحت جسمانی۔ اور قوائے ذہنی اور والدین کے لئے اخراجات تعلیم کے باعث گراں و رسحت نقصان دہ اثر پڑتا ہے کہ قوم کی قوم مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔

کالج میں صرف آرٹس کے مضامین میں امسال پچیس کے قریب طلباء کا اضافہ ہوا ہے اور تعداد ۱۶۰ سے بڑھ چکی ہے۔ اور ابھی تک داخلہ جاری ہے۔ ہماری موجودہ تعداد تسلی بخش ہے۔ لیکن اگر کالج کے کمروں کا جماعتوں کے حجم تعمیر سے انخلا عمل میں آجائے اور ہم سائنس اور کامرس کے مضامین کا اجرا کر سکیں تو پھر طلباء کی تعداد۔ اور کالج کے ڈگری کالج میں تبدیل ہونے کے متعلق کسی بھی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ یہ ہماری زندگی کا تیسرا سال ہے۔ اور کئی لحاظ سے سب سے اہم اور فیصلہ کن ہے۔ جماعت کے فراخ دل احباب نے پہلے دو سالوں میں دل کھول کر کالج کی اعانت فرمائی۔ ہر سال پانچ ہزار روپے کے قریب مستحق طلباء کو بطور روٹی ثُت تقسیم کیا گیا۔ بیسیوں غریب طلباء کے بورڈ کے داخلے اور دیگر اخراجات کالج نے برداشت کئے۔ بعض کو کتابوں اور پارچات کے لئے بھی امداد بہم پہنچائی گئی۔ اس سال اور بھی کالج کو ان کی توجہ خصوصی کی ضرورت ہے۔ کالج محض فضل ایزدی سے بدستور چلتا جا رہا ہے

(۱۴) خاکسار اس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ موقعہ پر اہل دل اور اہل ثروت اور علم دوست احباب سے یہ اپیل کرنے کی جسارت کرے گا۔ کہ وہ اس صدقہ جاریہ میں حسب معمول شمولیت فرما کر میرے ہاتھ مضبوط کر دیویں۔ پچاس ہزار روپیہ بلڈنگ گرانٹ کے لئے وصول ہو چکا ہے۔ آئندہ سال گورنمنٹ کی گرانٹ میں مزید اضافہ کی امید ہے۔ سپیشل گرانٹ کے لئے اس کالج کا نام بھی سرفہرست ہے خاکسار تو ایک ادنے مزدور کی حیثیت سے بنیاد کی تیاری میں مصروف ہے۔ لیکن اس بنیاد پر جو عالیشان عمارت اور خالص اسلامی ادارہ مستقبل قریب میں تعمیر ہوگا وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے لئے بھی اور پاکستان کے لئے بھی باعث صد افتخار ہوگا۔ اس کی مکمل داستان مستقبل کا مؤرخ تحریر کریگا اور جہاں ہر قوم کے دوسرے کالج اور یونیورسٹیاں دنیا کے لئے جاذب نگاہ بنیں گی۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا یہ کارنامہ بھی وہی مقبولیت اور شہرت حاصل کر جائے گا۔ جو برلن مشن اور مسجد ووکنگ کو آج دنیائے اسلام میں حاصل ہے۔ مشکلات کا سامنا کرنا اور اسلام کے لئے نصرت اور غلبہ حاصل کرنا اس سائنس کے دور میں آپ کے حصہ میں آچکا ہے۔ اور لیظهرہ علی الدین کلہ کے ساتھ ساتھ رب زدنی علما کا شاندار منظر بھی اس دور میں اسی جماعت صالحین اور مجاہدین نے خدا اور مخلوق خدا کے سامنے پیش کرنا ہے نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب کی منزل گہ مقصود اب قریب ترین آ رہی ہے۔

(۱۵) تعمیر ملت کا ایک شعبہ علاوہ تحریر و تقریر کے خود فن تعمیر کو بھی خدا نے قرار دیا ہے۔ تعمیر کعبہ۔ اور قیام مسجد اقصٰی بھی تبلیغ و اشاعت اسلام سے کچھ اسی طرح وابستہ نظر آ رہا ہے جیسے لوہا، اینٹ اور پتھر مل کر اور سیمنٹ مل کر ایک شاندار عمارت کی شکل میں ہمارے لئے جاذب نگاہ بن جاتے ہیں۔ کچھ روز ہوئے ہیں کہ شاہی قلعہ کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا۔ اس کی پختہ دیواروں کے وہ حصے نظر سے گزرے جن پر مرور زمانہ نے کوئی خاص اثر ابھی تک نہیں ڈالا۔ معاً خیال گزرا کہ نہ وہ معمار موجود ہیں۔ نہ وہ سلطنت اور نہ ان سلطنتوں کے مالک اور حکمران۔ یہ اینٹیں اور دیواریں اب تک موجود ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ کب تک موجود رہیں گی۔ یہ ہمارے اسلاف کی عظمت کی نشانیاں ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ یہ تاثرات از سر نو ویسی ہی سلطنت اور عظمت کے ولولے پیدا کر کے اسلام کو دوبارہ اوج رفعت پر پہنچانے میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

فن تعمیر کو جرمن کے مشہور ادیب شلر نے frozen music کے نام سے موسوم کیا ہے۔ صرف منجمد موسیقی ہی نہیں قرآن کریم کی زبان میں منجمد اسلام بھی ہے۔ تعمیر منجمد موسیقی کا نام ہے تناسب اسلامی و ہم آہنگی اور ترنم ان میں نمایاں طور پر مشترک اور متحد پائے جاتے ہیں۔ ایک کا وجود مکان میں ہے اور دوسرے کا وجود زمان میں ہے۔ بلکہ شعائر اللہ کا مقام اسے حاصل ہے۔ سپین کی عمارتوں کے جب عکس لئے گئے تو ان کے جو خاکے بنائے گئے تھے وہ قرآن کریم یا منجمد اسلام کی آیات بعینہٖ ساتھ ہی اعلائے کلمۃ اللہ کی نقیب بھی ہیں۔ (لا غالب الا اللہ) یہی منظر جو تاج محل اور الحمراء کی شکل میں نظر آ رہا ہے۔ عجائبات عالم میں شمار ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی اعلائے کلمۃ اللہ کے نقیب بھی ہیں۔ اور انسانوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت کا ایک عجیب تاثر چھوڑ جاتے ہیں۔

آپ کی جماعت کے اولوا العزم احباب نے اور ان کے اولوالعزم امیر ایدہ اللہ تعالٰی نے جماعت کے مرکزی مقام کی شکل بدل کر ایک خوبصورت اور وسیع ہال اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد اور گیلری کا اضافہ کر کے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ کا ایک تعمیری رنگ میں حسین منظر پیش کر دیا ہے۔ ایک انگریز مبصر شاہی مسجد کا معائنہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ جس انسان نے اس عالی شان مسجد اور اس وسیع قلعہ کا نقشہ اپنے دل و دماغ میں مرتب کیا ہوگا وہ کبھی متعصب اور تنگدل انسان نہیں قرار دیا جا سکتا۔ حضرت اورنگزیب عالمگیر کے حق میں وسیع القلبی کی ان علامات میں وہ صداقتیں موجود ہیں جو کسی متعصب سے متعصب انسان کو قائل کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ معترضین ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاتے ہیں۔

یہ حسین مسجد اور وسیع ہال اور یہ خوبصورت مناظر اپنی خاموش زبان سے آپ کی یکجہتی وسیع المشربی۔ اور بلند خیالی اور خدا پرستی کا ایک زندہ جاوید ثبوت بن کر ایک صحیفۂ قدرت کا مقام حاصل کر جاتی ہے جو اہل بصارت و بصیرت کے لئے کتاب مبین کا درس دے رہی ہے، آج اشتراکیت کے دور میں سمرقند کی عالیشان مگر ویران مسجد کو دیکھ کر شاعر کے دل میں معاً

پیوستہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری باد سحر میں

قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اور اس عالی شان لیکن ویران مسجد میں ایک اور ہی منظر اس کی نظر کے سامنے آ جاتا ہے۔

اگر نو ماہ کے عرصہ میں آپ سیمنٹ، اینٹ اور گارے سے کام لیکر ملک اور قوم کے سامنے یہ شاہکار فن تعمیر پیش کر سکتے ہیں تو پھر آپ اپنی جماعت کے افراد اور ان کے ایثار اور وسعت نظری اور جوش ایمان سے کام لیکر مستقبل قریب میں دنیا کے سامنے اسلام کو بھی ایسی ہی خوبصورتی سے پیش کرنے کے اہل بھی ہیں۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ مستحق صد مبارکباد ہیں کہ ان کی قیادت میں بہ یک وقت تعمیر ملت اور تعمیر شعائر اللہ اس سرعت اور خوبصورتی سے پایۂ تکمیل کو پہنچ رہے ہیں۔

ایں کار از تو آید۔ و مرداں چنیں کنند۔

شیخ عبدالحق صاحب ناظر اسلام کراچی کا لیکچر بر موقعہ جلسہ سالانہ

اسلام میں احمدیت کا مقام

اسلام میں احمدیت کا مقام معلوم کرنے کے لئے ہم کو کسی قدر مختصراً اُن حالات کا جائزہ لینا ہو گا۔ جو تحریک احمدیت کے وجود میں آنے سے پیشتر اسلامی دنیا میں بالعموم اور ہندوستان میں بالخصوص پائے جاتے تھے۔

اسلامی دُنیا کے حالات

مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنت جس کی بنیاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ڈالی۔ خلفائے بنی امیہ نے اس کی مزید وسعت اور آبیاری کی اور بعد میں خلفائے بنی عباس اُس کے جانشین ہوئے۔ کے حصے بخرے ہو چکے تھے۔ تاہم ترکوں کی اسلامی سلطنت کی ابھی تک اہمیت باقی تھی۔ مگر وائے بدقسمتی کہ اراکین سلطنت کی غداری کے باعث یہ اہمیت بھی ۱۸۷۸ء میں جاتی رہی۔ ہوا یہ کہ ترکوں کو روسیوں کے مقابل شکست فاش ہوئی۔ اور ان کے بہت سے جنگی اہمیت رکھنے والے صوبے اُن کے قبضہ سے نکل گئے۔ مثلاً۔

یورپ

یورپ میں رومانیہ اور بلگیریا اُن کے دو بڑے صوبے تھے۔ ہر دو علیحدہ علیحدہ سلطنتوں میں تبدیل کر دیئے گئے۔ جنوبی تھریس کا علاقہ یونان کو دیا گیا۔ اور اس کے مغربی صوبہ جات سرویا مانٹی نیگرو۔ ہرزیگوانہ۔ بوسینا۔ آسٹرو ہنگری سلطنت میں شامل کر دیئے گئے۔

ایشیا

ایشیا میں ٹاٹس کاکیشیا پر جو زرخیز صوبہ تھا اور خوبصورتی میں لاثانی ہے۔ اور جس سے آج بھی دنیا بھر میں سب سے زیادہ پٹرول نکلتا ہے روس قابض ہو گیا۔

افریقہ

افریقی صوبہ جات میں سے اس کے سب سے اہم مصر کے صوبہ پر برطانیہ نے تسلط جمالیا۔

اس لوٹ کھسوٹ میں ترکوں کی شوکت جاتی رہی اور سلطان کا نام یورپ کا مردِ بیمار رکھا گیا۔ اور اب اسلام کی بدخواہ قومیں اس دن کی منتظر تھیں کہ کب اس مردِ بیمار کا جنازہ اُٹھتا ہے۔

ہندوستان کی حالت

ملک ہندوستان پر مسلمانوں نے کوئی آٹھ صد سال حکومت کی ہوگی مگر خدا تعالےٰ کی کسی مصلحت کے ماتحت ۱۸۵۷ء میں اس برصغیر سے بھی مسلمانوں کی سلطنت جاتی رہی رسات سمندر پار سے آئی ہوئی انگریزی قوم نے اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ انگریز قوم نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی۔ اس لئے ہمیشہ وہ مسلمانوں سے خائف تھی۔ اور فرضی ہوّا ہر وقت اُن کے سر پر سوار تھا کہ کہیں مسلمان دوبارہ اپنے آپ کو منظم کر کے اور طاقت پکڑ کر ہندوستان سے ان کو باہر نہ نکال دیں۔ چنانچہ انگریز نے ہندوستان میں اپنی سلطنت کو مضبوط رکھنے کے لئے یہ پالیسی اختیار کی کہ ہر موقع پر مسلمانوں کو کمزور کیا جائے۔ اور ہندوؤں کو اُبھارا جائے۔ لہٰذا اس پالیسی سے مسلمان دن بدن کمزور تر ہوتے چلے گئے اور ہندو قوم روز بروز طاقتور ہوتی چلی گئی۔

اسلام کی روحانی طاقت

قرون اولےٰ کے مسلمانوں نے جب اسلام کی سادہ اور دلکش تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا، تو بہت سے ایسے ممالک میں جہاں یہودی اور عیسائی بحیثیت قوم رہتے تھے۔ انہوں نے جب اسلام کو علمی اور عقلی دلائل سے صحیح پایا۔ تو ہر دو قوموں یعنے عیسائیوں اور یہودیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اسلام کی اس صداقت اور کامیابی کا مخالف اثر یہ ہوا کہ متعصب عیسائیوں کے دلوں میں اس کا ہمہ گیری اثر بطور کانٹے کے چبھتا رہا۔ اور دل حسد سے خواہ مخواہ جلتے رہے چنانچہ بدخواہ عیسائیوں نے اسلامی کامیابی کو مشکوک اور مشتبہ بنانے کے لئے کسی موقعہ کو جس سے مسلمان کمزور ہو سکیں ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے "مقدس صلیب" کے نام پر مسلمانوں سے مذہبی لڑائیاں لڑیں۔ لیکن اسلام کا محافظ تو خود اللہ پاک کی ذات مقدس ہے اس لئے قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے ماتحت :-

"یریدون لیطفئوا نور اللہ
بافواھھم واللہ متم نورہٖ"

یعنے جب بھی دشمن قومیں اللہ کے نور یعنے اسلام کو مٹانے کی کوشش کریں گی۔ ٹھیک اسی وقت اللہ تعالےٰ اسلام کی سچائی کو دن دوگنی اور رات چوگنی کی نسبت سے دنیا پر ظاہر کر دے گا۔ چنانچہ اس قسم کی لڑائیوں میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو ہر موقع پر مظفر و منصور کیا۔ اور عیسائیوں کو ذلت اور شکست نصیب ہوتی رہی۔

شوکت اسلامی کا زوال اور عیسائیوں کا جوش

اب جبکہ عیسائیوں نے مسلمانوں کی پولٹیکل طاقت کا خاتمہ دیکھا تو ان کو یقین ہو گیا۔ کہ وہ ان بدتر ہوتے حالات میں مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کر کے عیسائیت کی آغوش میں لا سکتے ہیں اور انہوں نے اپنی اس سوچی سمجھی ہوئی سکیم کے ماتحت چند غلط اور ساقط الاعتبار روایات کی بناء پر اسلام کے خلاف جھوٹے اعتراضات اور مفتریات کا انبار اکٹھا کیا مگر پادریوں کے سنجیدہ اور فہمیدہ طبقے نے گفتگو کا رخ زیادہ تر "فضیلت مسیح بروئے قرآن" ہی رکھا۔ انکے چند موٹے موٹے مطالبات ذیل میں درج ہیں :-

(ا)۔ قرآن کریم کی رُو سے حضرت عیسےٰ نے مردوں کو زندہ کیا۔ وہ خلق طیور کیا کرتے تھے اور غیب کی خبریں از خود بیان فرمایا کرتے تھے برعکس اس کے محمد رسول اللہ صلعم نے نہ تو کسی مردہ کو زندہ کیا اور نہ ہی کسی پرندے کو پیدا کیا اور نہ ہی وہ عالم الغیب تھے۔ کیا ان معجزات سے حضرت عیسیٰ کی فضیلت رسول اللہ پر ثابت نہیں؟

(ب)۔ قرآن میں انبیاء کے متعلق یہ سنت بیان کی گئی ہے کہ جب بھی ان کی قوموں نے اُن کو تکالیف اور مشکلات میں گرفتار کر کے نبیوں کو قتل کرنا چاہا۔ تو خدا تعالےٰ نے سب انبیاء کی حفاظت کا سامان اس دنیا میں کیا۔ کیا یہودیوں کی ایذادہی اور دشمنی سے اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ کو اس دنیا میں نہ بچا سکتا تھا؟ جب ایسا ممکن تھا۔ تو پھر سنت انبیاء کے خلاف اللہ تعالےٰ کا حضرت عیسےٰ کو آسمان پر اُٹھا کر اپنے داہنے ہاتھ بٹھلانے کی کیا وجہ تھی۔ کیا اس خدائی فعل سے حضرت عیسےٰ کی فضیلت رسول اللہ پر ثابت نہیں ہوتی؟

(ج) عیسائیوں نے یہ بھی دریافت کیا کہ اس کی وجوہات کیا ہیں کہ حضرت عیسےٰ دو ہزار سال سے خدا تعالےٰ کے پاس بیٹھے ہیں نہ وہ کھاتے ہیں اور نہ وہ پیتے ہیں۔ دیگر حوائج بشری سے بھی پاک و صاف ہیں۔ یہ اوصاف تو ذات خداوندی کے ہیں۔ کیا ان اوصاف سے صریح طور پر حضرت عیسےٰ کی فضیلت کو اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ پر ثابت نہیں کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(۵) مسلمانوں کو کہا کہ وہ غور کریں۔ کہ بقول قرآن حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش نرالی (۲) اس کے معجزات نرالے (۳) اس کی زندگی نرالی (۴) اور پھر خدا تعالےٰ کا دیگر انبیاء کے مقابلہ میں اُس کے ساتھ سلوک نرالا۔ ازیں قبیل خصائل اور خصوصیات سے حضرت عیسےٰؑ کی بشریت اور دیگر جملہ انبیاء کی بشریت میں صریح فرق نہیں معلوم ہوتا؟ اسی فرق کے باعث حضرت عیسےٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں اور دوسرے تمام نبی بشریت سے اوپر نہیں۔

(۶) عیسائیوں نے دعوےٰ کیا۔ کہ حضرت عیسےٰ کو خدا تعالےٰ نے آسمان پر اسی لئے اُٹھایا کہ قرب قیامت جب دجّال کا خروج ہو گا۔ تو اس کو دوبارہ دنیا میں نازل کرکے اُس کے ہاتھوں دجال کے فتنہ کو پاش پاش کرا دیا جائے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ دجالی فتنہ کو دُور کرنے کی تعلیم نہ قرآن پاک میں ہے اور نہ ہی رسول اللہ میں خدا نے یہ طاقت رکھی کہ وہ دجّال کا مقابلہ کر سکیں۔ اسی سبب سے خدا نے حضرت عیسےٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور حضرت رسول اللہ طبعی موت سے مدینہ میں دفن ہو گئے۔

ہندوؤں کے اسلام پر حملے

عیسائیوں کے مذکورہ بالا مطالبات کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کو بھی جرأت ہو گئی۔ کہ اسلام پر حملے کریں۔ اور جس قدر ممکن ہو ہندوؤں کو مسلمانوں سے متنفر کر دیا جائے۔

اس ڈرامہ میں پنڈت اندرمن مراد آبادی۔ سوامی دیانند سرسوتی۔ اور ان کا اندھا گرو سوامی ورجانند ایمیری نے خوب پارٹ ادا کیا۔ ان کے اپنے گھر میں تو کچھ نہ تھا جس کو ہندو جاتی کی دلکشی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ عیسائیوں کے اعتراضات کو جمع کرکے نہایت ہی دل آزار، غیر مہذب اور جھوٹے طریق پر رسول اللہ صلعم کی سیرت اور شادیوں کو زیر بحث لے آئے۔ مسلمانوں کو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جو گندے اور جھوٹے اعتراضات اور مفتریات متعصب عیسائی اور بدگو آریہ سماجی اُچھال رہے تھے، ان سب کو چیلنج دے کر ان کا جھوٹ ظاہر کر دیا جاتا۔ بلکہ ان بے ایمانوں اور جھوٹوں کو اُن کے گھروں تک پہنچانے کے لئے دلائل سے رسول اللہ صلعم کی صداقت اور روحانیت واضح کر دی جاتی۔ مگر افسوس کہ ان معترضین کا کوئی معقول جواب نہ دیا گیا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ہمارے علمائے کرام آپس ہی میں بعض فقہی مسائل میں اُلجھ کر رہ گئے۔ ان نادانانِ اسلام اور نام نہاد بزرگانِ دین کا مشغلہ یہ تھا۔ کہ اہل قبلہ کو باہم لڑایا جائے اور ایک دوسرے پر کفر کے تیر برسائے جائیں۔ مقلد اور غیر مقلد۔ حنفی اور وہابیوں کی آپس میں معرکہ آرائیاں ہوتی تھیں۔ بالفرض کبھی کبھار ان کو فرصت مل بھی گئی، تو دیوبندیوں اور بریلویوں کے اکھاڑے جم گئے۔ بڑا تیر مارا تو امکان کذب باری تعالےٰ اور رسول اللہ کے علم غیب پر بحثیں شروع ہو گئیں۔ مسجدیں جو خدا تعالےٰ کی عبادت گاہیں تھیں۔ اس قسم کے مباحثات میں مسلمانوں کے آپس میں دست و گریبان ہونے کے باعث رزم گاہیں بن گئیں۔ اکثر ایسا ہوتا تھا۔ کہ پولیس مسجدوں میں داخل ہو کر اس قسم کے مباحثے بند کرا کر مسلمانوں میں امن قائم کرتی تھی۔ الغرض ہمارے پیشوایان دین اور حامیان شرع متین کو مسلمانوں کو باہم لڑانے اور انہیں کافر بنانے سے فرصت ہی کہاں تھی جو وہ عیسائیوں، بدگو آریہ سماجیوں کی کذب بیانیوں اور دہریوں کے اعتراضات کا جواب دیتے۔

علماء کی سرد مہری اور مسلمانوں کی مایوسی

اس کا ردعمل مسلمانوں پر یوں ظاہر ہوا۔ کہ ہر جگہ مایوسی کی لہر پھیل گئی۔ اور چاروں طرف سے یہ پکار تھی۔ کہ مسلمانوں کی کشتی آج نہیں تو کل ضرور ارتداد کی صورت اختیار کرکے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ڈوب جائے گی۔ چند لوگ اس گرداب سے بچ جائیں گے۔ وہ ہر جگہ بنی اسرائیل کی طرح ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور وہ خوب سمجھ رہے تھے۔ کہ صرف دنیا ہی میں اُن کی مخالفت نہیں ہو رہی بلکہ آسمان سے بھی اب اُن کی مدد کے لئے کوئی نازل ہونے والا نظر نہیں آتا۔ بہت سے مسلم گھرانے مذہب سے ہی بدظن ہو گئے۔ مولانا شبلی نعمانی نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے:۔

> "عباسیوں کے زمانہ میں اسلام کو جس خطرہ کا سامنا تھا آج اُس سے کچھ بڑھ کر اندیشہ ہے۔........
> آزادی کا یہ عالم ہے کہ پہلے زمانہ میں حق کہنا اس قدر سہل نہ تھا جتنا آج ناحق کہنا آسان ہے مذہبی خیالات میں بھونچال سا آ گیا ہے۔ قدیم علماء عزلت کے دریچہ سے سر نکال کر دیکھتے ہیں، تو مذہب کا افق غبار آلود نظر آتا ہے.......پہلے زمانہ میں جس قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے۔ آج انکی نوعیت بالکل بدل گئی ہے......"
>
> (رسالہ علم الکلام حصہ اوّل صفحہ ۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

ایک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالت یورپ سے خبردار نہیں ہیں
آمادۂ اسلام ہیں لندن میں ہزاروں
ہر چند ابھی مائل اظہار نہیں ہیں
کیا آپ کے زمرہ میں کسی کو نہیں درد
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں
جھلّا کے کہا یہ کہ یہ کیا سوءِ ادب ہے
کہتے ہو وہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

حضرت مولانا الطاف حسین حالی نے اس مایوسی۔ بے کسی۔ بے بسی کا جو نقشہ اپنے مسدس میں کھینچا اُس کے پڑھنے سے آنکھیں آنسوؤں سے تر اور دل حسرت و یاس سے بھر جاتے ہیں، بطور نمونہ مشتے از خروارے چند بند درج ذیل ہیں۔

امیروں کی تم سُن چکے داستاں سب
چلن عالموں کے بیاں ہو چکے سب
شریفوں کی حالت ہے تم پر عیاں سب
بگڑنے کو تیار بیٹھے ہیں یاں سب

یہ بوسیدہ گھر اب گرا کہ گرا ہے
ستون مرکزِ ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک ثمرہ ہے اس کا
کہ جو وقت بادوں پہ ہے آنے والا
زمانہ نے اُونچے سے جس کو گرایا
وہ آخر کو مٹی میں مل کر رہے گا

نہیں گرچہ کچھ قوم میں حال باقی
ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

علاوہ ازیں آپ نے ایک دردناک مناجات بھی لکھی ہے۔ جو اس مصرع سے شروع ہوتی ہے

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے

اس مرثیہ اسلام میں ایک جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے ؎

ڈر ہے کہ کہیں نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اُسے دورِ زماں میٹ رہا ہے

ایسے مایوس کن حالات میں
قادیان سے نویدِ جانفزا

ایسے خطرناک مایوس کن حالات میں جب کہ مسلمانوں کو اپنا مستقبل نہایت تاریک اور خوفناک اور سیاہ نظر آ رہا تھا۔ قادیان کے درویش صفت انسان نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر دنیا میں ڈنکے کی چوٹ پر یہ دعوےٰ کیا۔

اوّل۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد۔

مسلمانوں خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ غلبۂ اسلام کا وقت آ گیا نہ صرف ادیان باطلہ اسلام کے مقابلہ میں بھاگ جائیں گے بلکہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی شوکت کو بھی بحال کر دے گا۔

دوئم:۔ عیسائیوں۔ بدگو آریہ سماجیوں اور دہریوں کو للکارا۔ اور ان کو چیلنج پر چیلنج دیئے۔ کہ

اگر ان صد دلائل میں سے ایک کا بھی جواب دیں گے جو وہ اسلام کی صداقت اور رسول اللہ کی رسالت کے متعلق لکھنے والے ہیں۔ تو ایسے شخص کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت میرزا صاحب کا وہ چیلنج اب بھی موجود ہے۔ ساٹھ ستر سال سے کسی آریہ اور عیسائی یا دہریہ کو جرأت تک نہ ہوئی۔ کہ آپ کی کسی ایک ہی دلیل کا جواب دے سکے۔

سوئم :۔ عیسائیوں کے مایۂ ناز اعتراضات کہ جن کا اوپر ذکر ہو چکا اور جن کی بناء پر عیسائی صاحبان حضرت عیسیٰ کی فضیلت رسول اللہ پر ثابت کیا کرتے تھے ایسی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں کہ کسر صلیب کا نظارہ مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا حضرت مجدد الوقت کا خاص حربہ یہ ہوتا تھا۔ کہ جس مذہب باطلہ کو لیتے تو اس کی جڑ پر وار کرتے۔ کیونکہ جب جڑ کٹ جائے تو شاخیں خود بخود خشک ہو جائیں گی۔ حضور نے قرآن کریم کی تیس آیات اور متعدد احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور تاریخی واقعات سے سری نگر محلہ خان یار میں ان کا مدفون ثابت کر کے عیسائیوں کے خدا پر ایسی زد ماری جس سے عیسائیت کی جڑ کٹ گئی۔ اور صلیب تیس تیراں ہو کر گر گئی نہ صرف عیسائیوں کے اُن تمام مایۂ ناز اعتراضات کا جواب آ گیا۔ جس کا ذکر اوپر ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ "الوہیت مسیح" اور "مسئلہ کفارہ" کا تار و پود سب بکھیر کر رکھ دیا۔ یہ میں ہی نہیں کہتا۔ بلکہ ہمارے دیوبندی علماء نے بھی قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے دیباچہ میں ذیل کے الفاظ حضرت مجدد الوقت کے متعلق تحریر فرمائے ہیں :۔

"اسی زمانہ میں پادری لفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے بہت بڑی امداد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہوا ...... تب مولوی غلام احمدؐ قادیانی کھڑے ہو گئے اور نصاریٰ اور اس کی جماعت کو کہا۔ کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں۔ اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ اگر تم سعادت مند ہو تو مجھے قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے نصاریٰ کو اس قدر تنگ کیا کہ اسکو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی ...... پادری لفرائے مع اپنی جماعت کے ہندوستان میں رہ کر بارہ سال تک مختلف مذاہب سے مناظرہ کرتا رہا، مولوی غلام احمدؐ قادیانی نے ...... اسکو اور اس کی کل جماعتوں کو عاجز کر دیا مگر ہندو کچھ پریشان سے ہو گئے اور اس نے بہت سے شریف خاندان تک کے ہندوؤں کو عیسائی بنا لیا۔" (آغاز انسان قدیم قوموں اور پیغمبروں کا بیان از تاریخ طبری وغیرہ وغیرہ صفحہ ۳)

چہارم :۔ حضرت مجدد الوقت نے امرتسر میں عیسائیوں کے نمائندہ پادری عبداللہ آتھم صاحب کے ساتھ پندرہ روز تک اسلام کی صداقت اور عیسائیت کی بطالت پر مباحثہ کیا۔ جو جنگ مقدس کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ جن دوستوں نے اس مباحثہ کو پڑھا ہے وہ گواہی دے سکتے ہیں کہ حضرت مجدد الوقت نے کسر صلیب کے فرائض کو کما حقہ ادا کر دیا ہے اور قیامت تک کوئی پادری ان دلائل کا جواب نہیں دے سکتا۔

اس پر مزید یہ ہوا۔ کہ پادری آتھم کی موت حضرت مجدد الوقت کی پیشگوئی کے عین مطابق واقع ہوئی۔ اب کیا تھا عیسائیوں کے گروہ میں صف ماتم بچھ گئی۔ اور عیسائیوں نے ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ احمدیوں کے ساتھ آئندہ کے لئے مباحثہ نہ کیا جائے۔ بقول شخصے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

پنجم :۔ ہندوؤں کے ایک بدزبان فرقہ کا نام آریہ سماج ہے نیوگ جیسے گندے اصول کو ماننے کے باعث بدزبانی اور مقدس لوگوں کی شان میں گستاخیاں کرنا ہی اس کا محبوب مشغلہ ہے اس کے ایک بدزبان اپدیشک پنڈت لیکھرام نے جب رسول اللہ کی شان میں بکواس کی تو حضرت مجدد الوقت نے بروقت اس کو متنبہ کیا کہ وہ گستاخانہ پہلو چھوڑ دے۔ اس کو چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ مامور من اللہ کی نصیحت پر عمل کرتا۔ مگر وہ پہلے سے بھی زیادہ گستاخ ہو گیا، اور اپنی قضا و قدر کے معلوم کرنے پر حضرت صاحب کو چیلنج پر چیلنج دیا۔ حضرت صاحب کی دعا پر اللہ تعالےٰ نے اُن پر ظاہر کیا کہ پنڈت لیکھرام پاکوں کے سردار حضرت رسول اللہ کو گالیاں دینے کی پاداش میں عرصہ پانچ سال کے اندر اندر عید کے ساتھ ملے ہوئے دن خدا کے قوی فرشتہ کے ذریعہ قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام ...... ٹھیک عید کے ساتھ والے دن لاہور کی وچھووالی سماج میں جہاں خالص ہندوؤں کی آبادی تھی یقینی خنجر سے ہلاک کر دیا گیا۔ اور عملی طور پر حدیث نبوی کے وہ الفاظ "یقتل الخنزیر" اس کی موت پر صادق آ گئے۔

احمدیت کی پہلی خصوصیت حفاظت اسلام

حضرت مجدد وقت کی ہر دو پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر مسلمانوں میں انبساط اور خوشی کی ہر دوڑ گئی اور اسلام کی صداقت کو دیکھکر مایوسی اُن کے دلوں سے جاتی رہی۔ اس لئے پہلی خصوصیت جو اسلام میں احمدیت کو حاصل ہے وہ حفاظت اسلام کی خصوصیت ہے۔ ہر احمدی رسول اللہ کے دین کا سپاہی ہے اور ہر دشمن اسلام کا خواہ اس کا تعلق عیسائیوں سے ہو یا آریہ سماجیوں سے منہ توڑ جواب دینے کے لئے طیار ہے۔

دوسری خصوصیت اشاعت اسلام

دوسری خصوصیت احمدیت کی اسلام میں یہ ہے کہ اس نے صرف حفاظت اسلام کے پہلو پر ہی قناعت نہیں کی۔ بلکہ دجال کو اس کے گھر میں شکست دینے کے لئے عیسائی دنیا کے مشہور مرکزوں میں اسلامی مشن کھول دیئے ہیں اور مزید کھول رہی ہے۔ مسجدیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ جن کے ذریعہ کفرستان کے گڑھ میں روزانہ پانچ وقت صدائے اللہ اکبر بلند ہو رہی ہے۔ ان اسلامی مرکزوں کے ذریعہ ہزارہا مغربی اقوام کے عیسائی اسلام قبول کر چکے ہیں اور روز بروز اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے صاحب علم۔ مفکر۔ فلاسفر۔ فوجی افسر۔ ڈیوک، بیرن اور لارڈ شامل ہیں۔ مثلاً مولانا مولوی محمد مارمیڈیوک پکتھال مفسر قرآن۔ سر آرچیبلڈ ہملٹن (چچا بادشاہ جارج انگلینڈ) لارڈ ہیڈلے اور بیرن عمر وغیرہ وغیرہ اگر علماء اسلام ہمارے کام میں حارج نہ ہوتے۔ تو ایسے صاحب اثر عیسائیوں کے قبول اسلام سے یورپ میں عیسائیت کا جنازہ اُٹھ گیا ہوتا اللہ تعالےٰ ایسے علماء سوء سے مسلمانوں کو بچائے۔ پس تحریک احمدیہ کا دوسرا مقام فضیلت حفاظت اسلام کے ساتھ ساتھ اشاعت اسلام کا فریضہ ادا کرنے کا بھی فخر حاصل ہے۔

تیسری خصوصیت اشاعت قرآن و سیرت رسول

تحریک احمدیہ نے اس وقت تک قرآن کریم سیرت رسول احادیث نبوی اور تعلیم اسلام پر پچیس سے زاید

اسلام میں احمدیت کا مقام
(بسلسلہ صفحہ ۲۲)

—— زبانوں میں تراجم۔ تفاسیر اور اسلامی لٹریچر لکھوکھہا صفحات کی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ جس کا اثر یہاں ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ مغربی دنیا میں اب نہایت خوشگوار تبدیلی نظر آ رہی ہے۔ یہاں تک کہ پہلے متعصب عیسائی پادری دشمنانِ اسلام تھے تو اب وہ مسلمانوں کو اپنا دوست سمجھ رہے ہیں۔ یہ کوئی چھوٹا سا انقلاب نہیں۔ جو جماعت نے مغربی دنیا میں پیدا کیا ہے۔

چوتھا مقام فضیلت اتحاد بین الاسلام

جماعت احمدیہ کے نزدیک ہر کلمہ گو ہمارا اپنا دینی بھائی ہے خواہ اس کا تعلق اہل تشیع کے ساتھ ہو یا قادیانی جماعت ——۔ اور ہر فقہی اختلاف کو برداشت کرتی ہے چنانچہ اس جماعت میں رفع یدین کرنے والے بھی ہیں اور آمین بالجہر کے کہنے والے بھی۔ یہ مسلک ثابت کرتا ہے کہ اس زمانہ میں اتحاد بین المسلمین کو قائم کرنے والی صرف یہی جماعت ہے۔

پانچواں مقام فضیلت عقائد اسلام

جماعت احمدیہ کے عقائد اسلام اور ارکان دین وہی ہیں جو صحابہ کرام اکابر اہل سنت والجماعت۔ محدثین اور اولیائے امت کے ہیں۔ یہ جماعت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم مانتی ہے اور ہر اس شخص کو جو حضرت نبی کریمؐ کے بعد دعوٰی نبوت کرے۔ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی کے ارشادات طیبہ کے ماتحت جن کی تعداد تین صد سے زائد ہے۔ کذاب۔ دجال۔ بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے۔ ہمارا دوسرے مسلمانوں سے صرف وفات و حیات مسیح کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ علمائے اسلام کو تو چاہیئے تھا۔ کہ بجائے ہمیں کافر ٹھہرانے کے قرآن کریم اور احادیث سے حضرت عیسٰی کی حیات ثابت کر کے ہمیں ملزم گردانا جاتا ہے۔ مگر طرفہ تماشا یہ ہے کہ حیات مسیحؑ پر نہ قرآنی آیت کو پیش کیا جاتا ہے اور نہ ہی کسی حدیث کو جس سے ثابت ہو کہ بوقت صلیب حضرت عیسٰیؑ کو خدا نے آسمان پر اٹھا لیا اور دوسرے شخص پر مسیح کی شبیہ ڈال کر پھانسی دلوا دیا۔ برعکس اس کے چالیس آیات قرآنی اور متعدد احادیث سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے ان کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ اب تو جامع ازہر کے مفتی اعظم نے بھی وفات مسیحؑ کا اعلان کر دیا ہے۔ دیوبندی علماء میں سے بھی بعض وفات کے قائل رہے ہیں۔ سر سید احمد علی گڑھی کے سب ہم خیال وفات مسیح کے ماننے والے ہیں اس لئے علماء کو غور کرنا چاہیئے کہ بغیر کسی معقول وجہ اہل قبلہ کی تکفیر کرنا کس قدر گناہ عظیم ہے۔ الغرض جماعت احمدیہ اسی اسلام کو پیش کرتی ہے۔ جو قرآن کریم اور سنت رسول سے ثابت ہوتا ہے۔ اسلام کو پیش کرتے وقت دلائل بھی وہی دیتے ہیں جو قرآن کریم سے مستنبط ہوتے ہیں۔ ہماری جماعت کا دعوٰی ہے۔ کہ جس مذہب کی بنیاد کتاب و سنت پر نہیں وہ اسلام نہیں۔ اس لئے ہماری جماعت سر سید علیہ الرحمۃ کی نیچریت اور چوہدری غلام احمد پرویز کا احادیث صحیحہ کے انکار کو نفرت سے دیکھتی ہے۔

ہمارے نزدیک سب سے مقدم قرآن کریم اور پھر احادیث صحیحہ کا درجہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اصل اور قاضی اور جملہ احادیث قرآن کے ماتحت ہیں، اس لئے ہم ہر قسم کی افراط اور تفریط سے بری الذمہ ہیں۔

پس یہ ہے مختصراً احمدیت کی تصویر یا مقام جو اسکو اسلام میں حاصل ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالٰے ہم سب کو راہ ہدایت پر چلائے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد
للہ رب العٰلمین

حق و باطل کی آویزش
(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

ان ممالک کا ذکر ہم نے اس لئے کیا ہے۔ کہ تا قارئین کرام کو معلوم ہو جائے کہ جو مذہب ملک عرب سے بڑی شان و شوکت سے نکلا تھا۔ وہ اب عربی ممالک میں خود غریب الوطن ہے۔ اسی حالت کا نقشہ اس سے واضح انداز میں ... نے بھی اپنے سفر کا حال لکھتے وقت بیان کیا ہے۔ ایک عربی شیخ کی ریاست کا حال جو اُن کی قلم سے منظر عام پر آیا ہے۔ اسے شرم کی وجہ سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آجا۔ کر۔ اگر اسلام کی محبت کہیں پائی جاتی ہے، تو وہ بھارت اور پاکستان کے مسلمانوں کے قلوب میں ہے۔

باقی —— باقی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینیجر

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۶۴ء | نمبر ۵

فلاحِ عاقبت کا انحصار

رسمی علوم کی بجائے آسمانی نور پر ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں، سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالےٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی تدبیروں اور بناوٹوں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے سو اے وے لوگو! جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو۔ صرف اسمی اور رسمی اسلام پر نازمت کرو اور اپنی نجات اور حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت اسی صورت پر پیش آوے جو درحقیقت الحاد و بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے، جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ (فتح اسلام)

کے حصول کے لئے مشاہدہ سے فیضان الٰہی حاصل ہوتا ہے سے جیست شو نا بر تو قبصاتہ احمد
جاں بیفشاں تا دگر جانے دہند (مسیح موعود)

۴۲ وما انزل الیھم . . . .
. . . من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم (القرآن ۵: ۶۶) اپنی ہستی کو رضا الٰہی

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابی . . . . . . اسید مالک بن ربیعۃ الساعدی رضہ ان رجلاً قال یا رسول اللہ ھل من برابوی شئی ابرّھما بہ بعد موتھما قال نعم الصلوٰۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما وصلۃ الرحم التی لا توصل الا بھما و اکرام صدیقھما۔

(اخرجہ ابو داؤد بحوالہ تلخیص الصحاح)

ترجمہ:- ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے والدین کی خدمت سے کوئی خدمت ایسی باقی ہے جس کو میں ان کے انتقال کے بعد کر سکوں آپ نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں اُن کے لئے دُعا اور استغفار کرو۔ ان کی وصیت اور اقرار کو پورا کرو اور اس رشتہ کو جو ان ہی سے جڑتا تھا۔ اور ان کے دوست (اور سہیلی) کی عزت اور خاطر داری کرو۔

نوٹ:- صالح معاشرہ کی تعمیر افراد سے شروع ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ تمام ملک میں یہ قائم ہو جاتا ہے۔ اگر مسلمان اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم کے احکام پر عمل کریں تو انہیں صالح رزق آسمان بھی مہیا کرے اور زمین بھی۔

ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل

افریقہ مشن گھانا میں

سترہ نوجوانوں کا قبولِ اسلام

چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب انچارج گھانا مسلم مشن کماسی اطلاع دیتے ہیں کہ نومبر ۱۹۶۳ء میں ذیل کے نوجوان و خواتین عیسائیت اور بُت پرستی کو چھوڑ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی استقامت کے لئے دعا فرماویں:۔

جلسہ بمقام الپکا گھانا میں نومسلمین جن کے نام یہ ہیں:۔

نمبر شمار	سابقہ نام	اسلامی نام	نمبر شمار	سابقہ نام	اسلامی نام
(۱)	فلپ ادسو	ابراہیم	(۱۰)	آسترا پیا	رحمت
(۲)	کمفرٹ اناکا	امینہ	(۱۱)	عمینوایل	یحیٰی
(۳)	اجنا کربیا	سکینہ	(۱۲)	کرسٹینا	صرفو
(۴)	ایساکوا	مریم	(۱۳)	کمفرٹ تیتا	زینب
(۵)	اجوراجیبا	عائشہ	(۱۴)	جیمز کاتے	مصطفٰے
(۶)	اقنا نیوالی	مدینہ	(۱۵)	جے۔ اور کوانی	جابر
(۷)	اکیوا انسا	حوّا	(۱۶)	کلیمنٹ دیم	موسٰے
(۸)	اکوشیا اکرو بیا	صفیہ	(۱۷)	ساراتبر	صرفو
(۹)	جارج کرنٹنگ	گوہر خالد			

اخبارِ احمدیہ

جماعت پشاور کی خبریں

(۱) احباب یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ پشاور یونیورسٹی میں باقاعدہ جماعت کی تنظیم کی گئی ہے۔ یہاں پر کوئی پندرہ سولہ ممبر ہیں۔ اس جماعت کے صدر پروفیسر عزیز احمد صاحب اور سیکرٹری عبدالکریم پاشا سعید مقرر کئے گئے ہیں یہ نہایت ہی موجب مسرت ہے کہ پشاور یونیورسٹی کے تمام احمدی طلباء جماعتی کاموں میں نہایت دلچسپی لے رہے ہیں۔ ہر ایک سلسلہ عالیہ کی بہتری کے لئے کوشاں نظر آتا ہے۔ راقم الحروف ان سب ممبروں کا شکر گزار ہے۔ اب باقاعدہ پروفیسر عزیز احمد صاحب کے بنگلہ پر نماز تراویح پڑھنے کا بندوبست کیا گیا ہے اور سب طلباء اکٹھے ہو کر باقاعدہ باجماعت نماز تراویح ادا کرتے ہیں اور بعد از نماز حضرت مسیح موعود کی کتب کے دو تین صفحے پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ فی الحال کشتی نوح شروع ہے میں مہینہ میں ایک دو دفعہ یونیورسٹی میں جاتا ہوں۔

(۲) یہ خوشی کی بات ہے کہ حضرت قبلہ شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملز اوتر پشاور جماعت کے کاموں میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔ جماعت کی فوری ضرورت کو بھی پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے پہلے لاوڈ سپیکر خرید کر دیا۔ اب دریوں کے لئے آرڈر دے رہے ہیں۔ اور مسجد میں لائٹ لگوانے کا بھی بندوبست فرما رہے ہیں ساتھ ہی جناب قبلہ میاں صاحب نے اپنی مل میں احمدی دوستوں کو کام پر لگانے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ ان کا یہ کارنامہ جماعت کے استحکام کے لئے نہایت موزوں اور مضبوط ثابت ہوگا۔ اگر ہمارے تو سب مال دار احباب اپنی اپنی جگہ اس طرف توجہ دیں اور غریب نادار احمدیوں سے بجائے نفرت اور حقارت سے دیکھنے کے ان کے لئے روزگار مہیا کریں اور ان سے محبت سے پیش آئیں تو جماعت کی ترقی کے لئے یہ بات زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتی ہے مالدار احباب کو حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو نہیں بھولنا چاہیئے:۔

"غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے تر دیکھو مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو، خدا تعالےٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے، چنانچہ فرمایا انّ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم"

اب جماعت کے مالدار یا بڑے بڑے عہدوں پر متمکن حضرات کو غور کرنا چاہیئے۔

حضرت قبلہ میاں صاحب نے آپس میں میل جول بڑھانے کے لئے ایک کمیٹی تجویز کی ہے یہ بہت مبارک تجویز ہے۔ امید ہے قبلہ میاں صاحب خود بھی عدیم الفرصتی کے باوجود اس میں حصہ لیں گے۔

(۳) یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض جماعت کے چوٹی کے ارکان پشاور آتے ہیں اور مالدار احباب سے ملاقات کر لیتے ہیں، غریب احمدیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ سیکرٹری جماعت کو اطلاع دے دیا کریں اور وقتِ ملاقات بھی بتا دیا کریں۔ تاکہ سب احباب مسجد احمدیہ پشاور میں اکٹھے ملاقات کر لیا کریں۔

والسلام

خاکسار:۔ محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور

تعمیر مسجد کیلئے چندہ کی اپیل

ہماری جماعت نے موضع کچھی دسر میں مسجد تعمیر کی ہے۔ لیکن اس کی تکمیل تاحال نہیں ہوئی جس کی وجہ خرچہ کی کمی ہے۔ متمول حضرات حسب توفیق مسجد مذکورہ کے لئے امداد فرمائیں۔

محمد عالم خان سیکرٹری جماعت کچھی دسر
ضلع ہزارہ

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۵ر فروری ۱۹۶۴ء

ایک نیک تحریک

ڈپٹی کمشنر لاہور سید فرید اللہ شاہ صاحب نے ایک عوامی جلسہ میں اس بات کی تلقین کی ہے، کہ ہر مسلمان کو ہر روز باقاعدہ نماز پڑھنی چاہیئے تاکہ اسلامی معاشرہ کے مقاصد حاصل ہو سکیں، ان کی تحریک سے شہر کی مختلف آبادیوں میں نماز کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں، جن کا یہ کام ہے کہ اپنے اپنے علاقوں میں عوام کو نماز کی طرف رغبت دلائیں اور انہیں مساجد میں لانے کے لئے ضروری اور موثر تدابیر عمل میں لائیں، ڈپٹی کمشنر نے عوام کو بھی ان کمیٹیوں کے ساتھ تعاون کرنے کی تلقین کی ہے۔

یہ ایک نہایت نیک تحریک ہے جو حاکم ضلع کی طرف سے اٹھائی گئی ہے۔ اگر پاکستان کے تمام حکام اسی طرح سے مذہبی امور میں حصہ لیں اور عوام کی قیادت کرتے ہوئے انہیں نیک کاموں کی ترغیب دلاتے رہیں، اور اپنے عملی نمونہ سے انہیں دین کی طرف راغب کرنے کی کوشش کریں، تو اس سے اسلامی معاشرہ پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔ مثل مشہور ہے، النّاس علٰے دین ملوکھم، اگر ہمارے حکام دینی امور میں آگے بڑھ کر حصہ لیں اور دوسروں کو شمولیت کی دعوت دیں، تو یقیناً ہمارا معاشرہ بہت کچھ بدل سکتا ہے اور کئی خرابیاں دور ہو کر دینی و مذہبی رنگ پیدا ہو سکتا ہے۔

نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رکن ہے جس کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکید کی گئی ہے، قرآن کریم کا شاید ہی کوئی حصہ ہو جس میں اقیموا الصلوٰۃ کا ارشاد ربانی درج نہ ہو، شاید ہی کوئی ورق ہو جس میں قریبنہ نماز کی طرف توجہ نہ دلائی گئی ہو، خود ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی پابندی جس شدت کے ساتھ کی، اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، نہ صرف پنجگانہ نمازوں میں آپ باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں جاتے اور خود نماز پڑھاتے تھے، بلکہ راتوں کو خدا کے حضور میں بہت دیر تک کھڑے رہنا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے آپ کا روزانہ طریق عمل تھا، اپنی آخری مرض الموت میں بھی سخت تکلیف کے باوجود آپ نے نماز نہیں چھوڑی اور جب خود امامت کے فرائض ادا نہ کر سکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اور اپنے حجرہ کی کھڑکی جو مسجد کی طرف کھلتی تھی، پردہ اٹھا کر جب لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے کہ جس مقصد کے لئے مامور ہوئے تھے اس میں کامیاب ہو کر دنیا سے آپ جا رہے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ نماز فی الحقیقت بدیوں اور برائیوں سے بچنے . . . . اور اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ نماز بدیوں اور برائیوں سے روکتی ہے، اور دوسری جگہ فرمایا:۔ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون، مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہوئے اس کے حضور میں نہایت عاجزی سے سر نیاز جھکاتے ہیں یہ ہے نماز کی حقیقت، اگر اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے نماز ادا کی جائے تو فی الحقیقت وہ بدیوں اور برائیوں سے بچاتی اور اس سے نیک اعمال کی توفیق ملتی . . . ہے۔ جو لوگ . . . اس وجہ سے نماز سے کتراتے ہیں کہ نمازیوں کے حالات اچھے نہیں، وہ نماز پڑھتے ہوئے بھی بدیوں اور برائیوں سے نہیں رکتے، انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسے نمازی نماز کی اصل حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے نری ٹکریں مارنا جانتے ہیں، اور ایسے ہی نمازیوں کے متعلق ارشاد ربانی ہے:—

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن ویمنعون الماعون۔

ان نمازیوں پر افسوس ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو دکھاوا کرتے ہیں اور خیرات سے منع کرتے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ نماز نری دکھاوے کی چیز نہیں اور نہ غفلت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کی اصل حقیقت اور فوائد کو پیدا کرتا ہے اور یمنعون الماعون کے الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ نمازی جہاں خدا کے حضور سربسجود ہوتا اور اس کے احکام کی بجا آوری اور اس سے تعلق پیدا کرنے کی راہ اختیار کرتا ہے وہاں اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی کرنا اور حاجتمند کو خیرات دینا بھی نماز کا ایک ضروری جزو ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قرون اولیٰ میں نماز کی امامت کے فرائض عام طور پر حاکم وقت یا امیر المومنین انجام دیا کرتے تھے۔ اور اس وجہ سے عوام کا رجحان نماز کی طرف زیادہ تھا لیکن جب سے یہ طریق قائم نہیں رہا، اور امامت کے فرائض ان پیشہ ور ملاؤں کے ہاتھ میں دے دیئے گئے جنہوں نے امامت کو روٹی کمانے کا ایک ذریعہ بنا لیا اور اس کے لئے ہر جائز و ناجائز طریق اختیار کرنا اور لڑائی جھگڑے کھڑے کرنا ان کا شیوہ بن گیا ہے، اس وقت سے نماز کی طرف رغبت بھی کم ہو گئی ہے۔ اگر ہمارے حکام اپنے فرائض میں اس بات کو شامل کریں کہ وقتاً فوقتاً اپنے فرصت کے اوقات میں مساجد میں جا کر نماز پڑھیں، اور اگر ممکن ہو تو کبھی خود بھی امام بن کر نماز پڑھا دیا کریں تو اس سے عوام میں نہ صرف نماز کے لئے رغبت پیدا ہوگی، بلکہ ایسے حاکموں سے دلی محبت و عقیدت کے جذبات پیدا ہوں گے، اور ان کے احکام کی اطاعت . . . خوش دلی اور خوش اسلوبی کے ساتھ کی جائیگی۔ اور یہ حکومت پاکستان کی استحکام اور پائداری کا موجب ہوگا۔

بہرحال ڈپٹی کمشنر لاہور کی اس نیک تحریک کا ہم دلی خوشی کے ساتھ خیر مقدم کرتے اور انہیں اس نیک اقدام پر مبارکباد دیتے ہیں۔

اخبارات انجمن کی توسیع اشاعت

اس سے پیشتر اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۲۲ جنوری میں اخبارات پیغام صلح و روح اسلام و لائٹ کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں ایک فہرست شائع ہوئی تھی۔ اس کے بعد جن اصحاب نے تحریک میں حصہ لیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی مع تعداد اخبارات جو انہوں نے جاری کرائے ذیل میں شکریہ کے ساتھ درج ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء

نمبر شمار۔ اسماء گرامی	پیغام صلح	روح اسلام	لائٹ
۱۔ میاں ظہور احمد صاحب لاہور		۸	×
۲۔ کرنل سید بشیر حسین صاحب "	۳	×	۲
۳۔ خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ایبٹ آباد	۴	۱	×
۴۔ حبیب الرحمان صاحب صادق۔	۱	۱	۱
۵۔ مرزا نصیر بیگ صاحب منڈی بہاؤالدین	۵	×	۵
۶۔ رشید احمد صاحب خلف الرشید ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم	×	×	۱
۷۔ حبیب الرحمٰن صادق صاحب مزید			۱
۸۔ ملک ظفر اللہ خان صاحب راولپنڈی۔ مزید۔	×	×	۴
۹۔ ڈاکٹر وحید احمد صاحب	×	×	۴
۱۰۔ خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایبٹ آباد۔ مزید	×	×	۲
۱۱۔ پروفیسر اصغر حمید صاحب	×	×	۲
۱۲۔ محمد حسن خان صاحب سیکرٹری جماعت کراچی۔	×	×	۲

محمد صالح نور سیکرٹری نشر و اشاعت

جماعت لائل پور کا ماہانہ اجتماع

عہدیداران کا انتخاب

ایک معزز دوست کی جماعت میں شمولیت

جب سے مقامی طور پر تنظیمی اور تربیتی مجالس کا ... انعقاد شروع ہوا ہے احباب جماعت میں ایک نئی زندگی، نیا ولولہ اور جوش کے ساتھ جماعتی احساس اور تنظیمی امور میں دلچسپی اور آپس میں اخوت اور تودد روزافزوں ہے۔ مکرم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کے تنظیمی دورہ کے بعد سے جو نمایاں امور جماعت میں پیدا ہوئے ہیں وہ قابل ذکر ہیں۔

اولاً۔ ایک ماہوار تنظیمی اور تربیتی اجلاس منعقد کر کے جماعت کے تمام احباب کے آپس میں مل بیٹھنے کا سامان کیا جاتا ہے جہاں مختلف ضروری امور زیر بحث آنے کے علاوہ تربیتی تقاریر بھی ہوتی ہیں۔

ثانیاً۔ جماعت کے ہر متنفس پر مشتمل ایک فہرست تیار کی گئی ہے، اور اس کے مطابق ہر مرد و عورت، اور بچہ کا الگ الگ چندہ مقرر کر دیا گیا ہے جس کی وصولی اور ترسیل کے لئے ایک دوست کی خدمات مقرر کی گئی ہیں۔

ثالثاً۔ روزانہ نماز مغرب کے بعد مسجد احمدیہ میں قرآن پاک کے درس کا اہتمام کیا گیا ہے، جو باقاعدگی سے جاری ہے۔

رابعاً۔ ایک وفد احباب کے گھروں پر جا کر جماعت کی سرگرمیوں میں حصہ لینے۔ چندہ جات کی ادائیگی، نماز جمعہ اور درس میں شمولیت کی تلقین کرنے کے علاوہ احباب کی مشکلات معلوم کرتا ہے تاکہ دوستوں کی ضروریات اور تکالیف کا ازالہ کیا جانا ممکن ہو سکے۔

پروگرام کے تحت اس مرتبہ ماہوار اجلاس جماعت کے نہایت دردمند اور مخلص دوست جناب شیخ محمد امین صاحب مالک لائلپور ڈیری فارم کی خواہش پر آپ کے ہاں مورخہ ۸ دسمبر بعد از نماز عصر منعقد ہوا، یہ اجلاس مقامی جماعت کے صدر الحاج شیخ میاں مولابخش صاحب کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے جو مولوی غلام حسین صاحب نے کی ... شروع ہوا۔ ابتداء میں ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے جو ہماری جماعت کے ایک پرجوش اور مخلص بزرگ ہیں جماعت کی تنظیم و تربیت کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے تنظیم کے فوائد اور جماعت کے نوجوانوں کی تربیت کی ضرورت واضح فرماتے ہوئے تلقین فرمائی کہ اب وقت ہے کہ نوجوانوں کو نظام کی باگ ڈور سونپنے کی کوشش کی جاوے اور نئی نسل کو یہ احساس دلایا جاوے کہ اب یہ بوجھ ان کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔ لہٰذا وہ جماعت کے امور میں دلچسپی سے حصہ لیں اور بڑھ چڑھ کر کام کریں۔ تاکہ اس وقت جب بزرگ احباب ان میں موجود نہ ہوں تو وہ جماعت کے کاموں کو بااحسن طریق اور بآسانی آگے چلا سکیں۔ اس سلسلہ میں مساعی کو بروئے کار لانے کے لئے اور جماعت کو تبلیغی اور تربیتی لحاظ سے بلند معیار پر لے جانے کے لئے آپ نے مکرم الحاج شیخ میاں محمد صاحب کے مشورہ اور ایماء سے ایک مضبوط مجلس عاملہ کے انتخاب کی تجویز جماعت کے سامنے رکھی اور ہر عہدیدار کے مفوضہ فرائض کی تفصیل بھی تذکرہ کرتے ہوئے ان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ یہ ایک قومی اور جماعتی فرض ہے لہٰذا اس کو بجالانا ہر ایک کے لئے موجب سعادت اور موجب رضائے الٰہی ہے۔ لہٰذا احباب بطیب خاطر اور جوش ایمان کے ساتھ ان امور کو بجالائیں تاکہ ہم حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی ان خواہشات کو پورا کرنے والے بنیں۔ جو آپ نے اپنی جماعت کے افراد سے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں ابستہ کی تھیں۔ اور ہم محض قول کے احمدی نہ ہوں بلکہ اپنے عمل اور قول دونوں طرح سے اپنے احمدی ہونے کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ آپ نے جن عہدوں کے لئے عہدیداران تجویز کئے تمام جماعت نے متفقہ طور پر ان کو منظور کیا جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) الحاج شیخ میاں محمد صاحب مقامی امیر جماعت
(۲)۔ الحاج شیخ میاں مولابخش صاحب صدر جماعت
(۳) ملک نذر حسین صاحب جنرل سیکرٹری
۴۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ سلسلہ مشیر عام
۵۔ شیخ محمد امین صاحب سیکرٹری مال
۶۔ عبدالرب خان صاحب برہم سیکرٹری تبلیغ
۷۔ شیخ میاں فضل احمد صاحب سیکرٹری رشتہ ناطہ
۸۔ الحاج میاں شریف احمد صاحب سیکرٹری امداد باہمی
۹۔ محمد صالح نور سیکرٹری نشر و اشاعت

ڈاکٹر صاحب کی تقریر اور تجاویز کے بعد مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے سورۃ العصر کی تلاوت کے ساتھ اپنے مخصوص اور دلپسند انداز میں احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ نے سب سے اول جماعت کو تبلیغ و اشاعت دین کے لئے اپنے اموال میں سے ایک حصہ خرچ کرنے کی تلقین فرمائی اور کہا کہ ہمیں اس طریق پر اشاعت اسلام کے فریضہ میں حصہ لینا چاہئے کہ ہمارے گھر کا کوئی فرد بشر بھی محروم نہ رہے اور گھر کے اعلیٰ فرد سے لے کر ایک طفل شیر خوار تک الگ الگ اپنے نام سے خدا کی راہ میں اس کے دین کی اشاعت کے لئے چندہ دے۔ آپ نے اس امر کا نفسیاتی تجزیہ کرتے ہوئے بتلایا کہ اس طریق پر ہم اپنے بچوں اور عزیزوں کو خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا عادی بنا سکیں گے اور اشاعت دین کے لئے خرچ کرنے کا جذبہ ان کے رگ و پے میں سما جائے گا۔ آپ نے مثال دیتے ہوئے بتلایا کہ بچہ کی پیدائش پر سب سے پہلے اس کے کان کے ذریعہ اس کے دل و دماغ میں جو الفاظ داخل کئے جاتے ہیں گو بچہ اسکو سمجھ نہیں رہا ہوتا مگر خدا کی وحدانیت اور کبریائی اور رسول خدا کی رسالت اور عظمت بچہ کے رگ و ریشہ اور گوشت پوست میں پیوست ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان بچہ گویا خدا اور رسول کی محبت لے کر پیدا ہوتا ہے یہ کیا عجیب سبق ہے جو بچہ کو اس عالم امکان میں آنے پر سب سے پہلے دیا جاتا ہے اور یہ کلمات بچے کو فطرت اسلامی کی جیتی جاگتی تصویر بنا دیتے ہیں۔

محترم مرزا صاحب نے اپنی پُرتاثیر اور مدلل گفتگو کے دوران میں "انفاق فی سبیل اللہ" کو ایک بہت بڑی نیکی اور اخروی زندگی کے لئے زاد راہ بتلاتے ہوئے احباب کو اس طرف خاص توجہ مبذول کرنے کی تلقین فرمائی اور کہا کہ جو لوگ خدا کی راہ میں اس دنیا میں کچھ خرچ کرنے کی سعادت سے محروم رہیں گے وہ آئندہ زندگی میں کف افسوس ملیں گے کہ وہ وہاں تہی دامن ہوں گے۔ اس لئے مبارک ہیں وہ لوگ جو آئندہ کے لئے یہاں سے کچھ بھیجیں اور خدا تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کر لیں۔

مرزا صاحب کی تقریر کے بعد مکرم شیخ محمد امین صاحب نے امداد باہمی کی ایک سکیم کا تذکرہ کرتے ہوئے احباب جماعت کو دعوت دی کہ وہ اس سکیم سے تمام تر فوائد حاصل کر سکتے ہیں جو کہ ہم نے اپنی برادری کی سہولیات

رمضان میں دعاؤں کی قبولیت ـــــ تزکیہ نفس اور

حلال کمائی سے عمل صالح اور قرب الٰہی کی توفیق ملتی ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۱ جنوری ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

اس کو سابق روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور روزہ رکھنے کا مقصد بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ اس سے دلوں کو پاک کرنا مقصود ہے۔ بھوکا مرنا مقصود نہیں۔ دلوں کی طہارت اور پاکیزگی، عبادت اور خدا تعالےٰ کے احکام کی اطاعت سے میسّر آتی ہے جو لعلکم تتقون کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

تزکیہ و طہارت سے دعا کی قبولیت

اس کے علاوہ آیت شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن میں یہ بتایا گیا ہے کہ دلوں کی زمین کو کانٹوں وغیرہ سے صاف کرنے کے بعد قرآن کریم کی بارش اور نور دلوں کی زمین پر اترتا ہے، تو اس کے بعد پھر انسان اس قابل ہوتا ہے کہ اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشا جاوے۔ فرمایا واذا سالک عبادی عنی۔ جب بندہ خدا تعالےٰ کی جناب میں کوئی درخواست یا التجا کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ ایسے دل کو دعا کی قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ لیکن جب تک اس غرض کو پورا نہ کیا جائے جو روزہ کی اللہ تعالےٰ نے بیان کی ہے یعنے تزکیہ و طہارت حاصل کرنا اس وقت تک اس کی دعا قبول نہیں ہو سکتی۔

سفلی خواہشات پر قابو پاکر انسان فرشتوں سے بڑھ سکتا ہے

انسان کے اندر حیوانی خواہشات بھی ہیں۔ اور اس کے اندر فرشتوں جیسی پاکیزہ صفات بھی موجود ہیں۔ حیوانی خواہشات اور قوتوں پر قابو پانا روزہ کی اصل غرض ہے۔ جن لوگوں نے اپنے قوتوں پر قابو پا لیا۔ ان کا رتبہ فرشتوں سے بڑھ گیا۔ ان کی شان بڑھ گئی۔ حیوانوں میں حرص ہے لیکن عقل نہیں ہے۔ فرشتے میں نہ حرص ہے اور نہ ہی عقل یفعلون ما یؤمرون جو کچھ انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ وہی کچھ کرتے ہیں۔ وہ آٹو میٹک مشین کی طرح ہیں۔ لیکن انسان کے اندر حرص بھی ہے اور عقل بھی۔ اگر ـــ وہ حیوانیت یا درندگی اور دیگر سفلی خواہشات پر غالب آ

سے بدتر ہو جاتے ہیں کالانعام بل ھم اضل۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے جو لوگ فیضیاب ہوئے وہ فرشتوں سے بڑھ گئے۔

خواہشات دوزخ پیدا کرتی ہیں

خواہشات کے نیچے دوزخ ہے آگ ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا حجبت النار بالشہوات اور مشقت اور مجاہدہ سے اگر انسان خواہشات پر غالب آجائے تو فرمایا حجبت الجنۃ بالمکارہ اس نے جنت حاصل کر لی۔

حلال طیب کمائی سے عمل صالح اور استجابت دعا کی توفیق ملتی ہے

تو قرآن کریم میں طہارت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ خود پیغمبروں کو حکم ہوتا ہے۔ یایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا یعنے اے رسولو حلال طیب کھاؤ اور نیک اعمال بجا لاؤ۔ حلال طیب کمائی کے بغیر عمل صالح کی توفیق نہیں ملتی۔ ناپاک کمائی سے انسان سے آہستہ آہستہ نیکی کرنے کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اس وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطب مطعمک وکن مستجاب الدعوات حلال طیب روٹی کھاؤ تو تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ ان تعلیمات کی توفیق قرآن کریم کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

قرآن کریم زندگی اور نور بخشتا ہے اور اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے

قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا اوحینا الیک روحًا من امرنا۔ یہ کتاب روح ہے جو دلوں کے اندر زندگی پیدا کرتی ہے۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا ہے وانزلنا الیکم نورًا مبینًا یہ زندگی دینے کے علاوہ روشنی بھی بخشتا ہے

جاتی ہے۔ قرآن کی بارش اور روشنی سے مستفید ہونے کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہے تو اس وقت واذا سالک عبادی عنی فانی قریب کی بشارت خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کو خوشخبری دی ہے کہ جب کبھی مجھے پکارو گے مجھے اپنے قریب پاؤ گے میں بندوں سے دور نہیں رہتا میں ان کی سنتا ہوں۔

عیسائیت میں خدا تک پہنچنے کے لئے مسیح کو وسیلہ قرار دیا گیا ہے

یورپ کے سکولوں میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ جس طرح ایک بادشاہ کو براہ راست ملنے کے لئے کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور اس کے سیکرٹریوں سے رابطہ قائم کرنا پڑتا ہے۔ اور انہی کے ذریعہ سے بادشاہ کی ملاقات میسّر آتی ہے۔ اسی طرح سے اس زمین و آسمان کے بادشاہ کے قریب بھی ہم نہیں جا سکتے اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے جب تک حضرت عیسٰے کو وسیلہ نہ بنایا جائے۔ وہ ہمارا وسیلہ ہے وہ ہماری بات خدا تک پہنچاتا ہے۔ ہماری سفارش کرتا ہے وہ ہمارا Mediator ہے اور وہی ہمارا Saviour ہے یعنے وہ ہمارے نجات دہندہ ہیں۔

قرآن کریم کی رو سے اعمال صالحہ کے ذریعہ خدا کا قرب حاصل ہو سکتا ہے

قرآن کریم کے نزدیک یہ نظریہ اور اعتقاد غلط ہے وہ فرماتا ہے۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں میں اُن کے قریب ہوں اُنکی التجاؤں کو میں سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ میرے بندے ہیں۔ میری مخلوق ہیں، مربوب ہیں۔ انہیں مجھ سے ملنے کے لئے کسی وسیلہ اور ذریعہ کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے میرے احکام کی اطاعت کرنا اور میری عبادت کرنا اور ....

اعمال صالحہ کو اپنی زندگی کا شیوہ بنانا ضروری ہے چنانچہ ہمارے سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو وعظ فرمایا یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ اے صفیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی۔ یا فاطمۃ بنت محمد۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر فاطمہ اِئتونی یوم القیامۃ باعمالکم و لا انسابکم۔ قیامت کے دن اپنے ساتھ اعمال لے کر آنا۔ وہاں حسب نسب کچھ نہیں پوچھا جائے گا۔ اور یہ نہیں ہوگا کہ تمہارا رشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اس لئے تم حساب کتاب سے بری ہو۔ نہیں بلکہ وہاں پر ذریعہ قرب الٰہی تمہارے اعمال ہی ہوں گے۔ حضور نے ارشاد فرمایا لا تجعلوا قبری وثنا میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اس کی پوجا نہ کرنا۔ خدا تعالےٰ اچھے اعمال والوں کی باتیں براہ راست سنتا ہے۔ اس کا ارشاد ہے کہ جب کبھی میرے بندے مجھے پکارتے ہیں۔ میں ان کے قریب ہوتا ہوں کہ میں ان کا خالق ہوں۔ رب ہوں۔ محسن ہوں۔ رحمتی وسعت کل شیء میری رحمت ساری چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ کیسی خوشخبری ہے۔

مجاہدہ نفس سے خدا راضی ہوتا ہے

مجاہدہ نفس کے بعد تم اس قابل ہوتے ہو کہ تمہاری بات سنی جائے اور اسے شرف قبولیت حاصل ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدہ نفس پر بڑا زور دیا ہے۔ فرمایا انّ اعدٰی عدوّک فی جنبیک (تیرے پہلو میں) سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے۔ اس پر قابو پاؤ اس پر غلبہ حاصل کرو ایسا کر لیا تو تم نے سب کچھ پا لیا۔ اس مجاہدہ میں جو لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں خدا ان سے راضی ہو جاتا ہے۔

روزہ دار کو بدتہذیبی اور گندگی سے بچنا چاہیئے

حضورؐ نے فرمایا خلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک روزہ دار کے منہ کی بو نافۂ مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ رکھنے سے جب یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو روزہ دار کو غیرت سے کام لینا چاہیئے اور اس کی زبان اور دل کے اندر گندگی اور بدتہذیبی نہ ہونی چاہیئے۔

بنی آدم کی تکریم کا حکم

خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ولقد کرمنا بنی آدم۔ ہم نے بنی نوع انسان کو قابل تکریم و تعظیم بنایا ہے جو بھی انسان ہو اس کی تکریم کی جائے۔ بچوں کی، لڑکوں کی، لڑکیوں کی، نوکروں کی، چپڑاسیوں کی، کلرک کی۔ غرض جہاں کہیں انسان کا بچہ ہو اس کی تکریم کی جائے۔ فرمایا قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن لیعنی میرے بندوں کو بتا دو کہ وہ خوبصورت کلام کرنے والے ہوں۔ تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ

کے متعلق فرمایا لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ اگر آپؐ کی زبان میں درشتی ہوتی، اور آپؐ سخت القلب ہوتے تو آپؐ کے پاس سے لوگ بھاگ جاتے جب سرور کائناتؐ کو اس قسم کا حکم دیا گیا تو ہر مسلمان جو حضورؐ کا متبع ہے اس کو بھی چاہیئے کہ اس حکم کو سامنے رکھے اور درشتی اور بدتہذیبی کو ترک کر دے۔ اس مہینہ کے اندر مجاہدہ کرنے کا یہ نتیجہ ہونا چاہیئے کہ مسلمان اپنے نفس پر قابو پا لے۔ جس نے اپنے نفس پر قابو پا لیا اس نے خدا تعالےٰ کو خوش کر لیا۔

خطبۂ ثانی

گوا میں احمدیہ انجمن کا قیام

میرے پاس ایک رپورٹ ہے کہ گوا کا علاقہ جو پہلے پرتگالیوں کے پاس تھا اب ہندوؤں کے قبضہ میں ہے وہاں پر ایک ستر سالہ شیخ احمد صاحب ہیں ان کا ارادہ ہے کہ یہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی شاخ قائم کریں۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو توفیق اور طاقت عطا فرمائے اور انکو اپنے ارادے میں کامیاب کرے۔

دوستوں کے لئے دعا

علاوہ ازیں بعض دوستوں نے اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے دعا کرنے کے لئے لکھا ہے اس میں مولوی عبدالباقی صاحب بھی ہیں یہ مہینہ بابرکت ہے۔ اس میں خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی دعا سنتا ہے۔ آئیے ہم سب مل کر دعا کریں کہ خدا تعالےٰ ہمارے دوستوں کی مشکلات اور ان کے مصائب کو دور فرمائے انکو کامیاب فرمائے اور انکی مرادوں کو پورا کرے۔

احمدیت ایک ربانی تحریک ہے

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

وہاں ہمارے تصدق حسین قادری بھی محض علم کے احترام میں مولانا مسعود عالم صاحب ندوی کو رخصت کرنے کے لئے حاضر تھے چنانچہ مولانا مسعود عالم صاحب موصوف صفحہ ۱۶۳ پر اس کا یوں تذکرہ کرتے ہیں:—

"شام کو اسٹیشن پر پہنچے وہاں استاذ محترم علامہ ہلالی، الحاج طٰہٰ فیاض، استاذ محمد محمود صواف، استاذ فیصل (صواف کے نسبتی بھائی) تصدق حسین صاحب قادری اور چند نوجوان موجود تھے دیر تک پلیٹ فارم پر گفتگو ہوتی رہی۔"

یہ ہے آپ کی جماعت کا ایک عمر رسیدہ مبلغ جو اپنے کام کاج کے ساتھ ساتھ ہر وقت تبلیغ میں مصروف رہتا ہے۔ اپنے اور غیروں کے دلوں کو مسحور کر کے احمدیت کا ایک نہ مٹنے والا اثر ثبت کر رہا ہے وہ روشنی کا ایک مینار ہے۔ جس کی شعاعیں عربی اور عجمی لوگوں کو ہر آن منور کر رہی ہیں۔ اور اس کی تعریف اور توصیف ایک معاند اور متعصب غیر احمدی عالم سے بے اختیار صفحۂ قرطاس پر ثبت ہو گئی ہے۔ (باقی۔ باقی)

برق صاحب کا مزعومہ مہمل الہام

(بسلسلہ صفحہ ۳)

تین سالوں میں قدرت الٰہی کے وہ تمام نشانات دکھلائے جائیں گے جن کا دکھلایا جانا حضور کی زندگی میں . . . . حضورؑ کے ہاتھ پر بحیثیت مسیح موعود خدا کے ہاں مقدر ہو چکا تھا۔ چنانچہ ان حوادث اور عجائب قدرت کی تعداد بھی ایک دوسرے الہام میں بتلائی گئی جس کے الفاظ یہ ہیں۔ "میں پچاس یا ساٹھ نشان دکھلاؤں گا" گویا اس سے قبل کے زمانوں میں دکھلائے گئے نشانوں میں قریباً ساٹھ مزید نشانوں کے اضافہ سے حضورؑ کی زندگی میں دکھلائے جانے والے نشانوں کی تعداد مکمل ہو جائیگی۔

اب پہلے الہام کے مطابق ان میں سے کچھ نشان ۱۹۰۶ء میں دکھلائے جائیں گے اور کچھ نشان ۱۹۰۷ء میں اور کچھ ۱۹۰۸ء میں اسی بنا پر الہام الٰہی میں "یہ ہوگا" کو تین دفعہ دہرایا گیا ہے تا آنے والے تین مختلف سالوں کے مختلف نشانوں پر دلالت کریں جو ان سالوں میں دکھلائے جانے والے تھے۔

اب برق صاحب اور ان کے ہمنوا دوست غور کریں کہ الفاظ "یہ ہوگا" کو تین دفعہ دہرانا کیا ان کے مہمل ہونے پر دلالت کرتا ہے یا خدا تعالےٰ کے عالم الغیب ہونے پر زبردست دلیل کا کام دے رہا ہے یاد رہے کہ پیشگوئیوں پر مشتمل الہاموں کا حقیقی مفہوم اسی وقت کھلتا ہے جب وہ پورے ہوتے ہیں۔ اب مندرجہ بالا الہام کے الفاظ نے واقعات کی شکل اختیار کر کے کیا اس امر کو یقینی طور پر ثابت نہیں کر دیا کہ خدا فی الحقیقت عالم الغیب ہے۔ اس کو علم تھا کہ میرے اس الہام کے بعد میرے اس بندہ کی عمر تین سال سے متجاوز نہیں ہوگی اور اس کا یہ علم واقع کے بالکل مطابق نکلا۔ کاش مخالفین ایسے زبردست نشانوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

انشاء اللہ آئندہ قسط میں ان نشانوں کی تفصیل بھی بتلائی جائے گی۔

اخبار احمدیہ

بسلسلہ صفحہ ۲

صحت یابی پر عطیہ

—— چوہدری بشیر احمد صاحب اوکاڑہ نے حافظ محمد بخش صاحب کی طرف سے ان کی صحت یابی پر مبلغ -/55 روپے انجمن کو مرحمت فرماتے ہیں۔ اور بسلسلہ ترقی کاروبار مبلغ -/5 اپنی طرف سے دیتے ہیں۔ فجزاہ اللہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

مولانا شیخ عبد الرحمٰن مصری صاحب

جناب برق صاحب کا مزعومہ مہمل الہام عظیم الشان نشانات پر مشتمل ہے

برق صاحب کا تیر لا اصل

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۳۵ پر حضرت اقدس مسیح موعود کے مندرجہ ذیل الہام کو درج کرکے اسے بھی مہمل الہامات میں شمار کیا ہے

"بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس
دن خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھا
جائے گی یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا پھر تیرا
واقعہ ہوگا تمام حوادث و عجائبات قدرت دکھلانے
کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔"

معلوم ہوتا ہے کہ جس الہام کی حقیقت تک برق صاحب کے ذہن کی رسائی نہ ہوسکے یا جس کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے وہ کوشش کرنا ہی پسند نہ کریں ان کے نزدیک وہ الہام مہمل کہلانے کا مستحق ہوتا ہے یہ ایک ترازو اصل ہے جو برق صاحب نے الہامات کی سچائی کو پرکھنے کے لئے قائم کیا ہوا ہے معلوم نہیں کہ اپنے اس اصل کی روشنی میں مقطعات قرآنی کے متعلق برق صاحب کیا رائے رکھتے ہیں کیا آپ اس کی وضاحت کرکے ممنون فرمائیں گے۔

برق صاحب اگر ذرا غور کرنے کی تکلیف گوارا فرماتے تو مندرجہ بالا الہامات سے پتا چلتا کہ برق صاحب کا پیش کردہ الہام ایک نہیں بلکہ چند متفرق الہامات کا مجموعہ ہے از ناقل ..... انہیں تاریکی سے روشنی میں آتے ہیں مدد ملتی اور قرآن کریم پر اُن کا ایمان محض رسمی رہنے کی بجائے مبنی بر بصیرت بن جاتا۔

قرآن کریم کا دعوےٰ اور اسکا عملی ثبوت

کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم کا دعوےٰ ہے کہ موت اور حیات خداتعالےٰ کے قبضہ میں ہے اور انسان کی موت کے وقت کا علم صرف اسی کو ہے مندرجہ بالا الہامات میں اسی دعوےٰ کا عملی ثبوت پیش کیا گیا ہے اور یہ ایسا ثبوت ہے جو خداتعالےٰ کی ہستی اور قرآن کریم کے الہامی ہونے پر قطعی دلیل اور منکرین ہستی باری تعالےٰ پر اتمام حجت کرنے کے لئے برہان ساطع کا کام دے سکتا ہے اور ایسے زمانہ میں جس میں کہ مادہ پرستی اپنے انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور دہریت دلوں پر اپنا پورا تسلط جماتی چلی جا رہی تھی ایسے ہی الہامات کی ضرورت تھی جو پورے ہو کر عملی طور پر قرآنی وعدوں کو سچا ثابت کرکے دکھا دیں تا دنیا پر واضح ہو جائے کہ قرآن کریم فی الحقیقت اللہ تعالےٰ کی ہی کتاب ہے بلکہ یہی ایک کتاب ہے جس کی کامل پیروی سے انسان خداتعالےٰ کے اتنا قریب ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اسرار وقتاً وقتاً اس پر کھولتا رہتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی غرض

یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی اہم غرض یہی تھی کہ آپ قرآنی وعدوں کی سچائی پر عملی ثبوت بہم پہنچا کر لوگوں کے دلوں میں قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلعم کے خاتم النبیین ہونے پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کر دیں اور اسی اہم غرض کو پورا کرنے کے لئے آپ کو کثرت سے غیب کی خبروں پر مشتمل الہامات عطا کئے گئے جو ایک طرف تو قرآن کریم کے وعدوں کی سچائی کو ثابت کر رہے تھے اور دوسری طرف قرآن کریم میں بیان کردہ صفات الٰہی کے متعلق اس بات کا ثبوت بہم پہنچا رہے تھے کہ وہ فی الحقیقت موجود ہیں اور عملی طور پر دنیا میں اپنا اپنا وہ کام سرانجام دے رہی ہیں جو ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

چنانچہ مندرجہ بالا الہامات میں اللہ تعالےٰ کی صفت محی اور ممیت کا عملی ثبوت بہم پہنچایا گیا ہے اور دکھلایا گیا ہے کہ قرآن کریم کا یہ دعوےٰ کہ انسان کی موت کا علم صرف خداتعالےٰ کو ہی ہے بالکل سچا دعوےٰ ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی زندگی اور موت کے متعلق الہامات

۱۸۶۵ء میں یعنی وفات سے قریباً ۴۴ سال قبل حضرت اقدس مرزا صاحب کو الہام میں بتلایا گیا کہ حضور کی عمر ۸۰ سال کے قریب یعنی چار یا پانچ کم یا چار یا پانچ سال زیادہ ہوگی (کم یا زیادہ بتلانے میں جو حکمت تھی اس پر ایک علیحدہ مضمون میں انشاءاللہ روشنی ڈالی جائے گی۔ جب عمر پر اعتراض کو زیر بحث لایا جائے گا از ناقل)۔ اب یہ واقعہ ہے کہ مندرجہ بالا الہام کے مطابق حضور کی عمر ۷۶ برس کی ہوئی ہر ایک انسان سمجھتا ہے کہ ۴۴ برس قبل عمر کا تعین کر دینا انسانی طاقت سے باہر ہے انسان تو ایک دن کے متعلق بھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضرور زندہ رہے گا خصوصاً ایسا انسان جو دائمی طور پر مختلف قسم کی بیماریوں کا شکار رہتا ہو جیسا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب تھے پھر خصوصاً ایسا انسان جس کی دشمنی اس انتہا تک پہنچی ہوئی ہو کہ لوگ اُس کے قتل کے درپے رہتے ہوں اور اس کے قتل کو ایک کار ثواب یقین کرتے ہوں۔ یہ خداتعالیٰ کا ہی کام ہے جس کے قبضہ میں ہر انسان کی اجل مسمّٰی ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے و اجل مسمّی عندہ ثم انتم تمترون شک دور ہو کر اجل مسمّٰی کے قبضہ الٰہی میں ہونے کا یقین دلوں میں تبھی پیدا ہوسکتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ کسی اپنے بندہ پر اس کی اجل مسمّٰی کا انکشاف کر دے جیسا کہ اُس نے حضرت مرزا صاحب پر ان کی اجل مسمّٰی کا انکشاف کرکے اس بارے میں تمام شکوک کا قلع قمع کر دیا کہ انسانوں کی اجل مسمّٰی کا قبضہ الٰہی میں ہونے کا دعوےٰ قرآنی محض دعویٰ ہی دعوےٰ ہے عملی ثبوت اس کا کوئی نہیں۔

۱۹۰۵ء میں موت کے متعلق متواتر الہامات

چونکہ حضور کی تاریخ پیدائش کے متعلق حضور کی زندگی میں کسی کو علم نہیں تھا اس لئے حضور کی وفات پر اس امر کے متعلق شبہات پیدا ہونے کا قوی امکان تھا کہ آیا حضور کی عمر الہام الٰہی کے مطابق ہوئی ہے یا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ۱۹۰۵ء میں تو دہی متعدد الہاموں کے ذریعہ حضور پر واضح کر دیا کہ عمر کی جو تعیین ہم نے ۴۴ سال قبل کی تھی اس کے ختم ہونے کا وقت اب آگیا ہے جس سے ایسے شبہات کا امکان معدوم ہوگیا

پہلا الہام

چنانچہ اس کے متعلق سب سے پہلا الہام ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو ہوا فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ آخری
حصہ زندگی کا یہی ہے جو اب گزر رہا
ہے جیسا کہ عربی میں وحی الٰہی یہ
ہے قَرُبَ اَجَلُكَ الْمُقَدَّر
ولا نبقی لك من المخزیات
ذکراً"

اس وحی الٰہی کے معنی صاف ہیں کہ تیری عمر کا جو اندازہ ہم نے ۱۸۶۵ء میں بتلایا تھا اب اس کے ختم ہونے کا وقت قریب آگیا ہے گویا حضور کی عمر کے متعلق مخالفین نے جس قدر شبہات پیدا کرنے کی کوشش

کی ہے ان سب کا اس وحی الٰہی نے قلع قمع کر دیا۔ اگرچہ اس وقت تک دوسرے لوگوں کو تو کیا خود حضورؑ کو بھی اپنی پیدائش کی تاریخ کا صحیح علم نہ تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے علم سے تو حضور کی تاریخ پیدائش مخفی نہ تھی اس لئے اس نے جو ۷۴ سال قبل عمر کا اندازہ بتلایا تھا اس کے ختم ہونے کا جب وقت آیا تو حضورؑ کو اپنے الہام کے ذریعہ اطلاع کر دی جس کی بناء پر حضورؑ نے جماعت کے لئے وصیت بھی لکھدی۔ بعد میں تحقیق سے بھی یہی ثابت ہوا کہ حضور کی پیدائش سنہ ۱۲۵۰ھ میں ہوئی تھی اور وفات سنہ ۱۳۲۶ھ میں گویا عمر ۷۶ سال کی تھی۔

وقت کی تعیین کے متعلق ایک کشف

اس کے بعد ۱۸ را کتوبر ۱۹۰۵ء کو حضور کو مندرجہ ذیل کشف کے ذریعہ جتنے دن زندگی کے باقی تھے ان سے بھی مطلع کر دیا گیا فرماتے ہیں۔

"چند روز کا ذکر ہے کہ ایک کوری ٹنڈ میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفّٰی اور مقطّر پانی ہے اس کے ساتھ الہام تھا آب زندگی"

یہ کشف صاف بتلا رہا ہے کہ ۱۸ را کتوبر ۱۹۰۵ء سے دو اور تین سال کے درمیان حضورؑ کی وفات وقوع میں آئے گی چنانچہ اس کشف کے بعد دو سال ۷ ماہ اور آٹھ دن کے بعد حضورؑ اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ کیا تعصّب سے خالی دل رکھنے والوں کے لئے یہ ایمان افروز نشان نہیں۔

تیسرا الہام

چنانچہ اس کشف کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل دو الہام بھی تھے۔ پہلا یہ ہے:۔

"قَلَّ میعاد ربك"

یعنی ۷۴ سال قبل زندگی کی بتلائی ہوئی مدت اب تھوڑی رہ گئی ہے یعنے اس مدت میں اب صرف دو تین سال رہ گئے ہیں۔

دوسرا یہ ہے:۔

"خدا کی طرف سے سب پر اُداسی چھا گئی"

ماننے والوں کے دلوں پر اُداسی کا چھا جانا تو طبعی امر تھا اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ لیکن حضور کی وفات پر نہ ماننے والوں میں سے بھی اس طبقہ پر اُداسی چھا گئی تھی جو قوم کا بہی خواہ تھا اور حضور کی اسلامی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا جیسا کہ ان خیالات سے نمایاں ہے جن کا اظہار انہوں نے حضورؑ کی وفات پر کیا۔

موت کے متعلق الہامات کا یہ سلسلہ تو ۲۰ رمئی سنہ ۱۹۰۸ء تک چلا جاتا ہے لیکن ان تمام الہامات کے ذکر کا یہ موقعہ نہیں عمر کے متعلق بحث مستقل بحث کی جائے گی اس وقت ان کا ذکر کیا جائے گا۔

الہام کے زیر اعتراض حصّہ کا سیاق وسباق

اس وقت تو میں صرف الہام کے اس حصّہ کی صحیح تشریح پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جس حصّہ کی بناء پر برق صاحب نے اس الہام کو نعوذ باللہ مہمل قرار دیا ہے وہ حصہ یہ ہے:۔

"یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا پھر تیرا واقعہ ہوگا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا"

پیشتر اس کے کہ مندرجہ بالا الہامی الفاظ کی تشریح پیش کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حقیقۃ الوحی کے جس صفحہ سے برق صاحب نے مندرجہ بالا الہام نقل کیا ہے اس کے سیاق وسباق کو بھی نقل کر دیا جائے تا قارئین کرام کے سامنے یکجائی طور پر تمام الہامات آجائیں اور یہ الہامات مندرجہ ذیل ہیں:۔

"قرب اجلك المقدر۔ ان ذا العرش یدعوك

تیرا مقدر وقت قریب آگیا۔ صاحب عرش خدا تجھے اپنے پاس بلا رہا ہے"

ولا نبقی لك من المخزیات ذکراً۔

ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے

قَلَّ میعاد ربك ولا نبقی لك من المخزیات شیئاً

تیرے ربّ کی مقرر کردہ میعاد اب تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے

بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں اس دن خدا کی طرف سے سب پر اُداسی چھا جائے گی یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔

جاء وقتك ونبقی لك الآیات باهرات۔

تیری وفات کا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے روشن نشان باقی رکھیں گے۔

(چنانچہ حضورؑ کی وفات کے بعد بھی حضور کی صداقت پر دلالت کرنے والے کافی تعداد میں روشن نشانات ظاہر ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں از ناقل)

جاء وقتك ونبقی لك الآیات بیّنات

تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے کھلے کھلے نشان باقی رکھیں گے چنانچہ دنیا دیکھ رہی

رَبِّ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین آمین

اے میرے ربّ مجھے مسلم ہونے کی حالت میں وفات دیجیو اور صالحین کے ساتھ ملائیو۔"

(اپنے تو اپنے غیروں نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ حضور کی زندگی نہایت پاکیزہ زندگی تھی اور ایک سچے مسلمان کی طرح دین کی خدمت میں حضور نے اپنی زندگی کے دن بسر کئے از ناقل)

قبل اور بعد کے الہامات کا مطلب

جن الفاظ کے نیچے مَیں نے خط کھینچ دیا ہے اور جو برق صاحب کے نزدیک اس الہام کو نعوذ باللہ مہمل قرار دینے کا موجب ہیں۔ اُن کے قبل اور بعد کے الہامات صاف بتلا رہے ہیں کہ ان تمام الہامات کا مقصد صرف یہ بتلانا ہے کہ حضور کی وفات کا وقت اب قریب آگیا ہے اور یہ کہ حضور خدا تعالےٰ کے مقبول بندے اور قرآن کریم کی آیۃ ولا تموتن الا وانتم مسلمون کے صحیح مصداق ہیں اور یہ کہ آیت یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة حضورؑ پر پوری طرح چسپاں ہو رہی ہے جیسا کہ الہام کے الفاظ ان ذا العرش یدعوك اور الفاظ ونبقی لك الآیات باهرات ونبقی لك الآیات بیّنات سے واضح ہے۔

الہام کے زیر اعتراض الفاظ کی صحیح تشریح

اب ذیل میں الہام کے الفاظ "یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ پھر تیرا واقعہ ہوگا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا" کی حقیقی تشریح پیش کی جاتی ہے۔ الہام کے الفاظ "یہ ہوگا" پر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے "کیا ہوگا" ایسے سوال کو عرف میں سوال مقدر کے نام سے پکارا جاتا ہے بعد کے الفاظ میں اسی سوال مقدر کا جواب ہے "تیرا واقعہ ہوگا یعنی تیری وفات وقوع میں آئے گی اور وہ بھی تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد۔

اس کے بعد دوبارہ فرمایا "یہ ہوگا" یہاں بھی وہی سوال مقدر ہے اور مندرجہ بالا ہی اس کا جواب ہے۔

پھر تیسری بار فرمایا "یہ ہوگا" یہاں بھی وہی سوال مقدر اور مندرجہ بالا ہی اس کا جواب ہے۔

ان الفاظ کو تین دفعہ دہرانے میں حکمت

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان الفاظ کو تین دفعہ کیوں دہرایا گیا ہے سو اس اعادہ کی حکمت اور غرض بالکل واضح ہے حضور کو یہ الہام ۱۹۰۵ء کے آخری مہینہ یعنے دسمبر کے آخر میں ہوا ہے خدا عالم الغیب کو تو علم تھا کہ حضور کی زندگی پر اس الہام کے بعد صرف تین سال ہی آئیں گے یعنی سنہ ۱۹۰۶ء اور سنہ ۱۹۰۷ء اور سنہ ۱۹۰۸ء کا کچھ حصّہ اور ان

(باقی بر صفحہ)

تحریر: مولوی محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

احمدیت ایک ربّانی تحریک ہے

(۲)

دیارِ عرب میں اخلاق اسلامی کا ایک پیکر

تصدّق حسین صاحب قادری

مولانا مسعود عالم صاحب ندوی کی اسی کتاب دیارِ عرب میں ایک شخص کا ذکر آتا ہے جس کے عقائد سے مصنف صاحب کو سخت بغض اور عناد ہے۔ اس بغض اور عناد کے ہوتے ہوئے اس کے قلم نے شخص مذکور کو ایسا خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جسے ہم احمدیہ جماعت (لاہور) کی سچائی کا ایک بیّن نشان سمجھتے ہیں۔ وہ اس کتاب کے ص۲۱ پر یوں رقمطراز ہیں:۔

"واپسی پر اکیلا تھا۔ طٰہٰ فیاض اپنے کسی اور کام کو چلے گئے۔ آہستہ آہستہ چلا آرہا تھا۔ کہ ایک نوجوان نے لپک کر کہا تفضل، شکل و شباہت سے عراقی معلوم ہوا۔ لیکن میں نے انکار نہ کیا۔ قریب کی دوکان میں داخل ہوئے، وہاں ایک ادھیڑ آدمی نے بڑے تپاک اور اخلاق سے استقبال کیا۔ اور صاف اردو میں دریافت کیا "تم مسعود ندوی ہو"؟ عرض کیا۔ جی ہاں! عاجز ہی کو مسعود کہتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا۔ "مجھے معلوم ہوا تھا تم آرہے ہو"۔

"ان بزرگ کا نام تصدق حسین قادری ہے۔ اور کاٹھیاواڑ کے رہنے والے ہیں۔ عراق میں ۲۳ سال سے ہیں اور عراقی قومیت اختیار کر لی ہے۔ عربی بول لیتے ہیں۔ اخبار بھی پڑھ لیتے ہیں۔ مشرقی پنجاب کے حادثے سے متعلق راقم کے مضمون کا ذکر کرتے تھے مقامی ہندوستانیوں اور پاکستانیوں (؟[illegible] باہمی اختلافات پر افسوس کرتے ہوئے) اس سے مجھے شک ہوا۔ مگر قادری کے دم چھلا نے کوئی رائے نہ قائم کرنے دی۔ مجھے اس اختلاف کی خبر تھی، یہاں کی ہندوستانی انجمن پر قادیانی چھا گئے تھے۔ اس لئے اس کے بعض ارکان الگ ہوگئے۔ اور اسی وجہ سے بعض عراقی علماء اور بعض ہندوستانی مسلمانوں کی متحدہ کوششوں سے حکومت نے یہ انجمن توڑ دی راقم نے احتیاط کے ساتھ گفتگو کی"۔

قادری صاحب تو مسلمانوں کے اختلافات پر افسوس کر رہے تھے مگر مسعود عالم صاحب مسلمانوں کی اس جماعت ہی کے توڑ دیئے جانے پر خوشنودی کا اظہار فرما رہے ہیں۔

پھر صفحہ ۴۴ پر بغداد کے ایک صاحب کمال عالم اور ادیب جن کا اسم گرامی کمال الدین طائی ہے کی زبان سے وہ جناب تصدق حسین قادری کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے تصدق حسین کے متعلق کہا کہ:۔

"وہ قادیانیوں کا سردار ہے"

اصل عبارت یوں ہے:۔

"شنبہ ۱۸ رجب ۶۸ھ = ۱۷ مئی ۴۹ء

صبح کے معمولات سے فارغ ہوا تھا۔ کہ کمال الدین طائی تشریف لائے اور مختلف مسائل پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ تصدق حسین قادری کے متعلق دریافت کیا۔ بولے "وہ قادیانیوں کا سردار ہے۔ قادری کی وجہ سے بہتوں کو غلط فہمی ہو جاتی ہے"۔

اور صفحہ ۶۸ پر مسعود عالم صاحب بغداد کے رہنے والے ہندوستانی اور پاکستانی مسلمانوں کے متعلق یوں اظہار رائے کرتے ہیں:۔

افسوس بغداد کے ہندوستانی اور پاکستانی عام طور پر معمولی لکھے پڑھے ہیں۔ تیس تیس برس عراق میں قیام کرنے کے بعد بھی ان کے بعض لیڈر عربی میں گفتگو نہیں کر سکتے مضمون دوسروں سے لکھواتے ہیں۔ اب تک جن ہندوستانیوں سے ملاقات ہوئی ہے ان میں تصدق حسین صاحب قادری (لاہوری احمدی) کو ذرا سمجھدار اور شائستہ پایا"

یہ تصدق حسین ایک طرف تو لاہوری احمدی ہونے کے باوجود "قادیانیوں کا سردار ہے"۔ اور دوسری طرف تمام ہندوستانیوں اور پاکستانیوں میں سمجھدار اور شائستہ بھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسعود عالم صاحب کے دورانِ قیام فی البغداد میں اُن کے تصدق حسین کے ساتھ تعلقات زیادہ ہو گئے۔ اب وہ آتے جاتے ان کی دوکان پر ٹھہرتے اور ان کی مزاج پرسی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جس شخص کو ابھی ابھی لکھا تھا کہ ذرا شائستہ اور سمجھدار پایا کچھ عرصہ کے بعد اُن کا یوں ذکر کیا:۔

"راستے میں تصدق حسین صاحب قادری کے ہاں دو منٹ بیٹھ گیا یہ قادیان کی لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ نہایت ہی شائستہ اور متین آدمی پایا۔ اور وہ مجھ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ میں بغداد کی مختلف مجلسوں میں ان کی جماعت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار بے لاگ کرتا رہا ہوں۔ عام طور پر لوگ لاہوریوں کے ساتھ رواداری برتتے ہیں مگر میں انہیں اصل قادیانیوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔ اس سب کے باوجود نہایت تپاک اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ ہم لوگوں کو تبلیغ کے آداب اُن سے سیکھنا چاہئیں۔ دوران گفتگو میں پاسپورٹ کا ذکر آیا۔ انہوں نے کہا انشاء اللہ پاکستان قونصل خانہ سے دمشق کی اجازت مل جائے گی۔

اتفاق سے قادری صاحب ہی کے ہاں ایک صاحب سے راقم کا طالب علمانہ شوق دیکھ کر متحف (دارالآثار) آنے کی دعوت دی وہ متحف میں ملازم ہیں۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ میں نے گرمجوشی کے ساتھ دعوت قبول کرتے ہوئے کہا۔ عاجز تو عرصہ سے مشتاق تھا۔ محمد رضا شبیبی نے بھی متحف کے کتب خانے کی خاص طور پر تعریف کی تھی مگر کسی رفیق اور دلیل (گائڈ) کی تلاش تھی۔ آخر طے پایا کہ دوشنبہ کے دن ہم لوگ یہیں قادری صاحب کی دوکان پر ملیں۔ یہاں سے متحف، قریب ہے۔ اور ہماری جائے اقامت بھی دور نہیں۔"

دیکھ لیا؟ اب سفر کے پروگرام بھی قادری صاحب ہی کی دوکان پر طے ہونے لگے ہیں۔ آگے چل کر وہ جناب قادری صاحب سے کچھ زیادہ وابستہ

اور بے تکلف نظر آنے لگے ہیں۔ مگر احمدیت سے ان کا عناد بدستور ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس قسم کے اظہارِ خیالات پر بھی نادم نہیں ہوتے کہ عراقی لوگ اسلام سے بے تعلق اور گم گشتہ راہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے وہ احمدیت کا شکار نہیں ہو سکتے۔ آہ ان علماء کا ماموران الٰہی سے عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ انہیں یہ گوارا ہے کہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں مگر احمدیت کے حلقہ میں نہ آئیں۔

ندوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۱ پر قادری صاحب کی تبلیغ کے متعلق احمدی اور عراقی لوگوں کا موازنہ کر کے حسب ذیل انکشافات اپنے روزنامچہ میں درج کرتے ہیں:۔

"۲۴ رمضان ۶۸ھ۔

۲۰ رجولائی ۴۹ء

شام کو قادری صاحب کی طرف نکل گیا وہاں پاکستانی حضرات آتے رہتے ہیں اور قادری صاحب کی خفیہ تبلیغ کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ عراق میں تو قادیانی تبلیغ کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہ لوگ اصل مذہب ہی سے برگشتہ ہیں۔ ایک نئی ہندوستانی نبوت پر وہ کب ایمان لانے لگے؟ یہاں دہریت و الحاد نہیں۔ صرف بے عملی اور غفلت ہے مغرب کی نقالی نے انہیں عیش و عشرت کا دلدادہ بنا دیا ہے۔ علمی معیار معمولی ہے۔ ذہنی حالت بھی زیادہ بلند نہیں۔ جان بوجھ کر شاید ہی ایک آدھ نے الحاد اور مادہ پرستی کا مذہب اختیار کیا ہو۔ صرف بے عملی ہے مگر حد سے زیادہ بڑھی ہوئی — کہنا یہ چاہتا تھا کہ عراق کے اصلی باشندوں میں تو ان کی تبلیغ کارگر نہیں ہو سکتی۔ رہے ہندوستان اور پاکستان کے رہنے والے مسلمان تو ان پر یہ اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ ان میں دو تین جو قادیانیوں کی بُرائی میں پیش پیش ہیں۔ معمولی لکھے پڑھے، اور کردار و سیرت کے لحاظ سے بھی عام سطح کے آدمی ہیں۔ زمانہ کے حالات سے بھی باخبر نہیں۔ ان کے برخلاف لاہوری جماعت کے ترجمان تصدق حسین صاحب قادری بہت ہوشیار اور شائستہ آدمی ہیں۔

کل ان کے ایک قادیانی دوست مجھ سے اُلجھنا چاہتے تھے۔ اس پر وہ بہت پریشان ہوئے اور انہیں روکنے کی کوشش کرتے رہے۔ میرے ہاتھ میں "الانصاف" کے پرچے تھے۔ کبھی وہ "الانصاف" کی مذمت کرتے کبھی وہ مولانا مودودی کے فتوے جہاد کشمیر کا تذکرہ، کبھی علماء کی بُرائی۔ لیکن میں نے صاف کہا مناظرہ ہمارا شیوہ نہیں آپ کو یہ اخبار نہ پسند ہو۔ نہ پڑھیں، رہا جہاد کشمیر کا مسئلہ تو وہ چیز عرصہ ہوا صاف ہو چکی ہے۔ آپ ناواقف ہوں تو اس میں ہمارا قصور؟ اس پر قادری صاحب نے بھی انہیں سختی سے روکا — یہ شخص اقبال شیدائی کے بھتیجے ہیں۔ جو محکمہ انہار میں ملازم ہیں۔ یہاں لوگ اقبال شیدائی کی قادیانیت کا ذکر کرتے تھے اور ان صاحب کی حرکات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیدائی کا بھی قادیانیت سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے واللہ اعلم بالصواب"

لو اب اقبال شیدائی بھی ندوی صاحب کی نگاہ میں مشتبہ ہو گیا ہے۔

قادری صاحب کے متعلق وہ یوں بھی صفحہ ۱۱۵ پر لکھ چکے ہیں:۔

"اب تک تو پاکستانی قونصل خانہ کی زیارت سے محروم ہوں لیکن یہ مرحلہ کس طرح طے ہو۔ قادری صاحب نے پہلی مرتبہ مدد دی تھی۔ ان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ کویت کی اجازت کسی طرح نہیں مل سکتی۔ مجبوراً پاکستانی قونصل خانہ کی "زیارت" کا "احرام" باندھا۔ قادری صاحب کے ذریعہ وقت طے ہوا۔ اور آج گیارہ بجے قنصل خانہ حاضر ہوا۔"

معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادری صاحب نے اپنی فراخ دلی اور وسیع المشربی سے اچھا اثر مولانا ندوی صاحب کے قلب پر ڈالا ہوا تھا۔ اور ممکن ہے انہوں نے اپنی جماعت کا لٹریچر بھی اُن کو دیا ہو۔ بہرحال اسلامی جماعت کا لٹریچر مسعود عالم صاحب ندوی سے انہوں نے ضرور لیا۔ اور اسے شوق سے پڑھا اس کا اعتراف ندوی صاحب نے اسی کتاب (دیار مغرب) کے صفحہ ۲۳۱ پر یوں کیا ہے:۔

"قادری صاحب نے "دستور" کی فرمائش کی تھی۔ عاصم صاحب انہیں دے آئے۔ گو لٹریچر پڑھانے کے بعد ہم دستور دیا کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے فرمائش کی اور اصرار کے ساتھ۔ اس لئے بھیجنا مناسب معلوم ہوا۔ یہ نہ سمجھیے ہو کہ اس میں کوئی راز کی بات ہے، قادری صاحب پکے قادیانی اور لاہوری جماعت کے سرگرم رکن ہیں۔ اچھا ہے۔ ہماری کتابیں بھی پڑھ لیں۔ مخالفت اگر علم کے بعد ہو۔ تو بہتر ہے۔ یوں کون جانتا ہے۔ کہ قبول حق کا وقت کونسا ہے اپنا فرض تو پہنچا دینا ہے۔"

یہ تو قادری صاحب کی وسیع المشربی اور جستجوئے حق اور علم دوستی کا ثبوت ہے!

ایسے ہی ندوی صاحب صفحہ ۲۳۱ پر انہی قادری صاحب کا ذکر کرتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ احمدیت کی نفرت کے باوجود ان کے دل میں قادری صاحب کی بڑی کشش ہے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ "آشنائی اب دوستی کی حد تک پہنچ چکی ہے!"

"یکم اگست ۱۹۴۹ء

راستے میں قادری صاحب کی دوکان پر دو منٹ کے لئے رُک گیا انہوں نے مولانا مودودی صاحب کی چند کتابیں دکھائیں اور کہا ایک دوست نے ہدیہ دی ہیں اب اپنی کتابیں تم واپس لے سکتے ہو، معلوم ہوا کہ عبدالرؤف خاں صاحب تھرڈ سیکرٹری پاکستانی قونصل خانہ نے یہ کتابیں دی ہیں۔ وہ ملنا بھی چاہتے ہیں ڈاکٹر صدیق صاحب نے (قونصل خانہ کے کمرے میں انہیں دیکھا تھا۔ مگر گفتگو نہ ہو سکی۔"

اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پاکستانی قونصل خانہ کے آدمیوں کے کیریکٹر کے متعلق قادری صاحب کی رائے کو بڑی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اور قادری صاحب کی رائے کو وہ اپنی اس کتاب میں صفحہ ۱۵۹ پر خاص طور پر بیان کرتے ہیں:۔

"۱۱ کے پیچھے سید رضا صاحب خیر مقدم کے فرائض انجام دے رہے تھے، یہ یو۔پی کے رہنے والے بڑے خوش خلق آدمی ہیں اور قونصل خانہ میں کلرک ہیں اس سے پہلے برطانی سفارت خانہ میں تھے۔ غالباً شیعہ ہیں۔ مگر قادری صاحب کی روایت کے مطابق غیر متعصب اور فراخ دل انسان ہیں۔"

قارئین کرام یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے احمدی مبلغ کے اندر کس قدر وسعت قلبی اور فراخ حوصلگی ہے اور وہ اخلاق اور روحانیت کی کتنی بلندیوں پر نظر آتے ہیں۔ یہ مولانا مسعود عالم صاحب ندوی ہیں جو اپنے قلب کی گہرائیوں میں احمدیت کے متعلق عناد کے جذبات پالے ہوتے ہیں۔ جب بغداد سے رخصت ہوتے ہیں اور گاڑی پر سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پر پہنچتے ہیں۔ وہاں اس کے ہم خیال اور ہم عقیدہ چند علماء الوداع کہنے کے لئے موجود ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۶)

جماعت راولپنڈی کے عہدیداروں

اور ممبرانِ معتمدین کا انتخاب

مولانا محمد یعقوب خانصاحب کا خط سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام

سیکرٹری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حسب الحکم مجلس معتمدین کہ میں راولپنڈی جاکر وہاں کی جماعت کی حتی المقدور امداد کروں کہ وہ اپنے اختلافات مٹاکر آپس میں اتفاق و اتحاد کا گم کردہ رشتہ دوبارہ قائم کریں۔ میں ۶ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو وہاں گیا وہاں جاکر جو فضا راولپنڈی سٹیشن سے ہی مجھے نظر آئی وہ کافی دل شکن تھی۔ ملک فضل کریم صاحب مرحوم کے مکان پر چند احباب سے گفتگو ہوئی۔ اس میں بھی کافی تلخ فریقین میں پائی گئی۔ تاہم نماز جمعہ کے لئے تمام احباب جناح گرلز ہائی سکول میں جمع ہوگئے۔ وہاں بھی جو صورت حال دیکھنے میں آئی اس میں امید کی کوئی کرن مجھے نظر نہیں آتی تھی نماز جمعہ کے بعد جو ملک ظفر اللہ خاں صاحب نے پڑھائی میں نے احباب سلسلہ سے درخواست کی کہ مجھے بھی کچھ کہنا ہے اور اس لئے ٹھہر جاویں ——— میں یہی سمجھتا تھا کہ اتحاد کی تو کوئی صورت نظر نہیں آتی کم از کم گذشتہ دو سال دوران قیام ووکنگ کے چند ایک تجربات ہی انہیں سنادوں ——— چنانچہ میں نے وہاں کے ملکی تصورات میں جو انقلاب رونما ہورہا ہے اس کے متعلق چند ایک کا تذکرہ کیا اخیر پر میں نے جماعتی اتحاد اور انتخاب کے متعلق بھی چند باتیں کہ دیں اور یہ محض تصرف الٰہی کا کرشمہ تھا کہ قلوب میں کشیدگی کم ہوگئی۔ اور نیک تحریک دلوں میں پیدا ہوئی ——— انتخاب کے متعلق میں نے ایک تجویز پیش کی جس پر دوسرے احباب نے بھی آراء کا اظہار کیا اور کچھ دیر بحث و تمحیص کے بعد متفقہ طور پر یہ قرار پایا کہ انتخاب کا معاملہ ایک کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے جو کچھ بھی وہ کمیٹی فیصلہ کرے سب جماعت کو منظور ہوگا ——— کمیٹی کے ممبر حسب ذیل ہیں۔ خواجہ محمد عبداللہ صاحب۔ شیخ اقبال احمد صاحب ملک ظفر اللہ خاں صاحب۔ مجھے بھی اس میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ نماز کے معًا بعد کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ اور ہم نے متفقہ طور پر یہ انتخابات کئے :-

(۱)- شہر راولپنڈی سے معتمدین کے ممبر:-

- چوہدری محمد عبداللہ صاحب
- ملک ظفر اللہ خانصاحب۔

(۲) جماعت راولپنڈی کے صدر:-

شیخ محمد اقبال صاحب اور سیکرٹری:- ملک ظفر اللہ خان صاحب

اس متفقہ فیصلہ پر ہم سب نے اس دعا کے ساتھ کمیٹی کے اجلاس کو برخواست کیا کہ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ ——— یہ بھی فیصلہ ہی لکھا گیا کہ سب احباب جماعت حسب سابق جمعہ کی نماز ایک ہی جگہ جناح گرلز ہائی سکول میں پڑھیں گے۔ امامت اور خطابت کے فرائض باری باری انجام دیں گے۔ جس کسی کو بھی صاحب صدر شیخ اقبال احمد صاحب کہدیا کریں۔

میرا دل اللہ تعالےٰ کی شکر گذاری سے لبریز ہوا کہ محض اس کے فضل وکرم سے ہی یہ ممکن کر دیا کہ جو ابتداء اس قدر مایوس کن تھی اس کی انتہاء اس قدر روح پرور ثابت ہوئی ———

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ جماعت کو اس نیک اقدام پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے ——— ہر جماعت میں ایسے افراد کی بھی کمی نہیں ہوتی جن کی طبیعت چھوٹی چھوٹی باتوں میں اُلجھ کر بڑے مقاصد کی اہمیت اور ان کے لئے اپنے خیالات اور جذبات کے ایثار کی ضرورت کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ مگر ہر جماعت میں ایک جماعتی شعور اور جماعتی فدایان بھی ہوتا ہے جو امتحان کے موقعہ پر باقی جماعت کو بھی تخریب کے راستوں سے کھینچکر تعمیر کی طرف مائل کر لیتا ہے ——— اور جماعت راولپنڈی میں ایسا سعیدالفطرت عنصر کافی گرانقدر ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ باقی جماعت کو بھی اپنے گرد جمع کرکے اس اتحاد کو مضبوط اور مضبوط تر بنائیں گے۔

محمد یعقوب خاں

جماعت لائلپور کا ماہانہ اجتماع (از صفحہ ۴)

سکے لئے قائم کر رکھی ہے جس میں کواپریٹو سٹور کی سہولت اور امداد باہمی کی ذیل میں آنے والی تمام سہولیات شامل ہیں۔

اجلاس کے آخر میں لاہور کے صدیقی خاندان کے چشم و چراغ ایک نوجوان دوست مسٹر ایم۔ ایس صدیقی صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اور احباب نے ان کے لئے استقامت اور خیر و برکت کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ ان کا سلسلہ عالیہ میں شامل ہونا موجب سعادت دارین بنائے۔ آمین

اجلاس ختم ہونے پر معزز میزبان کی طرف سے احباب کو نہایت پر تکلف عصرانہ پیش کیا گیا اور دعا پر یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

نوٹ:۔ اس موقعہ پر یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ہمارا اجلاس ہر مہینہ کے پہلے اتوار منعقد ہوا کرے۔ آئندہ اجلاس محترم ملک نذر حسین صاحب کے ہاں ملک آئل ملز سمندری روڈ پر ہونا قرار پایا۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح۔ مورخہ ۵ رفروری ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ شمارہ ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۶۴ء | نمبر ۶

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ثوبان رضہ قال لما نزلت والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ فقال بعض اصحابہ انزلت فی الذھب والفضۃ ولو علمنا ای المال خیر اتخذناہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضلہ لسان ذاکر وقلب شاکر وزوجۃ صالحۃ تعین المؤمن علیٰ ایمانہ (اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح)

ترجمہ:- حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ والذین یکنزون الذھب والفضۃ الآیہ - تو ہم کسی سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ نے یہ کہا کہ یہ آیت تو سونے اور چاندی کی برائی کی نسبت نازل ہوئی ہے اگر ہم کو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ کونسا مال اچھا ہے تو ہم اسی کو حاصل کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر مال یہ ہے کہ زبان اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والی ہو اور دل اللہ تعالےٰ کا شکر گزار ہو اور بیوی نیک ہو جو مسلمان کو اس کے ایمان سے متعلق امور پر اعانت کیا کرے۔

نوٹ:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون (۲:۱۵۲) اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرو وہ تمہیں بلند کرے گا۔ اور اپنا قرب عطا فرمائیگا ؎

ہر کہ گیرد درت بہصدق وصفورۃ (درہ) ہم او بیارد نور (مسیح موعود)

(غلام قادر - عفی عنہ)

مسائل عید الفطر

(۱) عید الفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا، عید گاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲) عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر یا تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

(۳) عید کی نماز سے قبل صدقۂ فطر ادا کر دینا چاہیئے خواہ غلّہ کی شکل میں، خواہ نقدی کی صورت میں۔ جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائے گا وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غرباء و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے، مساکین محروم نہیں رہتے۔ صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا، نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں، والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں۔ صدقہ فی کس تقریباً پونے دو سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد ہے۔ لاہور کی جماعت نے بارہ آنے فی کس مقرر کیا ہے۔

(۴) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے۔ اس میں اذان و تکبیر اقامت کوئی نہیں، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں، تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے۔

(۵) نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ چونکہ یہاں کی زبان اُردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اُردو میں مسائل و مہمات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے۔ کاغذ کا ایک ورق لیکر جو لوگ عربی کا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں نہایت واہیات چیز ہے اس سے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں، آپس میں معانقہ کرنے اور سینے سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ بعض خطیب کے سامنے غلّہ پھینکتے رہتے ہیں، بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں۔ یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے خلاف ہے۔ خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو خطبہ سے قبل دینا چاہیئے یا خطبہ کے بعد۔ صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دینا چاہیئے۔

(۶) عید کے خطبہ کے درمیان خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔

(۷) خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا

(باقی بر صفحہ ۲)

شرح فطرانہ

بارہ آنہ فی کس مقرر ہوئی ہے جو عید کی نماز سے پہلے ادا ہو جانی چاہیئے۔

قارئین کرام کو عید مبارک ہو۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد اور ہمارا فرض

موجودہ زمانہ اس قدر پُر آشوب و پُر فتن ہے کہ انسان دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اسی کو سب کچھ سمجھ بیٹھا ہے۔ جہاں دیکھو ھل من مزید اور ہوس دنیا کے لئے جد و جہد میں انسان اپنے خالق سے غافل ہوا ہے کہ دین کے لئے وقت نکالنا تو بڑی بات ہے۔ آج کل کی مہذب سوسائٹیوں میں دین کا نام لینا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ سب سے افسوسناک امر اس سلسلہ میں یہ ہے کہ مسلمان جس کے ذمہ دین حق کی اشاعت و حفاظت کا کام کیا گیا تھا وہ بھی دجالی رویہ میں بہہ گیا اور اپنے فرض سے غافل ہے۔ حضرت امام زمانؑ نے موجودہ وقت کا نقشہ کیا خوب اپنے شعر میں کھینچا ہے:۔

> ہیکسے را دینِ احمدؐ ہیچ نوکیش و یار نیست
> ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمدؐ کار نیست

دوستو! آپ نے امام ربانیؑ کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا مقدس عہد کیا ہے۔ اس عہد کا معنوںؑ کی شرائط بیعت میں ہونا بھی الٰہی تصرف سے ہے کیونکہ ضروری ہے کہ جو جماعت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑی کی جائے وہ ایسی ہو کہ اس کا ہر فرد دین کے لئے اپنا وقت، مال اور جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ ورنہ امامؑ کی جماعت اور دوسری جماعتوں میں کیا فرق ہے!

اس قربانی کی رُوح کو جو امام زمانؑ نے پیدا کی زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ احباب جماعت باہم مل کر بیٹھنے کے مواقع زیادہ سے زیادہ نکالیں اور یہ مل بیٹھنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، ایسے موقعوں پر قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات قوم کے مرد و زن و اطفال کو سنائے جائیں۔

جماعت لاہور نے اس مقصد کے لئے تین مرکز مقرر کئے ہیں:۔

اوّل:۔ جامع مسجد احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس (برائے احباب شہر)

دوم:۔ جامع مسجد احمدیہ۔ مسلم ٹاؤن (برائے احباب مسلم ٹاؤن۔ ماڈل ٹاؤن۔ گلبرگ وغیرہ۔

سوم:۔ مسجد لاہور چھاؤنی۔ (برائے احباب چھاؤنی۔

تجویز یہ ہے کہ مہینہ میں دو بار ان مراکز میں بعد از نماز مغرب درس قرآن اور احمدیت پر تقاریر کی جائیں۔

تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مقررہ تواریخ پر (جن کا اعلان بعد از رمضان شریف کیا جاوے گا) بمع اہل و عیال اپنے اپنے مرکز میں تشریف لائیں۔ اس طرح ایک تو باہم ملاقات کا موقع ملے گا اور دوسرے ہماری مستورات و اطفال کو سلسلہ کی تبلیغ ہو گی۔

مجھے امید واثق ہے کہ تمام دوست دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان مجالس میں شمولیت کو اپنا فرض سمجھیں گے۔ والسلام

خاکسار سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری۔ ۲/۹۴-۶

امتحانات دینیات

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ قریباً بیس سال قبل حضرت مولانا عزیز بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث اور کتب سلسلہ کے امتحانات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا تھا۔ ان کی غرض و غایت یہ تھی کہ ایک تو ان سے احباب کے علم میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ دوسرے فارغ وقت کو نیک کام میں صرف کر سکیں گے۔ تیسرے اسلام و سلسلہ پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کے جوابات دینے کے قابل ہو جائیں گے۔ چوتھے اس مادیت کے دَور میں جماعت قرآن و حدیث اور کتب سلسلہ کے مطالعہ سے اپنے دلوں کو نور ایمان سے منور کرتی رہے گی۔ کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ امتحانات جاری رہا مگر بعد میں بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے امتحانات کا یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ اب بعض بزرگوں کی تحریک پر اس سلسلۂ امتحانات کو دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس بارہ میں جملہ ممبران مجلس معتمدین و دیگر صاحب الرائے احباب سے التماس ہے کہ ان امتحانات کے نصاب وغیرہ کے متعلق جو جو تجاویز ان کے ذہن میں ہوں۔ اُن سے بہت جلد مطلع فرمائیں تا کہ ان امتحانات کو جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جا سکے۔ نیز بیرونی جماعتوں کے صدر و سیکرٹری صاحبان سے التماس ہے کہ وہ جماعت کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ان امتحانات کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائیں تا کہ ان میں بھی اشاعت و تبلیغ دین اسلام کے متعلق ذوق و شوق پیدا ہو اور وہ بھی اپنے بزرگوں کی طرح خادم دین بن سکیں۔ اس سے قبل ان امتحانات کا جو نصاب مقرر تھا وہ احباب کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج ہے۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری

کورس	قرآن کریم	سیرت و تاریخ	مسائل دینیات و حدیث	کتب سلسلہ
کورس درجہ اوّل	قرآن کریم۔ سورۃ فاتحہ و بقرہ ترجمہ و تفسیر	سیرت و تاریخ سیرت خیر البشر	مسائل دینیات و حدیث مسائل طہارت، نماز، روزہ	کتب سلسلہ رسالہ مسیح موعودؑ
کورس درجہ دوم	سورۃ آل عمران۔ نساء، مائدہ، ترجمہ و تفسیر	تاریخ خلافت راشدہ	درجہ اوّل کے علاوہ مسائل زکوٰۃ و حج	تحریک احمدیت، توضیح مرام، فتح اسلام، ازالہ اوہام
کورس درجہ سوم	سورۃ انعام تا آخر توبہ ترجمہ و تفسیر	سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیرہ صحابہ۔ سیرت صحابیات	فضل الباری تا صفحہ ۱۶۲	آئینہ احمدیت۔ تعلیم اسلام۔ النبوۃ فی الاسلام۔ انجام آتھم
کورس درجہ چہارم	سورۃ یونس تا آخر عنکبوت ترجمہ و تفسیر	الفاروق شبلی۔ تاریخ بنو امیہ تاریخ ہسپانیہ	فضل الباری تا صفحہ ۴۷۳	آئینہ کمالات اسلام، برکات الدعا، جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام۔ سرمہ چشم آریہ۔
کورس درجہ پنجم	سورۃ روم تا ختم قرآن ترجمہ و تفسیر	تاریخ بنو عباس۔ حروب صلیبیہ حالات سلطان محمود حالات اورنگ زیب	فضل الباری تا صفحہ ۹۲۹	براہین ہر چہار حصص۔ ملفوظات اولیاء امت تذکرۃ الاولیاء ہر دو حصص۔ فصل الخطاب

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۲ر فروری ۱۹۶۴ء

ہماری عید

رمضان کے مجاہدہ اور اس کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کا ورود جس میں قرآن کریم جیسی باعظمت کتاب کا نزول شروع ہوا اس اہم حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، کہ بارگاہ الٰہی سے مقامات عالیہ حاصل کرنے کے لئے روزہ کا مجاہدہ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے چنانچہ انبیائے کرامؑ بالخصوص حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسے مجاہدات سے بھری پڑی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی سوانح حیات میں اسی مجاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ آپؑ نے انوار و برکات الٰہی حاصل کرنے کے لئے ایک عرصہ تک نفلی روزے رکھے۔

رمضان شریف کے اس مجاہدہ اور اس مہینہ میں قرآن کریم کے نزول کے بعد عید کا ورود ہوتا فی الحقیقت اس خوشی و مسرت کا اظہار ہے جو اس مجاہدہ میں کامیابی کے حصول کا نتیجہ ہے۔ یوں تو ہر قوم میں کوئی نہ کوئی تہوار کا دن آتا ہے جس میں وہ مختلف رنگوں میں خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ لیکن اسلام میں عید کا تہوار اپنی ایک خاص نوعیت رکھتا ہے، اس دن مسلمانوں کو حکم ہے، کہ سب سے پہلے اکٹھے ہو کر بارگاہ الٰہی میں دو نفل ادا کریں، کہ رمضان کے مجاہدہ کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی اور وہ باعظمت کتاب انہیں ملی، جس کی تعلیمات دنیا کے ہر قسم کے دکھوں، مصائب اور گناہوں سے رستگاری کا موجب ہیں، قرآن کریم وہ کتاب ہے، جس نے قوموں کو آزادی دلائی، نسلی و لونی تنازعات کو مٹا کر تمام انسانوں کو ایک برادری قرار دیا، آج جس قدر جھگڑے ملکوں اور قوموں میں برپا ہیں، قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے سے مٹ سکتے اور تمام نسل انسانی ایک اخوت مساوات میں منسلک ہو سکتی ہے، یہ محض نظریات نہیں بلکہ تاریخی واقعات اس پر شاہد ہیں کہ قرآن نے عملاً مختلف قبائل اور شعوب کو جو صدیوں سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آرہے تھے باہم بھائی بھائی بنا دیا، ایک خدا اور ایک انسانیت قرآن کریم کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اس پاک کتاب نے سرکش انسانوں کو ایک طرف خدائے واحد کے آگے جھکا کر روحانیت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچایا اور دوسری طرف تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے بھائی قرار دے کر باہم محبت و شفقت کا برتاؤ کرنا سکھایا، جس کو دوسرے لفظوں میں تعظیم لامر اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ کے الفاظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

ایسی عظیم الشان کتاب کا نزول جس قدر بھی خوشی و مسرت کا موجب ہو سکتا ہے ظاہر ہے، عید کا دن خوشی و مسرت کے اظہار کا دن ہے، جس کی ابتداء فطرانہ کے رنگ میں غرباء کے ساتھ شفقت کرنے، اللہ تعالیٰ کے حضور میں دو رکعت نماز ادا کرنے سے ہوتی ہے، یہ یہ دونوں چیزیں ایک اجتماعی رنگ رکھتی ہیں، لیکن افسوس ہے کہ مختلف فرقوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے یہ اجتماعی رنگ مسلمانوں میں باقی نہیں رہا، بالخصوص فطرانہ کی ادائیگی میں، جو ہر شخص اپنے طور پر جہاں جی چاہتا ہے خرچ کر دیتا ہے، نماز تو پھر بھی ہر فرقہ اور جماعت کے لوگ مل کر پڑھ لیتے ہیں، لیکن فطرانہ میں یہ اجتماعی صورت نہیں، حالانکہ اگر اس کو اجتماعی رنگ دے کر ایک بیت المال میں جمع کیا جائے تو اس سے بہت بڑے بڑے قومی کام سرانجام پا سکتے اور کئی غریب خاندانوں کی زندگی سنور سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس عظیم الشان کتاب کے نزول کی خوشی میں عید کا دن منایا جاتا ہے۔ اس پر عمل اور اس کی اشاعت کا ہم نے کیا انتظام کیا ہے، عام طور پر مسلمانوں میں اس بارہ میں غفلت پائی جاتی ہے، جماعتیں بنتی ہیں، لیکن اپنے خاص نظریات کے لئے قرآن کی اشاعت کے کام کی طرف عام طور پر کوئی توجہ نہیں، صرف ایک احمدی جماعت ہے جس نے حضرت مجدد وقت کی ہدایت و رہبری کے ماتحت اشاعت قرآن کو اپنے ذمہ لے رکھا ہے، اور خدا کے فضل سے اسے بہت بڑی کامیابی حاصل ہے۔ کئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اس جماعت کی طرف سے ہو چکے ہیں، جو بیشمار لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوئے ہیں بالخصوص انگریزی ترجمہ جس نے بڑے بڑے یورپین علماء اور مفکرین کو اسلام کا گرویدہ بنا دیا اور خود مسلمانوں میں بھی کئی دہریہ منش لوگ اس ترجمہ کو پڑھ کر دولت ایمان سے متمتع ہو چکے ہیں۔ تاہم اس بہت بڑی ضلالت کے مقابلہ میں جو دنیا میں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ یہ کامیابی ایسی چیز ہے جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ، ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان متحد ہو کر قرآن کریم کو دنیا کے تمام لوگوں تک پہنچائیں۔ یہی مجاہدہ رمضان کا تقاضا ہے۔ اور یہی عید الفطر کا پیغام۔ اس دن جہاں اور بہت سے اخراجات کئے جاتے ہیں، جو بہت حد تک اسراف تک پہنچے ہوئے ہیں، وہاں قرآن کی اشاعت و تبلیغ کے لئے بھی اگر کچھ خرچ کیا جائے تو ہم خرما و ہم ثواب کا موجب ہے، ہماری جماعت کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور اپنے عید کے اخراجات میں سے اشاعت قرآن کے لئے بھی کچھ نہ کچھ صرف کرنا چاہیئے، اگر آپ کے ذریعہ سے ایک شخص بھی قرآن پڑھ کر ایمان لے آئے تو دنیا جہان کی دولت آپ کو مل گئی، اس غرض سے آپ اپنا بچایا ہوا روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیج دیں کہ جہاں مناسب سمجھے قرآن کو پہنچائے یا اگر آپ کسی کو دینا چاہیں تو اسے بھجوا دیں، یہ ہے ہماری عید، جس سے بڑھ کر اور کوئی عید نہیں ہو سکتی۔

اخبار احمدیہ

ولادت اور عطیہ

— ڈیرہ غازی خان سے مولوی عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں:—

"چوہدری علم الدین صاحب کے فرزند امان اللہ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام احسان اللہ رکھا گیا ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو پانچ روپے عطیہ دیا ہے جزاہ اللہ۔"

دعا ہے اللہ تعالیٰ نومولود کو دین و دنیا کے ثمرات سے متمتع فرمائے۔"

صدقہ

— بدوملہی سے شیخ اللہ بخش صاحب رقمطراز ہیں:—

"چوہدری محمد شفیع صاحب نے مبلغ ایک سو روپیہ بطور صدقہ عطا فرمایا ہے تاکہ اس سے انگریزی ترجمہ قرآن شریف غیر ممالک میں بھیجے جائیں۔"

اعتکاف

— مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں میاں غلام محمد گوپالی ۲۰ رمضان سے معتکف ہیں۔

وزیر آباد میں اہلیہ محترمہ شیخ محمد جان صاحب مرحوم اور ان کی دختر اعتکاف بیٹھی ہیں اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ثمرات حسنہ سے متمتع فرمائے۔

درخواستہائے دعا

— (۱) صوفی کرم رسول صاحب گرو ڑ شریف ضلع سانگھڑ لکھتے ہیں:—

"بزرگان دین اور احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ آپ اس مبارک مہینہ میں میرے لئے اور دیگر عزیز و اقارب کے لئے دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحت و سلامتی سے نوازے۔ اور رزق کی فراخی آسانیاں مرحمت کرے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے"

امتحانات دینیات

ہیں اس موضوع پر محترم میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب کا ایک مراسلہ درج کیا جاتا ہے، جو انہوں نے سیکرٹری صاحب کی خدمت میں لکھا ہے:

۲۹ ۔ گلبرگ کالونی ۔ لاہور
یکم فروری ۱۹۶۴ء

مکرمی جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے اپنی تقریر:—
"تنظیم جماعت اور اشاعت اسلام" (جو اخبار پیغام صلح میں چھپ چکی ہے) میں اس بات کا ذکر کیا تھا ۔ کہ ہماری انجمن نے ۱۹۳۲ء سے ایک دینیات کا کورس مقرر کیا تھا جس میں قرآن کریم ۔ احادیث نبوی ۔ مسائل دینیہ ۔ تاریخ اسلام ۔ حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ احمدیہ کی کتب وغیرہ کے مطالعہ کے لئے ایک پنج سالہ کورس تھا اور ہر سہ ماہ کے بعد خاص خاص مضامین میں امتحانات لئے جاتے تھے ۔ اور کورس کے مکمل کرنے پر ایک سرٹیفکیٹ یا ڈپلوما دیا جاتا تھا ۔ اس کورس کی غرض یہ تھی کہ مستقل مبلغین کی قلت کی وجہ سے مختلف احمدی جماعتوں میں اپنے احباب کو مقامی طور پر ٹریننگ دی جا سکے جس میں طالب علم اور مستورات بھی شریک ہو سکتی ہیں ۔ اس طرح ہر احمدی جو اس کورس میں حصہ لے ایک کارآمد احمدی مبلغ اسلام بن سکتا ہے ۔ یہ کورس کوئی دس بارہ برس رہا ۔ اس کے بعد اس پر توجہ نہیں رہی جس کا افسوس ہے ۔ میں نے تجویز کی تھی کہ اس کورس کا پھر احیاء اور تجدید کی جائے ۔

میں نے حضرت امیر قوم سے درخواست کی تھی کہ وہ اس کی سرپرستی قبول فرمائیں ۔ سو باوجود کم فرصتی کے انہوں نے اس تجویز کو مفید اور بابرکت پایا اور اس کو سراہا ۔

میری تجویز یہ تھی جس سے حضرت امیر متفق ہیں کہ مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اس مبارک اور نیک اور ضروری کام کی نگرانی کریں ۔ اور امتحانات وغیرہ کا بندوبست کریں ۔ البتہ خط و کتابت وغیرہ اس سلسلہ میں مولوی احمد یار صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کریں گے ۔ اور احباب سلسلہ جو اس میں شریک ہونا چاہیں وہ ان کو مطلع کریں ۔ یہ میرا خط اخبار پیغام صلح میں شائع فرما دیں ۔ اور کورس دینیات کی تفصیل بمع کوائف اور ہدایات اسی خط کے ساتھ شائع کر دیں مشکور رہوں گا ۔ جناب شیخ مولانا عبدالرحمٰن مصری صاحب کو میں نے اطلاع دے دی ہے ۔

والسلام

خاکسار ۔ ممتاز احمد فاروقی

خدمتِ خلق

آفتاب الدین احمدؒ ہومیوپیتھک (فری) دارالشفاء کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

اس سہ ماہی (۱ ۱۱/۶۳ تا ۳۱ ۱/۶۴) میں دارالشفاء کے پرانے اور نئے معاونین نے ۔ ۹۵۲ روپے کے عطیات مرحمت فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے

آمین

ان تین مہینوں میں ۴۸۶۶ مریضوں نے جو کہ مختلف امراض میں مبتلا تھے ۔ علاج کے لئے دارالشفاء سے رجوع کیا ۔ [illegible] قریباً پانچ ہزار مریضوں میں سے زیادہ تر مریض ذیل کی امراض میں مبتلا تھے :—

ورم مثانہ ۔ دانت کے عوارض ۔ اسہال ۔ مروڑ ۔ دق الامعاء ۔ ورم فم معدہ ۔ اگزیما ۔ بول بے خبری ۔ منہ کے چھالے ۔ نمونیہ ۔ مرگی ۔ گنٹھیا ۔ کرم شکم ۔ دمہ ۔ درد گردہ ۔ نزلہ و زکام ۔ آشوب چشم وغیرہ وغیرہ

مذکورہ مختصر رپورٹ کے بعد مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ خدمت خلق کا یہ شعبہ جسے انجمن کی سرپرستی حاصل ہے نہایت خاموشی سے انجمن کی رفاہ عام سے متعلق سرگرمیوں کی تبلیغ کر رہا ہے ۔

بلا خرچ اور بلا معاوضہ علاج سے خوش ہو کر غریب اور دکھی انسان انجمن کو دعا دیتے ہیں ۔ اس کے لئے ہم اپنے معاونین کے شکر گزار ہیں جن کے عطیات کی بدولت یہ فیض رساں سلسلہ جاری ہے ۔

اس کار خیر میں ہر درد دل رکھنے والے کو حصہ لینا چاہیئے تاکہ یہ شعبہ اور ترقی کر سکے ۔ اپنے حلقہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کر سکے ۔

اپنے عطیات بپتہ ذیل پر بھیجئے:—
جناب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
(شعبہ ۲۲ بیرون ۔ احمدیہ بلڈنگس)

احمدیت ایک ربانی تحریک ہے (بقیہ از صفحہ ۹)

[illegible] ہو کر رہے گی ۔ اور ہم سب کے اس ایمان کو حقیقت کا جامہ پہنانے کے لئے آسمان پر اور زمین پر خدا کے فرشتے موافق حالات پیدا کرنے میں لگے ہوئے ہیں جس حکمت عملی نے ملک پاکستان پیدا کیا وہی قدرت اس کے وسیع کرنے کے سامان بھی پیدا کر دے گی ۔ تاآنکہ تمام کرۂ زمین پاکستان کی شکل اختیار کر کے نور سے جگمگا اٹھے گا ۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری زندگیوں میں ہی یہ خوشنما نظارہ پیدا کر دے ۔ اور اے خدا مسلمانوں کو اپنے فضل اور رحمت کے سایہ سے حوادث زمانہ سب کے ہر خطرات اور ایٹمی سفر سے محفوظ رکھ ۔ آمین

ربنا انک من تدخل النار
فقد اخزیتہ وما للظلمین
من انصار ربنا اننا سمعنا
منادیا ینادی للایمان ان
امنوا بربکم فامنا ربنا
فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا
سیاتنا وتوفنا مع الابرار
ربنا واتنا ما وعدتنا علی
رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ
انک لا تخلف المیعاد ۵

"اے ہمارے رب جس کو تو آگ میں داخل کرے یقیناً اسے تو نے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا ہے جو ایمان کے لئے بلاتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لائے ہمارے رب تو ہماری کمزوریوں کی حفاظت فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے ۔ اور ہم کو راستبازوں کے ساتھ وفات دے ۔ ہمارے رب اور ہمیں وہ عطا فرما جس کا وعدہ تو نے رسولوں کے ذریعہ دیا ہے ۔ اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا ۔ بے شک تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا ۔
(سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱ تا ۱۹۳)

کامیابی

میرا لڑکا عزیز محمود احمد بی اے ایل ایل بی C.S.S کے تحریری امتحان میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب ہو گیا ہے قرآن شریف میں رمضان شریف کا مہینہ بالخصوص قبولیت دعاؤں کا مہینہ قرار دیا گیا ہے ۔ حضرت امیر قوم اور دیگر تمام [illegible]

رمضان کا مہینہ قوم یا افراد کو معزز بنانے کے لئے ہی اور قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل قوموں کو بلند مقام عطا کرتا ہے

ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کے لئے حکام تک مال پہنچانا روزہ کے منافی ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۷ر فروری ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون - وقال اللہ تعالیٰ - ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال النّاس بالاثم وانتم تعلمون -

(سورۃ البقرہ)

رمضان کا مہینہ معزز بنانے کیلئے ہے

رمضان شریف کا مہینہ مسلمانوں کو معزز بنانے کے لئے ہے - اس ماہ میں مسلمان کو مشق کرائی گئی ہے کہ وہ روزہ کے ذریعہ اپنے قلب کے اندر طہارت اور پاکیزگی پیدا کرے - ذاتی اغراض پر قابو پائے اور شہوانی اور نفسانی خواہشات کو ضبط میں لائے - کوئی شخص یا قوم اپنے نفس پر قابو پانے کی وجہ سے ہی معزز اور مکرم ہو سکتی ہے -

حرص و ہوا سے انسان گر جاتا ہے

وہ شخص یا قوم جو حرص و ہوا کی شکار ہو گئی وہ گر جاتی ہے - ہوا کے معنی ہی گر جانے کے ہوتے ہیں - الھوی المیل والھوی السقوط - امام راغبؒ لکھتے ہیں الھوی سمی بذلک لانہ یھوی بصاحبہ فی الدنیا الی کل داھیۃ وفی الاخرۃ الی الھاویۃ - یعنے حرص و ہوا انسان کو اس دنیا میں بھی ہر مصیبت میں گراتی ہے اور آخرت میں بھی اس کو ہاویہ میں لے جا گراتی ہے - پس اس کو الھوی اس لئے کہتے ہیں کہ جو شخص یا قوم اس کی شکار ہو جاتی ہے اس کا مقام اور حیثیت گر جاتی ہے - وہ حقیر و ذلیل ہو جاتی ہے - چوری چکاری - ڈاکہ، زنا - بے حیائی - بدزبانی وغیرہ سے انسان کی عزت و آبرو جاتی رہتی ہے - وہ نہ صرف خدا تعالےٰ کی نگاہ میں گر جاتا ہے - بلکہ وہ دنیا کی نگاہ میں بھی ذلیل و خوار ہو جاتا ہے - اور جو چیزیں انسان کی ذلت اور تحقیر کا باعث ہوتی ہیں وہ ہیں ذاتی اغراض اور شہوانی و حیوانی خواہشات کا غلبہ - ان پر قابو پانے کی وجہ سے ایک انسان یا جماعت معزز ہو جاتی ہے -

حضرت یوسف علیہ السلام کا پاک نمونہ

حضرت یوسف علیہ السلام جوانی کے عالم میں تھے اور ایک حسینہ جمیلہ آپؑ کے سامنے تھی - انعامات اور اکرامات میسر آسکتے تھے کسی جگہ کے صوبیدار یا گورنر بن سکتے ہیں بظاہر زندگی کا آرام و سکون میسر ہے اور اس جمیلہ حسینہ نے غلقت الابواب دروازے اور کھڑکیاں بڑی احتیاط سے بند کر دیں - اور کہا ادھر آؤ قال معاذ اللہ - حضرت یوسفؑ نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا تم خیال کرتی ہو کہ تمہارے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دینے سے کوئی نہیں دیکھ سکے گا نہیں میرا خدا دیکھتا ہے - چنانچہ اپنے جذبات پر قابو پانے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کی پاکبازی ایک نمونہ بن گئی -

حضرت داؤدؑ کو حرص و ہوا سے بچنے کا حکم

حضرت داؤدؑ پیغمبر ہیں انہیں اقتدار میسر ہے - ان کو حکم ہوتا ہے یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالعدل ولا تتبع الھوی - ہم نے تمہیں ملک کا بادشاہ بنایا ہے - آپ لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ جات کریں - ولا تتبع الھوی - خواہشات کے بندے نہ ہونا - اقرباء نوازی نہ ہو، دوست پروری نہ ہو - بادشاہ ان چیزوں سے اپنی رعیت کی نگاہ میں گر جاتا ہے - اس کی عزت ختم ہو جاتی ہے اسی لئے فرمایا ولا تتبع الھوی خواہشات کے بندے نہ ہونا اس سے نیک عمل کی توفیق نہیں ملتی -

دوسروں کا مال نہ کھاؤ

تو اسلام نے مسلمان فرد اور قوم کو معزز کرنے کے لئے یہ مشق سکھائی ہے اور یہ مشق حاصل کرنے میں جب مسلمان اپنے مال و دولت سے ایک حصہ علیحدہ کرتا ہے تو دوسروں کے مال کی طرف نظر رکھنا کتنا برا ہے اس لئے فرمایا ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا اموال الناس بالاثم، دوسروں کا مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ - جب انسان اپنے ہی حلال طیب کھانے سے اجتناب برتتا ہے اور اس مشق سے اس کے اندر طہارت اور پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے - تو دوسروں کا مال کھانے کی طرف کیونکر راغب ہو سکتا ہے - روزے کا ایک تعلق تو خدا تعالےٰ کے ساتھ ہے اور دوسرا تعلق خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ ہے - روزہ میں جہاں خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے خیرات کرنے کا حکم دیا وہاں لوگوں کا مال کھانے سے منع کیا گیا ہے - دکاندار ہو یا ٹھیکیدار یا کارخانہ کا مالک ہو، اگر وہ بڑی ہوشیاری سے دوسروں کا مال کھانا چاہتا ہے تو وہ خدا تعالےٰ اور لوگوں کی نگاہ میں گر جاتا ہے - اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرمۃ مال الانسان کحرمۃ دمہ - جس طرح سے انسان کا خون لینا حرام ہے - اسی طرح سے انسان کا مال کھانا حرام ہے روزہ صدق مقال اور اکل حلال کا سبق دیتا ہے - اکل حلال سے طہارت اور پاکیزگی کی زندگی میسر آتی ہے بددیانتی سے ملک میں بے چینی پیدا ہوتی ہے - یہ لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ہے - اور شہوانی خواہشات قوم کے اندر فساد، بے حیائی، برائی اور بدکاری پیدا کرتی ہیں :

حکام کو مال پہنچانا بددیانتی ہے

معاشرے کا ایک حصہ کاروباری لوگوں کا ہے دوسرا حصہ حکام کا ہے - یہاں اس کا بھی ذکر ہے کہ لاتدلوا بھا الی الحکام حاکموں تک مطلب برآری کے لئے مال نہ پہنچاؤ - معاشرے کی موٹی تقسیم تو یہی ہے کہ کچھ حصہ کاروباری ہے اور کچھ حکام کا ہے - کاروباری حصہ کو کہا بددیانتی سے مال نہ کھاؤ اور دوسرے حصہ کے متعلق فرمایا کہ اپنے اموال کو حاکموں تک نہ پہنچاؤ - اس ارادے سے کہ تھوڑا بہت مال ہاتھ آ جائے - بددیانتی سے عمل صالح کی توفیق چھن جاتی ہے - قرآن کریم کی جامع تعلیم ساری قوم کے اندر طہارت و تزکیہ قائم کرنا چاہتی ہے اور اس کے

متنے ہیں لٹکانا چاہیئے ڈول کنوئیں میں لٹکایا جاتا ہے ادلا الی الحکام کے یہ معنے ہوئے کہ حاکموں کے دل کی گہرائیوں کو متاثر کرنے کے لئے اپنے اموال ان تک نہ پہنچاؤ اور نہ ہی ایسا کرنے سے ناجائز طور پر لوگوں کا مال اڑاؤ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اوّل ما تفقدون من دینکم الدیانۃ سب سے پہلی چیز جو تم سے جاتی رہے گی وہ دیانت و امانت ہوگی واٰخر ما تفقدون الصلوٰۃ اور آخری چیز جو تم سے جاتی رہے گی وہ نماز ہے۔ بددیانتی سے اعمال حسنہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ معاشرے کے کاروباری حصّہ کو بددیانتی سے مال کھانے سے پرہیز کرنا سکھایا اور حکام کے متعلق فرمایا کونوا قوامین بالقسط۔ پورے زور سے اور احتیاط کے ساتھ تمیں عدل و انصاف قائم کرنا چاہیئے۔

مومن نہ کبھی دیوی کا پوجاری ہوتا ہے اور نہ خواہشات کا

ہمارا خدا، ہمارا رسولؐ اور ہماری کتاب کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان ایک معزز قوم بنے اور اس کا طریقہ بیان فرمایا ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پایا جائے۔ بعض لوگ ہیں کہ دولت اور کبھی کو خدا سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ۔ لیکن مومن نہ کبھی دیوی کا پوجاری ہوتا ہے اور نہ ہی خواہشات کا بندہ۔ وہ جانتا ہے کہ عزت کا رستہ وہی ہے جو خدا نے سکھایا ہے۔ روزہ جہاں خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے وہاں مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی اور مہر و محبت کا جذبہ بھی پیدا کرتا ہے۔ اور مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت کا ذریعہ ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل قوم کو بلند مقام عطا کریگا۔

ایک وہ دور تھا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت دنیا کے لئے نمونہ تھی۔ دوسروں کے لئے بابرکت تھی۔ اس کتاب کی تعلیم پر چلنے سے قوم پاکیزہ اخلاق و اطوار حاصل کر سکتی ہے۔ یہ کتاب زندہ ہے قیامت تک کے لئے زندہ رہے گی۔ اور قیامت تک اچھے لوگ پیدا کرتی رہے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقوامًا۔ خدا تعالےٰ اس کتاب کی تعلیمات کے ذریعہ سے اس قوم کو بلند مقام عطا کرے گا جو ان پر کاربند ہوگی۔ اور جو لوگ اس کی تعلیم و تلقین سے انحراف کریں گے وہ ذلیل ہو جائیں گے۔ پس قرآن کریم کی تعلیمات سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے پوری پوری سعی کرنا چاہیئے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرماکر ۲۰ مارچ ۱۹۶۴ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۲۰ مارچ ۱۹۶۴ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۲۱ مارچ ۱۹۶۴ء کو آپ کے نام وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳	6.00	۳۷۷	6.00
۱۵	6.00	۴۱۹	12.00
۴۷	24.00	۴۷۶	18.00
۴۸	6.00	۴۷۷	36.00
۵۹	6.00	۴۹۴	6.00
۶۵	6.00	۴۹۹	12.00
۹۳	54.00	۵۵۸	6.00
۱۱۵	6.00	۵۵۹	6.00
۱۷۱	12.00	۵۹۱	12.00
۱۷۲	12.00	۶۱۵	6.00
۱۵۵	6.00	۶۱۹	18.00
۱۷۴	6.00	۶۳۶	12.00
۱۷۵	6.00	۶۸۸	12.00
۲۱۰	6.00	۶۹۸	18.00
۲۶۳	12.00	۷۴۵	6.00
۲۷۸	6.00	۷۶۶	6.00
۲۹۱	6.00	۹۹۲/۳۶۶	12.00
۲۹۴	18.00	۱۰۵۰	6.00
۲۹۵	6.00	۲۰۹۰	6.00
۳۰۷	6.00		
۳۲۰	12.00		
۳۴۴	6.00		

رعایتی

نمبر	رقم
۸/R	6.00
۱۳/R	4.00
۲۴/R	4.00
۳۵/R	6.00
۳۶/R	4.00
۳۹/R	3.00
۴۴/R	4.00
۴۷/R	4.00
۵۰/R	3.00
۵۴/R	24.00
۵۸/R	12.00
۶۰/R	9.00
۶۳	6.00
۷۸	36.00
۷۹	6.00
۸۲	8.00
۹۹	6.00
۱۱۳	12.00
۱۲۸	4.00
۱	3.00
۱۴۷	4.00
۱۵۷	12.00
۲۱۶	6.00
۳۱۵	24.00
۳۶۱	8.00
۴۰۷	6.00
۴۱۲	6.00
۴۱۷	3.00

مسائلِ عیدُ الفطر

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے۔ اس لئے جس راستہ سے آئے ہیں اس راستہ کی بجائے کسی دوسرے راستہ سے جانا مستحسن ہے۔

(۸)۔ عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو بلانا یا تحائف بھیجنا یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہوتی ہے۔

(۹)۔ چونکہ آج کل اسلام سے بڑھکر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عیدالفطر کا کلّی یا اکثر حصّہ انجمن کے بیت المال میں بھیجدیتے ہیں۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ نماز عید سے قبل محاسب کو صدقہ ادا کر دیں۔

(۱۰)۔ صدقہ عیدالفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ "عید فنڈ" بھی مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو آپ عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں۔

(۱۱)۔ جماعت کے استحکام اور توسیع کے لئے جگہ جگہ مساجد بنانے کی ضرورت ہے۔ اس غرض سے عید کے موقع پر کچھ مساجد فنڈ میں بھی دیا جاتا ہے احباب کو چاہیئے کہ صدقہ فطر اور عید فنڈ کے ساتھ "مساجد فنڈ" کا بھی خیال رکھیں۔

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

تین سالوں کے خدائی نشانات کی تفصیل

برق صاحب کے مزعومہ مہمل الہام کے متعلق گذشتہ قسط میں یہ بتلایا جاچکا ہے کہ وہ الہام ایک طرف تو قرآنی دعوے کو کہ موت اور حیات صرف خدا تعالے کے ہی قبضہ میں ہے اور انسانوں کی موت کے مقررہ وقت کا صرف اسی کو علم ہے ثابت کرتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالے کے عالم الغیب ہونے اور اس کے کامل علم اور کامل قدرت کا یقینی ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ اب حسب وعدہ ذیل میں تینوں سالوں یعنی ۱۹۰۶ء، ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء میں ظاہر ہونے والے ان نشانات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے جن کے ظاہر کرنے کا وعدہ اللہ تعالے نے اپنے بندہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے ساتھ اسی الہام میں کیا تھا جس کو جناب برق صاحب نے اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے نعوذ باللہ مہمل قرار دیا۔

۱۹۰۶ء کے نشانات

(۱)۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۶ء کو حضورؑ پر اللہ تعالے کی وحی مندرجہ ذیل الفاظ میں نازل ہوتی ہے:۔

"تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد"

چنانچہ اس الہام کے بعد جلد ہی شاہ ایران تخت شاہی سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ملک میں پارلیمنٹری حکومت قائم کر دی گئی۔

(۲)۔ یکم فروری ۱۹۰۶ء کو حضور کو الہام ہوا ؎

"تتبعها الرادفة پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

یعنے پہلے زلزلہ کے بعد ایک اور زلزلہ آنے والا ہے جو موسم بہار میں آئے گا۔ چنانچہ ۲۸ر فروری کے زلزلہ سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس سے کوہستانی علاقوں میں جان اور مال کا کافی نقصان ہوا۔

(۳)۔ بنگالہ کی تقسیم کے بعد حضور کو ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا:۔

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی"

اہل بنگالہ پر تقسیم کا فیصلہ سخت شاق گذرا اس وقت کے لفٹنٹ گورنر فلر صاحب کو یہ لوگ سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ سو الہام کے مطابق پہلی دلجوئی تو ان لوگوں کی یہ ہوئی کہ اس گورنر کو مستعفی ہونا پڑا۔ چنانچہ اس کے مستعفی ہونے پر اہل بنگال نے بڑی خوشی منائی اور اپنی دلجوئی کا اقرار کیا۔ پیشگوئی کا یہ حصہ تو ۱۹۰۶ء میں ہی پورا ہوگیا۔ لیکن مکمل دلجوئی ۱۹۱۱ء میں ہوئی جب جارج پنجم نے ہندوستان میں آکر بنگالہ کی تقسیم کی منسوخی کا اعلان کیا۔

(۴)۔ ریاست جموں کے ایک شخص مسمی چراغدین نے ۱۹۰۲ء میں اعلان کیا کہ وہ خدا کا رسول ہے اور حضرت اقدس مرزا صاحب کے متعلق دعوے کیا کہ نعوذ باللہ ان کو ہلاک کرنے کے لئے حضرت مسیح نے انہیں عصا دیا ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کو جب اطلاع ملی تو حضورؑ نے خدا سے الہام پا کر اس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع کی۔ چنانچہ یہ شخص حضور کی پیشگوئی کے مطابق ۴ر اپریل ۱۹۰۶ء کو طاعون سے ہلاک ہوگیا اور اپنی ہلاکت سے حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگا گیا۔

(۵)۔ ۲۵ر فروری ۱۹۰۶ء کو حضور پر یہ ظاہر کیا گیا کہ نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی بیوی عنقریب فوت ہوجائے گی۔ حالانکہ اس وقت انکی بیوی بالکل تندرست اور مکمل صحت کی مالک تھی کسی بیماری کا شکار نہ تھی اس کی موت کی خبر کے ساتھ ہی الہام ہوا:۔

"دردناک دکھ اور دردناک واقعہ"

چنانچہ اس الہام کے چھ ماہ بعد وہ مرض سل میں مبتلا ہوگئی اور باوجود علاج میں پوری کوشش کے شفایاب نہ ہوسکی آخر رمضان ۱۳۲۴ء کو وفات پاگئی۔

(۶)۔ ۳۰ر جولائی ۱۹۰۶ء کو حضورؑ پُرنور پر بذریعہ وحی الٰہی ظاہر کیا گیا کہ حضور کی جماعت کا ایک شخص ایک دم میں دنیا سے رخصت ہوجائے گا اور پیٹ پھٹ جائے گا اور شعبان کے مہینہ میں اس کی موت واقعہ ہوگی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق جماعت کا ایک شخص صاحب نور نامی جو کابل سے ہجرت کرکے قادیان آیا ہوا تھا اور بظاہر جوان اور خوب مضبوط اور توانا تھا شعبان کے مہینہ میں ہی یکدم فوت ہوگیا۔ ایک دن بالکل اچانک یک دفعہ اس کے پیٹ میں درد اٹھا اور کہنے لگا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا اس کے ساتھ ہی وہ اپنے مولی حقیقی سے جا ملا معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں رسولی تھی جسے اس نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ اس کے اچانک پھٹنے سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

(۷) قبولیت دعا کا ایک زبردست نشان۔ مدراس کے ایک تاجر سیٹھ عبدالرحمان نامی حضرت مرزا صاحب کے نہایت مخلص اور صادق مرید تھے وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری میں مبتلا ہوگئے۔ انہیں ذیابیطس کی بھی شکایت تھی اور عمر بھی پیرانہ سالی کی تھی۔ انہوں نے اپنی اس خطرناک اور لاعلاج بیماری کے متعلق حضور کو بذریعہ تار اطلاع دی اور دعا کے لئے درخواست کی۔ حضورؑ نے خاص توجہ سے دعا کی الہام ہوا "آثار زندگی" اس کے بعد سیٹھ صاحب کی طرف سے شفایابی کی تار آگئی جسے انہوں نے معجزانہ شفا سے تعبیر کیا۔

(۸)۔ ۱۸ر مئی ۱۹۰۶ء۔ رویا میں دیکھا کہ کوئی شخص طاعون کے متعلق کہتا ہے:۔

"اب تک پیچھا نہیں چھوڑتی"

چنانچہ حضورؑ کی زندگی یعنی ۱۹۰۸ء تک طاعون نے پیچھا نہیں چھوڑا۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں طاعون سے ۳۳۲۰۰۰ اموات ہوئیں اور ۱۹۰۷ء میں ۱۰۹۰۰۶۷ اموات ہوئیں۔ ماخوذ از الذکر الحکیم نمبر ۶ ص۹۶۔

۱۹۰۸ء میں بھی کافی اموات ہوئیں تھیں لیکن مجھے اس وقت ان کی صحیح تعداد میسر نہیں آسکی۔

(۹)۔ ادھر اگر طاعون کی تباہ کاریوں کا ذکر ہوتا رہا تو ساتھ ہی گھر میں رہنے والوں کے متعلق اس موذی مرض کی ہلاکت سے محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی دہرایا جاتا رہا چنانچہ ۲۷ر مئی ۱۹۰۶ء کو الہام ہوتا ہے؎

انی احافظ کل من فی الدار

(۱۰)۔ نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع اپنے بھائیوں کے سخت مصیبت میں پھنس گئے یعنے یہ کہ وہ ریاست مالیر کوٹلہ کے ولی عہد کے ماتحت رعایا کی طرح قرار دیئے گئے اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے تمام کوششیں ناکام ہوگئیں آخری کوشش یہی باقی رہ گئی تھی کہ گورنر جنرل سے دادرسی چاہیں لیکن بعض ماہران کو وہاں سے بھی کامیابی کی امید نہ تھی اس حالت میں انہوں نے حضرت اقدس مرزا صاحب سے دعا کی درخواست کی اور ساتھ ہی وعدہ کیا کہ کامیابی کی صورت میں تین ہزار روپیہ حضور کے لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے پیش کریں گے۔ چنانچہ حضور نے دعا فرمائی الہام ہوا:۔

"اے سیف! اپنا رخ اس طرف پھیر لے"

چنانچہ الہام کے ماتحت ان کی اپیل منظور ہوگئی اور یہ لوگ اس مصیبت سے ہمیشہ کے لئے نجات پاگئے۔

(۱۱/۱۲)۔ مدراس کے تاجر سیٹھ عبدالرحمن صاحب کو اپنے کاروبار میں سخت نقصان ہوا جس سے ان کی مالی حالت بہت خراب ہوگئی انہوں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کی دعا کے بعد حضورؑ کو ۱۵ر نومبر ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا:۔ "قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے"

چنانچہ اس الہام کے بعد ان کی تجارت چمک اٹھی اور مالی حالت بہت اچھی ہوگئی جس سے الہام کی پہلی جزو مکمل طور پر پوری ہوگئی لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد پھر حالات بگڑ گئے اور ان کی تجارت خسارہ کا شکار ہوگئی اور اس طرح الہام کا دوسرا جزو یعنے "بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے" بھی پورا ہوگیا گویا یہ ایک نشان دو نشانوں پر مشتمل ہے۔

(۱۳) - حیدرآباد دکن سے ایک احمدی نے اپنے لڑکے مسمی عبدالکریم کو قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ اسکو ایک دن سگ دیوانہ نے کاٹ لیا۔ علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا وہاں سے وہ اچھا ہوکر آگیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس میں دیوانگی کے آثار ظاہر ہونے لگے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ کسولی تار دی گئی اور علاج دریافت کیا گیا۔

جواب آیا افسوس اب عبدالکریم کے لئے کچھ نہیں ہوسکتا۔ یہ لڑکا اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اور بڑی دور سے آیا تھا حضور کے دل میں اس کے لئے بڑا درد پیدا ہوا جس کے نتیجہ میں حضور نے بڑے الحاح سے اس کی شفاء کے لئے دعا کی اللہ تعالے نے ایک دوا حضور کو القا کی جس کے دینے سے فوراً شفا ہوگئی اور دیوانگی کے تمام آثار بالکل معدوم ہوگئے۔ یہ نشان گویا مردہ زندہ کردینے کے برابر نشان ہے کیونکہ اس کا علاج اس وقت تک بالکل ایجاد نہیں ہوا تھا اور اسی لئے کسولی کے ڈاکٹروں نے صاف لکھ دیا تھا افسوس عبدالکریم کے لئے اب کچھ نہیں ہوسکتا۔

(۱۴) - ایک دفعہ حضورؑ کے دانتوں میں سخت درد ہوا جس نے حضور کو سخت بے چین کردیا کسی حالت میں بھی چین نہ آتا تھا کسی سے اس کا علاج پوچھا تو اس نے کہا علاج دندان اخراج دندان اس سے حضور گھبرا گئے۔ اس وقت حضور زمین پر ہی سخت بے تابی کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے پاس ہی چارپائی پڑی ہوئی تھی اس پر حضور نے سر رکھ دیا کچھ نیند آگئی اٹھے تو درد کا نام ونشان نہ تھا ساتھ ہی الہام ہوا "اذا مرضت فھو یشفی" یعنے جب تو بیمار ہوتا ہے تو خدا ہی شفا دیتا ہے۔ یہ ستمبر ۱۹۰۶ء ...... کے آخر کا واقعہ ہے۔

(۱۵) حضورؑ کو ذیابیطس کی بیماری وفات تک قریباً ۲۳ برس رہی پیشاب میں شکر بھی پائی جاتی تھی اور یہ بیماری درحقیقت مسیح موعود کے لئے بطور ایک علامت کے تھی۔ بہرحال اس بیماری کے نتیجہ میں نزول الماء کا خطرہ لاحق رہتا تھا اور ساتھ ہی کاربنکل یعنے سرطان کی بیماری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ بھی دامنگیر تھا۔ ان دونوں ہی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالے نے حضور کو مندرجہ ذیل وحی کے ذریعہ بشارت دی ہوئی تھی :-

"نزلت الرحمۃ علی ثلاث علی العین وعلی الاخریین"

یعنے تین پر خدا کی رحمت نازل رہے گی، ایک آنکھ پر یعنے نزول الماء وغیرہ سے بکلی محفوظ رہے گی اور دو اور اعضاء بھی رحمت الٰہی سے ہر قسم کے خطرے سے محفوظ رہیں گے۔ ان دو اعضاء کی تشریح گو نہیں کی گئی۔ لیکن حالات سے یہی معلوم ہوتا ہے ایک تو وہ عضو محفوظ رہے گا جو سرطان کے حملہ کا محل بن سکتا ہے اور دوسرے سر کو اس قدر کمزور ہونے سے محفوظ رکھا جائے گا کہ وہ غور وفکر سے عاری ہوکر خدمت دین کو بجالانے سے محروم ہوجائے چنانچہ یہ پیشگوئی جس طرح پہلے سالوں میں پوری ہوتی رہی اسی طرح ان آخری تین سال یعنی ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء میں بھی پوری ہوئی - یعنے ان آخری سالوں میں بھی حضور ان بیماریوں سے محفوظ رہے اور فرائض دینیہ کو سرانجام دینے میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا ایسے مریض کا جیسا کہ حضرت مرزا صاحب تھے۔ اس قسم کی بیماریوں اور کمزوریوں سے محفوظ رہنا اور خدا کے وعدہ کے مطابق محفوظ رہنا ایک عظیم الشان نشان ہے، کاش غور کرنے والے اور ایسے نشانوں سے فائدہ اٹھانے والے دل پیدا ہوں۔

(۱۶)- دوران سر کی تکلیف بھی ذیابیطس کے ساتھ ہی چلی جاتی تھی اور یہ بھی درحقیقت حدیث نبوی کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود کی علامتوں میں سے ایک علامت تھی اور یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں بیماریاں باوجود خطرناک ہونے کے حضور کی دینی خدمت میں حارج نہیں ہوئیں دوران سر جب کبھی شدت اختیار کر جاتا تھا اور حضور سخت کمزوری اور ضعف محسوس کرنے لگ جاتے تھے تو حضور کو فکر لاحق ہو جاتی تھی کہ شاید اب میں دین کی خدمت سے محروم ہوجاؤں گا۔ حضور کے اس فکر کو دور کرنے کے لئے فوراً خدا تعالے کی طرف سے مندرجہ ذیل وحی کے ذریعہ تسلی دی جاتی رہی :-

"تُرَدُّ الیک انوار الشباب"

یعنے جوانی کے انوار تیری طرف لوٹائے جائیں گے

"سیاتی علیک زمن الشباب"

یعنے جس طرح جوانی کے زمانہ میں صحت کی حالت میں انسان کام کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسی طرح باوجود ان بیماریوں کے تجھے بھی خدمت دین کرنے کی طاقت عطا کی جائے گی۔ چنانچہ مئی ۱۹۰۶ء میں بھی حضور پر دوران سر کا شدید حملہ ہوا اور وہی فکر حضور کو لاحق ہوا تو ...... ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء کو اسی الہام "تردالیک انوار الشباب سیاتی علیک زمن الشباب" نے حضور کو تسلی دی اور اس الہام کی صداقت کا عملی ثبوت یہ ہے کہ حضور نے اسی سال حقیقۃ الوحی جیسی ضخیم کتاب تصنیف فرمائی جس میں ایسے اہم مضامین پر بحث کی گئی ہے جو کافی غور وفکر کے متقاضی تھے۔ باقی نشانات انشاءاللہ آئندہ قسط میں پیش کئے جائیں گے۔

"پیغام صلح" اور "لائٹ" کی توسیع اشاعت کیلئے چارسو مخیر حضرات کی ضرورت

خدا کے فضل وکرم سے پیغام صلح ولائٹ فہمیدہ طبقے میں کافی مقبول ہو رہے ہیں ان کی پسندیدگی کا اندازہ اُن خطوط سے لگایا جاسکتا ہے جو دفتر انجمن میں اس بارے میں موصول ہوتے ہیں اگرچہ مفت اشاعت سے کافی شائقین کو یہ اخبار بھیجے جارہے ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں ابھی تک ایک وسیع میدان عمل باقی ہے۔ یہ اخبارات نہ صرف ہمارے سلسلہ کے خیالات کی نشر واشاعت کرتے ہیں بلکہ دہریت و عیسائیت کے خطرناک زہروں کیلئے ان کا وجود ایک تریاق ہے۔

ان اخبارات کی اشاعت خاطر خواہ توسیع کے لئے ضروری ہے کہ ہر سال چارصد مخیر احباب پیغام صلح اور لائٹ کی مفت اشاعت میں حصہ لیں اور کم ازکم ایک پرچہ لائٹ یا پیغام صلح کا جاری کروائیں۔ اس تحریک میں حصہ لینے والوں سے رعایتی بدل اشتراک قبول کیا جاوے گا جو حسب ذیل ہے :-

پیغام صلح :- پانچ روپے سالانہ

لائٹ :- چار روپے سالانہ

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمدیت ایک ربّانی تحریک ہے

(۳)

پاکستان مرکزِ اسلام

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

قدرتِ خداوندی نے اس وقت تمام دنیا میں سے پاکستان کی سرزمین پاک ہی کو اسلام کے لئے تجربہ گاہ کے طور پر انتخاب کر لیا ہے - یہاں کے لوگوں کی تمام بداعتدالیوں، سرکشیوں اور بے راہ رویوں کے باوجود یہ مقدر ہو چکا ہے کہ پاکستانیوں کے قلوب ہی حمیت اسلام اور غیرت ملی سے بھر پور ہوں - اور یہاں سے ہی احیائے دین اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہو -

ہندوستان کے مسلمان بلاشبہ اسلام کے لئے درد رکھتے ہیں - مگر مغلوب ہونے اور مظلوم ہونے کی وجہ سے وہ صرف اپنے ایمانوں کی حفاظت ہی میں وہ اپنی سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں - پاکستان کو خدا نے ایک آزاد مملکت بنا دیا ہے - پاکستانی مسلمان عربوں، ترکوں، افریقیوں انڈونیشیوں اور ہندوستانی مسلمانوں کے لئے درد رکھتے ہیں - وہ ان کی ہر تکلیف پر مضطرب ہو جاتے ہیں اسلامی دنیا کے کسی کونہ میں غیروں کی طرف سے مسلمانوں پر کوئی ظلم برپا ہو تو یہ کرب و الم میں مبتلا ہو جاتے ہیں - یہاں اسلام کے اندر بے شمار فرقے موجود ہیں جو بسا اوقات تنگ ظرفی اور تعصب کا مظاہرہ بھی کرتے رہتے ہیں - پاکستان میں زبانیں بھی مختلف ہیں رنگ و نسل کے امتیازات بھی ہیں، تہذیب اور رواج کے اختلافات بھی ہیں - اور اس ملک کے دو حصوں میں ایک ہزار میل کا فاصلہ بھی ہے - بایں ہمہ اس سرزمین میں اسلام کا بہت بڑا تجربہ کیا جا رہا ہے - اور قدرت یہاں کے لوگوں کو اس امر کے لئے تیار کر رہی ہے - کہ وہ ایک مرکز پر جمع ہو جائیں، ایک امیر کی اطاعت کرنا سیکھیں اور اللہ کی رسی یعنی قرآن کریم کو مضبوط پکڑ کر اتحاد اور اتفاق کا ایسا نمونہ پیش کریں - کہ تمام عالم اسلامی ان سے سبق سیکھ کر، باہمی رنجشوں کدورتوں کو دور کر کے ایک خدا کے بندے بن جائیں، ایک رسول کی امت ہو جائیں - اور ایک عالمگیر مذہب کے رشتہ میں منسلک ہو کر امن و سلامتی، آزادی و مساوات - عدل اور انصاف کی حکومت اس کرۂ ارضی پر قائم کر دیں اور یہی وہ آسمانی بادشاہت ہے - جس کو قائم کرنے کے لئے مسیح کی آمد کا انتظار تھا - وہ مسیح جو محمدؐ کے چشمہ صافی سے سیراب ہو کر ساغر اسلام سے مئے محبت کی جرعہ

کشی کر کے تمام عالم کو نئی زندگی بخشنے کے لئے ظاہر ہو چکا ہے - یہی سرزمین ایسی ہے جہاں امام وقتؑ کی دونوں جماعتوں کے مراکز ہیں - یہاں سے تبلیغ اور اشاعت اسلام کی موجیں اٹھ اٹھ کر تشنگان اقوام عالم کی پیاس بجھا رہی ہیں - آج کی دنیا جس عالمگیر مذہب کی تلاش میں ہے، وہ یورپ میں نہیں - امریکہ میں نہیں، افریقہ میں نہیں

دنیا کے جزائر اور ایشیاء کے بے شمار ممالک میں نہیں مل سکتا - پاکستان میں بھی اسے اسلامی جماعت کے کتب خانوں میں ڈھونڈنا عبث ہے - جمعیتہ العلماء پاکستان، فرقہ اہل حدیث احباب دیوبند اور بریلوی حضرات و مولانا الیاس کی تبلیغی جماعت کے ہاں بھی دستیاب نہیں ہو سکتا - اہل تشیع بھی اس سے تہی دست ہیں - پرویز اپنی تمام ہمہ دانی کے باوجود اس مذہب کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا - اس عالمگیر مذہب کے علمبردار احمدی اور صرف احمدی ہیں - یہ آزادیٔ مذہب کے مبلغ ہیں - ان کے ہاں اختلافِ رائے اور تبدیلی مذہب پر کوئی قدغن نہیں یہ اس حقیقت کے منادی ہیں - کہ خدا کو صرف دلیل سے نہیں بلکہ زندہ نشانوں سے پہچانا جا سکتا ہے اور پہچانا جا رہا ہے - تمام دنیا نے الہام اور وحی پر مہر لگا دی - اور اعلان کر دیا کہ خدا تعالےٰ کائنات انسانی سے کنارہ کش ہو چکا ہے - ہاں - احمدیوں کا خدا بولتا ہے - ان پر امور غیبیہ ظاہر کرتا ہے - ان سے خدا کے مکالمات مکاشفات ہوتے ہیں - وہ خدا کی ہستی کو اپنے باطنی قویٰ سے محسوس کرتے ہیں - اسرار الٰہیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں - ان کے دل اس یقین سے پُر ہیں

محمد صالح نور
لائلپور

جماعت ربوہ کے لئے لمحۂ فکریہ

من خود نگویم این کہ بلوح خدا ہمیں است
گر طاقتست محو کن آں نقشِ داورم!
(حضرت مسیح موعود)

ایک گزشتہ اشاعت میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جن رفقاء کرام کی مصاحبت پر مسیح زمان مہدی دوران حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو ناز تھا اور جن کے ساتھ مل کر حضور تا دم واپسیں اشاعت اسلام کا مقدس فریضہ بجا لاتے رہے، ان اصحاب کو جماعت ربوہ نے پچاس سال تک گالیاں دی ہیں اور ان کو بدنام کرتے اور ان کے خلاف کیچڑ اچھالتے اور ان کے حق میں سب و شتم کو کار ثواب سمجھا جاتا رہا ہے۔

آج کل میں قارئین پیغام صلح کی خدمت میں کلام الٰہی سے ان لوگوں کے مقام کے بارے میں چند گذارشات پیش کرنا چاہتا ہوں جو کسی مامور من اللہ پر ابتداء میں ایمان لاتے ہیں اور اس کے بعد سابق امیر جماعت لاہور مولینا محمد علی مرحوم کے متعلق حضرت مسیح موعود کے چند ارشادات ہدیۂ قارئین کرام کروں گا جن سے باسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود جماعت لاہور کے اکابرین کے متعلق کیا خیالات اور احساسات رکھتے تھے اور نتیجۃً حضرت کا حقیقی قائم مقام سوائے اس جماعت کے جس کا امیر مولینا محمد علی ہو اور دوسرا کوئی ہو سکتا ہی نہیں۔

جن بزرگوں نے ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور کفار مکہ کے پیہم ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور باوجود مشرکین کی زیادتیوں اور دست درازیوں کے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا اور تپتے ہوئے ریگزاروں پر سینوں پر بوجھ تلے دبائے جانے کے باوجود خدا تعالےٰ کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کرتے رہے اگر ان صحابہ رسول کے متعلق مسلمان کہلانے والے بعض حضرات بھی نازیبا کلمات استعمال کریں اور ان کی شان میں گستاخی کا موجب ہوں تو دل و دماغ کو کس قدر کوفت اور اذیت کا سامنا ہوتا ہے جبکہ احادیث رسول ان صحابہ کرام کی توصیف سے بھری پڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے سخت تکلیف، دکھ اور تنگی کے وقت آنحضرت صلعم کا ساتھ دیا فرماتا ہے:-

"لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منہم ثم تاب علیہم انہ بہم رؤف رحیم ۝"
(سورۃ توبہ رکوع ۱۴)

اس مقام پر خدا تعالےٰ نے رضا مندی، رافت اور رحمت الٰہی کی بشارت سنائی ہے ان لوگوں کو جنہوں نے سخت مشکل وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور آپ کی فرمانبرداری کی جبکہ دوسرا فریق اپنے قلبی زیغ کے باعث مخالفت پر تلا ہوا تھا۔ دراصل اگر غور کیا جائے تو ایک مامور من اللہ کے دعوے کے وقت جو لوگ اس سے وابستہ ہو جاتے ہیں حقیقی بیعت اور سچی قربانی تو انہی لوگوں کی ہوتی ہے ترقی ہو جانے اور کثرت سے لوگوں کے ایمان لے آنے پر شامل ہو جانا بہرحال دوسرے درجہ پر آتا ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
"فالذین ھاجروا واُخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقٰتلوا وقُتلوا لاُکفرن عنھم سیاٰتھم ولاُدخلنھم جنٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰر ثواباً من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب ۝"
(سورہ آل عمران رکوع ۲۰)

جو لوگ نبی کا ساتھ دینے کی پاداش میں ہجرت پر مجبور ہوئے، گھر سے بے گھر کئے گئے، خدا کی راہ میں صعوبتوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے ایک تو تمام تکالیف کے دور ہو جانے کا وعدہ دوسرا جنت کی نعماء کا وعدہ یعنی دنیا میں بھی خوشحالی اور آخرت میں بھی رضائے الٰہی اور ان کی "فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ" کی دعا بارگاہ رب العزت میں قبولیت کا شرف حاصل کر چکی ہے۔

متذکرہ بالا دونوں مقامات پر خدا تعالےٰ نے درحقیقت اپنا ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ ہمارے مامورین کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں اور ان کی آواز پر لبیک کہکر صف اول کے مجاہدین میں شریک ہوتے اور ہر طرح کی تکالیف کا سامنا بشاشت قلبی سے کرتے ہیں اور پائے ثبات میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آنے دیتے انہیں ہم دنیا میں بہترین اجر دیتے ہیں اور آخرت میں ہم ابدی جنت میں ان کا مقام بناتے ہیں یہ دراصل خدا تعالےٰ کا اصول اور اس کی سنت ہے جو کبھی بھی تبدیل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا وعدہ اور فرمان ایک اٹل قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔

بعینہٖ اگر دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ابتداء میں ایمان لانے والے لوگوں نے اس وقت کے حالات کے مطابق جبکہ تمام ملک میں آپ کی مخالفت عروج پر تھی اور آپ کے اور آپ کی جماعت کے خلاف سازشوں کے جال پھیلائے جا رہے تھے ایک عدیم المثال قربانی کی اور پھر ان لوگوں نے جہاں یہ کہ ساعۃ العسرۃ میں حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کا اقرار کیا وہاں اپنے وطنوں سے ہجرت کرکے گھروں سے نکالے جانے، ایذا دیئے جانے صعوبتوں اور تکالیف کے برداشت کرنے اور دشمنوں کی طرف سے ہر قسم کی زیادتیوں کا سامنا کرنے اور حد یہ کہ بعض ان میں سے سنگسار اور قتل تک ہو جانے کی تمام تکالیف کو مومنانہ شان کے ساتھ برداشت کیا۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے سابقون کو احمدی کہلانے والوں میں سے بعض لوگ برا کہیں اور انکو برے ناموں سے یاد کریں تو دل کے ٹکڑے نہیں ہوتے اور صداقت اور حقانیت کا سر پیٹنے کو جی نہیں چاہتا جبکہ حضرت مرزا صاحب کی کتب ان کے حق میں بہترین الفاظ سے لبریز ہیں کتنے دکھ کی بات ہے کہ وہ لوگ تو خدا کے مامور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی آن اور شان علم اور مرتبہ، مال اور دولت سب کچھ اس کے قدموں پر نچھاور کر دیں اور تمام عمر اس کے اشارۂ ابرو پر اپنی جانیں تک قربان کرنے کے لئے تیار رہیں اور ہم بعد میں آنے والے ان بزرگوں کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ذرا بھی باک محسوس نہ کریں۔ اے میرے جماعت ربوہ کے بھائیو! کیا یہ زیادتی نہیں ہے۔ کیا آپ اس قسم کی حرکات سے حضرت مسیح موعود کو خوش کرنے کا باعث ہو رہے ہیں یا۔

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر - ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط :- مصطفےٰ ویتھوسا اسے آف گیوآ - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں جانتا ہوں کہ آپ حیران ہوں گے کہ ایک اجنبی کا خط موصول ہوا ہے۔

آپ کو خط لکھنے کا مقصد ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم نئے مسلمان ہوئے ہیں اور آپ کے تعاون کے طلبگار ہیں - پہلے ہمارے نام پیٹرک اور مارک ... تھے - لیکن اب ہم کو مصطفےٰ اور ایلیوسا کہتے ہیں - پہلے ہم کو عیسائی مذہب پر بہت یقین و اعتماد تھا - اور ہم ہمیشہ مسلمانوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ عیسائیوں کا مذہب الٰہی مذہب ہے - خدا کا شکر ہے کہ کافی مدت کے بعد ہم نے حقیقی اور الٰہی مذہب کو قبول کیا ہے - الحمدللہ اب اسلام ہمارا مذہب ہے ہم اب جماعتوں میں جاتے ہیں اور ایک آدمی سے پڑھتے ہیں ....

اور اس آدمی سے ..... آپ کا ایڈریس معلوم ہوا ہے اگرچہ ہم اسلامی کتابیں خرید سکتے ہیں مگر پھر بھی ہم خواہشمند ہیں کہ آپ ہم کو حضرت رسولؐ خدا کی زندگی کے متعلق چند کتابیں ارسال کریں ۔

ہم عربی بھی جانتے ہیں لہذا قرآن اور دیگر کتابیں عربی اور انگریزی میں ہم کو ارسال فرمائیں ان سے ہم کو اسلام کے متعلق مدد ملے گی ہم کو مکمل یقین ہے کہ آپ ہم کو خدا تعالےٰ اور رسول کریمؐ کے متعلق کچھ تعلیمی کتابیں ارسال کریں گے ۔

خداوند کریم آپ پر رحمتیں نازل فرمائے -
اُمید ہے کہ آپ جلدی جواب دیں گے -

والسلام

(خط لکھا گیا اور ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط :- ملام یا توسا آگے وسٹولا - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کو یہ خط لکھکر بہت خوش ہوا ہوں، میں ایک غریب مسلمان ہوں اور آپ سے تعاون کا طلبگار ہوں کیونکہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے - اس لئے مجھے انگریزی قرآن شریف اور دیگر مذہبی کتابیں ارسال کریں تاکہ میں دوسرے لوگوں میں تبلیغ کر سکوں ۔

میں ۱۵ سال کا ہوں اور میرا کام لوگوں کے پاس جاکر تبلیغ اسلام کرنا ہے ۔ میرے پاس روپیہ نہیں، اس لئے قرآن شریف نہیں خرید سکتا - اللہ تعالےٰ آپکو جزاء دے گا - میں مشکور ہوں گا اور آپ کے حق میں دعا کروں گا -

میں لوگوں میں آپ کے متعلق بھی وعظ کرتا ہوں میری خوشی ہے کہ میں تبلیغ کروں اسی لئے میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا - والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط :- ایم - بی اینڈا جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر موصول ہوا بہت بہت شکریہ - لیکن افسوس ہے کہ میں وقت پر جواب نہ دے سکا کیونکہ میں سرکاری کام کے لئے باہر گیا ہوا تھا اور اس عرصہ میں مشرقی علاقہ کا دورہ کیا اور صرف پندرہ روز ہوئے ہیں کہ میں واپس آیا ہوں -

میں آپ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا - جب سے میں آیا ہوں، آپ کی کتب کا مطالعہ کر رہا ہوں اور میں نے ان کو بہت مفید پایا ہے اور جن امور کی مجھے سمجھ نہ آئے گی میں ان کی وضاحت کے لئے آپ کو لکھوں گا - اور امید ہے کہ آپ ان امور پر کافی روشنی ڈالیں گے، ایک خط میں آپ نے وعدہ کیا تھا کہ قرآن شریف انگریزی ارسال کروں گا -

میں مشکور رہوں گا اگر آپ ضرور قرآن شریف اور مذہبی کتابیں ارسال کریں گے - میں ان کا بغور مطالعہ کروں گا اور اپنے دوستوں میں بھی پرچار کروں گا - امید ہے کہ آپ بواپسی ڈاک جواب دیں گے -

(ان کو لٹریچر اور ٹیچنگز آف اسلام اور خط لکھا گیا)

بھارت

ترجمہ خط از :- شیخ حمید - گوا - بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں پرانا احمدی ہوں - میرا شروع سے جب سے کہ اس جماعت کی بنیاد رکھی گئی تھی میں پہلے اخبار لائٹ کا خریدار تھا اور میں نے آہستہ آہستہ تمام کتابیں خرید لی ہیں - سوائے موجودہ کتب کے - لیکن میں نے کافی سے زیادہ کتابیں کھو دی ہیں اس طرح کہ جن صاحبان کو مطالعہ کے لئے کتابیں دیتا تھا وہ پھر واپس نہیں کرتے تھے۔

میری عمر اس وقت ۷۰ برس کی ہے - اور میں اب بیماری سے صحت یاب ہو گیا ہوں - گو ابھی مکمل صحت نہیں ہوئی - اب میں اسلام اور احمدیت کے متعلق گوا میں پھر پراپیگنڈا کرنا چاہتا ہوں - اس لئے آپ مجھے مدد دیں، پاکستان میں روپیہ کا حساب کتاب نہیں ہو سکتا ۔

مجھے مندرجہ ذیل کتب بہت جلد درکار ہیں :-

(۱) - اسلام اور حوائش
(۲) - دی ریتھ آف جیسس
(۳) - جیسس کرائسٹ ان ہیون اون ارتھ
(۴) - ولادت مسیحؑ
(۵) - وفات مسیحؑ
(۶) اسلامک ریویو کا پرچہ

میں غریب ہوں لیکن میں انجمن پر بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا - اس لئے مجھے مشورہ دیں کہ میں ان کتابوں کی قیمت حیدرآباد دکن میں بسم اللہ بیگم صاحبہ کو بھیجدوں میرے خیال میں حیدرآباد دکن میں یہ کتابیں موجود نہ ہوں گی اور وہ میرے مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتیں - مہربانی فرما کر یہ کتابیں مفت ارسال کریں یا میں ان کی قیمت حیدرآباد جمع کرا دوں - یہاں پر قریباً ۵۰ - احمدی ہیں مگر بکھرے ہوئے ہیں اور کمزور ہیں - میرا دل چاہتا ہے کہ میں گوا میں احمدیہ انجمن بناؤں مجھے پیغام صلح آتا ہے - مگر لائٹ بند ہے ۔

والسلام

(انہیں کتب اور خط بھیجے گئے)

قابلِ توجہ قارئین کرام

مکرمی محترمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ماہنامہ "روح اسلام" باقاعدگی سے آپ کی خدمت میں پہنچ رہا ہے - یہ آپ کا اپنا پرچہ ہے اس کے استحکام کے لئے آپ کا اخلاقی اور مالی تعاون اشد ضروری ہے - اگرچہ ماہنامہ کا سالانہ چندہ چھ روپے مقرر ہے - مگر انجمن عالیہ نے اپنے فیصلے کے مطابق قارئین کرام کی سہولت کے پیش نظر اس کا چندہ گھٹا کر تین روپیہ کر دیا ہے ۔

براہ کرم پہلی فرصت میں سالانہ چندہ مبلغ تین روپے بصیغہ روح اسلام خزانہ انجمن میں بھجوا کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں -

امید ہے جواب باصواب سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے -

سعید احمد
جنرل سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

فہرست چندہ احمدیہ ہال برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء

نام معطی	رقم	رسید نمبر
مختلف احباب	4/-	
میاں عبداللہ شاہ صاحب چارسدہ	600/-	9948
مختلف احباب	20/-	9975
سبحان خان صاحب کوئٹہ	10/-	9976
چوہدری محمد علی صاحب	5/-	9977
ڈاکٹر مبارک عبداللہ صاحب دربند	20/-	9978
ماسٹر عبدالغنی صاحب	1/-	9979
محمد یعقوب صاحب کسم سر	10/-	9980
محمد شفیع صاحب	5/-	9981
رحمت اللہ بٹ	2/-	9982
مرزا غلام احمد صاحب	1/-	9983
عبیداللہ صاحب	5/-	9984
محمد ریاض صاحب	1/-	9985
محمد صادق صاحب پشاور	10/-	9986
کیپٹن [illegible] اختر صاحب	5/-	9987
ریاض احمد صاحب صدیقی	5/-	9988
سجاد احمد صاحب	5/-	9989
حافظ محمد حسن صاحب چیمہ	10/-	9990
غضنفر علی صاحب بدوملہی	1/-	9991
مرزا معصوم بیگ صاحب	5/-	9992
عبدالعزیز صاحب	1/-	9993
شیخ محمد عبداللہ صاحب	10/-	9994
سردار خان صاحب	5/-	9995
خورشید عالم صاحب	5/-	9996
عبدالرزاق صاحب	5/-	9997
چوہدری شریف احمد صاحب	10/-	9998
ماسٹر عبدالمجید صاحب	10/-	9999
ماسٹر مولا بخش صاحب	5/-	10000
سیٹھ عبدالمالک صاحب جہلم	5/-	1
عبدالمنان صاحب لاہور	10/-	2
چوہدری سلطان علی صاحب	20/-	3
فیاض احمد صاحب بہاولپور	10/-	4
غلام محمد صاحب گوپال	5/-	5
ماسٹر عبد[illegible] صاحب بدوملہی	10/-	6
محمد اسحاق صاحب گوندل	10/-	7
سلطان علی صاحب	100/-	8
سید رسول صاحب	2/-	10
شیخ کے بشیر احمد صاحب	10/-	11
محمد الدین صاحب ٹھیکیدار	10/-	12
شیخ عبدالرحمٰن صاحب	10/-	13
قاضی عبدالعزیز صاحب	100/-	14

نام معطی	رقم	رسید نمبر
محمد صدیق صاحب کراچی	25/-	15
عبدالحق صاحب	5/-	16
عبدالحمید صاحب راولپنڈی	10/-	17
چوہدری عزیز احمد صاحب	20/-	18
قاضی بشیر احمد صاحب	100/-	19
محمد عثمان صاحب کوئٹہ	2/-	20
سید علی شاہ صاحب	10/-	21
چوہدری خدا بخش صاحب	20/-	22
حاجی اللہ رکھا صاحب	1/-	23
مختلف احباب	126/-	24
خان سلطان محمود صاحب	10/-	25
بشیر احمد صاحب	10/-	26
قاضی غلام رسول صاحب	10/-	27
قاضی غلام محمود صاحب	5/-	28
خواجہ افتخار احمد صاحب واہ	10/-	29
مہر عثمان صاحب دھرمپورہ	25/-	30
آفتاب احمد صاحب	50/-	31
بذریعہ عبدالغنی صاحب	25/-	32
مختلف احباب	60/-	33
مختلف احباب	50/-	34
میاں علی محمد صاحب	10/-	35
محمد رمضان صاحب اوکاڑہ	10/-	36
شیخ میاں سعید احمد صاحب	500/-	37
محمد علی صاحب بازید خیل	10/-	38
میاں مولا بخش صاحب لاہور	1/-	39
عطاء الرحمٰن صاحب	2/-	40
ملک صاحب بدوملہی	2/-	41
ڈاکٹر عبدالحمید صاحب	10/-	42
عبیداللہ صاحب سیالکوٹ	2/-	43
احمد حسن صاحب پتوکی	2/-	44
عبدالعزیز صاحب ملتان	5/-	45
حافظ محمد علی صاحب گجرات	2/-	46
سید اللہ دتہ صاحب چوہان	5/-	47
میاں غلام ربانی صاحب راولپنڈی	3/-	48
خواتین جماعت	60/-	49
معلوم الاسم صاحب	52/-	50
والدہ سعیدالدین صاحب	9/-	51
سعیدہ دختر محمد دین صاحب	5/-	52
محمد اسلم صاحب	1/-	53
حمیداللہ صاحب سیالکوٹ	10/-	54
رشید احمد صاحب	10/-	55

نام معطی	رقم	رسید نمبر
طاہر رمضان صاحب		
ناصر احمد صاحب	10/-	57
قاضی عبدالرشید صاحب لاہور	10/-	58
چوہدری فتح محمد صاحب گجرات	10/-	59
چوہدری فضل داد صاحب اوکاڑہ	5/-	60
میاں شریف احمد صاحب	100/-	61
شیخ غلام محمد صاحب باغ	5/-	62
بابو عبدالمجید صاحب	10/-	63
بشارت احمد صاحب بقا	5/-	64
محمد یوسف صاحب ہری پور	3/-	65
قاضی محمد اسلم صاحب	5/-	66
ڈاکٹر یوسف احمد صاحب کراچی	10/-	67
احمد صادق صاحب ایبٹ آباد	10/-	68
احباب جماعت [illegible]	26/-	69
مسعود اختر صاحب لاہور	50/-	70
ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ	5/-	71
محمد نذیر صاحب گوندل بھیرہ	10/-	72
شیخ عبدالباری صاحب	30/-	73
پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب ایبٹ آباد	10/-	74
حکیم رحمت اللہ صاحب کلکتہ سے	40/-	75
شیخ حفیظ اللہ صاحب راولپنڈی	5/-	76
مس صفیہ سعید صاحب	20/-	77
میاں علی محمد صاحب سرگودھا	10/-	78
شیخ محمد اقبال صاحب راولپنڈی	10/-	79
خواجہ غلام احمد صاحب باغ	10/-	80
زاہد حمید صاحب سیالکوٹ	2/-	81
محمد یونس صاحب چندے کے منگولے	2/-	82
رشید احمد صاحب مسلم ٹاؤن	30/-	83
ڈاکٹر حسن علی خان گوجرانوالہ	10/-	84
مختلف احباب	173/-	85
عملہ مبلغین میں سے	10/-	52
محمد فاضل رمضان صاحب لاہور	120/-	118
قاضی سمیع اللہ خان صاحب لاہور	10/-	115
رشید احمد خان صاحب لاہور	70/-	137

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام
مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر
پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح
احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۲ / فروری ۱۹۶۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۷

جلد ۵۲ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۵ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۶۴ء | نمبر ۷

اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو

بیعت کنندگان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت

"سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا ہے، اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو، اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔"

ازالہ اوہام حصہ دوم

ہم کہ وہ اس عمدہ پھل کی طرف دوسروں کو بھی دعوت دیتے ہیں ۔

خلق و عالم ہمہ بشور و شر اند
عشقبازاں بعالم دگر اند
مسیح موعودؑ

بحرِ حکمت کے موتی

عن العباس بن عبد المطلبؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقول ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربًّا و بالاسلام دینًا و بمحمدٍ رسولًا

اخرجہ المسلم والترمذی

ترجمہ:۔ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایمان کا مزہ اس شخص نے چکھا جو خدا تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین (ضابطہ حیات) ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ اس کی کتاب اور اس کے رسولؐ کو برضا و رغبت مان کر اس پر استقامت اختیار کرنے والے مورد افضال الٰہی ہوتے ہیں اور پھر ان افضال اور نور کو آگے پھیلاتے ہیں:۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ۔۔۔۔ (حٰم سجدہ آیات ۳۰ تا ۳۳)

اور أومن کان میتًا فاحییناہُ وجعلنا لہٗ نورًا یمشی بہٖ فی النّاس۔

(الانعام آیات ۱۲۳ و ۱۲۴)

ایمان کا مزہ حاصل کرنے والوں کی نشانی یہ ہے

عبادتِ الٰہی اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی اسلام کا نچوڑ ہے

جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا عمل رہا

نمازِ عید سے پہلے فطرانہ کا حکم غرباء کی ہمدردی کے لئے دیا گیا

فطرانہ کو اجتماعی رنگ میں جمع کرکے قومی کاموں کی تعمیر میں لگایا جائے

ہماری جماعت ماہوار چندوں کی طرف توجہ کرے

خطبہ عید الفطر۔ مؤرخہ ۱۵ فروری ۱۹۶۴ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہٖ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ــــــ (آل عمران) ــــــ

اسلام کا نچوڑ ـــــ تعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا نچوڑ دو باتوں میں بیان کیا ہے۔ ایک خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے احکام کی پابندی کرنا۔ اور دوسرا حصہ دین کا خدا کی مخلوق کی خدمت، بالخصوص انسانوں کے ساتھ ہمدردی کرنا ہے یہ اسلام کا نچوڑ ہے، جس کو مختصر اور جامع الفاظ میں بیان فرما دیا ہے۔

عبادتِ الٰہی اور دوستوں سے ہمدردی حضرت نبی کریم صلعم کی فطرت میں

جب آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ تو آپ گھبرا گئے کیونکہ اصلاح کا جو کام آپ کے سپرد کیا گیا..... اس کے کئی پہلو تھے۔ اور نہایت مشکل تھے۔ آپ گھر پر آئے اور حضرت خدیجہ سے ذکر کیا اور فرمایا خشیت علیٰ نفسی، میری جان پر بن گئی ہے لیکن یہ امر کہ یہ مذہب آپ کی فطرت میں تھا، حضرت خدیجہؓ کے الفاظ سے ظاہر ہے، جنہوں نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا واللہ لا یخزیک اللہ ابداً۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ آپ راستباز ہیں، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور جب ملک میں عام طور پر مصیبت پڑتی ہے تو آپ لوگوں کی خیر خواہی کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذہب جسکو التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، وہ آپ کی فطرت میں موجود تھا۔

نماز سے پہلے مخلوق کی خدمت

اس مذہب کو آپ نے لوگوں کی زندگیوں میں داخل کرنا چاہا، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ:۔ کنا اذا نزلنا منزلاً لا نسبح حتی نحط الرحال جب کبھی سفر میں ہمارا قافلہ کسی جگہ ڈیرہ لگاتا تو سب سے پہلا کام جو ہم کرتے وہ اپنی سواریوں کو کھلانے پلانے اور ان کی خدمت کرنے کا کام تھا۔ جب تک اس کام سے ہم فارغ نہ ہوتے نماز نہ پڑھتے تھے۔ یعنے مخلوق خدا کی خدمت کو عبادت سے پہلے سرانجام دیا کرتے تھے

نمازِ عید سے پہلے فطرانہ کی ادائیگی کا حکم

یہی سبق آج بھی ہمارے لئے ہے کہ نماز نہیں ہوسکتی جب تک غرباء کے لئے فکر نہ کرلیں، فطرانہ نماز عید میں شمولیت کا ٹکٹ ہے جو نماز سے پہلے ادا ہونا چاہیئے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے اجتماعی اور منتظم زندگی پیدا کی۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت بندی اور اجتماعی زندگی پر بڑا زور دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ جماعت کا وہ حصہ جو کمزور ہے اس کو کس طرح مضبوط کیا جاسکتا ہے۔ اجتماعی زندگی میں عزت ہے اس سے قوم مضبوط ہوتی ہے۔ اس لئے پنجوقتہ نمازوں کا اجتماع عیدین کا اجتماع، کعبۃ اللہ کا اجتماع اپنے اندر بڑا بھاری سبق رکھتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اجتماعات کے ذریعہ قوم کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے اسی لئے یورپ کے لوگ کہتے ہیں کہ

He was a greatest organizer that the world has ever seen.

یعنے آپ تمام دنیا میں سب سے بڑے منتظم تھے۔

حضرت نبی کریم صلعم سب سے بڑے سخی تھے

احادیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے:۔ کان اجود الناس وکان اجود ما یکون فی رمضان آپ سب سے بڑھ کر سخاوت کرتے تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جاتی تھی۔

غرباء کی خبر گیری کا سبق

تو اس قوم کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نمونہ ہیں کہ کمزور کو مضبوط کیا جاتے، اس کے لئے انفاق فی سبیل اللہ کا سبق سیکھنا چاہیئے۔ کمزوروں اور غرباء کی مدد کرنی چاہیئے، بخل کو دفع کرنا چاہیئے، وہ قوم مضبوط نہیں ہوسکتی جس کے غرباء کی خبر گیری نہ ہو، قرآن کریم کی پہلی آیات میں یہ سبق ہمیں دیا گیا ہے ومما رزقنٰھم ینفقون۔ خدا کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرنا پہلا سبق ہے جو مسلمان کو دیا گیا۔

فطرانہ کو اجتماعی رنگ دیا جائے

اقتصادیات کا سبق بھی ہماری قوم کو دیا گیا ہے، اگر ہر شخص کا فطرانہ اجتماعی رنگ میں ایک جگہ جمع ہو، تو اس سے قوم کو بہت فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ کہتے ہیں لاہور کی آبادی بیس لاکھ ہے اگر ہر متنفس کی طرف سے فطرانہ کا ایک ایک روپیہ جمع کیا جائے تو بیس لاکھ روپیہ ایک دن میں جمع ہوسکتا ہے، اس سے بڑے بڑے قومی کام نکل سکتے ہیں۔ مثلاً ہسپتال۔ ٹیکنیکل سکول۔ اور کالج کھل سکتے ہیں۔ قوم کے غرباء کی مدد ہوسکتی ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۶۴ء

مجدّد وقت کی ضرورت

"ہمارے نزدیک اس دور میں ایک ایسے مرد حق آگاہ اور مجدّد وقت کی ضرورت ہے جو امام احمد بن حنبل رح امام ابن تیمیہ رح اور حضرت مجدّد الف ثانی رح کا کردار پیش کرے اور اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تجدّد اور بدعت شاہی کے فتنہ سے بچائے"

یہ الفاظ معاصر "تنظیم اہلحدیث" کے اداریہ سے مقتبس ہیں جو ۷ر فروری کے شمارہ میں شائع ہوا ہے، "تجدّد اور بدعت شاہی کا وہ کونسا فتنہ ہے جس سے بچاؤ کے لئے مجدّد وقت کی ضرورت بتائی گئی ہے، مختصراً اُس سنیئے:-

"عائلی قوانین کا دوما ابھی جاری تھا کہ مغربی پاکستان اسمبلی کی برسراقتدار پارٹی نے ایک ایسے قانون فوجداری کی توثیق کا اعلان کر ڈالا جس میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کر لیا تو خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ زانی سے راضی نامہ کر لے"

اور دوسری "شاہی بدعت" یہ ہے کہ:-

"متحدہ عرب جمہوریہ کی وزارت برائے سماجی امور ان دنوں ایک ایسے مسودۂ قانون کا جائزہ لے رہی ہے جس کے تحت غیر ذمہ دار شوہروں کی طرف سے خواتین کو یک طرفہ طلاق دینے پر پابندی لگا دی جائے گی۔"

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ مغربی پاکستان اسمبلی کی طرف سے جس فوجداری قانون کی توثیق کی گئی ہے وہ شریعت حقہ کے مطابق نہیں، مگر دوسری خبر کو خلاف شریعت قرار دینا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ معاصر کو معلوم ہے کہ اسلامی دنیا میں ایسے غیر ذمہ دار شوہروں کی کمی نہیں ــــــــ جو ذرا ذرا سی ناراضی پر یک لخت تین طلاقیں دے کر عورتوں کی عائلی زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں، اور خود معاصر کو اس بات کا اعتراف ہے کہ

کتاب وسنت نے اس پر ایک پابندی عائد کی ہے اور وہ بالکل بجا ہے اگر اس کی پابندی کی جائے تو صورت حال مزید واضح ہو سکتی ہے وہ طلاقوں کو تین طہروں میں تقسیم کرنے کی پابندی ہے، عورت کو گھر میں رکھ کر بتدریج رجوع کے لئے ایک طلاق دی جائے؟

سوال یہ ہے کہ غیر ذمہ دار شوہروں کی ایک ہی وقت میں تین طلاقوں کو کس طرح روکا جائے اور کتاب وسنت کی اس پابندی پر عمل کس طرح ہو؟ سوائے اس کے کہ عدالت اس کا فیصلہ کرے کہ آیا تین طہروں میں طلاق ہوئی ہے یا نہیں اور کیا صورت ہو سکتی ہے!!

لیکن اس سے قطع نظر جہاں تک "مجدّد وقت کی ضرورت" کا سوال ہے، نہ صرف اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی اصلاح کی غرض سے بلکہ ان عظیم الشان دجالی فتن کے قلع قمع کے لئے جو اس وقت دنیا میں برپا ہیں، مجدّد کی ضرورت سے کون انکار کر سکتا ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے معاصر نے کم از کم مجدّد کی ضرورت کو تو تسلیم کر لیا، لیکن حیرت ہے کہ اس صدی میں جو شخص مجددیت کے منصب پر سرفراز کیا گیا اور اس نے فتن زمانہ کی سرکوبی کے لئے جو ہتھیار تجویز کئے ان سے ہمارے معاصر کو یکسر انکار ہے بلکہ اس کی مخالفت کو اس نے اپنا شعار بنا رکھا ہے، سوال یہ ہے کہ وقت کی ضرورت کے مطابق جو مجدّد اس زمانہ میں آیا اور تجدید دین کا کام سرانجام دے کر چلا بھی گیا، اس کے ساتھ کیا سلوک آپ لوگوں نے کیا کہ اب کسی نئے مجدد کی ضرورت کا اعلان کیا جا رہا ہے، اور اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اور کوئی مجدّد آئے تو اس کے ساتھ یہی سلوک نہ ہوگا۔ ہمیشہ سے داعیان حق کے ساتھ یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ جب وہ دعوت حق کا علم لے کر کھڑے ہوئے تو ہر طرف سے ان کی مخالفت کی گئی... اور کفر کے فتوے لگا کر طرح طرح کے عذابوں میں انہیں مبتلا کیا جاتا رہا۔ ان تین مجددین کے ساتھ جن کے نام ہمارے معاصر نے لئے ہیں کیا سلوک کیا گیا، کیا کیا دکھ ان کو دیئے گئے۔ کس کس طرح قید و بند کے مصائب میں انہیں مبتلا کیا گیا اور ان کی دعوت کو ناکام بنانے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی گئی، یہ وہ حقائق ہیں جن سے ہمارے معاصر کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اسی سنّت کے مطابق حضرت مجدّد وقت کی بھی مخالفت آپ لوگوں نے کی اور آج تک کر رہے ہیں، باوجودیکہ اس نے تجدید دین کے وہ عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے جن کی نظیر ملنی مشکل ہے، اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر حقیقی ایمان دلوں سے اُٹھ چکا تھا، اس نے ایمان کی بجھتی ہوئی شمع کو پھر روشن کر دکھایا، اور دلوں کو نورِ ایمان سے منور کر دیا۔ اس نے تازہ بتازہ نشانات سے یہ ثابت کر کے دکھایا کہ اللہ تعالےٰ موجود ہے اور وہ آج بھی اپنے بندوں کے ساتھ اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح پہلے اولیاء اللہ کے ساتھ کرتا رہا اس نے...... مقابل میں کھڑے ہونے والے آریہ اور عیسائی اور خود خدا اور مسلمانوں کے متعلق پیشگوئیاں کر کے جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں، یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کی پیروی سے انسان نورِ ہدایت حاصل کر سکتا اور خدا تک پہنچ سکتا ہے، اس نے ایک جماعت پیدا کر دی جو آج تک اس کے تجدیدی کاموں کو نہایت کامیابی کے ساتھ چلا رہی ہے مگر افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے اس کی مخالفت کر کے ان کاموں میں رخنے ڈالنے کی پوری کوشش کی اور آج تک کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں کیا توقع ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی نیا مجدّد آئے تو اس کے ساتھ وہی سلوک نہ ہوگا جو پچھلوں کے ساتھ کیا گیا۔

پھر ہم پوچھتے ہیں کہ حدیث نبوی میں ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کی پیشگوئی موجود ہے اور گذشتہ تیرہ صدیوں میں ایک نہ ایک داعی حق نے مجددیت کا دعوےٰ کر کے اس پیشگوئی کو سچا ثابت کر دکھایا لیکن چودھویں صدی کا تراسیواں سال جا رہا ہے اور آپ کے نزدیک مجدد وقت کی ضرورت ابھی باقی ہے، جس شخص نے اس صدی میں مجدّد ہونے کا دعوےٰ کیا اور روشن دلائل سے اپنا مجدّد ہونا ثابت کر دکھایا اس سے تو آپ کو انکار ہے کیا یہ حدیث نبوی کی تکذیب نہیں؟ اہلحدیث ہو کر حدیث کا یہ استخفاف کہاں تک جائز ہے؟ نیا مجدّد تو جب آئیگا اور جو سلوک آپ اس سے کریں گے دیکھا جائے گا کم از کم چودھویں صدی تو آپ کے نزدیک خالی چلی گئی اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا جو استخفاف ہوا وہ ظاہر ہے، یہ ہے حضرت مجدّد وقت مرزا غلام احمدؒ کی مخالفت کا نتیجہ۔ کاش آپ اس پر غور کر کے راہ حق کو اختیار کرنے میں سابق ہوں؟

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

انڈونیشیا

ترجمہ خط موسیتو ربکارتہ - انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے جب آپ کا لٹریچر اور دیگر کوائف پڑھے سُنے تو بہت خوش ہوا۔ میں نے چند کتابوں کا جو آپ نے شائع کی ہیں مطالعہ کیا ہے۔

جب میں نے چند اسلامی کتابوں کو پڑھا۔ تو میں بہت خوش ہوا۔ ہر مسلمان اور طالب علم کے لئے ان کا پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے میں لکھ رہا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے میری گذارش پر غور فرما کر مجھے کتابیں ارسال کریں اور مجھے وہ کتابیں ارسال کریں جو اس ملک میں دستیاب نہیں ہوتیں۔ اور جو میری مشکلات کو حل کریں۔ خاصکر قرآن شریف مترجم انگریزی اور عربی اور دوسری کتابیں بھی جن میں اسلامی تعلیم ہو، والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

کشمیر

ترجمہ خط خورشید عالم خاں۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ کشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ میڈیکل کالج سرینگر میں میڈیکل طالبعلم ہوں۔ اور اکثر اوقات غیر مسلم طالب علموں سے مذہبی بحث کرتا رہتا ہوں۔ چند ان میں سے مذہب سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ اور مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ پیغمبر اسلام کے متعلق کوئی کتاب دو اور دیگر اسلامی لٹریچر بھی مانگتے رہتے ہیں۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہ تو میرے پاس اور نہ ہی احمدی جماعت سری نگر کے پاس .... کوئی کتاب ہے اس لئے میں نے آپ کو تکلیف دی ہے اور امید ہے کہ مجھے آپ اسلام کی اشاعت کا موقع دیں گے۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر مندرجہ ذیل کتب مجھے ارسال فرما دیں۔

محمد دی پرافٹ - ریلیجن آف اسلام - محمد اِن دی لائٹ سکرپچر -

جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

والسلام

(ان کو کتابیں بھیجی گئیں اور خط لکھا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط:- احمد نو میبر سنٹرل بنک آف انڈیا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر ملا۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا اور بہت مفید پایا۔ ان کتابوں سے مجھے اسلام کے بارہ میں کافی معلومات حاصل ہوئیں۔

میں آپ کا نہایت مشکور ہوں گا اگر آپ ایک کاپی قرآن انگریزی ارسال کریں۔ اور مجھے فہرست کتب بھی ارسال کریں۔ میں اسلام کی تعلیمات پر مکمل عبور چاہتا ہوں۔ آپ مجھے اس کے متعلق مشورہ دیں اور مدد کریں۔

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام۔ عیسائی معتقدات انگریزی بھیجے گئے اور خط بھی لکھا گیا)

— ۲ —

ترجمہ خط عبد الحاجی تحریر - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت مشکور ہوں گا اگر مجھے قرآن شریف عربی اور انگریزی کی ایک کاپی ارسال کریں۔

میں ایک یتیم ہوں اور قرآن کا مطالعہ چاہتا ہوں اگر آپ مجھے انگریزی قرآن شریف ارسال کریں تو میں اس کے معنے سمجھوں گا اور میرے لئے نفع مند ہوگا۔ میں ایک غریب مسلمان ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے قرآن مجید ..... بھیجیں تاکہ مجھے امتحان دینے میں آسانی ہو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر قرآن شریف انگریزی مجھے ارسال کریں تو میں صبح اور شام اس کا مطالعہ کروں گا اور کالج میں اور فرصت کے وقت میں بھی پڑھوں گا۔ میرا باپ حاجی ہے اور جو کتابیں آپ بھیجیں گے وہ مفت ارسال کریں۔

(۱) ہولی قرآن (۲) لائف آف پرافٹ آف اسلام اور کچھ مسئلہ جو کہ مجھے امتحان پاس کرنے میں مدد دیں (۳) ایک کتاب جس میں مندرج ہو کہ کس طرح نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ یہاں کے علماء اس پر مختلف طریقے بتاتے ہیں۔

(انکو انگریزی لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا)

بھارت

ترجمہ محمد احسان الاسلام مغربی بنگال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا اسلام آپ کو اور دیگر برادران کو جو اسلام کی اشاعت میں سرگرم ہیں قبول ہو۔ ہم خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔ اور آپ کی تندرستی کے خواہشمند ہیں۔

میں اخبار لائٹ کا خریدار ہوں۔ اخبار لائٹ ہی ایک ایسا اخبار ہے جو اسلام کی ٹھیک راہ بتاتی ہے۔

ہم مغربی بنگال کے ایک گوشے میں بیٹھے ہیں۔ اور ایک لائبریری بنائی ہے جو ہر ایک کے لئے ہے اور مجھے لائبریری کا اسسٹنٹ سیکرٹری منتخب کیا گیا ہے ہماری مالی حالت اچھی نہیں۔ اس لئے ہم میں استطاعت نہیں کہ ہم لٹریچر قیمتاً خرید لیں۔

میں نے سُنا ہے کہ آپ لائبریریوں میں اسلامی لٹریچر بھیجتے ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ آٹھ کتابوں کا سیٹ مفت لائبریریوں میں ارسال کرتے ہیں۔

کیا میں درخواست کر سکتا ہوں کہ آپ مجھے مفت اسلامی لٹریچر ارسال کریں گے۔

میں آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا۔)

انڈونیشیا

ترجمہ خط:- ایس۔ ڈبلیو۔ عارفین - انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ارسال کردہ مکتوب کا شکریہ آپ کے پاس کونسی اور کیسی کتابیں جن کی اشاعت و تقسیم کی جاتی ہے۔ اور کون کونسا لٹریچر لوگوں میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

غیر احمدی ہمارے مشن کی ترقی میں بہت سی روکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے ہم باقاعدہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ ہم تبلیغ کے لئے اس وقت سائیکل پر سوار ہو کر جاتے ہیں۔ کیونکہ سڑکیں نہیں ہیں۔

نئے ممبر جو احمدیت میں شامل ہوتے ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

اموتو سد - ابو لوتس - آمی سکرد

والسلام

(انکو کتابیں اور لٹریچر بھیجا گیا)

تعمیر مسجد کیلئے چندہ کی اپیل

ہماری جماعت نے موضع پچھی وسر میں مسجد تعمیر کی ہے۔ لیکن اس کی تکمیل تاحال نہیں ہوئی جس کی وجہ خرچہ کی کمی ہے۔ متمول حضرات حسب توفیق مسجد مذکورہ کے لئے امداد فرما دیں۔

محمد عالم خاں سیکرٹری جماعت پچھی وسر
ضلع ہزارہ

قوم کی کامیابی اور عزت اخلاق فاضلہ اور صفات محمودہ پر منحصر ہے

پاکستان کا قیام نیک اعمال اور محتاط طرز زندگی کا متقاضی ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ فروری ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض ۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ۔ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء ۔ واللہ علٰی کل شیء قدیر ۔ (سورۃ البقرہ)

سورہ بقرہ میں بہت سے تشریعی احکام

یہ سورۃ بقرہ کے آخری رکوع کی پہلی آیت ہے سورہ بقرہ کوئی اڑھائی پاروں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس سورۃ شریف میں بہت سے احکام ہیں ۔ نماز ہے روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے اور جہاد کے احکام ہیں ۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک اعلٰے درجے کی قوم تیار کرنا تھا ۔ جس قوم نے دشمنوں کی مخالفت کے طوفانوں کے مقابلہ میں بڑی پامردی سے کھڑے رہنا تھا ۔

کامیاب ہونیوالی قوم کی صفات

کامیابی اس قوم کی قسمت میں لکھی گئی ہے جو اپنے نفس پر قابو پانا جانتی ہو، جو مشقت برداشت کرنے کے قابل ہو، جو دین کے لئے جان و مال قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہو، دشمن کا مقابلہ وہ قوم نہیں کر سکتی جو خواہشات کی غلام ہو، جو خود غرضیوں کی شکار ہو وہ گر جاتی ہے ۔

رضائے الٰہی کا حصول قوم کی بھلائی اور کامرانی کا موجب ہے

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو معزز و مکرم اور مضبوط و مقتدر بنانے کے لئے اس کو کامیاب و کامران بنانے کے لئے کچھ احکام بیان فرمائے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کے لئے اس آیت میں جو میں نے ابھی تلاوت کی ہے تاکید کی گئی ہے اللہ تعالٰے نے فرمایا اس کائنات کا بادشاہ میں ہوں اس کائنات کی تخلیق ہم نے کی ہے، ہم اس کے ذرّے ذرّے سے واقف ہیں، یعنی قدرت کاملہ اور علم محیط سے متصف ہیں ۔

وہ قوم جس کو دنیا جہان کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے جس نے دنیا کے سامنے نمونہ پیش کرنا ہے وہ قوم یقین کر لے کہ اس دنیا میں راجاؤں، مہاراجاؤں اور گدی نشینوں اور بادشاہوں کو خوش کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا، ان کو خوش کرنے کے لئے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اموال کے ساتھ ساتھ لوگ اپنی اولاد بھی دے دیتے ہیں ۔ لیکن وہ بادشاہ جو تمام کائنات کا خالق، مالک اور رب ہے اس کا اس کائنات پر تصرف تام ہے اس کا علم کامل ہے اگر ایسے بادشاہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی جد و جہد کی جائے تو اندازہ لگائیے کہ اس کا کیسا اچھا نتیجہ نکلے گا، اور ایسے فرد یا قوم پر خدا کی کتنی برکات اتریں گی ۔ اور کتنی سعادتیں اس کو نصیب ہوں گی ۔

امت محمدیہ کا منصب

فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ہم نے مسلمانوں کو بہترین قوم بنایا ہے، اور یہ قوم لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے ۔ وجعلنٰکم امۃ وسطا تم عدول ہو تمہارا کام عدل گستری ہے اور تم امن و آرام پیدا کرنے کے لئے کھڑے کئے گئے ہو اور دنیا کے لئے برکت کا باعث ہو ۔

رضائے الٰہی کے حصول کے لئے مخلصانہ عمل صالح کی ضرورت

تو تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ احکام کس سے دیئے یہ احکام کسی معمولی بادشاہ کے دیئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اُس بادشاہ کے عطا کردہ ہیں جو للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض کا مصداق ہے ۔ جو زمین و آسمان کی مخلوقات کا خالق ہے ۔ جس کا علم نہایت باریک ہے ۔ وہ علٰے کل شیء قدیر ہے ۔ پس خدا تعالٰے کی قدرت اور باریکی علم متقاضی ہے کہ ہم اس کے لئے مخلص بن جائیں ۔ ہماری عبادات اور اعمال کے اندر اخلاص ہو ۔

محاسبہ الٰہی سے پہلے اپنا محاسبہ کرو

اس سورۃ شریف میں جہاں اور چیزوں کے متعلق احکام دیئے گئے ہیں وہاں روزہ رکھنے کے متعلق تفصیلی احکام ہیں جن کی غرض پرہیزگاری اور طہارت اور پاکیزگی حاصل کرنا ہے ۔ اخلاص پیدا کرنے کے لئے فرمایا ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ۔ ہم تمہاری نیات و اعمال کا محاسبہ کریں گے اگر خدا تعالٰے کے محاسبہ میں ہماری قوم پاس ہو جائے تو نتائج نہایت خوشگوار ہوں گے ۔ اس لئے چاہیئے کہ پاکستان کے لوگ اللہ تعالٰے کے محاسبہ سے پہلے اپنا محاسبہ خود کریں ۔ وہ افسر جس کو پتہ ہو کہ میرے محکمہ کا محاسبہ ہونے والا ہے وہ پہلے خود اپنا محاسبہ کرتا ہے اس لئے چاہیئے کہ پہلے خود پاکستان کے لوگ اپنا محاسبہ کریں ۔ اور اپنی زندگی کو خدا اور اس کے رسول کے فرمان کے پابند کرنے کی سعی کرتے رہیں ۔

ماہ رمضان کی برکات

اس مہینہ میں تحریک ہے نیکی کی طرف، تقوےٰ کی طرف، عبادت اور بندگی کی طرف، مسجدیں آباد نظر آتی ہیں، تراویح اور نفل کثرت سے ادا کئے جاتے ہیں، دلوں میں نیکی کی طرف رغبت ہوتی ہے، صدقہ و خیرات کی جاتی ہے ۔ غیر معمولی طور پر مسجدیں بارونق ہوتی ہیں ۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے اوپر بڑا احسان ہے کہ سال بھر میں ایسی تقریبات قائم کر دی گئی ہیں جن کی وجہ سے دلوں میں عمل صالح کی تحریک ہوتی رہتی ہے ۔ ان تقریبات میں سے ایک روزہ بھی ہے جس کی غرض یہ ہے کہ انسان نفسانی اغراض پر اور شہوانی خواہشات پر قابو پا لے ۔ اس سے انسانیت مکمل ہو اخلاق بلند ہوتے ہیں ۔

احکام الٰہی کی پابندی سے قوم معزز ہوتی ہے

کونسی قوم ہے جو معزز نہیں ہونا چاہتی ۔ و للہ العزۃ و لرسولہ و للمؤمنین عزت تو خدا تعالٰے کی ہے ۔ اس کے رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس جماعت کی ہے جو خدا تعالٰے کے احکام کی پابند ہے اور اس کے ارشادات کی پیروی کرتی ہے ۔

کامیابی کے نسخے جو حضرت نبی کریم صلعم نے بتائے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو نماز روزہ اور زکوٰۃ کے وہ نسخے بتائے جن کی برکت سے

یہ قوم کامیاب ہوگئی۔ جاہل لوگ اہل علم ہو گئے۔ بدو اور شتربان سلطنتوں کے مالک بن گئے۔ سلطنتیں اسی قوم کو ملتی ہیں جو بلند اخلاق ہوں۔ اگر کسی ایسی قوم کو سلطنت مل جائے جو بااخلاق نہیں تو اس کی سلطنت جاتی رہتی ہے

پاکستان کی سلطنت کا قیام اخلاق فاضلہ کا متقاضی ہے

اہل پاکستان کو خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ سلطنت خدا تعالےٰ کی عظیم الشان نعمت ہے۔ اس کی دائمت اور قیام اور اس کی مضبوطی متقاضی ہے کہ قوم اخلاق فاضلہ اور عادات محمودہ کے حصول کے لئے کوشاں ہو۔ اس وقت دنیا ہماری مخالفت سے ہمارا ہمسایہ دشمن ہے۔ یورپ کی بعض قومیں ہمیں ایک آنکھ دیکھنا گوارا نہیں کرتیں، اندریں حالات پاکستان کے باشندوں کو زیادہ محتاط طرز زندگی اختیار کرنا چاہیئے۔ خدا ہماری قوم کو توفیق دے کہ یہ خواہشات کا مقابلہ کرکے ان کو مغلوب رکھیں۔ یہ لوگ عفیف ہوں دیانتدار ہوں، وہ لوگوں کے حقوق پامال کرنے والے نہ ہوں اور یہ حقوق کی نگہبانی کرنے والی قوم بنے۔

بد دیانتی سے باز رہنے کا حکم

اس ضمن میں قرآن کریم نے فرمایا ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ہم بد دیانتی کے نزدیک نہ جائیں ناپ تول درست رکھیں۔ اور ناجائز طور پر مال کے ذریعہ سے حاکموں سے مطلب برآری نہ کریں۔

اکل حلال اور صدق مقال کا حکم

قوم کو چاہیئے کہ وہ حلال طیب کمائی کی روٹی کھائیں یاد رکھیں، ایسا کرنا طہارت و تزکیہ کی بنیاد رکھتا ہے۔ پیغمبروں کو بھی حکم دیئے ہیں۔ پیغمبروں کو فرمایا،۔ یایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا۔ اے میرے پیغمبرو! حلال طیب کھاؤ اور اچھے اور نیک عمل بجالاؤ۔ حلال طیب کھانا کھانے سے اچھے اعمال کی توفیق ملتی ہے۔ یہی حکم مسلمانوں کو دیا گیا ہے۔ یایھا الذین امنوا کلوا من الطیبات۔ اے مومنو! حلال طیب اور پاک کھانا کھاؤ۔ جو حکم اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کو دیا ہے۔ وہی حکم مسلمانوں کو بھی دیا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امر اللہ المؤمنین بما امر بہ المرسلین۔ خدا تعالےٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیئے ہیں جو اپنے مرسلوں کو دیئے ہیں۔ حلال طیب کھانا کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔

حرام کمائی سے دعا قبول نہیں ہوسکتی

ثم ذکر الرجل یطیل السفر پھر ایسے شخص کا ذکر کیا جس نے لمبا سفر کیا ہو اشعث اغبر جو بے حال ہوگیا ہو اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں۔ وہ غبار آلود ہو۔ یقول یارب یارب وہ دہائی دے رہا تھا اور خدا کو پکار رہا تھا فانی یستجاب لہ۔ فرمایا کہ کس طرح اس کی دعا قبول کی جاسکتی ہے مطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام جبکہ اس کا کھانا حرام کا تھا اور لباس حرام کا تھا ایسے شخص کی دعا کو اللہ تعالےٰ قبول نہیں کرتا۔ ہمیں ان احکام اور اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ اسی میں ہماری عزت بھی ہے اور کامیابی بھی، بھلائی بھی ہے اور طاقت کا راز بھی۔

مصیبت زدوں کے لئے دعا

اس خطبہ کے بعد جماعت کو مخاطب کرکے حضرت امیر نے فرمایا:۔

ہمارے بعض احباب مصیبت میں مبتلا ہیں۔ بعض احباب بیمار ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہمارا نام نہ لیا جائے اور ہمارے لئے دعا کی جائے۔ چوہدری محمد سعید صاحب کھٹہ صاحب نے لکھا ہے کہ میرے لئے دعا کی جائے۔ کویت سے آفتاب عالم صاحب نے احباب سے دعا کی درخواست کی ہے پشاور کے گاؤں شیخ محمدی سے بھی ایک دوست نے لکھا ہے کہ برف باری کی وجہ سے شدت کی سردی ہے اور اس سے فصلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ گاؤں کا گاؤں مصیبت میں مبتلا ہے اسی طرح اور لوگ ہیں جو طرح طرح کی ابتلاؤں کے شکار ہیں۔ آؤ مل کر ہم ان کے لئے دعا کریں کہ خدا ہم کو معاف کرے اور ہماری تقصیروں کو بخشے اور ہم پر مہربانی نازل کرے۔

جنازہ غائبانہ

شیخ غلام محمد صاحب کی والدہ اور مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب کی صاحبزادی انتقال کرگئی ہیں۔ ان کے لئے بھی مل کر نماز جنازہ غائبانہ میں دعا کریں۔

درخواست دعائے صحت اور صدقہ

ــــ بد دہلی سے شیخ اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"چوہدری محمد اسلم مرحوم کی صاحبزادی بشریٰ بیگم بیمار ہے اس کے لئے تمام جماعت سے اور حضرت امیر ایدہ اللہ سے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو صحت عطا فرمائے۔ معرفت چوہدری محمد شفیع صاحب مبلغ ایک سو روپیہ بطور صدقہ عطا فرمایا ہے جس سے دس قرآن شریف انگریزی بطور صدقہ غیر ملک کو دیئے جائیں۔ والسلام"

پیغام صلح گذشتہ اشاعت میں مبلغ ایک سو روپیہ چوہدری محمد شفیع صاحب کی طرف سے دیئے جانے کا جو اعلان کیا گیا تھا وہ صحیح نہیں بہ رقم ۲۵

خطبہ عید الفطر

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

یورپ میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں اور مسلمانوں کی غفلت اور لاپرواہی

ہماری جماعت نے یورپ میں اسلام کے جو جھنڈے گاڑے ہیں۔ عام طور پر اس کی تعریف کی جاتی ہے، اگر اس طرف دوسرے لوگ بھی توجہ کرتے۔ اور اس قوم کا ہاتھ بٹاتے تو یورپ کا بہت بڑا حصہ آج تک مسلمان ہوچکا ہوتا، لیکن مسلمان تماشہ بین ہے وہ ہمارے کام کو سراہتا ہے لیکن اس میں شامل نہیں ہوتا۔

ماہوار چندوں کے لئے حضرت امام کا حکم

میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ حضرت امام نے انہیں حکم دیا ہے کہ اپنی آمدنیوں میں سے کچھ رقم بطور ماہوار چندہ کے دیا کریں ان چندوں سے وہ عظیم الشان کام ہو رہا ہے، جس کو عام طور پر پسند کیا جاتا ہے اور خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے، یعنے اشاعت اسلام کا کام۔

رمضان کے سبق پر عمل کیا جائے

تو رمضان کے مہینہ میں احکام الٰہی پر عمل کرنے سے، انفاق فی سبیل اللہ سے، قرآن پڑھنے سے، تراویح اور قیام رمضان سے جو سبق حاصل کیا ہے وہی اسلام ہے جس کو ہمیشہ کے لئے اپنی زندگیوں کا شعار بنانا چاہیئے۔

عید کی مبارک باد

میں اس مختصر خطبہ پر ختم کرتے ہوئے خواتین اور تمام رجال کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا مانگتا ہوں اللہ تعالےٰ ہم میں سے ہر ایک مرد اور خاتون کو توفیق دے کہ وہ احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کی پابندی کرے۔

۲۵ جیسا کہ شیخ اللہ بخش صاحب کے مندرجہ بالا خط سے ظاہر ہے، بشریٰ بیگم صاحبہ کی طرف سے معرفت چوہدری محمد شفیع صاحب عطا کی گئی ہے۔ اس غلطی کے لئے ادارہ پیغام صلح معذرت خواہ ہے۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

آخری تین سالوں کے الٰہی نشانات کی تفصیل

(۲)

خلاصہ گذشتہ قسط

گذشتہ قسط میں واضح کیا گیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زندگی کے آخری تین سالوں میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ۵/۶ مزید نشانات حضور کے ہاتھ پر ظاہر کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا اور الہام یہ ہوگا، یہ ہوگا، یہ ہوگا، تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یعنی واقعہ وفات پیش آئے گا۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔۔۔ اور ان ۵۰/۶ مزید نشانوں کے دکھلائے جانے سے ان تمام نشانوں کی تکمیل ہو جائے گی جو حضور کے ہاتھ پر حضور کی زندگی میں دکھلائے جانے اللہ کے نزدیک مقدر تھے اور حضور کے الہام

اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

کے ماتحت دنیا کو باقی نشانات دکھلانے کا سلسلہ حضورؑ کی وفات کے بعد شروع ہونا تھا۔ اس ضمن میں ۱۹۰۵ء نشانات پیش کئے گئے تھے جو ۱۹۰۶ء میں دکھلائے گئے۔

ان نشانوں کی افادیت

اگر محققین غور سے کام لیں تو ان کو ان میں سے ہر نشان ایمان افروز نظر آئے گا اور وہ علیٰ وجہ البصیرۃ یقین کریں گے کہ روئے زمین پر قرآن کریم ہی فی الحقیقت خدا تعالےٰ کی ایک کتاب ہے جس کی کامل پیروی سے انسان خدا تعالےٰ کے اس حد تک قریب ہو جاتا ہے کہ اس کے یقینی مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو جاتا ہے اور یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم فی الحقیقت خاتم النبیین ہیں اور اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ آنحضور صلعم کے فیض کا چشمہ صافی اب تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

سنہ ۱۹۰۶ء کے مزید نشانات

اب ذیل میں سنہ ۱۹۰۶ء کے مزید نشان درج کئے جاتے ہیں (۷) حضور نے ۴ راپریل سنہ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد جو وہ بھی حضورؑ کی پیشگوئی کے ماتحت آیا تھا پھر ۹ راپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو منجملہ اور الہامات کے اپنا یہ الہام شائع کیا:۔

"لك نري آيات ونهدم ما يعمرون"

اس الہام کی تشریح میں حضور نے فرمایا:۔

"ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے اور وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرا دیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہوں گے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گرائیں گے۔"

اس پیشگوئی کے ماتحت ایک تو ۲۰ر مئی سنہ ۱۹۰۵ء کو دھرم سالہ میں پھر سخت زلزلہ آیا اور نئے مکانات جو ۴ راپریل سنہ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کی تباہی کے بعد رہائش کے لئے بنائے گئے تھے ان میں سے بھی بہت سے گر گئے۔ حالانکہ ۴ راپریل کے زلزلہ کے بعد طبقات الارض کے ماہرین نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اب سو سال تک یہاں کوئی زلزلہ نہیں آسکتا۔

خیر زلزلہ کا یہ نشان تو سنہ ۱۹۰۵ء سے تعلق رکھتا ہے جس کا ذکر ضمناً آگیا ہے ورنہ اصل مقصود تو سنہ ۱۹۰۶ء کے نشانوں کا ذکر کرنا ہے۔ حضور کی مندرجہ بالا تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے آنے کی پیشگوئی کی جا رہی ہے۔ اس الہام کے بعد زلزلوں کے متعلق اسی سال اور بھی کئی الہامات ہوئے جن کا اس جگہ ذکر نشانوں کی اہمیت کے مدنظر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۱۵ راپریل سنہ ۱۹۰۵ء کا خواب:۔

"آج رات خواب میں دیکھا کہ سخت زلزلہ آیا ہے جو پہلے سے زیادہ معلوم ہوتا تھا"

پھر ۱۸ راپریل کو فرمایا:۔

"اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اس طرح اڑ رہی ہے جیسے روئی دُھنی جاتی ہے"

پھر ۲۳ راپریل کو الہام ہوا:۔

"بھونچال آیا اور بڑی شدت سے آیا"

پھر ۲۵ راپریل کو الہام ہوا:۔

"قل مالك حيلة" یعنے کہہ دو اے انسانو تم اپنی کسی تدبیر سے ان تباہ کن زلزلوں کو روک نہیں سکتے۔

پھر ۲۸ راپریل کو الہام ہوا:۔

"فتح نمایاں۔ ہماری فتح۔ صدقت الرؤیا"

یعنے یہ خوابیں سچی ثابت ہو کر ہماری فتح کے لئے بطور نشان کے ہوں گی۔

پھر ۲۳ر مئی سنہ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا:۔

"زمین تہ و بالا کر دی گئی"

پھر ۱۳ر ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا:۔

"عفت الديار كذكري"

یعنی شہر مٹ جائیں گے کذکری کی تشریح میں فرمایا

"کذکری سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے پیشگوئی ہو چکی ہے"

نشانات کا عالمگیر ہونا

اسجگہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود ساری دنیا کے لئے بطور امام مبعوث کئے گئے تھے۔ اس لئے حضورؑ کے نشانات بھی عالمگیر تھے مختلف ممالک میں ان کا ظہور ہوتا رہا ہے نہ افریقہ ان نشانوں سے خالی رہا نہ یورپ نہ امریکا نہ جاپان نہ افغانستان نہ پنجاب نہ ہندوستان نہ عرب۔ غرضیکہ کوئی قطعہ ارض بھی ایسا نہیں جہاں اتمام حجت کے لئے حضور کا کوئی نہ کوئی نشان ظاہر نہ ہوا ہو۔ پس مندرجہ بالا الہاموں میں بیان کردہ اوصاف والا زلزلہ دنیا کے جس علاقہ میں بھی آئے وہ پیشگوئی کو پورا کرنے والا قرار پائے گا۔

تین زبردست زلزلے

چنانچہ مندرجہ بالا الہامات کی صداقت کو ثابت کرنے والے اسجگہ تین ہولناک اور تباہی افگن زلزلوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو سنہ ۱۹۰۶ء میں آئے۔ ان میں سے ایک سان فرانسسکو میں آیا اور ایک فارموسا میں آیا اور ان دونوں زلزلوں نے کافی تباہی مچائی اور ان سے جان مال کا بھی کافی نقصان ہوا۔

تیسرا زلزلہ ۱۶ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو امریکہ کے جنوبی حصہ یعنی چلی میں آیا جس سے "زمین تہ و بالا کر دی گئی" الہام مکمل طور پر پورا ہو گیا۔ چنانچہ اس زلزلہ سے چندہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے۔ اور ہزارہا جانیں تلف ہو گئیں اور دس لاکھ آدمی بے خانماں ہو گئے

اس زلزلہ کی خصوصیت

اس زلزلہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس کا وقت بھی متعین کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ۲۵ر مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو حضور کو الہام ہوتا ہے:۔

"هل اتاك حديث الزلزلة
بل ياتيهم بغتة"
"دو چار ماہ"

چنانچہ چلی کا زلزلہ ۱۶ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو آیا یعنے الہام کے دو ماہ اور ۲۳ر دن بعد جس سے "دو چار ماہ" والا الہام

کو بھی پورا کر دیا جس سے پتہ لگ گیا کہ الہام "ھل اتاك حدیث الزلزلۃ" میں اسی زلزلہ کی طرف اشارہ تھا۔ مندرجہ بالا زلزلے جو تین مختلف شہروں میں آئے درحقیقت تین نشان ہیں اس لئے اگلا نشان نمبر ۲۰ سے شروع کیا جاتا ہے:۔

(۲۰) ۲۲ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو حضور کو الہام ہوتا ہے:۔
"آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا"
۶ر ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو یہ نشان پورا ہوگیا تفصیل اس کی یہ ہے ۵ر ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو حضور نے مندرجہ ذیل رؤیا دیکھا:۔

"میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں (جو سلسلہ سے الگ ہو کر سخت دشمنی پر اتر آئے تھے۔ از ناقل) ہمارے مکان کے پاس کھڑا ہے اور والدہ محمد اسحاق (محمد اسحاق حضور کا نسبتی بھائی تھا اور حضور کے مکان میں ہی رہتا تھا۔ از ناقل) اس کو اپنے گھر میں بلاتی ہیں مگر میں نے اسے اندر نہیں آنے دیا اور میں نے کہا کہ میں نہیں آنے دیتا اس میں ہماری بیعزتی ہے"

اس رؤیا کی تعبیر میں فرمایا "دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے اور وہ اندر نہیں آسکا یعنے خدا نے اس بلا کو ٹال دیا پھر الہام ہوا۔

"انی احافظ کل من فی الدار"

ترجمہ:۔ میں اُن سب کی حفاظت کروں گا جو اس گھر میں ہیں یہ الہام حضور کے گھر میں رہنے والوں کو طاعونی موت سے محفوظ رکھنے سے متعلق تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوابوں میں جو کچھ حضور کو دکھلایا گیا اس سے مراد گھر میں کوئی واقعہ طاعون کا یا طاعون سے مشابہ کسی بیماری کا پیش آنے والا ہے لیکن وعدہ الٰہی کے مطابق حفاظت رہے گی اور آنے والی بلا ٹل جائے گی۔ علاوہ اس کے ایک گوشت کا ٹکڑا خواب میں دیکھا گیا جو کسی غم کی طرف دلالت کرتا تھا اور یہ بھی کہ ایک انڈا میرے ہاتھ میں ہے جو کہ ٹوٹ گیا ہے۔ یہ بھی کسی کی موت کی طرف اشارہ تھا لیکن خواب کے تمام امور معلق ہوتے ہیں دُعا سے ٹل سکتے ہیں، قطعی حکم نہیں ہوتا۔"

چنانچہ محمد اسحاق کے والد یعنی حضورؑ کے خسر میر ناصر نواب صاحب جو اس دن لاہور جانے والے تھے ان کو حضورؑ نے یہ کہکر لاہور جانے سے روک دیا کہ خوابیں دلالت کرتی ہیں کہ آپ کے گھر پر کوئی مصیبت آنے والی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ مصیبت سفر میں آکر شماتت اعداء کا موجب ہو، چنانچہ میر صاحب لاہور جانے سے رک گئے مگر یہ خوابیں ۵ر ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کی تھیں اس کے دوسرے دن یعنی ۶ر ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو یہ پوری ہوگئیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ دوسرے دن ہی محمد اسحاق کو سخت بخار ہوگیا اور اس بخار کے ساتھ رانوں میں دو گلٹیاں نکل آئیں جس سے سب گھر والے دہشت زدہ ہوگئے اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جو معالج تھے دہشت زدہ ہوگئے اس حالت کو دیکھ کر حضورؑ نے نہایت تضرع سے دعا کی جس کے نتیجہ میں دو تین گھنٹے میں ہی بخار اتر گیا اور گلٹیاں بھی غائب ہوگئیں اور الہام "آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا" پورا ہوگیا چنانچہ یہ نشان تین طریقوں سے پورا ہوا۔ ایک تو قبولیت دعا کے ذریعہ سے دوسرے خوابوں کے سچا نکلنے کے ذریعہ سے اور تیسرے الہام انی احافظ کل من فی الدار کے پورا ہونے کے ذریعہ سے ظاہر ہوا۔

(۲۱) ذیل میں ان چند آدمیوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جو مباہلہ کے رنگ میں نشان طلب کرنے کے نتیجہ میں یا سخت بدزبانی اور شدید مخالفت کے نتیجہ میں طاعون سے ہلاک ہوئے۔

(۱) موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کے ایک باشندہ مسمی نور احمد نے اپنے بھتیجے منشی محبوب عالم صاحب احمدی کو ایک دن کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی نشان نہیں دکھلاتے منشی صاحب نے اسے جواب دیا کہ ان کے نشانوں کو طاعون کھائی جاتی ہے۔ اس بات کو سن کر نور احمد بول اٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنے کے لئے آئی ہے اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا۔ (اس شخص کا یہ طرز کلام صاف مباہلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ از ناقل) چنانچہ اس گفتگو کے ایک ہفتہ بعد شخص مذکور (نور احمد) طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کیا اس کی یہ موت حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر زبردست نشان نہیں ان فی ذالك لعبرۃ لمن یخشی۔

(۲۲) (۲) ایک شخص مولوی زین العابدین مولوی فاضل منشی فاضل نے ایک احمدی مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر مباہلہ کیا۔ اس مباہلہ کے تھوڑے دنوں بعد ہی طاعون سے ہلاک ہوگیا کیا یہ کھلا کھلا ثبوت نہیں اس امر کا کہ اللہ تعالےٰ کی تائید ہمیشہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہی رہی اور حضورؑ کے مخالفین ہمیشہ الٰہی قہر وغضب کا ہی نشانہ بنے رہے۔

(۲۳) (۳) اسی طرح سیالکوٹ میں ایک شخص مسمی حافظ سلطان حضور کا سخت مخالف تھا اور مخالفت میں اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ حضورؑ جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تو اس نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ حضور کی سواری پر راکھ ڈالے اس کے گھر کے افراد بھی اس کی مخالفت میں شریک تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۶ء میں وہ خود بھی طاعون سے ہلاک ہوگیا اور اس کے ساتھ اس کے گھر کے نو یا دس افراد بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

(۲۴) (۴) اسی طرح سیالکوٹ میں ہی ایک شخص محمد شفیع نامی احمدیت کو چھوڑ کر مخالفوں میں جا ملا اور کھلم کھلا شدید مخالفت اور دشمنی پر اتر آیا اور شدید دشمنوں کی مدد سے مدرسۃ القرآن کی بنیاد ڈالی۔ آخر جب اس کی مخالفت اور شرارت حد سے بڑھ گئی تو طاعون نے اسکو بھی لقمہ اجل بنا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی بیوی۔ اس کی والدہ اور اس کا بھائی اور مدرسہ کے کام میں اس کی مدد کرنے والے دشمن بھی طاعون کا شکار ہو گئے۔ جس سے ان سب کی صف ہی لپیٹ دی گئی۔

(۲۵) (۵) اسی طرح ایک شخص مرزا سردار بیگ سیالکوٹی اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا اور ہر وقت استہزاء اور ٹھٹھا اس کا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا۔ ایک دن نہایت شوخی سے اس نے ایک احمدی کو کہا کہ کیوں ہر وقت طاعون طاعون کرتے ہو۔ ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو چنانچہ اپنے اس قول کے دو دن بعد ہی طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

اس قسم کی مثالیں تو بہت ہیں لیکن عبرت حاصل کرنے اور صداقت کو قبول کرنے کے لئے اتنی ہی کافی ہیں۔ آئندہ قسط میں انشاءاللہ سنہ ۱۹۰۷ء کے نشانات پیش کئے جائیں گے۔ وبالله التوفیق؛

جماعت لائل پور کی خبریں ——————— محمد صالح نور

ماہانہ اجلاس

ایک بزرگ عالم دین کی جماعت میں شمولیت

جنوری کا ماہانہ اجلاس پروگرام کے مطابق جناب ملک نذر حسین صاحب کے ہاں ملک آئل ملز سمندری روڈ پر منعقد ہوا۔ یہ اجلاس جو ملک نذر حسین صاحب کی صدارت میں ہوا ایک چھوٹی بچی کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ ابتداء میں شیخ محمد طیب صاحب نے وفات مسیح علیہ السلام پر ایک نہایت مدلل اور مبسوط تقریر کی جس میں آپ نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ذریعہ یہ امر ثابت کیا کہ از روئے قرآن وحدیث اور از روئے عقل و سائنس حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی تمام انبیاء کی طرح اپنی طبعی عمر کے مطابق اپنا پروگرام مکمل فرما کر اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ مکرم شیخ صاحب موصوف نے جو حال ہی میں جماعت میں شامل ہوئے ہیں یہ تقریر نہایت سلجھے ہوئے انداز میں اور نہایت اعلیٰ پیرایہ میں فرمائی۔ شیخ صاحب کی تقریر کے بعد مقامی مبلغ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے تربیتی موضوع پر احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر کے بعد ایک نیک صورت اور پاک سیرت بزرگ مولوی غلام رسول صاحب فاضل دیوبند بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اور مولوی صاحب موصوف نے بعد ازاں تقریر میں جماعت میں شمولیت کی وجوہات بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ میں نے ہر مکتب فکر کے لٹریچر کا مطالعہ کیا اور ہر مذہب کی کتب کو بغور پڑھا اور بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام کی جو خدمت اس وقت جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور کوئی جماعت نہیں کر رہی اور میں نے ضروری سمجھا کہ اس جماعت کے ساتھ مل کر اس جہاد میں شمولیت اختیار کی جاوے۔ آپ نے بتلایا کہ فاضل دیوبند ہونے کے علاوہ میں نے اس کثرت سے مطالعہ کیا ہے کہ میرے سامنے جماعت احمدیہ کا مقام بہت روشن ہو کر آیا اور میں نے جو یہاں پایا کسی اور مکتب فکر میں مجھے نظر نہ آیا لہٰذا میں نے ادھر رجوع کیا۔

مولوی صاحب موصوف نے احباب جماعت سے استقامت اور خدمت دین کی توفیق کے لئے درخواست دعا کی۔ اجلاس کے خاتمہ پر مکرم ملک نذر حسین صاحب کی طرف سے احباب جماعت کی پر تکلف چائے سے تواضع کی گئی اور احباب نے بہت دیر تک آپس میں جماعتی اور اجتماعی مفاد کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا۔ ازاں بعد دعا پر یہ اجتماع برخواست ہوا۔

م۔ محمد صالح نور۔ سیکرٹری نشر و اشاعت جماعت احمدیہ۔ لائل پور

امتحاناتِ دینیات

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ قریباً بیس سال قبل حضرت مولانا عزیز بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وحدیث اور کتب سلسلہ کے امتحانات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا تھا۔ ان کی غرض و غایت یہ تھی کہ ایک تو اُن سے احباب کے علم میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ دوسرے فارغ وقت کو نیک کام میں صرف کر سکیں گے۔ تیسرے اسلام و سلسلہ پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کے جواب دینے کے قابل ہو جائیں گے۔ چوتھے اس مادیت کے دور میں جماعت قرآن وحدیث اور کتب سلسلہ کے مطالعہ سے اپنے دلوں کو نور ایمان سے منور کرتی رہے گی۔ کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ امتحانات جاری رہا مگر بعد میں بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے امتحانات کا یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ اب بعض بزرگوں کی تحریک پر اس سلسلۂ امتحانات کو دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس بارہ میں جملہ ممبران مجلس معتمدین و دیگر صائب الرائے احباب سے التماس ہے کہ ان امتحانات کے نصاب وغیرہ کے متعلق جو جو تجاویز ان کے ذہن میں ہوں، ان سے بہت جلد مطلع فرمائیں۔ تاکہ ان امتحانات کو جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جا سکے۔ نیز بیرونی جماعتوں کے صدر و سیکرٹری صاحبان سے التماس ہے کہ وہ جماعت کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ان امتحانات کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائیں تاکہ اُن میں بھی اشاعت و تبلیغ دین اسلام کے متعلق ذوق و شوق پیدا ہو اور وہ بھی اپنے بزرگوں کی طرح خادم دین بن سکیں۔

اس سے قبل ان امتحانات کا جو نصاب مقرر تھا وہ احباب کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج ہے۔

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کورس	قرآن کریم	سیرت و تاریخ	مسائل دینیات، وحدیث	کتب سلسلہ
کورس درجہ اوّل	قرآن کریم، سورۃ فاتحہ و بقرہ ترجمہ و تفسیر	سیرت خیر البشر	مسائل طہارت، نماز و روزہ	رسالہ مسیح موعود
کورس درجہ دوم	سورۃ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ ترجمہ و تفسیر	تاریخ خلافت راشدہ	درجہ اوّل کے علاوہ مسائل زکوٰۃ و حج	تحریک احمدیت۔ توضیح مرام فتح اسلام۔ ازالہ اوہام
کورس درجہ سوم	سورۃ انعام تا آخر توبہ ترجمہ و تفسیر	سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ سیرۃ صحابہ رضؓ سیرت صحابیات	فضل الباری تا صفحہ ۱۶۱	آئینہ احمدیت۔ تعلیم الاسلام النبوۃ فی الاسلام۔ انجام آتھم
کورس درجہ چہارم	سورۃ یونس تا آخر عنکبوت ترجمہ و تفسیر	الفاروق شبلی۔ تاریخ بنو امیہ تاریخ ہسپانیہ	فضل الباری تا ۳۲۲	آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام۔ سرمہ چشم آریہ۔
کورس درجہ پنجم	سورۃ روم تا ختم قرآن ترجمہ و تفسیر	تاریخ بنو عباس۔ حروب صلیبیہ حالات سلطان محمود۔ حالات اورنگ زیب	فضل الباری تا ص ۹۲۹	براہین ہر چہار حصص۔ ملفوظات اولیائے امت۔ تطہیر الاولیاء ہر دو حصہ فصل الخطاب

محمد صالح نور صاحب ۔ لائل پور

جماعت ربوہ کے لئے لمحۂ فکریہ

(۲)

اَب میں جماعت احمدیہ لاہور کے امیر مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے چند ارشادات پیش کرتا ہوں جس سے قارئین یہ سمجھ سکیں گے کہ اگر کوئی شخص مولینا محمد علیؒ یا انکی جماعت پر حملہ کرتا ہے تو دراصل وہ حضرت مسیح موعودؑ کی ذات پر حملہ آور ہوتا ہے۔ حضورؑ جماعت لاہور کی تعیین جس نیک اور مبارک خواہش کے ساتھ فرماتے ہیں۔ فہمیدہ اور سنجیدہ طبقہ کے لئے حضور کا یہ قول بہت پُر از معانی ہے اور خدا کے مامور کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں بہت گہرے مطالب لئے ہوئے ہوتی ہیں

حضرت مسیح موعودؑ مولینا محمد علی رح کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"میرا مدت سے ارادہ ہے کہ اپنی جماعت کو دو گروہوں میں تقسیم کروں ایک وہ گروہ جو کچھ دنیا کے ہیں اور کچھ دین کے اور بڑے بڑے امتحانوں کی برداشت نہیں کر سکتے اور دین میں بڑے کام نہیں کر سکتے دوسرا گروہ وہ جو پورے صدق اور پوری وفاداری سے اس دروازے میں داخل ہوتے ہیں اور درحقیقت اپنے تئیں اس راہ میں بیچتے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کو دوسرے گروہ میں سے کرے"

دوسرے گروہ کے اس امیر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل رائے پیش ہے :۔

"ہماری جماعت میں اوّل درجہ کے مخلص دوستوں میں سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں .... اور میں اس وقت میں بھی جب سے کہ وہ میرے پاس ہیں ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر ان کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رُو سے تجسس کرتا رہا ہوں۔ سو خدا کا شکر ہے کہ میں نے ان کو دینداری اور شرافت کے ہر پہلو میں نہایت عمدہ انسان پایا ہے، غریب طبع، باحیا، نیک اندرون، پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے ...... یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو صفت موصوف اور ہر طرح سے لائق اور معزز درجہ کے آدمی تلاش کرنے سے نہیں ملتے"

(مجموعہ اشتہارات ۹؍اگست ۹۹ء)

مولنا محمد علی صاحبؒ کے مستقبل کو حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی دور بین نگاہ سے دیکھتے ہوئے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ خصوصاً جماعت ربوہ کو دعوت فکر دیتے ہیں حضور کے یہ الفاظ اگر تدبر سے کام لیا جائے تو اپنے اندر ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتے ہیں۔ حضور مولنا مرحوم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں غلطی نہیں کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالےٰ کی راہ میں ترقی کریگا اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تقویٰ اور دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے اے خدا تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین"

(مجموعہ اشتہارات ۴؍اکتوبر ۹۹ء)

امیر جماعت احمدیہ لاہور مولینا محمد علی صاحبؒ کی شان میں بہت سے مواقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے تعریفی اور توصیفی کلمات رقم فرمائے ہیں کے لئے قارئین کو حضرت مولنا مرحوم کی سوانح حیات "مجاہد کبیر" کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہوں جس سے بہت سے عقدے کھل جاتے ہیں۔

اس نوٹ کو ختم کرنے سے پیشتر حضرت مسیح موعود کے دو اقوال درج کر دینا بہت ضروری خیال کرتا ہوں تاکہ قارئین یہ اندازہ لگا سکیں کہ امام الزمان اور مامور وقتؑ اپنی زندگی ہی میں مولنا محمد علی صاحبؒ کو اپنا نائب سمجھتے تھے اور کچھ ایسے اختیارات آپ کو تفویض کر رکھے تھے جو خالصتاً آپ کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے تھے - ذرا ملاحظہ فرمائیں :۔

(۱) حضرت اقدس نے "الحکم" اور "البدر" کے ایڈیٹروں کو بلا کر تاکید کی کہ وہ آپ کی تقاریر اور مضامین قلمبند کرتے ہیں ہمیشہ خیال رکھا کریں ایسا نہ ہو کہ غلطی سے کوئی بات غلط پیرایہ میں بیان ہو جائے .... اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایسے مضامین اخبارات میں چھاپنے سے پہلے مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو دکھا لیا کریں

(ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۴۵)

(۲) ۔ حضرت اقدس نے مولنا محمد علی صاحبؒ کو اپنے ایک مکتوب میں ایک اور اختیار جو عطا فرمایا ہے میری دانست میں کسی مامور نے غیر مامور کو یہ اختیار کبھی نہ دیا ہوگا اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مامور من اللہ کسی شخص کی استقامت کے بارے میں جب تک الٰہی علم کے ذریعہ حق الیقین کے مقام پر نہ ہو اس قسم کا اختیار دے ہی نہیں سکتا۔ حضور ۱۸؍جنوری ۹۹ء کے ایک مکتوب میں مولنا موصوف کو ایک مسودہ ارسال فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :۔

"اور آپ خوب یاد رکھیں کہ اس ڈیفنس میں انگریزی میں بہت تصریح سے یہ تحریر ہو جانا چاہئے کہ وہ پیشگوئی جو ۲۱؍نومبر ۱۹۸ء کے اشتہار مباہلہ میں شائع کی گئی تھی وہ پوری ہو گئی اور اس جگہ اشتہارات کا حوالہ دیا جائے کہ فلاں فلاں اشتہار دیکھا جائے۔ اگر اس مضمون میں مجھ سے کچھ فروگذاشت ہو گئی ہو تو آپ اس کو پورا کر دیں"۔

آخری فقرہ نہایت قابلِ غور ہے۔ جماعت ربوہ کے لئے یہ ایک مقامِ حیرت ہے اور لمحہ فکریہ بھی۔ کیا اس سے یہ بات عیاں نہیں ہوتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے، مقام، اور ارشادات و تحریرات کا سب سے زیادہ صحیح علم رکھنے والا وہی شخص تھا جس نے گذشتہ نصف صدی تک خلیفہ صاحب ربوہ کو انکی فروگذاشتوں سے مطلع کرتے ہوئے دعوتِ اصلاح دی۔ کتنے حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ خدا کا مامور تو یہ لکھے کہ اگر "مجھے کوئی فروگذاشت ہو گئی ہو تو آپ اسکو پورا کردیں" مگر جب اس مامور من اللہ کے فرزند کی بعض فروگذاشتوں پر مولنا مرحوم نے اصلاح کی نیت سے قدم اٹھایا تو وہ اپنے حق میں فرمان سمجھے اور گالیوں پر اتر آئے اور وہ وہ کچھ کہا کہ اس کا

میرے لڑکے عصمت اللہ کی اچانک موت

محمد عبداللہ آف فیجی از سان فرانسسکو (امریکا)

مکرمی جناب مولٰنا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو عزیزی جلال الدین محمد اکبر کی زبانی خاکسار کے ایک نوجوان لڑکے عصمت اللہ کی اچانک وفات حسرت آیات کی خبر مل چکی ہوگی عصمت اللہ کو تین سال متواتر یہاں کے مقامی اخبار کرانیکل کی ملازمت کے بعد یہاں کے قانون کے مطابق فوجی ٹریننگ کے لئے فورڈ آرڈ جانا پڑا اور سات ہفتہ کے بعد وہ پہلی بار یہاں ہمارے ساتھ گھر پر کرسمس اور نئے سال کی رخصت منانے کے لئے ۱۹ر دسمبر کو یہاں پہنچے۔ اسی دن آپ کی تئیسویں سالگرہ کا دن تھا اور شام کو اس کی پیدائش کا دن منانے کے لئے اس کی بہنوں نے انتظام کر رکھا تھا۔ دن بھر عزیز مرحوم اپنے دوستوں کے ساتھ ملتے رہے شام کو گھر پہنچے۔ کیک کاٹا۔ والدین بہن بھائیوں سے تحفے تحائف حاصل کئے۔ اور پھر دس بجے کے قریب ان سب تحائف کے ساتھ نیچے کی منزل میں اپنے کمرے میں سونے کے لئے چلے گئے۔ رات کے وقت زہریلی گیس کے دھوئیں کا اثر ان کے کمرے میں زیادہ مقدار میں پہنچا۔ اور ۹ بجے جب اُن کا دروازہ کھولا گیا۔ تو روح جسم عنصری سے گھنٹوں پہلے رخصت ہو چکی تھی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس زہریلی گیس کا ہم سب پر اثر پڑ چکا تھا۔ لیکن خداوند کریم کے فضل سے ہم بچ گئے۔ خاکسار کو چند گھنٹوں کے لئے ہسپتال جانا پڑا۔ اور اہلیہ صاحبہ دو تین دن تک ہسپتال میں رہیں مرحوم کی جنازہ چھ روز بعد پڑھا گیا۔ اور ان کو ۲۹ر دسمبر کو فوجی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ تمام انتظامات تکفین فوج کی طرف سے تھے۔ اور پورے فوجی اعزاز کے ساتھ مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔

اس موقعہ پر جس ہمدردی کا اظہار عملی طور پر ہمارے چند ایک ہمسایوں اور دیگر احباب نے دکھایا وہ قابل رشک ہے۔ ایک امریکن عورت MRS. WILCHER ہے وہ پڑوس میں رہتی ہے۔ باوجود اس کے ہماری اس سے زیادہ جان پہچان نہیں تھی۔ کسی حادثہ کی شک کی بناء پر ہمارے گھر میں داخل ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب خاکسار کو ہسپتال لے جا چکے تھے۔ اس عورت نے اہلیہ صاحبہ کو مرحوم بیٹے کی لاش کو دیکھنے کے لئے نیچے نہیں جانے دیا۔ بلکہ خود تصدیق کے لئے پہنچی۔ اُوپر آ کر اہلیہ صاحبہ کو صبر کی تلقین کی۔ اور اس کے علاج کے لئے ہسپتال والوں کو اطلاع دی۔ اور وہ وہی دوائی لے کر ہمارے مکان پر پہنچیں جو وہ مجھے دے رہی تھیں۔ اس نیک طبیعت خاتون نے سب انتظام اپنے ہاتھ لے لیا۔ اور جہاں جہاں ٹیلیفون کے ذریعہ خبر پہنچانی تھی۔ اطلاع کی جس کا یہ اثر ہوا کہ فوجی محکمہ کے افسر عزیزی عصمت اللہ کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے گھر سے لے گئے۔ اس کے علاوہ اس نے ریڈ کراس کے ذریعہ عزیزی رحمت اللہ کو جو اس امریکن فوج میں جرمنی میں ہیں فوجی پلین کے ذریعہ لوانے کا بندوبست کرایا۔ اور اُن کو یہ بتایا کہ جب تک رحمت اللہ یہاں نہیں پہنچیں گے تب تک تجہیز و تکفین کا بندوبست نہیں کیا جاوے گا۔ یہی خاتون عزیزی بشیر احمد کے ساتھ مجھے ہسپتال سے لانے کے لئے پہنچی۔ اور جب تک عزیزی عصمت اللہ کو دفن نہیں کیا گیا۔ ہماری ہر طرح سے امداد کرتی رہی۔ اس کے علاوہ امریکن ہمسایوں نے اکبر خان پاکستانی اور فیجی کے کئی ایک ہندوستانیوں نے ہمارے پاس ایک ہفتہ تک کھانا پکا کر بھیجا۔ اور ہمارے مکان پر متواتر آمد و رفت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور ہمیں ہر طرح سے تسلی دیتے رہے۔ امریکہ جیسے ملک میں جہاں لوگ دنیوی کاموں سے چھٹکارا نہیں پاتے۔ اور پھر کرسمس کے دن ایک سو آدمیوں سے زیادہ کا جنازہ میں شریک ہونا غیر معمولی ہی تصور کیا جاتا ہے پچاس سے زائد موٹریں جنازے کے جلوس میں شامل تھیں۔ ہمدردی کے خطوط مہینہ بھر پہنچتے رہے ہے۔ اور ابھی تک آ رہے ہیں۔ انویم جناب احمد دین بٹ کے خط کا ہم سب پر زیادہ اثر ہے۔

خاکسار نے عزیزی عصمت اللہ کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لئے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ ہر ماہ کم از کم ایک جلد ترجمۃ القرآن انگریزی بمعہ متن کسی مستحق مسلم یا غیر مسلم کو دیا کروں گا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد چند اسلامی مضامین ایک کتاب کی صورت میں تبلیغ اسلام کی غرض سے شائع کروں گا۔ عصمت اللہ ہمارے لئے بہت کچھ چھوڑ گیا ہے۔ لیکن افسوس ہم اس کی آخری وقت میں خدمت نہ کر سکے اب سوائے دعا کے اور کوئی چارہ نہیں۔ والسلام۔ خاکسار۔ محمد عبداللہ۔

MUHAMMAD ABDULLAH, 1150 BOSWORTH, SAN FRANCISCO 17 CALIF

جماعت ربوہ کیلئے لمحہ فکریہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

اعادہ بھی مناسب نہیں ہے اور بجائے اطلاع احوال کرنے کے دن بدن حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ خدا کا امر آگیا جس کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور اس وقت کانّ اللہ نزل من السما کا نظارا ہوتا ہے اور دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے جلال کے مقابل کوئی بھی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔

جماعت ربوہ کیلئے اب بھی موقعہ ہے کہ ان حالات سے وہ عبرت پکڑیں اور خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح مقام کو بیکر دنیا میں آپکی صداقت کو آشکارا کریں۔ مبارک ہیں وہ جو وقت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مجھے یہ پوچھنے کی اجازت دیجئے کہ ؎

کیا تمہاری آنکھ سب کچھ دیکھ کر اندھی ہوئی
کچھ تو اس دن سے ڈرو یاد کرو ہے روز شمار

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۶۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۷ شمارہ نمبر ۷

ادارہ

ماہوار ایڈیشن

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ایک نیا ادارہ

حسنِ اخلاق اور نیک اعمال سے ہی مسلمان کامیاب ہو سکتے ہیں

کرنل سعید احمد صاحب کا طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ سے خطاب

۱۹ فروری ۱۹۶۴ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جنرل سیکرٹری کرنل سعید احمد صاحب نے ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کی دعوت پر طلبائے سکول سے حسب ذیل خطاب کیا :—

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احساناً ——— واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیراً

(سورۃ بنی اسرائیل)

پیارے بچو! مجھے بیحد خوشی حاصل ہوئی ہے کہ آپ کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے یہاں آنے کا موقعہ عنایت فرمایا ہے کل ہی چوہدری صاحب قبلہ نے مجھے فرمایا تھا کہ میں آج یہاں آکر آپ سے خطاب کروں میں تیار ہو کر نہیں آیا ہوں کہ کسی خاص امر یا پہلو پر آپ سے باتیں کروں۔ اگرچہ چوہدری صاحب نے مجھے پہلے بھی فرمایا تھا کہ میں یہاں کر کچھ معروضات پیش کروں، لیکن بوجہ کثیر مصروفیات میں اُن کے ارشاد کی تعمیل فوری طور پر نہ کر سکا ۔ وہ میرے استاد ہیں میرے دل میں ان کی کافی سے زیادہ عزت ہے۔ کل اُن کے مکرر اصرار پر اگرچہ وقت کم تھا مگر انکار نہیں کر سکا۔ اور یہاں چلا آیا ہوں۔

مجھے آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ ہمارا سکول ایک نیک نام سکول رہا ہے اور یہاں کے فارغ التحصیل طلباء نے عملی زندگی میں بڑی نیک نامی ترقی اور عزت کا مقام حاصل کیا ہے، اور آپ عزیزوں سے بھی یہی امید رکھتا ہوں کہ آپ اپنی عملی زندگی میں کامیابی اور کامرانی اور عزت کی زندگی گذاریں گے

مسلمان کے فرائض ——— عبادتِ الٰہی

میں نے قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل میں سے دو آیات کریمہ شروع میں تلاوت کی ہیں ہم لوگ مسلمان ہیں۔ کیوں ہیں؟ اور اگر مسلمان ہیں تو ہمارے کیا فرائض ہیں۔ پہلی چیز جو خدا تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں تلقین فرمائی ہے وہ ہے وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ ہمارے خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہ پہلا حکم ہے۔

ربّ کون ہے؟ وہ جس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اسکی ضروریات پوری کیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ رب کس کو کہتے ہیں۔ اس کا جواب قرآن کریم نے دیا ہے آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اسم گرامی سُنا ہوگا۔ وہ بڑے اولوالعزم اور معروف پیغمبر گذرے ہیں۔ ایک زمانہ میں فرعون ایک بادشاہ تھا، جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف مبعوث فرمایا تھا اور حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کی قوم کو تبلیغ کی تھی کہ خدا وہ ہے جو سب کا مالک اور خالق ہے۔ فرعون نے کہا تھا کہ بتاؤ رب کیا اور کون ہے؟ تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا تھا کہ ربنا الذی اعطیٰ کل شیءٍ خلقہ ثم ھدیٰ۔ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خاص بناوٹ عطا کی ہے، اور پھر اس کی حاجات کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ سب سے بڑھکر یہ کہ انسان ایسی مخلوق اس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اور اسنے ہر وہ چیز اور نعمت عطا کی ہے جس کی اسے یہاں ضرورت اور حاجت ہو سکتی تھی۔ ہمیں آنکھ دی ہے، کان دیئے ہیں، اور ناک، زبان اور ہاتھ دیئے، ٹانگیں دی ہیں۔ اگر ان سب میں سے کوئی چیز بے کار ہو جائے تو ہم معذور اور مجبور ہو جاتے ہیں۔ کان خراب ہو جائے سنائی نہ دے تو بول بھی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ کے ہدایت دینے سے مراد و مفہوم یہ ہے کہ اس نے ہر ضرورت کی چیز کو پورا کر رکھا ہے کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں کہ جس کی ضرورت ہو اور وہ یہاں پر میسر نہ آ سکے۔

ایک مثال

میں اس کو ایک مثال سے بھی واضح کر دینا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ کہ موٹر کاریں آپ روزانہ دیکھتے ہیں۔ اگر ان کے اندر ہدایت اور اندازے مقرر نہ ہوں تو یہ موٹر چل نہیں سکتی۔ اس کے کچھ اصول ہوتے ہیں جن پر عمل کر کے موٹر میں حرکت پیدا ہوتی ہے اس میں خاص مقدار میں پٹرول ہوا اور آگ کی ضرورت ہے تب جا کر کہیں یہ چیزیں موٹر میں حرکت پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں۔ اگر ان کی مقدار متناسب اور اندازے نہ ہوں تو موٹر چل نہیں سکتی، یہ اندازے کوئی علم ..... والی ہستی ہی بتا سکتی ہے۔

خدا تعالیٰ کا علم و حکمت

خدا تعالیٰ کے علم و حکمت کا اندازہ لگائیے کہ اس نے انسان ایسی چیز بنائی جس کے اندر علم و حکمت کی صفتیں رکھ دی ہیں اور وہ بھی اور چیزیں تخلیق کرنے کی استطاعت اپنے اندر رکھتا ہے اور نظام قدرت کا اجراء ایک عظیم و قدیر اور خالق و مالک اور علیم و حکیم ہستی کی خبر دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات اسکی عبادت کے محرک ہیں

تو سب سے پہلی چیز جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ وہ خالق ہے نہ صرف خالق ہے بلکہ اس نے انسان کی ہر ضرورت ... کو مدنظر رکھکر ہر چیز کو پیدا کر دیا ہے۔ ہم آنکھ جیسی نعمت کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ جس شخص کی آنکھ نہیں ہوتی وہ نہ چل سکتا ہے نہ پڑھ سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے۔ اسے دروازے تک لے جانے کے لئے کسی کی رہنمائی اور ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے وہ مجبور اور بے بس ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی اطاعت و عبادت ضروری ہے۔

حقیقی عبادت

عبادت کا عام مطلب نماز سمجھا جاتا ہے۔ یہ ظاہری عبادت ہے اصل عبادت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام و فرامین کی تعمیل و تکمیل کی جائے اس کے احکام و فرامین پر جو عملدرآمد کرتا ہے وہ مسلمان ہے اگر آپ اپنے والدین کا کہنا نہ مانیں اور جو کام وہ آپ کو کرنے کے لئے کہا جائے وہ آپ نہ کریں تو آپ کے والدین آپ سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ خدا جو ہمارا خالق و مالک ہے رب ہے اگر اس کے احکام کی فرمانبرداری نہ کی جائے تو وہ ہم سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اس کی رضا و رغبت ہم سے منہ پھیر لیتی ہے۔ در اصل حقیقی مسلمان وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام کا پوری طرح پابند ہو۔

احکام الٰہی کیا ہیں؟

اور خدا تعالیٰ کے احکام کیا ہیں وہ زیادہ مشکل نہیں ہیں۔ اس دنیا میں آپ کی زندگی کے شب و روز میں یہ سب احکام آجاتے ہیں۔ والدین ہیں، آپ کے بزرگ و اقارب ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کا سلوک محبت و شفقت اور احسان و مروت کا ہونا چاہیئے اگر ان کے ساتھ سلوک اچھا ہے تو خدا خوش ہوتا

(باقی بر صفحہ ۲۱)

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۶۴ء

امریکا کے کالے مسلمانوں کی جدوجہد اور ان کا کردار

امریکہ میں جہاں سفید لوگوں کی حکومت ہے، دو کروڑ انسان ایسے بھی بستے ہیں، جو سیاہ فام ہونے کی وجہ سے طرح طرح کے جور و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، ان لوگوں کی اکثریت اپنے سفید فام حکمرانوں کی طرح عیسائی مذہب رکھتی ہے لیکن مذہبی اتحاد کے باوجود انہیں نہ سفید لوگوں کے گرجوں میں جانے کی اجازت ہے، نہ ان کے ہوٹلوں میں وہ کھانا کھا سکتے ہیں، نہ اُن کے بچے ایسے مدارس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ جہاں سفید رنگ رکھنے والے تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس سے بھی بڑھ کر ان کے ساتھ ہر قسم کا سنگدلانہ اور وحشیانہ برتاؤ کرنا جائز سمجھا جاتا ہے۔

اس جور و ستم سے تنگ آکر ان سیاہ فام لوگوں کے ایک طبقہ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اسلام تمام انسانوں کو بلا امتیاز رنگ و نسل مساویانہ سیاسی اور سماجی حقوق عطا کرتا ہے۔ مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے، اور وہ اپنے سفید فام ہموطنوں سے مساوی حقوق حاصل کرنے اور کالے مسلمانوں کی جداگانہ ریاست قائم کرنے کی ہمہ گیر مہم چلا رہے ہیں۔

یہ امر موجب اطمینان ہے کہ ان لوگوں کا کردار بہت بلند واقع ہوا ہے۔ چنانچہ ڈیلی ٹیلیگراف لندن کے نمائندہ خصوصی مقیم نیویارک کا بیان ہے کہ :۔

— کالے مسلمان تمباکو نہیں پیتے
— شراب کو ہاتھ نہیں لگاتے
— منشیات سے اجتناب کرتے ہیں
— چوری نہیں کرتے
— قرضہ نہیں لیتے
— خواتین کی بے حرمتی نہیں کرتے
— سؤر کا گوشت نہیں کھاتے
— جھوٹ نہیں بولتے

اس کیرکٹر کے ساتھ کالے مسلمان اللہ تعالےٰ کی امداد پر بھروسہ کرتے ہوئے سرگرم عمل ہیں، ان کا بیان ہے کہ وہ نسلی امتیاز کے جہنم میں جل رہے ہیں، ان کا ایمان ہے کہ فقط اللہ کی رسی ہی انہیں اس نار جہنم سے محفوظ رکھ سکتی ہے اور اسی سہارے سے وہ جنت ارضی کو حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ ہر جمعہ کو اپنی مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کے حضور نہایت عجز و انکسار سے دست بدعا ہوتے ہیں :۔

"پروردگار عالم! ہماری حمایت کر
ہمیں نسلی تعصب کے جہنم سے
نجات دلا ہمیں پرہیزگار اور
متوکل بنا"

کیا یہ کردار ان لوگوں کے لئے قابل رشک نہیں جو نسلاً بعد نسل مسلمان ہوتے ہوئے اخلاقی انحطاط کی غار کی طرف لڑھکتے چلے جا رہے ہیں، کیا امریکا کے ان کالے مسلمانوں کا کردار ان لوگوں کے لئے قابل شرم نہیں جو ہر قسم کی بدیوں اور نا پاکیوں میں لتھڑے ہوئے ہونے کے باوجود محض اپنے رنگ پر نازاں ہو کر ان پر جور و ستم کرتے اور انہیں تباہ و برباد کرنے کے درپے رہتے ہیں؟ اگر انسانیت اسی کا نام ہے تو حیوانیت کس کو کہا جا سکتا ہے۔

بہر حال امریکا کے ان کالے لوگوں کے حالات اور ان کی سرگرمیاں ہر طرح تائید و حمایت کے لائق ہیں اور ضروری ہے کہ تمام عالم اسلام کی طرف سے ان کی مساعی کو سازگار بنانے کے لئے ایک عالمگیر مہم چلائی جائے۔ صدر ایوب نے حال ہی میں امریکہ کے کالے مسلمانوں کے ایک پیغام کے جواب میں انہیں اسلام کے عالمگیر اصولوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ دوسری مملکتوں کو بھی اس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔

پروگرام دورہ جنرل سیکرٹری صاحب
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
بمعیت حبیب الرحمٰن صادق صاحب ہزاروی

مورخہ ۲۸ رواںگی از لاہور برائے پشاور

روانگی از لاہور ۵-۴۵ شام بذریعہ خیبر میل۔ ورود پشاور مورخہ ۲۹ صبح ۷ بجے۔ پشاور میں قیام ۲۹ر فروری یکم مارچ اور ۲ مارچ۔

مورخہ ۳ر مارچ روانگی برائے ایبٹ آباد بذریعہ بس

۳ر مارچ ۴ر مارچ اور ۵ر مارچ، ایبٹ آباد، مانسہرہ و اضلاع ہزارہ کی جماعتوں کا دورہ۔

مورخہ ۵ر مارچ شام روانگی برائے راولپنڈی بذریعہ بس

قیام ۶ر مارچ اور ۷ر مارچ

راولپنڈی سے روانگی برائے جہلم

مورخہ ۷ر مارچ آمد در جہلم بذریعہ تیزگام صبح ۱۰ بجے۔ ۷ر مارچ جماعت جہلم اور مضافات کا دورہ۔

۸ر مارچ کو روانگی برائے گجرات

مورخہ ۸ر مارچ بذریعہ پسنجر ٹرین ۹-۵ — ۱۲ بجے ورود گجرات۔ احباب گجرات سے ملاقاتیں اور خطاب و قیام۔

۹ر مارچ کو روانگی برائے سیالکوٹ

مورخہ ۹ر مارچ ورود در سیالکوٹ بذریعہ خیبر میل ۵-۴۵ - ۸ صبح یہ گاڑی .... ۲۶-۹ پر وزیرآباد پہنچے گی۔ احباب وزیرآباد اسٹیشن پر پہنچکر واپسی کے متعلق پروگرام طے کریں۔

۹ر مارچ بوقت شام واپسی از سیالکوٹ برائے وزیرآباد

۱۰ر مارچ وزیرآباد میں احباب سے ملاقاتیں اور جماعت سے خطاب۔

۱۰ر مارچ واپسی از وزیرآباد برائے لاہور

ھدایات :۔

(۱)۔ دورہ میں جن شہروں کا ذکر ہے وہاں اپنے مضافات کے احباب کو بھی مدعو کریں۔

(۲)۔ مقامی جماعتوں کے عہدیداران جمع ہو کر اپنا پروگرام پہلے سے تیار کر لیں۔

(۳)۔ وقت مقررہ پر اسٹیشن پر پہنچیں، اور اپنے طور پر قیام کا انتظام کریں۔

احمد یار سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ
بلڈنگس لاہور

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

ملیشیا

ترجمہ خط :- محمد نبی بو - آر - ٹی - محمد قاسم اینڈ کو -
ملیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ لکھتے ہوئے بیحد خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میرے پاس ٹیچنگ آف اسلام موجود ہے۔ اور یہ میں نے ملایا میں ۱۹۳۲ء میں خریدی تھی - میں ابھی تک اس کتاب کو پڑھتا ہوں، اور اسلام کے متعلق کافی علم حاصل کر رہا ہوں -

اب نیوزی لینڈ میں یہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اسلام کے متعلق انگریزی کتب مہیا کی جائیں - کیونکہ نیوزی لینڈ میں مسلمان مذہب سے بالکل بیگانہ ہیں - وہ اب چاہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم حاصل کی جائے -

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے فہرست کتب ارسال کریں - شکریہ

(ان کو فہرست کتب اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط :- سلیمن اے - لم - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اگرچہ ہم ایک دوسرے سے بہت دور ہیں - مگر ہماری اسلامی برادری اور اخوت ہمیں روحانی طور پر ایک دوسرے کو قریب سے قریب تر لا رہی ہے - اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں -

جو مسلمان یہاں فلپائن میں خاص کر شہر منیلا میں رہتے ہیں وہ عیسائیوں کے نرغے میں ہیں، اللہ تعالےٰ اُن کا حامی و ناصر ہو

آپ مجھے بتائیں کہ قرآن شریف مترجم انگریزی کی کیا قیمت ہے - میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے قرآن شریف ارسال کریں تاکہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کر سکوں -

اس ملک میں اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی بہت ضرورت ہے - اور ہمیں آپ کے تعاون کی بہت ضرورت ہے تاکہ ہم یہ کام آسانی سے کر سکیں -

امید ہے کہ آپ بہت جلد جواب دیں گے -

شکریہ

(ان کو لٹریچر اور قرآن شریف بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط :- ملام موسٰے - اے احمد امام - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے -

میں بڑی دیر سے آپ کی خدمت میں خط لکھنا چاہتا تھا کہ میں خدمت اسلام کا شوق رکھتا ہوں اور اس کے متعلق آپ سے تعاون چاہتا ہوں -

میں گورنمنٹ H-T.T.C الورن کا طالب علم ہوں اور مسلم سٹوڈنٹ سوسائٹی کا ممبر ہوں - اس کالج میں ہر سال کافی غیر مسلم طالب علم داخل ہوتے ہیں - میں کالج میں اور باہر مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تبلیغ کرتا ہوں اور خدا کے فضل سے تین عیسائیوں کو میں نے مسلمان کیا ہے - یہ میرے استاد کو بہت ناگوار گذرا کیونکہ وہ عیسائی ہے مگر میں نے تبلیغ کو نہ چھوڑا اور اپنا کام بدستور جاری رکھا اور یہ محض میری فیملی اور شیخ عثمان صاحب کی وساطت سے اور اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے اسلام نائیجیریا میں آیا -

اب میں اچھی حالت میں نہیں ہوں، کیونکہ میرے پاس کافی کتابیں نہیں ہیں - اور وہ مجھے کہتے ہیں کہ قرآن شریف مترجم اور دیگر اسلامی لٹریچر کہاں سے دستیاب ہوگا تاکہ اس کا مطالعہ کیا جائے اور میں ان کو پڑھا سکوں -

جناب مکرم مجھے آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے - اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا صلہ دے گا - جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ان اللہ کان فی عون عبدٍ ما
دام ھو فی عون اخیہ

میں تعطیلات میں علاقہ لاگس میں پچھلے سال گیا - اور ایک احمدی ممبر سے ملاقات ہوئی اس نے مجھے آپ کے کام کے متعلق کہ کس طرح اسلام کی اشاعت مالی اور روحانی کی جاتی ہے -

میں آپ کی خدمات دینیہ کی قدر کرتا ہوں اور اب زیادہ کوشش سے کام کروں گا - اور آپ کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں -

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ کتابیں جلد سے جلد مجھے روانہ کریں -

آپ مجھے تحریر کریں کہ ٹیچنگ آف اسلام کس طرح مل سکتی ہے - والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا - دیگر ٹیچنگز آف اسلام اور انگریزی لٹریچر بھیجا گیا) :-

اخبار احمدیہ

سید عبداللہ شاہ صاحب کی وفات

—— بخدمت جناب قبلہ حضرت مولانا صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - قبلہ والد صاحب سید عبداللہ شاہ صاحب اسسٹنٹ مکینیکل انجینیئر ریلوے کراچی چھ ماہ سے عارضۂ قلب میں مبتلا تھے - بروز اتوار مؤرخہ ۹ر فروری کو بہ بجے شام انتقال فرما گئے اور ہمیں یتیم کر گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون -

آپ سے درخواست ہے کہ آپ اُن کی نماز جنازہ غائبانہ اور دعائے مغفرت سے ان کی رُوح کو ثواب پہنچاویں اور سب جماعت کو بھی دُعا کی تلقین کر دیں کہ خداوند کریم ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرماویں - آمین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماویں -

آپ کا تابعدار سید عبدالہادی پسر سید عبداللہ شاہ صاحب مرحوم و مغفور - ۵۶ ویسٹ کیمپ روڈ کراچی نمبر

پیغام صلح :- سید عبداللہ شاہ صاحب لاہور کے سید حیدر شاہ صاحب کے فرزند ارجمند تھے - بڑے سنجیدہ اور نیک آدمی تھے - ہم ان کی وفات پر دلی رنج و اندوہ کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے - احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے -

شیخ نثار احمد صاحب کی مراجعت

—— وزیر آباد سے محمد عبداللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ :-

" محترم جناب شیخ نثار احمد صاحب خلف الرشید حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم و مغفور تقریباً دو سال سے کاروبار کے سلسلہ میں ڈھاکہ چٹاگانگ تشریف لے گئے ہوئے تھے - چند یوم ہوئے وزیر آباد تشریف لے آئے ہیں جماعت وزیر آباد کے لئے یہ نیک فال ہے بعض لوگوں کا خیال ہے بزرگوں کی وفات کے بعد ان کی اولاد میں انکی جگہ لینے والے نہیں ملتے - مگر یہ خدا تعالےٰ کا احسان ہے - کہ حضرت شیخ صاحب مرحوم کے بعد شیخ نثار احمد صاحب میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو کہ نیکی اور تقویٰ کے لئے اور جماعت میں روح پیدا کرنے کے لئے ضروری ہیں - آپ نے قیام چٹاگانگ کے دوران ڈھاکہ میں بھی جماعت کی تنظیم کے سلسلہ میں کام کیا ہے اب آپ پھر مستقل طور پر وزیر آباد تشریف لے آئے ہیں آپ نے پہلا جمعہ مورخہ ۲/۲ ۶۲ء کو مسجد احمدیہ میں پڑھایا جس میں ایک پُر معارف خطبہ دیا اور اس میں ڈھاکہ کی جماعت کے حالات بھی بیان فرمائے - جو کہ وہ خود قلمبند کر کے اخبار میں روانہ فرما رہے ہیں -

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ الشیخ صاحب کو مزید دینی و دنیاوی ترقیات عطا فرماوے

والسلام
محمد عبداللہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشکل ترین اصلاحی کام اور قرآن کریم کا دائمی معجزہ

حضرت مجددِ وقت کا اصلاحی کام اور بے نظیر تصانیف

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ - بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین ——— (ال عمران) ———

عظیم الشان رسول کی بعثت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات نہایت ہی یقینی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کے درمیان مبعوث کر کے ہم نے ان پر بہت بڑا احسان کیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا رسولاً یعنے آپ ایک عظیم الشان رسول ہیں۔ رسولاً کے اوپر جو دو زبریں ہیں ان کو تنوین کہتے ہیں اس کا مقصد تفخیم ہے یہ حضورؐ کی شان بیان کرنے کے لئے ہے کہ ہم نے ایک نہایت عظیم الشان رسولؐ تمہارے درمیان مبعوث فرمایا ہے۔ دوسری بات آپ کے متعلق یہ بیان ہوئی ہے من انفسھم۔ وہ تم ہی میں سے ہیں تم اُن کی دیانت امانت سے پوری طرح آگاہ ہو۔ وہ تمہارے درمیان چالیس برس تک زندگی بسر کرتے رہے ہیں تم اُن کے خاندان سے واقف ہو، آپؐ کا خاندان عرب میں نہایت ہی بلند پایہ خاندان ہے۔ اس خاندان کی ملک و قوم میں عزت ہے۔ حضورؐ خود جانتے ہیں کہ شرافت کس کا نام ہے۔ اخلاق کی بلندی کیا ہے نیکی تقویٰ کیا چیز ہے۔ آپؐ قوم کے خدمتگذار ہیں ان کی مصائب کے وقت ان کی تکلیف دور کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ تم ان کے متعلق سب کچھ جانتے ہو۔ ہم نے بڑا بلند پایہ اور با اخلاق رسولؐ تمہارے درمیان پیدا کیا ہے۔

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان

لقد من اللہ علی المؤمنین۔ یہ بہت بھاری احسان ہے خدا تعالیٰ کا۔ یہ مقام شکر ہے، یہ احسان ہم پر بھی ہے۔ کاش! ہم اس احسان کے مقابلہ پر شکر گذار بن جائیں

حضورؐ کی بعثت کی غرض

یتلوا علیھم ایٰتہ۔ خدا تعالیٰ کے احکام پڑھ کر سناتے ہیں۔ ویزکیھم۔ وہ خود بڑی پاکیزہ مطہر اور مزکی زندگی کے مالک ہیں اور لوگوں کو بھی مطہر و مزکی کرنے آئے ہیں یعلمھم الکتٰب وہ تمہیں خدا تعالیٰ کی کتاب سکھاتے ہیں والحکمۃ وہ صرف تمہیں یہ کتاب سکھاتے ہی نہیں بلکہ وہ دین کا فلسفہ بھی بیان کرتے ہیں تاکہ دل و دماغ روشن ہو اور اعمال کے اندر خوبصورتی پیدا ہو۔ یہ وہ قوم ہے جو پڑھی لکھی نہیں ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ ان کے متعلق یہ عجیب بات فرمائی ہے کہ وہ کتاب سکھاتے ہیں، دین کا فلسفہ ذہن نشین کرتے ہیں۔ قوم کو پاک و صاف کرتے ہیں۔ باطل عقائد کو ختم کرتے ہیں۔ خراب عادات کو ختم کر کے عادات محمودہ قوم کے اندر پیدا کرتے ہیں۔ یہ مشکل ترین کام ہے۔ بہت مشکل کام ہے اُمی قوم کو عالم بنانا مشکل ہے اور غیر مہذب اور غلط کار قوم کو مطہر و مزکی بنانا اس سے بڑھکر مشکل ہے۔

اصلاح کا مشکل ترین کام

بھلا آپ اندازہ لگائیے کہ پنجاب کے گاؤں میں اگر کوئی لکھنؤ یا دہلی کا مسلمان خاندان آکر آباد ہو جائے تو اس گاؤں کے گاؤں کو اپنی تہذیب پر لانے کے لئے کتنی دیر لگے گی۔ اور یا اگر کوئی انگریز پنجاب کے گاؤں میں آکر بسیرا کرلے تو گاؤں کے گاؤں کو اپنی شکل پر لانے کے لئے اسے کتنی دیر لگے گی۔ عرب کی قوم اخلاق سے عاری ہے۔ ان کے اندر درندوں کی سی وحشت تھی، وہ آپؐ سے بھاگتے تھے۔ آپؐ اس قوم کو اخلاق سکھاتے ہیں۔ معاشرت سکھاتے ہیں۔ ادب آداب کا درس دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ کرنا کس قدر مشکل ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض بڑے ہی مشکل تھے۔ انہی کی وجہ سے آپؐ کا مقام بہت بلند ہے۔ فرائض مشکل۔ قوم کی قوم مخالف۔

. . . .

قرآن کی مثال لانے کا چیلنج

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے لوگو اگر تم سمجھتے ہو کہ قرآن کریم خدا کا کلام نہیں ہے تو تم میں شعلہ بیان شاعر ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے ہو کہ ملک عرب کے شعلہ بیان قادرالکلام اور فصیح اللسان شاعر اور ادیب مل کر اس جیسی کتاب بنا لائیں۔ اگر تم ایسا کر لوگے تو میں اس کتاب کو چھوڑ دوں گا۔ شدت کی دشمنی ہے۔ قوم کی قوم مخالف ہے۔ وطن چھوڑنے پر مجبور ہیں۔ وہاں بھی دشمن پیچھا نہیں چھوڑتا۔ ان سے مقابلہ ہوتا ہے۔ آپؐ کے پاس کوئی لاؤلشکر نہیں ہے۔ دشمن مکہ سے چل کر مدینہ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ ایک ہزار کے مقابلہ میں صرف تین سو تیرہ مسلمان آتے ہیں۔ دوسری دفعہ تین ہزار لشکر کا مقابلہ صرف سات سو مجاہد کرتے ہیں پھر جنگ احزاب میں چودہ ہزار لشکر کا مقابلہ ہوتا ہے دشمن چاہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین اور آپؐ کی قوم کو ختم کر دیا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ چیلنج قائم رہا کہ میری شکست کا سہل علاج یہ ہے کہ قرآن کریم کی سی کتاب تیار کر دکھاؤ لیکن کوئی بھی قرآن کریم ایسی کتاب پیش نہ کر سکا۔ اس وقت کے یہودی اور عیسائی بڑے بڑے شعلہ بیان شاعر تھے۔ مگر فرمایا فان لم تفعلوا۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو ولن تفعلوا اور تم ہرگز ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے۔ آج بھی یہ چیلنج اپنی جگہ قائم ہے۔ آج علم، روشنی اور سائنس کا زمانہ ہے۔ یورپ اور امریکہ میں علم کا چرچا ہے۔ یورپ صدیوں سے اسلام کے درپے آزار رہا ہے اور آج بھی اسلام کو مٹانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اسلام کو مٹانے کا آسان اور سہل طریقہ یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چیلنج کو قبول کر کے قرآن ایسی کتاب بنا کر پیش کر دی جائے شام، بیروت، اور مصر کے عیسائی عربی زبان میں زبردست مہارت رکھتے ہیں، ان کی مادری زبان عربی ہے۔ یہودی

جن کی گھر کی زبان عربی ہے ، وہ بھی اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔

لغت کی اسناد آیات قرآنی سے

عیسائیوں اور نصرانیوں نے جو عربی کی ڈکشنریاں لکھی ہیں، ان میں اسناد کے طور پر قرآن کریم کی آیات کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس کو ثبت اور حکم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ صرف و نحو پر بحث ہوتی ہے تو بطور دلیل قرآن کی آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ لفظ و معنی پر بیان ہوتا ہے تو قرآن کے حوالوں سے اس کو ثابت کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم ایک اُمّی معجزہ

آج نہ مشرق نہ مغرب نہ عیسائی نہ یہودی کوئی بھی قرآن کریم کے مقابلہ پر کوئی کتاب پیش نہیں کر سکتا۔ پروفیسر ہیرو ورڈز جو علیگڑھ یونیورسٹی میں عربی زبان کے صدر شعبہ رہ چکے ہیں وہ جرمنی سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر تمام دنیا کا عربی لٹریچر جمع کیا جائے تو ان سب کے اوپر جو کتاب رکھی جائے گی وہ قرآن کریم ہے، یہ دائمی معجزہ ہے۔

غیر مذاہب کی تنگ نظری

کوئی وقت کوئی زمانہ اور کوئی قوم ایسی کتاب اور ایسی تعلیم پیش نہیں کر سکتی۔ یہودی قوم صرف اپنے آپ ہی کو خدا کی پیاری قوم گردانتی ہے، وہ دوسری قوموں کو جنٹائل کے نام سے یاد کرتی ہے، اس کے معنے ہیں کافر، وہ دوسری قوموں کو کتے اور سؤر کے نام دیتے ہیں۔ عیسائی اپنی قوم کو ہی نجات دہندہ قوم سمجھتا ہے باقی دوسروں کو دوزخی، جہنمی اور راندۂ درگاہ الٰہی جانتا ہے۔ یہی حال ہندو کا ہے۔ ہندو وہی ہے جو نسلاً ہندو ہے۔ باقی قومیں ملیچھ اور ناپاک ہیں، تو ہندو، عیسائی اور یہودی ان تینوں بڑی قوموں کے یہ اعتقادات قوموں میں نفرت پھیلاتے ہیں۔ قرآن کریم ان اعتقادات کی اصلاح کرتا ہے اور قوموں میں اتحاد کی بنیاد ڈالتا ہے۔ ہندو وہ ہے جو ہندو گھر میں پیدا ہوا ہو۔ یہودی وہ ہے جو نسلاً یہودی ہو، کسی کو ہندو یا یہودی بنایا نہیں جا سکتا۔

اسلام کی عالمگیر تعلیم

اسلام کی تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ زنگیوں کے ہاں حضرت لقمان پیدا ہوئے۔ زنگی اخلاق میں عرب سے بڑھ سکتا ہے۔ یہ تعلیم سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ حضورؐ نے اُمّی قوم کو قرآن سکھایا۔ دین کا فلسفہ سکھایا اور قوم کو مزکی اور مطہر بنا دیا۔ یہ بڑے مشکل کام ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔

مجدّدِ وقت اور آپ کا مشکل ترین کام

آج بھی ایک مجدد اس بات کا مدعی ہے کہ میں اسلام کی تجدید کے لئے آیا ہوں۔ لاحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ جو عمل قرآن کریم اور سنت اللہ سے مٹ گیا ہے اس کو زندہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن اس ماحول کے حالات زمانہ میں اور حضور کے حالات زمانہ میں فرق ہے آج بیسویں صدی میں تعلیم کا چرچا ہے، روشنی ہے سائنس ہے، فلسفہ ہے۔ ایسا شخص اگر فی الواقعہ خدا کی طرف سے نہ ہو تو وہ قدم قدم پر ناکام رہے گا۔ ایک جملہ عربی کا وہ بولے یا لکھے گا تو اس پر بحث کے لئے بیشمار آدمی کھڑے ہوں گے۔ علماء دین مشرق و مغرب میں کثرت سے ہیں وہ ان کو صرف و نحو، معانی و تفسیر میں زک نہ دے سکے گا وہ ان کو قرآن کے معارف بیان کرنے میں نیچا نہ دکھا سکے گا۔

حضرت مجدّدؒ کی تصانیف میں علم و عرفان

ان کی لکھی ہوئی کتب میں کتنا علم ہے، کتنا عرفان اور معرفت ہے۔ کتنی روشنی ہے۔ ہندو، عیسائی یہودی اور سکھ۔ آریوں، سناتنیوں کے مذاہب پر عبور ہے۔ صرف و نحو کی گہرائیوں سے وہ واقف ہے حدیث کی شرحوں کا اسے پورا مطالعہ ہے۔ قرآن کی باریکیاں وہ جانتا ہے۔ تاریخ سے پوری طرح واقف ہے۔

مجدّدِ زمانؑ کا چیلنج

اس شخص نے اپنا علمی تسلط جمایا ہے جس سے لوگ مرعوب ہوئے۔ حضرت صاحب اعلان کرتے ہیں کہ میں عربی زبان میں کتاب لکھنے والا ہوں۔ اس میں قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان ہوں گے۔ کوئی شخص ایسی فصیح زبان میں ایسے معارف و حقائق نہیں پیش کر سکے گا۔ کوئی آئے اور میرا مقابلہ کرے۔ یہ شخص پنجاب کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے۔ عربی اس کی زبان نہیں وہ دنیا جہان کے علماء کو چیلنج کرتا ہے ہندوستان کے سارے علماء مل کر اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ بیروت، مصر، مکہ، شام، اور شمالی افریقہ یہ تمام ممالک عربی دان ہیں، کوئی نہ اُٹھا جو حضرت صاحب کے اس چیلنج کو قبول کرتا اور اس کی مثل کوئی کتاب رقم کرتا۔ آپ کے مقابل پر صرف ایک ہی قوم نہ کھڑی تھی۔ سارے مسلمان آپ کے مخالف تھے عیسائی آپ کے دشمن، ہندو، سکھ، یہودی عیسائی اور مسلمان سب کے سب آپ کے مخالف اور دشمن مگر یہ علم و گیان میں سب سے سبقت لے گیا۔ دنیا کو ماننا پڑا کہ وہ علوم جو ان کی کتابوں میں ہیں وہ نہایت درجہ اعلیٰ مفید و معقول ہیں۔ وہ اور جو عرفان اور گیان ان کو نصیب ہے وہ اور کسی کو اس زمانہ میں نہیں ہے۔

امامِ دوران کی قائم کردہ جماعت

انہوں نے قوم کے اندر جذبۂ اسلام۔ ولولۂ دین اور خدمت قوم کا شوق پیدا کیا۔ ان کے فیض سے ایک جماعت تیار ہوئی جس کے اندر اسلام اور اس کی تبلیغ و اشاعت کا نہایت درجہ ولولہ اور جوش ہے جن کے دلوں میں خدمت دین کی لگن اور تڑپ ہے، یہ مشکل ترین کام ہے۔ قوم کو اخلاق سے پیراستہ کرنا نہایت مشکل کام ہے جو انہوں نے انجام دیا۔

پاکستان کے مسلمانوں کی حالت

اس مشکل کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ ہم پاکستانیوں میں اوّل دن سے یہ جذبہ تھا کہ پاکستان کو اسلامی سلطنت بنائیں گے لیکن سولہ سال کا عرصہ ہو گذرا ہے ہم اسلامی سلطنت اور اسلامی معاشرت پیدا نہ کر سکے۔ ہمیں اپنے اخلاق پر رونا آتا ہے۔ ہمارے کاروبار میں جھوٹ ہے۔ ہماری تجارت میں ملاوٹ ہے۔ ہمیں کاروباری دنیا قابلِ وثوق نہیں سمجھتی۔ ہم ان اخلاق کے مالک نہیں ہیں جن کی تلقین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، اور جن سے آپ نے قوم کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ ہم میں جذبہ تو ضرور موجود ہے۔ لیکن ۱۶ سال میں ہم کوئی نمونہ پیدا نہ کر سکے جس نمونہ کا پیدا کرنا خدا اور اس کے رسول نے تلقین کیا تھی، معلوم ہوا کام کا یہ حصہ نہایت مشکل ہے۔

جماعت احمدیہ کا کردار اور خدمات اسلام

امام وقت نے یہ کام بھی کر دکھایا ہے اور لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ آپکی جماعت خدا اور رسول کے احکام کی پوری طرح پر متابعت کرتی ہے۔ ایک مقدمہ میں ایک احمدی نے گواہی دی۔ جج نے پوچھا کہ تم احمدی ہو۔ گواہ نے کہا کہ مقدمہ سے اس کا کیا تعلق ہے۔ جج نے کہا کہ ہاں اس کا تعلق تو کوئی نہیں ہے۔ لیکن یہ گواہی جو تم نے دی ہے سوائے احمدی کے کوئی نہیں دے سکتا۔ سیالکوٹ میں جس مسجد میں ہم نماز پڑھتے ہیں وہاں پر مسجد کے سامنے سید حامد شاہ صاحب کے فرزند نے ایک شخص کو مُکا مار کر ہلاک کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر کے مقدمہ پیش ہوا۔ بیٹے کے خلاف باپ گواہ کے طور پر پیش ہوا سوال ہوا کہ کیا یہ آپ کا بیٹا ہے؟ جواب ملا جی ہاں۔ کیا اس نے فلاں شخص کو مکا مارا؟ جی ہاں۔ کیا وہ مرگیا۔ جی ہاں مرگیا۔ ڈپٹی کمشنر نے اس حق پرستی کی بناء پر ان کو بری کر دیا۔ مولانا عزیز بخش صاحب کو قرآن سے بے انتہا عشق تھا۔ اس پر عمل تھا۔ آپ سرکاری دفتر میں ملازم تھے۔ آپ دفتر سے نماز کے لئے غیر حاضر تھے۔ ڈپٹی کمشنر نے نوٹس لیا۔ مولانا مرحوم نے کہا کہ میں نماز کے لئے چلا گیا تھا صاحب نے کہا کہ یہ ڈیوٹی کا وقت ہے نماز کے لئے کیسے چلے گئے۔ مولانا مرحوم نے استعفیٰ لکھ کر پیش کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر حیران ہو گیا اور استعفیٰ واپس کر دیا اور آپ کو نماز کی اجازت

(باقی پر صفحہ [illegible])

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

الہام کے مطابق آخری تین سالوں کے حوادث کی تفصیل

(۳)

۱۹۰۷ء کے نشانات

گذشتہ دو قسطوں میں ۱۹۰۶ء کے ۲۵ نشانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ موجودہ قسط میں ۱۹۰۷ء کے نشانوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ڈوئی کا دعوے

(۲۶) امریکہ میں ایک شخص ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی نامی پیدا ہوا جس نے نبی اور رسول ہونے کا دعوے کیا اور بڑے زور شور سے یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ (نعوذ باللہ) اسلام کا خاتمہ کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہے اس کے علاوہ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کرتا تھا اور گندی گالیوں سے کام لینا اس کا شیوہ تھا۔ اپنے اخبار میں اس نے یہ الفاظ شائع کئے:۔

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے اے خدا تو ایسا ہی کر اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔"

حضرت مرزا صاحب کا چیلنج

سیدنا حضرت مرزا صاحب نے اس کی تعلّی اور گندہ زبانی کو دیکھ کر اسے مباہلہ کی طرف بلایا جس کا مضمون حضور ہی کے الفاظ میں یہ تھا:۔

"اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور میں خدا تعالےٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا اور نبیوں کے نوشتوں میں اس کا وعدہ تھا۔ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعوے رسول ہونے میں جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دکھ کے ساتھ مرے گا اور اگر مباہلہ نہ بھی کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔"

اخباروں میں چیلنج کی اشاعت

حضورؑ ... کے مندرجہ بالا مضمون کو امریکہ کے ۳۲ نامی اخباروں نے شائع کیا اور ڈوئی کو مقابلہ میں نکلنے کے لئے کہا یا ڈوئی نے ان کے مطالبہ سے تنگ آکر جو جواب دیا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

ڈوئی کا جواب

"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا"

ڈوئی کی زندگی اور اپنے شہر کے متعلق اس کا دعوے

پھر اپنے شہر صیہون جسے اس نے آباد کیا تھا اور جس میں وہ شہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا کیونکہ بڑے بڑے مالدار ہزاروں کی تعداد میں اس کے ساتھ ہو گئے تھے جو ہزاروں روپیہ سے اس کی امداد کر رہے تھے اپنے اس شہر کے متعلق اس نے لکھا:۔

"میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آ جائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹ جائے اے خدا ہمیں وہ وقت دکھلا"

اس کا یہ دعوے تھا:۔

"میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔"

حضرت مرزا صاحب کا اعلان

اس کے مقابلہ میں حضرت اقدس مرزا صاحب نے خدا سے الہام پا کر اس کے متعلق صاف الفاظ میں اعلان کیا:۔

"خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچے گا اور خدا جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کر کے دکھا دے گا۔"

۲۳ر اگست ۱۹۰۳ء کو ڈوئی کے مقابلہ میں جو اشتہار انگریزی میں شائع ہوا اس کے مندرجہ ذیل فقرے قابل غور ہیں جن کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"میں عمر میں ۷۰ برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے۔ لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی پرواہ نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ اب میں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے کامل اور قادر خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تو نے مجھے وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا اے قادر خدا میری دعا سن لے تمام طاقتیں تجھ کو ہیں"

اس بارے میں حضورؑ کے الہامات

مندرجہ بالا اشتہار جن الہامات کی بناء پر شائع کیا گیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) ۱۹ر اگست ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا:۔

"الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل"

جس طرح ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ویران کرنے کی مہم چلائی تھی اسی طرح ڈوئی نے بھی دعوے کیا کہ اس کی دعا سے خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ اسلام نابود ہو جائے گا۔ تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے۔ جس طرح ابرہہ ... خانہ کعبہ کو ویران کرنے کی کوشش میں خود ہی ہلاک ہو گیا اسی طرح ڈوئی کے متعلق بھی خدا نے سیدنا حضرت مرزا صاحب کو بتلایا کہ خانہ کعبہ کو ویران دیکھنے

کی تمنا رکھنے والے ڈوئی کا اپنا شہر صیحون بربادی کا شکار ہو جائے گا۔ اسلام کو نابود اور مسلمانوں کو ہلاک دیکھنے کی آرزو رکھنے والا خود ہی ہلاکت کے اتھاہ گڑھے میں گر کر نابود ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

(۲)۔ اس سے چند روز قبل یہ الہام ہو چکا تھا۔

" انی اری الرحمان حل غضبہ علی الارض۔"

الارض کے لفظ میں اگرچہ عمومیت ہے لیکن شان نزول کے لحاظ سے اس سے مراد خصوصیت سے ارض صیحون ہی ہے۔

(۳)۔ پھر ۲۰ اگست کو الہام ہوا :۔

" کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی "

یعنے خدا کا یہ حتمی فیصلہ ہے کہ وہ اور اس کے فرستادہ ہی غالب آیا کرتے ہیں۔ اس لئے ڈوئی کے مقابلہ میں حضرت اقدس مرزا صاحب کو ہی غلبہ حاصل ہوگا۔

(۴)۔ پھر ۲۲ اگست کو الہام ہوا :۔

" خدا کی پناہ میں عمر گذارو "

یعنے تم اللہ تعالےٰ کی پناہ میں ہو اس لئے ڈوئی کی دعاؤں کا تم پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ بنا دریں تم پورے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ مندرجہ بالا الہامات کے بعد حضور نے ۲۳ اگست کو وہ اشتہار شائع کر دیا جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

مہلت کا قانون

قرآن کریم ہمیں بتلاتا ہے کہ سرکش لوگوں کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ڈھیل ملا کرتی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ویمدھم فی طغیانھم یعمھون یعنے خدا تو اپنے قانون کے ماتحت ایسے سرکش لوگوں کو مہلت دیتا ہے لیکن وہ اس سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے اپنی سرکشی میں حد سے بڑھتے چلے جاتے ہیں جس کا نتیجہ آخر الٰہی گرفت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے چنانچہ اسی قانون الٰہی کے ماتحت جب ڈوئی کی سرکشی حد سے بڑھ گئی اور وہ بجائے اس مہلت سے فائدہ اُٹھانے کے گستاخ سے گستاخ تر ہوتا چلا گیا تو اشتہار مندرجہ بالا کے ۲½ سال بعد الٰہی گرفت نے اپنا رنگ دکھلایا اور مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں اللہ تعالےٰ کے تمام الہاموں کو سچا ثابت کرتے ہوئے واصل جہنم ہو گیا چنانچہ اس کی تباہی سے قبل حضور کو مندرجہ ذیل الہامات ہوئے :۔

مزید الہامات

(۵)۔ یکم فروری ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا :۔

" روشن نشان۔ ہماری فتح ہوئی "

پھر ۹ فروری کو الہام ہوا :۔

" انک انت الاعلیٰ "

یعنے ایک روشن نشان ظاہر ہونے والا ہے جس میں تمہاری فتح ہوگی اور اس شخص کے مقابلہ میں تمہیں ہی غلبہ حاصل ہوگا، پھر الہام ہوا

(۶)۔ " ان اللہ مع الابرار "

یعنے خدا کی معیت ہمیشہ ابرار کے ہی شامل حال ہوا کرتی ہے۔

(۷) پھر الہام ہوا :۔

" انت من الابرار "

یعنے تو ابرار میں سے ہے اس لئے خدا کی معیت تیرے ہی شامل حال ہوگی۔

(۸)۔ پھر اس کے ساتھ الہام ہوا :۔

" تمام دنیا میں سے ایک "

اس الہام میں حضور کے بلند مقام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس وقت دنیا میں تم ہی ایک شخص ہو جس کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے ہاتھ پر خدا کے عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور جس کی دعا اور توجہ سے دشمنان اسلام زک پر زک اُٹھاتے چلے جا رہے ہیں اور جس کے ذریعہ حضرت نبی کریم صلعم کی وہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے جو مسیح موعود کے متعلق آنحضور صلعم نے ان الفاظ میں فرمائی فلایحل لکافر یجد من ریح نفسہ الا مات ونفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ اب دیکھ لو کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کی نظر امریکا پر جا پڑی تو حضور کی دعا نے وہاں پہنچکر اپنا اثر دکھایا اور ایک دشمن اسلام مفتری علی اللہ کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ اس سے بڑھکر حضور کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے جتنے شخصوں کی طرف حضور نے توجہ کی وہ سب کے سب ہلاک ہوئے۔ ویسے بھی ڈوئی جیسے دشمن اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کو گالیاں دینے والے کے خلاف اگر کسی نے غیرت دکھلائی اور اسے روحانی مقابلہ کے لئے للکارا تو وہ تمام مسلمانوں میں حضور ہی ایک شخص تھے۔

(۹)۔ پھر ۱۲ فروری کو الہام ہوا :۔

" ایک اور خوشخبری "

اس سے بڑھکر اور کیا خوشخبری ہو سکتی ہے کہ ڈوئی جیسا دشمن اسلام جو اسلام کی تباہی کو دیکھنے کا متمنی تھا خدا تعالےٰ کی پیشگوئیوں کے مطابق انتہائی ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم کی راہ لے۔

(۱۰)۔ اس کے ساتھ ہی الہام ہوا :۔

" نفتح علیک "

ہم تیری ثنا کا سامان کر دیں گے۔ ڈوئی کے متعلق حضور کی پیشگوئی نے پورا ہو کر حضور کو فی الحقیقت قابل ثنا بنا دیا۔

(۱۱)۔ اس کے ساتھ ہی الہام ہوا :۔

" الخیر و البرکۃ "

اسلام کی برتری دیگر مذاہب پر

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ڈوئی کی پیشگوئیوں کے ماتحت ذلت آمیز موت اسلام اور اہل اسلام کے لئے یقیناً خیر و برکت کے سامان اپنے اندر لئے ہوئے تھی جیسا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ :۔

" اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے "

ڈوئی کی موت نے اسلام کی سچائی اور عیسائی مذہب کے عقائد کے غلط ہونے پر مُہر لگا دی اس کے ساتھ ہی حضور نے یہ بھی لکھا تھا :۔

" میں خدا تعالےٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا اور نبیوں کے نوشتوں میں اس کا وعدہ تھا "

پس ڈوئی کی موت نے اگر ایک طرف حضرت مرزا صاحب کے سچا مسیح ہونے کو ثابت کر دیا تو ساتھ ہی اس بات کو بھی پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا کہ خدا کا پسندیدہ مذہب اسلام ہی ہے جس کی کامل پیروی کے نتیجہ میں انسان اس بلند روحانی مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے کہ وہ مسیح موعود کے عالی منصب پر کھڑا کیا جائے۔ پس مسیح موعود کا اُمت مسلمہ میں ظاہر ہونا بھی اسلام ہی کی سچائی پر زبردست دلیل ہے۔ پس اس پیشگوئی سے حضرت مرزا صاحب کی سچائی کا ثابت ہونا بھی اسلام کی سچائی کے ثابت ہونے کے ہی مترادف ہے۔

(۱۲)۔ پھر ۹ فروری کو بھی الہام ہوا :۔

" العید الاٰخر تنال منہ فتحاً عظیما "

چنانچہ حضور نے اس الہام کے متعلق جو تفہیم ہوئی اسے ان الفاظ میں لکھا :۔

" ۹ فروری ۱۹۰۷ء کو مجھے یہ الہام ہوا انک انت الاعلیٰ یعنے غلبہ تجھی کو ہوگا اور اسی تاریخ کو مجھے یہ الہام ہوا العید الاٰخر تنال منہ فتحاً عظیما یعنے ایک اور خوشی کا نشان تجھ کو ملے گا جس سے ایک بڑی فتح تیری ہوگی جس میں یہ تفہیم ہوئی کہ ممالک شرقیہ میں تو سعد اللہ لدھیانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتے میں ہی نمونیا پلیگ سے مر گیا یہ تو پہلا نشان تھا اور دوسرا نشان اس سے بہت ہی بڑا ہوگا سو وہ

(باقی بر صـــ)

مغربی مفکّرین کے ذہنی اضطراب کا علاج اسلام میں

الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ

هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و کفی بالله شهیدا ...... (سورۃ الفتح)

میں کچھ بیمار ہوں مگر جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر آپ بھائیوں کی ملاقات کو غنیمت جان کر حاضر ہو گیا ہوں۔ میرے ایک بھائی راولپنڈی سے ہیں۔ میں ان کا نام نہیں جانتا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ ہم یوں تو یورپ کے حالات کو مبلغین کرام سے سنتے رہتے ہیں، اور ان کے بیانات اخبار اور رسائل میں پڑھتے رہتے ہیں آپ بھی وہاں ہو کر آئے ہیں۔ آپ نے وہاں کے حالات و واقعات دیکھے اور پرکھے ہیں لہذا اس موقعہ پر آپ یورپ کے چشم دید حالات ہمیں سنائیں اس تحریک نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہاں کے حالات سے آپ کو مطلع کروں۔

مایوس کن حالات میں غلبۂ اسلام کی پیشگوئی

میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس میں اسلام کے غلبہ کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اگر اس آیت کریمہ کی شان وحی اور وقت نزول کے پس منظر پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ آیت کریمہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب حضور کے پاس چند ہی آدمی تھے، کوئی بڑی جماعت اور گروہ ساتھ نہ تھا۔ بے سرو سامانی کی حالت تھی۔ بے بسی اور مایوسی کی کیفیت تھی۔ ظاہری سامان کچھ نہیں تھے حکومت نہیں تھی، دولت نہیں تھی۔ چند سرفروش ساتھ تھے۔ ان کو بھی مخالفین مارتے پیٹتے رہتے تھے۔ ہر قسم کا جور و جبر روا رکھا جاتا تھا۔ مصیبت کا سامنا تھا۔ ایسے حالات میں اس پیشگوئی کا نزول اور پھر اس کا پورا ہونا خدا تعالٰے کے کرشموں میں سے ہے۔ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کمزوری اور بے سرو سامانی کے وقت فرماتے تھے کہ اسلام کامیاب ہوگا۔ دین اسلام کا غلبہ ہوگا۔

عظیم الشان روحانی اور جسمانی انقلاب

یہ سن کر مشرک اور مخالف دشمن اس کو جنون اور دیوانگی کہتے تھے۔ مگر زمانے نے دیکھ لیا اور مفکر لوگ اس امر کے شاہد ہیں کہ حضور رحمۃ للعالمین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی چند سالوں کے اندر پوری ہو گئی۔ کمزوروں کو طاقت مل گئی۔ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ بے بسی کے دن تمام ہوئے ناتوانی جاتی رہی۔ دین کو نصرت ملی۔ وہ انقلاب جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا وہ صرف روحانی ہی نہیں بلکہ بہت بڑا جسمانی انقلاب بھی تھا۔ عصبیتیں دھل گئیں۔ لوگوں کے دل صاف ہو گئے۔ بدیاں اور بدکاریاں ختم ہو گئیں۔ نصرت الٰہی سے حضور صلعم بیس سال کی مختصر مدت میں فاتح اور بادشاہ ہو گئے مسلمانوں کو خدا تعالٰے نے کامیابی بخشی۔

دین کے ساتھ ساتھ خدا تعالٰے نے مسلمانوں کو دنیا بھی دے دی۔ ان کی حکومتیں قائم ہوتی چلی گئیں بادشاہتیں قائم ہو گئیں۔ دین و دنیا کی ہزار ہا نعماء سے سرفراز ہوئے اور انہوں نے عالم انسانیت میں وہ انقلاب برپا کیا جو تمام دنیا کے لئے نمونہ اور مشعل راہ ہے۔ حکمرانی ان کے قدموں میں آ گری اور جہانبانی ان کے گھر کی لونڈی ہو کر رہ گئی۔ یہ کس لئے؟ صرف اس لئے کہ وہ خدا کے ہو گئے اور خدا ان کا ہو گیا۔ اور خدا نے ان کے لئے دنیا جہان کی سرفرازی کا دامن پھیلایا۔

اسلام کے انحطاطی دور میں قادیان سے غلبۂ اسلام کی پیشگوئی

اسی طرح قادیان کے ایک غیر معروف گاؤں سے ایک درویش اٹھتا ہے۔ وہ کسی یونیورسٹی کا فارغ التحصیل نہیں۔ علم و حکمت نہیں جانتا۔ باہر کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ دینی ادبار کا دور ہے۔ مذہب تنزل کا شکار ہے۔ مادیت اور دہریت کا دور دورہ ہے اسلامی سلطنتیں مٹتی نظر آتی ہیں ایسی بے سرو سامانی کے وقت یہ درویش اٹھتا ہے اور بآواز بلند کہتا ہے کہ بے شک اسلام اب مغلوب ہے۔ اس پر نکبت کی حالت طاری ہے۔ لیکن وہ پھر غلبہ حاصل کرے گا اور وہی دنیا کا غالب مذہب ہوگا۔ یہ اعلان نکلا ہے اس وقت ایک جوتی کی بڑے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تھا کہ نہ تلوار ہے، نہ دولت ہے غربت اور افلاس ہے، کوئی حکومت و اقتدار حاصل نہیں ایک دنیا مخالف ہے۔ اپنے دشمن ہیں۔ مخالفت کی انتہا نہیں لیکن ایسے وقت میں اعلان کیا جاتا ہے۔

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد"

پھر خواب میں دیکھتے ہیں کہ میں لندن کے شہر میں منبر پر چڑھ کر اسلام پر تقریر کر رہا ہوں۔ اور چھوٹے چھوٹے درختوں پر سفید پرندے بیٹھے ہیں جن کو میں پکڑ رہا ہوں۔ کون انسان گمان کر سکتا تھا کہ یہ الہام اور خواب کسی وقت سچے ثابت ہوں گے۔

ماموریں کا جذبہ و جوش اور پُر درد دعائیں انقلاب کا موجب ہوتی ہیں

یہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ میں کامیاب ہوں گا اور خدا میرے ساتھ ہے، اور کہ دنیا کا غالب مذہب اسلام ہوگا۔ واقعات اس کو سچا ثابت کر رہے ہیں۔ جس وقت کوئی مامور آتا ہے تو حالات بظاہر مخالف ہوتے ہیں۔ کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آیا کرتی۔ لیکن وہ ایک صداقت کا جوش لے کر آتا ہے۔ ایک جذبہ سے معمور ہو کر آتا ہے۔ خدا کی حمایت تائید اور نصرت اس کے دامن میں ہوتی ہے۔ وہ دنیا کی بھلائی اور بہبودی اور اصلاح کے لئے آتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں جا کر چھپ چھپ کر دعائیں کرتے تھے۔ کس لئے؟ کیا اپنے لئے؟ نہیں بلکہ دنیا اور دنیا کے انسانوں کے لئے کرتے تھے یہ جو فرقہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اور مجددین کا ہوتا ہے وہ اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے ریاضتیں کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کی ریاضتوں اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آپ نے دیکھ لیا کہ اسلام ان لوگوں تک پہنچا جو اب تہذیب و تمدن کے مدعی بن گئے حالانکہ اس وقت ان کی اپنی کوئی تہذیب نہ تھی۔ ان کا اپنا کوئی تمدن نہ تھا۔ سب سے پہلے علم و حکمت کی یونیورسٹی اسلام اور مسلمانوں نے قائم کی۔ آج انہی کے پڑھائے ہوئے یورپین لوگ اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔

عیسائیت آخری لمحوں پر

مجھ سے پہلے بعض مبلغین نے مغرب کے حالات پیش کئے ہیں۔ میں بھی اپنے چشم دید حالات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو میں نے مغربی دنیا میں دیکھے۔ اب وہ زمانہ ہے کہ انسان بحث و مباحثہ اور تخیلی عقائد سے تنگ آ چکا ہے۔ وہاں کوئی بحث اور مناظرہ اور مجادلہ نہیں کیا جاتا وہاں عیسائیت خود بخود مٹتی چلی جا رہی ہے اور اپنے آخری لمحوں پر سسک رہی ہے۔ وہ آزاد خیال لوگ ہیں۔ آزاد منش ہیں، اب عیسائیت سے لوگ بیزار نظر آ رہے ہیں۔ سو اے محترم بھائیو، آپ کے لئے میدان صاف ہے اب ضرورت ہے اس بات کی کہ ان لوگوں کو اسلام کے ہمہ گیر اور فطری مذہب سے روشناس کرایا جائے آج یورپ کا مفکر مسیح کے معجزاتی عقائد پر ایمان

نہیں رکھتا۔ وہ مسیح کے ابن اللہ ہونے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور تجسیم اور کفارہ وغیرہ سبھی اور غلط عقائد کو چھوڑ چکا ہے۔ یورپ کے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰے کوئی تاریخی شخصیت نہیں ہیں۔ مغرب نے اسلام کے نقطہ نظر پر غور و فکر شروع کر دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ دو ہزار سال قبل جب جہالت و بے علمی کا راج تھا اس وقت تو مسیحیت کے عقائد قابلِ قبول ہو سکتے تھے۔ مگر آج کی دنیا کا علم اور عقل و خرد اس کو تسلیم نہیں کرتا۔

ووکنگ مسلم مشن کے حالات

میں ووکنگ کے حالات دیکھ کر آیا ہوں۔ ووکنگ نے اسلام کو مغربی دنیا سے متعارف کرنے کے لئے تاریخی کردار ادا کیا ہے وہاں آپ کی مساعی جمیلہ بڑی کامیابی و کامرانی سے جاری و ساری ہیں۔ وہاں کے لوگ بیدار ہو رہے ہیں۔ عیسائی دنیا میں ہلچل پیدا ہو گئی ہے حکومت خود پریشان ہے کہ یورپ اور امریکہ میں مسیحی عقائد ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ اور وہ موجودہ حالات پر سوچ و بچار کرنے پر مجبور ہے۔ بھائیو یہ وہ حالات ہیں جو ہمیں چوکنا کرتے ہیں۔ ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ آج یہ عہد پورا کرنے کا وقت ہے۔ وہ دن قریب ہیں کہ مغرب کے لوگ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوں۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

ہالینڈ میں جہاں میں نے اسلامی مشن کھولا ہے وہاں بھی میں گیا ہوں اور وہاں کی اسلامی سرگرمیوں کا بچشم خود جائزہ لیا ہے، وہاں پادریوں، لیڈروں، اور مفکروں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ وہ لوگ اسلام اور اسلامی تعلیم کے متعلق سوال و جواب کرتے ہیں۔ وہاں اسلامی تعلیمات سے کما حقہٗ روشناس کروانے کے لئے عربی کلاس جاری کی گئی ہے وہاں لڑکے لڑکیاں پڑھنے کے لئے آتے ہیں اور رات کو تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے مشن ہاؤس پر لیکچروں کا انتظام کیا گیا۔ اس میں ایک رومن کیتھولک آیا۔ اس نے اعتراف کیا کہ جو کچھ ہم نے اسلام کے متعلق سنا اور پڑھا ہے وہ کافی نہیں ہے۔ جب تک ہم مکمل طور پر بذات خود اسلام کا مطالعہ نہ کریں۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کے اندر احساس کمتری تھا اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہوئے شرماتے تھے۔ آج یہ حالت ہے کہ میں جو دین و مذہب سے پوری طرح علم نہیں رکھتا اور نہ کوئی مقرر اور خطیب ہوں میں بھی وہاں اسلام پر تقریر کرنے کی جرأت رکھتا ہوں اور جو مبلغ وہاں کام کر رہے ہیں ان کا تو کیا ہی کہنا ہے۔ وہاں وعظ و تلقین سے بڑھ کر اصل ضرورت نمونہ اور کردار پیش کرنے کی ہے اصل کامیابی اسی میں مضمر ہے خدا کا کرشمہ ہے کہ وہ لوگ جو مغربیوں کے زبان و کلام سے واقف نہیں تھے۔ وہاں گئے نمونہ اور سیرت لے کر گئے اور وہاں اعلائے کلمۃ اللہ کا فرض ادا کیا۔

جرمن مشن

جرمن مشن کامیاب مشن ہے۔ حضرت امیر نے وہاں مسجد بنوائی ہے جو بے نظیر ہے اسلام کے شایان ہے۔ آپ نے جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور اب اس مشن سے جرمنوں کے دلوں کو منور کرنے کے لئے سامان ہو رہے ہیں۔

رُوحانی دولت سے مغرب میں تبلیغ کریں

میں اپنے اصل مدعا کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم وہ حق ادا نہیں کر رہے جو ہمیں ادا کرنا چاہیئے۔ اب ذہن صاف ہے۔ ہموار ہے۔ میدان کھلا ہے۔ وہاں بیج بو دیا گیا ہے، اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ آپ جا کر اس کی آبیاری کریں میں حالات کو دیکھتا ہوں وہاں کے لوگ اسلام سے اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس سامان موجود نہیں دولت نہیں، ذرائع نہیں۔ وسائل نہیں۔ لیکن میرے بھائیو! روحانی سلسلے ان مادی اسباب کے محتاج نہیں ہوا کرتے۔ ان میں روحانی قوت ہوتی ہے سیرت کی تاثیر ہوتی ہے۔ کردار کے نمونے ہوتے ہیں۔ ایک جذبہ اور جوش ہوتا ہے۔ روپیہ اور ذرائع خدا بعد میں خود پیدا کر دیتا ہے۔ مغرب میں علم ہے سائنس کی بے پناہ دولت ہے۔ وہاں آپ روحانی دولت لے کر جاؤ۔ میں یہ باتیں کسی خوش فہمی میں نہیں کر رہا بلکہ عین حالت بیداری اور عقل و ہوش سے کر رہا ہوں۔

طالب علم یورپ جا کر تبلیغ کریں

ہم میں سے جو طالب علم ہیں وہاں چلے جائیں یورپ کا نقشہ اب تبدیل ہو چکا ہے وہ اسلام کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ یورپ کو اب مسلمان واعظین کی ضرورت ہے۔ ہمارے اندر ایک تنظیم اور پروگرام ہونا چاہیئے۔ جلسوں، اور جلوسوں سے کام نہیں ہوتے ہمارے ذمہ کچھ فرائض ہیں ان کو پورا کریں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا یہی وقت ہے۔

قریہ قریہ پھر کر تبلیغ کریں

یورپ کے اندر قریہ قریہ پھر کر تبلیغ کریں سامان کی قلت۔ ذرائع کی کمی اور تنگ دامانی کی شکایت نہیں کرنا چاہیئے۔ خدا خود ان کی راہیں استوار کر دے گا۔ ہمارے پاس اعتقادات جو ہیں وہ عظیم الشان طاقت رکھتے ہیں۔ ان میں بڑی جاذبیت اور تاثیر ہے۔

مغربی مفکرین کے دلی اضطراب کا علاج اسلام میں

احمدیت اسلام کی خدمت کی تحریک ہے یہ کوئی فرقہ نہیں۔ اسلام فطرت کا مذہب ہے۔ اور یہ مغربی مفکرین کے دلی اضطراب کا علاج ہے۔ ان کو اسلام کی ضرورت ہے جو ان کی روح کو اطمینان اور سکون سے ہمکنار کرے۔ دولت و مال سے تسکین و اطمینان میسر نہیں آ سکتا اور یہ خدا سے تعلق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

طریق تبلیغ میں تبدیلی کی ضرورت

آپ ایک سکیم بنائیں۔ کہ آپ میں سے کونسے احباب ہیں جو تبلیغ دین یورپ کی سرزمین میں کر سکتے ہیں۔ ان کے ذرائع کیا ہیں۔ یہ کام اور کسی کا نہیں حضرت مسیح موعودؑ کی قوم کو اس کے لئے مختص کر دیا گیا ہے حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ کام اسی سے ہوگا جو مجھ سے ہے اور میری شاخ ہے۔ آپ قرآن کو لے کر وہاں چلے جائیں خدا خود جگہ بنا دے گا۔ اب آپ کو طریق کار کچھ بدلنا چاہیئے۔ آج صرف کیمبرج آکسفورڈ یا لندن کی یونیورسٹیوں میں لیکچر دے دینا کافی نہیں ہے یہ کام اب ختم ہو چکا ہے۔ جب تک ہمارے دل کے اندر تحریک نہ ہو کچھ نہیں ہوگا۔ نو مسلمین سے کوئی رابطہ قائم کریں۔ کوئی منظم طریقہ اختیار کریں۔

نو مسلموں سے رابطہ کی ضرورت

ہمارے مشنوں سے ہزارہا لوگ مسلمان ہوئے ہیں مگر ہمیں علم نہیں کہ وہ کہاں رہتے ہیں اور کہاں نہیں رہتے۔ ان سے رابطہ پیدا کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا جائے۔

دُعا

خدا سے دعا کریں کہ ہمیں توفیق دے طاقت دے کہ جہاں تک ہمارے بس اور طاقت و قدرت میں ہے اسلام کا پیغام لے کر دنیا میں جائیں تاکہ جب قیامت کے دن ہم خدا اور رسول کے آگے جائیں تو سرخرو ہو کر جائیں۔

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

(مسیح موعودؑ)

محمد حسین اشٹیکر۔ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

اسلام اور عیسائیت جنوبی افریقہ میں
کیپ ٹاؤن میں تحریک احمدیت کی تبلیغی سرگرمیاں

مکرمی و محترمی جناب قبلہ شیخ غلام قادر صاحب ڈار۔ افسر فاؤن منشر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کئی دنوں سے مجھے یہ خیال آتا رہا کہ ایک مضمون لکھ کر آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔ تبلیغ احمدیت سے جس طور پر اور جس قدر دنیا کا کثیر حصہ روشناس ہو رہا ہے وہ کسی بیان کا محتاج نہیں چند روز پیشتر ...... جناب مرزا معصوم بیگ صاحب کا ایک خط موصول ہوا تھا۔ انہوں نے اس امر کی طرف میرا خیال رجوع کیا کہ جماعت کی تبلیغی سرگرمیاں اور کارگزاری لکھ کر بھجوایا کروں۔ یہ کام صاحب قلم کا ہے لہٰذا اگر مندرجہ مضمون میں تسلسل نہ پایا جائے یا اور کوئی نقص ہو تو امید کرتا ہوں کہ آپ و دیگر قارئین کرام اس خامی کو نظر انداز کر دیں گے۔

محمد حسین اشٹیکر

جنوبی افریقہ میں تحریک احمدیت

لاہور احمدیہ تحریک سے براہ راست فائدہ اٹھا کر کیپ ٹاؤن میں انجمن کی شاخ کی بنیاد جناب داؤد صاحب سانڈوس نے ۱۹۵۶ء میں ڈالی۔ مقامی مولویوں اور علماء نے بڑی شدت کے ساتھ مقابلہ کیا اور بہتیرا چاہا کہ اس شاخ کو کاٹ کر پھینک دیا جائے مگر ربانی مصلحت کے تحت یہ شاخ اور بھی ہری بھری نظر آنے لگی۔ علماء نے جھوٹے اور بے بنیاد چیلنج دے کر ایسی منہ کی کھائی کہ اب منہ کھولنے سے گریز کرنے لگے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ احمدیہ تحریک کسی دنیاوی مفاد یا مصلحتوں کی خاطر ہرگز وجود میں نہیں آئی۔ بلکہ ایک ایسے عظیم الشان مقصد کو پورا کرنے آئی ہے جس سے ہی انسان کو سچی راحت قلبی حاصل ہو سکتی ہے اور وہ ہے وجاھدھم بہ جہاداً کبیراً۔

سچائی کی خاطر محبت و محنت سے جب انسان اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ ایسے مخلص بندوں کا حامی و مددگار بن جاتا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے جسے میں بطور دلیل پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مقامی جماعت کے بانی جناب سانڈوس صاحب کی نہ تو دینی تعلیم ہوئی اور نہ دنیوی۔ ابتدائی مدرسہ ... PRINIRRY SCHOOL میں آپ نے دوسری جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد صاحب چونکہ بنگال سے آئے ہوئے تھے مالی حالت کے پیش نظر تعلیم نہ دلوا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی آپ عربی عبارت نہیں پڑھ سکتے۔ مگر اس قدر معمولی تعلیم کے باوجود تن تنہا احمدیت کی تبلیغ اس زور و شدت کے ساتھ کی اور کرتے ہیں کہ جنوبی افریقہ کے مسلمان جن پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا ایک دم سے بیدار ہو گئے بالخصوص علماء نے آپ کی موجودگی کو اپنے لئے نقصان دہ محسوس کر کے مخالفانہ حملے کئے جس کا نتیجہ ان کے مقاصد کے خلاف نکلا۔ اور آخر کار اب علماء کی اتنی بڑی جماعت اس قدر خاموشی اختیار کر گئی ہے کہ اب ان کی آواز تک سنائی نہیں دیتی۔

تحریک احمدیت کا اثر دیگر ادیان پر

تحریک احمدیت کا اثر دیگر ادیان پر عموماً اور عیسائیوں پر خصوصاً جو کچھ پڑا ہے اسے اب حال کا کوئی مؤرخ نظر انداز نہیں کر سکتا۔ مخالف علماء کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ اسلام پر کئے ہوئے ہزاروں اعتراضات کا دندان شکن جواب یہی جماعت دے رہی ہے۔ مغربی ممالک میں ... خاتم الانبیاء کی ذات پاک پر تیر برسائے گئے ہیں۔ جس کا ثبوت آج ان کی کتب میں پایا جاتا ہے اور جسے عیسائی مشنری مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ان زہر آلود کتب کا تریاق اس چھوٹی سی جماعت کے ہی کے پاس ہے۔ یہی لوگ ہیں جو اس زمانہ کے مجدد کے روحانی سائے میں رہ کر دنیا کو ایسا عظیم الشان لٹریچر بہم پہنچا رہے ہیں جس کی طرف دنیا جھک رہی ہے۔ عیسائی ممالک غلبۂ اسلام کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور اپیلوں پر اپیلیں کر رہے ہیں کہ اسلام بڑی تیزی سے دنیا میں پھیل رہا ہے لہٰذا ہمیں اپنے عزم مضبوطی سے جمانے چاہئیں۔ براعظم افریقہ کے متعلق تو عیسائیوں کو یقین ہو گیا ہے کہ افریقی یا تو کمیونسٹ ہو جائیں گے یا مذہب اسلام قبول کر لیں گے۔

عیسائی مشنریوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں اور ان کا جواب

دنیا کے تمام طبقوں میں عیسائی مشنریوں کا سب سے بڑا اور اعلیٰ کام یہی رہا ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء کی بڑی سے بڑی تصویر کھینچ کر اپنے خبث باطن کا ثبوت دیتے ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں کیپ ٹاؤن کے سینٹ جارج کیتھیڈرل ST GEORGE CATHEDRAL میں دو مختلف دنوں میں REV. HAMPSON نے دو لیکچر "اسلام" پر اور "اسلام اور عیسائیت" پر دیئے لیکچروں کے اختتام پر مسٹر ہمپسن نے اپنا لکھا ہوا ٹریکٹ کراس آر کریسنٹ CROSS OR CRESCENT حاضرین میں مفت تقسیم کئے۔ ان دونوں لیکچروں میں مقامی علماء نے شرکت نہیں کی۔ لیکن مسٹر سانڈوس چند دوستوں کے ہمراہ گرجا میں گئے اور دونوں لیکچروں میں برابر شریک رہے۔ اور دو ہفتہ بعد ما ہوار میڈی ایٹر میں اس کا جواب لکھ کر شائع کر دیا۔ بارہ صفحات پر مشتمل جواب REV. HAMPSON کے لئے ایک مہنگا سودا ثابت ہوا۔ انہوں نے اپنے ٹریکٹ میں ہمارے نبی کریم صلعم کو معاذ اللہ جھوٹا نبی قرار دیا تھا اور متی کی انجیل سے یہ حوالہ پیش کیا تھا۔

"اس وقت اگر تم سے کوئی کہے کہ مسیح
یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا
کیونکہ جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے"

محترم سانڈوس صاحب نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ انجیل کا یہ حوالہ خود عیسائی مذہب کے مختلف فرقوں پر ہی صحیح طور پر چسپاں ہوتا ہے کیونکہ ہر فرقہ اپنی اپنی جگہ خواہ وہ کیتھولک ہو یا پروٹسٹنٹ یا انگلیکن، یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ مسیح ہمارے پاس ہے لہٰذا نجات چاہتے ہو تو ہماری طرف آؤ۔ تمام کے تمام فرقے یہی کہتے ہیں کہ نجات کا ذریعہ ہمارے پاس ہے۔ محترم سانڈوس صاحب نے مزید تشریح کرتے ہوئے جواب دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ دعوے نہیں کیا کہ آؤ میرے یہاں آؤ میں آپ کو بچا لوں گا۔ یا یہ کہ میں مسیح ہوں۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ میں آپ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ لہٰذا انجیل کی یہ پیشگوئی تمام عیسائی فرقوں کے باطل عقائد و دعاوی کے بارہ میں پوری ہو گئی۔ اور ہرگز ہرگز نبی کریمؐ کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔ سانڈوس صاحب جوابی پرچے لے کر اسی گرجا میں پہنچے اور تمام حاضرین جو کہ ۸۰۰ کے قریب تھے ان میں تقسیم کر دیئے۔

اسلامی ٹریکٹ کا اثر

اس چھوٹے سے جوابی رسالے کا اثر جو ہوا ہے اسے بھی ...... لیجئے:-

CAPE TIMES DATED 4 12/59 میں یہ مضمون شائع ہوا:-

"ANGLICANS SEE CALLENGE BY MOSLEMS."

ISLAM WAS MAKING HEAD-WAY IN THE PENINSULA AT AN ALARMING (PRECENTOR OF ST. GEORGE'S CATHEDRAL), CAPE TOWN SAID WHEN PRESENTING THE REPORT OF THE DIOCESAN MISSION TO MOSLEMS AT THE ANGLICAN DIOCESAN SYNOD IN CAPE TOWN, MR. BURRIDGE SAID: "WE ARE NOT WINNING CHRISTIANS IN THE WAY WE SHOULD. MOST PEOPLE, BOTH IN THE CLERGY AND LAITY, DO NOT REALIZE A BATTLE IS GOING ON, WE ARE LOSING THAT BATTLE, SOME TIMES THROUGH INTER-MARRIAGE OR FOR POLITICAL REASONS.

MUCH IGNORANCE

THERE IS SO MUCH ------ IGNORANCE ABOUT THESE CHALLENGERS TO OUR FAITH, I HAVE HEARD IT ASKED: "WHAT ARE THESE MOSLEMS? ARE THEY NOT A BRANCH OF CHRISTIANITY?"

WE MUST WORK TOGETHER TO COMBAT THIS. WE HAVE PUBLISHED A BOOKLET "WHAT CHRISTIANS SHOULD KNOW" ABOUTT THE CHRISTIAN AND MOSLEM FAITHS. ALREADY IT HAS BEEN COUNTERED IN A MOSLEM PUBLICATION."

ترجمہ: کیپ ٹائمز۔ مورخہ ۱۲/۵۹ ۶۴

بعنوان "اینگلیکن عیسائیوں کو مسلمانوں کا چیلنج"

سینٹ پال کیتھڈرل کیپ ٹاؤن کے پریسنٹر ریورنڈ جے ای BURRIDGE نے کیپ ٹاؤن کے ANGLICAN DIOCESAN SYNOD DIOSESON کے سامنے مسلمانوں کی طرف مشن کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام اس جزیرہ نما میں خطرناک حد تک آگے بڑھ رہا ہے۔ مسٹر BURRIDGE نے کہا کہ ہم مسلمانوں کو عیسائیت میں اس طرح نہیں لا رہے جتنا چاہیئے، پادریوں اور عوام دونوں میں سے بہت سے اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ایک جنگ جاری ہے۔ ہم اس لڑائی کو بین الاقوامی شادیوں اور سیاسی وجوہات کی بناء پر ہارتے جا رہے ہیں۔

جہالت بہت ہے

ہمارے مذہب کو ان چیلنج دینے والوں کے متعلق جہالت بہت ہے میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ "یہ مسلمان کون ہیں؟ کیا یہ لوگ مسیحیت کی شاخ نہیں ہیں؟"

ہمیں اس لڑائی کے مقابلہ کے لئے مل کر کام کرنا چاہیئے۔ ہم نے ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس کا نام ہے۔ What Christians should Know اس میں ہم نے مسیحی اور مسلم مذاہب کے متعلق لکھا ہے، اس کتابچہ کا جواب ایک مسلم کتاب میں دیا گیا ہے۔"

یہ چبھتا جواب تھا جو احمدی کے قلم سے نکلا تھا۔

THE REV. J. E. BURRIDGE

اہلسنت عالم کا جواب احمدی لٹریچر سے

مقامی عالم شیخ بہاؤ دین کی طرف سے بھی جواب بعد میں شائع ہوا۔ لیکن اس بڑے عالم نے جو کہ مسلم جوڈیشل کونسل کا صدر تھا۔ اپنے جوابی رسالہ میں مرحوم حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سورسز آف کرسچیئنٹی سے جگہ جگہ لفظ بہ لفظ نقل کی۔ اور جوابی رسالہ کے صفحہ پر ایک اور بات کہہ گئے کہ جس طرح دوسرے "خدا کے فرزند" کا کنواری سے پیدا ہونا MYTH سمجھا گیا ہے یہی حقیقت بھی عیسٰیؑ کی ہے۔ یہ شیخ بہاؤ دین یہاں کے اہل سنت الجماعت کے بہت بڑے عالم ہیں۔ دیکھئے ان کا عقیدہ کیا ہے۔

مسیحیت کا بنیادی عقیدہ

ریورنڈ ٹمپسن نے اپنے ٹریکٹ کراس آر کریسنٹ میں WHAT CHRISTIAN MUST KNOW کے عنوان سے ایک اور مزید بات پر زور الفاظ میں لکھی تھی کہ یسوع کا مر کے جی اٹھنا عیسائیوں کا بنیادی عقیدہ یعنے دل ہے۔ اور محمد (صلعم) نے مر کے جی اٹھنے پر خاموشی اختیار کر کے اس کو باہر نکال دیا۔ سائیڈو صاحب نے قرآن کریم کی چوتھی سورت کی پندرھویں آیت کا حوالہ دے کر انہیں جتا دیا کہ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کی موت ہی صلیب پر واقع نہیں ہوئی تو پھر جی اٹھنا سراسر باطل ہوا۔ لہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کا "دل" ہرگز باہر نہیں نکالا جبکہ کوئی دل ہی موجود نہ تھا۔

ایک انگریز عیسائی مشنری سے سوال و جواب

چین سے ایک انگریز عیسائی مشنری میلسوپ تبلیغ کے لئے یہاں پر آئے ہوئے تھے۔ ان کے لیکچر کا انتظام شہر کی مسجد کے تہ خانہ میں ہوا۔ لیکچر کے آغاز میں مسٹر میلسوپ نے قدرت کے عجائبات کرشمات کا ذکر اسی پیرایہ میں کیا جیسا کہ ہم کرتے ہیں لیکن یہ تو ان کے لیکچر کا اصل مقصد نہ تھا۔ لہذا مسٹر میلسوپ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدائی صفات سے نوازا۔ ہاتھ میں بائبل لے کر حاضرین کو بتایا کہ یہ UNADULTERATED WORD OF GOD یا غیر محرف و مبدل کلام الہٰی ہے۔ مسٹر سائیڈو صاحب نے اٹھ کر مسٹر میلسوپ کے بتائے ہوئے عجائبات و کرشمات کو سراہتے ہوئے سوال کیا کہ قدرت کے کام آج بھی جوں کے توں ہمارے سامنے بالکل اسی مانند ہیں یا ہوتے چلے آ رہے ہیں جیسا کہ ہزاروں سال قبل تھے۔ مثلاً سورج و چاند کے کام اور ان کے تاثرات۔ سیاروں کی گردش۔ ہواؤں کے کام اپنی اپنی جگہ غیر متبدل قانون قدرت کو عیاں کرتے ہیں لیکن مسٹر میلسوپ! جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں ضرور تبدیلی ہو گئی ہے کیونکہ بائبل کے پہلے صفحہ پر لکھا ہے کہ تین دن اور تین رات بعد خدا نے روشنی دینے والا سورج بنایا۔ بھلا آپ بتا سکتے ہیں کہ جبکہ تین دن اور تین رات وجود میں آ چکی تھیں تو سورج کا چوتھے دن بنایا جانا کیا معنی رکھتا ہے اور یہ مذکورہ تین دن اور تین راتیں وجود میں کس طرح آئیں؟ مسٹر میلسوپ نے جھٹ سے کہہ دیا کہ ایسی تو کوئی بات کتاب میں نہیں ہے۔

سائیڈو صاحب نے جواباً کہا کہ خدا کا کلام تو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ باب ۱ آیت ۱۴ پڑھ لیجئے۔ جونہی مسٹر میلسوپ نے پڑھنا شروع کیا ان کا رنگ اور بھی سرخ ٹماٹر کی طرح ہوتا گیا۔ حاضرین میں سے ایک یونیورسٹی کے طالب علم نے کہا میں سائیڈو صاحب کو جواب دوں گا۔ سائیڈو صاحب نے کہا کہ شوق سے آگے بڑھئے تو یہ صاحب صرف اتنا کہہ کر رکے کہ ابتداء میں COSMIC لائٹ تھی۔

سائیڈو صاحب نے کہا کہ کیا آپ حاضرین کو یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ تین دن اور تین راتیں جو سورج کے چوتھے دن بنائے جانے سے قبل وجود میں آئیں وہ کس شئے کی وجہ سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئی تھیں اور کس طرح دن اور رات میں منقسم ہو گئی تھیں۔ تو یہ طالب علم کہنے لگے کہ ممکن ہے جس طرح اور جس طور پر یہ زمین گردش کر رہی ہے وہ دن اور راتیں وجود میں آتے ہوں گے۔ سائیڈو صاحب نے کہا کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے کلام میں شبہات موجود ہیں کہ خود دنیا بنانے والے خدا کو بھی معلوم نہیں کہ اس نے دنیا کس طرح بنائی ہے؟

علم طبیعیات ہستی باری تعالیٰ پر شاہد ہے

اس بات پر یونیورسٹی کا ایک اور طالب علم اٹھا

کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مذہب کا علم طبیعات سے کوئی تعلق نہیں۔ سائیڈو صاحب نے کہا کہ آپ کا اصول سراسر غلطی پر مبنی ہے۔ یہ آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ طبیعات کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دراصل مختلف طبیعاتی خاصیتوں کو جو رنگین خوشبودار پھلوں، پھولوں جانوروں اور ہزاروں قسم کی چیزوں میں جو ہمارے ارد گرد پائی جاتی ہیں۔ غور سے دیکھنے اور پرکھنے کے بعد ہی ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خدا ہونا چاہیئے۔ ایک اگر خدا کا کلام ہے تو دوسرا اس کے کرشمات یا اس کے کام ہیں، اور خدا کی یہ دین (تحفہ) دو مختلف صورتوں میں اس کی طرف سے دی گئی ہے۔ لہذا دونوں میں ٹکراؤ نہیں ہوسکتا۔ خدا کے کاموں میں تو کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ لیکن خدا کا کلام جو انسانوں کے ہاتھوں میں ہے اس میں تحریف و تبدیلی ضرور ہوئی ہے جیسا کہ بائبل میں دن اور رات کے پیدا ہونے کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اس پر مسٹر میلسوپ نے اپنا منہ پھیر لیا اور دیگر حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔

بائبل میں اختلافات پر پادریوں سے بحث

ڈچ رفارم چرچ کے منسٹر مسٹر پاٹرس و دیگر ممبران کے ساتھ مسٹر سائیڈو صاحب کی مجلسیں ہوتی رہیں۔ مسٹر پاٹرس خود اکر انہیں اپنے گرجا میں لے جاتے تھے۔ بائبل میں اختلافات کے موضوع پر بحث ہوا کرتی تھی۔ سائیڈو صاحب نے کئی ایک اختلافات پیش کئے جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ (REVISED VERSION)

۲۔سموئیل باب ۔ آیت ۲۳ میں لکھا ہے:۔

"اسی لئے ساؤل کی لڑکی میکھال کو اس کی موت کے دن تک کوئی اولاد نہ تھی۔

لیکن اس کے بعد ۲۔ سموئیل باب ۲۱ - آیت ۸ میں لکھا ہے:۔

"میکھال کے پانچ لڑکے جو کہ ساؤل کی لڑکی ہے اڈریل سے ہوئے"۔

AUTHORISED VERSION میں اس دوسرے حوالہ میں BARE کی جگہ BROUGHT UP ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ اختلاف نظر نہ آسکے۔ اس اختلاف کا جب سائیڈو صاحب نے ذکر کیا اور اس پر نظرثانی کرنے کی درخواست کی تو ایک پادری وان رینسبرگ VAN RENSBORG نے اپنی افریقانس ایڈیشن کی بائبل کھولی۔ تو انہیں یہ دیکھ کر زبردست صدمہ ہوا کہ دوسرے حوالہ کی آیت بائبل میں موجود ہی نہیں تھی۔ الغرض ان مجالس میں سوائے چند اختلافات کے جوابات کے ان سے کچھ نہ بن پڑا اور انہیں بری طرح شکست ہوئی۔

ایک پادری کی غلط بیانی کی اصلاح

اسی ڈچ رفارم چرچ کے منسٹر مسٹر پاٹرس کو مسلم یوتھ موومنٹ کی طرف سے عیسائیت پر لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا گیا۔ لیکچر کے دوران میں مسٹر پاٹرس نے اس بات پر زور دیا کہ توراۃ میں جہاں کہیں فرشتوں کے آنے کا ذکر ہے اس سے مراد بیٹے ہی ہیں۔ سوالات کے وقت مسٹر سائیڈو صاحب نے کہا کہ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ ان فرشتوں سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ مسٹر پاٹرس نے جواب دیا کہ جب موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے تو اس وقت خدا کے فرشتے وہاں پر آئے تھے۔ معافی طلب کرتے ہوئے سائیڈو صاحب نے کہا کہ سب سے پہلے آپ کی اس بات کو درست کرنا چاہتا ہوں۔ یہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام کے وقت کا نہ تھا بلکہ ابراہیم علیہ السلام کے وقت کا واقعہ ہے جبکہ آپ خیمہ کے باہر کھڑے تھے۔ اور جو دو فرشتے آپ نے بیان کئے ہیں، وہ دو مہمان تھے۔ بائبل میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ وہ فرشتے تھے جب مسٹر پاٹرس کے بیان کی تصحیح کی گئی تو انہوں نے مسٹر سائیڈو کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن ان کے لیکچر میں پھر کوئی روح باقی نہیں رہی۔

بائبل میں دن رات کی تخلیق

یونیورسٹی کے طلباء بائبل کے اختلافات پر کئی مہینوں سائیڈو صاحب سے بحث کرتے رہے جس پہلے اختلاف پر بحث شروع ہوئی وہ پہلی دن اور رات کی پیدائش اور اس کے بعد سورج کا بنایا جانا تھا۔ جس کا جواب آخر تک کسی نے نہ دیا۔ ان طلباء نے آخر کار یونیورسٹی آف STELLENBOSCH کے پروفیسر VYS کو مدعو کیا تاکہ وہ اس سوال کو حل کریں۔ پروفیسر آئس نے بتایا کہ عبرانی زبان میں یوم کے معنے صرف ۲۴ گھنٹہ کا دن نہیں بلکہ اس سے مراد ایک لمبا عرصہ یا ایک مدت بھی ہوسکتی ہے۔ سائیڈو صاحب نے جواب دیا کہ اگر آپ اس سوال کو ایک لمبے عرصہ کی روشنی میں حل کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کر لیجئے۔ اگر ایک یوم کے لئے ایک ہزار سال بھی درکار ہوں تو کیا آپ یہ سوال حل کر سکتے ہیں؟ پروفیسر آئس خوش ہوکر بولے کہ جی ہاں یہ ہمیں قبول ہے۔ سائیڈو صاحب نے اسی وقت انہیں کہا کہ اب آگے چل کر آپ کو اور زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پروفیسر صاحب کو اسی وقت سہم گئے۔ سائیڈو صاحب نے انہیں بتایا کہ اگر چھ یوم سے چھ ہزار سال پورے ہوئے تو اس کے مطابق ساتواں روز سبت کا دن آتا ہے۔ تو کیا ایک ہزار سال تک آپ سبت منائیں گے۔ ایک ہزار سال تک کھائیں پیئیں گے نہیں؟ پروفیسر صاحب کو اپنی غلطی کا یقین ہوگیا۔ اور جب تمام راہوں کو جن سے بائبل کے اس بیان کردہ عقیدہ کی تائید حاصل کی جاسکتی ہے بند پایا تو بہ مجبوری یہ کہکر پیچھا چھڑایا کہ بہتر ہے اس اعتراض کو چھوڑ دیجئے اور آگے بڑھیئے۔

بائبلٹ چرچ کے ایک مشنری مسٹر ڈنکن سے مذہب پر گفتگو ہوئی۔ قریب ۵ گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی۔ میری موجودگی میں ڈنکن صاحب بلے اعتراضات کے جوابات نہ دے سکنے کی حالت میں خاموشی اختیار کی۔ اور تقریباً ۵۔ اعتراضات پر تو وہ بالکل گونگے بن کر رہ گئے۔

"وہ نبی" کی پیشگوئی پر بحث

حال ہی میں ایک عیسائی مشنری مسٹر پرنسلو نے ہمیں اپنے مکان پر تبادلہ خیالات اور بحث کرنے کیلئے بلایا تقریباً تین گھنٹے کا وقت طے کیا گیا تھا۔ لیکن جب ہم اس کے گھر پہنچے تو کہنے لگا کہ میرے پاس وقت کم ہے۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی ثابت کرنی تھی۔ کہنے لگا کہ توراۃ کی سب پیشگوئیاں ان میں پوری ہوگئیں۔ سائیڈو صاحب نے انہیں بتایا کہ توراۃ کی کتاب استثنا باب ۱۸۔ آیت ۲۰ میں ۳ مختلف شخصیتوں کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ جن میں سے ایک تو یوحنا میں پوری ہوگئی (جیسا کہ حضرت عیسیٰ کا کہنا ہے) دوسری خود ان کی ذات میں پوری ہوگئی اور تیسری ایک اور "وہ نبی" کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوری نہیں ہوئی اور نہ عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی یہ دعوےٰ کیا کہ میں "وہ نبی" ہوں۔ جب یہ معاملہ مسٹر پرنسلو کے لئے گرم ہوا اور وہ جواب نہ دے سکے تو یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھے کہ میرے گھر روڈیشیا سے مہمان آرہے ہیں۔

ایک انگریز پادری سے بحث
اور اس کا اعتراف حق۔

عیسائی حضرات تبلیغ کے لئے نئے نئے راستے اختیار کرتے ہیں۔ ایک انگریزی عیسائی جن سے میری جان پہچان ہے۔ ہندی میں ریکارڈ کئے ہوئے ریکارڈ بطور تحفہ تین بار مجھے دے گئے۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی بڑے زور و شور سے موسیقی بھری نغموں میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جب میں نے ان تمام ریکارڈوں کو اچھی طرح سن لیا تو میں نے ان سے کہا کہ ہم مذہب پر کچھ بحث کرنا چاہتے ہیں، یہ شخص جس کا نام رابسن (ROBSON) ہے۔ بحث کے لئے راضی ہوگیا۔ اور ہمیں اپنے مکان پر آنے کی دعوت دی۔ ہم آدھ گھنٹہ تاخیر سے وہاں پہنچے۔ قریب تین گھنٹے تک وہاں بحث ہوتی رہی۔ مسٹر رابسن اور ان کی اہلیہ پر محترم سائیڈو صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ کو نہایت وضاحت سے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے زندہ اتارے گئے۔ نہ اس وقت ان کی موت واقع ہوئی اور نہ ہی آسمانوں میں وہ غائب ہوئے بلکہ صلیبی موت سے بچ جانے کے بعد ملک شام سے ہوتے ہوئے مشرقی ممالک میں چلے گئے۔ نیز انہیں یہ بھی بتلایا کہ سینٹ پال بذات خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملے جبکہ آپ ملک شام میں پہنچ چکے تھے۔ اور وہ سینٹ پال کو خواب میں نہیں

(باقی بر صفحہ ۱۱)

فضل الرحمٰن صاحب سیالکوٹ انجمن

ایک سیالکوٹی مسیحی کے اعتراضات کا جواب

سیالکوٹ میں ایک صاحب برکت اسے خان نام مسیحی مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کرنے میں سرگرم ہیں یہ صاحب نہایت ہوشیار اور بے باک قسم کے دیسی پادری ہیں جو قرآن حکیم کے بارے میں نہایت فرسودہ اور بیہودہ قسم کے الزامات لکھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ برکت صاحب پر واضح ہونا چاہیئے کہ قرآن حکیم کو نازل کرنے والا وہ خدا قادر مطلق ہے جو تمام جہانوں کے پیدا کرنے والا ہے اور جس کے لئے ایک بیہودہ گو شخص کو عبرت ناک سزا دینا کوئی بڑی بات نہیں مگر اس کا یہ اصول رہا ہے کہ بدکار لوگوں کو ڈھیل دیتا ہے اور اتنی مہلت ضرور دیتا ہے کہ وہ کسی بھی وقت اپنی عادت کو بدل دیں۔ شیطان لعین کو خدا تعالےٰ نے قیامت تک مہلت دے رکھی ہے اور ظاہر ہے کہ شیطان کی ذریت بھی یوم آخرت تک اپنے کام میں لگی رہے گی۔

برکت صاحب نے ایک صاحب مختار بٹ کے نام ایک خط میں قرآن کریم پر ایک طومار اعتراضات کا لکھ مارا ذیل میں ان اعتراضات کا جواب درج کیا جاتا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ میرے دوست برکت صاحب اپنی دجالی آنکھ کو تھوڑی دیر کے لئے بند کر کے ان جوابات کو پڑھ کر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور پھر دجالی آنکھ کھول کر ہر دو حالتوں کا موازنہ فرمائیں گے اور دونوں میں سے جو پلڑا بھاری ہو اسی کی طرف رجوع فرمائیں گے۔

برکت صاحب نے پہلا اعتراض یہ کیا ہے کہ قرآن پر کسی کے تصدیقی دستخط نہیں کہ اسے کس نے لکھا اور کس نے شائع کیا جبکہ انجیل کے نسخوں پر لکھنے والوں کے نام اور دستخط موجود ہیں۔

جواب:- صاحب انجیل کے نسخوں کے بارے میں یہ تو درست ہے کہ ان کے لکھنے والوں کے نام ہر صفحے پر لکھے ہیں مگر دستخط تو دیکھنے میں نہیں آئے اگر دستخط ہوں بھی تو اس کی کیا گارنٹی ہے کہ یہ دستخط اور نام اصل ہیں۔ اگر قرآن کریم کی تصدیق نہیں تو یہ بتلائیں کہ حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے اور صلیب پر مرنے اور تیسرے دن جی اٹھنے کے بارے میں خدا کی تصدیق بشکل دستخط یا پھر حضرت مسیح کی تصدیق کہ میں بن باپ پیدا ہوا اور صلیب پر مارا گیا اور تین دن بعد جی اٹھا اور اب زندہ آسمان پر باپ کے پاس جا رہا ہوں کہاں ہے؟ ان کے دستخط کس انجیل پر ہیں۔ اگر یہ سب کچھ نہیں ہے تو مسیحیت اور باپ بیٹا اور روح القدس کی تثلیث کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ کیونکہ ان کا کوئی دستخطی ثبوت نہیں کسی دوسرے آدمی کے کہنے پر ہم کیا اعتبار کریں۔

اسلام کے ارکان موجود ہیں کتاب موجود ہے اور دین اسلام کے لانے والے نبی کی تمام سوانح حیات محفوظ ہے۔ قرآن کی تمام سورتوں کے بارے میں پوری پوری معلومات کہ فلاں سورت کب اور کس وقت نازل ہوئی۔ قرآن کریم کب جمع کیا گیا اور اس کی طباعت کیسے عمل میں آئی۔ اس نیک کام یعنے قرآن کریم کے جمع کرنے اور اس کی ترتیب طباعت کے بارے میں تمام حالات محفوظ ہیں۔ اس کے برعکس حضرت عیسےٰ کی کتاب غائب تھی کہ نبوت کے بارے میں حضرت عیسیٰ کی اپنی کوئی تحریر نہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم امی تھے مگر انہوں نے قرآنی آیات کو باقاعدہ طور پر کتابت کروایا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ تمام صحابہ ہی اس سورت کو جو نازل ہوئی تھی حفظ کر لیتے تھے۔ مگر حضرت عیسےٰ کے بارے میں یہ تو معلوم ہی نہیں کہ آپ امی تھے یا پڑھے لکھے تھے انہوں نے نہ تو خود انجیل لکھی تھی اور نہ ہی کتابت کروائی وہ تو خدا کے بیٹے تھے خدا سے لکھی لکھائی اور تصدیق شدہ کتاب لے لیتے۔ بن باپ پیدا ہونے سے تو یہ بہتر ہوتا کہ . . . . معجزہ کے طور پر لکھی لکھائی کتاب خدا سے لے لیتے۔ جب یہ سب کچھ نہیں تو ہم کیوں کر تمام قسم کے پادریوں کی بڑ پر اعتبار کر کے کفارہ پر ایمان لے آئیں۔ آپ قرآن میں تاریخی کتب کی طرح ترتیب تلاش کرتے ہیں آپ کو کون بتلائے کہ قرآن کریم ہدایت کی کتاب ہے تاریخ نہیں اس میں جو پرانی قوموں اور نبیوں کے قصے بیان کئے گئے ہیں ان میں بھی لوگوں کے لئے عبرت اور ہدایت مدنظر ہے نہ کہ نبیوں یا بادشاہوں کے تاریخی حالات البتہ بائبل ضرور تاریخی کتاب ہے۔ اس کی ترتیب ایک تاریخ کی طرح ہے اور ہو بھی کیوں نہ جب اُسے عام قسم کے لوگوں نے لکھا۔ اور جو جی میں آیا لکھ مارا آپ خود ہی ذرا حصہ غزلیات کی طرف رجوع کریں کس قدر سلجھی ہوئی غزلیں ہیں لکھنے والوں نے خوب رنگینی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے تو ان غزلوں کا ذکر کرتے شرم آتی ہے جنہیں آپ مصدقہ اور الہامی مانتے ہیں اسی لئے تو کفارہ کی منطق ایجاد کی گئی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ قرآن میں غیر اللہ کا کلام موجود ہے دلیرے محترم دوست خدا آپ کا بھلا کرے خدا اور انسان جب مخاطب و متکلم ہوں گے تو ضرور ہے کہ کبھی خدا کلام کر رہا ہوگا اور کبھی انسان مگر قرآن میں یہ صورت بھی نہیں ہے بلکہ ایسے کلام محض ہماری عبرت کے لئے دہرائے گئے ہیں اور گذشتہ اُمتوں اور نبیوں کے بیتے واقعات کو خدا نے اپنی کلام میں ضمنی طور پر بیان فرمایا ہے۔ آپ اگر عقل سلیم سے کام لیں تو یہ کوئی مشکل بات نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے۔

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ قرآن جس ترتیب سے نازل ہوا اسی ترتیب سے جمع کیوں نہیں کیا گیا۔ ارے صاحب ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کی ترتیب جو چودہ سو سال سے ایک ہی چلی آرہی ہے خداوند کریم کی منشاء کے مطابق ہے۔ مکی و مدنی سورتیں موقع محل کے مطابق نازل ہوتی رہی مگر آپ شاید بھول گئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے رمضان کے مہینہ میں قرآن اتارا۔ سورۃ بقرہ رکوع ۲۳ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ سو آپ پر واضح ہونا چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں کئی بار رمضان کا مہینہ آیا اور اس مہینہ میں قرآن دہرایا جاتا رہا جس ترتیب سے قرآن ماہ رمضان میں دہرایا جاتا تھا یہ وہی ترتیب ہے اور اس ترتیب کو چودہ سو سال سے مسلمان نماز تراویح میں سارے ماہ رمضان میں بحیثیت مجموعی ایک امام کے پیچھے دوہراتے ہیں۔ یہ وہ کلام ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے۔ دنیا میں اس وقت بھی کروڑوں حافظ قرآن ہیں جن کو سارے کا سارا قرآن اس طرح یاد ہے جیسے ایک کتاب کھول کر سامنے رکھی ہو آپ کسی حافظ کو صرف دو فقرے بتا کر پوچھیں کہ یہ کس پارہ، سورت اور رکوع کی آیت ہے تو آپ کے فقرے ادا کرنے سے پہلے جواب مل جائے گا۔ اس کے برعکس آپ کی انجیلیں جو چند صفحات پر مشتمل ہیں۔ انہیں حفظ کرنے والا کوئی نہیں آپ بڑے جید پادری بنے پھرتے ہیں۔ کیا آپ بالمشافہ گفتگو کر کے میرے پوچھے ہوئے فقرات کو اناجیل کے باب آیت کے نمبر اور صفحات انجیل کو دیکھے بغیر بتلا دیں گے آپ کوئی ایک حافظ انجیل ہی بتلائیں۔ صاحب یہ بھی کوئی کمال ہے کہ جب ضرورت پڑی لگے کتب کی ورق گردانی کرنے۔

کیا شان ہے ہمارے پیغمبر صلعم کی جو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت لے کر آئے انہوں نے اپنی زندگی میں سینکڑوں حافظ قرآن پیدا کر دیئے۔ جو قوم چودہ سو سال میں قرآن کو جوں کا توں دوہراتی چلی آرہی ہے کیا اس قوم سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ

اپنے پیارے نبی صلعم جس پر وہ جان و مال سے فدا تھی کی وفات کے ساتھ ہی اس کے لائے ہوئے پیغام کے ایک شوشہ کو آگے پیچھے کر دے۔ آپ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ شیعہ حضرات حضور سے نسبتاً قربت رکھنے کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے دس سپارے غائب کر دیئے۔ واہ صاحب کیا کہنے ہیں آپ کی اس عقل کے۔ یہ سوال آپ کسی شیعہ سے کیوں نہیں پوچھ لیتے کیا آپ کو کسی شیعہ نے یہ بھی کہا ہے کہ باقی بیس سپارے غلط ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ کوئی شیعہ یہ بات ہرگز نہیں کہے گا کہ نعوذ باللہ قرآن جو کہ آج موجود ہے تبدیل شدہ ہے معاذ اللہ باقی رہ گئی دس سپاروں کی بات تو بقول آپ کے شیعہ حضرات جب زیادہ قرابت کے مالک ہیں تو قرآن کا اصل نسخہ ان کی تحویل میں ہونا چاہیئے تھا اور انہیں کو اسے شائع کرنا چاہیئے تھا تاکہ چالیس پاروں کا قرآن دنیا میں قائم رہتا مگر میرے دوست یہ اعتراض وزنی نہیں ہے اور اس پر بحث کرنا فضول ہے۔

قرآن کی حفاظت کے بارہ میں اللہ تعالےٰ یوں فرماتا ہے:—

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون ٥

بیشک ہم نے اس ذکر کو (قرآن کو) نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

پس جس کا محافظ تو خدا ہو اس میں ردّ و بدل کرنے والا کون ہو سکتا ہے کوئی بھی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ قرآن کی حفاظت کے بارے میں آپ کی بائیبل میں بھی تو وعدہ موجود ہے سنیئے:—

"میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے، اور اسیروں کو قید سے کھولے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے ٥

(یسعیاہ ۴۲ب - ۶ - ۷)

یہاں اندھے اور اسیروں سے مراد گمراہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے دین کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور شیطان کی قید میں پابہ زنجیر ہیں۔

آگے سنیئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:—

"تمام قومیں فراہم کی جائیں اور سب امتیں جمع ہوں۔ ان کے درمیان کون ہے جو بیان کرے یا ہم کو پچھلی باتیں سنائے؟ وہ اپنے گواہوں کو لائیں تاکہ وہ سچے ثابت ہوں اور لوگ سنیں اور کہیں کہ یہ سچ ہے"

یسعیا باب ۴۳ - آیت ۹ - ۱۰)

آپ جیسے پادریوں کا ذکر بھی تو بائیبل میں موجود ہے سنو بیان کیا ہے:—

تمہارے ہاتھ خون سے اور تمہاری انگلیاں بدکرداری سے آلودہ ہیں تمہارے لب جھوٹ بولتے ہیں اور تمہاری زبان شرارت کی باتیں بکتی ہے کوئی انصاف کی بات پیش نہیں کرتا اور کوئی سچائی سے محبت نہیں کرتا وہ بطالت پر توکل کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ اور زیاں کاری سے بار دار ہو کر بدکاری کو جنم دیتے ہیں۔ وہ افعی کے انڈے سیتے اور مکڑی کا جالا تنتے ہیں۔ جو ان کے انڈوں میں سے کچھ کھائے مر جائے گا اور جو ان سے توڑا جائے اس سے افعی نکلے گا۔ ان کے جالے سے پوشاک نہیں بنے گی وہ اپنی دستکاری سے ملبس نہ ہوں گے ان کے اعمال بدکاری ہیں۔ اور ظلم کا کام ان کے ہاتھوں میں ہے۔ ان کے پاؤں بدی کی طرف دوڑتے ہیں اور بے گناہوں کا خون بہانے کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ ان کے خیالات بدکرداری کے ہیں اور تباہی اور ہلاکت ان کی راہوں میں ہے"

(یسعیاہ باب ۵۹ - ۳ تا ۷)

سو صاحب آپ اپنی فطرت سے مجبور ہیں آپ اپنے اس کاروبار سے باز آجائیں تو آپ کے لئے بہتر ہو گا خدا بڑا مہربان ہے۔ اس کی رحمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ وہ کفارہ نہیں مانگتا وہ صرف نیک اعمال کا مطالبہ کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس کا بندہ صرف اسکی ذات کو اپنے لئے معبود بنائے اور اپنی پیدائش پر غور کرے کہ اسے پیدا کرنے والا کون ہے۔ اس کرم خاکی کی وقعت ہی کیا ہے لیکن جب انسان اپنی حقیقت پر غور کرے تو یہ امر یقینی ہے کہ وہ اپنے معبود حقیقی کو پالے۔

قرآن کریم میں غیر اللہ کا کلام جو آپ کو نظر آیا ہے معاف کرنا وہ غیر اللہ کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی باتیں اپنی زبان میں کی ہیں تاکہ ہم لوگ گزشتہ واقعات سے عبرت حاصل کریں۔

نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القراٰن - وان کنت من قبلہ لمن الغٰفلین

اے نبی ہم اس قرآن میں جو تجھ پر وحی کیا گیا گزرے ہوئے واقعات سے اچھی باتیں بیان کرتے ہیں تاکہ تم ان سے غافل نہ ہو جاؤ

یہاں غفلت سے مراد یہی ہے کہ پہلے لوگوں کے حالات سے لاپرواہی نہ کی جائے بلکہ جو کچھ پہلے گزر چکا ہے اس کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ کس طرح خدا کے نبی قوموں کے پاس راہ ہدایت دکھانے آئے مگر جن لوگوں نے ان کے پیغام کو نہ سنا اور مذاق اڑایا ان کا حشر کیا ہوا۔ خدا کے عذاب نے انہیں آ لیا اور ان کا نام و نشان مٹ گیا مگر ان کی برائی قائم رہی تو تم ان واقعات کو یاد کر کے ان لوگوں کے اعمال بد سے پناہ مانگو اور اپنے لئے وہ راستہ اختیار کرو جسے خدا پسند کرتا ہے۔ آپ قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کی عبارت کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کلام اللہ کا ہے اس میں غیر اللہ کا کلام شامل نہیں۔ مگر محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اس پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے تاکہ آپ کا مشن قائم رہے۔

آپ کے لمبے چوڑے خط کا بہت سا حصہ فروعات سے لبریز ہے جن پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

آپ نے لونڈیوں کو غیر منکوحہ بیویاں قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ قرآن نے غیر منکوحہ عورتیں رکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔

اس اعتراض کا جواب آپ قرآن کی انہیں آیات سے پا سکتے ہیں۔ آپ کی تشفی کے لئے میں یہ آیات درج کرتا ہوں:—

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث وربٰع، فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذالک ادنٰی الا تعدلوا

آپ دیانتداری سے بتلائیں کہ اس حکم ابتداء ایک سے کیوں نہیں کی گئی اور دو سے کیوں بات کو شروع کیا ہے سنو ایک بیوی کا ہونا ہی ایک مرد کے لئے کافی ہے۔ بعض اوقات حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ ایک مرد کو ایک سے زائد عورتوں سے تعلق زوجیت قائم کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہے جو پہلے ہی شادی شدہ ہے اور دوسری شادی کرنے کی ظاہراً کوئی حاجت نہیں مگر اس کی کوئی عزیزہ عورت بیوہ ہو جاتی ہے اس کے بچے یتیم رہ جاتے ہیں اور وہ کوئی دوسرا سہارا نہیں رکھتی۔ ایسی صورت میں احسن طریقہ اس عورت اور اس کے بچوں کی پرورش کا یہی ہو سکتا ہے کہ اس عورت سے شادی کر لے۔ اس کی اجازت اسی صورت میں ہے کہ وہ شخص یعنے دوسری شادی کرنے والا مرد عورتوں میں انصاف قائم رکھ سکے۔ یہی پابندی تین اور چار عورتوں کو رکھنے پر ہے۔ آخر پر صاف یہ کہہ دیا ہے کہ اگر تم ان میں انصاف کرنے کے قابل نہیں ہو تو ایک عورت کے سوا دوسری نہ کرو۔ یا ان عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہاری ملکیت میں ہیں۔ فانکحوا کا لفظ جو پہلے آ چکا ہے وہ او ما ملکت ایمانکم پر بھی حاوی ہے یعنی

ارشاداتِ امامؑ برائے استحکام

مساوات و اخوّت

جماعتوں کے استحکام کے بھی کچھ قوانین ہوتے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہی جماعت قائم رہ سکتی ہے ہمارے پیارے امامؑ نے اگر ایک طرف ہماری رُوحانی اصلاح کی اور اس سلسلہ میں حقائق و معارف کے بیش بہا موتی لٹائے تو دوسری طرف جماعت بندی کے قوانین پر عمل کرنے کے لئے بھی ارشادات فرمائے ہیں۔ حضورؑ کے یہ ارشادات سلسلہ وار آپکی خدمت میں پیش کئے جائیں گے تاکہ ہم میں سے ہر ایک سوچے کہ وہ کہاں تک ان ارشادات پر کاربند ہے اور اگر کوئی کوتاہی اس سلسلے میں ہوئی ہے تو اس کی اصلاح کر لے۔ جماعت کے استحکام کے لئے مساوات اور باہمی اخوّت کا ہونا نہایت ضروری ہے اگر یہ نہ ہو تو ایک اجنبیت سی رہتی ہے جو آہستہ آہستہ جماعت میں انتشار کا موجب ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر غرور کریں۔ یا نظر استخفاف سے دیکھیں خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے۔ یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے ڈر ہے۔ کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سُنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دُکھ پہنچے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظٰلمون (س ۲۶) تم ایک دوسرے کے چڑ کے نام نہ ڈالو۔ یہ فعل فسّاق و فجّار کا ہے۔ جو شخص چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا . . . . . . جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو حقیقی متقی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر (س ۲۶)

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کس طرح کہہ سکتے ہیں لونڈیوں کو غیر منکوحہ بیویاں قرار دیا ہے ہرگز نہیں قرآن نے لونڈیوں سے بغیر نکاح تعلق زوجیت قائم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی اور نہ چار سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دی ہے خواہ وہ لونڈیاں ہوں یا آزاد ہو سکتا ہے کہ ایک شخص شادی شدہ ہو مگر اس کے پاس لونڈیاں بھی ہوں اور وہ چاہتا ہو کہ ان سے بھی رشتہ ازدواج قائم کرے تو اس صورت میں بھی وہی چار کی حد قائم ہے۔

اسلام میں غلاموں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جیسا آقا اپنے بہن بھائیوں سے کرتا ہے یعنی جو خود کھائے وہی ان کو کھلائے جو خود پہنے وہی ان کو پہنائے یہاں تک کہ سفر میں اگر ایک گھوڑا یا اونٹ ہو تو باری باری سواری کرنے کا حکم تھا بلکہ اس پر خلیفہ وقت تک عمل کرتے رہے۔ اب آقا اگر اپنے لئے اور اپنے دوسرے بہن بھائیوں کے لئے تو نکاح کرنا ضروری جانتا ہو بلکہ اُسے مذہبی فریضہ سمجھتا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ وہ لونڈی اور غلام کے لئے نکاح کو ضروری نہ سمجھتا ہو۔ اسلام میں تو غلاموں کی تجارت ممنوع ہے اگر کسی ملک میں ایسا رواج ہے تو وہ اسلام کے قطعاً خلاف ہے، قرآن اس کی اجازت نہیں دیتا کہ انسانوں کی خرید و فروخت کی جائے۔

مسلمانوں نے تو ہزاروں کی تعداد میں غلام کفّار سے خرید کر آزاد کر دیئے۔ سو میرے بھائی لونڈیوں سے رشتہ ازدواج قائم کرنے کے لئے نکاح کی شرط قائم رہتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کے لوازمات اور فرائض زیادہ ہوتے ہیں بہ نسبت لونڈیوں کے کیونکہ وہ تو آگے ہی اس شخص کے ذمہ ہوتی ہیں۔ وہ ان کے اخراجات برداشت کر رہا ہوتا ہے گھر میں۔ بیوی نہ ہونے کی صورت میں گناہ سے بچنے کے لئے نکاح کر لینا ضروری ہے اور یہی بہتر بھی ہے۔

میرے دوست آپ کے نبی نے تو شادی وغیرہ کی ہی نہیں تھی پھر وہ کیسے آپ کو ازدواجی زندگی کے اصول سکھاتے آپ کے مسیح علیہ السلام کی تو یہ سنت ہی نہیں کہ بیاہ شادی کی جائے . . . .

. . . . آپ کو تو چاہیئے کہ ساری عمر کنوارے رہیں اور اس زمین کا بوجھ ہلکا کریں۔ خدا کی قسم اگر تمام مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تقلید میں مجرد رہنا شروع کر دیں تو دنیا کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے۔ اس صورت میں نہ تو خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت ہو گی اور نہ ہی دنیا جہان کے اناج کے ختم ہونے کا اندیشہ رہے گا۔ آپ لوگ سچے مسیحی اس صورت میں کہلا سکتے ہیں کہ یسوع مسیح کے نمونہ کی پیروی میں ازدواجی زندگی سے توبہ کر لیں۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

تقریر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع بر موقعہ جلسہ سالانہ

حضرت مجدد اعظم کی سنہری صدی

اشهد ان لا اله الا الله ....
اذا زلزلت الارض زلزالها الخ ......

....

ہاں اے عرب کے جوش میں ڈوبے ہوئے جنون
اُٹھ اور عجم کی عقل کی بستی اجاڑ دے
مصر و حجاز و شام کی قوت سمیٹ کر
لندن کے پہلوان کا لنگر اُکھاڑ دے
پرچم جہاں بلند ہے عیسیٰ کا آج کل
جھنڈا وہاں جلال محمدؐ کا گاڑ دے

حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم پیشگوئیوں کا دنیا جہان میں چرچا ہے۔ جوں جوں زمانہ گذرتا چلا گیا لوگ اپنی طرف سے اشعار موزوں کرکے نعمت اللہ ولی کے اشعار کے ساتھ پیوند لگاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ قیصر ولیم، ہرہٹلر، امیر حبیب اللہ خاں، امیر امان اللہ خان اور جہاتما گاندھی تک کا ذکر بھی ان پیشگوئیوں میں داخل کر دیا گیا اور یوں یہ پیشگوئیاں ایک مذاق بن کر رہ گئیں۔ ع

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

ایک مستشرق ڈاکٹر براؤن نے اس کام کو اپنے ذمے لیا اور ایران کا سفر اختیار کیا ایران میں نعمت اللہ ولی کے قریبی رشتے داروں سے رابطہ پیدا کرکے ان کا اصل کلام جمع کیا اور پھر اسے شائع کیا جو بہت مختصر ہے۔ اس اصل کلام میں کسی قیصر، ولیم اور گاندھی وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں۔ نعمت اللہ ولی نے اپنے کلام میں جس مرد خدا کا ذکر کیا ہے وہ امام مہدی علیہ السلام ہے۔ حضرت امام علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ایک بلیغ اشارہ فرمایا تھا

در سال کُنتُ و کنزاً آید چو غائبانہ

بہت عرصہ گذرا جناب خواجہ حسن نظامی مرحوم نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا:

یورپ کا شہنشاہ

اس کتاب میں خواجہ صاحب مرحوم نے لکھا کہ نعمت اللہ ولی رحؒ نے حضرت امام مہدی کے ظہور کا زمانہ اپنے اس مصرعہ۔ "در سال کنت کنزاً آید چو غائبانہ" میں متعین فرمایا ہے۔

ابجد کے حساب کے مطابق کنت کنزاً کے عدد ۱۲۷۰ بنتے ہیں لہذا معلوم ہوتا ہے کہ سن ۱۲۷۰ ہجری میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ حضرت امام علیہ السلام بزور شمشیر ساری دنیا کو فتح کریں گے اور یورپ کے بھی وہی شہنشاہ ہوں گے۔ اس کتاب نے مسلمانوں کے اندر خوشی کی ایک لہر دوڑا دی کہ مرزا غلام احمد کے مقابلے میں اصل امام مہدی آیا چاہتا ہے۔ یہ کتاب کثرت سے فروخت ہوئی اور مؤطا امام مالکؒ کی طرح ہاتھوں ہاتھ لی گئی۔

خواجہ صاحب مرحوم نے اس کتاب کی ایک جلد وقت کے وائسرائے کو بھی بھیجی۔ خواجہ صاحب مرحوم کا بیان ہے کہ اس کتاب نے وائسرائے کی مجلس میں ایک حیرت زا دلچسپی پیدا کر دی۔ مگر سن ۱۲۷۰ ہجری پر ۱۱۳ سال اور گذر گئے آج سن ۱۳۸۳ ہجری چل رہا ہے۔

خواجہ صاحب اور اُن کا ہم خیال حضرات کا امام منتظر نہ آیا ہے نہ آیا اور نہ کبھی آسکے گا۔ ؎

نظر اٹھا کر جواب تو دے کہاں ہے تیرا امام مہدی
مجھے یقیں ہے مری نظر سے تری نگاہیں نہ مل سکیں گی
خرد پسند و نکتہ چینی کرو گے کب تک مری زباں پر
ملیں گے نغمے مرے بیاں میں کہیں نئی آیتیں مل سکیں گی

امام مہدی علیہ السلام آئے اور عین وقت پر آئے۔ اور ساری دنیا میں تہلکہ مچا دیا امام علیہ السلام نے یورپ امریکہ۔ ایشیا۔ افریقہ کی بلندیوں پر پرچم اسلام لہرا دیا۔

مگر افسوس مولوی صاحبان اور اُن کے پیچھے اندھا دھند چلنے والے اس امام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو نہ پہچان سکے ؎

کسی گستاخ نے یہ لکھ دیا محراب مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا — اقبالؒ

اصل امام کو چھوڑ کر امام الہند۔ امیر شریعت، امیر صالحین وغیرہ ہم کے پیچھے لگ گئے۔ خدا نے تصرف کے طور پر علامہ اقبال مرحوم کے قلم سے اعلان کرا دیا ؎

تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گذر ایسے امام سے گذر

آجکل کے فرضی امام اور ان کی جماعتیں یقیناً خدا سے گم ہیں مگر احمدی جماعت اور ان کا امام خدا میں گم ہے بفضل خدا احمدیوں کا بچہ بچہ تحدیث بالنعمت کے طور پر کہہ سکتا ہے ؎

میری نماز با سرور میرا امام با حضور
ایسی نماز با اثر ایسا امام مقتدر

حضرت نعمت اللہ ولی رحؒ نے اپنے مشہور مصرع۔ "در سال کنت کنزاً آید چو غائبانہ" میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے کی صحیح اور واضح نشاندہی کر دی تھی مگر ہمارے مولوی صاحبان اس راز کو نہ سمجھ سکے اور اس طرح مسلمانوں کی اکثریت امام وقت کی شناخت سے محروم ہو گئی۔

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا:۔

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ
اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے پسند فرمایا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا (جس کے ذریعہ یہ مخفی خزانہ سامنے آگیا کہ خدا ہے اور وہ خدا کتنی قوتوں کا مالک ہے) پس در سال کنت کنزاً سے مراد ہے مخفی خزانوں کے ظاہر ہو جانے کا زمانہ۔ اخرجت الارض اثقالها کا بھی یہی مفہوم ہے کہ زمین اپنے خزائن باہر نکال پھینکے گی۔

آج لوہا۔ کوئلہ۔ ہیرے۔ نیلم۔ پٹرول۔ گیس۔ سیمنٹ سونے چاندی کے خزانے زمین نے اُگل دیئے اور زمانہ ان خزائن سے جگمگا اُٹھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جس میں امام مہدی علیہ السلام نے ظہور فرمایا تھا۔

حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح بارش برس جانے سے کنوؤں کا پانی اُبھر آتا ہے اسی طرح جب مامور آتا ہے تو لوگوں کی عقلیں تیز ہو جاتی ہیں۔ اس مامور من اللہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے زمانے کے لوگوں کی عقل کا اندازہ تو لگائیں۔

سائیکل۔ موٹر سائیکل۔ موٹر کار۔ بس۔ ٹرام وے ریل۔ سٹیمر۔ آبدوز۔ ہوائی جہاز۔ سٹیم رولر۔ ٹریکٹر۔ کرین اُڑن بم۔ اٹامک بم۔ ہائیڈروجن۔ سپٹرنک۔ راکٹ۔ گراموفون۔ ٹیلیفون۔ وائرلیس۔ ٹیلیگرافی۔ ریڈیو۔ ٹیلی وژن سینما۔ دوربین۔ خوردبین۔ کیمرہ۔ ایکسرے۔ پلانٹ وغیرہا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی اس سنہری صدی کی سنہری ایجادات ہیں جو زبان حال پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ کوئی بارش برس گئی ہے اور کنوؤں کا پانی اُبھر آیا ہے۔ پھر ایک اور رنگ میں دیکھئے:۔

دنیا کے نقشے پر عیسائی سلطنتیں حرف غلط کی طرح مٹتی چلی جا رہی ہیں اور اسلامی سلطنتیں اُبھرتی چلی آرہی ہیں۔ گردنیں صدیوں کی غلامی سے آزاد ہو رہی ہیں ۔ فک رقبۃ کا نظارہ ایک نئی شان سے دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ ع

شتربانوں کو بخشی جا رہی ہے پھر جہاں بانی

پاکستان۔ انڈونیشیا، ملایا، ٹیونس۔ مراکش۔ الجزائر۔ سوڈان نائجیریا وغیرہ وغیرہ اسلامی سلطنتیں دنیا کے نقشے پر اُبھر آئیں اور ان ممالک کے مسلمان بفضل خدا آزاد ہو گئے ابھی اسی دسمبر کے مہینے میں ۱۲؍ تاریخ کو درمیانی شب کو ایک اور اسلامی ملک زنجبار آزاد ہو گیا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

کتنی مبارک، کتنی بلند اقبال، کتنی روشن اور کتنی سنہری ہے یہ صدی۔ اور یہی صدی اور یہی زمانہ حضرت مجدد اعظم امام مہدی مرزا غلام احمد علیہ السلام کے شایان شان تھا۔ "در سال کنت کنزاً آید چو غائبانہ" کا مفہوم اب بھی اگر ہمارے

مولوی صاحبان کی سمجھ میں نہ آتے تو پھر خدا ہی رحم فرمائے گا ؎

یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور (غالب)

چاند پر کمندیں ڈالنے والے خود مرزا غلام احمد کی کمند کے پیچھے ہیں اور یکے بعد دیگرے گرفتار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت امام علیہ السلام کے مشن پوری قوت کے ساتھ زمین کے پورے گولے پر پھیل گئے اور کام کر رہے ہیں۔ کفر و الحاد اور تثلیث کے مرکزوں کی فضائیں اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اٹھی ہیں اور احمدی جرنیل فتح و نصرت کے پرچم لہرا رہے ہیں، ہر قوم سے خراج وصول کر کے اپنے مقدس شہنشاہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک قدموں میں ڈال رہے ہیں ؎

منزلو کہاں ہو تم آؤ اور قدم چومو
آج ہم زمانے کو اپنے ساتھ لے آئے

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے دہریت اور عیسائیت کے قلب و جگر کو مسل کر رکھ دیا۔ حضرت کی نیم شبی دعاؤں نے یہ کیفیت پیدا کر دی کہ آوازیں آنے لگیں ؎

گیا دورِ سرمایہ داری گیا
دکھا کر تماشہ مداری گیا
اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ
ٹوٹا ہے ایشیا میں سحرِ فرنگیانہ (اقبال)

ہاں ہاں یہ کسی کا اعجاز ہی ہے اور گردشِ زمانہ نے بھی اسی اعجاز کا ساتھ دیا مگر واحسرتا مولوی صاحبان کو صاحبِ اعجاز حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نظر نہیں آ رہا۔

نہیں نہیں دیکھنے والوں نے حضرت امام کو دیکھا اور اہلِ بصیرت نے امام علیہ السلام کو پہچان لیا۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ہمعصر تھے۔ حضرت خواجہ صاحب ریاست بہاولپور میں قیام پذیر تھے۔ نواب صاحب بہاولپور کو شیر کے شکار کا بہت شوق تھا۔ جنگل میں ایک شیر پر گولی چلائی۔ شیر تڑپنے لگا۔ سب کی نظریں اور توجہ شیر کی طرف تھی کہ نواب صاحب نے یکایک ہوا میں دیکھا کہ خواجہ غلام فرید دوڑے چلے آ رہے ہیں اور آتے ہی نواب صاحب کے چہرے کے دونوں طرف اپنے ہاتھ رکھ کر نواب صاحب کا منہ پیچھے کی طرف پھیر دیا۔ نواب صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ پیچھے کی طرف سے اس شیر کی مادہ شیرنی نواب صاحب پر حملہ کرنے کے لئے دوڑی چلی آ رہی ہے۔ نواب صاحب نے گولی مار کر شیرنی کو بھی ٹھنڈا کر دیا۔

نواب صاحب نے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہوا تو تھا مگر حلقہ مریدین میں شامل نہ تھے سیدھے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور بیعت کر لی۔

اس ولی اللہ نے جس طرح اپنے گھر میں بیٹھ کر جنگل میں شیر کے شکاری کو دیکھا اسی طرح قادیان میں آنے والے اس شکاری کو بھی دیکھ لیا جس نے اسلام کے دشمنوں اور دجالوں کا شکار کرنا تھا۔ شیر کا شکاری تو اس ولی اللہ کے قدموں میں پہنچ کر بیعت کرتا ہے، مگر قادیان کے شکاری کی یہ شان ہے کہ خود یہ ولی اللہ ایک عربی خط کے ذریعہ عقیدت کے پھول مرزا غلام احمد علیہ السلام کے قدموں پر نچھاور کرتا ہے اور اپنے انجام بخیر ہونے کی دعا کی درخواست گذارتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک اندھا بیٹھا تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا ذکر چل پڑا تو وہ اندھا رو بد بکنے لگا۔ اس پر حضرت خواجہ صاحب کو غصہ آ گیا اور نہایت جلال بھری آواز میں فرمایا:۔

"اندھے اندھی کے بچے تمہیں کیا خبر ہے
کہ حضرت مرزا غلام احمد کا کیا مقام ہے"

وہ اندھا خوفزدہ ہو گیا اور عرض کی کہ حضرت معاف فرمایئے یہ مولوی لوگ ہی ایسا کہتے پھرتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا۔ ان مولویوں کا تو یہ حال ہے کہ ایک معمولی گورے کے آگے بھی لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کی شان دیکھو کہ وقت کی شہنشاہ ملکہ وکٹوریہ کی گردن پر بھی ہاتھ رکھ دیا اس کو لکھا کہ اسلام قبول کر لو ورنہ خیر نہیں۔

حضرات! اب خیر سے مولوی صاحبان کے ایمان کا حال سنئے:۔

حال ہی میں مولانا ظفر علی خاں صاحب مرحوم کی برسی منائی گئی۔ اس موقعہ پر روزنامہ امروز نے ایک خاص نمبر نکالا جو اس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے اس خاص نمبر میں ایک ایسے واقعہ کا انکشاف کیا گیا ہے جس سے کم از کم میں تو آج تک بے خبر تھا۔ لکھا ہے کہ شہنشاہ انگلستان ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر شاہی مسجد لاہور میں مولوی صاحبان جمع ہوئے اور ماشاء اللہ قرآن کریم کا ختم کیا گیا (ایڈورڈ ہفتم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے) اور پھر ہاتھ اٹھا کر مولوی صاحبان نے دعا مانگی کہ خدا ایڈورڈ ہفتم کو جنت الفردوس نصیب کرے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ایسے زمانہ میں تشریف لائے جبکہ وقت کے علماء کا ایمان یہ رہ گیا تھا کہ ایک عیسائی کی روح کو قرآن کا ثواب بخش رہے ہیں اور اس کے لئے جنت الفردوس کی دعائیں کر رہے ہیں۔

مولویوں کے اس مقابلے میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ایمان کا اندازہ لگائیں کہ ایڈورڈ ہفتم کی ماں ملکہ وکٹوریہ کو لکھتے ہیں کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ خیر نہیں۔ حکومت کے نشہ میں ملکہ وکٹوریہ نے امام علیہ السلام کی دعوت کو رد کر دیا۔ خدا نے اس کی سلطنت کو رد کر دیا۔ اور اس سلطنت پر وہ زوال آیا کہ ساری دنیا سے سمٹ سمٹا کر صرف جزیرہ انگلستان میں محدود ہو کر رہ گئی ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔

کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ سورج برطانیہ کی سلطنت پر غروب نہیں ہوتا کہ یہ سلطنت زمین کے پورے گولے پر پھیلی ہوئی ہے مگر آج حالت یہ ہے کہ سورج ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ یہ سلطنت انگلستان کے باہر کہیں ہے بھی؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ایڈورڈ ہفتم کی روح کو قرآن کریم کا ثواب پہنچانے اور جنت الفردوس میں لے جانے والے مولوی حضرات الٹا حضرت مرزا علیہ السلام کو انگریزوں کا پٹھو کہتے ہیں یہ تو وہی بات ہوئی کہ جب ہندوستان اور پاکستان آزاد ہو گئے اور انگریزوں کی غلامی سے نجات مل گئی۔ تو پاکستان نے اپنا سب سے پہلا گورنر جنرل حضرت قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا مگر ہندوستان کے ہندوؤں نے اپنا پہلا گورنر جنرل لارڈ مونٹ بیٹن ایک انگریز کو مقرر کیا گویا انگریز کی غلامی سے نکل کر پھر انگریز کی غلامی ایک عرصہ کے لئے قبول کر لی۔ روزنامہ پرتاپ کے ایڈیٹر سے نہ رہا گیا۔ اس نے ایک جلتا ہوا اداریہ سپرد قلم کیا کہ ہم آج تک یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ محمد علی جناح اور مسلمان انگریزوں کے پٹھو ہیں اور ہمارے سوراج میں روڑے اٹکا رہے ہیں مگر سوراج ملنے پر ثابت یہ ہوا کہ ہم ہندو انگریز کے پٹھو ہیں جنہوں نے پھر ایک انگریز کو ہی اپنا وائسرائے بنا لیا۔ مسلمانوں نے یہ شرمناک حرکت نہیں کی۔ انہوں نے آزادی کے بعد اپنا وائسرائے ایک مسلمان کو بنایا

حضرت مرزا صاحب اور مولوی صاحبان کے درمیان بھی یہی معاملہ ہے۔ عیسائیوں کی کاسہ لیسی کرنے والے عیسائیوں کی روح کو قرآن کریم کا ثواب بخشنے والے اور جنت الفردوس میں لے جانے کی تمنا رکھنے والے مولوی صاحبان تو ہو گئے مجاہد اسلام اور انگریزوں کو دجال کہنے والا ان کے مرکز انگلستان میں اذانیں دینے والا انگریزوں کے بڑے بڑے لوگوں کو چھین کر اسلام میں داخل کرنے والا مرزا غلام احمد ہو گیا انگریزوں کا پٹھو؟ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

اسلام کے پاک چہرے پر دشمنان اسلام نے (دونوں رخساروں) پر دو نہایت گھناؤنے داغ لگائے ایک یہ کہ تمام انبیاء جن کو اسلام پیش کرتا ہے نعوذ باللہ غیر معصوم اور گنہگار تھے۔ دوسرا الزام یہ کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا اور بزورِ شمشیر قائم ہے۔ چشم بد دور ہمارے مولوی صاحبان نے دشمنان اسلام کی ہاں میں ہاں ملائی انہیں انبیاء کے غیر معصوم اور گنہگار ہونے کا بھی اقرار ہے اور وہ اشاعت اسلام کے لئے شمشیر کے کارناموں پر فخر کرتے اور اسلام کو چھوڑ جانے والے کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ اسلام کے ان نادان دوستوں نے یہ نہ سوچا کہ ان دونوں چیزوں سے اسلام کا پاک چہرہ مسخ ہو کر رہ جائیگا۔ ع ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا کس قدر احسان ہے کہ اس شیر خدا نے دشمنانِ اسلام کے اعتراضات کی دھجیاں فضا کے آسمانی میں اڑا دیں۔ پُر شوکت و پُر زور دلائل سے عصمت انبیاء کو پھر قائم کیا اور ثابت کیا کہ اسلام اپنے حسن و جمال سے پھیلا ہے اور اپنے حسن و جمال سے قائم ہے اور وہ اس معاملہ میں کبھی بھی تلوار کا محتاج نہیں ہوا۔

مولانا مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ اسلام بعض حالات میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہو جاتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مودودی صاحب جھوٹ کی غلاظت کو اسلام کے چہرے پر ملتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس ملکی راز ہوں اور دشمن وہ راز اس سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو ایسے حالات میں جھوٹ بول کر ملکی رازوں کو بچا لینا ضروری ہے۔

ہمارے پہلے بزرگ تو یہ فرما گئے ہیں۔

"سر دہیم سِرّ نہ دہیم"

یعنی ہم سر تو دے دیں گے مگر سِرّ (راز) نہ دیں گے۔ مگر ہمارے زمانے کے اسلامی جماعت کے امیر مولانا مودودی صاحب جھوٹ بول کر اپنا سر بچا لیں گے۔ صالحین کے اس امیر کو خوابیں آ رہی ہیں کہ آئندہ نسلیں انہیں پہچان لیں گی کہ وہ چودہویں صدی کے (جھوٹ بولنے) والے مجدد تھے فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک روشن معیار تھا۔ حضورؐ صادق اور امین تھے۔ مگر یہ امیدوار مجددیت جھوٹ کے سہارے اپنا کام چلانا چاہتے ہیں ؎

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں ایک سپہ سالار کی حیثیت سے علم اسلام کو تھامے جنگ کر رہے تھے کہ دشمن نے تلوار کا وار کر کے حضرت کا علم والا بازو کاٹ دیا۔ علم اسلام گرنے لگا تو آپ نے جلدی سے علم اسلام کو دوسرے ہاتھ میں تھام لیا۔ دشمن نے اس بازو پر بھی وار کر کے کاٹ دیا تو آپ نے علم اسلام کو زمین پر گرنے نہیں دیا اور اپنے دونوں کٹے ہوئے بازوؤں کی ٹنڈوں کے ساتھ علم اسلام کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ اس پر دشمن نے تلوار کا وار گردن پر کیا اور گردن کاٹ دی۔ علم اسلام زمین پر گرنے کو ہی تھا کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر تھام لیا۔ یہ ہے ایمان۔ علم اسلام کیا تھا ایک لکڑی اور کچھ کپڑا۔ اس لکڑی اور کپڑے کا نام علم اسلام تھا۔ اس لکڑی اور کپڑے کی عزت پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بازو یکے بعد دیگرے کٹوائے اور علم اسلام کو زمین پر گرنے نہ دیا اور پھر آخر پر گردن کٹوا کر سرخرو ہو گئے۔

اس شیر مرد نے اپنا یہ بلند نمونہ پیش کر کے اپنے بھائی شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لاج رکھ لی۔ وہ آج کل کے نعوذ باللہ مودودی نہ تھے کہ اپنی گردن بچاتے پھرتے۔ مولانا مودودی صاحب جھوٹ بول کر اپنی گردن بچا لیں گے۔ ان کا نقشہ تو یہ ہے ؎

یوں تو میں مسلم بھی ہوں اسلام کا شیدا بھی ہوں
راہِ حق میں جو کٹے تن پر مرے وہ سر نہیں
یوں تو گردن بھی ہے گردن کی رگیں بھی ہیں سبھی
دینِ احمد کے لئے لیکن تہِ خنجر نہیں　　ساقع

مولانا مودودی صاحب جھوٹ بول کر اپنی گردن تو بچاتے پھرتے ہیں مگر کلمہ گو مسلمانوں کو کسی نہ کسی بہانہ مرتد قرار دے کر ان کی گردنیں مارنے کی فکر میں ہیں۔

مودودی صاحب نے مسئلہ قتل مرتد پر بہت زور دیا ہے مگر جب اُن کے سامنے یہ سوال آیا کہ اگر ہم اسلام کو ترک کر جانے والوں کو مرتد قرار دے کر واجب القتل ٹھہراتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہی حقوق یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کو نہ دیئے جائیں کہ وہ بھی ان کے مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہو جانے والوں کو مرتد قرار دے کر انہیں واجب القتل ٹھہرائیں اگر ایسا ہو جائے تو مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد قتل کر دی جائے گی۔ مودودی صاحب کو اس خوفناک سوال نے خاصہ پریشان کیا جب انہیں اس مضبوط سوال کی گرفت سے بچنے کے لئے کوئی راستہ نظر نہ آیا تو انہوں نے اپنے مرغوب اور آخری سہارے جھوٹ سے کام لے کر ایک جھوٹا حیلہ تراشا اور لکھا کہ دیگر مذاہب یہودیت، عیسائیت اور ہندو دھرم میں مذہب الگ ہے اور سیاست الگ ہے۔ ان مذاہب سے منہ موڑنے والا صرف مذہب سے منہ موڑ رہا ہے اس لئے واجب القتل نہیں مگر اسلام میں مذہب اور سیاست یکجا طور پر جمع ہے اس لئے اسلام سے منہ موڑنے والا نہ صرف مذہب سے بلکہ سیاست سے بھی منہ موڑ رہا ہے اس لئے واجب القتل ہے۔ یہاں ایک چیز تو صاف ہو گئی کہ قتل کا وجوب سیاست سے انحراف پر ہے مذہب سے انحراف پر نہیں ؎

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے

اب رہ گیا مودودی کا یہ جھوٹا سہارا اور جھوٹا حیلہ کہ دیگر مذاہب میں مذہب الگ ہے اور سیاست الگ ہے یہ ایک سفید جھوٹ ہے جو صالحین کے امیر کے ہی شایانِ شان ہے تمام مذاہب نے مذہب اور سیاست کو یکجا جمع کیا ہے اور اسی چیز کو اسلام نے بھی قائم رکھا ہے۔ ہم ذیل میں یہودیوں، نصرانیوں اور ہندوؤں کی مذہبی اور الہامی کتابوں سے چند حوالہ جات پیش کر کے امیر صالحین کے جھوٹ کے ڈھول کا پول کھولتے ہیں اور ان کے جھوٹ کا متعفن بھانڈا یہودیت، نصرانیت، ہندویت اور اسلام کے چوراہے میں پھوڑتے ہیں۔

یہودیوں کی شریعت میں لکھا ہے۔

"جس نے خداوند تیرے خدا کے حضور بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہو اور جا کے غیر معبودوں کی بندگی کی ہو اور انہیں سجدہ کیا ہو خواہ سورج خواہ چاند خواہ آسمانی فوج کے کسی نجوم کو جن کی پرستش کا حکم میں نے نہیں کیا اور یہ تجھے کہا جائے اور تو سُن پائے اور تحقیقات کرے اور دیکھو یہ سچ نکلے اور یہ بات یقین کو پہنچے کہ اسرائیل میں ایسا گھنونا کام ہوا تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ بڑا کام کیا اپنے پھاٹکوں پر باہر لا اور اس مرد یا عورت پر یہاں تک پتھراؤ کیجیو کہ وہ مر جائیں۔ وہ واجب القتل ہے دو یا تین آدمیوں کی گواہی سے قتل کیا جائے۔"

(توریت استثناء باب ۱۷۔ آیت ۲ تا ۶)

امیر صالحین اور ان کے صالحین کو اگر خدا کا کچھ بھی خوف ہے تو بتلائیں کہ کیا یہودی شریعت مرتد کی سزا قتل تجویز نہیں کرتی؟

اب ملاحظہ ہو عیسائیت کی تعلیم جناب یسوع فرماتے ہیں:۔

"میرے ان دشمنوں کو جنہوں نے نہ چاہا کہ میں ان پر بادشاہی کروں یہاں لا کر میرے سامنے قتل کرو۔"

(انجیل لوقا باب ۱۹۔ آیت ۲۷)

کہیئے مودودی صاحب یہ مذہب بول رہا ہے یا سیاست؟

ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال پیش کرنے والوں کی الہامی کتاب بھی مرتد کی سزا قتل تجویز کرتی ہے۔

اب ملاحظہ ہو ہندو مذہب کی تعلیم۔ ویدوں میں کئی مقامات پر یہ منتر بار بار آیا ہے:۔

"ہُمْ دَوِشْمَوْ یَشْچَنُوْ دَوَیْشِی تَمْ اِیْشَام جَمْبے دَدْما۔"

اس کا ترجمہ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے یہ کیا ہے کہ:۔

"اپنے دشمنوں کو اس طرح تڑپا تڑپا کر مارو جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے۔"

فرمایئے مودودی صاحب! ادم شانتی شانتی کا جاپ کرنے والوں کی الہامی کتاب یہ کیسی خطرناک تعلیم دے رہی ہے کیا ان کے دھرم کو چھوڑ کر مسلمانوں میں شریک ہو جانے والے اپنے اس دشمن کو تو کیا دوسرے مسلمانوں کو بھی زندہ رہنے کی اجازت دیتی ہے؟ مشرقی پنجاب، جموں، کشمیر، بہار وغیرہ میں اسی ذہنیت نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ

کر دیا اور وحشیانہ طریق پر ان کا قتل عام ہوا اور آج تک پورا آسام اور ریاست بہاولپور کی سرحد اسی ذہنیت کی زد میں ہے۔ غرض یہودیوں، نصرانیوں اور ہندوؤں کی مذہبی و الہامی کتب نے بالاتفاق مرتد کی سزا قتل تجویز کی مگر یہ اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جس نے مذہبی رواداری کا اعلان فرمایا، خدا کے مقدس ناقوس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے لاَ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن (دین میں کوئی جبر نہیں) کا فلک شگاف نعرہ لگا کر دنیا جہان کو مذہبی آزادی بخشی یہ حضور سرور کائنات صلعم کا احسان عظیم ہے کہ مذہب خون کے ناپاک چھینٹوں سے پاک ہو گیا اور انسان پہلی بار اس نیلی چھتری کے نیچے آزادیٔ افکار کا مالک بنا ہیں جب مسلمانانِ جزائر فیجی (متصل جنوبی امریکہ) کی دعوت پر آریہ پنڈتوں اور عیسائی پادریوں کے مقابلہ کے لئے گیا تو آسٹریلیا، نیوزی لینڈ کے راستے مجھے سفر کرنا تھا۔ مجھے بحری جہاز لنکا کے دارالحکومت کولمبو سے لینا تھا۔ جب ہم مدراس سے آگے بڑھے تو ایک ریلوے اسٹیشن پر تمام مسافروں کا معاینہ کیا گیا کہ آیا انکو چیچک کا ٹیکہ کرایا گیا ہے کہ نہیں اور کہ ان کے پاسپورٹ کے مندرجات اور تصاویر کی مطابقت صحیح ہے؟ میرے پاسپورٹ پر میرے نام مرزا مظفر بیگ ساطع کے آگے "مسلم مشنری" لکھا دیکھ کر معائنہ کرنے والا افسر (جو کہ عیسائی تھا) چونکا اور مجھ پر سوال کیا کہ کیا آپ لوگوں کو Convert کرتے جا رہے ہیں۔ میں نے جواب دیا نہیں ایسا ہرگز نہیں میں کسی کو Convert کرنے نہیں جا رہا۔ ہمارے نبی اور رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ

ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے
پھر ماں باپ اس کو (بالغ ہونے پر)
یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں۔

پس مبلغین اسلام کا کام یہ ہے کہ ان لوگوں کو تبلیغ کر کے انہیں پھر ان کے اصلی اور فطری مذہب میں واپس لے آئیں ہمارے ہاں Conversion نہیں بلکہ Reversion ہے۔ .... Convert کرنا تو دیگر مذاہب کا کام ہے ہم تو Revert کرتے ہیں۔

اب یہاں ایک قابل قدر و قابل غور نکتہ پیدا ہوتا ہے۔ صالحین اور ان کا امیر اس قیمتی نکتے کو نہ سمجھ سکے اور نہ اپنا سکے تو یہ ان کی انتہائی بدقسمتی ہے۔ اور وہ نکتہ یہ ہے کہ جب ہم یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کو تبلیغ کے ذریعہ ان کے اصلی اور فطری و پیدائشی مذہب اسلام میں واپس لاتے ہیں تو پھر اگر ہمارا کوئی مسلمان بھائی مرتد ہو کر یہودی، عیسائی یا ہندو بن جائے تو اس کو بھی کیوں نہ تبلیغ کے ذریعہ اسلام میں دوبارہ لانے کے لئے کوشش کریں گے۔ اس کو قتل کر دینے سے تو تبلیغ کے سارے فلسفہ پر پانی پھر جاتا ہے۔

انگریز کے راج میں ہمارے مولوی صاحبان نے اس ناپاک اور کالے قانون کو بخوشی گوارا کر رکھا تھا کہ اگر کوئی مسلمان عورت عیسائی بن جائے تو اس کا نکاح مسلمان مرد سے ٹوٹ جاتا تھا۔ اس کالے قانون کے سہارے بے شمار مسلمان خاندانوں کی مستورات نے گرجوں سے عیسائیت کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے عدالتوں سے فسخ نکاح کی ڈگریاں لیں اور آوارہ مزاج عورتیں عیسائیت کی آغوش میں چلی گئیں۔ احمدیوں نے اس زمانہ میں بھی برابر صدائے احتجاج بلند کی اور اس کالے اور ناپاک قانون کے خلاف پر زور مضامین لکھے اور یہ مسکت دلیل پیش کی کہ اسلام عیسائی عورت سے نکاح جائز قرار دیتا ہے، وہ عیسائی عورت، اپنے مذہب عیسائیت پر قائم رہ کر بھی ہمارے نکاح میں رہ سکتی ہے (جیسا کہ سلطان اندلس عبدالرحمٰن اور شہنشاہ ہندوستان جلال الدین اکبر کی عیسائی بیویاں تھیں) تو پھر کیا وجہ ہے کہ اگر خود ہماری مسلمان بیوی عیسائی بن جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے۔

آج بفضل خدا احمدیت کو اس رنگ میں بھی ایک فتح عظیم حاصل ہوئی ہے اور پاکستان کی اسلامی حکومت کو خدا نے اس ناپاک قانون کو منسوخ کرنے کی توفیق دے دی۔ اب کوئی مسلمان عورت اگر عیسائی بن جائے تو اس کا نکاح مسلمان مرد سے نہیں ٹوٹتا۔

ٹھیک اسی طرح یہودیوں، عیسائیوں، اور ہندوؤں کے گھروں میں پیدا ہونے والے بچے فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہیں۔ اسلام کے نزدیک بلوغت پر اپنے والدین کے مذہب میں شمار ہوتے ہیں۔ اسلام انہیں اس ارتداد کی کوئی سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں تبلیغ کے ذریعہ پھر اسلام میں داخل کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور ان کے لئے اپنا دروازہ ہر وقت کھلا رکھتا ہے۔ تو پھر کیا عقل سلیم کا تقاضا یہ نہیں کہ اگر کوئی مسلمان بھی اسلام کو چھوڑ کر دیگر مذاہب میں شامل ہو گیا ہو تو اس کو بھی تبلیغ کے ذریعہ دوبارہ اسلام میں داخل کیا جائے اور اس کے لئے بھی اسلام کا فراخ اور سنہری دروازہ ہر وقت کھلا ہو۔

کسی نے کیا اچھا کہا کہ مولانا مودودی صاحب کا اسلام کیا ہے ایک چوہے دان ہے۔ جس میں داخل ہونے کا راستہ تو ہے مگر نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں۔

مرتد کو قتل کر دینا اچھا ہے کہ اس کو تبلیغ کے ذریعہ اسلام میں پھر لے آنا اچھا ہے؟ قتل کر دینے سے تو وہ آدمی ضائع ہو جائے گا۔ لیکن تبلیغ کے ذریعہ اسکو مسلمان بنا لینے سے قیامت تک اس کی نسل سے پیدا ہونے والے افراد ہمارے جانثار بن جائیں گے۔

مرتد کو قتل کر دینے سے تبلیغ کی روح ہی فنا ہو جاتی ہے اس راز کو صالحین اور جماعت اسلامی کے امیر کیا سمجھیں ان کے ہاتھ میں تلوار ہونا چاہیئے جس سے وہ اپنے مخالفوں کو قتل کرتے پھریں حکومت پر قبضہ کرنے کی ناپاک کوشش کریں۔ اس زمانے میں تبلیغ کے راز کو اگر کسی نے سمجھا تو وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی ذات ہے۔ اس شیر خدا نے آریوں، دہریوں، عیسائیوں، بہائیوں سے جو بھی لڑائی بڑی بہادری سے لڑی اور کامیابی سے لڑ کر فتح و نصرت کے ڈنکے چہار دانگ عالم میں بجا دیئے ؎

نہ اس کے پاس توپیں تھیں نہ تیغیں تھیں نہ بھالے تھے
فقط قرآن تھا اک اور کچھ اللہ والے تھے
نہاں تھیں بجلیاں اسکی زبانوں میں اور بیانوں میں
لگا دی آگ اس نے دشمنوں کے آشیانوں میں
لگا وہ آگ برسانے دلائل کی براہین کی
وہ شعلہ تھا جلانے لگ گیا ہستی شیاطین کی
پڑی اک کھلبلی سی کفر کی فوجوں رسالوں میں
ادھر عیسیٰ کی بھیڑوں میں اُدھر بھارت کے لالوں میں
کلیساؤں میں پہنچا مندروں میں دندنایا وہ
ہر اک چھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا کے آیا وہ
غرض عبداللہ آتھم قوم کے ہرگز نہ کام آیا
پلٹ کر پھر نہ جاتی میں دوبارہ لیکھرام آیا
صدائے نوحہ پیدا ہو گئی گھنٹوں میں باجوں میں
صف ماتم بچھا دی اسنے گرجوں میں سماجوں میں
غلام احمد تھا نام اس مرد غازی کا مجاہد کا
مسلمانوں کی فوجوں کے سپہ سالار و قائد کا (ساطع)

یہ واقعات ہیں جن کو نہ جھٹلایا جا سکتا ہے نہ مٹایا جا سکتا ہے۔ میدان مرزا غلام احمد کے ہاتھ رہا اور زمین و آسمان سے مرزا غلام احمد کی فتح کے نعرے بلند ہوئے۔

جمعیۃ العلماء ہند آریوں کے مقابلے میں ہار گئے تو ہمیں۔ سید غلام بھیک نیرنگ یاد کریں تو ہمیں خواجہ حسن نظامی امداد حاصل کریں تو ہم سے۔ مولانا احمد علی امیر حزب الاحناف شاہدرہ لاہور کے آریوں کے مقابلے پر لے جائیں تو ہمیں۔ مولانا اسمٰعیل غزنوی امرتسر کے مقابلے میں خود لاہور آ کر لے جائیں تو ہمیں ٹرینیڈاڈ۔ انڈونیشیا اور جزائر فیجی کے مسلمانوں کی درد بھری پکار پر لبیک کہکر وہاں ان کی امداد میں پہنچیں تو ہم۔ غرض ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

دہلی میں میرا ایک عظیم الشان مناظرہ ہوا۔ مقابلے پر پنڈت رام چندر اور پنڈت ویاس دیو شاستری تھے۔ بفضل خدا ایسی نمایاں فتح ہوئی کہ دہلی کے مشہور مدرسہ نعمانیہ کے اول مدرس مولانا خدا بخش صاحب نے

ہمارے ایک بزرگ مولانا غلام الدین صاحب نے سلوی سے ملاقات کر کے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ بڑھایئے انہوں نے ہاتھ بڑھا دیئے تو مولانا خدا بخش نے فرمایا میں ان ہاتھوں کو مرزا مظفر بیگ ساطع کے ہاتھ سمجھکر چومتا ہوں، جو فتح آج ہوئی ہے ایسی فتح دہلی میں مسلمانوں کو کبھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔

ٹھیک اسی طرح ایبٹ آباد میں آریہ پنڈتوں سے میرا مقابلہ ہوا۔ اس کا انتظام حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور نے (جو موسم گرما گذارنے وہاں گئے ہوئے تھے) نواب صاحبزادہ عبدالقیوم خانصاحب مرحوم کے اشارے سے کیا تھا اس مناظرہ کا اتنا اثر ہوا کہ ایک مجلس میں نواب صاحب مرحوم نے فرمایا۔

لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد
مجدد نہیں ہم تو مرزا مظفر بیگ کو
بھی مجدد ماننے کو تیار ہیں۔ مجدد
کا اور کیا کام ہوتا ہے۔ کیسی بازغ میں
ہم نے جو مقابلہ دیکھا ہے ہمارے
دل پر اس کا اثر ہوا ہے سے

حسن تو مجھی جہاں میں تیرا ہے فسانہ کیا
کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا

مجھے ایک بار پھر کہنے کی اجازت دیں سے

ہاں لائے عرب کے جوش میں ڈوبے ہوئے تینوں
اٹھ اور عجم کی عقل کی بستی اُجاڑ دے
مصر و حجاز و شام کی قوت سمیٹ کر
لندن کے پہلوانوں کا لنگر اکھاڑ دے
پرچم جہاں بلند ہے علیسیٰ کا آج کل
جھنڈا وہاں جلال محمد کا گاڑ دے

ہوں۔ وہ واپس گیا دیکھا کہ حضور خود بیٹھے دھو رہے ہیں وہ بہت متاثر ہوا۔ رو پڑا اور مسلمان ہو گیا۔ یہ حضور کے اخلاق کریمہ کا نتیجہ تھا۔

عمل کی ضرورت

آپ اس اخلاق کو اپنے اندر پیدا کریں۔ اور اگر آپ اسلام کی ترقی چاہتے ہیں تو قرآن و حدیث پر عمل کریں صرف زبانی اقرار اور اللہ اکبر کے نعرہ سے کچھ نہیں بنتا۔ عمل کی ضرورت ہے۔ عملی نمونہ دکھاؤ۔

ضروری اطلاع دربارہ چندہ و عطیہ جات

بعض دوست اپنی عطا کردہ رقوم کے لئے محصل صاحبان کی جاری کردہ رسیدات کے بعد دفتر انجمن سے بھی براہ راست رسید طلب کرتے ہیں۔ ان دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محصل صاحبان کو انجمن کی طرف سے باقاعدہ رسید بکیں دی جاتی ہیں جن میں سے وہ ہر چندہ دہندہ کو رسید جاری کرتے ہیں ان رسید بکوں سے جو رسیدیں جاری کی جائیں وہ کافی سمجھی جانی چاہئیں۔

طلباء سے خطاب از صفحہ ۲

ہے۔ یہ ایک لمبی چوڑی بحث ہے جس میں اس وقت میں پڑنا نہیں چاہتا

ا۔ عبادت الٰہی

تو میں نے جو ابتداء میں آیات پڑھی ہیں۔ ان میں پہلا حکم یہ ہے کہ میری عبادت کرو۔ مقصد یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام و فرامین کی پوری پوری اطاعت کرو۔ گھروں میں ہم بڑے خوبصورت جزدانوں میں قرآن کریم کو بند کر کے تزئین کے طور پر رکھ چھوڑتے ہیں۔ اور یہی کچھ کافی سمجھتے ہیں۔ اور اسکو بخشش و سعادت کا موجب سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہے قرآن کو صرف عزت و احترام کے ساتھ رکھ دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اصل چیز اس پر عمل ہے۔ اس میں جو ارشادات تلقین ہوئے ہیں ان کی تعمیل و فرمانبرداری اصل مقصد ہے آپ قرآن کو پڑھائیں، ترجمہ سمجھیں اور اس میں جو اوامر و نواہی ہیں ان پر غور کر کے ان پر عمل کریں۔

قرآن کو ترجمہ سے پڑھو اور اس پر عمل کرو

۲۔ والدین سے حسن سلوک

تو پہلی چیز عبادت الٰہی ہے دوسری چیز والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔ ان کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا ہے خدا تعالےٰ کے بعد جو ہماری پرورش کرتے ہیں وہ ہمارے والدین ہوتے ہیں، اگر والدین چھوٹے بچوں کی طرف توجہ اور خیال نہ کریں تو وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ جب آپ کو ہوش نہیں تھا انہوں نے آپ کی خبر گیری کی۔ آپ کو پالا پوسا۔ آپ کو کھلایا پہنایا۔ آپ کو تعلیم دلوائی۔ اور اس قابل کیا کہ تم اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر روزی کما سکو اور عزت کی زندگی گذار سکو۔ بعض لوگ اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ بُرا سلوک کرتے ہیں، ان پر زبان درازی کرتے ہیں۔ وہ قوم جس کے اندر اپنے بزرگوں کا احترام نہیں وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ ترقی چاہتے ہو تو بزرگوں کی تعظیم و تکریم کرو اور نہ صرف یہ بلکہ اپنے سے کمزوروں کے ساتھ بھی رحم و کرم سے پیش آؤ۔ انگریزی میں ایک مقولہ ہے:۔

Charity begins
at home

ادب و احترام گھر سے شروع ہوتا ہے ادب ماں باپ سے شروع ہوتا ہے پہلے والدین کا ادب سیکھو، پھر ہمسائے اور رشتہ داروں کا بھی ادب کر سکو گے۔ بعض لوگ اپنے والدین سے بُری طرح پیش آتے ہیں، وہ بیمار اور معذور ہو گئے ہیں تو ان سے کراہت کرتے ہیں، یہ درست نہیں ہے، اچھے بچے اچھے اخلاق والے ہوتے ہیں، خدا ان سے خوش ہوتا ہے مسلمان کا کام اپنے والدین کی اطاعت و خدمت اور ان کی فرمانبرداری اور حسن سلوک ہے۔ انکی عزت کی جائے اور مرتے دم تک ان کی خدمت کی جائے اگر بچہ ذرا بیمار ہو جائے تو والدین اس کا ہر طرح خیال کرتے رہیں، ان کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں، وہ علاج معالجہ کی

فکر کرتے ہیں۔ تو مسلمان کا کام یہ ہے کہ قرآن کے احکام پر عامل ہو، اور اسوۂ حسنہ کا پابند ہو اور والدین کی عزت کرے۔

۳۔ رشتہ داروں کا حق

اس کے بعد رشتہ داروں کا حق ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت اور سرمائے کو عزت کا معیار نہیں بنایا، خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ بڑا وہ ہے جو خدا خوف ہے خدا یاد ہے، خدا ترس ہے نیک ہے متقی ہے۔ غریب رشتہ داروں کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ امیر غریب رشتہ داروں سے ایک سا سلوک روا رکھو۔

۴۔ مساکین سے ہمدردی کا برتاؤ

مسلمان وہ ہے جو اسلام پھیلائے اسلام کی تعلیم و تبلیغ کے لئے مسلمان کو پیدا کیا گیا یہ بہت بڑا کام ہے ایک طرف ہمیں خدا کے احکام کی فرمانبرداری کرنا چاہیئے، دوسری طرف مخلوق خدا سے احسان کا برتاؤ کرنا چاہیئے، مسکین و محتاج وہ نہیں ہیں جو گھر گھر در در مانگتے پھرتے ہیں۔ وہ تو پیشہ ور گداگر ہیں بلکہ اصل مسکین و محتاج وہ ہیں جو فی الحقیقت امداد کے قابل ہیں کہ جب وہ اچھے تھے تو کام کرتے تھے۔ محنت سے روزی کماتے تھے۔ جب پیسہ نہیں ہے یا بیمار ہے کام کسی وجہ سے بند ہو گیا ہے تو وہ اس وقت امداد کے قابل ہوتے ہیں، اس وقت ان لوگوں کی اعانت کرنا چاہیئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مساکین و محتاج لوگوں کا خیال رکھیں، یہ نہ دیکھیں یہ مسلمان ہے یا ہندو یا سکھ ہے یا عیسائی ہے۔ حضرت عمر رض کا ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں، رات کو گشت کرنے نکلے تو ایک بڑھیا کو دیکھا کہ وہ اور اس کے بچے بھوکے ہیں، آپ واپس آئے۔ بیت المال سے آٹے کی بوری اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے چلے۔ نوکر نے کہا کہ حضور میں اٹھا لیتا ہوں۔ لیکن آپ نے جواب دیا کہ نہیں میں خود اٹھاؤں گا۔ آپ غرباء کا خیال رکھتے تھے یہی شفقت علی خلق اللہ ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بوڑھے اور محتاجوں کے لئے ہوسٹل ہوتے ہیں جہاں وہ اپنے بقایا ایام عمر گذارتے ہیں انکو old age pension ملتی ہے۔ اعلیٰ قسم کے ہسپتال ہیں جہاں علاج معالجہ ہوتا ہے اسکا نام شفقت علیٰ خلق اللہ ہے بعض لوگ تنگ نظر ہوتے ہیں، وہ کسی اور مذہب کے شخص سے احسان کا سلوک کرنا پسند نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص غیر مذہب کا ہے اس سے احسان کا برتاؤ نہ کیا جائے یہ غلط خیال ہے۔ قرآن ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا وہ عام طور پر مخلوق خدا کی خدمت کا سبق دیتا ہے۔

۵۔ مسافروں کی امداد

مسافر کی اعانت کی جائے۔ مسلمانوں نے مسافروں کی بڑی خدمتیں کی ہیں۔ تاریخ میں بڑی مثالیں ملتی ہیں انہوں نے یہودیوں کو اپنے گھروں میں رکھا تھا، ایک واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مسافر کو اپنے گھر میں جگہ دی۔ اسکو شرارت سوجھی تو بستر پر پاخانہ کر کے چلا گیا۔ راستہ میں تھا کہ اسکو یاد آیا کہ میں اپنی تلوار بھول آیا

میاں رحیم بخش صاحب کراچی

اسلامی نقطۂ نظر سے جہاد کا مفہوم

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا جہاد

جہاد کا عام مفہوم

مسئلہ جہاد ایک ہنگامہ خیز موضوع ہے - جہاد کے نام سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک ولولہ اور جوش پیدا ہوتا ہے، اور مخالفین اسلام میں ایک تہلکہ مچ جاتا ہے - مسلمانوں میں جہاد کا عام مفہوم جنگ بذریعہ تلوار لیا جاتا ہے - اس لئے اعلان جہاد گویا اعلان جنگ کے مترادف سمجھا جاتا ہے - اور ایسے جہاد کا مقصد یہ لیا جاتا ہے کہ تمام مخالفین اور کفار کو یک قلم تہ تیغ کر دیا جائے یا ان کو اسلام کے جھنڈے تلے لایا جائے - عیسائیت نے تو اپنے متعصبانہ پس منظر میں اسلامی جہاد اور مجاہد، کا نہایت بھیانک نقشہ پیش کیا ہے - یعنے ایک مسلمان مجاہد کو ایک خونخوار، درندگی صورت میں دکھایا ہے جو تلوار اٹھائے ہوئے غیر مسلموں کو بلا دریغ قتل کرتا چلا پھرتا ہے - اور انہیں جبراً مسلمان کرتا ہے - اس قسم کے خیالات دراصل اسلام کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے لئے پھیلائے گئے - مگر ایک حد تک مسلمانوں نے بھی ان خیالات کو اپنا لیا اور انہیں خیالات کے زیر اثر مسلمانوں نے نزول عیسٰے اور ظہور مہدی کا مقصد بھی یہی سمجھ لیا کہ وہ زبردستی لوگوں کو مسلمان بنائیں گے

اسلام کے ظاہری غلبہ کے لئے مسیح و مہدی کی انتظار

زیادہ عرصہ نہیں ہوا - ہماری زندگیوں میں وہ زمانہ گذرا ہے جب مسلمانوں کی نظریں ایک طرف تو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں اور وہ منتظر تھے کہ عنقریب حضرت عیسٰے علیہ السلام بجسد عنصری آسمان سے نازل ہوں گے اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر عیسائیت کا قلع قمع کریں گے - دوسری طرف مہدی کے ظہور کا شدید انتظار لگا ہوا تھا - جو ایک اسلامی سلطنت قائم کرنے کی خاطر فاتحانہ لشکر کشی کرے گا پچھلی صدی عیسوی میں مسلمانوں پر پورا زوال آ چکا تھا - وہ اپنی سلطنت اور دنیاوی جاہ و حشمت بالکل کھو چکے تھے - وہ مایوسانہ حالت میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے کہ کب حضرت عیسٰے علیہ السلام نزول فرمائیں اور کب مہدی کا ظہور ہو اور ان کو کھوئی ہوئی بادشاہی اور اقتدار حاصل ہو -

گوشۂ گمنامی سے ایک آواز کہ اسلام روحانی طاقت سے غالب آئیگا

ایسے وقت میں ایک گوشۂ گمنامی سے ایسی ندا آئی جس نے ایک طرف تو مسلمانوں کو چونکا دیا اور دوسری طرف اس آواز سے ان کی آرزوؤں کو ٹھیس لگی - اور ان کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا - یہ آواز ایک مامور من اللہ کی تھی جس نے اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر اعلان کیا - کہ مسلمانوں کی ظاہری شان و شوکت کے خاتمہ کے باوجود اسلام اب بھی ایک زندہ طاقت ہے - لیکن جس طریقہ پر یہ مسلمان اسلام کو دوبارہ زندہ دیکھنا چاہتے ہیں، وہ خیال خام ہے - اس زمانہ میں اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے تلوار کا مقابلہ نہیں، بلکہ اس وقت مخالفین اسلام کی طرف سے جو حملے ہو رہے ہیں - وہ علمی اور فلسفیانہ رنگ میں ہیں، لہٰذا اس دور میں اسلام کا دفاع اور اس کے احیاء کا دار و مدار نہ تو شمشیر و سناں سے ہو سکتا ہے نہ یہ جنگ و جدل سے وابستہ ہے - بلکہ اس کے لئے ایک علمی جہاد کی ضرورت ہے - مسلمانوں کو اپنی شوکت و سطوت کے چھن جانے سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں، بلکہ اسلام اپنی روحانی طاقت سے سب ادیان باطلہ پر غالب آئے گا - اور بطور پیشگوئی اس نے یہ خوشخبری سنائی کہ :-

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں بر منار بلند تر
محکم افتاد -"

احیائے اسلام کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات

غرض اس نے احیاء اسلام کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کیا جو یہ تھا کہ ایک طرف مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب نہایت مدلل طریقہ پر اور براہین قاطعہ سے دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی خوبیوں کو عقلی دلائل اور علمی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے - موجودہ زمانہ مذہبی آزادی کا دور ہے - اور ہر شخص اپنے مذہب اور عقائد کا علی الاعلان اظہار کرنے کا مجاز ہے ایسے حالات میں اشاعت اسلام کے لئے تبلیغ کے راستے کھلے ہیں، اور دنیا کو حقیقت اسلام سے روشناس کرنے کے لئے تبلیغی مساعی کی اصل ضرورت ہے اور اس کے لئے مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے قربانی دینی چاہیئے -

ظہور مہدی اور نزول عیسٰیؑ کی حقیقت

پھر اس مامور نے مسلمانوں کو ان کی خام تمناؤں اور غلط فہمیوں سے نکالا - اس نے نزول عیسٰی اور ظہور مہدی کی حقیقت کا انکشاف کیا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان عقائد کی اصلیت کو بیان کیا - نزول مسیح کی وضاحت کے لئے عیسٰے علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ قرآن کی رو سے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا -

وفات مسیح پر ایک بیّن دلیل

گو آج کل حضرت عیسٰےؑ کی وفات ایک گونہ مسلمہ امر بن چکا ہے مگر میں ایک ایسی واضح دلیل پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے کسی مسلمان کو اختلاف کی گنجائش نہیں - یہ دلیل قرآن اور حدیث دونوں پر بیک وقت مشتمل ہے - صحیح بخاری کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا واقعہ بتفصیل مذکور ہے اور لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے رحلت فرما چکے تو اس خبر کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچ لی اور نہایت جوش میں سب لوگوں کو کہا کہ جو شخص رسول اللہ صلعم کی وفات کا ذکر زبان پر لائے گا، وہ اس کی گردن اڑا دیں گے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشق رسولؐ میں اس بات کو کسی طرح سننا گوارا نہ کر سکتے تھے کہ وہ عظیم ترین ہستی جو سرور کونین اور نبیوں کا سردار ہے وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح موت کا شکار ہو سکتا ہے ایسے نازک موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے اور اپنے محبوب رسول اللہ صلعم کے جسد عنصری کو وفات یافتہ پاکر سب لوگوں کو جمع کیا اور پر شوکت الفاظ میں اعلان کیا - کہ اَلا

من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات - ومن کان یعبد اللہ وحدہ فان اللہ حیٌّ لایموت - یعنے جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتے تھے تو محمد صلعم تو وفات پا چکے - اور جو اللہ واحد کی عبادت کرتے تھے - تو اللہ زندہ ہے وہ نہیں مرے گا - اس کے بعد یہ آیت قرآنی تلاوت فرمائی :- ما محمد الا رسول - قد خلت من قبلہ الرسل أفان مات او قتل انقلبتم علٰے اعقابکم - یعنے محمدؐ ایک رسول ہے اس سے پہلے بہت رسول گذر چکے تو اگر وہ مر جائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے - اس اعلان کو سن کر سب

لوگوں کی گردنیں کلام اللہ کے سامنے جھک گئیں۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو نہایت غضبناک حالت میں تھے خاموش ہو گئے۔ ظاہر ہے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خیال میں حضرت عیسٰی علیہ السلام اُس وقت بجسد عنصری آسمان پر زندہ موجود تھے اور آئندہ ہزاروں سال تک زندہ رہنے والے تھے تو صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قرآنی استدلال سے ہرگز اتفاق نہ کرتے۔ خاص کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اس نص صریح کے سامنے اپنی تلوار کو نیام میں کر لیا اور آنحضرت صلعم کی وفات کو تسلیم کر لیا وہ صاف کہتے کہ حضرت عیسٰیؑ تو زندہ آسمان پر موجود ہیں پھر آپ کس طرح اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ سب پہلے نبی فوت ہو چکے۔ اس قرآنی ثبوت کے علاوہ موجودہ ریسرچ نے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پا کر سرزمین کشمیر میں مدفون ہوئے ہیں۔ خواجہ نذیر احمد صاحب کی تازہ تصنیف Jesus in Heaven on Earth میں اس امر پر ایسے تاریخی شواہد مہیا کئے گئے ہیں کہ حضرت عیسٰی کی وفات پر مہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ نزول مسیح اور حضرت مرزا صاحب

بہرصورت حضرت عیسٰی کو وفات یافتہ تسلیم کرنے کے بعد نزول مسیح کا مسئلہ خودبخود حل ہو جاتا ہے۔ درحقیقت نزول کو معنی مبعوث سمجھ لیا جائے اور مسیح کا آنا تمثیلی رنگ میں سمجھ لیا جائے تو حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دعوے مسیح موعود کو تسلیم کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

منسوخی جہاد کا الزام اور فتوے کفر

مگر باوجود ان صراحتوں کے اس مامور کی آواز پر ایک شور برپا ہوا اور مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا علماء اسلام نے حضرت مرزا صاحب پر تنسیخ جہاد کا الزام لگایا اور ان پر تکفیر کا فتوے عائد کر دیا۔ چنانچہ ایک جانب سے تکفیر نے زور پکڑا اور دوسری طرف سے اس مسئلہ کو سیاسی رنگ دیا گیا۔ اور یہ الزام تراشا گیا کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کی منسوخی کا مسئلہ سلطنت برطانیہ کی خیر خواہی اور حمایت میں اختراع کیا ہے، گویا گورنمنٹ انگریزی نے مرزا صاحب کو اپنا آلہ کار بنا کر ان سے تنسیخ جہاد کا فتوے حاصل کیا۔

گورنمنٹ انگریزی کا ایجنٹ ہونے کا غلط الزام

غرض جہاں تکفیر بازی علماء اسلام کی طرف سے ایک دیدہ دلیری کا مظاہرہ تھا وہاں گورنمنٹ برطانیہ کا خفیہ ایجنٹ ہونے کا الزام بھی بالکل لغو اور بے بنیاد تھا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ اگر گورنمنٹ برطانیہ حضرت مرزا صاحب سے اپنی مطلب برآری کی خاطر یہ کام لیتی تو آخر کسی انعام و اکرام یا کم از کم کسی خطاب سے سرفراز کرتی۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ آخر دم تک نہ تو حضرت مرزا صاحب کو کوئی جاگیر کا عطیہ ملا۔ اور نہ ہی ان کو کسی خطاب سے نوازا گیا۔ اس کے برعکس حضرت مرزا صاحب تمام عمر عیسائیت کا رد بڑی شد و مد سے کرتے رہے جس کی وجہ سے عیسائی اقوام کے لئے وہ ایک تازیانہ بنے رہے جو ہمیشہ ان کو کھٹکتا رہا۔

جہاد بالسیف کی بجائے جہاد بالقلم

رہا تنسیخ جہاد کا مسئلہ تو اس کی اصلیت کو واقعات زمانہ نے ثابت کر دیا۔ وہی لوگ جو اس وقت جہاد بالسیف پر زور دیتے تھے آج خود اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ اس وقت اسلام کی حمایت میں جہاد بالقلم کی ضرورت ہے۔ یعنے جو کام ایک زمانے میں تلوار سے لیا گیا وہ موجودہ زمانے میں قلم سے لیا جائے

حضرت مرزا صاحب کے مسلک تبلیغ کی صحت کا اعتراف

آج ہر طرف اسلام کی تائید کی خاطر تبلیغی تحریکوں کی آواز اٹھ رہی ہے۔ اور حالات زمانہ نے سب پر واضح کر دیا ہے کہ اسلام کے دفاع اور اشاعت کا صرف یہی واحد ذریعہ ہے۔ غرض جو مسلک حضرت مرزا صاحب نے آج سے پون صدی پہلے مسلمانوں کے لئے تجویز کیا اس کا اعتراف اب مسلمان خود کر رہے ہیں۔

جہاد کے لغوی معنے

اسلامی نقطہ نظر سے جہاد کیا ہے۔ اس لفظ کے معنے از روئے لغت یہ ہیں کہ کسی کام کے لئے انتہائی کوشش کرنا اور اس کے مخالفین کا ہر طرح مقابلہ کرنا۔ ہمارے عام محاورہ "جدّ و جہد" میں یہی مفہوم آجاتا ہے۔

قرآن کریم میں جہاد کا مفہوم

قرآن مجید نے بھی جہاد کو انہی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ یہ لفظ مکی اور مدنی سورتوں میں آیا ہے ظاہر ہے کہ مکی زمانہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلوار اُٹھانے کا نہ تو حکم ملا اور نہ ہی عملی طور پر کبھی تلوار کو استعمال کیا گیا۔ سورۃ فرقان ابتدائی مکی زمانہ میں نازل ہوئی۔ اس کی ایک آیت میں جہاد کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے اس کے صحیح معنوں پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے:-

فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہٖ جھادًا کبیرًا۔

ترجمہ:- سو کافروں کی بات نہ مان اور اس قرآن کے ساتھ ان سے وہ جہاد کر جو بڑا جہاد ہے۔

یہاں بذریعہ قرآن حق کے پھیلانے کو جہاد کبیر فرمایا ہے۔ مدنی سورتوں میں بھی جہاد کا لفظ انہی وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ سورۃ توبہ میں مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کا حکم ملا۔ اس کے دسویں رکوع کی شروع آیت ہے یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم۔ یعنی اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان سے مقابلہ میں مضبوطی اختیار کر۔ اس آیت میں آنحضرت صلعم کو کافروں اور منافقوں دونوں سے جہاد کا حکم ہے۔ مگر یہ مسلمہ امر ہے کہ رسول کریم صلعم نے منافقوں پر کبھی تلوار نہیں اُٹھائی۔ اس سے ظاہر ہے کہ منافقوں سے جہاد کا حکم جہاد بالسیف کے معنے میں نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کافروں اور منافقوں کا مقابلہ ہر طریقہ سے پوری کوشش سے کرو۔ چونکہ منافقوں نے مسلمانوں کے خلاف تلوار نہیں اُٹھائی تھی اور وہ میدان جنگ میں مقابل پر نہیں آتے تھے اس لئے ان کے ساتھ مقابلہ بھی تلوار سے نہیں ہوا بلکہ ان کے مناسب حال طریقے اختیار کئے گئے۔ پھر جہاں مسلمانوں کو تلوار سے مقابلہ کا حکم ہے وہاں قرآن کریم نے لفظ قتال خاص طور پر استعمال کیا ہے۔ مثلاً سورۃ بقرہ میں ہے وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ یعنے کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین محض اللہ کے لئے ہو جائے۔

حدیث میں جہاد کا مفہوم

جہاد کے اس مفہوم کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ایک غزوہ سے واپسی پر رسول کریم صلعم نے صحابہ سے یہ فرمایا رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر۔ یعنے ہم ایک چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ یہ بڑا جہاد کیا تھا جس کے بالمقابل تلوار کی لڑائی کو چھوٹا جہاد قرار دیا۔ یہ جہاد نفسانی خواہشات سے جنگ ہے جو ہر شخص کو ہر لمحہ اور ہر دم کرتے رہنا چاہئیے اسی طرح دین کی خاطر قربانی اور ایثار بھی اسی جہاد میں شامل ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن اور حدیث میں جہاد کا لفظ محض جہاد بالسیف پر ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہر قسم کی مساعی جو دین اللہ کے پھیلانے کے لئے کی جائیں۔ ان پر بھی جہاد کا اطلاق ہوتا ہے۔ بخاری کی ایک اور حدیث سے اس کی اور بھی زیادہ وضاحت ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور آپ سے جہاد کی اجازت چاہی یعنے لڑائی میں شامل ہونے کی۔ آپ نے پوچھا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا ان کی خدمت ..... کر۔ یہاں والدین کی خدمت کو آنحضرت صلعم نے جہاد کا درجہ دیا۔ پس جہاد کا مفہوم اور اس کی ضرورت موقعہ اور محل کے مطابق ہوتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا جہاد مکی زندگی میں

غور کا مقام ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی خواہ مکی ہو یا مدنی اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ایک مسلسل جہاد نہ تھی۔ حق کی تبلیغ میں جو سختیاں اور مصائب رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام نے مکی زمانہ میں برداشت کیں کیا وہ جہاد نہ تھا۔ کیا طائف کا سفر اور وہاں سے انتہائی بے کسی کی حالت سے لوٹنا رسول کریم صلعم کا جہاد نہ تھا۔ دراصل تبلیغ حق۔ اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کی خاطر جس طریقہ پر کوشش اور سعی کی جائے خواہ وہ زبان سے ہو، تحریر سے ہو، مال کی قربانی یا خواہشات نفسانی پر قابو پانے سے ہو، یہ سب ایک جہاد ہے۔

سیاسی جہاد

جہاد کا یہ مفہوم نہ صرف دینی معاملات میں لیا جاتا ہے بلکہ آج کل تو سیاسیات میں یہ لفظ ان معنوں میں عام استعمال ہو رہا ہے۔ قیام پاکستان کے لئے جو جد و جہد کی گئی۔ کیا اس کو جہاد سے تعبیر نہیں کیا جاتا حالانکہ یہ جہاد بذریعہ تلوار یا تیر و تفنگ نہیں کیا گیا۔ اس بات سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ پاکستان کا معرض وجود میں آنا علاوہ دیگر مجاہدین کی کوششوں کے بالآخر قائداعظم کی فراست۔ استقلال۔ اخلاص اور اعلیٰ کردار کی بدولت تھا، قیام پاکستان کے محاذ جنگ میں نہ تو فن سپہ گری کا اظہار ہوا۔ نہ توپوں اور بموں کی مار دھاڑ ہوئی۔ بلکہ یہ فتح تحریر و تقریر کے میدان میں حاصل ہوئی۔ پاکستان کے حصول کے لئے میدان کارزار کی بجائے گول میزوں کی کانفرنسیں اور سیاسی مباحثات زیادہ کارآمد ثابت ہوئے۔ الغرض، حالات و واقعات زمانہ نے خود بخود جہاد کی حقیقت کو نہ صرف دینی بلکہ سیاسی رنگ میں واضح کر دیا۔ اسی حقیقت کو حضرت علامہ اقبال نے کیا خوب بیان کیا ہے ؎

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

حضرت مرزا صاحب کا جہاد

جہاد کا یہی مفہوم تھا جس کی تلقین حضرت مرزا صاحب نے دین اسلام کے احیاء کے لئے کی اور جس کے لئے حضرت صاحب نے مسلمانوں کو تیار کیا۔ اس وقت علمائے اسلام نے ہر طرف سے اس کی مخالفت کی۔ مگر مرور زمانہ نے مسلمانوں کو اسی مسلک کا معترف کر دیا۔ اس سے بڑھ کر حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا لائحہ عمل

حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ مسیحیت مجددیت

اس بات سے یقین ہو جاتا ہے کہ جو لائحہ عمل تجدید دین کے لئے آپ نے پیش کیا۔ اس پر وہ خود تمام عمر کاربند رہے۔ غیر مذاہب کی طرف سے اور خاصکر عیسائیت کے علمبرداروں کی طرف سے جس قدر سوقیانہ حملے اسلام پر اور بانیٔ اسلام پر وارد ہو رہے تھے ان کا تسلی بخش جواب قوی دلائل اور عقلی طور پر تحریر و تقریر اور مباحثات میں دیتے رہے اور ہر ایک پر ثابت کر دیا کہ دین اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنے اعتراضات ہیں سب کے سب بے بنیاد ہیں۔ گو وفات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ اصول اسلام میں داخل نہیں۔ مگر عیسائیت کے قلع قمع کے لئے چونکہ یہ حربہ کاری ہے اس لئے اس پر بار بار زور دیا۔ یہاں تک کہ عیسائیت کی بنیادیں ہل گئیں۔ اور کسر صلیب کا کارنامہ حضرت مرزا صاحب کے ہاتھوں انجام پایا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی خوبیوں اور آنحضرت صلعم کے محاسن سے لوگوں کو روشناس کیا گیا۔

جماعت احمدیہ کا قیام اور اس کا کام

پھر اس مسلک پر مسلمانوں کو گامزن کرنے کے لئے ایک جماعت قائم کی اور اس جماعت میں شامل ہونے والوں سے یہ عہد لیا کہ دین کی خاطر وہ ہر قربانی دینے کو تیار رہیں۔ اور شرائط بیعت میں سب سے ضروری شرط یہ رکھی کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے۔ اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے ایک مجاہد جماعت کا قیام اس لئے ضروری تھا جس سے اس لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا تھا۔ اس جماعت کے قیام کو فرقہ بازی یا مسلمانوں میں تفرقہ اندازی سے تعبیر کرنا سخت غلطی ہے۔ گذشتہ پون صدی کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے اور اس جماعت کی طویل عرصہ کی کارکردگی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ جماعت محض خدمت دین اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرگرم عمل رہی ہے۔ اور آج تک اسی مسلک پر قائم ہے۔

حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کے عقائد

بانی سلسلہ اور اس جماعت احمدیہ کے تمام عقائد کلیۃً اسلامی اصولوں پر مبنی ہیں۔ ہر سال ہمارے سالانہ اجتماع میں ان عقائد کا اعلان ہوتا ہے۔ اور ہماری عملی کارگذاری کا جائزہ علی الاعلان پیش کیا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا دینی جہاد

ہماری کتب اور لٹریچر سب کے سامنے ہیں ان کا مطالعہ کریں اور غور و فکر کے بعد فیصلہ کریں کہ کس بات میں ہم اسلام کے اصولوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اس غور و خوض کے بعد اگر ہمیں اسلام پر کاربند پائیں اور ہمیں اسلام کی خدمت و توسیع کے کام میں منہمک دیکھیں تو کیا یہ ان پر لازم نہیں آتا کہ وہ اس جماعت میں شامل ہو کر اس دینی جہاد میں حصہ لیں جس کی اسلام کے قیام و احیاء کے لئے اشد ضرورت ہے۔

تبلیغ اسلام کرنیوالی ایک ہی جماعت

تمام اہل اسلام سے میری درخواست ہے کہ چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھیں انہیں معلوم ہوگا کہ موجودہ زمانہ میں صرف یہی ایک واحد جماعت ہے جس نے محض خدمت دین اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ اس جماعت کے ساتھ کسی قسم کی سیاسی اغراض و مقاصد وابستہ نہیں۔ اور نہ ہی اس کا مقصد کوئی ذاتی اقتدار کا حصول ہے۔ یہ جماعت ایک للہی کام میں شروع سے اب تک سرگرم عمل ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ بہت چھوٹی سی جس کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ مگر ان کے ارادے اور حوصلے بہت بلند ہیں۔ انہوں نے تہیہ کیا ہے کہ اسلام کی روشنی سے دنیا کے چاروں کونوں کو منور کیا جائے۔ اس عظیم الشان کام کے پیش نظر ان کے ذرائع بہت محدود ہیں۔ ان میں سے اکثر نادار ہیں۔ کچھ سرکاری عہدیدار ہیں۔ چند سرمایہ دار بھی ہیں اور میرے جیسے خطاکار بھی ہیں مگر ان سب کے دلوں میں ایک جذبہ ہے ایک جنون ہے کہ تمام دنیا کو حلقہ بگوش اسلام کیا جائے۔ ہمیں اس جنون کا اعتراف ہے۔ کوئی شک نہیں یہ لوگ مجنون ہیں، یہ مجنونوں کا گروہ ہے اور ان سے بڑھ کر وہ مجنون ہیں جو گھر بار چھوڑ کر غیر ممالک میں تبلیغ اسلام میں منہمک ہیں۔ دنیاداروں کی نظر میں یہ جنون نہیں تو اور کیا ہے کہ اس جماعت کے افراد اپنا تن من دھن ایک ایسے خیال میں لٹا رہے ہیں۔ جو دنیاداروں کے خیال میں موہوم خیال ہے۔ اپنا آرام و آسائش چھوڑ کر ہر سال جمع ہوتے ہیں اور غرض صرف یہی ہے کہ کس طرح دین حق کو ہر چہار طرف پھیلایا جائے۔ مگر یاد رکھیں احیاء اسلام کے لئے یہی جنون ہے جو کام آئے گا۔ یہی جنون تھا جس کی وجہ سے اسلام اپنے ابتدائی زمانہ میں عروج پر پہنچا۔ اور یہی جنون ہے جو اس وقت مسلمانوں کے لئے مشعل راہ بن سکتا ہے۔ اس لئے ہم سب اہل اسلام کو اس جماعت میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔

مذاہبِ عالم ——— نصیر احمد لیکچرار نیو مسلم کالج لکھنؤ

شنٹو ازم ——— جاپان کا آبائی اور قدیمی مذہب

مذاہب عالم پر پیغام صلح کے ماہوار ایڈیشن میں سلسلہ مضامین شروع کیا جا رہا ہے۔ ذیل کا مضمون اس کی پہلی کڑی ہے۔ ——— مدیر ———

شنٹو ازم جاپان کا آبائی اور قدیم مذہب ہے بلفظ شنٹو (SHINTO) یا شنڈو (SHINDO) چینی اور جاپانی الفاظ کا مرکب ہے جس کا جاپانی زبان میں صحیح مفہوم (KAMI NO MICHRI) یعنے دیوتاؤں کا مذہب یا طور و طریقہ ہے۔ دیوتاؤں کے مذہب یا طور و طریقے سے مراد وہ مذہبی رسومات یا عقائد ہیں جن کا تعلق مقامی جاپانی دیوتاؤں اور دیویوں کی پرستش سے ہے۔ اور جنہوں نے مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ایک مستقل مذہب کی شکل اختیار کر لی ہے۔

بحیثیت جاپان کے قومی مذہب کے شنٹو کی اصطلاح تاریخی اعتبار سے اتنی قدیم نہیں ہے۔ جاپانی ادب میں اس کا ذکر پانچویں صدی عیسوی کے آخر میں ملتا ہے۔ شنٹو سے قبل جاپان بدھ مت کا گہوارہ تھا اور اس کا اثر جاپان کی قومی زندگی پر بہت گہرا تھا۔ تاریخی لحاظ سے شنٹو ازم بدھ مت کے بعد کی پیداوار ہے۔ چنانچہ اپنے تاریخی ارتقاء کے ابتدائی دور میں شنٹو کا نام بحیثیت ایک مذہبی فکر اور نظام کے نہیں ملتا۔ جاپان میں بدھ مت کے بعد اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اصل بدھ مذہب اور ضابطۂ قانون اور نئے جاپانی مذہب کے درمیان حد امتیاز پیدا کرنے کے لئے جاپانی مذہب کو ایک امتیازی نام سے موسوم کیا جائے۔ چنانچہ پہلے پہل جاپانی مذہب کو (MATSUSI GOTO) یا (AFFAIRS OF WORSH) یعنی مسائل عبادت سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ مسائل نہ صرف خدا اور بندے کے درمیان باہمی تعلقات سے عبارت ہیں بلکہ ان مسائل میں ریاست اور سیاست کے جملہ امور بھی داخل ہیں۔ بالفاظ دیگر ذوق عبادت اور ذوق زندگی ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ اور مذہب اور سیاست آپس میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ابتدا ہی سے شنٹو ازم کی یہ نمایاں بنیادی خصوصیت رہی ہے۔ جدید دور میں بھی اس مذہب کے ان بنیادی اصولوں کو زندہ کیا گیا ہے۔ بالخصوص ۱۸۶۸ء میں شاہی خاندان کے غلبہ کے بعد اس امر پر زیادہ زور دیا گیا کہ مذہب کو زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا چاہیئے۔ شنٹو ازم کا عرصہ حیات گزشتہ دو ہزار برس پر پھیلا ہوا ہے اس دوران میں یہ مذہب مختلف عوامل اور اثرات کے زیر اثر آیا اور اس نے مختلف شکلیں اختیار کر لیں جس کی وجہ سے مختلف زمانوں میں اس کی مختلف تشریحیں بھی کی گئیں۔

شنٹو کی دو بڑی اقسام ہیں۔ پہلی قسم ——— (SHRIME SHINTO) یا (STATE SHINTO) ہے یعنے شنٹو کی وہ قسم جس کا تعلق سرکاری مذہب سے ہے۔ دوسری قسم کو (SHINTO OF PEOPLE) یعنے عوام کا مذہب کہتے ہیں۔ دوسری قسم بڑے بڑے فرقوں میں منقسم ہے اور یہ فرقے پھر مزید چھوٹے چھوٹے فرقوں میں منقسم ہیں جن کی کل تعداد سو تک پہنچتی ہے۔ پہلی قسم کو SHRINE اس واسطے کہا گیا کہ اس میں SHRINE یعنے کسی مذہبی مقام اور عبادت گاہ کو مرکزی مقام حاصل ہے اور یہ عبادت گاہیں کثرت سے جاپان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ عبادتگاہیں معاشرے کے کثر چھوٹے چھوٹے گروہوں کی حیثیت کے مطابق چھوٹے چھوٹے معبدوں سے لیکر بڑے سے بڑے قومی معبدوں پر مشتمل ہیں اور جو ان قومی ہیرو اور قومی حکمرانوں کی یاد منانے کے لئے وقف ہیں جنہوں نے ملک، قوم یا حاکم وقت کی خاطر جان کی بازی لگا دی۔ اس کے برعکس معمولی قسم کے معبدوں کو (CHURCH) یا گرجا کہتے ہیں۔ اور جو اپنی عمارتوں کی ساخت اور فن تعمیر کے لحاظ سے ریاستی معبدوں سے مختلف ہیں لیکن بحیثیت مذہبی نظام فکر کے عوام کا شنٹو سرکاری شنٹو کے مقابلے میں زیادہ مؤثر اور مقبول تر رہا ہے اور سٹیٹ شنٹو کے مقابلے میں عوامی شنٹو کو قانونی اور اخلاقی لحاظ سے وہ درجہ حاصل رہا ہے جو بدھ مت یا عیسائیت کو حاصل ہے۔ ۱۹۴۰ء کے قانون کے مطابق عوامی شنٹو کو عبادت، مالیات املاک، اصولیات اور داخلی انتظامی امور میں مکمل آزادی دے دی گئی، اس کے مقابلے میں سرکاری شنٹو کو قومی اور مقامی حکومت اور عوام کی مالی امداد حاصل رہی ہے۔ سرکاری شنٹو کی تنظیم کے لئے وزارت داخلہ کے تحت معبدوں کا ایک شعبہ بنا دیا گیا اور تمام سرکاری معبدوں میں سرکاری رسوم کی ادائیگی کا انتظام وزیر داخلہ کے سپرد کر دیا گیا۔

عوامی شنٹو پانچ فرقوں میں منقسم ہے

فرقہ وہ ہے جو کلاسیکی شنٹو کی تمام اصلی روایات اور بنیادی عقائد کو اپنی حقیقی حالت میں برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ دوسرا فرقہ اس مذہب پر کنفیوشس کی تعلیمات کو داخل کر دیتا ہے۔ تیسرا فرقہ مذہبی رسوم کی ادائیگی پر غیر معمولی زور دیتا ہے۔ چوتھا فرقہ پہاڑوں کی پرستش پر زور دیتا ہے۔ اور پانچواں فرقہ مذہب کو عملی زندگی کا ایک لازمی جزو سمجھتا ہے۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد سرکاری شنٹو مذہب کو بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں ڈھال لینے اور زمانے کے تقاضوں کے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ ۵ ار دسمبر ۱۹۴۵ء کو جاپان میں اتحادی فوجوں کے کمانڈر کے ایک حکم کے ماتحت شنٹو ازم کو بحیثیت قومی مذہب کے ختم کر دیا گیا اور سرکاری طور پر شنٹو کی حمایت اور تبلیغ و اشاعت ممنوع قرار دے دی گئی۔ البتہ نجی سطح پر اس کی توسیع و اشاعت پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ معبدوں کو بند نہیں کیا گیا۔ بلکہ شنٹو کے معبدوں کو دوسرے مذاہب کے معبدوں کی سطح پر لایا گیا ۱۹۴۰ء کے قانون کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور ۱۹۴۶ء میں ایک اور قانون نافذ کیا گیا جس کی رو سے ملک کے تعلیمی اداروں میں سرکاری روپیہ سے جزوی یا کلی طور پر شنٹو کی تبلیغ و اشاعت ممنوع قرار دے دی گئی اور ملک کے نئے آئین کی رو سے جو ۳ مئی ۱۹۴۷ء کو نافذ کیا گیا مذہبی آزادی کو برقرار رکھا گیا اور اس کی آزادی کی ضمانت بھی دی گئی۔ جنگ عظیم سے پہلے بادشاہ کو حقوق الٰہیہ (DIVINE RIGHTS) حاصل تھے اور اس کو خدا کا نائب سمجھا جاتا تھا، بادشاہ کو حکومت اور اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ سمجھا جاتا تھا یہ چیز نسلاً بعد نسلاً چلی آتی تھی اور عوام جن کو حکومت اور اقتدار کا اصلی سرچشمہ ہونا چاہیئے تھا ان کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ یہ خصوصیت جنگ عظیم سے پہلے جاپانی آئین کا جزو لاینفک تھی۔ چنانچہ جنگ عظیم کے بعد یکم جنوری ۱۹۴۶ء کے فرمان کی رو سے بادشاہ نے ان تمام حقوق الٰہیہ کو ترک کر دیا اور ۱۹۴۷ء کے قانون کی رو سے بادشاہ سے وہ تمام اقتدار اور غیر محدود مراعات چھین لی گئیں اور اس کو محض (symbol) کے طور پر ریاست کا حکمران تسلیم کیا گیا اور حکومت کا حقیقی سرچشمہ عوام کو مانا گیا۔ بیسویں صدی کے وسط میں جاپان میں عوامی شنٹو کے معتقدوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ اور سرکاری شنٹو مذہب ماننے والوں کی تعداد تین کروڑ ساٹھ لاکھ تھی۔

شنٹو مذہب میں نظام عبادت بہت پیچیدہ ہے۔ ابتدائی حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شنٹو مناظر و مظاہر فطرت اور قدرتی طاقتوں کی پرستش کا نام ہے۔ اس مذہب کے دیوتا قدرت کی

نامعلوم طاقتوں کا مجسمہ ہیں۔ چنانچہ زمین و آسمان، درخت چاند، سورج، طوفان، پہاڑ، چٹانیں، پانی، دریا، اور وہ مختلف چیزیں جو دنیا و کائنات میں انسان کے ارد گرد پھیلی ہوئی ہیں ان کو دیوتا اور دیویاں مان کر ان میں خدا کا مظہر تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ قدیم شنٹو مذہب کے کل دیوتاؤں کی تعداد آٹھ سو تک پہنچتی ہے۔ تاریخی لحاظ سے اس بنیادی مذہبی تصور کو بدلتے ہوئے سیاسی اور سماجی حالات کی روشنی میں عہد بعہد ڈھالا گیا ہے۔ چنانچہ جدید شنٹو مذہب کے تصور میں قدیم آسمانی باپ یعنے دیوتا، قدیم زمینی ماں یعنی دیوی اور سورج دیوی جو ان دونوں کی بیٹی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ وقت کی تعظیم و تکریم کے تصور اور مردہ حکمرانوں کی روحوں اور ان قومی ہیروؤں کو بھی جگہ دی گئی ہے جو ملک، قوم اور بادشاہ وقت کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے مارے گئے۔ چنانچہ ٹوکیو میں چھوٹے بڑے بہت سے معبد........

بنائے گئے ہیں تاکہ وہاں ان فوجیوں کی روحوں کو تسکین مل سکے جو گذشتہ دو عالمگیر جنگوں میں ہلاک ہوئے اور یہ مان لیا گیا ہے کہ اگرچہ وہ فوجی ہلاک ہو چکے ہیں، لیکن وہ روحانی دنیا میں رہ کر بھی قوم کی قسمت کو متعین کرتے ہیں اور اپنی اس عظمت کے پیش نظر انکی روحیں ابدی طور پر قوم کی محافظ ہیں اور ان کی روحوں کی تسکین لازم ہے۔ بعد میں ان معبدوں میں علاوہ فوجیوں کے ملک کے ان ممتاز شہریوں کی روحوں کو بھی داخل کر لیا گیا جو ملک و قوم کی خدمت کے دوران میں مارے گئے۔

ابتداء ہی سے شنٹو پر بدھ مت اور کنفیوشش کا بہت اثر رہا ہے۔ چنانچہ شنٹو مذہب اپنے اخلاقی اور فلسفیانہ نظام کے لحاظ سے بدھ مت کا مرہون منت ہے ۱۸۶۸ء میں شنٹو کو بدھ مت سے نجات دلائی گئی اور بعد میں اسکو بطور سرکاری مذہب کے رائج کیا گیا۔ بین الاقوامی اور قومی میدانوں میں کشیدگی اور روز افزوں آویزش نے اس کو اور ہوا دی اور قومی ذہن اور عصبیت کی تعمیر میں شنٹو نے نمایاں حصہ لینا شروع کیا۔ تیرھویں اور انیسویں صدی عیسوی کے دوران میں شنٹو مذہب کی اصلی روح کو بحال کرنے کی متعدد کوششیں کی گئیں اور اس بات کا خاص التزام رکھا گیا کہ اصل شنٹو کو خارجی اثرات سے پاک کیا جائے اور اس کو ان روایتوں کا آئینہ دار بنایا جائے جو قدیم جاپانی ادب کا حصہ ہیں لیکن بعد میں قومی اور بین الاقوامی مصلحتوں کی روشنی میں اس مذہب کی روح میں بنیادی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔

اخلاقی نظام کے لحاظ سے شنٹو ابھی تک کنفیوشش مذہب پر قائم ہے۔ سیاسی نظریات کے لحاظ سے قومی تقاضوں کے پیش نظر اس مذہب کے قدیم علم الاصنام (MYTHOLGY) اور قدیم روایات کو جدید تقاضوں کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے۔ شنٹو مذہب کے فروغ و اشاعت میں وہ مرکزی اصول جو نہایت شدت اور عصبیت کے ساتھ کارفرما رہا اور جس کا اثر قومی زندگی میں شدت سے پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ سورج دیوی ریاست کی بانی ہے اور شاہی خاندان کا شجرہ نسب اس سے ملتا ہے یعنی شاہی خاندان کو اقتدار اعلیٰ سورج دیوی سے نسلاً بعد نسلاً ورثہ میں ملا ہے اور ملتا رہے گا اور جاپانی قوم دیوتاؤں کی نسل سے ہونے کے باعث دنیا کی تمام قوموں کے مقابلے میں بہادر نیک اور ذہین ہے۔ بادشاہ خدا کا خلیفہ ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ تمام روئے زمین پر حکومت کرے اور جاپانی قوم میں ساری دنیا کو اپنے مطیع و منقاد کر لینے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ یہ وہ بنیادی اصول ہیں جن پر دوسری جنگ عظیم سے قبل جاپان میں تعلیمی اور سیاسی میدانوں میں شدت سے عمل کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اس اصول کے تحت جاپان کی طاقتور فوجی ریاست کی تمام پراپیگنڈا مشینری نے ایک مخصوص قومی ذہن پیدا کرنے کی کوشش کی جس میں ملک سے بے لوث وفاداری، جنگ میں بے مثال بہادری، بہترین تنظیم و اتحاد و جذبات کو ابھارا گیا اور اصل جاپانی روح اور ذہن کو برقرار رکھتے ہوئے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق صحت مند رجحانات کو اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ مان لیا گیا کہ جاپانی ریاست کی بنیاد دیوتاؤں نے رکھی ہے۔ جاپانی قوم دنیا کی تمام قوموں کی نجات دہندہ ہے۔ یہ وہ تمام عناصر تھے جن پر جنگ عظیم سے قبل جدید شنٹو مذہب کی بنیاد رکھی گئی اور جنہوں نے مل کر ایک شدید اور جارحانہ قسم کی قومیت کے تصور کو جنم دیا۔ لیکن دوسری جنگ عظیم میں جاپانیوں کی شکست کے بعد یہ جارحانہ عصبیت زائل ہو گئی۔ سرکاری شنٹو مذہب بے کار ہو گیا اور ملک میں بحیثیت ایک فعال قوت کے اس کا وجود مٹتا نظر آیا۔ چنانچہ بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں شنٹو ازم نے قومی عصبیت کے تصور کو ترک کر دیا اور اپنے آپ کو امن اور سلامتی کا مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی ۱۹۴۶ء میں ......

National Shrine Association یعنی ملکی معبدوں کی قومی تنظیم بنائی گئی جس نے اس سرکاری محکمہ کی جگہ لے لی جو پہلے سرکاری طور پر قومی معبدوں کی نگہداشت کرتا تھا۔ بیسویں صدی کے وسط میں اس تنظیم میں چھیاسی ہزار معبد شامل تھے۔ اس تنظیم کے ماتحت ہونے والی رسومات میں عالمی امن اور اخوت کے لئے دعاؤں کو اہمیت حاصل ہو گئی اور جاپانی مذہب کو عیسائیت کے مشابہ قرار دینے کی کوشش کی گئی۔

تاریخی اعتبار سے اگرچہ شنٹو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھلتا چلتا چلا آیا ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ابتداء ہی سے اس مذہب میں مذہب اور ریاست اور دین و دنیا کی ہم آہنگی اور مذہب کے عملی اور عقلی پہلوؤں کو اور مذہب کو عملی زندگی میں ایک فعال اور محرکی قوت تسلیم کیا گیا ہے۔ مذہب کو کامیاب مادی زندگی گذارنے کے چند اصولوں سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وہ عنصر ہے جو اس مذہب کو اسلام سے قریب تر لے آتا ہے اس اعتبار سے شنٹو ازم دنیا کے باقی تمام مذاہب کے مقابلے میں اپنی اصل بنیادی روح کے لحاظ سے قریب تر ہے۔

رشتے مطلوب ہیں

ذیل میں ان لڑکوں اور لڑکیوں کی فہرست دی جاتی ہے، جن کے رشتے جماعت کے اندر مطلوب ہیں احباب ان میں سے جن رشتوں کو پسند کریں، ان کے متعلق مجھے اطلاع دیں تاکہ اس بارہ میں مناسب کارروائی کی جا سکے۔

غلام قادر ڈار احمدیہ بلڈنگس لاہور

لڑکے جن کے رشتے مطلوب ہیں

نمبر شمار	قومیت	عمر سال	تعلیم	رہائش	ضروری کوائف
(۱)	قریشی	۴۵ سال	حکیم حاذق فاضل ادیب دواخانہ رشیدیہ۔	کنڈن سیان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	فاضل ادیب - دواخانہ رشیدیہ کے پرائیویٹر محکمہ ڈاک کے پوسٹ ماسٹر۔ سائیکلوں کے تاجر وغیرہ
(۲)	جہلم	۲۶ سال	بی-ڈی-ایس ڈینٹل سرجن۔	قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ	ڈینٹل سرجن سول ہسپتال سرگودھا مبلغ-/۴۰۰ روپے ماہوار تنخواہ لیتا ہے اور سیکنڈ کلاس گزیٹڈ افسر ہے -/275 کے گریڈ میں ہے۔
(۳)	سید	۲۴ سال	ایف-ایس سی گورنمنٹ کالج طالب علم	راولپنڈی	تندرست - دراز قد - خوش ادا لڑکی کم از کم میٹرک پاس ہو۔
(۴)	آرائیں	۲۵ سال	بی-ایس-سی پنجاب یونیورسٹی	کراچی	لڑکا اور لڑکیاں راولپنڈی میں مقیم ہیں۔
(۵)		۲۴ سال	بی اے-بی ٹی-	ید و ملھی	
(۶)		۲۸ سال	جماعت پنجم تک تعلیم	بمقام چوہان- تحصیل چکوال ڈاکخانہ چوہان ضلع جہلم۔	پابند صوم و صلوٰۃ - غریب خاندان کو ترجیح دی جائے گی۔
(۷)	ارائیں	۲۲ سال	میٹرک	لاہور- احمدیہ بلڈنگس-	سادہ زندگی کو پسند کرتا ہے۔ جماعت سامانہ ریاست پٹیالہ سے ہجرت کی ہے۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر زیادہ حق مہر کا متحمل نہ ہو سکے گا۔
(۸)	آدان	۲۲ سال	نان میٹرک	چک ۲۲ ڈاکخانہ مومن تحصیل و ضلع شیخوپورہ	تقریباً ۲½ مربع زمین کا خود مالک ہے اور ایک باغ بھی ہے جسکی آمدنی گذر اوقات سے زیادہ ہے۔
(۹)	شیخ	۳۵ سال	میٹرک	محلہ شاہ چراغ راولپنڈی- انچارج وائرلیس سانت سٹیج ریجر [illegible]	

لڑکیاں جن کے رشتے مطلوب ہیں

نمبر شمار	قومیت	عمر	تعلیم	رہائش	ضروری کوائف
(۱)		۳۰ سال	ایم - اے	کراچی - اصل جھنگ کے رہنے والے ہیں	
(۲)		۱۶ سال	مڈل پاس	میکلوڈ روڈ کراچی	
(۳)		۱۸	میٹرک	" "	
(۴)	کھوکھر	۲۲ سال	میٹرک	منڈی بہاؤالدین	دونوں لڑکیاں سلیقہ شعار ہیں ان کا والد مخلص احمدی۔ مقروض ہے اس لئے جہیز بھی پیش نہ کر سکے گا
(۵)	کھوکھر	۱۶ سال	میٹرک	منڈی بہاؤالدین	" " " "
(۶)	سید	۱۸/۱۹ سال	میٹرک	مارکیٹ روڈ راولپنڈی کینٹ	صوم و صلوٰۃ کی پابند۔ خوش صورت ریڈیو راولپنڈی سے اخلاقی پروگرام میں حصہ لیتی ہے اور کچھ معاوضہ بھی مل جاتا ہے۔
(۷)	ارائیں	۳۲ سال	بی اے-بی-ٹی (اے-ڈی-آئی) راولپنڈی۔	13/4 مارٹن روڈ کراچی	امور خانہ داری سے واقف پابند صوم صلوٰۃ
(۸)	ارائیں	۲۶		" "	" " " "
(۹)	کشمیری	۲۵	ایف اے		کشمیری احمدی کو ترجیح دی جائے گی - ماہوار آمدنی -/۶۰۰-/700 روپے ہو
(۱۰)	جٹ	۲۸ سال	بی اے-بی-ٹی	۱۶۸ ڈاکخانہ فقیر والی ضلع بہاولنگر۔	زمیندار گھرانہ کو ترجیح دی جائے گی۔
(۱۱)		۲۱ سال	ایف اے	کویت	کویت میں بسلسلہ ملازمت کام کرتا ہے

لڑکے جن کے رشتے مطلوب ہیں

نمبر شمار	قومیت	عمر	تعلیم	رہائش	ضروری کوائف
(۱۰)	شیخ	۲۱ سال	ایف-اے	منڈی سکھے کی ضلع گوجرانوالہ	منڈی سکھے کی۔
(۱۱)	شیخ	۲۹ سال	ملازم تربیلا ڈیم		
(۱۲)	شیخ	۲۲ سال			سررشتہ تعلیم راولپنڈی
(۱۳)	شیخ	۱۹½ سال			ایئر فورس سرگودھا میں ملازم ہے
(۱۴)	سید	۲۳ سال	میٹرک	جوہرآباد	جوہرآباد ضلع سرگودھا
(۱۵)	سید	۲۰ سال	میٹرک	جوہرآباد	〃 〃 〃 〃
(۱۶)				ایبٹ آباد	
(۱۷)	کشمیری	۲۸ سال	میٹرک	پی-او-ایف واہ کینٹ	لڑکی صوم وصلوٰۃ کی پابند۔ معزز کشمیری خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ دستکاری کشیدہ کاری سے واقف ہو
(۱۸)	کشمیری	۳۷ سال	میٹرک	سمن آباد لاہور	آمدن تقریباً ۱۰۰۰ روپے ماہوار۔
(۱۹)		۴۵ سال		جہلم	مکان ذاتی ہے۔ نقد بنک میں دس ہزار روپیہ ہے۔
(۲۰)	شیخ	۴۲ سال		نورنگ روڈ پشاور	
(۲۱)				ملازم فیصل انجینئرنگ کمپنی منڈی کوٹ روڈ ضلع جھنگ	تنخواہ-/500 روپے۔ بیوی فوت ہو گئی ہے، زمیندار بھی ہے۔ بیوی کی عمر ۲۵-۳۰ اور ۳۰ کے درمیان ہو۔
(۲۲)	گوجر	۲۶ سال	بی-ایس-سی	چک نمبر ۱۸ جنوبی ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع جھنگ	تنخواہ ۱۷۰ روپے ہے۔ زمیندارہ آمدنی ۱۲۰۰ روپے سالانہ اور زمین ۲۵ ایکڑ۔
(۲۳)	پٹھان	۲۰ سال	ایف-اے	ملازم انشورنس کمپنی رحیم یار خاں	مبلغ -/۱۵۰ روپے بطور سپرنٹنڈنٹ تنخواہ بنتا ہے۔

لڑکیاں جن کے رشتے مطلوب ہیں

نمبر شمار	قومیت	عمر	تعلیم	رہائش	ضروری کوائف
(۱۲)	سید	۱۶ سال	مڈل پاس	جوہرآباد	جوہرآباد ضلع سرگودھا۔
(۱۳)	سید	۱۸ سال	مڈل پاس	جوہرآباد	جوہرآباد ضلع سرگودھا
(۱۴)	کشمیری	۲۳½ سال	میٹرک	متصل محلہ کمہاراں۔ شہر سیالکوٹ	لڑکے کی تعلیم کم ازکم ایف اے ہو کشمیری خاندان۔ صوم وصلوٰۃ۔ دینی تعلیم سے واقف ہو تنخواہ کم ازکم دوسو روپے ہو۔
(۱۵)	طور راجپوت	۲۸ سال	ایم اے	پشاور	مبلغ -/249 روپے ماہوار تنخواہ پاتی ہے۔
(۱۶)	〃 〃	۲۶ سال	بی اے۔ بی ای ڈی۔	〃 〃 〃	مبلغ -/2/0 روپے ماہوار تنخواہ پاتی ہے۔
(۱۷)	〃 〃	۲۴ سال	ایف-اے کنڈر گارٹن ٹرینڈ	〃 〃 〃	مبلغ -/۱۹۰ روپے ماہوار تنخواہ پاتی ہے
(۱۸)	سید	۲۱ سال	سٹوڈنٹ بی۔اے۔	لاہور چھاؤنی	
(۱۹)	مغل	۲۰ سال	میٹرک فیل سے دو پاس	چک نمبر ۲۴ ملتان	مبلغ -/۸۵ روپے ماہوار تنخواہ پاتی ہے۔
(۲۰)	قریشی	۲۵ سال	میٹرک	صدر بازار لاہور چھاؤنی	لڑکی سلائی کے سکول میں فائنل کا امتحان دے رہی ہے۔ امور خانہ داری سے واقف ہے۔
(۲۱)	بٹ کشمیری	۲۰ سال	میٹرک	باغبانپورہ لاہور	
(۲۲)	بٹ کشمیری	۱۶ سال	امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے	بدوملہی	آئندہ کالج میں داخل ہوگی
(۲۳)	کشمیری	۱۶ سال	میٹرک	قصبہ نگر بورروالہ	امور خانہ داری سے واقف اور سلسلہ عالیہ میں شامل۔ جنیہ۔ جموں۔ سری نگر میں سے کسی ایک جگہ میں رشتہ مطلوب ہے
(۲۴)	راجپوت	۲۰ سال	دینی تعلیم گھریلو کام کی ماہر	نظام پورہ چک نمبر ۲	

لڑکے جن کے لئے رشتے مطلوب ہیں

نمبر شمار	قومیت	عمر	تعلیم	رہائش	ضروری کوائف
(۲۴)	قریشی	۳۲ سال	بی۔ اے ایل ایل۔ بی۔	بہادلنگر سابقہ ضلع سیالکوٹ	وکالت۔ آمدنی۔ /۴۰۰ روپے ماہوار ہے۔
(۲۵)	قریشی	۲۹ سال	میٹرک	بہاولپور سابقہ ضلع سیالکوٹ	سرکاری ملازمت۔ 150 روپے ماہوار تنخواہ۔
(۲۶)	قریشی	۲۳ سال	ادیب	بہاولپور سابقہ ضلع سیالکوٹ	
(۲۷)	قریشی	۲۲ سال	میٹرک	بہاولپور سابقہ ضلع سیالکوٹ	سرکاری ملازمت۔ /150 روپے ماہوار تنخواہ
(۲۸)	سید	۲۹ سال	ایف۔ ایس۔ سی۔	گوجرانوالہ سٹلائٹ ٹاؤن	تنخواہ۔ /155 روپے ماہوار ہے، ہیلتھ سب سنٹر نزد کوہ مری راولپنڈی۔ گوجرانوالہ سٹلائٹ ٹاؤن میں مکان ہے اور گاؤں میں بھی مکان ہے اور کوئی جائداد نہیں۔
(۲۹)	بٹ کشمیری	۲۰ سال	میٹرک	بدوملہی لاہور	
(۳۰)	سلیمان گنائی	۱۹ سال	ایف اے	قصبہ نگر۔ بھدرواہ	احمدی جماعت کشمیر۔ جنبہ میں رشتہ مطلوب ہے۔
(۳۱)	کشمیری	۱۷ سال	میٹرک	قصبہ نگر بھدرواہ	احمدی جماعت ہائے۔ جنبہ سری نگر۔ جموں میں رشتہ مطلوب ہے
(۳۲)	راجپوت	۲۴ سال	قرآن شریف پڑھا ہوا ہے ۵ جماعت تعلیم	مورو سندھ	زمین ۱۰۔ ایکڑ ہے
(۳۳)	راجپوت	۱۸ سال	میٹرک	نظام پور ڈاکخانہ	تنخواہ۔ /150 روپے
(۳۴)	ککے زئی	۲۷ سال	لندن میں پٹرولیم ٹیکنالوجی کر رہا ہے	ڈسٹرکٹ کونسل نواب شاہ	فی الحال۔ /۴۰۰ روپے ماہوار لے رہا ہے /۷۰۰ روپے کی امید ہے۔ ایبٹ آباد۔ حیدرآباد۔ لاہور میں تینوں مقامات پر جائداد ہے۔
(۳۵)	ککے زئی	۲۱ سال	آرکیٹیکچر بلڈنگ ڈپلومہ تعمیرات A.S.E (لندن)	ڈسٹرکٹ کونسل نواب شاہ	فی الحال۔ /200 روپے سے /۴۰۰ تک روپے ماہوار تک۔

لڑکے جن کے لئے رشتے مطلوب ہیں

نمبر شمار	قومیت	عمر	تعلیم	رہائش	ضروری کوائف
(۳۶)	چوغطہ	۲۵	میٹرک	لائل پور شہر۔ خط و کتابت مولوی محمد علی عزیز ہوٹل۔ ملتان چھاؤنی	والدہ اور والد فوت ہو چکے ہیں۔ دیگر ۵ بھائی ہیں۔ جو کہ شادی شدہ ہیں اور الگ الگ اپنا کام کر رہے ہیں۔
(۳۷)	کھوکھر	۲۳	بی۔ ایس۔ سی	قادر منزل برچیوال جھنگ صدر۔	تنخواہ معہ الاؤنس۔ /340

توسیع اشاعت اخبارات

نمبر شمار	اسمائے معطی حضرات		پیغام صلح	لائٹ
(۱)	مولوی رحیم بخش صاحب	کراچی	۱	×
(۲)	الحاج میاں محمد سعید صاحب	لائلپور	×	۸
(۳)	چوہدری فضل داد صاحب	چک 6/4-L	۴	×
(۴)	ڈاکٹر محمود احمد صاحب	کھکھر	۵	۱
(۵)	ماسٹر فتح محمد صاحب	کریالہ	×	۱
(۶)	ڈاکٹر محمود احمد خاں صاحب بذریعہ حبیب الرحمان صادق صاحب	کھکھر	۵	۱

اس سے پہلے جن احباب نے خریدار بنائے۔ اور جن کا اعلان ہو چکا ہے حسب ذیل ہے:۔

(۱) میاں محمد احمد صاحب مسلم ٹاؤن۔ لاہور۔ پیغام صلح ۱۔ لائٹ ۱۔ روح اسلام ×

(۲)۔ کرنل سعید احمد صاحب ۔۔ لاہور " " ۲ " ۲ " " ×

(۳)۔ ملک ظفر اللہ خان صاحب راولپنڈی ۔۔ " " ۱ " ۲ " " ×

(۴)۔ ڈاکٹر اصغر حمید صاحب ۔۔ لاہور " " ۵ " × " " ×

(۵)۔ حبیب الرحمٰن صادق صاحب ۔۔ لاہور " " ۳ " ۲ " " ×

ماہنامہ "روح اسلام" کی توسیع اشاعت

کے سلسلہ میں قابل تقلید تجویز

"ماسٹر فتح محمد صاحب سدووال کا خط جنرل سکرٹری صاحب کے نام :۔

مکرمی جنرل سیکرٹری صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مؤدبانہ گذارش ہے۔ کہ میرا خیال ہے۔ کہ میں اپنی تحصیل چکوال کے تمام مڈل اور ہائی سکولوں میں "روح السلام" ہر ایک سال اپنے اخراجات سے اجراء کروں۔ میں ہر مہینہ اپنے ماہواری چندہ کے ساتھ مبلغ تین روپے سالانہ چندہ ہر ماہ ایک ہائی سکول کے لئے روانہ کر دیا کروں گا۔ اس سکول کا پتہ بھی درج کر دیا کروں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آپکو بھی اطلاع کر دیا کروں گا۔ تاکہ ماہنامہ روح اسلام جلد از جلد جاری فرمایا جائے اور آپ مینجر صاحب کو تاکید کر دیا کریں۔ تاکہ ہر ماہ وقت مقررہ پر پہنچ جایا کرے اس مہینہ مبلغ تین روپے چندہ روح اسلام ماہواری چندہ کے ساتھ مورخہ 12/2/64 کو مندرجہ ذیل پتہ کے لئے ارسال کر دیا ہے۔ اور کوپن پر بھی پتہ مندرج ہے:۔

ہیڈ ماسٹر صاحب۔ ڈسٹرکٹ کونسل ہائی سکول بھون تحصیل چکوال ضلع جہلم۔

خاکسار: فتح محمد ماسٹر۔ مقام سدووال۔ ڈاکخانہ سدووال تحصیل چکوال ضلع جہلم۔

حال نائب مدرس مڈل سکول کریالہ۔ تحصیل چکوال۔

ڈوئی کی موت ہے جو ممالک غربیہ میں ظہور میں آئی۔

اس کے علاوہ ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء کو حضور نے ایک اشتہار میں مندرجہ ذیل الفاظ شائع فرمائے:-

(۱۴) "خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی وہ تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا (سپتے ظہور اس کا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا) اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے مبارک ہے وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے گا

اس اعلان کے پندرہ دن بعد ہی ڈوئی کی موت کا نشان ظاہر ہوگیا اور ڈوئی جو عالمگیر شہرت کا مالک تھا اس لئے اس کی موت کا نشان عالمگیر نشان کی حیثیت رکھتا ہے جس ذلت و رسوائی سے اس کی موت وقوع میں آئی اس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں اور اس سے عبرت حاصل کریں اور دیکھیں کہ کس صفائی سے خدا کے الفاظ اس کے حق میں پورے ہوئے ہیں۔

ڈوئی کی موت سے قبل کی ذلتیں

موت سے قبل ڈوئی کا خائن ہونا ثابت ہوگیا وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا لیکن اس کا اپنا شراب خوار ہونا ثابت ہوگیا۔ یہ شخص بڑی حسرت کے ساتھ اپنے شہر صیحون سے نکالا گیا۔ جس کو اس نے کئی لاکھ روپے صرف کر کے آباد کیا تھا۔ اس شہر کی رونق بھی جاتی رہی۔ آبادی ویرانی میں تبدیل ہوگئی عروج زوال میں منتقل ہوگیا، جو شخص کعبہ کو ویران دیکھنا چاہتا تھا اسکو اپنا شہر ویران دیکھنا پڑگیا۔

پھر اس شخص کے پاس سات کروڑ روپیہ نقد موجود تھا وہ بھی اس سے چھین لیا گیا۔

اس کی بیوی اور بیٹا اس کے دشمن ہوگئے اور اس کے باپ نے اعلان کر دیا کہ یہ ولد الزنا ہے ان سب ذلتوں اور رسوائیوں کے بعد اس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اسے اٹھائے پھرتے تھے۔ ان غموں کے باعث آخر پاگل ہوگیا اور اسی حالت میں مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں بڑی حسرت اور دکھ اور درد کے ساتھ خس کم جہاں پاک کا مصداق بن کر لقمہ اجل بن گیا۔

حضور کے دو مزید الہام

۲۰ فروری ۱۹۰۷ء کو حضور کو اس کے متعلق دو الہام ہوئے:-

(۱) "دعنی اقتل من اذاک"

(۲) "ان العذاب مربع مدوّر"

یعنے مجھے چھوڑ دے کہ میں اس شخص کو ہلاک کر دوں جس نے تجھے اذیت پہنچائی ہے۔

سیدنا حضرت مرزا صاحب کو اس سے بڑھ کر اذیت پہنچانے والا کوئی امر نہیں ہوسکتا تھا کہ حضور کے آقا نامدار حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گستاخی کی جائے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جائیں چنانچہ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی بھی اسی بنا پر کی گئی تھی چنانچہ اس الہام کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر ڈوئی موت کا شکار ہوگیا۔

دوسرے الہام میں بتایا گیا ہے کہ موت سے قبل اس کی زندگی کا ہر پہلو عذاب کا نشانہ بنے گا اور دائرہ کی طرح عذاب الٰہی اسکو اپنے گھیرے میں لے لیگا جس پر کہ مربع اور مدور کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں۔ اس الہام کی صداقت ان ذلتوں اور رسوائیوں سے ثابت ہو رہی ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ اس کی زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جو عذاب الٰہی کا نشانہ نہ بنا ہو۔

یہ نشان مجموعہ نشانات ہے

یہ نشان درحقیقت ۱۵ نشانوں کا مجموعہ ہے کیونکہ ۱۵ الہامات اس سے پورے ہوئے ہیں باقی نشان انشاءاللہ آئندہ خطبہ میں پیش کئے جائیں گے۔

اسلام اور عیسائیت

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

بلکہ ذاتی طور پر ملے کسی قدر تفصیل سے جب یہ معاملہ ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو مسٹر راسن اور ان کی اہلیہ نے ہوکر گرمجوشی خاتون ہیں کھلے الفاظ میں اس بات کا اعتراف کیا کہ اس قدر دلائل کی روشنی میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہم نے واقعہ صلیب کا دوسرا پہلو دیکھا ہے اور ہمارا شکریہ ادا کرتے ہوئے دوبارہ ملنے کی خواہش ظاہر کی۔

مجدد وقت کی جماعت کی شاندار خدمات

یہ ہے ہماری تبلیغی سرگرمیوں کا خلاصہ حضرت مجدد الوقت کی بنائی ہوئی ایک چھوٹی سی جماعت جس کا مقصد سوائے تبلیغ اسلام کے اور کچھ نہیں جس طور شاندار فتوحات حاصل کر رہی ہے۔ اس سے دنیا بے علم نہیں ہے۔ حضرت مجدد زمان سے روحانی فیض حاصل کرنے کا آج بھی موقعہ ہے بدنصیب ہے وہ انسان جو اپنے زمانہ کے مجدد کو نہیں پہچانتا۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

دے دی۔ کل ہی شیخ عزیز احمد صاحب میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد شیخ محمد اسمٰعیل صاحب نماز کے نہایت پابند تھے۔ گاڑی کا وقت ہوتا تو بھی نماز کی پابندی کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ گاڑی جاتی ہے تو جائے تم بھی جانا ہو تو جاؤ لیکن میرا نماز کا وقت ہے، اور میں نماز پڑھوں گا۔ ساری عمر پابندی وقت سے نماز ادا کی۔ ایک دن مرحوم اسمٰعیل صاحب میرے ہاں تشریف لائے کہا کہ میں نے اعلیٰ درجہ کی مشین باہر سے منگوائی ہے جو اعلیٰ درجہ کی سٹارچ تیار کرتی ہے لیکن میری مشین کا سٹارچ ہمیشہ نمبر ۲ پر رکھا جاتا ہے۔ آج میں سرکاری دفتر سے اٹھ کر آیا ہوں۔ وہ کہتے ہیں آپ کا سٹارچ نمبر ۱ تو ہے لیکن جب تک آپ چند روپے فی بوری نہیں دیں گے اس وقت تک آپ کا سٹارچ نمبر تین ہی رہے گا۔ مرحوم کہنے لگے کہ آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سنایا کہ حضور صلعم نے فرمایا واستفت قلبك اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو۔ مرحوم کہنے لگے مجھے سمجھ آگئی ہے میں مشین کو توڑ دوں گا لیکن رشوت نہ دوں گا۔ حضرت صاحب نے کیا قوم پیدا کی۔ جس کو قرآن سے عشق ہے، اسلام سے عشق ہے۔ دین کی خدمت گذاری کا جذبہ ہے۔ اشاعت اسلام کی تڑپ ہے۔ یہ کام بڑا مشکل تھا جو انہوں نے سرانجام دیا۔ حضرت صاحب کے گرد بڑے بڑے علماء جمع ہوگئے جن کی نظر بڑی باریک اور علم بڑا گہرا تھا۔ لیکن حضرت صاحب پر ان کے علوم اور باریکیٔ نظر کا ذرا بھی اثر نہیں، بلکہ وہ علماء فضلا ان کی صحبت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ غرض انہوں نے اسلام کی بے انتہا خدمت کی۔ علم و حقائق سے بھری ہوئی کتب تحریر کیں۔ اسی طرح سے اُن کے مرید جو اُن سے فیض یافتہ تھے انہوں نے بھی خدمت دین کے لئے کتابیں تصنیف کیں وہ بھی مقبول ہوئیں۔ دنیا نے ان کتابوں کو سراہا ہے۔ غیروں نے یقین کیا ہے کہ یہ کتابیں مفید ہیں۔

دوہری حجت

علم، اخلاق اور روحانیات یہ سب کچھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ اس زمانہ کے امام نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور ہم سب پر ڈبل حجت قائم کر دی ہے۔ اس سے ہماری ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر آپ زندگی بسر کریں۔

درخواست دعا

ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ اپنی نشینہ دعاؤں ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

ادارہ تعلیم القران کی افتتاحی تقریب
حضرت امیر [illegible] ایدہ اللہ تقریر فرما رہے ہیں
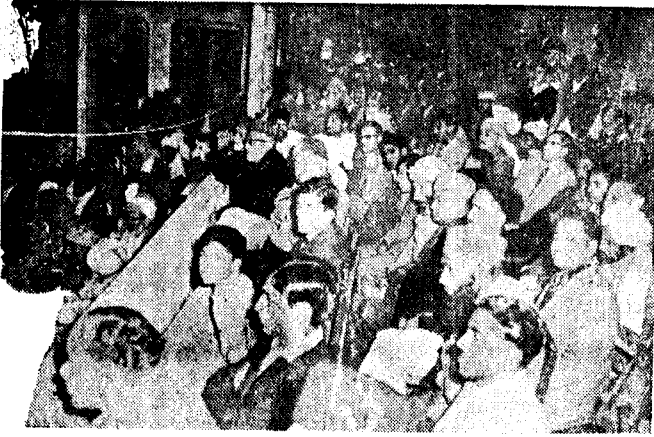
جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اسلام اور عیسائیت پر
مذاکرہ کے سامعین کا ایک منظر

ادارہ تعلیم القران کی افتتاحی تقریب میں
مولانا عبدالحق صاحب تقریر فرما رہے ہیں

ادارہ تعلیم القران کی افتتاحی تقریب میں
کرنل سید بشیر حسین تقریر فرما رہے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ تبلیغ۔ لاہور
فون نمبر:۔ ۶۷۳۶۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۱۹ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ۔ مطابق ۴ مارچ ۱۹۶۴ء | نمبر ۹

واقعہ صلیب مسیحؑ کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان

مخالف کہتے ہیں کہ مسیح کی شبیہ کو سولی دی گئی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس میں حصر عقلی یہی بتاتا ہے کہ وہ شخص جو مسیح کی شبیہ بنایا گیا یا دشمن ہوگا یا دوست۔ اگر تو وہ دشمن تھا تو ضرور تھا کہ وہ شور مچاتا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ اور میرے فلاں رشتہ دار موجود ہیں۔ میرا اپنی بیوی کے ساتھ فلاں راز ہے۔ مسیح کو تو میں ایسا سمجھتا ہوں۔ غرض وہ شور مچا کر اپنی صفائی اور بریّت کرتا۔ حالانکہ کسی تاریخ صحیح سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ جو شخص صلیب پر لٹکایا گیا تھا اُس نے شور مچا کر رہائی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اگر وہ مسیح کا دوست اور حواری بھی تھا۔ تو پھر صاف بات ہے کہ وہ مومن باللہ تھا اور صلیب پر مرنے کی وجہ سے بلاوجہ ملعون ہوا۔ اور خدا نے اسے زبردستی ملعون بنایا۔ یہی بات کہ مصلوب ملعون کیوں ہوتا ہے؟ یہ عام بات ہے کہ جو چیز کسی خاص فرقہ سے تعلق رکھتی ہے وہ اسی کے ساتھ منسوب ہو جاتی ہے۔ سولی کو مجرموں کے ساتھ تعلق ہے۔ جو گویا کاٹ دینے اور مار دینے کے لائق ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا تعلق مجرم کے ساتھ کبھی نہیں ہوتا یہی لعنت ہے اور اسی واسطے سولی دیئے جانیوالا آدمی لعنتی ہوتا ہے۔ سو یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی کہ ایک مومن ناکردہ گناہ ملعون قرار دیا جائے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں اصل بات وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظاہر فرمائی ہے کہ مسیح کی حالت غشی وغیرہ کے سبب سے ایسی ہو گئی تھی جیسے کہ مردہ ہوتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

بحرِ حکمت کے موتی

التاجر الامین الصدوق مع النبیّین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ (الترمذی)

ترجمہ:۔ امین اور راستباز تاجر نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور صالحین کی صف میں ہوگا۔

نوٹ:۔ اسلام ایک دین ہے جس میں مادی اور روحانی رہنمائی کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں پہلوؤں کی تجارت کے لئے ایک لائحہ عمل پیش کیا ہے۔ فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ○ تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ط ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

(سورۃ صف ایات ۱۲-۱۰)

سوداگر وہی امین ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتا ہو اور نفس کے ساتھ جہاد میں مشغول رہے ورنہ بددیانت تاجر کے دل پر حرص و ہوا کی آگ بڑھتی رہتی ہے جیسے:۔

نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ ○ (سورۃ الھمزہ)

اور وہ ملک اور قوم کا دشمن ہوتا ہے۔

ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ ہمچناں در فکر اقلیم دگر (سعدیؒ)

(غلام قادر ڈار۔ عفی عنہ)

لاگوس (نائیجیریا) میں تبلیغِ اسلام

پانچ نوجوانوں اور دو خواتین کا قبولِ اسلام

میاں بشیر احمد صاحب منٹو کا مکتوب

محبی و مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور پاکستان۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

پانچ نئے مسلمان

پچھلے برس کے آخری دو مہینوں میں پانچ نوجوان مشرف باسلام ہوئے۔ ان میں سے ایک لکڑی کے مجسمے بنانے ہیں، دوسرے طالب علم ہیں، تیسرے پینٹر، چوتھے سنار اور پانچویں کسان ہیں۔ اوّل چار تو لیگوس میں ہیں اور پانچویں انیگو، مشرقی نائیجیریا میں ان کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے ان کے ایمان کا بھی امتحان لے لیا اور وہ یوں کہ نومبر کے مہینہ میں مردم شماری ہو رہی تھی اپنے عزیزوں اور دوستوں کے سامنے اس بات کا اعلان کرنا کہ وہ عیسائیت کو ترک کرکے دین اسلام قبول کر چکے ہیں کوئی آسان بات نہ تھی مگر جب مردم شماری کرنے والے ان کے ہاں پہنچے تو بغیر خوف لومۃ لائم انہوں نے اپنے آپ کو مسلمان لکھوایا۔

عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ

اس واقعہ سے ان لوگوں کے مسلمان ہونے کا جب چرچا ہوا تو عیسائی مشنریوں نے انہیں تنگ کرنا شروع کر دیا۔ مسلم بھائیوں نے عیسائیوں مشنریوں کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا جو انہوں نے منظور کر لیا۔

پبلک مباحثہ مجھے پسند نہیں اور میں اس سے ہمیشہ احتراز کرتا ہوں مگر اب تنگ آمد بجنگ آمد والی بات تھی اور اس کے بغیر چارہ ہی نہ تھا کہ میں اس میدان میں اللہ کا نام لے کر کود پڑوں، چنانچہ مباحثہ ہوا اور مسلمان اور عیسائی بکثرت جمع ہو گئے۔ ان میں ہمارے نو مسلم بھائی بھی شامل تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ہماری نصرت فرمائی اور نتیجۃً جہاں عیسائی مشنریوں نے انہیں تنگ کرنا چھوڑ دیا وہاں نو مسلموں اور دوسرے مسلمانوں کے ایمان بھی پہلے سے مضبوط ہو گئے۔

تقریروں کا سلسلہ

تقریروں کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہے۔ مسلمانوں کی مختلف سوسائٹیاں خصوصیت سے مسلم مشن کمیونٹی اسلامک پریچنگ سوسائٹی آلو واسٹریٹ کے نوجوان اکثر میرے لیکچروں کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ نائیجیرین براڈکاسٹنگ کارپوریشن کے ریڈیو پر بھی مہینہ میں دو تقریریں ہو جاتی ہیں۔

جنوری ۱۹۶۲ء سے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک پر بول رہا ہوں۔ فروری ۱۹۶۴ء کے آخر تک یہ سلسلہ جاری رہے گا، مارچ سے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے سوانح حیات بیان کرنے شروع کروں گا۔

ایک ملاقات

جب سے میں لیگوس آیا ہوں میرا قاعدہ رہا ہے کہ عصر کی نماز کے بعد سیر کے لئے میرینا پر سمندر کے کنارے کنارے انڈی پنڈنس برج تک چلا جاؤں یہ برج میرے مکان سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پہ ہے۔ اس قاعدہ کی خلاف ورزی اسی صورت میں ہوتی ہے کہ بیمار ہو جاؤں یا شہر میں میرا قیام نہ رہے اگر کسی شخص کو عصر اور مغرب کے درمیان مجھے ضروری ملنا ہو تو وہ میرینا کا رُخ کرتا ہے۔ دس نومبر کو اتوار کے دن جب میں انڈی پنڈنس برج سے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا اور ابھی پانچ سو قدم سے زیادہ مسافت طے نہ کی تھی کہ لیگوس سٹیڈیم کے بالمقابل مفتی امیر علی صاحب کی صاحبزادی مع اپنے شوہر کے مل گئیں، یہ ملاقات بالکل غیر متوقع تھی۔ کسے خیال ہو سکتا تھا کہ دور دراز ممالک کے رہنے والوں کا ملاپ یوں اچانک ایک اجنبی ملک میں ہو جائے گا۔ مجھے تبلیغ کا شوق یہاں کھینچ کر لے آیا اور یہ میاں بیوی کو لمبیا انسائیکلو پیڈیا کے گاہکوں کی تلاش میں چلے آئے۔ مارچ ۱۹۵۰ء میں میرا نزول ٹرینیڈاڈ میں ہوا تھا۔ صرف ایک ہفتہ میں وہاں رہا مگر جن لوگوں کے درمیان میں نے اپنی زندگی کے یہ چند ایام گذارے ان میں سے کوئی بھولا نہ تھا اور سب کی یادیں تازہ تھیں، میری قسمت اچھی تھی کہ تیرہ برس کے بعد اپنے ایک عزیز دوست کی صاحبزادی سے ملنا ہو گیا۔ دوسرے دن وہ دونوں میرے ہاں آئے اور خوب جی بھر کر ان سے باتیں ہوئیں، مگر اس کے بعد ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ میں بیماری کی وجہ سے صاحب فراش ہو گیا اور جب چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو وہ لیگوس روانہ ہو چکے تھے۔ اس کا مجھے افسوس ہوا مگر زندگی یوں ہی چلتی ہے۔ ہر بات ہماری خواہش کے مطابق کہاں ہوتی ہے اور کیسے ہو سکتی ہے!

جلسہ تقسیم انعامات میں شرکت

سترہ دسمبر کو مسلم ٹیچرس ٹریننگ کالج کا تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا۔ میں بھی شریک محفل تھا، محکمۂ تعلیم کے سیکرٹری صاحب صدر جلسہ تھے۔ پرنسپل صاحب نے اپنی رپورٹ میں اس بات کا خاص طور پر ذکر کیا کہ ان کے کالج میں مذہبی تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے۔ صاحب صدر جو مذہباً مسیحی ہیں یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ مگر کامیاب طلباء کو نصیحت کی کہ مذہبی تعلیم جو انہوں نے حاصل کی ہے اس کا اظہار زبان ہی سے نہ کریں بلکہ اسے عملی جامہ بھی پہنائیں، ان کے سپرد جو فرائض بھی کئے جائیں انہیں کما حقہٗ ادا کریں اور اگر انہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو ان کی مذہبی تعلیم ایک لاحاصل شئے ہو گی۔ اللہ کرے کہ ہمارے مسلم معلمین ان کی اس نصیحت کو ذہن نشین کر لیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

مس فیروزالدین سے ملاقات

انتیس دسمبر کو مس فیروزالدین اور مسز زونی لاہم مع اپنی صاحبزادی کے تشریف لائیں۔ مس فیروزالدین دو سال ہوئے پاکستان سے کانو آئی تھیں اور اس وقت سے گورنمنٹ سیکنڈری گرلز سکول میں پڑھا رہی ہیں۔ مسز زونی صاحبہ کوشش کر رہی ہیں کہ نائیجیریا میں اپنے سرجیکل اور سپورٹس کے سامان کے لئے مارکیٹ پیدا کریں، دونوں کی ہمت قابل تحسین ہے مگر مسز زونی صاحبہ غالباً پہلی مسلمان خاتون ہیں جو تجارت کے لئے اپنے گھر سے باہر نکلی ہیں، اگر انہوں نے یہ مہم سر کر لی تو ان کی کامیابی کئی دوسری عورتوں کو بھی اس میدان میں لے آئے گی۔

مس فیروزالدین کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کے سکول میں سوائے ان کے باقی سب استانیاں مسیحی ہیں اور مسیحی مشنری بکثرت اپنا لٹریچر بچیوں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں، انہوں نے بھی چند اسلامی کتابیں پرنسپل کی لائبریری میں رکھنے کے لئے دیں مگر پرنسپل صاحبہ نے اس بناء پر لائبریری میں رکھنے سے انکار کر دیا کہ ان کی رائے میں وہ قابلِ اعتراض تھیں۔ بہرحال میں نے اپنا بہت سا لٹریچر انہیں مہیا کر دیا اور اس کی تقسیم کے متعلق بھی مشورے دیئے۔ تین دن لیگوس میں قیام کرنے کے بعد وہ واپس کانو تشریف لے گئیں۔

تبلیغ اسلام کے لئے ایک مجلس کا قیام

چند مہینوں سے لیگوس میں اشاعت اسلام کے لئے ایک مجلس وجود میں لائی گئی ہے جس کا نام "اسلامک سنٹر" ہے۔ بعض عرب ریاستیں اس کی مالی مدد پر کمربستہ ہیں۔ حکومت اردن کے سپریم الشریعت

(باقی بر صفحہ ۱۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۴ر مارچ ۱۹۶۴ء

جہاد اور جہادِ نفس!

پاکستانی اخبارات کے اس سوال پر کہ

"جہاد کا وقت اب بھی نہیں آیا تو کب آئے گا"

معاصر "صدق جدید" رقمطراز ہے :-

"جنگ و قتال ایک سیاسی مسئلہ ہے اور مملکتوں کے درمیان ہوتا ہی رہتا ہے اس کا حال اہل سیاست جانیں، البتہ جہاد ایک مذہبی اصطلاح ہے اس پر مخلصانہ گذارش ہر مسلمان دنیا کے کسی حصہ میں بھی رہنے والے مسلمان کے سامنے پیش کر سکتا ہے ———

اسی حق کے ماتحت بزرگان پاکستان سے سوال ہے کہ آپ کے جن مورثوں نے ایران عراق، شام، مصر، اور خود حجاز، نجد، یمن کو فتح کیا تھا وہ سب شمشیر تقوےٰ سے مسلح تھے یا نہیں؟ کیا اُن کے ہاں بھی "نائٹ کلب" قائم تھے؟ کیا ان کی شامیں بھی سینما گھروں میں، اور راتیں شراب نوشی کے ہوٹلوں میں بسر ہوتی تھیں؟ کیا اُن کے بھی کلچرل شوز (ثقافتی تفریحات) کے منڈوے تھے؟ ان کے ہاں بھی چلن تبدیلی لباس کا تھا؟ ان کے ہاں بھی سُودی کاروبار اسی دھڑلے سے ہوتا تھا؟ ——— غالب نے تو اپنے شاعرانہ مُوڈ میں کہا ہے ؎

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں :

لیکن آپ ایک سنجیدہ مومن کی حیثیت سے خود اپنی جگہ سوچیئے کہ آپ کے ہاتھ میں آپ کے اللہ اور رسولؐ نے سب سے بڑا اور کارگر حربہ کیا رکھا ہے، تقوےٰ اور اسلامی زندگی یا کچھ اور؟ اور آپ کے لئے مقدم کیا ہے یہ جہاد یا جہاد نفس؟"

"صدق جدید" کا یہ سوال اس قابل ہے کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔ بعینہٖ یہی بات آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مجدد وقت نے کہی تھی، اور مسلمانوں کی عملی حالت کو دیکھتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ اس وقت نہ تو غیر قوموں کی طرف سے دین پر کوئی جبر ہے نہ مسلمانوں کی عملی حالت، اس امر کی متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہو، جیسے پہلے لوگوں کے شامل حال ہوتی تھی۔ موجودہ حالات میں جہاد کا نعرہ لگانا بیسود ہے ذیل کے چند اشعار میں آپ نے اسی حقیقت کو واضح کیا ہے جس کا ذکر "صدق جدید" نے مندرجہ بالا الفاظ میں کیا ہے آپ فرماتے ہیں ؎

اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے ہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
تقوےٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیاں جُدا ہوئے
اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محلِ سزا ہوئے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نورِ مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجیئے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے

یہ اس وقت کی بات ہے، جب ابھی کلچرل شوز اور سینما وغیرہ کا نام و نشان نہ تھا، اور آج تو ان چیزوں نے اور بھی حالات خراب کر دیئے ہیں، اس وقت اس مامور الٰہی کی ان باتوں کو بُرا منایا گیا اور انکارِ جہاد کا الزام دے کر کفر کا فتوےٰ لگایا گیا۔ آج مولانا عبدالماجد دریاآبادی کی زبان سے سُن لیجئے، کہ جس جہاد کا نعرہ لگایا جا رہا ہے اس کے لئے تقوےٰ اور اسلامی زندگی کی ضرورت ہے جیسے قرون اولیٰ کے بزرگوں کا جنہوں نے بڑے بڑے ممالک فتح کئے اور سینکڑوں سال حکمرانیاں کیں، محال تھا، آج بھی اگر مسلمان کفار کے مقابلہ میں جہاد کر کے کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے تقوےٰ اور اسلامی زندگی اپنے اندر پیدا کریں، اپنے نفسوں سے جہاد کریں، فواحش اور ناپاک زندگی کو چھوڑ دیں، یہی ایک راہ ہے جو نصرت الٰہی کو کھینچے اور فتح و کامرانی کی منزل پر پہنچانے کا موجب ہوگی مرزا کی زبان سے تم سننا نہیں چاہتے تو مولانا عبدالماجد ہی سے سُن لیجئے کہ اس وقت جہاد نفس کی ضرورت ہے نہ کہ جہاد بالسیف کی۔ تقوےٰ اور اسلامی زندگی کی ضرورت ہے، جس کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

کراچی میں جمعۃ الوداع اور عید الفطر

مکرم و معظم جناب کرنل صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری مسجد میں جمعۃ الوداع اور عید الفطر کی نمازوں میں بہت بڑا اجتماع ہوا۔ مردوں و عورتوں کی تعداد جنہوں نے نماز ادا کی، تین صد کے قریب ہوگی۔ اندر کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ان میں غیر از جماعت احباب کی بھی خاصی تعداد تھی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہی ہے۔ کہ میرے خطبات کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ کوئی عجب نہیں ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کر دے اور کمزوریاں دُور ہو جائیں تو کراچی میں ہماری جماعت کا مستقبل نہایت روشن معلوم ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں سوائے اُن احباب کے جو نماز جمعہ میں تشریف نہ لایا کرتے تھے۔ یا ماہوار چندہ ادا نہ کیا کرتے تھے۔ یا جن کے پاس اخبار سلسلہ نہ آیا کرتے تھے۔ دوسرے غیر احمدی احباب کے پاس جانے کا موقعہ زیادہ نہیں مل سکا۔ ہم سب (مسٹر حسن خان صاحب، مولوی رحیم بخش صاحب اور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب اس ڈیپوٹیشن کے ممبر تھے) بطور ..... Deputation احباب کے پاس جاتے رہے اور میں نے متواتر نماز جمعہ میں احباب کو اخبارات خریدنے اور ماہوار چندہ ادا کرنے کی اہمیت کو واضح کیا۔

ایک امریکن مشن عیسائیوں کا یہاں ایسا ہے۔ جو تثلیث اور کفارہ کا قائل نہیں ہے۔ میری ان کے ساتھ اکثر گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ میں انگریزی میں اپنے خیالات اچھے طریقہ پر پیش نہیں کر سکتا۔ اگر ضرورت ہوئی تو محترمی میرزا معصوم بیگ صاحب کو راولپنڈی سے بلانے کا ارادہ ہے۔ تاہم امریکن پادریوں پر رسول اللہ صلعم کی پیشگوئیاں جو بائبل میں ہیں اچھا اثر ہوا۔ ریورینڈ ڈاکٹر ربت جو ہیڈ پادری ہے۔ وہ اور اس کی بیوی اکثر میرے مکان پر آتے رہتے ہیں۔ ان کے ایما سے سیالکوٹ کے ایک پادری مسٹر سردار سے میری گفتگو میرے مکان پر ہی ہوئی تھی۔ میں نے مسٹر لال دین اور مولوی رحیم بخش صاحب کو بھی بُلا لیا تھا۔ ڈاکٹر ربت کا کہنا ہے کہ یہ گفتگو جاری رہنی چاہیئے۔ اب میں اس گفتگو کو بجائے اپنے مکان پر جاری رکھنے کے احمدیہ ہال میں شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تا جماعت کے دوسرے دوست بھی شامل ہو سکیں۔ حضرت امیر مرحوم کا قرآن کریم میں نے ان کو دیا تھا۔ گذشتہ جمعرات وہ مجھے واپس کر گیا ہے اور یہ کہتا ہے۔ کہ مصلحتاً وہ ابھی اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا آج کل میں وہ مجھے ملنے آئے گا۔ اس سے ہفتہ واری گفتگو کا پروگرام طے کر کے جماعت کو مطلع کر دیا جائے گا انشاء اللہ

علاوہ ازیں قادیانی جماعت سے بھی سلسلہ جنبانی شروع ہے اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو اشتہارات کے ذریعہ تبلیغ کی جائے گی اور مجھے امید ہے۔ کہ غیر از جماعت احباب پر اس کا اچھا اثر ہوگا آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے سامان مہیا کر دے جس سے جماعت یہاں مضبوط ہو جائے۔ آمین ثم آمین

خاکسار۔ عبدالحق کراچی

امتحان دینیات

قبل ازیں جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے جماعت میں دینی امتحانات کا سلسلہ شروع کرنے کی تحریک کی جا چکی ہے، اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بعض احباب کی فرمائش پر مجدد اعظم کے تینوں حصے بھی نصاب میں شامل کئے گئے ہیں اس کے علاوہ احباب کی طرف سے کوئی اور تجویز موصول نہیں ہوئی - اگر کوئی دوست نصاب میں کوئی اور ترمیم کرانا چاہیں تو اس سے اطلاع دیں۔

فیصلہ کیا گیا ہے کہ درجہ اول کے کورس کی تیاری کیلئے جس میں مجدد اعظم حصہ اول بھی شامل ہوگا اور اسکے بعد باقی درجوں کے نصاب میں مجدد اعظم کے باقی حصص علی الترتیب شامل ہوں گے اپریل، مئی، جون، جولائی (چار ماہ کا وقفہ) مقرر کیا گیا ہے جسکے بعد شروع اگست ۱۹۶۴ء میں پہلے درجہ کا امتحان ہوگا، جو دوست اس میں شامل ہونا چاہیں وہ اپنے نام جنرل سیکرٹری صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجدیں -

یہ سلسلہ امتحانات ان احباب کے لئے بہت مفید ہوگا جو گھر بیٹھے علم دین حاصل کرنا چاہتے ہیں دنیوی امتحانات کے لئے آپ کسقدر وقت، روپیہ اور محنت صرف کرتے ہیں، دینی علم کا حاصل کرنا اس سے بڑھکر ضروری ہے - امید ہے احباب اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں گے اور جلد از جلد شمولیت امتحان کے لئے اپنے نام بھیجکر عنداللہ ماجور رہوں گے -

اس بارہ میں تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور صدر صاحبان سے گذارش ہی کہ وہ جمعہ میں اپنی اپنی جماعتوں میں اس کی تحریک کرکے امتحانات میں شامل ہونے کیلئے احباب کو ترغیب دلائیں اور جو احباب شامل ہونا چاہیں ان کے نام ۳۱ مارچ ۱۹۶۴ء سے پہلے بھیجدیں۔

احمد یار - اسسٹنٹ سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

دو افسوسناک موتیں

(۱) چوہدری عمر دین صاحب کی وفات

گذشتہ ہفتہ دو نہایت افسوسناک اموات واقع ہوئیں ۲۶ فروری ۱۹۶۴ء کو چوہدری عمر دین صاحب آڈیٹر قلبی تکلیف سے بیمار ہوکر ایک ہی دن میں انتقال فرماگئے، چوہدری صاحب نہایت نیک، ملنسار، مرنجاں مرنج اور مخیر انسان تھے ہمیشہ ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے - جسمانی لحاظ سے بھی ہر بالکل تندرست و توانا تھے - عید کے موقعہ پر اپنے فرزند خلیل احمد صاحب کے پاس جو کراچی میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں تشریف لے گئے، وہاں سے ۲۵ فروری کو واپس لاہور آئے - آتے ہی دل میں درد اٹھا علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی - میو ہسپتال میں داخل کیا گیا، لیکن زندگی ختم ہو چکی تھی، رات کے ایک بجے وفات پاگئے - انا للہ وانا الیہ راجعون - دوسرے دن (۲۶ فروری کو) احمدیہ قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کر دیئے گئے، چوہدری صاحب کی وفات ایک قومی حادثہ ہے - اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش ان پر نازل کرے - چوہدری صاحب کی بیگم صاحبہ ایک ممتاز سوشل ورکر اور سلسلہ کے کاموں میں پیش پیش رہتی ہیں - دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے فرزند خلیل احمد صاحب اور ان کی بیٹی اور دیگر لواحقین کو صبر عطا فرمائے - احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے - مرحوم مکان کا پتہ ۷/۹ میور روڈ لاہور ہے۔

۲ - ملک عبدالغنی صاحب

دوسرا حادثہ ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن سے تعلق رکھتا ہے، ملک صاحب ایک عرصہ سے بیمار چلے آتے تھے - گذشتہ جمعہ ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء کو وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون، وہ انجمن کے بہت پرانے کارکن تھے، اور ہمیشہ اپنے فرائض کو محنت اور دیانتداری سے سرانجام دیتے رہے - بڑے بااخلاق، دوست نواز آدمی تھے اپنے محلہ اور گرد و نواح میں پبلک کاموں میں ہمیشہ حصہ لیتے رہے - محکمہ شہری دفاع کی طرف سے اپنے علاقہ کے پوسٹ وارڈن تھے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ انکے بیٹے محمود احمد صاحب ایم اے بی ٹی مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور میں ٹیچر ہیں - ہمیں ان سے اور ان کے دیگر پسماندگان سے گہری ہمدردی ہے - احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے -

ولادت

مانسہرہ (ضلع ہزارہ) سے نصیر الدین صاحب عرائض نویس اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ہاں چار لڑکیوں کے بعد ۲۸ جنوری کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اس کی اطلاع تین روز پہلے رؤیا میں دی گئی تھی - اور نام بھی نصیر احمد رؤیا میں بتایا گیا - اسی وقت یہ رؤیا جماعت مانسہرہ کو بتا دیا گیا تھا - تو میری پیدائش بھی حکیم مولانا مولوی نور الدین صاحب کی دعا کا نتیجہ ہے اور ان کو پہلے سے بشارت دی گئی تھی - اور نام بھی نصیر الدین کشف میں بتا دیا گیا تھا - جس کا ذکر قادیانی جماعت نے اپنی تاریخ احمدیہ حصہ چہارم میں کیا ہے -

جماعت راولپنڈی کے سیکرٹری

راولپنڈی سے خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب لکھتے ہیں :-

"ملک ظفر اللہ خانصاحب نے ۱۴ کو مقامی جماعت کی سیکریٹری شپ سے استعفیٰ دے دیا تھا - نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد ایک اجلاس میں کچھ احباب جماعت نے مل کر ملک صاحب سے استدعا کی کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں مگر انہوں نے یہ کہکر کہ وہ اپنا استعفیٰ خدا کے حکم سے دے رہے ہیں، استعفیٰ واپس نہ لیا - چنانچہ ان کی خواہش کے احترام میں استعفیٰ منظور کر لیا گیا ہے - ان کی بجائے احباب جماعت نے متفقہ طور پر خاکسار راقم الحروف کو سیکریٹری بنانا منظور کر لیا ہے - بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ مولا کریم مجھے یہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے - خط و کتابت کرنے والے احباب کے لئے میرا پتہ حسب ذیل ہے :-

خاکسار - خواجہ محمد نصیر اللہ - سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی - مکان نمبر H/35 گارڈن کالج روڈ - راولپنڈی شہر -

ضروری تصحیح

پچھلے شمارہ کے صفحہ ۸ اور ۹ کے مضمون کا بقیہ صفحہ ۳ کالم ۱ پر درج ہے قارئین کرام تصحیح فرمالیں -

معاشرہ اور ملک میں امن و اطمینان کی زندگی پیدا کرنے کیلئے ضروری ہدایات

ایمان باللہ۔ والدین اور مخلوق خدا تعالیٰ کی خدمت عدل و انصاف اور نیک عملی کی ہدایت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق۔ نحن نرزقکم وایاھم۔ ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن۔ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ——— ذالکم وصکم بہ لعلکم تتقون

———(سورۃ الانعام)———

امن اطمینان کی زندگی ایمان باللہ سے میسّر آتی ہے

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک معاشرے ایک جماعت اور ایک ملک کا نقشہ کھینچا ہے۔ اس نقشہ کی بنیاد خدا تعالیٰ کی ذات اور ایمان پر رکھی ہے۔ کوئی جماعت، کوئی معاشرہ اور کوئی قوم یا ملک امن و اطمینان کی زندگی بسر نہیں کر سکتا اور نہ حقوق العباد محفوظ رہ سکتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی ذات اقدس پر پورا پورا ایمان نہ رکھتا ہو۔ اس لئے ایک معاشرہ قوم اور ملک کے باشندوں کو امن و آرام اور اطمینان کی زندگی بسر کرنے کے لئے پہلی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو کہ وہ ہمیں دیکھتا ہے۔ اس کی ذات پر ایمان دلوں کو منوّر کرتا ہے۔ جب تک دل منوّر نہ ہوں، اعمال کے اندر خوبی پیدا نہیں ہو سکتی، اسی لئے قرآن کریم نے ایمان باللہ پر بار بار زور دیا ہے، اور اس جگہ بھی یہی فرمایا ہے جس کا ان آیات میں ذکر کیا ہے کہ یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ خدا دیکھتا ہے اور وہ ہمارے دلوں کی گہرائیوں سے واقف ہے۔ جب تک یہ ایمان نہ ہو خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق محفوظ نہیں رہ سکتے۔

مخلوق خدا کی خدمت کا حکم

اس ایمان کے بعد خدا تعالیٰ کی مخلوق کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے اعمال سے یہ ظاہر ہو کہ تم خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

عدل و انصاف کی ہدایت

اور تیسری بات یہ ہے کہ حکومت کیسی ہونی چاہیئے حکومت کی بنیاد عدل و انصاف پر ہونی چاہیئے۔ گھروں میں معاشرہ میں۔ قوم میں دفتر میں، کارخانہ میں لوگوں کے حقوق عدل و انصاف کے ذریعہ محفوظ کئے جا سکتے ہیں کسی سے بے جا خصوصی رعایت نہ ہو۔ اور ناجائز طور پر مستحق لوگوں کے حقوق پائمال نہ ہوں اس سے معاشرہ کی حالت بہتر ہوتی ہے۔

احکامِ الٰہی سنانے کی ہدایت

چنانچہ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ قل تعالوا ان سے کہئے گا کہ آیئے میری بات سنئے۔ میں تمہیں خدا تعالیٰ کے احکام سنانا چاہتا ہوں، کس خدا کے؟ ربکم۔ جو تمہارا ربّ ہے۔ جو تمہاری ربوبیت کرتا ہے اور تمہیں اخلاق سکھانا چاہتا ہے اور مخلوق خدا کے لئے تمہیں بابرکت بنانا چاہتا ہے۔ اس نے تمہارے لئے کچھ احکام دیئے ہیں جو تمہیں میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

شرک کی ممانعت

لا تشرکوا بہ شیئا۔ پہلی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ وہ کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا اس پر تصرف تام ہے۔ اس کائنات کا انتظام کرنے والا صرف ایک خدا ہے۔ اس کی حکومت میں کوئی حصّہ دار نہیں۔ بڑے بڑے عظیم الخلقت سیارے سورج اور قمر بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں لوگوں نے ان کی پرستش کی ہے اس لئے کہ وہ بڑے ہیں بڑا کام کرتے ہیں۔ زندگی کے اسباب مہیّا کرتے ہیں۔ گرمی۔ سردی، بارش اور ہوائیں ان کی وجہ سے ہیں اور ان کی وجہ سے نباتات پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ بذات خود کچھ نہیں ان کی تمام صفات خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اسی لئے فرمایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن سورج اور قمر کی پرستش نہ کرو۔ تم ان کی قدرت کو دیکھ کر ان کے سامنے جھک نہ جاؤ۔ جس ذات نے ان کے اندر یہ قدرتیں رکھی ہیں وہ بڑی عظیم قدرتوں والا ہے۔ وہ ان سورج اور قمر کا خالق ہے۔ سورج اور قمر تو اس کی قدرتوں کے ظہور ہیں۔ تم اس ظہور کے سامنے جھک نہ جاؤ۔ اس خدا کی عبادت کرو جس نے ان کو پیدا کیا سورج اور قمر کے علاوہ اس کائنات میں اگر کوئی عظیم القدر چیز ہے تو وہ رسول اور فرشتے ہیں۔ لیکن نہ فرشتوں کی عبادت کرنا جائز ہے نہ انسانوں میں سے کسی بھی پیغمبر یا اس کے خلفاء اور بزرگوں کی عبادت کرنا روا ہے۔ اس کائنات کی حکومت اور اس کے انتظام و انصرام میں کسی بڑے سے بڑے پیغمبر کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ کوئی تو رام چندر اور لارڈ کرشن کو خدا مانتی ہے کوئی مریم کی پرستش کرتی ہے مسلمانوں نے بھی آج خدا کے ساتھ پیروں اور مشائخ کو شریک ٹھہرا لیا ہے یہ شرک عظیم ہے۔ ایک پیر یا بزرگ کے منہ سے جو بات نکل جائے اسکو لوگ خدا کی بات اور قرآن کی بات سے بڑھ کر مانتے ہیں۔ یہ جس قدر مقدس لوگ ہیں یہ خدا کے پیارے ہیں، مگر ان کو خدا کا رتبہ نہیں دینا چاہیئے۔

نبی کریم صلعم نے اپنی ذات کے متعلق شرک کرنے سے منع فرمایا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق بار بار فرمایا ہے کہ مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول سمجھو۔ عبدہٗ و رسولہ۔ میں انسان ہوں۔ خدا کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہوں۔ اس سے بڑھکر کچھ نہیں ہوں خدا تعالیٰ کی عملداری میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم۔ جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا تھا مجھے وہ مقام نہ دینا۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں کرنا۔ لا تجعلوا قبری وثنا۔ میری قبر کی پوجا نہ کرنا۔

رشتہ داروں کو ہدایت کہ صرف عمل کام آئیں گے نہ نسب

حضورؐ اپنی بیٹی اور پھوپھی سے فرماتے ہیں، قیامت کے

دن تمہاری یہ بات کسی طور پر قابلِ قبول نہیں ہوگی کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری رکھتے ہو۔ وہاں اعمال لے کر جانا ہوگا۔ ایتونی باعمالکم لا بانسابکم وہاں عمل لے کر جانا ہوگا حسب نسب کا وہاں کوئی کام نہیں۔

مشرک کے اخلاق بلند نہیں ہوتے۔

تو پہلی بات فرمائی لا تشرکوا بہ شیئاً اس کارخانہ میں کوئی ہمارا حصہ دار نہیں ہے۔ درخت دریا۔ پہاڑ۔ اور سورج و قمر کے سامنے جھکنے سے خدا کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔ رام چندر۔ لارڈ کرشن اور مریم و عیسیٰؑ کے سامنے سر نہ جھکایا جائے۔ ان کو الوہیت کا مقام نہ دو۔ انسان جب موحد ہوتا ہے اس کے اخلاق بلند ہوتے ہیں۔ مشرک کے اخلاق بلند نہیں ہوتے۔ اور نہ اس کے اندر موحد انسان کی سی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔

والدین کی خدمت

خدا تعالیٰ نے توحید کا سبق دینے کے بعد مخلوق کی خدمت کرنے کا حکم دیا ہے۔ مخلوق میں سب سے مقدم ماں باپ کی خدمت کرنا سکھایا ہے چنانچہ فرمایا وبالوالدین احساناً۔ خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے والدین کے رحم و کرم پر تمہیں چھوڑ دیا ہے ایسی حالت میں کہ کمزوری کی انتہا ہے۔ نہ تم کھا سکتے ہو نہ پی سکتے ہو۔ نہ کروٹ لے سکتے ہو۔ ماں باپ کے دلوں کے اندر تمہارے لئے لامحدود شفقت اندیل کر رکھ دی۔ تمہارے بچاؤ کے لئے وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں۔ تمہاری پرورش اور تربیت کرتے ہیں تمہاری تعلیم کے لئے دولت کا کثیر حصہ ماں باپ خرچ کرتے ہیں۔ لوگ زمینیں بیچ دیتے ہیں کہ بچوں کو ولایت بھیجنا ہے۔ فرمایا کہ والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ ان کی نافرمانی کا تو کیا ذکر ان کے خدمتگار بن جاؤ اور ان کو اُف تک نہ کہو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ای العمل افضل۔ سب سے اچھا عمل کونسا ہے؟ فرمایا کہ الصلوٰۃ علیٰ وقتہا۔ وقت پر نماز ادا کی جائے وبر الوالدین والدین سے حسنِ سلوک کا برتاؤ کیا جائے۔ والجہاد فی سبیل اللہ خدا تعالیٰ کے رستہ میں جہاد . . . . یاد کیا جائے۔ والدین کی تکریم عبادت الٰہی کے بعد بیان فرمائی عبادت الٰہی اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا گیا ہے۔ اس سے ماں باپ کے رتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اولاد کی عزت و تکریم

جہاں اولاد کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے وہاں حدیث میں ماں باپ کو بھی فرمایا کہ اکرموا اولادکم۔ اپنی اولاد کی تکریم کرو۔ ایک تو اولاد ماں کی ہوتی ہے دوسرے . . . نوجوان قوم کی اولاد ہوتے ہیں، فرمایا کہ اپنی اولاد یا قوم کے نوجوانوں کی تکریم کرو۔ قرآن کریم میں اس کی مثالیں ہیں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو یا بنیّ کے لفظ سے خطاب کیا یعنے اے میرے پیارے بیٹے! انی اریٰ فی المنام انی اذبحک۔ ہمارے خدا نے، جو ہماری ربوبیت فرماتا ہے، اور ہماری معیشت کے سامان مہیا کرتا ہے۔ اس نے مجھے خواب میں دکھلایا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اس کے جواب میں بیٹے نے بھی کمال اطاعت اور شفقت سے خطاب کرتے ہوئے کہا یا ابت افعل ما تؤمر یعنے اے میرے پیارے ابا جان جو آپ کو حکم ہوا اسکو کر گذریئے۔ ماں باپ کی اور اولاد کی تکریم قرآن اور حدیث میں سکھائی گئی ہے اس سے قوم کے اندر ادب آداب اور تہذیب پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا . . . . اور جو چھوٹوں کے ساتھ رحم سے پیش نہیں آتا۔

قتل اولاد منع ہے

قوم میں یا بزرگ ہوتے ہیں یا نوجوان۔ یہاں ان آیات میں فرمایا ہے ولا تقتلوا اولادکم من املاق۔ یہاں من املاق سے مراد خشیت املاق ہے یعنے تنگی اور ناداری کی وجہ سے تم اپنی اولاد کو قتل مت کرو۔ نحن نرزقکم تمہیں کون رزق دیتا ہے؟ تم بھی ہمارے محتاج ہو۔ ان کے بھی ہم ہی رازق ہیں۔

بری باتوں کے قریب نہ جاؤ

ولا تقربوا الفواحش۔ گناہ کی باتوں کے قریب نہ جاؤ۔ بدکاری۔ بے حیائی اور بد دیانتی اور قتل مقاتلہ کے قریب نہ جاؤ۔ ما ظہر منہا وما بطن۔ تم ظاہر طور پر بدکاری نہیں کرنا چاہتے شراب نہیں پینا چاہتے کہ لوگوں کی طعن کا ڈر ہے۔ پبلک میں ایسا نہیں کرتے کہ ملامت کا ڈر ہے۔ پوشیدہ طور پر چھپ کر تنہائی اور اندھیرے میں ایسا کرتے ہو۔ مگر ظاہر و باطن خدا دونوں جگہ موجود ہے۔ وہ تمہارے باطن اور پوشیدہ حرکات پر بھی نظر رکھتا ہے بدکاری، بے حیائی اور چوری چکاری اور شراب و جُوا چھوڑ دو بلکہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ ارادہ بھی نہ کرو۔

بدکاری کا برا انجام

یورپ میں لوگ از روئے قواعد پارلیمنٹ یا از روئے انجیل دوسری شادی نہیں کرتے۔ لیکن امراء لوگ کسی غیر عورت کو سیکرٹری تصور کرکے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں کسی کو رفیقہ کہکر پکارتے ہیں۔ کبھی بے حیا . . . سے پکارتے ہیں کہ یہ میری مسٹرس ہے۔ مسولینی بھی ایک عورت سے جس سے ناجائز تعلق رکھتا تھا یہی کہتا تھا کہ یہ میری مسٹرس ہے۔ ان دونوں کو اُلٹے باندھ کر گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کی نعشوں پر تھوکا گیا اور پتھر مارے گئے ہٹلر بھی ایک عورت کو مسٹرس کہتا تھا۔ یورپ میں یہ وبا عام ہے فرمایا ولا متخذی اخدان۔ کسی کو مسٹرس اور مسٹر نہ بناؤ۔ وہ قوم بے حیا ہے جس کا لیڈر اور بڑا آدمی مسٹرس رکھتا ہے۔ گناہ باطنی ہو یا ظاہری اس کے قریب مت جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو پاک کر دیا۔ آج بھی اس زمانہ میں مسلمان مرد اور عورتیں دنیا کے مقابلہ میں پاکباز اور عفیف ہیں۔

قتل مقاتلہ کے بد نتائج

آگے فرمایا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ کسی کو قتل نہیں کرنا۔ عام طور پر طاقتور لوگ کمزوروں کو قتل کرنے میں بے باک ہوتے ہیں آج یورپ کی قومیں طاقت کے گھمنڈ سے کمزور قوموں پر ظلم کرتی . . . ہیں . . . . زمینداروں میں اکثر ہوتا ہے کہ ایک شخص کو دشمنی سے قتل کیا جاتا ہے۔ مقتول کے لواحقین اس تاک میں رہتے ہیں کہ کب داؤ چلے تو قاتل یا اس کے رشتہ داروں سے بدلہ لیا جائے اور پھر دوسرا فریق ان سے بدلہ لینے کے لئے تیار رہتا ہے اور اسی طرح قتل مقاتلہ جاری رہتا ہے۔ فرمایا نہیں، کسی کی جان لینا حرام ہے۔ ہم نے اس فعل کو حرام قرار دیا ہے۔ الا بالحق۔ ہاں ڈاکو ہو اس کو قتل کرنا یا سزا دینا قانوناً جائز ہے۔ مگر تم مجاز نہیں ہو، یہ عدالت کا کام ہے کہ کسی کے جرم کا ثبوت مل جانے کے بعد اس کو مناسب سزا دے ذالکم وصّکم بہ لعلکم تتقون۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پر زور وصیت

ہماری پر زور وصیت ہے کہ ان احکام پر عمل کرو۔ جس طرح ماں باپ یا بزرگ، اولاد یا قوم کی وصیت کے لئے ان کی خیر خواہی یا بھلائی کے لئے کچھ احکام دیتے ہیں۔ اسی طرح خدا تمہارا رب ہے۔ تمہارا محسن ہے وہ تلطف و کرم سے وصیت کے طور پر تمہاری خیر خواہی اور بھلائی کے پیش نظر تمہیں فرماتا ہے کہ تم نے ان احکام پر عمل درآمد کرنا ہے پہ تفصیل بتاتی ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اولاد کو قتل نہ کرو۔ بدکاری اور بے حیائی اور سوء اخلاق سے اجتناب کرو۔ تم ان کے ضرر اور نقصان سے واقف ہو۔

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مولانا شیخ عبد الرحمٰن مصری صاحب

آخری تین سالوں کے نشانات کی مزید تفصیل

(۴)

جس طرح سنہ ۱۹۰۶ء کے الہام "ھل اتاک حدیث الزلزلۃ دو چار ماہ" عظیم الشان غیب پر مشتمل تھا جس کے معنی تھے کہ جس تباہ کن زلزلہ کی پیشگوئی متعدد الہامات میں کی گئی ہے اس کی خبر یقینی طور پر دو چار ماہ میں تجھ تک پہنچ جائے گی چنانچہ چلی کے تباہ کن اور قیامت خیز زلزلہ کی خبر اسی مدت مقررہ میں اخباروں کے ذریعہ حضور تک پہنچ گئی جس میں ہزاروں آدمی ہلاک اور لاکھوں بے خانماں ہو گئے اور کئی شہر اور قصبے بالکل تباہ ہو کر برباد ہو گئے اسی طرح ڈوئی کے متعلق الہامات بھی عظیم الشان غیب پر مشتمل تھے ان الہامات میں بھی تین زبردست پیشگوئیاں کی گئی تھیں

اول ڈوئی کا ہر چہار طرف سے الٰہی عذاب کے گھیرے میں آ جانا جس کی تفصیل گذشتہ قسط میں گذر چکی ہے۔

دوم۔ اس کا بالآخر بڑے دکھ اور حسرتوں کے ساتھ موت کا شکار ہونا۔

سوم۔ اس کے شہر صیحون کا ویران ہو جانا

یہ تینوں نشان اس صفائی سے پورے ہوئے کہ ہر شخص کی روحانی آنکھ کو روشن کرنے کے لئے کافی سامان اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان تینوں نشانوں کے پورا ہونے سے نشانوں کی تعداد ۲۸ تک پہنچ گئی اس لئے اگلا نشان نمبر ۲۹ سے شروع کیا جاتا ہے۔

(۲۹) لدھیانہ میں، فرقہ اہل حدیث سے تعلق رکھنے والا ایک مولوی سعد اللہ لدھیانوی نامی تھا حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کی وفات پر اس نے شعر ارانہ لہجہ میں طنز کے طور پر حضرت مسیح موعودؑ کو خطاب کرتے ہوئے لکھا کہ مسیحائی کے دعوے کے باوجود آپ اس نہایت ہی مخلص اور مقرب مرید کے لڑکے کی جان کو نہ بچا سکے اس پر حضورؑ کے دل میں دعا کے لئے خاص تحریک پیدا ہوئی جس کو قبولیت کا شرف عطا کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ایک طرف تو مخدومی حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب کے گھر میں لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دی اور ساتھ ہی یہ علامت بھی بتلائی کہ اس کے بدن پر پھوڑے نکل آئیں گے اور آنکھیں موٹی ہوں گی چنانچہ انہی علامات والا لڑکا پیدا ہوا۔ جس کی الہام میں بتلائی ہوئی علامات کے مطابق پیدائش نے قرآن کریم کے دعوے و یصورکم فی الارحام کیف یشاء کا عملی ثبوت بہم پہنچا دیا اور اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت مولانا کو تین اور لڑکے اور ایک لڑکی عطا فرمائی گویا چار زندہ رہنے والے لڑکے اور ایک لڑکی کی نعمت سے نوازا اور اس کے بالمقابل دوسری طرف مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق الہام ہوا "ان شانئک ھو الابتر" یعنی یقیناً تیرا دشمن ہی مقطوع النسل رہے گا۔ اس قسم کا فقرہ مقابلہ کے موقعہ پر ہی استعمال ہوتا ہے سعد اللہ جن کو مقطوع النسل دیکھنے کا متمنی تھا انہیں مولینا مولوی نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے علاوہ خود سیدنا حضرت اقدس مرزا صاحب بھی تھے جن کی جماعت کے منتشر ہونے اور اولاد کی تباہی و بربادی کی وہ پیشگوئی بھی کر چکا تھا اس کی ان جھوٹی اور خیالی آرزوؤں کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بذریعہ وحی اطلاع دی کہ تیرا یہ دشمن ہی مقطوع النسل رہیگا اس الہام کے وقت اس کا ایک لڑکا موجود تھا اس الہام کے بعد وہ بارہ سال زندہ رہا اور اولاد کے لئے خدا سے دعائیں بھی مانگتا رہا اور بڑے الحاح سے خدا کے حضور التجائیں بھی کرتا رہا لیکن خدا کے مامور کی مخالفت کی وجہ سے تو وہ راندۂ درگاہ الٰہی تھا اس لئے اس کی یہ دعا کس طرح قبول ہو سکتی تھی اس اثناء میں اس کے لڑکے کی عمر ۳۰ سال کی ہو گئی اس لڑکے کے متعلق بھی حضور نے پیشگوئی فرما دی کہ خدا نے اس کو نامرد بنا دیا ہے۔ اس کے ذریعہ بھی اس کی نسل قطعاً نہیں چلے گی چنانچہ جب اس لڑکے کی شادی کا سب انتظام مکمل کر چکا تو موذی پلیگ کا شکار ہو کر ہزاروں حسرتوں کو سینے میں لئے ہوئے ناکامی اور نامرادی کی متاع اپنی جھولی میں ڈالے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کا اس طرح دنیا سے اولاد کی خواہش کے باوجود بے اولاد جانا کیا حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر عظیم الشان نشان نہیں کیا قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت اللہ یعلم ما تحمل کل انثٰی وما تغیض الارحام وما تزداد وکل شیء عندہ بمقدار عالم الغیب والشھادۃ الکبیر المتعال۔ صریح طور پر نہیں بتلا رہی کہ ارحام پر بھی خدا کا کامل تصرف ہے جس رحم کو وہ چاہے اولاد پیدا کرنے سے بیکار کر دیتا ہے۔ کیا سیدنا حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ بالا الہام نے قرآن کریم کے اس دعوے کی صداقت کو چار چاند نہیں لگا دیئے۔ اور کیا اس الہام نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ خدا فی الحقیقت موجود ہے اور دنیا کی ہر چیز پر اس کو کامل تصرف حاصل ہے کاش کوئی سعید روح ایسے نشانوں سے فائدہ اٹھانے کی طرف متوجہ ہو کر خدا کے مامور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر سعادت دارین حاصل کرے۔

لڑکے کا بے اولاد مرنا

(۳۰)۔ اس سلسلہ میں دوسرا نشان سعد اللہ کے لڑکے کے متعلق ہے اس کے متعلق بھی یقینی طور پر اعلان کیا گیا تھا کہ وہ بھی اولاد پیدا کرنے کے ناقابل رہے گا اگر اس کی اولاد کا سلسلہ چل پڑتا تب بھی سعد اللہ مقطوع النسل نہیں کہلا سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے پیشگوئی کو مکمل طور پر پورا کرنے کے لئے اسے بھی بے اولاد ہی رکھا شادی اس کی ہوئی لیکن وہاں بھی تصرف الٰہی نے اپنا پورا رنگ دکھلایا یہاں تک کہ وہ بے اولاد ہی مرا اور اس کے بے اولاد مرنے سے سعد اللہ کے مقطوع النسل رہنے کی پیشگوئی مکمل طور پر پوری ہو گئی۔ یاد رکھنا چاہیئے ایسی ہی پیشگوئیاں حقیقی معیار ہوتی ہیں ماموروں کی۔

الٰہی بخش کی موت کا نشان

(۳۱)۔ لاہور میں ایک شخص الٰہی بخش نامی اکونٹنٹ تھا اس کو ملہم ہونے کا دعوےٰ تھا۔ اس شخص نے اپنے الہاموں کی بناء پر جو بعد میں سب شیطانی ثابت ہوئے یہ دعوےٰ کیا کہ وہ موسےٰ ہے اور سیدنا حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھا کہ نعوذ باللہ وہ فرعون ہے اور میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے گا اور اس کی موت مجھ سے پہلے ہو گی اور وہ بذریعہ طاعون ہو گی اور اس کی جماعت تتر بتر ہو جائے گی اور سلسلہ کا روبار اس کا تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا:۔

"ایک موسےٰ ہے میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا پر جس نے تیرا گناہ کیا ہے میں

اس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا میرے نشان روشن ہو جائیں گے میرا دشمن ہلاک ہو گیا یعنے ہلاک ہو جائے گا ہن اس دا لیکھا خدا نال جا پیا سے"
گویا الہام میں صاف بتلا دیا گیا کہ موسٰے کا مثیل تو ایک ہی ہے اور وہ تم ہو الٰہی بخش کا دعوے موسےٰ ہونے کا جھوٹا ہے اس قسم کا جھوٹا دعوے کرنے میں وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے پس اس کو اب دوزخ کا لفظ حضور کے الہاموں میں طاعون کے لئے ہی بار بار استعمال ہوا ہے اور اس کی طاعون سے موت روشن نشان کا کام دے گی اب اس کے اس افتراء کی وجہ سے اس کا معاملہ خدا کے ساتھ جا پڑا ہے خدا خود اس سے نپٹ لے گا چنانچہ حضور کے اس الہام کے ۲۲ دن بعد الٰہی بخش طاعون کا شکار ہو کر ۷ راپریل ۱۹۰۷ء کو اپنے معتقدین کو داغ مفارقت دیتے ہوئے اور انہیں ذلت و خواری کے گڑھے میں پھینکتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہو گیا اور اپنی اس ذلت آمیز موت کو حضرت مسیح موعود کی صداقت پر بطور ایک روشن نشان کے چھوڑ گیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔
الٰہی بخش کے متعلق الہام تو بہت ہیں جو سب پورے ہوئے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ایک الہام کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

تین آریوں کی موت

(۳۲) - قادیان میں تین آریہ باہر سے آئے ہوئے تھے
(۳۳) - اور انہوں نے ایک "شبھ چنتک" نامی اخبار جاری
(۳۴) - کیا ان میں سے ایک کا نام اچھر چند، دوسرے کا سومراج اور تیسرے کا نام بھگت رام تھا ان کا یہ اخبار نہایت ہی گندی گالیوں سے پُر ہوتا تھا اور یہ ان لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکا دینے کی کوشش کرتے تھے کہ ہم پندرہ سال سے مرزا صاحب کی ہمسائیگی میں رہنے کی وجہ سے ان کے حالات سے خوب واقف ہیں اس لئے جو کچھ ہم ان کے متعلق لکھ رہے ہیں وہ بالکل صحیح ہے ان کے اس قسم کے بیانوں سے چونکہ عوام میں حضور کے متعلق غلط فہمی پیدا ہونے کا خدشہ تھا اس لئے حضور نے ان کے فتنہ سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور اس سے فیصلہ چاہا چنانچہ خدا سے علم پا کر حضور نے ایک کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" تصنیف فرمائی جس میں ان کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی۔ نیز اپنی کتاب نسیم دعوت میں صریح الفاظ میں لکھا:-
"کیا قادیان کے آریہ خیال کرتے ہیں کہ وہ طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہیں"
چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق یہ تینوں شخص یکے بعد دیگرے تین دن میں ہلاک ہو گئے، ہلاک ہونے سے قبل ان میں سے اچھر چند کی ایک دن شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم ایڈیٹر الحکم کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے متعلق گفتگو ہوئی اثناء گفتگو میں شیخ صاحب موصوف نے کہا کہ طاعون حضرت مرزا صاحب کا نشان ہے ان کا دعوےٰ ہے کہ طاعون ان کو ہرگز نہیں ہوگی اس کے چند دن بعد ہی یہ شخص طاعون کا شکار ہو گیا اور اس کے بعد اس کے دونوں ساتھی بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے، ان کی ہلاکت کے بعد آریوں کو پھر جرأت نہیں ہوئی کہ قادیان میں آ کر اخبار نکالیں۔

پانچ آدمیوں کی مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاکت

(۳۵) ایک شخص مولوی عبدالمجید صاحب ساکن دہلی
(۳۶) نے زبانی بھی اور اپنی کتاب بیان للناس میں
(۳۷) تحریری بھی مباہلہ کے رنگ میں سچے کی زندگی میں
(۳۸) جھوٹے کی موت کی خواہش کی۔ سو نو فروری
(۳۹) ۱۹۰۷ء میں بمقام دہلی ہیضہ سے مر گیا۔
(۲) ایک شخص محمد جان نامی المعروف مولوی محمد ابو الحسن مؤلف شرح صحیح بخاری المعروف بفیض الباری نے ایک کتاب تصنیف کی اس کا نام "بجلی آسمانی بر سر دجال قادیانی" رکھا اس میں کئی مقامات پر کاذب کی موت کے لئے دعا کی اور حضرت مرزا صاحب کو نعوذ باللہ ذہنی طور پر مردہ قرار دے کر حضور کا نعوذ باللہ سیاپا بھی لکھ مارا۔ اسی کتاب میں اس کا دوسرا حصہ بھی لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا جس میں حضور کے خلاف زیادہ زہر اگلنے کا اعلان کیا لیکن ابھی دوسرے حصہ کے لکھنے کی نوبت ہی نہ آئی تھی کہ مولوی صاحب موصوف کو طاعون نے آ دبوچا اور ۱۹ دن تک جان کندنی کی حالت میں رہ کر ہلاکت کا شکار ہو گیا اور اپنے پیچھے حضور کی صداقت کا نشان چھوڑ کر چل بسا اور وہ بجلی جو وہ نعوذ باللہ حضور پر گرانی چاہتا تھا خود اسی پر ہی آ گری۔
(۳) ایک شخص عبدالکریم خاں نامی نے مولوی مذکور کی کتاب کو دوبارہ چھپوایا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔
(۴) ایک شخص امداد علی نامی نے ایک کتاب "درہ محمدی" تصنیف کی اس میں لعنت اللہ علی الکاذبین لکھتے ہوئے حضور کی جلد موت کی تمنا کی مگر یہ کتاب شائع کرنے کے جلد بعد ہی طاعون کے ذریعہ لقمہ اجل بن گیا طاعون کی شدت اس قدر تھی کہ اپنا گوشت اپنے ہاتھوں سے کاٹتا تھا۔
(۵) ایک شخص فیض اللہ خاں نے ایک احمدی منشی مہتاب علی صاحب سے مباہلہ کیا، مباہلہ کی عبارت جو فیض اللہ خان نے لکھی حسب ذیل ہے:-
"الحمد للہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ بعد حمد و صلوٰۃ بر رسول رب العالمین کے میں قاضی فیض اللہ خان بن قاضی ظفر الدین احمد مرحوم ایک مسلمان حنفی سنت نبویہ کا پورا تابعدار اس بات کا قائل ہوں کہ حضرت محمد صلعم کی وفات کے بعد جو کہ خاتم النبیین ہو چکے ہیں وحی کا نازل ہونا خلاف مذہب قرآن و حدیث ہے اور مرزا صاحب کے اس دعوے کی تردید کرتا ہوں کہ وہ مثیل مسیح موعود ہیں اور منشی مہتاب علی صاحب خلف الرشید منشی کریم بخش صاحب ساکنہ شہر جالندھر جو کہ مرزا صاحب موصوف کے تابع ہیں دعوےٰ کرتے ہیں کہ جو شخص ان کے دعوے کی تردید کرے اس پر عذاب الٰہی نازل ہوگا لہذا میں یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو شخص جھوٹا ہے اس پر عذاب الٰہی نازل ہو مثل موت یا بیماری طاعون یا مقدمہ میں گرفتاری اور میں مطابق سنت نبوی کے ایک سال کی میعاد ٹھہراتا ہوں کہ اگر یہ عذاب میرے یا منشی مہتاب علی کے بغیر کسی اور شخص قرابتی پر ہو تو یہ شرط میں داخل نہ ہوگا و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔
قاضی فیض اللہ خان سکنہ جنڈیالہ باغوالہ ضلع گوجرانوالہ۔ مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۰۶ء
اس کے بالمقابل منشی مہتاب علی صاحب احمدی نے بھی حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت پر یقین سے بھری ہوئی تحریر لکھ دی اور اس میں بھی اسی طرح جھوٹے پر ایک سال کے اندر عذاب الٰہی نازل کرنے کی دعا کی ان تحریروں کے شائع ہونے کے بعد ۱۳ اپریل ۱۹۰۷ء کو یعنی سال کے اندر ہی قاضی فیض اللہ خان جہلم میں بمرض طاعون فوت ہو کر حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور اپنے عقیدہ کے غلط ہونے پر مہر لگا گئے اس کی اس موت نے ثابت کر دیا کہ بعد رسول اللہ صلعم امت کے کاملین پر وحی ولایت کا نزول برحق ہے۔
حضرت مرزا صاحب یا حضور کے مریدوں سے مباہلہ کرنے والوں میں سے ایک شخص بھی ہلاکت سے نہیں بچا پھر نا معلوم کہ مخالفت پر اصرار کرنے والے لوگ کیوں ان سے عبرت نہیں پکڑتے اس سے بڑھ کر حضور کی صداقت کا اور کیا نشان ہو سکتا ہے کہ جو مقابلہ میں آتا

باقی بر صفحہ ۹

محمد یحییٰ بٹ صاحب مبلغ جرمنی

برلن میں عید الفطر

امسال عید الفطر کا مبارک تہوار ہم نے یہاں مسجد برلن میں ۱۵ فروری بروز ہفتہ منایا۔ خدا کے فضل سے حاضرین تبدیلی ... بعض طلباء سے شہزادی صاحبہ ایران سے اور مغربی پاکستان کے ایک حصہ کے کمشنر مع اہلیہ صاحبہ اور افغانستان کے سابق سفیر برائے جرمنی اور جرمن مسلم بھی شامل تھے۔

موسم سرد تھا لہٰذا مہمانوں کی سہولت کے لئے مسجد میں جمعہ کی شام سات بجے سے ہی چار ہیٹرز جلا دیئے گئے جس سے مہمانوں کے مسجد میں جمع ہونے کے وقت مسجد خوب گرم ہو چکی تھی۔ میں حسب معمول مسجد کے دروازہ پر کھڑا ساڑھے دس بجے تک مہمانوں کا استقبال کرتا رہا۔ حسب پروگرام اب نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لہٰذا میں نے محراب میں کھڑے ہو کر دو ضروری امور کا اعلان کر دیا۔

اوّل:۔ مسلمان بھائیوں کو صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ اس کی ادائیگی کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکیدی حکم ہے۔ نیز یہ کہ یہ رقم غرباء کی بہبودی کے لئے خرچ کی جاتی ہے۔ میرے اس اعلان کے بعد دو نوجوانوں نے جو مصر اور شام سے آئے ہیں اس کی فراہمی کی خدمات سر انجام دیں۔

دوم:۔ تکبیروں کے متعلق اعلان تھا۔ میں نے کہا کہ پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہوں گی۔

نماز کے بعد میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا اور قریباً ۲۵ منٹ تک حاضرین کو خطاب کیا۔ اس خطبہ میں میں نے مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی۔

اوّل:۔ یہ کہ یہ عید کا تہوار مسلمانوں میں خوشی کا ایک تہوار ہے، جو تمام دنیا میں ایک طرز پر اور ایک ہی جذبہ کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اس خوشی کے موقعہ پر مرد و زن مسجدوں میں جمع ہو جاتے ہیں اور خدائے واحد کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی اس کے حضور جھکتے اور کبھی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، اس کی حمد کرتے اور اس کی مغفرت کے حصول کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ خوشی کے موقعہ پر خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے کا نظارہ مسلمان کے دل و دماغ پر اثر ڈالنے کے لئے ہے کہ زندگی میں خوشی کے ایام میں ہمیں اپنے خالق و مالک اور اپنے رب کو نہیں بھولنا ہوگا بلکہ بوجہ اس کی نعماء کے اس کے احکامات کے ساتھ اپنی گردنوں کو جھکانا ہے۔ یہی نہ سوسائٹی میں اپنے بھائیوں کو بھولنا نہیں ہوگا بلکہ اُن کی خاطر روپیہ خرچ کرنا۔ غرض اس مظاہرہ میں حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کو ذہن نشین کرا دیا ہے۔

سوم:۔ رمضان کے مبارک مہینہ کے بعد اس خوشی کے تہوار کو منانے میں یہ سبق ہے کہ انسان کی حقیقی راحت اور خوشی خدا کی خاطر اپنے جذبات کو قربان کرنے اور اپنی حیوانی خواہشات کو کنٹرول کرنے میں ہے۔ میں نے کہا یہی وہ اصل ہے جس سے انسان میں انفرادی طور پر اور سوسائٹی میں مجموعی طور پر امن پیدا ہو سکتا ہے۔

چہارم:۔ دنیا میں امن کا پیدا کرنا مذہب اسلام کا نصب العین ہے۔ امن کا پیدا ہونا محض نعروں یا لمبے چوڑے دعووں سے ممکن نہیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ اقوام عالم نسل انسانی کے بنیادی حقوق کو مساویانہ قبول کریں۔ اور انہیں اخلاص سے نبھائیں اور دوسروں کی خاطر کچھ قربانی کریں۔ مذہب اسلام نام ہے ان اصولوں کا جن پر چلنے کا لازمی نتیجہ امن ہے۔ اسلام نے تمام قسم کی تفریقات قومی لسانی و لونی کو مٹا دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ تمام نسل انسانی خدا کے حضور یکساں جوابدہ ہے اور یہ کہ ان سب کے لئے ایک ہی قانون الٰہی کام کر رہا ہے۔

پنجم:۔ میں نے کہا آج قوموں میں اور ایک ہی مذہب کے مختلف فرقوں میں باہم متحد ہو جانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ایسی رو کا چلنا تقاضا ہے موجودہ وقت کا۔ اسلام نے آج سے چودہ سو سال پیشتر قوموں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کے اصولوں پر بحث کی ہے۔ مسلمانوں میں باہمی اتحاد پیدا کرنے کے لئے اعلان کیا کہ خدا اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے باہم بھائی بھائی ہیں۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔

اسی سلسلہ میں میں نے کہا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں یہ اس لئے کہ وہ اصول کہ جن پر اسلام کی بنیاد ہے تمام دنیا میں ایک ہی ہیں۔ ہاں تشریحات میں اختلاف ہے۔ ایسا اختلاف باعث رحمت ہے۔ اس لئے کہ اس سے علم بڑھتا ہے اور حالات پیش آمدہ کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم سے مدد ملتی ہے۔ تشریحات میں اختلاف درخت میں مختلف شاخوں کی مانند ہے جیسے کہ درخت کی خوبصورتی ہے۔ درخت کا تنا اور جڑیں ایک ہی ہیں۔

ششم:۔ میں نے کہا کہ قرآن کریم صرف مسلمانوں کے ... اور اعلان کرتا ہے کہ اے ہم سب ایک خدا کے تصور پر جمع ہو جائیں اور نیز باہمی حسد و منافرت کو دور کرنے کے لئے اعلان کرتا ہے کہ حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ خدا کے برگزیدہ نبی ہیں ایک مسلمان کا ان پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

خطبہ کے اختتام پر میں نے احباب کو عید کی مبارکباد دی اور دوست ایک دوسرے کو عید ملنے اور مبارکباد دینے میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں گرم چائے ڈبل روٹی وغیرہ تیار کرنے میں میری اہلیہ اُم منصور نے بڑی محنت سے کام کیا۔

حاضرین کی تواضع کرنے میں دیگر احباب اور خواتین نے امداد کی۔ بعد میں برتن وغیرہ کو دھونے کے کام کو ایک جرمن خاتون نے بطور والنٹیئر بڑی مستعدی سے نبھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین۔

احباب ایک بجے تک مسجد میں ٹھہرے رہے اور باہمی گفتگو میں مصروف رہے۔ ریڈیو کے دو مختلف نمائندوں نے مختصر سا انٹرویو لیا اور میری آواز کو ریکارڈ کیا۔ الحمد للہ کہ عید الفطر کا یہ اجتماع بخیر و خوبی سر انجام پایا۔

آخری تین سالوں کے نشانوں کی تفصیل از حضرت ...

ہے وہ حدیث من عادی لی ولیاً فقد اٰذنتہ للحرب کی وعید کے نیچے آکر ہلاکت کا ہی منہ دیکھتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

قبولیت دُعا کا ایک نشان

(۷۰) حضور کے ایک مخلص مرید سید ناصر شاہ نامی تھے وہ ریاست کشمیر میں ملازم تھے انکی تبدیلی گلگت میں کر دی گئی گلگت میں جانا اس کے لئے بعض وجوہ سے دشوار تھا۔ وہ سخت پریشان تھے تبدیلی کے احکام جاری ہو چکے تھے ان احکام کی منسوخی کا قطعاً کوئی امکان نہ تھا وہ بہت گھبرائے اور حضور کے پاس دعا کی درخواست کی حضور نے دعا کی الہاماً بتلایا گیا

سبط نور

"اعظم" کا جدید مفہوم

حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ نے اپنی سوانحعمری "مرقاۃ الیقین" کے عنوان سے لکھی اور اپنے ایمان افروز حالات سے قلوب وعقول کو منور کیا۔ تقسیم ملک سے بہت پہلے قادیان کے ایک ناشر نے اس کتاب کے عنوان میں ایک اضافہ کیا۔ وہ تھا نورالدین اعظم۔ "اعظم" کو اسم تفضیل قرار دے کر اس اندیشے کو ہوا دی گئی کہ قارئین حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو خدا۔ رسول۔ اور مسیح موعود سے بڑا سمجھنے لگیں گے۔ اس لئے اس کی اشاعت بند کر دی گئی۔ اس بندش کے بعد ایک طالع آزما ناشر نے اس کی تلخیص شائع کر دی۔ مگر خلافتی تعزیر سے بچنے کے لئے "اعظم" کا لفظ ساقط کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ایک قادیانی شاعر کا مجموعہ کلام "مصلح موعود" صاحب کی نظر سے گذرا۔ اس میں ایک نظم کا عنوان تھا نورالدین اعظم۔ اس پر شاعر صاحب کو بھرے جلسے میں سرزنش کی گئی اس کے بعد ارباب قادیان میں سے کسی کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو "اعظم" کے ساتھ یاد کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اب حال ہی میں ارباب ربوہ کی طرف سے حضرت خلیفہ اول کی دو سوانحعمریاں شائع ہوئی ہیں۔ یہ اقدام خیر مقدم کا مستحق ہے۔ یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ تحریک احمدیت کا کام "مصلح موعود" کے وجود کا محتاج نہیں۔ بلکہ اُن کی عدم نگرانی میں اسکو زیادہ فروغ ملتا ہے علالت سے پہلے ربوہ کی طرف سے ایسی علمی جسارت کبھی سرزد نہ ہوئی۔ لیکن ان دونوں سوانحعمریوں پر خلافت ثانیہ کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ ان میں سے یکں سردست "حیات نور" مصنفہ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب کا ذکر کروں گا۔ فاضل مصنف نے اپنی قیمتی تصنیف میں بعض تبصرے بھی چھاپ دیئے ہیں۔ ان تبصرہ نگاروں میں ایک مفسر قرآن ہیں اور اہل ربوہ میں اس لئے مشہور ہیں کہ ان کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے والہانہ عقیدت ہے انہوں نے والہیت کے وفور میں حضرت مولوی صاحب کو نورالدین اعظم لکھا ہے۔ چونکہ حضرت مولوی صاحب کے ساتھ "اعظم" ممنوع ہے۔ اس لئے مصنف کے استفسار پر تبصرہ نگار نے فرمایا ہے کہ "نورالدین اعظم" میں "اعظم" سے مراد یہ ہے کہ جتنے لوگ نور دین کے نام پر ہیں ان میں حضرت مولوی صاحب افضل ہیں اب قارئین کرام فیصلہ کریں کہ اس تشریح میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی توقیر ہے یا تحقیر۔ کیونکہ نوردین کے نام کے عیسائی بھی ہو سکتے ہیں۔ اس نام کے جلاّت بھی ہو سکتے ہیں۔ ان سے "اعظم" ہونے میں کونسی عظمت ہے۔

تبصرہ نگار نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ حضرت مولوی "نورالدین اعظم" کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا نہیں سمجھتے۔ یہ کیا کم ہے انہوں نے بڑا "احسان" فرمایا ورنہ اُن کے خیال میں لوگ ان کو سرور کائنات سے بڑا سمجھنے لگ جاتے!! ان تبصرہ نگار صاحب کے اصول پر "فاروق اعظم" کے معنے بھی یہ ہوئے کہ جو لوگ عمر یا فاروق نام رکھتے ہیں اُن سے حضرت عمر فاروق بڑے تھے۔

کیا ہی اچھا ہوتا یہ تبصرہ نگار "حضرت اقدس" کا مفہوم بھی متعین فرما دیتے کیونکہ وہ اور ان کے ہم خیال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنے "حضرت مصلح موعود" کو حضرت اقدس کہتے اور لکھتے ہیں۔ "اقدس" میں بھی تفضیل پائی جاتی ہے۔ کیا اس سے "مصلح موعود" خدا۔ رسول اور مسیح موعود سے افضل نہیں ہو جاتے!

"کچھ فتنے اُٹھے حسن سے۔ کچھ حسن نظر سے"

درخواست دعا خاکسار کو عرصہ چار ماہ سے بائیں کندھے میں درد ہے۔ جو اندر ہڈی میں چلتا ہے جس کا اثر سارے بازو میں ہوتا ہے جس وقت دورہ ہوتا ہے بہت تکلیف ہو جاتی ہے بہت علاج کئے گئے مگر آرام نہیں ہوا۔ حضرت امیر قوم اور بزرگان سلسلہ سے استدعا ہے کہ خلوص دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ شفا بخشے اور خادم احمدیت بنائے

خاکسار مختار احمد بٹ ملٹری اسپیکر

(خطبہ جمعہ از صفحہ ۶)

یتیم کا مال مت کھاؤ

ان چھ احکام کی خوبی و خرابی کھلے طور پر نظر آتی ہے۔ اگلے چار احکام ایسے ہیں جہاں باریک فہم و تقویٰ اجتہاد کی ضرورت ہے چنانچہ فرمایا ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ کہ یتیم کا مال نہ کھاؤ اس کی جائداد زمین اور باغات سے فائدہ اٹھانے کے لئے عموماً ایسا کیا جاتا ہے کہ کسی نہ کسی حیلے اور بہانے اسے کھا جاتے ہیں حدیث میں ہے حرمۃ مال الانسان کحرمۃ دمہ. کسی انسان کا مال کا اڑا لینا ایسا ہی حرام ہے، جیسا کہ اس کا خون کر دینا، نہ جان لو نہ اس کا مال کھاؤ۔

ناپ تول میں کمی نہ کرو

اوفوا الکیل والمیزان بالقسط
معاشرہ میں ناپ تول میں کمی بیشی سے بڑا اضطراب پیدا ہوتا ہے اس لئے فرمایا اوفوا پورا پورا مال تول کر دو اس میں ذرا کمی نہ ہو۔ اوفوا کے ساتھ تاکید کے لئے بالقسط کا حکم دیا کہ عدل مدنظر رہے۔ قرآن میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ جب تم دوسروں سے سودا لیتے ہو تو تم جانچتے اور پرکھتے ہو۔ تاڑتے ہو کہ کہیں تمہیں کوئی کم نہ دیدے لیکن جب تم خود کسی کو سودا دیتے ہو تو کم تولتے ہو اور چالاکی کرتے ہو۔ لیتے وقت تو احتیاط کرتے اور دیتے وقت چالاکی کرتے ہو فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا۔ یہ تو لین دین کی باتیں ہیں۔

عدل و انصاف کی ہدایت

علاوہ ازیں عدل گستری کے بغیر حقوق کی حفاظت ناممکن ہے اس لئے حکم دیا اذا قلتم فاعدلوا عدل و انصاف سے کام لو ولو کان ذا قربیٰ۔ خواہ یہ باتیں کسی رشتہ دار اور رفیق کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں یہ وہ احکام ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ میں اطمینان اور امن پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کیساتھ عہد کو پورا کرو

فرمایا وبعھد اللہ اوفوا۔ جب تم خدا کے ساتھ عہد باندھو تو اس کو پورا کرو۔ ہم نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا عہد کیا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری پابندی کریں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی اتباع کریں۔ قرآن کی تعلیمات پر چلنے کا عہد خداوندی ہے۔ ذالکم وصکم بہ لعلکم تذکرون یہ اندرہم نے وصیت کے طور پر، خیر خواہی کے طور پر اور ہمت کے طور پر بیان کئے ہیں۔ تاکہ تم ان پر غور کرو فکر کرو یہ احکام غور و فکر اور اجتہاد کو چاہتے ہیں ان پر عمل کرنا تقوےٰ کو چاہتا ہے .... اس لئے فرمایا لعلکم تذکرون۔

سیدھا راستہ

اس کے بعد فرمایا وان ھذا صراطی مستقیما۔ یہ میرا راستہ ہے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا اور اس کے ارد گرد زمین پر اور کئی خطوط کھینچے پھر فرمایا کہ یہ درمیانی خط سیدھا راستہ ہے۔ وہ راستے جو اس سے انحراف کرتے ہیں وہ گمراہی کی طرف جاتے ہیں۔ فاتبعوہ میرا راستہ چونکہ سیدھا ہے اس لئے ولا تتبعوا السبل۔ دوسرے راستوں کو اختیار نہ کرنا فتفرق بکم عن سبیلہ وہ تمہیں خدا کے رستہ سے جدا کر دیں گے ذالکم وصکم بہ لعلکم تتقون۔ یہ احکام اس لئے وصیت اور خیر خواہی کے طور پر تلقین کئے گئے ہیں تاکہ تم خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرو۔

جامع احکام

یہ آیات کس قدر جامع ہیں ایک جماعت یا ملک کے تمام ضروری احکام ان میں موجود ہیں۔ ان میں خدا کی توحید کا ذکر ہے۔ مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا حکم ہے۔ اور مخلوق کے حقوق کی حفاظت کا ذکر ہے۔ اور ان میں باریک تقوےٰ اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

افسوسناک خبریں

کراچی سے ایک افسوسناک خبر آئی ہے۔ لاہور میں ہمارے سلسلہ کے ایک مخلص دوست سید حیدر شاہ صاحب مرحوم جو مسجد وزیر خان کے قریب کوچہ مفتی باقر میں رہتے تھے اور جیتے جی صبح کی نماز میں پابندی سے یہاں آیا کرتے تھے۔ وہ نہایت متقی انسان تھے۔ ان کا بیٹا سید عبداللہ شاہ جو ریلوے میں آفیسر تھے اور بڑے لائق فرزند تھے۔ ان کی وفات ہو گئی ہے۔

لاہور میں چوہدری عمر دین صاحب کی وفات کا جو پرسوں ہوئی مجھے دلی صدمہ ہے۔ چار پانچ روز سے میں بوجہ ناسازی طبع نماز دل میں نہیں آیا تھا۔ ۲۶ فروری کو صبح ۴ بجے فون پر مجھے خبر ملی، میں اسی وقت مسجد میں آیا دوستوں کو خبر دی۔ ان کے مکان پر بھی پہنچا۔ وہ نہایت شریف بڑے باوفا اور مخلص انسان تھے۔ مجھے ان کی وفات سے صدمہ ہوا۔ ان کی اہلیہ ملیسہ پا یہ خاتون میں بڑی سوشل ورکر ہیں۔ سلسلہ کے لئے اخلاص رکھتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ چوہدری صاحب کی وفات سے میں بے کار ہو گئی ہوں۔ آج بھی میں ان کی تسلی کے لئے گیا۔ وہ خاتون کس قدر بے کسی کا شکار ہے۔ ان کے فرزند میاں خلیل احمد صاحب بھی بڑے صدمہ زدہ ہیں۔ وہ ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ایک اور خبر ہے جو تکلیف دہ ہے۔ ہمارے ایک پرانے کارکن ملک عبدالغنی صاحب آج وفات پا گئے

(نائیجیریا میں تبلیغ از صفحہ ۳)

اس میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں، مشرقی نائیجیریا میں فی الحال تبلیغ کی ابتداء کی گئی ہے جس کی نگرانی میرے سپرد کی گئی ہے۔ وہاں کے ایک شہر آدو میں چند مخلص اور باہمت نو مسلموں نے مل کر ایک مسجد تعمیر کی تھی۔ اور اس کے ملحق تین کمرے بنا لئے تھے۔ ان میں سے ایک کمرہ لائبریری کے لئے مخصوص ہے اور دوسرے دو مبلغ کے رہنے کے لئے۔ ان لوگوں نے "ایسٹرن مسلم لیگ" کے نام سے ایک انجمن بھی بنائی تھی۔ دس جنوری کی صبح کو اس کے تین نمائندے لیگوس پہنچے اور میرے مہمان رہے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ "ایسٹرن مسلم لیگ" ختم کر دی جائے اور اس کے تمام ممبر "اسلامک سنٹر" برانچ آدو کے ممبر ہو جائیں۔ مسجد اسلامک سنٹر کی تحویل میں دے دی جائے۔ مسجد وغیرہ پر لیگ کے دو ہزار پونڈ صرف ہوئے تھے۔ طے ہوا کہ وہ رقم دس سال میں دو سو پاؤنڈ فی سال کے حساب سے اسلامک سنٹر آدو برانچ کے نام بنک میں جمع ہوتی جائے، چنانچہ فیصلہ کے مطابق دو سو پاؤنڈ کی پہلی قسط بنک میں جمع کر دی گئی۔ مارچ کے آخر میں مسجد کا باقاعدہ افتتاح ہوگا اور شروع میں صرف دو مبلغ آدو اور اس کے ارد گرد کے علاقے کے لئے متعین کئے جائیں گے کام کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔

انصار الدین سوسائٹی کا عزم تبلیغ

۱۴ جنوری کو "انصار الدین سوسائٹی" کی دعوت پر میں ان کی مجلس منتظمہ کے جلسہ میں شامل ہوا۔ نائیجیریا میں مسلمانوں کی یہ سب سے بڑی سوسائٹی ہے۔ ان کے سکول ملک کے مختلف حصوں میں قائم ہیں، ان کا کام ابھی تک محض تعلیمی رہا ہے مگر اب وہ تبلیغی کام بھی شروع کرنا چاہتے ہیں، میں نے اس کے متعلق چند مشورے ممبروں کی خدمت میں پیش کئے اور ہر ممکن مدد کا وعدہ کیا۔

دو مسیحی خواتین کا قبول اسلام

جنوری کے مہینہ میں دو مسیحی شادی شدہ عورتیں مشرف بہ اسلام ہوئیں ان میں سے ایک یونائیٹڈ نیشنل افریقن چرچ تھیں اور دوسری رومن کیتھولک تھیں ایک کے شوہر تاجر ہیں اور دوسرے بارکلے بنک میں کلرک ہیں۔

جماعت الاسلامیہ کی نئی مسجد

"جماعت الاسلامیہ" اپنی پرانی مسجد کو گرا کر ایک نئی مسجد تعمیر کر رہی ہے۔ یہ پہلی مسجد سے زیادہ بڑی اور شاندار ہوگی۔ اس میں ایک کمرہ لائبریری کے لئے مخصوص ہوگا۔ اس پر تقریباً بارہ ہزار پاؤنڈ خرچ ہونگے

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

مسجد کی دو منزلیں ہیں اور دونوں تیار ہو چکی ہیں - فرش کھڑکیوں اور دروازوں وغیرہ کا کام باقی ہے ان شاء اللہ اپریل تک یہ کام مکمل ہو جائے گا - بارہ جنوری کو تعمیری پتھر نصب کرنے کے لئے آغا جی سر ابوبکر تفاوا بالیوا، پرائم منسٹر نائجیریا تشریف لائے - انہوں نے ایک مختصر سی تقریر بھی کی اور کہا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اسلامی اصولوں کی اشاعت لازمی ہے - جلسہ بہت بارونق تھا -

اشاعتِ اسلام کی طرف توجہ

میں نے وعدہ کیا ہے کہ ان کی لائبریری کے لئے انجمن کی تصنیفات میں انہیں مہیا کر دوں گا - جماعت نے تہیہ کیا ہے کہ وہ مسجد کی تکمیل کے بعد اشاعت اسلام کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دیں گے اور یہ کام وہ چاہتے ہیں کہ میں سنبھال لوں - میری تو زندگی اسی کے لئے وقف ہے، درخواست کرنے سے پہلے ہی وہ منظور رہے - خاکسار - بشیر احمد منٹو

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح ۴ مارچ ۱۹۶۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸ شمارہ نمبر ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ ر پیسے

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر: ۷۳۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۶ ذیقعد ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۰

اگر ہم اسلام کے خادم نہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے

ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوٰی بالمقابل نہیں ہے اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ سے فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے

(الحکم مؤرخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء)

بحرِ حکمت کے موتی

عن عمرو بن عوفؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فو اللہ لا الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلککم کما اھلکتھم۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کی قسم کہ میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کشادہ ...... کی جائے گی جس طرح پر ان لوگوں پر کشادہ کی گئی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں، پھر تم دنیا کی رغبت کرو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے کی اور (دنیا کی محبت) تم کو ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا گیا۔

نوٹ:۔ خدا تعالےٰ میں گم ہو کر زندگی بسر کرنے والا خواہ کتنا ہی غنی اور مالدار ہو اس کا معاملہ الگ ہے وہ دوسروں کے لئے جیتا ہے ؎

ایں جہاں است مثل مردارے
چوں سگے ہر طرف طلبگارے
خنک آں مرد کز ازیں مردار
روئے آرد بسوئے آں دادار

ترجمہ:۔ یہ دنیا تو مردار کی طرح ہے اور اسکے طلبگار کتوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں، وہ شخص خوش قسمت ہے جو اس مردار سے بچکر دین کو دنیا پر مقدم کر کے اپنا منہ خدا کی طرف پھیرتا ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

میر پور

ترجمہ خط :- سکریٹری ینگ مسلم پریچرز - میر پور آزاد کشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی ارسال کردہ کتب محمد دی پرافٹ - نیو ورلڈ آرڈر اور ٹیچنگز آف اسلام وصول ہوگئی ہیں۔ آپ کی کرم فرمائی کا بہت بہت شکریہ - ہم انشاءاللہ ان کو اچھی طرح پڑھیں گے - یہ بہت عمدہ اسلامی لٹریچر ہے - جزاک اللہ - والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط :- ابینہ جنرل ہسپتال ڈمیو آنگ - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کافی مہینے گذرے ہیں کہ میں نے آپ کو کوئی خط نہیں لکھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں آپکو بھول گئی ہوں بلکہ میرا کورس ختم ہونے والا ہے - ہمارا مقابلہ ۱۳ر مارچ اور اجرا اپریل میں ہے - اور نرسنگ کا امتحان منیلہ میں ہوگا جو کہ یہاں سے کافی دور ہے میری التماس ہے کہ میرے لئے دعا کریں کہ میں اپریل میں کامیاب ہو جاؤں -

اس وقت میں امتحان کی تیاری میں مشغول ہوں۔ میں اس کے پاس کرنے کی بہت خواہشمند ہوں - یہ میری زندگی کا آخری مرحلہ ہے -

مسز سعید احمد چوہدری سے مجھے خط آیا ہے لیکن میں نے ابھی تک جواب نہیں دیا -

میں نے انہیں اپنی تصویر وردی میں ارسال کی ہے یہ تصویر پہلی سے بالکل مختلف ہے -

امید ہے آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد کریں گے

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط :- محمد علی - اے - لم - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی ارسال کردہ کتب وصول ہوگئی ہیں سراپا ممنون ہوں -

آپ نے یہاں کے مسلمان بھائیوں کی بہت امداد کی ہے۔ لٹریچر جو آپ نے ارسال کیا ہے وہ میں نے دوستوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور اسلام کی اشاعت احمدیہ مشن کے مطابق کی جاتی ہے اور آپ کا ۲۰ر فروری کا ارسال کردہ خط مجھے ۲۵ر فروری ۱۹۶۴ء کو وصول ہوگیا۔

امید ہے کہ آئندہ کسی وقت قرآن شریف روانہ کریں گے - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط :- یو - اے - علیسو معرفت ایسے اکوتو - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو پارسل کتابوں کا آپ نے ارسال کیا تھا وہ مجھے مل گیا ہے اور میں بہ صد شکریہ ادا کرتا ہوں - اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے شکریہ - میں دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور خداوند کریم آپ پر اپنی بہترین نوازشیں عنایت فرمائے -

آپ روزے بڑی خوشی سے رکھتے ہوں گے جہاں تک اس جگہ کا تعلق ہے، یہ سوال ایک معمہ ہے مذہب یہاں کے لوگوں سے دور ہے۔ اور جو جانتے ہیں وہ اس کا خوب استعمال کرتے ہیں - میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ خداوند کریم نے ہمارے لئے کیا جمع کیا ہوا ہے۔ میں نے رمضان کے آخری دنوں میں اعتکاف کیا نہ اس خیال سے کہ مجھے ناکامی ہوگی، مگر میں نے اعتکاف جاری رکھا۔

یہاں کے کافر اور عیسائی کچھ نہیں دیکھتے کہ یہ لفظ زبان سے نکالتے ہیں یا نہیں۔ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں - اور لوگ مغربی اقوام کی اندھا دھند تقلید کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود یہ علاقہ اشاعت اسلام کے لئے بہت اچھا ہے۔

یہاں کے مسلمان فیل ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے کو بوجہ فرقہ پرستی برا بھلا کہتے ہیں۔ اس فرقہ پرستی نے ہم کو خدا اور رسولؐ اور قرآن سے دور پھینک دیا ہے -

دوسرا معمہ میرے سامنے خاص کر ان لوگوں کا ہے جو کہ مذہب کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ کیونکہ دوسرے فرقہ کے لوگ ان کو دھمکاتے ہیں۔ فی الحال اس گتھی کو سلجھانے میں ناکام ہوں - میں کوشش کر رہا ہوں کہ معاملہ درست ہو جائے اور مسٹر بشیر احمد صاحب منٹو کی تقریروں سے اسکو سلجھانا چاہتا ہوں - اور بشیر احمد صاحب، اس سے بخوبی واقف ہیں -

- - - - - - - - -

یہ میری تحریر اب آپ کے پاس ہے اور مجھے اس کے متعلق اپنے خیالات لکھ کر ارسال کریں -

والسلام نیاز مند

(ان کو محمد دی پرافٹ - لونگ تھاٹس اور لٹریچر بھیجا گیا - اور خط لکھا گیا -)

۲

ترجمہ خط :- مولانا دائی - اے - نورالدین - الورن - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پتہ مجھے میرے ایک طالب علم نے دیا ہے جو انگلینڈ سے عربی اور اسلامی تعلیم حاصل کر کے آیا ہے -

میں سکول کمیٹی کی طرف سے اور لائبریرین ہونے کی وجہ سے آپ سے مندرجہ کتابوں کے متعلق جو کہ مذہبی کتب ہیں استدعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے ارسال کریں - یہ لائبریری ۱۹۳۱ء میں جاری کی گئی تھی - اسلام کی ترقی کی خاطر لائبریری کی کمیٹی نے مسلم پرائمری سکول کھولا تھا اس کا الحاق کرم اور سکول کا نام مسلم بوائز اینڈ گرلز سکول ۱۹۴۱ء میں رکھا گیا تھا -

یہ کمیٹی آپ سے روپیہ طلب کرتی - ہم آپ سے اسلامی کتابوں کے متعلق مدد چاہتے ہیں - ہم بہت مشکور ہوں گے - اگر آپ مندرجہ ذیل کتب ارسال فرمائیں -

(۱) ہولی قرآن انگریزی مترجم (۲) لائف آف حضرت ابوبکر صدیقؓ (۳) اینٹ ایبرودج ٹو سٹڈی آف دی ہولی قرآن (۴) حدیث (۵) ہولی قرآن اور بائبل (۶) محمد اینڈ کرائسٹ وغیرہ وغیرہ -

امید ہے کہ آپ یہ کتابیں ارسال فرمائیں گے -

والسلام

(ان کو مطلوبہ کتابوں میں سے جو موجود تھیں ارسال کی گئیں - اور خط بھی لکھا گیا)

(۳)

ترجمہ خط یوسیرا ابراہیم - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں اپنے خط کا جواب اور کتابیں وصول کر کے بہت خوش ہوا - جزاک اللہ

میں اب پہلے کی نسبت زیادہ کتابیں چاہتا ہوں کیونکہ میں نے ان سب کو پڑھ لیا ہے اور سمجھ لیا ہے -

میں چاہتا ہوں کہ مجھے اور کتابیں بھیجیں تاکہ پہلی کتابیں میں لوگوں میں تقسیم کر دوں - میں خدا، رسول خدا اور قرآن کریم پر مکمل ایمان رکھتا ہوں اور جو کتابوں میں مرقوم ہے ان کو بھی مانتا ہوں -

نماز میں میری دعا ہوتی ہے کہ خداوند کریم تمام مسلمانوں کو بخشے اور خوشحالی عطا فرمائے اور شرک سے بچائے - مجھے مزید کتابیں ارسال فرمائیے - والسلام

(ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۱ مارچ ۱۹۶۴ء

حضرت مسیح موعودؑ اور کسرِ صلیب

۱۹ فروری ۱۹۶۴ء کے "پیغام صلح" میں ہم نے معاصر "تنظیم اہلحدیث" کے اس خیال کی کہ :-

"موجودہ زبوں حالی کی اصلاح کے لئے اس دور میں کسی احمد بن حنبل رح امام تیمیہ رح اور حضرت مجدد الف ثانی رح جیسے مردِ حق آگاہ اور مجدد وقت کی ضرورت ہے"

تائید کرتے ہوئے اس افسوسناک حقیقت کی طرف توجہ دلائی تھی کہ :-

"اس صدی میں جو شخص مجددیت کے منصب پر سرفراز کیا گیا اور اس نے فتن زمانہ کی سرکوبی کے لئے جو ہتھیار تجویز کئے ان سے ہمارے معاصر کو یکسر انکار ہے"

ہم نے معاصر ممدوح سے یہ سوال بھی کیا تھا کہ وقت کی ضرورت کے مطابق جو مجدد اس زمانہ میں آیا اور تجدید دین کا کام سرانجام دے کر چلا گیا، اس کے ساتھ کیا سلوک آپ لوگوں نے کیا کہ کسی اور مجدد کی صداقت پر ایمان کی توقع کی جا سکے۔

بجائے اس کے کہ ہمارے اس سوال کے جواب میں یہ بتایا جاتا کہ اس چودھویں صدی کا مجدد مرزا صاحب نہیں بلکہ فلاں بزرگ ہوئے ہیں۔ معاصر ممدوح نے حضرت مرزا صاحب کی عیب شماری کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت ممدوح مجدد نہیں ہو سکتے، کیونکہ انہوں نے اپنے آنے کے دو مقصد بیان کئے ہیں :-

(۱) یہ کہ مسلمان اصل تقوےٰ و طہارت پر قائم ہو جائیں۔

(۲) یہ کہ میرے ہاتھ سے کسرِ صلیب ہو۔

معاصر ممدوح کا خیال ہے کہ یہ دونوں مقاصد پورے نہیں ہوئے، کیونکہ :-

(۱) "پیغام صلح" ۳ مئی ۱۹۶۱ء میں لکھا ہے کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے تین لاکھ فرزندانِ توحید تثلیث پرست ہو گئے ہیں۔"

دوسری بات (یعنے امر اوّل) کی کوئی تشریح نہیں کی گئی اور اس ضمن میں حسب عادت تمسخر و استہزا سے کام لیتے ہوئے ان اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے جو ہمیشہ سے مکذبین حق کا وطیرہ چلا آیا ہے۔

اس سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم معاصر ممدوح کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جہاں تک امر اول کا تعلق ہے حضرت مرزا صاحب ہی نہیں ہر مامور اور نبی جو کسی قوم کی اصلاح کے لئے آتا ہے وہ یہی مقصد لے کر کھڑا ہوتا ہے کہ وہ لوگ جن کی طرف وہ مامور ہو کر آیا ہے تقوےٰ و طہارت پر قائم ہو جائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک جس قدر انبیاء علیہم السلام دنیا میں آئے کیا ان کا یہی دعوےٰ نہ تھا کہ وہ مخلوق خدا کی اصلاح کے لئے اور انہیں تقوےٰ و طہارت پر قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ پھر کونسا نبی ایسا گذرا ہے جس کی وفات سے پہلے اس کی ساری کی ساری قوم تقوےٰ و طہارت پر قائم ہو گئی؟ سوائے اس کے کہ چند لوگوں کو جنہیں قوم کی طرف سے "اراذلنا" کا خطاب دیا گیا، وہ اپنے ساتھ ملا کر تقوےٰ و طہارت پر قائم کر سکے۔ قوموں کا کثیر حصہ مخالف ہی رہا اور طرح طرح کی بداعمالیوں میں مبتلا رہ کر مامورین الٰہی کی تضحیک و استہزا کو اپنا شعار بنائے رکھا، کیا ایسی حالت میں یہ کہنا واجب ہو گا کہ وہ برگزیدہ نبی اپنے مشن میں ناکام رہے؟ کیا امت محمدیہ کے اولیاء اور مجددین کرام جو اصلاح خلق کے لئے مبعوث ہوئے اور مسلمانوں کو تقوےٰ و طہارت پر قائم کرنے کے لئے آئے تمام مسلمانوں کو تقوےٰ پر قائم کر سکے، کیا خود مسلمانوں کے کثیر حصہ نے ان پر کفر کے فتوے دے کر طرح طرح کی ایذائیں نہیں پہنچائیں پھر کیا یہ کہنا جائز ہو گا کہ وہ برگزیدہ انسان اپنے مشن میں ناکام رہے؟

حضرت مرزا صاحب نے بے شک مسلمانوں کی اصلاح اور انہیں تقوےٰ و طہارت پر قائم کرنا اپنا مشن قرار دیا اور خدا کے فضل سے خدمت دین کرنے والی ایک متقی جماعت بھی پیدا کر لی۔ اگر آپ جیسے لوگ اپنی کورئ باطن کی وجہ سے مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں، یا عامۃ المسلمین اس دائرہ اصلاح سے باہر رہ گئے ہیں یا تقوےٰ اور طہارت پر قائم نہیں ہوئے تو یہ مرزا صاحب کا قصور نہیں نہ ان کی مجددیت پر اس سے حرف آتا ہے۔ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے کوئی بھی مامور ساری دنیا کو تقوےٰ و طہارت پر قائم نہ کر سکا حالانکہ یہی مشن ہر مامور کا رہا ہے مرزا صاحب خدا کے فضل سے کامیاب ہیں کہ ایک متقی جماعت اپنے پیچھے چھوڑ گئے، جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ کے ارشاد ربانی پر عمل پیرا ہو کر اشاعت و تبلیغ دین کا مقدس فریضہ بجا لا رہی ہے۔ اس سے بڑھکر مجددیت اور کیا ہو گی، اور کونسا مجدد ہے جو اس سے بڑھکر اصلاح و تجدید کا کام کر سکا؟

دوسری بات کہ حضرت مرزا صاحب نے کسرِ صلیب کو اپنا مشن قرار دیا، لیکن باوجود اس کے آج عیسائیت کا فتنہ زور پکڑتا جا رہا ہے، اس بارہ میں یہ کہنا خلاف حق نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں عیسائیت نے جو رنگ اختیار کیا ہوا تھا، وہ ان کی زندگی ہی میں ان کے علم کلام اور روشن دلائل سے مٹ کر رہ گیا یہاں تک کہ کسی عیسائی کو کسی احمدی سے بحث کا حوصلہ نہ رہا۔

عیسائیت کی وہ رَو جو کفارہ اور تثلیث سے ناقابل فہم مسائل کو لے کر اٹھی تھی، حضرت مرزا صاحب کے علم کلام سے جھاگ کی طرح بیٹھ گئی، اور عیسائی مشنوں کی طرف سے سرکلر جاری ہو گیا کہ کسی احمدی سے کوئی بحث و مباحثہ نہ کیا جائے اور نہ انہیں عیسائیت کی تبلیغ کی جائے، یہ تھی وہ کسرِ صلیب جو حضرت مرزا صاحب کے باطل شکن علم کلام سے وقوع پذیر ہوئی، اور جس کا اعتراف اس وقت کے اہل بصیرت معاصرین کو کھلے بندوں کرنا پڑا، چنانچہ حضرت مرزا صاحب کی وفات پر مولانا عبداللہ العمادی نے انہیں "فتح نصیب جرنیل" کا خطاب دیتے ہوئے صاف طور پر لکھا کہ :-

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ . . . .

اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا"

ایسا ہی اخبار "کرزن گزٹ" کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں :-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔"

یہ ہے حضرت مرزا صاحب کی کسرِ صلیب کا اعتراف! جو عیسائیوں نے اپنے عمل سے اور مسلمان معاصرین نے اپنی زبان و قلم سے کیا۔

آداب و شرائطِ حج اور ہم

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ۝ (آل عمران: ۹۷)

"اور وہ لوگ جو صاحب استطاعت ہیں ان پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حج فرض کیا گیا ہے"

اسلام کی بنیاد جن پانچ فرائض پر ہے ان میں سے ایک اہم فریضہ "حج" بھی ہے۔ اور اس کے لئے بندہ کا صاحب استطاعت، مسلمان، بالغ اور صحیح العقل ہونا لازمی ہے۔ حج کے فرائض یہ ہیں کہ حاجی مقام میقات پر احرام باندھے، عرفات میں وقوف کرے۔ پھر خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اور بغیر احرام حرام میں داخل نہ ہو۔

لیکن آج یہ دستور رائج ہو گیا ہے کہ صاحب استطاعت مسلمان خود تو دنیاوی مشاغل کو چھوڑ کر فریضہ حج کی تکمیل کے لئے کعبۃ اللہ نہیں جاتے بلکہ کسی فقیر یا درویش کو روپیہ دے دیتے ہیں کہ وہ حج کر آئے تاکہ اس کا ثواب انہیں مل جائے اور جو لوگ اس فریضہ کے لئے کعبۃ اللہ جاتے ہیں وہ تقریباً وہ احباب ہوتے ہیں جو اپنی زندگی کی آخری منازل طے کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اُن میں سے کافی سے زیادہ ہوش و حواس کھو بیٹھے ہوتے ہیں یا مفلوج ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس فریضہ کی غرض و غایت نفسانی خواہشات کو برباد کرنا ہے جس کی ایک نوجوان کو اشد ضرورت ہوتی ہے مگر حج کے لئے صرف بوڑھے اور مفلوج لوگ جاتے ہیں اور صاحب استطاعت کی بجائے فقیر و درویش یا وہ لوگ جو غریب ہوتے ہیں اور اپنے پسینہ کی کمائی پیٹ پر پتھر باندھ کر جمع کرتے ہیں تاکہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی سے مشرف ہو سکیں۔

حج کا مقصود محض بیت اللہ کا دیدار اور پیغمبروں کی زیارت نہیں بلکہ ذاتِ باری تعالےٰ کا مشاہدہ و مکاشفہ ہیں۔ حج کی دو قسمیں ہیں ایک غلبیت اور دوسری تصور۔ غلبیت یہ کہ جو آدمی محض اس لئے حج کرتا ہے کہ لوگ اسے حاجی کہیں حالانکہ وہ اُن تمام عیوب سے توبہ نہیں کرتا جو اس کے اندر موجود ہیں تو یہ حج محض غیبت ہے لیکن وہ شخص جو ہر نماز اور زندگی کے ہر شعبے میں یہ تصور کرتا ہے کہ خداوند تعالےٰ اُسے دیکھ رہا ہے اور اسی حال میں وہ حج کرتا ہے کہ وہ خدا کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے جا رہا ہے تو اس کا حج درحقیقت تصور اور تزکیہ نفس کی تکمیل کے لئے ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

الحاج وفد اللہ یعطیہم ما سالوا و یستجیب لہم ما دعوا۔ "حاجی خدا کا گروہ ہیں۔ وہ جو کچھ مانگتے ہیں وہ انہیں خدا کی طرف سے ملتا ہے اور جو دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے"

لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج کل جس قدر حاجی زیادہ ہیں اُسی قدر خرافات بھی زیادہ ہے۔ دراصل جو لوگ حج کے لئے جاتے ہیں، وہ جائز و ناجائز طور پر روپیہ جمع کر کے اس فریضہ کے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس فریضہ کا اصل مقصد نفسانی خواہشات کو تباہ و برباد کرنا ہے یہ توحید و توکل علی اللہ کے لئے حج نہیں کرتے محض حاجی کی ڈگری لینے کے لئے۔

. . . .

- - - - - - - - - - - - -

توحید و توکل کا درجہ تو بہت ہی بلند ہے۔ حضرت محمد بن فضیل رحمہ فرماتے ہیں:-

"میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو دنیا میں بیت اللہ ڈھونڈتا پھرتا ہے لیکن اپنے دل میں اس کا مشاہدہ و دیدار تلاش نہیں کرتا"

وہ لوگ جو توحید۔ توکل علی اللہ اور نفس سے مجاہدہ کی غرض سے حج کرتے ہیں ان کے نزدیک ہر اس قدم پر جو مکہ معظمہ کی طرف اُٹھایا جاتا ہے اس میں توحید و معرفت الٰہی کے نشان نظر آتے ہیں۔ اور وہ جب حرم کعبہ میں پہنچتے ہیں تو انسانوں کے علاوہ ملائکہ سے بھی خلعت پاتے ہیں۔ اور فیض ربانی کے علاوہ مشاہدہ ذات باری تعالےٰ سے بھی مشرف ہوتے ہیں۔

حضرت ابو یزید فرماتے ہیں:-

میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حج کرنے کے موقعہ پر بجز گھر کے اور کوئی چیز نہ دیکھی۔ دوسری مرتبہ حج کیا تو گھر کو بھی دیکھا اور صاحب خانہ کو بھی دیکھا اور تیسری مرتبہ حج کیا تو گھر کو قطعاً نہ دیکھا بلکہ صرف صاحب خانہ ہی کا مشاہدہ کیا اور اس کی ذات بابرکات کے علاوہ اور کوئی چیز میرے سامنے نہ تھی۔

ایک شخص حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا:-

حضرت جنید:- تو کہاں سے آیا ہے؟

شخص:- حضور میں حج کر کے آیا ہوں

حضرت جنید:- کیا تو نے واقعی حج کیا ہے؟ [illegible] ہوئے پہلے [illegible] گناہوں سے بھی کوچ کیا تھا؟

شخص:- حضور! میں نے گناہوں سے کنارہ کشی کا ارادہ تو نہیں کیا تھا۔

حضرت جنیدؒ:- "تو پھر تو نے حج کے لئے سفر ہی نہیں کیا" اور ہاں! جب تو گھر سے چلا اور سفر پہ ہر منزل پر ٹھہرا کیا وہاں راہ خدا کے مقام بھی ساتھ ساتھ طے کئے یا نہیں؟

شخص:- نہیں تو

حضرت جنیدؒ:- "تو پھر تو نے سفر حج کی منازل کو بھی ابھی طے نہیں کیا" اور جب تو نے احرام باندھا تو کیا اس وقت تو صفات بشریت سے علیحدہ ہوا یا نہیں یعنی جس طرح تو نے اپنے کپڑے وہاں اتار دیئے تھے ویسے ہی اپنی صفات بشریہ کو بھی تو نے جدا کیا یا نہیں؟

شخص:- قبلہ! ایسا تو نہیں کیا

حضرت جنیدؒ:- "تو پھر تو نے احرام باندھا ہی نہیں" اور یہ بتاؤ کہ جب تو عرفات کے میدان میں کھڑا ہوا تو کیا مجاہدہ کے کشف سے تجھے واقفیت ہوئی؟

شخص:- سرکار! ایسا بھی نہیں ہوا

حضرت جنیدؒ:- "تو پھر تو عرفات میں بھی کھڑا نہیں ہوا" اور ہاں! جب تو مزدلفہ گیا تو کیا تو نے اپنی نفسانی خواہشات کو آئندہ کے لئے مستقل طور پر چھوڑا یا نہیں؟

شخص:- حضرت! نہیں تو

حضرت جنیدؒ:- "تو پھر تو مزدلفہ گیا ہی نہیں" یہ بتاؤ جب تو نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اس وقت تو نے اپنی آنکھوں اور قلب سے جمال حق کی بارگاہ کے نظارے کئے؟

شخص:- جناب! میں نے کوئی نظارہ نہیں کیا۔

حضرت جنید:- "تو پھر تو نے طواف کیا ہی نہیں" اور ہاں یہ تو بتاؤ کہ جب تو نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو کیا تو نے باطنی اور معنوی طور پر صفا اور مروہ کے رتبہ کا فہم و ادراک کیا تھا؟

شخص:- ایسا بھی نہیں کیا جناب

حضرت جنید:- "تو پھر ابھی تو نے سعی کی ہی نہیں" بیٹا! بتاؤ کہ جب تو نے قربانی کرنے کی جگہ قربانی کی تو اس جگہ تو نے اپنی خواہشات کو بھی قربان کیا یا نہیں؟"

شخص:- عالی جاہ! میں نے کسی خواہش کو قربان نہیں کیا۔

حضرت جنید رح:- تو پھر تو نے قربانی...... بھی

(باقی بر صـ۱۰)

قرآن کریم نے معیاری حکومت کا دستور فراہم کیا ہے

ذمیوں اور معاہد اقوام کی حقوق تلفی جنت سے محرومی کا موجب ہے

تین جامع آیات جن میں مکارم الاخلاق اور حسنِ اعمال کی تلقین کی گئی ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل تعالوا اتل ما حرّم ربکم علیکم الا تشرکوا بہٖ شیئًا و بالوالدین احسانًا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم۔ ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذالکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تعقلون ۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتّٰی یبلغ اشدہٗ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسًا الا وسعھا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربٰی وبعھد اللہ اوفوا ذالکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تذکّرون۔ وان ھٰذا صراطی مستقیمًا فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہٖ ذالکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تتقون (سورۃ الانعام ع ۱۹)

ترجمہ:- کہو آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے ربّ نے حرام کیا ہے تم پر واجب ہے کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو ہم تم کو رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور بے حیائی کی باتوں کے قریب مت جاؤ جو ان میں سے ظاہر ہوں اور جو چھپی ہوئی ہوں اور اس جان کو جسے اللہ نے حرام ٹھیرایا ہو قتل نہ کرو سوائے اس کے کہ انصاف چاہتا ہو اس کا تم کو حکم دیتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ سوائے اس طریق کے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو ہم کسی جی کو مکلف نہیں کرتے مگر اس کی وسعت کے مطابق اور جب تم بات کہو تو عدل کرو اگرچہ قریبی ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ اس کا تم کو حکم کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ اور کہ یہ میرا راستہ سیدھا ہے سو اس کی پیروی کرو اور (اور اور) راستوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اس کے رستہ سے الگ کر دیں گے اس کا تم کو حکم دیتا ہے تاکہ تم تقویٰ کرو۔

حسنِ اعمال سے رضائے الٰہی کا حصول

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق لگائے۔ اس کی رضا کی راہوں پر چلے، وہ ہستی مقدس ہے طیب ہے، اور وہ طیب سے پیار کرتا ہے اس لئے چاہتا ہے کہ انسان پاکیزگی اور طہارت حاصل کرے۔ ان اللہ طیب ویحب الطیب۔ خدا تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی رضا چاہتے ہیں، انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو تمام قسم کی گندگیوں سے پاک و صاف کریں۔ ایمان۔ اعتقاد اور اپنے عندیے درست کریں۔ اعمال کے اندر خوبصورتی پیدا کریں۔ پھر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔ ورضوان من اللہ اکبر۔ خدا کی رضا ہی سب سے بڑی چیز ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کے ساتھ تعلق لگانے کے لئے اپنے آپ کو تمام قسم کی معصیت گناہ اور آلائشوں سے پاک کرو۔ اور از بس ضروری ہے کہ خدا کی مخلوق کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ کسی کا مال نہ کھاؤ۔ کسی کو قتل نہ کرو۔ کسی سے بے حیائی نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی حفاظت کرو۔ دوسرے کا مال کھانے کی بجائے دوسروں پر اپنا مال خرچ کرلو۔ اس سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

معیاری حکومت — ذمیوں کیساتھ حسنِ سلوک

پھر فرمایا کہ مسلمانوں کی حکومت معیاری ہونی چاہیئے۔ اس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ رعایا کو آرام پہنچایا جائے۔ ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے اسلامی عدل کے سامنے مسلمان اور غیر مسلم سب برابر ہیں۔ غیر مذہب کا آدمی جو اسلامی ریاست میں رہتا ہو۔ اگر تم اسے قتل کر دو، تو جنت میں نہ جا سکو گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا من قتل معاھدًا الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ لم یرح رائحۃ الجنۃ۔ ذمی سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلّم نے عہد باندھا ہے، کہ تمہارے مال، جان اور آبرو کی حفاظت کی جائے گی۔ جس نے قوم کے حقوق تلف کئے اور ذمیوں کے ساتھ برا سلوک کیا۔ اس نے خدا اور رسول کے عہد کو توڑا۔ یہ معیاری حکومت ہے جو خدا تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے قائم کی اور جو اپنوں اور غیروں کے لئے برکت و رحمت کا موجب ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا ھٰذا صراطی مستقیمًا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ جس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ کی رضا کو پا لیتا ہے۔

ان آیات کے متعلق صحابہ کرام کے بیانات

یہ آیات اپنے اندر جامعیت رکھتی ہیں۔ اور ان میں کامل مکمل دستور العمل بیان کیا گیا ہے۔ ان کی اہمیت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرمائی ہے، اور آپ کے صحابہ کرام رضہ نے بیان فرمائی ہے۔ یہ آیات تاریخی آیات ہیں۔ ان آیات کے متعلق ابن مسعود رضہ کہتے ہیں من سرّہ ان ینظر الی وصیۃ محمد علیہ خاتمہ فلیقرا ھٰؤلاء الآیات۔ جو چاہتا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کی وصیت کو دیکھے، جس پر آپ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ وہ ان تین آیات کریمہ کا مطالعہ کرے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضہ کے نزدیک بھی ان کی خصوصی اہمیت تھی۔ اور عبادہ بن الصامت روایت کرتے ہیں۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ایکم یبایعنی علیٰ ھٰؤلاء الآیات الثلاث ثم تلا قل تعالوا الخ ثم قال فمن وفٰی بھن فاجرہ علی اللہ۔ جس نے ان تین آیات کریمہ کی کامل طور پر پابندی کر دکھائی۔ خدا اور اس کے رسولؐ کے نزدیک اس کا بڑا اجر ہے اور اسی طرح سے منذر ابن ثوری کہتے ہیں کہ الـ[illegible] نے محمد [illegible]

آیات جو حضور کا صحیفہ ہیں، جن پر آپ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ وہ یہ تین آیات ہیں۔ ان کو پڑھو۔ یہ حضور کی وصیت ہے۔ اس پر آپ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کا صحیفہ ہیں۔ ان کی تلقین کے الفاظ یہ ہیں ایسرک ان تلقی صحیفۃ التی من محمد صلے اللہ علیہ وسلم بخاتم قلت نعم فقراء ھؤلاء الآیات من آخر سورۃ الانعام۔

قریش کو رسول کریم صلعم کی دعوت

حضرت علی رضؓ نے بھی ان آیات کے متعلق ذیل کا بیان دیا ہے۔ فرماتے ہیں فلما امر اللہ نبیہٗ ان یعرض نفسہ علی قبائل العرب جب اللہ تبارک وتعالے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ آپ قبائل عرب کے سامنے اپنا آپ پیش کریں اور اپنی غرض بعثت لوگوں پر واضح کریں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موسم میں منیٰ کی طرف تشریف لے گئے فخرج الی منیٰ وانا معہ وابوبکر فوقف علی منازلھم ومضاربھم میں خود اور حضرت ابوبکر رضؓ حضور کے ہمراہ تھے حضورؐ ان کے ڈیروں اور خیموں پر پہنچے اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے السلام علیکم کہا۔ اس پر انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ ان میں ایک بڑا شخص مفروق نامی تھا۔ وہ حضرت ابوبکر کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وکان فی القوم مفروق وھو اقرب القوم الی ابی بکر۔ وہ بڑا لسّان تھا۔ اپنی قوم میں گفتگو کے اعتبار سے بڑا ممتاز تھا۔ وکان قد غلب علی قومہ بیانا ولسانا۔ اس نے حضور کی طرف دیکھا اور کہا الی ما تدعونا یا اخا قریش۔ اے قریشی بھائی آپ ہمیں کونسی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ فتقدم رسول اللہ صلعم فجلس۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے پھر بیٹھ گئے وقام ابوبکر یظلہ بثوبہ۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ کھڑے ہو گئے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا۔ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ تم نے پوچھا ہے کہ میں کونسی دعوت دیتا ہوں۔ تو آپ سنیئے ادعوکم الی شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔ میں اس اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تم اس کو مان لو۔ میں اس کا رسولؐ ہوں۔ میں اس کے احکام تم کو پہنچانا چاہتا ہوں۔ وادعوکم ان تؤوونی وتنصرونی وتمنعونی۔ اور میں تمہیں یہ بھی کہتا ہوں کہ مجھے پناہ دو۔ میری مدد کرو اور میری حمایت کرو۔ ان القریش تظاھرت [illegible]

ہیں انہوں نے آپس میں خدا کی دعوت کے مقابلہ پر جتھہ بنالیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے معاون بن گئے ہیں۔ اور انہوں نے خدا کے رسول کی تکذیب کی ہے۔ واستغنت بالباطل عن الحق اور انہوں نے باطل عقیدوں کو پسند کر لیا ہے ان پر قناعت کر رکھی ہے اور حق کو چھوڑ دیا ہے قال لہ والام تدعوا ایضاً۔ تو اس پر مفروق نے کہا۔ کہ اور کونسی بات ہے۔ جس کی آپ دعوت دیتے ہیں اور کس امر کی آپ دعوت دیتے ہیں۔

مفروق کا اعتراف حق

فتلا رسول اللہ قل تعالوا الخ تو حضورؐ نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔ فقال مفروق والام تدعوا یا اخا قریش تو مفروق نے کہا اور کس چیز کی آپ دعوت دیتے ہیں اور کہا فواللہ ما ھذا من کلام اھل الارض۔ خدا کی قسم آپ نے جو کچھ سنایا ہے یہ اہل زمین کا کلام نہیں ہے اور کہا فلو کان من کلامھم لعرفناہ۔ اگر آپ کا فرمان اہل زمین کا کلام ہوتا تو وہ ہمارا جانا پہچانا ہوا ہوتا۔ اور کہا کہ مزید کیا آپ فرماتے ہیں، تو آپ نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ یہ سنکر مفروق پھڑک اٹھا کہ یہ کیا تعلیم ہے۔ واللہ دعوت الی مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال آپ اعلےٰ درجے کے اخلاق اور خوبصورت اعمال کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ کس قدر اثر ہوا اس شخص پر۔ یہ کیا گواہی دی کہ ہم عرب کا کلام جانتے ہیں یہ کلام سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے کسی انسان کا کلام نہیں۔ اور کہا قد افک القوم کذبوک وظاھروا علیک۔ قوم نے غلطی کی ہے جو آپ کی تکذیب کی اور آپ کے خلاف ایک دوسرے کی معاون بن گئی ہے۔

قرآن کریم کے عجائبات ختم نہیں ہونگے۔

تو یہ آیات بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور ان کے اندر جامعیت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضؓ نے تاریخی طور پر ان کی اہمیت واضح کی ہے قرآن کریم ایک عظیم الشان کتاب ہے۔ اس کے متعلق حضورؐ نے فرمایا لا تنقضی عجائبہ اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے اور فرمایا لا یخلق علی کثرۃ الرد۔ نہ باوجود کثرت کے ساتھ پڑھا جانے کے یہ کلام فرسودہ نہیں ہوتا اور فرمایا ھو حبل اللہ الممدود من السماء الی الارض۔ یہ وہ رسی ہے جو خدا تعالےٰ نے آسمان سے زمین تک لٹکا رکھی ہے کہ جو اس کو پکڑے گا وہ خدا تک پہنچ جائے گا

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضل خدا بخیر و عافیت ہیں۔

جنرل سکرٹری صاحب کی واپسی

—— کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گذشتہ ہفتہ جماعتوں کی تنظیم کے سلسلہ میں دورہ پر تشریف لے گئے تھے۔ آج ...... واپس تشریف لے آئے ہیں۔

اجرائے اخبارات وعطیہ

—— محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور اطلاع دیتے ہیں کہ :-

(۱)- محترمہ بیگم صاحبہ عبداللہ خان صاحب انجنیئر نے مبلغ پچاس روپے چھ اخبارات "پیغام صلح" اور پانچ اخبارات "لائٹ" ایک سال کے لئے جاری کرنے کے لئے عنایت فرمائے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔

(۲)- برادرم محمد علی صاحب بازید خیل کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا کیا ہے۔ نومولود کا نام شکیل احمد رکھا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو لمبی زندگی عطا فرمائے اور خادم اسلام بنائے۔ اس خوشی میں برادرم مذکور نے مبلغ پانچ روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام دیا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً۔

درخواست دُعا

—— بیگم صاحبہ چوہدری روشن دین صاحب مرحوم ایک عرصہ سے بلڈ پریشر میں مبتلا ہیں۔ ان کی درخواست ہے کہ احباب کرام ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

جماعت راولپنڈی کے عہدہ دار

جن کا انتخاب ۱ مارچ ۱۹۶۴ء کو عمل میں آیا

صدر :- شیخ اقبال احمد صاحب

نائب صدر :- شاہدہ ملک صاحبہ منیجر جناح گرلز سکول۔

سیکرٹری :- خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب

لائبریرین :- خواجہ عبدالسلام صاحب

محصل :- مرزا لیاقت حسین صاحب

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (ایڈیٹر)

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

آخری تین سالوں کے نشانات کی مزید تفصیل

(۵)

۱۹۰۷ء کے مزید نشانات

گزشتہ قسط تک ۴۰ عدد نشانوں کی تفصیل بیان کی جاچکی ہے۔ مزید کی تفصیل موجودہ قسط میں پیش کی جاتی ہے:۔

(۴۱)۔ ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا:۔

"سخت زلزلہ آیا اور آج بارش ہوگی"

چنانچہ اس الہام کے ماتحت اسی دن بارش ہوگئی حالانکہ بارش کے کوئی آثار نہ تھے۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی یکایک آسمان ابر آلود ہوگیا اور الہام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے بارش بھی ہوگئی اور اس کے بعد ۲ مارچ کے بعد کی رات کو سخت زلزلہ بھی آگیا۔ چنانچہ اس کی شدت کا ذکر اس وقت کے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ اور اخبار عام میں موجود ہے۔

(۴۲)۔ ۵ مئی ۱۹۰۶ء کو حضور کو الہام ہوا:۔

"پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن"

چنانچہ اس الہام کے تحت فروری ۱۹۰۷ء میں شدید برف باری ہوئی کشمیر میں برف تین گز تک زمین پر پڑ گئی۔ وہاں کے لوگوں نے موسم بہار میں اس قدر برف باری کو خارق عادت قرار دیا اس وقت کے مندرجہ ذیل اخباروں میں ۱۹۰۷ء کے موسم بہار میں چاروں طرف برف باری کی شدت کا ذکر موجود ہے صرف ہندوستان تک ہی یہ برف باری محدود نہ رہی بلکہ یورپ بھی اس سے متاثر ہوا۔ اخباروں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) اخبار عام لاہور (۲) مافوس آگرہ (۳) اہل حدیث امرتسر (۴) رسالہ حکمت لاہور (۵) تیرِ اعظم مراد آباد (۶) آزاد انبالہ (۷) پیسہ اخبار لاہور (۸) پبلک میگزین امرتسر (۹) سماچار لاہور (۱۰) وکیل امرتسر (۱۱) نور افشاں لدھیانہ۔ جو لوگ اس پیشگوئی کی عظمت پر اطلاع حاصل کرنا چاہیں، وہ مندرجہ بالا اخباروں کا ضرور مطالعہ کریں۔

(۴۳) ۱۲ فروری ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا:۔

"آسمان ٹوٹ پڑا سارا"

یہ الہام بھی انہی شدید بارشوں کے ذریعہ پورا ہوا جن کا ذکر مندرجہ بالا اخباروں میں کیا گیا ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو اپنے اخبار اہل حدیث کے ۲۲ فروری ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں شدید بارشوں کا ذکر کرنے کے بعد یہ الفاظ بھی لکھے ہیں کرشن جی قادیانی کو الہام ہوا ہے آسمان ٹوٹ پڑا سارا۔ گویا ایک شدید دشمن بھی اس الہام کے پورا ہونے کا اقرار کرنے پر مجبور ہوگیا۔

(۴۴) ۹ اپریل کو الہام ہوا:۔

"اربل زمان الزلزلة"

اس الہام کے بعد ایک زلزلہ تو پنجاب میں آیا جو اس قدر شدید تھا کہ اس کو قیامت کا نمونہ قرار دیا گیا۔ اسی طرح امریکہ اور یورپ کے بعض حصوں میں بھی تین شدید زلزلے آئے جس کے نتیجہ میں بعض شہر تباہ ہو گئے۔

(۴۵) ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا:۔

"۲۵ دن یا یہ کہ ۲۵ دن تک"

اس کے متعلق تفہیم یہ ہوئی کہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ اور ضرور ہے کہ اس وقت تک تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روکے رکھے۔ چنانچہ ٹھیک ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دل کانپ اٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ کئی سو میل کے فاصلہ تک جابجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اس کی ہولناکی سے کئی لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس ہولناک نشان کی خبریں ہندوستان کے چاروں اطراف سے آئیں اور اخباروں میں بھی شائع ہوئیں تفصیل کے لئے دیکھو تتمہ حقیقة الوحی از ص۸۱ تا ص۹۶)

(۴۶) سعد اللہ لدھیانوی کے مقطوع النسل رہنے کا ذکر گو پہلے گذر چکا ہے لیکن اس کے بیٹے کے متعلق مزید ایک عظیم الشان نشان ہے جس کا ذکر ضروری ہے کیونکہ یہ نشان قارئین کرام کے ازدیاد ایمان کا موجب بن سکتا ہے۔ جیسا کہ بتلایا جا چکا ہے کہ جب سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق حضور کو الہام ان شانئک ھو الابتر ہوا تو اس وقت اس کا ایک لڑکا ۱۵/۱۶ سال کی عمر کا موجود تھا اس لڑکے کے متعلق حضور اپنی کتاب حقیقة الوحی کے صفحہ ۳۶۴ پر لکھتے ہیں۔

"پہلا لڑکا اس کا بموجب الہام موصوفہ کے اس قابل نہیں کہ اس سے نسل جاری ہو سکے پس ابتری پیشگوئی کا ثبوت ظاہر ہے اور قطع نسل کی علامات موجود"

اس پر حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

"اگر سعد اللہ کا پہلا لڑکا نامرد نہیں جو الہام ان شانئک ھو الابتر سے پہلے پیدا ہو چکا تھا جس کی عمر تقریباً ۳۰ برس کی ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اس قدر عمر گذرنے اور باوجود استطاعت کے اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی اور نہ اس کی شادی کا کچھ فکر ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے سعد اللہ پر فرض ہے کہ اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے یا تو اپنے گھر اولاد پیدا کر کے دکھلا وے اور یا پہلے لڑکے کی شادی کر کے اور اولاد حاصل کرا کر اس کی مردی ثابت کرے اور یاد رکھے کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اس کو ہرگز حاصل نہیں ہوگی کیونکہ خدا کے کلام نے اس کا نام ابتر رکھا ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو یقیناً وہ ابتری مرے گا جیسا کہ آثار نے ظاہر بھی کر دیا ہے۔"

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ حضور کو اپنے الہامات کے من جانب اللہ ہونے اور ان کی سچائی پر کس قدر یقین تھا۔ مخالفین انعام سے کام لے کر بتلائیں کہ ایک جھوٹے مفتری آدمی کے کلام میں کیا اس قدر پرزور تحدی ہوسکتی ہے اور پھر واقعات بھی اس کی اس تحدی کو پورا کر کے دکھلا دیں۔

جب سعد اللہ لدھیانوی کے لڑکے کے متعلق مندرجہ بالا الفاظ کہ وہ نامرد ہے حقیقة الوحی میں لکھے گئے اور جماعت کے ایک قابل وکیل نے طبع ہونے سے قبل انہیں دیکھ لیا تو عرض کیا کہ ان الفاظ کو کاٹ دینا چاہیئے کیونکہ سعد اللہ ان کی بناء پر مقدمہ کر سکتا ہے اور عدالت میں اس امر کو ثابت کرنا مشکل ہے حضور نے یہ کہہ کر ان کو کاٹنے سے انکار کر دیا کہ اگر وہ نامرد نہیں تب بھی خدا اسے نامرد کر دے گا وکیل صاحب نے اتنی سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر

معاذ اللہ مر جائے اور یا یہ عبارت کاٹ دی جائے تبھی میری تشویش دور ہو سکتی ہے اس پر حضور نے خاص دعا کی تو خدا تعالیٰ نے اس کے شر سے محفوظ رہنے کی بشارت دی چنانچہ وہ اس کے تین دن بعد ہی نمونیا پلیگ سے ہلاک ہو گیا۔

(۴۷)۔ ۹ راکتوبر ۱۹۰۶ء کو حضور کو الہام ہوتا ہے:-
"اے عبدالحکیم! خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے"

اس الہام کو درج کرنے کے بعد حضور فرماتے ہیں:-
"میرے دل میں ڈالا گیا کہ عبدالحکیم میرا نام رکھا گیا ہے فرمایا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ ان بیماریوں میں سے کوئی بیماری میرے لاحق حال ہو کیونکہ اس میں شماتت اعداء ہے"

اب ہر منصف مزاج شخص خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ وہ حتمی طور پر کہہ دے کہ فلاں فلاں قسم کی بیماری اسے لاحق نہیں ہوگی مگر حضرت مرزا صاحب دھڑلے سے لکھتے ہیں اور ساری دنیا میں شائع کر دیتے ہیں کہ خدا قادر مطلق کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ مندرجہ بالا بیماریوں میں سے ہر ایک سے بچے محفوظ رکھے گا چنانچہ اس الہام کی صداقت ۱۹۰۸ء میں بھی ظاہر ہوئی کیونکہ حضور اپنی وفات تک الہام میں مذکورہ تینوں بیماریوں سے محفوظ رہے اس لحاظ سے یہ تین نشان ہیں۔

(۴۸)۔ حضور کے چھوٹے لڑکے مبارک احمد کے متعلق ۱۹۰۷ء میں چار نشان پورے ہوئے۔

اول:- اس لڑکے کے پیدا ہونے سے قبل رحم مادر میں ہی مندرجہ ذیل کلام کیا "انی اسقط من اللہ و اصیبہ" اس کی تشریح حضور نے یہ فرمائی کہ یا یہ لڑکا خدا رسیدہ ہوگا اور یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ سوا سات سال کی عمر میں یہ لڑکا فوت ہو گیا۔ ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا اور ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو فوت ہو گیا۔ حضور کا یہ الہام اس حدیث کو بھی سچا ...

دوسرا نشان اس لڑکے کے متعلق مندرجہ بالا الہام کے بعد الہام ہوا "کفیٰ ھٰذا" یعنی اس لڑکے کے بعد اور کوئی لڑکا حضور کے گھر میں پیدا نہیں ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا ۱۸۹۹ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک مبارک احمد کے بعد کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔

تیسرا نشان - وفات سے قبل جب اس کو بخار ہوا تو الہام ہوا "نو دن کا بخار ٹوٹ گیا" چنانچہ بخار ٹوٹ گیا اور لڑکا باہر کھیلنے کے لئے جاتا رہا لیکن پہلے الہام کے پورا ہونے کا وقت چونکہ آ گیا تھا اس لئے دوبارہ بخار کا حملہ ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا۔

چوتھا نشان - ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا:- "لاعلاج ولا یحفظ" چنانچہ کوئی علاج کارگر نہ ہوا اور ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو لڑکا اپنے مولا سے جا ملا۔

۱۹۰۸ء کے نشانات

(۴۹) حضور کی ایک صاحبزادی کا نام مبارکہ بیگم ہے ان کی پیدائش مارچ ۱۸۹۷ء کی ہے پیدائش سے قبل ان کے متعلق الہام ہوا "تنشّأ فی الحلیۃ"۔

اس الہام کے متعلق حضور تحریر فرماتے ہیں یعنی نہ خورد سالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی" یہ الہام ایک تو یہی بتلا رہا تھا کہ لڑکی پیدا ہوگی دوسرے یہ کہ کسی امیر گھرانے میں بیاہی جائے گی۔ پھر ۱۹ ر نومبر ۱۹۰۱ء کو اسی لڑکی کے متعلق الہام ہوا "نواب مبارکہ بیگم" جس کے معنے صاف تھے کہ اس لڑکی کی شادی کسی ایسے شخص سے ہوگی جو نواب کہلاتا ہوگا۔ حضور کی جماعت میں ایک ہی شخص ایسا تھا جس کے نام کے ساتھ نواب کا لفظ استعمال ہوتا تھا اور وہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ تھے لیکن وہ شادی شدہ تھے اور ان کی بیوی بالکل تندرست اور صحت مند تھی لیکن اچانک ۱۹۰۶ء میں مرض سل کا حملہ ان کی بیوی پر ہوا اور وہ باوجود علاج میں پوری کوشش کے جانبر نہ ہو سکی چنانچہ نواب صاحب موصوف نے ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس کی خدمت میں حضور کی صاحبزادی مبارکہ بیگم کے رشتہ کے لئے درخواست دی جو منظور کر لی گئی چنانچہ ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء کو مبارکہ بیگم کا نکاح نواب صاحب موصوف سے ہو گیا اور اس طرح سے ۱۸۹۶ء کا الہام "تنشّأ فی الحلیۃ" اور ۱۹۰۱ء کا الہام "نواب مبارکہ بیگم" دونوں پورے ہو گئے۔

اب دیکھو کس طرح ۱۱ سال اور ۶ سال قبل کے دونوں الہام صفائی سے پورے ہوئے ہیں کیا یہ خدا کی ہستی اس کے عالم الغیب ہونے اور حضور کی صداقت پر کھلی کھلی دلیل نہیں۔ باقی رہی عمر پانے کی پیشگوئی سو وہ بھی جس صفائی سے پوری ہوئی وہ بھی عیاں ہے اس وقت حضور کی اس صاحبزادی صاحبہ کی عمر ۷۶ سال ہے اور یہ عرصہ انہوں نے حسب پیشگوئی نہایت آسودگی اور عزت کے ساتھ بسر کیا ہے اب غور فرمائیں کہ کسی کے جلد فوت ہو جانے اور کسی کے لمبی عمر پانے کے متعلق سالہا سال پہلے اطلاع دے دینا کیا انسانی طاقت میں ہے۔ فمن یروایا اولی الابصار۔

(۵۰) ۲۹ رمارچ ۱۹۰۸ء کو حضور کو الہام ہوا:-
"رفقا میں سے ایک کی موت"

ظاہر ہے کہ ایسا الہام کسی ایسے شخص کے متعلق ہی ہو سکتا ہے جو حضور کی جماعت میں سے بھی ہو اور حضور کو اس کے ساتھ خاص لگاؤ بھی ہو چنانچہ اس الہام کے ڈیڑھ ماہ بعد یعنی ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو بابو شاہدین صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر کی وفات وقوع میں آئی۔ بابو صاحب موصوف سے کے ساتھ حضور کو جو دلی تعلق تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ [illegible] تشریف لے گئے تو بابو صاحب موصوف کو اپنے مکان میں ہی رہنے کے لئے جگہ دے گئے تھے اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کو ان کے علاج کے لئے خاص تاکید کر گئے تھے کیونکہ بابو صاحب مرحوم بیمار تھے پھر حضور کو ان کے متعلق اتنی فکر تھی کہ لاہور سے خلیفہ صاحب مرحوم کو دو خط لکھے جن میں بابو صاحب موصوف کی تیمارداری اور ان کے علاج کے لئے خاص طور پر توجہ دینے کی تاکید کی تھی یہاں تک لکھا کہ بابو صاحب موصوف کی خدمت کا ثواب میں خود لینا چاہتا تھا لیکن بامر مجبوری مجھے لاہور آنا پڑ گیا ہے۔ اس لئے میری جگہ اس ثواب کو اب آپ حاصل کریں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کسی شخص کی موت کا وقت بھی اسی کے ہی علم میں ہوتا ہے پس حضور کو جو علم ہوا اس کے متعلق ماننا پڑے گا کہ خدا کے بتلانے سے ہی ہوا اور یہ حضور کے تعلق باللہ کی بڑی واضح دلیل ہے۔

(۵۱) ۱۹۰۶ء کا ایک الہام درج کرنے سے رہ گیا تھا جسے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ ملفوظ ۱۹۰۶ء میں حضور کو الہام ہوتا ہے:-

انا نبشرك بغلام نافلة لك۔

چنانچہ اس الہام کے بعد حضور کے فرزند میاں محمود احمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس سے اس الہام کے متعلق واضح ہو گیا کہ فی الحقیقت یہ خدا کی طرف سے ہی تھا۔

۱۹۰۷ء کا ایک اور نشان

(۵۲) ۱۹۰۷ء کے نشانوں میں مندرجہ ذیل نشان کا ذکر کرنا رہ گیا تھا۔ اس نشان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسجگہ اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۷ ردسمبر ۱۸۹۲ء کو حضور کو ایک الہام ہوتا ہے جس کا ذکر حضور نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۱۹ پر بدیں الفاظ کیا ہے

[illegible] ۱۰ کالم ۲)

میرزا حبیب الرحمٰن صاحب وائس پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور

نفس کی سرکشی

امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ بڑے حیرت کی بات ہے کہ تو اپنے ملازم کو۔ اپنی اولاد کو جب اُن سے۔ کوتاہی ہو جاتی ہے سزا دیتا ہے۔ تو یہ کہتا ہے کہ اگر تنبیہہ نہ کی گئی تو وہ بے لگام ہو جائیں گے۔ متمرّد ہو جائیں گے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ تو اپنے نفس کا جائزہ نہیں لیتا۔ یہ سرکش ہوتا جا رہا ہے اس کے قابو کرنے کا تجھے کبھی خیال نہیں آتا۔ دوسروں کی سرکشی سے جو تجھے نقصان پہنچتا ہے وہ تیری دنیا کا نقصان ہے جو فنا ہونے والی ہے تیرے نفس کی سرکشی سے تیری آخرت کو نقصان پہنچ رہا ہے جو کبھی فنا ہونے والی نہیں۔

خدا بچائے اس سرکشی نفس سے۔ جب یہ بھوت سر پر سوار ہو جاتا ہے انسان کے دل و دماغ پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ وہ ہوا و ہوس کا شکار ہو جاتا ہے۔ نیکی کے پرکھنے اور بدی سے رُکنے کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ ایسی مرض ہے کہ اس میں عالم اور جاہل دونوں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسی بلا کا جادو ہے کہ متقی کا تقویٰ بھی مخالات بن کر اڑنے لگتا ہے۔ متدین انسان بھی کفر و الحاد کی رَو میں بہنے لگتا ہے۔ دشمنی۔ حسد۔ کینہ و بغض انسانی دل و دماغ میں بسیرا کر لیتے ہیں۔ یہ جذبات نفس کی سرکشی کو اس قدر قوی بنا دیتے ہیں کہ انسان کے لئے شرارت، فسادات، اور ابتلاؤں کے راستے کشادہ ہو جاتے ہیں۔ اس پر طرّہ یہ کہ متدیّن اور پاک سیرت انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ راہ ہدایت پر قائم ہے۔ قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے کہ بدی کا جواب ایسے طریق سے دو کہ جو احسن ہے فادفع بالتی ھی احسن۔

پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات کس قدر واضح ہو جاتی ہے کہ آپ دشمنوں سے سلوک کرنے میں کامل فراخ دلی اور فیاضی سے کام لیا کرتے تھے طائف کے شریر لوگوں نے آپ پر اتنے پتھر برسائے کہ آپ لہو لہان ہو گئے۔ چلنا مشکل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور! اگر آپ حکم دیں تو ان پہاڑوں کو لا کر ان کفار پر پھینک دوں کوئی اور انسان حضور کی جگہ ایسے سلوک کا شکار ہوتا تو کہدیتا کہ شریر لوگوں کو ان کی شرارت کی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔ لیکن نبی کریم نے فرمایا کہ نہیں ایسا کرنا رحمۃ للعالمین کے لئے نہیں ممکن ہے کہ ان لوگوں کی اولاد میں سے کوئی مسلمان بن کر اسلام کی قوت کا باعث ہوں۔ ہاتھ اٹھا کر خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ان دشمنوں کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر نفس فوراً انتقام کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن سرور دو عالم کا نفس اُن کے قبضہ میں تھا یہ ہے وہ کردار جو بانیٔ اسلام ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ذرا ذرا سی بات پر بگڑ جاتے اور ابلیس کے ہتھکنڈوں کو استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ شیطان بلاشبہ تمہارا دشمن ہے۔ پس اسکو تم اپنا دشمن جانو۔ نفس کی سرکشی شیطانی فعل ہے۔ جس سے احتراز کرنا ازبس ضروری ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر درخواست کی کہ میرے قابل کوئی حکم ہو تو فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں تم سے کوئی حاجت وابستہ نہیں۔ حضرت خلیل اللہ کو اپنے خدائے واحد پر ایسا پختہ ایمان تھا کہ نفس اور اس کے جذبات ان پر قطعی غالب نہ آسکے۔ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو (اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے کوئی دور کرنے والا نہیں) پر آپ کو پورا پورا ایمان تھا۔ چنانچہ وہی آگ اس برگزیدہ مومن کے لئے گلزار بن گئی۔

پہلی جنگ عظیم ختم ہونے کے بعد مسلمانوں سے دشمنی کرنے والی عیسائی قوموں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف ممالک میں ان کو جذب کر لیا جائے اور اس طرح یورپ میں مسلمانوں کی ایک بڑی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن خدا کو کچھ اور منظور تھا۔ قسام ازل نے ان دشمن قوموں کی رعونت کو دور کرنے کے لئے مصطفےٰ کمال پاشا اور انور پاشا جیسے بہادر جرنیل کھڑے کر دیئے۔ وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا۔ (آپ اللہ ہی پر توکل کیجئے وہ کارساز ہونے کے لئے کافی ہے) پر بھروسہ کرتے ہوئے مصطفےٰ کمال پاشا نے ملک و قوم کو مٹنے سے بچا لیا۔ آج ترکی کا ملک باعزت طریق سے زندگی بسر کر رہا ہے۔ اگر خداوند کریم پر کامل یقین اور توکل ہو تو سرکشی، رعونت۔ دشمنی اور دیگر برائیاں فوراً مغلوب ہو جاتی ہیں۔

ہٹلر کو اپنی طاقت۔ اپنے سامان حرب اور اپنی قابلیت پر بہت ناز تھا۔ یورپ سے اتحادی فوجوں کو شکست فاش دے کر نفس کی سرکشی اور رعونت میں زیادہ مبتلا ہو گیا۔ اپنی طاقت اور جنگی سامان کے نشہ میں اس قدر مدہوش تھا کہ روس پر جو ایک وقت اس کا ممد و معاون تھا فوری حملہ کر دیا۔ خدا پر ایمان نہ رکھنے والے ہٹلر نے یہ سمجھ لیا کہ بس اب دنیا کا وہی واحد حاکم بننے والا ہے۔ چند لمحوں کے لئے سرکشیٔ نفس کے ہاتھوں میں خوب کھیلا کیا آخر وہ دن آیا کہ قدرت نے اپنا رنگ لائی، جو خدا کی مشیت تھی وہ پوری ہو کر رہی چند ہی دنوں میں ہٹلر کی فوجوں کو روسیوں کے ہاتھ سے شکست فاش ہوئی۔ وہ فوجیں پسپا ہوتی ہوئی جرمنی کے دارالخلافہ برلن تک پہنچ گئیں۔ اب ہٹلر کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اس پر مایوسی کا عالم طاری تھا۔ خودکشی کر لی۔ ناپاک روح کے لئے یہی ذریعہ نجات تھا۔ خدا کی مشیت کے آڑے کون آسکتا ہے۔

بعینہٖ سرکشی نفس کا بھوت اکثر اوقات بعض علمائے دین اور رؤسائے قوم کے دماغوں پر بھی چھا جاتا ہے۔ اپنے علم لیاقت کو اتنا فخر و غرور پیدا ہو جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ طبیعت میں متانت حلم۔ نرمی اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوں، نفرت تمرّد اور غرور کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ کفر بازی کی مہلک مرض میں ایسے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یوں سمجھتے ہیں کہ جزا و سزا کا دینا انہی کے بس کی بات ہے۔ اسی طرح فسادات کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ بنی نوع انسان کے اخلاق پست ہو جاتے ہیں۔ قوم کی قوم گمراہ ہو کر ملکوتی راستہ سے بھٹک جاتی ہے۔

قارون کو اس کے خزانوں نے اس قدر سرکش بنا دیا کہ بالآخر عذاب میں گرفتار ہو گیا۔ یہی تمرّد نفس کی بیماری ہی اس کی ذلت کا باعث ہوئی۔ دولت اس کے لئے ایک نعمت عظمےٰ تھی لیکن اسی نے اس کے اندر بداخلاقی پیدا کر دی، آخر کار بلندیوں سے پھسل کر ذلت کے عمیق گڑھے میں جا گرا۔

یاد رہے کہ جب نفس سرکش ہونے لگتا ہے تو انسان روحانی فیوض سے آہستہ آہستہ محروم ہوتا جاتا ہے۔ خدا غارت کرے اس انانیت اور خود پسندی کو جس کی بدولت حضرت آدمؑ کو بھی جنت سے نکالا گیا۔ ولیوں اور حواریوں کو سولی پر لٹکایا گیا۔ خونریز جنگوں کا آغاز ہوا۔ فسادات اور مظالم کا دور دورہ شروع ہوا۔ افراد میں کینہ و نفرت کے جذبات مشتعل ہوئے

فقہائے کرام نے انسانی نفس کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:۔ اوّل نفس امّارہ۔ دوم نفس لوامہ۔ سوم نفس مطمئنہ

نفس امارہ کا تفصیلاً ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس حصہ نفس کے اندر تین قوتیں کارفرما رہتی ہیں۔ ان میں سے دو قوتیں ایسی ہیں جو انسان کے دل و دماغ کو عموماً ایسا مغلوب کر لیتی ہیں کہ وہ ہوا و ہوس کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔ ان میں سے ایک قوت کا نام قوتِ غضبانی ہے۔ فرعون نمرود، شداد اور ہٹلر اسی قوت کے آگے سرنگوں رہے دنیا اور دنیا والوں نے ان کے بھیانک انجام کی داستان سُن لی ہے۔ دوسری قوت کا نام ہے قوتِ شہوانی۔ خدا بچائے اس قوت سے۔ یہ مرض عالمگیر ہے۔ ننانوے فیصدی مخلوق اس قسم کی سرکشی نفس میں مبتلا ہے بعورت

مال و زر، جاہ و جلال کی بے جا خواہشات انسان کی سب خوبیوں کو برباد کردیتی ہیں۔ اس کو ستم شعار اور ضمیر کش بنا دیتی ہیں۔ ان شیطانی قوتوں کی مدافعت کے لئے خداوند تعالےٰ نے قوتِ عاقلہ پیدا کی ہے۔

انسانی عقل تنہا قوت غضبانی اور قوت شہوانی کو زیر نہیں کرسکتی۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے عقل کی رہنمائی اور اعانت کے لئے وحی اور الہام کو نازل کیا ہے۔ عقل وحی اور الہام کی رہنمائی میں طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کرتی ہے اس طرح عقل میں ایک روحانی طاقت پیدا ہوتی ہے یہ طاقت حاصل کرنی ہو تو قرآن حکیم کے احکام کا مطالعہ کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پڑھئے سب سے بڑھکر یہ کہ ان احکام پر عمل کیجئے۔ آپ کا نفس یقیناً نفس مطمئنہ میں تبدیل ہو جائے گا۔

نفسِ لوامہ کسے کہتے ہیں؟ انسان دنیا میں چلتا پھرتا ہے روزی کمانے میں مصروف ہے۔ روپے پیسے اکٹھا کرنے کی ہوس ہے۔ بد دیانتی کرتا ہے۔ جھوٹ بول کر یا رشوت لے کر بیوی بچوں کے لئے نان و نفقہ حاصل کرتا ہے ادھر دیکھتا ہے تو عیش و عشرت کے سامان مہیا پاتا ہے۔ کہیں ناچ گھر ہیں کہیں شراب خوری کی مجالس گرم ہیں۔ اور کہیں حسینان جہاں کا جمگھٹ۔ گاتے بجانے کی محفلیں ہیں خراماں خراماں وہاں سے جاتے ہیں۔ گھر آتا ہے۔ پھر اپنی سیاہ کاریوں پر نادم ہوتا ہے۔ پشیمانی کا اظہار کرتا ہے۔ گویا نفس اس کو ملامت کر رہا ہے۔ لیکن باز نہیں آتا۔ چلا اٹھتا ہے ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

یاد رکھو اس بے چینی کا علاج صرف ایک ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے چین حاصل کرو۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو قلب کا مرکز ہے تو پھر قلب کو حرکت نہیں ہوتی۔ اور یہی سکونِ قلب کی نشانی ہے کیونکہ مرکزی نقطہ حقیقی ہوتا ہے۔

سرورِ دوعالم حضرت نبی کریمؐ کی طرزِ زندگی قرآن شریف کے احکام کی واضح تفسیر ہے۔ نفس مطمئنہ حاصل کرنے کے لئے حضورؐ کی زندگی کو لائحہ عمل بنا لیجئے۔ سب کلفتیں دور ہو جائیں گی۔ انسان شیطانی وسوسوں سے دور ہو جائے گا محفوظ ہو جائے گا۔

خدائے عزوجل نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور روحانی کامیابی کے لئے اس زمانہ میں ایک مجدد کو بھیجا۔ جس نے انسان کی قلبی بیماریوں کو دور کرنے کا ایک کامل علاج تجویز فرمایا۔ قرآن حکیم کی صحیح تعلیم بشر کی لیکن بدقسمتی سے ہماری آنکھیں بند ہیں اور ہمارے دماغ مفلوج ہو رہے ہیں۔ روحانی تعلیمات کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ شاعر نے ہمارا نقشہ کھینچتے ہوئے سچ کہا ہے ؎

نہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

قارئین کرام قرآن مجید کی اس آیت پر غور فرمائیں اور اس کا ورد کیا کریں:-

حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔

(میرے لئے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا۔ اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔)

یہ آیت کریمہ گویا اسم اعظم ہے۔ اس پر پورا پورا عمل کرکے دیکھئے انسانوں کی کیا ملکوں کی نجات کا راز اسی میں مضمر ہے۔

آداب شرائط حج

(بسلسلہ صفحہ ۴)

نہیں کی؟" اور ہاں جب تو نے سنگریزے پھینکے تو اس وقت تیرے باطن میں نفس امارہ اور ہوا و ہوس کی جس قدر کدورتیں تھیں انہیں بھی نکال باہر پھینکا یا نہیں؟"

شخص: حضرت! ایسا تو نہیں کیا۔

حضرت جنیدؒ: "تو پھر تو نے ابھی تک سنگریزے پھینکے ہی نہیں" اور نہ ہی جملہ آداب و شرائط حج کے ساتھ تو نے ابھی حج ادا کیا ہے پس لوٹ جا اور ان صفات کے ساتھ فریضہ حج بجا لا یہاں تک کہ تو خانہ کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام تک پہنچ جائے"

خدارا آپ جو فریضہ حج سے سبکدوش ہو چکے ہیں آپ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے قلب سے دریافت کریں کیا آپ نے متذکرہ بالا آداب شرائط کے مطابق حج کیا ہے۔ اور ہم سب جو حج کی تیاری کر رہے ہیں کیا ہم نے ان آداب و شرائط کو ادا کرنے کا عزم کیا ہے۔ اگر نہیں کیا تو یاد رکھیں ہماری مثال بھی اس شخص کی سی ہے جس سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا مکالمہ میں خطاب فرمایا

. . . .

اور اگر آپ نے ان آداب و شرائط کے مطابق حج کیا ہے یا کرنے کا مصمم ارادہ ہے تو آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے اس اہم فریضہ کو حکم خدا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کیا ہے۔

قادری صاحب کی صحت کے لئے درخواست دعا

بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے تازہ مکتوب میں اطلاع دیتے ہیں کہ:-

"فروری کے تیسرے عشرہ میں صحت خطرہ کی حالت تک پہنچ گئی تھی ہاتھوں پیروں پر ورم آگیا تھا مگر فوری طبی مدد بہم اور علاج سے اب ورم تو بہت ہی کم ہوگیا ہے لیکن نقاہت بڑھی ہوئی ہے" - احباب کرام سے درخواست ہے کہ سید صاحب کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

آخری تین سالوں کے نشانات

(بسلسلہ صفحہ ۸)

"الہام کی رو سے خداتعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی یعنی مجھ کو چھوڑو تا میں موسےٰ کو یعنی اس عاجز کو قتل کردوں"

اس الہام کے قریباً آٹھ سال بعد لاہور میں ایک شخص الٰہی بخش اکونٹنٹ نامی جو مدعی الہام تھا اپنے الہاموں کی بناء پر جو بعد میں سب شیطانی ثابت ہوئے یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ خدا نے موسےٰ مجھے قرار دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب جو موسےٰ ہونے کے مدعی ہیں۔ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں بلکہ یہ فرعون ہیں اور میری دعا سے یہ مجھ سے پہلے طاعون سے ہلاک ہوں گے اور ان کا تمام کاروبار تباہ ہو جائے گا لیکن جیسا کہ پہلے وضاحت سے بیان کیا جا چکا ہے حضرت اقدس مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کو سچا ثابت کرتے ہوئے ۱۹۰۷ء میں یہ شخص خود ہی طاعون کا شکار ہو گیا۔ جس سے آٹھ سال قبل کا الہام پورا ہو گیا۔ اس نشان کی عظمت اس سے بھی عیاں ہے کہ الہام کے مطابق موسیٰ نام کی بناء پر ہی دشمن تباہی کی پیشگوئی کرتا ہے

ضروری تصحیح

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میرا جو لیکچر ہوا ہے ۲۶ر فروری کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں ایک ضروری چیز رہ گئی ہے جس کا چھپ جانا مفید ہوگا۔

"مولانا مودودی صاحب نے اپنا یہ جو غیر اسلامی عقیدہ پیش کیا ہے بعض حالات میں جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہو جاتا ہے مثلاً اگر کسی کے پاس کوئی ملکی راز ہوں اور دشمن اس سے یہ راز معلوم کرنا چاہتا ہو تو ایسے موقعہ پر جھوٹ بول کر حفاظت کرنا ضروری ہے۔

مولانا مودودی صاحب سے تو ایک الجزائری عورت جمیلہ نامی کا ایمان مضبوط نکلا۔ اس پر فرانسیسی درندوں نے انسانیت سوز اور شرمناک مظالم توڑے مگر اس مجاہدہ نے اپنے ملک کا کوئی راز دشمنوں کو نہ دیا۔ آج سارا عالم اسلامی جمیلہ کے کردار پر فخر کرتا ہے۔ اے جمیلہ تجھ پر سلام۔ جھوٹ بول کر اپنی جان بچانے والے تیری جوتیوں کی خاک چاٹنے کے بھی قابل نہیں۔

مرزا مظفر بیگ ساطع لائل پور

محمد صالح نور
(سیکرٹری نشر و اشاعت)

جماعت احمدیہ لائل پور کا ماہانہ اجلاس

فرمانِ نبوی "زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا" کا عملی نظارہ

(ترجمہ:- کبھی کبھار مل کر بیٹھا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے)

جماعت کا ماہ فروری کا اجلاس رمضان المبارک کے پہلے جمعہ کے روز نہ ہو سکا اور عید الفطر کے بعد جمعہ تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ ان دنوں میں حسب دستور سابق نماز تراویح کا انتظام رہا اور ۲۷ر رمضان المبارک کی شب قرآن کریم ختم ہوا۔ جس موقعہ پر ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں ماہ صیام کی برکات اور قرآن پاک کی عظمت پر تقاریر ہوئیں اور حمدیہ اور نعتیہ ترانے گائے گئے۔

ماہوار اجتماع اس مرتبہ مؤرخہ ۲۱ر فروری بروز جمعۃ المبارک محترم میاں فضل احمد صاحب کے ہاں پومیئر کلاتھ ملز میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس جناب الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا تھا تلاوت کلام پاک سے شروع کیا گیا۔ جس کے بعد ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے مسلمانوں کی موجودہ حالت زار پر مشتمل ایک طویل نظم جو مسلم قوم کے ادبار پر ایک نوحہ کا رنگ رکھتی تھی پڑھ کر سنائی۔ نظم کے بعد آپ نے بتلایا کہ واقعۃً مسلمانوں کے حالات بہت حد تک بگڑ چکے ہیں اور قرون اولیٰ کا کوئی رنگ بھی موجودہ دور میں نظر نہیں آتا اور اسلام کی جس صحیح تعلیم پر ہمارے اسلاف نے عمل کر کے دکھایا وہ نمونہ اس وقت کالمعدوم ہے۔ آپ نے نوجوانانِ جماعت کو خصوصاً اور تمام جماعت کو عموماً اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہ چونکہ خدا کے مسیح کی قائم کردہ جماعت ہیں اور اللہ تعالےٰ کے فرمان

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ

کے مطابق اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور رسولؐ کے بتلائے ہوئے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی سعی فرمائیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد نذیر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا گیا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے تقریر کی آپ نے سورۃ اخلاص کی تلاوت کے بعد نہایت لطیف پیرایہ میں حاضرین کے سامنے اس مختصر سی سورۃ کی تشریح رکھی اور بتلایا کہ ان چند آیات میں جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تعلیم دی گئی ہے وہاں اصنام پرستی اور حضرت مسیح ابن مریمؑ کے ابن اللہ ہونے کے غلط عقیدہ کا رد بھی بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

آپ نے حضرت عیسےٰؑ کو خدا کا بیٹا قرار دینے کے عیسائی عقیدہ کا بطلان اور مشرکین کی اصنام پرستی کے گمراہ کن عقائد کے متعلق اس سورۃ کی روشنی میں بہت وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات و افکار احباب کے سامنے رکھے نیز آپ نے ماہوار اجلاس منعقد ہونے سے جماعت میں ایک نمایاں تبدیلی اور زندگی کی نئی لہر دوڑ جانے پر احباب جماعت کو مبارکباد دیتے ہوئے ان جلسوں کے فوائد اور ثمرات حسنہ کا ذکر کیا کہ یقیناً ہمارا ہر مہینے اس طرح اکٹھا ہونا ہمارے لئے حیات نو کا باعث ہوا ہے اور اب دن بدن ہمارا قدم آگے کی طرف ہے۔ خدا کرے کہ یہ سلسلہ دائمی ہو اور جو روح حضرت امام الزمانؑ کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ہمارے اندر پھونکی ہے ہم ہر دم اس پر کاربند رہیں۔ آپ نے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ اس وقت اگر اسلام کی صحیح خدمت اور اشاعت اسلام کا کام کیا ایشیا میں اور کیا افریقہ، امریکہ، جزائر اور یورپ میں کوئی جماعت کر رہی ہے تو وہ حضرت مسیح موعود امام الزمان کی قائم کردہ جماعت ہی ہے اس کے علاوہ کسی جماعت کسی فرقہ، کسی گروہ کو خدا تعالےٰ نے یہ توفیق نہیں دی خواہ وہ حکومتوں کے مالک ہی کیوں نہ ہوں۔ کہ وہ ہماری طرح خدا کے دین کا پرچار اقصائے عالم میں کر سکیں۔

تقریر کے دوران محترم مرزا صاحب نے ایک امدادی سکیم کا تذکرہ کیا کہ گذشتہ ایک اجلاس میں جماعت کے ضرورتمند افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہم نے ایک لوکل فنڈ قائم کیا تھا جس میں فی الحال ڈیڑھ صد روپیہ ماہوار کے قریب چندہ آرہا ہے۔ اور اس میں زیادتی کے بہت روشن امکانات ہیں۔ آپ نے کہا کہ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جاوے جو میاں فضل احمد صاحب کی سرکردگی میں جماعت سے مشورہ اور تجاویز لے کر ایک جامع پروگرام مرتب کرے اور جلد از جلد ضرورتمند افراد کی حتی الوسع امداد کا آغاز کیا جائے۔

مرزا صاحب کے خطاب کے بعد میاں فضل احمد صاحب نے تقریر کرتے ہوئے ابتداء میں جماعتی رنگ میں ایک نمایاں تبدیلی پر اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہماری جماعت میں نئی روح پھونکنے اور یہ خوش آئند تبدیلی کرنے کا سہرا میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کے سر ہے جنہوں نے لاہور سے آکر اسی جگہ پر اس نیک اور مبارک کام کا آغاز کیا تھا اور آج ہم تنظیم کے لحاظ سے پہلے سے کہیں آگے ہیں۔

امدادی لوکل فنڈ کا تفصیلی جائزہ آپ نے احباب کے سامنے رکھا اور اس کے وسیع تر مفادات سے آگاہ کیا۔ آپ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جس غرض کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا ہے وہ بے شک خدمت دین اور اشاعت اسلام ہی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے ان بھائیوں کو نہیں بھولنا چاہیئے جن کی بعض اوقات معمولی سی امداد یا قرضہ حسنہ سے ہم بہترین خدمت کر کے انہیں بہت سے فوائد پہنچا سکتے ہیں۔

اس ضمن میں مستحق طلبہ کے لئے تعلیمی وظائف، یتامیٰ اور بیوگان کی امداد، مریضوں اور مقدمہ میں ماخوذ دوستوں کی امداد وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کمیٹی کے لئے میاں شمیم فیروز صاحب، میاں مسعود احمد صاحب، عبد الرب خان صاحب برہم اور میاں محمد احمد صاحب کا نام تجویز کیا جو لوکل فنڈ کے حصول اور اس کے مصارف کا تفصیلی جائزہ لے کر ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنی رپورٹ پیش کریں۔ آپ نے کہا کہ فی الحال ہم صرف مقامی جماعت کے لئے اس فنڈ کو محدود رکھیں گے اور اگر خدا کو منظور ہوا اور اس کی توفیق شامل حال ہوئی تو بعد میں باہر کی جماعتوں کے لئے بھی اس فنڈ سے فائدہ اٹھانے کے مواقع پیدا کئے جائیں گے۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے امرھم شوریٰ بینھم کے تحت احباب جماعت سے اس بارہ میں مشورہ طلب کیا جس پر میاں مولا بخش صاحب، ملک نذر حسین صاحب، میاں مسعود احمد صاحب، میاں شمیم فیروز صاحب، عبد الرب خان صاحب برہم، مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع، شیخ محمد امین صاحب اور حاجی اللہ رکھا صاحب نے قیمتی تجاویز اور آراء پیش کیں۔

ازاں بعد راقم الحروف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا ایک حصہ جو جماعت کو نصائح پر مشتمل تھا پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد دعا پر یہ نشست برخاست ہوئی۔ اور احباب نے نماز عصر ملز کی نہایت خوبصورت اور کشادہ مسجد میں ادا کی جو حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے۔ اس اجلاس میں بعض غیر از جماعت دوستوں کے علاوہ لاہور سے عبد الغنی بٹ صاحب، غیاث الدین بٹ صاحب ابن عبد الشکور بٹ اور حاجی اللہ رکھا صاحب نے شرکت کی۔

نماز سے فراغت کے بعد محترم میاں فضل احمد صاحب نے حاضرین کو پرتکلف عصرانہ پیش کیا اور دوست کافی دیر تک مختلف امور پر جو باہمی دلچسپی اور جماعتی مفاد سے تعلق رکھتے تھے تبادلۂ خیالات کرتے رہے اور آئندہ اجلاس کے لئے پروگرام تجویز کیا۔

آئندہ اجلاس ۶ر مارچ بروز جمعۃ المبارک میاں شمیم فیروز صاحب کی قیام گاہ واقعہ ﴿﴾ پیپلز کالونی میں منعقد ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

زرِ مبادلہ پاک و ہند سے چھ روپے بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۲ پیسے

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوتہ

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ - مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۱

میں خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ
ایمان لانے والا گناہ کی زہر سے بچ جائے
فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالےٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے اس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اسکو ملے گناہ سے لذت پانے کی بجائے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو، جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچاوے اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہوئی ہے میں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے۔ نورانی ہو جاتا ہے غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت دنیا میں نہیں رہتی اور تبہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں، خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے، اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں، تو خدا تعالےٰ اسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دیکر مامور فرماتا ہے، اس پر لعن طعن ہوتا اور ہر طرح اسکو ستایا جاتا اور دُکھ دیا جاتا ہے لیکن آخرکار وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا ہے اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا جاتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا۔ کوئی گالی نہیں جو ہم کو نہیں دی گئی، کوئی صورت ایذا رسانی کی نہیں جو ہمارے لئے نہیں نکالی گئی مگر ہم ان ساری بدزبانیوں کو سنتے ہیں اور ان ساری تکلیفوں کو برداشت کرنے کو ہر وقت آمادہ ہیں، خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ بناوٹ سے نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ نہیں کیونکہ جس مسند پر ہمیں بٹھایا گیا ہے اس پر بیٹھنے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوا کرتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

بحرِ حکمت کے موتی

وعن انس رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث من کن فیہ وجد بھن طعم الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما من احب عبداً لا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد اذ انقذہ اللہ تعالیٰ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار اخرجہ الخمسۃ الا ابا داؤد فی اخری للنسائی رحمہ اللہ بعد قولہ مما سواھما وان یحب فی اللہ وان تبغض فی اللہ۔

(تلخیص الصحاح کتاب الایمان)

ترجمہ:۔۔ حضرت انس رضہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ انکی وجہ سے ایمان کا مزہ پائے گا جس شخص کے نزدیک دنیا اور مافیہا سے خدا تعالےٰ اور اس کا رسولؐ محبوب تر ہو۔ (۲) اور جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہو اور وہ دوستی محض اللہ تعالےٰ کے واسطے ہو (۳) اور جو شخص اس بات کو برا سمجھے کہ پھر وہ کفر میں لوٹ جائے اس کے بعد کہ خدا تعالےٰ نے اسے اس سے نجات دی ہو جیسا کہ اسکو برا سمجھتا ہے کہ وہ آگ میں ڈالا جائے۔۔۔ نسائی نے ایک روایت میں اس کے بعد (دنیا ومافیہا) یہ بیان کیا ہے کہ تم دوستی اور دشمنی خدا تعالےٰ کے

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

تنظیم و استحکام جماعت کے سلسلہ میں

جناب کرنل سعید احمد صاحب

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ورود پشاور

(محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور)

محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور مورخہ ۲۹/۲/۶۴ کو بوقت سات بجے صبح بذریعہ خیبر میل بمعیت حبیب الرحمان صاحب صادق پشاور پہنچے۔ صدر کے ریلوے اسٹیشن پر جماعت کے بہت سے احباب نے آپ کا استقبال کیا۔ وہاں ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب نائب صدر جماعت پشاور کی کار میں آپ جماعت کے مہمان خانہ میں تشریف لے گئے۔ صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد اکثر دوستوں سے ملاقات ہوتی رہی۔ بارہ بجے دوپہر حسب ارشاد ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور، جناب جنرل سیکرٹری صاحب ان کی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں پر صدر جماعت نے ان کے اعزاز میں لنچ دیا۔ جس میں جماعت کے اکابر بزرگوں نے بھی شرکت کی۔ اس موقعہ پر جماعت کے استحکام اور تنظیم کے متعلق گفتگو ہوتی رہی پھر ساڑھے تین بجے حسب پروگرام جناب جنرل سیکرٹری صاحب معہ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور اور حبیب الرحمٰن صاحب صادق یونیورسٹی تشریف لے گئے خاکسار بھی ان کے ہمراہ تھا۔ پروفیسر عزیز احمد صاحب کے ہاں جماعت یونیورسٹی کی طرف سے ایک عصرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کرنل صاحب نے وہاں یونیورسٹی کے طلباء کو ایڈریس کیا اور انہیں ہدایت کی کہ آپ کردار کو ایسا بنائیں کہ لوگ آپ کے نمونہ اور اخلاق سے متاثر ہوں۔ یہ تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے اس طرف توجہ دلائی کہ ہماری جماعت کی آئندہ باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ لوگ اعلےٰ تعلیم حاصل کریں۔ زیادہ محنت کریں۔ اور ساتھ ہی قرآن کریم اور سلسلہ کی کتب کا بھی مطالعہ جاری رکھیں اور اپنے دوستوں کو بھی اپنے اخلاق اور نمونہ سے متاثر کریں۔ یونیورسٹی کی جماعت کے صدر پروفیسر عزیز احمد صاحب اور ان کے دوسرے کارکنوں کے کام کو آپ نے سراہا۔ اس موقعہ پر یونیورسٹی کی احمدی جماعت کی طرف سے گروپ فوٹو لینے کا بھی انتظام کیا گیا۔ اور عصرانہ کے بعد گروپ فوٹو لیا گیا۔ پانچ بجے صدر جماعت پشاور ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اپنی کار میں کرنل صاحب کو سفید ڈھیری لے گئے۔ رات آپ نے وہیں بسر کی۔ دیر تک احباب سے تنظیم اور استحکام جماعت کے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ آپ نے جماعت سے بہ حیثیت مجموعی خطاب کیا۔ اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ مل کر کام کرنے پر بڑا زور دیا۔ آپ نے احباب سے یہ بھی درخواست کی کہ اپنی چھوٹی چھوٹی ذاتی رنجشوں سے درگذر کریں اور آپس میں شیر و شکر ہو کر اس عظیم کام کو سرانجام دیں۔ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس لئے دنیوی امور آپ کے اتحاد و اتفاق میں مخل نہ ہونے چاہئیں۔ سفید ڈھیری میں ہمارے ایک مکرم دوست پیر حسین شاہ صاحب دیر سے بیمار چلے آرہے ہیں، کرنل صاحب ممدوح ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اس کے علاوہ محترم جناب ملک کندل خان جو اس جماعت کے روح رواں ہیں ان کی ملاقات سے بہت ہی خوش ہوئے۔ صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد آپ بازید خیل تشریف لے گئے۔ وہاں جماعت بازید خیل اور رگلہ ولہ کے احباب نے آپ کا استقبال کیا۔ دو گھنٹے تک آپ قیام پذیر ہوئے۔ تمام احباب سے تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ بارہ بجے کے قریب آپ واپس شہر پشاور تشریف لے آئے۔ دو بجے کے بعد یہاں پر تربیتی اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب منعقد ہوا۔ اس میں آپ نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر خاکسار نے آپ کی خدمت میں جماعت کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا اور اس امر پر نہایت مسرت کا اظہار کیا کہ کرنل صاحب ممدوح ایک فوجی افسر ہونے کے علاوہ تقوےٰ کے بلند مقام پر قائم ہیں۔ ہماری امیدیں خدا کے فضل و کرم سے آپ سے وابستہ ہیں اور امید واثق ہے کہ جماعت آپ کے وجود اور مساعی سے آئندہ ترقی کرے گی۔ جیسا کہ ابھی سے جنرل سیکرٹری کا عہدہ سنبھالتے ہی جماعت میں کافی حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے بعد تربیتی اجلاس شروع ہوا۔ جس میں عزیزم عبدالباسط، عبدالوحید محمد حلیم، عبدالغفور، عبدالرحمٰن، عزیزم جمیل الرحمان برادرم عبدالکریم پاشا، نذیر احمد، عبداللہ جان نے تقاریر کیں اور نظمیں پڑھیں۔ عزیزم جمیل الرحمان نے حضرت مسیح موعود کے جذبۂ روحانی کے موضوع پر مدلل تقریر کی۔ آپ نے مولانا غلام نبی صاحب کا واقعہ بیان کیا۔ کہ کس طرح مصافحہ کرتے ہی روحانی برقی رو ان کے جسم میں اتر گئی اور وہ آپ کے عاشق زار بن گئے اس طرح کئی اور واقعات بیان کئے۔ عزیزم عبدالکریم پاشا، نذیر احمد، عبداللہ جان کے مضامین برائے اشاعت ارسال خدمت ہیں۔ عزیزم عبدالباسط کی تقریر کو نہایت پسند کیا گیا اور صدر جماعت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے پانچ روپے اس بچے کو بطور انعام دیئے۔ آخر میں جنرل سیکرٹری صاحب نے جماعت سے خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اخبار پیغام صلح میں آپ کے اجلاس کے متعلق پڑھا کرتا تھا۔ آج میں بچشم خود دیکھ خوش ہوا ہوں اور مجھے اس بات پر مسرت ہوئی ہے کہ ہمارے جماعت کے بچے نہایت موزوں طریق پر تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے لئے صدر جماعت سیکرٹری اور تمام کارکنان مستحق مبارکباد ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ مجھے مجلس معتمدین نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر سیکرٹری کے عہدہ پر فائز کر کے جماعت کی خدمت کا موقعہ دیا ہے۔ میں انشاءاللہ آپ دوستوں کے تعاون سے پوری پوری کوشش کروں گا کہ جماعت زیادہ سے زیادہ مضبوط ہو۔ تاکہ ہم اپنا مشن یعنی تبلیغ اسلام کا کام زیادہ سے زیادہ وسیع کر سکیں۔ آپ کے بعد صدر جماعت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے کرنل صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے فرمایا تبلیغی کام دو طریق سے ہو سکتا ہے۔ ایک تو نمونہ ہے جو زیادہ مؤثر طریق ہے دوسرے وعظ و تلقین سے۔ ہم نے یہاں تربیتی اجلاس کا سلسلہ شروع کیا ہے اور ہمیں اس بات کا پورا یقین ہے کہ یہ بچے زرخیز زمین ہیں اور انہوں نے ہی آئندہ جماعت کی باگ ڈور سنبھالنی ہے آپ نے فرمایا میں نے ابتدائی ایام قادیان میں گذارے ہیں۔ اس وقت روحانیت کا ایک سیلاب تھا جس کا اثر ہر ایک فرد کے چہرہ سے ظاہر ہو رہا تھا اور دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ اس فضا میں تربیت پانے والے سلسلہ کے بہترین مبلغ ثابت ہوئے۔ ایسا ہی یہ بچے بھی بڑے ہو کر بہترین مبلغ بن جائیں گے۔ آپ نے دوبارہ کرنل صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد دوستوں نے مل کر چائے نوش کی یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جناب غلام محبوب خان نے ایک سکالر کا مطالبہ کیا کہ یہاں پشاور میں مقرر کیا جائے۔ جناب سیکرٹری صاحب نے فرمایا کوشش کریں گے کہ اگر اس معیار کا آدمی مل گیا تو بھیجدیا جائے گا فی الحال مشکل ہے۔ ہر ایک دوست کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر سکالر کا فرض انجام دیں۔

اسی روز شام کے پانچ بجے جنرل سیکرٹری صاحب شیخ محمدی تشریف لے گئے۔ وہاں پر

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۸ مارچ ۱۹۶۴ء

فروغِ عیسائیت اور مسیح موعودؑ

سابقہ اشاعت میں ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد علیہ السلام کے علم کلام اور دلائل بینہ سے عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب میں ایسی زبردست روک پیدا ہوئی کہ کسی بڑے سے بڑے پادری کو جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں کھڑے ہونے یا اس کے کسی فرد سے بحث و مناظرہ کی جرأت نہ رہی اور کلیسا کی طرف سے یہ سرکلر جاری کر دیا گیا کہ کسی احمدی کے ساتھ عیسائیت کے متعلق گفتگو نہ کی جائے۔ نہ صرف یہی بلکہ حضرت مرزا صاحب کی وفات پر آپ کے معاصر علماء و اخبارات نے کھلے الفاظ میں اس بات کا اعتراف کیا کہ :-

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ .... اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے (عیسائیت کے) بہت زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی رو سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا۔"

(مولانا عبداللہ العمادی)

"ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم (مرزا صاحب) کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا"

(مرزا حیرت دہلوی)

باوجود اس کے معاصر "تنظیم اہل حدیث" کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب نعمت کا مقصد (کسر صلیب) پورا نہیں ہوا، پرلے درجے کی ڈھٹائی سے کام لینا ہے۔

معاصر ممدوح نے عیسائیت کے موجودہ فروغ کو اپنے اس اعتراض کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اس بارہ میں قابل غور امر یہ ہے، کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے علم کلام سے عیسائیت کے سیلاب کو جو بند لگایا، مسلمان مولویوں نے اس کی پشت پناہی ضروری نہ سمجھی اور اپنے اعتقادات سے اس کو گرانے کی کوشش کی۔ یہ بند اگرچہ آج بھی اسی طرح قائم ہے اور کسی عیسائی کو آج بھی کسی احمدی کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں تاہم عامۃ المسلمین کے عقائد عیسائیت کے مؤید ہونے کی وجہ سے مسیحی مبلغین کو ایسے چور دروازے مل جاتے ہیں، جن سے وہ اسلام پر حملہ آور ہو کر ناواقف اور جاہل مسلمانوں کو ہتھیا لے جاتے ہیں، سب سے بڑھکر حیات مسیح کا عقیدہ عیسائی مشنریوں کو مسلمانوں کو سمگل کرنے میں بہت مدد دیتا ہے، اس کے علاوہ مسیح کا پرندے بنانا مردے زندہ کرنا، کوڑھیوں وغیرہ کو اچھا کرنا، غیب کی باتیں بتانا، یہ وہ معتقدات ہیں جو مسلمان مولویوں نے عامۃ المسلمین کے دماغوں میں گھسیڑ رکھے ہیں اور جب کوئی مسیحی ان اعتقادات کو پیش کر کے یہ حجت قائم کرتا ہے کہ ایسی صفات جو کسی دوسرے نبی حتیٰ کہ سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں بھی پائی نہیں جاتیں اور صرف خدا تعالےٰ ہی کی ذات سے مختص ہیں، جناب مسیح کے ابن اللہ ہونے پر شاہد ہیں تو مسلمانوں کو اسے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ اگر آج مسلمان ان عقائد کو چھوڑ دیں اور اس بات پر متحد ہو جائیں کہ مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان میں کوئی فوق البشر صفات نہ تھیں تو عیسائیت کا فتنہ بہت حد تک ختم ہو جائے گا۔ مگر افسوس بقول حضرت مرزا صاحب ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند

دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے عیسائیت کے موجودہ فتنہ کا بھی جو دراصل فروغ عیسائیت کا دوسرا دور ہے نہایت وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ عیسٰے پرستی کے فروغ کی وجہ سے حضرت مسیح کی روحانیت کو جوش آیا اور انہوں نے دنیا میں مثالی طور پر اپنا نزول چاہا جو مسیح موعود (حضرت مرزا صاحب) کی شکل میں ہوا آپ لکھتے ہیں :-

"یہ وہ دقیق معرفت ہے جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کھلی ہے اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہو گا پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی ..... مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے، تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۶)

ہمارا خیال ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے منقول بالا عبارت میں فساد اور شرک اور ظلم کے پھیلنے اور عیسٰے پرستی کے دوبارہ فروغ کے لئے جس زمانہ کی نشاندہی کی ہے، وہ یہی زمانہ ہے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مسیح کا جلالی نزول جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اسی زمانہ میں ہونے والا ہو جس سے موجودہ فتن کا قہری رنگ میں قلع قمع ہو جائے۔

واللہ اعلم بالصواب ؛

شکریہ تعزیت

چوہدری عمر دین صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر عزیزوں اور دوستوں نے جن خلوص بھرے جذبات اور ہمدردیوں سے ہمارے غم میں کسی حد تک کمی کی ہے ہم اس کے لئے ان کے بے حد ممنون ہیں۔ ہم جملہ غمخواروں اور غمگساروں کی ہمدردی کا فرداً فرداً شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ یہ سطور بطور اظہار شکریہ تحریر ہیں۔

خاکساران :- خلیل احمد فرزند چوہدری عمر دین صاحب مرحوم و والدہ خلیل احمد

۲۰۸ بی میورو ڈ۔ لاہور

قرارداد تعزیت

نیو مسلم کالج کے اساتذہ اور پرنسپل کو جناب ملک عبدالغنی صاحب مرحوم و مغفور محاسب مرکزی دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بے وقت موت سے دلی صدمہ محسوس ہوا ہے آپ ایک نہایت مخلص اور خاموش کارکن تھے اور اپنے اخلاق حسنہ اور شریفانہ رویّہ سے جماعت میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ اس عظیم نقصان کو تمام جماعت کے لئے ایک ناقابل تلافی اور افسوسناک سانحہ تصور کرتے ہوئے ہم اساتذہ، طلباء اور پرنسپل کی طرف سے پسماندگان کی خدمت میں اپنی ہمدردی اور دعا کا پیغام بھیجتے ہوئے مرحوم کے لئے آخرت میں جوار رحمت الٰہی میں جاودانی سکون اور آپ کے عزیزان و احباب کے لئے صبر جمیل کے لئے دست بدعا ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محمد شفیع بھٹی پرنسپل ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۶۴ء

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ شیخ غلام محمد صاحب مدنی مسیح موعود ۱۵ مارچ ۱۹۶۴ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون (مفصل آئندہ)

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب
امام مسجد برلن (مغربی جرمنی)

جرمنی میں تبلیغ اسلام

قرآن کریم کے نزول کی برسی

لیلۃ القدر کے موقع پر ۱۰ فروری بروز سوموار ہم نے مسجد میں قرآن کریم کے نزول کی برسی منائی۔ روزہ افطار کرنے اور مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد حاضرین کو پاکستانی پلاؤ اور زردہ پیش کیا گیا جسے انہوں نے بڑی خوشی سے تناول کیا۔ اور بعد میں حسب پروگرام قرآن کریم کی تلاوت شام سے آئے ہوئے نوجوان نے کی اور درود شریف یوگنڈا سے آئے ہوئے نوجوان نے پڑھا۔ اس کے بعد میں نے تقریر کی اور سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کے نازل ہونے کے واقعہ کو دہرایا۔ اس سلسلہ میں بعض اعتراضات کا جواب بھی دیا جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضور کو یقین نہ تھا کہ آپ نے جو دیکھا ہے وہ آیا فرشتہ تھا یا جن) یا یہ کہ آپ پہاڑ پر چڑھ جاتے تا اپنے آپ کو نیچے گرا دیں۔ میں نے قرآن کریم کی پہلی وحی کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ مذہبی دنیا میں یہ ایک انقلابی پیغام تھا تاکہ مذہب کو سمجھنے کے لئے عقل کو بڑھانے علم کو ترویج دینے کی ضرورت ہے اور بعد میں نماز عشاء پڑھی گئی اور اجتماع برخواست ہوا۔

صوفی سرکل میں لیکچر

گذشتہ ماہ صوفی سرکل میں میرا ایک لیکچر ہوا حاضرین کی تعداد چالیس کے قریب تھی۔ اس سرکل کی سیکرٹری نے خود ہی ایک موضوع تجویز کیا تھا۔ "اسلام میں مختلف تہوار" میں نے اس سلسلہ میں روزہ اور حج دو ارکان اسلام پر بحث کی اور اسلام میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان دو تہواروں کے منائے جانے کے طرز پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ تہواروں پر جو اسلامی دنیا میں منائے جاتے ہیں، چند الفاظ کہے۔ اسی سلسلہ میں مسلمانوں میں دو گروہوں شیعہ اور سنی کے وجود میں آنے کے تاریخی واقعات پر بحث کی اور بتایا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں تہوار یکساں طور پر ان دونوں گروہوں میں منائے جاتے ہیں۔ لیکن شیعہ گروپ میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا دن خاص اہمیت رکھتا ہے اور اس دن کو بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔

روز دن کی فلاسفی سن کر سوسائٹی کی سیکرٹری نے کہا کہ وہ بھی ماہ رمضان میں ہمارے ساتھ روزہ رکھیں گی چنانچہ ان کی درخواست پر میں نے رمضان کا چارٹ انہیں بھجوایا۔ وہ ماہ رمضان میں تین بار ہمارے جمعہ کے اجتماعات میں شامل ہوئیں۔ قرآن کریم کی برسی منائے جانے کے دن میں شریک تھیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ روزہ رکھتی ہیں اور اس سے وہ عجیب کیفیت محسوس کرتی ہیں۔ عید کے دن بھی انہوں نے معہ اپنی رفقائے کار کے ہمارے اجتماع میں شرکت کی۔

ورلڈ کلب میں لیکچر

یہاں ورلڈ کلب کے پریذیڈنٹ نے مجھے اپنے حلقہ میں اسلام پر لیکچر کرنے کی دعوت دی ہے یہ لیکچر انشاء اللہ اس ماہ کے آخری ہفتہ میں ہوگا۔ اس حلقہ میں میں گذشتہ سالوں میں تین بار تقریر کر چکا ہوں۔

زائرین

گذشتہ ماہ ڈیڑھ سو سے زائد زائرین گروپوں کی صورت میں مسجد میں آئے۔ اس کے لئے پہلے ہی سے پروگرام طے پا چکا تھا۔ ماہ رواں میں اب تک پانچ مختلف سکولوں سے نویں اور دسویں کلاس کے طلباء معہ اساتذہ مسجد میں آ چکے ہیں۔ ہر موقعہ پر میں نے اسلام کے بنیادی اصولوں پر روشنی ڈالی اور سوالات کے جوابات دیئے۔ ان سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ نوجوانوں کو اسلام کی صحیح تصویر سے روشناس نہیں کرایا جاتا۔ میں نے اساتذہ کی درخواست کی کہ وہ سکولوں میں اسلام کی صحیح تصویر کو پیش کرنے کی طرف توجہ دیں۔ ایک استانی صاحبہ میرے پاس وقت مقرر کرنے کے لئے آئیں۔ ان سے بھی میں نے اس موضوع پر گفتگو شروع کی۔ انہوں نے کہا ہمارے بچے ڈرامہ کی طرح بیان کی ہوئی بات کو دلچسپی سے سنتے ہیں۔ لہٰذا عورت کی حقیقت اسلام میں اور صلیبی جنگوں کے واقعات کو ذرا دلچسپ بنا کر بیان کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا واقعہ کو دلچسپ بنانے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ حقیقت کو نہ بگاڑا جائے۔ ڈرامہ کے بیان سے بچے کے دماغ پر ایسا اثر نقش کرنا چاہیے جو حقیقت کے خلاف نہ ہو۔ دلچسپی کی خاطر غلط تاثر دے دینا قوموں میں نفرت پیدا کرنے کا موجب ہو جاتا ہے جو اس دنیا میں امن قائم کرنے کے معاون نہیں ہو سکتا۔

تنظیم و استحکام جماعت کے سلسلہ میں دورۂ پشاور

(بسلسلہ صفحہ ۲)

نے آپ کا استقبال نہایت شاندار طریق سے کیا۔ اور رات آپ نے وہاں بسر کی۔ دوستوں سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ صبح کے وقت ایک دیرینہ دوست کے ساتھ حبیب الرحمان صادق صاحب کا تبادلۂ خیالات ہوا۔ آٹھ بجے کے قریب وہاں سے واپسی ہوئی۔ شہر میں ایک دو گھنٹہ آرام کرنے کے بعد جناب جنرل سیکرٹری صاحب بمعیت حبیب الرحمان صادق صاحب پارہ چنار تشریف لے گئے۔ خاکسار بھی ساتھ تھا وہاں میاں محمد زمان صاحب کے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا۔ میاں صاحب ممدوح نے وہاں کے احباب پارہ چنار کو بھی کھانے پر مدعو کیا ہوا تھا جس میں سید علی شاہ نقل حق بادشاہ بھی شامل تھے ان سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ میاں صاحب ممدوح نے ایک سو روپیہ برائے اخبارات سلسلہ عنایت فرمایا۔

پچھلے وقت میاں عبداللہ شاہ صاحب کے ہاں تشریف لے گئے وہاں ساڑھے پانچ بجے تک میاں صاحب ممدوح سے نہایت پرخلوص مجلس ہوتی رہی۔ جناب میاں صاحب نے مبلغ دو سو روپے برائے اشاعت اسلام پیش کئے۔ پھر وہاں سے چھ بجے شہر تشریف لے آئے۔ اور رات کو احباب کے پاس دورہ کے تاثرات بیان کئے۔ خوشی کی بات ہے کہ آپ کے دورے سے جماعت کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہوگئی ہے۔ ایسے دورے جماعتوں کے احیاء کے لئے نہایت مفید ہوتے ہیں۔ اور امید ہے کہ آئندہ بھی وقتاً فوقتاً اس قسم کے دورے بزرگان جماعت کی طرف سے ہوتے رہیں گے۔

پیغام صلح

محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری نے بھی اپنے دورہ پشاور کے تاثرات لکھ کر بھیجے ہیں جو آئندہ میں درج ہوں گے۔

عطیہ برائے دار الشفاء

لفٹننٹ چوہدری عبداللطیف صاحب کوئٹہ نے اپنی مرحومہ بہن رضیہ قادر کی روح کو ایصال ثواب کے لئے مبلغ ساٹھ روپے (۶۰/-) آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دار الشفاء کو مرحمت فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ رضیہ قادر کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

مہتمم دار الشفاء

زندگی کی نعمت اور اس کے قیام و بقا کے سامان

اللہ تعالےٰ کی لاانتہا قدرتوں کا نتیجہ ہیں جو کائنات کے وسیع علوم و فیوض پر مشتمل ہیں

اسلامی ممالک کا باہمی اتحاد ان کی طاقت کو بڑھانے اور یورپ کی نظروں میں عزت پیدا کرنے کا موجب

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

فلینظر الانسان الی طعامہٖ۔ انّا صببنا الماء صبًّا۔ ثم شققنا الارض شقًّا۔ فانبتنا فیھا حبًّا وعنبًا وقضبًا۔ وزیتونًا ونخلا وحدائق غلبًا وفاکھۃً وابًّا۔ متاعًا لکم ولانعامکم۔

(سورۃ عبس)

زندگی کی نعمت اور اسکی بقا کے سامان

اللہ تعالےٰ نے انسان کو زندگی عطا کی۔ جو بہت بڑی نعمت ہے۔ زندگی ہر ایک انسان کو پیاری ہے۔ اور ہر انسان کے لواحقین اور دوستوں کو پیاری ہے۔ زندگی کی نعمت عطا کرنے کے بعد اس کی بقا کے سامان فراہم فرمائے ہیں۔ زندگی کے لئے ضرورتیں بہت ہیں۔ ان کو بہت بڑے پیمانے پر خدا تعالےٰ نے پیدا کر رکھا ہے۔ آسمان کے کواکب اور زمین کی تمام اشیاء انسان کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کے بغیر زندگی محال ہے۔ سورج گرمی پہنچاتا ہے اور بارش بھی برساتا ہے۔ وہ اپنی تمازت سے سمندروں وغیرہ سے پانی کو بخارات کی شکل میں ہلکا کر کے ہوا کے پروں پر لاد دیتا ہے۔ اور یہ بخارات بادل بن کر پیاسی زمین پر آ گرتے ہیں۔ اور اس بارش کے باعث نباتات، چرند، پرند، حیوانات اور انسان زندہ رہتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیّ۔ پانی پر زندگی کا مدار ہے یہ انتظام کس نے کیا ہے؟ اس خدا نے جس کا سیاروں اور کواکب پر تصرف ہے ان پر اس کی حکومت ہے اور وہ زمین والوں کی خدمت میں مصروف ہے۔

زمین اور کواکب کے باہمی رابطہ میں اللہ تعالےٰ کی قدرت نمائی

یہ ستارے یہ کواکب بے جان ہیں۔ یہ زمین بھی بے جان ہے۔ ان کے درمیان رابطہ پیدا کرنا بہت بڑی قدرت نمائی ہے۔

یہ کواکب اور سیارے جہاں خدا تعالےٰ کی قدرت نمائی اور علم و حکمت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہاں یہ بات بھی ان سے ظاہر ہوتی ہے کہ ان نیروں کا وجود موجب برکات ہے۔

کواکب اور سیاروں کے باہمی روابط میں علوم کے دریا۔

اور فرمایا اللہ الذی رفع السموٰت بغیر عمدٍ ترونھا۔ یہ کواکب اور یہ سیارے فضا میں معلق ہیں۔ یہ ایسے ستونوں پر کھڑے ہیں جو غیر مرئی ہیں۔ فزکس کے عالم بیان کرتے ہیں کہ ان سیاروں اور کواکب کے حجم مختلف ہیں وزن مختلف ہیں۔ اور ان کے درمیانی فاصلے بھی مختلف ہیں۔ یہ تمام امور مل کر کواکب کو فضا میں معلق کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ سیارے معلق ہی نہیں بلکہ چلتے بھی ہیں کلٌّ فی فلکٍ یسبحون ان کو فضا میں کھڑا کر دینا ہی مشکل تھا پھر ان میں حرکات کا پیدا کر دینا تو اور بھی مشکل ہے۔ تو ان سے خدا تعالیٰ کی قدرت بھی ظاہر ہوتی ہے اور ان کے اندر علوم کے دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں انسان کو اللہ تعالےٰ نے ذہانت اور استعدادیں عطا کی ہیں اور اس کے سامنے کائنات رکھی جس پر غور کرنے سے علوم کے دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجًا۔ یہ صرف خدا تعالےٰ کی قدرت نمائی نہیں بلکہ اس کائنات کی ترتیب اور نظام کے اندر برکات ہیں۔

سامان معیشت میں آسمان و زمین کی فیض رسانی۔

برکات کا ایک حصہ ہر روز ہمارے دسترخوان پر نظر آتا ہے فلینظر الانسان الی طعامہ۔ تمہارے دسترخوان پر کھانے پینے کی بے شمار چیزیں آتی ہیں۔ غلہ جات ہیں۔ سالن ہے۔ میوہ جات ہیں۔ کھانا کھاتے وقت دسترخوان پر غور و فکر کرو۔ حیوان کی طرح مت کھاؤ۔ سوچو کہ یہ کھانا کیسے آیا۔ انا صببنا الماء صبًّا ثم شققنا الارض شقًّا۔ آسمان سے خدا تعالےٰ بارش نازل کرتا ہے اس کے باعث زمین پھوٹتی ہے اور طرح طرح کے غلہ جات اور میوہ جات اور مشروبات رونما ہوتے ہیں یہ سب کچھ سیاروں اور کواکب کے اثرات کا نتیجہ ہے والسماء ذات الرجع۔ والارض ذات الصدع کواکب اور زمین کے اندر یہ ربط کس نے رکھا ہے۔ آسمان و زمین نہ زندہ ہیں نہ ہی ان میں قوت ارادی ہے وہ خود بخود توازن قائم نہیں کر سکتے۔ ان میں فیض رسانی کی حس اور ادراک نہیں ہے۔ یہ تو کسی اور ہستی کے ارادے اور علم سے سب کچھ ہو رہا ہے۔ کواکب اور زمین خود تو بے جان ہیں لیکن جان پیدا کر رہے ہیں کیسی سبزیاں ہیں پھول ہیں۔ پھل ہیں کتنے ان کے رنگ ہیں۔ ان کی مختلف خوشبوئیں ہیں۔ اور ان کی مختلف تاثیریں ہیں۔ یہ کس نے پیدا کی ہیں انسان کے جسم سے مناسبت ہے۔ کبھی اس کو ... اور کبھی سنگتروں کی ضرورت ہے، کبھی تربوز کی ناشپاتی اور انار کی ضرورت پیش آتی ہے ... کبھی سیب، گوبھی، آلو، پالک، مٹر اور ... اسی مناسبت کے لحاظ سے یہ چیزیں پیدا کی گئی ہیں۔ کوئی جگر کے لئے مفید ہے کسی کے اندر فاسفورس ہے جو دماغ کے لئے ضروری ہے ... کے اندر خون پیدا کرنے کی تاثیر ہے کسی کے اندر کیلشیم ہے کسی کے اندر پوٹاشیم اور میگنیشیم ان سب کو ملا کر پھول پھل اور غلہ جات اور خوراک کی شکل میں خدا تعالےٰ نے تمہارے دسترخوان پر جمع کر دیا ہے۔ انسان اس پر غور کر کے دیکھ لے کہ ہم نے کس طرح آسمان اور زمین میں رابطہ پیدا کر کے انسان کی زندگی اور معیشت کے سامان پیدا کئے ہیں۔ فانبتنا فیھا حبًّا طرح طرح کے

بات پیدا کئے ہیں وحبّا وقضبًا
ا اور ترکاریاں پیدا کی ہیں - وزیتونًا
نخلًا - زیتون پیدا کیا ہے کھجوریں پیدا کی
وحدائق غلبًا اور پھلوں سے لدے
ئے باغات پیدا کئے ہیں یہ کیوں پیدا کئے
متاعًا لکم ولانعامکم - تمہاری معیشت کے
ئے اور تمہارے مویشیوں کی زندگی کے لئے -
ری اور تمہارے مویشیوں کی معیشت ان سے
بستہ ہے - ممکن نہیں کہ انسان گائے کے بغیر
رہ سکے - سرد ملکوں میں بھینس زندہ نہیں رہ سکتی
ں تمام لوگ گائے کا دودھ پیتے ہیں - کوئی
بکری کا دودھ استعمال کرتے ہیں، تو کوئی اونٹ
گائے بھینس کا - متاعًا لکم ولانعامکم
تمہاری اور تمہارے مویشیوں کی زندگی کے سامان
ں، تو فرمایا فلینظر الانسان الیٰ
طعامہ اپنے دسترخوان پر غور کرو کہ زمین و آسمان
دونوں مل کر ہمارے لئے یہ تمام سامان تیار کرتے
ہیں جس سے کھانا پینا بنتا ہے اور ہم کھاتے پیتے
ہیں - اس میں جہاں یہ نظر آتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی
قدرت لا انتہا ہے وہاں اس کا علم بھی لامحدود ہے

معاشرہ میں امراء اور غرباء کا باہمی تعاون

ایک اور چیز ہے وہ یہ ہے کہ یہ سیارے
اور کواکب اور یہ زمین بے جان ہیں - لیکن ان کے
باہمی تعاون سے برکات پیدا ہو رہی ..... میں انسان
بنایا ہے محض محتاج ہے، وہ کتنا بھی امیر ہو کتنی
ہی دولت اس کے پاس ہو، وہ دوسرے انسانوں کا
محتاج ہے - کارخانہ جات مزدوروں کے بغیر چل
نہیں سکتے، جہازوں کی گودیاں ہزاروں انسانوں کی محتاج
ہیں، ریلوں کے اسٹیشن اور شیڈوں پر ہزاروں غریب
آدمی کام کرتے ہیں - ان غرباء کی وجہ سے امیروں کی
امیری قائم ہے - انسانوں کے تعاون کے بغیر معاشرہ
نہیں چل سکتا -

اجتماعی زندگی اور اتحاد و اتفاق کی ضرورت

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
اجتماعی زندگی بسر کرنے پر زور دیا ہے - جماعت
بن کر رہنا موجب برکت ہے اور تفرقہ موجب ہلاکت
اتحاد و اتفاق سے برکات پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ
زمین و آسمان کے اتحاد سے برکات رونما ہوتی ہیں -
ایک گھر جس میں پھوٹ پڑ جائے اجڑ جاتا ہے - بھائیوں
میں آپس میں اختلاف پیدا ہو جائے تو ان کی عزت
نہیں رہتی - ان کی ساکھ ختم ہو جاتی ہے - وہ قوم جس
کے اندر احساس نہیں کہ ہم نے دلی اخلاص سے متحد
رہنا ہے، وہ قوت نہیں پکڑ سکتی - اور اس میں برکت
پیدا نہیں ہو سکتی - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
جماعت پیدا کی - اس کے اندر اخلاص تھا - ایک
دوسرے پر جان دینے کا جذبہ تھا - ان کی دوستی
رشتہ داری سے بڑھ کر تھی، اس لئے وہ دنیا میں
کامیاب ہوئے - ہر جماعت، قوم اور ملک کو سیکھ
لینا چاہیئے - اور ذہن نشین کر لینا چاہیئے - کہ جو
متحد نہیں اور اس میں اتحاد و اتفاق نہیں وہ کمزور ہے -
ہر ایک آدمی کو ارادہ کر لینا چاہیئے کہ قوم میری
وجہ سے کمزور نہ ہو، بلکہ میری وجہ سے اسکی طاقت
مضبوط تر ہو - قرآن کریم میں آتا ہے ولاتنازعوا
فتفشلوا وتذھب ریحکم - جھگڑے
مت کرو - کمزور ہو جاؤ گے - تمہاری ہوا بگڑ
جائے گی -

امام الزمانؑ کی جماعت پر افضال الٰہی

امام الزمانؑ نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر ایک جماعت پیدا
کی - اس پر خدا تعالےٰ کے افضال اترے - اسی وجہ
سے تبلیغ اسلام کے لئے لٹریچر پیدا کر سکے
اور یورپ کے مختلف ملکوں میں مشن قائم کر سکے، جو
شخص بھی جماعت کے لئے اتحاد و اتفاق اور مضبوطی
کا باعث ہو گا اس کے لئے اجر ہے - وہ
شخص جو جماعت کے لئے نقصان کا باعث ہو اس
کے لئے نقصان ہے اس سے خدا ناراض ہوتا
ہے - آج تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک ہونے
کی ضرورت ہے -

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا کردہ اخوت اسلامی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عرب
کے مسلمانوں کو ہی ایک نہیں کیا - بلکہ دوسرے
لوگوں کو بھی ایک کر دیا - اگرچہ ان کے اندر رنگ و
نسل کے اختلافات تھے - مگر ان کو اسلامی اخوت
میں لا کر ایک کر دیا، آج ملیشیا، انڈونیشیا، افریقہ،
ایران - افغانستان، ترکی، مصر اور پاکستان کے
مسلمان بہت بڑی قوت کے مالک ہیں، وہ یورپ
کو ہلا سکتے ہیں - ہر حج کے موقعہ پر جاتے ہیں - وہاں
سے کیوں سبق حاصل نہیں کرتے، کیوں یہ عہد نہیں کرتے
کہ ہم چھوٹے چھوٹے اختلافات کو چھوڑ دیں گے
جن کی وجہ سے ہماری کمزوری اور رسوائی ہوتی ہے

اسلامی ممالک کا باہمی اتحاد قوت و عزت کا موجب ہو گا

آج ضرورت ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان
ایک ہو جائیں - یہ اسلامی ممالک باہم متحد ہو کر ایک
بہت بڑی قوت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں - یورپ کے
مشرکین آپ کی کمزوریوں اور بے اتفاقیوں سے
فائدہ اٹھا رہے ہیں - اگر دنیا کے تمام مسلمانوں
کے اندر اتفاق ہو جائے تو یورپ کی آنکھیں کھل
جائیں - وہ لوگ محتاج ہیں آپ کے تیل کے - آپ
کی روئی کے، آپ کی پٹسن کے - وہ آپ کی
جانوروں کی کھالوں کے محتاج ہیں - باوجود اس کے
وہ آپ پر تسلط بھی جاتے ہیں - وہ ہمارے سامنے
دوستی کا ہاتھ بڑھاتے نظر آتے ہیں لیکن وہ فی الحقیقت
ہمارے دوست نہیں ہیں - جس طرح حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مختلف اقوام کے
لوگ متحد ہو گئے تھے آج بھی حضورؐ کی تعلیمات کی
برکت سے شامی ایرانی، افغانی، افریقی
ایک ہو سکتے ہیں - ایسا کرنے سے ان کی قوت و عزت
بڑھے گی - مسلمانانِ عالم کو اس اہم امر کی طرف
متوجہ ہونا چاہیئے - ان کے اس طرف توجہ کرنے
سے یورپ بھی ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے پر
مجبور ہو جائے گا ؛

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

جماعت کا دائرہ وسیع ہو سکتا ہے - میں نے اس سے
قبل دیوبندی - بریلوی علماء اور شیعہ حضرات کی کتب کا
مطالعہ کیا ہے لیکن جو تسکین مجھے یہاں ملی کہیں سے میسر
نہ ہوئی - آپ کا مخلص این اے مصطفےٰ ایف اے
معرفت مسٹر حبیب اللہ بانڈے گرداور تحصیل بھمبر

فہرست چندہ احمدیہ ہال

اسمائے گرامی معطی حضرات	رقم	رسید نمبر
عبداللہ خان عرف گھنڈے خان پشاور	۲۰۰/-	۹۹۴۹
مہردین صاحب مظفرآباد آزاد کشمیر	۵۰۰/-	۹۹۵۰
شکیلہ مسرت صاحبہ منگلا ڈیم	۱۰/-	۹۹۵۱
مسز سلیم احمد سیالکوٹ	۱۰/-	۹۹۵۲
مریم بی بی صاحبہ	۱۰/-	۹۹۵۳
قاضی عبدالرشید صاحب کندن سیالی	۱۰/-	۹۹۵۴
ظہیرالدین صاحب نوابشاہ	۲۵/-	۹۹۵۵
فتح اللہ بخش صاحب بدوملہی	۱۰۰/-	۹۹۵۶
مسعود بشیر صاحب بدوملہی	۵/-	۱۹۵۷
مرزا عبدالرحیم صاحب چانڈیہ	۱/-	۹۹۵۸
بشیر حسین صاحب ملتان	۱۰۰/-	۹۹۵۹
غلام نبی صاحب مانسہرہ	۱۰۰/-	۹۹۶۰
لیاقت حسین صاحب راولپنڈی	۵/-	۹۹۶۱
محمد امین صاحب بدوملہی	۵/-	۹۹۶۲
غلام سرور صاحب راولپنڈی	۲۰/-	۹۹۶۳
والدہ صاحبہ ارشد صاحب	۱۰۰/-	۹۹۶۴
نعیمہ شفیق صاحبہ سیالکوٹ	۱۰/-	۹۹۶۵
دختران رحمت اللہ صاحب ملتانی	۵۰/-	۹۹۶۶

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

آخری تین سالوں کے مزید نشانوں کی تفصیل

اور برق صاحب کے لئے لمحۂ فکریہ

(۶)

(۵۳) یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء میں مشترک ہے اس کی ابتدا ۱۹۰۷ء کے آخر میں ہوئی اور خاتمہ اس کا ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ۱۹۰۷ء کے ماہ نومبر میں آریہ سماج وچھو والی لاہور کے بعض شرپسند آریوں کو اسلام کے خلاف زہر اگلنے کا خیال پیدا ہوا اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے ایک ایسے جلسہ کے انعقاد کی تجویز سوچی جس میں شرکت کے لئے بعض دیگر مذاہب کے لیڈروں کو بھی مدعو کیا۔ ان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دعوت دی اور یقین دلایا کہ اس جلسہ میں کسی مذہب پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔ اور خلاف تہذیب کوئی کلمہ استعمال کیا جائے گا صرف اپنے اپنے مذہب کی تعلیم پیش کی جائے گی۔ اس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ اپنی جماعت کو بھی اس جلسہ میں شرکت کے لئے ہدایت کریں۔ اس تحریری یقین دہانی کے علاوہ انہوں نے لاہور کے احمدی اکابر کو زبانی بھی یقین دلایا کہ کسی خلاف تہذیب بات کا ارتکاب نہیں ہوگا اس جلسہ کی کارروائی نہایت شائستگی اور تہذیب سے سرانجام پائے گی آپ حضور کو اس میں شرکت کے لئے ضرور آمادہ کریں چنانچہ مکرمی ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب مرحوم و مغفور نے حضور کو یقین دلا کر شرکت پر راضی کر لیا لیکن حقیقتاً ان کا ارادہ نہایت بد تھا ان کا منصوبہ یہی تھا کہ مسلمانوں کو بلا کر حضرت نبی کریم صلعم کو خوب گالیاں دے کر ان کے دلوں کو دکھائیں۔ ان کی اس نیت کا علم بجز خدا تعالےٰ کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا تھا پس خدا عالم الغیب نے اپنے بندہ پر ۲۹ر نومبر ۱۹۰۷ء کو الہام نازل کیا :-

"انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتی"

اس الہام کی تشریح میں حضور نے فرمایا :-

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنے دقیق مکر سے میدان مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو مٹانا چاہتا ہے مگر خدا تعالےٰ اسے بامراد نہیں کرے گا بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی۔"

ظاہر ہے کہ جس وقت مندرجہ بالا الہام ہوتا ہے اس وقت حضور کو کوئی علم نہیں کہ آریہ قوم حضرت نبی کریم صلعم کی ذات مبارک پر نہایت ہی گندے حملے کرنے کے منصوبے تیار کر رہی ہے اور مسلمانوں کو اپنی گندے سے بھری ہوئی تقریر سنانے کے لئے دعوت دے رہی ہے لیکن خدا جو عالم الغیب ہے وہ تو ان لوگوں کی بری نیتوں اور ارادوں سے خوب واقف تھا اس لئے اس نے اپنے مامور کو اس سے مطلع کر دیا کہ ایک قوم ایسا گندہ ارادہ رکھتی ہے چنانچہ بعد کے واقعات نے اس الہام کی سچائی کو ثابت کر دیا کیونکہ جو مضمون اس جلسہ میں پڑھا گیا وہ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گالیوں اور بے حیا اور سراسر جھوٹے الزاموں سے پر تھا اور آنحضور صلعم کی توہین و تحقیر کے ذریعہ مسلمانوں کے دلوں کو دکھ پہنچانا ان کے مدنظر تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس سے سخت دکھ پہنچا۔ حالانکہ اس جلسہ میں سنانے کے لئے جو مضمون حضور نے تحریر فرمایا وہ حضور کی کتاب چشمۂ معرفت میں درج ہے جسے پڑھ کر ہر منصف مزاج شخص یہی فیصلہ دے گا کہ وہ مضمون تہذیب و شائستگی اور متانت کے تمام ضوابط کو ملحوظ رکھ کر لکھا گیا تھا اور اسلام کی صداقت کو پرزور اور ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا گیا تھا۔ بہرحال اس مضمون کو جب حضور نے ختم کیا تو مندرجہ ذیل الہامات حضور پر نازل ہوئے :-

(۱) انت منی بمنزلۃ النجم الثاقب
(۲) انهم ما صنعوا هو کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتی
(۳) انت منی بمنزلۃ روحی
(۴) انت منی بمنزلۃ النجم الثاقب
(۵) جاء الحق وزهق الباطل

یہ تمام الہامات اس مجمع میں سنا دیئے گئے اور سب سے آخر میں آریوں کی طرف سے جو تقریر پڑھی گئی اس نے اس الہام کی صداقت کو پوری طرح ثابت کر دیا کہ جلسہ تجویز انہوں نے کی تھی وہ محض اسلام کی عظمت کو دلوں سے مٹانے اور حضرت نبی کریم کو نعوذ باللہ بدنام کرنے کا ایک منصوبہ تھا لیکن حضور کے مضمون نے جو اسلام کی تائید میں پڑھا گیا اس نے ان کے اس منصوبہ کو خاک میں ملا دیا اور حضور کا یہ مضمون ان کے اس گندے منصوبے پر شہاب ثاقب کی طرح پڑا جس نے ان کے طلسم کو پاش پاش کر دیا اس مضمون نے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت یہ مضمون روح القدس کی تائید ہی سے لکھا گیا تھا جس سے حق کا غلبہ ہوا اور باطل کا سر کچلا گیا۔ مندرجہ بالا الہامات کی صداقت تو حضور کے مضمون اور آریوں کی عہد و پیمان کے خلاف گندہ دہانی سے ہی ثابت ہو گئی تھی لیکن الہامات میں چونکہ الہام "انت منی بمنزلۃ النجم الثاقب" کو دوہرایا گیا ہے اس لئے ضروری تھا کہ اس الہام کی صداقت کا ظہور دو دفعہ ہو چنانچہ ایک دفعہ تو خود اسی جلسہ میں حضور کے مضمون سے ہی ہو گیا اور دوسری دفعہ کتاب چشمہ معرفت کی تصنیف سے ہو گیا۔ کیونکہ اس کتاب میں آریہ مضمون پڑھنے والے کے تمام اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے جو اس نے اس جلسہ میں اسلام پر اور حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی پر کئے تھے۔ اس کے ان اعتراضوں کو احباب جماعت نوٹ کر کے لے آئے تھے۔ آریوں نے نہایت چالاکی سے اپنے مضمون کا سنایا جانا سب سے آخر میں رکھا تھا تا کسی اور کو ان کے خیالات کی تردید کا موقعہ ہی نہ مل سکے۔ کتاب چشمہ معرفت نے الہام جاء الحق وزهق الباطل کی سچائی کو اور مبرہن کر کے دکھلا دیا کیونکہ جس باطل کو آریوں کے نمائندے نے پھیلانا چاہا تھا ایک طرف اس کا اس کتاب کے ذریعہ قلع قمع ہو گیا اور دوسری طرف اسلام کی سچائی بھی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک اٹھی اور ثابت ہو گیا کہ حضور کی قلم اسلام کی تائید میں روح القدس کی مدد سے ہی چلتی ہے۔ یہ نشان

جیسا کہ میں نے لکھا ہے ۱۹۰۷ء کے دسمبر میں جلسہ کے موقعہ پر مضمون لکھنا شروع ہوا اور ۱۹۰۸ء میں کتاب چشمہ معرفت لکھنے سے ختم ہوا۔

اب جناب برق صاحب اور ان کے ہمنوا دوست، خوب غور کریں کہ کیا یہ نشان حضرت نبی کریم صلعم کے نشان سے مشابہ نہیں جو اس وقت ظاہر ہوا جب مدینہ کے یہودیوں نے آنحضور صلعم کو قتل کرنے کے مخفی منصوبہ کی بنا پر ایک مکان کی دیوار کے نیچے حضور کو اس غرض سے بٹھلا دیا کہ اوپر سے ایک بڑا پتھر آنحضور صلعم کے سر پر پھینک کر حضور کی زندگی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیں۔ لیکن اللہ تعالے نے آنحضور صلعم کو الہام کے ذریعہ اطلاع کر دی اور آنجناب صلعم وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

آپ غور فرمائیں کہ وہاں حضرت نبی کریم صلعم کی جسمانی زندگی ختم کرنے کا ایک مخفی منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کو ان کی اس بری نیت کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا اور یہاں بھی ایک قوم نے حضرت نبی کریم صلعم کی روحانی زندگی کو ختم کرنے کے لئے مخفی منصوبہ تیار کیا جس کا حضرت مرزا صاحب کو قطعاً علم نہ تھا اور نہ ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن خدائے عالم الغیب نے جس طرح وہاں حضرت نبی کریم صلعم کو بذریعہ الہام یہود کے مخفی منصوبہ سے اطلاع دے کر حضور کی جان کو بچا لیا اسی طرح یہاں بھی اللہ تعالے نے بطور پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کو بذریعہ اپنے الہام کے یہ اطلاع دی کہ ایک قوم ایسا منصوبہ تیار کر رہی ہے لیکن اللہ تعالے اسے ناکام بنا دے گا۔ چنانچہ وہ پیشگوئی چند دن بعد ہی پوری ہو گئی اور آریہ قوم کا مخفی منصوبہ منصۂ ظہور پر آ گیا اور حضرت اقدس کے مضمون نے ان کے بد ارادہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے سے روک دیا اور حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت کم ہونے کی بجائے جو آریوں کا اصلی مقصد تھا حضرت مرزا صاحب کے مضمون سے وہ عظمت مسلمانوں کے دلوں میں اور بھی بڑھ گئی اور اسلام کی تعلیم کی برتری پر دل یقین سے بھر گئے۔

کیا یہ نشان ایسا نہیں کہ خدا ترس انسانوں کے دلوں کو اطمینان اور یقین کی دولت سے مالا مال کر دے کہ حضرت مرزا صاحب کا فی الحقیقت اللہ تعالے سے گہرا تعلق تھا اور وہ اپنے دعوے مامور من اللہ ہونے اور مسیح موعود اور مہدی معہود کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہونے کے بارے میں حق اور صداقت پر تھے۔ کاش آپ کو غور کی توفیق ملے اور بجائے مخالفت پر کمربستہ ہونے کے حضور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر حقیقی خدمت اسلام میں لگ جائیں۔

۱۹۰۸ء کے نشان

(۵۴) ۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا کہ :-

"اے عبد الحکیم! خدا تعالے تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے" یہ الہام جیسے ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء میں پورا ہوا اسی طرح ۱۹۰۸ء میں بھی پورا ہوا اس لئے ۱۹۰۸ء کے نشانوں میں بھی اس کا ذکر کر دیا گیا ہے اس سال بھی حضور وعدہ الٰہی کے مطابق مذکورہ بالا بیماریوں سے محفوظ رہے۔

۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء کو حضور کو الہام ہوا:- "ایک وبا پڑے گی" فرمایا "یہ معلوم نہیں کہ یہ کس قسم کی وبا ہو گی" میں پہلے بتلا چکا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب چونکہ ساری دنیا کے لئے امام ہیں اس لئے حضور کے نشانات بھی عالمگیر ہوتے ہیں چنانچہ یہ الہام ہندوستان کے شہر ناگپور میں پورا ہوا جسکی تفصیل اخباروں میں اس طرح آئی :-

"ناگپور میں ایک نیا وبائی مرض نمودار ہوا ہے اور اب تک کئی لوگ اس کا شکار ہو چکے ہیں پہلے ٹانگیں سوجھ جاتی ہیں پھر ابتداء میں ہلکا بخار شروع ہو کر آخر میں سخت شدت تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ساتھ ہی زکام اور کھانسی بھی شروع ہو جاتی ہے سانس تنگی سے آنے لگتی ہے اور آخر میں دل کی حرکت بند ہو کر مریض راہی ملک عدم ہوتا ہے۔"

ہر شخص کے لئے مقام غور ہے کہ ناگپور میں دو ماہ بعد ایک خاص قسم کی وبا پڑنے والی کا علم قادیان کے گاؤں میں رہنے والے ایک شخص کو کس طرح ہو گیا جبکہ دنیا کے تمام ڈاکٹرز بھی پیش از وقت ایسی وبا کی خبر نہیں دے سکتے تھے اور نہ کسی نے دی خدائے عالم الغیب کے بتلائے بغیر حضرت اقدس مرزا صاحب کو اس کی اطلاع کیسے ہو سکتی تھی تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے اتار کر ہر شخص خدا کے لئے سوچے کہ جس شخص کو نعوذ باللہ دجّال کے لقب سے پکارا جاتا ہے خدا اس کے مقرب الٰہی ہونے کو کیسے کیسے زبردست نشانوں کے ذریعہ ثابت کرتا چلا جاتا ہے سعادت اسی میں ہے کہ ان نشانوں کو مشاہدہ کرنیکے بعد ہر شخص خدا کے مقرب کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جائے تا خدا کی برکات اور افضال کا مورد بن سکے۔

دو مزید زلزلے تتمہ حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۵۸ پر حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء سے چند روز پہلے مجھے یہ الہام ہوا اُردت زمان الزلزلۃ اس الہام کے یہ معنے تھے کہ اب میں پھر زلزلہ کا زمانہ لاؤں گا سو اس کے بعد ایک زلزلہ تو پنجاب میں آیا جس کی نسبت خیرآباد ضلع پشاور سے مجھے اطلاع ملی کہ وہ سخت زلزلہ اور قیامت کا نمونہ تھا اور اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں بھی اس کی خبر شائع ہوئی پھر انگریزی اخباروں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایسا ہی اس الہام کے بعد امریکہ اور بعض حصہ یورپ میں تین سخت زلزلے آئے اور بعض شہر تباہ ہو گئے لیکن چونکہ پیشگوئی میں عموم ہے اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ ابھی یہ بس نہیں ہو گا بلکہ اور زلزلے بھی آئیں گے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ وہ زمانہ آ گیا ہے کہ پھر [illegible] زلزلہ کو زمین پر ظاہر کر دوں گا سو ان زلزلوں کا منتظر رہنا چاہیے ہمیشہ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔"

حضور کے مندرجہ الہام اور اس کی تشریح کی رو سے ۱۹۰۷ء کے بعد بھی زلزلوں کا آنا ضروری تھا۔ چونکہ اس جگہ صرف ان نشانوں کا ذکر کرنا میرے مدنظر ہے جو حضور کی وفات تک ظاہر ہوئے اس لئے اس جگہ میں صرف ان زلزلوں کے ذکر پر اکتفا کروں گا جو ۱۹۰۸ء میں حضور کی وفات تک دنیا کے مختلف حصوں میں آئے اگرچہ اس الہام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے اس کے بعد بھی زلزلے آتے رہے۔

(۵۶) چنانچہ پہلا زلزلہ مندرجہ بالا پیشگوئی کے ماتحت جنوری ۱۹۰۸ء میں کوئٹہ میں آیا جو ایک سخت زلزلہ تھا جس سے وہاں کے مکانات بید کی طرح لرز گئے سخت گھبراہٹ طاری تھی اس سے شریج کے ریلوے اسٹیشن کی عمارات مسمار ہو گئی۔

(۵۷) دوسرا زلزلہ اپریل ۱۹۰۸ء میں میکسیکو کے قصبہ چلاپا میں آیا جس سے یہ قصبہ برباد ہو گیا۔ اس کی آبادی بارہ ہزار کی تھی۔

(۵۸) ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء کو حضور کو الہام ہوا:- سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم یعنے خود ہندوستان میں بھی اور ہندوستان سے باہر بھی ہم نشان دکھلائیں گے چنانچہ اس الہام کے ماتحت دو لڑائیوں جنگوں میں ظاہر ہونے والے بعض نشانات

(باقی بر صفحہ ۱۱)

تین سالوں کے مزید نشان

(بسلسلہ صفحہ ۸)

کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اور بعض کا ذیل میں کیا جاتا ہے۔ یہ نشان کس قسم کے ہیں اس کا ذکر ذیل کے الہامات میں پایا جاتا ہے :-

(۱) الامراض تشاع والنفوس تضاع ..

(۲) آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں -

۱۹۰۸ء میں جو آفتیں اور مصیبتیں دنیا پر آئیں اور جو نفوس ضائع ہوئے انہی کا ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے کچھ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور کچھ کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے :-

جنوری ۱۹۰۸ء میں مدراس میں اس شدت کی سردی پڑی کہ اس کی شدت سے وہاں کثرت سے بچے ہلاک ہوئے - اسی ماہ ہندوستان اور ایران میں شدید قحط نے کثرت سے لوگوں کو مصیبت میں مبتلا کر دیا چنانچہ ہندوستان میں قحط کی وجہ سے امداد حاصل کرنے والوں کی تعداد ۲ لاکھ ۳۲ ہزار تک پہنچ گئی تھی -

اس مہینہ تمام انگلستان میں اس قدر سردی پڑی اور تیز و تند مشرقی ہوائیں اس قدر چلیں کہ ان سے بہت سے لوگ موت کا شکار ہو گئے -

اپریل ۱۹۰۸ء میں کشمیر میں ۶۰ گھنٹہ تک سخت بارش اور برف باری کی وجہ سے کئی جانیں ضائع ہو گئیں -

بوسٹن (امریکہ) کے مضافات میں سے کیلیا کے علاقے میں سخت آتشزدگی کی وجہ سے ایک مربع میل کے بقدر وہاں کی آبادی جل گئی اور عمدہ عمدہ عمارتیں تباہ ہو گئیں - ۰ لاکھ اور ایک کروڑ کے مابین نقصان ہوا اور دس ہزار آدمی بے خانماں ہو گئے -

اسی ماہ چین میں تباہ کن سیلاب آیا جس سے دو ہزار آدمی غرق ہو گئے -

اسی ماہ نرائن گنج (مشرقی بنگال) میں ایک سن کے کارخانے میں آتشزدگی کی واردات ہوئی جس سے تین ہزار گٹھے سن کے جل گئے ۴ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا - اسی طرح سیرامپور کی انڈیا جوٹ ملز آتشزدگی سے تباہ ہو گئی ۴ لاکھ روپے کا نقصان ہوا -

اسی سال جنوری میں جدہ میں شدید آتشزدگی کے نتیجہ میں کئی دوکانیں جل گئیں اور دو لاکھ روپے کا نقصان ہوا -

(۵۹) - جولائی کے آخری دنوں میں حضور کو الہام ہوتا ہے "ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے" اس الہام کے چھ ماہ بعد یعنی جنوری ۱۹۰۸ء میں مکہ مدینہ، جدہ اور ینبوع میں سخت ہیضہ پھوٹ پڑا تفصیلی اعداد ... مالہ جو اس وقت کے اخباروں میں شائع ہوئے ان کی رُو سے حجاز میں ہیضہ کے ۲۲۶۰ کیس ہوئے اور ۱۶۶۰ آدمی ہلاک ہوئے مکہ معظمہ میں ۳۰۰ - ۴۰۰ اشخاص ہلاک ہوئے اس کے بعد ہیضہ نے اس قدر شدت اختیار کی کہ ۵۰۰ حاجی روزانہ ہیضہ سے مرتے رہے ہیں کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ ایسی خطرناک اور مہلک وبا کی چھ ماہ قبل اطلاع دے سکے کیا یہ الہام حضور کی صداقت پر بیّن دلیل کا کام نہیں دے رہا - میں بتلا چکا ہوں کہ حضور کی پیشگوئیاں عالمگیر حیثیت رکھتی ہیں -

(۶۰) آخری ایام میں جب حضور لاہور تشریف رکھتے تھے تو جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے چند معزز تعلیمیافتہ رؤساء لاہور کو اپنے ہاں ۱۷ مئی کو مدعو کیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں تقریر کرنے کے لئے درخواست کی جسے حضور نے منظور فرما لیا لیکن رات کو حضور کی طبیعت ناساز ہو گئی اور چند اسہال آجانے کی وجہ سے سخت ضعف ہو گیا جس کی وجہ سے تقریر کرنا بھی ناممکن تھا لیکن ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو ہی الہام ہوتا ہے "انی مع الرسول اقوم" اور یہی دن تقریر کے لئے مقرر تھا الہام کا مطلب واضح تھا کہ تم تقریر کے لئے کھڑے ہو جاؤ میری طرف سے طاقت بھی دیدی جائے گی اور میری تائید بھی تمہارے شامل حال ہوگی چنانچہ اس الہام سے تسلی پا کر حضور نے کھڑے ہو کر ہی تقریر فرمائی اور پورے اڑھائی گھنٹہ تک کھڑے رہے نہایت ہی مدلل اور مؤثر تقریر فرمائی گویا الہام کی صداقت اسی دن ظاہر ہو گئی اور دیکھنے والوں کے دل نور ایمان سے منوّر ہو گئے -

اب برق صاحب اور ان کے ہمنوا دوست خدا را غور فرمائیں کہ جس الہام کو وہ مہمل قرار دے رہے ہیں وہ کس صفائی سے بیان کر رہا تھا کہ موت سے قبل ۶۰ نشان دکھائے جائیں گے اور کس صفائی سے وہ وعدہ الٰہی پورا ہوا ہے کیا ان تمام نشانوں کا پورا ہونا اور پھر ساٹھ کے عدد کے مطابق پورا ہونا بیّن طور پر ثابت نہیں کر رہا کہ حضور اپنے دعوئے ماموریت میں ...

بحر حکمت کے موتی

واسطے کیا کرو۔

نوٹ:۔ قل ان کان اباؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصو

حتیٰ یأتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفسقین۔

(سورہ التوبہ آیت ۲۳)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۸ مارچ ۱۹۶۴ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ شمارہ ۱۱

احمدیہ ہال کراچی کا ایک منظر

افریقہ میں تبلیغِ اسلام

مغربی نائجیریا مسلم مشن لاگوس کے ذریعہ پانچ نوجوانوں کا قبولِ اسلام

میاں بشیر احمد صاحب متنو اطلاع دیتے ہیں کہ نومبر دسمبر ۱۹۶۳ء میں ذیل کے پانچ نوجوان حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں احباب ان کی استقامت کے لئے دعا فرماویں۔

انچارج افریقہ مشنز

(۱) سیموئل ڈینیل ۔ ۔ اسلامی نام ۔ ۔ ۔ سلیمان
(۲) سٹیفن ۔ ۔ ۔ ۔ اسلامی نام ۔ ۔ ۔ عبد السلام
(۳) جانسن ایڈیو ۔ ۔ ۔ اسلامی نام ۔ ۔ ۔ عبد السلام
(۴) کلیمنٹ پیتان اسلامی نام عبد الرحمٰن
(۵) اکوایم ۔۔ (۔ق) نائجیریا ۔۔ اسلامی نام ۔۔۔۔ یعقوب

لاگوس (نائجیریا) کا ایک اور نومسلم منڈسے ۔ اسلامی نام عبد الرشید ۔ جس کے قبول اسلام کا اعلان اس سے پہلے ہو چکا ہے ۔

سابق نام :- سیموئل
اسلامی نام :- سلیمان
لاگوس نائجیریا

ایک دُور سے آنے والے بھائی کی واپسی

مولوی امیر علی صاحب ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند) کے ایک مشہور و معروف عالمِ دین ہیں، آج سے قریباً اکتالیس سال پہلے طالب علم کی حیثیت سے ہمارے ہاں آئے اور پانچ سال تک یہاں رہ کر علوم دینیہ سے بہرہ اندوز ہوئے ۔ جس کے بعد ۱۹۲۷ء میں ہم سے رخصت ہو گئے ۔

اڑتیس سال بعد جبکہ بڑھاپے کے بال سفید ہو چکے ہیں، پھر ایک دفعہ انہوں نے دوستوں اور بھائیوں سے ملنے کا عزم کر کے پاکستان کی راہ لی اور گذشتہ ماہ نومبر ۱۹۶۳ء میں پھر ہم سے آملے، یہاں قریباً چار ماہ ان کا قیام رہا اور اس عرصہ میں دوستوں سے ملنے ملانے کے علاوہ جلسہ سالانہ پر لیکچر بھی دیا، بعض دوسرے مقامات (پشاور، ایبٹ آباد آزاد کشمیر وغیرہ) کا بھی دورہ کیا، اور آخر کار ۲۴ مارچ ۱۹۶۴ء کو ہم سے رخصت ہو گئے، موصوف پہلے بغداد، قاہرہ، دمشق ہوتے ہوئے حج کے لئے مکہ معظمہ جائیں گے، اور پھر انگلستان، کینیڈا، واشنگٹن، نیویارک کی سیر کرتے ہوئے اپنے وطن ٹرینیڈاڈ پہنچ جائیں گے ۔

ان کی آمد اور روانگی دونوں موقعوں پر حضرت امیر ایدہ اللہ اور متعدد احباب نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر استقبال اور مشایعت میں حصہ لیا، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سفر میں فائز المرام کرے اور بخیرو عافیت وطن مالوف پہنچائے ۔ آمین ۔

هفت روزہ پیغام صلح خود پڑھیں اور حلقہ احباب میں پڑھوائیں

میرا عزمِ حج

(ممتاز احمد صاحب فاروقی)

میں یہ چند سطور راولپنڈی سے لکھ رہا ہوں ۔ مگر میں انشاء اللہ تعالےٰ ۲۲ مارچ تک واپس لاہور چلا جاؤں گا ۔ اور اور وہاں جاکر زیارت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور حج بیت اللہ پہ جانے کی تیاری میں مصروف ہو جاؤں گا ۔ میرے والد صاحب ڈاکٹر بشارت احمد مرحوم و مغفور کو بھی حج پہ جانے کی بڑی خواہش تھی ۔ مگر صحت نے اور عمر نے وفا نہ کی ۔ ان کی آرزو کو پورا کرنے کے لئے میں نے اُن کی طرف سے حج بدل کا بھی انتظام کیا ۔ مگر جن صاحب کو بھیجنا تھا ان کے نام قرعہ ہی نہ نکلا ۔ اچھا پھر سہی انشاء اللہ تعالےٰ ۔ میں خود اور میری اہلیہ بھی حج پہ جانے کے لئے بہت خواہشمند تھے ۔ مگر ہمارے نام بھی قرعہ نہ نکلا ۔ تاہم میں نے جناب الٰہی کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا جاری رکھی کہ اصل مسبب الاسباب وہی ہے ۔ اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجد ۔ سو اس نے اپنی جناب سے بندوبست کر دیا ۔ اور روکاوٹیں دُور ہو گئیں ۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ سعودی ایئر لائنز کے بوئنگ جٹ طیارہ سے ۲ اپریل کو کراچی سے جدہ کے لئے سیٹیں بک ہو گئیں ۔ اور لاہور سے ۲۸ مارچ ۱۹۶۴ء کو بذریعہ ریل گاڑی عازم کراچی ہو جانے کا ارادہ ہے ۔ اخبار کے ذریعہ سے میں اپنے تمام دوستوں اور بزرگوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ہم دونوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ خیریت کے ساتھ اس سفر پہ لے جائے ۔ وہاں صحت اور عافیت سے فریضۂ حج اور زیارت روضہ نبویؐ بجا لانے کی سعادت بخشے ۔ اور ساتھ خیریت کے واپس وطن لائے ۔ آمین ۔ اس کے عوض میں میں اپنے تمام عزیزوں، اور دوستوں اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی اور بہتری ۔ اور اہلِ اسلام کی بھلائی اور اشاعت اسلام اور کلمۃ الحق کے لئے خانہ کعبہ میں اور مسجد نبویؐ میں انشاء اللہ تعالیٰ دعائیں کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ اللہ تعالےٰ توفیق بخشے اور انہیں درجۂ قبولیت عطا فرمائے ۔ آمین

خاکسار ۔ ممتاز احمد فاروقی

مولوی امیر علی صاحب آف ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز

پرویزی تحریک اور اسلام

سابقہ ماہوار ایڈیشن (مورخہ ۹ جنوری ۱۹۶۴ء) میں ہم نے پرویزی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ :-

"پرویز صاحب اگرچہ کھلے طور پر کرسئی اقتدار کے طالب نہیں، لیکن ان کے خیالات کو اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ان میں کمیونزم کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے حدیث کے متعلق جو نظریہ انہوں نے قائم کر رکھا ہے۔ اس کے خلاف بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن قرآن کی تفسیر میں انہوں نے جو رنگ اختیار کر رکھا ہے اس پر بہت کم روشنی ڈالی گئی ہے"

اس وقت پرویز صاحب کی ایک کتاب "نظام ربوبیت" ...... ہمارے سامنے ہے، اس کے دیباچہ میں انہوں نے اس امر پر بحث کی ہے کہ :-

" انسان کی حیاتِ ارضی کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ وہ سامانِ نشو ونما جو فطرت کی طرف سے بلا مزد ومعاوضہ عطا ہوا ہے، اس کی تقسیم کس طرح کی جائے کہ وہ تمام افراد انسانیہ کی نشو ونما کا ذریعہ بن سکے ــــ ایسی نشو ونما کا ذریعہ کہ ان کی طبعی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں اور ان کی مضمر صلاحیتیں بھی ابھرتی چلی آئیں، یہ ہے وہ بنیادی مسئلہ جس کا صحیح حل نہ ملنے کی وجہ سے انسان اس قدر جگر سوز مشقتوں میں مبتلا چلا آیا ہے "

پرویز صاحب کا یہ بیان قرآن کے کہاں تک مطابق ہے؟ آیا قرآن بھی انسان کی حیاتِ ارضی کا بنیادی مسئلہ یہی قرار دیتا ہے کہ فطرت کی طرف سے بلا مزد ومعاوضہ ملنے والا سامان کس طرح تقسیم کیا جائے؟ کاش پرویز صاحب قرآن کریم کی کوئی ایسی آیت پیش کرتے جس سے یہ ثابت ہوتا کہ قرآن کریم نے انسان کی حیاتِ ارضی کا بنیادی مسئلہ یہی قرار دیا ہے کہ قدرت کے عطا کردہ سامان کو کس طرح تقسیم کیا جائے، اس بات کی طرف تو انہوں نے توجہ نہیں کی البتہ یہ بتایا ہے کہ :-

" قرآن نے اس مسئلہ کو تین لفظوں میں بیان کر دیا ہے اس نے جب آدم سے کہا کہ تم نے زمین میں رہنا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ بعضکم لبعض عدوّ (۲۳/۲) تمہارے مفاد میں ٹکراؤ ہوگا۔ تم میں سے ہر ایک چاہے گا کہ اپنے لئے زیادہ سے زیادہ سمیٹ لے خواہ دوسروں کے لئے کچھ بھی رہے نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ کچھ لوگ اتنا سمیٹ لیں گے کہ اس کے رکھنے کے لئے بھی جگہ نہیں ہوگی اور دوسرے لوگ زندگی کی بنیادی ضرورتوں تک کے محتاج ہو جائیں گے "

غور کیجئے کیا بعضکم لبعض عدوّ کے معنے یہی ہیں کہ ہر ایک شخص زیادہ سے زیادہ سمیٹ کر دوسروں کو محروم کرنا چاہتا ہے؟ کیا ان الفاظ کا سیاق وسباق انہی معنوں کا مؤید ہے؟ ساری آیت پڑھ لیجئے فازلّهما الشيطٰن عنها فاخرجهما مما كانا فيه وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدوّ ولكم في الارض مستقرّ ومتاع الى حين۔ یعنے شیطان نے ان دونو (آدم اور اس کی زوج) کو اس سے پھسلا دیا سو ان کو اس (حالت) سے نکال دیا جس میں وہ دونوں تھے اور ہم نے کہا اتر پڑو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔ فرمایئے اس میں کہاں سرمایہ سمیٹنے کے لئے ایک دوسرے سے ٹکراؤ کا ذکر ہے؟

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ پرویز کی تحریرات میں اس قسم بیسیوں تفاسیر بالرائے پائی جاتی ہیں۔ اب اصل موضوع کی طرف آیئے، اسباب و ذرائع کو حیاتِ انسانی کا بنیادی مسئلہ قرار دیتے ہوئے انیسویں صدی کے ایک ریفارمر Jeremy Bentham کا ذکر کیا ہے کہ :-

"اس نے عمر بھر کوشش کی کہ مختلف افراد اور طبقات کی خود غرضی کا کوئی کامیاب حل تلاش کر سکے۔ اس کے لئے اس نے مختلف تحریکیں چلائیں، لیکن وہ ایک ایک کر کے ناکام ہوتی چلی گئیں۔ آخر الامر اس نے انتہائی مایوسی کے عالم میں اس کا اعتراف کیا کہ :-

انسان کی خلقت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اگر تمام نوعِ انسانی کی مسرت ایک طرف ہو اور ایک فرد کی اپنی مسرت ایک طرف تو وہ تمام نوعِ انسانی کی مسرت پر اپنی مسرت کو ترجیح دے گا۔"

اسی طرح ایک دو اور مفکرین کے خیالات نقل کر کے جن میں انہوں نے عقل انسانی کی رو سے اس تصادم کا مٹانا ناممکن قرار دیا ہے جو مختلف طبقوں اور قوموں میں اپنے اپنے مفاد کے تحفظ کے خیال سے پیدا ہوتا ہے" پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"تنہا عقل نے اس مسئلہ کا جو حل دریافت کیا ہے وہ ہمارے دور میں کمیونزم کی شکل میں سامنے آیا ہے کمیونزم کوئی نیا تصور نہیں۔ ذہن انسانی نے صدیوں پہلے اس کو محسوس کیا تھا کہ اس کشمکش کی جڑ ذاتی ملکیت کا وجود ہے۔ اگر ذاتی ملکیت کو مٹا دیا جائے تو یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے "

کمیونزم نے ذاتی ملکیت کو مٹانے اور ہر چیز حتٰی کہ افراد کی محنت ومشقت کو قومی ملکیت میں لانے کے لئے جو تجربہ کیا ہے، پرویز صاحب اس کے اس وجہ سے مخالف ہیں کہ اس سے انسان کے دل میں محنت کرنے کا جذبہ باقی نہیں رہتا اور حیوانوں کی طرح ان سے زبردستی کام لے کر اتنا ہی دیا جاتا ہے جس سے ان کے جسم کی پرورش ہوتی ہے۔

یہ بالکل صحیح ہے، لیکن آگے چل کر انہوں نے قرآن کی روشنی میں جو حل تجویز کیا ہے وہ بھی سن لیجئے فرماتے ہیں :-

"اس مسئلہ کے حل کے لئے جو کچھ قرآن سے میں سمجھا ہوں وہ یہی ہے کہ قرآن کسی کے پاس فاضلہ دولت رہنے نہیں دیتا اور وسائل پیداوار پر خواہ وہ فطری ہوں یا مصنوعی کسی کی ذاتی ملکیت کے اصول کو تسلیم نہیں کرتا۔"

اس قدر لکھنے کے بعد پرویز صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ یہ تو وہی کمیونزم والی بات ہے، چنانچہ خود ہی لکھا ہے کہ :-

" یہ بات دیکھ کر اکثر سطح بین حضرات فوراً کہہ اٹھیں گے کہ یہ تو وہی بات ہے جو کمیونزم کہتی ہے اس کے بعد وہ کہیں گے کہ یہ عجیب بات ہے کہ میں ایک طرف کمیونزم کو انسانیت کا بدترین دشمن قرار دیتا ہوں اور دوسری طرف اسلام کو جو وہی چیز پیش کرتا ہے جسے اشتراکیت پیش کرتی ہے نوعِ انسانی کے حق میں آبِ حیات تصور کرتا ہوں، بعض

(باقی بر صـــ ۲۶)

میرے دورے کے تاثرات

کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری انجمن

قبل ازیں میرے دورے کا پروگرام شائع ہو چکا ہے اور سیکرٹری صاحب جماعت پشاور کی طرف سے اس دورہ کے کچھ حالات بھی شائع ہوئے ہیں، اس سلسلہ میں میرے کچھ ذاتی تاثرات ہیں جو ہدیۂ قارئین کرام کرنا چاہتا ہوں۔

پروگرام کے مطابق ۲۸ فروری کو میں اور حبیب الرحمٰن صادق صاحب بذریعہ خیبر میل پونے آٹھ بجے شب لاہور سے پشاور کے لئے روانہ ہوئے اور ۲۹ فروری کی صبح کو سات بجے پشاور پہنچ گئے۔ ریلوے اسٹیشن پر محترم محمد الرحمٰن صاحب، ڈاکٹر عبد العزیز صاحب، قاضی عبد الرشید صاحب، شیخ شریعت احمد صاحب، بابو محمد صادق صاحب اور دیگر احباب جماعت خلوص و محبت بھرے جذبات لئے ہمارے خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔

احباب کی شوق ملاقات کے لئے گرمجوشی ہماری سفر کی تھکن کو یکسر دور کر گئی اور احباب ہمیں مسجد احمدیہ پشاور تک لے آئے۔ پشاور میں تعمیر مسجد اور اس سے ملحق مہمان خانہ کا قیام احباب پشاور کی جوانمردی اور دین و سلسلہ احمدیہ سے گہری وابستگی کی ترجمانی کرتے ہیں۔ مہمان خانہ میں غسل کرنے کے بعد ہمارے ناشتہ کے لئے نہایت قابل احترام بزرگ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کے دولتکدہ پر حاضر ہوئے جو کہ مسجد و مہمان خانہ سے ہی ملحق ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب بوجہ پیرانہ سالی و کمزوری عرصہ دو ماہ سے صاحب فراش ہیں، اس لئے اُن کے دولتکدہ پر ہی ملاقات ہوئی اور ان کی قیمتی اور پرخلوص گفتگو نے ہمارے ناشتہ کے ساتھ روحانی غذا کا کام دیا۔ ہمارا پروگرام کا اسی پُرکیف صحبت سے آغاز ہو گیا۔ جماعت کے استحکام اور تنظیم سے متعلق تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس بارے میں احباب اور ہماری طرف سے نہایت مفید اور مؤثر تجاویز سامنے آئیں، جن میں جماعت بندی، چندوں میں باقاعدگی، اخبارات کی توسیع اشاعت وغیرہ امور زیر بحث آئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت قیمتی بزرگ ہیں۔ احباب جماعت ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس صحبت میں ایک شکوہ بھی کیا ہے کہ انجمن نے (ادارہ تعلیم القرآن کی تحریک پر جب احباب سے چندہ حاصل کیا تو یہ وعدہ کیا تھا کہ ادارہ کی تعمیر کے بعد معطی صاحبان کے نام پتھر پر کندہ کر کے دیوار میں لگائے جائیں گے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ شکایت بجا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی خواہش کی تکمیل کے لئے انجمن کو توجہ دلائی جائے گی۔

اس دلآویز محفل کے اختتام پر دوپہر کے کھانے کے لئے ہم جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب کے دولت کدہ پر اُٹھ آئے۔ یہاں مکرم شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ صاحب موصوف سلسلہ احمدیہ کے مخلص ترین بزرگ ہیں جو کامیاب وکیل ہونے کے ساتھ قرآن مجید سے بھی عشق رکھتے ہیں۔ اُن سے استدعا کی گئی کہ جماعت پشاور کو اپنے درس قرآن سے مستفید فرمایا کریں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ میری یہ استدعا قبول ہوئی اور شیخ صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا کہ وہ درس قرآن کا سلسلہ احمدیہ مسجد پشاور میں شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو جزائے خیر دے۔ آمین

سہ پہر کو جماعت یونیورسٹی کی طرف سے پروفیسر عزیز احمد صاحب اور احمدی طلباء نے ہمارے لئے عصرانہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ چنانچہ کھانے سے فارغ ہو کر ہم ڈاکٹر عبد العزیز صاحب کے ساتھ یونیورسٹی پہنچے۔ پروفیسر عزیز احمد صاحب و طلباء کی طرف سے پُرتکلف عصرانہ کے ساتھ جماعت یونیورسٹی کی مستعدی اور سلسلہ سے گہرے لگاؤ نے ہمیں بجد متاثر کیا۔ یہاں پر طلباء کو مختصر سی تقریر کے ذریعہ سے دو امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔

(۱) — ہم کیوں احمدی ہیں؟

(۲) — ہمارا مقصد کیا ہے؟

طلباء کو بتایا گیا کہ ہم اس لئے احمدی ہوتے ہیں کہ تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوں اور دوسروں کے لئے قابل تقلید نمونہ بنیں۔ اور اس جماعت میں شامل ہو کر ہمارا مقصد تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن مجید ہے اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم خود متقی ہوں۔ نیز طلباء کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب زیر مطالعہ رکھنے کی تلقین کی گئی۔ کیونکہ ان میں وہ نور بھرا ہوا ہے جو ہماری تبلیغ و اشاعت کے ہر میدان میں رہنمائی کر سکتا ہے۔ آخر میں تنظیم جماعت کی طرف سب کو توجہ دلائی گئی۔

یونیورسٹی کی جماعت میں سرگرمی پیدا کرنے کا سہرا پروفیسر عزیز احمد صاحب، عبد الکریم صاحب، صاحبزادہ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور صاحبزادہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کے سر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت میں برکت ڈالے۔ آمین۔ مجھے امید ہے کہ یہ جماعت ایسے صالح نوجوان پیدا کرے گی جو آئندہ نہ صرف جماعتی ذمہ داریوں کو اُٹھائیں گے بلکہ اپنے عمل و کردار سے قابل تقلید

اخبار احمدیہ

علالت - کرنل سعید احمد صاحب سیکرٹری انجمن دورہ سے واپسی کے بعد بیمار ہو گئے۔ انکی صحت کیلئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

انتقال پُر ملال

— شیخ غلام محمد مدنی مصلح موعود کی وفات کی اطلاع گذشتہ اشاعت میں مختصراً درج کی گئی تھی۔ شیخ صاحب چند ماہ سے بیمار چلے آ رہے تھے، اور میو ہسپتال میں داخل تھے۔ ہر قسم کے علاج معالجہ کے باوجود بیماری کا پورے طور پر پتہ نہ لگ سکا اور ۱۴ و ۱۵ مارچ ۱۹۶۴ء کی درمیانی شب کو وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کا جنازہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں پڑھا گیا اور احمدیہ قبرستان واقعہ میانی صاحب میں سپرد خاک کئے گئے ہمیں اُن کے فرزندان اور دیگر تمام لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ولادت اور عطیہ

— دربند (ضلع ہزارہ سے) سمندر خان صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"۶ مارچ ۱۹۶۴ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے ہاں پوتا تولد ہوا ہے۔ نومولود کا نام عبد العلی ہے، مبلغ پانچ روپے اس خوشی میں آج ہی خزانۂ انجمن میں بھیجے جا رہے ہیں۔"

درخواستہائے دعائے صحت

(۱) - ہمارے عزیز دوست، محمد بشیر بٹ صاحب اکونٹنٹ بیمار ہیں اور سروسز ہسپتال میں داخل ہیں۔

(۲) - میاں عبد الرحمان چغتائی صاحب بھی بیمار ہو کر اسی ہسپتال میں داخل ہیں۔

(۳) — ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی سرگودھا میں بیمار پڑے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ "۱۱ مارچ کو انبالہ ہائی سکول میں چند معززین شہر کو جو میری عیادت کے لئے آئے تھے عصرانہ پر مدعو کیا اور اس موضوع پر تقریر کی کہ ہم سائنس کے ذریعہ روحانی قدروں کا پتہ کس طرح لگا سکتے ہیں۔ الحمد للہ یہ تقریر کامیاب رہی۔"

ان تینوں اصحاب کی صحت کے لئے دعا کی... درخواست ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب شخصیت

جس نے عرب کی کایا پلٹ دی

پاکستان کی کامیابی تعلّق باللہ اور خدمتِ خلق میں مضمر ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۶۴ء ۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قد افلح المومنون ۔ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون ۔ والذین ہم عن اللغو معرضون والذین
ہم للزکوۃ فاعلون ۔ والذین ہم لفروجہم حٰفظون ـــــــ الذین یرثون الفردوس
ہم فیہا خٰلدون ـــــــ (المؤمنون) ـــــــ

حضرت نبی کریم صلعم کی کامیاب شخصیت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ترین شخصیت ہے۔ اور ان کی کامیابی بڑے مشکل حالات میں رونما ہوئی جس قوم کو آپ مہذب اور باخدا بنانا چاہتے تھے ان کے رگ و ریشہ میں بت پرستی ہے۔ توہم پرستی ہے۔ وہ شراب پینے کی عادی ہیں۔ بدکاری کو گناہ خیال نہیں کرتی تھی۔ جوا کھیلنا اس کا شعار تھا۔ لڑنا مرنا اس کی گھٹی میں تھا۔ اور اختلافات، ان کے اندر ایسے شدید تھے کہ کوئی انہیں دور نہیں کر سکتا تھا۔ ایسی قوم کو حضورؐ جیسی شخصیت ہی آراستہ پیراستہ کر سکتی تھی۔ حضور صلعم ہی ان لوگوں کو جو صحرا کے ذرّوں کی طرح منتشر تھے ایک کرنے اور باہم شیر و شکر بنانے میں کامیاب ہوئے۔ حضورؐ کے سوا کوئی اور ایسی شخصیت نہیں۔ جس نے اس قوم میں سے بدکاری کو ختم کر دیا ہو۔ شراب بند کر دی ہو۔ اور دیگر گناہوں سے چھڑا دیا ہو۔

موجودہ علمی دور کی اخلاقی امراض

شراب اور جوا آج بھی اس علم اور روشنی اور تہذیب و شائستگی کے زمانہ میں یورپ میں عام ہے شراب اور جوا کی یہ وبا پوری زور کے ساتھ ان ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ شراب اور جوا اس مہذب دنیا میں بڑے پیمانے پر چلتا ہے۔ اس مہذب دنیا میں عورتوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا نے تمہیں حسن و خوبصورتی اس لئے دی ہے کہ اس کا مظاہرہ و مشاہدہ ہو، معلوم ہوا کہ ان اخلاقی امراض کا دور کرنا ۔ جوئے کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینا اور شراب کو کلیتہً ممنوع قرار دے دینا یہ آسان بات نہ تھی۔ یہی بت پرستی کا حال ہے۔ یہی نہیں کہ ہماری ہمسایہ ہندو قوم بت پرستی کرتی ہے بلکہ یورپ میں بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ بت پرستی کا شکار ہیں۔ وہاں مریمؑ کے بت کی پرستش ہوتی ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقہ حضرت مریمؑ و حضرت عیسیٰؑ کے بتوں کی پرستش نہیں کرتا۔ لیکن کیتھولک فرقہ جو اکثریت میں ہے۔ حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے بتوں کی پرستش کرتا ہے۔ غرض یورپ میں آج بت پرستی بھی ہے۔ جوا بھی ہے۔ بدکاری اور بے حیائی بھی ہے۔ اس بیسویں صدی اور علم و روشنی کے زمانہ میں بداخلاقی اور بدکاری بڑے زوروں پر ہے آج سے چودہ سو سال پہلے قوم پڑھی لکھی نہ تھی۔ بت پرستی ان کا ایمان تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کو نہ صرف بت پرستی اور توہم پرستی سے نکالا، نہ صرف جوا اور شراب چھڑا دی بلکہ انہیں مہذب اور بااخلاق بنا دیا۔ راجندر بابو بہت پڑھے لکھے انسان ہیں وہ ہندوستان کے پریذیڈنٹ رہ چکے ہیں۔ وہ بھی پتھر کے سامنے اپنا سر پھوڑتے تھے۔ چوکے پر جب تک گائے کا گوبر نہ لیپ لیں وہ کھانا نہیں کھاتے تھے۔

نبی کریم صلعم کا اصلاحی کارنامہ

حضور نبی کریم صلعم نے ایک نہایت ہی غیر مہذب قوم کی اصلاح کی۔ اور حالت یہ ہو گئی کہ بت پرستی کا نام و نشان نہ رہا۔ شراب مدینہ کی گلیوں میں بہہ نکلی اور تمام قسم کی اخلاقی امراض بکلی مٹ گئیں۔ نہ لڑائی۔ جھگڑا رہا، نہ دشمنی اور عداوت باقی رہی بلکہ سب بھائی بھائی بن گئے۔

غلامی کا بتدریج انسداد

ایک شخص نے مجھے کہا کہ حضور نبی کریمؐ کے حکم سے جب شراب ختم ہو گئی اور لوگوں نے اسے گلیوں میں بہا دیا تو حضورؐ نے قوم کو کیوں نہ یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ غلامی ختم کر دو۔ اور غلاموں کو آزاد کر دو کسی کے ہاں غلام نہ رہے۔ میں نے کہا کہ حضورؐ بڑے دانشمند تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو عقل و دانش کا وافر اور کثیر حصہ عطا فرمایا تھا۔ شراب کے مٹکے اور برتن توڑ دینے آسان ہیں لیکن ہزاروں کی تعداد میں ان عورتوں اور مردوں کو جو غلام تھے ایک ہی وقت میں آزادی دلا کر گھروں سے باہر نکال دینا اور ان کی معیشت کے راستے بند کر دینا بہت بڑی خرابی کا موجب ہے اگر ایسا کیا جاتا تو ان غلاموں کی وہی حالت ہوتی جو آج مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت کرتے وقت پیش آئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کا انسداد فرمایا مگر آہستہ آہستہ بتدریج اسے دور کیا حضورؐ نے فرمایا کہ غلاموں کا آزاد کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔ قوم کے کسی آدمی سے کوئی خطا یا غلطی کی تو اس پر تعزیر یہ لگا دی کہ غلام آزاد کر دو۔

اسلام میں غلاموں کی حیثیت

اور غلامی کی حالت میں بھی ان کی حیثیت یہ قرار دی کہ فرمایا کہ دیکھو! غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جو کھانا تم خود کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ۔ اور جو لباس تم خود پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ۔ ان کی طاقت سے بڑھ کر ان سے کام نہ لو۔ مساوات اس حد تک قائم کی کہ غلام آقا کے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتا تھا۔ غلاموں کو کمانڈر بنا دیا گیا۔ غلاموں کے نکاح میں شاہی خاندان کی لڑکیاں دے دی گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دانش یہ تقاضا نہ کرتی تھی کہ امتناع شراب کے حکم سے جس طرح شراب کلیتہً بند ہو گئی۔ اور مدینہ کی گلیوں میں بہا دی گئی۔ اسی طرح غلامی کا انسداد بھی یک لخت کر دیا جاتا۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے تھے کہ ان کو گھر سے بے گھر کر دیا جاتا۔ ان کی معیشت کے ذرائع چھین لئے جاتے اور ان کو تباہ حال کر دیا جاتا۔ بلکہ ایسے طریق سے غلامی کا انسداد کیا کہ وہ مصائب و مشکلات سے بچ گئے۔

- - - - - - - - - - - -

حضرت نبی کریم صلعم نے عرب کی کایا پلٹ دی۔

حضورؐ نے اس ملک کی کایا پلٹ دی۔ اس کا زمین و آسمان بدل گیا۔ اگر اس قوم کے بزرگ اور باپ دادے اپنی قبروں سے اُٹھ کر مکہ اور مدینہ کی حالت کو دیکھتے تو وہ حیران رہ جاتے اور یقین نہ کرتے کہ یہ وہ قوم ہے جو لڑتی مرتی رہتی تھی۔ وہ اب سب باہم بھائی بھائی ہو گئے اور ایک دوسرے پر جان دیتے لگے ہیں۔

مہاجرین سے اہل مدینہ کا حسنِ سلوک

مکہ سے جب ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو مدینہ والوں نے ان کے لئے اپنے دل وسیع کر لئے اور سگے بھائیوں سے بڑھ کر اُن سے سلوک کیا۔ اُن سے کہا کہ ہمارے باغ اور ہماری زمینیں اور دیگر اشیاء ہیں ان میں سے نصف تمہارے لئے ہیں۔ یہ تم لے لو۔ سعد بن الربیع انصاریؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ مہاجر سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں۔ ایک کو میں طلاق دے دیتا ہوں، تم اُس سے نکاح کر لو۔ مگر مہاجر بھائی نے کہا کہ نہ مجھے مال چاہیئے نہ بیوی مجھے صرف بازار کا رستہ بتا دو۔ بازار جا کر انہوں نے رسی لی اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بازار میں بیچنے لگے توفیق الٰہی سے اُن کے کاروبار میں برکت ہوئی۔ مال زیادہ آ گیا اور تجارت کرنے لگے۔ وہ غیرت مند تھے۔ وہ اپنے بھائی پر غیر ضروری بوجھ ڈالنا نہیں چاہتے تھے اس سے انہیں فائدہ ہوا۔

مسلمانوں کے اخلاقی کردار کا نقشہ قرآن کریم میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم میں اخوت و مساوات پیدا کی جو ریت کے ذروں کی طرح منتشر تھی۔ شراب، جؤا اور بدکاری اور بے حیائی ختم کرنے کے بعد انہیں ایسا بنا دیا جس کا نقشہ ان آیات میں ہے۔ فرمایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون۔ حضور صلعم نے ان کو باخدا بنا دیا۔ دن رات ان لوگوں کا شغل نماز اور عبادت ہو گیا وہ تہجد اور نوافل پڑھنے لگ گئے۔ قرآن کریم کے حفظ کرنے کی ترغیب و تحریص پیدا ہو گئی۔ یہ بہت بڑا مقام ہے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو پہنچایا۔

قوم کا باخدا ہونا کامیابی کا موجب ہے

قوم کا مہذب ہو جانا مشکل ہے لیکن اس کا باخدا ہو جانا تو اس سے بھی کہیں زیادہ مشکل ہے۔ لیکن وہ مومن بن گئے ان کے متعلق فرمایا قد افلح المومنون۔ مومن یقیناً کامیاب ہو گئے۔ ان مومن لوگوں کی شان یہ ہے کہ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون وہ نمازوں میں خدا کے حضور عجز و نیاز کے ساتھ جھکتے ہیں اگر انہیں کامیابی اور کامرانی حاصل ہوئی تو محض اس وجہ سے کہ اُن کا خدا سے تعلق ہو گیا۔ اور وہ اُس کی عبادت میں لگ گئے۔ کامیابی کا گُر یہی ہے کہ قوم کی قوم باخدا ہو جائے۔ عبادت گزار بن جائے۔ اگر پاکستان کے لوگ عبادت گزار بن جائیں تو کامیابی اُن کے قدم چومے گی۔

عبادت اور کامیابی کا طریق

کامیابی کا طریق یہی ہے کہ آستانہ الٰہی پر نہایت عجز و انکساری سے اپنی جبین نیاز رگڑ رگڑ کر گریہ زاری کرنا سیکھو۔ اس سے قرب الٰہی میسر آتا ہے اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے کی توفیق ملتی ہے تضرع اور خشیت عبادت کا حصہ ہونا چاہیئے۔ ہمارے ہاتھ اُٹھانے میں ادب ہو، قیام کے اندر ادب ہو کہ ہم خدا کے دربار میں کھڑے ہیں۔ رکوع، سجدہ اور قعدہ اور جلسہ میں ادب ہو۔ اس سے نماز شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔ نماز کا اثر انسان کے اعضاء پر ہو۔

اعضاء کا اثر رُوح پر

کون نہیں جانتا کہ اعضاء کا اثر روح پر ہوتا ہے یہی حال روحانیت کا ہے۔ روحانی کاموں سے دل منور ہوتا ہے۔ زبان پر ملائمت ہو، آنکھ میں حیا ہو کان بری باتیں سننے سے پرہیز کریں۔ بیہودہ بات سے متاثر ہونے والے نہ ہوں۔ تو اس سے عزت بڑھتی ہے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ الذین ھم لفروجھم حٰفظون۔ زبان۔ کان۔ آنکھ یہ راستے ہیں جن کے ذریعہ سے شیطان اس کے قلعے یعنی دل پر حملہ کرنا چاہتا ہے جہاں انسان کی روح بستی ہے۔ فرمایا کہ ان موریوں کی حفاظت کرو کہ شیطان روح پر حملہ آور نہ ہو۔ روح اور جسم ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ وہ قوم جو کامیابی کا منہ دیکھنا چاہتی ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ عبادت گزار ہو جائے اس کی عبادت میں خشیت اور تضرع اور عجز و انکسار ہو۔

عبادت الٰہی کے ساتھ مخلوق خدا کی خدمت

والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون

جب خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق ہو گیا تو پھر انسان کا کام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی مخلوق کی خدمت میں لگ جائے۔ انسان کا آخری معراج یہی ہے کہ اس کا مال دوسروں کی ضرورتوں اور حاجتوں پر خرچ ہو۔ خدا کے ساتھ تعلق لگانا چاہتے ہو؟ نہیں لگ سکتا جب تک اس کی مخلوق کی خدمت نہ کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم غرباء پر اپنا مال صرف کرتی تھی۔ اس کی تاریخ ہے کہ وہ گھوڑے، گائے، بھینس اور اونٹ وغیرہ حیوانات سے بھی نیک سلوک کرتے تھے۔ ایک حدیث میں صحابہؓ بیان کرتے ہیں کنا اذا نزلنا منزلا لا نسبح حتی نحط الرحال۔ جہاں کہیں ہم ڈیرہ لگاتے تھے نماز ادا کرنے سے پیشتر ہم سواریوں کے آرام و راحت کا سامان کرنا ضروری سمجھتے تھے۔

اجتماعی زندگی کی ضرورت

یہاں دو چیزوں کا ذکر ہے کہ ایک تو عبادت گزار بن جاؤ۔ دوسرے یہ کہ اجتماعی زندگی بسر کرو۔ اس کے بغیر کوئی قوت نہیں کوئی عزت نہیں۔ وہ حصہ قوم جو اقتصادی رنگ میں کمزور ہے اسکو اونچا کیا جائے تا کہ وہ قوم کا مفید حصہ بن جائے۔ آج مسلمان خدا اور رسول کریم صلعم کی باتوں کی طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ نماز میں سستی ہے اور زکوٰۃ میں تو بہت ہی سستی ہے۔

فطرانہ اور زکوٰۃ قومی ترقی کا موجب ہے

اگر مسلمان قوم ساری کی ساری عید کے موقعہ پر فطرانہ ادا کرے، زکوٰۃ دے تو ملک میں غریب نظر نہ آئیں۔ قوم کو بڑی ضرورت ہے تعلیم کی ہسپتالوں کی ٹیکنیکل اداروں اور کالجوں کی۔ یہ تمام ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں اگر فطرانہ اور زکوٰۃ پابندی سے ادا کی جائے، اس سے قوم کی حالت بہتر ہو جائے گی۔ اس لئے یہاں دو نوں باتوں کا ذکر ہے۔ خدا کی عبادت کا اور مخلوق خدا کی خدمت کا۔

فرنگی مرض کو چھوڑ دو اور نیک اخلاق اختیار کرو

اس زمانہ میں میلان یہ ہے کہ ہماری خوراک ہمارا لباس، ہمارا فرنیچر اعلےٰ درجے کا ہو، عمدہ ہو، رقص و سرود ہو، وغیرہ وغیرہ، یہ فرنگی مرض ہے جو پاکستان میں بھی موجود ہے۔ اس مرض کا مقابلہ کرنا سیکھو۔ ایک عفیف قوم بن جاؤ۔ حضورؐ کے متعلق صحابہؓ کا بیان ہے یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ حضور صلعم ہمیں حکم دیتے کہ عبادت گزار بن جاؤ۔ صدق مقال اختیار کرو حیاء اور شرم اختیار کرو۔ لڑائی جھگڑا اور تفرقہ ختم کرو۔ عورتوں اور مردوں کے اندر نظر آئے کہ یہ عبادت گزار ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ شراب جؤا وغیرہ سے نفرت کرتے ہیں۔

ناجائز کمائی بداخلاقی پیدا کرتی ہے

جب روپیہ پاس آتا ہے، بالخصوص جب ناجائز طریقہ سے دولت آتی ہے تو انسان اس قسم کی غلط راہوں پر چل پڑتا ہے۔ شراب پیتا ہے اور کہتا ہے شراب سے کیا ہوتا ہے۔ پہلے چوری چوری شراب

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

آیت لو تقوّل الخ سے

جناب برق صاحب کا عجیب و غریب استدلال

میرے ایک معزز بھائی نے آیت زیرعنوان پر برق صاحب کے استدلال کی طرف مجھے توجہ دلائی ہے کیونکہ برق صاحب نے بھی اس آیت پر بہت کچھ لکھا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس آیت کا اصل مفہوم بیان کرنے سے قبل برق صاحب کے استدلال کا بھی جائزہ لیا جائے۔

برق صاحب کے نزدیک علماء کا عجز

برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۳ پر زیرعنوان "دلیل انتزاع" لکھتے ہیں:-

"جناب مرزا صاحب پورے بیس برس تک اس آیت (یعنی آیت لو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین — ناقل) سے استدلال فرماتے رہے (یعنی اپنے دعویٰ کی صداقت پر — ناقل) اس استدلال کو ہر تصنیف میں بار بار دہراتے رہے اور لطف یہ کہ آپ کے مخالفین یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولوی عبدالحق غزنوی و دیگر سینکڑوں علماء میں سے کوئی ایک بھی اس استدلال کا جواب نہ دے سکا۔"

پھر صفحہ ۱۰۵ پر لکھتے ہیں:-

"اس استدلال کے سلسلہ میں جناب مرزا صاحب نے ...... مخالف علماء کو بار بار چیلنج دیا کہ اگر اسلام کی طویل تاریخ میں کوئی جھوٹا نبی ہلاک نہ ہوا ہو تو اس کا نام بتاؤ لیکن کوئی عالم گذشتہ ستر برس میں ایک مثال بھی پیش نہ کر سکا۔"

پھر صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں:-

"بات یہ ہے کہ آیت زیر بحث کا مفہوم ہمارے علماء پر آج تک مخفی رہا قرآن مفسر قرآن ہے اس آیت کی تفسیر ایک اور آیت میں موجود ہے یہاں قابل حل صرف یہ سوال ہے کہ رسول کریم کون ہے اگر اس سے مراد حضور صلعم ہوں تو جناب مرزا صاحب کا استدلال درست ہے اور اگر کوئی اور ہو تو درست نہیں۔"

برق صاحب کی علماء کے خلاف ڈگری

برق صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے عیاں ہے کہ تمام کے تمام علماء سیدنا حضرت مرزا صاحب کے استدلال کو توڑنے میں ناکام رہے جو حضور بقول برق صاحب اپنے دعوے کی صداقت پر آیت مندرجہ بالا سے کیا کرتے تھے اور جس استدلال کو حضور بقول برق صاحب برابر بیس برس تک بار بار علماء کے سامنے پیش کر کے انہیں چیلنج کرتے رہے کہ میرے اس استدلال کو توڑ کر دکھلاؤ۔ آیت مندرجہ بالا میری صداقت پر کھلی کھلی دلیل ہے۔ سیدنا حضرت مرزا صاحب کی یہ دلیل اس قدر وزنی پتھر تھا کہ تمام کے تمام علماء بقول برق صاحب اس کو اٹھانے سے عاجز رہے۔

برق صاحب کے اس اقرار کا منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ تمام کے تمام علماء صداقت کو قبول کرنے سے پہلوتہی کرتے رہے تھے۔ جبکہ قرآن کریم کی واضح آیت سیدنا حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کر رہی تھی اور علماء سب کے سب اس ثبوت کے خلاف لب کشائی کرنے سے بالکل عاجز تھے تو ان حالات میں قرآن کریم کی اتباع کا دعوے اُن پر یہ فرض قرار دیتا تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایمان لے آتے تقویٰ اور دیانتداری کا اول تقاضا تو بیشک یہی تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو صحیح تسلیم کر کے حضور کے ساتھ ہو کر ان کی ہدایت کے ماتحت خدمت دین میں مصروف ہو جاتے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کا یہی ارشاد ہے الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہ۔ لیکن اگر وہ اتنی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے تھے تو کم از کم وہ اس زبردست دلیل کے سامنے عاجز آنے کی صورت میں مخالفت سے ہی کنارہ کشی اختیار کر لیتے لیکن ان دونوں صورتوں میں سے کسی کو بھی اختیار نہ کرنا ثابت کر رہا ہے کہ یہ علماء تقویٰ کے مقابلہ میں بے جا ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے رہے۔ خوب غور کر لو کہ برق صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔

برق صاحب کی علماء پر دوسری حجت

اپنی مندرجہ بالا تحریر میں برق صاحب اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا میں اگر لفظ رسول کریم سے حضرت نبی کریم صلعم ہیں تو جناب مرزا صاحب کا .... استدلال درست ہے اور یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ علماء آیت میں لفظ رسول کریم سے مراد حضرت نبی کریم صلعم کو ہی لیتے رہے ہیں اس صورت میں جناب برق صاحب کا فتوے یہی ہے کہ علماء کو سیدنا حضرت مرزا صاحب کے استدلال کو درست تسلیم کر لینا چاہیئے تھا کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں پس دونوں صورتوں میں برق صاحب کے نزدیک علماء زیرالزام آتے ہیں اول استدلال کو توڑنے سے عاجز آنے کی صورت میں دوم حضرت نبی کریم صلعم کو ہی آیت کا مصداق سمجھنے کی صورت میں۔

علماء سلف صالحین کس کو آیت کا مصداق سمجھتے رہے۔

صرف علماء زمانہ ہی حضرت نبی کریم صلعم کو آیت مذکورہ بالا کا مصداق نہیں سمجھتے رہے بلکہ پہلے مفسرین بھی ایسا ہی سمجھتے رہے ہیں تمام مفسروں نے "تقوّل" کی ضمیر کا مرجع حضرت نبی کریم صلعم کو ہی قرار دیا ہے صرف ایک نے احتمالی طور پر یہ لکھا ہے کہ اس ضمیر کا مرجع یا نبی کریم صلعم ہو سکتے ہیں یا جبرئیل لیکن وہ بھی تعین نہیں کر سکے۔ اس مفسر کا یہ قول محض نحوی اعتبار سے ہے۔ اس سے زیادہ اس قول کی کچھ بھی حقیقت نہیں اور ایک نے تقوّل کا فاعل متقوّل محذوف مانا ہے۔ یہ مفسر حضرت نبی کریم صلعم کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے آنحضور صلعم کو متقولین کے دائرے سے باہر نکالنا چاہتے ہیں لیکن جب ہر متقوّل کا اس کی زد میں آنا مسلم ہو تو پھر حضرت نبی کریم صلعم کس طرح باہر رکھے جا سکتے ہیں اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ اگر حضرت نبی کریم صلعم تقوّل علی اللہ کریں تو آنحضور صلعم تو الٰہی گرفت میں نہیں آ سکتے البتہ اگر کوئی دوسرا کرے تو الٰہی گرفت سے نہیں بچ سکتا۔ اس سے بھی بہرحال حضرت مرزا صاحب کی صداقت تو ...

اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا مذہب

شرح عقائد نسفی جو اہل سنت والجماعت کے عقاید کے بارے میں معتبر کتاب ہے اس میں بھی سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ہی استدلال کی تصدیق ہوتی ہے اس کی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہے حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

جس شخص کے متعلق اللہ تعالےٰ جانتا ہو کہ وہ مجھ پر افترا کر رہا ہے یہ ناممکن ہے کہ اس کو اللہ تعالےٰ ۲۳ سال تک

جبلت دے اور اس کے دین کو دوسرے ادیان پر غالب کرے اور اس کے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی مدد کرے اور اس کی موت کے بعد بھی اس کے آثار کو قیامت تک زندہ رکھے۔"

اس آیت کے متعلق سر سید صاحب کا مکتب فکر

سر سید صاحب کے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے احباب بھی آیت مذکورہ بالا میں وارد شدہ الفاظ انہ لقول رسول کریم میں "رسول کریم" سے مراد حضرت نبی کریم صلعم کو ہی لیتے ہیں البتہ لفظ قول سے یہ استدلال ضرور کرتے ہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ حضرت نبی کریم صلعم کے ہیں صرف مفہوم آنحضور صلعم کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء کیا جاتا تھا اس مفہوم کو الفاظ کا جامہ خود حضرت نبی کریم صلعم پہنایا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک قول کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے۔

جناب برق صاحب کا عجیب و غریب مذہب

تمام علماء، تمام مفسرین۔ تمام اہل سنت و الجماعت اور تمام نئی روشنی کے دلدادہ حضرات کے خلاف برق صاحب نے اس آیت کے متعلق بالکل نیا اور انوکھا مذہب اختیار کیا ہے جو انہی کے الفاظ میں ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"جس طرح مختلف مظاہر کونی کا انتظام مختلف فرشتوں کے سپرد کیا جاتا ہے اسی طرح ایک فرشتہ وحی کے کام پر مامور ہے وہ منشائے ایزدی سے اطلاع پاکر اور اس منشاء کو اپنے الفاظ میں ڈھال کر کسی رسول کی طرف بھیج دیتا ہے۔"

اس کے بعد اپنے نظریہ کے درست ہونے پر جو دلیل برق صاحب نے پیش کی ہے وہ یہ ہے

"تنزیل (ترسیل۔ اتارنا) کا کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور مشیت کی ترجمانی وہ فرشتہ جسے قرآن میں دو مرتبہ رسول کریم کے نام سے یاد کیا گیا ہے قرآن حکیم کو از اول تا آخر پڑھ جائیے یہی نظر آئے گا کہ تنزیل کا کام تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے لیکن کتاب رسول کریم کا قول ہے امور یزدان کو معاملات انسان پر قیاس کرنا درست نہیں تاہم تفہیم کی خاطر ہم اس مثال سے اس مسئلہ کو واضح کرتے ہیں آج کل آپ دیکھتے ہیں کہ حکومت لمبے لمبے احکام جاری کرتی ہے یہ سب کے سب گورنر کی طرف سے ہوتے ہیں لیکن ان احکام کے الفاظ گورنر کے نہیں ہوتے بلکہ کوئی سیکرٹری ڈرافٹ (مضمون حکم) کرتا ہے جو گورنر کی مشیت یا منشا کا پوری طرح ترجمان ہوتا ہے بس یہی حال صحائف الہامیہ کا ہے کہ الفاظ رسول کریم کے اور ترجمانی خدائی مشیت کی ہوتی ہے۔"

عبارت مندرجہ بالا کا ملخص

عبارت مندرجہ بالا کا ملخص یہ ہے کہ برق صاحب کے نزدیک ایک فرشتہ ایسا مقرر ہے جس کو اللہ تعالیٰ صرف اپنے منشاء سے آگاہ کرتا ہے اپنے منشاء اور مشیت پر اطلاع دینے کا نام برق صاحب تنزیل رکھتے ہیں ان کے نزدیک خدا کا کام ایک فرشتہ کو صرف اپنے منشاء سے آگاہ کرنا ہے۔ پس آگے اس منشاء کو الفاظ میں ادا کرنا اس فرشتہ کا کام ہے جس نے خدا کے منشاء کو رسول تک پہنچانا ہوتا ہے گویا برق صاحب کے نزدیک جس قدر صحف الہامی دنیا میں آئے ہیں ان کے الفاظ خدا کے نہیں بلکہ فرشتہ کے ہیں حتیٰ کہ آخری کتاب یعنی قرآن کریم بھی خدا کے الفاظ میں نہیں بلکہ اس فرشتہ کے ہی الفاظ میں اترا ہے جس نے خدا کے منشاء کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔

دو فریق

اس وقت ہمارے سامنے دو فریق ہیں ایک فریق تو کہتا ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ حضرت نبی کریم صلعم کے ہیں اور دوسرا فریق یعنی برق صاحب اور ان کے ہمنوا یہ کہتے ہیں کہ قرآن کے الفاظ فرشتہ کے ہیں بہرحال دونوں فریق اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ خدا کے الفاظ نہیں ہیں اور دونوں کے استدلال کی بنیاد آیت "انہ لقول رسول کریم" میں لفظ "قول" ہے ایک فریق کہتا ہے کہ رسول کریم سے مراد محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں اور دوسرا اسی لفظ سے وحی لانے والا فرشتہ مراد لیتا ہے۔

واضح ہو کہ ان ہر دو فریق کی بنیاد استدلال نہایت بودی ہے کیونکہ یہ قرآن کریم کے صریح خلاف ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر واضح ہو جائے گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن کریم کے الفاظ خدا کے ہی ہیں تو ان کی بنیاد گرنے سے وہ ساری عمارت بھی دھڑام سے نیچے آ گرے گی جو اس بنیاد پر انہوں نے استوار کی ہے۔

برق صاحب کا ترجمہ

رسول کریم سے فرشتہ مراد لینے کے بعد برق صاحب آیت کا ترجمہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں۔

"اگر یہ رسول کریم (یعنی فرشتہ) کوئی غلط بات ہماری طرف منسوب کرے تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اس کی رگ جان کاٹ ڈالیں"

"دیکھ لیا آپ نے کہ "رگ جان کاٹنے" کی وعید اس فرشتے سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ حضور علیہ السلام سے جب بنیاد ہی نہ رہی تو پھر وہ قصر استدلال کیسے قائم رہ سکتا ہے جو مرزا صاحب نے صرف اسی بنیاد پر اٹھایا تھا کہ رگ جان والی وعید کا تعلق حضور علیہ السلام سے ہے۔"

برق صاحب کے دعویٰ کی تردید قرآن کریم سے

برق صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کریم میں تنزیل کا فعل صرف خدا تعالیٰ کا ہی فعل قرار دیا گیا ہے جس میں دوسرا کوئی شریک نہیں اور اس کا مفہوم صرف فرشتہ کو اپنے منشاء سے آگاہ کرنا ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برق صاحب نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل قطعاً پیش نہیں کی نہ عقلی اور نہ نقلی صرف دعوے پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ہاں اپنے قارئین کو قرآن شریف کو شروع سے آخر تک پڑھنے کی تلقین ضرور کی ہے سو ہم نے ان کی فرمائش پر قرآن کریم کو بار بار پڑھا ہے ہمیں تو اس میں ان کے دعوے کی تصدیق میں ایک بھی آیت نہیں ملی بلکہ ان کے اس نظریہ کے خلاف ذیل کی آیات ملی ہیں جو ان کے غور کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)۔ قل من کان عدواً لجبریل فانہ نزلہ علیٰ قلبک باذن اللہ مصدقاً لما بین یدیہ وھدیً وبشریٰ للمومنین۔ (البقرہ ع ۱۲)

جناب برق صاحب اور ان کے ہمنوا دوست دیکھ لیں کہ اس آیت میں تنزیل کا فعل خدا کی طرف نہیں بلکہ صریح لفظوں میں جبریل کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

(۲) اور سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین آمنوا وھدیً وبشریٰ للمسلمین

اس آیت میں بھی تنزیل کا فعل روح القدس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

(۳)۔ نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبک لتکون من المنذرین۔ اس آیت میں بھی انزال کا فعل الروح الامین کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

خدا اور فرشتہ کی طرف تنزیل کے فعل کو منسوب کرنے کا صحیح مطلب

مندرجہ بالا تینوں آیتیں اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ تنزیل کا فعل قرآن کریم میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے جیسا کہ آیت انّہ

لتنزیل من رب العلمین سے ظاہر ہے اسی طرح یہ فعل فرشتہ جبرئیل کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اس کی مختلف تجلیات کے اعتبار سے روح القدس اور روح الامین کے ناموں سے بھی پکارا گیا ہے دونوں کی طرف منسوب کرنے کا فلسفہ بالکل سیدھا سادا ہے خدا بولتا ہے اور اس کے الفاظ جبرئیل کے واسطہ سے بشر رسول تک پہنچ جاتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح ہمارے الفاظ ہوا کے ذریعہ ہمارے مخاطب تک پہنچ جاتے ہیں ہوا ہمارے الفاظ کو دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ ضرور ہے لیکن یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ الفاظ ہمارے نہیں بلکہ ہوا کے ہیں پس جس طرح مادی عالم میں انسانوں کے الفاظ کو ایک دوسرے تک پہنچانے کے لئے ہوا کو بطور ذریعہ اور واسطہ پیدا کیا گیا ہے اسی طرح عالم روحانی میں خدا کی آواز اور اس کے الفاظ کو رسولوں تک پہنچانے کے لئے فرشتوں کو بطور واسطہ کے پیدا کیا گیا ہے اس لئے ان دونوں کی طرف اس فعل کو منسوب کرنے میں کوئی تضاد نہیں باقی فرشتوں کو بطور واسطہ پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے یہ موقع اس پر بحث کرنے کا نہیں کسی اور موزوں موقعہ پر اس پر بھی روشنی ڈال دی جائے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔

فرشتہ خدائی وعید کا مصداق ہو ہی نہیں سکتا

اگر جناب برق صاحب وعید کا تعلق فرشتہ سے ثابت کرنے سے قبل ادنےٰ غور سے بھی کام لیتے تو کبھی ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے افسوس آپ نے اتنا بھی نہ سوچا کہ انسانوں کو یہ بات بتانے کا کیا فائدہ کہ ہیں فرشتہ کی رگ جان کاٹ دیتا۔ اگر ایسا فی الحقیقت وقوع میں آ جائے تو انسانوں کو اس واقعہ سے کیسے اطلاع مل سکتی ہے نہ تو انسان فرشتہ کو ہلاک ہوتے دیکھ سکتے ہیں اور نہ کسی اور ذریعہ سے ان کو اس کا علم حاصل ہو سکتا ہے پھر آیت میں تو صاف لکھا ہے فما منکم من احد عنہ حاجزین سوچیں انسان اور فرشتوں کو ہلاک ہونے سے بچانے کا آپس میں کیا تعلق ہو سکتا ہے انسان انسان کو بچانے کی تو کوشش کر سکتا ہے مگر خدا کے پاس جا کر فرشتہ کو بچانے کی کوشش کس طرح کر سکتا ہے۔ کیا یہ بالکل بے معنی جملہ نہیں ہوگا اور کیا ایسے بے معنی جملے خدا کی طرف منسوب کئے جا سکتے ہیں۔ ذرا سوچ کر فیصلہ کریں۔

مثال بھی قیاس مع الفارق کا مصداق ہے

آپ نے گورنر اور سیکرٹری کی جو مثال دی ہے وہ بھی بالکل بے محل ہے کہاں عاجز انسان اور کہاں بے انتہا قدرتوں کا مالک خدا جس کی طرف ایک ذرہ بھر عجز بھی منسوب نہیں کیا جا سکتا گورنر آخر انسان ہے وہ تمام کام خود بخود کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتا وہ سہاروں اور مددگاروں کا محتاج اور خدا کی ذات غنی اور صمد ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں جس کی شان میں وارد ہے لم یکن لہ ولی من الذل۔ پھر سیکرٹری بھی گورنر کی منظوری بغیر احکام جاری نہیں کر سکتا یہ گورنر کے احکام اس لئے کہلاتے ہیں کہ گورنر دیکھ کر ان کی منظوری دے دیتا ہے اس لئے آپ کی یہ مثال قیاس مع الفارق کے نیچے آئے گی۔

پھر اس بات پر بھی غور فرمائیں کہ خدا آخر اپنا منشاء فرشتہ کو کس طرح بتلائے گا بول کر یا بغیر بولے اگر آپ کہیں بغیر بولے تو بولنے کے بغیر تو فرشتہ بھی نہیں سمجھ سکتا اگر بول کر بتلاتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ فرشتہ کے ذریعہ رسول تک وہی الفاظ پہنچتے ہیں جو خدا بولتا ہے۔ جس کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ فرشتہ خدا کے الفاظ پہنچانے میں ہوا کی طرح محض ایک ذریعہ اور واسطہ ہی ہے وبس۔

پھر قرآن شریف کی مندرجہ ذیل دو آیتوں پر بھی غور کریں (۱) واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیھم عجلاً جسداً لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلاً اتخذوہ وکانوا ظالمین - اعراف ع ۱۸۔ پھر سورۃ طٰہٰ ع ۴ میں فرمایا کہ سامری نے بچھڑا بنا کر موسےٰ کی قوم کو کہا ھذا الٰھکم والٰہ موسیٰ فنسی افلا یرون الا یرجع الیھم قولاً بچھڑے کے الٰہ ہونے کی نفی خدا نے یہ کہہ کر کی کہ وہ تم سے نہ کلام کرتا ہے اور نہ ہی تمہاری ان باتوں کا جواب دیتا ہے برق صاحب! کیا آپ دنیا سے ایسا خدا منوانا چاہتے ہیں جو بچھڑے کی طرح کلام کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور نہ اپنے پرستاروں کی باتوں کا جواب دے سکے اگر آپ کا خیال خدا کے متعلق یہی ہے تو پھر وہ اس آیت قرآنی کی رو سے الٰہ نہیں ہو سکتا

ملائکہ کی بناوٹ

وعید الٰہی کو فرشتوں سے متعلق کرتے وقت برق صاحب نے فرشتوں کی بناوٹ پر بھی غور نہیں کیا وہ تو لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون کے مصداق ہونے کی وجہ سے مشین کی طرح کام کرتے ہیں ان کی تدبیر بھی شہد کی مکھی وغیرہ جانوروں کی طرح فطرتی مادہ کے ماتحت ہے جس سے وہ ادھر ادھر ہو ہی نہیں سکتے اس لئے تقول کا ارتکاب ان سے ممکن ہی نہیں کیونکہ لو تقول علینا بعض الاقاویل کے معنی تو یہ ہیں کہ اپنی طرف سے عمداً کوئی قول بنانا اور پھر اسے منسوب خدا کی طرف کر دینا انسان سے تو اس کا امکان ہو سکتا ہے لیکن فرشتوں سے اس کے امکان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ فرمانبرداری اور نافرمانی دونوں کی طرف جھکنے کا مادہ صرف انسان میں ہی ہے نافرمانی کی طرف جھکنے کے مادہ کو دبائے رکھنے اور فرمانبرداری کے مادہ کی طرف جھکے رہنے سے ہی انسان ترقیوں کی راہ پر گامزن ہوتے ہوتے اپنے انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے حضرت نبی کریم صلعم جو نوع انسان میں سب سے زیادہ خدا کے فرمانبردار تھے اور مکمل طور پر انسانی کمالات کو حاصل کرنے والے تھے ان کے متعلق بھی آتا ہے انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم اور پھر آتا ہے لولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئاً قلیلاً۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو زیر کر دیا تھا۔ اس لئے بوجہ بشر ہونے کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو تقول منسوب کیا جا سکتا ہے گو امکانی اور احتمالی طور پر ہی کیا جائے لیکن کیا جا سکتا ہے لیکن فرشتوں کی طرف تو نہیں کیا جا سکتا اس لئے تقول کی ضمیر کا مرجع حضرت نبی کریم صلعم ہی ہو سکتے ہیں فرشتہ کو مرجع بنانا محض تحکم ہے۔

کیا بشر کو رسول کریم اور رسول امین اور مطاع کے لقب سے ملقب کرنا ممنوع ہے۔

برق صاحب نے سورۃ تکویر اور سورہ الحاقہ میں جو نبی کریم صلعم کے متعلق رسول کریم اور امین کے الفاظ آئے ہیں ان کو خدا جانے کیوں فرشتہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ کیا بشر رسول کے لئے ان الفاظ کا استعمال ممنوع ہے اگر برق صاحب کا یہ خیال ہے تو افسوس سے کہنا پڑے گا کہ انہوں نے قرآن کریم کا غور سے مطالعہ نہیں کیا دیکھئے قرآن کریم کی سورۃ الدخان ع ۱ میں حضرت موسےٰ کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولقد فتنا قبلھم قوم فرعون وجاءھم رسول کریم ان ادوا الی عباد اللہ انی لکم رسول امین۔ پھر حضرت نوحؑ۔ حضرت ھودؑ۔ حضرت صالحؑ۔ حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنی قوم کو کہا انی لکم رسول امین دیکھو سورۃ الشعراء از ع ۶ تا ع ۱۰ پھر حضرت نبی کریم صلعم کو کریم اور امین کے لقب سے پکارے جانے سے آپ کو کیوں حیرانگی لاحق ہو گئی۔ باقی رہا مطاع کا استعمال سو تمام رسولوں کو ہی خدا نے مطاع قرار دیا ہے جہاں فرمایا وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اس آیت کی موجودگی میں حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں مطاع کا لفظ دیکھ کر آپ اس قدر کیوں گھبرا گئے کہ اس لفظ کو فرشتہ کی طرف منسوب کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یاد رہے کہ آپ کی پیش کردہ آیات میں رسول کریم بھی حضرت نبی کریم صلعم کو ہی کہا گیا ہے مطاع اور امین یہ دونوں لفظ بھی حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں ہی وارد ہوئے ہیں اس کا ثبوت انشاء اللہ ان آیات کا صحیح مفہوم بیان کرتے وقت پیش کیا جائے گا۔

تقول میں ضمیر کے مرجع کے متعلق حتمی فیصلہ

لو تقول علینا بعض الاقاویل میں تقول کی ضمیر کے مرجع کے متعلق ذیل کی آیت قطعی طور پر فیصلہ کر دیتی ہے سورۃ طور ع ۲ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فذکر فما انت بنعمۃ ربک

بکاھن ولا مجنون ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین ام تامرھم احلامھم بھذا ام ھم قوم طاغون ام یقولون تقوله بل لا یؤمنون فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صادقین۔ جس طرح سورۃ تکویر اور الحاقہ میں کاہن، شاعر اور مجنون ہونے کی نفی کی گئی ہے اسی طرح سورۃ طور کی مندرجہ بالا آیت میں بھی ان امور کی نفی کی گئی ہے لیکن اس سورۃ میں ان امور کی نفی کے علاوہ ایک زائد الزام کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو کفار مکہ حضرت نبی کریم صلعم پر لگاتے تھے اور وہ یہ کہ محمد صلعم نے اپنے پاس سے یہ کتاب بنا لی ہے اور منسوب اس کو خدا کی طرف کر رہا ہے۔ پس سورہ الحاقہ میں اللہ تعالےٰ نے کفار کے اسی الزام کی جواب دیا ہے فرمایا کفار کہتے ہیں (ام یقولون تقوله) یعنی محمد (صلعم) تو متقول علی اللہ ہے۔ جواب دیا کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل یعنے اے کفار اگر تمہارا یہ الزام صحیح ہو کہ محمد صلعم اپنے پاس سے قول بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتا ہے تو ہمارا جواب سن لو کہ اگر یہ چند قول بھی اپنے پاس سے بنا کر ہماری طرف منسوب کر کے تمہارے سامنے پیش کرتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے یعنے اسے ذلیل و خوار کر دیتے اور پھر اسی ذلت و رسوائی کی حالت میں ہی اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیتے اور تم میں سے کوئی شخص بھی اسکو ہماری اس سزا سے نہ بچا سکتا کیونکہ متقولین کے متعلق ہمارا یہی قانون ہے اے کفار تم خود ہی دیکھ لو کہ یہ شخص ذلت کا شکار ہو رہا ہے یا دن بدن خدائی تائیدیں اس کے شامل حال ہو رہی ہیں اور اس پر ایمان لانے والوں کی اخلاقی اور روحانی حالت دن بدن سدھر رہی ہے یا خراب ہو رہی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ لو تقول علینا درحقیقت جواب ہے کفار کے قول ام یقولون تقوله کا اس سے لو تقول کی ضمیر کا مرجع معین ہو جاتا ہے اور وہ حضرت نبی کریم صلعم کا وجود ہی ہو سکتا ہے نہ کہ فرشتہ جیسا کہ برق صاحب تجویز کرتے ہیں۔ برق صاحب غور فرمائیں کہ کیا یہ بات مضحکہ خیز نہیں بن جاتی کہ کفار کی طرف سے متقول علی اللہ ہونے کا الزام تو حضرت نبی کریم صلعم کی ذات بابرکات پر لگایا جائے اور جواب میں اس الزام سے بریت فرشتہ کی کی جائے کیا یہ جواب اس مشہور ضرب المثل کا مصداق نہیں ہوگا سوال از آسمان جواب از ریسمان۔

قرآن کریم سے خدا کا براہ راست بندوں سے کلام کرنے کا ثبوت۔

پہلی آیت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات یعنی یہ رسول ہیں جن کو ایک دوسرے پر ہم نے فضیلت دی ہے۔ ان میں بعض ایسے ہیں جن سے اللہ تعالےٰ نے کلام کیا اور کلام کے علاوہ بعض کے درجات اور لحاظ سے بھی بلند کئے۔ اب برق صاحب از روئے انصاف بتلائیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ گورنر نے فلاں شخص سے کلام کیا یا فلاں شخص سے گفتگو کی تو کیا اس سے یہ مراد لی جا سکتی ہے کہ گورنر کے سیکرٹری سے گفتگو کی اگر نہیں، اور ہرگز نہیں تو پھر جب یہ کہا جائے کہ اللہ نے فلاں رسول سے کلام کیا تو اس سے مراد فرشتہ کے ساتھ کلام کرنا کس طرح مراد لیا جا سکتا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا خود ہی اپنے رسولوں سے کلام کرتا ہے ہاں اس کی آواز اور اسکے الفاظ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں بالکل اسی طرح فرشتہ کے ذریعہ رسول کے دل کے کانوں تک پہنچ جاتے ہیں جس طرح انسانوں کے الفاظ ایک دوسرے کے کانوں تک ہوا کے ذریعہ پہنچ جاتے ہیں بہرحال الفاظ فرشتہ کے نہیں بلکہ خدا کے ہی ہوتے ہیں اگر الفاظ فرشتہ کے ہوں تو کلم اللہ کا استعمال کسی صورت میں بھی درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔

دوسری آیت

سورۃ النساء ع ۲۳۔ میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کرنے کے متعلق صریح الفاظ آتے ہیں وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ یعنے موسےٰ سے اللہ تعالےٰ نے بار بار کلام کیا اسی کا نام مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے اور قرآن کریم میں متعدد جگہ حضرت موسیٰ کے ساتھ سوال و جواب کی طرز پر کلام کرنے کا ذکر موجود ہے۔

تیسری آیت

ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمه ربه قال رب ارنی انظر الیك قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی اس آیت کے الفاظ کلمه ربه پر غور فرمائیں نیز دیکھ لیں کہ خدا اور موسےٰ کے درمیان براہ راست مکالمہ کا تذکرہ بھی اسی آیت میں موجود ہے۔

چوتھی آیت

قال یا موسیٰ انی اصطفیتك علی الناس برسالاتی وبکلامی خدا نے حضرت موسےٰ کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے تجھے برگزیدہ کر لیا ہے اپنے پیغامات کے ساتھ اور اپنے کلام کے ساتھ پیغامات کی تاویل تو ممکن ہے برق صاحب کر لیں لیکن بکلامی کی تاویل کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں یہ لفظ تو بالصراحت براہ راست کلام کرنے پر ہی دلالت کرتا ہے۔

پانچویں آیت

سورہ طٰہٰ کے رکوع ۱ و ۲ میں اللہ اور موسےٰ کے درمیان کس قدر لمبا مکالمہ درج ہے خود اسے بھی غور سے مطالعہ فرمائیں۔ دوسروں کو تو آپ قرآن کریم کے مطالعہ کی تلقین کرتے ہیں، آپ خود بھی اس پر عمل کریں اور دیکھیں کہ اللہ تعالےٰ حضرت موسےٰ کو کس طرح خطاب کرتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ مشاہدہ کردہ آگ کے پاس پہنچے تو ان کو آواز آئی یقیناً میں ہی تیرا رب ہوں اپنے جوتے اتار دے یقیناً تو مقدس وادی طویٰ میں ہے میں نے تجھے چن لیا ہے پس تو غور سے سن اس وحی کو جو تیری طرف کی جا رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ یقیناً یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی اور معبود نہیں پس میری ہی عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر یقیناً "الساعۃ" آنیوالی ہے قریب ہے کہ میں اس کی خفا کو دور کر دوں تا ہر نفس اپنی کوششوں کی جزا دیا جائے۔ پس اس "الساعۃ" سے تجھے وہ لوگ نہ روک دیں جو اس پر ایمان نہیں لاتے اور اپنی سفلی خواہشات کی پیروی میں لگے رہتے ہیں اگر ان کے پیچھے لگ گئے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد کلام کی رخ دوسری طرف پھیرتے ہوئے فرماتا ہے اے موسےٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے عرض کیا یہ میرا عصا ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور بکریوں کے لئے اس کے ذریعہ درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں اور بھی کئی کام اس سے لیتا ہوں۔ فرمایا اے موسےٰ اس عصا کو زمین پر رکھ دے۔ موسےٰ نے اسے رکھ دیا۔ دیکھتے دیکھتے وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا فرمایا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم اسے اس کی پہلی حالت میں ہی منتقل کر دیں گے۔ ساتھ ہی فرمایا اپنے ہاتھ کو اپنے جناح کے ساتھ ملاؤ یہ بغیر کسی بیماری کے سفید نکل آئے گا یہ دوسرا نشان ہے ہم اور کئی بڑے نشان دکھلائیں گے۔ فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اسی طرز پر یہ مکالمہ مخاطبہ لمبا چلا جاتا ہے اب غور کرو کہ جس طرح گورنر کے کہنے کو کہ میں گورنر ہوں سیکرٹری کا کہنا نہیں کہا سکتا اسی طرح خدا کا کسی کو بلانا اور اس کا کہنا میں خدا ہوں فرشتہ کا کہنا نہیں قرار دیا جا سکتا پس جو ہدایات بعد میں موسیٰ کو دی گئی ہیں ان کے متعلق ماننا پڑے گا کہ وہ بغیر واسطہ کے براہ راست اسی طرح ہی دی گئی ہیں جس طرح کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔

یہی مضمون سورۃ النمل ع ۱ سورۃ القصص ع ۴ اور سورۃ النازعات ع ۱ میں بھی پایا جاتا ہے اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بھی آتا ہے وناديناه ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا

اسی طرح آدم اور حوا کو انہی الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے وناداھما ربھما (ان کے رب نے ان کو آواز دی) آواز دیکر کہا الم انھکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطان لکما عدو مبین قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ان کے اس اعتراف کے بعد اللہ تعالےٰ نے پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا قال اھبطوا

(باقی بر صفحہ ۲۴)

میاں محمود احمد صاحب کی تبدیلیِ عقیدہ

از۔ ممتاز احمد فاروقی۔ لاہور

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں تفرقہ پڑ جانے اور عقائد میں اختلاف کی وجہ سے دو فریق یا جماعتیں بن جانے پر اب تک قریباً پچاس برس گذر گئے ہیں۔ اس نصف صدی میں وجوہ اختلاف پر بہت سیر کن بحثیں ہو چکی ہیں۔ اور ہزاروں ہی صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ جن سے بہت سی سعید رُوحوں کو فائدہ پہنچا اور وہ راہ راست پر آگئیں مگر یہ ایک قوم کا بیشتر حصہ اپنی عقل و خرد کو اپنے پیر کے سپرد کر دے اور وہ پیر اپنی تعلیمات میں دن رات پڑھتا جائے۔ اور لوگوں کو ڈرا کر کہ اُس پیر پر سچا اعتراض کرنے والا بھی خدا کے عذاب کے نیچے آجائے گا۔ وہ اپنے مریدوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح جس طرف ہنکاتا پھرے۔ تو پھر ایسی جماعت کو باسانی اور جلد ہوش میں لانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہو جاتا ہے۔

ان پیر صاحب (یعنی میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب) نے جو جو اپنے عقائد میں قلابازیاں کھائی ہیں وہ حیران کن ہیں۔ مختصراً اُن کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱)۔ سنہ ۱۹۱۰ء تک میاں صاحب کا عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے اور آج تک کوئی نبی نہیں آیا اور نہ آئندہ ہوگا۔

(دیکھو رسالہ تشحیذ الاذہان بابت اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

(۲)۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں میاں صاحب کا یہ اعتقاد تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا گیا آپ کی تابعداری اور مہر سے صرف مثیلِ انبیاء پیدا ہوتے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

(دیکھو اخبار البدر ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء)

(۳)۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء میں میاں صاحب نے تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا۔۔۔

"مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے"

اسی مضمون میں میاں صاحب لکھتے ہیں:۔

"پس نہ صرف اسکو جو آپ (مسیح موعود) کو کافر نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے"

یہ پہلی تبدیلی ہے جو میاں صاحب نے اپنے عقیدہ میں کی۔

(۴)۔ میاں صاحب کا اعلان کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ مسلمانوں کی تکفیر کے اعلان پر میاں صاحب سے یہ سوال ہوا کہ صرف نبی کا منکر کافر ہوتا ہے کیا آپ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتے ہیں تو اس پر میاں صاحب نے اپنے سابقہ مذکورہ بالا مضامین کے برعکس یہ اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ یہ دوسری تبدیلی ہے جو میاں صاحب نے اپنے عقیدہ میں کی۔

(۵)۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں میاں صاحب نے ظاہر فرمایا کہ نبی کا لفظ مصلحتاً اور بطور علاج چند روز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ لوگ حضرت مسیح موعود کی حیثیت کو گھٹا کر لکھتے ہیں۔ اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جائے۔ ورنہ اس طرح لفظ نبی کے استعمال کو وہ خود بھی پسند نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ۔

(دیکھو میاں صاحب کا خط بنام محمد عثمان صاحب لکھنوی۔ شائع شدہ اخبار پیغام صلح ۱۶ اگست سنہ ۱۹۱۴ء)

اب میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب اپنے عقائد میں مصلحت وقتی سے گذر کر اصل حقیقت کی طرف آتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

(۶)۔ کتاب آئینہ صداقت کے پہلے باب میں ص۳۵ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ:۔

"تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(۷)۔ انوار خلافت کے ص۹۰ پر لکھتے ہیں:۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں ہے"

میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تعلّیاں بڑھتی گئیں۔ انہوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی چھاتیوں دودھ خشک ہو جانے اور وہاں سے سب فیوض گویا بند ہو جانے کا اعلان کیا۔ اور قادیان اور وہاں کے مقامات کی زیارت کے لئے آنے کو ایک طرح کا ظلّی حج قرار دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ تو اُمت محمدیہ کے لئے ہر صدی (ہجری) کے سر پر ایک مجدد دین بھیجنے کو کافی سمجھتا ہے۔ اور پھر خصوصاً چودھویں صدی کے مجدد کو جو کہ ساتھ ہی مسیح موعود اور مہدی معہود بھی تھا۔ فیوض اور برکات کا زمانہ کم از کم ایک سو سال تو ضرور رہنا چاہیئے تھا۔ مگر العجب ثم العجب۔ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مصلح موعود (جو کہ مامور من اللہ ہوگا اور مجدد وقت ہوگا) بننے کے خواب آنے لگ پڑے۔ پہلے تو ان کے کہنے کے مطابق کوئی دوسرا ان کو ماننے کے لئے مکلف نہیں تھا۔ مگر جیسے جیسے مریدوں نے واہ واہ کرنی شروع کی۔ میاں صاحب کی جرأت بڑھی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۴۴ء میں باقاعدہ اعلان کر دیا کہ وہ ہی وہ مصلح موعود (مامور من اللہ) ہیں جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی ہوئی تھی۔ گویا حضرت مسیح موعودؑ کے فوت ہونے کے ۳۶ سال بعد مصلح موعود آ گیا۔

مریدوں نے حسب معمول آمنا وصدقنا کہنا شروع کر دیا۔ مگر اب معاملہ مذاق کی بات نہیں رہا۔ وہ یہ خدائی فرمان۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين۔ (اگر یہ پیغمبر) ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتا۔ تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اُس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے) (سورۃ الحاقہ) کے میاں صاحب پر اطلاق کا وقت آ گیا۔ جس کے متعلق آگے لکھا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود نے اس کی تشریح میں یہ فرمایا:۔

"ہزارہا نامی علماء اور اولیاء ہمیشہ اسی دلیل کو کفار کے سامنے پیش کرتے رہے اور کسی عیسائی یا یہودی کو طاقت نہ ہوئی کہ کسی ایسے شخص کا نشان دے جس نے افتراء کے طور پر مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کر کے زندگی کے تئیس برس پورے کئے ہوں"

(اربعین ص۳)

۲۳ سال کی حضور نے اس لئے شرط لگائی کہ نبی کریم صلعم کے دعوےٰ نبوت سے لے کر آپ کی وفات تک تئیس برس گذرے تھے۔ گویا کہ ایک سچے ملہم یا مامور من اللہ کی شاندار اور کامیاب زندگی کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے دعوےٰ ماموریت پر کم از کم تئیس سال کا عرصہ گذر چکا ہو۔ قارئین کرام اس نکتہ کو یاد رکھیں۔

پھر میاں صاحب اور ان کے مریدین کا قبلہ تمنا تھا کہ قادیان۔ جہاں حضرت مسیح موعود رہتے تھے اور جہاں وہ مدفون ہیں اور جہاں مولانا نورالدین صاحب بھی مدفون ہیں۔ وہ ان کے قبضے میں ہے اور میاں صاحب ہی

حضرت مسیح موعود کے صحیح جانشین ہیں۔ وہاں محمودی جماعت نے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں۔ تعلیمی درسگاہیں تو خیر پہلے سے ہی موجود تھیں۔ پھر وہاں ریلوے اسٹیشن بننے کے بعد تجارتی اور انڈسٹریل ترقی بڑی کافی ہوئی۔ غرضیکہ بڑی رونق اور ریل پیل تھی۔ اور یہ لوگ اس دنیاوی ترقی کو خدائی پسندیدگی کی علامت سمجھتے تھے۔ مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات آئے اور پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم پر قادیان پر بھی انقلاب آیا۔ طلسم ٹوٹ گیا۔ خلیفہ صاحب بھی بھیس بدل کر پاکستان بھاگ گئے اور جماعت بھی پراگندہ ہو گئی۔ تعلیمی درسگاہیں چھن گئیں غرضیکہ خلافت کی گرتی جاتی رہی۔ اب ربوہ میں زمین لے کر وہاں احمدیہ کالونی اور بستی بنائی گئی ہے۔ اور جماعتی زندگی از سرِ نو شروع کی گئی ہے۔ مگر وہ قادیان والی بات کہاں۔

یوں تو یہ بات کتاب "مجاہدِ کبیر" میں بھی لکھی ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور (امیر جماعت احمدیہ لاہور) نے اس بات کی ایک پیشگوئی کی تھی کہ جس ڈگر پر میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب چل رہے ہیں۔ یعنے مسلمان کہلاتے ہوئے ایک نئے نبی کے آنے اور باقی مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا عقیدہ۔ اس پر وہ زیادہ مدت نہیں چل سکتے۔ یا تو انہیں اپنا ایک نیا کلمہ بنانا پڑے گا (جبکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کافی نہیں سمجھا جا رہا) یا پھر اپنے ان غالیانہ عقائد سے رجوع کرنا پڑے گا۔

چنانچہ اس کا موقعہ بھی آن پہنچا۔ ۱۹۵۲-۵۳ء کے فسادات کے بعد جب منیر انکوائری کمیشن یا تحقیقاتی عدالت قائم کی گئی۔ تو میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو خلیفہ جماعت احمدیہ ربوہ کی حیثیت سے سوال و جواب کے لئے بلایا گیا۔ ذیل میں مختصراً چند باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱) سوال۔ کیا جب کفر کے لفظ کے استعمال سے غلط فہمی اور تلخی پیدا ہونے کا امکان ہے یہ بہتر نہ ہوگا کہ یا تو اس کا استعمال...... قطعی طور پر بند کر دیا جائے یا اس کے استعمال میں بہت احتیاط برتی جائے؟

جواب:۔ ہم ۱۹۲۲ء سے اس سے اجتناب کی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں"۔

(عدالتی بیان ص۲۲)

(۲) سوال:۔ کیا ۱۸۹۱ء سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب نے بار بار نہیں کہا تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں اور یہ کہ ان کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے؟

جواب:۔ انہوں نے ۱۹۰۱ء میں لکھا تھا کہ اس وقت تک ان کا یہ خیال تھا کہ ایک شخص صرف اسی صورت میں ہی نبی ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے لیکن اللہ تعالٰے نے وحی کے ذریعہ انہیں بتایا کہ نبی ہونے کے لئے شریعت کا لانا ضروری شرط نہیں ہے اور یہ کہ ایک شخص نئی شریعت لانے کے بغیر بھی نبی ہو سکتا ہے"۔ (عدالتی بیان مطبوعہ ص۵)

(۳) سوال:۔ مرزا صاحب نے پہلی مرتبہ کب کہا ہے کہ وہ نبی ہیں۔ مہربانی فرما کر اس کی تاریخ بتلائیے۔

جواب:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے ۱۸۹۱ء میں نبی ہونے کا دعوےٰ کیا تھا۔

(مطبوعہ بیان ص۴)

نوٹ:۔ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۰ء تک نو سال کا عرصہ ہوتا ہے جس میں بقول میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو اپنی نبوت سمجھ نہیں آتی حالانکہ بقول ان کے حضرت مرزا صاحب کو خود خدا تعالٰے نے نبی کہا تھا۔ پھر بھی وہ اس عرصہ میں اسکی مختلف تشریحیں کرتے رہے۔ کیا ایسا شخص جو خود اپنی نبوت نہیں سمجھ سکتا دوسروں کو اپنی نبوت پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافر کہہ سکتا ہے؟ کیا نبی اسی قسم کے ہوا کرتے ہیں جو خود اپنی نبوت نہ سمجھ سکیں

(۴) سوال:۔ کیا ایک سچے نبی کا انکار کفر نہیں؟

جواب:۔ ہاں یہ کفر ہے لیکن کفر دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جس سے کوئی شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسرا وہ جس سے وہ ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ کلمہ طیبہ کا انکار پہلی قسم کا ہے دوسری قسم کا کفر اس سے کم درجہ کی بدعقیدگیوں سے پیدا ہوتا ہے"۔

(عدالتی بیان ص۱۱)

(۵) سوال:۔ کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب کو ان ماموریں میں شمار کرتے ہیں جن کا ماننا مسلمان کے کہلانے کے لئے ضروری ہے؟

جواب:۔ میں اس کا جواب پہلے دے چکا ہوں کوئی شخص جو مرزا غلام احمد پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔

نوٹ:۔ احباب اس جگہ آئینہ صداقت ص۳۵ کی عبارت جو پہلے نقل ہو چکی ہے اس سے اس بیان کا موازنہ کریں۔ وہاں کہا گیا تھا "یعنی یہ کہ تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ میاں صاحب نے اپنے عقائد میں تبدیلی نہیں کی۔

(۶)۔ غیر احمدیوں کی نماز جنازہ کے متعلق سوال پر میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب یوں گویا ہوئے۔

"غیر احمدی علماء نے فتوےٰ دے دیا تھا کہ احمدیوں کے بچوں کو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے واقعہ یہ ہے کہ احمدی عورتوں اور بچوں کی نعشیں قبروں سے اکھیڑ کر باہر پھینکی گئیں۔ کیونکہ ان کا فتوےٰ اب تک قائم ہے اس لئے میرا فتوےٰ بھی قائم ہے۔ البتہ اب ہمیں بانئے سلسلہ کا ایک فتوےٰ ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے کہ غور و خوض کے بعد پہلے فتوےٰ میں ترمیم کر دی جائے"۔

(عدالتی بیان ص۱۲)

نوٹ:۔ بانئے سلسلہ احمدیہ کا فتوےٰ ۱۹۱۵ء سے زیرِ بحث چلا آتا ہے اور بار بار مطالبے پر بھی اس کے متعلق اب تک جو کہ ۱۹۶۴ء ہے۔ کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ آخر یہ کیا مذاق ہے؟

مسیح عیسوی اور مسیح محمدی میں آخر کچھ نہ کچھ مماثلت ہونی ضروری تھی۔ حضرت عیسٰے کے اکثر پیروؤں نے ان کو نبی کے مقام سے اونچا کر کے خدا اور خدا کا بیٹا بنا دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اکثر پیروؤں نے ان کو ایک مجدد . . . .

--- اور محدث کے مقام سے اونچا کر کے غیر تشریعی نبی بنا دیا۔ جس کا ماننا جزوِ ایمان سمجھا جاتا رہا۔ اور باوجود میاں صاحب کے رجوع کے اب بھی ان کے مریدین نہایت ڈھٹائی سے وہی غالیانہ عقائد ذرا ملمع یا قند چڑھا کر لوگوں کے آگے پیش کرتے رہتے ہیں۔

باقی --- باقی

شکریہ

۱۳/۲ کو صبح ۸½ بجے میری عزیزہ بیٹی ناصرہ سلطانہ بیگم نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اپریشن سے مردہ بچہ پیدا ہوا۔ موت و حیات کی کشمکش بارہ روز جاری رہی اور پھر دو معصوم بچے اپنی نشانی ہمیں دے کر یہاں سے رخصت ہوئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

زچگی کی موت۔ شہادت کی موت ہے۔ پھر رمضان شریف کا مبارک مہینہ۔ جمعہ کا مبارک دن۔ نماز جنازہ میں احمدی، غیر احمدی حضرات کی کثرت۔ یہ سب کچھ ناصرہ مرحومہ کی نیک بختی اور نیک سیرتی کا نتیجہ تھی۔

میں اور میری بیگم ان تمام احباب و خواتین کے دل سے شکر گذار ہیں جنہوں نے ہمارے اس غم میں شرکت کی اور ہماری دلجوئی فرمائی۔ اللہ کریم انہیں اجرِ عظیم دے۔ بہت سے خطوط باہر سے تعزیت کے آئے۔ ان کا جواب فرداً فرداً نہیں دیا جا سکا۔ ہم ان کے بھی مشکور ہیں۔ اس اثناء میں بعض حضرات لاہور سے لائل پور کسی اور مقصد سے تشریف لائے اور انہیں ہمارے گھر تک تعزیت کی غرض سے پانچ دس منٹ کی فرصت نکالنے کی بھی توفیق نہ مل سکی۔ ہم ان کے حق میں بھی دعائے خیر کرتے ہیں خدا ہم سب پر رحم فرمائے۔

مرزا مظفر بیگ ساطع

محمد سلطان نظامی

خون، جو رائیگاں نہ جائے گا

تاریخ اسلام کا ایک سیاہ ورق

مدینۃ الرسول کے باہر اس علاقہ میں جسے احجار الزیت کہا جاتا ہے ایک ہجوم سا جمع ہو رہا ہے۔ اور مزید قافلوں پر قافلے جوق در جوق اس اجتماع میں شامل ہونے کی غرض سے چلے آ رہے ہیں۔ بغور دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس جم غفیر میں اہلِ مصر، اہلِ بصرہ اور اہلِ کوفہ شامل ہیں۔ ہر کس و ناکس سامان حرب سے مسلح ہے اور ان کی حرکات و سکنات اس حقیقت کو آشکارا کرتی ہیں کہ وہ کسی خاص مقصد کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔

یہ لشکر احجار الزیت کے علاقہ میں خیمہ زن ہو رہے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جس کے متعلق حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضؓ کو فرمایا تھا کہ ابو ذر! اُس وقت تیرا کیا حال ہو گا کہ جب مدینہ میں قتل کا بازار گرم ہو گا اور احجار الزیت کو ڈھانک لے گا۔ جس کے تم تابع ہو" ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ نے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر فرمایا:۔

"میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں پر بارش کی طرح برس رہے ہیں"

اہلِ مدینہ رات بھر شہر کے باہر تکبیر کی آوازیں سنتے رہے۔ صبح کو حسب معمول جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ اہلِ مصر، اہلِ بصرہ اور اہلِ کوفہ شہر کے اندر جلوس کی شکل میں موجود ہیں۔ اور وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ خلیفۃ المسلمین کے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ ان مفسدوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ جو شخص اپنی تلوار نیام میں رکھے گا اور مقابلہ کا ارادہ نہ کرے گا وہ مامون و محفوظ رہے گا۔

اہلِ مدینہ بلوائیوں کے اعلان کے بعد اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ اور ان سبائی مفسدین سے نبرد آزما نہ ہوئے۔ کئی روز تک حضرت عثمان رضؓ کے مکان کا محاصرہ رہا۔ ان ایام میں آپ حسب معمول مسجد نبوی میں آ کر نماز پڑھاتے رہے۔ اور صحابہ کرام رضؓ بھی آپ سے مشورہ و گفتگو کرتے رہے۔

حضرت علی رضؓ، حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے بھی باغیوں کو اس امر کا یقین دلایا کہ وہ شورش و فساد نہ کریں۔ حضرت عثمان رضؓ اُن کے مطالبات پورے کرنے پر آمادہ ہیں اور مشورہ کے بعد تمام امور خاطر خواہ طور پر طے ہو جائیں گے۔ لیکن اس قسم کی باتوں سے وہ متاثر نہ ہوئے اور محاصرہ اُٹھانے پر کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔

یہ محاصرہ چالیس روز تک جاری رہا اور بقول بعض مؤرخین بائیس روز۔ بلوائیوں نے تمام ناکوں پر قبضہ کر لیا۔ اور خوراک و پانی کی آمد و رفت بالکل بند کر دی۔ یہ سختی دیکھ کر حضرت عثمان رضؓ نے صحابہ رضؓ سے اعانت کی درخواست کی۔ یہ خبر پا کر حضرت علی رضؓ فوراً بلوائیوں کے پاس گئے اور اُن سے فرمایا کہ لوگو! تمہارا یہ فعل نہ اسلام کے شایاں ہے اور نہ کافروں سے مشابہ۔ تم اُن کا کھانا اور پانی بند نہ کرو۔ کافر رومی اور ایرانی بھی قیدیوں کو کھلاتے پلاتے رہے۔ لیکن ان سبائیوں نے کہا۔ نہیں نہیں ہم ہرگز ہرگز عثمان رضؓ کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ پہنچنے دیں گے۔ حضرت علی رضؓ بلوائیوں کو غضبناک دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضؓ سے حضرت عثمان رضؓ کی یہ حالت نہ دیکھی گئی۔ اور خود کھانا اور پانی لے کر اُن کے مکان کی طرف روانہ ہوئیں۔ بلوائیوں نے اس امر کا لحاظ کئے بغیر کہ آپ زوجۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ام المؤمنین ہیں آپ کو روکا۔ اس پر حضرت ام حبیبہ رضؓ نے فرمایا کہ میں عثمان رضؓ کے پاس جاتی ہوں اُن کے پاس بیواؤں اور یتیموں کا مال ہے ایسا نہ ہو کہ وہ ضائع ہو جائے۔ بلوائیوں نے کہا کہ آپ ہرگز ہرگز نہیں جا سکتیں۔ یہ سُن کر بھی حضرت ام حبیبہ رضؓ نے اپنا خچر آگے بڑھایا۔ مگر ان سبائی بدمعاشوں نے آپ کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ بلکہ کسی سفاک نے آپ کے خچر کے منہ پر ڈنڈا مارا اور اس کی لگام کاٹ دی خچر ڈنڈا کھا کر بھاگا اور ایسا بھاگا کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضؓ مشکل گرتے گرتے بچیں۔

محاصرہ کی شدت روز بروز شدید ہوتی چلی گئی مفسدین نے ہر ممکن کوشش سے آپ کو تنگ کرنا چاہا۔ بالآخر حضرت عثمان رضؓ اپنے مکان کی چھت پر تشریف لائے اور بلوائیوں کو مخاطب کر کے سلام کیا مگر کسی ایک سنگدل نے بھی آپ کے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ پھر آپ نے حضرت طلحہ رضؓ کو آواز دی۔ وہ فوراً آگے بڑھے۔ آپ نے فرمایا:۔

"طلحہ! آپ کو معلوم ہے کہ مدینہ کا بیر رومہ (کنواں) فلاں یہودی کا تھا۔ وہ اس کنوئیں کا پانی فروخت کرتا تھا اور کسی کو ایک قطرہ پانی بھی مفت نہ دیتا تھا۔ میں نے اس کنوئیں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق چالیس ہزار درہم میں خرید کیا اور اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور اپنی ملکیت اور قبضہ میں نہیں رکھا۔ کیا یہ درست نہیں"

حضرت طلحہ رضؓ اور مفسدین نے کہا کہ آپ رضؓ کا فرمانا بالکل درست ہے۔ بے شک آپ نے اس کنوئیں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا۔

اس پر آپ رضؓ نے فرمایا:۔

"پھر کیا بات ہے کہ آج اس کنوئیں سے مسلمان تو مستفید ہو رہے ہیں اور مجھ پر اس کا پانی بند کر دیا گیا ہے"

اس کے بعد آپ رضؓ نے فرمایا:۔

"تم سب کو یہ واقعہ بھولا نہ ہو گا کہ جب مسجد نبویؐ کو وسعت دینے کے لئے ضرورت پیش آئی اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو مسجد نبویؐ کے قریب کے مکانات خرید کر مسجد کے لئے وقف کرے اور مسجد میں وسعت و گنجائش پیدا کرے جو شخص اس عمل خیر کو کرے گا اس کے لئے جنت ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسجد نبویؐ کی ملحقہ زمینوں کو بیس ہزار درہم میں خرید کیا اور مسجد کے نذر کر دیا۔ کیا یہ صحیح نہیں؟"

حضرت طلحہ رضؓ اور سبائی مفسدین نے اس حقیقت کا بھی اعتراف کیا۔ تو حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا:۔

"پھر کیا وجہ ہے کہ مسجد نبوی میں میرے سوائے سارے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ کیا اس مسجد میں مجھے نماز پڑھنے کا حق نہیں"

پھر آپ رضؓ نے فرمایا:۔

"تم کو معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں کیا فرمایا تھا اور میری نسبت کیا فیصلہ ہے"

مفسدین نے جب حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے یہ الفاظ سنے تو وہ سخت پریشان ہوئے۔ ان کو بھی

آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات یاد آ گئے جو حضورؐ نے حضرت عثمان رضؓ کے حق میں فرمائے تھے یعنی آپ کے فضائل۔ آپ کی نیکیاں اور اسلام پر آپ کے بیش بہا احسانات۔ بہت سے مفسدین تو اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ اپنی حرکات نازیبا سے توبہ کرنے اور حضرت عثمانؓ سے درگذر کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر اسنے میں عبداللہ بن سبا امام المفسدین کا مرید خاص اشتر نخعی آ گیا۔ اور اس نے جب یہ ڈھنگ دیکھا تو اس نے اپنی پرجوش تقریر سے ان کے جذبات کو پھر بھڑکا دیا۔

ایک دوسرے موقعہ پر حضرت عثمانؓ نے مفسدین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"لوگو! کیا تم چاہتے ہو کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کروں کیا تم نہیں جانتے کہ حضورؐ نے مجھے فرمایا تھا۔ عثمانؓ! خدا تجھے خلعت عطا کرے گا۔ لوگ تجھے اسے اتار پھینکنے پر مجبور کریں گے۔ لیکن تم اسے مت اتارنا"

مفسدین اس بات پر مشتعل ہو گئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ یا تو آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ لیکن حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے فرمایا:۔

"کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو موت سے میں خائف نہیں۔ بلکہ اسے آسان سمجھتا ہوں۔ رہا جنگ کرنا۔ اگر میں اس بات پر آمادہ ہوتا تو آج میرے ارد گرد ہزاروں جانثار جمع ہوتے مگر میں اس بات کے لئے قطعاً تیار نہیں کہ میں مسلمانوں کے درمیان خونریزی کا موجب بنوں"

محاصرین حضرت عثمان رضؓ کو گھیرے پڑے تھے تمام ناکوں اور گلیوں پر ان کا قبضہ تھا اور دن رات میں سے وہ ایک لمحہ بھی اپنی جگہ نہ چھوڑتے تھے۔ شہر میں مفسدین کے غیر شریفانہ طرز عمل سے عام اضطراب ہوتا تھا۔ لوگ گھروں میں چھپے بیٹھے تھے اور بہت کم ایسے تھے جو اپنے کاروبار میں مصروف ہوں۔

باوجود اس قدر تکالیف کے حضرت عثمانؓ اپنے فریضہ سے غافل نہ ہوئے۔ انہیں ایام میں حج کا موقعہ آ گیا آپ مکان کی چھت پر تشریف لے گئے اور حضرت ابن عباس رضؓ کو امیر حج مقرر کر کے مناسب ہدایات فرما کر لوگوں کو روانہ کیا۔ کئی ایک صحابہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے۔

کس قدر افسوس کا مقام تھا کہ ایک طرف تو حجاج کرام ارکانِ حج ادا کر رہے تھے اور دوسری طرف مدینۃ الرسول میں مفسدین نے خلیفۂ رسول کریم صلعم کو محصور کر رکھا تھا اور آپ کا کھانا پینا سب بند کر دیا تھا۔ ان ہی ایام میں کسی ایک سبائی بدمعاش نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت معاویہؓ نے یزید بن اسید کی سرکردگی میں چار ہزار جانباز حضرت عثمان رضؓ کی امداد کے لئے روانہ کئے ہیں جو تیزی سے مدینہ کی طرف بڑھتے چلے آ رہے ہیں اس کے علاوہ دوسرے شہروں سے بھی امدادی فوجیں روانہ ہو چکی ہیں جو کچھ کرنا ہے کر گذرو۔ اور اگر ہمت نہ ہو تو محاصرہ اٹھا کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاؤ۔

باغیوں نے جب امدادی دستوں کی آمد کی خبر سنی تو اپنی مفسدانہ کارروائیوں کو شدید سے شدید تر کر دیا۔ ان میں سے ایک جماعت بڑھی اور حضرت عثمانؓ کے مکان کے دروازہ کو آگ لگا دی۔ جو لوگ امن و حفاظت کے لئے متعین تھے انہوں نے فوراً آگ بجھانا شروع کر دیا۔ مفسدین سدراہ ہوئے تو ان سے مقابلہ بھی ہوا۔ جب اس کی خبر حضرت عثمان رضؓ کو پہنچی تو آپ نے جدال و قتال کو پسند نہ فرمایا بلکہ فرمایا کہ:۔

"میں خونریزی کو پسند نہیں کرتا"

اس کے بعد ان تمام لوگوں کو جن میں صحابہ کرام کے بچے بھی شامل تھے فرمایا:۔

"تم لوگ میری بیعت سے آزاد ہو میں قتال و خونریزی کا روادار نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم سب اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ"

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے جو اس جماعت میں شامل تھے عرض کی:۔

"امیرالمومنین! میری نسبت کیا ارشاد ہے اگر بلوائیوں کی جماعت آپؓ پر قابو پا جائے"

آپؓ نے فرمایا:۔

"ہاں! ہر حال میں جماعت کا اتباع تمہارا فرض ہے"

اس کے بعد حسنؓ بن علیؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا:۔

"امیرالمومنین مجھے کیا حکم ہے میں تو آپ کا اطاعت گذار فرمانبردار ہوں"

آپؓ نے فرمایا:۔

"اے میرے بھائی کے بیٹے! تم واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر میں خاموشی سے بیٹھ جاؤ۔ جب تک کہ خدا کا فیصلہ ظہور پذیر نہ ہو جائے۔"

بعد ازاں حضرت ابوہریرہ رضؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا:۔

"امیرالمومنین! قتال شروع ہو گیا ہے باغی فسادیوں نے گھر میں آگ لگا دی ہے۔ ہمارے ایک آدمی کو بھی قتل کر دیا ہے"

حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا:۔

"ابوہریرہؓ تم پر حملہ کیا گیا اور تم نے اپنی تلوار نہیں پھینکی"

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے عرض کی:۔

"امیرالمومنین! میں نے اپنی تلوار کو پھینک دیا۔ خدا جانے کون اٹھا کر لے گیا"

اس کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ حاضر ہوئے اور عرض کی:۔

"امیرالمومنین! فسادی دروازہ پر جمع ہو گئے ہیں۔ اگر پسند فرمائیں تو میں آپ کو مکہ معظمہ پہنچا دوں یا حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچا دوں جہاں آپؓ ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو ہم باہر نکل کر بلوائیوں سے گفتگو کریں اور ان کو خدا کے فیصلہ پر آمادہ کریں۔"

یہ سن کر حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ نے فرمایا:۔

"مکہ جانے کی نسبت عرض ہے کہ حضرت نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سنا ہے کہ قریش کے ایک آدمی کو مکہ میں دفن کیا جائے گا جس کو میری تمام امت کا آدھا عذاب دیا جائے گا میں مکہ میں جا کر وہ شخص بننا نہیں چاہتا جس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اب رہا شام کی طرف جانا اس کی بابت عرض ہے کہ مدینہ میری ہجرت کا گھر ہے اور روضۂ نبویؐ کی ہمسائیگی کا شرف مجھے نصیب ہے۔ میں اپنی ہجرت کے گھر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ سے محروم ہونا نہیں چاہتا۔ رہی آخری بات کہ باغیوں سے خدا کے فیصلہ پر گفتگو کی جائے۔ اس کو میں اس لئے پسند نہیں کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے جس کا خون بہایا جائے گا میں اس سعادت سے محروم رہنا نہیں چاہتا۔"

اس کے بعد آپؓ نے مغیرہ بن شعبہ رضؓ کو فرمایا:۔

"مغیرہ! کل میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا عثمان! کل روزہ رکھو شام کو تم ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کرو گے۔ چنانچہ آج میں روزہ سے ہوں اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ میرے گھر سے صحیح و سالم نکل جائے"

اس گفتگو کو گھر کے اندر جو لوگ سن رہے تھے انہوں نے حضرت عثمان رضؓ کے آخری الفاظ سن کر عرض کیا:۔

"امیرالمومنین! اگر ہم یہاں سے چلے گئے تب بھی ہم ان فسادیوں سے اپنے آپ کو محفوظ خیال نہ کریں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ ہم کو یہیں رہنے کی اجازت دیں"

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ باغیوں نے دوسرے مکانوں کی چھتوں سے ان سب پر پتھر برسانے شروع کر دیئے، جن سے مروان، محمد بن طلحہ، حضرت علی رضؓ کا غلام قنبر اور حضرت امام حسنؓ بھی زخمی ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان تمام لوگوں کو اپنے اپنے گھر چلے جانے کا مشورہ دیا۔

حضرت امام حسن رضؓ زخمی ہو کر باہر آئے تو محمد بن ابوبکر نے لوگوں سے کہا:۔

"دیکھو حسنؓ کے چہرہ سے خون بہہ رہا ہے اگر اس وقت بنو ہاشم ادھر آ گئے اور اپنے بچے کو خون آلودہ دیکھ لیا تو سارے ہاشمی ٹوٹ پڑیں گے اور حضرت عثمان رضؓ محفوظ ہو جائیں گے۔ جو کچھ کرنا ہو جلد کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ موقعہ ہاتھ سے نکل جائے"

چنانچہ محمد بن ابوبکر دو بلوائیوں کی معیت میں ہمسایہ کے مکان سے کود کر حضرت عثمان رضؓ کے مکان میں داخل ہوئے اور قریب پہنچ کر محمد بن ابوبکر نے حضرت عثمان رضؓ کو جو اسی برس کے بوڑھے تھے پچھاڑ کر ان کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور ان کی ریش مبارک پکڑ کر کہا:۔

"نعثل! معاویہ۔ عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن سرح نے تجھ کو بچا نہ لیا۔ بتاؤ ان کی مدد کہاں ہے۔"

حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا:۔

"محمد! اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو اس حال میں مجھ کو دیکھ کر روتا اور تیری بدتمیزی سے اس کو سخت اذیت ہوتی"

یہ سن کر محمد بن ابوبکر سخت نادم ہوا اور آپ رضؓ کے سینہ سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔ اور وہ دونوں بلوائی بھی اس کے ساتھ ہی باہر چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضؓ ذوالنورین نے وضو کیا اور قرآن شریف سامنے رکھ کر پڑھنے لگے۔ استنے میں ایک سبائی بدمعاش بنو حازم کی دیوار پھاند کر گھر میں گھس آیا اور آپ سے کہا کہ اگر خلعت خلافت کو اتار دیں تو آپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا:۔

"افسوس ہے تجھ پر! کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میرے جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے جاہلیت اور اسلام میں کبھی بے پردہ نہیں ہوا۔ اور میں نے اسلام لانے کے بعد کبھی دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو کسی وقت چھوا نہیں۔ آج میں خلعت خلافت کو اتار پھینکوں جو خدا نے مجھ کو پہنایا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا"

یہ سن کر وہ شخص واپس چلا گیا پھر ایک اور فسادی آیا اس سے بھی گفتگو ہوئی اور وہ بھی چلا گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن سلام رضؓ نے ان سبائی فتنہ پردازوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"لوگو! آپس میں خدا کی تلوار نہ چلاؤ۔ خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو پھر تم اس کو نیام میں نہ ڈال سکو گے۔ خدا کی قسم! آج تمہارا خلیفہ تمہیں درّہ کی سزا دیتا ہے اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو پھر تم کو تلوار کی سزا دی جائے گی۔ خدا کی قسم! مدینہ ایک بابرکت شہر ہے جس پر ہر وقت فرشتوں کا سایہ رہتا ہے۔ اگر تم نے خلیفہ کو مار ڈالا تو خدا کی رحمت اور اس کے فرشتے یہاں سے چلے جائیں گے"

مگر بلوائیوں نے جو قتل حضرت عثمانؓ کی غرض سے ہی جمع ہوئے تھے ان باتوں کی پرواہ نہ کی بلکہ ان کو سخت گالی گلوچ کیا۔

حضرت عثمان رضؓ تلاوت قرآن ہی میں مشغول تھے کہ بلوائیوں میں سے ایک آدمی گھر میں داخل ہوا جس کے ہاتھ میں پھلدار تیر تھا۔ اس نے تیر آپ کے ہونٹوں پر مارا جو گردن تک اتر گیا۔ خون کا فوارہ زخم سے پھوٹ نکلا۔ اور قرآن پاک خون سے تر ہو گیا۔ پھر ایک اور بلوائی آیا اور اس نے آپؓ کے لاغر جسم مبارک پر اس قدر زور لات ماری کہ آپ لڑکھڑا کر گر پڑے۔ ابھی آپ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ ایک اور بدمعاش آیا اور اس نے تلوار کا قبضہ اس زور سے آپ کے سر پر مارا کہ خون کی ندی بہہ نکلی۔ ضعیف العمری کی وجہ سے آپؓ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب آپ کی رفیقۂ حیات حضرت نائلہ نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو آپ کو اٹھایا۔ زخم اور چہرہ پر پانی چھڑکا جس سے آپ کو ذرا ہوش آیا۔ اتنے میں ایک مصری سبائی مکان کے اندر داخل ہوا۔ اس نے آپ کی ریش مبارک پکڑی اور اس قدر زور سے کھینچی کہ مٹھی بھر بال اکھاڑ لیئے۔ اور پھر تلوار اٹھا کر کہا لوگو ہٹ جاؤ اور حضرت عثمان رضؓ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ آپ نے تلوار کو ہاتھ پر روکا جس سے آپ کا دایاں ہاتھ کٹ کر گر پڑا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا:۔

"لوگو! اسلام میں یہ پہلا ہاتھ ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے جوڑ سے علیحدہ کیا گیا ہے اور یہ ہاتھ وہ ہے جس نے قرآن مجید لکھا"

ابھی آپ کچھ اور فرمانا چاہتے تھے کہ ایک مفسد آیا جو کہ پستہ قد اور گربہ چشم تھا۔ اس کے ہاتھ میں چھری تھی۔ وہ حضرت عثمان کے قریب پہنچا اور کہا:۔

"نعثل تو کس ملت پر ہے"

آپؓ نے فرمایا:۔

"میں نعثل نہیں ہوں بلکہ عفان کا بیٹا عثمان ہوں اور ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں۔ مشرک نہیں ہوں"

اس پر اس کمبخت نے آپ کی کنپٹی پر چھری ماری جس سے اس قدر خون بہا کہ آپ منہ کے بل زمین پر گر پڑے آپ کی رفیقۂ حیات حضرت نائلہ بھاگ کر آئیں اور ان طلائی فتنہ پردازوں اور حضرت عثمان کے درمیان کھڑی ہو گئیں

اتنے میں ایک مصری بدمعاش آیا جس کے ہاتھ میں برہنہ شمشیر تھی۔ اسے دیکھ کر حضرت نائلہ حضرت عثمان رضؓ کے اوپر جھک گئیں۔ مصری نے موقع پا کر حضرت عثمان رضؓ کے پہلو میں تلوار گھونپ دی۔ حضرت نائلہ نے اسکے وار کو روکنے کے لئے ہاتھ بڑھایا جس سے ان کی آدھی ہتھیلی اور انگلیاں کٹ کر دور جا پڑیں۔ آپ ابھی سنبھلنے بھی نہ پائی تھیں کہ ایک اور بلوائی آگے بڑھا اور اس نے حضرت عثمان کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی جس سے آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس کے بعد باغیوں نے آپؓ کے مکان پر ہلہ بول دیا اور تمام گھر کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ جمادی الحجہ ۳۵ھ کا ہے۔ خلیفۃ الرسول اور امیرالمومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی لاش بے گور و کفن دو دن تک کس مپرسی کی حالت میں پڑی رہی۔ فسادیوں کے خوف سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آپؓ کی تجہیز و تکفین کی جا سکے۔ تمام مدینہ شہر خموشاں بنا ہوا تھا۔ لوگ غم اور خوف کے مارے گھروں میں دبکے بیٹھے تھے۔

عبداللہ بن ازہر کا بیان ہے کہ:۔

"میں نے حضرت عثمان کے معاملہ میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہ لیا۔ آپؓ کے قتل کے دوسرے روز رات کے وقت میں اپنے مکان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ منذر بن الزبیر رضؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ تمہارا بھائی تم کو بلاتا ہے۔ میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ میرے بھائی نے مجھ سے کہا ہمارا ارادہ حضرت عثمان رضؓ کو دفن کرنے کا ہے۔ تم بھی مدد دو۔ میں نے کہا کہ میں نے کسی جماعت کا ساتھ نہیں دیا اس واسطے مجھے اس میں شریک نہ کرو۔ یہ سن کر وہ چلا گیا۔ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا۔ یہاں سے چل کر وہ ایک جماعت کے پاس پہنچا جس میں جبیر بن مطعم۔ ابوالجہم بن حذیفہ۔ مسور بن مخرمہ، عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ بھی تھے ان آدمیوں نے حضرت عثمان کی نعش کو اٹھایا قبرستان میں پہنچے تو ایک شخص نے کہا کہ نماز جنازہ نہ پڑھو۔ اس پر ابوالجہم نے کہا کیا ہم اس شخص کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں جس پر خدا اور اس کے فرشتوں نے نماز پڑھی ہے۔ اس کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی اور جبیر بن مطعم رضؓ نے امامت کی اور جنت البقیع کے زیریں حصہ میں آپؓ کو دفن کیا گیا۔ اور قبر کو ہموار کر دیا گیا۔"

حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے قتل و شہادت کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی پیشگوئی

فرمائی۔ ترمذی میں مرۃ بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ ایک شخص منہ ڈھانپے ادھر سے گزرا۔ حضورؐ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص فتنہ کے ایام میں راہ راست پر ہوگا۔ مرۃ بن کعبؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کے یہ الفاظ سن کر میں اٹھا تا کہ معلوم کروں کہ یہ کون شخص ہے۔ دیکھا تو وہ حضرت عثمان تھے۔ میں نے اُن کا چہرہ حضور کی طرف کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ شخص فتنوں کے ایام میں راہ راست پر ہوگا۔ حضور صلعم نے فرمایا "ہاں"

ترمذی ہی میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک روز حضورؐ نے عثمان سے فرمایا:۔

"عثمان! خدا تجھے ایک قمیص (خلعت خلافت) مرحمت فرمائے گا۔ لوگ اس قمیص کو اتار ڈالنے کا مطالبہ کریں گے تو ان کی اس خواہش سے قمیص کو نہ اتارنا"

ترمذی ہی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حضورؐ نے فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

"اس فتنہ میں اس شخص کو قتل کیا جائے گا"

یہ کہکر آپ نے حضرت عثمان رضؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔

بیہقی میں ابو سہلہ رضؓ سے مروی ہے کہ:۔

" ایک روز حضورؐ حضرت عثمان رضؓ سے آہستہ آہستہ کچھ باتیں کر رہے تھے اور ان باتوں کو سن کر حضرت عثمان رضؓ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ پھر جب وہ دن آیا جس روز وہ قتل کئے جانے والے تھے اور باغی آپ کے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے میں نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا "ہم ان لوگوں سے لڑیں"۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ حضورؐ نے مجھے ایک وصیت کی تھی کہ میں صابر و شاکر رہوں"

بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ:۔

"میرے بعد تم فتنوں میں مبتلا ہوگے۔ ایک شخص نے یہ سن کر پوچھا حضورؐ! ہم اس وقت کس کا اتباع کریں، فرمایا "امیر اور اس کے دوستوں کی اطاعت تم پر فرض ہے"

امیر کا لفظ ارشاد فرماتے ہوئے آپؐ نے حضرت عثمان کی طرف اشارہ فرمایا۔"

اسی طرح کئی ایک احادیث سبائی فتنہ اور شہادت حضرت عثمان رضؓ کے متعلق موجود ہیں۔ لیکن جس حقیقت کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ وضاحت فرمائی اس کی طرف حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے سبائی فتنہ پردازوں کو خصوصاً اور اہل اسلام کو عموماً اپنی تقریر میں کھلے الفاظ میں سمجھایا۔

"لوگو! آپس میں خدا کی تلوار نہ چلاؤ۔ خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو پھر تم اس کو نیام میں نہ ڈال سکو گے۔ خدا کی قسم! آج تمہارا خلیفہ تمہیں دُرّہ کی سزا دیتا ہے اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو پھر تم کو تلوار کی سزا دی جائے گی۔ خدا کی قسم! تمہارا یہ شہر مدینہ ایک بابرکت شہر ہے۔ جس پر ہر وقت خدا کی رحمت اور فرشتوں کا سایہ رہتا ہے اگر تم نے خلیفہ کو قتل کر دیا تو خدا کی رحمت اور فرشتے یہاں سے چلے جائیں گے۔"

لیکن عبداللہ بن سبا یہودی کے پیروکاروں پر قتل خلیفہ کا بھوت سوار تھا۔ انہوں نے بے گناہ خلیفہ کے خون سے اس بے دردی سے ہولی کھیلی کہ زمین و آسمان۔ چرند و پرند، جن و ملائک غرضیکہ تمام مخلوق انگشت بدنداں رہ گئی اور آنے والے واقعات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا کہ بے گناہ خلیفہ کا خون رائیگاں نہ گیا اور قیامت تک رائیگاں نہ جائے گا۔ مسلمان نے بے گناہ خلیفہ کو موت کے گھاٹ اتار کر خود اپنی موت کا پروانہ خریدا مسلمان کے دل سے اخوت، اتحاد اور ایمان کافور ہو گئے۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہوگیا۔

حضرت نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں عرب کے خونخوار انسانوں کو عابد و زاہد بنا دیا۔ ان کے نقش قدم پر چلنے والوں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ نے امت کی اصلاح و بہبود میں تن من دھن کی قربانیاں دیں اور شیخین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ان کے دور مبارک میں اسلام نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی۔ اور مسلمان فاتحین جہاں جہاں بھی گئے مفتوحین ان کے گرویدہ ہو گئے۔ مگر قتل حضرت عثمان رضؓ کے بعد فتنہ کا دروازہ ایسا ٹوٹا کہ پھر بند نہ ہوسکا۔ حضرت علی رضؓ۔ حضرت طلحہ رضؓ حضرت زبیر رضؓ اور ہزارہا صحابہ کرام جنہیں رسول کی صحبت کا شرف حاصل تھا اسی طرح مسلمانوں ہی کے ہاتھوں تہ تیغ ہوگئے اس قدر جلیل القدر قربانیوں کے بعد بھی فتنہ کا دروازہ بند نہ ہوا۔ بلکہ حضرت عثمان رضؓ کے بے گناہ خون کے چھینٹے کچھ ایسے اڑے کہ قیامت تک اُن کا مٹنا مشکل ہے۔

حضرت عثمانؓ کے مناقب نادرہ

(۱) - سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف دامادی حاصل ہوا۔ تو وہ بھی دوہرا۔ کیونکہ آپ کی دو صاحبزادیاں رقیہؓ اور ام کلثوم رضؓ یکے بعد دیگرے آپ کے حبالۂ نکاح میں آئی تھیں چنانچہ ان کا لقب ذوالنورین قرار پایا۔

(۲) - مہاجر ہیں تو وہ بھی دوہرے۔ یعنی پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی اور دوسری مدینہ کی طرف اس لئے ان کا لقب ذوالہجرتین تھا۔

۳ - مجاہد بھی ہیں تو دوہرے یعنی آپ نے جہاد بالنفس بھی کیا اور جہاد بالاموال بھی۔ کوئی ایسا غزوہ نہیں جس میں آپؓ شریک نہ ہوئے ہوں۔ (سوائے غزوۂ بدر کے اور وہ بھی بحکم رسول اکرمؐ کیونکہ حضرت رقیہ رضؓ سخت بیمار تھیں) اور غزوۂ عسرت تو آپؓ ہی کی مالی امداد کا رہین منت ہے

(۴) - حضورؐ انور کی ذات بابرکات سے جو خونی رشتہ آپؓ کو حاصل ہے وہ بھی دوہرا ہی ہے۔ یعنے باپ کی طرف سے آپؓ کے تیسرے دادا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے حقیقی بھائی تھے اور ماں کی طرف سے آپ کی نانی بیضاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ حضرت عبداللہ کی توام بہن تھیں۔

(۵) - قرآن مجید سے بھی آپ کو دوہرا تعلق ہے کیونکہ خلفائے راشدین میں سے آپؓ وہ واحد خلیفہ ہیں جو حافظ قرآن ہونے کے ساتھ جامع و ناشر قرآن بھی ہیں۔ کیونکہ آپ نے حجازی قرأت پر قرآن حکیم کو جمع کر کے نشر کیا۔

(۶) - خلفائے راشدین میں سے آپ ہی کو دو دفعہ خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ حضورؐ نے غزوہ ذات الرقاع میں آپؓ کو خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور دوسری دفعہ حضور سرور کائنات کے انتقال کے بعد (تاریخ الامرا ص۱۶۱)

(۷) - یہ شرف بھی صرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ کا حسن ظاہری دو عظیم الشان نبیوں (ابراہیمؑ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشابہ تھا۔ چنانچہ بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی کے نکاح کے موقعہ پر اس صاحبزادی کو یہ بات فرمائی تھی۔

(تاریخ الامرا ص۱۶۳)

(۸) - یہ شرف صرف آپ ہی کی سخاوت کو حاصل ہے کہ آپ نے اس کے ذریعہ سے بقول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو مرتبہ جنت خریدی تھی، ایک دفعہ بیئر رومہ کی خرید کے وقت اور دوسری دفعہ جیش العسرۃ کی تیاری کے وقت

(تاریخ الامرا ص۱۶۵)

(۹) - ایک دفعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرش پر لیٹے ہوئے تھے کہ آپؐ کی پنڈلیاں قدرے ننگی ہوگئیں۔ کئی ایک صحابہ رضؓ آئے مگر آپؐ بدستور اسی طرح استراحت فرماتے رہے۔ مگر جب حضرت عثمان رضؓ تشریف لائے تو آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے سمیٹ لئے۔ اس امر کی وجہ پوچھے جانے پر آپؐ نے فرمایا کہ میں کس طرح اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ گویا حضرت عثمان رضؓ انس و ملک کے لئے باعث استحیاء تھے۔ (تاریخ الامرا ص۱۶۵)

(باقی بر ص۲۳)

محمد صالح نور (مولوی فاضل)
لائلپور

شاتم رسول پنڈت لیکھرام کی ہلاکت
اور
اسلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان

وَبَشَّرَنِی رَبِّی وَقَالَ مُبَشِّرًا سَتَعْرِفُ الْیَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ (مسیح موعودؑ)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد وحید احیاء دین اور اقامت شریعت تھا۔ آپ نے اپنی تحریرات و تقریرات میں جو محبت و مودت خدا تعالےٰ اور اس کے مرسل پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جو انس اور تعلق دین اسلام کے ساتھ ظاہر کیا اُس کا اثر آپ کی تمام تر عملی زندگی میں قائم رہا۔ اور آپ نے اپنی حیات مبارکہ کا لمحہ لمحہ تعلق باللہ اور الفت رسولؐ میں بسر کیا ہے آپ کی عدیم المثال کتب ان فقید المثال قصیدوں سے لبریز ہیں جو آپ نے عمر بھر خدا تعالےٰ کی عظمت اور رسول خدا کی محبت میں گائے ہیں۔

چھ مارچ کا دن اسلام کی عظمت ظاہر کرنے کا ایک نشان اور حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کے لئے "یوم الفرقان" کی حیثیت رکھتا ہے، اس دن خدا تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق ایک دشمن اسلام اپنی مسلسل دریدہ دہنی اور گستاخ بیانی کی پاداش میں کیفر کردار کو پہنچایا گیا اور یہ دن جسے اسلام کی صداقت کے لئے "یوم العید" کا مرتبہ دیا گیا ہے خدا تعالےٰ کی ایک قہری تجلی کے ساتھ ساتھ امام وقت کی ماموریت اور صداقت پر ایک مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے دشمنان اسلام کے لئے اتمام حجت کا موجب ہوا۔

پشاور کے رہنے والے ایک آریہ پنڈت لیکھرام کی نظر سے جب حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اسلام کی صداقت اور حقانیت پر مضامین گزرے تو اسے اپنے مذہب آریہ سماج کا مستقبل سخت خطرے میں اور نہایت درجہ تاریک نظر آیا۔ تب اس نے نہایت بے باکی اور گستاخی کے ساتھ دین اسلام کا مذاق اڑانا شروع کیا اور اسلام اور مقدس بانی اسلام صلعم پر نہایت رکیک ناپاک اور ناروا حملے شروع کر دیئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی عظمت کے اظہار کے لئے جو بلند پایہ تصنیف "براہین احمدیہ" شائع فرمائی تھی اس کے مقابلہ میں "تکذیب براہین احمدیہ" لکھ کر اپنے آپ کو واضح طور پر خدا کے مامور کے مقابل پر کھڑا کر دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ مختلف طریقوں سے اس بدزبان اور گستاخ پنڈت کو راہ راست پر لانے کے لئے سعی فرماتے رہے اور بار بار حقیقت حال کو اس کے سامنے رکھا اور طرح طرح سے اسلام کی حقانیت کو واشگاف انداز میں آشکارا کیا۔

جب ۱۸۸۵ء میں حضرت اقدس نے قرآن مجید کی حقانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور دین اسلام کی صداقت کو دلائل عقلیہ کے علاوہ الٰہی تائیدات اور آسمانی نشانات کے ذریعہ ثابت کرنے کے لئے تمام غیر مذاہب کے رہناؤں کو دعوت دی اور یہ دعوت ایک اعلان عام کے ذریعہ شائع کر دی گئی کہ جو کوئی ان امور کا مشاہدہ کرنا چاہے وہ میری صحبت میں آکر ایک سال تک رہے اور خدا تعالےٰ کی طرف سے آسمانی نشانات بچشم خود دیکھ لے۔ اس دعوت پر پنڈت لیکھرام نے بڑی جرأت و دلیری سے ۔ آمادگی کا اظہار کیا اور خدا اور اس کے مامور کے دشمنوں کے تعاون سے گو قادیان بھی گیا مگر حضور کی صحبت سے فیضیاب نہ ہو سکا اور نہ ہی پیش کردہ شرائط پر راضی ہوا۔ کچھ دیر خط وکتابت کے بعد اس نے نہایت تمسخر اور کمال استہزا کے رنگ میں حضرت مرزا صاحب کو لکھا:۔

"اچھا آسمانی نشان تو دکھاویں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں تا فیصلہ ہو"۔

اس کے بعد ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں حضور نے لیکھرام سے استفسار کیا کہ اگر اس کے متعلق ایسی پیشگوئی کی جاوے جس سے اس کو آنچ پہنچے تو اسے ظاہر کیا جائے یا نہ کیا جائے تو لیکھرام نے بڑی شوخی اور شرارت سے حضور کو لکھا کہ:۔

"میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں میرے حق میں جو چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا"۔

بعد ازاں یہ شاتم رسول پنڈت لیکھرام یوماً فیوماً گستاخی، شوخ چشمی اور تمسخر میں ترقی کرتا چلا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اور قرآن پاک کے مقدس کلام کے بارے میں استہزا سے کلام کرتا رہا۔ آخر حضرت امام الزمان نے اپنے خدا کے حضور اس بدزبان اور گستاخ انسان کے لئے توجہ فرمائی تاکہ اس کا منہ مانگا نشان اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے دکھایا جاوے۔

۱۸۹۳ء میں حضرت اقدس نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں حضور نے لیکھرام کے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے کئے گئے وعدہ اور پیشگوئی کا تذکرہ نہایت پُرجلال انداز میں فرمایا۔ اور اس پر الٰہی گرفت کے ذریعہ سخت عذاب کے لئے مدت معینہ کا تقرر فرما دیا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندر من مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضاء و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں تو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو کرو میری طرف سے اجازت ہے سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلشانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

عِجْلٌ جَسَدٌ لَّہٗ خُوَارٌ لَہٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا اور اس کے بعد

"آج جو ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء ہے۔ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے .... واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو .... یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا جواب یہ ملا"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء)

مندرجہ بالا پیشگوئی میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس درجہ عشق اور محبت کا اظہار کیا ہے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لئے جس بے پناہ غیرت کے جذبہ کا اظہار فرمایا ہے اس سے آپ کے عشق رسولؐ کے معراج کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور اس پیشگوئی میں جس تحدی اور یقین محکم سے کام لیا گیا ہے وہ حضور کے خدا تعالےٰ کی ذات بلند و بالا سے نزدیکی اور قریبی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے مامورین چونکہ اپنی ماموریت اور بعثت کے بارے میں علیٰ وجہ البصیرت حق الیقین کے مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لئے انہیں خدا تعالےٰ کے کلام میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ کا شائبہ تک نظر نہیں آتا اور مستقبل کے متعلق وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں ان کی فراست اور بصیرت کی چشم روشن اسے اپنے سامنے دیکھ رہی ہوتی ہے۔

چونکہ حضرت مرزا صاحب کا پنڈت لیکھرام کے بارے میں حضرت احدیت کی جناب میں توجہ کرنے کا واحد مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ یہ شخص رسول خدا کے حق میں سب و شتم اور یاوہ گوئی سے کام لیتا تھا۔ اس لئے جب حضور نے اپنی تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" میں اس پیشگوئی کو شائع فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند و ارفع شان میں ایک قصیدہ رقم فرمایا جس سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کس درجہ عشق تھا اور اس جگہ اس پیشگوئی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بلند کرنے کے لئے ایک کرامت کا نام دیا گیا ہے اس قصیدہ کے چند اشعار درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوان محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

جیسا کہ حضور نے پیشگوئی میں صراحتاً یہ ذکر فرما دیا تھا کہ پنڈت لیکھرام کا ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کے بعد چھ سال کی مدت معینہ کے اندر اندر ایک خارق عادت اور ہیبتناک ذریعہ سے عذاب شدید میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ اس پیشگوئی کے بعد حضور کو مزید اشارات اس پیشگوئی کی تفصیل کے بارے میں ہوتے رہے۔ اپریل ۱۸۹۳ء میں آپ کو کشف کے ذریعہ یہ نظارا دکھایا گیا کہ خدا تعالےٰ نے اس کی ہلاکت کے لئے جو وعدہ فرمایا تھا اس کے لئے عالم غیب میں کاروائی شروع ہو چکی ہے حضور فرماتے ہیں :-

"آج ۲-اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ر رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ اور ایک اور[1] شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے"

اس کے بعد اگست ۱۸۹۳ء میں حضرت اقدس نے لیکھرام کی موت کے متعلق تیسری مرتبہ پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کی بشارت کے ذریعہ یہ امر مقدر ہو چکا ہے کہ یہ شخص چھ سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور خدا تعالےٰ ہلاکت کے اس دن کو روز عید قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ دن ہماری عید سے بھی ملحق ہوگا کہ جس روز اسے "تیغ بران محمدؐ" سے قتل کیا جائے گا۔ حضور اس پیشگوئی کو اپنی ایک عربی تصنیف "کرامات الصادقین" میں ایک عربی شعر سے آغاز فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

وبشرنی ربی وقال مبشرا
ستعرف یوم العید والعید اقرب

اس تمام عربی عبارت کا ترجمہ یوں ہے کہ :-
"اور مجھے خدا نے ایک نشان کی خوشخبری دے کر کہا کہ تو عید کا دن پہچان لے گا اور عید اس کے بالکل قریب ہوگی اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ اس نے خدا اور رسول کے ایک دشمن اور مفسد کے بارے میں جو لیکھرام پشاوری ہے میری دعا سنی اور مجھے خبر دی کہ وہ ہلاک ہوگا ...... وہ شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا اور پلید باتیں آپؐ کی شان میں بکتا تھا پس میں نے اس پر بددعا کی سو خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ کے اندر مر جائے گا اور اس میں طالبان حق کے لئے ایک نشان ہوگا۔"

پنڈت لیکھرام کے متعلق اس درجہ واضح اور غیر مبہم پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد یہ امر یقینی ہو گیا تھا کہ خدا تعالےٰ کے جلال کے ظہور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کے اظہار کی خاطر اور قرآن

---

[1] دوسرے شخص سے کون مراد ہے اس جگہ پر حضور نے اس سے لاعلمی کا اظہار فرمایا ہے کسی اور موقعہ پر اس بارے میں لکھا جائے گا۔ بہر حال ایک اور مقام پر اس دوسرے شخص کے متعلق یہ الہام موجود ہے کہ لہ مثلہ نصب وعذاب یعنی اس شخص کو بھی لیکھرام کی طرح دکھ اور درد کے بعد ہلاک کیا جائے گا۔

پاک کی عظمت دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے خصوصاً آریہ سماج اور عموماً تمام مذاہب پر اتمام حجت کے طور پر ایک پرہیبت نشان دکھلایا جائے۔ جو پنڈت لیکھرام کی دردناک اور غیبی ذرایعہ سے موت کے رنگ میں ظاہر ہوگا سو خدا تعالے کا کرنا ایسا ہی ہوا کہ پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے عین مطابق ۶ مارچ ۱۸۹۷ء بروز ہفتہ مطابق ۲ شوال عید الفطر کے اگلے روز لاہور کے محلہ وچھو والی کے ایک دکان کی بالائی منزل میں ایک اجنبی قاتل (جس کو مسلمان سے ہندو کرنے کے لئے وہ ہروقت اپنے ساتھ رکھتا تھا) کے خنجر کے بھرپور وار سے جس سے اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں قتل ہوکر کیفر کردار کو پہنچا اور نہایت ہیبتناک اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔ اس قتل کی تفصیلات بہت طویل ہیں بہرحال المختصر یہ کہ بعد ازمرا کوشش اور تلاش بسیار کے بھی اس کے قاتل کا سراغ نہ مل سکا اور خدا تعالے کی وہ تقدیر مبرم جو ماموریت اللہ کی زبان سے پیشگوئی کے طور پر ہوئی تھی اور جس کی تفصیلات، حکمتیں اور معانی نہاں در نہاں ہیں من وعن پورا ہوکر اسلام اور بانیٔ اسلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ثابت ہوئی۔ اور جیساکہ لیکھرام نے اللہ تعالے کو خیر الماکرین کہکر نہایت گستاخی سے نشان طلب کیا تھا بعینہٖ ویسا ہی عمل میں آیا کہ اللہ تعالے نے ایسی خفیہ تدبیر سے کام کروایا جو انسانی دست وبرد سے باہر تھا اور احاطۂ علم میں نہ آسکا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک منظوم کلام میں لیکھرام کی ہلاکت کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

لیکھو کی بدزبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق وخطا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

پنڈت لیکھرام کے قتل کے بعد آریہ سماج کے قلوب میں دشمنی اور انتقام کے جذبہ کی آگ برابر سلگتی رہی اور قاتل کا سراغ لگانے اور اسے ماخوذ کرکے سخت سے سخت سزا دیئے جانے کا مطالبہ دہرایا جاتا رہا ہے۔ گورنمنٹ نے عوام کے اس مطالبہ کے پیش نظر ہندوستان کے ایک دوسرے سرے سے دوسرے تک اس قتل کی سازش کا پتہ لگانے کے لئے بہت دوڑ دھوپ کی اور مخالفین خصوصاً آریہ سماج اخباروں کے پیہم مطالبہ پر قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی بھی تلاشی کی گئی اور پولیس نے نہایت باریک بینی سے حضور کے مکان کے تمام حصوں اور حضور کے خطوط، کاغذات اور تحریرات کی مکمل تلاشی لی بلکہ بعض جگہوں کو کھدوا کر بھی دیکھا گیا مگر کوئی ثبوت برآمد نہ ہوا۔ تاہم اخبارات نے اس بات کو بہت ہی ہوا دی کہ قتل مرزا صاحب کی سازش کا نتیجہ ہے آخر حضور نے اس بار بار کی الزام تراشی کے بعد ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جو اتمام حجت کے علاوہ اس سلسلہ میں حرف آخر کا حکم رکھتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ منفصل ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایک ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبتناک عذاب ہو مگر انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل ہو سکے پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق ہوں جو ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے"

مگر کسی آریہ کو پنڈت لیکھرام کے ہیبتناک انجام کے بعد یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس نوع کی قسم اٹھانے پر آمادہ ہو سکے۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

تاریخ اسلام کا ایک سیاہ ورق

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

(۱۰) آپؓ نے شہادت بھی پائی تو رسول اکرم صلعم کے دو حکموں کی تعمیل میں ایک حکم تو یہ تھا کہ "خبردار! مسلمان کی تلوار مسلمان کے خلاف نیام سے نہ نکلے۔ کیونکہ پھر قیامت تک یہ تلوار نیام میں نہ جائے گی" چنانچہ آپ نے نہ مفسدین کے مطالبہ پر نہ خلافت کی قبا ہی تن سے اتاری اور نہ اپنی جان کی حفاظت میں کسی مسلمان کو شمشیر کشی کی اجازت ہی دی۔

(۱۱)۔ آپؓ کے ایمان کامل کی تصدیق بھی عمل میں آئی ہے تو دو طریقوں پر۔ اور دونوں ہی طریقے اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل انوکھے ہیں ایک طریقہ کا انحصار اللہ تعالے کے قول پر ہے اور دوسرے طریقے کا انحصار اللہ پاک کے پیارے رسولؐ کے عمل پر۔ اور پھر ان دونوں طریقوں سے شیعہ وسنی علمائے عظام کو مکمل اتفاق ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب حضرت عثمانؓ کو جماعت مومنین کا معتمد علیہ سفیر بناکر بھیجا تھا اور وہاں سے اطلاع آئی تھی کہ وہ قتل یا قید کئے گئے۔ تو آپؐ نے اس سانحۂ الیمہ کا انتقام لینے کے لئے آپؐ نے پندرہ سو ہمراہیوں سے موت کی بیعت لی تھی۔ تو حضرت عثمان رضؓ کی عدم موجودگی میں اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارکر کہا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اس پر اللہ پاک نے قرآن حمید میں فرمایا:۔

"لقد رضی اللہ عن المومنین
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ"

اور اسی طرح اللہ پاک کا یہ قول اور اس کے محبوبؐ کا اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دینے کا یہ فعل حضرت عثمان کے ایمان کامل کی دوہری تصدیق ہے۔

دیکھو کتاب الروضہ (کافی) ص۱۵۱ بھی اس کی تصدیق کرتی ہے:۔

"وضرب باحدای یدیہ
علی الاخری لعثمان"

اور مارا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر واسطے عثمان کے۔۔

نیز دیکھو حیاۃ القلوب جلد دوم ص۴۰۴

بقیہ صفحہ ۳

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

پیتا ہے اور کہتا ہے شراب سے کیا ہوتا ہے۔
.... پھر سر عام پینا شروع کر دیتا ہے۔ ان تمام چیزوں سے حضور صلعم نے اس لئے روکا ہے کہ یہ قوم کے لئے نقصان دہ ہیں۔

امریکہ اور یورپ کی اخلاقی تباہ حالی

امریکہ اور یورپ کے مجسٹریٹوں نے جو پولیس سے منسلک ہیں کتابیں لکھی ہیں کہ ملک تباہ ہو گیا ہے بدکاری عام ہو گئی ہے۔ لڑکیاں لڑکے شراب پیتے ہیں، بدکاری بڑھ رہی ہے۔ وہ اپنی حالت زار پر رو رہے ہیں۔ اس قوم کا کیا حال ہو گا جو یورپ کی تقلید کرے گی۔

یورپ کمزور قوموں سے عہد توڑ کر طاقتور کی امداد کرتا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دیانت کے پختہ ہو جاؤ۔ قوموں میں عہد کی پابندی بہت کم ہے، یورپ عہد کا پکا بالکل نہیں ہے تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ یہ لوگ عہد و پیمان کو ذریعہ فساد بناتے ہیں، محض اس لئے کہ ایک قوم قوت وسعت میں دوسری سے بڑھ کر ہے۔ جب ایک قوم کمزور نظر آتی ہے تو اس کے ساتھ عہد و پیمان توڑ دیتے ہیں اور مضبوط قوم کے ساتھ عہد و پیمان کر لیتے ہیں تاکہ اس مضبوط قوم کو اور مضبوط بنایا جائے یورپ و امریکہ کی قوم عہد و پیمان کی پختگی سے عاری ہے۔ وہ کمزور قوموں کا ساتھ نہیں دیتی۔ امریکہ پندرہ سال سے غریب اور مظلوم کشمیریوں کی بے بسی کا تماشا دیکھ رہا ہے۔ یہ اس قوم کا ساتھ دیتے ہیں جو مضبوط ہے تاکہ وہ اور مضبوط ہو۔ اس کا ساتھ دیتے ہیں کہ اس کا اسلحہ زیادہ ہے اور تجارت کے سامان زیادہ ہیں۔

عہد و پیمان کی رعایت اور دیانت و امانت کا حکم

قرآن کریم کا فرمان ہے کہ عہد و پیمان کی پابندی کرو، امانت و دیانت کے پختہ ہو جاؤ اور ڈرایا کہ ایک زمانہ آئے گا جب اول شیئ تفقدون من دینکم الامانۃ و اٰخر تفقدون الصلوٰۃ سب سے پہلے جو چیز تم سے گم ہو جائے گی وہ دیانت و امانت ہو گی اور دوسری چیز جو تم میں سے جاتی رہے گی وہ نماز ہو گی۔

بددیانتی کا سبق

یہ ڈر کا مقام ہے۔ کارخانہ دار سمجھتا ہے کہ میں ایک طور پر جس قسم کا سامان تیار کر رہا ہوں اسکو کوئی نہیں جانتا۔
دوکاندار سمجھتا ہے کہ میں جو مال ...... رہا ہوں اس کو کوئی نہیں جانتا۔ کوئی دوسرا سمجھے یا نہ سمجھے تم خود تو سمجھتے ہو اور جانتے ہو کہ تم بددیانت ہو۔

رسولِ کریم صلعم کی کامیابی

ان تمام حالات کی طرف خدا نے اور خدا کے رسول نے ہماری توجہ دلائی ہے اور بتایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کامیاب قوم پیدا کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ترین پیغمبر ہیں اور حضور کی قوم کامیاب ترین قوم ہے اس کی کامیابی کے حالات ہمارے سامنے ہیں جن احکام اور ارشادات پر عمل درآمد کر کے یہ قوم کس قدر کامیاب ہوئی وہ قرآن کریم کے احکام و ارشادات ہیں جو بیان کئے گئے ہیں۔

بیماروں اور تکلیف زدوں کیلئے دُعا

ایک دوست ہسپتال میں پڑے ہیں عبدالرحمٰن نام ہے وہ حکیم مرہم عیسٰی مرحوم کے بیٹے ہیں قوم سے دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔
محمد بشیر بٹ صاحب بھی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ آج جمعہ کی نماز میں شرکت کرنے کے لئے اس وقت کی ہسپتال سے چھٹی لے کر آئے ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔ دوسرے حضرات کے لئے بھی جو بیمار ہیں یا مصائب میں مبتلا ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بیماروں کو صحت عطا کرے اور جن کو مصائب درپیش ہیں ان کے مصائب دور فرما دے۔ آمین یا رب العالمین

آیت لو تقول

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱)

بعضکم لبعض عدو و لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین قال فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون۔
(الاعراف ع ۲)

سورۃ البقرۃ ع ۴ میں انسان کے لئے گرنے کے بعد اُٹھنے کا ذریعہ کلمات اللہ کو ہی قرار دیا ہے۔ فرمایا فتلقیٰ اٰدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم یعنے آدم نے اپنے رب سے کلمات حاصل کئے پس خدا نے اس پر رجوع برحمت کیا وہ بار بار انسانوں پر رجوع برحمت کرنے والا اور رحیم ہے قلنا اھبطوا منھا جمیعا ہم نے کہا ان کلمات کے ذریعہ ہی اپنی تو وہ بگڑی ہوئی حالت کو درست کرو تمہارے پاس میری ہدایت آتی رہے گی جو اس ہدایت کی پیروی کریگا وہ خوف و حزن سے آزاد رہے گا اس کا انکار کرنے والے اور تکذیب کرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔

انسان اور فرشتہ میں فرق

سورۃ البقرۃ کے رکوع ۴ کے شروع میں ہی انسان اور فرشتے کے درمیان یہ فرق بیان کیا گیا ہے اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ فرشتہ انسان سے علم میں کمتر ہے وہ انسان کو تمام علوم سکھلانے کا ذریعہ بن ہی نہیں سکتا فرمایا وعلم اٰدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ھٰؤلاء ان کنتم صادقین۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی تمام صفات کا علم دیا۔ اور فرشتوں کو جب ان صفات کے بارے میں خبر دینے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے ان سے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ لیکن آدم نے سب صفات بتلا دیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام فرشتے خدا کی بعض بعض صفات کے حامل ہیں کوئی ایک فرشتہ بھی تمام صفات الٰہی کا مظہر نہیں۔ تمام صفاتِ الٰہی کا مظہر صرف انسان ہی ہے اور انسانوں میں سے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکمل مظہر ہیں یہی وجہ ہے کہ شب معراج میں جبریل آخر تک نبی کریم صلعم کا ساتھ نہیں دے سکا۔ آخر حضرت نبی کریم صلعم اکیلے ہی خدا سے ملاقی ہوئے جس سے پتہ لگا کہ انسان کا بغیر فرشتہ کے واسطہ کے بھی خدا سے براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ فرشتے تمام صفات کے حامل ہی نہیں اور انسان کے اندر تمام صفات الٰہی بطور بیج کے موجود ہیں جن کو نشو و نما دینا انسان کا فرض ہے جب ان صفات کو نشو و نما دینے میں مدد کرنے والی تعلیم انسان پر نازل ہو گی تو وہ فرشتہ اس تعلیم کو کس طرح الفاظ کا جامہ پہنا سکتا ہے جس کے اندر وہ صفات ہی موجود نہیں وہ تو ایسی تعلیم کو سمجھ ہی نہیں سکے گا۔ کیونکہ وہ اس کے احاطہ علم سے باہر ہے۔ فرشتے تو انسانی پیدائش کی غرض کو ہی نہیں سمجھ سکے جیسا کہ قرآن کریم کے ان الفاظ سے ظاہر ہے واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ پس برق صاحب کا نظریہ کہ فرشتے خدا کے منشاء کو اپنے الفاظ میں پہنچاتے ہیں۔ قرآن کریم کی ابتدائی آیات سے ہی باطل ہو جاتا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ قسط میں بتلایا جائے گا کہ قرآن کریم کے الفاظ فرشتہ کے نہیں، بلکہ خدا کے ہی الفاظ ہیں۔

جماعت میں بعض لوگ مشکلات میں ہیں بعض بیمار ہیں بعض طالب علم امتحانات دے رہے ہیں، ان سب کے لئے احباب کرام سے دعا کے لئے درخواست ہے۔

محمد صالح نور
لائلپور

جماعت لائل پور کی تنظیمی سرگرمیاں

ماہوار اجلاس

مقامی جماعت کا ماہانہ اجتماع پروگرام کے تحت اس مرتبہ میاں شمیم فیروز صاحب کے مکان ۸-۱ سے پیپلز کالونی میں منعقد ہوا۔ جس میں احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ یہ اجلاس جو ۶ مارچ کی شام کو منعقد ہوا ایک خاص تاریخی اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اسی روز اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ایک جلالی نشان کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ایک شاتم رسول آریہ پنڈت لیکھرام پر خدا تعالےٰ کی طرف سے موعودہ عذاب نازل ہوا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضور کو بشارت دیتے ہوئے اس روز کو "روز عید" قرار دیا تھا۔ یہ اجلاس الحاج میاں مولا بخش صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت شروع ہوا۔

آغاز میں تلاوت قرآن پاک کے بعد گذشتہ اجلاس کی رپورٹ پڑھکر سنائی گئی جس کے بعد حضرت صاحب کا منظوم کلام ایک دوست نے پڑھکر سنایا۔

پیشگوئی متعلق پنڈت لیکھرام

اس دن کی اہمیت کے پیش نظر پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کے بارے میں پیشگوئی سے متعلق ایک مفصل مضمون جو پیشگوئی کے ماله وماعلیہ پر مشتمل تھا۔ راقم الحروف نے پڑھ کر سنایا (یہ مضمون "پیغام صلح" میں اشاعت کے لئے بھجوا دیا گیا ہے)

امدادی لوکل فنڈ

لوکل فنڈ کمیٹی کے سیکرٹری میاں مسعود احمد نے کمیٹی کے پریذیڈنٹ میاں فضل احمد صاحب کے زیر ہدایت اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس سکیم کا یہاں اجمالاً تذکرہ محض اس غرض سے کر دیا جاتا ہے تاکہ دوسرے مقامات پر جماعتیں اس قسم کا نظام جاری کر سکیں۔

(۱)۔ یہ فنڈ جماعت کے دوستوں کی معاشی اقتصادی تعلیمی اور طبی امداد کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

(۲)۔ جماعت کا ہر بالغ فرد اس میں شرکت کر سکتا ہے۔

(۳)۔ سرمایہ کاری کے لئے جماعت کے احباب سے حسب حیثیت ماہوار چندہ وصول کیا جائے گا۔

(۴)۔ مخیر حضرات سے عطایا قبول کئے جاویں گے۔

(۵)۔ تعلیمی امداد ایسے میٹرک پاس [illegible] کو دی جائے گی جو میٹرک کے بعد اپنی تعلیم کو جاری رکھنا چاہتے ہوں یہ امداد بطور قرضہ حسنہ کے ہوگی۔ مخصوص حالات میں میٹرک سے کم طالب علم کو بھی امداد دی جا سکتی ہے۔

(۶) جماعت کے نادار لوگوں کو جن کے ذرائع آمدنی ان کے اخراجات سے کم ہوں معاشی امداد دی جائے گی جو بطور قرضہ حسنہ اور مخصوص حالات میں ناقابل واپسی امداد دونوں طور پر ہوگی۔

(۷)۔ قرضہ حسنہ مبلغ ایک ہزار روپے تک جماعت کے ان افراد کو دیا جا سکے گا جو جماعت کے دو صاحب استطاعت افراد کی شخصی ضمانت پیش کر سکیں گے۔ یتامیٰ اور بیوگان کو ترجیح دی جائے گی۔

(۸)۔ نادار ممبران جماعت کو علاج معالجہ کے لئے مالی امداد بھی بہم پہنچائی جائے گی۔

(۹)۔ اس فنڈ کو چلانے کے لئے صدر صاحب مقامی ایک کمیٹی کا تقرر ایک معین عرصہ کے لئے کریں گے۔ کمیٹی کے ممبران کو اختیار ہوگا کہ جماعت کی منظوری سے قواعد و ضوابط میں رد و بدل کر سکیں۔

(۱۰)۔ عامۃ الناس کے لئے روحانی غذا کے طور پر جماعت کا لٹریچر شائع کروا کر تقسیم کیا جائے گا۔

ان تمام قواعد کو جماعت نے باتفاق رائے منظور کر لیا اور بعض احباب نے آراء اور تجاویز بھی پیش کیں۔ اسی اجلاس میں پانچ صد سے زائد رقم بعض احباب نے بطور عطایا کے لکھوائی۔

ردِ بہائیت

بعد ازاں ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے "رد بہائیت" پر تقریر فرمائی اور اختتامی تقریر کے طور پر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے بہائی مذہب کے بطلان اور پنڈت لیکھرام کے بارہ میں پیشگوئی سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار بہت دلنشین انداز میں فرمایا۔ اور دعا پر یہ کامیاب اور بابرکت مجلس برخاست ہوئی۔

آیندہ اجلاس

اجلاس کے خاتمہ پر صاحب خانہ کی طرف سے احباب کی پرتکلف چائے سے مدارات کی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ آیندہ اجلاس ڈیائمنڈ کاٹن فیکٹری میں میاں مسعود احمد صاحب کے ہاں ۳ اپریل کو منعقد ہوگا۔

پرویزی تحریک اور اسلام

(بقیہ مقالہ از صفحہ ۳)

لوگ شاید اس سے بھی آگے بڑھیں اور کہدیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یہ اشتراکیت ہی ہے جسے اسلام کا لیبل لگا کر پیش کیا جا رہا ہے۔"

اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" اس میں شبہ نہیں کہ کمیونزم میں بھی ذاتی ملکیت کی نفی ہوتی ہے لیکن صرف اتنی سی بات سے کمیونزم جیسا خلاف اسلام تصوّر حیات اسلام تو نہیں بن سکتا یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہدے کہ آریہ سماجی بھی بت شکنی کی تعلیم دیتے ہیں اور اسلام بھی بتوں کی پرستش سے روکتا ہے، اس لئے اسلام اور آریہ سماجی مذہب ایک ہی ہیں، کمیونزم ایک معاشی نظام ہی نہیں بلکہ ایک فلسفۂ حیات ہے جو ان بنیادوں پہ قائم ہے جو قرآنی تصوّر حیات سے یکسر متضاد ہیں۔ قرآنی تصوّر حیات کی رُو سے یہ تمام کائنات ایک حکیم و خبیر ہستی کی پیدا کردہ ہے اور اُسی کے غیر متبدل قوانین کے تابع چل رہی ہے اس کی تخلیق ایک عظیم مقصد کو لئے ہوئے ہے انسانوں کی تخلیق بھی اسی خدا کے پروگرام کے مطابق عمل میں آئی ہے اس نے انسانی زندگی کو اس کی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اپنی طرف سے رہنمائی عطا کی ہے جسے وحی کہا جاتا ہے یہ وحی ان مستقل اقدار اور غیر متبدل قوانین پر مشتمل ہے جو تمام نوع انسانی کے لئے بطور ضابطہ حیات کام کرتے ہیں، اس ضابطہ حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کو اس زندگی کی خوشگواریاں بھی نصیب ہوتی ہیں اور وہ اس قابل بھی ہو جاتا ہے کہ مرنے کے بعد زندگی کی ارتقائی منازل طے کرتا ہوا آگے بڑھتا ہوا چلا جائے جو معاشرہ اس ضابطۂ حیات کے مطابق متشکل ہوتا ہے اسے قرآنی نظام کا حامل کہا جاتا ہے .... اس نظام میں ہر شخص پوری محنت سے کام کرتا ہے اور اپنے لئے صرف اتنا لیتا ہے جو اس کی ضروریات کے لئے کافی ہو باقی سب کچھ اپنے دل کی پوری رضامندی سے نوع انسانیت کی ربوبیت عامہ کے لئے کھلا چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اس کا ایمان ہوتا ہے کہ اس سے اس کی اپنی ذات کی نشوونما ہوتی ہے اور وہ ابدی مسرتوں کا مستحق بن جاتا ہے اس طرح اس معاشرہ میں نہ فاضلہ دولت کسی کے پاس رہتی ہے اور نہ ہی پیداوار کے ذرائع پہ ذاتی ملکیت کا سوال پیدا ہوتا ہے"

اس ساری تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ پرویز صاحب کے نزدیک کمیونزم اور اسلام میں فرق یہ ہے کہ:۔

(۱)۔ کمیونزم ایک ایسا معاشی نظام یا فلسفۂ حیات ہے جو خدا کا قائل نہیں اور دہریت والحاد پر مبنی ہے۔ برخلاف اس کے اسلامی تصوّر حیات کے رُو سے انسانی زندگی کی راہنمائی وحی الٰہی سے کی گئی ہے۔

(۲)۔ کمیونزم میں ذاتی ملکیت کو جبر و اکراہ سے مٹایا جاتا اور افراد سے حیوانوں کی طرح محنت و مشقت لی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے اسلام جس نظام حیات کو پیش کرتا ہے اس میں ہر شخص پوری محنت سے کام کرتا اور اپنے لئے صرف اسی قدر لیتا ہے جو اس کی ضروریات کے لئے مکتفی ہو، اس طرح کسی کے پاس نہ فاضلہ دولت رہتی ہے نہ ذاتی ملکیت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ پرویز صاحب کے نزدیک جہاں تک ذاتی ملکیت کا سوال ہے کمیونزم اور اسلام ایک ہی نظریہ کے حامل ہیں، فرق صرف یہی ہے کہ اسلام کا نظریہ وحی الٰہی کے ماتحت ہے اور ہر شخص ذاتی ملکیت کو خود چھوڑ دیتا ہے اور کمیونزم دہریت و الحاد اور جبر و اکراہ پر مبنی ہے، نظریہ ایک ہی ہے اگرچہ اس کی عملی صورتیں مختلف ہیں، اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ پرویز صاحب جو کچھ پیش کرتے ہیں ہے تو وہی جو کمیونزم پیش کرتی ہے، لیکن وہ اسکو دہریت و الحاد سے بچا کر اسلام یا وحی الٰہی کا لیبل لگا کر پیش کرتے ہیں۔

ان کا یہ نظریہ قرآن اور اسلامی خیالات کے کہاں تک مطابق ہے اس پر ہم آئندہ قسط میں روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ۔

تفصیل عطیہ جات

بہ سلسلہ دورہ جنرل سیکرٹری صاحب

		روپے
(۱)	جناب عبد الباری صاحب وکیل سفید ڈھیری۔ پشاور	3/-
(۲)	اہلیہ صاحبہ محمد زمان خان صاحب سفید ڈھیری۔ پشاور	1/-
(۳)	جناب شاہ ولی خان صاحب سفید ڈھیری پشاور	5/-
(۴)	جناب عبد الصمد صاحب شیخ محمدی	6/-
(۵)	میاں عبد اللہ شاہ صاحب رئیس چارسدہ	200/-
(۶)	جماعت راولپنڈی	230/-
(۷)	جناب عبد الرشید صاحب راولپنڈی	8/-
(۸)	جناب شیخ اقبال احمد صاحب راولپنڈی	40/-
(۹)	خواجہ محمد عبد اللہ صاحب " "	19/-
(۱۰)	جناب خواجہ محمد سعید صاحب " "	1/-
(۱۱)	جناب چوہدری فتح محمد صاحب گجرات	15/-
(۱۲)	چوہدری سلطان احمد صاحب ڈنگہ " "	3/-
(۱۳)	چوہدری نجم الفاروق صاحب گجرات	3/-
(۱۴)	چوہدری صلاح الدین صاحب " "	27/-
(۱۵)	ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ	30/-
(۱۶)	حکیم محمد بشیر صاحب .. وزیر آباد	3/-
(۱۷)	جماعت ایبٹ آباد	143/-

میزان 834/-

فروخت کتب 282.50

وعدہ جات:۔

میاں محمد زمان خان صاحب چارسدہ	100/-
بشیر احمد صاحب راولپنڈی	150/-

میزان:۔ 1366.50

خریداران "پیغام صلح" 25

خریداران "روح اسلام" 13

خریداران "لائٹ" 19

یہ دورہ تنظیم اور استحکام جماعت کے لئے تھا۔ جو نہایت کامیاب رہا۔ کسی دوست سے مطالبہ چندہ نہیں کیا گیا۔ جو کچھ وصولی ہوئی۔ وہ دوستوں کی اپنی خواہش سے ہوئی۔

حبیب الرحمٰن صادق ۲۱ ۳/۶۴

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغونی فی ضعفاءکم فانما تنصرون وترزقون بضعفائکم اخرجہ اصحاب السنن ومعنی ابغونی اطلبونی۔ بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الزھد والفقر۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم غریبوں (یعنی مزدور و کسان) میں تلاش کرو۔ اس لئے کہ غریبوں ہی کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور انہی کی برکت سے تمہیں روزی دی جاتی ہے۔ بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الزہد والفقر ؀

تیجی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔ رجسٹرڈ ایل ۳۸۰

احمدیہ ہال کراچی کے چند مناظر عیدالفطر کے موقعہ پر

احمدیہ ہال کراچی میں عید ملاپ کا ایک منظر

احمدیہ ہال کراچی میں خطبہ عیدالفطر کے موقعہ پر

احمدیہ ہال کراچی میں عیدالفطر کا اجتماع

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پاؤنڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۲۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر ۔ ۳۷۳۷
مدیر :۔ دوست محمد
مدیر معاون :۔ بشیر احمد سوز

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ ذیقعد ۱۳۸۳ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۳

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

کیا خدا تعالیٰ کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابن مریم رکھ دے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ایک مثال فرعون کی عورت سے دی ہے جو کہ اس قسم کے خاوند سے پناہ چاہتی ہے۔ یہ ان مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر جاتے ہیں اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں، پھر پچھتاتے ہیں، توبہ کرتے ہیں اور خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ ان کا نفس فرعون جیسے خاوند کی طرح ان کو تنگ کرتا رہتا ہے۔ وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں۔ بدی سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ وہ صرف بدیوں سے نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں ان کی مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ سے دی ہے۔ احصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا (سورۃ تحریم) ہر ایک مومن جو تقویٰ و طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے لکھے ہیں کہ آیت عام ہے اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مریم اور ابن مریم کے سوا مس شیطان سے کوئی محفوظ نہیں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام انبیاء پر شیطان کا دخل تھا۔ پس در اصل اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہنچائے خدا تعالیٰ کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابن مریم بن جاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔ تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمدؐ اور عیسیٰ اور موسیٰ اور یعقوب اور اسحاق اور ابراہیم رکھ لیتے ہیں اور اسکو جائز جانتے ہیں۔ پر خدا تعالیٰ کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابن مریم رکھ دے؟

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸)

بحرِ حکمت کے موتی

وعن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه اخرجه الخمسة الا ابا داؤد وزاد النسائی فی اخرى من الخير۔ تلخیص الصحاح۔

ترجمہ :۔ حضرت انس رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے مسلمان نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز بہتر خیال نہ کرے جس کو وہ اپنے لئے بہتر سمجھتا ہے۔ نسائی نے ایک روایت میں لفظ خیر زیادہ کیا ہے (یعنی جو بھلائی اپنے لئے پسند کرتا ہو وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کرے)

نوٹ :۔ اللہ تعالیٰ نے باہمی اخوت کے رشتہ کو قائم رکھنے اور ایک دوسرے کی تالیف قلوب کرنے کو نعمت قرار دیا ہے۔

واذکروا نعمت اللہ اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا (۳ : ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم کے ذریعہ بہترین معاشرہ عنایت فرمایا ہے ہمیں اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دینے کی تعلیم دی ہے اگرچہ ہم خود تکلیف میں ہوں اور حاجتمند ہوں۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب عفی عنہ)

جزائر فیجی

ترجمہ خط محبوب وائی خان - ناد - جزائر فیجی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ممبر ہوں اور حضرت مرزا صاحب کو امام زمان مانتا ہوں - یہاں دو جماعتیں ہیں - ایک لاہوری جماعت اور دوسری ربوی - اور دونوں حضرت مرزا صاحب کو مانتی ہیں ربوہ جماعت والے لاہوری جماعت کے پیچھے نماز نہیں ادا کرتے اور غیر احمدیوں کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھتے میری اصل غرض خط لکھنے کی یہ ہے کہ میں (اپنی جماعت سے پوچھوں) کہ کیا ہم غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں ؟ والسلام

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب لکھا گیا)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مصطفےٰ ٹیوو - جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کا مکتوب گرامی وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں - میرے دوست آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے خلاف توقع اتنی جلدی جواب دے دیا -

جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں ان کا بہت شکریہ اور ہم کو توقع نہ تھی کہ آپ کتابیں ہمارے لوگوں کو جو بالکل ناواقف ہیں اسلام کی اشاعت کے لئے ارسال کریں گے - اللہ تعالےٰ آپ کو جزا دے

منظور صاحب کا پتہ جو آپ نے ارسال کیا اس کا بہت بہت شکریہ ہم ان کو مل کر مشورہ کریں گے -

آپ ہم پر بہت احسان کریں گے اگر آپ اپنی فہرست کتب ارسال کر دیں - ہم کتابیں آپ سے منگا سکیں گے میں پس و پیش نہ کریں گے -

ہم میں بہت سے عیسائی ہیں جو اس سچے مذہب میں داخل ہونا چاہتے ہیں - اور جو ہماری سمجھ میں آتا ہے ہم ان کو اسلام کے متعلق سمجھاتے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے اور اسی مذہب کی اشاعت کریں اور لگاتار کوشش میں لگے رہیں کہ دوسرے اس سچے مذہب میں داخل ہوں - آمین

اللہ تعالےٰ آپ کو یہاں پر اور دوسری دنیا میں آپ کی نصرت کرے (آمین -) اللہ تعالےٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل کرے اور ہر طرح سے آپ کی مدد کرے اور کامیابی دے - آمین

والسلام

لاگس (نائیجیریا)

ترجمہ خط :- نورالدین بکارے - لاگس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بڑی خوشی سے یہ خط آپ کو تحریر کر رہا ہوں - میں نائیجیریا کالج کا طالب علم ہوں - میری عمر ۱۹ سال ہے - پہلے میں عیسائی تھا اور میرا نام ایمینوئل بجان تھا - عرصہ دراز تک عیسائی رہا -

ایک دن میں نے ایک مسلمان مولوی صاحب سے تقریر سنی تھی کا مجھ پر بہت اثر ہوا اور میں مسلمان ہو گیا - میرا نام نورالدین باقر رکھا گیا لیکن مجھے اس نئے مذہب کے سمجھنے میں بڑی تکالیف پیش آ رہی ہیں - مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کون کون سی کتابیں اس مذہب کے سمجھنے میں مدد دیں گی -

میں آپ کی سوسائٹی کا ممبر بننا چاہتا ہوں - اور قرآن شریف کا بھی مطالعہ چاہتا ہوں -

برائے کرم میری رہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں -

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از مسٹر ابوبکر الحاجی - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے عید کارڈ کا بہت بہت شکریہ

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی دے -

اللہ تعالےٰ ہم دونوں کو کام میں لگائے رکھے اور راہ راست پر چلائے - میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مجھے قرآن شریف کی ضرورت ہے میں بہت مشکور ہوں گا اگر برائے کرم مجھے ایک نسخہ قرآن کریم انگریزی ارسال فرمائیں - اس کو التواء میں نہ ڈالیں - والسلام

(ان کو عربی اور انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

(۳)

ترجمہ خط جیمو بیجی محمد - آفا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا پتہ میرے ایک دوست سے جو کہ نائیجیریا میں مقیم ہیں اُن سے ملا - انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ لوگ مفت لٹریچر ارسال کرتے ہیں - میرے گاؤں میں اور سکول میں بہت سے پراٹسٹنٹ رہتے ہیں - اور مذہب سے متعلق اُن سے گفتگو ہوتی رہتی ہے اور ہر جمعہ مجھ سے چند سوالات کرتے ہیں - اور میں اسی صورت میں اُن کو شکست دے سکتا ہوں جبکہ مجھے کتابوں پر عبور ہو - اس لئے آپ مجھے لٹریچر ارسال کریں -

میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بہت جلد لٹریچر بھیجیں اور نیز فہرست کتب بھی ارسال کریں -

اس گاؤں میں ایسے علماء ہیں جو قرآن شریف کا ترجمہ اس جگہ کی زبان میں کرتے ہیں - اور اس ترجمہ کی بجائے دوسرے ترجمے بھی استعمال کرتے ہیں لیکن میں خدا تعالےٰ کی تعلیم پر زیادہ عبور چاہتا ہوں اس لئے انگریزی ترجمۃ القرآن مجھے ارسال فرمائیں -

مجھے یہاں کے علماء کی تعلیم بہت کم سمجھ میں آتی ہے - کیونکہ وہ قرآن کو اچھی طرح نہیں سمجھتے - اس لئے آپ مجھے قرآن شریف بمعہ لٹریچر ارسال کریں -

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - فہرست کتب اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا -

---

"رُوحِ اسلام" کا خاص نمبر

ماہنامہ "روحِ اسلام" کا اگلا شمارہ عید اضحیٰ نمبر ہوگا جس میں عید اضحےٰ پر اہل علم و فکر حضرات کے اہم و مفید مضامین شامل ہونگے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریب عید اضحےٰ کو کس پہلو سے دیکھتے ہیں -

حضرت مولینا نورالدین علیہ الرحمۃ کے نزدیک عید الضحیٰ کی فلاسفی کیا ہے -

حضرت امیر مرحوم کے نزدیک عید قربانی کا کیا تصور ہے -

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب علیہ الرحمۃ اس عید کا کیا نظریہ پیش فرماتے ہیں -

حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب کا کیا ارشاد ہے - اور حضرت مولینا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کیا فرماتے ہیں

اس خاص نمبر میں آپ دیکھئے

ماہنامہ جہاں آپ کی خدمت میں اہم و مفید انتخاب پیش کرتا ہے وہاں آپ کا بھی فرض ہے کہ اس کے استحکام کے لئے مالی معاونت فرمائیں - صرف تین روپے داخل دفتر کر کے سال بھر کیلئے ماہنامہ اپنے نام جاری کروائیے - (مینیجر روح اسلام - احمدیہ بلڈنگس لاہور)

حضرت امام الزمان اور پاک ممبران لاہور کے متعلق اہل ربوہ کی نازیبا حرکات

اہل ربوہ کے بعض اشخاص جماعت لاہور پر پچاس سال سے غلط اعتراضات کرتے چلے آئے ہیں اور آج کل جبکہ میاں محمود احمد صاحب کے عدالتی بیان کے بعد اختلافی مسائل بہت حد تک صاف ہو چکے ہیں اور فضا میں امن پایا جاتا ہے انہوں نے دو ایک ایسی کتابیں شائع کی ہیں جن میں دوبارہ بزرگانِ جماعت لاہور پر ناواجب اعتراضات دوہرائے ہیں حالانکہ ان کو علم ہے کہ لاہور کے ارکان وہ ہیں جن پر حضرت امام الزمان کو فخر تھا آپ ان سے خصوصی محبت رکھتے اور ان کا اکرام کرتے تھے، چنانچہ آپ کو ان کے متعلق یہ الہام بھی ہوا کہ

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر ہیں"

ربوہ کے مصنفین امام الزمان کے اس الہام کو جھوٹا قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ امام کو مانتے ہیں لیکن امام کے الہام کو غلط قرار دیتے ہیں اور امام الزمان کے اس باریک علم کو جو ان ہستیوں کے متعلق انہیں تھا وہ لوگ جھٹلانے کی کوشش کرتے ہیں جنہیں ان بزرگوں کے متعلق کوئی ذاتی علم نہیں ہے۔

جماعت لاہور کے پہلے امیر حضرت مولانا محمد علی صاحب کو حضرت صاحب کی قائم کردہ انجمن کا معتمد سیکرٹری ہونے کا شرف حاصل تھا۔ دوسرا شخص جو اس اہم انجمن کا سیکرٹری مقرر ہوا وہ جماعت لاہور کے موجودہ امیر حضرت مولانا صدرالدین صاحب ہیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے قرآن کریم کا ایسا ترجمہ اور تفسیر تصنیف کی جس کے متعلق جناب الٰہی سے قبولیت کا الہام ہوا اور اس الہام کی بنا پر حضرت مولانا نورالدین صاحب نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ممتاز رنگ میں اپنی تصانیف میں اسلام کی خدمت کی ہے اور خدا نے اس کو قبولیت کا شرف بخشا ہے، ایسے شخص پر اعتراضات کرنا جس سے خدا خوش ہو، جس سے امام خوش ہو، جس سے مولانا نورالدین صاحب جیسی بلند پایہ شخصیت خوش ہو، نہایت ہی قبیح فعل ہے، ایسے فعل سے خدا ناراض ہوتا ہے اور اس کے مرتکب کو موجب سزا قرار دیتا ہے۔

حضرت صاحب کا ایک کشف ہے کہ میں نے لندن کے منبر پر وعظ کرتے ...... ہوئے سفید پرندے پکڑے ہیں۔ اس کشف کو جن لوگوں نے عملاً پورا کیا وہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، مولانا صدرالدین صاحب اور جماعت لاہور کے بعض دیگر احباب ہیں، ان کو اس کام کی وجہ سے دنیا بھر میں شہرت حاصل ہے۔ ان پر اعتراض کرنا چاہئے پر

تھوکتا ہے۔

مرحوم، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ یہ بزرگ حضرات امام الزمان کی نگاہ میں نہایت بلند پایہ اخلاق اور درجات کے مالک تھے اور قوم کی نگاہ میں بھی امام ہمام کی طرح وہ نہایت بلند پایہ ہستیاں تھیں، ایسے بزرگوں کے حق میں نازیبا کلمات استعمال کرنا نہایت نازیبا ہے۔

مصنفین ربوہ نے ان بزرگان پر اعتراض کرکے یقیناً اپنے امام کی روح کو اذیت پہنچائی ہے اور خدا کو ناراض کیا ہے۔ ایسے مصنفین نادانستہ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ پہلے مسیح کی طرح دوسرا مسیح بھی اپنے ممتاز شاگردوں پر کوئی اثر نہ ڈال سکا اور معاذ اللہ ناکام و نامراد رہا۔

میرے دورے کے تاثرات

[illegible] صاحب [illegible] اور رحیداباری صاحب وکیل نے ہمارا خیر مقدم کیا۔ نماز مغرب با جماعت پڑھی گئی۔ اور اس کے بعد سب کو جماعت کی تنظیم کی تلقین کی گئی۔ رجسٹر چندہ ملاحظہ کیا گیا اور ادائیگی چندہ میں کوتاہی کرنے والے احباب سے باقاعدہ ادائیگی چندہ کے وعدے لئے گئے۔ سفید ڈھیری کی جماعت نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مرکز سے گاہے بگاہے کسی نہ کسی مبلغ کا آتے رہنا جماعت کے لئے نہایت مفید اور ضروری ہے۔ دراصل یہ بات انتہائی اہمیت رکھتی ہے کہ نہ صرف سفید ڈھیری بلکہ تمام جماعتوں میں مبلغین پہنچتے رہیں اور انہیں جماعتی تحریکات میں حصہ لینے کی تلقین کرتے رہیں۔ رات وہیں بسر کی۔ یکم مارچ کی صبح کو ملک کندل خان صاحب سے ملاقات کی گئی۔ ملک صاحب ممدوح جماعت کے پرانے بزرگوں میں سے ہیں۔ آنکھوں کی بینائی جاتے رہنے کی وجہ سے جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے معذور ہیں۔ احباب جماعت کی ترقی کے لئے مل کر دعائیں کیں۔ جماعت کے ایک اور مخلص دوست پیر یحییٰ شاہ صاحب جو ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں ان کی عیادت کے لئے اُن کے مکان پر ہم گئے، اللہ تعالےٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے۔

ہمارا آئندہ پروگرام جماعت بازید خیل کے دورہ کا تھا اس لئے احباب سفید ڈھیری سے رخصت حاصل کی اور بذریعہ تانگہ بازید خیل روانہ ہوگئے وہاں جماعت لگڑ ولہ کے دو تین احباب بھی ہماری ملاقات کے لئے موجود تھے، خلوص اور نیکی بہت سے چہروں سے عیاں تھی، غربت کے باوجود اسلام اور سلسلہ کے لئے اُن کی تگ و تاز ہمارے دلوں کو مسرور کرنے کا موجب تھی، اس جماعت کو تنظیمی امور کے سلسلہ میں جماعت پشاور سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ اس جماعت کے تمام ممبر نہایت ذوق و شوق سے جماعتی امور میں حصہ لیتے رہتے ہیں، ان کے چندوں کا رجسٹر بھی دیکھا گیا۔ احباب جماعت کی فہرست مرتب کی گئی! اور جملہ احباب کو جماعتی تنظیم کی طرف خاص طور پر توجہ دینے کے لئے کہا گیا۔ ہمارے نہایت ہی قیمتی بزرگ، جو جماعت بازید خیل کے بانی مبانی ہیں یعنی صاحبزادہ سیف الرحیم متعل خان عرصہ تو سال سے صاحب فراش ہیں اور کمزوری بے حد ہے، جب ہم اُن کی ملاقات کے لئے پہنچے تو اُن کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ نقاہت کے سبب اُٹھنے سے معذور ہیں لیکن جوشِ محبت سے معانقہ کے لئے اُٹھنا چاہتے تھے، انہیں بامر ار بٹھایا گیا۔ اس خلوص کا ایک اثر ہمارے دل پر یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف جماعت قائم کی ہے بلکہ ایک دوسرے سے رکھنے پایاں اخلاص و محبت کا بیج بو دیا ہے، سب دوستوں نے مل کر اُن کے لئے دعائے صحت کی اور اس کے بعد بازید خیل سے ہم لوگ پشاور واپس آ گئے اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد جماعت کے تربیتی پروگرام میں حصہ لیا۔ (باقی ـــ باقی)

اخبارِ احمدیہ

ـــ حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں . . . .

. . . .

. . . .

ـــ کرنل سید احمد صاحب جنرل سیکرٹری انجمن کی علالت کی خبر گذشتہ اشاعت میں دی گئی تھی خدا کا شکر ہے کہ ممدوح اب صحتیاب ہو کر دوبارہ دفتر انجمن میں آنے لگ گئے ہیں۔

ـــ ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی کی بیماری کی خبر قبل ازیں دی جا چکی ہے، اس کے بعد سرگودھا سے ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ:۔

"ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی ایک ماہ سے شدید بیمار ہیں اور سرگودھا میں مقیم ہیں وہ اپنی صحت کی طرف سے بہت مایوس ہیں۔"

احباب کرام سے درخواست ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے ان کا وجود جماعت کے لئے بہت قیمتی اور مفید ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے۔

ـــ شیخ عبیداللہ صاحب وزیرآبادی مالک شہزادہ بوٹ ہاؤس کے خط سے یہ معلوم کرکے افسوس ہوا کہ موصوف منگلا ڈیم جا رہے ہوتے راستے میں لاری کا حادثہ پیش آیا کافی چوٹیں آئیں۔ پسلی کی دو ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں، آپ منگلا ڈیم میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب میڈیکل آفیسر کے پاس زیر علاج ہیں، ممدوح احباب سے دعائے صحت کے خواہاں ہیں۔

ـــ شیخ رحمت الٰہی صاحب ایگزیکٹو انجنیئر واپڈا (محکمہ بجلی) ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں کچھ صحتیاب ہو گئے تھے اب دوبارہ بیماری کا حملہ ہوا ہے۔ آپ میو ہسپتال کے البرٹ وکٹر وارڈ میں زیر علاج ہیں، ان کی بیگم صاحبہ نے خاص طور پر احباب سے دعا کے لئے درخواست کی ہے۔

ـــ میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی بندش پیشاب کے عارضہ میں مبتلا ہو کر میو ہسپتال ایسٹ سرجیکل وارڈ میں صاحب فراش ہیں۔ ان کے لئے [illegible] سے دعا فرمائی جائے۔

ـــ مرشس ہسپتال میں میاں عبدالرحمٰن صاحب تعمانی فرزند حکیم محمد حسین مرحوم مرہم عیسیٰ اور رشیر احمد صاحب اکونٹنٹ محکمہ مالیات زیر علاج ہیں، ان دونوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔

ـــ محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ہفتہ (مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۳ء) کو معہ بیگم صاحبہ بذریعہ تیز گام بعزم حج کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ۲ اپریل کو بذریعہ ہوائی جہاز جدہ روانہ ہوں گے۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے۔ اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد...... بصحت و سلامتی واپس لائے۔

قوم کو معزز بنانے اور مقامات عالیہ تک پہنچانے کیلئے ایک قیمتی سبق

عدل و انصاف کے معاملہ میں قومی عصبیت یا عزت و وقار اور ذاتی تعلقات کو ملحوظ نہ رکھا جائے

بین الاقوامی مقدمات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قابلِ تقلید نمونہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر مولٰینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰلک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما واستغفر اللہ ان اللہ کان غفوراً رحیما ——— یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ ——— وکان اللہ بما یعملون محیطا ——— (سورۃ النساء) ———

قوم کو معزز بنانے والا قیمتی سبق

ان دو آیات میں قوم کے لئے قیمتی سبق ہے جس سے وہ بلند مقام پر پہنچ سکتی ہے۔ خدا تعالٰی کا منشا ہے کہ مسلمان قوم کے درجات بلند ہوں۔ اور یہ عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھی جائے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ خدا تعالٰی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود اور اس کا رسول صلعم بڑی عزت اور عظمت والے ہیں۔ اسی طرح قوم مسلمان کو بھی اس عزت والے مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور عزت و عظمت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خواہشات پر قابو نہ پایا جائے۔ ان آیات میں ایک دو امور کا ذکر ہے جن کو اگر قوم اپنے سامنے رکھے اور ان پر عمل کرے تو وہ مقامات عالیہ تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر ان کو مدنظر نہ رکھا جائے تو قوم کا مقام گر جاتا ہے۔

ایک مسلمان اور یہودی کا مقدمہ

قرآن کریم میں جہاں ایسے اعلیٰ درجے کے اخلاق حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے وہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حضور صلعم کا امتحان بھی ہوا ہے وہ کس طرح ہے؟ وہ یوں ہوا کہ ایک مسلمان نے ایک مکان سے زرہ بکتر چرائی۔ اور جب پتہ چل گیا کہ چوری کا ارتکاب اس نے کیا ہے تو اس نے چوری کو چھپانے کے لئے اس زرہ بکتر کو یہودی کے مکان میں پھینک دیا۔ یہودی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیان دیا کہ چوری میں میرا قطعًا کوئی حصہ نہیں۔ پھر پتہ چلا کہ طعمہ ایک شخص ہے جس نے بدی کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ مسلمان ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ مدینہ کا رہنے والا ہے۔

اہل مدینہ کے مہاجرین پر احسانات

اہل مدینہ نے حضور صلعم کو پناہ دی۔ اور آپ کے ساتھیوں کو بھی پناہ دی۔ اپنی جائدادیں ان کو تقسیم کر دیں ہر قسم کا آرام پہنچایا۔ اور مہاجرین کو اپنا بھائی بنا کر ان کو یقین دلایا تھا کہ تم ہمارے ورثہ کے حقدار ہو۔ ایک طرف تو ایسی قوم کا جو حضور نبی کریمؐ اور آپ کی جماعت کی محسن ہے ایک فرد مبتلا ہوتا ہے۔ اور وہ ایک مقدمہ میں ماخوذ ہے۔ اس کے مقابل پر ایک یہودی ہے جو کافر ہے۔

ایسے موقعہ پر حضرت نبی کریم صلعم کو فرمان الٰہی۔

اس معاملہ میں نبی اکرمؐ کا امتحان ہوا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس بارہ میں ذیل کی وحی ہوتی ہے انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق۔ یہ کتاب جس کے اندر فرمان الٰہی مندرج ہے یہ حق و حکمت کے ساتھ نازل کی گئی ہے اور اس کی غرض یہ ہے لتحکم بین الناس بما ارٰلک اللہ۔ وہ علم اور عرفان جو آپ کو خدا تعالٰی نے اس کتاب قرآن کریم کی بدولت عطا فرمایا ہے اس علم و عرفان کے پیش نظر آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کریں اور یاد رکھیں ولا تکن للخائنین خصیما۔ ان لوگوں کے حق میں کوئی خیر خواہی کی بات بیان نہ کریں جو خیانت کرتے ہیں۔ یہ حکم ہے خدا تعالٰی کی طرف سے حضور نبی کریمؐ کو۔ اور جو حکم حضور کو ہو وہی قوم کے لئے حکم ہوتا ہے۔

خائن مسلمان کے حق میں انصار کی سفارش

جب یہ مقدمہ پیش ہوا تو طعمہ جو ایک انصاری قبیلہ بنی ظفر میں سے تھا۔ وہ قبیلہ حضور کی خدمت اقدس میں سفارش لے کر آیا اور کہا کہ طعمہ پر الزام لگانے والا یہودی ہے۔ وہ خبیث ہے۔ بے ایمان ہے یہ خواہ مخواہ ہمارے آدمی پر الزام لگاتا ہے۔ آپ پر خیال ہے کہ طعمہ پر الزام لگنے سے ہماری بدنامی ہوگی خود حضورؐ کی بدنامی ہوگی ہمارے مذہب کی بدنامی ہوگی ایک طرف تو یہ عالم ہے کہ ایک قوم سفارش لیکر آتی ہے جس کے کہ آپ احسان مند ہیں۔ ان احسانات کا ذکر آپ حضورؐ نے یوں فرمایا ہے کہ لو سلکت الناس وادیا وسلکت الانصار وادیا سلکت وادی الانصار۔ اگر لوگ ایک طریق پر چلیں اور انصاری کسی دوسرے طریقہ کو اپنائیں تو میں انصاریوں کے طریقہ پر چلوں گا۔ حضورؐ احسان کی قدر کرنے والی شخصیت ہیں۔

مسلمان مجرم کے خلاف فیصلہ

مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ طعمہ قصوروار نکلا۔ اسے سزا دی گئی۔ یہودی بری کر دیا گیا۔ یہ بین الاقوامی معاملات میں قابل تقلید نمونہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان ہوا اور حضورؐ نے قابل قدر نمونہ دکھایا

قومی عصبیت کے بد نتائج

ایسے امتحانوں میں قومیں بری طرح فیل ہوئیں۔ جب قوم اور پارٹی کا ذکر آجائے تو عصبیت جاگ اٹھتی ہے اور عدل و انصاف اٹھ جاتا ہے۔ ہندو پاک پر چند سال پہلے انگریزوں کا راج تھا۔ انگریز حکام ویسے عدل و انصاف کے لحاظ سے مشہور ہے۔ لیکن جب کبھی گورے کے ساتھ کالے کا مقدمہ ہوا تو کالا ہمیشہ مجرم ٹھہرایا گیا اور لکھا گیا کہ صاحب لوگ کبھی غلطی نہیں کر سکتے۔ ایک میم صاحبہ نے اپنے مالی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ مقدمہ میں انگریز مجسٹریٹ نے فیصلہ دیا کہ میم صاحبہ کبھی غلطی کر نہیں سکتی۔ مالی کا قصور ہے جو مالی گولی کے سامنے کیوں آیا۔ میم صاحبہ قطعًا ایسا فعل کر نہیں سکتی۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔ سر ڈیوڈ ہیرمن یہاں کے چیف جسٹس تھے۔

مجھے اُن سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ دوران گفتگو میں انصاف و عدل کا ذکر بھی آیا میں نے کہا کہ انگریز عام طور پر اعلےٰ درجہ کا منصف ہے اور عادل ہے لیکن جب کبھی کسی انگریز کا کسی غیر انگریز کے ساتھ مقدمہ پیش ہوا تو سزا ہمیشہ غیر انگریز کو دی گئی۔ میں نے ان کو یہ آیات سنائیں کہ حضورؐ نے ایسے مقدمات میں قومی عصبیت کی قطعاً پرواہ نہ کی۔ اور عقل کے مقتضا کو پورا کرتے ہوئے انہوں کو سزا دی۔ وہ سُن کر حیران رہ گیا۔ میں نے بتایا کہ قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے کہ کا سوال اُن سے مزید علم رکھتا ہے۔ اس نے دوسرے دن ہائیکورٹ کے وکلا سے میری ملاقات کا ذکر کیا اور کہا:-

yesterday I met
a very dangerous
man

معاہد یا ذمّی کے حقوق اسلام میں

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قابل تقلید تعلیم اور نمونہ ہمیشہ کے لئے قابل تقلید ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا من قتل معاھداً۔ جو شخص مسلمان حکومت میں ہو اور وہ غیر مسلم ہو اس کو معاہد یا ذمّی کہتے ہیں۔ فرمایا کہ اس ذمی شخص کا خدا کے ساتھ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ عہد ہے۔ جس نے ایسے شخص کو جو معاہد ہے قتل کیا اس نے خدا اور اس کے رسولؐ کے عہد کو توڑا۔ ایسا شخص جنت میں نہیں جا سکتا۔

عدل و انصاف کے معاملہ میں قومیت یا رشتہ داری کو ملحوظ نہ رکھا جائے

ہمارا پیغمبر دنیا جہاں کا پیغمبرؐ ہے۔ آپؐ کے نظریات عالمگیر ہیں۔ آپؐ کے فیصلہ جات عالمگیر ہیں۔ اور قابل تقلید ہیں۔ حضرت اقدسؐ نے نمونے قائم کر دیئے کہ جب کوئی غیر مسلم، مسلم کے مقابلہ میں انصاف کے لئے پیش ہو تو حق کا ساتھ دینا چاہیئے۔ رشتہ داری یا قومیت کا لحاظ ہرگز نہ کیا جائے۔ اگر حق غیر مسلم کی طرف ہے تو اس کی دادرسی کرنی چاہیئے۔ فرمایا اگر مسلمان ایسے مقدمہ کے فیصلہ کے بعد استغفار سے کام لیا کرے کیا اگر کوئی کوتاہی اس ضمن میں ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے چنانچہ حضور کو حکم ہوا واستغفر اللّٰہ

طلاقت لسانی سے غلط فیصلہ لے لینا دوزخ خریدنا ہے

آگے پھر فرمایا ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم۔ جو لوگ خائن ہیں۔ ان کی حمایت نہیں کرنا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- انا بشرٌ۔ سن لو لوگو! میں انسان ہوں۔ تم میرے پاس مقدمات لاتے ہو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک فریق بڑا لسان ہوتا ہے۔ اپنے دلائل بڑی طلاقت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ میں جو سنتا ہوں اس کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں۔ میں اگر غلطی سے ایک فریق کے حق میں فیصلہ دے دوں تو یاد رکھو یہ مال تم نے نہیں لینا۔ یہ دوزخ کا ٹکڑا ہے جو تم لینا چاہتے ہو۔ انا بشر و تختصمون الیّ ولعل بعضکم قطعۃً من النار۔ اللہ تعالےٰ نے مزید فرمایا لا تکن للخائنین خصیما۔ ان اللّٰہ لا یحب کل خوان اثیم۔ اور فرمایا۔ یستخفون من النّاس [ولا یستخفون من اللہ] وہ لوگوں سے ڈر کر خیانت کرتے ہیں کہ اگر پتہ لگ گیا تو بدنامی ہوگی۔ لوگوں سے تو ڈر کر ایسا کرتے ہیں لیکن وہ خدا سے نہیں ڈرتے جن کی نظر سے وہ نہیں بچ سکتے۔ وھو معھم وہ لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ جب وہ راتوں کو اندھیرے میں مشورے کرتے ہیں۔ مگر وہ خدا سب تاریکیوں کی خبر رکھتا ہے وکان اللّٰہ بما یعملون محیطًا۔ حالانکہ ان کو علم ہے کہ خدا تعالےٰ کا علم ہماری کارستانیوں سے واقف ہے۔

دیانت و امانت کی تلقین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیانت امانت کے متعلق بہت دفعہ تلقین فرمائی ہے۔ ایک دفعہ حنین کی جنگ میں جب فتح ہوئی تو چالیس ہزار بھیڑ بکری، چوبیس ہزار اونٹ اور چار ہزار چاندی کے سکے اور چھ ہزار قیدی ہاتھ آئے۔ حلیمہ سعدیہؓ نے آکر کہا اے محمدؐ اپنی چچیوں اور پھوپھیوں کو قید کر لیا ہے ایسا کرنا درست نہیں اس پر حضورؐ نے ان کے قیدی رہا کر دیئے۔ مال کے بارے میں فرمایا ادوا الخیاط والمخیط والعقال اگر کسی نے دھاگہ یا سوئی یا اونٹ کے گھٹنے باندھنے کی رسی بھی اٹھائی ہو فقبض پھینک دے۔ چنانچہ کسی شخص نے اگر غلطی سے معمولی سی رسی کو بھی ہاتھ لگایا تو اس نے آکر حوالے کر دیا۔ اسی طرح حضورؐ نے میدان جنگ میں دیانت امانت کا سبق دیا ہے۔ اس سے بڑھکر بھی ذیل کا سبق ہے۔ ایک دفعہ خیبر کی لڑائی میں غنیمت کا مال ہاتھ آیا۔ ایک شخص نے تقسیم سے قبل چادر اُٹھالی۔ اس کو دوسرے موقع پر میدان جنگ میں تیر لگا۔ لوگوں نے اس کو شہادت پانے کی مبارک دی هنیئًا لک الشھادۃ مبارک ہو تمہیں شہادت مبارک ہو۔ حضورؐ نبی کریم صلعم نے فرمایا کلا یہ غلط ہے انہ اخذ الشملۃ من مغانم خیبر۔ اس شخص نے مال غنیمت میں سے ایک چادر اُٹھائی تھی وہ چادر لتشتعل علیہ نارًا آگ بن کر اس کے جسم پر بھڑکے گی۔ یہ وہ سب سے بلند ترین مقام جس پر حضور اپنی قوم کو پہنچایا تھا۔ ایک اور سبق بھی اسی قسم کا ہے۔ مندرجہ ذیل کی آیہ کریمہ تلقین کرتی ہے۔ ایک جگہ فرمایا:-

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللّٰہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون۔ خدا اور اس کے رسولؐ کی خیانت مت کرو۔ وہ خیانت کیا

پاکستانی قوم کے لئے سبق

اب ہر ایک شخص کو اپنے دل سے پوچھنا چاہیئے کہ میں کس حد تک خدا تعالےٰ کے احکام اور رسول کریمؐ کے ارشادات کی پوری پوری اطاعت کرتا ہوں اور کس حد تک کوتاہی سے کام لیتا ہوں۔ ایک انجنیئر، ایک ڈاکٹر، ایک وکیل، ایک فوجی کمانڈر اور افسر محکمہ کو غور کرنا چاہیئے کہ ہم کس حد تک دیانت اور امانت سے کام لیتے ہیں اور کتنی کوتاہی کرتے ہیں۔ اس سبق کو اگر ہماری پاکستانی قوم مدنظر رکھے تو قوم معزز ہو سکتی ہے ہمیں مضبوطی پیدا ہو سکتی ہے ان کی سیرت اور کردار کی مضبوطی قوم کی کامیابی کا باعث ہوگی۔

قرآن کی مظلومیت

پاکستان کے سب سے بڑے ڈاکو کے قتل کی روداد کراچی کے ایک روزنامہ سے:-

"دوسرے فیر سے مجرم جانو دی جس کا نام سن کر بڑے بڑوں کا کلیجہ پانی ہو جاتا تھا زمین پر ڈھیر ہو گیا ....

مجرم جانو دی کی رائفل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے ہوائی جہاز بھی گرایا جا سکتا ہے .... اس کے قبضہ سے چھ سو روپے نقد ایک ٹارچ اور رائفل کی دوسری چیزوں کے علاوہ قرآن پاک بھی ملا ہے"

اللہ اللہ! کیا کیا کام قرآن پاک سے لیا جا سکتا ہے۔ لیکن نام اس بدنام اور درندہ صفت ڈاکو ہی کو کیوں رکھئے! ہم آپ جو بڑے ثقہ اور متشرع سمجھے جاتے ہیں۔ کیا ہم بھی قرآن پر ظلم شدید کرنے میں کوئی کسر اپنی والی اٹھا رکھتے ہیں۔

(صدق جدید)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

برق صاحب کے نظریہ کی نمایاں غلطی

الفاظ قرآن خدا کے ہی الفاظ ہیں

گذشتہ قسط کا خلاصہ

گذشتہ قسط میں اس امر کو بدلائل قویہ ثابت کیا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے خود الفاظ میں ہی کلام کیا اور مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ خدا کے کلام کو پیش کیا گیا جس پر آیت فتلقی آدم من ربہ کلمات واضح دلیل ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ آدم نے کلمات حاصل کئے وہ کلمات کس کے ... تھے خدا کے یا فرشتہ کے آیت میں من ربہ کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ وہ کلمات فرشتہ کے نہیں بلکہ آدم کے رب کے کلمات تھے اگر فرشتے نے گورنر کے سیکرٹری کی طرح اللہ تعالےٰ کے منشاء کو معلوم کر کے اسے اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کر آدم کو خدائی منشاء سے اطلاع دی تھی تو ان الفاظ کو کلمات من ربہ کہنا بالکل خلاف واقعہ ہوتا بلکہ کلمات من ربہ کہنے کی بجائے بقول برق صاحب کلمات من رسول کریم یا من الملک کہنا چاہیئے تھا اگر سورۃ الحاقہ میں بقول برق صاحب خدا انہ لقول رسول کریم کہکر الفاظ کو فرشتہ کی طرف منسوب کر کے حقیقت کا اقرار کر سکتا تھا۔ تو یہاں اس کے لئے اس حقیقت کے اقرار سے کونسی چیز مانع تھی یہاں اس نے فرشتہ کے الفاظ کو اپنی طرف کیوں منسوب کیا۔

اسی طرح سورۃ الاعراف میں حضرت آدمؑ اور حضرت موسےٰؑ کے ساتھ براہ راست خدا کے مکالمہ کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح سورۃ طٰہٰ اور سورۃ النازعات میں بھی حضرت موسےٰؑ کے ساتھ خدا کا براہ راست مکالمہ مذکور ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ بھی کلمات اللہ کے ذریعہ ہی آزمائے گئے پھر حضرت مریمؑ نے بھی اپنے رب کے کلمات ہی کی تصدیق کی گویا سب جگہ وحی کے الفاظ کو کلمات اللہ سے ہی تعبیر کیا گیا ہے۔

وہ آیات جو قرآن کریم کے کلمات اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

پہلی آیت۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کو حکم دیا ہے واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ (الکھف ع ۴) یعنے تیرے رب کی کتاب جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اسے لوگوں کو پڑھ کر سناؤ خدا تعالےٰ کے ان کلمات کو جن سے یہ کتاب مرکب ہے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا اس آیت سے واضح ہے کہ قرآن کریم خدا کے ہی کلمات ہیں برق صاحب نے القرآن یفسر بعضہ بعضا کے اصول کو اپنی کتاب میں صحیح تسلیم کیا ہے یہی آیت قرآن کریم کی آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کی ہی تفسیر کر رہی ہے دونوں آیتوں میں قرآن کریم کو تبدیلی سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا گیا ہے اس لئے تنزیل کے متعلق جو نظریہ برق صاحب نے پیش کیا ہے وہ سورۃ الکہف کی آیت سے باطل ہو جاتا ہے کیونکہ سورۃ الحجر میں جس حقیقت کو تنزیل کے لفظ سے ادا کیا ہے سورۃ الکہف میں اسی حقیقت کو خدا نے اپنے کلمات بتلایا ہے پس برق صاحب کا یہ کہنا کہ تنزیل کا لفظ صرف منشاء الہٰی کے اظہار پر ہی دلالت کرتا ہے آیت مذکورہ بالا نے غلط ثابت کر دیا کیونکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ الفاظ بھی خدا کے ہی ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ حفاظت کی یہ پیشگوئی صرف الفاظ کے ہی متعلق نہیں بلکہ اس وعدہ الہٰی کا تعلق ان وعدوں کے ساتھ بھی ہے جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والوں کو بطور اس عمل کے نتیجہ کے دیئے گئے ہیں مثلاً روزہ کے نتیجہ میں دلوں میں تقوےٰ پیدا کرنے کا وعدہ دیا گیا اور ساتھ ہی تقوےٰ کی علامات بھی بتلا دی گئی ہیں مخلص نمازی کو تمام قسم کی بدیوں سے محفوظ رکھنے اور قرب الہٰی کے بلند مقامات کو حاصل کروانے کا وعدہ دیا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ پر ایمان میں استقامت دکھلانے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے کہ ان پر فرشتے نازل ہوں گے اسی طرح یہ وعدہ کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کے نتیجہ میں مؤمن خدا کا محبوب بن جائے گا یا نصرت الہٰی مؤمنوں کے شامل حال رہیگی یا مومنوں کو دشمنوں کے مقابلہ میں فرقان عطا کیا جائے گا۔ اور ہمیشہ دشمنوں پر انہیں غلبہ حاصل رہے گا اسی قسم کے دیگر وعدے جو مختلف اعمال کے نتیجہ میں قرآن کریم نے مسلمانوں کے ساتھ کئے ہیں لا مبدل لکلماتہ میں یہ بھی داخل ہے کہ ان وعدوں کو ضرور پورا کیا جائے یہ ناممکن ہے کہ ان کا ایفاء نہ ہو کیونکہ اس نے فرمایا ومن اوفی بعھدہ من اللہ یعنی اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔

بیان کردہ امور کی تائید قرآن کریم سے

میرے مندرجہ بالا بیان کی تائید قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات سے ہوتی ہے علاوہ ازیں یہ آیات اس بات پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ وحی کے الفاظ خدا کے ہی الفاظ ہوتے ہیں:-

(۱) الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم۔ (یونس ع ۷)

اس آیت میں کامل مومنوں کو دنیا میں بھی بشارتیں ملنے کا وعدہ دیا گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ خدا کے ان کلمات میں قطعاً تبدیلی نہیں ہوگی یہ وعدہ الہٰی ضرور پورا ہو کر رہے گا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ علاوہ ازیں یہ آیت بھی کھلی کھلی دلیل ہے کہ قرآن کریم میں اولیاء اللہ کی شان میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اس کے الفاظ فرشتہ کے نہیں بلکہ خدا کے ہی الفاظ ہیں۔

(۲) ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون۔ (الصافات ع ۵)

یعنے ہم نے اپنے مرسل بندوں کے بارے میں یہ بات پہلے سے کہدی ہوئی ہے کہ وہی ضرور منصور ہوں گے اور ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔ اس آیت میں بھی جن الفاظ میں مرسلین اور ان کے ماننے والوں کو منصور اور غالب رہنے کا جو وعدہ دیا گیا ہے ان کو بھی خدا نے فرشتوں کی طرف نہیں بلکہ اپنی طرف ہی منسوب کیا ہے۔

(۳)۔ قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین بایات اللہ یجحدون ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی اتاھم نصرنا ولا مبدل لکلمات اللہ ولقد جاءک من نبای المرسلین (الانعام ع ۴) اس آیت میں بھی بتلایا گیا ہے کہ خدا کے سچے مرسلین کی ابتدا میں تو تکذیب ہوتی ہے اور اذیت ہوتی ہے لیکن انجام کار وہی غالب رہتے ہیں

اور خدا کی نصرت آخر کار انہی کے شامل حال ہو جاتی ہے ان کے دشمن ناکام رہتے ہیں یہ خدا کے کلمات ہیں جو تبدیل نہیں ہو سکتے پیشگوئی کے علاوہ اس آیت سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ آیت کے سب الفاظ خدا کے ہی ہیں۔

(۴) ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکافرین لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون (الانفال ع۱)

حضرت موسیٰ کی زبان سے بھی خدا نے یہی الفاظ نکلوائے تھے جہاں فرمایا فلما جاء السحرۃ قال لھم موسیٰ القوا ما انتم ملقون فلما القوا قال موسیٰ ما جئتم بہ السحر ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین ویحق اللہ الحق بکلماتہ ولو کرہ المجرمون۔ یونس ع۸ یعنے مفسدوں کے عمل کو خدا ہی اپنے کلمات کے ذریعہ باطل ثابت کرے گا اور حق کو بھی وہی اپنے کلمات کے ذریعہ قائم کرے گا۔

(۵)۔ ام یقولون افتریٰ علی اللہ کذبا فان یشاء اللہ یختم علیٰ قلبک ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور۔ الشوریٰ ع۳۔ یعنی کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے (محمد رسول اللہ صلعم نے) اللہ تعالےٰ پر افتراء کر کے یہ کتاب ہمارے سامنے پیش کر دی ہے (برق صاحب غور کیجئے کہ کفار مکہ افتراء علی اللہ کو فرشتہ کی طرف نہیں بلکہ نبی کریم صلعم کی طرف ہی منسوب کر رہے ہیں الزام کسی پر اور بریت کسی اور کی کیا اعتراض اور جواب میں کوئی ربط ہے فتدبر یا اخی) مزید غور کر کے دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ جوابیہ میں فرشتہ کو سزا دینے کا ذکر کرتا ہے یا حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق فرماتا ہے جو کچھ فرماتا ہے فرمایا اگر خدا چاہے تو اس افتراء کے نتیجہ میں تیرے دل پر (دیکھئے نبی کریم صلعم کے دل پر کہا ہے فرشتہ کے دل پر نہیں کہا القرآن یفسر بعضہ بعضھا کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی سے لو تقول کی ضمیر کے حقیقی مرجع کو بھی سمجھ لیجئے) کہ کون ہے فرشتہ یا محمد رسول اللہ صلعم) مہر کر دے۔ مہر کرنے کی وجہ ظاہر ہے اور وہ یہ کہ افترا علی اللہ ایک گند ہے اس کا اثر مفتری کے دل پر گند ہی پڑ سکتا ہے لیکن معترض غور سے دیکھ کر محمد رسول اللہ صلعم کی لائی ہوئی کتاب کیا اثر پیدا کر رہی ہے اس کا اثر تو یہ ہو رہا ہے کہ باطل مٹتا جاتا ہے اور حق خدا کے ان کلمات کے ذریعہ قائم ہوتا جاتا ہے یعنی دلوں سے ناپاک خیالات مٹتے چلے جاتے ہیں۔ اور پاکیزگی اور طہارت قلوب میں پیدا ہوتی جاتی ہے مفتری کے کلام میں کیا یہ تاثیر ہو سکتی ہے کہ گند کو دلوں سے مٹا کر ان کو ایسا صاف کر دے کہ لوگ خدا سے ملاقی ہو جائیں ایسی تاثیر تو خدا تعالےٰ کے کلمات میں ہی ہو سکتی ہے پس ثابت ہوا کہ قرآن شریف خدا کے ہی کلمات ہیں۔ چنانچہ ۱۳۰۰ برس سے ہم ہزاروں اولیاء کے ساتھ مذکورہ بالا تمام وعدوں کو پورا ہوتے دیکھتے چلے آ رہے ہیں اس زمانہ کو بھی خدا نے محروم نہیں رکھا چنانچہ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مرزا صاحب کو مبعوث فرما کر اپنے ان تمام وعدوں کو ان کے وجود میں پورا کر دیا اور اس طرح اپنے کلام کی سچائی کو ثابت کر دیا ورنہ ان کے سوا اس زمانہ میں ساری اسلامی دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو قرآنی وعدوں کی سچائی کو اپنے وجود کے ذریعہ ثابت کر سکتا مندرجہ بالا چھ آیات کے علاوہ ذیل کی آیات بھی یہی ثابت کر رہی ہیں کہ قرآن کے الفاظ خدا کے ہی کلمات ہیں۔

ساتویں آیت

پھر سورۃ الکہف کے آخری رکوع میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا یعنی اگر میرے رب کے کلمات کو قلمبند کرنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں تو پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں سمندر ختم ہو جائیں گے خواہ اس کی مدد کے لئے ایسے ہی اور سمندر لائے جائیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ معارف قرآن لا متناہی ہیں جو ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق کھلتے رہیں گے اسی طرح سورۃ لقمان ع۳ میں بھی اس مضمون کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم۔

آٹھویں آیت

فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ الاعراف ع۲۰ یعنی اللہ پر ایمان لاؤ اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی امی ہے جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان لاتا ہے اسی رسول کی تم بھی اتباع کرو یعنی تم بھی اسی رسول کی طرح خدا کے کلمات پر ایمان لاؤ اور انہی کو اپنا دستور العمل بناؤ کیونکہ یہی کلمات ہیں اور یہی رسول ہے جس کی اتباع کے ذریعہ تم ہدایت یافتہ ہو سکتے ہو۔

قرآن میں دوسری جگہ وکلماتہ کی بجائے کتاب پر ایمان لانے کا ذکر ہے ان دونوں آیتوں کو ملانے سے یہ صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کتاب اللہ یعنے قرآن مجید فرشتہ کے نہیں بلکہ خدا کے ہی کلمات ہیں۔

نویں آیت

وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم یعنی یقیناً تجھے قرآن دیا جا رہا ہے فرشتہ کی طرف سے نہیں بلکہ اس خدا کی طرف سے جو حکمت والا اور علم والا ہے۔

دسویں آیت

والذین اتیناھم الکتاب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق فلا تکونن من الممترین۔ فتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔ برق صاحب غور فرمائیں کہ یہاں تنزیل کا ذکر کرنے کے باوجود اللہ تعالےٰ کلمات کو اپنے ہی کلمات قرار دے رہا ہے اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ تنزیل کے متعلق آپ کا قائم کردہ نظریہ قرآن کے صریح خلاف ہے۔

گیارہویں آیت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون الجاثیہ ع۱ یعنے خدا تعالےٰ اور اس کی آیات کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے پھر سورۃ النساء ع۱۱ میں فرمایا ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ یعنے خدا کی حدیث سے بڑھ کر کس کی حدیث سچی ہو سکتی ہے۔ ایک آیت میں تو فرمایا کہ خدا اور اس کی آیات کے بعد کوئی حدیث اس قابل نہیں کہ اس پر ایمان لایا جائے اور دوسری آیت میں اس کی وجہ بیان کر دی کہ حدیث کے بیان کرنے میں خدا سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے نتیجہ بالکل واضح ہے کہ قرآن کریم فرشتہ کی نہیں بلکہ خدا کی ہی حدیث ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ اس کا ایک ایک لفظ خدا کا ہی ہے۔

بارہویں آیت

فرمایا:۔ ومن اصدق من اللہ قیلا النساء ع۱۸ یعنی خدا کے قول سے بڑھ کر کس کا قول سچا ہو سکتا ہے۔ اس آیت میں بھی سارے قرآن کو خدا نے فرشتہ کا نہیں بلکہ اپنا ہی قول قرار دیا ہے یہ نہیں کہا کہ میرے منشاء کو فرشتہ نے الفاظ کا لباس پہنایا ہے بلکہ یہی کہا ہے کہ یہ میرا اپنا قول ہے قرآن کریم تو اس مضمون کی آیات سے بھرا ہوا ہے لیکن سچائی کو قبول کرنے کی نیت رکھنے والے کے لئے مندرجہ بالا آیات کافی سامان اپنے اندر رکھتی ہیں۔

(باقی بر صفحہ)

از:- ڈاکٹر مبارک احمد ایم بی بی ایس
[illegible]

میرا پیارا باپ

میرے پیارے والد شیخ غلام محمد مدعی المصلح الموعود ۱۳ر مارچ کو رات ۹ بجے میو ہسپتال لاہور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اس نے بالآخر اپنے حقیقی مولا سے جا ملنا ہے۔ یہ دنیا تو فانی ہے۔ خداوند تعالیٰ ہی اس دنیا کے اسرار و رموز سے واقف ہے تخلیق کائنات اس کا ایک کرشمہ ہے۔ اور اسی کی آواز پر ہر ایک کو لبیک کہنا پڑتا ہے

میرے والد یوں تو بہت سی خوبیوں کے مالک تھے مگر ان کی زندگی کے چند ایسے پہلو ہیں جو ہر ایک احمدی بھائی کے سامنے رکھنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

جہاں تک کہ میرے اور دیگر عزیز و اقارب کے مشاہدہ میں آیا ہے میرے والد کی تمام زندگی توکل علی اللہ کے بھروسہ پر گذری ہے۔ انہوں نے سادی زندگی بسر کی اور کسی وقت بھی دنیاوی عیش و عشرت اور دیگر لوازمات کی طرف توجہ نہیں دی۔ اپنے بیٹوں میں وہ حکومت اور [illegible] کے عہدوں پر متمکن ہونے کا خواب دیکھا کرتے تھے تاکہ اس سے حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو چار چاند لگائے جا سکیں۔ لیکن ان کی ساری زندگی نہایت سادہ و پاکیزہ اور عسرت میں ہی گذری۔ وہ ہر وقت اللہ کے حضور میں ایستادہ رہتے راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتے اور جماعت کی بقا اور دوام کے لئے دعائیں مانگتے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے سچے عاشق اور خادم تھے۔ مسیح موعودؑ کا تمام قیمتی لٹریچر نہایت حفاظت اور التزام سے رکھتے اور بڑے شوق سے مطالعہ فرماتے تھے۔ رات کو جلدی سونا اور پھر آدھی رات کے بعد خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جانا اُن کا روز کا معمول تھا۔ وہ دل کے صاف اور طبیعت کے بادشاہ تھے۔ جہاں اور جس مجلس میں بیٹھ جاتے حضرت مسیح موعود کا تذکرہ چھیڑ دیتے اور ساری محفل پر چھا جاتے۔ اگر کسی سے کوئی اختلاف تھا تو وہ محض اصولی اور اپنے دعویٰ المصلح الموعود کے ردِ عمل کے طور پر تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنے ہر دوست دشمن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے وہ نماز، روزہ، چندہ اور سچائی پر بڑی سختی سے کاربند رہتے تھے۔ پچھلے چھ ماہ سے جب سے وہ بیمار ہوئے تھے۔ ہر وقت یہی کہا کرتے :۔

”میں تو موت کے لئے تیار ہوں صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کا منتظر ہوں“

انہوں نے خود ہی اپنے ہاتھ سے ۲۹ر جنوری ۱۹۶۴ء کو اپنے مرقد کے لئے کتبہ تحریر کیا جو حسب ذیل ہے:۔

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی
وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ
وَالْاِکْرَامِ

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

مزار گاہ شیخ غلام محمد المعروف المصلح الموعود
تاریخ ولادت ـ ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۱ء بروز جمعہ
تاریخ وفات

اس کتبہ کی عبارت سے حضرت مسیح موعودؑ کی محبت اور اُن کے لٹریچر سے عشق صاف عیاں ہے وہ بڑے حوصلہ اور متانت سے بیماری کا مقابلہ کرتے رہے اور لواحقین کے لئے ذرہ بھر بھی پریشانی یا شکایت کا باعث نہ بنے۔

۱۲ر مارچ ۱۹۶۴ء کو جب ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو انہیں میو ہسپتال لاہور میں داخل کرا دیا گیا۔ تین چار گھنٹے کی جدوجہد کے بعد اُن کی طبیعت ذرہ سنبھلی تو ہنس کر اپنے بیٹے سعید احمد کو کہنے لگے:۔

”یہ عجیب اتفاق ہے کہ آج سے
پچاس برس پیشتر ۱۹۱۴ء کو ۱۳ر
مارچ کے دن جمعہ تھا اُس روز حضرت
مولانا نورالدین صاحب خلیفہ اوّل
کی وفات ہوئی اور دوسرے دن
ہفتہ ۱۴ر مارچ کو جماعت دو حصوں
میں بٹ گئی اور اب ۱۹۶۴ء کو
بھی ۱۳ر مارچ کے دن جمعہ آ رہا ہے
میرا خیال ہے کہ میری وفات
بھی اسی دن ہوگی۔“

یہ سُن کر اُن کے لڑکے نے انہیں حوصلہ دیا کہ اب تو آپ اچھے ہو رہے ہیں پھر ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں تو مسکرا کر کہنے لگے:۔

”آپ نہیں جانتے میرا وقت
پورا ہو گیا ہے اور اب کسی
گھڑی بھی مجھے بلاوا آ سکتا ہے“

دوسرے دن جمعہ کو رات نو بجے سانس بالکل بند ہو گیا نبض بہت سست چلنے لگی۔ تمام جسم ٹھنڈا اور [illegible]
اب چند منٹ میں ہی یہ اپنے مولا سے جا ملیں گے پھر بھی ڈاکٹر اپنی جدوجہد میں مصروف تھے۔ انہیں سانس کے لئے مصنوعی پھیپھڑا (Iron lung) لگایا گیا۔ تو پانچ گھنٹے کی انتھک ڈاکٹری محنت کے بعد انہیں ذرا ہوش آیا۔ درحقیقت وہ اسی روز ہم سے جدا ہو چکے تھے۔ اگر تمام طبی سہولتیں میسر نہ آتیں تو وہ ٹھیک وقت پر وفات پا گئے ہوتے لیکن قدرت کی منشاء کے آگے کسی کی پیش نہیں جا سکتی۔

دوسرے دن ۱۴ر مارچ کو تین بجے کے قریب انہوں نے اپنے تمام بچوں اور بیوی کو اپنے قریب بلایا اور کہنے لگے:۔

”دیکھو میں ایک فقیر منش آدمی ہوں۔
دنیا میں میں نے تمہارے لئے کوئی
اثاثہ نہیں چھوڑا۔ میں ساری زندگی
اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا رہا کہ
وہ میری اولاد کو دیندار بنائے اور
انہیں احمدیت کا گرویدہ کرے لیکن
آپ سب لوگ میری خواہش کے
باوجود اس طرف نہیں آ سکے میری
تمنا ہے کہ تم سب لوگ دیندار ہو
جماعتی زندگی میں بڑا لطف ہے۔ تم
بھی جماعت کے ساتھ تعلق پیدا
کرو۔ مسجد احمدیہ میں باقاعدہ نماز
پڑھا کرو۔ حسب استطاعت ماہوار
چندہ بھی دو۔ اس سے اللہ تعالیٰ
برکتوں اور رحمتوں کے دروازے
کھول دیتا ہے۔ میری موت نہایت
ہی پُرسکون ہے اس کی وجہ یہ ہے
کہ میرا اللہ کے ساتھ معاملہ صاف
ہے۔ تم بھی اللہ ہی کی طرف لو لگانا
تاکہ تمہاری آخرت بھی پُرسکون ہو۔ حضرت
مسیح موعودؑ کا لٹریچر دل لگا کر پڑھنا
اس میں تمہیں زندگی ملے گی۔ میں نے
سب کو معاف کیا۔“

اس کے بعد ان کی حالت پھر خراب ہو گئی اور رات ۹½ بجے کے قریب انہوں نے اپنے بیٹے سعید احمد کو اشارۃً سورۃ یٰسٓ پڑھنے کو کہا۔ اس نے فوراً قرآن مجید منگوایا اور اسے ان کے دل پر رکھ کر سورۃ یٰسٓ کی تلاوت شروع کی۔ ساتھ ساتھ وہ خود بھی اسے دہراتے جاتے تھے۔ آخر میں جب تمام سورۃ پڑھی جا چکی تو انہوں نے اللّٰھم

(باقی بر صفحہ ۱۱)

میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی

اہلِ ربوہ کی تصنیف کتاب "حیاتِ نور" کی غلط بیانیاں

۱۔ ابھی حال ہی میں مجھے ایک کتاب حیات نور (سوانح عمری حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور) مصنفہ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ کتاب پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری کتاب "مجاہد کبیر" (سوانح عمری حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور) میں اصل حالات اور واقعات دربارہ خلافت میاں محمود احمد صاحب کے چھپنے اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کے صحیح اور اعلیٰ مقام کی جو وہ حضرت مسیح موعود اور بعد میں حضرت مولانا نورالدین صاحب کے آخری ایام میں ان کی نظروں میں رکھتے تھے۔ اشاعت (خصوصاً جماعت ربوہ میں) ان پر بہت شاق گذری ہے۔ یہ کتاب "حیات نور" اس کا ردِ عمل ہے مولانا نورالدین صاحب کے حالات زندگی سب کچھ مرقات الیقین فی حیات نورالدین (مصنفہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی) سے اخذ کئے گئے ہیں۔ کچھ حالات غالباً حضرت مولانا کے فرزند ارجمند مولوی عبدالمنان عمر صاحب سے حاصل کئے گئے معلوم ہوتے ہیں۔ باقی کچھ روایات ہیں۔ مگر زیادہ غرض اس کتاب سے میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب کی خلافت کو صحیح اور مقدس ثابت کرنے کی کوشش ہے۔ جو کہ زیادہ تر پچھلے پچاس سالوں میں اخبارات اور رسالوں میں چھپ چکی ہیں۔ یہاں ان بیانات کو کتر بیونت کرکے اور نمک مرچ لگا کر پیش کیا گیا ہے۔ اور مصنف صاحب کہیں ایک مقام پر ڈنڈی بھی مار گئے ہیں۔ مثلاً کتاب کے صفحہ ۴۹۲ پر وہ لکھتے ہیں کہ سبز اشتہار (جو حضرت مسیح موعود نے شائع کیا تھا) کا موعود مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے میاں محمود احمد صاحب کو بتلایا تھا۔ اوّل تو وقتی طور پر مولانا کا ایک اجتہاد ہو سکتا ہے مگر اصل میں تو یہ دیکھنے والی بات ہے کہ بالآخر مولوی محمد احسن صاحب کو اس بات کا احساس پیدا ہو گیا کہ قادیان میں حضرت اقدس کے مسلک کے خلاف مسلک اختیار کیا جا رہا ہے۔ اور وہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو گئے اور آخری دم تک اس پر قائم رہے۔ پھر مصنف صاحب اپنے پیش لفظ میں مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم کی روایت پر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ مولانا نورالدین صاحب نے میاں بشیرالدین محمود احمد کے متعلق وثوق کے ساتھ فرمایا کہ یہی ہونے والا مصلح موعود ہے۔ اس وقت میاں محمود احمد ابھی بچہ ہی تھے۔ سبحان اللہ عجیب بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ بھلا مولانا نورالدین صاحب جیسا جید عالم اور محتاط انسان ایسی بیہودہ بات کسی کے متعلق وثوق سے کہہ سکتا ہے۔ آخر مصلح موعود مامور من اللہ ہوگا۔ جب تک خود اللہ تعالیٰ کسی کو اس مقام پر نہ کھڑا کرے کوئی ایسا دعویٰ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

پھر یہی میاں محمود احمد صاحب ہیں جن کے متعلق مولوی نورالدین صاحب نے بعد میں ایسے الفاظ استعمال کئے جو کہ ان کی عزت نہیں بڑھاتے۔ اگر مولانا نورالدین صاحب نے میاں محمود احمد صاحب کو اپنی بیماری میں یا غیر حاضری میں نمازیں پڑھانے پر مقرر کر دیا تھا تو حضرت مسیح موعود نے بھی قادیان سے غیر حاضری پر حضرت مولانا محمد علی صاحب کو امیر مقرر کر دیا تھا۔ پھر اخبار الحکم اور البدر کے ایڈیٹروں کو ہدایت تھی کہ حضرت مسیح موعود کی ڈائری کے نوٹ دربارہ اعتقاد جماعت اشاعت سے پہلے مولانا محمد علی صاحب کو دکھا لیا کریں اس سے بڑھکر اعتماد اور کس پر ہو سکتا ہے۔ یہ سب باتیں مجاہد کبیر میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اس کے بعد اس بات کو بھی وہاں واضح کیا گیا ہے کہ مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی اقتدار کی ہوس نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے پر آمادہ نہیں کیا۔ انہوں نے تو بعد میں لاہور میں آنے کے بعد بھی میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب کے آگے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر وہ (میاں صاحب) نبوت اور تکفیر کے مسئلہ میں اختلاف عقیدہ رکھنے والے احمدیوں کو اپنی بیعت کے لئے مجبور نہ کریں اور انہیں ساتھ ملا کر ایک جماعت اور ایک انجمن رکھ کر خدمت دین اور اشاعت اسلام کا کام کرنے کو تیار ہیں۔ تو لاہور کی جماعت میاں صاحب کو امیر ماننے کو تیار ہے۔ مگر میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب نے انکار کر دیا۔ باوجود اس کے اس کے مرید اور نوخیز مبلغ اپنا حق نمک ادا کرتے ہوئے یہی اور یہی پرانی رٹ لگائی ہوئی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود نے اپنی مشہور قطعی تحریر میں انجمن اور اپنے جانشین کے متعلق لکھ دیا:-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو... وہی امر صحیح سمجھنا چاہئے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔"

والسلام مرزا غلام احمد عفی عنہ
۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء

اس عبارت میں نوٹ فرمالیں کہ اول تو حضرت صاحب بعض دینی امور کا جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر فرمایا ہے کہ حضور کے بعد ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ گویا کہ انجمن کامل طور پر با اختیار ہے۔ کوئی فرد واحد انجمن کا مطاع نہیں ہوگا اور کل نظام انجمن کے سپرد ہوگا۔ یہ آپ کا ایک بڑا کارنامہ تھا۔ گویا اپنے بعد پیر پرستی اور گدی بنانے کی تمام جڑیں کاٹ دیں۔ مگر ان کے فرزند نے اپنے عمل سے اس کو غلط کر دکھایا اس کے متعلق مصنف حیات نور صفحہ ۳۴۲ پر رقمطراز ہے:-

"حضرت اقدس کی تحریر کا مطلب صرف اسی قدر لیا جا سکتا ہے کہ جو کام حضرت اقدس نے انجمن کے سپرد کئے تھے ان میں انجمن کے ماتحتوں کا فرض ہے کہ وہ انجمن کے فیصلوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کی تعمیل کریں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جا سکتا کہ شرعی امور میں فتویٰ دینا۔ عقائد کی تشریح کرنا یا اور کوئی مذہبی کام کرنا بھی انجمن کے سپرد ہے۔"

پہلو چھپی ہوئی۔ گویا کہ انجمن کی زیر نگرانی کوئی احمدی عالم یا مفتی فتوے نہیں دے سکتا اور عقائد کی تشریح نہیں کر سکتا۔ انجمن کوئی مذہبی کام از قسم اشاعت لٹریچر دینیہ۔ تراجم قرآن کریم۔ ملکی یا غیر ملکی مسلم مشن وغیرہ قائم نہیں کر سکتی۔ واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود کی تحریر کا یہ مقصد نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اپنا کوئی امیر مقرر نہ کرے جو کہ انجمن کا پریذیڈنٹ بھی ہو سکتا ہے۔ اور جو دینی امور میں مشیر اور صلاح کار ہو۔ ظاہر ہے کہ جب اہل ربوہ اس قسم کی دھڑے بازی پر اتر آئیں تو اس کا

لباس شخصیت کا آئینہ دار ہے
اور
پریمئیر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائلپور
سفید لٹھا
EX—5
سفید لٹھا
7000
زرین
J—101
کورا لٹھا
EX—4
کریپ
P—9
دوسوتی چادریں
999
پاپلین
4040
پیش کرتی ہے
ملیشیا
M—48
جو کہ اپنی مضبوطی اور نفاست کے لحاظ سے بے مثال ہے
پریمئیر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائلپور
فون نمبر ۲۱۰۲
بحرِ حکمت کے موتی
(بسلسلہ صفحۂ اول)
ویؤثرون علٰی انفسہم ولوکان
بہم خصاصۃ ومن یوق شح
نفسہ فاولٰئک ہم المفلحون
(۵۹:۹)
عقل خود بیں غافل از بہبودِ غیر
سودِ خود بیند نہ بیند سودِ غیر
مردِ حق بینندۂ سود ہمہ
در نگاہش سود و بہبودِ ہمہ
(اقبالؔ)
غلام قادر عفی عنہ
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی
دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح یکم اپریل ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۱۳۸۰ شمارہ ۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۴ ذیقعد ۱۳۸۳ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۴

سب سے کامل انسان اور کامل نبی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا: وہ انسان جس نے اپنی ذات سے۔ اپنی صفات سے۔ اپنے افعال سے۔ اپنے اعمال سے۔ اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل۔ اور۔ انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعثت اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو ـــــ !!

اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح ابن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ، ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالےٰ کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبیؐ کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے ـــــ !!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؛

(اتمام الحجہ صفحہ ۲۸)

بحر حکمت کے موتی

عن قیس ابن ابی غرزہ رضؓ قال کنا قبل ان نہاجر نسمی السماسرۃ فمرّ بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً بالمدینۃ فسمانا باسم ھو احسن منہ فقال یا معشر التجار ان البیع یحضرہ اللغو والحلف وفی روایۃ الحلف والکذب فشوبوہ بالصدقۃ (اخرجہ اصحاب السنن شوبوہ ای خلطوہ بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب البیع)

ترجمہ:- قیس بن غرزہ رضؓ سے روایت ہے کہ قبل ہجرت کے ہم تاجروں کو سماسرہ کہا کرتے تھے اتفاقاً مدینہ میں ایک دن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارا ایسا نام رکھا جو پہلے نام سے بہتر تھا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اے تاجروں کے گروہ خرید و فروخت میں اکثر لغو باتوں اور قسم کا تمہیں (بوجہ کمزوریٔ ایمان) اتفاق پڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اکثر قسم اور جھوٹ کا اتفاق پڑتا ہے پس بیع کو صدقہ کے ساتھ ملا دیا کرو (یعنے خیرات کیا کرو تاکہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں تاجروں کو دیانتدار رہنے کے متعلق ہدایات فرمائی ہیں۔

لا تنقصوا المکیال والمیزان (ھود ۸۴ اور ۸۵)

ویلٌ للمطففین الذین اذا اکتالوا

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۱)

تبلیغی خطوط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

فلپائن

ترجمہ خط مسٹر عبدالحکیم عبدالواحد فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ آپ کے ارسال کردہ خط مورخہ یکم جنوری ۱۹۶۴ء کا جواب ہے یقیناً مجھے قرآنی آیات کا بہت اثر ہوا ہے۔ اور آپ نے جو لٹریچر بھیجنے کا وعدہ کیا ہے مجھے ابھی نہیں ملا۔ میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔

ایک دفعہ پھر میں واضح کرتا ہوں کہ پچھلی دفعہ جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا بہت مفید ثابت ہوا میں نے اسکو بار بار پڑھا، پھر میں نے اسے اپنے بہنوئی کو بھیج دیا۔ یہاں کے مسلمان اسلامی لٹریچر کے بہت خواہاں ہیں۔

میں یونیورسٹی میں صرف ایک ہی مسلمان ہوں اور عیسائی مجھے اپنے ساتھ ملانے سے گریز کرتے ہیں دراصل میں ان کو اپنے مذہب کے متعلق کوئی اطلاع نہیں پہنچا سکتا۔

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے مزید اسلامی لٹریچر ارسال فرمائیں۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھ گیا)

تمالی نائیجیریا

ترجمہ خط:- مسز فاطمہ اے اینڈے ناز لفہ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت مشکور ہوں گی اگر آپ مجھے . . . . Woman in Islam کی ایک کتاب ارسال کریں اور کچھ لٹریچر بھی جس سے عورتوں کو اسلام کے متعلق معلومات حاصل ہوں۔ میں نے آپ کا کثیر . . . لٹریچر اور کتابیں پڑھی ہیں۔ جن سے مجھے آپ کی اسلام کی اشاعت کے متعلق معلومات حاصل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ طاقت بخشے تاکہ آپ دنیا میں اشاعت اسلام کر سکیں۔

جواب کی منتظر

(خط کا جواب دیا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا۔)

انڈونیشیا

ترجمہ خط اے۔ غفار نمری سے۔ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے عید کارڈ کا بہت شکریہ۔

کیا آپ مجھے چند کتابیں اسلام کے متعلق فراہم کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کا ایک گروہ دوپہر کے بعد میرے گھر میں اکٹھا ہوتا ہے اور قرآن کی تعلیم اور حدیث کے متعلق بحث مباحثہ ہوتا ہے۔ نماز ادا کرنے کے بعد میں ہر قسم کی سہولت ان کو مہیا کرتا ہوں۔

میں بہت خوش ہوں گا اگر یہ لوگ آپ کے مشن سے تعلق رکھیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے چند ایک کتابیں ارسال کریں گے۔ کیونکہ اور کوئی شخص ایسی قربانی نہیں کر سکتا۔ اور میرا نام اپنی فہرست میں شامل کر لیں۔

امید ہے کہ آپ مجھے اپنی اخبار لائٹ اور پمفلٹس باقاعدہ ارسال کرتے رہا کریں گے۔

میری اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ کا مشن خوب ترقی کرے اور پھلے پھولے اور اسلام کا نام دنیا کے کونے کونے تک پہنچے۔

آپ کے جواب کا منتظر

(لٹریچر بھیجا گیا)

بہاولپور

ترجمہ خط:- بابر علی ضیا۔ بہاولپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کافی عرصہ سے میں اس کشمکش و پیچ میں تھا کہ دنیا کے لوگ اسلام سے کس طرح وابستگی رکھتے ہیں۔ جبکہ دنیا میں بالکل بے امنی ہے اور میں بہت مایوس تھا اور سوچتا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔

ابھی میں نے احمدیت سے وابستگی اختیار کی ہے۔ مگر احمدیت کا لٹریچر بہت تھوڑا ہے اور بہت کم لوگوں کو تھوڑی مقدار میں لٹریچر دیا جاتا ہے میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ مجھے لٹریچر ارسال کریں گے جس سے کہ مجھے کافی روشنی حاصل ہو جبکہ دنیا ایسے اندھیرے میں گھری ہوئی ہے۔

(لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

آفا (نائیجیریا)

ترجمہ خط:- سوسائٹی آف اسلامک ڈیویلپمنٹ - آفا (نائیجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط آپ کو سوسائٹی کی طرف سے لکھ رہا ہوں جس کا کام تبلیغ اسلام ہے۔ ہم نائیجیریا . . . . سنہ ۱۹۶۰ء سے تبلیغ اسلام کا کام کرتے ہیں اور جب میں اور ایں تھا تو میں نے آپ کا ایڈریس معلوم کیا کہ آپ نے تبلیغ کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔

ہم آپ کو روپیہ اس تبلیغی کام کے لئے ارسال کریں گے اگر آپ ہمیں اپنے مشن کے متعلق پوری معلومات بہم پہنچائیں۔ دوسری طرف آپ ہم کو ضروری کتابیں عربی اور انگریزی کی ارسال کریں جو ہمارے لئے ترقی کا موجب ہوں۔

صرف یہی نہیں قرآن شریف بھی ارسال فرمائیں کیونکہ فی الحال . . . . . . قرآن شریف ہمارے لئے ناکافی ہیں۔

جماعت کی ترقی کے لئے ہمیں کتاب نماز کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ہماری کا فردں سے مڈبھیڑ ہوتی رہتی ہے۔

ہم مشکور ہوں گے اگر ہمیں یہ کتابیں بروقت ارسال کریں کیونکہ ہم نے یہاں صرف چھ ماہ اور بسر کرنے ہیں۔ والسلام

(انگریزی قرآن شریف اور نماز اور لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی لکھا گیا۔)

تنظیم خواتین احمدیہ

خواتین مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تنظیم کے سلسلہ میں ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ء کو محترمہ جسارت خانم صاحبہ ایم اے اور محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ بی اے ایڈ ہیڈ مسٹرس ہائی سکول ننکانہ صاحب ایک دردمند اور پرخلوص محبت اسلام لیکر لاہور تشریف لائیں سب سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کیا گیا ان کی سرپرستی اور پورے پورے تعاون کے ساتھ ۱۰ اپریل کا بقیہ دن جسارت خانم صاحبہ، فاطمہ حکیم صاحبہ مبارکہ احمد بنت مولنا آفتاب الدین احمد صاحب اور خاکسارہ نے مسلم ٹاؤن کی خواتین جماعت سے ملنے میں گذارا پھر تین اپریل کا دن محمودہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر کی معیت میں گلبرگ، کرشن نگر اور احمدیہ بلڈنگس کے اکثر گھروں میں خواتین سے ملنے میں گذارا۔ خدا تعالیٰ نے ہماری ان مساعی جمیلہ کو بار آور کیا اور جمعہ کی نماز میں اکثر خواتین مسلسلہ مسجد میں تشریف لائیں۔ نماز کے بعد تنظیم خواتین کا پروگرام طے ہوا۔ جس میں ہر ماہ کے آخری جمعہ کو میٹنگ کا اعلان کیا گیا۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل عہدے داران چنے گئے :-

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم ۳)

پرویزی تحریک اور اسلام

گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ہم نے پرویز صاحب کے اس نظریہ پر کہ اسلام نے جس نظام حیات کو پیش کیا ہے اس میں ذاتی ملکیت کا سوال پیدا نہیں ہوتا، ان کی اپنی تحریرات سے مفصل روشنی ڈالی تھی۔

پرویز صاحب کا یہ نظریہ قرآن اور اسلامی اصولوں کے کہاں تک مطابق ہے، اس بارہ میں یہ امر قابل غور ہے کہ اگر اسلام نے "ذاتی ملکیت" کی نفی کی ہے، اور وہ ہر شخص کو صرف اپنی ذاتی ضرورت کے مطابق مال خرچ کرنے کی اجازت دیتا ہے اور فاضلہ دولت اور جائداد وغیرہ کو قومی ملکیت قرار دیتا ہے جس پر اس کا کوئی حق نہیں رہتا، تو میراث اور زکوٰۃ کے احکام کیوں دیئے گئے؟ جب کسی شخص کی کوئی فاضلہ جائداد ہی نہیں جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ جائے۔ تو اس کی میراث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر سورۃ النساء میں میراث کی تقسیم کے متعلق جو لمبے چوڑے احکام دیئے گئے ہیں، ان کا کیا مطلب ہے اور کس طرح ان پر عمل درآمد ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی جب ذاتی ملکیت کی نفی کی وجہ سے کوئی شخص اپنی ضروریات سے فاضلہ دولت ترکہ رکھ سکتا ہے اور نہ کوئی اندوختہ باقی رہتا ہے تو قرآن نے اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ واتوا الزکوٰۃ کا جو حکم بار بار دیا ہے، اس پر عملدرآمد کس طرح ہو سکتا ہے؟

یہ سوال خود پرویز صاحب کو بھی کھٹکا ہے، جس کا نظام ربوبیت کے صفحہ ۲۴۲ پر ذکر کرتے ہوئے اس کا جواب بھی انہوں نے دیا ہے ملاحظہ ہو ان کا بیان:—

"اب رہا یہ سوال کہ اگر اسلام میں ذاتی ملکیت نہیں تو پھر قرآن میں وراثت وغیرہ کے احکام کس لئے دیئے گئے ہیں؟ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن، انسانی معاشرہ کو اپنے متعین کردہ پروگرام کی آخری منزل تک آہستہ آہستہ بتدریج پہنچاتا ہے اس لئے وہ جہاں اس پروگرام کی آخری منزل کے متعلق اصول اور احکام متعین کرتا ہے، عبوری دور کے لئے بھی ساتھ ساتھ راہنمائی دیتا چلا جاتا ہے، وراثت، قرضہ، لین دین، صدقہ و خیرات وغیرہ سے متعلق احکام اس عبوری دور سے متعلق ہیں جس میں سے معاشرہ گذر کر انتہائی منزل تک پہنچتا ہے۔"

سن لیا آپ نے؟ وراثت، قرضہ، لین دین، اور صدقہ و خیرات وغیرہ سے متعلق احکام عبوری دور سے تعلق رکھتے ہیں، جس کے یہ معنے ہیں کہ جب معاشرہ پرویز صاحب کی مفروضہ انتہائی منزل پر پہنچ جائے گا اور "ذاتی ملکیت" کا سوال اٹھا دیا جائے گا تو پھر قرآن کریم کے وہ احکام جو وراثت، قرضہ، لین دین اور صدقہ و خیرات وغیرہ سے متعلق ہیں وہ قابل عمل نہ رہیں گے بالفاظ دیگر منسوخ ہو جائیں گے، نہ کسی کی جائداد باقی رہے گی جو اس کے مرنے کے بعد وراثت میں تقسیم ہو سکے، نہ کسی کو کسی سے قرضہ لینے یا دینے کی ضرورت ہوگی، اور نہ کسی قسم کا لین دین ہوگا اور نہ صدقہ و خیرات کی ضرورت پیش آئے گی اور اس بارہ میں جس قدر احکام قرآن کریم میں مذکور ہیں وہ سب حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جائیں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان حالات میں الیوم اکملت لکم دینکم کا قرآنی دعوےٰ کہاں تک حق بجانب ثابت ہوگا۔ اور معاشرہ کی وہ انتہائی منزل جس کی نشان دہی پرویز صاحب نے کی ہے کب آئیگی؟ اسلام کے چودہ سو برس تو عبوری طور پر گذر گئے اور ابھی وہی دور چل رہا ہے۔ کمیونزم نے روس اور دوسرے مقامات پر اس دور کو ختم کرنے اور پرویز صاحب کی مفروضہ انتہائی منزل پر پہنچنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ واقعات و شواہد بتا رہے ہیں کہ اب روس میں پھر سرمایہ داری اور ذاتی ملکیت کا دور واپس آ رہا ہے۔ کمیونزم کے تو پرویز صاحب بقول خود قائل نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ معاشرہ کی وہ انتہائی منزل جس پر وہ مسلمانوں کو پہنچانا چاہتے ہیں، کیا اسی تجربہ کا نام نہیں جو روس میں کمیونزم نے کیا ہے؟

میرے دورے کے تاثرات

کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری انجمن

(۳)

"جماعت پشاور ایک فعال جماعت ہے" میرا یہ تاثر حقیقت پر مبنی ہے۔ تربیتی پروگرام نے میرے اس تاثر کو اور بھی دل کی گہرائیوں تک پہنچا دیا۔ اس جماعت میں کیا بڑے کیا چھوٹے سبھی سلسلہ سے والہانہ محبت رکھتے ہیں اور اسکی ترقی اور بہتری کے لئے شب و روز کوشاں ہیں، جماعت کے لئے ان میں ایسا پرخلوص جوش و خروش اور ایمان کو تازہ کرنے والے تھے، خصوصاً عزیزی عبد الباسط خلف میاں عبد الودود صاحب بازید خیل، و عبد الغفور صاحب خلف محمد الرحمٰن صاحب اور عبد الکریم مسعود صاحب خلف خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے جو تقاریر کیں۔ وہ ان کے دلی احساسات و جذبات کی آئینہ دار تھیں حاضرین ان کے معصوم خیالات سے بیحد محظوظ ہوتے۔ اس سلسلہ میں محترم محمد الرحمٰن صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کی بے لوث مساعی اور سرگرمی جماعت کی ترقی و تنظیم میں ممد و معاون ہے یہ تربیتی جلسہ نہایت کامیاب رہا، اس کے بعد احباب نے مفت اشاعت کیلئے قریباً -/170 روپے کی کتب خریدیں۔ احباب کو جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی تحریک کی گئی۔

یکم مارچ کی شام کو ہم شیخ محمدی پہنچے احباب نے اپنی روایات کے مطابق نہایت گرمجوشی سے پستول اور رائفل کے فائر کر کے ہمارا استقبال کیا۔ شیخ محمدی میں جماعت کی اپنی مسجد ہے جس میں باجماعت نمازوں کا باقاعدہ انتظام ہے مولوی فردوس احمد صاحب درس قرآن دیتے ہیں۔ بعد نماز مغرب دوستوں نے اکٹھے کھانا کھایا اور جماعت کے استحکام کے متعلق بات چیت ہوتی رہی۔ احباب کی طرف سے یہ شکایت کی گئی کہ مرکز سے کبھی مبلغ شیخ محمدی نہیں آیا۔ اس شکایت کو انشاء اللہ دور کر دیا جائے گا۔ احباب کے چندوں کی پڑتال کی گئی اور چندہ دہندگان کی ایک نئی فہرست مرتب کی گئی۔ رات شیخ محمدی میں بسر کی اور ۲ مارچ کی صبح کو آٹھ بجے پشاور واپس آ گئے اور مختصر قیام کے بعد چارسدہ روانہ ہو گئے۔ چارسدہ میں ہماری مختصر مگر مخلص جماعت ہے۔ دوپہر کا کھانا میاں محمد زمان صاحب کے ہاں کھایا۔ شاہ فضل صاحب اور ان کے بھائی بھی موجود تھے۔ میاں صاحب نے -/100 روپے برائے اشاعت اسلام مرحمت فرمائے میاں گل ملوک صاحب ڈی ایس پی کو ملنے کے لئے ان کے دولتکدہ پر گئے مگر وہ کسی تفتیش کے سلسلہ میں باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے چار بجے شام سید عبد اللہ شاہ صاحب کے دولت خانہ پر پہنچے شاہ صاحب بڑے باذوق آدمی ہیں سلسلہ سے دلی لگاؤ اور محبت رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ انہوں نے -/200 روپے عطیہ عنایت کیا، نیز وعدہ فرمایا کہ اگر جماعت چارسدہ جلسہ سالانہ کرنا چاہے تو ہر ممکن امداد دیں گے اور اس کے اخراجات بھی برداشت کریں گے۔

۲ مارچ کی شام کو ہم بخیر و خوبی پشاور واپس آ گئے۔ رات کو آرام کیا اور ۳ مارچ کی صبح کو ایبٹ آباد کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوئے۔ دوپہر کو ایبٹ آباد پہنچے جہاں ماسٹر اصغر خان صاحب ہمارے لئے چشم براہ تھے انکی رہنمائی میں ہم جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے دولتکدہ پر حاضر ہو گئے اور یہیں پر احباب کو جمع کیا گیا۔ ۱۵ مرد و زن و اطفال اس اجتماع میں تھے دو دوست مردان سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جماعت کے استحکام کے متعلق

۱ ۱ ۱۰ ۱۷ ۳۰ ۱

ارشادات امامؑ برائے استحکام جماعت

کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ان ارشادات کی پہلی قسط اخبار پیغام صلح مجریہ ۲۶ فروری ۱۹۶۴ء میں شائع ہو چکی ہے۔ میرے دورے پر چلے جانے نیز بسبب علالت ۔۔۔۔ ان کا تسلسل قائم نہ رہ سکا۔ اب انشاءاللہ ان ارشادات کو باقاعدہ طور پر ہدیہ قارئین کرام کیا جاوے گا۔ پچھلی قسط میں میں نے حضورؑ کے ارشادات درباره مساوات و اخوت پیش کئے تھے۔ دوسری چیز جو روحانی جماعتوں کی کامیابی کے لئے ضروری ہے وہ ان جماعتوں کے افراد کا صالح ہونا ہے حضرت امام و ہمامؑ فرماتے ہیں :-

" اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی آپس میں اخوت و محبت پیدا کرو اور درندگی اور اختلافات کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور آتے ہیں"

" تم یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگا دو گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام روکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں۔ اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کسی وبا یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ "

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلۂ صفحہ اوّل)

علی النّاس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون (سورۃ التطفیف ۱: ۳) اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے سواو حرص کے تیغے سے نجات حاصل کر کے خدا تعالیٰ کو پا لیتے ہیں ؎

آفریں خدا بر آں جانے کہ زخود شد برائے جانانے

یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت ہو اُس جان پر جس نے معشوق کی خاطر خودی چھوڑ دی۔

(غلام قادر عفی عنہ)

ماہوار چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی پیدا کیجئے

احباب کرام سے ایک ضروری گذارش

چندہ ماہوار جماعت احمدیہ کا ایک ضروری رکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کے ہر فرد پر یہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اپنی آمد میں سے ایک مخصوص رقم ہر ماہ اشاعت اسلام کے لئے دیا کریں۔ اور اس کو اس قدر ضروری قرار دیا ہے کہ جو شخص متواتر تین ماہ تک چندہ نہ دے اس کو جماعت میں سے خارج قرار دیا جائے۔

یہی ماہوار چندے ہیں جن کی امداد سے وہ بڑے بڑے مشن قائم کئے گئے جو یورپ اور دوسرے ممالک میں اسلام کی عزت و عظمت کو قائم کرنے اور کثیر التعداد متلاشیان حق کو راہ حق دکھانے کا موجب ہوئے۔ ہماری جماعت تعداد کے لحاظ سے بہت چھوٹی سی جماعت ہے جو چند متموّل کارخانہ داروں اور مل اونروں کے علاوہ زیادہ تر غریب اور متوسط طبقہ پر مشتمل ہے۔ اور زیادہ تر اسی غریب اور متوسط طبقہ کے ماہوار چندوں کی چھوٹی چھوٹی رقوم نے اسلام کی ترقی و اشاعت کے سلسلہ میں وہ انقلاب پیدا کیا ہے جو بڑی بڑی سلطنتیں پیدا نہیں کر سکیں۔

ان حالات میں ماہوار چندوں کی اہمیت واضح ہے۔ ضرورت ہے کہ ان چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے۔ جو دوست اس سلسلہ میں تساہل یا تغافل سے کام لے رہے ہیں۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اس طرف خاص توجہ کریں اور اپنے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی پیدا کریں تاکہ جس مقدس کام کا بیڑہ انہوں نے اٹھا رکھا ہے اس میں دقت پیش نہ آنے پائے۔ یہ وہ جہاد ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کبیر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس جہاد میں جماعت کا ہر فرد شریک ہو کر ثواب عظیم حاصل کرے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی برکات مضمر ہیں۔

والسلام

خاکسار: سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خطبہ جمعہ

بسلسلہ صفحہ ۱۱

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تنگیوں کو دور کر کے عربوں، زنگیوں، یہودیوں اور تمام اقوام کے لوگوں کو اکٹھا کر کے بھائی بھائی بنا دیا۔ آپؐ نے دعا فرمائی اللّٰھم ربّنا و ربّ کل شیئ انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ۔ یعنے اے میرے مولا جو ہر شئے کا رب و مولا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے تمام بندے بھائی بھائی ہیں۔

آپؐ کے اس طریق عمل سے دل روشن ہو گئے، اور دلوں کی تنگیاں دور ہو گئیں، پھر ہر سال کعبۃ اللہ میں مختلف قوموں کے لوگ آتے ہیں، ان کی بولیاں، ان کے رنگ ان کی قومیت اور حسب و نسب سب ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے لیکن باوجود ان اختلافات کے وہ ایک اخوت کے سلسلہ میں منسلک اور ایک قوم دکھائی دیتے ہیں۔

یورپ کو اسلامی اصولوں پر کاربند ہونا پڑے گا۔

یہ نظارہ بہت دلکش ہے، بالخصوص یورپ اس نظارہ کو دیکھ کر مبہوت رہ جاتا ہے۔ یہ رنگ جو اسلام نے پیدا کیا ہے آج یورپ کو اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اسلام کے نظریات اور اصول و اعتقادات کے سوا دنیا کی اقوام کو کوئی دوسرا نظریہ متحد نہیں کر سکتا۔ آخرش یورپ کو ان اصولوں پر کاربند ہونا پڑے گا ؏

تمام انبیاء کا دین ایک تھا لیکن قوموں نے باہمی تعصب سے اختلاف و انتشار پیدا کر لیا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب قوموں کو دین واحد پر جمع کیا [illegible]

...... بلیٰ مَن اوفیٰ بعہدہٖ واتقیٰ فانّ اللہ یحبّ المتقین ——— (سورۃ آل عمران رکوع ۸)۔

خالق کائنات کی طرف سے جسمانی پرورش کے سامان۔

قرآن شریف نے اس نیت پر یہ حقیقت واضح کی ہے کہ اس کائنات کا موجد اور خالق ایک خدا ہے اور کائنات کی سلطنت کو چلانے والا بھی وہی ہو سکتا ہے جو اس کا خالق اور موجد ہو الا لہ الخلق والامر۔ اس کائنات کا موجد ایک ہی خدا ہے جس نے ہر چیز کے اندر مختلف خاصیتیں پیدا کر رکھی ہیں، جو اسکو صحیح راہ پر چلاتی ہیں۔ ربنا الذی اعطیٰ کل شیءٍ خلقہ ثم ھدیٰ۔ ہمارے رب نے ہر چیز کو تخلیق کیا اور وہی اسکو صحیح راستہ پر چلاتا ہے۔ اس نے سورج کو پیدا کیا اور اس کے اندر ایسی خاصیت رکھی جو کائنات کے لئے مفید ہے دریا بنائے اور ان سے مخلوق کو فائدہ پہنچایا، فرمایا وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیّ۔ پانی سے اس نے زندگی پیدا کی ہے۔

انسان کی روحانی پرورش کا سامان وحی الٰہی کے ذریعہ

جب اس جسمانی زندگی کے یہ تمام انتظامات اس نے کئے ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس حصہ کے لئے جس کی خاطر اسے زندگی دی گئی، یعنی قلب اور روح، اس کی پرورش کے لئے کوئی انتظام نہ کیا جائے۔ اس نے کائنات پر غور کرنے کے لئے انسان کو کان، آنکھ اور دل دیا ہے وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ۔ کائنات پر غور کرنے کے لئے کان، آنکھ اور دل تمہیں دیئے ہیں، اور اس کے مطالعہ سے تم اپنی جسمانی زندگی کو برقرار رکھنے کا سامان بہم پہنچا سکتے ہو۔

جس طرح اللہ تعالےٰ نے ان چیزوں کی پرورش اور جسمانی زندگی کے لئے سامان بہم پہنچا دیا ہے اسی طرح اس نے روحانی زندگی کے لئے فرمایا ان علینا للھدیٰ اور فرمایا وعلی اللہ قصد السبیل یعنی صحیح راستہ کی راہبری کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ وحی الٰہی جو آدمؑ سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک وحی نبوت کے رنگ میں اترتی رہی اور اس کے بعد وحی ولایت کی صورت میں اولیاء اللہ پر اترتی ہے، جس طرح جسمانی خوراک کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح وحی کے بغیر انسانی روح زندہ نہیں رہ سکتی۔

تمام انبیاء کی ایک ہی تعلیم

یہ وحی ایک ہی سرچشمہ سے ایک ہی تعلیم لیکر آتی ہے، جیسا کہ فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون، جس قدر رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے۔ ان کی ایک ہی تعلیم تھی، کہ میرے سوائے کوئی معبود نہیں، میری ہی عبادت کرو، اور فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ۔ ہم نے اے مسلمانو! تم سے پہلے جو اہل کتاب ہو گذرے ہیں انکو بھی اور تمہیں بھی ایک ہی تعلیم دی ہے، ان اتقوا اللہ۔ اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرو۔

قوموں میں تفرقہ اور انتشار کیوں؟

پھر کیا وجہ جب تمام قوموں کو ایک ہی تعلیم دی گئی تو کیا وجہ ہے کہ کوئی ہندو اور کوئی عیسائی اور کوئی یہودی، یہ تفرقہ اور انتشار کیوں؟ جب تمام انبیاء ایک ہی سرچشمہ سے آئے، ایک ہی تعلیم ان کو دی گئی، تو پھر قوموں میں اختلاف کیوں ہے؟ یوں تو قرآن کریم میں کئی قسم کے اختلافات کا ذکر ہے، نسلی اختلافات کا ذکر ہے، بولیوں کے اختلافات کا ذکر ہے لیکن میں یہاں صرف مذہبی اختلافات کا ذکر کروں گا اور اس تعصب کا جو ان اختلافات سے پیدا ہوا ہے۔

اہل کتاب کا متعصبانہ رویہ اور اپنی برتری کے دعوے

چنانچہ اہل کتاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا تعصب یہاں تک پہنچ چکا ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم۔ دیکھو اس شخص کی کوئی بات نہیں سننی جو اپنی پارٹی کا نہ ہو۔ اور اپنے دین کا نہ ہو۔ بجائے اس کے کہ دوسرے کی سچی بات سن کر محبت کا جذبہ پیدا ہو، انکی نفرت پیدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ غیروں کے نظریات باطل ہیں ان کے سننے سے اجتناب کرو۔ پھر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر ظاہر کرنے کے لئے کہتے ہیں لن تمسنا النار ہمیں آگ چھوئے گی بھی نہیں اور کہتے ہیں نحن ابناء اللہ واحباؤہ ہم اللہ کے فرزند اور اس کے پیارے ہیں، ہندو بھی کہتا ہے کہ کوہ ہمالیہ اور بحر ہند کے درمیان کا خطہ مقدس سرزمین ہے اور ہندو قوم کے علاوہ تمام لوگ ملیچھ ہیں، گویا وہ بھی وہی بات کہتے ہیں جو اہل کتاب کا مقولہ ہے لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصاریٰ۔

سب قوموں کے اختلافات دور کرنے کی ہدایت۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ آپ ساری انسانیت کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ ان اختلافات کی حقیقت کو واضح کر دیں وما انزلنا علیک الکتٰب الا لتبین لھم

الذین اختلفوا فیہ۔ یہ کتاب ہم نے آپؐ پر نازل کی ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ ان اختلافات کو جو قومی تعصب پر مبنی ہیں دُور کر دیں، اور نسلِ انسانی کو ایک کرنے کی کوشش کریں، اسکو کہتے ہیں عالمگیر پیغمبرؐ، جب ہر نبیؑ کی تعلیم ایک ہے، ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللّٰہ۔ تم سے پہلوں کو بھی صرف تقوے اللہ کی تعلیم دی گئی، اور تمہیں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے تو ضروری ہے کہ سب قوموں کو اس ایک ہی تعلیم پر جمع کیا جائے۔ یہ ہے وہ عالمگیر پیغمبرؐ جو جامع تعلیم لے کر آیا اور اس نے لوگوں کے دل اور دماغ روشن کر دیئے۔ اور ہر قسم کا تعصب دلوں سے دُور کر دیا۔

دوسری اقوام میں نیک لوگوں کا وجود

فرمایا کہ دوسروں کے اندر بھی نیک لوگ ہیں مثلاً ومن اھل الکتاب من ان تامنہ بقنطار یؤدہ الیک اہل کتاب میں وہ لوگ بھی ہیں جن کو ڈھیروں ڈھیر سونا بطور امانت دیا جائے تو وہ واپس کر دیں گے۔ ان کی دیانتداری یہاں تک پہنچی ہوتی ہے کہ ڈھیروں ڈھیر سونا بھی واپس کر دیتے ہیں، اور وہ لوگ بھی اُن میں ہیں و منھم من ان تامنہ بدینار لا یؤدہ الیک۔ ان کو ایک دینار بھی دیا جائے تو وہ واپس نہیں کریں گے۔ الا مادمت علیہ قائما ۔ ہاں اُن سے مطالبہ کرتے رہو تو مل جائے گا۔ یہ ہے قرآن کا کمال کہ دوسروں کی نیکی کا بھی اعتراف کرتا ہے اور ان کی بیماریوں کا بھی ذکر کرتا ہے۔

اہل کتاب کی بیماریوں کے ذکر میں مسلمانوں کو تنبیہہ۔

ان بیماریوں کا اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے لئے سبق ہے۔ ان کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ تم نے نہیں کہنا کہ لن تمسنا النار۔ تم نے یہ دعوے نہیں کرنا کہ نحن ابناء اللّٰہ واحباؤہ۔ تم نے یہ شیخی نہیں مارنا کہ صرف ہم جنت میں جائیں گے، اور دوسرے سب لوگ دوزخی ہیں، لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے ایسا سبق بھلا دیا اور وہی باتیں کہنے لگ گئے جو یہود و نصارٰے کہا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لتتبعن سنن الذین من قبلکم۔ تم بھی پہلے لوگوں کے طریق پر چلو گے یہ تنبیہہ ہے جو مسلمانوں کو دی گئی ہے۔ لیکن کس قدر شرم کی بات ہے کہ وہی بیماری جس سے قرآن نے بچنے کا حکم دیا تھا۔ مسلمانوں میں بھی پیدا ہو گئی ہے۔

. . . .

کافر کا مال مار لینے کی بیماری مسلمانوں میں

ایک اور بیماری کا ذکر ہے۔ ذالک بانھم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل یہ درہم و دینار واپس نہ کرنے کی بیماری ان میں اس لئے پیدا ہوئی کہ ان کا خیال یہ ہے کہ امیوں کا مال کھا لینا جائز ہے۔ مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ کافر کا مال کھا لینا جائز ہے۔ ایک لطیفہ۔ حضرت مولٰنا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے تھے کہ جب وہ ریاست جموّں میں تھے انہیں ایک نوکر کی ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے امرتسر اپنے سسرال (سنوریوں) کو لکھا۔ انہوں نے ایک مولوی بھیج دیا۔ میں نے اس کو کچھ سودا لانے کے لئے ایک روپیہ دیا وہ سودا لے آیا اور ساتھ ہی ایک روپیہ بھی واپس کر دیا۔ میں نے پوچھا تو کہنے لگا بنیا کافر تھا سودا دے کر اندر گیا تو میں نے روپیہ اٹھا لیا کیونکہ کافر کا مال لے لینا جائز ہے۔ میں نے اسے کہا کہ آپ واپس تشریف لے جائیں مجھے ایسے نوکر کی ضرورت نہیں۔ تو یہ بیماری بھی مسلمانوں کے اندر آ گئی۔

مسلمانوں کو مرتد اور واجب القتل قرار دینے کی بیماری۔

ایک دفعہ مولٰنا محمد علی جو ہر لاہور آئے اور دہلی دروازہ کے باہر اس مکان میں فروکش ہوئے جہاں زمیندار کا دفتر تھا، میں اُن سے ملنے گیا تو اُن کے سامنے باغ میں جلسہ ہو رہا تھا، اور یہ فتوے دیا جا رہا تھا کہ ظفر علی کافر اور مرتد ہے اس کی عورت کو طلاق ہو گئی ہے وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے، اس کا مال لے لینا جائز ہے، میں نے مولٰنا محمد علی سے کہا کہ یہ سزا ہے جو ظفر علی کو مل رہی ہے۔ اس نے بھی مضامین لکھے تھے کہ احمدی مرتد ہیں اور مرتد کو قتل کرنا ضروری ہے، مولٰنا محمد علی نے ظفر علی سے کہا کیوں ظفر علی ٹھیک ہے نا، تمہارا بھی تو یہی اعتقاد ہے، یہ تمہارے کئے کی سزا تم کو مل رہی ہے تو مسلمانوں میں بھی یہ بیماری پیدا ہو گئی ہے کہ کوئی شخص ایک جماعت سے دوسری جماعت میں چلا جائے تو اسے کہتے ہیں مرتد ہو گیا۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع۔

مسلمانوں کا یہودی ہونا اور مسیح موعود کا آنا استعارہ اور مجاز ہے

اسی طرح جب قوم عملاً یہودی ہو گئی، تو اس کی اصلاح کے لئے مسیح آیا۔ حقیقتاً مسلمان یہودی نہیں نہ مسیح موعودؑ حقیقتاً مسیح ہیں یہ استعارہ اور مجاز کے الفاظ ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

امت احمد جہاں دارد دو صد در وجود
مینا اندر شدند مسیحا میلنوا اندر شد یہود

کل اخبار پیغام صلح میں حضرت صاحب کے کلام میں لکھا تھا، ایک مومن بروزی طور پر مریم بن جاتا ہے اہل ربوہ کو ان الفاظ پر غور کرنا چاہیئے کہ ظلی، بروزی، اور مجازی وغیرہ الفاظ حقیقت کی نفی کرنے والے ہیں، افسوس ہے کہ اس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے قوم کی قوم جادۂ صواب سے ہٹ گئی۔ اب کسی مسلمان سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اولیاء اللہ میں سے ہیں اور اولیاء اللہ میں سے اللہ تعالٰے جس کو چاہے مجددیت کے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے تو جواب ملتا ہے پہلے ربوہ والوں کو تو سمجھاؤ۔

سابق گورنر مغربی پاکستان سے ملاقات

۱۹۵۳ء میں جب تحفظ ختم نبوت کا شور اُٹھا اور لوگ احمدیوں کو مارنے کے درپے ہو گئے تو میں نے اس وقت کے گورنر چندریگر سے ملاقات کی، اور اپنے اعتقادات کا اُن سے ذکر کیا تو اس نے جواب دیا اہل ربوہ کے اعتقاد کے پیشِ نظر آپ کا اعتقاد کہ حضرت مرزا صاحب مجدد ہیں درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ان کا اعتقاد بڑے گروہ کا اعتقاد ہے اور اس کو علماء باطل قرار دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ عیسٰی مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا ماننے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اس لئے آپ کا اعتقاد حضرت عیسٰی نبی اللہ ہیں غلط ہے۔ اُن سے اس کا جواب نہ بن سکا تو کہنے لگے مرزا صاحب نے جہاد منسوخ کیا ہے میں نے کہا آپ کو چاہیئے تھا کہ آپ اس وقت اُٹھتے اور کہتے کہ جہاد کرنا فرض ہے اور انگریزوں اور دوسرے غیر مسلموں کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے اور اگر اس وقت چوک گئے تو اب آپ گورنر ہیں حکم دیجئے کہ تمام سکھ، ہندو اور انگریز وغیرہ جو پاکستان میں ہیں، انکو تہ تیغ کر دو، اس کا کیا جواب ہو سکتا تھا۔

مرزا صاحبؒ کو نبی بنا کر انکا مقام گرا دیا گیا۔

لیکن کیا مصیبت آ گئی ہمارے لئے۔ حضرت مرزا صاحب کو نبی بنا کر کس قدر اُن کے مقام سے گرا دیا گیا ہے وہ بطور مجدد ایک عظیم شخصیت ہیں لیکن انکو نبوت کے مقام پر کھڑا کرنے سے ان کا مقام گر جاتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے قوموں کو بھائی بھائی بنا دیا۔

تو یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں ماننا کہ جیسی ہم پر کتاب اتری کسی دوسرے پر بھی اتر سکتی ہے اس قسم کی تنگیاں قوموں میں پیدا ہو گئی ہیں۔ حضرت نبی

(باقی ص ۴)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

الفضل کی روایت اور سیرۃ المہدی کی روایت کے الفاظ میں زمین و آسمان کا فرق

روایت پر تنقید کرنے کی وجہ

الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۳ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی ایک روایت زیر عنوان "ایک روایت — ایک امانت" شائع ہوئی ہے اس روایت میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کے بارے میں حضرت مسیح موعود کو خدا تعالےٰ کی طرف سے علم دے دیا گیا تھا۔ ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے بھی اس روایت کو

"ایک نہایت اہم اور قیمتی روایت"

قرار دیا ہے۔ اگر اس قسم کے تاثر دینے کی کوشش نہ ہوتی تو مجھے نہ اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت تھی اور نہ تنقید کرنے کی حاجت لیکن چونکہ اس قسم کی روایت لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کا ذریعہ بننے کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کو بھی لوگوں کی نظر میں مشتبہ کرنے کا موجب بن سکتی ہے نیز چونکہ یہ روایت بعض کو ہدایت سے محروم کرنے اور گمراہی میں ڈالنے کا سامان بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس لئے مجبوراً مجھے اس کی حقیقت پر سے پردہ اٹھانے کے لئے قلم کو حرکت میں لانا پڑا ہے گو محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کا احترام میرے دل میں ہے اور میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ان کی شخصیت کو زیر بحث لایا جائے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام میرے نزدیک سب سے بلند ہے جس امر سے حضور کے مقام پر زد پڑتی ہو اس کو دور کرنا میں اپنا فرض اوّلین سمجھتا ہوں، پس محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ مجھے معاف فرمائیں اگر میں یہ کہوں کہ ان کی یہ روایت بالکل ساقط الاعتبار ہے اور اس کے لئے میرے پاس ایسی قوی دلیل ہے جس پر اگر وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں گی تو خود بھی اس بات کی قائل ہو جائیں گی کہ اس روایت کے بیان کرنے میں ان سے غلطی کا ارتکاب ہوا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی غلطی پر اطلاع پانے پر اسے واپس لے کر اپنی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیں گی۔

روایت کا زمانہ

روایت کے جو الفاظ محترمہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کئے ہیں، وہ حضور نے کس وقت فرمائے اس کے متعلق محترمہ صاحبہ یوں رقمطراز ہیں:۔

" جب انجمن کا قیام ہو رہا تھا ان دنوں کا ذکر ہے (گویا ان کی بیان کردہ روایت ۱۹۰۵ء سے متعلق ہے کیونکہ انجمن کا قیام ۱۹۰۵ء میں ہوا تھا۔ ناقل) کہ باہر کوئی میٹنگ انجمن کے ارکان کے انتخاب کی یا مقرر شدہ لوگوں کی آراء وغیرہ کے متعلق ہو رہی تھی (کیونکہ انجمن بن رہی تھی یا بن چکی تھی یہ مجھے علم نہیں نہ ٹھیک یاد ہے) حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (یعنی جناب میاں محمود احمد صاحب۔ ناقل) باہر سے آکر آپ کو رپورٹ کرتے اور باتیں بتا کر جاتے تھے آپ حضرت اماں جان والے صحن میں ٹہل رہے تھے جب حضرت سیدنا حضرت بھائی صاحب آخری بار کچھ باتیں کر کے باہر چلے گئے تو آپ دار البرکات کے صحن کی جانب آئے اور وہاں سے حجرہ میں جانے کے دروازہ کی جانب اترنے والی سیڑھی کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ حضرت اماں جان پہلے سے وہاں کھڑی تھیں (اس فقرہ کو قارئین کرام اچھی طرح یاد رکھیں کیونکہ یہی فقرہ ان کی روایت کے درست یا غلط ہونے کا فیصلہ کر دے گا۔ ناقل) میں حضرت مسیح موعودؑ کے پیچھے ساتھ ساتھ چلی آئی تھی اور پیچھے کھڑی ہو گئی آپ کی پیٹھ کی جانب بالکل قریب اس وقت آپ نے جیسے سیدھے کھڑے تھے اسی طرح بغیر گردن موڑے کلام کیا مگر بظاہر حضرت اماں جان سے ہی مخاطب معلوم ہوتے تھے فرمایا:۔

"کبھی تو ہمارا دل چاہتا ہے کہ محمود کی خلافت کی بابت ان لوگوں کو بتا دیں پھر میں سوچتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کا منشاء اپنے وقت پر خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔"

مندرجہ بالا روایت کو بیان کرنے کے بعد اس کے متعلق جو تاثر انہوں نے قارئین کو دینا چاہا ہے اس کے متعلق ان کے مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائے جائیں لکھتی ہیں:۔

"آپ کی آواز (یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی آواز۔ ناقل) یہ الفاظ یہ دونوں مندرجہ بالا فقرے بولتے ہوئے سرسری سی نہ تھی بلکہ بڑے ٹھہراؤ سے بڑے وقار و سنجیدگی سے آپ نے یہ بات کی اور خصوصاً دوسرا فقرہ جب آپ نے بولا تو معلوم ہوتا تھا بہت دور کہیں دیکھ کر ایک عجیب سے رنگ میں یہ الفاظ آپ کے منہ سے نکل رہے ہیں۔ اس طرح آپ نے یہ فقرے ادا کئے جیسے اپنے آپ سے کوئی بات کر رہا ہو مگر ویسے میں یہی سمجھ رہی تھی کہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے آپ مخاطب ہیں اس بات کی بناء پر مجھے ہمیشہ سے یقین رہا اور ہے کہ خلافت محمود کے متعلق آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے علم ہو چکا تھا۔"

حضرت بیوی صاحبہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کی شہادت۔

پیشتر اس کے کہ میں مندرجہ بالا بیان پر تنقید کروں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں حضرت بیوی صاحبہ محترمہ رح کی شہادت بھی درج کر دوں جو سیرۃ المہدی حصہ اوّل کے صفحہ پر شائع ہوئی ہے سیرۃ المہدی جیسا کہ اکثر احباب کو علم ہوگا حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادے اور محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے منجھلے بھائی محترم مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم و مغفور کی تصنیف کردہ ہے اس کتاب میں انہوں نے مختلف دوستوں کی روایات کو جمع کیا ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے اس کے حصہ اول کے صفحہ پر حضرت بیوی صاحبہ رح کی ایک روایت ذیل کے

الفاظ میں درج کرتے ہیں :-

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جن ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت لکھ رہے تھے (یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اپنی روایت بیان کر رہی ہیں - ناقل) ایک دفعہ جب آپ تشریف (یعنی میرے چھوٹے بھائی عزیزم مرزا شریف احمد) کے مکان کے صحن میں ٹہل رہے تھے آپ نے مجھ سے کہا (یعنی حضرت بیوی صاحبہ محترمہ رحمہا - ناقل) کہ مولوی محمد علی صاحب سے ایک انگریز نے دریافت کیا تھا کہ جس طرح بڑے آدمی اپنا جانشین مقرر کرتے ہیں مرزا صاحب نے بھی کوئی جانشین مقرر کیا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد آپ فرمانے لگے تمہارا کیا خیال ہے - کیا میں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کو لکھ دوں یا فرمایا مقرر کر دوں - والدہ صاحبہ فرماتی ہیں میں نے کہا کہ جس طرح آپ مناسب سمجھیں کریں "

کیا ان دونوں روایتوں میں زمین آسمان کا فرق نہیں؟

ان دونوں روایتوں کا زمانہ ایک ہی ہے یعنی رسالہ الوصیت کے لکھنے کا اور وہ دسمبر ۱۹۰۵ء ہے اس وقت محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی عمر پونے نو سال کی تھی - کیونکہ ان کی پیدائش مارچ ۱۸۹۷ء کی ہے اتنی چھوٹی عمر کی لڑکی جس کی توجہ زیادہ تر کھیل کود کی طرف ہو اور طبیعت میں بھی لاابالی پن حد سے زیادہ ہو وہ اس قسم کی روحانی باریکیوں کا کیا ادراک کر سکتی ہے جس قسم کے ادراک کا انہوں نے اپنے بیان میں اظہار کیا ہے - اس کا فیصلہ سمجھدار احباب خود ہی کر سکتے ہیں - احباب کرام دونوں بیانوں یعنی حضرت بیوی صاحبہ محترمہ کے بیان کو بھی اور محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے بیان کو بھی اپنے سامنے رکھ کر خود ہی از روئے انصاف فیصلہ کر لیں کہ ان دونوں میں کس کے بیان کو وقعت دی جا سکتی ہے اور کس کو قابل اعتبار سمجھا جا سکتا ہے اور کونسا دونوں میں سے قابل ترجیح قرار دیا جا سکتا ہے - کیا ایک پونے نو سال کی لڑکی کا بیان جو حضور کے سامنے بھی کھڑی نہیں بلکہ نشیمن پر کھڑی ہے اور حضور نے اس کی طرف منہ کر کے بھی بات نہیں کی - یا اس کا جو پختہ عمر کی عورت ہے بات کو اچھی طرح سمجھنے کی اہلیت رکھتی ہے اور وہ حضور کے سامنے بھی کھڑی ہے اور حضور مخاطب بھی اسی سے ہیں یعنی حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ مغفورہ

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے حافظہ کی غلطی

دونوں کے بیان میں جگہ کا کھلا کھلا اختلاف ہے - حضرت بیوی صاحبہؓ محترمہ تو میاں شریف احمد صاحب کے مکان کا صحن بتلا رہی ہیں اور مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت بیوی صاحبہؓ محترمہ کے صحن میں ٹہلنے کا ذکر کر رہی ہیں کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ ان کا حافظہ اصل واقعہ کو صحیح طور پر محفوظ نہیں رکھ سکا اسی سے قیاس کر لیا جائے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اصل الفاظ کو محفوظ رکھنے میں بھی ان کے حافظہ نے یاوری نہیں کی -

دو مختلف مواقع کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا

ممکن ہے بعض دوست خیال کریں کہ دو مختلف موقعوں پر حضورؑ نے دو مختلف بیان دیئے ہوں یہ احتمال اس لئے درست نہیں کہ مبارکہ بیگم صاحبہ اس بیان کے وقت جو وہ دیتی ہیں حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کی موجودگی بھی یقینی طور پر بتلاتی ہیں بلکہ ان کے بیان کے مطابق بظاہر حضور کی مخاطب بھی وہی تھیں - اس لئے ان کا بھی اس بیان کو سننا لازمی ہے پس جب انہوں نے یہ روایت بیان کر دی تو اس بیان کو وہ کس طرح نظر انداز کر سکتی تھیں - ان کا اس روایت کو بیان نہ کرنا صاف بتلا رہا ہے کہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے حافظہ نے ہی غلطی کھائی ہے حضور کے اصل الفاظ وہی ہیں جو حضرت بیوی صاحبہ مرحومہؓ نے روایت کئے ہیں - ان الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے ان سے بھی جو کچھ کہا وہ بھی بطور آزمائش کے ہی کہا تھا ورنہ حضورؑ کا مذہب تو یہی تھا کہ پہلا خلیفہ خواہ نبی کا ہو یا مشائخ کا خدائی تحریک سے ہی بنایا جاتا ہے - اس اصل کو بیان کرنے کے بعد حضور نے اپنے آپ کو مشائخ میں ہی داخل کیا ہے - دیکھو الحکم ۱۴ / اپریل ۱۹۰۸ء ص۱ کالم ۲ - جناب میاں محمود احمد صاحب پہلا خلیفہ تھے ...

خاموشی کا عذر بھی کوئی وزن نہیں رکھتا

اگر ان کے نزدیک حضرت بیوی صاحبہؓ کی روایت میں غلطی تھی تو مبارکہ بیگم صاحبہ اپنی والدہ صاحبہ محترمہ کو یاد کرا کر ان کی روایت کو درست کروا سکتی تھیں خاموش رہنے کا جو مندرجہ ذیل عذر انہوں نے بیان کیا ہے وہ بہرحال کوئی وزن نہیں رکھتا وہ یہ ہے :-

" یونہی الزام لگتے تھے حضرت اماں جان پر اور حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی پر کہ خلافت کے خواہاں ہیں غرض کیا کیا اتہام نہیں تراشے گئے کیسی کیسی بدگمانیوں کے نتیجہ میں زبان و قلم کے تیر اس وقت بھی بے گناہ وجود پر نہیں چلائے گئے انہی وجوہ سے نہ تو میں لکھ سکی یہ بات اور نہ زبان پر لا سکی -"

بالکل ابتدائی حالات میں تو یہ عذر معقول کہلا سکتا تھا لیکن نو سال کے بعد اس عذر میں اس لئے کوئی وزن نہیں ہو سکتا کہ جناب میاں بشیر احمد صاحب مرحوم نے سیرت المہدی میں روایات جمع کرنے کا کام ۱۹۲۳ء میں یعنی میاں محمود احمد صاحب کی خلافت قائم ہونے کے ۹ سال بعد شروع کیا تھا اس وقت تک ان کی خلافت مستحکم ہو چکی تھی اس قسم کے اعتراضات بھی ختم ہو چکے تھے اس لئے ایسے وقت میں خاموشی قطعاً کوئی معنی نہیں رکھتی خصوصاً جبکہ ان کی والدہ صاحبہ محترمہ نے اپنی روایت شائع کروا دی تھی تو ان کا فرض تھا کہ اگر وہ غلط تھی تو اس کی اصلاح کرواتیں اور اپنی روایت درج کروا دیتیں -

میرے نزدیک حافظہ کی ہی غلطی ہے

اگرچہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے اور کہا بھی گیا ہے کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کی موجودہ خاص قسم کی بیماری کی وجہ سے بعض لوگوں کے دلوں میں ان کے خلیفہ برحق ہونے کے بارے میں جو یقین مدت دراز سے پیدا کیا جا رہا تھا اس میں تزلزل واقع ہو گیا ہے ان کے اس تزلزل کو دور کرنے کے لئے اور دوبارہ پہلے ہی یقین پر قائم کرنے کے لئے اس وقت یہ روایت گھڑی گئی ہے لیکن حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے میں یہی کہوں گا کہ یادداشت کے نقص کی طرف ہی اسے منسوب کرنا مناسب ہے کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ ان کی عمر اس وقت صرف پونے ۹ سال کی تھی اور ۵۰ سال میں ان کی قوت متخیلہ نے جو کرشمے دکھلائے ہیں انہی کو وہ اب صفحہ قرطاس پر لے آئی ہیں -

قسم واقعہ کی صداقت پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی

ممکن ہے بعض دوست خیال کریں کہ انہوں نے تو اپنے بیان کی صداقت پر قسم کھائی ہے سو یاد رہے کہ قسم اصل واقعہ کی صداقت پر دلیل نہیں ہو سکتی - کیونکہ قسم تو صرف اتنا یقین دلا سکتی ہے کہ بیان کرنے والا جھوٹ سے کام نہیں لے رہا - اگر واقعہ اس کو غلط یاد رہا ہو اور وہ اسے اپنے خیال میں درست سمجھ رہا ہو تو وہ اس کے درست ہونے پر قسم تو کھا سکتا ہے لیکن اس کے قسم کھانے سے غلط واقعہ درست نہیں بن سکتا - پس خلاصہ کلام یہ کہ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ مغفورہ کی روایت کے سامنے ان کی روایت کو وقعت نہیں دی جا سکتی اور حضرت بیوی صاحبہ محترمہؓ کی روایت کو غلط قرار دینے کے لئے قطعی دلیل کا حکم رکھتی ہے -

---

خط کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ دیں - (منیجر)

از فاطمہ حکیم صاحبہ بی اے بی ٹی

خواتین جماعت کی تنظیم

قومیں اور جماعتیں تنظیم سے بنتی ہیں۔ بلکہ قوم کا نام کسی گروہ کو ملتا ہی اس وقت ہے جب اس کے افراد کسی اصول، کسی قانون، کسی قاعدہ یا کسی ضابطہ کے ماتحت آ جاتے ہوں اور ان ضوابط۔۔۔۔۔۔ کی پابندی کی جاتی ہو۔

خدا کا فضل ہے کہ احمدی ایک جماعت ہیں مسلک ہیں۔ ان کی ایک تنظیم ہے۔ قاعدہ اور ضوابط ہیں اور ان کی جماعت زندہ قوموں کے کردار رکھتی ہے۔ ان کے کردار کا اثر بڑا گہرا ہے۔ اور اس کے عمل کی وقعت و اثر پذیری بھی نمایاں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس سے بھی بڑی مہربانی یہ ہے کہ اس قوم کے تمام افراد بحیثیت مجموعی قومی فرائض کا احساس رکھتے ہیں مرد، عورتیں اور بچے اپنے اپنے دائرہ کے اندر ان فرائض کو نبھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تبھی یہ قوم ان دشوار گذار راہوں پر بے تکان چل رہی ہے جن پر چلنا عام طور پر ناقابل برداشت سمجھا جاتا ہے یہ جماعت اسلام کی قندیل ہے۔ دنیا کے تاریک ترین گوشوں کو منور کر رہی ہے۔ اسی وجہ سے قوموں کے اندر اس کے نام کی شہرت ہے۔ اور ملکوں کے نمائندے تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی یہ ایک منظم جماعت ہے جو خدا کے دین کو پھیلانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ مگر اس زندہ اور فعال جماعت میں چند سال سے ایک کمی محسوس کی جا رہی ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ اس جماعت کی عورتوں کی تنظیم اتنی مضبوط نہیں جتنی موجودہ وقت کا تقاضا اس کے فرائض کرتے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس پہلو کی طرف توجہ کی جائے اور مردوں کی طرح انہی خواتین کو بھی منظم بنیادوں پر کھڑا کیا جائے گا۔ ہر نئی عمارت کا معیار پختہ اور مضبوط ہوتا ہے۔ اور اس کی پائیداری اور خوبصورتی ہر ایک کو متاثر کرتی ہے۔ لیکن مرور زمانہ جب اس پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ تو ہر عمارت دھندلا جاتی ہے۔ اور گذرتے وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ وہ شکست و ریخت کا شکار ہو جاتی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خدانخواستہ ہماری قوم یا اس کی تنظیم پرانی ہو چکی ہے وہ تنظیمیں جن کا مقصد روحوں کی جلا ہو وہ کبھی پرانی نہیں ہوتیں اور بقول علامہ اقبال ؎

نگردد زندگانی خستہ از کارِ جہانگیری
جہانے در گرہ بستم جہانے دیگرے چیدم

جس طرح زندگی رواں دواں رہتی ہے۔ اسی طرح روحوں کو تابدار کرنے والی۔ بالیدگی فطرت پیدا کرنے والی تنظیمیں برابر برقرار رہتی ہیں۔ اگرچہ اضمحلال کے آثار اس میں کبھی کبھی دکھائی دینے جائیں ہیں اپنی جماعت کی سن رسیدہ مخلص خواتین میں جو خلوص کچھ اور ہی نوعیت کا ہے۔ جو ہم خورد سالوں میں نہیں ملتا۔ محترمہ سعید بیگم صاحبہ محترمہ بیگم مولانا محمد علی صاحب کی سادگی۔ جذبہ اور اس کے لئے تڑپ اور والہانہ پن بڑا متاثر کن ہوتا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو نیکی کے رستہ میں چھوٹی سے چھوٹی اور حقیر سے حقیر کوشش کو بھی دل کھول کر سراہتے ہیں۔ اور اپنی دلی محبت اس کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔ یہی حال دوسری بیگمات کا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ بزرگ خواتین بڑا کام کرتی ہیں۔ مختلف شہروں اور دیہات میں دورہ کرتی تھیں۔ دوسری خواتین جماعت کے گھروں پر جاتی تھیں۔ اُن میں اخوت کے احساس کو روشن کرتی تھیں۔ اور دین و ملت کے لئے گرانقدر قربانیاں وصول کرتی تھیں۔ آج ہم ان لوگوں کے مقابلہ میں بالکل سست ہیں۔ کچھ تو جذبہ ہی کم ہے۔ اور جو ہے اس سے بھی کام نہیں لیا جا رہا بلکہ اسے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ حالانکہ حالات کا تقاضا یہ نہیں پختگی اور زندگی میں بڑا فرق ہے اور زندہ افراد کو تھکاوٹ زیب نہیں دیتی۔

یہ بھی بڑی واضح حقیقت ہے۔ کہ عورت اور مرد کسی تنظیم میں پختگی پیدا کرنے کے لئے برابر کے شریک ہیں۔ لہذا عورت اگر کمزور ہے۔ تو مرد اکیلا کہاں تک اس گاڑی کو کھینچے گا۔

کیا تنظیم کے پروگرام میں اتنی ہی بات رہتی ہے کہ خواتین کو سال بھر کے بعد جمع ہونے پر اخبار سے چند تراشے سنا دیئے جائیں۔ اس کے بعد انہیں کہا جائے کہ سب خواتین چندہ دیں۔ چندہ اکٹھا کرنے کے لئے پروگرام وضع کیا جائے۔ چند ایک پرانی باتوں کا ذکر کیا جائے اور مجمع منتشر ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ محض اسی قدر تنظیم کے لئے کافی نہیں ہونا چاہیئے کہ خواتین سے میل جول اور واقفیت پیدا کی جائے باہمی تعلقات پیدا کئے جائیں رشد و ہدایت کی باتیں کی جائیں ایسی تقریبات منعقد کی جائیں جن میں تعلقات محبت و اخوت مضبوط ہوں اور اگر ممکن ہو تو فاصلوں و نسل و برادری کو مٹا کر اس دینی برادری کو ترجیح دیتے ہوئے باہم رشتے ناطے کئے جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب یگانگت ہو تو۔ مقاصد مشترک ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور عقیدت اس مشترک مقصد میں گہرائی پیدا کرتی ہے۔ قربانی اور ایثار کے لئے تیار کرتی ہے اور وہ چندے جن کے لئے اتنی تمہیدیں باندھنی پڑتی ہیں وہ آسانی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ لوگ اس سے بھی بڑھ کر قربانیاں کرنے سے گریز نہیں کرتے بشرطیکہ افراد کو وہ اعتماد مہیا کیا جائے جو باہمی تعلقات سے پیدا ہوتا ہے۔

بہرحال میری ناقص رائے میں ہماری سب سے اوّل کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم اپنی خواتین کے لئے گم گشتہ، بھولا ہوا اعتماد فراہم کریں۔ خوشدلی کے ساتھ وہ تمام احساسات ان میں پیدا کئے جائیں جو جماعتی رنگ رکھتے ہوں۔ اسی صورت میں ہماری قومی تنظیم مکمل اور مضبوط ہو سکتی ہے۔ ورنہ سال بھر میں ایک آدھ دفعہ تقریریں سن لینا اور چندے دے دینا جماعتی روابط کو تقویت دینے کا موجب نہیں ہو سکتا۔

افراد کی تربیت جو اخلاقی اور روحانی قدروں پر مشتمل ہے۔ وہ اوّلین حیثیت کی حامل ہے اسی تربیت کے ذریعہ احساسات کو اجاگر کرنے سے تنظیموں میں چمک پیدا ہوتی ہے۔ اس سے وہ افراد پیدا ہوتے ہیں جو بذات خویش ایک ایک جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہی افراد کائنات کے لئے پیغام امن و راحت بن جاتے ہیں۔ وہ ہماری اس وسیع دنیا کے روشن مینار ہیں۔ وہ مسلسل زندگی ہیں اور انہیں کے دم قدم سے حیات کے دن چمکیلے اور درخشاں ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر کہوں گی۔ کہ تنظیم کی اصل روح بچھڑے ہوئے۔ دور افتادہ دلوں کا مل بیٹھنا ہے اخوت و محبت کا بڑھانا ہے۔ ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کرنا ہے۔ ایک دوسرے کے دکھ درد کو اپنانا ہے۔ یہ چیز اوّلیت کی حامل ہے اور اسے ہی اولیت حاصل ہونی چاہیئے۔ ایک نئی قسم کی آئیڈیالوجی جس کی خوشبو ہم افراد کے محسوسات سے سمجھتے ہیں، وہ دیرپا نہیں۔ اسے قائم رہنا چاہیئے مگر اسے ہی اگر ایمان بنایا جاتا رہا۔ تو پھر نتیجہ یقیناً پسندیدہ نہیں ہوگا۔

عورت ہمیشہ ہی رافت و رحمت کا پیغام رہی ہے۔ عورت سوسائٹی کا دل ہے۔ اسے اپنے مقام کو پہچاننا چاہیئے اور اس مخصوص مقصد کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ جو اس کے مقام کے شایان شان ہے لہذا احمدی خواتین کا فرض ہے۔ کہ وہ منظم ہو کر صحیح جماعتی رنگ میں اسلام کی اصل سپرٹ کو دلوں میں پیدا کریں کیونکہ جماعت کی بقا اسی میں ہے

جہاں را محکمی از امہات است ٭ نہاد شان امین ممکنات است
اگر این نکتہ را قومے نداند ٭ نظامِ کاروبارش بے ثبات است

فضل داد صاحب پنشنر
ایڈمنسٹریٹر چک ۴-L/۶ اوکاڑہ

اللہ لاکھ کشش پر مُورادنالوں کے میں اب اثرات رکھتا

اتحاد انسانیت اسلامی تعلیمات کا حقیقی منشا ہے لیکن آج خود امت مسلمہ کو اتحاد و اتفاق کی شدید ضرورت ہے۔ آج ہم تاریخ کے نازک ترین دور سے گذر رہے ہیں۔ عالم اسلام ظلم و کفر میں گھرا ہوا ہے۔ انسانیت پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ پاکستان کی سرحدوں پر دشمن کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اس خطۂ زمین کے امن کو بہت ہی خطرہ لاحق ہے۔ اور ہم ہیں کہ ہمیں ایک دوسرے کی تکفیر اور باہمی جھگڑوں سے فرصت نہیں۔ خوب یاد رکھیئے! کسی مسلمان کو کافر کہنا ہمیشہ حرام رہا۔ کسی کی دل آزاری ہر زمانہ میں گناہ عظیم تھی۔ مگر ایسے نازک ترین موقع پر معاملہ اور بھی بہت خطرناک ہو جاتا ہے۔ آج مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے اور ملک کے شیرازے کو منتشر کرنے کی بجائے جملہ مسلمانان عالم کو باہمی الفت و اخوت کے مضبوط رشتوں میں جوڑ کر بنیان مرصوص بنانے کی بے حد ضرورت ہے۔

برادران ملت! ہوش میں آیئے۔ اور تفرقہ بازی فروعی اختلافات کو یکسر بھول جایئے۔ نزاکت وقت کا احساس کیجئے۔ بے فائدہ بحثوں اور فضول جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز ضائع نہ کیجئے۔ بلکہ دین حق کی تبلیغ و اشاعت کے اہم فریضہ کی طرف توجہ کیجئے۔

افریقہ میں اس وقت دو لاکھ عیسائی مشنری مصروف کار ہیں۔ وہ افریقیوں کو مسیحیت کی دہلیز پر سجدہ ریز کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے انہیں امریکہ انگلستان سے بے پایاں مالی و دیگر وسائل و ذرائع میسر ہیں۔

اس وقت افریقہ کی بیشتر آبادی کا کوئی مذہب نہیں کیونکہ وہ غربت و افلاس۔ بھوک، بیماری اور علم سے نا آشنا ہیں۔ اس لئے اسلامی ممالک کو مسلم تبلیغی اداروں کے توسط سے ان کو اسلام کا پیغام پہنچانا چاہیئے۔ اور ان کو اسلامی برادری میں شامل کرنا چاہیئے۔

بھارت میں اور بھارت کے مقبوضہ کشمیر میں بے یار و مددگار بے بس مسلمانوں پر جو انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ وہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کفر کے ساتھ بے شمار فوجیں بے پناہ نئے قسم کے ساز و سامان ہیں۔ چاندی اور سونا دریا کے پانی کی طرح بہ رہا ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں حالیہ عمومی بغاوت سے پیدا ہونے والی صورت حال کے پیش نظر مقبوضہ کشمیر کا نظم و نسق بھارت کے اعلیٰ سول اور فوجی افسروں نے اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے۔ اور وہ اس سرزمین کشمیر کو بھارت میں مدغم کرنے کی تدابیر کر رہے ہیں۔

اس لئے میری درد دل سے مسلمانوں سے بالعموم اور احمدی بزرگوں سے بالخصوص استدعا ہے کہ نماز تہجد میں بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہو کر اپنی بے بسی اور بھارت کا ظلم پیش کر کے رحمت خداوندی کے لئے التجا کریں۔ تمہارے آنسو سجدوں میں بہہ جائیں۔ بار بار یہی التجا ہو۔ کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ ہم کمزور ہیں ناتواں ہیں۔ ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ اور ستاریت کی چادر ہم پر ڈال دے۔ اے مولا تیرا دروازہ چھوڑ کر ہم کہاں جائیں۔ تجھے نہ کہیں تو کس سے کہیں۔ تجھ سے نہ مانگیں تو کس سے مانگیں۔ اگر تو اس نازک وقت میں ہماری دستگیری نہ کرے تو کون کرے گا۔ اے مولا کریم اپنے فضل سے ہم مسلمانوں کو معاف فرما۔ تیرے احسانات کی گنتی ہماری ہمت کے دائرہ سے باہر ہے۔

اے دو جہان کے مالک! قرار دادوں تقریروں اور دیگر تدبیروں سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تیرا فضل شامل حال نہ ہو۔ مسلمانوں کا پیدا کرنا۔ ان سے مستفید ہونا بھی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔

> کب ممکن ہے کہ تدبیر سے پاؤں میں مراد
> بات بنتی ہے جب سارا ہو سامان تیرا

اس تمام وقت میں آنکھیں رو رہی ہوں۔ یہ مجاہدہ چالیس دن تک جاری رکھا جائے۔ اور پھر بیت خداوندی کا کرشمہ دیکھیئے کہ کس طرح وہ بات بظاہر ناممکن معلوم ہوتی۔ بے ممکن ہو جائے گی۔ خدا زندہ خدا ہے وہ اب بھی سنتا ہے۔ جس طرح پہلے سنتا تھا۔ بیحد افسوس ہے کہ سنانے والا کوئی نہیں۔

بھائیو۔ اگر دعائیں منظور نہیں ہوتیں تو یہ ناپسندیدہ اخلاق اور موجودہ مسلمانوں کے گناہوں کا نتیجہ ہے اگر ہمارے اعمال درست ہوں باہم ہمدردی اور باطن کی صفائی ہو تو خدا سنتا۔ وہ اب بھی سنتا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہم اس طور و طریقہ کی تلاش نہیں کرتے۔ جس سے خدا ملتا ہے۔ اگر آپ انصاف سے بات کریں۔ تو آپ اپنی اندرونی حالت پر آپ خود آگاہ ہو سکتے ہیں۔ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بت ہمارے دل میں بستا ہے۔ جس کو ہم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار برادران اسلام۔ ہم میں انصاف کہاں۔ ہم میں امانت کہاں۔ ہم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی دیانت داری اور فروتنی جس کی طرف ہمیں قرآن پاک بلاتا ہے۔ کہاں ہے۔ ہمیں یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی عمل ایسا ہے۔ اور اس کے کیا کیا حقوق ہم پر ہیں۔ ان حالات میں شکوہ کہ خدا سنتا نہیں بیجا ہے۔

برادران اسلام! آیئے کم از کم چالیس دن کے لئے ہی ہم ان باتوں پر عمل کریں۔ اور اپنی کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کو بارگاہ الٰہی میں آنسوؤں کے پانی سے دھونے کی سعی بلیغ کریں۔ تو وہ غفور اور رحیم ضرور معاف کر دے گا۔

مسلمان کی فتح یقینی ہے۔ بھارت یا امریکہ جو کچھ کرتا ہے کرے۔ فتح ہماری ہوگی۔ بشرطیکہ ہم مالک حقیقی کی طرف رجوع کریں۔

> ہزار سر زنی و مشکلے نہ گردد حل
> چو پیش او بروی کار یک دعا باشد

> آسمان سے فرشتے بھی اترتے ہیں مدد کیلئے
> جب کوئی ہو جائے بندۂ فرماں تیرا
> (مسیح موعودؑ)

میرے دورے کے تاثرات (بقیہ از صفحہ ۳)

نہایت مفید گفتگو ہوتی رہی۔ اس سلسلہ میں باہمی رشتہ و ناطہ کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ سرحد کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں ہمارے احباب کی تربیت کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ وہاں پر ایک مستقل مبلغ رہنا چاہیئے جو ارد گرد کی جماعتوں میں دورہ کر کے جماعت کی تنظیم و ترقی کے لئے کوشاں رہے۔

خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے جس مسجد کی تعمیر شروع کی ہوئی ہے اس کی زیریں منزل بن چکی ہے اس کی بالائی منزل کی تعمیر کے راستے میں چند مشکلات ہیں۔ احباب دعا کریں کہ خدا وہ مشکلات دور فرمائے تا یہ خانۂ خدا پایۂ تکمیل کو پہنچ کر جماعت کی تقویت کا موجب ہو۔ ایبٹ آباد میں درس و تدریس کا سلسلہ خانبہادر صاحب کی برکت سے قائم ہے اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

۱۸ مارچ کی صبح کو ہم ایبٹ سے مانسہرہ گئے اور خانبہادر غلام ربانی خان صاحب کے دولت خانہ پر قیام کیا۔ خاکی کوٹ سے کیپٹن عنایت شاہ صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولوی عبدالاحد صاحب [illegible] بعد نماز [illegible] پر درس قرآن [illegible] کا سلسلہ شروع کریں [illegible] تنظیم بھی اپنے [illegible] مانسہرہ میں باقاعدہ

از محمد سلطان نظامی

نماز کی زکوٰۃ

فَمَاوَجَبَتْ عَلَیَّ زَکٰوۃُ مَالٍ • وَهَلْ یَجِبُ الزَّکٰوۃُ عَلَی الْجَوَادِ

"مجھ پر زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب نہیں اور کیا جوانمرد سخیوں پر زکوٰۃ واجب ہو سکتی ہے!"
(قصیدہ حضرت علیؓ)

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ٥
(المائدہ : ۵۵)

"تمہارے ولی صرف اللہ اور اس کے رسول ہیں اور وہ جو ایمان لائے۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جھکنے والے ہیں۔"

"الزکوٰۃ" زکا سے مشتق ہے۔ اور معنی میں نمو آنے اور اس کے بڑھنے پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اسی سے زکوٰۃ ہے۔ اور یہ وہ مال ہے جو مالدار مسلمان اپنے مال و دولت سے فقراء اور مساکین کو اس غرض سے دیتے ہیں کہ ان کی حالت بھی سدھر جائے۔ قرآن کریم میں جہاں لوگوں کو ایمان لانے کا حکم ہے انہیں یہ بھی ہدایت ہے کہ ایمان لانے کے بعد وہ نماز قائم کریں۔ اور اگر مالدار ہیں تو اپنے مال و دولت کی زکوٰۃ بھی ادا کریں۔ نماز تو کمال حسن کے لئے ہے اور زکوٰۃ کمال احسان کے لئے۔ کیونکہ نماز کی غرض زیادہ تر ان کمالات انسانی کا حصول ہے جو نفس سے تعلق رکھتے ہیں اور زکوٰۃ کی غرض و غایت ان مسلمانوں کی فلاح و بہبود ہے جو مفلس و نادار ہیں۔

مندرجہ بالا آیت کے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی موالات یعنی ان کی مدد پر اور ان پر بھروسہ کرنے پر منع فرمایا ہے اور ساتھ ہی مسلمانوں پر اس حقیقت کی وضاحت فرمائی ہے کہ ان کا بھروسہ اور تقویٰ صرف خدا پر ہی ہونا چاہیئے۔ مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ صرف خداوند تعالیٰ ہی کو اپنا کارساز سمجھے اور اپنے دوست صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں ہی کو سمجھے۔ اسی لئے ولیکم اللہ فرمایا یعنی حقیقی ولی اور ناصر صرف اللہ ہی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس لئے ولی ... ٹھہرایا کہ وہ احکام خداوندی کے حقیقی معنوں میں تابع ہیں۔

بعض مسلمان مندرجہ بالا آیت کا شان نزول یہ بتاتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالت رکوع میں اپنی انگوٹھی ایک سائل کو دیدی تھی اور آیت انہی کیلئے ہے کہ جو حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں

یہ قصہ بیان کرتے وقت مسلمان یہ نہیں سوچتے کہ حضرت علی جیسی نیک سیرت ہستی کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے حالت نماز میں اور وہ بھی بحالت رکوع کسی سائل کو انگوٹھی بطور زکوٰۃ دی کس قدر بودی بات ہے۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دھیان بحالت نماز خالق کون و مکان کی طرف نہیں تھا بلکہ عام دنیا داروں کی طرح وہ رکوع و سجود تو کر رہے تھے۔ مگر ان کا دھیان نعوذ باللہ دنیاوی مشاغل کی طرف تھا۔ کہ فقیر کی آواز پر فوراً انگشتری اس کے حوالے کر دی۔ حالانکہ بحالت نماز خدا کے تصور کے علاوہ کسی اور کا تصور تک کرنے سے نماز قائم نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ انگوٹھی اتار کر کسی کے حوالے کی جائے۔

تاریخ ہند کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ شہنشاہ ہند محی الدین اورنگ زیب ایک دفعہ کسی جنگل میں اکیلے نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک شیر ان کے قریب آ گیا۔ مگر کیا مجال جو ان کی نماز میں خلل واقعہ ہوا ہو۔ بعد از ادائے فریضہ نماز اورنگ زیب نے اس شیر کی طرف رجوع کیا اور ایک ہی وار میں اسکو ڈھیر کر دیا۔

اورنگ زیب جیسے بادشاہ تو حضرت علیؓ کے غلاموں کے برابر بھی دین دار نہ تھے۔ مگر ان کا تقویٰ اس قدر بلند تھا کہ بحالت نماز جبکہ وہ خالق کون و مکان کے سامنے دست بستہ کھڑے تھے کسی مخلوق کی پرواہ ہی نہ تھی تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی بزرگ ہستی جو دینی مدارج کے ایک اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے بحالت نماز وہ خدائے قدوس سے منہ موڑ کر کسی سائل کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ اقامت کہی گئی۔ پیشتر اس کے کہ آپ امامت فرماتے آپؐ کو یاد آیا کہ بیت المال میں کچھ چیز تقسیم کے لئے پڑی ہے۔ آپ تشریف لے گئے اور وہ چیز لا کر مستحق احباب میں تقسیم فرما دی اور اس کے بعد فریضہ امامت ادا فرمایا۔ جس سے امت کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جب تم اپنے مالک کے حضور خود ایک سائل بن کر کھڑے ہو تو تمہیں کسی دوسرے سائل کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جو کچھ کسی کو لینا دینا ہے نماز سے پہلے یا بعد میں اس کام کو سرانجام دو۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر کسی مسجد کے قریب سے ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت خدا کی عبادت میں مشغول ہے اور اس نے اپنی چوٹی کسی رسی سے اوپر چھت کے ساتھ باندھ رکھی ہے ....

---------- حالت عبادت میں جب کبھی اس پر غنودگی طاری ہوتی اور اونگھ میں اس کا سر نیچے کو گرتا تو اس کی چوٹی کو جھٹکا لگتا جس سے اس کی غنودگی وقتی طور پر ہٹ جاتی۔ جب آپ نے اس کی حالت کو دیکھا تو فرمایا تمہاری یہ عبادت خدا کو قبول نہیں۔ جبکہ تمہارا دھیان ہی اس کی طرف نہیں۔ اس وقت سو جاؤ سونا بھی تمہاری عبادت میں داخل ہے۔

نماز قائم کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ میں ماسوا اللہ اور کسی کا تصور تک نہ ہو۔ یہاں تک کہ بیوی بچوں کا آل و اولاد کا دھیان بھی نہ ہو۔ ورنہ نماز کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ حضرت علیؓ جیسی بزرگ اور نیک سیرت ہستی جو ستاگردانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص مقام رکھتے تھے۔ ان سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا ہو جو سنت نبویؐ کے خلاف ہو۔

این خیال است و محال است و جنوں

حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق مسلمان ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ کسی غزوہ میں آپ کی ٹانگ میں تیر لگ گیا۔ لوگوں نے تیر نکالنا چاہا مگر بوجہ تکلیف آپ نے انہیں نہ نکالنے دیا۔ اتنے میں اذان ہوئی اور آپ نے نماز قائم کی۔ آپ رضی اللہ عنہ پر اس قدر خشوع و خضوع کی حالت طاری ہوئی کہ لوگوں نے آپ کی ٹانگ سے تیر بھی نکال لیا مگر آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ ان ہر دو روایات میں جو آپ کے متعلق بیان کی جاتی ہیں کس قدر تضاد ہے۔ مانیں تو کس کو مانیں۔

زکوٰۃ بیت المال میں جمع ہوتی تھی

رہا مسئلہ زکوٰۃ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور نبوت و خلافت میں زکوٰۃ کا روپیہ پیسہ اور مال و اجناس بیت المال میں جمع ہوتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اس مال زکوٰۃ کو قرآن پاک کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت مستحق لوگوں کو دیتے تھے کوئی شخص اپنی زکوٰۃ علیحدہ ادا نہیں کرتا تھا۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تو دور نبوت اور نزول قرآن کے ایام میں مفلس و نادار تھے، مزدوری کر کے اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ نزول قرآن کے دور میں آپ کبھی صاحب زکوٰۃ نہیں ہوئے اور پھر زکوٰۃ تو مالدار پر واجب ہے۔ اور جس کے گھر میں فقر و فاقہ ہو اور جس کا بستر فرش زمین ہو اس کا زکوٰۃ ادا کرنا کیا معنی

دراصل ہماری کم علمی اور اندھی تقلید ہے جو ہمیں مجبور کرتی ہیں کہ ہم ...

رسولہٗ کے بعد "والذین" سے "راکعون" تک تمام جمع کا صیغہ ہے کسی شخص واحد کا ذکر نہیں بلکہ ان تمام اصحابہ رضؓ کی شان اور نیک سیرت کو بیان کیا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نماز قائم کی۔ جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے حضور جھکتے ہیں۔ یعنی وہ ایسے مخلص و نیک کردار مسلمان ہیں کہ انہیں اپنے ایمان اور عبادت پر ناز نہیں اور نہ ہی وہ اپنی زکوٰۃ کے احسان کو لوگوں پر جتاتے پھرتے ہیں۔ بلکہ وہ تو ان نیک اعمال و افعال کے بعد بھی خدائے کون و مکان کے حضور اس کے احسان اور ادب کے لئے جھکے رہتے ہیں۔

زکوٰۃ کی شرح

بعض عقیدت مند تو یہاں تک مبالغہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے کہ حضرت علی رضؓ نے بحالت نماز انگوٹھی دے کر نماز کی زکوٰۃ ادا کی۔ افسوس صد افسوس انسان اپنی عقیدت اور محبت میں بعض دفعہ کچھ ایسی باتیں بھی کر دیتے ہیں جو بلا مقصد ہوتی ہیں اور صرف محبت کا جنون ہوتی ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ بھائی نماز کی زکوٰۃ انگوٹھی کیسے ہوسکتی ہے کیونکہ زکوٰۃ تو جنس پر ہوتی ہے۔ جیسے روپیہ کی زکوٰۃ روپیہ۔ چاندی کی زکوٰۃ چاندی۔ سونے کی زکوٰۃ سونا بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ بھیڑ بکریاں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ نماز کی زکوٰۃ انگوٹھی کون سے فقہ میں ہے۔ نماز کی زکوٰۃ بھی تو اس کی جنس ہی ہونی چاہیئے۔

نماز کی زکوٰۃ

وہ مقام جہاں نماز ادا کی جاتی ہے اسے محراب کہا جاتا ہے۔ حرب کہتے ہیں جنگ کو اور محراب اس مقام کو کہتے ہیں جہاں جنگ کی جاتی ہے۔ محراب اس فوجی کو بھی کہتے ہیں جو فنونِ حرب و جنگ سے خوب واقف ہو۔ یہ مقام جہاں نماز ادا کی جاتی ہے اس کو محراب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں شیطان اور انسان کی جنگ۔ روح اور نفس کی جنگ۔ نیکی اور بدی کی جنگ ہوتی ہے۔

انسان جب اپنے خالق کے انعامات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کے حضور حاضر ہو کر نماز قائم کرتا ہے تو شیطان جو انسان کا ازلی ابدی دشمن ہے اور جس نے یوم ازل سے خدا کے حضور اس بات کی قسم کھائی ہے کہ وہ انسان کو راہِ خدا سے ہر وقت گمراہ کرتا رہے گا۔ شیطانی وساوس سے انسان کے نفس پر حملہ آور ہوتا ہے۔ لیکن ایک حقیقی عابد

اپنی روحانی قوت سے اپنے نفس کو مغلوب کر کے ... ہے۔ بندہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر صرف خالقِ کائنات کے حضور خشوع و خضوع سے سربسجود ہوتا ہے اسی کو نماز قائم کرنا کہتے ہیں۔ نماز تو ہر کوئی پڑھتا ہے مگر نماز قائم کوئی ایک کرتا ہے۔ اس نفس و روح کی جستجو اور جنگ کو نماز کی زکوٰۃ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے نہ یہ کہ نماز کی زکوٰۃ انگوٹھی۔

...

... کی انشاءاللہ امید ہے آپ ضرور اپنے پورے پورے تعاون سے اس کی رونق میں اضافہ کریں گی، اور مفید تقاریر سے مستفید ہونگی ۲۴

سیکرٹری :- بیگم فاضل رمضان صاحب
خزانچی :- محمودہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔

اس کے علاوہ مختلف حلقوں کے نمائندگان کا انتخاب ہوا اور مختلف قابل اور سلسلہ سے محبت رکھنے والی محنتی لڑکیوں کو معاونین تنظیم خواتین بنایا گیا۔ دعا ہے مولا کریم ہمارے نیک ارادوں کو مضبوطی اور عملی قوت بخشے۔ آمین۔

اس سلسلہ میں درخواست ہے کہ ماہ اپریل کے آخری جمعہ کی میٹنگ ۲۴ر اپریل کو ہو رہی ہے سب بزرگ خواتین اور بہنوں سے اس میں شمولیت ...

پیغام صلح ۸ر اپریل ۱۹۶۴ء۔ رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ ۱۴

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح لاہور
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز
رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸
فی پرچہ:۔ ۱۳ پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہوگی
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابل ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے (۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آ کے رہیگا

جلد ۵۲ | یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۸

جس کو بلا سے بچنا ہو

وہ پوشیدہ طور پر خدا تعالیٰ سے صلح کرلے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میرا مذہب تو یہ ہے کہ جس کو بلا سے بچنا ہو۔ وہ پوشیدہ طور پر خدا تعالیٰ سے صلح کرلے اور ایسی تبدیلی کرے کہ خود اسے محسوس ہو جائے۔ کہ میں پہلا نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم (سورۃ رعد) سچے مذہب کی جڑھ خدا تعالیٰ پر ایمان ہے اور خدا پر ایمان چاہتا ہے۔ کہ سچی پرہیزگاری ہو، خدا کا خوف ہو۔ تقویٰ والے کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے۔ فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا۔ کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کرلے۔ اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی ناراضامندی کا موجب ہیں، تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جائے گا۔ ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں پر ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جائے تو سارا جہان اپنی مخالفت سے اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا جس کو خدا تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے۔ کہ گزند پہنچانے والا کون ہو سکتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے ہر دم مدد کو مانگنا ضروری ہے۔ مگر خلق اسباب بھی خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے، اس لئے اسباب پر ہی بھروسہ نہ کرو۔ خدا پر بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو، اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو۔ ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہیئے۔ اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنا چاہیئے۔ یہ یاد رکھو۔ یہ عزیز رشتہ دار بھی ایسے دوست نہیں ہوتے جیسے خدا تعالیٰ دوست ہوتا ہے اگر وہ راضی ہو تو کل جہان راضی ہو جاتا ہے۔ (منظور الٰہی ص ۲۲۹)

ص ۴۳
جو خدا تعالیٰ کے دوست ہیں ان کے واسطے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔
خوشی:۔ اللہ تعالیٰ کی محبت، اور رضا اور انوار الٰہی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا جائے اور مخلوق خدا کے ساتھ شفقت سے معاملہ کیا جائے۔ یا ایھا الذین آمنو

(باقی بر صفحہ ۱۳)

بحر حکمت کے موتی

ان من عباد اللہ لاناسا ما ھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ لمکانھم من اللہ تعالیٰ قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من ھم قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور وانھم لعلی نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرأ ھذہ الآیۃ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون
ابوداؤد انتخاب صحاح ستہ۔

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت ایسے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں نہ شہید مگر قیامت کے روز خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کا رتبہ دیکھ کر نبی اور شہید رشک کھائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں بتلایئے وہ کونسے لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے ایسے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں جن سے نہ ان کا کوئی رشتہ ناطہ ہے اور نہ کوئی مال ملنے کی توقع ہے۔ واللہ ان کے چہروں پر نور ہوگا اور وہ روشن راہ یعنی راہ راست پر رہیں گے جب اور لوگ ڈریں گے انہیں ڈر نہیں ہوگا۔ اور جب لوگ مغموم ہونگے تو انہیں غم نہیں ہوگا۔ اور یہ آیت پڑھی۔ بیشک ص ۴

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ:۔ شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط شیخ گرباز ماجی ہیڈ ماسٹر۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہربانی کر کے مجھے مندرجہ بالا پتہ پر انگریزی قرآن شریف اور دیگر کتب ارسال کریں۔ میں سکول میں استاد ہوں جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اس کے علاوہ عیسائی اور غیر مذاہب بھی ہیں۔ میں ان کو اسلام کے متعلق کچھ سکھلانا چاہتا ہوں۔ اور میرے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں حوالجات ہوں۔

میں عربی کا ترجمہ انگریزی میں اچھی طرح نہیں کر سکتا اس واسطے میری التماس ہے کہ مجھے ایک نسخہ قرآن کریم انگریزی ارسال فرمائیں۔

والسلام

اس کو قرآن شریف، ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا۔ (ڈار)

(۲)

ترجمہ خط اے۔ ایچ۔ او۔ اولاڈم۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں دلی مسرت کے ساتھ آپ کے ارسال کردہ پارسل اور عید کارڈ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرے پاس چند ہی الفاظ ہیں جن سے میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر میرے سر کے بال زبانیں بن جائیں پھر بھی میں شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

خدا تعالےٰ سے میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا صلہ دے۔

امید ہے کہ آپ مجھے مفید کتابیں اور پمفلٹس ارسال کرتے رہا کریں گے۔ جن کا میں پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(محمد دی پاکٹ اور مزید لٹریچر اور خط لکھا گیا)
(ڈار)

(۳)

ترجمہ خط:۔ یوسف اموداد ولو یا سٹریٹ لاگس۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو مختلف کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں ان کا بہت شکریہ۔ میں یہ خط پچھلے سال ہی لکھ دیتا مگر یہ تین مجھے بیماری کے ایام میں ملیں۔ اللہ ہم سب کو راہ راست پر چلائے آمین۔

میں احمدیہ تحریک کو کبھی نہیں بھول سکتا خاص کر لاہوری جماعت کو۔ انہوں نے مجھے کافی اسلامی تعلیم دی ہے۔ ان میں سے ایک کتاب جس کا نام ٹیچنگز آف اسلام ہے اس سے میرے بہت سارے شکوک رفع ہو گئے ہیں اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک یہ بھی مدعا ہے کہ جو اسلام سے آگاہی چاہتا ہو اس کی مدد کرے۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب لکھا گیا)
(ڈار)

کیرالا

ترجمہ خط:۔ سنکرجی۔ ایم۔ آر۔ ایم۔ آر۔ ار۔ ایڈ لائبریرین۔ کیرالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہم ایک لائبریری اور ریڈنگ روم بنا رہے ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ ہم مسلمان آپس میں بھائی بندوں کی طرح رہیں اور فرقہ بازی سے اجتناب کریں امید ہے چند دنوں تک تیار ہو جائے گی۔

کچھ رسالے احمدیوں سے ہم کو دیئے جن کا اثر پڑھنے والوں پر بہت ہوا۔ ہم اور رسالے چاہتے ہیں جو ہماری لائبریری کے لئے ہوں۔

ہم بہت خوش ہوں گے اگر آپ ہمیں موجودہ نئے رسالے انگریزی، اردو، ہندی اور ملیالم زبان کے ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام، تھیوری آف ڈیتھ۔ لونگ تھاٹس اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی لکھا گیا)
(ڈار)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط۔ ایم۔ ٹی۔ کریم۔ کرافورڈ۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج سے دو سال قبل سے میں احمدیت پر غور کر رہا تھا اور میں نے اب احمدیت کو بخوبی سمجھ لیا ہے میں نے اب احمدیت میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

نیز میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد اور مسیح موعود تسلیم کر لیا ہے۔ امید ہے کہ میری درخواست پر غور ہو گا۔

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور ان کی درخواست منظور کر لی گئی)

(۲)

ترجمہ خط:۔ عبدالحق ابراہیم۔ ۱۰ ایتھنز روڈ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ آٹھ سال سے میں احمدیت پر غور کر رہا تھا۔

میں حنفی خیالات کا آدمی ہوں۔ میں احمدیت پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے غور و فکر کرتا رہا ہوں۔ میں نے اس تحریک کو صحیح راستہ پر پایا۔ اس لئے اب میں ممبر بننے کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد اور مسیح موعود ہیں۔

میں نے اسکو سمجھنے کے لئے کافی عرصہ لگایا ہے۔ اور میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ مجھ پر کسی نے اپنا اثر و رسوخ استعمال نہیں کیا۔ اور میں نے خدا کے فضل و کرم سے خود ہی نتیجہ نکالا ہے۔ اور میں احمدیہ جماعت لاہور میں شمولیت اختیار کرتا ہوں۔ اور مجھے اپنی جماعت کا ممبر تسلیم کیجئے۔ اور احمدیہ موومنٹ کے آئین اور شرائط کو قبول کرتا ہوں۔

امید ہے آپ میری درخواست کو قبول فرمائیں گے۔ والسلام (انکو خط لکھا گیا اور ان کی بیعت حضرت امیر ایدہ اللہ نے منظور فرمائی۔ ڈار)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۶ رمئی ۱۹۶۴ء

وسیع النظر علماء کی ایک تنظیم

علمائے دین کو عظمت دین کے لئے اتحاد کی ضرورت

پاکستان کے تمام اسلامی حلقوں میں یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ پاکستان کے چند وسیع المشرب اور وسیع النظر علماء نے جمعیتہ اتحاد العلمائے پاکستان کے نام سے ایک تنظیم قائم کی ہے جس کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ:-

" یہ تنظیم خالص علمی سطح پر دینی مقاصد کے لئے کام کرے گی - اس تنظیم کے مقاصد میں دین کی سربلندی کی کوششوں میں تعاون کے علاوہ علماء اور عوام الناس میں فرقہ بندی کے رجحانات کی بجائے مسائل کو علمی سطح پر حل کرنے کی کوشش کرنا اور جزئیات کا فرعیات کی بجائے اساسِ دین اور اصول دین کی دعوت دینا اور قدیم نظام تعلیم میں جدید علوم کا اضافہ کر کے علماء کو دورِ جدید کے تقاضے پورے کرنے کے لئے تیار کرنا بھی شامل ہے "

ان مقاصد کا اہم ترین پہلو ان قراردادوں سے واضح ہوتا ہے جو جمعیتہ مذکور نے اپنے قیام کے فوراً بعد حسب ذیل الفاظ میں منظور کیں:-

" جمعیتہ اتحاد العلمائے پاکستان کا یہ اجلاس اس امر پر انتہائی تشویش ظاہر کرتا ہے کہ اس ملک میں اہلِ دین کے درمیان جزوی اور فروعی مسائل پر اختلافات کی آگ پھیلتی جا رہی ہے - جبکہ بے دینی اور فسق و فجور کی قوتیں منظم طریقہ پر مسلمانوں کے عقائد و اخلاق کو بگاڑنے اور برباد کرنے کا کام پوری تندہی سے کر رہی ہیں

یہ اجلاس اس امر کی شدید ضرورت محسوس کرتا ہے کہ علمائے حق میدان میں آئیں اور باہمی رواداری کی فضا پیدا کریں عقیدہ و مسلک کے اظہار میں دل آزاری کی بجائے رواداری - بے انصافی کی بجائے عدل و انصاف اور ناحق نکتہ چینی اور الزام تراشی کی بجائے دلیل و برہان کی روش کو عام کیا جائے - اور اہلِ دین باہمی تعاون اشتراک اور حمایت دین کی مساعی پر اپنی قوتیں مرکوز کر دیں -

یہ اجلاس علماء کے باہمی اتحاد و اشتراک کی پُرزور اپیل کرتا ہے اور اس امر کا گہرا احساس رکھتا ہے کہ جو لوگ باہمی علمی مسائل کو علمی سطح پر حل کرنے کی بجائے عوام الناس کے سامنے اشتعال انگیزیوں کا ذریعہ بناتے ہیں وہ درا صل مخالف دین طاقتوں کے ہاتھ مضبوط کرتے ہیں جس سے علمائے حق کا اجتناب از بس ضروری ہے "

ان قراردادوں کو پڑھ کر کون حق پرست مسلمان دلی خوشی اور اطمینان کا سانس نہ لے گا، اگر علمائے دین عقیدہ و مسلک کے اظہار میں دل آزاری، بے انصافی اور ناحق نکتہ چینی اور الزام تراشی کی روش کو چھوڑ کر رواداری، عدل و انصاف ...... اور دلیل و برہان سے کام لیتے ہوئے باہمی تعاون و اشتراک اور حمایت دین کی مساعی پر اپنی قوتیں مرکوز کر دیں تو اس سے بڑھ کر خوش آئند چیز اور کونسی ہو گی، ہم ان علماء کو جنہوں نے اس تنظیم کی بنیاد رکھی ہے تہ دل سے مبارکباد دیتے ہوئے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان مقاصد کو پورا کرنے اور تمام مختلف المسالک علماء کو اپنی تنظیم میں شامل کرنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں گے -

اس وقت امت محمدیہ فروعی اختلافات کی وجہ سے تشتت و انتشار کے جن ناخوشگوار حلقوں میں بٹ چکی ہے اور اس سلسلہ میں جو توہین مناظر آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں ان پر جس قدر رنج و اندوہ کا اظہار کیا جائے کم ہے، بات بات پر کفر و فسق کے فتوے، بات بات پر ایک دوسرے کی پگڑی اُچھالنا، افترا پردازی اور بہتان بندی، ایک دوسرے کو ذلیل کرنا ...... علماء کی عادت بن چکی ہے یہاں تک کہ بعض مقامات پر ایک مسلک کے حامیوں نے مخالف مسلک رکھنے والوں کو ان کے گھروں سمیت زندہ جلا دیا گیا - اور محض اختلاف عقیدہ کی وجہ سے باہم ہر قسم کا بیرحمانہ سلوک روا رکھا گیا -

ایسے مایوس کن حالات میں جمعیتہ اتحاد العلمائے پاکستان کا قیام مغتنمات میں سے ہے، اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ وسیع المشرب علماء جنہوں نے یہ جمعیتہ قائم کی ہے، علماء کے باہمی تباغض و تحاسد کو دور کر کے اپنی قرارداد کے مطابق مسائل کو علمی سطح پر حل کرنے کی طرح ڈالیں گے - اسی غرض کے پیش نظر حضرت امام الزمان نے اس اصول پر زور دیا تھا کہ کسی کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہ دیا جائے، خواہ وہ فروعی مسائل میں دوسرے مسلمانوں یا کسی ایک مکتب فکر سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ رکھتا ہو، جب تک وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا قائل ہے اسے کافر کہنا اتنا بڑا جرم ہے، کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر کفر اُلٹ کر پڑنے کی تہدید کی ...... ہے، یعنے کلمہ گو کو کافر قرار دینے والے کو ہی جرم کا مرتکب قرار دیکر اس سے بھی سلوک کیا جائے جو دوسرے مسلمان بھائی سے وہ کرنا چاہتا ہے، افسوس کہ مسلمانوں نے اس طریق کو اختیار کرنے سے گریز کیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم اُٹھتا ہے معمولی سے معمولی اختلاف پر کفر کا فتویٰ جڑ دیتا ہے، اگر جمعیتہ اتحاد العلمائے پاکستان اتنا ہی کام کر سکے کہ مسلمانوں سے فتویٰ کفر اُٹھا دے تو یہی بہت بڑا کام ہوگا اور اس بتدریج باہم رواداری کے جذبات پیدا ہو کر اتحاد کی صورت نکل آئے گی۔

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ بخیر و عافیت ہیں -

فاروقی صاحب کی مراجعت

——— محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی حج بیت اللہ اور زیارت روضہ نبوی سے فراغت کے بعد ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء کی دوپہر کو کراچی واپس پہنچ گئے، آپ فی الحال راولپنڈی میں اپنے صاحبزادہ ظفر احمد صاحب کے پاس تشریف لے گئے ہیں آپ نے سفرِ حج کے حالات پیغام صلح کے لئے بھیجے ہیں جو آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے -

ساطع صاحب کی علالت

——— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ کچھ دنوں سے بیمار چلے آرہے ہیں، ان کو بخار، دل کے دورہ اور سرین پر پھوڑا ہو جانے کی وجہ سے سخت تکلیف ہے، احباب سے التماس ہے کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے خاص طور پر دعا فرمائیں -

جماعت راولپنڈی کا جلسہ سالانہ

——— جماعت راولپنڈی کا دو روزہ جلسہ سالانہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا - مقامی اور غیر مقامی احباب سلسلہ کے علاوہ غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی مفصل رپورٹ آئندہ شائع ہوگی -

انتقال پُر ملال

——— چوہدری محمد لطیف صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی خانیوال کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ہمیں اس صدمہ میں چوہدری صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے - احباب سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے -

شادی اور عطیہ

——— کیمبھی (ہزارہ) سے قاضی عبد السمیع اول مدرس لکھتے ہیں:-

" مورخہ ۲۱ اپریل کو عزیزہ بشریٰ امتہ الحکیم (بنت مولوی عبد الرحمٰن صاحب) اور اخویم مکرم عبد الغفور صاحب احمدی کی شادی کی تقریب نہایت سادہ اور پُروقار طریق پر موضع کیمبھی ہزارہ میں انجام پذیر ہوئی -

تقریب میں احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت معززین نے بھی کثرت سے شمولیت کی - گندف سے جناب سید عبد الغفور شاہ صاحب تشریف لائے - خطبہ نکاح مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے خود پڑھا - جو بہت ہی دلچسپ اور پُر معلومات تھا - جس نے حاضرین کو بہت متاثر کیا نکاح کی غرض و غایت کی خوب وضاحت کی، سامعین نے نہایت ہی سکون و سنجیدگی سے خطبہ کو سنا اور سمجھا اور بہت ہی سراہا - اختتام پر حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی سے کی گئی - اس تقریب کا روشن پہلو یہ تھا کہ دلہا نے اور دلہن کے والد مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے پانچ پانچ روپے برائے اشاعت۔

تنظیم خواتین لاہور کی سرگرمیاں

انگ کا نشان جس پر میرے لائق کوئی خدمت لکھا تھا۔ لگائے کھڑی تھیں۔ محمودہ بہن دختر حضرت امیر لوگوں سے ملنے ملانے، پانی وغیرہ کے انتظام اور دوسرے کاموں میں سرگرم حصہ لے رہی تھیں۔ اسی طرح فاطمہ بہن ننکانہ صاحب سے سفر کر کے خاص اس جلسہ کے لئے جمعہ سے چند گھنٹے پہلے تشریف لے آئیں، اور بہن جسارت خانم صاحبہ ایک رات پہلے ہی لاہور آ گئیں جس سے پروگرام وغیرہ بنانے میں آسانی ہو گئی۔ جمعہ کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ خاکسارہ نے جلسہ کے اعلان کے بعد بیگم کرنل بشیر حسین صاحب سے صدارت کے لئے درخواست کی جسے انہوں نے قبول کیا پھر ایک چھوٹی سی لڑکی یاسمین نے بڑی پیاری آواز سے تلاوت قرآن پاک کی۔ تلاوت کے بعد محترمہ بیگم ڈاکٹر بشیر صاحب نے ایک جامع تقریر سادہ اور موثر الفاظ میں کی جس میں تبلیغ اسلام کے وقتاً فوقتاً جاری رہنے کا ذکر کیا۔ ان کے بعد محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ نے اسلام کی خصوصیات پر روشنی ڈالی۔ پھر محترمہ جسارت خانم صاحبہ نے حسن معاشرت کے دونوں پہلوؤں پر زور دیا یعنے کسی کے جذبات کو مجروح نہ کرنا اور اپنے فرائض کو بطریق احسن ادا کرنا۔

ان کے بعد عزیزہ فرحت دختر شیخ محمد حسین صاحب نے غیر متوقع طور پر ایک بڑی مؤثر تقریر کی جس میں احمدیت کی خوبیوں اور عوام کی ظاہرہ دشمنی میں چھپی تعریف کا ذکر کیا مثلاً کوئی شخص بھی جو خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا ہوگا یا تبلیغ اسلام میں سرگرم حصہ لے رہا ہوگا تو لوگ اسے پوچھیں گے کیا تو احمدی ہے؟

عزیزہ فرحت کے بعد بیگم میاں فاروق احمد صاحب نے چند تجاویز پیش کیں کہ آئندہ اجلاس میں خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مولانا محمد علی صاحب اور مولانا صدرالدین صاحب کی جامع اور پرمغز کتابوں سے مفید اور ضروری اقتباس پڑھ کر سنائے جایا کریں کیونکہ اکثر خواتین کو کتابیں پڑھنے کی فرصت کم ملتی ہے۔

ان تقاریر کے درمیان مبارکہ رفعت اور عزیزہ بشریٰ نے مترنم آواز سے نظمیں اور نعتیں پڑھیں۔ جلسہ کامیابی سے ختم ہوا۔ آخر میں خواتین کی تواضع کوکا کولا سے کی گئی۔

بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ اس جلسہ میں جو ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو ہوا کرتا ہے ضرور شریک ہوا کریں۔ جہاں انسان دنیا کے سینکڑوں دھندوں میں معروف رہتا ہے وہاں چند گھڑیاں خدا کی راہ میں بھی

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

جماعت پشاور میں عیدالاضحیٰ

عیدالاضحیٰ پشاور [illegible]

پر نماز عید ہمارے معزز اور قابلِ احترام بزرگ پروفیسر محمد فاضل صاحب نے پڑھائی اور خطبہ بھی آپ نے ہی دیا۔ قبلہ پروفیسر صاحب نے خطبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی۔ بیٹے کی فرمانبرداری اور آپ کی زوجہ مطہرہ کی اطاعت اور تعلق باللہ کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ ایک مثالی قربانی تھی۔ جس کی یاد میں اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ سنتِ ابراہیمی قربانی کے سلسلہ میں جاری کر دی۔ آپ نے فرمایا حقیقی قربانی نفسِ امارہ کی خواہشات کی قربانی ہے ایسی قربانی کہ انسان اللہ تعالےٰ کے سامنے اپنی گردن ڈال دے۔ بلیٰ من

اسلم وجهه لله فهو محسن۔

یہ وہ مثال ہے جہاں انسان سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ جہاں انسان خدا کا ہو جاتا ہے اور خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ اور پھر خدا کی طرف سے انسان کو یہ سرٹیفکیٹ ملتا ہے۔ یاایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية۔

اور انسان تسکین قلب حاصل کر لیتا ہے جب وہ اس کی رضا مندی کی خاطر سب سفلی خواہشات کو قربان کر دیتا ہے۔ یہ دن اسی قربانی کے لئے ہے کہ انسان اپنی ہر خواہش کو خدا کی رضا کے لئے قربان کر دے۔ آپ نے باہمی مودت اور اخوت پر بھی بہت زور دیا اور فرمایا کہ آج کے دن سب احباب کو اپنے بھائیوں کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں کو معاف کر دینا چاہیئے اور ایک روحانی رشتہ جس میں ہم سب منسلک ہیں اس کا ثبوت عملی طور پر دینا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا امام الزماںؑ کی برکت سے جماعت کا ہر فرد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے قربانی کر رہا ہے۔

آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل ارشاد سنا کر جماعت کو تاکید کی کہ اس پر عمل کریں۔

"میں تمہیں کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ

سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے اترتی ہے تم راستباز اس وقت بنو گے جب تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت۔ ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل درپیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ خدا تمہاری تدبیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ ایک دم گر پڑیں گی۔"

آپ نے تاکید کی کہ امام الزماںؑ کے اس فرمان کو نہیں بھولنا چاہیئے تمام سامعین پر دوران خطبہ میں ایک وقت کا عالم طاری تھا اور پروفیسر صاحب کا ہر لفظ ہر فرد کے رگ و ریشہ میں سرایت کر رہا تھا۔ جناب پروفیسر صاحب نے خطبہ دعا پر ختم کیا۔

پروفیسر صاحب کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں یہ حقیقت ہے کہ جماعت کے یہ چند بزرگ ہی ہیں جو جماعت کے روح رواں ہیں۔ پروفیسر صاحب کا وجود جماعت کے لئے باعث رحمت ہے۔ میں پروفیسر صاحب کا خاص طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ جماعت کے کاموں میں میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اور ہمیشہ میں ان کے مفید مشوروں سے مستفید ہوتا رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین

والسلام

محمد الرحمن۔ سیکرٹری جماعت پشاور

بقیہ۔ وقف کر دیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ گرمی تو آج کل ضرور ہے مگر غور کیا جائے تو کونسا دنیا کا کام ہے جو گرمی کی وجہ سے رکا ہوا ہے۔ اس لئے بہنوں کو ضرور اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔

فقط والسلام

بیگم فاضل رمضان

سیکرٹری تنظیم خواتین۔ لاہور

مسلمان مردوں اور عورتوں کی بلند پایہ صفات

جن سے وہ مقاماتِ عالیہ حاصل کر سکتے ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ یکم مئی ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان المسلمین والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنات والقٰنتین والقٰنتٰت والصّٰدقین والصّٰدقٰت والصّٰبرین والصّٰبرات ــــ اعد اللہ لھم مغفرۃ و اجراً عظیما۔ (سورۃ الاحزاب ع۵)

اعلیٰ درجہ کے اخلاق جن سے مقاماتِ عالیہ حاصل ہوتے ہیں

یوں تو ہر جمعہ میں خواتین و رجال آتے ہیں۔ لیکن خواتین نے یہ جمعہ اپنے اجتماع کے لئے مختص کر رکھا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر میں نے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ پڑھی ہے۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قوم کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ رجال کا ہے اور دوسرا حصہ خواتین کا ہے۔ ان دونوں حصوں سے قوم بنتی ہے اگر یہ دونوں مل کر ایک رنگ اختیار کر لیں۔ اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ پیراستہ کریں تو مقاماتِ عالیہ کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ مقاماتِ عالیہ نہیں حاصل ہو سکتے جب تک وہ صفات اپنے اندر پیدا نہ کی جائیں جو اس آیت میں درج ہیں۔

مسلمان کون ہے؟

فرمایا ہے ان المسلمین والمسلمٰت مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ مسلمان کون ہوتے ہیں۔ اسلام کے معنی فرمانبرداری کے ہیں۔ مسلم مرد کے معنی ہیں خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کرنے والا۔ اور مسلم عورت کے معنی ہیں خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کرنے والی۔ اس۔۔۔ پہلے جملہ کے اندر ہی تمام کی تمام چیزیں آگئی ہیں، کہ قوم کے دونوں حصے مرد اور عورت خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کریں۔ تو وہ قوم کمال تک پہنچ سکتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کے متعلق لکھا ہے فلما اسلما جب ان دونوں باپ بیٹا نے خدا تعالیٰ کے ارشادات کی پوری پوری تعمیل کی۔ اور عملاً فرمانبرداری کر کے دکھا دی۔ وتلہ للجبین۔ تو ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ تمہاری قربانی قبول ہوئی۔ قد صدقت الرؤیا۔ تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے

ومن احسن دیناً ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسنٌ اس سے بڑھ کر اور کیا دینداری ہو سکتی ہے کہ ایک شخص اپنی تمام توجہ، اپنی تمام کوشش، اور اپنا تمام مال و دولت اور عیش و آرام اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دے۔ وھو محسنٌ اور وہ مخلوق الٰہی پر احسان کرتا ہو۔

مسلمان کا مذہب وہی ہے جو زمین و آسمان کا مذہب ہے

ایک جگہ فرمایا ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض، اس کائنات کی ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگی ہوئی ہے۔ یہ کائنات کے برکات و ثمرات ہیں۔ جن سے تم متمتع ہو رہے ہو۔ یہ اس لئے ہیں کہ کائنات کی تمام چیزیں خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگی ہوئی ہیں مسلمان کا جو مذہب ہے وہی زمین و آسمان کا مذہب ہے کائنات اگر خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کی فرمانبرداری کی وجہ سے برکات کا چشمہ ہے تو مسلمان بھی اگر خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کریں۔ تو وہ اپنے لئے، اور اپنے رشتہ داروں کے لئے اور تمام دوسرے لوگوں کے لئے برکات کا موجب ہو سکتے ہیں۔

مسلمان کا ایک تعلق خدا سے ہوتا ہے اور دوسرا خدا کی مخلوق سے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تعلق مسلمان کا اپنے خدا کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسرا خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور مسلمان وہی ہے جو دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ مسلمان وہ ہے جو خدا کا فرمانبردار ہو اور جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ مسلمان کے لئے ضروری ہے

کہ وہ دوسروں کی حفاظت کا ذمہ لے۔ خدا کے احکام کی فرمانبرداری کرے اور اپنے عمل سے ثبوت دے کہ خدا کی مخلوق کے لئے وہ سلامتی کا موجب ہے۔ ہر شخص فکر کرے اور دیکھے کہ میں۔۔۔ اپنے کنبہ، اور رشتہ داروں کے لئے موجب امن و آرام ہوں یا نہیں۔ میری حرکات اور زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ ہیں یا نہیں۔

طعن و تشنیع اور تجسس و غیبت سے مسلمان کو اذیت نہ پہنچاؤ۔

اگر تم سے اپنے عزیز دکھ میں ہیں تو تم کس طرح مسلمان کہلا سکتے ہو۔ اگر تمہاری زبان پر طعن ہے، تشنیع ہے، غیبت ہے، حسد ہے۔ تجسس ہے تو تم فکر کرو کہ کہیں طعن کر کے تم مسلمان کی عزت پر اس کی شہرت پر حملہ تو نہیں کرتے۔ ط م ع ن۔ طعن کے معنی نیزہ مارنے کے ہیں۔ اور نیزے سے ضرب لگانے کے ہیں۔ اس سے جسم زخمی ہونے کے باعث اذیت محسوس کرتا ہے۔ زبان بھی ایک نیزہ ہے۔ اس سے دل پر ضرب پڑتی ہے۔ اس ضرب سے ایک زخم۔ گھاؤ اور داغ پیدا ہوتا ہے جس کا مٹنا مشکل ہے طعن۔ تشنیع۔ غیبت۔ کینہ وغیرہ یہ سب مسلمان کے لئے حرام ہیں۔ مسلمان عورت کا بھی یہی حال ہو۔ کہ وہ اپنے تئیں غیبت۔ حسد۔ طعن سے روکے۔ لوگوں کی عیب شماری سے بچ جائے۔

مومن اکل حلال اور صدق مقال سے نور عرفان حاصل کرتا ہے۔

آگے فرمایا والمؤمنین والمؤمنٰت مومن مرد اور مومن عورتیں۔ مومن وہ ہے جو خدا پر ایمان رکھتا ہو من امنہ الناس جس سے لوگ امن پائیں اور محسوس کریں کہ ہم اس کے ہاتھ سے بچے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مومن کے دل میں عرفان کا نور ہوتا ہے۔ اور اس سے وہ

جلا اور روشنی حاصل کرتا ہے۔ اکل حلال اور صدق مقال سے بھی اس کے عرفان اور نور میں زیادتی ہوتی ہے اور برائی سے وہ نور جاتا رہتا ہے۔

گناہ اور معصیت نور قلب کو مٹاتی اور زہر ہلاہل پیدا کرتی ہے

المعصیۃ تطفیٔ النور۔ نافرمانی قلب کے نور کو مٹا دیتی ہے۔ انسان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ نور قلب کو بڑھائے یا خدا کی نافرمانی سے دل کے نور کو مٹا دے۔ ان الذنوب تغیر النعمۃ۔ گناہ کی زندگی سے خدا تعالیٰ کی نعمتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس سے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔ دولت تباہ ہوتی اور عزت جاتی رہتی ہے۔ فرمایا ان ضرر الذنوب فی القلوب کضرر السموم فی الابدان۔ جس طرح عرب میں سموم چلتی ہے اور جسم کو جھلس کر رکھ دیتی ہے اسی طرح گناہ کی زندگی دل کے لئے زہر قاتل ہے۔ نیکی سے دل میں راحت پیدا ہوتی ہے۔ اور بدی دل میں قلق اور اضطراب پیدا کرتی ہے البر ما اطمئن النفس نیکی سے دل کو فرحت ملتی ہے۔۔۔۔۔ فرحت سے زندگی بڑھتی ہے۔ غم اور گناہ سے زندگی ختم ہوتی ہے۔

بدی کا نتیجہ اسی دنیا میں ملتا ہے

جنت اور دوزخ کی باتیں تو بعد کی ہیں اور برحق ہیں یہاں دنیا میں بھی اس کا نقشہ ہر روز دیکھنے میں آتا ہے میرے ایک عزیز تھے۔ دور کا رشتہ تھا مسلم ہائی سکول میں پڑھتے تھے نہایت خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے۔ بعض غلط لوگوں نے اس کو کہا کہ تم دولت مند ہو، لاکھوں میں کھیلتے ہو۔ یہ جوانی کس کام آئے گی۔ اگر دولت سے عیش حاصل نہ کیا۔ انہوں نے کہا تم کوکین کھایا کرو۔ اس نے کوکین کھانا شروع کر دی۔ اس کا چہرہ اتر گیا۔ گول چہرہ تھا جس پر گوشت چڑھا ہوا تھا۔ اب مرجھا گیا چہرہ۔ مجھ سے ملنے سے ڈرتا تھا چھ ماہ تک میری ملاقات کے لئے نہیں آیا۔ اس کی عزت، صحت اور دولت ضائع ہو گئی اور دنیا سے اٹھ گیا یہ نتیجہ ہوا اس کا کہ اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی۔ ان الذنوب تغیر النعمۃ۔ گناہ کی زندگی عزت، شہرت، دولت اور صحت ایسی نعمتوں کو چھین لیتی ہے۔ نیکی کی زندگی سے عزت بڑھتی ہے دنیا میں ہی جنت و دوزخ نظر آجاتا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ نیکی کرو تو راحت ملے گی۔ نیکی کی زندگی میں برکت رہے۔ فرمایا بدی نہ کرو تم خواہ چھپ کر کوئی برا کام کرو وہ معلوم اور ظاہر ہو کر رہتا ہے کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں رہتی۔ اگر کوئی جرمنی، انگلستان، امریکہ، فرانس اور واشنگٹن میں بیٹھ کر کوئی بری حرکت کرتا ہے تو یہاں اس کا علم ہو جاتا ہے۔

فرمانبرداری، راستبازی، صبر و استقامت اور انکساری کی بلند پایہ صفات

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں والقٰنتین والقٰنتٰت فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں۔ والصّٰدقین والصّٰدقٰت۔ حق پرست اور حق گو مرد اور حق پرست اور حق گو عورتیں ان کا رتبہ بہت بلند ہے والصّٰبرین والصّٰبرٰت استقامت اور استقلال کے مالک مرد اور عورتوں کا رتبہ بہت بلند ہے وہ ادھر سے ادھر نہیں ہوتے۔ کوئی منافع کوئی ذاتی حرص و لالچ انہیں حق سے ہٹا نہیں سکتا والخٰشعین والخٰشعٰت انکساری کرنے والے مرد اور انکساری کرنے والی عورتیں ان کا بہت بلند رتبہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوحی الیّ ان تواضعوا خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ میں لوگوں کو کہوں کہ تواضع اور انکساری اختیار کرو، تمہاری زبان میں انکساری اور عمل میں تواضع ہو فلا یبغی احد علی احد ایک دوسرے پر زیادتی مت کرو۔ ولا یفخر احد من احد۔ ایک دوسرے پر فخر نہ کرو۔ کونوا عباد اللہ اخوانا۔ بھائیوں کی خیر خواہی تمہارے مد نظر ہو۔ اگر یہ جذبہ نہیں تو تم نے خدا تعالیٰ کی غرض کو پورا نہیں کیا۔

خیرات، روزہ اور عفت سے مسلمان کی عزت و عظمت

والمتصدقین والمتصدقٰت خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی توجہ، اپنی دولت، اور اپنا وقت خدا تعالیٰ کے راستہ میں صرف کرو مرد بھی اور عورتیں بھی۔ ایک حصہ کمزور ہو جائے یا ناکارہ ہو جائے اور اس کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو تو وہ قوم کس طرح قائم رہ سکتی ہے والصّٰئمین والصّٰئمٰت۔ روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔ والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت اپنی عفت کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی عفت کی حفاظت کرنے والی عورتیں۔ عفت کی حفاظت کرنے میں ایک مسلمان عورت فرشتہ ہوتی ہے۔ یورپ میں تو عورت فرشتہ نہیں رہی۔ اس کے گرد و پیش ایسے مرد ہیں۔ جو طرح طرح کی غلط راہیں دکھاتے ہیں یورپ کی عورت کو مرد نے ننگا کر کے چھوڑا ہے۔ اس کو بے عزت کر کے رکھ دیا ہے۔ میں نے جرمنی اور انگلستان میں اپنے کانوں سے سنا ہے کہ کوئی لڑکی تو شاید عفت سے بچ رہی ہو لیکن کوئی مرد شادی سے پہلے عفیف نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ آج مسلمان مرد اور عورتیں کس قدر عفیف ہیں۔

ذکر الٰہی سے اخلاق عالیہ پیدا ہوتے ہیں

الذّٰکرین اللہ کثیرا والذّٰکرٰت خدا کو یاد کرنے والے مرد اور خدا کو یاد کرنے والی عورتیں۔ یہی شان ہے مسلمان کی کہ وہ ہمیشہ خدا کو یاد رکھتا ہے۔ بدی سے بچتا ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کل پوچھا کہ ایک دہریہ بھی بعض اوقات اچھے اخلاق کا مالک ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو مانے بغیر وہ شخص اچھے اخلاق کا مالک ہے اس کو تبلیغ کیوں کی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدم زاد کو خدا نے اپنی شکل پر پیدا کیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ خدا کے بھی انسانوں جیسے ہاتھ پاؤں ہیں، بلکہ شکل سے مراد اوصاف ہیں۔ انسان کے بچے کو خدائی اخلاق سے نوازا گیا ہے وہ خدا کو مانے یا نہ مانے۔

دہریہ اور مسلمان میں فرق

میں نے کہا کہ دہریہ منعم کو نہیں مانتا وہ ناشکرا ہے اس احسان کرنے والے کا۔ جس نے اس کو ذہانت دی۔ صلاحیتیں بخشیں، استعدادیں عطا کی ہیں یاایہا الانسان ما غرک بربک الکریم۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کی جس نے کرم سے آپ کو سب کچھ عطا کر رکھا ہے نافرمانی کرتے ہو۔ ایک مسلمان بھی جو صاحب ثروت ہے۔ اقتدار کا مالک ہے اگر وہ خدا کو عملاً نہیں مانتا تو اس مسلمان اور دہریہ میں کوئی فرق نہیں۔ مسلمان اپنے عمل سے خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور دہریہ اپنے قول اور اپنے فعل سے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات عطا کر رکھی ہیں۔ فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے بچے کو معزز و مکرم بنایا ہے وھدینٰہ النجدین نیکی اور بدی کی راہیں انسان کو دکھا دی گئی ہیں کہ جس راہ کو چاہے اختیار کرے۔ اس کے ساتھ ہی نفس لوامہ عطا فرمایا ہے ما غرک بربک الکریم تم ایسے محسن خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو، تمہیں کیا ہو گیا ہے مردوں اور عورتوں کی یہ صفات بیان کر کے فرمایا اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما۔ یہ صفات جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے۔ جن مردوں اور عورتوں میں پیدا ہوں انہیں مقامات عالیہ میسر آتے ہیں۔

بیماروں کے لئے دعا

ایک بچہ بیمار ہے شہزادہ بیگم صاحبہ بنت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے رقعہ بھیجا ہے ان کا نواسہ دیر سے بیمار چلا آرہا ہے۔ اس بچے کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں ہماری ایک عزیزہ بیگم میاں فاروق احمد صاحب بیمار ہیں۔ پرسوں میری ملاقات کے لئے آئیں اپنی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ بھی دعائے صحت کے احباب سے ملتمس ہیں اسی طرح دیگر احباب جو مصائب میں ...

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

ایڈیٹر صاحب "الفضل" کے جائزہ پر تبصرہ

صاحبہ کی ایک روایت کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ اس پر تبصرہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ یہ روایت بعض دیگر خرابیاں پیدا کرنے کا موجب بننے کے علاوہ خود حضرت مسیح موعود کے مقام کو بھی لوگوں کی نظروں میں گرانے کا ذریعہ بن جائے گی۔ میرے اس تبصرہ پر ایک ایڈیٹوریل ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے "تبصرہ کا جائزہ" کے عنوان سے سپرد قلم کیا ہے۔

میں حیران ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نے اس جائزہ کے لکھنے کی تکلیف کیوں کی میرا روئے سخن تو محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی طرف تھا اور انہی کو میں نے توجہ دلائی تھی کہ وہ اپنی روایت کے مضمرات پر غور کر کے اسکو واپس لینے کی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کریں اور میرا خیال تھا کہ جب وہ دیکھیں گی کہ انکی روایت حضرت اقدس کی نصوص اور خلافت کے متعلق حضور کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے جسکی طرف میں نے اپنے تبصرہ میں اشارہ بھی کر دیا تھا تو انہیں یقین آ جائے گا کہ حضور کے الفاظ کو محفوظ رکھنے میں ان کے . . . . حافظہ نے سخت غلطی کھائی ہے لیکن ایڈیٹر صاحب الفضل نے انکی حمایت میں قلم اٹھانے میں جلدی سے کام لے کر ان کو اپنی غلطی پر مصر رہنے پر ابھارنے کی کوشش کی ہے خدا کرے کہ وہ خدا کی خوشنودی کو انسانی خوشنودی پر مقدم رکھیں۔

ایڈیٹر صاحب "الفضل" کو میرے تبصرہ پر خدا جانے کیوں اس قدر غصہ آیا ہے کہ آپ تہذیب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے گالیوں پر اتر آئے ہیں میں اس امر کو سمجھنے سے بھی قاصر ہوں کہ کسی روایت کو اس بناء پر غلط قرار دینے میں کہ روایت کرنے والا شخص اس امر کو جس کے متعلق وہ روایت کرتا ہے یا سمجھ ہی نہیں سکا یا اسے صحیح طور پر یاد ہی نہیں رہا کونسی قابل اعتراض بات ہے خصوصاً جبکہ اس روایت کو واقعات بھی غلط قرار دے رہے ہوں اور اُس مبارک ہستی کا منشاء بھی ۔۔ اسے قبول کرنے کی اجازت نہ دیتا ہو جس کی طرف راوی اس امر کو منسوب کرتا ہے جس کا ذکر وہ اپنی روایت میں کر دیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی بعض روایتیں بھی غلط قرار دی گئی ہیں۔

ایڈیٹر صاحب نے اپنے ایک غلط خیال کو درست ثابت کرنے کے لئے حضرت ابوہریرہ رضؓ کی بطور مثال

کے صحیح منشاء کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں یا انہیں حضور صلعم کے اصل الفاظ یاد نہیں رہے اسی طرح بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایتوں کو بھی حضرت عائشہ رضؓ نے محض اس بناء پر غلط قرار دیا کہ وہ قرآن شریف کی نصوص کے خلاف ہیں حالانکہ کوئی صحابی بھی کسی دوسرے صحابی کو جھوٹا خیال نہیں کرتا تھا صحابی یا آنحضور صلعم کے منشاء کو سمجھ نہیں سکا یا یاد نہیں رکھ سکا۔

اب غور کا مقام ہے کہ یہ صحابہ جن کی روایتوں کو رد کیا گیا عاقل بالغ سمجھدار تھے بات کو سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتے تھے مگر باوجود ان اوصاف کے پھر بھی سمجھنے میں غلطی کھا جاتے تھے تو ایک نو سال کی کمسن بچی جس کی ساری توجہ کھیل کود کی طرف ہو اور کسی اہم امر تو کجا کسی معمولی امر پر بھی وہ سنجیدگی سے غور کرنے کی عادی نہ ہو کس طرح اس نہایت ہی باریک روحانی کیفیت کا ادراک کر سکتی ہے جسے وہ اپنی روایت میں بیان کر رہی ہے۔

مختلف زاویۂ نگاہ

اس روایت کے متعلق میرا اور ایڈیٹر صاحب "الفضل" کا زاویہ نگاہ بالکل مختلف ہے وہ اس روایت کو اس نظر سے دیکھ رہے ہیں کہ اس کی راویہ ۶۲ سالہ مبارکہ بیگم صاحبہ ہیں جو اب پختگی کی عمر کو پہنچ چکی ہیں اور ان میں قوتی سنجیدگی پیدا ہو چکی ہے گویا اُن کے خیال میں محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے ۶۲ سال کی عمر میں پہنچکر اب تازہ بتازہ حضرت مسیح موعودؑ سے وہ بیان سنا ہے جس کو وہ اپنی روایت میں ذکر کر رہی ہیں اس لئے ایڈیٹر صاحب کے نزدیک وہ غلط نہیں ہو سکتا اور میں اس روایت کو اس نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ روایت نو سالہ ۔۔۔ نو سال کی کمسن بچی مبارکہ بیگم کی ہے جس میں ایسی روحانی باتوں کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہ تھی اور جس کی قوت متخیلہ نے موجودہ واقعات کی روشنی میں حضور کے بیان کو موجودہ حالات کے مطابق ڈھال لیا ہے گو ایسا شخص جھوٹ سے بھی کام نہیں لے رہا ہوتا لیکن یہ بھی حقیقت ہوتی ہے کہ جو واقعہ وہ بیان کر رہا ہوتا ہے وہ بھی یقیناً غلط ہوتا ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب ۵۸ سال قبل کی مبارکہ بیگم کو اپنے تصور میں لائیں گے تو اگر وہ دیانتداری سے کام لیں گے تو ان کو میری اس رائے سے اتفاق کئے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آئے گا۔

ساری عبارت نقل کرنے کا دعویٰ غلط ہے

گو ایڈیٹر صاحب نے اپنے مضمون میں دعوےٰ تو یہ کیا ہے کہ انہوں نے میری ساری عبارت کو کانٹ چھانٹ کے بغیر نقل کر دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حصہ کو وہ بالکل حذف کر گئے ہیں جس میں صاف یہ لکھا ہوا تھا کہ نو سال کی بچی کس طرح اس روحانی کیفیت کو سمجھ سکتی ہے جس کا اظہار وہ اب اپنی روایت قارئین کرام کے سامنے لانے سے گریز کیا ہے انہیں بھی یہ محسوس ہوا ہے کہ حضور کا بیان سنتے وقت جو عمر ان کی تھی اگر لوگوں کو اس کا علم ہو گیا۔ تو وہ بھی اس روایت کو صحیح باور نہیں کریں گے اسی لئے انہوں نے میری اس دلیل کو چھوا تک نہیں

ایڈیٹر صاحب کو قیاس آرائیوں کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

میرے مضمون کا مطالعہ کرنے کے بعد صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود ایڈیٹر صاحب کے دل میں بھی اس روایت کے ضعیف ہونے کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں:-

"بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انجمن بن چکی ہوئی تھی مگر اس میں صدارت کا یا آپ کے بعد کسی جانشین ہونے کا سوال ہوگا جس پر بحث ہو رہی تھی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو آپ نے مقرر کیا ہو کہ بحث کے متعلق آپ کو خبر دیتے رہیں۔"

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت کے الفاظ تو یہ ہیں:-

"کبھی تو ہمارا دل چاہتا ہے کہ محمود کی خلافت کی بابت ان لوگوں کو بتا دیں ۔۔۔ پھر میں سوچتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کا منشاء اپنے وقت پر خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔"

روایت میں تو یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جناب میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ بنانے کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود کو علم دے دیا تھا اور اسی بات کا علم حضورؑ انجمن کو دینا چاہتے تھے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت میں میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ بنانے کا ذکر کرنے اور میاں محمود احمد صاحب کی اس رپورٹ کے درمیان کیا جوڑ تھا جو انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں ان باتوں کے متعلق پیش کی جو انجمن میں اس وقت ہو رہی تھیں اسکو ایڈیٹر صاحب نہیں سمجھ سکے کہ ان دونوں کے درمیان تعلق کس طرح جوڑا جائے مبارکہ بیگم صاحبہ حضور کے قول کو بیان

کرنے سے قبل جو میاں محمود احمد صاحب کی رپورٹ کا ذکر سے آتی ہیں ان دونوں میں جو خلا ہے ایڈیٹر صاحب کو اسے پُر کرنا مشکل نظر آیا ہے اور فی الحقیقت ہے بھی مشکل اس لئے انکو قیاس آرائیوں سے کام لینا پڑا ہے لیکن ان قیاس آرائیوں کی تصدیق چونکہ واقعات سے نہیں ہوتی اس لئے یہ قیاس آرائیاں سب کی سب ہی غلط ہیں بھلا انجمن کو صدر کے متعلق بحث کرنے کی کیا ضرورت تھی انجمن کے تمام ممبر تو حضرت اقدس نے خود نامزد کئے تھے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو صدر بھی حضور نے ہی مقرر کیا تھا مولوی محمد علی صاحب کو سیکرٹری بھی حضور نے ہی مقرر کیا تھا۔ اسی طرح حضور کے بعد حضور کے جانشین کے تقرر پر بحث کرنے کا کونسا موقعہ تھا بالخصوص جبکہ حضور الوصیت میں جانشین کے مسئلہ کا قطعی فیصلہ فرما چکے تھے جس کی تفصیل آئندہ قسط میں آئے گی۔

پھر حضرت صاحب کو کیا ضرورت تھی کہ میاں محمود احمد صاحب کو بطور رپورٹر مقرر کریں کہ انجمن میں جو کچھ ہو رہا ہو اس کی رپورٹ حضور کو آ کر بار بار دیتے رہیں انجمن کی تمام کارروائی تو بالآخر حضور کی خدمت میں پیش ہوتی ہی تھی اور حضور کی منظوری سے ہی وہ عمل میں آتی تھی اور حضور کی زندگی تک اسی پر عمل رہا پس ایڈیٹر صاحب کی یہ تمام قیاس آرائیاں ہوائی قلعوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

روایت میں حضور کے کیرکٹر کا نقشہ

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت کا مندرجہ ذیل حصہ انتہائی مضحکہ خیز ہے وہ لکھتی ہیں۔

"جب انجمن کا قیام ہو رہا تھا (ان دنوں کا ذکر ہے کہ بار بار کوئی میٹنگ انجمن کے ارکان کے انتخاب کی یا مقرر شدہ لوگوں کی قوانین وغیرہ کے متعلق ہو رہی تھی (کیونکہ انجمن بن چکی تھی یا بن رہی تھی یہ مجھے علم نہیں نہ ٹھیک یاد ہے) حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب باہر سے آ کر رپورٹ کرتے اور باتیں بتا کر جاتے تھے آپ حضرت اماں جان رض والے صحن میں ٹہل رہے تھے جب حضرت سیدنا حضرت بھائی صاحب آخر بار کچھ باتیں کر کے چلے گئے تو فرمایا کبھی تو ہمارا دل چاہتا ہے کہ محمود کی خلافت کی بابت ان لوگوں کو بتا دیں ـــــ پھر میں سوچتا ہوں کہ اللہ تعالے کا منشاء اپنے وقت پر خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔"

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مندرجہ بالا تحریر کو قلمبند کرتے ہوئے محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے یہ بھی نہ سوچا کہ وہ اپنی اس تحریر میں حضرت مسیح موعود جیسے بے نفس پاک باطن اور اول المومنین کے کیرکٹر کا کیسا گھنونا نقشہ پیش کر رہی ہیں اس نقشہ سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ حضور سخت بے تابی سے اس خبر کے سننے کا انتظار

کر رہے تھے کہ انجمن کے ممبران خود بخود میاں محمود احمد صاحب کو حضرت اقدس کا خلیفہ منتخب کر لیں۔ لیکن جب آخری رپورٹ آنے پر حضور کو نعوذ باللہ اس سے مایوسی ہوئی تو اس مایوسی کے عالم میں حضور نے فرمایا کہ :-

ان لوگوں نے تو خود میاں محمود احمد کو خلیفہ منتخب نہیں کیا مگر ہمارا دل کبھی تو یہ چاہتا ہے کہ ہم خود ہی ان کو بتا دیں کہ محمود میرا خلیفہ ہے لیکن پھر سوچتا ہوں کہ خدا کا منشاء خود ہی پورا ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کے نزدیک خدا کا منشاء یہی تھا کہ بلا فصل خلیفہ میاں محمود احمد صاحب ہی ہوں لیکن واقعات نے ثابت کر دیا کہ خدا کا یہ منشاء ہرگز نہیں تھا افسوس محترمہ نے اس روایت کو بیان کرتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ کیا انجمن اپنے پہلے ہی اجلاس میں حضور کی وفات کا خیال سامنے رکھ کر اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھی تھی کہ حضور کے بعد حضور کا خلیفہ کون شخص ہوگا۔ ممبر صاحبان تو اس بات کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ احمدیوں کو حضور سے ایسی دلی محبت تھی کہ حضور کی جدائی کا خیال بھی ان کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچانے کا موجب ہو سکتا تھا۔ ایسی حالت میں انجمن اس امر کو کس طرح زیر بحث لا سکتی تھی۔

روایت کا مضحکہ خیز پہلو

اس روایت کا مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ اس میں میاں محمود احمد صاحب کو محض ایک رپورٹر کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ انجمن کے ممبر تھے۔ جن کی اجلاس میں صرف حاضری ہی ضروری نہ تھی بلکہ بحث میں حصہ لینا اور ہر امر پر اپنی رائے کا اظہار کرنا بھی ضروری تھا۔ لیکن روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اجلاس سے اٹھ کر بار بار حضور کو رپورٹ دینے کے لئے آتے تھے۔ راویہ نے یہ بھی نہ سوچا کہ حضور جب کارروائی کی رپورٹ سننے کے لئے اتنے ہی بے تاب تھے تو میاں محمود احمد صاحب کی غیر حاضری کے زمانہ میں جو کارروائی ہوتی تھی اس کی رپورٹ حضور کو کون دیتا تھا اور اس کا علم حضور کو کس طرح ہو سکتا تھا۔

دونوں روایتوں کا حضور کی تحریروں کے خلاف ہونا

میں اس جگہ اس امر کو بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں صرف مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت کو ہی حضور کی تحریروں کے خلاف نہیں سمجھتا بلکہ محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کی روایت کو بھی حضور کی تحریروں کے خلاف ہی سمجھتا ہوں۔ لیکن اُن کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے صریح لفظوں میں اس کا ذکر نہیں کیا تھا دوسرے

وہ فوت بھی ہو چکی تھیں گو یہ کہکر اس کی طرف اشارہ کر دیا تھا کہ اگر اس روایت کو صحیح سمجھا جائے تو حضور نے محض حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کا عندیہ لینے کے لئے ان سے ایسا ذکر کیا ہوگا۔ ورنہ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضور میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتے تو ان کو کون روک سکتا تھا خصوصاً جبکہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے کہنے کے مطابق خدا کی طرف سے بھی انہیں اس کا علم دے دیا گیا تھا، جانشین مقرر کرنا تو کجا حضور نے تو ان کو مجلس کا صدر یا سیکرٹری بھی مقرر نہیں کیا ایک عام ممبر کی حیثیت سے انہیں انجمن کا رکن بنایا اب چونکہ ایڈیٹر صاحب الفضل نے اس امر کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے اس لئے وضاحت کرنی ضروری تھی۔

آئندہ قسط میں انشاء اللہ تعالے حضور کی ان تحریروں کو پیش کیا جائے گا جن کے خلاف یہ دونوں روایتیں جا رہی ہیں جن سے قارئین کرام کو اچھی طرح پتہ لگ جائے گا کہ دونوں ہی حضور کے منشاء کو پانے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے یا حضور کے اصل الفاظ صحیح طور پر یاد نہیں رکھ سکیں، اس کے علاوہ ایڈیٹر صاحب کی دیگر استدلالوں کی غلطی پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے برقی صاحب کے اعتراضوں کا جو جواب دینا شروع کیا ہوا تھا اسے روک کر مجھے دوسری طرف توجہ دینی پڑ گئی ہے گو جس طرح برقی صاحب حضور کے مقام کو گرانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ روایتیں بھی یہی کام سرانجام دے رہی ہیں صرف اس فرق کے ساتھ کہ برقی صاحب عمداً و دانستہ یہ کام کر رہے ہیں اور یہاں غیر شعوری طور پر اس فعل کا ارتکاب ہو رہا ہے۔

مکتوب ہالینڈ ـــ سلسلہ صفحہ ۱۱ کالم ۲

بُری ہوگی۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا نیت پر انحصار ہے۔ محض اعمال کی زیادتی کسی کو دوسرے سے بڑا نہیں بنا سکتا۔

یہ بات بھی دوسرے مذاہب سے ملنا مشکل ہے۔

اسلام نے فراموش شدہ صداقتوں کو دوبارہ قائم کیا۔

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ اسلام نے آ کر بھولی ہوئی دینی صداقتوں کو از سر نو قائم کیا اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق گزشتہ تعلیمات میں تبدیلی کر دی اور پھر اگر ضرورتوں کے مطابق نئی نئی صداقتیں پیش کیں جن کا پہلی کتب میں یا تو بالکل ذکر نہ تھا یا اس طرح ذکر تھا کہ ان کتب کو ماننے والے انہیں بالکل نظر انداز کر چکے تھے۔ لہذا ... یہ بالکل غلط ہے کہ اسلام

مکتوب ہالینڈ ——— غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

ہالینڈ کے ایک پادری سے مناظرہ

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء)

(۲)

نعماء اور مصائب اچھے بُرے اعمال کا نتیجہ نہیں۔

۳۸۔ نعماء اور مصائب، دولت اور غربت کو اچھے اعمال کا نتیجہ قرار دیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے آکر بتلایا کہ یہ صحیح نہیں۔ بلکہ دنیاوی نعماء کا تعلق قوانین قدرت کے صحیح استعمال سے ہے۔ اگر کوئی کافر خدا کے قوانین کی پابندی کرے گا تو اس کے پھل پائے گا۔ اور اگر مومن ایسا کرے گا تو اسے بھی اس سے حصہ ملے گا۔ لیکن اگر ایک مومن قوانین قدرت کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کی سزا جس طرح اسے ملے گی اسی طرح ایک کافر اور ایک دہریہ کو بھی ملے گی۔ یہ قوانین تمام کے لئے برابر ہیں۔ یہ دنیا دار العمل ہے۔ اس لئے جیسا کہ قوانین شریعت کی پابندی ضروری ہے، ویسے ہی قوانین قدرت کی پابندی بھی لازم ہے۔ جو بھی کسی قانون کی پابندی کرے گا ضرور پھل پائے گا اور اگر خلاف ورزی کرے گا تو اس کا نتیجہ بھگتے گا۔ بھلا یہ صداقت پہلے مذاہب سے کس طرح لی جا سکتی تھی۔

سزا جزا کا مسئلہ اسلام میں

۳۹۔ پہلے مذاہب یا تو اس بات کے قائل تھے کہ انسان سزا بھگتنے کے بغیر ہمیشہ کی راحت حاصل نہیں کر سکتا اور یا پھر یہ کہ کافر و مرتد ہمیشہ کی سزا بھگتیں گے اور انہیں کبھی چھٹکارا نہیں ہوگا۔ گناہ کی سزا ہمیشہ کی موت قرار دی جاتی تھی۔ لیکن اسلام نے آکر اس مسئلہ کی بھی وضاحت فرمائی اور اس کا حل یوں پیش کیا کہ ہر گناہ کی سزا حتمی نہیں اگر انسان خدا کی طرف رجوع کرکے توبہ و استغفار کرے گا تو اس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ خدا کا سزا دینا مقصود نہیں بلکہ انسان کی اصلاح مقصود ہے۔ لیکن جو لوگ سزا کے مستحق ہوں گے اور توبہ و استغفار سے معافی حاصل کریں گے تو وہ بھی ہمیشہ کی سزا نہیں پائیں گے۔ کوئی ایک انسان بھی ہمیشہ کے لئے خدا کی درگاہ سے دھتکارا نہیں جا سکتا۔ جہنم ایک قسم کا دار الشفاء ہے جہاں روحانی امراض کا علاج کیا جائے گا اور جوں جوں انسان صحت مند ہوتے چلے جائیں گے تو اس سے نکل کر جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جہنم میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ اور نسیم صبح جہنم کے دروازے کو کھٹکھٹائے گی۔ گویا اسلام نے زندگی کا ایک پیغام دیا ہے جو پہلے مذاہب میں نہیں ملے گا۔

ہر انسان کی طاقت کے مطابق اس کے اعمال کی پرسش ہوگی

۴۰۔ اسلام نے دوسرے مذاہب کے خلاف ایک خوشی کا پیغام مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کہ خدا کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر انسان اس کی اپنی طاقتوں کے مطابق پوچھا جائے گا۔ اگر کسی انسان میں اتنی طاقت ہی نہیں کہ وہ احکام خداوندی کو پورے طور پر ادا کر سکے تو اس سے صرف اس کی طاقت کے مطابق ہی باز پرس ہوگی۔

اسلام نے یہ بشارت دے کر ہر کمزور سے کمزور انسان کے لئے بھی ایک امید کی راہ کھول دی ہے۔ اب کسی انسان کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ اس میں کسی امر کے بجا لانے کی طاقت نہیں کیونکہ اگر اس میں ایسی طاقت نہ ہوتی تو اسے ایسا کرنے کا حکم بھی نہ دیا جاتا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی فطری قویٰ کے لحاظ سے احکام خداوندی کو بجا لانے کی سو فیصدی طاقت رکھتا ہو اور دوسرا محض پچاس فیصدی۔ اب اگر پہلا انسان ۷۵ فیصدی عمل کرے گا اور دوسرا ۵۰ فیصدی تو دوسرا پہلے سے حقیقتاً بڑا ہوگا کیونکہ اگرچہ اس کی نیکیاں یا اعمال پہلے سے کم نظر آتے ہیں تاہم اس نے سو فیصدی احکام خداوندی کی

(باقی بر صفحہ ۱۲)

سودا گر کی کتاب حیاتِ نور

حال ہی میں ربوہ سے ایک ضخیم کتاب حضرت امیر المومنین مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات پر مشتمل شائع ہوئی ہے ..... کہیں سے مجھے یہ کتاب دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ سرسری نگاہ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اس کتاب میں مفاد کم اور فساد زیادہ ہے اور دراصل مصنف کا ارادہ بھی حضرت مولانا نور الدین اعظم رح کے نام سے فائدہ اٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان مقدس اور پاک صحابہ کے حق میں جو بعد میں اکابرین جماعت احمدیہ لاہور کہلائے سب و شتم اور دشنام دہی کا کام لینا معلوم ہوتا ہے۔

چونکہ یہ کتاب ایک ایسے بندہ کی لکھی ہوئی ہے جو کسی وجہ سے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا ہے۔ اس لئے میرا خیال آج سے چودہ سو سال قبل کے حالات پر گیا کہ ایسے یہودی اور عیسائی جو کسی ذاتی وجہ یا حالات سے مجبور ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور "لما یدخل الایمان فی قلوبھم" کے مصداق اسلام نے ان کے دلوں میں گھر نہ کیا تھا ان لوگوں نے کئی قسم کی ایسی ایسی خلاف اسلام حرکات کیں جس سے تاریخ اسلام پر ہمیشہ ہمیش کے لئے ایک سیاہ دھبہ لگ گیا۔ یہی لوگ حضرت عمرؓ حضرت عثمان رضہ حضرت علی رضہ اور حضرت امام حسینؓ کے قتل کا موجب ہوئے اور یہی لوگ ان روایات کے ذمہ دار ٹھہرے جن کی وجہ سے آج بعض مسلمان کہلانے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور پاک صحابہ کرام حضرت ابوبکر رضہ حضرت عمر رضہ حضرت عثمان رضہ اور ازواج رسول صلعم کے خلاف زبان طعن دراز کرتے اور تبرا سے کام لیتے اور انہیں گالیاں دینا کار ثواب سمجھتے ہیں۔

الغرض جو وہاں ہوا وہ یہاں بھی ہونا مقدر تھا جیسے تاریخ اسلام میں ایسے لوگوں نے جو بظاہر مسلمان اور بباطن یہود و نصاریٰ تھے ایسے ایسے واقعات اور روایات کو رواج دیا جو سراسر خلاف اسلام تھیں اور اسلام سے ان کو دور کا بھی واسطہ نہ تھا ایسے ہی تاریخ احمدیت میں بعض ایسے لوگوں نے

دعا ہے کہ اس دور کے سب سے زیادہ مظلوم امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جنہیں غیروں نے تو صدہا دکھ دیئے مگر وہ اپنوں کے ہاتھوں بھی محفوظ نہ رہ سکے اور زیادہ تر اپنوں نے ہی ان کی تعلیم کا چہرہ مسخ کرنے کی کوشش کی اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپکی صحیح تعلیم اور مسلک کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے اور احمدیت کو ان چھپے دشمنوں سے محفوظ فرمائے۔ والسلام

بحرِ حکمت کے موتی (از صفحہ اول)

اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ ویغفر لکم واللہ غفور رحیم۔
(الحدید آیت ۲۸)

یہ بڑے لوگ دنیا میں بھی نور پھیلاتے ہیں - اومن

کان میتا فاحیینہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس (۶:۱۲۳)

اندریں روز ہائے چوں شب تار
دست گیرد عنایت دادار
میفرستد بخلق صاحب نور
تا شود تیرگی ز نورش دور
(قلام قادر دار) (مسیح موعود)

پیغام صلح ۶ رمئی ۱۹۶۴ء رجسٹرڈ ایل ۱۹۳۸ء شمارہ ۱۸

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۹

بحرِ حکمت کے موتی

مَجْلِسُہٗ مَجْلِسُ عِلْمٍ وَحَیَاءٍ وَصَبْرٍ وَاَمَانَۃٍ لَا تُرْفَعُ فِیْہِ الْاَصْوَاتُ وَلَا تُؤْبَنُ فِیْہِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثٰی فَلَتَاتُہٗ مُتَعَادِلِیْنَ یَتَفَاضَلُوْنَ فِیْہِ بِالتَّقْوٰی مُتَوَاضِعِیْنَ یُوَقِّرُوْنَ فِیْہِ الْکَبِیْرَ وَیَرْحَمُوْنَ فِیْہِ الصَّغِیْرَ وَیُؤْثِرُوْنَ ذَا الْحَاجَۃِ وَیَحْفَظُوْنَ الْغَرِیْبَ۔

(شمائل ترمذی)

ترجمہ:۔ آپؐ کی (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) مجلس علم و حیا اور صبر اور امانت کی مجلس تھی نہ بلند کی جاتی تھیں اس میں آوازیں اور نہ عیب دھرا جاتا تھا اس میں عزتوں پر اور نہ شائع کی جاتی تھیں اس مجلس کی غلطیاں اور لغزشیں (اگر کسی سے صادر بھی ہوتیں۔ ناقل) اہل مجلس آپس میں برابر تھے ایک دوسرے پر فضیلت تھی تو صرف پرہیزگاری ہی سے۔ پستی اور انکساری سے رہتے عزت کرتے۔ اس میں (مجلس میں) اپنے سے بڑے کی اور رحم کرتے اپنے سے چھوٹے پر اور ترجیح دیتے اپنے پر حاجتمند کو اور نگاہ رکھتے حقوق مسافر کے۔

(از انس بن مالک شمائل ترمذی)

نوٹ:۔ ہماری تمام مجالس ایسی ہی قائم ہونی ضروری ہیں جن میں ان تمام اخلاق فاضلہ کا مظاہرہ ہو) عام طور پر قومی مجالس میں منتخب ممبر ہوتے ہیں جنہیں اعلیٰ پیمانہ پر اخلاق حسنہ کا نمونہ پیش کرکے قوم کی عملی تربیت کرنی ہوتی ہے۔ بد اخلاق لیڈر نہ صرف خود بلکہ تمام قوم کو ساتھ لے کر تباہی کے گڑھے میں گر جاتے ہیں۔ المنالی الذبین ۴۴

آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں

جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو۔ اور انسان کے ساتھ ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے۔ جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے۔ جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو۔ ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے۔ جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں، خدا کے لئے سب پر رحم کرو، تا آسمان سے تم پر رحم ہو، آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور سب نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوعِ انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے کہ جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں، اور دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو، ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی۔ اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا۔ یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔" (ملفوظات احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۲۰)

۴۴ بدّلوا نعمت اللہ کفراً و احلوا قومھم دار البوار (۱۴:۲۸)

(غلام قادر ڈانا)

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار عفی عنہ)

کانو

ترجمہ خط عبدالامین عبدالرحمٰن ٹی۔ٹی۔سی۔ کانو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بڑی خوشی سے اپنا نام اور پتہ لکھ رہا ہوں میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے اپنا اسلامی لٹریچر ارسال فرما دیں۔

کچھ لٹریچر میں نے اپنے دوست کی معرفت پڑھا ہے۔ میرے مطالعہ کرنے سے مجھے اسلام کے متعلق بہت واقفیت حاصل ہوئی۔

میں بہت خوش قسمت ہوں گا اگر مجھے یہ لٹریچر ارسال کریں تاکہ میرے علم میں ترقی ہو۔ اور سکول کی اُستانیوں کو تبلیغ کا موقعہ ملے گا۔ اور وہ اسلام سے برگشتہ ہو رہی ہیں، کیونکہ وہ عیسائیوں کے سکولوں میں ہیں اور وہ بائبل کا مطالعہ کرتی ہیں قرآن کا بالکل نہیں کرتیں۔

مجھے امید ہے کہ یہ لٹریچر مجھے پراپیگنڈا کرنے میں بہت مدد دے گا۔

جواب کا منتظر۔ والسلام

(انکو عیسائی معتقدات اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط سلہو۔ شوابو گورنمنٹ گریڈ سکول الورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں بہت ہی خوش ہوا جب میں نے آپ کی کتب جو میرے ایک دوست کو ارسال کی گئی تھیں مطالعہ کیا۔

میں بہت مشکور ہونگا اگر آپ مجھے چند کتابیں ارسال کریں۔ میں آپ کا ممبر بننا چاہتا ہوں۔ اور ہر تعاون کے لئے تیار ہوں۔

مجھے آپ مندرجہ کتب ارسال کریں۔ اگر ان کی کوئی قیمت ہو تو میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ میں عربی کے مطالعہ کا خواہشمند ہوں اور مذہب کے متعلق واقفیت چاہتا ہوں۔

(فہرست بھیجدی گئی اور خط لکھا گیا)

(غلام قادر ڈار)

(۲)

ترجمہ خط۔ ایم۔ ڈابو۔ آکس پیلو۔ گوساؤ۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میری خوشی کی انتہا نہ رہی جبکہ میں نے برلن مسجد کی تصویر وصول کی۔ یقیناً یہ بہت مؤثر اور خوش کن تھی۔ اور جب میں نے آپ کی کتب اسلام پر دیکھیں تو خوشی سے پھولا نہ سمایا۔

اصل میں میں اتنا خبط ان کتابوں میں ہوا کہ میں نے مہینہ کے آخر میں فیصلہ کر لیا کہ میں ایک عربی اُستاد رکھ لوں جو مجھے عربی پڑھائے۔ تاکہ میں اپنے اصل مقصد پر پہنچ جاؤں۔

جب میں عربی پڑھنے کے قابل ہو جاؤں گا تو میں احمدیہ حیاوات کو لوگوں تک پہنچاؤں گا۔

جواب کا منتظر

(ان کو انگریزی عیسائی معتقدات۔ تھیورلڈ آرڈ بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

(غلام قادر ڈار)

(۳)

ترجمہ خط۔ سلیمان یحیٰی گورنمنٹ کالج نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بہت خوش ہوں گا اگر آپ مہربانی فرما کر اسلام کے متعلق کچھ حقائق واضح کر دیں اور انگریزی قرآن شریف ارسال کریں۔

میں ایک مسلمان طالب علم ہوں۔ اور مجھے اسلام کے متعلق بہت کم علم ہے۔ اور مجھے مولویوں کے پاس جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

میں ان دنوں میں قرآن شریف کی تلاش میں رہا مگر مجھے کہیں سے نہ ملا۔ اس لئے میری التجا ہے کہ آپ مجھے ایک قرآن شریف ارسال کریں اور یہ مجھے مذہب کے سیکھنے میں کافی مدد دے گا۔

اگر میری یہ درخواست منظور ہو جائے تو میرے جیسا خوش نصیب دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔ اور خداوند کریم آپ کو اجر دے گا۔

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب لکھا گیا)

(غلام قادر ڈار)

(۴)

ترجمہ خط۔ سلام سلہو مگاجی ادگو رو بتوگی۔ الورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالےٰ ہم پر اور آپ پر رحمتیں نازل کرے۔ آمین۔

میں یقیناً بہت خوش ہوا جب میں نے آپ کا لٹریچر ایک دوست کے پاس دیکھا۔ اور میں نے ان کتابوں سے بہت لطف اٹھایا جو آپ نے میرے دوست کو ارسال کیں۔

میں بھی ان کتابوں کو پسند کرتا ہوں۔ مجھے بھی آپ یہ کتابیں ارسال کریں اگر کوئی قیمت ہے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ مجھے آپ کی جماعت سے بہت اُنس ہے۔ جواب کا منتظر

(کتابوں کی فہرست ان کو بھیجدی گئی)

(غلام قادر ڈار)

(۵)

ترجمہ خط۔ سلام تیاکو پائینگی۔ الورن۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے بہت لطف آیا جب میں نے آپ کی مذہبی کتابیں دیکھیں

میں بہت خوشی محسوس کروں گا اگر آپ میرا نام ممبری کی لسٹ میں شامل کریں گے۔

مجھے کتابوں کی فہرست درکار ہے تاکہ میں عربی کے متعلق کچھ سیکھ سکوں۔ میرا لڑکا عربی سکول میں بھی عربی سیکھتا ہے۔

اگر ان کتابوں کی قیمت ہو تو میں خریدنے کے لئے تیار ہوں۔

(ان کو فہرست کتب دی گئی)

انڈیا

ترجمہ خط منیر علی۔ اے۔ خاں۔ کلکتہ۔ (انڈیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ شکریہ۔

جس میں آپ نے لکھا کہ چند کتابیں مفت ارسال کی گئی ہیں۔ لیکن افسوس کہ ابھی تک مجھ کو نہیں ملیں۔

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ اس سلسلہ میں دوبارہ تکلیف فرمائیں۔

جواب کا منتظر۔ والسلام

(کتابیں بذریعہ پوسٹل رجسٹرڈ ۹۳-۹۲ مورخہ ۲۴ کو ارسال کر دی گئی ہیں۔ وہ غالباً اس وقت تک مل چکی ہوں گی۔

(غلام قادر ڈار)

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد "الفضل" میں

۷ر مئی ۱۹۶۴ء کے "الفضل" میں کسی صاحب عزیز زبیدی کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے نبوت مسیح موعودؑ کے مسئلہ پر جو روشنی ڈالی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ربوائی اصحاب اب خدا کے فضل سے اسی عقیدہ کی طرف آ رہے ہیں جس کا اعلان جماعت احمدیہ لاہور گذشتہ پچاس سال سے کر رہی ہے۔ ملاحظہ ہوں عبارات ذیل:۔

"جس قسم کی نبوت کا دعوے سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہے اور جس قسم کا نبی" ہم آپ کو مانتے ہیں، وہ ایسا ہے جو مسلمہ جید علمائے اسلام کے نزدیک ختم نبوت کی مہر کو نہیں توڑتا ......

...... حقیقت یہ ہے کہ شاید ہی کوئی عالم حق ہو گا جس نے اس قسم کی نبوت کو جائز قرار نہیں دیا۔ البتہ بعض لوگوں نے اس قسم کی نبوت کو "ولایت" یا "محدثیت" کا نام دیا ہے"

"جہاں تک یہ امر ہے کہ ایسی نبوت کو نبوت کہہ سکتے ہیں یا صرف ولایت یا محدثیت ہی کہا جا سکتا ہے۔ اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے جتنے لوگ ہوئے ہیں جن کو اس نبوت سے حصہ ملتا رہا ہے اور اکثر ان میں ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی تھے۔ آنحضرت صلعم کی شان کے منافی تھا کہ آپ کے فوراً بعد ان میں سے کسی کو "نبی" کا نام دیا جاتا"

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر نقل کی ہے جس میں حضور نے فرمایا ہے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہزارہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا اور نبوت کے اوصاف اور برکات ان کے اندر موجزن تھے۔ مگر نبی کا نام۔ صرف شان نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سدِ باب نبوت کی خاطر ان کو اس نام سے ظاہراً ملقب نہ کیا گیا، مگر دوسری طرف چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور روحانی برکات کا دروازہ بند بھی نہ کیا گیا تھا اور نبوت کے انوار جاری بھی تھے جیسا کہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور اذن سے اور آپ کے نور سے نور نبوت جاری بھی ہے اور یہ سلسلہ بند بھی نہیں ہوا یہ بھی ضروری تھا کہ اسے ظاہراً بھی شائع کیا جائے .... تیرہ سو برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوت کی عظمت کے پاس سے نہ کیا اور اس کے بعد اب مدت دراز گذرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس امر پر پختہ ہو گئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم الانبیاء ہیں اور اب اگر کسی دوسرے کا نام نبی رکھا جائے تو اس سے آنحضرتؐ کی شان میں کوئی فرق بھی نہیں آتا اس واسطے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لئے ظاہراً بھی بول دیا ....

پہلے تیرہ سو برس اس عظمت کے واسطے نبوت کا لفظ نہ بولا گیا اگرچہ حقیقی رنگ میں صفت نبوت اور انوار نبوت موجود تھے۔ اور حق تھا کہ ان لوگوں کو نبی کہا جاتا مگر خاتم الانبیاء کی نبوت کی عظمت کے پاس کی وجہ سے وہ نام نہ دیا گیا مگر اب وہ خوف نہ رہا تو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ کا لفظ فرمایا"

حضرت مسیح موعودؑ کی اس تقریر اور "الفضل" کے مندرجہ بالا الفاظ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ:۔

(۱)۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جس نبوت کا دعوے ہے وہ وہی ہے جو سابق بزرگان دین کو ملتی رہی ہے۔

(۲)۔ اس نبوت کو ولایت یا محدثیت کا نام دیا گیا ہے۔

(۳) پہلے جتنے لوگ ہوئے ہیں جن کو اس نبوت سے حصہ ملتا رہا ہے ان میں سے اکثر ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی تھے

(۴)۔ اُمت میں سے ہزارہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا، اور نبوت کے اوصاف اور برکات ان میں موجزن تھے صفتی رنگ میں صفت نبوت اور انوار نبوت ان میں موجود تھے اور حق تھا کہ ان لوگوں کو نبی کہا جاوے۔

اور ان سب باتوں کی مزید وضاحت الفضل کے ان الفاظ سے ہوتی ہے:۔

"اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ صرف تشریعی نبوت بند ہے بلکہ غیر تشریعی بھی بند ہے البتہ جو نبوت آپ کی نبوت کا عکس ہے اور جو آپ کے افاضہ سے ملتی ہے جائز ہے"

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ ربوائی حضرات جن کی نمایندگی الفضل کر رہا ہے انہی اعتقادات کو اب ماننے لگے ہیں جن کی تلقین جماعت احمدیہ لاہور گذشتہ پچاس سال سے کر رہی ہے جس حالت میں پہلے علمائے امت کو بھی اس نبوت سے حصہ ملتا رہا ہے جو حضرت مسیح موعود کو ملی اور یہ نبوت ولایت یا محدثیت ہی کا نام ہے، صرف اتنا ہی فرق ہے کہ پہلوں کو ظاہرا طور پر نبی کا نام نہیں دیا گیا، مسیح موعود کو دیا گیا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود کی نبوت سابق انبیاء والی نبوت نہیں جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، اسی لئے حضرت مسیح موعود نے بار بار تاکید کی ہے کہ:۔

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں"۔

بہتر ہے کہ "الفضل" اور جماعت ربوہ کے تمام لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کے پیش نظر آئندہ اپنی جماعت کی معمولی بول چال سے نبی کے لفظ کا استعمال ترک کر کے صرف آپ کے دعوے مجددیت و محدثیت پر زور دیں گے۔ تا کہ نبی کے لفظ کے استعمال سے جو فتنہ اسلام میں پیدا ہو چکا ہے اور جس کا نتیجہ سخت بد نکلا ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔

جلسہ تقسیم انعامات

۱۱ر مئی ۶۴ء کو نیو مسلم کالج میں خان پیر محمد خان وزیر مالیات و بحالیات کی زیر صدارت جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں درج ہو گی۔ انشاء اللہ

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن

برلن (جرمنی) میں عید الاضحیٰ

مکرم محترم جناب مولینا دوست محمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ ذیل میں چند ایک الفاظ مسجد کی تبلیغی مساعی کے سلسلہ میں لکھتا ہوں امید ہے آپ اسے اخبار میں درج فرما دیں گے۔ والسلام

(خاکسار محمد یحییٰ بٹ)

عید کا اجتماع

عیدالاضحیٰ کا مبارک تہوار ہم نے ۲۳ اپریل بروز جمعرات مسجد برلن میں منایا۔ خدا کے فضل سے حاضری وقت تھی۔ ایک سو سے زاید ہمارے عیسائی دوستوں نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ جن میں مقامی یونیورسٹی کے لیکچرار۔ میڈیکل ڈاکٹرز اور سوداگر شامل تھے۔ ایران کی شہزادی چارتقی بھی اس اجتماع میں شامل تھیں۔ مصر سے آئے ہوئے افسران کا ایک گروہ ایک روز پیشتر ہی مجھ سے اجازت لے کر صبح سات بجے مسجد میں آکر عید کی نماز ادا کر گیا۔ مصری افسران کا یہ گروہ عید سے پیشتر ہمارے ہاں جمعہ کی نماز میں حاضر تھا۔ اور انہوں نے اوقاف کی طرف سے قرآن کریم کے دو نسخے (عربی متن) مسجد کو تحفۃً دیئے۔

نماز عید اور خطبہ

حسب پروگرام عیدالاضحیٰ کی نماز ساڑھے دس بجے شروع کی گئی اور بعد میں میں نے حاضرین سے آدھ گھنٹہ کے قریب خطاب کیا۔ جس میں عید قربان کی وجہ تسمیہ کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جانور کو ذبح کرنا مسلمان کو دو ضروری امور ذہن نشین کرنے کے لئے ہے۔

اوّل:۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا خدا کے فرمان کے سامنے اپنے آپ کو قربان کرنے کا جذبہ ــــ یہی وہ جذبہ ہے جسے ہر مسلمان میں پیدا کرنا مقصود ہے۔

دوم:۔ حیوانی خواہشات کو جو ہر انسان میں موجود ہیں، خدا کی رضا کے لئے قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنے کا جذبہ۔

نیز میں نے حج کی جس کے ساتھ اس مبارک تہوار کا تعلق ہے اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس میں نسل انسانی کی وحدت کا عظیم پیمانہ پر مظاہرہ ہوتا ہے۔ دوسرے مسلمان کا بیت اللہ کے گرد گھومنا اس امر کا اعتراف اور اظہار ہے کہ ہر مسلمان کی تگ و دو بجو وہ زندگی کے کسی شعبہ میں کرتا ہے۔ خدا پر ایمان کے مرکزی نقطہ کے گرد گھومے گی۔ تیسرے صفا اور مروہ پر مسلمان کا دوڑنا حضرت ہاجرہؑ کے صبر اور مصائب کے وقت خدا پر محکم ایمان کے ساتھ تگ و دو کا جذبہ یاد دلاتا اور مسلمان کے ذہن نشین کرتا ہے۔

اسلام کے بنیادی اصول ــــ ایک ٹریکٹ

خطبہ کے اختتام پر میں نے احباب کو عید مبارک کہی اور ساتھ ہی ایک اور امر کا اعلان کیا۔ یہ اعلان ایک ٹریکٹ کے متعلق تھا جسے میں نے جرمن زبان میں لکھکر عید سے چند روز پیشتر ہی چھپوا دیا تھا۔ یہ ٹریکٹ ۲۰ صفحات کا ہے اور اس کا نام ہے "اسلام کے بنیادی اصول" اس کی قیمت اول تو ڈیڑھ مارک ہے (قریباً ڈیڑھ روپیہ) لیکن اس دن مہمانوں کی عزت افزائی کے لئے اس کی قیمت ایک مارک کر دی گئی ہے۔ اس ٹریکٹ میں میں نے زندگی بعد الموت۔ جنت اور جہاد کے اور قرآن اور توریت و انجیل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشگوئی وغیرہ امور پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس اعلان پر ایک سو سے زائد کاپیاں فروخت ہو گئیں۔ اس ٹریکٹ کے چھپوانے کی تحریک عیسائی دوستوں نے کی تھی۔ اور اس کے اخراجات طباعت کے سامان اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پیدا کر دیئے۔ میری اہلیہ محترمہ اُم منصور نے اسکی چھپوائی کے لئے دوسو مارک دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس رقم میں انہوں نے ایک حصہ منصور کے دادا جان اور دادی صاحبہ کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے بھی دیا ہے۔ ایران کی شہزادی چارتقی صاحبہ نے اس کے لئے ۲۰۰ مارک نقد دیئے ایک پاکستانی سوداگر ملک رشید صاحب نے ۵۰ مارک کا چیک بھیج دیا۔ باقی رقم انشاء اللہ اس ٹریکٹ کے فروخت ہونے پر مل جائے گی۔ پاکستان میں ہمارے احباب اس ٹریکٹ کی اشاعت میں اگر حصہ لینا چاہیئے تو وہ مرکزی دفتر کی معرفت مجھے اطلاع دیں۔ میں اُن کی طرف سے یہ کاپیاں عیسائی دوستوں میں مفت تقسیم کر دوں گا۔ پاکستان میں اس ٹریکٹ کی قیمت ۷۵ پیسے ہے۔

اس ٹریکٹ کی ایک کاپی میں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں عید سے پیشتر ارسال کی تھی۔ نیز میں نے اس ٹریکٹ کی کاپیاں مقامی اخبار نویسوں، بعض مقامی افسران۔ برلن میں کونسلرز اور بون میں مسلمان سفیروں کے نام بھیجی ہیں۔

عید کی ضیافت

عیدالاضحیٰ کے مبارک تہوار پر شریک ہونے والے احباب کو چائے ڈبل روٹی مکھن، قیمہ اور زردہ چاول پیش کئے گئے۔ زردہ چاول اور ڈبل روٹی وغیرہ تیار کرنے میں ام منصور نے بڑی محنت سے کام کیا۔ مہمانوں تک پہنچانے میں بعض مسلمان بھائیوں اور عیسائی خواتین نے امداد کی اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ ریڈیو کے نمائندے بھی وہاں موجود تھے انہوں نے خطبہ کو ریکارڈ کیا۔ بعد میں انٹرویو لیا۔ اور مسلمانوں کے نام ایک پیغام کو ریکارڈ کیا۔

چک ۲ اوکاڑہ میں نماز جمعہ

اور چند مفید تجاویز

مکرمی جناب مدیر صاحب پیغام صلح۔ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری کی آمد پر ۲۸/۵/۶۴ کو نماز ظہر کے بعد فیصلہ ہوا تھا کہ ماہ مئی کا پہلا جمعہ چودھری بشیر احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی آف چک ۲ کے ٹیوب ویل پر ادا کیا جائے گا۔ اس فیصلہ کے مطابق ۵/۶۴ کا جمعہ چودھری صاحب موصوف کے ٹیوب ویل پر ادا کیا گیا۔ نماز جمعہ چودھری بشیر احمد صاحب . . . . نے پڑھائی۔ آپ نے خطبہ میں جماعت کو نہایت ہی مفید نصائح دیں۔ اور خاص حد تک اپنے کردار کو بلند کرنے کی طرف انہوں نے توجہ دلائی۔

نماز جمعہ کے بعد ایک اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ ہر جمعہ کو ہر نمازی دو آنے چندہ مقامی فنڈز کے لئے ادا کیا کرے گا۔ چنانچہ اس جمعہ میں تین روپے دو آنے کی رقم فراہم ہوئی۔

نیز بالاتفاق فیصلہ ہوا۔ کہ ماہ جون کا پہلا جمعہ چک ۶/۴ ایل میں ادا کیا جائے اور اس دن کے لئے مرکز سے حضرت مولوی عبدالحق صاحب کو بلوانے کا بندوبست کیا جائے۔

(۲) جماعت کے سیکرٹری کا چناؤ اگلے جمعہ میں ہوگا جو کہ ۵ جون ۱۹۶۴ء کو بمقام چک ۶/۴ ایل میں ہوگا۔

(۳) محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری کی گشتی چٹھی دوبارہ فہرست افراد جماعت کو سراہا گیا امید واثق ہے کہ جنرل سیکرٹری صاحب ان تمام علاقہ

باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳

خدا تعالے کی فعلی اور قولی کتاب کی برکات

قرآن کریم سے قوموں کا ارتقاع اور بلندیٔ مرتبت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۸ مئی ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالی بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

خلق اللہ السموٰت والارض بالحق - ان فی ذالک لایۃ للمؤمنین - اتل ما اوحی الیک من الکتاب واقم الصلوۃ ——— واللہ یعلم ما تصنعون - (سورۃ العنکبوت)

زمین و آسمان کے باہمی ارتباط سے نازل ہونیوالی برکات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ذہن کو روشن کرنے کے لئے فرمایا خلق اللہ السموات والارض بالحق - زمین و آسمان کو خدا تعالے نے حق اور حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے - زمین و آسمان گواہی دیتے ہیں کہ اس کائنات کا بنانے والا حکیم ہے علیم ہے - بے انتہاء اور لازوال قدرتوں کا مالک ہے - یہ کائنات بتلا رہی ہے کہ زمین و آسمان کے اندر ارتباط ہے اور باہمی تعاون ہے اور اس ارتباط اور تعاون کی وجہ سے برکات نازل ہو رہی ہیں - والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے - اور زمین اس کو قبول کرتی ہے اور حیوانوں اور انسانوں کے لئے طرح طرح کے غلہ جات اور انواع و اقسام کے میوہ جات پیدا کرتی کارخانہ داروں اور فیکٹری والوں کے لئے تیل اور گیس پٹرول وغیرہ کے خزانے اور ذخیرے مہیا کرتی ہے۔

تمام کائنات کا ایک علیم و حکیم خالق

اس کائنات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا خالق علیم ہے اور حکیم اور رحیم کریم ہے - اور اس کا اس کائنات پر پورا پورا تصرف ہے، بالحق اور اس کائنات کو حق و حکمت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے قوانین خوبی سے بھرے ہوئے ہیں۔

فعلی اور قولی کتاب

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی قولی کتاب ہے - فعلی اور قولی کتاب کے قوانین اٹل ہیں - فرمایا: اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم ان فی ذالک لرحمۃ وذکری لقوم یؤمنون - کیا یہ کتاب قرآن کریم کافی نہیں ہے خدا تعالے کی ہستی کے ثبوت کے لئے، اور حضور سرور کائنات صلعم کی صداقت کے لئے۔

مصائب و مشکلات میں ذکر الٰہی اطمینان کا موجب ہے

باوجودیکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہستی باری تعالے اور اپنی صداقت کے زبردست ثبوت اور روشن دلائل دیئے۔ لیکن قوم حضورؐ کے خلاف کھڑی ہو گئی - شدت کی مخالفت کی - حضور پر اور حضورؐ کے متبعین پر مصائب کے پہاڑ توڑے اور پرلے درجے کی اذیتیں آپ کو پہنچائیں وہ بہادر قوم کے افراد تھے - لیکن سختی اس قدر بڑھ گئی کہ دو دفعہ حبشہ میں جا کر پناہ لینی پڑی بنفس نفیس حضور اکرم صلعم مکہ سے مدینہ تشریف لے آئے - آپ کو حکم ہوا اتل ما اوحی الیک من الکتاب - غم و الم کو دور کرنے کا نسخہ یہ ہے کہ خدا تعالے کے کلام کا ورد کرو - اس کلام سے انسان کو تسلی و اطمینان قلب میسر آتا ہے بے شمار انسانوں نے اس نسخہ کو استعمال کر کے فائدہ اٹھایا ہے مشکلات اور مصائب کے اندر اس نسخہ نے غم و ہم کو دور کیا۔

حضرت نبی کریم اور صحابہ کا قرآن سے عشق

حضرت نبی کریم صلعم نے اس نسخہ پر عمل کیا ہے اس کو دن رات پڑھا ہے - نمازوں اور تہجد میں بھی سورتیں تلاوت کی ہیں - حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں تورم قدماہ ——— یعنی آپ قیام میں اتنا قرآن پڑھتے تھے کہ پاؤں پر ورم آجاتی تھی - آپ کو اس پاک کلام سے اتنا عشق تھا کہ اسے آپ نے اپنے سینہ پر لکھ لیا - آپ کے صحابہ رضہ نے بھی اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا - جس طرح حضور اکرم صلعم کو قرآن کریم سے عشق تھا - اسی طرح صحابہ کو بھی اس سے عشق تھا حضور نے فرمایا اللھم انی اسئلک ان تجعل القرآن ربیع قلبی - اے میرے مولا میری یہ استدعا ہے، کہ قرآن کو ...... میرے دل کی بہار بنا دے۔

قرآن کریم میں ماضی کے واقعات حالیہ امور کے فیصلے اور مستقبل کی خبریں ہیں

لوگوں کو فرمایا سنو لوگو! فیہ خبر ما قبلکم - قرآن کریم میں کچھ تاریخ ہے - ایک تو وہ تاریخ ہے جسے اسلامی - انگریزی - یا یونانی - ہندی مصری تاریخ کہتے ہیں - قرآن میں یہ بھی ہے - مگر اس سے بڑھ کر قرآن کریم کے اندر اخلاقیات کی تعلیم ہے - مثلاً کعبۃ اللہ پر دجال کے فرزندوں کا حملہ ہوا اس پاک گھر کی وجہ سے مکہ میں تجارت تھی - عیسائیوں نے ارادہ کیا کہ اس کے مقابل پر صنعا میں ایک گرجہ بنایا جائے - کعبۃ اللہ ایک چھوٹی سی چار دیواری ہے - اس کی کیا حقیقت ہے - آسمان سے باتیں کرتا ہوا گرجا بنایا جائے - سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں کی عمارت تعمیر ہو - چنانچہ وہ کعبۃ اللہ کو تباہ کرنے کے لئے حملہ آور ہوئے - یہ ایک تاریخی واقعہ ہے - جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے فیہ خبر ما قبلکم - اس میں زمانہ ماضی کی تاریخ موجود ہے - ہاتھیوں کا لشکر حملہ آور ہوا - عربوں نے ہاتھی نہیں دیکھے تھے - ان کے لئے یہ بڑا ہی ڈراؤنا اور خوفناک منظر تھا - لوگ بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے - اس کے اندر ایک تاریخ ہے کہ خدا ہے اور وہ زبردستوں کے مقابلہ میں کمزوروں کی حمایت اور مدد کرتا ہے علاوہ ازیں فیہ حکم ما بینکم یعنے تمہارے حال کے امور کا وہ فیصلہ کرتا ہے و نباء ما بعدکم اور قیامت تک جو ضروری باتیں دنیا کے لئے ہیں وہ سب اس میں بیان کر دیگی ہیں چنانچہ فرمایا: ولا یاتونک بمثل الا جئنٰک بالحق و احسن تفسیرا دنیا کے بڑے بڑے مسئلوں کا حل اس کے اندر موجود ہے - یہ قیامت تک کے لئے کامل مکمل دستور العمل ہے - اس میں تمدن و معاشرت کے عالمگیر اور فطری قوانین موجود ہیں۔

قرآن کریم نے کامل توحید سکھائی

دنیا کے دانشمند کہتے ہیں کہ توحید کامل جو قرآن

کریم نے سکھائی ہے وہ کسی اور آسمانی کتاب میں نہیں ہے تورات انجیل کا خدا محدود ہے۔ یہودی اور نصرانی عرف اپنے آپ کو ہی خدا کی پیاری قوم تصور کرتی ہیں۔ گویا خدا کی ایک ریاست بن گئی۔ ہندو کہتا ہے کہ کوہ ہمالیہ اور بحر ہند کے درمیان ایشور رہتا ہے۔ باقی دنیا ناپاک اور ملیچھ ہے۔ قرآن کریم نے جہاں توحید الٰہی پر زور دیا ہے وہاں وحدت انسانی کا عملی تصور بھی پیش کیا۔ آج کل اخباروں میں لکھا ہے کہ جہاں جہاں یورپ کی قومیں پائی جاتی ہیں وہ دیسی لوگوں کو حقیر اور ذلیل سمجھتی ہیں۔ ریلوں کے ڈبے ان کے لئے مخصوص ہیں جہاں دیسی آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ ان کے ہوٹل الگ ہیں گرجے الگ ہیں۔ اسکول اور کالج الگ ہیں۔ ان میں دیسی آدمی قدم نہیں رکھ سکتا۔ یہ وہ قومیں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والی ہیں۔ انہوں نے تواضع اور انکساری کے بجائے تکبر و نخوت کا جامہ پہن رکھا ہے اور غیروں سے نفرت کرنا زندگی کا دستور العمل بنا رکھا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم۔ انسان کا بچہ جہاں کہیں ہے وہ قابل تعظیم و تکریم ہے۔ کیا یہ تعلیم کہیں اور مل سکتی ہے؟ اسی تعلیم کی طرف دنیا آئے گی۔

اسلام میں مساوات انسانی کی تعلیم

قوموں نے تسلیم کیا ہے کہ وہ مساوات جو اسلام نے مسلمانوں کو سکھائی ہے وہ قطعاً کسی اور قوم کے اندر موجود نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں انگلستان میں تھا اور مسلمانوں کے لئے قبرستان بنانے کی کوشش میں تھا۔ اس سلسلہ میں میرے اور انگریزی گورنمنٹ کے درمیان تنازع تھا۔ میرے پاس بطور وفد تین اصحاب آئے۔ ان میں ایک سر آغا خان اور دوسرے علی گڑھ کالج کے سابق پرنسپل سر تھیوڈور ماریسن اور سر عباس علی بیگ تھے انہوں نے آنے سے پہلے مجھے اطلاع نہیں دی تھی۔ عید کے دن وہ آئے۔ اور اس وقت آئے جبکہ ہم نماز کے لئے اللہ اکبر کہہ چکے تھے۔ وہاں مسلمان بڑی تعداد میں جمع تھے۔ ملک ملک کا مسلمان وہاں موجود تھا انگریز مسلمانوں کا بھی مجمع تھا۔ اور ایک مجمع انگریز مرد و خواتین کا ہمیں دیکھنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ سر آغا خان بڑے قابل اور دانشمند شخص تھے۔ اور بڑے اخلاق کے مالک تھے۔ نماز شروع ہو چکی تھی۔ آغا خان کو سب سے آخر جگہ ملی۔ قالین پر جگہ نہیں ملی۔ زمین کے اوپر ایک طرف کونے میں ادائے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے نماز ختم کرنے کے بعد انہیں دیکھا تو ان کو وعظ کا موضوع بنا لیا۔

میں نے کہا کہ سر آغا خان دیر سے آئے تھے اس واسطے ان کو آخر میں جگہ ملی۔ اور وہ خوشی اس جگہ نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آغا خان وہ شخص ہے جو شاہ برطانیہ کی حمایت کرتا ہے بادشاہ ان کو چچا کہتا ہے۔ لیکن یہی شخص جب خدا کے حضور آتا ہے تو اپنے عمل سے مساوات اسلامیہ کا سبق سکھاتا ہے۔

میں نے بتایا کہ اسلام کس طرح انسانیت کے لئے بابرکت ثابت ہوا۔ مساوات سوائے دین اسلام کے اور کہیں نہیں پائی جاتی۔ اسلامی اخوت میں نہ ایرانی ایرانی ہے اور نہ شامی شامی۔ بلکہ انما المؤمنون اخوۃ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ قرآن آیات میں جو میں نے پڑھی ہیں فرمایا ہے کہ خدا واحد ہے۔ اس نے کائنات کو حق و حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ جس طرح اس کے فعل کے اندر ایک حقیقت نظر آتی ہے اسی طرح اس کے قول میں، سیاست، معاشرت، تمدن، تجارت اور بین الاقوامی تعلقات کے متعلق قوانین ہیں۔ اس کی حکومت میں کالے گورے عربی عجمی، سب ایک ہیں کیونکہ ان کی حقیقت اور فطرت ایک ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اتل ما اوحی الیک من الکتب یہ کتاب جو ہم نے آپ پر وحی کی ہے اسے پڑھیئے حضور نے قرآن کو اکثر پڑھا۔ اور اس کے ساتھ بے انتہا عشق کیا۔

ستر قاریوں کی شہادت اور ان کا پیغام

آپ کے ساتھیوں نے بھی قرآن کو سینے سے لگایا۔ بئر معونہ پر ستر حافظ قرآن اور قاری شہید ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ ہوا۔ خدا نے آپ کو ان کا یہ پیغام الہام کیا بلغوا قومنا ہماری قوم کو اطلاع کر دیجئے فان لقینا ربنا کہ ہم خدا سے جا ملے ہیں۔ رضی عنا۔ خدا ہم سے راضی ہو گیا ورضینا عنہ اور ہم اس سے راضی اور خوش ہیں۔ اس قوم کو خدا کی راہ میں جان و مال دینے کا ولولہ تھا۔

قرآن کریم سے مقامات عالیہ کا حصول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ یرفع بھذا القرآن اقواما جو لوگ قرآن کریم پر عمل درآمد کریں گے خدا ان کو مقامات عالیہ عطا کرتا رہے گا۔ اور جو لوگ اس پر عمل درآمد نہیں کریں گے ان کو ذلت و رسوائی نصیب ہو گی۔ یہ بڑی بھاری تنبیہ ہے۔

قرآن حکومتوں کے قوانین کا محتاج نہیں

پاکستان بننے سے پہلے ہر مسلمان کے دل میں ولولہ تھا کہ ہم اسلامی سلطنت قائم کریں گے مگر کچھ دیر کے بعد یہ ولولہ جاتا رہا۔ کہ اسلامی زندگی اپنانی ہے۔ قرآنی قانون کے بعد کس قانون کی ضرورت ہے۔ کیا قرآن حکومتوں کے قانون کا محتاج ہے نہیں بلکہ حکومت کو قرآن کا محتاج ہونا چاہیئے۔ مسلمان کو خود قرآن پر عامل ہونا چاہیئے حکومت کی تلقین و تنبیہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

صحابہؓ نے دنیا میں انقلاب پیدا کیا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پیدا کی۔ جو جہاں گئے فرشتہ کہلائے ہسپانیہ گئے انقلاب پیدا ہوا۔ مصر میں گئے انقلاب پیدا ہوا۔ ہندوستان میں آئے انقلاب پیدا ہوا۔ اسلام نے اخوت و مساوات کا بے نظیر نمونہ قائم کیا ہے۔

قوموں میں نسلی تفاوت و امتیاز

ہندو ملیچھ کے سائے سے ڈرتا ہے ایک دری کے کونہ پر اگر ایک مسلمان بیٹھا ہو اور دوسرے کونہ پر ہندو ہو تو اس کا کھانا پلید ہو جائے گا۔ بجلی کے کرنٹ کی طرح پلیدی یک دم کھانے میں سرایت کر جائے گی۔ پادری مہتر کو گلے نہیں لگا سکتا۔ باوجود اس کے کہ وہ عیسائی ہو چکا ہے۔ امریکہ میں حبشی عیسائی ہو گئے ہیں۔ وہ ڈاکٹر بھی ہیں اور کمانڈر بھی ہیں۔ لیکن نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان کو سفید آدمی پاس نہیں بٹھاتا۔

قرآن کو دنیا میں پھیلاؤ

ان تمام امراض کا علاج اگر کوئی حکیم کر سکتا ہے تو وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ لوگ مجبور ہو کر قرآن کو اپنائیں گے۔ یہ وقت ہے کہ قرآن کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ ہمارے اوپر خدا نے احسان کیا ہے کہ قرآن کا جاننے والا مجدد زمان ہم میں مبعوث کیا ہے۔ حضرت صاحب نے قرآن پڑھا۔ بار بار پڑھا۔ مولانا نور الدین نے قرآن کا ولولہ قوم میں پیدا کیا اور مرتے دم تک قرآن کا درس دیتے رہے۔ مولانا عبد الکریم نے قرآن کے درس دیئے آج یورپ میں عیسائیت دم توڑ رہی ہے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا قرآن کریم کی تعلیم معقول ہے باطل اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا یورپ میں اہل علم رہتے ہیں۔ وہ زمین علمی تراش سے سرسبز و شاداب ہے اس دین کا بیج اگر وہاں پھینکا جائے تو بارآور ہو گا۔ قرآن کریم اکمل مکمل دستور العمل ہے۔ قرآن کے پڑھنے کا حکم حضور صلعم کو ہے تو ساری قوم کو ہے گھروں سے قرآن خوانی کی آواز آنی چاہیئے۔ بچوں کو قرآن پڑھانا چاہیئے۔ ان کے دلوں میں ولولہ پیدا کرو کہ قرآن پڑھنا ہے اس میں ہماری قوم کی فلاح اور کامیابی ہے ورنہ جتنا جتنا قوم قرآن سے دور ہوتی چلی جائے گی وہ مٹتی

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کی روایتوں کا حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کے خلاف ہونا

گذشتہ قسط میں وعدہ کیا گیا تھا کہ آئندہ قسط میں دونوں روایتوں کو حضور کی تحریروں کے خلاف ثابت کیا جائے گا۔ چنانچہ ذیل میں وہ ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

الوصیت میں بیان کردہ اصولؑ وحی الٰہی کے ماتحت ہیں

الوصیت میں جماعت کا جو نظام حضور نے قائم کیا ہے اس کی بنا حضور کے اجتہاد پر نہیں بلکہ وحی الٰہی پر ہے جیسا کہ حضورؑ الوصیت میں ہی فرماتے ہیں:۔

" اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنے ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں گے جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجا لانا ہوگا۔"

ان میں سے دوسری شرط حضور نے یہ لکھی ہے:۔

" دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور باعلم انجمن کے سپرد رہے گی اور باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے......

اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے ان کا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں۔"

مذکورہ بالا شرائط سے ظاہر ہے کہ وصیت کرنے والے پر فرض ہے کہ وہ حضور کی وصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تعمیل میں اپنے ترکہ کے متعلق یہ وصیت کر جائے کہ اس کا دسواں حصہ یا اس سے زیادہ جیسا کہ وصیت میں درج ہو کسی ایک شخص کو نہیں بلکہ انجمن کو ادا کیا جائے اور اس انجمن کا کام یہ ہوگا کہ وہ باہمی مشورے سے اس آمدنی کو ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں پر خرچ کرے۔

اب ایڈیٹر صاحب بتلائیں کہ رسالہ الوصیت کی تصنیف کرنے کے وقت تک تو ساری آمدنی وصول کرنے کا ذمہ دار انجمن کو ٹھہرا رہے ہیں اور افراد جماعت کو بھی یہی وصیت کرتے ہیں کہ وہ اپنا روپیہ انجمن ہی کو دیں اور اس آمدنی کو خرچ کرنے کا اختیار بھی انجمن کو ہی دیتے ہیں اور اخراجات کی تفصیل طے کرنا بھی اسی کے ذمہ لگاتے ہیں پھر یہ بھی وصیت کرتے ہیں کہ موجودہ ممبروں کے فوت ہو جانے کے بعد بھی یہی نظام قائم رہے یعنی انجمن ہی بنتی رہے اور وہی آمدنی وصول کرے اور وہی اسے خرچ کرے تو اب ایڈیٹر صاحب بتلائیں کہ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ کو یہ کہنا کہ کیا میں محمود کو جانشین لکھ دوں یا مقرر کر دوں تو کس غرض کے لئے انہیں جانشین مقرر کرنا تھا اگر کرتے تو ان کا تعلق نہ آمدنی وصول کرنے سے ہوتا اور نہ اس کے خرچ کرنے سے نہ وہ ترقی اسلام کے لئے کوئی پروگرام وغیرہ بنانے کے مجاز ہوتے۔ جانشین تو وہی ہوتا ہے جو اصل کا کام کرے۔ یہاں تو اصل کے تمام کام انجمن کے سپرد کر دیئے گئے تھے صرف حضور کو ہی ان میں مداخلت کا اختیار تھا کیونکہ اصل حضور خود ہی تھے۔ حضور نے اپنی زندگی کے بعد بھی یہ اختیار کسی اور کو نہیں دیا بلکہ انجمن کو ہی کلی طور پر مختار بنا دیا۔ جس کا ثبوت آگے چل کر اپنے موقعہ پر پیش کیا جائے گا۔

وحی الٰہی پر بناء ہونے کا دوسرا اور تیسرا ثبوت

پھر فرماتے ہیں:۔

" کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے"

پھر فرماتے ہیں:۔

" ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بنائیں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اسکو بدعت قرار دیں لیکن یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کے کام میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلاشبہ اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔"

ایڈیٹر صاحب غور فرمائیں کہ جس انتظام کی بنیاد ہی وحی الٰہی پر رکھی گئی ہو اس کے متعلق مامور من اللہ کیا اپنی بیوی سے مشورہ کا طالب ہوگا اور وحی الٰہی کے خلاف اس کی صوابدید پر عمل درآمد کرے گا اگر حضرت بیوی صاحبہ محترمہ یہ فرما دیتیں کہ ہاں "محمود" کو اپنا جانشین مقرر کر دو تو پھر حضور کیا کرتے کیا خدا کی وحی کو پس پشت ڈال دیتے یہ کہتے کہ مجھے تو وحی الٰہی نے کوئی اور ہی انتظام بتلایا ہے اس لئے میں تمہاری بات نہیں مان سکتا اس کے جواب میں وہ یہ نہیں کہہ سکتی تھیں کہ پھر مجھ سے دریافت ہی کیوں کیا۔ اب آپ لوگوں کے لئے دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ تسلیم کر دو کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس نے مضحکہ خیز موقف اختیار کیا اور یا یہ کہ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ کو حضور کی بات سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ اسی طرح محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت کو بھی اسی معیار پر پرکھ لیں۔ چھ جنوری تک تو حضور اپنی تحریر کردہ نظام کو وحی الٰہی پر مبنی قرار دیں اور چند دن بعد جیسا کہ آپ کہتے ہیں وحی الٰہی پر مبنی نظام کو خیرباد کہہ کر میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کا تذکرہ شروع کر دیں۔ آخر آپ خوش عقیدگی میں اس قدر حد سے تجاوز نہ کر جائیں کہ حضرت اقدس کی پوزیشن کو نعوذ باللہ مضحکہ خیز بنا دیں۔

حضرت اقدس کی بے نفسی

دیکھئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

" میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت

"دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کر دو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے"

کیا اس عبارت سے حضور کی بے نفسی واضح نہیں ہوتی اور صاف ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کا دامن اس سے پاک تھا کہ اپنے گھر میں مال لانے کی کوئی سبیل نکالیں لیکن دونوں روایتیں اس قسم کی بو کی غمازی کر رہی ہیں۔ ایڈیٹر صاحب حضور کے آخری الفاظ کی وعید سے ڈر جائیں۔

تین قسم کا نظام

الوصیت میں حضور نے جماعت کے نظام کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ کا تعلق لوگوں کو سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے بیعت لینے کے ساتھ ہے۔ اس کی مدت اس وقت تک ہے جب تک کہ کوئی شخص وحی الٰہی پا کر کھڑا نہیں ہوتا اور لازماً ایسا شخص حدیث کی پیشگوئی کے ماتحت مجدد ہی ہوگا اور یہی مفہوم حضور کے ان الفاظ کا ہے:۔

"میں خدا کی قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا اظہار ہوں گے"

ظاہر ہے کہ مجددوں کا سلسلہ تو قیامت تک چلے گا.... اور اب مجدد اس سلسلہ میں ہی پیدا ہوں گے پس جس طرح حضرت اقدس خود بحیثیت مجدد ہونے کے ہی خدا کی مجسم قدرت ہیں، اسی طرح حضور کے بعد آنے والے مجدد بھی خدا کی قدرت کا ہی مظہر ہوں گے ان کے ظہور سے قبل انجمن ہی نظام سلسلہ کو چلاتی رہے گی جیسا کہ فرمایا:۔ کہ

"جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"۔ ظاہر ہے کہ روح القدس سے تائید یافتہ مجدد ہی ہوں گے۔

بیعت لینے کے نظام کی تفصیل

سلسلہ بیعت کے متعلق حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں جماعت کو ہدایت دی ہے:۔

"اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں ایسے لوگوں کا انتخاب مؤمنوں کے اتفاق رائے سے ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مؤمن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بنائے"

ظاہر ہے کہ بیعت کا تعلق روحانی فیوض کو حاصل کرنے سے ہے اور جس شخص کے متعلق بھی کم از کم ۴۰ مؤمنوں کا اتفاق ہو جائے کہ وہ روحانی فیوض پہنچانے کے قابل ہے اس کے ہاتھ پر جتنے احمدی چاہیں بیعت کر سکتے ہیں ایسے بیعت لینے والوں کی تعداد خواہ کتنی ہی زیادہ ہو جائے جماعت کے نظام میں خلل انداز نہیں ہو سکتی کیونکہ نظام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کا فرض ہوگا کہ حضور کی ہدایت کے مطابق ایسے تمام بیعت کنندگان کو انجمن کی ہدایات پر عمل کرنے کی تاکید کرتے رہیں اور جماعت کے اتحاد کو مضبوط رکھنے کی سعی میں لگے رہیں ان کا کام تو صرف روحانی تربیت ہوگی ہاں اگر ساری جماعت ایک ہی شخص کو اس کا اہل سمجھ کر اس کی بیعت پر متفق ہو جائے تو یہ امر بھی حضور کی ہدایت کے منافی نہیں ہوگا کیونکہ ۴۰ کی تعداد تو کم از کم ہے۔

دوسرا حصہ بحیثیت مجموعی ساری جماعت سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ انجمن سلسلہ کی ہدایت کے مطابق کام کرتی رہے اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ حضور کے نامزد ممبروں کے فوت ہونے کے بعد نئے ممبروں کا انتخاب آخر سلسلہ نے ہی کرنا ہوگا۔ چنانچہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اسی طریقے پر عمل درآمد کرتی ہے کہ سلسلہ ہی ممبروں کا انتخاب کرتا ہے اور مجلس مشاورت میں تمام جماعتوں سے سلسلہ کے کاموں کے متعلق رائے لی جاتی ہے۔ آپ کی جماعت کا عمل حضور کی اس ہدایت کے خلاف ہے کیونکہ آپ کے خلیفہ کو سلسلہ کی ہدایت کو ٹھکرا دینے کا اختیار ہے باہمی مشورہ بھی آپ کے نزدیک نرا ڈھونگ ہے۔ کیونکہ ساری جماعت کے متفقہ فیصلہ کو بھی خلیفہ رد کر سکتا ہے اور یہ حضور کی ہدایت کی صریح خلاف ورزی ہے۔

تیسرا حصہ انجمن کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ وضاحت تو اوپر ہو چکی ہے اور اس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں"

کسی ممبر کو خارج کرنے کا اختیار

فرمایا:۔

"اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے"

انجمن کا ذکر ۱۲ جگہوں میں

(۱) - وصیت کرنے والا اپنا اقرار انجمن کے حوالہ کرے۔

(۲) - انجمن قانونی اور شرعی طور پر وصیت (کے) مضمون کے متعلق اپنی تسلی کرے۔

(۳) میت جب قبرستان میں لائی جائے تو وصیت کا سارٹیفکیٹ انجمن کو دکھلایا جائے اور اس کی ہدایت اور موقعہ نمائی سے دفن کی جائے۔

(۴) - انجمن کی اجازت کے بغیر نابالغ بچے دفن نہیں ہو سکتے۔

(۵) - انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اسکو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی۔

(۶) - اور جائز ہوگا کہ انجمن اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔

(۷) - انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانت دار ہوں۔

(۸) - وصیت کہ اگر کوئی شخص منسوخ کر دے تو انجمن اس کا مال واپس کر دے۔

(۹) - جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کے تابع ہوں (کسی ایک شخص کے تابع نہیں ہونگی۔ ناقل)

(۱۰) - اس ملک کی آمدنی وہاں کی انجمن وصول کرے گی اور اسی ملک کی اغراض دینیہ پر خرچ کرے گی ہاں ضرورت پڑنے پر اس ہیڈ انجمن کو بھی دینا جائز ہوگا۔

(۱۱) - انجمن میں کم از کم دو ممبر ایسے ہونے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

(۱۲) - اگر کوئی شخص متقی تو ہو لیکن جائداد نہ رکھتا ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے (یہاں بھی انجمن کو ہی اپنا قائم مقام قرار دیا ہے۔ ناقل)

ایک جھگڑے کا فیصلہ

حضور کی زندگی میں ہی انجمن کے اختیارات کے بارے میں ایک تنازعہ پیدا ہوا اس کا جو فیصلہ حضور نے کیا اسے بھی سن لیجئے:۔

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کریگی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کوئی خاص

جلسۂ راولپنڈی کی مختصر روئداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (شاخ لاہور) کے دو روزہ سالانہ اجلاس کی پہلی نشست زیر صدارت محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر مغربی پاکستان مؤرخہ ۲ مئی ۱۹۶۴ء بعد از دوپہر جناح گرلز ہائی سکول کے لان میں منعقد ہوئی جس میں مقامی و غیر مقامی احباب سلسلہ کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت کی۔ خواتین کے لئے بھی معقول انتظام تھا۔ جماعت راولپنڈی پچھلے برسوں سے ہر سال باقاعدہ جلسہ منعقد کر رہی ہے۔ جس سے دعوت و تحریک کا کام بخوبی انجام پا رہا ہے۔

جلسہ کی کاروائی کا آغاز مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبلغ اسلام امام مسجد مری کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ محترم محمد اعظم عذومی سپرنٹنڈنٹ مرکزی دفاتر انجمن نے اپنے منظوم کلام سے حاضرین جلسہ کو محظوظ کیا۔ پھر شیخ خالد اقبال صاحب متعلم ایم اے نے حضرت امام الزمان علیہ السلام کے ارشادات کشتی نوح سے پڑھ کر سنائے۔ ازاں بعد مرکزی انجمن لاہور کے جنرل سیکرٹری محترم کرنل سعید احمد صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے عصر حاضر کے مغربی مفکروں کی تصانیف سے حوالجات پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ اب مغربی مشاہیر اور مصنفوں کو روحانیت کی تلاش ہے۔ اور وہ مادیت سے سکون اور اطمینان پانے میں ناکام رہے ہیں۔ آج ان کی زبانوں اور قلموں سے وہی اصول نکل رہے ہیں جو مخبر صادق ﷺ نے آج سے چودہ سو برس پہلے بیان کئے تھے۔ محترم مقرر نے بیان کیا کہ جب انیسویں صدی میں یورپ کے علم دوست طبقہ کا مسیحیت کے فرسودہ عقاید مثلاً الوہیت مسیح۔ ابنیت مسیح اور کفارہ پر کسی طرح بھی ایمان قائم نہ رہ سکا تو عیسائی مشنریوں نے سرزمین مشرق کا رخ کیا کیونکہ مغرب کے مقابلہ میں یہاں تعلیم اور سائنس کی کمی تھی۔ مگر عین اسی زمانہ میں مشیت ایزدی نے سرزمین مشرق میں مسیح موعود نازل کر کے فتح اسلام کا آغاز کیا جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ میرا کام کسر صلیب ہے۔ چنانچہ آپ کے ہاتھوں عیسائی مشنریوں کو ہر محاذ پر شکست اٹھانی پڑی۔ ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ مگر مقام افسوس ہے کہ حضرت مسیح الزمانؑ کے فرمودات پر قوم نے کماحقہ لبیک نہ کہا۔ اور عیسائی مشنری مختلف رنگوں میں اپنے دجل و تلبیس کا جال پھیلاتے چلے گئے۔ کرنل صاحب نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اپنے وسائل کے مطابق عیسائیت کے فروغ کی روک تھام کر رہی ہے مگر یہ کام تمام مسلمان قوم کا ہے کہ وہ اس جہاد اکبر میں ہمارے ساتھ تعاون کرے۔ عیسائی ممالک تبلیغ عیسائیت کے لئے بڑی رقمیں صرف کرتے ہیں چنانچہ حال ہی میں عیسائی مشنریوں ... نے اوکاڑہ اور سندھ میں اپنے تبلیغی مراکز قائم کئے ہیں مگر ان کے مقابل عامۃ المسلمین میں وہ ولولہ نظر نہیں آتا جو اس موقعہ پر ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ آج مغرب میں اہل علم اور اہل قلم عیسوی عقائد سے بیزار ہو چکے ہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ انکو اسلام کی عالمگیر تعلیم سے روشناس کرایا جائے۔

آپ نے یہ تجویز پیش کی کہ جماعت کو چاہیئے کہ پاکستان میں ردّ عیسائیت کے لئے ایک مرکز کھولے جہاں ریسرچ سکالر ہوں۔ ایسے سکالروں کو عبرانی کی تعلیم دی جائے اور اگر ضرورت ہو تو فلسطین میں تحقیقات کے لئے بھی بھیجا جائے تاکہ صحائف قمران جو نتیجے عیسائی اخذ کر رہے ہیں ان کا مطالعہ کریں میرے خیال میں ایسا مرکز اوکاڑہ میں کھولنا بہت مناسب ہوگا۔ کیونکہ وہاں عیسائی بھی بڑے پیمانے پر اپنا مرکز کھول رہے ہیں۔

کرنل صاحب موصوف کی تقریر کے بعد "افریقہ میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ سابق ڈائرکٹر مسلم مشن نائجیریا (افریقہ) نے ایک معلوماتی تقریر فرمائی۔ قاضی صاحب موصوف تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں افریقہ تشریف لے گئے تھے اور وہاں کامیاب دعوت و تحریک اسلام کا کام کرنے کے بعد پچھلے سال واپس ہوئے ہیں۔ وہاں کی تاریخ اسلام۔ تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ حالت اور وہاں کے لوگوں کا اسلام کی طرف میلان کا قاضی صاحب موصوف نے تفصیل سے جائزہ پیش کیا۔ اور فرمایا کہ وہاں پر دعوت و تحریک اسلام کے لئے بڑا میدان ہے۔ وہاں کے لوگ اپنے آبائی مذہب سے بیزار ہو کر دین فطرت "اسلام" کو قبول کرنے میں گرمجوشی دکھلا رہے ہیں۔ آپ نے افریقہ میں تبلیغ اسلام کا جائزہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مقام شکر ہے کہ وہ ملک جماعت احمدیہ لاہور کی قلمی خدمات سے بڑا متاثر ہے اور اس جماعت کے لٹریچر سے متاثر ہو کر ہی بعض لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے جماعت احمدیہ لاہور کا لٹریچر بہت پہلے سے اس ملک میں پہنچ چکا ہے۔ قادیانی جماعت کے مبلغ بھی وہاں پر کام کر رہے ہیں مگر مشاہدات یہ ہیں کہ انہوں نے بھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور ووکنگ مسلم مشن کے لٹریچر سے ہی استفادہ کیا ہے اور دعوت و تحریک کے میدان میں اس لٹریچر کو استعمال کیا ہے۔ وہاں سے ایک دو ورقہ ہفتہ وار اخبار نکلتا ہے جس میں حضرت مولنا مرحوم اور خواجہ صاحب کی تصانیف کو لوگوں سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ اور مولنا مرحوم کی کتب کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ قاضی صاحب موصوف نے فرمایا کہ ربوہ جماعت کے بلند بانگ دعاوی کے باوجود حقیقت یہی ہے کہ یہ جماعت وہاں کوئی بنیادی اور مستحکم کام سرانجام نہیں دے رہی ہے۔ ان کا کام محض تعلیمی ہے دینی اور تبلیغی نہیں ہے۔ میرے دوران قیام میں ان کی طرف سے کوئی عوامی تقریر نہیں ہوئی۔

آپ نے فرمایا کہ وہاں کے لوگ مذہب کے متلاشی ہیں۔ ایسا مذہب جو انہیں اطمینان قلب عطا کرے۔ چنانچہ اسلام ہی ان کے دل کی تڑپ کا جواب ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے وہاں میدان صاف ہے احسن طریق سے وہاں دعوت و تحریک کا کام بڑے اچھے پیمانے پر عمدہ نتائج پیدا کر رہا ہے اور کریگا۔

آپ نے بتایا کہ میں نے بہت سے لوگوں افسروں، حاکموں سے ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنا ہمنوا پایا انہوں نے نہ صرف ... ذہنی اور لسانی طور پر میری اعانت کی بلکہ مالی امداد بھی دی جس سے میں نے سلسلہ کی بعض کتب چھپوا کر شائع کیں۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کے میدان میں خدا کے فضل سے ہمیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہاں کے عیسائی اپنے تحکمی عقائد سے دل برداشتہ ہو کر مسلمان ہو رہے ہیں اور دین اسلام کی حیات بخش تعلیم سے بہرہ اندوز ہو کر دل و دماغ کا سکون حاصل کر رہے ہیں۔

قاضی صاحب موصوف نے فرمایا کہ تبلیغ دین کا کام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہی کر سکتی ہے اس لئے کہ اس کے عقائد تمام کے تمام دین فطرت کے عین مطابق ہے۔

صدر جلسہ جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی صدارتی تقریر کے بعد جلسہ کی کاروائی ختم ہوئی۔ بعد از نماز مغرب مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں جماعت کے استحکام اور توسیع کے بارہ میں مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔ (باقی ـــ باقی)

چک نمبر ۲ اوکاڑہ میں نماز جمعہ

اور چند مفید تجاویز

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۴)

کو پروان چڑھائیں گے جن کا تذکرہ پہلے ۷۸ میں کیا گیا تھا حسب عادت مکرمی چوہدری بشیر احمد صاحب نے ۳ بجے پر تکلف چائے سے حاضرین کی تواضع کی۔ اس مختصر قیام میں بہت مفید باتوں کا تذکرہ ہوتا رہا۔

نیز پاس ہوا کہ اس جمعہ کی مختصر روئداد ... کا خریدار چوہدری فضل داد ... ایڈمنسٹریٹر چک ... کو دیا جائے۔ دستخط فضل داد ایڈمنسٹریٹر

چک نمبر ... اوکاڑہ ضلع منٹگمری

حج بیت اللہ کے حالات

(ممتاز احمد صاحب فاروقی)

بفضلہ تعالیٰ تمام مناسک حج ادا کرنے کے بعد، اور زیارت روضۂ نبویؐ تو پہلے ہی کر چکے تھے میں اور میری اہلیہ ہوائی جہاز سے بروز جمعرات ۳۰ اپریل کی دوپہر کو کراچی پہنچ گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے توفیق بخشی کہ ان فریضوں کو ادا کر سکے اور بسلامت خیریت کے وطن واپس آ گئے۔

جہاں تک موقع ملا میں نے مکہ اور مدینہ میں نہ صرف اپنے لئے۔ اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے۔ بلکہ اپنی احمدیہ جماعت کے لئے خصوصاً اور پاکستان اور رفاعۃ المسلمین کے لئے عموماً دعائیں مانگیں اللہ تعالےٰ درجہ قبولیت بخشے۔

اس دفعہ موسم حج کے موقعہ پر اچھا ہی رہا۔ اندازہ ہے کہ دس لاکھ سے زائد مسلمانوں نے فریضۂ حج ادا کیا۔ ان میں سے ایک کافی حصہ افریقہ کے حبشی مسلمانوں کا تھا۔ اور کثیر حاجیوں میں عورتیں نصف سے زاید ہوں گی۔ اس دفعہ ہوائی جہازوں سے بہت مسلمان حاجی لوگ آئے۔

اگرچہ حرم کعبہ میں عمارتیں بڑھائی جا رہی ہیں اور نئی تعمیرات ہو رہی ہیں پھر بھی وہ ناکافی ہی ثابت ہو رہی تھیں۔ مکمل ہو جانے پر ممکن ہے سب حاجیوں کے لئے کافی ثابت ہوں۔ اس دفعہ حج کے موقعہ پر عام طور پر حاجیوں کی صحت اچھی ہی رہی۔ صرف زکام کھانسی کی شکایت ہو جاتی تھی۔ یا بعض اوقات سوئے ہضم کی۔ حاجیوں کے لئے انتظامات کافی کئے گئے تھے۔ مگر اتنی بھیڑ بھاڑ میں کچھ نہ کچھ شکایات کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

اس دفعہ مکہ معظمہ میں پانی کی کمی زیادہ محسوس کی جا رہی تھی اور رہائش کی تنگی اور مہنگا پن۔ اور مالکان مکانات کا ہر قسم کے وعدے کر کے پھر اُن سے پھر جانا۔ اس کی عام شکایت تھی۔ لینڈ لارڈز کا ایک ایسا گروہ ہے جو کہ ہر طریق سے حاجیوں سے روپیہ جھاڑ لینا جائز سمجھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دے۔

زبان کی مشکلات حاجیوں کے لئے بہت ہی تکلیف دہ ثابت ہو جاتی ہیں۔ شاذ و نادر ہی مجھے کوئی عرب ملا جو کہ انگریزی سمجھ یا بول سکتا ہو۔ اُردو سمجھنا تو درکنار رہا۔ اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ گورنمنٹ کم از کم ہوائی اڈوں۔ کسٹم سٹنڈ۔ حاجی کیمپ۔ موٹر کاروں کے اڈوں وغیرہ پر کوئی گائیڈ یا دوسری زبانیں سمجھنے والا شخص مقرر کرے جو کہ حاجیوں کی ان کی جائز اور ضروری باتوں میں رہنمائی کر سکے۔ ورنہ حاجی لوگوں کو وقت کا اور مال کا نقصان اور جسمانی تکالیف بھی اُٹھانی پڑ جاتی ہیں۔ ویسے جہاں معلم یا اُن کے وکیل موجود ہوں۔ وہاں حاجیوں کو بہت سہولتیں مل جاتی ہیں۔ پھر بھی زبان کی لاعلمی کی وجہ سے اور جگہ کی ناواقفیت اور عارضی قیام کی وجہ سے حاجی بیچارہ مسکین ہوتا ہے۔ اور بعض عرب دوکاندار یا موٹر کاروں والے یا چھوٹے درجے کے ملازمین اُن سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

دوسری بات جو میں نے محسوس کی وہ یہ تھی کہ ہزاروں لاکھوں جانوروں کی قربانی کے بعد ان کی نعشیں دفن کر دی جاتی ہیں۔ اگر گورنمنٹ ہمت کرے تو ان مردہ جسموں سے کھاد تیار کرنے کا کارخانہ لگایا جا سکتا ہے۔ جس کو گورنمنٹ چاہے تو مفت یا معمولی قیمت پر اپنے ہی دہقانوں میں تقسیم کرے اور کھالوں اور چمڑوں کو صاف اور TAN (ٹین) کر کے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

خیر پھر بھی حاجیوں کے آرام اور مناسک حج ادا کرنے کے سلسلہ میں بہت کچھ نئے انتظامات ہو رہے ہیں۔ کم سے کم برف ہر جگہ مل جاتی ہے اور حضرت ابراہیمؑ کی دُعا کی قبولیت میں ہر قسم کا پھل تازہ اور ڈبوں میں مہیا رہتا ہے۔ خدا کا شکر ہے۔

والسلام
ممتاز احمد فاروقی

تربیتی جلسوں کا پروگرام

خواتین و احباب جماعت لاہور یاد رکھیں

عورتوں کا تربیتی اجلاس :- ہر ماہ کا پہلا جمعہ۔ بمقام احمدیہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور

مردوں کا تربیتی اجلاس :- ہر ماہ کا آخری جمعہ۔ بمقام احمدیہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

مسلم ٹاؤن میں تربیتی اجلاس :- ہر ماہ کی پہلی بدھ۔ بعد از نماز مغرب ادارہ تعلیم القرآن میں۔

لاہور چھاؤنی " " :- ہر ماہ کی دوسری بدھ۔ بعد از نماز مغرب بر مکان قاضی بشیر احمد صاحب قاضی محلہ۔ صدر

ان اجلاسوں میں قریب قریب کے جملہ احباب اور خواتین کی شمولیت نہایت ضروری ہے۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ دو تین دن کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں۔ جمعہ تک انشاء اللہ واپس تشریف لے آئیں گے۔

ولادت اور عطیہ

پشاور سے محمد الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں

—— اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے بابو محمد صادق صاحب کے ہاں فرزند نرینہ عطا کیا ہے جس کا نام حضرت امیر قوم نے محمد سرور تجویز کیا ہے۔ میں جماعت پشاور کی طرف سے بابو صاحب اور ان کے والد بزرگوار مولانا عبد الرحمٰن صاحب سکنہ تھالی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مولود کو عمر دراز عطا کرے۔ اور دین کا خادم بنائے اور مولود اپنے والدین کے لئے باعث مسرت ہو۔ اس خوشی میں محترم بابو صاحب نے مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام کے لئے عطا کئے ہیں۔

شکریہ عیادت و درخواست دُعا

—— عزیز ہوٹل ملتان۔ مورخہ ۹ $\frac{5}{64}$

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم۔ میری درخواست پر جو میں نے اپنے والد بزرگوار خان عبد العزیز خان، مالک عزیز ہوٹل ملتان کی علالت کے سلسلہ میں دعا کے لئے کی تھی۔ جن احباب نے اظہار ہمدردی اور مخلصانہ دعاؤں سے نوازا ہے میں ان کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان سے مزید اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اس سلسلہ میں اس نیک جذبہ کے ماتحت اپنی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں گے تاکہ انہیں درگاہ ربّ العالمین سے کمل طور پر شفا حاصل ہو۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ابھی تک اُن کی قوت گویائی بحال نہیں ہوئی اور وہ نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج ہیں۔ میں اپنی پریشانیوں کی وجہ سے فرداً فرداً ان خطوط کا جو میرے والد صاحب کی علالت کے سلسلہ میں موصول ہو رہے ہیں جواب دینے سے قاصر ہوں۔ اس لئے آپ کے جریدہ کی وساطت سے ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تابعدار محمد صدیق خان
عزیز ہوٹل ملتان چھاؤنی۔ ملتان

درخواست برائے دُعا

احقر آج کل گھریلو اور مالی پریشانیوں میں بری طرح مبتلا ہے۔ سلسلہ کے بزرگوں اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ سے استدعا ہے۔ کہ احقر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

میاں ذکاء اللہ
ملٹری فادم۔ ملیر کینٹ کراچی ۹

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کی روایتوں کا حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے خلاف ہوتا

(بقیہ صفحہ نمبر ۸)

ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری
زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر
میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا ۔"

ایڈیٹر صاحب بتلائیں کہ ان تینوں نظاموں میں میاں محمود احمد صاحب کہاں رکھے جا سکتے تھے ۔ بیعت لینے کے لئے ان کو جانشین نہیں بنایا جا سکتا تھا کیونکہ اس کے لئے حضور نے چالیس مومنوں کے اتفاق کی شرط لگا دی سلسلہ وہ نہیں بن سکتے انجمن کی جگہ وہ نہیں لے سکتے اور نہ اسکے کسی کام میں مداخلت کر سکتے ہیں جیسا کہ حضور کی ہدایات سے ظاہر ہے تو حضرت اقدس نے حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ اور محترمہ بیگم صاحبہ کے سامنے محمود کو جانشین بنانے کی تجویز کس طرح رکھی تھی، ان حقائق کی روشنی میں ان روایات کو غلط قرار دینے میں کیا ہم حق بجانب نہیں میں نے تو ادب کو مدنظر رکھتے ہوئے انکے حافظہ کی غلطی ہی قرار دیا ہے ورنہ آئندہ قسط میں آپ دیکھ لیں گے کہ روایت گھڑنے میں آپ کی جماعت کے بعض افراد کس قدر دلیر ہیں

وصیت کا مفہوم

وصیت کا صحیح مفہوم حضور کی زندگی میں ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ماہ مئی کے پرچہ میں صفحہ ۱۹۲ پر شائع ہو گیا تھا ۔ اس رسالہ میں حضور کی زندگی میں کامیابیوں کی پیشگوئیوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے :-

"دوسرا وعدہ کامیابی کا جو اس سلسلہ کو دیا گیا ہے وہ اس کے بانی کی وفات کے بعد ظہور پذیر ہونے والا ہے اور وہ وعدہ ان الفاظ میں ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ پہلے وعدہ کا پورا ہونا صاف بتلا رہا ہے کہ دوسرا وعدہ بھی پورا ہو کر رہے گا یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ آپ کے ایک لڑکے کے ذریعہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلسلہ کی راہنمائی کے لئے مامور ہوگا (مامور کا لفظ مدنظر رکھیں ناقل) یہ سلسلہ بڑا اقتدار اور قوت حاصل کر لے گا ۔ جب تک ایسا شخص ظاہر ہو اس وقت تک آپ کی یہ وصیت ہے کہ جس شخص کے استقبالیہ ہونے کی ۴۰ مومن شہادت دیں وہ لوگوں سے بیعت لیتے رہیں لیکن انتظام سلسلہ ایک انجمن کے سپرد کیا گیا ہے ۔ جس کا نام صدر انجمن احمدیہ ہے اور جو قائم ہو چکی ہے"

جماعت پشاور کی خبریں

شادی اور عطیہ

(۱) ملک جرہ باز خان کے فرزند اصغر مسمی خوش دل کی شادی خانآبادی مراد خان کی لڑکی سے ہوئی ہے خطبہ نکاح صاحبزادہ فضل عالی خان نے پڑھا ۔ سامعین اس سے کافی متاثر ہوئے یہ تقریب نہایت سادہ طریق پر منائی گئی ۔ اس موقعہ پر ملک صاحب نے مبلغ دس روپے اشاعت اسلام کے لئے بطور عطیہ دیئے ہیں ، دعا ہے کہ خدا تعالےٰ جانبین کے لئے یہ تقریب مبارک ثابت کرے میں جماعت پشاور کی طرف سے ملک جرہ باز خان اور صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

(۲) ملک خباز خان کی نواسی کی شادی معظم خان سے ہوئی ہے ۔ جس کا خطبہ نکاح صاحبزادہ فضل عالی نے پڑھا ۔ اس موقعہ پر سلیم خان نے جو معظم خان کا والد ہے مبلغ دس روپے اشاعت اسلام کے لئے دیئے ہیں ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس شادی کو مبارک ثابت کرے آمین

شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ کی علالت

ہمارے معزز اور قابل احترام بزرگ شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ پشاور کافی دنوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں ۔ بزرگان سلسلہ سے استدعا ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انکو صحت کاملہ عطا فرمائے ۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی ادرایسی پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح ۱۳ مئی ۱۹۶۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳ شمارہ ۱۹

جلد ۵۲ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۷ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۰

بحرِ حکمت کے موتی

وعن عوف بن مالك الاشجعي رضؓ قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم تسعة او سبعة فقال الا تبايعون رسول الله صلى الله صلى الله عليه وسلم فبسطنا ايدينا وقلنا علام نبايعك يا رسول الله قال على ان تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وتصلوا الصلوٰة الخمس وتسمعوا وتطيعوا واسر كلمة خفيفة قال ولا تسئلوا الناس شيئا - فلقد رايت بعض اولئك النفر يسقط سوط احدهم فما يسئال احدا يناوله اياه اخرجه مسلم وابوداؤد والنسائی - تلخیص الصحاح -

ترجمہ:- عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ ہم لوگ نو یا آٹھ یا سات آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے فوراً ہم سب نے ہاتھ پھیلائے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آپ سے کس بات پر بیعت کریں آپ نے فرمایا کہ اس بات پر کہ تم خدا تعالے کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور پانچ وقت کی نمازیں (حتی الوسع باجماعت - ناقل) پڑھا کرو اور میری باتیں سنا کرو اور اطاعت کیا کرو اور ایک بات آہستہ سے یہ فرمائی کہ لوگوں سے کچھ سوال مت کیا کرو - راوی کہتا ہے کہ میں نے ان لوگوں میں سے بعض اشخاص کو (اس قدر محتاط) دیکھا کہ ان کا کوڑا بھی گر جاتا تو وہ کسی سے یہ سوال نہیں کرتے کہ اسے اٹھا کر دو (بلکہ) خود ہی لیتے۔ (غلام قادر ڈار)

آپس میں محبّت کرو بد خُلقی نہ کرو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے میں سے کمزور اور کچے لوگوں پر رحم کریں۔ ان کی کمزوری کو دُور کرنے کی کوشش کریں ان پر سختی نہ کریں اور کسی کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش نہ آئیں۔ بلکہ ان کو سمجھائیں۔ دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی بعض منافق آ کر مل جاتے تھے۔ پر حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ ابن ابی جس نے کہا تھا کہ غالب لوگ ذلیل لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے۔ چنانچہ سورۃ منافقون میں درج ہے۔ اور اس سے مراد اس کی یہ تھی کہ کفار مسلمانوں کو نکال دیں گے اس کے مرنے پر حضرت رسول کریمؐ نے اپنا کرتہ اس کے لئے دیا تھا۔

میں نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں دعا کے ساتھ اپنی جماعت کی مدد کروں۔ دعا کے بغیر کام نہیں چلتا۔ دیکھو صحابہ رضؓ کے درمیان بھی جو لوگ دعا کے زمانہ کے تھے۔ یعنی مکّی زندگی کے۔ جیسی اُن کی شان تھی ویسی دوسروں کی نہ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ جب ایمان لائے تھے تو انہوں نے کیا دیکھا تھا۔ انہوں نے کوئی نشان نہ دیکھا تھا۔ لیکن وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اخلاق اور اندرونی حالات سے واقف تھے۔ اس واسطے نبوت کا دعوےٰ سنتے ہی ایمان لے آئے۔ اسی طرح میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے دوست یہاں آیا کریں اور رہا کریں۔ گہرا دوست اور پُرانا واقف بن جانے سے انسان بہت فائدہ اٹھاتا ہے۔ معجزات اور نشانات سے ایسا فائدہ نہیں ہوتا۔ معجزات سے فرعون کو کیا فائدہ ہوا۔ معجزات کے ہزاروں منکر ہوتے ہیں۔ اخلاق کا منکر کوئی نہیں ہوتا۔ طالب ہو کر اصلی اور جگری حالات کو دریافت کرنا چاہیئے۔ آریہ لوگوں نے حضرت رسول کریمؐ پر اس قدر اعتراض کئے ہیں۔ لیکن اگر ان لوگوں کو آپ کے اصلی حالات اور اخلاق کریمہ کی خبر مل جاتی تو یہ کبھی ایسی جرأت نہ کرتے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے اخلاق کے دو پہلو دکھلائے، ایک مکی زندگی میں جبکہ آپ کے ساتھ صرف چند آدمی تھے اور کچھ قوت نہ تھی۔ دوسرا مدنی زندگی میں جب آپ فاتح ہوئے اور وہی لوگ جو آپؐ کو تکالیف دیتے تھے اور آپؐ ان کی ایذا دہی پر صبر کرتے تھے اب آپؐ کے قابو میں آ گئے ایسا کہ جو چاہتے آپؐ ان کو سزا دے سکتے تھے مگر آپؐ نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر ان کو چھوڑ دیا اور کچھ سزا نہ دی۔

(الحکم جلد ۵ ۷ ۹ تاریخ تقریر ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط محمد شایا عمر۔ الورن۔ نادرن نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کے بہت سے پمفلٹس جو آپ نے میرے ایک دوست کو بھیجے تھے پڑھے ہیں چونکہ میں مسلمان ہوں۔ میں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا اور کافی تعلیم حاصل کی ہے۔

میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے سیرت آف دی پرافٹ۔ ٹیچنگز آف اسلام ارسال فرمائیں مشکور رہوں گا۔

جواب کا منتظر

(لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

(غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط عبدالرحیم سلاڈو۔ شمالی نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔ برائے کرم اس سلسلہ میں میری معاونت فرماکر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں اور ساتھ ہی فہرست کتب بھی۔

آپ کے لٹریچر نے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں یہاں بہت کام کیا ہے خاصکر عیسائی معتقدات اور عیسائیت کے متعلق بڑے اچھے نقاط لکھے ہیں۔ ہر ایک لٹریچر کی جو آپ مجھے ارسال کریں دو دو کاپیاں بھیجیں۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام۔ اور مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط بابا اولوساسا الورن نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں چند سطور آپ کی خدمت عالیہ میں لکھ رہا ہوں۔ امید ہے انتہائی غور فرما کر شکریہ کا موقع مرحمت فرمائیں گے۔

اس خط کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میں آپ کا ہم مذہب ہوں۔ مگر ابھی تک مذہب اسلام کے متعلق اندھیرے میں ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

ابھی چند ماہ ہی ہوئے ہیں کہ میں مسلمان ہوا ہوں۔

میں نوجوان ہوں۔ روز سکول جاتا ہوں۔ کیا آپ مجھے چند کتب ارسال کریں گے۔

امید ہے آپ ضرور معاونت فرمائیں گے۔

میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے اپنا ممبر بنالیں۔

شکریہ

(ان کو انگریزی لٹریچر روانہ کیا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

غلام قادر ڈار

ترجمہ خط ۔یحیٰی ساندا۔ الورن۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو کتابیں میں نے مانگی تھیں ان کے بھیجنے کا شکریہ۔ میں نے ان کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے اور مجھے خوب سمجھ آگئی ہے۔

کتابوں کا ترجمہ بہت پُر لطف اور صداقت تھا۔ میں اب محسوس کرتا ہوں کہ دنیا کے مسلمان کتنی اہمیت رکھتے ہیں۔

ایک بات نے مجھے حیران کیا ہوا ہے وہ کیا ہے اور کس طرح حل ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن کو کس طرح ٹھیک طور پر سمجھا جائے۔ اور میں عربی سمجھ نہیں سکتا۔ اگر آپ مجھے انگریزی میں ارسال کریں تو میں اس کی قیمت بھی ادا کر دوں گا۔ اور لٹریچر بھی متعلقہ اسلام اور عیسائیت ارسال کریں۔

میں بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کی ہر معاملہ میں مدد کرے اور کام میں برکت ڈالے۔

والسلام ۔ آپ کا ......

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

(غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط ایس۔ ڈبلیو۔ بی۔ عارفین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری مودبانہ التماس ہے کہ آپ مجھے مجددوں کی فہرست پہلی صدی سے اب تک تاریخ وار ارسال کریں اور ساتھ ہی ان کی روحانی خصوصیات جو انہوں نے ادا کیں۔

اخبار لائٹ جو کافی عرصہ بعد ملی شکریہ۔ مہربانی کر کے پاری برانچ کو ہرگز لٹریچر بھیجنے میں تاخیر نہ کی جائے۔ اس سے ان کی ترقی میں رکاوٹ ہوگی۔

مؤرخہ ۴/۴۔۱۰ کو ایک چھوٹی سی برانچ کیننگ میں کھولی گئی ہے۔ اور ایک برانچ پاری میں آئندہ کھولی جائے گی۔

نئے ممبر جو ابھی ہمارے ساتھ ہیں ان کے نام ڈکمبن۔ مکلاسں۔ عبداللہ اور شکر دین ہیں۔

آپ کا مکتوب گرامی ملا ہے جس کا شکریہ

امید ہے کہ ہیڈ کوارٹر کے تمام ممبران خیریت سے ہوں گے۔ اور خداوند کریم سے دعا ہے کہ وہ دین میں پھلیں پھولیں۔ آمین۔

حدیث بخاری پہلا حصہ مل گیا ہے جس کا شکریہ ہم اب دوسرے حصوں کی توقع رکھتے ہیں۔

(انہیں باقی حصص بھی بھیجے جا رہے ہیں۔ خط لکھا گیا ہے)

(غلام قادر ڈار)

مجلس معتمدین کا اجلاس

مؤرخہ 5/64-24 اتوار کو صبح ½9 بجے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ معتمدین کو ایجنڈا بھجوایا گیا ہے اگر کسی ممبر کو نہ ملا ہو تو از راہ کرم دفتر میں اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بھیجا جائے۔

اجلاس میں آپکی شمولیت ضروری ہے تا قابل جلسہ ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری 16/5/64

جماعت بدوملھی کا جلسہ

جماعت بدوملھی کا جلسہ ۳۰ و ۳۱ مئی کو ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی مولنا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب۔ مولینا محمد یعقوب خاں صاحب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ مولینا عبدالمنان صاحب عمر۔ مولنا احمد یار صاحب۔ حافظ شیر محمد صاحب اور کرنل سعید احمد صاحب شمولیت فرما رہے ہیں۔

۲۶ مئی کا قابلِ یادگار دن

۲۶ مئی کا دن احمدیت کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے یہ وہ دن ہے جب وہ مامور الٰہی جو چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے علاوہ مسیحیت و مہدویت کے منصب عالی پر فائز ہو کر آیا۔ اور جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام پہنچانے کا ارشاد فرمایا ۲۳ سال سے زیادہ مدت تک مذاہب عالم کے مقابلہ میں اسلام کی مدافعت کا فرض نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے کے بعد واصل باللہ ہو گیا۔ اس فرض کی سرانجام دہی میں آپ کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں، کتنی سخت مخالفتیں برداشت کرنی پڑیں، نہ صرف غیروں کی طرف سے بلکہ اپنوں کے طعن و تشنیع، طرح طرح کے اعتراضات اور افتراء و بہتان، تکفیر و تکذیب اور جان سے مار دینے کی سازشوں کا شکار ہونا پڑا، غیروں کی طرف سے مقدمات چلائے گئے، اور مسلمان ان کے حامی بن گئے، اسلام کی حمایت میں میرزا کی دعاؤں نے جو کرشمے دکھائے اور جو روشن نشانات دنیا نے دیکھے، ان کی تکذیب خود مسلمانوں نے کی تاکہ میرزا جھوٹا ثابت ہو جائے خواہ اسلام کا کچھ باقی رہے یا نہ رہے، پھر ہندوؤں، آریوں، سکھوں، برہموؤں اور عیسائیوں پر جو اتمام حجت اس مامور من اللہ کی طرف سے ہوا اور جس ہزیمت کا انہیں شکار ہونا پڑا، یہ ایک علیحدہ مضمون ہے، جو اس آرٹیکل کا موضوع نہیں۔ یہاں ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ ان سب امور کو نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے کے بعد وہ پاک انسان جس کو بعد میں "فتح نصیب جرنیل" کا خطاب دیا گیا، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل باللہ ہو گیا، یقیناً وہ دن نہایت سوگوار تھا کہ اسلام کا یہ فتح نصیب جرنیل ہم میں سے اٹھ گیا، ساری احمدی قوم اور دوسرے سنجیدہ و فہمیدہ معاصرین بھی اس دن بہت ہی غم و افسوس میں مبتلا ہو گئے، وہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ سلسلہ جو اس مسیحا نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کیا تھا، اب آگے چل سکے گا یا نہیں، لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ جو ہر قسم کی شدید ترین مخالفتوں کے باوجود زندگی کی ۵۶ بہاریں اب تک دیکھ چکا ہے اور جس مقصد کے لئے اسے قائم کیا گیا تھا اسے دن بدن زیادہ سے زیادہ کامیابی کیساتھ سرانجام دیتا چلا جا رہا ہے۔ ان تمام امور کی تفصیل آئندہ اشاعت میں آپ کو ملے گی جو مسیح موعود نمبر کے نام سے شائع ہونے والا ہے۔

ان حالات میں احمدی قوم کو سوچنا چاہیئے کہ ۲۶ مئی کا دن اگرچہ ایک افسوسناک حادثہ کی یاد ہمیں دلاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جن کامیابیوں اور ایمان افروز حالات میں حضرت کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد یورپ و امریکہ اور دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں آپ کے متبعین کو جو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں، ان سب کے پیش نظر یہ دن تاریخ احمدیت میں ایک بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے یہ دن ہر سال خاص طور پر منایا جاتا ہے۔ اس کی غرض سوائے اس کے کوئی نہیں، کہ اس مامور من اللہ کی تعلیما اس کے اخلاق و عادات اور ان کارناموں کو یاد دلایا جائے جو اسلام کی تائید و حمایت میں اس سے سرانجام پائے اس لئے ضرورت ہے کہ اس دن کو پبلک جلسے منعقد کئے جائیں اور جماعتی لٹریچر کو خاص طور پر تقسیم کیا جائے تاکہ اس مامور الٰہی کے متعلق جو غلط فہمیاں عام طور پر پھیلی ہوئی ہیں، ان کا ازالہ ہو سکے اور اشاعت اسلام کے کام کو زیادہ وسیع پیمانہ پر پھیلایا جا سکے، جماعت لاہور اس موقعہ پر ایک خاص جلسہ منعقد کر رہی ہے اور پیغام صلح کا ایک خاص نمبر بھی شائع ہونے والا ہے۔ ضرورت ہے کہ بیرونی احباب بھی اس دن کو خاص طور پر منائیں۔ جلسے منعقد کر سکیں تو وہ بھی کریں۔ لیکن اس کے علاوہ ہر احمدی اپنے حلقۂ احباب میں ملاقاتوں کے ذریعہ اور مفت جماعتی لٹریچر پہنچا کر اس فرض کو ادا کرے جو مامور من اللہ کی طرف سے اس پر عائد کیا گیا ہے۔

درخواست دعا

— ڈیرہ غازی خان سے چوہدری علم دین صاحب لکھتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی چوہدری نبی بخش صاحب نمبردار چک ۶۹/۴ گ۔ ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ عرصہ چار ماہ سے سخت بیمار چلے آ رہے ہیں پیٹ پھول چکا ہے ہسپتال میں داخل ہیں، احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

تقریب شادی

مورخہ ۵/۴ ۶۴-۱ کو ایبٹ آباد میں شادی کی ایک تقریب منعقد ہوئی۔ امجد جاوید خلف الرشید چوہدری ظہور احمد صاحب، و عطیہ سعیدہ دختر خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا نکاح مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے بعوض بیس ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔ مقامی حکام، ضلع ہزارہ کے معززین۔ پشاور و دیگر مقامات کے رؤسا و انگریز اور دیگر معزز احباب کثیر تعداد میں موجود تھے۔ خانصاحب موصوف نے خطبہ نکاح میں ۴۵

ابھی کچھ بیان کیا وہ حقائق و معارف سے پُر اور معلومات روحانیات کا ایک سمندر تھا۔ اسی روز ۵ بجے شام رخصتانہ ہوا ۔ ۱۲ کو چوہدری ظہور احمد صاحب کی طرف سے ایمبیسیڈر ہوٹل لاہور میں

(باقی بر کالم ...)

اخبار احمدیہ

ایک معزز دوست کی افسوسناک موت

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت قابل اور معزز دوست خان بشارت احمد خان صاحب اے آئی جی گذشتہ ۱۲ مئی کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون، مرحوم، نواب خانصاحب مرحوم کے صاحبزادہ اور ڈاکٹر حسن علی خان صاحب کے بھتیجے تھے۔ اور پولیس کے محکمہ میں نہایت نیک نام افسر سمجھے جاتے تھے، وفات سے ایک دن پہلے اچھے بھلے اپنے کام میں مصروف تھے، رات کو دل کا دورہ اٹھا۔ ہسپتال لے جایا گیا جہاں ہر قسم کی طبی امداد دی گئی لیکن جانبر نہ ہو سکے، ان کی وفات نہ صرف ان کے عزیز و اقرباء کے لئے بلکہ تمام جماعت کے لئے رنج و اندوہ کا موجب ہے، ہم اس صدمہ میں محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب۔ اور مرحوم کی ہمشیرہ جناب تاج بیگم صاحبہ پروفیسر لاہور کالج فار ویمن، ان کی بیگم صاحبہ اور صاحبزادہ اور صاحبزادیوں اور دیگر تمام لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو غریق رحمت فرمائے احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

شادی اور عطیہ

— ۸ مئی ۱۹۶۴ء بروز جمعہ محترم شیخ فضل الرحمن صاحب گورداسپوری کے پوتے اور اخویم شیخ ظہور الحسن صاحب کے بڑے صاحبزادے شیخ محمود اقبال ظہوری کی شادی بشریٰ بیگم صاحبہ بنت شیخ عبدالحق صاحب کے ساتھ بالعوض دو ہزار روپیہ مہر سرانجام پائی۔ خطبہ نکاح حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مصری نے پڑھا۔ اس تقریب سعید پر محترم شیخ فضل الرحمن صاحب نے صدر انجمن کو مبلغ دس روپے بطور شکرانہ، اور ایک سو پانچ روپے چندہ تعمیر احمدیہ ہال عطا کیا ہے جزاکم اللہ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک بنائے۔

فاروقی صاحب کا استقبال

— محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی اپنی بیگم صاحبہ کے ہمراہ حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر ۸ مئی ۱۹۶۴ء کو بذریعہ تیزگام راولپنڈی پہنچ گئے ہیں۔ آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے جماعت کے احباب اسٹیشن پر موجود تھے۔ جماعت راولپنڈی نے محترم میاں صاحب کے اعزاز میں ۱۱ مئی ۱۹۶۴ء بروز سوموار ایک دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا۔

حضرت مجدد زمان کے مصائب و مشکلات اور آپ کی خدمات اسلام

جنوبی امریکہ سے مہمانوں کی آمد اور مرکز سے دلی وابستگی کا اظہار

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا ــــــ ان یریدون الا فرارا (سورۃ الاحزاب)

جنگ احزاب کا ہولناک طوفان

ان آیات کریمہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات اور مصائب و تکالیف کا ذکر ہے مدینہ جیسی قوی الفلب شخصیت اور آپ کی صابر جماعت کے لئے ایسی پریشانی و گھبراہٹ پیدا کی جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طوفان کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔ اور مشاہدہ کرنے والوں نے جس مصیبت، ہلاکت اور موت کو دیکھا اس کا بھی ان آیات میں ذکر ہے۔ اور موت پر قربان ہونے والوں اور عاشقوں کے رنگ میں جان دینے والوں کا بھی ذکر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم کے صبر و استقلال کا بھی ذکر ہے

دشمن کے مقابلہ میں تعویذ اور وظائف سے کام نہیں لیا

حضرت نے یہ نہیں فرمایا کہ ایسی پریشانی اور گھبراہٹ کے وقت تعویذ گلے میں باندھ لو اور یا تدابیر اختیار کیں۔ احد کی لڑائی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شہید ہو گئے۔ غش کھا کر آپ گر پڑے۔ حضور نے دشمن پر کوئی ایسی پھونک نہ ماری جس سے وہ مطیع و فرمانبردار ہو جاتا۔ اور سب کچھ بلا تکلف سر انجام پا جاتا۔

نہایت خطرناک حالات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت و تحریک کا کام شروع کیا تو قوم کی قوم مخالف ہو گئی۔ ان دکھ درد اور گھبراہٹ و پریشانی کے حالات کے بغیر کوئی کامیاب ہو جائے تو قدرت نمائی نہیں ہوتی۔ قدرت نمائی تو یہ ہے کہ حالات تباہی کے ہوں کامیابی کی کوئی صورت [illegible] کھولے ان کے سامنے کھڑی تھی۔ خدا تعالیٰ نے ان حالات میں حفاظت بھی کی اور کامیابی بھی عطا کی۔

قوم موسیٰ پر مصائب کا طوفان اور ان کی گھبراہٹ

حضرت موسیٰؑ کی قوم کی بھی ایک گواہی ہے۔ جب حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر مصر سے بھاگے۔ صبح کے قریب سمندر کے کنارے پر پہنچے۔ پیچھے اُن کے تعاقب میں فرعون کی فوج کا سمندر آ رہا تھا۔ نیزوں اور تلواروں کی چمک سے دل دہل رہے تھے۔ گویا بادل کے اندر بجلیاں چمکتی تھیں۔ اس منظر کو دیکھ کر موسیٰؑ کی قوم کہتی ہے یٰموسیٰ انا لمدرکون اے موسیٰ ہم مارے گئے اب بچاؤ کا کوئی سامان نظر نہیں آتا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو ساتھ چلتے اور ان کے ساتھ موت کا نشانہ بننے کو تیار ہو جاتے ہیں اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کے بستر پر ان کے لئے جان دینے کے لئے لیٹ جاتے ہیں۔ حضور صلعم غار کے اندر جا کر پناہ لیتے ہیں۔ وہاں بھی موت سر پر کھڑی ہے۔ دشمن غار کے سر پر آ کر کھڑا ہوتا ہے حضرت ابوبکرؓ اس اندیشہ کی گواہی دیتے ہیں اور کہتے ہیں لو نظر احدھم الیٰ قدمیہ لابصرنا اگر دشمن نیچے اپنے پاؤں کی طرف دیکھ لے تو ہم اسے نظر آجائیں گے۔ یہ اس خطرہ کی گواہی ہے جو اس وقت درپیش تھا اسی حالت میں ابوبکرؓ سے کہا کیا آپ ہمیں دو سمجھتے ہیں؟ ہمارے ساتھ ایک تیسری ہستی بھی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے یہ گواہی کہ حضرت ابوبکرؓ جیسا تجربہ کار انسان یقین کرتا ہے کہ ہم مارے جائیں گے۔ موت سر پر کھڑی ہے

ہجرت کے باوجود دشمن کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوںؓ کو دو دفعہ جان بچانے کے لئے حبشہ جانا پڑا۔ تیسری دفعہ حضورؐ بنفس نفیس وطن چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اس پر بھی دشمن کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اگرچہ حضرت صلعم کی قوم اپنے مکان اور مال و اسباب چھوڑ کر چلی گئی اور ہر چیز سے محروم ہو کر دوسرے شہر میں پناہ گزین ہوئے اس پر بھی مکہ والوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا وہ آپ کو اور آپؐ کی قوم کو [illegible] ہر قسم سامان جنگ تھا۔ ادھر جان نثاران رسولؐ صرف تین سو تیرہ کی تعداد میں تھے۔ جو نہتے تھے۔ کوئی اسلحہ ان کے پاس نہیں تھا۔ اس جنگ میں دشمن کو بری طرح شکست ہوئی اور ابوجہل اور بعض دوسرے سردار مارے گئے لیکن ان کا کلیجہ پھر بھی ٹھنڈا نہ ہوا اور دوسرے سال پھر تین ہزار کے لشکر کے ساتھ چڑھائی کی اور احد کے مقام پر جنگ ہوئی، وہاں بھی

مسلمانوں کی بے سروسامانی اور کمزوری کے متعلق عبداللہ بن ابی کی گواہی ہے وہ بڑا تجربہ کار اور بہت بڑا منافق تھا اس نے کہا محمد رسول اللہ صلعم نے میرا کہنا نہ مانا اور بچوں کے کہنے میں آ گئے یہ کوئی جنگ ہے؟ یہ تو موت کے منہ میں جانا ہے۔ ہم ایسی بے کار اور ہلاکت خیز لڑائیاں نہیں لڑتے۔ ہم مارے جائیں گے۔ دشمن جو ہر طرح سے لڑائی کے لئے تیار ہو کر آیا ہے اس کا یہ چند مسلمان کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں وہ سات سو آدمیوں کو ساتھ لے کر واپس چلا گیا۔ یہ گواہی ہے مسلمانوں کی بے سروسامانی کی۔ مگر خدا تعالےٰ نے ایسے نازک حالات میں مسلمانوں کو نصرت دی اور سخت مقابلہ کے بعد مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

جنگِ احزاب کی ہولناک صورت حالات

اب ان آیات میں جن نازک اور طوفان خیز حالات کا نقشہ کھینچا ہے وہ جنگِ احزاب کا نقشہ ہے۔ اس موقع پر ملک کا ملک اور قوم کی قوم مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہوئی۔ اہل مکہ نے تمام قبیلوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ خیبر کے یہودیوں کو ساتھ ملا لیا خود مدینہ کے یہودی بھی اس خطرناک سازش میں شریک تھے۔ دس ہزار کا لشکر جرار تھا اور زیادہ سے زیادہ بارہ پندرہ ہزار کی تعداد بھی کہتے ہیں۔ یہ لشکر تمام سامان حرب سے لیس ہو کر مدینہ پر چڑھ آیا۔ ان کے پاس کئی ہزار اونٹ ہیں۔ لاتعداد گھوڑے ہیں تیر و تفنگ نیزوں اور برچھیوں سے مسلح ہیں اسی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم دشمن کا لشکر جرار چاروں طرف سے آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں سے چڑھ آیا آدم ہی آدم نظر آتا تھا۔ ایک سیلاب تھا ایک طوفان تھا کہ امڈا چلا آ رہا تھا۔ اس کا اثر یہ تھا اذ زاغت الابصار اس جمعیت کو اور ساز و سامان کو دیکھ کر مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئیں وبلغت القلوب الحناجر اور کلیجے اچھل کر گلے تک آ گئے۔ یہ نقشہ اس اضطراب اور پریشانی کا ہے جو اس موقعہ پر پیش آئی یہ مومنوں کی آزمائش کا وقت تھا۔ قوم کا کمزور حصہ اس ہولناک طوفان کی گواہی دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ خدا اور اس کے رسولؐ نے جو وعدے کئے وہ نرا دھوکہ ہی تھا اور بعض لوگ کہتے تھے۔ یا اھل یثرب لا مقام لکم فارجعوا۔ اے یثرب کے رہنے والو تمہارا کوئی مقام نہیں تم شکست کھاؤ گے واپس چلے جاؤ۔

مسلمانوں کی مدافعانہ تدابیر اور رجز خوانی

اس مصیبت و ابتلاء میں سلمان فارسیؓ نے کہا کہ ہمارے ملک میں ایسے موقعوں پر شہر کے گرد خندق کھودی جاتی ہے حضور اکرمؐ نے یہ مشورہ قبول فرمایا اور بچاؤ کے لئے خندق کھودی۔ حضرت صلعم نے خود خندق کھودنے میں حصہ لیا۔ اور خندق کافی گہری اور کشادہ کھودی جا رہی تھی۔ اور مٹی نکال نکال کر ٹوکریوں میں باہر پھینکی جا رہی تھی۔ سارے کے سارے مسلمان مصروف کار تھے اور شعر بھی پڑھتے جاتے تھے زرقانی شریف، مواہب اللدنیہ کی شرح ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک پر لکھی گئی۔ مواہب اللدنیہ کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ اس سیرت کے رقم کرتے میں جناب الٰہی سے مجھے مدد ملی ہے۔ یہ آٹھ جلدوں میں ہے۔ اس میں انہوں نے اس جنگ کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ مسلمان خندقیں کھودتے ہوئے ساتھ ہی شوق و ذوق سے یہ شعر بلند آواز سے پڑھتے جاتے ہیں ؎

واللہ لولا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا
ان اولیٰ قد بغوا علینا
اذا ارادوا فتنۃ ابینا

یعنے خدا کی قسم اگر اللہ کا فضل ہمارے شامل حال نہ ہوتا تو ہم راہ ہدایت نہ پاتے نہ صدقات دیتے اور نہ نمازیں ادا کرتے۔ اے مولا ہمارے دلوں کو تسکین اور چین سے بھر دے۔ ہمیں سکینت عطا فرما مڈبھیڑ کے وقت تو ہمارے قدم مضبوط کر دے اور ہمارے اندر استقلال پیدا کر دے۔ یہ جو دشمن قوم ناحق زیادتی کر کے ہمارے اوپر چڑھ آئی ہے اگر یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اس سے ڈر کر ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین چھوڑ دیں، تو ہم اس کا انکار کرتے ہیں ہم مقابلہ کریں گے اور دشمن کے ارادوں کو پورا نہ ہونے دیں گے۔ یہ کیا عزم ہے اور یہ کیا ایمان کا مظاہرہ ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلعم بھی یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

اللھم انہ لا خیر الا خیر الاخرۃ
فبارک فی الانصار والمھاجرۃ

اے مولا نیکی تو آخرت کی چاہتے ہیں۔ اے خدا یہ انصاری اور مہاجر جو یہاں پر خدا اور خدا کے رسول کے دشمنوں کے مقابلے کے لئے جمع ہیں ان کی سعی میں برکت نازل فرما۔

ایک شہ زور دشمن کا حملہ اور حضرت علیؓ کے ہاتھ سے اسکی ہلاکت

غرض دشمن کو محاصرہ کئے ہوئے ایک لمبا عرصہ گذر گیا۔ دشمن کی رسد ختم ہو گئی۔ ادھر مسلمانوں کی رسد بھی ختم ہو گئی۔ اس ناقص اور کمزور حالت میں بھی مسلمان کا ایمان بڑا قوی تھا۔ دشمن کے لشکر میں ایک بڑا شہ زور آدمی عمر بن عبدوُد تھا۔ وُد ان کے بڑے بُت کا نام تھا۔ اپنے معبودوں اور قائدین سے عشق کے ساتھ لوگ ایسے نام رکھ لیتے ہیں جیسے کلب علی۔ عبد الحسین وغیرہ۔ عمرو بن عبدوُد نے خندق کی ایک تنگ جگہ دیکھی۔ وہ خندق پار کر آیا اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ حضرت علیؓ نے چھلانگ لگائی اور اس کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور نبی کریم صلعم نے انہیں پکڑ لیا۔ لیکن حضرت علی رضہ نے اصرار کیا کہ نہیں میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ ایک چڑیا ایک جن سے لڑی۔ عبدوُد نے حضرت علیؓ پر وار کر کے ان کی پیشانی کو زخمی کر دیا اس پر حیدر کرار رضہ نے اپنی ذوالفقار سے ایسی کاری ضرب اس جن کے کاندھے پر لگائی کہ تلوار کمر تک پہنچ گئی اور وہ ڈھیر ہو گیا۔

آندھی کا طوفان اور دشمن کا فرار

رات کو بڑے زور کی آندھی آئی ۔۔۔۔۔
اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا۔ ہم نے ہوا بھیجی اس میں شدت کی تیزی اور بلا کی سردی تھی۔ اس ہوا میں پتھر اور کنکر تھے جو دشمنوں کے منہ پر پڑتے تھے۔ ان کے خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں۔ چولہوں سے دیگچے گر پڑے۔ توہم پرست قوم تھی۔ آگ بجھ گئی تو انہیں یقین ہو گیا کہ ہم ہار گئے۔ چنانچہ عالم پریشانی میں پیچھے کو بھاگا۔ اس کو دیکھ کر دوسرا۔ اور پھر تیسرا حتیٰ کہ سارے کا سارا لشکر بھاگ اٹھا۔ صبح ہوئی تو وہاں کوئی فوج کا نام و نشان نہ تھا، یہ حضور صلعم کی قوم کے استقلال اور جرات و ہمت کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اور اس واقعہ سے خدا تعالےٰ دنیا کو بتلانا چاہتا ہے۔ کہ خدا ہے۔ اور خدا پرست قوم کو خدا کبھی ضائع نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعودؑ پر مصائب، مشکلات اور نصرت الٰہی

ایسا ہی میں یقین کرتا ہوں کہ حضرت امام الزمانؑ کا زمانہ ان کے لئے بڑی مشکلات اور مصائب کا زمانہ تھا۔ انہوں نے اور ان کی جماعت نے ۔۔۔ بڑی بڑی مصیبتیں دیکھیں۔ وہ امام برحق تھا۔ ان پر بڑی سخت مصائب آئیں اگر مصائب اور ابتلا نہ آتے تو ایمان ترقی نہ کرتا۔ بے شمار اہل علم و فضل لوگ حضرت مجدد زمان کے گرد جمع ہوئے۔ انہوں نے بہت کچھ پایا۔ ان کا ایمان تازہ ہوا۔ وہ صاحب الہام بنے۔ خدا تعالےٰ نے ان کو مشکلات کے وقت کامیاب کیا۔ قرآن کریم کا حضرت نبی کریم صلعم کے ان واقعات کو بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ قوم کے اندر ایمان پیدا ہو کہ سوائے خدا کے کوئی اور مصیبتوں اور مشکلوں میں ساتھ نہیں دے سکتا۔

مجدد زمانؑ کے ساتھیوں کا ایمان و ایقان

اور عظیم الشان قربانیاں اور خدماتِ اسلام لوگوں نے حضرت مجدد زمان کے ساتھ رہ کر

خدا کو دیکھا۔ ان کا ایمان بڑھا۔ اس کی وجہ سے قوم نے اموال قربان کئے، زندگیاں دیں قوم نے اس ایثار، اس قربانی اور اس ایمان کی وجہ سے ترقی کی خدا تعالےٰ نے اس جماعت سے بہت کام لئے ہیں۔ مغرب میں اس قوم کے ایثار و قربانی کی وجہ سے مشن کھولے گئے۔ جہاں سے توحید و رسالتؐ کی شمع لوگوں کے دلوں کو منور کر رہی ہے اس قوم کے انگریزی خوان قرآن کریم کے مفسر بن گئے۔ حضرت امام زمان نے جو فیض روحانی جاری کیا تھا اس سے فیض یاب ہو کر اسکے متبعین نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جو اسلام کی روشن تصویر بیان کرتی ہیں اور ان کتابوں کا موجودہ زمانہ کے علمی طبقہ پر بہت بڑا اثر ہے۔ قرآن و حدیث کے ترجمے انہوں نے کئے ہیں۔ مغرب میں اس لٹریچر کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ اس قوم نے مغرب میں مسجدیں بنا کر وہاں خدا اور رسولؐ کی آواز بلند کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام برحق ہے۔ صادق ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔

جنگ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں کا ایمان

جنگ احزاب میں جو مصیبت آئی اس میں مسلمانوں کے دلوں سے جو آواز اٹھی وہ یہ تھی قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان تھا انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ خدا اور اس کے رسول صلعم کا وعدہ ہے کہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے اور خدا تعالےٰ کی آواز ضرور برحق نکلے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مسلمان قوم کامیاب ہوئی۔ وما زادهم الا ايمانا وتسليما مصیبتوں کے اندر خدا تعالےٰ پر ایمان میں اضافہ ہوا اور ان کا ایمان خدا تعالےٰ پر بڑھ گیا اور وہ فرمانبرداری میں آگے نکل گئے اس کے علاوہ فرمایا ہے من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه۔ ان میں وہ مرد بھی تھے جنہوں نے خدا سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔

زبانی اقرار کو عمل سے سچا ثابت کرنا ضروری ہے

اصل ایمان یہی ہے کہ جب کوئی اقرار کر لیا جائے اس پر پورا اترا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیا ہے جاء بالصدق کہ حضورؐ کے اعتقادات و نظریات صداقت پر مبنی تھے۔ اور حضورؐ نے ان پر عمل کر کے ان کو سچ کر دکھایا۔ ہر مومن سے قیامت کے دن اس کے قول و قرار کے متعلق سوال کیا جائے گا ليسئل الصادقين عن صدقهم کہ اس پر عمل کر کے دکھایا ہے یا نہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے جو تعلیم دنیا کو دی اس پر خود آپؐ نے عمل کر کے دکھایا۔ تم نام کے غازی۔ دکھاوے کے حاجی۔ مجاہد۔ روزہ دار اور مسلمان نہ بنو بلکہ اپنے قول و قرار کے پابند ہو جاؤ۔ تاکہ محاسبہ کے وقت کامیاب ہو سکو۔ یہ بڑا مشکل مقام ہے اس کی طرف توجہ کرو۔ محض نام لینے سے کچھ نہیں بنے گا۔ نماز اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ روزہ انسان کو مہذب بناتا ہے۔ حج روحانیت کی آخری منزل ہے۔ ان عبادات کا اثر اخلاق و عادات اور اعمال پر نہ ہو تو ان کا بجا لانا لاحاصل ہے۔

اسلام کا خلاصہ

لوگوں نے حضور صلعم سے اسلام کے متعلق پوچھا حضورؐ نے بڑے مختصر انداز میں فرمایا صلوا خمسكم۔ پانچ وقت نمازیں ادا کرو۔ صوموا شهركم۔ ماہ رمضان میں مہینہ بھر روزے رکھو۔ ادوا زكوة اموالكم۔ اپنے مال و متاع میں سے زکوٰۃ دو۔ حجوا بيتكم اور بیت اللہ کا حج کرو۔ تدخلوا جنة ربكم۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے قوم کے واجبات کا حصہ بھی بیان فرمایا اور مقامات عالیہ کے حصول کے لئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں جان و مال کی قربانی دی جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ امام الزمانؑ کی جماعت نے اس سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔

ڈچ گائنا کے مہمانوں کی آمد

اس وقت چند حاجی ہمارے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ وہ جو حضرت کا الہام ہے یاتون من كل فج عميق بڑی دور دراز سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے۔ وہ نقشہ آج ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ مہمان جنوبی امریکہ سے آئے ہیں یہ سفر بہت لمبا ہے۔ خرچ بہت آتا ہے اور طویل سفر میں بے آرامی بھی ہوتی ہے۔ مکہ معظمہ کی کشش انہیں کھینچ کر وہاں لے گئی۔

دین اور حج بیت اللہ کی تڑپ

اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان دنیا کے کسی بھی دور دراز کے علاقہ میں آباد ہو اس کے اندر تڑپ ہے حج بیت اللہ کی۔ اس زمانہ میں بھی جبکہ انسان دین و مذہب سے بیگانہ ہوتا جا رہا ہے مسلمان اس گئے گذرے وقت میں بھی دین کی تڑپ رکھتا ہے۔ آج بھی روس کے اندر مسجدیں آباد ہیں میں جب جرمنی میں تھا وہاں روسیوں نے بیان کیا کہ روس میں اب بھی جبکہ اس ملک میں کوئی دین و مذہب نہیں نماز تراویح پڑھی جاتی ہے اور روزے رکھے جاتے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اپنے اندر کشش رکھتی ہیں۔ یہ لوگ جو جنوبی امریکہ سے آئے ہیں اس کشش کی وجہ سے کعبۃ اللہ پہنچے۔ اور یہاں بھی کچھ دنوں کے لئے تشریف لائے ہیں ہم ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں۔

مرکزی مکانات کو دیکھ کر مہمانوں کی خوشی

یہ مہمان بھی خوش ہیں۔ ان میں سے ایک عبدالرحیم جگو صاحب آج سے ۱۴ سال پہلے طالب علم کی حیثیت سے آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچتا تھا کہ میں اپنے ساتھ دو معززین ملک کو (جن میں سے ایک بزرگ ناتوان ہیں) لے کر چلا ہوں۔ مجھے ڈر تھا کہ میں ان کو کسی جگہ ٹھہراؤں گا (کیونکہ وہ دیکھ گئے تھے کہ ہمارے معزز مہمانوں کے قیام کی کوئی جگہ نہ تھی) لیکن یہاں آکر دیکھتا ہوں کہ اس جگہ غیر معمولی تبدیلی ہوئی ہے مسجد پُرعظمت ہے احمدیہ ہال نہایت شاندار اور خوبصورت ہے۔ مہمان خانے کے کمرے نفیس اور آرام دہ ہیں وہ بہت متاثر ہو رہے ہیں اور بے حد خوش ہیں۔ ان کی خاطر میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس جگہ حضرت مولنٰا نورالدینؓ صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔

یادگار مقامات

"اس وقت یہ میدان تھا مسجد نہ تھی۔ نماز جمعہ میں حضرت مجدد زمان بھی تشریف فرما تھے۔ اس لئے یہ جگہ بھی یادگار ہے۔ اور وہ مکان جہاں ہال بنایا گیا ہے وہاں ایک کھلا احاطہ تھا۔ مکان نہیں تھا۔ حضرت صاحب نے وہاں زعماء لاہور کو جن میں جج صاحبان، وکلاء، تجار اور اہل علم و فضل لوگ تھے لیکچر دیا تھا۔ اس لئے احمدیہ ہال جس جگہ تعمیر ہوا ہے وہ بھی یادگار ہے۔ اس مکان کے اس حصہ میں جو برلب سڑک واقعہ ہے حضرت صاحب کا وصال ہمارے ہاتھوں میں ہوا۔ وہاں بھی نہایت خوبصورت کمرہ بنوانا چاہتا ہوں۔ یہ جگہ بھی یادگار ہے اور وہ جگہ بھی یادگار ہے۔ غرض ہر جگہ یادگار ہے۔

جماعت احمدیہ کے خواص اور مدینۃ المسیح سے اشاعت اسلام

اور وہ لوگ جو حضرت اقدس کے ساتھ اور جماعت کے خواص میں سے تھے۔ وہ بھی لاہور ہی سے تھے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ بڑی دوستی تھی۔ لیکن خواص خواص ہی ہوتے ہیں۔ وہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ تھے۔ حضرت مرزا صاحب کو جن خواص پر فخر تھا وہ حضرت مولنٰا نورالدین صاحب، سید محمد احسن صاحب، مولانا محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ سید محمد حسین صاحب، مرزا یعقوب بیگ صاحب اور شیخ رحمت اللہ تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ آپ لاہور میں جہاں آپ قادیان سے آئے تھے اور اس لحاظ سے آپ کا مدینہ تھا فوت ہوئے

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

اخبار "الفضل" کے جائزہ پر تبصرہ

اور

حضور کے بعض الہامات کی تشریح

(۳)

رسالہ الوصیت کی تصنیف کی تاریخ اور اس میں نظام سلسلہ کی تفصیل

گزشتہ قسط میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ اپنی روایت کا زمانہ وہ بتلاتی ہیں جب رسالہ الوصیت لکھا جا رہا تھا۔ یہ رسالہ بہرحال ۱۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کے بعد ہی لکھنا شروع کیا گیا تھا نہ کہ دس دسمبر کو جیسا کہ ایڈیٹر صاحب الفضل فرض کرتے ہیں کیونکہ جو الہامات اس رسالہ کے لکھنے کے محرک ہوئے تھے اُن میں آخری الہام ۱۶ دسمبر کا تھا اور ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو یہ رسالہ شائع کر دیا گیا۔ ان تاریخوں سے ظاہر ہے کہ یہ رسالہ ۴ دن میں لکھا بھی گیا اور طبع بھی ہو گیا۔ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ سے حضور علیہ السلام نے اگر میاں محمود احمد صاحب کو جانشین مقرر کرنے کا ذکر کیا ہوگا تو انہی چار ایام میں کیا ہوگا۔ لیکن الوصیت میں تو حضور جیسا کہ گزشتہ قسط میں بتلایا جا چکا ہے سلسلہ کے نظام کو تین حصوں میں تقسیم فرما رہے تھے اول روحانی فیوض حاصل کرنے کے لئے جماعت میں سے کسی پاک نفس کی بیعت کرنا اس امر کے لئے حضور میاں صاحب کو جانشین مقرر نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس کے لئے حضور نے اپنی وصیت میں ہی یہ شرط لگا دی تھی کہ کم از کم چالیس مومن ایسے بزرگ کا انتخاب کریں۔ دوسرا سلسلہ کے کاموں کے لئے اموال جمع کرنا اور ان کو ضروریات سلسلہ پر خرچ کرنا یہ تمام کام اور اسی طرح سلسلہ کے متعلق دوسرے ضروری امور کا سرانجام دینا اس سارے نظام کا سرپرست بھی حضور میاں صاحب موصوف کو نہیں بنا سکتے تھے کیونکہ یہ سارا نظام حضور نے الوصیت میں ہی ایک انجمن کے سپرد کر دیا تھا تیسرا حصہ خود سلسلہ تھا جناب میاں صاحب موصوف کو سلسلہ بھی قرار نہیں دے سکتے تھے کیونکہ الوصیت میں اس حصہ کو بھی حضور نے اپنی زندگی تک اپنے آپ کو ہی قرار دیا تھا بعد میں کلی اختیارات کا مالک انجمن ہی کو قرار دے دیا تھا۔ پھر الوصیت میں ہی اس سارے نظام کے متعلق یہ بھی فرما دیا کہ اس کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے۔ حضور کے اجتہاد کو اس میں کوئی دخل نہیں پس اس کے لئے حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ سے مشورہ لینے کے کوئی معنے ہی نہ تھے۔

۶ جنوری ۱۹۰۶ء کا اعلان

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ۲۰ دسمبر تک حضور نے میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین مقرر نہ کرنے کے بارے میں نعوذ باللہ الٰہی منشاء کو مدنظر نہیں رکھا تھا تو ۶ جنوری کو جب حضور نے ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت شائع کیا تھا تو اس میں ہی الٰہی منشاء کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب میاں صاحب موصوف کو اپنا جانشین لکھ دیتے لیکن وہاں بھی دکھا تو یہی لکھا

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

مئی ۱۹۰۶ء کی تشریح

پھر مئی ۱۹۰۶ء کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں جب حضور کی وصیت کی تشریح کرتے ہوئے انجمن کو ہی حضور کا جانشین ظاہر کیا گیا تو اس کی تردید بھی حضور نے نہ کی اسی وقت فرما دیتے کہ گو میں نے الوصیت میں انجمن کو اپنا جانشین ظاہر کیا ہے لیکن خدا کے نزدیک میرا حقیقی جانشین میرا لڑکا محمود احمد ہی ہے جب وہ اتنی عمر کو پہنچے تو یا انجمن توڑ دی جائے اور سلسلہ کا سارا نظام اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے یا انجمن کا سرپرست اسے بنا دیا جائے اور انجمن اسی طرح اس کی ہدایات کے ماتحت کام کرے جس طرح وہ میری زندگی میں میری ہدایات کے ماتحت کام کرنے پر مامور اور مجبور ہے۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء کا اعلان

لیکن ایسا کرنے کی بجائے اس کے بالکل برعکس ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء یعنی حضور کے وصال سے ۷ ماہ قبل جب انجمن کے اختیارات کے متعلق ایک تنازعہ پیدا ہوا ہے تو اس تنازعہ کا فیصلہ کرتے وقت بھی حضور نے تمام اختیارات انجمن کے ہی سپرد کئے اور لکھا کہ اس انجمن کے فیصلے خواہ اتفاق رائے سے ہوں یا کثرت رائے سے وہی قطعی ہوں گے صرف یہ استثناء کیا کہ سلسلہ سے تعلق رکھنے والے بعض دینی امور کی مجھے اطلاع دی جائے شاید واقعہ ایسا ہو کہ خدا تعالےٰ کا کوئی خاص ارادہ ہو اور "صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

ان اعلانوں سے کیا ثابت ہوتا ہے

اب ایڈیٹر صاحب بتلائیں کہ کیا کسی مرحلہ پر بھی حضور نے اپنی جانشینی کے لئے کسی فرد واحد کا ذکر کیا، کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ ان دونوں روایتوں کے روایت کرنے والوں نے حضور کے الفاظ کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ میں نے ان امور کا اعادہ اس لئے کیا ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب اور اُن کے ہمنوا دوست حضور کی مندرجہ بالا تحریرات پر خوب اچھی طرح غور کریں اور روایتوں پر حضور کے صریح ارشادات کو ترجیح دیتے ہوئے انہی کی اتباع کریں کیونکہ اسی میں سعادت ہے اور خدا کی خوشنودی ہے جو روایت بھی نصوص کے صریح خلاف ہو خواہ اس کا راوی کتنی بڑی شخصیت کا ہی مالک کیوں نہ ہو صحابہ کرامؓ کے اسوہ کی پیروی کرتے ہوئے اسے بغیر خوف لومۃ لائم رد کر دیں۔

دونوں روایتوں کا زمانہ مختلف تسلیم کرنے کی صورت میں بھی مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت قابلِ اعتبار نہیں ہوگی۔

میں نے لکھا تھا کہ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ اور نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایتوں کا زمانہ اگر مختلف بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی مؤخر الذکر کی روایت .... پر اس لئے بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ جو بقول محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ حضور کی اصل مخاطب تھیں وہ اس بارے میں ساری عمر خاموش رہیں اور نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بھی اُن کی آخری عمر تک انہیں یاد نہیں کرایا، پبلک میں لانے کے متعلق جو عذر انہوں نے بیان کیا ہے اس کے معقولیت سے بعید ہونے پر جو تنقید میں نے کی تھی اسکو بھی ایڈیٹر صاحب الفضل اپنے جائزہ میں چھوا تک نہیں۔ خیر پبلک میں لائیں یا نہ لائیں لیکن اپنی والدہ صاحبہ محترمہ کو تو محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ یاد کرا سکتی تھیں ایک روایت جو اُن کے پاس تھی گو اسکو بھی انہوں نے غلط ہی سمجھا ہوا تھا۔ بہرحال ان کے پاس وہ تھی وہ انہوں نے بیان کر دی مبارکہ بیگم صاحبہ والی روایت بھی اگر انہوں نے سنی ہوتی تو

تو اسے بھی وہ ضرور بیان کرتیں۔ کیونکہ یہ روایت ان کی اپنی بیان کردہ روایت سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل تھی۔ لیکن ایک کو بیان کرنا اور دوسری کو ترک کر دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ والی روایت کو انہوں نے اس طرح نہیں سمجھا جس طرح مبارکہ بیگم صاحبہ بیان کر رہی ہیں ورنہ اس کا تذکرہ وہ ضرور کرتیں یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ کم اہمیت والی روایت تو وہ بیان کر دیں اور زیادہ اہمیت والی روایت کے بیان کرنے سے خاموشی اختیار کریں۔

ایڈیٹر صاحب کی جرح

ایڈیٹر صاحب میری اس تنقید پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی بعض روایتوں کو دوسرے صحابہ رضؓ نے بیان نہیں کیا تو کیا ان کا بیان نہ کرنا حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کو ناقص بنا دیتا ہے ایڈیٹر صاحب نے جرح کرتے وقت یہ نہیں سوچا کہ سوال کیا ہے اور وہ جواب کس بات کا دے رہے ہیں ان کی مثال تو اس موقعہ پر تب منطبق ہو سکتی جبکہ وہ یہ ثابت کرتے کہ حضرت ابو ہریرہ کے پاس دو روایتیں تھیں ایک انہوں نے بیان کی اور دوسری کو چھپا لیا۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے جو احادیث حضرت نبی کریم صلعم سے سنیں وہ سب بیان کر دیں انہیں چھپانے کی کوشش نہیں کی اسی طرح جبکہ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ کے پاس دونوں حدیثیں بقول نواب مبارکہ بیگم صاحب موجود تھیں تو ایک تو انہوں نے بیان کر دی اور ایک کو چھپا لیا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اگر نواب مبارکہ بیگم کی بیان کردہ روایت بھی حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کے علم میں ہوتی تو وہ اسے بیان نہ کرتیں ان کا اس روایت کو بیان نہ کرنا جو بقول مبارکہ بیگم صاحبہ انہی کو مخاطب کر کے کہی گئی تھی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ والی روایت کو یقیناً ضعیف اور ناقابل اعتماد ثابت کر رہا ہے۔

ایک عجیب و غریب استدلال

ایڈیٹر صاحب ایک عجیب و غریب استدلال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سیدنا حضرت محمودؓ کی خلافت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی خبر دی ہوئی تھی اور گو بار بار آپ کو خیال آتا تھا کہ اس کا اظہار کر دیں مگر اس میں کچھ روکیں تھیں <u>کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے شاید</u> <u>یہ بھی تفہیم تھی کہ عین آپ کی وفات</u> <u>کے بعد اوّل خلیفہ آپ نہیں ہوں گے</u> اگر آپ اظہار کر دیتے تو فتنہ پیدا ہو سکتا تھا اس لئے آپ ہر بار اسکو اللہ تعالےٰ پر چھوڑتے رہے"

ایک طرف تو ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے شاید آپ کو یہ بھی تفہیم تھی (شاید کا لفظ بھی بڑا معنی خیز ہے۔ ناقل) اگر تفہیم تھی تو پھر بار بار اظہار کا خیال کیوں پیدا ہوتا تھا۔ پھر اظہار میں روک کس بات کی تھی فرما سکتے تھے کہ پہلے جانشین کے بعد دوسرا جانشین "محمود" ہوگا اگر ایسی کوئی تفہیم نہ تھی تو پھر "محمود" کی جانشینی کے اعلان میں تردّد کیوں تھا خصوصاً جبکہ بقول ایڈیٹر صاحب بذریعہ الہام الٰہی اس کی اطلاع بھی حضور کو مل چکی تھی۔ ایڈیٹر صاحب کے نزدیک روک ایک ہی تھی اور وہ تھی خوف فتنہ کیونکہ پہلا خلیفہ حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب اعظم نے ہونا تھا۔ ایڈیٹر صاحب نے اپنے اس نظریہ کو پیش کرنے میں جماعت کی سخت ہتک کی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جماعت کو حضور کی ذات گرامی سے ایسا گہرا اور دلی اور مخلصانہ تعلق تھا کہ حضور کے ہر ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ہر وقت تیار رہتی تھی۔ خصوصاً وہ ارشاد جو الہام الٰہی کی بناء پر صادر کیا گیا ہو جماعت حضور کے ہر الہام کو یقینی طور پر خدا کی طرف سے یقین کرتی تھی۔ حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب اعظم نے تو انتخاب کے ذریعہ ہی خلیفہ بننا تھا کسی الہام کی بناء پر تو انہوں نے خلیفہ بننا ہی نہ تھا کہ کسی قسم کا اختلاف جماعت میں رونما ہوتا جبکہ ایڈیٹر صاحب کے نزدیک حضور کو "محمود" کے خلیفہ ہونے کے متعلق الہام ہو چکا تھا اور حضور اس الہام کی بناء پر اپنے لڑکے "محمود" کی خلافت کے متعلق اعلان فرما دیتے تو جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو حضور کے الہام کی اتباع کو چھوڑ کر انتخاب کی طرف رُخ کرتا۔ خود حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب اعظم اس قدر بے نفس انسان تھے کہ انہوں نے بیعت لینے سے قبل حضرت اقدس کے خاندان کے ایک ایک فرد کا نام لیا تھا یہاں تک کہ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ تک کا نام لے دیا تھا جو اس وقت بہت ہی کم سن بچی تھی کہ اگر تم اسے کو بھی خلیفہ بناؤ تو میں اس کی بیعت کرنے کے لئے بھی تیار ہوں تو ایسی صورت میں فتنہ و فساد کا کیا امکان ہو سکتا تھا۔ جماعت نے تو ایک منٹ کی دیر لگائے بغیر حضور کے الہام کے آگے دلی اطاعت و فرمانبرداری سے گردنیں جھکا دینی تھیں اس لئے آپ کا یہ مفروضہ کہ فتنہ کے رونما ہونے کے خوف سے حضور اعلان سے رُک گئے بالکل بے بنیاد ہے اور اس مفروضہ کی عمارت آپ نے جماعت کی روح اور اس کے اخلاص سے محض ناواقفیت پر استوار کی ہے۔

الہام کونسا ہے؟

ایڈیٹر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جو الہام میاں محمود احمد صاحب کے متعلق اپنے "جائزہ" میں درج کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"میں تیری ہی ذرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اسکو اپنے <u>قرب اور وحی سے</u> <u>مخصوص کروں گا</u> اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے"

میں حیران ہوں کہ جناب میاں محمود احمد صاحب پر اس الہام کو ایڈیٹر صاحب کس طرح چسپاں کرنے کی جرأت کرتے ہیں اس الہام میں تو ایسے قائم ہونے والے شخص کی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ <u>اسے خدا تعالیٰ اپنے</u> <u>قرب اور وحی سے مخصوص کرے گا</u> لیکن جناب میاں صاحب موصوف خلیفہ تو جماعت کے ایک حصہ کے انتخاب سے بنے ہیں نہ کہ وحی الٰہی سے۔ قرب الٰہی کا تعلق تو دل سے ہے جس کا ظاہر میں علم حاصل ہونا مشکل ہے لیکن وحی کا علم تو ہر ایک کو ہو سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جناب میاں صاحب موصوف نے وحی الٰہی کی بناء پر اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا الہام کے یہ الفاظ تو صاف بتلا رہے ہیں کہ ایسا شخص مامور من اللہ ہوگا اور بحیثیت مامور من اللہ ہی اس کی بیعت کی جائے گی۔ پھر الہام میں ذرّیت کا لفظ بھی وسیع ہے جس کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے پھر یہ لفظ جسمانی اور روحانی اولاد دونوں پر بولا جاتا ہے چنانچہ خود جناب میاں صاحب موصوف نے بھی اس لفظ میں روحانی اولاد کے احتمال کو تسلیم کیا ہوا ہے صلبی اولاد کی اس میں کوئی شرط نہیں بلکہ ایسے امور میں صلبی تعلق بالکل نظر انداز کیا جاتا ہے روحانی تعلق کو ہی ہمیشہ مد نظر رکھا جاتا ہے۔

حضرت اقدس کا ایک شعر

ایڈیٹر صاحب نے اپنی تائید میں حضور کا مندرجہ ذیل شعر بھی نقل کیا ہے ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

اس شعر میں بھی "بیٹا" کے لفظ سے ضرور صلبی ہی مراد لینا روحانی عالم کی لغت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے ایڈیٹر صاحب کو علم ہونا چاہیئے کہ خود حضور کے اپنے الہاموں میں بھی ساری جماعت کو حضور کے بیٹے قرار دیا گیا ہے حضور کو "اسرائیل" اور جماعت کو "بنی اسرائیل" قرار دیا گیا ہے پھر قرآن کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو ان کے اہل سے بوجہ بدعملی کے خارج کر دیا ہے۔ وہاں بھی خدا کے الہام میں روحانی رشتہ ہی مراد تھا۔ پھر اس شعر میں اس کے محبوب الٰہی ہونے کا ذکر ہے۔ یہ الفاظ درحقیقت الہام کے الفاظ "اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا" کا ہی مفہوم ادا کر رہے ہیں ورنہ یہ شعر کوئی الگ الہام نہیں پہلے الہام کو مدنظر رکھکر ہی یہ شعر کہا گیا ہے۔ اور جناب میاں صاحب کی موجودہ حالت نہ تو ان کے محبوب الٰہی ہونے پر دلالت کرتی ہے اور نہ ہی ان کے الہام خدائی الہام ثابت ہوسکے ہیں۔

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم نمبر ۱)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا سالانہ جلسہ

... اور ... ہوں لی کی پیشیاں جیدی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ جنہوں نے صحت کی کمزوری اور ناموافق موسم کے باوجود جلسہ میں شرکت کی دعوت قبول فرمالی تھی کو بھی اپنا ارادہ بدلنا پڑا اور ان تاریخوں کے لئے کسی دوسری تقریب میں شرکت کا دعوت نامہ منظور کرنا پڑا۔ الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب اور محترم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام لائل پور نے علالت طبع کی بناء پر جلسہ میں شرکت سے معذوری کا اظہار کر دیا۔ ان ناساعد حالات کے باوجود ہمارا قومی اجتماع بہت کامیاب رہا۔ دور سابق صوبہ سرحد۔ پشاور۔ اضلاع جہلم۔ گجرات۔ سرگودھا۔ گوجرانوالہ اور لاہور سے شمع رشد و ہدایت کے پروانے کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ مرکز سے حضرت مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی پرنسپل ادارہ تعلیم القرآن محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری صدر انجمن۔ محترم مولانا احمد یار صاحب ایم اے سیکرٹری صدر انجمن۔ محترم حافظ شبیر احمد صاحب خوشابی مولوی فاضل۔ محترم محمد اعظم صاحب علوی۔ محترم بشیر احمد صاحب سوز مدیر مجلہ روح اسلام ایبٹ آباد سے محترم قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ سابق ڈائرکٹر کانونشن نامے جیریا۔ خان بہادر ڈاکٹر

جماعت کے سامنے جلسوں کی غرض و غایت یوں بیان کی ہے:۔

(۱) ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔

(۲) باہمی رشتہ تودد و تعارف کو ترقی دینا

(۳) روحانی بھائیوں کو ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بارگاہ حضرت عزت جل شانہٗ کوشش کرنا۔

(۴) اشاعت اسلام اور سلسلہ کے استحکام کے متعلق تجاویز سوچنا۔

اس اعتبار سے بھی ہمارا یہ قومی اجتماع کامیاب رہا۔ حضرت شیخ عبد الرحمان مصری صاحب کی ایمان افروز تقریریں۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی کا پُر معارف لیکچر۔ خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے بصیرت افروز خطبات۔ محترم کرنل سعید احمد صاحب اور قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ کے پُر حقائق لیکچر۔ ڈاکٹر محمود علی خان داؤد زئی کا پُر از معلومات مضمون صداقت مسیح موعودؑ، سامعین پر ایک غیر فانی نقوش چھوڑ گئے ہیں۔ اس سالانہ جلسہ کا

انعقاد مقامی جماعت کے اتحاد، تنظیم اور یگانگت کا بیّن ثبوت ہے۔ بدقسمتی سے راولپنڈی کی جماعت میں پچھلے دو تین سالوں سے کچھ انتظامی اختلافات رونما ہو چکا تھا۔ الحمد للہ کہ آج سے چند ماہ قبل مجلس معتمدین نے اس اختلاف کو مٹانے کی کوشش کی اور جیسا کہ باہر سے آنے والے احباب نے بچشم خود دیکھا ہے۔ اس جماعت کے کامل اتحاد اور اتفاق نے اس قومی اجتماع کو صحیح معنوں [illegible] میں غور کیا گیا۔ اور بڑے اہم فیصلے کئے گئے۔ اس مجلس کی روئداد اور سفارشات مرکزی انجمن کو علیحدہ بھجوائی جا رہی ہیں۔

(۴) بالآخر میں سلسلہ کے اکابرین اور بیرونی جماعتوں کے احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس گرمی میں محض للہ اس قومی اجتماع میں شرکت کی اور ان سے درخواست کروں گا کہ ہمارے انتظام میں اگر کوئی فروگذاشت رہ گئی ہو، یا ان کی نگاہ میں کوئی نقص یا خامی رہ گئی ہو تو خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ ہم اس کی اصلاح کر سکیں۔

خاکسار خواجہ محمد نصیر اللہ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ راولپنڈی شاخ لاہور

پیغام صلح
کا
مسیح موعود نمبر
آئندہ ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء کو شائع ہوگا

اخبار "الفضل" کے جائزہ پر تبصرہ

(بسلسلہ گذشتہ)

یہ تو مسلم ہے کہ سچا الہام وہی ہو سکتا ہے جو قرآن کریم کے مطابق ہو، اب قرآن میں تو ہمیں رسول اکرم صلعم کے متعلق بھی یہی الفاظ ملتے ہیں انک لا تهدی من احببت اور جناب میاں صاحب اپنا الہام ان الفاظ میں شائع کرتے ہیں انک تھدی من احببت اب یہ الہام قرآن شریف کے صریح خلاف ہونے کی وجہ سے رحمانی الہام قطعاً نہیں کہلا سکتا۔ پھر موری سن اور سٹالن کے متعلق جو الہام انہوں نے شائع کئے تھے وہ سب غلط نکلے۔ اگر کوئی خواب ان کی سچی نکلی بھی ہے تو آپ بیا تیہ صادق دکاذب کے مصداق ہوں گے جو محبوب الٰہی ہونے کے بالکل منافی ہے۔

(باقی آیندہ انشاءاللہ تعالےٰ)

حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال پر جلسہ کا انعقاد

۲۶ مئی حضرت مسیح موعود کا یوم وصال ہے اور اس موقعہ پر ہر سال آپ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے جلسہ منعقد کیا جاتا ہے، امسال یہ جلسہ ۲۶ مئی ۱۹۶۴ء کو بروز منگل شام چار بجے سے سات بجے تک مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کے پنڈال میں حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کے زیر صدارت منعقد ہوگا جس میں حسب ذیل حضرات تقاریر فرمائیں گے:- (۱) جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی (۲) جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب (۳) جناب مرزا مسعود بیگ صاحب (۴) جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

جلسہ کی اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ مرکزی جماعت کے تمام احباب اور بیرونجات سے بھی جو دوست تشریف لا سکیں اس میں شمولیت فرما کر امام وقت کے ایمان افروز کارناموں اور روحانی تصرفات سے مستفید ہوں۔ بدوملہی۔ گوجرانوالہ اور وزیرآباد کے احباب سے بالخصوص استدعا ہے کہ وہ اس جلسہ میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ادارہ تعلیم القرآن کا داخلہ

ادارہ تعلیم القرآن میں داخلہ یکم جون ۱۹۶۴ء سے شروع ہو رہا ہے۔ جو احمدی نوجوان اس میں داخلہ لینا چاہتے ہوں وہ اپنی اپنی درخواستیں زیر دستخطی کے پاس ۱۵-۶-۶۴ تک مقامی جماعت کے پریذیڈنٹ یا سیکرٹری کی سفارش کے ساتھ بھجوا دیں۔ داخلہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ درخواست کنندہ میٹرک پاس غیر شادی شدہ اور تبلیغ اسلام کیلئے زندگی وقف کرنا چاہتا ہو مستحق طلبا کو -/75 روپے ماہوار فی کس وظیفہ دیا جائیگا کتب اور رہائش مفت مہیا کی جائینگی۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری

نوٹ: مزید تفصیلات مرکزی دفتر سے دریافت کی جا سکتی ہیں۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

پیغام صلح مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۶۴ء رجسٹرڈ ایل ۳۶۷ شمارہ نمبر ۲۰

ہفت روزہ — لاہور

پیغامِ صلح

ارشاد امام الزمانؑ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

اے دانشمندو! تم اس سے تعجّب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلاء کلمۂ اسلام و اشاعت نورِ حضرت خیر الانامؐ اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنیکے ارادے سے دنیا میں بھیجا۔

(باقی اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

ڈچ گیانہ (جنوبی امریکہ) کا ایک سہ رکنی قافلہ

جو حج بیت اللہ کے بعد مرکز احمدیت لاہور میں وارد ہوا

مسٹر عبدالرحیم جگو

بیگم صاحبہ جمال الدین مرحوم

جناب عابد جان صاحب

اسلام کا ورثہ جو بزرگوں سے ہمیں ملا

ہمارے سینوں میں محفوظ ہے

ہمارا مرکز یہیں آنا جہاں سے اسلام کی روشنی دنیا میں پھیل رہی ہے برسوں کی خواہش اور تڑپ کا نتیجہ ہے

ڈچ گیانا کے مسٹر عبدالرحیم جگو کی تقریر جامع احمدیہ لاہور میں

گزشتہ اشاعت میں ڈچ گیانہ (جنوبی امریکہ) سے تین احباب کے آنے کا ذکر کیا گیا تھا۔ اس قافلہ کے قائد مسٹر عبدالرحیم جگو نے جمعہ مورخہ ۱۵ رمئی ۱۹۶۴ء کو نماز جمعہ کے بعد احمدیہ جماعت سے خطاب کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر کی جس کا متن حسب ذیل ہے :۔

محترم خواتین و حضرات!

قبل اس کے کہ میں آپ کی خدمت میں چند معروضات پیش کروں۔ آپ سے اس امر کی معذرت چاہتا ہوں کہ چونکہ ہم یہاں دور دراز کے علاقہ سے آئے ہیں۔ اس لئے ہماری زبان مروجہ اردو نہیں ہے۔ اس زبان میں جو کچھ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ یقیناً میں اپنا مافی الضمیر کماحقہٗ طور پر ادا نہیں کر سکوں گا جس کا مجھے افسوس ہے۔ ہم جس علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ جنوبی امریکہ میں ڈچ گائنا کے نام سے مشہور ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد برسوں پہلے اسی ملک ہند و پاکستان سے وہاں جاکر آباد ہو گئے تھے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ان کا کوئی نہ کوئی ورثہ جو وہ اس ملک سے ساتھ لے کر گئے تھے اپنے سینوں سے لگائے رکھیں۔ سن کی زبان اردو اگرچہ بڑی عمر کے لوگوں میں بولی جاتی ہے۔ مگر بچوں میں نہیں بولی جاتی وہ وہاں کی مقامی زبان ۔ڈچ۔ بولتے ہیں۔ یہاں کا تمدن و معاشرت ہمارے بزرگ اپنے ساتھ لے کر گئے تھے وہ بھی مفقود ہو گیا ہے اور تقریباً اس کی یادیں ہی باقی رہ گئی ہیں۔ مگر ہم لوگوں نے جو ورثہ اپنے سینوں سے اب تک لگا رکھا ہے اور جو نعمت غیر مترقبہ ہمیں حاصل ہے اور جو حقیقی معنوں میں ورثہ کہا جا سکتا ہے وہ ہے دین اسلام۔ ہمارے بزرگ جو دین اپنے دل کے اندر چھپا کر وہاں لے گئے تھے اس کو ہم اپنے سینوں میں اب تک محفوظ کئے ہوئے ہیں ہم شکر بھی کرتے ہیں اور فخر بھی کرتے ہیں کہ خدا نے ہمیں توفیق دی کہ ہم نے ایک حقیقی ورثہ کو ان سے حاصل کیا۔ اس ورثہ کو قائم و دائم رکھنے میں ہمیں وہاں پر بڑی تکلیفوں اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اب تک کر رہے ہیں۔

ہمارے ملک پر عیسائیت کی یلغار ہے جو اپنے دجالی ساز و سامان کے ساتھ اپنے مخالف مذاہب سے برسر پیکار ہے۔ ہندو مذہب کا بھی پرچار کیا جاتا ہے۔ آج کے مادی دور میں صرف خدا ہی کی توفیق سے ان طوفانوں اور سیلابوں میں ہم اپنے ایمانوں کو اپنی جان عزیز کے ساتھ لگائے ہوئے ہیں اور اس کی مدافعت اور حفاظت کے ساتھ جو تھوڑے بہت میسر ہیں ان سے کام لیتے رہتے ہیں عیسائی کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں تبلیغ دین کے لئے ہماری مساعی کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہمارے پاس نہ تو اتنا روپیہ ہے اور نہ مبلغین کی آسانیاں حاصل ہیں۔ خدا ہمارے لئے یہ فراخیاں عطا فرمائے۔

جیسا کہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہم دور دراز کا سفر کاٹ کر یہاں آئے۔ کچھ سفر کی صعوبتیں۔ کبھی بحری اور کبھی ہوائی جہاز کا سفر کبھی موٹر کا سفر۔ مقامات کی سردی اور گرمی اور ان کا اثر طبیعتوں پر جو کچھ ہوتا ہے ظاہر ہے ان سب تکلیفوں کی برداشت اور ان پر صبر کی وجہ صرف وہ ایمان اور وہ جذب اور تڑپ ہے جو ہمیں اپنے دین کے لئے ہے۔ ہم مکہ معظمہ کی زیارت کے بعد یہاں آ گئے ہیں۔ یہاں آنا برسوں کی خواہشوں اور تڑپ کا نتیجہ ہے۔ ہم لوگ دعائیں کرتے ہیں کہ ہمیں خدا ہمیں مرکز میں لے چل۔ تاکہ ہم وہ جگہ دیکھیں جہاں سے اسلام کا نور دنیا میں پھیل رہا ہے اور جس سے ہمارے دلوں کو بھی روشنی پہنچائی ہے۔ ان بزرگوں اور احباب کرام کی زیارت سے مشرف اندوز ہوں جنہوں نے اپنے امام پاک کے مشن کو دنیا بھر میں زندہ کر رکھا ہے یہ ہماری خواہش تھی الحمدللہ خدا نے پوری کی۔ یہ خواہش صرف چند لوگوں کی ہی نہیں ہے بلکہ وہاں کے بیشتر مسلمانوں کے دلوں کی تمنا ہے۔ آج سے ۴۰ سال پہلے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے وہاں دعوت و اسلام کا بیج بویا۔ وہاں کے مسلمانوں کی یہ خواہش دل کی دعائیں بن چکی ہیں کہ ہم بھی ان شیدایانِ اسلام کو دیکھیں جنہوں نے جانی، مالی، قلمی اور لسانی طور پر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہزاروں میل کا سفر کیا اور تبلیغ اسلام کی۔ ان لوگوں کے دل میں اس مرکز اور یہاں کے بزرگوں کے دیدار کی بڑی تڑپ ہے۔ لیکن سفر کی طوالت، مالی مشکلات آڑے آ رہی ہیں۔ وہ لاچار ہیں، مجبور ہیں۔ سعادت کا شکر ہے کہ ہم تک زمانہ کے امام کی آواز پہنچی اور ہم نے لبیک کہا۔ ورنہ ہم امام وقت سے بے خبر ہو کر بہت سی سعادتوں سے محروم رہتے۔

میں چودہ سال پہلے اس مرکز میں طالب علم کی حیثیت سے آیا تھا۔ اس وقت بھی ان مکرم و محترم بزرگوں کے دیدار سے مشرف ہوا تھا۔ میں پھر اپنے وطن چلا گیا اور جو علم میں نے یہاں سے حاصل کیا اس کی کرنوں سے اس وادی میں روشنی پیدا کرنے کی سعی کر رہا ہوں۔ الحمدللہ آپ کی دعاؤں اور خدا کے فضل سے دین اسلام کی برکات پھیلانے میں نمایاں کامیابی ہو رہی ہے۔ اس دوران میں ... خط و کتابت کا سلسلہ ...

(باقی برصفحہ ۲ کالم ۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء

شناختِ مامورین

حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے دو پہلو ہیں ایک یہ کہ آپؐ پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا اور انبیائے کرام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مخلوق خدا کی ہدایت و رہبری کے لئے احکام الٰہی لے کر آتے تھے۔ قرآن کریم کی عالمگیر تعلیم کے آنے کے بعد ان کا سلسلہ بند ہو گیا اور اب قیامت تک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت جاری رہے گی اور کوئی شخص آپؐ پر ایمان لائے بغیر ہدایت قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ختم نبوت کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی سے آپؐ کے متبعین کو اللہ تعالےٰ نے شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف فرماتا ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بشارت دی ہے۔ چنانچہ فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات، نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں، اور مبشرات کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا الرؤیاء الصالحۃ، یہ رویائے صالحہ ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے لقد کان فیمن قبلکم رجالاً یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء وان یکن فی امتی احد فعمر۔ پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوئے جو نبی نہ ہونے کے باوجود مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے تھے میری امت میں اگر کسی کو یہ شرف حاصل ہے تو وہ عمرؓ ہے اس حدیث میں حضرت عمرؓ کا نام بطور مثال لیا گیا ہے ورنہ مکالمہ الٰہیہ کا سلسلہ امت میں آپؐ کے بعد جاری رہا۔ اور ایسے لوگ اس امت میں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں جو الہام الٰہی سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اب بھی ہوتے ہیں، ان لوگوں کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔ جیسے حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت محی الدین ابن عربیؒ وغیرہم۔ لیکن ان اولیاء اللہ میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی خاص کام کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت کے کامل ہونے کے باوجود اس کی حفاظت کا کام جو اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمے رکھا ہے اس بات کا متقاضی ہے کہ ایسے لوگ اس امت میں پیدا ہوتے رہیں جو مرور زمانہ سے پیدا ہونے والی غلطیوں کو دور کر کے اسلام کا روشن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کریں، ایمان کو دلوں میں تازہ کریں اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیں۔ ان لوگوں کو مجدد کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جیسے ابو داؤدؒ کی حدیث میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان اللہ یبعث فی ھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر اس امت میں ایسے لوگوں کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو اس کے لئے تازہ کرتے رہیں گے۔ اس حدیث نبویؐ کے مطابق گزشتہ تیرہ صدیوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جو مجددیت کے مقام پر فائز تھے اور انہوں نے ہدایت و رہبری کا کام بطریق احسن سرانجام دیا۔ حضرت امام غزالیؒ، حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ حضرت شاہ ولی اللہؒ اسی صنف کے لوگوں میں سے تھے۔ ان لوگوں نے اصلاح خلق اور تجدید دین کے جو کام سرانجام دیئے ان سے دنیا واقف ہے، صرف یہی نہیں کہ انہوں نے اپنے الہامات و مکاشفات پیش کر کے اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اپنے مقرب الٰہی ہونے کا ثبوت دیا یہ بھی نہیں کہ ایسے عذابوں زلزلوں، بیماریوں اور طوفانوں کو جو معصیت الٰہی کے حد سے بڑھ جانے پر آیا کرتے ہیں۔ اپنی ماموریت کا نشان یا نتیجہ قرار دیا ہو، بلکہ ان کے زمانہ میں پیدا ہونے والے فتن اور دین میں پیدا ہونے والی اغلاط کی اصلاح ان کا اصل کام تھا۔ جسکے لئے انہیں مامور کیا گیا تھا۔ پیشگوئیاں اور مبشرات و مکالمات ایک تائیدی رنگ رکھتے ہیں۔ مامورین کا اصل کام پیشگوئیاں کرنا نہیں بلکہ خدمت دین ان کا اصل کام ہے۔ اور اس کام کی سرانجام دہی میں انہیں بڑی بڑی مشکلات اور مخالفتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ چنانچہ گزشتہ تیرہ سو برس میں جو مجدد آئے ان کو سخت مشکلات پیش آئیں علمائے زمانہ نے ان کی مخالفتیں کیں۔ ان پر فتوے دیئے، ان کو تکالیف پہنچائیں۔ قید و بند کی اذیتیں انہیں اٹھانی پڑیں۔ جس قدر کسی کا کام زیادہ مشکل اور اہم تھا، اسی قدر انہیں زیادہ دکھ پہنچائے گئے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر بزرگ کو کافر، بدعتی، اور زندیق کے خطابات دیئے گئے۔ انہیں جیل خانہ میں بھجوایا گیا اور زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو اضر من ابلیس (شیطان سے بڑھ کر ضرر رساں) قرار دیا گیا۔ اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی گئیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو بدعتی قرار دے کر اونٹ پر الٹے منہ چڑھا کر پھرایا گیا۔ قید خانہ میں ڈالا گیا۔ اس بیدردی سے ان کی مشکیں باندھی گئیں کہ دونوں ہاتھ بازوؤں سے اکھڑ گئے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں بھاری زنجیریں ڈالی گئیں طمانچے مارے گئے کوڑوں سے پٹوایا گیا اور پابہ زنجیر شہر بدر کر دیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس امام بخاریؒ، بایزید بسطامیؒ، ذوالنون مصریؒ، ابوبکر شبلیؒ، سید عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالےٰ کو کافر قرار دے کر طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں اور یہ سب مسلمان مولوی کہلانے والوں کی طرف سے ظہور میں آیا۔

ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلۂ مجددین کے ایک عظیم الشان فرد تھے، جن کو تجدید دین اور اصلاح خلق کے لئے مبعوث کیا گیا۔ ان کی ماموریت کا دائرہ گزشتہ مجددین کی نسبت زیادہ وسیع تھا۔ ایک طرف دہریت والحاد نے دنیا کو گھیر رکھا تھا، دوسری طرف عیسائیت، آریہ سماج اور دیگر مذاہب اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے تیسری طرف مسلمانوں کے دلوں سے ایمان اٹھ چکا تھا اور وہ اسلام کو کوئی دن کا مہمان سمجھ کر اس کا نام لینے سے بھی شرماتے تھے۔ ایسے وقت میں حضرت مرزا صاحب کو مقام مجددیت پر کھڑا کر کے ان سب فتن کی اصلاح کا کام آپ کے سپرد کیا گیا آپ نے سب سے پہلے براہین احمدیہ جیسی شاندار کتاب لکھی۔ جس نے نہ صرف عیسائیت، آریہ سماج اور دوسرے مذاہب کے دل ہلا دیئے بلکہ اسلام کی صداقت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت پر ایسے روشن دلائل پیش کئے جنہیں دیکھ کر آپ کے علم لدنی کی دھاک بیٹھ گئی جس کا اعتراف آپ کے ان معاصرین کو چار و ناچار کرنا پڑا جو علماء اور صحافیوں کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو بعد میں آپ کے مخالف ہو گئے تھے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں براہین احمدیہ پر طویل تبصرہ کرتے ہوئے کھلے لفظوں میں اعتراف کیا کہ ایسی اعلےٰ پایہ کی کتاب تیرہ سو برس میں کسی نے نہیں لکھی۔ ایسا ہی آپ کی وفات کے بعد جو آراء آپ کے کاموں کے متعلق اخبارات میں شائع ہوئیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) "مرزا صاحب کی اس رحلت نے اس کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ

مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی
اس شاندار مدافعت کا جو اس ذات
سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ
خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین
کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل
کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور
کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا
اعتراف کیا جائے"

(اخبار وکیل۔ امرتسر)

ایسا ہی مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ۔ سید ممتاز علی ایڈیٹر تہذیب نسواں۔ منشی سراج الدین ایڈیٹر زمیندار اور چوہدری افضل حق لیڈر احرار پارٹی اور دیگر اخبارات نے نہایت شاندار الفاظ میں آپ کی شاندار خدمات اسلام کا اعتراف کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے مجددیت کے ساتھ مکلم من اللہ ہونے کا بھی ذکر کیا جس کا مقصد اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان پیدا کرنا تھا۔ اس کے ثبوت میں آپ نے بعض پیشگوئیاں بھی کیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں بعض لوگوں کے لئے دعائیں کیں جو جناب الٰہی میں مقبول ہوئیں۔ ان سب کو ہمارے مرحوم دوست مولینا مرتضےٰ خان نے ایک مبسوط کتاب کی شکل میں جمع کر دیا ہے، جو افسوس ہے کہ اب تک طباعت کی شکل نہیں دیکھ سکی۔ ان میں سے مختصراً پنڈت لیکھرام کا قتل، امریکن ڈاکٹر ڈوئی مدعی مسیحیت و مہدویت کی ہلاکت، عالمگیر جنگ کی پیشگوئی اور اس کے ہلاکت خیز نتائج اور زار روس کا بحال زار ہونا وغیرہ انہی پیشگوئیوں اور نشانات کا ایک حصہ ہے۔ لیکن آپ نے کبھی ان پیشگوئیوں اور نشانات کو اپنی ماموریت کا اصل کام قرار نہیں دیا بلکہ تائیدی رنگ میں انہیں پیش کیا۔ آپ کا اصل کام اصلاح خلق اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی مدافعت اور دلائل و براہین سے اس کو سب ادیان پر غالب ثابت کرنا تھا۔ اور آپ نے اس کام کو نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا اور ایک ایسی جماعت بنا دی جو آپ کے بعد بھی اس کام کو زیادہ وسیع پیمانے پر سرانجام دیتی چلی آ رہی ہے۔ آج جماعت احمدیہ کے ذریعہ یورپ کے علمی حلقوں میں اسلام کے متعلق ایک انقلاب پیدا ہو چکا ہے اور وہ اسکو ایک معقول ترین اور دنیا کو مصائب سے نجات دلانے والا مذہب سمجھنے لگے ہیں۔ افریقہ کے حبشی عیسائیت کے دلفریب چنگل سے نکل کر اس جماعت کے اثر سے جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور خود مسلمانوں کے دلوں میں اس جماعت کے لٹریچر اور تراجم قرآن کے اثر سے ایمان کی روشنی پیدا ہو چکی ہے۔

یہ ہے وہ مجددیت جو حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ظہور میں آئی۔ یہ ہے وہ ماموریت کا کام جو حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ سرانجام پایا۔ ان لوگوں کی طرح نہیں، جو چند الہام پاکر مامور من اللہ ہونے کا دعوے کر دیتے ہیں اور ان کا کام سوائے اس کے کوئی نہیں کہ دنیا میں پیدا ہونے والے زلزلوں، طوفانوں، اور وباؤں کو اپنی ماموریت کا نتیجہ قرار دیں، کوئی لائحہ عمل ان کے سامنے نہیں کوئی خدمت دین کا کام ان سے ظہور میں نہیں آیا، نہ اصلاح خلق کا کوئی کام انہوں نے کیا۔ ایک مامور کے لئے لازمی ہے کہ وہ بتائے کہ کس کام کے لئے مامور کیا گیا ہے، اور اس کام کا کوئی نمونہ پیش کرے، نری پیشگوئیاں کرتے رہنا کوئی کام نہیں، نہ کسی کے الہامات و مکاشفات دوسروں پر حجت ہو سکتے ہیں اصل کام اصلاح خلق اور خدمت دین ہے، جو دوسرے لوگوں سے امتیازی طور پر ایک مامور اور مجدد سے ظہور میں آتا ہے اور اس اصلاح خلق اور تجدید دین کے کام کی وجہ سے ایک مجدد اور مامور من اللہ کو بڑی بڑی مخالفتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے حضرت مرزا صاحب کو بھی اپنی زندگی میں سخت ترین مخالفتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ انہیں ایذائیں دی گئیں ان پر مقدمات بنائے گئے اور جھوٹے معتقدات ان کی طرف منسوب کر کے انہیں بدنام کرنے کی کوششیں کی گئیں، جیسا کہ ہمیشہ صادق مامورین کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

یہ ہے مامورین کی شناخت کہ وہ نرا دعوے الہام اور پیشگوئیوں پر نہ وہ نہیں رہتے۔ دنیا میں آنے والے بلاؤں کو ہی اپنی ماموریت کا نشان نہیں ٹھہراتے بلکہ خدمت دین اور اصلاح خلق کے کام میں لگ جاتے ہیں، اور ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود اس کام کو نہیں چھوڑتے کہ یہی ان کی ماموریت کی غرض ہوتی ہے حضرت مرزا صاحب کی صداقت اسی سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے اعلےٰ درجہ کا دینی کام کر کے دکھایا ایسے وقت میں جب دنیا اسلام اور رسول کریم صلعم بلکہ مذہب ہی سے بیزار تھی، آپ نے روشن دلائل اور روحانی تاثیرات سے اسلام کو سچا ثابت کیا اور اسے دوسرے ادیان پر غالب کر کے دکھایا۔ ایمان دلوں سے اٹھ چکا تھا اسے دوبارہ دلوں میں راسخ کر دیا۔ اس سے بڑھ کر مجددیت اور کیا ہو گی۔ افسوس ہے کہ ان روشن حقائق کو مولویوں کی تنگدلی اور بغض و تعصب نے عوام کی نظروں سے اس قدر اوجھل کیا کہ وہ ان کی طرف توجہ کرنا بھی گناہ سمجھتے ہیں، کاش وہ دیکھتے کہ مولویوں نے جس اسلام کو پیش کیا ہے دنیا اس سے بیزار ہے اور صرف وہی اسلام آج دنیا میں مقبولیت حاصل کر رہا ہے جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا ہے

ارشاد امام الزمانؑ

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسولؐ کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالےٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسولؐ کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں، وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا۔ ور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اسکو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں

وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔

علالت و درخواست دُعا

— عبدالرحمٰن صاحب ایم اے۔ پرنسپل ایبٹ آباد پبلک سکول کئی دنوں سے بیمار ہیں کسی قسم کا زہر دماغ کی نسوں اور اعصاب میں سرایت کر گیا ہے جس کی وجہ سے بائیں آنکھ میں سخت تکلیف ہو گئی۔ اور بخار اور درد سے انجکشن لگا کر آرام مل سکتا تھا۔ اب حالت آگے سے بہتر ہے احباب سے استدعا ہے کہ ان کی کامل اور عاجل صحتیابی کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

— چوہدری محمد سعید صاحب مجاہد مبلغ گھانا (افریقہ) لکھتے ہیں:۔ کل ۱۸ تاریخ کو ہسپتال میں داخل ہو گیا ہوں ڈاکٹر ہمارے لائل پور کے محمد اعظم خانصاحب سرجیکل سپیشلسٹ ہیں انہوں نے فرمایا کہ پھیپھڑا کا اپریشن وہ انشاء اللہ جمعہ ۲۴ 5/4 ۲۲ کو کریں گے۔ سب بزرگ اور احباب درد دل سے دعا کریں خدا تعالیٰ مکمل اور عاجل شفا عطا کرے۔ میری [illegible]

اسلام دین کے ساتھ دنیا کو چلاتے اور عبادات کیساتھ مخلوق کی ہمدردی کرنے کا حکم دیتا ہے

مغربی اقوام کے جھوٹے معاہدات اور کمزور اقوام پر ظلم و زیادتی

حضرت نبی کریم صلعم کا مقدمات میں عدل و انصاف اور ناجائز وقار سے پرہیز

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے والد ماجد کے خلاف سچی شہادت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیٰوۃ الدنیا ویشھد اللہ علیٰ ما فی قلبہ
واللہ رءوف بالعباد۔
(سورۃ البقرہ)

عبادت الٰہی کے ساتھ مخلوق کی ہمدردی ضروری ہے

قرآن کریم میں دنیا جہان کی تمام قوموں کا نقشہ پیش کیا گیا ہے، اور مشکل سے مشکل معاملات کا نقشہ بھی کھینچا گیا ہے اور ان کی اصلاح کے طریق اور تجاویز بھی بیان کی گئی ہیں، قرآن کریم نے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو دنیا سے علیحدہ نہیں کیا۔ ہمارا دین دنیا کو اچھی طرح سے چلانے کا طریق بتلاتا ہے۔ اگر ہم عبادت کرتے رہیں۔ نماز روزہ کے پابند رہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حسن و احسان سے پیش نہ آئیں۔ اُس کے دکھ سکھ میں شریک نہ ہوں تو ایسی عبادت اور ایسا روزہ نماز بیکار ہے۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر کوئی حاکم ہو جائے۔ کسی کو اقتدار حاصل ہو جائے۔ اختیار مل جائے اور وہ حاکم مسلمان ہو کر خدا کی مخلوق اور رعایا کی عزت نہیں کرتا۔ اُن کی مشکلات میں کام نہیں آتا تو ایسا مسلمان حاکم سیدھا دوزخ میں جاتا ہے۔ اسلام کے ارکان و اصول بہت آسان ہیں اور ان کا سیکھ لینا بہت سہل ہے۔ لا ستبازی اختیار کرو۔ حلال و طیب روزی کھاؤ نماز روزہ کی پابندی کرو۔ زکوٰۃ و صدقات دو، حج کرو، یہ سب آسان چیزیں ہیں۔ لیکن دنیا کے دیگر معاملات بڑے مشکل ہیں۔ خدا کی پرستش کے بعد مخلوق خدا کی خدمت نہ کرنے کے متعلق فرمایا۔

مخلوق کی خدمت نہ کرنے سے دین کی تکذیب۔

ارءیت الذی یکذب ۔۔۔۔۔۔ بالدین۔ اس شخص کو جانتے ہو جو عملاً اپنے دین کو جھوٹا کہتا ہے فذالک الذی یدع الیتیم وہ یتیم پر رحم نہیں کھاتا اسکو دھکا دیتا ہے ولا یحض علیٰ طعام المسکین۔ اس کے دل میں مساکین کے لئے بھی درد نہیں ہے اور وہ انہیں کھانا تک دینے کا روادار نہیں اور یمنعون الماعون زکوٰۃ ادا کر کے کمزوروں کی اعانت نہیں کرتا۔ فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ ان نمازیوں پر افسوس ہے کہ وہ اپنے دین کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ غرض قرآن میں دین کو دنیا سے علیحدہ نہیں قرار دیا۔ عبادات کا بھی ذکر ہے۔ اور دنیا کے معاملات کا بھی ذکر ہے دنیا کے معاملات میں سے سب سے مشکل معاملہ حکومت کا ہے۔ یہ حکومت کسی ایک شخص کے ہاتھ میں آئی تو اس کا امتحان ہو گیا حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ میں حکومت ہو اور خدا کی مخلوق اور رعیت کی خیر خواہی نہیں کرتا اس کی کمزوریوں پر نظر کر کے اصلاح و فلاح کا خیال نہیں رکھتا۔ وہ مر گیا تو وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔

یورپی اقوام کے جھوٹے معاہدات اور کمزور اقوام پر ظلم و زیادتی۔

یہ آیت بول کر نے پڑھی ہے یہ یورپ کا نقشہ کھینچتی ہے۔ فرمایا ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیٰوۃ الدنیا۔ ایسی بھی قومیں ہیں جو اعلان کرتی ہیں کہ ہم دنیا میں مساوات قائم کریں گے ہمارے قوانین ایسے ہوں گے کہ ان کی نگاہ میں مشرق و مغرب کے آدمیوں میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا اور ہم دنیا کی قوموں میں آزادی قائم کریں گے۔ کمزوروں کی دستگیری کریں گے۔ وہ قسمیں کھا کر یقین دلاتے ہیں کہ ہم مخلص ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم انسانیت کے لئے آرام و سکون کی زندگی کے خواہشمند ہیں لیکن جب اُن کے ہاتھ میں حکومت و اقتدار آ جائے سعیٰ فی الارض لیفسد فیھا تو روئے زمین پر فساد مچاتے اور تخریب پیدا کرتے ہیں۔ و یھلک الحرث لوگوں کے غلہ جات اور کپاس اور پٹسن اور تیل وغیرہ کو برباد کرتے اور لوٹ لے جاتے ہیں۔ والنسل۔ اور نسلوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ و اذا قیل لہ اتق اللہ اور جب ان کو کہا جائے کہ تم خدا خوفی اختیار کرو، اخذتہ العزۃ بالاثم تو وہ اسکو وقار کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اور ان پر PRESTIGE کا بھوت سوار ہو جاتا ہے جو اُن سے مزید زیادتی اور ظلم کرواتا ہے یہ صورت حالات یورپ کی قوموں میں نظر آتی ہے۔ یورپ دوسری قوموں کو غلام بناتا ہے۔ ان کے وطنوں کو اپنے قبضہ میں لیتا ہے، ان پر حکومت کرتا ہے۔ ان سے کام لیتا ہے۔ ان کے گاڑھے پسینے کی کمائی اور ان کی زمین کی پیداوار غلہ جات میوہ جات اور وہاں کی دوسری نعمتیں پٹ سن تیل۔ کپاس اپنے ملک میں لے جاتا ہے اور بڑی بڑی ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ عہد و پیمان کو کے چھوٹی اور کمزور اقوام کو دباتا ہے تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ۔ ان کے سامنے خدا نہیں ہوتا ایک قوم مضبوط ہے طاقتور اور باثر ہے وہ کمزور قوم پر ظلم و جور روا رکھنا چاہتی ہے۔ جس کو

غلام اور کمزور بنانا چاہتی ہے تو یہ قومیں مضبوط، طاقتور اور با اثر قوم کا ساتھ دیتی ہیں۔ یہ نقشہ آج کل کے یورپ کا پیش کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انما یبلوکم اللہ بہ خدا تمہاری دولت کا تمہاری طاقت کا اور تمہارے تعلقات کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ آج دنیا کی نگاہ میں امریکہ فیل ہو گیا ہے بے عزت اور بدنام ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس کے جو بلند بانگ دعاوی تھے ان پر وہ پورا نہیں اترا اس نے مضبوط قوم کا ساتھ دیا کمزور کی پروا نہیں کی۔

مقدمات میں حضرت نبی کریم صلعم کی تنبیہہ جھوٹے فریق مقدمہ کو

ادھر حضور نبی کریم صلعم کا حال دیکھئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ اس کتاب یعنی قرآن کریم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دنیا میں تم انصاف کیسے کرتے ہو۔ اور آگے لکھا ہے ولا تکن للخائنین خصیما دیکھو عدل و انصاف کرنے کے لئے یہ قاعدہ یاد رکھو کہ تم نے خائن آدمی کی مدد نہیں کرنی واستغفر اللہ۔ عدل و انصاف کرتے وقت خدا کو یاد رکھو فیصلہ کرنے کے بعد استغفار پڑھو، کہ اگر کوئی فیصلہ میں کمزوری رہ گئی ہو تو خدا معاف فرمائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما انا بشر و انکم تختصمون الیّ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ میرے پاس تم مقدمات لے کر آتے ہو ولعل بعضکم الحن بحجتہ من بعض۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک فریق کا آدمی بڑا لسان ہوتا ہے اور وہ اپنے معاملہ کو مضبوط دلائل کے ساتھ پیش کرتا ہے اور بڑی طاقت سے پیش کرتا ہے فاقضی علی نحو ما اسمع تو جیسے میں سنتا ہوں ویسا ہی فیصلہ دیتا ہوں۔ فمن قضیت لہ بحق اخیہ فانما اقضی لہ قطعۃ من النار فلا یاخذہا اس کو نہ لینا چاہیئے اس فیصلہ میں اگر میں غلطی کروں اور اس شخص کے حق میں فیصلہ دے دوں جس کے دلائل کو میں نے مضبوط پایا ہو۔ تو وہ شخص جس کے حق میں فیصلہ دیا ہے وہ ڈر جائے کہ میں اسکو آگ کا قطعہ دے رہا ہوں۔ تو خود رسول کے فیصلہ سے حرام حلال نہیں ہو جاتا۔

ایک مشکل مقدمہ اور حضرت نبی کریم صلعم کا عدل و انصاف

اس آیت کے نیچے ایک بڑا مشکل واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ مدینہ کے لوگوں کو انصاری اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو مکہ معظمہ چھوڑ کر آئے تھے اور اپنا مال و دولت اور ساز و سامان سب مکہ میں چھوڑ آئے تھے۔ ان کو ان مدینہ والوں نے ہر طرح سے آرام پہنچایا۔ اور کہا کہ یہ مکان یہ زمینیں تمہاری ہیں۔ اور اس حد تک اخوت کا اظہار کیا کہ انہیں وراثت میں بھی شریک ٹھہرانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے وہ آیات اتاری ہیں جن میں خونی رشتہ دار وراثت کے حقدار ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے انصاریوں کا حضور نبی کریم صلعم اور آپ کے ساتھیوں پر زبردست احسان ہے اور حضور خود اسکو محسوس کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جدھر انصاری جائیں گے میں بھی ادھر ہی جاؤں گا۔ ان میں سے ایک شخص طعمہ نے ایک زرہ بکتر چوری کی اور اس اندیشہ سے کہ کہیں میں پکڑا نہ جاؤں۔ وہ زرہ بکتر ایک یہودی کے مکان میں پھینک دی۔ اس پر مقدمہ چلا۔ یہودی نے کہا کہ میں نے چوری نہیں کی اصل مجرم طعمہ ہے اس پر تمام انصاری حضورؐ کی خدمت میں سفارش لیکر حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ حضور! یہودی بے ایمان خبیث اور کافر ہے مکار ہے اس نے خود چوری کی ہوگی اور طعمہ پر ناحق الزام لگاتا ہے۔ طعمہ مسلمان ہے انصاری ہے۔ اگر یہ ماخوذ ہوا تو قوم کی قوم بدنام ہو جائے گی۔ یہ گویا prestige کا سوال تھا لیکن تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ طعمہ چور ہے اس پر یہودی جس کو قوم خبیث، کافر بے ایمان اور مکار کہتی تھی بری ہو گیا اور مسلمان انصاری طعمہ پکڑا گیا اور سزا پا گیا یہ کتنا بڑا مشکل مقدمہ ہے جس میں حضور صلعم نے کسی پریسٹیج (وقار) کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پورے عدل و انصاف سے کام لیا اور کسی سفارش کو قبول نہ کیا۔

ایک اور مقدمہ

اسی طرح سے ایک واقعہ اور بھی ہے ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ وہ پکڑی گئی قریشیوں نے کہا کہ بدنامی ہوگی۔ حضور کا کوئی لاڈلا اگر حضور کی خدمت میں سفارش کرے تو معاملہ رفع دفع ہو سکتا ہے اسامہ بن زیدؓ حضور نبی کریم صلعم کو بہت پیارے تھے۔ حسنؓ اور اسامہ دونوں کو گود میں بٹھا کر خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میں ان سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر۔ اسامہ سفارش لے کر گئے اور حضورؐ کے سامنے قصہ بیان کیا۔ آپؐ کو سن کر بڑی تکلیف ہوئی۔ اور فرمایا کہ ھلک من کان قبلکم تم سے پہلے قوموں نے اسی قسم کی غلطیاں کی تھیں اس وجہ سے وہ قومیں ہلاک ہو گئیں۔ ان کا یہی دستور تھا کہ اگر کوئی بڑا صاحب حیثیت آدمی چوری کرتا اسکو چھوڑ دیا جاتا اور اگر کوئی چھوٹا آدمی اور کمزور آدمی چوری کرتا تو پکڑ لیا جاتا۔ یہ طریقہ قوموں کی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہوا۔ ولو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیا جاتا۔ یہاں بھی پریسٹیج کا سوال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔ لیکن حضور صلعم نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پورے عدل و انصاف سے کام لیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو عدل و انصاف کا حکم۔

دوسرے پیغمبروں کو بھی ایسے مراحل پیش آئے حضرت داؤد کو حکم ہوا یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالعدل۔ اے داؤد! تم پیغمبر خدا ہو۔ ہم نے تمہیں بادشاہت عطا کی ہے۔ فاحکم بین الناس بالعدل۔ حق پرستی کو سامنے رکھ کر داد رسی کرو۔ ولا تتبع الھوٰی۔ خواہشات کی پیروی نہ کرنا۔ فیضلک عن سبیل اللہ۔ گمراہ ہو جاؤ گے۔ خدا کے رستہ سے بھٹک جاؤ گے جو لوگ خدا تعالیٰ کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے لئے عذاب ہے ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید کیسی خطرناک تنبیہ ہے۔ پیغمبروں کو تنبیہ ہمارے نبی کریم کو تنبیہ۔ ان کا عمل حضورؐ کی پابندی قابل غور ہے

حضرت عمرؓ نے پریسٹیج کو بالائے طاق رکھتے ہوئے احکام کو سرزنش کی۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو احکام الٰہی کی خلاف ورزی پر سزا دی۔ یہ آسان بات نہیں۔ خلیفہ وقت ہے۔ یہاں بھی پریسٹیج prestige کا سوال ہے۔ لیکن انہیں ایسی پریسٹیج کی پروا نہیں جس سے احکام الٰہی کی مخالفت ہوتی ہے۔ سعد بن ابی وقاص بہت بڑا آدمی ہے ایران کا فاتح ہے۔ وہ عراق کے گورنر تھے۔ ان کے متعلق شکایت آئی۔ ان کو معزول کر دیا۔ عمرو بن عاص مصر کا گورنر ہے۔ ان کے بیٹے نے ایک عیسائی کو سر بازار مارا۔ گورنر کو مصر سے طلب کر لیا گیا۔ باپ بیٹا حاضر ہوئے باپ کو ملامت ہوئی اور کہا کہ جن کو ان کی ماؤں نے آزاد جنا ہے تم نے کب سے انہیں غلام بنانا شروع کیا ہے۔ گورنر کو سرزنش کی اور بیٹے کو سزا دی۔ مصر سے چل کر گورنر اور اس کا بیٹا مدینہ طیبہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ یہ رسوائی کا موجب ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے وقار قومی کی پرواہ نہ کی عدل و انصاف قائم کیا اہل مصر پر اس کا بے انداز اچھا اثر ہوا ان پر دین اسلام کی خوبی روشن ہو گئی۔ فرعون کے پنجے کے دبے ہوئے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ اسلام برحق ہے اسلام نے پریسٹیج کا سوال عملاً ختم کر کے دکھایا۔

حکام مظلوم کی آہ سے ڈریں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حاکم مسلمان ہو، رعایا یہودی ہو۔ کافر ہو۔ حاکم رعایا کی آہ سے بچ نہیں سکتا۔ مظلوم کی آہ خدا تک پہنچتی ہے خواہ وہ کافر ہی ہو۔ وہ ربّ العالمین ہے۔ ظالم حاکم سزا پا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو۔ حاکم پریسٹیج ...... کے سوال سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ تکبّر اور گھمنڈ خدا کو پسند نہیں۔ ظالم حاکم لوگوں کو غلام بھی بنا لیتا ہے اور ان کا مال بھی کھا لیتا ہے جب معاذ بن جبل اور عبیدہ بن جراح کو یمن کا گورنر اور قاضی مقرر کیا گیا تو فرمایا کہ یاد رکھو تم غیر قوم پر حکومت کرنے جا رہے ہو ان کا مال ہڑپ نہیں کرنا۔ ایاکم وکرائم اموالکم۔ ظلم نہیں کرنا۔ ناانصافی نہیں کرنا۔ عدل و انصاف اور احسان و ہمدردی کا برتاؤ کرنا۔ یہ کیسی بابرکت حکومت ہے۔ دیگر مذاہب کا دین ہے کہ جو تمہارے دین کا آدمی نہیں اس کو کھا جاؤ۔ یورپ کا مذہب یہی ہے کہ مشرق کا آدمی تمہاری غلامی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

اسلام عالمی مذہب ہے

حضورؐ نے دنیا کو World Religion اور Universal State کا تصوّر دیا اور اس پر عمل کر کے دکھلایا اور ثابت کر دیا کہ اگر دنیا کا دین اور دنیا کی سلطنت ان قواعد پر مبنی ہو تو وہ امن قائم ہو سکتا ہے۔

ذمی کا مال کھانا ناجائز ہے

حضرت ابن عباسؓ کو خدا تعالےٰ نے بڑا علم دیا تھا ان سے پوچھا گیا کہ جنگ کے زمانہ میں اگر ذمی کا مال استعمال کر لیا جائے تو کیسا ہے مثلاً مرغی یا بکری وغیرہ وغیرہ۔ فرمایا کہ مسلمان ہو کر ان کے طریقہ پر چلنا چاہتے ہو جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وقالوا لیس علینا فی الامیین سبیل۔

مسلمانوں کے متعلق غیر قوموں کی گواہی

ان تعلیمات پر مسلمانوں کو دیکھ کر ایرانیوں اور عیسائیوں سب نے اپنی اپنی قوم میں یہ گواہی دی کہ مسلمان عجیب قوم ہے۔ رات کو نمازوں میں مشغول رہتے ہیں اور رہبان نظر آتے ہیں۔ دن کے وقت شہسوار غازی ہوتے ہیں۔ پیسے دیئے بغیر کسی سے روٹی نہیں کھاتے۔ ان کا آدمی چوری کرے تو ہاتھ کاٹ جاتا ہے۔ بدکاری کرے تو ختم کر دیا جاتا ہے۔

سچی شہادت دینے کا حکم اور حضرت مسیح موعودؑ کا عمل۔

یہ قوم ہے اس کی تاریخ اور اصول دنیا کو ایک بابرکت اور پُر امن سلطنت دے سکتے ہیں۔ حکم ہے کہ گواہی سچی دو۔ اپنے برخلاف گواہی دینا پڑے تو دو۔ کوئی سکھ قادیان جا رہا تھا کسی نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو اس نے کہا کہ میں قادیان جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ تم مرزا صاحب کو جانتے ہو اس سکھ نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں۔ وہ تو ٹھیک ہیں۔ اس نے پوچھا وہ کیسے۔ کہا کہ بڑے مرزا صاحب (مرزا صاحب کے والد) کے ساتھ ہمارا مقدمہ ہو گیا بڑے مرزا جی نے ہماری زمین کا ٹکڑا جس میں کیکر کے درخت تھے اپنی زمین سے ملا لیا تھا۔ ہم نے چھوٹے مرزا جی کو اپنا گواہ بنا لیا۔ مرزا صاحب اپنے باپ کے خلاف گواہی دیتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب کے دل میں اپنے والدین کی پوری فرمانبرداری اور انکی عظمت بھی لیکن حکم ہے کہ گواہی دینا پڑے تو سچی گواہی دو سمن نہیں لینا غلط ہے بلکہ سمن لو۔ گواہی کو چھپاؤ نہیں بات کو گول مول کر کے پیش نہ کرو۔ زبان کو مروڑ کر گواہی نہ دو۔ حضرت مرزا صاحب کو عدالت میں پیش ہونا پڑا تو انہوں نے گواہی دی کہ سکھ ٹھیک کہتے ہیں۔ وکیل نے کہا کہ آپ کو کیسے علم ہوا آپ تو مسجد میں رہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا ایک دفعہ ابّا جان مجھے زمین پر لے گئے اور کہنے لگے کہ وہ حصہ زمین جس میں کیکر کے درخت ہیں وہ سکھوں کی ملکیت ہے۔ یہ ہے اسلام کا صحیح نقشہ۔

مغربی اقوام کا ناجائز رویّہ

تو ان آیات میں یورپ کا نقشہ کھینچا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے بلند بانگ دعوے غلط ہیں ان کے اعلانات صحیح نہیں۔ ان کے معاہدات صحیح نہیں ان کے معاملات فتنہ و فساد کا موجب ہیں۔ یہ یورپین قومیں ناکام ہو گئیں لیگ آف نیشنز بھی فیل ہو گئی۔ اور اب انہوں نے جو ڈھونگ رچا رکھا ہے یہ بھی غلط ہے یہ کمزور قوموں کے ہمدرد نہیں ہیں۔ دعا کریں کہ اگر یہ دجال کے فرزند پاکستان کے دشمن ہیں تو وہ خدا جو دنیا جہان کا خدا اور امیر و غریب کا خدا ہے وہ ان کو اپنے ارادوں میں ناکام کرے۔ اور کشمیری اور ہندوستانی مسلمانوں پر جو ظلم و جور روا رکھا جا رہا ہے اس سے خدا انہیں بچائے اور ان کی آزادی کی صورت پیدا کرے۔

مصیبت زدوں اور بیماروں کے لئے دُعا

بعض احباب مصیبتوں میں مبتلا ہیں بعض بیمار ہیں ان کے لئے دعا کریں۔ محمد بشیر بٹ ایم اے کا اپریشن ہوا ہے۔ انہوں نے جماعت سے دعا کے لئے درخواست کی ہے۔ چارسدہ کے شیخ فضل حق صاحب زمیندار ہیں ان کا ایک لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ وہ سرحد میں ملازمت کرتا رہا ہے۔ اب ولایت میں ان کا امتحان ہے۔ ان کی کامیابی کے لئے بھی دعا کریں۔ ہمارے دوست عبدالرحمن صاحب ایم اے۔ پبلک اسکول ایبٹ آباد کے پرنسپل ہیں وہ مرحوم و مغفور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے داماد ہیں۔ ان کو اس قدر اعصابی تکلیف ہے کہ اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ آپ درد دل سے ان کے لئے دعا کریں کہ خدا انہیں صحت عطا کرے

خواتین جماعت لاہور کے لئے

ضروری اعلان

تنظیم خواتین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تربیتی ماہانہ جلسہ جو ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو ہوا کرتا ہے ۵ر جون ۱۹۶۴ء کو مرکزی احمدیہ مسجد کی زنانہ گیلری میں منعقد ہو رہا ہے۔ خواتین سے التماس ہے اس میں شرکت فرما کر مفید خیالات سے مستفید ہوں جلسہ ۵ر جون کو بعد از نماز جمعہ ۲½ بجے سے چار بجے تک ہو گا۔ نیز صفحۂ خواتین کے لئے اچھے اچھے مضامین۔ مفید اقتباسات کتب یا اقوال زرّیں اور منظوم کلام...... وغیرہ بھی بہنیں مندرجہ ذیل ایڈریس پر اپنی پہلی فرصت میں بھجوانے کی کوشش کریں۔ تاکہ یہ صفحہ جلد سے جلد جاری کیا جا سکے۔

والسلام

بیگم فاضل رمضان۔ سیکرٹری تنظیم خواتین
احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

جماعت بدوملھی کا جلسہ ملتوی

جماعت بدوملھی کا جلسہ جو ۳۰، ۳۱ مئی کو ہونا قرار پایا تھا اور اس کا اعلان گذشتہ شیوع میں کیا گیا تھا، دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی وجہ سے فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اب ماہ جون میں اس جلسہ کے انعقاد کا پروگرام ہے۔ منظوری مل جانے کے بعد تاریخوں کا اعلان کر دیا جائے گا۔

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

ضرورت ہے

ہماری جماعت کے کراچی مرکز کے لئے ایک چوکیدار کی ضرورت ہے درخواست کنندہ اپنی جماعت میں سے ہونا چاہیئے جو پختہ عمر کا ہو۔ اور [illegible] تنہا رہ سکے۔ رہائش کے لئے مرکز میں انتظام ہے۔ تنخواہ مبلغ 80 (اسّی روپے) ماہوار ہو گی۔ درخواستیں اور خط و کتابت براہ راست سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی برانچ سے ہو۔ درخواست کنندہ اپنے پورے کوائف تحریر کریں اور جس جماعت سے تعلق ہو وہاں [illegible]

محمد صالح نور کے قلم سے

جماعتِ احمدیہ لائل پور کی جماعتی سرگرمیاں

چندہ کی وصولی

جماعتی چندہ جات کی تحصیل کا کام گذشتہ ایک سال سے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا جا رہا ہے حافظ عبدالرؤف صاحب نہایت محنت اور اخلاص سے تحصیل کے کام کو بجا لا رہے ہیں۔ گذشتہ سالوں کی نسبت چندہ میں تسلی بخش اضافہ ہوا۔

عید الاضحیٰ

احباب جماعت نے نماز عید جامع مسجد پرمیئر فلور ملز میں ادا کی۔ اس تقریب پر مرزا مظفر بیگ صاحب نے باوجود علالت طبع کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور فلسفہ بیان فرمایا۔ عید الفطر کے موقع پر فطرانہ اور مسجد فنڈ کی رقم -/237 روپے مرکز میں بھجوائے گئے تھے۔ عید قربان کے موقعہ پر مسجد فنڈ اور عید فنڈ کے طور پر -/۶۰ روپیہ اور کھالوں کی فروخت سے جمع شدہ -/۱۲۰ روپے کی رقمیں مرکز میں ارسال کی گئیں۔

قرآن کریم کا درس

نہایت خوشی کی بات ہے کہ محترم شیخ میاں محمد صاحب کی مساعی سے نماز مغرب کے بعد روزانہ قرآن پاک کا درس جاری ہے۔ اور بعض احباب باقاعدہ شامل ہوتے ہیں۔ دوسرے مقامات کے احباب سے گذارش ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کی درس و تدریس کا سلسلہ جاری کریں کہ یہی جماعت کا طغرائے امتیاز ہے۔

ماہوار تربیتی اجلاس

ماہ مئی کا ماہوار اجلاس یکم مئی کو ریاض کاٹن فیکٹری میں محترم میاں محمد احمد صاحب کے ہاں منعقد ہوا جس میں احباب نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ یہ اجلاس الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم صادق نور نے کی اور عزیز عبدالقیوم خاں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سنایا جس کے بعد راقم الحروف نے گذشتہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی۔

"احمدیت اور ہمارا فرض"

پروگرام کے مطابق اس مرتبہ محترم میاں فضل احمد صاحب کا لیکچر تھا۔ آپ نے "احمدیت اور ہمارا فرض" کے عنوان پر ایک حقیقت افروز تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے اس وقت مامور بنا کر بھیجا جب زمین اور آسمان پکار پکار کر ایک مصلح ربانی کی ضرورت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور اسلام کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی اور اہل اسلام دین اسلام کی تعلیم کو فراموش کر چلے تھے۔ آپ نے مولانا حالی مرحوم اور ڈاکٹر اقبال مرحوم کے وہ اشعار جو انہوں نے اسلام کا نوحہ کرتے ہوئے کہے تھے سنائے اور بتلایا کہ یہ لوگ اسلام کی اس وقت کی حالت سے سخت مایوس ہو چکے تھے۔ اور واقعتہً وہ وقت ایک مصلح اور امام کے ظہور کا وقت تھا اس وقت حضرت مسیح موعودؑ خدا کی طرف سے مامور کئے گئے اور تو ہدایت سے کر بھوکے اور پیاسے لوگوں کو اس چشمہ سے سیراب کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور آپ نے عدیم المثال تصانیف، تقاریر اور اشتہارات کے ذریعہ دنیا میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کی۔ اور خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے اس وقت حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نورانی چشمہ سے اپنی پیاس بجھائی۔ اور پھر حضور علیہ السلام نے ایسے ایسے جان نثار لوگ پیدا کئے جنہوں نے اپنی تمام تر زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کر دیں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی جانیں خدا کے حضور پیش کر دیں۔

آپ نے مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی صاحب - خواجہ کمال الدین صاحبؒ اور دیگر اکابرین سلسلہ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے دین کی خاطر دنیا کو خیرباد کہہ دیا اور خدا کی خوشنودی کی خاطر تمام دنیا کو پیغام حق پہنچایا۔ اور یورپ کے کفر گڑھ میں جا کر سب سے پہلے اسلام کے جھنڈے گاڑے اور کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئے۔

محترم میاں صاحب نے اس کے بعد احباب جماعت اور خصوصاً نوجوان طبقہ کو ان پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی درخواست کی کہ جب ہمیں ایک صداقت اور نور ورثہ میں ملا ہے اور ہمارے بزرگ ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ تو ہماری ذمہ داریاں کس قدر بڑھ جاتی ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اس بوجھ کو ہم اپنے کندھوں پر لیں۔ اور جس شمع کو ان بزرگوں نے جلایا ہے اسے اور زیادہ روشن کرنے کی ان تھک کوششیں جاری رکھیں اور دنیا کمانے کو ہی اپنی زندگی کا واحد مقصد نہ سمجھ بیٹھیں بلکہ دین کے امور اور اشاعت اسلام کے کام کو تمام امور پر مقدم رکھیں اور ہم میں سے اہل علم اور قابل نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر کے خدا کی خاطر اسلام کے جھنڈے کو سربلند کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ اور ہمارے بزرگوں نے اگر دس مشن قائم کئے تھے تو نہ صرف یہ کہ ہم ان مشنوں کو چلائیں بلکہ کم از کم دس مشن تو اور قائم کریں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اگر دولت دی ہے تو ہم اسکو صحیح مصرف میں لانے کی کوشش کریں۔

آخر میں میاں صاحب نے مقامی سرگرمیوں اور لوکل فنڈ کے ذریعہ بعض دوستوں کی امداد کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کے کام کو سراہا اور کارکنوں کو خراج تحسین ادا کیا اور ماہوار جلسوں کی اصل غرض و غایت کو زیادہ اجاگر کرنے کی طرف توجہ دلائی تاکہ ہم اپنے فرائض کو زیادہ عمدہ رنگ میں ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔

صداقت حضرت مسیح موعودؑ

ازاں بعد ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے سلسلہ میں ان بے شمار زمینی اور آسمانی نشانات اور گواہیوں کا ذکر کیا جو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں ظاہر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کے بالتفصیل بیان کردہ ایمان افروز واقعات احباب کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے ڈاکٹر صاحب کے بعد صدر صاحب نے صدارتی ریمارکس دیئے۔

ملفوظات

بعد ازاں حافظ عبدالرؤف صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا ایک حصہ پڑھ کر سنایا اور دعا پر یہ مبارک محفل برخواست ہوئی جس کے بعد میاں محمد احمد صاحب نے پرتکلف چائے سے احباب کی تواضع کی جزاھم اللہ۔

آئندہ اجلاس

فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ ماہ اجلاس ۵ جون بروز جمعہ ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ایم بی بی ایس۔ انچارج بیگم امہ جوائی کے ہاں منعقد ہوگا۔ اور اس موقعہ پر عبدالرحمان صاحب برتم صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر مقالہ پڑھیں گے۔

فخر الدین صاحب راولپنڈی

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

ان نشانوں کو ذرا سوچو کہ کس کے کام ہیں ٭ کیا ضرورت ہے کہ دکھلاؤ غضب دیوانہ وار
یہ فتوحات نمایاں یہ تواتر سے نشاں ٭ کیا یہ ممکن ہیں بشر سے کیا یہ مکاروں کا کام

"اب تک کئی ہزار خدا تعالےٰ کے نشان میرے ہاتھ پر ظاہر
ہو چکے ہیں زمین نے بھی میرے لئے نشان دکھلائے اور
آسمان نے بھی اور دوستوں میں بھی ظاہر ہوئے اور دشمنوں میں بھی" (مسیح موعودؑ)

موسم بہار کو اس کائنات میں ایک نمایاں خصوصیت حاصل ہے ۔ خزاں دیدہ چمن اور کڑاکے کے جاڑوں کی سردی اور سختی جھیلے ہوئے گلشن میں بہار کی آمد پر ایک نئی زندگی کروٹ لیتی ہے ۔ باغ و راغ کا پتہ پتہ بہار کے آنے کا پتہ دیتا ہے ۔ایک انگریز شاعر کا قول ہے کہ ہمیں موسم سرما کی جاں گسل تند و تیز اور سرد ہواؤں سے غمگین نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہمیں یقین کر لینا چاہیئے کہ بہار کی نشاط افزا رُت دروازے پر کھڑی ہے ۔ اقوام و ادیان کی تاریخ بھی ہمیں یہی بتلاتی ہے کہ ان پر نکبت و ادبار ۔ زوال و انحطاط کے بعد اقبال و عروج کا زمانہ آتا ہے اور ایک موت کے بعد انہیں نئی زندگی عطا کی جاتی ہے ۔ اس احیائی موتیٰ کا ذکر قرآن کریم میں بھی آتا ہے اور موسم بہار ہر سال کے بعد لانے کا وعدہ موجود ہے ۔ اس بہار کی آمد پر بھی ارباب غور و فکر کو پتہ چل جاتا ہے اور مصلح ربانی کی آمد کے ساتھ ساتھ زمین پر آسمان سے نور نازل ہوتا ہے تب دنیا خود بخود بشرط استعداد نیکی اور سعادت کے طریقوں کی طرف رغبت کرتی ہے ۔ اور ایک ایسی باد بہاری چلتی ہے جو مستعد دلوں کو رشد و ہدایت کی طرف راغب کرتی ہے اور خوابیدہ قوم کو بیدار کر دیتی ہے گویا زمانہ ایک عظیم الشان انقلاب کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے اور جس پایہ کا مامور ہوتا ہے اسی قوت سے یہ غیبی تحریکات مستعد دلوں پر اپنا اثر کرتی ہیں ۔ ہر ایک سعید الفطرت چمن کے پتوں کی طرح جاگ اٹھتا ہے اور ہر ایک صحیح الجبلت اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے الغرض مصلح زمان کی بعثت کے وقت دلوں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے گویا سعید اور نیک طبیعت لوگوں پر فرشتوں کا اتار ہوتا ہے ۔ حضرت مسیح ناصری ؑ بھی جو عمر بھر اپنی قوم سے تمثیلوں میں باتیں کرتے رہے امام آخر الزمان کی بعثت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اب انجیر کے درخت سے ایک
تمثیل سیکھو جونہی اس کی ڈلی نرم
ہوتی ہے اور پتے نکلتے ہیں تم
جان لیتے ہو کہ گرمی نزدیک ہے
اسی طرح جب تم ان سب باتوں کو
دیکھو تو جان لو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ
پر ہے"

یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب نزول حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات جو آسمان اور زمین کے پاس امانتاً محفوظ تھے آشکارا ہو گئے تو ۱۸۸۹ء کے موسم بہار میں (یعنی مارچ کے مہینے میں) حضرت نے لودھیانہ میں بیعت لینی شروع کی ۔ اور یوں موسم بہار کی آمد کے ساتھ ساتھ ۔ خدا کی بات پوری ہو گئی کہ امام موعود دنیا میں تشریف لے آیا ہے ۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" حضرت امام کا الہام ہے اور آپ کو متعدد بار ہوا ۔ "الوصیت" (جنوری ۱۹۰۶ء) میں آپ فرماتے ہیں :-

"دیکھو ! میں بلند آواز سے کہتا ہوں
کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے
اس سے پہلے زلزلے کے نشان کے
بعد جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں
آیا جس کی ایک مدت پہلے خبر دی
گئی تھی پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار
کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ
آنے والا ہے ۔ وہ بہار کے دن
ہوں گے نہ معلوم کہ وہ ابتدا بہار
کا ہو گا جبکہ درختوں میں پتہ نکلتا ہے
یا درمیان اس کا یا اخیر کے دن جیسا
کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں ۔ پھر بہار
آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی ......
اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں
کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے
اس مہینہ سے خوف کے دن شروع
ہوں گے اور غالباً مئی کے اخیر
تک وہ دن رہیں گے"

اس الہام سے دو امور واضح ہوتے ہیں ۔ اوّل تو یہ ہے کہ موسم بہار یعنی جنوری کے اخیر سے لیکر مئی کے اخیر تک کا دور خصوصی نشانات کے ظہور کا عرصہ ہوگا اور دوسرے یہ کہ خدا تعالےٰ نے آپ سے بہت کثرت سے باتیں کی ہیں ۔ جیسا کہ لفظ پھر سے عیاں ہے ۔ اور ایک اور جگہ حضرت امام ہمام نے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو جو آپ پر نازل ہوا نزول باراں سے تشبیہ دی ہے ۔ یعنی جس طرح بارش کے ذریعہ آسمان سے اترنے والے پانی کی غایت معلوم نہیں ہو سکتی ۔ اسی طرح آپ سے بڑی کثرت سے خدا نے کلام کیا ۔ اب خدا کے کلام نے آپ کو نذیر بھی قرار دیا ہے اور بشیر بھی اور دونوں حیثیتوں میں آپ کو واضح نشان دیئے گئے ہیں ۔ اس لئے جنوری کے اخیر سے لے کر مئی کے اخیر تک کے زمانہ میں آپ کے بہت سے نشان ظاہر ہوئے، ہو رہے ہیں اور ہوں گے ۔ چونکہ کسی مامور کے نشانات کا پورا ہونا اس کے منجانب اللہ اور صادق ہونے کی دلیل ہوتی ہے ۔ اس لئے ہر ایک نشان کے پورے ہونے پر اس مامور کے متبعین کا ایمان بڑھتا ہے اور اس کی صداقت پر تازہ اور روشن دلیل ملتی ہے ۔ اس مضمون میں قارئین کرام کو چند ایسے نشان یاد دلائے جاتے ہیں کہ ان کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوں اور ان تہیدستان قسمت کو اس مامور کے شناخت کرنے کا موقعہ ملے ۔

(۱) - جیسا کہ میں اُوپر بیان کر چکا ہوں خدا تعالےٰ نے امت محمدیہ کے لئے امام آخر الزمان کا وعدہ فرمایا ۔ خدا کی یہ بات یکم مارچ ۱۸۸۹ء کو پوری ہوئی جب حضرت اقدس نے متلاشیان حق اور جویانِ صداقت کی آرزو پوری کی اور لدھیانہ میں بیعت لینی شروع کی ۔

(۲) - بدنام شاتم رسول اکرم صلعم لیکھرام پشاوری جب اپنی دریدہ دہنی میں بڑھ گیا تو اس نے حضرت جری اللہ کی خدمت میں اپنے خط میں لکھا :-

"اچھا آسمانی نشان تو دکھا دیں ۔ اگر بحث
نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش
خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی
نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو ۔ لیکھرام"

حضرت اقدس نے اس دشمن ناداں اور بے راہ کے متعلق بذریعہ اشتہار یہ پیشگوئی فرمائی کہ لیکھرام پر ۲۰ رفروری ۱۸۹۳ء سے چھ

برس کے اندر ایسا عذاب جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہونے کے علاوہ اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہوگا نازل ہوگا اور فرمایا کہ اگر یہ نشان ظاہر نہ ہوا تو وہ ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہیں اور اس بات پر راضی ہیں کہ انہیں گلے میں رسہ ڈال کر سولی پر کھینچا جائے۔" پھر ۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو آپ کو کشفی حالت میں دکھایا گیا کہ لیکھرام کی سزا دہی کے لئے ایک پر ہیبت وجود متعین ہو چکا ہے۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے کلام نے آپ کو اس دریدہ دہن کی موت کا دن بھی صاف صاف بتلا دیا۔ اور آپ نے ۲۷ اگست ۱۸۹۳ء کو اس کا اعلان بھی کر دیا کہ:-

"خدا نے ایک نشان کی خوشخبری دے کر کہا کہ تو عید کا دن قریب پہچان لیگا۔ (یعنی وہ خوشی کا دن جس میں وہ نشان ظاہر ہوگا اور اس دن کی نشانی یہ بتلائی کہ اس دن سے اسلامی عید اقرب یعنی بہت ہی نزدیک ہوگی اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ اس نے خدا اور رسول کے ایک دشمن اور بدزبان کے بارے میں جو لیکھرام پشاوری ہے میری دعا سنی اور مجھے خبر دی کہ وہ ہلاک ہوگا .... وہ چھ برس کے اندر مر جائے گا اور اس میں طالبان حق کے لئے ایک نشان ہوگا"

سو ایسا ہی ہوا اور چھ مارچ ۱۸۹۷ء مطابق ۲ شوال یعنی اسلامی عید الفطر کے دوسرے دن وہ نابکار کیفر کردار کو پہنچا اور طالبان حق کے لئے یہ بین نشان چھوڑ گیا۔ خدا کی یہ بات بھی موسم بہار میں پوری ہوئی۔

(۳) چراغ الدین جمونی

(۴)۔ ڈاکٹر ایگزنڈر ڈوئی اور

(۵)۔ منشی الٰہی بخش لاہور مصنف عصائے موسیٰ جن کی عبرتناک ہلاکت کی پیش از وقت خبریں دی گئی تھیں علی الترتیب اپریل ۱۹۰۶ء مارچ ۱۹۰۷ء اور اپریل ۱۹۰۷ء میں ہلاک ہوئے۔ ڈوئی کی موت سے دو ہفتے پہلے حضرت اقدس نے اس کو تازہ نشان اور فتح عظیم قرار دیا تھا۔ سو یہ تینوں نشان بھی موسم بہار میں پورے ہوئے۔

حضرت امامؑ کے بے شمار انذاری نشانوں میں سے صرف چار کا ذکر کیا گیا ہے ورنہ خدا کی باتیں تو کم بیش چالیس سال تک ہوتی رہیں۔ اور ایسے صدہا اور نشانات موجود ہیں جو خدا نے اپنے مامور کی تائید میں دکھلائے۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی کی دوسری قرأت ہے پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ثلج جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"عربی کا لفظ ہے اس کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے اسکو عربی میں ثلج کہتے ہیں۔ ان معنوں کی بناء پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسر آجاویں جس سے اس کا دل مطمئن ہو جائے ...... اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے .... اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہ بھی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائیں گے اور جب بہار کا موسم آئے گا تو اس قدر تواتر نشانوں کی وجہ سے دلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفوں کے منہ بند ہو جائیں گے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلی پائیں گے اور یہ بیان اس بناء پر ہے کہ جب ثلج کے معنی تسلی پانا اور شکوک و شبہات سے رہائی ہونا سمجھے جائیں ....."

(تذکرہ صفحہ ۶۰۵ تا ۶۰۷)

(۶) عزت کا خطاب

۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضرت امام نے ایک اشتہار میں اپنا یہ الہام شائع کیا تھا۔ "عزت کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب۔ ولک خطاب العزۃ"

خدا کی یہ بات ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کو یعنی بہار کے دنوں میں پوری ہوئی جب حضرت اقدس نے اعجاز المسیح کی تصنیف مکمل کی۔ یہ تصنیف ایک واضح اور روشن نشان ہے اور جیسا کہ قارئین کرام جانتے ہیں پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو اس کی نظیر پیش کرنے کی توفیق نہ ملی۔ ہوا یوں کہ حضرت اقدس نے پیر صاحب کو لکھا کہ ہمارے اور مکفر علماء سوء کے درمیان جھگڑا یہ ہے کہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں اور ہم ان کو اس فعل میں خدا کو ناراض کرنے والا کہتے ہیں۔ آؤ یہ جھگڑا قرآن شریف کے جج کے سامنے پیش کریں اور دیکھیں کہ فیصلہ کس کے حق میں دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فیصلہ کے لئے ایک آسان راہ یہ تجویز فرمائی کہ جیسا قرآن مجید سے ثابت ہے خدا تعالیٰ اپنے راستباز بندوں کی تین طرح سے تائید کرتا ہے۔ اوّل:- مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت ان سے صادر ہوتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے۔ دوم:- ان کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا۔ سوم:- ان کی دعائیں اکثر قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے پیر صاحب حضرت کے مقابل میں قرآن شریف کی کسی سورت کی تفسیر لکھیں اور بزبان عربی لکھیں۔ جب پیر صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو حضرت نے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ایک اور اشتہار دیا کہ اگر مہر علی شاہ صاحب علم معارف قرآن اور عربی کی ادب اور فصاحت اور بلاغت میں یگانۂ روزگار ہیں تو یقین ہے کہ اب تک وہ طاقتیں ان میں موجود ہوں گی ...... اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اسے اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہوں اور پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں .... یہ دونوں کتابیں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستر (۷۰) دن تک چھپ کر شائع ہو جانی چاہئیں۔ اعجاز المسیح سورۃ فاتحہ کی اعجازی تفسیر ہے جو آپ نے سخت بیماری کے دنوں میں تصنیف کی۔ اس میں حقائق و معارف کا دریا موجزن ہے اور قرآن کریم کے فتوے لا یمسہ الا المطہرون کے مطابق آپ کے تقوے و طہارت کے مقام عالیہ کے نشان دہی کرتا ہے اور اس تفسیر کے وجود نے ظاہر کر دیا کہ آپ کو جناب الٰہی میں کس قدر عزت حاصل ہے کہ اس نے اپنے کلام کے معارف و حقائق پر ایسی قدرت دسترس عطا فرمائی اور ۷۰ دن چھوڑ ۷۰ سال میں بھی پیر گولڑوی کو اس کتاب کی نظیر پیش کرنے کی توفیق نہ ملی۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ (القرآن)

(باقی آئندہ)

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ قرآنی دعاوی کی صداقت

قرآن کریم کا ایک زبردست دعوےٰ اور معبودانِ باطلہ اور حقیقی خدا میں نمایاں فرق۔

قرآن کریم میں بعض آیات ایسی ہیں جن میں بعض دعاوی کا اظہار کیا گیا ہے ایسے دعاوی کے سچا ہونے کا ثبوت ہمیشہ ماموران الٰہی کے ذریعہ ہی ملا کرتا ہے خواہ وہ مامور نبی ہو یا غیر نبی ہو ان دعاوی میں سے ایک دعوےٰ ذیل کے الفاظ میں سورۃ یونس ع ۲ میں پایا جاتا ہے۔ آیات اللہ کے مکذبین کے متعلق فرمایا ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ قل أتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموٰت ولا فی الارض سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون یعنی خدا تعالےٰ کی آیات کی جو لوگ تکذیب کرتے ہیں (یعبدون میں ضمیر انہی لوگوں کی طرف راجع ہے ــــ ناقل) وہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو ان کو نہ ضرر دے سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں۔

کہ ہمارے یہ معبود اللہ تعالےٰ کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے ان کو کہہ دو کیا تم اللہ تعالےٰ کو آسمانوں اور زمین کے متعلق ان باتوں کا علم دینا چاہتے ہو جن سے وہ بے خبر ہے۔ اس سے بڑھ کر جہالت کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ پس یاد رکھو کہ یہ تمہارے فرضی اور باطل معبود خواہ وہ انسان ہوں یا بت ہوں یا محض تمہارے خیال کے پیدا وار معبود ہوں وہ نہ اس دنیا میں تمہارے کام آ سکتے ہیں نہ آخرت میں نہ اس دنیا میں کسی امر کے متعلق ان کی شفاعت خدا کے ہاں قبول ہو سکتی ہے اور نہ آخروی زندگی میں۔

اللہ تعالےٰ کی ہستی تو ایسی ہونی چاہیئے کہ وہ اس قسم کے عجز اور اس قسم کی لاعلمی سے پاک ہو اور ان فرضی اور خیالی معبودوں کے مقابلہ میں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اپنے حقیقی پرستاروں کی مدد اور نصرت کرنے پر پوری قدرت رکھتی ہو اور اس کی شان اس بات سے بالا ہو کہ وہ اپنے پرستاروں کو یونہی بغیر کسی امتیاز کے چھوڑے رکھے جس طرح یہ فرضی اور خیالی معبود اپنے پرستاروں کو چھوڑ دیتے ہیں اور سچے خدا کے پرستاروں کے ساتھ جب مقابلہ کی نوبت آئے تو یہ اپنے پرستاروں کو مقہور اور مخذول چھوڑ کر میدان سے بھاگ جاتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر حقیقی خدا اپنے سچے پرستاروں کو چھوڑا نہیں کرتا بلکہ انہیں غالب کر کے دکھلاتا ہے اور اس طرح اپنی ہستی کا نمایاں ثبوت بہم پہنچاتا ہے

حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں اس دعوےٰ کی صداقت کا ثبوت۔

قرآن کریم کے اس دعوےٰ کی صداقت حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ایسی اظہر من الشمس ہوئی کہ سخت سے سخت معاند بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا چنانچہ ابوسفیان جس نے اسلام کی بیخ کنی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اس کی بیوی بھی اس کی اس مہم میں شریک رہی فتح مکہ کے بعد جب اس کی بیوی ہندہ بیعت کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آنحضور صلعم نے اس سے یہ اقرار لینا چاہا کہ آئندہ شرک نہیں کروں گی تو اس نے جواب میں بے ساختہ یہ الفاظ کہے کہ یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم شرک کر سکتے ہیں اگر ان بتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو کیا آج آپ ہم سے بیعت لے سکتے تھے ہم نے ان بتوں کی معبودیت کو قائم رکھنے کے لئے سارا زور صرف کر دیا اور جتنی مدد ممکن ہو سکتی تھی ان کی کی اگر یہ خود بھی کسی طاقت کے مالک ہوتے تو ہم کبھی مغلوب نہ ہو سکتے تھے معلوم ہوا کہ یہ بت بالکل طاقت سے عاری ہیں اور اپنے پرستاروں کی مدد سے بالکل عاجز سو ہم اب دل سے ان کو چھوڑ کر اس قادر خدا پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کا خدا ہے اور جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت موسیٰ کے زمانہ میں اس دعوےٰ کا ثبوت

اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں بھی جادوگروں نے اپنے جادو کو خدا یقین کیا ہوا تھا اور اس کے بل بوتے پر وہ حضرت موسیٰ پر غالب آنے کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن جب اللہ تعالےٰ کی قدرت کا مظاہرہ ہوا تو انہوں نے حقیقی خدا کی حقیقی قدرت کے سامنے گردنیں جھکا دیں۔ اسی طرح عین آخری وقت میں فرعون نے بھی اپنی طاقت کے بت کو خیرباد کہکر حضرت موسیٰ کے خدا پر ایمان لانے کا اعلان کیا۔

تمام نبیوں کے زمانہ میں اس دعوےٰ کی صداقت کا ثبوت

اسی طرح تمام نبیوں کی قومیں جو اپنی ظاہری شان و شوکت اور مادی اسباب کی بہتات کو بت بنا کر ان کی پوجا کر رہے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ اپنے زمانہ کے نبیوں کے مقابلہ میں وہ ان بتوں کی مدد سے کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ خدا کے نبی بالعموم کامیابی کے ظاہری اور مادی اسباب سے بالکل تہیدست ہوتے تھے لیکن وقت آنے پر ان بتوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور سب کی سب قومیں نبیوں کے حقیقی خدا کی قدرت کے ایک ہی حملہ سے ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دی گئیں۔

ہمارے زمانہ میں اس دعوےٰ کی صداقت کے ثبوت کی صورت

حضرت نبی کریم صلعم کا زمانہ چونکہ قیامت تک پھیلا ہوا ہے اس لئے جس زمانہ میں بھی اس دعوےٰ کی صداقت کو ثابت کرنے کی ضرورت پیش آئے گی حضرت نبی کریم صلعم کے کسی غلام کے ذریعہ اسکو ثابت کر دیا جائے گا تا قرآن کریم کا یہ دعوےٰ کسی زمانہ میں بھی عملی ثبوت سے خالی نہ رہے۔

ہمارے اس زمانہ میں جو روحانی اقدار کی اہمیت بالکل کھو چکا تھا اور دل روحانیت سے خالی ہو چکے تھے خدا کی عظمت دلوں سے نکل چکی تھی اور ساری دنیا مادیت کے جال میں پھنسی ہوئی تھی۔ اور خدائے حقیقی کو چھوڑ کر اسی بت کی محبت میں سرشار اور اسی کی پرستش میں ہمہ تن مصروف تھی اور روحانی اقدار کی طرف دعوت دینے والے کو خاطر میں لانے کے لئے بھی تیار نہ تھی تو ایسا زمانہ یقیناً زبانِ حال سے تقاضا کر رہا تھا کہ قرآنی پیشگوئی إنا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور آیت استخلاف میں ایسے وقت میں حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء پیدا کرنے کے وعدہ اور حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے ماتحت حضرت نبی کریم صلعم کے غلاموں میں سے کوئی مامور کھڑا کیا جائے جو قرآن شریف کے ایسے دعاوی کی صداقت کو عملی طور پر سچا ثابت کر دے چنانچہ اپنے مندرجہ بالا وعدوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کے لئے حضرت مرزا صاحب کو بطور مجدد مبعوث فرما کر زمانہ کے فتنوں

کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں مسیح اور مہدی کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز فرمایا تا آپ تمام قرآنی دعاوی کی صداقت کو از سر نو سچا ثابت کر دیں۔

حضرت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا قرآنی دعویٰ کی صداقت کس طرح ثابت کی

اب ذیل میں اس امر پر روشنی ڈالی جاتی ہے کہ مندرجہ بالا قرآنی دعوے کی صداقت کو حضرت مرزا صاحب نے کس طرح ثابت کیا سو واضح ہو کہ حضرت مرزا صاحب کے ابتدائی الہاموں میں ایک الہام یہ بھی تھا:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

اس الہام الٰہی سے کیا ظاہر ہو رہا ہے۔

اس الہام سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ مامور من اللہ ہونے کا دعوے کرنے پر حضور کی سخت مخالفت ہو گی اور ایذا رسانی اس انتہا تک پہنچ جائے گی کہ اپنے مامور کے لئے خدا کی غیرت جوش میں آ کر مختلف قسم کے عذابوں کی چکی میں لوگوں کو پیس ڈالے گی اور وہ عذاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایسی قوت تاثیر اپنے اندر رکھتے ہوں گے کہ لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کی صداقت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیں گے اور ان کے دلوں کو حضور کی غلامی میں داخل ہونے کی طرف مائل کر دیں گے۔

طاعون کے متعلق پیشگوئی

خدا کے زور آور حملوں سے ایک زور آور حملہ طاعون کی شکل میں نمودار ہوا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب حضور کے دعوے کی صداقت کو صرف عقلی اور نقلی دلائل سے ہی ثابت نہ کیا گیا بلکہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ بھی خدا نے حضور کی صداقت پر گواہی دے دی یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان پر رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کے گرہن کا نشان دکھلا کر بھی حجت تمام کر دی اور یہ ایسا نشان تھا جو سچے مہدی کے لئے مخصوص تھا۔ تب بھی علماء اور ان کے متبعین عوام اس کے سامنے اپنی گردنیں جھکانے کے لئے تیار نہ ہوئے بلکہ اس کے بالکل الٹا ان دلائل اور نشانوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ان لوگوں نے ایذا رسانی میں پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر لی اور خدا کے کھلے کھلے نشانوں سے فائدہ اٹھانے کی بجائے خدا کے مامور کو گندی سے گندی گالیوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا اور اس کے ماننے والوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا یہاں تک کہ خدا کی زمین ان کے لئے ضاقت علیھم الارض بما رحبت کا مصداق بن گئی تو خدا کی غیرت جوش میں آئی جو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے جوش میں نہیں آتی بلکہ بد اعمالیوں کی کثرت اور ماموروں کی ایذا رسانی پر ہی جوش میں آیا کرتی ہے سو اس نے اپنے مامور کے ذریعہ طاعون کی پیشگوئی کر دی چنانچہ حضور نے کھلے الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے اگر لوگ توبہ کریں اور خدا کے مامور کے حق میں بدزبانی کرنے کی بجائے اسے قبول کر لیں تو طاعون جلد دور ہو جائے گی ورنہ اپنا کام پورا کر کے ہی دور ہو گی یعنی جب تک کافی تعداد میں لوگ خدا کے مامور کی صداقت پر یقین نہیں کر لیں گے اور اس کی قبولیت پھیل نہیں جائے گی اس وقت تک یہ دور نہیں ہو گی چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

اس پیشگوئی کے اجزاء

پیشتر اس کے کہ یہ بتلایا جائے کہ فرضی اور باطل معبودوں کی شفاعت کی عدم قبولیت کا قرآنی دعوے کس طرح سچا ثابت ہوا ہے طاعون کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے اجزاء کا بیان کر دینا خالی از فائدہ نہ ہو گا سو واضح ہو کہ اس پیشگوئی کے مندرجہ ذیل چھ اجزاء ہیں۔

پہلا جزو

حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ طاعون خواہ برسوں اپنی تباہ کاریاں جاری رکھے لیکن مجھے طاعون ہرگز نہیں ہو گی چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ لاکھوں آدمی لقمہ طاعون بنے قادیان کے اردگرد بھی طاعون اپنا زور دکھلاتی رہی اور ایک دو برس نہیں بلکہ کئی برس اس کے حملے ہوتے رہے اور شدت سے ہوتے رہے لیکن حضرت مرزا صاحبؑ ہمیشہ طاعون سے محفوظ رہے حضور کا یہ بھی دعوے تھا کہ اگر کوئی دوسرا شخص ایسا دعوے کرے گا تو وہ ضرور طاعون سے ہلاک ہو گا چنانچہ قادیان میں ہی بعض آدمیوں نے ایسا دعوے کیا۔ اور وہ چند دن میں ہی طاعون کا شکار ہو گئے۔ اب ہر عقلمند تعصب اور بے جا ضد سے دل کو خالی کر کے غور کرے کہ کیا حضرت مرزا صاحب کا جسم طاعون پروف تھا کہ طاعون کا کیڑا اس میں نہ داخل ہو سکتا تھا اور نہ وہاں اپنا کوئی اثر دکھلا سکتا تھا۔

بات یہی تھی کہ چونکہ یہ نشان تو تھا ہی حضور کی صداقت اور اللہ تعالےٰ کے ہاں حضور کی قبولیت کو ثابت کرنے کے لئے تو اس صورت میں اگر حضور خود طاعون کے حملہ کی زد میں آ جاتے تو مندرجہ بالا غرض کس طرح پوری ہو سکتی تھی۔ پس خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت خاص سے جسے وہ اپنے خاص بندوں کے لئے ہی ظاہر کیا کرتا ہے اپنے وعدہ کے مطابق حضور کو طاعون کے حملہ سے محفوظ رکھا تا دنیا کے لئے یہ ایک عظیم الشان خدائی نشان کا کام دے۔

دوسرا جزو

اس پیشگوئی کا دوسرا جزو حضور نے یہ بیان کیا کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ یہ بھی ہے کہ تیرے مکان کی چار دیواری کے اندر جو لوگ رہتے ہیں وہ بھی طاعونی موت سے محفوظ رہیں گے سوائے ان لوگوں کے جو سرکشی کی راہ سے استکبار سے کام لیں چنانچہ یہ جزو بھی نمایاں طور پر پوری ہوئی حضور کے مکان کی چار دیواری میں رہنے والوں میں سے ایک شخص بھی طاعون سے نہیں مرا حالانکہ ایام طاعون میں باہر سے بھی بعض لوگوں نے آ کر حضور کے مکان میں پناہ لی۔ اب ہر شخص پاک دلی اور سنجیدگی سے غور کرے کہ کیا حضرت مرزا صاحب کے مکان کی اینٹیں اس کی مٹی۔ اس کی لکڑی اور اس کا لوہا وغیرہ کیا یہ سب چیزیں طاعون پروف تھیں کیا یہاں صاف طور پر خدائی قدرت کا ہاتھ کام کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔

تیسرا جزو

تیسرا جزو حضور نے یہ بیان کیا کہ میرے مکان سے مراد خدا کے نزدیک صرف یہ اینٹوں وغیرہ کا مکان ہی نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو میرے روحانی مکان میں بود و باش رکھتا ہے وہ بھی طاعون سے محفوظ رہے گا یعنی تمام وہ مخلصین جن کے ایمان ملاوٹ سے پاک ہیں وہ بھی اس کا شکار نہیں ہوں گے چنانچہ ایک سال جبکہ طاعون کا زور تھا مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کو جو اس وقت حضور کے مکان کے ایک حصہ میں ہی رہتے تھے بہت تیز بخار ہو گیا مفتی محمد صادق صاحب مرحوم کو بلا کر حضرت مولانا مرحوم نے انجمن کے کاغذات وغیرہ ان کے سپرد کرنا چاہے۔ مفتی صاحب نے حضرت اقدسؑ کو اطلاع دی حضور فوراً تشریف لائے اور فرمایا کہ مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرا سارا کاروبار ہی عبث ہے اور میں جھوٹا ہوں یہ کہکر حضور نے مولانا کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا آپ کو تو بالکل بخار نہیں مفتی صاحب نے بھی جب نبض دیکھی تو وہ بھی حیران ہوئے کہ ابھی تیز بخار کی حالت میں مولانا کو چھوڑ کر گئے تھا اور حضور کے نبض پر ہاتھ رکھتے ہی بخار رفو چکر ہو گیا ہے اب ہر سنجیدہ آدمی کے لئے غور کا مقام ہے کہ ایک شخص مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہے وہ اپنی صداقت کا دارومدار ایک دوسرے شخص کی حالت پر رکھ دیتا ہے کیوں اس لئے کہ ایک طرف اسے اس شخص کے اخلاص اور اس کے صدق و وفا پر کامل یقین ہے اور دوسری طرف خدا کے الہام پر بھی کامل یقین ہے کہ تیرے

مخلصین طاعون سے محفوظ رکھے جاویں گے۔ کیا ایک مفتری ایسی ایمانی جرأت دکھلا سکتا ہے ایک طرف اگر یہ واقعہ حضرت اقدسؑ کی صداقت پر بیّن دلیل کا کام دے رہا ہے تو دوسری طرف حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے صادق الاخلاص مرید ہونے پر بھی روشن دلیل کا کام دے رہا ہے۔

چوتھی جزو۔

وعدہ الٰہی کی یہ ہے کہ قادیان میں طاعون سے اموات تو ہوں گی لیکن یہ بستی طاعون جارف سے محفوظ رہے گی یعنی ایسی سخت بربادی بخش طاعون قادیان میں نہیں پڑے گی جو جھاڑو دینے والی ہو جس سے لوگ جابجا بھاگتے اور کتوں کی طرح مرتے ہیں اور موجب فرار و انتشار ہوتی ہے صاف فرمایا کہ طاعون خواہ ملک میں ۷۰ سال رہے قادیان کی بستی طاعون جارف سے محفوظ رہے گی۔ اور یہ اس لئے کہ یہ مقام خدا کے فرستادہ کا مقام ہے اور تمام اجان لے کہ اسی فرستادہ کی عزت و احترام کے لئے اس مقام کو طاعون جارف سے محفوظ رکھا گیا ہے یہی وہ جزو ہے جو اس قرآنی دعوے کی صداقت کو صاف ثابت کر رہی ہے جس دعوے کا ذکر شروع مضمون میں کیا گیا ہے۔

تمام مذاہب کے متبعین کو کھلا چیلنج

چنانچہ اس پیشگوئی کے اس حصہ کو بیان کرنے کے بعد حضورؑ نے تمام مخالفین کو ایک کھلا چیلنج دیا جس کے الفاظ یہ ہیں:—

"تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک قادیان میں رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اس کے رسول (رسول سے مراد حضور نے محض فرستادہ لئے ہیں دیکھو معفہ ۵ و ۹ یعنی محض لغوی معنی میں اس لفظ کو استعمال کیا ہے اس لئے اس لفظ سے کوئی دھوکہ نہ کھائے ناقل) کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ اب اگر خدا تعالےٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی اور کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقعہ ہے گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کے لئے ایک نمائش گاہ مقرر کیا گیا ہے اور خدا نے سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیان کا نام لے دیا ہے اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ ان کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچا لے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گائے کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی اگر اس قدر گائے اپنا معجزہ دکھلا دے تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ لارڈ بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے اسی طرح میاں شمس الدین اور ان کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعوےٰ کرتے ہیں ان کے لئے بھی یہی موقعہ ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کی مدد کریں اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی جڑ دلی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"

(دافع البلاء صفحہ ۱۰و۱۱)

اس کے بعد مولوی احمد حسن امروہی کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقعہ مل گیا ہے اگر وہ کسی طرح باز نہیں آتے تو اب وقت آ گیا ہے کہ آسمانی فیصلہ سے ان کو پتہ لگ جائے یعنی اگر وہ درحقیقت مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں اور میرے الہامات کو انسان کا افتراء خیال کرتے ہیں نہ خدا کا کلام تو سہل طریق یہ ہے کہ جس طرح میں نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر کہا ہے انّہٗ اٰوی القریۃ لولا الاکرام لھلک المقام وہ انّہٗ اوی امروھہ لکھ دیں مومنوں کی دعا تو خدا سنتا ہے وہ شخص کیسا مومن ہے کہ ایسے شخص کی دعا اس کے مقابل پر تو سنی جائے جس کا نام اس نے دجال اور بے ایمان اور مفتری رکھا ہے مگر اس کی اپنی دعا نہیں سنی جاتی پس جس حالت میں میری دعا قبول کر کے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں قادیان کو اس تباہی سے محفوظ رکھوں گا خصوصاً ایسی تباہی سے کہ لوگ کتوں کی طرح طاعون کی وجہ سے مریں یہاں تک کہ بھاگنے اور منتشر ہونے کی نوبت آوے اسی طرح مولوی احمد حسن صاحب کو چاہیئے کہ اپنے خدا سے جس طرح ہو سکے امروہہ کی نسبت دعا قبول کرا لیں کہ وہ طاعون سے پاک رہے گا اور اب تک یہ دعا قریب قیاس بھی ہے کیونکہ ابھی تک امروہہ طاعون سے دو سو کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن قادیان سے طاعون چاروں طرف سے بفاصلہ دو کوس آگ لگا رہی ہے یہ ایک ایسا صاف صاف مقابلہ ہے کہ اس میں لوگوں کی بھلائی بھی ہے اور نیز صدق اور کذب کی شناخت بھی"

(دافع البلاء صفحہ ۱۲-۱۶-۱۵)

پھر عیسائیوں کو خصوصاً دوبارہ مخاطب کر کے فرماتے ہیں:—

"ایسا ہی آپ بھی اگر مسیح ابن مریم کو سچا شفیع اور منجی قرار دیتے ہیں تو قادیان کے مقابل پر آپ بھی کسی اور شہر کا پنجاب کے شہروں میں سے نام لے دیں، مثلاً نارووال یا بٹالہ کا نام لے دیں کہ یہ شہر ہمارے خداوند مسیح کی برکت اور شفاعت سے طاعون سے پاک رہے گا اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر آپ سوچ لیں کہ جس شخص کی اسی دنیا میں شفاعت ثابت نہیں وہ دوسرے

جہان میں کیونکر شفاعت کرے گا"
(دافع البلاء صفحہ ۱۴)

"اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جو مسلمانوں کے ملہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائیگا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے"
(دافع البلاء صفحہ ۱۱)

چنانچہ قادیان کو حسب پیشگوئی طاعون جارف سے محفوظ رکھکر اللہ تعالیٰ نے حضور کی صداقت ثابت کر دی۔

چیلنج دینے کی وجہ

مندرجہ بالا چیلنج اس لئے دیا گیا تھا کہ عیسائیوں نے طاعون کو دور کرنے کا ذریعہ یہ بتایا تھا کہ یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لے آؤ۔ آریوں نے ویدوں پر ایمان لانے کو ذریعہ قرار دیا تھا اور سناتن دھرمیوں نے گائے کے ذبیحہ کو روکنا اس موذی مرض سے بچنے کا واحد ذریعہ قرار دیا تھا اور مسلمانوں کے لیڈروں نے اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے کو ذریعہ بتلایا تھا لیکن حضرت مرزا صاحب نے صاف لفظوں میں اعلان کیا تھا کہ نہ مسلمانوں کی رسمی نمازیں ان کا شفیع بن سکتی ہیں نہ عیسائیوں کا یسوع مسیح ان کا شفیع بن سکتا ہے اور نہ آریوں کا وید اور نہ ان کے رشی ان کے شفیع بن سکتے ہیں اور نہ سناتن دھرمیوں کی گائے ان کی شفیع بن سکتی ہے اس وقت اگر کوئی شفیع بن سکتا ہے تو وہی شخص بن سکتا ہے جس کو خدا نے اس زمانہ کے لئے مجدد اور مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا ہے۔ اسی کی شفاعت اس وقت کام آسکتی ہے پس جو اس مامور سے دلی تعلق پیدا کرے گا وہی اس مہلک مرض سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ صاف لفظوں میں بیان فرمادیا:-

"اور چونکہ احتمال ہے کہ بعض غبی الطبع اس اشتہار کا اصل منشاء سمجھنے میں غلطی کھائیں اس لئے ہم مکرر اپنے فرض دعوت کا اظہار کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ طاعون جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہیں بلکہ اس کا ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کے ماننے سے انکار کیا ہے جو تمام نبیوں کی پیشگوئیوں کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا ہے اور لوگوں نے نہ صرف انکار بلکہ خدا کے اس مسیح کو گالیاں دیں کافر کہا اور قتل کرنا چاہا اور جو کچھ چاہا اس سے کیا اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ ان کی اس شوخی اور بے ادبی پر ان پر تنبیہہ نازل کرے اور خدا نے پہلے پاک نوشتوں میں خبر دی تھی کہ لوگوں کے انکار کی وجہ سے ان دنوں میں جب مسیح ظاہر ہوگا ملک میں سخت طاعون پڑے گی سو ضرور تھا کہ طاعون پڑتی۔"
(دافع البلاء صفحہ ۱۲)

پھر فرمایا:-

تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلعم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلعم کی ہی شفاعت ہے..... اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم"
(دافع البلاء صفحہ ۱۳)

زوردار الفاظ میں چیلنج کا اعادہ

دیکھو مندرجہ بالا چیلنج کو کن زوردار الفاظ میں دہراتے ہیں:-

"میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اس نے خدا تعالےٰ کے مقابل پر گستاخی کی اور یہ امر کچھ مولوی احمد حسن صاحب تک محدود نہیں بلکہ اب تو آسمان سے عام مقابلہ کا وقت آگیا ہے اور جس قدر لوگ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی جو مولوی کر کے مشہور ہیں اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور عبد الجبار اور عبد الحق اور عبد الواحد غزنوی اور منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ اور ایسا نذیر حسین دہلوی ان سب کو چاہیئے کہ ایسے موقع پر اپنے الہاموں اور اپنے ایمان کی عزت رکھ لیں اور اپنے اپنے مقام کی نسبت اشتہار دے دیں کہ وہ طاعون سے بچایا جائے گا اس میں مخلوق کی سراسر بھلائی ہے اور گورنمنٹ کی خیرخواہی ہے اور ان لوگوں کی عظمت ثابت ہوگی اور ولی سمجھے جائیں گے ورنہ وہ اپنے کاذب اور مفتری ہونے پر مہر لگائیں گے"
(دافع البلاء صفحہ ۱۸)

اب ہر انصاف پسند بزرگ غور کرے کہ اگر ان مذکورہ بالا تمام اشخاص کو یقین ہوتا کہ ان کی عبادتیں خدا کے ہاں مقبول ہیں اور ان کا زہد و تقویٰ انہیں خدا کا مقرب بنانے کا ذریعہ بن رہا ہے اور وہ فرضی اور خیالی خدا کے نہیں بلکہ فی الحقیقت حقیقی خدا کے ہی پرستار ہیں اور کافر اور دجال کے مقابل جیسا کہ وہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب کو سمجھتے تھے ان کا وہ فرضی معبود ضرور ان کی نصرت فرمائے گا کیونکہ وہ حقیقی مومن ہیں تو کیوں ان کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ جس طرح حضرت مرزا صاحب نے قادیان کے متعلق یہ اعلان کر دیا تھا کہ وہ طاعون جارف سے محفوظ رہے گی کیونکہ خدا تعالےٰ کا مقبول بندہ اور اس کا سچا مامور اس بستی میں قیام رکھتا ہے وہ بھی اپنے اپنے شہر کے متعلق اعلان کر دیتے کہ وہ بھی طاعون جارف سے محفوظ رہے گا اگر ایسا اعلان ان کی طرف سے جاری ہو جاتا تو دنیا دو میں سے ایک عظیم الشان نشان دیکھ لیتی یا تو ان کا اعلان سچا ثابت ہوتا اور تمام شہر طاعون جارف سے محفوظ رہ کر حضرت مرزا صاحب کے دعوے کا نعوذ باللہ کذب مشاہدہ کروا دیتے اور یا وہ سب شہر حضرت مرزا صاحب کے اعلان کے مطابق طاعون جارف کا شکار بن کر دنیا کے لئے عبرت کا مقام ثابت ہوتے اور خدائی قدرت کا زبردست ہاتھ دیکھ کر بے شمار لوگ اس کی ہستی پر بصیرت بھرا ایمان لا کر قرب الٰہی کی عظیم الشان نعمت سے متمتع ہوتے۔

انکی عدم جرأت کس بات پر دلالت کرتی ہے۔

لیکن ان کی جرأت ایمانی کا فقدان ایک تو

اس بات کو یقینی طور پر ثابت کرتا ہے کہ ان کو اپنے اعمال کی قبولیت کا ہرگز یقین نہ تھا دوسرے اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن شریف نے جو یہ دعوےٰ کیا ہے کہ آیات کی تکذیب کرنے والے لوگ حقیقی خدا کے پرستار نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے خیالی خداؤں کی پرستش کر رہے ہوتے ہیں اس لئے وقت آنے پر نہ یہ معبود ان کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ یہ خدا کے ہاں شفیع ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ اس وقت حقیقی شفیع وہی شخص ثابت ہوتا ہے جس کی تائید میں خدا تعالےٰ کی آیات نازل ہو رہی ہوتی ہیں جن کی وہ تکذیب کر رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کی تائید میں اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں متعدد نشان دکھلائے جو دلوں میں یقین پیدا کرنے کے لئے کافی تھے لیکن ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اس لئے جس حقیقی خدا کی عبادت کی طرف حضرت مرزا صاحب انہیں بلا رہے تھے اس سے انہوں نے روگردانی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس وقت حضرت مرزا صاحب نے انکو مقابلہ کے لئے للکارا تو ان میں سے کسی کا معبود بھی خواہ وہ کسی شکل اور کسی نوع کا تھا ان کی مدد کو نہ پہنچا اور قرآنی دعوےٰ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ سچا ثابت ہو گیا یہاں تک اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قادیان ہمیشہ کے لئے طاعون جارف سے محفوظ رہی۔

حضرت مرزا صاحب کے شفیع ہونے کا عملی ثبوت اور پانچویں جزو

حضرت مرزا صاحب نے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے دعوےٰ کیا ہے کہ وہ حقیقی شفیع یعنی حضرت نبی کریم صلعم کا ظل ہونے کی وجہ سے اس زمانہ میں وہی شفیع ہیں اس لئے جو لوگ اُن سے دلی تعلق پیدا کریں گے اور یہی شفاعت کا حقیقی مفہوم ہوتا ہے وہ ان کی شفاعت سے طاعون سے محفوظ رہیں گے اس لئے انہوں نے خدا سے الہام پاکر طاعون کے متعلق پانچویں جزو یہ بیان کی کہ حضور کی جماعت دوسری جماعتوں کے بالمقابل بالعموم طاعون سے محفوظ رہے گی۔ ان کی جماعت میں طاعون سے بہت کم اموات ہوں گی اتنی کم کہ لوگ محسوس کر لیں گے کہ احمدی ہونے سے انسان طاعون سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ واقعات نے اس جزو کی صداقت پر بھی مہر لگاتے ہوئے حضور کے دعوےٰ شفیع ہونے کا سچا ہونا ثابت کر دیا۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت بھی اسی مفہوم کی تصدیق کرتی ہے ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق وھم یعلمون (الزخرف ع ۷) یعنے خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ شفاعت کر سکتے ہی نہیں۔ حق کی شہادت دینے والا ہی شفاعت کرنے کا اہل ہوتا ہے اور یہ لوگ جانتے ہیں کہ کس کی شفاعت قبولیت کا شرف حاصل کر رہی ہے یہ آیت بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر بیّن دلیل ہے کیونکہ واقعات سے انکی شفاعت کی قبولیت ثابت ہے جیسا کہ اُوپر کے بیان سے ظاہر ہے اور واقعات کے انکار کی تو کسی عقلمند سے توقع نہیں کی جا سکتی۔

چھٹی جزو اور لوگوں کا حضورؑ کی طرف دوڑنا

طاعون کے متعلق چھٹی جزو حضور کے الہام میں یہ بیان کی گئی ہے یا مسیح الخلق عدوانا لن تریٰ من بعد موادنا وفسادنا یعنی اے خدا کے مسیح جو مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے۔ ہماری جلد خبر لے اور ہمیں اپنی شفاعت سے اس موذی مرض سے بچا تو ہمارے خبیث مادوں کو نہیں دیکھے گا اور نہ ہمارا فساد کچھ فساد باقی رہے گا یعنے ہم سیدھے ہو جائیں گے اور گندہ دہانی اور بد زبانی چھوڑ دیں گے۔ اس الہام کی صداقت اس سے ثابت ہے کہ جب طاعون کی شدت کے زمانہ میں لوگوں نے دیکھا کہ احمدی جماعت کے افراد طاعون کے حملہ سے بالعموم محفوظ رہتے ہیں اور ان کا محفوظ رہنا انہیں خارق عادت نظر آیا تو ان کے دل بول اُٹھے کہ یہ مدعی مسیحیت اپنے دعوےٰ میں سچا ہے اور فی الحقیقت مامور من اللہ ہے۔ چنانچہ احمدیوں کی اس خارق عادت حفاظت نے حضور کی بیعت میں داخل ہونے کے لئے ان کے دلوں میں انشراح پیدا کر دیا جس کے نتیجہ میں جوق در جوق لوگ طاعون کے زمانہ میں بیعت میں داخل ہونے شروع ہو گئے اور جماعت چند سالوں میں ہی چند افراد سے ترقی کر کے ہزاروں تک پہنچ گئی اور خدا کے الفاظ "بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ثابت کر دے گا" پورے ہو گئے اور حضرت نبی کریم صلعم کی بشارت "یوضع لہ القبول فی الارض" کے ماتحت حضور کی قبولیت بھی ملک میں پھیل گئی۔ چنانچہ خدا کے الہام کے ماتحت جب طاعون اپنی غرض کو پورا کر چکی تو پھر حضور کے دوسرے الہاموں کی بناء پر اسے ملک سے اٹھا لیا گیا۔

اپیل

متلاشیانِ حق کی خدمت میں اپیل کے ساتھ میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ وہ مندرجہ بالا پیشگوئی کے تمام اجزاء پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور دیکھیں کہ ان تمام اجزاء کو پورا کرنے میں کیا خدا کا زبردست ہاتھ کام کرتا نظر نہیں آ رہا اور کیا قرآنی *

* دعوےٰ اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوتا دکھائی نہیں دے رہا۔ قرآن کریم میں ایسے متعدد دعاوی ہیں جو اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ہی پورے ہوئے ہیں انشاء اللہ ہر ماہواری شمارہ میں ان پر روشنی ڈالی جایا کرے گی۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر

دلائلِ صداقتِ اسلام اور دعاوی بانیٔ سلسلہ

دین کی بنیادی حقیقتوں پر ذاتی رؤیت کی شہادت

دلائلِ عقلیہ کی تکمیل اور مستقل بنیادوں پر اشاعتِ اسلام کی تنظیم

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے صداقت وافضلیت دینِ اسلام پر بے نظیر سلسلۂ کلام تخلیق کیا ہے جس کا کوئی جواب منکرینِ اسلام سے بن نہیں پڑا۔ اس کا اعتراف ہر مسلمان کو ہے۔ مگر حضرت اقدسؑ کے منجانب اللہ صادق مامور ہونے کے بارہ میں یہ بڑی بھاری غلط فہمی ہے کہ ان دعاوی کے باعث اشاعت اسلام کے مقصد میں روک پیدا ہوگئی اور ردلائل کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔ حالانکہ حقیقت اس کے عین برعکس ہے۔ دین کے بنیادی حقائق کا ثبوت محض عقلی دلائل اور براہین علمیہ تک ہی محدود نہیں کیونکہ یہ امور حواسِ ظاہری اور انسانی علم وعقل سے ماوراء ہیں۔ ان کی حقانیت کا حتمی ثبوت معرفت وبصیرت اور رؤیتِ شہادت کے بجز اور کسی طرح ممکن نہیں۔ چنانچہ اسی قطعی دلیل یعنی ذاتی شہادت کو حضرت اقدسؑ نے زمانہ کے زبردست رجحانِ مادیت وعقلیت کے قلع قمع کے لئے پیش فرمایا۔ نیز ایک منظم ومستقل تحریک جس کی بناء جذباتِ عالیہ پر قائم ہو کی داغ بیل ڈالی تاکہ تبلیغ اسلام کا عالی مقصد دائمی بنیادوں پر استوار ہو۔ وقت آگیا ہے کہ جملہ بہی خواہانِ دین غور کریں کہ حضرت اقدسؑ کا اپنے دعاوی پر تحدی وتکرار اور انکے منوانے پر اصرار کی تہ میں کیا اغراض ومقاصد کارفرما ہیں؟ ذاتی شہادت کے تسلیم کئے بغیر کیا واقعی مادیت ودہریت کی جڑ بیخ کر خدا کی ہستی پر زندہ ایمان اور عالم معاد کے حقائق پر کامل یقین پیدا ہونا ممکن ہے؟ فتح اسلام کے عالمگیر ودائمی مقصد کیلئے جس قسم کی علمی، اخلاقی وروحانی جماعت کی حاجت ہے ایسی خصوصیات کی حامل جماعت کی تمیز بجز تعلق مامور من اللہ کے ہوسکتی ہے؟ حضرت اقدسؑ نے جس امر کا اظہار اپنے اس شعر میں کیا ہے ع

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ⁂ ندائے فتحِ نمایاں بنامِ ما باشد

غور طلب بات یہ ہے کہ اس شعر میں حضرت اقدسؑ نے کسی حقیقت اور واقعیت کا اظہار فرمایا ہے یا یہ کوئی شاعرانہ مبالغہ آمیزی ہے؟

بانیٔ سلسلۂ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کی زندگی کے دو واقعات سرِ فہرست نظر آتے ہیں یعنی

میحیت سے قبل صداقت اسلام وافضلیت تعلیم قرآن کی حمایت میں دلائل عقلیہ کا بے بہا خزانہ اور دعوے مسیحیت کے بعد اپنے دعاوی کے اثبات اپنی شخصیت سے وابستگی اور جماعت احمدیہ میں شمولیت پر تکرار اور تاکید۔ عام طور پر یہ خیال ہے کہ مقاصد ایک دوسرے کی ضد اور مخالف ہیں اور اس لئے حضرت مرزا صاحبؒ کی ذات اور آپ کی تحریرات اجتماع ضدین ہیں جن کی باہمی تطبیق دینا ناممکن ہے۔ پہلے واقعہ کے لئے بطور نمونہ حضرت اقدس کی کتاب براہینِ احمدیہ کو پیش کیا جاسکتا ہے کہ جس پر ریویو کرتے ہوئے مولوی محمد حسین بٹالوی نے یہاں تک لکھ دیا کہ ہماری رائے میں تیرہ سو سال میں اس قسم کی خدمت اسلام کی کوئی مثال نہیں ملتی جو حضرت مرزا صاحب نے اس کتاب کو لکھ کر کی ہے اور اگر کوئی ہماری رائے کو ایشیائی مبالغہ سے تعبیر کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایک کتاب کی نشاندہی کرے کہ جس میں جملہ مذاہب ونظریات کی تردید اور قرآنی صداقتوں کی تائید اس شاندار طریقے پر کی گئی ہو۔ جو براہین احمدیہ کے قابل اس کے مصنف نے کر دکھلائی ہے یہاں تک کہ مخالفین اسلام کو نیچا دکھلانے کے لئے مصنف نے نہ صرف علمی وقلمی طور پر بلکہ مالی وحالی رنگ میں بازی لگادی ہو۔

جملہ ادیان ومکاتیبِ فکر کو چیلنج

اعلیٰ علمی دلائل اور عقلی براہین کے ذریعہ جس جرأت ویقین کے ساتھ حضرت مرزا صاحبؒ نے منکرین اسلام کو چیلنج کیا ہے وہ واقعی ایک بے نظیر کارنامہ ہے جس کی دوسری مثال ملنی مشکل ہے۔ اب کسی صاحب عزم وعلم کے لئے جو احیاء اسلام کا آج متمنی ہو ایسا کرنا ناگزیر بھی تھا۔ اس زمانہ کو عقلیت کا دَور کہا جاسکتا ہے کہ جب ہر عقیدہ وفکر کے تسلیم کرانے کے لئے دلائل عقلیہ اور براہین نیرہ معیار صداقت قرار پاچکے ہیں۔ اس مناسبت وتقاضا کے باعث آج کوئی عقیدہ قابل قبول نہیں ہوسکتا جس کی تائید وحمایت میں عقلی دلائل پیش نہ کئے جاسکتے ہوں چنانچہ حضرت اقدس خود اپنی اسی معرکۃ الآراء تصنیف میں اس کی ضرورت بتلاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ:-

> صاحبو! اب یہ زمانہ عقل وعلم کا ہے جو شخص بلا دلائل عقلی اپنے دین کی خیر منانا چاہتا ہے تو اس کا ایسا خیال طبع خام ہے چنانچہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تین سو محکم دلائل وبراہین کے ذریعہ صداقتِ رسالتِ خیرالانام صلعم اور افضلیتِ تعلیمِ فرقان دنیا پر ظاہر کردوں۔ نہ صرف اسی قدر کہ میں اپنی جگہ یہ دلائل دے کر خاموش ہوجاؤں بلکہ میرا یہ چیلنج ہے کہ اگر ان دلائل کو

کوئی مخالف اد کر دکھائے یا ان کے
مطابق اپنے دین سے ایسے براہین کا مبالی
سے پیش کر سکے تو میں ہر جانہ کے طور
پر اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے
اسے اپنی دس ہزار روپیہ کی جائیداد
حوالہ کرنے کو تیار رہوں۔

دنیا کو اس قسم کا چیلنج دینا کس قدر یقین افزاء اور جرأت آمیز کارروائی ہے۔ اس کا اندازہ خود ہر شخص کر سکتا ہے۔

قرآن کے بے مثل ولاجواب ہونے کا دعوے اور دلیل

آپ نے اپنی اسی تصنیف میں قرآنی صداقت پر جو بنیادی دلیل دی ہے وہ یہ ہے کہ اس تعلیم جیسی اور کوئی تعلیم و رشد و ہدایت کی پیش کرنا انسانی طاقت کے بس کی بات نہیں چنانچہ تیرہ سو برس سے جو یہ دعوے قرآن کریم کا چلا آرہا ہے کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ اگر تمہیں اس تعلیم کے منجانب اللہ ہونے میں ذرہ بھر شک وارد ہو تو تم پر واجب ہے کہ اس جیسی ایک سورۃ بنا کر مقابل پر پیش کرو۔ اس چیلنج کو آج تک کسی کو قبول کرنے کی ہمت نہیں پڑی۔ ؎

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے؟
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو؟
وہاں قدرت، یہاں درماندگی، فرق نمایاں ہے!

آپ نے ان اشعار میں نہ صرف اس امر واقعہ کو بیان فرما دیا کہ فرقانی دعوے بے مثل ہونے کا تیرہ سو برس لاجواب رہا بلکہ ساتھ ہی اس امر کے دلائل بھی دے دیئے کہ ایسا ہوتا کیوں ناگزیر تھا۔ خدائی قدرت اور انسانی عجز، جب مسلمہ امور ہیں تو اس پیشگوئی کہ ولن تفعلوا، کا پورا ہونا بدیہی امر ہو جاتا ہے۔

تعلیم اسلام پر بے نظیر سلسلہ دلائلِ عقلیہ اور براہینِ علمیہ

یہ تو میں نے بطور مثال ایک عقلی دلیل کا ذکر کیا جو حضرت مرزا صاحب نے قرآنی تعلیم کی صداقت و افضلیت اور اس کے منجانب اللہ ثبوت میں پیش فرمائی لیکن آپ نے دنیا کی تشنگی کو دور کرنے کے لئے آب رواں کی صورت میں ایک چشمہ بہا دیا ہے ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمد است

علوم کے دریا بہا دیئے اور دلائل کے مدفون خزائن قرآن میں سے نکال کر پیش کر دیئے۔

زمانہ کی ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرنا لازم پڑا ہے

جو شخص بھی احیاءِ دین کا عالی مقصد لے کر اس زمانہ میں کھڑا ہو اس کے لئے ایسا کرنا ازبس ضروری لازم تھا کیونکہ جیسے آپ نے خود فرمایا ہے۔

فتح اسلام کے لئے اس علمی و سائنسی زمانہ کے یہ خاص وہ کاری ہتھیار ہیں یہاں تک کہ اسلام کے پہلے دور میں ان کی ضرورت ایسی شدت سے نہ تھی جواب ہے اس لئے اب جہادِ سیفی کی جگہ جہادِ قلمی نے لے لی ہے ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے۔

جماعت احمدیہ کا مخالفین اسلام کے بالمقابل کامیاب تبلیغی جہاد اب ایک مسلمہ تاریخی حقیقت بن چکا ہے جس کی مثال کوئی دوسری جماعت پیش کرنے سے عاجز ہے۔ دلائل عقلیہ سے اپنے معتقدات کی صحت کو ثابت کر دکھلانا نہ صرف بڑے علم کا متقاضی ہے بلکہ اس کے لئے دل میں یقین راسخ کا موجود ہونا ازبس لازم ہے۔

تعلیم فرقان کی خصوصیت ہر صداقت کی تائید معہ دلائل اور ہر بطلان کا ردّ معہ دلائل۔

قرآن کریم کی جامعیت و کمال کو حضرت اقدس نے اس دلیل سے محکم طور پر دنیا پر ثابت کر دکھلایا ہے کہ آپ نے یہ چیلنج دیا کہ:۔

رشد و ہدایت کی کوئی بات تم پیش کرو میں اس سے بہتر تعلیم، قرآن سے نکال کر دکھانے کا ذمہ دار ہوں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس تعلیم پر دلائل و براہین دوں گا اور یہ سارا سلسلہ دلائل کا بھی قرآن ہی سے نکالنے کا ذمہ دار ہوں نیز ہر باطل نظریہ کا رد قرآن کریم میں موجود ہے اور اس ردّ کے دلائل بھی اسی پاک کتاب میں لکھے ہیں۔

اب سوچنے کی بات ہے کہ یہ دعاوی کیسے معقول ہیں کہ جس کتاب کا دعوے خدا کی جانب سے کامل و جامع ہونے کا ہو اس پر واقعی یہ امر واجب ہے کہ جملہ صداقتوں کو بیان بھی خود ہی کرے اور انسانی قلب کی تسلی کے لئے دلائل بھی خود ہی دے نہ یہ کہ اپنی تائید کی خاطر انسانی علم سعی کی محتاج ہو۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ الہامی کتاب باطل عقائد کا ذکر بھی کرے اور ان کے بطلان پر دلائل بھی خود ہی دے۔ لیکن ایسے معقول دعوے کو قبول کر سکے کیا کوئی اور شخص اپنے دین کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہوا؟

جلسہ اعظم مذاہب میں تعلیم اسلام کی برتری کو مخالفین و منکروں نے مسلمہ طور پر مان لیا۔

مگر صرف یہ دعاوی ہی نہیں ہے بلکہ ان کے ثبوت بھی بہم پہنچائے گئے۔ اس کی ایک درخشاں مثال جلسہ اعظم مذاہب، کا مذہبی دنگل ہے جو ۱۸۹۶ء میں منعقد کیا گیا اور جس میں کم از کم دس مذاہب و مکاتیب فکر قدیم و جدید کے چوٹی کے نمائندگان نے شرکت کی اور سب نے اپنے اپنے نظریہ فکر یا الہامی کتاب کی افضلیت پر بیان پڑھے لیکن متفقہ طور پر مخالف و موافق نے اعتراف کیا کہ سوالات کے جس طرح مدلل و معقول جوابات حضرت اقدسؑ نے دیئے اور جس طرح نہ صرف اپنے عقائد کو قرآن کریم سے ثابت کر دکھلایا بلکہ اس پر دلائل بھی اسی پاک کتاب میں سے نکال کر دکھلائے ایسا کمال کسی اور کو میسر نہ آیا۔ اس بارہ میں ایک مختصر سے اقتباس کا مطالعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا:۔

"ہم مرزا صاحبؑ کے مرید نہیں ہیں اور نہ اُن سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اسکو روا رکھ سکتا ہے کہ مرزا صاحبؑ نے کل سوالوں کے جواب جیسا کہ مناسب تھا قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول او رفروعات اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہین و فلسفہ کے ساتھ مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھلاتا تھا۔

"مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کا لیکچر بحیثیت مجموعی ایک مکمل و حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفۂ الٰہیہ کو ایسے رنگ میں بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہل مذاہب ششدر ہو گئے تھے۔"

(اقتباس از اخبار چودھویں صدی راولپنڈی یکم فروری ۱۸۹۷ء)

میں نے صرف اسی قدر اقتباس دیا ہے جس کا تعلق قرآن کریم کی تعلیم کو دلائل عقلیہ اور فلسفۂ حقہ سے ثابت کرنے سے ہے۔

حضرت اقدسؑ کا بے مثل علم کلام

غرضیکہ علم و عقل کے اس زمانہ میں دینی امور و اصول کو عقلی و علمی معیاروں پر سچا ثابت کر دکھانا کہ منکر و مخالف بھی لاجواب ہو کر رہ جائے، ایک معجزہ ہے جس کی ضرورت اس زمانہ کو تھی مگر اس سے بھی بڑھکر یہ کرشمہ ہے کہ آپ نے انسانی علم و عقل کو ثبت بتا کر اس کی پرستش نہیں کی بلکہ اس قسم کا صحیح صحیح توازن و اعتدال ملحوظ رکھا ہے کہ یہ امر بجائے خود آپ کے منجانب اللہ صادق ہونے کا بڑا ثبوت ہے۔ زمانہ کے میلان کے مطابق اسی میں بہہ جانا ایک عام رجحان ہے چنانچہ اسی کے مطابق اس زمانہ میں تین قسم کے مذہبی طبقے پیدا ہو گئے ہیں۔ اوّل وہ طبقہ جس نے مذہبی معتقدات کو خلاف عقل و سائنس سمجھا تو مذہب سے منکر ہو گئے۔ دوئم وہ جنہوں نے مذہبی اصولوں اور سائنس میں تضاد پا کر یہ عقیدہ بنا لیا کہ مذہب میں عقل کا دخل نہیں۔ سوئم وہ طبقہ جس نے مذہبی اصولوں کو سائنس و عقل کے بکلی تابع کر دیا۔

لا دینیت کی بڑھتی ہوئی رو کا موقف یہی ہے کہ مذہبی اصول علم و سائنس کے معیاروں پر ثابت نہیں ہو سکتے۔ دوسری قسم کے لوگوں کی نمایاں مثال عیسائیت ہے جس کا علی الاعلان یہ اصول ہے کہ امور دینیہ عقل و علم سے ثابت نہیں کئے جا سکتے نہ ہی ان پر دلائل و بینات ممکن ہے۔ اس لئے دینیات میں عقل و علم کا کوئی دخل نہیں بلکہ یہاں صرف ایمان اور مان لینا ہی ہے۔ چاہے وہ عقل و علم کے منافی و مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔ اس قسم کا ایک طبقہ مسلمانوں میں بھی بڑھتا جا رہا ہے جو اسی بات کا قائل ہے کہ اصول دینیہ پر جرح جائز نہیں اور وہ فوراً ہر جرح شک گردہ کا فرشد، کا فتوے عاید کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

تیسرا طبقہ بھی دراصل دہریوں و ملحدوں کے چھوٹے بھائیوں کا ہے جو صاف طور پر تو یہ نہیں کہتا کہ مذہبی اصول پر علم و سائنس کے مخالف ہونے کے ناقابل قبول ہیں مگر ان کی توجیہہ وہ ایسی کرتے ہیں کہ جس سے انسانی علم و سائنس پر تو قطعاً کوئی حرف نہ آنے پائے مگر اس سے دینی امور و اصول بگڑ کر کچھ کے کچھ بن جائیں یا انکار کے برابر ہی ہو جائے۔ یہ طبقہ بھی بہت ترقی پذیر ہے کیونکہ اس طرح ایک تو دینی اصول سے علی الاعلان منکر ہونا نہیں پڑتا اور دوسری طرف انسانی علم کی برتری بھی قائم رہتی ہے پھر من مانی تفسیر کے ذریعہ بہت سے دینی ارکان کے بجا لانے سے بھی نجات مل جاتی ہے۔ گویا اس مصرعہ کے مصداق ہوتے ہیں۔

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

حضرت اقدسؑ کا کمال یہ ہے کہ آپ نے نہ تو انسانی علم و عقل کو خدائی کا درجہ دے کر یہ کہا کہ جو کچھ ان کا فیصلہ ہے وہ حتمی طور پر حق ہے اور نہ ہی دوسری

انتہا پر جا کر یہ کہا کہ دین اور عقل سلیم باہم متضاد و مخالف ہیں۔ ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق و لگاؤ نہیں۔ بلکہ آپ نے یہ صراط مستقیم تجویز کی کہ ہمارے حواس ظاہری اور عقل مادی دنیا میں بے شک ہمارے لئے اکثر مرتبہ یقینی علم کا موجب بنتے ہیں جن سے قوانین قدرت دریافت ہو کر تسخیر کائنات کی جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ذات، صفات اور عالم معاد کے حقائق کے بارہ میں عقل ہماری قیاسی راہنمائی تو کر سکتی ہے لیکن یقین تام کے مرتبہ پر ہرگز نہیں پہنچا سکتی۔

محدود عقل اور لامحدود کلمات اللہ

یہ نظریہ کہ مادی امور کے علاوہ عالم معاد کی حقیقتیں انسانی عقل و علم سے ماوراء ہیں خود عند العقل ایک قابل قبول امر ہے۔ ہمارے حواس ظاہری کا تعلق مادی دنیا سے ہے نہ کہ غیر مادی دنیا سے۔ مزید یہ کہ انسانی علم و عقل محدود ہے اس کے مقابل قوانین قدرت یا سنت اللہ وکلمات اللہ لامحدود ہیں۔ ظاہر ہے کہ محدود کا لامحدود پر احاطہ کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ پس یہ ایک بھاری غلطی ہوگی اگر یہ مان لیا جائے کہ عالم معاد کے حقائق انسانی قیاس سے دریافت کئے جا سکتے ہیں چہ جائیکہ اُن پر ایسا یقین پیدا ہو کہ جو مادی دنیا سے متعلق جذبات پر غلبہ پا سکے۔ خدا کی ذات وصفات اور عالم معاد سے متعلق تحقیق و تفتیش میں عقل و علم کے اس نقص کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک اور قانون مقرر کر رکھا ہے اور وہ ہے حواس باطنی کے ذریعہ رؤیت و شہادت کا سلسلہ حقہ۔ جیسے

تو یک قطرہ داری ز عقل و خرد
مگر دار تش بحر بے حد و اد
اگر ہست نوری قصۂ صادقاں
مجذباں سپر تو چو مستہزیاں
کہ پردہ ہیں خالق کے اسرار ہیں
کہ عقلیں وہاں ہیچ و بیکار ہیں۔

دینی صداقتوں پر یقین محض عقلی دلائل سے پیدا کرنا ناممکن ہے۔ جب اُن پر سے ایمان اٹھ جائے تو اسے دوبارہ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص کھڑا ہو جو اپنی ذاتی شہادت اور رؤیت و بصیرت زمانہ کے سامنے پیش کرے تاکہ مذہبی حقائق پر واقعی ایمان و یقین پیدا ہو کر اخلاقی و روحانی میدان میں زندگی کے آثار پیدا ہوں۔ حضرت اقدسؑ کا دعوےٰ ہے کہ زمانہ کے اس چیلنج اور مطلب کا جواب دینے کے لئے خدا نے مجھے مامور بنا کر بھیجا ہے۔ اگر زمانہ کے چیلنج کے حقیقی جواب کو موجودہ زمانے دیا ہے تم قبول نہ کرو گے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ علم و سائنس کے زمانہ میں عالم معاد کے حقائق پر تمہارے پاس رؤیت کی شہادت نہ ہونے کے باعث کوئی ثبوت

نہ ہوگا اور اس ثبوت کی غیر موجودگی میں نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تم خود منکر حقائق یا منکروں کے چھوٹے بھائی بن جاؤ گے یا یہ کہ اگر انکار نہ کرو گے تو تمہارا مذہبی تقلید کا ایمان محض رسمی اور توہم پرستانہ اور مبنی بر قصہ کہانی ہو کر بے نتیجہ و بے اثر ہو کر رہ جائے گا۔

دین اسلام اور حضرت اقدسؑ کی ذات میں دوئی نہیں

پس وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ کے دین اسلام کے یہ دلائل و علم غلبہ کو تو ہم مانتے ہیں مگر آپ کی ذات پر ایمان اور دعاوی پر یقین کو نہیں مانتے بلکہ نہیں غلبۂ اسلام کے منافی و متضاد خیال کرتے ہیں غور کریں کہ حضرت اقدسؑ نے جو عقلی دلائل کا سلسلہ غلبۂ دین کے لئے عطا کیا ہے آپ کے دعاوی پر ایمان میں اس سلسلۂ دلائل کی تکمیل موقوف ہے یا یہ تضاد و تصادم ہے؟ صاحبو! دلائل عقلی کا سلسلہ کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک زمانہ کا کوئی شخص اپنی رؤیت و بصیرت و معرفت کی بناء پر یہ صادق دعوے نہ کرے کہ جن امور دینیہ کو منوانا ضروری ہے انکا احاطہ انسانی عقل و علم سے گو ناممکن نہیں مگر میری سچی شہادت موجود ہے کہ میں نے ان حقائق و صداقتوں کو جو عالم معاد کے متعلق ہیں بچشم خود ملاحظہ کیا ہے اور میں دوسروں کو بھی اپنی اس سچی گواہی کے ثبوت دے کر ان کو بھی ان امور کا قائل کر سکتا ہوں۔

زمانہ کی اصل مرض اور اس کا صحیح علاج

حقیقت یہ ہے کہ زمانہ کی اصل مرض کا علاج عقلی و علمی دلائل کا پیش کرنا ہے اور عالم معاد کے متعلق حقائق پر یقین پیدا کرنے کے لئے ذاتی رؤیت و شہادت کے بجز اور کوئی عقلی دلیل کام نہیں دے سکتی۔ پس حضرت اقدسؑ نے اپنی ذاتی شہادت اور منجانب اللہ دعاوی پیش کر کے اور ان پر تحدی دیکر اسکو دلائل غلبہ اب لازم کی حقیقی تکمیل کی ہے اور وہ سلسلۂ دلائل جو آپ نے براہین احمدیہ سے شروع کیا بعد میں انہیں اپنے دعاوی کے اثبات اور جماعت میں شمولیت پر اصرار سے کر دکھلایا۔

دلائل و براہین اور عملی حرکت

حضرت اقدسؑ کا اپنے منجانب اللہ ہونے کے اصرار کرنا سلسلۂ دلائل عقلیہ کی تکمیل کے لئے لازم پڑا ہے جیسے کہ اس کا مفصل ذکر ہوا مگر دو دیگر وجوہ بھی ہیں جن کے باعث آپ کا ایسا دعوےٰ نہ صرف جائز بلکہ ضروری ٹھیرتا ہے۔ جہاد زمانہ میں بھی ہو

باقی بر صفحہ ۲۲ کالم ۳

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

ایک ایمان افروز کرامت

دسمبر ۱۸۹۶ء کے بڑے دنوں کی تعطیلات میں اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ کے وسیع پنڈال میں جلسہ اعظم مذاہب عالم" ہوا۔ اس میں سناتن دھرم تھیوسافیکل سوسائٹی، آریہ سماج، سکھ ازم۔ ہارمونیکل سوسائٹی، برہمو سماج، ہندو ازم، عیسائیت، فری تھنکر اور مذہب توریت، کی طرف سے مختلف علماء نے اپنے اپنے نقطہ نگاہ کو بڑی وضاحت سے بیان کیا۔ یہ وہ زمانہ ہے۔ جب کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے کا اعلان کئے ہوئے چند سات سال گذر چکے تھے۔ اس اعلان کے بعد ملک کے تمام اطراف و اکناف میں مخالفت کے طوفان اٹھ رہے تھے۔ کفر کے فتاوے جا بجا شائع ہو چکے تھے۔ ۱۸۹۱ء میں بمقام لدھیانہ مولوی محمد حسین بٹالوی سے اس موضوع پر معرکۃ الآرا مناظرہ بھی ہو چکا تھا۔ اس کے بعد حضرت صاحب کا دہلی میں ورود ہوا تو وہاں کی پبلک اور علماء نے ایسا معاندانہ رویہ اختیار کیا کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کی زندگی معرض خطرہ میں پڑ گئی تھی۔ یہ کچھ حضرت صاحب کا ہی حوصلہ تھا کہ عین مخالفت کی شدت میں وہ جامع مسجد دہلی میں بمعہ اپنے رفقاء کے چلے گئے۔ اور وہاں اپنی پوزیشن ایک بہت بڑے مجمع میں ایسے پیرایہ میں بیان کی کہ اس میں مخالفوں کے تمام اعتراضات و اتہامات کا جواب آ گیا۔ اس سے قبل آریوں اور عیسائیوں سے بھی زبردست مقابلے ہو چکے تھے۔ اور یہ دونوں قومیں حضرت صاحب کی سخت دشمن تھیں۔ مولوی صاحبان ان عیسائی اور آریہ سماجی دشمنان اسلام سے مل کر حضرت کو بدنام کرنے میں دن رات مصروف تھے۔ اس مخالفت کے شدید ترین دور میں جلسہ مذاہب عالم کا اعلان کر دیا گیا۔ اس زمانہ میں علماء نے یہ مشہور کر رکھا تھا۔ کہ مرزا غلام احمد اسلام کا بدترین دشمن ہے، کوئی گالی۔ کوئی دشنام، کوئی تلخ کلمہ، کوئی دل آزار فقرہ، کوئی مجروح کرنے والی بندش اور کوئی جگر دوز نشتر ایسا نہ تھا جو دشمنوں نے حضرت صاحب کے خلاف استعمال نہ کیا ہو۔ ایسی فضا میں امتحان کا وقت آ گیا۔ اسلام کی تعلیم پیش کرنے والوں، اسلام کے سچے خیر خواہوں اسلام کا بڑا علم رکھنے والوں اور اس پر عمل کرنیوالوں کو چیلنج مل گیا۔ کہ آؤ اب میدان مقابلہ تیار ہے! اسلام کی محبت کا ثبوت دو۔ ادھر قدرت یہ فیصلہ کر چکی تھی۔ اور آسمان پر یہ مقدر ہو چکا تھا۔ کہ دنیا پر واضح کر دیا جائے۔ کہ اسلام کی طرف سے لڑائی لڑنے والا صرف ایک ہی پہلوان ہے۔ اور چشم فلک کے سامنے یہ دلچسپ منظر پیش ہونے لگا کہ دوست اور دشمن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر قادیان کی طرف دیکھنے لگے۔ کہ اسلام کا پہلوان وہیں مقیم ہے۔ اور وہ اس جلسہ اعظم مذاہب کو خطاب کرے۔ تمام ہندوستان میں ایک آواز بھی ایسی نہیں اٹھی جس نے حضرت مرزا صاحب کی اسلام کی طرف سے حیثیت نمائندگی پر اعتراض کیا ہو۔ اب مسلمانوں کی امیدیں۔ حضرت صاحب کی ذات سے وابستہ ہو گئیں۔ علاوہ ازیں لوگوں کو چڑ تھی۔ کہ حضرت مرزا صاحب کیوں ہر روز اپنے الہامات شائع کرتے رہتے ہیں اور امور غیبیہ پر مشتمل بے شمار پیشگوئیاں اخباروں رسالوں اور پمفلٹوں میں نشر کر کے آسمان سے اپنے تعلق کا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ جب اس جلسے کا اعلان ہوا۔ اور حضرت صاحب کو اس میں شمولیت کی دعوت ملی۔ تو جلسہ میں اپنی تقریر کرنے سے قبل انہوں نے اپنی ایک عظیم الشان پیشگوئی شائع کر دی۔ اور تعجب ہے کہ کسی نے کوئی احتجاج نہ کیا اور یہ تلخ گھونٹ بھی سب لوگ پی گئے۔ چنانچہ ان کے اشتہار کا مضمون جو:-

"سچائی کے طالبعلموں کے لئے ایک
عظیم الشان خوشخبری"

کے عنوان سے شائع ہوا۔ حسب ذیل ہے:-

"جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال
میں ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء
کو ہوگا اس میں اس عاجز کا ایک
مضمون قرآن شریف کے کمالات
اور معجزات کے بارہ میں پڑھا
جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی
طاقتوں سے برتر اور خدا کے
نشانوں میں سے ایک نشان اور
خاص اس کی تائید میں لکھا گیا ہے۔
اس میں قرآن شریف کے وہ
حقائق اور معارف ہیں جن سے
آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا
کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین
کی کتاب ہے اور جو شخص اس مضمون کو
اوّل سے آخر تک پانچ سوالوں کے
جواب میں سنے گا میں یقین سے کہتا ہوں
کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا
ایک نیا نور اس میں پیدا ہوگا۔ اور
نیا نور اس میں چمک اٹھے گا۔ اور
خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک
جامع تفسیر اس کے ہاتھ آ جائے
گی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے
پاک اور لاف گزاف کے داغ سے
منزّہ ہے۔ مجھے اس وقت محض
بنی آدم کی ہمدردی نے اس
اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور
کیا ہے کہ تا وہ قرآن شریف
کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں
کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے
کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے ہیں
اور نور سے نفرت کرتے ہیں مجھے
خدائے علیم نے الہام سے مطلع
فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو
سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں
سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور
ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر
ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں
شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور ہرگز قادر نہ
ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال
دکھا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ
آریہ، خواہ سناتن دھرم والے
یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے
ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس
کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم
کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے
محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا
اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس
محل میں سے ایک نور ساطع نکلا، جو
اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر
بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک
شخص جو میرے پاس کھڑا تھا۔ وہ
بلند آواز سے بولا اللہ اکبر خربت
خیبر اس کی تعبیر یہ ہے۔ کہ اس محل
سے میرا دل مراد ہے۔ جو جائے نزول
و حلول انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی
معارف ہیں اور خیبر مراد تمام خراب
مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی
ملونی ہے۔ اور انسان کو خدا کی جگہ
دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل
محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے

سنایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب چھپنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن پھیلتی چلی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا ان اللہ یقوم اینما قمت یعنی خدا تیرے ساتھ ہے۔ خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے۔ جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج کر کے بھی ان معارف کے سننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ ان کے ایمان کو وہ فائدے حاصل ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء"

اس اشتہار میں تمام مذاہب کو چیلنج بھی تھا۔ اور اسلام کے غالب آنے کی پیشگوئی بھی ہے۔ اور جلسہ گاہ کی کیفیت یہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب کی تقریر سننے کے لئے لوگ بے تاب ہو رہے تھے۔ تعجب ہے کہ ایک طرف مخالفت انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اور دوسری طرف اس جلسے کا ہیرو صرف مرزا صاحب کو سمجھا جا رہا تھا۔ اس جلسہ کی رپورٹ کارکنان جلسہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہے اس رپورٹ سے ہم پریزیڈنٹ جلسہ کے ریمارک جو رپورٹ کے صفحہ ۷۹ پر ہیں درج کرتے ہیں:۔

"پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت باقی تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا۔ اس وقت کوئی سات آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذاہب وملل، اور سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیا کئے گئے لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا اور ان کھڑے ہوئے شائقین میں بڑے بڑے رؤساء عمائد پنجاب علماء وفضلاء بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، اکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر غرضیکہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔ جن کو نہایت صبر وتحمل کے ساتھ جوش سے برابر چار پانچ گھنٹے اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنا پڑا۔ اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے۔ لیکن حاضرین جلسہ کو اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جاوے ان کا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشاء کے مطابق تھا کیونکہ جب وقت گزرنے پر مولوی مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لئے دیا۔ حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرہ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ یہ مضمون شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی ومقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔"

جب لکچر ختم ہوا تو مسلمانوں کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے اور جس طرح دنگل میں کامیاب پہلوان کے ساتھ ایک جم غفیر ہوتا ہے اسی طرح مولانا عبدالکریم صاحب جنہوں نے یہ لکچر پڑھ کر سنایا تھا مسلمانوں کے گھیرے میں آ گئے۔ اور ان پر تبریک تحسین کے ڈونگرے برسائے گئے۔ دوسرے دن اخباروں میں اس جلسہ کی جو کیفیت شائع ہوئی اس سے یہ تاثر پیدا ہوتا تھا کہ جلسہ میں تقریر کرنے والا صرف ایک ہی شخص تھا اور اس کی تعریف میں اخباروں نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے

جلسہ سے . . . . ذیل حضرت صاحب کی شائع شدہ پیشگوئی کو پڑھو اور پھر اس وقت کے اخبارات کے اقتباسات کو دیکھو اور بتاؤ کہ اس وقت کی دنیا کو یہ کیا ہو گیا تھا کہ اس سب سے بڑے معاند اسلام کو اب پہلوان اسلام پکارنے لگی ہے۔ ہم اس وقت صرف عیسائیوں کے اخبار سول ملٹری گزٹ کے الفاظ نقل کرتے ہیں اس سے اندازہ ہو گا کہ امام زمان کی یہ کرامت کس طرح دوست اور دشمن کے دلوں میں سرایت کر گئی۔

"اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی۔ جو اسلام کی حمایت اور حفاظت کے کامل ماسٹر ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے لئے دور و نزدیک سے لوگوں کا ایک جم غفیر جمع ہو رہا تھا۔ اور چونکہ مرزا صاحب خود تشریف نہیں لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ ۲۷ دسمبر کو یہ لیکچر ساڑھے تین گھنٹے تک ہوتا رہا اور حاضرین نے پوری توجہ سے اسکو سنا لیکن ابھی ایک ہی سوال ختم ہوا۔ مولوی عبدالکریم نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی کا بھی سنا دوں گا۔ اس لئے ایگزیکٹو کمیٹی اور پریذیڈنٹ نے تجویز کر دی کہ ۲۹ کا دن بڑھا دیا جاوے چنانچہ سارے مضمون کے لئے بخوشی ایک دن اور بڑھا دیا گیا اور باقی مضمون بھی سامعین نے اسی ذوق وشوق سے سُنا"

اسی طرح پنجاب آبزرور نے کالموں کے کالم بھر دیئے۔ پیسہ اخبار اور چودھویں صدی صادق اخبار، اور مخبر دکن، وغیرہ نے دل کھول کر اس مضمون کی تعریف کی۔ اس سلسلہ میں ایک اور بات دلچسپ ہے کہ اس جلسہ میں جن اصحاب نے اپنے اپنے مذہب کی وکالت میں تقریریں کیں جن میں چند ایک مسلمانوں کے علماء جید بھی شامل تھے۔ اس جلسہ کے بعد بالکل فراموش کر دیئے گئے۔ جلسہ کے بعد ان کی تقریروں کا پھر کبھی ذکر نہ ہوا۔ اور نہ ہی وہ جلسہ کی روئداد چھپ جانے کے سوا منظر عام پر آئے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کا وہ معرکۃ الآرا مضمون ۱۸۹۶ء سے لے کر ۱۹۶۴ء تک برابر شائع ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور دنیا میں اس قدر اشاعت پذیر ہوا ہے کہ شاید ہی کسی اور مضمون کی اتنی اشاعت ہوئی ہو۔ اس مضمون کی وجہ سے بے شمار غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہی وہ مضمون ہے۔ جس سے روس کا عظیم فلسفی ٹالسٹائے بھی متاثر ہوا تھا۔ اور اسے پڑھ کر اس نے شاندار الفاظ میں عظمت اسلام کا اعتراف کیا تھا۔

ایک اور تعجب انگیز امر یہ ہے کہ حضرت صاحب کے اس مضمون کے خلاف آج تک کسی معاند سلسلہ نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ حضرت مرزا صاحب کا یہ مضمون ان لوگوں کے سامنے پڑھا گیا جنہوں نے عدالتوں میں حضرت صاحب کے خلاف مقدمات دائر کر رکھے تھے اور کفر کے فتوے

بھی شائع کر رکھے تھے اس جلسہ کے تمام حاضرین کے سامنے مولانا حافظ عبد الکریم صاحب نے حضرت صاحب کی تقریر کے حسب ذیل الفاظ بھی بڑے زور و شور سے پڑھ کر سنائے اور ان الفاظ کو سن کر بھی ایک آواز بھی اس کے خلاف نہ اُٹھ سکی:-

"میں بنی نوع پر ظلم کروں گا۔ اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے تعریفیں کی ہیں۔ اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں اس وقت تفسیر بیان کی ہے وہ خدا کی عنایت نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی کو قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے۔ وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش! جو میں نے دیکھا ہے۔ لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں۔ اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے۔ خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اُٹھے اور تلاش کرے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس دوا سے اُٹھے گا میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبانوں کے بول سکیں، اس طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"

کیا یہ ایمان افروز کرامت نہیں؟ اور ایسی کرامت نہیں جس کی برکات آج بھی علمی دنیا پر نازل ہوتی نظر آتی ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین ط

ضروری اعلان

مری مسجد احمدیہ بالمحقہ مہمان خانہ سے استفادہ کے خواہش مند احباب کے لئے لازمی ہے کہ وہ پہلے جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے رابطہ پیدا کریں اور موصوف سے باقاعدہ اجازت نامہ تحریری حاصل کریں۔

یہاں رہائش کے دوران نماز پنجگانہ با جماعت لازمی مشروط ہوگی۔ نماز سے پہلوتہی کرنے والے دوستوں کو رہائش کی سہولت نہیں مل سکے گی۔

علاوہ ازیں مسجد کی تقدیس کا خیال نہ رکھنے والے احباب کو بھی یہ سہولت نہیں مل سکے گی۔ یہاں رہائش ان دو شرطوں سے مشروط ہوگی۔

نیز جناب سیکرٹری صاحب .... سے تحریری اجازت نامہ حاصل کرنے کے بعد مجھ سے خط و کتابت کریں۔ والسلام

خاکسار:- عبد الرحمن

امام مسجد احمدیہ اسماعیل سٹریٹ مری

اخبارات کی توسیع اشاعت

گذشتہ جنوری اور فروری میں اخبارات "پیغام صلح" و "لائٹ" کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں احباب جماعت نے نہایت سرگرمی کا مظاہرہ فرمایا تھا، اور بفضل خدا اس سرگرمی کے خوش کن نتائج بھی برآمد ہوئے تھے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس تحریک کو سرد نہ پڑنے دیا جائے۔ ہمارے اخبارات تبلیغ اسلام اور توسیع سلسلہ کے لئے نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں ان کی اشاعت میں جتنی وسعت ہوگی اسی قدر اشاعت اسلام کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوگا۔

لہذا میں جملہ احباب سے پُر زور استدعا کرتا ہوں کہ اس مجاہدہ میں شامل ہوں اور ہر دو اخبارات کی اشاعت کے لئے کوشش فرماویں۔ اہل ثروت احباب اپنی گرہ سے چندہ دے کر اپنے حلقہ میں اخبارات مفت جاری کروائیں مجھے امید ہے کہ احباب کی توجہ سے ہمارے اخبارات ایک مقام پیدا کر سکیں گے۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

محمد صالح نور۔ الاٹلیو

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ (چاچڑاں شریف) کے ملفوظات میں

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق

۱۸۹۱ء میں جب حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعوےٰ کیا اور خدا تعالےٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اب آسمان سے کوئی نہیں آئے گا۔ مسیح ابن مریم کا انتظار عبث اور بے سود ہے۔ اور جس عیسےٰ کے اس امت میں آنے کا وعدہ دیا ہے اس سے مراد حضرت عیسٰی کا مثیل ہے اور میرے وجود سے یہ وعدہ خداوندی پورا ہو گیا۔ اس اعلان کے ہوتے ہی تمام ملک میں مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا اور علماء کی طرف سے حضور علیہ السلام کی سخت مخالفت ہوئی اور اس مخالفت کی رَو میں بہت سے لوگ بلا سوچے سمجھے بہہ گئے۔ مگر بعض بندگان الٰہی ایسے بھی تھے جن کے قلوب ایمان اور معرفت کے نور سے منوّر تھے انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوے کی تصدیق کی اور حضور کے منجانب اللہ ہونے پر شہادت دی۔

ان بزرگوں میں سے ایک نیک اور پارسا باخدا ہستی حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف والے تھے جن کے تقدس صدق و صفا اور پارسائی کی شہرت ملک میں ہر فرد بشر کی زبان پر تھی۔ آپ نے جہاں حضور کے خلاف فتوےٰ کفر پر دستخط نہیں فرمائے وہاں مخالفت کی اس تیز و تند آندھی میں حضور کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ اور مخالفت کرنے والوں کو زجر و توبیخ فرمائی۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے حالات زندگی اور آپ کے ملفوظات کو آپ کے جانشین خواجہ بخش کے حکم سے آپ کے ایک مرید مولوی رکن الدین نے اشاراتِ فریدی میں جمع کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۲۰ھ میں طبع ہوئی ہے۔ ذیل میں اس کتاب سے چند ملفوظات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت سے متعلق ہیں اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ لوگ جو حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی ذات میں عقیدت رکھتے ہیں۔ ان سے ہدایت و رہنمائی حاصل کریں۔

مرتّب ملفوظات اشاراتِ فریدی حصہ سوئم میں رقمطراز ہیں :-

(۱) "مرزا صاحب کے متعلق فرمایا کہ مرزا صاحب نیک اور صالح انسان ہیں انہوں نے مجھے اپنے الہامات کی ایک کتاب ارسال کی ہے ان کا کمال اس کتاب سے ظاہر ہے اسی اثنا میں بعض علمائے ظاہر نے جو حضور خواجہ صاحب ابقاء اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حاضر تھے۔ مرزا صاحب کے متعلق زبان طعن درازکی اور ان کا انکار و ردّ کیا حضور خواجہ صاحب ابقاء اللہ تعالےٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ نہیں نہیں وہ صادق آدمی ہے مفتری اور کاذب نہیں ہے یہ معاملہ مخفی اور اس کا خودساختہ نہیں ہے۔ غایت ما فی الباب یہ ہے کہ اجتہاد و کشف میں تھوڑی سی خطا ہو"

(اشارات فریدی حصہ سوئم ص ۴۲)

(۲) "فرمایا میرزا صاحب کے تمام اوقات اللہ تعالےٰ کی عبادت میں گذرتے ہیں یا وہ نماز پڑھتے ہیں یا تلاوت قرآن شریف کرتے ہیں یا دوسرے اشغال میں مشغول رہتے ہیں اور اسلام اور دین کی حمایت میں کمر ہمت ایسی چست کی ہے کہ ملکۂ زمان کو بھی دین محمدؐ صلعم کی دعوت دی ہے اور بادشاہ روس اور فرانس وغیرہم کو بھی دعوتِ اسلام دی ہے اور ان کی کوشش اسکے بارہ میں ہے کہ وہ تثلیث اور صلیب کے عقیدہ کو جو سراسر کفر ہے چھوڑ دیں اور اللہ تعالےٰ کی توحید کی طرف منہ پھیر لیں اور علمائے امت کو دیکھو کہ دوسرے گروہوں کو جو مذاہب باطلہ سے تعلق رکھتے ہیں چھوڑ کر صرف اس نیک مرد کے جو اہل سنت والجماعت میں سے اور صراطِ مستقیم پر ہے اور راہ ہدایت دکھاتا ہے پیچھے پڑ گئے ہیں اور اس کی تکفیر کر رہے ہیں اور اس کے عربی کلام کو دیکھو کہ بشری طاقت سے خارج ہے۔ اور تمام کلام معارف و حقائق اور ہدایت سے بھرا ہوا ہے اور وہ اہل سنت والجماعت کے عقائد اور ضروریات دین سے ہرگز منکر نہیں ہے"

(اشارات فریدی حصہ سوئم ص ۶۹)

(۳) "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی حق پر ہیں اور اپنے معاملہ میں سچے اور صادق ہیں اور آٹھوں پہر اللہ تعالےٰ کی عبادت میں غرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور امر دین کو بلند کرنے میں جان سے کوشش کرتے ہیں کوئی بات میں اُن میں بری اور قبیح نہیں دیکھتا اگر مہدی اور عیسٰے ہونے کا دعوےٰ کیا ہے تو وہ بھی ان باتوں میں سے جو جائز ہیں"

(اشاراتِ فریدی حصہ سوئم ص ۱۷۹)

(۴) "حافظ گموں سکنہ حدود گھڑی اختیار خان نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق برا بھلا کہنا شروع کیا۔ حضور خواجہ ابقاء اللہ تعالیٰ بیقائہٗ کا چہرہ الور متغیر ہو گیا اور اس حافظ کو للکارا اور ڈانٹ پلائی اس نے عرض کی کہ قبلہ جبکہ عیسٰے بن مریم علیہ السلام کے اوصاف مرزا صاحب میں پائے نہیں جاتے تو کس طرح ہم اعتبار کر لیں کہ وہ عیسٰے اور مہدی ہیں؟ وہ ایسے اوصاف نہیں جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں کیا تعجب ہے کہ یہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی مہدی ہو کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بارہ دجال ہیں پس مہدی اتنے ہی ہوں گے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ عیسٰے اور مہدی ایک ہی ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ مہدی کے تمام علامات لوگوں کے خیال اور وہم کے جو انہوں نے اپنے دلوں میں فرض کر رکھے ہیں مطابق ظاہر ہو بلکہ اے حافظ یہ دوسری بات ہے...... اگر ہر پیغمبر کی امت پر اس پیغمبر کا حال کھل جاتا تو تمام لوگ مسلمان ہو جاتے .... یہی مہدی کا حال ہے۔ پس اگر مرزا صاحب مہدی ہوں تو کونسی بات مانع ہے"

(اشارات فریدی حصہ سوئم ص ۱۲۳-۱۲۴)

(۵)- مرزا صاحب قادیانی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی ایک شخص نے کہا کہ مرزا صاحب نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث کو توڑنے کا عزم رکھتے ہیں اور زمانہ کے علماء اُن کے مخالف ہو گئے ہیں اور اُن پر فتوٰی کفر دے دیا ہے اور لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ ببقائہٖ و نفعنا وایاکم بلقائہٖ نے فرمایا حق غالب ہے اور حق کا پہلو ہی غالب ہے"

(اشاراتِ فریدی حصہ سوئم ص ۸۵)

(۶) "بعدازاں فرمایا کہ مرزا صاحب نے اپنی مجددیت کے متعلق بہت علامات کو بیان کیا ہے۔ مگر ان میں دو علامات جو انہوں نے اپنی کتاب میں درج کر کے بیان کی ہیں بہت زبردست ہیں اور ان کے دعوے مجددیت پر نہایت درجہ گواہ ہیں اول یہ کہ انہوں نے کہا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ مہدی ایک گاؤں سے نکلے گا کہ اس کا نام کدعہ ہوگا جو معرب قادیان ہے دوسرے یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ دارقطنی میں امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت کی ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت سے واقع نہیں ہوئے چاند کو رمضان کے مہینہ میں پہلی رات کو گہن لگے گا اور سورج کو درمیانی رات میں۔ چونکہ چاند اور سورج کا گہن ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کو واقع ہوا اس لئے مرزا صاحب نے اپنے اتمام حجت کے لئے اطراف اکناف عالم میں اس بارہ میں اشتہار ارسال کیا کہ یہ پیشگوئی جو حضرت رسول کریم صلعم نے مہدی موعود کے ظہور کے متعلق فرمائی ہے اب پوری ہوگئی ہے سب پر واجب ہے کہ میری مہدویت کا اعتراف کریں اور اقرار کریں۔ مولویان وقت نے یہ طفلانہ سوال کیا کہ حدیث شریف سے یہ معنے نکلتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند کو گرہن لگے گا اور نصف رمضان کو سورج کا کسوف ہوگا اور یہ خسوف تیرھویں رمضان کو واقع ہوا اور کسوف اٹھائیسویں رمضان کو وقوع میں آیا جو حدیث کے منشاء کے خلاف ہے وہ خسوف و کسوف ہوگا جو مہدی کے زمانہ میں واقع ہوگا۔"

(۷) "بعدازاں حضور خواجہ ابقاہ اللہ ببقائہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ اسکو سنو جو کچھ مرزا صاحب نے حدیث مذکورہ کے معنوں میں بیان کیا اور منکر مولوں کو جواب دیا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں جس وقت سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ دو نشان کسی مدعی کے وقت میں نہیں آئے، اور وہ دو نشان یہ ہیں کہ مہدی موعود کے دعوے کے وقت چاند گہن کی تین راتوں میں سے سب پہلی رات خسوف قمر ہوگا یعنے رمضان کی تیرھویں رات کو اور سورج کو اس دن گہن لگے گا جو ایام کسوف میں سے درمیانہ دن ہے یعنے رمضان کی اٹھائیسویں تاریخ"

(۸) بعدازاں حضور نے فرمایا کہ بے شک حدیث شریف کے معنے ایسے ہی ہیں جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں کہ چاند کو ہمیشہ ۱۳-۱۴-اور ۱۵ تاریخوں میں گہن لگتا ہے اور سورج کو ہمیشہ ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ تاریخوں میں۔ پس چاند کو جو ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کو گہن لگا تو رمضان کی تیرھویں رات تھی جو خسوف کی راتوں میں سے سب سے پہلی رات ہے اور سورج کو ایام کسوف کے درمیانی دن کو گہن ہوا"

(اشارات فریدی حصہ سوم ص تا ص)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ کہ جو شخص اس حالت میں اس دنیا سے کوچ کر جائے کہ اسے امام وقت کی معرفت حاصل نہ ہوئی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ:۔

اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر اس امت میں مجدد مبعوث کرتا رہے گا۔

چودھویں صدی میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کسی نے مجدد ہونے کا دعوے نہیں کیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا اقوال پیش کر کے مسلمان حضرات کو دعوت دی جاتی ہے کہ خواجہ صاحب مرحوم ایسے مسلم اور راستباز صاحب صدق و صفا بزرگ کی ان واشگاف الفاظ میں شہادت حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک بین ثبوت ہے۔ بہت ہی مبارک اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو امام الزمان اور مجدد دوران کے دعوے کی تصدیق کر کے حق تعالیٰ کے نزدیک راستبازوں کے گروہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

دلائل صداقت اسلام اور اور دعاوی بانئ سلسلہ

(بسلسلہ صفحہ)

یا فلمی اسکے سلسلہ کے لئے ایک منظم و با اثر جماعت کا وجود ضروری ہے۔ ایک فرد چاہے وہ مامور و مصلح ہو جہادِ زمانہ کو دائمی طور پر جاری و قائم نہیں رکھ سکتا۔ عالمگیر پیمانہ پر فتح اسلام کے لئے ایک ایسی جماعت کی حاجت ہے جو ایمان و عمل صالحہ کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جہادِ زمانہ کی حامل ہو تا ہر نت نئی پیش آمدہ ضرورت کے مطابق وہ دائمی طور پر جہاد میں سرگرم عمل رہے

اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنے انفاسِ طیبہ کی بدولت اور اپنی ذات و دعاوی پر ایمان کے باعث اپنے حلقۂ اثر میں ایسے اصحاب کے قلوب میں حرارت پیدا نہ کی ہوتی جنہوں نے آپ کے بعد فرقانی علوم کے استخراج اور ان کی عالمگیر اشاعت اور تبلیغی مراکز کے قیام میں بے نظیر و بے مثل کارنامے انجام دیئے تو آپ کے علم کلام کا سلسلہ آپ تک یا آپ کی زندگی تک محدود ہو کر رہ گیا ہوتا۔

جذباتِ صادقہ اور تنظیم حقہ

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ دلائل و براہین ذہن کو صاف کر کے اصول و عقائد کی صحت و صداقت اور برتری و افضلیت کی ذہنی فضاء تو پیدا کر سکتے ہیں جو کسی تعمیری و فکری جہاد کے لئے از بس لازم ہے مگر حرارتِ قلب اور حرکتِ زندگی ان سے پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے جذباتِ صادقہ اور تعلقاتِ عالیہ کا پیدا کیا جانا لازم پڑا ہے، جو اصحاب حضرت اقدس کے علمی جہاد کے تو معتقد ہیں مگر سلسلۂ دعاوی اور تعمیر جماعت کے منکر ہیں اس خیال سے کہ یہ دونوں چیزیں باہم متضاد و مخالف پڑی ہیں۔ وہ غور کریں کہ علمی سلسلۂ دلائل پہلی صورت میں نامکمل رہ جاتا ہے جب تک عالم معاد کی حقیقت پر ذاتی گواہی پیش کرنا نہ ہو۔ نیز اس سلسلۂ دلائل کی مستقل و عملی صورت اس کے بجز اور کوئی نہیں کہ ایک منظم جماعت بانئ سلسلہ کی ذات ۔ ۔ ۔ ۔ سے وابستہ ہو۔

مکتوبِ نائیجیریا ——— جناب بشیر احمد صاحب ایم اے

مشرقی نائیجیریا کے ایک شہر آرلو میں

سفیر اُردن کے ہاتھ سے ایک مسجد کا افتتاح

گاؤں کے ایک چیف اور اسکے خاندان کا قبول اسلام

نائیجیریا کے اخبارات میں جرنلسٹوں کے دورۂ پاکستان کے تأثرات

لاگوس (نائیجیریا)

مجی و مشفق ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔ لاہور۔ پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آرلو مشرقی نائیجیریا کی مسجد کا افتتاح ۲۰ مارچ کو ہز ایکسی لنسی کامل الشریف، سفیر حکومت اُردن نے کرنا تھا۔ مگر اسلامک سنٹر کے ممبروں کا اصرار تھا کہ ان کی مدد کے لئے ان کے ہاں تین ہفتے قبل از وقت ہی پہنچ جاؤں، ان کی خواہش کی پورے طور پر تو تکمیل نہ ہو سکی مگر میں نذیر صاحب کی معیت میں ۱۷ مارچ کی صبح کو لیگوس سے روانہ ہو گیا، ساڑھے تین بجے ہم اسابہ پہنچے۔ یہ شہر دریائے نائیجیریا پر واقع ہے اور اس کے بالمقابل مشرقی نائیجیریا کی آبادی اور تجارت کے لحاظ سے بڑا شہر انتشا ہے اور ان دونوں شہروں کے درمیان چونکہ کوئی پل وغیرہ نہیں اس لئے آمد و رفت بذریعہ دخانی جہاز ہوتی ہے۔ پانچ بجے کے قریب ہم انتشا میں داخل ہوئے۔ شب ہم نے اسلامک سنٹر کے صدر تجانی صاحب کے ہاں گذاری۔

تجانی صاحب کی انتشا کی کنگز مارکیٹ میں زیورات کی دوکان ہے اور ان کا شمار یہاں کے رئیسوں میں ہے۔ مشرف باسلام ہونے سے قبل ان کا تعلق رومن کیتھولک مذہب سے تھا۔ ان کے بھائی اور بہت سے دوسرے عزیز ابھی تک اسی دین پر قائم ہیں، وہ اپنے رشتہ داروں کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کرتے رہتے ہیں، اور اللہ تعالےٰ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ بھی جلد یا بدیر صراط مستقیم پر چلنا شروع کر دیں۔ رہنے والے وہ آرلو کے ہیں۔ مگر کاروبار کی وجہ سے انتشا میں مقیم ہیں۔

مسجد آرلو کی مغربی جانب چار کمرے ہیں، ان میں سے ایک لائبریری کے لئے وقف ہے اور باقی تین مبلغ کے رہنے کے لئے۔ ان کے لئے بہت سا سامان خریدنا تھا اس لئے ۱۸ مارچ کا دن ہم نے اسی تگ و دو میں گذارا۔ کرسیاں، میزیں، پلنگ، لیمپ، سٹوو وغیرہ وغیرہ سب وہ چیزیں جن کی ہمیں فی الفور ضرورت تھی۔ خریدیں اور اسی شب کو اس سب ساز و سامان کے ساتھ آرلو کی طرف روانہ ہو گئے۔ صرف ۴۳ میل کی مسافت تھی وہ ہم نے ایک گھنٹہ میں طے کر لی۔

اسلامک سنٹر کے سیکرٹری ایلیاس ایڈمنڈ ہمیں سب سے پہلے ملے۔ مذہباً یہ بھی پہلے رومن کیتھولک تھے۔ ڈسٹرکٹ آفس میں کلرک ہیں۔ باہمت آدمی ہیں اور اپنے فرائض کما حقہ ادا کرتے ہیں۔ فجر اور عشاء کی نمازیں میرے چودہ دن قیام کے دوران جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھتے رہے چھٹی کا دن وہ مسجد میں گذارتے تھے۔ مزدوروں کی طرح کام کرتے ہیں، انہیں کوئی خدمت کرنے سے بھی عار نہیں۔ ہر بات خوشی سے کرتے ہیں۔

سیکرٹری صاحب کے بعد محمد اور جبرائیل سے ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں نوجوان اسلامک سنٹر کے مبلغ ہیں۔ انہیں اسلام قبول کئے ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا مگر قرآن مجید پڑھ لیتے ہیں اور امامت کے فرائض بھی بخوبی سر انجام دے لیتے ہیں اگرچہ جب تک میں اُن کے ساتھ رہا ان کے اصرار پر مجھے ہی امامت کرنی پڑی، جمعہ کا خطبہ میں انگریزی میں دیتا تھا اور جبرائیل اس کا ترجمہ ایبو زبان میں کرتے تھے۔ آرلو میں میرے چار پبلک لیکچر ہوئے۔ ترجمہ ہمیشہ جبریل ہی نے کیا۔

۱۹ مارچ سے لوگوں کا آنا جانا ہو گیا۔ ان میں پڑھے لکھے آدمی بھی تھے اور ان پڑھ بھی، سکولوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء بھی تھے اور انکے اساتذہ بھی، اہل کتاب بھی تھے اور بت پرست بھی۔ ہر قسم کے لوگ آئے۔ اگرچہ ان سب سے مذہب کے متعلق ہی باتیں ہوئیں مگر ان کی تعلیم اور مذاق کو مدِ نظر رکھ کر اور جہاں مناسب سمجھا وہاں اپنا لٹریچر بھی پڑھنے کے لئے دیا گیا۔ دلوں کا پھیرنے والا اللہ تعالےٰ ہے کسی سے بات کرنے سے پہلے میں یہی دعا کرتا ہوں کہ اے میرے پروردگار میری کوششوں میں برکت ڈال۔

اس علاقہ میں عیسائیت کا بہت زور ہے۔ جتنے بھی سکول ہیں وہ سب مسیحی مشنوں کے زیر نگرانی چلتے ہیں۔ اگرچہ اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے۔ ان مدرسوں میں جو بچے بھی داخل ہوتے ہیں وہ بپتسمہ لے کر ہی نکلتے ہیں۔ استادوں کا صرف مسیحی ہونا ہی لازم نہیں بلکہ جس مشن کے سکول میں وہ کام کرتے ہوں اس کا ممبر ہونا بھی ضروری ہے ایسی صورت میں کسی استاد کا اسلام قبول کرنا محال ہے اس طرح حکومت کا روپیہ عیسائیت کی تبلیغ پر صرف ہو رہا ہے۔

مسلمانوں کی تعداد ابھی یہاں تیس یا پینتیس سے زیادہ نہ ہو گی۔ یہ پہلی مسجد ہے جو اس علاقہ میں تعمیر ہوئی ہے شمالی علاقے سے ہاؤزا لوگ تجارت کے سلسلہ میں یہاں آتے رہتے ہیں اور وہ تقریباً سب کے سب مسلمان ہیں اس لئے عام خیال یہی ہے کہ اسلام ہاؤزا مذہب ہے، عیسائی مشنری اور سیاسی رجحان رکھنے والے اس شہرت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایبو لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہاؤزے اپنا غلبہ حاصل کرنے کے لئے اپنے مذہب کو اُن پر ٹھونسنا چاہتے ہیں اور اپنی مدد کے لئے غیر ملکیوں کو بھی بلایا ہے۔ یہ سوال مجھ سے تقریباً ہر مجلس میں کیا جاتا ہے کہ الحاج احمد بیلو کا اشاعت اسلام میں کیا حصہ ہے۔ کتنا روپیہ انہوں نے ہمیں اس کام کے لئے دیا ہے اور ہم کیوں چاہتے ہیں کہ ہاؤزوں کا مشرقی نائیجیریا میں غلبہ ہو جائے۔ انہیں بار بار سمجھانا پڑتا تھا کہ ہمیں سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہم جس مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں اسی کی تبلیغ حضرت ابراہیمؑ نے کی، حضرت موسےٰ اور حضرت مسیح نے کی۔ یہ ہمارے اور تمہارے پروردگار کا دین ہے اور ہمیشہ سے ہے۔ ہماری باتوں کو سنو، سچی معلوم ہوں تو قبول کرو ورنہ تمہیں اختیار ہے کہ اسی راستہ پر چلو جسے تم سیدھا سمجھتے ہو، دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہمیں تمہاری بھلائی منظور ہے، ہم تم پر کسی کا غلبہ نہیں چاہتے۔ حسن ظن سے کام لو اور بغیر تحقیق کے ہماری طرف غلط باتیں منسوب نہ کرو۔ اس طرح چودہ دن آرلو میں تبلیغ ہوتی رہی اور ہمارے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کی جا چکی ہیں انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے رہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری مساعی ضائع نہیں گئیں اور اس تھوڑے سے عرصہ میں سات آدمی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

مارچ کے مہینہ میں نائیجیریا کے چند جرنلسٹ پاکستان اور بھارت کے دورہ پر گئے تھے۔ واپسی پر انہوں نے اپنے تاثرات شائع کئے۔ ۳ اپریل کے "ڈیلی ٹائمز" میں میک الابی (MAC ALABI) کا

مضمون نکلا، وہ لکھتے ہیں کہ پاکستان میں جہاں کہیں بھی وہ اور ان کے رفقاء گئے ان سے یہ سوال ضرور پوچھا گیا کہ آیا وہ مسلمان ہیں اگر جواب اثبات میں دیا گیا تو پاکستانی پبلک کو بڑی گرمجوشی کے ساتھ ان سے معانقہ کرتے تھے اور بے حد مسرت کا اظہار کرتے تھے۔ "نائجیرین آوٹ لک" میں اسی تاریخ کو MEKE ANASBOSU نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا، ان کی رائے میں نائجیریا کے خیر خواہ ہیں اور اپنی دوستی کے دعووں میں مخلص ہیں، برعکس اس کے بھارتی افریقیوں کو کالا شیطان (Black Devil) ہیں اور ان سے بے اعتنائی بلکہ نفرت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ میں نے اپنے لیکچروں اور انفرادی گفتگو میں ان جرنلسٹوں کے تاثرات کا ذکر کیا اور بتلایا کہ پاکستانیوں کی یہ خصوصیت ان کے مذہب کی وجہ سے ہے۔ اسلام ہمارے ذہن نشین یہ بات بار بار کرتا ہے کہ ہم سب ایک ہی نفس سے پیدا ہوتے ہیں، رنگتوں، زبانوں اور قومیتوں کے اختلافات کے باوجود ہم سب ایک ہی امت ہیں اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک صرف اسی کا درجہ بلند ہے جو نیک اور پرہیزگار ہے۔

آخر ۳۰ مارچ کا دن آ گیا۔ صبح کی نماز ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ مہمانوں کا تانتا بندھ گیا۔ پورٹ ہارکورٹ، کالابار، انکپو، اونتشا، ہر طرف سے لوگ آئے۔ لیگوس اگرچہ آرلو سے پونے پانچسو میل دور ہے مگر وہاں سے آنے والوں کی تعداد بھی تیس سے کم نہ تھی۔ ساڑھے دس بجے جلسے کی کارروائی شروع ہوئی، اس وقت حاضرین کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ چکی تھی ہز ایکسی لینسی سفیر حکومت اردن، آگسٹو صاحب، چیف امام جماعت الاسلامیہ اور میری تقریریں ہوئیں۔ جلسہ ختم ہونے سے پہلے ہم سب نے مل کر دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ یہ پہلا گھر ہے جو اس جگہ خالص تیری عبادت کے لئے بنایا گیا ہے۔ اسے بابرکت بنا اور ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے دین کی منادی جگہ جگہ کر سکیں اور ہماری آوازوں میں ایسی تاثیر پیدا کر دے کہ اس پیغام کو جو تیرے نام پر دیا جائے لوگ دلی رغبت سے قبول کر لیں اور تیرے پرستاروں کی اتنی کثرت ہو جائے کہ اس علاقہ کے کونے کونے سے توحید کی اذانیں بلند ہوں۔

نذیر صاحب آرلو آنے کے تپ میں نہی ملیریا کی گرفت میں آ گئے تھے۔ بخار تو تین دن کے بعد اتر گیا تھا مگر وہ کمزور اتنے ہو گئے تھے کہ انہیں اپنے ساتھ دورہ پر رکھنا مناسب نہ سمجھا گیا اس لئے جلسہ کے دوسرے ہی دن انہیں واپس لیگوس بھیج دیا۔ میں غیسو صاحب کو لیکر انکپو پہنچ گیا یہاں ہم نے دو پبلک جلسے کئے اور ایک نوجوان مشرف باسلام ہوا۔

چار دن یہاں قیام کرنے کے بعد ہم اوک پوسی.... (OKPOSI) گئے۔ یہ گاؤں انکپو سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر ہے، یہاں کوئی پبلک جلسہ تو ہوا۔ مگر اسی جگہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ کامیابی عطا فرمائی۔ ہم سیدھے گاؤں کے چیف کے گھر پہنچے، غیسو صاحب ان سے قبل ازیں مل چکے تھے یہیں دیکھ کر انکے خاندان کے تمام مرد و زن، بچے، بچیاں جمع ہو گئے ہماری باتوں سے چیف صاحب بہت خوش ہوئے اور ہماری ہر بات پر آمنا و صدقنا کہتے رہے۔ آخر میں جب میں نے انہیں اللہ کے دین کو قبول کرنے کی دعوت دی تو وہ بڑے جوش سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام سچا دین ہے اور میں خوشی سے اسے قبول کرتا ہوں اور اے میرے بیٹو اور بیٹیو! تم کیا کہتے ہو، ان سب نے بھی ان کی آواز پر لبیک کہی اور خاندان کے ۳۰ افراد اللہ کے دین میں شامل ہو گئے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ بہت جلد یہ سارا گاؤں اسلام کے نور سے منور ہو جائے گا۔ البتہ اب ضرورت وہاں ایک مسجد بنانے کی ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی کرنا ہے۔ مسجد چار سو پونڈ میں تعمیر ہو سکتی ہے مگر یہ رقم کہاں سے آئے۔ اس کا مجھے فکر ہے، یہ اللہ کا کام ہے وہی میری مدد کرے گا۔

اوک پوسی کے بعد میں انکپو واپس آ گیا اور سات اپریل کو لیگوس کا رخ کیا۔ آٹھ کی شب کو بخیریت یہاں پہنچ گیا۔ والسلام

خاکسار۔ بشیر احمد منٹو

ڈچ گیانا کا سہ رکنی قافلہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

دیکھا ۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ۔ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور جناب مولانا احمد یار صاحب سے تحریری رابطہ برقرار رہا ۔ اور بحمد اللہ اب پھر آپ کے دارالعیض میں آنے کا موقعہ ملا ہے ۔ میرے ساتھ دو اور شخصیتیں بھی ہیں ۔ ایک میری ضعیف العمر بہن ہے جو سرینام کی جماعت احمدیہ کے صدر جناب جمال الدین مرحوم و مغفور کی اہلیہ ہیں ...

دوسرے صاحب میرے بھائی عابد حامد صاحب ہیں جو پولیس میں ایک ممتاز عہدہ پر فائز تھے اور اب ریٹائر ہو چکے ہیں ۔ ہم اس مرکز اور آپ حضرات سلسلہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور آپ کے اخلاق و تعاون کے بھی شکر گذار ہیں لیکن آج میں افسوس کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ وہ چند ہستیاں موجود نہیں ہیں جو میں طالب علمی کے بعد جاتے وقت یہاں چھوڑ گیا تھا ۔ حضرت امیر مرحوم، حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب ۔ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب ۔ مولانا مرتضیٰ خان حسن ۔ مولانا آفتاب الدین صاحب ڈاکٹر طفیل حسین یہ سب اپنے خدا کو پیارے ہو گئے خدا ان کی تربتوں پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے ۔

میں نے چند ایک علاقوں کا بغرض تبلیغ دورہ کیا ہے اور اس علم کو لے کر وہاں گیا ہوں جو آپ لوگ ۔ بغیر کسی ذاتی مقصد و غرض اور بغیر کسی لالچ و حرص کے اپنا مال اور وقت صرف کر کے دنیا میں بانٹ رہے ہیں ۔ میں نے اس علم سے بہت سی زندگیوں کو بدلتے ہوئے دیکھا ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ جو ہدایت مجھے بزرگوں سے ملی اس میں برکت ہی برکت ہوئی ۔ ہماری کامیابی کی گواہی میں خود نہیں بلکہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دیں گے جو وہاں پر دورہ کر آئے ہیں ۔ ان کے آنے کے بعد خدا تعالیٰ نے ہم پر اور بھی فضل نازل کیا ہے اور نمایاں کامیابی اور ترقی حاصل ہوئی ہے میں برٹش گیانا گیا چونکہ خدا کا کام تھا اور خدا کے کام کے لئے گیا تھا ۔ اس لئے خدا نے وہاں بھی کامیابی سے ہمکنار کیا ۔ اور وہاں ہماری جماعت بڑی مستحکم اور کامیاب طور پر چل رہی ہے ۔ وہاں مسجد بھی قائم ہو چکی ہے اور ویسٹ انڈیز میں بھی ایک جماعت کی بنیاد پڑ گئی ہے ۔ میں فرنچ گائنا میں بھی گیا ۔ وہاں عربوں کی تعداد بڑی ہے ۔ مگر ان کی حالت اچھی نہیں ہے ۔ وہ اخلاقی طور پر بڑے پست ہیں ۔ خدا کرے ان کی اصلاح کی کوئی صورت پیدا ہو جائے ۔ کوئی بڑی بات نہیں ۔ جہاں تک ہماری وطنی جماعت کا تعلق ہے اس کی حالت حوصلہ افزا ہے ۔ مرحوم جمال الدین اس جماعت کے صدر تھے ۔ آپ پہلے مسلمان تھے جو وہاں کی پارلیمنٹ میں آئے ۔ ان کی زندگی میں جماعتی کاموں میں بڑی تحریک رہی ۔ اب مقابلہ ہو رہا ہے ۔ وہاں مسلمان بھائیوں کی مخالفت کے علاوہ دیگر مذاہب کا مقابلہ بھی درپیش ہے وہاں دعوت و تحریک کی بڑی ضرورت اور گنجائش ہے ۔ مرکز سے ہماری درخواست ہے کہ وہاں مبلغین متعین فرمائے ہمارے ذرائع بہت محدود ہیں ۔ اس وجہ سے ہماری نگاہیں اور آرزوئیں مرکز کی طرف اٹھتی ہیں، خدا کرے کہ وہ دن آ جائیں ۔ کہ ہم خود ایسے وسیع ذرائع و وسائل کے حامل ہو جائیں کہ مرکز سے امداد طلب کرنے کی ضرورت نہ رہے اور خود دنیا میں نکل کھڑے ہوں ۔

میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خدا کا شکر ہے کہ ہم تک امام زمان کی آواز پہنچی اور ہم مسلمان ہی رہے ورنہ عیسائیت اور دجالیت کا بڑا فتنہ اور ماحول اسلام کے خلاف ہے طرز تعلیم و معاشرت اسلام کے خلاف ہے ۔ بچوں میں انگریزیت ہے باوجود اس امر کے خدا کا فضل ہے کہ ہم صراط مستقیم پر قائم ہیں یہ محض خدا کا فضل ہے ۔ امام زمان کے مشن کی برکت ہے اور آپ بزرگوں کی دعائیں ہیں، ہم کل ۱۷ - آدمی تھے جن کا ارادہ حج کر کے یہاں آنے کا تھا مگر بعض حالات کی وجہ سے ہم تین کے سوا باقی نہ آ سکے اور بعض کو بر وقت سہولتیں میسر نہ آ سکیں ۔ آپ اندازہ لگایئے ان کی تڑپ اور جذب اور شوق کا وہ لوگ روتے تھے ۔ نہ صرف مردوں میں یہ جذبہ ہے بلکہ عورتوں میں بھی ۔ میرے ساتھ بیگم جمال الدین مرحوم تشریف لائیں ۔ انکو لوگوں نے بہت کچھ کہا کہ کا تقاضا سفر کرنے کا نہیں ہے موسم خراب ہے بیمار پڑ جاؤ گی مگر انہوں نے کسی بات کی پرواہ نہ کی ۔ اور ہر ایک تکلیف برداشت کر کے یہاں آ گئیں ۔ ان کے بڑے لڑکے ڈاکٹر ہیں انہوں نے کہا کہ امی جان کو ضرور لے جایئے ۔ اگرچہ مرحوم ابا جان کی موت نے ان کی خواہش کو پورا نہ ہونے دیا مگر ان کی خواہش کو اس طریق پر پورا کرنا چاہیئے کہ امی جان چلی جائیں ۔

میں آخر میں ایک گذارش کرتا ہوں خصوصاً نوجوان بھائیوں سے گذارش کرتا ہوں کہ ہمارے بزرگ اس دنیا سے اٹھتے جاتے ہیں آپ ان کی یاد دل کو کبھی نہ بھلائیں ۔ انکی پاک زندگیوں سے سبق سیکھیں اور اب آپکے زمانہ میں ایک بزرگ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ موجود ہیں جو چراغ ہیں اس چراغ کی روشنی میں اپنا راستہ ڈھونڈیئے ان کی قدر کریں ۔ محترم بھائیو ! میں بہت دور سے آیا ہوں ۔ میں بڑی تکلیف اور سفر کی صعوبتیں جھیل کر آیا ہوں میں جو بات آپ سے کہہ رہا ہوں اسکو پیش نظر رکھیں میں مسافر ہوں ۔ آپ کے فائدہ کی بات ہو

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک ... پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور

فون نمبر ۳۷۴۳۷

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد

مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۲ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳۸

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ مطابق ۳ جون ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۲

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

بحر حکمت کے موتی

وعن ابی ھریرۃ ومعقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحشر الحاکرون وقتلۃ الانفس فی درجۃ ومن دخل فی شئی من سعر المسلم یغلیہ علیھم کان حقاً علی اللہ تعالیٰ ان یعذبہ فی معظم النار یوم القیامۃ۔

(بحوالہ تلخیص الصحاح)

ترجمہ:- ابوہریرۃ اور معقل بن یسار رضی سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلہ بند کرنے والوں کا اور قاتلین کا ایک ہی درجہ میں حشر ہوگا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے بھاؤ میں اس نیت سے مداخلت کرے کہ ان پر نرخ گراں کر دے تو ایسے شخص کی نسبت خدا تعالےٰ کو امر کا پورا حق حاصل ہوگا کہ اسکو قیامت کے دن دوزخ کے بڑے درجہ میں عذاب اور تکلیف میں مبتلا رکھے۔

نوٹ:- غلہ کو روکنے والے (تاکہ بھاؤ بڑھا کر بیچیں) اور قاتل کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے ایسے لوگ قوم کے دشمن اور معاشرہ کو تباہ کرنیوالے ہوتے ہیں۔ قاتل تو ایک جان کو ہلاک کرنے کا یہ قوم کا قاتل ہے۔ تاجر کے اندر جب تک قربانی کی سپرٹ نہ ہو وہ بہت بڑا ظالم ہے۔ یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تومنون باللہ ورسولہ وتجاھدون

”کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم پر چلتے ہیں“

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں، کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ رضی کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالےٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انہوں نے وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصہ میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور ان کی ہی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار رکھتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سِرّ یہ تھا ؎ خدا داری چہ غم داری۔ مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید یہی ایمان تھا صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا۔ لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق اور فجور اختیار کیا پھر اللہ تعالےٰ کا غضب ٹوٹ پڑا۔ اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کی جاتی ہے ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص کا جو علاج کیا جائے وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہوگا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا۔ ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا۔ یہ تندرست نہ ہوں گے عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا۔ جس راہ سے پہلے آیا۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۷۱—۱۷۲)

... فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔
(۶۱:۱۰—۱۲)

جان اور مال سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنا نہایت بڑے ایثار اور قربانی سے ہو سکتا ہے اللہ تعالےٰ کا راستہ۔ عظمت لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہے ؎

کیکہ دل ز پئے خلق سوزدش شب و روز؛ محقق است کہ او خادم الورےٰ باشد۔ (مسیح موعودؑ)

غلام قادر جُدّاں

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

انڈونیشیا

ترجمہ خط موسیحا مہیس - انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت حیران ہوا جب میں نے سنا کہ آپ لٹریچر، مانگنے والے کی مانگ کے مطابق لٹریچر ارسال کرتے ہیں تاکہ وہ دوسرے ممالک کے خیالات انگریزی اور انڈونیشی زبان میں سیکھ لیں - امید ہے کہ آپ مجھے معاف کریں گے اور مجھے لٹریچر جس کی کہ مجھے بہت ضرورت ہے ارسال کریں گے - میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ میری درخواست کو منظور فرمائیں گے۔

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط :- یحیٰی آدی - الہامی ابادان - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ارسال کردہ مفت کتابیں مل گئیں - میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے مندرجہ ذیل کتابیں ارسال کریں - انگریزی قرآن - انگریزی ڈکشنری اور دیگر کتابیں جو میری دینی تعلیم میں اضافہ کریں اور مجھے اسلام کے متعلق بھی واقفیت ہو - میں ۱۹۶۴ء سے دو سال کے لئے عربی سیکھ رہا ہوں - میں آپ کی امداد کا شکریہ ادا کرتا ہوں - میں آپ کا شکر گزار ہوں گا اگر آپ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔

شکریہ

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط عبداللہ صبح ویسٹ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کو یہ خط لکھ کر خوشی محسوس کرتا ہوں میرے خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ہمیں مفت لٹریچر ارسال کریں - تاکہ ہم بھی خدا کو پانے کی راہ دریافت کریں۔

مجھے لٹریچر ضرور بھیجیں تاکہ میں اسلام کو سمجھ سکوں - میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے جلد کتابیں ارسال کریں گے۔ کیونکہ میرے والدین مذہب سے بالکل ناواقف ہیں - اور میں انکو مذہب اسلام سے واقفیت کرانا چاہتا ہوں۔

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط :- ابراہیم بابو لاول اورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو کتابیں آپ نے ارسال کی تھیں وہ اچھی حالت میں مجھے مل گئی ہیں - جب مجھے کتابیں ملیں بہت خوش ہوا - میں بہت متعجب ہوا جب میں نے پارسل میں کوئی خط نہ پایا اور نہ ہی مجھے پارسل ملنے کے بعد کوئی خط موصول ہوا ہے - یہ حیرانی کی بات ہے بہرحال کتابیں اچھی حالت میں وصول کر لی ہیں۔

میں نے چند کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور بہت مفید پائیں۔

مجھے اب کچھ اسلام اور قرآن کے متعلق معلومات حاصل ہوئی ہیں - میرے خیال میں قرآن کا ہونا میرے پاس لازمی ہے - میں بہت مشکور ہوں گا - اگر آپ مجھے قرآن ارسال کریں۔

میں نے اپنے پہلے خط میں بہت تھوڑا لکھا تھا - میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مندرجہ ذیل موضوعات پر کتابیں ارسال کریں۔

(۱) وضو کس طرح کیا جاتا ہے

(۲) خواہشات کے متعلق کتابیں

(۳) مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہ کرنا چاہیئے اور ان سب سے زیادہ اہمیت قرآن شریف کی ہے۔

جو کتابیں آپ نے مجھے بھیجی تھیں ان میں سے چند میں نے اپنے بھائیوں کو دی ہیں تاکہ وہ بھی اسلام کے متعلق کچھ دلچسپی حاصل کریں۔

دو کتابیں میں نے نوجوانان (اسلامی یوتھ) کو اپنے گاؤں میں بھیجی تھیں انہوں نے ان کو بہت سراہا اور مزید خواہش کی ہے۔

آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید ہے کہ میری مدد کریں گے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے - جواب کا منتظر

(انکو کتابیں اور جواب بھیجے گئے)

انڈونیشیا

ترجمہ خط - اے ففار عمر - بی اے - انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے ارسال کردہ نہایت دلچسپ خط مؤرخہ ۲۲/۴/۱ کا شکریہ - اور جو کتابیں آپ بھیج رہے ہیں - میں اس مہربانی کا صلہ کچھ نہیں دے سکتا اور نہ شکریہ ادا کرنے میں کبھی تساہل نہیں کروں گا۔

میرا نام مفت اشاعت میں درج کریں تاکہ مجھے اسلامی کتابیں اور دی لائٹ" باقاعدہ ملتی رہے۔

آپ کی چٹھی پر نماز کے وقت کافی مباحثہ ہوا - ہم آپ کے متبرک مشن کو بسر و چشم مانتے ہیں - اور ہم انشاءاللہ آپ سے تعاون کرتے ہیں۔

آپ مجھے مشورہ دیں کہ بعد دوپہر ہم چند مسلمان قرآن اور حدیث کے مطالعہ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور فقہ کا بھی مطالعہ کرتے ہیں مگر افسوس ہے کہ جہاں ہم رہتے ہیں، وہاں ہمارے پاس کتابوں کا سٹاک بہت کم ہے۔ اور ہمیں ایسی کتابوں کی بہت ضرورت ہے - صرف آپ کی جماعت ہی ہمیں ایسی کتابیں ارسال کر سکتی ہے - کیونکہ دوسرا کوئی شخص ایسی امداد نہیں کر سکتا - اور یہ کتابیں یہاں فروخت نہیں ہوتیں - مجھے امید ہے کہ آپ خدا کے لئے ضرور ارسال کریں گے۔

سب کو السلام علیکم

(ان کو محمد دی پرافٹ - ینگ تھاٹس - ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا

غلام قادر ڈار عفی عنہ

تربیتی جلسوں کا پروگرام

خواتین و احباب جماعت لاہور یاد رکھیں

خواتین کا تربیتی اجلاس :- ہر ماہ کا پہلا جمعہ بمقام احمدیہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور

مردوں کا تربیتی اجلاس :- ہر ماہ کا آخری جمعہ بمقام احمدیہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

مسلم ٹاؤن میں تربیتی اجلاس :- ہر ماہ کی پہلی بدھ - بعد از نماز مغرب ادارہ تعلیم القرآن میں۔

لاہور چھاؤنی میں تربیتی اجلاس :- ہر ماہ کی دوسری بدھ - بعد نماز مغرب بر مکان قاضی بشیر احمد صاحب قاضی محلہ صدر

ان اجلاسوں میں قریب قریب کے جملہ احباب اور خواتین کی شمولیت نہایت ضروری ہے ٭ سعید احمد جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تقویٰ اور باہمی اتحاد عزت اور ترقی کی ضمانت ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ [illegible] حضرت امیر [illegible] ایدہ اللہ بنصرہ [illegible]

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولاتموتن الا وانتم مسلمون - واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا - واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ـــــ کذالک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تھتدون ـــــ سورہ ال عمران

تقوےٰ کی تعلیم

ان آیات میں خدا تعالےٰ نے دو دفعہ لفظ "نعمت" استعمال فرمایا ہے۔ جامع تعلیم جو ان دو آیات میں دی گئی ہے۔ قوم کے لئے بڑی بھاری نعمت ہے۔ اس کے دو حصے بیان فرمائے ہیں۔ ایک حصہ یوں تو فرمایا ہے کہ اے ہمارے ماننے والو! اور ہمارے رسول صلعم کے ماننے والوں اور قرآن کریم کو کلام الٰہی یقین کرنے والو ہم تمہاری بھلائی اور تمہاری عزت افزائی کے لئے کہتے ہیں کہ تم خدا خوفی۔ نیک عملی۔ طہارت و پاکیزگی اختیار کرو۔ اتقوا اللہ۔ خدا کا تقوےٰ اختیار کرو۔

اللہ تعالےٰ کی شان و جبروت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ہدایت

اس کے ساتھ ایک لفظ اور بڑھایا ہے۔ حق تقتہ خدا تعالےٰ کی عظمت و جبروت، اس کی قدرت و حکمت، علم اور طاقت، اس کے احسانات اور اس کی شان کے مطابق تقوےٰ اختیار کرو۔ اس دنیا میں انسان کچھ حد بندیوں میں [illegible] اور حسب مراتب حکام سے ڈرتا ہے۔ چاہتا ہے کہ میرے متعلق حکام کے کانوں میں اچھی خبر پہنچ جائے اور معلوم ہو جائے کہ میں قانون کا پابند ہوں، حکومت کا خیر خواہ ہوں۔ یہ چیزیں جب فطرت میں ہیں تو خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ بادشاہ حکام اور نواب جو اس دنیا کے محدود اختیار رکھنے والے فانی لوگ ہیں۔ تم ان کی خواہشات کے مطابق ان حکموں کی تعمیل و فرمانبرداری میں پورا اترنا اپنا نصب العین قرار دے لیتے ہو، یہ بادشاہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ خدا تعالےٰ کی بادشاہت ازلی اور ابدی ہے اس کی سلطنت بڑی وسیع ہے، اس کی عظمت، اس کی کبریائی اس کی احسان کرنے کی طاقت بے انداز ہے۔ اگر وہ خوش ہو جائے تو تمہارا بیڑا پار ہے اور اگر ناراض ہو جائے۔ تو تم کہیں کے بھی نہیں رہتے۔ حق تقتہ اللہ تعالےٰ کی شان اور کبریائی کو مدنظر رکھ کر خدا خوفی اختیار کرو۔

ہر وقت سچے مسلمان کی زندگی بسر کرو

ولاتموتن الا وانتم مسلمون

جب بھی مرو مسلمان مرو۔ جب موت آئے تو تمہیں مسلمان پائے۔ موت کا وقت مقرر نہیں مرد، عورت، بچہ، بوڑھا اور نوجوان، پہلوان اور رستم زمان، طبیب اور ڈاکٹر، بادشاہ اور حاکم، پیغمبر اور اولیاء سب کو موت آتی ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں۔ اور اس کا کوئی وقت بھی مقرر نہیں اس لئے فرمایا اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ جب بھی موت آئے تو تمہیں مسلمان پائے۔

اجتماعی زندگی اور اتحاد باہمی کا حکم

[illegible]

کے اندر پورا پورا اتحاد ہو اور اس کا ایک ایک فرد خدا خوف ہو تو اس قوم پر خدا تعالےٰ کے فضل و اکرام اترتے ہیں جیسے اوپر مذکور ہوا۔ دو دفعہ نعمت کا ذکر ہوا ہے۔ اجتماعی زندگی پر خدا تعالےٰ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے اوپر خدا تعالےٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ید اللہ علی الجماعت اس لئے ضروری ہے کہ سب کے سب ایک نصب العین کو مدنظر رکھ کر سرگرم عمل ہوں۔ ایک ایک فرد کے اندر ولولہ ہو کہ میں خدا خوفی کی زندگی بسر کروں تاکہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو جائے افراد پر بھی اور قوم پر بھی خدا مہربان ہو جائے اسی سے قوم کی عزت اور قوت بڑھتی ہے۔ تبھی قوم کچھ کام کر کے دکھا سکے گی۔ مجھے دیگر قوموں کی دو چار مذہبی کتابوں کے مطالعہ کا جو موقعہ ملا ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ ان میں اجتماعی زندگی کا درس اور تلقین کی گئی ہو۔ قرآن کریم نے اجتماعی زندگی پر زور دیا ہے۔

سورۃ فاتحہ میں اجتماعی زندگی کا نقشہ

سورۃ فاتحہ میں بھی اجتماعی زندگی کا نقشہ بیان کیا گیا ہے۔ دعا سکھائی ایاک نعبد وایاک نستعین اے خدا ہم سب مل کر تیری بندگی کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ہم سب استعانت اور تائید و نصرت طلب کرتے ہیں ہم سب کو صحیح راستہ دکھا

سورۃ فاتحہ میں اجتماعی رنگ

اسی طرح التحیات میں اجتماعی رنگ ہے۔ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین میں جذبہ اخوت نظر آتا ہے۔ دوسری جگہ ہے [illegible]

نماز جنازہ میں انسانی جامعیت

۱۹۱۴ء میں پہلی عالمگیر جنگ کے موقعہ پر مجھے مسلمان سپاہیوں کا جو جنگ میں مرے ووکنگ میں جنازہ پڑھنے اور انہیں دفنانے کا موقعہ ملا۔ پہلی میت جب آئی تو میں نے راتوں رات نماز جنازہ کا ترجمہ چھپوا دیا۔ ووکنگ کے بہت سے شمار خواتین و مرد نماز جنازہ کو دیکھنے کیلئے آئے سب کے ہاتھ میں نماز جنازہ کی ترجمہ معانی تھا دیکھیں اسکے اندر خدا تعالےٰ

کی حمد و ثنا ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے۔ پھر دعا ہے کہ اے خدا تمام حاضر مرد و عورت بوڑھے اور بچے پر رحم فرما۔ اور جو ہم میں موجود نہیں ان کی بھی مغفرت فرما اور جو ہم میں سے زندہ ہیں انہیں اسلام (احکامِ الٰہی کی فرمانبرداری) پر زندہ رکھ اور جو فوت ہوں ان کو بھی ایمان پر وفات دے۔ مردوں عورتوں پر جو حاضر ہیں ان پر اور اُن پر جو موجود نہیں اس دعائے مغفرت میں جو جامعیت ہے حاضرین اس سے متاثر ہوئے۔ یہ اجتماعی زندگی ہے جو اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو سکھائی۔

قرآن کریم کی تعلیمات بلندی مرتبت کا موجب ہیں۔

تو یہ کتاب برکت و رحمت کا باعث ہے۔ فرمایا کہ ان اللہ یرفع بھذا الکتب اقواما ویضع بہ الاخرین۔ خدا تعالےٰ اس کتاب کے احکام کی تعمیل و تکمیل اور کامل اطاعت و فرمانبرداری کے صدے میں قوموں کو رفعت عطا فرمائے گا اور جو لوگ اس کتاب کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال دیں گے وہ قوم ذلت و مسکنت اور نکبت و ادبار کا شکار ہو جائے گی۔

بدلوں، گناہوں اور شرک سے بچنے کی تعلیم۔

دوسری جگہ فرمایا انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ہم نے تمام قسم کے گناہ اور معصیتوں کو اپنے بندوں پر حرام کر دیا ہے۔ گناہ ظاہری ہو یا باطنی، کوئی بدی کا منصوبہ یا مخلوق خدا کے متعلق کوئی نقصان دہ ارادہ ہو اس کو چھوڑ دو یہ سب تمہارے لئے حرام کیا۔ والاثم والبغی بغیر الحق۔ ناحق کسی پر زیادتی نہ کرو۔ تمہاری زبان پر درشتی و درندگی نہ ہو۔ کسی کی عزت پر حملہ نہ کرو، کسی کی ناجائز جان نہ مارو، کسی کا بے جا مال نہ کھاؤ۔ یہ تو انسانوں کے لئے حکم ہے۔ کچھ حکم خدا کے متعلق ہیں۔ فرمایا وان تشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطانا اس کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

مسائل شریعت اپنے پاس سے نہ بنائے جائیں۔

وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون اور شریعت کے نام پر غلط احکام اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو نہ سناؤ۔ قوم کی تباہی کا باعث یہی چیز ہے کہ وہ غیر ذمہ دار لوگ جنہوں نے اسلام کی روح اور مغز کو اچھی طرح نہ سمجھا۔ اور شریعت اسلام کی منشاء کو اچھی طرح نہیں جانا وہ مضر اور کھوٹے عقائد قوم میں پھیلاتے ہیں۔ وسکو شریعت سازی

کہا گیا اور اس سے منع فرمایا۔ الیسا مت کر وغرض معصیت کی زندگی اختیار کرنے سے روکا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح باد سموم جسموں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اسی طرح سے گناہ کی زندگی دلوں کو تباہ کرتی ہے۔ اس سے عزت، شہرت اور دولت تباہ ہو جاتی ہیں ان الذنوب تغیر النعم گناہ کی زندگی سے نعمائیں جاتی رہتی ہیں۔

تفرقہ سے بچو اور جذبۂ اخوّت کو ترقی دو۔

قوم کی بلندی کے لئے یہ احکام صادر ہوئے ہیں۔ اور وہ طریقہ جس سے قوم گر جاتی ہے۔ اور پست ہو جاتی ہے۔ اس کا بھی یہاں ذکر کیا ہے فرمایا ولا تفرقوا۔ آپس میں تفریق پیدا نہ کرو۔ خدا تعالےٰ نے سب کو بھائی بھائی بنا دیا ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ ایک وقت وہ تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ تم ایک دوسرے کی گردن کاٹ دیا کرتے تھے وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں وہاں سے بچا لیا۔ تمہیں اخوت کے رشتہ میں منسلک کر دیا۔ اس کو خدا تعالیٰ بہت بڑی نعمت کہتا ہے اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہونا بدنصیبی ہے۔

امر بالمعروف اور ذکر الٰہی کرنے والے لوگ

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ قوم کی اخلاقی تربیت کے لئے کچھ لوگ ایسے ہوں جو خدا تعالےٰ کا کلام سناتے رہیں نیک کام کرنے کی ہدایت دیں۔ بُرے کاموں سے روکیں اور ذکر الٰہی کو مردہ نہ ہونے دیں۔ جس طرح سے جسم کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح روح کے لئے بھی خوراک کی ضرورت ہے اور وہ خوراک ذکر الٰہی ہے۔ بغیر خوراک کے درخت بھی سوکھ جاتے ہیں۔ بغیر خوراک کے مویشی زندہ نہیں رہتے۔ بغیر خوراک کے جسم بھی سوکھ جاتا ہے اور بغیر خوراک کے روح بھی کمزور پڑ جاتی ہے

تفرقہ کے بد نتائج

علاوہ ازیں فرمایا ولا تکونوا کالذین تفرقوا تاریخ شاہد ہے تم سے پہلے قومیں آئیں انہوں نے آپس میں تفریق پیدا کی۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ تباہ ہو گئے۔ حضورؐ نے یہود کی قوم کا ذکر کر کے تلقین فرمائی کہ تفرقہ نہ پیدا ہونے دو یہ ہلاکت آفرین ہے۔ یہود قوم خدا کو واحد مانتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو پیغمبر تسلیم کرتی ہے۔ تورات کو آسمانی کتاب مان کر اس پر یقین رکھتی ہے۔ اس کے باوجود تفرقہ نے ان کو تباہ کر دیا۔ نماز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ انسان کی ترقی کے لئے کافی نہیں۔ جب تک تعاون اور اتحاد کی زندگی نہ ہو اس سے قوم زندہ رہ سکتی ہے۔ قوم زندہ ہے تو دین بھی زندہ رہے گا اور اگر قوم مر گئی تو دین بھی مر جاتا ہے۔ کلام الٰہی کے بعد تاریخ بھی سبق آموز ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اتحاد کامل پیدا کرو اور اخوت کے رشتہ میں منسلک ہو جاؤ۔ ایک ایک فرد کے اندر تقویٰ و طہارت پیدا ہو۔ اپنے دل کو ایمان کی روشنی سے منور کریں۔ اپنے اعضاء کے متعلق کوشش کرو کہ ان کے ذریعہ سے کوئی بھلائی ہو جائے۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دُعا

ملک عبدالغنی صاحب مالک امپیریل الیکٹرک کمپنی نے اپنے بیٹے کو میرے پاس بھیجا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ رات کو نیند نہیں آتی۔ جماعت میرے لئے دُعا کرے۔ ہمارے عزیز دوست ڈاکٹر قریشی صاحب کی بیگم صاحبہ بیمار ہیں۔ ان پر شوہر مرحوم کی وفات سے غم و حزن کا پہاڑ ٹوٹا اور صحت بھی تباہ ہو گئی۔ وہ بیمار ہیں اور دوسرے احباب جو مشکلات میں مبتلا ہیں اور جنہیں عوارض لاحق ہیں ان سب کے لئے بھی دعا کریں ؛

مسلم ہائی سکول بدوملہی کا شاندار نتیجہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم ہائی سکول بدوملہی کا نتیجہ سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے امسال بھی شاندار رہا ہے۔ اور یہ بات بالخصوص قابل ذکر ہے کہ انگریزی اور اُردو دونوں لازمی مضامین کے نتائج ۹۶ فیصدی ہیں جبکہ ان دونوں مضامین کا نتیجہ ملک بالترتیب ۷۵ - اور ۹۳٫۶ فیصدی ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔

کل لڑکے :- ۲۶ - پاس شدگان :- ۲۲

فسٹ ڈویژن :- ۸ - سیکنڈ ڈویژن ۸ - تھرڈ ڈویژن ۶

عبدالغنی قائم مقام ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی

امتحان میں کامیابی

شیخ محمد حسین صاحب امین انجمن کی صاحبزادی فرحت جہاں نے امتحان میٹرک میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اس خوشی میں انہوں نے مبلغ پانچ روپے دارالشفاء کو عطا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

فون نمبر ۳۰۷۳۰

زرِ سالانہ: پاک و ہند سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

مدیر دوست محمد

مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ: ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۳

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست اُو خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتابِ حق کہ قرآن نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہؓ و ائمہ قابلِ احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

بحرِ حکمت کے موتی

وعن حذیفۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عقاباً منہ ثم تدعونہ فلا یستجیب لکم اخرجہ الترمذی مخص المصابیح۔

ترجمہ:- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیا کرو اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ خدا تعالےٰ تم پر عذاب نازل فرمائے پھر اگر تم دعا کرو گے تو ایک بھی قبول نہ ہوگی۔

نوٹ:- یہ دراصل تبلیغ حق اور اشاعت اسلام نہ کرنے والوں کے لئے زبردست انتباہ (وارننگ) ہے۔ تبلیغ اسلام پر قرآن شریف نے اتنا زور دیا ہے کہ فرمایا تمہیں بہترین امت اسی لئے بنایا گیا ہے کہ تم لوگوں کی روحانی خدمت کرو۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ (۳: ۱۰۹) تبلیغ اسلام کے لئے منظم طور پر مہم چلائی جائے اور اس کام کو خاص طور پر ایک جماعت اپنے ذمے لے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون (۳: ۱۰۵) جب مسلمانوں نے مدت سے اس اہم فریضہ کو چھوڑ دیا تو

(باقی بر صفحہ ۱۲ انتہائی پہلے)

اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو

جماعت کو ضروری نصائح

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔ دوستو! تم اس مسافرخانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھر کو یاد کرو، تم دیکھتے ہو کہ ہر سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے، سو ہشیار ہو جاؤ، اور اس پُرآشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتشی شریعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے:-

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم .... ذالک مثلھم فی التورات۔

(۲) دوسرا نام احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں اور پھر یہ دونوں صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا۔

(اربعین ۴ صفحہ نمبر ۱۲ و ۱۳)

جلسہ سالانہ راولپنڈی کی مختصر روئیداد

(۲)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (شاخ لاہور) کے دو روزہ سالانہ اجلاس کی دوسری نشست زیر صدارت محترم اقبال احمد شیخ صاحب، صدر جماعت راولپنڈی مورخہ ۲ر مئی ۱۹۶۲ء ۹ بجے صبح منعقد ہوئی۔ کارروائی کا آغاز مولانا بشیر محمد صاحب خوشابی کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری نے کتاب کشتی نوح سے حضرت امام ہمامؑ کے ارشادات پڑھکر سنائے۔ جن میں جماعت کو نصائح تلقین کی گئی تھیں۔ محترم شیخ عبدالعزیز صاحب نے حضرت اقدسؑ کا منظوم کلام ترنم سے پڑھا اور حاضرین کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب افسر اخبارات و تحصیل مرکزی انجمن نے بعنوان "حیاتِ نور" تقریر فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ نے حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کی زندگی کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور حضرت مولاناؒ کے علمی اخلاقی اور روحانی عجائبات کا مختصر جائزہ پیش کیا۔ قبلہ فاضل مقرر نے فرمایا کہ مولانا کی زندگی کا ایک حصہ قبل از بیعت کا ہے۔ جس میں توکل علی اللہ، استغنا، جرأت، ہمت اور بے باکی کا زبردست مظاہرہ ہوتا ہے۔ آپ کی نگاہ بڑی گہری اور دور رس تھی۔ حکمت کی گہرائیوں پر ان کو خداداد علم حاصل تھا۔ علم و فضیلت آپ کو ملی تھی۔ آپ کی زندگی کا دوسرا پہلو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے زمانہ کا ہے۔ آپ نے ایمان و ایقان کی نظیر پیدا کر دی اطاعت امام پر اپنی ہر مجبوری کو بھی قربان کر دیا۔ اور تیسرا پہلو حضرت مولانا کی زندگی کا وہ ہے جبکہ آپ کے سپرد سلسلہ کا نظام ہوا۔ اس کے اندر آپ نے کمال حکمت و مصلحت سے کام لیا۔ سلسلہ کا نظام بڑے تدبر سے چلایا۔ اور جماعت میں اتحاد و اتفاق پیدا کئے رکھا۔

ڈاکٹر صاحب قبلہ نے حضرت مولاناؒ کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بزرگوں کی زندگیاں محض قصے کہانیاں نہ سمجھنا چاہئیں بلکہ ان کی روشنی میں اپنی زندگیوں میں ان کا سا عمل پیدا کرنا چاہیئے۔ مقرر موصوف نے تجویز پیش کی کہ ضرورت ہے کہ بزرگان سلسلہ کے ان سبق آموز پہلوؤں کو چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی صورت میں بڑے مختصر اور دلنشین انداز میں جمع کیا جائے اور اپنے بچوں کو پڑھایا جائے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے بزرگ کیا تھے۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو کیونکر کامیاب بنایا۔ اور ہم انکے نقش قدم پر چل کر کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ تقریر کا پورا متن آیندہ شائع ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب مکرم کی تقریر کے بعد مسٹر جمیل الرحمٰن فرزند رشید محترم محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور نے "حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات" پر تقریر کی۔ عزیز موصوف نے حضرت اقدسؑ کے علمی، عملی، قبولیت دعا، صداقت الہام اور صاحبان ایمان متبعین وغیرہ معجزوں پر بڑے موثر انداز سے روشنی ڈالی۔ عزیز مقرر کا انداز بیان بڑا دلکش تھا۔ صدر جماعت راولپنڈی نے جماعت کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے دس روپے انعام دیا۔ ان کی تقریر آئندہ اشاعت میں شائع ہوگی۔ .... مسٹر جمیل الرحمٰن کی تقریر کے بعد مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے اپنی عالمانہ اور فاضلانہ تقریر کا آغاز فرمایا۔ اور آپ نے اپنی مؤثر مفصل اور مدلل تقریر میں ثابت فرمایا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا وجود صداقت اسلام پر برہان ساطع ہے۔ آپ کی مکمل تقریر ماہنامہ "روح اسلام" کے حضرت مسیح موعودؑ نمبر میں شائع ہو چکی ہے جو خصوصی مطالعہ کے لائق ہے۔

قبلہ مولانا کی تقریر کے بعد محترم ڈاکٹر محمود صاحب داؤد زئی نے "حضرت مسیح موعود کے نشان آسمانی" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علم حکمت کے علاوہ علم نجوم سے بھی واقفیت رکھتے ہیں انہوں نے اس علم کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ماموریت پر تاریخی مشاہدات سے بحث فرمائی۔ مقرر موصوف کی تقریر بڑی دلچسپ تھی اور ان کی آسمانی تحقیق قارئین کرام کی آگاہی میں مفید ثابت ہوگی۔ ان کی تقریر انشاء اللہ ہدیہ قارئین کرام کی جائے گی۔

اس تقریر کے بعد دعا کی گئی .... اور .... اختتام جلسہ کا اعلان ہوا ÷

(باقی دارد)

خواتین احمدیہ کا ماہانہ اجلاس

حسب اعلان سابق ۵ر جون کو خواتین احمدیہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا جس کی مفصل رپورٹ آیندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۰ جون ۱۹۶۴ء

اشاعت اسلام کے لئے اپنے اموال کی وصیّت کریں

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے رسالہ "الوصیّت" میں اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے کام کو ٹھوس بنیادوں پر چلانے کے لئے یہ وصیت فرمائی ہے کہ آپ کے متبعین اپنے اموال وجائداد کا دسواں حصہ وصیت کریں، آپ نے ایسے لوگوں کے بہشتی مقبرہ میں دفن کئے جانے کا بھی انتظام فرمایا اور یہ بھی لکھا کہ جو شخص اپنے تمام ترکہ کے دسویں حصہ کی وصیت کرے اور وہ متقی اور پرہیزگار ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو، سچا اور صاف مسلمان ہو، لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے اس کی لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے، تو جہاں بھی وہ دفن ہوگا بہشتی ہی سمجھا جائے گا، اسی سلسلہ میں آپ نے دسویں حصہ کی وصیت پر زور دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ :—

"تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا[1] جو وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دیں لیکن اس سے کم نہیں ہوگا اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن وکتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے، اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔"

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ :—

"ہر ایک صاحب جو حسب شرائط متذکرہ بالا کوئی وصیت کرنا چاہیں تو ان کی وصیت پر عملدرآمد ان کی موت کے بعد ہوگا لیکن وصیت کو لکھ کر اس سلسلہ کے امین مفوض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہوگا اور ایسا ہی چھاپ کر شائع کرنا بھی کیونکہ موت کے وقت اکثر وصایا کا لکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور چونکہ آسمانی نشانوں اور بلاؤں کے دن قریب ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے وقت میں وصیت لکھنے والا بہت درجہ رکھتا ہے جو امن کی حالت میں وصیت لکھتا ہے اور اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا، اس کو دائمی ثواب اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا۔"

پھر یہ بھی ہدایت فرمائی کہ :—

"ہر ایک صاحب رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں، ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم از کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش وحواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کیلئے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخباروں میں اس کو شائع کریں۔"

یہ اس مامور من اللہ کا فرمان ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس صدی کے سر پر مجدد بنا کر بھیجا، اور اس دہریت والحاد کے زمانہ میں اشاعت اسلام اور اشاعت علم قرآن کے عظیم الشان کام کی سرانجام دہی کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرت امام الزمان نے اپنی زندگی میں اس کام کی بنیاد رکھ دی اور اپنے بعد کام کرنے کے لئے ایک انجمن بنا دی، جس کو "خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین" قرار دیا۔ خدا کے فضل سے آپ کی یہ جانشین انجمن (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) اس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دے رہی ہے۔ اب یہ قوم کا فرض ہے کہ اس کام کو زیادہ وسیع اور زیادہ مضبوط بنانے کے لئے حضرت امام وقت کی مندرجہ بالا ہدایت کے مطابق اپنے اموال اور منقولہ وغیر منقولہ جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت کریں اور اپنے وصیت نامے انجمن کے سپرد کریں یہ حضرت امام کا ارشاد ہے اور آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ "موت کے وقت اکثر وصایا کا لکھنا مشکل ہو جاتا ہے" اسلئے ضروری ہے کہ موت سے پہلے صحت وآسائش کی حالت میں وصیت کر دی جائے، موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور ہم دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں ؎

اے بیخبر بخدمت قرآں کمر بہ بند زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

وہ لوگ جو کوئی جائداد نہیں رکھتے لیکن کچھ نہ کچھ آمدنی انہیں میسر ہو وہ بھی اگر ممکن ہو تو اپنی آمد کا دسواں حصہ وصیت کر کے ماہ بماہ ادا کرتے جائیں یہ ان کیلئے بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا اور بڑے بڑے ترشدہ صدقہ وخیرات سے بڑھ کر اجر عظیم کا موجب ہوگا۔ ہماری قوم میں خدا کے فضل سے وہ لوگ بھی ہو گئے ہیں جو گھاس بیچکر اپنی چند پیسوں کی آمدنی میں سے نصف خدا کی راہ میں دیدیا کرتے تھے، اب بھی ایسے صاحبدل لوگ موجود ہیں جو یؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کے مصداق ہیں، اللہ تعالیٰ ان سبکو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے اموال کو دن دونی رات چوگنی ترقی دے تاکہ وہ دین کی راہوں میں زیادہ سے زیادہ خرچ کر سکیں، تھوڑا ہو یا بہت اگر اخلاص اور دلی محبت کیساتھ دیا جائے تو خدا کی نگاہ میں وہی اجر عظیم کا موجب ہے بقول مسیح موعود ؎

یکہ دارم مقدرت ہم سوم تا بکرات دیں
لطف کن مارا نظر بر اندک وبسیار نیست

امید ہے قارئین کرام اس طرف جلد از جلد توجہ فرمائیں گے اور اپنے اموال وجائداد کے کم از کم دسویں حصہ کی وصیت کر کے عنداللہ ماجور ہونگے

[1] واضح رہے کہ چونکہ بہشتی مقبرہ کی زمین قادیانی جماعت کے قبضہ میں ہے اور وہاں جماعت احمدیہ لاہور کے مُردوں کی تدفین ایک ناممکن العمل امر ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان کے مطابق معذوری کی حالت میں بہشتی مقبرہ کی شرائط کو پورا کرنے والا جہاں کہیں بھی دفن کیا جائے وہ بہشتی مقبرہ میں ہی شامل سمجھا جائے گا۔

یادِ رفتگان

اس سے قبل یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ انجمن نے اپنی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر جو آئندہ دسمبر ۱۹۶۴ء کے جلسہ سالانہ میں منائی جائیگی، دو اہم کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے جن میں سے ایک انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر مشتمل ہوگی اور دوسری میں ان مرحوم بزرگوں اور دوستوں کے حالات لکھے جائیں گے جنہوں نے انجمن کیساتھ وابستگی اختیار کر کے کسی نہ کسی رنگ میں خدمتِ دین میں حصہ لیا۔ اور حضرت امام وقت کے زیر اثر اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنایا اور نیک نمونہ قائم کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام ان بزرگوں کے لواحقین اور پسماندگان یا ان سے ملنے اور واقفیت رکھنے والوں کی امداد کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے ان سے ہماری درخواست ہے کہ ان بزرگوں کے حالات زندگی، خدماتِ اسلام، انکے پاک کردار اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردانہ سلوک اور انجمن کیساتھ تعلقات وغیرہ امور کے متعلق جو کچھ انہیں معلوم ہو اسے ضبط تحریر میں لاکر ہمیں جلد از جلد بھیجدیں تاکہ اس کتاب میں اسے شامل کیا جا سکے۔ تمام ایسے بیانات ایڈیٹر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنے چاہئیں۔

جلسہ ہائے یومِ وصال

جماعت اسمٰعیل آباد کا جلسہ

مکرمی و معظمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۴ء کو ہماری مقامی جماعت نے جلسہ یومِ وصال مسیح موعودؑ منعقد کیا۔ یہ جلسہ جناب قاضی شبیر محمد صاحب مسلم مشنری کے کوارٹر پر منعقد کیا گیا۔

قبل از کارروائی جلسہ قاضی صاحب ممدوح کی طرف سے احباب کو شام کا کھانا اور چائے پیش کی گئی۔ اس کے بعد نماز مغرب باجماعت پڑھی گئی۔

بعد فراغت نماز مغرب کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ جناب قاضی شبیر محمد صاحب نے سورۃ فاتحہ تلاوت فرمائی۔ اور ایک مختصر اور عالمانہ تقریر ارشاد فرمائی۔ اس کے بعد جناب حبیب احمد صاحب نے ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ پڑھ کر سنائے۔ اور پھر ......

اس خاکسار نے ایک مختصر تقریر یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ کی تاریخی اہمیت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشن کی کامیابی کے متعلق کی۔ اور دوستوں کو بتایا کہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا سب سے روشن نشان یہ ہے۔ کہ آپ ہی چودھویں صدی کے اکیلے مجدد ہیں۔ اور بالمقابل کوئی مدعی نہیں۔ اور اس روشن نشان کو اللہ تعالےٰ نے ذرہ بھی دھندلا نہیں ہونے دیا۔ آخر میں میاں عبید اللہ صاحب نے نوجوان دوستوں کو توجہ دلائی کہ وہ کتب سلسلہ کا مطالعہ کیا کریں۔ اور اپنے کردار کو نمونہ بنائیں کیونکہ آنے والے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی و کامیابی کا راز ان کے عملی نمونہ میں ہی مضمر ہے۔

اختتام جلسہ پر دعا کی گئی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ فقط والسلام۔

احقر العباد محمد داؤد علوی
سیکرٹری جماعت اسمٰعیل آباد ـ ملتان

لائلپور میں یوم وصال

۲۶ مئی ۱۹۶۴ء۔ بروز منگل نماز مغرب کے بعد جامع مسجد احمدیہ پریمیئر فلور ملز میں مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کے سلسلہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ جماعت کے قریباً تمام احباب شریک ہوئے۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع کی گئی۔ جس کے بعد میاں محمد لطیف صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ایک قصیدہ سنایا۔ بعد ازاں راقم الحروف نے تقریر کی جس میں حضور علیہ السلام کی تحریرات سے آپ کے دعوے کو وضاحت کے ساتھ جماعت کے سامنے رکھا نیز آپ کے لاہور کے آخری سفر کے حالات اور وصال سے چند روز قبل حضور کے فرمودات احباب کو سنائے۔ اس کے بعد ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے دو امور پر روشنی ڈالی۔ اول یہ کہ حضور کس بیماری سے فوت ہوئے اور حضور جو ذمہ داریاں ہمارے اوپر ڈال گئے ہیں ہم ان سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے بعد الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب نے پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت صاحب کی پیشگوئی اور وعدہ کے مطابق اس کے پورا ہونے کے بارہ میں ایک طویل اور ایمان افروز نظم سنائی۔

آخر میں اس اجلاس کے صدر محترم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے اختتامی تقریر فرمائی اور حضور کے مقام، دعوے، کامرانی اور خدمت اسلام کے کارناموں پر روشنی ڈالی اور حضور کی قائم کردہ جماعت اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کے ذریعہ جو نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہے اس کو بالتفصیل بیان کیا۔

دعا پر یہ محفل برخاست ہوئی۔ حاضری بہت تسلی بخش تھی۔ جس کی وجہ سے نہایت کامیاب اجلاس رہا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مزید بیداری عطا فرمائے۔

صالح نور از لائل پور

گیا (انڈیا) میں یوم وصال

(۲۶ مئی ۱۹۶۴ء) بعد نماز مغرب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال صدر اعلےٰ ہاؤس گیا (بہار) میں منایا گیا۔ عزیزی شاہد حسن صمد (آف ہادی ہاشمی اسکول) نے حضرت مسیح موعودؑ کے حالات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد فاتحہ و دعا خوانی ہوئی اور آخر میں حاضرین کو شیرینی تقسیم کی گئی۔

ناچیز۔ ایم اے صمد۔ مارون گنج گیا۔ انڈیا۔

اخبارِ احمدیہ

وفات

۔۔۔ حافظ عبدالرؤف صاحب امام مسجد پریمیئر فلور ملز لائل پور اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

مقامی جماعت کے رکن برادرم شیخ الطاف الرحمٰن صاحب آف لائلپور کاٹن ملز کے والد محترم شیخ دین محمد صاحب احمدی کاہو چوبیاں ضلع لاہور کے رہنے والے تھے لاہور میں انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ نیز احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست کی جاتی ہے۔

ولادت

سیٹھ عبدالمالک صاحب جہلم کے بیٹے سیٹھ عبدالحمید صاحب کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کی خوشی میں انہوں نے انجمن کو ۵ روپے بطور عطیہ ارسال کئے ہیں۔ لڑکے کا نام طاہر حبیب رکھا گیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اسے عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

شمولیتِ سلسلہ

مولانا ابوبکر صاحب فاضل جامعہ اشرفیہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ دعا ہے اللہ ان کو استقامت عطا فرمائے اور خدمت دین کی توفیق دے۔

نتیجہ امتحان مڈل سٹینڈرڈ

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ ..... لاہور کا نتیجہ امتحان مڈل سٹینڈرڈ امسال سو فیصد رہا۔ مضمون وار نتیجہ بھی ۱۰۰٪ ہے۔ تین طلباء سیف الاسلام، نور الاسلام اور محمد ادریس نے وظائف حاصل کئے۔ اس شاندار نتیجہ کے لئے چوہدری نواب دین صاحب ہیڈ ماسٹر سکول ہذا خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

(ہیڈ ماسٹر)

شکریہ تعزیت

میرے مرحوم و مغفور بھتیجے بشارت احمد خاں اے۔ آئی جی پولیس مغربی پاکستان لاہور کی ناگہانی وفات پر حکام اعلےٰ۔ جناب انسپکٹر جنرل پولیس مغربی پاکستان اور ان کے معزز ماتحت اعلےٰ سٹاف اور دوسرے افسروں اور عملہ نے مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کے علاوہ جس محبت اور ہمدردی سے مرحوم کے دل شکستہ۔ حزین ممبران خاندان۔ ان کی غمزدہ ہمشیرہ پروفیسر تاج بیگم ایم اے۔ اور ان کی بیگم صاحبہ اور بچوں

(باقی بر صفحہ کالم ۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ماحول سے بلند نمونہ

آپؐ نے بادشاہوں کی مطلق العنانی کو ختم کر کے سلطنت کو قوم کی ملکیت قرار دیا۔

صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کا بلند کردار اور اس کی پیروی کی ضرورت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۵ جون ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحًا نؤتھا اجرھا مرتین و اعتدنا لھا رزقًا کریمًا ———— ان اللہ کان لطیفًا خبیرًا۔

(سورہ احزاب)

حضرت نبی کریم صلعم اور ازواج مطہراتؓ کا نیک نمونہ۔

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضؓ کو مخاطب کیا گیا ہے اور احکام الٰہی پر کاربند رہنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور قوم کے لئے نمونہ پیش کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں۔ بادشاہ ہونے کی حالت میں انہوں نے بادشاہوں اور حکمرانوں کے لئے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا نمونہ پیش کیا ہے۔

ماحول سے بلند نمونہ

ظاہری ماحول سے وہ متاثر نہ ہوتے تھے۔ بلکہ ماحول سے بہت اوپر پرواز کرتے تھے ان کا ماحول کچھ اور ہی ترغیب دیتا تھا۔

سلطنت قوم کی ہے نہ ایک فرد کی

ایران کا بادشاہ مطلق العنان، شام کا بادشاہ مطلق العنان، مصر کا بادشاہ مطلق العنان، اور مطلق العنانی کس کے لئے مرغوب نہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان حالات میں مطلق العنان ہونے کے بجائے فرمایا سلطنت قوم کی ہوتی ہے نہ کہ ایک فرد کی۔ اس لئے سلطنت کا کاروبار قوم کے مشورے سے سرانجام پانا چاہیے امرھم شوریٰ بینھم اور شاورھم فی الامر کی آیات حضورؐ کی بلند پروازی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور حضورؐ کی ازواج مطہراتؓ شاہان ایران و شام اور مصر کی بیگمات کے مقابلہ پر تعیش کی زندگی سے علیحدہ رہ کر زہد و تقویٰ و طہارت کی زندگی کا نمونہ پیش کرتی ہیں جس طرح حضورؐ کو خواہشات پر قابو حاصل ہے اسی طرح ازواج مطہراتؓ کو بھی ان سفلی اور نفسانی خواہشات پر تسلط حاصل ہوا۔

خیر کثیر جو نبی صلعم کو دی گئی

نبی کریم صلعم کو حکم ہوا کہ آپؐ کو بادشاہت کے علاوہ بھی بہت کچھ عطا کیا گیا ہے۔ الکوثر آپؐ کو خیر کثیر دی گئی ہے۔ اس کے صلہ میں عبادت گزار بن جائیے۔ عبادت گزار تو پہلے ہی ہیں۔ قربانیاں بھی دیتے ہیں اور غرباء کی بھی مدد کرتے ہیں تاہم آپ کو بادشاہت ملنے کے بعد زیادہ تاکید کی گئی۔

نبی کریم صلعم کا ماحول

بعض فلاسفر کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم اپنے گرد و پیش کے ماحول سے متاثر تھے۔ حضورؐ کی زندگی اس خیال کی تکذیب کرتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش تو شان و شوکت ہے۔ جاہ و جلال ہے۔ محلات ہیں، عشرت گاہیں ہیں سواریاں ہیں۔ ہاتھی ہیں محلات ہیں۔ بیگمات ہیں۔ جن کا ایک اشارہ ہو تو دنیا جہاں کی چیزیں سامنے پڑی ہوں۔ پھر شام کی حوریں بے نظیر شان و شوکت سے رہتی ہیں۔ جواہرات ہیں۔ زیورات ہیں پوشاکیں ہیں۔ بادشاہوں کے سامنے کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ اتنا رعب ہے۔ فرعون کے رعب کو دنیا جانتی ہے۔ یہ ماحول نہایت دلکش ہے لیکن حضورؐ اس سے متاثر نہیں ہوتے۔ اس ماحول کے ہوتے ہوئے حضورؐ نے امور سلطنت کو قوم کے مشورے سے سرانجام دیا ہے۔ انگلستان کے عوام اپنے حقوق کے لئے صدیوں لڑتے رہے لیکن حضورؐ نے خود سلطنت کے امور قوم کے حوالے کر دیئے۔

ازواج مطہراتؓ کی قربانیاں

آپؐ کے گھر کی عورتوں کی جو حالت ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ لاکھوں روپیہ باہر سے آتا ہے بعض لوگوں نے وصیتیں کی ہیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے لاکھ روپیہ وصیت کی۔ لوگوں کو اموال تقسیم کئے جاتے ہیں لیکن ازواج مطہراتؓ کے لئے کچھ نہیں۔ جب انہوں نے عرض کی کہ ہمیں بھی کچھ دیا جائے۔ چکی پیستے پیستے ہمارے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم خدا اور رسولؐ کی جگہ زیورات اور مال و متاع کو پسند کرتی ہو تو ہم بخیل نہیں ہیں ہم تمہیں یہ سب کچھ دینے کے لئے تیار ہیں .... لیکن اس صورت میں اس گھر کی شان گر جاتی ہے۔ تم کو علیحدگی اختیار کرنا ہوگا۔ انہوں نے اس پر کہا کہ ہم فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آپؐ کی رفاقت سے محروم ہونا پسند نہیں۔ وان کنتن تردن اللہ ورسولہ اگر آپ کی زندگی کا مقصد خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے تو آپ کے لئے یہی کچھ ہے جس میں زندگی بسر ہو رہی ہے۔ بیٹی نے جب نوکر مانگا تو اس کو وظیفہ سکھا دیا یہ ماحول سے بالکل الٹ بات ہے۔ ماحول سے بلند پروازی ہے۔ بادشاہ ہو کر فقیری کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اقتدار میں فقر کی حالت

آج کل تو اور وقت ہے کوئی تھانیدار ہو جاتا ہے تو اس کے لئے طرح طرح کے ساز و سامان خدمت گاران اور باورچیوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب کوئی نائب تحصیلدار ہو جائے تو پھر کیا ہی کہنے وہ تو عرش معلیٰ پر پہنچ گیا۔ لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں۔ پرانی چٹائی آپ کا تخت ہے۔ فرسودہ عمامہ آپؐ کا تاج ہے اور وہ چھوٹے چھوٹے کمرے جن میں آپؐ پہلے سے رہائش رکھتے ہیں وہی آپؐ کے محلات ہیں۔ بدبخت عیسائی آج حضور سرور کائنات صلعم کے برخلاف ناروا باتیں کرتا ہے جنہوں نے ساری عمر راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد پڑھی۔ پانچ وقت نمازیں ادا کیں اور راتیں عبادت و ریاضت میں گزار دیں آپؐ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ راتوں کو عبادت الٰہی کے لئے جاگتے ہیں۔ فرماتے ہیں الفقر فخری۔ یہ مشکل مقام ہے۔ بادشاہ ایسا نمونہ نہیں چھوڑتے۔ رعایا ان سے بیزار رہتی ہے اور کڑھتی رہتی ہے کہ ملک و قوم کا لاکھوں روپیہ شاہی خاندان پر برباد ہوتا ہے۔ انگریز مرد اور عورتیں کڑھتی ہیں کہ لاکھوں روپیہ ایک خاندان پر صرف ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے لئے نمونہ قائم کر دیا۔

زندگی کی دوڑ میں اہل مغرب کا اصول

اسی طرح ایک اور امر ہے جس میں حضورؐ کی حکمت آموز بلند پروازی نظر آتی ہے۔ اہل مغرب

Survival of the fittest کا نظریہ پیش کرتے ہیں اور یہ اصول بنا لیا گیا ہے کہ جینے کا حق اسی کو پہنچتا ہے جس کے پاس دولت ہے لشکر ہے۔ جمعیت ہے۔ خزانے ہیں، اور اسلحہ ہے وہی دوسری قوموں پر غالب آ سکتا ہے۔ یہ نظریہ ہلاکت آفرین ہے۔ روس اس دوڑ میں گو مجوشی دکھا رہا ہے۔ امریکہ الگ بھاگ دوڑ کر رہا ہے۔ ان کی غرض صرف یہ ہے کہ دوسری قوموں پر غلبہ حاصل کیا جائے۔ اہل مغرب کو یقین ہے کہ اہل مشرق ہماری غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم بہترین اقوام ہیں ہٹلر نے کہا کہ ہم بہترین قوم ہیں سارے یورپ کو ہم اپنے ماتحت کر لیں گے۔ اسی دوڑ دھوپ میں سب ملک اور قومیں مستغرق ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کو بھول چکے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بلند پروازی

اس کے برعکس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر وہ قوم ہے جو سب سے زیادہ نافع الناس ہے فاما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اور نسلی امتیازات کی اصلاح کے لئے فرمایا لا فضل لعربی علی عجمی یعنی عربی کو غیر عربی پر فضیلت نہیں ہے اور نہ ہی غیر عربی کو عربی پر فضیلت ہے۔ حضور نے نیشنلزم کے نقصان دہ نظریہ کی اصلاح فرمائی اور نسل انسانی میں مساوات قائم کر دکھائی۔ یہ کتنا مفید کام ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر انجام دیا۔ پس قوم کو حکم دیا کہ تم دوسروں کے لئے مفید ہو۔ خدمت گذاری تمہارا مقصد ہونا چاہیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات، نظریات اور اعتقادات بتلاتے ہیں کہ آپ ماحول سے متاثر نہیں تھے۔ بلکہ اس سے بلند تر تھے۔

اقتدار کی حالت میں حضرت نبی کریم صلعم کا نمونہ

آج کوئی صاحب اختیار ہو جاتا ہے تو اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ میرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو فائدہ پہنچ جائے، حضور صلعم نے اپنے رشتہ داروں کو کوئی جاگیر نہیں دی۔ نہ اپنے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے کوئی جاگیر اور جائیداد مقرر کی۔ اگر دیا تو کس کو؟ فرمایا من مات وترک دینا جو کوئی مر جائے اور اپنے پیچھے قرضہ چھوڑ جائے فعلی ہم اس کا قرضہ چکائیں گے۔ اور اگر کوئی مر جائے اور اپنے پیچھے یتیم اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں میں ان کی پرورش کروں گا۔ اور ان کی تربیت کا انتظام کروں گا۔ یہ ماحول سے حضور کی کس قدر بلند پروازی ہے۔

ازواج مطہرات رض کو تقوے کا حکم

پھر فرمایا یٰنساء النبی لستن کا حد من النساء۔ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں تمہاری ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ تمہارے گھر میں خدا تعالےٰ کا کلام اترتا ہے۔ تقوے اختیار کرو۔ وقلن قولا معروفا۔ بات کا یہ طریقہ ہونا چاہیئے کہ اس کے ہر پہلو میں نیکی ہو۔

عورتوں کے باہر نکلنے کا طریق

وقرن فی بیوتکن۔ گھروں میں وقت گذارنے عادت بناؤ۔ ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ اور کافروں اور زمانہ جاہلیت کے طریق پر ہار سنگار کر کے باہر نہیں جانا۔ اس نمونہ کی آج زمانہ کو سخت ضرورت ہے۔ آج لاہور میں بری حالت ہے مسلمان عورتیں ہار سنگار لگا کر اور بن سنور کر نکلتی ہیں باہر جانا ہو تو کم از کم ہار سنگار کر کے تو نہ جاؤ۔ اگر برقعہ نہیں تو صاف چادر اوڑھ کر نکلو۔ باہر جانے کی ضرورت ہو تو جاؤ۔ خواہ مخواہ باہر جانے کی ضرورت نہیں۔

عبادت گذاری اور فرمانبرداری کا حکم

واقمن الصلوٰۃ تمہارا کام یہ ہو کہ عبادت کیا کرو واٰتین الزکوٰۃ۔ زکوٰۃ دو۔ مرد بھی زکوٰۃ دیتے ہیں تم بھی زکوٰۃ دو۔ واطعن اللہ ورسولہ خدا اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو۔

پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اے اہل بیت ہم تم سے پلیدی دور کرنا چاہتے ہیں کپڑے اور جسم کو پلیدی لگی ہوئی ہو تو کوئی برداشت نہیں کرتا۔ اور اگر یہ پلیدی اخلاق اور دل کو لگی ہوئی ہو تو اس کی کیا حالت ہوگی۔ فرمایا کہ دل اور روح کو پلیدی سے پاک کرو۔ غیبت سے پاک کرو بہتان تراشی سے پاک کرو۔ لوگوں کی عزت پر حملہ نہ کرو۔ بے ایمانی کی زندگی بسر نہ کرو۔ کیا یہ باتیں کوئی بادشاہ اپنی بیگمات سے کہہ سکتا ہے کہ طہارت اور پاکیزگی کی زندگی بسر کرو۔ یہاں تک کہ تم سے بڑھ کر کوئی خاندان طہارت اور پاکیزگی کا نمونہ نہ ہو۔ پھر فرمایا واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن۔ خدا کا کلام تمہارے گھر میں اترتا ہے اس کو سنو، سناؤ اور اس پر عمل کرو۔

شادی اور اولاد کے متعلق احکام

یہاں پر مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حدیثیں یاد آ گئیں۔ دنیا کی کسی دوسری کتاب میں یہ سبق درج نہیں ہے۔ فرمایا کہ شادی کے موقعہ پر دعا کرو اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ اے خدا ہم سے شیطان کو دور کر دے اور ہماری اولاد جو اس شادی کے نتیجہ میں ہو اسکو بھی شیطان کے حملوں سے بچانا اور جب اولاد کی پیدائش کے متعلق حکم دیا۔ ان کے کان میں اللہ کا نام لو۔ بچہ پیدا ہوا پھر اس کی تربیت کے لئے ماں کی ذمہ داری ہے۔ بچہ دیکھتا ہے کہ ماں باپ کیا کرتے ہیں۔ بچہ کی فطرت میں نقل اتارنا ہوتا ہے۔ بچہ وہی کام کرتا ہے جو اس کے والدین کرتے ہیں۔ لہذا والدین کو چاہیئے وہ قرآن اور نماز پڑھتے نظر آئیں۔ بچے کو یقین ہو کہ ماں باپ راستباز ہیں جھوٹ نہیں بولتے۔ بچہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ چوری نہیں کر سکتا۔ بچہ کو سکھاؤ کہ تم نے راستبازی اختیار کرنا ہے اور اپنے چچا چچی۔ پھوپھا پھوپھی کا ادب کرنا ہے۔

نبی کریم صلعم کے اخلاق کے متعلق حضرت خدیجہ رض کی شہادت

یہ رنگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں عورتوں کے اندر پیدا کیا۔ آپ کی ازواج مطہرات رض۔ حضرت خدیجہ رض عائشہ رض کے متعلق لکھا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی وحی ہوئی تو آپ پریشان ہوئے گھبرا گئے۔ اور فرمانے لگے لقد خشیت علیٰ نفسی۔ مجھے اپنی جان کا فکر ہے۔ اس وقت حضرت خدیجہ رض حضور کو تسلی دیتی ہے کہ آپ جیسا انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ آپ راستباز انسان ہیں۔ غریبوں کے خیر خواہ ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں، جب کوئی وبا یا مصیبت آ جائے تو آپ امداد کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ جیسا آدمی کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ لا واللہ لا یخزیک اللہ ابدا کیا تسلی ہے، کیا علم ہے اور حضرت کی سیرت کا کیا پاکیزہ نقشہ ہے۔

حضرت ام سلمہ رض کی قابلیت

ام سلمیٰ رض بڑی قابل عورت ہیں۔ صلح حدیبیہ کے وقت حضور صلعم نے گر کر صلح کر لی مسلمان اشتعال میں تھے حضرت عمر رض نے تو بہت کچھ کہا کہ یہ ذلت کیسی ہے مسلمان اپنے ساتھ قربانی کے لئے تیرہ چودہ سو اونٹ لے گئے تھے وہ صدمہ زدہ ہو گئے تو قربانی دینے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ یہ بڑا نازک امر تھا حضرت نبی کریم صلعم ام سلمیٰ رض سے ذکر فرماتے ہیں کہ حالت ایسی ہے کہ قوم صدمہ زدہ ہے۔ ایسی صورت میں قربانی کا حکم کیسے دیا جائے۔ انہوں نے کہا یہ تو معمولی بات ہے۔ قوم آپ پر جان دیتی ہے۔ آپ خود قربانی کا اونٹ لے کر میدان میں نکلیں اور اونٹ کو ذبح کر دیں۔ لوگ آپ کی تقلید کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب آپ نے قربانی کی تو آپ کی دیکھا دیکھی سب نے اونٹ قربان کر دیئے۔

آنحضرت صلعم کی پھوپھی کا صبر و استقلال

آپ کی پھوپھی صفیہ رض کے بھائی حمزہ رض شہید ہوئے

(باقی پر صلا)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

"الفضل" کے جائزہ پر تبصرہ

جناب ایڈیٹر صاحب کے خیالی مفروضات

نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ محترمہ کی روایتوں کے متعلق گذشتہ اقساط میں بتلا چکا ہوں کہ یہ دونوں روایتیں حضرت اقدسؑ کی تحریروں کے صریح خلاف ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں لیکن جناب ایڈیٹر صاحب الفضل نے ان کو درست ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ صریح بات تو ان کے ہاتھ میں کوئی تھی نہیں اس لئے ان کو خیالی مفروضات کی پناہ لینی پڑی چنانچہ کبھی تو وہ لکھتے ہیں :۔

"بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انجمن بن چکی ہوئی تھی مگر اس میں صدارت کا یا آپ کے بعد کسی کے جانشین ہونے کا سوال ہوگا۔ جس پر بحث ہو رہی تھی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو آپ نے مقرر کیا ہو کہ بحث کے متعلق خبر دیتے رہیں۔"

قارئین کرام خود ہی غور فرمائیں کہ مندرجہ بالا عبارت میں کیا کوئی ٹھوس اور یقینی بات بیان کی گئی ہے یہ کہنا کہ یوں ہوا ہوگا اور ووں ہوا ہوگا حقائق کو ثابت کرنے کے لئے کیا ایسے ہی دلائل پیش کئے جاتے ہیں، اس کے لئے تو کوئی تاریخی ثبوت پیش کرنا چاہئے ورنہ ایک تاریخی واقعہ بغیر ایسے ثبوت کے تشنۂ ثبوت ہی رہے گا۔ اوّل تو انجمن کے متعلق ہی ایڈیٹر صاحب کو یقین نہیں کہ وہ بنی بھی تھی یا نہیں پھر یہ بھی یقین نہیں کہ وہاں بحث کیا ہو رہی تھی یہ بھی فرض کر لیا گیا ہے کہ صدر کے متعلق یا حضور کے بعد حضورؑ کے جانشین کے متعلق بحث ہو رہی ہوگی اور پھر یہ بھی فرض کر لیا گیا کہ میاں محمود احمد صاحب کو حضورؑ نے بطور رپورٹر مقرر کیا ہوگا تا وہ حضور کو انجمن کی کارروائی سے مطلع کرتے رہیں لیکن اس کے متعلق بھی قطعاً نہیں محض اٹکل بازی سے کام لیا جا رہا ہے۔ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ تمام مفروضے محض اس لئے گھڑے گئے ہیں کہ کسی طرح نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت کو غلط نہ قرار دینا پڑے کیونکہ ان خیالی مفروضوں کے بغیر انکی روایت بالکل بے معنی قرار پاتی ہے۔ کیونکہ جب تک ان خیالی مفروضوں کا سہارا اسے نہ دیا جائے اس روایت کا بُت اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

حضرت بیوی صاحبہ محترمہ مرحومہ کی روایت کو درست منوانے کے لئے بھی ایک مفروضہ ایڈیٹر صاحب کو گھڑنا پڑا ہے۔ جس کو وہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں :۔

"دراصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن دنوں میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے مندرجہ بالا روایت بیان فرمائی تھی اس وقت مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی مخالفت زوروں پر تھی اور آپ نے صرف وہ روایت بیان فرما دی جس میں خود مولوی محمد علی صاحب جانشین مقرر کرنے کے ایک طرح سے محرک کہے جا سکتے ہیں۔"

حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ محترمہ کے خاموش رہنے کی غیر معقول وجہ

جناب ایڈیٹر صاحب کو یہ مشکل درپیش ہے کہ انہیں نواب مبارکہ بیگم صاحبہ والی روایت کے متعلق حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ محترمہ کی خاموشی کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی اس لئے اس مشکل کو حل کرنے کے لئے انہوں نے ایک تو یہ مفروضہ بنا لیا کہ ان دنوں مولوی محمد علی صاحب کی مخالفت زوروں پر تھی۔ اس لئے انہوں نے صرف وہ روایت بیان کر دی جس میں مولوی محمد علی صاحب کا نام آتا تھا۔ اگر ان کی اپنی جماعت کے دوست بھی غور سے کام لیں گے تو ایڈیٹر صاحب کی بیان کردہ وجہ کا غیر معقول ہونا خود بخود ان پر واضح ہو جائے گا اگر ان کا مقصود مولوی محمد علی صاحب کی مخالفت کے زور کو توڑنا تھا تو یہ زور تو اس روایت کے بیان کرنے سے زیادہ موثر طریق سے ٹوٹ سکتا تھا جو اب ۸۰ سال کے بعد نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کی ہے اور جو دراصل بقول نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت بیوی صاحبہ کو ہی مخاطب کر کے حضورؑ نے فرمائی تھی دوسری وجہ انہوں نے یہ گھڑی کہ اس روایت میں خود مولوی محمد علی صاحب کو جانشین مقرر کرنیکے لئے ایک طرح سے محرک کہا جا سکتا ہے۔ معلوم نہیں کہ ایڈیٹر صاحب کے ذہن میں وہ کونسی طرح ہے جس سے حضرت امیر مرحوم جانشین مقرر کرانے کے محرک بن سکتے تھے اگر حضرت امیر مرحوم کی طرف جو بات روایت میں منسوب کی گئی ہے درست بھی ہو تب

بھی اس کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے کہ کس زمانہ میں کبھی انگریز نے اس کے متعلق حضرت امیر مرحوم سے ذکر کیا تھا۔ روایت میں زمانہ کا ذکر موجود نہیں پھر تعجب یہ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے رسالہ الوصیت میں تو انجمن کو اپنا جانشین مقرر کر کے جانشین کے سوال کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا اور بتلا دیا کہ حضور نہ تو اپنی اولاد میں سے کسی کو اور نہ ہی اپنے خاندان میں سے کسی کو اپنا جانشین مقرر کرنے کے حق میں تھے۔ یہ تمام فرضی باتیں محض حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے اختیار کی جا رہی ہیں اور غلط روایتوں کو غلط قرار دینے کی بجائے قارئین کے ذہنوں میں ان کی صحت ٹھونسنے کی ناکام کوشش سے کام لیا جا رہا ہے۔

الہام کو غلط طور پر پیش کرنا

تیسرا مفروضہ ایڈیٹر صاحب نے یہ گھڑا ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام حضور کو مطلع کر دیا ہوا تھا حالانکہ اس مفروضہ کی تائید . . . . حضور کی کسی تحریر سے نہیں ہوتی حضور کی تمام کتب اور دیگر تحریریں پڑھ جائیں کہیں آپکو حضور کا کوئی ایسا الہام نہیں ملے گا اگر ایڈیٹر صاحب برا نہ منائیں تو میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ محض حضرت مسیح موعودؑ پر افترا ہے۔ جو الہام انہوں نے پیش کیا ہے اس میں میاں صاحب موصوف کا ذکر تک نہیں اس پر مفصل روشنی میں گذشتہ قسط میں ڈال چکا ہوں۔

حضورؑ کی طرف بار بار خیال کرنا بھی غلط

چوتھا مفروضہ آپ نے یہ گھڑا ہے کہ حضور کو میاں صاحب موصوف کی خلافت کے متعلق اعلان کرنے کا بار بار خیال آتا تھا حالانکہ حضورؑ کو ایک دفعہ بھی ایسا خیال نہیں آیا اگر حضور کے دل میں ایسا کوئی خیال ہوتا تو کیا حضور اپنی وصیت میں انجمن کو جانشین مقرر کر سکتے تھے اور جماعت کو یہ ہدایت دے سکتے تھے کہ اپنے اموال انجمن کے سپرد کر کے بہشتی زندگی پاؤ۔ کیا یہ ممکن تھا کہ ایسے خیال کی موجودگی میں سلسلہ کے تمام کاروبار کی سرانجام دہی انجمن کے سپرد کر دیتے اگر میاں صاحب موصوف کی خلافت کے متعلق اعلان کرنے میں بقول ایڈیٹر صاحب حضور کو کوئی روک لاحق آتی تھی تو زیادہ سے زیادہ حضور یہ کر سکتے تھے کہ جانشینی کے سوال کے متعلق خاموش رہتے جب جس طرف جماعت کو چلانا چاہتا چلا دیتا۔ جب بقول آپ کے اور بقول نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے اس معاملہ کو خدا پر ہی چھوڑنا تھا تو انجمن کو جانشین کیوں فرمایا گیا اس سے وہ فتنہ پیدا نہیں ہوا جس کا خوف کا ایڈیٹر صاحب اظہار کر رہے ہیں کیا خلافت کا نام نہ لینے کی وجہ سے جماعت دو ٹکڑے نہیں ہو گئی اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا تھا اس فتنہ

نے جماعت کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اور اب تک پہنچا رہا ہے وہ کس سے مخفی ہے یہاں بھی ایڈیٹر صاحب نے شاید تفہیم ہوئی کے الفاظ... کے ذریعہ ایک مفروضہ گھڑ لیا ہے۔

ایڈیٹر صاحب اگر جلد بازی کی بجائے غور سے کام لیتے تو اس قدر پیچیدگیوں میں الجھنے کی انہیں ضرورت نہ تھی سیدھا اور صاف طریق یہی تھا کہ کہہ دیتے کہ چونکہ یہ روایت حضور کی واضح تحریرات کے صریح خلاف ہے اس لئے میں اسے اخبار میں شائع نہیں کرا سکتا آزاد ایڈیٹری کے فرائض کا یہی تقاضا تھا جسے انہیں پورا کرنا چاہیئے تھا مگر افسوس انہوں نے یہ دیانتدارانہ راہ اختیار نہیں کی۔

ایڈیٹر صاحب کی دو رخی دلیل

ایڈیٹر صاحب نے خاکسار کے تبصرہ کو ایسے شخص کے فعل کے مشابہ قرار دیا ہے جو کسی امر میں محض اس لئے عیب نکالتا ہے کہ وہ امر اسے ناپسند ہوتا ہے۔ اس لئے آپ لکھتے ہیں کہ چونکہ خاکسار کو میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا پسند نہیں ہے اس لئے روایت کو زیر تنقید لانے پر خاکسار آمادہ ہو گیا ہے ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر مجھے یہ امر ناپسند ہوتا تو قریباً ربع صدی ان سے وابستہ کیوں رہتا اب جبکہ اس امر پر خدا تعالیٰ نے بھی عملاً اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرما دیا ہے تو خاکسار کی کیا مجال کہ اسے اب پسندیدگی کی نظر سے دیکھے۔

ایڈیٹر صاحب کو چاہیئے تھا کہ اس قسم کی بات کہنے سے قبل وہ حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد حُبّک الشئی یُعمی و یُصم بھی سامنے رکھ لیتے تا انہیں سمجھ آ جاتا کہ ناپسندیدگی اور پسندیدگی دونوں ہی انسان کو حقیقت تک رسائی حاصل کرنے سے اندھا اور بہرہ کر سکتی ہیں۔ تائید کے بعد میری علیحدگی کی تو قوی وجہ موجود ہے جس کی قوت سے آپ واقف ہیں اور جس کو کمزور ثابت کرنے کی آپ میں سے کسی کو بھی ہمت نہیں لیکن آپ جس امر کی حمایت کے لئے قلم اٹھا رہے ہیں اس کی کمزوری اس قدر واضح ہے کہ آپ کی حمایت تو کجا آپ سے زیادہ علم رکھنے والے کی حمایت بھی اس میں قوت پیدا نہیں کر سکتی۔ دونوں کی حالت کا نقشہ مندرجہ ذیل آیت پیش کر رہی ہے افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللّٰہ ورضوان خیر ام من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ۔

ایڈیٹر صاحب کی بعض [illegible] باتوں کا جواب

ایڈیٹر صاحب الفضل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کی بعض عبارتوں کو زیر بحث لا کر احباب کی توجہ کو اصل موضوع سے ہٹانے کی کوشش کی ہے لیکن میں اصل موضوع کو چھوڑ کر ان کی غلط توجیہات میں سر دست الجھنا نہیں چاہتا جو وہ الوصیت کے الفاظ کی کر رہے ہیں ان پر پہلے بھی کافی لکھا جا چکا ہے اور انشاء اللہ توفیقہ ان پر میں بھی مستقل مضمون میں روشنی ڈالوں گا اس وقت میں ان کے چند مغالطوں کو دور کرنا چاہتا ہوں جو الفضل ۲۲ رمئی کے ایڈیٹوریل میں پائے جاتے ہیں۔

پہلا مغالطہ

محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی عمر پر میری تنقید کے جواب میں لکھتے ہیں کہ چھوٹی عمر کی بات جوانی وغیرہ کی عمر سے زیادہ گہرا نقش حافظہ پر چھوڑتی ہے ایسی بات حافظہ پر گہرا نقش چھوڑتی ہے یا نہیں اس بحث میں میں پڑنا نہیں چاہتا اس وقت میں صرف یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ میری تنقید کا اس سے کوئی تعلق نہیں میری تنقید تو یہ تھی کہ اتنی چھوٹی عمر کی لڑکی اس روحانی کیفیت کے ادراک کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی جس روحانی کیفیت کے ادراک کا وہ دعوے کر رہی ہے میں ایڈیٹر صاحب کو ایک اور واقعہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس سے ان کی نااہلیت نمایاں طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ان کی بیان کردہ روایت کے وقت اڑھائی سال بعد وقوع میں آئی گویا ان کی عمر میں اس وقت اڑھائی سال کا اضافہ ہو چکا تھا اس وقت حضور کا جسد مبارک ان کے سامنے پڑا ہوا تھا اور خود بھی پاس بیٹھی رہی تھیں۔ ان سے دریافت کیجئے کہ ان سے اس وقت کیا حرکت سرزد ہوئی تھی۔ کیونکہ بقول آپ کے ان کا حافظہ بڑا تیز ہے وہ بچپن کی بات بھول نہیں سکتیں اس لئے وہ حرکت بھی ان کو خوب یاد ہو گی میں تو نہیں بتلاتا ان سے ہی دریافت کر لیں اس سے ان کے حافظہ کا بھی امتحان ہو جائے گا اگر انہوں نے صحیح صحیح بتلا دیا تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس قسم کے امور کو سمجھنے اور ان کی اہمیت کا ادراک کرنے کی کہاں تک ان میں اہلیت تھی اس کا علم حاصل کرنے کے بعد ان کی روایت کو آپ جس فہرست میں بھی داخل کرنا چاہیں کر لیں اور اگر انہوں نے کہا کہ ان کو یاد نہیں تو پھر میں خود اس کا اظہار کر کے آپ کی تسلی کرا دوں گا کہ ان کی بیان کردہ روایت پر کہاں تک اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور اڑھائی سال بعد بھی ان کا بچپن کیا کرشمے دکھلا رہا تھا۔

دوسرا مغالطہ

ایڈیٹر صاحب نے یہ دیا ہے یا خود ان کو لگا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جناب میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کا صریح لفظوں میں اعلان کرنے سے اس لئے رکتے تھے کہ پہلا خلیفہ میاں صاحب نے نہیں بنتا تھا اگر کر دیتے تو فتنہ کا ڈر تھا۔ فتنہ کے خوف کے عذر کو تو میں اوپر غلط ثابت کر آیا ہوں اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس مسئلہ میں حضرت اقدس کے مذہب سے ناواقفیت کی بناء پر لکھا ہے۔

خلافت کے متعلق حضور کا مذہب

حضور کا مذہب اس بارے میں ذیل میں درج کیا جاتا ہے فرماتے ہیں:۔

"صوفیا نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اسکو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خود خلیفہ مقرر فرما دے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا"

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"کہ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ ایک اور الہام میں یوں آیا ہے کہ مثلک در لا یضاع ان الہامات سے ہماری کامیابی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

تین باتوں کی وضاحت

حضور کی مندرجہ بالا تحریر سے تین باتوں کی صاف وضاحت ہو جاتی ہے اوّل یہ کہ خلیفہ صرف رسولوں اور نبیوں کا ہی نہیں ہوتا بلکہ مشائخ کا بھی ہوتا ہے جو لوگ ملک منا حضرت مولوی نور الدین صاحب اعظم رضؓ کے خلیفہ ہونے سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء میں داخل کرنے پر زور دیتے ہیں وہ حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

دوسری بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ حضور کے نزدیک پہلا خلیفہ ہی خدائی تحریک کے ماتحت مقرر ہوتا ہے چنانچہ یہاں بھی اور الوصیت میں بھی حضور نے حضرت ابوبکر رضا اور یوشع بن نون کی ہی مثال پیش کی ہے اور اپنی کتاب "سرالخلافۃ" میں بھی صرف حضرت ابوبکر رض کو ہی آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ قرار دیا ہے صحابہؓ کا طرز عمل بھی اسی کی تائید کرتا ہے صحابہ کرام رض حضرت عمر رض کو خلیفۃ الرسول کے نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ خلیفہ خلیفہ رسول اللہ صلعم کہا کرتے تھے۔ پھر ایک شخص نے امیرالمؤمنین کا لقب دینے کی تجویز کی جس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ ان کی وفات کے بعد ہونے والے خلیفہ کو ہم خلیفہ خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہیں گے اور یہ سلسلہ کب تک چلے گا اس لئے اتنا لمبا لقب استعمال کرنے کی بجائے مختصر لقب امیرالمومنین اختیار کرو جس پر سب نے اتفاق کر لیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رض صرف پہلے خلیفہ کو ہی خلیفہ رسول اللہ یقین کرتے تھے باقیوں کو نہیں۔

تیسری بات اس حوالہ سے یہ واضح ہو رہی ہے کہ حضور نے صریح الفاظ میں اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں نہیں بلکہ زمرۂ مشائخ میں ہی شامل کیا ہے اور اسی کی تائید میں اپنا وہ الہام پیش کیا ہے جس میں حضور کو شیخ کہکر پکارا گیا ہے اور ان تمام الہاموں کو اس موقعہ پر پیش کرنے سے گریز کیا ہے۔ جس میں آپ کے لئے رسول کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ الہامات میں رسول کا لفظ بھی ولایت کے معنی میں ہی استعمال ہوا ہے۔ مامور من اللہ کا کلام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ رسول والے تمام الہاموں کو چھوڑ کر جو بظاہر متعدد ہیں صرف اس الہام کا اس موقعہ پر ذکر کرنا جس میں شیخ کا لفظ آیا ہے حالانکہ یہ لفظ الہامات میں صرف ایک دفعہ ہی استعمال ہوا ہے جو حکمت اپنے اندر رکھتا ہے احباب ربوہ کے لئے قابل غور ہے۔ الہام میں مسیح کے ساتھ اس لفظ کو لگانا صاف بتلا رہا ہے کہ حضور باوجود مسیح ہونے کے جماعت مشائخ میں ہی شامل ہیں۔

اب ایڈیٹر صاحب الفضل غور فرمائیں کہ اگر جناب میاں محمود احمد صاحب کے متعلق بقول ان کے حضورؑ کو یہ علم دیا گیا تھا کہ انہوں نے حضور کے بعد خلیفہ بننا ہے تو لامحالہ اس اطلاع کے مطابق انہیں پہلا خلیفہ ہی ہونا چاہیئے تھا جو وہ نہیں ہوئے۔ دوسرے نمبر خلیفہ بننے کی اطلاع تو کوئی معنی ہی نہیں رکھتی، کیونکہ حضور کے مذہب کی رُو سے صرف پہلا خلیفہ ہی خدائی تحریک سے ہوتا ہے اور یہی مذہب حضرت مولوی نورالدین اعظم صاحب کا تھا نیز ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جس پر ساری جماعت متفق ہو وہی خدائی تحریک کے ماتحت خلیفہ کہلا سکتا ہے دوسرا نہیں۔

روایت دبی رہی

ایڈیٹر صاحب نے یہ عجیب بات لکھی ہے کہ خلیفہ اوّل کی بیعت کے وقت یہ روایت دبی رہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں دبی رہی کیا محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ قوم کو یہ نہیں بتلا سکتی تھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو ہم کو بتلایا ہوا ہے کہ خدا تعالےٰ نے میرے بعد میاں محمود احمد صاحب کو میرا خلیفہ منتخب کیا ہوا ہے میری لڑکی مبارکہ بیگم بھی اس کی شاہد ہے اس روایت اور اس امانت کو انہوں نے کیوں چھپایا نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے چھپانے کی وجہ ایک ہی لکھی ہے کہ ان کے بڑے بھائی پر اعتراضات کے تیروں کی بارش ہو رہی تھی اس وقت ان کے معصوم بھائی پر کون تیر برسا رہا تھا۔ اس امانت کو ادا کرنے میں انہوں نے کیوں خاموشی سے کام لیا اگر یہ دونوں ہستیاں اس وقت اس روایت کو بیان کر دیتیں تو کیا ایڈیٹر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی روایت پر قوم نے اعتبار نہیں کرنا تھا فتنہ کا سوال تو اسی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ ان کی روایت کو قابل اعتناء نہ سمجھا جاتا کیا تعجب کا مقام نہیں کہ محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ نے اس روایت کو سینہ میں رکھنے کے باوجود خدا کے منشاء کے خلاف سب سے پہلے بیعت کی (باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ — بسلسلہ صفحہ ۴

کے ساتھ اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے لئے اللہ تعالےٰ تمام احباب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

جناب پرنسپل صاحب پولیس ٹریننگ سکول مغربی پاکستان نے اپنے ایک خط میں جو تعزیت کی صورت میں لکھا ہے مرحوم کی کمال سادگی طبع۔ نہایت اعلیٰ کارکردگی اور دیانتداری کا اظہار کیا ہے۔ یہ ہماری احسان فراموشی ہوگی اگر ہم لواحقین مرحوم جناب پروفیسر صاحب محمد سردار خان صاحب پرنسپل گجرات کالج کے پیغام تعزیت کو مرحوم کے حق میں ایک بڑا [illegible] (خراج تحسین) خیال نہ کریں۔ جو انہوں نے عزیزم ڈاکٹر فضل احمد خان ڈائریکٹر محکمہ آثار قدیمہ کی معرفت مرحوم کی ہمشیرہ صاحبہ کے نام پر بھجوایا ہے۔

آخر میں راقم اپنے خاندان اور اقرباء کی جانب سے ان تمام ہمسایہ، دوستوں، مردوں، عورتوں، اور دوسرے احباب نیز جماعت احمدیہ لاہور کے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس مصیبت عظیم میں ہمارے ساتھ کمال درجہ کی غمگساری کرتے ہوئے ہمارے افسردہ دلوں کو تقویت بخشی دعا ہے اللہ تعالےٰ تمام احباب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ خاکسار۔ ڈاکٹر حسن علی گورنمنٹ پنشنر گوجرانوالہ

جلسہ یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ کی مختصر روئداد

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کی یاد میں مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۷۴ء کو چار بجے شام مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کے پنڈال میں زیر اہتمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ کی زیر صدارت جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں احباب سلسلہ اور غیر احمدی حضرات نے کافی تعداد میں شرکت فرمائی۔ خواتین کے لئے بھی علیحدہ جلسہ کا انتظام تھا۔ اس جلسہ کے انعقاد کا اعلان اشتہارات کے ذریعہ کیا گیا تھا اور خوبصورت دعوت نامے بھی جاری کئے گئے تھے۔ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن اور اس کے بارے میں مختلف اہل علم و فکر حضرات کی آراء طبع تھیں۔ اور سلسلہ کا اجمالی تعارف پیش کیا گیا تھا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کے طالب علم قاری مزمل اقبال کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کے دو خوش الحان طلباء نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ نے صدارتی تقریر فرمائی۔ جس کا متن درج ذیل ہے۔ حضرت ممدوح کی تقریر دلپذیر کے بعد حضرت مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب۔ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے اور محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی عالمانہ تقاریر میں بانی سلسلہ کے مشن و مقاصد پر مؤثر طریق پر روشنی ڈالی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شاندار انداز میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ ان مقررین حضرات کی تقاریر آئندہ شیوع میں ہدیہ قارئین کرام کی جائیں گی۔ حضرت امیر قوم ایدہ تعالے نے دعا کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ۔ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔

(سورۃ اٰل عمران)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کے رہنے والوں کی حالت پر نگاہ ڈالی تو ان کی اصلاح کا کام آپؐ نے بہت مشکل پایا۔ حضور صلعم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے سامنے اس بات کا اظہار فرمایا کہ میرے اوپر ایک بہت بڑا بوجھ آن پڑا ہے۔ میں اس بوجھ کے نیچے دب کر ہلاک ہو جاؤں گا۔ خدا تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس قوم کی اصلاح کر دں۔ اس قوم کے اندر ایک بھاری نقص تو یہ ہے کہ قوم شدت کے ساتھ بت پرستی کرتی ہے۔ ان میں اخلاق کی قدریں ناپید ہیں۔ بات بات پر دن رات جھگڑا رہتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر قتل و مقاتلہ ہے معمولی سی بات پر بڑی بڑی جنگیں ہو جاتی ہیں۔ قوم شراب کی متوالی ہے۔ جوا کھیلنا دن رات کا شغل ہے۔ اور یہ قوم شرمناک عشق بازی کرتی ہے اور اس پر فخر کرتی ہے۔ اس قوم میں اخلاق بھی نہیں، تہذیب بھی نہیں۔ بے علم اور جاہل بھی ہے۔ اس قوم کی اصلاح فی الواقع بہت ہی مشکل کام تھا تاہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے سرزمین عرب سے ان تمام برائیوں کو مٹا کر رکھ دیا۔ اور اس جاہل قوم کو حضور نے عالم بنا دیا۔ یہ کس قدر مشکل بات ہے۔ اس کا اعتراف اہل یورپ کو بھی کرنا پڑا ہے۔ فرانس، جرمنی اور انگریزی میں کتابیں لکھی گئی ہیں کہ یہ تہذیب اور یہ علم جس کی روشنی سے اس وقت یورپ اور اہل علم قومیں مستفید ہو رہی ہیں۔ اس کا مبداء اور سرچشمہ سپین کے مسلمان تھے۔ جغرافیہ۔ تاریخ۔ الجبرا۔ کیمسٹری اور طب وغیرہ کے علوم اسلامی یونیورسٹیوں میں اس وقت پڑھائے جاتے تھے۔ جب یورپ علمی تاریکی میں مبتلا تھا۔ اور وہاں علم کی روشنی پھوٹی بھی نہ تھی۔ یورپ نے مسلمانوں کے ان علوم سے ہی خوشہ چینی کر کے موجودہ علم سائنس میں ترقی کی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بہت بڑا معجزہ ہے کہ آپ نے امیوں کو عالم بنا دیا جاہل کو عاقل بنا دیا۔ اور ایک عالمگیر تہذیب و تمدن کی طرح ڈالی۔ وہ جو علم سے مس تک نہ رکھتے تھے ان کو عالم اور دنیا کا مفکر بنا دیا۔ علم و معرفت کے علاوہ ایک بہت بڑا کام جو حضرت نبی کریم صلعم نے کیا وہ یزکیھم سے تعلق رکھتا ہے آپؐ نے اس قوم کے اندر جو ہر قسم کی اخلاقی خرابیوں میں مبتلا تھی اعلےٰ درجہ کے اخلاق پیدا کئے۔ صدق و صفا مہر و مروت۔ احسان و سلوک اور ایثار و قربانی کے خصائل سے انہیں مزین کیا۔ بد دیانتی۔ جھوٹ مکاری اور دوسری عادات بد جو اس قوم میں رواج پا گئی تھیں ان کو دور کر کے نہایت اعلےٰ درجہ کی صفات پیدا کیں اور ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا حضور سرور کائنات کے متعلق تین چار باتیں یہاں بیان ہوئی ہیں یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ۔ آپؐ قوم کو کلام الٰہی سناتے اور اس کتاب کی تعلیم قوم کو دیتے ہیں ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ اور علم قرآن کے ساتھ ساتھ ان کو اسلام کا فلسفہ سکھاتے ہیں۔ ویزکیھم اور قوم کو پاکیزہ بناتے ہیں وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین اس ایک جملہ میں قوم کی تاریخ بیان کر دی گئی ہے کہ یہ قوم جس کو آپؐ نے علم و حکمت سے آراستہ فرمایا اور جس کو ایک مزکی اور مطہر قوم بنایا وہ آپؐ کی بعثت سے قبل گمراہ تھی۔ اس جملہ میں قوم کی عادات کا ذکر ہے کہ زمین پتھریلی تھی۔ حضورؐ نے اس کو باغ بنا دیا پھلدار بنا دیا۔ با علم و عمل بنا دیا۔ اور ان کو دنیا کے معلم بنا دیا۔ علم و حکمت سے انہوں نے دنیا پر حکمرانی کی اور تزکیہ اور طہارت سے فرشتے بن گئے۔ اس آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور آپؐ کے فرائض بیان ہوئے ہیں۔ یہی فرائض ان اولیاء کرام، اقطاب، ابدال، محدثین اور مجددین امت کے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ اصلاح خلق کے لئے مامور کرتا ہے۔ چنانچہ مجددین کرام نے ہر زمانہ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے مثال کے طور پر حضرت شاہ ولی اللہ نے بے نظیر کتابیں لکھی ہیں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات عرفان سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے گرد و پیش کا تزکیہ کیا۔ جہاں بیٹھے لوگوں کو پاک باطن بنا دیا حضرت مرزا صاحب بھی اس گروہ کے ایک فرد ہیں ان کو خدا تعالےٰ نے مامور کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش کرتے ہوئے لوگوں کا تزکیہ کریں۔ حضرت مرزا صاحب نے ستر اسی کتابیں لکھی ہیں۔ قوم کے اندر ولولہ پیدا کیا ہے کہ تم دین کے خادم بنو اپنے باطن کو پاک و صاف کرو۔ یہ آسان بات نہیں ہے۔ آپ نے جو علم کی دولت اپنے متبعین کو دی اس سے فائدہ اٹھا کر ایک ان پڑھ نا جو سے بھی کوئی عالم بات نہیں کہہ سکتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے قوم کے اندر قرآن کا علم و حکمت پیدا کیا۔ اور دین کی حمایت و حفاظت کا ولولہ اجاگر کیا۔ حضرت مولنا محمد علی صاحبؒ ایسے بے شمار ایم اے دنیا میں موجود ہیں۔ مگر مولینا مرحوم نے . . . . حضرت مرزا صاحب سے علم حاصل کر کے جو اعلےٰ درجہ کا لٹریچر پیدا کیا اور جو مقبولیت اسے دنیا میں حاصل ہوئی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت مرزا صاحب کے شیدائیوں نے اسلامی علوم کو اردو انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، ڈچ اور دیگر دنیا کی زبانوں میں لکھ کر اسلام کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی ہے۔ جن لوگوں نے ان کو پڑھا ہے، انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اس سے صحیح اسلامی علم حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے علم کو بے انداز فروغ بخشا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ تفسیریں لکھنا نہایت مشکل تھا حضرت صاحب کے متبعین نے تفسیریں لکھیں

سے انگریزی خوانوں کو مفسر قرآن بنا دیا۔ اور ایسی شکست دی کہ وہ آپ کے سامنے بول نہیں سکتے تھے۔ دجّال کے فرزندوں کی حکومت میں ہمیں اور صاحب لوگ اپنے دین کی پرچار میں ہر طرح سے سرگرم عمل تھیں۔ لیکن بڑے بڑے تعلیمیافتہ پادری اور بشپ ایک گاؤں کے رہنے والے کے سامنے ماسٹ کھا گئے۔ آپ نے سکھوں اور آریوں کے مذہب کا ابطال کیا۔ خود مسلمان بھی آپ کے دشمن ہو گئے۔ ان کے ساتھ بھی بحث و مکالمہ جاری رہا۔ یہ چو مکھی لڑائی آپ کو لڑنی پڑی اور اپنے دین غلبہ ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب نے دن رات ایک کر دیا۔ اور آخر کار اسلام کو غالب کر کے دکھلایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے انسان تھے۔ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو چیلنج دیا کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب قرآن کریم خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں بلکہ یہ انسان کی بنائی ہوئی ہے تو تم بھی اس جیسی کتاب بنا لاؤ۔ لیکن تم اس چیلنج پر ہرگز ہرگز پورا نہیں اُتر سکو گے۔ عرب کے لوگ حضور صلعم کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ یورپ آج بھی آپ کا دشمن ہے اور ہمیشہ سے دشمن رہا ہے اور حضور نبی کریمؐ اور آپؐ کی قوم کو تباہ کرنے کی ہر ممکن تدبیریں کرتا رہتا ہے۔ لیکن وہ آج تک اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکا۔ وہ کیوں اس جیسی کتاب نہیں بنا لاتے کیا بیروت، مصر اور شام وغیرہ میں عیسائی نہیں بستے۔ ضرور رہتے ہیں۔ وہ بڑے علم و فضل کے مالک ہیں، انہوں نے زبان عربی میں بڑی بڑی مستند ڈکشنریاں مرتب کی ہیں کیا وہ قرآن کریم کے اس چیلنج کو قبول نہ کر سکتے تھے۔ قرآن کریم کا دعویٰ ہے وہ ہرگز نہیں کر سکیں گے کیونکہ یہ قرآن کریم کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اس خدائے بزرگ و برتر کا کلام ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔

اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے کہا ہے کہ تم عربی زبان میں کتاب لکھو گے وہ بڑی فصیح و بلیغ کتاب ہوگی۔ اور اس میں حقائق و معارف کے دریا ہوں گے۔ دنیا کا کوئی آدمی اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آپ نے ایسی کتابیں لکھیں اور دنیا کو چیلنج کیا۔ دنیا اُن پر کُفر کے فتوے لگاتی تھی ان کو کاذب اور مفتری سمجھتی تھی۔ یہ موقع تھا کہ اس چیلنج کو قبول کر کے آپ کو نعوذ باللہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دے مگر کسی کو ایسی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت صاحب کا چیلنج اپنی جگہ اب تک موجود ہے۔ کوئی اس کا توڑ پیدا نہ کر سکا۔ مجھے جرمنی اور لنڈن میں عرب، مصر، شام فارس اور بخارا کے علماء و فضلاء سے گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے ان کو آئینہ کمالات اسلام کا عربی حصہ پڑھ کر سنایا اور ان سے پڑھوایا ہے۔ اور

خطبہ جمعہ — بسلسلہ صفحہ ۶

ہندہ نے ان کی ناک، کان، کٹوا کر اپنے گلے کا ہار بنایا۔ اور جگر کچا چبایا پھر ان کی نعش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ صفیہ کو پتہ چلا تو مدینہ سے چل کر اُحد کے میدان میں جا پہنچیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ حمزہؓ کو دیکھ کر انہیں بہت صدمہ ہوگا۔ مگر صفیہؓ نے کہا کہ بلغني ما فعل به۔ مجھے سب خبر ہو گئی۔ خدا کی اطاعت کے مقابلہ پر یہ آسان بات ہے۔ وذٰلك في جنب طاعة الله يسير۔

ابو طلحہؓ کی اہلیہ کا بلند کردار

اسی طرح حضرت ابو طلحہؓ کی بیوی نے بلند کردار سے کام لیا حضرت ابو طلحہؓ لمبے سفر کے بعد اپنے گھر واپس آئے۔ ان کے آنے سے پہلے شام کے وقت ان کا بچّہ فوت ہو گیا تھا۔ ابو طلحہؓ کے آنے پر بیوی نے اس کا ذکر تک نہ کیا اور خاوند کو کھانا کھلایا۔ اور آرام پہنچایا۔ جب سکون ہوا تو پوچھا کہ بچہ کہاں ہے۔ جواب دیا کہ آرام کرتا ہے سکون میں ہے۔ رات گذر جانے کے بعد صبح کے وقت اس بی بی نے ابو طلحہؓ سے کہا۔ اگر کسی ہمسایہ سے کوئی چیز ہم مستعار لیں اور پھر وہ ہم سے واپس مانگے تو کیا ہم کو کوئی ملال ہوگا۔ ابو طلحہؓ کہنے لگے ہرگز نہیں ہمیں اس کی چیز شکریہ کے ساتھ واپس کر دینی چاہیئے تو بیوی نے کہا کہ بس پھر بچہ جس خدا نے ہمیں دیا تھا اس نے ہم سے واپس لے لیا ہے۔ حضورؐ کی تعلیم سے ایسی عورتیں پیدا ہوئیں۔

ان سے کہا کہ خدا کے لئے بتاؤ کہ اس زبان کا معیار کیسا ہے۔ اس کی علمی بحث کیسی ہے۔ سب نے یہی جواب دیا کہ اس کتاب کی زبان نہایت فصیح بلیغ ہے اور اس کے علمی معارف و حقائق نہایت بلند ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے اس چیز کے علاوہ قوم کے اندر ولولہ پیدا کیا ہے، اسلام کا، قرآن اور حدیث کی تفہیم کا۔ اس قوم نے قربانی کی بے نظیر یادیں قائم کی ہیں۔ اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بڑے ایثار سے کام لے رہی ہے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں ان کی مثالیں بیان کروں۔ حضور نے اسلامی علوم پر مقبول و مستند کتابیں لکھیں ہیں۔ آپ کی قوم کے اہل علم حضرات نے اسلام کی حقانیت اور صداقت پر بے مثال لٹریچر پیدا کیا ہے۔ دنیا میں اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ پیش کیا ہے۔ اسلام کی حمایت و حفاظت کا ولولہ پیدا کیا ہے۔ قوم کو اخلاق سے آراستہ کیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب واقعی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے اور مجدد برحق تھے۔

صحابہ کرامؓ کی بلندئ کردار

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کچھ چادریں آئیں اور لوگوں میں تقسیم کی گئیں، ایک چادر زیادہ بچی صحابہؓ نے مشورہ دیا یہ چادر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی کلثومؓ کو دی جائے کلثوم بنت علی حضرت عمرؓ کی اہلیہ تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اس چادر کی حق دار ام سلیمؓ ہے کہ اس نے جنگ کے میدان میں مشکیزے بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے وظیفہ مقرر فرمایا۔ اور ان کے چار ہزار درہم مقرر ہوئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے تین یا ساڑھے تین ہزار۔ مجلس نے سفارش کی کہ یہ کمی نہ کی جائے لم نقصته - انه من المهاجرين .... فرمایا ليس هو من المهاجرين انما ابواه هاجرا به یہ مہاجرین میں سے نہیں ہے۔ اس کے باپ اسکو اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ ایک دفعہ عبداللہؓ نے کہا کہ اسامہؓ کو زیادہ دے دیتے ہیں۔ تو جواب میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسامہؓ کے والد تمہارے والد سے زیادہ عزیز تھے۔ اور اسامہؓ تمہاری نسبت حضور کو زیادہ عزیز تھے۔ سعید بن معاذؓ جنگ احزاب میں بُری طرح زخمی ہو گئے۔ حضور نے ان کی عیادت کے لئے مسجد میں خیمہ نصب کرا دیا ان کی معالج ایک بی بی تھیں مسلمان عورتیں ہر طرح کی ہمدردی کے کام کرتی تھیں۔ سعد بن معاذؓ نے تنگ آ کر دعا کی کہ اے مولا! اگر جنگ ختم ہو چکی ہے تو مجھے اُٹھا لے۔ مجھ سے اتنی اذیت برداشت نہیں ہو سکتی۔ اگر جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے تو مجھے اور موقعہ دے کہ تیرے حبیبؐ کے سایہ میں لڑتا لڑتا شہید ہو جاؤں۔ یہ حالت ہے اس قوم کی۔ مردوں اور عورتوں کے اندر سیرت کی بلندیاں نظر آتی ہیں۔

اس کردار کی تقلید کریں

آپ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ان کی اور ان کے متبعین مردوں اور خواتین کے نمونہ کی پیروی کریں۔ نمازیں پڑھیں۔ استغفار پڑھیں دوسروں کے لئے، اولاد کے لئے اور رشتہ داروں کے لئے نمونہ بنیں۔ تم پر قرآن کی حجت ہے، رسولؐ اور امام وقت کی حجت ہے، ان کی غیرت اپنے سامنے رکھو اور اعلےٰ درجہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو لوگ محسوس کریں کہ امام وقت کا تم پر اثر ہے، غیرت کی زندگی بسر کرو

بیماروں اور تکلیف زدوں کیلئے دُعا

ملک عبدالغنی صاحب مالک امپیریل الیکٹرک کمپنی نے میرے پاس رقعہ بھیجا ہے کہ میں بیمار ہوں اور احباب سے دعا کی درخواست کی ہے۔ نیز بعض احباب جو بیمار ہیں اور مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

قوم کو ساتھ لے کر بمقتضائے حمیت ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے۔ الم تر الی الذین بدّلوا نعمت اللّٰہ کفراً واحلّوا قومہم دار البوار (۱۴: ۲۸) علماء زمانہ کو یہود کی مثال سے توجہ دلائی گئی تھی لولا ینہٰہم الربانیون والاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون (۵: ۶۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس زمانہ میں خاص طور پر تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے مبعوث فرمایا ہے تاکہ اسلام کی اصل غرض جسے مسلمان بھلا چکے تھے پوری ہو سکے

این مددہاست در اسلام چوں خورشید عیاں
کہ بہ ہر عصر مسیحائے دگرے آید (مسیح موعودؑ)

ترجمہ:۔ اسلام میں یہ نصرت الٰہی سورج کی طرح ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے ...

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمدؐ صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح ۱۰ر جون ۱۹۶۴ء رجسٹرڈ ایل ۵۳۲۸ شمارہ ۲۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

تار کا پتہ :- تبلیغ ۔ لاہور

فون نمبر ۷۲۷۳

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد

مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — فی پرچہ ۱۳ پیسے — ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۶ صفر المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۴

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ و ائمہ قابلِ احترام ہیں سب مجددؒ دل کا ماننا ضروری ہے۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی بعثہ اللہ فی اُمتہٖ قبلی الا کان لہ من امتہ حواریون و اصحاب یاخذون بسنتہٖ ثم انہا تخلف من بعدھم خلوفٌ یقولون ما لا یفعلون و یفعلون ما لا یؤمرون فمن جاھدھم بیدہٖ فھو مؤمن و من جاھدھم بلسانہ فھو مؤمن و من جاھدھم بقلبہٖ فھو مؤمن و لیس وراء ذالک من الایمان حبۃ خردل

(اخرجہ مسلم، تلخیص الصحاح)

ترجمہ :- ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے پیغمبروں کو ان کی امت میں مجھ سے قبل خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے ان سب کے لئے معین و مددگار اور صاحبین تھے۔ جو ان کے طریقہ کی متابعت اور ان کے حکم کی اقتداء کرتے تھے پھر ان کے بعد ناخلف اور برے لوگ پیدا ہوئے (دیلمانے سوء) جو ایسی باتیں کہنے لگے جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے تھے اور ایسے افعال کرنے لگے (جو انفرادی اور قومی تباہی کا موجب تھے) جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس جو شخص طاقت سے انہیں روکے گا وہ مومن ہے اور جو شخص زبان سے انہیں روکے گا وہ مومن ہے اور جو شخص دل سے روکے یا نفرت کرے گا وہ بھی مومن ہے لیکن اس کے آگے رائی برابر ایمان کا کوئی حصہ نہیں ہے

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل تھا اور کامل نبی تھا

حضرت مجدد وقت مسیحِ زمان مہدیٔ دوران کا ہدیۂ عقیدت

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اپنے روحانی اور پاک قوٰی کے پر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا...... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعثت اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح ابن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ والہٖ و اصحابہ اجمعین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(اتمام الحجت ص ۲۸)

از غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل

ہالینڈ میں اسلام کا پیغام

(زیر اہتمام شیخ میاں محمد ٹرسٹ - انسٹی ٹیوٹ فار اسلامک سٹڈیز ان یورپ)

جنوری فروری ۱۹۶۴ء کی تبلیغی سرگرمیاں

الحمد للہ عرصہ زیر رپورٹ میں ہمارے مشن کی مساعی باقاعدہ جاری ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ

ہماری انسٹی ٹیوٹ کے ماتحت باقاعدہ عربی کلاسز لگتی رہتی ہیں، ہر ہفتہ یہ کلاسز لگتی ہیں۔ عربی سیکھنے والے دوست کافی جدوجہد کر کے عربی زبان سے واقفیت حاصل کر رہے ہیں قرآن مجید اکثر پڑھ سکتے ہیں۔ ستمبر کے مہینہ میں ہم ایک کلاس اُردو زبان سیکھنے کے لئے بھی انشاء اللہ تعالےٰ شروع کریں گے۔

رمضان شریف میں ہر ہفتہ قرآن مجید کا درس دیا جاتا رہا جس میں مختلف دوست شامل ہوتے رہے ان مواقع پر مختلف مقامات کا انتخاب کر کے قرآنی آیات پڑھی جاتی رہیں اور پھر ان پر بحث کی جاتی رہی۔ مؤرخہ ۲۷ رمضان کو ہم نے قرآن مجید کے نزول کی ابتداء کی یاد منانے کے لئے جلسہ کیا جس میں مسٹر ہوبرٹ - عبداللہ خان فان اُدنک - محمود خان صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ سب سے پہلے قرآن مجید کی صداقت اور پھر اس کی تعلیم اور اثر کے موضوع پر مقررین نے اپنے اپنے مقالہ جات پڑھے۔ تقاریر کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا چنانچہ بہت سے احباب نے سوالات دریافت کئے۔

سفیر پاکستان کی آمد

ہالینڈ میں پاکستان کے نئے سفیر مکرم و محترم جناب قدرت اللہ شہاب صاحب کی تشریف آوری پر ہم نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی انسٹی ٹیوٹ میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ چنانچہ انہوں نے از راہ مہربانی ہماری دعوت کو قبول فرمایا۔ ہم نے اپنے ممبران اور دوستوں کو بھی اس موقعہ پر مدعو کیا۔ چنانچہ بہت سے احباب اس موقعہ پر تشریف لائے اور سفیر پاکستان سے تعارف حاصل کیا۔ اس موقعہ پر انڈونیشیا کے قائم مقام سفیر جناب ڈاکٹر محمد شریف صاحب اور لائبیریا کے فرسٹ سیکرٹری کے علاوہ پروفیسر براؤن آف ایمسٹرڈم یونیورسٹی - مسٹر لوئی ہوبک کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اس ملاقات کے موقعہ پر یکصد سے کچھ زیادہ افراد تشریف لائے

دوسروں کے ہاں

خاکسار کو روٹرڈم تھیوسافیکل سوسائٹی کی طرف سے دو لیکچروں کی دعوت ملی چنانچہ تاریخ مقررہ پر دو تقاریر کی گئیں۔ پہلی تقریر میں اسلام کے متعلق عام معلومات بہم پہنچائی گئیں اور دوسری تقریر میں اسلام کی تعلیم اور اسلام کی دوسرے مذاہب سے نسبت کے موضوع پر تقریر کی گئی۔ دونوں مواقع پر حاضرین نے بڑی دلچسپی سے باتیں سنیں اور پھر تبادلۂ خیالات میں حصہ لیا۔ دوسرے موقعہ پر مسئلہ تناسخ خاص طور پر زیر بحث آیا۔ روٹرڈم سے ایک ٹیچر ٹریننگ کالج میں تقریر کی دعوت ملنے پر ان کے ہاں تقریر کی گئی۔ اس تقریر میں اسلامی تعلیم اور اسلامی تعلیم کے منبع پر تفصیل سے بحث کی گئی جس کے نتیجہ میں طلباء نے لیکچر کے بعد بہت سے سوالات کئے جن کے مناسب حال جوابات دیئے گئے۔ اس موقعہ پر اس کالج کی طرف سے مارچ میں پھر تقریر کرنے کی دعوت ملی۔

عید الفطر

عید الفطر کے موقعہ پر مختلف ممالک کے مسلمان احباب کے علاوہ بہت سے ڈچ مسلم اور دوست تشریف لائے عید کی نماز کے بعد خطبہ میں خاکسار نے روزوں کے موضوع پر مختصر سی تقریر کی اور پھر مسلمان احباب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی کہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ جہاں بھی ہو اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرے عید کے دوسرے دن ہم نے بہت سے احباب کو کھانے پر مدعو کیا ہوا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر ستر کے قریب احباب تشریف لائے جن میں پاکستان کے سفیر - اول سیکرٹری اور دوسرے ممبران سفارت خانہ پاکستان بھی شریک تھے۔ کھانا کھانے کے بعد دو پاکستانی دوستوں نے حضرت نبی اکرمؐ کی تعریف میں نعتیں پڑھیں جن کا مطلب احباب کو ڈچ زبان میں بتلایا گیا۔ اس موقعہ پر قرآن مجید کی بعض آیات کی تلاوت کی گئی اور ان کا مطلب بھی بتلایا گیا۔ احباب نے اس تقریب کو بہت پسند کیا۔ (باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

جرمنی میں تبلیغ اسلام

(مولنا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد)

ماہ فروری کے آخر میں یہاں ورلڈ کلب میں میرا لیکچر ہوا جس میں تقریر کے بعد سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ رہا۔ ایک عیسائی نوجوان نے میری طرف سے انجیل کی پیشکردہ تعلیم کے متعلق دلچسپی کا اظہار کیا۔ جسے بعد میں بذریعہ خط بعض امور کو واضح کیا۔ یہ عیسائی نوجوان معہ اہلیہ ہمارے عید کے اجتماع میں شامل تھے۔

مقامی اخبارات کے دو نمایندے دو مختلف دنوں میں میرے ہاں آئے۔ انہوں نے میرا انٹرویو لیا اور اسلام کی تعلیمات کے سلسلہ میں مختلف سوالات کئے۔ بعد میں ایک اخبار نے ایک پورے صفحہ پر مسجد کے اندر و باہر کی ایک تصویر شائع کی اس تصویر میں میں ایک اجتماع کو خطاب کر رہا ہوں اور ساتھ ہی ایک مقالہ شائع کیا جس میں مسجد کی تاریخ اور اسلام کی بعض تعلیمات کو واضح کیا۔ دوسری اخبار نے بھی ہماری مسجد کی دو تصاویر شائع کیں اور مسجد سے متعلق چند ایک الفاظ تحریر کئے۔

جرمن پریس ایسوسی ایشن کی ایک نمایندہ خاتون میرے ہاں آئیں۔ انہیں میں نے انٹرویو دیا۔ اور اسلام کے نظریات کو واضح کیا بعد میں اُن کے سوالات پر اسلام میں مختلف فرقوں کی حقیقت کو واضح کیا۔

برلن کے حاکم اعلےٰ ولی برنڈ کو اسلام پر لٹریچر بھیجا جس میں قرآن کریم کی کاپی ترجمہ مع تفسیر بزبان انگریزی حضرت مسیح موعود کا لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی، حضرت نبی کریم کی زندگی از حضرت مولنا محمد علی مرحوم قرآن کریم کی تعلیمات از حضرت مولنا صدر الدین صاحب ایسی کتب بھیجیں، کتب کا یہ مجموعہ ایک مقامی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر کو بھی بھیجا۔ ہر دو نے ان کتب کے ملنے پر شکریہ کے خطوط لکھے۔ شہزادی کاجار تقی صاحبہ کو بھی قرآن کریم ترجمہ و تفسیر بزبان انگریزی کا ایک نسخہ دیا۔ انہوں نے قرآن کریم کو اپنے ہاتھ میں لے کر چوما اور بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

گذشتہ مہینوں جب کیتھولک عیسائیوں کے پوپ صاحب ارض مقدس تشریف لے گئے تو یہاں اخباروں میں کافی چرچا تھا۔ حکمران کی اس کوشش کو جو وہ عیسائیوں کے مختلف فرقوں کو ایک دوسرے کے قریب لانا چاہتے سراہا گیا۔ انہی دنوں شہزادی کاجار تقی صاحبہ کے صاحبزادہ مراد تقی جو جرمن پاکس انجنیئر ہیں اور ترکی میں اپنا کاروبار رکھتے ہیں۔ ترکی سے ایک خط فرانکفورٹ جرمن پرچہ کو لکھا۔ اس کی کاپی میرے دفتر میں موجود ہے۔ انہوں نے لکھا کہ برلن کے امام صاحب نے قرآن کریم کی تعلیم سے متاثر ہو کر حضرت عیسیٰ کا یوم ولادت مسجد میں منایا ہے اور اس طرح انہوں نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان دوستی پیدا کرنے کا عملی نمونہ دکھایا ہے نیز ان دنوں جو تقاریر پوپ صاحب کی مقامی اخبارات میں شائع ہوئیں ان میں ایک مقامی رسالے نے (حضرت) عیسیٰ ایک بڑھئی کا بیٹا عنوان کے تحت پوپ صاحب کے الفاظ کو درج کیا جو انہوں نے ارض مقدس پہنچ کر کہے۔ اس میں پوپ صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کو PROPHET یعنی نبی کہکر بھی پکارا ہے۔

زائرین مسجد سے جو تبادلہ خیالات ہوا کافی دلچسپ تھا مغربی جرمنی سے

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۱۷ جون ۱۹۶۴ء

تبلیغ اسلام کی راہ میں مشکلات اور علمائے اسلام

ہفت روزہ "چٹان" لاہور نے ممالک اسلامی کے علماء کی ایک کانفرنس کی رپورٹ شائع کی ہے، جو حال ہی میں قاہرہ میں منعقد ہوئی۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس کانفرنس میں ۳۹ ممالک کے مسلمان ممالک نے حصہ لیا اور دیگر اہم مسائل اسلام پر غور و بحث کے علاوہ ان مشکلات پر بھی غور و خوض کیا گیا جو دعوت اسلام کی راہ میں حائل ہیں، یہ مشکلات ان کی بیان کردہ نو وجوہ پر مشتمل ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

(۱) مسلمانوں کا خود اسلام کی تعلیمات پر عمل نہ کرنا

(۲)- کسی مرکزی فنڈ اور مرکزی تنظیم کا نہ ہونا

(۳)- اجتہاد کے دروازہ کا بند ہونا

(۴)- اسلام کی بعض تعلیمات مثلاً غلامی، تعدد ازدواج، طلاق اور حرمت خنزیر وغیرہ کے بارہ میں عیسائی مبلغین کی تحت اور گمراہ کن پراپیگنڈا۔

(۵)- غیر متقی اور غیر صالح لوگوں کا مبلغ بن کر دوسرے ملکوں میں جانا۔

(۶)- مبلغین اسلام کا دوسرے مذاہب سے ناواقف ہونا

(۷)- جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس کے مطابق دین کو آسان بنا کر پیش نہ کرنا۔

(۸)- عیسائی مبلغین کی طرح غیر ترقی یافتہ ملکوں اور آبادیوں میں اسلامی شفاخانے، اسکول، یتیم خانے اور دوسرے رفاہ عام کے ادارے نہ کھولنا۔

(۹)- عیسائیوں اور قادیانیوں کی بے پناہ تعلیمی سرگرمیاں۔

دعوت و تبلیغ اسلام کی راہ میں ان نو مشکلات کا ذکر کرنے کے بعد یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کا کیا مداوا علماء نے سوچا اور انہیں دور کرنے اور تبلیغ اسلام کے لئے قدم بڑھانے کا کیا پروگرام بنایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کانفرنس نشستند و گفتند و برخاستند تک ہی محدود رہی اور ان مشکلات کو ناقابل حل سمجھتے ہوئے دعوت و تبلیغ اسلام کو ناقابل عمل قرار دے دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حیرت ہے کہ ۳۹ ممالک کے علماء جمع ہوں، تبلیغ اسلام کا اہم مسئلہ درپیش ہو، جو امت مرحومہ کی پیدائش کی اصل غرض اور علماء کا فرض اولین ہے، اور ان وجوہ کی بناء پر جن میں سے اکثر علماء کی اپنی پیدا کردہ ہیں اس فریضہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی جائے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ان میں سے کونسی رکاوٹ ایسی ہے جسے دور نہیں کیا جا سکتا یا ان کے ہوتے ہوئے تبلیغ اسلام نہیں کی جا سکتی۔ کیا ان تمام رکاوٹوں کے باوجود جماعت احمدیہ نہایت کامیابی کے ساتھ اس فریضہ کو ادا نہیں کر رہی؟ کیا یورپ، امریکہ اور افریقہ میں اس چھوٹی سی جماعت کی تبلیغی سرگرمیاں نہایت شاندار نتائج پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوئیں؟ مگر یہ بھی تو علماء کے نزدیک ان نو مشکلات میں سے آخری اور سب سے بڑی رکاوٹ ہے، یعنے جس جماعت کی طرف سے غیر ممالک میں تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں اور جس کی وجہ سے وہ بہت سی رکاوٹیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں دور ہو چکی ہیں اور لوگوں کا رجحان اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے، اور مغرب کی رائے اسلام کے متعلق بہت حد تک بدل چکی ہے اسی جماعت کی دینی تبلیغی سرگرمیاں کانفرنس میں شامل ہونے والے علماء کے نزدیک اسلام کی راہ میں ایک رکاوٹ بن چکی ہیں پھر سمجھ نہیں آتا کہ اگر یہ سرگرمیاں تبلیغ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ہیں تو پھر تبلیغ اسلام کس چیز کا نام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس مقدس فریضہ کی ادائیگی آج حضرت مجدد زمان اور اس کی جماعت ہی کے حصہ میں آئی ہے۔ دوسرے علماء خواہ وہ کتنا ہی علم و فضل رکھتے ہوں یہ توفیق عملاً ان سے چھن چکی ہے، یہی اس امر کا ثبوت ہے، کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کے مجدد ہیں کیونکہ بقول حضرت امام احمد سرہندی مجدد الف ثانی مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں جو بھی فیوض قوموں کو پہنچتے ہیں اس کے توسط سے پہنچتے ہیں اگرچہ اس وقت کے غوث و قطب ہوں یا ابدال وغیرہ ہوں سب اسی کی متابعت سے فیوض حاصل کر سکتے ہیں۔

پس علمائے اسلام کو اگر تبلیغ اسلام کا شوق ہے اور اسلام کے رستہ سے وہ ان رکاوٹوں کو دور کرنا چاہتے ہیں جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کو رکاوٹ سمجھنے کے بجائے اس کے ساتھ شمولیت اختیار کریں اور مجدد وقت کی متابعت میں ہو کر اس کام کو اپنے ذمہ لیں اور یقین کریں کہ وہ تمام رکاوٹیں جو تبلیغ اسلام کے رستہ میں انہیں نظر آ رہی ہیں اس جماعت کا ساتھ دینے سے یکسر دور ہو جائیں گی بلکہ بہت حد تک اس جماعت کے ذریعہ سے دور ہو چکی ہیں، یہ مجدد وقت کی جماعت ہی ہے جو خدا کے فضل سے تعلیمات اسلام پر پوری طرح عمل پیرا ہے یہ مجدد وقت کی جماعت ہی ہے جو ایک مرکزی فنڈ اور مرکزی تنظیم رکھتی ہے اور اس کے ماتحت تبلیغ اسلام کا فریضہ نہایت کامیابی کیساتھ سرانجام پا رہا ہے، یہ مجدد وقت کی جماعت ہی ہے جس کے نزدیک اجتہاد کا دروازہ آج بھی اسی طرح کھلا ہے جیسے قرون اولیٰ کے محققین و مفکرین کے نزدیک کھلا تھا، اور انہوں نے اسلامی مسائل کے متعلق اپنے زمانہ کے حالات و واقعات کے مطابق اجتہاد سے کام لیکر دین کو آسان بنا دیا تھا افسوس ہے کہ بعد کے لوگوں نے کئی قسم کے مشکل مسائل اور ناواجب ضرویات دین پیدا کر کے دین کو مشکل بنا دیا۔ جماعت احمدیہ نے ان تمام مشکلات کو دور کر کے آج پھر دین کو آسان بنا دیا ہے اور یہی جماعت ہے جو غلامی، تعدد ازدواج، طلاق اور حرمت خنزیر وغیرہ مسائل کے متعلق عیسائی مبلغین کے گمراہ کن پروپیگنڈا کا موثر اور تسلی بخش جواب دے چکی ہے، اس جماعت کے مبلغین خدا کے فضل سے صالح اور متقی ہیں اور اسلام کا صحیح نمونہ پیش کر کے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتے ہیں، پھر جہاں تک دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے واقفیت کا تعلق ہے جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے مبلغین ان پر پورے طور پر حاوی ہیں، رہا غیر ترقی یافتہ ملکوں اور آبادیوں میں اسلامی شفاخانے، سکول، یتیم خانے اور دوسرے رفاہ عام کے ادارے کھولنے کا کام۔ اس کو بھی جماعت احمدیہ نے حسب استطاعت اپنے ذمہ لے رکھا ہے علمائے اسلام اگر چاہیں تو اس کے ساتھ شامل ہو کر ان چیزوں کو زیادہ ترقی دے سکتے اور تبلیغی فرائض کو باحسن وجوہ پورا کر سکتے ہیں، یہی ایک راہ ہے جس سے وہ تمام مشکلات دور ہو جاتی ہیں، جو تبلیغ اسلام کے رستہ میں علمائے اسلام نے پیش کی ہیں افسوس ہے کہ اسی جماعت کی ان سرگرمیوں کو بھی ایک رکاوٹ بنا لیا گیا ہے، بقول حافظ شیرازی ؎

در کوئے نیک نامی مارا گذر نہ دادند

انہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ جماعت اور اس کی سرگرمیاں رکاوٹ نہیں ہیں بلکہ تبلیغ اسلام کے رستہ کو کھولنے کا موجب ہیں اور اس جماعت کے ساتھ شمولیت کے بغیر نہ وہ رکاوٹیں دور ہو سکتی ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور نہ تبلیغ اسلام کی توفیق میسر آ سکتی ہے۔

ایک ضروری تحریک

گزشتہ سے گزشتہ اشاعت میں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا ایک مضمون بعنوان "یونانی انجیل کے قلمی نسخوں میں پچاس ہزار شکوک و شبہات" درج کیا گیا تھا، یہ مضمون جو ایک عیسائی مسٹر پال ڈیو مارش کے جواب میں لکھا گیا ہے، اس قابل ہے کہ اسے کثیر تعداد میں کتابی صورت میں چھپوا کر شائع کیا جائے اور عیسائیوں اور ان مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے جو عیسائی مشنریوں کے زیر اثر ہیں۔ اس رسالہ کی طبع و اشاعت چھ سو روپیہ کے قریب خرچ ہوگا۔ جماعت کے مخیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیکر اور اس قدر رقم فراہم کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

سید احمد۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

عبدالعزیز خان صاحب کے لئے درخواست دعا

قبل ازیں خان عبدالعزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل ملتان کی بیماری کی اطلاع اور ان کے لئے دعائے صحت کی درخواست ان کالموں میں شائع ہو چکی ہے، انکے فرزند صدیق خان صاحب کے خط سے یہ معلوم ہو کر افسوس ہوا کہ ایک ماہ اور ایک ہفتہ کے بعد جبکہ فالج بدستور تھا۔ ان کی خواہش کے مطابق انہیں گھر لایا گیا مگر تین دن کے بعد دل کا دورہ پڑا اور انہیں دوبارہ ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ اب دل کی تکلیف تو نہیں ہے۔ مگر شکر ختم ہو گئی ہے اور گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے [illegible] فالج بدستور ہے عرصہ کچھ روز سے بالکل بیہوش پڑے ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کے لئے درد دل سے دعا کریں وہ بڑے نیک، مخیر اور مشفق دوست ہیں اور جماعت ملتان کے ایک نہایت قیمتی فرد ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:۔ شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

ترجمہ خط:۔ ہومر بریڈشا (عمر) اوکلاہوما ۔ یو۔ ایس۔ اے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ میرے خط کا جواب ہے اور خاص کر آپ کے خط مورخہ ۲۰-۲/۶۴ اس کے علاوہ مجھے کتابوں کا پارسل بھی ملا ہے جو آپ کی فیاضی کا ثبوت ہے۔ کتابیں مجھے گڈ فرائڈے (جمعہ کے روز) ملیں اور یہ میرے لئے یقیناً گڈ فرائڈے ثابت ہوا۔ کیونکہ میں نے ان کو تمام ایسٹر کے دنوں میں مطالعہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور جنہوں نے مجھے یہ کتابیں بھیجیں رحمتیں نازل کرے۔ قرآن شریف جو مجھے سید اے۔ اے۔ رحمٰن ڈویژنل اکاؤنٹس آفیسر نے تحفہ بھیجا ہے اس کو میں نے نوٹ کر لیا ہے۔ میری طرف سے محبت بھرا شکریہ ادا کریں۔ مینول آف حدیث یقیناً بہت فائدہ مند ہے اور میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمام دوسرے پمفلٹوں کا بھی آپ نے مجھے ارسال کئے۔

ریلیجن آف اسلام مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی نہیں ملی۔ شاید بعد میں آئے۔ ہر حالت میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور جزاک اللہ کہتا ہوں۔ میں نے پمفلٹوں سے نوٹ کیا ہے کہ آپ کے پاس رسول کریم۔ مجدد صاحب۔ بابی ازم۔ بہائی ازم کے متعلق مفت لٹریچر بھی ہے اگر مناسب سمجھیں تو چند کتابیں ارسال کریں۔ بہائیوں کی تلسا میں جماعت ہے اور آپ جانتے ہیں کہ وہ اس ملک میں بہت ہوشیاری سے کام کرتے ہیں۔

ایران کے مسلمانوں نے مجھے کہا کہ بہائی اس ملک میں ۲۰۰۰ سے زیادہ نہیں اور ان کا پروپیگنڈا ہے کہ قریباً دو لاکھ ہیں۔ اور یہ بھی پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ مشرقی ممالک اور امریکہ میں بہائیوں کی لاکھوں کی تعداد ہے۔ اور یہ درست نہیں ہے کیونکہ پچھلی مردم شماری میں سرکاری اعداد و شمار میں امریکہ میں صرف دس ہزار بہائی تھے۔ اس کے علاوہ یہ بھی سننے میں آیا کہ بہت سی تعداد بہائیوں کی اس سے منحرف ہو گئی ہے۔ سبب یہ کہ ان کا لیڈر شوگی آفندی لندن مر گیا تھا اور اپنا کوئی جانشین نہیں چھوڑ گیا تھا جو کہ اس کی ذمہ داری تھی اس لئے بہائی ازم اور بابی ازم کا لٹریچر اس وقت مجھے بہت مفید ثابت ہوگا اگر آپ مجھے یہ لٹریچر بھیجیں میں اس پر غور کر رہا ہوں اور اخبار لائٹ کی کاپیاں بھیجنے کا شکریہ اور آپ کا لٹریچر کافی دن ہوئے مجھے ملا۔ لٹریچر میں ۔۔

”دی ہیم احمدیہ اینڈ اس نیسیٹی“

مولانا مرتضیٰ خان حسن نے صفحہ 29 پر نوٹ کیا ہے ”جماعت احمدیہ کا مقصد کیا ہے“ میں اس کے لئے بالکل مستعد ہوں اور جو شرائط درج ہیں ان کو بخوبی مانتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد اور اس صدی کا ریفارمر تصور کرتا ہوں۔ میں نے آپ کی کتابوں اور خطوں کو بار بار پڑھا ہے اور میں آپ کے خیالات سے بالکل متفق ہوں اور میرا دوست عبدالشکور بھی متفق ہے جو کہ یہاں طالب علم ہے اور پاکستان سے آیا ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صحیح راستہ پر ہے۔ شکور کا باپ شیخ بشیر جیلانی پشاور مغربی پاکستان کا باشندہ ہے۔ میں اس کے فیصلہ پر آپ کو تحریر کرتا ہوں کیونکہ وہ علی گڑھ کا گریجوایٹ ہے۔ اور پارٹیشن سے پہلے کا ہے۔ میں ہرگز قادیانی نہیں ہو سکتا وہ غلو کرتے ہیں۔ دوسرے پرانے خیال کے مسلمانوں پر جیسا کہ مجھے ذاتی طور پر علم ہے روحانی موت وارد ہو چکی ہے۔ مجھے دیگر اسلامی ممالک کے نام نہاد سٹوڈنٹ ایسوسی ایشنوں کا کا تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ یہ سٹوڈنٹس مختلف کالجوں میں امریکہ میں پڑھ رہے ہیں۔ اُن میں سے اکثر نام کے مسلمان ہیں۔ ان دنوں صورت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں ممبر شپ کے لئے درخواست دینے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ آپ مناسب سمجھیں علاوہ ازیں ممبر شپ فیس کی رقم کے متعلق لکھیں تاکہ میں آپ کو بھیجدوں۔ میں امام مسجد محمد طفیل صاحب کے اعلیٰ کام کا جو وہ ووکنگ میں کر رہے ہیں بہت مداح ہوں۔ کیا میں ان کے ساتھ مل کر کام کروں یا صرف آپ کی ہدایات کے مطابق جو کام میرے سپرد ہو اسکو سرانجام دوں۔ کیا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ممبر شپ میرے فیڈریشن آف اسلامک ایسوسی ایشن جو کہ ہمارے امریکن مسلم کی منظم جماعت ہے یا مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن امریکہ اور کینیڈا کے ساتھ تعاون پر مخالفانہ اثر انداز تو نہ ہوگی۔

اس معاملہ میں مجھے آپ کے مشورہ کی ضرورت ہے جسے میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اپنا بیٹا یا برادر خورد تصور فرماتے رہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں اسلامیات کا مطالعہ اسلامی ملک میں کروں۔ میرے خیال میں پاکستان ان چند اسلامی ممالک میں سے ایک ہے جہاں انگریزی دفتری زبان ہے اور یہاں ہی اسلامیات کی سٹڈی مناسب معلوم ہوتی ہے۔

کیا پاکستان میں ایسے کالج ہیں جہاں اسلامیات انگریزی زبان میں پڑھائی جاتی ہیں۔ میرے ایک دوست نے ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتب بھیجی ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مودودی ایک تنگ خیال آدمی ہے اور ان کا اسلام کے متعلق نظریہ بہت ہی تنگ ہے میں ان کی تنظیم کو سراہتا ہوں مگر ان کا اسلام اور سیاسیات کے متعلق نظریہ آج کے انسان کے لئے غیر موزوں ہے۔ ہماری گناہ آلود دنیا کبھی نہیں سنور سکتی جب تک کہ اسلام کا نشأۃ ثانیہ نہ ہو۔ کیونکہ صرف اسلام ہی ہے جو کہ انسانیت اور تہذیب کا آخری سہارا ہے ہم اوپر سے شروع کر کے نیچے تک انقلابی مہم نہیں چلا سکتے کیونکہ اس سے انسان کی آزادی ختم ہو جائے گی ہمیں انقلابی تحریک نچلے طبقے سے شروع کرنی ہوگی اور پھر اسے اوپر تک لے جانا ہوگا۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ سیاست کے ذریعہ دنیا میں صالح انقلاب بپا نہیں ہو سکتا۔ اسلام کی روحانی طاقت ہی دنیا میں انقلاب آفرین ہے۔ ہمارے سامنے نبی کریمؐ اور خلفائے راشدین کا نمونہ موجود ہے۔

(انہیں جواب دیا گیا اور علاوہ ازیں دوسرا خط لکھا جا رہا ہے)

یادِ رفتگان

اس سے قبل یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ انجمن نے اپنی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر جو آئندہ دسمبر ۱۹۶۴ء کے جلسہ سالانہ میں منائی جائیگی، دو اہم کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے جن میں سے ایک انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر مشتمل ہوگی اور دوسری میں ان مرحوم بزرگوں اور دوستوں کے حالات لکھے جائیں گے جنہوں نے انجمن کیساتھ وابستگی اختیار کر کے کسی نہ کسی رنگ میں خدمتِ دین میں حصہ لیا۔ اور حضرت امامِ وقتؑ کے زیر اثر اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنایا اور نیک نمونہ قائم کیا۔ ظاہر ہے یہ کام ان بزرگوں کے لواحقین اور پسماندگان یا ان سے ملنے اور واقفیت رکھنے والوں کی امداد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان سے ہماری درخواست ہے کہ ان بزرگوں کے حالاتِ زندگی، خدماتِ اسلام، ان کے پاک کردار اور مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردانہ سلوک اور انجمن کے ساتھ تعلقات وغیرہ امور کے متعلق جو کچھ انہیں معلوم ہو، اسے ضبطِ تحریر میں لا کر ہمیں جلد از جلد بھیجدیں، تاکہ اس کتاب میں اسے شامل کیا جا سکے۔

تمام ایسے بیانات معرفت ایڈیٹر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنے چاہئیں۔

احکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہونے کے باوجود انسان کا پستی کی طرف جانا موجبِ ذلت ہے

قرآن کریم کی تعلیمات عزت و رفعت بخشتی ہیں اور خواہشاتِ نفس اسے پستی کی طرف لے جاتی ہیں

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واتل علیھم نبا الذی اٰتینٰہ اٰیٰتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطٰن فکان من الغوین —
ساء مثلا القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا وانفسھم کانوا یظلمون — (سورۃ الاعراف)

بنی نوع انسان کی عزت و مکرمت

آج کا سبق مشکل ہے اور خوف دلاتا ہے اللہ تعالےٰ نے آدم کو مکرم و معظم بنایا ہے۔ اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ ملائکہ کا مخدوم بنایا ہے ونفخت فیہ من روحی اپنی روح انسان میں اللہ تعالےٰ نے ڈالی ہے فطرت اللہ التی فطر النّاس علیھا خدا تعالےٰ نے اپنی تجویز کردہ فطرت پر انسان کی تخلیق کی ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم ہم نے بنی آدم کو قابلِ تکریم و تعظیم قرار دیا ہے۔ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ یعنی اپنے اخلاق اور صفات اس کی طبیعت میں رکھ دیئے ہیں۔ غرض کتنا بڑا مقام ہے جو اللہ تعالےٰ نے آدم اور بنی آدم کو عطا فرمایا ہے۔

نیکی اور بدی میں امتیاز

اللہ تعالےٰ نے انسان کو فطرت صحیحہ عطا کی ہے۔ نیکی اور بدی کا علم دیا ہے۔ بدی اور نیکی میں تمیز کی پہچان دی ہے بدی کرتا ہے تو ندامت لاحق ہوتی ہے رات کو نیند نہیں آتی خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں پتہ چل گیا تو بدنامی اور رسوائی ہوگی۔ اور اگر نیکی کرتا ہے تو راحت حاصل ہوتی ہے۔ خدا نے نیکی کا حکم اس لئے دیا ہے کہ ایسا کرنے سے دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور عمر لمبی ہوتی ہے۔ بدی سے دل کو صدمہ پہنچتا ہے اور عمر کم ہوتی ہے۔

مقام رفعت کے باوجود انسان کا پستی کی طرف رُخ

اللہ تعالےٰ نے فطرت کی تہذیب و تربیت کرنے کے لئے قرآن کریم عطا کیا تا کہ انسان کی استعدادوں اور صلاحیتوں کی نشوونما ہو۔ لیکن انسان بجائے خدا کی طرف متوجہ ہونے کے۔ اور ایسا فعل کرنے کے کہ جس سے عزت بڑھے اور اس کا وقار قائم ہو، اور خدا تعالےٰ سے قرب حاصل ہو، ہوتا یہ ہے کہ اخلد الی الارض وہ پستی کی طرف رُخ کرتا نظر آتا ہے جیسا کہ ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا واتل علیھم ان کو پڑھ کر سنایئے۔ واتل کے معنی پڑھکر سنانے کے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ غور سے سنیں اس پر عملدرآمد کریں اور اس کے ذریعہ سے قرب الٰہی حاصل کریں۔ واتل علیھم ان کو پڑھکر سناؤ۔ ان آیات سے پہلے کچھ مخالفین کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا ان لوگوں کو پڑھکر سناؤ۔ الذین کذبوا باٰیٰتنا جنہوں نے ہمارے احکام کو نہیں مانا اور نافرمانی کی اور جھٹلایا ان کو پڑھکر سناؤ۔ جب قرآن کریم میں غیر قوموں اور ان کے علماء کا ذکر کیا جائے تو اس سے جہاں ان قوموں کے حالات کا ذکر مدنظر ہوتا ہے وہاں مسلمانوں کو بھی تلقین کرنا مقصود ہوتا ہے۔

خوف دلانے والی آیات

فرمایا واتل علیھم نبا۔ نبا کے معنی اہم خبر کے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ ان کو ایک اہم خبر پڑھ کر سناؤ جس میں عبرت ہے۔ وہ کیا ہے الذی اٰتینٰہ اٰیٰتنا۔ ہم نے انسان کو احکام دیئے اس کی فطرت اور وجدان کے اندر اپنی معرفت رکھ دی اسکو استعدادیں دیں۔ اس کو مکرم بنایا۔ اس کی تربیت کے لئے ہم نے اسے احکام دیئے لیکن اس نے ان قیمتی تعلیمات کو حاصل کرنے کے بعد ان کو اس طرح سے اتار کر پھینک دیا جس طرح فرسودہ کپڑا اتار پھینکتے ہیں۔ کلمہ پڑھنے کے بعد ایمان لانے کے بعد۔ حدیث پڑھنے کے بعد نماز، روزہ، حج ادا کرنے کے بعد فانسلخ ان کو پھینک دیا۔ سلخ کے معنی ہیں چمڑہ ادھیڑ دینا انسلخ کے معنی ہیں چمڑے یا لباس سے نکل آنا۔ تنسلخ الحیۃ من جلدھا سانپ اپنی کینچلی سے نکل آتا ہے وتترکہ علی الارض اور اس کو زمین پر پھینک دیتا ہے۔ اس کی کینچلی کو مسلاخ کہتے ہیں۔ اسی طرح سے انسان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے احکام دیئے جاتے ہیں لیکن وہ ان کو پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح سے ایک قوم سے جس کو توریت و انجیل دی گئی وہ ان کو خدا کی طرف سے یقین کرتی ہے حضرت موسےٰ اور عیسےٰ کو اپنا پیغمبر مانتی ہے لیکن اس کے باوجود ان کے دل پر کوئی اثر نہیں وہ عملاً اس لبادہ کو اتار پھینکتے ہیں ایسا کرنے سے مسلمان قوم کو ڈرایا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو شیطان آدبوچتا ہے فاتبعہ الشیطٰن جب احکام خداوندی سے انکار ہو جائے قلب و روح نور سے خالی ہو جاتے ہیں۔ اور اس پر شیطان اپنا قبضہ جما لیتا ہے کس قدر خوف دلانے والی یہ آیات ہیں۔

ایک بزرگ صوفی کا قول

ایک بزرگ صوفی نے لکھا ہے خلقوا وما خلقوا المکرمۃ فکانھم خلقوا وما خلقوا۔ اور رزقوا وما رزقوا سماحہ فکانھم رزقوا وما رزقوا یعنے انسان پیدا ہوا تو اس نے خیال نہ کیا کہ میں عزت کے لئے بنا ہے گویا اس کا پیدا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ ایسا ہی اگر کسی کو کثرت سے مال ملا لیکن اس نے خدا کے راستہ میں مال خرچ نہ کیا تو گویا اس کو رزق ملا یا نہ ملا برابر ہے۔ اس میں ہماری اپنی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ آج مسلمان احکام خداوندی پر عمل کرتا بھی ہے مگر نہ کرنے کے برابر ہے۔

احکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہونے کے باوجود ذلت و رسوائی کا رستہ

مسلمان کو اپنی زندگی کا مقصد بھول گیا ہے۔ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ خدا کا قرب پیدا ہو۔ فرمایا ولو شئنا لرفعنٰہ بھا [illegible]

الٰہی پر عمل پیرا ہونے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو عزت نصیب ہو۔ اس کا مرتبہ بلند ہو، ولٰکنہ اخلد الی الارض واتبع ھوٰہ لیکن وہ پستی کی طرف جھک گیا خواہشات اور لذات کا بندہ بن گیا اس نے عزت کے رستہ پر چلنے کے بجائے ذلت و رسوائی کے رستہ پر چلنا پسند کر لیا۔

احکام الٰہی کی فرمانبرداری سے عزت بڑھتی ہے

خدا کے احکام کی فرمانبرداری سے عزت نصیب ہوتی ہے الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ اعتقادات سچ ہوں تو شرف قبولیت پاتے ہیں اور اعمال صالح ہوں تو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے صالح انسان مرفوع الی اللہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی شان ایک یہ بھی ہے کہ وہ رفیع الدرجات ہے انسان کے درجات کو بلند کرتا ہے۔ ذوالعرش ہے کائنات کی حکومت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر وحی کرتا ہے تاکہ وہ خود اس پر عامل ہوں اور دوسرے لوگوں کی راہنمائی کریں اور انہیں بلند درجات نصیب ہوں۔

ہوا و ہوس کے بندہ کی کتے سے مثال

حضرت داؤد علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا لاتتبع الھویٰ خواہشات کے پیچھے نہ لگنا فیضلک عن سبیل اللہ ایسا کرنے سے صحیح راستہ سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید اور جو صحیح راستہ چھوڑ دیتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے فرمایا فمثلہ کمثل الکلب۔ انسان جب بے عقلی سے کام لے تو اس کو گدھے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ گدھے پر اگر تورات لدی ہو تو وہ عالم نہیں بن جاتا۔ اسی طرح خواہشات کی پیروی کرنے پر انسان کو کتے سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے وہ جو خواہشات کا بندہ ہو جائے وہ ذلیل و خوار ہو جاتا ہے کتے کو اگر باندھ دیا جائے تو تب بھی ہانپتا ہے اگر چھوڑ دیا جائے تب بھی ہانپتا ہے۔ ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث پھر فرمایا ذالک مثل القوم الذین کذبوا بآیٰتنا۔ یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو احکام الٰہی کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ آیات ایسی ہیں کہ ان کے پڑھنے سے خوف طاری ہوتا ہے۔

باخدا ہونے کا تقاضا

آج کل مسلمان کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ اپنے

۔۔ دین کا اقرار زبان سے تو کرتا ہے مگر اپنے ۔۔ عمل سے اس کی تکذیب کرتا ہے جیسا کہ ایک ۔۔ نمازی نماز پڑھتا ہے۔ لیکن عمل سے اس کو جھٹلاتا ہے ارأیت الذی یکذب بالدین فذٰلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علیٰ طعام المسکین فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراءون ویمنعون الماعون۔ نماز کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان باخدا ہونے کے بعد مخلوق خدا کی خدمت کرتا مگر وہ ہے کہ مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتا۔ یتیموں کی پرورش نہیں کرتا۔ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری نہیں کرتا۔ ایسا شخص عملاً خدا کا انکار کرتا ہے۔ قرآن کریم کا انکار کرتا ہے فرمایا فاقصص القصص لعلھم یتفکرون حکم ہوا ان حالات کو بیان کرو تاکہ لوگ غور و فکر کریں اور اپنی حالت کو سنواریں ساء مثلا القوم الذین کذبوا بآیٰتنا جو لوگ خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں ان کی حالت بہت بری ہے وانفسھم کانوا یظلمون وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ واللہ غنی عن العالمین خدا تعالیٰ غنی ہے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔

قرآن کریم پر عمل قوموں کو رفعت بخشتا ہے

یہ مشکل سبق ہے اور خوف دلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسلمان قوم کو معزز بنانے کا ارادہ کیا ہے اس کو بے نظیر تعلیم اور لاجواب کتاب قرآن کریم عطا کی ہے ان کے احکام کی پابندی کی جائے۔ تو انسان کے مراتب بلند ہوتے ہیں ان اللہ یرفع الاقوام بھذا الکتٰب۔ اس کتاب کی قیمتی تعلیمات کے ذریعہ سے لوگ مقامات عالیہ حاصل کریں گے ویضع بہ الآخرین۔ اور وہ لوگ جو اس کتاب کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے۔

خوف کا مقام

یہ خوف کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ یہ باتیں پڑھ کر سنا دو۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کس حد تک خدا سے ان کا تعلق ہے، کس حد تک خدا کے احکام کی فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کریں۔

بیماروں اور بیکسوں کے لئے دعا

مرزا خلیل الرحمٰن صاحب بیمار ہیں ان کے لئے دعا کریں۔ ان کے علاوہ بعض احباب جو عوارض میں مبتلا ہیں اور بعض کو مشکلات درپیش ہیں۔ ان سب کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے آمین

میاں فاروق احمد صاحب کی پیشکش پر مجلس معتمدین کا فیصلہ

۲۴ مئی کو مجلس معتمدین کے اجلاس میں محترم میاں فاروق احمد صاحب کی طرف سے اس ارادہ کا اظہار کیا گیا کہ اگر انجمن بلادِ غیر سے پندرہ طالب علموں کو مرکز میں بلا کر تبلیغ کے لئے تیار کرے تو ان پندرہ طالب علموں کا جملہ خرچ خورد و پوش وہ برداشت کریں گے اس پر مجلس معتمدین نے فیصلہ فرمایا کہ :۔

"یہ مجلس محترم میاں فاروق احمد صاحب کی پیشکش کو نہایت مفید اور قابل قدر متصور کرتی ہے ان کی اس پیشکش کی روشنی میں مزید تفصیلات طے کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کی جاتی ہے اس سب کمیٹی کی رپورٹ دو ماہ کے اندر اندر دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔

مولانا محمد یعقوب خان صاحب ۔ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب ۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ۔ میاں فاروق احمد صاحب میاں ظہور احمد صاحب۔

جنرل سیکرٹری اس کے کنوینر ہوں گے۔

جنرل سیکرٹری

ہالینڈ میں اسلام کا پیغام

(بسلسلہ صـ۲)

ایک کتاب پر تبصرہ ہالینڈ میں ایک نئی کتاب شائع ہوئی ہے جو کہ فرانسیسی سے ترجمہ کی گئی ہے۔ اس کتاب میں اسلام پر طرح طرح کے حملے کئے گئے ہیں جن کا جواب دینا ضروری تھا۔ اس کتاب میں عورتوں کے متعلق اسلامی تعلیم کو بری طرح بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے ایک مختصر سا آرٹیکل انگریزی زبان میں لکھ کر الفاروق میں شائع کیا۔ اس کی کچھ کاپیاں پمفلٹ کے طور پر بھی بنوائی گئی ہیں جو مسلمان طلباء میں تقسیم کی گئیں۔ کچھ عرب ممالک کے وزراء اخبار نویس اور سربراہوں کو بھیجی گئیں۔ الفاروق باقاعدہ جاری کیا جاتا رہا۔ وما توفیقنا الا باللہ۔

احباب کرام ہمارے مشن کی کامیابی کے لئے دعائیں فرماتے رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

"الفضل" کے جائزہ پر تبصرہ
روایات گھڑنے کی چند مثالیں

محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کی روایت کے متعلق میرا نظریہ

محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ اور محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایتوں پر تنقید کرتے ہوئے خاکسار نے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور دونوں کے مقام کا احترام کرتے ہوئے ان کی طرف عمداً روایت اختراع کرنے کو منسوب کرنے سے گریز کیا ہے محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کی روایت کے متعلق میں نے یہی لکھا تھا کہ اس کو صحیح اسی صورت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے جب اس سے مراد یہ لی جائے کہ حضورؑ نے بطور آزمائش ان کا عندیہ معلوم کرنے کے لئے ان سے وہ سوال کیا ہو جس کا ذکر روایت میں آتا ہے تا حضورؑ یہ دیکھیں کہ آیا یہ قومی مفاد کو مدِنظر رکھتے ہوئے اور انہیں کو ترجیح دیتے ہوئے جواب دیتی ہیں یا اس معاملہ میں مادری جذبات کی پیروی کرتی ہیں۔ لیکن ان کے جواب سے وہ صفائی نظر نہیں آتی جو ان سے متوقع ہو سکتی تھی ان کو صاف لفظوں میں کہنا چاہیئے تھا کہ محمود ابھی اس قابل نہیں کہ جماعتی کاموں کو سنبھال سکے۔

خواجہ صاحب کے سامنے محترمہ بیوی صاحبہ کا بیان

آپ اس شخص کے حق میں وصیت کریں جو اس کا اہل ہو۔ جیسا کہ انہوں نے حضورؑ کی وفات پر کھل کر اس کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ مؤلف کتاب "حیات نور" مولوی عبدالقادر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲۸ پر حضورؑ کی وفات پر خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق جماعت کی آراء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" پھر خواجہ کمال الدین صاحب جماعت کی طرف سے حضرت ام المومنین رضؓ کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے کہا میں کسی کی محتاج نہیں اور نہ محتاج رہنا چاہتی ہوں جس پر قوم کا اطمینان ہو اسکو خلیفہ کیا جائے اور حضرت مولنا (یعنی مولوی نورالدین صاحب۔ ناقل۔) کی سب کے دل میں عزت ہے، وہی خلیفہ ہونا چاہیئے "

ایڈیٹر صاحب غور کریں کہ محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ نے کیوں نہ کہدیا کہ حضرت مسیح موعودؑ تو ہمیں بتلا چکے ہوئے ہیں کہ ان کے بعد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں گے اگر حضرت صاحب کے ارشاد پر عمل کرنا ہے تو میاں محمود کو خلیفہ بناؤ ورنہ جو تمہاری مرضی ہے کرو۔

پہلا جواب گول مول

لیکن روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے حضورؑ کو گول مول جواب دیا کہ جیسا آپ کی مرضی ہو ویسا کریں حضرت اقدس نے اس جواب پر کیا کہا روایت اس بارے میں خاموش ہے بہر حال حضورؑ کی جو غرض آزمائش کی تھی وہ پوری ہو گئی۔

اس کے بعد اپنی وصیت میں حضور نے وہی کچھ لکھا جو حضورؑ جیسے مامور من اللہ کی شان کے شایاں تھا یعنے سلسلہ کے تمام کاموں کو سرانجام دینے کے لئے ایک انجمن بنادی اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا اور سلسلہ کے تمام اموال اس کے سپرد کر دیئے۔

ایڈیٹر صاحب کا اعتراض اور اس کا جواب

ایڈیٹر صاحب الفضل نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ خاکسار نے پہلے اس روایت کو قابلِ اعتماد کیوں قرار نہیں دیا بعد میں کیوں دیا خاکسار کا یہ فعل ان کے نزدیک تقوےٰ کے خلاف ہے۔

ایڈیٹر صاحب الفضل توجہ سے سن لیں کہ میرے مضمون کے پڑھنے کے بعد آپ نے معنی کا جو لباس اس روایت کے الفاظ کو پہنایا وہ معنی چونکہ حضرت اقدس کی تحریروں کے خلاف تھے اس لئے مجھے لکھنا پڑا کہ ان معنوں کے لحاظ سے یہ روایت بھی بوجہ حضور کی تحریروں کے خلاف ہونے کے قابل اعتماد نہیں ہو سکتی اس میں خلاف تقوےٰ کونسی بات ہے آپ آزمائش والی توجیہہ کو تسلیم کر لیں تو میری پہلی تحریر پر کو اعتراض واقع نہیں ہوتا۔

نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت کے متعلق میرا نظریہ

دوسری روایت محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی اس لئے قابل التفات نہیں کہ ابھی کمسن بچی اس روحانی کیفیت کا ادراک ہی نہیں کر سکتی جس کا اظہار ان کی روایت میں موجود ہے بار بار اس کے ذکر کی ضرورت نہیں عقلمند خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں، نیز ان کی روایت بھی حضورؑ کی تحریروں کے صریح خلاف ہے۔ پھر محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ بھی اس روایت کے متعلق ساری عمر خاموش رہیں حالانکہ بقول نواب مبارکہ بیگم صاحبہ وہ الفاظ جو انہوں نے اپنی روایت میں نقل کئے ہیں حضورؑ نے حضرت بیوی صاحبہ کو ہی مخاطب کر کے فرمائے تھے۔

روایت گھڑنے کی چند مثالیں

پس خلاصہ کلام یہ کہ میں نے تو دونوں کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی طرف روایت گھڑنے کا الزام لگانے سے گریز کیا لیکن اب میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ آپ کی جماعت میں روایت گھڑنے کی مرض عام ہے خواہ اس کا محرک کچھ ہی ہو لیکن اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے فوراً روایت گھڑ لی جاتی ہے ذیل میں اس کی چند مثالیں آپ کے غور کے لئے لکھتا ہوں:۔

پہلی مثال

خلیفہ اول رضؓ کی وفات کے بعد جماعت سے جناب میاں محمود احمد صاحب کی خلافت منوانے کے لئے اس وقت یہ روایت گھڑی گئی تھی اور اس کی خوب تشہیر کی گئی تھی کہ انہوں نے خاکسار کو مصر میں (کیونکہ خاکسار اس وقت مصر میں تھا) اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ کی واپسی پر اگر ہم نہ ہوئے تو آپ آکر میاں محمود احمد سے قرآن پڑھ لینا۔ اس روایت کی میں متعدد مرتبہ پیغام صلح میں تردید کر چکا ہوں اور صاف لکھ چکا ہوں کہ ایسا کوئی خط مجھے نہیں ملا اور مطالبہ کر چکا ہوں کہ جس شخص نے یہ خط دیکھا ہے وہ سامنے آئے اور وہ اس خط کے دیکھنے کے متعلق شہادت دے لیکن نہ تو کبھی آج تک کسی شاہد کو پیش کیا گیا ہے اور نہ ہی باوجود تردید کے اس کو بار بار پیش کرنے سے باز آتے ہیں آج تک اسکو پیش کر کے فائدہ اٹھانے کی کوشش جاری ہے۔ چنانچہ کتاب "حیات نور" میں بھی جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے اس جھوٹی اور بالکل خلاف واقعہ اور بے بنیاد روایت کو درج کر دیا گیا ہے کیا تقوےٰ اسی کا نام ہے؟ مؤلف کتاب ہذا اپنی کتاب کے صفحہ ۷۵ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں اس روایت کا ذکر کرتے ہیں:۔

مصنوعی خط

" آپ نے (یعنی خلیفۃ المسیح اول رضؓ۔ ناقل۔) ایک مرتبہ شیخ عبدالرحمان

صاحب مصری لاہوری کو جو اس وقت مصر میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تحریر فرمایا:-

"تمہیں وہاں سے کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں جب تم واپس قادیان آؤ گے تو تمہارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور اگر ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا"

مندرجہ بالا الفاظ مؤلف صاحب نے یکم اپریل ۱۹۱۴ء کے "الفضل" سے نقل کئے ہیں۔

کیا مجھے مصر میں کسی عالم سے قرآن پڑھنے کی ضرورت تھی؟

مندرجہ بالا عبارت سے عیاں ہے کہ گویا میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی خدمت میں لکھا کہ میں مصر کے کسی عالم سے قرآن پڑھنا چاہتا ہوں اس کے جواب میں حضور نے مجھ کو مندرجہ بالا جواب دیا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھے وہاں قرآن پڑھنے کے لئے بھیجا ہی نہیں گیا تھا اور خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت اور حضور کی کتب کے مطالعہ سے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی صحبت اور ان کے درسوں سے استفادہ حاصل کرنے کے نتیجہ میں خاکسار کو اس وقت بھی قرآن کریم کا ... اتنا علم حاصل تھا کہ مصر کا کوئی عالم بھی قرآنی معارف بیان کرنے میں میرے پایہ کا نہ تھا بڑے سے بڑے عالم بھی میری تفسیر سن کر دنگ رہ جاتے تھے دو پایہ کے عالموں نے میرے سامنے صاف اقرار کیا کہ وہ دل سے دہریہ ہو چکے تھے اور قرآن کریم کو خدا کی کتاب نہیں سمجھتے تھے لیکن آپ کی بیان کردہ تفسیر سے ہمارے دلوں میں قرآن کریم کو خدا کی کتاب ماننے کے متعلق از سر نو ایمان پیدا ہوا ہے ایک عالم نے ایک مجمع میں میرے سامنے کہا کہ ان دنوں اگر شاویش صاحب مصر میں ہوتے تو میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ ان کے ہاتھ چومتے شاویش صاحب شیخ محمد عبدہ کے شاگرد تھے اور مصر میں ان کے علم اور ان کی تقریروں کی بڑی شہرت تھی۔

غرضیکہ نہ میں وہاں قرآن پڑھنے کے لئے گیا تھا اور نہ ہی ایسا سوال پیدا ہوتا تھا کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کو مجھے ایسا لکھنے کی ضرورت پیش آتی مندرجہ بالا روایت بنانے والے نے صریح جھوٹ سے کام لیا ہے

بالآخر مولوی شیر علی صاحب کو پیش کیا گیا لیکن انکی موت تک خاموشی۔

میرے بار بار کے مطالبہ پر مجھے مرعوب کرنے کے لئے عطاء اللہ صاحب وکیل جو راولپنڈی کی جماعت کے امیر تھے شاید آجکل بھی ہوں انہوں نے الفضل میں لکھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب اس روایت کے راوی ہیں ان کا خیال تھا کہ چونکہ خاکسار کے دل میں ان کی عزت ہے اس لئے میں ان کا نام سن کر خاموش ہو جاؤں گا مجھے چونکہ یقین تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بولیں گے اس لئے میں نے پیغام صلح کے ذریعہ مطالبہ کیا، مولوی صاحب موصوف خدا کے فضل سے زندہ ہیں ان سے کہئے کہ وہ اپنی شہادت شائع کریں۔ اس کے بعد بالکل خاموشی طاری ہو گئی اور حضرت مولوی شیر علی صاحب اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہے مگر انہوں نے اس بارے میں لب کشائی نہیں کی لیکن جب بھی اس سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ اب کتاب "حیات نور" میں بھی اسے شائع کر دیا گیا۔ میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ یہ روایت بالکل جھوٹی اور کسی دروغ باف کے دماغ کی پیداوار ہے ورنہ اس کا خارج میں کوئی وجود نہیں۔

دوسری مثال

حقیقۃ النبوۃ میں چند دوستوں کا حلفیہ بیان اس امر کو ثابت کرنے کے لئے درج کیا گیا ہے کہ تریاق القلوب میں جہاں حضرت اقدسؑ نے اپنے آپ کو "غیر نبی" لکھا ہے وہ تحریر حضور کی اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی تصنیف اور اشاعت سے قبل کی ہے لیکن جب میں نے اخبار الحکم کے اس وقت کے ریکارڈ سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ الفاظ قبل کے نہیں بلکہ بعد کے ہی ہیں تو اس کی تردید کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم ایڈیٹر الحکم کو ان کے فرزند محمود احمد صاحب عرفانی نے جو اس وقت اخبار الحکم کے ایڈیٹر بھی تھے اپنے والد صاحب کو بمبئی یا حیدرآباد میں لکھا کیونکہ شیخ صاحب مرحوم اس وقت وہاں تھے کہ یہ اعتراض ہوا ہے تو شیخ صاحب نے صرف یہ کہکر ٹال دیا کہ میرے پاس یہاں فائل نہیں ہے حالانکہ الحکم کا وہ خاص پرچہ جس کا میں نے حوالہ دیا تھا وہ آسانی سے منگوا سکتے تھے۔ شیخ یعقوب علی صاحب بھی حلفیہ بیان دینے والوں میں تھے جنہوں نے اپنے حلفیہ بیان میں یہ بھی لکھا تھا کہ جس طرح واقعات ظہور پذیر ہوتے تھے اسی طرح میں اپنے اخبار میں شائع کیا کرتا تھا ان کے علاوہ حلفیہ بیان دینے والے دوستوں کے نام حسب ذیل ہیں:-

(۱) مولوی سید سرور شاہ صاحب
(۲) پیر منظور محمد صاحب۔
(۳) میر مہدی حسین صاحب
(۴) منشی کرم علی صاحب کاتب
(۵) مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب۔

منصف مزاج احباب غور فرمائیں کہ اگر میرے اعتراض کا کوئی معقول جواب ممکن ہوتا تو الحکم کے اس وقت کے ایڈیٹر محمود عرفانی صاحب بجائے اپنے والد صاحب کی طرف اعتراض بھیجنے کے خود ہی اس کا جواب دے سکتے تھے ان کا عجز ثابت کر رہا تھا کہ اعتراض بالکل درست تھا جس کا جواب ان کے پاس کوئی نہ تھا اور یہ ایسا اعتراض تھا جس سے حضورؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کا سارا تانا بانا ہی ٹوٹ جاتا تھا۔ اور ٹوٹ بھی گیا۔ ہٹ دھرمی کی وجہ سے کوئی مانے یا نہ مانے یہ اور بات ہے لیکن جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے جو عمارت استوار کی تھی وہ اس اعتراض سے دھڑام سے نیچے آ گری تھی۔ اور اب تک گری ہوئی ہے کسی کو اس وقت تک اسے کھڑا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

اب دیکھو کہ کتنے دوستوں نے بغیر سوچے سمجھے محض جناب میاں صاحب موصوف کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے بالکل خلاف واقعہ حلفی بیان داغ دیئے۔

ان دوستوں کے متعلق بھی میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے عمداً جھوٹ سے کام لیا ہے ان کے متعلق بھی میرا یہی خیال ہے کہ ان کے دماغوں پر جناب میاں صاحب موصوف کے خیال کی درستگی کا اس قدر رعب طاری تھا اور اس کی قوت کا تسلط اس قدر چھایا ہوا تھا کہ ان کی قوت متخیلہ میں ان کو بھی یہی نظر آنے لگ پڑا کہ فی الحقیقت وہ صفحہ جس میں لفظ "غیر نبی" موجود ہے سنہ ۱۸۹۹ء کا ہی طبع شدہ ہے افسوس انہوں نے ریکارڈ دیکھے بغیر ہی حلفی شہادت لکھدی۔

تیسری مثال

پیر سراج الحق صاحب نعمانی لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت اقدسؑ سے ایک دن عرض کیا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی شائع کرنے پر ۹ سال گذر چکے ہیں کونسا لڑکا مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ فرمایا میں نے ابھی توجہ نہیں کی دوسرے دن فرمایا کہ توجہ کی تھی تو یہ آیت من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا الہام ہوئی اس کے بعد پہلے محمود سامنے آیا پھر بشیر سامنے آیا پھر شریف سامنے آیا تو الہام ہوا الاول فالاول اس پر جب میں نے غور کی کہ جس وقت کا آپ ذکر کر رہے ہیں اس وقت تو میاں شریف احمد پیدا ہی نہ ہوئے تھے تو وہ سامنے کس طرح آ گئے تو اس پر ایسی خاموشی طاری ہوئی کہ آخر زندگی تک نہ ٹوٹی۔ دوسری بات یہ ہے کہ الہامات حضور کے شائع شدہ ہیں کہیں اس الہام کا ذکر تک موجود نہیں لیکن حضور کے تمام الہامات شائع ہو چکے ہیں بلکہ اسی وقت شائع ہو جاتے تھے کیا یہ ممکن ہو سکتا تھا کہ صرف پیر صاحب ہی اس کو سنتے اور ایڈیٹر صاحبان اور ڈائری نویس جو ہر وقت موجود رہتے تھے اس الہام سے بالکل بے خبر رہتے اب آپ ہی بتلائیں کہ آپ کی جماعت کے راویوں کی روایات پر کس طرح اعتماد کیا جا

ایک مخلصانہ نصیحت

جناب ایڈیٹر صاحب محترم! اگر آپ برا نہ منائیں تو

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

کراچی میں تبلیغی سرگرمیاں

ہمارے معزز دوست شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام کراچی میں نہایت سرگرمی کے ساتھ تبلیغی کاموں میں مصروف ہیں، اس کا مختصر خاکہ جو انہوں نے اپنے تازہ خط میں لکھ کر بھیجا ہے حسب ذیل ہے :۔

ا۔ قریباً ہر روز مسجد میں صبح ۹ بجے تا ۱۲ بجے دوپہر تک بیٹھتا ہوں تا کوئی دوست سلسلہ کے متعلق گفتگو کے لئے آجائے تو اس کی تسلی تشفی کی جائے۔

ب۔ قریباً ہر روز مغرب کی نماز مسجد میں میری اقتدا میں ہوتی ہے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ مسجد آباد رہے (خدا کے فضل وکرم سے اب احباب سلسلہ زیادہ تعداد میں شامل ہو رہے ہیں نمازیوں کی تعداد سات آٹھ بعض اوقات دس احباب تک بھی ہو جاتی ہے)

(نوٹ) عشا کی نماز بھی با جماعت ہوتی ہے۔ مگر میری اقتدا میں نہیں۔ عشاء کی نماز میں میری شمولیت بہت وقت طلب ہے۔ اور صبح کی نماز میں اس لئے شامل نہیں ہو سکتا کہ اس وقت ذریعہ آمد و رفت .... کا کوئی انتظام نہیں اور اگر پیدل چل کر جاؤں تو رستہ پر خطر ہے کیونکہ بدقسمتی سے ہر شخص نے اپنے اپنے مکان میں کتا پالا ہوا ہے۔

(ج) قریباً ہر روز مندرجہ ذیل عزیزوں و عزیزات کو قرآن شریف اور اردو پڑھاتا ہوں :۔

(۱) عزیزہ بنت الرشید خواجہ محمود بیرسٹر

(۲) عزیز صاحبزادہ ڈاکٹر حسین صاحب (یہ صاحب ترینیڈاڈ کے رہنے والے ہیں چھ سات سال سے جماعت کے کاموں میں شامل نہ ہوتے تھے اب خدا تعالےٰ کے فضل سے نہ صرف عیدین اور بسا اوقات جمعہ کی نمازوں میں بھی شامل ہوتے ہیں بلکہ جماعت کو چندہ بھی دے رہے ہیں۔

(۳) عزیزات و عزیز جناب شیخ مقبول احمد صاحب انڈسٹریلسٹ

(نوٹ) اور بچوں کے پڑھانے کا بھی انتظام انشاءاللہ ہو جائے گا۔ کراچی میں موسم کی چھٹیاں آخر مئی تا ۱۵ ارجون تک ہوتی ہیں۔ اس کے بعد انشاءاللہ پڑھانے کی سرگرمیاں تیز ہو جائیں گی۔

(د) جو دوست نماز جمعہ میں تشریف نہیں لایا کرتے تھے ان کے گھروں میں جا کر نماز جمعہ کی فضیلت بتلا کر مسجد میں آنے کی دعوت دی جاتی ہے اور چندہ ماہوار ادا کرنے کی اہمیت بتلائی جاتی ہے

(نوٹ) جب نماز جمعہ صدر پڑھی جاتی تھی۔ تو نمازیوں کی تعداد ایک ہی کمرے میں محدود رہا کرتی تھی۔ جس میں زیادہ سے زیادہ تیس بتیس کے قریب حاضری ہوتی تھی، برعکس اس کے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اب عام طور پر نماز جمعہ میں پچاس ساٹھ بلکہ شروع شروع میں ستر سے بھی زائد احباب آجاتے تھے . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . . . عید الفطر اور عید الاضحےٰ میں احباب کی تعداد تین صد کے قریب تھی۔ ممکن ہے اس سے بھی زیادہ ہو لیکن میرا اندازہ یہی ہے، ہر دو نمازوں میں غیر احمدی احباب شامل ہوتے ہیں۔ کراچی میں گذشتہ ۱۵ سال کا میرا تجربہ یہ ہے۔ کہ عیدین پر احباب کی تعداد سو، سوا سو کے قریب ہوا کرتی تھی۔ اور خواتین بہت کم تعداد میں ہوا کرتی تھیں۔ اس عید الفطر کے موقعہ پر فطرانہ وغیرہ کی رقم پانصد کے قریب تھی اور عید الاضحےٰ کے موقعہ پر بھی کافی رقم جمع ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔

(ح) منسلکہ اشتہار سے معلوم ہوگا۔ کہ ہفتہ واری لیکچروں کا سلسلہ جاری کیا تھا۔ لیکن اپنے احباب اس میں شامل نہیں ہوتے اور بوجہ گرمی اس سلسلہ کو جولائی کے مہینہ تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔

(و) بدقسمتی سے ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ . . . . . . POLITICS ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے کراچی میں ان کا کوئی بُرا اثر جماعت پر نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ جب کبھی بھی اس معاملہ میں کوئی بات ہوئی ہے تو میری بات کو معقول ہی سمجھا گیا ہے۔ اس لئے میں اسکو اتنا اہم نہیں سمجھتا۔ اور یقین کامل ہے کہ خدا تعالےٰ یہاں پر جماعت کی مضبوطی کا انتظام کر دے گا۔ اور یہ امور خود بخود اپنی موت آپ ہی مر جائیں گے۔

(نوٹ) اب میں یہ پروگرام بنا رہا ہوں۔ کہ یہاں کے جو چیدہ چیدہ علماء ہیں اُن کے پاس خود جا کر جماعت کے عقائد اور اصول پیش کروں دہلی میں اس پروگرام میں خدا تعالےٰ نے بہت کامیابی عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالےٰ خود بخود اس جماعت کی بنیادوں کو مضبوط کر دے گا اور ایسے دوستوں سے بھی ملاقات ہے جن کے ہاں احمدی مستورات نہیں۔ یا جن خاندانوں نے احمدیوں کے ہاں اپنی بچیوں کے رشتے کئے ہیں۔ کامیابی اللہ تعالےٰ کے فضل پر ہے

شیخ عبدالحق۔ کراچی

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اللہ تعالےٰ ایسے اشخاص کو بہت برا سمجھتا ہے جو لوگوں کو ایسا وعظ کرتے ہیں جن پر خود عامل نہیں اور ان کے اعمال ایسے ہیں جن کے لئے قرآن و حدیث میں کوئی جواز نہیں۔ یا ایھا الذین لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون (۶۱: ۲) دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتب افلا تعقلون (۲: ۴۴)

ایسے ریاکار واعظ قوم کے اخلاق کو تباہ کر رہے ہیں۔ کسی اسلامی ملک میں ایسے آدمی پنپنے لگ جائیں تو صالح معاشرہ تخلیق نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ ایسی حالت کا نقشہ بہت سے اشعار میں کھینچتے ہیں اشعار یہ ہیں ؎

ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی

(غلام قادر۔ ڈار)

الفضل کے جائزہ پر تبصرہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

ایک مخلصانہ نصیحت پر ختم کرتا ہوں اور وہ یہ کہ خدا پرست بنو، انسان پرست نہ بنو، حضرت مسیح موعودؑ ہمیں خالص توحید پر قائم کرنے کے لئے آئے تھے ماسوا اللہ کے تمام بت خواہ وہ انسان ہوں یا غیر انسان ہوں ہمارے دلوں سے نکال دیئے تھے آپ بھی آیت قرآنی اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام بتوں کو دل سے نکال دیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد اور حضور کے خاندان کے تمام افراد کے حقیقی خیر خواہ بن کے دکھائیں ان کی غلطیوں پر ان کو ہمیشہ متنبہ کرتے رہیں نہ یہ کہ ان کی ہر غلط سلط بات کی تائید شروع کر دیا کریں۔ اللہ تعالےٰ سب کو حق پر چلنے اور ساتھ ہی حق گوئی کی بھی توفیق عطا فرمائے

آمین

جلسہ ہائے یوم وصال

راولپنڈی میں جلسۂ یوم وصال

جماعت احمدیہ راولپنڈی نے یکم جون ۱۹۶۴ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کے سلسلہ میں جلسہ کا انتظام کیا۔ جلسہ کی کارروائی الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کی صدارت میں پانچ بجے شام شروع ہوئی۔ محترم شیخ عبدالعزیز صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ پھر راغب الدین احمد متعلم درجہ ہفتم نے درثمین سے حضرت امام الزمانؑ کا کلام پڑھا۔ ازاں بعد محترم شیخ عبدالعزیز صاحب نے حضرت اقدسؑ کی وفات پر مولانا عبداللہ العمادی ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر کا تعزیتی اداریہ پڑھ کر سنایا جس سے عیاں ہوتا ہے کہ حضرت کی خدمات اسلامی کا اعتراف آپ کے معاصرین کو بھی کرنا پڑا۔ اس کے بعد مظفرالدین احمد صاحب طالبعلم جماعت دہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے عشق قرآن پر ایک مضمون پڑھا جس میں بتایا کہ حضرت کی یہ خصوصیت ان کو دیگر مجددین سے ممتاز کرتی ہے اور آپ نے قرآن کریم کے محاسن اور خوبیوں کو جس طرح آشکارا کیا ہے وہ بلاشبہ ایمان کو ثریا سے واپس لاتا ہے۔ ازاں بعد ڈاکٹر محمود احمد داؤد زئی صاحب نے ایک عالمانہ تقریر کی اور بتایا کہ اس میں کلام نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کی آیات قطعیہ اور احادیث صحیحہ سے حضرت مسیحؑ کی وفات ثابت کی ہے اور یوں کسر صلیب کی پیشگوئی آپ کی بعثت سے پوری ہو چکی ہے مگر اس سے بڑھکر آپ نے مغربی فلسفہ۔ الحاد۔ لادینیت اور مادیت پر بھی ضربہائے کاری لگائی ہیں اور قرآن کریم کے پیش کردہ فلسفہ۔ اخلاقیات۔ روحانیات الہیات اور علمی انکشافات سے ایک جہان کو روشناس کرایا ہے۔ آپ کے دعوے کی صداقت اور آپ کے مستجاب اللہ ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ قادیان جیسے دور افتادہ گاؤں کا رہنے والا ایک مرد مجاہد جو کسی یونیورسٹی کا فارغ التحصیل نہیں مغربی دنیا کے بڑے بڑے مفکروں اور فلاسفروں کے نظریات کو غلط ثابت کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے ہمعصر مفسر قرآن اور دیگر نامور مفکروں اور فلاسفروں کے غیر اسلامی نظریات کو قبول کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے تھے۔ حضرت اقدس کا پیدا کردہ علم الکلام امام الکلام ہے۔ اور ضرورت ہے کہ ان خزائن کو جملہ ضرورتمندوں میں تقسیم کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

حضرت مسیح موعودؑ کے متبعین کا فرض ہے کہ وہ حضرت کے کلام کی کثرت سے اشاعت کریں تاکہ نور ایمان کی دولت سے محروم لوگ امام مہدی کے خزانوں کی تقسیم سے فیض یاب ہوں اور آب زلال کے جاں بلب تشنگان اس چشمۂ رواں سے سیراب ہو کر اس کی مسیحائی پر گواہ ہوں۔ ڈاکٹر صاحب جب جلسہ میں تشریف لائے تو انہیں ۱۰۴ درجے کا بخار تھا۔ اس کے باوجود آپ نے پچاس منٹ تک اپنی فاضلانہ تقریر جاری رکھی۔ آپ کے بعد صاحب صدر نے حاضرین کو خطاب کیا اور بتایا کہ انہیں بچپن میں ہی قادیان جانے اور حضرت کی زیارت کا موقعہ ملا تھا حضرت اقدس کی دعوت پر لبیک کہنا خوش قسمتی ہے کیونکہ احمدیت قبول کرنے والا فی الحقیقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو پورا کرتا ہے کہ:-

"تم میں سے جو کوئی بھی مسیح موعود
کا زمانہ پائے تو اسکو میرا
سلام پہنچائے۔"

الحاج فاروقی صاحب نے حضرت اقدسؑ کے اپنے مریدوں سے تعلقات اخوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ والد صاحب مرحوم (حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور) اہل و عیال کو ساتھ لے کر قادیان گئے۔ ان دنوں ہم بہن بھائی چھوٹے چھوٹے تھے۔ ریل بٹالہ تک جاتی تھی۔ اس سے آگے اکوں اور بہلیوں پر سفر کیا جاتا تھا کوئی پختہ سڑک یا بھی راستہ نا ہموار تھا۔ حضرت کو جب ہمارے آنے کا علم ہوا تو ہمارے لئے ایک بہلی بٹالے بھیج دی تاکہ ہم اکہ کی تکلیف دہ سواری سے بچ جائیں۔ اور جب ہم قادیان پہنچے تو ہمیں اپنی رہائش گاہ کے قریب ہی دارالبرکات میں ٹھہرایا۔ اور پھر خود .... ہمارے لئے چارپائیوں کو سٹور سے نکلوا کر بھیجتے رہے۔ جب کھانے کا وقت آیا تو ہمارے لئے بہت سا کھانا اپنے گھر سے بھجوا دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ شیر خوار بچوں کے لئے خاص طور پر دودھ منگوا کر بھجوا دیا۔ الغرض اپنے مریدوں سے آپ بڑی شفقت سے پیش آتے اور ان کے آرام کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ اخلاق کا یہ نمونہ ہمیں عام پیروں اور سجادہ نشینوں میں نظر نہیں آتا۔ یہ مجلس قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی اور ساڑھے چھ بجے ختم ہوئی۔

نوٹ:- جلسہ میں مستورات بھی کثرت سے شریک ہوئیں۔ بعد میں احباب کی شربت سے تواضع کی گئی۔

خاکسار:- محمد نصیر اللہ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (برانچ لاہور)
350/H کالج روڈ راولپنڈی

مسجد احمدیہ پشاور میں جلسہ یوم وصال

مورخہ ۲۶/۵/۶۴ بوقت ۴ بجے شام جماعت احمدیہ کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن صدر جماعت پشاور منعقد ہوا۔

جلسہ کا آغاز صاحبزادہ فضل حق صاحب نے تلاوت قرآن شریف سے کیا۔ بابو محمد صادق صاحب نے کتنی توجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے پاک ارشادات پڑھ کر سنائے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم جو آپ نے اپنی جماعت کے لئے لازمی قرار دی ہے وہ حاضرین کے سامنے پیش کی۔ عزیزم محمد جمیل الرحمان نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور اعلیٰ کردار پر تقریر کی۔ عزیز موصوف نے حضرت کا دوستوں سے سلوک بچوں سے سلوک اور بیویوں سے سلوک کو نہایت واضح الفاظ میں بیان فرما کر ہمیں ان کے اخلاق اپنانے کی ہدایت کی۔

پھر راقم الحروف نے تحریک احمدیت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ یہ تحریک اسلام سے الگ چیز نہیں۔ یہ علیحدہ فرقہ نہیں۔ بلکہ بانی تحریک نے قرآن حکیم کے اس پاک ارشاد کے تحت ولتکن منکم امۃ "یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر" نہیں اس وقت جب کہ مسلمان سیاسی اور روحانی طور پر نہایت گر چکے تھے۔ یہ اعلان کیا کہ:-

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"۔

محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار ہے

حضرت مسیح موعود ایک جری پہلوان کی طرح میدان میں آئے اور زندہ خدا کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اسلام کے ہر معاند کو مقابل پر بلایا اور آپ نے معاندین اسلام پر پے در پے حملے کئے۔ اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آپ نے اشاعت اسلام۔ اشاعت قرآن کو دنیا میں پھیلانے کے لئے مجاہدین کی ایک فوج تیار کی۔ خدا کے فضل سے آپ نے نہایت کامیابی سے کسر صلیب اور قتل خنزیر کا کام سرانجام دیا۔ صلیبی مذہب کا عملی طور پر آپ نے خاتمہ کر دیا۔ آج کوئی عیسائی ایک احمدی بچہ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ناپاک گندہ دہن آریوں کی آپ نے ناکہ بندی کی۔ اور ہزارہا دلائل سے اسلام کی صداقت کو پیش کر کے دنیا کو یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا۔ کہ اگر کوئی مذہب قابل قبول ہے

خواتینِ احمدیہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس

تنظیم خواتین احمدیہ لاہور کا تربیتی ماہانہ اجلاس بڑی شان و شوکت سے ۵ رجون کو مرکزی مسجد میں ہوا۔ اس میں گلبرگ مسلم ٹاؤن اور بہت سے دُور دور کے جگہوں کی بیگمات نے شرکت کی۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت امیرایدہ اللہ سے درخواست کی گئی کہ وہ مسجد کے مردانہ حصہ کو خالی کرادیں تاکہ جلسہ وہاں کیا جائے۔ کیونکہ عورتوں کی کثرت کیوجہ سے گیلری تنگ ہو رہی ہے۔ چنانچہ حضرت امیر نے اعلان کرکے مردوں کو نماز جمعہ کے بعد جلد مسجد چھوڑ دینے کے لئے فرمایا۔ اور سب خواتین نیچے مسجد میں آگئیں۔ جلسہ پونے تین بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک یاسمین دختر چوہدری عبدالمجید صاحب نے کی۔ پھر محترمہ عبادت خانم صاحبہ نے حمدِ داعظم کا کچھ حصہ پڑھکر سنایا۔ اس کے بعد چھوٹی لڑکیوں مسرت اور یاسمین نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم :-

"خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے"

پڑھکر سنائی۔ ان لڑکیوں کے بعد بیگم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ڈینٹل سرجن نے ایک مدلل پر معنی اور واضح لیکچر میں احمدیت پر بصیرت افروز روشنی ڈالی۔ جس کو انشاءاللہ پیغام صلح کی آئندہ اشاعت کے لئے بھجوایا جائے گا۔ پھر عزیزہ بشریٰ اور رفعت نے اسلام کی ترقی کے بارے میں نظم مترنم آواز میں سنائی۔ ان کے بعد محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ نے سادہ موثر اور پرجوش لیکچر کیا۔ تمام خواتین نے بڑی دلچسپی سے اسے سنا۔ لیکچر کا عنوان "احمدیت کی ضرورت" تھا۔ فاطمہ حکیم صاحبہ کے لیکچر کو صفحہ خواتین میں اشاعت کے لئے بھجوایا جا رہا ہے جو کسی آئندہ اشاعت میں درج ہو گا۔ تاکہ باقی خواتین سلسلہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

پھر رفعت اور فرحت نے دعائیہ نظم پڑھی ابھی فرحت جبین اور رخشندہ صاحبہ کی تقریر باقی تھی مگر وقت کی کمی کے باعث انہیں اگلے جلسہ کے لئے ملتوی کرنا پڑا۔ کیونکہ جلسہ پورے چار بجے ختم کر دینا تھا اور پونے چار ہو چکے تھے۔ کوکا کولا، فینٹا اور سیون اَپ سے عورتوں کی تواضع کے بعد جلسہ بخیر و خوبی سرانجام پایا۔ دعا ہے مولا کریم سب بہنوں کو ایسے اجتماعات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب بہنوں کا تعاون ہی اس جلسہ کی اصل رونق ہے ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کچھ نہیں

ایک شخص اکیلا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ ہمیں اس دفعہ مسلم ٹاؤن سے بہت سی بہنوں کی تشریف آوری کی توقع تھی۔ اطلاعی خطوط بھی تقریباً سب کو لکھے گئے تھے۔ ہر گھر کی بزرگ ہستی کو ایک خط ضرور روانہ کر دیا گیا تھا کہ وہ خود رضاکارانہ طور پر اپنی بہو اور بیٹیوں کو لے کر آئیں۔ لیکن سوائے چند کے باقی نہیں آسکیں ضرور کوئی [illegible] ہو گئی ہو گی۔ ہم اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ناامید نہیں وہ ضرور سب کو کسی نہ کسی دن کشاں کشاں اس مرکز تک جو حضرت مسیح موعود کی یادگار اور ہمارے بزرگانِ دین کی قیام گاہ رہا ہے لے آئے گا۔

میری نظر کرشن نگر، داتا دربار۔ بین پورہ اور دوسرے اردگرد کے بہت سے مقامات کا تعاقب کر رہی ہے۔ ابھی ابھی بیگم صاحبہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا معذرتی فون ملا ہے کہ وہ سخت علالت کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکیں۔

میری دعا ہے کہ مولائے کریم انہیں اپنی خاص مہربانی سے صحت اور کام کرنے والی زندگی سے نوازے تاکہ وہ بھی شریک ہو کر ہمارے جلسہ کی رونق کو بڑھا سکیں۔

والسلام
خاکسار بیگم فاضل رمضان احمدیہ بلڈنگس لاہور

وسطی یورپ (برلن، جرمنی) میں خدا کا پہلا گھر جسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے تقریباً
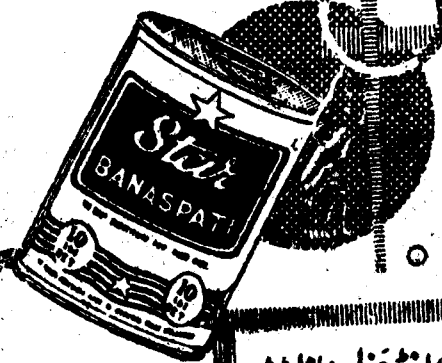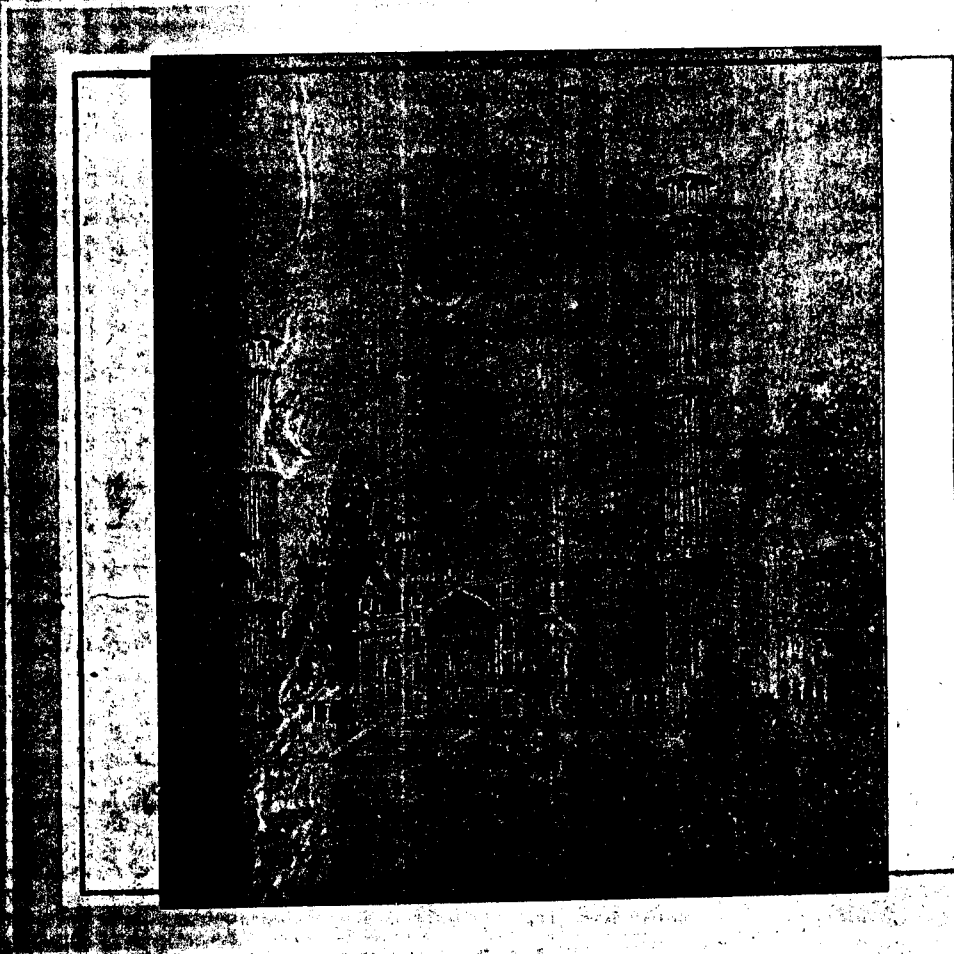
(تقریر مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۷۴ء فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے بر موقعہ یوم وصال حضرت مسیح موعود)

مامورین الٰہی کی صداقت کے معیار
حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشانات

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون -

خواتین و حضرات!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان جلیلہ اور خدمات دینیہ کے متعلق میرے فاضل اور مکرم بزرگ مولنٰا عبدالرحمٰن صاحب مصری نے بڑی تفصیل سے آپ کے سامنے روشنی ڈالی ہے میں صرف ایک دو باتیں حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندے جو دنیا میں آتے ہیں۔ ان کی شناخت کے کچھ معیار ہوتے ہیں وہ مامورین الٰہی ایسی باتیں کرتے ہیں جو بظاہر عقل اور مشاہدہ کے منافی نظر آتی ہیں۔ ان باتوں کو سن کر عام آدمی ان بزرگوں کو دیوانہ کہتے ہیں۔ مجنون کہتے ہیں اور مجذوب کہتے ہیں۔ ان مامورین الٰہی کی صداقت کا معیار یہ ہے کہ خدا تعالےٰ ان کی تائید۔ نصرت اور حمایت فرماتا ہے دوسرے یہ کہ ان لوگوں میں کمال کی مستقل مزاجی ہوتی ہے استقلال اور ہمت کی صلاحیتیں حیادہ گر ہوتی ہیں قرآن کریم کی یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اس میں مقربین الٰہی کا بیان ہے۔ جو لوگ خدا کو رب قرار دیتے ہیں اور پھر اس ایمان پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ جو غم اور خوف کے وقت اُن کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کی تائید و حمایت ان کے شامل حال ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بےشمار مثالیں ایسی ہیں جن میں یقین اعتماد۔ بھروسہ۔ توکل، استقامت اور جرأت دکھائی دیتی ہے۔ استقامت تو آپ کی ساری زندگی میں نظر آتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی نصرت، حمایت اور حفاظت کے معجزانہ رنگ بےشمار ہیں۔ جو آپ کے شامل حال رہے۔

حضرت اقدسؑ کی عربی تصانیف

حضرت مرزا صاحب کے مخالفین آپ کی عربی دانی کے قائل نہیں تھے۔ کیونکہ آپ نہ دیوبند کے فارغ التحصیل تھے اور نہ کسی اور دینی یونیورسٹی سے مستند تھے۔ آپ کے ایک لائق مرید حضرت مولانا عبدالکریم صاحب جو بہت پڑھے لکھے اور عالم فاضل تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت میں فرمایا کہ آپ عرب کی دنیا میں دعوت و تحریک کے لئے ایک تصنیف عربی زبان میں رقم کریں۔ حضرت صاحب نے بڑی صفائی سے فرمایا کہ میں زیادہ عربی دان نہیں ہوں۔ میں پہلے اردو میں مضمون لکھوں گا۔ پھر آپ اور مولانا نورالدین صاحب اس کو عربی میں ترجمہ کرکے شائع کر دیں۔ یہ آپ کی صفائی قلب اور نیک نیتی کی دلیل ہے۔ یہ واقعہ بالکل اسی قسم کا ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذرا۔ جب فرشتہ نے آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اقرأ۔ تو آپ نے فرمایا ما انا بقارئ۔ حضورؑ نے بھی یہاں نیک نیتی اور صفائی قلب کا اظہار کیا کہ میں پڑھنا لکھنا کچھ نہیں جانتا۔ خدا کے بندے فریب اور بناوٹ نہیں جانتے۔ جب اللہ تعالےٰ ان کو اپنی جناب سے کسی کام پر مامور کرتا ہے تو پھر وہ اپنے موقف کو بڑے زور اور استقلال کے ساتھ اور جرأت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے تو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی عرضداشت پر تامل کا اظہار فرمایا لیکن جب لکھنا شروع کیا تو اس کے اندر ایسا اعجاز آیا کہ کیا کہنے۔ آپ نے اردو میں لکھنے کا خیال ظاہر کیا لیکن اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ عربی میں لکھیں اور جب آپ نے لکھنا شروع کیا تو اللہ تعالےٰ نے اعجازی رنگ میں نصرت فرمائی اور ایک بےنظیر تصنیف تیار ہو گئی۔

آئینہ کمالات اسلام میں جو حصہ عربی میں "تبلیغ" کے زیر عنوان ہے۔ یہی سب سے پہلی وہ تحریر ہے جو مولانا عبدالکریم صاحب کی تحریک پر لکھی گئی اور اس میں خدا تعالےٰ کی نصرت کا ایک نیا ہی رنگ تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک رات میں خدا تعالےٰ نے مجھے چالیس ہزار مادے زبان عربی کے سکھائے ہیں

. . . .

خطبہ الہامیہ

حضرت صاحب دوستوں کو کثرت سے اپنے ہاں آنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔ سالانہ جلسہ اور عیدین پر دور دور سے لوگ حاضر ہوا کرتے تھے اور روحانی تعلق کی بنا پر لوگ جوق در جوق کھچے چلے آتے تھے۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو عیدالاضحےٰ کے موقعہ پر حضرت صاحب نے احباب کو شرکت کے لئے خاص دعوت دی۔ کئی سو احباب مختلف جماعتوں کے قادیان میں جمع ہو گئے۔ عرفہ کا دن اور عید سے پہلی رات آپ نے دعاؤں میں گذار دی اور بڑی دعائیں کیں دین کی نصرت کے لئے۔ اسلام کے غلبہ کے لئے۔ عید کے دن صبح الہام ہوا۔

"عربی میں تقریر کرو۔ تمہیں قوت دی گئی"

نیز الہام ہوا۔

"کلام افصحت من لدن رب کریم"

چنانچہ عید کے بعد آپ نے عربی زبان میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت مولنٰا نورالدین۔ اور مولینا عبدالکریم صاحب کو یہ خطبہ لکھنے پر مامور کیا گیا حضرت صاحب نے فی البدیہہ عربی میں تقریر شروع کی اور فصاحت و بلاغت کا ایک دریا بہا دیا عربی فقرات کی آمد کا یہ حال تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب جو بڑے عالم اور انشاء پرداز اور زود نویس بھی تھے بعض اوقات رُک جاتے تھے اور دوبارہ وہ الفاظ دریافت کرتے تھے چنانچہ حضرت اقدس انہیں دہرا دیتے تھے۔ یہ خطبہ جو فصیح و بلیغ عربی میں ارتجالاً پڑھا گیا اللہ تعالےٰ کی نصرت اور تائید کا ایک خاص نشان تھا۔ اور جب یہ چھپ کر شائع ہوا تو اہل علم کی حیرانی کا موجب ہوا۔ اور لوگ دنگ رہ گئے۔

لوگوں کو خیال تھا کہ حضرت صاحب دوسروں سے عربی لکھواتے ہیں۔ بعض لوگ آپ کا اس طور پر امتحان لینا چاہتے ہیں۔ ایک عرب شخص تھا۔ جو عربی کا ماہر تھا۔ وہ قادیان میں کچھ عرصہ ٹھہرا۔ وہ ہر روز بڑی محنت کرکے عربی زبان میں خط لکھتا اور اس وقت آپ کو دیتا۔ جب آپ سیر کے لئے نکلتے ......

حضرت صاحب اس خط کے پشت پر ہی جواب لکھ کر اس کے حوالہ کر دیتے۔ یہ شخص آپ کے خطوط جمع کرتا رہا اور بعد میں اس نے اپنے محنت سے لکھے ہوئے خطوط اور حضرت صاحب کے عجلت میں لکھے ہوئے جواب کا مقابلہ کرکے گواہی دی کہ حضور کی عربی دانی کے سامنے اس کی کوئی حقیقت نہ تھی حالانکہ وہ اہل زبان بھی تھا۔

مولوی عبداللہ ٹونکی صاحب لاہور کے ایک مشہور عربی دان تھے۔ انہوں نے بھی حضرت صاحب کا امتحان لینا چاہا۔ انہوں نے ایک مولوی صاحب کو خط دیا اور ہدایت کی کہ اس کا جواب اپنے سامنے

(باقی بر صفحہ ۲۷)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۴ جون ۱۹۶۴ء

ایک غلطی کا ازالہ

نوائے وقت مورخہ ۲۳ جون ۶۴ء کی یہ خبر نہایت تعجب اور افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ

"گورنر مغربی پاکستان نے ایک اردو پمفلٹ "ایک غلطی کا ازالہ" کی تمام جلدیں بحق سرکار ضبط کر لی ہیں، یہ پمفلٹ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو لکھا تھا اور الشرکت الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ نے اسے شائع کیا تھا، اس پمفلٹ میں ایسا مواد موجود تھا جس سے مختلف فرقوں کے مابین دشمنی اور منافرت کے جذبات پیدا ہونے کا امکان تھا"

اس خبر پر جس قدر تعجب اور افسوس کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ "ایک غلطی کا ازالہ" کو شائع ہوئے چونسٹھ سال کا عرصہ ہونے کو ہے اور ایک نہیں اس کے بیسیوں ایڈیشن اس عرصہ میں شائع ہو چکے ہیں اس طویل عرصہ میں ایک مرتبہ بھی اس پمفلٹ کی بناء پر کوئی فرقہ وارانہ دشمنی اور منافرت کے جذبات کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ پھر سمجھ نہیں آتا کہ آج کونسی بات پیدا ہو گئی ہے جس سے کسی ایسے امکان کا خیال پیدا ہوا ہے۔ سب سے بڑھ کر حیرانی کی بات یہ ہے کہ خود اس پمفلٹ کے اندر کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو "مختلف فرقوں" سے تعلق رکھتی ہو، اس میں تو حضرت مرزا صاحب نے صرف اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو مسئلہ نبوت کے متعلق ان کے بعض مریدین میں پائی گئی۔ آپ نے اس میں اپنے متعلق صرف بروزی اور ظلی نبوت اور فنا فی الرسول ہونے کی حیثیت کی وضاحت فرمائی ہے اور کسی بھی دوسرے فرقے کا قطعاً کوئی ذکر اس میں موجود نہیں نہ کسی دوسرے فرقہ کے عقائد پر کوئی جرح کی ہے نہ اشارتاً یا کنایتہً کسی فرقہ وارانہ بات کا ذکر کیا ہے صرف اپنے مریدین ہی کو اس میں مخاطب کیا ہے، اور مریدین میں سے کسی ایک فرد کے دل میں بھی اس سے منافرت کا کوئی جذبہ نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی امکان ہے، پھر سمجھ نہیں آتا اس پمفلٹ سے مختلف فرقوں کے مابین دشمنی اور منافرت کے جذبات پیدا ہونے کے امکان کا خیال حکومت کو کس طرح پیدا ہو گیا۔

ہم گورنر صاحب مغربی پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ازراہِ کرم پمفلٹ کی ضبطی کے حکم پر نظر ثانی فرمائیں اور جس قدر جلد ممکن ہو اس حکم کو واپس لیکر جماعت احمدیہ کے دونو فریقوں کو شکریہ کا موقعہ دیں ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اس پمفلٹ میں کوئی ایسا مواد موجود نہیں جس سے مختلف فرقوں کے مابین دشمنی اور منافرت پیدا ہونے کا ذرہ بھر بھی امکان ہو، اور نہ ہی چونسٹھ سال کے طویل عرصہ میں جو اسے شائع ہوتے ہوئے گذر چکا ہے کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوا جس سے کسی ایسے امکان کا شبہ بھی پیدا ہو سکتا ہو، ایسی حالت میں اسکی ضبطی کسی غلط فہمی کے ماتحت ہوئی ہے۔ جس کا ازالہ جتنی جلدی ہو سکے ہو جانا چاہیئے۔

اس اداریہ کے لکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک وفد آج مورخہ ۲۴ جون ۱۹۶۴ء کو کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی کے سلسلہ میں ہوم سیکرٹری مغربی پاکستان سے ملاقات کے لئے جا رہا ہے۔ تفصیل آئندہ اشاعت میں دی جائے گی۔

تبصرہ

المسلم۔ مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کا سہ ماہی مجلہ

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کے قابل ہیڈ ماسٹر چوہدری عبد المجید صاحب اپنی گوناگوں قابلیتوں کی وجہ سے سکول کی زندگی میں روز افزوں تازگی اور انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ آپ اس سکول کو تعلیمی، اخلاقی اور ادبی اعتبار سے دوسروں سے ممتاز اور بلند کرنے کے لئے ہمیشہ نت نئی تدابیر کرتے رہتے ہیں، رسالہ ہذا کا اجراء بھی انہی تدابیر کا ایک حصہ ہے۔

اس وقت اس رسالہ کی دوسری جلد کا پہلا شمارہ ہمارے سامنے ہے جس میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلم کے کردار اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی نظر میں مومن کی صفات پر چند جواہر پارے نقل کرنے کے علاوہ تربیت کردار کے عنوان سے ہیڈ ماسٹر صاحب کی ایک تقریر درج کی گئی ہے، جو انہوں نے سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں انجمن طلباء سابق کے اجلاس میں فرمائی۔ اس تقریر میں ہیڈ ماسٹر صاحب نے طلباء کی اخلاقی تربیت کی اہمیت کا اولین درجہ دینے کی ضرورت کا اظہار کرتے ہوئے ان تدابیر کا بالتفصیل ذکر کیا ہے جو انہوں نے اپنے سکول کے طلباء کی ذہنی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت کرنے اور ان کی صلاحیتوں اور استعداد کو نشوونما دینے کے لئے اختیار کر رکھی ہیں۔ یہ تقریر اس قابل ہے کہ اسے تمام سکولوں کے اساتذہ اور ہیڈ ماسٹر صاحبان غور اور توجہ سے پڑھیں اور اپنے اپنے سکولوں میں ان کو زیر عمل لا کر طلباء کی زندگیوں کو سنوارنے کی کوشش کریں۔

ایک اور مضمون "قومی تعمیر میں ہماری اخلاقی ذمہ داریاں" کے عنوان سے درج ہے، جو محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے طلباء سکول سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اس مضمون میں پاکستان اور ہندوستان کا اپنی اپنی اقلیت کے ساتھ سلوک کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی مساوات و رواداری پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے، قابلِ احترام وہی ہے جو خدا کا خوف رکھتا ہو اور اپنے کردار و عمل کو مسلمان بنانے کی نصیحت کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ مختلف اساتذہ اور طلباء کے مختلف موضوعات پر دلچسپ مضامین درج ہیں اور اس لحاظ سے رسالہ گوناگوں اخلاقی و ادبی جواہر پاروں کا ایک دلچسپ گلدستہ بن گیا ہے جو ہر صاحب علم اور ہر استاد کے لئے خواہ کسی سکول سے تعلق رکھتا ہو، ایک خضر راہ کا کام دے سکتا ہے۔

ٹائیٹل پیج پر سکول کے ایک طالب علم مرزا محمد اسلم کی تصویر دی گئی ہے جو سیکنڈری سکول کے امتحان میں مسلم ہائی سکول نمبر ۱ سے 725 نمبر لے کر اول آیا ہے۔

امام صاحب مسجد ووکنگ جنوبی امریکہ کے دورہ پر

شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ آجکل جنوبی امریکہ اور ٹرینیڈاڈ کے دورہ پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں، وہ سری نام (ڈچ گیانا) سے اپنے تازہ مکتوب میں رقمطراز ہیں :—

یہاں گورنر جنرل اور وزیر اعظم سے ملاقات کرچکا ہوں۔ اور دونوں میری ایک تقریر میں جو ۱۵ ؍جون ۱۹۶۲ء کو ہوگی آ رہے ہیں۔

ٹرینیڈاڈ میں خدا کے فضل سے دورہ بہت کامیاب رہا۔ میں نے اس مختصر مدت میں ۴۰ (چالیس) لیکچر دیئے ہوں گے۔ مخالف پارٹی کے لوگوں نے میرے جلسے میں آنے سے لوگوں کو سخت منع کیا، اخبارات میں میرے خلاف خطوط لکھے کہ یہ شخص دشمن اسلام ہے۔

اور ایک مسجد میں تو اس امر کا اعلان کیا گیا کہ جو شخص بھی میرے ساتھ تعلق رکھے گا دشمن اسلام سمجھا جائے گا۔ اور جو میرے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے ساتھ بھی تعلق رکھے گا وہ بھی دشمن اسلام سمجھا جائے گا۔ جب میرے خلاف اس فتوے کا خوب چرچا ہوا تو ایک پندرہ سالہ بچی نے جو میرے لیکچروں میں آیا کرتی تھی، مجھے ایک تسلی کا خط لکھا کہ اگر آپ کے ساتھ تعلق رکھنے سے کوئی شخص دشمن اسلام بن جاتا ہے تو میں اس ملک میں سب سے بڑی دشمن اسلام ہوں۔ ایک اور صاحب نے ایک جلسہ میں اعلان کیا کہ اگر یہ صاحب دشمن اسلام ہیں تو خدا ایسے دشمن اسلام اور یہاں بھیجدے۔ اخبارات میں جو ان لوگوں نے خطوط لکھے اس کے جواب کے لئے خدا نے انہی لوگوں میں سے آدمی کھڑے کر دیئے۔ بہرحال یہ بہت ہی طویل داستان ہے لوگوں کے روکنے کے باوجود ہر جلسہ میں کثرت سے لوگ آتے۔ ایک عیسائی لڑکی نے اسلام قبول کیا۔ سینکڑوں لوگ سلسلۂ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہیں۔

قادیانی جماعت کے مبلغ نے دشمن اسلام تو نہیں کہا لیکن اپنے اشتہار میں "خطرناک منافق" کے خطاب سے نوازا۔ غرض ان دو ماہ میں مخالف و موافق گروہوں میں میرے لیکچروں کا چرچا ہوتا رہا۔

۱۳ ؍جون کو مسلم لیگ کی کونسل کی میٹنگ بلائی گئی جس میں کچھ بحث و تمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ جو لوگ احمدیہ انجمن کے ممبر بننا چاہتے ہیں انہیں اس کا اختیار ہے۔ اس وقت تک سات آدمیوں نے اپنے احمدی ہونے کا اعلان کیا۔ جن کے نام ذیل میں درج ہیں :—

(۱) لطیف محمد صاحب

(۲) مسٹر فرزند علی صاحب

(۳) مسٹر محمد یعقوب خان صاحب۔ امام مسجد سان فرنانڈو۔

(۴) مسٹر ذل دین۔ امام مسجد گیس پاری لو۔

(۵) مسٹر محمد ایوب خان صاحب

(۶)۔ مسٹر عزیز احمد صاحب پریزیڈنٹ مسلم لیگ جو میرے میزبان ہیں۔

(۷) مسٹر فضل حسین صاحب

مولوی امیر علی صاحب بھی اس مجلس میں شریک تھے انہوں نے بھی کھل کر اب اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ احمدی ہیں۔ اس طرح ان کو ملاکر آٹھ افراد ہو جاتے ہیں۔

اب یہ معزز الاکین دوسرے لوگوں کو سلسلہ میں شرکت کی دعوت دیں گے۔ یہاں احمدیت کی باقاعدہ بنیاد پڑگئی ہے۔ خدا اس پودے کی حفاظت فرمائے اور اسے سرسبز کرے۔

یہاں کی لیگ نے حال ہی میں اپنی یوتھ موومنٹ کا مجھے سرپرست بنایا ہے۔ جو میں نے قرآن کلاس شروع کی تھی وہ انشاء اللہ جاری رہے گی۔ گذشتہ منگل کو انہوں نے الوداعی ڈنر دیا۔ بعض لوگ الوداعی تقریر کرتے کرتے اتنے آب دیدہ ہوگئے کہ اپنی تقریریں مکمل کئے بغیر بیٹھ گئے۔

جن لوگوں نے میرے دشمن اسلام اور منافق ہونے کا پروپاگنڈا کیا تھا یہ اس کا اثر تھا کہ سینکڑوں لوگ میرے مخلص دوستوں کے حلقہ میں شامل ہوگئے۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کے فضل کا نتیجہ ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

میں یہاں (سری نام) سے ۸ ؍ تاریخ ماہ حال کو واپس ٹرینیڈاڈ چلا جاؤں گا۔ وہاں ایک لیکچر از ہے باقی کوشش کروں گا کہ مزید لوگ سلسلہ میں شامل ہو جائیں۔ ۲۸ ؍ کو گرینیڈا .... میں لیکچر ہے۔ یہ ایک اور نزدیکی جزیرہ ہے۔ پھر بار بیڈس میں ایک تقریر ہے۔ اس کے بعد نیویارک جاؤں گا اور وہاں سے واپسی ہوگی۔ احباب کو السلام علیکم۔ والسلام۔ مخلص محمد طفیل

اخبار احمدیہ

اعلیٰ امتحانات میں کامیابی

—— چوہدری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر۱ لاہور لکھتے ہیں :—

(۱) میرے بڑے لڑکے چوہدری منور احمد نے گذشتہ سال کیمیکل ٹیکنالوجی میں ایم۔ ایس۔ سی پاس کیا تھا۔ امسال جولائی میں بغرض ٹریننگ امریکہ جا رہے ہیں۔ انہیں ایک پرائیویٹ فرم نے اس کام کے لئے منتخب کیا ہے ٹریننگ کا عرصہ غالباً چھ ماہ ہوگا۔ بزرگان سلسلہ سے دعا ہے کہ وہ اس بچے کے لئے درد دل سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس بچے کے دل میں خدمت دین کا جذبہ پیدا کرے اور وہ اپنے ملک اور قوم کا نام بلند کرنے کے قابل ہو۔

(۲) میرے دوسرے لڑکے چوہدری منیر احمد نے اس سال بی ایس سی آنرز (جیالوجی) میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کرکے گولڈ میڈل اور سکالرشپ حاصل کیا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ اس بچے کی بہتری اور ترقی کے لئے دعا فرماویں تاکہ ایم ایس سی میں بھی وہ اوّل پوزیشن حاصل کرکے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرسکے اور اس کے دل میں اپنے دین اور سلسلہ سے محبت اور خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔

اس خوشی کے موقعہ پر میں انجمن کی خدمت میں دس روپیہ کا ناچیز ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ والسلام

عبدالحق

مسلم ہائی سکول نمبر۱ کا یوم الدین

—— ۲۱ ؍جون ۱۹۶۲ء کو بروز اتوار مسلم ہائی سکول نمبر۱ لاہور میں یوم والدین منایا گیا۔ جس میں مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے طلباء کے والدین اور سرپرستوں سے خطاب کرتے ہوئے بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ان کے فرائض پر تقریر فرمائی۔ اس جلسہ کی مفصل روئداد آئندہ درج ہوگی۔

رخصتانہ اور عطیہ

—— پیرزادہ مصباح الدین صاحب کی صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ کی رخصتی کی تقریب مورخہ ۱۹ ؍جون ۱۹۶۲ء کو عمل میں آئی اس خوشی میں پیرزادہ صاحب نے مبلغ دس روپے انجمن کو مرحمت فرمائے۔ جزاہ اللہ۔ نکاح اس سے قبل محلہ مریڑ حسن راولپنڈی میں پیرزادہ فضل حق ولد پیرزادہ عفیف احمد صاحب کے ساتھ بتقرر دس ہزار روپیہ حق مہر پڑھا جاچکا تھا۔

(باقی بر صفحہ ۲۶)

احکامِ الٰہی جن پر عمل کرنے سے بامن اور بہشتی زندگی میسّر آسکتی ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ جون ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا - وات ذالقربی حقہ ..... ولا تقتلوا اولادکم - ولا تقربوا الزنی - ولا تقتلوا النفس - ولا تقربوا مال الیتیم - واوفوا الکیل ...... الخ
ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔
(بنی اسرائیل)

بامن اور بہشتی زندگی گذارنے کے لئے ہدایات

ان دو رکوع میں ایک قوم، ایک جماعت یا ایک بستی کے متعلق کچھ ہدایات بیان کی گئی ہیں، وہ ہدایات اس مقصد کے لئے بیان کی گئی ہیں، کہ ایک قوم جماعت اور بستی کس طرح سے بامن زندگی گذار سکتی ہے۔ امن کی زندگی، جنت اور بہشت کی زندگی ہوتی ہے صحابہ کرام رضنے ان ہدایات پر عمل کیا اور اس جنتی اور بہشتی زندگی کا نمونہ پیش کیا۔ ان آیات میں لکھا ہے کہ قوم و جماعت کی بھلائی کے لئے اور اس میں امن پیدا کرنے کے لئے

بنیادی بات — ایمان باللہ

پہلا نسخہ یہ ہے کہ تم خدا کو مانو اور یقین کرو کہ وہ خدا ہمارے دلوں کو دیکھتا ہے وہ ہر وقت اور ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ نسخہ کسی قوم میں امن پیدا کرنے کے لئے بنیاد کے طور پر ہے اور یہ تمام قسم کی نیکی کو پیدا کرنے اور تمام قسم کی بدی کو روکنے کے لئے بنیادی نسخہ ہے۔ فرمایا:
وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ - خدا تعالےٰ نے ایک حکم حتمی طور پر دیا ہے کہ صرف خدائے احد کی پرستش اور اس کی فرمانبرداری کرنا۔ اس نے انسان کو صلاحیتیں اور استعدادیں بخشی ہیں اور کائنات کو انسان کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ اس کے احسانات کو مدنظر رکھ کر اس کی فرمانبرداری کرنا ہے یہ کسی قوم کے اندر امن پیدا کرنے کے لئے ضروری حصّہ ہے۔

والدین کیساتھ حسنِ سلوک کرو

خدا تعالےٰ کی عبادت کا مقصد یہی ہے کہ انسان کے معاملات اس کے حالات اس کا میل جول اٹھنا، بیٹھنا درست ہو جائے اسی لئے اس کے بعد معاملات کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ:
وبالوالدین احسانا اپنے ماں باپ سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ جن کی وجہ سے تم نے دنیا میں قدم رکھا ہے۔ تم گوشت کا لوتھڑا تھے اس وقت انہوں نے تمہاری حفاظت کی، خود تکلیفیں اٹھائیں اور تمہیں آرام پہنچایا۔ تمہاری تعلیم و تربیت کے لئے ہزار مشکلوں کا سامنا کیا۔ فرمایا خدا کی عبادت کے بعد تم ان کی فرمانبرداری کرو۔ ان کی تعظیم کرو۔ ان کا ادب کرو۔ ان کے لئے بے ادبی کا لفظ منہ پر مت لاؤ۔ بلکہ دعا سکھائی کہ رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا۔ اے مولا! تو ان پر رحم فرما، میں جب چھوٹا تھا۔ تو انہوں نے مجھے شفقت سے پالا پوسا۔ ان سے تواضع اور انکساری سے پیش آؤ۔ ماں باپ سے ادب اور تعظیم شروع ہو۔ یہ بطور بیج ہے کہ جو اولاد ادب اور لحاظ کرنا سیکھتی ہے وہ امن کی زندگی بسر کرتی ہے۔

اقرباء اور مساکین وغیرہ کا حق ادا کرو

اس کے بعد فرمایا وات ذالقربی حقہ اپنے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور ان پر مال صرف کرو۔ اس مال میں ان کا حق ہے اسی طرح مساکین کا تمہارے مال میں حق ہے۔ مسافر کا تمہارے مال میں حق ہے۔ اس حق کو ادا کرو لیکن اس خدمت کا احسان مت جتلاؤ اس سے نیکی برباد ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو رشتہ داروں کی دستگیری تو کرتے ہیں لیکن پھر اسکو جتلاتے بھی ہیں ایسا کرکے وہ صرف اپنے احسان و سلوک کو ہی برباد نہیں کرتے بلکہ انکو دکھیا کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے خدا کو ناراض کر لیتے ہیں اور اپنے عزیزوں کو دکھیا کرتے ہیں۔

اولاد کی تکریم کرو

اس کے بعد فرمایا لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ جہاں کے لئے والدین کی تعظیم و ادب کی تلقین کی ہے وہاں ماں باپ کو بھی حکم ہے کہ اولاد کی عزت و تکریم کریں۔ اکرموا اولادکم اپنی اولاد کی تکریم کرو۔ اولاد قوم کے نوجوان بھی ہیں قوم کے بزرگوں کو قوم کے نوجوانوں کی تکریم کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کی تکریم کرنا سیکھیں انہیں او بے تو بے نہ کرکے مخاطب کریں .... انکے ساتھ محبت اور عزت کا سلوک کریں۔

بدکاری کے قریب مت جاؤ

پھر قوم میں امن قائم کرنے کے لئے فرمایا:
ولا تقربوا الزنی بدکاری کے قریب مت جاؤ۔ بلکہ فرمایا کہ ایسی مجالس میں شرکت نہ کرو جن میں بدکاری کی طرف لے جانے والی باتیں ہوں۔ ایسے کپڑے نہ پہنو اور اس قسم کی زینت نہ کرو جس سے انسان کی طبیعت بدکاری کی طرف مائل ہو۔ آج اخبار میں لکھا ہے کہ امریکہ میں چونکہ مرد و عورت کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں وہاں ہزار لاکھ آدمی ایسے ہیں جن کا باپ کوئی نہیں ہے۔ ایسا ہی انگلستان، فرانس، جرمنی، اٹلی میں کئی لاکھ بچے بغیر باپ پیدا ہوئے۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ وہاں کے لوگ اس پر روتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ جن راستوں پر چلنے سے بدکاری پیدا ہو وہ خراب ہیں ان راستوں پر مت چلو۔ جب پاکستان وجود میں آیا میں اس سال مری میں تھا اس وقت کچھ بے پردہ عورتیں نظر آئیں۔ میں نے خیال کیا کہ ہندو عورتیں ہیں۔ دوسرے سال وہاں اس سے بھی زیادہ بے پردہ عورتیں نظر آئیں۔ آہستہ آہستہ اب یہ حال ہو گیا ہے کہ اُن کے بازو ننگے کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ ترقی کے لئے جا رہی ہے آہستہ آہستہ یہ روش ہم کو اس مقام کی طرف لے جا رہی ہے جہاں نتائج بڑے خطرناک ہوں گے مسلمان عورت کو چاہیئے کہ وہ عفت اور پاکبازی جو اسلام نے قائم کی اسکو قائم رکھنے کا طریق ہاتھ سے جانے دے اور ان طریقوں پر مضبوطی سے پابند رہے ہیں

سے عفت قائم رہتی ہے۔ عفت عورت کا تاج ہے آج مسلمان عورت دنیا بھر کی عورتوں میں سب سے زیادہ عفیفہ ہے۔ یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے اس کو چاہیئے اپنے تاج کے کسی موتی کو ٹوٹنے نہ دے بدکاری سے قتل مقاتلہ ہوتا ہے کہ اس نے فلاں لڑکی سے ناجائز حرکت کی تھی۔ اس لئے مار دیا گیا۔ پھر اس قاتل کے قتل کی باری آتی ہے اور اس طرح قتل مقاتلہ جاری رہتا ہے۔ فرمایا ولا تقتلوا النفس کسی کی جان مت لو۔ جان اور مال کا تلف کرنا اسلام کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے۔

یتیم کا مال مت کھاؤ، عہد پورا کرو

پھر فرماتا ہے ولا تقربوا مال الیتیم کسی یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ اوفوا بالعھد۔ عہد کو پورا کرو۔ اوفوا الکیل ناپ تول۔ لین دین میں عدل سے کام لو۔ ذالک خیر و احسن تاویلا۔ اس کے نتائج بہت عمدہ ہیں۔ ان پر عملدرآمد کرو۔ تا تمہارے دلوں میں ٹھنڈک پیدا ہو۔ اور اعتماد پیدا ہو۔

علم کے بغیر زبان نہ کھولو

پھر فرمایا ولا تقف مالیس لک بہ علم۔ جس بات کا تمہیں علم نہ ہو جو چیز تمہیں سمجھ نہ آتی ہو اس کے متعلق غلط بیانی نہ کرو۔ غلط افواہیں نہ اڑاؤ۔ مسائل میں جلد زبان نہ کھولو۔ دین کو بعض لوگوں نے مشغلہ بنا رکھا ہے۔ امام مالکؒ کو کسی شخص نے کہا کہ فلاں مسئلہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا لاادری۔ پھر اس نے کہا کہ یہ مسئلہ کیا ہے تو پھر بھی جواب انہوں نے دیا کہ لاادری وہ شخص کہنے لگا کہ اگر تمہیں یہ مسئلے نہیں آتے تو پھر تمہیں کیا آتا ہے؟ اس پر امام مالک فرمانے لگے کہ میری لاادریاں تو اتنی ہیں کہ اگر تمہاری ماں کے پاس اتنی مینگنیاں ہوں تو وہ دولت مند ہو جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایُّ سماء تظلنی وایُّ ارض تقلنی اذا قلت فی کتاب اللہ مالا اعلم۔ کون آسمان مجھ پر سایہ افگن ہوگا اور کونسی زمین مجھے اپنی پیٹھ پر اٹھائے گی اگر میں خدا کے کلام کے متعلق منہ کھولوں جبکہ مجھے کچھ علم نہ ہو۔

حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا اَبّاً کے کیا معنی ہیں فرمایا مجھے نہیں آتے اور ایک ڈنڈا اپنی پیٹھ پر مارا کہ تکلیف ہو کہ تجھے اتنا علم بھی نہیں۔ تو خواہ مخواہ کے مسائل کرتے رہنا اچھا نہیں اس سے دین میں غلطیاں پیدا ہوتی ہیں۔

کان، دل اور آنکھ کی ذمہ داری

پھر فرمایا ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ کان آنکھ اور دل سے پوچھا جائے گا۔ ان کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ان ذمہ داریوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ کان۔ آنکھ کا کام علم حاصل کرنا ہے غلط اور بدی کا علم حاصل کرنا نہیں چاہیئے کہ زبان پر ضبط ہو۔ درشتی نہ ہو۔ غیبت نہ ہو۔ قولوا للناس حسنا۔ بات خوبصورت کرو۔ اور ایسی جس میں بھلائی اور بہتری ہو۔

ان احکام پر عمل کی ضرورت

تو یہ احکام الٰہی ہیں۔ ان پر چل کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے امن و امان کا نمونہ پیش کیا۔ ہر زمانہ میں اور ہر وقت ان پر کوئی قوم چل کر وہ نمونہ پیدا کر سکتی ہے۔ اگر ایک ایک فرد قرآن کریم کے احکام پر عمل کرے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل کرے تو افراد کے مجموعہ سے قوم بنتی ہے اس طرح ساری قوم معاشرہ کا مثالی نمونہ پیش کر سکتی ہے۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دعاؤں کی ضرورت

ملک عبدالغنی صاحب امپیریل الیکٹرک کمپنی والے کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ انہوں نے پہلے بھی دو تین دفعہ اپنی صحتیابی کے لئے دعا کی تحریک کی تھی۔ آج بھی اُن کا رقعہ ملا ہے ان کے لئے درد دل سے دُعا کریں۔

ڈاکٹر حسن علی صاحب کے رشتہ دار سلطان محمود صاحب اچانک بیمار ہو گئے ہیں۔ ان کو ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے ...... صحت کے لئے دعا فرمائیں محمد زمان صاحب نواب شاہ (سندھ) سے چل کر لاہور پہنچے یہاں دو تین دن رہے بیمار رہے۔ ان کو ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے وہ بہت بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں اور جو احباب مختلف عوارض میں اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے لئے دعا کریں۔

ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے شعبہ مفت اشاعت کے لئے ایک کلرک کی ضرورت ہے جو جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتا ہو۔ تجربہ کار اور پرانا ہو۔

درخواستیں معہ کوائف اور تنخواہ جو کم از کم مطلوب ہو جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

جماعت کراچی کے انتخابات

انخویم مکرم کرنل سعید احمد صاحب۔
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مقامی جماعت کراچی کے عہدیداران کا انتخاب مورخہ ۲۹ ۵/۶ کو بعد از نماز جمعہ عام اجلاس میں ہوا اور حسب ذیل قرار دادیں اور انتخابات طے پائے۔ یہ اجلاس زیر صدارت شیخ میاں فاروق احمد صاحب منعقد ہوا۔

(۱)۔ یہ قرار پایا کہ مینیجنگ کمیٹی جس کا وجود پہلی مرتبہ نومبر ۱۹۶۱ء میں بسلسلہ تعمیر مرکز قائم ہوا تھا۔ اس کو برابر جاری رکھا جائے اور اس کے کل ممبران کی تعداد دس ہو جس میں عہدیداران شامل ہوں۔ کورم پانچ ممبران کا ہو۔

(۲)۔ یہ قرار پایا کہ سابق پریذیڈنٹ شیخ میاں مقبول احمد صاحب پھر پریذیڈنٹ مقرر ہوں اس کے ساتھ ایک وائس پریذیڈنٹ کی تجویز پاس ہوئی جس کے لئے شیخ اے آر ناظر صاحب منتخب ہوئے۔

(۳)۔ سیکرٹری کے انتخاب میں سابق سیکرٹری میاں رحیم بخش صاحب منتخب لئے گئے۔

(۴)۔ محاسب کے عہدہ کے لئے محمد حسن خان صاحب کا انتخاب ہوا۔

(۵)۔ مندرجہ بالا چار عہدیداران کے علاوہ مینیجنگ کمیٹی کے حسب ذیل چھ ممبر منتخب ہوئے۔

(۱)۔ شیخ مولوی عبدالحق صاحب
(۲)۔ ڈاکٹر یوسف احمد صاحب
(۳)۔ ڈاکٹر ایس۔جی۔ مجتبیٰ صاحب
(۴)۔ شیخ محمود احمد صاحب آف کیفے گرانڈ۔
(۵)۔ ایم اے باسط صاحب
(۶)۔ چوہدری امجد خان صاحب

یہ قرار پایا کہ ان انتخابات کی اطلاع مرکزی انجمن لاہور کو دی جائے۔

والسلام
رحیم بخش۔ کراچی

درخواست دُعا

خان عبدالعزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل ملتان ابھی تک بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ انکی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ خدا اللہ ماجور ہوں۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

"الفضل" کے جائزہ پر تبصرہ
دشمنی اور دوستی کا صحیح مفہوم
اور
حضرت اقدس کے بعض الہامات کی تشریح

دشمن کون اور دوست کون

محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت پر میری تنقید کا محرک جناب ایڈیٹر صاحب نے "محمود دشمنی" کو قرار دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کوئی شخص دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ بھی کسی غلط امر کو اپنی تنقید کا نشانہ بنا سکتا ہے اپنے اس قول سے کہیں ایڈیٹر صاحب المرء یقیس علٰی نفسہ کا مصداق تو اپنے آپ کو ثابت نہیں کر رہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ کسی کے خلاف لکھتے ہیں۔ دشمنی کی بنا پر ہی لکھتے ہیں للہیت کا شائبہ تک اس میں نہیں ہوتا۔ ایڈیٹر صاحب پر واضح ہو کہ مومن کے دل میں کسی شخص کی ذات سے دشمنی ہوتی ہی نہیں اس کا دل دشمنی اور بغض کے جذبات سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ اس کی دشمنی کسی شخص کی غلطیوں سے ہوتی ہے خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے جن کی اصلاح کا وہ خواہاں ہوتا ہے اس کی مساعی کا رخ ہمیشہ انہی کو مٹانے کی طرف ہوتا ہے کاش آپ ان الفاظ کو لکھتے وقت اتنا ہی سوچتے کہ ایک احمدی جو اپنے ناملدار آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے انتہا احسانات کے نیچے دبا ہوا ہو وہ کبھی اپنے آقا کی اولاد سے دشمنی کر سکتا ہے ایڈیٹر صاحب کو دوستی اور دشمنی کے صحیح مفہوم سے بھی ناواقفی معلوم ہوتی ہے۔ ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اصلی دوست اور حقیقی خیر خواہ کسی کا وہی شخص ہوتا ہے جو اس کے عیوب سے اس کو آگاہ کر کے ان کے چنگل سے اسے نکالنے کی کوشش کرے نہ وہ جو عیوب کو دیکھے اور غلطیوں کا مشاہدہ کرے اور اس کو ان سے نکالنے کی کوشش کی بجائے جھوٹی خوشامد اور بے جا چاپلوسی کے ذریعہ اس کو ان غلطیوں پر قائم رکھنے کے لئے اسے ترغیب دلاتا ہے۔ ایسا شخص درحقیقت دوستی کا نہیں بلکہ دشمنی کا پارٹ ادا کر رہا ہوتا ہے۔

خاکسار نے جو خطوط جناب میاں صاحب موصوف کو لکھے اور جواب کسی سے بغیر میری اجازت حاصل کئے اور بغیر میرے علم اور مرضی کے انہیں شائع کر دیا ہے ان کو پڑھ کر دیکھ لیں کہ کس قدر حقیقی خیرخواہ اور ہمدرد دوست ہونے کا حق ان میں ادا کیا گیا ہے لیکن حاشیہ برداروں نے اپنی چاپلوسی کے ذریعہ خاکسار کی خیرخواہانہ نصیحت پر عمل کرنے سے انہیں روک دیا۔ اگر جناب میاں صاحب موصوف خاکسار کی نصیحت پر عمل کرتے اور چاپلوسوں کی باتوں پر کان نہ دھرتے تو آج ان کا وہ حشر نہ ہوتا جو آج سب کو نظر آ رہا ہے۔ لیکن دوستی کے پردہ میں دشمن کا پارٹ ادا کرتے ہوئے آپ لوگ اسے بھی دن رات چھپانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کے متعلق میرے دلی جذبات

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی موجودہ حالت میرے لئے خوشی کا نہیں بلکہ رنج اور صدمہ کا موجب ہو رہی ہے میں حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کو حضور کے صحیح عقائد پھیلانے والے اور اعمال صالحہ میں سب پر سبقت لے جانے والے دیکھنے کا دل سے متمنی ہوں میری دلی خوشی اسی میں ہے کہ ان کو تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن رہنے والے اور دوسروں کو انہی راہوں پر چلانے والے دیکھوں۔ خدا کرے کہ حضورؑ کے خاندان میں کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جماعت کے عقائد کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے یا خود میاں صاحب محترم ہی صحت مند ہو کر حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کے متعلق خود اپنی ہی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کر کے اپنی جماعت پر حضور کا اصلی مقام واضح کر دیں تا غیروں کو جو حضور پر ہنسی اڑانے کا موقعہ مل رہا ہے وہ دور ہو جائے۔ میری دلی دعا ہے کہ خدا وہ دن جلد لائے۔ آمین

. . . .

میری تنبیہ پر میاں صاحب موصوف کا رویہ

میں نے اپنے مذکورہ بالا خطوط میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہاموں کی بنا پر جناب میاں صاحب موصوف کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ان کی موجودہ حالت جس کو وہ اپنے زعم میں تائید الٰہی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں دیرپا نہیں رہے گی بلکہ اس پر لامحالہ زوال آئے گا اور ضرور بالضرور آپ الٰہی گرفت کے شکنجہ میں آئیں گے مگر طاقت کے نشہ میں انہوں نے میری اس مخلصانہ تنبیہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا مگر حضرت اقدس کے الہامات میں ایک ایسی بات بھی تھی جس نے ان کو گھبراہٹ میں ضرور مبتلا کر دیا جس کا ثبوت آگے چل کر پیش کیا جائے گا چنانچہ جو کچھ میں نے آج سے قریباً دس سال قبل لکھا تھا وہ آج حرف بحرف پورا ہو چکا ہے اور اس کی صداقت ہر بینا کو نظر آ رہی ہے عمداً کوئی آنکھیں بند کر لے تو اور بات ہے۔

حضورؑ کے الہامات میں ۳۰ سال بعد پیش آنے والے واقعات

چونکہ حضورؑ کے یہ الہامات حضور کے دعویٰ مجاب اللہ ہونے کی صداقت پر زبردست دلیل کا کام دے رہے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کو مختصر تشریح کے ساتھ ذیل میں درج کر دوں۔

۹ر فروری ۱۹۰۸ء کو مندرجہ ذیل آٹھ الہامات حضور پر یکے بعد دیگرے نازل ہوئے ان الہامات میں اللہ تعالیٰ نے ان واقعات کا صحیح نقشہ پیش کر دیا ہے جو ۳۰ سال بعد وقوع میں آنے والے تھے جو جناب میاں محمود احمد صاحب کی بے جا تعلیوں اور خدا کے مقرب بندہ اور خدا کے موعود خلیفہ ہونے کے غلط دعاوی کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہونے والے تھے ان واقعات کا تعلق چونکہ خاکسار کے ساتھ بھی تھا اس لئے اشارۃً اس کا ذکر بھی الہامات میں موجود ہے۔

واقعات کی نوعیت

یہ واقعات چونکہ اس نوعیت کے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس بلند مقام قرب کو بھی بعض لوگوں کی نظر میں مشتبہ بنا دینے کا موجب ہو سکتے تھے اور فی الحقیقت ہوئے بھی جو خدا تعالیٰ کے حضور ان کو حاصل تھا چنانچہ کئی لوگ ان کے نتیجہ میں دہریہ ہو گئے اور کئی لوگ جماعت کو چھوڑ گئے اور کئی منافقانہ زندگی بسر کرنے پر قانع رہے جس پر خود جناب میاں صاحب موصوف کے بعض خطبے بھی دال ہیں نوبت یہاں تک پہنچی کہ خوابوں میں بھی ان کو منافق ہی منافق نظر آنے لگ پڑے۔ اس لئے ان الہامات کو حضورؑ کے اس مقام کے بیان سے کیا گیا ہے جس پر خدا تعالیٰ نے حضور کو کھڑا کر کے دنیا کے لئے

بطور امام مبعوث فرمایا تھا تاواقعات پیش آمدہ حضور کو امام تسلیم کرتے ہیں ورنہ ک نہ بن سکیں حضور کی پوزیشن کو واضح کر دینے کے بعد الہامات میں ایسے ہی واقعات کیطرف اشارہ کیا گیا ہے اور آخر میں اس الہام کا ذکر ہے جو جناب میاں صاحب پر الٰہی گرفت کی طرف اشارہ کر رہا ہے جس کی طرف اشارہ میں نے سنہ ۱۹۳۷ء میں اپنے خطوط میں کر دیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ ان الہامات کی جو تشریح میں نے اسوقت سمجھی تھی وہی درست تھی۔

الہامات کی تشریح

اس کے بعد میں نمبروار ان الہامات کی تشریح پیش کرتا ہوں۔

پہلا الہام

انت امام مبارک یعنے تو ایک مبارک امام ہے۔ واقعات پیش آمدہ لوگوں کو تیرے امام مبارک ہونے کے متعلق شبہات میں مبتلا نہ کریں وہ لوگ جو جناب میاں صاحب کی وجہ سے اس قسم کے شبہات میں مبتلا ہیں وہ اس الہام پر غور کریں اور اپنے قلوب کو اس قسم کے شبہات سے پاک کر کے حضور کے دامن کے ساتھ دلی اخلاص سے وابستہ رہیں۔ ورنہ وہ اس وعید الٰہی کا شکار بن جائیں گے جس کا ذکر دوسرے الہام میں موجود ہے۔ امام کا لفظ دلالت کر رہا ہے اس بات پر کہ اس زمانہ میں قابل اقتداء نمونہ آپ ہی ہیں اور مبارک کا لفظ بتلا رہا ہے کہ آپ ہی خدائی برکتوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں آپ سے علیحدہ رہنے والے ان برکتوں سے محروم رہیں گے۔

دوسرا الہام

لعنة اللہ علی من کفر۔ یعنے خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہوگی جو اس امام مبارک کا انکار کریں گے۔ لعنت کا مفہوم یہی ہے کہ خدا سے ان کا تعلق منقطع ہو جائے گا اور قرب الٰہی ان کو حاصل نہیں ہوگا انکار خواہ علانیہ ہو اور خواہ صرف دل میں ہی اس کی بو ہو اور ظاہر میں ماننے کا اقرار کیا جا رہا ہو نتیجہ خدا سے دوری ہی ہوتی ہے۔ واقعات اس الہام کی صداقت پر شاہد ہیں جن لوگوں نے تمرد انکار سے کام لیا وہ سب قرب الٰہی کی نعمت سے محروم ہو گئے۔

تیسرا الہام

انی معک فی السماء والارض۔ میری معیت یقیناً تیرے شامل حال ہے۔ آسمان اور زمین دونوں اس کے شاہد ہیں چنانچہ آسمان نے حسب پیشگوئی نبی کریم صلعم رمضان میں مقررہ تاریخوں پر سورج اور چاند گرہن کے ذریعہ شہادت دے کر اس حقیقت کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ حضور ہی سچے مہدی ستھے پھر ذوالسنین ستارہ نے نکل کر مزید تصدیق کر دی پھر بارشوں کے متعلق مختلف پیشگوئیوں نے پورا ہو کر سوالے پر سہاگا کا کام کیا پھر ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کی پیشگوئی کے مطابق کہ ۱۳ مارچ تک کوئی نشان ظاہر ہوگا عین ۱۳ مارچ کو آسمان نے ایک آتشی گولہ دکھلا کر دنیا کو حیرت میں ڈال دیا، وہ گولہ ایسا ہولناک تھا کہ اسکو دیکھ کر دل کانپ اٹھے اور کئی لوگ بے ہوش ہو گئے غرضیکہ آسمان نے کئی رنگوں میں اس بات کو ثابت کر دیا کہ خدا کی تائید اور معیت اس امام مبارک کے ساتھ ہے اسی طرح زمین نے ان پیشگوئیوں کے مطابق کبھی طاعون کی شدت کے ذریعہ اور کبھی ہیضہ اور دیگر مختلف وباؤں کے ذریعہ اور کبھی سیلابوں اور قحط کے ذریعہ اور کبھی زلازل اور طوفانوں کے ذریعہ اس معیت کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اس امام مبارک کی صداقت پر دلالت کرنے والے اس قدر ثبوتوں کو مشاہدہ کرنیکے بعد کسی دوسرے شخص کی قابل اعتراض حالت کی بناء پر اس امام کا انکار کرنا اور اس سے بدظن ہونا کہاں کی عقلمندی ہے۔

چوتھا الہام

انی معک فی الدنیا والاخرۃ۔ یعنی یقیناً میں دنیا میں بھی تیرے ساتھ ہوں دنیا میں ساتھ رہنے کا ثبوت تو واضح ہے آپکو الہامات کے ذریعہ بکثرت اس امر کی بشارت دی گئی کہ تیرے دشمن تجھے گرانے اور ذلیل کرنے یہاں تک کہ قتل کرنے کے لئے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے لیکن خدا تعالےٰ ان کی ہر کوشش کو ناکام بنا دے گا اور ان کے ہر شر انگیز اقدام سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ دشمنوں نے اس امام مبارک کو سنگین ترین مقدمات میں پھنسا کر قید کروانے اور پھانسی پر لٹکوانے کی انتہائی کوششیں کیں لیکن ان کی یہ سب مساعی اکارت گئیں اور خدا کا مامور خدائی پیشگوئیوں کے مطابق ہر مقدمہ میں عزت کے ساتھ بری ہوتا رہا۔ ان کی قتل کرنے کی کوششیں بھی بار آور نہ ہو سکیں غرضیکہ پیشگوئیوں کے مطابق ان دشمنوں کو اپنی ہر کوشش میں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا اور ان کے بالمقابل حضور ہمیشہ کامیاب اور بامراد ہی رہے، یہ تمام امور یقینی ثبوت ہیں اس بات پر کہ دنیوی زندگی حضور کی خدائی معیت کے تحت ہی بسر ہوتی رہی ہے اور حضور ہمیشہ کامیابی اور خوشحالی سے ہی ہمکنار رہے ہیں۔

غرضیکہ حضور قرآنی دعا ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار کا پورا پورا مصداق ثابت ہوئے ہیں دنیا میں بھی آپ کو ہر ایک قسم کی حسنہ سے وافر حصہ ملا رزق کی فراوانی، عزت کا مقام خدمت دین کی توفیق، ہزاروں لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستہ پر گامزن کرا دینے کی توفیق دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی، غرضیکہ دنیا کی کوئی بھی حسنہ نہیں جس سے اس امام مبارک کو وافر حصہ نہ ملا ہو کاش لوگ آنکھیں کھولیں اور اس امام مبارک کی صداقت کے نشانوں کو کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے اس کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر خدمت دین میں لگ جائیں اور ان برکتوں سے حصہ لیں جو اس امام کے ساتھ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ دنیاوی زندگی میں معیت کا ثبوت یقینی دلیل ہے اخروی زندگی میں معیت پر اخروی زندگی کے متعلق وعدوں کے ایفا کو قرآن کریم ہمیشہ دنیوی زندگی کے وعدوں کے ایفا سے ہی ثابت کیا کرتا ہے۔

پانچواں الہام

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی معیت یقیناً انہی لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو تقوےٰ اللہ کے ماتحت اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں تقوےٰ اللہ کو کماحقہ ملحوظ رکھتے ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ گویا اس الہام میں تمام ان لوگوں کو جو حضور کے دعوے کے متعلق شک کی مرض میں مبتلا ہیں یا جن کے متعلق اندیشہ ہے کہ بعض دوسرے لوگوں کے بعض امور کو دیکھ کر شک میں مبتلا ہو جائیں بتلایا ہے کہ حضور کے ساتھ معیت الٰہی کا ثبوت تو تمہارے سامنے ہے اور وہ ایسا واضح ہے کہ اس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا تو پھر اس قانون الٰہی پر غور کرو جو سب کے نزدیک مسلم ہے کہ خدا کی معیت ہمیشہ کامل طور پر تقوےٰ اللہ کی شرائط کو پورا کرنے والوں کے ہی شامل حال ہوا کرتی ہے پس یہ قانون یقیناً تمہاری رہنمائی اسی طرف کرے گا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے نزدیک یقینی طور پر متقی ہیں معمولی متقی بھی نہیں بلکہ ایسے متقی جو محسنوں میں داخل ہیں یعنی تقوےٰ کی باریک در باریک راہوں پر چلنے والے کیونکہ عربی زبان میں احسان کے معنی کسی کام کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ پورا کرنے کے ہیں جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم سے احسان کے یہی معنی مروی ہیں اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔

چھٹا الہام

اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا۔ یعنی جہاں کہیں پائے جائیں پکڑے جائیں اور قتل کئے جائیں۔ قتل کیا جانا یہ الہام سورۃ الاحزاب کی ایک آیت کا حصہ ہے جس میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو مدینہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے متعلق

غلط افواہیں اور بُری اور قابلِ اعتراض باتیں پھیلاتے تھے جن کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا۔ آیت میں ان کو المرجفون کا نام دیا گیا ہے۔ اس الہام کا اس کے قبل کے الہاموں کے ساتھ کیا جوڑ اور کیا تعلق اور کیا مناسبت ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیئے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس ..... الہام میں قتل سے مراد عام معروف قتل تو ہو نہیں سکتا۔ اس لئے قتل سے مراد بائیکاٹ اور مختلف قسم کی تکلیفوں اور اذیتوں کا نشانہ بنانا ہی ہو سکتے ہیں جناب میاں محمود احمد صاحب مکرم خود بھی قتل کے یہی معنی کرتے ہیں۔ اس الہام سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کے ایک حصہ پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اس جماعت کے بعض افراد کو بے وجہ مرجفون قرار دے کر ان کے بائیکاٹ اور ان کو تکالیف پہنچانے کے جواز کی صورت نکالنے کی کوشش کی جائے گی اور ظاہر ہے کہ یہ ارجافات ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہو سکتا ہے جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعوے کو مشتبہ کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں جنہیں پہلے الہام میں امام مبارک کہا گیا ہے اسی وجہ سے پہلے پانچ الہاموں میں حضور کے دعویٰ کی صداقت پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ تا ان خاص لوگوں کے متعلق ایسی قابلِ اعتراض باتیں سنکر حضرت اقدس کی صداقت کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شکوک نہ پیدا ہو جائیں۔

ساتواں الہام

لاتقتلوا زینب یعنی زینب کو قتل نہ کرو۔ اس سے قبل کے الہام کے ساتھ اس الہام کو ملا کر پڑھا جائے تو مطلب اس کا واضح ہو جاتا ہے کہ کو مرجفون قابلِ سزا ہی ہوتے ہیں لیکن زینب کو مرجفون میں داخل نہ کیا جائے اور بدیں وجہ اس کے ساتھ مرجفون والا سلوک روا نہ رکھا جائے یعنی نہ اس کا بائیکاٹ کیا جائے اور نہ اسکو دیگر تکالیف اور اذیتوں کا نشانہ بنایا جائے کیونکہ وہ مرجف ہے ہی نہیں۔

زینب کون ہے؟

زینب حضرت حافظ احمد اللہ خان صاحب مرحوم و مغفور کی صاحبزادی ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابہ میں سے تھے اور جناب میاں محمود احمد صاحب کے استاد تھے حضرت اقدسؑ ان کی بہت عزت کرتے تھے ان کی والدہ مرحومہ محترمہ کے ساتھ حضرت محترمہ بیوی صاحبہ مرحومہ کے بہت گہرے مراسم تھے یہاں تک کہ دونوں آپس میں بہنیں بنی ہوئی تھیں اور بہنوں کی طرح ہی رہتی تھیں۔ قضا الٰہی سے محترمی حافظ صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ فوت ہو گئیں، ان کی دو لڑکیاں زینب اور کلثوم کو حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت محترمہ بیوی صاحبہ مرحومہ نے اپنے پاس رکھ لیا اور اپنی لڑکیوں کی طرح ان کی پرورش کی اور اپنی لڑکیوں کی طرح ان کی شادی کی زینب کی شادی حضرت اقدسؑ نے خاکسار کے ساتھ کر دی لیکن جس وقت حضور پر الہام **لاتقتلوا زینب** نازل ہوا اس وقت زینب کی شادی ابھی میرے ساتھ نہ ہوئی تھی اس الہام کے نزول کے آٹھ دن بعد زینب میرے نکاح میں آ گئی۔ گویا آٹھ دن بعد زینب اور خاکسار ایک ہی وجود کے حکم میں ہو گئے ..... پس اس الہام نے خاکسار کو بھی مرجف قرار دے کر بائیکاٹ اور دوسری قسم کی تکالیف پہنچانے کی ممانعت کی ہوئی تھی جس کا احترام میاں صاحب موصوف نے نہ کیا۔ گو میرے خطوط میں اس الہام اور اس کی تشریح کو پڑھ کر وہ سخت گھبرائے جس کا ثبوت انہوں نے میری علیحدگی کے بعد پہلے ہی جلسہ سالانہ پر دیا۔ جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے کرتے انہوں نے چند مرتبہ اس فقرہ کو دہرایا کہ میں نے زینب کا بائیکاٹ نہیں کیا اس جلسہ میں موجود لوگوں میں سے جو زندہ ہیں ان کو یاد ہو گا مجھے تو اسی وقت بعض لوگوں نے آکر بتلا دیا تھا۔ یہ اُنہوں نے اس لئے کہا کہ اگر خاکسار اس الہام کو شائع کر دے گا تو احمدیوں پر اس کا اثر پڑے گا حالانکہ ان کا یہ بیان خلاف واقعہ تھا زینب کے خلاف جلسے کروا کر ان کے خلاف ریزولیوشن پاس کروائے گئے بیعت ان کی منسوخ کی گئی۔ اُن سے ملنے والی عورتوں سے بازپرس کی گئی ان تمام کارروائیوں کے بعد ان کا یہ کہنا کہ میں نے زینب کا بائیکاٹ نہیں کیا کہاں تک صداقت پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے۔ جو الزام مجھ پر عائد کر کے میرا بائیکاٹ کیا گیا حضرت اقدس کا یہ الہام اس الزام سے مجھے بری قرار دے رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

آٹھواں الہام

اور ساتھ ہی آٹھویں اور آخری الہام میں اس کی سزا سے بھی ڈرایا گیا تھا۔ چنانچہ اسی تاریخ کے آٹھویں اور آخری الہام کے الفاظ یہ ہیں "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا" یعنی تم نے بہت سے لوگوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور دکھ دیئے لیکن زینب اور اس کے خاوند کو تکلیف پہنچانا ظلم کی انتہا ہو گی۔ یاد رکھو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آسمانی حفاظت اور ستاری جو مسیح موعودؑ کی بدولت تمہارے شاملِ حال چلی آ رہی ہے وہ اس کے بعد صرف ایک مٹھی بھر رہ جائے گی جس کا خاتمہ یقینی ہے اس حقیقت کی طرف میں نے اپنے ان خطوط میں جناب میاں صاحب موصوف کو توجہ دلائی تھی جو ان سے علیحدہ ہونے کے وقت لکھے تھے مگر طاقت کے نشہ میں انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ کی لیکن اس کے بعد اُن پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ قادیان سے بھی ذلت سے نکلنا پڑا اور اب کئی سالوں سے جس حالت میں آپ صاحب فراش ہو چکے ہوئے ہیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں آخر اس مٹھی نے ایک نہ ایک دن ختم ہو جانا ہی تھا جلاب آکر ہو گئی۔ ان کے متعلق اور بھی الہامات ہیں۔ جنہیں آئندہ قسط میں انشاء اللہ شائع کیا جائے گا اور اس سلوک پر بھی روشنی ڈالی جائے گی جو خاندانے ہماری علیحدگی کے بعد ہم سے کیا۔

توجّہ فرمائیے

ایک مطبوعہ سرکلر کے ذریعہ سے بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو دو اہم تجاویز بھیجی گئی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ سیکرٹری صاحبان نے جملہ احباب جماعت کو مطلع کر دیا ہو گا، تاہم بذریعہ اخبار بھی ان مفید تجاویز کو جملہ احباب کی آگاہی کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

(۱)۔ امداد باہمی فنڈ۔

اس فنڈ کا مقصد جماعت کے ان لوگوں کی امداد اور کاروبار میں معاونت کرنا ہے جو سرمایہ کی کمی کے سبب بیکار بیٹھے ہیں۔ اس فنڈ میں آپ کم از کم چار آنے ماہوار دے کر ممبر بن سکتے ہیں۔ اہل ثروت احباب کو اس فنڈ میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لینا چاہیئے۔ کم از کم ۸۰۰ ممبر بن جانے پر یہ فنڈ جاری ہو گا اور اس کے آئین و ضوابط بنائے جائیں گے۔ ہر جماعت کو اس میں شمولیت اختیار کرنا چاہیئے۔

(۲)۔ دوسری تجویز تبلیغ بذریعہ لٹریچر ہے

اس کے لئے ہر جماعت کو کم از کم دس نام اور پتے مرکز میں بھیجنے چاہئیں تا کہ مرکز سے انکو باقاعدہ لٹریچر بھیجا جائے۔ اس غرض کیلئے مرکز خاص لٹریچر شائع کریگا۔ اس خاص لٹریچر کی اشاعت کے اخراجات میں بیرونی جماعتوں کو بھی حصہ لینا چاہیئے۔ مرکز سے جن دوستوں کو جو لٹریچر بھیجا جائے گا اس کی مقامی جماعت کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا۔ اور ہر ٹریکٹ کی ایک ایک کاپی بھیجی جائے گی۔

ہر دو تجاویز کے متعلق بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو جلد از جلد جوابات ارسال کرنے چاہئیں تا کہ آئندہ کارروائی کی جا سکے۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحاج شیخ مولا بخش صاحب ملی اونر الملیو

وہ میرزا ہی ہے

(یہ نظم جماعت لائل پور کے جلسہ یوم وصال میں پڑھی گئی)

گلہائے معرفت کی پھیلائی جس نے خوشبو ؛ دھومیں مچی ہوئی ہیں عالم میں جسکی ہر سو
مومن بنائے ہیں جس نے بہت سے ہندو ؛ جس کی دعا سے آخر کٹ کر مرا لیکھو

ماتم پڑا اٹھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

اللہ نے دیا ہے جسکو دلوں پہ قابو ؛ فضل و کرم خدا کے ہیں جس کے دست و بازو
کافر بھی کہہ رہی ہیں جسکے اثر کو جادو ؛ جسکی دعا سے آخر کٹ کر مرا لیکھو

ماتم پڑا اٹھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

آئیں سعید روحیں جسکی طرف سمٹ کر ؛ جو تھیں شقیٔ ازلی وہ پھر گئیں پلٹ کر
جسکے مخالفوں کا تختہ رہا الٹ کر ؛ جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا اٹھا کٹ کر

ماتم پڑا اٹھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

اخبار آریوں کے چلتے ہیں جس سے ہٹ کر ؛ سن او سماجی پیارے اس سے نہ تو کپٹ کر
پکڑے کہیں نہ انکو قہر خدا جھپٹ کر ؛ جسکی دعا سے آخر لیکھو مرا اٹھا کٹ کر

ماتم پڑا اٹھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

صدق و صفا کی راہیں جس پر ہوئی ہیں ظاہر ؛ محجوب جس سے فاجر مغلوب جس سے کافر
مبہوت جس کے ڈر سے مغرور اور نہ فاخر ؛ جسکی دعا سے لیکھو کٹ کر مرا اٹھا آخر

ماتم پڑا اٹھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

تائید ہو رہی ہے فضل خدا سے جسکی ؛ تصدیق ہو رہی ہے ارض و سما سے جسکی
سو سو قضا معلق ہر اک ادا سے جسکی ؛ لیکھو مرا اٹھا کٹ کر آخر دعا سے جسکی

وہ میرزا ہی ہے وہ میرزا ہی ہے

میاں محمد طیب صاحب

ہاں اسی خضر کی تعلیم کو زندہ رکھو!

(یہ نظم جماعت لائل پور کے جلسہ یوم وصال میں پڑھی گئی)

اللہ اللہ صدی چودھویں کا جاہ و جلال ؛ رحمت حق سے ملا ہے اسے کیا فضل و کمال
جس میں مامور من اللہ ہوا اک بندہ حق ؛ تا کہ اسلام کی رونق کو کرے پھر وہ بحال
جسکے آنیکی خبر مخبر صادق نے تھی دی ؛ آسمان سے اتر آیا وہ صاحب اقبال
قادیاں جائے قیام اس کا غلام احمد نام ؛ جھاڑے اسلام نے پھر جس کے سبب سے پر و بال
دیں کی تجدید لگی ہونے بصد شد و مد ؛ دیکھو جس شخص کو کرتا ہے یہی قیل و قال
بھوکے نورانی غذاؤں سے لگے ہونے سیر ؛ پیاسے برکات کی بارش سے ہوئے مالا مال
شرک و بدعت کی سیاہی تو لگی ہونے دور ؛ نظر آنے لگا توحید کا پھر حسن و جمال
راز سربستہ بہت علم لدنی کے کھلے ؛ دیکھ لی کشف و کرامات کی اک زندہ مثال
وحی و الہام کی ماہتیں روشن ہوئیں آج ؛ شب معراج کا عقدہ کھلا اور طور کا حال
کھل گیا آج کہ ہے معجزہ زندہ قرآں ؛ سب جہاں مان گیا سامنا اسکا ہے محال
ہر مخالف کا کٹا تیغ براہیں سے سر ؛ ہو گئے غیر مذاہب بھی بحجت پامال
پیشگوئیوں کے کھلے بھید رسالت کے بھی راز ؛ کھل گیا عیسٰے مریم کا نزول اجلال
حل ہوئے نکتے تصوف کے ولایت کے بھید ؛ قلب مومن پہ جو ہوتے ہیں الٰہی افضال
الغرض ہو گئے حل سینکڑوں عقدے لاحل ؛ دیں جواب اسکو ملے جس نے کیا ایک سوال

مثل شیشہ کے نبی اور ولی ہوتے ہیں

نظر آتا ہے سدا شیشہ میں اپنا خط و خال

ہاں اسی خضر کی تعلیم کو زندہ رکھو

خیر و خوبی سے اگر چاہتے ہو حال و قال

(از ممتاز احمد فاروقی صاحب لاہور)

حرمین الشریفین کا سفر اور اس کے متعلق میرے تاثرات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

(۱) ان اوّل بیتٍ وّضع للنّاس للّذی ببکّۃ مبٰرکًا وّ ھدًی للعٰلمین فیہ اٰیاتٌ بیّناتٌ مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمنًا وللّٰہ علی النّاس حجّ البیت من استطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فانّ اللّٰہ غنیٌّ عن العٰلمین۔

ترجمہ:- بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا اور ہدایت تمام جہان کے لئے۔ اس میں کھُلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ مقام ابراھیم اور جو اس میں داخل ہوا وہ مامون ہے اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے۔ خانۂ کعبہ کا حج کرنا جو اس گھر تک آنے کی قدرت رکھتا ہو۔ پھر جو کفر کرے (یعنے قدرت کے باوجود نہ آئے) تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

(۲) واتمّوا الحجّ والعمرۃ للّٰہ۔

ترجمہ:- (حج وعمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو)

(۳) انّ الصّفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حجّ البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یّطّوّف بھما ومن تطوّع خیرًا فانّ اللّٰہ شاکرٌ علیم۔

ترجمہ:- بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے۔ اور جو کوئی نیک کام کرے تو خدا قدر شناس اور دانا ہے۔

زندگی میں ایک بار ہر مسلمان پر حج کرنا فرض ہے بشرطیکہ وہ استطاعت رکھتا ہو یعنے اس کے پاس زادِ راہ ہو۔ اور سر پر قرض نہ ہو۔ اور کوئی ذمہ داریاں نہ ہوں اور اپنے اہل وعیال کے لئے گذران کا بندوبست کر کے جا سکے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ حج کا راستہ پُر امن ہو اور اس کے لئے جان کا خطرہ نہ ہو۔

ان شرائط کے ماتحت مجھ پر اور میری بیوی پر حج کرنا واجب ہو چکا تھا۔ چنانچہ حسب قواعد ۱۹۶۴ء کے حج کے لئے ہم نے لاہور کمشنر کے ذریعہ سے درخواست دی۔ مگر قرعہ نہ نکلا۔ جس سے ناامیدی ہوئی۔ مگر میں نے ہمت نہ ہاری۔ اور خدا کے حضور دعائیں کرتا رہا کہ وہی کوئی راستہ نکال دے۔ چنانچہ ہماری کوشش سے جدّہ میں مقیم ایک معزز پاکستانی افسر نے ہمیں اپنا مہمان بنا کر بلایا۔ ان کی چٹھی کی نقل فارم "پی" پر کر اسٹیٹ بنک آف پاکستان کراچی کو دی گئی۔ اور اس بات کی منظوری مل گئی کہ ہم لوگ پاکستانی روپیہ ادا کر کے سعودی ایئر لائنز کے ہوائی جہاز پر (جو ہر جمعرات کو کراچی سے جدّہ جاتا ہے اور جٹ بوئنگ ۷۰۷ بی قسم کا ہے) کراچی سے جدّہ اور جدّہ سے مدینہ منورہ سیٹیں بک کروا کر ٹکٹ واپسی کا خرید سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دس پونڈ فی کس راستے کے خرچ کے لئے دیئے جائیں گے۔ چنانچہ ہم نے ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ء کے ہوائی جہاز سے کراچی سے جدّہ کی سیٹیں بک کروائیں۔ چونکہ حج سے پہلے ابھی قریبًا ۱۹ دن باقی تھے۔ اس لئے ارادہ کیا کہ جدہ سے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کریں گے اور اس کے بعد پھر جدّہ آ کر ہوائی جہاز سے مدینہ منورہ چلے جائیں گے۔ اور ہم لوگوں نے انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوائے تھے اور سعودی سفارت خانے کا ویزا پہلے سے ہی حاصل کر لیا ہوا تھا اور ہیلتھ سرٹیفکیٹ بھی باقاعدہ حاصل کر لئے تھے۔ اور حاجیوں کی طرح ہم لوگوں نے بھی عمرہ (جو کہ طواف خانہ کعبہ اور سعی صفا مروہ پر مشتمل ہوتا ہے) کی نیت کر کے کراچی سے ہی روانہ ہونے سے پیشتر احرام باندھ لئے تھے۔ مشکل یہ ہے کہ میقات (یعنی وہ مقام جہاں سے حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ جانے والوں کو احرام کے بغیر آگے جانا جائز نہیں) جو مختلف سمتوں سے آنے والے حاجیوں کے لئے مقرر ہیں۔ وہ سطحی یعنی بَرّی یا بحری سفر کے لحاظ سے مقرر کئے گئے ہیں۔ مگر جدّہ جانے والے ہوائی جہاز یا تو ان میقاتوں پر سے گذر جاتے ہیں یا ان کو ایک طرف چھوڑ جاتے ہیں۔ اگرچہ خود جدّہ جہاں ہوائی جہازوں کا اڈّہ ہے۔ یہ بھی قریبًا اتنے ہی فاصلہ پر ہے جتنا یلملم ہے۔ یا بعض اور میقات ہیں۔ مگر یہ نیا مسئلہ اب درپیش ہے کہ ہوائی جہاز سے جدّہ پہلے پہنچنے والے حاجیوں کو کیوں نہ اس بات کی اجازت ہو کہ وہ احرام جدّہ پہنچ کر باندھیں۔ یہ واضح ہو کہ ہوائی جہاز مکہ مکرمہ میں نہیں اتر سکتا۔ اکثر ان ہوائی جہازوں کے پائلیٹ امریکن یا انگریز عیسائی ہوتے ہیں اور وہ حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ احرام باندھ کر ہوائی جہاز میں سفر آرام دہ نہیں ہوتا اور احرام کی متعدد بندشیں بھی لگ جاتی ہیں جن کے کسی ایک کے بھی توڑنے پر تاوان یا جرمانہ لگ جاتا ہے۔ میں نے اس ضروری امر کے متعلق مدینہ منورہ میں بعض علماء سے فتوے پوچھا۔ انہوں نے میری دلیلوں کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ اس کے لئے ایک شرعی حیلہ تلاش کرنا پڑے گا اور وہ یہ کہ سفر کرتے وقت نیت یہ کرو کہ ہم جدّہ جا رہے ہیں۔ وہاں پہنچکر جب مکہ مکرمہ کے لئے تیار ہو تو پھر عمرہ کی نیت کر کے احرام وہاں سے باندھو۔ آخر جدّہ کے رہنے والے ایسا ہی کرتے ہیں اور مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کے لئے خود مکہ میں ہی احرام باندھنا پڑتا ہے۔ اس فتوے کا فائدہ ہم لوگوں نے مدینہ شریف سے جدہ واپسی پر اٹھایا۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

بہرحال ہم لوگ ۱۰ اپریل کو ۲ بجے سہ پہر کو جب بوئنگ ہوائی جہاز سے روانہ ہوئے جو کہ تمام حاجیوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ چار گھنٹے میں براہ راست جدّہ پہنچ گیا۔ چونکہ ہم لوگ سورج کے ساتھ ساتھ مغرب کی طرف سفر کر رہے تھے اس لئے غروب آفتاب سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ سب سے پہلے ہیلتھ سرٹیفکیٹ دیکھے گئے۔ پھر ہمیں بسوں میں بٹھا کر کسٹم ہاؤس لے گئے۔ جہاں ہمارے پاسپورٹوں کا معائنہ ہوا اور مہریں لگیں اس کے بعد پوچھا گیا کہ تمہارا معلّم کون ہے؟

واضح ہو کہ وزارتِ مواصلات، حکومت پاکستان کراچی کی طرف سے مفصل ہدایات برائے عازمین حج (مغربی پاکستان) اور احکام حج کے پمفلٹ مفت جاری کئے جاتے ہیں جو کہ حاجی کیمپ (نزد کراچی چھاؤنی ریلوے اسٹیشن) سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ہدایات میں مکہ مکرمہ میں معلمین کے ناموں کی فہرست دی ہوتی ہے۔ ان معلمین کے ایجنٹ کراچی میں حج کیمپ میں بھی ملتے رہتے ہیں۔ بہرحال ہم نے بعض اپنے حاجی دوستوں کی سفارش پر معلم عمر اکبر کا نام تجویز کیا تھا۔ ہم نے اس کا نام بتا دیا وہ پاسپورٹ پر نوٹ کر دیا گیا اور پاسپورٹ معلم کے وکیل (مقیم جدّہ) کے پاس بھیج دیئے گئے۔ پھر

ایک حاجی کو کوئی نہ کوئی معلم ضرور مقرر کر لینا چاہیئے وہ نہ صرف عمرہ اور حج کے مناسک کے متعلق ہدایت کرتا ہے بلکہ حج کے دنوں میں منٰی ۔ عرفات میں بسوں اور گاڑیوں میں لے جانے اور خیموں میں رہائش کا انتظام کرتا ہے ۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک سرٹیفکیٹ "تنازل" کا بنوانا ضروری ہے جس کی فیس ۱۱ ریال سعودی ہے (ریال اٹھارہ آنے کے برابر ہوتا ہے مگر حج کے دنوں میں مارکیٹ ریٹ ۔ دُو روپے فی ریال ہو جاتا ہے) بہرحال معلم کا وکیل "تنازل" بنوا کر بمع پاسپورٹ آپ کو بعد میں واپس کر دے گا ۔ معلم کی اپنی فیس ۴۷ ریال ہوتی ہے ۔ بعد میں مکہ مکرمہ جا کر آپ کو مزید فیس خیموں اور ٹرانسپورٹ کی دینی ہوتی ہے ۔ "مفصل ہدایات برائے عازمین حج" میں اس کا ذکر کیا گیا ہے ۔

ہمیں ہوائی اڈے پر ہمارے دوست مقیم جدہ ملے ۔ ہماری درخواست پر ایک ہوٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لیا گیا تھا ۔ ان دنوں میں ہوٹلوں کے کرائے بھی بہت بڑھ جاتے ہیں ۔ جدہ میں غیر ملکی سفارت خانے بھی ہیں اور غیر ملکی بنکوں اور کمپنیوں کے دفاتر بھی ۔ اس لئے نئی اور پختہ عمارات کافی بن گئی ہیں ۔ اور شہر کافی ترقی کر رہا ہے ۔ چونکہ در آمدی اشیاء پر کسٹم اور ایکسائز ڈیوٹی نہیں لگائی جاتی اس لئے کپڑا ۔ بجلی کا سامان ۔ چینی کے برتن وغیرہ ۔ گھڑیاں ۔ ریڈیو ۔ ٹینوں میں بند کھانے پینے کی چیزیں ۔ مثلاً پھل ۔ پنیر ۔ دودھ ۔ وغیرہ سستی ہیں ۔ جب سے مٹی کا تیل نکلنا شروع ہوا ہے ۔ سامان تعیش بڑھ گیا ہے ۔ پٹرول سستا ہے ۔ نہایت اعلےٰ اور قیمتی موٹر کاریں ۔ عام ٹیکسیوں کی طرح استعمال ہوتی ہیں ۔

جدہ اور مکہ مکرمہ میں ۴۵ میل کا فاصلہ ہے اور نہایت عمدہ اور چوڑی دوہری سڑک بنی ہوئی ہے ۔ ٹیکسیاں عام آتی جاتی ہیں اور فی سیٹ چار ریال چارج ہوتا ہے ۔ چنانچہ میں اور میری اہلیہ بھی ۳ ۔ اپریل کو صبح مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے ۔ وہاں جا کر عمرہ ادا کیا ۔ اس کے بعد اپنے معلم عمر اکبر کو ملے ۔ سب سے پہلے ایک کمرہ کرائے پر لینے کا بندوبست کرنا تھا جو کہ حرم کعبہ سے بہت دُور بھی نہ ہو ۔ اور اس میں بجلی کی روشنی اور پنکھا بھی ہو ۔ حرم کے آس پاس رہائشی پرائیویٹ مکان ابھی تک پرانے فیشن کے ہیں ۔ حج کے دنوں میں لینڈ لارڈ کرایہ بہت چڑھا دیتے ۔ وہ پورے سیزن کا کرایہ لیتے ہیں ۔ چاہے آپ دس دن رہیں یا تین مہینے ۔ ہمیں ایک کمرہ قریباً ۱۶×۱۶ کا جس کا فرش کچا تھا اور اس میں کوئی فرنیچر نہیں تھا ۔ ایک غسل خانہ تھا ۔ مگر ٹٹی گھر کے لوگوں سے مشترکہ تھی ۔ - 1150/- ۔ ۔ ۔ (ساڑھے گیارہ سو روپے) مل سکا ۔ پانی بذمہ مالک مکان تھا ۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ مالک مکان صرف تھوڑا سا پانی دینے پر اکتفا کرتا تھا جو کہ قطعی ناکافی تھا ۔ اس لئے ہمیں دو ٹین پانی فی ریال کے حساب سے خریدنا پڑتا تھا ۔ لینڈ لارڈ طبقہ حاجیوں کو بُری طرح لُوٹتے ہیں اور دعدہ خلافی کرتے ہیں ۔ خدا ہی ان سے سمجھے ۔ چونکہ ہمارے ساتھ چند ایک اور بھی عزیز جو حج کے لئے آ رہے تھے ۔ شامل ہو جاتے تھے ۔ اس لئے ہم نے وہ کمرہ لے لیا ۔ حرم کعبہ کے بالکل پاس تھا ۔ بس یہی آرام تھا ۔

۴ ۔ اپریل کی شام تک ہم لوگ واپس جدہ چلے گئے اور پھر ہوٹل میں رات گذاری ۔ اگلے دن اپنے دوست کے ذریعہ جدہ سے مدینہ کے لئے ہوائی جہاز پر سیٹیں کروانے کے لئے گئے ۔ واضح ہو کہ سعودی ایئر لائنز ابھی تک انٹرنیشنل سٹینڈرڈ پر نہیں پہنچی اس کے مقامی انتظام میں ابھی تک پختگی اور استواری نہیں آئی ۔ ایئر پورٹ کافی بڑی ہے اور بڑھائی جا رہی ہے ۔ مگر حاجیوں کی کثرت اور اژدھام ہوتا ہے تو دھاندلی سی مچ جاتی ہے BUFFET (بوفیہ) جہاں ہوائی جہاز کے مسافر انتظار کرتے ہیں ۔ اور پانی یا چائے وغیرہ پیتے ہیں ۔ وہاں کا غسل خانہ اور پاخانہ ناقابل بیان گندی حالت میں ہو جاتا ہے ۔ ٹٹیاں ناکافی ہیں اور فلش سسٹم اکثر کام نہیں کرتا ہوتا ۔ ویسے فرشوں وغیرہ کی صفائی بھی باقاعدہ نہیں کی جاتی ۔

ہمیں مدینہ کے لئے ہوائی جہاز میں سیٹیں حاصل کرنے میں کافی تگ و دو اور سفارشیں کروانی پڑی ۔ پھر بھی کئی گھنٹہ انتظار کے بعد بالآخر ایک جہاز میں جگہ مل گئی ۔ واضح ہو کہ سعودی ائر لائنز نے حج کے دنوں کے لئے آس پاس کے عرب ملکوں عراق ۔ اردن ۔ شام ۔ لبنان وغیرہ سے ہوائی جہاز کرایہ پر لئے ہوئے تھے ۔ کوئی سوا گھنٹہ کی اُڑان کے بعد ہم لوگ مدینہ شریف کے ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے جو کہ شہر سے کوئی پانچ میل کے فاصلہ پر باہر ہوگا ۔ وہاں بھی کمپنی کی موٹر بس کا انتظار کرنا پڑا اور آدھ گھنٹے کے بعد ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہمیں کمپنی کے دفتر کے سامنے جو کہ مسجد نبویؐ کے چوک میں واقع ہے اُتار دیا گیا ۔ یہاں ایک اور نیا معلم رکھنا پڑتا ہے یا اس کو مزدور کہہ لیجئے ۔ پنجاب کے رہنے والوں کے لئے ایک عرب معلم عبدالحیدری مقرر ہے ۔ واضح ہو کہ عربی تو ان کی مادری زبان ہے مگر یہ اُردو بھی بول سکتے ہیں ۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں عمر اکبر اور اس کے لڑکے بھی اردو خوب بول سکتے تھے ۔ ویسے میں نے محسوس کیا کہ جدہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مجھے کوئی ایک دو ہی تعلیم یافتہ مقامی عرب ایسے ملے ہوں گے جو کہ انگریزی زبان بول سکتے ہوں ۔ اُردو تو بھلا کیا جانیں گے ۔ اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ ہوائی اڈوں پر ۔ موٹر کاروں کے اڈوں پر ۔ حرم کعبہ اور مسجد نبویؐ کے آس پاس ایسے ٹورسٹ بیورو ہونے چاہئیں جہاں غیر ملکی زبانیں جاننے والے اشخاص موجود ہوں (کم از کم حج کے دنوں میں) تاکہ حاجی لوگ اپنا مافی الضمیر بتا سکیں اور استفادہ حاصل کر سکیں ۔ ورنہ بیچارے حاجیوں کو اکثر بہت تکلیف اور نقصان کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے کئی ایک حاجی تو گم ہو جاتے ہیں اور ان کو راستہ دریافت کرنا مشکل ہو جاتا ہے ۔

مدینہ میں ہم لوگ معلم عبدالحیدری سے ملے وہ ہمیں اپنے ہی ایک مکان کا کمرہ دکھانے لے گیا ۔ جس میں بجلی کا لیمپ اور پنکھا تھا ۔ مگر کوئی فرنیچر نہ تھا اس کا کرایہ دس دن کا ۱۸۰ ریال اس نے وصول کیا ۔ چارپائیاں یہاں ہم نے کرایہ پر لے لیں ایک مٹی کے تیل کی گیس سے چلنے والا چولہا آٹھ ریال میں ہم نے خرید لیا تھا ۔ اور چائے دودھ ۔ پنیر ۔ مچھلی انڈے اور پھلوں کے بند ڈبے لا کر رکھ لئے ۔ تازہ نان یا ڈبل روٹی بازار سے مل جاتی تھی ۔ سو ہم اپنے لئے کھانے کا انتظام کر لیتے تھے ۔ چاول یہاں مل جاتا ہے ۔ مگر مسور کی دال ہی عام طور پر مل سکتی ہے ۔ باقی پیاز ۔ آلو ۔ ٹماٹر بھی مل جاتے ہیں ۔ تازہ پھل ۔ ۔ ۔ ۔ کیلے سیب اور ناریل نگیاں بھی مل جاتی ہیں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جو مسلمان حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے وہ اس فریضہ سے فارغ ہو کر حضورؐ کے روضہ پر بھی سلام پڑھے تو حضور کی خوشنودی کا باعث ہوگا ۔ اور ثواب الگ کمائے گا ۔ اسی لئے حاجی لوگ حج بیت اللہ کے ساتھ زیارت روضہ نبویؐ کرتے ہیں ۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ یہ زیارت حج کے بعد ہی ہو ۔ آپ غیر ملک سے حج کی نیت کر کے نکلے جدہ پہنچ گئے عمرہ کر لیا ۔ اب اگر حج میں پندرہ دن یا زاید عرصہ باقی ہے تو مناسب یہی ہے اور گورنمنٹ کا بھی یہی منشاء ہے کہ اس قسم کے حاجی لوگ حج سے پہلے ہی زیارت روضہ نبوی کر آئیں ۔ کیونکہ مدینہ میں ایک وقت میں ایک خاص تعداد حاجیوں کی سما سکتی ہے ۔ اس لئے ان کو ٹولیوں میں بھیجنا پڑتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ جس نے میری مسجد (مسجد نبوی مدینہ) میں چالیس نمازیں پڑھیں اور ان میں سے کوئی قضا نہیں ہوئی ۔ تو ایسے متقی آدمی کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور وہ جنت میں جائے گا ۔ اس لئے چالیس نمازوں کے لئے آٹھ دن ضرور لگتے ہیں اور آنے جانے میں دو تین دن شمار کر لو ۔

ویسے مسجد نبوی کو سعودی گورنمنٹ نے اور وسیع کر دیا ہے اور بہت خوبصورت بنائی ہے

مسجد کے بائیں حصے میں صرف خواتین نماز پڑھتی ہیں اور ان کے داخلے کے لئے باب عثمان بن عفان مخصوص ہے۔ اور باقی مسجد مردوں کے لئے ہے۔ مسجد کے فرشوں پر قالین بچھے ہوئے ہیں۔ بنئے بجلی کے پنکھے جو دیواروں پر لگے ہوئے ہیں وہ پاکستان کے بنے ہوئے ہیں۔ مسجد نبوی کا وہ حصہ جو حضور نبی کریم صلعم کے زمانہ میں تھا اور جس کے متعلق حضورؐ نے فرمایا کہ میرے حجرے اور میرے منبر کے درمیان مسجد کا جو حصہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اس حصہ کے سرخ ستونوں کا نچلا حصہ سفید سنگ مرمر سے آراستہ کر دیا گیا ہے کہ پہچانا جا سکے۔ اصلی منبر تو ہٹا دیا گیا تھا مگر اس کی جگہ ایک دوسرا منبر ہے اسی طرح جس محراب میں حضور کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے وہاں نیا محراب اس طرح بنا دیا گیا ہے کہ حضورؐ کے سجدے کی جگہ تو دیوار میں لے لی گئی ہے اور صرف پاؤں کی جگہ خالی ہے وہیں پر نماز دوگانہ پڑھنے کے لئے دیوانہ وار ایک دوسرے سے زور آزمائی کرتے رہتے ہیں۔ اور وہاں متعین شدہ سعودی سپاہی ان کو مار مار کر پیچھے ہٹاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ جو چند ریال اسکو رشوت دے دیتا تھا اس کو سجدہ کرنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔

یہاں حجاز میں اوقات کا شمار عجیب ہی ہے جب مغرب کی اذان ہو تو گھڑی پر بارہ بجیں گے چاہے آپ کو روزانہ یا دوسرے تیسرے گھڑی کو ٹھیک کرنا پڑے۔ پس اس حساب سے باقی اوقات کا اندازہ کر لیں۔ مسجد نبویؐ عشاء کی نماز کے چند گھنٹے بعد بند کر دی جاتی ہے۔ اس کے کئی ایک دروازے ہیں۔ رات کو ہی مسجد کے اندر صفائی وغیرہ کی جاتی ہے۔ پچھلی رات تہجد کے وقت مسجد کے دروازے کھلتے ہیں۔ اگر نمازی اس وقت آکر مسجد میں جگہ نہ لے لیں تو نماز فجر کی اذان کے وقت ان کو جگہ نہ ملے گی۔ سو ہم لوگ اٹھ کر نماز فجر سے کوئی دو گھنٹے پہلے مسجد نبویؐ میں وضو کر کے چلے جاتے تھے۔ نماز تہجد پڑھتے اور اس کے بعد تلاوت قرآن مجید کرتے رہتے۔ نماز فجر کے بعد گھر آکر چائے وغیرہ تیار کرتے تھے۔ اور اسی طرح اور نمازوں میں بھی وقت سے پہلے جانا ہوتا تھا کیونکہ مسجد باوجود اس کی وسعت کے حاجیوں کے لئے ناکافی ثابت ہو رہی تھی۔ اور صفیں مسجد کے سامنے فٹ پاتھ پر اور سڑکوں پر بچھ جاتی تھیں اور ٹریفک نماز کے وقت بند ہو جاتا تھا۔ امام کی قرأت ریڈیو کے آلۂ صوت کے ذریعہ مسجد کے باہر ہر حصہ میں سنی جاتی تھی۔

جیسا کہ تاریخ پڑھنے والوں کو علم ہوگا۔ اصلی اور پرانی مسجد نبویؐ کی توسیع حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کروائی۔ ان کا امام کا محراب الگ اب تک موجود ہے۔ پہلے کی کچی عمارتیں پختہ عمارتوں میں تبدیل ہو گئیں۔ حضورؐ کے روضہ کی جس میں خود حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بن خطابؓ مدفون ہیں۔ کی بھی ہیئت بدل گئی۔ بعد میں سلطان عبدالحمید ثانی (عثمانی ترک سلطان) نے مسجد کی اور توسیع کی۔ اور اب تو سعودی حکومت نے اور بھی توسیع کی ہے۔ مسجد کے اندر دو صحن چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ جو آسمان کے نیچے کھلے ہیں۔ وہاں سنگ مرمر کی روشوں کے درمیان جگہوں پر بجری۔ کنکریاں ڈال دی گئی ہیں۔ وہیں پر لوگ گندم اور دانہ ڈالتے ہیں۔ اور سینکڑوں کبوتر وہاں بیٹھتے اور کھاتے اور رہتے ہیں۔

مسجد نبویؐ کی بائیں طرف انتہائی جنوبی کونے میں (خانہ کعبہ مدینہ منورہ سے جنوب کی طرف ہے اور اس طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے) وہ حجرہ ہے جس میں حضور نبی کریم صلعم اکثر ٹھہرا کرتے تھے اور جہاں حضرت جبرائیل وحی لے کر آتے تھے وہ کمرہ بند رہتا ہے۔ مگر وہاں جا کر سلام پڑھا جاتا ہے۔ اسی حجرہ کے پاس ہی کچھ جگہ چھوڑ کر روضہ ہے۔ اصلی قبریں تو پردوں کے اندر ڈھکی رہتی ہیں۔ باہر چاروں طرف لوہے کی جالی ہے اور جدھر سے سلام پڑھا جاتا ہے۔ وہاں پیتل کے کنا ڈوا فریم محرابوں میں لگے ہوئے ہیں اور روزن جن میں سے انسان کا ہاتھ جا سکتا ہے جالی میں بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے صحیح روزن کے سامنے حضور کو سلام پڑھا جاتا ہے۔ اور اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اور حضرت عمرؓ کو۔ روضہ کے ساتھ ہی ایک اور کمرہ ہے۔ جو کہ لوہے کی جالیوں سے محفوظ ہے۔ جس میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا حجرہ تھا۔ وہاں ان کی چکی اور چرخا بھی بتلایا جاتا ہے اور ایک پرانا لکڑی کا منبر بھی پڑا ہے۔

عام نمازوں میں لوگوں کے اژدحام اور نمازیوں کے آگے سے گذرتے رہنے کی وجہ سے جو کہ یہاں روکا نہیں جا سکتا۔ نماز میں یکسوئی حاصل ہونی مشکل ہے اس لئے اصل موقع نماز میں توجہ الی اللہ اور دعا کا نماز تہجد اور ان نوافل میں ہی مل سکا جو کہ مناسب اوقات پر میں نے محراب نبوی کے سامنے (روضۃ من ریاض الجنۃ) ادا کیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں قبول فرمائے۔

مدینہ کی زیارت گاہیں

مدینہ منورہ کے آس پاس بہت سی زیارت گاہیں ہیں۔ سب سے نزدیک جنت البقیع ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس قبرستان کو جس میں بڑے بڑے پایہ کے صحابیؓ اور صحابیاتؓ مدفون ہیں، سعودی گورنمنٹ نے (جو کہ اہل حدیث ہیں) ہموار کر دیا ہے۔ سب قبروں کے تعویذ اور کتبے توڑ پھوڑ دیئے گئے۔ قبرستان کے ارد گرد اونچی دیوار ہے۔ اور پھاٹک پر پہرہ رہتا ہے عورتوں کو اندر جانا منع ہے۔ خیر ہم لوگ گائیڈ کر لے کر اندر گئے۔ حضرت عثمان بن عفان۔ حضرت حلیمہ سعدیہ (دایہ آنحضرت صلعم)۔ حضرت ابراہیم (فرزند آنحضرت صلعم) حضرت فاطمۃ الزہراء حضرت عباس (چچا آنحضرت صلعم) حضرت امام مالک اور چند ایک کی اپنی اپنی قبریں باقی ہیں۔ ان کی شناخت گائیڈ ہی کروا سکتا ہے۔ کتبہ کوئی نہیں ہے۔ باقی سب قبروں کو مٹا کر ان کی جگہ اکٹھا ایک نشان بنا دیا ہے۔ پتھروں کی چار دیواری اور اندر کنکریاں اور قبروں کی جگہ ساتھ ساتھ سرہانے اور پائینتے کے معمولی پتھر۔ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی لحد پر خصوصاً دعائے مغفرت اور سلام پڑھنا چاہتا تھا کیونکہ ان کے ذریعہ ہمیں دین کا بہت بڑا حصہ پہنچا ہے۔ مگر وہاں تو پتھر پاس پاس پاس کھڑے تھے۔ جو کہ تمام ازواج مطہرات کی قبروں کی نمائندگی کر رہے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت امام حسنؓ حضرت امام جعفر صادق رضہ۔ حضرت امام زین العابدینؓ حضرت امام باقرؓ کی قبروں کو بھی اسی طرح اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ غرضیکہ جہاں جہاں موقع ملا۔ دعائے مغفرت اور سلام پڑھ کر واپس آ گئے۔

اس کے بعد ٹیکسی پر مسجد قبا کی زیارت کی۔ یہ پہلی مسجد ہے جو آنحضرت صلعم نے بنائی۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔ وہاں دو رکعت نفل پڑھے اور سلام بھی پڑھا۔ اس کے بعد بئر عثمان دیکھا اس میں پانی نہیں ہے صرف کیچڑ سا باقی ہے۔ اسی کنوئیں میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے آنحضرت صلعم کی مہر نبوت گر پڑی تھی اور پھر باوجود تلاش کے نہیں ملی۔

اس کے بعد مسجد قبلتین میں گئے۔ یہاں پہلے آنحضرت بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ مگر جب وحی اتری کہ خانہ کعبہ کو قبلہ بناؤ تو آپ نے اسی مسجد میں نماز کا رخ بدل دیا تھا۔ وہاں بھی سلام پڑھا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی ایک مسجد تھی اس کی زیارت کی۔ پھر ہم لوگ میدان احد میں پہنچے۔ حضرت حمزہ رضہ کی قبر پر اور شہدائے احد جہاں پر مدفون ہیں وہاں سلام اور فاتحہ پڑھی۔

میں نے مدینہ کا پرانا ریلوے اسٹیشن بھی دیکھا جہاں ترکوں کے زمانہ میں حجاز ریلوے دمشق سے آتی تھی۔ میٹر گیج لائن ہے۔ عمارت اسٹیشن کی تو پتھر سے بنی ہوئی ہے۔ مگر چھت کو نقصان پہنچا ہوا ہے۔ لائنوں پر پرانے گاڑیوں کے بوسیدہ

ڈبے اور مال گاڑیاں زنگ کھا رہی تھیں۔ واضح ہو کہ اب پھر حجاز ریلوے بنانے کا فیصلہ ہو گیا ہے اور کام شروع ہو گیا ہے۔

مدینہ شریف میں اچھے دن گذرے۔ زیادہ بھیڑ بھی نہ تھی اور عبادت بھی اچھی طرح ہوتی تھی۔ یہاں لبنان سے تازہ پھل کیلے سیب اور تازہ نگیاں بہ نسبت پاکستان کے سستے داموں پر مل سکتے تھے۔ اور حاجیوں کے لئے ہر قسم کی اشیا، جائے نماز۔ تسبیحیاں رومال سرمہ۔ عورتوں کے لئے کپڑا اور سستی جیولری اور دیگر اشیا بآسانی مل سکتی تھیں۔ دس دن کے بعد ہم نے واپسی ہوائی جہاز پر سیٹیں کروائیں۔ مگر ہمیں صبح سے ہوائی اڈے پر لے گئے اور بعد از دوپہر دو جہازوں کے بعد تیسرے جہاز میں جگہ دی۔ ایک گھنٹہ میں ہم لوگ پھر جدہ پہنچ گئے۔ چونکہ ہم نے نیت جدہ جانے کی کی تھی اس لئے احرام نہیں باندھا۔ جدہ میں ہوٹل میں قیام کیا اور جدہ سے واپسی کراچی کے لئے۔ حج کے بعد ۳۰ اپریل کے سعودی ایئر لائنز کے ہوائی جہاز میں سیٹوں کے لئے اپنے دوست کو ہوائی جہاز کے ٹکٹ بھی دے گئے اور تاکید بھی کر گئے کہ بعد میں ٹکٹ اپنے پاس ہی سنبھال کر رکھ لیں کیونکہ بالآخر جدہ سے ہی روانہ ہونا تھا۔

اگلے دن صبح ہم نے چونکہ تمتع کرنا تھا یعنی صرف عمرہ کی نیت کی چونکہ ابھی حج میں کافی دن باقی تھے۔ احرام باندھ کر ہم لوگ موقف للسیارۃ (یعنی موٹر کاروں کے اڈے پر جو مکہ جانے کے لئے مخصوص تھا) پہنچے وہاں ٹیکسی والوں نے اپنے ریٹ بڑھا رکھے تھے اور اسباب کا الگ چارج کرتے تھے۔ چنانچہ دو آدمیوں کے بیس ریال دے کر ہم لوگ مکہ معظمہ پہنچے اور اپنے معلم کے اڈے سے اپنے کرائے کے مکان پر گئے۔ عمرہ ادا کیا۔ یعنی طواف اور سعی وغیرہ اور اس کے بعد بال قصر کروا کر احرام کھول دیئے۔

یہاں ایک ضروری امر کی طرف میں قارئین کرام کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ قریباً تمام حاجی لوگ چمڑے کے یا پلاسٹک کے چھوٹے تھیلے جو کہ چابی سے بند کئے جا سکتے ہیں اور گلے کے گرد لٹکائے جا سکتے ہیں، کراچی سے خرید لیتے ہیں یا جدہ پہنچتے ہی۔ مکہ اور مدینہ میں بھی یہ تھیلے عام ملتے ہیں۔ ان میں آپ اپنے نقد روپے اور ریال۔ اور پاسپورٹ اور جہاز کے ٹکٹ اور ٹریولرز چیک اور ہیلتھ سرٹیفکیٹ وغیرہ سنبھال کر رکھ سکتے ہیں۔ یہ تھیلا حاجیوں کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور نمازوں میں بھی پہنے رہتے ہیں۔ روپے سوٹ کیس وغیرہ میں مت چھوڑ جائیں کہ کئی دفعہ چوری ہو جاتے ہیں۔ احرام جب باندھا ہو تو تہ بند کو ایک تین چار انچ چوڑی بیلٹ سے سنبھالا جاتا ہے۔ اس پیٹی میں پاکٹیں لگی ہوتی ہوتی ہیں۔ جس میں کچھ نقدی اور ضروری نوٹ وغیرہ رکھ سکتے ہیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں خرید سکتے ہیں۔ یہ کارآمد اور مفید چیز ہے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں پاسپورٹ اور ہوائی جہاز کے ٹکٹ اپنے معلم کے پاس رکھوا دیں بلکہ زائد روپیہ ہو تو وہ بھی وہاں رکھوا دیں اور اس کی رسید ضرور لے لیں۔ یہ بھی واضح ہو کہ جدہ سے مدینہ شریف، موٹر بس یا ٹیکسی سے آنے کے لئے ایک الگ ٹکٹ دینا پڑتا ہے اور تنازل بنانا پڑتا ہے۔ جو کہ آپ کا معلم یا اس کا وکیل (جدہ میں) انتظام کر کے دے گا۔ یہ بھولیں مت ورنہ سفر ناممکن ہے۔ اسی طرح جدہ اور مکہ کے درمیان سفر میں غیر ملکیوں کے پاسپورٹ دیکھے جاتے ہیں اور "تنازل" سرٹیفکیٹ لے لئے جاتے ہیں ورنہ داخلہ نہیں ہو سکتا۔

حج

حج کی تاریخ سعودی گورنمنٹ خود مقرر کرتی ہے جو کہ عموماً ان کے ہجری کے کیلنڈر کے مطابق ہوتی ہے۔ ایسا کئی دفعہ ہوتا ہے کہ یہ تاریخ پاکستان کی تاریخ سے ایک دن آگے ہوتی ہے۔ اس سال آٹھ ذی الحجہ ۲۰ اپریل کو پڑی۔ اور اس دن صبح کو سب نے احرام باندھ لئے۔ اور اپنا اپنا اسباب لیکر معلم کے اڈے پر آ گئے۔ وہاں سے موٹر بسوں پر سامان لادا گیا۔ اور مسافر سوار ہو گئے۔ اگرچہ مکہ اور منیٰ کی حدود کے درمیان صرف تین میل کا فاصلہ ہے۔ مگر سخت بھیڑ اور موٹر بس کی کثرت کی وجہ سے ہم لوگ کوئی دو گھنٹہ بعد منیٰ پہنچے۔ ہر ایک معلم کے اپنے اپنے کیمپ اور خیمے ہوتے ہیں۔ ہم اپنے کیمپ میں اترے اور ایک خیمے میں پانچ اور حاجی مرد اور عورتوں کے ساتھ رہائش اختیار کی۔ منیٰ میں اس دفعہ پاکستانی ٹھنڈے پانی کی سبیل بھی بعض مخیر لوگوں کے خرچ سے لگائی گئی تھی جہاں ہر حاجی کو ضرورت ہو تو مفت ٹھنڈا پانی مل سکتا تھا۔ واضح ہو کہ نہر زبیدہ سے پانی نہ صرف مکہ میں پہنچتا ہے بلکہ منیٰ اور عرفات میں بھی جاتا ہے۔ پاکستانی شفا خانہ بھی کھولا گیا تھا جہاں سب بیمار حاجیوں کا جن کو ضرورت ہو مفت علاج ہوتا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ پاکستانی سفارت خانے کے لوگ ہمیں بہت کم نظر آئے نہ جدہ میں نہ مکہ میں نہ منیٰ میں۔ مدینہ تو خیر دور ہے۔ منیٰ میں اس دن نماز ظہر سے لے کر اگلے دن صبح کی نماز تک ٹھہرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد پھر سامان بسوں پر لادا گیا۔ اور ہم لوگ عرفات کو روانہ ہو گئے۔ اس سال ساڑھے دس لاکھ مسلمانوں نے حج کیا۔ اتنے آدمیوں کو لے جانا کار دارد۔ گورنمنٹ نے کچھ سڑکیں الگ بنوائی ہوئی ہیں جو کہ عرفات کے مختلف حصوں میں چلی جاتی ہیں۔ اور پیدل چلنے والوں کے لئے ان کے درمیان الگ راستے بنے ہوئے ہیں۔ ہزاروں لوگ پیدل بھی جاتے ہیں منیٰ سے عرفات کوئی دس میل کا فاصلہ ہے یہاں بھی ہر معلم کا اپنا اپنا کیمپ ہے۔ ہم لوگ وہاں اترے۔ یہاں خیمے صرف دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتے ہیں یعنی گھرے ہوئے نہیں ہوتے۔ یہاں چونکہ کھانے کا انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے اس لئے معلم ہی خود پلاؤ کی دیگیں پکاتا ہے اور اپنے حاجیوں کو دوپہر کا کھانا دیتا ہے۔ پانی کا انتظام آپ خود کریں۔ لوگ کینوس کے مشکیزے پانی سے بھر کر ساتھ لاتے ہیں یا بڑی تھرماس کی بوتل میں۔ یہاں پہلے رسم یہ تھی کہ جبل رحمت پر ایک مسجد ہے وہاں سے امام خطبہ دیتا تھا۔ مگر اب یہ ممکن نہیں۔ کیمپ میلوں میں پھیلے ہیں۔ حاجیوں کو ایک کیمپ چھوڑ کر جانے سے منع کیا جاتا ہے کہ راستہ نہ بھول جائیں۔ اس لئے اب امام خطبہ مسجد نمرہ سے دیتا ہے اور ریڈیو کے ذریعہ مختلف کیمپوں میں سنا جا سکتا ہے۔ ظہر اور عصر کی نماز جمع کی جاتی ہے۔ حج کے لئے میدان عرفات میں حاضری چاہے چند منٹوں کے لئے ہو ضروری ہے۔

اس دفعہ ساڑھے دس لاکھ حاجیوں میں سے بیس فیصدی تو افریقہ کے حبشی ہوں گے۔ افریقی ممالک کو آزادی ملنے سے بہت سے حبشی مسلمان حج کو آسکے ہیں۔ پھر تمام حاجیوں کا نصف تو عورتیں ہوتی ہیں۔ جن کا منہ کا اور ہاتھوں کا پردہ نہیں ہوتا۔ اس دفعہ شیعہ لوگ بھی کافی آئے تھے۔ انڈونیشیا کے لوگ کم تھے۔ عربی ممالک سے زیادہ حاجی مرد اور عورتیں آئی تھیں۔ ترکی سے بھی کافی لوگ آئے تھے ہندوستان اور پاکستان کے حاجی کچھ زیادہ نظر نہیں آتے تھے۔

غروب آفتاب کے ساتھ ہی پھر واپسی کا کوچ ہوتا ہے۔ سب لوگ اکٹھے ہی چلتے ہیں اور راستے میں رات کو مزدلفہ (یا مشعر الحرام) کے میدان میں قیام کرتے ہیں۔ جہاں موٹر بس کھڑی ہوتی ہے اس کے پاس ہی ریت پر بستر بچھا کر لوگ آرام کرتے ہیں۔ آسمان کے نیچے۔ پیشاب یا خانے کے لئے ریگستان موجود ہے۔ اس جگہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں ساتھ ضرور لانی چاہئیں اور پانی بھی، ورنہ تکلیف ہوتی ہے۔ ویسے گورنمنٹ نے عرفات اور مزدلفہ میں سڑکوں پر کئی ایک جگہ پر پانی کے نلکے لگا دیئے ہیں۔ مگر وہ ہر جگہ سے نزدیک نہیں پڑتے اور بھیڑ بہت ہوتی ہے۔ اور ریگستان میں آدمی کے گم ہو جانے کا بہت ڈر ہوتا ہے۔ یعنی اپنی موٹر بسیں اور اپنی ٹولی سے بھٹک جاتا ہے۔ ایسے کئی ایک واقعات ہوئے ہیں۔ اس لئے اس میں خاص احتیاط برتنی چاہئے۔ مزدلفہ کے میدان میں سے ہی "شیطانوں" کو مارنے کے لئے کنکریاں بھی چن کر اکٹھی ساتھ لے جانی ہوتی ہیں۔ چنے کے برابر یا ذرا بڑی پچاس تو ضرور ہونی چاہئیں۔ اس مشعر الحرام میں نبی کریم صلعم

رات کو بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔ اس لئے ہم لوگ بھی آدھی رات کے بعد تہجد کے لئے اُٹھے اور دعاؤں میں مصروف رہے۔ اس دفعہ مزدلفہ میں رات غیر معمولی طور پر ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ کمبل میں بھی سردی لگتی تھی حالانکہ ۲۱۔ اپریل کا دن تھا یعنی حج کا۔ اگلے دن صبح کی نماز پڑھ کر پھر موٹر بسوں میں منیٰ واپس آ گئے۔ آتے ہی جمرۃ العقبہ یا بڑے شیطان کو پتھر مارنے جانا ہوتا ہے جب اس سے فارغ ہوئے تو پھر قربانی کی فکر ہوئی۔ چند ایک دوستوں کے ساتھ میں کوئی ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر مذبح میں گیا۔ اس کے گرد چار دیواری بھی ہے اور پہاڑیاں بھی۔ مگر ایک عجیب سماں تھا۔ چاروں طرف سینکڑوں ہزاروں بکرے۔ بھیڑیں اور کہیں گائیں اور اونٹ ذبح کئے پڑے تھے۔ کہیں کہیں لوگ اُن میں سے کچھ حصے کاٹ لے رہے تھے۔ مگر زیادہ تر ویسے ہی پڑے تھے۔ یہاں بکرے سنا گھاس کھاتے ہیں سو جو لوگ اُن کے گوشت کے عادی نہ ہوں ان کو جلاب لگ جاتے ہیں۔ بہر حال ہم لوگ ٹاپتے پھاندتے بکرے والوں کے پاس پہنچے میں نے چالیس ریال فی بکرا کے حساب سے چار (دو بکرے فی کس) ذبح کروائے۔ ہمارے ایک ساتھی نے دنبہ ذبح کیا تھا۔ سو اس کی دونوں رانیں کٹوا کر ساتھ لے آئے کہ کھانے کے کام آئیں گے۔

شام کے وقت جو ذبح شدہ جانور پڑے ہوتے ہیں وہ ٹریکٹر سے دھکیل کر مختلف خندقوں میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی جاتی ہے مگر اس طرح لاکھوں جانور ضائع ہو جاتے ہیں۔ کیوں نہ گورنمنٹ کوئی کھاد بنانے کا کارخانہ لگائے جہاں چمڑوں کو اگر ضرورت ہو تو الگ ٹین (TAN) کر کے کام میں لایا جائے۔ اور باقی گوشت پوست اور ہڈیوں کی کھاد بنا کر غریب دہقانوں کو تقسیم کر دی جائے۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے مگر یہ سعودی گورنمنٹ ہی کر سکتی ہے۔ واپسی پر بال قصر کروائے اور غسل کر کے احرام کھول دیا۔ ابھی طواف افاضہ یا طواف زیارت جو حج کا ضروری حصہ ہے باقی تھا۔ مگر وہ ایام نحر یعنی ۱۰۔ ۱۱/ ۱۲/ تاریخ ذی الحجہ کسی دن بھی کیا جا سکتا ہے۔ میں بہت تھک گیا تھا۔ دوسرے مجھے کچھ پیچش کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ میری بیوی کو زکام کھانسی لاحق ہو گیا۔ بہر حال ۱۱ر تاریخ کو بعد از نماز ظہر تینوں ”شیطانوں“ یعنی جمرۃ اولیٰ۔ جمرۃ وسطیٰ اور جمرۃ العقبہ کو سات سات کنکریاں ماریں۔ یہ مناسک حج حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے چلے آ رہے ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کو لے جاتے وقت حضرت ابراہیمؑ کو تین جگہ پر شیطان نے ورغلایا اور آپ نے اُسے دھتکار دیا۔ اسی طرح ہر حاجی شیطان کو دھتکارتا ہے تاکہ اس کی زندگی اس کے مس اور بہکانے سے پاک رہے۔ ویسے یہ پتھر کے بنے ہوئے تیم ستون سے ہیں جو اوپر سے بھنوی ہیں۔ جمرۃ العقبہ کے ساتھ پتھر کی دیوار بھی ہے۔

عام طور پر حاجی لوگ طواف زیارت ۱۰ر تاریخ کو بعد از قربانی۔ مکہ جا کر ادا کرتے ہیں۔ اور پھر عشاء کے بعد تک منیٰ واپس آنا ضروری ہوتا ہے کہ دو تہائی رات یہاں گذارنی ہوتی ہے۔ مگر اس دفعہ اژدھام کی وجہ سے بہت سے حاجی مشکل سے آدھی رات تک واپس پہنچے ہوں گے چونکہ میں اور میری بیوی صحت مند حالت میں نہیں تھے اس لئے وہاں کے قاضی القضاۃ کے فتوے کے مطابق ایسی حالت میں کہ صحت نہ ہو، عورتوں کا ساتھ ہو اور اژدھام کی وجہ سے مشکلات ہوں۔ ہم نے یہ کیا کہ ۱۲ر ذی الحجہ کو بجائے بعد از دوپہر کے۔ قبل از دوپہر تینوں شیطانوں کو پتھر مار کر ایک دفعہ ہی منیٰ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر طواف زیارت بخیر و خوبی ادا کیا (جو کہ غروب آفتاب سے قبل سرانجام پا جانا چاہیئے) اور اس طرح فریضۂ حج بفضلہٖ ادا ہو گیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

زیارت گاہیں

یہاں کے پرانے قبرستان کو جنت المعلیٰ کہتے ہیں۔ وہاں ہم لوگ گئے تو دیکھا کہ بڑی سڑک قبرستان کو دو ٹکڑوں میں کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ یہاں بھی سب قبریں مٹا دی گئی ہیں۔ صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی قبر باقی ہے اور بغیر کتبے کے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ چند ایک قبریں باقی ہیں۔ مگر وہ بتاتے نہیں کہ کن کن کی ہیں۔ کہہ دیتے ہیں کہ معاملہ نسکی ہے دیکھ کر افسوس ہی ہوا۔

پھر وہ جگہ دیکھی جہاں آنحضور صلعم کی جائے پیدائش گاہ تھی۔ اب وہاں ایک مکتبہ ہے جہاں قرآن اور حدیث پڑھائی جاتی ہے۔ وہاں دو نفل نماز پڑھی۔ حضرت بلال رضؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی مسجدیں دیکھیں۔ غار حرا کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ یہاں سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ لوگ صبح تڑکے ٹیکسی پر جاتے ہیں جو انہیں پہاڑ کے دامن میں چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ اس کے بعد لوگ پانی کا مشکیزہ ساتھ لے کر پہاڑی پگڈنڈی سے اوپر چڑھتے ہیں۔ چونکہ کافی اونچا ہے۔ پھر بعد میں اُتر کر واپس آنا ہوتا ہے۔ چونکہ دھوپ اور گرمی ہو جاتی ہے اور میری طبیعت ناساز تھی اس لئے اس زیارت کو چھوڑ دیا۔ غار ثور تو اور بھی دُور ہے۔ میدان بدر جدہ سے مدینہ موٹر بس سے جاتے ہوئے ملتا ہے۔ میں تو نہ دیکھ سکا کیونکہ ہم لوگوں نے ہوائی جہاز سے سفر کیا تھا۔

خانہ کعبہ اور حرم

حرم کی عمارات کو سعودی گورنمنٹ بہت وسیع کر رہی ہے۔ نہایت مضبوط اور خوبصورت عمارت ہے اور دو تین منزلہ ہے۔ ابھی تک کام جاری ہے۔ صفا اور مروہ کے درمیان دو منزلہ ہال بن گیا ہے اب سعی کرنے میں بہت آسانی ہو گئی ہے۔ اصل پرانے حرم کے احاطہ میں ایک طرف چبوترہ بنا ہوا ہے جو کہ اب برآمدے کا حصہ ہے۔ یہاں ہی اُم ہانی کا مکان تھا۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔

زمزم کے کنوئیں کو ڈھک دیا گیا ہے۔ موٹر پمپ سے پانی اوپر ٹینکوں میں جمع ہوتا ہے۔ اور وہاں سے نلکوں اور ٹونٹیوں کے ذریعے حاجی لوگ لے کر پی سکتے ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دینے کا مجھے موقعہ ملا اور ملتزم کو پکڑ کر دعا مانگنے کا بھی اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔

اس دفعہ نیا غلاف کعبہ۔ مکہ مکرمہ میں ہی بنایا گیا تھا۔ کاریگر پاکستان اور ہندوستان سے گئے تھے۔ امیر فیصل نے خود آن کر خانہ کعبہ صاف کرنے میں مدد دی اور غلاف بدلا۔ یہاں بھی حرم کے صحن میں کبوتر بیٹھتے ہیں۔ مگر خانہ کعبہ پر سے نہیں اُڑتے اور نہ اس کی چھت اور غلاف کو اپنی بیٹھوں سے گندہ کرتے ہیں۔

واپسی کی تیاریاں

واپسی کے لئے بھی ایک سرٹیفکیٹ ”خروج“ کا بنانا پڑتا ہے اور حج کے متعلق رپورٹ بھی۔ یہ بھی معلم ہی بناتا ہے۔ اس امر کے لئے ہمیں جدہ سے اپنے ہوائی جہاز کے ٹکٹ ایک معتبر شخص کے ذریعہ مکہ مکرمہ منگوانے پڑے بغیر واپسی کی سیٹ کے بُک ہوئے کوئی حاجی مکہ سے جدہ نہیں جا سکتا۔ چنانچہ یہ سب کاغذات حاصل کر کے اور پاسپورٹ اور ٹکٹیں ساتھ لیکر ہم لوگ ۲۹۔ اپریل کی صبح کو مکہ مکرمہ سے بذریعہ ٹیکسی روانہ ہوئے۔ راستے میں پولیس چوکی پر سرٹیفکیٹ لے لئے گئے اور پاسپورٹ پر اندراج کر دیا گیا۔ مگر انہوں نے ہوائی جہاز کے ٹکٹ بھی دیکھنے کو منگوا بھیجے۔ جو ہم نے ٹیکسی ڈرائیور (جو کہ حبشی تھا اور عربی بھی بول سکتا تھا) کے ہاتھ بھیج دیئے۔ بعد میں جب ڈرائیور واپس آیا تو اس نے ایک رومال میں سب کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ہمارے دو پاسپورٹ تو واپس کر

دیئے مگر ہوائی جہاز کے ٹکٹ واپس نہ کئے۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ وہ دوسرے سرٹیفکیٹوں کو ہی سمجھتا رہا اور کہا کہ وہ پولیس نے رکھ لئے ہیں۔ ٹکٹ کیرئیر بیگ میں ہی لپٹے رہ گئے اور اس کو بھی خیال نہ رہا۔ میں طیارہ کا ذکر کروں کہ اس کے ٹکٹ کہاں ہیں مگر اس کے دماغ میں یہ بات نہ آسکے۔ ٹکٹ کو عربی میں تذکرہ کہتے ہیں۔ تذکرۃ للطیارۃ اگر میں کہتا تو شاید اسے سمجھ آجاتا مگر مجھے تذکرہ کے متعلق علم نہ تھا۔ اسی بحث میں وہ موٹر کار چلا کر جدہ روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے ایک ہی طریقہ سوچا کہ اس کو کہوں کہ ہمیں موسسۃ النقل میں جا کر اتار دے۔ وہاں میں اپنے دوست کو سارا ماجرا سنا دوں گا۔ وہ عربی میں اس سے سمجھ لیگا۔ خیر ہم وہاں پہنچے۔ تو میرا دوست بھی مل گیا۔ اس نے اسے عربی میں بڑا ڈانٹا کہ اگر تذکرہ للطیارہ گم ہوگیا تو اسے ہزار ریال جرمانہ ہوگا۔ وہ واپس چلے گئے اور ڈھونڈتے۔ حبشی ڈرائیور تو بہت گھبرایا۔ پھر اسے اپنے رومال کا خیال آیا۔ بھاگا ہوا اسے اٹھا کر لایا۔ کھولا تو اس میں دونوں ٹکٹ موجود تھے۔ اس کی بھی جان میں جان آئی اور ہماری بھی۔ خیر اسباب ہوائی اڈے پر لے گئے کیونکہ ایک دن پہلے سامان تلوا کر دے دینا پڑتا ہے۔ تین چار گھنٹے وہاں بیٹھے رہے بشکل تمام سامان کو تلوا کر رسیدیں لیں اور پھر اپنے دوست کے ساتھ ہوٹل میں گئے۔ کرائے بہت زیادہ تھے۔ مگر ایک رات جوں توں کرکے گذارنی ہی تھی۔ چونکہ ہمیں صبح تڑکے ہی ہوائی اڈے پہنچنے کا آرڈر تھا۔ اس لئے اپنے دوست کا شکریہ ادا کرکے اس سے رخصت ہوئے اگلے دن صبح ہی ہوائی اڈے پر پہنچے۔ کوئی دو گھنٹے انتظار کیا۔ ہمارے ٹکٹ تو ہمیں مل گئے تھے۔ مگر پاسپورٹ پولیس نے چیک کرنے کے لئے رکھ لئے تھے۔ وہ صبح کو لوٹائے گئے۔ بارے بارے خدا خدا کرکے۔ ہمیں ہوائی جہاز پر چڑھنے کی نوبت آئی جو کہ براہ راست چار گھنٹے میں بفضلہٖ کراچی پہنچ گیا۔ الحمد للہ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہٖ

دو باتیں میں نے نوٹ کیں۔ ایک تو یہ کہ حج کے دنوں میں دوڑ بھاگ سے میں بہت تھک گیا تھا اور طبیعت بھی ناساز ہوگئی تھی۔ اس لئے اس بات کا شکر کیا کہ مدینہ منورہ پہلے ہی ہو آیا تھا ورنہ اب مشکل پڑ جاتی۔ یہی بہتر طریق ہے۔ پھر اس بات کو یاد رکھیں کہ بڑھاپے کی عمر پر حج کو مت اٹھا رکھیں۔ حج میں دوڑ دھوپ میں مشقت بھی اٹھانی پڑتی ہے۔ جوان آدمی یا ادھیڑ عمر کا اسے برداشت کر سکتا ہے۔ بوڑھے کے لئے مصیبت ہو جاتی ہے اور بوڑھا اپنے ساتھیوں کے لئے بوجھ بن جاتا ہے۔ اگر بوڑھوں کو جانا بھی ہو تو تندرست اور جوان ہمراہیوں کے ساتھ جائیں۔

دوسری بات یہ ہے میری طرح اور بھی بہت سے (ہزاروں ہی) حاجی جو بحری جہاز سے بیس دن یا زیادہ عرصہ پہلے وہاں پہنچ گئے تھے۔ وہ حج سے پہلے ہی مدینہ منورہ ہو آئے تھے۔ وہ بے چارے وطن واپس جانے کو بہت بے چین تھے۔ مگر بعضوں کو ابھی ایک ایک مہینہ اور ٹھہرنا باقی تھا۔ یہ بڑا ظلم ہے۔ ہندوستان کی گورنمنٹ نے حج کے بعد فوراً ایک وقت میں تین جہاز اپنے حاجیوں کو لانے کے لئے جدہ بھیجے ہوئے تھے۔ تو اسلامک ریپبلک آف پاکستان ایسا کیوں نہیں کرسکتی۔ فرق اتنا ہوگا کہ بعد میں جہاز "سفینۂ حجاج" بجائے دو ماہ کے قریب تانا بانا کرنے کے صرف ایک ماہ میں ہی فارغ ہو جائے گا۔ ڈھائی تین ماہ حاجیوں کو وہاں مجبوراً رکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا خرچ پورا کرنے کو کرنسی نوٹ چوری ساتھ لے جاتے ہیں۔ میں نے خود ایک حاجی کو دس نوٹ سو سو روپے کے کتاب کی جلد میں سے نکالتے دیکھا۔ جو روپیہ گورنمنٹ ان کو دیتی ہے وہ مکہ، مدینہ اور دیگر اخراجات کے لئے قطعی طور پر ناکافی ہے۔ گورنمنٹ اس پر ضرور غور کرے۔

محمد شفیع بھٹی صاحب پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور

اسلام کا فلسفۂ حیات اور سائنس کی رُو سے موت کا تصوّر

اسلام نے جو نظریہ انسانی زندگی کا دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ اتنا وسیع اور واضح اور غیر مبہم ہے کہ اس پر غور کرنے اور اسے قبول کرنے سے انسان کے دل و دماغ کو ایک فطری مسرت محسوس ہوتی ہے۔ جب ریاضی کا کوئی قاعدہ یا اصول ہمارے سامنے لایا جاتا ہے تو ہم صحیح چیز کو تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ اور جو غلط ہو اسکو تسلیم کرنے سے فوراً انکار کر دیتے ہیں۔ ریاضی کے کلئے ایسے ہیں کہ تمام دنیا ان کو فوراً بغیر کسی رد وکد کے اور بحث مباحثہ کے ماننے کے لئے تیار نظر آتی ہے دو اور دو چار اور دس ضرب دس سو ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا۔ اگر اس کے برعکس جانے کی کوشش کی جائے گی تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ریاضی اور مذہب خصوصاً اسلام کے جتنے اصول اور عقائد ہیں ان میں تضاد نظر نہیں آئے گا۔ مذہب وہی مکمل اور صحیح قرار دیا جا سکتا ہے جو نہ صرف فلسفہ اور سائنس کی رُو سے مکمل ہو بلکہ ریاضی جیسی صحیح اور ٹھوس چیز کی رُو سے بھی پورا صادق اترے۔ مذہب اسلام فطرت انسانی کو زبردست اپیل کرتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام۔ ہر علم کو اس نے اپنی آغوش میں لیا ہوا ہے صحیح معنوں میں تمام علوم اسی سرچشمہ سے پھوٹے ہیں اور آئندہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انسان کے علوم خدا کے وسیع علم کے کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی انسانی علم خدائی معلومات کا احاطہ کر سکتا ہے۔ سائنس نے ذرات میں لا انتہاء قوت کا مشاہدہ کیا ہے۔ اسلام نے ذرے ذرے میں خدا کی قدرت کا ایسا انکشاف پیش کیا ہے کہ اس سے قبل یہ بات انسانی تخیل کے حدود کے اندر نظر ہی نہیں آتی۔ وقت کے قلیل ترین حصص اور مادہ کے قلیل ترین ذرات کو معراج اور سورۂ فیل کے دلچسپ واقعات میں کیسی خوبصورتی اور صفائی سے انسانی ذہن میں ڈال دیا ہے۔ آج اہل سائنس ایک سیکنڈ کے دس لاکھ حصے کرنے کی فکر میں مصروف ہے۔ ایک ایٹم کو وہ مزید لاکھوں ٹکڑوں میں بانٹنا چاہتے ہیں اور بہت حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ روشنی کی رفتار کو جو ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چل رہی ہے انسان کی رفتار میں منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے بعد بھی ان کی جستجو جاری رہے گی۔ اس مقام پر پہنچکر تمام مذاہب خاموش ہو جاتے ہیں۔ صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر مقام اور ہر سطح پر انسان کے لئے مزید مواقع بہم پہنچاتا جاتا ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر کا نغمہ صرف قرآن کریم کی زبان معجز بیان سے نکلتا اور دل کی عمیق گہرائیوں میں اترتا نظر آئے گا۔ آج دنیا کا سب سے بڑا ریاضی دان فلاسفر برٹرنڈ رسل یہ کہنے پر مجبور ہے کہ دنیا پر دو قسم کے قوانین مسلط ہیں ایک وہ ہیں جو عیاں ہیں اور ایک وہ ہیں جو نہاں ہیں۔ اور خوبی یہ ہے کہ جو طاقتیں نہاں ہیں وہ عیاں پر مسلط ہیں۔ یہ تعلیمات قرآنی کا صحیح مرقع ہے ما بین ایدیھم و ما خلفھم کی ایک خوبصورت تعبیر ہے۔ خود سب سے بڑی تخلیقی قوت خدا تعالیٰ کی اپنی ذات اقدس ہے جو اس کارخانہ حیات کی اور لاکھوں اور کروڑوں عالم رنگ و بو کی پیدا کرنے والی ہے۔ اسلام کے تصورات میں انسان کے کمالات اور خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا ایسا امتزاج پایا جاتا ہے کہ خالق اور مخلوق اور عابد اور معبود اور حادث اور غیر حادث اور فانی اور غیر فانی کا اپنا اپنا مقام بین طور پر ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ قرآن کریم کا سب سے بڑا معجزہ اسی میں مضمر ہے کہ انسانوں کے اپنے مقام و فرائض سے آگاہ ہو جائے۔ اور تخلیق کا سب سے بڑا مقصد وحدت انسانی اور اخلاق ربانی کو بروئے کار لاکر منشائے خداوندی کی تکمیل کی جائے۔ قرآن کریم تمام بنی نوع انسان کی تاریخ بھی ہے اور ضابطۂ حیات بھی۔ اس میں زندگی بھی ہے اور منازل کا تعین بھی ہے اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونے کے لئے ایک ایسی بے قراری ہے کہ جس کا بالآخر منتہا اور مقصد اطمینان قلب ہے جو فرائض کی ادائیگی کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر جذبات اور احساسات کی دنیا میں اور مادی دنیا کے تقاضوں میں کوئی فرق نظر نہیں آ رہا ہے۔ تو یہ ممکن نہیں کہ روحانی ضرورتوں کے لئے اور اخلاقی تقاضوں کے لئے ایک باقاعدہ اور نہایت منتظم ضابطہ یا نظام نہ ہو۔ اسی ضابطے اور نظام کا نام اسلام ہے۔ خود نام میں یہ مقصد اور نصب العین موجود ہے۔

خدا کو یہ منظور نہیں کہ کوئی زندگی ضائع ہو ہر فرد اور ہر معمولی سے معمولی چیز اپنی جگہ اس وسیع نظام کا ایک ضروری حصہ ہے۔ خداوند کریم نے افراد اور جماعتیں۔ قومیں اور ملک پیدا کئے ہیں لیکن اس کثرت میں وحدت نظر آ رہی ہے۔ تمام کائنات۔ ارضی و سماوی ایک ہی قانون کے تحت کام کر رہی ہے۔ خلا اور فضا میں ایک ہی دست قدرت کام کرتا نظر آ رہا ہے۔ جہاں تک نظام شمسی و قمری کا مطالعہ کیا گیا ہے کہیں کوئی نقص نظر نہیں آ رہا۔ باقاعدگی۔ ہم آہنگی۔ اور ایک ایسی نسبت و مقدار سے ہر چیز موسم اور ضروریات کے مطابق ہماری مادی اور معاشی ضروریات کی کفیل ہیں۔ ذرا اندازے سے زیادہ بارش ہو جائے یا برق مسلسل طور پر جاری رہے۔ یا دریاؤں اور سمندروں کے سیلاب حدود سے تجاوز کر جائیں تو سارا نظام زندگی اک آن کی آن میں درہم برہم ہو کر تمام دنیا کا خاتمہ کر سکتا ہے لیکن ایسی زبردست تخلیقی اور تعمیری قوت کام کر رہی ہے جو ہزاروں بلکہ لاکھوں سالوں سے اس عالم کو ایک معلوم اور محکم نظریہ کے ماتحت ایک مقررہ نصب العین کی طرف کشاں کشاں لئے جا رہا ہے۔ ایک دنیا سورج۔ چاند اور ستاروں کی ہے۔ ایک دنیا ہوا پانی اور بارش اور برق کی ہے۔ ایک دنیا حجر شجر۔ حیوانات و جمادات کی ہے۔ اور ایک دنیا انسانوں کی ہے اس کے علاوہ زمین اور بھی آسمان اور بھی ہیں۔ ملائکہ ہیں۔ جنات ہیں۔ غرضیکہ ان کے ادراک سے فہم انسانی عاجز آجاتا ہے۔

انسانی زندگی کا ایک حصہ قبل از پیدائش کا ہے اور ایک حصہ بعد از پیدائش شروع ہو جاتا ہے اور موت تک چلا جاتا ہے۔ اور آخری حصہ موت سے شروع ہو کر آخرت تک پھیلا ہوا ہے۔ ان حقائق کو انسان فطری طور پر تسلیم کرتا ہے۔ اب ہر حصہ زندگی کا صحیح جائزہ اور تکمیل ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ اسلام ان تمام کا مکمل طور پر احاطہ کر کے بالآخر انسان کی زندگی کو بامقصد اور بااصول اور باکمال بنا کر اس کا مقام اتنا ارفع اور اعلےٰ بنا دیتا ہے۔ کہ یہ زندگی تمام الجھنوں سے بالکل پاک اور صاف ہو جاتی ہے سائنس موت کو تسلیم نہیں کرتی۔ مرنے کے بعد انسان کے کیمیائی اجزاء میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ پانی پانی میں۔ ہوا ہوا میں اور ٹھوس حصے مادہ میں کسی نہ کسی شکل میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ انسان کے جذبات اور خیالات

جذبات اور خیالات میں گھل مل جاتے ہیں - موت کس چیز پر واقع ہوتی ہے - علاوہ ازیں انسان کا دل بعد از مرگ بھی زندہ رہ سکتا ہے - اس کا جگر - اس کی آنکھوں کی پتلیاں - اس کے دانت - ہر ایک چیز علیحدہ علیحدہ باقاعدہ زندہ رہ کر کام دے سکتی ہیں - سائنسدان مکمل طور پر موت یا فنا کو تسلیم نہیں کر سکتا - انسان کے وجود سے وجود - اس کے خیالات سے خیالات اس کا علم - اسکی تحقیقات یہ سب کی سب زندہ رہنے والی چیزیں ہیں - ان معنوں میں موت ایک بہت بڑا تخلیقی اور ارتقائی اصول ہے اگر موت نہ ہوتی - تو تمام ترقیات مسدود ہو جاتیں قرآن کریم نے موت و حیات کو ایک ہی مقام دیا ہے کتنا گہرا اور صحیح فلسفہ اس کے اندر نظر آ رہا ہے خلق الموت والحیات - موت اور حیات کی تخلیق کی گئی ہے - ایک کے بغیر دوسری بالکل نامکمل رہ جاتی ہے - آخر انسان زندہ کس شکل میں رہنا چاہتا ہے - جسمانی طور پر انسان کی زندگی زوال پذیر ہونی لازمی ہے - لیکن اس کے کردار و اعمال اس کی بلند پروازی - اس کے اعمال صالحہ اس کی معلومات اس کی تحقیقات - اس کا علم اور اخلاق - اس کا قدرت کے قوانین پر حاوی ہونا - الغرض انسان کا خالق حقیقی کے قیادت میں خالق مجازی کے اہم فرائض ادا کرنا اس کے حصہ میں آیا ہے - اسلام کی تمام تعلیم انسان کی اسی مقصد عظیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے کسی چیز سے لاعلمی اس کی قطعی طور پر عدم موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں ہے - آج اسلام کی صحیح تعلیم اور اسلام کے علوم سائنس اور دیگر تمام علوم پر حاوی ہونے کا جو صحیح دعوے ہے اس کو اگر اہل علم اور فلسفہ تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں - یا ان کے قائم مقام تلاش کرنے کی فکر میں ہیں - تو اس کی ذمہ داری ایک حد تک ہماری سست رفتاری اور اسلام سے نامکمل واقفیت اور خود ہمارا تذبذب اور جوش علم و عمل کے فقدان ہے - ورنہ اسلام کی موجودگی میں کوئی اور نظام اور تصور نہ کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ ہی مکمل طور پر ہمیشہ کے لئے مطمئن کر سکتا ہے - اسلام اس زندگی کو ہمارا دائرہ عمل قرار دیتا ہے - آئندہ زندگی کو عالم جزا قرار دے کر ہماری عملی زندگی کو مکمل بنانے کا اہل اور کفیل بنتا ہے - انفرادی زندگی کو کمالات کا مجموعہ بنا کر انسانی زندگی کو خداوند کریم کی رحمتوں اور انعام و اکرام کا ایک بیّن ثبوت بنا کر پیش کرنا چاہتا ہے غرضیکہ تمام وہ مدارج و ترقیات جو سائنس نے آج تک حاصل کئے ہیں - وہ اسلام کی رُو سے عین منشائے خداوندی کے مطابق ہیں - زندگی اور موت دونو صحیح معنوں میں تخلیقی قوتیں ہیں - لیکن اسلام خالق اور مخلوق اور عابد اور معبود - مالک اور مملوک کی تمیز کو نظر انداز نہیں کر سکتا - وہ خدائے تعالےٰ کی ذات گرامی کو اس کارخانہ حیات کا واحد مالک قرار دیتا ہے انسان اس کا نائب ضرور ہے - لیکن قائم مقام نہیں ہے - اسی میں انسان کا کمال ہے - اور اسی میں اس کی فلاح ابدی ہے اسلام ہی میں راحت اور سلامتی ہے ٭

محمود احمد ملنگ صاحب

صاحبزادہ ناصر احمد صاحب کا موضع شیخ محمدی میں ورود

اے امام وقت کے فرزند دلبند
تیری آمد ہماری دلربائی
مگر افسوس ہے آقا کے پوتے
تیری بے وقت تھی انگشت نمائی

۱۱ رمئی سنہ ۱۹۶۴ء کو جماعت احمدیہ شیخ محمدی (جماعت ضلع دیوہ) کی دعوت پر صاحبزادہ ناصر احمد صاحب بمعیت جناب اللہ دتہ جالندھری و جلال الدین صاحب شمس ٹھیک ۱۰½ بجے تشریف لائے - استقبال انتہائی روایات کے مطابق بندوقوں اور پستولوں سے کیا گیا - آرام کے بعد اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا - اور پھر حضرت مسیح موعود - کے اشعار انتہائی خوش الحانی سے :-

"عجب نوریست درجان محمد"

پڑھے گئے -

اس کے بعد سپاسنامہ شیخ گل صاحب نے پیش کیا جس میں تعمیر مسجد کی استدعا کی گئی - جس کا جواب بعد میں عام قیل و قال کے دوران دیا گیا - کہ ۲½ ہزار خود جمع کرو ۲½ ہزار مرکز کی طرف سے مل جائے گا -

سپاسنامہ وغیرہ کے پروگرام سے قبل تعارف کا سلسلہ شروع ہوا - سب سے پہلے مقامی جماعت کے جملہ ممبران کا تعارف ہوا پھر ہماری جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شیخ محمدی کے ممبران کو پیش کیا اور بعد ازاں عام پبلک میں سے چیدہ چیدہ اشخاص کو متعارف کرایا گیا - پھر مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری نے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ - تلاوت فرما کر اس آیت کو حضرت مسیح موعود کی آمد پر چسپاں کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ کو صرف تبلیغ اسلام کے لئے ممتاز کیا گیا ہے - یہ کوئی جدا اور نیا فرقہ نہیں - اس دوران میں ذرا دبے دبے حضرت مسیح موعود کو رسول وقت پیش کرتے رہے اور باوجود احتیاط بسیار کے ایسی بات دوران تقریر میں فرمائی کہ سراسر خلاف حقیقت تھی فرمایا کہ الوصیت جو وفات سے دو سال پہلے لکھی گئی ہے - اس میں حضرت مسیح موعود نے ہم کو مقام خلافت پر جمع ہونے کی تاکید ہے - اور حضرت نور الدین مرحوم کے چھ سالہ دوران کے بعد خلافت ثانیہ کے رنگ میں تاحال جاری ہے اور اسی طرح آئندہ بھی ہمیں خلافت کے قیام و استحکام کے لئے مال و جان کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے - تاکہ خلافت کے زیر سایہ نظام جاری و ساری رہے آپ کے بعد شمس صاحب تشریف لائے - مگر اُن کی تقریر بالکل صاف تھی اور صرف تبلیغ اسلام پر زور تھا اس میں کوئی اشارہ یا کنایہ نہ تھا - اور مردمیدان ہو کر اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کے لئے نکلنے پر زور تھا - اور عوام کو شمولیت کی دعوت دینے کے ساتھ فرمایا اگر آپ اس میدان میں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے - تو کم از کم خاموش ہو جائیں اور خواہ مخواہ ہمارے راستہ میں روک بن کر ہمارے مقصد کو کمزور نہ کریں -

آخر میں صاحبزادہ صاحب تقریر کے لئے استادہ ہوئے اور سامعین کے استقبال کا شکریہ ادا کیا اور انکے اخلاص و محبت کو دل کی گہرائیوں سے قبول کیا - پھر چند کلمات کے بعد آپ نے ملفوظات حصہ سوم سے دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کا ایک حوالہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے دلی درد کے ساتھ عوام کو مخاطب فرماتے ہوئے تلقین کی کہ آپ لوگوں نے مجھے حکم اور عدل تسلیم کرتے ہوئے یہ ذمہ داری قبول کی ہے کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے - مگر کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جماعت لاہور کے احباب اُن کے کچھ احکام کا اقرار کرتے ہیں اور کچھ سے انکار کرتے ہیں اور اشارہ فرماتے ہوئے ہمیں مبائعین خلافت کے مقابل پر یاد فرمایا کہ یہاں میرے سامنے چند احباب غیر مبائعین ہیں - اُن کے لئے حضرت صاحب کے یہ الفاظ قابل غور ہیں ہم نے صاحبزادہ صاحب کا یہ خطاب شدید رنگ میں محسوس کیا صرف اس خیال سے کہ صاحبزادہ صاحب ہمارے ہر دو فریق کے لئے قابل صد احترام بزرگ تھے کیونکہ آپ ہر دو جماعتوں کے پیر و مرشد کے پوتے ہیں - اسی وقت خیال آیا - کہ صاحبزادہ صاحب کو فیصلہ حق کی طرف متوجہ کریں - کہ کیا ہم جماعت لاہور والے حضرت مسیح موعود کے کچھ احکام کے منکر ہیں یا ان کے والد بزرگوار خلیفہ صاحب کچھ فرمائشات کے منکر ہیں جن میں انہوں نے صاف الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے کے سب حوالہ جات تحریرات منسوخ ہیں اور ان سے حجت لینی غلط ہے مگر آداب مجلس نے منع کیا - کہ اُن کی تعظیم کی خاطر یہ جرأت نہیں کرنی چاہیئے - جلسہ کی روئیداد شائع کروانے کا مقصد عظیم ان ارشادات کی صفائی ہے - جو

(۱) مولوی اللہ دتہ صاحب نے الوصیت سے خلافت کے قیام کے لئے پیش کی ہے - الوصیت سے وہ عبارت نقل کر کے بتائی جاوے - کہ جس کے رُو سے

(باقی بر صفحہ ۲۸ اشتہار کے پیچھے)

فخرالدین صاحب راولپنڈی

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

گذشتہ ماہ ۷ مارچ ۱۹۶۴ء کے مسیح موعودؑ نمبر میں جناب فخرالدین احمد صاحب راولپنڈی کے مضمون بعنوان بالا کا ایک حصہ درج ہوا تھا۔ باقی مضمون بوجہ عدم گنجائش درج نہ ہو سکا، جو ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے :۔

۷۔ خطبہ الہامیہ

۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء عیدالاضحیٰ تھی اس دن صبح آپ کو الہام ہوا :۔ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ کلام افصحت من لدن رب کریم۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں :۔

"تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی زبان میں میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی۔ ...... سبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا۔ ...... ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا ...... یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔"

یہ عظیم الشان نشان بھی موسم بہار میں ظاہر ہوا۔

۸۔ زلزلے

حضرت امام الزمان اور مسیح موعودؑ کے نزول کی نشانیوں میں زلزلوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ بلکہ خود حضرت اقدسؑ کے الہامات میں بار بار زلزلہ کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل الہامات سے معلوم ہوتا ہے :۔

"زلزلہ کا دھکا"

"عفت الدیار محلھا ومقامھا"

"دست تو دعائی تو ترحم ز خدا"

. . . .

"زلزلہ آیا۔ اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں"

"بھونچال آیا اور شدت آیا۔ زمین تہ و بالا کردی"

"میں چمک دکھلاؤں گا اپنے نشان کی پنج بار"

"پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن"

"خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنے والا ہے وہ بہار کے دن ہوں گے نہ معلوم کہ وہ ابتدا بہار کی ہو گا جبکہ درختوں میں پتہ نکلتا ہے یا درمیان اس کا یا اخیر کے دن جیسا کہ الفاظ وحی یہ ہیں پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی ...... اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہوں گے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے"

۹۔ زلزلوں کے یہ نشان ظاہری رنگ میں بھی پورے ہو رہے ہیں اور معنوی رنگ میں بھی ظاہری طور پر ۴ اپریل ۱۹۰۵ء ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء اخیر جنوری ۱۹۳۴ء اور ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء میں غیر منقسم ہندوستان میں جو زلزلے آئے انہیں معاصر اخبارات نے غضبناک اور پُر جلال قہر الٰہی "قیامت کا نمونہ" اور خدا نے قادر کا قہری نشان قرار دیا۔ معنوی رنگ میں دنیا کی پہلی جنگ عظیم جو موسم بہار میں شروع ہوئی اور چار سال تک جاری رہی۔ اس کی تباہ کاریاں زار روس کا حال زار۔ ملکوں کی جغرافیائی حدود اور قوموں میں عظیم تبدیلیوں کا رونما ہونا حضرت امام ہمام کی قبل از وقت دی گئی ان خبروں کی تصدیق کرتی ہیں۔

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رود بار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

۱۰۔ دنیا کی سیاسی تاریخ میں اس سے بھی بڑھ کر زلزلہ اور کیا ہو گا کہ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر جو لیگ آف نیشنز جنیوا میں قائم ہوئی تھی وہ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۴۶ء کے موسم بہار یعنی اپریل ۱۹۴۶ء میں معدوم قرار دے دی گئی۔ دوسری جنگ عظیم میں ہوائی حملوں، بحری جنگوں اور ایٹم بم کی ہولناک تباہ کاریوں نے نظام عالم کو درہم برہم کر دیا۔

۱۱۔ زلزلے ملک میں بھی آئے اور ملک سے باہر بھی۔ ظاہری زلزلے بھی آئے اور معنوی اعتبار سے بھی آئے مگر سب سے اہم واقعہ حضرت اقدس کی وفات ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو بار بار اطلاع دی کہ گویا آپ کا مشن پورا ہو چکا ہے اور آپ اپنے محبوب کے پاس جانے والے ہیں ان الہامات میں سے چند ایک یہاں نقل کئے جاتے ہیں :۔

"قرب اجلک المقدر" / "قل میعاد ربک"

"خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھا گئی"

"بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔"

چنانچہ چراغ الدین جمونی، ملا جان الیگزینڈر ڈوئی اور منشی بابو الٰہی بخش۔ جنہوں نے حضرت کے مقابل پر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا ہلاک ہو گئے اور پھر آپ کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں واقع ہوئی۔ اس سانحہ سے بھی ایک تو حضرت احدیت کی وہ بات پوری ہوئی کہ آپ کو ۷۰ اور ۸۰ سال کے درمیان عمر دی جائے گی۔ دوسرے آپ کا وصال موسم بہار میں ہوا اور خدا کی یہ باتیں بھی موسم بہار میں پوری ہوئیں۔ اگرچہ اس دن سب پر اداسی چھا گئی مگر نہ صرف آپ کے خاندان کے لوگوں بلکہ تمام خدام کو اللہ تعالیٰ نے بڑا صبر عطا فرمایا۔ نہ کسی کے منہ سے کوئی شکوہ یا بے صبری کا کلمہ نکلا اور نہ ہی کوئی جزع فزع کی گئی۔

آپؑ کے وصال سے نشانات کا سلسلہ رک نہیں جاتا بلکہ خدا کی باتیں پھر بھی موسم بہار میں پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اب میں حضرت اقدس کی کچھ وہ پیشگوئیاں درج کرتا ہوں جو آخر جنوری سے آخر مئی تک کے عرصہ میں پوری ہوئیں۔

۱۲۔ تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔

۱۳۔ "تیری نسبت، خدا کی مقرر کردہ میعاد تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دور کر دیں گے۔ اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھیں گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔

۱۴۔ تیرا وقت آگیا اور ہم کھلے کھلے نشانات تیری تصدیق کے لئے باقی رکھیں گے۔"

۱۵۔ "تیرا وقت آگیا اور ہم روشن نشانات تیری تصدیق کے لئے باقی رکھیں گے۔"

۱۶۔ "جو وعدہ کیا گیا وہ قریب آگیا اور اپنے رب کی نعمت جو تجھ پر ہوئی لوگوں کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو خدا ایسے نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔"

۱۷۔ "اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی .... ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے .... اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی۔ وہ بھی مرے گی اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔"

۱۸۔ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

۱۹۔ "انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔" یہ الہام ۱۸۹۶ء کا ہے اور اس کے بعد بار بار ہوا۔ ۱۹۰۱ء میں حضرت فرماتے ہیں:

"میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا اور خصوصاً مقدمات میں ہوا ہے۔ افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں جب تک مقابل کی طرف سے پورا انتقامی قوت جوش

میں نہیں آتی"

۲۰۔ "آج ۲ رجون ۱۹۰۱ء بروز شنبہ بعد دو بجے کے وقت تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا اس کی آخری سطر میں لکھا تھا۔ اقبال میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

۲۱۔ قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

اس کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔"

۲۲۔ اس کے بعد ۳ رجون ۱۹۰۱ء کو وقت ساڑھے گیارہ بجے الہام ہوا۔

"کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہوگی کہ اُن کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی، یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا۔ اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کر دے گی۔"

اب ان نشانوں پر غور کیجئے۔ حضرت کی وفات کے بعد بھی سلسلہ ترقی کرتا چلا گیا اور اس کی شاخیں اور تبلیغی مراکز دنیا کے کونے کونے میں قائم ہو گئے ان واقعات کو دیکھ کر ایک دفعہ معاند سلسلہ مولوی ظفر علی خان یہاں تک کہہ گیا کہ اسے حیرانی ہوتی ہے کہ یورپ کے دانشور اور فضلاء کس طرح مرزا غلام احمد کی تعلیم کو قبول کر لیتے ہیں اور سلسلہ احمدیہ ایک تناور درخت بن رہا ہے جس کی شاخیں شرق و غرب میں پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ حضرت امام کی تطہیر کے متعلق ڈاکٹر اقبال کی رائے جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو ٹھیٹ اسلامی سیرت کے نمونہ کی آئینہ دار کہا اور پھر ۱۹۰۸ء میں آپ کے وصال پر ملکی اخبارات نے آپ کی خدمات اور اخلاق کو جس طرح سراہا وہ اظہر من الشمس ہے سب سے بڑھ کر حضرت اقدس کو ۱۹۰۱ء میں نہایت سفید کاغذ کے آخر پر اقبال لکھا ہوا دکھانے سے مراد

یہ تھی کہ آپ کے کردار پر کوئی دھبہ یا داغ نظر نہ آسکے گا۔ بلکہ خدا آپ کو صاحب اقبال بنائے گا۔ پھر دیکھئے افواج کے آنے کا نشان اور مکفروں کے پکڑے جانے کی خبر جس صفائی سے ۱۹۵۳ء کے بہار کے موسم میں پوری ہوئی وہ آپ کی صداقت پر چمکتی ہوئی دلیل ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس وقت جماعت احمدیہ کے خلاف ایک منصوبہ بنایا گیا جس میں صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے ذمہ دار اراکین۔ وزراء اور حکام شریک تھے۔ پھر تمام فرقوں کے علماء سوء نے ایک متحدہ محاذ قائم کر لیا۔ احمدیوں کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ ان کا مقاطعہ کیا گیا۔ تقریروں اور خطبوں میں اخباروں اور رسالوں، کتابوں اور تحریروں میں ان کے خلاف زہر اُگلا گیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو مشتعل کیا گیا۔ تبھی تو خدا نے صوبہ میں مارشل لاء کا نفاذ کرا دیا اور کافر کہنے والے ایک ایک کر کے پکڑے گئے اور ان کے لئے مفر کی کوئی صورت نہ رہی۔ یہ قادر مطلق کے کاروبار تھے علماء اور عوام کچھ اور ارادہ کئے ہوئے تھے کہ اچانک افواج نے ان شریروں کو پکڑ لیا اور ان کی امن سوز سرگرمیاں روک دی گئیں۔

حضرت امام الزمان کا مشن تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن تھا تا کہ خدا کی بادشاہت قریب لائی جائے۔ حضرت انگریزی پڑھے ہوئے نہ تھے مگر دل میں تڑپ تھی کہ ممالک غرب میں اور بالخصوص انگلستان میں تبلیغ کریں تا کہ انگریزوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے۔ آپ کے مسیح موعود کہلائے جانے میں بھی یہی مصلحت تھی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

۲۳۔ آئینہ کمالات اسلام میں آپ فرماتے ہیں:

"چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس احقر کے کس نے دعویٰ کیا ہے؟ .... اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا ہے"۔

ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے امام موعود کو عیسائیوں کے ساتھ نبرد آزما ہونا تھا۔ اور چونکہ اکثر عیسائی اقوام مغربی ممالک میں آباد تھیں اس لئے احادیث میں مغرب سے

طلوع آفتاب کا ذکر آتا ہے جس سے مراد مغرب میں اسلام کے آفتاب عالم تاب کی ضیا باریاں ہیں، اس حدیث کے متعلق حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت۔ کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔"

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں اور اس کے بعد میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے"

"پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعے سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالےٰ کی پاک رُوح نے مجھے دیئے ہیں ...... سو میری صلاح یہ ہے کہ... عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کر کے ان کے پاس بھیجی جاتے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں حضرت اقدس انگریزی نہ جانتے تھے اسی لئے آپ نے فرمایا کہ "میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی" سو خدا کا دیا ہوا یہ نشان بھی اسی موسم بہار میں پورا ہوتا ہے۔ کیونکہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد قادیان میں مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں رکھی جاتی ہے اور اس انجمن کے اغراض و مقاصد وہی تھے جن کا اوپر ذکر کیا گیا تھا یعنے انگریزی زبان ایک رسالہ کا اجراء و انتظام جس کے ذریعہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین اسلام کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی روح کو اطمینان دینے والی باتیں جو آپ پر ظاہر ہوئیں اور ہو رہی تھیں انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کرنا تاکہ ملک کے انگریزی خواں طبقہ اور یورپ میں طالبان حق کو ان سے آگاہ کیا جاوے اور انہیں نفع پہنچایا جاوے۔ اس انجمن کے سرپرست حضرت اقدس۔ پریذیڈنٹ حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب وائس پریزیڈنٹ۔ مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سیکرٹری خواجہ کمال الدین صاحب اور اسسٹنٹ سیکرٹری مولانا محمد علی صاحبؒ قرار پائے موخر الذکر کی زیر ادارت رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کے اجراء کی تجویز بھی منظور ہوئی اور سنہ ۱۹۰۲ء کے موسم بہار میں یہ رسالہ جاری ہوا۔

۲۴۔ افسوس آپ کی وفات کے بعد تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کی طرف اتنا خیال نہ کیا گیا اور حضرت حکیم الامتؓ کی رحلت سے قبل چند نا عاقبت اندیش لوگوں نے غلط روش اختیار کر لی مگر حضرت مولانا کی موجودگی میں وہ سرپسند عناصر کھل کر نہ کھیل سکے البتہ آپ کی رحلت کے بعد ان کو موقعہ مل گیا۔ انہوں نے غلط اور گمراہ کن عقیدے تراش لئے۔ اور حضرت امام ہمام کے بارے میں اسی طرح غلو کا رستہ اختیار کر لیا گیا جس طرح حضرت مسیح ابن مریم کے حق میں عیسائیوں کی اکثریت نے روا رکھا ان پیش آنے والے واقعات کی طرف بھی حضرت امام ہمام کے الہامات میں توجہ دلائی گئی تھی۔ مثلاً:۔

اوائل مارچ سنہ ۱۸۸۵ء کو حضرت اقدسؑ کو الہاماً بتایا گیا کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت ہے .....۔" اب جس طرح حضرت مسیح کے پیروان نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے منصب رسالت کو بڑھا کر ابن اللہ تک پہنچا دیا اور ان کو ٹھوکر ان الفاظ سے لگی جو حضرت مسیح کے اقوال میں موجود تھے۔ حالانکہ حضرت مسیح نے بار بار ابن اللہ کا مدعی ہونے سے انکار کیا۔ اسی طرح حضرت امام ہمام کے اقوال میں نبی رسول اور مرسل کے الفاظ کو ان غالی مریدوں نے حقیقت پر محمول کر لیا حالانکہ حضرت اقدس نبوت اور رسالت کے دعوے سے آخیر وقت تک انکار کرتے رہے۔

۲۷۔ پھر فرماتے ہیں:۔

"میں اپنی جماعت کے لئے اور پھر قادیان کے لئے دُعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا:۔

(۱) زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بتایا گیا تھا کہ جماعت قادیان صحیح مسلک سے دُور ہٹ جائے گی جیسا کہ بعد کے واقعات نے اس کی تصدیق کر دی۔

۲۸۔ "یسوع مریم کا بیٹا اس عظمت کو پہنچا کہ اب چالیس کروڑ انسان اس کو سجدہ کرتے ہیں اور بادشاہوں کی گردنیں اس کے نام کے آگے جھکتی ہیں سو میں نے اگرچہ یہ دعا کی ہے کہ یسوع ابن مریم کی طرح شرک کی ترقی کا میں ذریعہ نہ ٹھہرایا جاؤں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ ایسا ہی کرے گا لیکن خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھا دے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا..........

بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کر دے گا .... سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔"

(تجلیات الٰہیہ)

۲۹۔ اپنے اہل بیعت کے متعلق آپ کو الہام ہوتا ہے۔ "یا ایها الناس اتقوا ربکم الله الذی خلقکم" اس کا ترجمہ آپ نے یہ کیا ہے:۔

"اے اہل بیت خدا سے ڈرو اور اس کی رضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔" پھر الہام ہوا:۔

"اے میرے اہل بیت! خدا تمہیں

شر سے محفوظ رکھے"

(تذکرہ صفحہ ۷۹۶)

۳۱۔ قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ:۔

"اُخرج منه الیزیدیون

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں"

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۱-۷۲ حاشیہ)

۳۲۔ "ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولھے ہیں۲ اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں،،

(ازالہ اوہام)

میرے گھر کے متعلق تو حضرت کا الہام ہے کہ "من است درمکان محبت سرائی ما" مگر قادیان میں ۱۹۱۴ء کے موسم بہار میں پاک ممبروں پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا اور حضرت نے جو قوم کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تاکید کی تھی وہاں دین کی جگہ دنیوی حشمت وجاہ اور اغراض دنی نے لے لی۔

۳۳۔ پھر یزید صفت لوگوں کے پیدا ہونے اور ان کے دنیوی سامان پر جھکنے کے متعلق آپ کا حسب ذیل رؤیا درج اور واضح ہے:۔

"۷ر دسمبر کو ایک رؤیا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں۔ اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہوں۔ سو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ میں علی مرتضےٰ ہوں اور ایسی صورت واقعہ ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت و تودد سے فرماتے ہیں کہ

یا علی دعهم وانصارهم وزراعتهم

یعنی اے علی ان سے ان کے انصار سے اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر"

(تذکرہ صفحہ ۲۱۰-۲۱۱)

اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج کا یہ گروہ اس وقت کامیاب ہو جائے گا کیونکہ جناب علی مرتضیٰ کو رؤیا میں ان ...... خوارج اور ان کے انصار اور ان کی کھیتیوں سے

۲ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور خوفناک راز کی چیزیں

کنارہ کشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اب مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت حکیم الامت کی وفات کے بعد قادیان کی مجلس انصار نے جو فتنہ انگیزی دکھلائی اس کے پیش نظر جماعت کے پاک ممبران خوارج۔ ان کے انصار اور ان کی کھیتیوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے لاہور ہجرت کر آئے اور ۲ر مئی

۳۴۔ ۱۹۱۴ء کو عین بہار کے آخری دنوں میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بنیاد ڈالی اس انجمن کو جو حضرت کی صحیح جانشین ہے کی ساعی سے بھی خدا نے اپنے فضل و رحم سے جنوری آخر سے مئی تک کے زمانہ میں بار بار حضرت اقدسؑ کے الہامات کو پورا کیا جیسے:۔

۳۵۔ ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء کو حضرت مولانا محمد علیؒ نے احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن مجید کا آغاز کیا۔

۳۶۔ ۱۴ر مئی ۱۹۱۴ء کو حضرت مولانا صدرالدین صاحب پہلی مرتبہ لندن میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوئے۔

۳۷۔ فروری ۱۹۱۷ء میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر انگریزی ولایت سے طبع ہو کر شائع ہوا۔ وہی ترجمہ تھا جس کی حضرت امامؑ نے خواہش ظاہر کی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ میرا کام ہے یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں داخل ہے قادیان کی جماعت کو اس تفسیر کے شائع ہونے کے تیس سال بعد بھی اس کی توفیق نہ ملی حالانکہ ان کی تعداد جماعت لاہور سے کئی گنا زیادہ تھی۔

۳۸۔ الغرض جب بھی موسم بہار آتا ہے تو خدا کی طرف سے کسی نہ کسی نشان کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اس سال ۱۹۶۴ء میں بھی اسی موسم بہار میں حضرت کا ایک پرانا الہام

"رہا گوسفندانِ عالی جناب"

بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ گوسفند یعنی بھیڑ معصوم اور بے گناہ مخلوق کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ مسیح ناصریؑ کو بھی برّہ کہا جاتا ہے پھر عصر حاضر کی تحقیقات سے معلوم ہو گیا ہے کہ اہل کشمیر بنی اسرائیل ہیں جن کے بارے میں مسیح ناصری کا قول ہے کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں جاتا ہوں اور انہی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں وہ کشمیر آ نکلے تھے۔ اس روشنی کے زمانہ میں بھی یہ بھیڑیں غیر ترقی یافتہ رہیں اور اس بے گناہ چالیس لاکھ کی آبادی کو آزادی سے محروم رکھا گیا اور ان کے محبوب لیڈر کو قید و بند کی مصیبتوں میں ڈالا گیا۔ کبھی اسے بغاوت کا مجرم

ٹھہرایا جاتا کبھی اسے حکومت ہند کے خلاف سازش کرنے والے گروہ کا سرغنہ بتایا جاتا۔ دس سال کے قریب سنگین کوٹھڑی میں قید و بند کی سزا سہنے والا یہ بنی اسرائیلی اخیر جنوری ۱۹۶۴ء تک بہار کے ایام میں رہائی پاتا ہے اور کچھ عجب نہیں کہ گوسفندان بنی اسرائیل بھی ہند سامراج سے رہائی پا جائیں۔

جب تک یہ دنیا قائم ہے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں سے ضرور کوئی نہ کوئی نشان اخیر جنوری سے اخیر مئی تک کی مدت میں پورا ہوتے رہے گا اور حضرت سے کیا گیا یہ وعدہ بار بار پورا ہو گا کہ

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

خود یہ الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ جب بھی بہار آئے گی خدا کی بات پھر پوری ہو گی اور طالبان حق کے لئے طمانیت اور سکینت قلب کا باعث ہو گی۔ مبارک ہے وہ شخص جو اس امام کے قبول کرنے میں دوسروں سے سبقت کرتا ہے۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
اک زماں کے بعد آئی ہے یہ پھر ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

جماعت احمدیہ لاہور کا ماہانہ اجلاس

ماہ رواں کا آخری جمعہ مورخہ ۲۶ر جون کو آ رہا ہے حسب دستور اس دن مقامی جماعت لاہور کا تربیتی اجلاس بعد از نماز جمعہ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو گا۔

احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ خود بھی شمولیت فرماویں اور اپنے نوجوان بچوں کو بھی ہمراہ لاویں۔

پروگرام

تلاوت، نعت کے بعد مولانا خلیل الحق صاحب ودیارتھی وعظ فرمائیں گے۔

جماعتہائے گلبرگ۔ ماڈل ٹاؤن۔ مسلم ٹاؤن۔ اچھرہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس یکم جولائی کو بروز بدھ دار مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن میں بعد از نماز مغرب منعقد ہو گا۔

والسلام

جنرل سیکرٹری

جلسہ سالانہ جماعت راولپنڈی کی روئداد

(۳)

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے دو روزہ جلسہ سالانہ کی تیسری اور آخری نشست کا پروگرام مورخہ ۳ مئی ۱۹۶۲ء بعد از دوپہر زیر صدارت جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب سابق امام مسجد ووکنگ انگلستان منعقد ہوا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ محمد اعظم صاحب علوی نے اپنا منظوم کلام پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ حبیب اللہ صاحب بٹ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پڑھ کر سنائے۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی و محقق اسلام نے اپنی فاضلانہ اور محققانہ تقریر میں قرآن کریم کی آیت کریمہ:۔

وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر و سرابیل تقیکم باسکم۔ کذالک یتم نعمتہ علیکم لعلکم تسلمون

کی بڑے مؤثر، دلچسپ اور خیال افروز طور پر تفسیر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم میں ایسے ایسے مضامین ہیں جن میں فلاسفی، سائنس اور اخلاق کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں سائنس کے انکشافات نے اس قدر ترقی کی ہے کہ بہت سے مذاہب ماند پڑ گئے ہیں، اگر کوئی کتاب آج کے سائنس کے زمانہ کی ترقیوں کے مقابلہ میں ٹھہر سکتی ہے، تو وہ صرف قرآن کریم ہی ہے، جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے قرآن کریم پر جتنا جتنا ہم غور کریں گے وہ سائنسی عروج کی مؤید اور نئے نئے انکشافات کا رہنما ثابت ہوتا رہے گا اس لئے کہ یہ کتاب علیم و قدیر اور حکیم خدا کی طرف سے پُر حکمت کتاب ہے۔ حضرت مولانا نے سائنس اور علم و حکمت کی روشنی میں واضح فرمایا کہ خدائے علیم و حکیم نے انسان کو جو جسم اور جلد کا لباس عطا فرمایا ہے۔ اور اس کے اندر جو سائنس اور حکمت کے رموز و اسرار رکھے ہیں ان کی تحقیق و انکشافات سے خدا تعالیٰ کی حکمت اور علم کا پتہ چلتا ہے۔ جلد کا یہ لباس جو قدرت نے عطا کیا ہے اس میں سردی گرمی، حُسن و خوبصورتی اور تحفظ ذات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اور اس کے اندر ایسے ایسے حرکات، اور کارندے مصروف کار ہیں جو اس کے محافظ ہوتے ہیں اور سردی گرمی کے اثرات سے بچاؤ کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ اور ایک اعتدالی درجہ حرارت پر قائم رکھتے ہیں، جو بقائے حیات کا خاص درجہ ہے۔

حضرت مولینا نے فرمایا کہ جس طرح سے انسان کو ایک خاص لباس بقائے حیات کے لئے اللہ تعالےٰ نے دیا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے روحانی زندگی کا ایک لباس بخشا ہے۔ وہ لباس دین کا لباس ہے یہ دین قرآن کریم کا دین ہے۔ یہ دین وہ ابدی اور اٹل قاعدے اور قانون لے کر آیا ہے جو نسلِ انسانی کے قلب و نظر کی تہذیب و طہارت کرتا ہے۔ اس کے اخلاق و عادات کو سدھارتا ہے۔ انسان کو اعتدال کی تعلیم دیتا ہے اور اعتدال پسندانہ رویہ کی تلقین کرتا ہے۔ فاضل موصوف نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے مذاہب کی تاریخ پڑھی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام سے پہلے کسی مذہب نے بنی نوع انسان کو اجتماعی حیثیت سے نہیں دیکھا۔ ہر مذہب اپنے آپ کو ہی دوسروں سے اعلےٰ و ارفع سمجھتا تھا۔ انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا تھا۔ افراط اور تفریط نے انسان کو اس انسان سے جس کو خدا نے اپنا کنبہ قرار دیا تھا اونچا نیچا کر دیا تھا۔ مگر قرآن کے خدا اور قرآن کے رسولؐ نے فرمایا کہ انسانیت ایک ہے۔ اس کا خدا ایک ہے۔ یہ وہ اعتدال ہے جس پر نسل انسانی کی بقاء کا انحصار ہے۔ یہ وہ میانہ روی ہے جس پر چل کر انسانیت ایک ہو سکتی ہے۔ بلکہ اقوام کے بُت ٹوٹ سکتے ہیں۔ رنگ و نسل کے طلسم ٹوٹ سکتے ہیں۔ حضرت مولانا نے اپنی تقریر کے اختتام پر فرمایا کہ اگر انسان نے بحیثیت انسان جینا ہے آج نہیں تو کل اُسے ایک ایسے دین کی تلاش کرنا ہو گی اور اس پر چلنا ہو گا جو اس کو انسانیت کا تحفہ بخشے اور ایسا دین صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔

اس کے بعد الحاج ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت نے سورہ آل عمران کے رکوع ——— یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ——— وللہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض والی اللہ ترجع الامور کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ میں کوئی تقریر کرنے کے لئے تیار ہو کر نہیں آیا ہوں۔ دردِ دل کی چند باتیں آپ کو سنانا چاہتا ہوں وہ بھی کوئی نئی نہیں ہیں۔ پرانی ہیں جنہیں آپ بار بار سنتے آئے ہیں۔ اور ان باتوں کے عملی نتائج ظاہر نہ ہونے کے سبب میں یہ کہتے ہوئے بھی نہیں جھجکتا کہ آپ ان باتوں کو سُنی اَن سُنی کر کے ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال باہر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ میری دلی تمنا یہی ہے اور آپ سے بھی یہی درخواست کرتا ہوں کہ جو کچھ میں پرانی باتیں کہوں ان کو عقل و ہوش کے ساتھ سنیں اور سُن کر دل میں جگہ دیں۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم اُس انسان کے ساتھ وابستگی کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ جس نے دو باتوں کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی اوّل یہ کہ اس رجل عظیم نے علم خدا سے حاصل کر کے علم الکلام پیدا کیا اور قوم کو اس زیور علم سے آراستہ کیا جس کی آج زمانہ کو اشد ضرورت ہے۔ اس مامور الٰہی نے خود بھی اسلام اور انسان پر بے نظیر لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا اور اُن کے متبعین نے بھی مذہبی اور علمی دنیا میں ایک مقام حاصل کیا ہے۔ یہ علم کہیں اور نظر نہیں آتا۔ دوسری بات جس کی طرف اس مقرب الٰہی نے توجہ دلائی وہ ہے قوت عمل۔ اس پر آپ نے بڑا زور دیا ہے۔ اسلام نے جہاں حصول تعلیم کے لئے خداوند کریم سے بار بار دعائیں کرنے پر زور دیا ہے۔ کہ اے مولا کریم! تو ہمیں علم عطا کر۔ نافع علم بخش، ایسا علم جس سے قلب و نظر میں نور پیدا ہو جس کا نتیجہ بارآور ہو تو وہاں عمل کے متعلق بھی فرمایا کہ اے مولا! صرف علم ہی نہیں بلکہ اسے عمل کی بھی توفیق دے جو رفعت اور درجات کے حصول کا موجب ہو۔ جسے بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا شرف ہے۔ قرآن نے کہا کہ عمل سے نتائج ضرور نکلتے ہیں۔ ذرہ بھر بھی نیکی کرو گے تو وہ کسی صورت میں بھی ضائع نہیں جائے گی۔ اس کا نتیجہ انسان دیکھتا ہے۔ بدی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی اپنا رنگ لاتی ہے۔ انسان کو بدی کا بدلہ بھگتنا پڑتا ہے قرآن کریم نے اکثر مقامات پر عمل پر بڑا زور دیا ہے۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم میں جس دوسری چیز پر زور دیا گیا ہے وہ ایک دوسرے کو نیکی و راستی کی بات کہنے کا ہے۔ مسلمان پر انفرادی ذمہ داری عائد کر دی ہے کہ وہ فرداً فرداً نیکی کا حکم دیتے اور بدی سے دور رہنے کی تلقین کرتے۔ وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر یعنی حق کی رہنمائی اور صبر کی ہدایت کا نظریہ بھی اسلام کا تعلیم کردہ نظریہ ہے۔ قرآن کریم میں جہاں یہود کی ذلت مسکنت اور نکبت و ادبار کا نقشہ کھینچا گیا ہے وہاں اس بدترین حالت کے علل و اسباب یوں بتائے گئے ہیں کہ وہ نیکی اور بھلائی کے راستہ میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے تھے اور بُرے کاموں سے ایک دوسرے کو روکتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے تاریخ کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسلامی تعلیم اور اسلامی شعار ہی ہیں کہ اس نے سردار کو قوم کا خادم بنا دیا۔ حاکم کو رعیت کی پشت پناہ

بنا دیا۔ اور آزادیٔ رائے عطا کی۔

مقرر موصوف نے حاضرین کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ شروع میں جو رکوع میں نے تلاوت کیا ہے۔ اس میں کامیابی کے تین اصول بیان کئے ہیں۔ پہلا یہ کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی عبادت الٰہی کرو اور حقوق انسانی کی حفاظت کرو یہ کامیابی کی پہلی منزل ہے۔ اگر اس کا احساس ہو جائے اور اس پر عمل ہو اور انفرادی احساس ہو جائے تو پھر اجتماعی اتحاد کی ضرورت ہوتی ہے وہ اجتماعیت کیسے پیدا ہو گی وہ اس طرح کہ خدا کا ایک رسّہ ہے۔ قرآن کریم ہے۔ اسکو مضبوطی سے تھام لو۔ اس کو بنیاد رکھ کر ایسی اتحاد کی صورت پیدا ہو کہ کسی قسم کے اختلافات پیدا نہ ہوں اور نہ باقی رہیں۔ خدا تعالےٰ نے ایک تاریخی مثال دی ہے کہ ایک وقت تھا کہ ذلت تم پر طاری تھی مسکنت تم پر قائم تھی۔ تم تباہ و برباد ہو گئے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ خدا نے تم پر رحم و کرم کیا کہ تم اسلام کے سلک میں منسلک ہو گئے۔ بھائی بھائی بن گئے۔ اسلام کی وجہ سے جو اخوت پیدا ہوئی اس کے سامنے حقیقی رشتے بے حقیقت ہو گئے۔ یہ اصلاح اور کامیابی و کامرانی کے رنگ کو خدا تعالےٰ نے ایک خاص لفظ "نعمت" سے تعبیر کیا ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ تاریخ اسلام کی تاریخ ہے۔ ایک ہمارے زمانہ کی بھی تاریخ ہے۔ یہ رنگ ہم نے دیکھا ہے۔ حضرت امام زمان علیہ السلام نے ایک قوم پیدا کی۔ اس میں محبت و مودت کا ایسا بیج بویا کہ قوم میں اتحاد و اتفاق پورے طور پر نظر آتا تھا۔ اس رنگ کے بغیر کوئی ترقی اور کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کامیابی کی تیسری منزل کی نشاندہی کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دعوت الی الخیر کا کام فلاح کا ذریعہ ہے وہ یہ کہ دوسروں کو اسلام کی طرف دعوت کی تحریک کا کام جاری رکھی جائے اگر یہ تحریک بند کر دی جائے تو قوم کے اندر انحطاط پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہ بات ہمارے غور کے قابل ہے آخر میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود کے ارشادات جو قوم کی مواعظ کے طور پر ہیں دکشتی نوح سے پڑھ کر سنائے........ ان پر غور و فکر اور عمل کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد...... قبلہ مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے

"محمد مصطفٰے زمانہ حال کے بھی پیغمبر ہیں"

کے موضوع پر فاضلانہ تقریر فرمائی۔ جس میں قبلہ مولانا نے اپنی فاضلانہ اور محققانہ تقریر میں بتفصیل ثابت فرمایا کہ عالم انسانیت کا عالمگیر اور ہمہ گیر ایک ہی دین ہو سکتا ہے وہ ہے دین اسلام۔

جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ یہ دین ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے ہے۔ آج کے لیئے بھی اور آئندہ کے لیئے بھی۔ حضرت مولانا صاحب کی تقریر کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں درج کیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

آپ کی تقریر کے بعد صدر صاحب جماعت راولپنڈی نے احباب کرام کا شکریہ ادا کیا اور ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے دعا کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

جماعت راولپنڈی کا یہ جلسہ حسب سابق کامیاب رہا۔ انتظامی امور میں بھی کسی کو تکلیف نہیں ہونے دی۔ یہ سہرا ان کے رضاکاران کے سر ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ان کی خدمات کا اجر عطا فرمائے۔ ان رضاکاران کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

(۱) خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب راولپنڈی
(۲) میاں بشارت احمد بقا صاحب واہ
(۳) شیخ محمد خالد اقبال صاحب راولپنڈی
(۴) خواجہ عبدالرب بٹ صاحب واہ چھاؤنی
(۵) میاں مسعود احمد صاحب ۔ راولپنڈی
(۶) مرزا لیاقت حسین صاحب ۔ " "
(۷) شیخ عبدالعزیز صاحب ۔ " "
(۸) ریاض احمد صاحب ۔ " "
(۹) سید ارشاد حسین صاحب " "
(۱۰) عزیز نوید اقبال طلعت اقبال لے شیخ صاحب راولپنڈی
(۱۱) راغب الدین احمد ولد فخرالدین احمد صاحب راولپنڈی
(۱۲) مسٹر امتیاز احمد طلعت چوہدری عبدالواحد صاحب۔

مسٹر ذوالفقار احمد صاحب برادر ریاض احمد صاحب۔

تنظیمی اجلاس

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اوکاڑہ

مورخہ ۵ جون ۱۹۶۲ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اوکاڑہ کا اجلاس ہوا۔ چک 2/4-L اوکاڑہ اور چک 6/4-L کے احباب شامل تھے۔ جمعہ ماسٹر عبدالمجید صاحب نے پڑھایا اور بعد از نماز جمعہ مندرجہ ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔ سب سے پہلے پچھلے اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی گئی۔

(۱)۔ فیصلہ ہوا۔ کہ جو احباب میٹنگ و جمعہ حاضر نہیں ہوتے۔ انہیں قاضی طارق محمود مبلغ سلسلہ عالیہ اور ماسٹر مولا بخش صاحب جا کر تحریک کریں۔ کہ وہ باقاعدہ جمعہ و میٹنگ میں شمولیت فرما کر اپنی آراء سے احباب کو مستفید فرمائیں۔

(۲)۔ چونکہ چک 6/4-L کی مسجد میں کافی رونق ہوتی ہے اس لئے ۱۳ جولائی کا جمعہ بھی چک 6/4-L میں ہی ادا کیا جائے تاکہ اور لوگ بھی اس میں شمولیت کر سکیں اور جماعت کے کاموں میں دلچسپی لیں۔

(۳)۔ اوکاڑہ میں سنٹر کے قیام کے سلسلہ میں تجویز ہوا کہ ماسٹر مولا بخش صاحب بمعیت قاضی طارق محمود اوکاڑہ میں واقع اراضی ملکیتی چوہدری غلام قادر نمبردار کا معاینہ کر کے جگہ منتخب کی جائے اور بعد میں بوساطت حافظ محمد بخش صاحب آف چک 2/4-L اس جگہ کی قیمت کے بارہ میں چوہدری غلام قادر صاحب سے گفت و شنید کی جائے۔

(۴)۔ بموجب فیصلہ اجلاس منعقدہ یکم مئی ۱۹۶۲ء انجمن ہذا کے عہدہ داران کا انتخاب کیا گیا۔ باتفاق رائے :- صدر چوہدری بشیر احمد صاحب آف چک 2/4-L

جنرل سیکرٹری :- ماسٹر مولا بخش صاحب اوکاڑہ۔

جائنٹ سیکرٹری :- قاضی طارق محمود ...... مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقرر ہوئے۔ نیز خزانچی کا عہدہ بھی عارضی طور پر خاکسار ہی کو پیش کیا گیا۔

(۵)۔ آخر میں یہ فیصلہ ہوا۔ کہ آئندہ جمعہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۶۲ء کے موقعہ پر مرکز لاہور سے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو مدعو کیا جائے لہٰذا اس سلسلہ میں مرکز لاہور کے جنرل سیکرٹری جناب کرنل سعید احمد صاحب کو چٹھی لکھ دی

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

تنظیمی اجلاس

(بقیہ از کالم ۳)

گئی۔

اکل و شرب کا انتظام احمدیہ فارم کی طرف سے تھا۔ میٹنگ بخیر و خوبی ۲½ بجے ختم ہوئی۔

والسلام

خاکسار طارق محمود اسسٹنٹ سیکرٹری
جماعت احمدیہ چک 6/4-L اسلام آباد اوکاڑہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

ماموین الٰہی کی صداقت کے معیار

(بسلسلہ صفحہ ۲)

مرزا صاحب سے لکھوانا۔ چنانچہ وہ مولوی صاحب قادیان گئے۔ اور اپنے سامنے ہی حضرت صاحب سے جواب لکھوا لائے۔ جب مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی نے یہ خط پڑھا تو اسکو سمجھنے کے لئے بار بار لغت دیکھنا پڑھی۔ خداتعالےٰ کے تصرفات یہی ہیں کہ وہ کسی اُمّی شخص کو انتخاب کرتا ہے پھر بے نظیر علم کلام سے بہرہ ور کر دیتا ہے اور اپنی جناب سے غیر معمولی نصرت عطا فرماتا ہے۔

"آسمانی ٹیکا"

خداتعالےٰ کے مقرب بندے کی شناخت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ خداتعالےٰ کی نصرت اور مدد پر بھروسہ کرتا ہے ۱۹۰۲ء میں حکومت انگلشیہ نے طاعون کی بیماری کے انسداد کے لئے باہر سے ٹیکے اور بے شمار ڈاکٹر منگوانے آپ نے ایک کتاب لکھی "آسمانی ٹیکہ"۔ آپ نے فرمایا کہ اسباب سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں مگر میں اعلان کرتا ہوں کہ جو مجھ پر ہے اور میری جماعت سے ہے اور میرے مرید ہیں اُن پر طاعون کا اثر نہیں ہوگا۔ یہ بہت بڑا دعوےٰ تھا لیکن انعامات نے اس کی تصدیق فرمائی سارے پنجاب میں طاعون نے بڑی تباہی مچائی ہوئی تھی اور قادیان کے ارد گرد بھی طاعون کا بڑا زور تھا۔ لیکن آپ کی بستی کو خدا نے طاعون جارف سے محفوظ رکھا۔ پھر آپ کو الہام ہوا انی احافظ کل من فی الدار۔ یعنے جو آپ کے گھر میں ہوں گے وہ اس سے بالکل محفوظ رہیں گے۔

حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے گھر میں ایک کمرہ میں رہتے تھے۔ ان کو بخار ہوگیا۔ ان کو شک گذرا کہ طاعون ہوگیا۔ آپ نے مفتی محمد صادق صاحب کو بلایا اور وصیت لکھوانا شروع کی۔ حضرت صاحب کو جب معلوم ہوا تو آپ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہوگیا تو میں جھوٹا۔ آپ کو اپنے خدا کی تائید پر کس قدر بھروسہ ہے آپ نے مولانا محمد علی صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ کچھ دیر دبائے رکھا۔ اسی وقت حضرت مولینا کا بخار اُتر گیا۔ مفتی محمد صاحب کا بیان ہے کہ کچھ دیر قبل، مولینا محمد علی صاحب کا جسم بخار سے پھنک رہا تھا لیکن حضرت صاحب کے ہاتھ رکھنے کے بعد جسم سرد ہو گیا اور بخار بالکل غائب ہوگیا۔

اسی طرح حضرت صاحب کے ایک عزیز میر محمد اسحٰق صاحب بیمار ہوگئے اور طاعون کی تمام علامتیں ظاہر ہوگئیں لیکن وہ بھی حضرت اقدس کی دعا اور آپ کے گھر میں رہنے کی برکت سے شفایاب ہوگئے اور یہ الہام پورا ہوا کہ آپ کے گھر میں رہنے والے اور آپ سے اخلاص رکھنے والے خدا کی ۔۔۔ حفاظت میں ہوں گے۔

اسی قسم کے اور کئی واقعات ہیں جو قلت وقت کی بناء پر تفصیل سے بیان نہیں کئے جا سکتے۔ قدم قدم پر حضرت اقدس کی زندگی میں تائید ایزدی اور نصرت ربانی کے نظارے نظر آتے ہیں اور خدا کے فرشتوں کے نزول کو نہ صرف حضرت اقدس نے خود بلکہ آپ کے مقربین نے بھی محسوس کیا۔ یہی وہ امتیازی نشان ہے جو صادقین کی علامت ہے کیونکہ جھوٹے کاروبار خدا کی نصرت سے عاری ہوتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

تار کا پتہ "تبلیغ"

فون نمبر ۷۰۲۷۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

زرِ مبادلہ
پاک و ہند
بیرونی ممالک
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز
فی پرچہ ۱۲ پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۰ صفر المبارک ۱۳۸۴ھ - مطابق یکم جولائی ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۶

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتے نہ نیا نہ پرانا۔ (۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور دیگر آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددین کا ماننا ضروری ہے۔

اسلام تمام دنیا پر غالب آسکے گا۔

بحر حکمت کے موتی

لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الاخر ان تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ الا ومعھا محرم لھا۔
(السنن النسائی انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ: حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کے لئے جو اللہ تعالےٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر کرے الا اس صورت میں کہ اس کے ہمراہ اس کا خاوند ہو یا کوئی رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں مثلاً باپ، بھائی، بیٹا، بھانجا وغیرہ

نوٹ: آج جو حالات ہمارے ملک میں پیدا ہوگئے ہیں ان کے مدِنظر تو اس حدیث پر عمل نہایت ضروری ہوگیا ہے۔ عورت کا صنفِ نازک کے لحاظ سے معاشرہ کا امن اور عزت قائم ہے اللہ تعالےٰ نے عورت کو آیت اللہ قرار دیا ہے۔

ومن ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔
(۳۰: ۲۱)

غلام قادر ذار عفی عنہ

معجزات آنحضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کروڑ معجزوں سے بڑھ کر معجزہ تو یہ تھا کہ جس غرض کیلئے آئے تھے اُسے پورا کر گئے یہ ایسی بینظیر کامیابی ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی میں کامل طور سے نہیں پائی جاتی۔ حضرت موسیٰ بھی رستے میں مر گئے اور حضرت مسیح کی کامیابی تو انکے حواریوں کے سلوک سے ہویدا ہے ہاں آپکو ہی یہ شان حاصل ہوئی کہ جب گئے تو رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا یعنی دین اللہ میں فوجوں کی فوجیں دیکھکر۔

دوسرا معجزہ تبدیل اخلاق ہے کیا تو وہ اولٰئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا چارپایوں سے بھی بدتر تھے یا یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ رات نمازوں میں گذارنے والے ہوگئے۔

تیسرا معجزہ آپکی غیر منقطع برکات ہیں کل نبیوں کے فیوض کے چشمے بند ہوگئے ہیں مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چشمہ فیض ابد تک جاری ہے چنانچہ اسی چشمہ سے پی کر ایک مسیح موعود اس امت میں ظاہر ہوا۔ چوتھی یہ بات بھی آپؐ ہی سے خاص ہے کہ کسی نبیؑ کیلئے اس کی قوم ہر وقت دعائیں نہیں کرتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں نماز میں مشغول رہتی ہے اور پڑھتی ہے۔ اللھم صل علی محمد اس کے نتائج برکات کے رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں چنانچہ انہی میں سے سلسلہ مکالمات الٰہی ہے جو امّت کو دیا جاتا ہے۔

(بدر ۹ مئی ۱۹۰۷ء)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر مدار صاحب)

پاکستان

ترجمہ خط مسٹر ایمینوول معرفت محمد بشیر۔ سمندری لائل پور۔

جناب عالی

گذارش یہ ہے کہ میں پہلے رومن کیتھولک تھا میرے دل میں مذہب اسلام کی تعلیم سیکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس سلسلہ میں ربوہ چلا گیا کافی مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ کے خیالات بہ نسبت ربوہ جماعت کے سچائی پر ہیں۔ مرزا صاحب محدث ہیں نہ کہ نبی۔ جب ربوہ کے دوستوں نے میرے اس خیال کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ اسلام نہ لائیں۔ لیکن میں پھر بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ کیا آپ میری اس معاملہ میں مدد فرمائیں گے جواب سے مرحمت فرمائیں۔

خادم ایمینوئل

معرفت محمد بشیر نواں چک ۳۷۲/ر ب سمندری۔ لائل پور

ان کو خط لکھا گیا

سعودی عربیہ

ترجمہ خط ۱۔ ایس۔ سید محمد۔ دہران سعودی عربیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں احمدیہ جماعت کی کارکردگی کے متعلق سن کر بہت خوش ہوا ہوں اور میں جماعت کے متعلق جس غرض کے لئے مقرر کی گئی ہے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے جماعت کے لئے بہت کام کیا ہے اور میں ثنا خواں ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان کے مضامین کا مطالعہ کروں۔

میری درخواست ہے کہ مجھے کچھ انگریزی لٹریچر جماعت کے متعلق ارسال کریں اور ساتھ ہی ایک قرآن شریف بھی ارسال کریں۔

امید ہے آپ کی وساطت سے مجھے کافی علمیت حاصل ہو جائے گی۔ والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور انگریزی لٹریچر اور قرآن کریم بھیجا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط مسٹر کوزن حاس جملا تو۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میں بذاتِ خود ریورنس رامن کاریو سے جو پراٹسٹنٹ کے ممبر ہیں ملا تھا۔ اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں آپکے لئے قرآن شریف کی ایک کاپی حضرت مولانا محمد علی مرحوم صاحب کی مہیا کروں۔ اور میں نے ان کو کہا کہ اس کے متعلق میں جماعت کو لکھوں گا۔ اگر انہوں نے آپ کو نہ کہا ہو تو میں التماس کرتا ہوں کہ ایک قرآن شریف مجھے ارسال کریں ریورنڈ کاریو بڑے فراخ دل انسان ہیں۔ اور اسلام جیسے سچے مذہب کی تلاش میں ہیں۔ میرے خیال میں وہ اسلام کا گرویدہ ہو جائیں گے۔ اگر اسکو قرآن شریف کے ذریعہ اسلام کی سچائی ظاہر کر دیں۔ وہ پچھلی عالمی جنگ میں فوج میں میرے ساتھی تھے۔

عرصہ تین سال گذرا ہے کہ آپ نے مجھے قرآن شریف انگریزی ارسال کیا تھا۔ لیکن وہ میں نے مسٹر بوس لاڈرنگ کو جو کہ منیلا میں فلپائنو کا ایڈیٹر ہے دے دیا تھا۔ تب سے وہ اسلام کے متعلق بڑے مضمون اخبار میں دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے اس کو مبارک باد دی تھی۔ اور اسلام کے متعلق زیادہ مضمون لکھنے کی ترغیب دلائی تھی۔ حالانکہ ان کا تعلق عیسائی جماعت سے ہے۔ مگر ان کا پراپیگنڈا اسلام کے متعلق نہایت اعلیٰ ہے۔

علاوہ ازیں میری التماس ہے کہ ایک کاپی حدیث بخاری ہماری جماعت کو دی جائے۔ لیکن ہم آپ سے خرید نہیں سکتے۔ کیونکہ یہاں ڈالر کی بہت کمی ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ارسال کریں گے۔

پیشگی شکریہ۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے اور زیادہ عمر عطا کرے تاکہ اسلام کی خدمت کر سکیں۔ والسلام

(ان کو قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ انگریزی بخاری پہلا حصہ۔ لٹریچر اور خط کا جواب دیا گیا۔)

— ۲ —

ترجمہ خط تنڈیگ اولی لسن کونسلر داتو میانگ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اطلاعاً عرض ہے کہ داتو میانگ میونسپلٹی فلپائن کا دارالخلافہ ہے جہاں ۲½ لاکھ مسلمان بستے ہیں۔ جن میں صرف ۲۰ فیصدی لوگ اسلام سے واقفیت رکھتے ہیں۔

اس غرض کے لئے ہم آپ سے تعاون چاہتے ہیں اور اس میونسپلٹی کے میونسپل کونسل اور دیگر تمام مسلمان اور ہم بہت خواہشمند ہیں کہ ہمیں اسلامی لٹریچر مفت ارسال کیا جائے جو آپ کی گورنمنٹ فیاضی سے دیتی ہے ہم خاص طور پر مسلم نماز یا کوئی اور مسلم کتاب کے بہت ہی خواہشمند ہیں۔ فلپائن کی تیس لاکھ آبادی جس میں صرف ½۱ مسلمان ہیں اور کثیر تعداد عیسائیوں کی ہے۔ جو تعلیم کا سلسلہ ہماری گورنمنٹ نے مغربی لائن پر جاری کیا ہے اس سے مسلمانوں کو بہت تکلیف ہے کیونکہ ہم اس سے فائدہ نہیں۔

یادِ رفتگان

اس سے قبل یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ انجمن نے اپنی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر جو آئندہ دسمبر ۱۹۶۴ء کے جلسہ سالانہ میں منائی جائے گی، دو اہم کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے جن میں سے ایک انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر مشتمل ہوگی اور دوسری میں ان مرحوم بزرگوں اور دوستوں کے حالات لکھے جائیں گے جنہوں نے انجمن کیساتھ وابستگی اختیار کر کے کسی نہ کسی رنگ میں خدمتِ دین میں حصہ لیا۔ اور حضرت امامِ وقت کے زیر اثر اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنایا اور نیک نمونہ قائم کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام ان بزرگوں کے لواحقین اور پسماندگان یا ان سے ملنے اور واقفیت رکھنے والوں کی امداد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان سے ہماری درخواست ہے کہ ان بزرگوں کے حالاتِ زندگی، خدماتِ اسلام، انکے پاک کردار اور مخلوق خدا کیساتھ ہمدردانہ سلوک اور انجمن کیساتھ تعلقات وغیرہ امور کے متعلق جو کچھ انہیں معلوم ہو اسے ضبطِ تحریر میں لا کر ہمیں جلد از جلد بھیجدیں تاکہ اس کتاب میں اسے شامل کیا جا سکے۔ تمام ایسے بیانات ایڈیٹر پیغامِ صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنے چاہئیں۔

کتابوں کی ضبطی کا سلسلہ

گذشتہ شیوع میں ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے پمفلٹ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے یہ سوال کیا تھا، کہ جو کتاب چونسٹھ سال تک بیسیوں مرتبہ شائع ہونے کے باوجود کسی فرقہ وارانہ منافرت کا موجب نہیں ہوئی۔ آج کونسی ایسی بات پیدا ہو گئی، کہ اس سے مختلف فرقوں کے مابین دشمنی اور منافرت کے امکان کا خطرہ پیدا ہو گیا؟

ہم نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس کتاب میں کوئی فرقہ وارانہ مواد موجود نہیں نہ کسی فرقہ کے عقائد پر کوئی نکتہ چینی کی گئی ہے، اس میں تو حضرت مرزا صاحب نے صرف مسئلہ نبوت کے متعلق اپنے بعض مریدین کی غلطی کا ازالہ اور اپنی پوزیشن کو واضح کیا ہے، اس لئے فرقہ وارانہ منافرت کا کوئی احتمال ہی اس سے پیدا نہیں ہوتا

ہمیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ایک وفد اسی سلسلہ میں ۲۶ رجون ۱۹۶۴ء کو شاہزادہ عالمگیر صاحب ہوم سیکرٹری مغربی پاکستان کی خدمت میں حاضر ہوا، شہزادہ صاحب نے وفد کی معروضات کو نہایت توجہ کے ساتھ سنا اور وعدہ فرمایا کہ انجمن کی طرف سے تحریری درخواست آنے پر وہ اسے گورنر صاحب مغربی پاکستان کی خدمت میں پیش کر دیں گے، چنانچہ یہ درخواست انجمن کی طرف سے بھیجی جا رہی ہے۔

اس سلسلہ میں ہم یہ بھی گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ کتابوں کی ضبطی کا سلسلہ ملک میں امن پیدا کرنے کے بجائے منافرت اور دشمنی کا بیج بونے کا موجب ہوتا ہے جو لوگ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ بغض و عداوت کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو ضبط کرانے کے لئے گورنمنٹ میں درخواستیں بھیجتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہئے کہ اس طریق سے وہ اپنی علمی بے مائگی اور شکست خوردہ ذہنیت کا ثبوت دیتے ہیں، انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جو بات کسی کتاب میں صحیح معلوم نہ ہو، اس کی عدم صحت کو دلائل کے ساتھ پیش کیا جائے، اور صاحب کتاب یا اس کے حامیوں کو موقعہ دیا جائے کہ وہ اس کا جواب دے سکیں یا جواب بن نہ آنے کی صورت میں اسے واپس لے لیں، ضبطی کی کوشش کرنا تو یہ معنے رکھتا ہے کہ اس کتاب کا جواب ہی بن نہیں آیا، یہ ایک اوچھا ہتھیار ہے جو کچھ عرصہ سے ہمارے مخالفین نے اختیار کر کے اپنی کامیابی کا موجب سمجھ رکھا ہے، حالانکہ یہ کامیابی نہیں بلکہ ان کی ناکامی کی دلیل ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا مسلک اس بارہ میں یہی تھا کہ کسی کتاب کو ضبط کرانے کے بجائے اس کا معقولیت کے ساتھ جواب دیا جائے، چنانچہ آپ کی زندگی میں احمد شاہ نامی ایک عیسائی نے "امہات المومنین" کے نام سے ایک کتاب شائع کی، جس میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر نہایت ناروا الزامات لگائے گئے اور انتہائی توہین آمیز الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ اس کتاب کے شائع ہونے پر انجمن حمایت اسلام لاہور نے ایک میموریل تیار کیا جس میں گورنمنٹ سے اس کتاب کو ضبط کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس کی سخت مخالفت کی اور فرمایا کہ کتاب کو ضبط کرانے کے تو یہ معنی ہیں کہ اس کا جواب ہمارے پاس نہیں۔ اس طرح کتاب اگر ضبط بھی ہو جائے تو اس میں جو اعتراض کئے گئے ہیں وہ تو دلوں سے دور نہیں ہو سکتے۔ پس اصل رستہ یہی ہے کہ اس کے پیش کردہ اعتراضات کا معقولیت سے جواب دیا جائے، تاکہ آئندہ کسی کو ایسے اعتراضات کرنے کی ہمت اور حوصلہ نہ ہو۔

ہمارے مخالفین کو غور کرنا چاہئے کہ آیا یہ طریق مستحسن ہے یا وہ جو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے ہم حکومت سے بھی عرض کریں گے کہ کسی کتاب کی ضبطی کی درخواست آنے پر یک طرفہ فیصلہ کرنے کے بجائے دوسرے فریق کو بھی موقعہ دینا چاہیئے کہ وہ اس درخواست کے پیش کردہ دلائل کا جواب دے سکے۔ یہی ایک صورت ملک میں امن قائم کرنے اور فرقہ وارانہ اتحاد پیدا کرنے کی ہے، ورنہ محض کسی کی درخواست پر کسی کتاب کی ضبطی دشمنی اور منافرت کو بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے مری تشریف لے جانے کی خبر اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے فی الحال آپکا ڈاک کا پتہ:- معرفت پوسٹ ماسٹر کوہ مری ہے۔ گذشتہ جمعہ کا خطبہ حضرت امیر کی خدمت میں اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہے واپس آنے پر آئندہ پرچہ میں درج کیا جائے گا۔

تبصرہ

ملفوظات غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:- محمد سلطان نظامی

ناشر:- شرکت ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور۔

قیمت:- چار روپے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے کون مسلمان واقف نہیں، آپ عارف ربانی اور قدوۃ الاولیاء تھے۔ آپ کی تصانیف معرفت و حقائق کے پاکیزہ اور آبدار موتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ انہی تصانیف سے فاضل مؤلف نے مختلف موضوعات پر حضرت کے ارشادات سلیس اردو میں کتابی صورت میں جمع کر کے اردو خوان طبقہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

توحید، تقدیر، توکل، شرک، نبوت، خلافت ایمان، تقویٰ، صدق، فرشتے، شیطان، دنیا و آخرت، دعا، علم اور عبادت، اہل اللہ اور انکی صحبت و محبت، مجاہدہ، صبر و تحمل، مرشد اور مرید کے فرائض، اطمینان قلب، کسب حلال، بیوی بچوں کے ساتھ تعلقات وغیرہ وغیرہ کئی ایک امور پر حضرت کے ایسے ایسے ارشادات و کلمات اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں جن کو پڑھنے سے ایمان میں تازگی اور عمل میں صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

کتاب ۳۰×۲۰/۸ کے ۳۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ شروع فہرست مضامین اور جن کتابوں سے اقتباسات لئے گئے ہیں ان کے حوالجات بھی دیئے گئے ہیں۔ جلد پختہ اور سرورق خوبصورت، غرض ظاہر و باطن ہر لحاظ سے یہ کتاب آنکھوں کو تروتازگی اور دل کو نور ایمان بخشتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فاضل مؤلف کو جزائے خیر دے جن کی محنت و کوشش سے یہ خوان یغما تیار ہوا ہے۔

از غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

زیر اہتمام شیخ میاں محمد ٹرسٹ - اسلامک انسٹی ٹیوٹ

مارچ - اپریل ۱۹۶۴ء کی تبلیغی سرگرمیاں

الحمد للہ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں خدا تعالیٰ نے مختلف ذرائع سے اہل ہالینڈ کو اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق بخشی۔

(۱) تقاریر

ہمیں مختلف مقامات سے اسلام کے متعلق تقاریر کرنے کی دعوت ملی جس کے نتیجہ میں ایک لیکچر وونرڈم میں ٹیچرز ٹریننگ کالج کے طلباء میں دیا گیا۔ میں نے پون گھنٹہ میں اسلام کی تعلیم اور اسلامی تعلیم کا منبع اسلام کی دوسرے مذاہب سے اور خاص طور پر عیسائیت سے نسبت کے پہلو پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ اسلام تمام مذاہب میں صداقت کو تسلیم کرتا ہے مگر موجودہ صورت میں جبکہ ان کی کتب محرف و مبدل ہو چکی ہیں ان مذاہب کو کلی طور پر خدا کا بھیجا ہوا مذہب تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام دوسرے مذاہب کے برعکس ایک عالمگیر پیغام لانے کا مدعی ہے جو کہ قرآن مجید میں قیامت تک کے لئے آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ رکھا گیا ہے۔

تقریر کے بعد ایک گھنٹہ سوالات و جوابات کے لئے رکھا گیا تھا۔ چنانچہ اکثر طلباء نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تبادلۂ خیالات میں حصہ لیا۔ الحمد للہ کہ ان طلباء پر اسلام کی تعلیم کا بہت اچھا اثر معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک جگہ آسنی۔ جو کہ ہیگ سے چار گھنٹہ کے فاصلہ پر بذریعہ ریل واقع ہے وہاں سے طالبات کے سکول سے اسلام کے متعلق تقریر کرنے کی دعوت ملی۔ اس جگہ سارے سکول کی طالبات بمع اساتذہ جمع تھیں۔ تقریر قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ جس میں عام فہم طور پر اسلام کی تعلیم اور اسلام کی صداقت پر بحث کی گئی۔ حضرت نبی اکرمؐ کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کا اسوہ حسنہ پیش کیا۔ پھر قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بحث کی گئی۔ اسلام کے مختلف پہلوؤں میں سے خاص طور پر اسلام کا آزادی فکر اور مذہبی رواداری کا پہلو واضح طور پر پیش کیا گیا اور بتلایا گیا کہ اسلام مذہب میں جبر کو روا نہیں رکھتا لا اکراہ فی الدین۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لو شاء اللہ لآمن من فی الارض کلھم جمیعا کہ اگر جبر سے منوانا منظور ہوتا تو خدا تعالیٰ خود ایک کلمہ کن سے سب کو مومن بنا دیتا۔ مگر اس ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہوتا لہٰذا اس نے ایمان کو جبر سے آزاد رکھا ہے اور اسی آزادی کی وجہ سے ہی مومن کا ایمان اس کے لئے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔

پھر اسلام اور عیسائیت کی تعلیم کا مقابلہ کیا گیا۔ اس ضمن میں تثلیث - الوہیت مسیح اور کفارہ زیر بحث آئے۔

تقریر کے بعد قریباً ایک گھنٹہ تبادلۂ خیالات کے لئے رکھا گیا تھا چنانچہ طالبات نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ایمسٹرڈم میں ایک انجمن کی طرف سے ان کی کانفرنس کے اختتام پر قرآن مجید کی تلاوت کی دعوت ملی چنانچہ اس موقعہ پر سورۃ فاتحہ - آیت الکرسی اور آیت النور کی تلاوت کی گئی جسے حاضرین نے بہت پسند فرمایا۔

امرس فورٹ میں صوفی موومنٹ کی طرف سے ایک کانفرنس کا انعقاد ہوا اس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان کو "تدریجی ترقی" کے موضوع پر اظہار خیالات کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔ چنانچہ تیس اپریل کو دو بجے بعد دوپہر یہ جلسہ ہوا۔ جس میں ہندو۔ یہودی۔ عیسائی۔ اسلام غیر مذاہب اور صوفی تحریک کے نمائندگان نے تقاریر کیں۔ تقاریر کے اختتام پر تبادلۂ خیالات کا موقعہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ کافی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس موقعہ پر خدا کے فضل سے خاکسار کو تین بار اسلامی نظریہ کی وضاحت کا موقعہ ملا۔ بعد میں ...... کئی ایک نے خوشی کا اظہار کیا اور اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(۲) انسٹی ٹیوٹ

انسٹی ٹیوٹ میں دو جلسے کئے گئے۔ ایک مناظرہ کی صورت میں ایک عام جلسہ۔ مناظرہ کے موقعہ پر کافی تعداد میں احباب تشریف لائے۔ اس کے متعلق میں پہلے ایک رپورٹ میں ذکر کر چکا ہوں امید ہے کہ ناظرین پیغام صلح اسے پڑھ چکے ہوں گے مختصراً پھر عرض کئے دیتا ہوں کہ سوئٹزرلینڈ کے البرٹ سائٹزر نے اپنی ایک کتاب میں اسلام کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مذہب کوئی خاص نئی تعلیم اپنے اندر نہیں رکھتا اور خدا تعالیٰ کے متعلق جو یہ مذہب تعلیم دیتا ہے وہ اتنی اعلیٰ درجہ کی نہیں۔

ہمارے دوست مسٹر ہوبک نے جب یہ کتاب پڑھی تو اس کے متعلق ایک چھوٹا سا نوٹ الفاروق میں لکھا جسے دیکھ کر ایک پادری صاحب مسٹر لولے نے ہمیں خط لکھا کہ ان کے نزدیک ڈاکٹر موصوف کی اسلام کے متعلق رائے درست ہے اور وہ ان کی رائے سے کلی متفق ہیں اور اس امر پر تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ہم نے ان کی اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے مناظرہ کے لئے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔

ہر مقرر کو تین تین تقاریر کرنے کا وقت دیا گیا تھا۔ پہلی تقریر پادری صاحب کی اور آخری خاکسار کی تھی۔ پادری صاحب نے بتلایا کہ ان کے نزدیک اسلامی تعلیم اور عیسائی اور یہودی تعلیموں میں کوئی فرق نہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے میں سے لی گئی ہیں۔

خاکسار نے اپنی تقریر میں قریباً تیس باتیں ایسی ذکر کیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہودی عیسائی اور اسلام کی تعلیموں میں نمایاں فرق ہے۔ جو باتیں پہلے مذاہب میں بیان نہیں ہوئیں وہ اسلام نے بیان کی ہیں۔ بعض وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم یکساں ہے لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ مثلاً اگر ہم خدا تعالیٰ پر ایمان کے پہلو پر غور کریں تو ہمیں واضح ہو جاتا ہے کہ اگرچہ باقی مذاہب بھی خدا کے متعلق تعلیم دیتے ہیں لیکن اسلام کی تعلیم ادر رنگ رکھتی ہے۔

تقاریر کے بعد آپس میں تبادلۂ خیالات کے بعد حاضرین کو بھی سوالات کا موقعہ دیا گیا تھا۔

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

ہمارے اقدام کے درست ہونے پر خدائی شہادت اور خدائی تائیدات کا ہمارے شاملِ حال ہونا

میرے نفس کے جذبۂ دشمنی سے پاک ہونے پر الٰہی شہادت

پیغام صلح کے گذشتہ شیوع میں میں نے بتلایا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامات اس عاجز کو اس الزام سے بری قرار دے رہے ہیں جس کی بناء پر میرا اور میری اہلیہ محترمہ کا جناب میاں صاحب کی طرف سے بائیکاٹ کیا گیا اور ہمیں مختلف قسم کی تکلیفوں کا نشانہ بنایا گیا اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ ان الہامات میں اس سزا کا بھی ذکر ہے جو خدا کی طرف سے جناب میاں صاحب کو ان مظالم کی وجہ سے ملنے والی تھی جو انہوں نے ہم دونوں پر ڈھائے تھے چنانچہ جناب میاں صاحب حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کے مطابق کافی لمبے عرصہ سے اس سزا کے نیچے چلے آ رہے ہیں۔ یہ بات میں آج نہیں کہہ رہا بلکہ آج سے ربع صدی قبل میں نے اس کا ذکر ان خطوط میں کیا تھا جو میں نے اپنی علیحدگی کے وقت جناب میاں صاحب موصوف کی خدمت میں ارسال کئے تھے۔ جواب منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ ہر شخص اس کا ذکر ان میں پڑھ سکتا ہے میں خاموش تھا اور ان امور کے ذکر سے مجتنب تھا لیکن ایڈیٹر صاحب الفضل نے مجھے محمود دشمنی کا طعنہ دے کر مجھے اس بات پر مجبور کیا ہے کہ اصل حقیقت احباب کے سامنے رکھ دوں سو واضح ہو کہ نہ میرا موجودہ اقدام دشمنی کی بناء پر آیا اور نہ پہلے اقدام کے پیچھے دشمنی کا جذبہ کار فرما تھا۔

اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے فعل کو جذبہ دشمنی سے پاک قرار دیا ہے اور یہ بات ایک تو حضرت اقدس کے ان الہامات سے ہی ثابت ہوتی ہے جن کا ذکر میں گذشتہ شیوع میں کر چکا ہوں اور دوسرے اس الہام سے بھی ثابت ہوتی ہے جو اس سلسلہ میں میری اہلیہ محترمہ کو ہوا۔

میری اہلیہ محترمہ کا الہام

تفصیل اس کی یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کی بیعت کو فسخ کرنے اور ان سے علیحدگی اختیار کرنے کا خیال بھی ہمارے دماغ کے کسی گوشہ میں کبھی نہ آیا تھا بلکہ ہم پورے اخلاص اور دیانتداری کے ساتھ جناب میاں صاحب کی قیادت کے ماتحت خدمت سلسلہ میں مصروف تھے کہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۲۳ء کی رات کو یکایک نماز تہجد میں میری اہلیہ محترمہ کی زبان پر الہاماً یہ آیت جاری ہوگئی وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تمہیں فقر کا ڈر ہو تو اس کا تمہیں خوف نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا چونکہ اس وقت اس قسم کے خوف کے بظاہر ...... کوئی سامان موجود نہ تھے اس لئے ان الہامی الفاظ کا مفہوم ہم قطعاً نہیں سمجھ سکے بلکہ حیران تھے کہ ان کا کیا مطلب ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ اس بات کا بھی کامل یقین تھا کہ یہ الہام خدا کی طرف سے ہی ہے۔ اس لئے میری اہلیہ محترمہ نے صبح اٹھتے ہی اسے اپنے لڑکے عزیز مبارک احمد مرحوم سے ایک کاپی پر خوشخط لکھوا لیا جو اب تک لکھا ہوا ہمارے پاس موجود ہے محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی اس الہام کی شاہد ہیں کیونکہ ان گہرے مراسم کی وجہ سے جو میری اہلیہ محترمہ اور ان کے درمیان تھے میری اہلیہ محترمہ نے اُن سے اس الہام کا ذکر کیا تھا جس پر انہوں نے کہا تھا کہ یہ بڑا مبارک الہام ہے اور اس کو سن کر وہ بہت خوش ہوئی تھیں۔

الہام کے پورا ہونے کا وقت

اس الہام کا صحیح مفہوم ہم پر اس وقت منکشف ہوا جب قریباً ½۳ سال بعد یعنی جون ۱۹۳۷ء میں جناب میاں صاحب سے اختلاف پیدا ہوا جس کا اظہار لازمی تھا اور چونکہ میں جانتا تھا کہ جناب میاں صاحب اپنے ساتھ اختلاف برداشت کر ہی نہیں سکتے بلکہ اختلاف کرنے والے کو مختلف انواع کی تکالیف کی چکی میں پیس ڈالتے ہیں اس لئے میرے لئے دو ہی راہیں کھلی تھیں یعنی یا تو میں انہیں اصلاح کی طرف توجہ دلاؤں یا دوسرے لوگوں کی طرح خاموش رہوں لیکن یہ دوسری راہ میری ایمانی غیرت کے خلاف تھی اس لئے میں نے پہلی راہ ہی اختیار کی اور اگر وہ اصلاح کی طرف راغب نہ ہوں تو بیعت فسخ کر کے ان سے علیحدگی کر لی جائے علیحدگی کی صورت میں وہ تمام مشکلات نظر آ رہی تھیں جن کا مجھے سامنا کرنا پڑنا تھا۔ مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل پر قاتلانہ حملہ مجھ سے مخفی نہ تھا۔ محمد امین خان صاحب کے قتل سے بھی میں بے خبر نہ تھا اور بائیکاٹ کی شدت کا بھی مجھے پورا احساس تھا اور ایسے شخص کو جن تکالیف اور ایذا رسانیوں کا نشانہ بنایا جاتا تھا وہ بھی پوری طرح میرے علم میں تھیں۔ ملازمت سے جواب مل جانا بھی یقینی امر تھا۔

جناب میاں صاحب کے دو حربے

جناب میاں صاحب کے قبضہ میں دو ہی حربے تھے جن کے ذریعہ یہ اپنے ساتھ اختلاف کرنے والے کو اپنے آگے جھکنے اور معافی مانگنے پر مجبور کر دیتے تھے۔ یعنی بائیکاٹ اور اس کے جلو میں مختلف قسم کی ایذا رسانیاں اور دوسرے روزی کے ذرائع سے محروم کر دینا چنانچہ مجھ سے قبل متعدد اشخاص انہی دو حربوں کا شکار ہو جانے کی وجہ سے اور ان سے پیدا شدہ مشکلات کی تاب نہ لا کر ان سے معافی طلب کرنے پر مجبور ہو چکے تھے اور انہی دو حربوں سے لوگوں کو دکھ دینے اور ان کے خلاف آواز اٹھانے کی رَو کو کچلنے میں ان کی دلیری بڑھتی جاتی تھی۔ میں جانتا تھا کہ مجھ پر بھی یہ دونوں حربے استعمال کئے جائیں گے اور اس کے نتیجہ میں مجھ سے بھی یہی توقع رکھیں گے کہ چند دن میں ہی یہ خاکسار بھی ان کے آگے گھٹنے ٹیک دے گا۔ اس لئے میں نے پہلے ہی ان دونوں امور کو واضح کر دیا تھا کہ جہاں تک روزی کا سوال ہے اس کی کفالت تو خود خدا نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے اور اس کی طرف سے ہمیں بے فکر کر دیا ہوا ہے۔ اور بطور ثبوت کے وہی الہام میں نے نقل کیا جس کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے آج تک اس الہام کی صداقت کو میں اور میرا سارا خاندان مشاہدہ کر رہا ہے جس وقت مجھے ملازمت سے جواب ملا اس وقت تمام لڑکے ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان کی تعلیم کو بھی جاری رکھا تھا اور گھر کے اخراجات بھی چلانے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایسے رنگ میں مدد کی کہ کسی کا ہمیں محتاج بھی نہ ہونا پڑا اور لڑکوں کی تعلیم بھی مکمل ہوگئی اور آج تک خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق باعزت روزی دے رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کا قبل از وقت یہ وعدہ دینا اور پھر اسکو عمل میں لے آنا بتلاتا ہے کہ جو قدم میں نے اٹھایا تھا وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صرف ناپسندیدہ ہی نہیں بلکہ پسندیدہ تھا۔ کیونکہ اس کا یہ کہنا کہ اگر تمہیں فقر کا ڈر ہو تو اس چیز کا خوف کئے بغیر قدم اٹھا لینا فقر کو ہم دور کر دیں گے بلکہ اپنے فضل سے غنا عطا کریں گے۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا۔ کیا یہ کھلی کھلی دلیل نہیں اس بات پر کہ میرا میاں صاحب کی بیعت فسخ کر کے ان سے علیحدگی اختیار کرنا خدا تعالیٰ کے

منشاء کے عین مطابق تھا۔ جیسا کہ قبل از وقت اس کی طرف سے تسلی دینے اور اطمینان دلانے سے ظاہر ہے جن لوگوں کو اس الہام کے متعلق شک ہو وہ میرے خطوط میں اس کا ذکر پڑھ سکتے ہیں باقی رہا دیگر مشکلات سو اُن کے متعلق بھی میں نے صاف لکھ دیا تھا کہ حضرت امام حسین رضؓ اور حضرت ابن زبیرؓ نے سر دیدیئے۔ لیکن باطل کے سامنے سر نہیں جھکایا سو ان بزرگوں کے نمونے میرے سامنے ہیں میں بھی انہی کی اقتداء میں کہتا ہوں کہ نہ روزی کا بند ہونا مجھے آپ کے سامنے جھکا سکتا ہے نہ دیگر تکالیف مجھے اس پر آمادہ کر سکتی ہیں اس لئے آپ دوسرے لوگوں کی طرح مجھے طالب معافی نہیں پائیں گے یہ اسی خدائے برتر کا فضل ہے کہ اُس نے استقامت عطا فرمائی۔ جس نے مشکلات کی دلدلوں سے مجھے صحیح سلامت نکال لیا بلکہ اس سے بھی بڑھکر اپنے اس قدر بے شمار فضلوں سے نوازا کہ جن کا میں شمار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک کتاب قرآن شریف کا فہم عطا کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر پُر از بصیرت ایمان عطا فرمایا حضرت اقدسؑ کی تحریروں میں جو اختلاف جناب میاں صاحب نے پیدا کر دیا تھا اس کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آنریری طور پر خدمت دین بجالانے کی نعمت سے نوازا اور اب تک نوازتا چلا جا رہا ہے صداقت کے دشمنوں کے حملوں کے دندان شکن جواب سکھلائے اور انہیں شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی ان کے علاوہ جناب میاں صاحب موصوف نے خاکسار کو جن سنگین مقدمات میں پھنسا کر جیل بھجوانا چاہا ان سے اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے معجزانہ طور پر نجات دلائی۔

جناب میاں صاحب موصوف کی دشمنی کا مظاہرہ۔

میں نے تو جناب میاں صاحب موصوف کو جو نصیحت کی تھی وہ تو خیر خواہی کے جذبہ کے ماتحت کی تھی۔ لیکن جناب میاں صاحب موصوف نے جو سلوک میرے ساتھ کیا اس کی تہ میں محض جذبۂ دشمنی اور انتقامی روح کار فرما تھی۔ چنانچہ مجھے قید کرانے کے لئے تین سنگین مقدمے میرے خلاف کھڑے کروا دیئے گئے۔ جن کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا تھا کہ ان کے نتیجہ میں کم از کم دس سال کی قید بھگتنی پڑے گی۔ اس وقت گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس دونوں انگریز تھے اور جناب میاں صاحب کے ساتھ خاص تعلقات بھی رکھتے تھے۔ ان دونوں انگریز افسروں کو متاثر کرنے کے لئے جناب میاں صاحب کی ہدایت سے ایک گزیٹڈ اوڈیٹر منگوایا گیا اور ایک رقم کے متعلق اس سے لکھوا لیا گیا کہ اس میں خیانت کا ارتکاب ہوا ہے۔ تینوں مقدمات تفتیش کے لئے ایک پولیس افسر کے سپرد ہو گئے۔

میرا خواب

دوران تفتیش میں میں نے خواب میں دیکھا کہ احمدیہ چوک میں جو تختہ سیاہ ناظروں وغیرہ کے اعلانات کے لئے رکھا ہوتا تھا اس پر ایک شخص جو عبدالرحیم ورق ساز کے نام سے پکارا جاتا تھا کچھ لکھ رہا ہے۔ جب وہ لکھ کر اس سے علیحدہ ہو اتو کیا دیکھتا ہوں کہ اس پر لکھا ہوا ہے "عدالت کے روبرو مرزا تنگا" اس خواب سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ مقدمات عدالت میں جائیں گے اور وہاں جو مثلیں تیار ہوں گی وہ خدا کی رحمت سے میرے حق میں ہی تیار ہوں گی کیونکہ عبدالرحیم ورق ساز سے یہی مفہوم مترشح ہو رہا تھا اور جو فقرہ لکھا گیا تھا اس کی تعبیر صاف تھی کہ جناب میاں صاحب موصوف کو ان مقدمات میں ذلت آمیز شکست ہوگی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں مرزا صاحب بھی نہیں کہا بلکہ خالی مرزا کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ ان مقدمات میں جو نصرت الٰہی خاکسار کے شامل حال رہی اسکو وہی لوگ جانتے ہیں جنہوں نے ان مقدمات کی کارروائی دیکھی ہے اور جس معجزانہ رنگ میں اللہ تعالےٰ نے تینوں مقدمات میں عزت کے ساتھ میری بریت کے سامان پیدا کئے اس کا بیان کرنا لمبی تفصیل چاہتا ہے جو انشاء اللہ کسی اور مناسب وقت میں بیان کی جائے گی شاید کسی سعید روح کو اس سے فائدہ پہنچے کیونکہ اخبار کے صفحات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

ڈپٹی کمشنر صاحب سے میری گفتگو

دوران تفتیش میں ہی ڈپٹی کمشنر صاحب قادیان آئے اور ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں مجھے انہوں نے بلوا بھیجا مختلف امور پر گفتگو کرتے کرتے انہوں نے مجھے کہا کہ اگر آپ قادیان سے چلے جائیں تو یہ مقدمات واپس لے لئے جائیں گے میں نے اُن سے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ میں اس داغ کو لے کر قادیان سے جاؤں مقدمات کے فیصلہ تک تو میں ہرگز نہیں جاؤں گا انہوں نے کہا کہ گزیٹڈ اوڈیٹر کہتا ہے کہ ایک رقم میں خیانت ہے میرے منہ سے ..... فوراً یہی الفاظ نکلے کہ گزیٹڈ اوڈیٹر آپ کا خدا ہو گا میرا خدا نہیں آپ اس کے کلام کو خدا کی وحی سمجھتے ہوں گے میں ایسا نہیں سمجھتا اسے شہادت کے کٹہرے میں آنے دیجئے۔ پھر آپ دیکھ لیں گے کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے کیا آپ اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ میرا حساب وہ چیک کرتا ہے میں قادیان میں موجود ہوں اور مجھ سے دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا۔

دو مقدمات تو پولیس نے ہی خارج کر دیئے تیسرا مقدمہ چونکہ وہ تھا جس پر گزیٹڈ اوڈیٹر کی رپورٹ تھی اس لئے پولیس کو لامحالہ اس کا چالان کرنا پڑا لیکن میرے جواب کا ڈپٹی کمشنر صاحب پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے بھی اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بھی قادیان کے سب انسپکٹر صاحب کو ہدایت کر دی کہ اس مقدمہ کا چالان تو کر دو لیکن ہتھکڑی نہیں لگانی خاکسار کے متعلق کہا کہ انہیں کہہ دیں کہ مجسٹریٹ کے پاس وہ خود ہی چلے جائیں ان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ ضمانت لے لیں یہاں تک۔ اسے تاکید کی گئی کہ وہ خاکسار کے ساتھ بھی نہ جائے بلکہ خاکسار اکیلا ہی جا کر ضمانت دیدے چنانچہ خاکسار اکیلا ہی گیا اور مجسٹریٹ نے ضمانت لے لی یہ بھی خدا کے فضلوں میں سے ایک فضل تھا ورنہ مقدمہ کی نوعیت ایسی تھی کہ عام طور پر اس میں ضمانت نہیں لی جاتی اور ملزم کو گرفتار کر کے عدالت کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔ باقی دو مقدمات جو پولیس نے خارج کر دیئے تھے وہ میاں صاحب نے اپنے طور پر دائر کروا دیئے گویا ان کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ میں کسی نہ کسی طرح ان مقدمات میں سزایاب ہو جاؤں یا کم از کم خاکسار پر فرد جرم ہی لگ جائے مگر اللہ تعالےٰ نے جیسا کہ خواب میں مجھے بتلایا تھا ہر مقدمہ میں ہی انہیں ذلت کا منہ دیکھنا پڑا۔ قارئین کرام یہ پڑھکر حیران ہوں گے کہ جناب میاں صاحب کے ناظر امور عامہ جنکے جو پولیس والے مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے باوجود میرے اصرار کے گزیٹڈ اوڈیٹر کو عدالت میں پیش نہیں کیا۔

دوسری بشارت

بہرحال جب مقدمات عدالت میں پیش ہو گئے اور جناب میاں صاحب کے ناظر نے انہیں کامیاب بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تو ایک رات میری اہلیہ محترمہ کو تہجد کی نماز میں جبکہ وہ ان مقدمات میں کامیابی کے لئے دعا کر رہی تھیں تو تین دفعہ الہاماً ان کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی **وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ** اس الہام میں صاف بشارت موجود تھی کہ تینوں مقدمات میں اللہ تعالےٰ اپنی خاص حفاظت میں لیتے ہوئے کامیابی سے ہمکنار کرے گا سو الحمد للہ کہ اس کے محض فضل و کرم سے ایسا ہی وقوع میں آیا پس جناب ایڈیٹر صاحب دیکھ لیں کہ دشمنی کے جذبہ کا مظاہرہ خاکسار کی طرف سے ہوا یا ان کے خلیفہ جناب میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ہوا اور کیا اللہ تعالےٰ نے اپنی بشارتوں کے ذریعہ اور اپنے فضل سے ثابت نہیں کر دیا کہ حق میرے ہی ساتھ تھا اور میرے مقابل میں جناب میاں صاحب باطل پر تھے۔ اللہ تعالےٰ کی نصرتوں کا جتنا بھی شکر ادا کروں تھوڑا ہے۔

مولانا محمد یعقوب خان صاحب کا خطبۂ صدارت

حضرت مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے فرمایا مجھے گرمی کی شدت کا بھی احساس ہے۔ اور میں یہ بھی محسوس کر رہا ہوں۔ کہ آپ نے ہیڈ ماسٹر صاحب کی لمبی تقریر بڑے صبر، تحمل اور سکون و اطمینان سے سُنی ہے باوجودیکہ گرمی شدت سے پڑ رہی ہے اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے پنکھے بھی کام نہیں کر رہے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج سے پندرہ سال قبل جب میں نے یہ سکول چھوڑا تھا۔ تو اس وقت کی جو حالت تھی۔ آج اس سے بلحاظ سے بہتر ہے۔ نتائج کے لحاظ سے بھی اور بچوں کے سیرت و کردار کے لحاظ سے بھی۔ اس سکول نے ہر شعبہ میں جو شاندار ترقی کی ہے وہ نہایت قابل تعریف ہے۔

خالص اسلامی ماحول

قبلہ خان صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کے بچوں کو ایک ایسے اعلےٰ درجہ کے ادارہ میں داخلہ ملا ہے۔ جو اسلامی ماحول کا مظہر ہے اور جس میں بچوں کی تربیت خالص اسلامی نکتہ نظر سے کی جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ سیرت کا بننا یا بگڑنا زیادہ تر ماحول پر منحصر ہوتا ہے اور اس سکول کا ماحول جیسا کہ آپ نے دیکھ لیا ہے۔ خالص اسلامی ماحول ہے جس کے اثرات بھی یقیناً بہتر ہیں۔

پاکستان کا عزیز ترین سرمایہ

سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہمارے بچے ہماری قوم اور ہمارے ملک پاکستان کا عزیز ترین سرمایہ ہیں۔ اگر ہم نے اس سرمایہ کو غیر اسلامی محرکات سے محفوظ نہ رکھا تو ہمارے ملک اور قوم کا یہ قیمتی سرمایہ ضائع ہو جائے گا جس کی ذمہ داری ہم سب پر عائد ہو گی۔

اظہارِ اُمید

قبلہ خان صاحب نے اُمید ظاہر کی۔ کہ جو بچے ہمارے اس سکول میں زیر تربیت ہیں وہ خدا کے فضل و کرم سے اور سکول کی بہترین تربیت سے پاکستان کے نہایت مفید شہری ثابت ہوں گے۔ جو ملک کے بوجھ کو آسانی سے اپنے کندھوں پر اُٹھا سکیں گے۔

ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے قبلہ خان صاحب نے فرمایا کہ ہمارا ملک پاکستان ہر شعبہ میں ترقی کی منازل کو انتہائی سرعت کے ساتھ سر کرتا جا رہا ہے۔ لیکن اگر حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے۔ تو یہ ترقی کھوکھلی بنیادوں پر تعمیر ہو رہی ہے۔ کیونکہ ہماری حکومت نے شعبۂ تعلیم کی طرف کما حقہ ہرگز توجہ نہیں دی۔ اور حکومت کے تمام شعبوں میں وہ لوگ برسرِ اقتدار آ رہے ہیں جو ناقص تعلیم کے حامل اور اسلامی سیرت و کردار سے بالعموم عاری ہیں۔ پاکستان میں جتنی زیادہ ضرورت سکولوں اور کالجوں کی پیدا ہو چکی ہے۔ حکومت اتنی ہی عدم توجہی سے کام لے رہی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ پاکستان کے وجود میں آتے ہی سب سے پہلے اعلےٰ تعلیم کی طرف توجہ دی جاتی اور سکولوں اور کالجوں میں اسلامی تعلیمات کو رائج کر کے لوگوں کو اخلاق عالیہ سے سنوارا جاتا تاکہ ملک کی بنیادیں مضبوط ہوتیں اور بااخلاق اور اعلےٰ کردار کے لوگ ملک و قوم کا بار آسانی سے اُٹھا سکتے۔ لیکن آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہمارے ہاں دو باتیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ رشوت خوری اور دھوکہ بازی بھی ہے اور نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ ملک و قوم کے کارندے لکھے پڑھے ہونے کے باوجود بھی اخلاق عالیہ سے عاری رہتے ہیں۔ کیونکہ آج کل کے سکول کالج تو محض روپیہ اکٹھا کرنے کے کارخانے ہیں۔ جہاں تعلیم کی پرواہ نہیں جاتی اور تعداد کی زیادتی پر زور دے کر آمدنی کا ذریعہ پیدا کیا جاتا ہے۔

تاریکی میں روشنی کا مینار

آپ نے فرمایا کہ اس تاریکی کے دَور میں جب ہم اس سکول کی فضا کو دیکھتے ہیں تو یہ ہمیں روشنی کا مینار نظر آتا ہے۔ یہ ایسا سکول ہے جس میں تعلیمی اغراض کو سمجھا جاتا اور مقاصد کو پورا کیا جاتا ہے۔ بچہ کے دل و دماغ ایک شفاف تختی کی مانند ہوتے ہیں۔ اُن پر جیسی چھاپ لگائی جائے گی بچہ ویسی ہی صفات کا مالک ہو گا۔ اس ادارہ میں صحیح اسلامی چھاپ لگائی جاتی ہے جہاں سے بچہ صحیح اسلامی سیرت اور کردار کا حامل بن کر نکلتا ہے۔ میں سکول کی اس کامیابی پر ہیڈ ماسٹر صاحب اور جملہ سٹاف کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور آپ کو بھی اس لئے مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کے بچوں کو اس اعلےٰ درسگاہ میں داخلہ ملا ہے۔

بچہ کی تربیت کی ذمہ داری

آپ نے فرمایا کہ بچوں کی تربیت باپ کی نسبت ماں بدرجہا بہتر کر سکتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلعم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے" جس کا مطلب یہ ہے کہ بچے ماؤں کی تربیت [illegible] سب باتیں ان کے بھی گوش گذار کی جائیں۔ کیونکہ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری باپ سے بڑھ کر ماں پر عائد ہوتی ہے۔ انہیں خود تربیت حاصل کرنے کی ضرورت ہے اس غرض کے لئے میں آپ سے کہوں گا کہ آپ والدین کی تربیت کے لئے رسالہ "المُسلم" کے چند صفحات مخصوص کر لیں۔ اور ان کے ذریعہ والدین کو تربیت دیں۔

عربی کی تعلیم سب کے لئے لازمی ہو

قبلہ خانصاحب نے سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ہمارے ملک اور قوم کو اس وقت سب سے زیادہ اسلامی تعلیمات کی ضرورت ہے جس کا جاری کرنا اگرچہ حکومت کی نہایت اہم ذمہ داری ہے۔ اور پاکستان کے وجود میں آنے پر حکومت کا اوّلین فرض یہ تھا۔ کہ وہ فوراً سکولوں اور کالجوں میں اسلامی تعلیمات کو رائج کرتی۔ لیکن حکومت نے اس میں تساہل برتا۔ اور اس کی افادیت کو پیش نظر نہیں رکھا۔ لیکن ہمیں حکومت کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہم آزاد ملک کے شہری ہونے کی حیثیت سے حکومت بھی ہم خود ہی ہیں ہمیں چاہیئے کہ اپنے سکول میں عربی زبان سکھانے کے لئے کم از کم ہفتہ میں دو پیریڈ مخصوص کریں جس سے بچوں میں اتنی استعداد پیدا ہو سکے کہ وہ قرآن حکیم اور حدیث شریف کی تعلیمات سے روشناس ہو سکیں۔ اور اسے امتحانات سے مستثنےٰ رکھا جائے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کا رجحان فی زمانہ ایسے مضامین کی طرف ہے جن سے مادی وسائل اور روزی کے سامان آسان ہو جائیں ایک حد تک تو لوگوں کا یہ نظریہ بھی درست ہے۔ لیکن اسلامی تعلیم تو ایک انجنیئر یا ڈاکٹر کے لئے بھی ویسی ہی ضروری ہے جیسی کسی مولوی کے لئے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے ڈاکٹر اور انجنیئر بعد میں ہوں اور مسلمان پہلے۔ قرآن کریم کے ساتھ ہر ایک کا براہ راست تعلق ہونا چاہیئے۔

آخر پر ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس تجویز کو قبول فرماتے ہوئے وعدہ فرمایا۔ کہ تعطیلات گرما کے بعد عربی زبان کی تعلیم کے لئے ایک خاص استاد رکھا جائے گا۔ جس سے یہ غرض پوری ہو سکے گی۔

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کوہ مری تشریف لے گئے ہیں

—— لاہور میں گرمی کی شدت کی وجہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی طبیعت کچھ دنوں سے ناساز چلی آ رہی تھی آپ بحالیٔ صحت اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے ۲ر جون ۱۹۶۴ء کو مری تشریف لے گئے ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپکو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

شمولیت سلسلہ

—— ذیل کے اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔

(۱) میر محمد خالد صاحب خانخیل محلہ مکائیں۔ زیدہ۔ ضلع مردان

(۲) - محمد صدیق صاحب مکان ۹۱۵/۵ سوتر منڈی لاہور

چوہدری بھٹہ صاحب کی صحت

—— کماسی (ناٸیجیریا) سے چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب مبلغ اسلام لکھتے ہیں۔

"آج میں ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آ گیا ہوں لیکن ابھی کچھ دن ہسپتال جا کر ڈریسنگ کرانی ہوگی دعا کریں خدا تعالیٰ مکمل شفا عطا کرے سب احباب کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے سب کی خدمت میں سلام علیکم۔"

واضح رہے کہ چوہدری بھٹہ صاحب ہماری انجمن کی طرف سے گھانا (مغربی افریقہ) میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے انہیں وہاں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ کچھ دن ہوئے آپ بیمار ہو کر ہسپتال داخل ہوئے تھے جہاں آپ کا پھوڑے کا اپریشن ہوا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب وہ روبصحت ہیں احباب سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

شکریہ احباب

—— چند ماہ ہوئے مولوی امیر علی صاحب ٹرینیڈاڈ سے لاہور تشریف لائے تھے اور یہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد گزشتہ ماہ مارچ میں واپس تشریف لے گئے تھے وہ اپنے ۲۰ رمئی کے خط میں لکھتے ہیں کہ:۔ لاہور سے روانہ ہونے کے بعد بغداد قاہرہ وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے حج کے لئے گئے اور حج کرنے کے بعد بخیریت ٹرینیڈاڈ پہنچ گئے۔ وہ ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے دوران قیام پاکستان میں ان کے ساتھ شفقت اور محبت کا برتاؤ کیا، اور انہیں سلام علیکم عرض کرتے ہیں۔

عبدالعزیز خان صاحب ملتان کی صحت

—— ملتان سے عبدالعزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل کے فرزند محمد صدیق خان صاحب لکھتے ہیں۔

"خداوند تعالیٰ کی خاص مہربانی اور احباب کی دعاؤں کے اثر سے میرے والد بزرگوار کی بے ہوشی اب دور ہو چکی ہے گردے اس وقت ٹھیک کام کرنے لگے ہیں۔ فالج بدستور ہے زبان سے بولنا بالکل بند ہے اور کمزوری بے حد ہے احباب سے درخواست ہے کہ دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں تاکہ ان کی صحت مکمل طور پر بحال ہو جائے۔"

امید ہے احباب کرام اپنے اس مخلص بھائی کے لئے بالالتزام دعا کرتے رہیں گے۔

تبلیغی رپورٹیں —— مولوی محمد شریف صاحب لاہور سے لکھتے ہیں (۱) روزانہ بعد نماز فجر درس قرآن مجید و ملفوظات حضرت مسیح موعود سنائے جاتے ہیں (۲) روزانہ چالیس طلبا قرآن مجید (کچھ باترجمہ اور کچھ ناظرہ) پڑھتے ہیں (۳) بزم تبلیغ اسلام طلبائے جہلم کا پندرہ روزہ اجلاس ہوتا ہے (۴) ایک قادیانی نوجوان جو کالج کے طالب علم ہیں جماعت لاہور میں داخل ہوئے ہیں۔ فارم داخلہ پُر کر کے مرکز میں بھجوا دیا گیا ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور - مورخہ یکم جولائی ۱۹۶۴ء شمارہ نمبر ۲۶

تبلیغی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الہیٰ صاحب پرنٹر چھپ کر مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ

پیغام صلح
لاہور

تار کا پتہ تبلیغ لاہور
فون نمبر ۷۳۷۳۷

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز
فی پرچہ :- ۱۳ پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۷

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے (۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بگڑی ہوئی قوم کی ایسی اصلاح کر دکھائی گویا اس میں کوئی عیب ہی نہیں تھا

اس سے بڑھکر اور اس سے زیادہ روشن آپکی صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) یہ زبردست دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی کہ آپ ایسے وقت میں آئے کہ ساری دنیا عام طور پر بدکاریوں اور بداعتقادیوں میں مبتلا ہو چکی تھی اور حق و حقیقت اور توحید اور پاکیزگی سے خالی ہو گئی تھی پھر دوسری دلیل آپ کی سچائی کی یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ کی طرف اٹھائے گئے جب آپ اپنے فرض رسالت کو پورے طور پر ادا کر کے کامیاب و بامراد ہو چکے۔"

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲) "آپ جس کام کے لئے آئے تھے اس میں پورے کامیاب ہو گئے میں نے بتایا ہے کہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے ہزارہا مریضوں کو مرض کے آخری درجہ میں پایا جو ان کی موت تک پہنچ گیا تھا بلکہ حقیقت میں وہ مر ہی چکے تھے .... پھر انصافاً کوئی سوچے کہ اپنے خدمتگار کے عیب دور نہیں کر سکتے تو جو شخص ایک بگڑی ہوئی قوم کی ایسی اصلاح کر دے کہ گویا وہ عیب اس میں تھے ہی نہیں تو اس سے بڑھ کر اس کی صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۳) "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں دنیا میں ظاہر ہوئے اور خدا تعالےٰ کا جلال اور گم گشتہ توحید کو زندہ کرنے کے لئے آپ مبعوث ہوئے اس زمانہ ہی کی حالت اگر کوئی سعادت مند سلیم الفطرت غور کن دل لے کر فکر کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ کی حالت ہی آپ کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے اور دانشمند اس وقت کو ہی دیکھ کر اقرار کرے اور معجزہ بھی طلب نہ کرے۔"

(الحکم ۲۷ مارچ ۱۹۰۲ء)

بحر حکمت کے موتی

حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔
حبک الشیئ یعمی ویصم۔
(ابوداؤد- انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ :- دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے۔ اور ایک (ہی) چیز کی محبت تمہیں اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

نوٹ :-

جس فرد یا قوم میں طریقہ سے دنیا کمانے اور آرام آسائش کے وسیلے تلاش کرنے کی بیماری پیدا ہو جائے اس کے اخلاق تباہ ہو جاتے اور نیکی کی توفیق سلب ہو جاتی ہیں۔ تقوےٰ اور خشیۃ اللہ عنقا ہو جاتے ہیں خود بینی۔ خود نمائی۔ خود ستائی، خود غرضی۔ ریا کاری بغض عداوت، تکبر اور نخوت اس کے دل و دماغ پر مسلط ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

اذھبتم طیبٰتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا۔
(الآیہ ۲۱:۴۶)

"وما ھذہ الحیوٰۃ الدنیا الا لھو و لعب و ان الدار الاخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون"
(الآیہ ۲۹:۶۴)

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہ عشرت کو چھوڑ دو
مسیح موعودؑ

غلام قادر ڈار عفی عنہ

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

سعودی عرب

ترجمہ خط از سید محمد دہران - سعودی عرب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پر شفقت مکتوب گرامی پڑھ کر مجھے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے - اور میرے ذہن میں احمدیت کے متعلق نئے خیالات پیدا ہو گئے ہیں -

میں آپ کے عالمانہ مکتوب گرامی کے لئے آپ کا بہت مشکور ہوں - آپ نے مضمون زیر بحث پر سیر حاصل اور عالمانہ بحث کی ہے جزاک اللہ

نیز آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف کے لئے بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ اس کے مطالعہ سے میرے خزینہ علم میں بہت اضافہ ہوگا -

درحقیقت مجھے آپ کے مکتوب گرامی نے بہت فرحت پہنچائی اور مجھے احمدیت کے متعلق گہرے مطالعہ پر مجبور کیا - مجھے قرآن شریف کی سورت نمبر ۲ - آیت ۱۸۶ کے متعلق زیادہ روشنی اور وضاحت کی ضرورت ہے اور بالتفصیل حضرت مرزا غلام احمدیت (؟) کی اسلام میں پوزیشن اور سنت رسول سے تعلق پر لکھیں -

والسلام

(انہیں خط کا جواب دیا گیا)

ٹرینی ڈاڈ

ترجمہ خط:- احمد حسین - ٹرینی ڈاڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اس سے پیشتر آپ کو لٹریچر کے متعلق لکھا تھا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان میں سے چند کا میں نے مطالعہ کیا ہے - یہ انسان کی روحانی ترقی کے لئے بہت مفید ہیں -

آپ کے مبلغ مولانا محمد طفیل صاحب اس وقت ہمارے جزیرہ میں ہیں اور جس طریقہ سے انہوں نے ہمیں تعلیم دی ہے - میں بہت خوش ہوں اور ہم کو وسیع الخیال ہونا چاہیئے جیسا کہ مولانا نے بیان کیا - میں فخریہ کہتا ہوں کہ آپ کا مشن ہمارے ملک میں بہت کامیاب رہے گا - اور انہوں نے احمدیہ موومنٹ کے متعلق کافی روشنی ڈالی کہ وہ کیا کام کر رہے ہیں -

میں نے حضرت مولانا صاحب کو جو کتابیں آپ نے ارسال کی تھیں دکھائیں - انہوں نے مجھے فہرست کتب دکھائی جو کہ آپ کے سٹاک میں ہیں اور مجھے ان کتابوں کی ضرورت ہے:- پرافٹ آف اسلام - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی وغیرہ وغیرہ - اگر یہ کتابیں قیمت پر ارسال نہیں کی جاسکتیں - مجھے مطلع کریں کہ ان کی کیا قیمت ہوگی (ویسٹ انڈیز کی کرنسی کے مطابق) -

نوٹ:- میں مسجد کا سیکرٹری ہوں اور جو کتابیں میں نے طلب کی ہیں جماعت کی لائبریری میں رکھی جائیں گی -

ٹانگانیکا

ترجمہ خط جے ایم ادی بابا الورن - ٹانگانیکا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ سے اپنی نوجوان مسلم جماعت سے تعارف کراتا ہوں جو نوجوانوں کو اسلام کی تربیت دیتی ہے لیکن ہماری جماعت نوجوان ہے اور غریب ہے - عہدہ دار مفت کام کرتے ہیں - اسی لئے میں اپنی جماعت کی طرف سے درخواست کرتا ہوں کہ مفت لٹریچر ارسال کریں - امید ہے کہ آپ ہمارے ساتھ مل کر شاہجہان مسجد انگلینڈ کا شکریہ ادا کریں گے جنہوں نے ہماری جماعت کو مفت لٹریچر ارسال کیا ہے -

(ان کو مفت لٹریچر ارسال کیا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط یوسف اموود الاگس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ملا - بہت بہت شکریہ - اس میں آپ نے میرے سوالوں کا جواب لکھا ہے -

کیا اسلام اجازت دیتا ہے کہ آدمی اپنی ذات تبدیل کرے کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں آپ نے لکھا ہے کہ چند پمفلٹس بذریعہ رجسٹرڈ ارسال گئے ہیں - مجھے فی الحال نہیں ملے - اور اس کی تصدیق کے متعلق مجھے کوئی خط موصول نہیں ہوا - اللہ تعالیٰ ہم تمام احمدیوں کی امداد کرے - اور حضرت محمد رسول اللہ پر رحمتیں نازل ہوں اور حضرت مرزا صاحب پر بھی رحمتیں نازل ہوں - جواب کا منتظر

(خط کا جواب لکھا گیا)

مفت — اسلام اور دیگر مذاہب پر پتہ ذیل سے لٹریچر مفت حاصل کریں -

افسر انچارج مفت اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

یادِ رفتگان

اس سے قبل یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ انجمن نے اپنی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر جو آئندہ دسمبر ۱۹۶۴ء کے جلسہ سالانہ میں منائی جائے گی - دو اہم کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے جن میں سے ایک انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر مشتمل ہوگی اور دوسری میں ان مرحوم بزرگوں اور دوستوں کے حالات لکھے جائیں گے جنہوں نے انجمن کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین میں حصہ لیا ہے - اور حضرت امام وقت کے زیر اثر اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنایا اور نیک نمونہ قائم کیا - ظاہر ہے کہ یہ کام ان بزرگوں کے لواحقین اور پسماندگان یا ان سے ملنے اور واقفیت رکھنے والوں کی امداد کے بغیر نہیں ہو سکتا - اس لئے ان سے ہماری درخواست ہے کہ ان بزرگوں کے حالات زندگی - خدمات اسلام، ان کے پاک کردار اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردانہ سلوک اور انجمن کے ساتھ تعلقات وغیرہ امور کے متعلق جو کچھ انہیں معلوم ہو اسے ضبط تحریر میں لاکر ہمیں جلد از جلد بھیجدیں تاکہ اس کتاب میں اسے شامل کیا جاسکے - تمام ایسے بیانات ایڈیٹر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنے چاہئیں -

احباب خاص توجہ فرمائیں

جن دوستوں کے ذمہ چندہ ماہوار کے .... بقایاجات ہیں وہ اپنے اپنے بقایاجات جلد ادا کرنے کی طرف توجہ فرماویں اور آئندہ چندہ ماہ بماہ ادا کر دیا کریں - تاکہ بقایا نہ بڑھے - سیکرٹری اور محصل حضرات بھی اس بات کا خاص خیال فرماویں کہ معطی حضرات کی جانب بقایا نہ بڑھے وصولی باقاعدہ ہوتی رہے - بعض بعض جماعتوں کی طرف سے کئی ماہ کا چندہ وصول نہیں ہوا - والسلام

سعید احمد
جنرل سیکرٹری

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۸ر جولائی ۱۹۶۴ء

کیا یہ مداخلت فی الدین نہیں؟

حکومت مغربی پاکستان کے اقدام اور ان لوگوں کی فراست پر ہم ادارہ کر حیران ہیں جن کو "ایک غلطی کا ازالہ" نامی پمفلٹ میں مختلف فرقوں کے مابین دشمنی وعناد پیدا کرنے اور منافرت پھیلانے کا امکان نظر آیا، "امکان" کا لفظ سب سے بڑھ کر حیرت انگیز ہے، اگر یہ پمفلٹ آج پہلی مرتبہ شائع ہوتا تو شاید "امکان" کے کوئی معنے نکل سکتے لیکن جس چیز کو شائع ہوتے ہوئے چونسٹھ سال گذر گئے، اور اس سے ایک مرتبہ بھی کوئی ایسی بات پیدا نہ ہوئی جس کا "امکان" ظاہر کیا گیا ہے۔ اب اس میں کونسی نئی بات پیدا ہو گئی، جس سے "امکان" کا شبہ پیدا ہوسکتا ہے۔

پھر اس کے مضامین کو پڑھ کر دیکھئے کیا اس میں کسی فرقہ، کسی دوسری قوم یا مذہب کے لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے؟ کیا کسی کے عقائد پر نکتہ چینی کی گئی ہے؟ شروع ہی کے لفظ ہیں:۔

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔"

اسکے بعد جماعت ہی کے بعض لوگوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ:۔

"خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں"

اور پھر ان الفاظ کی وضاحت فرماتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ عربی اور عبرانی . . . . میں پیشگوئی کرنے والے کو نبی کہا جاتا ہے، اور پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے ساری کتاب میں فنافی الرسول اور بروز ہونے کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے، ہم نہیں سمجھ سکتے اس سے مختلف فرقوں کے مابین دشمنی یا منافرت پیدا ہونے کا امکان کہاں پیدا ہوتا ہے، فنافی الرسول اور بروز کا مسئلہ تو امت محمدیہ اور صوفیاء کی اصطلاح میں مسلمہ مسئلہ ہے، اس میں کسی کو دکھ دینے والی کوئی بات نہیں، صوفیائے کرام نے تمام طور پر اس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت میں اپنے آپ کو فنا کر دے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حسنہ کو اپنے اندر لیلے بروز کا لفظ استعمال کیا ہے سمجھ نہیں آتا آج اس میں کونسی ایسی بات پیدا ہو گئی، جس سے مختلف فرقوں میں منافرت پھیلنے کا شبہ ہو گیا۔ یہ ایک عقیدہ کی بات ہے اور کسی قوم یا مذہب کے عقائد کو دشمنی یا منافرت کا قرار دینا صریح حماقت ہے، کل کو عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کو مسلمان نبی مانتے اور انسان مانتے ہیں اس سے ہمیں دکھ پہنچتا ہے کیونکہ ہم انہیں خدا کا بیٹا مانتے ہیں، یا مسلمان کہہ سکتے ہیں کہ مسیحی عقائد میں کفارۂ مسیح پر ایمان نہ لانے والوں کو گنہگار اور جہنمی قرار دیا گیا ہے اور اس سے ہماری توہین ہوتی ہے، تو کیا مسلمانوں یا عیسائیوں کی ان کتابوں کو جن میں ایسے عقائد بیان کئے گئے ہیں قابل ضبطی قرار دیا جائے گا؟ خود مسلمانوں کے اندر شیعہ سنی، اہلحدیث اور اہلسنت، دیوبندی اور بریلوی کے مابین بیسیوں اختلافات ہیں، جو عقائد کی حد سے گذر کر بحث ومناظرہ کا رنگ اختیار کرکے دشمنی اور عناد کا "امکان" ہی نہیں، عملاً فتنہ وفساد کا موجب ہوئے۔ لیکن ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کسی شیعہ کی کتاب کو اس لئے ضبط کیا گیا ہو کہ اس میں حضرت علیؓ کو خلیفہ بلافصل قرار دیا گیا ہے اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کا انکار کیا گیا ہے، بلکہ ان کو اور دیگر صحابہ کرام کو برا بھلا کہا گیا ہے، کبھی ہم نے نہیں سنا کہ اہل حدیث کی کسی کتاب کو اس لئے ضبط کیا گیا ہو کہ اس میں سنیوں کے عقیدہ کے خلاف آمین بالجہر اور رفع یدین کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور سماع موتیٰ کی تغلیط کی گئی ہے، حالانکہ ان چھوٹے چھوٹے مسائل پر بھی بے شمار فتنے اور فساد پیدا ہو چکے ہیں۔ ایسا ہی بریلویوں اور دیوبندیوں کے مابین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے اور بشریت سے بڑھ کر نوری وجود رکھنے کے عقیدہ پر بیسیوں مناظرے ہوئے، فتنے اور فساد کھڑے ہوئے ایک دوسرے کو کافر ٹھہرایا گیا اور نہایت ناپاک الفاظ استعمال کئے گئے لیکن دونوں فرقوں میں سے کسی ایک کی بھی نہ کوئی کتاب ضبط ہوئی نہ اشتہار۔

پھر یہ کیا غضب ہے کہ غریب احمدیوں ہی کو اس قابل سمجھا گیا کہ ان کے ہادی و امام کی ایک ایسی کتاب کو جو محض عقیدہ سے تعلق رکھتی ہے، اور کسی دوسرے مذہب یا خیال کی تردید اس میں نہیں پائی جاتی، قابل ضبطی قرار دیا گیا؟ کیا اس لئے کہ احمدی سب سے بڑھ کر امن پسند اور وفاشعار قوم ہے؟ خدا کے لئے ہماری امن پسندی اور وفاشعاری کا ایسا امتحان نہ لیجئے جو ہمارے دلوں کو زخمی کرنے اور ہمارے عقائد پر زد مارنے کا موجب ہو، اس کے تو یہ معنے ہیں کہ آپ ہمارے دین میں مداخلت کرتے اور ہمیں اپنے عقائد کے اظہار سے منع کرتے ہیں، حالانکہ یہ وہ عقائد ہیں، جو سابقہ بزرگان دین اور صوفیائے کرام کے خیالات کے عین مطابق ہیں۔ کیا ہم امید کریں کہ گورنر صاحب مغربی پاکستان اس معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرکے اور اپنے حکم کو واپس لے کر تمام احمدیہ جماعت کو شکریہ کا موقعہ دیں گے؟

جلسہ خواتین احمدیہ

خواتین احمدیہ لاہور کا ماہانہ جلسہ ۳ر جولائی ۱۹۶۴ء کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا، اس جلسہ کی صدارت محترمہ والدہ خلیل صاحب نے کی، محترمہ زمرد فاضل صاحبہ نے تلاوت قرآن پاک کی، جس کے بعد بچوں نے "درثمین" سے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام نہایت خوش الحانی اور ترنم سے پڑھا۔ عزیزہ مس بشریٰ آفتاب الدین اور یاسمین عبدالمجید نے "درثمین" سے قرآن کریم کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے مدحیہ اشعار پڑھ کر سنائے۔ مس فرحت محمد حسین نے جماعت احمدیہ کے نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" پر ایک مختصر مقالہ پڑھا جس میں اس بات کو واضح کیا گیا کہ یہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کے ساتھ منسوب ہے، مس راحت بڑی پرجوش بچی ہیں اور مضامین اچھے انداز سے پڑھتی ہیں جو طبیعت میں جذبہ پیدا کرتے ہیں، عزیزیاں رفعت مقبول اور فرحت مقبول نے نعت شریف پڑھی، اور مسرت محمد حسین نے ایک چھوٹا سا مضمون بعنوان "اسلام کے کیا معنے ہیں" پڑھ کر سنایا۔ بشریٰ آفتاب الدین احمد اور یاسمین کا اسلام کے متعلق مکالمہ بڑا دلچسپ تھا۔ بعد ازاں مس جسارت ایم اے نے احمدیت کے مقاصد و اغراض پر مقالہ پیش کیا اور زمرد فاضل صاحبہ نے کتاب حیات مسیح سے حضرت امیر مرحوم کا ایک خط پڑھ کر سنایا جو شیخ محمد اسماعیل صاحب مرحوم کو حج کے لئے روانگی کے وقت لکھا تھا، اس خط کا ہر لفظ اسلامی تڑپ سے بھرا ہوا ہے۔ مس فاطمہ حکیم نے بچوں سے ان مضامین کے متعلق جو انہوں نے پڑھے تھے مختلف سوالات کئے اور "اسلام کیا ہے" اور "مسلمان کون ہیں" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ اور آئندہ جلسہ کے لئے بچوں کو ایک سوال دیا جس کا جواب امید ہے وہ پوری کوشش سے تیار کریں گے، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ہم محمدی ہیں مسلمان ہیں اور یہ نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے جس کے معنے ہیں احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرنے والے۔ عیسائی حضرت عیسےٰ سے منسوب ہیں، کیونکہ وہ حضرت عیسےٰ کی پرستش کرتے ہیں ہم خدائے واحد کے سوائے کسی کی پرستش نہیں کرتے۔

آخر میں صدر صاحبہ نے نہایت موصلہ افزا الفاظ میں زمرد فاضل اور جسارت صاحبہ کی ہمت کی داد دی اور خواتین سے درخواست کی کہ وہ ان کا ساتھ دیں اور اس تحریک کو کامیاب کریں۔ اس کے بعد سب عورتوں اور بچیوں نے ماہوار چندہ دیا، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

محترمہ والدہ خلیل احمد صاحب	-/5	رفعت مقبول	-/8/-
" نسرین گل صاحبہ	-/5	عمران احمد	-/4/-
" صبیحہ گل "	-/5	یاسمین	-/4/-
" جسارت خانم صاحبہ	-/10 وعدہ	ریحانہ	-/4/-
" فاطمہ حکیم صاحبہ	-/5 وعدہ	محترمہ بیگم شیخ محمد حسین صاحب	-/1
" بیگم احمد یار صاحب	-/1	" " چوہدری عبدالمجید صاحب	-/1
" ناصر احمد صاحب	-/1	یاسمین مجید	-/4/-
" " فاضل رمضان صاحب	-/1	مسرت جبین	-/4/-
شمیم	-/2/-	فرحت جبین	-/4/-
بشریٰ آفتاب الدین احمد صاحب	-/4/-	بیگم صاحبہ چوہدری عبدالمجید صاحب	-/1
فرحت مقبول	-/8/-		

ایک غلطی کا ازالہ کی ضبطی کے خلاف احتجاج

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی قرارداد

آج مورخہ ۳/۷/۶۴ کو ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز جمعہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن بہ اتفاق رائے منظور کیا گیا :-

" ہم ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حکومت مغربی پاکستان کے اس اقدام پر جو اس نے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کے آج سے چونسٹھ سال قبل لکھے ہوئے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے ضبط کرنے کے سلسلہ میں کیا ہے نہایت رنج اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں -

اس اقدام سے حکومت کے ایک سلامتی پسند جماعت کے افراد کے قلوب کو سخت دُکھ پہنچا ہے۔ بہ الفاظ دیگر اس جماعت کی مذہبی آزادی کو سلب کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہر پاکستانی کا بنیادی حق ہے -

ہم حکومت مغربی پاکستان سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کی ضبطی کے احکام واپس لے کر ایک امن پسند جماعت کے رنج و اندوہ کا تدارک کرے اور اس خیر خواہ ملک و ملت جماعت کو جو مذہبی آزادی کا بنیادی حق حاصل ہے اُسے بحال کرے ۔"

نیز قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول معززارکان حکومت اور مدیران اخبارات کی خدمت میں بھجوائی جاویں -

دستخط صدر جلسہ (ڈاکٹر اللہ بخش)

۳/۷/۶۴

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مانسہرہ کی قرارداد

" آج مورخہ ۲۶/۶/۶۴ کو جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مانسہرہ کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ منعقد ہوا جس میں حکومت کے حکم ضبطی رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" پر اظہار افسوس کیا گیا - جماعت مانسہرہ کا یہ اجلاس حکومت کو متوجہ کر کے استدعا کرتا ہے کہ وہ رسالہ مذا کو بغور مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے گی کہ اس میں مذہبی تنفر کا شائبہ تک موجود نہیں ہے - اس لئے ضبطی رسالہ کے احکام واپس لے کر انصاف پسندی کا ثبوت دے گی ۔"

محمد دین - سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مانسہرہ برانچ

جماعتہائے احمدیہ ضلع جہلم کی قرارداد

"جماعت احمدیہ ضلع جہلم "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی کی افسوسناک خبر سُن کر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے - تعجب ہے کہ مذکورہ پمفلٹ کو شائع ہوئے تقریباً چونسٹھ سال کا طویل عرصہ ہو رہا ہے آج تک کسی فرد کے دل میں اس سے منافرت کا جذبہ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی پیدا ہونے کا امکان ہے پھر سمجھ نہیں آتا کہ حکومت نے اسے کیوں ضبط کیا ہے۔ ہم حکومت مغربی پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو ضبطی کے حکم کو واپس لیا جائے اور جماعت احمدیہ کے بڑھتے ہوئے اضطراب کو دُور کر کے شکریہ کا موقعہ دیا جائے ۔" والسلام

خاکسار محمد شریف راجوروی

مبلغ جماعتہائے احمدیہ متصل میدان پاکستان جہلم

طلباء کیلئے وظائف

انجمن کی کالج کمیٹی نے چار احمدی طلباء کو جو انجمن کے نیو مسلم کالج لاہور میں داخلہ لیں کالج کی طرف سے مفت تعلیم کے علاوہ دس روپے ماہوار فی طالب علم وظیفہ دینے کا فیصلہ کیا ہے - ایسے طالب علم جو داخلہ لینے کے خواہشمند ہوں اپنے کوائف فوراً تحریر کریں -

سعید احمد - جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

ایک دوست کے شبہات کا ازالہ

۲۱ جون ۱۹۶۴ء کے پیغام صلح میں میرا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں میں نے حضرت مسیح موعود کے ۹ فروری ۱۹۰۸ء کے آٹھ الہامات کی تشریح کی تھی ان میں ایک الہام لاتقتلوا زینب بھی تھا زینب چونکہ خاکسار کی اہلیہ محترمہ کا نام ہے اور یہ الہام انہی کے متعلق تھا اس لئے میں نے نہایت ہی اختصار کے ساتھ مجمل طور پر انکے حالات زندگی قلمبند کئے تھے ان حالات کو پڑھ کر ایک دوست نے مجھے خط لکھا کہ میاں محمود صاحب کے خلاف ایک خاص امر کی تحقیق کے لئے جو کمیشن بیٹھا تھا اس کمیشن کے سامنے جو شہادتیں پیش ہوئیں ان میں اکثر شہادتیں انہی لوگوں کی تھیں جو حضرت مسیح موعود کے گھر میں رہتے تھے اس لئے وہ دوست خاکسار کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ نے بھی اور آپ کی اہلیہ نے بھی جناب میاں صاحب کو بری کرانے کے لئے شہادت دی ہوگی (جس سے مطلب ان کا جھوٹی شہادت ہے) اگر وہ دوست میرے مضمون کو غور سے پڑھتے تو ہمارے متعلق جو خیال ان کو گذرا ہے وہ گذر ہی نہیں سکتا تھا بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ میرا مختصر اور مجمل بیان ہی ان کے دل میں ایسا خیال پیدا کرنے کا موجب ہوا ہو گا۔ ممکن ہے میرا یہ بیان بعض دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی، ایسا ہی خیال پیدا کرنے کا موجب بنے اس لئے میں اس اجمال کی تفصیل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں اس دوست نے بھی اپنے خط میں پیغام صلح ہی میں اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے مجھے لکھا ہے۔

حافظ صاحب کے مختصر حالات

حافظ احمداللہ خان صاحب مرحوم و مغفور دراصل ناگ پور کے رہنے والے تھے۔ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے اور مکہ اور مدینہ میں بھی کئی سال رہائش رکھی علم دوست تھے دینی علوم سے کافی واقفیت تھی انگریزی زبان میں بھی دسترس تھی، درس تدریس کا کافی شوق تھا مدینہ سے واپس آنے کے بعد پشاور میں شادی کی ان کی پہلی لڑکی یعنی میری اہلیہ محترمہ پشاور میں ہی پیدا ہوئیں، احمدی ہو جانے کے بعد قادیان میں آ کر رہائش اختیار کی حضور کے دار میں رہائش نہ تھی بلکہ حضور کی اہلیہ محترمہ یعنی خاکسار کی خوشدامن کے محترمہ حضرت بیوی صاحبہ سے بہت گہرے تعلقات قائم ہو گئے جیسا کہ میں سابقہ مضمون میں لکھ چکا ہوں دونوں کا آپس میں بہنوں کی طرح سلوک تھا۔

پانچویں بچے کی پیدائش قریب تھی کہ وہ سخت بیمار ہو گئیں ان کی والدہ کو جب پشاور میں ان کی بیماری کی خبر ہوئی تو وہ انہیں لینے کے لئے قادیان آ گئیں حضرت اقدس سے اجازت لے کر جناب حافظ صاحب مرحوم اپنے تمام اہل و عیال سمیت پشاور چلے گئے یہ غالباً یہ غالباً ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے اس وقت زینب یعنے میری اہلیہ محترمہ کی عمر ۷ سال کے قریب تھی اور حافظ صاحب مرحوم کی یہی سب سے بڑی لڑکی تھی پشاور جا کر پانچویں لڑکی پیدا ہوئی جس کے نتیجہ میں جناب حافظ صاحب مرحوم کی بیوی کا انتقال ہو گیا اس مجبوری کی وجہ سے جناب حافظ صاحب کو پشاور میں ہی ٹھہرنا پڑا چنانچہ دو سال وہیں ٹھہرے اس دو سال کے عرصہ میں چھوٹی تین لڑکیاں وہیں فوت ہو گئیں اس پے در پے صدموں سے گھبرا کر جناب حافظ صاحب مرحوم نے پشاور چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ صرف دو لڑکیاں باقی رہ گئی تھیں۔ جن کی عمریں علی الترتیب قریباً ۹ - اور سات سال کی تھیں اتنی چھوٹی عمر کی لڑکیوں کی نگرانی اور تربیت کے لئے کسی ایسی عورت کی ضرورت تھی جو بہت ہی قریبی رشتہ دار ہو جناب حافظ صاحب مرحوم کے اصل وطن ناگ پور میں ان کی ہمشیرگان بود و باش رکھتی تھیں اس لئے ایک تو اس غرض کے لئے کہ لڑکیاں پھوپھیوں کی حفاظت میں رہیں گی دوسرے وہاں کی جائیداد کے تصفیہ کا سوال بھی تھا جس کے حل کے لئے وہاں جانا ضروری تھا اس لئے حضرت اقدس علیہ السلام سے اجازت .... حاصل کر کے جناب حافظ صاحب مرحوم دونوں لڑکیوں کو ساتھ لے کر وطن ناگپور قادیان ۶ تشریف لے آئے یہ ۱۹۰۷ء کے کسی مہینہ کا واقعہ ہے۔

جب یہ لوگ قادیان پہنچے تو محترمہ حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ ان دونوں لڑکیوں کو دیکھ کر جو اس خاتون کی یادگار تھیں جسے آپ اپنی بہنوں کی طرح سمجھتی تھیں بہت خوش ہوئیں اور جناب حافظ صاحب کو کہا کہ انہیں میرے پاس ہی رہنے دیں جسے جناب حافظ صاحب نے قبول کر لیا۔ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ پر ان دونوں لڑکیوں کے متعلق کسی قسم کے اخراجات کا بار نہ تھا محض رہائش کی سہولت انہوں نے دی تھی اور وہ بھی اس لئے کہ حافظ صاحب مکرم لڑکیوں کو بوجہ ان کی والدہ کے نہ ہونے کے الگ نہیں رکھ سکتے تھے۔ رہائش کیلئے انہوں نے وہ کمرہ دیا تھا جو حضرت اقدسؑ اور ان کے رہائشی کمرے کے ساتھ ہی تھا اور اس کا جائے وقوع ایسا تھا کہ ان کے والد صاحب ان کو ملنے کے لئے جس وقت چاہیں آ سکتے تھے .... گذرتی تھیں اور حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سے اکٹھا ہی قرآن شریف بھی پڑھا کرتی تھیں۔

پورا ایک سال بھی ان دونوں بہنوں کو حضرت اقدس کے گھر میں رہتے ہوئے نہ ہوا تھا کہ محترمہ مبارکہ بیگم کے ساتھ ہی ان کا نکاح بھی ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء کو ہو گیا چنانچہ دونوں بہنیں نکاح کے بعد اپنے اپنے گھروں میں آ کر آباد ہو گئیں اور نواب مبارکہ بیگم کا رخصتانہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ہوا۔

مندرجہ بالا بیان سے خط لکھنے والے دوست اور دیگر احباب پر بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ میری اہلیہ محترمہ کو جناب میاں صاحب کے کیس میں جھوٹی شہادت دینے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہ آئی نہ آ سکتی تھی کیونکہ ۱۸۹۹ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک وہ قادیان سے باہر ہی رہی ہیں اور جس وقت قادیان سے گئی ہیں اس وقت ان کی عمر ۷ سال کے درمیان تھی نیز اس وقت وہ حضرت اقدسؑ کے گھر میں بھی نہ رہتی تھیں بلکہ اپنے والدین کے ساتھ الگ مکان میں رہتی تھیں اور میاں صاحب پر جو الزام لگا تھا وہ ۱۹۰۷ء سے بہت قبل کا تھا اس لئے ۱۹۰۷ء میں ان کی بریت کے لئے شہادت دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ ان کو اس کا نہ علم تھا نہ علم ہو سکتا تھا۔

اپنے متعلق باقی رہا اس دوست کا خاکسار کے متعلق لکھنا کہ خاکسار بھی چونکہ حضرت اقدسؑ کے گھر میں رہتا تھا اس لئے خاکسار نے بھی ان کو بری کرنے کے لئے جھوٹی شہادت دی ہو گی۔ نہ معلوم اس دوست نے میرے کس بیان سے ایسا سمجھا ہے میں تو ایک دن بھی حضورؑ کے ظاہری مکان میں نہیں رہا۔ البتہ خدا کے فضل سے حضور کے روحانی مکان میں اپنے آپ کو یقین کرتا ہوں۔ نیز گو میں نے ...... ۱۹۰۵ء میں بذریعہ خط بیعت کی تھی لیکن حضور کے رسالہ الوصیت کو پڑھتے ہی میں ۱۹۰۶ء کے شروع میں ہی قادیان پہنچ گیا اس خیال سے کہ اگر حضورؑ کی وفات اس رسالہ میں مندرجہ الہامات کی رو سے جلد ہو گئی تو میں آخری اوتار کی زیارت سے بھی محروم ہو جاؤں گا اس کے بعد میں قادیان چھوڑ کر کہیں نہیں گیا ۱۹۰۷ء

۶ تا گھر تشریف لے گئے جہاں آپ پانچ سال رہے اس عرصہ میں بڑی لڑکی کی عمر تقریباً ۱۴ سال کی اور چھوٹی کی قریباً ۱۲ سال کی ہو گئی اب انہیں ان کی شادی کی فکر لاحق ہوئی چونکہ جناب لڑکیوں کی شادی قادیان سے باہر نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے اپنی دونوں لڑکیوں

میں بھی جناب میاں صاحب پر کوئی ایسا الزام نہیں رگا جس کی تفتیش اسں سال ہوئی ہو، اس لئے میری شہادت کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا مجھے تو مولوی سیّد سرور شاہ صاحب مرحوم نے ایک دفعہ بتلایا تھا کہ میاں صاحب کی بریت ان کی شہادت کی بناء پر ہوئی تھی میں نے اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور نہ ان سے الزام کی تفصیل دریافت کی اور نہ ہی یہ پوچھا کہ کس سال یہ الزام رگا تھا مجھے اس وقت بھی وہ سال معلوم نہیں باقی یہ درست ہے کہ میرے قادیان میں رہائش اختیار کرنے کے بعد کسی الزام کی تفتیش نہیں کی گئی کہ مجھے شہادت دینے کی ضرورت پیش آتی غرضیکہ نہ میں حضرت اقدس کے ظاہری گھر میں رہا اور نہ میرے زمانہ رہائش قادیان میں ایسی کوئی تفتیش ہوئی۔

۱۹۰۷ء کس طرح گذرا

گو اُوپر بھی بیان گذر چکا ہے لیکن میں اپنے دوست کی مزید تسلّی کے لئے پھر وضاحت کر دیتا ہوں کہ میری اہلیہ محترمہ نے صرف ۱۹۰۷ء کا سال ہی حضرت اقدسؑ کے گھر میں گذارا تھا۔ نہ اس سے قبل وہ وہاں رہیں اور نہ اس کے بعد کہ ہمارے دوست کی مزعومہ شہادت کا سوال پیدا ہو سکے اب میں مختصر طور پر یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ یہ ایک سال بھی وہاں کس طرح گذرا خدا کے فضل و کرم سے ان کی طبیعت عبادت کی طرف بہت مائل تھی قرآن کریم سے محبت تھی۔ حضرت اقدس کی صحبت نے اس میلان کو مزید اُجاگر کیا اس لئے ان کا اکثر وقت قرآن کریم کی تلاوت اور عبادت الٰہی میں گذرتا تھا فرض نمازوں کے علاوہ نماز تہجّد اور نماز اشراق کے ادا کرنے میں بھی باقاعدگی تھی اس کے علاوہ بھی اکثر نفل پڑھتی رہتی تھیں ان کی عبادت اور دین کی طرف متوجّہ رہنے کا کافی شہرہ تھا حضرت اقدسؑ جب کبھی تہجّد کے وقت اُن کے پاس سے گذرتے اور انہیں نماز میں مشغول پاتے تو کہتے زینب میرے لئے بھی دُعا کرنا اس کے علاوہ حضرت اقدسؑ کی خدمت کی سعادت کا بھی کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھیں ان کی اس تبتّل الی اللّٰہ کی حالت کو دیکھ کر حضرت اقدسؑ کے دل میں بھی ان کی بہت قدر تھی اور ان کی نیکی اور تقویٰ کا حضور کے دل پر بڑا اثر تھا۔ ان کی دیانت اور امانت پر بھی پورا اعتماد تھا یہاں تک کہ اس کمرہ کی چابیاں انہی کو دی ہوئی تھیں جس میں وہ تمام تحائف رکھے جاتے تھے جو پھل مٹھائی وغیرہ کی شکل میں آتے تھے۔

میری شادی

مجھے اپنی شادی کا وہم و گمان بھی نہ تھا اور نہ ہی میرا ارادہ شادی کرنے کا تھا کہ مجھے شادی سے قبل متواتر کئی دن خواب میں یہ دکھایا گیا کہ حضرت اقدسؑ مسیح موعود میری شادی کا انتظام کر رہے ہیں، میں حیران تھا کہ نہ میرا شادی کا کوئی ارادہ ہے نہ اس طرف خیال ہے تو یہ خوابیں کیسی آ رہی ہیں۔ چنانچہ ان خوابوں پر تھوڑا ہی عرصہ گذرا مگر ایک دن اچانک جناب میاں محمود احمد صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت اقدسؑ آپ کی شادی حافظ احمد اللہ خان صاحب کی لڑکی سے کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی دو لڑکیاں ہیں ان میں سے جس کو آپ پسند کریں اس کے ساتھ آپ کی شادی کر دی جائے۔ میں چونکہ اس کے متعلق خوابیں دیکھ چکا تھا اور پیغام بھی خوابوں کے مطابق حضرت اقدسؑ کی طرف ہی سے آیا تھا اس لئے انکار نہ کر سکا۔ انہوں نے بڑی لڑکی زینب کی دینداری کی بہت تعریف کی۔ میں نے کہا کہ اگر میری پسند پر فیصلہ کرنا ہے تو میں تو دینداری کو ہی ترجیح دیتا ہوں باقی حضور جس سے پسند کریں کر دیں۔

حضرت مولٰنا نور الدین صاحب کا خیال تھا کہ چھوٹی لڑکی میرے نکاح میں آئے لیکن حضرت اقدس نے بڑی یعنی زینب کو ہی میرے لئے پسند کیا چنانچہ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ۱۷ رفروری ۱۹۰۸ء کو نکاح ہو گیا اور دو تین دن کے بعد ہی رخصتانہ کی تقریب بھی عمل میں آ گئی۔

یہ شادی میرے لئے جس قدر بابرکت ثابت ہوئی میرے پاس اس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ خدا تعالےٰ نے اس شادی کے بعد جس قدر افضال مجھ پر نازل فرمائے ان میں میری اہلیہ محترمہ کی دعاؤں کا بڑا دخل ہے۔ دعاؤں پر انہیں بڑا یقین ہے۔ میری سالی جو عمر میں چھوٹی تھی وہ شادی کے چند سال بعد ہی ایک بچہ چھوڑ کر فوت ہو گئیں جو چند ماہ بعد وہ بھی فوت ہو گیا۔ مگر ان کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر میں بھی برکت ڈالی اور سعید اولاد بھی عطا کی بہرحال ان کا وجود میرے لئے ایک نعمت عظمٰی تھی اور ہے جو حضرت مسیح موعود مجھے عنایت کر گئے قرآن شریف سے عشق کا یہ حال ہے کہ خود بھی سارا قرآن مجید مع ترجمہ مجھ سے پڑھا اگر میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے رات کو دیر سے گھر پہنچا اور وہ سوئی ہوتیں تو اسی وقت اُٹھ کر قرآن شریف کا سبق لے کر سوتی تھیں۔ قرآن کریم کی خدمت کا اس قدر شوق تھا کہ قادیان میں سینکڑوں کو بلا کسی معاوضہ کے پڑھایا ناظرہ بھی اور ترجمہ کے ساتھ بھی۔ حضرت اقدسؑ کے خاندان کے اکثر بچے بھی انہی سے قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں، اور یہ سب ہمارے گھر میں آ کر پڑھا کرتے تھے میاں ناصر احمد صاحب بھی انہی کے شاگرد ہیں۔ خدا تعالےٰ کی اس نعمت پر جس قدر بھی شکر کروں تھوڑا ہے۔

جناب میاں صاحب پر مصائب

جناب میاں محمود احمد صاحب کے متعلق بھی میں نے اس مضمون میں لکھا تھا کہ وہ بھی حضرت اقدسؑ کے الہام کے مطابق الٰہی گرفت میں زندگی کے دن گذار رہے ہیں لیکن وہ تمام مصائب جو سزا کے طور پر ان پر وارد ہوئیں ان سب کا ذکر نہیں کیا تھا صرف اسی فقرہ پر اکتفا کیا تھا کہ ہمیں دکھ دینے کے بعد مصائب کے پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑے۔ اب میں اپنے دوست کی تسلّی کے لئے ان مصائب کا ذکر بھی کر دیتا ہوں۔

اوّل اس عرصہ میں ان کی ایک بیوی کا فوت ہونا ان کے لئے شدید صدمہ کا موجب ہوا کیونکہ وہ ان کے کاموں میں اُن کی خاص معاون تھیں موت فوت تو سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے لیکن جس عزیز کی موت سے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے وہ موت عذاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس بیوی کی موت پر جناب میاں صاحب کے دل پر جو گذرا اس کا علم حاصل کرنا ہو تو اس کی موت پر جو کچھ میاں صاحب نے لکھا اس کو پڑھ لیا جائے۔ اس بیوی کی موت بھی جس عبرتناک طریق پر ہوئی اس کے متعلق بھی حضرت اقدس کے الہامات میں پیشگوئیاں موجود ہیں اگر ضرورت پڑی تو انکی تفصیل بھی بیان کر دی جائے گی۔ اس کے علاوہ اور بھی حسرت دلانے والی موتیں ان کے خاندان میں ہوئیں۔

دوم:۔ قادیان سے نکلنا ان کے لئے کتنا بڑا عذاب ہے۔ قادیان پر قبضہ کو جناب میاں صاحب اپنی صداقت کا بہت بڑا ثبوت گردانا کرتے تھے لیکن خدا تعالےٰ نے اس ثبوت کو ملیا میٹ کرنے کے لئے ان سے اس مرکز کو چھین لیا اور اب اس کی حیثیت ایک شاخ کی رہ گئی خدا جانے وہ بھی رہتی ہے یا نہیں روحانی مراکز ہمیشہ قوموں سے اسی وقت چھینے جاتے ہیں جب قوموں میں بداعمالیاں پھیل جاتی ہیں تب بطور سزا ان کو وہاں سے نکالا جاتا ہے جیسا کہ یروشلم سے یہود کو نکالا گیا حالانکہ وہ بھی نبیوں کا شہر تھا لیکن قادیان تو نبی کا نہیں بلکہ ایک عظیم الشان ولی اور خاتم الاولیاء کا ہی شہر تھا یہ کس طرح بچ سکتا تھا اور حضورؑ کو اس کے متعلق بھی الہام ہو چکا تھا۔ اخرج منه اليزيد يون پس یہاں بھی جب یزیدی افعال کا ارتکاب شروع ہو گیا تو خدا نے سزا کے طور پر اس مرکز کو چھین لیا۔ اور جس طرح یہود کو یروشلم سے نکالا گیا اسی طرح ان کو بھی قادیان سے نکالا گیا۔

سوم:۔ اپنے عقائد پر انکو بڑا ناز تھا اور بڑے فخر سے بیان کیا کرتے تھے کہ اُن کے عقائد حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے مطابق ہیں گو ان عقائد کے غلط ہونے کو ہمارے امیر مرحوم و مغفور نے دلائل سے تو پوری طرح واضح کر دیا تھا لیکن دلائل کی رُو سے مغلوبیت خواہ کتنی ہی واضح ہو پھر بھی مشتبہ ہی رہتی ہے۔ لیکن جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ انسان کو اپنی ساری عمر کے عقائد کے غلط ہونے کا اقرار خود اپنی زبان سے کرنا پڑ جائے تو اس سے زیادہ ذلّت انسان کی اور کیا ہو سکتی ہے یہ بھی عذاب الیم ہی کی ایک شکل ہے چنانچہ جناب میاں صاحب اور ان کے علماء کو منیر کمیشن کے سامنے اپنے سابقہ عقائد کی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی جان چھڑانے کے لئے جماعت لاہور اور ان کے حضرت امیر مرحوم و مغفور کے ان عقائد کی پناہ لینی پڑی جن کی ساری عمر مذمت کرتے اور جن کو ساری عمر باطل قرار دیتے رہے تھے یہ کس قدر ذلت آمیز عذاب ہے جس کو اپنوں اور بیگانوں سب نے اسے محسوس

(باقی ص۱۰ پر)

ملک الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -
مندرجہ ذیل مضمون جو تحقیقاتی عدالت کے روبرو خلیفہ صاحب ربوہ کے دیئے ہوئے بیان پر تبصرہ ہے اور جو تقریباً چالیس سوال وجواب پر مشتمل ہے اسکو اقساط میں اخبار میں چھاپ کر مشکور کریں -

خاکسار (ملک) الٰہی بخش

کتاب "مجاہد کبیر" پر میاں محمد ابراہیم صاحب ربوی کے تبصرہ پر میاں ممتاز احمد فاروقی - غلام رسول - بسط نور اور صالح نور صاحبان جیسے فاضل اور بلند پایہ دوست مضامین لکھ چکے ہیں - اس لئے اب مزید کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی تھی - خصوصاً جناب صالح نور کے مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۶۳ء کے بعد تو شاید بالکل ہی ضرورت نہ تھی - لیکن ایک تو اس لئے کہ میاں محمد ابراہیم صاحب نے پرانی رٹ لگائی ہے کہ حضرت امیر مرحوم اور جماعت لاہور کے اعتقادات ایسے ہیں جن کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کی تذلیل اور تحقیر ہوتی ہے - حالانکہ یہی عقائد اب خود خلیفہ صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں .... بیان کئے ہیں - اور دوسرا یہ کہ صیغہ نشر و اشاعت ربوہ نے خلیفہ صاحب کے عدالتی بیانات کو بالفاظ ناشر اس غرض کے لئے بصورت ٹریکٹ شائع کیا ہے :-

" تاکہ جماعت احمدیہ کے متعلق مسلمان بھائیوں کے دل سے غلط فہمی دُور ہو - اور ملکی فضا میں بہتری کی صورت پیدا ہو - اور پاکستان کے سب شہری امن وعافیت اور صلح وآشتی کے ساتھ زندگی بسر کر کے ملک کی ترقی میں حصہ لے سکیں "

اب ربوی حضرات کے متعلق غلط فہمی تو تب دُور ہو سکتی ہے کہ ان کا قول اور فعل برابر ہو - یعنی عقائد میں تبدیلی تسلیم کر لینے کے بعد اس کے مطابق عمل میں بھی تبدیلی کریں اور خطبات، تصنیفات - اور اخبارات کے ذریعہ واضح اور غیر مبہم الفاظ میں شائع کیا جائے کہ مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کے برخلاف اب جماعت کا عمل ان نئے عقائد کے مطابق ہو گا جو خلیفہ صاحب نے تحقیقاتی عدالت کے روبرو بیان کئے ہیں - اور اس لئے آئندہ ہر ربوی دوست کو تہ دل سے ایمان رکھنا چاہیئے کہ :- (۱) حضرت مرزا صاحب کے محض انکار سے کوئی مسلمان کافر - خارج از دائرہ اسلام نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اُن پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں رہا ہے (۲) سوائے مکفرین اور مکذبین کے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کا جنازہ پڑھنا حسب فتوئے عمل حضرت مسیح موعود جائز ہے - (۳) مسلمانوں سے رشتے ناطے کرنا ناجائز نہیں ہے - (۴) لفظ السلام علیکم کا صحیح مفہوم دل میں رکھ کر مسلمانوں کو السلام علیکم کہنا جائز ہے وغیرہ وغیرہ - چونکہ تحقیقاتی عدالت میں جناب خلیفہ صاحب کے واضح بیانات کی پرواہ نہ کر کے ان کی جماعت ابھی تک اپنے سابقہ عقائد پر ایمان رکھتی اور بدستور ان کے مطابق عمل کرتی ہے - لہٰذا خلیفہ صاحب کے واضح بیانات سے چند اقتباس پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ قارئین اندازہ لگا سکیں کہ حضرت مسیح موعود کی طرف غلط عقائد منسوب کر کے ان کی تذلیل اور استخفاف کے مرتکب میاں محمود احمد صاحب اور اُن کے مریدین ہوئے یا حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم جو حضرت مرزا صاحب کے صحیح دعوے اور مقام کو پیش کر کے جناب خلیفہ صاحب کے غلط عقائد کی تردید اور تکذیب کے لئے عمر بھر مصروف جہاد رہے - اور بالآخر اپنے نور فراست سے یہ پیشگوئی فرما گئے - کہ خلیفہ صاحب اپنے غیر اسلامی عقائد کی وجہ سے یا تو بہائیوں کی طرح مسلمانوں سے الگ ہو جاویں گے یا ان کو اپنے غلط عقائد سے رجوع کرنا پڑے گا - مولا کریم کی شان ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق خلیفہ صاحب معقولی او منقولی دلائل کو درخور اعتنا نہ سمجھ کر اپنے عقائد پر نہ صرف مصر رہے - بلکہ حضرت مسیح موعود کی طرف بعض نئے عقائد منسوب کر کے رائج کر رہے تھے - اور قریب تھا کہ وہ بہائیوں کی طرح اسلام سے الگ ہو جاویں کہ اللہ تعالےٰ نے چالیس پچاس سال تک مہلت دے کر سال ۱۹۵۳ء کے فسادات کی صورت میں احمدیوں کے لئے قیامت قائم کر دی جس سے خلیفہ صاحب کے سب بل نکل گئے - چنانچہ بعد میں میر تحقیقاتی عدالت کے سامنے انہوں نے اپنے سب غالیانہ عقائد سے دستبردار ہو کر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کو تسلیم کر لیا اور حضرت امیر مرحوم کی پیشگوئی پوری ہو گئی - خلیفہ صاحب نے نہ صرف نئی امت بنانے سے انکار کیا بلکہ اپنے غلط عقائد سے بھی دستبردار ہو گئے - فجزاہ اللہ

اب ہم تحقیقاتی عدالت میں خلیفہ صاحب کے بیانات سے اقتباس پیش کرتے ہیں - اور ان کے ان بیانات کے ساتھ ہی اُن کے سابقہ عقائد بھی حسب موقعہ محل پیش کریں گے تاکہ قارئین موازنہ کر سکیں کہ :-

(۱) - حضرت مسیح موعودؑ کے معتقدات میں تغیر و تبدل اور ترمیم و تنسیخ کر کے کون ان کے استحقار اور استخفاف کا مرتکب ہوا ہے -

(۲) - آیا خلیفہ صاحب نے اپنے غیر اسلامی اور غالیانہ عقائد سے انحراف کر لیا ہے یا نہ اور

(۳) - اس لئے اُن کے نئے عقائد کی روشنی میں آئندہ مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں عملی تبدیلی ضروری ہے یا نہ تاکہ احمدیوں کے متعلق غلط فہمی دُور ہو اور ملک کی فضا پُر امن ہو جائے -

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ربوی دوستوں کو توفیق عطا فرماوے کہ وہ حضرت اقدس کے صحیح دعوے اور مقام کو سمجھ کر اس کے مطابق اپنے اعتقاد اور عمل میں تبدیلی کر سکیں -

سوال نمبر ۱ :- کیا اللہ تعالےٰ نے مرزا صاحب کو نبی کہا -
خلیفہ صاحب کا جواب :- جی ہاں

تبصرہ اور تنقید :-

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب اپنی کتابوں میں اپنے آپ کو صرف نبی نہیں کہتے بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی یعنی امتی نبی جس کا اصطلاحی نام محدث ہے - الوصیت میں فرماتے ہیں :-

" اس کا (یعنی حضرت نبی کریم صلعم کا) کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا - کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے - ہاں امتی اور نبی اجتماعی حالت میں صادق آ سکتے ہیں - کیونکہ کامل پیرو ہے تو امتی لیکن بوجہ شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانے کے جو نبیوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے - اسے جزوی نبوت ملتی ہے جسے صوفیوں کی اصطلاح میں فنا فی الرسول کہتے ہیں "

حضرت اقدس تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶ پر فرماتے ہیں :-
" آنحضرت صلعم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا

اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اسکو امتی
بھی نہ کہا جائے" کیونکہ
" یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے"
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۴)

سوال نمبر ۲:- مرزا صاحب نے کب کہا تھا کہ وہ نبی ہیں مہربانی کرکے اس کی تاریخ بتلا دیجئے اور کسی تحریر کا حوالہ دیجئے۔

خلیفہ صاحب کا جواب:- جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے ۱۸۹۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

تبصرہ اور تنقید:—

یاد سے اگر یہ مراد ہے کہ ان کے زمانہ ہوش میں حضرت اقدس نے اپنے آپ کو نبی کہا تھا۔ تو غالباً اس وقت خلیفہ صاحب کی عمر تین چار سال سے متجاوز نہ تھی بہرحال سوال میں مطالبہ کے باوجود خلیفہ صاحب نے اپنے جواب میں حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر کا حوالہ نہیں دیا اس میں کیا مصلحت تھی۔ معلوم نہیں ہو سکی۔

سوال نمبر ۳:- کیا مرزا صاحب اصطلاحی معنوں میں نبی تھے۔

خلیفہ صاحب کا جواب:- میں نبی کی کوئی اصطلاحی تعریف نہیں جانتا۔ میں اس شخص کو نبی سمجھتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی کہا ہو۔

تبصرہ اور تنقید:—

جناب خلیفہ صاحب کا یہ جواب حقیقت کے خلاف ہے کہ وہ لفظ نبی کی اصطلاحی تعریف نہیں جانتے کیونکہ وہ اپنی کتاب حقیقت النبوۃ میں لکھتے ہیں۔

(۱) آپ کا یہ عقیدہ کہ اسلام کی اصطلاح کی رو سے نبی وہی ہو سکتا ہے۔ الخ ص۱۲۵

(۲)- قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رو سے آپ حقیقی نبی تھے ص۱۷۴

(۳)- شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق جن لوگوں کو نبی کہتے ہیں، اس لحاظ سے تو آپ حقیقی معنوں میں نبی تھے ص۱۸۰۔

اس کے باوجود اگر خلیفہ صاحب کو اصطلاحی تعریف کسی مصلحت یا رعب عدالت کی وجہ کی وجہ سے بھول گئی تھی۔ تو اب

ہم حضرت اقدس کا حوالہ پیش کرکے یاد تازہ کرانے کی جرأت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

" اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں۔ اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد رکھنا مذموم نہیں۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں.... اس جگہ بھی یہ معنے نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن نہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن...... .... اور قرآن کریم خاتم الکتب سو دین کو بچوں کا کھیل نہ بنانا چاہیئے۔ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں۔ اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے۔ وہ ہم پر افتراء کرتا ہے"

(خط مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ر اگست ۱۸۹۹ء)

حوالہ بالا میں حضرت اقدس مرزا صاحب نے اصطلاحی نبوت کی چار شرائط بیان فرمائی ہیں۔ اور حضرت صاحب میں ایک بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ مگر خلیفہ صاحب نے ان سب کو نظر انداز کرکے اپنی کتاب حقیقت النبوت کے حوالہ جات بالا میں حضرت مرزا صاحب کو قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رو سے حقیقی نبی قرار دیدیا ہے ص۱۷۷ و ۱۸۰)

اب اگر قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں جو خاتم الکتب ہے۔ تو خاتم الانبیاء رسولنا کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے جو آخری نبی ہے اور یہ خلیفہ صاحب کو بھی مسلم ہے کیونکہ لفظ خاتم کے معنے خود خلیفہ صاحب نے بھی عدالت کے روبرو یہی بیان کئے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں:-

"ت کی فتح اور کسرہ سے پڑھنا دونوں درست ہیں.... ت کی زبر...... مطلب ہوگا کہ ہمارے نبی کریم صلعم نبیوں کی زینت ہیں ...... کسرہ سے پڑھا جائے تو........ بھی یہی مفہوم ہوگا........ وہ شخص بھی مراد ہوگا جو کسی چیز کو اختتام تک پہنچا دے اس مفہوم کے مطابق........ خاتم النبیین آخری نبی ہیں"۔

اس لئے ان کا حالیہ جواب اخفائے حق پر مبنی ہے

سوال نمبر ۴:- مرزا صاحب کن معنوں میں نبی تھے۔

خلیفہ صاحب کا جواب:- میں اس سوال کا جواب دے چکا ہوں کہ وہ اس لئے نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں ان کا نام نبی رکھا..

تبصرہ اور تنقید:—

سوال نمبر ۳ کے تحت پیش کردہ حوالہ بالا سے واضح ہے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ (ا) لفظ نبی اور رسول میرے الہام میں بے شک ہیں مگر وہ استعارہ کے رنگ میں ہیں نہ حقیقت کے طور پر (ب) حضرت اقدس نے اسلامی اصطلاح میں لفظ نبی کی کامل تشریح کر دی ہے۔ مگر خلیفہ صاحب نے ان معنوں کو ظاہر نہیں کیا۔ کیونکہ (ج) حضرت اقدس نے اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے نہ صرف صاف انکار کیا ہے بلکہ (د) جو کوئی لفظ نبی اصطلاحی معنوں میں ان کی طرف منسوب کرے گا۔ وہ ان پر افتراء کرتا ہے۔ ہاں خلیفہ صاحب نے اپنے جواب میں فقط لفظ نبی استعمال کرکے عرف عام کے معنے یعنی مطلق نبی کے مفہوم کو ظاہر کیا ہے۔ جو حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب تو فقط نبی کی بجائے اپنے آپ کو ظلی۔ بروزی اور مجازی نبی کہتے ہیں کیونکہ لفظ نبی کے معنے عوام کے نزدیک حقیقی نبی کے سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے سیدھا سادا جواب نہ دے کر خلیفہ صاحب نے دین کو بچوں کا کھیل بنایا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ حضرت احدیت کی طرف سے حضرت مسیح موعود پر الہاماً وارد ہوئے ہوں گے جو شاید خلیفہ صاحب ہی کے لئے مخصوص تھے کیونکہ جیسا کہ ان کے تمام عدالتی سوالات کے جوابات سے واضح ہوتا ہے خلیفہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود کے انکار سے ایک شخص دائرہ اسلام سے خارج بھی ہو جاتا ہے۔ اور نہیں بھی ہوتا۔ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان بھی ہے اور نہیں بھی۔ مسلمانوں کے جنازے پڑھنے کے متعلق خود حضرت اقدس مرزا صاحب کا سالہا سال تک عمل بھی تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے جواز میں ان کا ایک فتویٰ بھی اب مل گیا ہے۔ مگر وہ فتویٰ قابل عمل نہیں کیونکہ وہ بھی ابھی تک زیر غور ہے۔ کیا یہ متضاد بیانات دین کو بچوں کا کھیل بنانے کے مترادف نہیں؟

پھر بقول حضرت مسیح موعود ان کے الہامات میں یا حدیث شریعت میں لفظ نبی جن خاص معنوں میں استعمال ہوا ہے وہ ظلی۔ بروزی اور امتی نبی کے مفہوم میں ہوا ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

(ا)۔ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی (حقیقت الوحی)

(ب) میری نبوت آنحضرت کی ظل ہے نہ اصل۔ اسی وجہ سے حدیث اور الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ویسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا گیا۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۱۵۰)

(ج) مستقل اور حقیقی نبی امتی نہیں ہو سکتا۔ - ازالہ اوہام کے ص۵۶۹ پر ہے:-

" صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا، اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جاوے یہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ان تصریحات کے باوجود

خلیفہ صاحب اپنے جواب میں حضرت اقدس کو اس لئے نبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے وحی میں ان کا نام نبی رکھا حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں نبی کا نام پانے کو خطابِ عزت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر وحی فرمائی کہ "لکَ خطاب العزت" یعنی نبی کا نام بطور عزت ہے۔ دنیاوی حکومتیں بھی خان بہادر وغیرہ خطابات عزت لوگوں کو دیا کرتی ہیں۔ جو الفاظِ عزت اپنے حقیقی معنوں پر مبنی نہیں ہوتے عوام بھی بہادر انسانوں کو استعارۃً ببر اور نیک لوگوں کو فرشتہ کہدیا کرتے ہیں۔ اور عادل بادشاہ کو ظل اللہ۔ مگر ایسے لوگ فی الحقیقت ببر، فرشتہ یا ظل اللہ نہیں ہوجاتے صرف بعض صفات کی وجہ سے یہ نام عزت پاتے ہیں۔

پھر حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے کہ:-

"اللہ تعالےٰ کے بندوں کو کچھ نہ کچھ الہام یا رؤیا صادقہ ہوتے رہتے ہیں اور مومنوں کے لئے تو یہ روحانی نعمت ہے مگر ان میں قدرے کدورت ہوتی ہے۔ تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو۔ اس کو دوسرے انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جاوے بلکہ اسے کسی خاص نام سے پکارا جاوے تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے محض امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ اور مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا تاکہ ان میں (یعنی عام لوگوں میں۔ ناقل) اور مجھ میں فرق ہو جاوے۔ ان معنوں میں میں نبی ہوں اور امتی بھی تاکہ ہمارے سیدؐ آقا کی پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔"

اب کیا ان حوالوں سے واضح نہیں۔ کہ اگر حضرت اقدس حقیقۃً نبی ہوتے۔ تو صرف نبی کہلاتے نہ کہ صرف نبی کا نام پاتے جو محض اعزازی اور مجازی ہے حضرت اقدس فرماتے ہیں سمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت یعنے مجھے نبی کا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجاز کے طور پر دیا گیا ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔ اس لئے حضرت اقدس مرزا صاحب ظلی اور مجازی نبی تھے اگر حضرت مرزا صاحب نبی تھے۔ تو ان کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ اس لفظ نبی کی تشریحات کرتے مگر یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ وہ غیر نبی تھے۔ اور لفظ نبی صرف لغوی معنوں کے لحاظ سے خطاب عزت کے طور پر پایا تھا مگر مخالفین محض مخالفت کی غرض سے حقیقی معنی منسوب کرتے تھے۔ جس سے حضرت اقدس عمر بھر انکار کرتے رہے۔

سوال نمبر ۵:- آپ نے تشریعی اور غیر تشریعی نبی کا فرق تو بیان فرما دیا مہربانی کر کے "ظلی" اور بروزی نبی کی تعریف بھی کر دیجئے۔

خلیفہ صاحب کا جواب:- ان اصطلاحات سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص جس کے متعلق ان اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ خود بعض مخصوص صفات نہیں رکھتا بلکہ یہ صفات اس میں انعکاسی رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

تبصرہ اور تنقید:-

خلیفہ صاحب کے جواب سے ظاہر ہے کہ پچاس سال کے بعد ان کو ماننا پڑا کہ ظلی اور مجازی نبی حقیقۃً نبی نہیں ہوتا کیونکہ اس میں حقیقی نبی کی صرف بعض مخصوص صفات انعکاسی طور پر ہیں اور اسی لئے حضرت مرزا صاحب حقیقی نبی نہ تھے۔ لہٰذا خلیفہ صاحب کا حالیہ جواب ان کے سابقہ معتقدات کے بالکل برعکس ہے کیونکہ عدالت کے اوپر ظلی بروزی کی وہی تعریف کر دی جو حضرت مسیح موعودؑ کی سب تحریرات اور تصنیفات کو شروع سے اخیر تک غیر مبدل اور غیر منسوخ سمجھ کر کرتے رہے ہیں حالانکہ خلیفہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنے کے لئے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام کتابوں اور تحریروں کو منسوخ قرار دے کر ان سے حجت پکڑنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور اس لئے مخالفین، المکذبین اور مکفرین کے ہم نوا ہو کر حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف غلط عقائد منسوب کر کے ان پر یہ الزام لگاتے رہے کہ حضرت مسیح موعود ان ظلی اور مجازی الفاظ کی بناء پر واقع میں حقیقی نبوت کے دعویدار تھے جو مخالف علماء ان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ حالانکہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے اخیر میں حضرت مرزا صاحب خود ایسے الزام کو شرارت اور ناپاک خیال کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:-

"پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوےٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔"

واضح رہے کہ حضرت ممدوح کا یہ فتوےٰ مخالف اور موافق ہر دو پر یکساں طور پر اطلاق پاتا ہے۔ "ایک غلطی کا ازالہ" وہ اشتہار ہے۔ جو ۱۹۰۱ء کے بعد کا ہے۔ اور یہ وہی اشتہار ہے جس کی بناء پر خلیفہ صاحب حضرت مسیح موعود کی طرف تبدیلی عقیدہ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اس لئے حضرت اقدس کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام کتابوں اور تحریروں کو منسوخ قرار دے کر ان سے حجت پکڑنا ناجائز سمجھتے ہیں۔

مولوی جلال الدین شمس ربوی نے بھی اپنی کتاب بنام "تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ پر نظر" میں خلیفہ صاحب کے سابقہ عقائد سے منحرف ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے دو حوالے نقل کئے ہیں جو ربوی حضرات کے لئے شاید زیادہ قابل قبول حجت ثابت ہوں گے۔ شمس صاحب لکھتے ہیں:-

"یہ موقف (یعنی فاضل ججان کا یہ فیصلہ کہ حضرت مرزا صاحب نے فی الحقیقت نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ نبی اور رسول کے الفاظ مجازی معنوں میں استعمال کئے ہیں اور اس لئے ان کے انکار سے کوئی شخص کافر خارج از دائرہ اسلام نہیں ہو سکتا۔ ناقل) کوئی نیا موقف نہیں بلکہ وہی پرانا موقف ہے جو حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنی کتب میں بار بار کیا ہے۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت۔ نئے دعوےٰ اور نئے نام کے اور میں نبی اور رسول ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی نبوت کا انعکاس ہوا"

(نزول المسیح حاشیہ ص۳)

اس حوالہ میں نئی شریعت۔ نیا دعوےٰ اور نئے نام کی نفی کی ہے۔ یعنی کسی نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ صرف فنافی الرسول کے درجہ کا اظہار ہے۔ فسادات سے پہلے جب اس سے ملتے جلتے حوالجات سالہا سال تک بعض کتب خصوصاً تریاق القلوب سے پیش کئے گئے تو ناقابل قبول اور کتاب منسوخ اور اس لئے دلیل نفیٔ نبوت بھی نامنظور۔ مگر اب اسی قسم کے تمام حوالجات پر آمنا وصدقنا۔ کیا یہ سابقہ عقائد سے صریح انحراف ہے یا استقامت۔ قارئین خود سوچ لیں۔

شمس صاحب کا دوسرا حوالہ یہ ہے:-

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوےٰ میں نبی کا لفظ دیکھ کر دھوکا کھاتے ہیں (اس میں ربوی حضرات پیش پیش ہیں۔ ناقل) کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانہ میں براہ راست نبیوں کو ملی لیکن وہ اس میں غلطی پر ہیں۔ میرا دعوےٰ ایسا نہیں (ربوی حضرات کے اس غلط عقیدہ کی تردید کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب بنی اسرائیل کے بعض براہ راست نبیوں مثل حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرح غیر تشریعی مگر حقیقی نبی ہیں۔ ناقل) بلکہ خدا کی مصلحت اور حکمت ...... نے آنحضرت صلعم کے افاضہ روحانی کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے مقام نبوت تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا (دیکھو۔ اس لئے کہ غیر نبی

نبی کیسے کہلا سکتا ہے۔ ناقل) بلکہ ایک
پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی
اور میری نبوت آنحضرتؐ کی ظل ہے
نہ کہ اصل"

ان حوالجات سے واضح ہے۔ کہ اب پچاس سال کے بعد خلیفہ صاحب کو عدالت میں تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت مرزا صاحب میں بعض مخصوص صفات نبوت حضرت نبی کریم صلعم کی متابعت اور فیضان کی وجہ سے ظلی اور انعکاسی طور پر پائی جاتی تھیں نہ حقیقتہً کیونکہ ظل اصل نہیں ہو سکتا اور نہ ظلی نبی۔ نبی ہو سکتا ہے۔ اور اور مقام کو بالآخر عدالت سے دوبرو تسلیم کر لیا جو حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب اور جماعت لاہور مانتے اور ان کی اشاعت اور تبلیغ کرتے ہیں۔

سوال ۶:۔ آنحضرتؐ کے بعد کتنے سچے نبی گذرے ہیں۔

خلیفہ صاحب کا جواب:۔ میں کسی کو نہیں جانتا مگر اس اعتبار سے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کی حدیث کے مطابق آپ کی امت تک میں آپ کی عظمت اور شان کا انعکاس ہوتا ہے سینکڑوں اور ہزاروں ہو چکے ہوں گے۔

تنقید و تبصرہ:۔

جواب میں خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ سینکڑوں اور ہزاروں نبی ہو چکے ہوں گے۔ لیکن اس کثیر تعداد میں سے ان کو کسی ایک نبی کا بھی علم نہیں۔ کیا یہ تعجب انگیز نہیں۔ غالباً خلیفہ صاحب کا جواب صداقت پر مبنی نہیں ہے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت اور شان کا انعکاس تو ان علمائے امت میں ہوتا ہے جو مجدد اور محدث ہوتے ہیں نہ نبیوں میں۔ چنانچہ خود حضرت اقدس مرزا صاحب نشان آسمانی ۱۸۹۲ء میں فرماتے ہیں:۔

"اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے
نبی کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب
کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی
نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا ......
ہاں محدث آئیں گے۔ جو اللہ جلشانہ
سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور نبوت
تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے
اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان
نبوت کے رنگ سے رنگین کئے
جاتے ہیں اور ان میں سے ایک میں ہوں"

اب خلیفہ صاحب شان نبوت کے انعکاس کو نبوت کہتے ہیں مگر حضرت اقدس محدثیت اور اسی لئے اپنے آپ کو بھی محدث ہی کہتے ہیں نہ نبی کیونکہ ان میں بعض صفات نبوت انعکاسی طور پر پائی جاتی ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ سچ ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

جب اجرائے نبوت بعد از خاتم النبیین والمرسلین کا غلط عقیدہ وضع کیا تو اس عقیدہ پر جو عمارت تعمیر ہو گی وہ بھی غلط اور کج ہو گی۔ اس پر تفصیلاً مابعد کے سوالات اور جوابات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا جاوے گا۔

—— عزیز احمد صاحب ولد ظہور احمد صاحب نے سلسلہ میں شمولیت کی ہے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے اس بھائی کی استقامت دین کے لئے دعا کریں۔

(۲) ولادت

—— ہماری جماعت کے مخلص رکن کیپٹن حنیف اختر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں کیپٹن صاحب نے پانچ روپے عطیہ اشاعت اسلام دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔

خواجہ محمد نصیر اللہ سیکرٹری۔ H/350 کالج روڈ راولپنڈی

وفات

—— ڈیرہ غازی خان سے مولوی عبدالقادر صاحب اطلاع دیتے ہیں:—— چوہدری علم الدین صاحب کے حقیقی بھائی چوہدری نبی بخش بامر الٰہی فوت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور چوہدری علم دین صاحب اور دیگر لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

درخواست دعائے صحت

—— آزاد کشمیر سے عبدالحمید ولد میاں محمد عبداللہ صاحب لکھتے ہیں:—

احباب جماعت کی دعاؤں کی وجہ سے ہمارے بزرگ والد میاں محمد عبداللہ صاحب کی صحت قدرے اچھی ہو رہی ہے احباب سے التماس ہے کہ انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ انہیں مکمل طور پر آرام ہو جائے۔

—— عبدالعزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل ابھی تک بیمار چلے آ رہے ہیں ان کی صحت کے لئے بھی احباب کرام دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

خواتین احمدیہ کی مجالس

محترمہ زہرہ فاضل صاحبہ اطلاع دیتی ہیں کہ بلدوطھی میں مس عبارت خاتم کی سعی سے احمدی خواتین کی ایک ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی ہے جس کے عہدہ داران حسب ذیل ہیں:۔ صدر:۔ بیگم چوہدری محمد شفیع صاحب
جنرل سیکرٹری:۔ زہرہ بیگم (بیگم چوہدری غضنفر علی صاحب)
خزانچی: مس خالدہ ادیب خاتم صاحبہ
ایسی ہی ایک مجلس وزیر آباد میں بھی بن چکی ہے اور ۲۶ جون کو اس کا ایک جلسہ بھی ہو چکا ہے تفصیل آئندہ دی جائے گی۔

شبہات کا ازالہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

کیا جناب میاں صاحب کے مریدوں نے بھی خود میرے سامنے اقرار کیا کہ جن عقائد کو ساری عمر گمراہ کن عقائد قرار دیتے رہے اب عدالت میں انہی عقائد کو صحیح اور درست قرار دے رہے ہیں غیر از جماعت دوستوں نے بھی ایسا ہی کہا کہ جناب میاں صاحب نے احمدیہ بلڈنگس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔

[illegible]

سے جناب میاں صاحب کی تمام غلطیوں پر سے پردہ اٹھنے کے لئے یہی وقت مقرر تھا کہ ہمیں وہ اپنے مظالم کا نشانہ بنائیں اور ان کے نتیجہ میں ان کی حقیقت ہر پہلو سے منکشف ہوتی جائے سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اس خاکسار پر یہ کس قدر خدا کا فضل ہوا کہ میاں صاحب سے علیحدگی کے بعد دماغ روشن ہو گیا اور بغیر کسی دباؤ کے صحیح عقاید کی طرف خدا تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور جناب میاں صاحب کو نہایت ہی ذلیل کن حالات کے ماتحت اپنی ضمیر کے خلاف انہی عقائد کی صحت کا اعتراف کرنا پڑا اگر اہل ربوہ غور کریں تو یہ کوئی معمولی عذاب نہیں کاش ہمارے دوست اس سے فائدہ اٹھائیں۔

چہارم:۔ ان کے نہایت ہی مخلص مریدوں نے جو کچھ ان کے متعلق کہا اور لکھا وہ بھی کسی سے مخفی نہیں اور اس کے نتیجہ میں جو دکھ ان کو پہنچتا رہا اور پہنچ رہا ہے اس کو تصور میں لانا کچھ مشکل کام نہیں۔

پنجم:۔ جناب میاں صاحب کی موجودہ بیماری بھی اپنے اندر شدید عذاب کا رنگ رکھتی ہے نہ مردوں میں نہ زندوں میں ہونے کا نقشہ پیش کر رہی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جو ان کی تمام تعلیوں کو جن سے یہ ہمیشہ کام لیا کرتے تھے خاک میں ملا رہی ہے اور مقرب الٰہی ہونے کے جو بلند بانگ دعاوی یہ کیا کرتے تھے ان کی قلعی کھول رہی ہے۔ کاش ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب اگر آنکھیں کھولیں اور بے جا تعصب اور ضد کو دل سے نکال کر جناب میاں صاحب کی موجودہ حالت پر غور کریں تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ خدا کے مقرب ایسے عذاب میں مبتلا نہیں کئے جاتے اور آج تک جو انہیں مقرب الٰہی سمجھا جاتا تھا یہ ان کی غلطی تھی اور مومن کا کام ہے کہ اپنی غلطی کو محسوس کر کے اس سے فوراً توبہ کرتے اور اس کو ترک کرنے کی طرف مائل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان احباب کو ایسی ہی توفیق عطا فرمائے

آمین

از غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل

ہالینڈ میں تبلیغِ اسلام

زیرِ اہتمام شیخ میاں محمد ٹرسٹ ۔ اسلامک انسٹی ٹیوٹ

مارچ ۔ اپریل ۱۹۶۴ء کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

سوالات کے نتیجہ میں پادری صاحب آخر میں حق کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے اور فرمانے لگے کہ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر البرٹ نے اپنے اس بیان میں غلطی کھائی ہو ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔ ہم عام ڈچ دوستوں کی خاطر اپنا مضمون "الفارق" میں شائع کروا رہے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ اسے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے ۔

دوسرا جلسہ

اس جلسہ کی اطلاع بذریعہ اشتہار اور دعوت نامے کے کی گئی ۔ تقریر کا موضوع تھا : "مسئلہ تناسخ" ۔ مسٹر ہوبک جو بہت قابل لکھنے والے اور مقرر ہیں انہوں نے اس موقعہ پر تقریر فرمائی ۔ آپ نے مسئلہ تناسخ کے ماننے والوں کے دلائل کا تجزیہ اور .... ان کا کھوکھلا پن ظاہر کرتے ہوئے اس مسئلہ کی تردید فرمائی ۔ آپ نے اس امر پر خاص طور پر زور دیا کہ اگر تناسخ کا نظریہ صحیح ہوتا تو پھر ہر انسان کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ وہ پہلے اسی دنیا میں رہ چکا ہے لیکن ہم میں سے کسی ایک کو بھی اس کا علم نہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے ۔ اگر یہ چکر خدا تعالےٰ نے خود مقرر کیا ہے تو اسے ہمیں بتلانا تو چاہیئے تھا تاکہ ہم اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کریں ۔

پھر انہوں نے فرمایا کہ اگر تناسخ کا نظریہ صحیح ہوتا تو آج انسانوں کی حالت بہتر ہوتی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جس طرح کئی ہزار سال پہلے دنیا میں زندگی بسر کرتے تھے اسی طرح وہ اب بھی کر رہے ہیں جس طرح وہ پہلے برے اعمال کرتے تھے اسی طرح اب بھی کر رہے ہیں آخر ہم کس طرح معلوم کریں کہ تناسخ انسان کی بہتری کے لئے رکھا گیا ہے ۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اگر یہ مسئلہ صحیح ہے تو آج یہ انسانوں کی تعداد میں اتنا اضافہ کیسے ہو گیا ہے ۔ پانچ چھ ہزار سال قبل انسانوں کی تعداد دنیا میں بہت ہی قلیل تھی ۔ اتنی زیادہ روحیں کہاں سے آ گئیں ۔ اگر تناسخ کا مسئلہ صحیح ہوتا تو چاہیئے تو یہ تھا کہ شروع میں انسانوں کی تعداد زیادہ ہوتی اور پھر گھٹتے گھٹتے ختم ہو جاتی کیونکہ اہلِ تناسخ کا یہی خیال ہے کہ انسان آہستہ آہستہ تناسخ کے چکروں میں سے گزرتا ہوا کمال حاصل کر کے آواگون کے چکر سے نجات حاصل کر کے پھر اس دنیا میں نہیں آتا ۔

لیکچر کے بعد حاضرین نے دیر تک تبادلہ خیالات میں حصہ لیا ۔

۳ ۔ دوسروں کے ہاں

اس عرصہ میں خاکسار کو چار پانچ دوسری مجالس میں شریک ہونے کا بھی موقعہ ملا ۔ جہاں مختلف دوستوں سے گفتگو ہوتی رہی ۔

عید الاضحیٰ

اللہ تعالےٰ کے فضل سے عید الاضحیٰ ۔ جو ۲۴ اپریل کو یہاں منائی گئی ۔ کے موقعہ پر کافی رونق ہوئی ۔ ہمارے ڈچ مسلمان دوستوں کے علاوہ ہماری جماعت سورینام کے ممبران کی ایک خاص تعداد اس موقعہ پر جمع تھی ۔ نماز اور خطبہ خاکسار نے دیا ۔ خطبہ میں عید الاضحیٰ کی تقریب کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے حج کی فلاسفی پر بھی بحث کی ۔ خطبہ کے بعد ایک بجے تک ریسپشن تھا ۔ تمام دوست نہایت ہی محبت سے آپس میں دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے ۔

عید کی شام کو ہم نے دعوتِ طعام دی ہوئی تھی چنانچہ ہمارے پاکستانی سفیر بیگم صاحبہ اور فرسٹ سیکرٹری اور دوسرے معاونین اس موقعہ پر تشریف لا کر ہماری حوصلہ افزائی .... کا موجب ہوئے ۔ قریباً اسی افراد نے اس موقعہ پر تشریف لا کر ماحضر تناول فرمایا ۔ ہمارے پاکستانی دوستوں میں سے دو نے نبی اکرم کی تعریف میں اردو میں نعتیں بھی سنائیں جن کا مطلب ڈچ میں بتلایا گیا ۔ خاکسار نے اسی موقعہ پر دس بارہ منٹ میں عید الاضحیٰ اور حج کے موضوع پر پھر تقریر کی کیونکہ اس موقعہ پر بہت سے نئے دوست تشریف لائے تھے جو کہ صبح کے وقت تشریف نہ لا سکے تھے ۔ احباب نے اس موقعہ پر اسلامی برادری کا نمونہ دیکھ کر اس کی بہت تعریف کی ۔ نئے آنے والوں میں سے اکثر نے بیان کیا کہ انہیں ہمارے ہاں کسی قسم کی اجنبیت محسوس نہیں ہوتی ۔ جونہی وہ اندر داخل ہوتے ہیں پہلے احباب انہیں اپنے اندر اس طرح لے لیتے ہیں کہ گویا وہ عرصہ سے انہیں جانتے ہیں ۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ وہ ہمیں ایسا عمل ..... کرنے کی توفیق دیتا ہے ۔ اس میں کسی قسم کی بناوٹ کا دخل نہیں بلکہ یہ اسلامی تعلیم ہی کا نتیجہ ہے جو سب کو بھائی بھائی بنا دیتی ہے ۔

عید کے موقعہ پر بیگم سلطانہ بشیر اور صالحہ خاص طور پر مہمانوں کی خاطر و مدارات کا خیال رکھتی ہیں ۔ عید سے کئی دن قبل کیک وغیرہ کی تیاری شروع کر دیتی ہیں ۔ ہمارے احباب بھی اُن کے بنائے ہوئے کیکوں کو دوکان کی چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں ۔

اس موقعہ پر ہمارے ڈچ دوست خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں جو ہمارا ہاتھ بٹاتے اور برتنوں وغیرہ کی صفائی کرتے اور کافی کھانا وغیرہ کی تقسیم میں مدد کرتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے ۔

۵ ۔ تحریر

ہمارا ماہانہ رسالہ الفارق باقاعدہ نکلتا ہے ۔ اس میں مسٹر ہوبک کے بہت اچھے اچھے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں ۔

روٹرڈم میں ایک انسٹی ٹیوٹ آف لینگویجز .... (Institute of Languages) ہے جس کی طرف سے کچھ عرصہ ہوا ایک مقالہ سبق کے طور پر اسلام کے متعلق شائع ہوا تھا جو کہ ہمیں ایک دوست سے مل گیا ۔ اس مضمون میں اسلام کے متعلق بہت سی غلط باتیں مذکور تھیں ، چنانچہ خاکسار نے اس پر تنقید کرتے ہوئے چھ صفحات پر مشتمل ایک خط انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر کی خدمت میں لکھا اور عرض کی کہ آپ کا مقصد تو ہالینڈ کے رہنے والوں کو صحیح معلومات بہم پہنچانا ہے تاکہ وہ دوسرے لوگوں کے خیالات اور نظریات سے مطلع ہوں لیکن اگر آپ انہیں اس قسم کی معلومات بہم پہنچائیں جیسا کہ اسلام کے متعلق آپ نے کیا ہے تو اس سے لوگوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہو سکتا ۔ ہمارے خط کے جواب میں انہوں نے بہت اچھا خط لکھا ہے اور اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ مضمون نگار نے واقعی غلط باتیں اسلام کے متعلق لکھ دی تھیں جب ان کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے وہ سبق بھیجنا بند کر دیا اور اس کی جگہ ایک اور مقالہ لکھوایا گیا جو کہ ہم آپ کو بھی بھیج رہے ہیں مقالہ بہت اچھا لکھا ہوا ہے ۔ سوائے ایک دو باتوں کے جو کہ لاعلمی کا نتیجہ ہیں ۔ ہم ان کے ساتھ باقاعدہ تعلق رکھ رہے ہیں تاکہ اگر انہیں اسلام کے متعلق مقالہ جات لکھوانے کی ضرورت ہو تو ہمارے ساتھ بھی مشورہ کر سکیں ۔ اب اسلام کے متعلق ایک اور کتاب چھپی ہے جو کہ ایک حد تک بہت اچھی معلومات بہم پہنچاتی ہے ۔ لیکن پھر بھی بعض باتیں وہ ایسی لکھ گئے ہیں کہ جن کا جواب دینا ضروری ہے ۔ انشاء اللہ ہم اس کا جواب بھی الفارق میں شائع کریں گے ۔ ہمارے مسلمان بھائی محترم عبد اللہ کرول یکم مئی کو

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

فوت ہو گئے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - احباب کرام اُن کے لئے دعا فرماویں -

آپ عرصہ چھ سال سے مسلمان تھے اور اسلام کے متعلق اچھی معلومات رکھنے کے علاوہ اچھے لکھنے والے بھی تھے۔ ہمارے لئے آپ کا جانا بہت افسوس کا موجب ہے - ایسے دوستوں کا ملنا آسان نہیں - اللہ انہیں غریق رحمت کرے -

احباب ہمارے مشن کے لئے دعا فرماتے رہیں

وما توفیقنا الا باللہ ؏

ضرورت ہے آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دارالشفاء کے لئے ایک دو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو ہومیو پیتھک طریق علاج سیکھنے کا شوق رکھتے ہوں اور خدمت خلق کے جذبہ سے بھی سرشار ہوں - احمدیہ بلڈنگس لاہور سے دور قیام کی صورت میں آمد و رفت کا کرایہ دیا جائے گا -

اعزازی مہتمم دارالشفاء

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا -

پیغام صلح مورخہ [illegible] جولائی ۱۹۹۲ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۶

حضرت مسیح موعودؑ اور انکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲)۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے (۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ ۔ مؤرخہ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اخلاق فاضلہ کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے ظاہر ہو گئے ہوں کیونکہ خدائے تعالےٰ نے بیشمار خزائن کے دروازے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھول دیئے۔ سو آنجناب نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کرکے دکھائی اور وہ جو دل آزار تھے اُن کو اُن کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نانِ جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا۔ . .

اور اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلےٰ سے جا ملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کوئی چیز نہ سمجھا اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ پر معرکۂ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا خالصاً خدا کے لئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی۔ غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو اخلاق فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاءؐ میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثال نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ ۱۱ صفحہ ۲۶۰ تا صفحہ ۲۶۲)

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابی اسامۃ رضہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما اذن اللہ تعالیٰ لشئی ما اذن لعبدٍ یقرأ القراٰن فی جوف اللیل وان البر لیذرّ علی راس العبد مادام فی مصلاہ وتقرب العباد الی اللہ تعالیٰ بمثل ما خرج منہ قال ابو النظر یعنی القراٰن منہ بدأ الامر بہ والیہ یرجع الحکم فیہ۔

(اخرجہ الترمذی تلخیص الصحاح)

ترجمہ:—

حضرت ابوامامہ رضہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ خدا تعالےٰ کسی چیز کو ایسا کان لگا کر نہیں سنتا جیسا کہ وہ کسی بندے کی قرأت کو سنتا ہے جبکہ کوئی بندہ آدھی رات کو قرآن پڑھتا ہے اور نمازی بندہ کے سر پر نیکی چھڑکی جاتی ہے جب تک کہ وہ اپنے مصلے پر نماز میں رہتا ہے اور بندوں کو خدا تعالےٰ سے کسی چیز کی وجہ سے ایسی قربت نہیں ہوتی جیسا کہ اس کی وجہ سے قربت ہوتی ہے جو اسی خدا تعالیٰ سے نکلی ہے۔ ابو النظر نے بیان کیا کہ اس سے قرآن مراد ہے اسی سے حکم شروع ہوا ہے اور اسی کی طرف واپس آئے گا۔

نوٹ:۔ یہ نماز تہجد کے متعلق ہے جس سے مومن کو مقام محمود تک رسائی مل جاتی ہے (اسرائیل آیت ۸۰) انّ ناشئۃ اللیل ھی اشدّ وطأً واقوم قیلاً (۷۳:۴)

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۳)

(ایک کیتھولک رسالہ کے مقالہ کا ترجمہ)

از مکرم غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

ہالینڈ سے شائع ہونے والے کیتھولک مشن کے ماہانہ رسالہ کی مئی ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اس ملک میں اسلامی مشنوں کے متعلق اظہار خیال کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"اب ہمیں مساجد اور مسلمانوں کے رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھنے کے لئے یورپ سے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ گذشتہ آٹھ سال کے عرصہ میں ہمارے اپنے ملک میں بھی دو مساجد بن چکی ہیں ایک فریسی لینڈ میں اور ایک ہیگ میں . وہاں سے چند سو میٹر کے فاصلہ پر بشیر کے مکان پر بھی جو رائخ دوک لان ۵۴ پر واقع ہے نماز کا کمرہ ہے۔ ۱۹۶۱ سے ایمسٹرڈم میں بھی اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے لئے دفتر کھولا گیا ہے۔ ابھی ابھی ایمسٹرڈم میں ترک مزدوروں کے نماز پڑھنے کے لئے بھی فورڈ والوں نے ایک کمرہ تیار کر دیا ہے۔

ہالینڈ میں اسلامی مشن

اس وقت ہالینڈ میں قریباً دو ہزار مسلمانوں کا موجود ہونا کوئی تعجب کا باعث نہیں۔ اس گروپ سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ تو اینون کے رہنے والے ہیں اور کچھ انڈونیشیا کے جو اسلام مذہب اپنے ساتھ لاتے ہیں ایک حصہ ان مسلمانوں کا ترکی۔ الجیریا اور مراکو کے باشندوں پر مشتمل ہے جو کام کی خاطر ہمارے ملک میں بود و باش رکھتے ہیں اور مختلف فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ عرب ممالک کے طلباء اور سفارت خانوں کے عمال بھی اسلامی گروپ کا حصہ ہیں۔ موجودہ وقت میں صرف اقتصادی اور سیاسی امور ہی نہیں جن کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے قریب ہو رہے ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی ضروری امور ہیں۔ پہلے اسلام اور عیسائیت کا ٹکراؤ قریب سے قریب یوگوسلاویہ میں ہوتا تھا لیکن اب ہمارے گھر کے دروازے کے سامنے یہ ٹکراؤ ممکن ہے۔ اس لئے اب ہم اپنے خیالات پروٹسٹنٹ۔ آرتھوڈکس اور یہودیوں تک ہی محدود نہیں رکھ سکتے بلکہ ہمیں مذاہب کی مٹھ بھیڑ میں اسلام کو بھی داخل کرنا چاہیئے (کیتھولک چرچ کی طرف سے اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کے ساتھ بات چیت کی ہدایت ہوتی تھی اس لئے اس مقالہ کے لکھنے والے اس بات چیت کا دائرہ اسلام تک بھی پھیلانا چاہتے ہیں جو کہ ہماری تبلیغ کو آسان کرنے کا موجب ہوگا۔ انشاء اللہ) لیکن اس بات چیت کا موجب اور امور بھی ہیں۔ امام حافظ قدرت اللہ کی ہیگ مسجد اور ایمسٹرڈم کا دفتر چوہدری شکر اللہ کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔ اسی طرح انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز ان یورپ جو غلام احمد بشیر کی زیر ہدایت کام کر رہی ہے۔ یہ سب عملی مشن کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔ ان تینوں مراکز کے ارد گرد دو ہزار مسلمانوں کا گروہ مجتمع ہے اس گروہ میں قریباً تین صد نو مسلمین بھی شامل ہیں۔ جو کہ ہمارے ملک کے رہنے والے ہیں۔ اور اسی ملک کے باشندے ہیں۔ انہوں نے یا تو مسجد میں یا انسٹی ٹیوٹ میں لا الہ الا اللہ پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ اور اس وقت سے وہ دنیا کے چار سو ملین سے زیادہ مسلمانوں کا حصہ بن گئے ہیں۔ انہیں مندرجہ ذیل باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(۱) - خدا کی ہستی

(۲) ملائکہ کی ہستی

(۳) - خدا کی بھیجی ہوئی کتب پر

(۴) تمام رسولوں اور انبیاء پر

(۵) آخرت اور قضاء و قدر پر

عیسائیت کی طرح اسلام بھی توحید کا مذہب ہے۔ اس کے پیرو ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تثلیث کو نہیں مانتے شیطان اور فرشتوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی طاقتیں ہیں جو نیکی یا بدی کی طرف انسانوں کو مائل کرتی ہیں ....

چونکہ مسلمان تثلیث کو قبول نہیں کرتے اس لئے وہ بیٹے خدا کے انسان بننے کو بھی قبول نہیں کرتے۔ حضرت عیسٰیؑ ان کے نزدیک خدا کے انبیاء میں شامل ہیں جو کہ سب سے بڑے نبی حضرت محمد (مصطفٰے) کی آمد سے پہلے ظہور پذیر ہوئے وہ تمام مذاہب کی کتب میں صداقت کو مانتے ہیں۔ مگر قرآن کو آخری پیغام یقین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اناجیل محرف و مبدل ہو چکی ہیں۔ جس کا موجب عبرانی سے یونانی میں تراجم ہیں۔ ہم صرف قرآن کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب من وعن خدائی الہام اپنے اندر رکھتا ہے جو کہ آنحضرتؐ پر نازل کیا گیا تھا۔

ڈچ مسلمان بھی عربی زبان میں قرآن مجید کو پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ اس وقت بشیر صاحب کے پاس بارہ ڈچ افراد عربی سیکھ رہے ہیں۔ جب ۱۹۵۴ء میں قرآن شائع ہوا تو ترجمہ کے ساتھ عربی متن بھی شائع کیا گیا جو کہ پاکستان سے بھیجا گیا تھا۔ اور یہاں پر اس کے فوٹو کے ذریعہ بلاکس بنوائے گئے تھے۔

پانچواں اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ موت کے بعد کی زندگی ابدی ہے۔ جہنم سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ انسان ایک وقت اس ابدی زندگی سے حصہ در نہ ہو سکے۔

تقدیر سے مراد یہ ہے کہ انسان کا علم اور ارادہ ان قوانین کے ذریعہ محدود ہیں جو خدا تعالےٰ نے اشیاء [illegible] مائل ہو گئے ہوں اس کے برعکس اسلام نہایت ہی معقول مذہب معلوم ہوتا ہے۔ اور اس میں عیسائیت کے عقائد (جو سمجھ سے بالا ہیں) جیسے تثلیث۔ ورثہ کا گناہ۔ خدا کا انسان بننا۔ کفارہ۔ ابدی جہنم اور مسٹریز پائی نہیں جاتی۔ اور یہی باتیں ایسی ہیں جن کو آج کا انسان قبول کرنے میں دقت محسوس کرتا ہے۔ اس لئے مسلمان مبلغین اس امر کی طرف لوگوں کی توجہ خاص طور پر مبذول کرواتے ہیں کہ اسلام عام فہم اور سادہ مذہب ہے۔ لیکن اس وجہ سے عیسائیوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اسلام کوئی گہرا مذہب نہیں بلکہ عام عقل کا انسان اسے سمجھ سکتا ہے۔ ہیگ مسجد کے امام جو بہت جوشیلے نظر آتے ہیں عام طور پر پادریوں سے یہ اعتراض سنتے ہیں کہ اسلام چونکہ بہت سادہ مذہب ہے اس لئے پرانے عیسائی اسے قبول کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے۔ اسی طرح وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام چونکہ عقلی مذہب ہے اس لئے بھی پرانے عیسائی اس میں اپنی عقلی تسلی پا کر اس مذہب کو قبول کر جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک اسلام یورپ میں ان لوگوں کے لئے ایک راہ کھولنے کا موجب ہو سکتا ہے جو خدا تعالےٰ پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر اپنی روزمرہ کی زندگی میں سوائے اچھے اعمال کے اور کوئی تبدیلی دیکھنا نہیں چاہتے۔

(مقالہ نگار کا اس سے مطلب یہ معلوم ہوتا ہے اس وقت یورپ کے آزاد خیال لوگ جو ان مذہبی امور کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں جو وہ سمجھ نہیں سکتے۔ یا جن کو وہ غیر معقول خیال کرتے ہیں۔ لیکن وہ خدا تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ اسلام کے ذریعہ تسلی حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ اسلام انسان کی عقل کی تسکین بھی کرتا ہے)

اس کے بعد مقالہ لکھنے والے نے مسجد کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جن کا لکھنا موجب تطویل ہے اس لئے اس حصہ کو ہم اس جگہ درج نہیں کرتے۔

ساری زندگی پر انقلاب

مسٹر حافظ نے ملاقات کے وقت بیان کیا کہ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ ہم یہاں پر چرچ سے دور ہونے والوں میں اپنا آسان شکار ڈھونڈھنے کے لئے آئے ہیں وہ غلطی خوردہ ہیں۔ امام صاحب نے بتلایا کہ اسلام صرف چند باتوں کو قبول کر لینے کا نام نہیں۔ بلکہ اسلام نام ہے اس بات کا کہ انسان کی ساری زندگی پر ایک انقلاب آ جائے۔ اسلام پانچ ارکان پر قائم ہے جو کہ بہت گہری بنیاد رکھتے ہیں۔ (۱) خدا کی توحید پر ایمان (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج

نماز ایک فرض ہے جو روزانہ پانچ دفعہ ادا کی جاتی

(باقی پر ۴ کالم نمبر ۳)

"بروز" کی حقیقت

گذشتہ اشاعت میں ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے کتابچہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے موضوع کا ذکر کرتے یہ بتایا تھا کہ اس میں آپ نے اپنے الہامات میں نبی اور رسول کی تشریح کرتے ہوئے اپنے آپ کو "فنافی الرسول اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا "بروز" قرار دیا ہے۔ "بروز" کے کیا معنے ہیں اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اکثر لوگ ناواقفیت کی وجہ سے یا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ضد اور عناد کے باعث اس کے کچھ کے کچھ معنے کر لیتے ہیں، چنانچہ ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں مولانا مودودی نے اپنے بیان میں یہ کہدیا کہ "بروز کا خیال" ایک ہندوانہ خیال ہے" اور کہ "بروز یا ظل کے تصور سے جسے انگریزی میں incarnation کہتے ہیں یعنے حلول - اسلامی عقیدہ نا آشنا ہے"۔ حالانکہ بروز کا لفظ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ان مدارج عالیہ پر بولا جاتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے ایک مومن کو حاصل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہیں:-

"بروز جو مشائخ نے کہا ہے تناسخ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا کیونکہ تناسخ میں نفس کا دوسرے بدن کے ساتھ اس غرض سے تعلق ہوتا ہے تاکہ اس کے لئے حیات و زندگی ثابت ہو، .... اور بروز میں نفس کا دوسرے بدن کے ساتھ تعلق اس غرض کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس بدن کو کمالات ہوں اور وہ اپنے درجات تک واصل ہو جائے"۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوئم صفحہ ۱۹۱ مکتوب نمبر ۵۸)

اس سے بڑھ کر وضاحت حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے اس بیان سے ہوتی ہے جو انہوں نے "ایک غلطی کا ازالہ" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا امرتسر کے حافظ محمد یوسف صاحب نے "ایک غلطی کا ازالہ" پڑھ کر مولانا محمد احسن صاحب کو خط لکھا کہ اس میں نبوت کا دعوٰے مرزا صاحب نے کیا ہے"۔ اس خط کا ذکر مولانا محمد احسن صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں کیا۔ آپ نے انہیں اس کا جواب لکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:-

"ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا نبی بلکہ خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں کیا اگر شیشہ میں حافظ صاحب اپنی تصویر دیکھیں تو کیا عورتوں کو پردہ کر لینا چاہیئے کہ کون غیر محرم گھس آیا ہے"۔

(کلمات طیبات مؤرخہ ۱۹ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ الحکم مؤرخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس بیان میں خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں - ان الفاظ میں بروز کی حقیقت پر واضح روشنی پڑتی ہے آپ نے اس میں بتایا ہے کہ جس طرح شیشہ میں ایک شخص کا عکس کسی دوسرے کی تصویر نہیں بن جاتا - اسی طرح ایک مومن کے قلب صافی میں آنحضرت صلعم ہی کا عکس آ جاتا ہے۔ اور یہی بروز کی حقیقت ہے جس کا آپ کو دعوٰے ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اسی ارشاد کے مطابق مولانا محمد احسن صاحب نے حافظ محمد یوسف صاحب کو جو خط لکھا اس میں اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ:-

وہ (یعنے حضرت مرزا صاحب) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا بروز اپنے تئیں قرار دیتے ہیں جیسا کہ اصل شئے کا عکس آئینہ میں ہوتا ہے کہ بجز اصلیت اور ظلیت کے کوئی فرق ذوالظل اور ظل میں نہیں ہوتا"۔

اور آگے چل کر لکھا کہ:-

"اس کے (یعنے آنحضرت صلعم کے) فیوض رسالت اور برکات نبوت تو قیامت تک جاری ہیں اور افراد امت جو اس کی اولاد معنوی ہیں... بحکم الولد سر لابیہ کے فیوض رسالت و برکات ختم نبوت سے جو جزئی نبوت و ظلی رسالت ہے قیامت تک فیض یاب رہیں گے"

پھر بروز اور ظل کی مثال دیتے ہوئے یہ بتایا کہ:-

"تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ نے کہا کہ میں ہی آدمؑ ہوں، میں ہی شیثؑ ہوں میں ہی نوحؑ ہوں، میں ہی ابراہیمؑ ہوں، میں ہی موسٰےؑ ہوں، میں ہی عیسٰےؑ ہوں، میں ہی محمد صلعم ہوں، اس جگہ ایک نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ بایزید بسطامی نے یہ دعوٰے بروز کا خود کیا ہے مخبر صادق کی طرف سے خاص ان کی نسبت کوئی بشارت موجود نہیں ہے لیکن یہاں پر خود آنحضرت صلعم نے اس مہدئ موعود کا نام محمد و احمد رکھا ہے"۔

یہ ہے بروز کی حقیقت، جو "ایک غلطی کا ازالہ" ہی کی تشریح میں بیان کی گئی ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعودؑ (مصنف ایک غلطی کا ازالہ) کے ارشاد کے ماتحت اور آپ کے اپنے بیان کے مطابق اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے "ایک غلطی کا ازالہ" میں اصلی اور حقیقی نبوت کا دعوٰے نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز قرار دیا ہے۔ یعنے اپنے قلب صافی میں آفتاب نبوت (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کا منعکس ہونا ظاہر کیا ہے یہی ظلی اور بروزی نبوت ہے جسے ولایت کہا جاتا ہے۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے انوار نبوت کا شیشۂ دل میں منعکس ہو جانا۔

حیرت ہے کہ اس سیدھی سادی بات کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض عالیہ کے اجرا پر دلالت کرتی ہے قابل اعتراض کیوں سمجھ لیا گیا، اس سے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی اتباع کو قرب الٰہی اور ولایت کا درجہ عالیہ عطا ہوتا ہے اور آپ کا فیض روحانیت قیامت تک جاری ہے اس کو محل اعتراض قرار دینا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قدسیت پر داغ لگاتا ہے، ہمیں امید ہے کہ گورنر صاحب مغربی پاکستان ان امور پر غور کر کے "ایک غلطی کا ازالہ" کو واگذار کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلۂ صفحہ اوّل)

آخر میں قرآن شریف کی قوت قدسی کے متعلق ہے کہ جس قوم نے پہلے اسے اپنایا وہ زمین سے آسمانی بن گئی اور مادی اور روحانی دنیا کے شہنشاہ بن گئے۔ آج بھی وہی قرآن ہے اور وہی اس کی افادیت ہے اسے اب بھی اپنانے والی قوم دنیاؤں کی بادشاہ بن سکتی ہے ؎

از دہ دیں پروری آمد عروج اندر تخت
باز چوں آید بیابد ہم ازیں رہ بالیقین

(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

شمولیت سلسلہ { محمد شفیع صاحب و ابرہام صاحب نے سلسلہ میں شمولیت کی ہے ان کا بیعت فارم ارسال ہے بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے اس بھائی کی استقامت دین کیلئے دعا کریں۔ والسلام
خواجہ محمد نفیر اللہ۔ سیکرٹری کوارٹر H/ کالج روڈ راولپنڈی

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط از ابراہیم آدسے مورا کینو۔ الورن۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں آپ کا مسلمان بھائی ہوں میرا نام ابراہیم مورا کینو ہے۔ ہمارے گاؤں الورن میں احمدیت کی تبلیغ شروع ہو گئی ہے اور ہر جمعرات اور جمعہ کو اس کے متعلق وعظ و نصیحت ہوتی ہے لیکن ہم کو قرآن اور حدیث سے مطلق واقفیت نہیں۔ ہماری سوسائٹی نے لاگس میں خط تحریر کیا تھا کہ قرآن شریف اور دیگر اسلامی کتابیں ارسال کریں۔ لیکن لاگس برانچ نے آپ کی طرف خط و کتابت کرنے کو لکھا ہے۔

اس لئے ہماری التماس ہے کہ ہمیں انگریزی ترجمہ قرآن اور دوسری کتابیں روانہ کریں۔ گو اس وقت ہم سست ہیں لیکن خدا کے فضل سے مضبوط ہو جائیں گے۔

جواب کا منتظر

(ان کو قرآن شریف اور لٹریچر انگریزی بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از عبدالباقی۔ الورن۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں یہ خط آپ کو لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں مجھے آپ کا نام نائیجیریا کی اخبار سے معلوم ہوا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک ایسی جماعت ہے جو اسلام کی اشاعت کا بہت کام کرتی ہے۔

میری التماس ہے کہ مجھے قرآن شریف اور دوسری اسلامی کتابیں ارسال کریں مجھے مسلمانوں سے خاص لگاؤ ہے۔ ہمارے سکول میں کافر اور عیسائی بہت ہیں ان کو اسلامی تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ براہ کرم مجھے ایک عدد قرآن شریف اور دوسری کتابیں ارسال کریں۔

والسلام

جواب کا منتظر

(ان کو خط کا جواب دیا گیا ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط از بالاحمد۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جناب مکرم! میں نے ابھی اپنا ابتدائی کورس عربی زبان میں احمدیہ یونیورسٹی میں ختم کیا ہے۔ اور میں اپنے گھر گرمیوں کی رخصتوں میں جا رہا ہوں۔ میرے کالج کے دوران میں آپ کی جماعت کی کارکردگی کے متعلق پڑھ چکا ہوں۔ اور میں آپ کے لٹریچر میں بہت دلچسپی رکھتا ہوں۔ کیونکہ اس نے دنیا میں کافی ترقی کی ہے۔

پس میں آپ سے اُمید کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ آپ مجھے مہربانی فرما کر مجھے اپنا تمام لٹریچر بھیجدیں۔ علاوہ ازیں رسالے اور دوسری کتابیں بھی مہربانی فرما کر اُوپر والے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

خدا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو ہمیشہ کی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

(خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

احباب خاص توجہ فرمائیں

جن دوستوں کے ذمہ چندہ ماہوار کے بقایا جات ہیں وہ اپنے اپنے بقایا جات جلد ادا کرنے کی طرف توجہ فرما دیں اور آئندہ چندہ ماہ بماہ ادا کر دیا کریں۔ تاکہ بقایا نہ بڑھے۔ سیکرٹری اور محصل حضرات بھی اس بات کا خاص خیال فرما دیں کہ معطی حضرات کی جانب بقایا نہ بڑھے وصولی باقاعدہ ہوتی رہے۔ بعض بعض جماعتوں کی طرف سے کئی ماہ کا چندہ وصول نہیں ہوا۔ والسلام

سعید احمد
جنرل سیکرٹری

ضرورت ہے آفتاب الدین احمدیہ ہومیوپیتھک دار الشفاء کے لئے ایک دو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو ہومیوپیتھک طریق علاج سیکھنے کا شوق رکھتے ہوں اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہوں احمدیہ بلڈنگس لاہور سے دُور قیام کی صورت میں آمد و رفت کا کرایہ دیا جائے گا۔

اعزازی مہتمم دار الشفاء

مکتوب ہالینڈ۔ (بسلسلہ صفحہ ۱)

ہے۔ اور ہر نماز سے قبل وضو کیا جاتا ہے۔ نماز۔ قیام۔ رکوع سجدہ اور قعدہ پر مشتمل ہے۔ مسجد کی طرف سے ایک نماز کی کتاب طبع ہوئی ہے جس میں عربی متن ترجمہ کے ساتھ دیا ہوا ہے زکوٰۃ بھی ایک ضروری فریضہ ہے جو ابھی تک ادا کیا جاتا ہے زکوٰۃ ۲½ فیصدی سال پر واجب ہوتی ہے۔ لیکن سب سے مشکل فریضہ روزہ کا ہے جو کہ رمضان کے مہینہ میں رکھے جاتے ہیں۔

روزے کے دوران میں صبح سے شام تک ہر قسم کا کھانا پینا ممنوع ہوتا ہے۔ پانی کا ایک قطرہ بھی استعمال کرنا جائز نہیں ہوتا۔ مسلمان کے لئے ساری زندگی شراب پینا منع ہے۔ ہماری معاشرت میں حج کی ادائیگی بہت مشکل امر ہے۔ کیونکہ حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بعد کافی روپیہ گھر کے اخراجات کے لئے چھوڑے تاکہ بال بچے بھوکے نہ رہیں۔

عام ڈچ لوگوں کا پروگرام نماز کی بجائے دنیاوی دھندوں کے لئے خاص ہے اس طرح روزہ کی بجائے چھٹیوں کے لئے لیکن پھر بھی مسلمان مبلغین کا خیال ہے کہ ہمارے ملک کے لئے اسلام سب سے زیادہ مناسب ہوگا۔

امام حافظ اور بشیر جو اسلامک انسٹی ٹیوٹ کے انچارج ہیں دونوں ہی قابل اور یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں۔ ان کے ساتھ صرف تھوڑی سی دیر بات کرنے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ہالینڈ کے مختلف عقائد کے فرقہ جات سے حیرت انگیز طور پر واقف ہیں۔

امام حافظ دن کے وقت ایک عیسائی فرقے کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے بعد شام کو سپر پوسٹ موومنٹ کی ایک تنظیم کے ہاں لیکچر دینے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے۔ بشیر مولوی فاضل ہیں یہ یونیورسٹی کی طرف سے ملی ہوئی ڈگری ہے موسم گرما میں سائیست کے مقام پر ہائیڈ پارک لندن کی نقل میں قائم شدہ پلیٹ فارم پر جا کر اپنے عقائد بیان کرتے ہیں ان کی طاقت سادگی اور بردباری میں ہے۔

اسلامی برادری

اسلامی نامہ رسالہ میں ہم نے پڑھا ہے کہ اسلام کا مطلب خدا کی مرضی کے آگے اپنا سر نگوں کرنا اور اپنے ساتھ اور اپنے ہم نوع انسانوں کے ساتھ امن اور آشتی سے رہنے کے ہیں۔ جو شخص خدا کی پوری پوری اطاعت کرے گا اور اپنے ہم نوع انسانوں کے ساتھ امن اور صلح سے رہے گا تو وہ مسلمان ہوگا۔ یہ خیال عیسائی مذہب میں بھی پایا جاتا ہے کہ سب انسان اپنی پیدائش کے لحاظ سے دراصل عیسائی ہیں اور عیسائیوں کے لئے بھی یہ عقیدہ برادری کی بنیاد ہے۔ اس لئے موجودہ زمانہ کے عیسائی مشنری اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے عیسائیت کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔ لیکن کامل عیسائی بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اس فطری (خدا کے آگے جھکنا) امر سے آگے نکل کر مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم کرے اور انہیں بھی قرار دے کہ اس کے ساتھ ایک ہونے کی کوشش کرے اس قسم کا انقلاب اسلام نہیں جانتا (اس سے ظاہر ہے کہ مقالہ نگار اسلام کی تعلیم سے پوری طرح واقف نہیں۔ بشیر) اس لئے ہر انسان جو اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے مطابق کرتا

باقی بر صفحہ ۹

قدرتِ ثانیہ یا مؤمنینِ کاملین کے غلبہ و فتح کے خُدائی وعدے

اخلاقی اور رُوحانی عالم میں بھی خدا تعالیٰ کے قوانین اور سُنّۃ اللہ کام کرتے ہیں خُداپرستی اور دُنیاپرستی بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے۔

خُطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۳ر جولائی ۱۹۶۴ء۔ فرمودہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد —— وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار۔

(سورہ مؤمن)

میں نے یہ آیت سورۃ مؤمن میں سے تلاوت کی ہیں۔ ان میں ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے کہ ہم اس ورلے زندگی میں اور آخرت میں اپنے رسولوں اور اُن کی جو ایمان لاتے ہیں ضرور بہ ضرور نصرت اور مدد کرتے ہیں۔ اور اپنی تائیدات سے نوازتے ہیں۔ مومنین کا لفظ سب مسلمانوں کے لئے آیا ہے۔ کہ وہ سب جو مسلمان ہیں اور ان کا ایمان کامل ہے۔ ان کو بھی رسولوں اور انبیاء کرام کی طرح اپنے روحانی افضال و برکات اور آسمانی تائیدات و حمایت سے مشرف کرتے ہیں۔

پہلی آیت میں ایک بڑا اصول بیان کیا گیا ہے۔ کہ ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی۔ نہ صرف رسولوں کی بلکہ مومنوں کی بھی۔ ان کی اس زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی نصرت الٰہی کی جاتی ہے۔ اس قسم کی بہت سی آیات قرآن کریم میں ملیں گی جن میں اس اصول کی وضاحت کی گئی ہے، جیسے کہ وکان حقا علینا نصر المؤمنین یعنے ہمارا وعدہ ہے کہ ہم مومنوں کو کامیاب کرتے ہیں۔ اس جگہ یہ فرمایا ہے کہ ہم پر فرض ہے کہ ہم مومنوں کو فتح دیں —— پھر فرمایا الا ان حزب اللہ ھم الغالبون جو اللہ کا گروہ ہوتا ہے وہ یقیناً یقیناً کامیاب ہوتا ہے قرآن کریم نے ابتداء میں ہی سورۃ البقرہ میں کامل مومنوں کے متعلق فرمایا اولٰئک ھم المفلحون، یہ مومن گروہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کے لئے فلاح اور کامیابی یقینی ہے اس اصول کے ساتھ یہ بات ملالیں کہ خدا تعالیٰ کے وعدے کسی نہ کسی قانون کے تحت ہوا کرتے ہیں ان میں کوئی بے قاعدگی کوئی بے اصولی اور کوئی اندھا دھند کارروائی نہیں ہوا کرتی کیونکہ یہ بات صحیح نہیں کہ مادی قوانین کے برخلاف روحانی قوانین میں کوئی بے قاعدگی بے اصولی اور بدنظمی ہوسکتی ہے کہ جس طرح چاہا اس کو بدل دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن کریم کبھی اس نظام فطرت کو پیش کرکے یہ استدلال نہ کرتا کہ جیسا کہ جسمانی دنیا میں قوانین جاری ہیں اسی طرح سے روحانی دنیا میں بھی رائج ہیں۔

اگر ان دونوں میں کوئی تطابق نہ ہوتا تو جسمانی اور مادی نظام کو بطور دلیل پیش نہ کیا جاتا۔ جیسا کہ قرآن کریم نے اس نظام عالم پر بار بار توجہ دلائی ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کے نازل ہونے کی غرض یہ ہے کہ انسان کے دل میں یہ یقین پیدا کر دیا جائے کہ اخلاقی اور روحانی قوانین ہیں۔ اور وہ اسی طرح اٹل ہیں جس طرح کہ عالم طبیعات کے قوانین ہیں۔ سائنسدانوں نے مادی قوانین معلوم کئے۔ اور ان کے تحت چل کر مفاد حاصل کئے ہیں۔ اور دنیا ان سے فائدہ اُٹھا رہی ہے مگر یہ لوگ اخلاقی قوانین کے منکر ہیں۔ یہ انکار صرف دہریوں اور ملحدوں پر ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ ایمان دار ہونے کا دعوے کرتے ہیں ان میں سے بہت سے اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ روحانی عالم میں بخلاف مادی کے کوئی ضابطہ یا قانون نہیں۔ بلکہ جس طرح چاہا کر دیا۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی منشاء کو ہرگز ہرگز پورا نہیں کرتے۔ یہ جو فرمایا کہ ہم مومنوں کو غلبہ دیتے ہیں۔ تو یہ بھی ایک قانون ہے اور اسی قانون کے تحت ہر چیز ظہور پذیر ہوتی ہے۔ چنانچہ اس قانون کا بڑا نمایاں ظہور مامور وقت کی زندگی میں ہوا کرتا ہے۔ جب کوئی مامور آتا ہے، اور دعوے کرتا ہے کہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہوں تو ایک زمانہ اس سے متاثر ہوتا ہے ایسے شخص کو آسمان سے روشنی ملتی ہے اور اس کی زندگی میں یہ اصول کام کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ "ہم ضرور بہ ضرور اپنے رسولوں اور مومنوں کو نصرت عطا کریں گے"۔ مامور، خدا کے کامل بندوں میں سے ہوتے ہیں۔ اور وہ اخلاقی قدروں کو بلند کرنے آتے ہیں۔ ان کی انفرادی ہستی اس قدر باعث کشش اور جذب ہوتی ہے۔ اخلاق عالیہ کی وجہ سے، لوگ اُن کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ ان کے ساتھ تائیدات سماوی اور کرامات ایسی ہوتی ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کی قدرت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان کی ذات میں خلق محمدی کی جھلک ہوا کرتی ہے مگر جب یہ لوگ اس دنیا سے اُٹھ جاتے ہیں تو ان کے بعد انکی جماعت

مومنین یعنی مامور کے حقیقی متبعین کو بھی خدا کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے رسالہ الوصیت میں بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی ۲ قدرتیں دکھاتا ہے ایک قدرت تو مامور وقت کی زندگی میں نظر آیا کرتی ہے اور دوسری قدرت اس مامور کی وفات کے بعد اس کی جماعت کی تائید کے رنگ میں ہوا کرتی ہے بعض لوگ اس غلطی میں ہیں کہ قدرتِ ثانیہ سے مراد کوئی خاص شخص یا اشخاص ہیں۔ یہ غلط تصور ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ مامور کے وصال اللہ کے بعد اس کی جماعت کو تائید اور نصرت اجتماعی طور پر حاصل رہتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے رُوحانی قوانین طلسم سامریان اور کرشمے نہیں ہیں۔ بلکہ غلبۂ مومنین تب ہوتا ہے جب وہ خود من حیث الجماعت وہ اخلاق دکھاتے ہوں جو ان کا مامور دکھاتا تھا۔ الا ان حزب اللہ ھم الغلبون۔ اس سے قبل حزب اللہ کی تعریف بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ گروہ کن صفات سے متصف ہے۔ فرمایا کہ یہ گروہ ایمان۔ انصاف اور حق پرستی کا مظہر ہوتا ہے اس ایمان۔ انصاف اور حق پرستی کے مقابلہ پر نہ رشتہ داری کی پرواہ کی جاتی ہے اور نہ مال اور دولت کی تحریص انہیں مرعوب کر سکتی ہے۔ یہی وہ بات ہے جو حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمائی کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" یعنی دین کے لئے حق پرستی انصاف اور حق گوئی کو کسی حالت میں اور کسی چیز پر قربان نہیں کرنا۔ فرمایا لا یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او ازواجھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ یہ لوگ حق کے مقابلہ پر کسی چیز کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ کنبہ پروری، رشتہ داری سلک ملت کی عصبیتیں ان کا دامن خراب نہیں کرتیں۔ فرمایا اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان یہ وہ گروہ ہے جن کے دلوں میں ایمان بھرا ہوتا ہے اور جسے روح القدس سے تائید حاصل ہوتی ہے جب یہ گروہ حق کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا یہ حتمی وعدہ ہے جس میں غلطی کا کوئی احتمال نہیں ہے جس کے خلاف ہو سکتا ہی نہیں اگر ایسا ہو جائے تو قرآن غلط ہو جائے۔ یہ کتنی بڑی خوشخبری ہے اور حوصلے کو بڑھاتی ہے اگر ایسا ایمان پیدا ہو جائے۔ کہ اس کے مقابل پر کوئی چیز اس سے منحرف نہ کر سکے۔ تو ہمارا غلبہ حتمی اور نصرت یقینی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے الوصیت میں تحریر لکھا ہے کہ میں تو اب جا رہا ہوں۔ اب تم میری اغراض کے وارث ہو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم ایسا کامل ایمان لاؤ گے جو [illegible] خدا کی باتوں کی اطاعت میں کسی درجہ سے محروم نہ ہو اور تمہارا ایمان بزدلی و نفاق سے آلودہ نہ ہو تو میں خدا کی طرف سے یہ کہتا ہوں کہ تم یقیناً کامیاب و غالب ہو گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا قدم پوری رفتار سے چل رہا ہے؟ ....

میں اس بات کا ازالہ کر دوں کہ بعض لوگ اس غلطی میں پڑ جاتے ہیں کہ ایک مامور آیا ... اور ماموریت کا دعوے کیا۔ اور چلے گئے اب اس جماعت کی حالت کیسی ہے؟ اس جماعت کی حالت دیکھ کر بعض جو کمزور دل ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ

نعوذ باللہ ان کے مامور کا راستہ صحیح نہ تھا۔ اگر صحیح ہوتا تو ان کی جماعت اس حالت میں نہ ہوتی۔ وہ نہیں سوچتے کہ راستہ کا صحیح ہونا اور بات ہے اور جماعت کا اس پر عامل ہونا اور چیز ہے۔ ہوسکتا ہے کہ چلنے والوں کے قدم کچھ ڈگمگا گئے ہوں۔ یہی بات حضرت مرزا صاحبؑ نے رسالہ الوصیت میں بیان فرمائی ہے۔ کہ قدرت ثانیہ ہے اور تائید الٰہی ہر وقت شامل حال ہے۔ مگر اس کی شرط ہے اور وہ بڑی بھاری شرط بیان فرمائی ہے۔ یہ ایک قسم کا وظیفہ ہے۔ وہ یہ کہ اس دنیا سے دل مت لگاؤ۔ یہاں تک یہ مشکل راستہ تجویز کیا ہے کہا اگر تمہارے سارے ارادے خدا کے لئے نہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے تو اس صورت میں خدا تمہارے ساتھ نہیں ہوگا اگر ذرہ بھر بھی ملونی دنیا کی دل میں رکھتے ہو تو کامیاب نہیں ہوسکتے بلکہ تمہاری ساری عبادتیں عبث ہیں۔ یہ کتنا بڑا مشکل مقام ہے۔ جو قواعد حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمائے ہیں وہاں صدر انجمن کے بعض ممبران کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس دل میں دنیا کی ذرا سی ملونی بھی ہوگی، اور جو شخص جالباز ہوگا وہ انجمن کا ممبر نہیں رہ سکتا۔

اب کون شخص ہے جو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ کہے کہ میں اس معیار پر پورا اتر رہا ہوں؟ بڑے ڈرنے کا مقام ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم اپنی حالت کو دیکھیں اور غور کریں۔ ایک طرف قانون دیکھیں دوسری طرف اپنے دلوں کی حالتوں کو ٹٹولیں کہ ان دونوں میں کہاں تک مطابقت ہے۔ جب تک مامور وقت کی جماعت اپنے مقاصد کو من حیث الجماعت اختیار نہیں کرے گی اور نمایاں اخلاق اور روحانیت کا مظاہرہ نہیں کرے گی تب تک یہ توقع رکھنا عبث ہے کہ ہم اس کامیابی کے وارث ہوں جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم صحابہ، جنہوں نے اعلیٰ اخلاق اور بلند روحانیت کا بے نظیر اور بے مثال نمونہ قائم کر کے دکھایا ہے وہ گدڑیے تھے۔ فقیر تھے بے زر تھے۔ بے دست اور بے مایہ تھے مگر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور مکمل پیروی سے بادشاہ بن گئے۔ مگر رہے وہی فقیر کے فقیر۔ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اور دنیا کو کوئی وقعت نہ دی۔ تاریخ میں آپ پڑھتے ہیں کہ یہ بادیہ نشین شاہی درباروں میں ایلچی بن کر جاتے ہیں۔ نہ جرنیلوں کرنیلوں کے رعب و دبدبہ سے مرعوب ہوتے ہیں نہ شاہی تمکنت و جلال سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ خاک سروں پر ہوتی ہے۔ میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں جن پر پیوند لگے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ہے ایک ایلچی بغیر کسی شاہی آداب کی پرواہ کئے بغیر اور سیدھے سادے کپڑے پہنے ہوئے ایک بادشاہ کے دربار میں چلے گئے۔ دیکھ کر درباری کہنے لگے (نعوذ باللہ) یہ بدتمیز ہے یہ نہیں جانتا کہ ہمارا رعب کیا ہے۔ یہ قالین کیا ہیں۔ اور کیا کیا طمطراق ہے۔ یہ اسی طرح بغیر مناسب آداب بجا لائے چلا آیا ہے ایک بدبخت شخص نے کہا کہ یہ مٹی میں سلے ہوئے ہیں۔ اور اس نے ایک مٹی کی ٹوکری بھر کر اس ایلچی کے سر پر رکھ دی۔ اس پر ایلچی نے کہا کہ میں آپ کی کرم فرمائی کا مشکور ہوں۔ یہ تو گویا تم نے خود ہی اپنی زمین ہمیں دے دی۔ تم نے اپنا ملک خود ہی ہمارے حوالہ کر دیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے جانباز، جاں نثار، صادق و کامل الایمان اور وفا شعار اور فہیم انسان پیدا کئے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم مامور وقت کی جماعت ہیں۔ وعدہ قرآنی کے ماتحت اس جماعت کو غلبہ اور تائیدات الٰہی شامل حال ہونا چاہیئے وہ کہاں ہیں؟ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ یہ وہ وقت ہے کہ جس کے متعلق حضرت مرزا صاحبؑ کو الہام ہوا تھا:—

ایلی ایلی لما سبقتانی

گویا آپ کی کشفی آنکھ کو یہ وقت دکھلا دیا گیا تھا۔ حضرت عیسےٰؑ کی طرح ایک وقت حضرت صاحبؑ کی جماعت پر بھی ایسا آئے گا کہ جب ایلی ایلی لما سبقتانی کا منظر نظر آئے گا۔ غالباً یہی وہ وقت ہے جو آج ہم پر گذر رہا ہے۔ مگر غور طلب بات یہ ہے کہ یہ وقت آیا کیوں؟ کیا وہ شخص نعوذ باللہ غلط تھا؟ یا کیا اس کا بتلایا ہوا راستہ ناکام ہے؟ اگر یہ دونوں باتیں یقیناً غلط ہیں، تو پھر یہ بات صحیح ہے کہ مامورِ وقت سے وابستگی کا دعویٰ کرنے والے صدق و وفا میں کامل نہیں اترے۔

دنیا پرستی ایک ایسی چیز ہے جو ربانی سلسلوں کو تباہ یا ختم کر دیتی ہے — امام وقتؑ کی سب سے بڑی غرض یہی ہوتی ہے کہ انسانوں کے دلوں کو دنیا پرستی سے پاک و صاف کر دے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کا کاروبار ہی کوئی نہ کرو۔ بلکہ تجارتیں کریں۔ کارخانے چلائیں۔ دولت مند بھی ہو جاؤ۔ مگر دنیا و دولت کی پرواہ نہیں کرنا چاہیئے اس کی محبت میں غرق ہو کر دینی و اخلاقی اقدار کو پس پشت نہیں پھینک دینا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دولتمند ہوئے مگر وہ نہ دنیا کی طرف جھکے نہ دولت مندی سے مرعوب ہوئے۔ جیسے کہ حضرت اقدس مرزا صاحبؑ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں فرمایا کہ وہ نہ دنیا سے تھے اور نہ دنیا سے محبت کرتے تھے اور نہ دنیا اُن سے محبت کرتی تھی اور نہ اپنے میں سے سمجھتی تھی۔ یہ ایک قلبی کیفیت ہوتی ہے۔ ایک فقیر جیب سے خالی ہو، مگر ہوسکتا ہے کہ اس کا دل دنیا کی محبت سے لبریز ہو اور ایک بادشاہ ہو ممکن ہے کہ اس کا دل دنیا میں نہ اٹکا ہوا ہو۔ حضرت سلیمانؑ کا واقعہ ہمارے سامنے ہے۔ وہ بادشاہ تھے۔ دنیا جہان کی ہر نعمت ان کو میسر تھی۔ مگر ان کا دل دنیا کی محبت سے یکسر خالی تھا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا:—

انی احببت حب الخیر عن
ذکر ربی

یعنی میرا ان گھوڑوں اور دنیاوی ساز و سامان کی طرف التفات تو ان چیزوں سے محبت کے باعث نہیں بلکہ خدا کے ذکر کی وجہ سے یہ سب کچھ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دل میں اصل محبت تو خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہے کسی دنیاوی کشش پر فریفتہ نہیں۔ لیکن ان دنیاوی تعلقات اور بادشاہی کے سامانوں کی طرف توجہ اس وجہ سے ہے کہ یہ بھی خدا کا حکم ہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ:— حب الدنیا رأس کل خطیئۃ ۔۔۔ یہ دنیا کی محبت ساری برائیوں کی جڑ ہے۔ اس وقت بین الاقوامی، ملکی، قومی کنبہ اور برادری کی سطح پر ناانصافیاں کیوں ہیں؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ دلوں میں دنیا کی محبت سما گئی ہے اگر کوئی غریب ہے تو وہ امارت کے خواب دیکھتا ہے۔ اور اگر کوئی امیر ہے تو اور امیر بننا چاہتا ہے اور ھل من مزید کا شور ہر طرف بپا ہے ....

(اس زمانہ کی سیاستدانی کا تقاضا بھی یہی ہے ....

کہ دولت ملکی پالیسی کے تحت حاصل کی جائے کہ ہمیں دولت اور مل جائے۔ ذرائع اور وسیع ہو جائیں — مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ہمیں فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ ہماری اصل غرض کیا ہے؟ کیا یہ نہیں کہ ہم نے دنیا کی محبت کو کم کرنا ہے۔ اس دنیا پرستی کے جذبہ کو مار دینا ہے۔ اگر یہ غرض نہیں تو یہ ہمارا سب کچھ محض قیل و قال ہے ایک ناٹک ہے جو کھیلا جا رہا ہے۔ ایک تماشا ہے جو رچایا جا رہا ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ جب ہم دعوے تو یہ کریں کہ دنیا مصائب و آلام میں اس لئے مبتلا ہے کہ اس نے خدا پرستی کی بجائے دنیا پرستی اختیار کر لی ہے۔ جیسے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے مگر ہمارے دعوے کے ساتھ ہمارے اپنے قلوب میں بھی دنیا پرستی کا وہی بت جلوہ گر ہو جو باقیوں میں ہے تو ایسی حالت میں کیا ہم دنیا کے حقیقی مصائب کا علاج کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں محض اس لئے کہ ہم منہ سے یہ کہتے ہیں کہ دنیا پرستی کی بجائے خدا پرستی اختیار کرنا چاہیئے؟ ہم نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ میں اس معاملہ میں کمزور انسان ہوں۔ مجھے کسی بلند مقام کا دعوے نہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ہم اجتماعی طور پر یعنی من حیث الجماعت کہاں تک اس نظریہ کے قریب ہیں؟ اور کہاں تک دوسرے لوگوں سے متمیز ہیں؟ اگر ایک شخص تاجر ہے کارخانہ دار ہے وہ ناجائز طریقہ سے اپنا کاروبار چلا رہا ہے۔ یا کوئی ملازم ہے وہ رشوت لیتا ہے۔ ..

. . . .

. . . . تو کیا اس سے ہم من حیث الجماعت مامور وقت کی کامل پیروی کرنے والے اور اس لئے اس غلبہ و فتح کے حقدار بن سکتے ہیں جس کا وعدہ قرآن کریم اور پھر حضرت اقدسؑ نے ہمارے ساتھ کیا ہے؟

اگر خدائی سنت اور روحانی قانون یہی ہے کہ مامور وقت کے بعد اس کی جماعت کا غلبہ تب مقدر ہوتا ہے جب وہ اس کی کامل پیروی میں دنیا پرستی کی بجائے خدا پرستی اختیار کرے تو پھر ہم اپنی موجودہ ناقص حالت میں یہ کیونکر امید کر سکتے ہیں کہ ہم اس کامل غلبہ و فتح کے حقدار یا وارث ہیں؟ یہ تو خدا کا فضل اور اس کی مغفرت ہے کہ باوجود ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کے پھر بھی اس نے ہماری جماعت کے کاموں میں برکت ڈال رکھی ہے، اور باوجود اس کے اس جماعت کو اس زمانہ میں بے نظیر کامیابی عطا کی ہے

خط و کتابت کرتے وقت چیٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
منیجر

بعض ان الہامات کی صحیح تشریح

جن کا مصداق علماء ربوہ نے غلط طور پر جماعت لاہور کے بزرگوں کو قرار دیا ہے

الہامات کی تشریح پر قلم اُٹھانے کی وجہ

آج میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بعض الہامات کی صحیح تشریح پر قلم اُٹھانے لگا ہوں کیونکہ جماعت ربوہ کے ایک مصنف نے ان الہامات کو توڑ مروڑ کر جماعت لاہور کے بزرگوں پر عموماً اور ان کے امیر مرحوم و مغفور پر خصوصاً چسپاں کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے اور انہیں ان بزرگوں کے خلاف بدظن کرنے کی کوشش کی ہے۔

الہامات کے متعلق ایک اصول

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بعض الہامات یا کشوف کی اصل حقیقت اسی وقت کھلتی ہے جب وہ پورے ہوتے ہیں اگر وہ الہامات یا کشوف کسی غیر معین شخص کے متعلق ہیں تو جس شخص پر الہامات یا کشوف میں بیان کردہ علامات صادق آئیں گی وہی یقینی طور پر ان کا مصداق قرار پائے گا۔ اس سے قبل دوسروں کے قیاسات تو الگ رہے خود ملہم کا اپنا قیاس بھی بعض اوقات درست ثابت نہیں ہوتا۔

باوجود انقباض کے قلم اُٹھانے کی وجہ

جن الہامات اور کشوف کی تشریح میں پیش کرنا چاہتا ہوں ان میں ایک عورت کا بھی ذکر ہے جو اب فوت ہو چکی ہے۔ اس لئے میرے دل میں سخت انقباض تھا کہ اس کو ان الہامات و کشوف کا مصداق ٹھہراؤں لیکن کیا کروں ان میں بیان کردہ علامات صاف طور پر اسی پر چسپاں ہوتی ہیں اگر علماء ربوہ نے غلط طور پر جماعت لاہور کے بزرگوں کو ان الہامات کا مصداق قرار دے کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش نہ کی ہوتی تو میں بھی خاموش رہتا۔ لیکن میری یہ خاموشی ہمیشہ کے لئے جماعت لاہور کے بزرگوں کے خلاف آنے والی نسلوں کو بدظنی میں مبتلا رکھنے کا موجب بن سکتی ہے اور لامحالہ وہ انہی بزرگوں کو الہامات کا مصداق سمجھتے رہیں گے اگر ان کی اصل حقیقت پر سے علماء ربوہ کا ڈالا ہوا پردہ نہ اُٹھایا گیا۔ دوسری یہ بھی مجبوری ہے کہ اگر آج ان الہامات کی صحیح تشریح نہ کی گئی تو یہ الہامات ہمیشہ کے لئے معمہ بنے رہیں گے۔

حضرت اقدسؑ کے تین الہامات اور ایک کا اسی وقت پورا ہو جانا۔

۲۶ر مئی ۱۹۰۵ء ۔ فرمایا گھر میں طبیعت علیل تھی بہت سردرد، بخار اور کھانسی بھی تھی لوگوں کے لئے ابتلاء کا خوف ہوتا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ بیماری معمولی نہ تھی اس نے ضرور کوئی سخت شکل اختیار کر لی ہوگی جس سے اگر موت واقع ہو جاتی تو لوگوں کے ابتلاء میں پڑ جانے کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا۔ ناقل) آپ کے لئے بھی دعا کی تھی پہلے تو ایک مشتبہ سا الہام ہوا معلوم نہیں کس کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے :- (۱) شر الذین انعمت علیھم (۲) میں ان کو سزا دوں گا۔ (۳) میں اس عورت کو سزا دوں گا۔ معلوم نہیں یہ کس کے متعلق ہے۔ اس کے بعد گھر والوں کے متعلق یہ الہام ہوا :-

(۱) رَدَّ الیھا رَوْحھا و ریحانھا۔

(۲) انی رددت الیھا روحھا و ریحانھا

ان الہامات میں جو الہام حضرت بیوی صاحبہ مرحومہ کے متعلق ہوا وہ تو اسی وقت پورا ہو گیا یعنے اللہ تعالےٰ نے انہیں اس خطرناک بیماری سے شفا بخشی جس میں وہ مبتلا تھیں اور جس کی وجہ سے حضور کو سخت گھبراہٹ پیدا ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ لوگوں کے لئے ابتلاء کا خطرہ دامنگیر ہو رہا تھا۔ چنانچہ ۳۱ر مئی ۱۹۰۵ء کے الحکم میں اس الہام کو جناب بیوی صاحبہ محترمہ کے بیماری کے بعد صحتیاب ہونے پر ہی لگایا ہے اور اس بشارت کو اسی کے متعلق قرار دیا ہے۔ باقی تینوں الہاموں کے متعلق حضور یہی فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ تینوں الہام جماعت لاہور کے ایک بزرگ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے حق میں دُعا کرنے کے نتیجہ میں نازل ہوئے۔ ہمارے یہ بزرگ سب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس کو بہت ہی عزیز تھے اور حضور انہیں بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ اس لئے یہ یقینی بات ہے کہ اس الہام کا تعلق کسی نہ کسی وجہ سے شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے ساتھ ضرور ہے

واسطہ افواہ پر ہی چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے گو ان کی اس کوشش نے غلط راہ اختیار کی ہے لیکن اتنا تو اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اُن کے نزدیک بھی یہ الہامات کسی آئندہ زمانہ پر پورا ہونے والے تھے اور میرے نزدیک بھی حقیقت یہی ہے گو میرے نزدیک ان کے پورا ہونے کا زمانہ ان کے متعین کردہ زمانہ کے بھی بعد کا ہے۔

علمائے ربوہ کی تشریح

اب ان تینوں الہاموں میں سے صرف پہلے الہام کو علماء ربوہ نے جماعت لاہور کے بزرگوں پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے باقی دو الہاموں پر سے اس طرح گذر گئے ہیں جیسے وہ تھے ہی نہیں چنانچہ مکمل تبلیغی احمدیہ پاکٹ بک کے مصنف خادم صاحب گجراتی اپنی اس کتاب میں اس الہام کے متعلق یوں رقمطراز ہیں :-

> " شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری (جو بعد میں پیغام پارٹی کے رُکن ہو گئے تھے) کے لئے حضور نے دُعا فرمائی تو الہام ہوا "شر الذین انعمت علیھم" یعنے شرارت ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا اس الہام میں یہ بتایا گیا تھا کہ وہی لوگ جن پر حضرت اقدس کی طرف سے بے شمار مہربانیاں ہوئی تھیں ایک وقت آئے گا کہ حضور کی شان میں استخفاف کر کے حضور کے مشن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے چنانچہ فتنہ غیر مبائعین اُٹھا اور شیخ رحمت اللہ صاحب اس کے رکن رکین بن گئے۔" صفحہ ۹۲۸

تمام علمائے ربوہ یہی خیال کرتے ہیں

یہ صرف خادم صاحب کا ہی خیال نہیں بلکہ تمام علماء ربوہ اسی خیال کے حامی ہیں اور اسی کا پروپیگنڈا اپنی جماعت میں کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں جو دو کتابیں "حیات نور" اور "تحریک احمدیت حصہ چہارم" ان کی طرف سے شائع ہوئی ہیں ان میں بھی جماعت لاہور کے بزرگوں کے خلاف نہایت خطرناک زہر اُگلا گیا ہے اور نعوذ باللہ انہی کو جماعت میں فتنہ و فساد پھیلانے کا بانی قرار دیا گیا ہے اگر اس کے ساتھ ہی جماعت کو یہ بھی یقین دلایا جائے کہ الہام "شر الذین انعمت علیھم" بھی انہی بزرگوں کے متعلق ہے اور یہی لوگ اس الہام کے مصداق ہیں تو جماعت ان بزرگوں کی طرف توجہ کس طرح کر سکتی ہے توجہ کرنا تو کجا ان کے دلوں میں تو ہمیشہ کے لئے ان بزرگوں کے خلاف جذبات نفرت موجزن رہیں گے اور یہی اُن علماء کی مذموم غرض تھی جس میں بظاہر یہ لوگ کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ اس کی تصدیق کر رہا ہے

نفرت کس طرح دُور ہو سکتی ہے۔

اگر حقائق جماعت ربوہ کے احباب تک پہنچائے

جائیں تو ممکن ہے ایک وقت آجائے کہ حضرت اقدس کے دوسرے الہام کے مطابق وہ وسوسہ لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائے جو ان علماء نے جماعت لاہور کے بزرگوں کے خلاف پیدا کیا ہوا ہے کیونکہ اس الہام میں صاف یہ الفاظ ہیں "لاہور میں ہمارے پاک محبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جاوے نظیف مٹی کے ہیں وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی۔ مگر اس وسوسہ کو دور کرنے کے لئے پیہم کوشش کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ان لوگوں تک حقیقت حال کو پہنچانا بھی شرط ہے کیونکہ راسخ شدہ نفرت آہستہ آہستہ ہی دور ہوا کرتی ہے۔

فتنہ کا بانی کون؟

جس فتنہ و فساد کے بانی ہونے کی طرف یہ علماء اشارہ کر رہے ہیں میں نے حقائق کی بناء پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کے بانی جماعت لاہور کے بزرگ نہ تھے احباب ربوہ مجھے معاف رکھیں اگر میں یہ کہوں کہ جماعت میں فتنہ پیدا کرنے والے تو جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ساتھی تھے اس کے متعلق سلسلہ مضامین میں نے شروع کیا ہے جو رسالہ "روح اسلام" میں شروع ہو رہا ہے اس کی دوسری قسط میں اس پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے جو اگست کے شمارہ میں انشاء اللہ شائع ہو گی۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کا الہام

اس کے بعد خادم صاحب اپنی کتاب کے اسی صفحہ پر حضور کا ایک اور الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" درج کر کے اس کا مصداق نعوذ باللہ نعوذ باللہ خوف خدا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمارے محترم امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کو قرار دیتے ہیں وہ محمد علی جس کے متعلق خدا کے مامور مسیح موعود نے صاف لکھا کہ میری فراست خطا نہیں جاتی کہ یہ نوجوان نیکی میں ترقی کرے گا اور خدمت دین میں اس کی قلم خوب تیزی سے چلے گی اور جس کے متعلق وہ شہادت دے گئے کہ ان کے مذہب کو وہ خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اور دوسروں کو ہدایت کی کہ ان سے اصلاح لیا کریں۔

ان حالات میں ہم مجبور ہیں کہ اصل حقیقت کو احباب کے سامنے لائیں خواہ اس کا اثر کسی پر بھی پڑے۔ ورنہ ہماری خاموشی ہمیشہ کے لئے ہمارے بزرگوں کو لوگوں کی نظر میں حقیر بنائے رکھنے کا موجب بنی رہے گی۔

آئیے ہم ان الہامات کا واقعات کی روشنی میں جائزہ لیں کہ واقعات کی رو سے ان کا مصداق کون بنتا ہے۔

شر کے معنی

شَرَّ شَرًّا فعل کا مصدر ہے اور شَرَّ فلانًا کے معنی ہیں عابہ و ازدری بہ یعنی اس پر عیب لگا کر اسے لوگوں کی نظر میں حقیر بنانے کی کوشش کی اور اہل علم جانتے ہیں کہ مصدر اسم فاعل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لحاظ سے الہام کے معنی ہوں گے ان لوگوں کو جن پر تیرے انعامات ہیں لوگوں کی نظر میں حقیر بنانے کی کوشش کرنے والا یا کرنے والے۔

اب واقعات سے ظاہر ہے کہ شیخ رحمت اللہ صاحب اور ان جیسے دیگر بزرگوں کو جماعت کی نظر میں گرانے کے لئے جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے نقش قدم پر چل کر ان کے ساتھی جس قدر سرگرم عمل رہے ہیں، وہ کسی واقف کار سے مخفی نہیں یہاں تک کہ ان کو گندی اروڑی پر پڑے ہوئے گوبھی کے گندے چھلکوں سے تشبیہ دی۔ کہیں ان کو باغی سرکش جماعت میں فتنہ ڈلوانے والا قرار دے کر جماعت کو ان سے متنفر کیا کہیں نعوذ باللہ چور امیر کا لقب دے کر جماعت کے دلوں سے ان کی وقعت کو گرایا کہیں ان کو شہرت پسند اقتدار کے بھوکے ٹھہرا کر جماعت اور ان کے درمیان بعد پیدا کیا غرضیکہ جماعت میں ان بزرگوں کے وقار کو کم کر کے جماعت کو ان سے دور رکھنے کے لئے جو حربہ بھی یہ لوگ استعمال کر سکتے تھے اس کو انہوں نے استعمال کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور اس طرح حضرت اقدس کے اس الہام کو صفائی سے پورا کر دیا جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں حضرت اقدسؑ نہ ان الہامات کا مطلب اس وقت سمجھے اور نہ سمجھ سکتے تھے کیونکہ انہوں نے مدت بعد پورا ہونا تھا اور یہی زبردست دلیل ہے اس بات پر کہ یہ الہامات خدا کی طرف سے ہی تھے ان کے اپنے دماغ کی اختراع ہرگز نہ تھے جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔

شر الذین انعمت علیہم کے معنی کی تعیین دوسرے الہامات سے

علماء ربوہ اس الہام کی یہ تشریح کرتے ہیں ان لوگوں کی شرارت جن پر تو نے انعام کیا اگر علماء ربوہ کے نزدیک جماعت لاہور کے بزرگوں پر حضرت اقدسؑ کے انعامات تھے تو کیا حضرت اقدس کی اولاد اور ان کے ہم نوا لوگ حضرت اقدسؑ کے انعامات کے مورد نہیں تھے اس لحاظ سے کیا الہام کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ بعض لوگوں کی طرف سے شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم جیسے بزرگوں کو شر پہنچے گا جیسا کہ پہنچا۔ باقی حضرت خلیفہ اول کی وفات پر جو تفرقہ جماعت میں نمودار ہوا اس کے متعلق میں بتلا چکا ہوں کہ اس کا باعث خود جناب میاں صاحب اور ان کے ساتھی تھے کیونکہ اتحاد کے قائم رکھنے کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والی جو باتیں انہوں نے پیش کیں ان کے درست ہونے میں ان کے پاس کوئی شرعی سند نہ تھی اور حضرت مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے جو تجاویز پیش کیں جنہیں میاں صاحب نے رد کر دیا ان کی تائید میں شرعی سند موجود تھی اس لئے تفرقہ کی ذمہ داری جناب میاں صاحب اور ان کے ساتھیوں پر آتی ہے۔

اس الہام کے بعد دوسرے دو الہام اس الہام کے مصداق کی تعیین میں زبردست قرینہ کا کام دے رہے ہیں ان میں پہلا الہام ہے "میں ان کو سزا دوں گا" اب یہ واقعہ ہے کہ جماعت لاہور کے بزرگوں کو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رض کی وفات کے بعد کوئی سزا نہیں ملی دین کی خدمت جس طرح وہ پہلے کر رہے تھے اسی طرح وہ خدمت دین میں ساری عمر مشغول رہے اشاعت اسلام کے لئے ہزاروں روپے ان بزرگوں نے خرچ کئے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب مرحوم، شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم، خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور مولانا محمد علی صاحب مرحوم یہ پانچوں بزرگ نیکی اور تقویٰ میں کافی شہرت کے مالک رہے ہیں کسی قسم کا دھبہ ان کے کیریکٹر پر نہیں لگا۔ مخلوق خدا کو ان کے ذریعہ کافی فائدہ پہنچا۔ دین کے لئے بیش از بیش قربانیاں کرتے رہے دنیاوی رنگ میں بھی کافی شہرت پائی اور دینی رنگ میں بھی کافی احترام کے ساتھ دیکھے جاتے تھے ان سب کی موت بھی ابرار کی موت ثابت ہوئی اس لئے اللہ تعالےٰ کی سزا سے یہ بالکل محفوظ ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

دوسرا الہام ہے "میں اس عورت کو سزا دوں گا" یہ الہام بتلا رہا ہے کہ فریقین میں کوئی عورت ہے جو خدا تعالےٰ کی سزا کی مستحق قرار دی گئی ہے اور یہ ایک ایسی علامت ہے جو "شر الذین انعمت علیہم" کے مصداق کی واضح طور پر تعیین کرتی ہے یہ ظاہر ہے کہ لاہور کے بزرگوں میں تو کوئی ایسی عورت نہیں ہوئی جو الہام کی مصداق ٹھہرائی جا سکے۔

اس عورت کی مزید تشریح

مندرجہ بالا تینوں الہامات ۲۶ مئی ۱۹۰۵ء کے ہیں اس کے بعد ۱۶ جون ۱۹۰۵ء کو ایک رؤیا کے ذریعہ اس عورت کی تفصیلی کیفیت کا نقشہ پیش کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے۔ ۱۶ جون ۱۹۰۵ء:-

"قبل از نماز صبح رؤیا دیکھا کہ میں اپنے مکان میں کمرے کے اندر کھڑا ہوں اس وقت دیکھا کہ باہر ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے۔ جو مخالفانہ رنگ میں ہے وہ بہت بری حالت میں ہے اور اس کے سر کے بال مقراض سے کٹے ہوئے ہیں کوئی زیور نہیں اور نہایت ردی اور مکروہ حالت میں ہے اور سر پر ایک میلا سا کپڑا پگڑی کی طرح لپیٹا ہوا ہے اس کے ساتھ بات کرنے سے مجھے کراہت آتی ہے نماز عصر کا وقت ہے میں جلدی سے اٹھا ہوں کہ نماز کے لئے چلا جاؤں۔ کچھ کپڑے میں نے ساتھ لئے ہیں کہ نیچے جا کر پہن لوں گا یہ جلدی اس لئے کی کہ اس عورت کو میرے ساتھ بات کرنے کا موقعہ نہ ملے پس میں نے جلدی کے سبب پگڑی کو ہاتھ میں لیا اور پشمینہ کی سرخ چادر اوپر لی اور کمرے سے نکلا جب میں اس کے برابر گزرا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ "لعنت اللہ علی الکاذبین" ساتھ ہی یہ الہام ہوا "اس پر آفت پڑی آفت پڑی""

۱؎ یہ وہی عورت معلوم ہوتی ہے جس کے متعلق اسی اخبار میں درج ہوا تھا کہ میں اس کو سزا دوں گا میں اس عورت کو سزا دوں گا۔ (ایڈیٹر الحکم)

اور دیکھا کہ وہ عورت ایک نہایت ذلیل شکل میں کوڑھیوں کی طرح بیٹھی ہے۔ انہی دنوں میں یہ الہام ہوا "مضر صحت"

قابلِ سزا عورت کا نقشہ

رؤیا مندرجہ بالا میں اس عورت کی حالت کا نقشہ پیش کیا گیا ہے جس کو ۲۶ر مئی کے الہام میں قابلِ سزا قرار دیا گیا ہے رؤیا میں اس کی مندرجہ ذیل صفات بیان کی گئی ہیں :-

(۱) حضرت اقدس جماعت میں جس نیکی۔ پاکیزگی اور طہارت کی روح پیدا کرنا چاہتے تھے اس کا عمل اس مقصد کے خلاف ہو گا۔

(۲)- اس کے اعمال زمینی لوگوں کے اعمال ہیں یعنے وہ اخلد الی الارض کی مصداق ہے۔

(۳)- سر کے بال کٹے ہوئے ہونا اور سر پر گندے کپڑے کا ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ اس کے بعض افعال ایسے ہوں گے جو باعزت انسان کی شان کے منافی ہوں گے۔

(۴)- اس کی حالت ایسی مکروہ اور ردّی ہو گی اور اس قدر بُری حالت میں ہو گی کہ دیکھنے والا اس سے کراہت کرے گا۔

(۵)- حضرت اقدس کی روح کو اس سے سخت نفرت ہو گی۔

(۶)- کوڑھیوں کی طرح اس کی حالت ہو گی۔

(۷)- اس پر کسی آفت کا آنا بھی مقدر ہے

(۸)- وہ ایسے کام کرے گی جو مضر صحت ہوں گے۔

(۹)- اس سے تعلق رکھنے والے ایسی بات کہتے ہوں گے جو جھوٹ ہو گی۔

(۱۰)- ایسے لوگ خدا کی لعنت یعنی عذاب کے نیچے آئیں گے۔

ان علامتوں کا مصداق

جماعت لاہور کے بزرگوں میں تو کوئی ایسی عورت نظر نہیں آتی جس میں مندرجہ بالا دس علامتیں پائی جاتی ہوں جب ہم واقعات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو میرے دوست مجھے معاف کریں گے اگر میں یہ کہوں کہ یہ علامتیں جناب میاں محمود احمد صاحب کی ایک بیوی میں نمایاں طور پر نظر آ رہی ہیں - دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ موت کے وقت ان کی حالت ایسی تھی کہ بدبو کی وجہ سے ان کے پاس کھڑا نہیں ہوا جاتا تھا اس قدر پیپ اُن کے جسم سے نکلتی تھی کہ ہر آدمی اُن سے کراہت کرتا تھا۔ الہام "مضرِ صحت" کے مطابق ان کی صحت بالکل تباہ ہو چکی تھی کوڑھیوں کی طرح پیپ ان کے بدن سے نکلتی رہتی تھی بند ہی نہیں ہوتی تھی - دیکھنے والے کہتے ہیں کہ موت کے بعد بھی پیپ اُن کے جسم سے نکلتی رہی اور اس کثرت سے نکلتی تھی کہ کئی کفن بدلنے پڑے ان کی بیماری، معمولی بیماری نہ تھی بلکہ فی الحقیقت ایک آفت تھی جس کی شکار وہ کافی عرصہ تک رہیں گویا کہ خدا کی طرف سے ایک خطرناک سزا تھی جو اس کے اعمال کے نتیجہ میں اُسے مل رہی تھی۔ اس کا تعلق ایسے لوگوں سے ثابت ہے جو جماعت لاہور کے بزرگوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرنے میں مصروف رہے ہیں۔ عصر کی نماز سے ساتھ بھی اس کا گہرا تعلق ہے۔ اگر ضرورت پیش آئی تو اس کی بھی وضاحت کر دی جائے گی۔

۱۹۰۶ء کا کشف

مندرجہ بالا نقشہ دکھلانے کے قریباً دس[10] ماہ بعد پھر اسی عورت کو ایک کشف میں دکھلایا جاتا ہے ۲۴ر اپریل ۱۹۰۶ء کو فرمایا :-

چند روز ہوئے کہ کشفی نظر میں ایک
عورت مجھے دکھلائی گئی اور پھر
الہام ہوا "ویلٌ لھٰذہ الامرأۃ وبعلھا"
یعنی اس عورت پر بھی عذاب ہے اور
اس کے خاوند پر بھی عذاب ہے۔

اب دوست بتلائیں واقعات میں ان کا کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے۔ بیوی بھی سخت عذاب میں مبتلا رہ کر اس دنیا سے رخصت ہوئی اور اب اس کا خاوند بھی عذاب الٰہی کے نیچے زندگی کے دن گذار رہا ہے کاش بُرا ماننے کی بجائے ہمارے دوست کھلی آنکھوں کے ساتھ واقعات کا مشاہدہ کریں اور خدا کے الہاموں کی صداقت کو دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہوئے صراط مستقیم کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ جماعت لاہور کے بزرگوں کے خلاف استخفاف کا الزام لگانے والے غور کریں کہ وہ خود غلو کے الزام کے نیچے آ رہے ہیں بزرگان لاہور کی طرف سے تو استخفاف کا ارتکاب نہیں ہوا البتہ خود ان لوگوں سے غلو کا ارتکاب ہوا ہے اور ابھی تک ہوتا چلا جا رہا ہے۔

الہام "لاہور میں ایک بے شرم" کی حقیقت انشاء اللہ آئندہ قسط میں بیان کی جائے گی۔

مکتوب ہالینڈ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۴)

کے بعد بنی نوع انسان کے ساتھ امن اور صلح کا عہد کرلے تو وہ اسلامی برادری کا ممبر بن جائے گا۔ وہ خدا اور انسان کے درمیان کسی ذریعہ اور واسطہ کی ضرورت تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے مسلمان اپنے آپ کو محمڈن کہلانا بھی پسند نہیں کرتے۔ اسلام کے بانی کو خدا کا پیامبر یقین کیا جاتا ہے اور دوسرے انبیاء کے پیغام کو بھی وہ مانتے ہیں۔ مگر (حضرت) محمدؐ کا پیغام تمام پیغاموں کا خلاصہ اور مکمل پیغام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالے فرماتے ہیں الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ بردباری کا اصول قائم رکھنا عیسائیت سے زیادہ آسان ہے۔ اگر مسلمان مبلغین کسی ملک میں اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلطیوں کو دُور کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ ان کی بڑی کامیابی ہو گی

ہیگ کی مسجد اور اسلامک انسٹی ٹیوٹ کا سب سے پہلا مقصد یہی ہے (کہ وہ غلط فہمیوں کو دُور کریں) ان غلط فہمیوں کا سب سے بڑا موجب مسلمان خود ہیں جیسا کہ عیسائیت کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا موجب بھی عیسائی ہی ہیں۔

"مجدّد حضرت احمدؑ"

ہیگ کے امام کہتے ہیں کہ خدائی الہام کے مطابق اسلام کامل اور آخری پیغام ہے اسی طرح قرآن بھی کامل اور مکمل کتاب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ (حضرت) محمدؐ کے بعد کوئی نیا قانون لانے والا نبی نہیں ہو سکتا۔ لیکن انسان غلطی کرنے کی وجہ سے راہ حق سے بھٹک جاتا ہے۔ اس کی راہنمائی کے لئے اللہ تعالے نے حضرت نبی اکرم صلعم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ہر صدی کے سر پر مجدّد مبعوث فرمائے گا۔ اس وعدہ کے موافق گذشتہ تیرہ مجدّدین کے سلسلہ کی کڑی کے طور پر چودھویں صدی ہجری میں حضرت احمد تشریف لائے تاکہ وہ تمام لوگوں کو اس آخری اور سب سے پرانے مذہب اسلام کے اندر جمع کریں۔

حضرت احمد آف قادیان وہ انسان ہیں جن کی ہدایات کے مطابق مسلمان مبلغین حافظ۔ بشیر اور ان کے معاونین ہالینڈ میں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ آپ ۱۸۳۵ء میں بمقام قادیان پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے کوچ فرما گئے۔ آپ پنجاب - ہندوستان کے رہنے والے تھے - آپ اپنی عمر کے ابتدائی سالوں میں ہی ایک وقت خدا کی عبادت میں گذارنے اور روزہ رکھنے کے عادی تھے - اپنا کھانا محتاجوں میں تقسیم فرما دیتے اور خود روزے رکھا کرتے تھے - انہوں نے ستر کے قریب کتابوں میں اپنے عقائد کی وضاحت کی ہے۔ اور مسلمانوں کو اصل اسلام کی طرف آنے کی دعوت دی ہے کہ اسلام ہی خدا تعالےٰ کی منشاء کے مطابق دیا ہوا مذہب ہے ۱۸۸۹ء میں چالیس افراد نے پہلی بار آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس طرح احمدیہ جماعت کی بنیاد رکھی گئی - احمدیہ جماعت کا ایک مقصد تو اسلام کی تجدید ہے اور دوسرا مقصد تمام انسانوں کو اپنے ذاتی تجربات کے ذریعہ اسلام میں داخل کرنا ہے - اس وقت سے جماعت احمدیہ اپنے مقصد کی خاطر ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور دراصل یہی ایک جماعت ہے جو اسلام کی تبلیغ کا کام اپنے ذمہ لئے ہوئے ہے۔

اس وقت امریکہ - کینیڈا - جنوبی امریکہ - ہانگ کانگ جاپان - فلپائن - افریقہ کے مختلف ممالک - میڈرڈ - برلن ہمبرگ - پیرس - انگلینڈ - زیورک - دی آنا - سل میتیکی - اوسلو کوپن ہیگن - تمام جگہوں میں مشن قائم ہیں - صرف کمیونسٹ ممالک میں موجود نہیں کیونکہ وہاں تبلیغ کی اجازت نہیں۔ لہذا مسلمان مبلغین عیسائیت کے ساتھ بات چیت کرنے کے خواہاں ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

روئدادِ مجلسِ مشاورت

منعقدہ ۱۷ مئی ۱۹۶۴ء زیرِ اہتمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

اس سال جماعت راولپنڈی نے اپنے دو روزہ سالانہ جلسے کے دوران ایک مجلس مشاورت کا اہتمام کیا تھا تاکہ سابق صوبہ سرحد۔ اور اضلاع کامل پور۔ راولپنڈی۔ جہلم گجرات اور سرگودھا کے احباب کو موقع مل سکے کہ وہ تنظیم توسیع اور استحکام سلسلہ کے بارے میں نیز اپنے مسائل پر غور و خوض کر سکیں اور جن امور پر اتفاق ہو جائے انکو مرکزی انجمن میں عملدرآمد کے لئے بھجوایا جائے چنانچہ اس مجلس کے انعقاد کی اطلاع اس علاقہ کے سیکرٹری صاحبان کو پہلے سے دی گئی تھی اور ان سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنی جماعت کی طرف سے تحریری تجاویز سیکرٹری جماعت راولپنڈی کے پتہ پر بھیجیں۔ بیرونی جماعتوں سے سولہ کے قریب تجاویز موصول ہوئیں۔

یہ مجلس ۱۷ مئی ۱۹۶۴ء کو رات کے نو بجے جلسہ گاہ میں منعقد ہوئی۔ اضلاع ہزارہ۔ پشاور، کامل پور، راولپنڈی جہلم، گجرات اور سرگودھا کی جماعتوں کے عہدیداران اور دوسرے اراکین کے علاوہ کرنل سعید احمد صاحب اور محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب (لاہور) نے بھی اس مجلس [illegible] کی۔

اس اجلاس کے لئے خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کو صدارت سنبھالنے کی درخواست کی تھی مگر وہ وقت پر تشریف نہ لا سکے اس لئے اتفاق رائے سے خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ سے صدارت کرنے کے لئے درخواست کی گئی جس کو خانصاحب محترم نے قبول فرمایا۔ چنانچہ ان کی صدارت میں مجلس کی کارروائی شروع ہوئی۔ شیخ خالد اقبال صاحب نے سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ سب سے پہلے مولوی عبدالرحمن صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت کی پھر محترم شیخ عبدالعزیز صاحب نے حضرت امام الزمانؑ کا منظوم کلام سنایا۔ ازاں بعد صدر محترم نے سیکرٹری صاحب سے کہا کہ پہلے وہ تمام موصول شدہ تجاویز پڑھ کر سنا دیں اور پھر احباب کو ان پر رائے زنی اور اظہار خیال کا موقعہ دیا جائے گا۔ چنانچہ شیخ محمد خالد اقبال صاحب نے ایک ایک کر کے حسب ذیل تجاویز پڑھ کر سنائیں۔

(۱) مجوزہ:۔ اخویم عبدالروف صاحب جہلم۔

تجویز:۔ احمدی بزرگوں کی اولاد کو سلسلہ کے قریب لایا جائے اور ایسا انتظام کیا جائے کہ پرانے احمدی دوستوں کے بچے جماعت کے موجودہ اراکین کے دوش بدوش جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیں۔

(۲) مجوزہ:۔ اخویم محمد الرحمان صاحب سیکرٹری جماعت پشاور۔

(۱)۔ جماعت کے اراکین کو مقامی عہدیداروں سے پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے۔

(۲) چندہ ماہوار کی شرح مقرر کی جائے اور جو دوست چندہ نہیں دیتے یا انجمن چاہیئے تک مطالبہ کے باوجود چندہ ادا نہیں کرتے انہیں جماعتی معاملات میں رائے دینے کا حق نہیں ملنا چاہیئے۔

(۳) تخریب پسند اراکین کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے اور اس غرض کے لئے ایک بورڈ کی تشکیل کی جائے جو تخریبی کارروائی کرنے والوں کا محاسبہ کرے اور مناسب اقدام لے۔

(۴)۔ انجمن کے طے شدہ پروگرام اور منظور شدہ منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔

(۵)۔ سلسلہ کی منظم تنظیم کی جائے۔

(۶) مبلغین کے دورے باقاعدگی سے ہونے چاہئیں۔

(۷) سلسلہ کے اخبارات کا معیار بلند کیا جائے اور ایک ایڈیٹوریل بورڈ مقرر کیا جائے۔

(۸)۔ مجلس معتمدین کے اراکین کے لئے انجمن کی مقرر کردہ شرح کے مطابق چندہ ادا کرنا ایک ضروری شرط قرار دیا جائے۔ اور جن احباب میں یہ شرط نہ پائی جائے ان کو رکنیت سے الگ کیا جائے۔

(۳) مجوزہ:۔ محترم سید اللہ دتہ صاحب موضع پوہان ضلع جہلم۔

(۱) ہر ایک احمدی کو قولاً و عملاً اسلامی اسوہ کا نمونہ ہونا چاہیئے تاکہ غیر از جماعت حلقوں پر اچھا اثر پڑ سکے۔

(۲)۔ احمدی بچوں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم بھی دینی ضروری ہے۔ انہیں پہلے قرآن مجید پڑھایا جائے اور جب بچوں کا شعور بڑھ جائے تو انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھائی جائیں۔

(۳) جہاں احباب جماعت کی خاصی تعداد ہو وہاں اپنی مسجد کا ہونا ضروری ہے جہاں نماز جمعہ اور دوسری نمازیں باجماعت ادا کی جائیں اور درس قرآن کا انتظام کیا جائے۔

(۴) بیرونی جماعتوں کو اپنے سالانہ جلسے منعقد کرتے چاہئیں۔

(۵) بلاد غیر میں تبلیغ اسلام کے لئے مشنری تیار کئے جائیں۔

(۶) ادارہ تعلیم القرآن کے لئے بزرگان سلسلہ کو اپنی اولادیں پیش کر کے جماعت کے لئے نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔

(۴) مجوزہ:۔ خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب سیکرٹری جماعت راولپنڈی۔

(۱) راولپنڈی پاکستان کی اسلامی سلطنت کا صدر مقام ہے۔ یہاں پر ایک مستقل مشن قائم کیا جائے جس کے لئے ایک مبلغ کا ہونا ضروری ہے جو اضلاع کامل پور۔ جہلم۔ گجرات میں بھی تبلیغی اور تنظیمی کام کر سکے۔

ان تجاویز کی تائید میں مندرجہ ذیل اصحاب نے تقریریں کیں:۔

(۱) میاں بشارت احمد صاحب لیفٹیننٹ بی۔ ۱۔ ے واہ چھاؤنی
(۲)۔ کرنل سعید احمد صاحب
(۳)۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب (لاہور)
(۴)۔ حکیم غلام مرتضےٰ صاحب (ہزارہ)
(۵) ڈاکٹر محمود احمد خان صاحب داؤد زئی (جوہر آباد)
(۶)۔ مولوی سید محمد صاحب (ہزارہ)
(۷)۔ محترم محمد الرحمن صاحب (پشاور)
(۸)۔ محترم محمد الدین صاحب (مانسہرہ)
(۹)۔ شیخ محمد خالد اقبال صاحب راولپنڈی
(۱۰)۔ محترم شیخ اقبال احمد صاحب راولپنڈی

بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد بالاتفاق رائے منظور ہوئی:۔

جماعت احمدیہ کے اراکین کی یہ مجلس مشاورت جس میں اضلاع ہزارہ۔ پشاور۔ کامل پور۔ راولپنڈی۔ جہلم گجرات اور سرگودھا کے احباب نے شرکت کی ہے ان تجاویز کو منظور کرتی ہے اور مرکز سے استدعا کی جاتی ہے کہ ان مفید تجاویز پر عملدرآمد کیا جائے۔ جہاں تک احباب کو مجلس معتمدین کی رکنیت سے علیحدہ کرنے کا تعلق ہے یہ مجلس سفارش کرتی ہے کہ اصولاً یہ کارروائی مناسب ہے مگر ایسے اراکین کو اظہار وجوہ کا نوٹس ضرور دیا جائے۔

راولپنڈی کی اہمیت کے پیش نظر یہ مجلس مجوزہ مشن کے اجرا کی پرزور سفارش کرتی ہے۔

قرار پایا کہ اس کارروائی کی ایک نقل برائے اطلاع مناسب کارروائی سیکرٹری صاحب صدر انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں بھجوائی جائے۔

یہ مجلس ساڑھے دس بجے تک جاری رہی۔ صاحب صدر نے مندوبین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد یہ اجلاس برخواست ہوا۔

دستخط صدر

سیکرٹری۔ خواجہ محمد نصیر اللہ

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۴ر اگست ۱۹۶۴ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۶ر اگست ۱۹۶۴ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۹ر اگست ۱۹۶۴ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲۰	12.00	۸۲	12.00
۲۷	6.00	۸۹	[illegible].00
۳۴	6.00	۹۰	10.00
۳۸	6.00	۹۵	6.00
۵۵	6.00	۹۶	6.00

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۰۱	6.00	۳۰۷	6.00
۱۰۸	12.00	۳۱۹	6.00
۱۲۲	6.00	۳۲۶	18.00
۱۲۸	12.00	۳۴۱	6.00
۱۴۰	6.00	۳۴۴	12.00
۱۵۴	6.00	۳۵۳	6.00
۱۷۱	12.00	۳۶۴	6.00
۱۷۲	12.00	۳۶۵	6.00
۱۹۶	6.00	۳۹۸	6.00
۲۰۱	6.00	۴۱۵	6.00
۲۰۳	6.00	۴۱۹	18.00
۲۰۶	6.00	۴۲۶	12.00
۲۱۰	6.00	۴۴۰	18.00
۲۱۲	6.00	۴۴۳	12.00
۲۱۹	6.00	۴۴۶	24.00
۲۲۰	6.00	۴۵۶	6.00
۲۳۰	12.00	۴۶۱	6.00
۲۴۲	6.00	۴۷۷	48.00
۲۴۳	6.00	۴۷۹	6.00
۲۴۹	6.00	۴۸۴	6.00
۲۵۳	6.00	۴۸۵	6.00
۲۵۵	6.00	۴۹۱	6.00
۲۶۹	12.00	۴۹۹	12.00
۲۷۸	6.00	۵۰۵	6.00
۲۸۳	6.00	۵۵۵	18.00
۲۹۱	6.00	۵۵۹	6.00
۲۹۴	24.00	۵۷۸	6.00
۳۰۲	6.00	۶۱۵	6.00

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۶۱۹	24.00	۳۵/R	12.00
۶۲۴	6.00	۵۲/R	24.00
۶۳۳	12.00	۵۶/R	4.00
۶۴۸	6.00	۵۸/R	6.00
۶۴۹	6.00	۵۹/R	12.00
۶۵۸	18.00	۷۲/R	15.00
۶۹۸	6.00	۷۸/R	24.00
۷۰۴	6.00	۷۹/R	6.00
۷۱۰	6.00		
۷۱۲	6.00	۱۰۱/R	3.00
۷۱۷	6.00	۱۱۲/R	12.00
۷۴۳	6.00	۱۲۵/R	12.00
۷۴۴	6.00	۱۳۸/R	20.00
۷۴۵	6.00	۱۵۰/R	3.00
۷۵۱	6.00	۱۶۸/R	6.00
۷۶۶	6.00	۱۷۲/R	4.00
۸۵۷/۳۲۲	12.00	۲۴۲/R	4.00
۹۶۴	6.00	۲۵۴/R	12.00
۹۸۷/۳۲۹	6.00	۲۵۲/R	12.00
۹۹۵/۳۳۳	6.00	۳۶۱/R	8.00
۱۰۰۷/۵۲۸	6.00	۴۱۷/R	6.00
۳۶۹	6.00	۴۱۲/R	6.00
۳۷۵	6.00		
۱۰۹۴	6.00		
۱۰۱۷/۵۲۸	12.00		

رعایتی

نمبر	رقم
۸/R	6.00

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (مینیجر)

چنیوٹ کے ایک معزّز دوست کی جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت

شیخ گلزار احمدؐ صاحب وہرہ لائل پور سے لکھتے ہیں:-

" خاکسار پیدائشی احمدی ہے اور چنیوٹ کے وہرہ خاندان سے تعلق رکھتا ہے کاروبار کے سلسلہ میں کانپور کلکتہ مدراس اور رنگون میں رہنے کا موقعہ ملا ہے۔ جماعت ربوہ اور جماعت لاہور کے لٹریچر کا گاہے بگاہے مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے بارہ میں خیالات و افکار سننے میں آتے رہے ان کے متعلق بھی کافی غور و خوض کیا ہے میرے والد صاحب الحاج شیخ میاں محمد ابراہیم صاحب کانپور میں سوداگر چرم ہیں۔ جماعت احمدیہ کانپور کے امیر ہیں اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے وقت میں سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے تھے۔ میں نے اب تک احمدیت کے ماحول میں ہی تربیت پائی ہے جہاں تک عقائد کا تعلق ہے میں بعد مطالعہ اور غور و فکر کے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضور کا صحیح عقیدہ وہی ہے جو جماعت احمدیہ لاہور پیش کرتی ہے۔ حضور نے دعوئ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ ابتداء سے لے کر وصال تک مجدّد اور محدّث کا دعوےٰ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح اور مہدی کے طور پر آپ کا ظہور ہوا۔ جہاں جہاں آپ نے نبی کا لفظ استعمال کیا ہے اس کے متعلق آپ نے از خود وضاحت فرما دی ہے کہ یہ ایک ظلّی اور عکسی بات ہے ورنہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود مہدی، محدث اور چودھویں صدی کا مجدّد ہوں

علاوہ ازیں جماعت ربوہ کی طرف سے جس قسم کے نظام کا عملی نمونہ دکھایا جا رہا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق فاضلہ سے جس قسم کا فرار اختیار کیا جا رہا ہے اس کی ایک ادنےٰ مثال میرے ساتھ بھی گذری ہے۔ میں محض اصل حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے خبار پیغام صلح بھی اپنے زیر مطالعہ رکھتا تھا کیونکہ میرے نزدیک جب تک دونوں طرف کے خیالات نہ سُنے جائیں سی فیصلہ تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس نیت سے ہی یں دونوں جماعتوں کا لٹریچر مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ س اثنا میں ایک مرتبہ مسجد احمدیہ چنیوٹ میں ایک دوست نے میرے پاس "پیغام صلح" دیکھ لیا اور انہوں نے نہایت جب سے کہا کہ آپ "پیغامی" ہو گئے ہیں میں نے کہا کہ آج آپ نے "پیغام صلح" دیکھ کر مجھے "پیغامی" کہہ دیا ہے اگر کل کو آپ میرے س کوئی انگریزی اخبار دیکھ لیں گے تو مجھے انگریز ہو جانے طعنہ دیں گے۔ کیا اخلاق اس بات کی اجازت دیتے یں جب ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ہمارا لٹریچر بکثرت ھیں تو دوسروں کا لٹریچر پڑھنے سے ہمیں کیوں روکا تا ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کے رسول کا فرمان ہے کہ تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے ی پسند کرو۔

بہرحال یہ خوشی کا مقام ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح اور اصل مقام کو اُجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے ایک جماعت کو برقرار رکھا ہے اگر محض جماعت ربوہ کے حالات و واقعات جو آئے دن سننے میں آتے رہے ہیں اور جن کا ذکر کرنا بھی میں مناسب نہیں سمجھتا کو مدِنظر رکھا جائے تو انسان کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور سب سے حیران کُن اور تکلیف دہ امر ہم جیسے ہمیشہ مرکز سے دُور رہنے والے احمدیوں کے لئے یہ ہے کہ گذشتہ پچاس سال میں جو شخص بھی مرکز سے علیحدہ ہو کر باہر آیا اس نے ایک ہی طرح کے ناگفتہ بہ حالات کا ذکر کیا ہے اور ہم ان تکلیف دہ حالات کو سُن سُن کر تنگ آ گئے ہیں۔ مگر چونکہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کا دامن کسی قیمت پر بھی چھوڑا نہیں جا سکتا لہٰذا ہم جماعت لاہور کا وجود ایک نعمت عظمیٰ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں سچا احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں اس کی رضا کی راہوں پر چلنے کی سعادت نصیب ہو۔ آمین۔

میں اپنے آپ کو جماعت احمدیہ لاہور کا فرد شمار کئے جانے پر از حد خوشی اور روحانی مسرت محسوس کرتا ہوں۔ احباب جماعت مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسّلام

خاکسار:- (شیخ) گلزار احمد وہرہ

(پسر الحاج شیخ میاں محمدؐ ابراہیم صاحب آف چنیوٹ)

کینشیئر پریمیئر فلور ملز۔ لائل پور۔

پیغام صلح ۱۵ جولائی ۱۹۶۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۸

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ ـ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۹

ہمارے نبی کریمؐ کو وہ بزرگی اور فضیلت حاصل ہے جو اور کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بزرگی اور فضیلت حاصل ہے جو کسی اور نبی کو نہیں ہوئی۔ آپؐ ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جب دنیا میں ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور عملی اور اعتقادی طور پر دنیا ضلالت میں پڑی ہوئی تھی، عرب کے لوگ جو بلاواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب تھے ان کی یہ حالت تھی کہ بدیوں میں غرق ہوئے تھے اور اخلاق فاضلہ کا نام تک نہیں جانتے تھے لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں آپؐ نے ایک عظیم الشان تبدیلی ان کی زندگی میں کر دکھائی اور تمام بدیوں سے جن میں وہ مبتلا تھے ان کو نجات دی۔ بدی کے اتھاہ گڑھے سے نکال کر آپؐ نے ان کو تہذیب کے اعلےٰ معراج پر پہنچایا اور دنیا کو گناہ سے نجات دینے کا وہ نمونہ دکھایا جو محسوس و مشہود ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۲)

"وہ انسان کامل جو آفتاب روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا ہے اور جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص ۱۹۰)

"مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلےٰ درجہ کی پاک اور پرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولینا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

(اربعین حصہ اول ص ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپؐ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسی کے اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بے جا غصہ اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپؐ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔"

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء ص ۵)

بحرِ حکمت کے موتی

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضی عنھما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انّ من اکبر الکبائر ان یلعن الرّجل والدیہ قیل یا رسول اللّٰہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسبّ الرجل ابا الرجل فیسبّ اباہ و یسبّ امہ۔

(بخاری کتاب الادب باب لا یسبّ الرجل والدیہ)

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو لعنت کرے کہا گیا یا رسول اللہ انسان اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کر سکتا ہے فرمایا ایک شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

نوٹ:۔ از حضرت مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس طرح صرف یہی تعلیم نہیں دی کہ انسان اپنے ماں باپ کی عزت کرے بلکہ دوسرے کے ماں باپ کی بھی عزت کرے کیونکہ اگر وہ دوسرے کے ماں باپ کی عزت کرے گا تو دوسرا اس کے ماں باپ کی عزت کرے گا۔ اخلاق فاضلہ کی تعلیم کا یہ بہترین طریق ہے۔

(فضل الباری)

حکومت اور فضیلت مآب گورنر صاحب توجہ فرمائیں

دستور پاکستان کے مطابق پاکستان کے ہر شہری کو ضمیر و مذہب کی آزادی دی گئی ہے۔ چنانچہ دفعہ ۱۸ پارٹ دوم کے ماتحت "مذہبی آزادی" کے زیر عنوان قرار دیا گیا ہے کہ :-

کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جائے گا جو

(الف) کسی مذہبی جماعت یا فرقہ کو اپنے مذہبی عقیدہ پر قائم رہنے سے اس پر عمل پیرا ہونے سے اور اس کی تبلیغ کرنے سے یا اس میں تعلیم دینے سے یا اس غرض کے لئے ادارے قائم کرنے سے یا جو کام ان سے تعلق رکھنے والے ہوں گے ان کو بجا لانے سے روکتا ہو۔

(ب) کسی شخص کو مجبور کرتا ہو کہ وہ اپنے عقیدہ کے علاوہ کسی دیگر عقیدہ کے مطابق مذہبی تعلیم حاصل کرے یا کوئی رسم ادا کرے یا مذہبی عبادت کرے۔

(ج) کسی شخص پر ایسا ٹیکس عائد کرے جس کی آمدن کسی اس کے غیر مذہب پر صرف کی جائے۔

(د) جو مختلف فرقوں کے مذہبی اداروں میں کسی ٹیکس کی معافی یا منسوخی وغیرہ کے متعلق امتیاز کرتا ہو۔

(ہ) سوا اس روپیہ کے جو اس غرض کے لئے حاصل کیا گیا ہو۔ پبلک روپیہ کسی خاص مذہب یا جماعت یا فرقہ کے لئے خرچ کرنے کا جواز دیتا ہو۔

(انگریزی ترجمہ)

یہ نہایت ہی واضح دفعہ ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ دستور کے اس حصہ پر خود بھی کاربند ہو اور دوسروں کو بھی کاربند رکھنے کے لئے اہتمام کرے۔

یہاں پر ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں :-

(۱) عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے۔ قرآن کریم نے اس عقیدہ کی سخت مخالفت کی ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ

تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه و
تنشق الارض وتخر الجبال
هدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدًا

یعنی قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ جاویں اور زمین میں شگاف پڑ جاویں اور پہاڑ کانپ کر گر پڑیں اس سے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے

پھر جب ہم اناجیل اربعہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم یہود کے اہل علم حضرات کو نہایت سخت باتیں کہی تھیں کبھی ان کو کہتے اے سانپ کے بچو کبھی ان کو زناکار اور کبھی اس سے بھی زیادہ خطابات دیتے ہیں

اب اناجیل اربعہ عیسائیوں کی بنیادی دینی کتب ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہا گیا ہے اور یہودیوں کے اہل علم حضرات کو سخت کلامی سے یاد کیا گیا ہے

کیا اگر پاکستان کے مسلمان اور یہودی مطالبہ کریں کہ اناجیل کو ضبط کر لیا جائے تو کیا اس سے دستور پاکستان کی مندرجہ بالا دفعہ کے مطابق حکومت پاکستان ایسا کر سکتی ہے؟ قطعاً نہیں کیونکہ یہ دفعہ پاکستان کے عیسائیوں کو آزادئ ضمیر کا اسی طرح حق دیتی ہے جس طرح دوسرے مذاہب کے لوگوں کو۔ محض اس لئے کہ اناجیل کے یہ بیانات مسلمانوں اور یہودیوں کا دل دکھاتے ہیں اور دو فریقوں میں منافرت پیدا کرتے ہیں قطعاً حکومت عیسائیوں کے حق ایمان میں دخل اندازی نہیں کر سکتی اور نہ کوئی ایسا قانون بنا سکتی ہے جس سے عیسائیوں کے ان حقوق پر زد پڑتی ہے۔

دستور کی یہ دفعہ نہایت واضح ہے اور وہ لوگ جو عیسائی مشنریوں اور ان کی جائداد پر قدغن لگانے کی ترغیب حکومت کو دیتے رہتے ہیں وہ دستور کی اس دفعہ کی خلاف ورزی کے لئے اکساتے ہیں جو حکومت کبھی مان نہیں سکتی۔

دوسری واضح مثال شیعہ فرقہ کے متعلق ہے

شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بلا فصل خلیفہ ہیں اور خلفائے ثلاثہ الراشدین نعوذ باللہ غاصب تھے۔ وہ بلا کسی حق کے خلیفہ بن گئے تھے۔ ایک اہل سنت والجماعت کے لئے یہ خلفائے ثلاثہ الراشدین کی سخت توہین ہے اور اس عقیدہ سے اس کا خون کھولنے لگتا ہے مگر کیا حکومت شیعوں کی ان کتابوں کو ضبط کر لے گی جن میں انہوں نے اپنے اس عقیدہ کو نہایت پر زور الفاظ میں پیش کیا ہے ہم کہتے ہیں ایک حکومت تو کیا دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو شیعوں کو اپنے عقیدہ سے باز رکھ سکے۔ اور ان کے دین میں مداخلت کرے۔ محض اس لئے کہ دوسرے فرقے ان کے اس عقیدہ سے دکھ پاتے ہیں۔ دستور کی یہ دفعہ ان کو ہر طرح کی حفاظت دیتی ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ اگر دوسرے لوگ شیعوں کو اس عقیدہ سے باز رکھنے کے لئے جبر استعمال کریں تو ان کو روکے نہ حکومت کوئی ایسا قانون پاس کر سکتی ہے جس سے شیعوں کے اس عقیدہ پر زد پڑ سکتی ہو۔

حکومت کا کام یہ ہے کہ ہر ایک کو جو کسی عقیدہ پر قائم رہنا چاہے اس کی تبلیغ کرنا چاہے دستور کی اس دفعہ کے مطابق نہ صرف اسکو کھلی اجازت دے بلکہ اس کی حفاظت کرے۔ بے شک یہ کام مشکل ہے اور توازن قائم رکھنے کے لئے حکومت کے محکمہ نظم و نسق کو سخت دشواریاں پیش آتی ہیں۔ لیکن یہ کام اس کو بہرحال کرنا ہے اس کے بدلے کوئی شارٹ کٹ نکالنا حکومت کا قطعاً کام نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد مزید الجھنیں پیدا ہو نیکے سوا اور کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔

یہ اصول حکومت کا ہی نہیں ہے بلکہ اسلام ہی نے اسکو نہایت وضاحت سے پیش کیا ہے اور صاف لفظوں میں فرمایا ہے :-

لا اکراہ فی الدین

اگر مختلف فرقوں کے اہل علم حضرات قرآن کریم کے اس اصول پر عمل پیرا ہو جائیں تو حکومت کے لئے کام بہت آسان ہو جاتا ہے۔ مگر جب تک ایسا نہیں ہوتا حکومت کا فرض ہے کہ نہایت مضبوطی سے دستور کی اس دفعہ پر عمل کرائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت کو ایسا کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ ملک میں ایک منٹ کے لئے بھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔

آج کل لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کا عرس منایا جا رہا ہے جو تفاصیل اس کی اخبارات میں اب تک آئی ہیں اور جو رسومات وہاں ادا کی جائیں گی وہ حضرت داتا گنج بخش کے مریدوں کے لئے عین دین و ایمان ہے لیکن ان کے سوا باقی تمام فرقوں کے لئے وہ نہ صرف دین ہی نہیں بلکہ اسلام کے بنیادی اصولوں کی نفی ہیں مگر حکومت کا محکمہ اوقاف دستور کی اس دفعہ کے مطابق مجبور ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کا عرس اسی طرح منائے جس طرح آپ کے مریدین جو چڑھاوے چڑھاتے ہیں، پسند کرتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ خواہ عوام اس پر عمل کریں یا نہ کریں۔ خواہ اہل علم حضرات مانیں یا نہ مانیں حکومت اسلام کے اصول

لا اکراہ فی الدین

کے مطابق اور دستور کی مندرجہ بالا دفعہ کے مطابق مجبور ہے کہ اس طرح کرے جس طرح حضرت داتا علیہ الرحمۃ کے چڑھاوا چڑھانے والے چاہتے ہیں۔ اور نہ صرف اس طرح کرے بلکہ اگر کوئی اس کو برا مناتا ہے۔ تو کوئی پرواہ نہ کرے۔ اور اگر کوئی ان میں حائل ہونا چاہتا ہے تو اس کو سختی کے ساتھ روکے۔

جہاں تک دینی کتب کی ضبطی کا معاملہ ہے ذیل میں ہم ہفت روزہ لاہور کے ایک اداریہ سے متعلقہ عبارت نقل کرتے ہیں :-

"——— پھر مذہبی کتب کی بھی دو قسمیں ہیں ——— (اول) بنیادی اور اساسی نظریات کی حامل ——— (دوم) تشریحی و توضیحی جو بعد میں لکھی گئیں یا اب لکھی جا رہی ہیں۔ پہلی شق کے تحت وہ کتب آتی ہیں جو مذاہب کے بانیان نے تحریر فرمائیں یا ان پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں۔ ان کی حیثیت متعلقہ قوموں جماعتوں اور فرقوں کے لئے بنیادی عقائد اور اساسی نظریات کی ہوتی ہے اور ان میں مندرج ہر فقرہ اور توضیح، تفسیر متعلقہ مذہب یا فرقہ کے لئے حجت ——— ان کتب کے بارے میں صائب ترین موقف یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں ہر قسم کے احتساب اور قدغن سے بالاتر سمجھا جائے۔ خواہ کسی دوسرے فرقہ کے نزدیک ان میں صداقت ہو یا نہ ہو تاکہ تلاش حق کے راستے مسدود نہ ہو جائیں۔ اور ہر متلاشی حق کو باقاعدہ تقابل و توازن کے بعد اپنے لئے اپنے رب سے ملنے کی صحیح راہ اختیار کرنے کی سہولت حاصل رہے دوسری کتب وہ ہیں جو اول الذکر کتب کے مندرجات کی روشنی میں اب لکھی جا رہی ہیں۔ ان نئی مطبوعات کے حسن و قبح کو جانچنے ناپنے کے لئے حسن بیان شریفانہ پیرایہ اظہار اور غیر دل آزارانہ طرز استدلال کی شرائط لازماً عائد ہونی چاہئیں۔"

(ہفت روزہ لاہور ۶/۹ ۲۹ ص ۳)

اس ٹکڑے میں نہایت دانشمندی سے مذہبی کتب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مطلب صاف ہے ہمیں زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں تاہم ہم ہفت روزہ لاہور سے اتفاق کرتے ہوئے حکومت سے مستدعی ہیں :-

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

محبّتِ رسُولؐ اور مسلمان

میلاد النّبی صلعم کے موقعہ پر مسلمانوں کی طرف سے جس شان و شکوہ کا اظہار ہوتا ہے، قسم قسم کی روشنیاں جن میں قسما قسم کے بیل بوٹے، قوارے اور محرابیں وغیرہ بجلی کے بلبوں وغیرہ سے بنائی جاتی ہیں۔ بڑے بڑے دروازے جن پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق نعتیہ کلام کے بورڈ لگائے جاتے ہیں۔ جلسے اور جلوس، جن میں نعتوں اور قوالیوں اور درود وغیرہ کے علاوہ گتکا بازی اور دیگر کھیل وغیرہ دکھائے جاتے ہیں۔ بازاروں اور گلیوں کو خوب سجایا جاتا ہے اور بجلی کے پنکھے تمام ان بازاروں میں لگائے جاتے ہیں، جہاں سے جلوسوں کو گزرنا ہو، دیگیں پڑھائی جاتی ہیں اور محفل ہائے میلاد منعقد ہوتی ہیں، یہ سب اپنی جگہ پر نہایت مبارک اور اس محبت کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہے جو مسلمانوں کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ ہے۔

لیکن ہمیں معاف فرمایا جائے اگر ہم یہ عرض کریں کہ اظہار محبّت کا یہ طریق اس وقت تک ایک ایسی ظاہری نمود نمائش سے بڑھ کر حیثیت نہیں رکھتا جب تک اس کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا طریق اختیار نہ کیا جائے، خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں اپنی محبوبیت کا یہی رستہ بتایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع کی جائے فرمایا قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اے رسول ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، خدا تم سے محبت کرے گا۔ حقیقت میں یہی ایک راہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ سچی محبّت دل میں پیدا کرتی اور اللہ تعالےٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ جب تک اپنے اخلاق اور اعمال کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نمونہ کے مطابق نہ ڈھالا جائے، جب تک آپ کے احکام اور تعلیمات کی پوری اتباع نہ کی جائے اس وقت تک ظاہری نمود و نمائش میں خواہ کتنی شان و شوکت کا اظہار کیا جائے کتنے ہی جلوس اور جلسے منعقد ہوں، سچّی اور حقیقی محبّت پر دلالت نہیں کرتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کے تمام برگزیدہ لوگوں کے حالات کو مطالعہ کر کے دیکھ لیا جائے۔ کہیں بھی یہ ظاہری شان و شکوہ اور نمود و نمائش ان کے اندر نظر نہیں آتی، کبھی میلاد النّبی صلعم کے موقعہ پر یا کسی اور تقریب پر اس قسم نمود و نمائش انہوں نے نہیں کی، نہ ان کو کبھی ایسا خیال پیدا ہوا، ایک ہی چیز ان میں نظر آتی ہے اور وہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سچی اتباع، اسی چیز نے انہیں کامیاب بنایا، اسی سے رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ انہیں ملا۔ اور یہی چیز آج بھی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا موجب ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات کو اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے، اور اسی اسوۂ حسنہ کی پیروی کو لقائے الٰہی اور اُخروی نجات کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اس لئے ضروری ہے کہ محبت رسولؐ کی ظاہری نمائش کے ساتھ اسوۂ رسولؐ کو بھی اپنے اندر پیدا کیا جائے کہ اس کے بغیر حقیقی محبتِ رسولؐ دلوں کے اندر پیدا نہیں ہو سکتی۔

”ایک غلطی کا ازالہ“ کی ضبطی کے خلاف جماعتہائے احمدیہ کا احتجاج

جماعت احمدیہ پشاور کی قرارداد

جماعت احمدیہ پشاور کا ایک غیر معمولی اجلاس مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوا۔

(۱)۔ جماعت احمدیہ پشاور (برانچ لاہور) کو حکومت مغربی پاکستان لاہور کے احکام ضبطی رسالہ ”ایک غلطی کا ازالہ“ مصنفہ حضرت مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مجدد صدی چہاردہم“ سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۰۱ء میں لکھا گیا، اور کئی بار طبع ہو چکا ہے۔ اس رسالے میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جو دوسرے فرقوں کی دلآزاری کا باعث بنے۔ بلکہ صرف اپنی جماعت کے چند افراد کے غلط نظریات کو درست کرتے ہوئے اپنے دعویٰ فنافی الرسول کے مقام کی وضاحت کی گئی ہے۔

ہم جناب عزت مآب گورنر مغربی پاکستان سے استدعا کرتے ہیں کہ اس رسالہ کے احکام ضبطی واپس لیکر جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو مشکور ہونے کا موقع دیں۔

(۲) قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی ایک ایک کاپی جناب عزت مآب گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خاں (۲) ہوم سیکرٹری صاحب حکومت مغربی پاکستان لاہور۔ اور (۳) جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجی جائے۔

محمد عبدالرحمٰن سیکرٹری

جماعت احمدیہ پشاور محلہ گل بادشاہ جی مسجد احمدیہ شہر پشاور

جماعت احمدیہ لائل پور کی قرارداد

”ہم اراکین جماعت احمدیہ لائل پور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کا امام مسیح موعودؑ مہدی موعود یقین کرتے ہیں، ان کے تمام فرمودات، تحریرات اور ارشادات ہمارے لئے واجب التعظیم والاحترام ہیں اور ہم اسے اپنے لئے ایک مقدس اور پاک ورثہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے اعتقادات کی رُو سے وہ ایک مامور من اللہ کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے ارشادات ہیں۔

حال ہی میں گورنر صاحب مغربی پاکستان نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا ایک کتابچہ ”ایک غلطی کا ازالہ“ بحق سرکار ضبط کر لیا ہے جو ہمارے لئے سخت قلبی اور ذہنی تکلیف اور روحانی اذیّت کا باعث ہوا ہے۔ اس کتابچہ میں حضور نے کسی فرقہ یا جماعت یا اختلافی مسئلہ پر بحث نہیں کی بلکہ اپنی جماعت کے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے ایک غلط فہمی کا ازالہ فرمایا ہے اور ان لوگوں کے عقیدہ کا ردّ کیا ہے جو آپ کو نبوّت حقیقی کے مقام پر مانتے ہیں اور آپ نے تمام علماء ربّانی، فقہا عظام اور صوفیائے کرام کے ایک مسلّمہ مسئلہ ظلّی اور بروزی پر بحث کی ہے۔

یہ کتاب آج سے پونسٹھ سال قبل ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو لکھی گئی تھی اور اس عرصہ میں بارہا اسے شائع کیا جاتا رہا ہے گورنر صاحب مغربی پاکستان کے اس حکم کو ہم اپنے مذہبی اعتقادات احساسات اور جذبات دینی کو سخت ٹھیس پہنچانے کے مترادف سمجھتے ہیں اور استدعا کرتے ہیں کہ گورنر صاحب اپنے اس حکم پر نظر ثانی فرمائیں اور اس حکم کو جلد از جلد واپس لے کر ہماری طرف سے تشکر و امتنان کے جذبات قبول فرمائیں“

ہم ہیں ممبران جماعت احمدیہ لائل پور

(دستخط) الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب ملزادہ تمہ پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ لائل پور۔

(دستخط) ملک نذر حسین صاحب ملزادہ سیکرٹری جماعت احمدیہ لائل پور۔

جماعت اوکاڑہ کی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اوکاڑہ ”ایک غلطی کا ازالہ“ کی ضبطی کی افسوسناک خبر سُن کر بہت افسردہ ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے کسی دوسرے فرقے میں منافرت کا جذبہ پیدا ہو، بلکہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے ایک مرید کی غلطی کا ازالہ کیا ہے۔

اس کتابچہ کو شروع سے آخر تک پڑھیئے اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے کسی قسم کی منافرت پیدا ہو یہ پمفلٹ

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۱)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائجیریا

ترجمہ خط:- دائی کے۔ بیلوگن۔ نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مکتوب گرامی کا بہت بہت شکریہ اور جو کتب آپ نے ارسال کی تھیں وہ مل گئیں۔

جو برادرانہ سلوک آپ نے میرے ساتھ کیا ہے وہ ہمیشہ یاد رہے گا اور جو دین اسلام کی اشاعت غیر ممالک میں کر رہے ہیں اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کی ہے۔ وہ بہت حد تک مقبول و مشہور ہو رہی ہے۔

خدا تعالےٰ آپ کو اس کا اجر دے۔ جو دیکھ میرے پاس آپ کی شکر گزاری کے لئے بہت تھوڑے لفظ ہیں مگر میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی کوششوں کو بار آور کرے (آمین)

مجھے نماز اور حدیث کی ضرورت ہے۔

والسلام

(ان کو نماز ارسال کی گئی اور جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط:- ڈینیل او آدی۔ بلاک ۱۲۔ نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پتہ مجھے پروفیسر ایس۔ ایم کلوزر کی معرفت معلوم ہوا اور ضروریات کے متعلق بھی انہوں نے آپ کی طرف متوجہ کیا ہے۔

جناب عالی میں یہاں اکیلا مسلمان اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہوں اور سب مجھے مسلمان تصور کر کے غیر کی مدد کیجئے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی موت تک اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی کروں گا۔ اپنی جوانی کے عالم میں کیتھولک تھا آخر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔

مجھے قرآن شریف اور دیگر کتابیں انگریزی کس طرح مل سکتی ہیں جن سے میں اللہ تعالےٰ کا نام اور اس کے رسول کا نام بذریعہ تقاریر بلند کر سکوں۔

اللہ تعالےٰ آپ کا معاون ہو۔

والسلام

(ان کو تحفہ آف اسلام اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط:- ایم۔ آئیلو یوسف۔ ایشین۔ نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط خوشی سے لکھ رہا ہوں کہ میں نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ کیونکہ یہی ایک سچا مذہب ہے۔ ہم نے مذہب اسلام اور عیسائیت دونوں کے لیکچر سنے اور فیصلہ کیا کہ مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو سچائی پر مبنی ہے۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی اور دوسری کتابیں اسلام کے متعلق ارسال کریں تاکہ میں دوسروں کو واضح کر سکوں کہ میں نے کیوں مذہب اسلام قبول کیا ہے اور دوسرے بھی اس کو قبول کریں۔ شکریہ

(ان کو تحفہ آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

(۴)

ترجمہ خط:- اے۔ ایس۔ پی۔ عثمان آدی یمی۔ الورن۔ (نائجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مؤدبانہ التماس ہے کہ میرا نام ممبروں کی فہرست میں شامل کر لیجئے کیونکہ میرے والدین مسلمان ہیں اور میں عیسائیوں کے سکول میں تعلیم حاصل کرتا ہوں۔ اور میں مذہب اسلام سے بالکل ناواقف ہوں۔

اب میں ہر روز عثمان فلورنشا کے اسلام پر لیکچر سنتا ہوں۔ اس لئے میں نے والدین کے مذہب کو قبول کرنا مناسب خیال کیا ہے۔ اس لئے مہربانی کر کے مجھے قرآن شریف انگریزی اور دوسری کتابیں ارسال کریں تاکہ میں مذہب اسلام کو سمجھ سکوں۔

جو لٹریچر آپ نے ۱۲۱/۱۵ پی۔ او عثمان فلورنشا کو بھیجا تھا وہ تمام مسلمانوں اور عیسائیوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور قرآن شریف بھی کوئی صاحب لے گئے تھا۔ اس لئے مجھے قرآن شریف اور لٹریچر ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو قرآن شریف اور لٹریچر انگریزی بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

انڈیا

ترجمہ خط:- عبدالرحیم سیکرٹری کوتانی۔ انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط نمبر ۵۸۵/۹۴ موصول ہوا۔ اور اس کے ساتھ کتابیں بھی آئیں۔ ہم آپ کی دل سے نصیحت اور ہدایت چاہتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمیں اسلامی زندگی کے متعلق کچھ بتائیں گے۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری اسلامی تعلیمات اس زمانہ کی تاریکی میں زیادہ قبول اور کامیاب ہوں گی ہم پڑھنے والوں کو اسلام ترمیں کرتے ہیں۔ اور جب کوئی مسئلہ حل کروانا ہوگا تو آپ سے کرایا جائے گا۔

یادِ رفتگان

اس سے قبل یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ انجمن نے اپنی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر جو آئندہ دسمبر ۱۹۶۴ء کے جلسہ سالانہ میں منائی جائے گی۔ دو اہم کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے جن میں سے ایک انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر مشتمل ہوگی اور دوسری میں ان مرحوم بزرگوں اور دوستوں کے حالات لکھے جائیں گے جنہوں نے انجمن کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے کسی نہ کسی رنگ میں خدمتِ دین میں حصہ لیا ہے اور حضرت امامِ وقت کے زیر اثر اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنایا اور نیک نمونہ قائم کیا ظاہر ہے کہ یہ کام ان بزرگوں کے لواحقین اور پسماندگان یا اُن سے ملنے اور واقفیت رکھنے والوں کی امداد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اُن سے ہماری درخواست ہے کہ ان بزرگوں کے حالات زندگی، خدماتِ اسلام، ان کے پاک کردار اور مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردانہ سلوک اور انجمن کے ساتھ تعلقات وغیرہ امور کے متعلق جو کچھ انہیں معلوم ہو اسے ضبطِ تحریر میں لا کر ہمیں جلد از جلد بھیجدیں تاکہ اس کتاب میں اسے شامل کیا جا سکے۔ تمام ایسے بیانات ایڈیٹر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنے چاہئیں۔

درسِ قرآن کریم

جناب مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہر روز صبح شام (بعد نماز فجر و بعد نماز مغرب) قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔ دور و نزدیک سے جو دوست ان اوقات میں جس قدر شامل ہو سکیں، شمولیت فرما کر مستفید ہوں۔ صبح کو درس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات بھی سنائے جاتے ہیں یہ درس مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوتا ہے۔

ایمان باللہ، اعمالِ صالحہ، اعلائے کلمۃ اللہ اور صبر

انفرادی اور اجتماعی ترقی کی راہیں

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۰ جولائی ۱۹۶۴ء فرمودہ محترم مرزا مسعود بیگ صاحب بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق۔ وتواصوا بالصبر ——— (سورۃ العصر) ———

ابھی مجھے میرے محترم بزرگ مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے ارشاد فرمایا کہ میں خطبہ جمعہ پڑھوں۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں میں کھڑا ہو گیا ہوں۔ یہ سورہ شریف جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اس کا نام سورۃ العصر ہے۔ اور یہ مکّی زمانہ کی نازل شدہ ہے۔ اس میں ایسی اعلےٰ درجہ کی تلقین کی گئی ہے۔ جو ایک مسلمان کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ایک بہت بڑے بزرگ حضرت امام شافعی رح کا قول ہے۔ کہ اگر سارا قرآن نازل نہ ہوا ہوتا اور صرف یہی ایک سورت ہمیں مل گئی ہوتی۔ تو بھی یہ ہماری ہدایت کے لئے کافی تھی۔ اس قول سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سورۃ شریف میں کیسی ضروری تعلیم دی گئی ہے۔ اور اس کی کیا اہمیت ہے۔ کہ یہ صرف ایک ہی سورت جو مختصر ہے ایک مسلمان کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا جوشِ ایمان اور جذبۂ عمل

احادیث میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضا اس سورۃ کو کثرت سے پڑھا کرتے تھے خصوصاً جب دو آدمی آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے جدا ہوتے وقت یہ سورۃ پڑھتے۔ کیونکہ اس سورۃ میں حکم ہے کہ ایک دوسرے کو وصیّت کرو۔ تلقین کرو۔ تلقین اور وصیّت میں فرق ہے۔ وصیت کے لفظ میں اہمیّت کا مفہوم پنہاں ہوتا ہے۔ وصیّت عموماً آخری وقت، موت کے وقت اور جدا ہونے کے وقت کی جاتی ہے۔ یہ پیغام خاص طور پر دلنشین ہو جاتا ہے۔ اور مرنے والے کے ورثاء خاص طور پر اس کی وصیّت پر غور کرتے اور اسکو پورا کرتے ہیں، تو حضور کے صحابہ رضا سورۃ عصر پڑھا کرتے تھے تاکہ وتواصوا کا جو حکم ہے۔ اس کی تعمیل اور تکمیل ہو جائے۔ یہ تو عجیب قسم کی قوم جو رسول کریمؐ نے پیدا کی۔ ان کے ایمان کی کیفیات اگر آج بیان کی جائیں تو وہ افسانے اور کہانیاں معلوم ہوں گی۔ صحابہ کرام رضا کا جذبہ یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ کے تمام احکام کی تعمیل ہو جائے۔ اور قرآن کریم میں جتنے بھی اوامر ہیں ان پر عمل ہو جائے۔ بعض احکام ایسے ہیں جن کی تعمیل کے لئے وقت اور حالات کی شرط ہوتی ہے۔ مثلاً طلاق سے متعلقہ احکام ایسے ہیں کہ زندگی میں کسی کو پیش آئیں اور کسی کو پیش نہ آئیں۔ اسی طرح جنگ سے متعلق جو احکام ہیں ممکن ہے ان پر عمل کا موقع کسی کو نہ ملے تو ایسے احکام اور اوامر کی عدم تعمیل کوئی گناہ نہیں۔ اس قسم کے اوامر جو مواقع اور حالات سے پہلے مشروط ہوتے ہیں۔ ان کا اگر موقع زندگی بھر نہ آئے تو کوئی سزا نہیں ہوتی۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے عشق کی یہ کیفیت تھی کہ جو ارشاد خداوندی امر کے رنگ میں ہوا اس پر ایک دفعہ ضرور عمل ہو جائے۔ اگر موقعہ نہ ملے تو وہ خود موقع پیدا کر لیتے تھے۔ جب سورۃ نور کی یہ آیت نازل ہوئی کہ اے مومنو! اگر تم کسی کے گھر جاؤ، تو پہلے اجازت طلب کیا کرو۔ پھر فرمایا وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم۔ اگر صاحب خانہ تمہیں کسی وجہ سے نہیں مل سکتا ہے یا وہ اس وقت تم سے ملاقات سے معذوری ظاہر کرتا ہے تو تم لوٹ کر آیا کرو۔ یہ بات تمہارے لئے اچھی ہے۔ اور تمہاری طہارت و پاکیزگی کا موجب ہے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضا نے آپس میں طے کیا۔ کہ میں کبھی تمہارے گھر آ جاؤں گا اور تم کہدینا کہ تم چلے جاؤ۔ تو اس طرح گویا ارشاد باری تعالےٰ کی تعمیل ہو جائے گی۔ یہ اسلامی اخلاق ہے کہ صاحب خانہ کی معذوری کا خیال رکھا جائے۔ عموماً جب کوئی گھر پر ملنے سے معذوری کا اظہار کرے تو کہا جاتا ہے کہ یہ شخص بد مزاج ہے۔ متکبر ہے۔ لیکن از روئے قرآن ملنے والے سے اگر کہا جائے کہ اس وقت چلے جاؤ تو واپس آ جانا چاہیئے یہ بات زیادہ بہتر ہے۔

اس طرح سے جو قوم حضور سرورِ کائنات نے پیدا کی۔ ان کے ذہنی اور قلبی احساسات ایسے تھے کہ ہم نے جو کچھ کرنا ہے خدا تعالےٰ کی رضا جوئی کے لئے کرنا ہے۔ بحیثیّت مسلمان ہماری زندگی کا یہی مقصد ہونا چاہیئے کہ ہم نے منشاء ایزدی کے ماتحت زندگی بسر کرنی ہے۔ ہم اس لئے کھانا کھاتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے کلوا اور اس لئے پیتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے واشربوا۔ اور اسی طرح زندگی کی تمام ضروریات اور ہمارے سارے [illegible] اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت ہو جائیں۔ لکھا ہے کہ ایک شخص نے مسجد نبویؐ کے قریب اپنا مکان بنایا اور مسجد کی طرف کھڑکی رکھی۔ حضور صلعم نے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ کھڑکی اس طرف کیوں رکھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہوا کی گذر کے لئے رکھی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تمہاری نیّت یہ ہوتی کہ ادھر سے اذان کی آواز آئے گی تو تمہیں ثواب ملتا اور ہوا نے تو آنا ہی تھا۔ تو یہ ایک کیفیت ہے جیسے قوم کے اندر پیدا کرنا اسلام کا مقصد ہے اور حضور اکرم صلعم نے یہ کیفیت اپنے متبعین کے اندر پیدا کر کے دکھائی۔

زندگی کے گھاٹے

اس سورۃ شریفہ کے مختصر مطالب یہ ہیں، فرمایا کہ والعصر۔ زمانہ گواہی دیتا ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے۔ عصر کے معنے زمانہ، وقت، عصر کا وقت اور مختلف گھڑیاں ہیں۔ کسی بھی معنی کی لحاظ سے لیا جائے یہ صحیح ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے۔ وقت یوں یوں گذرتا جاتا ہے۔ انسان کا گھاٹا بڑھتا جاتا ہے۔ کیونکہ جو وقت گذر گیا وہ پھر ہاتھ نہیں آتا۔ مجھے یہاں کھڑے ہوئے دس منٹ ہو گئے ہیں۔ یہ دس منٹ اب پھر واپس نہیں آئیں گے۔ میری زندگی کے دس منٹ کم ہو گئے ہیں۔ کل ۹ جولائی تھی اور آج ۱۰ جولائی ہے۔ میری اور آپ سب کی زندگی سے ایک دن کم ہو گیا ہے اور جوں جوں ہم پر وقت گذرتا رہتا ہے ہمارا گھاٹا بڑھتا رہتا ہے۔ انسان کو دنیا میں بڑی غلط فہمیاں ہوتی ہیں۔ لوگ اپنا یوم ولادت مناتے ہیں اور بچوں کی سالگرہ مناتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہماری عمر بڑھ رہی ہے۔ حالانکہ یہ کم ہو رہی ہے۔ جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے انسان کی عمر اور مہلت کم ہوتی جاتی ہے۔ پولیس لائن کا گھڑیال بجتا ہے تو وہ ہمیں وارننگ دیتا ہے کہ ؎

گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

پس فرمایا کہ زمانہ گواہ ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے۔ البتہ سب لوگ گھاٹے میں نہیں۔ اس میں استثناء موجود ہے الا الذین امنوا وعملوا الصلحت۔ ہاں وہ لوگ جو خدا تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔ ان کو گھاٹا نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت کی قدر کرتے ہیں اور رضا الٰہی کے ماتحت زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ رات کو اس لئے آرام کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ رات تمہارے آرام کے لئے ہے۔ اور دن کو اس لئے کام کرتے ہیں کہ خدا نے دن کو کام کے لئے بنایا ہے۔ وجعلنا نومکم سباتا وجعلنا اللیل لباسا وجعلنا النھار معاشا۔

ایمان اور عملِ صالحہ

ایمان کے ساتھ عمل صالحہ کی شرط ہے۔ اس کے بغیر آدمی نفع حاصل نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم نے ایمان اور اسلام میں فرق کیا ہے فرمایا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم مؤمن ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ یہ ابھی مؤمن نہیں ہوئے۔ ابھی تک ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ یہ مسلم ضرور ہیں۔ لیکن مومن کے لئے اعمال صالحہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس ایسے لوگ جو ایمان اور اعمال میں پختہ ہیں وہ لوگ گھاٹے میں نہیں ہیں۔ پھر فرمایا وتواصوا بالحق۔ یہ لوگ دنیا کو حق کی تلقین کرتے ہیں حق سے مراد خدا تعالےٰ کی ذات بھی ہے۔ قرآن کریم کو بھی حق کہا گیا ہے اور اسلام کو بھی حق کہا گیا ہے۔ باطل کے مقابلہ پر بھی حق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایسے لوگ حق کی تلقین کرتے ہیں۔ حق کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ یعنی اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کا کام کرتے ہیں۔ یعنی یہ کام جو ہم سب نے اختیار کر رکھا ہے۔ ہم نے جماعت میں شمولیت اس لئے اختیار کی ہے کہ ہم دوسروں تک حق کو پہنچائیں اور خدا کے دین کا بول بالا

کریں۔ ہم نے برضا و رغبت اس سلسلہ میں شمولیت اختیار کی اور تکالیف اور مشکلات اور مالی قربانیوں کے باوجود اس شمولیت کو ضروری سمجھا تو گویا یہ تواصوا بالحق پر عمل ہے لیکن اس سے پہلے پختہ ایمان اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔

مقام صبر

حق کے پھیلانے میں ہمیشہ مشکلات پیش آتی ہیں یہ آسان کام نہیں۔ یہ بہت مشکل ہے۔ بڑا صبر آزما کام ہے اس لئے صبر کی تلقین بھی فرمائی۔ صبر کا مطلب یہ ہے کہ ہر مصیبت کے وقت انسان خندہ پیشانی سے اس مصیبت کو برداشت کرلے اور نہ اس کے پائے ثبات میں تزلزل آئے اور نہ زبان پر شکایت۔ یہ بڑا مشکل مقام ہے جو جگر سوزی سے پیدا ہوتا ہے۔ مصائب کی بھٹی اور مشکلات کی کٹھالی میں سے گذر کر کندن بنتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے ؎

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخونِ جگر شود

ایک پتھر پر صدیاں گذرتی ہیں وہ ہزار گرمیاں سہتا ہے تو پھر لعل بنتا ہے۔ یہی دل کا حال ہے کہ یہ خونِ جگر سے لعل بنتا ہے۔ انسان کو جو صبر کی تلقین کی ہے وہ خونِ جگر مانگتی ہے، اور جب صبر کی نعمت حاصل ہو جائے تو دنیا کا کوئی دکھ دکھ نہیں رہتا۔ اور نہ کوئی تکلیف تکلیف رہتی ہے۔ قرآن کریم وبشر الصابرین کہہ کر صابر لوگوں کے لئے ہزاروں برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے کہ نہ وہ کسی تکلیف سے ڈگمگاتے ہیں نہ دکھ سے گھبراتے ہیں۔

ہمارے انفرادی اور جماعتی فرائض

جیسا کہ میں نے عرض کیا اس سورۃ شریف کا درس یہ ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے۔ انسان یہاں عمومی رنگ میں مخاطب ہوا ہے۔ قرآن کریم میں انسان کی کئی خاصیتیں بیان ہوئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ انسان بڑا ہی نافرمان ہے۔ حالانکہ سب انسان خدا تعالے کے نافرمان نہیں ہوتے ان میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہی فرمایا کہ انسان تعجیل پسند ہیں۔ اس عجلت پسندی میں اکثر غلط فیصلے کرتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے اور ندامت اٹھاتا ہے تو یہ ساری باتیں عمومی رنگ میں پائی جاتی ہیں اسی طرح عمومی کیفیت یہ ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جن کی استثناء بیان کی گئی ہے۔

اس سورت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایمان عمل صالحہ، حق اور صبر کی تلقین۔ ایک دوکاندار شام کے وقت اپنی آمدنی اور رکھے کا حساب کرتا ہے کہ کیا کمایا اور کیا نقصان ہوا۔ اور ایک کاروباری آدمی بھی ہر روز نہ سہی ہفتہ وار یا ماہوار حساب کرتا ہے مگر کرتا ضرور ہے۔ یہی بات انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بھی لاگو ہوتی ہے۔ انفرادی طور پر حضور نبی کریم صلعم نے یہ گُر بتایا ہے کہ مؤمن کو چاہیئے کہ وہ شام کے بعد اپنے دن بھر کے کام کاج پر غور کرے کہ میں نے آج کیا کچھ کیا۔ کتنے نیک کام کئے اور کیا کچھ بُرا کیا اور سوچا۔

اور رکھو اگلے روز کے لئے مزید نیکیاں اور بھلائیاں کرنے کی سوچے۔ اسی طرح سے ایک جماعت کو بھی اپنے کام کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے۔ اگر قدم ترقی کی طرف ہے اور جماعت میں فعال وجود پیدا ہو رہے ہیں اور اس کے اعمال باثمر ہیں تو ایسی جماعت پر خدا کا فضل ہے۔

یہ سورۃ مؤمن کے دو قسم کے فرائض بتاتی ہے اوّل انفرادی اصلاح جس کے لئے ایمان اور عمل صالح کی ضرورت ہے اور دوسرے باقی لوگوں کی اصلاح جس کے لئے اعلائے کلمۃ الحق اور صبر کو ہتھیار بنایا گیا ہے۔ دوسروں کی اصلاح سے قبل اپنی اصلاح ایک بڑا ضروری عمل ہے۔ اور جماعتی ترقی کے لئے بھی یہی پہلا قدم ہے۔ خدا کے فضل سے ہمارے عقائد ایسے ہیں کہ ہمیں کبھی شرمندگی نہیں اٹھانی پڑی ایسے عقائد والی جماعت کو بہت ترقی کرنی چاہیئے لیکن ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ محض صحت عقائد کافی ہے اور جماعت بندی کے اصولوں اور طریقوں کو ہم نظر انداز کر دیتے ہیں۔ صحت عقائد الگ چیز ہے اور تنظیمی مصلحتیں دوسری چیز ہے۔ قومیں اخوت۔ مودّت، باہمی ہمدردی قربانی اور ایثار سے آگے بڑھتی ہیں۔ بعض اوقات غلط عقائد والی جماعتیں بھی ان خصوصیات کی وجہ سے آگے بڑھتی جاتی ہیں اور بہت ترقی کر لیتی ہیں۔ عیسائیوں نے تین خداؤں کے غلط عقیدہ کے باوجود کتنی ترقی کی۔ پس ہمارے لئے مقام غور ہے کہ ہم باوجود صحیح عقائد رکھنے کے جماعتی رنگ میں کیوں ترقی نہیں کر رہے۔ اس ضمن میں مجھے اور آپ سب کو اپنا اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے ہمیں اپنی اپنی جگہ ذاتی اصلاح کرنا ہے۔ سچے ایمان کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے پھر اعمال صالح کے لئے سعی کی ضرورت ہے۔ پھر حق کے پھیلانے میں جد و جہد اور ایثار اور قربانی کی ضرورت ہے اور اس کے بعد جو تکالیف اور مشکلات اور مصائب اس راہ میں پیش آئیں انہیں صبر سے برداشت کرنے کی ضرورت ہے۔ جب یہ منازل ہم طے کریں تو پھر انشاء اللہ ہمارے لئے کوئی گھاٹا نہیں ہوگا۔ پھر ہم خسران سے بچ جائیں گے۔ انفرادی طور پر بھی ہمیں نفع ہوگا اور جماعتی رنگ میں بھی ہم ترقی کریں گے اور آگے بڑھیں گے اللہ تعالے ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہمیں گھاٹے سے بچائے۔ آمین

پیغام صلح کا میلاد نمبر

میلاد النبی صلعم کی تقریب پر پیغام صلح کا ایک خاص نمبر ہر سال شائع ہوتا ہے۔ امسال یہ نمبر ۲۹ر جولائی ۶۴ء کو شائع ہوگا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و کمالات پر جماعت احمدیہ کے اہل قلم فضلاء کے اہم مضامین درج ہوں گے، فی الحال جن اصحاب کی طرف سے مضامین موصول ہو چکے ہیں ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) پروفیسر محمد شفیع صاحب ایم اے پرنسپل ہومسلم کالج لاہور (۲) مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے (۳) شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب (۴) چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات (۵) فخرالدین احمد صاحب راولپنڈی (۶) محمد عبداللہ صاحب سٹوڈنٹ خیبر میڈیکل کالج پشاور

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعتیہ کلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آپکے ایمان افروز کلمات بھی درج کئے جائیں گے۔

فضیلت مآب گورنر صاحب توجہ فرمائیں

ازصـ۲

"پاکستان کی مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے شعبہ ہائے احتساب کتب سے گزارش کی تھی کہ وہ ملک کے اندر امن و سلامتی کی حقیقی فضا پیدا کرنے کے لئے مذہبی کتب پر احتساب و تجزیہ کے معاملہ میں ایک مفصّل اور واضح ضابطہ تیار کریں۔ اور اس معاملہ میں نزاکت احساس کی کوئی بنیادی اور جامع و مانع تعریف مرتب کریں تاکہ جذباتیت کی افراتفری میں کبھی کسی پاکستانی کے بنیادی حقوق مجروح نہ ہونے پائیں۔"

(ایضاً)

اگر دانشمندی سے کوئی ایسا ضابطہ بنا لیا جائے تو اس سے اہل نظم و نسق کی نہ صرف رہنمائی ہوگی بلکہ ان کے لئے کام بہت آسان ہو جائے گا اور محض اندھے کی ڈنگوری چلانے کا معاملہ نہیں رہے گا۔ (دفاع زمانہ)

جلسہ میلاد النبی صلعم

میلاد النبی صلعم کی تقریب ۲۲ر جولائی کو ہوگی، لیکن ربیع الاوّل کا سارا مہینہ ہی اس تقریب کو اسلامی دنیا میں منایا جاتا ہے، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ۲۵ر جولائی کو بروز ہفتہ بوقت پانچ بجے شام مسلم ہائی سکول لاہور میں جلسہ میلاد النبی منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے، یہ جلسہ محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے زیر صدارت منعقد ہوگا۔ اور مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت، مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے، مولانا عبدالمنان عمر صاحب ایم اے۔ اور مولانا محمد یعقوب خان صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی ایڈیٹر لائٹ اس جلسہ میں تقاریر فرمائیں گے۔ جماعت لاہور کے تمام احباب اور غیر از جماعت اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ اس جلسہ میں شرکت فرما کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و کمالات سے بہرہ اندوز ہوں، بیرونجات کی قریبی جماعتوں سے بھی اگر کوئی دوست شرکت فرما سکیں تو ضرور تشریف لاکر عنداللہ ماجور ہوں۔

نظام کائنات، انسانی تخلیق، سایہ اور ہوا اور پانی [illegible]

قدرت الٰہی کے مظاہر اور اللہ تعالےٰ کے بہت بڑے انعامات ہیں

{ حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ خطبہ ۲۶ جون ۱۹۶۴ء کو دیا اور دوسرے دن آپ کوہ مری تشریف لے گئے۔ وہاں سے تصحیح ہو کر آنے کے بعد یہ قارئین کرام ہے }

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۶ جون ۱۹۶۴ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ..... ثم قبضنٰہ الینا قبضا یسیرا ——— لنحی بہ بلدۃ میتا ونسقیہ مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا ——— (الفرقان) ———

نظام کائنات سے قدرت باری تعالیٰ پر شہادت

ان آیات میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے ایک انعام کا ذکر کیا ہے کبھی تو زمین و آسمان کے کارخانہ کی طرف انسانوں کی توجہ دلائی ہے کہ اتنا بڑا کارخانہ کس خوبی اور کیسی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اور اس نظام کائنات کو کس قدر برکات و افضال کا سرچشمہ بنایا ہے۔ یہ نظام بتاتا ہے کہ اس کائنات کا بادشاہ بڑی قدرتوں کا مالک ہے اس کا علم بڑا باریک ہے اور وہ فیوض کا سرچشمہ ہے۔

انسانی تخلیق قدرت الٰہی پر شاہد ہے

غرض کبھی تو کائنات کی طرف توجہ مبذول کرواتی ہے اور کبھی انسانوں کی اپنی ذات کی طرف توجہ منعطف کرائی ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تم اپنے جسم کی مشین کی ساخت اور اس کے کل پرزوں پر غور کرو۔ یہ کیسی مشین ہے۔ اس مشین کے ایک ایک حصہ پر ڈاکٹروں نے بہت بڑی تحقیقاتیں کی ہیں۔ اور علم سائیکالوجی کے ماہرین نے لائبریریاں کی لائبریریاں پڑھی ہیں اور لکھی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کھوپڑی کے اندر اس علیم و حکیم خدا نے کیا کچھ رکھ دیا ہے اگر انسان اپنی ہستی پر غور کرے تو اسے یقین ہو کہ خدا تعالےٰ بہت بڑی قدرتوں والا ہے۔ اس کے رحم و کرم عام ہیں اور اس کے احسانات بے انتہا اور بے انت ہیں۔

کھانے پینے کی اشیاء میں حکمت الٰہی

کبھی خدا تعالےٰ نے انسان کی توجہ کھانے پینے کی طرف مبذول کروائی ہے فرمایا فلینظر الانسان الی طعامہ انسان اپنے دستر خوان پر غور کرے کیا یہ اس حقیقت کے ثبوت کے لئے کافی نہیں ہے کہ خدا بڑا ارفع و اعلیٰ صفات کا مالک ہے۔ کائنات کے اندر جو کچھ ہے خدا نے اس کو انسان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بنایا ہے اس نے ایک علم ایک اندازہ اور ایک خاص موزونیت و مناسبت کے ساتھ یہ چیزیں پیدا کی ہیں۔ خدا کو معلوم ہے کہ انسان کو انڈے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے مرغی کو حکم دے دکھا ہے کہ اس کے دستر خوان کے لئے انڈا تیار کیا کرے۔ پھر انسان کے لئے غلہ جات اور میوہ جات ہیں، دودھ، مکھن مچھلی وغیرہ کا انسان اپنی زندگی کی بقا کے لئے ان تمام چیزوں کا محتاج ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کو انسان کی احتیاجات اور ضروریات کا علم ہے۔

سائے کی کمی بیشی اور موسموں کی تبدیلی

ان آیات میں سائے کا ذکر ہے۔ فرمایا ہے کہ الم تر الی ربک کیف مد الظل کیا تم نے اپنے رب کی طرف توجہ نہیں کی کہ کس طرح اس نے سائے کو لمبا کیا ہے۔ یہاں ذکر تو سائے کا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ کیا تم نے اپنے رب کی طرف توجہ نہیں کی۔ یہ سائے جس سے تم فائدہ اٹھاتے ہو۔ یہ تمہیں اپنے رب کی یاد دلاتے ہیں کچھ سایہ خدا نے بنایا ہے اور کچھ انسان نے بھی بنایا ہے۔ انسان نے سورج کی تمازت سے تنگ آ کر مکان بنائے۔ پھر اس کے لئے درختوں کا سایہ پیدا کیا۔ پھر ٹیلوں اور پہاڑوں کا سایہ ہے۔ فرمایا کہ کیا تم نہیں سوچتے کہ کس طرح خدا تعالےٰ نے سائے کو لمبا کیا ہے۔ سردی کے موسم میں شمال کی طرف درختوں کا سایہ لمبا ہو جاتا ہے۔ اس موسم میں سورج ذرا جھک جاتا ہے۔ سورج کا جھک جانا اور اوپر آ جانا سائے کے لمبا یا چھوٹا ہونے کا موجب ہوتا ہے۔ فرمایا ثم قبضنٰہ الینا قبضا یسیرا۔ ہم اپنے حکم سے اس کو تھوڑا تھوڑا کم کرتے رہتے ہیں۔ اور تھوڑا تھوڑا کر کے اس کو لمبا کرتے رہتے ہیں۔ جنوری کے بعد تھوڑا تھوڑا کم ہوتا جاتا ہے۔ جتنا سایہ کم ہوتا جاتا ہے اتنا ہی سورج اوپر اٹھتا جاتا ہے اور اتنی ہی سردی کم اور گرمی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ قبضا یسیرا کا معنی یہ ہے کہ نہایت آہستہ آہستہ تبدیلی پیدا ہوتی ہے جیسے کہ مارچ میں کافی گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ درختوں اور حیوانات کی زندگی کا موجب بنتی ہے اگر یہ سایہ یکدم تیز ہو جائے تو زیر کاشت فصلیں اور اناج چارہ وغیرہ سب جل کر راکھ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ آہستہ آہستہ ان کو گرمی پہنچاتا ہے ایک دن میں ایک ایک منٹ زیادہ کر کے انہیں حرارت پہنچاتا ہے یہاں تک کہ مارچ اپریل میں میوہ جات اور غلہ جات پک کر تیار ہو جاتے ہیں، یہ کس کی قدرت ہے، سائے کو گھٹانے اور بڑھانے پر یہ قدرت خدا تعالےٰ کے سوا کس کو حاصل ہے۔ یہ کیا کسی انسان کے بس کی بات ہے، سائے کی کمی بیشی سے موسموں پر اثر پڑتا ہے۔ جب ایک موسم بدل جاتا ہے انسان الحمد للہ پڑھتا ہے۔ سردی کے بعد گرمی اور گرمی کے بعد بارش ہوتی ہے۔ موسم کے تغیر کی وجہ سے ہی مختلف غلہ جات اور میوہ جات پیدا ہوتے ہیں۔ ہر فصل ایک خاص موسم کی موزونیت کے لحاظ سے کاشت کی جاتی اور کاٹی جاتی ہے کوئی شخص اکتوبر نومبر میں کپاس کے بیج کاشت کرتا ہے۔ انسان کو پتہ ہے کہ کونسے موسم میں کونسی فصل اور درخت پھلتے اور پھولتے ہیں۔ آخر یہ موسم کس نے پیدا کئے۔ فرمایا ثم قبضنٰہ الینا قبضا یسیرا۔ ہم نہایت آہستگی سے اور بتدریج سائے کو کم کرتے یا لمبا کرتے ہیں۔ گرمی کی وجہ سے زندگی میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ فروری مارچ میں ہر کوئی اپنے میں تازگی محسوس کرتا ہے۔ جانور بھی چہچہانے لگتے ہیں۔ درختوں پر بھی رونق آ جاتی ہے۔ زمین پر تر و تازگی چھا جاتی ہے۔ فرمایا کہ ہم دن کو کاٹ کر رات میں داخل کرتے رہتے ہیں اور رات کو کاٹ کر دن میں داخل کرتے رہتے ہیں۔ اس کانٹ چھانٹ سے موسم بنتے ہیں۔ اور ان موسموں کی وجہ سے غلہ جات اور میوہ جات تیار ہوتے ہیں۔ ایک موسم میں تلیئر اور تلیئر آ جاتے ہیں۔ آج وہ کیوں نہیں، ڈاروں کی ڈاریں یہاں آنے جانے لگتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ان کے آنے کا موسم ہے۔ ان کو ایک خاص موسم کے ساتھ وابستگی ہے سائبیریا کی بطخیں تمہارے کھانے کے لئے ایک موسم میں یہاں آ جاتی ہیں۔ مرغابی کو یہ علم نہیں کہ ہم نے کسی کی خوراک بننا ہے بلکہ وہ یہاں موسم کے اثرات کی وجہ سے پناہ لینے کے لئے آتی ہیں اور انسان کے لئے خوراک کا ذریعہ بنتی ہیں۔ فرمایا الم یروا الیٰ ما خلق اللہ من شیء۔ کیا تم خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ چیزوں پر غور نہیں کرتے کہ وہ تمام کی تمام خدا تعالےٰ کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری نہایت عجز و انکساری کے

- - - - - - - - - - - - - - -

ساتھ کر رہی ہیں۔

ایک لطیفہ

حضرت مولانا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ مظہر جان جاناں کو کسی نے پیڑے پیش کئے۔ انہوں نے وہ پیڑے حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیئے، سب نے کھا لئے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پوچھا، ان پیڑوں کو کیا کیا؟ لوگوں نے جواب دیا کھا لئے۔ انہوں نے پوچھا کس طرح کھا لئے؟ جواب ملا، جس طرح کھایا کرتے ہیں کھا لئے۔ مظہر جان جاناں نے فرمایا کہ کیا کھانے سے پہلے اس پر غور کیا کہ یہ پیڑے کیسے بنے اور کہاں سے آئے؟ انہوں نے ایک پیڑا ہاتھ میں لیا اور فرمایا خدا تعالے نے گائے بھینس کو پیدا کیا۔ اور ان کے لئے زمین میں چارہ پیدا کیا۔ اس چارہ کو کھا کر انہوں نے دودھ دیا، گوجر نے دودھ دودھ کر حلوائی کے پاس بیچا۔ حلوائی نے اس کو کڑاہی میں ڈال کر آگ پر رکھا اور یہ کڑاہی کہاں سے آئی، زمین میں سے کان کنوں نے بڑی مشقت سے لوہا نکالا۔ اس لوہے کو لوہار نے آگ پر پگھلایا کوٹا اور کڑاہی کی شکل میں تبدیل کیا۔ پھر آگ کے لئے درخت کاٹے گئے اور اس کی لکڑیوں سے آگ بنائی گئی تو حلوائی نے دودھ کو آگ پر خشک کر کے کھویا بنایا۔ پھر دوسری طرف کسان نے گنا بیجا اور رات دن اس کی آبیاری کرتا رہا۔ جب گنا تیار ہو گیا تو اس سے گڑ اور چینی بنائی گئی۔ اور وہ چینی کھوئے میں ملا کر پیڑے بنائے گئے۔ یہ ہے وہ پیڑا۔ اس کو تیار کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے کس قدر مخلوق اور کتنی اشیاء کو کام میں لگا رکھا ہے۔ اور انسان کس قدر ناشکرا ہے کہ اس پر غور کئے بغیر یونہی اس کو کھا جاتا ہے اور خدا کا شکر نہیں کرتا۔ تو دنیا کی ایک ایک چیز پر غور کرو، کھانے پینے کی اشیاء پر غور کرو یہ سب انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ اور انسان ہی کی خاطر ان کی تخلیق عمل میں آئی ہے۔

سائے کی کمی بیشی پر زندگی کا انحصار

بیان فرمایا کہ کیا تم خدا تعالےٰ کی ہستی پر غور نہیں کرتے کہ اس نے سایہ کو لمبا کیا۔ اگر سایہ لمبا ہی رہتا تو زندگی منجمد ہوتی اور اگر سایہ چھوٹا ہی رہتا تو زندگی جل چکی ہوتی۔ اس نے سایہ میں کمی بیشی سے زندگی کو قائم رکھا ہے۔ اس اختلاف سے انسانوں کی طبیعتیں بدلتی رہتی ہیں۔ مکان اور رہائش بدلتی ہے کپڑے اور خوراک بدلتے ہیں۔ آج کل گرمیوں میں پتلے کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ اکتوبر میں موٹے کپڑے پہنے جاتے ہیں آج کل لسی پی جاتی ہے اور نومبر دسمبر میں اس کا استعمال بہت ہی کم کر دیا جاتا ہے۔

سایہ — حضرت موسیٰ — محلوں کے پرورش یافتہ کی آرام گاہ

ایک سائے کا ذکر حضرت موسیٰ کے قصہ میں بھی آتا ہے۔ جب انہوں نے مدین میں دو عورتوں کو پانی کے کنوئیں سے اپنے مویشیوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے دیکھا حالانکہ دوسرے آدمی اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے، تو انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ پانی نہیں پلاتیں تو انہوں نے کہا کہ پہلے مرد پلا لیں۔ ورنہ ہمارے مویشیوں کے پانی میں منہ ڈالنے سے یہ چھچھے ہماری فضیحتی کریں ہم عورت ذات ہو کر اس لئے یہ کام کرتی ہیں کہ ہمارے ابّا جان بہت بوڑھے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰؑ نے ان کے مویشیوں کو پانی پلایا۔ ثم تولّی الی الظلّ کنوئیں سے پانی نکالنے سے اور دھوپ میں کام کرنے کے باعث انہیں سایہ میں آرام کرنے کی حاجت محسوس ہوئی۔ چنانچہ وہ سائے کی طرف بڑھے اور سایہ میں آرام کرتے وقت یہ دعا کی ربّ انی لما انزلت الیّ من خیر فقیر۔ میرے رب جو بھلائی آپ میری طرف نازل کریں میں اس کا محتاج ہوں، یہ محلوں میں رہنے والا شہزادہ، شاہی ناز و نعمت میں پرورش یافتہ اس عیش و عشرت کی زندگی کو چھوڑ کر آتا ہے اور غریبوں کی خدمت کر کے ایک درخت کے سائے کو محل کی زندگی سے بڑھ کر آرام دہ سمجھتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہاں حکومت کا پرزہ بننا پڑتا ہے۔ چنانچہ وہاں بھی ایک غریب کی حمایت کرنے کے بعد دعا کرتے ہیں ربّ بما انعمت علیّ فلن اکون ظھیراً للمجرمین۔ اے مولا! تو نے مجھ پر بڑے انعامات کئے ہیں میں کبھی مجرموں کا پرزہ بن کر نہ رہ جاؤں۔ اسی لئے وہاں سے نکل کر مدین میں آ گئے اور غریب عورتوں کی خدمت کرنے کے بعد درخت کے سائے کے نیچے جا بیٹھے اور محسوس کیا کہ جو لذت یہاں ہے وہ محل میں نہیں ہے۔ مظلوم کی مدد کرنے وقت پیچھا نہ کی کہ سائش کی زندگی سے محروم ہونا پڑے گا۔ اور بیکس عورتوں کے مویشیوں کو پانی پلانے کو باعث عار نہ سمجھا بلکہ اس کو سعادت یقین کیا۔ یہ دونوں اخلاق نہایت ہی مشکل ہیں ان کے بغیر درجات عالیہ نصیب نہیں ہو سکتے۔ اور جناب الٰہی عرض کی کہ یہ بھلائی جو آپ نے مجھے دی ہے اسی کا میں محتاج ہوں۔ بے شمار آدمی ہیں جو سوسائٹی کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں۔ ماحول ان کا خراب ہوتا ہے وہ وہاں سے نکلنے میں مختلف قسم کی دشواریاں محسوس کرتے ہیں۔ ایسے ماحول سے نکل جانا مردوں کا کام ہے۔

ہوا اور بارش میں رحمت الٰہی کے کرشمے

تو سائے گھٹنے بڑھنے اور موسموں کے بدلنے اور دن اور رات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ وھو الذی ارسل الریٰح بشراً بین یدی رحمتہ۔ ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں۔ یہ ہوائیں رحمت الٰہی کی بشارتیں لے کر آتی ہیں۔ کتنی لذت آتی ہے جب گرمی میں پہلی برسات ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا وانزلنا من السماء ماءً طھوراً۔ ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں کیسا پانی؟ طھوراً پاک و صاف کرنے والا۔ جو درختوں، گلی، کوچوں سے میل کچیل اور گندگی اور تعفن کو دور کر دیتا ہے۔ درختوں کے منہ دھو دیتا ہے، یہ ہمہ گیر اور بڑے پیمانہ پر Sanitation کا انتظام خدا تعالےٰ نے کر رکھا ہے۔ دنیا کی کوئی میونسپل کارپوریشن اتنے بڑے پیمانہ پر Sanitation کا انتظام نہیں کر سکتی۔ سورج کی تمازت اور حرارت سے سمندر کا پانی بخارات بنتا ہے۔ اور ہواؤں کے دوش پر لا کر یہ پانی میلوں دور کی پیاسی اور خشک زمینوں کو سیراب کرتا ہے۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ ہوا کا کرشمہ ہے۔ فرمایا من یرسل الریٰح۔ یہ ہوائیں کون چلاتا ہے اگر یہ ہوا ایک منٹ نہ چلے تو دم گھٹ کر رہ جائے۔ دنیا کے سارے سائنسدان مل کر ہوائیں نہیں چلا سکتے اور نہ بند کر سکتے ہیں۔

انسانی زندگی کے لئے پہاڑوں پر پانی کے ذخائر

جہاں یہ پانی بخارات بن کر دور دراز کی خشک اور پیاسی زمین کو پانی پلاتا ہے وہاں یہ پانی پہاڑوں پر لاکھوں ٹن کے وزن میں جم کر ریزروائر Reservoir کا کام دیتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ پگھل کر دریاؤں کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ میں ایک مرتبہ کشمیر کے علاقہ پہلگام میں چندن باری کی طرف گیا وہاں پر برف جمی ہوئی تھی میں نے سنا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ یہ آدم کے وقت کی برف ہے۔ وہ پتھر بن چکی ہے۔ وہاں پر ایک دریا بہہ رہا تھا اس پر قدرت نے برف کا پل بنایا ہوا ہے جس کے آر پار مویشی اور انسان آتے جاتے تھے۔ یہ خدا کی قدرتیں ہیں۔ اس کے سوائے کون ایسا انتظام کر سکتا ہے فرمایا یہ پانی کیوں اتارا جاتا ہے۔ فرمایا۔ لنحی بہ بلدۃ میتا و نسقیہ مما خلقنا انعاماً و اناسی کثیراً۔ پانی کے ذریعہ مردہ زمین کو ہم تر و تازگی اور زندگی عطا کرتے ہیں اور یہ پانی ہم مویشیوں اور انسانوں کو پلاتے ہیں تاکہ وہ زندہ رہ سکیں۔

بیماروں اور تکلیف زدوں کیلئے دعا

ہمارے بعض دوست بیمار ہیں۔ بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ہمارے بھائی میاں محمد زمان آف نیدہ بیمار ہیں۔ ہسپتال میں ان کا اپریشن ہوا ہے ان کے لئے دعا کریں ڈاکٹر حسن علی صاحب کے رشتہ دار سلطان محمود صاحب ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ عبدالعزیز صاحب ملتان والے فالج کا شکار ہو گئے وہ ہسپتال سے گھر آ گئے ہیں۔ ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ شفا عطا فرمائے۔

"ایک غلطی کا ازالہ" بسلسلہ صفحہ ۳

قریباً پون صدی سے شائع شدہ ہے اس میں حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے لئے ایک باریک علمی نقطہ کی وضاحت فرمائی ہے معلوم نہیں کہ حکومت مغربی پاکستان نے اسے کیوں ضبط کیا۔ ہم گورنمنٹ عالیہ مغربی پاکستان کے بصد وکشاد سے اپیل کرتے ہیں کہ مذکورہ پمفلٹ کی ضبطی کا حکم واپس لے کر اور جماعت احمدیہ کے اس شدید کرب کو دور کر کے ممنون ہونے کا موقع مرحمت فرمائے۔"

خاکسار۔ قاضی طارق محمود
مبلغ و سیکرٹری جماعت احمدیہ اوکاڑہ
ضلع منٹگمری

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

علمائے جماعت ربوہ کے غلط پراپیگنڈا کے مقابلہ میں
حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بعض الہامات کی صحیح تشریح

الہام "میں ان کو سزا دوں گا" کا مصداق کون ہے۔

الہام "شر الذین انعمت علیہم" کے "میں ان کو سزا دوں گا" - میں بتلا چکا ہوں کہ بزرگان لاہور تو ہر قسم کی سزا سے محفوظ اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں لیکن قادیان میں جن لوگوں نے سازش کر کے میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ بنایا تھا وہ سزا سے محفوظ نہ رہ سکے انکی آزادی ضمیر سلب کر لی گئی ذرہ ذرہ سی بات پر بائیکاٹ کی چکی میں پس جانے کا خوف ہر وقت دامنگیر، ہر وقت جاسوسوں کے زغہ میں پھنسے ہوئے کوئی بات منہ سے نہیں نکال سکتے۔ جانوں کے ضیاع کا ڈر - عزتوں کے برباد ہونے کا خطرہ جائدادوں کی تباہی کا اندیشہ روزگار کے بند ہو جانے کی فکران تمام خطرات کا بھوت ہر وقت آنکھوں کے سامنے پھرتا نظر آتا رہتا تھا جس سے ان کی زندگی اجیرن ہو چکی ہوتی تھی، ہر وقت اسی فکر میں سہمے رہتے تھے کہ اب کوئی آفت آئی اب کوئی آفت آئی اب بائیکاٹ کا اعلان ہوا اب بائیکاٹ کا اعلان ہوا۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

گذشتہ قسط میں حضور کے الہامات کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچا دی گئی تھی کہ الہام "شر الذین انعمت علیہم" کے مصداق جماعت لاہور کے بزرگ نہیں جیسا کہ علماء ربوہ ان بزرگوں کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کر کے انہیں اس الہام کا مصداق ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ اس الہام کا مصداق درحقیقت خود جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ساتھی ہیں جیسا کہ اس کے ساتھ کے دو الہام بوضاحت اس پر دلالت کر رہے ہیں کیونکہ جس عورت کو سزا دینے کا ان دو الہاموں میں ذکر ہے اس کی تمام علامات جناب میاں محمود احمد صاحب کی ایک بیوی پر چسپاں ہو رہی ہیں اس لئے یہ زبردست قرینہ ہے اس بات پر کہ جس فریق کی یہ عورت ہے وہی فریق الہام "شر الذین انعمت علیہم" کا مصداق ہو گا دوسرا قرینہ اس فریق کی تعیین کرنے والا الہام "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" ہے جسکے متعلق حضور خود لکھتے ہیں "جب میں اس عورت کے پاس گزرا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" اب ہم اس الہام کی روشنی میں فریقین کے کردار کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آ رہا ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب اور اُن کے ساتھیوں کی طرف سے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جس قدر کذب بیانیوں کا کسی مذہبی جماعت سے ارتکاب ہوا ہو۔ جھوٹی روایتیں گھڑی گئیں بزرگان سلسلہ کی طرف جھوٹے اقوال منسوب کئے گئے جھوٹے خواب بنائے گئے۔ حضرت اقدسؑ کی طرف جھوٹے الہام اور جھوٹے اقوال منسوب کئے گئے۔ بزرگانِ جماعت لاہور کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کر کے احباب جماعت کو اُن سے بدظن کیا گیا - ان سب امور کی تفصیل میں میں اپنے بعض مضامین میں پیش کر چکا ہوں جو سنہ ۱۹۴۴ء و سنہ ۱۹۴۵ء کے پیغام صلح میں شائع ہوتے رہے ہیں انشاء اللہ اب اگر ضرورت پیش آئی تو ٹریکٹ کی صورت میں انکو دوبارہ شائع کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اپنی ذات اور اپنے مقام کے متعلق جو جھوٹی تعلّیوں سے جناب میاں محمود احمد صاحب کام لیتے رہے ہیں اور جن کو واقعات نے غلط ثابت کر دیا ہے وہ بھی کافی تعداد میں ہیں۔ اسی طرح بعض مقدمات میں اپنی خلاف قانون کارروائیوں کو چھپانے کے لئے عدالتوں میں جو جھوٹے بیانات دیئے ہیں وہ بھی ان کی اصلیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ بہرحال ان تمام اقسام کے جھوٹوں کو اگر جمع کیا جائے تو اچھی خاصی کتاب بن جاتی ہے اس لئے حضور کا الہام "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" پوری طرح ان پر چسپاں ہو رہا ہے اور "لعنۃ" جس کا اس الہام میں ذکر ہے وہ کافی مہلت دینے کے بعد آخر نمایاں طور پر مختلف رنگوں میں ظاہر ہو گئی جس کا ذکر میں گذشتہ سے پیوستہ قسط میں کر چکا ہوں اور جس کا آخری اثر جناب میاں صاحب پر ہر ایک بینا کو نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے اسکو چھپانے کی گو انتہائی کوشش کی جا رہی ہے لیکن وہ چھپائے اب چھپ نہیں سکتا خدا کی گرفت اتنی سخت ہے کہ تمام جماعت کی دعائیں اور ان کے صدقات اس عذاب میں تخفیف پیدا نہیں کر سکے ان کے رائیگاں جانے کی یہ وجہ نہیں کہ جماعت کی دعاؤں میں اثر نہیں بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مورد عذاب کے مظالم اور اعمال خدا کی نظر میں اس انتہائی نقطہ پر پہنچ چکے ہیں کہ جس نے الٰہی عذاب کو اٹل بنا دیا ہے مظلوموں کی آہوں کے اثر کے مقابلہ میں دعاؤں کا اثر بہت کم ہے دن رات کی وہ آہیں دعاؤں کے اثر کو باطل کرتی جاتی ہیں، اس صورت میں تخفیف ہو تو کس طرح ہو حدیث میں آتا ہے کہ مظلوم کی آہ سیدھی خدا تک پہنچتی اور اس کے عرش کو ہلا دیتی ہے۔ یہاں ایک مظلوم نہیں سینکڑوں مظلوم ہیں جن کی دل سے نکلی ہوئی آہیں ہر وقت خدا کے عرش کو ہلا رہی ہیں - وہاں دعاؤں کی رسائی کہاں جب رسائی نہیں تو اثر کس طرح ظاہر ہو۔

دوسرا الہام

اس کے ساتھ ہی الہام "اس پر آفت پڑی آفت پڑی" بھی اسی فریق کی تعیین کر رہا ہے کیونکہ دونوں میاں بیوی اس آفت کا شکار ہوئے بیوی اسی آفت میں مبتلاء کر دنیا سے گذر گئی اور میاں ابھی تک اس میں مبتلا چلے آ رہے ہیں۔

تیسرا الہام

اس کے ساتھ ہی تیسرا الہام "مضر صحت" بھی اسی فریق کی تعیین کر رہا ہے دونوں پر جو آفت پڑی ہے سب جانتے ہیں کہ "مضر صحت" افعال کے نتیجہ میں ہی پڑی ہے۔

چوتھا الہام

ویل لھٰذہ المرأۃ و بعلھا نے تو اصل حقیقت سے بالکل ہی پردہ اٹھا دیا ہے۔ الہام "شر الذین انعمت علیہم" کے مصداق کی تعیین کرنے میں اس الہام نے کوئی خفا باقی رہنے ہی نہیں دیا عورت "ویل" کا مزہ چکھ کر اس دنیا سے گذر گئی اور خاوند اس الہامی لفظ "ویل" کا مزہ چکھ رہا ہے اللہ تعالےٰ اب بھی اسکو توبۃ النصوح کی توفیق عطا فرمائے - آمین

الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کے بارے میں علماء ربوہ کی غلط تشریح۔

مندرجہ بالا تمہید کے بعد اب میں حضور کے الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کے متعلق پہلے علماء ربوہ کا نظریہ بیان کرنے کے بعد اس کے اصل مصداق کی نشان دہی کرتا ہوں یہ الہام ۱۳ر مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کا ہے اس کے ساتھ ۱۰-۱۰ اور الہامات ہیں "مکمل تبلیغی احمدیہ پاکٹ بک" کے مصنف خادم گجراتی نے اس الہام کا مصداق نعوذ باللہ ہمارے محترم امیر مرحوم و مغفور مولنا مولوی محمد علی صاحب کو قرار دیا ہے دیکھو از صفحہ ۶۲۸ تا صفحہ ۶۳۱ اور باقی علماء ربوہ کا بھی یہی نظریہ ہے اور یہ لوگ دن رات اس کا پراپیگنڈا کر کے اپنی جماعت کے لوگوں کے دلوں میں حضرت امیر مرحوم کے خلاف نفرت کا بیج بوتے رہتے ہیں۔ اس تاریخ کے گیارہ الہاموں میں سے خادم صاحب نے صرف پہلے سات الہاموں کی اپنی خیالی اور من گھڑت تشریح کر کے حضرت مولنا مرحوم و مغفور کو ان کا مصداق ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

گیارہ الہامات

یہ گیارہ الہامات مندرجہ ذیل ہیں:—

(۱) — لاہور میں ایک بے شرم ہے

(۲) — ویل لک و لافکک

(۳) — انی نعیت

(۴) — انی انا اللہ لا الٰہ الا انا

(۵) — ان اللہ مع الصادقین

اس پانچویں الہام کے درج کرنے کے بعد حضور لکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی آج پوری ہو گئی کہ آج ہی سول میں خبر آئی ہے کہ ڈوئی جس کے عذاب کے بارے میں ہم نے خبر دی تھی وہ مر گیا یہ وہ ڈوئی ہے جس کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا تھا"

(۶) — ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائیں گے اور بعض چھوڑ دیئے جائیں گے

(۷) — انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ یہ تیسری مرتبہ الہام ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب

(خادم صاحب نے صرف یہی سات الہام نقل کئے ہیں بعد کے چار الہام چھوڑ دیئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۸) — انجیبی موتکم

(۹) — یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی۔

(۱۰) — ریاست کابل میں قریب پچاس ہزار کے آدمی مریں گے۔

(۱۱) — واستوت علی الجودی۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی"

علماء ربوہ کا استدلال

خادم گجراتی نے صرف پہلے سات الہام درج کر کے حضرت مولانا مرحوم کو سب سے پہلے الہام کا مصداق قرار دینے کے لئے ان سے یوں استدلال کیا ہے کہ یہ الہامات حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اعظم کی وفات اور اس کے بعد جماعت میں پیش آنے والے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں لکھتے ہیں:-

کوئی شخص فوت ہوگا اس شخص سے مراد وہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رح کو لیتے ہیں اس شخص کے فوت ہونے سے قبل ایک شخص ایک "افک" تیار کر کے لکھے گا یہ شخص ان کے نزدیک نعوذ باللہ حضرت امیر مرحوم یعنی مولانا محمد علی صاحب رح ہیں ان کا یہ "افک" بے شرمی کا فعل ہوگا جس میں کذب بیانی اور دھوکہ سے کام لیا گیا ہوگا۔ یہ بے شرم شخص لاہور میں جا کر سکونت پذیر ہوگا۔ مولانا مولوی نور الدین صاحب رح کی وفات پر جماعت میں فتنہ پیدا ہوگا جس کے نتیجہ میں جماعت دو فریقوں میں منقسم ہو جائے گی ایک فریق اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا دوسرا ناکام رہے گا۔ اس فتنہ کے ساتھ اہل بیت کا بھی تعلق ہوگا جس فریق کے ساتھ اہل بیت ہوں گے وہ حق پر ہوگا۔

مندرجہ بالا تشریح کی بنیاد

مندرجہ بالا تشریح کو پڑھکر ہر ذی ہوش انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اس تشریح کی بنیاد الہام کے الفاظ پر نہیں بلکہ اپنے عقیدہ اور اپنے غلط خیالات پر رکھی گئی ہے اور الہام کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اپنے خیالات کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ الہامات کے الفاظ میں نہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رح کی وفات کا ذکر ہے نہ جماعت میں کسی فتنہ کے رونما ہونے کا ذکر ہے نہ جماعت کے دو گروہوں میں منقسم ہونے کا ذکر ہے نہ اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس کے اہل بیت جس گروہ کے ساتھ ہوں گے وہ گروہ حق پر ہوگا۔ یہ سب امور علماء ربوہ کے اپنے دماغ کی اختراع ہیں واقعات سے انکو ذرہ بھر بھی تعلق نہیں حضرت اقدس نے ایک الہام "ان اللہ مع الصادقین" کے متعلق صاف لکھا ہے کہ ڈوئی کی موت سے پورا ہو گیا ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ حضور ان الہاموں کو اسی زمانہ کے متعلق سمجھتے تھے۔

ان الہاموں کا مصدق کون ہے؟

اب ذیل میں ان الہاموں کے اصلی مصداق کی نشاندہی کی جاتی ہے اور وضاحت سے بتلایا جاتا ہے کہ خادم گجراتی اور ان کے ہم نواؤں کے پیش کردہ الہامات اسی وقت یعنی حضور کی زندگی میں ہی پورے ہو گئے تھے سب سے پہلے الہام میں یہ بتلایا گیا تھا کہ اس وقت لاہور میں ایک ایسا شخص موجود ہے جس کے افعال صریح طور پر بے شرمی پر دلالت کرتے ہیں نہ کہ سات سال بعد وہاں سکونت اختیار کرنے والا شخص اس الہام کا مصداق بنے گا اگر ایسی ہی تاویل سے کام لینا ہے جناب میاں صاحب پر بھی اسکو چسپاں کیا جاسکتا ہے جو تقسیم ہند کے بعد خادم گجراتی کے الفاظ میں ہی کہا جا سکتا ہے نے کو جھوٹ بول کر جماعت کو دھوکہ دے کر قادیان سے لاہور آ گئے اہل قادیان کو تو یہ کہا قادیان ہرگز نہیں چھوڑنا اور اپنے متعلق بھی یہی کہتے رہے کہ قادیان ہرگز نہیں چھوڑیں گے حالانکہ یہ سب جھوٹ تھا وہاں سے نکلنے کے سامان کئے جا رہے تھے پھر لاہور آ کر بھی یہ بیان دیا کہ وہ قادیان والوں کو مصیبت سے نجات دلانے کے سامان کرنے کے لئے آئے ہیں چند دن بعد واپس قادیان پہنچ جائیں گے یہ بھی محض جھوٹ تھا اور جھوٹ ہی ثابت ہوا لیکن ہم اس قسم کی تاویلوں سے کام لیکر الہامات پر مخالفین کو ہنسی کرنے کا موقعہ دینا نہیں چاہتے۔ الہامات صاف طور پر لاہور کے ایک شخص الٰہی بخش اکونٹنٹ پر چسپاں ہو رہے ہیں جو اس الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کے وقت لاہور میں ہی موجود تھا اور لاہور میں ہی وہ رہ رہا تھا اس کے بعد کے جتنے الہامات ہیں ان کا ایک ایک لفظ اسی کے حق میں پورا ہو رہا ہے ....

تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

الٰہی بخش کی بے حیائی اور اس کے افک کا ثبوت اور حضور کی اس کے متعلق پیشگوئی

پیشتر اس کے کہ بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی بے شرمی کا ثبوت پیش کیا جائے مختصر طور پر یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ حضرت اقدس کے دعوے ماموریت سے قبل یہ شخص حضور کا بڑا معتقد تھا۔ حضور کو سچا ملہم یقین کرتا تھا اخلاص کا یہ عالم تھا کہ قادیان میں اکثر ملنے کے لئے آتا اور فرط اخلاص سے حضور کے پاؤں دبایا کرتا تھا لیکن جس وقت حضور نے مامور ہونے کا دعوے کیا تو یہ شخص مخالف ہو گیا اور اپنی بے باکی میں اس حد تک بڑھا کہ قادیان میں آ کر حضور کو کہنے لگا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ سے کہوں کہ آپ میری بیعت کریں اب یہ کس قدر بے حیائی اور بے باکی ہے کہ اس شخص کو جو مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہے کہا جائے کہ تم میری بیعت کرو اس کی یہ بیباکی اور بے شرمی بڑھتی گئی۔

جن لوگوں کو روحانی امور سے ذرہ بھر بھی تعلق ہے وہ جانتے ہیں کہ سب سے بڑی بے حیائی یہ ہے کہ انسان حق اور صداقت کا انکار کر دے۔ پھر اس سے بھی بڑھکر بے حیائی یہ ہے کہ حق کو عمداً چھپانے کی کوشش کی جائے اور اس کتمان حق میں صریح جھوٹ سے کام لیا جائے اس شخص نے حضرت اقدس کے متعدد الہاموں کو پورا ہوتے دیکھا خدا کی تائید اور نصرتوں کو حضور کے شامل حال ہونے کو مشاہدہ کیا اور اسی بناء پر حضور کو سچا ملہم یقین کرتا رہا اور مخلصین کی طرح خدمت بجا لانا اپنی سعادت سمجھتا رہا لیکن جب مخالفت ہوا تو ان تمام باتوں کا انکار کر دیا اور ساتھ ہی اس کے بعد بھی نشان پر نشان دیکھنے کے باوجود انکار پر مصر رہا صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھکر حضور کی طرف جھوٹے الزام منسوب کر کے لوگوں کو حضور سے بدظن کرنے کی کوشش کی مثلاً کہا کہ لڑکے کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی مگر لڑکی پیدا ہوئی حالانکہ یہ بالکل جھوٹ تھا اب کیا ایسا صریح جھوٹ آیت ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون کے وعید کے نیچے نہیں آتا اور ایسے صریح جھوٹ کا ارتکاب ایسے ہی شخص سے وقوع میں آ سکتا ہے جس نے حیائی تمام پردوں کو پھلانگ لیا ہو متقی آدمی سے تو اس کا سرزد ہونا ناممکن ہے اس کے بعد اس کی مفتریانہ پیشگوئیوں کو ملاحظہ کیا جائے جو اس نے نعوذ باللہ حضرت اقدس کی تباہی کے متعلق شائع کیں اس نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام عصائے موسیٰ رکھا۔ اس میں دعوے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے موسیٰ قرار دیا ہے اور حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ فرعون ٹھہرایا ہے اور اپنے متعدد الہامات کی بناء پر نعوذ باللہ حضور کی تباہی کے متعلق پیشگوئیاں کیں جن کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب اس کی زندگی میں ہی طاعون سے ہلاک ہو جائیں گے اور اس کی

تمام جماعت منتشر ہو جائے گی اور اسی کے ہاتھ سے نعوذ باللہ دد کا استیصال ہوگا اور حضور پر نعوذ باللہ خدا کا غضب نازل ہوگا اور اسے کامیابی نصیب ہوگی اور وہ غالب رہے گا۔

یہ وہ "افک" تھا جس کا ذکر الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کے بعد الہام "دبیل لک و لافکک" میں کیا گیا تھا اس الہام میں "دبیل" کے لفظ سے اس پر اس کے "افک" کی وجہ سے عذاب وارد ہونے کی پیشگوئی کی گئی تھی چنانچہ تیسرے الہام "انی نعیت" میں بتلایا گیا کہ اس بے شرم شخص کے عذاب سے موت کا شکار ہونے کے متعلق میں پہلے سے تمہیں اطلاع دے چکا ہوں۔ چنانچہ ان تینوں الہاموں میں جو عذاب وارد ہونے کی پیشگوئی پر مشتمل تھے اس کے مطابق الٰہی بخش تین ہفتوں میں یعنی ۷ راپریل ۱۹۰۷ء کو طاعون کا شکار ہو کر اپنے معتقدین کو نامرادی اور حسرت کی آگ میں جلتے ہوئے چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ کیا علماء ربوہ

حضرت اقدسؑ کے الہامات میں اس کی ہلاکت کی پیشگوئی۔

الہام "انی نعیت" میں خدا نے حضورؑ کو بتلایا تھا کہ اس بے شرم انسان کی ہلاکت کی خبر میں تمہیں پہلے دے چکا ہوں، چنانچہ حضور کے الہامات میں اس خبر کو ہم موجود پاتے ہیں، چنانچہ سب سے پہلے حضور نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۴ میں جو ۲۹ دسمبر ۱۹۰۰ء کو شائع ہوئی مندرجہ ذیل الفاظ لکھے "چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے (الفاظ "قابل شرم الزام" علماء ربوہ کے لئے قابل غور ہیں انہی الفاظ کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" میں کر دی فتدبروا ناقل) اور مجھے ناکردہ گناہ دکھ دیا ہے اس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مر وں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا برمقام فلک شدہ یا رب۔ گر امیدے دہم مدار عجب بعدا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (چنانچہ) شدید مخالفت کرنے والوں کی ہلاکت کے بعد الٰہی بخش کی طاعون سے موت وقوع میں آئی۔ ناقل) اس کے بعد جب اسکی ہلاکت کا وقت قریب آیا تو حضور کو ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا "ایک موسیٰ ہے میں اسکو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا۔ اجتث الاثیم وارید الجحیم (ترجمہ حسب تفہیم) اور جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اسکو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔ بلجت آیاتی (یعنے میرے نشان روشن ہو گئے۔ ناقل) قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون (کہدے اللہ پھر ان کو انکی بے ہودہ باتوں میں کھیلتے ہوئے چھوڑ دو۔ ناقل۔ ان الہامات میں بتلایا گیا ہے کہ موسیٰ تو خدا کے نزدیک ایک ہی ہے اور وہ تم ہی ہو سو میں اپنے اصل موسیٰ کو یعنی تم کو ظاہر کروں گا یعنے لوگوں کے سامنے تمہاری سچائی ظاہر ہو جائے گی اور اسی اصلی موسیٰ یعنی تم کو عزت دوں گا اور وہ جو افتراء کے طور پر موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس نے بڑا گناہ کیا ہے اور وہ اثیم یعنی بڑا گنہگار ہے میں اسکو اب گھسیٹوں گا اور طاعون کے عذاب سے ہلاک کروں گا۔ یہ تو سب علماء ربوہ جانتے ہیں کہ جحیم سے مراد حضرت کے الہاموں میں طاعون کا عذاب ہی ہے جس کی تشریح خود حضرت اقدسؑ نے فرمائی ہوئی ہے۔ ان الہامات سے الہام "انی نعیت" کے معنی بھی واضح ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے مصداق کی بھی تعیین ہو جاتی ہے علماء ربوہ جو ان الفاظ سے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رح کی وفات مراد لیتے ہیں تو وہ بتلائیں کہ حضرت اقدس کے کس الہام میں ان کی موت کی خبر دی گئی تھی۔ الہام کے ایسے معنے کرنا کیا محض تحکم نہیں اور کیا آپ لوگ ایسے معنی کرنیکے نتیجہ میں ھوی نفس کے ماتحت معنے کرنے والے قرار نہیں پاتے۔ اور اس کے متعلق جو وعید آئی ہے اس کی طرف آپ کو توجہ دلاتے ہوئے توبہ کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔ چنانچہ اس الہام کے ماتحت صرف ۱۹ دن کے بعد طاعون نے الٰہی بخش کا خاتمہ کر دیا اور الہام بلجت آیاتی کے ماتحت وہ نشان روشن ہو گئے جو حضور کی صداقت ثابت کرنے کے لئے خدا کی طرف سے متواتر نازل ہو رہے تھے اگر یہ لوگ ایسے واضح نشانوں سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے تو ان کو کہدو کہ تم اپنی بے ہودہ نکتہ چینیوں کی لہو ولعب میں مشغول رہو خدا تمہیں خود سمجھ لے گا۔

اس سلسلہ میں چوتھا الہام انی انا اللہ لا الٰہ الا انا یعنے خدا تو ایک ہی ہے اور وہ میں ہی ہوں۔ جو تجھے الہام کر رہا ہوں میرے سوا اور تو کوئی قابل پرستش نہیں اگر الٰہی بخش میرا سچا پرستار ہے تو اس کے الہام جو وہ تیرے متعلق شائع کر رہا ہے سچے ثابت ہو جائیں گے اور اگر تم میرے سچے پرستار ہو تو اس کے متعلق تمہارے الہام سچے ثابت ہوں گے کیونکہ ان اللہ مع الصادقین یعنی خدا اپنے سچے پرستاروں کا ہی ساتھ دیا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے الٰہی بخش کو ہلاک کر کے حضرت اقدس کے ساتھ اپنی معیت کا ثبوت دے کر ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب ہی خدا کے سچے پرستار تھے یہ ہیں الہام کے صاف اور سیدھے سادے معنی تو وہ جو علماء ربوہ نے اس کے اپنی مطلب براری کے لئے الفاظ کو توڑ مروڑ کر کئے ہیں۔

چھٹا الہام ہے "ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائیں گے اور بعض چھوڑ دیئے جائیں گے" اس الہام میں بیان کردہ امتحان کو علماء ربوہ حضرت مولوی صاحب کی وفات کو امتحان قرار دیتے ہیں حالانکہ اس امتحان کی تعیین اور وضاحت حضور کے ایک دوسرے الہام نے کر دی ہوئی ہے ہمیں اپنے قیاسات پر نہیں چھوڑا ہوا حضور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۲ و صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں:۔

"بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۴۹ پر لکھتے ہیں کہ ان کو الہام ہوا یا نار کونی بردا و سلاما۔ یعنی اے آگ، ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو جا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کونسی آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی صرف طاعون کی آگ ان پر نازل ہوئی تھی سو وہ تو ٹھنڈی نہ ہوئی اور ان کا کام ایک دن میں تمام کر گئی صدہا آدمی لاہور میں طاعون میں مبتلا ہو کر آخر اچھے ہو گئے مگر یہ ملہم صاحب جانبر نہ ہو سکے اور بے وقت موت نے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کرا دیا اب وہ تو اس جہان کو چھوڑ گئے صرف ان کے دوستوں کے لئے لکھنا پڑا ہے کہ بابو صاحب کی موت کے بعد مجھ کو یہ الہام ہوا تھا "فتنا بعضھم من بعض یعنی ہم نے الٰہی بخش کی موت سے ان کے دوستوں کا امتحان کرنا چاہا ہے (علماء ربوہ "امتحان کرنا چاہا ہے" کے الفاظ پر غور کریں کیا خدا نے امتحان کی وضاحت خود ہی نہیں کر دی آپ کو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رح کی وفات کو امتحان قرار دینے کے لئے تکلفات کی کیا ضرورت ہے۔ دوسرے حضرت مولانا رح کی موت کو ان الہامات سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ناقل) کہ کیا وہ اب بھی سمجھتے ہیں یا نہیں"

علمائے ربوہ پر غالباً یہ امر مخفی نہیں ہوگا کہ امتحان افراد کا بھی ہوتا ہے قوموں کا بھی ہوتا ہے اور ان لوگوں کا بھی ہوتا ہے جن کی طرف مامور مبعوث کیا جاتا ہے اور پھر ہر نشان جو مامور من اللہ کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے خدا کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے وہ بھی درحقیقت ایک امتحان ہی ہوتا ہے خدا دیکھتا ہے کہ اس نشان الٰہی کو دیکھ کر لوگ اس کے مامور کو قبول کرتے ہیں یا نہیں جو قبول کر لیتے ہیں وہ چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور جو اس نشان کو رد کر دیتے ہیں وہ الٰہی گرفت میں آتے ہیں۔ اس جگہ بھی یہی معاملہ تھا۔ دو ملہم روحانی مقابلہ کے لئے میدان میں نکلتے ہیں ہر ایک دوسرے کو فرعون اور اپنے آپ کو موسیٰ قرار دیتا ہے اور ہر ایک ایک دوسرے کے متعلق اپنے الہام کی بناء پر پیشگوئی کرتا ہے کہ وہ اسکی زندگی میں طاعون سے ہلاک ہو جائے گا جو بھی ان دونوں میں سے اپنے مد مقابل کی پیشگوئی کے مطابق پہلے طاعون سے مر جائیگا وہ جھوٹا اور دوسرا سچا قرار پائے گا۔ چنانچہ اس مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کامیاب ہوتے ہیں الٰہی بخش طاعون سے ہلاک ہو جاتا ہے اس کی تمام پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوتی ہیں اور حضرت مرزا صاحب کی تمام پیشگوئیاں سچی ثابت ہوتی ہیں۔ ان روشن نشانوں کو دیکھ کر سب کو چاہیئے تھا کہ حضرت اقدس کو قبول کر لیتے لیکن چونکہ ان سب کے لئے ایک امتحان کا موقعہ تھا جنہوں نے قبول کیا وہ چھوڑ دیئے گئے اور جو اپنی ضد پر اڑے رہے وہ مستحق سزا

نفیس پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ شمارہ نمبر ۲۹

نتائج امتحانات سیکنڈری سکولہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

نام سکول	تعداد امیدواران	تعداد پاس شدہ	فسٹ ڈویژن	سیکنڈ ڈویژن	تھرڈ ڈویژن	نتیجہ فیصد	نتیجہ فیصد سکینڈری بورڈ
مسلم ہائی اسکول نمبر۱ لاہور	۱۰۱	۸۲	۲۰	۴۷	۱۵	زائد از ۸۱٪	۵۸ فیصد
مسلم ہائی سکول نمبر۲ لاہور	۵۱	۲۳	۴	۱۰	۹	۴۵۰۰٪	،،
مسلم ہائی سکول بدوملہی	۲۰	۲۲	۸	۸	۶	۸۴٪	،،

پیغامِ صلح

لاہور

نذرِ عقیدت

بہ حضور سرورِ کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور اخلاقِ عالیہ اور آپ کی بلند پایہ نے ایک ایسا انقلابِ عظیم دنیا میں پیدا کیا جس نے نہ صرف جزیرۃ العرب بلکہ ایران وروم اور یورپ کی انتہائی وادیوں تک گناہوں، بدکاریوں، اور جہالت میں لتھڑی ہوئی دنیا کو نہ صرف نیکی وپاکیزگی عطا کی بلکہ علم وحکمت کی دولت سے مالامال کر دیا گویا ایک مردہ دنیا دوبارہ زندہ ہوگئی اندھے بینا ہو گئے اور لولے لنگڑے تندرست ہو کر چلنے پھرنے لگ گئے - یہ وہ انقلابِ عظیم ہے جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہ پہلے نظر آئی اور نہ آئندہ کبھی مل سکے گی - اس انقلابِ عظیم کی داستان بڑی طویل ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد کا شمار کرنا مشکل تاہم ان چند صفحات میں اسی بحرِ بے پایاں کے چند آبدار موتی

حضورِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں

بطور ہدیہ محقرہ پیش کرنے کی جرأت کی گئی ہے - گر قبول افتد زہے عزّ وشرف

کلامِ امام

در مدحِ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عجب نوریست در جانِ محمد ٭ عجب لعلیست در کانِ محمد
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف ٭ کہ گردد از محبانِ محمد
عجب دارم دلِ آں ناکساں را ٭ کہ رُو تابند از خوانِ محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ٭ کہ دارد شوکت و شانِ محمد
خدا زاں سینہ بیزارست صد بار ٭ کہ ہست از کینہ دارانِ محمد
خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را ٭ کہ باشد از عدوانِ محمد
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ٭ بیا در ذیلِ مستانِ محمد
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ٭ بشو از دل ثنا خوانِ محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ٭ محمد ہست برہانِ محمد
سرے دارم فدائے خاکِ احمد ٭ دلم ہر وقت قربانِ محمد
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم ٭ نثارِ روئے تابانِ محمد
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند ٭ نتابم رُو ز ایوانِ محمد
بکارِ دیں نترسم از جہانے ٭ کہ دارم رنگِ ایمانِ محمد

بسے سہل است از دنیا بریدن ٭ بیادِ حسن و احسانِ محمد
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من ٭ کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمد
دگر استاد را نامے ندانم ٭ کہ خواندم در دبستانِ محمد
بدیگر دلبرے کارے ندارم ٭ کہ ہستم کشتۂ آنِ محمد
مرا آں گوشۂ چشمے بباید ٭ نخواہم جز گلستانِ محمد
دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید ٭ کہ بستیمش بدامانِ محمد
من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم ٭ کہ دارد جا بہ بستانِ محمد
تو جانِ ما منور کردی از عشق ٭ فدایت جانم اے جانِ محمد
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ ٭ نباشد نیز شایانِ محمد
چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را ٭ کہ ناید کس بمیدانِ محمد
الا اے دشمنِ نادان و بیراہ ٭ بترس از تیغِ بُرّانِ محمد
رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم ٭ بجو در آل و اعوانِ محمد
الا اے منکر از شانِ محمد ٭ ہم از نورِ نمایانِ محمد

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمد

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۶۴ء

ختم نبوت کا ایک اہم پہلو

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جن معنوں میں صحیح اور تمام اُمتِ محمدیہ کے نزدیک مسلم چلا آتا ہے کہ آپ سلسلۂ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا، وہیں یہ بات بھی مسلم چلی آرہی ہے کہ آپ کا فیض نبوت قیامت تک جاری وساری ہے، اور آپ کے کامل متبعین آپ کی اتباع سے انوارِ نبوت کو حاصل کر لیتے ہیں، جو وحی والہام اور مبشرات سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث نبوی میں فرمایا گیا ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ ایک دوسری حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے لقد کان فی امم من قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فعمر۔ پہلی اُمتوں میں ایسے لوگ ہوتے آئے ہیں، جنہیں اللہ تعالےٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ میری امت میں اگر کوئی شخص ہے تو وہ عمر ہے۔ اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام بطور مثال لیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ ایک غیر نبی کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے فیض رُوحانیت سے مکالمہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ ختم نبوت کا صرف اسی قدر مفہوم لینا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، آپ کے فیض نبوت سے اُمت کو محروم قرار دینا ہے۔ جس صورت میں خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے آپ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے کہ آپ کا فیض نبوت بھی قیامت جاری وساری رہے اور آپ کے متبعین کو ان انوارِ نبوت سے حصہ ملے، جن کو آپ نے مبشرات اور مکالمہ الٰہیہ کا نام دیا ہے۔ اسی بات کے پیش نظر بزرگانِ اُمت نے اپنی کتابوں میں صفائی کے ساتھ لکھا ہے کہ وهذا باب اغلق بعد موت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلا یفتح لاحد الی یوم القیامۃ ولٰکن بقی للاولیاء وحی الالہام الذی لاتشریع فیہ یعنے یہ دروازہ (نبوت) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بعد بند کر دیا گیا اور قیامت کے دن تک کسی کے لئے کھولا نہیں جائے گا لیکن اولیاء کے لئے وحی والہام باقی ہے جس میں شریعت نہیں۔ (الیواقیت والجواہر ۳۵ مطبوعہ مصر)

اس سے ظاہر ہے کہ ختم نبوت کا مفہوم اسی حد تک محدود نہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا، بلکہ اس کے مفہوم میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کا نبوت قیامت تک جاری وساری ہے، اور آپ کی اتباع سے ولایت کا مقام اور وحی والہام کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ یہ ختم نبوت کا وہ اہم پہلو ہے جس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب کی بلندی اور عظمت کا پتہ لگتا ہے اور اس کا عملی ثبوت ان الہامات ومکاشفات سے ملتا ہے جو بزرگانِ اُمت کے ملفوظات میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان الہامات وکشوف سے ان بلند مراتب کا پتہ چلتا ہے، جو ان بزرگوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوئے۔ مثال کے طور پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ذکر الٰہی میں مصروف تھا کہ میری زبان پر یہ لفظ جاری ہو گئے لو کان موسیٰ ابن عمران حیًّا لما وسعہ الا اتباعی۔ اگر موسےٰ بن عمران زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوائے چارہ نہ ہوتا۔ سید صاحب لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ میں حکایۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں کہتا تھا بلکہ اپنی طرف سے کہتا تھا۔

> "پس میں نے جان لیا کہ میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہوا ہوا تھا، میں اس وقت عبدالقادر نہیں تھا بلکہ رسول اللہ صلعم ہی تھا یعنے محمد ہی تھا"

ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں :۔

> "میں بحیثیت محمد ہونے کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول انا سید ولد آدم ولا فخر دوہرا رہا تھا"

(ترجمہ عربی از سیف الربانی مصنفہ شیخ محمد بن یحییٰ بن سید مصطفےٰ ...)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان ان لوگوں کے غور کے قابل ہے، جو آج حضرت مرزا صاحب کے ان بیانات پر جن میں انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز بتایا ہے کافر قرار دیتے ہیں، اور ایسے ہی بیانات کی بناء پر آپ کی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" ضبط کرائی گئی ہے حالانکہ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ فنافی الرسول ہونے کی وجہ سے میں رسول اللہ صلعم کا بروز ہوں اور مجھے اسی بناء پر محمد اور احمد کہا گیا ہے اور یہ ختم نبوت کے منافی نہیں بلکہ اس کے عین مطابق ہے کیونکہ بروز ہونے کی وجہ سے محمدؐ کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی۔ غور کیجئے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ کے مندرجہ بالا بیان اور حضرت مرزا صاحب کے ان بیانات میں کیا فرق ہے اور اگر اول الذکر بیان قابل گرفت نہیں تو مؤخر الذکر پر فتوےٰ کفر کس طرح عائد ہو سکتا ہے۔

ایک اور مثال لیجئے صاحب بحر العلوم اولیاء اللہ کے ایسے ہی بیانات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

> "اولیائے امت را کہ علما کے صالحان اند مرتبہ نبوت اللہ تعالےٰ فرمودہ است"
>
> (بحر العلوم دفتر ششم)

اور شرح فتوح الغیب صفحہ ۱۲-۱۳ میں لکھا ہے :۔

> "چونکہ ولایت درحقیقت نبوت کا ظل ہے پس جو کچھ اس شخص میں ہے وہ سایہ میں ہویدا ہوگا"

کہاں ہیں وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کے دعوےٰ ظلی نبی کو دعوےٰ نبوت کے مترادف قرار دیتے اور ان پر کفر کا فتوےٰ عائد کرتے ہیں، وہ غور کریں کہ بزرگانِ امت نے ظلی نبوت کو ولایت قرار دیا ہے۔ نبوت قرار نہیں دیا۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے قد اتفق اہل القلوب ان الولایۃ ظل النبوۃ (لجۃ النور) یعنے اہل دل لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ولایت ظل نبوت ہے۔

بہرحال ختم نبوت کا یہ پہلو اپنے اندر بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانی کے قیامت تک جاری رہنے اور آپ کی اتباع سے انوارِ نبوت اور مکالماتِ الٰہیہ کا شرف حاصل ہونے کا مفہوم مضمر ہے، اور اس سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس علو مرتبت کا پتہ چلتا ہے، جو پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا، وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واتباعہ اجمعین ؛

توحید حقیقی اور مکالماتِ الٰہیہ کا شرف آنحضرت صلعم کے ذریعہ ملا

ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ (مسیح موعودؑ)

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۶

جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سعید مؤرخہ ۲۵ جولائی بروز ہفتہ پانچ بجے شام احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوئی جلسہ کا پنڈال مسلم ہائی سکول بلاک کے احاطہ میں سجایا گیا تھا لیکن بارش کی وجہ سے اس جگہ کارروائی نہ ہو سکی۔ اس لئے جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس میں بروقت انتظام کرنا پڑا۔ بارش کافی تھی اس وجہ سے حسب توقع بہت سے احباب کرام شریک جلسہ نہ ہو سکے۔ تاہم حاضری کافی تھی۔ جلسہ کا آغاز مقررہ وقت پر زیر صدارت جناب مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہوا۔ قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی اور ایک بچے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعت پڑھی۔ مکرم مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام و فاضل سنسکرت۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، جناب مولانا عبدالمنان صاحب عمر اور صدر محترم نے اپنی فاضلانہ تقاریر میں حضور سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو شاندار طریق پر نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نماز مغرب کے وقت دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا اور تمام حاضرین و حاضرات کی تواضع شربت سے کی گئی۔

اخبار احمدیہ

امتحانات میں کامیابی

(۱)۔ بنوں سے مولنا عبدالباقی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ اللہ پاک کے فضل و کرم سے برخوردارم محمد ادریس نے ایم بی بی ایس کے فائنل امتحان میں ۴۹۵ مارکس حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس خوشی میں انجمن کو مبلغ پانچ روپیہ بطور شکرانہ ارسال کئے گئے ہیں۔ آپ بذریعہ پیغام صلح بزرگان و احباب سلسلہ کو اس خوشخبری سے آگاہ فرما کر میری طرف سے اُن سے استدعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ برخوردار مذکور کے لئے روشن مستقبل کے لئے راستے ہموار کر کے اُسے قوم و ملک اور ملت کی خدمت کا بہترین موقعہ دے۔ آمین
والسلام۔ آپ کا عبدالباقی

(۲)۔ پشاور سے محمد الرحمن صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ میری لڑکی مسماۃ حنیفہ رحمان ایم۔ ایس۔ سی کیمسٹری میں ۹۵۶ نمبر لے کر کامیاب ہو گئی ہے عزیزہ کی ہائی سیکنڈ ڈویژن ہے اور لڑکیوں میں فرسٹ ہے ویسے کلاس میں چوتھی پوزیشن ہے میری دوسری لڑکی ساجدہ رحمان بھی خدا کے فضل سے بی ای ڈی (B.E.D) کے امتحان میں اعلیٰ نمبر لے کر کامیاب ہو گئی ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور میرے بزرگوں کی دعاؤں خصوصاً حضرت امیرنا (؟) ڈاکٹر سعید احمد خان اور محترم بزرگوارم ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے میں ان بزرگوں کا از حد مشکور ہوں۔ حقیر سی رقم مبلغ دس روپیہ برائے اشاعت اسلام بھیجے جا رہے ہیں۔
محمد الرحمن سیکرٹری جماعت پشاور

دعائے صحت کی درخواست

—— شیخ محمد حسین صاحب خزانچی انجمن و مہتمم دارالشفاء اپنڈکس کے کا اپریشن گذشتہ ہفتہ میو ہسپتال میں ہوا جس سے شفایاب ہو کر وہ گھر آ گئے ہیں کمزوری کی وجہ سے کچھ دن آرام کی ضرورت ہے۔ بزرگان سلسلہ سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

—— سید تاج نظامی کارکن انجمن کی اہلیہ صاحبہ پچھلے دو ماہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

وفات

—— ڈاکٹر علی اختر صاحب عظیم آبادی عرصہ سے احمدیہ بلڈنگس میں مقیم تھے۔ گذشتہ کئی دنوں سے پیچش میں مبتلا ہو کر ہسپتال میں داخل ہوئے جہاں انتقال فرما گئے۔ جن کا جنازہ احمدیہ بلڈنگس میں پڑھا گیا اور قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کیا گیا احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

کھٹہ صاحب کی صحت

—— بخدمت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم۔ آج ڈاکٹر صاحب نے اپریشن کے زخم کا ملاحظہ فرمایا اور فرمایا کہ زخم اب خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہو گیا ہے۔ اخبار میں اطلاع کر دیں۔ تاکہ احباب کی تسلی ہو۔ احباب کی دعاؤں کا شکریہ۔ والسلام
نیازمند۔ محمد سعید کھٹہ

شکرانہ صحت

میرا لڑکا پچھلے دو ماہ سے بیمار چلا آ رہا تھا۔ خداوند قدوس نے صحت عطا فرمائی ہے۔ اس خوشی میں میں مبلغ دو روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام ارسال کر رہا ہوں۔ اور میں قارئین پیغام صلح اور حضرت امیر ایدہ اللہ سے ملتجی ہوں کہ وہ عزیز کیلئے دردِ دل سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔ میں تہ دل سے شکر گذار ہوں گا۔ فقط والسلام
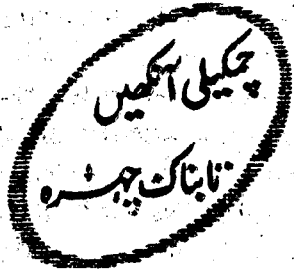
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی پرنٹر طبع کر مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر حضور صلعم کی زندگی کی شہادت

حضرت مجددِ زمان مسیح دوران میرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

"انبیاء وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی کامل راست بازی کی قوی حجت پیش کرکے اپنے دشمنوں کو بھی الزام دیا جیسا کہ یہ الزام قرآن شریف میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہے جہاں فرمایا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون (سورۃ یونس الجزو ۱۱) یعنی میں ایسا نہیں کہ جھوٹ بولوں اور افتراء کروں۔ دیکھو میں چالیس برس پہلے تم میں ہی رہتا رہا ہوں کیا کبھی تم نے میرا کوئی جھوٹ یا افتراء ثابت کیا۔ پھر کیا تم کو اتنی سمجھ نہیں۔ یعنی یہ سمجھ کہ جس نے کبھی آج تک کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولا۔ وہ اب خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔ غرض انبیاء کے واقعاتِ عمری اور ان کی سلامت روشی ایسی بدیہی طور پر ثابت ہے کہ اگر سب باتوں کو چھوڑ کر ان کے واقعات کو ہی دیکھا جائے تو ان کی صداقت ان کے واقعات سے ہی روشن ہو رہی ہے۔ مثلاً اگر کوئی منصف اور عاقل ان تمام براہین اور دلائل صدق نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے .... قطع نظر کرکے محض ان کے حالات پر ہی غور کریں تو بلاشبہ انہیں حالات پر غور کرنے سے اُن کے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا اور کیونکر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بلا اختیار ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔

خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آنحضرت اپنے دعوے نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اول سے اخیر تک ثابت اور قائم رہے۔ برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم میں بھی نہیں گذرتا تھا۔ بلکہ نبوت کا دعوےٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہکر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزارہا بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے گھر اور اسباب تباہ و برباد ہو گئے۔ بارہا زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے۔ اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔

اور پھر جب مدتِ مدید کے بعد غلبۂ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگاہ تیار نہ ہوئی۔ کوئی سامان شاہانہ عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا۔ بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری پر خرچ ہوتا رہا۔ اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔ پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کرکے سب قوموں اور سب فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ مخالف بنالیا جو اپنے اور خویش تھے اُن کو بت پرستی سے منع کرکے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑی۔ کیونکہ طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیح کی تکذیب اور توہین سے منع کیا۔ جس سے ان کا نہایت دل جل گیا۔ اور سخت عداوت پر آمادہ ہوگئے۔ اور ہر دم قتل کر دینے کی گھات میں لگے رہتے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا۔ کیونکہ جیسا کہ ان کا اعتقاد تھا حضرت عیسیٰؑ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہوگئے۔ اور ان کو بھی ان کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات صرف توحید ٹھہرائی گئی۔

اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی۔ کہ ہر ایک فرقہ کو ایسی ایسی صاف اور دل آزار باتیں سنائی گئیں کہ جس سے سب نے مخالفت پر کمر باندھ لی۔ اور سب کے دل ٹوٹ گئے اور قبل اس کے کہ اپنی کچھ ذرہ بھی جمعیت بنی ہوتی۔ یا کسی کا حملہ روکنے کے لئے کچھ بہم پہنچ جاتی۔ سب کی طبیعت کو ایسا اشتعال دے دیا کہ جس سے وہ خون کرنے کے پیاسے ہو گئے۔ زمانہ سازی کی تدبیر تو یہ تھی کہ جیسا کہ بعضوں کو جھوٹا کہا تھا ویسا ہی بعضوں کو سچا بھی کہا جاتا تا اگر بعض مخالف ہوتے تو بعض موافق بھی رہتے۔ بلکہ اگر عربوں کو کہا جاتا کہ تمہارے لات و عزیٰ سچے ہیں تو وہ تو اسی دم قدموں پر گر پڑتے۔ اور جو چاہتے اُن سے کراتے کیونکہ سب خویش اور اقارب اور حمیت قومی میں بے مثل تھے اور ساری بات مانی منائی تھی۔ صرف تعلیم بت پرستی سے خوش ہو جاتے اور بدل و جان اطاعت اختیار کرتے۔ لیکن سوچنا چاہیئے کہ آنحضرتؐ کا یک لخت ہر خویش و بیگانہ سے بگاڑ لینا اور صرف توحید کو جو ان دنوں میں اس سے زیادہ دنیا کے لئے کوئی نفرتی چیز نہ تھی۔ اور جس کے باعث سے صدہا مشکلیں پڑتی جاتی تھیں بلکہ جان سے مارے جانا نظر آتا تھا مضبوط پکڑ لینا یہ کس مصلحت دنیوی کا تقاضا تھا اور جبکہ پہلے اسی کے باعث سے اپنی تمام دنیا اور جمعیت برباد کر چکے تھے تو پھر اسی بلا انگیز اعتقاد پر اصرار کرنے سے کہ جس کو ظاہر کرتے ہی تو مسلمانوں کو قید اور زنجیر اور سخت سخت ماریں نصیب ہوئیں کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا دنیا کمانے کے لئے یہی ڈھنگ تھا۔ کہ ہر ایک کو کلمۂ تلخ جو اس کی طبع اور عادت اور مرضی اور اعتقاد کے برخلاف تھا۔ سنا کر سب کو ایک دم کے دم میں جانی دشمن بنالیا۔ اور کسی ایک آدھ قوم سے بھی پیوند نہ رکھا۔ جو لوگ طامع اور مکار ہوتے ہیں۔ کیا وہ ایسی ہی تدبیریں کیا کرتے ہیں کہ جس سے دوست بھی دشمن ہو جائیں۔ جو لوگ کسی مکر سے دنیا کو کمانا چاہتے ہیں کیا ان کا یہی اصول ہوا کرتا ہے۔ کہ یکبارگی ساری دنیا کو عداوت کرنے کا جوش دلادیں اور اپنی جان کو ہر وقت کی فکر میں ڈال لیں .... لیکن واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کرکے اپنے مولےٰ کا حکم بجا لائے۔ اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ و نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواقعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کرکے کھلے کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔ پس ذرا ایمانداری سے سوچنا چاہیئے کہ یہ سب حالات کیسے آنحضرتؐ کی اندرونی صداقت پر دلالت کر رہے ہیں۔

ماسوا اس کے جب عاقل آدمی ان حالات پر اور بھی غور کرے کہ وہ زمانہ جس میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادی آسمانی کی اشد محتاج تھی۔ اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقع میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں۔ اور لاکھوں سینوں پر لا الٰہ الا اللّٰہ کا نقش جمادیا اور جو نبوت کی علت غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم حصول نجات کی اس کو ایسا کمال تک پہنچا دیا

جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔ تو ان واقعات پر نظر ڈالنے سے بلا اختیار یہ شہادت دل سے جوش مار کر نکلے گی کہ آنحضرت ضرور خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔

جو شخص تعصب اور ضدیت سے انکاری ہو اس کی مرض تو لاعلاج ہے۔ خواہ وہ خدا سے بھی منکر ہو جائے۔ ورنہ یہ آثار صداقت جو آنحضرت میں کامل طور پر جمع ہیں کسی اور نبی میں کوئی ایک تو ثابت کر کے دکھاوے نام بھی جائیں.... آج صفحہ دنیا میں وہ شئے جس کا نام توحید ہے۔ بجز امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور فرقہ میں نہیں پائی جاتی اور بجز قرآن شریف کے اور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا۔ کہ جو کروڑ ہا مخلوقات کو وحدانیت الٰہی پر قائم کرتی ہو۔ اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف رہبر ہو ہر ایک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنا لیا اور مسلمانوں کا وہی خدا ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر مبدل اور اپنی ازلی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔

سو یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ جن سے ہادی اسلام کا صدق نبوت اظہر من الشمس ہے کیونکہ معنے نبوت کے اور علت غائی رسالت اور پیغمبری کی انہیں ذات بابرکات میں ثابت اور محقق ہو رہی ہے اور جیسا کہ مصنوعات سے صانع شناخت کیا جاتا ہے ویسا ہی عاقل لوگ اصلاح موجودہ سے اس مصلح ربانی کی شناخت کر رہے ہیں۔

اسی طرح ہزارہا ایسے اور بھی واقعات ہیں کہ جن سے آنحضرت کا مؤید بتائید الٰہی ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر بے زور بے کس امی یتیم تنہا غریب ایسے زمانے میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے اس کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں۔ اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہی تختوں پر غریبوں کو بٹھا دیا اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھا کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آ جانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے۔

خیال کرنا چاہیئے کہ جب آنحضرت نے پہلے پہل مکے کے لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں اس وقت ان کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ ان کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی۔ یا کونسی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا۔ ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت صلعم زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے۔ صرف ان کے ساتھ خدا تھا۔ جس نے ان کو ایک بڑے مطلب کے لئے پیدا کیا تھا۔

پھر ذرا اس طرف بھی غور کرنی چاہیئے کہ وہ کس مکتب میں پڑھتے تھے۔ اور کس سکول کا پاس حاصل کیا تھا اور کب انہوں نے عیسائیوں اور یہودیوں اور آریہ لوگوں وغیرہ دنیا کے فرقوں کی مقدس کتابیں مطالعہ کی تھیں۔ پس قرآن شریف کا نازل کرنے والا خدا نہیں ہے تو کیونکر اس میں تمام دنیا کے علوم حقہ الٰہیہ لکھے گئے اور وہ تمام ادلہ کاملہ علم الٰہیات کی کہ جن کی باستیفا اور بصحت لکھنے سے سارے منطقی اور معقولی اور فلسفی عاجز رہے اور ہمیشہ غلطیوں میں ہی ڈوبتے مر گئے وہ کس فلاسفر نے مثل و مانند کے قرآن شریف میں درج کر دیں اور کیونکر وہ اعلیٰ درجہ کی مدلل تقریریں جنکو پاک اور روشن دلائل کو دیکھ مغرور حکیم یونان اور ہند کے اگر کچھ شرم ہو تو جیتے جی ہی مر جائیں ایک غریب امی کے ہونٹوں سے نکلیں۔ اس قدر دلائل صدق کے پہلے نبیوں میں کہاں موجود ہیں۔ آج دنیا میں وہ کونسی کتاب ہے جو ان سب باتوں میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ کسی نبی پر وہ سب واقعات جو ہم نے بیان کئے ہیں مثل آنحضرت کے گذرے ہیں؟

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۶ — ۱۲۰)

ضرورت ہے

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء کے لئے ایک دو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو ہومیوپیتھک طریق علاج سیکھنے کا شوق رکھتے ہوں۔ اور خلق خدا کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوں احمدیہ بلڈنگس لاہور سے دور رہائش کی صورت میں آمد و رفت کا کرایہ دیا جائے گا۔

اعزازی مہتمم دارالشفاء

تحریک چندہ برائے گولڈن جوبلی

احباب کرام توجہ فرمائیں

مورخہ ۲۲ جون ۱۹۶۴ء کو سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں شعبۂ جلسہ گولڈن جوبلی کی طرف سے ایک سرکلر بھجوایا جا چکا ہے۔ اس ضمن میں وزیر آباد، دینوں، پشاور، راولپنڈی، اور وہاڑی کی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان ایس عبید اللہ صاحب۔ عبدالباقی صاحب۔ محمد الرحمٰن صاحب۔ خواجہ نصیر اللہ صاحب اور محمد شفیق صاحب نے اس سرکلر کا جواب دیا ہے جس میں بعض تجاویز بھی درج ہیں۔ ہم ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور مجوزہ تجاویز پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ جن احباب نے تا حال ہمارے سرکلر کا جواب نہیں دیا وہ اپنی پہلی فرصت میں توجہ فرما کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں۔

امسال جلسہ گولڈن جوبلی کی تقریب منعقد ہو رہی ہے۔ انجمن کی پچاس سالہ تاریخ کے مطابق اس تقریب کو بڑی شان و شوکت سے منایا جائے گا اس کے لئے زر کثیر کی ضرورت ہے احباب سلسلہ گولڈن جوبلی فنڈ میں عطیات دے کر اپنی مثالی قربانیوں کا نمونہ پیش فرمائیں۔ چندہ کی تحریک اور فراہمی کے لئے انجمن نے ایک وفد تیار کیا ہے۔ الحاج ممتاز احمد صاحب فاروقی.......... جنرل سیکرٹری صاحب اور راقم الحروف اس وفد کے رکن ہیں۔ عنقریب یہ وفد مختلف جماعتوں میں فراہمی عطیہ جات کے لئے جائیگا۔ جماعتہائے کے سیکرٹری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ ابھی سے اپنی اپنی جماعتوں میں تحریک شروع کر دیں۔ اس ضمن میں میاں ایم یوسف صاحب ایڈووکیٹ........ نے .... سبقت کی ہے اور گولڈن جوبلی فنڈ میں کل یکصد روپے (تیس روپے اپنی طرف سے اور ستر روپے اپنے احباب کی طرف سے) دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح جناب میاں محمد قاسم صاحب سامانوی نے تیس روپے برائے جوبلی فنڈ عطیہ دیا ہے۔

ڈاکٹر اللہ بخش

مہتمم جلسہ گولڈن جوبلی۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً کا لقب عطا کیا گیا ہے

اللہ تعالے نے حضور نبی کریمؐ کو سراجاً منیراً کر کے بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً ○ وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً۔
(الاحزاب ۳۳-۴۴-۴۵)

جس طرح کائنات کو سراجاً منیراً کے بغیر روشنی میسر آسکتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی حیات معرض وجود میں آسکتی ہے اور نہ کسی قسم کی حیات قائم رہ سکتی ہے۔ اسی طرح روحانیات و اخلاقیات کی کائنات میں سرور کائنات کے بغیر نہ کسی قسم کی روشنی پائی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی حیات پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ قائم رہ سکتی ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً کر کے یاد فرمایا لانہ ینور القلوب ولانہ یحی قلوب الناس چنانچہ فرمایا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ یعنی خدا اور اس کا رسول حیات بخش نظریات کی طرف بلاتے ہیں ان کی دعوت پر لبیک کہو اور ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر حیات جاودانی حاصل کرو۔ خدا کے کلام کو کسی شاعر کے کلام پہ قیاس کرنا جائز نہ ہوگا کہ وہ ایسا کلام استعمال کرے جس میں مبالغہ زیادہ ہو اور حقیقت کم۔ خدائے قدوس کی ذات ایسے مبالغہ آمیز کلمات استعمال کرنے سے اعلےٰ اور ارفع ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے ایسے کلمات حقیقت پر مبنی ہیں جن میں وہ فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ ایسا آفتاب ہے جو انسانوں کے قلوب کو منور کرتا ہے اور ایسا آفتاب ہے جو انسانوں کے اندر حیات پیدا کرنے والا ہے۔ وہ حقیقی منور القلوب اور محی القلوب ہے۔ اگر ایک آفتاب مادی دنیا کے لئے ضروری ہے تو دوسرا آفتاب روحانی دنیا کے لئے ازبس ضروری ہے۔ انسان جسم بھی رکھتا ہے اور روح بھی۔ جس طرح اس کی جسمانی نشو و نما کے لئے ایک آفتاب کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سے اس کی روح کی تربیت کے لئے ایک آفتاب کی حاجت ہے۔ ظاہر ہے روح کا رتبہ اور قدر و منزلت جسم کی نسبت کہیں بڑھ کر ہے۔ روح کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات ہے۔ پس وہ آفتاب جو روحانیت کے نشو و نما کے لئے ہے اس آفتاب سے کہیں زیادہ بیش قیمت مفید ہے جو مادیات کی نشو و نما کا کام انجام دیتا ہے کیونکہ آفتاب روشنی اور حیات بخش حرارت کا سرچشمہ ہے۔

روحانیات کا آفتاب سرچشمۂ حیات ابدی ہونے کی وجہ سے رحمۃ للعلمین ہے اور اس سرچشمۂ سرمدی کا فیض کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اس لئے ان کو رحمۃ للعالمین کر کے یاد کیا اور اسی لئے اُن کے حق میں فرمایا وان لک لاجرا غیر ممنون۔ نہ ہی ان کا فیض کبھی منقطع ہوگا اور نہ ہی ان کا اجر منقطع ہوگا ان کے فیوض کا چشمہ الکوثر ہے جو تمام انواع و اقسام کے فیوض کا مجمع ہے۔ اور اسی وجہ سے اسکو مقام محمود حاصل ہے اور اسی وجہ سے وہ ورفعنا لک ذکرک کے انعام کے مستحق ٹھہرائے گئے ہیں

بعض سائنسدان مسئلہ ختم نبوت کو قانون ارتقاء کے خلاف یقین کرتے ہیں۔ حالانکہ ختم نبوت کا مسئلہ ارتقاء کے قانون کے خلاف نہیں ہے۔ اس کائنات کی تخلیق دو قسم کی موجودات پر مشتمل ہے۔ یعنی اس میں وہ موجودات بھی پائی جاتی ہیں جن میں قانون ارتقاء عمل پیرا نظر آتا ہے۔ اور اس میں وہ موجودات بھی ہیں۔ جن میں قانون ارتقاء کے عمل کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ وہ مخلوقات جن کو خدا تعالےٰ نے روزِ اول سے ہی کامل و مکمل کر کے پیدا کیا قانونِ ارتقاء کے دائرہ عمل سے باہر ہیں۔ مثلاً ہوا جو آکسیجن اور نائٹروجن پر مشتمل ہے ابتداء سے ہی کامل صورت میں پیدا کی گئی ہے۔ جب پہلا فرزند آدم پیدا ہوا تو اس کو زندہ رکھنے کے لئے اس کے پھیپھڑوں میں وہی ہوا پہنچی تھی جو آج کے نہایت ہی ترقی یافتہ فرزند آدم کے پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔ قانون ارتقاء اس ہوا کے معاملہ میں قطعاً کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اس کی تخلیق میں ترقی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ وہ ابتداء ہی سے کامل و مکمل پیدا کی گئی ہے۔ ہوا کے علاوہ دو تین چیزیں اور بھی ہیں جو فرزند آدم کی پیدائش کے وقت ازبس ضروری تھیں، وہ تھا دودھ یا پانی یا اس قسم کا عرق۔ دودھ نے اور پانی نے قانون ارتقاء کے ماتحت کسی قسم کی ترقی نہیں کی۔ پانی ابتداء سے آکسیجن اور ہیڈروجن کا مرکب ہے۔ ہزار ہا سال کے باوجود اب بھی پانی کے اجزاء وہی ہیں۔ پانی قانونِ ارتقاء سے اس لئے متاثر نہیں ہوا کیونکہ وہ ابتداء سے ہی کامل و مکمل حالت میں پیدا کیا گیا ہے۔ دودھ میں ابتداء سے زیادہ حصہ پانی کا رکھا گیا ہے۔ اور کافی حصہ کیلشیم اور کچھ حصہ شیرینی کا۔ ہر ماں کی

چھاتی میں ایک ہی دودھ پیدا ہوتا ہے۔ ایک گنوار عورت کی چھاتی کا دودھ اور ایک ملکہ کی چھاتی کا دودھ بالکل برابر ہوتا ہے گنوار عورت کے دودھ میں بالکل وہی غذائیت ہوتی ہے جو ملکہ کے دودھ میں پائی جاتی ہے۔ ہوا کی طرح دودھ اور پانی بھی قانونِ ارتقاء سے متاثر نہیں ہوتے کیونکہ ان کی تخلیق میں خدا تعالےٰ نے شروع سے تکمیل رکھدی ہے ہوا اور پانی اور دودھ کے علاوہ ایک اور بیش بہا چیز بھی فرزند آدم کی پیدائش کے وقت خدمت کے لئے حاضر تھی وہ سب سے سورج کی روشنی اور سورج کی حرارت، سورج کو خدا تعالےٰ نے جہاں سراجاً منیراً کر کے پیدا کیا وہاں اس نیر اعظم کو وھاجاً کر کے بھی پیدا کیا۔ وھاج کے معنی گرمی پہنچانے والا۔ اس سورج کے بغیر فرزند آدم کو نہ روشنی میسر آسکتی تھی نہ ہی حرارت اور نہ وہ ان دونوں کے بغیر زندہ رہ سکتا تھا۔ اس سورج نے صدیاں گذر جانے پر بھی قطعاً کوئی ترقی کے آثار نمودار نہیں ہونے دئے سورج اور سورج کی تاثیرات پر قانون ارتقاء اس لئے اثر انداز نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ نے شروع سے ہی اس کی تخلیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہوا ہے۔ حضور نبی کریمؐ عالم روحانیات کے سراجاً منیراً ہیں ان کے اندر خدا تعالےٰ نے ابتداءً کمال پیدا کیا اس لئے اس کمال کی وجہ سے ہیں ترقی کی گنجائش نہیں۔ چونکہ موجودہ سورج عالم مادیات کی نشو و نما کے لئے کافی ہے۔ اس کی موجودگی میں کسی دوسرے سورج کی حاجت نہیں ہے۔ انسانیت کا ایک حصہ عالم مادیات میں شریک ہے۔ لیکن اس کا دوسرا حصہ عالم روحانیات ہے۔ جس طرح عالم روحانیات کو بھی سورج کی احتیاج لاحق ہے وہ سورج حضور نبی کریمؐ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے سراجاً منیراً کر کے یاد فرمایا ہے، جس طرح عالم مادیات کے سورج کے بعد کسی دوسرے سورج کی حاجت نہیں ہے اسی طرح سے عالم روحانیت کو حضور نبی کریم کے بعد کسی دوسرے آفتاب کی حاجت نہیں۔

اس بیان سے یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ قانونِ ارتقاء کے خلاف نہیں ہے۔

جس طرح سورج کی روشنی اور حرارت ابدی ہیں اسی طرح حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کی روشنی اور حرارت ابدی ہیں۔ ان کی روشنی اور ان کی حرارت ذیل کے نظریات میں ملاحظہ ہو جو ابدی اقدار کے حامل ہیں اور ان حقائق پر مشتمل ہیں جن سے آگے انسان کی قوت متخیلہ پرواز ہی نہیں کر سکتی۔

ساری کائنات کا خالق ایک ہے اور ساری کائنات کے قیام کا باعث بھی وہی خالق ہے۔ اور وہی تمام کائنات کی ربوبیت کرتا ہے۔ خدا ایک ہے اور تمام انسانیت بھی ایک جماعت ہے۔ تمام اقوام عالم ایک ہی خدا کی پیدا کردہ ہیں خدا جو ان اقوام عالم کی پرورش کے سامان یکساں طور پر کرتا ہے اور کسی قوم کو اپنے ان افضال سے محروم نہیں کرتا ہے اسی طرح اس نے تمام اقوام عالم کو روحانی فیوض سے متمتع کیا۔ چنانچہ ہر قوم میں ان کی رہبری کے لئے اپنی جناب سے ان کے درمیان ہادی مبعوث

(باقی بر صفحہ ۲۲)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا راز

قوم کو خطاب کرنے کا پہلا ارشاد الٰہی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم پر پہلی وحی اقرأ باسم ربک الذی خلق نازل ہوئی ہے یا پہلی نازل ہونے والی وحی یا ایھا المدثر ہے۔ بہرحال ان دونوں میں سے کوئی بھی پہلے نازل ہوئی ہو قوم کو خطاب کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا ایھا المدثر میں ہی دیا گیا ہے۔

مدثر کے اور بھی معانی ہیں

اس وحی الٰہی میں حضرت نبی کریم صلعم کو مدثر کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے عام طور پر اس کے معنی کملی اوڑھے ہوئے کئے جاتے ہیں۔ عربی زبان کے لحاظ سے یہ معنی بھی درست ہیں لیکن عربی زبان میں اس معنی کے علاوہ اور بھی معانی ہیں اور وہ معانی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آنحضور صلعم کے عہدہ جلیلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ موزوں ہیں۔

انذار کا حکم اور اس کا مفہوم

اس خطاب کے بعد جو حکم آنحضور صلعم کو ہوتا ہے وہ قوم کو انذار کرنے کا حکم ہے اور انذار کرنے والے کے اندر جو صفات ہونی چاہئیں لفظ مدثر کا ان پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔

"انذار" بُرے افعال کے بُرے انجام سے اس کے وارد ہونے سے قبل آگاہ کرنے کو کہتے ہیں۔ غرض اس کی یہ ہوتی ہے کہ بُرے افعال کا مرتکب ان بُرے افعال کو ترک کرکے اس کے انجام سے بچ جاوے۔

حضرت نبی کریم صلعم کو حکم ہوتا ہے قُمْ فَاَنْذِرْ یعنی اے مدثر انذار کے لئے کھڑا ہو جا اور اس کام کو اپنے ذمہ لے کر اس پر دوام اختیار کر اور اپنی قوم کو ان افعال بد سے نکالنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جا جن میں وہ مبتلا ہیں اور جن کے نتیجہ میں وہ عذاب الٰہی کے مستحق بن چکے ہیں اگر وہ ان افعال بد کو ترک نہیں کریں گے تو عذاب الٰہی لامحالہ ان پر وارد ہو کر رہے گا۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

منذر کا نمونہ کیسا ہونا چاہیئے

ظاہر ہے کہ ایسا آدمی جو اس کام کے لئے کھڑا ہوگا اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے خود اس کا اپنا دامن ہر قسم کے اعمال شنیعہ سے پاک ہو، صرف یہی نہیں بلکہ وہ نیکیوں کا مجسمہ ہو اس کی طرف کوئی برائی منسوب نہ کی جاسکتی ہو اور کوئی نیکی ایسی نہ ہو جس میں وہ دوسروں پر سبقت لے جانے والا نہ ہو۔

آنحضرت صلعم کی نیکی کی دھوم

چنانچہ آنحضرت صلعم کی نیکی۔ تقوےٰ اور پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ قوم میں آپؐ امین اور صدوق کے نام سے مشہور تھے اور آپؐ کی دیانت اور امانت پر قوم کو پورا اعتماد تھا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کی انہی صفات حمیدہ کو دیکھکر ہی آپؐ کو شادی کا پیغام دیا تھا اور جب آنحضور صلعم نے حضرت خدیجہ رض کے پاس ان مشکلات کا ذکر کیا جو آنحضور صلعم کو اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کو بجالانے کی راہ میں نظر آ رہی تھیں، تو انہوں نے بھی آنحضور صلعم کو تسلی دلاتے ہوئے آپؐ کے اوصاف حمیدہ کو ہی شمار کرنا شروع کر دیا كلا والله لا يخزيك الله ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف ...... وتعين على نوائب الحق۔

ابوسفیان نے بھی ہرقل کے دربار میں آنحضور صلعم کی پاکیزگی اور طہارت قلبی کی ہی برملا شہادت دی حالانکہ وہ اس وقت آنحضور صلعم کا سخت دشمن تھا اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا۔

اُدھر حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک پر اللہ تعالےٰ نے فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ کے زوردار الفاظ میں ساری قوم کو یہ چیلنج دلا رکھا تھا کہ میں نے چالیس برس تم میں گزارے ہیں۔ کوئی عیب میری طرف منسوب کر سکتے ہو تو کرکے دکھلاؤ۔ اگر کسی نیکی کے کام سے پیچھے رہا ہوں تو بتلاؤ۔ لیکن ایک شخص بھی اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکا بلکہ جب قوم کو جمع کرکے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ اگر میں تم کو کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر جرار ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری اس بات پر یقین کروگے تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ضرور کریں گے ہم نے تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اس پر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدیوں کو ترک کر دو ورنہ خدا کے عذاب کا لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو سب اس کو مذاق سمجھ کر تتر بتر ہو گئے۔

پس جب یہ ثابت ہے کہ منذر کا اپنا دامن ہر عیب سے پاک ہونا چاہیئے ورنہ وہ قوم جس کو وہ انذار کرے گا اسکو کہہ سکتی ہے کہ تم ہمیں کیا نصیحت کرتے ہو تم تو خود فلاں فلاں قسم کی برائیوں میں ملوث ہو اور ایسی حالت میں اس کے وعظ کا اثر ہی کیا ہو سکتا ہے اور خدا جو عالم الغیب اور انسان کے دل کی گہرائیوں تک کا واقف ہے اور ان خطرات سے بھی آگاہ ہے جو اس کے دل میں گذرتے ہیں تو وہ کس طرح کسی نااہل کو اس عظیم الشان کام پر مامور کر سکتا ہے۔ انسانوں سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی ایسے شخص کو اپنے کسی کام پر مامور کریں جو اس کام کا اہل نہ ہو تو خداوند تعالےٰ سے کیسے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ نااہل کو مامور کرکے لوگوں کا ... پس ضروری ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے بہت بڑے عظیم الشان کام پر مامور کرتے وقت اللہ تعالےٰ نے آنحضور صلعم کی اس کام کے لئے جس اہلیت اور صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے اسکو دیکھ لیا ہو اور اسی اہلیت اور صلاحیت کا ہی اس لفظ "مدثر" میں ذکر کیا گیا ہے۔

مدثر کے پہلے معنی

عربی زبان میں دثر الطائر کے معنی ہیں اصلح عشہ یعنے پرندہ جب اپنے گھونسلے کی پوری طرح اصلاح کر لیتا ہے اور اپنی رہائش کے لئے اُسے بالکل ٹھیک ٹھاک بنا لیتا ہے تو اس وقت کہتے ہیں دثر الطائر پس عربی زبان کے اس محاورہ کے لحاظ سے یا ایھا المدثر کے معنی ہوں گے کہ اے وہ شخص جس کا نفس پوری طرح اصلاح یافتہ ہے اور جس نے اس کام کے لئے جو اس کے سپرد ہونے لگا ہے اپنے اندر کامل اہلیت پیدا کر لی ہے اُٹھ اور انذار کر، کیونکہ تیرے انذار پر اب کوئی نکتہ چینی نہیں کی جاسکتی۔

مدثر کے دوسرے معنی

المدثر کے معنے عربی زبان میں مال کثیر بلکہ ہر چیز کی کثرت کے ہیں اس لئے ادثر الرجل کے معنی لغت میں لکھے ہیں اقتنى مالا كثيرا او اقتنى الكثير من كل شئ اس معنی کے لحاظ سے یا ایھا المدثر کے معنی ہونگے اے وہ شخص جس نے انذار جیسے اہم کام کے لئے تمام ان صفات کا وافر حصہ حاصل کر لیا ہے جن کا منذر کے وجود میں پایا جانا ضروری ہے۔ پس یہ دو معنی ایسے

ہیں جن کا انذار کے کام پر مامور کرتے وقت ذکر کرنا ضروری تھا تاان لوگوں کو جن کو انذار کرنا تھا علم ہو جائے کہ یہ شخص فی الحقیقت انذار کرنے کا حق رکھتا ہے جن باتوں کے ارتکاب سے ہمیں روکتا ہے ان سے اسکا اپنا دامن بھی پاک ہے اور جن نیک کاموں کی طرف ہم کو بلاتا ہے ان کو خود بھی بجالا رہا ہے اور یہی ایک خوبی آنحضور صلعم کے وجود باجود میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھی جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے انذار کو مؤثر بنا سکتی تھی اور اس نے اسکو مؤثر بنایا اور اس خوبی کو دیکھ کر لوگ آہستہ آہستہ پروانوں کی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہونے شروع ہو گئے یہاں تک کہ تمام عرب حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

پس اگر کملی والے کے ساتھ مندرجہ بالا معنوں کو بھی ملا لیا جائے تو اس لفظ کے ساتھ خطاب زیادہ موزوں بن جاتا ہے ورنہ خالی کملی والے کے ساتھ خطاب کو بعد کی آیت کے ساتھ کوئی خاص مناسبت نظر نہیں آتی۔

انذار کو مؤثر بنانے کا طریق

پہلی شرط انذار کو موثر بنانے کی پہلی شرط یہی ہے کہ اللہ تعالے کی بڑائی اور عظمت کو دلوں میں راسخ کیا جائے اور اس کی ہستی پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کیا جائے کیونکہ افعال بد سے وہی کہلا سکتے ہیں جو خدا کو ناراض کرنے کا موجب بنیں اور خدائی غضب کو بھڑکائیں اور ایسے افعال کو دل سے ترک وہی شخص کر سکتا ہے جو خدا کو ناراض کرنا نہ چاہتا ہو اور جب تک ایمان کامل نہ ہو اس وقت تک خدا کی ناراضگی کا خوف دل پر مسلط ہو ہی نہیں سکتا اسی لئے انذار کا حکم دینے کے بعد پہلا امر جس کی طرف توجہ دلائی وہ ربک فکبر ہے یعنے اپنے رب کی بڑائی اور عظمت قائم کرو۔

ربک کے لفظ میں تو اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس رب کی عزت قائم کرو جو تیرا رب ہے یعنے جس نے تیری روحانی پرورش اس طرز پر کی ہے کہ اپنی ہستی کا نقش تیری روح میں مکمل طور پر جما دیا ہے اور اپنی صفات کا تجھیں کامل مظہر بنا کر اپنے چہرہ سے نقاب کو اٹھا کر تجھے اپنی اصلی شکل کے دیدار کی نعمت سے متمتع کیا ہے لوگوں کے محض اپنے تصورات کے پیدا کردہ خیالی ربوں کی طرف لوگوں کو توجہ نہیں دلاتی بلکہ ان غلط اور دور از حقیقت تصورات سے دماغوں کو خالی کرا کر اس اصل رب کا تصور دلوں میں بٹھاتا ہے جو تجھ پر ظاہر ہوا ہے کیونکہ اس کے بغیر حقیقی عظمت اس کی دلوں میں قائم ہو سکتی ہے اور نہ افعال شنیعہ کے ارتکاب سے انسان رک سکتا ہے ایسے خیالی خدا کا تصور تو ہر قوم میں پہلے سے ہی موجود ہے لیکن یہ تصور تو بدی سے کنارہ کش رکھنے میں ممد نہیں بلکہ الٹا اس کی موجودگی میں بدی کی لپیٹ میں ساری دنیا آئی ہوئی ہے اور دن بدن اس کی گرفت ان پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جاتی ہے۔ بدی کی یہ رو اسی وقت رک سکے گی جبکہ حقیقی خدا پر ایمان پیدا ہوگا اور اسی حقیقی خدا کی عظمت دلوں میں قائم ہوگی اور اس قسم کا ایمان ہی ایک زبردست طاقت ہے جو نسلِ انسانی کو بدیوں کے بھنور سے نکال کر نیکیوں کے ساحل پر کھڑا کرتی ہے اور ایسا ایمان ماموران الٰہی کے ذریعہ ہی پیدا ہوتا ہے اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم کو حکم ہوا وربک فکبر۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پہلا کام

چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے سب سے پہلے اپنی قوت قدسیہ کے ذریعہ، خدائی نشانوں کے ذریعہ بتوں کے عجز کو ثابت کرنے کے ذریعہ اپنی تعلیم کی برتری کو ثابت کرنے کے ذریعہ دعاؤں کی قبولیت کے ذریعہ اپنے اخلاق فاضلہ کے ذریعہ اپنے عملی نمونوں کے ذریعہ ہر بات میں خدا کی اطاعت کے ذریعہ اسی قسم کا زبردست ایمان ماننے والوں میں پیدا کیا۔ جب ان میں یہ ایمان پیدا ہوگیا تو جس بدی سے بھی رکنے کے لئے کہا گیا وہ فوراً اس بدی سے رک گئے اور جس نیکی کو کرنے کے لئے کہا گیا اس نیکی کو انہوں نے فوراً کرنا شروع کر دیا نہ صرف شروع کیا بلکہ اسکو زندگی بھر اختیار کئے رکھا۔

ایمان کو مستحکم رکھنے کا طریق

پھر اس ایمان کو تازہ اور مستحکم رکھنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا کہ پانچ وقت اذانوں میں اللہ اکبر کی بار بار ندا کو کانوں میں ڈالنے کا انتظام کر دیا پھر نمازوں میں اللہ اکبر کا ورد کرا دیا گیا پھر مختلف افعال میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرنے کی تاکید فرمائی۔ علم النفس کے ماہرین جانتے ہیں کہ جس امر کا بار بار اعادہ کیا جائے وہ خود بخود انسان کے رگ و ریشہ میں رچ جاتا ہے۔

پھر قرآن کریم کی تلاوت ہر مسلمان پر فرض کی تا رب کا حقیقی تصور ہر وقت ذہن میں قائم رہے۔ کیونکہ قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جس میں خدا کا صحیح تصور پیش کیا گیا ہے۔

انذار کو مؤثر بنانے کا دوسرا گر

دوسرا گر انذار کو مؤثر بنانے کے لئے ... وثیابک فطھر کے الفاظ میں بتلایا ہے یعنے اپنے دامن کو اور اپنے دل کو ہر اس چیز سے پاک رکھو جس سے پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنے تمہارا عملی نمونہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہو۔ تمہارے کسی فعل پر کوئی شخص انگلی نہ رکھ سکے یہاں چونکہ ایک ایسی قوم کو انذار کرنے کا اور اس کی اصلاح کا بیڑا اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے جو غلط عقائد رکھنے کے علاوہ مختلف قسم کے افعال قبیحہ سے مرتکب ہو رہے تھے اس لئے اس جگہ خصوصیت سے ان کے غلط عقائد کو اختیار کرنے اور ان کے اعمال بد کی پیروی کرنے سے اپنے دلوں کو پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ودوا لو تدھن فیدھنون یعنے یہ تو چاہتے ہیں کہ تم ان کے بعض عقائد کے متعلق ہاں میں ہاں ملا دو پھر یہ بھی تمہارے بعض عقائد کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے لیکن خدا اس قسم کے سمجھوتہ کو قطعاً پسند نہیں فرماتا ان کے باطل کا کوئی حصہ بھی قبول کرنے کے لائق نہیں جس حصہ کو تم قبول کرو گے اسی حصہ کی وجہ سے تم خود صراط مستقیم سے بھٹک جاؤ گے اور اپنے حق کے جس حصہ کو بھی چھوڑو گے اسی کے چھوڑنے کی وجہ سے تم خدا سے دور ہو جاؤ گے اسی امر کی تائید کرتے ہوئے سورۃ الانعام رع ۱۴ میں فرمایا:۔

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون ان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین

پھر رع ۱۸ میں فرمایا:۔

ولا تتبع اھواء الذین کذبوا بایٰتنا والذین لا یؤمنون بالاخرۃ وھم بربھم یعدلون۔

پھر جاثیہ رع ۲ میں فرمایا:۔

ثم جعلنٰک علیٰ شریعۃ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون انھم لن یغنوا عنک من اللہ شیئاً وان الظالمین بعضھم اولیاء بعض واللہ ولی المتقین ھٰذا بصائر للناس وھدی ورحمۃ لقوم یوقنون۔

آیات کا مفہوم

مندرجہ بالا آیات میں اس بات کو صفائی سے ذہن نشین کرا دیا گیا ہے کہ اے مسلمانو! اگر تم باطل کی اتباع کرنے والوں کی تعداد کی کثرت سے متاثر ہو کر ان کی باتوں کو ماننے لگے (کثرت تعداد کے دلدادہ اس آیت پر غور کریں۔ ناقل) تو یہ لوگ تمہیں اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دیں گے یعنے خدا کے راستہ سے ہٹا کر کسی اور راستہ پر لگا دیں گے اور ظاہر ہے کہ دوسرا راستہ باطل ہی کا راستہ ہے یاد رکھو یہ لوگ تو محض ظن کے پیرو ہیں اور محض اٹکل بازی سے کام لے رہے ہیں یقین تو ان کے قریب بھی نہیں پھٹکا اور حقیقت سے یہ محض ناآشنا ہیں صرف خدا کو ہی علم ہے کہ کون گمراہ ہے اور کون ہدایت یافتہ ہے اس لئے کثرت پر نہ جاؤ خدا کے فیصلہ کو ہی اختیار کرو خدا کہتا ہے کہ یہ گمراہ ہیں اور تم ہی ہدایت یافتہ ہو پس کیا تم چاہتے ہو کہ یقین کو چھوڑ کر ظن کے پیچھے لگ جاؤ اور حقیقت سے روگرداں ہو کر اٹکل بازیوں کے گرویدہ بن جاؤ۔

پھر مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کی گھڑی ہوئی اور باطل خواہشوں کی پیروی مت کرو جو خدا کی بھیجی ہوئی تعلیموں کو جھٹلاتے ہیں جن کو آخرت پر کوئی ایمان نہیں جس پر ایمان کے بغیر انسان بدیوں کو ترک کر ہی نہیں سکتا۔ اور سب سے بڑھ کر عیب ان میں یہ ہے

کہ وہ خدا کے شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں تم ان سے کس طرح کسی قسم کا تعاون کر سکتے ہو۔

پھر اس سے بھی واضح الفاظ میں فرمایا کہ ہم نے تم کو کامل شریعت عطا کی ہے اور اس پر قائم کیا ہے پس تم اسی شریعت کی اتباع کرو اور ان لوگوں کی اھواء کی پیروی مت کرو جو معرفت الٰہی سے محروم ہیں اگر ایسا کرو گے تو الٰہی گرفت میں آجاؤ گے جس سے یہ لوگ تم کو بالکل نہیں چھڑا سکیں گے۔ یہ لوگ ظالم ہیں اور یہ ظالموں کے ہی دوست ہو سکتے ہیں لیکن یاد رکھو اللہ ظالموں کا نہیں بلکہ متقیوں کا ولی ہے سو تم تقوےٰ پر قائم رہو تا ولایت الٰہی تمہارے شامل حال رہے۔ یہ شریعت جو تم کو عطا کی گئی ہے تمام لوگوں کے لئے بصیرت عطا کرنے والے سامانوں سے بھری ہوئی ہے اور جو اس پر یقین لاتے اور اس پر عمل کرتے ان کے لئے سیدھا راستہ دکھلانے کی ضامن اور خدا کے فضلوں کا وارث بنانے کا یقینی ذریعہ ہے سو اسی کی پیروی کرو اس کے سوا کسی اور کی پیروی مت کرو ورنہ تم بھی ان جیسے بن کر خدا کو ناراض کر لو گے وثیابك فطھر کا یہاں یہی مطلب ہے جو مندرجہ بالا آیتوں میں بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ کفار مکہ نے دھمکیوں کے ذریعہ۔ لالچوں کے ذریعہ۔ ایذا رسانیوں کے ذریعہ بائیکاٹ کے ذریعہ۔ غرضیکہ ہر ممکن طریق سے حضرت نبی کریم صلعم کو حق کی تبلیغ سے روکنے اور بعض سچائیوں کو چھوڑانے کی کوشش کی لیکن اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے آنحضور صلعم کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی بلکہ اس کے برعکس تمام تکلیفوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے حق کی تبلیغ پر ڈٹے رہے۔

وثیابك فطھر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ۔ اپنے دامن کو ان تمام اخلاق رذیلہ سے بھی پاک رکھو جو لوگوں کو دور رکھنے کا موجب ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا۔ فبما رحمۃ من اللّٰہ لنت لھم ولو کنت فظًا غلیظ القلب لانفضوا من حولك فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔

(آل عمران ع ۱۷)

یعنے یہ اللہ تعالےٰ کی تم پر رحمت ہے کہ تو ترش روئی کے بجائے ان کے ساتھ گفتگو اور تمام دیگر معاملات میں نرمی سے پیش آتا ہے ورنہ اگر تو بدخلقی اور سختی سے پیش آنے والا ہوتا تو یہ تیرے ارد گرد سے تتر بتر ہو جاتے پس ان کی غلطیوں پر درگزر سے کام لیا کرو اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہو کہ خدا ان کی اصلاح کرتا رہے اور پیش آمدہ معاملات کے بارے میں ان سے بھی مشورہ کر لیا کرو۔ اسی طرح فرمایا ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن النحل ع ۱۶ یعنے اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ حکمت اور خوبصورت اور دلکش طریقہ کے ذریعہ اور مذہبی معاملات میں جب ان سے گفتگو کرو تو ایسے طریق سے کرو جو ان کو بھلا معلوم ہو اور ان کو اپیل کرنے والا ہو۔ بعض واعظین میں یہ بھی ایک خطرناک عیب ہوتا ہے کہ گفتگو کرتے وقت غصہ سے بھر جاتے ہیں اور بات بات پر منہ سے جھاگ نکلنی شروع ہو جاتی ہے اور گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں اور ایسی سختی سے پیش آتے ہیں کہ دوسرا متنفر ہو کر بھاگ جاتا ہے تو حضرت نبی کریم صلعم کو تاکید فرمائی کہ اس قسم کے نقائص سے اپنے دامن کو پاک رکھو کیونکہ یہ نقائص منذر کی شان کے ہرگز شایاں نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس کے انذار کے اثر کو باطل کرنے والے ہیں

تیسرا گر

انذار کو مؤثر بنانے کے لئے تیسرا گر یہ بتایا:۔ والرجز فاھجر یعنے ہر قسم کی پلیدی اور گندی چیز سے الگ رہو۔ عرب تمام قسم کی گندگیوں سے لت پت ہو چکے ہوئے تھے۔ بت پرستی۔ وہم پرستی۔ ڈاکہ زنی۔ چوری۔ لوٹ کھسوٹ۔ شراب خوری۔ قمار بازی۔ عہد شکنی کمزوروں پر ظلم اور ناجائز تشدد۔ نسلی تفاخر۔ غرضیکہ کوئی پلید کام ایسا نہ تھا جس کے وہ مرتکب نہ ہوں۔ سو ان تمام برائیوں سے الگ رہنے کا حکم دیا تا وہ بھی آنحضور صلعم کی تقلید میں ان برائیوں کو ترک کر دیں۔ چنانچہ آنحضور صلعم کے نمونے نے ایسا نمایاں اثر کیا کہ چند ہی سالوں میں عرب کی زمین ان تمام گندے افعال سے پاک ہو گئی۔

چوتھا گر

چوتھا گر الفاظ ولا تمنن تستکثر میں بتلایا یعنے ایسا کبھی نہ ہو کہ تم یہ سمجھ کر کہ ہم نے کافی تبلیغ کر لی ہے اب مزید تبلیغ کی ضرورت نہیں تبلیغ کو چھوڑ دو اپنی تبلیغ کو کثیر سمجھتے ہوئے اسے منقطع نہ کر دینا چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم تو مرتے دم تک اپنے کام میں لگے رہے قوم باوجود اس کے کہ مکمل تربیت یافتہ ہو گئی تھی پھر بھی ان کو بدیوں سے بچنے اور نیکیوں کو بجا لانے کی طرف آخری دم تک توجہ دلاتے رہے علاوہ ازیں عرب کے باہر رہنے والی قوموں کے سربراہوں کو بھی تبلیغی خطوط لکھنے شروع کر دیئے اگر مسلمان اس گر کو ہاتھ سے نہ دیتے تو آج دنیا کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا چاروں طرف اسلامی جھنڈا ہی لہرا رہا ہوتا لیکن مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی سے کنارہ کشی اختیار کر لی جس کے نتیجہ میں آج ان کو مشکلات درپیش ہیں۔ کاش اب بھی مسلمان مشہور مقولہ گذشتہ را صلوٰت آئندہ را احتیاط پر عمل کرتے ہوئے آپس میں لڑنے اور ایک دوسرے کو کافر بنانے کے شغل کو چھوڑ کر اسلام کے پیغام کو دوسری قوموں تک پہنچانے میں لگ جائیں تو چند سالوں میں ہی اس کے بہترین نتائج دیکھ لیں گے۔ سب سے پہلے اپنے عملی نمونہ سے دکھلائیں کہ انہیں خود بھی اسلامی تعلیم کی صداقت پر ایمان ہے اور پھر اس تعلیم کے بہترین نتائج کو دوسروں کے سامنے رکھ کر ان کو اختیار کرنے کی دعوت دیں تو کیوں وہ اس کو قبول کرنے سے گریز کریں گے مفید چیز کو کون نہیں دل سے قبول کرتا۔

پانچواں گر

پانچواں گر انذار کو مؤثر بنانے کا الفاظ ولربك فاصبر میں بتلایا کہ اس راہ میں تکالیف آئیں گی کفار کی طرف سے اذیتیں بھی پہنچائی جائیں گی لیکن ان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صبر سے انہیں برداشت کرتے چلے جاؤ اور استقلال سے اپنے تبلیغی کام میں لگے رہو کامیابی آخر تمہارے قدم چومے گی چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے جس عظیم الشان صبر اور استقلال کا نمونہ دکھلایا کہ اس کی نظیر تلاش کرنا عبث ہے کہیں ساحر کہیں کذاب کہیں مجنون کے لقب دے کر ذہنی کوفت آپ کو پہنچائی جاتی رہی کہیں جسمانی تکلیفوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا کہیں بائیکاٹ کے ذریعہ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر کے خوراک تک سے محروم کر دیا کہیں آپ کے ساتھیوں کو ظلم و تشدد کا شکار بنا کر آپ کو اذیت پہنچائی جاتی رہی کیونکہ مؤمن آپ کو بہت ہی عزیز تھے ان کے متعلق جو جذبات اور احساسات آپ کے تھے اس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں آیا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ التوبہ ع ۱۶ - یعنے اس رسول پر مسلمانوں کا تکلیف میں مبتلا ہونا سخت گراں گذرتا ہے وہ تو ان کو خوش و خرم دیکھنے کے ہی حریص ہیں وہ تو ان کے ساتھ رأفت اور رحم کے سلوک کے ہی ہمیشہ خواہشمند رہتے ہیں پس آپ نے صبر کا بھی بہترین نمونہ پیش کیا اور محض خدا کے لئے ہی صبر کیا انتقامی جذبہ سے آپ کا قلب صافی بالکل خالی تھا جس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ حاصل ہوا۔ اور دشمن آنجناب صلعم کے سامنے بے کسوں اور بے بسوں کی طرح پیش ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تثریب علیکم الیوم کہتے ہوئے سب کو معاف کر دیا۔ اسلام لانے کی بھی شرط پیش نہیں کی۔ پس یہ وہ گر تھے جن پر عمل کرنے سے حضرت نبی کریم صلعم کو وہ عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی جس کی نظیر کسی دوسرے نبی میں بھی کہیں نظر نہیں آتی مخلوق کی ہمدردی اور ان کو ہدایت پر لانے کی تڑپ کوٹ کوٹ کر آپ کے قلب مطہر میں بھری ہوئی تھی یہاں تک کہ خدا کو بھی کہنا پڑا لعلك باخع نفسك الا یکونوا مؤمنین۔ کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر ڈالے گا کہ یہ مؤمن نہیں بنتے پس اگر مسلمان کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہی ہدایات کو عمل میں لائیں تا کامیابی انکے بھی قدم چومے۔ ہماری جماعت کو بھی خصوصیت سے ان گروں کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ ان پر دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں ذمہ داری زیادہ ہے۔ تبلیغ کو کافی اور کثیر سمجھ کر لاپرواہی اور سستی کو کام میں لانے سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیئے۔

قرآنی تعلیم، خلفائے راشدین کی زندگیوں اور اسلامی تہذیب کی برتری کا اعتراف

حضرت خاتم الانبیاء کی ذات پر بعض اعتراضات

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منور چہرہ کو اعتراضوں کی گرد و غبار سے صاف کرنیکی ضرورت

خطبہ جمعہ - مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۶۴ء - فرمودہ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب - بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

طٰہٰ - ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ - الا تذکرۃ لمن یخشیٰ ـــــ اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ ـــــ (سورۃ طٰہٰ) ـــ

میں نے سورۃ طٰہٰ کے پہلے رکوع کی ابتدائی آیات تلاوت کی ہیں جن میں فرمایا ہے کہ اے مرد کامل ہم نے جو قرآن تم پر نازل کیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ تو ناکام و نامراد ہو جائے۔ بلکہ اس سے تجھے کامیابی کامرانی حاصل ہو گی۔ عزت و عظمت کی بلندیاں نصیب ہوں گی۔ یہ آیات ان لوگوں کے لئے ذکر ہے جو خدا کا خوف رکھتے ہیں۔ یہ قرآن اس ہستی کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ جو زمین آسمانوں کا بنانے والا ہے۔ جو الرحمٰن ہے۔ عرش پر قائم ہے جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ انکی پستیوں گہرائیوں اور پہنائیوں میں ہے وہ سب کچھ اسی کا ہے اگر تو ظاہر کرے یا چھپائے تو اس کے نزدیک یکساں بات ہے۔ کیونکہ وہ دلوں کے بھیدوں اور ان سے بھی مخفی بات کو جاننے والا ہے۔ خدا کی ہی ذات ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ سب اچھے نام اسی کے لئے ہیں۔

حضرت عمرؓ جب مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے۔ تو وہ حضور اکرم کے قتل کے ارادے سے جا رہے تھے۔ اپنی بہن کے گھر میں قرآن کی تلاوت سنی تو کہا کہ مجھے بھی یہ کلام سناؤ چنانچہ یہی آیات آپ کو پڑھ کر سنائی گئیں۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ آیات سنیں تو آپ مسلمان ہو گئے۔ قرآن کریم کے بعض مقامات واقعی اس قدر اثر پذیر ہیں اور قلب و روح کے لئے باعث کشش ہیں۔ کہ رقت پیدا کر دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ جو جابر قسم کے شخص تھے اور اپنے کفر میں سخت تھے۔ ان کا دل بھی پگھل گیا۔ اور پہلے جتنے جابر اور کفر میں سخت تھے اسلام میں بھی اسی قدر ایمان کی سختی اور پختگی پیدا ہو گئی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالے ہے کہ:-

لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے۔ تو تو اس کو دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے جھک جاتا۔ بڑے انسانوں کو جو مضبوط دل کے ہوتے ہیں ان کو بھی عربی میں جبال کہا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ تو ایک جبل تھے کس طرح ان پر خشیت طاری ہوئی۔ کہ انسان حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ کہ یہ کیا کلام ہے اور کیا اثر رکھتا ہے قرآن شریف کا اثر صرف اس وقت کے لوگوں پر ہی نہ تھا بلکہ بعد میں غیر لوگوں پر اسی قسم کی کشش و جذب کا موجب ہوتا رہا چنانچہ گوئٹے جو ایک مشہور جرمن شاعر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:-

قرآن کے لئے دل میں نفرت کا جذبہ
لے کر اس کا مطالعہ شروع کیا جائے
تو آہستہ آہستہ اس کی طرف رغبت
پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ
آخر یہ کلام دل کو موہ لیتا ہے۔

قرآن مجید کی دلکش و دلپذیر تعلیم

تو کلام الٰہی کے متعلق یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ اس کے اندر خدا تعالےٰ کے محامد اور اذکار کا عجیب اور لطیف اور اثر انگیز اور اثر پذیر رنگ میں ذکر ہے۔ کہ اس پر ایمان لائے بغیر چارہ نہیں رہتا اور نیکی کی تعلیم کو انسان کی طبیعت میں راسخ کر دیا گیا ہے۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ کسی اور الہامی کتاب میں نہیں پائی جاتیں کہ دشمنوں اور مخالفوں کو اس کا اعتراف ہے اور ایک بات بھی اقراری ہے وہ یہ ہے کہ جب لوگ خلفائے اسلام کی زندگیوں پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کے افعال کو دیکھتے ہیں تو مخالفین ان کو عظیم الشان ہستیاں ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں گاندھی جی نے کہا تھا کہ کاش یہ لوگ جس زمانہ میں ہوئے اس زمانہ میں ہم پیدا کئے جاتے جہاں جیسے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہوتے۔

ایچ۔ جی۔ ویلز نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام A Short History of World. ـ ـ ـ ہے اس میں ایک کا اعتراض دوں کیا گیا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسلام کے دماغ اور اس کے بانی تھے تو یہ کہنا پڑے گا کہ ابو بکرؓ اس کی روح اور اس کا ضمیر تھے۔ یہ دوسری بات میں نے آپ کو بتائی ہے کہ ان صحابہؓ کے کردار کی سیرت کی بلندی دیکھ کر مخالفین بھی جھک جاتے ہیں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ایک عظیم الشان تہذیب اور معاشرہ جو اسلام نے پیدا کیا اور جو پچھلی تیرہ چودہ سو سال میں اسلام کو ملا اس کا بھی اعتراف دوست دشمن ہر ملد کرتے ہیں۔ اسلام نے جو انصاف۔ عدل۔ مساوات اخوت، علم۔ عقل اور تہذیب و معاشرت کا معاشرہ قائم کیا ہے۔ ایسا کسی قوم اور مذہب نے اب تک قائم نہیں کیا۔ اس جگہ ان لوگوں کی عقل پر حیرت ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کا اثر و نفوذ صرف چار خلفاء کے زمانے تک ہی رہا اور پھر معدوم ہو گیا یہ جائزہ غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت سے ایک ایسی لہر اصلاح و فلاح کی دوڑی کہ نہ صرف مغرب اس کے زیر اثر آیا بلکہ اب تک چل رہی ہے۔ رنگ و نسل کا جو تعصب ہے ملکی اور وطنی جو امتیازات ہیں جو باعث فساد ہیں اس کا اسلام نے قلع قمع کیا ہے۔ یہ عصبیتیں اور امتیازات مسلمانوں میں نہیں یا دوسروں کے مقابل بہت کم ہیں

خلفائے اسلام کی بلند پایہ زندگیاں اور تہذیب اسلامی کا دنیا پر اثر

ان تین امور کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم لائے وہ بہترین اخلاقی اور روحانی تعلیم ہے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے دعوے سے فرمایا تھا۔ کہ کوئی شخص اپنی الہامی کتاب سے کوئی تعلیم پیش کرے اگر میں نے ایسی تعلیم کو قرآن سے نکال کر نہ دکھلایا تو میں اپنی غلطی مان لوں گا پھر جو چیلنج دیا اس کا بھی زمانہ گواہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم الشان قوم پیدا کی۔ ان کی عقل و علم، ان کی سیرت کردار اور ان کے اعمال کی دنیا تعریف کرتی ہے۔ اس تہذیب نے اقوام عالم پر کس قدر بھاری اثر ڈالا ہے یہ آج تک محسوس کیا جاتا ہے مگر حیرت یہ ہے کہ جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہے۔ تو بعض

سے مخالفین اور معاندین آپؐ کی بلندی کو دیکھنے سے قاصر اور نا سمجھ رہ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے متعلق پرانا تعصب جو صلیبی جنگوں میں پیدا ہوا وہ اتر انداز ہے اور کچھ اس وجہ سے آپؐ کے خلاف جو لٹریچر شائع ہوا اور جو اعتراضات وارد ہوئے انہوں نے اس کو اور تقویت دی۔ عام طور پر جو اعتراضات آپؐ پر وارد ہوئے ہیں۔ وہ اس قسم کے ہیں۔ کہ حضورؐ نے جنگیں کیں۔ تلوار استعمال کی خونریزی ہوئی۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا۔ باپ نے بیٹے کا گلا کاٹا اور بیٹے نے باپ کا۔ گھروں میں تفریق ہو گئی، پھر یہ کہ جو نبی اور مصلح دنیا میں خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ حکومت اور سلطنت قائم کرنے نہیں آتے یہ ربانی ریفارمر کا کام نہیں ہوتا۔ اور تیسرا یہ اعتراض کہ دین کے متعلق جبر کیا گیا۔ لوگوں کو بالجبر مسلمان بنایا گیا اور مسلمان رکھا گیا۔ چوتھی بات یہ کہ حضورؐ نے متعدد شادیاں کیں۔ یہ چار باتیں ایسی ہیں جو ان لوگوں کے دل میں بسی ہوتی ہیں، اور ان کا ذہن اس بارہ میں کافی مانوس ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو حضورؐ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی، عظمت اخلاق فاضلہ اور کردار کی رفعت نظر نہیں آتی۔ تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے تو یہ بات کہی تھی کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جب تم دیکھتے ہو کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو درخت لگائے تھے اس کے پھل اس قدر عمدہ اور اعلیٰ تھے۔ اور جو تہذیب جاری کی وہ عدل، انصاف، مساوات اور رحمت کا باعث ہوئی۔ تو نہ جانے مسیحی اصولوں کو ماننے والوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ پھلوں کو تو اچھا مانتے ہیں اور درخت کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ اچھا نہیں۔ اس میں مسلمان قوم کا کافی حد تک قصور ہے کہ انہوں نے اعتراضات کا جواب جس رنگ میں پیش کرنا چاہیئے تھا اس رنگ میں پیش نہیں کیا۔ ورنہ حضرت اکرم صلعم کے اخلاق اور سیرت تو وہی ہیں جو حضرت عائشہ فرماتی ہیں کان خلقہ القرآن۔ کہ اگر قرآن کریم کی عملی تصویر کسی نے زندگی میں دیکھنی ہو تو وہ آپؐ کو دیکھے

بلند اخلاق اور عالی سیرت کا معجزہ

جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق معجزات کے طور پر پیش کیا جاتا رہا اور وہ مورد اعتراض رہا اس کو اخلاق کے معیار پر اور سیرت و کردار کی بلندی پر ہماری جماعت نے پیش کیا۔ یہ جماعت احمدیہ کا خاص امتیاز ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اب اس چیز کو اپنانا شروع کر دیا ہے اگر پہلے آپؐ کی پیدائش اور شق القمر وغیرہ معجزات کو پیش کیا جاتا تھا تو اب اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ آپؐ کے کردار وسیرت اور اخلاق کا کوئی شخص دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ بڑی اچھی نشانی ہے اس بات کی کہ اب مسلمان صحیح راستہ کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

اب تو یہ میلاد النبیؐ کے جلسے جلوس اور محفلیں اور مجلسیں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ اس کی ابتدا سب سے پہلے احمدیہ جماعت نے کی، پھر عبدالمجید قریشی نے بھی اسے فروغ دیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جو چار قسم کے اعتراضات حضورؐ کے متعلق بالعموم کئے جاتے ہیں ان کو حقیقت کے رنگ میں دور کیا جائے۔ اور حالات واقعی کو پیش کیا جائے۔

آنحضرت صلعم کی ذات پر چار اعتراض

پہلا اعتراض یہ ہے کہ جنگیں کی گئیں۔ خونریزیاں کی گئیں۔ قتل مقاتلہ ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صورت حال یہ تھی کہ ظالم و جابر لوگ نہ صرف دین حق کی قبولیت کی راہ میں سد راہ بن کر کھڑے ہو گئے تھے بلکہ حق وصداقت کو مٹا نے کے لئے اٹھ کھڑے تھے۔ اگر ان کے خلاف مدافعت کے طور پر تلوار اٹھائی گئی تو کیا برا ہوا؟ اگر تم مانتے ہو کہ اسلام نے جو معاشرہ قائم کیا ہے انصاف عدل، امن اور تحفظ حق میں اس کا کوئی ہمسر نہیں تو یہ جنگیں تو باعث رحمت ثابت ہوئیں تو پھر یہ اعتراض کیوں؟

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حکومتیں قائم کیں سلطنتیں قائم کیں میں سمجھتا ہوں کہ حکومتیں اور سلطنتیں لی نہیں گئیں بلکہ ایسی زبردست روحانی اور اخلاقی لہر اٹھی کہ حکومتیں اور سلطنتیں ان کے قدموں میں آ گریں۔ مخالفین کے اس اعتراض کو ہمارے دوسرے فرقوں کے علماء کے موقف نے زیادہ سہارا دیا ہے۔ مجھے یاد ہے میں اور ڈاکٹر عبداللہ صاحب مرحوم مولنا مودودی صاحب کے پاس گئے۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے ہمیں اپنی کتاب مجدد اعظم ان کو تحفہ دینے کے لئے ہمیں بھیجا۔ ضمناً ایک بات چل نکلی میں نے مولنا سے کہا کہ آپ نے ترجمان القرآن میں لکھا ہے کہ ہر مصلح جو آیا اس کی بعثت کی اصل غرض یہ تھی کہ اقتدار کو کفر کے ہاتھوں چھین کر قوم کو دیدے۔ میں نے کہا کہ اس میں یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ حضرت مسیحؑ کے پاس جب یہودی آئے اور قیصر روم کا سکہ دکھلایا تو حضرت مسیحؑ نے کہا کہ خدا کا حق خدا کو دو اور قیصر کا حق قیصر کو دو۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت مسیحؑ سلطنت کے خواہاں نہ تھے۔ اس پر مولنا صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیحؑ کا یہ جواب اس وقت کے حالات کو مدنظر رکھ کر دیا گیا۔ اس پر میں نے کہا کہ پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حضرت مسیحؑ نے منافقانہ جواب دیا کیونکہ وہ حکومت کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے، کیا یہ ان انبیاء کی شان ہوتی ہے جن کے بارہ میں قرآن میں یہ آیا ہے الذین یبلغون رسالٰت اللّٰہ ولا یخشون احدا الا اللّٰہ کہ اس کے رسول اپنے پیغام رسالت کو ہر حالت میں پہنچاتے ہیں اور اس معاملہ میں کسی خوف و ڈر سے اخفاء حق نہیں کیا کرتے۔ تو مولنا صاحب اس پر خاموش ہو گئے۔

ربانی مصلحین کی بعثت کی غرض حصول اقتدار نہیں ہوا کرتی

میں نے یہ واقعہ اس لئے بیان کیا ہے کہ جب مسلمان علماء کا بھی یہ کہنا ہے کہ اقتدار پر قبضہ روحانی مصلح کی سب سے پہلی غرض دین ہے تو پھر اگر یورپ والے یہ کہیں تو ان کو کیونکر مطعون کیا جائے؟ اسی طرح یہ مسئلہ بھی ہے کہ دین میں جبر ہے یا نہیں عموماً اعتراض یہ ہے کہ حضورؐ نے کفار کے خلاف جنگیں کیں اور ان کو اس لئے قتل کیا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ لیکن اگر صرف صلح حدیبیہ کے واقعہ کو ہی لے لیا جائے تو ایسے اعتراض کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ حضورؐ کو خواب آتا ہے کہ حج کرنا ہے آپؐ حج کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں راستہ میں کافر ان کو روک لیتے ہیں۔ حضورؐ اپنے ساتھیوں سے مرنے مارنے کی بیعت لیتے ہیں جس کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے مگر فوراً اس کے بعد صلح ہو جاتی ہے جو آپؐ کے صحابہؓ کو ناگوار گزرتی ہے۔ حضرت عمرؓ آپ کے پاس تشریف لیگئے اور کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہم حق پر ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ پھر کہ صلح کیوں کی؟ اگر کوئی ایسا شخص ہوتا جو جنگجو ہوتا اور ہر وقت نیام سے باہر تلوار رکھتا کہ جہاں کافر کو دیکھا قتل کر دیا۔ تو حضور یہ موقع ہاتھ سے کبھی جانے نہ دیتے اور کبھی ایسی شرائط پر صلح نہ کرتے جن کے لئے اپنی قوم بھی تیار نہ تھی۔ پھر اس صلح کو فتح عظیم قرار دیا اور یہی ثابت بھی ہوا کہ یہ صلح عظیم فتح ہے اس طرح دین میں جبر کے بارہ میں بھی بعض علماء اسلام مخالفین کے اعتراضوں کو تقویت پہنچاتے ہیں جب وہ مرتد کے قتل کے جواز کا فتوے دیتے ہیں۔ پھر سلطنت آپؐ کو ملی۔ کیا آپ نے اس سے کچھ فائدہ اٹھایا؟ اعتراض یہی ہے کہ یہ بادشاہت کیوں لی؟ کیا حضور اکرمؐ بادشاہت لینے کے بعد دنیا داری میں پڑ گئے؟ کیا ایسی کوئی بات حضورؐ کی زندگی میں نظر آتی ہے؟ ...... کیا آپؐ نے طرز رہائش بدل لی؟ لباس تبدیل کر لیا؟ اپنا رویہ اور سلوک تبدیل کر لیا؟ جیسا کہ عام طور پر جاہ وحشم حاصل کرنے والے اشخاص ہو جایا کرتے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیے اور کہئے کہ کیا سلطنت اپنے رشتہ داروں کے لئے چھوڑی؟ مرض الموت میں ابوبکرؓ کو امام بنایا جو ایک اشارہ تھا کہ میرے بعد یہ خلیفہ ہوں۔ مجھے شیعہ بھائیوں کی حالت پر رحم آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے حق میں خلافت کے بارے میں لکھنے لگے تو حضرت عمرؓ پہنچ گئے اور کہا کہ حسبنا کتاب اللّٰہ پیغمبر خدا (ہوں)۔ اور ان کو منع کر کے ایک پہرہ۔ اگر لکھنا ہوتا تو ان کی غیر موجودگی میں لکھ سکتے تھے۔ اگر چاہتے تو اپنی زندگی میں حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کر جاتے۔ لیکن ایسا ہو جاتا تو ہمیشہ کے لئے یہ اعتراض قائم ہو جاتا کہ آپ نے سلطنت تو لی۔ لیکن بیٹا نہیں تھا اس لئے چچیرے بھائی اور خاندان کو دے گئے۔ مگر آج اس اعتراض کا کس قدر دندان شکن جواب ہے ورنہ یہ اعتراض ہمیشہ قائم رہتا،

تعدد ازدواج اور صدق و وفا کا بلند ترین نمونہ

تعدد ازدواج کا اعتراض ہے۔ اس میں عجیب

نقشہ نظر آئے گا۔ ایک موقعہ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کا ذکر آگیا تو حضور اکرم رو پڑے تو میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کو خدا نے حضرت خدیجہ رض کا نعم البدل عطا نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھ پر خدیجہؓ کا بہت بڑا احسان ہے اس نے مجھے اس وقت قبول کیا جب مجھے کوئی قبول نہیں کرتا تھا۔ جو شخص نفسانی اغراض کا بندہ ہوتا ہے وہ اپنی جوان بیوی کو یہ بات کب کہہ سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ یہ تمام واقعات بتاتے ہیں کہ جو بھی آپ نے شادیاں کیں وہ تمام بیوہ اور بوڑھی عورتوں سے کی تھیں۔ ایسی کہ بعض کو ان میں اپنے شادی کی حاجت بھی نہیں تھی بعض نے کہا کہ ہمیں حضورؐ سے شادی کر کے محض عزت کا مقام حاصل کرنا مقصود ہے۔ پھر جب کبھی آپؐ کی ازدواج رض نے مال و دولت میں سے کچھ طلب کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا اگر آؤ میں آپ کو مال و دولت میں سے حصہ دیتا ہوں مگر تم اس گھر کے قابل نہیں رہو گی۔ آنحضورؐ راتوں رات عبادت الٰہی میں گزار دیتے یہاں تک کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ خدا کے احسانوں کو یاد کرتے اور روتے تو زمین تر ہو جاتی۔ کیا ایسا شخص نعوذ باللہ دنیادار یا نفس پرست ہو سکتا ہے؟ آپؐ کا اپنے شہید دوستوں کی بیوہ و بوڑھی عورتوں سے شادی کرنا ان کے اعلیٰ اخلاق صدق و وفا کی علامت ہے کہ جن کا کوئی پرسان حال نہیں ان کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے۔

آپؐ کی عبادت گزاری۔ آپؐ کی وفا اور آپؐ کا صدق اور آپ کا بندگان خدا کی خدمت میں گھل جانا۔ یہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اور محض اعتراض کے پہلو پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور خدمت خلق کا پہلو ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

حضرات! ان بیہودہ اعتراضات کو پیش نظر رکھیں ان کی روشنی میں حضور اکرمؐ کے اخلاق اور کردار پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے مسلمان ایسا ... نہیں کرتے تو پھر ماننا چاہیئے کہ یہ ہماری اپنی غلطی ہے۔ اور یہ کہ ہماری وجہ سے بدنامی کا داغ آگیا ہے۔ اگر حضورؐ کا چہرہ پُر نور دنیا میں روشن نہیں ہوا تو یہ ہمارا اپنا قصور ہے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظم اور نثر میں جو تعریف کی ہے۔ وہ شاید ہی کسی نے کی ہو۔ یہ شعر مدلل بھی ہیں اور حضور نبی کریمؐ کے اخلاق اور بلندی کے مظہر بھی۔ جیسے فرمایا۔

کرد ثابت بر جہاں عجز بتاں
داں خود را ز دیاں یکتا قادرے
نے طلسمش کس رسید نے بندِ او
دست کشتہ کبر ہر متکبرے
یک طرف حیراں از دشاہانِ وقت
یک طرف مبہوت ہر دانشورے

میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں مسلمان قوم پر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کا بڑا بھاری احسان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر بدنما دھبے جو لوگوں نے

دعوت نامہ

[ذیل میں جس انگریزی دعوت نامہ کا ترجمہ درج ہے وہ مختلف ممالک میں سلسلہ کے مراکز، مبلغین، مجاہدین اسلام اور ان حضرات کو بھجوایا جا رہا ہے ۔ جو دین اور اشاعت اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اس سلسلہ میں دامے، درمے، قدمے، سخنے، قربانیاں کی ہیں ———]

اخویم مکرم ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

بفضل تعالیٰ، انجمن عالیہ، دسمبر کے آخری ہفتہ میں اپنی پچاس سالہ برسی یا گولڈن جوبلی منا رہی ہے۔ اس انجمن نے اقصائے عالم میں اشاعت اسلام اور قرآن کی روشنی پھیلانے کے سلسلہ میں جو شاندار اور بے مثل خدمات انجام دی ہیں اس کے باعث اسے عالمی شہرت حاصل ہو چکی ہے۔

راقم الحروف، انجمن عالیہ کی طرف سے، آپ کو اس تقریب سعید میں دعوت شمولیت دیتے ہوئے از حد خوشی محسوس کرتا ہے۔ چونکہ ہمیں دنیا بھر کے علاقوں سے نمایندگان کی شمولیت متوقع ہے۔ اس لئے آپ سے مخلصانہ التماس ہے کہ آپ بحیثیت ممبر سلسلہ اور بحیثیت سرگرم رکن تبلیغ اسلام، دعوت ہذا کو شرف قبولیت بخشنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمائیں گے۔ جہاں آپ کو اس تقریب سعید میں شمولیت کر کے اپنے ملک میں تبلیغی مساعی بتلانے کا موقعہ ملے گا وہاں آپ دوسرے احباب کرام سے خدمات دینیہ کے بارہ میں بھی معلومات حاصل کریں گے۔ اس طرح مجاہدین اشاعت اسلام باہمی تبادلہ خیالات سے مستفید و مستفیض ہوں گے اور آیندہ کے لئے اپنے پروگرام میں احسن اضافہ کر سکیں گے۔

اس لحاظ سے یہ تقریب اپنی انفرادی خصوصیات اور اہمیت کی مالک ہے! امید واثق ہے کہ آپ اس مبارک تقریب سے مستفید ہونے کی ہر ممکن سعی فرمائیں گے۔

آپ کے طعام و قیام کا انتظام انجمن عالیہ فرمائے گی البتہ ممکنہ طور پر اخراجات سفر آپ کو خود برداشت کرنا ہوں گے۔

براہ کرم دو ہفتہ کے اندر اندر جواب با صواب سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں

والسلام مع الکرام

مہتمم جلسہ گولڈن جوبلی۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

لگائے تھے۔ ان کو صاف کر دیا آپ کے چہرہ کو خوشنما کر کے پیش کیا۔ اور اخلاق اور کردار کے معجزوں سے حجت قائم کی

ہماری جماعت عید میلاد ۲۵ر جولائی کو بروز ہفتہ شام پانچ بجے منعقد کر رہی ہے تو ہمیں چاہیئے کہ اس مجلس میں زیادہ سے زیادہ دوستوں کو ساتھ لائیں۔ نوجوان مطالعہ کر کے آئیں۔ تاکہ

بیان کرنے کے قابل ہوں۔ ہر احمدی جو عہدہ دار تھا یا نہ تھا۔ وہ خود ایک بڑا بھاری مبلغ ہوا کرتا تھا۔ یہ روح دوبارہ پیدا کرنی چاہیئے۔

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

برٹش گیانا

ترجمہ خط از محمد رشید جنرل سیکرٹری - برٹش گیانا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

برٹش گیانا کی ایگزیکٹو کمیٹی نے مجھے ہدایت دی ہے کہ میں آپ کے پچھلے خط کی تعمیل کروں اور شکریہ ادا کروں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں پر اسلام کے پراپیگنڈا کے متعلق سابقہ پریذیڈنٹ اور ایگزیکٹو کمیٹی میں بہت اختلاف ہے۔

حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے آپ کو معلوم ہے قدیم اور جدید ایگزیکٹو کمیٹی کو اجازت دی گئی کہ خاص نمایندوں کی ایک جنرل میٹنگ بلائی جائے جس میں ELECTION کے لئے دفتری نمایندے چُنے جائیں۔

اتوار مورخہ ۱۴ / جون کو جنرل ELECTION میں مندرجہ ذیل ممبروں کا چُناؤ ہوا۔

مسٹر ابراہیم اواسماعیل - پریذیڈنٹ
مسٹر حسن علی - سینئر وائس پریذیڈنٹ
مسٹر ایچ آر رحمٰن - جونیئر وائس پریذیڈنٹ
مسٹر محمد رشید جنرل سیکرٹری
مسٹر ایس ایم یوسف - اسسٹنٹ سیکرٹری
مسٹر محمد ستار - خزانچی۔

جنرل ELECTION کے لئے کافی اخبارات میں پراپیگنڈا کیا گیا اور میٹنگ کے نتیجہ کو بھی اخبارات میں شائع کیا گیا۔ میں یہاں ایک اخبار کو آپ کی اطلاع کے لئے بھیج رہا ہوں۔

موجودہ ایگزیکٹو کمیٹی اسلام کا پراپیگنڈا برٹش گیانا احمدیہ انجمن کے زیرِ سایہ کرنا چاہتی ہے جس کا ہیڈ آفس (پاکستان ہو) مجھے مزید ہدایت دی گئی ہیں کہ میں آپ کو ضابطہ آئین .... کی ایک کاپی بغرض ضروری تغیرات اور نکتہ چینی کے لئے علیحدہ لفافہ میں بھیج رہا ہوں یہ ضروری ہے کہ آپ کی انجمن نے برٹش گیانا کی انجمن کو B.G. احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو موجودہ ممبروں کے زیرِ سایہ کام کرنے کو کہا ہے تاکہ کسی قسم کی نازیبا بات سرزد نہ ہو۔

میری ایگزیکٹو کمیٹی نے ہدایت دی ہے کہ آپ سے التجا کروں کہ ہماری مخصوص خواہشات اسلام کی اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیرِ سایہ کی جائے اور اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے۔ یہ نام عرصہ ۱۰ سال سے ہماری کوششوں سے رکھا گیا تھا۔

اگر آپ نے ہماری التجا کو منظور فرما لیا تو ہم بہت مشکور ہوں گے اور اشاعت اسلام کا پروگرام اپنے ناموں کی وساطت سے کریں گے۔

ہماری التماس ہے کہ ہمارے اس خط پر جلدی غور کیا جائے امید ہے آپ جلدی جواب ارسال کریں گے تاکہ ہم اپنا کام کوشش سے شروع کر سکیں۔

برٹش گیانا کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اپنی پہلی جنرل میٹنگ دس سال میں جارج ٹاؤن ہیڈ کوارٹر میں بروز اتوار منعقد کی۔

میٹنگ میں تقریباً ایک ہزار ممبر شامل ہوئے جنہوں نے جانے والے پریذیڈنٹ مسٹر حسن علی کی باتوں پر خوب غور کیا۔ موومنٹ کی کام کی نوعیت کو دیکھ مسٹر زاید علی کو افسر چُنا گیا۔

نئی ایگزیکٹو کا چناؤ بغیر مخالفت مندرجہ ذیل ہوا!!

نئے پریذیڈنٹ نے جانے والے پریذیڈنٹ کا بہت شکریہ ادا کیا اور جو خدمات انہوں نے اس ادارہ کی انجام دیں ان کی بہت تعریف کی۔ اور ممبروں نے اور خود پریذیڈنٹ نے بھی کہا کہ ہم انجمن کی ترقی اور فلاح کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں چھوڑیں گے، اور جانے والی ایگزیکٹو کمیٹی نے انجمن کو سیاسیات سے بچائے رکھا۔

ٹائے جیریا

ترجمہ خط ملام مصطفٰے نابو ٹائے جیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے امید ہے کہ آپ میری ناالمیت پر ناراض نہ ہوں گے اور جو کتابوں کے پارسل آپ نے بھیجے تھے وہ مجھے مل گئے ہیں بہت بہت شکریہ۔ ہم بہت مشکور ہیں۔ اور خدا سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا صلہ دے کیونکہ آپ اسلام کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور کتابوں کا مطالعہ سے بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں اور خدا کے فضل سے آپ ان کتابوں سے سوال کر سکتے ہیں اور آپ کو واضح ہو جائے گا کہ ہم پڑھتے ہیں یا نہیں۔ اور انشاء اللہ تسلی بخش جواب دیں گے۔ ابھی تک کوئی ایسی مشکل پیش نہیں آئی اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو ہم آپ کو لکھیں گے کہ اس پر روشنی ڈالی جائے۔ خداوند کریم آپ کو ترقی دے پھلو، پھولو میں بہت خوش ہوں جبکہ آپ نے مجھے اس سے پہلے خط میں لکھا تھا کہ ان دوستوں کے نام لکھیں جو اسلام کے لٹریچر کے خواہشمند ہیں وہ کافی تعداد میں ہیں اور فارم پر نہیں آ سکتے۔ ہم نے تمام کتابیں دیکھ لی ہیں۔ اور ہم ان کو انشاء اللہ ترتیب دیں گے۔

جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے کہ فارم کے اوپر نام لکھ کر ارسال کروں گا مگر ایسا نہیں کر سکتا امید ہے کہ آپ ایک اور فارم ارسال کر کے برا محسوس نہ کریں گے تاکہ نام لکھ کر ارسال کر سکوں۔

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

ترجمہ خط:- از عبد الغنی اولائی اونتشا مشرقی ٹائے جیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں یہ خط اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ آپ مجھے اپنی انجمن اور دوسرے اسلام کی حالت واضح طور پر لکھیں میں آپ کی احمدی جماعت کا ممبر بننا چاہتا ہوں اور مجھے فارم ارسال کریں۔ میں طالب علم ہوں اور کیتھولک سکول میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ ہمیں بائبل پڑھاتے ہیں۔ اور میں ان کو اسلام کے متعلق بتاتا ہوں کہ اسلام سب سے بہتر مذہب ہے۔ اور جو میں کہتا ہوں وہ اس پر باور نہیں کرتے اور بعض ان میں سے اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس لئے آپ مجھے قرآن شریف اور کچھ مذہبی کتابیں ارسال کریں۔

میں جانتا ہوں کہ یہ کتابیں مجھے بہت جلد ارسال کریں میں ممبر بننے کی حالت میں سب کچھ اشاعت اسلام کے واسطے کر دوں گا۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

کمپونڈر اور نرس دایہ کی ضرورت

۱- میٹرک یا انڈر میٹرک احمدی نوجوان جو کہ کمپونڈری کا کام سیکھنے کا شوق رکھتے ہوں وہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی معرفت اطلاع دیں۔ الاؤنس دیا جائے گا۔

۲- کوٹ لکھپت میں ایک پرائیویٹ ادارہ میں ہمہ وقتی یا جزو وقتی کام کرنے کے لئے تربیت یافتہ نرس دایہ۔ مڈوائف کی ضرورت ہے۔

خواہشمند خواتین معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح رجوع کریں۔

بچوں کو قرآن پڑھانے کے لئے

مولوی صاحب کی خدمات

ایک مولوی صاحب جو بچوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھا سکتے ہیں خواہشمند ہیں کہ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ لہذا احمدی احباب اپنے بچوں کے لئے ان کی خدمات سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ مجھے تحریر کر دیں۔

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند شمائل و عادات

ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام پہلوؤں کی پوری تفصیلات احادیث اور سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ حضورؐ کی ولادت سے لے کر وفات تک روزمرہ زندگی کی تفاصیل گھریلو زندگی، پبلک زندگی۔ عبادات، منصب نبوت، عدالت و انصاف، غزوات، اور عادات و اخلاق سے متعلق بہت سا گرانقدر سرمایہ ہمارے پاس موجود ہے جس کی پیروی کرتے ہوئے ہم اپنی روزمرہ زندگی کو صحیح اسلامی سانچہ میں ڈھال سکتے ہیں۔ اور اپنے حبیب سے عشق اور محبت کا یہی انداز ہونا چاہیئے کہ ہم ان کے قدم بہ قدم چلیں اور ان کے اخلاق و عادات اور پاکیزہ خصائل کو اپنانے کی کوشش کریں۔ اس مختصر سے مضمون میں حضورؐ کی چند عادات اور شمائل کا ذکر کیا جاتا ہے جو ہماری روزمرہ زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔

حلیۂ مبارک اور حُسنِ صُورت

حضرت نبی کریم صلعم میانہ قد اور موزوں اندام تھے پیشانی چوڑی ابرو پیوستہ اور چہرہ کی رنگت سرخ و سفید تھی۔ چہرہ ہلکا یعنی بہت پُر گوشت نہ تھا، دہانہ کشادہ اور دندانِ مبارک بہت پیوستہ نہ تھے۔ گردن اونچی، سر بڑا اور سینہ کشادہ اور فراخ تھا۔

صحابہ کرام پر آپ کے حسن اور خوبروئی کا بہت اثر پڑتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام جو یہودی قوم سے تعلق رکھتے تھے پہلے پہل جب ان کی نظر حضورؐ کے چہرہ اقدس پر پڑی تو پکار اُٹھے "خدا کی قسم یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں"۔ حضرت جابرؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضورؐ کا چہرہ تلوار کی طرح چمکتا تھا یا کسی اور چیز کی طرح؟ وہ بولے چاند اور سورج کی طرح۔ یہی صحابی روایت کرتے ہیں کہ ایک رات جب مطلع صاف تھا اور چاند نکلا تو میں کبھی آپؐ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا تھا لیکن آپ مجھے چاند سے زیادہ خوبرو معلوم ہوتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور کا رنگ نہایت کھلتا تھا۔ چہرہ پر پسینے کے قطرے موتی کی طرح ڈھلکتے تھے۔ جسم مبارک کی جلد نہایت نرم تھی اور بدن سے مشک و عنبر کی سی خوشبو آتی تھی۔

غذا اور لباس

حضورؐ نے انتہائی سادہ زندگی بسر کی۔ قناعت اور ایثار کا یہ عالم تھا کہ مہینوں گھر میں آگ نہیں جلتی تھی اور نہ کھانا پکتا تھا۔ کھجور، ستو اور بکری کے دودھ پر گذر اوقات ہوتی تھی۔ تاہم بعض کھانے آپؐ کو بہت مرغوب تھے۔ سرکہ، شہد، حلوا، روغن زیتون اور کدو خصوصیت سے پسند فرماتے تھے۔ اہل عرب میں ایک کھانا جسے حیس کہتے ہیں بہت مرغوب تھا۔ یہ گھی میں پنیر اور کھجور ملا کر پکایا جاتا ہے یہ کھانا بھی حضرت کو بہت پسند تھا۔ ویسے کھانے کے معاملے میں کوئی اہتمام نہیں ہوتا تھا اور جو چیز میسر آتی وہی حضورؐ نے کھالی۔ کھانا صرف انگلیوں سے کھاتے۔ البتہ گوشت کو کبھی کبھی چھری سے کاٹ کر بھی کھایا ہے۔ ٹھنڈا پانی آپؐ کو بہت مرغوب تھا۔ کبھی پانی میں کشمش، کھجور اور انگور بھگویا جاتا اور وہ پانی بھی آپؐ پیا کرتے تھے۔

لباس کے معاملہ میں بھی تکلف اور جاہ پسندی سے آپ کو نفرت تھی۔ چادر قمیص اور تہبند حضور کا عام لباس تھا۔ عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا اور اس کے نیچے سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی کو آپ نے ضروری قرار دیا اور فرمایا کہ مشرکین میں اور ہم میں یہ امتیازی نشان ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں۔ لباس میں یمن کی دھاریدار چادریں آپؐ کو بہت پسند تھیں۔ کبھی کبھی آپ نے قیمتی اور خوشنما لباس بھی زیب تن فرمایا ہے۔ بعض سلاطین اور امرا نے تحفہ کے طور پر آپؐ کو قیمتی لباس بھیجا تو آپؐ نے قبول فرمایا اور کبھی کبھی استعمال فرمایا۔ لیکن اکثر سادہ لباس اور پیوند لگے ہوئے کپڑوں میں زندگی بسر کی۔ جب حضورؐ کا انتقال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کمبل جس میں جابجا پیوند لگے ہوئے تھے اور گاڑھے کی ایک تہبند نکال کر دکھائی کہ انہی کپڑوں میں حضور نے وفات پائی تھی۔

رفتار، گفتار، خندہ و تبسم

چلنے میں حضورؐ کی رفتار تیز ہوتی تھی۔ جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلوان زمین پر اتر رہے ہیں۔ گفتگو نہایت شیریں اور دلآویز ہوتی تھی۔ بہت ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے اور ایک ایک فقرہ الگ ہوتا تھا۔ (میں نے مرحوم مولانا غلام حسن خاں صاحب پشاوری کو اسی انداز میں گفتگو کرتے دیکھا ہے) بعض اوقات ایک بات کو آپ کئی بار دہرایا کرتے تاکہ لوگوں کو یاد ہو جائے۔ حضورؐ اکثر تبسم فرمایا کرتے تھے۔ حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلعم نے انہیں دیکھا ہو اور مسکرایا نہ ہو۔ لیکن حضور زور سے نہیں ہنستے تھے۔ جب مسرت کی کیفیت طاری ہوتی اور ہنسی آتی تو آپ مسکرا دیا کرتے تھے یا آہستگی سے خندہ فرماتے۔

نظافت اور نفاست پسندی

اس سادگی کے باوجود حضور میں حد درجہ نظافت اور صفائی پسندی موجود تھی۔ اہل عرب خصوصاً بدوی لوگ نظافت سے کم آشنا تھے اس لئے آنحضرتؐ نے صفائی طہارت اور نظافت پر بہت زور دیا۔ ایک دن مسجد نبوی میں زیادہ لوگ آ گئے۔ جن میں اکثر میلے کپڑوں میں تھے اور ان کے پسینہ سے مسجد میں بو پھیل گئی۔ حضور نے فرمایا کہ مسجد میں نہا کر آنا چاہیئے اور اُس دن سے غسلِ جمعہ نے ایک شرعی حکم کی حیثیت اختیار کی۔ بخاری کی حدیث ہے کہ جو شخص پیاز، لہسن کھائے وہ ہمارے پاس نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔ حضورؐ کے حکم سے جمعہ کے دن مساجد میں خوشبو کی انگیٹھیاں بھی جلائی جاتی تھیں۔ حضور کو خوشبو بہت پسند تھی۔ کوئی خوشبو کی چیز ہدیۃً آپ کو بھیجتا تو کبھی رد نہ فرماتے۔ ایک مرکب قسم کی خوشبو یا عطر جسے عربی میں سُکّ کہتے ہیں آپ ہمیشہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ جس گلی کوچہ سے آپ گزرتے وہ معطر ہو جاتا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیئے کہ خوشبو پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کی ایسی کہ خوشبو نہ پھیلے اور رنگ نظر آئے۔

راستہ میں بول و براز کرنے سے حضورؐ نے سختی سے منع فرمایا اور ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے جو راستہ میں یا سایہ دار درختوں کے نیچے بول و براز کرتے ہیں ہمارے دیہاتی بھائیوں کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے کہ نبی کریم صلعم نے صفائی پر کس قدر زور دیا ہے۔ ہمارے دیہات میں اکثر لوگ راستہ میں بول و براز کرتے ہیں اور اسلامی طریق معاشرت سے بے خبر ہیں۔ وہ غسل اور کپڑوں کی صفائی کا بھی التزام نہیں کرتے۔ حضورؐ نے کپڑے صاف کرنے بال صاف رکھنے ناخن اتروانے اور صفائی کے تمام لوازم پر بہت زور دیا ہے۔

جگہ بہ جگہ تھوکنے سے آنحضرت صلعم نے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔ یہ بیماری بھی ہمارے ہاں آج کل بہت ہے۔ ہمارے سید و مولےٰ نے صدیوں پیشتر پرسنل ہائیجین اور پبلک ہائی جین کے وہ تمام اصول بیان فرمائے جنہیں آج کل اہل علم سائنس اور ڈاکٹری کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ تھوکنے سے ایک مسلمان کو منع کیا گیا ہے۔ ایک دن حضور نے مسجد کی دیوار پر تھوک کے داغ دھبے دیکھ کر بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا، اور کھجور کی چھڑی لے کر آپ نے تو ان داغ دھبوں کو

کھرچ کھرچ کر مٹایا۔

آدابِ مجلس

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس بادشاہوں کے ٹھاٹھ اور دربان و نقیب کی پابندیوں اور دیگر تکلفات سے مبرا تھیں لیکن وقار اور تمکنت کے لحاظ سے بادشاہوں کے دربار سے زیادہ موقر اور موثر ہوا کرتی تھیں ....

حضور عموماً فجر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور وہیں حاجتمندوں کی درخواستیں سنتے اور عدالت و انصاف کے فرائض سر انجام دیتے اور وعظ و ارشادات اور تلقین ہدایت سے لوگوں کو مستفیض فرماتے۔ باقی نمازوں کے بعد بھی کچھ دیر مجلس فرمایا کرتے تھے۔ لیکن صبح کی مجلس زیادہ طویل ہوتی تھی۔

مجلس میں تمام لوگ ادب سے بیٹھتے تھے۔ حضور خود بھی مؤدب ہو کر بیٹھتے تھے۔ جب آپ کچھ فرماتے تو سب لوگ ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ جب ایک آدمی بات کر رہا ہوتا دوسرا اس وقت تک بات نہ کرتا تھا جب تک کہ یہ خاموش نہ ہو جاتے۔ ایک وقت میں ایک ہی آدمی بات کرتا تھا۔ حضور خود بھی کبھی کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے۔ جو بات ناپسند ہوتی اس سے تغافل فرماتے اور ٹال جاتے مجلس میں جس قسم کی گفتگو ہوتی آپ بھی اس میں شریک ہو جاتے ہنسی اور مہذب ظرافت میں بھی حصہ لیتے۔ سب لوگ مل جل کر اس طرح بیٹھا کرتے کہ نو وارد کو بعض اوقات سوال کرنا پڑتا کہ خدا کے رسول کون ہیں۔ حضور کی مجالس غیبت اور عیب جوئی اور اس قسم کے منکرات سے پاک ہوتی تھیں۔ صحابہ کو اس بات کی تاکید تھی کہ کسی کی شکایت یا عیوب آپ تک نہ پہنچائیں۔ آپ فرماتے تھے کہ:-

"میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں تو سب کی طرف سے صاف جاؤں"

چونکہ ان مجالس کا فیض زیادہ تر مردوں تک محدود تھا اور مستورات کو کم موقع ملتا تھا۔ اسی بناء پر عورتوں نے درخواست کی کہ ان کے لئے الگ وقت مقرر کیا جائے جسے حضور نے پسند فرمایا اور ان کے وعظ و ارشاد کے لئے ایک خاص دن مقرر ہو گیا۔

ملاقات کا طریق یہ تھا کہ جو شخص حاضر ہونا چاہتا دروازہ پر کھڑے ہو کر پہلے "السلام علیکم" کہتا اور پھر پوچھتا کہ میں اندر آ سکتا ہوں؟ خود حضور بھی اسی طرح کسی سے ملنے جاتے تو اجازت مانگتے۔ جو اس طریق کے خلاف عمل کرتا آپ اسے واپس کر دیتے۔ کسی سے ملنے کے وقت حضور پہلے خود سلام اور مصافحہ کرتے۔ مصافحہ میں جب تک دوسرا شخص خود ہاتھ نہ چھوڑ دے آپ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ممتاز جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز فرماتے۔

سفر کے معمولات

سفر کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے اور بہت صبح کے وقت روانہ ہو جاتے تھے۔ افواج کو بھی جب کسی مہم پر روانہ فرماتے تو بہت صبح کے وقت روانہ فرماتے جب سواری سامنے آتی اور رکاب میں قدم رکھتے تو بسم اللہ کہتے اور جب زین پر سوار ہوتے تو تین بار تکبیر بلند کرتے اور اس کے بعد یہ آیت پڑھا کرتے سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارا فرمانبردار بنا دیا، حالانکہ ہم خود اس کو مطیع نہیں کر سکتے تھے"

سوار ہو جانے کے بعد حضور یہ دعا فرمایا کرتے تھے:-

"اے اللہ اس سفر میں ہم تجھ سے نیکی پرہیزگاری اور عمل پسندیدہ کی درخواست کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمارے اس سفر کو آسان اور اس کی مسافت کو طے کر دے۔ اے اللہ سفر میں تو رفیق ہے بال بچوں کے لئے تو ہمارا قائم مقام ہے خداوندا میں سفر اور واپسی کے آلام و مصائب اور گھر بار کے مناظر قبیحہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں"

جب منزل پر اترتے تو یہ دعا فرماتے:-

"اے زمین میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ میں تیری برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو تیرے اندر ہے اور اس چیز کی برائی سے جو تیرے اندر پیدا کی گئی ہے اور اس چیز کی برائی سے جو تجھ پر چلتی ہے پناہ مانگتا ہوں۔ اے خدا میں تیری پناہ مانگتا ہوں، شیر، سانپ، بچھو اور اس گاؤں یا شہر کے رہنے والوں اور آدمیوں سے"

سفر سے واپسی پر جب مدینہ پہنچتے تو پہلے حضور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر مکان کے اندر تشریف لے جاتے۔ باقی لوگوں کو بھی حکم تھا کہ سفر سے آنے کے ساتھ ہی گھر کے اندر نہ چلے جائیں تاکہ عورتیں اطمینان سے سامان درست کر لیں۔

بیمار کی عیادت

آنحضرت صلعم بیماروں کی عیادت اور غمخواری پر بہت زور دیتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ واضح فرماتے تھے کہ عیادت بھی ایک مسلمان کا فرض ہے۔ جب مریض کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو اس کی دلجوئی فرماتے۔ اس کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے۔ اس کی صحت کے لئے دعا فرماتے اور اسے تسلی دیتے کہ خدا نے چاہا تو خیریت ہو جائے گی۔

بچوں سے شفقت

حضور بچوں سے بہت شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے انہیں اپنی سواری پر آگے اور پیچھے بٹھا لیتے۔ راستہ میں جو بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے۔ بچوں سے ان کے کھلونوں اور پالتو جانوروں کا حال پوچھتے۔ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمت والا میں پیش کرتا تو حاضرین میں سے جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا پہلے اسے دیدیتے۔ بچے کے رونے کی آواز آتی تو نماز کو مختصر کر دیتے۔

لطفِ طبع

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ظرافت کی باتیں بھی فرمایا کرتے اور لطیف مذاق میں حصہ لیتے ایک دن حضرت انس رض کو پکارا تو فرمایا "اے دو کان والے" اس میں یہ اشارہ بھی تھا کہ حضرت انس رض بہت اطاعت شعار تھے اور ہر وقت حضور کے احکام پر کان لگائے رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے سوال کیا کہ اسے سواری عنایت کی جائے۔ آپ نے فرمایا "میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا"۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا۔ حضور نے فرمایا "کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو؟"

ایک بڑھیا خدمتِ اقدس میں آئی کہ حضور اس کے لئے دعا کریں کہ اسے بہشت نصیب ہو۔ حضور نے فرمایا کہ بہشت میں بڑھیا عورتیں داخل نہ ہوں گی۔ وہ عورت آزردہ ہو کر رونے لگی تو حضور نے اسے تسلی دی کہ بوڑھی عورتیں جوان ہو کر جنت میں جائیں گی۔

حضور کے اخلاق کی ایک تصویر

نبی اطہر کے اخلاق کی اس قدر تفاصیل ہیں اور ایسی ایسی خوبصورت داستانیں ہیں کہ ایک چھوٹے سے مضمون میں انہیں بند نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا کہ حضور کے اخلاق قرآن کا آئینہ تھے۔ زندگی کے ہر پہلو میں ایک اعلیٰ درجہ کا اسوہ اور بہترین نمونہ ہمارے لئے موجود ہے۔ خلاصہ کے طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا ایک قول یہاں نقل کیا جاتا ہے آپ فرماتی ہیں:-

"آنحضرت صلعم کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلہ میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگزر کرتے تھے اور معاف فرما دیتے تھے۔ آپ کو جب دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تو جو آسان ہوتی آپ اسے اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، ورنہ آپ اس سے بہت دور رہتے۔ آپ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا لیکن جو احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا تو بموجب ارشادِ خداوندی آپ اس پر حد جاری فرماتے۔ آپ نے نام لیکر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی۔ آپ نے کبھی کسی غلام کو، لونڈی کو یا کسی عورت کو، کسی خادم کو کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا آپ نے کسی کی کوئی درخواست رد نہیں فرمائی سوائے اس کے کہ وہ ناجائز ہو۔ آپ جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خنداں پیشانی اور مسکراتے ہوئے تشریف لاتے۔ دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ اور باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرمایا کرتے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ لے"

اللھم صل علیٰ محمد وآلہ وبارک وسلم۔

پروفیسر محمد شفیع جاکالیکٹی ایم۔اے پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور

حقیقتِ خاتم النبیین پر ایک نظر

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بلحاظ بشریت کے افضل البشر اور بحیثیت کامل نبی کے خاتم النبیین۔ آپؐ کا زمانہ خیر القرون، آپؐ کے اخلاق اخلاق اللہ کا مجموعہ اور آپؐ کا ہر کلمہ منبع ہدایت اور آپؐ کا ہر فعل ہر مسلمان کے لئے ہر زمانہ میں بہترین اسوۂ حسنہ۔ آپؐ کی تمام کی تمام مقدس اور پاکیزہ زندگی کے دن اور لمحے تمام بنی نوع انسان کے اول سے آخر تک کے کمالات کا مجموعہ اور نچوڑ۔ اگر صحیح طور پر موازنہ کیا جائے تو آپؐ کا وجود اقدس خدا تعالے کی قوتِ تخلیق اور تکمیل کا مظہر اتم

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

قرآن کریم کا ہر لفظ اور ہر آیت ایک کمال کا مظہر ہے۔ تبشیرات کا اپنا مقام ہے۔ تنذیرات کا اپنا مقام ہے۔ ان میں جامعیت بھی ایسی کہ اس سے آگے جامعیت کا تصور نہیں جا سکتا۔ معنویت ایسی کہ کوئی نہ اس کی گہرائی کو پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی اس کی وسعت کو احاطۂ خیال میں لا سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ہر انداز کا۔ ہر حسن و رعنائی کا۔ ہر پرواز اور بلندی کا۔ باریک سے باریک اور وسیع سے وسیع مطالب کا۔ کوئی گوشۂ خیال ایسا نہیں جس پر قرآن کریم حاوی نہ ہو۔ کوئی صنعت اور ایجاد ایسی نہیں جس کی یہ کامل وحی الٰہی حامل نہ ہو۔ خاتم النبیین کا مفہوم تاریخ کے ایک واقع تک محدود نہیں۔ یہ کہ آپؐ سلسلۂ نبوت کی آخری اور مضبوط ترین کڑی ہیں۔ یا یہ کہ قرآن کریم تمام الہامی صحیفوں کو مکمل کرنے والا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روشنی اور تاریکی میں ہدایت اور کفر میں۔ احسن تقویم اور اسفل السافلین میں بین طور پر تمیز کرنے والا ہے۔ غرضیکہ صحیح معنوں میں ابد الآباد تک کے لئے نیکی کی اقدار کا پیش کرنے والا۔ بلندی کا سب سے اعلےٰ معیار قائم کرنے والا۔ انسان کی اس زیست اور آنے والی زیست اور حشر و نشر اور پل صراط کا ایک حقیقی۔ ناقابل انکار۔ فطرت کو مطمئن کرنے والا اور انسان کو اس کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے والا ایک مکمل ضابطۂ حیات اور اس کی منازل کا پیش کرنے والا وہ صحیفہ فطرت ہے۔ جو خدا تعالے کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ جو انسان کو ودیعت ہوئی ہے آپ ذرا اندازہ کریں کہ چودہ سو سال کے عرصہ میں کتنے انسان اس کلام پاک کی بدولت اس دنیا میں کامیاب ہو کر بارگاہِ ایزدی میں سرخروئی حاصل کر چکے ہیں ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ صرف الفاظ ہی نہیں ہیں۔ ایک حقیقت اور ایک قانون الٰہی کا اعلان ہے جس کی ماتحت یہ کارخانہ حیات جاری اور ساری ہے

انسانوں کی ہر دو سری تکمیل کے بعد اب اس کی روحانی اور اخلاقی تکمیل کے لئے قرآن کریم کا نزول اور رسول مقبولؐ کی بعثت سے تکمیل نوع انسانی کو مکمل فرما کر ساتھ ہی یہ آخری Clause یا دفعہ صادر فرمادی۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ کسی کام کی تکمیل اسی وقت ہے جب ساتھ ہی اس کا اعلان کر دیا جائے۔ کہ جس خطبۂ بسیط کی ابتدا ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اس کی تکمیل یا خاتمہ کس خوبصورت انداز سے ہوتا ہے۔

خاتم النبیینؐ کا مفہوم اتنا ہی وسیع ہے۔ جتنا کہ اُمی النبیؐ کا ہے۔ اکثر مخالف لفظ اُمی ناجائز فائدہ اُٹھا کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نازیبا الزام عائد کرتے ہیں۔ ایک اُمی محض کس طرح دنیا کے لئے ہدایت اور سعادت کا سرچشمہ بن سکتا ہے آج سائنس اور فلسفہ کے کمالات کا زمانہ ہے۔ بڑے بڑے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ .... محض علم وسیع کے ایک حصہ بلکہ ایک کے حصے کو بھی ایک تیر پر پورے طور پر حاوی نہیں ہو سکتے۔ ایک اُمی کس طرح یہ دعوے کر سکتا ہے کہ وہ انسانوں کی مکمل طور پر ہدایت کے لئے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ کی جزئیات اور کلیات سے آگاہی بہم پہنچانے کیلئے مبعوث ہوا ہے۔ اور اللہ کریم نے اسے اپنے دنیا تک کے لئے یہ شرف اور مقام عطا فرمایا ہے۔ کہ اس کی تعلیم، اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے سے تمام کی تمام انسانیت ہر کمال کو حاصل کر سکتی ہے۔ ہر مشکل پر قابو پا سکتی ہے۔ اور اس زندگی میں اور آنے والی زندگی میں مکمل طور پر کامیاب اور فائز المرام ہو سکتی ہے۔ کتنا عظیم الشان ہوئی ہے۔ اور کتنا صحیح دعوے ہے۔ کیا یورپ اور امریکہ، کیا ایشیا اور کیا افریقہ جس نے اس نسخے کو آزمایا۔ وہ بالآخر اس کا قائل بھی ہو گیا۔ اور مکمل طور پر شفایاب بھی ہو گیا۔

اُم اور اُمی کا لفظ اپنے اندر ایک وسیع حقیقت رکھتا ہے۔ جس طرح ماں ایک ہی ہو سکتی ہے اسی طرح انسان کی روحانی اور اخلاقی تکمیل کے لئے تعلیم بھی ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ تعلیم اُم الکتاب میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بہم کی گئی ہے۔ اور رسالت ہی محفوظ بھی گئی ہے مکہ معظمہ کو اُم القریٰ قرار دیا گیا ہے اس کا محل وقوع زمین کے مرکز میں۔ اور تمام انبیائے کرام کا وہ مسکن اور تمام صحیفہ جات کے نزول کا مقام۔ آج بھی اسے مخالف و موافق مڈل ایسٹ یعنی مشرق وسطےٰ کے نام سے پکارتا ہے۔ دنیا کا دل یہ خطۂ ارضی ہے۔ یہ ایک روشنی کا مینار ہے۔ مشرق طلوع آفتاب کے مقام کو کہا جاتا ہے اور مغرب آفتاب کے ڈوبنے کا مقام ہے۔ تاریخ یہ بار بار ثابت کر چکی ہے۔ آج بھی مجددین کی بعثت سے یہ بات دوہرائی جا رہی ہے کہ ہدایت اور رحمانیت کی روشنی مشرق سے نمودار ہوگی۔ اور مغرب تک پہنچ کر اس کو نور سے منور کر کے نظر سے تو ڈوب جائے گی۔ لیکن دراصل دنیا کے دوسرے نصف کی ضیا پاشی اور رہنمائی کا باعث ہوگی۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ کی تفسیر اس سے بہتر کیا ہو سکتی ہے۔ اُمی کا مفہوم یہ ہے۔ کہ وہ کامل انسان جس کی تعلیم و تربیت خدا تعالے کی ذات پاک خود فرماتی ہے اور پھر تمام دنیا کی ہدایت اور تکمیل کے لئے اسے مامور اور مبعوث فرما کر خاتم النبیین کو رحمۃ للعالمین بنا دیتی ہے جناب غالب دہلوی علیہ الرحمۃ نے اُمی کا جو مفہوم پیش کیا ہے۔ وہ کس قدر صحیح اور خوبصورت اور عقل و روح کو اپیل کرنے والا ہے۔

فیضِ اُمّ الکتاب پروردش
لقبِ اُمّی ازاں خدا کردش

لفظ اُمّی النبی اور خاتم النبیین میں ایک عجیب لیکن نہایت ہی پُر معنی اور پُر حکمت مماثلت موجود ہے۔ استاد کامل خدا تعالیٰ کی ذات کامل ہی ہو سکتی ہے۔ اور جس کو یہ مقام حاصل ہو۔ کہ اس کی تعلیم و تربیت اور تشکیل ذہنی اور تعمیر روحانی کی تمام تر ذمہ داری ذات اقدس نے خود اپنے ذمہ لی ہو۔ نہ ایسا استاد کامل کسی کو نصیب ہو سکا۔ اور نہ ایسا شاگرد رشید دنیا میں دوبارہ آ سکا۔ جیسے خدا کی ذات میں علم کل اپنی حدود کو پہنچ چکا ہے۔ ویسے ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کمالات نبوت اپنی حدود کو پہنچ گئے۔ اور خاتم النبیین کہلانے کی... فقط آپؐ ہی کی ذات اقدس ٹھہر سکتی ہے۔ یہی منشائے خداوندی تھا۔ آپؐ نہ صرف آخری اور مکمل نبی ہیں۔ اور اس صحیفہ کے دنیا کے سامنے پیش کرنے والے ہیں جو ایسا ہی مکمل ہے جیسا آپؐ کی ذات مکمل ہے۔ بلکہ بعثت کے یوم سے ابد الآباد تک انسانوں کو مستفیض فرمانے والے۔ پہلے

تمام نبیوں کے حق میں شہادت دینے والے۔ ان کی تعلیمات کو صحیح ماننے والے۔ ان کی نبوّت کا اقرار کرنے والے ان کی ذاتِ اقدس پر جتنے الزامات عائد ہو چکے تھے اُن سے ان کو بری الذمہ قرار دینے والے ان کی عظمت اور عصمت کے محافظ اور علمبردار۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام پر نہایت ناپاک الزامات کی تردید کے لئے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی معیت میں میدانِ مباہلہ میں تشریف لا کر غیرت اور محبت کے جوش میں کاذبین پر لعنت بھیجنے والے تمام عیسائی دُنیا ایسے محسنِ حقیقی کے اس جذبۂ عقیدت اور محبت اور عصمتِ انبیاء کے لئے اس بے پناہ جوش کا قیامت تک ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کبھی احسان فراموش نہیں کر سکتے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سی ترسیٹھ سالہ زندگی کے دو اس سے بھی مختصر حصے ہمارے سامنے ہیں۔ زندگی کے پہلے چالیس سال جس میں آپؐ کے اخلاقِ عالیہ اور عاداتِ حسنہ کی جو تصویر دنیا کے سامنے آتی ہے اس سے یہ بات واضح طور پر عیاں ہو جاتی ہے کہ آپؐ کو کسی عظیم الشان مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ آپؐ تمام عرب میں الامین کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپؐ کی دیانت و امانت، عصمت و خدا دادی مسلّم ہیں۔ آپؐ کو اللہ کریم نے حُسنِ ظاہری و قلبِ مطہر سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپؐ کی یہ چہل سالہ زندگی ان کے دعوئے منصبِ نبوّت کی ایک ایسی دلیل بن جاتی ہے اور ایک ایسا ناقابلِ انکار ثبوت کہ جس کی تردید ناممکن ہو جاتی ہے اور سعید روحیں جن میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ شامل ہیں۔ فوراً آپؐ پر ایمان لا کر مشرف باسلام ہو جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی صنف اور بنی نوع انسان کے ایک حصۂ کثیر کا نمائندہ بن کر ہماری نظروں کے سامنے آجاتا ہے آپؐ کی زندگی کے دوسرے حصّے کے ۲۳ سال پھر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ جن میں سے تقریباً ۱۳ سال مکی زندگی کے اور دس سال مدنی زندگی کے شامل ہیں اور آخر میں فتح مکہ اور دنیا میں دورِ اسلامی اور بالآخر غلبۂ اسلام کا منظر ہمارے سامنے ایک حقیقت بن کر عیاں ہو جاتا ہے اور یہ غلبہ ہزار سال تک سلطنت کی شکل میں اور ہمیشہ کے لئے روحانی طور پر اسلام کے حصّہ میں آجاتا ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ایک مستقل انعام ہے۔ جو اس دینِ فطرت کو حال اور مستقبل کے لئے خدائے قدوس و برتر کی طرف سے عطا ہو چکا ہے۔ مقتضیاتِ ضروریاتِ زمانہ اور بنی نوع انسان ان پر خود بخود مہرِ تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔

اس ترسیٹھ سالہ زندگی کے ۷۸۶ ماہ اور ۲۲۹۸۰ دن اور ۵۵۰۹۲۰ گھنٹے اور ۳۳۰۵۵۲۰۰ منٹ اور ۱۹۸۳۳۱۲۰۰۰ سیکنڈ بنتے ہیں۔ واقعہ معراج صرف ایک سیکنڈ کے ایک حصہ میں مکمل طور پر رونما ہوا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کیفیتیں تقریباً ہمیشہ طاری رہتی تھیں۔ آپؐ ذرا اندازہ فرمائیں کہ جس پاک مطہر زندگی کا ایک ایک سانس ایسے مقصدِ عظیم کے لئے وقف ہو۔ ایسی ذمہ داری کے بوجھ سے تو پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہو جانا اور آسمان کا شق ہو جانا کوئی بعید از قیاس بات معلوم نہیں ہوتی۔ شاید ہی کسی پیغمبر کو اتنا بڑا مقام اور شان حاصل ہوئی ہو۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک سیکنڈ کے جلال کو برداشت نہیں کر سکے اور آپ پر حالتِ غشی طاری ہو گئی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زبان سے تختۂ دار پر کچھ ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں۔ جن سے اُن کے اضطرابِ قلبی کا شبہ پڑتا ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور میں، میدانِ بدر و اُحد میں ایک لفظ بھی اپنی زبان مبارک سے نہیں نکالتے۔ جس سے آپؐ کے خدا پر کامل ایمان اور تائید و نصرتِ ایزدی اور یقینی طور پر فتح مبین اور کامیابی کے متعلق ذرا بھی شک کی گنجائش نکل سکے۔ تمام نبیّین کے جملہ اوصاف کی تکمیل بھی آپؐ ہی کی ذات سے وابستہ ہو چکی تھی۔ خاتم النبیّین ہر کمال کو آخری مقام تک پہنچاتا اور خدا تعالےٰ کی اپنی صفاتِ عالیہ کے مظہرِ اتم بن کر ربّ محمد ؐ کو صحیح طور پر اپنانا اور اللہ کریم کی وسیع رحمت اور قدرت کو ایک حقیقت بنا کر خالق اور مخلوق کے درمیان جو حدِ فاصل تھی اسکو منقطع فرما کر

> من تو شدم۔ تو من شدی
> من تن شدم تو جاں شدی
> تا کس نہ گوید بعد ازیں
> من دیگرم تو دیگری

کا پیش کرنا آپؐ ہی کے حصہ آیا تھا۔ اور یہی ایک نبوّت کاملہ کی آخری منزل تھی جو آپؐ کے لئے روزِ ازل سے مقدر ہو چکی تھی۔ اس کی تکمیل کے ساتھ سلسلۂ نبوت بھی ختم ہو گیا۔ اور آپؐ کا صحیح مقام ہمیشہ کے لئے خاتم النبیّین کی بلندی پر مستقل طور پر قائم ہو گیا۔

> اے ختمِ رسل قربِ تو معلومم شد
> دیر آمدۂ ز راہ دُور آمدہ

اگرچہ اب تشریعی نبوّت کا دروازہ بند ہو رہا ہے۔ آخری شریعت اور مکمل ضابطۂ حیات قرآن کریم کی وساطت سے دنیا کو پہنچ چکا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور آپؐ کے اقوال و اسوۂ حسنہ زندگی کے تمام مسائل کے لئے ایک مکمل شمعِ ہدایت کا کام دینے کے لئے ہر لحاظ سے کافی ہیں۔ لیکن آپؐ بدستور رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین اور امام المتقین کے جملہ فرائض ادا فرما رہے ہیں۔ آپؐ اب مکان و زمان کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اپنے مخلص پیروانِ صادق کے لئے اسی شفقت اور کرم سے پیش آرہے ہیں جیسا کہ اپنے زمانہ اور وقت میں آپؐ کے فیوض روحانی اپنے مخلص عقیدتمندوں سے آپؐ کی ہمدردی و غمگساری ویسے ہی انداز اور مقدار سے جاری ہے جیسے کہ آپؐ کی موجودگی میں۔ آپؐ کا لایا ہوا آخری صحیفۂ ربانی۔ آپؐ کے اخلاق اور احسانات۔ آپؐ کے تمام زرین اقوال اور زندگی کے ہر شعبہ پر ہادی اعمال بنی نوع انسان کے لئے پوری طرح دین و دنیا میں کامیاب اور سکونِ قلب راحتِ جسم و جان کے لئے ضروری بھی ہیں اور کافی بھی۔ ان کی موجودگی میں نہ کسی اور ہادی کی ضرورت رہ جاتی ہے اور نہ ہی بارگاہِ ایزدی میں مقبولیت کی۔ اور یہی خاتم النبیّین کی اصل حقیقت ہے۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔

بحرِ حکمت کے موتی

الرّاحمون یرحمھم اللہ تعالےٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء الرّحم شجنۃ من الرّحمان فمن وصلھا وصلہ اللہ تعالیٰ ومن قطعھا قطعہ اللہ تعالیٰ۔

(ابوداؤد انتخاب صحاح ستّہ)

ترجمہ:۔

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تم پر آسمان والا رحم کرے گا رحم رحمٰن سے پیوستہ ہے پس جو اسے جوڑے گا اللہ تعالےٰ اسے جوڑے گا۔ جو اسے قطع کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اُسے قطع کرے گا۔

نوٹ:۔

رحم محبت اور شفقت بلا بدل کی تلقین فرمائی ہے۔ اس سے صحت مند معاشرہ پیدا ہوتا ہے اور قوم کبھی دنیا میں ذلیل نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے:۔

محمدٌ رسول اللہ والذین معہٗ اشدّاء علی الکفار رحماء بینھم (۴۸:۲۹)

اس قوم میں غیظ و غضب مٹ جاتا ہے اور اعلیٰ صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

الذین ینفقون فی السرّاء والضّرّاء والکاظمین الغیظ والعافین عن النّاس واللہ یحبّ المحسنین

(۳:۱۳۳)

گھر کی آبادی آپس میں محبت اور رحم و کرم پر مبنی ہے۔

ومن اٰیٰتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودّۃ و رحمۃ

(۳۰:۲۱-۲۲)

زوال پذیر قوم کا یہ نشان ہے:

> وہ درد وہ گداز وہ رقّت نہیں رہی
> خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی (مسیح موعودؑ)

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

الحاج حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

اکمالِ دین و اتمامِ نعمت

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم ط

"آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارا دین اسلام ہونے پر میں راضی ہوا، پھر جو شخص بھوک سے مجبور ہو جائے گناہ کی طرف جھکنے والا نہ ہو تو اللہ تعالےٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"

عنوان بالا میں جو آیت ہم نے لکھی ہے۔ اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی لکھ دیا ہے۔ یہ ایک ایسی نوید جانفزا ہے جو دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ دین کا کوئی مقصد ہوتا ہے اور وہ اصلاحِ نفس انسانی ہے۔ افراد کی اصلاح سے سوسائٹی کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور سوسائٹی کی اصلاح سے قومیں صالح بن جاتی ہیں۔ اور قوموں کی صالحیت سے انسانیت بام عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ پس تکمیل نفس انسانی سے ہی، تکمیل انسانیت کا مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ قرآن کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ دین کی جو اصل غرض ہے۔ وہ بدرجہ کمال صرف قرآن میں بیان کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس سے قبل دین کمال کو نہ پہنچا تھا۔ وہ مکان اور زمان سے وابستہ تھا۔ اس لئے وہ اسلام سے قبل نوع انسان کا عالمگیر مذہب نہ بن سکا۔ اب کوئی سچائی ایسی نہیں، جس کا ذکر قرآن میں موجود نہ ہو۔ کوئی اصول ایسا نہیں جو انسانی ترقی کے لئے ضروری ہو اور وہ قرآن میں بیان نہ کر دیا گیا ہو۔ اب اگر کوئی دین اسلام کو منسوخ کرنے کا مدعی ہے تو وہ بتلائے کہ اسلام کی فلاں تعلیم ناقص ہے۔ اور اس نئے دین نے اسے یوں مکمل کیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ اب ہم نے انسانوں پر اتمام نعمت بھی کر دی ہے۔ بالفاظ دیگر مسلمان اب کسی چیز کے لئے دوسروں کے محتاج نہیں۔ بلکہ دوسرے لوگ اور دوسری قومیں ان کی محتاج ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی سب نعمتیں مسلمانوں کو میسر ہیں۔ پس اب ضرورت اس امر کی قرآن کریم کے بیان کردہ طریقوں سے ان تمام کو حاصل کرنے کی سعی و جہد کی جاوے۔

اس کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ اس عالمگیر مذہب کا نام اسلام رکھا گیا ہے۔ اور اس نام کے رکھنے میں خدا کی رضا براہ راست دخیل ہو رہی ہے۔ اس مذہب کا نام کسی انسان کے نام پر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ قوانین الٰہیہ پر ایمان اور عمل کو اسلام کہا گیا ہے اور یہ اس لئے ہے تا اسے عالمگیریت بخشی جاوے۔ اسلام کے بیان کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہو کر انسان دن بدن ترقی کی لامتناہی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر کسی وقت فضا مکدر ہے، سوسائٹی کی عام حالت اچھی نہیں، اور بعض نامناسب رسوم اور قیود میں جکڑ دی گئی ہے تو بھی مایوسی کی کوئی وجہ نہیں انسان ہر وقت اس کی اصلاح کی سکیم تیار کر سکتا ہے گو اس فضا کے بد اثرات سے خود بھی متاثر ہو رہا ہو۔ اگر اس کی نیت ہر وقت یہ ہے کہ وہ سوسائٹی کی تطہیر اور پاکیزگی کا منصوبہ تیار کرے تو اس منصوبہ کی کامیابی تک تو اللہ تعالےٰ کا غفر اور رحم اس کے شامل حال رہے گا اور بالآخر وہ سوسائٹی کو پاک کر دینے کا میاب ہو جائے گا۔ سوسائٹی کے بداثرات آہستہ آہستہ سب دُور کر دیں گے۔ اگر مصلحین استقلال اور استقامت سے اصلاحی تحریکیں چلاتے جاویں گے تو بالآخر وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ اور کامیابی تک ان پر غفر اور رحم سایہ فگن رہیں گے۔

قرآنی تعلیمات کا علمبردار اور دین اسلام کے نام پر اصلاح کرنے والا قائد کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ ہمارے ایک دوست فرمایا کرتے ہیں۔ کہ سوسائٹی کی اصل بیماری اقتصادی گھن ہے جو اسے کھائے جا رہا ہے ہمارا سوشل نظام سود پر مبنی ہے۔ ہماری مزارعت سود ہے۔ ہماری مضاربت سود ہے۔ موجودہ دَور کی تجارت سود ہے۔ کرایہ داری نظام سود ہے بنکوں کا لین دین سود ہے۔ کارخانہ داری اور دہیہ خدائی سود ہے، اور وہ بہت بڑے انقلاب کے داعی ہیں۔ اور وہ احمدیہ تحریک سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ ایسا اقتصادی نظام پیدا کریں، جس میں کوئی سود کا شائبہ نہ ہو۔ غالباً وہ ذاتی ملکیت کے بھی قائل نہیں مگر مصیبت یہ ہے۔ کہ اقتصادیات میں ایسا انقلاب پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک ایمانیات میں انقلاب پیدا نہ ہو۔ سب سے پہلے تو خدا کی ذات پر ایمان پیدا کرنا ہے پھر اس کے رسولوں کی رسالت اور ان کی لائی ہوئی کتب پر ایمان تلقین کرنا ہے۔ پھر دلوں میں قرآن کریم کے بیان کردہ اصولوں پر ایقان اور اطمینان نقش کرنا ہے، جب یہ ساری باتیں ہو جائیں گی۔ تو پھر سوسائٹی کے دیگر شعبوں میں بھی انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ پھر وہی انقلاب ابدی اور دائمی صورت اختیار کرے گا۔ اور انسانوں میں مساوات اور اخوت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے تحریک احمدیت ابھی خدا کی ہستی پر ایمان پیدا کرنے پر لگی ہوئی ہے۔ اور اس کوشش میں ہے کہ دنیا قرآن کریم کی عالمگیر شریعت کی صداقت کو تسلیم کر لے۔ بغیر اس تصدیق کے سوسائٹی کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ہاں لینن، اور کارل مارکس کے نام پر ادھوری سی اقتصادی اصلاح کی جا سکتی ہے مگر وہ ناقص بھی ہوگی اور مضر بھی۔

بڑا فتنہ

دنیا میں سب سے بڑا فتنہ جو اس وقت رونما ہو رہا ہے، وہ ہے امورِ انسانی میں تصرف خدا کا اخراج۔ مفکرین عالم یہ کہتے ہیں کہ انسانی معاملات میں خدا کا کوئی دخل نہیں۔ ہر ایک فلسفی اپنے اپنے خیال کی ڈفلی بجاتا ہے اور انسانیت کو تریاق کی بجائے، زہر کے گھونٹ پلانے پر تلا ہوا ہے۔ خدا پر ایمان صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ خدا مشاہدے میں آجائے اس کی ہستی کو محسوس کیا جائے، آنکھیں اس کی تجلی کو دیکھیں کان اس کی آواز کو سنیں۔ قلب پر وہ وارد ہو۔ اس سے بالمشافہ گفتگو ہو۔ یعنے مکاشفات اور مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہو۔ جب تک یہ نہ ہو، مذہب ایک خشک نظریہ ہوگا۔ اور خشک منطق کے سوا اس میں کوئی چمک نہ ہوگی۔ تحریک احمدیت دنیا کی اس خشکی کو دور کر کے تازگی پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اسی لئے اس کی صدا ہے کہ ؎

بشنوید اے مردگان من زندہ ام
اے سخیانِ تیرہ من تابندہ ام
ایں دو چشم من کہ زیب ایں سرم
دیدم آں یارے کہ یارِ دلبرم

سوسائٹی کے مختلف عوارض

عصر حاضر کے انسان کی سب سے بڑی بیماری اس کی سیاست ہے۔ یہ سیاست قومی سطح پر آکر بڑی خطرناک صورت اختیار کر جاتی ہے۔ ایک قوم کے حق میں جو چیز مفید ہے، وہی درست اور صحیح تسلیم کی جاتی ہے۔ اور ان پر کسی قسم کے معاہدہ کی پابندی لازمی نہیں سمجھی جاتی۔ یعنی اگر دوسری قوموں کی سول آبادی کو ان کی بے گناہ عورتوں اور معصوم بچوں کو مفاد قومی کی خاطر میں تہہ تیغ ہی کر دینا ضروری ہے تو زمانہ حاضرہ کا ترقی یافتہ انسان ایسا کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتا۔ امریکہ کو گذشتہ جنگ میں جب میدان حرب و ضرب میں مشکلات پیش آئیں تو اس نے دفعتہً جاپان کے دو بڑے پُرامن شہروں یعنی ہیروشیما اور ناگاساکی، پر بے دریغ ایٹم بم پھینک

کہ اپنی بربریت اور سفاکی کا وہ نمونہ قائم کیا، جس کی نظیر تمام تاریخ انسانی کے دور میں نہیں ملتی۔ مگر امریکی پبلک پر، اس کا اخلاقی اور روحانی نقطہ نگاہ سے کوئی ردِّ عمل نہ ہوا۔ امریکہ اور اس کے حریف خوش و شاداں ہیں۔ اور اسی خوشی میں انہوں نے اپنے گھروں میں گھی کے دیئے جلائے، اور سکولوں کے بچوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ کہ ہم نے جنگ جیت لی۔ مگر اخلاق اور روحانیت لاکھوں انسانوں کی لاشوں پر، اور اس تعداد سے زیادہ اعضا بریدہ اور نیم مردہ انسانوں پر اب تک خون کے آنسو رو رہی ہے۔

فاتح اعظم

آج سے تیرہ سو برس قبل ایک باخدا انسان نے جنگ جیتی تھی۔ جس کے جنم کی یاد مسلمان ہر سال ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو میلاد النبیؐ کے نام سے مناتے ہیں، جلسے اور جلوس نکالتے ہیں۔ اور اس کے کارنامے بیان کرتے ہیں۔ مکہ فتح کرنے کے بعد اس نے اپنے تمام دشمنوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا۔ اور ان سے خطاب فرمایا۔ کہ تم مجھ سے کیا توقع اور امید رکھتے ہو۔ تو انہوں نے کہا، تو خود کریم ہے اور ابن کریم ہے۔ فرمایا، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم "آج کے بعد تم پر کچھ الزام نہیں۔ اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے" حالانکہ یہ وہ دشمن تھے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۳ سال سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں اور حضورؐ کے بے شمار جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہم شہید کئے تھے اور آپؐ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اس کا کلیجہ چبایا تھا اور مثلہ کر کے اس کی لاش کو بگاڑ دیا تھا۔ ان میں وہ دشمن بھی تھے۔ جنہوں نے پاک دامن خواتین پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ جن کا بیان کرنے سے انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان سب کو حضورؐ نے معاف کر دیا۔ حاصل کلام۔ جب تک انسانوں کا اخلاقی نقطہ نگاہ نہ بدلا جائے۔ اس قسم کی بربریت کی روک تھام نہیں ہوتی ہمارا یہ کام نہیں، کہ ہم دنیا کے ممالک کے لئے نظام سیاست تجویز کریں۔ یہ کام سیاسی مبصرین کا ہے مگر ہاں، ہم انہیں یہ تعلیم دے سکتے ہیں۔ جو نظام بھی رائج ہو۔ اس میں خداخوفی، تقویٰ، رحم، ہمدردی بنی نوع انسان اور دیگر بلند اقدار کو مدنظر رکھا جائے۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے اگر نظام جسم میں ایک چھوٹا سا ٹکڑا یعنی گوشت کا وہ لوتھڑا جسے قلب کہتے ہیں، صحیح ہو جائے، تو سارا انسان صحیح اور درست ہو جائے گا۔ تجدید دین کے علمبردار کے سامنے اسی قلب کی تطہیر مقصود اور مطلوب ہے۔ یہ پاک ہو گیا، تو انسانیت پاک ہے۔ دوسری بڑی بیماری جو اس وقت لاحق ہے وہ ہے اقتصادی عدم مساوات امیر اور غریب کے درمیان خلیج وسیع سے وسیع تر ہو رہی ہے امیر دن بدن زیادہ امیر ہو رہا ہے۔ اور غریب طبقہ غربت کی قعر مذلت میں گرتا چلا جا رہا ہے۔ ہر ملک کا اپنا نظام اقتصادیات ہے۔ طبقوں میں کس طرح مساوات ہو، اعتدال کا پہلو کس طرح مدنظر رکھا جائے دولت کی تقسیم کیسے ہو۔ مزدور کے تعلقات کس طرح استوار ہوں۔ مالکان الارضی اور کسانوں کی باہمی آویزش کو کس طرح روکا جائے۔ یہ گوناگون مسائل ہیں۔ جس کو ہر ملک نے حل کرنا ہے۔ اہل اللہ گروہ کا یہ فرض ہے کہ انسانوں کو بتلا دے کہ تمام انسانیت کا خالق ایک ہی ہے۔ مالک ایک ہے رازق ایک ہے۔ اور اس کی ربوبیت کے قوانین میں یکسانیت ہے اس کی بارش انسانوں کے تمام طبقوں کو تازگی بخشتی ہے، اس کی ہوا ہر بڑے چھوٹے کو آکسیجن بخشتی ہے اس کا عطا کیا ہوا پانی سب کی تشنگی بجھاتا ہے۔ اور وہ اس کرۂ ارض پر اپنے خلیفۃ اللہ سے بھی یہی توقع رکھتا ہے۔ کہ وہ سوسائٹی کے اونچ نیچ کو ہموار کر دے گا۔ وہ سب کو دعوت دیتا ہے۔ کہ معاش کے میدان میں جدوجہد اور محنت سے کام لیں، اور ملک کی دولت میں اضافہ کریں۔ مگر یاد رکھیں ان کے تمام کاموں میں قربانی کی روح موجود ہو، وہ کمائیں اوروں کے لئے جیئیں اوروں کے لئے۔ ؎

جینا بھلا ہے اس قوم کا جو قوم پر مرے
مرنا بھلا ہے اس کا جو اپنے لئے جیئے

ان کی تمام جدوجہد اور مساعی اس امر کے لئے وقف ہوں۔ ان کے دائرہ اثر میں زندگی بسر کرنے والی غریبوں کی دنیا، کراہ نہ رہی ہو۔ غریبوں کے درد سے ان کے دل موم ہوں۔ اسی کا نام زکوٰۃ ہے اور اسی کو ترویج دینا صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ اسلام کا سب سے بڑا فریضہ ہے تجدید دین کے علمبردار اگر انسانوں کے اندر سے لالچ، خودغرضی، بے رحمی اور دوسروں کے مالوں کو غصب کرنے کی حرص دور کر دیں۔ تو چوہدری اسماعیل صاحب کے تصور کا ایک نظام بعض ضروری ترمیمات کے ساتھ رائج کیا جا سکتا ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

بعض حلقوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ تحریک احمدیت کے علمبردار سیاست میں حصہ نہیں لیتے اس کی تطہیر نہیں کرتے۔ کوئی نئے قوانین سیاست تجویز نہیں کرتے۔ کوئی سیاسی پروگرام لوگوں کے سامنے نہیں رکھتے۔ بلکہ اس گندی سیاست کے ساتھ جس نے ذہنوں میں تعفن پیدا کر رکھا ہے تعاون کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اقتصادیات میں احمدیت نے کارل مارکس کے نظام اقتصادات کا کوئی نعم البدل نہیں بخشا

الجواب

احمدیت تو ابھی ثریا پر گئے ہوئے ایمان کو واپس لانے میں مصروف ہے اس نے پہلے دلوں کو ضیا بخشنی ہے اور قلوب کو نور ایمان سے منور کرنا ہے۔ انسان کے عام کردار کو تقوے کی راہوں پر چلانا ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا جب تک خدا کی ہستی پر مکمل ایمان نہ ہو۔ اس پروگرام پر عمل پیرا ہونے کے لئے سخت جدوجہد کی ضرورت ہے اور یہی ہمارے مشن کا نصب العین ہے۔ مگر اس اثنا میں اگر باقی ماندہ نظام ہائے معاش، صحیح اصولوں پر قائم نہ ہوں اور ان سے مکمل علیحدگی اور انقطاع بھی ممکن نہ ہو۔ بے بسی اور اضطرار کی حالت پیدا ہو جائے تو اسی تکمیل دین کی آیت میں مصلحین اور نیک نیت آدمیوں کے لئے رب العزت کی طرف سے رعایت بخشی گئی ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:-

فمن اضطر فی مخمصۃ
غیر متجانف لاثم فان
اللہ غفور رحیم ۝

"پھر جو شخص بھوک سے مجبور ہو جائے
گناہ کی طرف جھکنے والا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ
بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"

وما توفیقی الا باللہ ۔
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب
العالمین ۔

محمد عبداللہ سٹوڈنٹ خیبر میڈیکل کالج پشاور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دُنیا کی سب سے عظیم شخصیت

حُسنِ یُوسف دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا میں "قرآن" کے عنوان پر ایک مضمون ہے جس میں اس امر کا صریح اعتراف کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی ایک عظیم شخصیت ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"آپ دنیا کے تمام انبیاء اور مذہبی اشخاص میں سب سے زیادہ کامیاب انسان ہیں"

اور حق بھی یہی ہے کہ اگر دنیا کی تاریخ پر روشنی ڈالی جائے تو آپؐ سے زیادہ کامیاب انسان کوئی نظر نہیں آتا۔ آپؐ عرب میں اس وقت مبعوث ہوئے جب عرب کی مذہبی حالت - تمدنی حالت - سیاسی حالت غرضیکہ ہر لحاظ سے بدتر تھی۔ یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ آپؐ کی بعثت کے وقت عرب ایک انقلاب عظیم کے لئے بالکل تیار تھا ... چنانچہ سر ولیم میور اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں :-

"آنحضرت صلعم کی جوانی کے ایام میں جزیرہ نمائے عرب کی حالت کسی تبدیلی یا ترقی کے قبول کرنے کے لائق نہ تھی شاید اس سے پہلے کسی زمانہ میں ان لوگوں کی اصلاح سے اس قدر ناامیدی پیدا نہیں ہوئی جیسے آپ کے وقت میں۔ بعض وقت جب ایک سبب کو ایک نتیجہ پیدا کرنے کے لئے ناکافی سمجھ لیا جاتا ہے تو اس کے لئے اور وجوہ اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلعم کے متعلق لکھا ہے کہ انکا اُٹھنا تھا کہ ساتھ ہی سارا عرب ایک نئے اور روحانی ایمان کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عرب اس وقت ایک بڑی بھاری تبدیلی کے جوش میں تھا اور اس کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار تھا۔ ہمارے نزدیک جب ٹھنڈے دل کے ساتھ اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو تاریخ اس مطالعہ کو جھٹلاتی ہے"

پس یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت عرب ایک تبدیلی کے لئے جوش میں تھا کسی طرح بھی صحیح نہیں یہ لوگ نہ ایک قوم کی حیثیت رکھتے تھے۔ نہ ان کے اندر علم تھا۔ نہ ان کے اندر معاشرت کے اُصول تھے۔ تب آنحضرت صلعم کا ظہور ہوا اور چند ہی سال بعد ملک عرب میں ایک حیرت انگیز تغیر رونما ہوا۔ ذلیل بُت پرستی سے نکال کر ان کو توحید کے اعلےٰ سے اعلےٰ مقام پر پہنچا دیا۔ اور پھر وہ لوگ دنیا کے تمام کناروں تک پھیل گئے اور دُور دُور تک ندائے حق کو بلند کیا۔ دن کے وقت کاروبار کرتے تو راتیں عبادت میں گذارتے دنیا میں رہنے کے باوجود دنیا سے قطع تعلق رکھتے تھے۔ اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ وہ عظیم الشان فاتح بھی بن گئے۔ ایران اور شام جیسی سلطنتیں ان کے قبضہ میں آگئیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ان مفتوحہ علاقوں میں ایسا انتظام کیا گیا کہ پچھلے لوگوں کی غفلت کے باوجود بارہ صدیوں تک اس سلطنت کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ اور پھر انہوں نے علم میں بھی کمال کر دکھایا۔ کہ آج انہی کی بدولت دنیا علم کے نور سے منور ہے۔

غرض آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو تھوڑے سے عرصہ میں دنیوی اور روحانی ترقی کے اس اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیا جس سے آگے کوئی مقام نہیں۔ جس طرح سب سے بڑا طبیب وہ نہیں جو بڑے دعوے کرے بلکہ وہ ہے جو سب سے زیادہ بیماروں کو اچھا کرے اسی طرح مصلحین عالم میں سب سے بڑھ کر وہ ہے جو سب سے بڑھ کر اصلاح کرے اور یہ وہ بات ہے جو محمدؐ صلعم کو دنیا کے کل انبیاءؑ اور کل مصلحین کا سرتاج بناتی ہے۔

دنیا میں ہر ایک نبی ایک قوم کی اصلاح کے لئے آیا۔ اس کے دنیا میں آنے کی غرض تزکیہ نفس انسانی تھی مگر صرف ان لوگوں کے لئے جن کی طرف وہ مبعوث ہوا۔ لیکن محمد رسول اللہؐ کل دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ان ھو الا ذکر للعٰلمین مصلحت الٰہی کا یوں تقاضا ہوا کہ جس وقت نسل انسانی مختلف ملکوں میں علیحدہ علیحدہ پڑی ہوئی تھی اور قوموں کے باہمی میل جول کے ذرائع بہت کم تھے ان کی ضروریات اور ان کے خیالات بھی محدود تھے تو اللہ تعالےٰ نے ہر قوم کی اصلاح کے لئے ایک نبیؑ بھیجا۔ لیکن جہاں اس طریق سے اللہ تعالیٰ نے کل عالم کی ربوبیت کا سامان کر دیا اس کے ساتھ ہی انسانوں کی تنگ ظرفی سے ہر قوم میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے فلاں قوم کو ہی خاص اپنی مہربانیوں کے لئے چن لیا ہے۔ پس ایک خطرناک قومی تفریق پیدا ہو گئی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے یوں مقدر فرمایا کہ تمام انبیاء کے آخر پر ایک ایسا نبی بھیجے جو کل قوموں کی طرف مبعوث ہو اور جس کی قوت قدسی جس طرح مکان کے لحاظ سے ساری دنیا پر محیط ہو اسی طرح زمانہ کے لحاظ سے اس کا دائرہ قیامت تک وسیع ہو۔ اس لئے آپؐ کا ظہور آفتاب عالم تاب کا طلوع ہے جس کی شعاعیں زمین کے ہر کونہ کو منور کر دیتی ہیں۔ انبیائے عالم روشن چراغ تھے مگر محمد رسول اللہؐ آفتاب عالم تاب تھے چنانچہ اس کی روشنی قیامت تک اس عالم کو منور کرتی رہے گی۔ پس یہ دوسری بات ہے جو آپؐ کو مصلحینِ عالم سے ممتاز کرتی ہے۔

تیسری خصوصیت جو آپؐ کو تمام انبیاء پر ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ نسلِ انسانی کی وحدت اور نسلِ انسانی کی ترقی کے عظیم الشان راز کے انکشاف کے لئے ظاہر ہوئے۔ آپؐ کے آنے کی بہت سی اغراض ہیں جن میں سے ایک غرض قومی اور ملکی قیود کو توڑ کر ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھنا تھی اور ایک عالمگیر اخوت کا سلسلہ قائم کرنا تھا اگر اور مذاہب کی غرض افراد کو اکٹھا کرکے ایک قوم بنانا تھا تو اسلام کی غرض قوموں کو اکٹھا کرکے نسل انسانی کا ایک اتحاد پیدا کرنا تھا۔

چوتھی خصوصیت جو آپؐ کو تمام مصلحین پر ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ جہاں پر ایک نبیؑ فطرتِ انسانی کی ایک خاص شاخ کی نشو ونما کے لئے آیا محمد رسول اللہؐ نے فطرت انسانی کی ساری شاخوں کی ایسی کامل تربیت کی اور آپؐ کے وجود مبارک میں انسانی فطرت کے سارے پہلو ایسے روشن ہوئے کہ آپؐ کے بعد کسی نبیؑ کی حاجت دنیا میں نہ رہی۔ وہ موسٰیؑ کی جوانمردی - ہارونؑ کی نرمی، یشوعؑ جرنیلی - ایوبؑ کے صبر سلیمانؑ کی شان وشوکت - یحییٰؑ کی سادگی اور مسیحؑ کی فروتنی اور حلیمی سب کو۔ مگر سب سے بڑھ کر اپنے اندر جمع رکھتا ہے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال نے اس پہلو میں کمال دکھایا ہے جسے اس زمانہ کے لوگ یا اس ملک کی حالت ان کے پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی ہے آنحضرت صلعم کے کمالات ایسے ہیں کہ آپؐ کے زمانہ کے لوگ اور آپؐ کی قوم کی حالت ان کے پیدا کرنے کی قابلیت اپنے اندر نہ رکھتی تھی۔ جب کسی قوم یا ملک میں توحید کا چرچا ہو تو ایک موحد کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم یا ملک کی حالت بیرونی حملوں کے باعث قوم کے اندر جنگ کا جوش پیدا کر رہی ہو تو ایک بڑے فاتح کا پیدا ہونا۔ جب فلسفیانہ تحقیق کا عام رواج ہو تو ایک بڑے فلسفی کا پیدا ہونا عین ان حالات انسانی کے مطابق ہے جن کا مشاہدہ تاریخ ہمیں کراتی ہے۔ مگر ایک سخت بُت پرست قوم کے اندر جو شرک کی نجاست میں لتھڑی ہوئی ہو ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا جس کی فطرت کے اندر ہی بتوں سے نفرت ہو۔ ایک ایسی قوم کے اندر جس پر علم کی روشنی کی ایک کرن بھی نہ پڑی ہو۔ اس روشنی

کو دنیا کے تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچاتے والے انسان کا پیدا ہو جانا۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو قومی وحدت کو بالکل ہی نہ جانتی ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کی ندا بلند کرنے والے کا پیدا ہو جانا۔ پھر اس قوم کے اندر جو عورت کی عزت بالکل نہ جانتی تھی عورتوں کے حقوق کے قائم کرنے والے کا پیدا ہو جانا، یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے تاریخ کسی دوسرے آدمی کا نمونہ نہیں دکھا سکتی۔

اگر کوئی شخص دنیا میں اس لئے بڑا کہلاتا ہے کہ اس نے اپنی قوم کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچا دیا ہو تو یہ بڑائی سب سے زیادہ اس شخص میں پائی جاتی ہے جس نے ایک نہایت گری ہوئی قوم کو جو نہ کبھی اپنے ملک سے باہر نکلی تھی نہ تہذیب اور علم ہی کا اس میں کوئی چرچا تھا چند سال کے عرصہ میں نہ صرف دنیا کے ایک بڑے حصہ کا فاتح بنا دیا بلکہ فتوحات کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کی روشنی کو تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچا دیا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا ہے کہ اس نے خدائے واحد کے نام کو دنیا میں بلند کیا تو محمد صلعم سے بڑا دنیا میں کون ہو سکتا ہے جس کی بعثت کا منشاء ہی اعلائے کلمۃ اللہ تھا اور جس نے اس منشاء کو ایسے بے مثل انداز سے پورا کیا کہ بت پرستی اور شرک کے چہرہ پر جو نقاب پڑا ہوا تھا وہ ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا اور توحید کے نور سے دنیا جگمگا اٹھی۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے اپنی قوم کے بکھرے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کر دیا تو اہل عرب جیسی بکھری ہوئی قوم کو ایک کرنے والے سے بڑا کون شخص ہو سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے اعلے درجہ کے اخلاق کی تعلیم دنیا میں پھیلائی تو اس سے بڑا آدمی کون ہوگا جو انک لعلی خلق عظیم کا مصداق اعظم ہے۔

اگر کوئی شخص فاتح ہو کر بڑا کہلا سکتا ہے تو اس شخص سے بڑا کون ہو سکتا ہے جس نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور باوجود بے یار و مددگار ہونے کے نہ صرف فاتح بلکہ شہنشاہ بن گیا۔

اگر امانت دیانت یا راست روی بڑائی کا کوئی معیار ہے تو اس شخص سے بڑا کون ہوگا جو عہد سے لحد تک اپنے ہم عصروں میں الامین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس کا نام ایک بڑی قوم کے لئے ایک زندہ طاقت کا کام دیتا ہے تو یاد رکھو محمد صلعم کے نام میں جو طاقت ہے اس سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ باوجود شہنشاہ ہونے کے غریب طبیعت ہے تو اس شخص سے کون بڑا ہو سکتا ہے جو باوجود بڑا ہونے کے جب فوت ہوتا ہے تو پاس کچھ بھی نہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دو کپڑوں میں حضرتؐ کی وفات ہوئی۔ دو چادروں میں آپؐ کو دفن کیا گیا۔ اس بادشاہ کے لئے نہ صندوق نہ کوئی تابوت نہ کوئی جلوس نکالا گیا بلکہ معمولی قبرستان میں جس میں عام مسلمان دفن کئے جاتے تھے حضرتؐ کو دفن کیا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، حضرتؐ نے اپنے پیچھے کسی قسم کا مال و دولت نہیں چھوڑا تھا۔ نہ علی کے لئے کوئی جاگیر چھوڑی نہ حسنؓ و حسینؓ کے لئے۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ وہ شجاع ہے تو اس سے بڑا شجاع کون ہوگا جو احد اور حنین کی لڑائی میں اکیلا خچر پر کھڑا رہتا ہے جبکہ فوج بھاگ جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلاتا ہے کہ وہ سخی ہے تو اس سے بڑا کون ہوگا کہ جب مال غنیمت آ جاتا ہے تو سخاوت میں کمال کا درجہ دکھاتے ہوئے حضرتؐ دوسروں کو سارا مال دے کر اپنے گھر بغیر کسی چیز کے خالی ہاتھ لوٹ جاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ وہ بڑا رحم دل ہے تو آنحضرتؐ سے کون بڑا ہو سکتا ہے کہ فتح مکہ کے دن اپنے تمام جانی دشمنوں کو معاف کر دیا۔

غرض روحانیات، اخلاقیات اور انسانیت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو آنحضرت صلعم کی مبارک ذات میں اپنے کمال تک نہ پہنچا ہو۔ اور جب اس عظیم انسان کی زندگی پر ایک نظر دوڑائی جاتی ہے تو بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے آنحضرتؐ۔ دنیا کی عظیم ترین شخصیت ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

سراجاً منیراً کا لقب (بسلسلہ صفحہ ۷)

گئے اور چونکہ سرچشمہ ہدایت ایک ہی تھا اس لئے ان تمام ہادیوں کی تعلیمات بھی ایک ہی تھیں۔ توحید کی وجہ سے زمین و آسمان کا نظام چلتا ہے اور توحید کی وجہ سے انسانیت میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے، توحید کی وجہ سے تمام کتب آسمانی کی اور تمام قوموں کے ہادیوں کی تعظیم و تکریم قائم ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا ان ربکم واحد وان اباکم واحد کونوا عباد اللہ اخوانا۔

حضورؐ کے ان نظریات کو جو ابدی اقدار کے حامل ہیں اور جن کی طرف مختصراً مذکورہ بالا چند سطور میں اشارہ کیا گیا ہے ذیل کی آیات و احادیث سے تائید ہوتی ہے۔

الحمد للہ رب العالمین۔ اس ایک جملہ میں خدا تعالےٰ کا بھی ذکر ہے جو خالق ہے اور کائنات کے قیام اور نشوونما کا باعث ہے اور اس ایک جملہ میں اقوام عالم کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے اور اس ایک جملہ میں اقوام عالم سے محبت کا رشتہ جوڑنے کی تلقین کی ہے اور تعصبات کو مٹا دینے کی تلقین کی ہے اس ایک ہی جملہ میں توحید خداوندی اور توحید خداوندی کے ساتھ وحدت نسل انسانی کی تلقین ہے اگر اس جملہ سے بڑھ کر کوئی انسان کوئی دوسرا جملہ تجویز کر کے دکھا دے تو اس صورت میں ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل نہ رہیں گے۔ لیکن ہرگز ہرگز کوئی بشر اس جملہ سے بڑھکر دوسرا جملہ پیش کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اس ایک ہی جملہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی ابدی اقدار روشن ہو جاتی ہیں۔ باقی تمام کی تمام باتیں اسی ایک آیہ کریمہ کے بطن سے نکلتی ہیں۔ یہ جملہ اس سورۃ فاتحہ کا پہلا جملہ ہے جس کو حضور صلعم نے ام الکتاب کا قیمتی نام دیا ہے۔ یہ سورت ایک خزانہ ہے جو لاینفد ولا یفنی۔ اس سورت میں تمام قوموں کے بزرگوں کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ فرمایا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ تمام اقوام عالم میں جس قدر بزرگ ہستیاں گذری ہیں ہم ان سب کے وارث بننا چاہتے ہیں۔ ہم ان تمام کے تمام بزرگوں کو خدا کی طرف سے یقین کرتے ہوئے ان کی اور ان کی تعلیمات کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ یہاں چند آیات اور بھی درج کی جاتی ہیں لیکن ان کی تشریح اس لئے نہیں کی جاتی کہ اخبار کے صفحات میں اس طوالت کے لئے گنجائش نہیں ہے۔

یا بنی ادم انا خلقنا کم من ذکر و انثی وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اللہ علیم خبیر۔

اس آیت کریمہ میں کان الناس امۃ واحدۃ کی وجہ بیان فرمائی ہے اور ان کے نسلی امتیازات کو مٹانے کے لئے ایک قیمتی اصول بیان فرمایا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ وحدت نسل انسانی قائم کرنے کے بعد نسل انسانی کی فلاح و بہبود کو علم طور پر نجات کہتے ہیں کا ایک جامع قانون بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے:۔

لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوء یجزبہ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا (النساء ۴ - ۱۲۳)

اس امی لقب انسانؐ نے نہ کوئی کتاب پڑھی اور نہ کچھ لکھا۔ لیکن ساری کائنات کا خالق ایک واحد یگانہ خدا بیان کیا اور ساری اقوام عالم کا اسکو رب اور محسن بیان کیا۔ خدا کی توحید اور تمام پیغمبروں کی تعظیم کرنے کی تلقین بیان فرمائی۔ تمام انسانیت میں ایسی اخوت قائم کی جس نے نسلی امتیازات کو مٹا دیا۔ جس نے کالے گورے کے سوال کو حل کر دکھایا۔ جس نے مشرق و مغرب کے سوال کو معقولیت سے سلجھا دیا۔ جس نے رنگ اور زبان سے پیدا شدہ مسائل کو حل کر دیا۔ غرض دنیا کے مذہبی خیالات میں اور معاشرے میں وہ عظیم الشان انقلاب پیدا کر دکھایا اور اس امی لقب انسان کو وہ شاندار کامیابی نصیب ہوئی جس سے بڑھکر کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے نظریئے لامحدود وسعت کو لئے ہوئے ہیں اور انتہا درجے کے معقول اور مفید ہیں۔ یہ نظریات اور کامیابیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے کا

روز
وناسپتی
اب کھلنے ڈھکنے والے ڈبوں میں دستیاب ہے
روز وناسپتی کا انتخاب کیجئے
اِن ڈبوں میں سے آپ گھی بڑی آسانی اور صاف ستھرے طریقہ سے استعمال کرسکتے ہیں۔ گھی ختم ہونے کے بعد ان ڈبوں میں روزمرّہ استعمال کی چیزیں محفوظ رکھی جاسکتی ہیں۔
روز میں پکائے ہوئے کھانوں کے مخصوص ذائقہ اور نفیس خوشبو سے آپ بے حد متاثر ہونگے پھر آپ ہمیشہ اسی کو ترجیح دینگے
آج ہی اپنے دکاندار سے خریدیئے
روز وناسپتی کا سفید چمکتا ہوا رنگ اور دانہ اس کے اعلےٰ ہونے کی ضمانت ہے
Rose
CONTAINS VITAMINS
A & D

دُعا کا مجاہدہ

احباب کرام سے ایک ضروری درخواست

مَیں احباب کرام کو ایک خاص امر کی طرف توجّہ دلانا چاہتا ہوں، ہمارے سلسلہ کو جو محض اسلام کی ترقّی اور حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے حضرت مجدّدِ زمان کی وساطت سے الٰہی تحریک کے ماتحت قائم ہوا ہے۔ اس وقت چند در چند مشکلات کا سامنا ہے، دوسری طرف مُسلمانوں کی عام حالت، اخلاقی اور رُوحانی طور پر بہت حد تک گر چکی ہے اور ان کے غیر اسلامی نمونہ کو دیکھ کر غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کے متعلق طرح طرح کے شبہات و شکوک پیدا ہوتے ہیں جو اسلام کے رستہ میں بہت بڑی روک کا موجب ہیں، ایسی حالت میں ضروری ہے، کہ دُعا کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ سے ان مشکلات کو دُور کرنے کی کوشش کی جائے، انفرادی طور پر ہمارے احباب دعائیں کرتے ہی رہتے ہیں، لیکن اجتماعی دُعائیں اپنے اندر ایک خاص جذب و کشش رکھتی ہیں، اسی لئے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دُعا میں جو ہر نماز میں کی جاتی ہے، جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

اسلیئے میری اپنے احباب سے یہ استدعا ہے کہ اپنی پنجوقتہ نمازوں میں بالعموم اور نمازِ تہجّد میں بالخصوص سلسلہ کی کامیابی اور اسلام کی ترقّی کیلئے اجتماعی دُعاؤں کا التزام فرمائیں اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے، کہ کم از کم ایک سو افراد ایسے ہوں جو رات کے پچھلے پہر ایک خاص وقت مقرر کر کے مثلاً دو یا اڑھائی بجے اپنی اپنی جگہ کم از کم چالیس دن نماز تہجّد ادا کریں اور اس میں اسلام کی ترقّی، مُسلمانوں کی عملی حالت کی بہتری اور سلسلۂ احمدیہ کی پیش آمدہ مشکلات کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دلی درد کیساتھ دعائیں کریں۔ اگر ہم اس طریق کو اپنے اُوپر لازم کر لیں تو اُمیّد ہی کہ رحمت الٰہی کے دروازے کھُل جائیں اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل اور کرم سے تمام مُشکلات کو دُور فرمائے اور اسلام کی ترقّی کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسُول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے جو بشارتیں دی ہوئی ہیں، انکو ہم اپنی آنکھوں سے پُورا ہوتے ہوئے دیکھ لیں، یہ چالیس دن کا مجاہدہ یقین ہے کہ بہت سی فتوحات کا موجب ہو گا، اس لئے وہ احباب جو اس مجاہدہ میں شریک ہونا چاہیں مہربانی فرما کر اپنے اسمائے گرامی سے مجھے مطلع فرمائیں، ایسے کم از کم سو نام آجانے کے بعد اس مجاہدہ کو شروع کرنے کی تاریخ اور وقت کا اعلان کر دیا جائیگا۔ اُمیّد ہی کہ احباب کرام اس طرف خاص توجّہ فرمائیں گے اور جلد از جلد اپنے ارادہ اور عزم سے مجھے مطلع فرما کر عنداللہ ماجُور ہوں گے۔ والسلام۔ خاکسار سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

”ایک غلطی کا ازالہ“ کی ضبطی کے خلاف جماعتہائے احمدیہ کا احتجاج

اور گورنر صاحب مغربی پاکستان کی خدمت میں درخواست

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی کی قرارداد

آج مورخہ ۱۲-۷-۶۴ کو بعد از نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت محترم اقبال احمد شیخ صاحب منعقد ہوا جس میں باتفاق رائے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا یہ اجلاس حکومت مغربی پاکستان کے اس اقدام پر جو اس نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے رسالہ ”ایک غلطی کا ازالہ“ کی ضبطی کے سلسلہ میں کیا ہے۔ نہایت رنج و افسوس اور تعجب کا اظہار کرتا ہے۔ یہ رسالہ آج سے قریباً چونسٹھ سال قبل لکھا گیا تھا۔ اور اس کے بار ہا ایڈیشن اُردو اور انگریزی میں نکل چکے ہیں۔ اس رسالہ کی اشاعت سے کبھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ حضرت بانیٔ سلسلہ نے اپنی جماعت کے ایک رُکن کی غلط فہمی کو دُور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنی پوزیشن اور دعوےٰ کی وضاحت کی ہے۔

حکومت کے اس اقدام نے ایک امن پسند اور قانون کا احترام کرنے والی جماعت کے قلوب کو سخت دکھ پہنچایا ہے۔ بلکہ اس جماعت کی مذہبی آزادی کو سلب کرنے کی کوشش کی ہے جو ہر پاکستانی کا بنیادی اور آئینی حق ہے۔

ہم حکومت مغربی پاکستان سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کی ضبطی کے احکام واپس لے کر ایک امن پسند اور پاکستان کی وفادار جماعت کے رنج واندوہ کا تدارک کرے اور ملک و ملّت کی اس خیر خواہ جماعت کو مذہبی آزادی کا بنیادی اور آئینی حق حاصل ہے اُسے بحال کر دے۔

(۲) قرار پایا کہ اس کی نقول (۱) محترم گورنر صاحب مغربی پاکستان (۲) اسیکرٹری امور داخلہ حکومت مغربی پاکستان۔ (۳) اخبارات سلسلہ احمدیہ اور (۴) مرکزی انجمن کو بھجوائی جائیں

خواجہ محمد نصیر اللہ۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔ کالج روڈ

جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کا تار

”ممبران جماعت احمدیہ ایبٹ آباد فریق لاہور کو ”ایک غلطی کا ازالہ“ کی ضبطی سے بہت صدمہ ہوا ہے۔ جماعت ہذا کا اجتماع ہوا اور قرار پایا کہ گورنر مغربی پاکستان سے درخواست کی جائے، کہ بذات خود مداخلت کر کے گورنمنٹ کے حکم کو منسوخ فرمائیں جو بالکل غیر منصفانہ اور متعلقہ قانونی دفعات کے غیر مطابق ہے“۔

احمد صادق سیکرٹری جماعت احمدیہ ایبٹ آباد

جماعت احمدیہ گجرات کا تار

کتاب ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ختم نبوّت کی اشاعت کی گئی ہے، اس کی ضبطی غیر منصفانہ ہے۔ اس کی منسوخی کی استدعا کی جاتی ہے۔

محمد حسن چیمہ۔ پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گجرات

تصحیح { پیغام صلح ۱۵ جولائی کے اداریہ بعنوان ”بروز کی حقیقت“ میں ”الولد سرّ لابیہ“ کے بجائے غلطی سے ”الدین سرّ لابیہ“ چھپ گیا ہے۔ احباب کرام درست فرما لیں۔

تار کا پتہ تبلیغ لاہور
فون نمبر ۳۷۲۷
زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز
فی پرچہ:- ۱۳ پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا (۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۶ ربیع الاوّل ۱۳۸۴ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۶۴ء | نمبر ۳۱

بحرِ حکمت کے موتی

ابغونی فی ضعفاء کم فانما تنصرون وترزقون بضعفاء کم۔

(نسائی - ترمذی - ابوداؤد - انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے غریبوں میں تلاش کرو کیونکہ ان کے ذریعہ تمہیں مدد اور روزی ملتی ہے۔

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدور اور کسان کی بہت عزت فرمائی ہے محروم الوسائل کو بھی نوازا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مزدور کی قوتِ بازو سے تمہارے کارخانے چلتے اور دیگر مشقت طلب کام سرانجام پاتے ہیں اور دہقان کی محنت سے تمہیں طرح طرح کی روزی ملتی ہے بے وسیلہ لوگوں کو اگر وسائل مہیا کئے جائیں تو وہ معاشرے کا مفید جزو بن سکتے ہیں۔ جسمانی لحاظ سے بیکار ......
.... لوگوں کی دیکھ بھال کی جائے تو وہ لوگ اپنی دعاؤں سے تمہاری عظیم الشان خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔

انبیاء کتنی جلد محنت کی مزدوری دیتے ہیں، حضرت شعیب نے بکریوں کو پانی پلانے کے عوض اپنی لڑکی کو حضرت موسٰے کی طرف بھیجا۔ قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا (۲۸ : ۲۴)

ذرائع حصول دولت کی تقسیم اس طرح ہو کہ لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (۵۹ : ۷)

اور تمہاری سٹیٹ کا معاشرہ ایسا ہو کہ جنت الارض بن جائے۔ ان لک الا تجوع فیھا ولا تعریٰ ۝ وانک لا تظمؤا فیھا ولا تضحیٰ (۲۰ : ۱۱۸)

استقامت فوق الکرامت ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے مگر استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرضِ خطر میں پائیں اور کوئی تسلی دینے والی بات نہ ہو یہاں تک کہ خدا تعالےٰ بھی امتحان کے طور پر تسلی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کر دے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے اس وقت نامردی نہ دکھائیں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ صدق اور صفات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں ذلت پر خوش ہو جائیں۔ موت پر راضی ہو جائیں اور ثابت قدمی کے لئے کسی دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دے نہ اس وقت خدا کی بشارتوں کے طالب ہوں کہ وقت نازک ہے اور باوجود سراسر بیکس اور کمزور ہونے کے اور کسی تسلی نہ پانے کے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور ہر چہ بادا باد کہکر گردن کو آگے رکھ دیں اور قضاء وقدر کے آگے دم نہ ماریں اور ہرگز بے قراری اور جزع فزع نہ دکھلائیں جب تک کہ آزمائش کا حق پورا ہو جائے۔

یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی رسولوں اور نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آ رہی ہے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی)

ﷺ سائل اور محروم کے متعلق حکم ہے کہ ان کا مقرر شدہ حق تمہارے مالوں میں ہے تم انہیں خیرات نہیں دیتے — والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم (۷۰ : ۲۳) (باقی پر صفحہ کالم ۲)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے مجھے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

انڈیا

ترجمہ خط مسٹر عبدالکریم انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت خوش ہوں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا کام بڑی خوبی سے سرانجام دے رہی ہے۔ میں آپ کے ہیڈ کوارٹر کو منبع تبلیغ سمجھتا ہوں، جہاں سے اشاعت اسلام کی کرنیں دنیا میں پھیلتی ہیں۔ اور مجھے اس پر بھی فخر ہے کہ آپ کی جماعت نے قرآن شریف کا ترجمہ ۱۴ زبانوں میں کیا ہے خدا آپ کو اس میں کامیابی دے۔ مجھے اپنے مشن کے مزید حالات سے واقف کریں۔ مجھے آپ کے دفتر سے چند رسالے ملے ہیں۔ میں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میری التماس ہے کہ مجھے ایک کاپی قرآن شریف انگریزی ارسال کریں۔ میرے لایق کوئی خدمت ہو تحریر کریں۔

(ان کو مینگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط مسٹر کریالابی جیمو۔ نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جب سے میں نے سلسلۂ خط و کتابت بند کیا ہے آپ نے بھی کوئی خط نہیں لکھا۔ میری التجا ہے کہ اتنی خاموشی ٹھیک نہیں اور خط و کتابت بند نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے میری طرف سے سلسلۂ خط و کتابت نہ ہو تو آپ کو اسلام کی تعلیم کے متعلق ضرور لکھتے رہنا چاہیئے اور ہمیں اپنی حالت کے متعلق گاہ بگاہ لکھتے رہنا چاہیئے۔ میں آپ کی توجہ ارشاد باری تعالےٰ کی طرف مبذول کراتا ہوں۔

"تمہارے اسلامی بھائی جب تم سے کوئی بات کہتے ہیں اور تم اسکو نہیں سنتے تو ان کو بذریعہ خط و کتابت یا ملاقات کے ذریعہ لیکن شرطیکہ وہ دور نہ ہو واضح کرو کہ تم اس کو کیوں نہیں پڑھتے۔"

چونکہ حادثہ پیش آگیا تھا اور میں کادونا جنرل ہسپتال میں دو مہینے تک زیر علاج رہا اور جب ڈاکٹروں نے مجھے ہسپتال سے خارج کیا وہ پانچواں مہینہ تھا جبکہ میں نے کام شروع کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب میں تندرست ہوں اور خوب کام کرتا ہوں۔ اس حادثہ سے میرے سر میں سخت زخم ہو گیا تھا۔ اور میرا دایاں ہاتھ اور کچھ جسم کے حصے بھی زخمی ہوئے۔ اب جسم کے زخم تو ٹھیک ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی مہربانی جان بچ گئی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سب کچھ بھول جاتے۔

ہمارا دفتر کا پتہ تبدیل ہو گیا ہے جو کہ ویٹرنری فیلڈ سٹیشن نہ کہ ویٹرنری ٹریننگ ——— پی۔ ایم۔ بیگ ——— لیکن ہمارا ——— تبدیل نہیں ہوا۔ مہربانی کر کے مجھے چند اچھی کتابیں ۱۹۶۴ء جو مجھے ..... بہت مدد دیں ارسال کریں۔

امید ہے جواب دیں گے

(ان کو کتابیں اور لٹریچر اور خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط غلام آدو آمادو۔ کانو نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پرچہ اخبار لائٹ جو آپ نے مجھے مفت بھیجنا شروع کیا ہے اس کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس کا بغور مطالعہ کرتا ہوں اس کے مطالعہ سے مذہب اسلام کے متعلق مجھے کافی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ میں بہت مشکور ہوں اگر آپ مجھے مہینہ کی تمام کاپیاں ارسال کریں کیونکہ ان میں بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جو نامکمل ہوتے ہیں اور آئندہ پرچہ میں دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ۸ فروری ۱۹۶۴ء صفحہ ۶ اور اکتوبر ۱۹۶۳ء میرے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے یہ پرچے مجھے ارسال کریں تاکہ مضمون مکمل ہو سکیں۔

مجھے خصائص القرآن انگریزی کی ایک کتاب مصنفہ حضرت مولنا صدرالدین صاحب ارسال فرمائیں جو انگریزی میں مترجم ہو اس کی قیمت سے مطلع فرمائیں۔ اور فہرست کتب بھی۔

مزید یہ کہ مجھے اسلامک ریویو کے چندہ سے بھی مطلع فرمائیں۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

بحرِ حکمت کے موتی (بسلسلہ صفحہ اوّل)

اقبال نے مظلوم دہقان کے متعلق خوب کہا ہے ؎

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

اسلام کی یہ مثبت سوشلزم ہے۔ لوگ روس کی منفی سوشلزم پر لٹو ہوئے جا رہے ہیں۔ روسی معاشرہ اسلامی معاشرہ کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا۔ فرمایا ضرورت سے زیادہ جو بچے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اعلاء کلمۃ اللہ اور خدمت خلق میں خرچ کردو۔ ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو (۲: ۲۱۸)

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

ماہانہ اجلاس

تنظیم خواتین احمدیہ بدوملہی

مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۶۴ء۔ خواتین احمدیہ کا ماہانہ اجلاس زیر صدارت بیگم چوہدری محمد شفیع صاحب کوٹ دین محمد مسجد میں بعد از نماز جمعہ منعقد ہوا جس میں تقریباً ۶۰ عورتوں نے شرکت کی۔

خورشید زکیہ بیگم صاحبہ نے تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ پھر گذشتہ جلسہ کی کارروائی پیش کی گئی۔ ازاں بعد مس نجم الاسلام اور مس تسنیم آرا نے ایک دعائیہ نظم پڑھی اس نظم کے بعد ہمارے ایک ننھے سے بچے طارق نذیر نے (جو بمشکل چار سال کا ہے) دو نظمیں سنائیں (ایک نظم دُرِّثمین سے اور دوسری اپنی بہن جماعت کے قاعدہ سے) پھر مس نجم الاسلام (دختر چوہدری غضنفر علی صاحب) نے "وفات مسیح ناصری" کے موضوع پر ایک پُرجوش تقریر کی۔ اپنی اس تقریر میں مقررہ نے قرآنی دلائل دے کر یہ ثابت کیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہوئے اور اسی سرزمین میں دفن ہیں اور یہ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیحی صفات لے کر دنیا میں آئے اور دوبارہ اسلام کو زندہ کیا۔ یہ تقریر عام فہم اور آسان زبان میں کی گئی تھی اور اس کے قرآنی دلائل کو مقررہ نے دوبارہ پنجابی زبان میں بھی دہرا دیا۔ تاکہ جو خواتین اُردو نہ سمجھ سکیں وہ پنجابی میں سمجھ جائیں چنانچہ تقریر سب کو سمجھ آئی جسے سب نے پسند کیا۔

بعد ازاں عابدہ اور ماجدہ (دختران چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ) نے دعائیہ نظم پڑھی۔

آخری نظم پھر نجم الاسلام اور تسنیم آرا کی تھی، جو شاہنامہ اسلام سے پڑھی گئی تھی۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرات جلسہ سے مقامی ضروریات کے پیش نظر چندہ کی اپیل کی گئی۔ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ تقریباً سب نے بخوشی کچھ نہ کچھ دیا یا دینے کا وعدہ کیا۔

نقد چندہ بیس روپے ہوا اور تقریباً ۲۰ روپے کا وعدہ ہوا جس کی تفصیل شامل ہے۔

اس اجلاس میں مس بشارت خانم ایم اے بھی رونق افروز تھیں جن کی مساعی جمیلہ سے خواتین احمدیہ بدوملہی کے یہ اجلاس شروع ہوئے۔ خواتین کی ترقی سے انہیں دلی مسرت ہوئی الحمدللہ۔

خواتین ان کے تعاون اور سرپرستی کا دلی شکریہ ادا کرتی ہیں۔ دعا ہے خدا تعالےٰ ہماری بہنوں اور بچیوں کا یہ شوق قائم رکھے اور ہم اپنے آقا کی پیروی میں سُست نہ ہوں۔ آمین۔

والسلام

غلام زہرہ بیگم چوہدری غضنفر علی صاحب۔ سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ بدوملہی۔

(باقی پر صفحہ ۷)

حضرت مسیح علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

"تنظیم اہل سنت" کے نام سے ایک ماہنامہ کچھ عرصہ سے لاہور سے جاری ہوا ہے۔ آج کل عام طور پر ہر نئے جریدہ کو اپنے فروغ کی ایک ہی صورت نظر آتی ہے، کہ حضرت مرزا صاحب پر لے دے کی جائے، احمدیت کو بُرا بھلا کہا جائے اور غلط اتہامات سے اس سلسلہ کو بدنام کیا جائے، جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ یہی طریق مذکورہ بالا رسالہ نے بھی اختیار کیا ہے، تاکہ پبلک میں مولویوں کی طرف سے "مرزائیت" کے خلاف جو بغض و عناد پیدا کیا گیا ہے اُس سے فائدہ اُٹھا کر رسالہ کی خریداری کے لئے اُبھارا جائے۔ چنانچہ جون ۱۹۶۴ء کے پرچہ میں ایک مقالہ بعنوان "حضرت مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں" شائع ہوا ہے، جس میں حضرت مسیح موعود کی مختلف تحریرات سے کتربیونت کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت موصوف نے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی ہے اور انہیں معاذ اللہ ناپاک، شرابی، متکبر اور خود بین کہا ہے، حالانکہ مقالہ نگار کو خوب معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس قسم کے الفاظ مسیح علیہ السلام کے متعلق جو خدا کا ایک پاک نبی تھا، کبھی استعمال نہیں کئے، بلکہ جو کچھ لکھا وہ اس یسوع مسیح کے متعلق تھا، جس کا ذکر اناجیل میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کی حسب ذیل تحریر اس پر شاہد ناطق ہے:۔

"ہم ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعوےٰ کرتا تھا اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا۔ یعنے ان بدکاریوں کا مرتکب خیال کرتا تھا جن کی سزا لعنت ہے ایسے شخص کو ہم بھی رحمت الٰہی سے بے نصیب سمجھتے ہیں، قرآن نے ہمیں اس گستاخ اور بے ادب یسوع کی خبر ہرگز نہیں دی . . . . سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدا تعالےٰ کا عاجز بندہ عیسےٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں ہے۔"

(نور القرآن سرورق صـ۲)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس واضح تحریر کو پڑھ کر کون حق پسند اس بات کو یاد کرے گا ۵

"ایک غلطی کے ازالہ" کے متعلق

ضروری اعلان

حضرت مسیح موعودؑ کے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے متعلق جسے مغربی پاکستان کی حکومت نے ضبط کرنے کا اعلان کیا تھا، انجمن کی طرف سے ایک وفد گورنر صاحب کی خدمت میں ۲۸ رجولائی کو حاضر ہوا۔ دوران گفتگو میں معلوم ہوا کہ ضبطگی ایک فٹ نوٹ کی وجہ سے تھی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کے متعلق تھا جو پہلے براہین میں شائع ہوا تھا۔ "ایک غلطی کا ازالہ" میں اس کشف کا ذکر کرتے ہوئے غالباً سہو کاتب سے "مادر مہربان" کے الفاظ رہ گئے تھے جس سے بالکل غلط تأثر پیدا ہوتا تھا۔ حکومت نے نہایت فراخ دلی سے یہ اجازت دے دی ہے کہ ہم پورے کشف کے اضافہ کے ساتھ جیسے براہین میں ہے اس رسالہ کو شائع کر سکتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب انشاءاللہ انجمن کی طرف سے اسے شائع کر دیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں حبیب الرحمٰن صاحب صادق نے جو کوشش کی ہے اس کا تذکرہ نہ کرنا ناشکر گذاری ہوگی۔

محمد یعقوب خان

۴ کہ آپ نے جو درشت کلمات عیسائیوں کے یسوع مسیح کے متعلق استعمال کئے ہیں وہ فی الحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں ہیں، آپ کے مندرجہ بالا عالی الفاظ کو پھر پڑھو، اور بار بار پڑھو اور دیکھو کہ وہ لوگ جو آپ کی تحریرات میں سے اناجیل کے یسوع مسیح کے متعلق الفاظ نقل کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ کے بزرگ نبی عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے وہ کہاں تک حق بجانب ہیں۔

مری میں سیرت النبیؐ کا جلسہ

۹ راگست کو ساڑھے چار بجے شام احمدیہ مسجد مری میں سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں شمولیت کے لئے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی پرنسپل ادارہ تعلیم القرآن اور کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری مری پہنچ رہے ہیں۔ قرب و جوار کے احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت جلسہ میں

تنظیم خواتین احمدیہ بدّوملہی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

تفصیل چندہ

(۱) مس سعادت خانم صاحبہ ۔۔۔ 5 روپے نقد
(۲) بیگم چوہدری محمد شفیع صاحب ۔۔۔ 5 //
(۳) بیگم چوہدری نصیر احمد ملہی صاحب ۔۔۔ 5 //
(۴) بیگم چوہدری نذیر احمد باجوہ صاحب ۔۔۔ ۱ //
(۵) بیگم چوہدری محمد طیب صاحب ۔۔۔ ۱ //
(۶) بیگم چوہدری حبیب اللہ صاحب ۔۔۔ ۱ //
(۷) بیگم چوہدری سید احمد صاحب ۔۔۔ ۱ //
(۸) بیگم چوہدری غضنفر علی صاحب ۔۔۔ ۱ //
(۹) بیگم چوہدری عبدالحق صاحب ۔۔۔ ۱ //
(۱۰) بیگم ماسٹر بشیر احمد صاحب ۔۔۔ ۱ وعدہ
(۱۱) والدہ ماسٹر نذیر احمد صاحب ۔۔۔ ۱ //
(۱۲) چراغ بی بی صاحبہ ۔۔۔ ۱ //
(۱۳) بشیراں بی بی صاحبہ ۔۔۔ ۱ //
(۱۴) ساجدہ ملہی ۔۔۔ ۱ //
(۱۵) رشیدہ بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۱۶) نذیراں ۔۔۔ ۱ //
(۱۷) اللہ رکھی ۔۔۔ ۱ //
(۱۸) سردار بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۱۹) مہر بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۲۰) مجیدہ ۔۔۔ ۱ //
(۲۱) رشیدہ بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۲۲) کریم بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۲۳) نواب بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۲۴) سکینہ بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۲۵) حسین بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۲۶) حمیدہ بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۲۷) رسول بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۲۸) اللہ رکھی ۔۔۔ ۱ //
(۲۹) زبیدہ ۔۔۔ ۱ //
(۳۰) نور بیگم ۔۔۔ ۱ //
(۳۱) زینب بی بی ۔۔۔ ۱ //
(۳۲) کبریٰ ۔۔۔ ۱ //
(۳۳) بشریٰ ۔۔۔ ۱ //
میزان ۔۔۔ (۴۷)

گولڈن جوبلی فنڈ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا پچاسواں سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے۔ اس قومی اجتماع کی اہمیت آپ سے مخفی نہیں۔ اس اجتماع کی بنیاد خود سیدنا حضرت امام الزمان علیہ السلام نے رکھی تھی اور اس میں شمولیت وابستگان سلسلہ کے لئے ضروری قرار دی ہے۔ امسال جلسہ گولڈن جوبلی کی تقریب سعید منعقد ہو رہی ہے۔ انجمن عالیہ کی پچاس سالہ شاندار تاریخ کے مطابق اس تقریب کو تزک و احتشام سے منایا جائے گا جس میں دنیا بھر کے علاقوں سے نمائندگان شرکت کر رہے ہیں۔ یہ ان شاندار اور بے مثل خدمات دینیہ کا اعتراف خود ہوں گے جو انجمن عالیہ نے اقصائے عالم میں اشاعت اسلام اور قرآن و سنت کی روشنی پھیلانے کے سلسلہ میں انجام دی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تقریب اپنی انفرادی خصوصیات اور اہمیت کی مالک ہے۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس تاریخی اور مبارک تقریب سے مستفید ہونے کی ہر ممکن سعی فرمائیں۔ اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لائیں اور احباب و حضرات کو شمولیت کی ترغیب دلائیں۔

چونکہ یہ تقریب عالمی اور تاریخی پیمانہ پر منائی جائے گی اس لئے اس کے لئے کثیر مصارف کی ضرورت ہے احباب اس سلسلہ میں "گولڈن جوبلی فنڈ" میں بیش از بیش عطیات دے کر اپنی مثالی قربانیوں کا نمونہ پیش فرمائیں۔ اس غرض کے لئے خاص رسیدات برائے جوبلی فنڈ چھپوائی جا رہی ہیں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ مہتمم گولڈن جوبلی
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

لائل پور میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ لائل پور کے زیر اہتمام جامع مسجد پیپلز فلور ملز میں عید میلاد النبیؐ کے موقع پر بعد از نماز مغرب جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ مسجد کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور رنگا رنگ بجلی کے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ تمام احباب نے اور غیراز جماعت احباب نے شمولیت کی۔ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ جماعت شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک قاری شرف الدین صاحب نے کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نعتیہ نذرانہ عقیدت عزیزم سید بدر منیر صاحب نے نہایت خوش الحانی سے پیش کیا۔ اس کے بعد ہمارے معمر بزرگ ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کی تمام زندگی کو اختصار کے ساتھ احباب کے سامنے پیش کیا اور حضورؐ کی زندگی کے بہت سے واقعات بیان کئے۔ آخر میں آپ نے احباب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے نمونہ حاصل کرنے اور آپؐ کے بتلائے ہوئے طریق کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے کی طرف توجہ دلائی۔

آپ کے بعد محترم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے سیرت خیر البشر کے موضوع پر تقریر فرمائی اور کتب سابقہ سے حضورؐ کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضورؐ کی صداقت اور واقعات سے اسلام کی برتری اور حضورؐ کے اخلاق فاضلہ سے آپؐ کا انسان کامل ہونا ثابت کیا۔ تقریر کے اختتام پر احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی اور دعا پر یہ بابرکت محفل برخواست ہوئی۔

محمد صالح نور۔ لائل پور

اخبار احمدیہ

ماہانہ تربیتی اجلاس

مرکزی جماعت احمدیہ لاہور کا ماہانہ تربیتی اجلاس مورخہ ۳۱ رجولائی ۱۹۶۴ء کو بعد از نماز جمعہ جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔ جناب الحاج ممتاز احمد صاحب فاروقی نے تقریر فرمائی۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق حسنہ اور آپؑ کی زندگی میں جماعت کے باہمی تعلقات و روابط کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح وہ باہم محبت و مودّت سے ملتے اور صحابہ کرامؓ کی طرح رحماء بینھم کا نمونہ پیش کرتے تھے۔

امتحان میں کامیابی

چوہدری فضل داد صاحب ایڈمنسٹریٹر چک ۶/۴-L اسلام آباد اوکاڑہ لکھتے ہیں:- میرا لڑکا چوہدری سعادت احمد صاحب ایم کام کرنے کے بعد چارٹرڈ اکاؤنٹنسی کے پانچ سالہ کورس پر یکم جنوری ۱۹۶۱ء کو لندن گئے۔ ان کا پہلا امتحان ڈھائی سال کے بعد ہوا۔ جس میں وہ محض فضل ربی سے کامیاب ہوئے۔ میں انجمن کو اس خوشی میں پانچ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے بھیج رہا ہوں۔

محض مسلمان کہلانے سے نہیں بلکہ حق کی اتباع اور عمل صالحہ سے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۶۴ء فرمودہ مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم .... الی ذالک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لامولی لھم ——— (سورۃ محمد (صلعم) ع)

ان آیات میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے جو دو زمانوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ایک کا تعلق حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے ساتھ ہے باوجود اس کے کہ مادی حالات حضرت نبی کریم صلعم اور مسلمانوں کے لئے بالکل ناسازگار تھے نہ آنحضور صلعم کے پاس کافی جتھہ تھا نہ مال و دولت تھی نہ کافی سامان حرب تھا نہ فن حرب کے ماہر جرنیل تھے نہ قبائل میں سے کوئی مددگار تھا بلکہ برعکس اس کے سارا عرب دشمنی پر تلا ہوا تھا اور اسلام اور مسلمانوں کی بیخکنی پر ادھار کھائے بیٹھا تھا۔ ان ناسازگار حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابیوں کی بشارت دیتا اور ان کے غلبہ کی پیشگوئی فرماتا ہے اور ان کے بالمقابل دوسری پیشگوئی کفار کی شکست اور ان کی ناکامی اور مغلوبیت کے متعلق فرما کر مسلمانوں کے حوصلوں کو بڑھاتا ہے حالانکہ کفار ہر قسم کے مادی اسباب کے مالک تھے جن کی جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے جتھہ بھی تھا مال و دولت بھی تھی سامان حرب بھی تھے فن جنگ کے ماہرین بھی کثیر تعداد میں تھے عرب کے تمام قبائل کی مدد بھی انہیں حاصل تھی۔ غرضیکہ جہاں تک مادی اسباب کا تعلق تھا۔ ان کو اپنی فتح پر کامل یقین تھا اسی لئے وہ بار بار مدینہ پر حملہ آور بھی ہوتے رہتے تھے اور ہر دفعہ پہلے سے زیادہ طاقت کے ساتھ آتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم یعنے وہ لوگ جو خدا کی بھیجی ہوئی صداقتوں اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں صرف انکار ہی پر اکتفا نہیں کر رہے بلکہ اس سے بڑھ کر دوسروں کو بھی اللہ کے راستہ سے ... اسلام میں داخل ہو چکے تھے ان کو اس قدر شدید اذیتوں کا نشانہ بناتے تھے کہ وہ ان کی تاب نہ لا کر اسلام کو چھوڑ دیں اور دوسرا طریقہ انہوں نے یہ اختیار کیا ہوا تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے خلاف غلط پروپیگنڈا کے ذریعہ تمام قبائل کو بدظن کر کے دشمنی کے بیج ان کے دلوں میں بوتے رہتے تھے تا کوئی اسلام میں داخل ہی نہ ہو اور اس بناء پر ان سے حملے بھی کروا تے رہتے تھے اور اس طرح مسلمانوں کو ہمیشہ ہراساں و پریشان رکھتے تھے

جس سے وہ امن کی نیند سو ہی نہ سکتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق مسلمانوں کے مقابل اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کے متعلق کفار کی تمام مساعی رائیگاں گئیں اور بالآخر اسلام سارے عرب میں پھیل گیا اور ان کے بالمقابل مسلمانوں کے متعلق فرمایا والذین امنوا وعملوا الصلحت وامنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم واصلح بالھم اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اس ایمان کے مطابق اعمال بھی شروع کر دیئے اور وہ ایمان لے آئے اس پر جو محمد (صلعم) پر نازل کیا گیا درآں حالیکہ وہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان کے تمام دکھوں اور ان کی تکلیفوں کو دور فرما دے گا اور ان کے دل کی بھی اصلاح کر دے گا یعنی مادی اور روحانی دونوں قسم کی نعمتوں سے انہیں متمتع کرے گا یہ پیشگوئی بھی جس شان سے پوری ہوئی ہے اس کا بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا اس آیت وامنوا بما نزل علی محمد کے الفاظ بظاہر زائد معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ زائد نہیں بلکہ ایک نہایت ہی باریک حقیقت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور وہ حقیقت یہ ہے کہ صرف قرآن کو مان لینا کافی نہیں جب تک کہ ان حقائق پر بھی ایمان نہ لایا جائے جو حضرت نبی کریم صلعم پر احکام قرآنی پر عمل کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے گئے ہیں سو یہ الفاظ اس آیت میں اس زمانہ کے اہل قرآن کو توجہ دلاتے ... گئے ہیں تعجب ہے خدا تو اس کو حق قرار ... ہے اور یہ لوگ اسکو قابل رد قرار دیتے ہیں۔

ان پیشگوئیوں کے علاوہ ان آیات میں مسلمانوں کی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی کی وجہ بھی بتلائی گئی ہے فرمایا ذالک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل وان الذین امنوا اتبعوا الحق من ربھم یعنی کفار کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ وہ باطل کی اتباع کر رہے ہیں اور مومنوں کی کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ حق کی پیروی کر رہے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے انہیں ملا ہے جس کے معنی صاف

ہیں کہ محض مسلمان کہلانا خدا کی نصرت کو جذب کرنے کے لئے کافی نہیں بلکہ خدا کفار کے خلاف مسلمانوں کی مدد اسی وقت کرے گا اور غلبہ ان کو اسی وقت دے گا جب دیکھے گا کہ وہ اس کے بھیجے ہوئے حق کی اتباع کر رہے ہیں اور اگر ان کو حق کا متبع نہیں پائے گا بلکہ وہ بھی دوسروں کی طرح باطل کی ہی اتباع کی طرف مائل ہو جائیں گے تو خدائی نصرت سے محروم ہو جائیں گے اس صورت میں باطل ہی باطل کے مقابل صف آرا ہوگا اور ان دونوں میں سے جو باطل بھی طاقتور ہوگا وہی غالب رہے گا چنانچہ یہ واقع ہے کہ جب مسلمانوں نے حق کی اتباع چھوڑ دی تو عیسائی حکومتیں جو ان کے مقابل مادی اسباب سے لیس تھیں ان پر غالب آ گئیں اور ان کی حکومتوں کو قریباً قریباً ختم کر دیا من ربھم کے الفاظ سے یہ بھی بتلا دیا کہ حق وہی ہوگا جس کو خدا کی تائید حاصل ہوگی نہ وہ جس کو لوگ غلطی سے حق سمجھ رہے ہوں گے ویسے تو ہر مذہب کا پیرو اپنے مذہب کو حق ہی سمجھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے باطل ٹھہرا رہا ہے اسی طرح مسلمان بھی جب قرآن کے بتلائے ہوئے حق سے دور ہو جائیں گے تو خدا نے ان کو صحیح حق کی طرف لانے کے لئے اسلام میں مجددین کی بعثت کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم کی سنت کو زندہ کرنے کا انتظام بھی انہی مجددین کے سپرد کیا ہوا ہے پس جو ان مجددین کا ساتھ دیں گے وہی دشمنوں کے مقابل کامیاب رہیں گے۔

آگے فرمایا کذالک یضرب اللہ للناس امثالھم یعنے اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں کے فائدہ کے لئے مومنوں اور کفار کی حالت بیان کرتا ہے تا لوگ بے سرو سامانی کی حالت میں مومنوں کی طاقتور دشمنوں کے مقابل میں فتح کو دیکھ کر خدا کی ہستی اور اس کی قدرت کاملہ پر بصیرت افروز ایمان لائیں جس نے پہلے سے ہی ان کی فتح اور دشمن کی شکست کی پیشگوئی کر دی ہوئی تھی اسلام کے ابتدائی دور میں چونکہ اسلام کو مٹانے کے لئے کفار نے تلوار کو استعمال کیا اور مسلمانوں کو جنگ میں الجھانے کی کوشش کی اور خدا تعالیٰ نے جنگ میں ہی مسلمانوں کو ان اللہ علی نصرھم لقدیر کہتے ہوئے کامیابی کی بشارت دی تھی اس لئے آگے فرمایا فاذا

لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فدآء پس جب بھی اے مسلمانو! تمہاری مٹ بھیڑ کفار سے ہو تو بہادری سے لڑو ان کی تعداد وغیرہ کی پرواہ مت کرو بلکہ اُن کی گردنیں اڑاؤ، یہاں تک کہ جب ان کو بالکل عاجز کر دو تو پھر ان کو قید کر لو اس کے بعد حوالات کے بالخصوص احادیث میں اس زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں ہیں حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کی ساتھ جس پیشگوئی کا تعلق تھا وہ تو ختم ہوئی اس کے بعد دوسرے زمانہ کا ذکر شروع ہوتا ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اسکو شروع ان الفاظ سے کیا گیا ہے حتی تضع الحرب اوزارھا مجاہد اور سعید بن جبیر اور حسن نے آیت کے اس حصہ کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ مسیح کے زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے لفظ "حتی" کے متعلق ان کا قول ہے کہ یہ غایت کے لئے ہے یعنی اسلام کے خلاف جنگوں کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جبکہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دیگا یعنے اس قسم کی جنگیں بند ہو جائیں گی جس قسم کی جنگیں کفار مکہ نے مسلمانوں کے خلاف شروع کی تھیں اس کے ساتھ ہی یہ بزرگ کہتے ہیں کہ یہ مسیح کا زمانہ ہو گا چنانچہ بخاری میں مسیح کے متعلق یضع الحرب کے الفاظ آتے ہیں اور مسلم میں ہے کہ مسیح کو خدا وحی کرے گا کہ میں نے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں اس لئے میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جا یعنی دعاؤں کی طرف ان کو متوجہ کر چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے اسی ارشاد نبوی پر عمل کیا پس وہ لوگ جو مسیح کے لئے ظاہری جنگوں کا کرنا ضروری قرار دیتے ہیں وہ ان دونوں حدیثوں پر غور کریں۔

اس کے بعد شہداء کے اجروں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالے مومنوں کو مخاطب کرتا ہے یا ایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم والذین کفروا فتعسا لھم واضل اعمالھم یعنے اے مومنو! کفار کی طرف سے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوششیں تو ہر زمانہ میں جاری رہیں گی اگر تم ان کے مقابلہ میں حق کی اتباع کرتے ہوئے اللہ تعالے کے دین کی نصرت پر آمادہ رہو گے تو خدا بھی تمہاری نصرت فرماتا رہے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط رکھے گا اور تمہارے مقابلہ میں کفار کو ہمیشہ شکست ہو گی خواہ وہ جنگ کے ذریعہ مقابلہ کریں اور خواہ وہ دلائل کے میدان میں سامنے آئیں ہر حالت میں وہ زیر ہونگے جیسا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ سے تمام مخالفین اسلام کو ذلت اور رسوائی کے ساتھ دلائل کے میدان میں پسپا ہونا پڑا، عربی زبان میں تعس کے معنی تہمت میں مغلوب ہونا بھی لکھے ہیں۔ اللہ تعالے ان مخالفین کی ہر قسم کی کوششوں کو ناکام بنا دے گا ذالک بانھم کرھوا ما انزل اللہ فاحبط اعمالھم یہ اس لئے کہ انہوں نے ناپسند کیا اسکو جو خدا نے اتارا اس لئے ان کے مذہبی اعمال بھی بے نتیجہ رہیں گے یعنے نہ کوئی روحانی ترقی کر سکیں گے نہ قرب الہی کو حاصل کر سکیں گے یہاں حبط اعمال کا یہی مطلب ہے افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة والوں کا یہی انجام نہیں ہوتا رہا۔ اگر اللہ تعالے نے جنگوں کی نوبت نہیں آنے دی تو کیا مختلف عذابوں سے بھی ان کو ہلاک نہیں کیا بہر حال ہلاکت کا شکار وہ ہمیشہ ہی ہوتے رہے ہیں اور اس زمانہ کے کفار اور بعد میں بھی آنے والے کفار کے متعلق بھی ہم ایسے ہی انجام کی پیشگوئی کرتے ہیں چنانچہ دیکھ لو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی یعنی حضور کی پیشگوئیوں کے مطابق کبھی لوگ ہیضہ کا شکار ہوئے کبھی طاعون کا کبھی دیگر وباؤں کا کبھی طوفانوں اور زلازل کا اور کبھی جنگوں کا، غرضیکہ تباہیوں نے چاروں طرف سے قوموں کو گھیرے رکھا اور اب تک بھی ان سے نجات نہیں ملی وجہ اس کی یہی بتلائی ذالک بان اللہ مولی الذین امنوا و ان الکفرین لا مولی لھم یعنے یہ اس لئے ہوتا ہے کہ خدا مومنوں کا مولی ہے اور کافروں کا کوئی مولے نہیں پس ہم احمدیوں کو خدا نے اس زمانہ میں اپنے دین کی خدمت کیلئے چن لیا ہے اس لئے ہم پر سب سے بڑھ کر یہ فرض ہے کہ دین پر پہلے اور عمل پیرا اور چار دانگ عالم میں اسلام کا جھنڈا لہرانے لگ پڑے اور دشمنانِ اسلام تعس یعنی ہلاکت اور نامرادی کا شکار ہو جائیں اور اللہ تعالے ہم کو اسی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

شمولیت سلسلہ

مسٹر محمد لوٹا ولد محمد ساکن چک 6/4-L نے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے اور آٹھ آنے ماہوار چندہ مقرر کیا ہے ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں

قاضی طارق محمود مبلغ سلسلہ چک 6/4-L اسلام آباد

مولانا شیخ عبد الرحمٰن مصری صاحب

علماءِ ربوہ کی غلط تشریحات کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کی صحیح تشریح

گذشتہ قسط کا خلاصہ

گذشتہ قسط میں دلائل قویہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کا مصداق بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اس کی تمام پیشگوئیاں اَفلَت ثابت ہوئیں اور اس کے متعلق حضور کی تمام پیشگوئیاں سچی ثابت ہوئیں جنہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھیں۔ اور اس طرح حضور خدا کے راستباز بندے ثابت ہو گئے۔

اس سلسلہ کے چھ الہاموں کی تشریح تو گذشتہ قسط میں پیش کی جا چکی ہے۔ اب باقی الہاموں کی ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

ساتویں الہام کی تشریح

اس سلسلہ میں ساتواں الہام یہ ہے:- "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"۔ اس الہام کو درج کر کے حضور فرماتے ہیں:-

"یہ تیسری مرتبہ الہام ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب"

علماء ربوہ کا استدلال

خادم صاحب گجراتی اس الہام کے متعلق لکھتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت یعنی حضور کی بیوی اور بچوں کے ساتھ بھی اس فتنہ کا تعلق ہو گا لیکن خدا تعالےٰ ان کو ان حملوں سے محفوظ رکھے گا۔"

(احمدیہ پاکٹ بک صـ ۶۲۹)

استدلال اس سے یہ کیا گیا ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات پر جماعت جو دو گروہوں میں بٹ گئی ان میں سے وہی گروہ حق پر قرار پاتا ہے جس کا ساتھ حضور کے اہل بیت نے دیا الہام کے الفاظ میں نہ حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کا ذکر ہے نہ جماعت کے دو گروہوں میں بٹ جانے کا ذکر ہے اور نہ ہی اس بات کا ذکر ہے کہ جس فریق کے ساتھ اہل بیت ہوں گے وہ حق پر ہو گا الفاظ الہام کو جن معنوں کا لباس پہنایا گیا ہے وہ علماء ربوہ کے فرضی اور باطل خیالات کی غمازی تو کر رہا ہے حقیقت پر قطعاً روشنی نہیں ڈالتا۔

الہام کی اصل حقیقت پر روشنی ڈالنے والے تین امر

الہام کی اصل حقیقت پر روشنی ڈالنے والے تین امر ہیں ایک تو اس بارے میں قرآن کریم کا محاورہ اور دوسرے حضرت اقدسؑ کی اس الہام کے متعلق وہ تشریح جو تفہیم الٰہی کی بنا پر کی گئی ہے تیسرے اس الہام کے مفہوم کی وہ تعیین جو واقعات نے کی ہے اور واقعات کی تعیین ہی فیصلہ کن تعیین ہو سکتی ہے۔

الہام کے لفظی معنی اور قرآنی محاورہ اور حضرت نبی کریم صلعم کے اہل بیت کے متعلق قانون الٰہی کی روشنی میں اس الہام کے معنی

اے اہل بیت خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ تم سے رجس یعنی پلیدی کو دور کرے اور تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔ الہام کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ ان میں صرف خدا کے ارادہ اور منشاء کا اظہار کیا گیا ہے نہ کہ اس امر کا کہ فی الحقیقت اہل بیت کے ہر فرد سے پلیدی کو دور کر کے اسکو پاک کر بھی دیا گیا ہے یا یہ کہ اہل بیت کے ہر فرد کو حتمی طور پر پلیدی سے محفوظ رکھ کے پاک کیا جائے گا خواہ وہ پاکیزگی کے خلاف افعال کا ارتکاب ہی کیوں نہ کرے۔ میرے خیال میں علماء ربوہ میں سے کوئی عالم بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ بندوں کے متعلق خدا کے ارادے بندوں کے کردار کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں خدا کا ارادہ اور اس کی مشیت تو یہی ہے کہ ساری دنیا ہدایت یافتہ ہو کوئی فرد بھی ضلالت کا شکار نہ ہو لیکن خدا کی یہ مشیت اور اس کا یہ ارادہ عملی شکل اختیار نہیں کرتا کیوں؟ اس لئے کہ بعض لوگ ہدایت کا راستہ اختیار نہیں کرتے بلکہ ضلالت کا راستہ اختیار کر کے خدا کے ارادہ کی تکمیل میں روک بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ سورۃ ہود ع۱۰ میں فرماتا ہے ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذٰلک خلقھم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔

اس آیت میں صاف بتلایا ہے کہ خدا کی مشیت تو یہی ہے کہ لوگ ایک ہی امت بن جائیں یعنی ہدایت یافتہ اور یہ مشیت الٰہی اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ انسان کے ارادہ اور مرضی کو خدا کے ارادہ اور اس کی مشیت کے ماتحت زبردستی کر دیا جائے لیکن ایسا خدا کیا نہیں کرتا اس نے ہدایت اور ضلالت کا راستہ واضح کر کے انسان کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو راہ چاہے اختیار کر لے اور ان دونوں راہوں میں سے جس راہ کو بھی وہ اختیار کرے گا اسی کے مطابق اسکو نتائج بھگتنے پڑیں گے ہدایت کو اختیار کرنے والے جنت میں داخل کئے جائیں گے اور ضلالت کے اختیار کرنے والے جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

سورۃ النساء ع۵ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

واللہ یرید ان یتوب علیکم یعنی خدا کا ارادہ تو یہی ہے کہ تم پر رجوع برحمت کرے علماء ربوہ بتائیں کہ کیا رحمت کے ساتھ رجوع کرنے کا الٰہی ارادہ تمام انسانوں کے حق میں پورا ہو جاتا ہے حالانکہ ساتھ ہی رحمتی وسعت کل شیء بھی فرمایا ہے مگر پھر بھی بعض اشخاص رحمت کی بجائے خدا کے عذاب کا نشانہ بنتے ہیں۔ پھر اور سنئے البقرہ ع۲۳ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر یعنی خدا تمہارے لئے یسر کا ارادہ رکھتا ہے اور عسر کا ارادہ نہیں رکھتا اب غور فرمائیں کہ کیا سب انسان یسر کی نعمت سے ہی متمتع ہو رہے ہیں عسر میں کوئی مبتلا نہیں اگر ارادہ ہی کافی ہوتا تو سب یسر کے مزے اڑا رہے ہوتے عسر کی تکلیف کوئی بھی نہ اٹھا رہا ہوتا لیکن حقیقت یہی ہے کہ جو لوگ ان طریقوں کو اختیار کرتے ہیں جو یسر کے حصول کے لئے خدا نے مقرر کئے ہوئے ہیں انہی کے حق میں خدا کا ارادہ یسر پورا ہوتا ہے اور جو عسر والے طریق اختیار کرتے ہیں اُن کے حق میں یسر والا نہیں بلکہ عسر والا ارادہ پورا ہوتا ہے حالانکہ وہ عسر میں کسی کو مبتلا کرنا چاہتا نہیں بلکہ عسر میں مبتلا کرنا اسکے ارادہ کے بالکل خلاف ہے لیکن واقعہ یہی ہے بعض لوگ عسر میں مبتلا سب کو نظر آ رہے ہیں۔

پھر سورۃ مائدہ ع۲ میں فرمایا ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون

اب بتلائیں کہ کیا خدا کے ارادہ کی وجہ سے تمام لوگ پاک ہو جاتے ہیں اور خدا کی نعمت کے وارث بن جاتے ہیں یا صرف پاکیزگی حاصل کرنے والے راستوں کو اختیار کرنے والے ہی پاک ہوتے ہیں۔ اس مضمون کی آیات تو قرآن شریف میں بے شمار ہیں لیکن حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والوں کے لئے اتنی ہی کافی ہیں یہ تو قرآن شریف کا عام محاورہ پیش کیا گیا ہے اب خود حضرت نبی کریم صلعم کے اہل بیت کے متعلق بھی قرآن کریم میں جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اس پر بھی غور کی نگاہ

ڈال لیں خدا کرے کہ وہی آپ کو روشنی عطا کر دے۔

سورۃ احزاب میں رسول کریم صلعم کے گھرانہ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت رجس کو تم سے لیجائے اور تم کو پاک کرے پوری طرح پاک کرنا اب ایک طرف خدا کے اس ارادہ کو بھی مدنظر رکھیں اور ساتھ ہی مندرجہ ذیل تنبیہوں کو بھی مدنظر رکھیں جن کے ساتھ انکو خطاب کیا گیا ہے۔

پہلی تنبیہہ

پہلی تنبیہہ ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما

اب اس آیت پر غور کر کے بتلائیں کہ کیا مطلق ارادہ الٰہی کو کافی قرار دیا گیا ہے یا ان سے رجس کو دور کرنے اور ان کے دلوں میں پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے ان سے عظیم الشان قربانی کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ دنیاوی مال ومتاع ان کے گھروں میں کثرت سے آ رہا ہے اور وہ بھی اس میں سے کچھ لینے کی خواہش کرتی ہیں تو ان سے مطالبہ ہوتا ہے کہ اس خیال کو دل سے نکال دو ورنہ رسول کے گھر سے نکل جاؤ بتلایئے کہ کیا یہ چھوٹی سی قربانی ہے جس کا ان سے مطالبہ کیا گیا ہے اب بتلائیں اگر وہ دنیا کی طالب بن جاتیں تو کیا ان کو پاک کرنے کا ارادہ بدل جاتا یا کیا اس صورت میں بھی وہ ارادہ قائم رہ سکتا تھا یقینی بات ہے کہ جب وہ مال لینے پر راضی ہو جاتیں اور خدا کے رسول کو ناراض کر کے ان کے گھر سے نکل جاتیں تو پاک ہونا تو کجا خدا کی رحمتوں کے تمام دروازے ہمیشہ کے لئے ان پر بند ہو جاتے پس ثابت ہوا کہ ارادہ الٰہی کا اظہار پاک کرنے کے لئے کافی نہیں اس کے ساتھ کچھ شرائط بھی ہیں جنہیں پورا کرنا انسان کا فرض ہے بغیر ان کو پورا کئے ارادہ الٰہی عملی جامہ نہیں پہنا کرتا۔

دوسری تنبیہہ

یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین وکان ذالک علی اللہ یسیرا۔ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو فاحشۃ مبینۃ کا ارتکاب کرے اس کو ہم دوگنا عذاب دیں گے اور ایسا عذاب دینا خدا پر آسان ہے بتایئے اگر رسول اکرم صلعم کی بیویوں کے لئے یہ وعید ہے کہ اگر وہ فاحشۃ مبینۃ کا ارتکاب کریں گی تو خدائی عذاب کا نشانہ بن جائیں گی تو حضرت مسیح موعودؑ جو خادم رسول ہیں اس کے بیوی بچے کیونکر فاحشۃ مبینۃ سے مجتنب رہیں گے اور اس کا علم واقعات سے ہی ہو سکتا ہے سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے اہل بیت کے متعلق تو واقعات سے ثابت ہے کہ ان میں سے کوئی بھی فاحشۃ مبینۃ کا مرتکب نہیں ہوا پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ مجرد ارادہ کا اظہار کافی نہیں، بلکہ انسان کے لئے ان تمام شرائط کو پورا کرنا لازمی ہے جو اس ارادہ کو عمل میں لانے کے لئے شریعت میں مقرر ہیں۔ ان دو کے بعد انہیں اللہ اور رسول کی کامل اطاعت میں زندگی گذارنے اور اعمال صالحہ کا تعہد کرنے کا حکم ہوتا ہے زیادہ وقت گھروں میں گذارنے کا حکم ہوتا ہے جاہلیت کے طریق پر اپنی زینت کو ظاہر کرنے سے روکا گیا ہے نماز کے پابند ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ آیات اللہ کو گھروں میں پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے ان سب حکموں کو بجا لانے کی صورت میں کہا گیا ہے کہ خدا ان کی پابندی کے نتیجہ میں تمہارے رجس کو پاک کرے گا اور تمہیں پاکیزگی سے ہمکنار کرے گا۔

یہ نہیں کہ خدا کے ارادہ کو سن کر کھلی چھٹی منا ؤ جو چاہو کرو خدا نے تو کہہ ہی دیا ہے کہ وہ تمہیں پاک کرے گا جو شخص ناپاک رہنے کے کام کرے گا اس کا دل ضرور ناپاک ہی رہے گا۔ خدا کا یہ قانون اٹل ہے وہ بدل نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے ارادے انسان کے عمل کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں وہ حتمی نہیں ہوا کرتے

حضرت اقدس کی اپنی تشریحات

قرآن کریم کے محاورات اور اہل بیت نبویؐ کے متعلق خدائی فیصلوں کو بیان کرنے کے بعد اب میں اسی الہام کے متعلق خود حضرت اقدس کی وہ تشریحات پیش کرنا چاہتا ہوں جو حضور نے تفہیم الٰہی کی بناء پر کی ہیں جیسا کہ حضور نے لکھا ہے کہ یہ الہام تیسری مرتبہ ہوا ہے اور اس پر حضور نے ایک قسم کی گھبراہٹ کا اظہار بھی کیا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی دو مرتبہ جو یہ الہام حضور کو ہوا تو حضور نے ان کی کیا تشریح فرمائی ہے

۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو الہام ہوتا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فرماتے ہیں:۔

تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل خانہ خدا
تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے تا معلوم ہو
کہ اس کے ارادوں پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں
اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک
کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا اور
پھر انہی کی طرف اشارہ کر کے الہام
ہوا ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان تو دل
تو لیبہ کاہ مت بناؤ یہی خدا تیرا
متکفل اور رازق ہے جس نے تجھے
پیدا کیا پھر الہام ہوا یا ایھا الناس
اعبدوا ربکم الذی خلقکم
ترجمہ یہ ہے اے اہل بیت خدا سے
ڈرو اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام
نہ کرو اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو وہی
خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پھر
میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا
اے میرے اہل بیت "خدا تمہیں شر سے
محفوظ رکھے" اور پھر مجھے مخاطب کر کے
الہام ہوا "انت منی وانا منک انت
الذی طار الی روحہ" یعنی تو مجھ
سے ظاہر ہوا اور میں اس زمانہ میں تجھ سے
ظاہر ہونے والا ہوں تو وہ ہے جس کی
روح نے میری طرف پرواز کی۔

یہ پہلا الہام ہیں جو ایک ہی وقت میں حضور پر نازل ہوئے ہیں جو کھلے طور پر اہل بیت کے بعض افراد کے متعلق انذاری پہلو کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

خدائی ارادہ سے مراد

دیکھ لیجئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو جو اپنے ارادہ کا مفہوم سمجھایا ہے وہ وہ نہیں جو علماء ربوہ لوگوں کے ذہنوں میں داخل کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ یہ ہے کہ کیا یہ لوگ خدا کے متعدد واضح نشان دیکھ کر بھی اپنے نفوس کے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہیں یا نہیں کہ اپنی نفسانی خواہشات کو مار کر اور اپنے مستقل جذبات اور ارادوں کو خیرباد کہہ کر انہیں خدائی ارادوں کے ماتحت کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں یا نہیں یعنے خدا کا جو ارادہ ان کو پاک کرنے کا ہے اس الٰہی ارادہ کے مطابق یہ اپنے اندر بھی پاک ہونے کی تڑپ پیدا کرتے ہیں یا نہیں جو خدا نے انسانی نفس کو پاک کرنے کے لئے مقرر کی ہوئی ہیں اگر یہ لوگ اپنے ارادوں کو خدائی ارادہ کے ماتحت کر دیں گے تو پاک ہو جائیں گے ورنہ خدائی ہدایات اور شرائط سے روگردانی کرنے والوں کی طرح یہ بھی ناپاکی کی دلدل ہی میں پھنسے رہیں گے۔ خدائی شرائط کو پس پشت پھینکنے کے نتیجہ میں پاکیزگی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا کی بتائی ہوئی ہدایت کو چھوڑنے کے بعد ضلالت ہی ضلالت ہے جو لامحالہ گند اور پلیدی کو ہی پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

دوسرے الہام کا مفہوم

دوسرے الہام "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان

"قبول کر" کا مفہوم پہلے الہام کی الہامی تفہیم کی روشنی میں واضح ہوجاتا ہے یعنے یہ کہ اپنے ارادوں کو الہی ارادے کے ماتحت کرنا بڑا بھاری کام ہے لیکن خدا چونکہ تمہارا امتحان اس طریق سے لینا چاہتا ہے اس لئے اس امتحان کو بعض نمبر دور نہ خائب اور خاسر ہو گے قاعدہ یہی ہے کہ جس کام کو کرنے کا خدا حکم دیتا ہے اس میں یہ مضمر ہوتا ہے کہ بعض اس حکم کو بجالائیں گے اور بعض نہیں بجالائیں گے اس سے ثابت ہوا کہ اہلِ بیت کے بعض افراد ایسے ہوں گے کہ اپنے ارادوں کو خدائی ارادہ کے ماتحت نہیں کریں گے اور اس امتحان میں فیل ہو جائیں گے۔

تیسرا الہام

تیسرے الہام میں بھی اسی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنے ربّ کی ہی اطاعت اور فرمانبرداری میں زندگی گذارو اسی کو کفیل سمجھو مندرجہ بالا قاعدہ کی رُو سے یہ الہام بھی اسی امر کی نشاندہی کر رہا ہے کہ اہلِ بیت کے بعض افراد خدا کی اطاعت اور اس کے احکام کو بجالانے اور اس کو کفیل سمجھنے سے روگردان رہیں گے۔

چوتھا الہام

اس الہام میں بھی انہی الفاظ کو دوہرایا گیا ہے لیکن اس کے مفہوم میں خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرنے پر زور دیا گیا ہے اور تاکید کی گئی ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرنا اور نہ ہی کوئی ایسی بات منہ سے نکالنا جو اس کی مرضی کے خلاف ہو یہ الہام بھی یہی بتلاتا ہے کہ بعض افراد اہل بیت کے خدا کے خوف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایسے افعال کے مرتکب ہوں گے اور ایسی باتیں منہ پر لائیں گے جو صریح طور پر خدا کی مرضی کے خلاف ہوں گی جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے مقام کے متعلق غلو سے کام لیتے ہوئے حضور کو زمرہ انبیاء میں داخل کر کے ساری کی ساری امتِ مسلمہ کو کافر قرار دے دیا اور یہ فعل اور یہ قول ان کا صریح حضرت اقدس کی تعلیم کے خلاف ہونے کی وجہ سے خدا کی منشاء اور اس کی مرضی کے خلاف ہے اسی طرح خدا کے مسیح کے پیارے اور قابلِ اعتماد اصحاب کے متعلق جو گستاخانہ اور دل آزار کلمات ساری عمر استعمال کئے وہ بھی اسی مد میں آتے ہیں۔

پانچواں الہام

پانچویں الہام میں دعائیہ فقرہ ہے کہ اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے مندرجہ بالا قاعدہ کے ماتحت اس الہام کا بھی یہی مطلب ہے کہ اہلِ بیت میں سے بعض سے شر کا ارتکاب سرزد ضرور ہوگا۔ یہ الہام دوسرے الہام شرّ الذین انعمت علیھم کے اس معنی کی تعیین کر دیتا ہے جو میں نے اسکے کئے ہیں۔

پانچوں الہاموں کا ماحصل

ان پانچوں الہاموں اور ان کے بیان کردہ مفہوموں

پر جو شخص بھی تحمّل بالطبع ہو کر غور کرے گا وہ لامحالہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ حضور کے اہلِ بیت کے بعض افراد سے ایسے افعال ضرور سرزد ہوں گے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں پاکیزگی کی طرف نہیں بلکہ گند کی طرف لے جانے والے ہوں گے کیونکہ خدا کا یہ قانون اٹل ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف چلنے والا اور اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں سے ہم آہنگ نہ کرنے والا ضرور گند میں ہی مبتلا رہتا ہے اور اس گند کے نتیجہ میں خواہ جلد خواہ بدیر خدائی سزا کے نیچے ضرور آتا ہے جس کا مشاہدہ ہر آنکھیں رکھنے والا شخص کر رہا ہے۔

چھٹا الہام

چونکہ اہل بیت کے بعض افراد کے قابلِ اعتراض افعال حضرت مسیح موعودؑ پر بھی حرف لانے کا موجب ہو سکتے تھے اور ان کی زد کا حضور کے بلند مقام پر پڑنے کا بھی اندیشہ تھا اس لئے چھٹے الہام میں حضور کی پوزیشن کو صاف کیا گیا ہے اور اس پر پڑنے والے غبار کو دُور کر دیا گیا ہے فرمایا انت منی وانا منک یعنی تیرا مجھ سے گہرا تعلق ہے اور تیری شان اور عظمت کا ظہور مجھ سے ہو رہا ہے اور پھر اس زمانہ میں تیرے ذریعہ سے ہی میری ہستی کا یقینی ثبوت دنیا کو مل رہا ہے اور اس پر دلوں میں کامل یقین پیدا ہو رہا ہے کیونکہ تو ایسا ہے کہ انت الذی طار الیّ روحہ یعنی تیری حالت تو یہ ہے کہ تیری روح میری طرف پرواز کر رہی ہے اس لئے تیرے اہل بیت کے بعض افراد کے افعال اور اقوال کو دیکھ کر لوگ تیرے متعلق دھوکہ نہ کھائیں اور نہ تیرے مقام کے متعلق شک میں پڑیں۔ بس یہ ہے حقیقت الہام انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً کی نہ کہ وہ جو ملاء ربوہ بیان کرتے ہیں۔

آٹھواں الہام

اسی لئے اس کے بعد آٹھویں الہام میں فرمایا۔ "اُتعجبنی موتکم" یعنے اے اہل بیت تمہاری روحانی موت مجھے تعجب میں ڈالنے والی ہے۔ تم نے خدا کے اس قدر نشانات دیکھے ہیں جن کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ تمہارے اندر روحانی زندگی پیدا ہوتی اور تم خدا کے سب سے زیادہ فرمانبردار ہوتے لیکن تم نے ان نشانوں سے ذرّہ بھر بھی فائدہ نہیں اُٹھایا بلکہ اُلٹا خدا کی نافرمانیوں پر کمر باندھ لی جس کا نتیجہ تمہاری روحانی موت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے اور حضور نے جو اس الہام کی تشریح تفہیم الہی کی بناء پر کی ہے اس کی رُو سے اس الہام "ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائیں گے اور بعض چھوڑ دیئے جائیں گے" کے یہ بھی معنی ہیں کہ خود اہل بیت کے ہی بعض افراد جو امتحان میں فیل ہونگے پکڑے جائیں گے اور جو خدا کی مرضی کے خلاف چلنے سے بچے رہیں گے چھوڑ دیئے جائیں گے۔

نواں اور دسواں الہام

نویں اور دسویں الہام میں بتلایا کہ اے اہل بیت اگر پہلے نشانوں سے فائدہ نہیں اُٹھایا تو بعد میں آنے والے نشانوں سے ہی فائدہ اُٹھا کر اپنی غیر مرضیہ حرکات سے باز آجانا مگر افسوس وہ بھی تمہیں خدا کی مرضی کے خلاف افعال و اقوال سے باز رکھنے میں کامیاب نہیں ہوں گے اس کے بعد دو عالمگیر جنگیں جو طاعون کی طرح لوگوں کی تباہی کا موجب ہوں گی اور کابل میں خطرناک تباہی دلوں کے متعلق جو پیشگوئیاں کی گئی ہیں اور جو میری زندگی کے بعد پوری ہوں گی، کاش وہی تمہارے دلوں میں ایمان پیدا کر کے تمہیں تمہاری نازیبا حرکات سے باز رکھنے کا ذریعہ بن سکیں۔ باقی رہی واقعات کی شہادت سو وہ تو واضح ہی ہے اس پر مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یاد رہے کہ طاعون کا لفظ اپنے لغوی معنی کی رُو سے جنگ پر بھی بولا جا سکتا ہے۔

"الفضل" نے بعض الہامات کی میری تشریح پر جو خامہ فرسائی کی ہے اس کا جواب انشاء اللہ الگ دیا جائیگا اب یہ لوگ اس قدر گھبرا گئے ہیں کہ مشہور ضرب المثل "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کا مصداق اپنے آپکو بناتے جا رہے ہیں لیکن یہاں تو تنکا بھی نہیں یونہی ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔

کارگذاری جماعت بھدرواہ
(مقبوضہ کشمیر)

خدا کے فضل سے جماعت کے افراد منظم اور مستحکم ہو رہے ہیں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام باقاعدہ جاری ہے۔ پیغام صلح۔ روح اسلام اور دیگر ٹریکٹ کے سلسلہ کے علاوہ انفرادی اور جماعتی تبلیغ کے مواقع مل رہے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے مخالفت ختم ہو چکی ہے۔ اور ہر پڑھا لکھا نوجوان احمدیت کے عقائد حقہ کی طرف آ رہا ہے۔

کتب حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ کا لٹریچر باقاعدہ لوگوں کے مطالعہ میں لایا جا رہا ہے۔ جس کا عمدہ اثر پیدا ہو رہا۔ الحمد للہ

نماز جمعہ میں خصوصاً اور مغرب و عشاء میں عموماً نماز باجماعت ہوتی ہے۔ جمعہ کی نمازوں میں خصوصاً ۹۰٪ فیصدی حاضری ہوتی ہے اور جمعہ کے دن اور دیگر اجتماعات میں تنظیمی استحکام اور ترقی کے مسائل پر غور ہوتا ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے جماعت بھدرواہ روز افزوں ترقی کی طرف جا رہی ہے۔ بحمد اللہ

فقط والسلام
عبدالکریم۔ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کشمیر سٹیٹ

عزالدین احمد صاحب (راولپنڈی)

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور اس کو اپنی خلافت کی خلعت سے سرفراز فرمایا اس خلافت سے مقصود صفات الٰہیہ کا ظہور تھا۔ اور غرض یہ تھی کہ بنی آدم ان اخلاق فاضلہ کو ترقی دیں جو دنیا میں قیام امن اور سلامتی کو مستحکم کریں۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ نے ایسے پاکیزہ نفوس کو مبعوث کیا جو دنیا سے شر۔ فساد کو دور کریں اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دیں جب یہ سلسلہ پایہ تکمیل کو پہنچا اور رسالت کا سلسلہ ختم ہوا تو اس سلسلہ کے خاتم کو فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم یقیناً تو عظیم الشان اخلاق پر قائم ہے۔ اور یہ خطاب اس وقت عطا ہوا جب ابھی دنیا نے آپ کے اخلاق کی جھلک پوری طرح نہ دیکھی تھی۔ یہ آیت ابتدائی مکی زمانہ کی ہے اور مفسرین نے اس سورت کو جس میں یہ آیت آتی ہے سورۃ اقراء کے بعد نازل ہونے والی قرار دیا ہے۔ ذرا اس وقت کے مصائب اور مشکلات کا اندازہ لگائیے اور پھر اس دعوے الٰہی پر غور کیجئے۔ ایک قوم اور ملک فسق و فجور میں مبتلا ہے۔ جنگ و جدل کا بازار گرم ہے۔ قبیلے قبیلے میں عداوت اور دشمنی پشت سے پشت میں منتقل ہوتی چلی جاتی ہے۔ صحرائے عرب میں خون آشام تلواریں لہراتی نظر آتی ہیں۔ مگر غار حرا کی تنہائیوں اور تاریکیوں میں مضطرب ہونے والے دل سے یہی صدا نکلتی ہے کہ اے مولا تو اس قوم کو ہدایت دے۔ حضرت امام الزمان نے اس وقت کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

اندراں وقتیکہ دنیا پُر ز شرک و کفر بود
ہیچکس را دل نہ شد جز دل آں شہریار
ہیچکس از خبث شرک و دوں بت آگہ نہ شد
ایں تجرد شد جان احمدؐ را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کزاں زاری چہ با شد تیر
کاں شفیعے کرد از بہر جہاں در کنج غار
من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاں دراں غارے در آورد آں حزیں دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار
نعرہ ہا پُر درد می زد از پئے خلق خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار

اپنی قوم کی اصلاح کی تڑپ آپ کے خلق کی مظہر ہے جس کی شہادت قرآن کریم میں خدا کے اس قول سے ہوتی ہے "کیا تو اپنی جان کو ان کے پیچھے غم سے ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں" (الکہف)

یہ آیت بھی ابتدائی مکی زمانہ کی ہے اور اس میں اشارہ غار حرا میں قیام لیل اور ان پر درد دعاؤں کی طرف ہے جو آپ نے اصلاح خلق کے لئے کیں۔

اپنے اندر پاک تبدیلی کر لینا بے شک خوبی کی بات ہے اور لائق تحسین ہے مگر دوسروں کو بھی اخلاق فاضلہ سے مزین کرنا سب سے بڑی خدمت اور کارنامہ ہے۔ انبیاء کرام کے مقدس وجود تزکیہ نفوس کے لئے مامور کئے جاتے رہے اور پھر ہمارے ہادی و آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان پاک باز لوگوں کو تبلیغ کے لئے محدود علاقے اور مخصوص اقوام دی گئیں مگر باوجودیکہ ان رہبروں کو لمبی عمریں بھی دی گئیں مگر جو کامیابی حضور سرور کائنات کو ہوئی اس کی نظیر پہلے ہادیان برحق کی سیرت میں نہیں ملتی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتمام نعمت و اکمال برکت ہوا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ یعنی میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجے کے اخلاق کو کمال کو پہنچاؤں۔

اسوۂ حسنہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ایک قول مسلم اور ابو داؤد کی احادیث میں آتا ہے کہ ہشام رضی اللہ ام المومنین رضؓ کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کیا کہ آج جب ہمارا محبوب قائد ہم میں موجود نہیں تو ہمیں ان کے اخلاق کی بابت بتائیں کہ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے۔ تو حضرت ام المومنین رضؓ نے فرمایا کہ تم قرآن نہیں پڑھتے عرض کیا کہ وہ تو ہم پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق کا مرقع تو قرآن ہی ہے۔ سبحان اللہ اس امت کو کیسا معلم کتاب ملا۔ جس نے اپنی زندگی، اپنا جینا۔ اپنا مرنا۔ اپنا اٹھنا، اپنا بیٹھنا۔ اپنی عبادت۔ اپنا روزمرہ کا کاروبار اس کتاب کی گویا تفسیر بنا دی اگر خدا کی کتاب نے یتامیٰ۔ بیوگان اور بے آسرا لوگوں کی مدد اور دستگیری کا حکم دیا ہے تو آپ اس طبقہ کے ملجاء و ماویٰ بن کر دکھاتے ہیں اگر خدا نے غلاموں اور زیر دستوں سے لطف و رفق کا سبق دیا ہے تو غلاموں سے حسن سلوک۔ مروت اور محبت کرتے ہیں آپ نے کمال کر دیا۔ غلام اپنے ماں باپ کی نسبت آپ کے پاس رہنے پر بضد ہیں۔ عورتوں کو ان کے حقوق اور سوسائٹی میں عزت حیثیت دلانے میں آپ نے احکام الٰہی کو جس طرح رواج دیا۔ اس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ اس صنف کو "نصف بہتر" اور "صنف نازک" کہنے والے تو بے شمار ہیں۔ مگر ان سے حسن سلوک اور ان کے احترام کی تلقین کرنے والا ایک ہی محسن اعظم ہے جنہوں نے قوم کو آخری خطاب کرتے وقت بھی اپنے متبعین کو اس کمزور رفیقہ کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین کی۔

سلامتی اور امن کا شہزادہ

کسی رہنما کو اگر کوئی بلند مقام مل جاتا ہے تو وہ اکثر اپنے قدیمی رفقاء سے منہ پھیر لیتا ہے اور ان کے معاملہ میں وہ بیگانگی سے مروت اور محبت اس کے دل سے نکل جاتی ہے مگر آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے رفقاء سے ہمیشہ محبت رکھی اس کی شہادت ہمیں قرآن پاک کی اس آیت سے ملتی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"اللہ کی رحمت سے تو ان کے لئے نرم ہے
اور اگر تو سخت دل ہوتا تو تیرے پاس سے ادھر
ادھر سے بکھر جاتے"

اپنے صحابہؓ سے رفق و ملاطفت اس حد تک ہے کہ احد کی جنگ میں جب چند اصحابؓ کی لغزش سے جیت ہار میں بدل جاتی ہے اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے تو اپنے غلط کار ساتھیوں کو سخت سزا نہیں دی صرف یہی فرمایا "اور ہو تم تو" بہت دور نکل گئے تھے۔ انتہا کی رحمت اور نرمی کا مظہر یہ رہنما ہے۔ ان لوگوں کو سرزنش بھی نہیں کرتا۔ ان کا کورٹ مارشل نہیں کرتا جو میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے صرف محبت سے یہ کہا کہ تم لوگ دور دور چلے گئے تھے۔ یہ حسن سلوک اپنے ساتھیوں تک محدود نہیں جب مکہ فتح ہوا اور آپ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ایک فاتح کی حیثیت سے اس شہر میں داخل ہوئے تو وہ لوگ جنہوں نے آپؐ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ہر قسم کی اذیت دی۔ دکھ پہنچایا اور ستایا مجرموں کی حیثیت سے آپ کے سامنے پیش ہوتے۔ اس وقت آپ ایک وسیع اور عریض اسلامی سلطنت کے سربراہ ہیں۔ اور آج فاتح ہو کر اس شہر میں داخل ہوئے ہیں۔ تہذیب کا دعویٰ کرنے والی قوم ہوتی تو مفتوحین کی عزت، حرمت، آزادی پر ایسے ضرب لگا دیتی۔ گرانقدر رقم تاوان جنگ مقرر کرتی اور اپنی حسب منشاء شرائط منواتی۔ زیادہ دور نہ جائیے جب پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی تو امریکہ کے صدر مسٹر ولسن نے یورپ میں کئی ماہ اسی بات کے لئے صرف کر دیئے کہ فاتحین اور مفتوحین کے مابین کچھ قابل قبول شرائط پر صلح ہو سکے تاکہ دنیا جنگ کی ہولناکیوں سے کسی حد تک بچ سکے مگر وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے انہوں نے بیان کیا کہ فاتحین کی شرائط اتنی کڑی تھیں کہ حصول امن کی کوئی سبیل کارگر ہوتی نظر نہ آتی تھی۔ چنانچہ مفتوحین پر اس قدر ظلم و ستم کیا گیا کہ وہ مدت مدید کے لئے اٹھنے کے قابل نہ رہے مگر بنی نوع انسان کا محسن ایسے موقعہ پر

ہوں سے پوچھتا ہے "تم اپنی نسبت کیا کہتے ہو اور کیا خیال کرتے ہو" یعنی تم سے بدلہ لوں یا کیا کروں۔ سہیل بن عمرو جو ان مجرموں کا لیڈر تھا کہہ اٹھتا ہے کہ ہم تو یہ خیال کرتے ہیں کہ تو کریم بھائی اور کریم بھائی کا بیٹا ہے اور اب ہم پر غالب ہے" اللہ اکبر۔ مخالف بھی آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی گواہی دیتے ہیں آپ کے جود و کرم کی بھی کوئی حد نہیں۔ ان جور و جفا پیشہ ظالموں کا تعاقب کرنے والے سراقہ بن جعشم نے آپ کے پکڑنے والوں کے لئے سو اونٹ کا انعام مشتہر کیا۔ سب سے پہلے سراقہ بن جعشم نے انعام کے لالچ میں آپ کا تعاقب کیا۔ اور ایک برق رفتار گھوڑی پر مسلح ہو کر نکلا اور انہیں پکڑنے کی بجائے خود ہی گرفتار ہو گیا اور سو اونٹوں کی بجائے دنیا اور آخرت کی نعماء اور کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی خوشی میں سرشار لوٹ کر آیا۔ اور صاحب غار اور اس کا ساتھی اپنی منزل کی طرف بڑھتے گئے۔ انعام کا اشتہار بریدہ بن الحصیب اسلمی کو بھی پہنچ چکا تھا وہ بھی ۔۔۔۔۔ کچھ عرصہ کے بعد اس جماعت قافلہ کی ٹوہ میں ادھر آ نکلا۔ تو وارد کا نام سن کر آنحضرت صلعم نے بطور تفاول فرمایا بَرَدَ اَمرُنَا یعنی ہمارا معاملہ درست ہو گیا اور اسلمی سے تفاول لے کر آپ نے فرمایا ہم نے سلامتی حاصل کی۔ آپ کے یہ برجستہ الفاظ بریدہ کے دل میں اتر گئے اور حیران ہو کر آپ کا اتاپتا پوچھا جب اسے معلوم ہوا کہ آپ شفیع المذنبین ہیں تو وہ۔۔۔ عاشقانہ رنگ میں بول اٹھا اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله۔ بریدہ کے زیرِاثر ستر آدمی تھے جو سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اور دوسرے دن کوچ کے وقت بریدہ نے اپنی پگڑی کو دو حصوں میں پھاڑ کر ایک حصہ کا جھنڈا بنایا اور سواروں کے آگے آگے چلتا اور کہتا:-

"امن کا بادشاہ۔ صلح کا حامی۔ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینے والا تشریف لا رہا ہے۔"

آپ کی رحمت کا ذکر نہ صرف قرآن مجید میں آتا ہے بلکہ پہلی آسمانی کتابوں میں بھی آپ کے مکارم اخلاق اور کریم ہونے کا ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ توریت کی کتاب استثناء میں موسیٰ کے الہامی گیت کے الفاظ ہیں

کان لگاؤ اے آسمانو! اور میں بولوں گا
اور زمین میرے منہ کی باتیں سنے
میری تعلیم مینہ کی طرح برسے گی
میری تقریر شبنم کی مانند ٹپکے گی (ادعوکم کصیب من السماء)
جیسے نرم گھاس پر پھوار پڑتی اور سبزی پر جھڑیاں
کیونکہ میں خداوند کے نام کا اشتہار دوں گا
تم ہمارے خدا کی تعظیم کرو (تعظیم لامر اللہ)
وہی چٹان ہے اس کی صفت کامل ہے (عروۃ الوثقیٰ)

وہ خداوند کو ویرانے اور سونے ہولناک بیابان میں ملا۔ (غار حرا)
خداوند اس کے چوگرد رہا۔ اس نے اس کی خبر گیری کی
اور اسے اپنی آنکھوں کی پتلی کی طرح رکھا
جیسے عقاب اپنے گھونسلے کو ہلا ہلا کر
اپنے بچوں پر منڈلاتا ہے
ویسے ہی اس نے اپنے بازوؤں کو پھیلا
(واخفض جناحك للمؤمنين (الحجر))

پہلے دعائے خیر دے کر بنی اسرائیل کو برکت دیتے ہوئے آنے والے کی طرف یوں اشارہ کیا۔

خداوند سینا سے آیا
اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا
وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا
اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا
اس کے دہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی
وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے

(استثناء باب ۳۳)

اب تاریخ کی ورق گردانی کر جائیے اپنی قوم سے محبت کرنے والے تو بہت ہو گذرے ہیں مگر قوموں سے محبت کرنے والا سوائے رحمۃ للعالمین کے اور کوئی نہیں ہوا۔ جس نے عرب و عجم گورے اور کالے۔ امیر و غریب۔ آقا و غلام۔ حاکم و محکوم راعی اور رعایا کی تمیزاور حدبندیوں کو ختم کر دیا۔

اللهم صل على محمد و على آل محمد و بارك وسلم۔

روح اسلام کا

رحمۃ للعالمین نمبر

شائع ہو گیا

- قرآن آپ کے متعلق کیا فرماتا ہے
- آپ اپنے متعلق کیا فرماتے ہیں۔
- حضرت مسیح موعود کے نزدیک آپ کی کیا شان ہے
- حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ کے متعلق کیا شہادت دیتے ہیں۔

اور

- حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
- حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- جناب مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب
- مکرم مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام
- محترم مرزا معصوم بیگ صاحب
- الحاج ممتاز احمد صاحب فاروقی
- جناب شمس نوید عثمانی صاحب (۴۴)

(۴۴) اہل علم و عمل حضرات نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے اس کے علاوہ مستقل فیچر اور منظومات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

منیجر روح اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

یادِ رفتگاں

اس سے قبل یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ جوبلی منائی جائے گی۔ دو اہم کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے جن میں سے ایک انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر مشتمل ہو گی اور دوسری میں ان مرحوم بزرگوں اور دوستوں کے حالات لکھے جائیں گے جنہوں نے انجمن کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے کسی نہ کسی رنگ میں خدمتِ دین میں حصہ لیا ہے اور حضرت امام وقت کے زیر اثر اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنایا اور نیک نمونہ قائم کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ ان بزرگوں کے لواحقین اور پسماندگان یا ان سے ملنے اور واقفیت رکھنے والوں کی امداد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان سے ہماری درخواست ہے کہ ان بزرگوں کے حالاتِ زندگی، خدمات اسلام ان کے پاک کردار اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردانہ سلوک اور انجمن کے ساتھ تعلقات وغیرہ امور کے متعلق جو کچھ انہیں معلوم ہو اسے ضبط تحریر میں لا کر ہمیں جلد از جلد بھیج دیں تاکہ اس کتاب میں اسے شامل کیا جا سکے۔ تمام ایسے بیانات ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنے چاہئیں۔

پیغام صلح ۵ اگست ۱۹۶۴ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ - شمارہ ۳۱

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ تبلیغ لاہور
فون نمبر ۳۷۲۳۷

سالانہ چندہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز
فی پرچہ:- ۱۳ پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳؍ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۲؍ اگست ۱۹۶۴ء | نمبر ۳۲

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔ (۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

قلت یا رسول اللہ ایّ الناس اشدّ بلآءً قال الانبیآء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علٰی حسب دینہٖ فان کان شدیداً فی دینہٖ صلبًا اشتدّ بلآءہ وان کان فی دینہٖ رقّۃ ابتلاہ اللہ علٰی حسب دینہٖ فما یبرح البلآء بالعبد حتّٰی یترکہٗ یمشی علی الارض ولیس علیہ خطیئۃ۔

(الترمذی۔ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کن افراد پر سب سے زیادہ مصیبت آتی ہے۔ فرمایا نبیوں پر پھر ان سے کم (پرہیزگاروں پر) پھر ان سے اتر کر کم (مومنوں پر) ہر شخص کو اپنے ایمان کے مطابق مصیبت کا حصہ ملتا ہے اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اس کی تکلیف بھی سخت ہوگی اور اگر دین میں کمزور ہو تو خدا تعالےٰ اسے اس کے دین کے مطابق تکلیف میں رکھے گا دکھ بندہ کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اسی وقت چھوڑتا ہے کہ وہ زمین پر (اس طرح) چلے پھرے کہ اس کے ذمہ کوئی خطا نہ ہو۔

نوٹ:- مقربین الٰہی پر مصائب و شدائد سے علُوِ قدر مراتب اس لئے آتے ہیں کہ ان کے اندرونی جوہر کھُلیں تاکہ وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ بن سکیں۔ ولنبلونّکم بشیءٍ مّن الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات ط وبشّر الصّٰبرین الّذین اذآ اصابتھم مّصیبۃ قالوا انّا للہ وانّآ الیہ راجعون اولٰٓئک علیھم صلوٰتٌ من رّبّھم ورحمۃ ط واولٰٓئک

(باقی بر صلا کالم ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی سے

ہزاروں با اخلاص اور جاں نثار مسلمان پیدا ہو گئے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اوائلِ صدرِ اسلام میں جبکہ اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کو وہ قوتِ قدسی عطا ہوئی کہ جس کے قوی اثر سے ہزاروں با اخلاص اور جاں نثار مسلمان پیدا ہو گئے۔ آپؐ کی جماعت ایک ایسی قابلِ قدر اور قابلِ رشک جماعت تھی کہ ایسی جماعت کسی نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔ نہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو ملی اور نہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو۔ میں نے اس امر کے بیان کرنے میں ہرگز ہرگز مبالغہ نہیں کیا بلکہ میں جانتا ہوں کہ وہ جماعت جس مقام اور درجہ پر پہنچی ہوئی تھی ہم اس کو پورے طور پر بیان نہیں کر سکتے۔ ہمارے مخالف علماء اور دوسرے فرقے اگرچہ ہمارے مخالف ہیں تاہم وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس بیان میں ہم نے مبالغہ کیا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی جماعت تو ایسی شریر و کج فہم تھی کہ وہ حضرت موسےٰ کو پتھراؤ کرنا چاہتی تھی، بات بات میں سرکشی اور ضد کر بیٹھتے۔ توریت کو پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ ان کی حالت کیسی تھی۔ وہ ایک سنگدل قوم تھی۔ کیا توریت میں ان کو رضی اللہ عنہم کہا گیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہاں تو سرکش ٹیڑھی، شریر وغیرہ لکھا ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جماعت وہ اس سے بدتر تھی جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ خود حضرت عیسےٰؑ اپنی جماعت کو لالچی اور بے ایمان کہتے رہے بلکہ یہاں تک بھی کہا کہ اگر تم میں ذرّہ بھر بھی ایمان ہو تو تم میں یہ برکات ہوں۔ غرض وہ اور حضرت موسےٰ علیہما السلام اپنی جماعت سے ناراض ہو گئے۔ اور انہیں ایک وفادار جماعت کے میسر نہ آنے کا افسوس ہی رہا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نہ توریت میں اور نہ انجیل میں کہیں بھی ان کو رضی اللہ عنہم نہیں کہا گیا مگر برخلاف اس کے جو جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر آئی تھی اور جس نے آپؐ کی قوتِ قدسیہ سے اثر پایا۔ اس کے لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ اس کا سبب کیا ہے؟ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کا نتیجہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجوہِ فضیلت میں سے یہ بھی ایک وجہ ہے کہ آپؐ نے ایک ایسی اعلےٰ درجہ کی جماعت تیار کی۔ میرا دعوےٰ ہے کہ ایسی جماعت آدمؑ سے لے کر آخر تک کسی کو نہیں ملی۔"

(الحکم۔ ۱۰؍ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپ کر مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

پاکستان

گرامی قدر۔ السلام علیکم

ایک عیسائی یورپین خاتون سے چند دن ہوئے مذہبی بحث ہو گئی وہ بے حد سمجھدار ہستی ہیں اور اگر ان کو کوئی سچا اسلام سمجھنے والا اور سمجھانے والا مل جاتا تو میرے خیال میں وہ تینتیس سال سے یہاں ہیں وہ ضرور مسلمان ہو جاتیں کیونکہ بہت اچھے خیالات رکھتی ہیں۔

ان کے خاوند جنرل سے ایچ مارڈن او بی ای بہادر ہیں۔ ان کو میں نے انگریزی قرآن کریم کا نسخہ جو آپ نے اقبال چغتائی صاحب کی معرفت روانہ فرمایا تھا پیش کر دیا ہے۔ امید ہے یہ تبلیغ کا کام کرے گا۔ یہ تحفہ قرآن پاک میں نے اپنی طرف سے ان کو پیش کیا ہے۔

میں آپ کا اور بالخصوص بدوملہی جماعت کا دلی ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے تبلیغ اسلام کے اہم فریضہ کی ادائیگی میں بلامعاوضہ مدد دی ہے خدا نیک اجر دے گا۔ اقبال چغتائی صاحب اچھے کارکن اور مبلغ و پرجوش مسلمان ہیں۔

میں ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے اردو، انگریزی کا مکمل ایک سیٹ لٹریچر اسی طرح مفت تقسیم کے لئے بھیجدیں میرے پاس غیر ملکی لوگ آتے رہتے ہیں میں تحفۃً ان کو اسی طرح پیش کرتا رہوں گا والسلام

آپ کا مخلص ایک غیر احمدی۔ جو آپ کی
تبلیغی نظام سے بہت خوش ہے

ایاز

(مجاہد کشمیر لفٹنٹ محمد ایاز خان مخلص ستارۂ سماج تمغہ خدمت پاکستان) ڈیرہ نواب صاحب (بہاولپور ڈویژن)

(چٹھی لکھی جا رہی ہے)

نائیجیریا

ترجمہ خط۔ این۔ آئی۔ راج کو۔ اباداں۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی ارسال کردہ کتب موصول ہو گئی ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب عالی اگر آپ ہمیں اسلام کے متعلق قواعد اور عربی کے متعلق کتابیں ارسال کریں تاکہ ہم اُن سے اسلام کے متعلق کچھ علم حاصل کریں تو مشکور رہوں گے۔ ہم طلبائے عربی زبان آپ کی امداد کے خواہشمند ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ نے بہت طالب علموں کی امداد کی ہے اسی طرح امید ہے ہماری بھی مدد کریں گے۔

ہم بہت مشکور رہوں گے اگر آپ ہمارے ساتھ ماں باپ جیسا سلوک کریں جیسا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور سب برابر ہیں۔ آپ بھی ہمارے بھائی ہیں۔

جناب عالی ہم طالب علم ہیں۔ ہمیں مدد کی ضرورت ہے۔ ہماری ٹھیک طریقہ سے مدد کریں۔ اور ہمارے سکول کی بھی کتابیں بھیجکر مدد کریں۔

ہمیں انگریزی قرآن شریف بمعہ متن کی ضرورت ہے اور یہ لائبریری کے لئے ضرورت ہے۔

والسلام۔ شکریہ

(انکو قرآن شریف، ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

سیلون

ترجمہ خط۔ ایچ۔ ایل۔ تھوانگ۔ سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر موصول ہوا۔ میں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیا آپ میری اسلام کے متعلق کچھ راہنمائی کریں گے۔ اُمید ہے کہ آپ مجھے گاہ بگاہ لٹریچر بھیجتے رہیں گے۔

میں (خاکسار) میری بیوی اور بچے مسلمان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ میں عیسائی مذہب سے بالکل متنفر ہو گیا ہوں یہ بالکل جھوٹا مذہب ہے۔ ہم ڈچ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سیلون میں رہتے ہیں اور کیتھولک مذہب کے ہیں۔

میرا تعلق ایک مسلمان ہمسایہ سے ہے جس کا نام مسٹر ہیرس ہے۔ میری اس سے اسلام کے متعلق بحث ہوتی رہتی ہے۔ آخر تین ماہ کی کوشش سے اس نے مجھے اور میری فیملی کو یقین دلایا کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے نیز صرف یہی۔۔ ایک سچا مذہب ہے جو کہ سچائی کی تعلیم دیتا ہے۔

اب آپ مجھے واضح کریں کہ میں کس طرح مسلمان ہو سکتا ہوں۔ ہماری تبدیلی مذہب کے متعلق ہم بڑی بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۶۴ء

ایک غلطی کا ازالہ کے متعلق حکومت کا فیصلہ

گذشتہ اشاعت میں مولانا محمد یعقوب خانصاحب کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے کتابچہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے متعلق حکومت مغربی پاکستان کے فیصلہ کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ یہ اعلان اس گفت گو کے نتیجہ میں اپنی طرف سے کیا گیا تھا، جو گورنر صاحب مغربی پاکستان سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے وفد کے ساتھ ہوئی، اس کے بعد ہوم سیکریٹری صاحب مغربی پاکستان کی ایک باضابطہ چٹھی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام موصول ہوئی ہے، جس کا متن حسب ذیل ہے:- ترجمہ:-

No: 3/23-H-Spl-II/64.,
GOVERNMENT OF WEST PAKISTAN
HOME DEPARTMENT

Datea Lahore, the 7th Aug: 1964

From
Mr. Enver Adil, C.S.P
Home Secretary, Government of West Pakistan, Lahore.

To
The President,
Anjuman Ishat-e-Islam
Lahore.

Subject:— ORDER OF FORFEITURE IN RESPECT OF "EK GHALTI KA IZALA".

Sir,

I am directed to formally intimate the decision of Government reached in agreement with the representatives of your organization in the meeting held by them with the Governor of West Pakistan on 26th July, 1964, to the effect that the edition of "ایک غلطی کا ازالہ" written By Mirza Ghulam Ahmad Qadyani, wherein the following statement:

"اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں"

is alluded to, by a footnote through asterisk, reproducing the following extract on the same subject from "براہین احمدیہ" written by the same author,

نمبر 3/32-H-SPL-II/64
گورنمنٹ آف ویسٹ پاکستان
ہوم ڈیپارٹمنٹ
مورخہ ۷ اگست ۱۹۶۴ء
منجانب:-
مسٹر انور عادل سی ایس پی
ہوم سیکریٹری گورنمنٹ آف ویسٹ پاکستان لاہور۔
بنام:-
پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور
مضمون:- حکم ضبطی دربارہ "ایک غلطی کا ازالہ"۔
جناب من!
مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ گورنمنٹ کے اس فیصلہ کی باضابطہ اطلاع آپ کو دیدی جائے جو ۲۶ جولائی کو آپ کے ادارہ کے نمائندگان کی گورنر صاحب مغربی پاکستان کے ساتھ ملاقات کے موقعہ پر متفقہ طور پر کیا گیا، اور وہ یہ ہے کہ "ایک غلطی کا ازالہ" مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ایڈیشن میں جہاں ذیل کی عبارت درج ہے:-

وہاں نشان دے کر فٹ نوٹ میں اسی مصنف کی کتاب "براہین احمدیہ" کی حسب ذیل عبارت درج کر دی جائے گا۔

"اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آلِ رسولؐ پر درود بھیجنے کا حکم ہے، سو اس میں بھی یہی سِر ہے کہ افاضۂ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہی طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حِس سے جو خفیف سے نشہ سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی۔ جیسی بسُرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنینؓ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے اُن میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔"

will not be banned by Government.

Your obedient servant.

Sd/-(ENVER ADIL)
Secretary to Government,
West Pakistan,
Home Department.

(دستخط) انور عادل
سیکریٹری گورنمنٹ ویسٹ پاکستان ہوم ڈیپارٹمنٹ

واضح رہے کہ گورنر صاحب مغربی پاکستان نے یہ فیصلہ اس میمورنڈم کی بناء پر کیا ہے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے ہوم سیکرٹری صاحب کی وساطت سے گورنر صاحب کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا، اس میمورنڈم میں جو فلسکیپ سائز کے تیس صفحات پر جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے تیار کیا تھا "ایک غلطی کا ازالہ" کی ایسی عبارات کی تشریح کی گئی تھی، جن سے ہمارے مخالف نبوت حقیقی کا مفہوم نکالتے ہیں اور اسی ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس کشف کے بارہ میں جس کا ذکر ہوم سیکرٹری صاحب کی مندرجہ بالا چٹھی میں کیا گیا ہے، یہ وضاحت کی گئی تھی کہ پورا کشف براہین احمدیہ میں ان الفاظ میں موجود ہے جو ہوم سیکرٹری صاحب کی اسی چٹھی میں درج ہیں،

وفد بھی جو حسب ذیل اصحاب پر مشتمل تھا:-

(۱) - کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔
(۲) - مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ
(۳) - چوہدری ظہور احمد صاحب
(۴) - میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی
(۵) - ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
(۶) - شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری
(۷) - حبیب الرحمٰن صادق صاحب

اپنی معروضات میں اس کشف کے بارہ میں براہین احمدیہ کے اسی حوالہ کو پیش کیا تھا، جس کو گورنر صاحب نے پسند فرمایا اور کشف مندرجہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں نشان دے کر حاشیہ

(باقی بر صفحہ ۱۲)

محمد صالح نور کے قلم سے

جماعت لائل پور کا ماہانہ اجلاس

اور

تنظیمی سرگرمیاں

عربی کلاس کا اجراء

احباب جماعت کو عربی زبان کی تعلیم و تدریس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں ایک شام کی کلاس کا اجراء کیا گیا ہے جس سے بعض احباب استفادہ کر رہے ہیں اگر اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال رہا تو اس کلاس کو وسعت دیئے جانے پر بہتر نتائج پیدا ہونے کے امکانات ہیں۔

ایک مخلص دوست کا انتقال

مقامی جماعت کے ایک رکن ماسٹر محمد اشرف صاحب اس ماہ ایک لمبی بیماری کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک اور مخلص احمدی تھے اور جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ احباب جماعت سے ان کی نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

شمولیت سلسلہ

اس ماہ ماسٹر محمد اشرف صاحب کی اہلیہ کے بڑے صاحبزادے محمد اکرم صاحب پسر عبدالکریم صاحب منصور آباد نے ماہانہ اجلاس کے موقعہ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت اور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہانہ اجلاس

اس مرتبہ ماہانہ اجلاس میاں ظفر سلیم صاحب کے ہاں نشو گرل فیکٹری ایریا میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی الحاج میاں مولا بخش صاحب کی زیر صدارت عزیز مبشر احمد کی تلاوت سے شروع کی گئی۔ مرزا مسیح الملک بیگ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا اردو منظوم کلام نوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد گذشتہ اجلاس کی رپورٹ پیش کی گئی۔

ایک غلطی کا ازالہ

میاں مسعود احمد صاحب سیکریٹری لوکل فنڈ کی

ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی ہے جس میں گورنر صاحب مغربی پاکستان سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ حضرت صاحب کے کتابچہ کی ضبطی سے متعلق اپنے حکم پر نظر ثانی فرمائیں اور جلد سے جلد اس حکم کو واپس لے کر ہماری طرف سے تشکر و امتنان کے جذبات قبول فرمائیں قرارداد کی نقول حکومت اور اخبارات کو بھی بھجوائی گئیں۔

تقریر

اس کے بعد چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل نے "انک لعلیٰ خلق عظیم" کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ سانگلہ ہل سے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ نے اپنی عالمانہ، دلچسپ اور مدلل تقریر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی اور اس کی پیدائش کی اصل غرض کے قیام کے لئے انبیاءؑ کا سلسلہ جاری کیا اور حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مختلف ادوار میں تدریجاً وہ اپنی رضا اور مقصد کو قائم کرنے کے لئے اپنا پیغام زمین پر بھیجتا رہا۔ فاضل مقرر نے قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں بہت سے انبیاءؑ کی زندگی کے حالات و واقعات سے ان کی بعثت کے خاص مقصد اور جو کردار انہوں نے بالخصوص نمایاں طور پر اپنی اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا اس کا بالتفصیل ذکر کیا اور بتلایا کہ مختلف زمانوں میں خدا تعالیٰ کے فرستادگان مخلوق خدا کو انسانیت کے معراج کی راہ دکھلاتے ہوئے اور آخر کار اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب فخر موجودات سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے آخر میں خلق عظیم قرار دے کر اور محسن انسانیت بنا کر اتمام نعمت اور تکمیل دین کی غرض سے مبعوث فرمایا اور اس اہم فریضہ کے لئے ایک ایسے شخص کو چنا گیا جو زندگی کے ہر پہلو سے انسان کامل خیر البشر اور سید اولاد آدم کہلانے کا حقدار تھا۔ اور جس کے اخلاق فاضلہ اور کردار عالیہ کے اپنے اور بیگانے سب ہی معترف تھے اور ہیں۔ آخر میں آپ نے حضرت امام الزمانؑ کے عربی قصیدہ سے اشعار اور ان کا ترجمہ پیش کیا جو حضورؑ نے آنحضور صلعم کے بلند اخلاق، اعلےٰ کردار اور ارفع مقام کو ظاہر کرتے ہوئے رقم فرمائے ہیں

ملفوظات

تقریر کے بعد عبدالوہاب خان صاحب بوتم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات پڑھ کر سنائے جس میں حضور نے اپنے دعوے کی صداقت اور حقانیت کو دلائل کے ساتھ نہایت تحدی سے بیان فرمایا ہے۔

ایک سابق رومن کیتھولک پادری کی جماعت احمدیہ میں شمولیت۔

اس اجلاس میں مسٹر تاج محمد صاحب جارج کو مدعو کیا گیا تھا جو ڈیڑھ سال سے مشرف باسلام ہو چکے ہوئے ہیں اور اس سے قبل چرچ کی طرف سے تبلیغ عیسائیت کا کام کرتے تھے۔ آپ نے "میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے تورات اور انجیل کی پیشگوئیوں سے اور خاص طور پر حضرت مسیحؑ کی دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بیان کرتے ہوئے اسی کو اپنے اسلام میں شامل ہونے کی وجہ بیان کیا۔ آپ نے انجیل کے حوالہ جات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات۔ ان کا ماں باپ کے تعلق سے خدا تعالےٰ کی سنت کے مطابق انسانیت کے تمام لوازمات کے ساتھ پیدا ہونا ثابت کیا۔ آپ نے بتلایا کہ اگر اسلام کی صحیح تصویر اور تبلیغ اور خدمت اسلام کا فریضہ فی زمانہ کوئی جماعت ادا کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ باقی ہر طرف مایوسی اور اندھیرا ہے۔ اگر مسلمان ہونے کے بعد بھی ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ہی ماننا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے چکر سے نکل کر آنحضرتؐ کے نور و بشر کے چکر میں پڑ جانا ہے تو پھر اسلام میں اور عیسائیت میں فرق کیا ہوا۔ مسلمانوں کی عقل کو خدا جانے کیا ہو گیا ہے کہ اپنے زندہ نبی کو چھوڑ کر عیسائیوں کے نبی کے منتظر ہیں۔ اور قرآن کریم کی موجودگی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی انتظار میں بیٹھے ہیں کہ وہ آ کر ان کی اصلاح کرے گا۔ آپ نے جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر تبلیغ اسلام اور تردید عیسائیت کے عزم کا اظہار فرمایا۔

آخر میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے اختتامی تقریر فرمائی اور دلائل سے تردید عیسائیت اور اسلام کی حقانیت کے سلسلہ میں بعض امور کی وضاحت فرمائی اور عیسویت کے باطل اعتقادات اور ان کی اصلیت کو کھول کر بیان کیا۔

بیعت و دعا

اس کے بعد آپ نے مسٹر محمد اکرم صاحب کی بیعت لی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں انہیں شامل کیا اور دعا پر یہ مبارک اجلاس اختتام پذیر ہوا

آئندہ اجلاس

اجلاس کے بعد میاں ظفر سلیم صاحب کی طرف سے پر تکلف عصرانہ سے احباب کی تواضع کی گئی جس کے بعد احباب جماعت کمل اکر جماعتی اغراض اور تنظیم اور نظام تعلیم کو وسعت دینے کے متعلق تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ آئندہ اجلاس شیخ میاں محمد طیب صاحب کے ہاں باغ والی گلی میں منعقد ہو گا۔

قرآنی فلسفۂ زندگی یا انسانیت کی روحانی و اخلاقی اقدار کا غلبہ

دجالی فتنہ یعنی مادی اقدار کا استیصال حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اصل غرض

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء ۔ فرمودہ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ۔ بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء ۔ انا اعتدنا جھنم للکفرین نزلا
(سورۃ الکھف)

دجالی فتنہ سے بچاؤ کی راہ

یہ سورۃ الکہف کے آخری رکوع کی چند آیات ہیں ۔ آپ کو یہ علم ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص دجال کے فتنہ سے بچنا چاہتا ہے ۔ تو وہ سورۃ الکہف کی پہلی اور آخری دس دس آیات کا ورد کرتا رہے ۔ چونکہ اس دور میں فتنۂ دجال برپا ہے ۔ اس مناسبت سے میں نے یہ آیات کریمہ تلاوت کی ہیں ۔ ہم جو حضرت مرزا صاحب کو مجدد اعظم مصلح اعظم ۔ اور مسیح موعودؑ مانتے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے ؟ شاید ہم نے توجہ نہیں کی، کسی شخص کی عظمت محض دعاوی سے نہیں ہوا کرتی کہ اس نے فلاں فلاں دعاوی کئے ہیں ۔ بلکہ اصل عظمت اس بات سے وابستہ ہے ۔ کہ اس شخص کو کن کن فتنوں کی اصلاح کے لئے مامور کیا گیا ہے اور وہ کتنے عظیم الشان اور کتنے وسیع و ہمہ گیر ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ کو فتنہ دجال کے انسداد کے لئے مامور کیا گیا ہے جو روئے زمین پر اپنی پوری طاقت کے ساتھ پھیل چکا ہوا ہے ۔ پس ایسے شخص کی عظمت اور بلندی میں کیا کلام ہو سکتا ہے جس کا مقصد ایسا عظیم و اہم ہو ۔

تین فتنے

دجال کے فتنہ .... کا ذکر قرآن کریم میں مذکور ہے ۔ احادیث میں بھی اس کا کثرت سے ذکر ہے ۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے .... اپنے رسالہ "فتح اسلام" میں ذکر فرمایا ہے کہ ہم اس زمانہ کے جن فتنوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں ۔ (۱) فتنۂ عیسائیت (۲) سائنس اور فلسفے کا فتنہ (۳) مسلمانوں کی باطنی حالت کے کمزور ہونے کا فتنہ ۔

اس رسالہ میں ان تینوں کا مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے احادیث میں مذکور ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا ۔ تو وہ عیسائیت کے غلبہ کا وقت ہوگا ۔ مسلمانوں کی حالت اسقدر خراب ہو گی کہ اعمال کی وجہ سے اسفل السافلین تک پہنچ چکی ہو گی ۔

عیسائیت کا فتنہ کیوں خطرناک ہے ؟ حالانکہ یہ ایک الہامی دین کے پیرو ہیں ۔ خدا کی ہستی کو تسلیم کرتے ہیں ۔ دعا اور اجابت دعا کے قائل ہیں اور خدا کی نصرت و تائید کے طلبگار ہیں جو دین کی بنیادی چیزیں ہیں ۔ عیسائیت کا فتنہ مسئلہ کفارہ کی وجہ سے خطرناک ہے ۔ کیونکہ یہ عقیدہ باطل گھڑ لیا گیا ہے کہ صرف ایمان لے آؤ کہ مسیح خدا ہے اور خدا کا بیٹا ہے ۔ بس تم نجات یافتہ ہو جاؤ گے ۔ اس نے بداعمالی اور بدکاری کو کھلی چھٹی دے دی ہے ۔ تم مسیح کے خون پر ایمان رکھو تو جنت میں چلے جاؤ گے چنانچہ اس سے اس قدر نفس پرستی ۔ غرض مندی ۔ بدکاری کو رواج ہوا ہے کہ کوئی انتہا نہیں ۔

موجودہ فلسفۂ زندگی

مارکس کا نظریہ ہے کہ دنیا کا نظام زر اور دولت کے پیچھے چل رہا ہے ۔ شاید یہ نظریہ بھی اس مسیحی عقیدہ کی پیداوار ہے یا دولت پرستی کا ردعمل ہے ۔ فرائڈ کہتا ہے کہ انسان کے جی میں جو کچھ آئے وہ بلا روک ٹوک کر جائے ۔ اگر اس کے عمل و اختیار پر حدبندیاں عاید کر دی جائیں تو وہ ذہنی طور پر بیمار ہو جائے گا ۔ اب دنیا پر جو مارکس اور فرائڈ کے نظریات کے بھوت سوار ہیں وہ محض اس ذہنی تفریح کے سبب سے ہیں کہ دنیا کا اور زندگی کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے سفلی جذبات سے پوری طرح متمتع ہو جائے ۔

زر و دولت سے صرف یہ مراد و مقصود نہیں کہ زندگی سہل ہو جائے بلکہ اس سے بڑھکر خطرناک بات یہ ہے کہ انسانی شرف کا معیار اس سے وابستہ کر دیا گیا ہے چنانچہ آج انسان اپنی اندرونی قدروں اور عظمتوں سے متشخص نہیں کیا جاتا ۔ بلکہ اس طرح پر کہ اس کے پاس مال و متاع کس قدر ہے ۔ دنیا کی آسائشات کیا کچھ ہیں، اس کے برعکس انسان کا اندازہ اس طرح نہیں لگایا جاتا کہ اس کے اندر اخلاق کی کس قدر بلندیاں ہیں اور خدمت بنی نوع کا کسقدر جذبۂ ہمت رکھتا ہے ۔

عزت ایک ایسی شئے ہے کہ سوسائٹی میں معزز ہونے کے لئے انسان جان بھی قربان کر دیتا ہے آج زر و دولت کی کشش صرف یہی نہیں کہ اس کی وجہ سے زندگی کی آسانیاں مہیا ہوتی ہیں اور اس کی برکتیں نصیب ہوتی ہیں بلکہ عزت و اقتدار اور شرف و تعظیم کو بھی اس سے وابستہ کر دیا گیا ہے قرآن اس نظریہ کے برعکس عزت و تعظیم کا ایک فطرتی نظریہ پیش کرتا ہے ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ۔ تم میں سب سے معزز و مشرف اور مکرم و معظم وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے ۔ خدا خوف ہے اور بنی نوع انسان کا خادم ہے ۔

ایک دوست کا واقعہ بیان کرتا ہوں ۔ وہ کراچی میں مقیم ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ آج کی دنیا میں روپیہ ہی سب کچھ چیز ہے ۔ روپیہ ہے تو عزت بھی ہے ، قدر بھی ہے ۔ جیسے ہو سکے سب سے پہلے پیسے کو حاصل کرنا چاہیئے چاہے وہ ناجائز ذرائع سے ہی کیوں نہ ہو ۔ تاکہ سوسائٹی میں معزز بن سکے اور دوسری ضروریات زندگی مہیا کر سکے ۔ آج یہی بات ہر دل میں موجود ہے الا ماشاء اللہ ۔ یہ غلط فلسفۂ زندگی ہے جو دجال نے بزعم خود اپنی عقل سے تراشا ہے اس کا ذکر قرآن کریم میں ان آیات میں ہے الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا کہ ان کی زندگی کی تمام جد و جہد صرف اس بات پر مرتکز ہے کہ دنیا کو کمائیں

موجودہ فلسفۂ زندگی حبط عمل کا باعث ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ احکام خداوندی کے منکر ہیں اور یوم حشر پر ایمان نہیں رکھتے ۔ فحبطت اعمالھم نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ ان کا حبط عمل ہو رہا ہے یہ فتنہ بڑا عظیم الشان ہے یہ نہ سمجھا جائے کہ حبط عمل صرف فرزندان دجال کا ہی ہو رہا ہے بلکہ وہ لوگ بھی اس میں شامل ہیں جو خدا پر ایمان کے اقراری تو ہیں مگر ان کی زندگیاں نفسانی خواہشات ذاتی اغراض اور دنیا کمانے کی ہوس میں گرفتار ہیں اقتدار اور حکومت کے حاصل کرنے کے جذبہ کا بھوت بھی نفس پرستی کی اغراض میں شامل ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اشتراکیت بھی شاید اتنی خطرناک نہیں ہے جتنا کہ یہ فلسفہ اور نظریۂ حیات ہے جو انسانی قدروں کو ختم کر دینے والا ہے ۔

اس زمانہ کے مصلح اعظمؑ نے اس زہریلے فلسفے کا دفعیہ کیا ہے اور اس کو غلط ثابت کیا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی یہ دولتیں انسانی زندگی کی پہلی اور آخری غرض

نہیں اور مقصود حیات دنیا جہان کے سامان اور مال و زر اکٹھا کر لینا ہی نہیں ہے بلکہ مطمح حیات ان کے سوا اور شئے ہے۔ جس کے اتباع سے دنیا جہان کی برکتیں اور رحمتیں جاری و ساری ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو پڑھ جائیے آپ کو معلوم ہو گا کہ حضرت صاحب نے خدا کی ہستی کو منوانے پر ...... بہت زور دیا ہے۔ ان کا طرز کلام و تحریر ایسا زبردست ہے کہ گویا یہ شخص تڑپ تڑپ کر پگھل رہا ہے کہ یہ لوگ خدا کو کیوں نہیں مانتے۔ کشتی نوح میں آپ بڑے سوز اور اضطراب سے فرماتے ہیں :-

"کہ یقیناً سمجھو کہ تمہارا ایک خدا ہے .....

.... میں

کس وقت سے دنیا میں یہ منادی کر دوں کہ

واقعی تمہارا ایک خدا ہے"

حضرت صاحب کے لٹریچر کو ایک دہریہ منش آدمی کو پڑھ کر بھی یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کہیں انسان خدا کو ماننے نہ لگ پڑے۔

خدا پر ایمان یعنی اصل انسانی اقدار کو تسلیم کرنا

میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ انسانی زندگی کا شرف اور معیار، دنیاوی اسباب نہیں ہیں، بلکہ حقیقی شرف اور قدر کا پیمانہ یہ ہے کہ انسان روحانی اور اخلاقی اقدار کو ماننے والا ہو خدا تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے والا ہو۔ خدمتِ خلق کے لئے جان کو گداز کرنے والا ہو۔ لیکن زندگی کا یہ نظریہ آج ہے کہاں؟ لوگ ان کو پرانے زمانہ کی باتیں سمجھتے ہیں۔

حضرت صاحب اس دجالی فتنہ کو فرو کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں، یہ کس قدر عظیم الشان کام ہے۔ اور کس قدر ہماری جد و جہد چاہتا ہے۔ اس فلسفہ کا تدارک عقل سے۔ دلائل سے براہین سے، قرآن سے اور خُلق محمدی صلعم سے ہو سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئے اعتراضات کے دفعیہ کے لئے نیا علم کلام پیدا کیا جائے نئے حالات اور تقاضوں کے مطابق نیا لٹریچر تیار کر کے وسیع پیمانہ پر پھیلایا جائے مگر صرف علم کلام پر کفایت کرنا درست نہیں بلکہ ایک ایسی منظم جماعت کے ذریعہ مقدر ہے جو ایمان الٰہی میں پختہ ہو۔ یہ ایمان اس کی عملی زندگی میں کارفرما نظر آتا ہو، اور جو قرآنی فلسفۂ حیات پر قائم و دائم ہو تاکہ دنیا کے لئے نمونہ ہو یہی بات خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تحریر کی ہے۔

قرآنی تعلیم یا فلسفہ کی اشاعت کی اشد ضرورت

آج اس بات کی بڑی اشد ضرورت ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا بھر میں پھیلایا جائے۔ اسلامی فلسفۂ حیات سے دنیا کو روشناس کیا جائے مگر اس کے لئے صرف کاغذی گھوڑے دوڑانے کافی نہیں اور زبانی جمع خرچ سے ہی یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی رو براہ نہیں ہو سکتی بلکہ عمل کی بہت بھاری ضرورت ہے۔ اس عمل کی وجہ سے ہماری جماعت نے ایک وقت بہت ترقی کی اور مثالی ترقی کی۔ آج اس وسیلہ اور ہتھیار کو پھر سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ آج قرآنی فلسفہ کی کامیابی اسی طور پر ممکن ہے کہ اسے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے عمل کے طور پر پیش کیا جائے، روحانی و اخلاقی اقدار کے اجراء کا نظام قائم کیا جائے۔ جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے پیش کیا۔ عدل و انصاف کی قدروں کو کبھی پائمال نہیں کیا۔ رقیب و حبیب کے مقدمہ میں طرفداری اور جنبہ داری کو سامنے نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ حق و انصاف کو سامنے رکھا جاتا تھا۔ اور اس پر سختی سے عامل ہو کر اپنوں کے خلاف بھی مقدمات فیصل کئے جاتے تھے۔ وہ صرف قیل و قال کے بندے نہیں تھے بلکہ عمل کے دھنی تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ حمص کے علاقہ پر قابض ہوئے مگر وہاں کے ذمیوں کو خراج اور جزیہ واپس کر دیا کہ اب ہم اس علاقہ سے دستبردار ہوتے ہیں یہ نہیں سوچا کہ روپیہ شاہی خزانہ میں داخل ہو چکا ہے ..... اس سے جنگی ہتھیار اور سامان فراہم کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کی مثالیں تاریخ اسلام میں متعدد ملتی ہیں۔ حضرت عمرؓ کے وقت میں ایک سردار جبلہ بن ایہم مسلمان ہو گیا۔ اس کی وجہ سے اس قبیلہ کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ وہ غسان قبیلہ کا سردار تھا۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو سکتی تھی اس سردار میں جاہلیت کا رنگ موجود تھا۔ وہ ایک دن طواف کر رہا تھا کہ اس کی چادر ایک غریب مسلمان کے پاؤں کے نیچے آ گئی۔ اس سردار نے اس کو تھپڑ دے مارا۔ یہ معاملہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا۔ جواب طلبی ہوئی۔ فیصلہ ہوا کہ وہ غریب مسلمان سردار کو معاف کر دے یا پھر وہ سردار کو اسی جگہ اور اسی طرح تھپڑ رسید کرے۔ اس پر سردار نے کہا کہ کیا یہ اسلام ہے؟ چنانچہ وہ بھاگ گیا اور مرتد ہو گیا یہ واقعہ کیا عجیب سبق دیتا ہے اس وقت یہ نہیں سوچا کہ ہم دنیا سے برسرپیکار ہیں۔ ہمیں مجاہدین اسلام کی ضرورت ہے۔ یہ قبیلہ غسان جس کا سردار مسلمان ہو گیا ہے بڑا جنگجو ہے اگر یہ مرتد ہو جائے تو بڑے نقصان کا باعث ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے ایک غریب مسلمان کی دادرسی کی۔ کیا آج ہمارے نظام میں ایسی باتیں موجود ہیں؟ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب سیرت نبوی صلعم کے ضمن میں اعلیٰ اقدار کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرماتے رہے ہیں کہ عدل و انصاف کے تقاضے کبھی قومیت، مذہب وطنیت اور جنبہ داری سے مغلوب نہیں ہونے چاہئیں۔

رُوحانی اور اخلاقی اقدار پر اجتماعی عمل کی ضرورت

آج ان ماضی کی روایات، حق و انصاف کے پاس خدمت خلق کے احیاء کی بہت ضرورت ہے۔ آپ غور کریں کہ کیا آپ یہی کچھ چاہتے ہیں یا کچھ اور؟ کیا ہم تہیہ کر چکے ہیں کہ ہم نے اسلام کی ان بلند اقدار کی عملی طور پر محافظت کرنی ہے اور انہیں دنیا میں رواج دینا ہے؟ اگر ایسا عزم ہے تو آپ کو مبارک ہو، آپ کامیاب ہیں، ورنہ صرف عمدہ عمدہ تقریروں سے اور کاغذی تصویریں پیش کرنے سے کیا ہم کامیاب ہو سکتے ہیں؟ دجالی فتنہ اور باطل نظام حیات کے دفعیہ کے لئے اور اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے اعلےٰ پیمانہ پر عملی جد و جہد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے افراد کی جمعیت اور کثرت کی ضرورت نہیں صحابہ رضؓ نے یہ انقلاب کیا کسی اکثریت کی وجہ سے حاصل کیا تھا؟ محض ۳۱۳ آدمی تھے۔ ان کی تعداد سے کہیں موثر اور کارگر ان کا عمل تھا۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہم تھوڑے ہیں بہت ہو جائیں۔ بہت ہونے کے لئے انفرادی اور اجتماعی نظام میں ایک ٹھوس عمل کی ضرورت ہے اور روحانی اور اخلاقی اقدار پر مضبوطی سے قدم مارنے کی ضرورت ہے۔ عمداً اس سے انحراف نہ ہو۔ اگر آپ کے دل میں یہ بات سما گئی ہے کہ مجدد کو مان لیا۔ لٹریچر جو ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کی اشاعت میں مالی قربانی کر دی۔ اور بس۔ اس سے ہمارا فرض پورا ہو گیا اور دینی فرائض سے عہدہ برآ ہو گئے۔ عمل اور اجتماعی عمل کی ضرورت اور اشد ضرورت ہے۔ ہماری قوم کی تاریخ ہے۔ حضرت مولینا نورالدین علیہ الرحمۃ کے زمانہ کے لوگ عمل کے پیکر ہوا کرتے تھے۔ ان کی راستبازی۔ دیانت داری۔ حق گوئی، للّٰہیت، اور خدمت خلق مسلمہ تھی۔ دنیا جانتی تھی کہ احمدی جھوٹ نہیں بولتا۔ غلط بات کی تائید نہیں کرتا۔ چنانچہ جس وقت یہ عمل کے ساتھ کوئی وعظ و نصیحت کیا کرتے تو نوراً علیٰ نور کا مصداق بن جاتے۔

اگر یہ اجتماعی تصور کم ہو جائے کمزور ہو جائے اور کمزور ہوتا چلا جائے پھر آپ یہ توقع نہ رکھیں کہ آپ غلط فلسفۂ حیات کا جو آج دجال اور اس کے فرزندوں نے پھیلا رکھا ہے، دفعیہ کر سکیں گے۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں اور تمام انکسار کے ساتھ عرض کرتا ہوں، اور حضرات و احباب کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ملتمس ہوں کہ اگر ہماری واقعی خلوص دل سے نیت ہے کہ اسلام کا بول بالا ہو۔ اسلامی نظام حیات کی عالمگیر پیمانہ پر ترویج ہو تو ہمیں اپنی زندگی کو بطور عمل پیش کرنا چاہیئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ :-

اگر ہم نے دلائل سے اور براہین سے
باطل پر غلبہ حاصل کر بھی لیا مگر اگر باعمل اور
متقی جماعت پیدا نہ کی تو میری بعثت
کی غرض پوری نہ ہوئی اور ہمارا سب
کام عبث اور رائیگاں گیا۔

اجتماعی دُعاؤں کا التزام

اس جگہ دو باتوں کو پیش نظر رکھا جائے۔ میں آپ سے کمزور ترین انسان ہوں۔ اگر ہم کمزوری سے درگذر کریں

(باقی بر صفحہ ۱۲)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

ایڈیٹر صاحب الفضل کا حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں بے جا تصرف اور واقعاتِ صحیحہ کو عمداً چھپانے کی ناکام کوشش

گذشتہ قسط کا خلاصہ اور گیارہویں علامت

پیغام صلح مؤرخہ ۱۵ر جولائی کے شیوع میں میں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامات کی تشریح کی تھی ان میں بعض ان لوگوں کو سزا دینے کا ذکر بھی آتا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کے خاص محبوں کو اپنے شر کا نشانہ بنایا تھا ایسے لوگوں کو جو سزا ملی اس کا ذکر میں اخبار پیغام صلح کے شیوع مؤرخہ ۲۲ر جولائی میں کر چکا ہوں اسی طرح ان الہامات میں ایک عورت کو سزا دینے کا بھی ذکر تھا اس کے بعد اس عورت کا تفصیلی نقشہ حضور کو ایک کشف میں دکھایا گیا اس کشف میں اس عورت کی دس علامات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ جن کا جناب میاں صاحب کی ایک بیوی میں پایا جانا واقعات نے ثابت کر دیا جن کا انکار جناب ایڈیٹر صاحب الفضل بھی نہیں کر سکے واقعات کی تکذیب کوئی آسان کام نہیں ان دس علامتوں کے علاوہ جن کا ذکر میں نے اپنے مضمون میں کیا تھا ایک گیارہویں علامت بھی حضور کے کشف میں پائی جاتی ہے حضور فرماتے ہیں کہ وہ عصر کا وقت تھا جب میں اس کے پاس سے جلدی سے گذرنے لگا تھا یہ علامت بھی عورت میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا جنازہ عصر کے وقت ہی اٹھایا گیا جیسا کہ میں بتلا چکا ہوں جنازہ سے بھی پیپ نکلنے کی وجہ سے بو آ رہی تھی کشوف میں کسی نہ کسی تعلق کی بنا پر اوقات کا ذکر کیا جاتا ہے خواہ وہ تعلق معمولی اور ادنیٰ قسم کا ہی کیوں نہ ہو اور یہاں جو تعلق عصر کیساتھ بیان ہوا وہ کافی اہم تعلق ہے پھر اس کشف کے بعد ایک دوسرے کشف میں وہی عورت سامنے آتی ہے اور ساتھ ہی الہام ہوتا ہے "ویلٌ لھٰذہ المرأۃ و بعلھا" اب یہ کیسی صاف علامت ہے کہ دونوں میاں بیوی "ویل" کا نشانہ بنے بیوی ویل کا مزہ چکھ کر دنیا سے رخصت ہو گئی جس عذاب میں مبتلا رہ کر وہ اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے اس کو کون نہیں جانتا اس حقیقت کو لاکھ چھپانے کی کوشش کی جائے وہ چھپ سکتی ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو ان علامات کے جھٹلانے کی جرأت نہیں ہوئی باقی رہا خاوند سو وہ "ویل" کی چکی میں دن رات پس رہا ہے اور لا یموت فیھا ولا یحییٰ کا مصداق بنا ہوا ہے۔

مار کی وجہ بتلائی جائے

اگر اس عورت کے خاوند کے ہونٹ درست ہیں جیسا کہ الفضل میں ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو ایڈیٹر صاحب الفضل ان سے دریافت کر کے دنیا کو آگاہ کریں کہ وہ اپنی اس بیوی پر قرآنی ارشاد واضربوھن کی تعمیل کیوں کیا کرتے تھے یہاں تک کہ بدن پر ضرب کے نشان ڈال دیتے تھے دنیا ایڈیٹر صاحب الفضل کی ممنون ہو گی اگر اس مار کی وجہ سے دنیا کو آگاہ کر دیں گے۔

واقعات کی تصدیق

واقعات نے جب ایک خاص عورت اور اس کے خاوند کے متعلق الہامات کے پورا ہونے کی تصدیق کر دی ہے تو گو اس لحاظ سے تو دل کو دکھ ہوتا ہے کہ یہ الہامات حضور کے خاندان کے بعض افراد پر ہی پورے ہوتے ہیں اور اس کے ذکر سے دل رنجیدہ بھی ہے لیکن اس بات کو دیکھ کر کہ خدا کی بات پوری ہوئی ہے جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو چار چاند لگا دیئے ہیں ہر سچے احمدی کا دل وجد سے بھر جانا چاہیئے۔

ایڈیٹر صاحب کا رویہ اور گالیوں پر اتر آنا

لیکن ایڈیٹر صاحب الفضل بجائے اس کے کہ ان الہامات کو پورا ہوتے دیکھ کر اس سے حظ اٹھاتے بے جا جانبداری اور ناواجب حمایت کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور اس ناواجب حمایت کے جوش میں ایک مقالہ بھی سپردِ قلم کر دیا ہے جس کا عنوان ہے "چراغ تلے اندھیرا" اس مقالہ میں واقعات کا انکار تو کر نہیں سکے البتہ مشہور مثل "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے ماتحت خاکسار کو گالیوں کا نشانہ بنایا ہے سو گالیوں کی تو مجھے پرواہ نہیں ہر حق گو کو گالیوں کا ہدف بننا ہی پڑتا ہے میرا عمل تو حضورؑ کے اس شعر پر ہے۔

> گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
> رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے یہ بھائی ہر امر کو بحث کا موضوع بنانے پر تل جاتے ہیں میں .... تو اس امر کو بحث کا موضوع بنانا نہیں چاہتا ہم نے تو خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ سے یہی سیکھا ہے کہ بے جا تعصب سے دل کو ہمیشہ پاک رکھو اور صداقت جہاں سے بھی ملے اسے لے لو اس لئے میں بحث میں ہرگز نہیں پڑنا چاہتا میں نے صرف ایک امر واقعی اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کر دیا ہے اور ان سے بھی مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں جناب میاں صاحب حساب کتاب کے دن ان کے کام نہیں آئیں گے آیت لکل امرئ منھم یومئذٍ شان یغنیہ ہر وقت ہمارے سامنے رہنی چاہیئے۔

محض دردِ دل محرک ہوا ہے

مجھے ان باتوں کو پیش کرنے سے کوئی ذاتی غرض نہیں نہ کوئی انتقامی جذبہ میرے دل میں موجزن ہے ہاں دل میں درد ضرور ہے اور وہ یہی ہے کہ کسی طرح ہمارے یہ غلطی خوردہ بھائی اس غلطی سے نکل آئیں جس میں یہ پڑے ہوئے ہیں اور یہ درد کیوں نہ ہو آخر ہمارے آقا کے نام لیوا ہیں خدا تعالےٰ کی قدرت اور رحمت سے کیا بعید ہے کہ سالوں کے بچھڑے ہوئے بھائی حقیقت کو شناخت کر کے پھر آپس میں مل جائیں اور متحد ہو کر خدمتِ دین کے فریضہ کو بجا لائیں کیا ہی مبارک وہ دن ہو گا جس دن یہ اتحاد عملی صورت اختیار کر لے گا اے اللہ تو جلد وہ دن لا آمین۔

ایڈیٹر صاحب کے نزدیک الہام کا مصداق

ایڈیٹر صاحب نے مجھے اور میری اہلیہ محترمہ کو حضور کے الہام کا مصداق قرار دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں ایڈیٹر صاحب کے مقالہ پر اطلاع پاتا میرے ایک محترم بھائی نے مجھے اطلاع دی کہ الفضل میں آپکے مضمون کا جواب نکلا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ مضمون اس کہاوت کا مصداق ہے کہتے ہیں کہ کسی تیلی نے ایک جاٹ کو کہا جاٹ رے جاٹ تیرے سر پہ کھاٹ، جاٹ نے جواب میں کہا، تیلی رے تیلی تیرے سر پہ کولہو، کسی نے کہا بات تو نہ بنی جاٹ نے جواب دیا بات بنے یا نہ بنے بوجھ سے تو مریگا سو جب میں نے ایڈیٹر صاحب کے مقالہ کو پڑھا تو فی الحقیقت اسی مشہور کہاوت کا اسے مصداق پایا۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ ایڈیٹر صاحب پہلے حضرت اقدسؑ کے کشف میں بیان کردہ علامات جو جناب میاں صاحب کی بیوی پر چسپاں کی گئی ہیں ان کے متعلق واقعات سے ثابت کرتے کہ وہ ان پر چسپاں نہیں ہوتیں پھر کسی دوسرے شخص کی طرف اپنے استدلال کا رخ پھیرتے اور واقعات کی ہی روشنی میں ایک ایک علامت کو اس دوسرے شخص پر چسپاں کر کے دکھلاتے نہ کہ محض اپنے ادعا سے کسی کو ان الہامات کا مصداق قرار دے کر خاموش ہو جاتے کشف میں بیان کردہ علامات کو وہ میری اہلیہ پر کس طرح چسپاں کر سکتے تھے جبکہ واقعات ان کی مدد کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ایڈیٹر صاحب کی دلیل یا محض اِدّعا

ایڈیٹر صاحب نے ہمیں ان الہامات کا مصداق قرار دینے کے لئے دلیل یہ دی ہے حضرت بیوی صاحبہ محترمہ نے میری اہلیہ کو اپنے گھر میں رکھا ان کی شادی کی اور جناب میاں محمود احمد صاحب شادی کا پیغام لے کر آئے اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا انعام ہے جو جناب بیوی صاحبہ محترمہ نے کیا اور خدا کہتا ہے جس پر تو انعام کر رہی ہے وہ تو بعد میں دوسروں کے ساتھ مل کر شرارت کا موجب ہوگی اور وہ اور اس کا خاوند بھی قابل افسوس رویہ کے مرتکب ہوں گے - جہاں تک حضرت اقدس کے گھر میں رہنے کا سوال ہے میں بتلا چکا ہوں کہ ۱۹۰۷ء کا سال میری اہلیہ وہاں رہی ہیں حضرت بیوی صاحبہ نے اس عرصہ میں اچھا سلوک کیا اور اپنی لڑکیوں کی طرح رکھا جس کے ہم شکر گذار ہیں - لیکن جیسا کہ میں بتلا چکا ہوں اخراجات کا ان پہ کوئی بار نہ تھا اور نہ ہی شادی پر انہوں نے کچھ خرچ کیا - لیکن سال تک وہاں رہنے کا اور اُن کے حسنِ سلوک کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ اس کی وجہ سے انسان صداقت کو ترک کر دے اور باطل کو اختیار کرنے پر مصر رہے خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی سب سے بالا ہے -

افسوس ایڈیٹر صاحب نے یہاں بھی دلیل کی بجائے محض ادعا سے ہی کام لیا ہے کسی شرارت کی نشاندہی کرنے کی بجائے یونہی دعوے کر دیا ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ مل کر شرارت کا موجب ہوگی کیا ایڈیٹر صاحب کا فرض نہیں تھا کہ ان الفاظ کو لکھتے وقت کسی معین شرارت کو بیان بھی کر دیتے اگر آپ اپنے مزعومہ خلیفۃ المسیح کی بیعت سے الگ ہو جانے کو شرارت سمجھتے اور قرار دیتے ہیں تو یہ عقیدہ آپ کا آپ کی شریعت سے حد درجہ کی ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے خدا تعالے نے تو نبیوں کے محض انکار کو بھی شرارت نہیں قرار دیتا چہ جائیکہ ایسے شخص کی خلافت کے انکار کو شرارت قرار دیا جائے جس کی خلافت پر مسیح موعود کی ساری جماعت کا بھی اتفاق نہیں ہو سکا اس کے سوا تو آپ کوئی ایسا فعل ان کی طرف منسوب نہیں کر سکتے جس سے اس قسم کی شرارت کی بُو آتی ہو جس کو آپ لوگ اپنے خیال میں شرارت سمجھے بیٹھے ہیں حالانکہ آپ کی خیالی شرارت تو فی الحقیقت شرارت ہے ہی نہیں کاش آپ لوگ خیالات کی دنیا سے نکل کر حقائق کی دنیا میں داخل ہو کر متعلقہ امور کا جائزہ لیں اگر آپ ایسا کریں گے تو یقیناً آپ لوگ خود بھی (اگر یہ شرارت ہے) تو اس شرارت کے مرتکب ہو جائیں گے -

میری اہلیہ پر خدا کی عنایات

میں نے کہا تھا کہ خدا نے اپنے خاص فضل سے ہماری علیحدگی سے تین سال قبل میری اہلیہ کو تہجد کی نماز میں اپنے الہام وان خفتم عیلۃً فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ کے ذریعہ بشارت دی کہ فقر کا خوف نہ کر ناحق تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا چنانچہ تین سال بعد فقر کے خوف کے پیدا ہونے کا وقت ہی آیا جب ہم واقعات کی بناء پر جناب میاں صاحب کی بیعت کرنے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے ہم پر روزی کے دروازے بند کر دیئے چنانچہ اس بشارت کو اللہ تعالے نے آج ربع صدی تک پورا کیا اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرے گا - کیا ایسی عورت الہام "میں اس کو سزا دوں گا" کی مصداق ہو سکتی ہے اس کے برعکس یہ الہام تو ظاہر کر رہا ہے کہ خدا کو ہمارا یہ فعل پسند تھا اس الہام کا ذکر میرے خطوط میں موجود ہے اور نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی اس کی گواہ ہیں پھر اس کے خاوند کو جب جیل بھجوانے کا منصوبہ بنایا گیا تو اسکو خدا اپنے خاص الہام سے تسلی دیتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیا ایسی عورت جس کو ہر مشکل کے وقت خدا تسلی دے رہا ہو اس کے نزدیک مستحق سزا ہو سکتی ہے فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَار -

میرا ذاتی معاملہ

باقی رہا میرا معاملہ تو میں نے جو کچھ کیا وہ حضرت نبی کریم صلعم کے اس ارشاد کی تعمیل میں کیا کہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آئمہ کی خیر خواہی کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں نصیحت کرے اور اگر ان میں کسی غلطی کو دیکھے تو اس کی اصلاح کی طرف انہیں توجہ دلائے اسی ماتحت میں نے آپ کے خلیفہ صاحب کی خدمت میں تین خطوط لکھے جو اب منظر عام پر آچکے ہیں ہر منصف مزاج آدمی ان کے مطالعہ کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان میں غلطی کی اصلاح پر ہی زور دیا گیا ہے اور اس میں جس الحاح سے کام لیا گیا ہے وہ بھی بے نظیر ہے ان خطوط میں بھی آپ کو شرارت کا کوئی پہلو نظر نہیں آئے گا اگر شرارت مدنظر ہوتی تو میں بجائے ان کی خدمت میں خطوط لکھنے کے اور وہ بھی بصیغہ راز پبلک میں اس کا اعلان کرتا ان خطوط کا مقصد ہی یہ تھا کہ بغیر اس کے کہ کسی کو اس غلطی کا علم ہو اندر ہی اندر اس کی اصلاح ہو جائے پھر جب آپ کے خلیفہ صاحب نے میرے پہلے دو خطوں کا کوئی جواب نہ دیا تو بالآخر مجھے لکھنا پڑا کہ میں جماعت کے اہل الرائے دوستوں کو بلا کر ان کے سامنے معاملہ رکھتا ہوں تا وہ جماعت کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے جو مناسب کارروائی کرنا چاہیں کریں اب بتلائیں کہ کیا میری اس کارروائی میں بھی کوئی شرارت کا پہلو تھا یا محض جماعت کی بہتری مدنظر تھی -

جناب خلیفہ صاحب کا کیا فرض تھا؟

میرے اس اخلاص اور ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے خلیفہ صاحب کا اخلاقاً فرض تھا کہ اگر میرے خطوط میں مندرجہ باتیں غلط تھیں تو بلا کر میری تسلی کرا دیتے جیسا کہ انہوں نے مرزا عبدالحق صاحب کی تسلی کرائی یہ الگ امر ہے کہ ان کی پیش کردہ دلیل حقیقتاً بھی تسلی کا موجب قرار دی جا سکتی ہے یا نہیں جناب مرزا صاحب خود ہی اس امر پر روشنی ڈالیں کہ انہوں نے آپ کے خلیفہ صاحب کو کیا کہا اور انہوں نے آگے سے کیا جواب دیا بہر حال مرزا صاحب کا تو ذاتی معاملہ تھا -

میں نے جو کچھ لکھا اصولی طور پر لکھا

میری تو نہ تو بیوی کا معاملہ تھا اور نہ کسی لڑکی کا میں نے تو جو کچھ لکھا تھا وہ اصولی طور پر لکھا تھا - خود جناب میاں صاحب نے غیر شعوری طور پر مجھ پر ایک ایسے امر کا انکشاف کیا جو مجھے تحقیق پر مجبور کر رہا تھا اس بارے میں میری اور ان کی منہ در منہ گفتگو ہوئی میں تحقیق کرنے پر زور دے رہا تھا کیونکہ وہ معاملہ ایسا تھا کہ اس میں میری تحقیق ہی کسی مفید اور فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچا سکتی تھی کیونکہ مجھے اس وقت یقین تھا کہ جو باتیں ان کے متعلق کہی جاتی ہیں وہ محض جھوٹ ہیں اور ان کا زور اس بات پر تھا کہ میں تحقیق نہ کروں وہ خود تحقیق کریں گے میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا اور ان کو اطلاع دینے کے بعد تحقیق شروع کر دی اور اس میں کافی وقت لگا وہ اس بات کو دیکھنے کے لئے کہ میں کن لوگوں سے ملتا جلتا ہوں میرے پیچھے جاسوس چھوڑتے رہے مگر میں نے اس کی پرواہ نہیں کی دل میں یہی خیال تھا کہ میری تحقیق ان کی اور سلسلہ کی بیش بہا خدمت ثابت ہوگی لیکن جو کچھ اس تحقیق کا نتیجہ نکلا اس کا اظہار میں نے دیانتداری کے ساتھ اپنے خط میں کر دیا اب ان نتائج کی تردید یا تصدیق ان کا کام تھا -

میرے بائیکاٹ کا اعلان

جب میں نے انہیں اپنے اس ارادہ سے آگاہ کیا کہ میں جماعت کے اہل الرائے احباب کے سامنے معاملہ رکھتا ہوں کیونکہ اس وقت تک میرا عقائد میں تو ان سے کوئی اختلاف نہ تھا اور جماعت سے الگ ہونے کا خیال میرے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی نہ تھا اس لئے میرا روئے سخن جماعت کے اہل الرائے اصحاب کی طرف ہی ہو سکتا تھا دوسروں کو اس سے مطلع کرنا تو میں جماعت کے مفاد کے خلاف یقین کرتا تھا میرے اطلاع دینے پر جناب میاں صاحب نے میرے خلاف شور مچا دیا کہ خطوط میں انہیں گالیاں دی گئی ہیں اور قادیان میں بھی اور باہر کی جماعتوں میں بھی اپنے نمائندوں کے ذریعہ جلسے کروا کر میرے خلاف ریزولیوشن پاس کروانے شروع کر دیئے اور مکمل بائیکاٹ کا اعلان کروا دیا اور یہ ساری کارروائی محض اس لئے کی گئی اور اس میں عجلت سے کام محض اس لئے لیا گیا کہ کہیں میں دوستوں کو بلا کر اصل معاملہ سے انہیں آگاہ نہ کر دوں اس طریق کو اختیار کرنے سے لازماً انہیں کامیابی ہونی تھی اور ہوئی -

میرا احتجاج

جب انہوں نے میرے متعلق یہ اعلان کیا کہ میں نے انہیں گالیاں دی ہیں تو میں نے انہیں لکھا کہ اگر میں نے انہیں گالیاں نکالی ہیں تو محکمہ قضاء موجود ہے میرے خلاف محکمہ قضا میں مقدمہ دائر کریں آپ کہتے ہیں گالیاں نکالی ہیں میں کہتا ہوں میں نے کوئی گالی نہیں نکالی - فریقین کا جب اس بارے میں اختلاف ہے تو اس کا فیصلہ کہ کونسا فریق حق پر ہے اور کونسا غلطی پر محکمہ قضا ہی کر سکتا ہے آپ کی حیثیت تو اس وقت

فریق کا ہے اور کسی فریق کو شریعت یہ حق نہیں دیتی کہ وہ اپنے مدمقابل کے خلاف خود ہی فیصلہ دیدے اور اسے جاری بھی کردے خواہ وہ فریق خلیفہ وقت ہی کیوں نہ ہو آپ میرے خلاف مقدمہ دائر کریں اور اگر محکمۂ قضا میرے خلاف فیصلہ دے گا اور میں اسے ماننے سے انکار کر دوں تو پھر جماعتی نظام کے ماتحت آپ . . . . مجھے اپنے نظام سے الگ کرنے کا حق رکھتے ہیں اب جو کارروائی آپ کر رہے ہیں وہ نہ صرف شریعت کے ہی سراسر خلاف ہے بلکہ عام ضابطۂ انصاف کے بھی خلاف ہے۔

پہلے خلفاء کا طرزِ عمل

حضرت ابوبکرؓ بھی جب خلیفہ مقرر ہوئے تو سب سے پہلے خطبہ میں ہی انہوں نے اعلان کیا ان زغت فقوّمونی یعنی اگر میں شریعت کے خلاف عمل کرتے ہوئے ٹیڑھی چال اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو حضرت عمرؓ نے بھی خلیفہ بننے پر ایسا ہی اعلان کیا اور دونوں کو صحابہؓ نے یہی جواب دیا کہ ہم تلوار کی نوک سے آپ کو سیدھا کر دیں گے حضرت عمرؓ پر تو ایک جمعہ میں عین خطبہ کے وقت اعتراض بھی ہوا انہوں نے معترض کو سزا دینے کی بجائے اس کی تسلی کرائی۔ میں نے علماء ربوہ سے بار بار پوچھا کہ کسی نبی یا اس کے خلیفہ راشد کی ایک ہی مثال پیش کرو جس میں ان کی ذات پر اعتراض کیا گیا ہو تو انہوں نے بجائے تسلی کرانے کے معترض کو بائیکاٹ وغیرہ کی سزا دی ہو لیکن آج تک ایک مثال بھی پیش نہ کی جا سکی حالانکہ مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری نے ایک بھرے جلسہ میں کہا تھا کہ وہ مثال پیش کر سکتے ہیں مگر نہ اس وقت کی اور نہ ہی بعد میں باوجود بار بار یاد دہانی کے کی۔ پس میرا فعل تو بالکل صحابہؓ کے اسوہ کے مطابق تھا اور خلیفہ صاحب کا فعل بالکل خلاف شریعت اور خلاف ضابطۂ انصاف تھا قضاء میں معاملہ لے جانے کی بجائے انہوں نے ظلم و ستم کی تلوار کھینچ لی اور اس سے مجھے ذبح کرنے کی کوشش کی میں پھر بھی خاموشی سے اس تمام ظلم و ستم کو صبر سے برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر مقدمات میں مجھے الجھانے کی کوشش شروع کر دی گئی جن سے اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مجھے بری کرایا اور اس بارے میں بھی ان کی کوششیں بھی ناکام ہو گئیں۔

شرارت کدھر سے؟

اب اگر آپ لوگوں کے دلوں میں انصاف ہے تو مندرجہ بالا واقعات کو جو بالکل صحیح ہیں پڑھ کر اسی انصاف کی رُو سے آپ ہی بتلائیں کہ شرارت کس طرف سے ہوئی میری طرف سے یا کسی اور طرف سے۔ خدارا جنبہ داری کو ترک کریں اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کریں اور اسی کی حمایت کریں ورنہ خدا کے حضور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی پڑے گی اس دن کے لئے جو جواب تیار کیا ہوا ہے اس پر بھی اچھی طرح غور کر لیں۔

"ویل" کا نشانہ کون بنا ہے

باقی رہا الہام "ویل لھذہ الامرأۃ و بعلھا" کا مصداق کون ہے۔ اس کا فیصلہ واقعات کی شہادت سے ہی ہو سکتا ہے خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ تو خدا کے فضل سے ربع صدی سے "ویل" سے محفوظ چلے آ رہے ہیں اور یہ حقیقت ہر بینا کو نظر آ رہی ہے اور دوسری طرف دونوں میاں بیوی "ویل" کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں آپ لوگ کب تک آنکھیں بند کر کے حقیقت کا انکار کرتے چلے جائیں گے اور کب تک عوام بے چاروں کی آنکھوں میں دھول ڈالتے رہیں گے۔

ایڈیٹر صاحب الفضل کا الہام میں بیجا تصرف

ایڈیٹر صاحب الفضل کو مجھے اور میری اہلیہ کو الہام کا مصداق قرار دینے کے لئے الہام میں کئی بیجا تصرف کرنے پڑے ہیں الہام منشر الذین انعمت علیھم" میں "الذین" کو جو مذکر اور جمع کا صیغہ ہے "التی" میں تبدیل کرنا پڑا جو مفرد اور مؤنث کا صیغہ ہے اور اس کے لئے نہایت ہی بیہودہ عذر پیش کیا ہے۔ پھر انعمتَ جو مذکر کا صیغہ ہے اسے انعمتِ میں تبدیل کرنا پڑا جو مؤنث کا صیغہ ہے پھر علیھم کی ضمیر کو جو جمع اور مذکر کی ہے اسے علیھا میں تبدیل کرنا پڑا جو مفرد اور مؤنث کی ضمیر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرنا پڑا کہ یہ الہام گویا حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں ہوا بلکہ حضرت بیوی صاحبہ محترمہ کو ہوا تھا کیونکہ جس معنی کا لباس انہوں نے اس الہام کو پہنانے کی کوشش کی ہے وہ ان تبدیلیوں کے بغیر پہنایا ہی نہیں جا سکتا۔

ایڈیٹر صاحب کے نزدیک سزا کا عجیب و غریب نظریہ۔

جناب میاں صاحب کی طرف سے جو مظالم ہم پر کئے گئے ایڈیٹر صاحب انہیں سزا قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں سزا کا یہ انوکھا نظریہ ہے کہ ظالم کسی مظلوم کو دُکھ دے تو لوگ اسے سزا سمجھ لیں رسول کریم صلعم تو فرماتے ہیں کہ مظلوم کی مدد کرو اور ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روکو لیکن ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ اہل انصاف کے نزدیک یہ مظالم سزا تھے کیا ایڈیٹر صاحب اور ان کے اہلِ انصاف دوست یزید پلید نے جو مظالم حضرت امام حسینؓ پر ڈھائے نعوذ باللہ امام حسینؓ کے حق میں، انہیں سزا قرار دینے پر تیار ہیں کیونکہ انصاف کی اس انوکھی تعریف کے لحاظ سے تو ان مظالم کو سزا ہی قرار دینا پڑے گا یا کفارِ مکہ نہتے اور بے کس مسلمانوں پر مظالم کے جو تیر برساتے رہتے تھے کیا ان انصاف کے مدعیوں کے نزدیک وہ مسلمانوں کے حق میں سزا کہلائیں گے خدارا غور کرو کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اللہ تعالےٰ نے تو اپنے فضل سے آپ کی اس مزعومہ سزا کے نتیجہ میں اپنے

مادی اور روحانی فضلوں سے ہمیں نوازا اور آج تک نوازتا چلا جا رہا ہے عقائد درست ہو گئے قرآن کے حقائق اور معارف کا دروازہ کھل گیا حضرت اقدس کی تحریروں میں جو اختلاف جناب میاں صاحب نے پیدا کیا ہوا ہے ان میں تطبیق سمجھا دی یہاں تک کہ آپ کے مایۂ ناز عالم محمد نذیر صاحب لائلپوری باوجود خود چیلنج دینے کے اور میرے قبول کر لینے کے باوجود اب تک خاموش ہیں حالانکہ غالباً سال سے زائد عرصہ اس پر گزر گیا ہے اور مادی فضل اللہ کا یہ ہے کہ ربع صدی گزر گئی ہے آج تک اپنی بشارت کے ماتحت روزی میں کسی کا محتاج نہیں کیا۔

جناب میاں صاحب کے کارنامے

ایڈیٹر صاحب نے جناب میاں صاحب کے کارناموں کے پردے میں حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی ہے جن کارناموں کی طرف انکا اشارہ ہے ان کے مقابلہ میں جو نقصان انہوں نے جماعت کو پہنچایا ہے اور خود حضرت اقدس کی جماعت میں جو منافقت کی لہر چلائی ہے اور جماعت کے شیرازہ کو جو پارہ پارہ کیا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر حضرت اقدسؑ کے نام پر جو بٹہ انہوں نے لگایا ہے ان کا پلڑا کارناموں کے پلڑے سے بہت بھاری ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے شرہ اکبر من خیرہ وہ اس کے مصداق ہیں اگر ایڈیٹر صاحب انکے مایۂ ناز کارناموں کی تفصیل معلوم کرنا چاہیں تو ان کی درخواست پر وہ بھی عرض کر دی جائیگی۔

الہام لاتقتلوا زینب پر جو خامہ فرسائی ایڈیٹر صاحب نے کی ہے اس کا جواب انشاء اللہ آئندہ قسط میں دیا جائے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی از صفحہ اوّل

ھم المھتدون (۲:۱۵۶:۵۷)

بلٰی اظہار کمالات کا نام ہے۔ صلوٰۃ یعنے اللہ تعالیٰ تزکیہ نفوس کرتا ہے۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولمّا یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضرآء وزلزلوا حتّٰی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متٰی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب

(۲:۲۱۴، ۲۱۵)

ایک جگہ عام مصائب کی غرض بھی بیان فرما دی ہے:-

فاخذنٰھم بالباساء والضرآء لعلھم یتضرعون (۶:۴۲)

عاجزے را ظلمتے گیرد براہ
ناگہاں آری بروصد مہر و ماہ

ترجمہ:-

جب کسی عاجز (اھل اللہ) کو رستے میں اندھیرا گھیر لیتا ہے تو یک قدم اس کیلئے سینکڑوں سورج اور چاند پیدا کر دیتا ہے۔
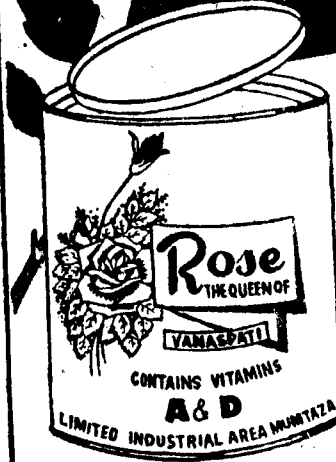
(غلام قادر حفی عنہ)

بقیہ خطبہ جمعہ

مگر اس کے لئے کوشش کریں کہ اس کی کمزوری دُور ہو جائے تو ہم کو اس کا ساتھ دعا اور سلوک سے دینا چاہیئے۔ ہمیں اس پر سختی سے قدم نہیں اُٹھانا چاہیئے۔ خدا کی ذات مغفرت والی ہے۔ کہ وہ ساری کوتاہیوں کو دُور کر دیتا ہے اور خارق عادت کامیابی عطا کرتا ہے اور ہمیں اس فلسفہ پر غالب کر دے جس میں نہ صرف منکرین حق گرفتار ہیں بلکہ وہ بھی اس پر ہزار دل سے فریفتہ ہو رہے ہیں جو خدا اور رسول کے ماننے والے ہیں۔

آپ دعائیں کریں۔ اور عمل کی راہیں استوار کریں۔ اس طرح ہماری بہت سی کوتاہیوں کی پردہ پوشی ہو گی۔ کرنل سعید احمد صاحب نے قوم سے اپیل کی ہے کہ سو آدمی رات کو چالیس روز تک اجتماعی دعاؤں کا التزام فرمائیں اور اس میں اسلام کی ترقی، مسلمانوں کی عملی حالت کی بہتری اور سلسلہ احمدیہ کی پیش آمدہ مشکلات کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دلی درد کے ساتھ دعا کریں۔ اس تحریک میں خاکسار سب سے پہلے لبیک کہتا ہے۔ آج دنیا خدا سے منکر ہے۔ خدا تعالےٰ کے قادرانہ تصرفات سے انکاری ہے اس کا علاج یہی ہے کہ ہم اجتماعی دعاؤں میں مصروف و مشغول ہو جائیں۔ تاکہ خدا اپنے دین کی راہیں روشن کرے۔ اور ہمیں طاقت عطا کرے کہ اس کے دین کو عملاً پیش کر کے دنیا پر حجت قائم کریں۔ اور اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو نمایاں طور پر دکھلائیں آپ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ کرنل سعید احمد صاحب کی تحریک پر مجھے اور دیگر دوستوں کو بالالتزام دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"ایک غلطی کا ازالہ" کے متعلق حکومت کا فیصلہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

میں براہین کے الفاظ نقل کرنے کا حکم صادر فرمایا جس کے لئے ہم اُن کے تہ دل سے شکر گذار ہیں۔

اب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے "ایک غلطی کا ازالہ" مندرجہ بالا اضافہ کے ساتھ عنقریب چھپ کر شائع ہو جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس کتابچہ کے بارہ میں انجمن کی طرف سے جو جدوجہد ہوئی ہے، اس کا تمام سہرا حبیب الرحمٰن صاحب صادق کے سر ہے، جنہوں نے ہوم سیکرٹری صاحب اور گورنر صاحب کی خدمت میں وفد لے جانے اور دیگر امور کی سرانجام دہی میں انتھک کوشش سے کام لیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

نوٹ:۔

گورنر صاحب کے اس فیصلہ کے بعد مختلف جماعتوں اور افراد کی طرف سے جو احتجاجی خطوط، قرار دادیں اور تاریں موصول ہوئی ہیں، ان کے اندراج کی اب ضرورت باقی نہیں رہی۔

اخبارِ احمدیہ!

اظہارِ تشکر میری اچانک علالت پر احباب نے میری تیمارداری، دلجوئی اور حسن ہمدردی کا اظہار فرمایا نیز جن بزرگوں نے میری صحتیابی کے لئے دعائیں فرمائیں اور صحتیاب ہونے پر مجھے "مبارکباد" کے خطوط لکھے ہیں ان سب احباب کا بیحد ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ یہ سطور بطور اظہار تشکر تحریر کر رہا ہوں، مجھے امید ہے کہ میرے بہی خواہ آئندہ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ خاکسار: محمد حسین۔ امین انجمن و مہتمم دارالشفاء

جوبلی فنڈ میں عطیہ محترم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب اپنے مکتوب مورخہ ۴ ۶۲/۸ میں لکھتے ہیں:۔

"جوبلی فنڈ میں سو روپے کا چیک ارسال خدمت ہے۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے ارشاد کی تعمیل ہے"

چیک مذکور داخل خزانہ انجمن کر کے رسید خان بہادر صاحب کو بھجوا دی گئی۔

(احمد یار)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۳۲

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ - مطابق ۱۹ اگست ۱۹۶۴ء | نمبر ۳۳

ہم ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اسکے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن مجید کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان و زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷)

بحرِ حکمت کے موتی

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا (لسنن الترمذی انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدظنی سے بچو کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ غیب جوئی مت کرو۔ چھپ کر باتیں نہ سنو۔ تفرقہ کرو نہ حسد اور کینہ نہ رکھو (اپنے بھائی سے) منہ نہ موڑو۔ اور اللہ تعالےٰ کے بندے اور بھائی بھائی بنتے رہو۔

نوٹ:- جب کسی معاشرہ میں یہ عیب پیدا ہو جائیں اور کثرت سے ہوں تو وہ معاشرہ مفلوج ہو جاتا ہے اس میں مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اکثر اخلاقی بیماریاں سوءظن اور تفاخر و مباہات سے پیدا ہوتی ہیں۔ سورۃ الحجرات رکوع دو سے گیارہ تک اخلاق کے متعلق پڑھیں۔ آیت ۱۲ اس طرح مذکور ہے یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم۔

آپس میں بھائیوں کی طرح رہنے کو نعمت قرار دیا گیا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (۳: ۱۰۲) چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا کھڑا کر کے مختلف گروہوں میں تقسیم

(باقی بر صفحہ ۱۲ فقہاء کے نیچے)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
حضرت مسیح موعودؑ

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

جزائر غرب الہند

ترجمہ خط مسٹر احمد جان - فجی - جزائر غرب الہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عریضہ کے بسرعت جواب باثواب کا شکریہ مجھے بہت ہی مسرت حاصل ہوئی کہ مبلغ 30.984 روپے آپ موصول فرما چکے ہیں - اور امید ہے کہ مطلوبہ کتابیں بہت جلد ارسال فرمائیں گے۔ تاکہ میں مزید کتب کی فراہمی کے لئے درخواست کر سکوں (ریلیجن آف اسلام - ۵ - محمدی پرافٹ - ۵ - اور مینول آف حدیث - ۱)

عریضہ سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں کس قدر فجی میں اسلام کی ترقی اور نشر و اشاعت کے لئے کوشاں ہوں اللہ تعالےٰ مجھے مزید توفیق عطا فرمائے۔

مزید تحریر فرمائیں کہ یہ کتابیں آپ کب ارسال کر رہے ہیں - کیونکہ میرے دوست بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں - والسلام

(انہیں کتابیں بھیجی جا رہی ہیں اور خط کا جواب دیا گیا)

انگلستان

ترجمہ خط :- پالمر کمبرلینڈ مینشن - انگلستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب مکرم!

میں نے نیو ورلڈ آرڈر مصنفہ مولانا محمد علی صاحبؒ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس سے مجھے بڑے حقائق اور معارف حاصل ہوئے ہیں - مجھے اپنے لئے ایسی تصنیف کی طبعیت دکار رہے اور حضرت مولانا موصوف رح کی ایک دوسری کتاب سپرٹ آف اسلام کا بھی مطالعہ کرنا چاہتا ہوں - اس سلسلہ میں تعاون فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں -

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور نیو ورلڈ آرڈر اور لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط :- محمد بیوا نار تھ نانسے جیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب محترم!

میرے پہلے عریضہ کے جواب میں آپ نے مطلع فرمایا ہے کہ قرآن شریف انگریزی مترجم اس وقت موجود نہیں ہے ایسا ہی جواب دو ماہ پہلے بھیجا گیا تھا۔ میں پھر آپ کو یاد دہانی دلاتا ہوں اگر آپ کے پاس چند نسخے قرآن شریف اس وقت موجود ہوں تو ایک نسخہ راہ مہربانی مجھے ارسال کریں مشکور ہوں گا۔

(ان کو ایک نسخہ قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

انڈونیشیا

ترجمہ خط :- احمد مظہر - انڈونیشیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا پتہ خط و کتابت سے معلوم ہوا کہ میں نے آپ کو یہ خط ارسال کیا ہے - تکلیف کے لئے معذرت خواہ ہوں -

مجھے اسلامی کتابوں کی ضرورت ہے جن سے میں اسلام کے متعلق کافی علم حاصل کر سکوں - اس سلسلہ میں اب تک کسی کے تعاون سے محروم ہوں - اس لئے سوائے آپ کے کسی کو آپ مدد کے قابل نہیں خیال کرتا - براہِ کرم میری عرضداشت منظور فرما کر عنداللہ ماجور ہوں -

والسلام

(انکو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

یوگنڈا

ترجمہ خط :- این کیو - کنگ پروفیسر آف تھیالوجی - کمپالا یوگنڈا

جناب عالی!

آپ کے مکتوب گرامی کا بہت شکریہ - جس میں آپ نے چند ایک اسلامی کتابوں کے تحفے کا ذکر کیا جو مسٹر حسن محمود کی معرفت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے بھیجی گئی ہیں -

اس کے لئے میں آپ کا بہت ممنون ہوں -

اصل میں ہم نے ابھی اسلامی تعلیم شروع کی ہے اور ہمارے ہاں ایسی کتابیں ملنا بہت مشکل ہیں - آپ کی ارسال کردہ کتب ہمارے لئے بیش از بیش فوائد کا موجب ہوں گی میں بہت ممنون ہوں گا اگر ہمارا شکریہ جس نے ہمیں یہ تحفہ ارسال کیا ہے ان تک اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور تک پہنچا دیں -

والسلام

(کتابوں کا سٹ بھیجا گیا - اور خط لکھا گیا)

یادِ رفتگان

اس سے قبل یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ انجمن نے اپنی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر جو آیندہ دسمبر ۱۹۶۴ء کے جلسہ سالانہ میں منائی جائے گی - دو اہم کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے جن میں سے ایک انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر مشتمل ہو گی اور دوسری میں ان مرحوم بزرگوں اور دوستوں کے حالات لکھے جائیں گے جنہوں نے انجمن کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین میں حصہ لیا ہے اور حضرت امامِ وقتؑ کے زیرِ اثر اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنایا اور نیک نمونہ قائم کیا - ظاہر ہے کہ یہ ان بزرگوں کے لواحقین اور پسماندگان یا اُن سے ملنے اور واقفیت رکھنے والوں کی امداد کے بغیر نہیں ہو سکتا - اس لئے ان سے ہماری درخواست ہے کہ بزرگوں کے حالات زندگی، خدماتِ اسلام ان کے پاک کردار اور مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردانہ سلوک اور انجمن کے ساتھ تعلقات وغیرہ امور کے متعلق جو کچھ انہیں معلوم ہو اسے ضبطِ تحریر میں لا کر ہمیں جلد از جلد بھیجدیں تاکہ اس کتاب میں اسے شامل کیا جا سکے - تمام ایسے بیانات ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنے چاہئیں -

گولڈن جوبلی فنڈ

— فرزند عزیز عبدالغنی نے اس سال بی ٹی کا امتحان پاس کیا ہے الحمدللہ اس خوشی میں مبلغ دس روپے جوبلی فنڈ میں ارسال خدمت ہیں -

عطاء الٰہی پنشنر برنالہ آزاد کشمیر

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۱۹ر اگست ۱۹۶۴ء

"المنبر" کا ناپاک پروپیگنڈا

لائل پور کا ہفت روزہ اخبار "المنبر" سلسلہ احمدیہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں اس قدر اندھا ہو چکا ہے کہ واقعات و حقائق کی کھلی روشنی میں اسے حقیقت نظر نہیں آتی اور سلسلہ کو بدنام کرنے کے لئے اناپ شناپ لکھتا چلا جا رہا ہے، حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی صفحہ بطی اور دھپر و اگذاری پر اس نے ایسی ایسی واہی تباہی باتیں لکھی ہیں جو کسی ہوشمند صاحب علم کا کام نہیں ہو سکتا - چنانچہ ۷ر اگست ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں "ایک غلطی کا ازالہ" کی بعض عبارات نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ حضرت مرزا صاحب نے حقیقی طور پر محمد اور احمد اور خاتم النبیین ہونے کا دعوے کیا ہے، حالانکہ انہی عبارات میں - "بروزی طور پر" اور "بروزی رنگ میں" کے الفاظ موجود .... ہیں، اور صاف لکھا ہے کہ:

"میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رُو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے" صـ۵

"آسمان پر ایک وجود ہے جس کا رُوحانی افاضہ میرے شامل ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں" صـ۹

"بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا" صـ۱۱

"بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام" صـ۱۵

یہ سب عبارات "المنبر" نے خود نقل کی ہیں اور پھر ان سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ ان میں حقیقی طور پر محمد اور احمد اور رسول یہاں تک کہ خاتم الانبیاء ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔

غور کیجئے جو شخص بار بار "بروزی طور پر" "بروزی رنگ میں" "بروزی صورت میں" کے الفاظ استعمال کرتا ہے اور اپنے نفس کی نفی کرتے ہوئے نبوت محمدیہ کو اپنے آئینہ ظلیت میں منعکس قرار دیتا ہے، اور صاف لکھتا ہے کہ یہ نام (محمد اور احمد) بحیثیت فنافی الرّسول مجھے ملا ہے - اسے حقیقی طور پر محمد اور احمد اور حقیقی نبوت اور رسالت کا مدعی کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے - ہم حیران ہیں کہ اسے مدیر "المنبر" کی علمی فرمائگی کا نتیجہ قرار دیں یا نا واجب بغض و تعصب کا اثر، جو شخص عالم کہلا کر بروز اور ظلّ اور فنافی الرّسول کی حقیقت کو نہیں سمجھتا اسے کیا کہا جائے، ارے صاحب! یہ تو صوفیائے کرام کی وہ اصطلاحات ہیں جو ان کے ملفوظات میں بکثرت پائی جاتی ہیں، انہوں نے بروزی اور ظلّی طور پر فنافی الرّسول اور فنافی اللہ ہونے کے دعوے کئے، بلکہ بعض ایسے بھی اولیائے امت ہوئے ہیں جنہوں نے بروز اور ظلّ کے الفاظ بھی استعمال نہیں کئے اور اپنے آپ کو محمد اور احمد اور خدا تک کہہ دیا ہے ملاحظہ ہو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام جو تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے:-

"مَیں ہی آدم ہوں، مَیں ہی شیث ہوں، مَیں ہی نوح ہوں، مَیں ہی ابراہیم ہوں، مَیں ہی موسےٰ ہوں، مَیں ہی عیسےٰ ہوں، مَیں ہی محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم وعلےٰ اخوانہ اجمعین"

اور یہ بھی لکھا ہے:-

"میرا نشان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان سے بہت اونچا ہے وسبحانی ما اعظم شانی"

(تذکرۃ الاولیاء فارسی صـ۱۴۷)

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"مَیں اللہ تعالےٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی، میری ارادت کا سلسلہ بغیر از کسی واسطہ کے اللہ سے متصل اور میرا ہاتھ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے سبحانہٗ پس میں محمد رسول اللہ صلعم کا مرید بھی ہوں اور اس کا پیر بھائی بھی ہوں"

(مکتوبات امام ربّانی جلد سوم مکتوب نمبر ۸)

اسی قسم کی بے شمار عبارات اولیاء اللہ کے ملفوظات میں پائی جاتی ہیں لیکن ہمارے مخالف انہیں شیر مادر سمجھ کر پی جاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے اس صریح ارشاد کے باوجود کہ میں آنحضرت صلعم کا بروز ہوں ظلّ ہوں فنا فی الرّسول ہوں، اور اس اعلان کے باوجود کہ آسمان پر ایک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل ہے" انہیں مدعی نبوت اور حقیقی محمد و احمد اور خاتم الانبیاء ہونے کا دعویدار قرار دیا جاتا ہے، کیا یہ صریح بغض و تعصب اور حماقت و جہالت نہیں؟

اخبار احمدیہ

وفات

—— (۱) گذشتہ یکم اگست ۱۹۶۴ء کو اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد دین صاحب مرحوم (سکنہ کھاریاں) طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون - مرحومہ نہایت نیک پارسا اور بزرگ خاتون تھیں - نوّے سال عمر پائی، کچھ عرصہ سے لاہور میں اپنے پوتے فضل الرّحمان صاحب کے ہاں مقیم تھیں، وہیں وفات پائی - ان کا جنازہ اسی دن کھاریاں لے جا کر سپرد خاک کیا گیا، ہمیں انکے بیٹے عبد الرحمٰن صاحب ان کی بیٹیوں اور دیگر لواحقین کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے - احباب کرام سے جنازۂ غائبانہ کی درخواست ہے۔

—— (۲) ضلع ہزارہ سے یہ اطلاع پا کر افسوس ہوا کہ ہمارے عزیز دوست کیپٹن عنایت شاہ صاحب کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون - دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں جنت نصیب کرے اور کیپٹن صاحب اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل بخشے - احباب سے جنازۂ غائبانہ کی درخواست ہے - لاہور میں گذشتہ جمعہ کو ہر دو کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا -

عطیہ برائے احمدیہ ہال

—— چوہدری عبد الحق صاحب برنالہ نے اپنی اراضی پر ایک ٹیوب ویل لگایا ہے جس کا پانی اچھا نکلا ہے اس لئے انہوں نے شکرانہ کے طور پر احمدیہ ہال کے لئے مبلغ -/25 روپے عنایت فرمائے ہیں - جزاہ اللّٰہ احسن الجزاء -

درخواستہائے دعا

—— (۱) پشاور سے محمد الرحمان خان صاحب لکھتے ہیں کہ محترم شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ پشاور اور محترم نظام جان صاحب بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

—— (۲) تمام بھائیوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ سب بندہ کے لئے دعا فرما دیں، کیونکہ بندہ اس وقت سخت مالی جانی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے پریشانیوں سے نجات دے۔ آمین
خاکسار محمد علی ولد روشن دین ساکن تھکڑے ضلع سیالکوٹ۔

—— (۳) اہلیہ صاحبہ چوہدری صلاح الدین ناصر بندرہ میں روز

متفرقات

واہ چھاؤنی میں جلسہ میلاد النبی صلعم

واہ چھاؤنی میں ہماری جماعت چند افراد پر مشتمل ہے۔ اپنی اس کمزوری کے باوجود بھی خالد بٹ صاحب کی تحریک پر میلاد النبیؐ کے موقعہ پر ایک چھوٹا سا جلسہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

راولپنڈی کی جماعت کے احباب کو بھی دعوت شرکت دی گئی۔ چنانچہ ۲۱ر جولائی کو بعد از نماز عصر خاکسار کے بنگلہ پر ایک جلسہ ہوا جس میں قریباً دس احباب نے راولپنڈی سے شرکت کی۔۔۔ اور ساٹھ مقامی حضرات جن کا مختلف مکاتیب فکر سے تعلق تھا تشریف لائے۔ جلسہ کی صدارت ہمارے ایک غیر از جماعت دوست راؤ طالب علی صاحب نے فرمائی۔ تلاوت قرآن پاک ایک قاری صاحب نے اور نعت رسول مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور سید ظفر مہدی صاحب نے پڑھی۔ اوّل الذکر حنفی ہیں، اور موخر الذکر شیعہ ہیں۔ ان کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی نعت "چوں زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار" پڑھی اور ہر شعر کا ساتھ ساتھ ترجمہ بھی سنا دیا گیا۔

ذاں بعد ہمارے ایک مہربان بھائی قاضی تصدق حسین صاحب A-F-O-C-A-D نے حضور نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور حاضرین پر زور دیا۔ کہ اسوۂ رسولؐ کو اپنائیں اور دونوں جہانوں میں فلاح یافتہ ہوں۔

قاضی صاحب کے بعد خاکسار نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر ایک تقریر کی۔ دعائے خلیل اللہ۔ میثاق النبیین اور نوید مسیحا کا آنحضور صلعم پر مصداق ثابت کرنے کے لئے کتب سابقہ سے مناسب اقتباسات سامعین کے سامنے پیش کئے۔ جن میں سے بعض ان کے لئے بالکل نئے تھے۔ پھر حضورؐ کی قبل از نبوت چالیس سالہ زندگی پر مختصر سی روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ کس طرح حضورؐ کو عرب دنیا نے صادق اور امین تسلیم کر لیا تھا۔ اور کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ تھا۔ جو حضور صلعم کے کسی فعل یا قول پر حرف رکھ سکتا۔

نبوت کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے بعد مصائب اور شدائد کے کئی پہاڑ آپ پر ٹوٹے تھے۔ انہیں بیان کیا۔ اور بتایا کہ خدا تعالےٰ نے تیرہ سالہ مکی زندگی کے دوران ایک ایک کر کے ہر دنیاوی اور مادی سہارا ختم کر دیا۔ اور یکہ و تنہا کر کے دنیا پر حجت قائم کر دی کہ یہ شخص دنیا داروں کی طرح نہ موقع شناس ہے۔ اور نہ یاد مخالفت سے حضورؐ نے ڈالا۔ اور پھر مدینہ میں ہجرت کر کے اپنی دس سالہ زندگی کے اندر حضورؐ نے ایسا انقلاب عظیم بپا کیا جس کی نظیر کسی زمانہ میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ ایک اخلاق باختہ اور ننگ انسانیت قوم کو اپنی قوت قدسی سے پاک و صاف کر کے زمین سے اٹھا کر انسانیت کی معراج پر پہنچا دیا۔ اور ان کے فرشتوں سے جا ہاتھ ملائے۔ اور ان کے اندر ایسے اخلاق فاضلہ پیدا کئے۔ کہ وہ من حیث القوم دنیا کے لئے رحمت کے فرشتے بن گئے بلاشبہ ہمارے سید و مولاؐ کی ساری زندگی اپنے اندر معجزانہ رنگ رکھتی ہے۔ اور حضورؐ کا ہر فعل اور قول خدا نما ہے۔ لیکن وہ معجزہ جو آپؐ نے عرب قوم کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور تمدنی زندگی میں دکھایا۔ ایک ایسا معجزہ ہے جس کا انکار بڑے سے بڑا دشمن اسلام بھی نہیں کر سکتا۔ میری یہ تقریر نصف گھنٹہ سے کچھ اوپر ہوئی۔ اور اسے تمام سامعین نے بہت پسند کیا۔ اور بعض سے غیر از جماعت احباب نے واشگاف الفاظ میں اظہار خوشنودی فرمایا۔

میرے بعد ایک دیوی دوست نے اجازت طلب کر کے قریباً سات منٹ تک ایک تقریر کی اور اپنے رنگ میں حضرت خاتم الانبیاء صلعم کی حضور میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ ان کے بعد مکرمی برادرم عبید اللہ صاحب بٹ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے کلام پاک سے اخذ کر کے محامد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مضمون پڑھا جو ہمارے جلسہ کی اصل جان تھا۔ اس نے سامعین پر ایک عجیب سی کیفیت طاری کر دی۔ وہ مضمون علم و معرفت کا ایک بہتا ہوا دریا تھا۔ جس کا ایک ایک لفظ زمرد و الماس اور ہیروں سے زیادہ قیمتی تھا۔ بٹ صاحب نے یہ مضمون سات بجے شام ختم کیا۔ اور جلسہ دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ ذاں بعد تمام حاضرین کی چائے بسکٹوں سے تواضع کی گئی۔

راولپنڈی سے آئے ہوئے احباب کے ساتھ مل کر نماز مغرب و عشا ادا کی گئی۔ اور اس کے بعد اُن تمام حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔ جماعت راولپنڈی کے ہم شکر گذار ہیں۔ جس نے مالی امداد سے ہماری بڑی حوصلہ افزائی کی۔

اللہ تعالےٰ نے ہمیں ہماری امید سے بڑھ چڑھ کر کامیابی عطا فرمائی ہے۔ یہ جلسہ ہم نے بطور تجربہ کیا ہے۔ جس کے نتائج بڑے حوصلہ افزا نکلے ہیں۔ اب ارادہ ہے۔ کہ بشرط صحت و زندگی انشاء اللہ تعالےٰ اگلے سال زیادہ وسیع پیمانے پر جلسے کا انتظام کیا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

والسلام

خاکسار بشارت احمد بقا

کراچی میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیاں

(۱) الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جماعت میں کسی قدر بیداری کے آثار ہونے لگے ہیں۔ آجکل ایک ماہ سے مغرب کی نماز میں نمازیوں کی ایک پوری لمبی صف بھر جاتی ہے بسا اوقات تعداد اس سے زاید بھی ہو جاتی ہے۔ نماز جمعہ میں بھی احباب کی حاضری بتدریج بڑھ رہی ہے۔

(۲) مسجد میں قرآن کریم کے پڑھانے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ نماز عصر کے بعد پہلی شفٹ میں تین بچیاں پڑھتی ہیں۔ جن میں سے دو نے چھ چھ پارے قرآن شریف کے ختم کر لیئے ہیں اور دوسری شفٹ جو نماز مغرب کے ساتھ ختم ہوتی ہے۔ اس میں پانچ عزیز پڑھتے ہیں ان میں سے چار قرآن کریم کے چھ پارے ختم کرنے کے بعد ساتواں پارہ پڑھ رہے ہیں۔

(۳) مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۶۴ء کو عید میلاد النبی کے سلسلہ میں "سیرت النبیؐ" کا جلسہ کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض شیخ عبد الرحمٰن صاحب ریٹائرڈ کمشنر انکم ٹیکس نے ادا فرمائے۔

اس جلسہ میں احمدی احباب سے زاید غیر از جماعت احباب نے شرکت فرمائی جلسے کا انعقاد عزیزہ ناصرہ جبین کی نعت سے ہوا جن کی عمر ۹ سال ہے ذاں بعد عزیزہ کہ تریرہ بن اور عزیزہ نصرت شاہین نے مل کر رسول اللہ کی شان میں نظم پڑھی۔ ایک غیر از جماعت دوست نے حفیظ جالندھری کا "سلام" نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھا۔ جس کو حاضرین جلسہ نے بہت پسند کیا۔ اس جلسہ میں مولوی رحیم بخش صاحب اور خاکسار نے سیرت کے چیدہ چیدہ پہلو بیان کئے جو سامعین جلسہ کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے۔ جلسہ کے خاتمہ پر کراچی کے مشہور ڈاکٹر خان صاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا۔ کہ اُن کو اسلام کی صداقت کا علم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے رسالہ جات اسلامک ریویو سے ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ میانہ روی کے پہلو پر عمل کر کے کوئی ایسی بات نہ کہیں جو دوسرے کی دلشکنی کا موجب بنے۔

(۴) اگر اللہ نے مدد کی۔ تو عنقریب احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا وجود عمل میں آ جائے گا جس سے جماعت میں کام کرنے کا پروگرام مزید وسیع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دار الشفاء میں توسیع

دار الشفاء میں جائے تنگ است و مرداں بسیار کی تکلیفات عرصہ سے چلی آ رہی ہے۔ سخت گرمی اور سخت سردی میں مریضوں کو جن میں مستورات اور بچے عموماً زیادہ ہوتے ہیں کھلی گلیوں میں بیٹھ کر اپنی باری کا انتظار کرنے تھے۔ انجمن نے از راہ کرم مہمان خانہ کا دار الشفاء سے ملحقہ چھوٹا سا کمرہ عطا کیا تو اس کو ساتھ شامل کر کے از سر نو تعمیر کرنا پڑی جس پر تین ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ اخراجات غیر معمولی ہوئے ہیں تاہم دار الشفاء کی عمارت نہایت عمدہ اور آرام دہ ہو گئی ہے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دار الشفاء کی مالی امداد جو وہ ہر سال عنایت کرتے ہیں جلد از جلد بھیجکر عند اللہ ماجور ہوں نیز ان احباب کو بھی اس کار خیر میں شریک کرنے کی کوشش کریں جو اب تک اس کار خیر میں حصہ نہیں لے رہے۔ رقوم بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ارسال فرماویں۔۔۔۔

اسلام فطرتِ انسانی کی آواز ہے۔ اس کی بنیاد انسان کے جذبۂ تشکر پر ہے

اس میں کسی جبر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

یہ نظریہ کہ حکومت کے بغیر اسلامی زندگی ناممکن ہے اسلام کا بالکل نقیض نظریہ ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۸ راگست ۱۹۶۴ء فرمودہ مکرم مولانا محمد یعقوب خان صاحب بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون —— فسبح باسم ربک العظیم —— (سورۃ الواقعہ)

خدا تعالیٰ کی قولی اور فعلی کتابیں

اسلام کی تعلیم صرف قرآن کریم اور حدیث شریف کی کتابوں میں ہی نہیں بلکہ چند اور کتابیں بھی ہیں۔ جہاں اسلام کی تعلیم نہایت بیّن اور واضح طور پر لکھی ہوئی نظر آتی ہے جس کی تشریح اور توضیح کے لئے ملاّں کے احتیاج کی ضرورت نہیں اور نہ مولویوں کے علم نحو و صرف کے گورکھ دھندوں کے لئے چکر کی ضرورت ہے بلکہ یہ ایسی کھلی کھلی تعلیم ہے جو انسان کے دل کو اپیل کرتی ہے۔ گویا انسان کے اپنے دل کی آواز ہے۔ ایک کتاب صحیفہ کائنات ہے جس کے مطالعہ کی خود قرآن کریم میں ضرورت بیان کی گئی ہے ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لآیات لاولی الالباب میں اس کتاب کے مطالعہ کی اہمیت کا ذکر ہے۔ اسی طرح ایک اور صحیفہ بھی ہے۔ یہ صحیفۂ فطرت انسانی ہے۔ یہ بھی ایک بڑی کتاب ہے جس کے مطالعہ سے انسان روحانی حقائق تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالےٰ کی ایک قولی کتاب ہے۔ اور صحیفۂ کائنات و فطرت دو فعلی کتابیں ہیں۔ یقینی علم اور معرفت کا سب سے بڑا سرچشمہ خود انسان کی اپنی فطرت کی آواز ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اور جس کی شہادت انسان کے لئے حتمی شہادت کا حکم رکھتی ہے۔

انسانی پیدائش کا مقصد

ان آیات میں جو میں نے پڑھی ہیں ان صداقتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ یہ بالکل سیدھی بات ہے کہ تم اس کا اعتراف کرو تم سے مطالبہ اگر ہے تو صرف اسی قدر ہے۔ کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کر لو اور تسلیم کر لو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے یہ تو انسان کی فطرت کی آواز ہے۔ کہ جو ہمارا خالق ہے ہم اسی کی طرف جھکیں اس سے محبت کریں۔ اسے اپنا محبوب و مقصود سمجھیں۔

عجائباتِ قدرت

پھر فرمایا: افرءیتم ما تمنون ءانتم تخلقونه ام نحن الخالقون۔ رحم مادر میں بچے کی پیدائش میں جو عجائبات ہیں، وہ کس قدر حیرت انگیز ہیں۔ ایک بے حقیقت چیز سے انسان اشرف المخلوقات کا پیدا ہو جانا اس سے بڑھکر کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ اس اندرونی کارخانے کا چلانے والا بلاشبہ ایک حکیم علیم ہستی ہے ایک بچہ ماں کے رحم میں کس طرح بڑھکر ایک حالت سے دوسری حالت تک منتقل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ بچہ کی خوبصورت شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس حکمت اور اس نظارے کی طرف خدا تبارک و تعالےٰ نے توجہ دلا کر انسان کی فطرت سے پوچھا ہے کہ بتاؤ اس کے پیدا کرنے والے تم ہو یا ہم ہیں۔ فطرت کی آواز یہی ہے کہ اس عظیم الشان صنعت گری کے سامنے سربسجود ہو جائے یہ ایک حقیقت ہے جس پر غور کرنے سے فطرت انسانی خود بخود اس وراء الوراء ہستی کی طرف مائل ہو جس نے اس پر اس قدر احسان کیا کہ ایک ایسی حقیر ابتداء سے اسے کس قدر کمالات کا مالک بنایا ہے۔

حیات بعد الموت

انسان کی پیدائش کے بعد سب سے بڑا واقعہ اس کی موت کا واقعہ ہوتا ہے۔ اس کی طرف توجہ دلاتے ہوتے ہوئے فرمایا نحن قدرنا بینکم الموت ہم نے موت تمہارے لئے مقدر کی ہے مگر اس میں بھی حکمت یہی ہے کہ تمہیں اس سے بھی اعلےٰ اور ارفع زندگی کی طرف منتقل کیا جائے۔ گویا موت جیسا مشکل مرحلہ بھی انسان کی رفعت شان کے لئے ایک زینہ ہے۔ انسان کے لئے یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ موت کے بعد واقعی کوئی اعلےٰ تر زندگی اس کے لئے مقدر ہے۔ اللہ تعالےٰ یہاں بھی اس کی فطرت کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ذرا اپنی تخلیق اولیٰ پر تو غور کرو۔ ایک حقیر قطرہ سے تمہیں انسان کی شکل میں تبدیل کیا تو ایسی قادر ہستی کے لئے کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد بھی تم کسی ایسی ہیئت میں رونما ہو جاؤ جس کا تمہیں یہاں وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا —— یہاں پھر فطرت انسانی سے اپیل کی ہے اور فطرت کی آواز یہاں بھی یہی ہے کہ بے شک جس نے مجھے ایک بے حقیقت چیز سے اشرف المخلوقات بنایا وہ موت کے بعد بھی ایک اعلےٰ زندگی دینے پر قادر ہے۔ کس قدر زبردست اپیل ہے ان الفاظ میں کہ ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ فلولا تذکرون یعنے تم اپنی پیدائش کو سامنے رکھ کر غور کرو کہ کیا وہ کوئی کم حیرت انگیز ہے۔ پھر موت کے بعد اگر اور حیرت انگیز انقلاب تمہارے لئے مقدر ہو تو اس میں کونسی مشکل ہے؟ یہاں ایک مرتبہ پھر انسان کی اپنی فطرت کو جنبش دی ہے اور فطرت کی پھر یہی آواز ہے کہ بے شک یہ حق ہے کہ اللہ تعالےٰ موت کے بعد ہمیں ایک زندگی دے گا۔

اسلامی تعلیم فطرت کے عین مطابق ہے

اسلام کی تعلیم محض INTELLECTUAL یعنے منطقیانہ اور فلسفیانہ نہیں ہے، محض سائنٹیفک نہیں ہے کیونکہ یہ چیزیں جو انسان کی قوت فکر سے تعلق رکھتی ہیں بدلتی رہتی ہیں۔ آج اگر انسان کا کوئی خیال اور اس کا نتیجہ فکر صحیح ہے تو کل وہ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ لیکن اسلام نے انسان کے جس حصہ کو اپیل کیا ہے وہ اس کی فطرت ہے اور فطرت کی آواز بدل نہیں سکتی اور کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ اسلام انسان کے فطرتی جذبہ تشکر کو اپیل کرتا ہے اور اسی کی بناء پر خدا کی ہستی منواتا ہے۔ قرآن کریم شروع ہی لفظ رب العالمین ہوتا ہے یعنے کہ جس ہستی سے تعلق کے لئے تمہیں کہا جاتا ہے وہ ایک عظیم الشان محسن ہستی ہے جو تمہاری ربوبیت کرتی ہے یہ مذہب اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اس نے انسان کے جذبۂ تشکر پر خدا شناسی اور خدا پرستی کی بنیاد رکھی ہے جو بڑی مستحکم بنیاد ہے۔ انسان اپنی فطرت کی گہرائیوں سے اس ہستی کی طرف کھچا جاتا ہے

جس کے متعلق ، سے یقین ہو کہ وہی ہمیں رزق دیتی ہے اور ہماری جسمانی ، دماغی اور اخلاقی نشو ونما کے سامان کرتی رہتی ہے ۔

اسلام کے معنی تو فرمانبرداری کے ہیں ، خدا کے احکام کی فرمانبرداری کرنا اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ایک معنی اسلام کے شکر گذاری کے بھی ہیں لفظ اسلام کے بالمقابل جو لفظ آیا ہے وہ کفر ہے ، جہاں جہاں قرآن کریم میں لفظ کفر استعمال ہوا ہے وہاں اس کے معنے ناشکر گذاری کے ہیں ۔ ناشکری کو کفر اور ناشکر گذار کو کافر کہتے ہیں ۔ جگہ جگہ قرآن کریم لفظ کفر کو ناشکر گذاری کے معنوں میں استعمال کرتا ہے ۔ ایک جگہ فرمایا ھدینہ السبیل فاما کافراً واما شکورا ۔ کفر کا راستہ ناشکر گذاری کا ہے اور اسلام کا راستہ شکر گذاری کا ہے ۔ قرآن کے نزدیک زندگی کے دو ہی راستے ہیں ایک یہ کہ انسان ان احسانات کے لئے خدا کا شکر گذار ہو جو اس پر خدا نے کئے ہیں اور دوسرا یہ کہ ان احسانات کی ناشکر گذاری کی جائے

اسلام کی بنیادی تعلیم —— جذبۂ تشکر

اسلام میں سب سے پہلے جو چیز سکھانا چاہتا ہے اور جو عموماً ہم نہیں سیکھتے ۔ وہ جذبۂ تشکر ہے ۔ جس میں جذبۂ تشکر نہیں وہ نصف جذبۂ ایمان سے خالی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اس جذبہ کی بڑی مثالیں نظر آتی ہیں ۔ آپ راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالےٰ کی عبادت کرتے تھے ۔ گھنٹوں عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ۔ کھڑے کھڑے پاؤں سوج جاتے تھے کسی نے پوچھا کہ حضورؐ آپ تو خدا کے محبوب ہیں ۔ آپ کیوں اس قدر اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں آپ نے فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً کیا میں خدا تعالےٰ کا شکر گذار بندہ نہ ہوں ۔ اگر خدا تعالےٰ نے مجھ پر اتنا فضل وکرم کیا ہے تو ضروری ہے کہ میں خدا تعالےٰ کا سب سے زیادہ شکر گذار ہوں ۔

انسانی زندگی کے قیام واستحکام کے لئے نظام قدرت

پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں پیدا ہی نہیں کیا بلکہ تمہاری پرورش کے لئے تمام غذائیں بھی پیدا کرتا ہے ۔ افرءیتم ما تحرثون ۔ یہ جو تم اناج غلہ جات کاشت کرتے ہو ۔ یہ پھل اور سبزیاں اگاتے ہو ، جن پر تمہاری زندگی کے بقاء و استحکام کا دارومدار ہے ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون ۔ یہ سمجھنا بہت بھاری غلط فہمی ہے کہ یہ سب تمہارے ناخن تدبیر کا نتیجہ ہے ایسا نہیں ہے بلکہ یہ تو خدا تعالےٰ کے بے شمار فرشتے ۔ بے شمار عناصر اور بے شمار انجنیئروں کے دخل وعمل کی وجہ سے ہے ۔ ہمارے محرکات تمہارے لئے غلہ اور اناج اور سبزی ترکاریاں اور پھل پھول پیدا کر رہے ہیں ۔ خوراک کے بعد انسان کی زندگی کا دارومدار پانی پر ہے ۔ یہ سامان بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے ۔ فرمایا افرءیتم الماء الذی تشربون ۔ تمہارے روزمرہ ضرورت کی ایک چیز پانی ہے تم اسکو پیتے ہو ، وہ تمہیں مفت ملتا ہے ۔ یہ ٹھنڈا پانی کس قدر ضرورت کی چیز ہے ۔ ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون تم سوچکر بتاؤ کہ کیا یہ پانی تم نے بنایا ہے ۔ سمندروں کا سینہ پھاڑ کر ہواؤں کے دوش پر سوار کر کے تمہاری خشک پیاسی زمین پر برسا دیتے ہیں جو آبیاری کا کام کرتا ہے اور خوراک مہیا کرتا ہے ۔ اس دھرتی کا دل چیر کر تم اپنے پینے کے لئے پانی حاصل کرتے ہو ۔ تمہاری بساط کیا ہے ؟ کھانے کو وہ دیتا ہے افرءیتم النار التی تورون لکڑی سے تم ہزاروں کام لیتے ہو ۔ درخت کس نے پیدا کئے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا تم نے یا ہم نے ؟

تمہیں پیدا بھی کیا اور تمہاری زندگی کے قیام و بقاء ۔ استحکام ۔ ارتقاء و تکمیل کے لئے جس قدر چیزیں ہیں اسی نے پیدا کی ہیں اس لئے یہ تو تمہاری اپنی ہی فطرت کی گہرائیوں سے آواز اٹھنی چاہیئے کہ فسبح باسم ربك العظیم کہ ایسی عظیم الشان محسن ہستی ہی اس کی سزاوار ہے کہ ہم ہر وقت اس کی پاکیزگی اور حمد بیان کریں اور اسی کو اپنا محبوب و مقصود اور معبود سمجھیں ۔

امت مسلمہ کے ذہنی زوال کی وجہ

اس قدر اعلےٰ تعلیم کے ہوتے ہوئے بہت بڑا تعجب یہ ہوتا ہے کہ آخر مسلمانوں میں اس قدر اخلاقی پستی اور ذہنی زوال کیوں پیدا ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام اور اس کی تعلیمات کو محض کاغذ کی کتابوں کی طرح سمجھ لیا ہے ۔ اور رات دن کتابی کیڑوں کی طرح اس پر جھکے رہتے ہیں کہ وہاں کیا لکھا ہے اور یہاں کیا لکھا ہے حالانکہ وہ صداقت ، صداقت نہیں ہو سکتی جو آج بھی صداقت نہیں ہے اور جس کے لئے زمانہ ماضی سے سرٹیفکیٹ تلاش کرنے کی ضرورت ہو اسلام کی صداقتیں ایسی ہیں جو سورج کی روشنی کی طرح اپنی روشنی سے روشن ہیں اور کسی بیرونی سہارے کی انہیں ضرورت نہیں مسلمانوں نے ماضی پرستی کو اس حد تک اپنا شعار بنا لیا کہ کائنات عالم اور فطرت انسانی کے صحیفوں کی طرف توجہ ہی نہیں کی اس لئے ان کی ذہنی افقوں کی پہنائیاں بہت تنگ اور محدود ہو گئیں اور انہیں وہ قوت نمو نہیں رہی جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں اور عروج تک پہنچتی ہیں علم کو قال اقول یا صرف ونحو کے گردانوں تک محدود کر لینا سب سے بڑی جہالت ہے ۔ دین زبان دانی کا نام نہیں نہ صرف زباندانی تک محدود ہے ، دین حقائق عالم کی تلاش کا نام ہے جس کا بے انتہا سمندر کائنات میں فطرت انسانی میں ، تاریخ عالم میں موجود ہے ۔ ان کی طرف سے مسلمانوں نے آنکھیں بند کر دیں ۔ اس لئے انکا MENTAL HORIZON تنگ ہو گیا ۔ آج مسلمان اس چکر میں پڑا ہوا ہے کہ مسلمان کون ہے اور کافر کون ہے ۔ حالانکہ آج سے چودہ سو سال پہلے مسلمان کی بڑی سیدھی سادی تعریف خود قرآن میں موجود ہے کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی شکر گذاری کرے وہ مسلمان ہے اور جو ناشکر گذار ہے وہ کافر ہے ۔ ہم مسلمان کہلا کر بھی جذبۂ تشکر الٰہی کے صحیح جذبہ سے محروم ہیں تو ہم بھی خدا کی نظر میں کفر سے زیادہ قریب ہیں ۔

عبادات کا مقصد نفس کی تعمیر ہے

قرآن کریم نے ہمیں کسی غلط فہمی میں نہیں رکھا ہے اس نے واشگاف الفاظ میں بتایا کہ یہ نمازیں بے کار ہیں ۔ یہ وعظ ونصیحت بے کار ہیں اگر ان سے عمل کی راہیں استوار نہیں ہوتیں اور عمل میں ان کا اثر نظر نہیں آتا جس قدر ارکان دین ہیں یہ مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ محض ذرائع ۔ چنانچہ نماز روزہ کا مصرف صرف اسی قدر ہے کہ ان سے آپ اپنے نفس کی تعمیر کرتے رہیں ۔ اگر یہ اندرونی تعمیر نہیں ہوتی تو عبادات بے کار ہیں نماز کی غرض ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ۔ اگر یہ نہیں تو نماز بے کار چیز ہے ۔

اسی طرح روزہ کا حال ہے اگر روزہ رکھکر جھوٹ بولتے رہے برائیوں سے نہیں رکے تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے تمہاری اس بھوک اور پیاس کی کوئی ضرورت نہیں ۔

اسلام حکومت کا محتاج نہیں

انسان کی فطرت اپنی پوری گہرائیوں سے اپنے خالق اور رازق کے سامنے سربسجود ہوتی ہے مسلمانوں میں جو یہ تخیل پیدا ہوا کہ بغیر اپنی سلطنت کے اسلامی زندگی ناممکن ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے لوگوں نے اسلام کی حقیقت کو کس قدر غلط سمجھا ہے یہ تو ہر ایک انسان کیا حیوان کی فطرت کا بھی تقاضا ہے کہ جو اس کی ربوبیت کرتا ہے اس سے لازماً محبت کرتا ہے ۔ اس میں کسی اکراہ اور جبر کو دخل ہی نہیں ۔ قرآن کریم نے اسی جذبۂ فطرتی کا اعلان کیا ہے کہ لا اکراہ فی الدین مذہب کا تعلق دل سے ہے ۔ وہ انسان کی تمام فطرت کی آواز ہے اس لئے اس میں کسی جبر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ مذہب اور جبر درحقیقت ضدین ہیں جو باہم جمع نہیں ہو سکتے ۔ وہ مذہب مذہب ہی نہیں جو کسی حکومت کے ڈنڈے کا مرہون منت ہو ، نہ ہی کسی حکومت کے بل کی بات ہے کہ لوگوں کے دلوں کو بدل سکے ۔ کہتے ہیں کہ مسیحیت کا عروج اس وقت شروع ہوا جب روما کے بادشاہ قسطنطین نے یہ مذہب قبول کیا ۔ عروج کا یہ تخیل بالکل غلط ہے ۔ اس دن درحقیقت مسیحیت بطور مذہب کے روبہ تنزل ہونا شروع ہوا ۔ اس کی اصلی

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

بعض الہامات کے متعلق ایڈیٹر صاحب الفضل کی تشریح پر تبصرہ

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کی میری تشریح کو خواہشاتی تجزیہ کہنا محض تحکم ہے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر ۹ر فروری ۱۹۰۸ء کو آٹھ الہامات اکٹھے ایک ہی دن نازل ہوئے جن میں سے پہلے پانچ الہام تو حضور کی اس شان پر روشنی ڈال رہے ہیں جو خدا کے نزدیک حضور کو حاصل تھی اور اس مقام کی وضاحت کر رہے ہیں جو دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو عطا کیا گیا تھا اور ساتھ ہی حضور کے منکرین کا انجام بھی ان الہاموں میں بتلایا گیا تھا جن سے دلائل اور واقعات کی شہادت سے ان الہاموں کی سچائی اور ان کے منجانب اللہ ہونے کو ثابت کیا تھا ایڈیٹر صاحب الفضل میرے تجزیہ کو خواہشاتی تجزیہ قرار دیتے ہیں لیکن اس پر دلیل انہوں نے کوئی پیش نہیں کی کیوں میرا تجزیہ خواہشاتی تجزیہ کہلانے کا مستحق ہے اس لئے میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے معذور ہوں۔ قارئین کرام میری تشریح حضور کی صداقت پر دلائل مہیا کر رہی ہے یا خواہشاتی تجزیہ کے ذیل میں آتی ہے۔

آخری تین الہاموں کی میری تشریح ربع صدی قبل کی ہے اور اسکا حرف بحرف پورا ہونا۔

باقی آخری تین الہاموں کی جو تشریح میں نے پیش کی ہے وہ میں آج پیش نہیں کر رہا بلکہ آج سے ۲۵ سال قبل ان خطوط میں لکھی تھی جو میں نے جناب میاں صاحب کی خدمت میں بھیجے تھے اور جو ان مظالم کی وجہ سے تھے جو مجھ پر اور میرے خاندان پر توڑے گئے۔

جو تشریح میں نے اس وقت میاں صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجی تھی وہ حرف بحرف پوری ہو چکی ہے ان الہاموں میں آخری الہام تھا آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا" جو الہام "لا تقتلوا زینب" کے معاً بعد ہے میں نے صاف لکھا تھا کہ جس کو تم تائید الٰہی سمجھ رہے ہو وہ اب ختم ہونے والی ہے وہ صرف ایک مٹھی بھر رہ گئی ہے اور اس مٹھی کے ختم ہونے کی ابتداء الہام "لا تقتلوا زینب" کے ماتحت ہمیں دکھ دینے کے وقت سے شروع ہو گئی ہے اب اگر میری اس تشریح کے مطابق ہمیں مصائب کا نشانہ بنانے کے بعد جناب میاں صاحب پر ایسے مصائب نازل نہیں ہوئے اور ذلت پر ذلت کا شکار وہ نہیں بنے تو بے شک اس وقت کی کی ہوئی میری تشریح خود بخود ہی غلط ثابت ہو جاتی ہے ایڈیٹر صاحب الفضل کو اسے غلط ثابت کرنے کے لئے تگ و دَو کرنے اور جناب میاں صاحب کی بے جا حمایت میں الہامات کی تاویل پر تاویل کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی لیکن اگر میری بیان کردہ تشریح کی واقعات نے تصدیق کر دی ہے تو دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ حق کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے اور صداقت کو قبول کرتے ہوئے جناب میاں صاحب کا ساتھ چھوڑ دیتے کیونکہ جب خدا نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور ان کو ذلت کے اتھاہ گڑھے میں پھینک دیا ہے تو انسانوں کے لئے ان کا ساتھ دینا عقل اور تقویٰ دونوں سے خلاف ہے کیونکہ مومن کا تعلق کسی سے محض خدا کے لئے ہوتا ہے اگر خدا اپنی عملی شہادت سے یہ ثابت کر دے کہ فلاں شخص سے اس کا کوئی تعلق نہیں تو مومن کی شان سے بعید ہے کہ اس کے ساتھ پھر تعلق رکھے میرا تعلق بھی محض خدا کے لئے ہی تھا اور اس کا توڑنا بھی للہ ہی تھا۔

پہلی ذلّت

اب ان کی ذلّت پر دلالت کرنے والے واقعات کو پیش کیا جاتا ہے ان کی شہادت پر غور کرو کیا سب سے پہلے جناب میاں صاحب کو عدالت کے روبرو اپنے سابقہ عقائد سے دستبرداری کا اعلان نہیں کرنا پڑا جن پر ان کو ساری عمر ناز رہا اور جن کے متعلق بڑے زور شور سے اعلان کرتے رہے کہ اگر تلوار بھی ان کی گردن پر رکھ دی جائے تو وہ ان کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں کیا یہ ایک مذہبی لیڈر کے لئے انتہائی ذلت نہیں کہ گردن پر تلوار رکھی جانے سے قبل ہی پہنچا ڈر کر اپنے عقائد سے دستبرداری کا اعلان کر دیتا ہے کیا ایسا انسان دنیا کو منہ دکھلانے کے قابل رہتا ہے ان کی اس دستبرداری کو ان کے معتقدین اور غیروں دونوں نے محسوس کیا اور اس احساس کا اظہار بھی مختلف اطراف سے ہوا۔ اخباروں میں بھی یہ اعلان ہوا کہ میاں محمود احمد صاحب جماعت لاہور کے قدموں میں آ گرے ہیں اور یہ جماعت لاہور کی عقائد کی کھلی کھلی فتح اور جناب میاں صاحب کی نمایاں شکست تھی جو ان کو ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے کا موجب بنی۔

دوسری ذلّت

جناب میاں صاحب کے مخلص ترین احباب کے ہاتھوں جس ذلت کا داغ ان کے ماتھے پر لگتا رہا ہے اس سے آپ بے خبر نہیں ہو سکتے ڈاکٹر لطیف صاحب کے نام سے آپ واقف ہی ہوں گے وہ جناب میاں صاحب کے ہم زلف بھی تھے جناب میاں صاحب کے ساتھ ان کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ ان کا اپنا بیٹا سخت بیمار تھا اس بیماری کی وجہ سے اس کی زندگی خطرہ پر تھی لیکن انہیں جناب میاں صاحب کی شدید بیماری کی اطلاع ملتی ہے تو وہ اپنے لڑکے کو خطرہ کی حالت میں چھوڑ کر جناب میاں صاحب کے علاج کے لئے دہلی سے قادیان آ جاتے ہیں اور نہایت اخلاص کے ساتھ جناب میاں صاحب کے علاج میں منہمک ہو جاتے ہیں ایسے مخلص انسان نے جو میاں صاحب کو چھوڑا اور اس چھوڑنے کے جو وجوہ وہ بیان کیا کرتے تھے ان سے آپ اچھی طرح واقف ہی ہیں کیا آپ کے نزدیک وہ وجوہ ایک مذہبی اور تقدس کے مدعی لیڈر کو ذلت کی پستی میں گرانے والے ہیں یا عزت کی بلند چوٹی پر بٹھلانے والے ہیں انصاف سے کہئے۔

تیسری ذلّت

حقیقت پسند پارٹی کے ممبران بھی جناب میاں صاحب کے مخلص مریدوں میں سے تھے بعض نے خدمت سلسلہ کے لئے زندگیاں وقف کی ہوئی تھیں انہوں نے جو حالات شائع کئے ہیں اور غلیظ قسموں کے ساتھ شائع کئے ہیں کیا وہ ذلت پر دلالت کرنے والے کافی سامان اپنے اندر نہیں رکھتے غور فرمائیں۔

چوتھی ذلّت

قادیان بحیثیت مرکز آپ کے خلیفہ صاحب سے چھن جانا کس بات پر دلالت کرتا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ کے خلیفہ صاحب کی طرف سے حضور کے ارشاد کو کہ قادیان ہمیشہ اس انجمن کا مرکز رہے گا اپنے حق پر ہونے کے ثبوت میں لطور زبردست دلیل کے پیش نہیں کیا جاتا تھا جس کے وہ ثبوت اب کہاں گیا دہاں سے بھاگ کر آخر لاہور میں ہی آ کر بستا و بسنی پڑی وہ لاہور جس کی ہمیشہ مذمت ہوتی رہی اور جس کو مرکز بنانے کی وجہ سے جماعت لاہور کے بزرگوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا رہا اور ان پر تمسخر اڑایا جاتا رہا آخر

اسی لاہور میں پناہ لی اور ایک عرصہ تک اسی سے بطور مرکز کام لیا ایک حساس دل کے لئے کیا یہ کم ذہنی عذاب ہے کہ جس فعل کی وجہ سے وہ اپنے مدمقابل پر ہنسی اڑایا کرتا تھا وہی فعل اسے خود کرنا پڑ گیا پھر ہمیشہ جماعت لاہور کے ایک بزرگ کے اس قول پر تمسخر اڑایا جاتا تھا جس نے قادیان کے ہائی سکول کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا کہ وقت آئے گا کہ یہاں غیر مسلموں کا بسیرا ہو گا آپ کے خلیفہ صاحب ہمیشہ جلسہ کے موقعہ پر اسی بلڈنگ کی طرف اشارہ کر کے اپنے معتقدین کو یہ کہکر ہنسایا کرتے تھے کہ دیکھ لو کہ اس بلڈنگ میں کون بستا ہے کیا اس میں غیر مسلم ہیں یا احمدی ہیں لیکن آخر خدا نے جماعت لاہور کے اس بزرگ کے قول کو پورا کر کے دکھلا دیا اب اس عمارت کو سکھ استعمال کر رہے ہیں اب جب بھی آپ کے خلیفہ صاحب کو اپنا تمسخر اڑانا یاد آتا ہو گا اور ساتھ ہی اُن کے تصوّر کی آنکھ اس بلڈنگ کی بنچوں یا کرسیوں پر سکھ اور ہندو طلباء کو بیٹھے ہوئے دیکھتی ہو گی تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اپنی ذلت کا کس قدر شدید احساس ان کو ہوتا ہو گا، یہ عذاب ان کے لئے کیا کم ہے کہ لاہور کے ایک بزرگ کے قول کو خدا نے اس قدر عزّت دی کہ اسکو پیشگوئی کا رنگ دے دیا اور پھر اسے پورا کر کے بھی دکھلا دیا کیا ان کو یہ احساس نہ ہوتا ہو گا کہ جن لوگوں کو میں راندۂ درگاہ الٰہی قرار دیا کرتا تھا اُن کے متعلق واقعات سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کے ہاں اتنی عزّت رکھتے ہیں کہ خدا ان کے سرسری قول کو بھی پورا کر کے دکھلا دیتا ہے حدیث میں آتا ہے کہ مؤمن اگر قسم کھا کر کوئی بات کہے تو خدا اسے ضرور پورا کر دیتا ہے مگر یہاں جماعت لاہور کے اس بزرگ کو اتنا نوازا کہ بغیر قسم کے ہی اس کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو بھی خدا نے پورا کر کے دکھا دیا۔

کیا اب بھی آپ لوگوں کے دلوں میں جماعت لاہور کے بزرگوں کے متعلق اس بارے میں شک رہ سکتا ہے کہ خدا کے نزدیک کامل مؤمن ہیں یقول جناب میاں صاحب راندۂ درگاہ الٰہی نہیں۔

دینی مراکز کیوں چھٹتے ہیں جناب خلیفہ صاحب کو میری نصیحت

ایڈیٹر صاحب بتلائیں کہ دینی مراکز قوموں سے کیا یونہی چھن جاتے ہیں یا اس کا باعث قوم کی بداعمالیاں ہوتی ہیں آپ کے خلیفہ صاحب کے ہوش و حواس اگر قائم ہیں تو آن سے دریافت کر لیں کہ جب قادیان چھوڑ کر آنے کی وجہ سے جماعت کو اور خود خلیفہ صاحب کو ذہنی کوفت کا شکار ہونا پڑا تھا اور آئے دن ان کو کسی نہ کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو جماعت کو تسلی دلانے اور ان کے حوصلوں کو قائم رکھنے کے لئے آپ کے خلیفہ صاحب بار بار اپنے خطبوں میں کہا کرتے تھے کہ یہ ابتلاء ہے صبر سے کام لو تو کیا اس وقت میں نے ان کو اس طرف توجہ نہیں دلائی تھی کہ آپ جو اس مصیبت کو ابتلاء قرار دے رہے ہیں یہ درست نہیں بلکہ یہ خدا کی طرف سے سزا ہے جماعت کی اخلاقی حالت اچھی نہیں رہی بلکہ بہت گر گئی ہے اور یہ سزا اسی وجہ سے جماعت پر نازل ہوئی ہے آپ اس کو ابتلاء بتلا کر جماعت کو مزید غفلت میں ڈال رہے ہیں ان کو صاف لفظوں میں اصلاح کی طرف توجہ دلائیں اور اس مصیبت کو ابتلاء کا نام دینے کی بجائے سزا کا نام دے کر استغفار پر زور دینے کی تلقین کریں اگر آپ کے خلیفہ صاحب نہ بتلا سکیں تو آپ اُن کے اس زمانہ کے خطبوں میں تلاش کریں آپ کو وہاں یہ مل جائے گا کہ ایک دوست نے مجھے یہ کہا ہے کہ یہ سزا ہے جماعت کو استغفار کی طرف توجہ دلائی جائے استغفار بے شک ضروری چیز ہے لیکن مجھے اس دوست کے اس قول سے اتفاق نہیں کہ یہ سزا ہے میرے نزدیک یہ ابتلاء ہی ہے آخر میری بات ہی سچی نکلی جماعت کی اخلاقی حالت کے بگاڑ میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ اس نقطہ پہ پہنچ گیا کہ خدا کی غیرت نے فیصلہ کیا کہ ایسے لوگ اس قابل نہیں رہے کہ ان کو یہاں رہنے کی اجازت دی جائے چنانچہ غیرت الٰہی نے انہیں نکال باہر پھینکا اور جس ذلت و رسوائی سے اہل قادیان اور خود خلیفہ صاحب کو قادیان سے نکلنا پڑا ہے اسکو کون نہیں جانتا ان کا یہ اخراج بالکل بنی اسرائیل کے یروشلم سے اخراج کے مشابہ ہے کاش آپ بھی بنی اسرائیل کی طرح اپنی غلطیوں کا حقیقی احساس کر کے خدا کے آگے گریہ و زاری سے کام لیں اور اپنے عقائد اور اعمال کو درست کر لیں تو ممکن ہے خدا کی رحمت آپ لوگوں کو ڈھانپ لے اور آپ کی دونوں قسم کی غلط کاریوں کو معاف کر دے اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے خلیفہ صاحب کی اس قدر شدید اور طویل بیماری کا حقیقی سبب انہی ذلتوں کا احساس ہے جو ان کو اس عرصہ میں پہنچی ہیں اور اس احساس کا اظہار بعض اوقات غیر شعوری طور پر ان سے ہوتا بھی رہتا ہے سنا ہے قادیان کے ذکر سے اکثر رو پڑتے ہیں اور اس عالم بے ہوشی میں قادیان جانے کی تیاری کا حکم بھی دیتے رہتے ہیں آپ لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں لیکن جماعت سے اسے چھپانے کی کوشش میں مصروف ہیں اور جماعت کو اصل حقیقت سے دور رکھنے کے لئے مختلف حیلوں سے کام لیا جا رہا ہے۔

پانچویں ذلت

اب خلیفہ صاحب اپنے مقام کے متعلق کس قدر تعلیوں سے کام لیا کرتے تھے کہ میں محض خلیفہ نہیں ہوں بلکہ موعود خلیفہ ہوں یعنی خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں اور آپ لوگ بھی یہی فقرہ دہراتے رہتے تھے اور اب تک دہراتے چلے جا رہے ہیں۔ خلیفہ صاحب اور آپ بھی یہی کہتے تھے کہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا ان کی طرف یہاں تک تعلّی تھی کہ اُن پر پیچھے اعتراض کرنے والا بھی ایسی ہے اور اُن سے الگ ہو جانے والا دہریہ ہو جائے گا لیکن انہوں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ ان کی یہ تمام تعلیاں یاد رہوا ثابت ہوئیں، انہوں نے دیکھ لیا کہ اُن سے الگ ہونے والے نہ صرف یہ کہ وہ خود دہریہ نہیں ہوئے بلکہ دہریوں کو مسلمان بنانے کا ذریعہ بنے ہیں دینی خدمات انہوں نے ان سے بڑھکر کی ہیں ان پر اعتراض کرنے والے دندناتے پھر رہے ہیں جہنمی کا جو نقشہ قرآن نے پیش کیا ہے وہ الفاظ لایموت فیھا ولا یحیٰی میں کیا گیا ہے اب دیکھ لو کہ ان الفاظ کا مصداق کون بنا ہوا ہے معترضین یا خود خلیفہ صاحب کیا اپنی اور اپنے معترضین کی حالت کا نظارہ جب انکے تصوّر کی آنکھوں کے سامنے آتا ہو گا تو کس قدر ذہنی کوفت کا وہ شکار ہوتے ہوں گے اور کس قدر شدید ذلت کا احساس ان کو ستاتا ہو گا ہر سمجھدار شخص خود ہی قیاس کر لے کیا ان کا دل یہ محسوس نہ کرتا ہو گا کہ جس خدا کی نصرت اور تائید کے متعلق میں دعوے کیا کرتا تھا کہ وہ میرے شامل حال ہے اور ہمیشہ شامل حال رہے گی اس نے مجھے بالکل چھوڑ دیا ہے اور ایسی حالت میں مجھے پھینک دیا ہے کہ میں ایک بالکل نکمّا وجود بن کر رہ گیا ہوں۔

پھر کیا ان کو اس امر کا احساس ہو کر بھی تکلیف نہ ہوتی ہو گی کہ جماعت لاہور کے مقابل میں ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ انجمن کچھ شئے نہیں خلیفہ کے بغیر جماعت کی نہ روحانی تربیت ہو سکتی ہے اور نہ جماعت کا نظم و نسق قائم رہ سکتا ہے اور اسی خیالی دلیل کی بنا پر جماعت کے اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے میں نے مولوی محمد علی صاحب کی پیش کردہ تجاویز کو رد کر دیا تھا لیکن آج جماعت کی روحانی تربیت اور اس کا نظم و نسق بھی سب میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے اور مجبور ہو کر انہی کے نقش قدم پر چل کر مجھے بھی جماعت کے تمام کام ایک بورڈ ہی کے سپرد کرنے پڑ گئے ہیں جو درحقیقت انجمن کی ہی دوسری شکل ہے اس ناکامی کو دیکھ کر ان کے دل پر جو کچھ بھی گذرتی ہو گی اس کے بیان کی ضرورت نہیں ہر ذی فہم انسان خود ہی سمجھ سکتا ہے۔

چھٹی ذلت

ان تعلیوں میں ان کی ایک یہ بھی تعلّی تھی کہ قرآن شریف کی تفسیر کرنے میں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ لاہور میں ہی انہوں نے مصلح موعود ہونے کے دعوے کا اعلان کرتے ہوئے یہ بھی تعلّی سے بھرا ہوا چیلنج ساری دنیا کو دیا کہ قرآن کریم کے جس مقام کو کوئی چاہے چن لے اور اس کے متعلق تفسیر نویسی

جمہوریہ چین کی اسلامی درس گاہ
تفصیل اندر کے صفحات میں ملاحظہ کیجئے

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

تانسئے جیریا

ترجمہ خط محمد ثانی آلو عمر تانسئے جیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب مکرم!

میں بہت شوق سے یہ خط آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔ جس کرم فرمائی سے مجھے لٹریچر بھیجا جا رہا ہے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اُن میں سے چند کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ بڑی مفید مطلب ہیں ان میں سے چند دوستوں کو بھی مطالعہ کے لئے دیا ہے۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے مزید کتابیں ارسال فرمائیں۔ کیونکہ مجھے اسلام مذہب سے بہت دلچسپی ہے۔

کتابوں کی فہرست موصول نہیں ہوئی۔ والسلام

(ان کو کتابوں کی فہرست اور مزید کتابیں بھیجی گئیں اور خط کا جواب دیا گیا)

جاوا

ترجمہ خط :- مسٹر اسے چالک بی۔ اے۔

جناب عالی

ہم نے ایک جماعت بنائی ہے۔ اور یہ خط آپ کو بڑی امید کے ساتھ لکھ رہے ہیں کہ آپ ہماری دلجوئی فرمائیں گے۔

ہم ابھی سکول بورڈنگ میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہے اور ہم نے ایک جماعت بنائی ہے جس کی خواہش ہے کہ ہم کو انگریزی لٹریچر ارسال کیا جائے۔

آپ ہماری درخواست منظور فرمائیں اور ہمیں کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے ارسال فرمائیں، ہم بڑی بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔ ہم قبل از وقت شکریہ ادا کرتے ہیں۔ والسلام مع الاکرام

(انکو پیمفلٹ آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

عرب (جنوبی)

ترجمہ خط سید محمد دھن ران۔ جنوبی عرب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک پارسل جس میں قرآن شریف اور دیگر بارہ عدد کتابیں تھیں وصول کر لیا ہے اور میں اس کا دل و جان سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں مجھے آپ کا

مکتوب گرامی بھی موصول ہوا جس میں آپ نے اسلام پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ جزاک اللہ

میری التماس ہے کہ میرا ہدیہ تشکر بشیرہ بیگم صاحبہ تک پہنچا دیں جنہوں نے کہ اتنی فیاضی کا ثبوت دیا ہے۔ میری خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن پر اپنے افضال و اکرام کی بارش فرمائے۔

مزید آئندہ - والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

انڈیا

ترجمہ خط :- بابی - پی - ٹی - کرالہ سٹیٹ - انڈیا

جناب محترم!

شاید آپ اس خط کو دیکھ کر متعجب ہوں۔ میں کیرالہ یونیورسٹی کا ایک طالب علم ہوں۔ عیسائی خاندان سے تعلق ہے۔ مجھے اسلام سے آگاہی کا بہت شوق ہے۔ میں نے اسلام کے متعلق تاریخ میں پڑھا ہے۔ مجھے بہت لطف آیا جب میں نے حضرت محمدؐ اور آپؐ کی تعلیم کا مطالعہ کیا اور میرے دل میں ایک نئی روشنی پیدا ہوئی۔ میں اب اسلام کی مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

اگر آپ کرم فرمائی کریں تو مجھے ایک قرآن شریف اور دوسری کتابیں اسلام کی تعلیم کے متعلق ارسال فرمائیں۔

زیادہ نیاز۔

(فی الحال ان کو پیمفلٹ آف اسلام اور مزید لٹریچر اور خط کا جواب روانہ کیا گیا)

ترجمہ خط - حمید الاسلام - انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کافی عرصہ سے آپ کے ساتھ خط و کتابت نہیں کی کیونکہ ہم مسلم لیگ کے کام سے وابستہ رہے جو کہ دنیا میں ایک واحد ادارہ ہے۔ جو لٹریچر آپ نے بھیجا تھا وہ بہت دلچسپ تھا۔ ایسا لٹریچر گاہے بگاہے ہم کو بھیجتے رہیں

کیا آپ مجھے مندرجہ ذیل کتب ارسال کر سکتے ہیں جو کہ لائبریری کے لئے چاہئیں - (۱) ہولی قرآن انگلش ٹرانسلیشن (۲) انگریزی صحیح بخاری حصہ اول و دوم (۳) سپرٹ آف اسلام (۴) اسلام اور رہبانیت۔

(انکو کتابیں بھیجی گئیں اور خط کا جواب لکھا گیا)

بحر حکمت کے موتی

انّ اللہ تعالیٰ کرہ لکم ثلثاً قیل وقال واضاعۃ المال وکثرۃ السوال۔

(بخاری - مسلم - ابوداؤد - انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ :-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالےٰ نے تین چیزیں تمہارے واسطے ناپسند رکھی ہیں

(۱) قیل وقال

(۲) دولت کا ضائع کرنا

(۳) اور کثرت سوال

نوٹ :-

وہ گفتگو جس پر عمل کی ضرورت نہ ہو بے نتیجہ اور بے بود دار ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے پسند نہیں فرماتا۔ سب سے اچھی بات تو دعوت الی اللہ اور اعمال صالحہ ہیں ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحًا وقال انّنی من المسلمین (۴۱:۳۳)

یا ایّھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون ٥ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ (۶۱:۲۳)

بے عمل واعظ بھی اسی ذیل میں ہے۔

اتأمرون النّاس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتٰب افلا تعقلون (۲:۴۴)

مال بھی اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے اور حصول رضائے الٰہی کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔

الذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواماً۔ (۲۵:۶۷)

ولا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیٰما (۴:۵)

سوال کرنا اچھا نہیں بہت سوال کرنے والوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہہ فرمائی ہے کہ تم اس طرح حلال چیز کو اپنے اُوپر حرام کر لو گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسٰی من قبل۔ (۲:۱۰۸)

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم الایۃ (۵-۱۰۱)

پیٹ کر بھیک مانگنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

لا یسئلون النّاس الحافاً (۲:۲۷۳)

(باقی برصفحہ ۲۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــ لاہور ـــ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۶۴ء

داعی الی اللہ کی آواز

دعوت الی اللہ کو قرآن کریم میں بہت اہمیت دی گئی ہے، جابجا یہ حکم دیا گیا ہے کہ مخلوق خدا کو راہِ راست پر لانے کے لئے دعوت الی اللہ سے کام لیا جائے اور انہیں سمجھایا جائے کہ ایک قادر مقتدر ہستی تمہارے اعمال و افعال کو دیکھ رہی ہے اور اس کی طرف سے ان کا بدلہ تمہیں مل کر رہے گا، امت محمدیہ کی غرض و غایت یہی بتائی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے اور وہ فائدہ یہ ہے کہ تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے، برائیوں سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی کام کی وجہ سے اسے خیر امۃ قرار دیا گیا اور اسی کے کرنے والوں کو اولٰئک ھم المفلحون یعنی فلاح یافتہ قرار دیا گیا۔

یہی نہیں بلکہ دعوت الی اللہ کو قول احسن کا نام بھی دیا گیا ہے، ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ و عمل صالحًا وقال اننی من المسلمین اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے، اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں اللہ تعالےٰ کے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

قرآن کریم کے ان کھلے ارشادات اور اللہ تعالیٰ کے ان صریح احکامات کے ہوتے ہوئے افسوس ہے کہ آج مسلمانوں نے دعوت الی اللہ کو ایک گھٹیا کام سمجھ کو عملاً ترک کر رکھا ہے، حالانکہ تمام انبیاءؑ اور خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسی کام کے لئے مبعوث ہوئے اور بڑی بڑی اذیتیں اٹھا کر اس کام کو سرانجام دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا خون بہا کر اور جانیں دیکر خدا کی آواز دنیا کے کونوں تک پہنچائی۔ تمام اولیاء اللہ اور مجددین و محدثین نے اسی مقدس کام کی وجہ سے خدا اور بندوں کے نزدیک عزت و عظمت کا مرتبہ حاصل کیا، حضرت داتا گنج بخش ہجویری حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ تعالےٰ اور دیگر بزرگانِ دین کہاں کہاں سے چل کر کہاں پہنچے، اور محض دعوت الی اللہ کی خاطر وطن سے بے وطن ہوئے۔ انہی لوگوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام کا نام باقی ہے اور ہم مسلمان کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

ہمارے اس زمانہ میں بھی ایک داعی الی اللہ پیدا ہوا اور اس نے دنیا کی مخالفت برداشت کر کے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا، اس زمانہ میں دہریت والحاد اس قدر ترقی کر چکا تھا، سائنس اور فلسفہ نے اس قدر شکوک و شبہات دلوں میں پیدا کر دیئے تھے کہ خود بڑے بڑے مسلمانوں کے دلوں سے اللہ تعالےٰ کی ہستی کے متعلق ایمان اٹھ گیا یہاں تک کہ طبقہ علماء میں وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے برملا اس بات کا اعلان کیا کہ خدا کی ہستی پر کوئی ٹھوس دلیل ہمارے پاس نہیں محض قیاس ہی قیاس ہے جو یقین کے درجہ تک نہیں پہنچتا۔

ایسے حالات میں اس داعی الی اللہ (حضرت مرزا صاحبؒ) نے پکار کر اعلان کیا کہ خدا ہے، جس نے دیکھنا ہو میرے پاس آکر دیکھے، اس نے پکار کر دنیا کو بتایا کہ:-

"میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھکر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اسکو حاصل کرنا یہ ہے کہ اسکو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا۔ اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں۔"

اور پھر زور دیکر کہا کہ:-

"کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دل میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالےٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تعالےٰ ہر ایک حاجت کے وقت میں کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے"

غور کیجئے کس قدر یقین اور ایمان سے بھری ہوئی آواز ہے گویا خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں دل کتنا خوشی سے بھرا ہوا ہے، اور کتنا جوش و درد بنی نوع انسان کے لئے ہے کہ کسی طرح وہ خدا پر ایمان لے آئیں۔ ایسا ایمان جس کی وجہ سے دنیا کے تمام خزائن اور تمام لذتیں اور نعماء ہیچ نظر آئیں اور اس کے وجود میں عمل صالحًا وقال اننی من المسلمین کا نقشہ نظر آئے۔

داعی الی اللہ کی یہ آواز بہت سے دلوں کو کھا گئی، بہت سے دنیا کے دلدادہ اور خدا سے بے تعلق لوگ جو بدیوں اور بدکاریوں میں غرق تھے ہدایت پا گئے بہت سے دہریت والحاد میں پھنسے ہوئے اس آواز کو سن کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور حقیقی معنوں میں خدا پرست بن گئے اور ان کی عملی زندگیوں میں، خدا نظر آنے لگا۔ جس کو دیکھکر اور لوگ بھی راہ راست پر آ گئے اسی کو کہتے ہیں "چوروں قطبؒ بنایا"۔ وہ جو مسیح علیہ السلام کے متعلق آیا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں کو اچھا کرتے اندھوں کو بینا کر دیتے تھے اس کا نظارہ آج مسیح

(باقی ص کالم ۳)

اخبار و افکار

ختمِ نبوّت کے پاسبان

۲۲ راگست کو لاہور میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی برسی کی تقریب پر احراریوں کا ایک جلسہ دہلی دروازہ کے باہر منعقد ہوا۔ جس میں بار بار اس بات کو دوہرایا گیا کہ سید عطاء اللہ شاہ نے اسی پنڈال میں یہ اعلان کیا تھا کہ :-

"ہم ختم نبوّت کی توہین کرنے والوں کا خاتمہ کرکے چھوڑیں گے چنانچہ جب تک ہم باقی ہیں عقیدہ ختم نبوّت کی پاسبانی کرتے رہیں گے"

بسم اللہ ! بڑا مبارک خیال ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ختم نبوّت کی توہین کرنے والا کون ہے اور پاسبان کون ؟ کیا وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اسرائیلی نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر بیٹھے ہیں، ختم نبوت کی توہین کے مرتکب نہیں ؟ ایک ہی جماعت ہے جو اس وقت ختم نبوّت کی حقیقی پاسبان ہے اور وہ جماعت احمدیہ لاہور ہے، جس کا عقیدہ ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا - یہی مرزا صاحب کا عقیدہ تھا، جن کی اتباع میں جماعت احمدیہ لاہور پچاس سال سے ختم نبوّت کے دفاع میں مصروف جہاد ہے، احراری لیڈروں کو اگر ختم نبوّت کے لئے غیرت ہے تو اٹھیں اور مسیح اسرائیلی کی آمد ثانی کے عقیدہ کی تردید کرکے ختم نبوّت کی پاسبانی کا حق ادا کریں۔

ایک اور نعرہ

ختم نبوّت کے نام نہاد تحفّظ کا نعرہ بلند کرنے کے علاوہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ایک اور بھی نعرہ تھا جو پسرور کانفرنس ۱۹۴۶ء میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے لگایا، وہ یہ کہ :-

"پاکستان کا بننا تو بڑی بات ہے
کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو
پاکستان کی پ بھی بنا سکے"

اور پھر جب ایسا بچہ پیدا ہو گیا جس نے پاکستان کی پ ہی نہیں بلکہ مکمل پاکستان بنا دیا، تو شاہ صاحب کا رُخ ایک اور طرف پھر گیا اور جماعت احمدیہ کے خلاف تقریر کرتے ہوئے انہوں نے تحفّظ ختم نبوّت کا ڈھونگ رچا لیا۔ اور اس کی آڑ میں پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا کر دیا -

خدا بخشے اب وہ فوت ہو چکے ہیں، احرار کو چاہیئے کہ اُن کے پیدا کئے ہوئے فتنوں کو بار بار جگا کر ان کی رُوح کو صدمہ نہ پہنچائیں۔ ورنہ عالم عقبےٰ میں ان کی رُوح یہی پکارے گی اے خدا مجھے میرے دوستوں سے بچا !

"الفضل" کے دلائل پر تبصرہ

(لسلسلہ صفحہ ۱۳)

"مبارک تھیں لیکن جب وہ ان کے ماحول سے نکل گئیں تو قتل ہو گئیں۔ اوّل تو ایڈیٹر صاحب نے الہام کے معنی ہی غلط کئے ہیں اور انہی کے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ تجزیہ اُن کا خوابستانی تجزیہ ہے ایڈیٹر صاحب "زینب" کا ماحول سے نکلنے کا زمانہ خاکسار سے ان کی شادی ہو جانے کا زمانہ قرار دیتے ہیں حالانکہ محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی شہادت کے مطابق حضورؑ کی زندگی میں بھی اور حضور کی وفات کے بعد خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں بھی اور پھر آپ کے مزعومہ خلیفہ صاحب کے زمانہ میں بھی ۱۹۳۷ء تک "زینب" اور اس کے شوہر دونوں کا اخلاص اسی مفہوم میں قائم رہا جو مفہوم اخلاص کا آپ سمجھتے ہیں - پس ایڈیٹر صاحب اور ان کے ہم نوا دوستوں کے نظریہ کے مطابق "زینب" کے قتل کی بنیاد ۱۹۳۷ء میں اس وقت پڑی جب "زینب" کے شوہر نے جناب میاں محمود صاحب کی بیعت کے فسخ کا اعلان کیا اس سے بھی عیاں نہیں کہ ایڈیٹر صاحب کی اس تاویل کے پس پردہ بھی جناب میاں صاحب کے متعلق ان کی وہی خوش عقیدگی کارفرما ہے جو ان کے ہر معتقد کے دماغ پر تسلط جمائے ہوئے ہے۔

(باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

حکیم عبدالرشید صاحب دورہ پر

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح حکیم عبدالرشید صاحب جو انجمن کے اعزازی مبلغ ہیں آج کل بہ سلسلہ تنظیم و تبلیغ جماعتہائے ضلع ہزارہ کا دورہ کر رہے ہیں احباب اُن سے اس سلسلہ میں ان کی اعانت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں - احمد یار سیکرٹری

انگلستان سے مراجعت

لائق تبریک محترمہ مریم لودھی صاحبہ اطلاع دیتی ہیں کہ انکے خاوند لودھی صاحب نے انگلستان میں لیدر گڈس اور شوز کی ٹریننگ حاصل کرنے کے علاوہ بی ای ایم کا کورس بھی امتیازی حیثیت سے پاس کیا ہے اور دو اوّل انعامات بھی حاصل کئے ہیں، اب وہ واپس تشریف لے آئے ہیں، بزرگوں سے دعا کی استدعا ہے کہ لودھی صاحب کو تین سال کی محنت کے مطابق ہی ترقی عطا ہو،

دعائے صحت :۔ خان عبدالعزیز خانصاحب مالک عزیزیہ ہوٹل ملتان کی بیماری کو اب پہلے سے افاقہ ہے تاہم فالج بدستور ہے اور قوت گویائی بھی [illegible]

داعی الی اللہ کی آواز

(لسلسلہ صفحہ ۳)

ثانی کے انفاس طیبہ میں ہم نے دیکھا، وہ جو مسیح علیہ السلام مٹی سے پرندے بنا کر اڑایا کرتے تھے وہ بھی مسیح ثانی کے ذریعہ ہم نے بنتے اور اُڑتے دیکھے۔ مٹی کے پرندے بنانے آسان ہیں۔ لیکن مٹی کے انسان کو ایمان باللہ کی رُوح دے کر اللہ تعالےٰ کی طرف پرواز کرانا مشکل ترین امر ہے۔ لیکن مسیح موعودؑ کی جماعت میں ایسے کئی پرندے آسمانِ روحانیت پر پرواز کرتے ہوئے [دیکھے]

ضرورت ہے کہ داعی الی اللہ کی اس آواز کو اس کے ان معجزات نشانات کو ان لوگوں تک پہنچایا جائے جو ابھی تک اس سے محروم ہیں جس ہمدردی کے جوش سے مامور من اللہ نے دعوت الی اللہ کی آواز بلند کی، اسی جوش اور ہمدردی کے ساتھ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو راستے پر لانا ہمارا کام ہے یہ وہ مقدس کام ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے قول احسن قرار دیا ہے اور اسی کو دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود اور کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے، اس کام کو اختیار کیجئے اس کے لئے اپنی اولادوں کو، قابل اور ذہین اولادوں کو وقف کیجئے کہ اس سے بڑھ کر فلاح کا اور کوئی ذریعہ [نہیں]

مجلسِ معتمدین کا غیر معمولی اجلاس

اراضی ملکیتی انجمن واقع نزد یونیورسٹی کیمپس لاہور کے متعلق بعض اہم اور ضروری معاملات پر غور کرنے کے لئے مجلس معتمدین کا ایک غیر معمولی اجلاس مؤرخہ ۲۷/۸/۶۴ کو بوقت ۴½ بجے شام احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہو رہا ہے۔ ایجنڈا بذریعہ ڈاک ممبران کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا ہے امید ہے موصول ہو گیا ہو گا۔ ممبرانِ مجلسِ معتمدین کی خدمت میں التماس ہے کہ معاملات کی اہمیت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ضرور شمولیت فرماویں

والسلام

خاکسار - احمد یار - ۲۵/۸/۶۴

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

میرا دورۂ امریکہ
ایلیجا محمد سے ملاقات

ٹرنی ڈاڈ سے ہم ۵ جولائی کو نیویارک روانہ ہو گئے مسٹر اور مسز عزیز احمد میرے ہمراہ تھے ہوائی اڈے پر آن کے کزنس کے واقف کار لینے آئے ہوئے تھے چند منٹوں میں سامان کسٹم کے شعبہ سے باہر آ گیا کسی نے پوچھا تک نہیں کہ ہمارے پاس کیا ہے۔ واقفیت ہر جگہ چلتی ہے مشرق ہو یا مغرب کہیں زیادہ کہیں کم بس اتنا فرق ہے۔

عزیز احمد کے دوست ہمیں الیکس ہاؤس (ہوٹل کا نام ہے) لے گئے۔ نیویارک میں آج کل عالمی میلے کی وجہ سے بہت ہجوم ہے۔ ہوٹلوں میں ٹھہرنے کے لئے جگہ مشکل سے ملتی ہے۔ عزیز احمد صاحب کا بہت اصرار تھا کہ ان کے ہوٹل ہی میں ٹھہروں۔ لیکن میں وائی ایم سی اے میں ٹھہرنے کے لئے انتظام کر چکا تھا۔ اس لئے معذرت کر کے چلا آیا۔ اس جگہ اور تو سب سہولتیں تھیں لیکن نہانے کا انتظام ذرا مختلف تھا۔ ایک ہی جگہ تین تین "شاور" (shower) لگے ہوئے تھے اور لوگ ایک دوسرے کے سامنے برہنہ نہاتے تھے۔ اور دوسرے لوگ ساتھ والے کمرے میں کپڑے اتار کر اپنی باری کا انتظار کرتے تھے (یورپ کے ہوسٹلوں اور کلبوں میں نوجوان لوگوں کے لئے عام طور پر اسی قسم کا انتظام ہوتا ہے) وہ دن تو خیر اسی طرح گذر گئے پھر رات کو تین بجے صبح اٹھ کر غسل کیا۔ اس وقت وہاں کوئی نہ تھا۔ اور پھر اسی اصول پر عمل درآمد کرنا پڑا۔

ڈاکٹر میکسا کالم سیاہ فام مسلمان ہیں جو نیویارک سے کار پر آدھ گھنٹے کی مسافت پر رہتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں کھانے پر بلایا۔ گذشتہ بار جب اُن کے گھر گیا تھا تو اُن کی اہلیہ سلام کر کے پھر نظر نہیں آئیں بعد میں انہوں نے اپنے خاوند کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ شاید مجھے انکا شریک گفتگو ہونا ناپسند ہو اس لئے انہوں نے علیحدگی اختیار کی حالانکہ وہ مجھ سے بہت سے سوال پوچھنا چاہتی تھیں جب میں نے انہیں بتایا کہ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا تو کہنے لگے اگلی دفعہ جب آپ آئیں گے اس وقت ان سے بات چیت ہو سکے گی۔ اس دفعہ مسز عزیز احمد بھی ساتھ تھیں اس لئے ان کا موجود ہونا ایک طرح سے ضروری ہو گیا۔

جب ہم شام چھ بجے کے قریب پہنچے تو انہوں نے فوراً کھانے کی میز پر بٹھا دیا۔

ڈاکٹر میکسا کالم کو خاصی بھوک لگی ہوئی تھی کہنے لگے ہم مسلمان دن میں صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے ہیں۔ باقی اوقات میں کافی۔ چائے یا شربت پر گذارا کرتے ہیں۔ یہی اُن کے لیڈر کا حکم ہے۔ اس طرح سے انسان بیمار کم پڑتا ہے۔

اس امر کا اظہار یہاں بے موقعہ نہ ہوگا۔ کہ یہ لوگ سگرٹ نوشی اور تمباکو سے ہر حالت میں پرہیز کرتے ہیں اسی طرح شراب نوشی جوئے اور "ڈانس" سے مجتنب رہتے ہیں۔ مغربی تہذیب کی جو لعنتیں ہیں اُن سے اپنے آپ کو بچائے رکھتے ہیں۔

کھانا بڑا لذیذ تھا۔ اور کچھ نئی طرز کا۔ ان کی اہلیہ کہنے لگی جب ہم مسلمان ہوئے تو ہمیں از سر نو کھانا پکانا سیکھنا پڑا۔ میں نے پوچھا وہ کیسے۔ کہنے لگیں مغربی کھانوں میں سُور کے گوشت کا عنصر غالب ہوتا ہے اور ساری عمر ہمیں اسی قسم کی تربیت ملتی ہے اس لئے جب ہمیں لحم خنزیر کو چھوڑ کر کھانا پکانا پڑتا ہے تو بہت مشکل ہوتی ہے۔ اس غرض کے لئے ہم نے خواتین کی ایسوسی ایشن میں ایک علیحدہ کلاس قائم کر رکھا ہے۔ اور ہم ہر نئے مسلمان کو حلال کھانے پکانے کی تربیت دیتی ہیں۔

باتوں سے بات چل نکلی تو معلوم ہوا کہ اسی طرح کپڑے سینے پرونے کی علیحدہ تربیت دی جاتی ہے نیم برہنہ لباس انہیں پہننا ممنوع ہے (اور اب تو امریکی لڑکیاں اپنے جسم کا بالائی حصہ بالکل عریاں رکھنے پر تُلی ہوئی ہیں لیکن سوسائٹی اس غیر مہذب اقدام کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ سر بام میں وحشی جنگلی عورتیں اس قسم کا لباس پہنتی ہیں)

کھانے کے بعد مسٹر میکسا کالم کچھ اپنے جلسوں کی فلمیں دکھانے لگ گئے۔ ان کی اہلیہ خواتین کی ایسوسی ایشن سیکرٹری ہیں اس لئے وہ کچھ وقت کے لئے ہمیں چھوڑ کر چلی گئیں۔

معلوم ہوا کہ مسٹر ایلیجاہ محمد شکاگو میں ہیں اور عنقریب ایری زونا جانے والے ہیں۔ جو شکاگو سے مزید ڈیڑھ ہزار میل دُور ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ووکنگ واپس جانے سے پیشتر انہیں مل لوں۔

۱۱ تاریخ کو میں شکاگو پہنچ گیا۔ ہوائی اڈہ پر مسٹر ایلیجاہ محمد کے سیکرٹری لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

انہوں نے ایک "موٹل" میں میری رہائش کا انتظام کر رکھا تھا۔ "موٹل" اس ہوٹل کو کہتے ہیں جس میں جتنے لوگ ٹھہرنے کی گنجائش ہو اتنے لوگوں کے لئے اتنے موٹر کار رکھنے کے لئے گراج بھی ہوں۔ ہوٹل میں سامان رکھ کر ہم شباز ریستوران چلے گئے۔

شکاگو میں سیاہ فام مسلمانوں کا ایک "شباز ریستوران" ہے۔ جو عورتیں کھانا کھلانے کی خدمت پر مامور ہیں ان کی وردیوں پر "السلام علیکم" لکھا ہوا ہے اور لوگ بھی آتے جاتے ایک دوسرے کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ یہاں صرف حلال کھانا پکتا ہے۔ اسی طرح نیویارک میں بھی ایک ریستوران ہے۔

ایلیجاہ کے سیکرٹری مسٹر جان علی نے بتایا کہ محمد علی (کیسیس کلے) باکسنگ کا چیمپئین بھی شکاگو میں ہے۔ میں نے اُن سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اس سے قبل ڈاکٹر میکسا کالم کی خدمت میں انہیں مولانا محمد علی صاحب کا قرآن بطور ہدیہ پیش کر چکا تھا۔ ان کے ہوٹل میں گئے تو معلوم ہوا بال بنوانے گئے ہوئے ہیں۔ اُن کے چھوٹے بھائی سے ملاقات ہوئی جو بڑی گرمجوشی سے ملے۔ یہ نوجوان بھی باکسنگ کی ٹریننگ لے رہے ہیں۔ محمد علی کا خیال ہے کہ ان کے بعد یہ عالمی چیمپئین ہوں گے۔

چھ بجے کے قریب ایلیجاہ محمد کے گھر پہنچ گئے۔ ان کے سیکرٹری نے دو تالے کھول کر ہمیں گھر کے اندر آنے کے لئے کہا۔ آئے دن نیگرو سڑکوں اور گھروں پر مارے جاتے ہیں اس لئے ایلیجاہ کی حفاظت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ایلیجاہ بڑے تپاک سے ملے۔ کہنے لگے کہ ایک دفعہ ووکنگ مسجد سے ایک اور امام بھی آئے تھے میں نے جب خان بہادر غلام ربانی خان کا نام لیا تو کہنے لگے کہ ہاں وہی تھے۔

تھوڑی دیر ہی بیٹھے تھے کہ ان کی اہلیہ نے آ کر اطلاع دی کہ کھانا تیار ہے۔ چار پانچ اور لوگ بھی مدعو تھے۔ جو لوگ دن میں ایک وقت ہی کھانا کھاتے ہوں انہیں زیادہ دیر انتظار میں رکھنا مناسب نہ تھا۔ کھانے سے پیشتر دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے جب دو تین منٹ کا طویل عرصہ گذر گیا اور مزید خاموشی طاری رہی تو ایلیجاہ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے دعا کے لئے کہا تھا۔ میں نے معذرت کا اظہار کیا اور دعا پڑھ کر آمین کہی۔

ذریت شیطان

کھانا آتے ہی ایلیجاہ محمد نے از خود ذکر شروع کر دیا کہ لوگ اُن پر خفا ہوتے ہیں کہ وہ سفید امریکنوں کو ذریت شیطان سمجھتے ہیں اور کہ اُن سے کسی نیکی اور بھلائی کی توقع نہیں۔

میں نے کہا یہ بات تو مجھے بھی کھٹکتی ہے۔

اس پر انہوں نے ایک لمبی تقریر شروع کر دی۔

جس کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ علم انہیں خدا نے دیا ہے ورنہ وہ کیسے اس امر کو معلوم کر سکتے تھے اور اس بات کا انہوں نے بار بار اظہار کیا ہے اور کسی امریکی کو جرأت نہیں ہو سکی کہ ان کی تردید کرے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن کہتا ہے۔ کہ خدا اُن سے جہنم کو بھر دے گا۔ سیاہ فام انسان دنیا کے اصل باشندے ہیں اور امریکی سیاہ فام لوگ جو ان "شیطانوں" کے غلام رہے ہیں ابتداء میں مسلمان تھے لیکن سفید چمڑی والے انسان سے ان کا مذہب، زبان، کلچر، لباس، نام سب کچھ چھین لیا۔ لیکن خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اب اس قوم کی تباہی کے دن نزدیک ہیں۔ جب اس ذریت شیطان کی تباہی آئے گی تو اس کی ابتداء امریکی بدمعاشوں سے ہو گی۔ شیطان جس نے آدم کو پھسلایا تھا ان کے نزدیک ایک انسان تھا*

گفتگو کے دوران میں جب نیگرو اقوام کی برتری اور یورپین اور امریکی اقوام کی بربادی کا ذکر ہوتا تو چند لوگ جو ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھے وہ "دیٹ از رائٹ" "دیٹ از رائٹ" THAT IS RIGHT کہتے رہتے۔ یا صرف "رائٹ"

جب ایجاہ کا یہ یقین ہو کہ یہ علم خدا نے انہیں دیا ہے تو اس صورت میں بحث و تمحیص سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ اس قسم کی باتیں کرتے کرتے ان کی آنکھوں میں خاص چمک پیدا ہو جاتی تھی اور آواز بلند ہو جاتی۔

میں نے پوچھا یہ علم آپ کو کب عطا ہوا۔ کہنے لگے ۳۴ سال ہو گئے جب میں قید تھا میرے ساتھ ایک اور صاحب فرد محمد بھی تھے۔ میں ایک ان پڑھ انسان تھا لیکن فرد محمد نے مجھے مستقبل کی باتیں بتائیں اور مجھے قرآن کا علم سکھایا اور وہ باتیں لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہیں اور اب بھی جب مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے یا کوئی الجھن پیدا ہوتی ہے تو میں اپنے ماسٹر فرد محمد کی آواز اپنے کانوں میں سنتا ہوں۔

[فرد محمد کے متعلق مختلف روایات ہیں بعض لوگ انہیں روس کا جاسوس سمجھتے تھے۔ پھیری فروشی سے وہ اپنا گذارہ کرتے تھے ایجاہ نے کہا کہ وہ عرب اور جاپانی شکل و صورت کے تھے۔ وہ عیسائیوں کے لئے مسیح اور مسلمانوں کے لئے مہدی تھے۔ ایجاہ جیلری کو "مدی" کہتے تھے]

میں نے پوچھا فرد محمد کا اس کے علاوہ کیا دعوے تھا۔

ایجاہ نے کہا وہ اس دنیا میں خدائی قوت کے مظہر تھے۔ اور یہ جو نوشتوں میں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں خدا خود زمین پر اُتر آئے گا اس پیشگوئی کے مصداق

---

* مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنی تفسیر میں شیطان کو ایک انسانی قبیلے کا سردار بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر صغیر)

تھے۔

کہنے لگے کہ یہ بات ہمارے مسلمان دوستوں کو سمجھ میں نہیں آتی۔

میں نے دریافت کیا آپ کا کیا دعوے ہے کہنے لگے میں اللہ کا رسول ہوں اور داعی الی الاسلام ہوں۔

آپ کی کوئی نئی کتاب ہے؟

میری کوئی نئی کتاب نہیں سوائے قرآن کے اور میں اپنے لوگوں کو قرآن ہی سکھاتا ہوں پانچ وقت نماز کی تلقین کرتا ہوں۔

آپ نماز پڑھتے وقت کس طرف رُخ کرتے ہیں؟

مشرق کی طرف۔ لیکن وہی نماز ہم انگریزی میں پڑھتے ہیں۔ ہمارے لوگ عربی نہیں جانتے کو عربی زبان سکھانے کا ہماری اسلام یونیورسٹی میں انتظام ہے جس میں کوئی ۰۰ طالب علم ہیں۔

آپ کونسا انگریزی ترجمہ استعمال کرتے ہیں؟

مولانا محمد علی کا۔ یوسف علی کا بھی مطالعہ کرتے ہیں لیکن مولانا محمد علی کے ترجمہ و تفسیر میں زیادہ سکالرشپ ہے۔ پاکستانی اور مصری لوگ کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ مت استعمال کرو مولانا محمد علی احمدی جماعت سے تعلق رکھتے تھے لیکن مجھے تو یہی ترجمہ تمام تراجم سے بہتر نظر آیا ہے۔

آپ روزے رکھتے ہیں؟

بے شک لیکن ہمارے لئے ماہ رمضان دسمبر میں شروع ہوتا ہے اور جنوریوں میں روزے رکھنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ نیز ہم اپنے لوگوں کو کرسمس کی لغو مصروفیات سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔

ہم سب نے اس عرصہ میں کھانا ختم کر لیا لیکن ایجاہ ابھی تک اپنی سوپ پلیٹ لے کر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

اچھا یہ فرمائیے۔ میں نے ایک اور سوال کیا۔ آپ کے نزدیک اس امریکی قوم کی تباہی کب تک ہو گی؟

خدا ان کو دھیرے دھیرے ختم کر رہا ہے ان میں آپس میں پھوٹ پڑ رہی ہے۔ اور یہ اقوام عنقریب آگ میں جھونک دی جائیں گی۔ ان کا وقت قریب آ چکا ہے۔ اب مردہ اور سوئے ہوئے سیاہ فام لوگ بیدار ہوں گے۔ اور دنیا پر حکمران ہوں گے۔

"دیٹ از رائٹ" میز پر بیٹھے ہوئے مہمانوں نے کہا۔

میں نے دوبارہ پوچھا کہ آپ کسی وقت کی تعیین کر سکتے ہیں کہ کب ان کی بربادی ہو گی؟

سوچ سوچ کر کہنے لگے جو علم مجھے ملا ہے اس کے مطابق ۱۹۷۰ء تک اس امریکی ذریت شیطان کا غلبہ ختم ہو جائے گا۔

جو سیاہ فام مسلمان کھانے کو ختم کر کے بیٹھے تھے انہوں نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا اور بلند آواز سے کہا "رائیٹ" اور پھر اپنی کرسیوں پر پہلو بدلنے جیسے وہ امریکہ کی حکمرانی کی باگ ڈور لینے کے لئے بالکل آمادہ ہوں۔

میں چاہتا ہوں ایجاہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہ اس وقت سے پہلے میں اپنی قوم کو کسی اور جگہ لے جاؤں تاکہ وہ اس آگ میں جلنے سے بچ سکیں۔ شاید موسٰی کی طرح مجھے بھی کوئی حکم مل جائے۔ اور میں اپنی آنکھوں سے اس امریکی فرعون کو سمندر میں غرق ہوتا دیکھ سکوں۔

یہ کہکر انہوں نے ہنسنا شروع کر دیا اور دوسرے لوگ بھی اس ہنسی میں ان کے شریک ہو گئے دو گھنٹے گذر چکے تھے اس لئے میں نے سوالات پوچھنے بند کر دیئے اور کہا کہ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو ایک تصویر آپ کے ساتھ کھچوا لوں۔ کہنے لگے نہیں ہم آپ کی تصویر کھینچیں گے۔

"برادر سیکرٹری" انہوں نے آواز دی اور مسٹر جان علی اپنا کیمرہ لے کر آ گئے۔ اس کیمرہ کی خصوصیت تھی کہ تصویر اُتار کر دس سیکنڈ میں اس کا پرنٹ تیار ہو جاتا تھا۔ انہوں نے ہماری تصویر اتاری رنگین تصویر تھی۔

میں نے کہا یہ مجھے چاہیئے۔ کہنے لگے پھر ہمارے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ لہذا دوسری تصویر اتاری کچھ ٹھیک نہ آئی پھر اُن کے لڑکے ہربرٹ محمد نے دو تین تصویریں اتاریں۔ ایجاہ کہنے لگے ٹھہرو میں اپنا کیمرہ لاتا ہوں۔ ذرا دیکھیں یہ بوڑھا آدمی کیسی تصویر بناتا ہے۔ انہوں نے دو تین بار کوشش کی فلیش بلب ہی نہ جلا۔ ہربرٹ محمد کہنے لگے فادر چھوڑیئے آپ سے تصویر نہیں اُترے گی۔ لائیے مجھے کیمرہ دیجئے۔

جب یہ مرحلہ ختم ہو گیا تو میں نے اجازت چاہی۔ کہنے لگے کہاں جاتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ محمد علی باکسنگ چیمپین سے مل کر ہوٹل میں چلا جاؤں گا۔

محمد علی یہاں ہے؟ انہوں نے اپنے سیکرٹری سے پوچھا۔

جی ہاں

اسے کہو میرے پاس آ کر ٹھہرے۔ وہ کہاں عیسائی دشمنوں کے پاس ٹھہرا ہوا ہے اس کی جان بہت قیمتی ہے اگر اسے کسی نے کچھ کہہ دیا تو ہمیں ہزاروں لوگوں کو مارنا پڑے گا۔

برادر سیکرٹری۔ انہیں آپ میرے پاس لے آئیں اور مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ اسے میرے گھر پر ہی مل لیں۔

بحالیکہ میں اُن سے رخصت ہو کر اپنے ہوٹل میں واپس آ گیا۔

کل واپس نیویارک چلا جاؤں گا۔ یہ چند سطور قارئین پیغام صلح کے لئے لکھ دی ہیں۔

میرا اس مضمون سے مقصد ایجاہ محمد کے عقائد پر تنقید و تبصرہ نہیں صرف اُن کے اور اُن کے پیروؤں کے متعلق اپنی ذاتی ملاقات کا حال بیان کرنا ہے۔

محمد صالح نور (مولوی فاضل) لائلپور

قبولیتِ دُعا اور اسکی برکات

جماعت لائلپور کے ماہانہ اجلاس میں ایک اہم تقریر

حسب معمول جماعت احمدیہ لائل پور کا ماہوار اجلاس ۷ راگست کو شیخ میاں محمد طیب صاحب کے زیر انتظام باغ والی مل میں صدر صاحب مقامی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور محمد بشیر صاحب چغتائی نے حضرت صاحب کا منظوم کلام پڑھا جس کے بعد راقم الحروف نے گذشتہ اجلاس کی رپورٹ پیش کی

قبولیت دُعا

پروگرام کے مطابق چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی نے قبولیت دُعا کے موضوع پر تقریباً نصف گھنٹہ تک پُر معارف اور روح پرور خطاب فرمایا۔ آپ نے آیات قرآنی اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیومنوا بی .... الخ کی نہایت لطیف تفسیر بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ اور صحابہ کرام، بزرگانِ دین، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے لمحات مبارکہ سے حقائق و واقعات کا بیان کرتے ہوئے دُعا کی برکات اور کرامات کا ذکر کیا۔ جو خاص امور آپ نے بیان کئے وہ قارئین پیغام صلح کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔

خواجہ عثمان ہارونی کا واقعہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح کے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ اس وقت ایک اور شخص بھی طواف کعبہ میں مصروف تھا۔ غیب سے ایک آواز آئی جس کا مخاطب وہ دوسرا شخص تھا کہ "اے سیاہ رُو کمبخت ہمارے گھر سے نکل جا" آپ نے اس شخص سے کہا کہ بندۂ خدا جو آواز میں سُن رہا ہوں تجھے بھی سنائی دے رہی ہے یا نہیں"؟ اس نے جواب دیا کہ بندۂ خدا میں تو یہ آواز چھتیس سال سے سُن رہا ہوں خواجہ صاحب نے کہا کہ "جب صاحب خانہ کی طرف سے ہر سال یہی جواب ملتا ہے تو آپ کیوں یہاں آتے ہیں" اس پر اس شخص نے خواجہ صاحب کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا کہ "اگر اس در کے سوا کوئی اور در ہے جہاں سے میں مانگ سکوں تو آپ وہ مجھے دکھا دیں" اس پر خدا تعالےٰ کو اس کی دُعا میں مستقل مزاجی اور عاجزی پسند آگئی اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے اور جنت کی بشارت دی گئی حضرت خواجہ صاحب اس سے بغلگیر ہوئے اور بہت دیر روتے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر

حضرت صاحب نے ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اپنے آپ کو خرگدا کی طرح خدا کے آستانے پر گرا دینا چاہیئے جو لوگ مستقل مزاج نہیں ہوتے اور تھوڑی دیر دعا کر کے شکوہ کرنا شروع کر دیتے ہیں وہ حق بجانب نہیں ہیں۔ جبکہ حضرت ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کی دُعا کی قبولیت کی بشارت مل جانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ کے وجود میں چونتیس سو سال کے بعد پوری ہوئی تو ہم اور آپ کیا چیز ہیں کہ اس قدر جلد مایوس ہو جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ میرا خدا صرف اس امر پر قادر نہیں ہے کہ کسی کے لکھے گئے گناہوں پر خط تنسیخ پھیر کر مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے بلکہ وہ اس امر پر بھی قادر ہے کہ ملائکہ کو حکم دیدے کہ فلاں شخص کے گناہ لکھے ہی نہ جاویں۔ یہ مقام بغیر دعا اور خدا کے آگے جھکنے کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ لے جانا چاہتے ہیں اور یہی وہ چشمہ ہے جس سے حضور پانی پلانا چاہتے ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین اعظمؓ کا خطبہ

اس امر کی تصدیق خلیفۃ المسیح مولٰنا نورالدین رح کے ایک خطبہ سے ہوتی ہے جو آپ نے ایک عیدالاضحےٰ کے موقعہ پر دیا۔ اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مولٰنا عبدالکریم صاحب۔ اور سلسلہ کے جید علماء اور بزرگ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا:-

"میں کوئی مسیح یا مہدی نہیں ہوں لیکن جو ہے اس نے کشتی نوح بنا کر تمہارے سامنے رکھدی ہے اور میں نے اسے یہ کہتے سُنا ہے کہ جس طرف میں تمہیں لے جانا چاہتا ہوں اس طرف ابھی تمہارا منہ بھی نہیں ہوا اور جس چشمہ سے میں تمہیں پانی پلانا چاہتا ہوں اس سے ابھی تم میں سے ایک نے بھی پانی نہیں پیا۔ یہ خارزار وادی ہے نازک پاؤں والے میرے ساتھ نہیں چل سکتے"

حضرت امام الزمان علیہ السلام کے ارشادات

فاضل مقرر نے اپنی وجد آفرین تقریر میں قبولیت دُعا اور اس ایمان اور یقین محکم کے معجزانہ واقعات بیان کرنے کے بعد حضرت صاحب کی ایک بلند پایہ تحریر پیش کی جو ہدیہ قارئین ہے۔ حضور "برکات الدعا" میں فرماتے ہیں:-

"میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی دُعا ہے ...."

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمی بےکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیه وآله بعدد ھمه وغمه وحزنه لھٰذه الاُمةِ وانزل علیه انوار رحمتك الی

تقریر کے بعد سیکرٹری جماعت ملک نذر حسین صاحب نے مرکز کی طرف سے چالیس روزہ "دُعا کا مجاہدہ" کی تحریک پیش کی جس پر ڈاکٹر شمس الدین صاحب اور ملک نذر حسین صاحب نے اس مجاہدہ میں شمولیت کے لئے نام لکھوائے۔ ملک صاحب نے مرکز سے جاری کردہ سرکلر بھی احباب کو سنائے۔

"النّور المبین" ۔ محترم میاں فضل احمد صاحب نے "النّور المبین"

کے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہوئے احباب کو حصص کی خرید کی تحریک کی۔ آپ نے کہا کہ قرآن کریم کے تراجم، حضرت مسیح موعودؑ اور مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات اور سلسلہ کی دوسری کتب اور لٹریچر کی اشاعت کے لئے مرکز کی زیر ہدایت کام کرنے کے لئے یہ ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا بھی فرمان ہے کہ میری تعلیم کو چھپوا کر دنیا میں بھیجا دو نیک دل خود بخود ہدایت کی طرف آ جائیں گی۔ میاں صاحب نے بتلایا کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس اہم اور نیک کام کی سرانجام دہی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین رضؓ کے صاحبزادے میاں عبدالمنان صاحب عمر ایم اے نے ذمہ داریاں قبول فرمائی ہیں۔ انہیں جماعت ربوہ میں ایسا ہی کام کرنے کا بہترین تجربہ بھی ہے۔ ان جیسے عالم دین اور قابل شخصیت کا اس کام کے لئے آگے آنا ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ اس تحریک پر احباب نے دس ہزار کے حصص پہلی قسط کے طور پر خریدنے کے وعدہ جات لکھوائے۔

ریزولیوشن

جماعت کی دیرینہ خواہش پر ایک ریزولیوشن متفقہ طور پر منظور کیا گیا کہ مرکز سے درخواست کی جائے کہ ہر ماہ اجلاس کے موقعہ پر ایک عالم کو ہمارے ہاں بھجوایا جایا کرے تاکہ ہم دینی لحاظ سے زیادہ اعلیٰ پیمانہ پر رہنمائی حاصل کر سکیں۔ پہلے چار ماہ کے لئے مندرجہ ذیل علماء کو بالترتیب منگوانے کے لئے مرکز سے درخواست کی جاوے۔

ماہ ستمبر: مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی
ماہ اکتوبر: مولانا عبدالمنان صاحب عمر ایم اے
ماہ نومبر: مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری
ماہ دسمبر: حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب

بعد ازاں راقم الحروف نے کشتی نوح سے حضرت مسیح موعود کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔

آخر میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے تربیت کے سلسلہ میں بعض ایمان افروز واقعات سے برکات دعا کے نمونے احباب کے سامنے رکھے۔ نیز محترم مرزا صاحب نے تجویز کیا کہ "ایک غلطی کا ازالہ" کی دوبارہ اشاعت میں حضرت صاحب کی ان تشریحات کو بھی شامل کر دیا جائے جو حضور نے بعض دوستوں کی غلط فہمی کی بناء پر مولانا محمد احسن صاحب امروہی سے اپنی زندگی میں ہی لکھوا دی تھیں۔ دعا پر یہ اجلاس برخاست ہوا۔

آئندہ اجلاس

اجلاس کے خاتمہ پر شیخ میاں محمد طیب صاحب نے احباب کو عصرانہ دیا۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ آئندہ اجلاس الحاج شیخ میاں مولابخش صاحب کے ہاں منعقد ہوگا جس میں مرکز کے نمائندہ کے علاوہ مسٹر الحاج محمد صاحب جارج "عیسائیت" کے موضوع پر اظہار خیال فرمائیں گے۔

جمہوریہ چین کی اسلامی درسگاہ

جہاں علماء کو اسلامی تعلیمات کے پرچار کی تربیت دی جاتی ہے

پیکنگ کے علاوہ جمہوریہ چین میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ یہیں وہ عظیم الشان عمارت ایستادہ ہے۔ جو شہر کی دوسری تمام عمارتوں سے بالکل مختلف ہے، یہ عمارت اسلامی روایات اور اسلامی فن تعمیر کا ایک دلآویز نمونہ ہے یہاں چین کا ایک اسلامک انسٹی ٹیوٹ قائم ہے جو چین میں مسلمانوں کا عظیم ترین تعلیمی اور دینی ادارہ ہے۔

---*---

اسلامک انسٹیٹیوٹ آف چائنا ۱۹۵۵ء میں اس غرض کے لئے قائم کیا گیا تھا کہ چین کے مسلمان اپنے عقائد اور اسلامی روایات کو فروغ دے سکیں اور یہاں سے وہ عالم اور خطیب پیدا ہوں جو عامۃ المسلمین کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔ پیکنگ کے علماء نے اپنی محنت اور کوششوں سے واقعی اس ادارہ کو چین کے مسلمانوں کا سب سے بڑا ادارہ بنا دیا ہے۔ درسگاہ کی لائبریری میں قرآن کریم کے نہایت نادر نسخے موجود ہیں۔

اسلامک انسٹیٹیوٹ میں تدریس کا معیار خاصہ بلند ہے۔ نصاب کی مدت پانچ سال ہے۔ دوران تعلیم میں یہاں طلباء کو فن تجوید، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اسلام، چین کی اسلامی تاریخ اور عربی اور چینی زبانوں کے ادبیات اسلامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ انسٹیٹیوٹ کا تدریسی عملہ تجربہ کار علماء پر مشتمل ہے۔ بیشتر اساتذہ جامع ازہر کے سند یافتہ ہیں۔ گذشتہ چند برسوں میں اس ادارے سے سو سے زائد علماء نے اسناد حاصل کی ہیں۔ جو طلباء فارغ التحصیل ہوئے ہیں ان میں ازبکستان اور قازقستان کے علاوہ کرغیز اور شعلار قبائل کے نوجوان بھی شامل ہیں۔ ان علماء میں سے بیشتر کو ملک کے مختلف علاقوں میں اسلامی تعلیم کے فروغ کی خاطر مساجد اور دینی درسگاہوں میں تعینات کیا گیا ہے اور کچھ طالب علم اسی ادارے میں ریسرچ سکالر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ بعض طلباء مختلف پرائمری اور مڈل سکولوں میں عربی زبان سکھانے کے لئے مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔

---*---

پانچسالہ نصاب کے علاوہ انسٹی ٹیوٹ نے ۱۹۶۱ء میں تین سالہ پوسٹ گریجویٹ نصاب بھی شروع کیا ہے۔ اس نصاب کا مقصد یہ ہے کہ طلباء کو ریسرچ کے شعبہ کی طرف رغبت دلائی جائے۔ گذشتہ تین برسوں میں علماء ملک کے مختلف حصوں سے بڑی تعداد میں تفسیر کا علم حاصل کرنے کے لئے یہاں آ چکے ہیں۔ پوسٹ گریجویٹ کورس تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں طلباء کو اسلامی تعلیمات کا درس دیا جاتا ہے اور دوسرے اور تیسرے حصے میں "چین میں اسلام" اور "عالم اسلام" کے موضوعات کے متعلق فاضل اساتذہ سے علم حاصل کرتے ہیں۔

---*---

اسلامک انسٹی ٹیوٹ کی عمارت تین بڑے حصوں پر مشتمل ہے تدریسی بلاک کے علاوہ اس میں طلباء کے رہنے کے لئے ہوسٹل اور بہت بڑا ڈائننگ ہال بھی شامل ہے۔ کھانے کی میز پر طلباء ایک دوسرے سے مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ میں عالی شان کمروں کے علاوہ ایک بہت بڑا آڈیٹوریم بھی ہے جس میں ایک وقت میں پانچ سو سے زائد لوگ بیٹھ سکتے ہیں۔ اس طرح لائبریری میں نہ صرف نادر کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ سلیقہ سے رکھا گیا ہے بلکہ ... طالب علم بیک وقت ان کتابوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

پیکنگ کے اسلامک انسٹی ٹیوٹ کی عمارت دنیا میں اس لحاظ سے منفرد حیثیت کی حامل ہے کہ وہاں طلباء اور اساتذہ کو موجودہ زمانے کی تمام سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ ان سہولتوں کے فراہم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ طلباء سکون اور دلجمعی سے اپنا بیشتر وقت علم کے حصول میں صرف کریں۔

---*---

گذشتہ چند برس میں اس ادارے سے ۱۰۰ سے زائد طلباء نے اسناد حاصل کی ہیں۔ جو طلباء فارغ التحصیل ہوئے ہیں، ان میں ازبکستان اور قازقستان کے علاوہ کرغیز اور سعلار قبائل کے نوجوان بھی شامل ہیں ان میں سے بیشتر کو اسلامی تعلیم کے فروغ کی خاطر مساجد اور درسگاہوں میں تعینات کیا گیا ہے۔

خط وکتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

میری تشریح کے خلاف

"الفضل" کے دلائل پر تبصرہ

"زینب" کو خاکسار کی اہلیہ تسلیم کر لیا گیا

الہام "لاتقتلوا زینب" اور الہام "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا" کی جو تشریح میں نے پیش کی تھی اور جس کی صحت پر واقعات نے بھی شہادت دے دی ہے ان میں سے ایک دلیل جسے وہ سب سے قوی یقین کرتے تھے اس کا بودہ پن تو میں گذشتہ قسطوں میں ثابت کر چکا ہوں باقی کا جواب اس قسط میں پیش کیا جاتا ہے ۔ پہلے تو زینب کو خاکسار کی اہلیہ مراد لینے سے صاف انکار کر دیا بعد میں جب محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی شہادت ان کے اخلاص کے متعلق پہنچ گئی تو تسلیم کر لیا کہ "زینب" سے مراد خاکسار کی اہلیہ ہی ہے ...... اسکو تسلیم کرنے

ایڈیٹر صاحب کی تاویل

کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ الہام میں ان کا بائیکاٹ وغیرہ مراد نہیں بلکہ خاکسار کے نکاح میں دینا ان کے قتل کے مترادف تھا کیونکہ خاکسار نے ان کے مزعومہ جناب خلیفہ صاحب کی بیعت فسخ کر دی تھی

تاویل کے غلط ہونیکی وجوہ

ان کی یہ تاویل کئی وجوہ سے غلط ہے۔

پہلی وجہ۔ اوّل تو ان کے مزعومہ خلیفہ صاحب قتل سے بائیکاٹ وغیرہ مراد لینے کو صحیح تسلیم کر چکے ہیں جیسا کہ میرے خطوط میں ان معنوں کو پڑھ کر اسی سال کے جلسہ سالانہ کی تقریر میں انہیں اعلان کرنا پڑا کہ انہوں نے "زینب" کا بائیکاٹ نہیں کیا اگر ان کے نزدیک یہ معنی درست نہ ہوتے تو وہ صاف کہتے کہ قتل کے جو معنی عبد الرحمٰن مصری نے کئے ہیں وہ ہیں ہی غلط اصل مراد الہام سے تو یہ تھی کہ "زینب" کا نکاح عبد الرحمٰن مصری سے کرنا "زینب" کو قتل کرنے کے مترادف ہے آخر ان کو بھی تو یہ نظر آ رہا تھا کہ میں ان کی بیعت فسخ کرنے کا اعلان کر کے ان سے علیحدہ ہو چکا ہوں اور میری اہلیہ نے بھی میرا ساتھ دیا ہے۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ ایڈیٹر صاحب کی تاویل کے غلط ہونے کا یہ ہے کہ اس کے ساتھ کے الہام "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا" کا کوئی تعلق الہام "لاتقتلوا زینب" کے ساتھ قائم نہیں کر سکے اور میں نے جو معنی کئے ہیں اس کی رُو سے دونوں الہاموں کا آپس میں تعلق ظاہر ہے اور واقعات نے بھی اس تعلق کا درست ہونا ثابت کر دیا ہے

تیسری وجہ

تیسری وجہ ان کی تاویل کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنی اس چٹھی میں تسلیم کیا ہے جو الفضل مؤرخہ ۳۰-۶/۶۴ میں شائع ہوئی ہے کہ خاکسار کی اہلیہ مسماۃ "زینب" حضرت اقدس مسیح موعود کے ساتھ خاص اخلاص رکھتی تھیں ان کے الفاظ یہ ہیں:-

"زینب" بہت نیک اور مخلص تھیں دل و جان سے حضرت مسیح موعودؑ کے تمام دعاوی پر ایمان لانے والی اور آپ کی خدمت کو سعادت جاننے والی ان کی کوشش رہتی کہ جب آپ وضو کو اٹھیں تو خود دوڑ کر لوٹا پکڑ لیں یا غسل خانہ میں لوٹا رکھ آئیں"

قتل کا میرا بیان کردہ مفہوم ہی درست ہے

میں نے اپنی اہلیہ کے اخلاص کے متعلق جو کچھ لکھا تھا الحمد للہ کہ محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے اب ظاہر ہے کہ ان کا یہی اخلاص ان کے بارے میں الہام کے نزول کا باعث ہوا ہے اب اگر خاکسار کے ساتھ ان کا نکاح ان کے قتل کے مترادف تھا جیسا کہ ایڈیٹر صاحب ذہنوں میں ڈالنا چاہتے ہیں تو خاکسار کے ساتھ جب ان کے نکاح کی تجویز ہوئی تھی تو اسی وقت حضرت اقدسؑ کے دل کو اللہ تعالےٰ اس نکاح سے پھیر دیتا حضور کے دل میں انقباض پیدا کر دیتا یا بذریعہ الہام روک دیتا آخر بقول ایڈیٹر صاحب خدا تو جانتا تھا کہ یہ نکاح نہیں ہو رہا بلکہ "زینب" جیسی مخلصہ کو قتل کیا جا رہا ہے جب خدا تعالےٰ نے "لا تقتلوا زینب" کہکر اسکو قتل کرنے سے منع کیا تھا تو اس الہام کے آٹھ دن بعد جب وہ بقول ایڈیٹر صاحب عملاً قتل ہونے لگی تھی تو کیا خدا اپنے اصل منشاء کو پورا کرنے کے لئے اپنے مسیح کے ارادہ کو تبدیل نہیں کرا سکتا تھا کرا سکتا تھا اور یقیناً کرا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ قتل سے وہی مراد ہے جو میں بیان کر چکا ہوں نہ کہ وہ تاویل جو ایڈیٹر صاحب نے کی ہے۔

چوتھی وجہ

لیکن عملاً ہوتا کیا ہے ادھر جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں کہ نکاح سے چند دن قبل مجھے متواتر کئی دن خواب میں دکھلایا جاتا رہا کہ حضرت اقدسؑ میرے نکاح کا انتظام فرما رہے ہیں اور میں ان خوابوں پر حیران ہو رہا تھا کیونکہ نہ میرا ارادہ نکاح کا تھا نہ میں نے کسی سے اس کا ذکر کیا تو یہ خوابیں کیسی آ رہی ہیں ادھر اللہ تعالےٰ مجھے بشارت دے رہا ہے ادھر حضرت اقدسؑ کے دل میں یہ تحریک پیدا ہو جاتی ہے اور آناً فاناً یہ مبارک تقریب عملی صورت اختیار کر لیتی ہے اسی وقت میں نے سنا تھا کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحبؓ سے اس بارے میں مشورہ لیا گیا تو اُن کا مشورہ یہ تھا کہ میری اہلیہ کی چھوٹی بہن سے میرا رشتہ کیا جائے مگر حضرت اقدسؑ نے میرے لئے یہی رشتہ پسند کیا اور یہ سب کچھ خدائی تصرف کے ماتحت ہوا کیونکہ ان کی چھوٹی بہن نے جلد فوت ہو جانا تھا اور خدا کو تو اس کا علم تھا کہ وہ جلد فوت ہو جائے گی اس لئے اس رشتہ کی طرف سے خدا نے حضرت مسیح موعود کے دل کو پھیر دیا اب جائے غور ہے کہ دونوں طرف خدائی تحریک اور خدائی تصرف ایسے رشتہ کے متعلق نہیں ہو سکتا جس نے انجام کار منحوس ثابت ہونا تھا جیسا کہ ایڈیٹر صاحب الفضل ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پانچویں وجہ

ان کی تاویل غلط ہونے کی یہ ہے کہ ان کی تاویل کی بنیاد کسی ٹھوس دلیل پر نہیں بلکہ محض اپنی اس خوش عقیدگی پر ہے کہ اُن کے مزعومہ خلیفہ صاحب سے جو الگ ہوتا ہے وہ راندہ درگاہ الٰہی ہو جاتا ہے اور یہی خیال ان کے خلیفہ صاحب نے ان کے دلوں میں ٹھونسا ہوا ہے حالانکہ اس کو حقیقت سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں اور واقعات بھی ننگی تلوار لئے کہ اس کی تکذیب میں کھڑے ہیں مگر یہ لوگ اس لایعنی خوش عقیدگی کی ہی ہر وقت رٹ لگائے رکھتے ہیں۔

ہماری علیحدگی خدا کے ہاں پسندیدہ تھی

لیکن یہاں یہ معاملہ الٹ ہے اللہ تعالےٰ نے جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ہماری علیحدگی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جیسا کہ میں بتلا چکا ہوں کہ میری اہلیہ کو اللہ تعالےٰ نے اس علیحدگی سے تین سال قبل اپنے الہام کے ذریعہ ان الفاظ میں یہ بشارت دی و ان خفتم عیلۃً فسوف یغنیکم اللّٰہ من فضلہ اب ظاہر ہے کہ فقر کے اندیشہ کا وقت ایک ہی ہم پایا اور وہ وقت جناب میاں

صاحب سے تعلق توڑنے کا وقت تھا کیونکہ اس کے نتیجہ میں روزی کا ذریعہ بند ہو جاتا تھا اور ہو گیا کیونکہ انجمن کی کارکنی سے اسی وقت مجھے جواب مل گیا یہ وقت ہم پر یقیناً فقر کا تھا جناب میاں صاحب نے میرے پراویڈنٹ کا وہ روپیہ جو انجمن کی طرف سے ہر کارکن کو ملتا تھا اس کی ادائیگی بند کروا دی جو غالباً ۳ ہزار سے زائد تھا اور اس ذریعہ سے انہوں نے مجھے فقر میں مبتلا کرنے کی کوشش کی لیکن خدا کا الہام ہمیں تسلی دلا چکا ہوا تھا کہ فقر سے ڈر کر قدم پیچھے نہ ہٹانا خدا تمہارے اس فقر کو دور کرنے کے لئے کافی ہے گھبرانا مت خدا تمہیں اس خلیفہ کے ذرائع روزی سے بے نیاز کر دیگا اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے اس فعل پر وہ راضی تھا اگر راضی نہ ہوتا تو اول یہ بشارت ہی نہ دیتا پھر اگر یہ بشارت خدا کی طرف سے نہ ہوتی تو عملی صورت اختیار نہ کرتی لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس بشارت کو عمل میں لانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ غیب سے ہماری روزی کا سارا سامان کرتا رہا اور اب تک کر رہا ہے کیا اس کی پسندیدگی کا یقینی ثبوت نہیں؟ اگر تفصیل بتلاؤں تو لوگوں کو یقین آ جائے کہ فی الحقیقت خاص تصرف الٰہی کے ماتحت ہی ہماری ضروریات پوری ہوتی رہی ہیں خدا تعالےٰ کی ان عنایات اور اس کے ان فضلوں کا جس قدر بھی ہم شکر کریں کم ہے۔

اس الہام کا ذکر خطوط میں

میں نے اپنی اہلیہ کا یہ الہام بھی جناب میاں صاحب کو اپنے خطوط میں لکھکر بھیج دیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ آپ نے روزی کے دروازے ہم پر بند کرنے میں کسر نہیں چھوڑی لیکن ہمیں اس کی پرواہ نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس امر کی کفالت اپنے ذمہ لے لی ہے۔

ایڈیٹر صاحب کے لئے لمحہ فکریہ

اب ایڈیٹر صاحب اور ان کے ہم نوا دوست غور کریں کہ اگر ان کا یہ عقیدہ خدا کے نزدیک بھی درست ہو کہ ان کے مزعومہ خلیفہ سے علیحدہ ہونے والا دائرہ درگاہ الٰہی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اول تو ہمیں اپنے کفیل ہونے کی بشارت کیوں دیتا پھر اس بشارت کو عملی جامہ کیوں پہناتا کیا یہ کھلی کھلی دلیل نہیں اس بات پر کہ ہم اللہ تعالےٰ کے نزدیک خلیفہ صاحب کی بیعت فسخ کرنے پر حق بجانب تھے۔

محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں گذارش

محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے میری اہلیہ کے اس اخلاص کا ذکر کرنے کے بعد جو ان کو حضرت مسیح موعودؑ سے تھا لکھا ہے:-

" پھر حضرت خلیفہ ثانی سے بھی ہمیشہ بہت اخلاص کا ہی تعلق رہا اور سچے دل سے خلافت پر ایمان لائی تھی مگر افسوس کہ خاوند اور اولاد کے ساتھ آخر وقت میں کمزوری دکھا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون"

ان کے ان آخری جملوں کی بنیاد بھی اس خوش عقیدگی پر ہی ہے جو عام طور پر جناب میاں صاحب کے معتقدین میں پائی جاتی ہے وہ میرے آقا کی صاحبزادی ہیں اس لئے میں نہایت ادب سے ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ واقعات پر تحملی بالطبع ہو کر نظر ڈالیں آخر وہ بھی میری اہلیہ کے مندرجہ بالا الہام کی شاہد ہیں میری اہلیہ نے اپنے اس الہام کا ان سے بھی ذکر کیا ہوا ہے امید ہے وہ بھولی نہیں ہوں گی میں پھر دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے بھائی کی محبت پر خدا کی محبت کو مقدم رکھتے ہوئے غور فرمائیں کہ کیا ایمان میں کمزوری دکھلانے والوں پر خدا تعالےٰ کی ایسی ہی عنایات ہوا کرتی ہیں۔ کیا آپ اس اخلاص سے بے خبر ہیں جو خاکسار کو آپ کے بھائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے تھا اور جو عزت خاکسار کے خاندان کو آپ کے خاندان میں اور جماعت میں حاصل تھی آخر میں دیوانہ تو نہ تھا کہ اپنا سب کچھ بغیر کسی معقول وجہ کے برباد کرنے پر تیار ہو جاتا جہاں تک ظاہری اسباب کا تعلق تھا مجھے کونسا اس سے بہتر مستقبل نظر آ سکتا تھا صاف ظاہر ہے کہ جو قدم بھی میں نے اٹھایا محض خدا کے توکل پر ہی اٹھایا اور خدا کے لئے ہی اٹھایا اور اسی بشارت پر یقین کرتے ہوئے اٹھایا جو میری اہلیہ کو خدا کی طرف سے ملی اور خدا نے اپنے فضل سے ہمیں اپنے سایہ میں لے لیا اور اب تک اپنے رحم و کرم کے سایہ میں ہی رکھے ہوئے ہے۔

بعض لوگوں کی بدظنی

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میں پناہ لینے کے لئے جماعت لاہور میں داخل ہوا ہے ان کی مجھ پر خطرناک بدظنی ہے مجھ پر اگر مسیح موعودؑ کے حقیقی مقام کا انکشاف ہوا تو حضرت اقدسؑ کی کتابوں سے ہوا کسی انسان کا اس بارے میں مجھ پر کوئی احسان نہیں اور چونکہ جو انکشاف مجھ پر ہوا وہ اصولی طور پر جماعت لاہور کے عقائد کی تائید کرتا تھا اس لئے میں نے بغیر خوف لومۃ لائم اس جماعت میں شمولیت اختیار کر لی اور بغیر تنخواہ لینے کے سلسلہ کی خدمت کرتا رہا ہوں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اس جماعت کے بزرگوں نے دو دفعہ تنخواہ پیش کی جس کو میں نے قبول نہیں کیا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگ خیال کریں گے کہ شاید پیسوں کی خاطر خاکسار اس جماعت میں داخل ہوا ہے اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ جب خدا نے ہماری روزی کی کفالت لے لی ہے تو پھر میں لوگوں کو اس بدظنی میں مبتلا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

پس اے میرے پیارے مسیح موعودؑ کی محترمہ صاحبزادی! میں آپ کی خدمت میں بھی پُر اخلاص اپیل کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا تحملی بالطبع ہو کر غور سے مطالعہ کریں اور ساتھ دعا بھی کریں یقیناً آپ پر بھی یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے آپ کو کبھی بھی زمرہ انبیاء میں داخل نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو زمرہ اولیاء میں ہی داخل فرماتے رہے ہیں . . . .

. . . . . ہاں یہ درست ہے کہ حضور کا مقام اولیاء میں بہت بلند ہے جس طرح حضرت نبی کریمؐ جملہ انبیاء کرام میں سر فہرست ہیں ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ جماعت اولیاء میں سر فہرست ہیں۔

حضور کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے اگر آپ حقیقت تک پہنچنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو خاکسار دلائل مہیا کرنے کی خدمت بجا لانے کے لئے تیار ہے آپ کے بڑے بھائی تو اس وقت معذور ہیں آپ کے منجھلے بھائی خدا کو پیارے ہو گئے ان پر مجھے کچھ امیدیں تھیں کہ اگر میں ان کو توجہ دلاؤں تو شاید وہ جماعت کو اس غلطی سے نکال جائیں جس میں جماعت حضرت اقدسؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد یقین کرنے کی وجہ سے پڑی ہوئی ہے جس سے ساری امت مسلمہ کو کافر قرار دینا پڑتا ہے میں بیماری سے ان کی شفایابی کا انتظار کر رہا تھا لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا آپ ان کے بعد خاندان میں آپ ہی بزرگی کے مقام پر ہیں آپ اگر پوری تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ حضرت مسیح موعود فی الحقیقت جماعت انبیاء کے نہیں بلکہ جماعت اولیاء کے ہی فرد تھے تو بڑے ثواب کا کام ہوگا اور حضرت مسیح موعودؑ کی روح یقیناً خوش ہو گی اگر آپ اس غلطی کی اصلاح کرا دیں آپ کا ایک لفظ جماعت کے لئے حرفِ آخر کا حکم رکھے گا خدا آپ کو توفیق عطا فرمائے آمین۔

چھٹی وجہ

ایڈیٹر صاحب کی تاویل کے غلط ہونے کی چھٹی وجہ یہ ہے کہ جب مجھے جیل میں بھجوانے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس بنا پر تین جھوٹے مقدمات میرے خلاف کھڑے کئے گئے تو خدا تعالےٰ نے اس وقت بھی میری اہلیہ کو تسلی دی کہ فکر مت کرو میں حفاظت کروں گا اور مجھے بھی بری ہونے کی بشارت عطا فرمائی اب ایڈیٹر صاحب اور ان کے ہمنوا غور فرمائیں کہ اگر جناب میاں صاحب کو ہمارے مقابلہ میں شکست ہی دینا اور ان کے منصوبہ کو خاک میں ملا دینا کیا راندہ درگاہ الٰہی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا ایسا ہی سلوک ہوا کرتا ہے خدا کے لئے تعصب سے دل کو خالی کر کے غور کریں۔ یہاں یہ بھی مقام غور ہے کہ مجھے جیل میں بھجوانے کا منصوبہ بنانے والے کو خود اپنے لڑکے اور اپنے بھائی اور اپنے سالے کو جیل میں دیکھنا پڑا اس کے علاوہ بعض ناظروں کو بھی جیل کی ہوا کھانی پڑی جو جناب خلیفہ صاحب کے دست راست ہونے کی وجہ سے مجھے جیل میں بھجوانے

ملک الٰہی بخش صاحب

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

بسلسلہ اشاعت مورخہ ۸ جولائی ۱۹۶۴ء

۷۔ سوال عدالت:۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی درجہ کا اور شخص آئندہ آسکتا ہے؟

۷۔ جواب خلیفہ صاحب:۔ اس کا امکان ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا اللہ تعالیٰ ایسے شخص مبعوث کرے یا نہ۔

۷۔ خلیفہ صاحب نے جو جواب عدالت میں دیا ہے اس کا مقابلہ ان کے سابقہ عقیدہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ سے کر دینا ہی بہترین تبصرہ ہوگا۔

خلیفہ صاحب کا سابقہ عقیدہ	حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ
(۱) اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جاوے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔ (انوار خلافت ص۶۵)	(۱) قرآن شریف میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے اور نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں، نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت و دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جاوے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جاوے۔ (ایام الصلح ص۱۴۶)
(۲) اسلام کو انسانی تعدی سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے نبی بھیجتا رہے گا۔ .... چنانچہ ابھی ایک نبی احمد ہندوستان میں اسی غرض کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ اور میں اس کا خلیفہ ہوں۔ (اسلام کی پانچویں کتاب ص۲۸ مصنفہ محمد اشرف)	(۲)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ ذکر نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ محافظ کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ مجدد پیدا ہوتے رہیں گے۔ جب ایک صدی گذر جاتی ہے اور پہلی نسل اٹھ جاتی ہے اور پچھلے عالم اولیا اور ابدال فوت ہو جاتے ہیں۔ تو دین کو تازہ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نئے آدمی پیدا کرتا ہے۔ ہر صدی کے سر پر ایسے مجدد ہوتے رہے ہیں جو غلطیوں، بدعات اور غفلتوں کو ان کے ذریعہ سے دور کیا جاتا ہے۔ یہ خصوصیت آنحضرت صلعم کو ملی ہے۔ اور یہی آپؐ کی حیات پر دلالت کرتی ہے۔ (حقیقت احمدی کی خصوصیات ص۲)
(۳) قرآن کریم چونکہ محفوظ رہنے والی اور کامل کتاب ہے۔ اس کا وقت قیامت تک ہے۔ اور اب اللہ تعالیٰ قیامت تک نبی .... بھیجتا رہے گا اگر کتاب نہیں بھیجے گا۔ اب جو نبی بھی قیامت تک ہوگا۔ وہ آنحضرتؐ کی امت میں سے اور لوگوں کو قرآن شریعت پر چلانے کے لئے ہی آئے گا۔ (اسلام کی پانچویں ص۶۹)	(۳) سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے نبی اُمی کی پیروی سے پائی۔ اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پاوے گا۔ اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہ رہے گی۔ (سراج منیر)

تبصرہ

خلیفہ صاحب نے اپنے حوالہ ملا میں ان لوگوں کو جو آنحضرت صلعم کے بعد نبی کا آنا نہیں مانتے جھوٹا اور کذاب کہا ہے حالانکہ نہ ماننے والوں میں نہ صرف ذات باری تعالیٰ خاتم النبیین فرما کر اور حضرت نبی کریم لانبی بعدی اور حضرت مسیح موعود قرآن اور حدیث کی بنا پر کسی پرانے یا نئے نبی کے آنے سے انکار کر کے شامل ہیں بلکہ خود خلیفہ صاحب بھی شامل ہیں۔ جو اپنے مضمون مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان میں اور اخبار بدر میں آئندہ نبی کی آمد سے بڑی تحدی کے ساتھ انکار کر چکے ہیں۔ اب یہ امر قابل غور ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کے الفاظ جھوٹا اور کذاب کی زد نعوذ باللہ کہاں پڑتی ہے شاید اسی موقعہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے دلیری اور گستاخی کے الفاظ (حوالہ بالا ملا) استعمال فرمائے ہیں۔ جو شاید عالم الغیب اور خبیر خدا نے پہلے ہی سے اپنے پیارے مسیح موعود سے بطور فتویٰ لکھا دیئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اب خلیفہ صاحب کا مضمون مندرجہ تشحیذ الاذہان ماہ اپریل ۱۹۱۰ء بھی قابل ملاحظہ ہے جس میں خاتم النبیین اور کان اللّٰہ بکل شیئٍ علیما کی تفسیر میں ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپؐ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے گا کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جاوے .... بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی اور پرہیزگار لوگ ہوں گے (نبی کا لفظ کہیں نہیں لکھا۔ ناقل) سب کو آپ کی غلامی میں ملے گا جو کچھ ملے گا۔ اس طرح خدا نے بتا دیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئے گا.....

اس جگہ اور نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کان اللّٰہ بکل شیئٍ علیما......... سو اصل بات یہ ہے کہ یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی ہے.....کہ آنحضرت صلعم سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گذرے ہیں..... جنہوں نے بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں بلکہ کوئی صدی نہیں معلوم ہوتی کہ جس میں ایک نہ ایک جگہ مدعی نبوت نظر نہ آتا ہو......... مگر آنحضرتؐ کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کسی نے آج تک نبوت کا دعوےٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی اگر آپ سے پہلے بھی لوگ نبوت کا دعوےٰ کرتے تھے...... مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا.......... یہ وہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں (اور ہم خود خلیفہ صاحب سے ناقل) کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعوےٰ کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو۔ کامیاب نہیں ہوا۔ پس اس طرف اشارہ تھا کہ کان اللّٰہ بکل شیئٍ علیما۔ یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے......... آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعوےٰ نہ کرے گا۔ کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں"

اب اگر جیسا کہ خلیفہ صاحب کا موجودہ عقیدہ ہے حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت تھے جو باوجود دعوےٰ نبوت وہ کامیاب بامراد ہو کر اس دنیا سے رحلت فرما ہوئے تو خلیفہ صاحب کا مندرجہ بالا مضمون خبیث اور استدلال غلط ورنہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت اقدس مدعی نبوت نہ تھے چنانچہ حضرت اقدس خود بھی یہی فرماتے ہیں کہ محافظت قرآن شریف کے لئے (حوالہ بالا ملا) ہر صدی کے بعد مجدد آتے رہے ہیں اور آئندہ آتے رہیں گے مگر اس کے برعکس خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ چودہ سو سال میں صرف ایک احمدی نبی ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہیں اور عدالت میں بھی آئندہ نبیوں کی آمد کے متعلق صرف امکان ظاہر کرتے ہیں حالانکہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ کہ مجدد ہر صدی کے بعد آتے رہیں گے فرماتے ہیں:۔

"محافظ کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے۔ کہ مجدد پیدا ہوتے رہیں گے"

مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کا عقیدہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے عقیدہ سے کس قدر متفاوت اور مخالف ہے کیا ایسا شخص حضرت اقدسؑ کے جانشین ہونے کا اہل قرار دیا جا سکتا ہے جو اپنے غلط عقائد کی بنا پر ....

حضرت اقدسؑ کو ہر بات میں جھٹلاتا ہے - اور ان کی طرف غالیانہ عقائد منسوب کرتا ہے

---

(۸) - سوال از عدالت :- کیا ایک نئے نبی کے ظہور سے ایک نئی امّت پیدا ہوتی ہے -

(۸) - جواب خلیفہ صاحب :- جی نہیں

(۸) - تبصرہ :-

خلیفہ صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کو ایسا حقیقی غیر تشریعی نبی مانتے ہیں جیسے حضرت عیسٰی علیہ السلام تھے - جنہوں نے ایک نئی امّت بنائی - تو مماثلت فی النبوّت تو تب ہی قائم ہو سکتی ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب بھی ایک الگ امت بناتے لیکن چونکہ وہ حقیقی نبی نہ تھے بلکہ اُمتی ہی تھے - اس لئے وہ نئی امّت کیسے بنا سکتے تھے - البتہ ان کی وفات کے بعد جب خلیفہ صاحب نے انہیں حقیقی نبوّت کے مقام پر کھڑا کیا تو اس کے لئے ضرور تھا کہ الگ امت بھی بناتے - لہذا اگرچہ عدالت میں جواب نفی میں دیا تاہم اُن کے ایک سابقہ اعلان یا بیان سے واضح ہوتا ہے - کہ وہ ایک نئی امت کی اساس رکھ ہی رہے تھے کہ ۱۹۵۳ء میں احمدیوں کے خلاف قیامت خیز فسادات برپا ہو گئے اور انہیں اندیشہ ہوا - کہ کچھ قسم کے بیانات اور اعلانات کی بنیاد پر انہیں فسادات کا ذمہ دار گردان کر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جاوے گا - لہذا ان کو ایسا کرنے سے باز رہنا پڑا - وگرنہ انہوں نے یہ اعلان تو کیا ہی ہوا تھا کہ :-

ورنہ مسیح موعود نے فرمایا ہے - "ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور - ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور - ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور - اور اسی طرح اُن سے ہر بات میں اختلاف ہے -"

اب اس قدر واضح اور صاف اعلان کا مدّعا اور مقصد اور کیا ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ مسلمانوں سے جن سے ہر بات میں اختلاف ہے ایک الگ اُمّت بنائی جاوے - لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ یہ سب امور حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں - جیسا کہ اس اعلان کے ابتدائی الفاظ " ورنہ مسیح موعود فرماتے ہیں " سے ظاہر ہوتا ہے - لیکن چونکہ ان کی کسی کتاب ، رسالہ یا اخبار کا حوالہ نہیں دیا گیا - اس لئے یہ خطرناک عبارت حضرت اقدس کی نہیں ہو سکتی - اور اس لئے ایک بے بنیاد الزام سے زیادہ حقیقت بھی نہیں رکھتی - اور حضرت اقدس کی ذات ستودہ صفات اس سے بری الذمہ ہے - یہ خلیفہ صاحب کی ایک تعلّی معلوم ہوتی ہے - کیونکہ وہ حضرت اقدسؑ کو حقیقی نبی مانتے ہیں - جیسا کہ وہ کہتے ہیں :-

" ابھی ایک نبی - احمد ہندوستان میں .... ظاہر ہوا ہے اور میں اس کا خلیفہ ہوں " (اسلام کی پانچویں ص)

تو غالباً یہی وجہ ہے کہ اپنی جماعت کے لئے امت کا لفظ استعمال کرتے ہیں - جو ایک حقیقی نبی کی جماعت کے لئے ہی ایک اصطلاح ہے - چنانچہ ان کا ایک مرید ان کے عقائد کے مطابق ایک شعر میں کہتا ہے :-

" اسے شہید امت احمد نبی صد مرحبا " (الفضل ، ۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

اس میں احمد نبی اور امت کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو نئی امت بنانے کا پتہ دیتے ہیں - مگر اس کے برعکس خلیفہ صاحب عدالت میں اس سے انکار کرتے ہیں - کیا یہ اخفائے حقیقت پر مبنی معلوم نہیں ہوتا ؟

---

(۹) - سوال از عدالت :- کیا آپ نے اپنی جماعت کے لئے امت کا لفظ استعمال کیا ہے -

(۹) - جواب خلیفہ صاحب :- میرا عقیدہ ہے - کہ ہم علیحدہ امت نہیں ہیں اور اگر کہیں امت کا لفظ احمدیوں کے لئے استعمال ہوا ہے تو یہ توجی سے ہو گا اور اس سے اصلی مراد جماعت ہے -

(۹) - تبصرہ :-

اپنے جواب میں خلیفہ صاحب نے تسلیم کر لیا ہے - کہ وہ اپنی جماعت کے لئے امت کا لفظ استعمال کرتے رہے ہیں لیکن بے توجہی سے حالانکہ اُمت کا لفظ تجویز کرنا اس اعلان اور عقیدہ کا لازمی نتیجہ تھا - جس میں کہا گیا ہے کہ :-

(۱) مسلمانوں کا اسلام - خدا اور حج اور ہے اور ہمارا اور -

(۲) یہ بھی کہ " ابھی ایک نبی احمد ہندوستان میں ظاہر ہوا ہے - اور میں اس کا خلیفہ ہوں "

چونکہ ایک نئے نبی کی آمد سے لازماً ایک نئی امت پیدا ہوتی ہے - جیسے حضرت عیسٰےؑ کی آمد پر نصاریٰ - لہذا لفظ امت کے استعمال سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے - کہ فی الواقع ایک نئی امت کی اساس رکھی جا رہی تھی - اور اگر ۱۹۵۳ء کے فسادات رونما نہ ہوتے تو خلیفہ صاحب بھی بہائیوں کی طرح اسلام سے الگ ایک نئی امت بنا چکے ہوتے - جس کا مزید ثبوت ربوہ حضرات کے عمل سے ملتا ہے - جو مسلمانوں سے مذہبی اور سوشل تعلقات شادی بیاہ - نماز - جنازہ وغیرہ کے متعلق امتناعی حکم دے چکے ہیں جن پر سختی سے عمل ہو رہا ہے - نئی ریاست بنانے کا اس سے زیادہ واضح اور کیا ثبوت چاہیئے -

---

(۱۰) - سوال از عدالت :- ۱۳ - اگست ۱۹۴۸ء کی " الفضل " میں عبارت ذیل دیکھئے -

" اللہ تعالےٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے وہ کسی اور امت کے سپرد نہیں کیا - پہلے انبیاء میں سے کوئی ایک لاکھ ...... کوئی دو لاکھ کی رسول کریم کی قوم دو لاکھ تھی ..... لیکن ہمارے چھٹتے ہی آٹھ کروڑ ہیں -

(۱۰) - جواب خلیفہ صاحب :- یہاں میں نے لفظ اُمّت آنحضرت کی امت کے لئے استعمال کیا ہے -

(۱۰) - تبصرہ :-

مندرجہ ذیل حوالوں سے جن پر جماعت ربوہ کا عمل درآمد ہے واضح ہو گا - کہ خلیفہ صاحب ایک نئی اُمّت بنا رہے تھے :-

(۱) - " غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک باقاعدہ بیعت نہ کی ہو خواہ حضرت صاحب کے سب دعاوی کو بھی مانتا ہو - نماز جائز نہیں " -

(الفضل ۱۵ اگست ۱۹۱۵ء)

(یہ فتویٰ گویا سب دعوے ماننے کی پاداش میں دیا گیا ہے جو حضرت اقدس کے مذہب کے صریح خلاف ہے کیونکہ خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں جو ایک بہت بڑے بزرگ تھے جن کی حضرت اقدسؑ نے بہت تعریف کی ہے اور انہیں زبدۃ وقت کا خطاب دیا ہے نے بھی بیعت نہ کی تھی تو وہ بھی اسی زد میں آئیں گے -)

(۲) گوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے - بلکہ اس شخص سے بھی رشتہ نہ کرے جس کی احمدیت مشکوک ہے اور اگر وہ نہ رکے تو کوئی احمدی اس رشتہ میں شریک نہ ہو "

(۳) رشتہ کرنے والے احمدی کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی کہ " وہ اپنی لڑکی اور داماد کے ساتھ قطع تعلق کر لیں - نہ وہ کبھی کسی احمدی سے کلام کریں "

(۴) " جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے - وہ یقیناً حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں سمجھا اور نہ یہ جانتا ہے - کہ احمدیت کیا چیز ہے - کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے - ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو - مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے - کہ کافر ہو کر کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے - مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو "

(ملائکۃ اللہ ص ۲۱۶ بحوالہ دو مذہب)

عدالت میں خلیفہ صاحب کا یہ کہنا کہ انہوں نے لفظ امت حضرت نبی کریم صلعم کی امت کے لئے استعمال کیا ہے صحیح اس لئے معلوم نہیں ہوتا کہ سوال کی عبارت میں وہ نبی کریم صلعم کا پہلے انبیاء میں شامل کر کے اور اپنے سے الگ سمجھ کر یہ کہتے ہیں کہ " ان کی قوم دو لاکھ تھی - اور ہمارے چھٹتے ہی آٹھ کروڑ مخاطب ہیں " اس لئے ظاہر ہے - کہ یہاں امت کا لفظ حضرت نبی کریم صلعم کے لئے نہیں بلکہ اُمتِ احمد کے لئے استعمال کیا گیا ہے جس سے واضح

ہو تا ہے۔ اور جیسا کہ اُوپر دکھایا جا چکا ہے انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے برخلاف عدالت میں وہ عقائد بیان کر دیئے جو لاہوری جماعت کے ہیں مگر اس کے باوجود لیاتِ عقائد کی بناء پر دیئے ہوئے وہ غیر اسلامی فتوے تا حال منسوخ نہیں کئے اور نہ ہی انکے بارہ میں کوئی واضح اور غیر مبہم اعلان شائع کیا گیا ہے کہ آیندہ تبدیل شدہ عقائد کے مطابق ان پر عمل نہ کیا جاوے۔ مثلاً نماز جنازہ کے بارہ میں باوجود عدالت کے روبرو تسلیم کر لینے کے کہ خلیفہ صاحب کے موجودہ فتوے کے برخلاف حضرت مسیح موعود کا اپنے قلم کا لکھا ہوا ایک فتوے بھی انہیں مل گیا ہے۔ تاہم اس پر غور کرنے کے بہانہ سے اسے نا قابل عمل قرار دینے کر ردّ کیا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ پچاس سال تک جماعت لاہور کو انہی عقائد کی بناء پر یہ کہکر کہ اس سے وہ حضرت مرزا صاحب کا درجہ گھٹاتے ہیں اور اس لئے فاسق ہیں اب اس کے برعکس علانیہ اپنی جماعت میں ان عقائد کی اشاعت موجب خفت و ذلت تصور کرتے ہوں لیکن یہ دین کا معاملہ ہے اس میں حیل وحجت نہ کرنی چاہیئے بلکہ یہ نیکی کا کام ہے کہ اپنے سابقہ غلط اور غالیانہ غیر اسلامی عقائد سے دست بردار ہو کر اور صحیح الاعتقادات قبول کر کے ان کے مطابق اپنے عمل میں ترمیم اور تنسیخ کر لی جاوے کیونکہ بقول حضرت مسیح موعودؑ :-

جب کھل گئی حقیقت پھر اسکو مان لینا ؎ نیکوں کی ہے علامت راہِ ہدیٰ یہی ہے

دگرنہ نماز یا نماز جنازہ اور رشتہ ناطہ کے متعلق حضرت اقدس کے فتاوے اور عمل کا ثبوت مل جانے پر یا ان کا علم ہو جانے پر بھی اُن کے برعکس عمل کیا جاوے۔ تو اس سے تو حضرت اقدس کی تذلیل اور تحقیر ہی مراد ہوتی ہے اور نہ کچھ اور۔ بلکہ حضرت اقدس کا درجہ گھٹانے کا الزام بھی ثابت ہو جاوے گا ورنہ یہ عجیب فلاسفی ہوگی۔ کہ تحقیر اور استخفاف تو کریں تسلیم تو داور الزام دیں جماعت لاہور پر جو حضرت اقدس کے فتووں اور عمل کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ تو کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر ربوی حضرات نئے عقائد کے مطابق اپنے عمل میں تبدیلی نہ کریں گے۔ تو پھر حوالجات بالا کی روشنی میں عدالت کی روبرو یہ کہنا کہ لفظ امت بے توجہی سے استعمال ہوا ہے۔ ایک بے دلیل بہانہ رہ جاوے گا۔

---

(۱۱)۔ سوال از عدالت :- کیا ایک سچے نبی کا انکار کفر نہیں۔

(۱۱)۔ جواب خلیفہ صاحب :- ہاں یہ کفر ہے لیکن کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس سے کوئی شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسرا وہ جس سے ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ کلمہ طیبہ کا کفر پہلی قسم کا کفر ہے دوسری قسم کا کفر اس سے کم درجہ کی بد عقیدگیوں سے پیدا ہوتا ہے۔

(۱۱) تبصرہ :-

خلیفہ صاحب کے جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک سچے نبی کی اور اس کے کفر کی دو قسمیں ہیں۔

اول :- حضرت نبی کریم صلعم کا کفر جس سے ایک شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے مگر دوسری قسم کے سچے نبی کا انکار ایک بد عقیدگی سے پیدا ہوتا ہے جس سے انسان ملت سے خارج نہیں ہو جاتا۔ مگر اس کی مثال نہیں دی۔ شاید ان کی مراد حضرت مسیح موعود کے انکار سے ہے جن کو وہ ایک غیر تشریعی حقیقی نبی مانتے ہیں گویا اب حضرت اقدس مرزا صاحب کا انکار جزو ایمان نہیں بلکہ ان کے نزدیک ایک بد عقیدگی سے پیدا شدہ کفر ہے۔ اس سے پہلے اس بارہ میں خود حضرت اقدس کی تحریرات پیش کی گئیں تو ان کے ماننے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں یعنی جماعت احمدیہ لاہور کو فاسق قرار دیا۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے کفر دون کفر کے نام سے ایک مدلل اور مفصل رسالہ لکھ کر ثابت کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود اور علماء اہلِ سنت کے نزدیک کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصل ایمانیات کا کفر مثلاً خدا اور محمد رسول اللہ کا کفر جو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اور دوسرا اس کے نیچے کسی فرض یا فرض حکم کا کفر مثلاً حضرت مسیح موعود کو نہ ماننا یا ترک صلوٰۃ کرنا۔ اس لئے خدا اور رسول پر ایمان لانا اصل ہے۔ اور ان کے ہر حکم کی اطاعت اور مطابعت کرنا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا خدا اور رسولؐ ایک فرض حکم کی نافرمانی ہے۔ جو

ص کا ایک حکم ہے جو فرض ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کو نہ ماننا

ایک فرع کا کفر ہے جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ لیکن خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کے اس واضح عقیدہ کو تسلیم نہ کیا۔ ہاں تحقیقاتی عدالت کو وہی عقیدہ پیش کیا جو نہ صرف حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ لاہور کا بلکہ علماء اور اولیاء اسلام کا یہی عقیدہ اور مذہب ہے۔ خلیفہ صاحب نے ایسا اس لئے کیا کہ اس کے سوائے بچاؤ کا کوئی چارہ ہی نہیں رہا تھا۔ لہذا اپنے تمام سابقہ اعتقادات سے حقیقتہً یا تقیتہً انحراف کر کے عدالت میں یہ تسلیم کر لیا کہ نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود کو نہ ماننے سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا بلکہ اسی وجہ سے اب احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات بھی بنیادی نہیں بلکہ فروعی ہیں۔ اگرچہ بعد میں اپنے اس بیان میں ایسی ترمیم اور تنسیخ کر کے عدالت میں دی گئی جس سے بعد میں حسب منشا تاویل کرنے کی گنجائش کا امکان نکل سکے، اور اس طرح واضح بیان کو مشکوک کر دیا اور وہ الفاظ یہ ہیں :-

” یہ اختلافات حقیقتہً بنیادی نہیں ہیں۔ اور انہیں فروعی کہا جا سکتا ہے “

اب یہ متضاد بیانات حضرت مسیح موعود کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہیں۔ اور ہرچہ دانا کند۔ کند ناداں۔ لیک بعد از پشیمانی پر عمل کر کے خلیفہ صاحب نے اپنے سابقہ مفتریانہ عقائد ترک کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اُن کے پیروان کو بھی اس بارہ میں ان کی اتباع کی توفیق مل جائے۔

---

(۱۲) سوال از عدالت :- کیا ایسا شخص جو ایسے نبی کو نہیں مانتا جو رسول کریمؐ کے بعد آیا ہو

(۱۲) جواب خلیفہ صاحب :- ہم ایسے شخص کو گنہگار تو سمجھتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکو سزا دیگا یا م[illegible] نہیں اس کا فیصلہ صرف خدا کا کام ہے

(۱۲)۔ تبصرہ :- اس کے متعلق سابقہ بیانات بھی ملاحظہ ہوں :-

” جب آپ نبی ثابت ہوئے، تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
الہاماً فرمایا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“ (الفضل ۶ رمئی ۱۹۱۴ء)

اب اس حوالہ میں بیعت میں داخل نہ ہونے والے کو الہام کی رُو سے جہنمی قرار دیا گیا ہے جو گویا خدائی فیصلہ ہے۔ مگر جواب میں اس سے انکار کیا گیا ہے۔ جب جماعت احمدیہ لاہور نے یہی کہا تھا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو نہ ماننے والا کافر تو نہیں مگر قابل مواخذہ ضرور ہے کیونکہ وہ اللہ اور رسول کے ایک فرض حکم کی نافرمانی کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اس عقیدہ کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ بڑی تحدی سے حضرت اقدس کے نہ ماننے والے کو کافر اور خارج از دائرہ اسلام قرار دیا۔ اور کہا کہ :-

” کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہیں“ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

اور یہ کہ :-

” مسیح موعود کے منکرین کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے جو ایسا اعتقاد رکھے۔ اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے“
(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۲۵)

یہی وجہ تھی کہ جماعت لاہور کے ممبران پر فاسق ہونے کا فتوے دیا۔ مگر عدالت کے روبرو اپنے ان مندرجہ بالا معتقدات سے انحراف کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔ کیونکہ اس سے پہلے جماعت لاہور نے حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۷۹ کا حوالہ پیش کر کے خود حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر سے اس کی وجہ بھی نکال کر دکھلا دی تھی۔ کہ کیوں حضرت مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہیں بلکہ صرف قابلِ مواخذہ ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

” اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم جو مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے۔ جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی ہے“

مگر اس حوالہ کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا۔ اور اپنے غلط عقیدہ پر اصرار کیا۔ اس لئے اب عدالت کے روبرو بیان کردہ نئے عقائد کی بناء پر وہ پرانا فتوے مبارک ہو۔

کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔ اور جو ایسا عقیدہ رکھے ۔ اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے ۔ ہاں کافر اور خارج از دائرہ اسلام کے لئے تو دوزخ اور سخت عذاب کا وعید ہے ۔ جو اسے بھگتنا ہوگا ۔

---

(۱۳) سوال از عدالت :- کیا ایک نئے نبی پر ایمان لانا دوسرے لوگوں کے متعلق اس کے ماننے والوں کے رویہ پر اثر انداز نہیں ہوتا ۔

(۱۳) - جواب خلیفہ صاحب :- اگر تو آنے والا صاحب شریعت ہے تو اس کا جواب اثبات میں ہے ۔ لیکن اگر وہ نئی شریعت نہیں لاتا تو دوسرے لوگوں کے متعلق اس کے ماننے والوں کے رویہ کا انحصار اسی سلوک پر ہوگا جو دوسرے لوگ ان کے ساتھ کرتے ہیں ۔

(۱۳) - تبصرہ :-

اپنے جواب میں خلیفہ صاحب کا صاحب شریعت اور نئی شریعت نہ لانے والے نبی کی تفریق کرنا بلا وجہ ہے اور ان کے سابقہ عقیدہ کے صریحاً خلاف ہے کیونکہ خلیفہ صاحب کے عقیدہ کے مطابق نفس نبوت کے لحاظ سے ان ہر دو یعنے تشریعی اور غیر تشریعی نبی میں کوئی فرق نہیں : اور اس لئے ان ہر دو پر ایمان لانے میں فرق کرنا بے ایمانی اور کفر ہے ۔ تو ان کے نہ ماننے والوں سے برتاؤ کرنے میں کیوں فرق کیا جاوے ۔ خلیفہ صاحب لکھتے ہیں :-

" اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے ۔ کہ اس کے ہر نبی اور رسول پر ایمان لانا چاہیئے ۔ خواہ وہ شریعت لے کر آنے والا ہو یا بغیر شریعت کے ۔ کیونکہ شریعت لانے والا .... اور شریعت نہ لانے والا بھی نبی اور رسول ہے بلحاظ نبوت کے ان میں کوئی فرق نہیں ۔ اس لئے کسی نبی کے متعلق یہ کہنا کہ اس پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے ۔ وہ شریعت لے کر نہیں آیا ۔ بے ایمانی اور کفر ہے ۔ کیونکہ ہر نبی اپنے وقت کا بادشاہ ہے اور جو شخص اپنے زمانہ کے بادشاہ کا باغی ہو ۔ خواہ وہ گذشتہ تمام بادشاہوں کا وفادار ہو ۔ وفادار نہیں کہلا سکتا "

(اسلام کی پانچویں کتاب صفحہ ۶۹-۷۰)

اس عبارت کا مفہوم صاف اور واضح ہے کہ کوئی شخص خواہ سب نبیوں کو مانتا ہو، مگر مرزا صاحب نبی وقت کو نہ مانتا ہو وہ باغی ہے ۔ اب ایک باغی کے خلاف حکومت وقت جو اقدام کرے گی وہ جارحانہ ہی ہوگا ۔ سو خلیفہ صاحب بھی موجودہ زمانہ کے نبی یعنے حضرت مرزا صاحب کے منکر اور باغی کے خلاف بھی جائز طور پر جارحانہ کارروائی کریں گے چنانچہ غالباً اسی وجہ سے انوار خلافت میں ہے :-

" ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر سمجھیں "

اور کلمۃ الفصل صفحہ ۱۲۵ پر ہے کہ :-

" ہر شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے عیسیٰ کو نہیں مانتا .... محمد رسول اللہ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا (جو خلیفہ صاحب کے نزدیک غیر تشریعی مگر حقیقی نبی مثل حضرت عیسیٰ کے ہیں ۔ ناقل) وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے "

اب ان اعلانات اور حوالجات سے واضح نہیں ہوتا کہ خلیفہ صاحب ان کے ذریعے نبی وقت کے (یعنے منکرین حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام) خلاف جارحانہ کارروائی کر رہے ہیں اور کیا یہ ان کے حالیہ جواب کے صریحاً برعکس نہیں ۔ اور ان کے مریدوں پر (جو خلیفہ صاحب کی ہر غلط منطق کو بھی حقائق اور معارف شمار کرتے ہیں) بجا طور پر فرض نہیں ہو جاتا ۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر بلکہ پکا کافر اور خارج از دائرہ اسلام جاننا جزو ایمان سمجھیں ۔ اور اگر خلیفہ صاحب اور ان کے پیروان فی الواقع حضرت مرزا صاحب کو غیر تشریعی حقیقی نبی مانتے ہیں ۔ تو شرع شریف کی رو سے بھی یہی فتوے ان کے منکرین کے خلاف صحیح ہے کیونکہ جب حضرت عیسیٰ کو ماننا ایک مسلمان کے لئے ضروری شرط ہے اور جو انکو نہیں ماننا وہ کافر ہے تو اسی طرح جو ان جیسے غیر تشریعی نبی حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ بھی کافر بلکہ پکا کافر خارج از دائرہ اسلام ہوگا ۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانا بھی ایمان کی ایک شرط ہوگی ۔ مگر یہ سب کچھ درحقیقت حضرت اقدس مرزا صاحب کے عقیدہ اور دعوے کے سراسر خلاف ہے جو بار بار کہتے رہے ہیں ۔ کہ میرا ابتداء سے یہی مذہب ہے کہ میرے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں بن جاتا لیکن اگر وہ فی الحقیقت غیر تشریعی حقیقی نبوت کے دعویدار ہوتے تو ضرور ہے کہ اپنے نہ ماننے والے کو پکا کافر اور خارج از دائرہ اسلام قرار دیتے جیسا کہ حضرت عیسیٰ اور محمد رسول اللہ کو نہ ماننے والا پکا کافر ہو جاتا ہے ۔

غرض اپنے جواب میں خلیفہ صاحب نے اپنے سابقہ عقیدہ کا لفظوں کی بھول بھلیوں میں اخفا کرنا چاہا ہے ۔ ورنہ ان کا واضح اعلان ہے کہ جس شخص نے باقاعدہ بیعت نہیں کی اور خواہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے سب دعووں کو مانتا بھی ہو وہ کافر ہے اور اس میں مقتدر ہستیاں بھی آجاتی ہیں جنہوں نے دعوے تو تسلیم کیا لیکن بیعت نہیں کی ۔ ان میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں اور مولانا ابو الکلام آزاد قابل ذکر ہیں ۔

---

(۱۴) - سوال از عدالت :- کیا دوسرے مفہوم کے لحاظ سے (یعنی شریعت نہ لانے والے نبی کے لحاظ سے) احمدی ایک جداگانہ کلاس نہیں ہیں ۔

(۱۴) جواب خلیفہ صاحب :- ہم کوئی نئی امت نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ ہیں ۔

(۱۴) - تبصرہ :-

اب اس جواب کے مقابلہ میں خلیفہ صاحب کا سابقہ عقیدہ ملاحظہ ہو :-

(۱) " کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو ۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں " (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

(۲) احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق بیان کرتے ہوئے خلیفہ صاحب فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے :-

" ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور ۔ ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور ۔ اسی طرح ہر بات میں اختلاف ہے "

(الفضل ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)

(۳) قادیان یا ربوہ کے جلسہ سالانہ کو ظلی حج کہا ہے ۔ اور کچھ عرصہ کے بعد یہ ظلی حج بھی اصل حج بن جاتا جس طرح حضرت اقدس مرزا صاحب (ظلی نبی) کو حقیقی اور اصلی نبی بنا دیا ۔ مگر ۱۹۵۳ء میں فسادات برپا ہوگئے اور یہ نہ ہو سکا ۔

(۴) الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں لکھا ہے :-

" قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام دنیا کے لئے ام قرار دیا ہے کہ ہر ایک فیض دنیا کو اس مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے (یہ الفاظ خصوصاً مکہ معظمہ کی نسبت استعمال ہوتے ہیں)

حوالہ جات مندرجہ بالا کے نتیجہ کے طور پر عملی اقدام کے لئے رشتہ ناطہ ۔ نماز ۔ نماز جنازہ وغیرہ کے متعلق امتناعی فتاوے جاری کئے گئے ۔ جن پر جماعت ربوہ کا پچاس سال سے عملدرآمد چلا آرہا ہے ۔ پھر یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں ۔ ان حوالجات کی روشنی میں خلیفہ کے حالیہ جواب کے غلط یا صحیح ہونے کا فیصلہ ناظرین خود کر لیں ۔ کیونکہ اس قدر باتیں کہکر جو ان کو مسلمانوں سے الگ کرتی ہیں ان کا یہ کہنا کہ وہ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں بالکل غلط دعوے ہے ۔

اب اس بارہ میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ تشریعی اور غیر تشریعی نبی مستقل اور حقیقی نبی ہوتے ہیں ۔ اور خلیفہ صاحب کے نزدیک حضرت مرزا صاحب چونکہ غیر تشریعی نبی ہیں ۔ اس لئے وہ ایسے حقیقی نبی ہیں جیسے بنی اسرائیل کے بعض نبی مثل حضرت عیسیٰ جو نئی شریعت نہیں لائے تھے بلکہ نبی سابق یعنے حضرت موسیٰ کی شریعت کے پیرو تھے ۔ لیکن اگر حضرت عیسیٰ کے آنے سے ایک نئی امت

(باقی پر صفحہ ۱۲ کالم علیٰ)

پروفیسر فرحت اللہ خان صاحب ایم ایس سی لیکچرار جغرافیہ و تاریخ نیو مسلم کالج لاہور

مسلمانوں کا علمِ جغرافیہ

ہمارے اکابر اسلاف نے جغرافیہ نہ صرف پڑھا اور پڑھایا۔ بلکہ انہوں نے ایک زمانے میں علم جغرافیہ اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ انہوں نے اپنے زمانے کی آباد اور غیر آباد دنیا کا چپہ چپہ چھان مارا۔ اس کے بحر و بر۔ جھیل دریا۔ وادی و کوہسار کو ناپا اور اس کے ملکوں اور براعظموں سمندروں اور شاہراؤں کے نقشے بنائے۔ چنانچہ ان کی جدوجہد نے مسلمانوں کو جبرالٹر سے چین تک آباد ہونے میں مدد دی۔ انہوں نے جابجا تبلیغ اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔ اور افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں یورپ کے رومی خطوں اور جنوبی ایشیا کے انڈونیشی جنگلات تک پہنچکر لاکھوں باشندوں کو اسلام کے نور سے منور کیا۔

ان کے دلوں میں خدا کی اس آباد اور شاداب زمین کا مطالعہ کرنے کا بڑا شوق تھا۔ وہ سمندروں پر سفر کرتے کرتے عرب کے ساحل سے ہندوستان ملایا۔ لنکا۔ انڈونیشیا اور چین پہنچ جاتے۔ دوسری طرف افریقہ کے شمالی ساحل کے ساتھ ساتھ جبرالٹر (جبل الطارق) اور مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ زنجبار دارالسلام۔ موزنبیق اور مڈغاسکر تک جا پہنچے۔

شاید ان ہی کے کارناموں کے پیشِ نظر علامہ اقبال نے یہ ارشاد فرمایا ہے ؎

تھا یہاں ہنگامہ اُن صحرا نشینوں کا کبھی
بحرِ بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا کبھی

قرونِ وسطیٰ میں جب یورپ جہالت کی تاریکی میں غرق تھا۔ تو اسلامی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون نے یورپ کو بیدار کیا۔

مسلمانوں نے علم جغرافیہ میں تین طرح سے دلچسپی پیدا کی:۔

(۱)۔ کائنات کے مطالعہ سے
(۲) بحری اور بری سفر سے
(۳) جغرافیائی معلومات سے

(۱) کائنات کا مطالعہ

حضرت امیر قوم مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے ۲۶ جون ۱۹۶۴ء کے خطبہ جمعہ میں الم تر الی ربک کیف مد الظل .... انعامًا و اناسی کثیرا۔ کی تفسیر فرماتے ہوئے بتایا کہ نظام کائنات۔ انسانی تخلیق۔ سایہ اور موسموں کی تبدیلی۔ کھانے پینے کی اشیاء ہوا اور پانی۔ قدرت الٰہی کے مظاہر اور اللہ تعالےٰ کے بہت بڑے انعامات ہیں۔" یہ خطبہ ۲۲ جولائی کے پیغام صلح میں درج ہے۔

مسلمان جغرافیہ دانوں کا بھی جو قرآن کریم کی تعلیم کو اپنی زندگی کا ایک جزو بنائے ہوئے تھے یہی ایمان تھا۔ مسلمان جغرافیہ دان ماہرین علم کائنات میں "قزوینی" کو سب سے بڑا درجہ حاصل تھا۔ اس کی کتاب میں سیاروں اور ستاروں۔ شمس و قمر۔ زمین۔ آسمان دن اور رات۔ زلزلہ اور پہاڑوں کی تولید۔ سمندر۔ حیوانات۔ نباتات اور معدنیات کا ذکر درج ہے یہ کتاب اپنے زمانے میں بہت مستند مانی جاتی تھی۔

قرآن کریم نے بھی کبھی تو کائنات کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے اور کبھی انسان کی اپنی ذات کی طرف یعنی انسانی جغرافیہ (HUMAN GEOGRAPHY) جو آج تمام دنیا میں نہایت اہم اور بنیادی علم سمجھا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد بھی مسلمانوں ہی نے رکھی تھی۔ چنانچہ قرآن کریم پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۶۹ میں اللہ تعالےٰ نے یوں فرمایا ہے: ھو الذی جعلکم خلٰئف الارض۔ انسانوں کو خدا نے زمین پر اپنا نائب بنایا ہے۔

پھر غور کرو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے کیا کچھ بنایا۔ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم۔ آیت ۳۲-۳۳-۳۴:۔

اللّٰہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ...... وسخر لکم اللیل والنہار ان الانسان لظلوم کفار۔

ترجمہ:۔

"اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان پر سے پانی اتارا اور پھر اس کے ساتھ تمہارے لئے پھلوں سے رزق نکالا۔ اور مسخر کیا تمہارے لئے کشتیوں کو۔ تاکہ سمندر میں اس کے حکم سے چلیں۔ اور مسخر کیا تمہارے لئے نہروں کو۔ اور سورج اور چاند کو جو ایک قانون پر چل رہے ہیں تمہارے لئے مسخر کیا۔ اور رات اور دن کو تمہارے لئے مسخر کیا۔ اور جو کچھ تم مانگو۔ اس میں سے تمہیں دیتا ہے۔ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو۔ تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔ تحقیق انسان بڑا ہی ظالم اور ناشکر گذار ہے۔"

اس آیہ کریمہ کی روشنی میں ایک مسلمان جغرافیہ دان کا بیان ملاحظہ کریں:۔

"جب میں درختوں کی گھنی چھاؤں میں داخل ہوتا ہوں۔ تو جنگلات میں خالق حقیقی کی صنعت گری اور لطف و کرم یاد آتے ہیں"

قرآن کی تعلیم تسخیر عالم کا شوق۔ سمت قبلہ کی دریافت اور حج کعبہ کی تقدیس اور عظمت کچھ ایسے زبردست محرکات ہوئے ہیں۔ جن کے باعث علم جغرافیہ نے اُن میں خاص مقبولیت حاصل کر لی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان قدیم ترین جغرافیہ دانوں میں سے قزوینی۔ ادریسی۔ ابوالفدا۔ یاقوت۔ مسعودی۔ ابن حوقل۔ یعقوبی اور ابن خرداذبہ کو بڑا مقام حاصل ہے اور عربوں کے آخری دور میں البیرونی۔ ابن ماجد اور ابن بطوطہ نے جغرافیہ کا علم بڑھانے میں نمایاں درجہ حاصل کیا ہے۔

(۲) بحری اور بری سفر

مسلمان جغرافیہ دان سیروا فی الارض یعنے زمین پر سفر کرو" کے قائل تھے۔ حج بیت اللہ کے موقعہ پر مسلمان دور دراز ملکوں سے بحری اور بری سفر کر کے سرزمین عرب میں پہنچتے۔ فرانسیسی مصنف موسیو کار لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں میں سفر بالخصوص نظریہ فتوحات اور مفتوحہ علاقوں کی تفتیش اور تحقیق کے لئے بھی ہوتا تھا۔ بعض اوقات سوداگر لوگ بھی ایسی سیاحتوں کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں دور دراز علاقوں میں جا پہنچتے تھے۔ علاوہ ازیں حجاج بذاتِ خود بڑے سیاح ہوتے تھے چنانچہ ان لوگوں کے بیانات کتابوں میں بڑی کثرت سے ملتے ہیں۔ سفارت کے سلسلہ میں بھی بہت سی اہم سیاحتیں کی گئیں"

بحری سفر میں مسلمانوں نے اتنی ترقی کر لی تھی۔ کہ آج بھی بعض جغرافیہ دانوں کا خیال ہے کہ کولمبس کی دریافت سے بہت پہلے ادریسی کو امریکہ کا علم تھا۔ چنانچہ آٹھ آدمیوں کا سفر بیان کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے:۔

"آٹھ آدمیوں نے مل کر ایک کشتی بنائی ...... جب مشرقی ہوا (تجارتی ہوا) چلنے لگی۔ تو یہ کشتی بھی جنبش میں آگئی...
.... ۲۱ دن کے سفر کے بعد

ایک جزیرہ نظر پڑا جس میں کچھ مکان اور سرسبز کھیتیاں تھیں ...... یہاں کے لوگ سرخ رنگ (Red Indian) تھے۔ اور اُن کے جسم بالوں اور پروں سے ڈھکے ہوئے تھے ...... ہمیں ان باشندوں نے کشتیوں سے گھیر کر قبضہ کر لیا .... اور بادشاہ کے سامنے پیش کیا .... بادشاہ نے ہم سے یہ سوال کیا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو ...... یہ سوال ایک مترجم کے ذریعہ کیا۔ جو ہماری طرح تھا اور عربی زبان بولتا تھا ...... ہم نے جواب دیا۔ کہ ہم یہ معلوم کرنے آئے ہیں ...... کہ یہاں کونسے عجائبات موجود ہیں۔ ...... اور ہمارا ارادہ اس ملک کی حدود تک سفر کرنے کا ہے ...... بادشاہ ہنس پڑا اور کہنے لگا میرے باپ نے چند باشندوں کو مغرب کی طرف سفر کے لئے بھیجا تھا لیکن وہ ایسی جگہ پہنچے جہاں تاریکی ہی تاریکی تھی (جنوبی امریکہ کا جنگل) ان کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ بادشاہ نے انہیں قید میں بھیجدیا۔ اور جب مغربی ہوا چلنے لگی تو اُن کی آنکھیں باندھ کر۔ انہیں کشتی میں بٹھا کر واپس کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ بربر پہنچ گئے۔ اس سفر سے معلوم ہوتا ہے کہ ادریسی (سرخ ہندی Red Indian) اور ان کے ملک (امریکہ) سے آگاہ تھا۔

علاوہ ازیں الف لیلہ۔ سفرنامہ سندباد جہازی۔ اور سفرنامہ ابن بطوطہ میں ایشیا۔ افریقہ اور یورپ کے بعض ممالک کے دلچسپ حالات موجود ہیں۔ جن میں چین۔ ہندوستان۔ جاوا لنکا۔ لکادیپ اور مالدیپ کے حالات تو آج بھی لوگ بڑی دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔

اپنے زمانے میں مسلمان "علم الملاحت" (جہازرانی) میں بھی پیش پیش تھے۔ ابن ماجد نے سواحل عرب سے چین اور ملک حبشہ (افریقہ) تک بحری راستوں کو قائم کیا۔ اگر یوں کہا جائے کہ مسلمانوں نے پرانی دنیا کی کافی سے زیادہ معلومات دنیا کو بہم پہنچائیں تو بے جا نہ ہوگا۔

(۴) جغرافیائی معلومات

عرب سیاحین میں البیرونی۔ ابن جبیر اور ابن بطوطہ کو بہت بڑا درجہ حاصل ہے۔ ان کی معلومات سے استفادہ کر کے علماء نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ بحری اور بری سیاحت کا سلسلہ جاری رہا۔ اور مسلمانانِ عالم حج کا فریضہ ذوق و شوق سے ادا کرتے رہے۔ اس وقت کی دنیا میں جبرالٹر سے انڈونیشیا تک مسلمان حکومتیں قائم ہوئیں۔ اعلان کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کا پرچم ایشیا۔ یورپ اور افریقہ میں لہرانے لگا۔ اور لاکھوں آدمی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آج بھی انہی مسلمان حکومتوں کی یادگاریں مراکش۔ الجزائر۔ تیونس۔ لیبیا۔ مصر۔ سوڈان۔ البانیہ۔ ترکی۔ ایران۔ عراق۔ شام۔ لبنان۔ سعودی عرب۔ پاکستان اور انڈونیشیا میں باقی ہیں۔

یورپ کے تاریخ دان آج بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ جس سرعت سے مذہب اسلام دنیا پر چھا گیا۔ اس کی آج تک کوئی مثال نہیں۔ اس کامیابی کی تکمیل میں اسلامی تعلیم۔ مسلمان فاتحین کا اسلامی جذبہ اور جغرافیہ دانوں کی صحیح صحیح معلومات کا بہت بڑا حصہ ہے۔

آج بھی دنیا کے مشہور تاریخ دان ٹائن بی کا حتمی فیصلہ ہے کہ اسلام ہی دنیا میں بیک وقت تین اصولوں یعنی اخوت انسانی۔ روحانی معراج اور مادی ترقی کا حامی ہے۔ اور ایسے مذہب ہی کو مان کر دنیا ایک ترقی پسند اور خوشنما دنیا بن سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مجددِ وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اہل علم کو اسلام کا پیغام سنانے کی تلقین کی نسلی امتیاز کا دیو آج امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں اپنا زور دکھا رہا ہے۔ خدا کرے کہ یہ لوگ اسلام کی تعلیم سے بہرہ ور ہوں۔ آج دنیا میں جو بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہے۔ اُسے ہم اسلامی اصولوں ہی کو منوا کر حل کر سکتے ہیں۔

اس لئے ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ ملکوں کے جغرافیائی حالات سے آگاہ ہو کر ان ممالک میں جا کر اسلام کا پیغام سنائیں۔

خواتین کا صفحہ

(خواتین کا صفحہ ہر ماہانہ نمبر میں دیا جائے گا)

مضمون نگار خواتین کے مضامین کا مسلسل انتظار کرتے کرتے آج یہ صفحہ خواتین میں خود شروع کر رہی ہوں۔ تاکہ شاید اس طرح ہی آپ بہنیں کچھ نہ کچھ اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگیں۔ کیونکہ کسی بھی منزل کی طرف چلنے کے لئے تھوڑی بہت محنت قربانی اور تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ میری معمولی سی خدمت کو قبول کرے اور آپ سب لاہور یا بیرون لاہور کی بہنوں کو دین کی خدمت کے لئے اپنے قلموں کو جنبش میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ———— بیگم فاضل رمضان۔ سیکرٹری تنظیم خواتین

بہنوں کی خدمت میں ضروری التماس

مرکزی جماعت لاہور کی تمام خواتین کی خدمت میں التماس ہے کہ حسب معمول تنظیم خواتین احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ماہ ستمبر ۶۲ء کی پانچ تاریخ کو مرکزی مسجد کی زنانہ گیلری میں ہوگا جس میں آپ سب بہنوں بچیوں کی شرکت نہایت ضروری ہے ماہ اگست کا جلسہ اکثر لوگوں کے باہر چلے جانے اور گرمی کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا تھا لہٰذا التماس ہے اس دفعہ جلسہ کو دوگنی شان و شوکت اور جوش و خروش سے کیا جائے ☞

(باقی کالم اول کے نیچے)

احمدیت کیا ہے

جماعت احمدیہ ایک ایسی اسلامی جماعت ہے جس نے دنیا کے چاروں کونوں میں اسلامی تعلیمات پھیلانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے یہ اپنے مزاج میں خالصتہً ایک مشنری جماعت ہے یعنی ہر احمدی بچہ ایک مبلغ ہے اور عورت تو ہر بچہ کی تربیت کے لئے اوّلین درسگاہ ہوتی ہے۔ سو اس جماعت کی عورتوں کی ذمہ داریاں اپنے فرائض کی وجہ سے بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ ہماری جماعت مجددِ وقت کی جماعت ہے جسکو خدا تعالےٰ نے اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کے اخلاقی معائب کو دور کرنے کے اور دین اسلام پر کاربند کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔

یہ جماعت احمدیہ مسیح محمدی کی ماننے والی ہے جو کہ ایمانی جذبہ اور رفق و ملائمت اور اخلاقی قوت کے علمبردار تھے یہ جماعت تو دنیائے اسلام کے لئے محبت و خلوص کا پیغام ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہے قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

پس احمدیت کیا ہے؟ احمدیت تبلیغ اسلام خلوص محبت اور رفق و ملائمت کا نام ہے۔ احمدیت رسول صلعم سے عشق اور آپ کے پیروؤں سے محبت کا دوسرا نام ہے۔ جو کسی فرقہ۔ کسی کتاب۔ کسی نبی۔ کسی ولی۔ کسی مجدد۔ کسی بزرگ کو برا نہیں کہتی بلکہ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام محبت صلح و آشتی کا پیغام ہے ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

(بیگم فاضل رمضان)

☞ امید ہے تمام بہنیں اور بچیاں اس جلسہ میں ضرور شرکت فرما کر اپنے اخلاص اور دینی محبت کا ثبوت دیں گی۔

(بیگم زمرد فاضل رمضان۔ سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ لاہور)

احمدیت کی ضرورت!

(فاطمہ حکیم صاحبہ ہیڈ مسٹرس بی۔ ڈی ہائی سکول ننکانہ صاحب)

تمام مذاہب اور تمام تحریکیں ایک مخصوص وقت یا مخصوص حالات کی پیداوار ہوتی ہیں۔ جس طرح سخت گرمی کے فوراً بعد بارش اور ٹھنڈی ہواؤں کی آمد آمد یقینی ہوتی ہے۔ اسی طرح اخلاقی اور روحانی دنیا میں انحطاط اس بات کا متقاضی ہوتا ہے۔ کہ کسی عظیم الشان شخصیت کے ظہور کا وقت آ پہنچا ہے۔ چنانچہ میں اُن حالات پر روشنی ڈالنا چاہتی ہوں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متقاضی تھے۔

ساٹھ سال پہلے

آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی عجیب حالت تھی مسلمان مذہبی اقتصادی معاشرتی اور اخلاقی پستی کا شکار تھے۔ اور وہ قوم جو کبھی تمام دنیا کے لئے سرچشمہ علم و فضیلت تھی۔ وہ بہت بری طرح احساسِ شکست و درماندگی کا شکار تھی چنانچہ اس زمانہ کے مفکرین اسلام کے خیالات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام کو کن خطرات میں گھرا ہوا محسوس کرتے تھے اور مسلمانوں کے مستقبل سے کس قدر مایوس تھے اس کے متعلق مولانا حالی مرحوم اپنے اشعار میں کہتے ہیں۔

صحرا میں جو پایا ایک چٹیل میدان
برسات میں سبزہ کا نہ تھا جس پہ نشان
مایوس تھے جس کے جوتنے سے دہقان
یاد آئی ہمیں قوم کے ادبار کی شان

اور پھر کہا:—

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

اس وقت کے حالات مطالعہ کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ لوگ قرآن خوان تو تھے۔ مگر اسلام کی صحیح روح سے کوسوں دور تھے۔ کم علمی اور جہالت نے اسلام کی شکل بے حد بگاڑ دی تھی۔ غلط قصّے اور فرسودہ روایتوں نے قرآن کی تعلیمات میں نقص پیدا کر دیا تھا۔

ناسخ منسوخ کا عقیدہ

خدائے کریم کا وعدہ ہے:— انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہ ہم نے قرآن کریم کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس زمانہ کے ملّا لوگ اس وعدہ حفاظت الٰہی کو چیلنج تو نہیں کر سکے مگر آپ دیکھیں گی۔ کہ اپنی کم علمی کی وجہ سے انہوں نے ایسے ایسے مسائل گھڑے۔ جو قریب قریب تحریف قرآن کے ہم معنی تھے مثلاً انہوں نے بعض آیات کے متعلق جن کو اُنکے محدود دماغ سمجھ نہیں سکتے تھے یہ کہدیا کہ یہ آیات منسوخ ہو چکی ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کی کوئی آیت، کوئی فقرہ یا شعشہ یا نقطہ تک کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا، اور اس کا ایک ایک حرف قیامت تک قابل عمل اور لائق اتباع ہے۔

مسیحی عقائد کی تائید

حیات مسیح کا عقیدہ بھی دین میں رخنہ اندازی کا موجب تھا حضرت مسیح کے متعلق یہ عقیدہ کہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے اور اس کے ساتھ اُن کے بے باپ پیدا ہونے یا مردوں کو زندہ کرنے کے عقائد اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور عیسائیت کی سربلندی کا موجب تھے ان عقائد سے عیسائیوں کے اس دعوے کی صداقت ثابت ہوتی تھی۔ کہ یسوع مسیح خدا یا خدا کے بیٹے ہیں۔

اجرائے الہام و وحی کا مسئلہ

مسلمان یہ بھی یقین کر بیٹھے تھے کہ وحی و الہام کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور اب قیامت تک خدا تعالےٰ کا الہام الٰہی کا دروازہ بند رہے گا۔ اور خدا اپنے بندوں کو اپنی معرفت سے محروم رکھے گا۔ اور

کسی سے کلام نہیں کرے گا۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے بار بار وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں اور اولیاء اللہ سے ہمیشہ کلام کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ پھر ہر صدی کے سر پر مجدّد کے آنے کا وعدہ بھی اس عقیدہ کے منافی ہے۔ اب اگر الہام الٰہی کا دروازہ بند ہے تو مجدّد کہاں سے ہدایت پا سکتا ہے ان کا دعوئے مجددیت اس امر کا متقاضی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے ہدایت حاصل ہو، اور گذشتہ تیرہ صدیوں میں جس قدر مجدّد ہوئے وہ خدا تعالےٰ سے خدا پا کر ہی کھڑے ہوئے بلکہ دوسرے اولیاء اللہ بھی مکالمہ الٰہیہ سے مستفید ہوتے ہیں۔

اولیائے کرام پر الزامات

ایسا ہی انبیائے کرام کے متعلق طرح طرح کے الزامات اور بہتان باندھے گئے۔ مثلاً حضرت یوسف کو باقاعدہ بازاری انداز میں حضرت زلیخا سے منسوب کر دیا۔ پھر حضرت آدمؑ کو گنہگار قرار دیا یا حضرت ابراہیمؑ کے متعلق عقیدہ ہے کہ انہوں نے تین بار جھوٹ بولا۔ حضرت داؤد سلیمانؑ پر ایسے ایسے الزامات لگائے گئے جو ایک معمولی شائستہ انسان کے لئے بھی باعث ننگ ہیں حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی معصومیت ایک مسلمہ حقیقت ہے جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔

عیسائیت کی یلغار

مسلمانوں کے خیالات کی پستی کے ساتھ ساتھ عیسائی مشنریوں کی ملک میں یلغار تھی۔ انگریز مسلمانوں کی حالت کا اندازہ لگا چکے تھے انہیں معلوم ہو چکا تھا۔ کہ اس کمزوری ایمان اور معاشی پستی کی حالت میں مسلمانوں کو بہت جلد عیسائی بنایا جا سکتا ہے اور فی الواقع بہت سے لوگ جن میں بعض مولوی اور انگریزی تعلیم یافتہ بھی تھے عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔

آریوں کے حملے

ایک مذہبی طاقت جو اسلام پر حملہ آور تھی آریوں کی یلغار تھی یہ لوگ اسلام کے کھلے دشمن اور ان کو مٹا دینے کے درپے تھے۔ اور اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کتابوں اور مناظرات میں نہایت ناپاک خیالات پھیلا کر لوگوں کو بدظن اور گمراہ کر رہے تھے۔

سائنس اور فلسفہ کا حملہ

ایک اور زبردست حملہ فلسفہ اور سائنس کا تھا۔ جس نے مذہب کو خطرہ میں ڈال دیا اور یہ خیال پیدا ہو گیا کہ فلسفہ کے نئے اصولوں اور نئے سائنسی انکشافات کے مقابلہ میں اسلام کے اصول کارآمد نہیں ہو سکتے اور وہ دن دور نہیں جب سائنس اور فلسفہ کے مقابلہ میں مذہب ناکام ہو کر رہ جائے گا۔

قادیان سے ایک آواز

ان حالات میں قادیان کے گمنام گاؤں سے آواز بلند ہوئی کہ اسلام ہی ایک دین ہے جو اپنی معقولیت اور خوبیوں کی وجہ سے سب دینوں پر غالب آنے والا ہے، قادیان کے اس گمنام انسان (حضرت مرزا صاحب) نے نہایت بلند آہنگی کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ ہم قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب مانتے ہیں جس کا کوئی منسوخ نہیں اور نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔ حضرت یسوع مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ جس طرح دوسرے انبیاء فوت ہوئے اور وہ کشمیر میں محلہ خانیار میں دفن ہیں۔ پھر فرمایا الہام کا دروازہ کھلا ہے۔ اور خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور ہمیشہ کرتا رہے گا جو اس کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت ہے، اور کہ آنحضرت صلعم کے وعدہ کے مطابق گزشتہ تیرہ صدیوں میں مجدّد ہوتے رہے ہیں۔ چودھویں صدی کا مجدّد میں ہوں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام انبیاء معصوم تھے اور وہ تمام الزامات جو اُن پر لگائے جاتے ہیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں نیز یہ کہ خدا اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا ہے اور کبھی بھی انہیں ضائع نہیں کرتا۔

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

آپ نے روشن دلائل کے ساتھ اسلام کے چہرے کو منوّر کیا اور براہین قاطع سے ثابت کیا کہ عیسائیت کے اصول عقل و نقل کے سراسر خلاف ہیں اور آریوں کے بے بنیاد اعتراضات اسلام کے منور چہرہ کو مسخ نہیں کر سکتے نہ فلسفہ اور سائنس اسلام کو مغلوب کر سکتے ہیں بلکہ اسلام اپنی معقولیت کی وجہ سے سب پر غالب آئے گا اور ایسا ہی ہوا، آج دنیا اس بات کی معترف ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے عالمگیر اصول دنیا کی مشکلات اور مصائب کو دور کر سکتے ہیں اور گمراہ انسان کو آستانۂ الٰہی پر جھکا سکتا اور خدا سے ملا سکتا ہے۔

احمدی خواتین سے التماس

میری عزیز بہنو! یہی احمدیت ہے جس کی آج دنیا کو ضرورت ہے، اس کا وسیع مطالعہ آپ کے دلوں میں اللہ تعالےٰ پر سچا ایمان پیدا کر دے گا اور اسلام اور قرآن کریم کی خوبیوں سے آپ کے دل منوّر ہو جائیں گے۔ ضرورت ہے کہ ہر احمدی خاتون نہ صرف خود حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان سلسلہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے بلکہ دوسری خواتین تک بھی اس نعمت کو پہنچا کر حق تبلیغ ادا کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا اور میرا حامی و مددگار رہے۔ آمین ثم آمین۔

خواتین وزیر آباد کا جلسہ

خواتین وزیر آباد کی کوشش سے جماعت کی تنظیم خواتین جو قائم ہوئی تھی۔ اس کا پہلا جلسہ ہو چکا ہے جس کی رپورٹ اور عہدیداران نیز چندہ دینے والوں کے نام حسب ذیل ہیں:۔

عہدیداران

صدر:۔ بیگم شہزادہ عبداللہ صاحب
جنرل سیکرٹری:۔ فہمیدہ رحمان بیگم عنایت الرحمٰن
نائب سیکرٹری:۔ منوّرہ جان محمد
خزانچی:۔ بیگم ممتاز احمد صاحب

جلسہ کی کارروائی

تلاوت کلام پاک نجمہ نواب دین نے کی۔ فرخ انیاز نے نعت پڑھی۔ ثریا نے حدیث کی ضرورت پر اور مس لال دین نے امام وقت کی پہچان پر تقاریر کیں۔

چندہ

جلسہ کے بعد چندہ بھی لیا گیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) فہمیدہ رحمان ۔۔۔ ایک روپیہ
(۲) ریحانہ رحمان ۔۔۔ ایک روپیہ
(۳) بیگم نواب دین ۔۔۔ ایک روپیہ
(۴) بیگم شہزادہ صاحب ۔۔۔ ایک روپیہ
(۵) بیگم شیخ ممتاز احمد ۔۔۔ ایک روپیہ
(۶) بیگم شیخ غلام احمد ۔۔۔ ایک روپیہ
(۷) بیگم شیخ عزیز احمد ۔۔۔ ایک روپیہ
(۸) مس لال دین ۔۔۔ ایک روپیہ
(۹) مس بشریٰ صاحبہ ۔۔۔ ایک روپیہ

میزان:۔ نو روپے

اللہ تعالےٰ ان سب بہنوں کو جزائے خیر دے امید ہے آئندہ یہ تحریک بہت ترقی کرے گی۔

فہمیدہ رحمان
سیکرٹری خواتین جماعت احمدیہ وزیر آباد

بحر حکمت کے موتی

(بقیہ صفحہ ۲)

لات و گزاف چھوڑ کر بچوں کی طرح اللہ تعالےٰ کے سامنے آؤ ؎

تا نیائی پیش حق چوں طفل خورد
ہست جام تو سراسر پُر ز دُرد*

(مسیح موعودؑ)

*۔ تلچھٹ۔

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

روز
وناسپتی
اب کھلنے ڈھکنے والے ڈبوں میں دستیاب ہے
روز وناسپتی کا انتخاب کیجئے
ان ڈبوں میں سے آپ گھی بڑی آسانی اور صاف ستھرے طریقہ سے استعمال کر سکتے ہیں۔ گھی ختم ہونے کے بعد ان ڈبوں میں روزمرہ استعمال کی چیزیں محفوظ رکھی جا سکتی ہیں۔
روز میں پکے ہوئے کھانوں کے مخصوص ذائقے اور نفیس خوشبو سے آپ بے حد متاثر ہونگے پھر آپ ہمیشہ اسی کو ترجیح دیں گے
آج ہی اپنے دکاندار سے خریدیئے
روز وناسپتی کا سفید چمکتا ہوا رنگ اور دانہ اس کے اعلیٰ ہونے کی ضمانت ہے
Rose
CONTAINS VITAMINS A & D

Star
BANASPATI
دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ
۲۳ - دی مال - لاہور

ایک دُور اُفتادہ مقام سے ایک معزّز مہمان کی آمد

جزائر فیجی سے مسٹر غلام نبی دین کی تشریف آوری

جزائر فیجی میں جو بحرالکاہل کے دُور دراز علاقہ میں واقع ہیں، ایک مدت سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تعلقات چلے آتے ہیں، آج سے قریبًا تیس سال پہلے وہاں کے لوگوں کی درخواست پر ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کو انجمن کی طرف سے بطور سکول ٹیچر بھیجا گیا اور انہوں نے وہاں احمدیت کے متعلق اچھی فضا پیدا کی۔ بعدازاں چونکہ وہاں آریہ سماج کا بہت زور ہو گیا، اور وہ اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات کر کے مسلمانوں کو ایذا پہنچا رہے تھے، اس لئے میرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اُن کے مقابلہ کے لئے وہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے آریہ سماج کے مقابلہ میں لیکچروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے اسلام کا دفاع کیا، جس کے نتیجہ میں ایک جماعت وہاں بن گئی، جو جماعت احمدیہ لاہور کے نام سے موسوم ہے۔ اسی جماعت کے ایک معزّز فرد مسٹر غلام نبی دین، جو میرزا مظفر بیگ ساطع صاحب کے دست راست تھے، اور ان کے مضامین کو سائیکلوسٹائل کر کے اور چھپوا کر تقسیم کیا کرتے تھے، اس وقت ایک بہت بڑے پریس میں ملازم تھے لیکن ان کی محبت دینی محنت اور اخلاص کا یہ نتیجہ ہے، کہ آج وہ اسی پریس کے مالک ہیں، اور وہاں کی حکومت کے خرچ پر کچھ دن ہوئے انگلستان تشریف لے گئے، جہاں سے واپسی پر ہندوستان سے ہوتے ہوئے اپنے خرچ پر بزرگان جماعت بالخصوص مرزا صاحب سے ملنے کے لئے پاکستان تشریف لائے ہیں، گذشتہ جمعہ (۲۱ر اگست) کو جامع احمدیہ میں مرزا مظفر بیگ صاحب نے جماعت سے اُن کا تعارف کراتے ہوئے جماعت فیجی کے حالات پر تبصرہ کیا اور بتایا کہ ایک قادیانی مبلغ نے وہاں جا کر فتنہ برپا کر رکھا ہے اور جماعت احمدیہ لاہور اور پاک ممبران لاہور کے متعلق طرح طرح کی غلط بیانیاں اور افتراء پردازیاں کر رہے ہیں، جناب غلام نبی دین نے بھی اس کی تصدیق کی اور بتایا کہ میں انہی غلط بیانیوں کا جائزہ لینے کے لئے آیا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کسی مبلغ کو وہاں بھیجئے جو ربوائی مبلغ کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کر سکے، انہوں نے تمام اجتماع اور انجمن کی جملہ عمارات کے فوٹو بھی لئے، کیونکہ بقول اُن کے ربوائی مبلغ کا یہ کہنا ہے کہ جماعت لاہور کی نہ کوئی عمارت ہے اور نہ کوئی بڑی جماعت، چیدہ لوگ ہیں، جو کچھ عرصہ بعد ختم ہو جائیں گے۔

مسٹر غلام نبی دین کے اعزاز میں ۲۲ر اگست ۱۹۶۴ء کو مسلم ہائی سکول میں جماعت کی طرف سے عصرانہ دیا گیا، اور وہ دوسرے دن لائل پور تشریف لے گئے اور وہاں سے مرزا مظفر بیگ صاحب کی معیت میں ربوہ دیکھنے کے لئے گئے۔ ۲۵ر اگست کی صبح کو لاہور واپس آ گئے۔ اور ایک دو دن تک بعزم فیجی واپس ہندوستان چلے جائیں گے، ہم اپنے معزز مہمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کے جذبۂ دینی اور احمدیت سے ساتھ محبت و اخلاص کے لئے انہیں مبارک باد عرض کرتے ہیں، ایسے دور دراز مقامات سے اس قسم کے لوگوں کی آمد حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کی تصدیق ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے نہایت کس مپرسی اور گمنامی کی حالت میں آپ کو خبر دی یأتون من کل فج عمیق دور دراز سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اس الہام کی تصدیق آپ کی زندگی میں بھی ہوتی رہی اور آپ کے بعد بھی آج تک ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

امریکی حبشیوں کے لیڈر الیجا محمد
ان کے متعلق اندر کے صفحات میں شیخ محمد طفیل صاحب
کا مضمون ملاحظہ کیجئے

کتابیں مطلوب ہیں

ذیل کی کتب جن صاحبان کے پاس موجود ہوں اگر وہ قیمتًا دینا چاہیں تو براہ مہربانی پیغام صلح کی معرفت خط و کتابت کریں:۔

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
(۱)	فصل الخطاب فی مسئلہ الفاتحۃ الکتاب	علامہ حکیم نورالدین صاحب
(۲)	الموعظۃ الحسنۃ بالکتاب و السنۃ	سید محمد احسن امروہی » »
(۳)	مسلک المعارف	» » » » » »
(۴)	شمس البالغہ فی المناظرۃ بالمعارفہ	» » » » » »
(۵)	اعلام الناس حصہ سوم	» » » » » »
(۶)	واقعات صحیحہ	مفتی محمد صادق صاحب
(۷)	امام غائب	خادم حسین احمدی صاحب
(۸)	یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی	» » » » » »
(۹)	صداقت احمدیت	محمد یاسین صاحب

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح ۲۶ر اگست ۶۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۲۸ شمارہ ۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور

فون نمبر: ۷۳۷۳

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ایڈیٹر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز
فی پرچہ: ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۳۵

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔ (۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں (۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی (۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے۔

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

بحر حکمت کے موتی

سلوا اللہ تعالیٰ من فضلہ
فان اللہ تعالیٰ یحب ان
یسئال وافضل العبادۃ
انتظار الفرج۔
(الترمذی انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ (آس سے) مانگا جائے (اور غم کے دور ہونے اور آسائش کے حاصل ہونے کا اس سے) انتظار کرنا بہت اچھی عبادت ہے۔

نوٹ:-

اللہ تعالیٰ نے فضل مانگنے کا طریق خود بتا دیا ہے
واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (۱۴:۷)
ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم (۴:۱۴۷) شکر ایک بہت بڑی حکمت ہے — ولقد اتینا لقمٰن الحکمۃ ان اشکر للہ ط ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ (۳۱:۱۲)۔ ویؤت کل ذی فضل فضلہ
اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کے لئے اپنے اندر فضل الٰہی کو کشش کرنے والی طاقت پیدا کرو اور وہ طاقت شکر سے حاصل ہو سکتی ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

اشاعت مذہب کا طریق

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سوال:- آپ کی رائے میں مذہب کے پھیلانے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

جواب:- میرے نزدیک اشاعت مذہب کا بہترین طریق یہی ہے کہ وہ مذہب اپنی خوبیوں اور حسن کی وجہ سے خود ہی اندر چلا جاوے۔ اور اس کے لئے بیرونی کوشش نہ کرنی پڑے۔ مثلاً بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اپنی روشنی کی وجہ سے خود بخود نظر آتی ہیں، جیسے سورج، چاند، ستارے وغیرہ، اور ایک وہ چیزیں ہیں جو ان روشنیوں کے بغیر نظر ہی نہیں آسکتیں۔ مثلاً چرند، پرند وغیرہ کو ہم نہیں دیکھ سکتے جب تک روشنی نہ آوے۔ پس سچا مذہب اپنی روشنی اور حقانیت وصداقت کے زور سے خود بخود شناخت ہو کر روحوں میں اتر جاتا ہے اور دلوں کو اپنی طرف کھینچتا جاتا ہے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ تعلیم ایک بڑا نشان ہے۔ جس مذہب کے ساتھ تعلیم کا نشان نہیں ہوتا اس کے دوسرے نشان کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ آسمانی تعلیم اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے وہ انسانی طریقوں سے بالاتر ہوتی ہے ایک انسان جب بکلی مر جاوے اور گندی زندگی سے نکل آوے اس وقت وہ خدا میں زندگی پاتا ہے اور سچے مذہب کا نشان محسوس کرتا ہے۔ مگر خدا کے فضل کے سوائے یہ کس کا کام ہے کہ گندی زندگی سے مر کر نئی زندگی پاوے۔ یہ اس خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے جس نے دنیا کو زندگی بخشی ہے وہ جس انسان کو معوث کرتا ہے پہلے اس کو یہ زندگی عطا کرتا ہے۔ وہ بظاہر دنیا میں ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت میں وہ اس دنیا کا انسان نہیں ہوتا۔ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے ہوتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس کے مناسب حال اس کو تعلیم دیتا ہے جس کو اسی مناسبت کے لوگ سیکھتے ہیں۔ اس میں گند، نفس پرستی، ظلم اور شہوانی خواہشات کو پورا نہیں کیا جاتا بلکہ وہ پاک باتیں معلوم ہوتی ہیں جو انسان پر ایک موت وارد کر کے اس کو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہیں۔ جس سے اس کو گناہ سوز فطرت مل جاتی ہے۔ وہ ہر ایک قسم کی ناپاکی اور گند سے نفرت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ میں زندگی بسر کرتے ہیں راحت اور لذت پاتا ہے۔ پس میرے نزدیک سچا مذہب اپنی اشاعت کا آپ ہی کفیل ہے۔ اس کے لئے کسی خارجی کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس کی صداقت کے اظہار کا ذریعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے اسے لے کر آتے ہیں۔ مقابلہ کے وقت ان کو غلبہ ملتا ہے جو بطور نشان کے ہوتا ہے ان کی آمد اس وقت ہوتی ہے، جب دنیا حق اور نور کے لئے پیاسی ہوتی ہے۔ غرض عمدہ تعلیم اور کامل نمونہ جو اس تعلیم کی عمدگی کا زندہ ثبوت ہوتا ہے وہی اشاعت کا بہترین طریق ہے۔

رفعت کمال میرپور (آزاد کشمیر)

اسے کیا کہئے ......؟

برِصغیر ہند و پاکستان میں برطانوی راج اپنے ساتھ سینکڑوں عیسائی مشنری لے کر آیا جو بڑے بڑے یورپین اداروں کی بھرپور مالی امداد کے ساتھ مغلوب مسلمانوں کے دین پر حملہ آور ہوئے۔ اس دور میں ہندوستان کے ایک غیر معروف انسان مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دین کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا اور تمام پادریوں کو اسلام کے مقابلے میں چیلنج کیا۔ ہم کتابوں میں پڑھتے اور سنتے ہیں کہ کس طرح عیسائیت کا یہ طوفان بدتمیزی اس شخص کی کوششوں سے تھم گیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ عیسائی مشنریوں کو ہدایت کر دی گئی کہ کسی احمدی سے بحث نہ کی جائے۔ وہ دور گذر گیا اور نئے لوگوں کے لئے اس کا تذکرہ صرف کتابوں تک محدود رہ گیا یا بزرگوں کی زبانی یہ واقعات سننے میں آ جاتے ہیں۔ لیکن آج بھی عیسائی مشنریوں کے دلوں میں احمدیوں کے لئے ویسی ہی گھبراہٹ موجود ہے اور وہ آج بھی ان سے اتنا ہی دور بھاگتے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد سے عیسائی مشنریوں نے پھر سے سر اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ جہاں ان کے متعدد مشنز قائم ہو چکے ہیں وہاں لاہور میں فلوریڈا (امریکہ) کے چرچ آف کرائسٹ کے تحت قائم کردہ مشن کا نام لیا جا رہا ہے۔ جسے گارڈن ہاگن، منسٹر فروری ۱۹۶۱ء سے چلا رہے ہیں۔ یہ مشن اس وقت تقریباً ایک ہزار پاکستانی باشندوں کو ڈاک کے ذریعے بائبل کورس سکھا رہا ہے۔ اور اس طرح کئی سادہ لوح مسلمانوں کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس بائبل کورس کا مطالعہ کرنے والوں میں ہمارے ایک غیر احمدی دوست بھی شامل ہیں جنہیں مختلف ذرائع سے مذاہب کے متعلق معلومات اکٹھی کرنے اور ان کے تقابلی مطالعہ کا بے حد شوق ہے۔ ان کی اس مشن کے انچارج گارڈن ہاگن سے ایک عرصہ سے معلوماتی خط و کتابت ہو رہی تھی۔

ذیل میں ان کی خط و کتابت کا ایک حصہ دیا جاتا ہے جس سے ہمارے قارئین خود یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے دیئے گئے معمولی سے معمولی دلائل بھی عیسائی مشنریوں کے لئے کتنے خوفناک ثابت ہوتے ہیں، خواہ ان دلائل کو استعمال کرنے والا کوئی غیر احمدی ہی کیوں نہ ہو۔

ہمارے دوست نے گارڈن ہاگن، منسٹر کے نام اپنے ایک خط میں لکھا۔ ترجمہ یہ ہے:—

"گذشتہ دنوں مجھے عیسائیت کے خلاف احمدیوں کا ایک پمفلٹ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ ایک دن یسوع مسیح کو ایک صحرا میں بھوک لگی۔ اس کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ اسی اثنا میں اسے انجیر کا ایک درخت دکھائی دیا۔ وہ اس کا پھل لینے کے لئے اس کے پاس پہنچا تو اس کی مایوسی کی کوئی حد نہ رہی۔ اس نے کوئی پھل نہ پایا۔ تب اسے خیال ہوا کہ اس کا تو موسم ہی نہیں۔ کتاب کے مصنف نے اس بناء پر دعوئے کیا ہے کہ ایسا شخص خدا کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ جسے معمولی واقعات تک کو قبل از وقت جاننے کی اہلیت نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وقت سے پہلے اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ انجیر کا موسم ہے یا نہیں۔ مصنف نے مزید کہا ہے کہ اس طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ آدم کو خدا کا پہلا بیٹا قرار دے دیں کیونکہ باپ تو درکنار ماں سے بھی محروم تھا۔

میں اس بیان کے بارے میں آپ کے نظریات معلوم کرنا چاہتا ہوں مہربانی فرما کر جواب صرف دلائل سے دیں۔ شکریہ۔"

موصوف نے اپنے جواب میں ساری بات کو لاجواب خوبصورتی سے گول کر دیا ہے۔ سارے خط میں کوئی دلیل نہیں دی گئی اور نہ ہی اس واقعہ کا ذکر تک کیا ہے یکم جولائی ۱۹۶۴ء کا لکھا ہوا یہ خط پورے دو صفحوں پر مشتمل ہے اور اس میں صرف بائبل خریدنے اور ان کے مشورے کے مطابق اس کا مطالعہ شروع کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ آخر میں موصوف نے بڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ مکتوب الیہ سے دریافت کیا ہے جس سے ان کی دلی گھبراہٹ صاف ظاہر ہوتی ہے:—

Answer me one question Are you a follower of Ghulam Ahmad Mirza or not?

یعنی "میرے ایک سوال کا جواب دو۔ کیا تم (حضرت) مرزا غلام احمد کے پیرو ہو یا نہیں؟"

ہمارے دوست نے اپنے بعد کے خطوں میں موصوف کو بار بار یقین دلانے کی کوشش کی کہ (حضرت) مرزا غلام احمد کی جماعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور ان کے خط میں جن دلائل کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا وہ صرف احمدیوں کی ایک کتاب سے لئے گئے تھے۔ مگر اتنی دیرینہ خط و کتابت کے باوجود موصوف نے آج تک کوئی جواب نہیں دیا—!

اسلامی فضا کا فقدان

یہ امر غور طلب ہے کہ خدا نے صفت "رحمان" کے تحت ہمیں آزاد کیا۔ ورنہ اسلامی روح نہ ہم میں پہلے تھی نہ اب ہے۔ ہم نے آزادی اس لئے حاصل کی کہ قرآن کے محکمات کو مدِنظر رکھ کر اپنا آئین بنائیں گے اور اسلامی زندگی گذاریں گے۔

آئین بنانا ایسے حالات میں جبکہ کلمہ گوؤں کی تکفیر ہوتی ہو۔ اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ہاں اسلامی فضا پیدا کرنے کیلئے میرے ناقص خیال میں حکومت کے وزراء اور اعلےٰ حکام جب تک اسلامی اخلاق کو نہ اپنائیں گے تب تک عوام میں اسلامی رنگ پیدا نہیں ہو سکتا۔

اس ضمن میں ایک لطیفہ سُن لیجئے۔—

ایک معاملہ میں ایک ضلع کے ایس۔ پی نے مجھے بلایا۔ جو درخواست میں نے بھیجی تھی اس پر میں نے کلمہ شریف لکھا تھا۔ دیگر توہین آمیز الفاظ کے استعمال کرنے کے علاوہ (جن کے بابت میں مناسب وقت اور ضرورت کے مطابق قدم اٹھانے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں) صاحب موصوف نے مجھے طنزاً "مولانا" کے خطاب سے نوازا۔

میرے خیال میں ہر پاکستانی درخواست اور حکم نامے اور احکامات وغیرہ کی پیشانی پر کلمہ ضرور لکھا جائے تاکہ اسلامی فضا پیدا ہونے میں معمولی مدد ملے۔ کاش! صاحب موصوف کو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی تاریخ کا علم ہوتا تو طنزاً "مولانا" نہ کہتے۔ خدا ہم پر رحم فرمائے۔

(ایک مسلمان)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (منیجر)

تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج اور "الفضل"

"پیغام صلح" کی ایک سابقہ اشاعت میں محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے خلیفہ صاحب ربوہ کی سات ذلتوں کا ذکر کیا تھا، جو انہیں دعوئے ماموریت کے بعد پے در پے نصیب ہوئی ہیں مثلاً یہ کہ :-

(۱)- فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کے سامنے اپنے سابقہ عقائد سے جن پر انہیں ساری عمر ناز رہا دست برداری کا انہیں اعلان کرنا پڑا۔

(۲)- خلیفہ صاحب کے مخلص ترین احباب کے ہاتھوں نہایت شرمناک ذلت کا داغ ان کے ماتھے پر لگتا رہا۔ اس بارہ میں اُن کے ہم زلف ڈاکٹر عبداللطیف مرحوم کا نام بالخصوص قابل ذکر ہے، جن کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اپنے بیمار بیٹے کو خطرہ کی حالت میں چھوڑ کر خلیفہ صاحب کے علاج کے لئے دہلی سے قادیان چلے آئے۔ لیکن بعد میں خلیفہ صاحب سے قطع تعلق کرنے پر مجبور ہو گئے، جس کے وجوہ جو وہ بیان کرتے تھے، اس قدر شرمناک ہیں کہ ان کا ذکر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(۳)- حقیقت پسند پارٹی کے ممبران نے جو خلیفہ صاحب کے مخلص مریدین میں سے تھے اور بعض نے سلسلہ کے لئے زندگیاں وقف کی ہوئی تھیں، خلیفہ صاحب کے ساتھ جو حالات شائع کئے وہ اور بھی افسوسناک اور شرمناک، ذلت کا موجب ہیں۔

(۴)- قادیان کے مرکز کا چھن جانا ایک اور ذلت ہے کیونکہ خلیفہ صاحب اس کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق قادیان کے مرکز کو انہوں نے نہیں چھوڑا اور لاہوری جماعت نے چھوڑ دیا۔

(۵)- خلیفہ صاحب نے لاہور میں مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کرتے ہوئے ساری دنیا کو چیلنج دیا کہ جو کوئی چاہے قرآن کریم کے جس مقام کو چاہے چُن لے اور اس کے متعلق تفسیر نویسی میں مجھ سے مقابلہ کر لے، اس پر حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے اُن کے چیلنج کو منظور کرتے ہوئے جب بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے بلایا تو ایسی چُپ سادھی کہ آج تک صدائے برنخواست کا معاملہ ہے۔

(۶)- اپنے مقام کے متعلق خلیفہ صاحب بہت بڑی تعلّیوں سے کام لیتے رہے، اور اپنے آپ کو موعود خلیفہ قرار دے کر ہمیشہ کہتے رہے کہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا اور ان پر سچے اعتراض کرنے والا بھی جہنمی اور دہریہ ہو جائے گا۔ لیکن مشیت الٰہی نے ان کی تعلّیوں کا جو حشر کیا ہے موجودہ واقعات اس پر شاہد ہیں۔ آج اُن پر سچے اعتراض کرنے والے تو خدا کے فضل سے دندناتے پھر رہے ہیں اور خود دہریہ بننا تو کجا وہ تو دہریوں کو مسلمان بنا کر خدمتِ اسلام کا فرض بجا لا رہے ہیں۔ لیکن خلیفہ صاحب کی جو حالت ہے اس سے ظاہر ہے کہ خدا نے انہیں عملاً معزول کر دیا اور وہ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی کے مصداق ہو کر سلسلہ کا نظم و نسق ایک نگران بورڈ کے حوالے کرنے پر مجبور ہو گئے، یہ وہ ذلت ہے جو کسی صادق کو کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔

(۷)- ساتویں ذلت وہ سزا ہے جو خدا کی طرف سے ایک شدید ترین بیماری کی صورت میں اُن پر وارد ہے، اس بیماری کے علاج کے لئے ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے انہوں نے خرچ کئے نہ صرف پاکستان کے قابل ترین ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرائے بلکہ یورپ سے ماہر ترین ڈاکٹر منگوائے گئے لیکن کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ خود بھی یورپ جا کر قسمت آزمائی کی لیکن کامیابی نہ ہوئی، اس بارہ میں جماعت کی طرف سے جو دعائیں اور قربانیاں کی گئیں وہ بھی شاید ہی کسی کے لئے کی گئی ہوں، لیکن نہ دعائیں قبول ہوئیں اور نہ قربانیاں، اور خلیفہ صاحب جس حالت میں پڑے ہیں، وہ کسی خدا رسیدہ اور صادق کا نشان نہیں ہو سکتا، الامان والحفیظ!

یہ وہ سات ذلتیں ہیں، جن کا مصری صاحب نے اپنے مضمون میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ چاہیئے تھا کہ ان ساتوں کا ایک ایک کر کے جواب دیا جاتا، لیکن ربوہ کے سرکاری گزٹ "الفضل مؤرخہ ۲۷ اگست ۱۹۶۴ء" کو دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ ان سات ذلتوں میں سے چھ کو تو شیرِ مادر کی طرح پی گیا، لیکن چھٹی ذلت کے متعلق (بقول خود) ایک سرکسی جوکر (مسخرہ) کا پارٹ ادا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"اب ساری دنیا جانتی ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تفسیر کبیر اس زمانہ میں ایک لاجواب تصنیف مانی گئی ہے۔ احمدی، غیر احمدی، مسلم، غیر مسلم، سب نے اس کا اعتراف کیا ہے لیکن مولوی محمد علی اور پیغام صلح کے مضمون نویس نے اس کے مقابلہ میں ایک حرف بھی نہیں لکھا مگر یہ شخص ڈینگیں مارنے سے نہیں شرماتا۔"

سُن لیا آپ نے؟ یہ ہے جواب اس چیلنج کا جو کسی آیت کو چُن کر بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے جناب خلیفہ صاحب نے دیا تھا، جس سرکسی جوکر کا "الفضل"[1] نے اپنے مضمون میں حوالہ دیا ہے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس کا پارٹ ادا کرنے میں اس نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

خلیفہ صاحب کی تفسیر کبیر جو اُن کی جماعت کے کئی علماء کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے، اہل نظر کے نزدیک جو درجہ رکھتی ہے وہ سوائے طول نویسی کے اور کیا ہے، باقی یہ کہنا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اس کے مقابلہ میں ایک حرف بھی نہیں لکھا، مسخرہ پن کے سوائے اور کیا حقیقت رکھتا ہے۔ حضرت مولینا کا انگریزی ترجمۃ القرآن جس نے سینکڑوں غیر مسلموں کو مسلمان بنایا، بیسیوں دہریوں اور ملحدوں کے دلوں کو نورِ ایمان سے منور کیا اور آپ کی اُردو تفسیر بیان القرآن جو شدید ترین مخالفین سلسلہ کے لئے بھی قرآن میں رہنمائی کرتی اور ہمیشہ اُن کے مطالعہ میں رہتی ہے اور جس کے متعلق غیر متعصب محققین کی یہ رائے ہے کہ اس تفسیر میں قرآن کریم کے مطالب و مفہوم کو نہایت خوبی اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یہ ایسے روشن حقائق ہیں جن کو جھٹلانا اور یہ کہنا کہ میاں صاحب کی تفسیر کبیر کے مقابلہ میں مولانا محمد علی نے قرآن کریم کی تفسیر میں ایک حرف بھی نہیں لکھا، پرلے درجہ کا مسخرہ پن نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ "الفضل" نے کس نیت سے ایسا لکھا ہے کیا وہ فی الواقعہ ایک سرکسی جوکر کا پارٹ تو ادا نہیں کر رہا؟

[1] مضمون نویس کا نام لیتے ہوئے "الفضل" کو شرم نہیں آتی

جماعت احمدیہ پشاور کا جلسہ میلاد النبی صلعم

مؤرخہ ۲۲؍۷؍۶۴ کو بر موقعہ عید میلاد النبیؐ جماعت احمدیہ پشاور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب منعقد ہوا۔ کیونکہ صدر جماعت ڈاکٹر عبد العزیز صاحب بوجہ ناسازی طبیعت تشریف نہیں لا سکتے تھے۔ اس اجلاس میں تلاوت قرآن شریف صاحبزادہ فضل عالی صاحب نے کی۔ عزیزم محمد جمیل الرحمان اور عزیزم عبد السمیع نے حضرت مسیح موعودؑ کے نعتیہ اشعار سنائے اس کے بعد مندرجہ ذیل احباب اور بزرگوں نے اس اجلاس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر سامعین کے علم میں اضافہ کیا (۱) عزیزم محمد جمیل الرحمان نے نبی اکرمؐ کے اسوہ حسنہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:-

آپ صلعم کے اخلاق عالیہ اس قدر جامع اور اوصاف حمیدہ اس قدر پاکیزہ ہیں کہ آپؐ کی یہی چیز آپؐ کو افضل الانبیاء ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم ہ عزیز موصوف کے بعد شیخ شریف خان صاحب نے نبی اکرم صلعم کی زندگی پر مفصل روشنی ڈالی — آپ کی تقریر نہایت جامع اور پر از معلومات تھی۔ شیخ صاحب کے بعد ہمارے معزز بزرگ جناب عبد اللہ جان خان صاحب انجنیئر نے سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیات سے تقریر شروع کرتے ہوئے نبی اکرم صلعم کو ایک کامل انسان ثابت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انسانیت کی تکمیل نبی کریم صلعم کی ذات میں پوری ہو جاتی ہے اور آپؐ کی تعلیم دائمی ہے۔ جب تک دنیا ہے — آپؐ پر کروڑوں انسان درود بھیجتے رہیں گے۔ ان کے بعد صوبیدار میجر عبد الحکیم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ان اشعار سے تقریر شروع کی۔

ما مسلمانیم از فضل خدا ؎ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ؎ ہر نبوت را برو شد اختتام

آپ نے فرمایا۔ ختم نبوت کے حقیقی معنوں میں ہم ہی قائل ہیں۔ اور یہ لوگ جو تحفظ ختم نبوت کا دعوے کرتے ہیں یہ محض دکھاوا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلعم کے بعد وہ ایک دوسرے نبی کی آمد کے منتظر ہیں۔ اس لئے وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میجر صاحب کی تقریر ختم نبوت پر ایک جامع تقریر تھی۔ آپ کی تقریر کے بعد ہماری جماعت کے فاضل بزرگ مولانا عبد اللہ جان خان نیازی نے تقریر شروع کی۔ آپ نے میلاد کی تشریح فرمائی اور بتایا کہ یہ رسم کس طرح شروع ہوئی اور اس میں کیا راز ہے۔ چونکہ آپ کا مضمون ایک جامع علمی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے وہ برائے اشاعت علیحدہ ارسال خدمت ہے۔ تاکہ ساری جماعت اس سے فائدہ اٹھا سکے[1]۔ مولانا صاحب کے بعد میری درخواست پر جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو ہمارے سامنے نہایت جامع اور خوبصورت الفاظ میں پیش کیا۔ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور روحانی طاقت ہمیشہ کام کرتی رہے گی چنانچہ اس صدی کے مجددؑ اعظم بھی آپ کی قوت قدسی کا نتیجہ ہیں — آپ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات انسانی اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال

آپ کی تقریر نہایت ہی مؤثر اور پر از معلومات تھی۔ اخیر میں راقم الحروف نے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے جلسہ میں شرکت کی۔ اس جلسہ میں پشاور شہر اور صدر کے احباب کے علاوہ جماعت سفید ڈھیری۔ بازید خیل۔ گگھ ولہ شیخ محمدی نے بھی شمولیت کی۔ آخر میں دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

محمد الرحمٰن۔ سیکرٹری جماعت پشاور

[1] یہ مضمون کسی آئندہ اشاعت میں درج ہو گا۔

روئداد جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد احمدیہ مری

۱۹ راگست کو حسب پروگرام مطبوعہ مسجد احمدیہ محمد اسماعیل سٹریٹ مری میں سیرۃ النبی صلعم پر اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس سے قبل مطبوعہ دعوتی کارڈ احباب جماعت اور غیر از جماعت معززین کو ارسال کئے گئے۔ بیرونی جماعتوں کو کارڈ بذریعہ ڈاک ارسال کئے گئے۔ مثلاً جماعتہائے پشاور۔ مانسہرہ۔ ایبٹ آباد۔ پھی۔ راولپنڈی۔ گجرات وغیرہ احباب جماعت راولپنڈی نے بڑے اخلاص اور سرگرمی سے شمولیت کی۔ جلسہ میں حاضری بشمول خواتین ڈیڑھ سو کے قریب تھی۔ حاضرین میں اکثر اہل علم حضرات تھے۔ کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو کہ راقم الحروف نے کی۔

پہلی تقریر حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی نے کی تھی۔ آپ کی فاضلانہ تقریر کی تمہید بھی ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ سامعین کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی مگر آپ کا وقت ختم ہوتا جا رہا تھا۔ بالآخر آپ کو اپنا وسیع مضمون سمیٹنا پڑا۔ لیکن جس قدر آپ نے بیان فرمایا اہل علم حضرات نے بے حد سراہا۔ اور آپ کی علمی ریسرچ کی داد دی۔

دوسری تقریر حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ کی تھی۔ آپ نے ابتداء میں ہی فرمایا کہ وقت کی تنگی کے باعث میں اس وقت مضمون کے طور پر کچھ بیان نہیں کروں گا۔ بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختصراً چند باتیں بیان کروں گا۔ لیکن جب آپ نے تقریر شروع کی تو پھر وقت گذرتا جا رہا تھا مگر نہ تو سامعین کی دلچسپی میں کمی آ رہی تھی اور نہ ہی آپ کا مضمون ختم ہو رہا تھا۔ ادھر پروگرام میں عصرانہ بھی درج تھا۔ عصرانہ کے منتظمین اصرار کر رہے تھے کہ تقریر ختم کی جائے تاکہ عصرانہ جو کہ لائبریری میں ہی خاص قرینہ سے لگایا گیا تھا ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ مگر سامعین کی دلچسپی کے پیش نظر تقریر جاری رہی اور ساڑھے پانچ بجے کی بجائے چھ بجے ختم ہوئی۔ سامعین حضرات جہاں علمی اور روحانی اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر پر از معلومات اچھوتے طرز بیان سے لطف اندوز اور متاثر ہوئے وہاں پر تکلف عصرانہ سے بھی محظوظ ہوئے اس تقریب کا سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ اس میں خواجہ محمد اسمٰعیل مرحوم و مغفور بانی مسجد و لائبریری کے فرزند اکبر خواجہ محمد ابراہیم صاحب نے اور خواجہ حاجی احمد صاحب کے خاندان نے بھی شمولیت کا شرف حاصل کیا۔ اور خواجہ محمد اقبال صاحب نے بھی راولپنڈی سے سفر کر کے شامل جلسہ ہو کر ثواب دارین حاصل کیا۔ اس طرح جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا اور بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

سبد الرحمان احمدی امام مسجد احمدیہ مری

جہلم میں جلسہ میلاد النبی

مؤرخہ ۲۲ر جولائی ۶۴ء بروز بدھ مسجد احمدیہ جہلم میں میلاد النبی صلعم کی تقریب سعید پر ایک جلسہ زیر صدارت بابو عبد الرؤف صاحب منعقد ہوا جس میں احباب جماعت کے علاوہ غیر احمدی اور قادیانی حضرات بھی موجود تھے جلسہ امید سے زیادہ بارونق اور کامیاب رہا۔ جہلم میں یہ پہلا جلسہ ہے جو اس مبارک تقریب کے موقعہ پر ہوا۔ جلسہ کے انعقاد اور اہتمام کے سلسلہ میں سیٹھ عبد المالک صاحب اور بابو عبد الرؤف صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حسب پروگرام جلسہ عصر کی نماز کے بعد شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ وہ آج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی تقریب پر خانۂ خدا میں جمع ہوئے ہیں بعد ازاں صاحب صدر نے مجھے تقریر کے لئے فرمایا میری تقریر تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی میں نے اپنی تقریر میں حضرت نبی کریم کی سیرت اور آپ کے پیدا کردہ انقلاب عظیم کا ذکر کیا میری تقریر کے بعد ملک محمد سلیم صاحب پسر ملک محمد کریم صاحب جو چند دنوں سے قادیانیت کو ترک کر کے جماعت لاہور میں شامل ہو چکے ہیں نے سیرت نبویؐ سے متعلق ایک مختصر نوٹ پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد صاحب صدر نے تنظیم جماعت سے متعلق تقریر کی آخر میں احباب کی تواضع چائے اور بسکٹ وغیرہ سے کی گئی۔ جلسہ دعا پر برخاست ہوا۔

خاکسار محمد شریف راجوروی (مولوی فاضل)
مبلغ جماعت احمدیہ جہلم شہر

نظامِ نو کا مرکزی نکتہ۔ خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی پر قلبی یقین،
بیرونی و خارجی نظام انسانیت کو نجات سے ہمکنار نہیں کر سکتے

خودی و خود پرستی پر موت ہی خدا پرستی و خوشنودیٔ رب کا موجب ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۶۴ء فرمودہ مکرم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء۔ تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ——— ویفعل اللہ ما یشآء ——— (ابراہیم)

توحید و ایمانِ کامل کا مقام

یہ چند آیات سورۃ ابراہیم سے تلاوت کی گئی ہیں ان میں خدائے ربّ العزّت نے فرمایا کہ سچے اصول، صحیح عقیدہ کی مثال ایک ایسے عمدہ و پائیدار درخت کی ہے کہ جس کی جڑیں مضبوطی سے زمین کی گہرائی میں دھنسی ہوئی ہوں اور جس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا رہتا ہے یہ مثالیں ہیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ غور و فکر کریں اس کے برعکس وہ اصول اور باتیں جو غلط اور باطل ہوں ان کی مثال ایک ناپائدار درخت کی سی ہے۔ جو بظاہر زمین پر کھڑا ہوا نظر تو آتا ہے۔ لیکن اسکو قرار و مضبوطی حاصل نہیں ہوتی۔ خدا تعالےٰ حقیقی مومنوں کو بھی دنیا و آخرت میں اسی طرح مستحکم و غیر متزلزل مضبوطی و پائداری عطا کرتا ہے۔ مگر ان کے برخلاف ظالموں کو خدا تعالےٰ کبھی اپنی ہدایت اور تائید سے بہرہ مند نہیں کرتا بلکہ وہ راندہ اور درماندہ اور خائب و خاسر ہوتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالےٰ کی قوت و مشیت لامحدود اور بے انتہا ہے۔ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

ان آیات میں سچے و صحیح اور غلط و باطل اصولوں کی بڑی لطیف تمثیلیں بیان کی گئی ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ چونکہ صحیح اصول انسان کی فطرت کی آواز ہوا کرتے ہیں اور انسانی قلب کی زمین کے اندر ان کا سوتا ہوتا ہے اور ان کی جڑیں فطرت انسانی کے اندر پیوست ہوتی ہیں اس لئے جب ان کو عمل کا پانی دیا جاتا ہے تو وہ پھلتے اور پھولتے ہیں اور اپنی صداقت کا نشان بنتے ہیں برخلاف اس کے باطل اصول چونکہ انسان کے دل اور روح سے متعلق نہیں ہوتے ہیں بلکہ انسانی ضمیر ان کو دھکے دے کر قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اس لئے اگرچہ وہ کسی مدت کے لئے اپنی قوت، رعب اور اثر دکھاتے ہیں اور دنیا ... قبول بھی کر لیتی ہے مگر یقین جانو کہ ان کو کبھی مداومت اور بقاء حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جب انکو زوال آتا ہے اور یقیناً آکر رہتا ہے تو ان کی قلعی کھل جاتی ہے اور ان کا اثر زائل ہو جاتا ہے

مصلحِ ربّانی کی حقیقی عظمت مفاسدِ پیش آمدہ کی نوعیت و وسعت سے وابستہ ہوتی ہے

میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ کسی مصلحِ وقت کی عظمت محض اس کی شخصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ ان مقاصد کی عظمت سے وابستہ ہوتی ہے جس کے لئے وہ مصلح کھڑا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ اس زمانہ کے مامور و مصلحِ ربّانی علیہ السلام کے جو مقاصد ہیں اور جو اصلاح کی مہم ہے۔ وہ بہت اہم اور عظیم الشان ہے قرآن کریم نے اس زمانہ کی برائیوں، گمراہیوں اور بے راہ رویوں اور فتن و فسادات کو ایک لفظ دجالی فتنہ سے تعبیر کیا ہے جو اپنی تفسیر آپ ہے۔ یہ کتنا عظیم اور ہولناک فساد ہے جو اس زمانہ میں برپا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت ماموِر وقت اور مصلحِ زمان علیہ السلام نے اس فتنہ کے تدارک اور اصلاح کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا؟ اس وقت انسان کا نظریہ محض مادی ہے اور یہی موجب فساد ہے۔ ... اسی کی وجہ سے دجالیت اپنے بال و پر پھیلا رہی ہے اور بظاہر اس کی جڑیں پھلتی پھولتی نظر آ رہی ہیں۔ اور اس کی چمک دمک سے جو لوگ متاثر ہو رہے ہیں وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ انسان کی عزت و عظمت اور قدر و منزلت صرف اور صرف مالی اور دنیاوی اقتدار اور قوتوں کی مرہون ہیں جسے زندگی کے مادی سامان نصیب ہوں اور جو زندگی کی دنیاوی آسائیوں اور آسائشوں سے متمتع ہو وہ صاحب شرف اور اہل عزت ہے۔ یہ ایک غلط اور باطل نظریۂ حیات ہے۔ جو دجالیت نے انسان کو گمراہ کرنے کے لئے پھیلا رکھا ہے۔ اس غلط اور گمراہ کن نظریۂ حیات کے قلع قمع کے لئے جو مصلح اعظم تشریف لاتے ہیں۔ لازم ہے کہ وہ اس کے مقابل یہ درست و صحیح اور حقیقی نظریۂ حیات پیش کرے۔ چنانچہ وہ یہ ہے کہ انسان اور انسانیت کی خوش حالی مادیت ...... سے ہرگز وابستہ نہیں بلکہ روحانی نظریۂ حیات سے وابستہ ہے اس کے لئے روحانی اقتدار کی نہایت ضرورت ہے جن کی تربیت اور نشو و نما سے سچی اور صحیح ترقی وابستہ ہے اب سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز ہے جس سے روحانی عظمت حاصل ہو۔ اس ضمن میں آپ کی توجہ حضرت امام ہمام علیہ السلام کے کشف کی طرف مبذول کرتا ہوں جس میں یہ ذکر آتا ہے :-

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہ رہا ...... اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اسکے اعضاء اور میری زبان اس کی زبان بن گئی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اسکی قدرت مجھ میں جوش مارتی ہے اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطانِ جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا سو نہ تو میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا

گیا۔ پھر میں ہم مغز ہوگیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا جس میں کوئی میل نہ تھا اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس میں اس شئے کی طرح ہوگیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر میں چھپا لے ایسی حالت میں ... اور اللہ تعالےٰ نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے قبضہ کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہوگیا۔ اور اس وقت میں یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے اعضاء ہیں اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویّت سے قطعاً نکل چکا ہوں۔ اب کوئی شریک اور منازع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالےٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب و حلم اور تلخی و شیرینی اور حرکت و سکون سب اسی کا ہوگیا اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاءِ حق کے موافق اس کی ترتیب اور تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمانِ دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا:۔

اردت ان استخلف فخلقت
آدم۔ انا خلقنا الانسان
فی احسن تقویم۔"

اس کشف کے آگے اس کی تعبیر خود حضرت اقدسؑ اس طرح فرماتے ہیں:۔

"یہ رویا میں نے ربیع الثانی ۱۳... میں دیکھی تھی والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور اس سے مراد وحدتِ وجودی لوگ والا عقیدہ یا نصاریٰ کا حلول الا عقیدہ نہیں بلکہ یہ واقعہ صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق ہے جس میں نوافل کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے مرتبہ قرب کا ذکر ہے۔"

اسی طرح آپ اپنی کتاب چشمہ مسیحی کے صفحہ ۳۵ کے حاشیہ پر اس کی تشریح میں یوں لکھتے ہیں:۔

"... اب اس شخص نے خدائی کا دعوےٰ کیا ہے۔ حالانکہ اس کشف سے مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان و زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے۔"

یہ کشف اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اس باطل نظامِ زندگی میں وہ کونسا نظامِ زندگی ہے۔ وہ یہی کہ اپنی زندگی میں خدا تعالےٰ کو جو نہاں در نہاں ہے اور جو مستور در مستور ہے اور اس کی عظمت و کبریائی کو موثر اور غالب طور پر جگہ دی جائے۔ اس کی خالقیت، اس کی ربوبیت اس کی مالکیت اور اس کی جزا اور سزا کو حقیقی رنگ میں عملی طور پر تسلیم کیا جائے اور قلوب میں اس کا ایمان اس قدر سرایت کر گیا ہو کہ انسان کی شب و روز کی ہر گھڑی میں اس کے چہار طرف خدا ہی خدا ہو اور اس کی صفات کا اثر غالب ہو۔

حضرت صاحبؑ نے یہ جو کشف دیکھا کہ میں خود خدا ہوگیا ہوں۔ اس کے معنے یہی ہیں آپ نے اپنی زندگی کو صرف اور صرف خدا کے لئے وقف کر دیا تھا

کامل بے لبی و بے لوثی اور خدمتِ بنی نوعِ انسان

یہاں تک کہ آپ کو اپنے گرد و پیش بلکہ اپنی ذات میں اسی کی ذات نظر آئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہماری نیابت ہو تو ہم نے آدم کو پیدا کیا۔ نسلِ انسانی کے قلوب پر جب ایسی کیفیت وارد ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کو جو نہاں در نہاں ہے اور مستور در مستور ہے دیکھنے والا ہو اور اس کے تمام ارادے، تمام غرضیں، تمام نیتیں اور تمام خطرات قلب سب کے سب خدا تعالےٰ کے خوف کے تحت ہوں تب ہی وہ نظام قائم ہوگا۔ جو باطل کے مقابلہ پر کامیاب ہوگا۔ اب یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کے اندر ایسا یقین پیدا ہو کہ اس کی ایک مالک خالق اور حکمران ہستی موجود ہے جو اس کے ہر فعل اور ہر نیت سے واقف ہے۔ وہ علام الغیوب ہے جو انسانی ارادوں سے پوری طرح واقف ہے جب ایسا یقین پیدا ہوگا تو وہی نظام ایسا ہوگا جو انسانی فلاح کا موجب ہوگا۔ مشکل یہ آن پڑی ہے کہ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ فسادِ عظیم ہے۔ اس وقت باوجود سائنس کی ترقیوں کے قلوب کے اندر نہ اطمینان ہے اور نہ روح میں طمانیت اور سکینت ہے تو سوچتے ہیں کہ ایک ایسا نظام ہونا چاہیئے جو دل اور روح کو چین ... سکے اگر یہ پا لیا جائے تو انسانیت مصائب و آلام سے نکل سکتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ سائنس کی ایسی ترقی ہو کہ ہر انسان کی زندگی دکھ درد سے نجات پا جائے تو تمام ایسے اصحاب یہ سب کچھ نیک نیتی سے سوچتے ہیں لیکن وہ بھول میں ہیں کہ بیرونی نظاموں میں انقلاب اور ترقی سے قلب و نظر کو سکون و طمانیت نصیب نہیں ہو سکتی یہ تو انسان کے اندرونی نظام کی اصلاح سے ہی ہو سکتی ہے اندرونی نظام یہی ہے کہ انسان کے دل پر خدا تعالےٰ کی ہستی کا یقین ہر وقت مستولی ہو کسی وقت بھی خدا کی ہستی اور اس کا خوف ذہن سے دور نہ ہو، جاگنے کے لمحے ہوں یا رات کی تنہائیاں ہوں خلوت ہو یا جلوت۔ جب تک خدا تعالےٰ کی ہستی کا یقین انسان کے فکر و نظر پر مستولی نہیں ہوگا تب تک کوئی بیرونی نظام انسان کے لئے موجبِ راحت بنے گا نہ کوئی قانون فائدہ دے گا اور نہ کسی مصیبت اور دکھ درد سے حکومت نجات دلا سکے گی

انسانی روح کی صحت مندی کی حاجت

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ انسان کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سب کچھ صحیح ہو جائے گا اور اگر وہی فساد زدہ اور بیمار ہو جائے تو سب کچھ خراب ہو جائے گا اور وہ لوتھڑا ہے انسان کا دل یعنے اس کی روح۔ اور یہ روحانی امراض ہیں۔ اگر روح گرفتارِ بلا ہے وہ صحت مند نہیں نیات میں خلل ہے ارادے میں شیطنت ہے، افعال میں فساد ہیں، ظاہر اور ہے اور باطن اور ہے۔ جب تک روح کی یہ امراض باقی ہیں اس وقت تک کوئی نظام کوئی قانون اور کوئی حکومت اس دنیا میں راحت و اطمینان اور سکھ و چین پیدا نہیں کر سکتے۔ اولیاء اللہ کے وجود پر خدا تعالےٰ کی ہستی کس طرح مستولی ہوتی ہے اور نازک سے نازک گھڑی میں بھی اس کا رشتہ نہیں ٹوٹتا خواہ آسمان ٹوٹ پڑے یا زمین پر زلزلہ آ جائے مگر خدا کے خوف سے وہ غافل نہیں ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ یاد آیا کہ مخالفوں اور معاندوں نے حضور کے برخلاف مقدمات دائر کر رکھے تھے جھوٹے اور پیچیدہ اور سنگین نوعیت کے مقدمات۔ چنانچہ ایک مقدمہ آپ کے شرکاء نے جائداد کے سلسلہ میں آپ

(باقی بر صفحہ ۱۱)

از جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

میری تشریح کے خلاف

"الفضل" کے دلائل پر تبصرہ

(۲)

ایڈیٹر صاحب کا دعوےٰ اور دلیل میں فرق نہ کرنا

میں حیران ہوں کہ ہمارے یہ بھائی عقیدہ یا بالفاظ دیگر دعوےٰ اور دلیل میں فرق نہیں کر سکتے کیونکہ کسی کا عقیدہ تو محض دعوےٰ کی ہی حیثیت رکھتا ہے جب تک اسے دلائل و تجربہ کی تائید حاصل نہ ہو آپ لوگوں کا یہ عقیدہ کہ جناب میاں محمود احمد صاحب سے الگ ہونے والا شخص راندۂ درگاہ الٰہی ہو جاتا ہے محض دعویٰ ہی دعوےٰ ہے نہ کوئی عقلی دلیل اس دعوےٰ کی تائید کرتی ہے اور نہ واقعات اس کے مؤید ہیں مؤید ہونا تو کجا وہ تو اس دعوےٰ کی کھلی کھلی تکذیب کر رہے ہیں ہمارے معاملہ کو ہی لے لو خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ہمارا ایمان کمزور ہونے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گیا ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے پس جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کو فسخ کرنے سے آپ نے یہ نتیجہ کس طرح نکال لیا کہ ایسا شخص حضرت مسیح موعودؑ کی معیت اور حضور کے ماحول سے بھی باہر ہو جاتا ہے۔

اس الہام کا صحیح مفہوم

اب میں آپ کو آپ کے پیش کردہ الہام کا صحیح مفہوم بتلاتا ہوں حضرت اقدسؑ سے تعلق رکھنے والے دو قسم کے انسان تھے ایک وہ جنہوں نے باقاعدہ حضور کی بیعت میں داخل ہو کر حضور کا ساتھ دیا اور روحانی طور پر حضور کی "معیت" کو حاصل کرنے والے تھے یہ لوگ خواہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی ہوں الہام کے الفاظ بورک من معک کے مصداق ہیں ان کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ حضور کے گھر کی چار دیواری میں ہی رہتے ہوں جیسا کہ حضور نے الہام انی احافظ کل من فی الدار کی تشریح میں صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ میرے گھر سے مراد صرف یہ خاک و خشت کا گھر ہی نہیں بلکہ تمام وہ لوگ میرے روحانی گھر میں داخل ہیں جو روحانی طور پر مجھ سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ کہیں بھی رہتے ہوں، اور حفاظت کا یہ خدائی وعدہ ان سب کو شامل ہے اسی طرح ہر وہ شخص جو حضور کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھتا ہے اور باقاعدہ طور پر جماعت میں داخل ہے وہ خدا کے نزدیک حضور کے ساتھ شامل ہو گا اور اس پر الہام کے الفاظ "بورک من معک" پوری طرح صادق آئیں گے دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جنہوں نے بظاہر باقاعدہ بیعت نہیں کی لیکن حضور کو دل سے راستباز یقین کرتے رہے جیسا کہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور وہ بزرگ جن کا مضمون اخبار "چودھویں صدی" میں شائع ہوا تھا اور اسی قسم کے اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ چنانچہ حضور نے صاف لکھا ہے کہ ان لوگوں میں جنہوں نے ابھی تک مجھے نہیں مانا بہت سے ایسے ہیں جو درحقیقت ہم میں ہی شامل ہیں پس ایسے لوگ یقیناً من حولک میں شامل ہیں اور اس وجہ سے وہ خدا کے نزدیک خدا کی برکتوں کے وارث ہونے والے ہیں اس لئے خدا نے آپ کو "من حولک" میں داخل قرار دے کر بابرکت ہی قرار دیا ہے یہ دونوں قسم کے لوگ گو بابرکت ہیں لیکن خدا کی برکتوں کے حاصل کرنے میں مختلف مدارج رکھتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں "بورک من فی النار ومن حولها" کے الفاظ اسی مفہوم پر دلالت کرتے ہیں اور آیت ام القریٰ ومن حولها میں من حولها کا دامن دنیا کے انتہائی کونوں تک پھیلا ہوا ہے۔ پس اس تشریح کے لحاظ سے خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ ہم دونوں "بورک من معک" میں داخل ہیں خدا کے فضل سے اس وقت تک ہم الفاظ "من معک" کے ہی مصداق ہیں اس لئے آپ نے جو خاکسار کی اہلیہ کو دو شخصیتوں میں تقسیم کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے آپکی یہ سعی، سعی لاحاصل ہے وہ ایک ہی شخصیت کی مالک ہیں اور وہ حضور کی معیت حاصل کرنے والی شخصیت ہے نہ اس سے وہ ۱۹۳۷ء میں نکلیں اور نہ اب تک نکلی ہیں وہ حضور کی معیت کے دائرہ میں شروع سے ہی تھیں اور اب تک اسی کے اندر ہیں۔

معیت سے کون نکلتا ہے

یاد رہے کہ حضور کی معیت اور حضور کے ماحول کے دائرہ سے وہی شخص باہر ہو سکتا ہے جو حضور کے دعوےٰ کا انکار کر کے حضور سے قطع تعلق کر لے کیونکہ الہام میں "ومن حولک" وارد ہوا ہے نہ کہ ومن حول مرزا بشیر الدین محمود احمد وارد ہوا ہے پس جناب میاں صاحب سے قطع تعلق کرنے والا حضرت مسیح موعودؑ سے قطع تعلق کرنے والا نہیں کہلا سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو ابھی تک یہ بھی علم نہیں کہ اُن کے خلیفہ صاحب بھی اپنی مخالفت کرنے والے کو اپنے نظام سے الگ کرتے ہیں احمدیت سے الگ نہیں کرتے اور نہ وہ اپنی بیعت نہ کرنے والے کو احمدیت سے باہر سمجھتے ہیں اور نہ اس کے متعلق ایسا فتوےٰ دیتے ہیں

ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ ایک مثال

اگرچہ میں نے واقعات سے ثابت کر دیا ہے کہ میری اہلیہ کی دو شخصیتیں ثابت کرنے کی ایڈیٹر صاحب نے جو کوشش کی ہے وہ محض تحکم ہی تحکم ہے اس میں اصلیت ذرہ بھر بھی نہیں ہے لیکن جس مثال پر انہوں نے دو شخصیتیں ثابت کرنے کی بنیاد رکھی ہے اس بنیاد کے متعلق کچھ کہنا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب نے ایک مغربی ناول نویس سٹیفن سن کے ایک کیریکٹر کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک شریف انسان تھا لیکن وہ گھر سے باہر جاتے وقت ایک ایسی دوائی پی لیتا تھا جس سے اسکی سرشت بدل جاتی تھی اور خطرناک آدمی بن جاتا تھا اور جرائم کا ارتکاب کرتا۔ گھر آکر دوسری دوائی پی لیتا تو پھر شریف انسان بن جاتا اس میں شک نہیں کہ ایسے انسان دنیا میں ہیں جو جب باہر نکلتے ہیں تو ایسی دوائی پی کر نکلتے ہیں کہ لوگوں کو وہ مقدس اور پاک باطن نظر آتے ہیں لیکن جب گھر آتے ہیں تو ایسی دوائی پی لیتے ہیں کہ ایسے گھناؤنے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں کہ شیطان بھی الامان الامان پکار اٹھتا ہے ایڈیٹر صاحب کو سٹیفن سن کے ناول سے اقتباس پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی اگر آپ ایک مشرقی شاعر کے مشہور شعر

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

پر ہی غور کی نگاہ ڈال لیتے تو آپ کو ایسے انسانوں کی نشاندہی کے لئے اسی میں کافی سامان مل جاتا جس کی مدد سے آپ کو ایسے انسان کی تلاش میں کوئی دقت نہ ہوتی جس کے وجود میں آپ مندرجہ بالا شعر کی عملی اور صحیح تفسیر پا لیتے۔

ایڈیٹر صاحب کی آخری دو تاویلوں کا تجزیہ — پہلی تاویل

حضرت اقدسؑ کے اُن آٹھ الہاموں میں سے جن کی میں نے تشریح کی تھی چھٹا الہام تھا ابنما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا اور ساتواں الہام تھا "لا تقتلوا زینب" ان دونوں الہاموں کے درمیان جو تعلق تھا اس کو بیان کر کے میں نے ثابت کیا تھا کہ مجھے اور میری اہلیہ کو بے وجہ مرتد قرار دیکر دکھوں اور اذیتوں کا نشانہ بنائے جانے کا ذکر ان دونوں الہاموں میں بطور پیشگوئی پایا جاتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار نے "بے وجہ" کا لفظ اپنے پاس سے زاید کر دیا ہے ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں —

الہامات کی دونوں فہرستوں میں کوئی
ایسا الہام نہیں جو مضمون نگار کے
خود داخل کردہ لفظ "بے وجہ" کا قرینہ
بن سکے"

الہام خود "بے وجہ" کا قرینہ ہے

ایڈیٹر صاحب اور ان کے ہم نوا دوستوں کو علم ہونا چاہیئے کہ عربی زبان میں مرجف کہتے ہی اس شخص کو ہیں جو جس ایذا پہنچانے والی بات کا اظہار کرتا ہے اس کی صحت ثابت کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی ثبوت ہو عربی زبان کی مشہور لغت کی کتاب اقرب الموارد میں زیر لفظ رجف مرجفین کے متعلق یہ الفاظ مذکور ہیں "من غیر ان یصح عندھم شیئ" یعنے جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ بغیر اس کے کہ ان کے پاس ان کے قول کی صحت پر دلالت کرنے والا مواد ہو ایسے لوگوں کے لئے سورۃ احزاب میں قتّلوا تقتیلا کا حکم وارد ہوا ہے اور اسی کی تائید اسی سورۃ کے رکوع کی یہ آیت بھی کرتی ہے والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا اس آیت میں بھی ایذا دہی کو بغیر ما اکتسبو کے ساتھ ہی مقید کیا ہے اور پہلی آیت میں بھی مرجف اسے ہی قرار دیا ہے جو من غیر ان یصح عندھم شیئ بات کہے اور ایسے ہی آدمی کو قابل سزا ٹھہرایا ہے ورنہ جو سچی بات کہے اور اس کا ثبوت بہم پہنچا دے اس کے لئے شریعت میں کوئی سزا نہیں دیکھو جو شخص کسی پر زنا کا الزام لگاتا ہے تو شریعت محض الزام لگانے پر اسے سزا دینے کی تلقین نہیں کرتی بلکہ اس سے ثبوت طلب کرنے کی ہدایت کرتی ہے اگر وہ ثبوت بہم پہنچا دے تو اس سے کوئی پرسش نہیں ہوگی ہاں اگر ثبوت نہ دے سکے تو پھر وہ شریعت کے نزدیک قابل سزا ہے پس جب یہ ثابت ہوگیا کہ بغیر ثبوت کے اور بغیر اس کے کہ اس کے پاس اپنے قول کی سچائی پر کوئی دلیل ہو اگر کوئی شخص کوئی ایذا دینے والی بات کہتا ہے تو شریعت میں قتّلوا کی سزا ایسے ہی شخص کے لئے ہے اسی اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام پر غور کرو حضور کے الہام میں پہلے اس سزا کا ذکر کرنا جو قرآن شریف میں مرجفین کے لئے مقرر ہے اور اس کے معًا بعد الہام "تقتلوا زینب" نازل کر کے زینب کو مرجفین والی سزا دینے کی ممانعت کرتا کیا یہ صاف قرینہ نہیں کہ "زینب" خدا کے نزدیک مرجفین میں داخل نہیں اور جو شخص اس کے لئے مرجفین والی سزا تجویز کرتا ہے۔ تجویز ہی نہیں بلکہ عملاً اس سزا کو جاری کر دیتا ہے کیا وہ "زینب" کو "بے وجہ" مرجف نہیں قرار دے رہا اس سے بڑھ کر الہام میں آپ کو اور کس قرینہ کی ضرورت ہے اب جبکہ الہام نے ہی ثابت کر دیا کہ "زینب" مرجفین میں داخل نہیں تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس کو اور اس کے شوہر کو بے وجہ ہی مرجف قرار دیا گیا ہے۔ پس آپ کا یہ قول کہ الزام ساقط ہو جاتا ہے غلط ثابت ہوگیا۔

ایڈیٹر صاحب کی دوسری تاویل کی حقیقت

میں نے تو سورۃ الاحزاب کی آیت کے اسی حصہ کی تشریح کی تھی جو حصہ کہ حضرت مسیح موعودؑ پر بطور الہام نازل ہوا آیت کے باقی جو حصہ کی تشریح کی میں نے سردست ضرورت محسوس نہیں کی تھی لیکن ایڈیٹر صاحب نے خود مجھ پر اس حصہ کو چسپاں کر کے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ اس حصہ پر بھی میں روشنی ڈالوں اور اس کی حقیقت سے دوستوں کو آگاہ کروں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت میں یہ الفاظ بھی ہیں ثم لا یجاورونک فیھا الا قلیلا ملعونین یعنی یہ لوگ مدینہ میں تیرے پڑوس میں نہیں رہیں گے مگر تھوڑا عرصہ اور خدا کی لعنت ان پر پڑے گی ایڈیٹر صاحب کا استدلال اس آیت کے اس حصہ سے یہ ہے کہ خاکسار چونکہ قادیان سے چلا آیا اس لئے وہ مرجفوں میں داخل ہے اول تو قرآن شریف کی ساری آیت حضرت اقدس کے الہام میں ہے ہی نہیں کہ اس کو زیر بحث لایا جائے یا اس سے کسی قسم کا استدلال کیا جائے زیر بحث تو حضور کا الہام ہے نہ کہ قرآنی آیت دوسرے میں نے اوپر ثابت کر دیا ہے کہ "زینب" مرجفین میں داخل ہی نہیں کی جا سکتی اس لئے وہ اور اس کا شوہر آیت کے اس حصہ کے مصداق قرار ہی نہیں دیئے ہی نہیں جا سکتے لیکن اگر وہ اس بات پر مصر ہیں تو سن لیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو اس بات کا بھی علم نہیں کہ انبیا اور خدا کے ماموروں کی مجاورت صرف جسمانی لحاظ سے ہی نہیں ہوتی

بلکہ روحانی طور پر بھی ہوتی ہے اور حقیقی طور پر مجاورت کہلانے کی مستحق روحانی مجاورت ہی ہوتی ہے خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ تو جسمانی طور پر بھی حضرت مسیح موعودؑ کے جوار میں ہی رہے جب تک حضور زندہ رہے اور روحانی طور پر تو خدا کے فضل و کرم سے ہم آج تک حضور کے جوار میں ہی ہیں خدا کی کونسی لعنت کی علامت ایڈیٹر صاحب نے ہم میں دیکھی ہے جس کی بنا پر آپ ہم کو ملعون قرار دے رہے ہیں ذرا آنکھیں کھول کر اگر وہ دیکھیں گے تو خدا کی لعنت کا مصداق ان کو نمایاں طور پر نظر آ جائے گا۔

ایک حدیث

اگر ایڈیٹر صاحب کو اس حدیث کا علم نہیں تو اپنے کسی عالم سے اس کا علم حاصل کر لیں کہ جس میں آنے والے مسیح کے متعلق آتا ہے یدفن معی فی قبری بین ابی بکرؓ و عمرؓ آپ بتلایئے کہ کیا ظاہری اور جسمانی طور پر حضرت مسیح موعودؑ وہاں دفن ہوئے ہیں کیا اس حدیث سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ یہاں مجاورت سے مراد جسمانی نہیں بلکہ روحانی مجاورت ہی ہے پس یاد رکھئے کہ اگر کسی شخص کو حضرت مسیح موعودؑ سے حقیقی طور پر مخلصانہ روحانی تعلق ہے تو خواہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی رہتا ہو وہ خدا کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کے جوار میں ہی شمار ہوتا ہے۔

خاکسار قادیان سے کیوں نکلا

اب میں ایڈیٹر صاحب اور ان کے ہم نوا دوستوں کو بتلاتا ہوں کہ میں قادیان سے کیوں نکلا جناب میاں صاحب کی بیعت فسخ کرنے کے بعد بھی میرا ارادہ قادیان چھوڑنے کا ہرگز نہ تھا۔ چنانچہ میں نے ڈپٹی کمشنر کی پیشکش کو بھی ٹھکرا دیا اور قادیان چھوڑنے سے انکار کر دیا حالانکہ میرے ایک معزز ساتھی فخرالدین ملتانی صاحب کو شہید کر دیا گیا تھا باوجود اس کے میرا پختہ ارادہ قادیان میں ہی رہنے کا تھا اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے جناب میاں صاحب کے ظلم و ستم کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے کچھ عرصہ تک وہیں رہا لیکن ایک رات خدا تعالےٰ نے میرے خاندان کے ایک فرد کو خواب میں یہ نظارہ دکھلایا کہ ایک بزرگ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ قادیان پر آفت آنے والی ہے (لفظ ٹھیک یاد نہیں مفہوم یہی تھا) جس نے نکلنا ہو ۱۳ اگست سے قبل نکل جائے اس خواب کے بہت سے لوگ گواہ ہیں اس خواب میں سال نہیں بتایا گیا تھا بہر حال اس خواب کی بنا پر ہم ۱۳ اگست سے قبل نکل آئے بعض لوگوں نے اس وقت یہ خیال بھی کیا کہ ہم ڈر کر نکل گئے ہیں اور ہم کو بزدلی کا طعن بھی دیا گیا لیکن جب ہندوستان کی تقسیم عمل میں آئی تو اس خواب کی تصدیق ہوگئی اور اگست کے مہینہ میں ہی اور ۱۳ تاریخ سے ہی آفت کی ابتدا ہوگئی اور ہم پر طعن کرنے والے مشکل سے وہاں سے نکل سکے اگر ہم وہاں رہتے تو یقیناً قتل کئے جاتے کیونکہ جناب خلیفہ صاحب اور ان کے ساتھی ہماری جان کے پہلے ہی دشمن تھے اگر ان دنوں ہم کو مار دیا جاتا تو کون پوچھنے والا تھا اگر یہ نہ بھی مارتے تو سکھوں کے ہاتھوں ہم قتل ہو جاتے بہر حال اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت اطلاع دے کر اپنی خاص حفاظت میں امن و امان کے ساتھ وہاں سے نکلنے کا سامان ہمارے لئے کر دیا کیا ہمارے وہاں سے نکلنے میں خدائی ہاتھ کام نہیں کر رہا تھا خدا کے حکم سے قادیان کو چھوڑنا کیا خدا کی لعنت پر دلالت کرتا ہے یا خدا کی اس تائید اور نصرت پر دلالت کرتا ہے جو ہر قدم پر ہمارے شامل حال رہی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

جناب میاں صاحب کا نکلنا

ہمارے مقابل میں جناب میاں صاحب جس ذلت و رسوائی سے نکلے ہیں وہ بھی ایڈیٹر صاحب سے مخفی نہیں اگر انہیں معلوم نہ ہو تو اس وقت جو لوگ قادیان میں رہ رہے تھے ان سے دریافت کر لیں اور پھر فیصلہ کر لیں کہ ملعون کا لفظ کس پر صادق آتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کے مکانوں میں ان کی رہائش تھی جو جسمانی طور پر

(باقی بر صفحہ ...)

خطبہ جمعہ (از صفحہ ۲)

کر دکھایا تھا۔ حضرت خواجہ کمال الدین علیہ الرحمۃ آپ کی طرف سے وکیل تھے۔ اور بعض بڑے پیچیدہ مراحل تھے جو حل طلب تھے اور اس کے فکر میں خواجہ صاحب مستغرق رہتے تھے کہ کسی طرح یہ حل ہو جائے۔ اس موقعہ پر حضرت صاحب نے خواجہ صاحب کی قلبی ماہیت کو پڑھ لیا۔ اور فرمایا کہ خواجہ صاحب! آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں کوئی خانہ خدا کے لئے بھی تو خالی چھوڑ دو ورنہ لوگ کہیں گے ان کے مرید بڑے بڑے وکیل تھے اپنی وکالت کے زور سے چھڑا لیا“ یہ کہہ تو دینا آسان ہے لیکن غور کرنے کی بات ہے کہ ایک شخص پر مقدمات ہوں اس کا دعوےٰ یہ ہو کہ وہ خدا رسیدہ ہے اگر کوئی چھوٹا آدمی ہو تو وکیلوں کے پاؤں پڑے اور منتیں کرتا پھرے کہ خدا کے لئے کسی نہ کسی طرح مجھے چھڑا لو اور کسی بھی محنت و استغراق میں کوتاہی نہ کرو تا کہ میں بری ہو جاؤں وغیرہ۔ مگر یہاں وکیل ایک مخلص عقیدت مند اور مرید ہے۔ دیانت سے اس کاوش میں لگا ہوا ہے کہ کسی طرح کوئی بات مخلصی کی نکل آئے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ ہیں کہ آپ کا آخری تکیہ خدا کی ذات پر ہی ہے چنانچہ اپنے مخلص وکیل کو بھی یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنی طرف سے کوشش کر لینا تو خدا کا حکم ہے مگر اس پر سارا انحصار رکھنا درست نہیں کیونکہ ہمارا اصل سہارا تو خدا تعالےٰ کی ذات پر ہی ہے وہی ہمیں مخلصی دے گا۔ دیگر لوگ آپ کی وکالت اور آپ کے دلائل کی بناء پر سوچیں گے کہ ان کے وکیل بڑے دماغ والے تھے۔ انہوں نے اپنے دلائل سے چھڑا لیا۔ یعنے خدا نے انہیں نہیں چھڑایا۔ کیا یہ بات ایک چھوٹا شخص کہہ سکتا ہے؟ دیکھئے حضرت صاحب کے دل و دماغ پر خدا تعالےٰ کا یقین کس طرح مستولی تھا۔ یہی وہ یقین، یہی وہ خیال اور یہی وہ روح کی کیفیت ہے جو اولیاء کرام اور مامورین الٰہی دنیا میں پیدا کرنے آیا کرتے ہیں حضرت صاحب فرماتے ہیں ؎

آں خردمند یکہ او دیوانہ است
ہوشیار دے آنکہ او دیوانہ است

دنیاوی اسباب و ذرائع کے پیچھے ایک حاکم ہستی کا حتمی یقین۔

حضرات! میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ ایسے فرستادہ لوگوں کی تنہائی کی جو گھڑیاں ہوتی ہیں، ان میں بھی خدا تعالےٰ کی ہستی کا وجود ختم نہیں ہوتا۔ حضرت صاحب کا ایک اور کشف بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ ایک کاغذ میرے پاس لایا گیا۔ اور مجھ سے کہا گیا کہ اس پر دستخط کر دو۔ خواب میں ہی آپ کو کہا گیا کہ فلاں فلاں نے اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ آپ خواب میں یہ جواب دیتے ہیں کہ کیا خدا نے بھی اس پر دستخط کر دیئے ہیں کہ میں کر دوں؟ دیکھئے خواب کی حالت میں بھی خدا کی رضا و مشیت پر یقین و ایمان کا پہلو جاگتا ہے اور آپ کے دل و دماغ کی گہرائیوں میں سرایت کر چکا ہے۔ ظاہر پرست لوگ اس طرح کی واردات اور کیفیات پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھئے حقیقت یہی ہے اگر خدا انسان کے رگ و ریشہ میں سرایت نہیں کر جاتا تو پھر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور وہ کامل انسان نہیں بنتا۔ انسان کا کمال اور معراج تو یہی ہے کہ انسان کا دل، خدا کا مسکن بن جائے اور انسان واقعی فنافی اللہ ہو جائے۔

وہ نظامِ حیات جس کے ذریعہ انسان کو روح کا چین اور دل کا سکون میسر آ سکتا ہے اس کی پہلی اینٹ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا یقین واقعی طور پر رچ جائے اور بس جائے اور یہ کامل یقین ہو کہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت جس طرح آسمان پر ہے ایسی ہی زمین پر بھی ہے اور خدا تعالےٰ کے احکامات و ارشادات کی بہر صورت تعمیل و تکمیل ہو۔ اگر یہ نظام برپا ہو گیا تو یہ نظام موجب رحمت اور باعث راحت ہے۔

ہمارا نظام جس مقصد کو لے کر کھڑا ہوا ہے وہ نشاۃِ ثانیہ اور احیائے اسلام کا مقصد ہے۔ اس کا صحیح راستہ یہی ہے کہ ہمارے دل و دماغ کے اندر خدا تعالےٰ کی ہستی کا یقین مستولی ہو جائے جیسے یہ یقین آپ کو حضرت صاحبؑ کی راتوں کی تاریکی اور دنوں کی روشنی میں ہر وقت ہر لمحہ اور ہر لحظہ نظر آتا ہے۔

حضرتِ اقدسؑ کی اپنے پیروؤں کو وصیت یعنی خود پرستی پر موت

آپ الوصیت میں گویا یوں فرماتے ہیں:۔
مجھے خدا تعالےٰ نے میری موت کی خبر دے دی ہے۔ میرے بعد تم میرے مقاصد کے حامل ہو ان میں سب سے مقدم یہ ہے کہ تمہیں ہر وقت خدا کی خوشنودی مدنظر رہے نہ کہ اپنے نفس کی خواہش، حتیٰ کہ اگر ذلت تمہیں قبول کرنا پڑے جو خدا کی مرضی کے ماتحت ہے تو تم اسے اس عزت پر ترجیح دو جو خدائی منشاء کے خلاف ہے اور اگر تمہیں شکست ماننی پڑے جس میں خدا کی رضا ہے تو تم اسے فتح پر مقدم کر دو جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو، غرضیکہ اپنے نفس اور اس کی مرضی و خواہشات پر جو خدا کے ارادوں کے مخالف ہوں تمہیں ایک موت قبول کرنا چاہیئے۔ پس اگر ایسی موت تم قبول کر لو گے تو تم خدا میں زندہ ہو جاؤ گے۔

یہ بہت مشکل مقام ہے کہ انسان کے اندر وہ خدا جو نہاں در نہاں اور مستور در مستور ہے وہ عمل اور فعل کے وقت بھی نہ بھولے۔ شاید یہ مقام اسی کو حاصل ہوتا ہے جس پر خدا کا فضل ہو۔ محض اکتساب سے یہ مقام حاصل نہیں ہوتا اگر ہماری دعا اور کوشش اور تمنّا تو ہونی چاہیئے کہ خدا یا ہمارے نہاں خانہ میں بھی ایمان کا نور بھر دے اگر انسان کے قلب کے اندر اس ہستی کا یقین ذرہ بھر بھی پیدا ہو جائے۔ تو یہ دنیا و مافیہا کے مل جانے سے بہتر ہے۔ ہماری کوشش اور تہیہ تو یہ ہونا چاہیئے کہ ہم میں فضلِ الٰہی سے ایمان پیدا ہو جائے۔ اور وہ یقین اور ایمان ہمارے اعمال و افعال پر مستولی ہو جائے جیسے حضرت صاحب کو کشف ہوا کہ سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخنوں تک میرا وجود میرا وجود نہ رہا بلکہ میں نے دیکھا کہ میرا اپنا کچھ نہیں رہا۔

یہ وہ مقام ہے جو اگر ہمیں حاصل نہیں تو کم از کم تمنّا تو ہونی چاہیئے اور کوشش تو ہونی چاہیئے۔ یہی وہ ایمان اور یقین ہے جو حضرت صاحبؑ نے اپنے ساتھیوں کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا۔ مجھے قبلہ والد صاحب مرحوم کی بات یاد ہے۔ وہ نماز جمعہ کے لئے جایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ دیر ہو گئی۔ افسر مجاز نے اعتراض کیا تو ابا جان نے استعفیٰ لکھ کر سامنے رکھ دیا۔ کہ ہم نماز ترک نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تو ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ یہ دیکھ کر افسر صاحب نے کہا کہ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ آپ جتنا وقت چاہیں لے لیا کریں۔ یہ کتنا نازک موقعہ تھا کہ ایک انسان کی لگی لگائی روزی کے ٹوٹنے کا مسئلہ درپیش ہے اور ذریعہ معاش کو دھکا دینا آسان بات نہیں۔ ایسے ہزاروں واقعات جماعت کے حضرات و احباب میں نظر آتے ہیں کہ وہ با خدا ہو گئے۔ خدا کو انہوں نے دکھا دیا اور دنیا کے سامنے لا کھڑا کیا۔ آپ دعا کریں کہ ہمیں اس ایمان کی دولت کا شمہ بھر ہی میسر آ جائے۔ تو مجھے یقین ہے کہ ہم کامیابی کے بلند سے بلند مقام کو حاصل کر سکیں گے۔

گولڈن جوبلی فنڈ

امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر گولڈن جوبلی کی تقریب سعید منعقد ہو رہی ہے۔ انجمن عالیہ کی پچاس سالہ شاندار تاریخ کے مطابق اس تقریب کو تزک و احتشام سے منایا جائے گا جس میں دنیا بھر کے علاقوں کے نمائندے شرکت کر رہے ہیں۔ یوں شاندار اور بے مثل خدمات دینیہ کا اعتراف خود ہو گا جو انجمن عالیہ نے اقصائے عالم میں اشاعت اسلام اور قرآن و سنت کی روشنی پھیلانے کے سلسلہ میں انجام دی ہیں۔

چونکہ یہ تقریب عالمی اور تاریخی پیمانہ پر منائی جا رہی ہے اس لئے اس کے کثیر مصارف کی ضرورت ہے احباب اس سلسلہ میں گولڈن جوبلی فنڈ میں بیش از بیش عطیات دے کر اپنی مثالی قربانیوں کا نمونہ پیش فرمائیں، اس غرض کے لئے خاص رسیدات برائے جوبلی فنڈ چھپوائی جا رہی ہیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش مہتمم گولڈن جوبلی
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جزائر فیجی کے معزز مہمان کی

لائل پور میں مصروفیات

(محمد صالح نور کے قلم سے)

جزائر فیجی کی جماعت کے روح رواں جناب محترم غلام نبی الدین صاحب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی معیت میں اتوار ۲۳ اگست صبح دس بجے لائل پور تشریف لائے ریلوے اسٹیشن پر احباب جماعت نے پھولوں کے ہاروں اور دلی دعاؤں سے ان کا استقبال کیا۔ آپ نے پریمیئر کلاتھ ملز کے گیسٹ ہاؤس میں قیام فرمایا۔

اسی روز شام کو محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی طرف سے ان کے اعزاز میں پرتکلف عصرانہ پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں جماعت کے کثیر احباب کے علاوہ ملز کے افسران نے بھی شرکت کی۔ عبدالرب خان صاحب برہم نے سپاسنامہ پیش کیا جس کے جواب میں معزز مہمان نے تقریر فرمائی اور جزائر فیجی کا جغرافیہ، وہاں کے معاشی، مذہبی اور اقتصادی حالات، آریہ سماج کا عروج۔ تمام ہندوستان کا مبلغ بھجوانے سے انکار۔ جماعت احمدیہ لاہور کے مبلغ کا وہاں جانا اور غیر مسلم مذاہب کے مقابلہ پر عظیم فتح و کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتلایا کہ اب پھر وہاں پر جماعت کی تعلیم و تربیت کیلئے اور غلط عقائد کے رواج پکڑ جانے کی وجہ سے ایک مبلغ کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور یہی میرا یہاں آنے کا بڑا مقصد ہے۔ آپ نے جماعت کا اس اعزاز پر شکریہ ادا کیا جو ان کے یہاں آنے پر کیا گیا۔

بعد ازاں مرزا مظفر بیگ صاحب نے جزائر فیجی کے حالات اور اسلام کی وہاں پر فتح نمایاں کے بعض واقعات بیان کئے آخر میں معزز میزبان نے ایک نہایت حقیقت افروز تقریر فرمائی۔ اور حاضرین پر واضح کیا کہ "احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے اسلام کی مدافعت کے لئے ایک انقلابی تحریک کا نام ہے جس نے پچاس سال کے عرصہ میں مذہب کے متعلق تمام دنیا کا نقطۂ نگاہ بدل کر رکھ دیا ہے اور اسلام کے جھنڈے تمام ممالک میں لہرا دیئے ہیں آج کوئی بھی ایسا ملک نہیں جہاں احمدی اسلام کی ازسرنو تروتازگی کا باعث نہیں ہوئے۔ تحریک احمدیت ایک فعال اور مسلسل جہاد کرنے والی اسلامی فوج کا نام ہے جو چند ایسے فرزندان اسلام پر مشتمل ہے جو اس صدی میں محض خدا تعالیٰ کے فضل اور ایک مومن اللہ کی تربیت کے طفیل اسلام کی سربلندی کا باعث بنے۔ اور اس جماعت کا قیام اس ارشاد خداوندی کے تحت عمل میں لایا گیا۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر"۔ حضرت میاں صاحب کے پرسوز اور حقائق سے لبریز ارشادات سامعین پر حد درجہ اثرانگیز ہوئے۔

پیر کے روز معزز مہمان نے الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب سے جماعتی اور اخلاقی مواد سے بہتیرا حاصل کیا جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے بعض حوالہ جات کی نشاندہی کی۔ جس کے بعد بعض احباب نے ان کے ساتھ دوپہر کا کھانا الحاج شیخ میاں محمد صاحب کے ہاں کھایا۔ اور جماعتی مفاد اور تبلیغی امور پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

دوپہر کے بعد معزز مہمان محترم مرزا صاحب، ملک نذر حسین صاحب، محترم میاں مولا بخش صاحب کی معیت میں کار کے ذریعہ ربوہ تشریف لے گئے کیونکہ فیجی میں جماعت ربوہ کے احباب نے انہیں تاکید کی تھی کہ آپ ہمارے امام کو بھی ضرور مل کر آئیں۔ ربوہ جانے پر بہت طویل بحث و تمحیص کے بعد یہ جواب ملا کہ خلیفہ صاحب اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں دیکھا بھی جا سکے آپ ان کی تصویر دیکھ لیں اور اگر ان کی صحت اور تجربیت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اخبار "الفضل" دیکھیں۔ ربوہ سے واپسی پر انہوں نے رات کا کھانا مرزا مظفر بیگ صاحب کے ہاں کھایا۔ اور جماعت فیجی کے لئے محترم مرزا صاحب کا پیغام ٹیپ ریکارڈر میں محفوظ کیا۔ منگل کی صبح ریل کے ذریعہ آپ عازم لاہور ہوئے، جماعت کے نمائندگان نے آپ کو الوداع کہا۔

پیغام صلح:۔ معزز مہمان جمعرات مورخہ ۲۷ اگست کو لاہور سے واپس بعزم فیجی روانہ ہو گئے۔

پیغام صلح ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۵
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر انجمن پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ یکم جمادی الاوّل ۱۳۸۴ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۳۶

خدا تعالیٰ کی معرفت اور معیت حاصل ہونے سے ہی انسان میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی معیت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، خدا تعالیٰ کی ہی معیت ہو تو تبدیلی ہوتی ہے اور پھر اس کی خواہشیں اور رنگ لگ جاتی ہیں اور خدا کی نافرمانی اسے ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے موت بالکل ایک معصوم بچہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اسلئے جہاں تک ہو سکے کوشش کریں کہ دقیق در دقیق پرہیزگار ہو جائے۔ جب نماز میں کوئی خطرہ پیش آوے اس وقت سلسلہ دعا کا شروع کر دے۔ یہ مشکلات اس وقت تک ہیں کہ جب تک نمونہ قدرتِ الٰہی کا نہیں دیکھتا کبھی دہریہ ہو جاتا ہے کبھی کچھ بار بار ٹھوکریں کھاتا ہے، جب تک خدا تعالیٰ کی معرفت نہ ہو گناہ نہیں چھوٹتا۔ دیکھو جاہل لوگ ہیں ڈاکہ مارتے ہیں چوریاں کرتے ہیں لیکن جن کو علم ہے کہ اس سے ذلت ہوگی خواری ہوگی وہ ایسے کام کرتے شرماتے ہیں۔ کیونکہ اُنکی عظمت میں فرق آتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم ص ۳۴۲-۳۴۳)

بحرِ حکمت کے موتی

اُدعوا اللہ و انتم موقنون بالاجابۃ واعلموا ان اللہ تعالیٰ لا یستجیب دعاءً من قلبٍ غافلٍ لاہٍ

(الترمذی انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے یقین کامل کے ساتھ دعا کرو (اور دعا کو اس حد تک پہنچاؤ) کہ وہ ضرور قبول ہو جائے گی اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل غافل اور بے پرواہ ہو۔

نوٹ:- قبولیت دعا کے لئے بفرمودہ رسولؐ چند لوازم ہیں۔ یقین کامل، اکل حلال اور صدق مقال، یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کی دعا اور غیر مؤمن کی دعا بھی مانتا ہے وقال ادعونی استجب لکم (۴۰:۶۰) امّن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء (۲۷:۶۲) کبھی وہ اپنی بھی منواتا ہے تاکہ انسانیت کے وہ جوہر جو مخفی ہیں کھل کر سامنے آجائیں۔

ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع

(سورۃ بقرہ آیات ۱۵۷-۱۵۶-۱۵۵)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ اذیت پہنچی اور سب سے بہتر کلام ربانی ان کے ذریعہ ہمیں ملا سو شد عیاں از وے علیٰ وجہ الاتم

جوہر انساں کہ لوازم مضمر است
جوش اجابتش کہ بوقت دعا بود
زاں گوتہ زاریم نشنیدہ است مادریم (مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

بمبئی

ترجمہ خط :- آدم علی دیدانو الہ کو۔ بمبئی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے قرآن شریف مترجم انگریزی ارسال کیا ہے۔ نیز اگر آپ گاہ بگاہ اپنا انگریزی لٹریچر بھیجتے رہیں تو میں بہت ممنون اور احسانمند ہوں گا۔ والسلام

(لٹریچر انگریزی بھیجا گیا)

گھانا (جنوبی افریقہ)

ترجمہ خط :- احمد۔ ایس۔ تو تینی۔ گھانا۔ جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ سن کر بہت خوشی ہوا ہوں کہ آپ اسلامی لٹریچر بھیجتے ہیں۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ چند کتابیں بمعہ ٹیچنگ آف اسلام بھی مجھے ارسال کریں۔

میں ایک عربی طالب علم ہوں مجھے ایسی کتابوں سے بہت محبت ہے۔

اُمید ہے کہ جلدی جواب دیں گے۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور عربی لٹریچر بھیجا گیا)

ایلاسا (نائجیریا)

ترجمہ خط :- نوبل۔ یوسف ابراہیم ایلاسا۔ نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میری مودبانہ التماس ہے کہ ایک عدد نسخہ قرآن شریف انگریزی مجھے ارسال فرمائیں۔

میں نے اس قرآن شریف کو ایک مولوی صاحب ملام الحاج۔ ایس۔ بی۔ بولاجی کی تحویل میں دے دیا جبکہ وہ ہمارے قصبہ اور اردگرد قرآن کی تعلیم سکھانے کے لئے آئے ہوئے تھے بہت متاثر ہوئے۔ امید ہے کہ میری تعلیم کے لئے مجھے ضرور نسخہ قرآن مجید انگریزی بھیجیں گے اور یہ دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی مفید ہوگا۔

کیا میری یہ التجا منظور کر کے ایک کاپی قرآن ارسال کریں گے اور یہ میری مدد ہوگی اور میں بہت مشکور ہوں گا۔ والسلام

(ان کو لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط الام مو موجیمو آدی لولو۔ نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا نام اور ایڈریس میرے ایک دوست نے بتایا اور التجا کی کہ ایک عدد مترجم قرآن شریف انگریزی اور سوانح حضرت رسول کریمؐ اور کچھ مفت لٹریچر تقسیم کے لئے ارسال کریں۔

میں مسلمان ہوں اور میرے آباؤ اجداد اسی مذہب سے وابستہ رہے اور اسی کے لئے لڑے اور مرے اور ان کی شہرت۔۔۔۔ نہ صرف نائجیریا ہی میں بلکہ کل دنیا میں ہے۔

میرا ہمیشہ تعلق عیسائیوں سے رہا ہے اور مجھے یہ کہتے رہتے ہیں کہ آپ اپنے مسلمان ہونے کی وجوہ بتائیں۔ اس لئے میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے لٹریچر اور کتابیں بہت جلد ارسال کریں۔

مجھے آپ کی امداد کی اشد ضرورت ہے۔

(۳)

ترجمہ خط محمد لاوال لاگس۔ نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا نام اور ایڈریس ایک مسلمان بھائی سے معلوم ہوا۔

میں ایک مسلمان لڑکا ہوں اور میں پرائمری سکول میں پڑھتا ہوں جہاں ہر روز صبح کے وقت انجیل کا سبق چھٹی کے وقت خاصکر جمعہ کے روز پڑھایا جاتا ہے۔

چونکہ آپ کی جماعت اشاعت اسلام کتابوں کے ذریعہ کرتی ہے اور ہمارے سکول میں کافی تعداد میں عیسائی پڑھتے ہیں۔

اگر آپ مجھے انگریزی قرآن ارسال کریں تو آپ کی مہربانی ہوگی تاکہ میں عیسائیوں کو اسلامی تعلیم کے ذریعے اسلام کا قائل ۔۔۔۔۔۔ کر سکوں۔ ان میں سے کچھ اسلام کے نزدیک ہیں اور اگر ہم ان کو خدا کی کلام سمجھائیں تو جلدی مذہب تبدیل کر لیں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے کام میں ترقی دے۔

(ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

مجاہدۂ دُعا

مجاہدۂ دُعا کے لئے پیغام صلح "عید میلاد نمبر" میں احباب سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنے نام تحریر فرما دیں تاکہ وقت مقرر کر کے مجاہدہ شروع کیا جائے۔ یہ مجاہدہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۶۴ء سے شروع کیا جائے گا لہذا وہ احباب جو اس مجاہدہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور انہوں نے ابھی تک اپنا نام نہیں بھیجا فوراً تحریر فرما کر اس کار خیر میں شامل ہو جائیں۔ مجاہدہ ۱۲؍ستمبر سے ۳۰؍اکتوبر تک جاری رہے گا۔

(سعید احمد جنرل سیکرٹری)

"النور" پبلشنگ کمپنی

کے لئے احباب جماعت کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ دس دس روپے کے حصص خرید کریں اس سلسلہ میں احباب نے اگرچہ لبیک کہا ہے مگر باقاعدگی سے اس کیلئے کوشش نہیں کی گئی رہی۔ از راہ کرم جملہ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان دفتر سے مرسلہ مطبوعہ سرکلر کو احباب کے گوش گذار کرائیں اور پھر جو شخص جتنے حصص خریدنا چاہتا ہے نوٹ کر لیا جائے اور ایک مکمل فہرست دفتر میں بھیجدی جائے۔ اس وقت صرف تین جماعتوں یعنی لائلپور۔ کراچی اور بدوملہی سے اس کے متعلق باقاعدہ فہرست موصول ہوئی ہے۔ یہ سطور بطور یاد دہانی اور فوری عمل درآمد کیلئے بذریعہ اخبار شائع کر رہا ہوں۔ اُمید ہے احباب توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

مولنٰا امین احسن اصلاحی پاکستان کے ان جید علماء میں سے ہیں جنہیں علم وفضل کی دولت میسر آنے کے ساتھ قوم کے اصلاح احوال اور دین کے ساتھ رغبت پیدا کرنے کے لئے ایک خاص جوش اور درد حاصل ہے۔ آپ مدت تک جماعت اسلامی میں مولینا مودودی کے دست راست رہے۔ لیکن ان کے سیاسی عزائم اور لادینی سرگرمیوں سے بیزار ہو کر علیحدہ ہو گئے اور اپنے طور پر اصلاح وارشاد کا کام شروع کر دیا، حال ہی میں "شام ہمدرد"[1] کی ایک مجلس میں انہوں نے دینی تعلیم کے موضوع پر ایک فکر انگیز مقالہ پڑھا جس میں انہوں نے دینی تعلیم سے قوم کی بے رغبتی اور اس کے اسباب وعلل کا ذکر کرتے ہوئے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ:—

"پاکستان کے بعد اگر ہمارے اندر اپنے
ملی نصب العین کا احساس ہوتا تو دینی تعلیم
ہی ہمارے سارے نظام کی بنیاد بنتی
اور اسی بنیاد پر ہم تمام علوم جدیدہ کی
عمارت قائم کرتے لیکن ہوا یہ کہ یہاں
جس نسبت سے جدید تعلیم کو فروغ
ہوا، اسی نسبت سے دینی تعلیم کو زوال
ہوا۔"

اس کے ساتھ ہی مولینا نے پاکستان میں دینی تعلیم کے فروغ کے لئے چند تجاویز پیش کیں جو انہیں کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں:—

(۱) ایک چیز تو یہ ہے کہ ہمارے دینی مدارس اگر علم دین کے بقا کو عزیز رکھتے ہیں تو وہ بلا تاخیر اپنے نصاب تعلیم کو بدل کر اسکو آسان، مختصر اور زمانہ حال کے ضروریات کے مطابق بنائیں۔ عربی صرف ونحو اور عربی زبان کی تعلیم جدید طریقے پر دی جائے، قرآن حدیث اور فقہ کے سوا دوسری غیر ضروری چیزیں نصاب سے نکال کر انگریزی زبان اور دوسرے بعض عمرانی علوم کی کتابیں داخل کی جائیں تاکہ ان مدارس سے ایسے علماء پیدا ہوں جو دین کے ساتھ زمانۂ حال کے تقاضوں کو بھی سمجھ سکیں اور اپنی قوم کی رہنمائی کر سکیں۔

(۲)۔ عربی مدارس اپنے ہاں ایک مختصر جامع نصاب کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ان طلباء کے لئے بھی رکھیں جو عربی زبان اور علم دین کے حصول کا شوق رکھتے ہیں اور ان کے اوقات فرصت میں ان کو استفادہ کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اس طرح جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے اندر سے ایک اچھی تعداد ایسے نوجوانوں کی نکل آئے گی جو دین کی خدمت کر سکیں گے اور ہمارا اور آپ کا کام یہ ہے کہ ہم کالجوں کے طلباء کے اندر دین سیکھنے کی تحریک پیدا کریں۔

(۳)۔ ملک کے جید علماء اپنے اپنے ہاں حلقہائے درس قائم کریں جن میں اس امر کا اہتمام کریں۔ کہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں سے جن کے اندر دین کا شوق ہے وہ ان کے درس سے فائدہ اٹھا سکیں یہ درس محض تبرک کی ترغیب کے نہ ہوں بلکہ تعلیمی نوعیت کے ہوں تاکہ تعلیم دین کے نقطۂ نظر سے مفید ہو سکیں میں ذاتی تجربہ کی بناء پر یہ رائے رکھتا ہوں کہ اگر روزانہ صرف دو گھنٹے بھی اس کام پر صرف کئے جائیں تو تین سال کے عرصے میں یونیورسٹیوں کے فارغین کی ایک جماعت کو عربی زبان اور پورے دین کی تعلیم دی جا سکتی ہے اور یہ لوگ ہر میدان میں دین کی خدمت کے لائق ہو سکتے ہیں! اور یہ اللہ کا فضل ہے کہ ابھی ہماری قوم میں علم دین کے ایسے قدردان موجود ہیں۔

(۴)۔ بڑے شہروں میں اسلامی ہوسٹل قائم کئے جائیں جن میں کالجوں کے طلباء کے لئے قیام اور اسلامی تعلیم وتربیت کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں اور ہر شہر کے شرفاء ان ہوسٹلوں کی سرپرستی میں حصہ لیں۔

یہ سارے کام اس صورت میں ممکن ہیں جب ملک کے ہوشمند اور دردمند لوگ اس کام کی اہمیت سمجھیں، دوسروں کو اس کی اہمیت سمجھائیں اور جہاں بھی کام کرنے کا امکان ہو اس کے لئے راہیں ہموار کریں اور جہاں کام ہو رہا ہو اس میں ہاتھ بٹائیں یہ کام صرف علماء کا ہی نہیں بلکہ اس کی ذمہ داری ہر اس شخص پر عائد ہوتی ہے جس کو اس ملک میں اسلام کا مستقبل عزیز ہے۔

ان تجاویز کے مفید ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا، اور ہم مولینا ممدوح کے اس خیال سے بکلی متفق ہیں کہ:—

"اس کی ذمہ داری ہر اس شخص پر عائد ہوتی ہے جس
کو اس ملک میں اسلام کا مستقبل عزیز ہے"

یہ خیالات اور مندرجہ بالا تجاویز اس قابل ہیں کہ ان پر دلی توجہ سے غور کیا جائے اور انہیں عملی صورت دینے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کی جائیں، ملک کے تعلیمی اداروں بلکہ حکام تعلیم کا یہ فرض ہے کہ ان تجاویز پر غور کر کے انہیں عمل میں لانے کا مناسب انتظام کریں۔ تاکہ ہماری آئندہ نسلیں دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے بھی کماحقہٗ واقف ہو سکیں اور جہاں وہ دنیوی جاہ ومناصب پر فائز ہو کر ملک کی خدمت کا بیڑہ اٹھائیں وہاں دینی احکام پر عمل پیرا ہو کر ایک مسلمان کا صحیح نمونہ بھی پیش کر سکیں۔

اس کے ساتھ ہی ہم ایک اور امر کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ دینی علوم سے واقفیت بیشک ایک مسلمان کے لئے نہایت ضروری چیز ہے، لیکن اس سے بڑھ کر ایک چیز جو علم دین کو جلا دینے والی اور ایک مسلمان کو پکا اور سچا مسلمان بنانے والی ہے، وہ خدا کی ہستی پر یقینی ایمان بھی پیدا ہو جائے ہمارے سامنے ایک عالم دین کی مثال موجود ہے، مولینا مودودی خواہ اپنے اعمال وافعال کے لحاظ سے کچھ بھی ہوں لیکن ان کے عالم دین ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا، اپنے تبحر علمی اور دینی واقفیت کے باوجود ہستی باری تعالےٰ کے متعلق ان کے ایمان کی کیفیت ذیل کے ان فقرات سے واضح ہے جو ایک سوال کے جواب میں انہوں نے لکھے ہیں فرماتے ہیں:—

"خدا کی ہستی کے متعلق زیادہ سے زیادہ
جو کچھ آدمی کے امکان میں ہے وہ صرف
اسی قدر ہے کہ آثار کائنات پر غور کر کے
ایک نتیجہ اخذ کر سکے کہ خدا ہے اور
اس کے کام شہادت دیتے ہیں کہ اس کے
اندر یہ اور یہ صفات ہونی چاہئیں، یہ
نتیجہ بھی "علم" کی نوعیت نہیں رکھتا بلکہ صرف
ایک عقلی قیاس اور گمان غالب کی نوعیت
رکھتا ہے، اس قیاس اور گمان کو جو چیز
پختہ کرتی ہے وہ یقین اور ایمان ہے لیکن
کوئی ذریعہ ہمارے پاس ایسا نہیں جو اسکو
"علم" کی حد تک پہنچا سکے آپ آپ خود
سوچ لیجئے، کہ جب خدا کی ہستی کے بارے
میں بھی ہم یہ دعوے نہیں کر سکتے کہ ہم کو

---

[1] "شام ہمدرد" اس مجلس کا نام ہے جو ملک کے مشہور طبی ادارہ "ہمدرد دواخانہ" کے مالک حکیم احمد سعید صاحب کی طرف سے ہر ماہ لاہور میں ان کے مکان پر منعقد ہوتی ہے۔ اور اس میں حکیم صاحب کی دعوت پر کوئی نہ کوئی عالم دین کسی اہم موضوع پر اپنے خیالات پیش کرتے ہیں۔

اس کے ہونے کا علم حاصل ہے تو آخر اس
کی حقیقت کا تفصیلی علم کیونکر ممکن ہے"
(ترجمان القرآن جلد ۴۳ عدد ۶ صفحہ ۲۵۴/۲۵۵ و
رسائل و مسائل حصہ دوم مصنفہ مودودی صاحب
صفحہ ۳۹۴)

یہ ایک عالم دین کا حال ہے، جسے آج اسلامی دنیا کا بہت بڑا عالم سمجھا جاتا ہے اور ایک جماعت کا لیڈر بھی ہے، جب اس کے ایمان کا یہ حال ہے، تو تا بہ دیگراں چہ رسد۔ مودودی صاحب اور ایسے ہی دوسرے علماء کا علم دین کس کام کا اگر اس کے ساتھ معرفت حق کا نور نہ ہو، حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے ؎

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست
ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نے خرم

اور یہ نور فراست انہی لوگوں کو حاصل ہے جو محض آثار کائنات ہی سے ہستی باری تعالیٰ کا نتیجہ اخذ نہیں کرتے اور نرے قیاس اور گمان غالب ہی پر "جو علم" کی حد تک نہیں پہنچا سکتا، انحصار نہیں رکھتے، بلکہ ایسا ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرتے ہیں جو علم الیقین کی حد تک انہیں پہنچا دیتا ہے۔ حضرت امام وقت نے اپنی کتابوں میں بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے، اور اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ کائنات کے نظام محکم و ابلغ پر غور کرنے سے انسانی علم محض اسی حد تک پہنچتا ہے، کہ کوئی قادر مدبر ہستی اس کی خالق و مالک ہونی چاہیئے لیکن کیا فی الواقعہ وہ موجود بھی ہے؟ یہ عقدہ اس وقت تک نہیں کھلتا جب تک اس کی طرف سے انا الموجود کی آواز نہ آئے یہ آواز حضرت امام وقت نے اپنے کانوں سے سنی کہ آپکی متعدد پیشگوئیوں اور نشانات کے ذریعہ اس کی صداقت ثابت ہو گئی، جس کی وجہ سے آپکے بیسیوں اور سینکڑوں معتقدین کے دلوں میں بھی وہ نور اور یقین پیدا ہو گیا جو "علم" کا آخری درجہ کہلاتا ہے یہ ایمان اور نور معرفت جب تک انسان کے قلب میں پیدا نہ ہو خشک علم دین درخت کی اس شاخ کی طرح ہے، جو پھل نہیں دیتی، اس سے ہماری غرض علم دین کی تنقیص کرنا نہیں بلکہ اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ اگر اس کے ساتھ معرفت ربانی کا نور ہو (جو امام وقتؑ کی معیت اور اس کے فیضان سے حاصل ہوتی ہے) تو وہ نور علیٰ نور ہو جائے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں اسی طرف توجہ دلائی ہے ؎

اے کہ خواندی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

بہر حال جس حد تک حصول علم دین کا تعلق ہے مولانا امین احسن صاحب کی تجاویز ہر طرح قابل قدر اور لائق عمل ہیں، امید ہے کہ ارباب اقتدار اس طرف توجہ فرما کر علم دین کی ترویج کی کوشش کریں گے۔

گولڈن جوبلی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تقریب سعید میں بیرونی ممالک سے شرکت کرنیوالے اصحاب

کچھ ہفتوں پہلے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے غیر ممالک کے احباب کرام کو انجمن عالیہ کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کی تقریب سعید میں شمولیت کے لئے مدعو کیا گیا تھا ان میں سے جن احباب کرام کے جوابات اب تک موصول ہو چکے ہیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش مہتمم گولڈن جوبلی
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۱ — پروفیسر محمد ارشاد صاحب - انڈونیشیا
۲ — چوہدری محمد سعید صاحب مبلغ - گھانا، مغربی افریقہ۔
۳ — داؤد سیڈو صاحب کیپ ٹاؤن - جنوبی افریقہ
۴ — ایم اے صمد صاحب - بھارت
۵ — جی۔ این ڈین صاحب - جزائر فیجی
۶ — ایم حسین غنی صاحب - برٹش گیانا - جنوبی امریکہ
۷ — محمد رشید صاحب - " " "
۸ — حاجی یوسف ماپن ننو - چین
۹ — عبدالرحیم جگو صاحب - ڈچ گیانا - جنوبی امریکہ
۱۰ — ٹی احمد صاحب - سنگاپور - ملایا
۱۱ — عبدالعزیز شورہ صاحب - سری نگر
۱۲ — محمد حسین صاحب ہیلی - بھارت -

ماہانہ تربیتی اجلاس

پروگرام کے مطابق لاہور میں مردوں کا تربیتی اجلاس جمعہ ۲۸ راگست کو ہوتا تھا مگر مجلس منتظمہ کے اہم اجلاس کی وجہ سے یہ پروگرام عمل پذیر نہ ہو سکا - اب ۱۱ ستمبر کو بعد از نماز جمعہ مردوں کا تربیتی اجلاس ہوگا - احباب بمعہ اہل و عیال شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تا حال مری میں مقیم ہیں، اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

جنرل سیکرٹری صاحب کی واپسی

—— محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری انجمن مری سے واپس تشریف لے آئے ہیں اور حسب دستور دفتر میں کام شروع کر دیا ہے - اصغر بالہ اسسٹنٹ سیکرٹری

وفات

—— محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر اعظم علی صاحب بعمر ۷۵ سال صرف تین دن کی بیماری کے بعد ۱۶ راگست ۱۹۶۴ء کو گجرات میں انتقال فرما گئے مرحوم جماعت ربوہ سے تعلق رکھتے تھے، اور گجرات میں اپنی طبی خدمات سے بے شمار لوگوں کو فائدہ پہنچاتے رہے۔ ان کے جنازہ میں دونوں فریق کے بہت سے افراد اور غیر از جماعت اصحاب بھی شریک ہوئے۔ ہمیں اس صدمہ میں ڈاکٹر صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے - لاہور میں گذشتہ سے گذشتہ جمعہ ان کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

جہلم میں درس قرآن

—— جہلم سے مولوی محمد شریف صاحب راجوروی لکھتے ہیں "احباب جماعت یہ سن کر خوش ہوں گے کہ کافی عرصہ سے جامع احمدیہ جہلم میں درس قرآن جاری ہے۔ عرصہ آٹھ ماہ بعد بفضلہ تعالیٰ آج پارہ اول کا درس مکمل ہو چکا ہے، اب دوسرے پارہ کا درس شروع کر دیا گیا ہے مضافاتی احباب سے التماس ہے کہ پابندی کے ساتھ بعد از نماز فجر درس قرآن کریم میں شرکت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام۔

خاکسار محمد شریف راجوروی (مولوی فاضل)
جامعہ احمدیہ میدان پاکستان شہر جہلم

تبدیلی پتہ

چوہدری عمر دین صاحب مرحوم و مغفور کی بیگم صاحبہ اور ان کے صاحبزادہ مسٹر محمد خلیل صاحب میو روڈ لاہور سے مکان تبدیل کر کے اپنے نئے مکان واقعہ ۸۸ اشاہ جمال اچھرہ لاہور میں چلے گئے ہیں۔

خدا تعالےٰ کی قادر ہستی اور انسان کی عاجزی و بے بسی

اشتراکی تحریک کی بناء مادی نظریۂ حیات اور انسانی علم و جہد پر گھمنڈ و تکبّر پر ہے

خدا تعالےٰ کا انسان کی بے بسی میں اُسکی دُعاؤں کو قبول کرنا اور اُسے نجات دینا

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۸ اگست ۱۹۶۴ء ـ فرمودہ مکرّم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بمقام جامع احمدیہ ـ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا النّاس ضرب مثل فاستمعوا لہٗ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہٗ ـ وان یسلبھم الذباب شیئًا لا یستنقذوہ منہ ـ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہٖ ـ ان اللہ لقوی عزیز ـ ھو مولٰکم ـ فنعم المولٰی ونعم النصیر ـ سورۃ الحج

یہ آیات سورۃ الحج کے آخری رکوع کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسے لوگو! ہم ایک مثال بیان کرتے ہیں جس سے تمہیں سبق حاصل کرنا چاہیئے جن کو تم خدا کے سوا معبود بناتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا کرنے سے قاصر ہیں بلکہ ان معبودانِ باطلہ کے ضعف و عجز کی حالت یہ ہے کہ اگر مکھی کوئی چیز ان سے چھین لے جائے تو وہ بھی واپس لانے کے قابل نہیں۔ غور کرو کہ کس قدر کمزور طلب کرنیوالے ہیں اور کتنے عاجز وہ ہیں جن سے طلب کی جاتی ہے ان لوگوں نے اللہ تبارک و تعالےٰ کی قدر نہیں پہچانی جو زبردست ہے سب پر غالب ہے۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں سے اپنی رسالت کے لئے انتخاب کرتا ہے اور آدمیوں میں سے بھی۔ اللہ تو سب کی باتیں سننے والا سب کا حال دیکھنے والا ہے۔ جو کچھ ان لوگوں کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اسے سب جانتا ہے۔ اور سب کام اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ مؤمنو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی بندگی کرو اور نیکی کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ اور اللہ کے رستہ میں کوشش کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔ اور اس نے تم کو انتخاب کیا ہے۔ اور اس دین میں تم پر کوئی سختی نہیں۔ تم کو تمہارے باپ ابراہیم کا دین دیا۔ اس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ اور اس قرآن میں بھی (تمہارا انتخاب اس واسطے کیا) تاکہ یہ رسول تمہارے لئے نمونہ ہو اور تم اور لوگوں کے لئے نمونہ بنو۔ تو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ . . . . وہی تمہارا کارساز ہے تو کیا ہی اچھا کارساز اور کیا ہی اچھا مددگار ہے"

آج کا سب سے بڑا مسئلہ دو نظریوں میں کشمکش

اس وقت سب سے بڑا مسئلہ دنیا میں یہ پیدا ہوگیا ہے کہ زندگی کے بارہ میں دو بنیادی نظریے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالےٰ کی ہستی کو مان کر اس کے قوانین اور احکامات کی پابندی کرنا اور اس کی رضا و رغبت کے ماتحت اپنی زندگی گذارنا ہے اور دوسرا یہ نظریۂ حیات کہ خدا کوئی ہستی نہیں، یہ تصوّر محض جہالت اور بے علمی اور وہم کا نتیجہ ہے جو کچھ ہے وہ انسان کا اپنا علم ہی ہے۔ نیز اس علم اور سفلی جذبات کے مطابق ہی زندگی گذارنا مقصدِ حیات ہے۔ یہ دو بڑے بھاری نظریات ہیں، جن کی اس وقت زبردست کشمکش ہے۔ اس کو دینی اور لادینی یا خدا اور شیطان کی جنگ کہہ سکتے ہیں۔ اس موضوع پر علم کلام پیدا کرنے کی آج جس قدر ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کسی اور موضوع اور مسئلہ پر اس قدر ضرورت نہیں۔ آپ غور کریں کہ جو لوگ دین اور مذہب کے قائل ہیں مسلمان ہوں یا عیسائی۔ ان میں بھی درحقیقت وہ ایمان نہیں جس حقیقی ایمان کا پیدا کرنا خدا اور اس کے ماموریں کا منشاء ہوا کرتا ہے ما قدروا اللہ حق قدرہٖ۔ ایمان کی وہ حقیقت کہیں بھی تو نظر نہیں آتی الّا ماشاء اللہ۔ تو یہ مسئلہ کس قدر عظیم اور اہم ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی ضرورت نہ صرف ان کو ہے جو علی الاعلان بے دین اور دہریہ کہلاتے ہیں۔ بلکہ ان کو بھی ہے جو بظاہر مومن کہلاتے ہیں لیکن ان کے قلب و نظر کی کیفیت بے دینی اور الحاد کی سی ہے۔ اس جنگ میں فتح مسیح موعودؑ کے ہاتھوں ہی مقدّر ہے۔ اور اس کے ہی ہاتھوں دجالی فتنہ فرو ہوگا۔ مگر یہ غلبہ اور فتح اس طرح نہیں جس طرح کہ ظاہری طور پر مولوی صاحبان نے سمجھ رکھا ہے کہ مسیح تلوار اور لشکر کے ساتھ آسمان سے آکر ان فتنوں پر قابو پائے گا۔ اور جو کوئی اس کو نہیں مانے گا اس کا سر تن سے جدا کر دے گا۔ بلکہ یہ فلسفۂ باطل کے مٹانے کی جنگ ہے۔ جو بے دینی اور دہریت نے مروّج کر رکھا ہے۔ آج یہ نظریہ عام ہو رہا ہے کہ خدا کا تصوّر حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ یہ واہمہ ہے اور قدیم اور غیر متمدّن اور بے علم انسان کی وہم پرستی ہے کہ اس نے قدرت کے مناظر کو اپنے لئے نفع بخش یا ضرر رساں پاکران کے آگے سر جھکانا شروع کر دیا۔ لوگ جب ڈرتے ہیں تو سہارا تلاش کرتے ہیں اور انہوں نے اس ڈر کی وجہ سے یہ غیر حقیقی سہارا تخیّل کیا، جو نظر آتا ہے نہ محسوس ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے متعلق یہ ان لوگوں کا نظریہ ہے جو اشتراکیت کے مدعی ہیں چنانچہ ازراہ تمسخر پچھلے دنوں روس کے خروشچیف نے کہا تھا کہ ہم چاند پر راکٹ بھیج رہے ہیں ہم دیکھیں گے کہ خدا کہاں ہے؟

ان آیات میں انسان کو اپنی حقیقت اور نظریات باطلہ کی حقیقت بتلائی ہے۔ خودی اور نفس کے معبود ہوں یا مادیت پرستی کے بت ہوں۔ یہ سب اس وجہ سے ہیں کہ آج کے انسان نے اپنے علم اور عقل کو ہی سب کچھ مان لیا ہے اور اپنی مادی تحقیق و تفتیش پر نازاں ہوگیا ہے اللہ تعالےٰ نے کیسی عمدہ دلیل اور لاجواب برہان کے ساتھ انسان کو یقین دلایا ہے جب یہ فرمایا کہ تمہارے معبود جو تم نے بنا رکھے ہیں اگر سب کے سب مل جائیں تو بھی ایک جاندار شئے پیدا نہیں کر سکتے۔ جاندار تو کجا جاندار کا ایک خُلیہ (CELL) بھی نہیں بنا سکتے۔ کسی نباتات یا حیوانات میں یہ خلیے کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

خدا تعالےٰ کے کلام کو جو بے مثل و بے نظیر ہے بنانا تو کجا انسان کیڑے کا ایک پاؤں بھی نہیں بنا سکتا۔ بلکہ پاؤں کا ایک خُلیہ (CELL) بھی تیار نہیں کر سکتا۔ ولو اجتمعوا لہٗ۔ خواہ تم سب اپنے علم اور عقل کو بروئے کار لے آؤ۔

انسان کی بے ثباتی اور اس کا عجز

اور اپنی تمام جدوجہد کر ڈالو۔ انسان اپنے وجود پر اختیار رکھتا ہے نہ موت و حیات پر اسے قدرت حاصل ہے نہ جوانی قائم رکھ سکتا ہے۔ نہ ضعف اور بڑھاپے کے مٹانے پر قادر ہے۔ انسان خدا تعالےٰ کے اس کارخانہ میں بڑا مجبور بڑا عاجز اور بڑا معذور ہے۔ ایک شخص ایک متمدّن

ملک میں پیدا ہوتا ہے دوسرا غیر متمدن میں، ایک شخص خوشحال خاندان میں پیدا ہوتا ہے، دوسرا غریب گھرانہ میں تو اس میں انسان کا اپنا کوئی اختیار نہیں، زندگی میں بے شک انسان کی کوششیں کام آتی ہیں۔ لیکن انسان کی بھی حقیقت کیا ہے۔ چلتے چلتے ہم حادثہ کے شکار ہو جاتے ہیں۔ بیٹھے بیٹھے جان دے دیتے ہیں۔ تو انسان کو اس کی بے حقیقی اور بے ثباتی کی طرف توجہ دلانی ہے۔ انسان کے آج کے دو بڑے بُت ہیں۔ ایک مادیت کا اور دوسرا مادیت کے علم کا ان دونوں پر کس قدر فخر اور غرور ہو گیا ہے! ہم فضا کی پہنائیوں کی خبر لیتے ہیں۔ سیاروں پر کمندیں ڈالتے ہیں۔ زمین کا سینہ چیر کر ان سے سود مند اشیاء کو نکالتے اور کام میں لاتے ہیں۔ پانی کی گہرائیوں کے نیچے چلتے پھرتے ہیں۔ ایٹم کو پھاڑ کر اس سے کیا کیا طاقتیں نکالتے ہیں ان ایجادوں اور علمی ترقیوں نے انسان کے دماغ میں کبر و نخوت کا بُت پیدا کر دیا ہے۔ گذشتہ یوم اقبال پر گڑھی شاہو میں ریلوے سٹیڈیم میں پرویز صاحب نے تقریر کی میں بھی وہاں تھا۔ پرویز صاحب قرآنی معاشرہ برپا کرنے کے داعی ہیں مجھے ان کی تقریر سُن کر بڑا تعجب ہوا وہ انسان کے مقام کے موضوع پر بیان کر رہے تھے کہ خدا نے ظلمت پیدا کی مگر انسان نے بجلی کا نور پیدا کر دیا۔ خدا نے تو صحرا اور ریگستان بنائے مگر انسان نے انکو گلزار بنا دیا وغیرہ۔ میں نے بعد میں ان سے کہا کہ جناب عالی! میں نے آپ کی تقریر سنی، اس تقریر سے مجھے انسان کے مقام کا پتہ تو چلا۔ لیکن اس میں خدا کا مقام کہیں نظر نہیں آیا۔ غرضیکہ انسان کے دماغ کے اندر اس کے ناچیز علم اور عقل کے بتوں نے اس طرح گھر کر رکھا ہے کہ اُس نے انہیں معبود کی جگہ دے رکھی ہے۔ بیرونی اسباب پر ہی سارا بھروسہ کیا جاتا ہے اور ان کو ہی اپنا ماویٰ اور ملجا خیال کیا جاتا ہے۔ آج ضرورت ہے اس باطل نظریۂ حیات کو ختم کر کے یہ حقیقت عام کرنے کی۔ کہ انسان کے عقل اور علم کی خالق و مالک ایک اور ہستی ہے۔ جو قوی ہے عزیز ہے۔ غالب ہے۔ طاقت والی ہے۔ سمیع اور بصیر ہے مگر یہ حقیقت جب آج کے انسانوں کو بتلائی جاتی ہے۔ تو انسان علم کا پجاری اس پر تمسخر اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ بھئی! اس دنیا کی اور مادیت کی باتیں کرو۔ یہ پُرانی اور بے حقیقت باتیں دوہرانے کا کیا فائدہ۔ یہ تو قدیم آدمی کی توہم پرستیاں تھیں۔ یہ مذہب وذہب کچھ نہیں۔ یہ انسان کے ڈر اور خوف اور سہارے کی تصویریں ہیں اور مذہب ایک افیون ہے۔

کیا مذہب کی بناء توہم پر ہے؟

پھر مذہب کو جو لوگ بظاہر تسلیم کرتے ہیں ان کے قول اور فعل کا تضاد بھی بڑی غلط فہمی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بے دین لوگوں کے اس تصور کو ۔ کہ مذہب ایک افیون ہے ۔ سہارا دیتا ہے۔ یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اسلامی تاریخ کیا کہتی ہے۔ کیا ایک ایسی قوم پیدا نہیں ہوئی جو راتوں کو عبادت کرتی تھی اور دن کو جدوجہد اور خدمت انسانی کے لئے جانیں دے دیتے تھے؟ لیکن اس کے باوجود تم کہتے ہو کہ مذہب افیون کی پڑیا ہے۔ یہ باطل نظریہ ہے کہ خدا کی کوئی ہستی ہے۔ اور اگر وہ ہے بھی تو الگ تھلگ ہے۔ اس کا تعلق ہم انسانوں سے کچھ نہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ آج کا انسان ہے اشتراکیت اور لامذہبیت کی زبردست تحریک ہے۔ ان کا باطل نظریہ یہ ہے کہ مذہب توہمات کا گہوارہ ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں یہ انسان کی اپنی اختراع ہے۔ تو آپ کو میری ان باتوں سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ کس قدر ضرورت ہے اس ذہنیت کو دلائل و براہین سے ختم کرنے کی۔

اشتراکی نظریہ کے رَدّ میں پانچ دلائل۔

دو تین امور کا ذکر میں اس وقت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اشتراکیت کی تحریک ہے۔ یہ کہتی ہے کہ اصل بات محض پیٹ کا دھندا ہے۔ جب کبھی کوئی انقلاب آیا ہے اس کا باعث زر اور دولت کا جھگڑا ہی ہوا ہے۔ یہ تو وہی ہے جس کے گرد دنیا کی تحریکات چکر لگا رہی ہیں۔

انسان کے ضمیر کی اصل آواز

اب اشتراکیت کے اس بنیادی موقف پر غور کیجئے! کیا آپ اسکو مان سکتے ہیں کہ انسان کے فطرت میں سوائے اس کے اور کوئی اعلےٰ جذبہ موجود نہیں کہ اسے مادی ساز و سامان میسر ہوں؟

تحریکات کا انقلابی نکتہ اخلاقی اقدار ہیں نہ کہ مادی حصول

پھر اشتراکیت کے اس موقف کا رَدّ خود ان کی اپنی تاریخ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ خود اس تحریک کو انکے اپنے ملک اور وطن میں کیسے فروغ حاصل ہوا؟ کیا اعلےٰ جذبات انسان یعنی انصاف و مساوات ہمدردی غرباء کی حالتِ زار اور ان کے لئے قربانی و ایثار یہاں تک کہ جان دے دینا ہی اشتراکیت کی تحریک کے قیام کا باعث نہیں ہوئے؟ پس خود اس مادی تحریک کی تاریخ سے بھی یہ ثابت ہے کہ ہر تحریک اخلاقی اقدار کے بل بوتے پر پروان چڑھتی ہے۔ کاش وہ اپنی تاریخ پر ہی غور کریں۔

بنی نوعِ انسان کا تجربہ

تیسری دلیل یہ ہے کہ اس دنیا میں سائنسدان بھی ہوئے ہیں اعلےٰ درجہ کے فلاسفر اور نکتہ رس بھی، مدبر بھی اور مفکر بھی عالمگیر فاتح و حکمران بھی ہوئے۔ کیا کسی نے ایسی تحریک قائم کی جس سے روحانی و اخلاقی اقدار کی نشوونما کی ہو؟ یہ کتنا بڑا علمی ثبوت ہے خدائی شہادت کا کہ آج تک دنیا میں کسی ایسی تحریک کی مثال نہیں ملتی کہ جس کے مدِ نظر انسان کی اعلےٰ صفات کی نشوونما ہو مگر جس کے بانی کا دعوےٰ خدا کی طرف سے مبعوث ہونے کا نہ ہو۔ جس طرح جنت انسان کے اپنے ہی اعمال کے ذریعہ بنتی ہے۔ اسی طرح مادیت کے نظریہ کا اندر ہی جہنم پوشیدہ ہے۔ آپ غور کریں جو لوگ اس نظریہ کے قائل ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو مادیت کے حصول میں کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن کیا اُن کی قلبی کیفیت پُرسکون اور مطمئن ہوتی ہے؟ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو ان چیزوں سے محروم ہیں۔ ان کی قلبی کیفیت کیا ہے؟ ان کے دل کے اندر حسد ہے بغض ہے۔ جلن ہے تعصب ہے انتقام ہے۔ مادیت کے نظریہ پر چل کر اس کے نیچے جو جہنم ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ خود ایٹم بم کی ایجاد اُس قلبی حرص و حسد کی بھڑکتی آگ کا ظاہری پرتو ہے!

مادی نظریہ کے کمال کا نتیجہ یعنی باطنی و بیرونی جہنم۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کوئی ہستی نہیں، اگر ہے تو اس کا انسان کے عمل سے کیا تعلق ہے تو ان کے لئے بڑی دلیل یہ ہے کہ نہ تو ان لوگوں کو قلبی سکینت اور اطمینان نصیب ہوتا ہے اور نہ بیرونی دنیا میں امن و اتحاد کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔ ان کے اندر اور باہر جہنم بھڑک رہا ہوتا ہے۔ تو یہ کس قدر عبرتناک مظاہرہ ہے۔ یہ کس قدر تعجب خیز نظارہ ہے کہ مال و دولت کے حصول کا مقصد تو یہ تھا کہ انسان کو ہر طرح کا اطمینان میسر ہو جائے مگر نتیجہ اس کے عین برعکس نکلا!

خدا تعالیٰ کی قادر ہستی کا ثبوت مصائب میں دعاؤں کی قبولیت

جہاں مادیت کا حصول باطنی و بیرونی دنیا میں جہنم پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے جیسے کہ نتائج سے یہ ثابت ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی قادرانہ ہستی کا ثبوت اس سے تعلق لگانے کے نتیجہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ تمام نسل انسانی کے مشاہدہ و تجربہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسی مصیبت و مشکل میں پھنس گیا جس سے مخلصی کا کوئی راستہ نظر نہ آیا اور وہ عاجز و لاچار ہو کر خدا تعالےٰ کے آستانہ پر گر کر اس سے استمداد کا طالب ہوا تو خدا نے اس کی نجات کے سامان ایسے اسباب سے پیدا کر دیئے کہ جو کسی وہم و گمان میں بھی نہ تھے نہ ان تک کسی انسانی طاقت کی رسائی تھی۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی دعاؤں کے نتیجہ میں کس قدر نشانات ظاہر ہوئے پھر آپ کی قوت قدسی میں جماعت احمدیہ کے افراد نے اس بارہ میں کتنے معجزے دیکھے!

ان پر ایسے حالات وارد ہوئے کہ اُن پر دکھ درد آئے ان کی مخلصی کا کوئی راستہ نظر نہ آیا وہ صدق دل سے خدا تعالےٰ کی طرف رجوع ہوئے خدا تعالےٰ نے ان کی حاجت روائی کی۔ یہ بنی نوع انسان کا تجربہ ہے کہ انسان

(باقی بر صفحہ ۔۔)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

ہماری جماعت کے وفد کے خلاف

رپورٹر "الفضل" کا خلافِ واقعہ اور زہریلا پروپیگنڈا

الفضل کے رپورٹر کا افسوسناک رویہ اور ہمارے اخلاق۔

ہماری جماعت کے خلاف جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے دوستوں کا تعصب اس قدر حد سے گذر چکا ہے کہ دلی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے دیانت و امانت اور تقویٰ کو بالکل خیرباد کہہ دیا ہے اور اب ان کے قلوب ان اوصاف حمیدہ سے قریباً قریباً خالی نظر آتے ہیں اس کا ظہور تو اکثر ہوتا ہی رہتا ہے لیکن تازہ مثال اس کی وہ رپورٹ ہے جو الفضل کے رپورٹر نے الفضل میں اس گفتگو کے متعلق شائع کروائی ہے جو عزت مآب جناب گورنر صاحب مغربی پاکستان کے ساتھ ہماری جماعت کے وفد کے بعد ان کی ہوئی رپورٹ بہرحال جماعت ربوہ کے وفد کے ممبروں میں سے ہی کوئی بزرگ ہو سکتے ہیں اس لئے یہ اور بھی قابل افسوس بات ہے کہ ان کی جماعت کے چیدہ احباب کی طرف سے ایسی حرکات سرزد ہوئیں کہ وہ ہماری جماعت کے وفد کی طرف عمداً غلط بات منسوب کر کے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے اور ان کے دلوں میں ہماری جماعت کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کریں۔

الفضل میں اپنے وفد کی طرف ایسی باتیں منسوب کی گئی تھیں جو واقع کے صریح خلاف تھیں لیکن ہمارے اخلاق نے اجازت نہ دی کہ ہم ان کی تردید کے لئے قلم اٹھائیں۔

یہ لوگ اپنی تعریف میں جو چاہیں کہہ لیں لیکن یہ حق تو ان کو نہ شریعت دیتی ہے اور نہ اخلاق کہ دوسروں کی طرف خلاف واقع باتیں منسوب کر کے ان کو بدنام کرنے کے جرم کا ارتکاب کریں اور خواہ مخواہ ان کے احساسات کو مجروح کرتے پھریں۔

ہماری انجمن کے نام سے لفظ احمدیہ کا حذف کرنا۔

ان کے تعصب کا یہ حال ہے کہ اس رپورٹ میں چار دفعہ ہماری جماعت کا ذکر آیا ہے اور ہر دفعہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے الفاظ سے اس کا ذکر کیا گیا ہے اور "احمدیہ" کے لفظ کو عمداً حذف کر دیا گیا ہے اس قسم کی چوٹ سے غالباً رپورٹر صاحب ...... بہت خوش ہو رہے ہونگے کیونکہ اب اس قسم کی چوٹیں ہی انکے لئے خوشی کے سامان مہیا کرنے والی رہ گئی ہیں حقائق جو حقیقی مسرت کا ذریعہ ہوتے ہیں ان سے ان کا لگاؤ دن بدن کمزور ہوتا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم کرے اور ان کو اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مرزا عبدالحق صاحب کی تقریر کا محترم جناب گورنر صاحب پر اثر

محترم گورنر صاحب نے دونوں جماعتوں کے وفدوں کو ایک ہی وقت میں بلا لیا تھا اور دریافت کر لیا تھا کہ اس بارے میں آپ لوگوں کا آپس میں تو کوئی اختلاف نہیں جب انہیں بتلا دیا گیا کہ اس امر میں دونوں جماعتیں متفق ہیں تو سلسلہ کلام شروع ہوا سب سے پہلے مرزا عبدالحق صاحب نے اپنی تقریر شروع کی تقریر کی الفضل میں کافی تعریف کی گئی ہے اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ محترم جناب گورنر صاحب اس تقریر سے بڑے متاثر ہوئے حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے تقریر اس قدر لمبی تھی اور لمبی ہونے کے علاوہ بالکل بے محل اور بے موقعہ تھی کیونکہ اصل موضوع سے براہ راست ...... اس کا کچھ بھی تعلق نہ تھا تقریر خواہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو لیکن اگر اس کا اصل موضوع سے تعلق نہ ہو تو اسے کوئی قابل قدر کارنامہ قرار نہیں دیا جا سکتا آخر جناب محترم گورنر صاحب کو کہنا ہی پڑا کہ آپ کی تقریر طول پکڑتی جا رہی ہے آپ لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی پاکستان میں بستے ہیں ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا بھی حکومت کے فرائض میں داخل ہے حاشیہ صلا کی عبارت کو پڑھ کر خود مجھے بھی تکلیف ہوئی ہے جناب محترم گورنر صاحب کے اس ارشاد پر مرزا صاحب کو خاموش ہونا پڑا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جناب محترم گورنر صاحب مرزا صاحب کی تقریر سے کہاں تک متاثر ہوئے تھے۔

ہماری جماعت کے میمورنڈم کا اثر

مرزا عبدالحق صاحب یا شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی تقریر سے متاثر ہو کر نہیں جیسا کہ "الفضل" میں ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ ہماری جماعت کے میمورنڈم سے متاثر ہو کر جناب عزت مآب گورنر صاحب نے یہ کہا تھا کہ قابل اعتراض حصہ صلا کے حاشیہ کی عبارت ہے باقی کسی عبارت پر ہمیں اعتراض نہیں حالانکہ گزٹ میں صلا سے لے کر صلا تک کی عبارتیں اور پھر آخری صفحہ کی عبارت سب قابل اعتراض قرار دی گئی تھیں ہماری جماعت کے میمورنڈم میں ان سب عبارتوں کو صاف کر دیا گیا تھا .... اس لئے ان سب عبارتوں کو چھوڑ کر جو پہلے قابل اعتراض سمجھی گئی تھیں حکومت نے اپنے اعتراض کو صرف صلا کے حاشیہ والی عبارت پر محصور کر دیا اس کی وجہ وہ مسکت دلائل تھے جو ہمارے میمورنڈم میں پیش کئے گئے تھے کشف کے متعلق بھی ہماری جماعت کے میمورنڈم میں صاف لکھا ہوا تھا کہ اصل کشف مکمل شکل میں سب سے پہلے براہین احمدیہ میں درج ہوا ہے اور "آمین مادر مہربان" کے الفاظ موجود ہیں رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں اختصار سے کام لیتے ہوئے قارئین کو براہین احمدیہ کی عبارت کو مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور محترم جناب گورنر صاحب کو وہاں بھی براہین احمدیہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی عبارات پڑھ کر سنائی گئی جس پر محترم گورنر صاحب نے بھی اور محترم ہوم سیکرٹری صاحب نے بھی کہا کہ براہین احمدیہ کون دیکھے گا قارئین کے احساسات تو ...... اس رسالہ کی عبارت سے مجروح ہوں گے جو اشتعال کا موجب بن سکتے ہیں اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ جماعت ربوہ کا وفد نہ کوئی کتاب ساتھ لے کر گیا تھا اور نہ کوئی اور سامان اس کے پاس تھا جس سے یہ حکومت کو مطمئن کر سکتے۔ ہماری جماعت کا وفد اپنے ساتھ براہین احمدیہ کے علاوہ مسئلہ نبوت پر روشنی ڈالنے والی کتب بھی ساتھ لے کر گیا تھا تا لفظ نبوت و رسالت کے استعمال پر اگر اعتراض ہو تو اسے بھی صاف کر دیا جائے لیکن اس کے متعلق اعتراضات تو حکومت نے خود ہی واپس لے لئے اس لئے ان کتابوں کو پیش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی اس لئے صرف کشف کے متعلق اصل الفاظ ہم نے براہین احمدیہ سے پڑھ کر سنا دیئے۔

ہمارے ہی میمورنڈم کے اثر کا ثبوت

اس بات کا ثبوت کہ حکومت کے سامنے ہمارا ہی میمورنڈم تھا اور اسی کے اثر سے حکومت کے خیالات میں تبدیلی آئی یہ ہے کہ حکومت نے ضبطی کے حکم کو واپس لیتے ہوئے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صلا کے حاشیہ کے نیچے جس عبارت کے لکھنے کی شرط لگائی ہے وہ من و عن وہی عبارت ہے جو ہم نے اپنے میمورنڈم میں درج کی تھی۔ کیونکہ ہمارا میمورنڈم تو کئی دن قبل حکومت کو پہنچ جانے کی وجہ سے ان کے مطالعہ میں آ چکا تھا اور جماعت ربوہ کا میمورنڈم جیسا کہ ان کی اپنی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے ملاقات کے دن ہی محترم گورنر صاحب کو دیا گیا۔

الفضل کے بیجا الزام کی حقیقت

۱۶ اگست ۱۹۶۴ء کے الفضل کے مشہور رپورٹر

صاحب لکھتے ہیں:۔

" وفد کی معروضات سننے کے بعد گورنر جب ۔۔۔ موصوف نے فرمایا کہ حکومت کو کشف والے حصے کے سوا کتاب کے اور کسی حصہ پر اعتراض نہیں (یہ اس لئے فرمایا کہ ہمارے میمورنڈم میں ان حصوں کو صاف کر دیا گیا تھا۔ ناقل) کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ کتاب مذکور کے حاشیہ ص۱۱ میں درج شدہ کشف کی دو سطریں جو بعض طبائع پر گراں گذرتی ہیں حذف کر دی جائیں۔ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے وفد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ ان فقروں کو نعوذ باللہ لغزش قلم (SLIP OF PEN) اور سہو کتابت کا نتیجہ قرار دے کر انہیں حذف کرنے پر آمادگی ظاہر کی اس پر جماعت احمدیہ (مراد جماعت ربوہ۔ ناقل) کے وفد نے یک زبان ہو کر لغزش قلم اور سہو کتابت کی پر زور تردید کرتے ہوئے واضح کیا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس عبارت میں اختصار کے ساتھ اپنے ایک کشف کی طرف اشارہ فرمایا ہے "

رپورٹر صاحب کی صریح غلط بیانی

مندرجہ بالا رپورٹ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ ہماری جماعت کے وفد نے حضور کے فقروں کو حذف کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی یہ صریح غلط بیانی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس وقت حذف کرنے کا ذکر آیا تو دونوں جماعتوں کے وفود نے بالاتفاق اس کی مخالفت کی رپورٹر صاحب کو ایسی صریح غلط بیانی ہماری طرف منسوب کرنے سے قبل اتنا ہی سوچ لینا چاہیئے تھا کہ اگر ہماری جماعت حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کی حفاظت پر حریص نہ ہوتی تو وہ رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی کے حکم کو منسوخ کرانے کے لئے اتنی تگ و دو کیوں کرتی جو اس نے کی ضبطی کے حکم کے شائع ہونے کے معاً بعد ہماری جماعت کا وفد ہوم سیکرٹری صاحب سے ملا اور ان پر اپنا نقطہ نگاہ واضح کیا اس کے بعد فوراً میمورنڈم ہوم سیکرٹری صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا گیا جس کا جو اثر حکومت پر ہوا وہ ظاہر ہی ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت ربوہ نے اس بارے میں نہ وہ چستی دکھلائی اور نہ ہی کوئی مؤثر اور صحیح قدم اس حکم کو منسوخ کرنے کے لئے اٹھایا ۔۔۔ غالباً ان کے راستہ میں ان کا وہ غلط نظریہ حائل تھا جو نبوت کے متعلق یہ لوگ رکھتے ہیں۔

پھر رپورٹر صاحب کو ہماری طرف اپنی اس غلط بیانی کو منسوب کرتے وقت یہ بھی سوچ لینا چاہیئے تھے کہ براہین احمدیہ سے مفصل حوالہ تو ہماری جماعت کے وفد نے ہی پڑھ کر سنایا جیسا کہ خود رپورٹر صاحب کو بھی اعتراف ہے اگر ہم حذف کرنے کے مؤید ہوتے تو یہ حوالہ ہی کیوں پڑھ کر سناتے اور اپنے میمورنڈم میں بھی کیوں اس کا ذکر کرتے۔

ایک اور بہتان تراشی

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہماری جماعت کے وفد نے قطعاً حضور کی عبارت کو حذف کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی تھی یہ رپورٹر صاحب کی صریح غلط بیانی ہے۔ رپورٹر صاحب نے لکھا ہے:۔

" انجمن اشاعت اسلام لاہور کے وفد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ ان فقروں کو نعوذ باللہ لغزش قلم (SLIP OF PEN) اور سہو کتابت کا نتیجہ قرار دیا ہے

پیشتر اس کے کہ میں لغزش قلم اور سہو کتابت کے متعلق کچھ لکھوں قارئین کرام پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ رپورٹر صاحب کا ہماری جماعت کے وفد پر یہ صریح بہتان ہے ہمارے وفد کے کسی ممبر نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ فقروں کے متعلق نہ (SLIP OF PEN) کے اور نہ ہی سہو کتابت کے الفاظ استعمال کئے بلکہ جو کچھ کہا گیا تھا وہ صرف اتنا تھا کہ براہین احمدیہ میں جو "مادر مہربان" کا لفظ ہے وہ رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں خود مصنف سے یا کاتب سے لکھنے سے رہ گیا ہے اور یہ حقیقت ہے جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کر سکتا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس کشف کا جس جس کتاب میں بھی حضور نے ذکر کیا ہے مثلاً براہین احمدیہ تحفہ گولڑویہ۔ نزول المسیح اور سر الخلافہ ان سب میں "مادر مہربان" یا اس کے ہم معنی لفظ مذکور ہے اگر نہیں ہے تو رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں نہیں ہے کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ اس میں یا تو خود حضور سے یہ لفظ لکھنے سے رہ گیا ہے اور یا یہ کاتب سے سہواً لکھنے سے رہ گیا ہے ان دونوں باتوں میں سے ایک تو ضرور ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضور کی سب کتابوں میں تو لفظ موجود ہو اور اس رسالہ میں نہ ہو۔

لغزش قلم اور سہو کتابت کیا حضور کی شان کے منافی ہے

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ حضورؑ کی ساری عبارت کے متعلق (SLIP OF PEN) اور سہو کتابت کے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے تھے بلکہ صرف لفظ "مادر مہربان" کے لکھنے سے رہ جانے کے متعلق یہ بات کہی گئی تھی کہ اس لفظ کا نہ لکھا جانا یا تو خود مصنف کی طرف سے (SLIP OF PEN) ہے یا سہو کاتب ہے اس کی وضاحت کے بعد اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ کیا جیسا کہ "الفضل" کے رپورٹر نے ظاہر کیا ہے کسی لفظ کا لکھنے سے رہ جانا حضور کی شان پر کوئی حرف لا سکتا ہے (SLIP OF PEN) کا ترجمہ لغزش قلم بھی رپورٹر صاحب نے خود کیا ہے ہاں تو یہ لفظ استعمال نہیں کیا گیا تھا وہاں تو انگریزی لفظ (SLIP OF PEN) ہی استعمال کیا گیا تھا۔

رپورٹر صاحب نے اس لفظ کے استعمال پر "نعوذ باللہ" کہہ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضورؑ کی شان میں اس لفظ کا استعمال کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

SLIP OF PEN کی مثال۔

اگر یہ ایسا ہی گناہ ہے تو رپورٹر صاحب اور ان کے ہم نوا دوست بتلائیں کہ حضور نے جو اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں یہ لکھا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اور اسے بخاری کی حدیث قرار دیا ہے اس کے متعلق وہ کیا کہیں گے کہ یہ (SLIP OF PEN) ہے یا نہیں حالانکہ حضور نے اپنی دیگر کتب میں صاف لکھا ہے کہ بخاری میں مہدی کے متعلق کوئی حدیث نہیں کیا مخالفین کی طرف سے یہ مطالبہ نہیں ہوا کہ بخاری میں یہ حدیث دکھلاؤ اس کا جو جواب آپ کی جماعت کی طرف سے دیا جاتا ہے اسے آپ احمدیہ پاکٹ بک مصنفہ خادم صاحب گجراتی میں دیکھ لیں از ص۸۲۹ تا ص۸۳۵ اس کے چند فقرے آپ کی آگاہی کے لئے ذیل میں لکھتا ہوں:۔

" مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بعض حوالے غلط دیئے ہیں مثلاً ھذا خلیفۃ المھدی بخاری میں نہیں ہے

(الجواب) نبی کو ہم سہو اور نسیان سے پاک نہیں مانتے ص۸۲۵

(اگر نبی پاک نہیں تو ولی تو بدرجہ اولیٰ پاک نہیں ہو سکتا حضورؑ نے تو اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد قرار دیا ہے۔ ناقل)

" (ھذا خلیفۃ اللہ المھدی) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب شہادۃ القرآن میں جو یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں ہے اس کے متعلق بھی ہم وہی جواب دیتے ہیں جو حضرت ملا علی قاری نے امام ابن دبیع کی طرف سے دیا تھا۔ " ولکن قول البخاری سھو قلم اما من الناقل او من المصنف کہ یہ قول کہ یہ حدیث بخاری میں ہے یا تو سہو کتابت ہے یا سبقت قلم مصنف ص۸۳۲

اگر "لغزش قلم" کا لفظ آپ پر گراں گذرتا ہے تو اسے چھوڑ دیں یہ لفظ تو آپ کا اپنا ہی اختیار کردہ ہے اس کی بجائے "سہو قلم" یا "سبقت قلم" اختیار کر لیں جو آپ کے خادم صاحب گجراتی نے اختیار کئے ہیں۔

(باقی بر ص۱۰)

جناب غلام نبی دین صاحب کے اعزاز میں عشائیہ

فلیٹیز ہوٹل میں مولینا محمد یعقوب خاں صاحب کی استقبالیہ تقریر

جناب غلام نبی دین صاحب کی آمد کے متعلق گذشتہ شمارے میں کچھ تفصیلات درج ہو چکی ہیں آپ جزائر فجی کی جماعت احمدیہ لاہور کے نہایت مخلص اور سرگرم رکن ہیں اور خدا کے فضل سے ایک بڑے اور جدید مطبع اوشیانہ پرنٹری کے مالک ہیں۔

پروگرام کے مطابق جناب غلام نبی دین صاحب ۵ ار اگست ۱۹۶۲ء کی صبح کو لائل پور سے لاہور واپس تشریف لائے ۱/۲ ۴ بجے بعد از دوپہر جناب میاں محمد احمد صاحب خلف الرشید حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی کوٹھی پر ایک پُر تکلف عصرانہ دیا جس میں جماعت کے عمائدین نے شرکت کی۔ اس دوران میں فجی میں تبلیغ اسلام کے مواقع اور ایک مبلغ کے بھیجنے کی تجویز کے متعلق تفصیلی گفتگو ہوتی رہی۔ اس ضمن میں عیسائی مشنریوں کے طریق تبلیغ اور ہمارے مبلغ کو کن لائنوں پر کام کرنا چاہیئے زیر بحث آئے۔ اس وقت تک نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ ادارہ تعلیم القرآن سے ملحقہ مسجد میں تمام احباب نے نماز مغرب ادا کی۔

اسی دن جناب شیخ میاں سعید احمد صاحب نے جناب غلام نبی دین صاحب کے اعزاز میں فلیٹیز ہوٹل میں جماعت کے بعض احباب کو ایک پُر لطف عشائیہ پر مدعو کر رکھا تھا چنانچہ تمام احباب کاروں پر ۱/۲ ۸ بجے فلیٹیز ہوٹل پہنچ گئے تقریباً ۱/۲ ۹ بجے کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مولنا محمد یعقوب خان صاحب کی پُر وقار آواز نے احباب کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کر لیا۔ خانصاحب موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں مہمان خصوصی کا نہایت گرم جوشی اور پُر خلوص الفاظ میں استقبال کیا۔ اور جناب دین صاحب کی جوانی کی عمر سے ہی تبلیغ اسلام کے کاموں میں دلچسپی لینے کو سراہا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی آمد احباب جماعت کے لئے ایک حرارت اور خوشی و مسرت کے ان مٹ نقوش چھوڑ جائے گی۔ مولینا موصوف نے تبلیغ اسلام کی اہمیت پر اپنے خیالات عالیہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:—

افسوس ہے کہ سالہا سال کی بحث و تمحیص کے باوجود ابھی تک ہم اس بات کا تعین نہ کر سکے کہ اسلامک آئیڈیالوجی کو کن بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام اسلامک آئیڈیالوجی کا بنیادی پتھر ہے۔ کسی نظریہ کو زندہ رکھنے کا واحد طریق اس کی تبلیغ و اشاعت ہی ہے۔ اگر ہم نے اس بنیادی حقیقت کی اہمیت کو سمجھا ہوتا تو سپین اور ہندوستان میں مسلمانوں کی صدیوں کی حکومت نے وہ کارہائے نمایاں برپا کئے ہوتے جو وقت کے دھارے کو یکسر بدل کر رکھ دیتے۔ اور آج مسلمانوں کو ان ہی ممالک میں ذلت اور محرومی درپیش نہ ہوتی۔ ماضی تو ایک طرف رہا ہم حال سے بھی سبق لینے کی کوشش نہیں کرتے روس اور امریکہ اس وقت دنیا کی قوی ترین طاقت ہونے کے باوجود اشتراکیت اور سرمایہ داری نظام کی افادیت کی اشاعت و فروغ پر کروڑہا روپیہ صرف کر رہی ہیں اور اس کام کو اپنی دفاعی تیاریوں سے زیادہ اہم سمجھتی ہیں لیکن ہمارے ملک پاکستان میں جس کا وجود ہی اسلامی نظریہ کا مرہون منت ہے اس میں زندگی کے ہر پہلو کی ترقی کے لئے توجہ اور روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے لیکن اسلامک آئیڈیالوجی کی تبلیغ و اشاعت کی طرف بالکل توجہ نہیں۔ حالانکہ اس تبلیغ و اشاعت کے ساتھ پاکستان کا استحکام اور بقاء وابستہ ہے۔ ہند و پاکستان کی تاریخ میں تحریک احمدیت کی واحد آواز نے تبلیغ و اشاعت اسلام کے بھولے ہوئے سبق کو پھر سے مسلمانوں کو یاد دلایا۔ اس صدی کی ابتداء میں جب سرزمین انگلستان میں ووکنگ مسلم مشن کا قیام وجود میں آیا تو مولینا ابو الکلام آزاد نے اس ... کو ایک عظیم الشان کارنامہ گردانا جس نے مسلمانوں کے ذہنوں سے اسلام کے متعلق احساس کمتری کی مزمن بیماری کو ختم کر دیا۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اپنے محدود ذرائع کے باوجود برصغیر ہند و پاکستان اور ممالک غیر میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے وابستگان جماعت یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس ذریعہ سے مسلمان پھر ترقی اور سربلندی حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد جناب غلام نبی دین صاحب نے احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا اور ان کے مختصر قیام میں جن تقریبات و تفریحات کا اہتمام کیا گیا ان کا نہایت خوبصورت الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ جزائر فجی کا تاریخی پس منظر اور تبلیغ اسلام کے متعلق خیالات کا اظہار کرتے ہوئے معزز مہمان نے فرمایا:—

ایک مدت سے میرے دل میں یہ تڑپ تھی کہ میں اس اسلامی مرکز کی زیارت کروں جہاں سے اسلام کی کرن ہم تک پہنچی۔ ایئر انڈیا نے نئی سروس فجی کے لئے شروع کی ہے۔ ان کے اس افتتاحی سفر میں مجھے بھی شامل ہونے کا موقع مل گیا۔ گو پاکستان سروس مذکور کے پروگرام میں شامل نہ تھا۔ لیکن میری دلی تمنا نے مجھے مجبور کیا کہ میں لاہور پاکستان ضرور جاؤں۔ خدا کے فضل سے مجھے یہاں کے بزرگوں سے ملنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

فجی ایک ترقی یافتہ ملک ہے۔ یہ ابھی تک برطانیہ کے زیر تسلط ہے۔ اٹھارویں صدی کی ابتداء کی بات ہے کہ امریکہ برطانیہ اور فرانس سونا صندل کی لکڑی اور دیگر تجارتی اغراض سے آتے جاتے تھے۔ بعض جہازوں کے تباہ ہونے کی وجہ سے کچھ سفید لوگوں کو وہاں مجبوراً رہنا پڑ گیا اور انہوں نے وہیں شادیاں کر لیں۔ رفتہ رفتہ امریکی باشندوں نے وہاں ایک چھوٹی سی بستی قائم کر لی کچھ عرصہ بعد وہاں کے باشندوں نے اس بستی کو جلا دیا۔ اس پر امریکہ نے اس وقت کے قبائلی حکمران سے اس ہرجانے کا مطالبہ کیا لیکن حکمران ہرجانہ نہ دے سکا۔ چنانچہ ایک سمجھوتہ کے ذریعہ برطانیہ نے ہرجانہ دے کر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اس طرح ۱۸۷۴ء سے برطانوی حکومت کا اس پر قبضہ چلا آ رہا ہے۔ عیسائی مشنریوں نے اپنی کاوشیں اس سے بھی پہلے سے شروع کر رکھی تھیں۔ چنانچہ ۱۸۳۴ء میں ایک عیسائی پادری ریورنڈ بیکر فجی میں تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگ آدم خور بھی تھے چنانچہ انہوں نے پادری صاحب کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا لئے اور ان کے بڑے بوٹوں کو ایک ہفتہ تک ابالتے رہے کہ شاید یہ بھی کوئی جسم کا حصہ ہے۔ جس کلہاڑے سے اس پادری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا وہ ابھی تک بطور یادگار محفوظ ہے۔ اس وقت تک بین المذاہب نفرت یا تفریق کی کوئی علامت وہاں نہ پائی جاتی تھی لیکن ۱۹۲۷ء میں ہندوستان سے ایک آریہ سماج کا پنڈت تشریف لے جاتا ہے جس نے اپنے مخصوص معاندانہ انداز میں اسلامی تعلیم اور اس کے بانی پر شرمناک اعتراضات شروع کر دیئے۔ تب مسلمانوں نے اپنے آپ کو فجی مسلم لیگ کے زیر قیادت منظم کیا اور ہند و پاکستان کے مذہبی اداروں کو لکھا کہ وہ ایک ایسے عالم کو بھیجیں جو اسلام پر ان اعتراضات کا جواب دے سکے۔ لیکن کہیں سے ہماری ان درخواستوں کا خاطر خواہ جواب موصول نہ ہوا۔ بالآخر مایوس ہو کر ہم نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ایک مبلغ کے لئے لکھا۔ اور خدا کا فضل ہوا کہ انہوں نے فوراً مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو بھجوانے کا انتظام کیا۔ ساطع صاحب نے آریہ سماج کو ایسی شکست دی کہ پھر آج تک ان کو ابھرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ میری یہ دلی تمنا ہے کہ اشاعت اسلام کے اس کام کو انجمن فجی میں زیادہ منظم کر لے تاکہ نئی پود کے اندر اسلام کے لئے ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو۔

آخر میں میں پھر آپ سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعوت دیتا ہوں کہ آپ میں سے جب بھی کوئی اس طرف آئے تو فجی ضرور تشریف لائے تاکہ جس طرح آج ہم ایک خوشگوار محفل میں شامل ہیں اسی طرح پھر وہاں ایک خوشی کی محفل میں ہم ایک دوسرے سے ملیں۔"

۲۶/ تاریخ کو حبیب الرحمٰن صاحب صادق جوان کے دوران قیام کے تمام انتظامات کے ذمہ دار رہے وہ ان کو لاہور کے مختلف تاریخی مقامات پر لے گئے۔ ان کو الوداع کہنے کے لئے لاہور کے ہوائی مستقر پر لاہور

پیغام صلح ۲ر اگست ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ ایل ۳۴۸ شمارہ ۳۶

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمدؐ صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔ (۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ رحمہم اللہ قابل احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آ کے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۸ رجمادی الاول ۱۳۸۴ھ - مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۶۴ء | ۳۷

بحر حکمت کے موتی

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبلغنی احد من اصحابی عن احد شیئا فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر
(رواہ ابو داؤد - بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الادب باب حفظ اللسان)

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ میں سے کوئی میرے پاس کسی صحابی کے متعلق (کسی اس کے ناپسندیدہ قول فعل کے متعلق) کوئی بات نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں گھر سے تمہاری طرف نکلوں تو تم سب کے لئے سینہ صاف لیکر نکلوں

نوٹ:۔ وہ لوگ جو بڑے آدمیوں کی یا دیگر لوگوں کی خوشنودی اور فوائد حاصل کرنے کیلئے اپنے بھائیوں کی چغلخوری کرتے ہیں قابل ملامت ہیں۔ یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا۔ الآیہ (۴۹:۱۲)

ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ سچی بات کسی کے متعلق بیان کرنی چغلی ہے۔ فرمایا یقیناً چغلی ہے جھوٹی بات تو افتراء کہلاتی ہے چغلی نہیں کہلاتی ہے

ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد
بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد
(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

آنیوالی نسلیں رہنمائی کیلئے تمہاری طرف دیکھیں گی اور تمہارے نمونہ کو مشعل راہ بنائیں گی

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے۔ پس اس تبدیلی کو مدنظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور اسی نمونہ پر۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا حامل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے۔ وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیئو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو، ایک چور دوسرے چور کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ! خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے، جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اس کا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔

ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اس نے ایک مسجد کا بہانہ کر کے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا۔ ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا اسکے وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اتار کر اس کو چندہ میں دے دی۔ مولوی صاحب نے کہا اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں جہنم میں جائے اس نے فی الفور دوسری پازیب بھی اتار کر دیدی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی۔ اس کا اس پر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ انکی عورت روتی ہے اور اس نے سارا زیور مولوی کو دیدیا کہ اسے بھی مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیوں ایسا روتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اور کچھ نہ تھا۔ ہماری جماعت کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے تم ایسے نہ بنو چاہیئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔

(باقی صفحہ ۱۲)

افقِ مغرب سے ——— اقبال احمد صاحب از لندن

عالمگیر جنگوں کے نتائج اور دنیا میں قیامِ امن کی کوششیں

مسلمانوں میں اتحاد اور تعاون کی ضرورت

ترجمہ:- "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو سوائے اس حال کے کہ تم فرمانبردار ہو اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم ہدایت پاؤ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی باتیں آچکی تھیں اور انہی کے لئے بھاری عذاب ہے۔" (آل عمران ۱۰۱ تا ۱۰۴)

"اور اگر مومنوں میں دو گروہ جنگ کریں تو ان میں صلح کرا دو پس اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو اس سے جنگ کرو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف واپس آجائے تو ان کے درمیان عدل سے صلح کرا دو اور انصاف کرو اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے مومن بھائی بھائی ہیں سو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔" (الحجرات ۹ - ۱۰)

دونوں عالمگیر جنگوں کے تاثرات

ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تھی اگلے ماہ اس حادثہ کو گذرے پچیس سال ہو جائیں گے۔ اور کم و بیش اسی دوران میں پہلی جنگ عظیم کے آغاز کی پچاسویں برسی بھی ہوگی۔ ان دو جنگوں کا اقوام عالم اور خاص طور پر بڑی طاقتوں پر گہرا اثر پڑا۔ ان تاثرات کی تفصیل میں میں اس وقت جانا نہیں چاہتا۔ صرف ایک اہم بات جو ان جنگوں کی بے پناہ تباہیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے، اس کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ ان جنگوں کے پیدا کردہ ہولناک مناظر کو دیکھ کر سنجیدہ لوگوں نے یہ سوچنا شروع کیا کہ انسان کیوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں اور کیوں امن و امان کو اپنے ہاتھوں سے برباد کر دیتے ہیں۔

امن برقرار رکھنے کیلئے اقوام متحدہ کی تشکیل

اس سوچ بچار کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں جنگوں کے اختتام پر اقوام عالم نے دنیا میں امن برقرار رکھنے کے ذرائع سوچے پہلی جنگ کے بعد کی کوششیں ناکام رہیں۔ لیکن دوسری جنگ کے بعد جن ذرائع کو اپنایا گیا، وہ اگرچہ اس قدر مؤثر ثابت نہیں ہوئے جتنے کہ انسانیت کی خواہش تھی۔ تاہم کافی حد تک اس وقت تک کامیاب ہیں۔ بہت غور کرنے کے بعد اقوام متحدہ کو تشکیل دینے والے مفکرین اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنگ کی ابتداء انسان کے ذہن میں ہوتی ہے اس لئے امن کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسکے تحفظ کا ...

اقوام متحدہ کا چارٹر پردۂ سکرین پر

اس پُراز معارفت نتیجہ کو اقوام متحدہ نے اپنے چارٹر میں درج بھی کر دیا۔ لندن میں ہند و پاک کی فلمیں جب دکھائی جاتی ہیں تو فلم شروع ہونے سے پہلے اقوام متحدہ کے منشور کا یہ حصہ انگریزی زبان میں سکرین پر دکھایا جاتا ہے یہ طریقہ بہت مفید ہے۔ مجھے علم نہیں کہ پاکستان کے سینماؤں میں ایسا ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ایسا ہو تو کم از کم فلم کے ذریعہ سارے عوام کو دنیا کے سنجیدہ مسائل سے روشناس کرایا جا سکتا ہے۔

اقوام عالم میں خوشگوار تعلقات کا برقرار رکھنا تو ایک اہم فریضہ ہے۔ اس مسئلہ پر نہ صرف ہر قوم کو غور کرنا چاہیئے، بلکہ خلوص دل سے ہر شخص کو امن عالم کو برقرار رکھنے کے لئے پوری طاقت سے جد و جہد کرنا چاہیئے عالمی طاقتوں کے مقابلہ میں پاکستان یا کسی بھی اسلامی حکومت کی حیثیت بہت چھوٹی ہے۔ اس لئے عالمی امن کے لئے ہماری کوششیں مقابلتاً شاید چھوٹی نظر آئیں۔ لیکن اہمیت میں اس مبارک مقصد کے لئے ہر قوم کی امداد برابری کا درجہ رکھتی ہے۔

مسلمانوں کا باہمی رابطہ و اتحاد

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے عالمی امن کا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ لیکن گذشتہ چند سالوں سے مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ مسلمانوں کے لئے صرف عالمی امن ہی کافی نہیں بلکہ ان کی بہبودی اور فروغ کے لئے مسلمانوں کا آپس میں رابطہ بھی بہت اہم ہے۔ اور ان کی آپس کی رنجیدگیوں اور کشیدگیوں کو دور کرنے کا کوئی مؤثر ذریعہ سوچنا چاہیئے۔

مصر اور شام کی طرف قبرصی مسلمانوں کی مخالفت

قبرص کے حالیہ بحران کے دوران میں جب مسلمان ترکوں کے تحفظ کے لئے ترک جیٹ طیاروں نے قبرص کے بعض علاقوں پر بمباری کی تو شام اور مصر کی مسلمان حکومتوں نے ترکوں کے خلاف یونانیوں کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ حالات پیدا نہیں ہوئے جن کے تحت مشرق وسطےٰ کے مسلمان اپنے ہاتھ ترکی مسلمان بھائیوں کے خون سے رنگین کر سکتے۔ ترکوں کے خلاف عربوں کی نفرت اس وقت سے چلی آتی ہے جبکہ عثمانی سلطنت کا راج مشرق وسطےٰ پر تھا۔ تاریخ نویسوں کی رائے میں عثمانی عہد کی سب سے بڑی خامی یہ تھی کہ انہوں نے رفاہ عام کا کام اپنے دور میں بہت کم کیا تھا اور فوجی کارروائیوں کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دی۔ مانا کہ اس اسلامی حکومت کی یہ بہت بڑی کمزوری تھی۔ لیکن عثمانی سلطنت کو ختم ہوئے اب چالیس سال سے زائد عرصہ گذر گیا ہے عرب مسلمانوں کی طرف سے اب تک اس رنجش کو برقرار رکھنے کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

ملایا اور انڈونیشیا کی جنگ

اسی طرح اخبارات میں تقریباً ہر روز ملایا اور انڈونیشیا کی آپس میں کشمکش کے واقعات پڑھنے میں آتے ہیں۔ دونوں مسلمان ملکوں میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے ممد و معاون ہوں ان کی طاقتیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہو رہی ہیں۔ اس سے دنیائے اسلام کے اتحاد اور بہبودی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے حالات کی روک تھام کے لئے کوئی مؤثر ذریعہ سوچنا چاہیئے۔

پاکستان اور افغانستان

مستشرقین کی رائے میں پاکستان اُن چند اسلامی ملکوں میں سے ہے جہاں اسلامی جذبہ غالب ہے لیکن پاکستان کے تعلقات بھی مصر اور افغانستان کے ساتھ اچھے نہیں جیسے کہ ہونا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ اس ناہموار تعلقات کی ذمہ داری پاکستان پر عائد نہیں ہوتی۔ لیکن جس امر پر زور

(باقی بر صفحہ ۱۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۴ء

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام

"الفضل" مؤرخہ ۶ ستمبر ۱۹۶۴ء میں قاضی محمد نذیر لائل پوری نے محترم شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کے اس مضمون کے جواب میں جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں اس بات پر غور کرنے کی اپیل کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں کیا بلکہ ہمیشہ زمرۂ اولیاء میں ہی اپنے آپکو قرار دیتے رہے ہیں اور اس زمرہ میں آپ کا مقام سرفہرست ہے، اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ زمرہ اولیاء میں سرفہرست ہونے کے باوجود زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔

قاضی صاحب نے اپنے استدلال کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر پر رکھی ہے جو تریاق القلوب سے انہوں نے نقل کی ہے اور وہ حسب ذیل ہے:-

"اولیاء اللہ پر جو مامور نہیں ہوتے یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور ان میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان سب کا معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں، اس کے بعد خدا کے ان نائبوں کی اطاعت کریں، اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں پیدا کرتا ہے تا ان کے قبول کرنے اور ان کی اطاعت کا بوجھ اٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۶، ۶۷ ایڈیشن اوّل)

حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ سے واضح ہے کہ آپ نے ولیوں کی دو قسمیں قرار دی ہیں:-

(۱) غیر مامور اولیاء اور

(۲) مامور اولیاء

دوسری قسم یعنی مامور اولیاء میں آپ نے تین اولیاء کو شامل کیا ہے اُن کا نام رسول یا نبی یا محدث رکھا ہے لیکن جناب قاضی محمد نذیر فرماتے ہیں کہ:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسری قسم کے ولیوں سے ہی سرفہرست قرار دیا جاسکتا ہے اور اس قسم کے ولیوں میں سرفہرست رسول یا نبی ہوتے ہیں"

غور کیجئے حضرت مسیح موعود نے "رسول یا نبی کیساتھ محدث کو بھی مامور اولیاء میں شامل کیا ہے لیکن قاضی صاحب صرف "رسول یا نبی" کو ولیوں میں سرفہرست قرار دیتے ہیں، یہ کسقدر افسوسناک غلط بیانی اور کتنی بڑی خیانت ہے اور اس پر جو عمارت انہوں نے کھڑی کی ہے، وہ کتنی بے بنیاد ہے۔

قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ:-

نبوت اور ولایت میں عموم و خصوص کی نسبت ہے یعنی ہر نبی ضرور ولی ہوتا ہے مگر ہر ولی نبی نہیں ہوتا"

یہ صحیح ہے لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود محدث نہیں بلکہ رسول یا نبی ہیں، ازالہ اوہام میں آپ نے صاف طور پر لکھا ہے:-

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

اور محدث کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ اس میں دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی پائی جاتی ہیں لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۳)

کیا اس سے صاف ثابت نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو صاحب نبوت تامہ نہیں بلکہ صرف محدث (مجازی نبی یا صاحب نبوت ناقصہ) یقین کرتے تھے۔ کیا اس تحریر کے وقت آپ کو معلوم نہ تھا کہ آپ مامور اولیاء میں شامل ہیں اور اس لئے محدث نہیں بلکہ "رسول یا نبی" ہیں۔ اور جب آپ نے مامور ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ان اولیاء کے زمرہ میں شامل کیا ہے جو رسول یا نبی نہیں بلکہ صرف محدث کہلاتے ہیں تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ آپکو محدثیت کے مقام سے اٹھا کر انبیاء میں شامل کرے۔ کیا مولوی محمد نذیر صاحب کسی ایسی تحریر کا حوالہ دے سکتے ہیں، جس میں حضرت مسیح موعود نے محدث ہونے سے انکار کیا ہو، اور اپنے آپ کو صرف "نبی یا رسول" قرار دیا ہو۔ "ایک غلطی کا ازالہ" کا ذکر نہ کیجئے اس میں لغوی معنوں میں محدثیت سے انکار اور نبی ہونے کا اقرار ہے، اصطلاحی معنوں میں آپ نے کبھی محدث ہونے سے انکار نہیں کیا نہ ان معنوں میں نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔

آگے چل کر قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"یہ امر تو درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک وقت تک اپنی نبوت کو محدثیت تک محدود قرار دیتے رہے ہیں لیکن جب آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔"

(ریویو جلد اوّل ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۵۷)

تو اس عقیدے کا اظہار آپ نے اس وجہ سے کیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر یہ منکشف ہو گیا کہ آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے"

اس ضمن میں قاضی صاحب نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰ کا حوالہ دیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم اس طرف متوجہ ہوں، قاضی صاحب کی توجہ اس حقیقت کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ دعوےٰ نبوت کی بنیاد ان قیاسات پر رکھنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو اپنی تمام شان میں مسیح سے بہت بڑھ کر قرار دیا ہے قیاس مع الفارق سے بڑھکر اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ مسیح پر فضیلت کا سوال ایک علیحدہ مسئلہ ہے جس کو دعوےٰ نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو اپنی تمام شان میں مسیح سے بڑھ کر قرار دیا ہے اس لئے آپ نبی ہیں، یا آپ کا دعوےٰ **نبوت** کا تھا۔ ایسے دعوے جو کسی شخص کے منصب سے تعلق رکھتا ہو، قیاسات پر مبنی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ صاف اور سیدھے لفظوں میں بتانا چاہیئے کہ میں ابتداء میں اپنے آپ کو محدث قرار دیتا تھا، مگر اب مجھے بتایا گیا ہے کہ میں محدث نہیں بلکہ نبی ہوں۔ لیکن ایسی کوئی تحریر قاضی صاحب پیش نہیں کر سکتے۔ رہ گئی فضیلت کی بحث، اس پر انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں روشنی ڈالی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بہشتی زندگی کے حصول کے لئے جماعت کو نیکی اور تقوےٰ کے علاوہ اپنی جائدادوں اور آمدنیوں کا دس فیصدی راہ خدا میں اشاعت اسلام کے لئے وصیت کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے اس پر عمل کیا ہے؟

(تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار "پیغام صلح" احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا)

مولوی عبداللہ جان صاحب نیازی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ

اور آپکی شاندار کامیابی

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

اسلام قابل فخر دین تھا۔ اس کا ہادی اس کی تمام انسانیت کے لئے مایہ ناز شخصیت کا حامل تھا۔ آج مرور زمانہ سے مسلمان سیاسی حیثیت لے کر اُٹھے اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہو گئے۔ اس دور میں حضرت مرزا صاحب نے دوبارہ دنیا کے سارے ادیان کو مقابلہ کے لئے للکار کر اسلام کو پھر سے قابل فخر دین ثابت کر دیا اور اس کے ہادی رسول کریمؐ کو دنیا کا کامل ترین نبی ثابت کیا جس کے بعض روحانی اولیاء کے وجود میں نظر آتے ہیں اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا یہ وہ خصوصیت ہے جو کسی نبی کو نہیں ملی، یہ وہ مقام ہے جس پر نہ کوئی پہنچا نہ پہنچے گا یہ وہ مقام محمود ہے جو کسی کو نصیب نہیں ہوا۔

۲۔ دنیا کے کسی نبی کی تاریخ ایسی محفوظ نہیں جیسے رسول کریمؐ کی تاریخ محفوظ چلی آ رہی ہے۔ انبیاء میں صرف وہی زندہ اور تاریخی نبی ہے۔

(۳) انبیاء کا فرض کیا ہے۔ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون۔ دنیا میں سب سے اعلیٰ اور سب سے اولیٰ فرض منصبی کو اکمل طور سے اگر پورا کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ دنیا کی تاریخ کسی دوسرے شخص یا نبی کا پتہ نہیں دے سکتی جسے عرب جیسی معزور اور جاہل قوم کو جو ۳۶۵ بتوں کے پجاری تھے نہ صرف جہالت کے گڑھے سے نکال کر تمدن اور تہذیب کے نقطۂ کمال تک پہنچایا اور ایسے جانشین حکمران اور بادشاہ پیدا کئے جن کا ثانی تمام تاریخ عالم میں نہیں ملتا۔

(۴) وہ ایسا فاتح تھا کہ ۲۳ سال تک ایذا دینے والے لوگ جو اُن کے مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد بھی دین اسلام کو مٹانے کیلئے بار بار مدینہ پر حملہ آور ہوتے۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو سخت سے سخت دشمن جن کو آج کل کے محاورہ میں (WAR LORDS) کہکر معاف نہیں کیا جاتا اور دشمن قوم کے سارے کارخانوں اور اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا جاتا ہے۔ رسول اکرمؐ ایسے لوگوں کو معاف کیا اس فتح عظیم اور اس سلوک اعظم کی مثال بھی دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی ہے۔

(۵) رسول کریمؐ کے دل میں دنیا کی اصلاح کی جو تڑپ تھی اس کا نقشہ دلوں کے حال سے خبیر اور بصیر ہستی نے الفاظ میں کھینچا ہے فلعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔

(۶) بے نفسی کا یہ حال تھا کہ بسیرا پہاڑ کی غار تھا بادشاہی کے خواب دیکھنے والوں کا یہ راستہ نہیں ہوتا۔ بے نفسی اور پاکیزگی کا یہ عالم تھا کہ قوم کو للکارتا ہے لقد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون۔ چنانچہ آپ اس قدر صدیق اور امین اور قوم میں معزز سمجھے جاتے تھے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فانھم لا یکذبونک ولاکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون۔ یہ لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے یہ ظالم تو اللہ کی آیت سے جنگ کرتے ہیں۔

(۷) قوم کہتی ہے ہمارے بتوں کو بُرا نہ کہو تو ہم قوم کے بلند ترین خاندان کی خوبصورت شہزادی تمہارے نکاح میں دے دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند کو میرے دائیں اور بائیں ہاتھ پر رکھ دو تب بھی میں توحید الٰہی کی تبلیغ نہیں چھوڑ سکتا۔ اور ۲۵ سال کی عمر کا قوم کے خوبصورت نوجوانوں میں سے یہ نوجوان ایک ۴۰ سالہ بیوہ سے شادی کرتا ہے جو بڑے سے بڑے معزز رئیسا اور امراء کی درخواست کو ٹھکرا چکی تھی اس کے لئے درخواست بھی خدیجہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ شادی کے بعد یہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ خدیجہ دیکھتی اور جانتی تھی کہ رسول کریمؐ کی طبیعت میں اتنا حیا ہے کہ وہ ان سے کبھی کچھ نہیں مانگیں گے اس لئے اس مشکل کا حل اس نے یہ معلوم کیا کہ رسول کریم صلعم کو کہا کہ حضور میرا سارا مال آپ کا ہے اور میرے غلام اور لونڈیاں بھی آپ کی ہیں آپ جتنا چاہیں جس طرح چاہیں خرچ کریں آپ نے فرمایا خدیجہ تم اچھی طرح سوچ لو یہ قربانی بہت بڑی قربانی ہے بی بی خدیجہ نے کہا کہ میں نے سوچ سمجھ کر بات کی ہے جذباتی طور پر بات نہیں کی ہے حضور نے فرمایا بہت اچھا غلاموں لونڈیوں کو آزاد کر دیا اور خدیجہ کا مال جو مکہ میں سب سے امیر تھی راہ خدا میں صرف ہونا شروع ہو گیا یہاں تک کہ ان کے پاس دولت نہ رہی۔ اور شعب ابی طالب کے ایام میں جبکہ صحابہ درختوں کے پتے اور چمڑوں پر گذارہ کر رہے تھے وہ فرشتہ سیرت خاتون وفات پا کر جنت میں داخل ہوئی۔

بی بی عائشہ نے ایک موقع پر رسول اکرم صلعم سے کہا کہ آپ کی اتنی ازواج مطہرات ہیں اور ان میں جوان اور دوشیزہ بھی ہیں، لیکن آپ ہر وقت خدیجہ کو یاد کرتے ہیں، فرمایا اس نے مجھے اس وقت مانا جبکہ سب نے مجھے ٹھکرایا اس نے مجھے سارا مال و دولت، غلام لونڈیاں حوالہ کیں اور خود غربت کی حالت میں وفات پائی اور پھر لوگ اس وقت آئے جبکہ میں بادشاہ ہو گیا۔

سخاوت کا یہ حال ہے کہ مال غنیمت جب اکٹھا ہوتا تو سب پر بانٹ دیا جاتا ہے۔ غلام اور لونڈیاں یعنی جنگ کے قیدی بھی بانٹ دیئے جاتے ہیں۔ خود جب مسجد سے رخصت ہوتے تو چادر جھاڑ کر اٹھتے۔ اپنے اور اپنے خاندان کے لئے غلام، لونڈی پسند نہ فرماتے۔ ایک دفعہ بی بی فاطمۃ الزہرا نے عرض کی گھر کا کام اور بچوں کی دیکھ بھال وغیرہ اتنا کام ہے کہ تھک جاتی ہوں اور چکی چلاتے میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے ہیں مجھے ایک لونڈی بطور مددگار دی جاوے جبکہ سارے مسلمانوں کو لونڈی غلام دیئے جاتے ہیں۔ تو — فرمایا میں تم کو ایسا وظیفہ بتاتا ہوں کہ تم لونڈی غلاموں سے مستغنی ہو جاؤ گی تم نمازوں کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ واللہ اکبر پڑھا کرو۔

ایک دفعہ ایک صحابی آیا اور کہا حضور یہ چند بکریاں جو حضور کی ہیں مجھے دیدیں اور میرے لئے دعا کریں کہ خدا اس میں مجھے برکت دے۔ حضور نے بکریوں کا ریوڑ ان کے حوالہ کر دیا۔

حضورؐ کا مستقل فرمان تھا کہ تم میں سے جو فوت ہو اور قرضہ چھوڑے تو اس کے قرضہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہو گی۔ اگر وہ جائداد چھوڑے تو جائداد اس کے ورثاء کی ہو گی۔ میرا اس میں کوئی حق نہ ہو گا۔

والدین تو آپ کے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اور آپ کو یتیم اور اسیر ہونے کی حالت میں آپ کے دادا عبدالمطلب نے ابو طالب کے حوالہ کیا جنہوں نے باوجود قوم کی مخالفت کے وفادارانہ طور پر آپ کی سرپرستی کی۔ آپ کی رضاعی والدہ بی بی حلیمہ تھی۔ غزوہ بنی مصطلق میں حلیمہ کی قوم گرفتار ہو کر آئی، تو حلیمہ کی بیٹی آپ کے پاس آئی آپ نے اس کے لئے چادر بچھائی۔ اور اس کی درخواست کے جواب میں کہا کہ بنی ہاشم اپنے قیدی رہا کر دیں گے، باقی صحابہ کا اپنا اختیار ہے حضور کے فرمان پر جب بنی ہاشم نے قیدی رہا کر دیئے تو صحابہ نے بھی ان کو رہا کر دیا۔ اور اس طرح ایک رضاعی بہن کے کہنے پر بنی مصطلق کے سب قیدی رہا ہو گئے۔

ابو شعیب انصاری کا غلام جو قصائی تھا اعلیٰ درجہ کا کھانا تیار کرتا تھا چنانچہ اس نے رسول اکرم اور چند صحابہ کو مدعو کیا حضورؐ جب چلنے لگے اُن کے ساتھ ایک اور صحابی بھی چل دیا۔ میزبان کے گھر پہنچے تو فرمایا کہ ابو شعیب تم نے ہم (پانچ) آدمیوں کو بلایا تھا یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آ گئے اب، بتاؤ ان کو بھی اندر آنے کی اجازت ہے کہ نہیں، انہوں نے بتایا کہ سادگی ہی انسان کے لئے مبارک ہے۔

(باقی صفحہ...)

نفسیاتی اور عمرانی علوم نے دینی صداقتوں پر مہر صداقت ثبت کر دی ہے

ایمان باللہ کی غرض انسان میں باطنی پاک تبدیلی پیدا کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی

دجالی تہذیب کی ناپاکیاں اور اسلامی تہذیب کی فتوحات قلبی

خطبہ جمعہ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۶۴ء ۔ فرمودہ مکرم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ۔ بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ونادیٰ فرعون فی قومہ قال یٰقوم الیس لی ملک مصر وھٰذہ الانھٰر تجری من تحتی افلا تبصرون ــــــــ
فجعلنٰھم سلفاً ومثلاً للاٰخرین ــــــــ (سورۃ الزخرف) ــــــــ

یہ آیات کریمہ میں نے سورۃ الزخرف سے پڑھی ہیں ان میں مختصراً فرعون کی اس ذہنیت اور عمل کا خاکہ کھینچا گیا ہے ۔ جو اس نے حضرت موسےٰ اور آپ کی قوم کے برخلاف روا رکھا تھا ۔ ارشاد ہوا کہ

فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرا دی ۔ کہ اے میری قوم ! کیا یہ ملک مصر میرا نہیں ہے ؟ کیا یہ نہریں اس زمین کے نیچے بہہ نہیں رہیں ؟ کیا تم دیکھتے نہیں ہو ، کہ میں اس شخص سے جو ذلیل ہے ۔ اور بات بھی بمشکل بیان کر سکتا ہے بہتر ہوں ؟ اس کو سونے کے کنگن کیوں نہیں دیئے گئے ۔ اس کے ساتھ فرشتے جمع ہو کر کیوں نہیں آئے ۔ سو اس نے اپنی قوم کی عقل مار دی ۔ وہ اس کی بات مان گئے ۔ کیونکہ وہ نافرمان لوگ تھے ۔ تو جب انہوں نے ہم کو ناراض کیا تو ہم نے اُن سے بدلہ لے لیا ۔ ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ان پر کیا گذری ہم نے ان کو آنے والی نسلوں کے لئے ضرب المثل بنا دیا ۔"

دجالی تہذیب کی غرقابی

آج کی دجالی تہذیب سب سے بڑا فتنہ ہے جو انسان کی روحانی اقدار کو سلب کئے جا رہی ہے ۔ اس فتنہ خبیثہ کا ذکر احادیث میں بھی تواتر کے ساتھ وارد ہوا ہے اور لکھا ہے کہ اس فتنہ سے بڑھ کر شروع سے لے کر آخر دنیا تک کوئی فتنہ نہ ہوگا ۔ اس فتنہ عظیمہ کے خاتمہ کے لئے جو مصلح اور مامور ربانی مبعوث ہوا اس کی عظمت کا اندازہ اس کے عظیم مقصد اصلاح سے کیا جا سکتا ہے کہ اس نے کتنے عظیم الشان فتنہ کی اصلاح کرنا ہے ۔

حقیقت میں فتنہ دجال کیا ہے ہم یہی کہ اسباب دنیا اور اغراض مادی کو اپنی زندگی کا اول و آخر سمجھ لیا جائے خدا تعالےٰ کی ہستی ۔ اس کی قدرتوں اور حکمتوں پر یقین نہ کرنا ۔ اور اس نظام کائنات میں جو اس خدا کی قدرتوں کے قوانین جاری ہیں ان کو جاری نہ سمجھنا اور ان کو اپنی عقل اور علم کے نتائج اور تجربے تک محدود کرنا ۔ یہ دجالی فتنہ ہی کی سب سے بڑی علامت ہے ۔ فرعون مصر کا جو مذکورہ آیات میں طرز عمل (ATTITUDE) بیان ہوا ہے ۔ وہ اسی دجالی فتنہ کے مطابق ہے ۔ اور اسی کی پیروی میں ہے ۔

آج اگر کسی تعلیم یافتہ آدمی سے بات کریں تو اس کا بھی مذہب اور خدا کے متعلق یہی رویہ ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان جھگڑوں میں کیوں پڑیں ۔ زندگی کی جو آزمائش ہے ۔ اور اس کے جو تقاضے ہیں وہ سب کچھ مغربی تہذیب ہمیں دے رہی ہے ۔ ہم غیر متعلق قصے کہانیوں میں وقت کیوں ضائع کریں ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ زندگی خدا کے بغیر بھی اچھی بلکہ عمدہ گذر رہی ہے ۔ تو پھر ہم خدا کی ایک فرضی اور غیر مرئی ہستی کو اپنی زندگی کا سہارا کس لئے بنائیں ؟

حضرات ! میں کہتا ہوں ، لیکن تاریخ اور زمانہ کہتا ہے کہ مادی اسباب کے پیچھے اگر روحانی قدریں اور اخلاقی طاقتیں کام نہ کر رہی ہوں تو یہ سب ہیچ ہیں ۔ کمزور اور ضعیف ہیں بلکہ مکھی سے بھی زیادہ ضعیف ہیں ۔

دوام و پائیداری روحانی و اخلاقی نظام کے بغیر ممکن نہیں ۔

ان آیات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ فرعون نے کس قدر گھمنڈ کیا ۔ اپنے سامان پر ناز کیا ۔ اپنی طاقت پر غرور کیا ۔ لیکن واقعات نے اسکے گھمنڈ کو توڑ ڈالا ۔ غرور کا سر نیچا کر دیا ۔ یہ اس لئے کہ اس سامان اور طاقت کے ساتھ ساتھ اخلاقی قوت موجود نہ تھی ۔ وہ اور اس کی قوم غرق آب ہو گئی اور آنے والوں کے لئے حسرتناک اور عبرت آموز یادیں چھوڑ گئی ۔ یاد رہے کسی دینی نظام کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین ہے ۔ اگر انسان اس خالق و مالک قدیر و حکیم اور علیم و بصیر ہستی کی قدرتوں اور طاقتوں کا یقین کر لے تو اس کے نظام میں اصلاح کا زبردست انقلاب برپا ہو جائے گا اور انسان امن و آرام ۔ چین و قرار سے متمتع ہونے لگے ۔ اور یہی دنیا جنت بن سکتی ہے ۔ مگر اس کے برعکس خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین نہ ہو تو کوئی بھی اقتصادی معاشرتی ، سماجی ، فکری ، علمی ، فلسفیاتی اور عمرانی نظام قائم کریں ۔ وہ دیرپا نہیں ہو سکتا ۔ اور وہ اس شجر خبیثہ کی طرح ہوگا جو چند روز تو پھلے پھولے گا اور سرسبز رہے گا پھر بعد میں ہوا کے جھونکوں سے اس کے شاخ و ثمر جڑوں سے اکھڑ کر زمین پر آ گرے گا ۔

ایمان باللہ کے ذریعہ باطنی و بیرونی انقلاب کیونکر پیدا ہوتا ہے ۔

سوال کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین کیسے ہو ؟ اس دنیا میں کیونکر امن و چین پیدا ہو سکتا ہے ؟ اور یہ دنیا جنت ارضی کیسے بن سکتی ہے ؟ اہل علم کا آج یہ مطالبہ ہے کہ اس امر کی تشریح کی جائے کہ ایمان باللہ سے باطنی و خارجی انقلاب کیسے پیدا ہو سکتا ہے اور کیونکر انسان کے قلب کا امن و اطمینان اور بیرونی دنیا میں اصلاح کا نظام قائم ہو سکتا ہے ؟ اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ موجودہ علوم سائیکالوجی اور سوشیالوجی ایسے ہیں جو آج بڑے وسیع اور مفید ہو رہے ہیں علم سائیکالوجی (نفسیات) سے پتہ چلتا ہے کہ انسان دوسرے حیوانات سے کیسے ممیز ہے ، قوت فکر اور متخیلہ سے صلاحیتیں اور استعدادیں ہیں ۔ اور علم سوشیالوجی (عمرانیات) اس نفس مضمون پر بیان کرتا ہے کہ انسان ایک سوشل جانور ہے یہ اکیلا زندگی بسر نہیں کر سکتا ۔ یہ دن رات گزارنے کے لئے معاشرہ چاہتا ہے ۔ ورنہ انسان کو زندگی دوبھر ہو جائے ۔

ہمارے آج کے زمانہ میں تفتیش جرائم کے نئے نئے طریقے معلوم ہوئے ہیں ۔ یہ دریافت ہوئی ہے کہ ذہنی پریشانیوں میں سب سے بڑی پریشانی تنہائی و علیحدگی ہے مجرم کو اکیلا بند کر دیا جائے ۔ نہ اس کی بات سنی جائے اور نہ اسکو سنائی جائے تو یہ سب سے بڑی سزا ہے غرضیکہ انسان ایک معاشرہ چاہتا ہے ۔ ان علوم نفسیات اور عمرانیات کی روشنی میں اگر غور کیا جائے آپ کو نظر آ جائے گا کہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین کس طرح مصائب سے اور دنیا کے آلام و تفکرات سے نجات دلا سکتا ہے اور دل و دماغ

کے چین و قرار کا موجب ہو سکتا ہے۔ یہی ..... یقین باللہ ہے جو دنیا کو ان مصائب و مشکلات سے چھڑا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خارجی نظام ایسا نہیں ہے جو انسان کے قلب و نظر کو سکینت اور طمانیت بخش سکے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ صرف خدا کے ذکر سے ہی قلوب میں سچی طمانیت گھر کر سکتی ہے۔ جہاں تک مذہبی اصطلاح کا تعلق ہے۔ مذہب کی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ انسان کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ جسم کی صحت مندی کتنی بہتر چیز ہے۔ تو پھر روح کی صحت مندی اور اس کی تقویت کس قدر بہتر بات ہے۔ چنانچہ مذہب کی غرض یہ ہے کہ انسان کے اندر باطنی تبدیلی پیدا ہو جائے۔ اگر یہ تبدیلی پیدا نہیں ہوتی تو آپ سمجھ لیجئے کہ خدا پر ایمان ہو بھی تب بھی اُسے کچھ حاصل اور فائدہ نہ ہوا۔ خدا پر ایمان انسان کی باطنی تبدیلی کا مقتضی ہے۔ وہ ایمان جو انسان کے باطن پر اثر انداز نہیں ہوتا کچھ کام کا نہیں۔

عرب کے اندر جو انقلاب آیا۔ اور وہ کیا عجیب انقلاب تھا۔ وہ خدا پر ایمان کے اثر کے تحت ہی معرض وجود میں آیا۔ کس طرح پشتوں کی بگڑی ہوئی قوم الٰہی رنگ پکڑ گئی۔ جہالتوں اور گمراہیوں سے نکل آئی اور عظیم سیرت و کردار کی مالک بن گئی۔ اس نے باطنی تبدیلی کے تحت دنیا اور آخرت کی نعمتیں اور برکتیں حاصل کیں۔ ایک صدی میں اسلام اس وقت روئے زمین پر پھیل گیا۔ اگر یہ محض وقتی دَور ہوتی، اگر باطنی انقلاب اسلام کی قوت و طاقت کے پیچھے کار فرما نہ ہوتا، تو یہ بہت جلد زوال پذیر ہو جاتا اس کے برگ و بار بکھر جاتے۔

روحانی و اخلاقی کمزوریوں کا واحد و حقیقی علاج

آپ دیکھئے کہ انسان کے اندر بہت سی کمزوریاں ہیں۔ مثلاً ڈر۔ خوف۔ پریشانی۔ فکر۔ اندیشہ وغیرہ یہ کمزوریاں ہر انسان کو جو کامل نہیں لاحق ہیں کسی کو ..... یہ اور خوف لگا ہوا ہوتا ہے .... کہ کہیں مجھے یہ تکلیف نہ ہو جائے کہیں دنیاوی مقاصد میں ناکامی اور اغراض کا پورا نہ ہونا بھی انسان کے اندر خوف پیدا کر دیتا ہے۔ یہ کمزوریاں کیسے دور ہو سکتی ہیں؟ محض ایمان باللہ سے۔ انسان کو یقین ہو کہ جو کچھ ہو رہا ہے خدائی تصرف کے تحت ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ ہوتا ہے اس میں مشیت ایزدی کار فرما ہوگی۔ اور میری جو حسرتیں اور خواہشیں پوری ہو گئی ہیں، وہ خدا کی رضا اور فضل سے پوری ہوئی ہیں .... اور جو ارادے اور خیال پورے نہیں ہوئے ان میں بھی مصلحت الٰہی تھی۔ خدا کی رضا اور منشاء پر سچا یقین اور ایمان انسان کو طمانیت اور سکینت بخشتا ہے اور اس کی روح امن و تسلی پاتی ہے۔

راضی برضائے الٰہی کے فلسفہ کا ایک واقعہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ یاد آیا۔ آپ نے ایک اعلیٰ درجہ کا مضمون لکھا۔ حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ کو یہ مضمون دے دیا۔ چند روز کے بعد اس مضمون کی کتابت کی ضرورت پڑی اور منگوایا تو حضرت مولانا نے بڑا تلاش کیا مگر وہ نہ ملا اور گم ہو گیا۔ حضرت صاحب کو جب یہ اطلاع ملی کہ آپ کے مضمون کی تلاش میں اس قدر جستجو کی گئی تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب! اتنی فکر کی کیا ضرورت تھی۔ جو ہو گیا سو ہو گیا ٹھیک ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کی رضا کے ماتحت ہوا ہے اور خدا اس سے بہتر مضمون سمجھا دے گا۔ دیکھا آپ نے حضرت صاحب کو اپنی ایک قیمتی علمی متاع کے گم ہو جانے پر افسوس نہیں ہوا۔ روح کے اوپر کوئی کمزوری واقع نہیں ہوئی۔ اطمینان قلب و جمعیت خاطر بدستور قائم رہی۔

عقل و منطق باطنی کمزوریوں پر فتح نہیں پا سکتے

قیاس کیجئے انسان کے اندر جو کمزوریاں ہیں اور اسی قسم کی روح کی بڑی کمزوریاں ہیں تو کیا یہ طاقت و قوت اور روح کی صحت مندی بغیر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے پیدا ہو سکتی ہے؟ کیا منطق اور عقلی موشگافیاں سچی قلبی اطمینان دلا سکتی ہیں؟ نفسیاتی بیماریوں کے معالج اس بات پر متفق ہیں کہ دماغ اور روح کا علاج خدا پر ایمان لانے سے جس قدر جلد اور صحیح اور مکمل ہو سکتا ہے کسی اور ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ یہ علم کا فتویٰ ہے۔ تو آج علم نفسیات نے قرآنی صداقت کی تائید کر دی ہے۔

آپ دیکھیں کہ ہمارے سامنے تاریخ موجود ہے اسی پر تجربہ موجود ہے، یہ خیالی بات نہیں۔ عرب کا انقلاب آیا، قوم نے سر کٹوا لئے۔ خون بہائے اپنی مرضی سے، کوئی مجبوری نہیں، پھر کیا چیز حاصل کرنے کے لئے؟ نہ ملک مقصد ہے، نہ بادشاہت، نہ دولت غرض ہے نہ شہرت و ناموری۔ مال و دولت قربان کیا۔ بال بچے شہید کروا لئے اور اپنی جانیں بھی دیدیں اور خوشی خوشی! آپ تاریخ پڑھیں وہاں کیا لکھا ہے۔ لشکر اسلام سے ایک آدمی نکلتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو سلام کہتا ہے کہیں جا رہا ہوں۔ اگر کوئی پیغام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں دینا ہے تو دے دیں۔ میں پہنچا دوں گا۔ اللہ اکبر! کیا عجب تبدیلی ہے، کیا خوشی ہے۔ موت کا ملال نہیں اپنے پیچھے گھر بار کا فکر نہیں۔ کیا تمنا لے کر جا رہے ہیں۔ کوئی مقصد سامنے نہیں، نہ عزت نہ مال، نہ حکومت اور نہ حشمت و جاہ۔ بلکہ اسکو چھوڑ چھاڑ کر گلے کٹوانے کے لئے میدان میں نکل کر کھڑے ہوتے ہیں، راتوں کو خدا سے تعلق ہے اور دن کو جان دینے کی تمنا۔ ان کا یقین ہے کہ خدا کا یہ کلام سچا ہے وہ برحق ہے۔ سچ ہے۔ اگر ہم خدا کی راہ میں مارے گئے تو ہمارا بیڑا پار ہو گیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ارکان دین کو محض مان لینا یا یقین رکھنا ہی کافی نہیں، اس طرح تو مذہب کا تمسخر اڑانا ہوا بلکہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ ان ارکان کی بجا آوری کا اثر ہمارے دل و دماغ پر ہو ہماری قلب و نظر پر ہو ہماری روح و جسم پر ہو۔ ہمیں چاہیئے کہ مذہب کو بطور حقیقت سمجھیں۔ بطور حقیقت اس پر عامل ہوں اور بطور حقیقت اسکو دنیا میں پیش کریں۔ اپنی کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کریں اور تہیہ کریں کہ جہاں تک کوشش اور مقدور ہے ان کو چھوڑنا ہے اور پاک تبدیلی اپنے باطن میں پیدا کرنی ہے۔ اور مغربی تہذیب جس پر ہم فریفتہ ہیں اسے ختم کرنا ہے۔ فرائڈ کا نظریہ ہے کہ جنسی بے راہ روی ایک اعلیٰ جذبہ ہے، اس پر کوئی قید نہ لگانا اور اسکو بے لگام چھوڑ دینا۔ یہ ہماری ذہنی بیماریوں کا علاج ہے تو یہ باطنی پاکیزگی ہے، جو مغربی تہذیب پیدا کرنا چاہتی ہے ....

اس کے مقابل اسلامی تہذیب کو لیجئے۔

ابتدائی مسلمان دلوں کے فاتح ہوئے نہ کہ محض جسموں و ملکوں کے۔

دمشق کا واقعہ ہے کہ وہاں جب فتح ہوئی تو خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عورتوں کو بناؤ سنگار کر کے جیسے کہ آج کل کا طریق نیم عریانی پبلک میں لا کھڑا کر دیا گیا۔ کہ تلوار سے تو غالب آ نہیں سکے اس طرح ہی مسلمانوں کی سپاہ کو مغلوب کر لو۔ کہتے ہیں کہ اسلامی لشکر کے سردار نے حکم جاری کر دیا کہ خبردار! تمہاری آنکھ اوپر نہ اٹھے۔ اور یہ موقع مطابق قرآن کریم غض بصر کرنے کا ہے۔ چنانچہ تمام لشکر گذر گیا۔ کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ کن کی نمائش کی گئی ہے۔ یہ ٹلیں ہیں یا حوریں، دنیا میں ہر تہذیب اخلاقی اقدار کے باعث پھیلی ہے۔ مغربی تہذیب نے عورت کو مشعل خانہ کی بجائے شمع محفل بنا دیا اور اس کی عریانی عام کر دی یہ تہذیب مغربی ہے جو آج مروج کی جا رہی ہے۔ مغربی تہذیب کی ایک اور "پاکیزگی" ہے جو پھیلائی ہے وہ ہے غرض مندی اور حرص و ہوس! مغربی قومیں مشرق میں محض اس لئے آئیں کہ یہاں کی دولت و مال کو لوٹیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ اُن کے گھروں میں اب پاکیزگی ہے اور نہ بین الاقوامی معاملات میں پاکیزگی ہے اس کے باوجود ہم ان قوموں کی ان اداؤں پر قربان ہو رہے ہیں! یا ان کے ان عملوں پر فریفتہ ہیں، اور ان کے چلن پر کیوں مر مٹے جا رہے ہیں؟!

ایمان و یقین کی کیفیات شعور سے لاشعور تک

جب تک ہم اپنی زندگیوں میں خدا کی ہستی پر یقین راسخ نہ کر لیں گے اور باطنی تبدیلی پیدا نہ کر لیں، ہمیں کوئی چیز فائدہ نہیں دے سکتی۔ اگر آپ ہزار قوانین بنا لیں اور ان پر کتنا ہی پابند ہوں لیکن اگر باطنی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تو کچھ نہ ہوا۔ علم نفسیات کہتا ہے کہ انسان کا دماغ ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ شعور اور لاشعور۔ لاشعور کو ہم تو دیکھ نہیں سکتے مستقل ذہنی تبدیلی پیدا ہوتی ہے جب کوئی فعل یا عمل شعور سے لاشعور میں سرایت کر جائے۔ جیسے حضرت مالکؒ نے خواب دیکھا اور فرمایا کہ کیا خدا نے بھی اس پر دستخط کر دیئے ہیں کہ میں کر دوں۔ یعنی وہ خواب میں بھی رضا الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ جبکہ شعور بھی معطل ہو چکا ہوتا ہے۔ تو جب تک کوئی خیال شعور سے لاشعور تک نہ چلا جائے اس وقت تک اس عمل میں مداومت اور استحکام پیدا نہیں ہوتا۔ اگر ہم یونہی کہتے رہے کہ میں نڈر ہوں، جرأت مند ہوں

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

جناب میاں محمود احمد صاحب کی ۲۷ برس بعد شائع ہونے والی ایک غیر مطبوعہ تقریر پر تبصرہ

میرے خلاف میاں صاحب کے حربے

۱۹۳۷ء میں میں نے جناب میاں صاحب موصوف کو تین خطوط لکھے تھے جن میں انہیں اپنی بیعت فسخ کرنے کی اطلاع دی اور ساتھ ہی فسخ بیعت کی وجوہ بھی بیان کر دیں تھیں جس میں جماعت میں ہل چل پڑ گئی اور خود جناب میاں صاحب کو جو شدید اضطراب لاحق ہوا اس کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قادیان میں روزانہ جلسے کروا کر میرے خلاف تقریریں کروائی جاتیں اور ریزولیوشن پاس کروائے جاتے، باہر کی جماعتوں میں قادیان سے مبلغ بھجوا کر ان سے بھی ریزولیوشن پاس کروائے جاتے، جماعت کو مجھ سے دُور رکھنے کے لئے جو حیلہ بھی وہ استعمال کر سکتے تھے اسے کام میں لایا جاتا اور مجھے اور میرے اہل و عیال اور میرے ساتھیوں کو ہراساں کرنے کے لئے جو تدبیر بھی وہ کر سکتے تھے کی۔ حتی کہ میرے تین ساتھیوں پر قاتلانہ حملہ بھی کیا جن میں سے ایک شہید ہو گیا اور ایک زخمی ہوا اور ایک اپنا بچاؤ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

جلسہ سالانہ کا موقعہ اور میاں صاحب کی نئی تدبیر

لیکن یہ تمام کارروائیاں جناب میاں صاحب کے اضطراب کو دُور کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ یہاں تک کہ جلسہ سالانہ کا موقعہ آ گیا جو جماعت کے بیشتر حصہ کے جمع ہونے کا ذریعہ ہوتا ہے اس موقعہ پر انہوں نے جماعت کو مجھ سے متنفر اور دُور کرنے کے لئے نئی تدبیر اختیار کی اور وہ یہ کہ ایک ایسی تقریر تیار کی جو افتراؤں - میرے خطوط اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہاموں میں بے جا تصرفت اور اسلامی تاریخ کو غلط طور پر اپنے منشاء کے مطابق ڈھالنے کے طریقوں پر مشتمل تھی۔

تقریر کو ۲۷ برس تک پوشیدہ رکھنے میں مصلحت

چالاکی اور ہوشیاری یہ کی گئی کہ اس تقریر کو شائع نہیں کروایا کیوں نہیں کروایا اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ اس تقریر میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سراسر غلط اور خلاف واقعہ باتوں سے لبریز ہے اگر تقریر شائع ہو گئی تو اس کی تردید بڑی آسانی سے ہو جائے گی اور جو اثر جماعت کے افراد پر ڈالنا مقصود ہے وہ زائل ہو جائے گا مصلحت یہی ہے کہ اس کو شائع ہی نہ کیا جائے تا اس تقریر سے پیدا شدہ اثر قائم رہے اگر آج بھی جناب میاں صاحب کے ہوش و حواس قائم ہوتے تو وہ اب بھی اس کے شائع کرنے کی اجازت ہرگز نہ دیتے کیونکہ اس میں جو خامیاں ہیں ان سے وہ اچھی طرح واقف تھے

تقریر شائع کرنے والے کا ظلم اور احسان

جس شخص نے ان کی اس تقریر کو شائع کیا ہے اس نے اُن پر تو ظلم کیا ہے کیونکہ اس نے ان کی علمی قابلیت کو ہی صرف ننگا نہیں کیا بلکہ دنیا کو اس بات کا بھی علم دے دیا ہے کہ اپنے مخالف کو شکست دینے کے لئے وہ جھوٹ بولنے اور اپنے دل سے واقعات کو اختراع کرنے اور التباس الحق بالباطل کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے انشاءاللہ دنیا کو عنقریب پتہ لگ جائے گا کہ ہمیں اپنے مظالم کا نشانہ بنانے کے بعد پہلی ذلت ان کو یہ پہنچی کہ جھوٹ جیسی لعنت کا انہیں شکار ہونا پڑا اور اپنے مقصد شنیع کو حاصل کرنے کے لئے انہیں مکر و فریب اور حیلہ سازی کی پناہ لینی پڑی ہے جس سے ہر متقی انسان دُور رہنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی تقریر کو شائع کرنے والے نے مجھ پر احسان کیا ہے جس کے لئے میں ان کا شکر گذار ہوں کیونکہ مجھے حقیقت کو بے نقاب کرنے کا موقعہ میسّر آ گیا ہے۔

شکر الٰہی

میں اللہ تعالےٰ کا اس بات پر بھی شکر کرتا ہوں کہ اُس نے خاکسار کو محض اپنے فضل و کرم سے اس قدر طویل عمر عطا فرمائی کہ میں جناب میاں صاحب کے جھوٹے الزاموں کی حقیقت کو طشت از بام کر سکوں ورنہ ۲۷ برس کا عرصہ اتنا لمبا عرصہ ہے کہ اس میں موت کا واقع ہو جانا کوئی بعید از قیاس امر نہیں اگر اس عرصہ میں میری موت واقع ہو جاتی تو آنے والی نسلوں کے لئے حقیقت حال سے واقف ہونے کی کوئی صورت ہی نہ تھی پس میں تو یہی کہوں گا کہ خدا مولوی محمد یعقوب صاحب کا بھلا کرے اور انہیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس تقریر کو شائع کر کے میرے لئے اصل حقیقت سے لوگوں کو واقف کرنے کا موقعہ بہم پہنچا دیا ہے۔

جلالی اور قہری نشان کونسا ہے سزا کسے مل رہی ہے اور خدا کی گود میں کون ہے

اس قسط میں صرف دو پیشگوئیوں میں مقابلہ دکھلایا جاتا ہے۔ ایک پیشگوئی وہ جو میں نے اپنے خطوط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "لا تقتلوا زینب" اور الہام "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا" کی تشریح کرتے ہوئے کی تھی کہ جناب میاں صاحب ہمیں اپنے مظالم کا نشانہ بنانے کے نتیجہ میں الٰہی عذاب کا نشانہ بنیں گے اور دوسری پیشگوئی جو جناب میاں صاحب نے میرے متعلق ۱۹۳۷ء میں ہی اپنی جلسہ سالانہ کی اس تقریر میں کی تھی جو اب اگست ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی ہے اور جسے اپنی خاص مصلحت کے ماتحت پوشیدہ رکھا ہوا تھا اور جو اب منظرِ عام پر آ گئی ہے جناب میاں صاحب کی پیشگوئی کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"پھر مجھے جو یہ الہام ہوا تھا کہ میں تیری مشکلات کو دُور کر دوں گا اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا"

الہام میاں صاحب کا جھوٹا نکلنا

الہام کے الفاظ "اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا" پر غور کرو معلوم نہیں جناب میاں کے نزدیک تھوڑے دنوں سے کتنے دن مراد ہوتے ہیں۔ ۲۷ برس تک تو خدا کے فضل سے اس خاکسار پر کوئی تباہی نہیں آئی بے شک قاتلانہ حملوں سے ہمیں ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن یہ تمام حیلے ناکام ہو گئے اور خدا نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہمیں تباہی سے بچا لیا کیا میاں صاحب کے اس الہام کے جھوٹا ہونے میں اب بھی کسی کو شک ہو سکتا ہے اس کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں ہماری روزی کے کفیل ہونے کی بشارت دی جسے آج تک وہ اپنے فضل سے پوری کر رہا ہے پھر متعدد الہاموں میں ہماری کامیابی اور میاں صاحب کی ناکامی کی بشارت دی جسے پورا کر کے دکھلا دیا پھر قادیان پر جب آفت آنے والی تھی تو ہمیں پیش از وقت وہاں سے نکل جانے کا ارشاد فرما کر عزت کے ساتھ اپنی حفاظت میں وہاں سے نکال لیا جناب میاں صاحب کو اس معاملہ میں بھی ذلت اُٹھانی پڑی۔

ہماری سزا پر زور دیتے ہوئے میاں صاحب کہتے ہیں "خدا کہتا ہے کہ میں خود انہیں سزا دوں گا" پھر مزید زور دیتے ہوئے اور عظیم الشان تعلّی سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ کے نشانات مختلف اقسام کے ہوا کرتے ہیں اس کا کوئی نشان جلالی ہوا کرتا ہے اور کوئی قہری (قارئین کرام اس کے بعد ذرہ شان تعلّی ملاحظہ فرمائیں۔ ناقل) میں جو اس وقت تمہارے

سامنے کھڑا ہوں خدا تعالےٰ کا ایک جلالی نشان ہوں اور مصری پارٹی ایک قہری نشان ہے پس خدا تعالےٰ کے نشانات سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنی اصلاح پر زور دو اور نیکی میں ترقی کرو اور خدا تعالےٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جاؤ تا کہ مخالف جب کبھی تم پر حملہ کرے وہ تمہیں خدا تعالےٰ کی گود میں پائے اور جو شخص خدا تعالےٰ کی گود میں چلا جائے اس پر کوئی حملہ کامیاب نہیں ہو سکتا"

الفضل ۲۳ راگست ۱۹۶۴ء صفحہ ۵

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہے کہ ہمارے متعلق میاں صاحب موصوف پیشگوئی کرتے ہیں کہ خدا ہمیں سزا دے گا۔ واقعات بتلا رہے ہیں کہ یہ تعلّی اور تحدی ان کی بالکل غلط تھی پھر وہ اپنے آپ کو خدا کا جلالی نشان ظاہر کرتے ہیں اور ہمیں خدا کا قہری نشان یعنی ہم اُن کے نزدیک خدا کے قہر کے نشان ہیں یعنی اس کا قہر ہم پر نازل ہو رہا ہے اور وہ خدا کے جلال کا نشان ہے اب دنیا دیکھ لے کہ خدا کے قہر کا کون نشانہ بنا ہوا ہے اور کس کے ذریعہ خدا کا جلال ظاہر ہو رہا ہے پھر وہ اپنے آپ کو خدا کی گود میں ظاہر کر رہے ہیں اور ہمیں اس سے باہر ظاہر کر رہے ہیں۔ ان کی جو حالت اس وقت ہے کیا وہ خدا کے عذاب پر دلالت کر رہی ہے یا خدا کی گود میں ہونے پر دلالت کر رہی ہے اس کا فیصلہ میں ہر منصف مزاج پر چھوڑتا ہوں۔ باقی خاکسار ربوہ جماعت کو یہی تلقین کرتا ہے کہ ۴ کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس شخص سے الگ ہو جاؤ جس سے خدا نے اپنے عمل سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے یہ میری مخلصانہ نصیحت ہے۔

سزاؤں کا اُلٹ کر اُن پر پڑنا

اس تقریر میں جو کچھ ہمارے خلاف سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب سزائیں اُلٹ کر اُن پر ہی پڑ چکی ہیں سات ذلتوں کا ذکر میں گزشتہ اقساط میں کر چکا ہوں جن کا شکار ان کو ہونا پڑا ہے اور خدا کے فضل سے خاکسار اس تمام عرصہ میں خدا کی گود میں ہی رہا ہے جس کا مشاہدہ ہر انسان کر سکتا ہے اور ان کا خدا کی گود سے باہر ہونا بھی نمایاں نظر آ رہا ہے دیکھو تعلق محض خدا کے لئے ہونا چاہیئے اور جب خدا کا فیصلہ اس کے توڑنے کا تقاضا کرے تو اسے خدا کے لئے ہی توڑ دینا چاہیئے۔

فیصلہ خود جماعت کرے

جماعت کے عقلمند اور تعصب سے خالی دل رکھنے

والے خود ہی فیصلہ کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کی جو تشریح میں نے کی تھی وہ درست نکلی ہے یا میاں صاحب کی بیان کردہ تشریح اور پھر میاں صاحب موصوف کے اپنے الہامات اور ان کی اپنی تعلیاں درست نکلی ہیں یا غلط۔

خدا کی طرف سے خلافت سے معزولیت

جناب میاں صاحب موصوف نے اس تقریر میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ میں خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں اور خاکسار ان کو خلافت سے ہی معزول کرانا چاہتا ہے سو میں خدا کے فضل اور احسان کا کس قدر شکر کروں کہ اس نے میری مراد پوری کر دی اور میرا مقصد مجھے حاصل کروا دیا خدا نے کہا اے میرے بندے جماعت اگر تیری اس بات پر جس کی طرف تو نے اسے نہایت اخلاص کے ساتھ توجہ دلائی ہے کان نہیں دھرتی تو نہ دھرے میں تیری خواہش کو پورا کرتے ہوئے اسے اس منصب سے معزول کر دیتا ہوں جس کے متعلق وہ جھوٹا دعوےٰ کرتا ہے کہ مجھے اس پر کھڑا کیا ہے سو اس نے ایسا عذاب اس پر نازل کیا جس سے عملاً وہ اپنی معزز خلافت سے معزول ہو کر چارپائی پر بیکار وجود کی طرح پڑا ہوا ہے اور لا یموت فیہا ولا یحییٰ کا مصداق بنا ہوا ہے اور سلسلہ کا نظم و نسق ایک بورڈ کے ہاتھ میں دینے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک کو ایسے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین

(باقی۔ آیندہ)

خطبہ جمعہ

بسلسلہ صفحہ ۶

یہ تو ہمارا شعور کہتا ہے۔ لیکن اس صفت کا اظہار تو اس وقت ہو گا کہ جب ہم بھیڑیئے کے سامنے ہوں تو اس وقت یہ توجہ رہے۔ اس وقت اگر میرے لاشعور میں یہ خوبی ہو گی تو بھیڑیئے کا مقابلہ کروں گا ورنہ بزدلی دکھاؤں گا، ایسی حالت میں یہ میری طرف سے ڈینگ تھی جو شعور سے نکلی تھی۔ اسلئے انسان کو خدا پر یقین محض شعور تک ہی نہ ہو بلکہ لاشعور تک یہ یقین سرایت کر چکا ہو۔ جب یہ حالت ہو گی تو پھر ہم سے جو کام سرزد ہوں گے۔ ان میں خطا نہیں ہو گی۔ ہمارا ہر قدم راستی کا ہو گا۔ ہمارا ہر خیال چین و قرار کا ہو گا اور انسانیت کی بھلائی کا ہو گا۔

"النور" پبلشنگ کمپنی

کے لئے احباب جماعت کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ دس دس روپے کے حصص خرید کریں۔ اس سلسلہ میں احباب نے اگرچہ لبیک کہا ہے مگر باقاعدگی سے اس کے لئے کوشش نہیں ہو رہی۔ ازراہ کرم جملہ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان دفتر سے مرسلہ مطبوعہ سرکلر کو احباب کے گوش گذار کرائیں اور پھر جو شخص جتنے حصص خریدنا چاہتا ہے نوٹ کر لیا جائے اور ایک مکمل فہرست دفتر میں بھیجدی جائے۔ اسوقت صرف تین جماعتوں یعنی لائلپور۔ کراچی۔ اور پنڈی سے اسکے متعلق باقاعدہ فہرست موصول ہوئی ہے۔ یہ بطور یاد دہانی اور فوری عمل درآمد کے لئے بذریعہ اخبار شائع کر رہا ہوں۔ اُمید ہے احباب توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری

کلامِ احمدیہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کی تقریب سعید پر دیگر تصانیف کے علاوہ ایک کتاب کلامِ احمدیہ کے نام سے بھی شائع ہو رہی ہے جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے شعراء کرام کے منظوم کلام کا انتخاب شامل ہو گا۔

شعراء سلسلہ دو ہفتوں کے اندر اندر اپنا منظوم کلام ارسال فرمائیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش مہتمم گولڈن جوبلی
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

عالمگیر جنگوں کے نتائج

(بسلسلہ صفحہ ۲)

چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں رابطہ اور خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کے لئے کوئی تجویز عمل میں ضرور آنا چاہیئے۔

تبلیغ اسلام اور علمائے زمانہ

حال ہی میں "پیغام صلح" کا ۱۷ر جون ۱۹۶۴ء کا پرچہ ملا اس کے اداریہ بعنوان "تبلیغ اسلام کی راہ میں مشکلات اور علمائے اسلام" کو پڑھ کر خوشی اس بات سے ہوئی کہ مدیر صاحب نے ایک اہم اور چھپے ہوئے مسئلہ پر قلم اٹھایا لیکن قاہرہ کی "اسلامی کانفرنس کی رپورٹ" کی تفصیلات کو پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علما زمانہ ماضی کے کسی ویرانے میں بسر کرتے ہیں اور زمانہ حال کے تقاضوں اور امکانات سے قطعی ناواقف ہیں۔

اسلام کے تنزل کے بیج

علمائے اسلام کے ذہنوں میں

میں اس بات کا ذکر کر چکا ہوں کہ اقوام متحدہ کے مفکرین کی رائے میں جنگ کی ابتداء انسان کے ذہن سے ہوتی ہے۔ پیغام صلح کے اداریہ کو پڑھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ اس میں ایک اور بات کے اضافہ کی گنجائش تھی۔ اور وہ یہ کہ اسلام کے تنزل کے بیج علمائے اسلام کے ذہنوں میں نشوونما پاتے ہیں اور اسلام کے فروغ کے لئے ضروری ہے کہ علمائے اسلام اپنے ذہنوں کو تفرقہ، نفرت، بغض اور عداوت کے سفلی تاثرات سے محفوظ رکھیں۔

اس مضمون کے شروع میں میں نے قرآن مجید کی چند آیات نقل کی ہیں۔ علمائے اسلام اگر ان آیات پر غور کریں تو شاید یہ ان کی ہدایت کا موجب ہوں، خدا انہیں تخریبی کارروائیوں کی بجائے اسلامی دنیا میں اتحاد پیدا کرنے کی توفیق دے۔

جماعت احمدیہ کیلئے ضروری مسئلہ

جماعت احمدیہ کا مقصد مسلمانوں کے معاشرہ اور انداز فکر میں ضروری اصلاح پیدا کرنا ہے اور اسلامی دنیا کو تنزل کی بجائے ترقی کی طرف لے جانا اس کا نصب العین ہے، اس کے لئے اسلامی معاشرہ کے ایسے پیچیدہ مسائل پر غور کرنا اور انکے سلجھاؤ کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تشریف آوری

— حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۴ر ستمبر کی شب کو نو بجے کوہ مری سے واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں الحمدللہ

درخواست دعائے صحت

(۱) محترم حبیب الرحمن صادق صاحب کی اہلیہ صاحبہ چند دن سے بیمار ہیں اور ایبٹ آباد میں ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے زیر علاج ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) کراچی سے خواجہ عبدالغنی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی آنکھوں کا اپریشن کامیاب نہیں ہو سکا، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کرم سے بینائی واپس مرحمت فرمائے۔

غسل مصفٰی کی ضرورت

— کتاب غسل مصفٰی مصنفہ میرزا خدا بخش مرحوم کی ایک صاحب کو ضرورت ہے، قارئین میں سے جن صاحب کے پاس ہو اگر قیمتاً دے سکیں تو منیجر صاحب دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے خط و کتابت کریں

خاکسار: منیجر دارالکتب اسلامیہ
احمدیہ بلڈنگس لاہور

آپ کے خطوط

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا انگریزی ترجمۃ القرآن

محترمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہاں کی بندرگاہ میں ایک انگریزی جہاز "سٹی آف پُونا" (City of Poona) میں ایک عراقی مسلمان افسر سے مجھے ملاقات ہوئی - وہ جہاز پر تھرڈ آفیسر ہیں اور عراق کے سب سے پہلے افسر ہیں جو اس عہدہ پر پہنچے ہیں - عنقریب وہ کیپٹن کا امتحان پاس کر کے عراق گورنمنٹ میں کسی اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو جائیں گے - ان کا اسم گرامی عالی محمد الاسدی ہے (انہوں نے بتایا کہ الاسدی حضرت علی کی والدہ کے قبیلہ کا نام تھا) - انہوں نے انگلینڈ میں تربیت پائی ہے اور انگریزی خوب جانتے ہیں -

میری ان کی گفتگو کچھ اس طریق پر ہوئی :-

میں :- (انگریزی میں) آپ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں ؟

الاسدی :- (" ") میں عراق کا رہنے والا ہوں -

میں :- (عربی میں) تعرف عربی - کیا آپ عربی بول سکتے ہیں ؟

الاسدی :- (" ") تعلمت عربی فاین - آپ نے عربی کہاں سے سیکھی ؟

میں :- (عربی میں) فی المدرسۃ - سکول میں

الاسدی :- (انگریزی میں) مجھے یہ تو خیال تھا کہ پاکستان میں اتنی عربی پڑھائی جاتی ہے کہ آپ بول بھی سکیں -

پھر انہوں نے بتایا کہ وہ انگلینڈ جانے سے پہلے عراق میں ہائی سکول میں تعلیم پاتے تھے اور وہاں قرآن کریم بھی پڑھا مگر صحیح طور پر جب ہی قرآن کریم سمجھ میں آیا جبکہ انگلینڈ میں انہوں نے مولانا محمد علیؒ کا انگریزی ترجمۂ قرآن خرید کر پڑھا - یہ بھی کہا کہ میرے قرآن کی کاپی تو میرے بھائی نے لے لی ہے اب میں جہاز کے لندن پہنچتے ہی ووکنگ جا کر محمد علی صاحبؒ کا ترجمہ قرآن دوبارہ خرید دوں گا" اس سے قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس ترجمہ کی دنیا میں کیا قدر ہے - کاش کہ ہماری جماعت کے سامنے جو نصب العین حضرت مولانا مرحوم مغفور رکھ گئے تھے یعنی قرآن کریم کو دنیا میں پھیلانا - ہم نے اس نصب العین کے لئے پوری جدوجہد کی ہوتی -

آج مارماڈیوک پکتھال کا "گلوریس قرآن" ہر جگہ نظر آتا ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟ اس کی وجہ ہے جسے امریکہ میں Intensive Promotion کہا جاتا ہے - آج جبکہ ہم گولڈن جوبلی منانے والے ہیں - آئیے ہم سب مل کر اس ترجمہ قرآن کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کا کوئی نیا منصوبہ تیار کریں - بقول حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ :-

"ہمارا کام قرآن کو دُنیا میں پہنچا دینا ہے
آگے یہ اپنا کام خود کر لے گا -"

خاکسار :- عبدالسلام پائلٹ آفیسر کھلنا

ارشادات عالیہ :- از صفحہ اوّل

ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق و عادات - استقامت - پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے - پس ان باتوں کو یاد رکھو " (کلام المبارک)

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۶۶/۲۶۵)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ ایل ۳۳ شمارہ ۳۷

جلد ۵۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۵ جمادی الاوّل ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۳۸

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

یہ سلسلہ بیعت بمرادِ فراہمی طائفہ متقین یعنی تقوےٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کیلئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور انکا اتفاق اسلام کیلئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونیکے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اسکے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسانی کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں۔ بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہوتے کو تیار ہوں۔ اور تمام کوشش اس بات کے لئے کریں کہ اُن سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔ —— ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ——

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابن مسعودؓ قال تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن یُرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان النور اذا دخل الصدر انفسح فقیل یا رسول اللہ ھل لتلک من علمٍ تعرف بہ قال نعم التجافی من دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ۔

(بحوالہ مشکوٰۃ باب الفقراء وغیرہ)

ترجمہ :- ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اس کے واسطے فراخ کر دیتا ہے۔ پس فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نورِ ہدایت جب سینہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کیا ظاہر میں اس حالت کے لئے کوئی نشان ہے کہ پہچانی جائے اس نشانی کی وجہ سے فرمایا ہاں اس کے لئے نشانی ہے دور ہونا غرور کے گھر سے اور رجوع تمام کرنا طرف آخرت کے اور مستعد رہنا واسطے موت کے قبل اس کے کہ وہ آ پکڑے۔

نوٹ :- نورِ الٰہی کے متعلق فرمایا :- والذین اٰمنوا باللہ ورسلہٖ اولٰئک ھم الصدیقون

(باقی پر صفحہ ۱۲ کالم ۱ کے نیچے)

تبلیغی خطوط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط:- عبد العزیز ابراہیم صاحب - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(لٹریچر کے لئے درخواست)

میں یہ خط آپ کو تحریر کر رہا ہوں کہ مجھے کچھ لٹریچر ارسال کیا جائے - مجھے دوسری جماعتوں کے لوگ عموماً مذہب کے متعلق سوالات کرتے رہتے ہیں - اور میں ان کا جواب نہیں دے سکتا کیونکہ مجھے مذہب سے واقفیت نہیں، اس لئے مہربانی کر کے اس معاملہ میں میری مدد کریں اور مجھے اسلامی لٹریچر ارسال کریں -

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط:- مارد نا - این - ابن یعقوب - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط بڑی خواہش سے تحریر کر رہا ہوں مجھے آپ کی وہ کتابیں جو آپ کے زیر سایہ چھپتی ہیں، ان کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا -

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ وہ کتابیں جن کا تعلق اسلام سے ہو اور وہ اسلام جو رسول خدا لیکر آئے مجھے ارسال فرمائیں -

کیا مجھے نماز پر کتاب میسر آسکتی ہے - اگر ایسا ہے تو مجھے جلدی جواب دیں اور اس کی قیمت تحریر کریں -

نیز مجھے قرآن شریف انگریزی کی قیمت بھی ارسال کریں - آخر میں ملتمس ہوں کہ آپ اپنی فہرست کتب بھی ارسال کریں تاکہ میں آپ کتابیں دیکھ سکوں -

جواب جلدی -

(ٹیچنگز آف اسلام، پرائس لسٹ اور مزید لٹریچر بھیجا گیا اور نیز خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط:- انتد اکو رانگا عربی ٹریننگ کالج سکوتوں - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے جبکہ میں آپ کو یہ خط تحریر کر رہا ہوں - اصل مقصد جس کی وجہ سے یہ خط تحریر کیا ہے - وہ یہ ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں اور مجھے قرآن کریم پڑھنے کا بہت شوق ہے - لیکن میرے پاس بالکل نہیں - میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے چند کتابیں قرآن شریف کے علاوہ ارسال کریں - میں بہت مشکور ہوں گا

اگر آپ مجھے خط کا جواب بھی جلدی دیں -

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط الحاج ابوبکر - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ چند سطور آپ کی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام مجھے ارسال کیا ہے - اللہ تعالےٰ ہم دونوں کی نصرت کرے اور سیدھے راستہ پر چلائے آمین - خط کو زیادہ طوالت نہیں دیتا جیسا کہ میں نے پہلے وعدہ کیا تھا میں کبھی نہیں بھولوں گا اور میں ایسوسی ایشن کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کروں گا -

میں جانتا ہوں کہ آپ ہمارے آدم دوست ہیں کیا آپ مجھے ممبر شپ فارم ارسال کریں گے -

جواب کا منتظر

(ان کو ممبر شپ سرٹیفکیٹ، لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

ترجمہ خط عبد الغنی ابراہیم - الورن - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب مکرم

میں بہت مشکور ہوں گا اگر مجھے اسلامی لٹریچر ارسال فرمائیں -

اگر آپ کے پاس کوئی اور اچھا مذہبی کتاب ہو - تو وہ بھی ارسال کریں کیونکہ یہاں بہت سے ایسے نوجوان ہیں جن کو ہم اسلام میں لانا چاہتے ہیں اور وہ خوشی سے اسلام قبول کریں گے -

(ان کو مطلوبہ لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط:- باسترجے - اے آدی بودن - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے اس ایسوسی ایشن کے متعلق بہت کچھ سنا ہے کہ یہ ایک مسلمانوں کی جماعت ہے اور میں ایک بہت اچھا موقعہ سمجھتا ہوں کہ آپ سے خط وکتابت کے ذریعے کچھ روشنی حاصل کر سکوں کیونکہ میں مذہبی رنگ میں بالکل بے بہرہ ہوں -

لٹریچر اور پمفلٹس کافی روشنی اس پر ڈالیں گے - قرآن شریف کے مطالعہ سے رسول کریمؐ کے متعلق کافی معلومات حاصل ہوں گی کیونکہ میں ایک ہوشیار مسلمان ہوں - میں یہ اپنے لئے ایک بہترین موقعہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اس چیز کے حاصل کرنے کی امداد دیں گے

(ان کو مطلوبہ لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط:- ملام عبد القادری - اد - گھاری (نائیجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ یہ خط آپ کی خدمت میں اچھی حالت میں پہنچے گا - خدا کا شکر ہے کہ احمدیہ سوسائٹی اچھی ہے اور جو لوگ اس سوسائٹی میں کام کر رہے ہیں - وہ بھی اچھے ہوں گے - کافی عرصہ ہوا آپ کی طرف سے خط آیا ہے کہ سب طرح خیریت ہے - میری خدا سے دعا ہے کہ یہ سوسائٹی خوب کام کرے آمین

سوسائٹی کو مطلع کرتا ہوں کہ میری تبدیلی جیا ہو گئی ہے جہاں سے میں یہ خط لکھ رہا ہوں اور میں ایسا ہی کام کرتا ہوں جیسا کہ میں جہاں پہلے تھا کام کیا کرتا تھا - اور میں نے یہاں بھی ایک احمدیہ سوسائٹی قائم کی ہے اور ہمارا پریذیڈنٹ ملام عبد السلامی اولاپارے ہے جو جنوبی جیا لولیس میں ہے میں جانتا ہوں کہ سوسائٹی اسکو شکریہ کے خط لکھے کہ ایسی سوسائٹی قائم کی گئی ہے - آپ سے گذارش ہے کہ آپ ایک عربی ڈکشنری اور قرآن شریف ارسال کریں اور میں آپ کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہوں گا اور میں شادی مؤرخہ ۱۶ اگست ۱۹۶۴ء کو کرا رہا ہوں - اس کے لئے سوسائٹی دعا کرے کہ یہ تقریب میری خوش نصیبی کا باعث ہو -

مجھے آپ نے مکتوب گرامی میں ممبروں کے نام اور ایڈریس کے متعلق لکھا تھا اور میں نے وہ نام بھیج دیئے تھے اور امید تھی کہ سوسائٹی ہماری دلجوئی کے لئے کچھ الفاظ لکھے گی -

نئی سوسائٹی جو بنائی گئی ہے اس کا نام پریذیڈنٹ انچارج اے اے اشاعت اسلام لاہور - جیا جنوبی براہ این - آر - نائیجیریا رکھا ہے -

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ میری تمام گذارشات پر ہمدردانہ غور کر کے خدا اور رسول کے لئے مجھے اطلاع دیں میں جانتا ہوں کہ یہ سوسائٹی ہمیشہ دائم اور قائم رہے اور خوب ترقی کرے - آمین - والسلام

(قرآن شریف اور خط بھیجے گئے)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط:- سلیمان کپی - کیپ ٹاؤن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب محترم: میں آپ کو یہ خط لکھتے ہوئے از حد خوشی محسوس کرتا ہوں جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا تھا وہ مجھے بروقت مل گیا ہے - آپ کی کرم فرمائی کا از حد شکریہ میں نے آپ کو سابقہ خط میں عرض کیا تھا کہ میں ایک نئی جگہ جا رہا ہوں - جہاں میری آئندہ ترقی اور میرے بچوں کی تعلیم وتربیت ہو گی - میں کتاب ٹیچنگز آف اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں - میں اس سے کافی علم حاصل کروں گا اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کروں گا

مجھے مزید کتب فقہ اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق ارسال کریں کیونکہ جب وہ فقہ کے متعلق سوال کرتے ہیں تو میرے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا امید ہے ہماری عرضداشت منظور کریں گے - والسلام (انہیں مومنٹ آف نا جکمیہ ---)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۴ء

تبلیغِ اسلام اور ہمارے مخالفین

حکومت پاکستان کے محکمہ خزانہ کے پارلیمانی سیکرٹری مسٹر محمد حنیف خاں نے حال ہی میں قومی اسمبلی میں انکشاف کیا کہ:-

"پاکستان کے احمدی فرقہ کو غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے ۱۹۵۹ء سے لے کر ۱۹۶۴ء تک بارہ لاکھ گیارہ ہزار نو سو اٹھاسی روپیہ کا زرِ مبادلہ دیا جا چکا ہے۔"

اس پر وقفہ سوالات میں کالعدم جماعت اسلامی کے رکن مولانا ابوالکلام محمد یوسف نے اعتراض کیا کہ ایک ایسی جماعت کو جس کے عقائد صحیح نہیں زرِ مبادلہ کیوں دیا گیا۔ اس کے جواب میں پارلیمنٹری سیکرٹری نے بتایا کہ:-

"غیر ملکی زرِ مبادلہ دینے میں حکومت نے احمدیہ فرقہ کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا کیونکہ حکومت کی پالیسی ہے کہ جو بھی مذہبی ادارہ غیر ممالک میں تبلیغی مقاصد کے لئے زرِ مبادلہ طلب کرے اسے یہ زرِ مبادلہ فراہم کیا جائے۔"

یہ انکشافات ان لوگوں کے غور کے قابل ہے جو جماعت کو کوسنے اور متہم کرنے کے عادی ہیں۔ لیکن خود کچھ بھی کرنے کے لئے تیار نہیں، کالعدم جماعت اسلامی کے رکن نے اعتراض تو کر دیا کہ احمدی جماعت کو زرِ مبادلہ کیوں دیا گیا، جب اس کے عقائد صحیح نہیں۔ لیکن پارلیمانی سیکرٹری کے جواب کو سن کر انہیں شرم آنی چاہیئے تھی کہ اُن کی نام نہاد جماعت اسلامی کو کیوں آج تک یہ جرأت نہ ہوئی کہ اپنے مفروضہ "صحیح عقائد" ہی کو لے کر وہ تبلیغ کے لئے نکلتی اور حکومت کے فراہم کردہ زرِ مبادلہ سے فائدہ اُٹھاتی، لیکن جن لوگوں کے عقائد صرف اپنے ملک میں خلفشار پیدا کرنے اور حصول اقتدار کے لئے ہر جائز و ناجائز تگ و دو تک محدود ہوں، وہ تبلیغ اسلام کا نام کیسے لے سکتے ہیں، ان کا کام تو اعتراض کرنا اور حکومت اور کام کرنے والوں کو ہر رنگ میں بدنام کرنا ہے۔

اسی امر کے متعلق معاصر الجمعیۃ دہلی نے "مفلوج لوگوں کا وار" کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا ہے جس میں مندرجہ ذیل خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ:-

"جس ممبر نے قومی اسمبلی میں یہ کہا کہ حکومت ایسی اور ایسی جماعت کے لئے زرِ مبادلہ کیوں منظور کرتی ہے اُسے شرم آنی چاہیئے تھی کہ ایسی مذہبی جماعت کو غیر ممالک میں تبلیغی سرگرمیوں کے لئے سالانہ تین لاکھ روپیہ کا زرِ مبادلہ حاصل کرے مگر اس جماعت کی جو حریف طاقتیں ہیں وہ اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے زرِ مبادلہ کی پھوٹی کوڑی بھی وصول نہ کر سکیں۔"

معاصر ممدوح آگے چل کر لکھتا ہے:-

"بجائے اس کے وہ اپنی جماعتوں کی اس کوتاہی پر نادم ہوتے کہ ان کا کوئی فرد تبلیغی مقاصد کے لئے باہر نہیں جاتا۔ وہ اس جماعت کا زرِ مبادلہ بند کرانا چاہتے ہیں جن سے ان کو بنیادی اختلاف ہے، خود کا حال یہ ہے کہ نہ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں کا درک رکھتے ہیں اور نہ غیر ممالک میں جا کر اپنی سرگرمیوں سے باطل جماعتوں کا مقابلہ کرتے ہیں، مگر چاہتے یہ ہیں کہ جو جماعت تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہے اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لیں اور باہر کی دنیا میں نہ خود کام کریں اور نہ دوسروں کو کرنے دیں! یہ حضرات صرف فتووں سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کام کو دیکھتی ہے خیالی فتووں کو نہیں دیکھتی اگر پاکستان کے علماء نے صرف باتوں اور فتووں سے دوسروں کی ریڑھ مارنی چاہی تو وہ مُنہ کی کھائیں گے اور میدانِ عمل میں وہی لوگ بازی لے جا سکیں گے جن کی ترقی کو دیکھ کر ہم جلے بھنے جا رہے ہیں۔"

ہمیں خوشی ہے کہ معاصر "الجمعیۃ" نے کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر اصل حقیقت کی طرف پاکستانی علماء اور مذہبی اداروں کو توجہ دلائی ہے، کاش وہ اس پر غور کریں، اور اعتراضات اور مخالفت کے میدان کو چھوڑ کر تبلیغی میدان میں اتر آئیں، اور حکومت کی طرف سے زرِ مبادلہ کی جو رعایت ہر مذہبی ادارہ کو دی گئی ہے اس سے فائدہ اُٹھا کر غیر ممالک میں نکل جائیں اور مذہب کی پیاسی دُنیا کو اسلام کے چشمۂ شیریں سے سیراب کرنے کی کوشش کریں، کہ اسی میں انکی نجات ہو سکتی ہے، گھر بیٹھ کر اعتراض کرتے رہنا تو مردوں کا کام نہیں۔

اخبارات کی توسیعِ اشاعت

گذشتہ جنوری اور فروری میں اخبارات "پیغام صلح" و "لائٹ" کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں احباب جماعت نے نہایت سرگرمی کا مظاہرہ فرمایا تھا، اور بفضلِ خدا اس سرگرمی کے خوش کن نتائج بھی برآمد ہوئے تھے۔ احباب سے گذارش ہے کہ اس تحریک کو سرد نہ پڑنے دیا جائے۔ ہمارے اخبارات تبلیغ اسلام اور توسیع سلسلہ کے لئے نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں اُن کی اشاعت میں جتنی وسعت ہو گی اسی قدر اشاعت اسلام کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہو گا۔

لہذا میں جملہ احباب سے پُر زور استدعا کرتا ہوں کہ اس مجاہدہ میں شامل ہوں اور ہر دو اخبارات کی اشاعت کے لئے کوشش فرماویں۔ اہل ثروت احباب اپنی گرہ سے چندہ دے کر اپنے حلقہ میں اخبارات مفت جاری کروائیں۔ مجھے امید ہے کہ احباب کی توجہ سے ہمارے اخبارات ایک مقام پیدا کر سکیں گے۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تعظیم لامر اللہ و الشفقۃ علیٰ خلق اللہ۔ اسلامی تعلیم کا نچوڑ ہے

جس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمل کر کے دکھایا

گولڈن جوبلی کی تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہدایات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۶۴ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئًا وبالوالدین احسانًا وبذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل ـــــ سورۃ النساء

اسلام کا نچوڑ ـــ العظمت لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ

اللہ تبارک وتعالےٰ نے ان دو آیتوں میں سارا اسلام بیان فرمادیا ہے۔ اس مضمون کو کئی ایک جگہ پر دہرایا ہے۔ قرآن کریم میں ان تعلیمات کا تکرار پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور وہ اس کے نفس اور فطرت کو جانتا ہے تکرار سے علم بڑھتا ہے اور مکمل ہوتا ہے اور عمل کے اندر خوبی پیدا ہوتی ہے۔ اور ان آیات کے مضمون کو اس مقصد کے پیش نظر دہرایا گیا ہے کہ یہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ میں اسی نچوڑ کی تلقین فرمائی ہے العظمت لامر اللہ والشفقت علےٰ خلق اللہ۔ بس دین کا نچوڑ اتنا ہی ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام کی عظمت اور تعمیل کی جائے اور اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت۔ محبت وفا اور پیار اور حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے اور دل میں یہ جذبہ ہو کہ میں مخلوق خدا کی بہبودی اور بہتری کے لئے وقت صرف کروں گا۔ روپیہ صرف کروں گا۔ ضرورت ہو تو جان بھی دے دوں گا۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں یہی مضمون ہے۔

عبادت یا احکام الٰہی کی تعمیل

فرمایا واعبدوا اللہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو یا دوسرے لفظوں میں العظمت لامر اللہ والشفقت علےٰ خلق اللہ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہو کر اس کی تعظیم بجا لاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام الٰہی کی پابندی کی تعلیم بھی دی اور اس پر عمل بھی کر کے دکھلایا، فرمایا انا اول المسلمین وہ احکام الٰہی جو مسلمانوں کو دیئے جاتے ہیں، میں سب سے بڑھ چڑھ کر ان کی فرمانبرداری کرتا ہوں۔ اور آپ نے عبادت کرنے میں تو انتہا کر دی۔ ساری عمر نماز تہجد پڑھی۔ فقر و فاقے کے دنوں میں بھی راتیں یاد الٰہی میں گذاریں اور بادشاہت کے حاصل ہونے کے بعد بھی دربار الٰہی میں کھڑے ہو کر راتیں بسر کیں، فقر و فاقے کے اندر انسان عملاً خدا تعالےٰ کا انکار کر دیتا ہے اور جب اس کو دولت اور اقتدار مل جاتا ہے تو وہ غفلت کی وجہ سے خدا کا انکار کرتا ہے وہ کہتا ہے خدا کو ماننے کی ضرورت کیا ہے۔ بے شمار انسانوں نے جن کو دولت اور اقتدار ملا۔ اس کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے احکام کی پابندی ترک کر دی۔ مگر حضور تنگی اور ثروت دونوں حالتوں میں خدا تعالےٰ کی عبادت میں مستعدی اور باقاعدگی سے سرگرم عمل رہے۔

شرک سے اجتناب کا حکم

فرمایا ولا تشرکوا بہ شیئًا۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ اس کائنات کے اندر اس کی سلطنت ہے۔ اس کو چلانے والا وہ ایک ہی خدا ہے۔ اس میں اور کسی کا دخل نہیں اور نہ کوئی دوسرا کارکن ہے جو اللہ تعالےٰ کا شریک کار ہو، وہ واحد اس سلطنت کے کاروبار کو چلاتا ہے اس لئے حکم دیا کہ اس کے سوائے کسی کو معبود نہ بناؤ کسی خانقاہ اور کسی بت کو خدا نہ بناؤ، کسی کی پرستش نہ کرو، کسی کے آگے نہ جھکو، دنیا بھر میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو خدا کو واحد تسلیم کرتے ہوئے شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ وہ تکلیف اور دکھ درد کے وقت خدا تعالےٰ کا آستانہ چھوڑ کر زندہ انسان یا مردہ انسان کے آگے سر جھکا دیتے ہیں اور اس سے التجا کرتے ہیں کہ میری سنو، میرے دکھ درد کا مداوا کرو۔ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ میرے مقدمہ میں ہائیکورٹ کی طرف سے سخت ترین سزا ہونے کا خیال تھا کسی نے مجھے کہا کہ حضرت معین الدین اجمیریؒ کی قبر پر جا کر سجدہ کرو مصیبت ٹل جائے گی۔ چنانچہ میں سزا اور ذلت کے خوف سے ان کی خانقاہ پر پہنچا اور ان کے سامنے سجدہ میں گرا اور رو رو کر ان سے مدد مانگی۔ غرض مصیبت کے وقت وہ لوگ بھی جو خدا کو واحد مانتے ہیں قبروں کے سامنے اپنا سر جھکا دیتے ہیں اور اپنی حاجتیں اور منتیں مانگتے ہیں اور ان کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے ہیں جو محض اور صرف خدا تعالےٰ کو ہی سزاوار ہے۔

نبی کریم صلعم کا حکم۔ مجھے خدا نہ بنانا نہ میری قبر کو بت بنانا صرف عمل کام آئینگے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں فرمایا لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ۔ سنو لوگو! جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا لیا تھا۔ میرے ساتھ ایسا نہ کرنا۔ مجھے یہ درجہ نہ دینا ولا تجعلوا قبری وثنًا اور میری قبر کو بت نہ بنا لینا اور اس کی پوجا نہ کرنا، نہ میری زندگی میں میری پوجا ہو، اور نہ میرے مرنے کے بعد۔ سنو صفیہ* یوم القیامۃ باعمالکم ولا بانسابکم۔ قیامت کے دن اپنے اعمال لیکر آنا۔ یہ نہ کہنا کہ ہمارا رشتہ محمدؐ کے ساتھ ہے۔ آپ نے یہ تعلیم دے کر شرک کی جڑیں کاٹ دیں۔ فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے ہاں سرخروئی اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ تمہارے اعمال میں خلوص ہو۔ دلوں میں رضاء الٰہی کے حصول کی تڑپ ہو۔

* [illegible]

ابولہب اور نجاشی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب جن کے اندر آپ ہی طرح کا قریشی خون تھا اور جن کا سفید رنگ تھا اور جن کے رخسار شعلہ زن تھے۔ باوجود حضور صلعم کے رشتہ دار ہونے کے سزا پا گئے بالمقابل النجاشی جس کا رنگ کالا اور جس کا وطن عرب سے دور افتادہ تھا اور جو حضور کا رشتہ دار نہ تھا اعمال صالحہ کی وجہ سے سعادت اخروی کا حقدار ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک شخص اگر احکام الٰہی پر کاربند ہو اور وہ اعمال بجا لائے جن کا حکم حضور نے دیا ہے اور عمل میں لا کر

دکھایا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ جب نجاشی مرا۔ حضورؐ کو غیب سے انکی وفات کی اطلاع ہوئی، فرمایا کہ آؤ ہم اپنے بھائی نجاشی کی مغفرت کی دعا کریں۔ نہ دیکھا نہ بھالا۔ کالا سیاہ ہے۔ دُور افتادہ ملک کا باشندہ ہے، اس کے لئے دعا کی جا رہی ہے۔ مختصراً یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتار میں رفتار میں کردار میں اور اعمال میں یہ دکھلایا کہ اگر خدا تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہو تو اعمال کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی فرمایا ان اولی الناس بی المتقون میرے قریبی وہ ہیں جو خدا خوف اور نیک عمل ہوں مخلوق خدا کی بہبودی کے لئے دل میں تڑپ رکھتے ہوں۔ من کانوا وکسی قوم کے ہوں حیث کانوا کسی وطن کے ہوں۔ ظاہر ہے یہ عالمگیر نظریات ہیں۔

والدین سے حُسنِ سلوک

پھر خدا تعالیٰ کی عبادت کا حکم دینے کے بعد مخلوق خدا کا ذکر کیا گیا ہے اور ان میں سے سب سے پہلے فرمایا وبالوالدین احساناً والدین کا ادب کرنا۔ ان کی تعظیم و تکریم کرنا۔ ان کی خدمت کرنا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو بہت اہمیت دی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پر بڑا زور دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلعم کے اعمال کے اندر یہ بات آگئی۔ آپکے والد تو آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی انتقال فرما گئے تھے۔ اور چھوٹی عمر میں ہی آپؐ کی والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تھا۔

اُمِ ایمن رضؓ حضورؐ کی کھلائی کی تعظیم

حضورؐ کی کھلائی خادمہ اُمِ ایمن تھیں جو حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ ان کا نام برکت تھا۔ فرمایا انت اُمی بعد اُمی۔ میرے ماں کے مرجانے کے بعد آپ میری ماں ہیں۔ بادشاہ ہو کر بھی اُمِ ایمن کے گھر تعظیماً بار بار تشریف لے جاتے ہیں۔ اس طرح سے حضورؐ نے عملاً ماں کی تعظیم کرنے کا نمونہ قائم کیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ بھی احتراماً اُمِ ایمن کے گھر جاتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؐ کا ذکر آیا۔ تو وہ رونے لگیں، وجہ پوچھی تو کہا کہ حضورؐ کے درجات بلند ہو گئے ہیں لیکن وہ روشنی جو آسمان سے وحی نبوت نازل ہوتی تھی وہ منقطع ہو گئی۔ غرض حضرت نے ام ایمن کا وہ ادب کرکے دکھایا کہ جو حقیقی ماں کا کرکے دکھایا جا سکتا ہے۔

حضورؐ کی دائی حلیمہ سعدیہ کا ادب و تکریم

حضرت حلیمہ سعدیہ نے جو بنی ہوازن میں سے تھیں حضرت صلعم کی تربیت کی تھی۔ حضورؐ نے حلیمہ سعدیہ کا ادب و تکریم کرکے دکھایا۔ بنی ہوازن کی جنگ میں چھ ہزار قیدی ملے تھے اور مال غنیمت بھی۔ حضرت حلیمہ آتی ہیں دربار لگا ہوا ہے۔ ملٹری کیمپ ہے۔ جرنیل کرنیل موجود ہیں۔ ایک عورت وہاں نمودار ہوتی ہے وہ بدو عورت ہے۔ اسکو دیکھتے ہی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کے بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ چادر بچھاتے ہیں اور لوگوں کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ یہ میری ماں ہیں، ایک معمولی شان کی عورت کو جرنیلوں کرنیلوں کے سامنے اپنی ماں قرار دینا اور ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا اور اپنی چادر ان کے لئے بچھانا انتہا درجے کی تعظیم و تکریم کا مظاہرہ ہے۔ حلیمہ رضؓ کہتی ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم نے اپنی پھوپھیوں اور چچیوں کو قید کر لیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنا اور قریشی قوم کا حصہ آزاد کرتا ہوں۔ باقی حصہ قوم کا مال ہے۔ ظہر کی نماز کے وقت میں اُن کے آزاد ہونے کی سفارش کروں گا۔ آپؐ کی سفارش پر چھ ہزار قیدی آزاد کر دیئے گئے۔

ایک اور واقعہ

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے۔ آپؐ کے چچا کی بیٹی فتح مکہ کے وقت دو کافروں کو پناہ دے دیتی ہے۔ اُن کے بھائی حضرت علیؓ کو علم ہوتا ہے تو وہ خفگی کے عالم میں آتے ہیں اور دروازہ توڑنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کو قتل کر دیں۔ لیکن انکی بہن نے کہا کہ میں ان کو پناہ دے چکی ہوں۔ ان کی جان کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔ دونوں کا ایمان قوی ہے۔ ایک تو اس لئے قتل کرنا چاہتا ہے کہ ان کافروں اور ان کے ایذاؤں سے قوم کو دُکھ پہنچا ہے۔ اور ان کی بہن اُمِ ہانی رضؓ اس لئے روکتی ہیں کہ انہوں نے ایک مسلمان کے گھر میں پناہ لی ہے۔ جب حضرت علیؓ مایوس ہو کر اُن کے ہاں سے چلے گئے تو اُمِ ہانی رضؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجرنا من اجرت جس کسی کو تم نے پناہ دی ہے اسکو ہم نے بھی پناہ بخشی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور رشتہ داری کی خاطر مدارات کرنے کا بیش قیمت نمونہ تھے۔

قریبیوں سے حُسنِ سلوک

آگے فرمایا و بذی القربیٰ۔ قریبیوں کا لحاظ رکھو۔ یہ بھی حضرت اکرم صلعم کے عمل میں آئی ہوئی چیزیں ہیں آپؐ نے اپنے قریبیوں کا ادب و لحاظ کرکے دکھایا ہے۔ حضرت عباسؓ اور حضرت حمزہؓ کا بہت بڑا ادب کرکے دکھایا ہے۔ ان کو محسوس ہوتا تھا کہ حضرتؐ کے دل میں ہمارا بڑا احترام ہے۔ آپؐ کا چچا زاد بھائی عقیلؓ آیا۔ جعفرؓ آیا اور علیؓ آیا۔ ان سب کے ساتھ محبت و پیار کا سلوک آپؐ نے رکھا۔ خیبر جب فتح ہوا تو جعفرؓ افریقہ سے واپس آئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ خیبر کی فتح کی مجھے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفرؓ کے واپس آنے کی! یہ آپؐ کے رشتہ دار ہیں جن کی آپؐ نے قدر کی ہے اور اپنے نمونہ سے دوسروں کو رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرنے کی تلقین کی ہے۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے معنی ہی یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پابندی کریں اور حضرت اکرم صلعم کی سنت پر عمل پیرا ہوں۔ حضورؐ کا حُسنِ سلوک کرنا بڑا خوبصورت ہے۔ آپؐ کا طریقہ ہمارے لئے نمونہ ہے۔

یتامیٰ اور مساکین کی خدمت و مدارات

پھر فرمایا:۔ والیتامیٰ والمساکین یتیم کا اکرام کرو۔ لوگ یتیم کو روٹی دے کر اس پر بڑا احسان کرتے ہیں۔ اور اسی طرح سے کسی رشتہ دار کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا تو وہ احسان جتلاتا رہتا ہے جو معیوب ہے۔ اس سے احسانمندی ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ احسان جتلا کر اور دُکھ دے کر اپنے صدقات کو باطل مت کرو۔

مہمان کی تکریم اور بڑوں کی عزّت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ہاں مہمان آ جائے تو اس کا اکرام کرو فلیکرم ضیفہ مہمان کے سامنے روٹی رکھ دینا کافی نہیں۔ اکرام کے بغیر وہ خوش نہیں ہوتا۔ ان کی تعظیم و تکریم کی جائے ایسے بھی لوگ ہیں جو صاحب اقتدار ہیں وہ اپنے باپ کو چالیس روپے تو دے دیتے ہیں لیکن بوڑھے باپ کا اکرام نہیں کرتے بلکہ ان سے بات کرنے کے روادار ہی نہیں ہوتے ایسا کرنا اسلامی تعلیم کے منافی ہے اور ایسے بھی باصفات میں نے خود اپنی جماعت کے لوگ دیکھے ہیں کہ ماں باپ نے ایک بات کہی اولاد نے فوراً اسکو مان لیا۔ ایسے نوجوانوں کا ایمان میرے مشاہدے میں آتا رہتا ہے۔ میں نے ان کو ایسا ادب و لحاظ کرتے بھی دیکھا ہے مگر وہ بدقسمت نوجوان بھی ہیں جو ماں باپ کے سامنے بے ادبی اور گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے والدین کی خدمت کی ان کو خدا نے پسند فرمایا ہے لیکن وہ جنہوں نے والدین کی بے ادبی کی وہ بدنصیب ٹھہرے۔ یتامیٰ کے ساتھ سلوک کرنے کے بعد فرمایا والمساکین حضور نے اس بارے میں فرمایا ہے وابتغونی فی الضعفاء

اگر تمہیں میری تلاش ہے تو مجھے غرباء کے اندر تلاش کرو۔

حیوانوں سے سلوک

یہ تو انسانوں سے متعلق اور ان سے سلوک کی بات ہے آپ دوسری مخلوق خدا کے ساتھ بھی سلوک کا اندازہ لگائیں۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ اذا

(خطبۂ جمعہ)

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کنا اذا نزلنا منزلا لا نسبح حتی نحل الرحال
اسے لا نقدم الصلوٰۃ علی اراحۃ الدواب
جب بھی ہم کہیں پڑاؤ ڈالتے ہم عبادت نہ کرتے تاوقتیکہ ہم چوپایوں کو آرام دے کر ان کو چارہ وغیرہ نہ ڈالتے۔ ہم نماز سے پہلے اپنے جانوروں کے آرام کا بندوبست کرتے اور اپنی سواریوں کے جانوروں کو آرام دینا نماز پر مقدم کرتے تھے۔

بزرگوں اور بھائیوں سے سلوک

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نافرمانی کر کے اپنے بزرگوں کو ناراض کر دیا جاتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ پیغمبر ہیں، حضرت یوسفؑ کی فرمانبرداری کی وجہ سے ان کی طرف مائل ہیں ان کے دوسرے بیٹے نافرمان ہیں۔ یہ شقی النفس بیٹے الٹا باپ پر اعتراض کرتے تھے کہ وہ ہمارے ساتھ سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔ یہ نقشہ اکثر مشاہدہ میں آتا ہے، جو افسوسناک ہے۔ قابیل اور ہابیل ایک باپ کے دو بیٹے تھے۔ جب ہابیل کی قربانی قبول ہوئی تو قابیل نے حسد کی آگ میں جل کر سگے بھائی کو قتل کر دیا۔ ایک اخلاق کا یہ پہلو ہے۔ جس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیئے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ دعا کرتے ہیں کہ میری مدد کے لئے میرے بھائی ہارون کو ساتھ کر دے کہ وہ مجھ سے بہتر کلام کر سکتا ہے ھو افصح منی لسانا۔ یہ تمام چیزیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے ہماری تعلیم و تربیت کے لئے ہیں۔

ساتھ بیٹھنے والوں اور خادموں سے حسن سلوک

ایک اور حکم دیا ہے والصاحب بالجنب جو شخص آپ کے ساتھ بیٹھ جائے۔ یا ہمسفر ہو یا ہم سبق ہو اس کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ اور اس کے معاملہ میں وفاداری دکھاؤ۔ اس پر صاحب فضل لوگ عمل کرتے ہیں اکثر لوگ اس معاملہ میں فیل ہو جاتے ہیں، ایک اور حکم ہے جس میں اپنے خادموں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم ہے۔

خطبۂ ثانی

جوبلی کی تقریب اور جماعت کے شاندار کارنامے

آپ کو معلوم ہے کہ ایک بڑی اہم تقریب ہمارے سامنے ہے یعنی انجمن کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی اس کے دن قریب آ رہے ہیں۔ یہ تقریب دسمبر کے آخری ہفتہ میں منعقد ہوگی۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ اس کی شان اور عظمت کے مطابق اس تقریب کو منائیں۔ ہمارے اندر ولولہ پیدا ہو جائے کہ ہم نے اس تقریب کو شایان شان طور پر منانا ہے۔ یہ ولولہ ہی جماعت کے کام آیا ہے اس ولولہ کے تحت قوم نے اشاعت دین کے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور اس وجہ سے دنیا جہان میں مشہور رہے۔ اکثر دانشمند لوگ اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس جماعت نے جو دین کی خدمت کی ہے وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ جب میں جرمنی جانے لگا حکیم اجمل خاں صاحب سے میں نے ایک چٹھی لی۔ ترکوں کے دل میں حکیم صاحب کی بڑی قدر و منزلت تھی، ترکوں کے لئے انہوں نے بڑا کام کیا تھا۔ اس لئے ترک انکو بڑی عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ حکیم صاحب ہمارے اعتقادات کے بھی مؤید تھے۔ ایک دفعہ نظام حیدرآباد کے نام انہوں نے مجھے چٹھی دی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ ان کے عقائد صحیح ہیں۔ استفسار کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ یہ بات میں نے اس لئے لکھی ہے کہ دربار میں بعض ایسی طبائع کے وزیر ہوتے ہیں جو آپ کے خلاف کچھ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس خط کی وجہ سے میری بڑی قدر و منزلت کی گئی۔ اس کی تفصیل اس وقت نہیں بتاؤں گا کہ یہ اس وقت کا مضمون نہیں ہے۔ جرمن جاتے وقت میں ان کا خط ساتھ لے گیا۔ اس خط میں تحریر تھا کہ انہیں خصوصی ویزا ملنا چاہیئے۔ برلن مسجد کی تعمیر کے بعد میں واپس آنے لگا تو معلوم ہوا کہ حکیم اجمل خان صاحب بغرض علاج پیرس میں مقیم ہیں تو میں نے بھی پیرس کے راستے واپس آنا مناسب سمجھا ان سے ملاقات ہوتے ہی انہوں نے فوراً بتایا کہ آپ کے آنے سے پیشتر مولینا برکت اللہ صاحب برلن سے آئے تھے وہ جرمن کے نو مسلم حضرات کی فوٹو بھی ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مولینا صاحب کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں تو دکامیاب ہو گیا ہوں۔ آپ کے بیان کرنے سے بہت بڑھ کر مولینا برکت اللہ صاحب کی اطلاع کا مزہ آیا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ آپ لوگ جو کام کر رہے بڑا عظیم الشان کام ہے اور اس کا ایک اور قیمتی پہلو بھی ہے وہ یہ کہ آپ نے اسلامی دنیا میں ایک قیمتی تحریک پیدا کر دی ہے کہ اسلام برحق ہے اور آج بھی یورپ پر غالب آسکتا ہے۔ اس قسم کے مفید خیالات سمجھدار طبقہ میں آپ کی جماعت کے متعلق ہیں

جوبلی کی تقریب کو کس طرح کامیاب بنایا جائے

آپ اس جوبلی کی تقریب کو بڑی اہمیت دیں اور یہ عزم کر لیں کہ باہر سے آنے والوں کی خدمت کرنا ہے۔ یہ خدمت کا وقت ہے۔ اس موقعہ پر لاہور کا رہنے والا کوئی مرد اور عورت غیر حاضر نہ رہے۔ تہیہ کر لیں کہ اس موقعہ پر خدمت کرنے کے لئے تیار رہنا ہے۔ جو خدمت کرنا چاہتے ہیں وہ پہلے سے اپنے نام دیں۔ مہمانوں کی عزت و تکریم نوکروں سے نہ کروائیں۔ خود اپنے ذمہ لیں۔ ان کو شعور نہیں کہ خدمت کیا ہوتی ہے اور ضرورت کی چیز کس طرح مہیا کی جائے اور کس طرح پیش کی جائے۔ اس جلسہ کی بڑی اہمیت ہے۔ غیر ممالک سے معزز مہمان آئیں گے۔ انکی تواضع حسب حیثیت ہونی چاہیئے۔

آپ نے اسلام کو دنیا میں پھیلانا ہے اور اشاعت اسلام کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ ایک ولولہ ایک جوش، ایک ایثار اور ایمان کی وجہ سے ہوا ہے جو حضرت مجدد وقت نے پیدا کیا ہے۔ مخالف مجبور ہے یہ کہنے پر کہ جسقدر حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے قلیل عرصہ میں اسلام کو یورپ میں پھیلایا ہے اتنا ۱۴ سو سال میں نہیں ہوا۔ یہ صرف آپ کی جماعت کا کام ہے۔ اس تقریب میں ضروری توجہ اور وقت اور مال صرف کریں۔ اس بارہ میں اپیلیں بھجوائی جائیں گی۔ یہ قوم پچاس سال سے قربانی کر رہی ہے۔ اسکو قربانی اور ایثار کی عادت ہو گئی ہے یہ عادت اس کے امام ہمام نے پیدا کی ہے۔ یہ عادت بڑی مشکل سے پیدا ہوتی ہے۔ مال کا قربان کرنا مشکل ہے المال شقیق القلب۔ مال دل کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اسکو دینا بڑا مشکل ہوتا ہے اپنی ذات پر اسکو خرچ کرنا آسان ہے۔ اس سے کبھی پوشاک خریدنے کی خواہش ہوتی ہے۔ کبھی موٹر کار کی۔ کبھی زمین اور مکان کی یہ روپیہ ضرورتیں پوری کرتا ہے اس لئے اسکا قربان کرنا بڑا مشکل ہے اسی لئے مالی قربانی بہت بڑے اجر کا باعث ہے دل کا ٹکڑا نکال کر دیتا ہے۔ اس کی عظمت بہت بڑی ہے۔ اس تقریب کی اہمیت کو سامنے رکھیں اسکو کامیاب بنانے کی کوشش کریں خدمت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو نام بھجوائیں کہ ہم اس خدمت کے قابل ہیں یا ہمارے ذمہ کوئی کام لگایا جائے۔

میں پھر دوہراتا ہوں کہ آپ یہ ارادہ کریں کہ ہم نے اپنے رشتہ داروں اور ساتھیوں سے حسن سلوک کرنا ہے ان سے مہر و وفا کا برتاؤ کرنا ہے۔ اور ان صفات سے متصف ہونا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور نمونہ ہمارے لئے چھوڑی ہیں اور جن کا ظہور حضرت امام وقت سے ہوا ہے اپنے مصاحب کا لحاظ کرو اپنے ساتھی کا لحاظ کرو۔ گھر میں بیٹیاں اور بیویاں ہیں، ان کی تکریم کرو۔ حضورؐ اپنے گھر میں تشریف لے جاتے تو مسواک کر کے جاتے کہ کہیں اہل خانہ کو میرا سانس دکھ نہ دے۔ حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ بیوی صاحبہ کے سامنے اونچا بولا تھا۔ اس کے بعد دیر تک استغفار کرتے رہے۔ ان باتوں پر غور کریں اور مسلمان اور حقیقی مسلمان بننے کی طرف توجہ کریں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

جناب میاں محمود احمد صاحب کی ایک غیر مطبوعہ

۲۷ سال بعد شائع ہونے والی تقریر پر تبصرہ

ان کی قسم کی حقیقت

(۲)

جناب میاں صاحب کا الہام جھوٹا قہری نشان کا مصداق کون ہے

اگرچہ میرے اور جناب میاں محمود احمد صاحب کے مابین مابہ النزاع امر کا فیصلہ اللہ تعالےٰ نے کر دیا ہوا ہے جیسا کہ گذشتہ قسط میں واضح کیا جا چکا ہے میری تباہی کے متعلق ان کا الہام جھوٹا ثابت ہوا ہے بلکہ اُلٹا یہ خود خدا کے قہر کے نیچے آئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ بڑی تحدی کے ساتھ انہوں نے یہ کہا تھا کہ قہر الٰہی اس خاکسار اور میرے ساتھیوں پر نازل ہوگا لیکن واقع یہ ہے کہ قہر الٰہی خود اُن پر ہی نازل ہوا ہوا ہے جس کو ہر بینا آنکھ دیکھ رہی ہے مزید بر آں الہام اخرج منك اليزيديون بھی پوری آب و تاب کے ساتھ اُن پر پورا ہوا ہے جس کا کوئی انصاف پسند انکار نہیں کر سکتا۔ پھر ۱۹۰۷ء کا کشف جس صفائی سے ان کے حق میں پورا ہوا ہے اس کا انکار بھی ناممکن ہے، یہ کشف اُن کے اندرونہ پر بھی کافی روشنی ڈال رہا ہے اور میری سچائی پر بیّن دلیل ہے اس کشف کو اس جگہ دوبارہ لکھ دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا حضور فرماتے ہیں:۔

حضورؑ کے رؤیا کا جناب میاں صاحب کے وجود میں پورا ہونا

" مجھے رؤیا ہوا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی سر سے ننگا میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آیا ہے اس سے مجھے سخت بدبو آتی ہے (اس کی تعبیر آمنی واضح ہے کہ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ناقل) میرے پاس آکر کہتا ہے کہ میرے کان کے نیچے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے میں اسے کہتا ہوں پیچھے ہٹ جا آپ نے فرمایا اس کے ساتھ تفہیم الٰہی کوئی نہیں "

میں بتلا چکا ہوں کہ طاعون عربی زبان میں اس آلہ کو کہتے ہیں جو انسان کو زخمی کر دینے کی اہلیت رکھتا ہو چنانچہ اُن پر حملہ کرنے والے نے ایسے ہی کسی آلہ سے ان کے کان کے نیچے زخم لگایا جس کا نشان اب تک موجود ہے۔ آپ کے معتقدین لوگوں کو یہی بتلاتے رہتے ہیں کہ اُن کی موجودہ بیماری اسی زخم کا نتیجہ ہے۔ اس علامت نے ان کی شخصیت کی تعیین اس وضاحت سے کر دی ہے کہ شناخت میں کسی دقت کا احتمال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر الہام " ویلٌ لھٰذہ الامرأۃ ولبعلھا " نے بھی دونوں میاں بیوی پر ویل کو نازل کر کے اُن کی تعیین میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ شکوک و شبہات کے تمام پردے اُٹھا کر اس الہام کے دونوں مصداقوں کو سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ پھر قادیان کے متعلق الہام " زندگی کے فیشن سے دُور جا پڑے ہیں فسحقھم تسحیقا " نے پورا ہو کر ان کی زندگی کا پورا پورا اور صحیح نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے ان کے علاوہ جو ذلتیں ان کو ہمارے مقابلہ میں پہنچی ہیں جن کی تفصیل میں گذشتہ اقساط میں بتلا چکا ہوں وہ بھی نمایاں ثبوت ہیں اس بات کا کہ خدا نے بالآخر ان کو چھوڑ دیا ہے۔

میری تشریح کی صحت

اور یہی وہ بات ہے جس کو واضح طور پر میں نے حضورؑ کے الہام " آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا " کی تشریح میں آج سے ۲۷ سال قبل ان خطوط میں بیان کیا تھا جو اپنے علیحدہ ہونے کے وقت میں نے جناب میاں صاحب کی خدمت میں لکھے تھے۔ اس جگہ اُن لوگوں کی غلط فہمی کو دُور کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جو بار بار یہ کہتے ہیں کہ خاکسار کو جناب میاں صاحب نے خود نکالا تھا ان کے خور و تسلی کے لئے اسی تقریر سے جناب میاں صاحب کا یہ فقرہ درج کر دینا کافی ہوگا " مصری صاحب جب جماعت سے علیحدہ ہوئے " اگر وہ مجھے خود علیحدہ کرتے تو علیحدہ ہونے کی بجائے یہ کہتے کہ جب مصری صاحب کو جماعت سے علیحدہ کیا گیا تھا ان کے اپنے اس اقرار کو ملاحظہ کر لینے کے بعد کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ کہے کہ مصری صاحب کو نکالا گیا تھا سوائے ہٹ دھرم اور ضدی آدمی کے جس کو خاموش کرنے کا علاج کسی کے پاس بھی نہیں۔ کافی مہلت ان کو اصلاح کے لئے دی گئی مگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ آخر قانون الٰہی ولنذیقنھم من العذاب الادنٰی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون (السجدہ ع ۲) یعنے جب ادنیٰ عذابوں سے انہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا تو بالآخر عذاب اکبر نے انہیں آ گھیرا کے ماتحت اب یہ عذاب اکبر کے گھیرے میں آئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے یہ لایموت فیھا ولا یحیٰی کا مصداق بنے ہوئے ہیں اس عذاب نے اُن کی تمام تعلّیوں کا تانا بانا بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ اگر اب بھی اُن کے معتقدین کی آنکھیں نہ کھلیں تو جائے افسوس ہے۔

جواب دینے کی وجہ

پس اس خدائی فیصلہ کے بعد جو اس خاکسار کے حق میں اور ان کے خلاف صادر ہو چکا ہے ان کی اس تقریر کا مزید جواب دینے کی بظاہر کوئی ضرورت نہ تھی جسے ۲۷ سال تک پوشیدہ رکھ کر آج شائع کیا گیا ہے

لیکن چونکہ ان کے معتقدین میں سے بعض اس تقریر کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں اور الفضل نے بھی اسے بڑی معرکۃ الآراء تقریر قرار دیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ صرف اصولی جواب پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ اس کی ہر جزئی کا بھی مسکت جواب دے کر واضح کیا جائے کہ یہ شخص اپنی مطلب براری کے لئے جھوٹ اور بہتان تراشی جیسے گھنونے فعل کے ارتکاب سے بھی پرہیز نہیں کرتا نیز اس کے اس دعوے کی قلعی بھی کھول دی جائے کہ سب دنیا سے بڑھ کر اسکو علم عطا کیا گیا ہے۔

تقریر کا آغاز

تقریر کا آغاز قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب کی جن آیات کی تلاوت سے کیا گیا ان میں صاف یہ آیت موجود ہے والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں ایسے الزام ان کی طرف منسوب کر کے جن کا ارتکاب ان سے نہیں ہوا ایسی تکلیف پہنچانے والے یقیناً بہتان تراشنے والے اور کھلے کھلے گناہ کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر میں نے بہتان تراشی کی تھی تو خدائی وعید کے ماتحت سزا مجھے ملنی چاہیئے تھی نہ کہ جناب میاں صاحب کو لیکن واقع یہ ہے کہ اس کے بعد آج تک مختلف قسم کی سزاؤں کے مورد جناب میاں صاحب ہی بنتے رہے

ہیں اور خاکسار روحانی اور مادی دونوں قسم کی الٰہی نعمتوں سے اس وقت سے لیکر آج تک نوازا چلا آ رہا ہے۔

طریق فیصلہ کیا ہونا چاہیئے

ہر عقلمند انسان اس بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اس بات کا فیصلہ کہ آیا خاکسار نے جو الزام جناب میاں صاحب کی طرف منسوب کیا اور جس کا ذکر انہوں نے صاف الفاظ میں اپنی اس تقریر میں دہرایا ہے بغیر ما اکتسبوا کے نیچے آتا ہے یا ما اکتسبوا کے نیچے آتا ہے کوئی تیسرا غیر جانبدار شخص ہی کر سکتا ہے نہ کہ کسی عقیدہ کی بناء پر قسم اس کا فیصلہ کر سکتی ہے جناب میاں صاحب نے جیسا کہ ابھی ثابت کیا جائے گا ایسے غیر معقول طریق کے ذریعہ اس الزام سے اپنی بریت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اب جائے غور ہے کہ ایک شخص یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ جو الزام اس پر لگایا جاتا ہے اس کا مرتکب وہ نہیں ہوا دوسرا کہتا ہے کہ تم اس کے مرتکب ہوئے ہو۔ ان دونوں مدعیوں میں سے اپنے دعوے میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے اس کا فیصلہ شریعت اور عام ضابطہ انصاف کی رُو سے کیا کوئی مدعی خود کرنے کا مجاز ہو سکتا ہے۔ ہر عقلمند یہی فتوےٰ دے گا کہ دونوں میں سے کسی مدعی کو خود فیصلہ دینے کا قطعاً کوئی حق نہیں۔

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ از روئے عام ضابطہ انصاف اور از روئے شریعت میرا مطالبہ کمیشن کے بٹھلانے کا جائز مطالبہ تھا تا وہ کمیشن فریقین کے دلائل سُن کر اپنا فیصلہ صادر کرے۔ میں نے تو یہاں تک بھی لکھ دیا تھا کہ محکمۂ قضاء جو خود انکا اپنا ہی قائم کردہ محکمہ تھا اسی کے سپرد اس تصفیہ کو کر دیا جائے۔ محکمہ قضاء جو فیصلہ کرے گا مجھے منظور ہو گا۔

اس بارے میں شریعت کی ہدایت

جناب میاں صاحب نے جس الزام کا اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے اس کے فیصلہ کے بارے میں قرآن کریم سورۃ النور میں مسلمانوں کو حسب ذیل ہدایت دیتا ہے:۔

والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا و اولٰئک ھم الفاسقون یعنے جو لوگ پاکدامن مردوں یا عورتوں پر الزام لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کر سکتے ان کو اسی کوڑوں کی سزا دو اور آئندہ کے لئے ان کی شہادت قبول نہ کرو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

کیا یہ آیت صاف الزام کے متعلق تحقیق کا حکم نہیں دیتی اور تحقیق کرنے والوں پر لازم نہیں کرتی کہ وہ الزام لگانے والے سے ثبوت پیش کرنے کا مطالبہ کریں اگر وہ ثبوت پیش کر دے تو وہ سزا سے بری قرار پائے گا اس کے مقابل ملزم سزا کا مستحق قرار دیا جائے گا۔ اور اگر نہ دے تو وہ سزا دی جائے گی جس کا ذکر اس آیت کے قبل

کی آیات میں مذکور ہے اگر ہم غیر اسلامی حکومت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے شرعی سزا نہیں دے سکتے تھے تو فریقین کے اجتماع کے لئے جیسی بھی صورت ہوا اپنی طرف سے تو کوئی مناسب سزا تجویز کر سکنے کے مجاز تھے جو حکومت کے قانون کے ساتھ متصادم نہ ہو آخر اب بھی تو جناب میاں صاحب نے ہمارے ساتھ مقاطعہ کی سزا تجویز کر دی جس کا ذکر انہوں نے اپنی تقریر کے آخر میں کیا ہے۔ چنانچہ الفضل مؤرخہ ۲۳ اگست ۱۹۵۶ء کے صفحہ ۲ پر کہتے ہیں:۔

"ان لوگوں میں سے کوئی سامنے آئے
تو اس سے اعراض کرو بات کرے
تو خاموش رہو"

پھر مقاطعہ پر زور دیتے ہوئے اس پر قائم رہنے کی بھی تاکید کرتے ہیں

جناب میاں صاحب کا انوکھا طریق فیصلہ

ایسے معاملات میں شریعت نے جو طریق فیصلہ کا بتلایا ہے اسے تو جناب میاں صاحب نے پس پشت ڈال دیا اور اپنی طرف سے ایک انوکھا طریق فیصلہ پیش کر کے اسکو عملی جامہ بھی پہنا دیا کہتے ہیں:۔

جب کسی معاملہ کے تصفیہ کی طرف
توجہ کی جائے تو ہمیشہ وہ طریق
اختیار کرنا چاہیئے جس سے زیادہ
سے زیادہ جھگڑے کا فیصلہ کم سے
کم وقت میں ہو جائے"

اس کے بعد ایک ایسی مثال کو طول دیتے ہوئے جس کو اصل معاملہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں کہتے ہیں:۔

"میں نے بھی مصری صاحب کے سامنے
یہی طریق پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ
آپ مجھ پر الزامات لگاتے ہیں تو
اُن سے صرف آپ کی ایک ہی
غرض ہے اور وہ یہ کہ میں خلافت
کا اہل نہیں مگر جب میں اعلان کر چکا ہوں
کہ میں اسی قادر و توانا خدا کی قسم
کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا
لعنتیوں کا کام ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے
کہ باوجود ایک سخت کمزور انسان ہونے
کے مجھے خدا تعالےٰ نے ہی خلیفہ
بنایا ہے اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں
تو اللہ تعالےٰ کی مجھ پر لعنت ہو"

اس بیان کو پھر اتنا لمبا لے گئے ہیں کہ اخبار کے دو کالم سے زیادہ اس سے بھر دیئے ہیں۔

ان دونوں باتوں میں مغالطہ

قسم میں تو یہ مغالطہ ہے کہ قسم اپنے عقیدہ پر کھائی گئی ہے جو قطعاً کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچا سکتی اگر آپ نے اپنا عقیدہ یہ بنایا ہوا ہے کہ انسانوں کا انتخاب اور جو

بھی ساری قوم کا نہیں بلکہ ایک حصہ کا انتخاب ہوتا ہے تو اس پر قسم کھانے میں آپ سچے ہیں اس پر گرفت کیسے ہو لیکن پھر بھی آپ اس قسم کے بعد خدائی گرفت سے نیچے آ ہی گئے دیکھ لیں کہ بہاءاللہ کا یہ عقیدہ تھا کہ جو خیالات بھی اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ خدا کی وحی ہی ہوتی ہے اور وہ اپنے ان خیالات کو خدا کی وحی کے طور پر ہی پیش کیا کرتے تھے حالانکہ وہ خیالات وحی الٰہی نہ ہوتے تھے لیکن چونکہ ان کا عقیدہ یہی تھا اس لئے وہ آیت لو تقول کے نیچے نہیں آ سکتے تھے بدیں وجہ آیت میں مذکورہ گرفت بھی ان پر نہ ہوئی اسی طرح اگر بت پرست اس بات پر قسم کھائیں کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ بت ہمیں خدا کا مقرب بنا دیتے ہیں تو گو یہ بات غلط ہے لیکن چونکہ ان کا عقیدہ ایسا ہی ہے اس لئے وہ اس قسم میں جھوٹے نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ پس ایسے الزامات کی صحت ثابت کرنے کے لئے نہ تو عقیدہ کو معیار بنایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی بناء پر قسم کسی فیصلہ تک پہنچا سکتی ہے۔ ان کی صحت یا عدم صحت ثابت کرنے کے لئے ایک ہی کسوٹی ہے اور وہ ہے واقعات کی شہادت جو تحقیق کے بعد ہی میسر آ سکتی ہے اگر شریعت کے بیان کردہ قانون کے مطابق عینی شہادت مل جائے تو ملزم کو مجرم قرار دے کر سزا دے دی جائے گی ورنہ الزام لگانے والا سزا پائے گا۔

حضرت نبی کریم صلعم کا عمل

ہر امر میں حضرت نبی کریم صلعم کا اسوہ ہی ہم مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے اب ہم اس بارے میں حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں ہمیں صاف دکھلائی دیتا ہے کہ آنحضور صلعم نے بریت ثابت کرنے کے لئے وہ طریق اختیار نہیں کیا جس کے اختیار کرنے کے لئے جناب میاں صاحب اس تقریر میں تلقین فرما رہے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کو رؤیا میں حضرت عائشہ رضؓ ایک ریشمی کپڑے میں دکھلائی گئیں فرشتہ نے کہا کہ یہ تمہاری بیوی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی چنانچہ آنحضور صلعم نے رؤیا کے پورا ہونے کو خدا پر چھوڑ دیا اور خدا نے اسے ظاہری شکل میں ہی پورا کر دیا یعنی حضرت عائشہ رضؓ آنحضور صلعم کے نکاح میں آ گئیں اس کے بعد بعض منافقوں کی طرف سے حضرت عائشہؓ پر بعینہٖ ایسا ہی الزام لگایا جاتا ہے جس قسم کا جناب میاں صاحب اپنے اوپر لگائے جانے کا ذکر اپنی تقریر میں کرتے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا حضرت نبی کریم صلعم نے معترضین کو یہ جواب دیا کہ خدا نے تو مجھے یہ بتلایا ہوا ہے کہ عائشہؓ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی میری بیوی ہے اگر تمہارے الزام کو میں سچا مان لوں تو یہ کہ دنیا میں میری بیوی رہ سکتی ہے اور نہ آخرۃ

ہیں۔ میرا وہ رؤیا جھوٹا ثابت ہوتا ہے بلکہ باوجود خدا کی طرف سے یقین دہانی کے آنحضور صلعم تحقیق شروع کر دیتے ہیں کبھی لونڈی سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے اور کبھی دیگر امہات المومنین سے شہادتیں لی جا رہی ہیں اور کبھی صحابہ کرام سے مشورہ کیا جا رہا ہے آخر جب تحقیق تسلی کا ذریعہ نہیں بنتی تو خدا کی وحی حضرت عائشہ رضی کی بریت کے لئے نازل ہوتی ہے لیکن جناب میاں صاحب ہیں کہ تحقیق کے نام سے ہی ان کی جان جاتی ہے۔ دعوے خلیفہ موعود ہونے کا اور حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ پر عمل کرنے سے گریز ایں چہ بوالعجبی است!

حضرت مسیح موعودؑ کا عمل

جناب میاں صاحب موصوف اور انکے معتقدین کا عقیدہ ہے کہ مبشر اولاد کا صالح ہونا حتمی ہے گو اس عقیدہ کا غلط ہونا میں اپنی کتاب "ذُرِّیَّۃ مُبَشِّرَہ" میں ثابت کر چکا ہوں۔ لیکن بہرحال اس وقت تک ان کا عقیدہ یہی ہے اور جناب میاں صاحب موصوف ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر لڑکے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ جناب میاں صاحب موصوف پر حضرت اقدسؑ کی زندگی میں اسی قسم کا الزام لگا تو کیا حضورؑ نے الزام لگانے والوں کو یہ جواب دیا کہ یہ میرا مبشر لڑکا ہے اور مبشر کا صالح ہونا حتمی امر ہے اس لئے تمہارا الزام غلط اور جھوٹا ہے یا تحقیق کا حکم دیا چنانچہ اس حکم کے ماتحت تحقیق ہوئی اور تحقیق کے بعد شہادت نہ ملنے کی وجہ سے انہیں بری قرار دیا گیا

حضرت عمرؓ کی مثال

جناب میاں صاحب موصوف مامور ہونے کے تو مدعی نہیں حتیٰ کہ مصلح موعود کے دعوے کے باوجود بھی انہوں نے مامور ہونے سے صاف انکار کر دیا صرف آیت استخلاف ہی انکے نزدیک انکے خلیفہ برحق ہونے کی بنیاد ہے گو ان کا ایسا سمجھنا بھی غلط اجتہاد کی بناء پر ہے لیکن بہرحال بنیاد ان کے نزدیک یہی آیت ہی ہے۔ جب ہم اس آیت پر نظر ڈالتے ہیں تو آیت کے مصداق خلفاء کے لئے ایمان اور عمل صالح کی شرط موجود پاتے ہیں حضرت عمر رضی مسلمانوں کے نزدیک اسی آیت کے ماتحت خلیفہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان کی سنت پر چلنے کی بھی ہمیں تاکید کی گئی ہے آپ ہم ان کے طرز عمل کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمیں کس طرف رہنمائی کرتا ہے ان پر ایک دفعہ عین اس وقت جبکہ آپ جمعہ کا خطبہ دینے لگے تھے تو ایک مسلمان نے لاسمعًا ولاطاعۃً کا نعرہ بلند کر دیا یعنی نہ ہم تمہاری بات سنیں گے اور نہ تمہاری اطاعت کریں گے اور وجہ اس کی یہ بتلائی کہ تمہارا چوغہ ایک سے زیادہ چادروں کا بن سکتا ہے۔ اور مال غنیمت سے آپ کے حصہ میں صرف ایک چادر آئی تھی دوسری آپ نے کہاں سے لے لی۔ یہ الزام اس مسلمان کا خلیفۂ وقت پر آیت من یغلل یات بما غلّ یوم القیامۃ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون کے ماتحت صریح خیانت کا الزام تھا جو عمل صالح کی شرط کے منافی فعل تھا لیکن حضرت عمر رضی نے اس الزام سے اپنی بریت یہ کہکر تو نہیں کی کہ میں خلیفہ برحق ہوں اس لئے الزام غلط بلکہ واقعات کی شہادت سے الزام کو غلط ثابت کیا فوراً اپنے بیٹے کو کہا کہ اُٹھو اور اس کا جواب دو بیٹے نے کہا میرے حصہ میں جو چادر آئی تھی وہ میں نے اپنے باپ کو دے دی اس جواب پر اس مسلمان نے کہا الآن سمعًا وطاعۃً یعنے اب ہم سنتے اور اطاعت کرتے ہیں تسلی کرانے کے بعد بھی حضرت عمر رضی نے معترض کے خلاف ملامت کا ایک لفظ تک استعمال نہیں کیا معلوم ہوا کہ عمل صالح کا ثبوت کسی غیر معقول قسم سے نہیں بلکہ واقعات سے ہی دینا پڑتا ہے۔

اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان جب تک اپنے خلیفہ کے وجود میں عمل صالح کی شرط پوری ہوتی نہ دیکھیں بلکہ اس کے خلاف اس کا کوئی عمل پائیں تو بے شک اس کی بات کو سننے اور اسے ماننے سے انکار کر دیں اور جب تک خلیفہ تسلی نہ کرائے اس وقت تک دوسری باتیں تو الگ رہیں اسے خطبہ تک نہ دینے دیں یہاں ایک فرد کا سوال نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ رضی اس مسلمان کے قول لاسمعًا ولاطاعۃً پر متفق تھے کیونکہ کسی نے بھی اس کے قول پر اعتراض نہیں کیا۔ کیا جناب میاں صاحب اس مخلص کی تسلی کرانے کے لئے تیار ہوئے جس نے پورے ۲۴ سال ان کی نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی اس موضوع پر انشاءاللہ اپنے وقت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

ایک مثال اور اس سے غلط استدلال بلکہ مغالطہ دہی کا بدترین نمونہ۔

جناب میاں صاحب حضرت مسیح ناصریؑ کی زندگی کا ایک واقعہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"حضرت مسیح ناصری کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو اسے کہا دیکھو چوری مت کرو وہ کہنے لگا خدا کی قسم میں چوری نہیں کر رہا حضرت مسیح نے فرمایا میں نے اپنی آنکھوں کو جھٹلایا مگر تیری قسم کو سچا سمجھ لیا"

یہ کہکر آپ اس سے نتیجہ نکالتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"یہ خدا کے ایک نبی کا نمونہ ہے اور ایک نمونہ مصری صاحب کا ہے کہ میں نے مؤکد بعذاب قسم کھائی اور انہیں پھر بھی اعتبار نہیں آیا"

مغالطہ دہی کا ارتکاب کیسی دیدہ دلیری سے کیا جا رہا ہے مثال مذکور میں تو جس شخص کو حضرت مسیحؑ نے چور سمجھا اس نے اپنے فعل چوری سے بری ہونے پر قسم کھائی تھی جو اس کی طرف حضرت مسیحؑ نے منسوب کیا تھا ہو سکتا ہے کہ وہ فی الحقیقت چوری نہ ہی کر رہا ہو حضرت مسیحؑ کو غلط فہمی ہوئی ہو اس کے قسم کھانے پر انہوں نے یقین کر لیا کہ یہ چوری نہیں کر رہا ہوگا میری آنکھ کو ہی دھوکہ لگا ہے لیکن۔ آپ جو اس مثال کو پیش کر کے مجھے نشانہ ملامت بنانا چاہتے ہیں اور مجھے جماعت کی نظر میں گرانا چاہتے ہیں آپ ہی بتلائیں یا آپ اُن کے خوش عقیدہ مرید ہی بتلائیں کہ کیا جناب میاں صاحب موصوف نے بھی اس چور کی طرح کبھی اس بات پر مؤکد بعذاب جھوٹ عام الفاظ میں ہی قسم کھائی ہو کہ جس فعل کو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ اُن سے ہرگز سرزد نہیں ہوا میرے علیحدہ ہونے کے بعد بھی ان کی ذات پر ایسا ہی الزام لگا اور الزام لگانے والے ان کے مخلص مرید تھے اور بعض مخلص ہونے کے علاوہ ان کے نہایت ہی قریبی رشتہ دار بھی تھے مگر کبھی بھی انہوں نے اس الزام سے بری ہونے کی قسم نہیں کھائی جیسا کہ اس چور نے چوری کے الزام سے بری ہونے کی قسم کھائی تھی۔

للہ شہادت دو

اب خوش عقیدگی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی اس تقریر کو معرکۃ الآراء تقریر قرار دینے والے بتلائیں کہ کیا اُن کی قسم پُرفریب قسم نہیں کہلائے گی کیا یہ قسم ان کو الزام سے بری قرار دے سکتی ہے چور والی مثال کو کیا میرے مطالبہ کے ساتھ ذرا بھی تعلق ہو سکتا ہے کیا یہ صریح مغالطہ دہی نہیں کیا یہی علم ہے جس پر جناب میاں صاحب اور ان کے مریدوں کو ناز ہے کیا یہ قیاس مع الفارق نہیں۔

قسم کا نتیجہ اور خلافت سے معزولی

قسم کھانے کے بعد جناب میاں صاحب نے خدا سے لعنت طلب کی کیا قسم کا نتیجہ لعنت نمایاں طور پر نظر نہیں آ رہی۔ کیا جس لعنت کو انہوں نے طلب کیا تھا اس کی چکی کے نیچے کئی سالوں سے پس نہیں رہے۔ باقی رہا میرا مطالبہ خلافت سے معزولی کا سو اگر جماعت اسے پورا کرنے پر آمادہ نہیں ہوئی تو کیا میرے خدا نے بھی اسے پورا کر کے نہیں دکھلا دیا کیا میرے قادر اور غیور خدا نے انہیں خلافت سے عملاً معزول کر کے محض بیکار وجود کی طرح نہیں پھینکا ہوا اور کیا جماعت بھی آخر حالات سے مجبور ہو کر عملاً انہیں معزول کرنے پر مجبور نہیں ہو گئی کیا میری مراد بر نہیں آئی اور کیا میرا مقصد پورا نہیں ہو گیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ خدا کے اس فضل پر جتنا بھی شکر کروں تھوڑا ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذالک کاش اس تبصرہ کو تعصب سے دلوں کو خالی کر کے پڑھا جائے۔

(باقی آئندہ)

حصہ مال لے نو رکھتے ہیں

جماعت لائل پور کا ماہانہ اجلاس اور دیگر مصروفیات

عربی کلاس کا اجراء

جماعت کے بعض احباب میں عربی زبان کی تعلیم کے رجحان کے پیش نظر جامع مسجد احمدیہ میں شام کے وقت عربی کلاس شروع کی گئی ہے جس سے بعض احباب استفادہ کر رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال رہا تو پروگرام کے مطابق اس سلسلے کو وسیع کیا جائے گا تاکہ بہتر نتائج پیدا ہو سکیں۔

ایک مخلص دوست کی وفات

مقامی جماعت کے ایک رکن ماسٹر محمد اشرف صاحب ایک لمبی بیماری کے بعد اس ماہ انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ مقامی احباب نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہوئے۔ جماعت سے ان کے نماز جنازہ غائبانہ اور دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔

شمولیت سلسلہ

ماسٹر محمد اشرف صاحب مرحوم کی اپنی اولاد تو نہ تھی ان کی اہلیہ کے بڑے صاحبزادے مسٹر محمد اکرم صاحب آف منصور آباد (لائل پور) نے اس مرتبہ ماہانہ اجلاس کے موقعہ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ احباب جماعت ان کی استقامت اور خدمت دین کی سعادت نصیب ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

ماہانہ اجلاس

اس مرتبہ ماہانہ اجلاس میاں ظفر سلیم صاحب کے زیر انتظام ان کے مکان واقعہ فیکٹری ایریا میں مورخہ ۴ رجولائی کو زیر صدارت الحاج میاں مولا بخش صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک ایک بچے مبشر احمد نے کی اور مرزا مسیح الملک بیگ صاحب نے حضرت صاحب کا منظوم کلام کشتی نوح سے پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد راقم الحروف نے گذشتہ اجلاس کی رپورٹ سنائی۔

ایک غلطی کا ازلہ

اس موقعہ پر میاں مسعود احمد صاحب کا پیشکردہ ایک ریزولیوشن متفقہ طور پر منظور کیا گیا جس میں گورنر صاحب مغربی پاکستان سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے کتابچہ کی ضبطی سے متعلق اپنے حکم پر نظر ثانی فرمائیں اور جلد سے جلد اس حکم کو کالعدم قرار دے کر ہماری طرف سے تشکر و امتنان کے جذبات قبول فرمائیں۔ ریزولیوشن کی نقول اخبارات کو بھی بھجوائی گئیں۔ (کتاب بحال ہو گئی ہے)

تقریر

اس مرتبہ سانگلا ہل سے چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل کو تقریر کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ جنہوں نے تشریف لا کر "انک لعلیٰ خلق عظیم" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی دلچسپ اور پُر اثر تقریر میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی رہنمائی اور اس کی پیدائش کی اصل غرض و غایت کو قائم رکھنے کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری کیا اور وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مختلف ادوار میں تدریجاً اپنی رضا اور مقصد کو قائم کرنے کے لئے اپنا پیغام زمین پر بھیجتا رہا۔ فاضل مقرر نے قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں بعض انبیاء کی زندگی کے حالات و واقعات سے ان کی بعثت کے خاص مقصد اور جو کردار انہوں نے نمایاں طور پر اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا اس کا بالتفصیل تذکرہ کیا اور بتلایا کہ مختلف زمانوں میں خدا تعالےٰ کے فرستادگان مخلوق خدا کو انسانیت کے معراج کی راہ دکھلاتے رہے اور آخرکار اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب فخر موجودات سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے آخر میں خلق عظیم دیگر تکمیل انسانیت اور تکمیل دین کی غرض سے مبعوث فرمایا۔ اور دین کو مکمل کرنے کے لئے خدا نے ایک ایسے شخص کو بھیجا جو زندگی کے ہر پہلو سے "انسان کامل" کہلانے کا مستحق تھا۔ اور جس کے اخلاق فاضلہ اور بلند کردار کے اپنے اور بیگانے سب معترف تھے اور ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ سے چند اشعار اور ان کا مطلب پیش کیا جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں آپ کے بلند اخلاق، اعلیٰ کردار اور ارفع مقام میں رقم فرمایا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

عبدالرب خان صاحب برہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے اپنے دعوےٰ کی صداقت اور حقانیت کو دلائل کے ساتھ اور نہایت تحدّی سے بیان فرمایا ہے۔

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

اس اجلاس میں ایک نو مسلم (سابق رومن کیتھولک پادری) مسٹر تاج محمد صاحب جارج کو معہ فیملی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ انہوں نے بھی اجلاس سے خطاب کیا۔ آپ نے بائیبل کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح کی دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کی اور انجیل کے حوالجات سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا فوت ہونا اور آپ کا ماں باپ کے تعلق سے خدا تعالےٰ کی سنت کے مطابق انسانیت کے تمام لوازمات کے ساتھ پیدا ہونا بھی ثابت کیا۔ آپ نے کہا کہ اگر اسلام کی صحیح تصویر فی زمانہ دنیا کے سامنے کوئی جماعت پیش کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے باقی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے اگر مسلمان ہو کر بھی ہم نے حضرت عیسےٰ کو زندہ ہی ماننا ہے تو عیسائی رہتے میرا بھلا کیا فرق ہے۔ مسلمانوں کی عقلوں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ اپنے نبیؐ کو مُردہ اور عیسائیوں کے نبی کو زندہ تسلیم کرتے ہیں، اور اپنی اصلاح کے لئے اسی کے منتظر ہیں آپ نے جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر تبلیغ اسلام اور تردید عیسائیت کو وسیع کرنے کے عزم کا اظہار کیا اور جماعت سے مکمل الحاق اور تعاون کا عہد کیا۔

آپ کی بیگم جو مقامی رومن کیتھولک چرچ کے فادر منتو کی صاحبزادی ہیں اسلام میں گہری دلچسپی لے رہی ہیں اور تبلیغ اسلام کا اپنے خاوند کے دوش بدوش بہت شوق رکھتی ہیں۔

آخر میں محترم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے اختتامی تقریر فرمائی اور صداقت اسلام اور تردید عیسائیت کے متعلق دلائل سے بعض امور کی وضاحت فرمائی اور عیسائی حضرات کے باطل عقائد اور ان کی اصلیت کو کھول کر بیان کیا۔ تقریر کے بعد آپ نے مسٹر محمد اکرم صاحب کی بیعت لے کر انہیں سلسلہ احمدیہ میں داخل کیا۔ اور دعا پر یہ مبارک محفل برخواست ہوئی۔

اجلاس کے بعد میاں ظفر سلیم صاحب کی طرف سے احباب کی پُرتکلف عصرانہ سے تواضع کی گئی جس کے بعد کافی دیر تک احباب جماعت آپس میں مل کر تنظیم و تربیت اور نظام تبلیغ کو وسیع کرنے کے متعلق تبادلہ خیالات کرتے رہے۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تا کہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ راکتوبر ۱۹۶۴ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ یہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۷ راکتوبر ۱۹۶۴ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۸ راکتوبر ۱۹۶۴ء کو آپ کے نام وی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۴۱	6.00	۱۰۱۷	12.00
۵۵	12.00	۱۰۱۸	6.00
۶۲	6.00	۱۰۳۵	6.00
۷۳	6.00	۱۰۵۰	6.00
۱۹۲	6.00	۱۰۵۳	12.00
۲۳۰	18.00	۱۰۶۰	6.00
۲۳۲	6.00	۱۰۶۳	6.00
۲۵۳	6.00	۱۰۶۵	24.00
۳۴۴	6.00	۱۰۹۵	3.00
۴۴۰	18.00	۲۰۰۵	6.00
۵۵۵	18.00	۲۰۰۷	6.00
۵۷۱	12.00	۲۰۳۲	3.00
۵۹۰	6.00	۲۰۴۷	6.00
۵۹۱	12.00	۲۰۵۸	6.00
۶۱۹	24.00	۲۰۸۰	12.00
۶۳۰	12.00	۲۱۰۵ / ۴۳۹	6.00
۶۴۵	6.00	س عابیتی	
۷۰۶	62.00		
۷۴۴	6.00		
۷۴۵	6.00	۳۵/R	12.00
۹۹۰	6.00	۵۲/R	24.00
۱۰۱۱	6.00	۵۶/R	4.00

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۵۹/R	12.00	۱۵۰/R	3.00
۵۸/R	6.00	۱۶۸/R	6.00
۷۳/R	15.00	۱۷۲/R	4.00
۷۸/R	24.00	۲۴۲/R	4.00
۷۹/R	6.00	۲۵۴/R	12.00
۱۰۱/R	3.00	۲۵۷/R	12.00
۱۱۳/R	12.00	۳۶۱/R	8.00
۱۲۵/R	12.00	۴۱۲/R	6.00
۱۳۸/R	20.00	۴۱۷/R	6.00

اخبار احمدیہ

۱۱ر ستمبر ۱۹۶۴ء کو میرے منجھلے بیٹے مبارک احمد سلطان ایگزیکٹو انجنیئر واپڈا کے ہاں مولا کریم نے اپنے خاص فضل و کرم سے ایک بیٹا عطا کیا ہے۔ اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے اپنے احباب سے ملتجی ہوں۔ کہ دعا فرماویں کہ اللہ پاک اس کو عمر دراز عطا فرمائے۔ نیک اور صالح بنائے ✱ اور دین و دنیا کی نعمتوں سے متمتع فرمائے۔ اس خوشی میں صدقہ جاریہ کے طور پر دس روپے انجمن کو بھیج رہا ہوں۔"

راقم: سلطان علی از ملتان

ضروری تصحیح

مؤرخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۶۴ء کے پیغام صلح کے صفحہ ۸ عنوان "جہلم میں جلسہ میلاد النبی" کی سطر ۱۷ میں غلط اندراج کی وجہ سے مفہوم میں کچھ ابہام پیدا ہو گیا ہے۔ اصل توضیح یوں ہے کہ ملک محمد سلیم نہیں بلکہ ملک محمد کریم صاحب جماعت ربوہ کو ترک کر کے جماعت لاہور میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور ملک محمد سلیم صاحب اگرچہ ابھی تک جماعت میں داخل نہیں ہوئے تاہم حسن ظن اور میلان طبعی کی وجہ سے کبھی کبھی ہماری تقریبات اور درس قرآن کریم کی سماعت میں شرکت فرماتے ہیں چنانچہ گذشتہ میلاد النبیؐ کے جلسہ میں آپ نے تقریر بھی کی تھی۔ والسلام

خاکسار: محمد شریف راجوڑی (مولوی فاضل)

جامع احمدیہ جہلم

پیغام صلح ۲۳ اگست ۱۹۶۲ء - رجسٹرڈ ایل ۳۵۸ شمارہ ۳۸

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

(بحر حکمت کے موتی) :-
والشہدآء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم
(۲۰ و ۱۹ : ۵۷)
(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

آرلو (نائیجیریا) میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مبلغ میاں بشیر احمد صاحب منٹو ایم۔ اے۔ اسلامک سنٹر کے اراکین اور نو مسلم حضرات کے ساتھ

گولڈن جوبلی کے متعلق
حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکتوب احباب جماعت کے نام

اخویم مکرم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو یہ تو معلوم ہو چکا ہوگا کہ امسال جلسہ سالانہ پر انجمن کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کی تقریب منعقد کی جا رہی ہے۔ اس میں شرکت کے لئے دوسرے ممالک سے احباب کو شمولیت کے لئے دعوت نامے بھیجے جا چکے ہیں جن میں سے کئی ایک اصحاب کی طرف سے شرکت کی منظوری کے جواب بھی موصول ہو چکے ہیں، مثلاً چین، جنوبی امریکہ یعنی ٹرینیڈاڈ برٹش گیانا۔ جنوبی افریقہ، مغربی افریقہ یعنے نائیجیریا۔ انڈونیشیا ۔ فیجی ۔ ملایا، سرینگر۔ بھارت وغیرہ ان کے علاوہ انگلستان، جرمنی اور ہالینڈ کے یورپی ممالک سے بھی بعض نومسلمین کے آنے کی توقع ہے اس طرح یہ ایک بین المملکتی اجتماع ہوگا جس میں ہر ملک و قوم اور رنگ و نسل کے مسلمان جمع ہو کر اسلام و قرآن کی خدمت و ترقی کے لئے تبادلۂ خیالات کریں گے ۔ یہ ایک ایسا نظارہ ہوگا جس کی نظیر شاید بہت کم نظر آتی ہے اور شاید آئندہ پھر اس قسم کا موقعہ ہمیں میسر نہ آ سکے ۔ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام کہ

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

کا نظارہ انجمن کی گولڈن جوبلی کے اس اجتماع پر دیکھنے میں آئے گا۔

کیا ہی عجیب و دلکش یہ نظارہ ہوگا کہ ایک مٹھی بھر جماعت، ایک دنیاوی ساز و سامانوں سے تہیدست جماعت جسے عام طور پر مسلمانوں کی حمایت حاصل نہیں بلکہ جس کی مخالفت و بربادی کے لئے آئے دن سامان کئے جاتے ہیں کس طرح عالمگیر پیمانہ پر دوسرے ممالک میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو دین اسلام کا والہ و شیدا بنا رہی ہے! کس طرح قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر اور دیگر اعلیٰ قسم کے لٹریچر کے ذریعہ ہر ملک و ملت کے لوگوں کی گردنیں دین حق کے سامنے جھکا رہی ہے!! گویا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جس مقصد یعنی لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ کا قرآن و حدیث میں ذکر آیا ہے۔ اس کا عملی ثبوت اس چھوٹی سی جماعت کے ذریعہ ہم پہنچایا جا رہا ہے اس پر جس قدر خوشی منائیں اور جس قدر بارگاہ الٰہی میں سجدات شکر بجا لائیں وہ کم ہیں۔ اگرچہ یہ بالکل درست ہے کہ اس مختصر سی جماعت نے بے دینی کے اس زمانہ میں ایسے کارنامے خدا تعالیٰ کے فضل سے انجام دیئے ہیں کہ وہ دوسرے اصحاب کی نگاہ میں بھی حیرت کن ہیں، تاہم ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا باقی ہے ۔ چنانچہ جوبلی کے موقعہ پر جہاں انجمن کی گذشتہ کارروائیوں کا خلاصۃً ذکر کیا جائے گا وہاں آئندہ کے لئے تمام دنیا میں اسلام اور قرآن کا روح افزا پیغام زیادہ وسیع پیمانہ پر پھیلانے کے انتظام کے بارہ میں تجاویز سوچی جائیں گی تاکہ ایک عالم خدا اور رسول کے احکامات کے سامنے سر جھکا کر بے اطمینانی و فساد و بربادی کی بجائے امن و ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے ایسے عظیم الشان مقصد کے لئے جماعت سے بیش از بیش قربانیوں کی ضرورت ہے اور یہ شرف و امتیاز آپ کو عطا کیا گیا ہے کہ مادہ پرستی اور حبّ دنیا کے اس پُرآشوب زمانہ میں آپ نے اپنے اموال کو خدا کی راہ میں صرف کرنے کا بے نظیر نمونہ قائم کیا ہے جس کے سب معترف ہیں اور آپ نے ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ان اشعار کی صداقت کو مبرہن کر دکھلایا ہے :۔

زر و مال و دارائش کشے فلس نے گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

حضرت مسیح موعودؑ نے "الوصیت" میں جہاں جماعت کو نیکی و تقویٰ پر گامزن ہونے کی اور جہاں دنیا پرستی سے الگ رہنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں یہ بھی ہدایت کی ہے کہ اس جماعت کا ہر فرد اپنے اموال اور جائیدادوں کا کم از کم دسواں حصہ خدا کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کرے تاکہ جہاں اپنی زندگیوں میں وہ خدمت کرنے کا حق ادا کرے وہاں اپنی وفات کے بعد بھی ان کا یہ صدقہ جاریہ کا کام یادگار رہے اور وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ہو خیرا و اعظم اجرا کا مصداق ہو۔ ترجمہ:۔

"جو کچھ تم اپنی جانوں کے لئے خدا کی راہ میں مال دیتے ہو وہ خدا کے ہاں بڑے اجر کا مستحق ہے"

میں اس اپیل کو حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد پر ختم کرتا ہوں :۔

"یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال دے کر یا کسی اور رنگ میں کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی ۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے ۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ بار بار کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا محتاج نہیں ۔ ہاں تم پر اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے"

خدا کا شکر ہے کہ آپ کی جماعت نے اپنی مخلصانہ قربانیوں سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ خالصتاً خدا کی راہ میں اپنے مال و جان قربان کرنے سے دریغ کرنے والے نہیں اب پھر یہ موقعہ ہے کہ آپ اس امتحان میں پورے اتریں ۔

والسلام
صدرالدین ۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور

گولڈن جوبلی کے موقعہ پر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا
آئندہ پانچ سالہ منصوبہ
اجتماعی ترقی و توسیع کے وسائل

(الف) مرکزی احمدیہ کالونی کی تعمیر
جس کے لئے یونیورسٹی ٹاؤن (لاہور) کے قریب امپروومنٹ ٹرسٹ سے قریباً ایک سو بتیس (۱۳۲) کنال اراضی حاصل کی گئی ہے اور جس کی پہلی قسط موازی ڈیڑھ لاکھ روپے ادا کر دی گئی ہے۔

(ب):۔ ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن لاہور میں توسیع
اس ادارہ میں بیک وقت دس طلباء کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہے ۔ ان کے علاوہ ایک

(باقی بر صفحہ ۲۳)

جہالت کی انتہا

ہمیں اپنے مخالفین سے ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی کتب اور حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی کو مطالعہ کرنے کی انہیں کبھی توفیق نہیں ہوئی اور ادھر ادھر کی سنی سنائی غلط باتوں کی بناء پر بلکہ خود اپنے پاس سے بعض باتیں اختراع کر کے مخالفت پر اتر آتے ہیں، اس کی ایک نمایاں مثال ایڈیٹر "شہاب" کا وہ انکشاف ہے جو ایک "غلطی کا ازالہ" کی ضبطی کے موقعہ پر اس نے کیا، اس کتابچہ کو خود پڑھنے یا کم از کم اس کے مضمون سے آگاہی حاصل کرنے کی تو اسے توفیق نہ ملی، لیکن ضبطی کی خبر شائع ہوتے ہی جھٹ قلم اٹھا کر یہ لکھ دیا :-

"حکومت کا یہ اقدام نہایت مناسب اور بروقت ہے، اگر ہم چاہتے ہیں کہ مسیحی مشنری ہمارے بزرگوں کے خلاف دریدہ دہنی کر کے ہماری دلآزاری نہ کریں تو شرافت اور انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ ہم بھی مسیحی فرقے کے متعلق ایسی کوئی بات نہ کہیں جو ان کی دلآزاری کا باعث بنے مذہبی مناظروں نے آج تک کسی قوم اور کسی ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ ان کا اثر ہمیشہ اُلٹا ہوتا ہے اور اس سے جواب در جواب کا ایسا چکر چل نکلتا ہے جو بعض اوقات شدید نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ اسلام مناظروں کے ذریعہ نہیں بلکہ تالیف قلوب کے ذریعہ پھیلا تھا۔ اور اس کی عظمت دوسرے لوگوں کو محض کہاں سے محبت اور ہمدردی کا اظہار کرنے سے ظاہر ہوئی۔ لیکن قادیانی حضرات تبلیغ اسلام کے اس بنیادی اصول کو اپنی پوری تاریخ میں کبھی نہیں سمجھ سکے۔ اور دوسروں کی دلآزاری ان کا اوّلین مقصد رہی۔ موجودہ عالمی حالات میں اس تصور کو دفن کر دینا چاہیئے اور ایسی تمام کتابوں کو دریا بُرد کر دینا چاہیئے جو دوسرے مذاہب کو مسلمانوں اور اسلام سے دُور لے جائیں۔ اس لئے اس کتاب کی ضبطی ہمارے نزدیک بڑی مستحسن ہے"

(شہاب مورخہ ۱۹/۷/۶۴ صفحہ ۵)

دیکھا آپ نے ؟ یہ ہے ان بزرگوں کا مبلغ علم، اس سے بڑھ کر جہالت اور کیا ہو سکتی ہے، کہ جس کتاب پر رائے زنی کرنے بیٹھے ہیں، اس کے موضوع ہی کا پتہ نہیں، اور خود اپنی طرف سے ایک فرضی موضوع بنا کر اس کی ضبطی کی حمایت کرنا شروع کر دی، یہ ہیں وہ ماہرین علم جو حکومت کے مشیر بن کر ضبطی کی حمایت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ لیکن حکومت نے اصل حقیقت معلوم کر کے جب ضبطی کا حکم واپس لے لیا تو ان لوگوں نے غیرت سے منہ چھپانے اور اپنی جہالت پر شرمندہ ہونے کے بجائے اُلٹا حکومت کو کوسنا شروع کر دیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جہاں تک عیسائیت کا سوال ہے "شہاب" کے "صاحب علم" ایڈیٹر نے اس بارہ میں بھی سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کئے بغیر خواہ مخواہ رائے زنی کر دی کہ اس سے مسیحی فرقے کی دلآزاری ہوتی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ دلآزاری کا کیا معیار ہے، عیسائی تو اس بات کو بھی دلآزاری کا موجب سمجھتے ہیں کہ یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا ماننے کی بجائے محض ایک انسان ثابت کیا جائے۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ خود قرآن کریم نے اسی پر زور دیا ہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدًا "۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ رحمٰن خدا کے لئے بیٹے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہیں تک نہیں۔ دوسری جگہ فرماتا ہے :-

وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدًا ما لھم بہ من علم ولا لاٰبائھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبًا"۔ ان لوگوں کو ڈرا دیجئے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ ان کو کچھ بھی علم نہیں اور نہ اُن کے آباؤ اجداد کو علم تھا بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے بالکل جھوٹ ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

فرمایئے قرآن کریم کے اس ارشاد کو آپ دلآزاری تو قرار نہ دیں گے ؟ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں عیسائیت کے اسی خیال کی تردید کی گئی ہے، جس کو قرآن کریم نے انکی بے علمی اور جہالت اور زمین و آسمان کے پھٹ جانے کا موجب قرار دیا ہے، پھر آپ کی جہالت کو کیا کہا جائے جو ایسی تمام کتابوں کو دریا برد کرنے کا مشورہ دیکر قرآن کریم پر بھی نادانستہ حملہ کرنے سے ، دریغ نہیں کرتے۔

حادثہ

ہمارے نو مسلم کالج کے پرنسپل محمد شفیع بھٹی صاحب کو تین چار روز ہوئے سخت حادثہ پیش آیا وہ تانگے پر جا رہے تھے کہ گھوڑی کی سرکشی کے باعث نیچے گر گئے، ان کا سر پھٹ گیا، بہت سا خون بہہ گیا بیہوش ہو گئے انہیں میو ہسپتال ۔۔۔۔۔ میں پہنچایا گیا جہاں ان کی حالت اب خطرہ سے باہر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُن کی جان بچی، احباب کرام سے دعائے صحت کاملہ کی درخواست ہے۔

درس قرآن کریم

ملتان سے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ ۳۰ر اگست ۱۹۶۴ء کو عزیز ہوٹل میں شام کے چھ بجے احباب جماعت جمع ہوئے اور قرآن کریم کا درس شروع کیا گیا، آئندہ ہر ماہ کی آخری اتوار کو درس ہوا کرے گا جس کے بعد احباب کی تواضع چائے اور مٹھائی وغیرہ سے کی جاتی ہے۔

مجاہدۂ دُعا

۱۲ر ستمبر سے شروع ہے۔ اس میں جماعت کے جو احباب اور خواتین حصہ لے رہے ہیں انہیں اسلام کی نصرت، سلسلہ احمدیہ کی ترقی اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے درد دل سے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرنا چاہئیں۔ بعض خواتین نے پوچھا ہے کہ کیا وہ بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ہر احمدی اس مجاہدہ میں شامل ہو سکتا ہے۔

افسوسناک موت

لائل پور سے رمضان کپور تھلوی صاحب لکھتے ہیں :-

"میرا لڑکا صادق عمر ۱۸ سال مورخہ ۲۱/۸/۶۴ کو بروز جمعہ بجلی کی شاٹ لگنے سے پریمئیر کلاتھ ملز لائلپور میں فوت ہو گیا جو کہ میری زندگی کا سہارا تھا کیونکہ اس سے چند ماہ پہلے میرا بڑا بھائی فوت ہو گیا تھا اور اس کے بچے بھی یتیم ہو گئے تھے اس لئے اسکو میں نے ساتھ ہی کام پر لگا لیا تھا تا کہ ان کے بچوں کا خرچ چل سکے۔ مگر انسان سوچتا کچھ ہے ہوتا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ کافی دوستوں نے مجھے تعزیت کے کارڈ لکھے ہیں مگر میں سب کو جواب دینے سے معذور ہوں اس لئے آپ سے التجا ہے کہ آپ پیغام صلح میں دعائے مغفرت کو درج فرمائیں۔

رمضان کپور تھلوی محلہ محمد پورہ نزد پرانی چونگی

گولڈن جوبلی کے وفد کا دورہ لائلپور

اعلان کے مطابق گذشتہ جمعہ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۴ء کو گولڈن جوبلی کی تحریک کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل وفد لائلپور گیا۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ...... میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب اور خاکسار ...... اسٹیشن پر جماعت کے اکثر چیدہ اصحاب موجود تھے۔ نماز جمعہ سے قبل وفد بعض احباب کے گھروں پر گیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے شائع شدہ اپیل دی گئی اور زبانی بھی اس تقریب کی اہمیت کے پیشِ نظر اخراجات کی تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔ پھر پریمیئر فلورملز کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے خطبہ جمعہ میں اس روحانی انقلاب کا ذکر کیا جس کی داغ بیل حضرت مسیح موعودؑ ڈالنے آئے تھے اور بتلایا کہ جماعت احمدیہ لاہور کی گذشتہ پچاس سالہ مساعی سے کیا کیا انقلابات پیدا ہوئے ہیں۔ مغربی دنیا کا نقطۂ نگاہ اسلام کی نسبت کس قدر تبدیل ہوا اور خود مسلمان قوم میں اسلامی نظریۂ حیات اور اتحادِ کلمہ گویان کی بیداری کی تحریکات کو یہاں تک فروغ ہوا کہ انہی دو بنیادوں پر پاکستان کی مملکت وجود میں آئی۔ مگر ابھی جو کام ہمیں کرنا باقی ہے وہ بھی بہت اہم اور عظیم ہے۔ امسال بیرونجات سے ایسے اصحاب شرکت کر رہے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے ملک میں ایسے اسلامی انقلاب کی تحریک بپا کی ہے۔ جن کی مناسب حال خوش آمدید اور قیام و طعام کے لئے یہاں کے احباب ...... کو بھاری قربانیاں کرنا ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں آپؑ نے جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کی ہے کہ یہ طائفہ متقین نیک کردار لوگوں کو متحد کر کے خدمت و جہادِ اسلام میں لگانے کے لئے ہے تاکہ نیکی کا ایک دریا بہتا ہوا نظر آئے اور دنیا پر اپنا بھاری اثر ڈالے۔

خاکسار .... نے قوموں اور جماعتوں کے احیاء میں قربانیوں کی اہمیت کو خوب واضح کیا اور کہا کہ اس مرتبہ چونکہ اجتماع غیر معمولی ہو رہا ہے اس لئے غیر معمولی اخراجات درپیش ہیں۔ اندازہ ہے کہ ساٹھ ستّر ہزار روپیہ سے کم نہ ہوں گے۔ اس کے لئے جماعت کے جملہ اصحاب کو عام طور پر اور اہل ثروت احباب کو خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت لائل پور کے ذمہ بیس ہزار روپیہ کی رقم ڈالی گئی ہے۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے ابتدائی مسلمانوں کی قربانیوں کی ایک بے نظیر مثال بیان فرمائی کہ کس طرح سے ایک ماں نے ایک مہم جہاد میں اپنا اڑھائی سالہ بچہ قربانی کے لئے پیش کیا جب آنحضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ بچہ کس کام آئے گا تو ماں نے کہا کہ جب آنحضور صلعم پر تیروں کی بوچھاڑ ہو تو اسے بطور ڈھال استعمال کیا جائے اس پر اصحابؓ میں ایک کہرام مچ گیا اور اس وقت اس ماں کا نام اُم شہید پڑ گیا۔

میاں فضل احمد صاحب ملزاد تر پریمیئر کلاتھ ملز نے جواباً فرمایا کہ جماعت لائلپور ایسے مبارک موقع کے لئے ہر قسم کی مالی امداد دے گی بلکہ آپ نے یہ تجویز بھی فرمائی کہ بیرونجات سے آنے والے چیدہ چیدہ احباب کو پاکستان کے دوسرے شہروں میں دورہ کی غرض سے لے جایا جائے۔

عبدالرب برہم صاحب نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ جبکہ دور دراز ممالک سے ہمارے بھائی اپنے آرام و آسائش کو ترک کر کے بلکہ بعض صورتوں میں اپنے اخراجات کو برداشت کر کے آ رہے ہیں تو یہ کام اخراجات کثیر چاہتا ہے۔ جماعت لائلپور کے ذمہ جو بیس ہزار روپیہ کی رقم ڈالی گئی ہے تو یہ جماعت جلیسا کہ میاں فضل احمد صاحب نے بھی پوری امید دلائی ہے یہ رقم فراہم کرے گی۔ اس صورت میں نہایت مناسب ہے کہ تمام جماعت سے لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی فراہمی کا انتظام کیا جائے۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے برہم صاحب کی اس مبارک تجویز سے کلی اتفاق کیا اور یہ یقین دلایا کہ یہ وفد برہم صاحب کی اس تجویز کے مطابق اپنی مساعی کو جاری رکھے گا۔ اور جماعت یقیناً ایسی قربانی کر کے اپنی بہترین زندگی کا ثبوت دے گی۔

دوسری صبح وفد واپس لاہور آ گیا۔ ارکان وفد جماعت لائلپور کے جملہ احباب کے ممنون و مشکور ہیں کہ وہ ایسے خلوص و محبت اور پُرجوش تپاک سے وفد کے ساتھ پیش آئے۔

خاکسار

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

وفات

مرزا گل عباس صاحب کا نواسہ حامد آج بقضائے الٰہی فوت ہو گیا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس کے والدین کے لئے صبر کی دعا کریں۔

راقم مرزا ظہور احمد۔ نواب شاہ

کھلی چٹھی بنام مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری

از جناب میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی

مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب زاد لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

الفضل مؤرخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۴ء میں آپ کا ایک مضمون "جماعت احمدیہ میں نظام خلافت کا قیام" "خلافت ثانیہ کی برکات پر ایک نظر" "غیر مبائع دوستوں سے دردمندانہ اپیل" آج میری نظر سے گذرا۔ جماعت احمدیہ سے میرا تعلق ۱۹۰۸ء سے چلا آتا ہے۔ میں نے دونوں جماعتوں کے لٹریچر کا بھی بغور مطالعہ کیا ہے۔ میرے نزدیک کوئی جماعت دینی ہو یا دنیاوی بغیر ایک ہیڈ کے نہیں چل سکتی۔ اس ہیڈ کو آپ ناظم، منیجر، خلیفہ یا امیر کا نام دے دیویں۔ اس معاملہ میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ لاہوری جماعت اپنے جماعت کے ہیڈ کو امیر کے نام سے موسوم کرتی ہے آپ اپنے نظام کو خلافت کا نام دیتے ہیں۔ جہاں تک اس عہدہ کے نام کا تعلق ہے مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں۔ سب سے اہم سوال نیت کا ہے۔ بے عیب اور معصوم عن الخطا انسانوں میں انبیاء مانے جاتے ہیں۔ ان کے بعد شہداء اور صالحین کی تعریف کی جاتی ہے۔ میرا دونوں جماعتوں سے تعلق رہا ہے۔ اور میں نے ہر دو جماعتوں کے نظام اور ناظموں کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ میں تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ مجھے ان شخصیتوں کے باہم مقابلہ کی بھی ضرورت نہیں جو اس وقت برسر اقتدار ہیں۔ بشریت کی خامیاں ہر جگہ موجود ہوتی ہیں۔ مجھے آپ کے مضمون کے لحاظ سے صرف ایک سوال کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ صاحب نے اپنے خطبوں میں اور دعاوی میں جابجا مؤکد بعذاب قسمیں کھائی ہیں۔ روزنامہ "الفضل" میں ان کا ایک غیر مطبوعہ خطبہ جو سال ۱۹۳۱ء کے جلسۂ سالانہ میں پڑھا گیا کئی قسطوں میں شائع ہوا ہے میں نے بغور پڑھا اس قسم کی مؤکد بعذاب قسم اس میں موجود ہے۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے ان کے مصلح موعود کے دعوے میں بھی اسی قسم پر خطبہ ختم ہوا تھا۔ ایک طرف یہ قسمیں اور دعاوی ہیں، دوسری طرف کئی سال سے خلیفہ صاحب ربوہ کی طویل بیماری کی خبریں آ رہی ہیں۔ جن میں ضعف۔ بے چینی۔ بخار اور نقرس جیسی تکالیف کا ذکر ہوتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ عذاب نہیں تو عذاب کس کو کہتے ہیں۔ ہزاروں بکرے بطور صدقہ ذبح ہو چکے ہیں۔ اور انفرادی اور اجتماعی دعاؤں کا سلسلہ برابر چل رہا ہے لیکن نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں کی حالت اب تک دور نہیں ہوئی۔ اور صدقہ دیا رد بلا کی شکل بھی غلط ہوتی جا رہی ہے۔ از راہ کرم اس سوال پر خامہ فرسائی فرما کر مشکور فرماویں۔ والسلام۔ نیازمند محمد صادق ریٹائرڈ ڈی ایس پی مسلم ٹاؤن لاہور ۲

توحید الٰہی کی تعلیم اقوام عالم میں محبت و مودت پیدا کرنے کی موجب ہو سکتی ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمگیر نظریات اور ان کا اثر اقوام عالم پر

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۴ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل اتحاجوننا فی اللہ - وھو ربنا و ربکم - ولنا اعمالنا و لکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون (البقرۃ)

اقوام عالم کی تنگدلی اور غلط معتقدات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اہل دنیا کے غلط اعتقادات پر تھی۔ وہ جانتے تھے کہ قومیں خدا کو مانتی ہیں لیکن وہ خدا کو رب العالمین یقین نہیں کرتیں۔ یہودی کہتا ہے یہوداہ ہمارا خدا ہے اور ہم اس کی پیاری قوم ہیں۔ اور صرف ہماری قوم میں ہی خدا تعالےٰ نے پیغمبر مبعوث کئے ہیں۔ اور دوسری کسی قوم میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نعوذ باللہ سچے پیغمبر نہیں۔ ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ بنی اسرائیل سے تعلق نہ رکھتے ہوئے نبوت کا دعوےٰ کریں۔ بنی اسرائیل سے باہر کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور نجات صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے خدا ہمارا ہے۔ ہم اس کی پیاری قوم ہیں۔ اس دائرہ سے باہر سب لوگ کافر ہیں، بلکہ اس سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کئے ہیں کہ غیر قومیں کتے اور سؤر ہیں۔ انگریزی ڈکشنری میں جنٹائل (GENTILE) کے لفظ کے نیچے لکھا ہے کہ یہودی غیر قوم کو جنٹائل کہتے ہیں اور ان کو کتے اور سؤر سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ہماری ہمسایہ قوم بھی یہی کچھ کہتی ہے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ یہ دھرتی (بھارت) برہما ورت ہے۔ یہ پوتر ہے۔ جو لوگ اس میں رہتے ہیں، وہ ایشور کے پیارے ہیں، اور جو اس دھرتی سے باہر ہیں وہ ناپاک ہیں ملیچھ ہیں۔ رہی عیسائی قوم ان کے حضرت عیسےٰ بھی یہودی تھے۔ اور یہودیوں کے سلسلہ انبیاء کے آخری نبی تھے۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں آیا ہوں، ان کا دعوےٰ یہ نہیں ہے کہ وہ ساری انسانیت کے لئے آئے تھے۔ ایک غیر یہودی عورت نے حضرت عیسیٰ سے دعا کے لئے درخواست کی۔ تو جواب ملا کہ ہم بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں پھینکتے۔ اسی طرح اپنے شاگردوں کو حضرت عیسےٰ نے ہدایت فرمائی کہ سامریوں وغیرہ کے ہاں نہیں جانا۔ اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ پھینکنا۔

ایسے اعتقاد منافرت اور دشمنی کا موجب ہیں

تو قوموں نے خدا تعالےٰ کو محدود دائرے میں مقید کر رکھا تھا۔ ایسے اعتقادات سے قوموں میں منافرت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین مرحوم نے ایک لطیفہ سنایا۔ کہ جب میں نیلے گنبد کے پاس ایف سی کالج میں تعلیم پاتا تھا۔ سوڈا پینے کے لئے میں ایک ہندو کی دوکان پر چلا گیا۔ اس نے کہا کہ میاں جی پچھلے پیسے گلاس اٹھا لو۔ میں نے گلاس اٹھا لیا۔ اس نے میرے گلاس میں سوڈا ڈالنے کے لئے ہاتھ کو کافی اونچا رکھا۔ اس نے اپنے آپ کو پاک اور مجھے ناپاک سمجھا میں نے وہ گلاس اس ہندو کے منہ پر دے مارا کہ کمبخت تو غلیظ آدمی مجھے ناپاک سمجھتا ہے۔ اس طرح قوموں میں دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوموں کے خدا کو رب العالمین یقین نہ کرنا نہایت سخت مضر ہے اور موجب فساد ہے۔ خدا رب العالمین ہے۔ وہ سب کا پالنہار ہے۔ فرمایا اتحاجوننا فی اللہ خدا تعالےٰ کے متعلق آپس میں جھگڑا کرتے ہو کہ خدا صرف ہمارا ہے۔ میں نے یورپ کے دو ایک پادریوں سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص دن رات خدا کی فرمانبرداری میں گذار دے۔ اور وہ خدا کی مخلوق کی خدمت کرے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنا وقت اور اپنا مال صرف کرے تو کیا اسکو کوئی خدا تعالےٰ کے ہاں قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قطعاً نہیں۔ صرف عیسےٰ مسیح کی صلیب پر ایمان لا کر نجات مل سکتی ہے۔ اس کے بغیر کوئی نجات نہیں۔ ان کے نزدیک ساری انسانیت گناہ میں لتھڑی ہوئی ہے اور دنیا کی قوموں میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ ان اعتقادات نے دنیا میں فساد پیدا کیا۔ ایک قوم کو دوسری قوم سے نفرت ہے۔ حقارت ہے۔ امن اٹھ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام قوموں کی ربوبیت کرتا ہے

فرمایا اتحاجوننا فی اللہ۔ تم خدا تعالےٰ کے متعلق جھگڑتے ہو، وھو ربنا و ربکم۔ حالانکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ہمارا اور تمہارا ایک ہی پروردگار ہے وہ ہماری اور تمہاری اور سارے جہان کی ربوبیت کرتا ہے۔ سب کے لئے آسمان کی چھت ہے سب کے لئے زمین کا فرش ہے۔ سورج اور چاند کی روشنی سب کے لئے ہے۔ زمین و آسمان کی برکات افضال سے ہم سب متمتع ہو رہے ہیں۔ سب انسانوں کے اندر استعدادیں اور صلاحیتیں خدا تعالےٰ نے رکھی ہیں۔ اور سب کے لئے قلب اور روح ہے۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ سب قوموں کا خدا ہے۔ دنیا جہان کی ساری نعمتیں ہر قوم کو میسر ہیں۔

علوم کے دروازے سب قوموں کے لئے کھلے ہیں

جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ ساری قوموں کو کان دیئے ہیں آنکھیں دی ہیں اور دل دیا ہے یہ اعضا علوم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ سخر لکم ما فی السموٰت والارض زمین و آسمان اور اس کی نعمتوں اور قوتوں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ ہر چیز تمہاری خدمت میں لگا رکھی ہے۔ اور ہر انسان کو جسمانی۔ اور باطنی قوتے دے رکھے ہیں۔ ان قوتوں سے کام لے کر کائنات کے مطالعہ سے علوم پیدا ہوتے ہیں۔ فرمایا اطلبوا العلم ولو کان فی الصین۔ تحصیل علم کے لئے چین جانا پڑے تو جاؤ۔ اگر علم قرآن کی بات ہوتی تو صرف مکہ اور مدینہ ہی مختص کیا جاتا۔ معلوم ہوا قرآن کے علم کے علاوہ اور دوسرے علوم بھی جاننا ضروری ہیں۔ فرمایا ربّ زدنی علماً کہ اے خدا مجھے وافر علم عطا فرما اور اس کی گہرائیوں تک رسائی بخش۔ کائنات کے حقائق و معارف کے دروازے مجھ پر کھول، رب ارنی حقائق الاشیاء کما ھی ھی۔

سب قوموں کو اچھے اور برے اعمال کا بدلہ ملے گا

ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ اگر ہم اچھے کام کرتے ہیں تو ہمیں اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر تم نیک کام کرتے ہو تو تم کو پھل لگے گا اور اگر ہم بد کام کریں تو ہم اس کی سزا بھگتیں گے۔ اور اگر

تم نے کوئی بُرا کام کیا تو تم سے پوچھا جائے گا۔ ایک سکھ اپنے کھیت پر محنت کرتا ہے۔ اور ایک مسلمان دن رات تہجد میں گذارتا ہے۔ اور اپنے کھیت کی دیکھ بھال نہیں کرتا، تو بتایئے کس کا کھیت سرسبز ہوگا اور پھل لائے گا۔ ظاہر ہے کہ سکھ کا کھیت ہرا بھرا ہوگا۔ خدا تعالےٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کا کام کرے گا اس کو اس کا اجر ملے گا۔ اور جو کوئی ذرہ بھر بھی برائی کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ ولیس اللہ بظلام العبید یعنے خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

توحید الٰہی سے قوموں میں مودت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رب العالمین ہے اور کہا اللھم ربنا و رب کل شیٔ انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ۔ اے خدا تعالےٰ جو ہمارا رب کا رب ہے اور ہر چیز کا ربوبیت کرنے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں خدا کی توحید کی وجہ سے انسانوں میں مودت پیدا ہوتی ہے۔ کدورتیں اور تعصبات دور ہوسکتی ہیں توحید الٰہی کے منوانے کی ضرورت خدا کو نہیں ہے۔ اسے اگر اس کی ضرورت ہو تو وہ غنی نہ ہوا۔ وہ تو غنی عن العالمین ہے۔ توحید الٰہی پر ایمان لانے کی تو ہم انسانوں کو ضرورت ہے کہ اس کی وجہ سے انسان، انسان سے گلے مل سکتا ہے۔ اس کے دکھ درد میں شریک ہوسکتا ہے وطنیت اور قومیت کے جلتے تعصبات اور دوریاں ہیں وہ ختم ہوسکتی ہیں، ورنہ خدا کو اپنی توحید منوانے کی کوئی غرض نہیں۔ اگر سارے کے سارے لوگ الٰہی احکام کے خلاف چلیں اور چپے چپے پر بُت کھڑا کر دیا جائے تو خدا کی حکومت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اس کی حکومت تمام کائنات اور دنیا جہان پر محیط ہے۔ فضا ہی کو دیکھو اس فضا پر نہ ماسکو حکومت کرسکتا ہے اور نہ واشنگٹن کی حکومت ہے ترکی، پاکستان اور ہندوستان بھی اس پر کوئی تسلط قائم نہیں کرسکتا۔ فضا مکدر ہو تو ہوائی جہاز منزل مقصود پر نہیں اتر سکتے۔ کہتے ہیں کہ لاہور میں VISIBILITY کم ہے جہاز کو راولپنڈی لے جاؤ۔ وہاں سے آرڈر ہوتا ہے کہ یہاں VISIBILITY کم ہے پشاور لے جاؤ۔ ہوائی جہاز لاہور اترتے اترتے پشاور چلا گیا۔ فضا پر کسی کا تسلط نہیں۔

ابراہیمؑ یا تو محمد مصطفےٰ صلعم کی اولاد میں سے ہونا عمل کے بغیر فائدہ نہیں دیسکتا۔

فرمایا ان لوگوں کا دعوےٰ ہے کہ ہم ابراہیمؑ کی اولاد میں اس لئے ہم نجات کے مستحق ہیں۔ ان کو کہو کہ تمہارا باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام موحد انسان تھا۔ انہوں نے تو کہیں بھی نہیں فرمایا، کہ اعرانی ہونے سے نجات ہوگی۔ بلکہ انہوں نے تو دعا کی کہ ومن ذریتی میری آل اولاد میں سے بھی ہادی اور رہبر بنا، فرمایا کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہونا کافی نہیں۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا املک من اللہ شیئاً ولا اغنی عنک من اللہ شیئاً۔ میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ میں تمہاری تکالیف بھی دور نہیں کرسکتا ہوں۔ اور فرمایا من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ۔ جس کے اعمال نے کسی کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس کا حسب نسب اسکو آگے نہیں کرسکتا۔ مغل ہو، سید ہو۔ بادشاہ ہو، پیغمبر کا بیٹا ہو اگر وہ بد اعمال ہے تو وہ ذلیل ہوگیا۔ اور اگر وہ سید اور مغل کا بیٹا نہیں لیکن اس کے اعمال اچھے ہیں وہ مکرم و معزز ہوگیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من احب ان یکون اکرم الناس فلیتق اللہ۔ جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ معزز و مکرم بنے۔ فلیتق اللہ۔ ایک ہی نسخہ ہے کہ خدا تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ وہ قوم معزز ہے جو خدا خوف ہے اور نیک عمل ہے لاینفع الجد منک الجد کسی کا حسب نسب کوئی کام نہیں آتا۔

۳۔ نوحؑ اور فرعون کی بیوی

نوحؑ کی بیوی اور ان کا بیٹا باوجود پیغمبر سے تعلق ہونے کے خدا کے عذاب سے نہ بچ سکے۔ اور اس فرعون کی بیوی جو خدا کے مقابلہ پر اپنی ہستی منواتا تھا خدا کے ہاں رتبہ پاگئی۔ حضرت موسےٰ کو ان کی والدہ نے فرعون سے بچانے کے لئے ان کو دریا میں ڈال دیا تھا تو خدا کی شان موسےٰ فرعون ہی کے محل میں پہنچ گئے۔ فرعون کی بیوی نے جب بچے کو دیکھا تو اس کے بچانے کے لئے فوراً نعرہ لگایا لاتقتلوہ یہ بادشاہ کے حکم کی صریح نافرمانی تھی ایسا نعرہ لگانے کے لئے دل گردہ بکار ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس عورت کے اس جرأت مندانہ فعل کی قدر کی ورنہ کس کو جرأت ہوسکتی تھی کہ بادشاہ کے حکم کے خلاف حکم دے۔

ایک دفعہ رنجیت سنگھ کے اصطبل میں اس کا بیٹا چلا گیا۔ اور رنجیت سنگھ کے گھوڑے کو سواری کے لئے پسند کی۔ راجہ کا حکم تھا کہ میرے گھوڑے پر کوئی سوار نہ ہو۔ لیکن شاہزادہ کو خادم کچھ کہہ بھی نہ سکتے تھے۔ رنجیت سنگھ کو پتہ چلا تو اپنے بیٹے کو عاق کر دیا اور کہا کہ آج سے یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ ایسا ہی فرعون کا حکم ہے کہ بنی اسرائیل کے گھر پیدا ہونے والے ہر لڑکے کو قتل کر دو۔ لیکن ملکہ مصر کہتی ہیں کہ لاتقتلوہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ بچے کو قتل نہ کیا جائے۔ پھر بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ یہ بچہ کیسا خوبصورت ہے۔ اس کے خد و خال کیسے اچھے ہیں عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولدا تو فرعون کی بیوی تو جنت میں چلی گئی اور نوحؑ کی بیوی اور بیٹا دوزخ کا ایندھن ہوگئے۔

اسلامی تعلیمات کا اثر

حضورؐ کی تعلیمات نے ایک قوم پیدا کی جو نمونہ بنی جو خدا تعالیٰ کی تعلیمات سے کلی طور پر بہرہ ور ہوئی مسلمان قوم کو نمونہ بننا چاہیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا پھر آپؐ کی قوم نے ایسے اچھے نمونے چھوڑے کہ غیروں کا ان پر اثر ہے غیر کہتے ہیں کہ یہ عجیب قوم ہے کہ راتیں عبادت میں گذارتے ہیں، اور دن کے وقت شہسوار غازی ہوتے ہیں۔ وہ کسی کا مال نہیں کھاتے لوٹ کھسوٹ نہیں کرتے، یہ چوری نہیں کرتے۔ حمص سے کسی ضرورت کی وجہ سے مسلمان وہاں کی حکومت چھوڑ کر آنے لگے تو وہاں کے عیسائیوں نے کہا کہ جو آرام آپ کے عہد میں پایا ہے وہ عیسائیوں کے عہد میں نہیں آپ نہ جایئے ہم آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے

عالمگیر نظریات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعصبات کو ختم کر دیا اور ہر انسان کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ولقد کرمنا بنی آدم اور آپ نے اس نظریئے کے مطابق غیر قوموں سے اعلےٰ درجہ کا سلوک کر دکھایا۔ حضورؐ کی خدمت میں وفود آئے مشرکین کا وفد، عیسائی وفد، یہودی وفد۔ ہر ایک وفد کو مسجد میں اتارا، ہر ایک کو شاہی ضیافت سے نوازا۔ ہر ایک کے حقوق محفوظ فرمائے۔

صاف ظاہر ہے حضورؐ سب قوموں کے پیغامبر ہیں اور حضورؐ کے نظریات ہمہ گیر اور عالمگیر ہیں۔ دنیا ان نظریات کو مانتی چلی جارہی ہے۔

یادِ رفتگان

گولڈن جوبلی کے موقعہ پر یادِ رفتگان کے نام سے جو کتاب مرتب ہو رہی ہے اس کے لئے جن دوستوں نے اپنے بزرگوں کے حالات اب تک نہیں بھیجے وہ مہربانی کر کے زیادہ سے زیادہ ۱۰ اکتوبر تک بھیجدیں۔

(۲) یہ حالات فلسکیپ سائز کے دو صفحات سے زیادہ نہ ہوں۔

(۳) اگر ان بزرگوں کے فوٹو بھی مل سکیں تو بہتر ہوگا۔

(۴) ان کی اولاد یا لواحقین کے جن کا جماعت سے تعلق ہو نام اور پتے بھی لکھے جائیں۔

حضرت رسولِ عربی صلعم کا پیدا کردہ بے نظیر عالمی انقلاب

دُنیا کی کامیاب ترین مذہبی شخصیت (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا)

ایک نئے مذہب، ایک نئی تہذیب اور ایک نئی سلطنت کا بانی

(تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، برموقعہ جلسہ میلاد النبی صلعم)

حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے آج سے قریباً چودہ سو (۱۴۰۰) سال پہلے جو انقلاب عظیم دنیا میں پیدا کیا وہ کئی شانوں میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، مادی ساز و سامان سے کلیتہً تہیدست ایک شخص کل عالم میں انقلاب پیدا کرنے کا دعویٰ لیکر کھڑا ہوا۔ آپ کی مخالفت شدید ترین طریقوں سے کی گئی حتیٰ کہ آنحضور اور آپکے رفیقوں کو جان کے لالے پڑ گئے ہر قسم کی اذیت و دُکھ پہنچائے گئے۔ مگر آنحضور بالآخر کامیاب نکلے صرف بیس سال کے قلیل عرصہ میں سارے ملک میں انقلاب بھی ایسا کہ کوئی شعبہ زندگی نہ رہا جس میں تبدیلی نہ آئی ہو۔ نہ صرف قوم کا بیرونی پہلو بدل گیا بلکہ لوگوں کی باطنی دنیا یعنی خواہشات و نیات بھی یکسر تبدیل کر دیئے گئے۔ پھر اس عظیم انقلاب کا اثر تیرہ صدیوں تک کل عالم پر محیط رہا۔ یہ تاریخی حقائق ہیں۔ اس قدر قلتِ ذرائع اسی عظیم مخالفت کے باوجود اس قدر قلیل وکم عرصہ میں ایسا ہمہ گیر انقلاب ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس کی مثال دنیا پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔

نٓ والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔ وان لک لاجرا غیر ممنون — وانک لعلیٰ خلق عظیم — (سورۃ القلم) —

یہ آیات سورۃ القلم کی ہیں۔ ان میں بتلایا گیا ہے کہ کُل جوں جوں علم و سائنس ترقی کرتی جائے گی، اور اس کی روشنی سے دل منور ہوتے جائیں گے، توں توں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور صداقت کا پرچم بلند ہوتا جائے گا۔

اسلام پہلا مذہب ہے جس نے مذہب کی بنیاد واقعات اور حقائق پر رکھی ہے اور دین کو ہر قسم کے توہمات اور شرک پرستی سے صاف کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام تھے کہ آپ نعوذ باللہ مجنون تھے، دیوانے تھے، اس کی تردید قرآن کریم نے ایک عظیم دعوے اور پیشگوئی کے ساتھ کی ہے جس کی صداقت آج کی علم و سائنس کی دنیا میں خوب روشن ہو گئی ہے۔ کہ تم جو کہتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجنون ہیں۔ اس لئے ان کی تمام پیشگوئیاں اور بلند بانگ دعاوی بے اثر اور بے نتیجہ رہیں گے۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ بات ہرگز صحیح نہیں بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر اور عظیم خلق کے مالک ہیں۔ ان کے لئے غیر منقطع اجر ہم نے مقرر کیا ہے۔ آپ کے اخلاق کی بلندیوں کا اندازہ نہیں ہوگا۔ اسی سورۃ شریف کے آخر میں فرمایا وماھو الا ذکر للعٰلمین کہ یہ منکرین آپس میں جو میگوئیاں کرتے ہیں کہ آپ دیوانے ہیں۔ حالانکہ جو تمہیں قرآن کریم دیا گیا ہے۔ یہ ساری دنیا کے لئے ہے اور ساری دنیا کی بلندی کا موجب ہے۔

دراصل جو لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون سمجھتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم صلعم شکست تو تت سے سرفراز ہو کر اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ کے سامنے صرف اپنے کنبہ، اپنے قبیلہ، اپنی قوم، اپنے شہر اپنے علاقہ اور اپنے ملک کی اصلاح ہی مدنظر نہ تھی، بلکہ تمام دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا عالمگیر مقصد آپ کے سامنے تھا جو اس وقت کے حالات کے مطابق ایک عجیب اور انہونی بات تھی، اور پھر آپ کے پاس اس مقصد میں کامیاب ہونے کے ذرائع کیا تھے؟ ظاہر ہے کہ کچھ بھی نہ تھے، اس وجہ سے بھی لوگ آپ کے عزوم و دعوے کی تضحیک تحقیر کر کے اس کو جنون کی ایک بڑ سمجھتے تھے آج بھی اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو عقل لگتی نہ ہو تو لوگ ایسے شخص کو مجنون دیوانہ کہیں گے۔ چنانچہ اس عظیم الشان اور ہمہ گیر مقصد کو پیش کر جبکہ آپکے پاس نہ طاقت تھی۔ نہ قدرت۔ نہ پیسا تھا، نہ جتھا اور نہ کوئی دیگر ذرائع آپکے ہاتھ میں تھے لوگ یہی کچھ کہہ سکتے تھے۔

دلوں کی فتح کا مقصد

یہ جو رشد و ہدایت کا معاملہ ہے، یہ بڑا مشکل معاملہ ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے انسان ہو گذرے ہیں سکندر، نپولین وغیرہ۔ ہٹلر کا عزم تھا کہ میں ساری دنیا پر تسلط حاصل کر لوں گا، ان لوگوں کے عزائم صرف مادی دنیا سے تعلق رکھتے تھے، ان کا مطمح نظر صرف مادی دنیا پر تسلط جمانا تھا، مگر جو معاملہ ہدایت دینے کا ہے وہ بالکل اور شئے ہے۔ میرا اپنا بچہ میری ہدایت پر عامل ہو سکتا ہے اور نہیں بھی، میری بیوی ممکن ہے کہ میری ہر بات نہ مانے۔ ہدایت کا دینا ایک قلبی چیز ہے۔ اس کا تعلق دلوں سے ہے۔ اس پر جبر کا ماحج نہیں ہو سکتا ہے۔ اس پر تنقید کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ کفار اور مشرکین عرب آپ کے مقاصد کو ناقابل تسلیم مان کر آپ کو مجنون کہتے تھے۔ قرآن کہتا ہے کہ علوم اس تعلیم کی وجہ سے پیدا ہوں گے۔ وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ انکی یہ بات بالکل غلط ہے۔ علم تاریخ کی بنیاد اس اسلام سے پڑی، سائنس کی بنیاد اس مذہب سے پڑی۔ اخلاق کی ترویج اس دین سے ہوئی علم و حکمت کے چشمے اسی دین سے پھوٹے۔

آج کیا حالت ہے۔ آج پاکستان بھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت کا اظہار بڑی شان اور آن بان سے آپنے منایا ہے، لیکن کیا صرف یہی ذریعہ نجات ہے کہ عقیدت کے طور پر جلسے جلوس نکال لئے مجلسیں محفلیں گرم کر لیں۔ چراغاں کر لیا اور اپنے جذبات کا اظہار کر لیا۔ مان لیا کہ آپ نے اپنے جذبات صادقہ کا اظہار کر لیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کا بھی اظہار ہونا چاہیئے۔ لاہور بھر میں لاکھوں روپیہ محفلوں مجلسوں اور چراغاں پر صرف ہو گیا ہے اگر یہ لاکھوں روپیہ جمع ہو جاتا، اس کو دینی تعلیم میں لگایا جاتا۔ غرباء کی تعلیم و ترقی اور مساکین اور محتاجوں کی ..... مزدوروں اور ملازموں کے کام میں لایا جاتا۔ کتب شائع کی جاتیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندیٔ اخلاق اور بلند کرداری کو ظاہر کرنے والی ہوں۔ جس سے مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب ہو اور مسلمان بچوں کی تربیت اور رہنمائی کے لئے کتابچے شائع کئے جاتے تو کیا بہتر نہ ہوتا؟ اسلام نے جذبات سے بے اعتنائی سکھائی ہے اور واقعات اور اعمال پر بنیاد رکھی ہے اسلام ایک واقعاتی مذہب ہے۔ اس کی ایک تاریخ ہے یہ پہلا مذہب ہے جو واقعیت اور حقائق پر مبنی ہے۔ دوسرے مذاہب ایسے نہیں ہیں، بعض کے متعلق تو ان کی بھی تاریخ نہیں کہ ان کے بانیان کی شخصیتیں گذری بھی ہیں یا نہیں۔

واحد مذہبی تاریخی شخصیت

ادھر حضرت نبی کریم کی شخصیت تاریخی مقام رکھتی ہے۔ قرآن کریم آپ کی زندگی میں لکھا گیا اور محفوظ کر لیا گیا نہ صرف کاغذوں پر بلکہ قلوب پر نقش ہو گیا۔ کیا یہ معجزہ کم ہے کہ آج تک کوئی شخص ایسا نہیں جس کی ہر حرکت۔ ہر عمل اور شب و روز کی ہر ادا محفوظ ہو۔ یہ صرف حضرت اکرم کی ہی زندگی ہے جس کا ہر پہلو محفوظ ہے نہ صرف محفوظ ہے بلکہ درس و موعظت کا موجب ہے۔ لوگوں نے نہ صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات محفوظ کئے بلکہ کمال تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے روایت کی ہے ان کی زندگیاں بھی محفوظ ہیں۔ حضرت نبی کریم کا ہر فعل، ہر قول اور عمل اور ہر ادا تاریخی طور پر ایک حقیقت ہے۔

آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی کیسی ہوئی، حضور کے اصحاب کس بلند پایہ کے تھے پھر نئے ہزار عرب کس

(باقی بر صفحہ ۱۶)

مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

اشتعال انگیزی

یا

دیانتدارانہ اجتہاد

جماعت ربوہ سے ایک سوال

"الفضل" نے میری بعض تحریروں کو اشتعال انگیز قرار دیا ہے۔ میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ہماری جماعت کے بزرگوں کو جو الہام "شر الذین انعمت علیھم" اور ہمارے محبوب امیر مرحوم کو الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کا مصداق قرار دیا ہے اور پھر الہام "اخرج منه الیزیدیون" کو ان پر چسپاں کرتے ہوئے انہیں یزید پلید سے مشابہت دی ہے کیا یہ سب کچھ آپ لوگوں نے اشتعال انگیزی کے جذبہ کے ماتحت لکھا ہے اگر ایسا ہے تو یقیناً آپ کا یہ فعل غیر متقیانہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے اور اگر آپ کے دیانتدارانہ اجتہاد نے آپ کو یہی فتویٰ دیا ہے تو گو آپ کا اجتہاد ہر لحاظ سے غلط ہے اور واقعات نے بھی اسے غلط ہی ثابت کر دیا ہے جیسا کہ میں پراہین ساطعہ سے ثابت کر چکا ہوں پھر بھی اجتہادی غلطی آپ کی ممکن ہے قابل معافی قرار دی جائے۔ غالباً آپ یہی جواب دیں گے کہ آپ نے دیانتداری سے الہامات کا یہی مفہوم سمجھا اور دیانت داری سے ہی بزرگان لاہور پر انہیں چسپاں کیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر دوسرے کا اجتہاد جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کی ایک بیوی کو بعض الہاموں کے مصداق ہونے کا فتویٰ دے تو ان الہاموں کو ان پر چسپاں کرنے پر آپ لوگ پا بہ جبیں کیوں ہوتے ہیں اور کیوں ان کے اس فعل کو دیانتدارانہ اجتہاد کی طرف منسوب کرنے کی بجائے فتنہ انگیزی پر محمول کرتے ہیں کیا آپ کا یہ رویہ "تلك اذاً قسمة ضیزی" کے ذیل میں نہیں آتا۔

ہمارے اجتہاد کی تصدیق واقعات سے

دیکھئے ہمارے اجتہاد کی تصدیق واقعات کس صفائی سے کر رہے ہیں۔ حضور کا پہلا کشف ۱۹۰۲ء کا ہے فرمایا:

"مجھے رؤیا ہوا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی سر سے ننگا میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آیا ہے اس سے مجھے سخت بدبو آتی ہے میرے پاس آکر کہتا ہے کہ میرے کان کے نیچے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے میں اسے کہتا ہوں پیچھے ہٹ جا آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ تفہیم الٰہی کوئی نہیں"

بعینہ ایسا ہی نقشہ حضور کو ۱۰ر جون ۱۹۰۵ء کو اس عورت کا دکھلایا گیا جس کو ۲۶ر مئی کے الہام میں قابل سزا قرار دیا گیا تھا۔ دونوں کا ایک ہی قسم کا نقشہ کیا معنی خیز نہیں۔

ایک بیّن علامت

اس ۱۹۰۲ء والے کشف میں اس شخص کی ایک ایسی علامت بیان کی گئی ہے جس کی موجودگی میں اس شخص کی شناخت آسان اور یقینی ہو جاتی ہے اور وہ علامت یہ ہے حضور فرماتے ہیں کہ رؤیا میں وہ شخص میرے پاس آکر کہتا ہے :- "میرے کان کے نیچے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے" اب آپ لوگ بے جا حمیت اور بے جا تعصب سے اپنے دلوں کو خالی کر کے انصاف کی نظر سے دیکھیں کہ کیا یہ علامت جناب میاں محمود احمد صاحب میں نمایاں طور پر نہیں پائی جاتی طاعون عربی زبان میں زخم لگانیوالے آلہ کو کہتے ہیں چنانچہ جناب میاں صاحب موصوف پر حملہ کرنے والے نے اپنے چھرے یا چاقو سے جو زخم لگایا وہ ان کے کان کے نیچے ہی لگایا۔ جس کا نشان بطور گلٹی ابھی تک ہے۔ باقی علامتوں کی صحت پر آپ خود ہی قیاس کر لیں۔

بعد کے الہامات

اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں وہ الہامات ہوتے ہیں جن کا ملخص یہ ہے کہ حضور کے پیاروں (جو آپ کے نزدیک بھی جماعت لاہور کے ہی بزرگ تھے) کے خلاف شرارت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا

ان کا سزا پانا بھی میں واقعات سے ثابت کر چکا ہوں۔ پھر ایک عورت کو سزا دینے کا ذکر ہے پھر ۱۰ جون کے کشف میں اس عورت کی گیارہ علامات بیان کی گئی ہیں جن کا پورا ہونا بھی ایک خاص عورت میں ثابت کر چکا ہوں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ پھر ۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو وہی عورت کشف میں دکھلائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی الہام ہوتا ہے ویل لھٰذہ الامرأۃ و بعلھا اور دونوں کا ویل کا مورد ہونا بھی واقعات سے ثابت کیا جا چکا ہے اب دیکھئے کہ کس صفائی سے الہامات اور کشوف نے میاں بیوی کی تعیین کر دی ہے پہلے خاوند کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور اس کی تعیین ایک خاص علامت سے کر دی گئی جو نمایاں طور پر جناب میاں صاحب میں پائی جاتی ہے پھر ان کے حامیوں کی سزا کا ذکر ہے جس میں وہ پیسے گئے اس کا ذکر بھی گذشتہ اقساط میں کیا جا چکا ہے۔ پھر ان کی بیوی کی حالت کا نقشہ گیارہ علامات کے ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ پھر دونوں پر ویل کے وارد ہونے کا صریح ذکر کر دیا اور وہ ویل ان دونوں پر وارد بھی ہو جاتی ہے اب آپ خود ہی غور فرمالیں کہ ہم دونوں میں سے کس کے اجتہاد کی واقعات تصدیق کر رہے ہیں۔

الہام اخرج منه الیزیدیون

باقی رہا یہ کہ الہام اخرج منه الیزیدیون کا مصداق کون بنتا ہے اگر آپ واقعات پر منصفانہ نظر ڈالیں گے تو اس امر کے متعلق بھی آپ پر آپ کے اجتہاد کی غلطی واضح ہو جائے گی۔ ہمارے بزرگ وہاں سے چلے آئے ان کا چلا آنا تو ہجرت کہلا سکتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی مرضی سے فتنہ کی جگہ کو اس لئے چھوڑا کہ دینی خدمت کے مواقع وہاں میسر آنے مشکل تھے لیکن آپ لوگ تو باقاعدہ وہاں سے بزور نکالے گئے اور نہایت ذلت و رسوائی سے نکالے گئے خدا جانے کہاں تک یہ صحیح ہے کہ آپ کے خلیفہ صاحب برقع اوڑھ کر نکلے اور مصنوعی کرفیو لگا کر نکلے تاکہ لوگوں کو پتہ نہ لگ سکے کہ وہ قادیان سے جا رہے ہیں کیونکہ آپ تمام احمدیوں کو یہی کہہ رہے تھے کہ قادیان کو ہرگز نہیں چھوڑنا حتیٰ کہ عورتوں تک کو بھی حکم تھا کہ وہ بھی قادیان میں ہی مقیم رہیں چنانچہ جب لوگوں کو علم ہوا کہ ان کے خلیفہ صاحب تو بھاگ گئے ہیں تو وہ یقین نہ کرتے تھے۔ چنانچہ عورتیں ان کے گھروں میں دیکھنے کے لئے آئیں اور جب ان کو اور ان کی عورتوں کو گھروں میں نہ پایا تو پھر ان کو یقین آیا کہ آپ فی الحقیقت ان کو دھوکہ دے کر اپنی اور اپنے خاندان کے افراد کی جانوں کو بچا کر نکل گئے ہیں اور ان کو سکھوں کے رحم و کرم پر چھوڑ گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک چٹھی کے ذریعہ لوگوں کو یقین دلایا گیا کہ وہ صرف چند دنوں کے لئے عارضی طور پر لاہور جا رہے ہیں تا وہاں جا کر دہلی میں

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۲)

شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ

میرا دورۂ امریکہ

بسلسلۂ اشاعت مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۶۲ء

(۲)

۱۲ جولائی - اتوار کو گیارہ بجے قبل از دوپہر مسٹر جان علی مجھے ہوٹل سے لینے کے لئے آ گئے - جب ہم ایلیجا محمد کے گھر پہنچے تو محمد علی عالمی باکسنگ چیمپئن پہلے ہی سے موجود تھے اور ایلیجا کے ساتھ چائے پی رہے تھے - انہوں نے اٹھ کر معانقہ کیا اور مجھے قریب ایک کرسی پر بٹھا لیا -

آپ کو اپنے گذشتہ دورہ میں کونسا ملک زیادہ پسند آیا ؟ میں نے پوچھا -

کہنے لگے - یہ میرے لئے بتانا مشکل ہے - جہاں گیا ہوں میری عزت افزائی ہوئی ہے اور میرے مسلمان ہونے کی وجہ سے میری تکریم و تعظیم میں بہت اضافہ ہوا ہے -

سنا ہے اب آپ پاکستان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

وہاں سے مجھے دعوت ضرور ملی ہے اور شاید اکتوبر میں وہاں جانے کا موقعہ مل جائے لیکن اس سلسلہ میں ہربرٹ محمد (ایلیجا کے صاحبزادے) زیادہ علم رکھتے ہیں وہ میرے ساتھ جائیں گے -

کوئی دو ماہ ہوئے ہیں میں نے آپ کے لئے قرآن کا انگریزی ترجمہ بھیجا تھا امید ہے آپ کو مل گیا ہوگا -

جی مجھے مسٹر جیفرز نے نیویارک میں دے دیا تھا شکریہ -

آپ لوگ عام طور پر ایک وقت کا کھانا کھاتے ہیں کیا آپ کے لئے بھی یہ پابندی ہے ؟ اس موقعہ پر ایلیجا کہنے لگے انہیں بہت توانائی کی ضرورت ہے اس لئے ان کے لئے استثنا ہے -

آپ کی کیا خوراک ہے ؟

میں صبح کو چار انڈے کھاتا ہوں اور کچھ چائے اور ٹوسٹ - اس کے بعد دس بجے تک آرام کرتا ہوں - دس سے چار بجے تک رسی سے پھاندتا اور باکسنگ کی مشق کرتا ہوں پھر چھ بجے کھانا کھاتا ہوں -

کیا آپ کے والدین بھی مسلمان ہیں ؟

نہیں وہ ابھی تک عیسائی ہیں -

آپ کا آئندہ مقابلہ کس سے ہوگا ؟

یہ امریکی شیطان (DEVILS) فلائیڈ پیٹرسن کو میرے مقابلے کے لئے تیار کر رہے ہیں ان کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ مجھ سے یہ امتیاز چھن جائے -

اس موقعہ پر پھر ایلیجا نے کہا :-

" برادر آئی مام (وہ مجھے اسی طرح سے مخاطب کرتے تھے) میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں کہ یہ لوگ واقعی شیطان ہیں - ان سے کسی بھلائی کی توقع نہیں اسی شیطان رجیم سے ہمیں پناہ مانگنے کے لئے کہا گیا ہے - لیکن اب ان کی تباہی کا وقت قریب آ گیا ہے -"

محمد علی کہنے لگے :- دیٹ از رائٹ

اور ایلیجا نے پھر ان سفید فام لوگوں کے خلاف تقریر شروع کر دی - لیکن بات زیادہ گفتگو کرنے سے انہیں دمہ کی شکایت عود کر آتی تھی - کہنے لگے میں محمد علی کو تبلیغ کے لئے تیار کر رہا ہوں کوئی چار پانچ سال میں یہ میرے منسٹر ہوں گے -

محمد علی نے کہا :- دیٹ از رائٹ

وہ شخص جو باکسنگ کے وقت اپنے حریف کے مقابل پر شیر کی طرح دھاڑتا ہے اپنے لیڈر کے سامنے مسکین بلی کی طرح بیٹھا تھا - اور اتنی دھیمی آواز سے گفتگو کرتا تھا جیسے اسے چنیا، پھاڑنا آتا ہی نہ ہو -

ایلیجا محمد کہنے لگے :-

" میری ایک بڑی خواہش ہے اور چاہتا ہوں اپنی زندگی میں پوری ہو جائے - میں یہاں شکاگو میں ایشیائی مسجدوں کی طرز پر ایک خوبصورت مسجد بنانا چاہتا ہوں تا کہ اس نمونہ پر پھر دیگر مسجدیں بنائی جائیں - اس وقت ہمارے لوگ غریب ہیں لیکن ایک وقت آئے گا جب اللہ ان کو غنی کر دے گا -"

میں نے کہا یہ کام اپنی زندگی میں شروع کر دیں -

کہنے لگے انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا -

سیکرٹری جان علی نے میرا کچھ اور پروگرام بھی تیار کر رکھا تھا اس لئے انہوں نے اجازت چاہی کہ وہ مجھے کسی اور جگہ لے جانا چاہتے ہیں - ایلیجا محمد رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے -

برادر آئی مام - آپ اپنا وقت اور روپیہ ان سفید فام لوگوں کے مسلمان بنانے پر ضائع نہ کریں

میں نے کہا لیکن جو نوجوان اسلامی ممالک سے آتے ہیں ان کو مسلم رکھنے کی کوشش بھی تو ضرور کرنا چاہیئے -

کہنے لگے ہاں یہ کام اچھا ہے - لیکن میں دعا کروں گا کہ آئندہ آپ کے ہاتھ پر کوئی انگریز مسلمان نہ ہو -

میں نے سکرٹ کو مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور ہم ان سے رخصت ہو کر باہر آ گئے - محمد علی کو بھی جانا تھا تھوڑی دور جا کر اس نے ہمیں اپنی کار میں بٹھا لیا اور ہربرٹ محمد کے گھر لے گئے - وہاں سے ہم نے جلد جلد اسلام یونیورسٹی کی عمارت کو دیکھا اور جو اساتذہ موجود تھے ان سے ملاقات کی -

وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو ویسٹ انڈیز تشریف رکھتے - کہنے لگے کہ میں مسلمانوں کا سپریم کپتان ہوں - اگر کوئی کپتان - لفٹیننٹ - یا مسلمان اسلام کے اصولوں کی خلاف ورزی کرے تو مجھے اختیار ہے کہ اسے اپنی جماعت سے علیحدہ کر دوں - ہمیں ان لوگوں کی ضرورت نہیں جو اپنے کردار و اخلاق سے اسلام کو بدنام کرنے والے ہوں -

کپتان سے اوپر منسٹر ہوتا ہے (پادری یا مولوی کہہ لیجئے) ان منسٹروں کا انتخاب ایلیجا محمد کی منظوری سے ہوتا ہے -

اس کے بعد محمد علی تو ہم سے رخصت ہو گئے اور میں جان علی کے ساتھ محمد سپیکس ......

(MUHAMMAD SPEAKS) کا دفتر دیکھنے چلا گیا - وہاں اس پندرہ روزہ اخبار کے ایڈیٹر سے ملاقات ہوئی - یہ صاحب عیسائی ہیں - جان علی کہنے لگے :-

ہماری کوشش یہ ہے کہ اگر ہمیں موزوں مسلم نہ مل سکے تو ہم عیسائی لوگوں کی خدمت مستعار لے لیتے ہیں -

شاندار ریستوران میں دوپہر کا کھانا کھایا اور اس کے بعد جان علی مجھے شکاگو کے ہوائی اڈے پر چھوڑ گئے اور وہاں سے میں نیویارک چلا آیا -

سیاہ فام لوگوں کی سفید فام لوگوں سے نفرت کے اسباب بہت گہرے ہیں جو شخص خود غلام نہ رہا ہو اس کے لئے غلاموں کے جذبات و احساسات کا اندازہ لگانا مشکل ہے - میرے نیویارک کے قیام کے دوران ہی میں شمالی جارجیا میں واشنگٹن کے ایک نیگرو سکول کے افسر ہیمو ٹیل اسے پن کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا - قصور اس کا رنگ کالا تھا -

(شکاگو ڈیفنڈر امریکہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ء)

گورنر کارل - ای سینڈرز نے اٹلانٹا میں ایک بیان جاری کیا جس میں لکھا تھا :-

" میں اور جارجیا کے تمام ذمہ دار شہری اس بات پر شرمندہ ہیں کہ یہ واقعہ

ہماری ریاست میں پیش آیا .... یہ بیہودہ فعل کسی ایسے شخص سے سرزد ہوا ہے جس کا دماغ خراب ہو - اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ریاست تباہ ہو جائے ہمارے شہریوں کا اخلاقی دیوالیہ نکل جائے اور ہماری قوم کی بنیاد متزلزل ہو جائے تو ہمیں ایسے فرد کے کردار کو بہت زیادہ اہمیت دینا چاہیئے اور اسے اپنے معاملات پر اختیار دے دینا چاہیئے - اگر ایسا ہو گیا تو سمجھئے امریکہ کے خاتمہ کے دن قریب آ گئے ۔

(ایضاً)

سیاہ فام مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یقیناً ایسے لوگوں کو امریکی ریاست میں بہت زیادہ اقتدار حاصل ہے گولڈ واٹر کو ریپبلکن پارٹی کا نمایندہ صدر چنا گیا ہے جو سیاہ فام لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اگر آیندہ الیکشن میں وہ کامیاب ہو گئے تو سفید اور سیاہ امریکنوں میں اختلافات کی خلیج اور وسیع ہو جائے گی - موجودہ پریذیڈنٹ جانسن نے سول رائٹس بل تو پاس کر دیا ہے لیکن ان کے مخالفین کا کہنا ہے کہ یہ محض الیکشن سٹنٹ ہے ورنہ وہ خود اس سے قبل اس بل کے خلاف تھے ۔

نیویارک میں جہاں قدرے سیاہ فاموں سے بہتر سلوک کیا جاتا ہے یعنی وہ بس میں سفید لوگوں کے ساتھ سفر کر سکتے ہیں اور ہوٹلوں میں جا کر چائے اور کافی پی سکتے ہیں گذشتہ جمعرات کو ایک پولیس والے نے ایک ۱۵ سالہ نیگرو کو گولی مار کر ہلاک کر دیا - الزام یہ تھا کہ یہ لڑکا چاقو لے کر پولیس مین پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا تھا - پولیس کا سپاہی ڈنڈا استعمال کر سکتا تھا - اور اگر اسے پستول ہی استعمال کرنا تھا تو اسے زخمی کر کے گرفتار کر سکتا تھا - لیکن نہیں اس نے پے در پے اس پر تین چار فائر کر کے اسے وہیں ڈھیر کر دیا - اس واقعہ نے نیگرو عوام کے جذبات کو مزید مشتعل کر دیا ہے ۔

جب ان لوگوں کی جانیں اس قدر سستی ہوں اور ان کا خون اس بیدردی سے بہایا جا رہا ہو، جب ان لوگوں کے عبادت خانوں میں بم پھینکے جائیں تو ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنے امریکی آقاؤں سے محبت کا سلوک کریں فضول ہے - سیاہ فام مسلمان یہی تو کہتے ہیں کہ انہیں عیسائی بنا کر یہی تعلیم دی گئی کہ جب ایک سفید امریکی تھپڑ مارے تو اپنا بایاں گال بھی اس کے آگے کر دو - چار سو سال سے عیسائیت انہیں یہی سبق سکھاتی رہی ہے اور اب وہ اس مذہب کو ماننے کے لئے تیار نہیں ان کی نجات صرف اسلام میں ہے - وہ اسلام جسے ایلیجاہ محمد ان کے سامنے پیش کر رہے ہیں - جس میں امریکی قوم کی تباہی اور زوال کی پیشگوئی ہے اور کالے لوگوں کے حکمران ہونے کا پیغام بھی اسلام ان لوگوں کو سمجھ میں آ سکتا ہے ۔

نیو ورک نیو جرسی کا ایک شہر ہے وہاں ان کے منسٹر جیمز سے ملاقات ہوئی - یہ صاحب نیویارک اور نیو ورک کے منسٹر ہیں - میلکم ایکس کی علیحدگی کے بعد جیمز نے نیویارک کا علاقہ بھی سنبھال لیا ہے - کہنے لگے یہ امریکی ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ ہماری اندرونی شخصیت کو مردہ کر دیں - میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کوڑے کے ڈھیروں اور کنستروں سے کھانا چن چن کر کھایا ہے - یہ لوگ ہمیں بچا کھچا کھانا براہ راست نہیں دیتے تھے - کوڑے کے ڈھیر پہ جا کر پھینک دیتے تھے کہ وہاں سے کھاؤ - - - یہ اپنی ضرورت سے زائد کھانے کی خام اشیا سمندر میں غرق کر دیں گے لیکن ہمیں نہیں دیں گے - اور اس طرح سے ہماری روح کچلنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

میلکم ایکس کا ذکر آ گیا تو ان کے متعلق بھی چند باتیں اور بیان کر دیتا ہوں - میں نے نیویارک میں ان سے ملنے کی کوشش کی - معلوم ہوا کہ وہ پھر مشرق وسطےٰ کے دورے پر چلے گئے ہیں - انہیں ایلیجا محمد نے اپنی جماعت سے نکال دیا ہے - اور اب ان پر انکشاف ہوا ہے کہ ایلیجاہ محمد کے عقائد درست نہیں ڈاکٹر محمد یوسف الشواربی نیویارک کے اسلامک کلچر سنٹر کے ڈائرکٹر کی کوششوں سے وہ اپنے گذشتہ عقائد سے تائب ہو گئے ہیں - یعنی اب وہ نیلی آنکھوں والے امریکنوں کو شیطان کی ذریت نہیں سمجھتے - ان کے ساتھ چند اور لوگ بھی علیحدہ ہو گئے ہیں، لیکن ابتدائی شور و غوغا کو چھوڑ کر ایلیجا کے پیروکار اس صدمہ کو برداشت کر گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح کے منافق لوگ ہر مذہب میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ۔

سیاہ فام مسلمانوں کی تحریک کا پس منظر سمجھے بغیر اس تحریک کے مخصوص عقائد و نظریات کو سمجھنا مشکل ہے - ہاں یہ ممکن ہے کہ آگے چل کر ایک نئی تحریک ان لوگوں میں اٹھے جس کا مزاج معتدل و متوازن ہو لیکن ایلیجا کی زندگی میں اس کا امکان نہیں - اس وقت ان میں صرف انتہا پسند رویہ ہی ان کے اتحاد و اتفاق کی ضمانت ہے اور یہی ایک عنصر ہے جو ان کو امریکی سامراج کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتا ہے ۔

واشنگٹن کا اسلامی مرکز

نیویارک آ کر واشنگٹن کے اسلامی مرکز کو دیکھے بغیر واپس لوٹ جانا مجھے مناسب معلوم نہ ہوا اس لئے منگل ۱۴ جولائی کو میں لاگو آڈیا ایر پورٹ نیویارک سے واشنگٹن چلا گیا - ساڑھے بارہ بجے شہر میں پہنچا - دو تین مقامات پر جانا تھا اس لئے ساڑھے پانچ بجے واشنگٹن اسلامی مرکز میں پہنچا - مسجد کے دروازے پر دو انڈونیشی نوجوان کھڑے تھے اور مسجد کو بند پا کر کچھ حیران تھے کہ کیا کیا جائے - میں نے چاروں طرف گھوم کر دیکھا کوئی دروازہ کھلا نہ پایا - خیال آیا کہ ٹیلیفون کروں شاید کوئی فرد اس خانۂ خدا میں کہیں ہو جس سے مسجد دیکھنے کی سبیل پیدا ہو سکے ۔

اسی تگ و دو میں آدھ گھنٹہ گذر گیا - نزدیک کوئی پبلک فون نہ ملا - دو خواتین اس عرصہ میں آئیں اور ایک راستہ سے عمارت کے اندر چلی گئیں میں بھی ان کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلا گیا - وہاں ایک صاحب زکوٰۃ کے متعلق دس بارہ لوگوں کو لیکچر دے رہے تھے - خیر میں بھی ان کی کلاس میں شامل ہو گیا - وہ اپنے شاگردوں کو زکوٰۃ کے نصاب کے متعلق سمجھا رہے تھے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ ہوں تو اس کا کتنا نصاب ہے پھر فلسفہ صوم کے متعلق کچھ بتانے لگے ۔

کلاس کے خاتمہ پر ان سے گفتگو ہوتی رہی - میں نے کہا کہ میں امام مسجد سے ملنا چاہتا ہوں - عبدالمحسن البیعلی (یہ ان کا امام تھا) کہنے لگے کہ یہاں آجکل کوئی امام نہیں - میں یہاں طالب علم ہوں اور کام چلا رہا ہوں، دو سال سے یہ جگہ خالی پڑی ہے مجھے ہی پڑھانا پڑتا ہے کہنے لگے - انگریزی میں سب سے پہلے اسلامی لٹریچر کا تعارف مجھے اسلامک ریویو سے ہوا تھا - تیرے کہنے پر انہوں نے نور احمد کو جو افریقی مسلمان تھے مسجد کھولنے کے لئے کہا - یہ صاحب مسجد کی نگہبانی کرتے ہیں مسجد کو اندر سے دیکھ کر طبیعت عش عش کر اٹھی - فن تعمیر کا کیا نادر نمونہ آنکھوں کے سامنے تھا - کروڑوں روپے کے صرف سے تعمیر ہوئی تھی بہترین قالین فرش پر پڑے تھے - ان پر عطیہ از محمد رضا شاہ پہلوی شہنشاہ ایران کے الفاظ لکھے تھے - میں نے نور احمد سے پوچھا کہ لفظ محمد ہر روز مسلم اور غیر مسلم لوگوں کے پاؤں کے نیچے روندا جاتا ہے اس کا کچھ علاج سوچیں - کہنے لگے یہ تو شاہ ایران کے نام کا جزو ہے میں نے سوچا شاید ایران میں ایسا ہی ہوتا ہو - لیکن بعد میں اسلامی کلچر نیویارک کے ڈائرکٹر ڈاکٹر محمد یوسف الشواربی کی توجہ ادھر مبذول کرائی تو انہوں نے بھی میری تائید کی کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے - اور نہ مصر میں ایسا ہوتا ہے - تعجب ہے مسجد کے ڈائرکٹر صاحبان جو مسلم ممالک کے سفراء ہیں ان میں سے کسی کو اس امر کا خیال نہیں آیا - اگر خیال آیا تو تو اس رسول کریمؐ کے نام کی بے حرمتی کے ازالہ کی کوشش نہیں کی گئی - شاہ ایران نے اگر دو تین قالین مسجد کو عنایت فرمائے تھے تو وہ دیواروں پر لٹکانے کے لئے نہیں تھے بلکہ فرش پر بچھانے کے لئے تھے - اس صورت میں ان کے پہلو پر اپنا نام اتنے واضح الفاظ میں لکھانے کی کیا ضرورت تھی ۔

بعد میں نور احمد صاحب اپنی کار میں مجھے جماعت ربوہ کے مشن ہاؤس میں چھوڑ گئے - جہاں آجکل سید جواد علی انچارج ہیں - ان سے کچھ دیر گفتگو ہوتی رہی - تو بجے مجھے نیویارک کے لئے جہاز پکڑنا تھا اس لئے ان سے جلد ہی رخصت ہونا پڑا - ٹیکسی لے کر ہوائی اڈے پر

(باقی بر صفحہ ۲۲)

قرآن کریم کی عملی تصویر

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں

تقریر مولینا عبدالمنان صاحب عمر بر موقعہ جلسہ میلاد النبی صلعم

سرورِ کائنات فخرِ رسل خیر البشر سید الانبیاء، سید الاحیاء، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور احسان کا دائرہ بہت وسیع ہے اگر صرف اسی ایک ہی مضمون کو بیان کیا جائے تو زندگی تمام ہو مگر اس کا احاطہ مشکل ہے۔ میں بڑے انتصار اور عجز کے ساتھ اپنے مولا و صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کروں گا۔

انسانیت کی تکمیل دو طرح پر ہوتی ہے۔ ایک علمی طور پر اور دوسرے عملی طور پر۔ جب تک یہ دونوں پہلو مکمل نہ ہوں اس وقت تک انسان کی تکمیل نہیں ہوتی اور نہ انسانیت اس معراج کو حاصل کر سکتی ہے جس کے لئے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے علم و عمل ایسی دو بنیادی صداقتیں ہیں جو لازم و ملزوم ہیں۔ اور ایک کے بغیر دوسری نامکمل ہے۔ نہ محض علم بغیر عمل کے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ کوئی عمل بغیر علم کے ثمر آور ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند قدوس نے علم اور عمل کی ہر دو صورتیں انسان کو عطا کی ہیں۔ محض علم ——— قرآن کریم ہی انسان کو نہیں بخشتا ہے بلکہ اس کی عملی تصویر حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بھی انسانیت کے سامنے رکھی ہے۔ چنانچہ امور و مقاصد کے حصول اور ان کی تکمیل کے لئے علم بھی ضروری ہے اور عمل بھی۔ اسلام نے جو کائنات کی ترقی کا فارمولہ پیش کیا ہے۔ اس کی بنیاد علم اور عمل پر ہی رکھی ہے۔ چنانچہ فرمایا آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسولہ۔

آپ غور فرمائیں کہ یہاں دو لفظ ہیں کتب اور رسل۔ ان کی بجائے ایک ہی لفظ ہوتا تو مقصد پورا ہو سکتا تھا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ انبیاء کے ساتھ یہ ضرور ہوتی ہیں اور کتب ہی انبیاء پر نازل ہوتی ہیں یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ نبوت کے لئے کتاب اور کتاب کے لئے نبوت۔

لیکن تفصیل سے کتب اور رسل مرقوم ہیں۔ یہ تکرار تلقین کے طور پر ہے۔ ایمان بالکتاب تو علم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ایمان بالرسل عمل کو بیان کرتا ہے اس لئے حضرت فخر دو عالم سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتاب اللہ وسنتی۔ ایک کتاب اللہ ہے اور دوسرا امیر العمل ہے۔ جب تک یہ دونوں چیزیں نہ ہوں اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے کامل کتاب دی ہے اور آپ کو کامل علم عطا فرمایا ہے۔ یہ دعوےٰ تو ہر شخص کر سکتا ہے۔ حضرت کنفیوشس کے متعلق اُن کے پیرو یہی کہتے ہیں کہ وہ کامل انسان تھے۔ اور کامل نبی تھے۔ حضرت زرتشت مہاتما بدھ، حضرت موسےٰ و عیسےٰ ولارڈ کرشنا کے متعلق بھی یہی کچھ کہا جاتا اور بیان کیا جاتا ہے۔ تو دعوے کوئی مشکل بات نہیں ہے مشکل تو دعوے کی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کی کتب اور دوسرے مذاہب کے لٹریچر میں دعوے تو بڑے ہیں مگر اُن پر کوئی دلیل سامنے نہیں رکھی گئی۔ سوال یہ ہے کہ جس کو بطور کامل نمونہ پیش کرتا ہے تو وہ معیار بھی مدِنظر رکھے جائیں جن کی وجہ سے نمونہ ہیں۔ محض قصہ کہانی کوئی حقیقت نہیں۔ لہذا جس شخص کی زندگی کو کامل نمونہ یا (IDEAL LIFE) کے طور پر پیش کرتا ہے اس کے اندر صداقت، حقائق اور تاریخیت کو بطور معیار ثابت کیا جائے۔ حضرت اکرم فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تاریخیت کا عجیب نمونہ ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ دنیا کا کوئی انسان حضور صلعم کی گرد کو پہنچ سکے۔

حضور صلعم ہی ایک انسان ہیں جن کی تاریخیت مسلم ہے۔ مسلمان کیسی قوم ہے کہ اس نے حضرت سید دو عالم صلعم کی زندگی لکھنا شروع کی۔ تو اسم الرجال کا علم مرتب کیا۔ اور جب تک پانچ لاکھ آدمیوں کی زندگی رقم نہیں ہوئی۔ اس وقت تک پیارے نبی صلعم کی زندگی کا بیان مکمل نہیں ہوا۔ چنانچہ آج کون بڑے سے بڑا انسان ہے جس کی زندگی آپ کی ایسی زندگی کی مسلّم تاریخیت کی حامل ہو۔ کوئی نہیں ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا مسلمانوں نے اپنے پیارے امامؑ کی زندگی لکھنے کے لئے دلائل۔ روایت، درایت اور اسماء الرجال وغیرہ کے فن بنائے۔ ان چیزوں کو ملانے کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت مرتب کی۔

انبیاء کرامؑ کا ایک لمبا سلسلہ ہے۔ مگر تاریخ ان سے بے خبر ہے۔ چند انبیاءؑ کے نام ہیں جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اور اگر نام ہیں تو ان کے حالات کا علم نہیں۔ حضرت مسیحؑ کی زندگی کہاں ہے؟ تیس سالہ زندگی کے بیاسی دنوں کے مختصر حالات ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ کچھ نصائح ہیں۔ اور کچھ اعصاب زدہ بیماروں، کوڑھیوں، گونگوں، بہروں اور لولے لنگڑوں کو اچھا کرنے کے قصّے ہیں۔

دوسرا معیار یہ ہے کہ اصل ایک حاکم، محکوم کے لئے نمونہ تب ہی ہو سکتا ہے جب وہ حاکم خود محکوم رہا ہو۔ استاد طلباء کے لئے تب ہی نمونہ ہو سکتا ہے اگر وہ خود طالب علم رہا ہو۔ اسی طرح دنیا میں بھی طبقات ہیں، افراد میں اختلافات ہیں۔ لہذا دیکھنا پڑے گا کہ جس شخص کی زندگی کو بطور اسوۂ حسنہ پیش کرتا ہے کیا اس کی زندگی اتنے مختلف طویل حالات سے گذری ہے یا نہیں۔ آپ دیکھیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس طرح مختلف حالات سے گذری ہے کہ آپ کی زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر اور کسی نہ کسی انسان کے لئے ہدایت اور رہبری کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ آپ بچے تھے یتیم تھے، بے دست و پا تھے۔ کوئی ہم نوا نہ تھا غربت کے ایسے مواقع آئے کہ نان جوین کے محتاج ہوئے۔ اسیری کے لاکھوں مواقع آئے۔ محکومیت کے مظالم سہے۔ اپنوں اور بیگانوں سے تعلقات رہے۔ بیویوں والے ہوئے۔ خادموں والے ہوئے۔ بادشاہت ملی۔ حاجتمندوں کی حاجت روائی کا موقعہ ملا۔ قوم کی رہبری کا موقعہ ملا۔ عدل و انصاف کا موقعہ ملا۔ ظالم و جابر کے سامنے جرأت کا مظاہرہ دکھایا۔ غیر قوموں کے ساتھ تعلقات کے اوقات آئے۔ اور بحیثیت انسان انسانیت کا معراج حاصل کیا۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں اس قدر تنوع ہے اور اس قدر جامعیت ہے کہ ہر کوئی انسان آپ کی زندگی میں اپنا راستہ تلاش کر سکتا ہے۔ حضرت مسیحؑ ساری زندگی محکوم اور مظلوم ہی رہے۔ ایک بادشاہ اور حاکم کے لئے ان کی زندگی کس طرح مشعل راہ ہو سکتی ہے۔ ایک جرنیل آن کی زندگی سے جنگ کے کیا آداب و اخلاق سیکھ سکتا ہے؟

تیسری چیز جس سے کوئی زندگی اسوۂ حسنہ ہو سکتی ہے وہ ہے کاملیت۔ جامعیت میں تو تنوع ہوتا ہے۔ اور کاملیت سے مراد یہ ہے کہ ہر تنوع میں کمال کا رنگ ہو، یہ کاملیت کا ایک ایسا تصور ہے کہ سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، دنیا کے کسی اور انسان میں نظر نہیں آتا۔ چنانچہ تاریخیت جامعیت، کاملیت تین ایسے اوصاف ہیں کہ جب تک تینوں اوصاف کسی زندگی میں اکٹھے نہ ہوں، اس وقت تک وہ آئیڈیل (IDEAL) زندگی نہیں بن سکتی۔ پھر ایک اور چیز بھی ہے جو اسوۂ حسنہ کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس کے اندر تاثیر بھی ہونی چاہیئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تاثیریں دو جہان میں پیدا ہو چکی ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۳)

ملک الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۶۴ء

(۳)

سوال نمبر ۱۵ از عدالت :-

"ازراہ کرم ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء کا الفضل ملاحظہ فرمایئے جہاں آپ نے اپنی جماعت اور غیر احمدیوں میں فرق بیان کرتے ہوئے کہا ہے :-

" ورنہ حضرت صاحب نے تو فرمایا ہے۔ ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور۔ ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور۔

جواب نمبر ۱۵ از خلیفہ صاحب :-

اس وقت جب یہ عبارت شائع ہوئی میرا کوئی ڈائری نویس نہیں تھا۔ اس لئے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میری بات کو صحیح طور پر رپورٹ کیا گیا یا نہیں تاہم اس کا مجازی رنگ میں مطلب لینا چاہیئے میرے کہنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ ہم خلوص سے عمل کرتے ہیں۔

تبصرہ :-

اس سوال اور اس کے جواب کو اگر بغور مطالعہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا۔ کہ جب خلیفہ صاحب کو اپنے خطرناک بیان کے نتائج کا احساس ہوا۔ تو پہلے تو یہ غیر معقول عذر پیش کیا کہ میرا کوئی ڈائری نویس نہیں تھا۔ اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی بات کو صحیح طور پر رپورٹ کیا گیا یا نہ یہ عذر نامعقول اس لئے ہے۔ کہ یہ بیان تو حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف ایسے انداز میں منسوب کر کے دیا گیا ہے۔ کہ گویا سارا بیان ہی حضرت اقدس کے اپنے الفاظ میں ہے اور پھر ایسی بے پر کی اڑانے کی کسی ڈائری نویس یا اخبار نویس کو کیسے جرأت ہو سکتی تھی۔ کہ ایسی بے بنیاد باتیں حضرت اقدس کی طرف منسوب کرنا۔ جو مسلمانوں کی اصلاح اور ان کو باہم وصل کرنے آئے تھے نہ فصل کرنے کے لئے۔ اور پھر بالآخر خلیفہ صاحب نے اسے صحیح تسلیم کر کے کہا کہ اس کا مجازی رنگ میں مطلب لینا چاہیئے اب اگر فی الواقع ان کا صحیح مفہوم رپورٹ نہیں ہوا تھا۔ تو پھر انہوں نے یہ کیوں کہہ دیا کہ اس کا مجازی مطلب لینا چاہیئے۔ حالانکہ عبارت تو اس قدر صاف اور واضح ہے۔ کہ اس میں مجاز کا کوئی قرینہ ہی نہیں پایا جاتا تو پھر کیوں اس کے مجازی معنے لئے جاویں اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب جو قسم کے بیانات شائع کر کے اپنی ایک نئی امت کی اساس رکھ رہے تھے، اس لئے یہاں تک فرما دیا گیا کہ :-

(۱) "حضرت مسیح موعودؑ .... غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا رشتہ ناطہ ذریعہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم صلعم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ (کلمۃ الفضل صفحہ ۱۶۹)

(۲) "غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں"

(الفضل ۱۰ جون ۱۹۱۶ء)

اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود کی طرف، جو بقول خلیفہ صاحب سالہا سال تک مسلمانوں کے جنازے پڑھتے رہے۔ اور ابھی اس بارہ میں ان کا اپنے قلم سے لکھا ہوا ایک فتوے بھی خلیفہ صاحب کو مل گیا ہے کہ ایسے خطرناک اور غیر اسلامی اعلانات منسوب ہو سکتے ہیں۔ بالخصوص جب حضرت اقدس کا کوئی ایک حوالہ بھی تو ان اعلانات کی تائید میں پیش نہیں کیا گیا۔ حضرت اقدس نے نہ تو قولاً نہ عملاً یہ حکم دیا ہے کہ غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں دینا حرام ہے۔ خود خلیفہ رشید الدین صاحب نے جو خلیفہ صاحب کے خسر اور ایک مخلص اور پکے احمدی تھے اپنی دوسری لڑکی غیر احمدی قریبی رشتہ دار کو دی اور اس تقریب میں خود خلیفہ صاحب بنفس نفیس شریک بھی ہوئے۔ لہذا ان تمام بے بنیاد اور غیر اسلامی فتاوے کی ذمہ داری سے حضرت اقدس کی ذات بابرکات بری الذمہ ہے۔ کیونکہ یہ سب غیر اسلامی اور مفتریانہ فتوے بعد میں اس زمانہ کی اختراع ہیں۔ جب حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد خلیفہ صاحب نے مخالفین کے ہم نوا ہو کر ان کی طرف دعوے نبوت منسوب کیا دراصل یہ سب کچھ ایک نیا نبی بنانے کے بعد اس کی الگ نئی امت بنانے کے لئے کیا گیا۔

ہاں قابل افسوس بات یہ ہے کہ غالباً اب جماعت ربوہ میں کوئی ایسا رجل رشید نہیں رہا جو عقل سے کام لے کر ایسے اقوال کے خلاف آواز اٹھائے۔ غالباً مریدان نہ تو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور نہ خلیفہ صاحب کے غالیانہ اور مفتریانہ عقائد کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کے واضح اور محکم عقائد اور احکام کی پیروی ضروری سمجھتے ہیں۔ پرانے احباب کا یہ رویہ تو عوام کے لئے گمراہ کن بھی ہے۔ کیوں وہ یہ جرأت نہیں کر سکتے کہ ایسے خطرناک اعلان آئندہ حضرت اقدس کی طرف منسوب نہ کئے جاویں جس سے ان کی اور سلسلہ احمدیہ کی بدنامی ہوتی ہے۔ ہمیں تعجب تو جناب چودھری ظفر اللہ خان پر آتا ہے جنہیں اللہ تعالےٰ نے ایسا اعلیٰ دماغ اور عقل عطا فرمائی ہے کہ وہ بفضلہ تعالےٰ دنیا کی عدالت کے ممتاز رکن بنے ہیں کہ اپنی ذہانت۔ دیانت اور تبحر علمی و قانونی کے باعث قانونی عدالت میں انٹرنیشنل تنازعات کے فیصلے کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔ کیا اگر پہلے نہیں تو اب بھی ان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب خلیفہ صاحب اپنے سابقہ عقائد سے منحرف ہو چکے ہیں تو پھر ان کے غالیانہ فتاوے پر جو حضرت اقدس مرزا صاحب کے قول اور فعل کے سراسر خلاف ہیں کیوں عمل درآمد کیا جاوے اور کیوں ان کو ترک نہ کیا جاوے اور ابھی حضرت اقدس کے کئی پرانے عالم۔ فاضل، متقی اور پرہیزگار بزرگ ہوں گے۔ ان کو تو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ ان کی خاموشی نہ صرف سلسلہ احمدیہ کے لئے بلکہ خود حضرت اقدس کی بدنامی اور ذلت کا باعث ہو رہی ہے۔

سوال نمبر ۱۶ از عدالت :-

ازراہ کرم ذکر الٰہی کے صفحہ ۲۲ کو دیکھئے جس میں حسب ذیل عبارت ہے :-

" میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں دو گروہ ہیں ایک مومن، دوسرے کافر۔ پس جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے والے ہیں وہ مومن ہیں۔ اور جو ایمان نہیں لاتے خواہ ان کے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہو وہ کافر ہیں۔"

جواب ۱۶ از خلیفہ صاحب :-

" اس عبارت میں مومن سے مراد وہ شخص ہے جو مرزا غلام احمد پر ایمان لاتا ہے۔ اور کافر سے مراد وہ شخص ہے جو آپ کا انکار کرتا ہے ۔"

تبصرہ :-

خلیفہ صاحب نے رسالہ ذکر الٰہی میں اور تحقیقاتی عدالت کے رُوبرو اپنے بیان میں مسلمانوں کی تکفیر کی وجہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا انکار ہی قرار دی ہے اور یہ وہ بات ہے جو حضرت اقدس کی زندگی میں ہی کہی گئی تھی کہ آپ دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں ۔ اس الزام کا جواب حضرت اقدس نے خود اپنی زندگی کے آخری ایام میں حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۰ پر یوں رقم فرمایا ہے جس کا ایک ایک لفظ جہاں مخالفین کے الزام کی تردید کرتا ہے ۔ وہاں جماعت ربوہ کے عقائد کی نہ صرف تردید کرتا ہے بلکہ ان کے لئے سخت تنبیہ بھی ہے ۔ فرماتے ہیں:

" پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گویوں کو کافر ٹھہرایا ہے ۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی ۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے ۔ اور شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں ...
...... کیا کوئی مولوی یا کوئی اور ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوائے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں ۔ ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر ٹھہرائیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگائیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے ۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے ۔"

اب عبارت بالا میں جہاں مخالفین مخاطب ہیں ۔ وہاں اب وہی جھوٹا الزام منسوب کرنے والے موافقین بھی برابر کے مخاطب ہیں ۔ اس لئے اگر مخالفین کی طرف سے ایسا الزام خیانت جھوٹ ، اور خلاف واقعہ تہمت ہے جو حضرت اقدس کی دلآزاری کا موجب ہے تو جب وہی بات موافقین اور معتقدین منسوب کریں تو کیوں دلآزاری کا باعث نہیں ۔

حوالہ بالا میں حضرت اقدس نے غالباً تصرف الٰہی سے لفظ مولوی اور سجادہ نشین کے پہلے لفظ مخالف نہیں لگایا ۔ اس میں شاید یہی بھید تھا کہ چونکہ آئندہ ان الفاظ میں مخالف اور موافق برابر کے مخاطب ہوں گے ۔ لہذا ان الفاظ کو عام کر دیا اور صرف مخالفین کے لئے محدود اور مخصوص نہیں کیا ۔ کیونکہ ربوی مولوی صاحبان بحیثیت مولوی ہونے کے اور خلیفہ صاحب بحیثیت سجادہ نشین الزام لگانے میں مخالفین میں شامل ہو جاتے ہیں ۔ اور حضرت اقدس کی طرف خیانت ۔ جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت منسوب کرتے ہیں جس سے حضرت کی دلآزاری ہوتی ہے ۔ کیونکہ خلیفہ صاحب کہتے ہیں :-

" ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو کافر کہیں ۔ اور غیر احمدیوں کا فرض ہے کہ ہمیں کافر کہیں ۔"

اب خلیفہ صاحب مسلمانوں کو کافر کہنے کا فرض پہلے یعنی ابتداءً اپنے ذمہ لگاتے ہیں ۔ اور پھر غیر احمدیوں کے ذمے احمدیوں کو کافر کہنے کا فرض لگاتے ہیں ۔ اور اس طرح تکفیر مسلمانان میں سبقت کر کے حضرت اقدس کے لئے دلآزاری کا موجب بن جاتے ہیں ۔

اس کے علاوہ خلیفہ صاحب نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون بعنوان :-

" مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے " لکھ کر ان سب لوگوں کو کافر قرار دیا جو حضرت مسیح موعود کو نہیں مانتے یا آپ کو برا کہتے ہیں یا خواہ ان کو حضرت اقدس کے دعوے کی واقفیت بھی نہ ہو یا خواہ ان کو راستباز بھی مانتا ہو لیکن بیعت نہ کی ہو چنانچہ رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۳۹ پر لکھتے ہیں :-

" کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب کتاب خدا کے ساتھ ہے ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی یا نہیں .... چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے ۔ ہم ان کو کافر کہیں گے "

اور صفحہ ۱۴۱ پر یوں تحریر فرماتے ہیں :-

" پس نہ صرف اسکو جو آپ کو کافر نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے ۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے ۔ اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا ۔ لیکن بیعت میں اسے کچھ توقف ہے ۔ کافر قرار دیا گیا ہے ۔"

پھر خلیفہ صاحب کی ایک تقریر فاروق مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۱ پر بالفاظ ذیل منقول ہے

" جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعودؑ اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے ایسے ہی ایک احمدی کا فرض ہے کہ جو مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ۔ اسے مسلمان نہ سمجھے "۔

اب اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر مندرجہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ بھی ملاحظہ ہو ۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ مسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا ۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جاوے گا اور دوزخ میں پڑے گا یہ ڈاکٹر صاحب کا سراسر افتراء ہے ۔ میں نے کسی کتاب یا اشتہار میں ایسا نہیں لکھا "۔

اب ناظرین خلیفہ صاحب کے بیانات کا مقابلہ و موازنہ حضرت مسیح موعود کی مذکورہ تحریر سے کر کے خود نتیجہ اخذ کر لیں کہ ان میں مطابقت ہے یا مخالفت کیونکہ جس بات کو ڈاکٹر عبدالحکیم کے منسوب کرنے پر حضرت اقدس سراسر افترا قرار دیتے ہیں ۔ تو اگر خلیفہ صاحب وہی باتیں حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر کے ان کا مذہب قرار دیں ۔ تو یہ کیوں سراسر افترا نہیں ہے ۔ بھائیو کچھ تو غور و خوض سے کام لو ۔

کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب
پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب

سوال ۱۷ از عدالت :-

عام مسلمان تو احمدیوں کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے کہ وہ احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں ۔ آپ بتائیے کہ احمدی جو غیر احمدیوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے اس کی اس کے علاوہ کیا وجہ ہے جس کا آپ قبل ازیں اظہار کر چکے ہیں کہ آپ نے جوابی کارروائی کے طور پر طریق اختیار کیا ہے ۔

جواب ۱۷ از خلیفہ صاحب :-

بڑا سبب تو .... یہ ہے کہ غیر احمدیوں کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے ۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے دعوے کے دس سال بعد تک نہ صرف مرزا غلام احمد صاحب نے احمدیوں کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ غیر احمدیوں کے جنازے پڑھیں بلکہ خود بھی ایسی نماز جنازہ میں شریک ہوتے رہے اور دوسرا سبب ۔ جو اصل میں پہلے سبب کا حصہ ہے یہ ہے کہ ایک متفقہ حدیث کے مطابق جو شخص دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے ۔

تبصرہ :-

اس سوال کے جواب میں جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے ۔ وہ جماعت احمدیہ لاہور کا عقیدہ ہے ۔ جس پر اُن کا عمل درآمد بھی ہے اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کا

صحیح عقیدہ اور مذہب ہے۔ خلیفہ صاحب کا اصل عقیدہ جن پر ان کی جماعت کا ایمان اور عمل ہے وہ مندرجہ ذیل اقوال سے واضح ہو جاوے گا۔ اور جو ان کے حالیہ جواب کے بالکل برعکس ہے ملاحظہ ہو:—

"حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے۔ جو نبی کریم صلعم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم اُن سے مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ جماعت احمدیہ کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا ذریعہ رشتہ ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں۔ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی اجازت بھی ہے۔ اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم صلعم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے"

(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۶۹)

"غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں"

(الفضل ۱۸ر جون ۱۹۱۴ء)

"یہ طرز عمل جس قانون پر مبنی ہے۔ اس کا بنانے والا وہی خاتم النبیین ہے..... قانون یہ ہے کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کے لئے دعا اور استغفار جائز نہیں۔"

(الفضل ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

"غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہے۔ (حالانکہ کل مولود یولد علی الفطرت الاسلام۔ ناقل) اس لئے اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے .... باقی رہا ایسا شخص جو حضرت صاحب کو سچا مانتا ہے۔ لیکن اس نے ابھی بیعت نہیں کی۔ ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۳)

"غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک سلسلہ میں یا قاعدہ بیعت نہ کی ہو۔ خواہ حضرت صاحب کے دعاوی کو بھی مانتا ہو۔ نماز جائز نہیں۔"

(الفضل ۵ر اگست ۱۹۱۵ء)

اب ان حوالجات کے مطالعہ کے بعد کوئی عقلمند انسان یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ خلیفہ صاحب نے سب کچھ جوابی کارروائی کے طور پر کہا ہے یا اس مسلمہ حدیث کے مطابق فتوے دیا ہے۔ جس کی رُو سے مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ ہاں بعض ایسے لوگوں کے لئے حضرت اقدس ایک شعر میں تنبیہہ فرما گئے ہیں جو عقل و دانش سے کام نہیں لیتے۔

ہوش کن اے در چہے افتادہ
عقل و دیں از دستِ خود در دادہ

حضرت اقدس ان لوگوں کو جو جہالت کے گڑھے میں پڑے ہیں اور اپنا عقل اور دین پیر پرستی کے حوالے کر چکے ہیں ہوش میں آنے کی تلقین اور تنبیہہ فرماتے ہیں اور ہم بھی یہی درخواست کرتے ہیں۔

کیا عام مسلمان احمدیوں کو یہودی اور نصرانی قرار دیتے ہیں۔ کہ خلیفہ صاحب جوابی کارروائی کے طور پر مسلمانوں پر نصرانی اور یہودی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب تو مسلمانوں کو حضرت اقدس مرزا صاحب کو صرف نہ ماننے کی وجہ سے کافر اور خارج از دائرہ اسلام قرار دے کر ان کے پیچھے نماز اور ان کے لئے نماز جنازہ یا دعا اور استغفار جائز قرار نہیں دیتے۔ لیکن غضب یہ کہ یہ سب کچھ حضرت اقدس کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر ان کا ایک حوالہ تک پیش نہیں کرتے۔ بھلا اگر فی الواقعہ خلیفہ صاحب کی طرف سے یہ جوابی کارروائی تھی۔ تو جو شخص حضرت اقدس کے سب دعاوی کو مانتا ہے اور ان کو سچا بھی سمجھتا ہے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جاوے کیا ایسے شخص کے خلاف یہ جوابی کارروائی قرار دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جو شخص سچا مانتا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کو کافر کیونکر کہہ سکتا ہے۔ اس لئے اس شخص کے خلاف یہ جوابی کارروائی ہرگز نہیں کہلا سکتی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو جواب خلیفہ صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں دیا ہے۔ وہ نہ صرف ان کے اپنے سابقہ فتاوے عقائد اور مسلک کے خلاف ہے بلکہ خود حضرت اقدس مرزا صاحب کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ اور اس لئے عدالت میں ان کا بیان مبنی برصداقت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کا مزید ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک نہ صرف وہ لوگ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں جو حضرت اقدس کو نہیں مانتے بلکہ وہ تو ان لوگوں کو جو حضرت اقدس کو سچا مجدد محدث مسیح موعود اور مہدی معہود بھی مانتے ہیں۔ اور ان کی بیعت میں بھی شامل ہیں۔ اُن پر بھی فاسق ہونے کا فتوے دے چکے ہیں کیا یہ جوابی کارروائی ہے۔ اور کیا یہ حضرت مسیح موعود امام الوقت کا مذہب ہو سکتا ہے کہ جو شخص اُن کے سب دعاوی کو مانتا ہو اور ان کی بیعت کر کے سالہا سال تک ان کی صحبت میں رہ کر سلسلہ کی خدمات انجام دیتا رہا ہو۔ اس کو حضرت اقدس کافر یا فاسق کہہ سکتے ہیں۔ اور اس کا جنازہ یا اس کے لئے دعائے مغفرت ناجائز سمجھ سکتے ہیں۔ خصوصاً جب حضرت اقدس نے سب مسلمانوں کا باستثنائے مکذبین اور مکفرین کے جنازہ پڑھنے کا فتوے بھی شائع کر رکھا ہو اور جیسے اب خلیفہ صاحب نے خود بھی تسلیم کر لیا ہے کہ وہ فتوے انہیں اب ملا ہے جس پر غور ہو رہا ہے۔ اور پھر خلیفہ صاحب نے اسی عدالت کے روبرو یہ بھی اقرار کر لیا ہے۔ کہ خود حضرت مسیح موعود کا اس پر عمل درآمد رہا ہے۔ اور وہ سالہا سال تک مسلمانوں کا جنازہ پڑھتے رہے ہیں پس حوالجات بالا کی روشنی میں خلیفہ صاحب کے حالیہ جواب کو مبنی برصداقت صرف وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو اپنا عقل و دین اپنے پیر کے حوالے کر چکا ہو۔ حضرت اقدس تو مسلمانوں کے لئے اپنے دل میں ہمدردی رکھتے تھے۔ اور ان کی اصلاح کے لئے مامور تھے نہ ان کو کافر بنانے کے لئے۔ فرماتے ہیں:—

گو وہ کافر کہہ کر ہم سے دُور تر ہیں جا پڑے
ان کے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دلفگار

سوال ۱۸ از عدالت:—

"کیا آپ اب بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو آپ نے کتاب آئینہ صداقت کے پہلے باب میں صفحہ ۳۵ پر ظاہر کیا تھا یعنی یہ کہ تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سُنا ہو وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جواب ۱۸ از خلیفہ صاحب:—

"یہ بات خود اس بیان سے ظاہر ہے کہ میں ان لوگوں کو جو میرے ذہن میں ہیں مسلمان سمجھتا ہوں۔ پس جب میں کافر کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔ تو میرے ذہن میں دوسری قسم کے کافر ہوتے ہیں جس کی نسبت میں پہلے ہی وضاحت کر چکا ہوں۔ یعنی وہ ملت سے خارج نہیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ اسلام سے خارج ہیں تو میرے ذہن میں وہ نظریہ ہوتا ہے جس کا اظہار مفردات راغب .... جہاں اسلام کی دو قسمیں کی گئی ہیں دون الایمان اور فوق الایمان۔ الخ۔

تبصرہ:—

خلیفہ صاحب کے جواب سے واضح ہوتا

خواتین کا صفحہ

بیگم زمرد رمضان سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ لاہور

چند چھوٹی چھوٹی باتیں

جن کی طرف توجہ کرنا ہر ماں کا ضروری فرض ہے

خواتین احمدیہ کے چوتھے ماہانہ تربیتی اجلاس کی کارروائی

تنظیم خواتین احمدیہ لاہور کا چوتھا ماہانہ تربیتی اجلاس ۴ر ستمبر ۱۹۶۴ء کو بعد از نماز جمعہ مرکزی احمدیہ مسجد میں منعقد ہوا جس میں مختلف مقامات یعنی مسلم ٹاؤن، وسن پورہ، کرشن نگر، گڑھی شاہو وغیرہ کی خواتین اور بچیوں کے میل جول کے میلان اور مذہبی جوش و خروش کی خاصی غمازی کر رہا تھا۔

جلسہ کی صدارت خاکسارہ کی تجویز اور والدہ خلیل احمد صاحب کی تائید سے بیگم ڈاکٹر وزیر احمد قریشی نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کا کام محترمہ نسیمہ صاحبہ دختر چوہدری فضل حق صاحب نے کیا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز یاسمین دختر چوہدری عبدالمجید صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ایک نعت زکیہ دختر مولینا احمد یار صاحب اور ثمینہ پوتی مؤذن سبحان صاحب نے پڑھی۔ ان کے بعد محترمہ رخشندہ صاحبہ نے ایک پُراثر و پُرمعنی مضمون "چھوٹی چھوٹی باتوں" کے عنوان سے پیش کیا۔ باتیں تو واقعی چھوٹی چھوٹی تھیں مگر بالخصوص بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کے لئے ان میں بڑی بڑی نصائح تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا معاشرہ چھوٹی چھوٹی برائیوں کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ ہم مسلمان جب اذان ہو رہی ہوتی ہے تو اس کا احترام کئے بغیر ریڈیو پر فلمی گانے اونچی آواز سے سنتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچہ جب توتلی زبان سے کلمہ یا کوئی اور نیک بات سیکھنے کی بجائے کوئی گانا سیکھتا ہے تو سب افراد خانہ بہت خوش ہوتے ہیں اور نماز پڑھنے کی بجائے جب وہ TWIST (ٹوسٹ) ڈانس کرتا ہے تو اس کا خیر مقدم تالیوں وغیرہ سے کیا جاتا ہے کیا میری مسلمان ماؤں، بہنوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ یہ اصلاح اخباروں کے صفحات سیاہ کرنے سے نہیں خود ماؤں اور بہنوں کی طرف سے عملی اصلاح کے لئے قدم اٹھانے سے ہوگی۔

اس کے بعد یاسمین دختر چوہدری عبدالمجید صاحب اور ثمینہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم "خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے" پڑھی جس کے بعد محترمہ ماہ پارہ صاحبہ ایم اے نے ایک مدلل مضمون "تقاضائے آخرت" پڑھا جسے انشاء اللہ صفحہ خواتین کی کسی اشاعت میں دیا جائیگا اس کے بعد محترمہ رفعت صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم "نور فرقان" پڑھی اور سب سے آخر ثمینہ و یاسمین نے "گناہ کیا ہے" کے موضوع پر باہم مکالمہ کیا جسے حاضرات جلسہ نے نہایت پسند کیا۔ آخر میں محترمہ والدہ خلیل احمد صاحب نے تمام کارکنان جلسہ کی مساعی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور بزرگ خواتین سے درخواست کی کہ وہ بچیوں کے ساتھ تعاون کرتی رہیں۔ اور اس جماعت کے چشمہ اسلام سے فیض یاب ہوں۔ آخر میں محترمہ صدر جلسہ نے بہنوں کا شکریہ ادا کیا اور بچیوں کی کوششوں کو سراہا۔

اختتام جلسہ سے پہلے مندرجہ ذیل بہنوں نے کچھ چندہ دیا جن سے دستکاری اور دوسری وقتی ضروریات کے پورا کرنے کا خیال ہے:—

محترمہ صبیحہ صاحبہ مسلم ٹاؤن	5.00
" " نسرین " " " "	5.00
" " والدہ خلیل احمد صاحب " "	5.00
" " بیگم چوہدری عبدالمجید صاحب	1.00
" " " " " عبدالحمید صاحب	1.00
" " مس اختر صاحبہ	1.00
" " بیگم مولینا احمد یار صاحب	2.00 معہ تقایا ماہ اگست
" " رشیدہ بیگم صاحبہ	1.00
" " محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ	1.00
" " مس عاصمہ بیگم صاحبہ	1.00
" " بیگم فاضل رمضان صاحبہ	1.00

ایک مخلص احمدی بہن نے جو حال ہی میں کراچی سے تشریف لائی تھیں۔ ایک سو روپیہ اشاعت قرآن اور پچاس روپے صدقہ جاریہ کے لئے دیئے۔ موصوفہ بہن کا نام عظمت بیگم صاحبہ ہے اور ڈپٹی ڈائرکٹر کی بیگم ہیں اور آجکل ٹھوکر آباد میں مقیم ہیں۔ یہ روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے دفتر میں محاسب صاحب کو پہنچا دیا گیا۔

بیگم زمرد رمضان
سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ لاہور

تنظیم خواتین احمدیہ بدوملہی

مورخہ ۱۲ر اگست ۱۹۶۴ء کو خواتین احمدیہ بدوملہی کا ماہوار اجلاس تجویز کیا تھا۔ لیکن بارشوں کی وجہ سے رستے خراب تھے اور ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ اور اس دن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے جس سے خیال پیدا ہو گیا کہ اس جمعہ میں ہمارا اجلاس نہ ہو سکے گا لیکن خلاف توقع تیس پینتیس مستورات کا اجتماع ہو گیا جس خلوص اور جذبہ سے مستورات نے تکلیف اٹھا کر شمولیت اختیار کی وہ نہایت قابل قدر اور حوصلہ افزا ہے چنانچہ خدا کے فضل سے بعد از نماز جمعہ اجلاس زیر صدارت بیگم صاحبہ چوہدری محمد شفیع صاحب مسجد کوٹ دین محمد میں منعقد ہوا۔

تلاوت کلام پاک سے جلسے کا آغاز کیا گیا۔

اس کے بعد پچھلے جلسہ کی رپورٹ پیش کی گئی۔

بعد ازاں منزہ اور آسیہ (ایک چوہدری محمد شفیع صاحب کی نواسی اور دوسری محترمہ سیدہ ذکیہ صاحبہ کی دختر) نے ایک دعائیہ نظم پڑھی۔

اس کے بعد مس انجم اسلام (دختر چوہدری غضنفر علی صاحب) نے "پیدائش مسیحؑ" کے موضوع پر ایک پُرجوش تقریر کی۔ اپنی اس تقریر میں مقررہ نے قرآنی دلائل دیکر یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کا باپ تھا اور اس کا نام یوسف نجار تھا۔

بعد ازاں عابدہ ماجدہ (دختران چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ) نے ایک نعت پڑھی پھر اسحاق اختر (پسر چوہدری غفور احمد صاحب) نے "معراج النبیؐ" کے موضوع پر ایک تقریر کی۔ اپنی اس تقریر میں مقررہ نے یہ ثابت کر دیا کہ آنحضرت صلعم کو جسمانی طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر معراج ہوا تھا۔ اس تقریر کی تشریح زبیدہ اہلیہ چوہدری محمد اسلم مرحوم نے پنجابی زبان میں کی تاکہ جو خواتین نہ سمجھ سکی ہوں وہ اچھی طرح سے سمجھ لیں۔ آخر میں ہمارے ننھے سے بچے طارق نے ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد مقامی ضروریات کے پیش نظر مستورات سے چندہ کی اپیل کی گئی اور ماہانہ چار آنے چندہ مقرر کیا گیا۔ چندے کی تفصیل حسب ذیل ہے:—

(۱) بیگم چوہدری حبیب اللہ صاحب :	5-00
(۲) " " " محمد طیب صاحب :	1-00
(۳) دختر چوہدری محمد شفیع صاحب :	5-00
(۴) سیدہ ذکیہ بیگم صاحبہ	2-00
(۵) بیگم چوہدری غفور احمد صاحب	1-00
(۶) بیگم چوہدری غضنفر علی صاحب :	1-00
(۷) زبیدہ بیگم چوہدری محمد اسلم مرحوم :	1-00
(۸) فاطمہ بی بی والدہ بشیر احمد :	1-00
(۹) بیگم چوہدری محمد حیات	1-00
(۱۰) اقبال بیگم چوہدری عبدالحق صاحب :	00-25
(۱۱) بیگم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ :	00-25
(۱۲) بیگم چوہدری نذیر احمد صاحب وڑائچ :	00-25
(۱۳) مس انجم اسلام صاحبہ :	00-25

خواتین وزیر آباد کا ماہانہ تربیتی اجلاس

وزیر آباد کی احمدی خواتین کا ماہانہ اجلاس مسجد احمدیہ شیخ نیاز احمد میں بروز جمعہ مورخہ ۲۸ اگست کو منعقد ہوا۔ جس میں جماعت کی بہت سی خواتین نے شرکت کی۔ محترمہ صدر بیگم صاحبہ شیخ عزیز احمد صاحب ناسازی طبیعت کے باعث شامل نہ ہو سکیں۔ جلسہ کی کارروائی تنھے فرخ شہزادہ کی تلاوت قرآن پاک سے ہوئی۔ محترمہ فرحت ممتاز صاحبہ نے بڑے اچھے طریقے سے نعت سنائی محترمہ صنوبر صاحبہ نے "احمدی اور شرک" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور اہل سنت جماعت میں گیارہویں، بارہویں اور کونڈوں کی مشرکانہ رسموں کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ سب سے بڑا شرک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنایا جاتا ہے۔ اور انہیں وہ صفات بخشی جاتی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ ہی کو زیب دیتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ اور خدا اسے معاف نہیں کرے گا۔

محترمہ شہناز غلام احمد نے ایک حدیث نبوی حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان فرمائی کہ مسلمانوں سے مسلمانوں کا کیا سلوک ہونا چاہیئے۔ بعد ازاں مس فاطمہ حکیم صاحبہ نے وفات مسیحؑ پر تقریر کی۔ اور بعد از دعا اور ڈولی چندہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

مندرجہ ذیل خواتین نے چندہ دیا۔ ص ۴۳

(۱) بیگم ثریا ممتاز صاحبہ ... ایک روپیہ
(۲) فرحت ممتاز صاحبہ ... ایک روپیہ
(۳) طلعت اسامہ " " ... ایک روپیہ
(۴) مس صنوبر صاحبہ ... ایک روپیہ
(۵) بشریٰ صاحبہ ... ایک روپیہ
(۶) بیگم شہزادہ صاحب ... ایک روپیہ
(۷) شہزادی صاحبہ ... ایک روپیہ
(۸) بیگم اصغری غلام احمد ... ایک روپیہ

اور باقی وعدے تھے بیگم شہزادہ عنایت الرحمٰن

میرا دورۂ امریکہ — از صفحہ ۱۲

پہیا تو جہاز کی روانگی کا اعلان ہو رہا تھا۔ دوڑ کر اس پر سوار ہوا اور دس بجے رات نیو یارک پہنچ گیا۔

نیویارک کا اسلامک کلچر سنٹر

ٹرینی ڈاڈ جاتے ہوئے ڈاکٹر الشعرانی نے اصرار کیا اور کہا تھا کہ واپسی پر ان کے مرکز میں ایک دو لیکچر دے کر جاؤں۔ میرا پروگرام اب امریکہ میں ختم ہو چکا تھا۔ اور میں کینیڈا جانے کی تیاری میں مصروف تھا۔ ڈاکٹر موصوف کو فون کیا تو وہ یہ سن کر بہت خفا ہوئے۔ کہ بغیر انہیں ملے واپس جا رہا ہوں کہنے لگے اگر کچھ اور نہیں تو سنٹر میں جمعہ ضرور پڑھا کر جاؤں۔ میں نے معذرت کی لیکن جب انہوں نے بہت اصرار کیا تو میں نے اپنا سفر دو دنوں کے لئے مزید ملتوی کر دیا۔

ڈاکٹر الشعرانی ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور ٹرینیڈاڈ کی اسلامی انجمنوں کے صدر ہیں، اور بہت اولوالعزم انسان ہیں۔ نیویارک میں مسجد بنانے کے سلسلہ میں کثیر فنڈ جمع کر چکے ہیں۔

اسلامی مرکز میں سو کے قریب لوگ جمعہ کے لئے آجاتے ہیں۔ خطبہ سے قبل انہوں نے میرا تفصیل سے تعارف کرایا اور مسجد ووکنگ کے متعلق تعریفی کلمات کہے۔ حاضرین میں سے بعض دوست ٹرینی ڈاڈ کے بھی موجود تھے اور ان میں سے کوئی بھی وہاں میرے لیکچروں میں شریک نہ ہوا تھا اہل سنت والجماعت کے ایک معزز رکن کے صاحبزادے بعد میں کہنے لگے کہ آپ کا خطبہ سن کر اب مجھے اس امر کا سخت افسوس ہے کہ ٹرینیڈاڈ میں آپ کے لیکچروں میں شریک نہ ہو سکا۔

میں نے کہا کہ میری بڑی خواہش تھی کہ آپ لوگوں سے تعلق پیدا کروں لیکن آپ کے والدین نے آپ کو مجھ سے ملنے سے منقطع کر رکھا تھا۔

ڈاکٹر موصوف کے ساتھ کھانا کھا کر میں اپنی جائے قیام پر واپس آ گیا اور وہاں سے ٹورنٹو TORONTO

گولڈن جوبلی کے موقعہ پر

(بسلسلہ صفحہ ۲)

غیر ممالک کے دس مزید طلباء کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس پروگرام کے ماتحت سوڈان سے ایک طالب علم بھی آ چکے ہیں۔ پروفیسر ارشاد صاحب کی تحریر پر انڈونیشیا کے دو طلباء کا معاملہ زیر غور ہے اور گولڈن جوبلی کی تقریب سعید پر جنوبی و مغربی افریقہ ٹرینیڈاڈ، برٹش و ڈچ گیانا ۔۔۔ اور فیجی سے بھی طلباء کی آمد متوقع ہے۔

(ج) جماعتی نظم و نسق

نوجوانان سلسلہ کو جماعتی مقاصد میں شریک کرنا، جماعت ربوہ کو دعوتِ فکر و اصلاح دینا اور انڈونیشیا، فیجی، برٹش گیانا اور ڈچ گیانا کے مشنوں میں مرکز سے مبلغین بھیجنا، اس پروگرام میں شامل ہیں۔

(د) احمدیہ مارکیٹ اور دفاتر کی تکمیل

احمدیہ بلڈنگس لاہور میں احمدیہ مارکیٹ اور دفاتر کی تعمیر و تکمیل کی جائے گی۔

۲۔ توسیع اشاعت

(ا) "النور" پبلشنگ کمپنی کا اجراء

(ب) ترجمہ قرآن کریم اور کتاب ٹیچنگز آف اسلام از حضرت مسیح موعودؑ کی وسیع پیمانہ پر تقسیم۔

(ج)۔ بنگالی، تامل، سندھی، گورمکھی، اور ہندی زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی طباعت

(د)۔ اوکاڑہ (مغربی پاکستان) میں تردید عیسائیت کے لئے عظیم الشان تبلیغی مشن کا قیام۔ اس مشن کے لئے زمین حافظ محمد بخش صاحب نے انجمن کو عطا کر دی ہے ٭

تقریب گولڈن جوبلی میں

شریک ہونے والے اصحاب

اس وقت تک بیرونی ممالک کے ان احباب حضرات نے گولڈن جوبلی کی تقریب میں شمولیت کی دعوت قبول کی ہے :۔

(۱)۔ بھارت :۔ جناب ایم اے صمد صاحب ریٹائرڈ سب جج۔ صدر جماعت احمدیہ لاہور

(۲)۔ بھدر واہ کشمیر :۔ عبدالکریم صاحب احمدی سیکرٹری جماعت احمدیہ بھدرواہ۔

(۳)۔ ہبلی۔ بھارت :۔ محمد حسین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ ہبلی۔

(۴)۔ انڈونیشیا :۔ پروفیسر محمد ارشاد صاحب صدر جماعت احمدیہ

(۵)۔ جنوبی افریقہ :۔ جناب داؤد سید صاحب

ڈکن انقلون لیجیس سنڈیکا گروپ

(۶)۔ برٹش گیانا :۔ ایم حسین غنی صاحب صدر جماعت احمدیہ لاہور۔

(۷)۔ برٹش گیانا :۔ محمد رشید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لاہور۔

(۸) چین :۔ حاجی یوسف ما پن شو صاحب صدر دی اسلامک ریویو ایسوسی ایشن تائیوان۔

(۹)۔ چین :۔ حاجی اسحاق ہسیاؤ صاحب صدر چائنی مسلم یوتھ لیگ تائیوان۔

(۱۰)۔ چین :۔ حاجی محمد یاکو اتنگ مینیجنگ ڈائرکٹر چینی مسلم یوتھ لیگ تائیوان۔

(۱۱)۔ سرینگر کشمیر :۔ عبدالعزیز صاحب شورہ سیکرٹری جماعت احمدیہ لاہور۔

(۱۲) ڈچ گیانا :۔ مسٹر عبدالرحیم صاحب جگو ممبر جماعت احمدیہ لاہور۔

(۱۳) ملایا :۔ ٹی احمد صاحب مالک ملایا پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ ۔۔۔ نیز جاپان۔ فلپائن۔ مصر۔

عراق، عرب، فیجی، انگلستان۔ ہالینڈ، جرمنی، مشرقی پاکستان، ٹرینیڈاڈ اور امریکہ میں احباب کرام کے ساتھ خط و کتابت جاری ہے۔ ان ممالک سے بھی احباب کے آنے کی توقع ہے ٭

گولڈن جوبلی کے موقعہ پر

شائع ہونے والا علمی کلام

(۱)۔ تاریخ احمدیت :۔ جماعت احمدیہ لاہور کی پچاس سالہ تاریخ۔

(۲)۔ یادِ رفتگاں :۔ اُن اصحاب کبار کے مختصر حالاتِ زندگی۔ جنہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے قیام اور ترقی و توسیع میں قابل قدر خدمات انجام دیں اور اپنے حقیقی مولا سے جا ملے

(۳)۔ کلام احمدیہ :۔ انتخاب منظوم کلام از حضرت مسیح موعودؑ اور شعرائے سلسلہ۔

(۴)۔ خطباتِ احمدیہ :۔ مشتمل بر فرمودات حضرت

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۴۰

بحرِ حکمت کے موتی

اذا کانت امراءکم خیارکم واغنیاءکم سمحاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا واذا کانت امراءکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الیٰ نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا۔

(الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے بہترین اشخاص تمہارے امیر (خلیفہ یا پریذیڈنٹ) یا اہل امر ہوں اور تم میں سے جو غنی ہوں وہ سخی ہوں اور تمہارے کام باہم مشورے سے ہوتے ہوں تو زمین کا باہر کا حصہ اس کے اندر سے تمہارے لئے بہتر ہے اور جب تم میں سے بدترین اشخاص تمہارے امیر ہوں یا اہل امر ہوں تم میں سے جو غنی ہوں وہ بخیل ہوں اور تمہارے کاروبار (حکومت باگ ڈور وغیرہ) عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا اندر (قبر) اس کے باہر (زندہ رہ کر چلنے پھرنے سے تمہارے لئے بہتر ہے۔

نوٹ:۔ زندہ قوموں کے مدار المہام یا صاحب امر باعمل اور متحرک لوگ ہوتے ہیں۔ اس کے اغنیاء تجوریوں کے منہ تعمیر قومی کے لئے یا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہر وقت کھلے رہتے ہیں ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو (۲:۲۱۹) اس قوم کے امور مہمہ باہم مشورہ سے یا بذریعہ کونسلوں کے فیصل ہوتے ہیں۔ مردہ قوموں کا حال بمطابق حدیث مذکورہ اس کے اُلٹ ہے جہاں

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

ترقی کی راہ یہی ہے کہ اپنے آپکو قرآن کے مطابق بنائیں اور دُعا میں لگ جائیں

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"ہمارے زمانہ میں جو سوال پیش ہوا کہ کیا وجوہات ہیں جن سے اسلام کو زوال آیا اور پھر وہ کیا ذریعے ہیں جن سے اس کی ترقی کی راہ نکل سکتی ہے۔ اس کے مختلف قسم کے لوگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق جواب دیئے ہیں مگر سچا جواب یہی ہے کہ قرآن کو ترک کرنے سے تنزل آیا اور اسی کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے سے ہی اس کی حالت سنور جائیگی موجودہ زمانہ میں جو ان کو اپنے خونی مہدی اور مسیح کی آمد کی اُمید اور شوق ہے کہ وہ آتے ہی ان کو سلطنت لے دیگا اور کفار تباہ ہوں گے یہ اُن کے خام خیال اور وسوسے ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے جس طرح ابتداء میں دُعا کے ذریعہ سے شیطان کو آدم کے زیر کیا تھا۔ اسی طرح اب آخری زمانہ میں بھی دُعا کے ذریعہ سے غلبہ اور تسلط عطا کریگا نہ تلوار سے۔ ان کی ترقی کی یہی سچی راہ ہے کہ اپنے آپکو قرآن کی تعلیم کے مطابق بنادیں اور دُعا میں لگ جادیں انکو اب اگر مدد آدیگی تو آسمانی تلوار سے اور آسمانی حربہ سے نہ اپنی کوششوں سے اور دعا ہی سے ان کی فتح ہے نہ قوتِ بازو سے۔ یہ اس لئے ہے کہ جس طرح ابتداء تھی انتہا بھی اسی طرح ہو۔ آدم اوّل کو فتح دعا ہی سے ہوئی تھی۔ ربنا ظلمنا انفسنا ... الخ اور آدم ثانی کو بھی جو آخری زمانہ میں شیطان سے آخری جنگ کرنا ہے اسی طرح دُعا ہی کے ذریعہ فتح ہوگی"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۵۶ و صفحہ ۲۵۷)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط :- ہیم الحاج راجی اینڈ کو - نائیجیریا -
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -
ہمیں آپ کی طرف سے مرسلہ کتب موصول ہو گئی ہیں - بہت بہت شکریہ
ہم بہت مشکور ہوں گے اگر ہمیں مندرجہ ذیل مزید کتب ارسال کریں - قرآن شریف انگریزی - عربی - انگریزی ڈکشنری - لائف آف محمدؐ - اور دیگر کتب جو ہمارے لئے مفید ثابت ہوں یہ کتابیں ہمیں سکول کے لئے چاہئیں اور ان لوگوں کے لئے جو اسلام سے بالکل ناواقف ہیں -
ہم دو سال سے عربی ٹریننگ سنٹر میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں - والسلام مع الاکرام
انہیں خط کا جواب دیا گیا -

ترجمہ خط :- جیم - ایم - علیم آبادان - نائیجیریا
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
ہمیں آپ کی ارسال کردہ کتب موصول ہو گئی ہیں - ہم بہت خوش ہوں گے اگر آپ ہم کو مندرجہ ذیل کتابیں ارسال کریں :-
انگریزی قرآن شریف - عربی - انگریزی ڈکشنری اور دیگر کتابیں جو لائبریری کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہیں اور جو ہمارے لئے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں اور جو مذہب سے دور ہیں ذریعہ ہدایت ہوں -
جناب ہماری ہدایت کانفرنس . . . ۱۹۶۳ء میں محمد موبی دین کی وساطت سے مغربی نائجیریا میں ہوئی تھی - یہ کانفرنس غریبوں کی امداد کے لئے اور ملک میں تبلیغ کے سلسلہ کے لئے بلائی گئی تھی تاکہ طالب علموں کو بلایا جائے اور ان کو اسلامی تعلیم دی جائے - ہم کو آپ کی امداد کی ضرورت ہے - اور ہمیں چند کتابیں یا لٹریچر طالب علموں میں تقسیم کے لئے بھیجا جائے - ہماری مدد کریں کیونکہ ہم اسلامی بھائی ہیں، گویا ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں - جیسے رسول کریمؐ فرماتے ہیں، کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے - اور تم سب برابر ہو - اس لئے ہماری مدد کریں -
(انہیں قرآن شریف محمد دی پرافٹ ٹیچنگز آف اسلام نیو ورلڈ آرڈر اور کا لٹریچر اور خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط :- اے - بے حسین -
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
میں آپ کی اشاعت اسلام کے متعلق بیان نہیں کر سکتا کہ کس احسن طریقہ سے آپ دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرتے ہیں - میں نے ایک دن آپ کا لٹریچر اپنے ملنے والے شخص کے پاس دیکھا اس سے میں نے اندازہ کیا یہ لٹریچر آپ نے مفت ارسال کیا ہوگا - یہ لٹریچر یقیناً مجھے روشنی بخشے گا اور اس کا اثر دوستوں اور دوسرے لوگوں پر بھی بہت اچھا ہوگا -
مہربانی کر کے مجھے ان لوگوں کی فہرست میں شامل کر لیجئے جن کو آپ لٹریچر بھیجتے ہیں - اور مجھے اپنی فہرست کتب بھی ارسال کریں تاکہ میں دیگر مذہبی کتابیں آپ سے خرید لوں -
(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - لٹریچر اور فہرست کتب ارسال کی گئی اور جواب بھی دیا گیا)

ترجمہ خط از مسٹر عبدالرحیم او - اے لسادو ملٹری اوٹ ورکس شمالی نائیجیریا -
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
آپ کا خط نمبر ۹ - ۶۲ مؤرخہ $\frac{۸}{۶۴}$ مع دیگر کاغذات $\frac{۹}{۶۴}$ ۲ کو مل گیا - میں ضرور آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ - امید ہے مجھے آئندہ بھی لٹریچر بھیجتے رہا کریں گے -
مجھے حضرت مولانا محمد علی کے انگلش ترجمۃ القرآن اور دیگر کتب کی قیمت سٹرلنگ میں لکھ بھیجیں - پیشتر اس کے کہ مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ممبر شپ حاصل ہو مجھے کیا کچھ کرنا پڑے گا
میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں اور ساتھ ہی آپ کے جوابی خطوط کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ مجھے فوراً بغیر لمبے انتظار کے بھیجتے رہے ہیں -
(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ترجمہ خط :- اے - یوسف - آقا - نائیجیریا -
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
آپ کا ارسال کردہ پارسل کتابوں کا مجھے ملا - جس کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں - میں کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں - ایک کتاب نیو ورلڈ آرڈر بہت پر لطف ہے - میں آپ کی اس امداد کو کبھی بھول نہیں سکتا - اور میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے - اور میرا خیال ہے کہ آئیندہ دنیا کا مذہب بھی اسلام ہوگا -
اب کوئی عیسائی اپنے مذہب کے متعلق بڑھ بڑھ کر گفتگو نہیں کر سکتا اور یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ میرا مذہب اچھا ہے اس سے پہلے مجھے اپنے مذہب کے متعلق کہتا تھا کہ ہمارا مذہب سچا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور جو برائیاں ہم میں ہیں ان کو دور کریں گے -
قرآن شریف کے متعلق کیا خیال ہے - جو میں نے کہا تھا - میں چونکہ غریب ہوں تین پونڈ ادا نہیں کر سکتا اگر میری تنخواہ ۵ پونڈ ہوتی تو میں ضرور جو ۳ پونڈ بھیج کر قرآن شریف منگا لیتا -
میں بہت مشکور ہوں گا اگر میری امداد کریں اور مجھے مبلغ -/22 لیکر قرآن شریف ارسال کر دیں -
جواب کا جلد منتظر
(انہیں خط کا جواب بھیجا گیا)

ترجمہ خط :- سلام محمد کریم لاگس نائیجیریا -
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
مجھے آپ کا خط موصول ہوا جس میں کہ آپ نے مجھے لاگس برانچ کے متعلق ذکر کیا تھا -
میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں انچارج سے ملا تو اس نے مجھے اسلام پر لیکچر دیا - اور کچھ لٹریچر بھی مطالعہ کے لئے دیا -
ماہ ستمبر میں مجھے دس کتابوں کا ایک پارسل ملا اور میں اس کا بہت مشکور ہوں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو - آمین -
میں قرآن شریف سے اللّٰہ کا لفظ دیکھنا چاہتا ہوں جس کی مجھے بہت خواہش ہے جس کا آپ نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے - اور یہ مجھے اسلام کے سمجھنے میں کافی مدد دے گا -
مہربانی کر کے مجھے ضرور ارسال کریں - میں بہت خوش ہوں گا اور اگر اس میں کسی قسم کی تبدیلی ہوئی ہے مجھے مطلع کریں -
اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت کرے - آمین
(خط کا جواب دیا گیا)

بحرِ حکمت کے موتی

بسلسلہ صفحہ اوّل

تک گر جاتے ہیں کہ کاروبار کی عنان عورتوں کے حوالے کر دیتے ہیں - الرجال قوامون علی النساء - یعنے مرد عورتوں کے متکفل ہیں تکفل میں روزی کا مہیا کرنا حفاظت کرنا اور تادیب سب امور شامل ہیں - مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے - خوب گفت آں قادر رب الوریٰ
لیس للانسان الا ما سعیٰ (مسیح موعودؑ)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۷ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت مسیح موعود

گزشتہ اشاعت میں ہم نے جناب کوثر نیازی کے اخبار "الشہاب" کی اس جہالت کا ذکر کیا تھا، جو ایک غلطی کا ازالہ" کو مسیحیت کے خلاف قرار دینے میں اس سے صادر ہوئی، ہم نے لکھا تھا کہ ہمارے مخالفین حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر تو پڑھتے نہیں اور ادھر ادھر کی سنی سنائی یا من گھڑت باتوں کی بناء پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں، اسی قسم کی جہالت یا بہتان بندی لائل پور کے جریدہ "المنبر" سے حال ہی میں صادر ہوئی ہے، اس نے قادیانی لٹریچر امن عامہ کی نظر میں" کے عنوان سے ایک سلسلہ مضمون شروع کیا ہے، جس میں یہ مفروضہ قائم کرتے ہوئے کہ

" جب مرزا غلام احمد بہت اونچے دعوے کرنے لگے تو لوگ اُن سے سوال کرتے کہ اس امت میں اونچے لوگ ہر اعتبار سے اونچے تھے، لیکن انہوں نے کبھی ایسے دعوے نہیں کئے تھے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ اُن میں عظمت کی جو علامات پائی جاتی تھیں مرزا غلام احمد کو ان کی ہوا بھی نہیں لگی ان سوالات کا جواب مرزا غلام احمد اور ان کی اُمت کے پاس اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ سب کاملوں کو ناقص ٹھہرائیں اور پھر اپنے کامل ہونے کا اعلان کریں ۔"

(المنبر ۲۵ر ستمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۲)

وہ کونسے اونچے دعوے تھے جو مرزا صاحب نے کئے اور کب اور کن لوگوں نے ایسے سوالات کئے کہ اس اُمت کے اونچے لوگوں نے ایسے دعوے نہیں کئے اور عظمت کی وہ کونسی علامات ہیں جن کی مرزا صاحب کو ہوا بھی نہیں لگی ؟ کاش ان سب باتوں کی وضاحت بھی "المنبر" نے کر دی ہوتی ، اور پھر سب کاملوں کو ناقص ٹھہرانے اور اپنے کامل ہونے کا اعلان بھی خود مرزا صاحب کی کتابوں سے نقل کر دیا جاتا) یہ کہنا کہ مرزا محمود احمد نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں یہ لکھا ہے :-

" صدیق یعنے سچ بولنے والا (جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ ناقل) ...... کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت پانے سے روکا جاتا ہے"

اس بات کا ثبوت نہیں کہ خود حضرت مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا یا انہوں نے اپنی کسی کتاب یا کسی تحریر و تقریر میں ایسا فرمایا ہے، مرزا محمود احمد کا بیان کوئی سند نہیں رکھتا ، اور یہ بالکل غلط ہے ، کہ صدیق کو کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے درجہ نبوت پانے سے روکا جاتا ہے ، نبوت ایک موہبت الٰہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ حسب ضرورت اپنے کسی بندہ کو فائز کرتا رہا ہے ۔ واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں چونکہ نبوت کمال کو پہنچ گئی اور قرآن کریم جیسی کامل کتاب کے بعد کسی نئی شریعت کی ضرورت باقی نہ رہی، اس لئے کسی کو منصب نبوت پر فائز کرنے کی ضرورت بھی باقی نہ رہی ۔ چنانچہ خود حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں

" و للہ مکالمات و مخاطبات است باولیاء خود درین اُمت و ایشاں درحقیقت انبیاء نیستند زیراکہ قرآن شریعت را بکمال رسانیدہ است ۔"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

حضرت مرزا صاحب کے اس واضح بیان کے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چہ جائیکہ اُن میں کسی قدر کمی اور نقص فرض کر کے درجہ نبوت پانے سے روکا جانا تصور کر لیا جائے غرض مرزا محمود احمد کے بیان کو جو سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے حضرت مرزا صاحب پر ٹھونپ دینا اور اس کی بنا پر یہ کہنا کہ انہوں نے اپنے آپ کو کامل ثابت کرنے کے لئے کاملین امت کو ناقص ٹھہرایا، صریح بہتان ہے جس کا کوئی ثبوت "المنبر" کے پاس نہیں۔

"المنبر" نے اسی سلسلہ میں "الفضل" مورخہ ۲ر فروری ۱۹۱۵ء کا یہ اعلان بھی نقل کیا ہے جو افسر بہشتی مقبرہ کی طرف سے کیا گیا ہے کہ

" آج تمہارے لئے ابوبکرؓ و عمرؓ سی فضیلت حاصل کرنے کا موقعہ ہے"

ظاہر ہے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کے الفاظ نہیں "المنبر" کے پاس اگر اس کا کوئی ثبوت موجود ہو کہ خود حضرت مرزا صاحب نے ایسا کہا ہے تو وہ اسے پیش کرے ورنہ خواہ مخواہ غلط بیانی اور بہتان بندی سے باز آجائے ، "الفضل" یا مرزا محمود احمد کے بیانات سے ہمیں سروکار نہیں ، نہ حضرت مرزا صاحب اسکے ذمہ دار ہیں بلکہ وہ تو حضرت ابوبکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف میں اس قدر رطب اللسان ہیں کہ شاید ہی کسی دوسرے مسلمان نے کبھی ایسی تعریف کی ہو ہم مدیر "المنبر" سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیف سر الخلافہ پڑھی ہے ؟ اگر نہیں پڑھی تو مہربانی کر کے اسکو ایک دفعہ پڑھ لیں اور ایسے غیروں کے بیانات پر نتیجہ مرتب کرنے کے بجائے خود حضرت مرزا صاحب کے بیانات کو پڑھ کر اور ضد و تعصب سے علیحدہ ہو کر کوئی نتیجہ پیدا کریں جیسے حق پرستوں کا شیوہ ہوتا ہے ۔

سہولت کے لئے ہم ذیل میں حضرت مرزا صاحب کے چند فقرات نقل کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں لکھے ہیں اور کئی صفحات میں ایسی تعریف کرتے چلے گئے ہیں :-

وعلمت ان الصدیق اعظم شانا وارفع مکانا من جمیع الصحابۃ وھو الخلیفۃ الاول بغیر الاسترابۃ وفیہ نزلت آیات الخلافۃ ۔

اور مجھے علم دیا گیا ہے کہ بے شک صدیق تمام صحابہ سے بہت بڑی شان اور بلند مقام رکھتے ہیں اور وہ بلاریب خلیفہ اول ہیں، اور آپ ہی کے حق میں آیات خلافت نازل ہوئی ہیں ۔

وللصدیق حسنات الاخری و برکات لاتعد ولاتحصی ولہ منن علی اعناق المسلمین ولاینکرھا الا الذی ھو الاول معتدین ۔ اور صدیق کے لئے اور بھی بہت سے حسنات اور برکات ہیں جو گنتی و شمار میں نہیں آسکتیں اور نہ ان کا احاطہ ہو سکتا ہے اور ان کے بہت بڑے احسانات مسلمانوں کی گردنوں پر ہیں جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا سوائے اس شخص کے جو زیادتی کرنے والوں میں سے اول نمبر پر ہے ۔

ومن حسنات الصدیق ومزایاہ الخاصۃ انہ خص لمرافقتہ سفر الھجرۃ وجعل شریک مضائق خیر البریۃ وانیسہ الخاص فی باکورۃ المصیبۃ لیثبت تخصصہ بمحبوب الحضرت وسر ذالک ان اللہ کان یعلم بان الصدیق اشجع الصحابۃ ومن التقاۃ واحبہم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن الکماۃ وکان فانیا فی حب سید الکائنات .... وخص باسم الصدیق وقرب النبی الثقلین ، افاض اللہ علیہ خلعۃ ثانی اثنین وجعلہ من المخصوصین ۔ اور صدیق کی حسنات اور خاص خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہیں سفر ہجرت میں .... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے خاص کیا گیا اور حضرت خیر البریہ کے ساتھ شرکت کا شرف بخشا گیا اور مصیبت کے وقت انہیں انیس خاص بنایا گیا یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۳)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ انگلستان

مکتوبِ کینیڈا

جمعہ ۱۷ر جولائی کو ساڑھے سات بجے شام ہمارا جہاز اڑا کر پونے نو بجے ٹورونٹو (TORONTO) کینیڈا پہنچ گیا۔ ہوائی اڈے پر رشید بکلرڈون ان کے بھائی رقیب اور ایک البانوی مسلم مسٹر عاصم آفندی آئے ہوئے تھے۔ رشید بکلرڈون ٹرنی ڈاڈ کے ہیں۔ اور کچھ عرصہ ۱۹۵ میں احمدیہ بلڈنگس لاہور بھی رہے ہیں۔ لیکن خرابیٔ صحت کے باعث واپس چلے گئے تھے آفندی ۸۵ سال کے ضعیف انسان تھے اور اس شہر کے مسلمانوں کی روح رواں اور ان کے امام ہیں انہیں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا اس وقت سے خیال ہے جب یہاں صرف درجن بھر مسلمان ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنی تمام جائداد کی وصیت اسلامی مرکز کے نام کر دی ہے۔

رات بہت گذر چکی تھی اس لئے میں نے ہوٹل میں آرام کیا۔ دوسرے دن عاصم آفندی نے دس بجے مجھے فون کرنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن جب مجھے کچھ دیر ہو گئی گیارہ بجے فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دوبارہ سو گئے ہیں۔ انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے ایک بس میں سوار ہو کر شہر کے مختلف حصوں کو دیکھتا رہا۔ خیال تھا کہ کینیڈا سرد ملک ہے لیکن یہاں ٹورونٹو میں ٹرنی ڈاڈ اور نیویارک سے زیادہ گرمی پڑ رہی تھی۔ درجہ حرارت ۹۷ ڈگری تک پہنچا ہوا تھا۔

شام کے وقت ڈاکٹر رقیب اور لطیف آ گئے اور مجھے ایک چینی ریسٹوران میں کھانے کے لئے لے گئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر ہم مسلم سوسائٹی کے سیکرٹری مسٹر ڈبلیو ایم۔ ہاگبن کے گھر چلے گئے مسٹر ہاگبن ایک سکاٹش مسلمان ہیں۔ ان کی اہلیہ عالیہ ہندوستان کی ہیں اور سوئٹزرلینڈ کے ہندوستانی سفیر محمد عبداللہ ڈان کی صاحبزادی ہیں، ان لوگوں نے اپنے ہاں دیگر دوستوں کو بھی بلا رکھا تھا۔ ۱۲ بجے رات تک مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ مسٹر ہاگبن نے اس شہر میں ایک مکان خرید لیا ہے اور یہیں کینیڈا میں قیام کا خیال ہے۔

دوسرے دن اتوار کو ۱۲ بجے مسلم سوسائٹی کا اجلاس تھا۔ ظہر کی نماز پڑھانے کے بعد میں نے ایک تقریر کی۔ اس کے بعد سوال و جواب ہوتے رہے۔ کچھ کھانے پینے کا بھی اہتمام تھا۔ رات کو خلیق محمد خان نے کھانے پر بلایا اور کھانے کے بعد ٹورونٹو کے دیگر مسلمان دوست بھی ملنے کے لئے آ گئے

مسٹر حمزہ نے اگلے روز اپنی کار میرے حوالے کر دی کہ جہاں جانا چاہوں چلا جاؤں۔ ایک اور یوگوسلاویہ کے نوجوان عمر میرے ہمراہ ہو گئے۔ ہم دونوں باری باری کار چلاتے۔ نیاگرا کی آبشار تک پہنچ گئے۔

نیاگرا فالز کے شہر کی آبادی ۵۴۰۰۰ ہے کینیڈا میں سڑک کے کنارے جہاں میلوں کے بورڈ لگے ہوتے وہاں شہر کے نام کے ساتھ اس کی آبادی بھی درج ہوتی ہے۔

کوئی تین گھنٹہ تک ہم لوگ نیاگرا کی آبشار دیکھتے رہے۔ وہیں کھانا کھایا اور پھر لنڈن کا رخ کیا۔ کینیڈا میں لنڈن۔ پیرس۔ برلن سب کچھ ہے۔

لنڈن کا شہر کوئی ۸۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں حال ہی میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ میں نے اس کی زیارت ضروری سمجھی۔ ساڑھے چھ بجے کے قریب ہم لنڈن پہنچ گئے۔ مسجد کے قریب سے مسٹر البرٹ حسن کو فون کیا۔ یہ مسجد انہی کی کوششوں سے تعمیر ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ بھی آ گئے دوسرے دن میلاد النبیؐ کے سلسلہ میں جلسہ تھا اس لئے ان کے بچے اور اہلیہ مسجد ہال کو سجا رہے تھے۔ لنڈن میں لبنان کے ۱۸ مسلمان خاندان رہتے ہیں یہ مسجد انہی لوگوں نے تعمیر کی ہے۔ اتنی وسیع ہے کہ آٹھ نو سو آدمی بآسانی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ البرٹ حسن کہنے لگے اس وقت ہماری تعداد تھوڑی ہے۔ لیکن آج سے پچاس سال کے بعد یہ مسجد ہماری ضروریات کے لئے بھی کافی ہو سکے گی۔

مسجد کی عمارت میں امام کا دفتر۔ کمیٹی روم۔ میٹنگ ہال۔ سنڈے سکول کے لئے طلباء کے لئے انتظام تھا۔

مسٹر البرٹ حسن کہتے تھے۔ میری خواہش ہے کہ لوگ اس مسجد میں آئیں۔ ایک صاحب پانچ ہزار ڈالر چندہ دینے کے لئے تیار تھے میں نے انہیں کہا مجھے چندہ کی ضرورت نہیں تمہاری ضرورت ہے اگر تم مسجد میں آؤ گے تو میں تمہارا چندہ بھی وصول کر لوں گا اگر تم آنے کا وعدہ نہیں کرتے تو اپنا پیسہ اپنے پاس رکھو۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

پھر کہنے لگے لوگوں سے پیسہ لے کر مسجد بنا دینا آسان ہے لیکن مسجد کو آباد رکھنے کے لئے اگر لوگ نہ ہوں تو ایسی چار دیواری کو کھڑا کرنے کا کیا فائدہ؟ واشنگٹن کی مسجد پر کس قدر رقم خرچ ہوئی ہے لیکن وہاں کتنے لوگ جاتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری مسجد کا بھی یہی حشر ہو۔ دیگر باتوں کا ذکر چلا تو کہنے لگے کہ پاکستان نے اسلام کی بہت خدمت کی ہے ہمارے پاس یوسف علی اور محمد علی کے تراجم قرآن کے سوا کچھ نہیں۔ ووکنگ سے جو کتابچہ "مسلم کیٹکزم" شائع ہوا ہے اس کی بہت سی فوٹو کاپیاں نکلوا کر یہاں بچوں میں تقسیم کر رکھی ہیں۔ کہنے لگے آپ اس قسم کی مزید کتب چھپوا کر ہمیں بھجوائیں۔

البرٹ حسن نے بہت اصرار کیا کہ ہم ان کے پاس ہی اس رات ٹھہر جائیں۔ لیکن مجھے اسی روز ٹورونٹو واپس پہنچنا تھا اس لئے معذرت کر کے ان سے رخصت لی اور وہاں سے روانہ ہوا۔ رات کو ساڑھے گیارہ بجے اپنے ہوٹل میں پہنچا۔

دوسرے دن کسی اور جگہ جانے کی ہمت نہ پڑی۔ لنڈن کے سفر نے بہت تھکا دیا تھا۔

دوپہر کو روزنامہ سٹار کے ایک رپورٹر انٹرویو لینے کے لئے آ گئے۔ ان سے آدھ گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی۔ وہ اپنے اخبار میں ایک رپورٹ شائع کریں گے۔

اسی دن شام کو مسلم سوسائٹی والے ولادت النبیؐ کے سلسلہ میں جلسہ کر رہے تھے۔ ایک تقریر ڈاکٹر محمد امین صاحب نے کی اور پھر مغرب کی نماز کے بعد مجھے تقریر کا موقعہ دیا گیا۔ جسے ٹیپ ریکارڈر پر بھی درج کر لیا گیا۔ کوئی ڈیڑھ سو کے قریب مسلم اور غیر مسلم موجود تھے۔

(نالہ بسلسلہ صفحہ ۳)

خدا کے ہاں انہیں خصوصیت حاصل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ حضرت صدیق تمام صحابہؓ سے بڑھ کر شجاع اور متقی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں اور وہ سید الکائنات کی محبت میں فانی تھے، .... اور انہیں صدیق کے نام سے خاص کیا گیا اور نبی الثقلین کا قرب عطا کیا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ثانی اثنین کی خلعت سے انہیں سرفراز فرمایا اور انہیں مخصوصین میں سے بنایا۔" (سر الخلافہ صفحہ ۱۷-۱۸)

غرض اسی طرح کئی صفحات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف اور شان بیان کرتے چلے گئے ہیں اور ایسا ہی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی بہت تعریف کی ہے کیا اس شخص کے متعلق یہ کہنا واجب ہے کہ اس نے اپنی عظمت قائم کرنے کے لئے کاملین امت بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ناقص قرار دیا؟ یہ صریح بہتان بندی نہیں تو اور کیا ہے، کاش ہمارے مخالفین عناد اور تعصب میں اندھے ہو کر اعتراض کرنے اور غیروں کے بیانات پر اعتراضات کی بنیاد رکھنے کی بجائے ٹھنڈے دل سے خود حضرت مرزا صاحب کے لٹریچر کو پڑھیں، ان کے تمام اعتراضات اس سے رفع ہو جائیں گے اور وہ نور اور روشنی انہیں ملے گی جو قرآن اور حدیث کے علاوہ دوسری کسی کتاب میں پائی نہیں جاتی۔

جنگِ احزاب میں مسلمانوں اور منافقین کی حالت اور عظیم الشّان معجزہ کا ظہور

صحابہؓ کی قربانیوں کا نتیجہ ہی کہ اسلام آج زندہ ہی۔ جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی دُنیا کا آیندہ مذہب اسلام ہوگا

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ راکتوبر ۱۹۶۴ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھاالذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذا جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحاً و جنوداً لم تروھا
ان یریدون الا فراراً (الاحزاب)

ایک مشکل ترین معجزہ کا ظہور

ان آیات میں ایک بہت بڑے معجزے کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ معجزہ نہایت ہی مشکل ترین اور نازک ترین حالات میں رونما ہوا۔ یہ معجزہ کر دکھانا انسانی طاقت و قدرت سے باہر تھا۔ دشمن کے چودہ پندرہ ہزار لشکر کے مقابلہ میں تین ہزار مسلمانوں نے فتح پائی۔ یہ کسی خیال کسی ارادے اور کسی پلان میں نہ آسکتی تھی

مکہ میں کفّار کے مظالم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ سالہ مکہ میں قوم کے ہاتھوں ظلم برداشت کیا۔ اور اسی طرح حضورؐ کے ساتھیوں نے بڑی اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کیا۔ یہاں تک ستایا گیا کہ مکّہ میں زندگی بسر کرنا دوبھر ہو گیا دو دفعہ بھاگ کر افریقہ میں پناہ لینی پڑی۔ اور تیسری دفعہ تو وطن عزیز کو خیرباد کہنا پڑا۔ اور مدینہ منوّرہ میں چلے آئے۔

مدینہ پر کفّار کے حملے

لیکن پھر بھی مکّہ کے دشمنوں کے کلیجے ٹھنڈے نہ ہوئے۔ اور انہوں نے حضورؐ کو اور حضورؐ کی جماعت کو مٹا دینے کے ارادے سے مدینہ پر چڑھائی کی بدر کی لڑائی ہوئی۔ ایک ہزار دشمن کے مقابل پر صرف ۳۱۳ مسلمانوں نے فتح پائی۔ دشمن کے ستّر آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ قیدی ہاتھ آئے لیکن دشمن کی اس شکست نے اس کے انتقام کی آگ کو زیادہ بھڑکا دیا وہ دوبارہ زیادہ طاقت سے مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوئے یہ جنگ احد تھی۔ اس میں بھی دشمن کو شکست ہوئی۔

تمام قبائل کی چڑھائی مدینہ پر

اس پے درپے شکست نے دشمن کو بہت زیادہ مشتعل کر دیا اور انہوں نے سارے عرب کو متحد ہو کر چڑھائی کرنے کی دعوت دی۔ اور سب قبیلے متحد ہو کر چڑھ آئے۔ اور ان کا ارادہ تھا کہ حضور صلعم اور آپؐ کے ساتھیوںؓ کو ختم کر دیا جائے۔ اور آپؐ کے دین کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ دشمن کا یہ بہت خطرناک اقدام تھا۔ یہ وقت مسلمانوں پر بہت پریشانی اور خوف کا تھا۔ مسلمان اُس وقت صرف تین ہزار کی تعداد میں تھے

خندق کی کھدائی اور روم و ایران پر تسلّط کی پیشگوئی

آنحضرت صلعم نے قوم سے مشورہ طلب فرمایا سلمان فارسیؓ نے کہا کہ ہمارے ملک میں ایسے موقعہ پر خندقیں کھود دی جاتی ہیں، حضرتؐ نے یہ مشورہ پسند فرمایا اور ساری کی ساری فوج خندقیں کھودنے میں لگ گئی حضور صلعم نے بھی خندق کھودنے میں حصہ لیا ایک مقام ایسا آیا کہ ایک پتھر ٹوٹتا نہیں تھا حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی گئی۔ آپؐ نے کدال ہاتھ میں لیا اور پتھر پر ضرب لگائی۔ پتھر ٹوٹا۔ اس میں سے آگ نکلی۔ اس آگ میں حضورؐ کو ایران کے محلّات دکھائے گئے۔ دوسری ضرب لگائی آپؐ نے فرمایا کہ اب شام کے محلّات دکھلائے گئے ہیں۔ اسی طرح تیسری ضرب سے جو آگ پیدا ہوئی اس میں صنعاء کا نقشہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ سب ہمارے ہاتھ پر فتح ہوں گے۔ غور کیجئے ایک طرف موت کھڑی ہے۔ فوج کو جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ایسے خوف و ہراس کے وقت حضورؐ فرما رہے ہیں کہ یہ ملک آپ کا ہے اور وہ ملک آپ کا ہے ایران اور روم وغیرہ سب ممالک ہمارے قبضہ میں آئیں گے۔

منافقین کی فتنہ پردازی

کمزور ایمان لوگ جو مسلمانوں کی فوج میں شامل تھے۔ وہ کہتے تھے کہ سبحان اللہ! موت دروازے پر کھڑی ہے اور خواب آرہے ہیں عظیم الشّان سلطنتوں پر قابض ہونے اور ممالک کو فتح کرنے کے! قوم کے کمزور طبع و کمزور ایمان قوم کی کمزوری کا باعث بنتے ہیں اور غلط قسم کا قوم کے اندر پراپیگنڈا کرتے ہیں انہوں نے یہاں تک کہا کہ حضرتؐ نے قوم کو مروانے کے لئے ان کو دیوانہ بنا دیا ہے۔ اس قسم کی حرکت اور اقدام سے بچو۔ ایسے لوگ قوم کے لئے ناسور کا حکم رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں اور ان کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے لوگ ہی اس وقت پراپیگنڈا کرتے تھے کہ ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غروراً۔ یہ جو کچھ ہمیں فتح ممالک کی خوشخبریاں دی جا رہی ہیں یہ اللہ اور رسولؐ نے محض دھوکہ دیا ہے غرّ ھٰؤلاء دینھم ان کے دین نے ان کو متوالا اور دیوانہ بنا دیا ہے۔ سنو لوگو! یا اھل یثرب لا مقام لکم۔ اگر تم ہمیں دانشمند سمجھتے ہو۔ تجربہ کار خیال کرتے ہو تو ہم کہتے ہیں اس وقت تمہاری حالت کمزور ہے۔ فارجعوا ۔ میدان چھوڑ جاؤ۔ جان بچانا ہے تو بھاگ نکلو۔ مدینہ میں جا پناہ لو۔ یہ قوم میں کیسے لوگ ہیں، کیسی خطرناک بات کہتے ہیں۔ ایک طرف قوم ہی کے لوگ قوم میں یہ پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف دشمن ہے جو مسلمانوں اور اسلام کو ختم کرنے کے لئے بڑی بھاری جمعیت لے کر آ کھڑا ہوا ہے۔

رسول کریم صلعم کا اسوۂ حسنہ

ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ایسے مشکل حالات میں بڑی جرأت و ہمّت کا نمونہ دکھائے ہیں۔ آپ کسی حالت میں بھی میدان سے نہیں بھاگے۔ ہر موقعہ پر آپؐ نے نمونہ پیش فرمایا ہے۔

رسول کریم صلعم کے اقرباء اور صحابہ کرامؓ کی جاں فروشی

جس طرح سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ جان دینے کے لئے تیار رہتے ہیں اسی طرح سے حضرت صلعم کے رشتہ دار بھی تیار رہتے تھے۔ یہ بات کسی بادشاہ کو نصیب نہیں کہ اپنے عزیز رشتہ والوں کو مرنے مارنے کے لئے آگے کر دے بلکہ وہ تو دولت جمع کرنے کے طریقے سوچتے ہیں اور طرح طرح کے حیلوں سے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی جانیں بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی میں فرماتے

ہیں قم یا حمزہ ۔ اے حمزہ رض آپ دشمن کے مقابلہ کے لئے اٹھیں۔ عتبہ اور شیبہ دشمن کے بڑے بڑے سرداروں میں سے تھے، جنگ بدر میں انہوں نے پکارا کہ ہمارے جوڑ کے کسی آدمی کو مقابلہ میں لاؤ۔ آپ فرماتے ہیں قم یا علی قم یا عبید بن الحارث بن عبد المطلب ۔ یہ حضور کا طریق ہے کہ خود بھی میدان میں نکلتے ہیں اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی میدان میں لاتے ہیں۔ اس خندق کی لڑائی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا آدمی نکلے جو دشمن کی نوجوں کا جائزہ لے کر آئے ۔ زبیر رض جو حضرت نبی اکرم کے پھوپھی زاد تھے اس کے لئے فوراً اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ حضور صادق انسان تھے کیونکہ آپ کے رشتہ دار آپ کے فرمان پر عمل کرنے اور جانیں دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔

اقربا کے مقابلہ میں دوسروں کی عزت افزائی

احد کی لڑائی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس تلوار کے جوہر کون دکھا ... ۔ زبیر رض آپ کے رشتہ دار ہیں وہ اٹھتے ہیں اور ابو دجانہ رض جو رشتہ دار نہیں یہ بھی اٹھتے ہیں ۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم آپ کی تلوار کے جوہر دکھائیں گے ۔ حضور صلعم کی تلوار عزت و قدر کا نشان ہے ۔ اس کو حاصل کرنا لینے والے کے لئے باعث عزت ہے ۔ لیکن حضور یہ عزت اپنے پھوپھی زاد کو نہیں دیتے بلکہ ابو دجانہ رض کو دیتے ہیں، تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ عزت کا مقام رشتہ داروں کے لئے ہے ۔

جانباز مسلمانوں کے ایمان افروز کلمات

احزاب کی لڑائی میں اگر بعض نے کمزوری دکھائی تو باقی فوج ایسے جانبازوں پر مشتمل تھی جن کا ذکر اس آیۃ کریمہ میں ہے ولما را المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ یہ جو اتحادیوں کا اتنا بڑا لشکر جمع ہو گیا ہے اس کا وعدہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کیا تھا - وصدق اللہ ورسولہ - اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا وما زادھم الا ایمانا وتسلیما تکالیف اور مصائب اور نقصانات کے دیکھنے کے باوجود ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں کمی کے بجائے مزید اضافہ ہوا - ان کی فرمانبرداری بڑھ گئی - من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ اور مومنین میں سے ایسے جوانمرد ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا -

دشمن کے لاؤ لشکر کی دہشت انگیزی اور مومنین کی جوانمردی -

کس قدر مشکل مقام ان کے سامنے تھا حالت یہ تھی اذ جاءوکم من فوقکم ومن اسفل منکم دشمن تمہارے اوپر سے نیچے سے اور دائیں اور بائیں سے چڑھ آیا چاروں طرف دشمن ہی دشمن نظر آتا تھا۔ اس کا لاؤ لشکر دیکھ کر حالت کیا ہو گئی اذ زاغت الابصار آنکھیں دہشت سے پتھرا گئیں وبلغت القلوب الحناجر اور کلیجے گلوں تک آ گئے وتظنون باللہ الظنونا - اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہو گئے کہ شاید اب ہم سب مارے جائیں گے - ھنالک ابتلی المومنون اس موقعہ پر مومنوں کا امتحان ہو گیا و زلزلوا زلزالا شدیدا - خوف و ہراس کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زلزلہ آ گیا ہے - گھبراہٹ کا عالم طاری تھا - لیکن نقشہ کھینچا ہے کہ ایسے عالم خوف و ہراس میں من المومنین رجال مومنوں میں سے مرد لوگ تھے جنہوں نے وہ کر دکھایا جو وعدہ کیا تھا۔ ما زادھم الا ایمانا و تسلیما ان کا ایمان اور ان کی فرمانبرداری بڑھ گئی -

ایک بہت بڑا معجزہ اور دشمن کی شکست

ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ نے ایک بہت بڑا معجزہ دکھایا کہ جب چہار اطراف سے دشمنوں کی فوجوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور بچنے کی کوئی راہ نظر نہ آتی تھی - تو فارسلنا علیھم ریحا - ہم نے ایک تیز ہوا چلا دی - وجنودا لم تروھا - اور ایسے لشکر تمہاری امداد کے لئے بھیج دیئے جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے لکھا ہے کہ ہوا کی تیزی میں شدت کی سردی تھی - اس کے زور سے دشمن کے خیمے اکھڑ پڑے - دیگیں چولہوں سے نیچے گر پڑیں اور آگ بجھ گئی - وہ توہم پرست قوم تھی - آگ کے بجھنے سے خیال کیا کہ اب ہم شکست کھا گئے - چنانچہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور افراتفری میں اپنا ساز و سامان بھی چھوڑ گئے - یہ خدا کے کام ہیں اللہ تعالےٰ نے ہوا سے وہ کام لیا جو اس وقت انسان کو بظاہر مشکل نظر آتا تھا - کفار کی لشکری ہیبت ان کی ہلاکت اور مسلمانوں کی فتح میں تبدیل ہو گئی، یہ کتنا بڑا عظیم الشان معجزہ ہے - اور اس میں عبرت اور سبق ہے کہ گو مصائب خطرناک سے خطرناک پیدا ہو جائیں - مگر مومن کو صبر اور ایمان کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے -

ایک دیو قامت دشمن کی ہلاکت حضرت علی رض کے ہاتھ سے

ایک شخص بن عبد وُدّ تھا - وُدّ ایک بہت بڑا بت تھا لوگ بتوں کے نام اپنے ناموں سے منسوب کرنے میں بڑا فخر سمجھتے تھے - یہ وُدّ کا غلام ایک بڑا نامی پہلوان تھا بہت بڑے ڈیل ڈول کا مالک اور بڑا شہ زور تھا - وہ خندق کی کسی تنگ جگہ کو پار کر کے آ گیا اور للکارا کہ آؤ کون میرے مقابلہ میں آتا ہے -

حضرت علی رض اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں - ایک دیو قامت انسان کے مقابلے میں ایک چڑیا جیسا آدمی، اس پر عبد وُدّ حقارت سے ہنسا - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو مشورہ دیا کہ آپ رک جائیں لیکن حضرت علی رض پیچھے ہٹنے والے مرد نہ تھے - وہ مقابلہ میں نکل آئے - اس دیو قد شخص نے حضرت علی رض پر وار کیا - اس وار کا نشان آپ رض کی پیشانی پر ہمیشہ رہا - اس کے جواب میں حضرت علی رض نے اپنی ذوالفقار سے ایسا بھرپور وار کیا کہ اس تن کے دو ٹکڑے کر کے ... وہیں ڈھیر کر دیا -

جنگ احزاب میں چار نمازیں قضا ہو گئیں

یہ احزاب کا موقعہ ایسا سخت تھا کہ اس میں ایک وقت چار نمازیں قضا ہو گئیں - ظہر - عصر - مغرب اور عشاء کی نمازوں کے پڑھنے کا موقعہ دشمن نے نہ دیا اس سے اندازہ لگائیے کہ حضور پر اور آپ کی قوم پر کیسا کڑا اور نازک وقت تھا - رات کو دیر سے حضور صلعم نے وہ چار نمازیں پڑھائیں -

صحابہ رض کی شجاعت و ایمان کی وجہ سے اسلام آج تک زندہ ہے

مصیبت کا یہ نقشہ قرآن کریم میں بھی ہے اور حدیث شریف میں بھی - اس میں آپ اور آپ کی قوم کی مردمی کا بیان ہے اور انفاق فی سبیل اللہ اور شہادت کا بیان ہے اور اس بات کا ذکر ہے کہ وہ لوگ خدا تعالےٰ کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار رہتے تھے - ان کی انہی قربانیوں اور بہادریوں کی وجہ سے ہم آج مسلمان ہیں اسلام کی کھیتی کو انہوں نے اپنے خون سے سینچا انہی کی قربانیوں سے خدا تعالےٰ کا نام روشن ہے - حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیمات زندہ ہیں اور اس لئے حضور اکرم صلعم بھی زندہ ہیں -

اسلام کی اشاعت اطراف عالم میں

آپ کی تعلیمات تھوڑے ہی عرصہ میں افریقہ کے شمالی حصہ میں پھیل گئیں - پھر یورپ کے مغربی حصہ، قسطنطنیہ، آسٹریا اور سسلی میں پھیلیں، اور دوسری طرف چین - ایران - افغانستان اور ہندوستان میں اسلام پھیل گیا -

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی
دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا

آج یورپ میں احمدیہ جماعت کی قربانیوں کی وجہ سے اسلام کا نام روشن ہوا اور ہو رہا ہے آج برنارڈ شا لکھنے پر مجبور ہے کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا آپ لوگ مبارک ہیں کہ آپ نے ایثار و قربانی سے اسلام کے پھیلانے میں مدد دی ہے اب دنیا کی نگاہ آپ پر لگی ہوئی ہے خود مسلمانوں کی

باقی پر صفحہ ۱۰

مکتوب نائیجیریا ——— میاں بشیر احمد صاحب منٹو

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

محبی مشفق ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور، پاکستان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مشرقی نائیجیریا میں اس وقت ہمارے چار مبلغ کام کر رہے ہیں، ایک ونکپو میں، دو آرلو میں اور ایک اینگو میں اور چار طلباء میرے پاس بیگوس میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ دسمبر میں انشاءاللہ تعالےٰ انہیں مشرقی نائیجیریا کے مختلف علاقوں میں تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے لئے متعین کر دیا جائے گا۔

مشرقی نائیجیریا میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری کوششیں بارآور ہو رہی ہیں اور نو مسلموں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ ہماری آرلو کی مسجد میں صرف جمعہ کے دن ہی نہیں بلکہ ہر روز خصوصیت سے مغرب اور عشا کی نمازوں میں نو دس آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور جمعہ کے دن تو ان کی تعداد تیس پینتیس تک پہنچ جاتی ہے۔ اوکپوسی کے حالات بہت امید افزا ہیں، ایک سو چونتیس آدمی وہاں مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ مسجد تعمیر ہونے کے بعد مجھے یقین ہے کہ لوگ فوج در فوج دین الٰہی میں شامل ہوتے چلے جائیں گے۔

۱۹ر سے ۲۶ر جون تک میں نے اور عبدالکریم نیگوڈا صاحب، جنرل سیکرٹری، "اسلامک سنٹر" نے مل کر ایک ہزار چھ سو سولہ میل کا دورہ کیا، گیارہ شہروں میں عوامی جلسے ہوئے اور مسلمان جن علاقوں میں رہتے ہیں، انہیں اکٹھا کرنے کی کوشش کی، ان کے فرائض انہیں یاد دلائے اور ان کی سرانجام دہی کے لئے انہیں ابھارا۔ ۲۹ر اور ۳۰ر جون کو میرا لیگوس پہنچنا ضروری تھا۔ کیونکہ ان دو تاریخوں پر میری ریڈیو پر تقریریں ہونی تھیں۔ اس لئے میں نیگوڈا صاحب کے ساتھ ہی واپس چلا آیا مگر چند ایام کے قیام کے بعد چار جولائی کو دوبارہ مشرقی نائیجیریا کے دورہ پر روانہ ہو گیا اور اس دفعہ پورے اکیس دن میں نے وہاں بسر کئے۔ اس عرصہ میں چھوٹے اور بڑے بیسیوں جلسے ہوئے۔ انتشا آبا، امیوزیمی، اودیری، ونکپو، اوکپوسی اور کئی دوسرے علاقوں کا دورہ کیا۔ بائیس جولائی کو آرلو میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد کیا۔ آرلو کی تاریخ میں اس قسم کا پہلے کبھی جلسہ نہ ہوا تھا۔ مگر انشاءاللہ اب یہ جلسے ہر سال ہوا کریں گے اور جوں جوں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ یہ جلسے بھی زیادہ سے زیادہ بارونق ہوتے جائیں گے۔ عورتوں کی ایک علیحدہ مجلس قائم کی گئی تاکہ وہ اپنے طور پر بھی اسلامی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ میری موجودگی میں ان کے چار جلسے ہوئے۔

میری خواہش تھی کہ مختلف تعلیمی اداروں میں میرے لیکچروں کا انتظام ہو جائے مگر افسوس ہے کہ ایسا نہ ہو سکا۔ اسی سلسلہ میں آرلو کے ایک کالج کے پرنسپل صاحب سے ملا۔ وہ بھارتی ہیں اور ٹراونکور کے رہنے والے ہیں، میں چونکہ کیرالا میں دو سال کام کر چکا ہوں اس لئے ان سے گفتگو کرنے میں آسانی ہو گئی اور کچھ دیر تک وہاں کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ جب میں نے لیکچروں کی تجویز پیش کی تو فرمایا کہ وہ اپنی ذات سے تو بہت آزاد خیال ہیں اور انہیں بڑی خوشی ہو گی۔ اگر میں ان کے کالج میں لیکچر دوں مگر ان کے تمام اساتذہ رومن کیتھولک ہیں اور ان کے مشورہ کے بغیر وہ فی الحال کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ ان سے مشورہ کرنے کے بعد مجھے حقیقت حال سے واقف کر دیں گے لیکن انہوں نے مجھے کوئی اطلاع نہیں دی۔

اگرچہ میں سکولوں اور کالجوں میں بولنے کی اجازت حاصل نہ کر سکا مگر بعض اساتذہ کی مجلسوں میں شریک ہونے کا مجھے موقع ملا۔ ان سے تبادلہ خیالات بھی۔ ان میں سے بعض اپنے طور پر بھی مجھ سے ملنے کے لئے آتے رہے۔ اسی دوران میں ایک مسلم استاد کا ایک رومن کیتھولک استانی سے میں نے نکاح پڑھا۔ حاضرین کافی تعداد میں موجود تھے۔ نائیجیریا کے اڑھائی سال کے قیام میں یہ پہلا عقد تھا جسے باندھنے کی خدمت مجھے تفویض ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو بابرکت بنائے اور استانی صاحبہ کا دل نور اسلام سے منور فرمائے۔ ان دو دوروں میں پچیس آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ہماری آرلو کی مسجد ایک رومن کیتھولک سکول کے عین سامنے ہے۔ اس کے بعض طلباء مسجد کے کمپاؤنڈ میں کھیلنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ کھیلنے کے بعد ان سے ہماری باتیں بھی ہو جایا کرتی تھیں اور ہم انہیں اپنی کتابیں بھی پڑھنے کے لئے دیا کرتے تھے۔ طلباء کا ہم سے ملنا ہیڈ ماسٹر صاحب کو پسند نہ آیا۔ وہ ان کے والدین سے ملے اور انہیں تاکید کی کہ وہ اپنے بچوں کو ہمارے ہاں آنے سے روکیں اور خود بھی انہیں منع کیا اور سزا کی دھمکی دی، اب لڑکے پہلے کی طرح نہیں آسکتے۔ لیکن ان کا آنا بالکل بند نہیں ہو گیا۔ کوئی نہ کوئی موقع پا کر چلا ہی آتا ہے۔

۲۵ر جولائی کی شب کو میں واپس لیگوس پہنچ گیا۔ ستائیس اور اٹھائیس کو ریڈیو پر میری تقریریں ہوئیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر ایک برس تک بولنے کے بعد غالباً مارچ کے مہینے سے میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سوانح حیات بیان کرنی شروع کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ سلسلہ پانچ چھ مہینے تک جاری رہے گا۔

میرے لیگوس چلے آنے کے چند ایام بعد پاکستانی تبلیغی جماعت کے چند افراد آرلو پہنچے اور ہماری مسجد میں دو دن مہمان رہے، ہمارے بہت سے نو مسلم بھائی ان کی ملاقات کو حاضر ہوئے مگر بجائے انہیں اسلامی اخوت کا سبق دینے کے ان کے دلوں میں ہمارے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرنے میں اپنا وقت ضائع کرتے رہے۔ آرلو ڈویژن میں اب تک مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی، اب یہ روز ترقی سے اور عیسائیوں میں بھی یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ ہماری سعی سے جو اسلام کا چھوٹا سا پودا لگا ہے وہ ایک دن بڑھ کر ضرور تناور درخت بن جائے گا۔ اور اس کی شاخیں ہر طرف دور دور تک پھیل جائیں گی۔ مگر ہمارے اپنے بھائی اسے تباہ و برباد کرنے پر کمربستہ ہو گئے ہیں۔ ان کا یہ رویہ میرے لئے بے حد شرمندگی کا باعث تھا، اللہ تعالےٰ انہیں سمجھ دے اور ہدایت فرمائے کہ جو راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ سلامتی کا راستہ نہیں، اگر یہ درست ہے جیسا کہ وہ دعوے کرتے ہیں کہ ان کا منصب مسلمانوں کو مسلمان کرنا ہے تو انہیں چاہیئے کہ کفر بازی سے احتراز کریں، میرے بعض نو مسلم بھائیوں نے مجھ سے یہ بات کہی کہ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ نیکی کے کام میں آپ سے تعاون کرنے اور ہاتھ بٹانے کی بجائے الٹا اس کے کاٹنے کے درپے ہیں، میرے ایک پاکستانی دوست سے بھی جب انہوں نے ہماری مخالفت میں باتیں کرنی شروع کیں تو میرے دوست نے کہا کہ میں تو منٹو صاحب کے ساتھ ایک ہی مکان میں ڈیڑھ برس سے رہا ہوں، انکی بیسیوں تقریریں سنی ہیں اور انفرادی طور پر بھی لوگوں سے باتیں کرتے سنا ہے۔ مگر ان کی زبان سے کبھی کوئی کفر کا کلمہ نہیں نکلا اور جو بات بھی کہی ہمیشہ اسلام کے حق میں ہی کہی لٹریچر بھی جو یہ تقسیم کرتے ہیں وہ بھی سراسر اسلام کی ہی حمایت میں ہے۔ "میرزائیت" کا اس میں یقیناً اس میں کوئی ذکر نہیں، میرے دوست کا خیال ہے کہ تبلیغی جماعت کے حضرات ان کی باتوں سے [illegible]

[illegible] متاثر ہوئے اللہ تعالےٰ کرے کہ ایسا ہی ہو اور وہ اپنی تمام طاقتیں مسلمانوں کو متحد و متفق کرنے میں صرف کریں۔ اسی میں ہم سب کی بہتری ہے اور اسی طریقے سے ہم دنیا میں اپنی عزت [illegible]

اُفقِ مغرب سے ——— اقبال احمد صاحب لندن

انگلستان میں حج کے مناظر ٹیلیویژن پر

کیا مذہبی رسومات میں تبدیلی سے مذہب میں جمود آجاتا ہے

انگلستان میں دیگر مغربی ممالک کی طرح ٹیلیویژن عام ہے۔ یہاں کی معیشت کی داستان ایک لحاظ سے تعجب خیز ہے۔ معاشی آسودگی یہاں کے متوسط طبقہ کی نسبت مزدور طبقہ میں زیادہ ہے اس لئے یہاں مزدوری سے انسان اپنی قابلیت کی نسبت زیادہ کما سکتا ہے اس لئے مزدور طبقہ کے گھروں میں نہ صرف ٹیلیویژن کثرت سے دیکھا جاتا ہے بلکہ اس طبقہ کے گھروں میں اکثر ایک سے زاید ٹیلیویژن سیٹ بھی پائے جاتے ہیں۔

یہ تو خیر برسبیل تذکرہ میں نے بات لکھ دی۔ اصل مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ ۲۴ راگست ۱۹۶۴ء بروز سوموار رات کے سوا دس بجے سے ۱۱ بجے تک یہاں کے بی بی سی نے ٹیلیویژن پر ایک دستاویزی فلم دکھائی جو MECCA - HOLY CITY یعنے "مقدس شہر" مکہ کے نام سے پیش کی گئی ہے۔ فلم پر تبصرہ کرنے والے ایک مسلمان تھے جن کا نام مومن حسن ہے۔

ٹیلیویژن پر گاہے گاہے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق پروگرام آتے رہتے ہیں۔ ووکنگ کی عیدیں بھی ٹیلیویژن پر دکھائی جا چکی ہے۔ پہلے جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی پروگرام ٹیلیویژن پر دکھایا گیا تو ان پروگراموں کے متعلق صرف مسلمانوں کی رائے معلوم ہو سکی تھی۔ جو سوائے چند ایک تنقیدوں کے ایسے پروگراموں کو نہایت پسندیدگی سے دیکھتے ہیں۔ اور بی بی سی کی اس رواداری سے انہیں خوشی ہوتی ہے۔

اس دفعہ حسن اتفاق سے کئی ایک غیر از مسلم دوستوں کی آراء معلوم کرنے کا موقعہ مل گیا۔ ایک دوست نے پروگرام دیکھنے کے بعد دوسرے دن مجھے خط لکھا جس کا ترجمہ ذیل کو درج ہے۔ یہ خط کم و بیش اکثر غیر مسلم دوستوں کی رائے کی نمائندگی کرتا ہے:۔

"گذشتہ رات میں نے مکہ میں سالانہ حج کے متعلق ایک دلچسپ فلم دیکھی۔ مجھے موقعہ کی تقدیس اور حاجیوں کے خلوص کے متعلق شبہ نہیں لیکن کاروں کی آمد و رفت اور "سیاسی حاجیوں" کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ بچپن میں حج کے متعلق جو کچھ پڑھا تھا۔ اُس معیار میں کچھ کمی آگئی ہے اُن دنوں صرف گھوڑا، اونٹ، خچر اور گدھے کے ذریعہ ایسا سفر ممکن تھا اور اس زمانہ کے زائرین کی مشکلات پڑھ کر اُن کے ایمان کی تعریف کرنی پڑتی تھی۔

"اب بھی حج کی شاید اتنی ہی روحانی تاثیر ہو جتنی کہ پہلے تھی لیکن مجھ جیسے "غیر" کی نظر میں جدید سڑکیں، عمدہ کاریں اور آسائش سے آراستہ خیموں کی موجودگی میں وہ سادگی دکھائی نہیں دیتی جو میرے ذہن میں ایسے مجاہدوں سے تعلق رکھتی ہے۔

"کیا آپ کے خیال میں مذہبی رسومات میں اگر تبدیلیاں نہ آئیں تو مذہب میں جمود آجاتا ہے؟

"کیسا سوال میں نے کر دیا! اس کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے"

اس خط کے علاوہ یہاں کی یونیورسٹی سے متعلقہ چند افراد سے اس سلسلہ میں گفتگو کرنے کا موقعہ ملا ایک صاحب نے فرمایا کہ اگر اس فلم میں زائرین سے کچھ مکالمہ ہوتا تو اس سے ہمیں اُن خیالات اور جذبات کا علم ہو سکتا تھا جو لاکھوں انسانوں کو دنیا کے ہر گوشے سے کشاں کشاں اس مقدس مقام کی طرف لے جاتے دوسری تنقید اس فلم پر یہ تھی کہ فلم بنانے والوں کو چاہیئے تھا کہ حج میں جن مشکلات کا سامنا پہلے زائرین کو کرنا پڑتا تھا۔ ان کا ذکر کرنے کے بعد موجودہ سہولتوں کا نظارا دکھاتے۔ تاکہ تبدیلیوں کا صحیح اندازہ لگ سکتا غیر مسلم دوستوں نے حجر اسود کو چومنے کے سلسلہ میں جو ریل پیل ہوتی ہے اسے پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ لہذا اس فلم کا جو لطف تھا تاثر ان احباب پر وہی ہوا جس کا ذکر ممتاز احمد فاروقی صاحب نے پیغام صلح مورخہ ۲۴ رجون ۱۹۶۴ء کے شمارہ میں بعنوان "حرمین الشریفین کا سفر" میں بیان کیا ہے، جسے ذیل میں دوبارہ درج کر رہا ہوں:۔

"چند ایک دوستوں کے ساتھ میں کوئی دو ڈھائی میل کے فاصلے پر مذبح میں گیا .... ایک عجیب سماں تھا چاروں طرف سینکڑوں، ہزاروں بکرے بھیڑیں اور کہیں گائیں اور اونٹ ذبح کئے پڑے تھے .... شام کے وقت جو ذبح شدہ جانور پڑے ہوتے ہیں وہ ٹریکٹر سے دھکیل کر مختلف خندقوں میں ڈال کر اُوپر سے مٹی ڈال دی جاتی ہے مگر اس طرح لاکھوں جانور ضائع ہو جاتے ہیں۔ کیوں نہ گورنمنٹ کوئی کھاد بنانے کا کارخانہ لگائے جہاں چمڑوں کو اگر ضرورت ہو تو الگ ٹین TAN کر کے کام میں لایا جائے۔ اور باقی گوشت پوست اور ہڈیوں کی کھاد بنا کر غریب دہقانوں کو تقسیم کر دی جائے۔"

(ص ۱۵)

غیر مسلم احباب نے اس امر پہ رائے زنی کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر قربانی کے گوشت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اسے غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے تو کیوں نہ اس گوشت کو CANNING کے ذریعہ ٹین کے ڈبوں میں بند کر کے اسلامی دنیا کے کروڑوں غریبوں مسکینوں اور بھوکوں کو کھلایا جائے۔

اس مضمون کے شروع میں میں نے ایک دوست کے خط کا ترجمہ درج کیا تھا جس میں انہوں نے ایک یہ سوال اُٹھایا ہے کہ کیا مذہبی رسومات میں شدت اختیار کرنے سے مذہب میں جمود آجاتا ہے؟ اس کا جواب مختصراً یہ ہے کہ تبدیلی تو انسانی زندگی اور معاشرہ کا لازمی جزو ہے۔ تبدیلی اگر ترقی اور بہبودی کے لئے ہو تو اسے اختیار کرنا درست ہے، ورنہ نہیں۔

وہ رسومات جن کا دین سے تعلق ہو ان میں تبدیلی کرتے ہوئے یہ احتیاط لازمی ہے کہ اس سے اصول دین پر حرف نہ آئے۔ اس لئے کہ اصول دین میں تبدیلی کو کوئی مسلمان کبھی برداشت نہیں کرے گا۔ لیکن جس قسم کی تبدیلیوں کا ذکر ممتاز احمد فاروقی صاحب نے اپنے مضمون میں کیا ہے اور جس کی تائید میں میں نے اپنے غیر مسلم دوستوں کو بھی پایا، اُن سے نہ صرف مجھے اتفاق ہے بلکہ اسلامی دنیا کا ہر سنجیدہ مسلمان اس امر میں ان کا ساتھ دے گا۔

ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی (لندن)

مسلم مشن ــــ ووکنگ

ووکنگ مسلم مشن کا نام کم و بیش دنیا کے ہر حصے میں پہنچ چکا ہے۔ یورپ میں تبلیغ اسلام کا جتنا کام اس مشن نے کیا ہے غالباً کسی اور ادارے سے اب تک نہیں ہو سکا۔ ووکنگ لندن سے ۲۵ میل دور ایک بڑا خوبصورت قصبہ ہے۔ ریل کے اسٹیشن پر اتر کر پیدل چلیں تو پندرہ بیس منٹ کے فاصلے پر دو ایکڑ کے سبزہ زار میں ایک مسجد کھڑی ہے۔ جس کا سبز گنبد دور سے نظر آتا ہے۔ اندر فرش پر قالین بچھا ہے۔ سامنے محراب کے اوپر آیات قرآنی کے کتبے لگے ہوئے ہیں۔ اور قریب ہی منبر ہے۔ مسجد کے عین متصل ایک کشادہ مکان ہے جہاں امام صاحب رہتے ہیں، یہی مسجد گذشتہ نصف صدی سے مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ عرض کر دیا جائے کہ انگلستان کی سرزمین پر یہ مسجد کیونکر بنی۔ اور اس کا بانی کون تھا۔ ووکنگ کی مسجد کی دلچسپ تاریخ یہ ہے کہ اس کے بانی کا نام ڈاکٹر لائٹنر تھا۔ جو ایک زمانہ میں پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار تھے۔ ڈاکٹر لائٹنر عربی اور فارسی کے عالم تھے۔ جب وہ پنجاب یونیورسٹی کی ملازمت سے سبکدوش ہو کر واپس انگلستان آئے تو ان کا ارادہ تھا کہ اس ملک میں ایک ایسا مرکزی ادارہ قائم کریں۔ جہاں سے اسلامی ادبیات کی نشر و اشاعت ہو سکے۔ اس غرض کے لئے انہوں نے والیہ بھوپال نواب شاہجہان بیگم سے مالی امداد کی درخواست کی۔ اور بیگم صاحب نے ایک اچھی خاصی معقول رقم عنایت فرمائی۔ ڈاکٹر لائٹنر نے اس روپے سے ووکنگ میں دو ایکڑ اراضی قطعہ خریدا۔ اور ۱۸۸۹ء میں یہ مسجد تعمیر کی۔ حیدرآباد دکن کے نواب سالار جنگ نے بھی ڈاکٹر لائٹنر کو روپیہ عطا کیا تھا جس سے مسجد کے متصل مکان بنوایا گیا۔

ڈاکٹر لائٹنر ابھی اپنا منصوبہ مکمل نہ کرنے پائے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا اور یہ جائداد ان کے بیٹوں کے قبضے میں چلی گئی جنہیں اپنے باپ کے کام سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ آہستہ آہستہ مسجد بالکل ویران ہو گئی۔ اب حسن اتفاق ملاحظہ فرمایئے کہ ۱۹۱۲ء میں خواجہ کمال الدین مرحوم لندن تشریف لائے۔ خواجہ صاحب لاہور میں وکالت کرتے تھے اور اپنے پیشے میں بڑے کامیاب آدمی تھے لیکن انہیں اسلام سے بے پناہ محبت تھی۔ انہوں نے پریکٹس ترک کر کے اپنی زندگی تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دی اور اسی غرض سے انگلستان تشریف لے آئے۔

وہ زمانہ انگریز قوم کے عروج کا تھا۔ مشرق و مغرب میں اس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی اور کہا جاتا تھا کہ برطانوی سلطنت میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ مسلمان ہر جگہ محکوم و مغلوب تھے۔ اور اس محکومی اور غلامی نے ان میں حد درجہ احساس کمتری پیدا کر دیا تھا۔ جب خواجہ صاحب نے انگلستان آ کر تبلیغ اسلام کا ارادہ کیا تو اکثر لوگوں نے سمجھایا کہ کیوں چلتی وکالت کو تباہ کرتے لگے ہو۔ انگریزوں کو اسلام سے کیا دلچسپی ہے اور دلچسپی ہوئی بھی، تو وہ ایک غلام قوم کا مذہب کیوں قبول کریں گے لیکن ان باتوں سے خواجہ صاحب کے پائے استقامت میں لغزش نہ ہوئی ـــــ لندن آ کر انہوں نے ابتداء میں رچمنڈ کے علاقے میں قیام کیا۔ اور تقریر و تحریر سے اسلام کا پیغام لوگوں کو پہنچانا شروع کیا۔ اسی کام کے لئے انہوں نے اپنا مشہور رسالہ اسلامک ریویو بھی جاری کیا۔ لیکن انہیں کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جس کو وہ اپنی سرگرمیوں کا مستقل مرکز بنا سکیں۔ اسی دوران میں انہیں ووکنگ کی مسجد کا حال معلوم ہوا کہ یہ خانۂ خدا ویران پڑا ہے۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے ووکنگ جا کر مسجد پر قبضہ کر لیا۔ ڈاکٹر لائٹنر کے ورثاء نے ان کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ مسجد شرع اسلام کی رو سے ہمیشہ مسجد رہتی ہے اور کوئی شخص مسلمانوں کو وہاں نماز پڑھنے سے منع نہیں کر سکتا۔ اس سلسلے میں مرزا سر عباس علی بیگ مرحوم نے جو اس زمانے میں وزیر ہند کی کونسل کے ممبر تھے خواجہ صاحب کی بہت مدد کی۔ انجام کار مسجد ان کی تحویل میں آ گئی۔

خواجہ صاحب کو ابتداء میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلام کے متعلق بڑی بڑی عجیب داستانیں اور بے سر و پا افسانے اس ملک میں مشہور تھے تعصب اور جہالت کی اس دیوار کو پاش پاش کرنا آسان نہ تھا۔ لیکن خواجہ صاحب غیر معمولی دل و دماغ لے کر دنیا میں آئے تھے وہ حد درجہ ذہین اور محنتی انسان تھے۔ قلم اور زبان دونوں پر انہیں قابل رشک عبور تھا لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اسلام کی صداقت اور حقانیت پر انہیں ایمان کامل تھا۔ اور اسی چیز نے ان کی ہمت کو برقرار رکھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں اس مشن کی روز افزوں کامیابی دیکھ لی تھی۔

خواجہ صاحب قانون دان تھے اس لئے انہوں نے مسجد کی حفاظت و صیانت کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا۔ جس کے ابتداء میں تین ممبر تھے۔ ایک رائٹ آنریبل سید امیر علی جو پریوی کونسل کی جوڈیشنل کمیٹی کے رکن تھے دوسرے مرزا سر عباس علی بیگ اور تیسرے سر ٹامس آرنلڈ جو گورنمنٹ کالج لاہور میں علامہ اقبال کے استاد تھے۔ اس ٹرسٹ نے خواجہ صاحب کو امام مقرر کیا۔ اس وقت سے ووکنگ کی مسجد انگلستان میں تبلیغ اسلام کی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز چلی آ رہی ہے۔

خواجہ صاحب نے اسلام پر انگریزی میں کم و بیش بیس کتابیں لکھی ہیں جو بہت مقبول ہوئیں۔ لارڈ ہیڈلے اور مارماڈیوک پکتھال جیسے لوگ خواجہ صاحب کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ تو مارماڈیوک پکتھال آگے چل کر اسلام کے بہت بڑے خدمتگذار ثابت ہوئے۔ انہوں نے قرآن مجید کا جو ترجمہ انگریزی میں کیا تھا۔ وہ آج دنیا بھر میں مقبول ہے اور بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ کلام پاک کے جتنے انگریزی تراجم اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ پکتھال کے ترجمے کی اشاعت سب سے زیادہ ہے۔

خواجہ صاحب ہی کی کوشش سے ۱۹۱۷ء میں مولانا محمد علی لاہوری کا انگریزی ترجمہ قرآن ووکنگ سے شائع ہوا۔ لاریب یہ بہت بڑا کارنامہ تھا۔ کیونکہ اس سے قبل دنیا کے کسی مسلمان کو کلام پاک کا انگریزی ترجمہ کرنے کی توفیق نہیں ہوئی تھی۔ خواجہ صاحب کا انتقال ۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء کو لاہور میں ہوا تھا۔ لیکن وفات سے پہلے انہوں نے اپنی جائداد جس میں ان کی تصانیف اور رسالہ اسلامک ریویو بھی شامل تھا ووکنگ مشن کے حوالے کر دی۔

یہاں اگر مجھے چند لفظوں میں اپنا ذکر کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ عرض کروں گا کہ مجھے خواجہ صاحب کی خدمت میں برسوں شرف نیاز حاصل رہا ہے۔ وہ میرے والد مرحوم کے دوست تھے اور ان کے چھوٹے صاحبزادے اسکول میں میرے ساتھ پڑھتے تھے اس لئے میں نے خواجہ صاحب کو نسبتاً قریب رہ کر دیکھا ہے۔

خواجہ صاحب کے علاوہ جو لوگ وقتاً فوقتاً مسجد ووکنگ میں امامت کے فرائض ادا کرتے رہے ہیں ان میں مولانا صدر الدین، مولانا محمد یعقوب خان، مولانا عبد المجید، مولوی مصطفٰے خان، ڈاکٹر محمد عبد اللہ اور مولوی آفتاب الدین احمد کے اسمائے گرامی بڑی قدر و منزلت کے مستحق ہیں۔ سوائے مولوی آفتاب الدین احمد مرحوم کے مجھے ان تمام حضرات سے شرف نیاز حاصل رہا ہے بلکہ اول الذکر تینوں بزرگ تو میرے زمانہ طالب علمی میں میرے استاد بھی تھے۔

ووکنگ مشن کی سرگرمیوں کی اہمیت سمجھنے کے لئے پچھلی نصف صدی کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ مشن کے کارکنوں نے یورپ میں اسلام کی کیسی گراں بہا خدمات کی ہیں۔ ان متعدد تصانیف و تالیف سے قطع نظر جو مشن نے شائع کی ہیں۔ تنہا اسلامک ریویو کے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

آپ کی طرف اُٹھ رہی ہیں اور آپ نے ایسے حالات میں تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کا علم بلند کیا جبکہ انگریز اور دوسری قوموں کا رعب اور دبدبہ تھا ان کی حکومت تھی ۔ ان کی طاقت تھی ۔ ان کے علوم کا چرچا تھا ۔ ایسے وقت حضرت مسیح موعود نے ہدایت کی کہ یورپ میں اسلام پھیلایا جائے ۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھی ان ملکوں میں گئے اور وہاں دین کی شمع روشن کی جس سے عام لوگوں میں سے بھی مسلمان ہوئے اور پڑھے لکھے بھی ۔ عالم و فاضل بھی ، لارڈ اور بیرن بھی ، اور بڑے بڑے خطاب یافتہ لوگ مسلمان ہوئے ۔ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے جس کا انجام دینا اس جماعت کے نصیب ہوا ۔

قربانی کی ضرورت

یہ قربانی کے بغیر نہیں ہو سکتا ۔ اس قربانی کا ذکر ان آیات میں ہے ۔ اگر اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی قوم قربانی نہ کرتی تو دنیا میں اسلام نہ پھیلتا اسی طرح سے آپ لوگ اب پھر ارادہ کریں کہ قربانی کرنا ہے ۔ مال دینا ہے اور اگر اس راہ میں قربان ہونا پڑے تو خدا کے لئے قربان ہو جائیں گے

پرنسپل نیو مسلم کالج کو حادثہ

ہمارے کالج کے پرنسپل محمد شفیع صاحب بلٹی کو حادثہ پیش آیا وہ تانگہ میں اپنے گھر جا رہے تھے کہ گھوڑے کی سرکشی کی وجہ سے تانگہ سے نیچے گر گئے ۔ سر پھٹ گیا اور بہت سا خون بہہ گیا ۔ بے ہوش ہو گئے ان کو ہسپتال پہنچایا گیا ۔ پہلے بھی میں انہیں دیکھنے گیا تھا ۔ اور آج بھی دیکھ کر آیا ہوں ۔ آج ان کی حالت بہت اچھی ہے صدمہ کی وجہ سے اور خون کے بہہ جانے کی وجہ سے ابھی تک ان کے سر میں درد ہے جو پہلے کی نسبت بہت کم ہو گیا ہے ۔ آپ اُن کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں

(اسی وقت دعا کی گئی)

اخبار احمدیہ

وفات

گذشتہ ہفتہ ہمارے ایک نہایت مخلص دوست ڈاکٹر محمد امین بٹ صاحب جو لاہور میں ڈائرکٹر ملیریا کے عہدہ پر متعین تھے حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہو گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مرحوم سیالکوٹ کے ایک احمدی خاندان کے فرد تھے اور بڑے مخلص اور پاکباز انسان تھے ۔ ان کے بھائیوں محمد حفیظ بٹ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی ، بشیر احمد بٹ ، عبد القادر بٹ اور ان کے فرزندان اور دیگر لواحقین سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے ۔

مصری صاحب کی علالت

محترم شیخ عبد الرحمان مصری صاحب کچھ دنوں سے بیمار ہیں اس لئے اپنے مضمون کی بقیہ اقساط نہیں لکھ سکے ۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے ۔

زکوٰۃ — استحکام جماعت کا ایک اہم فریضہ

صاحب حیثیت اور متموّل اصحاب کی توجّہ کے قابل

قرآن کریم میں اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ اٰتوا الزکوٰۃ کا حکم بار بار آیا ہے ۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی حکم کے پیش نظر زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ کی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی فوت ہو جائے اور مال جائداد چھوڑ جائے تو وہ اس کے ورثاء کا حق ہے اور اگر کوئی فوت ہو جائے اور اولاد اور قرض چھوڑ جائے تو اولاد کی نگہداشت اور قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے جو بیت المال سے پوری کی جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایسا فنڈ قائم کرنے کا حکم دیا ہے جس میں جماعت کے متموّل اور صاحب نصاب لوگوں کی زکوٰۃ و صدقات جمع ہوں اور اس میں سے مستحقین کو امداد دی جائے حکومت کے ٹیکسوں کی ادائیگی سے کوئی شخص زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا اس ضمن میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انجمن کو جو رقوم صدقہ اور زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوتی ہیں وہ جماعت کے متموّل حضرات کی آمدنیوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہیں اس میں کچھ کلام نہیں کہ جماعتیں تبھی قائم رہ سکتی ہیں جبکہ ان کے ممبران کے انفرادی حالات کو بھی مدنظر رکھا جائے ہر جماعت میں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور انجمن کے ہر کام میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں مگر حالات کے ناساز گار ہونے پر وہ نہ صرف اجتماعی تحریکات میں حصہ نہیں لے سکتے بلکہ خود امداد کے طالب ہوتے ہیں ۔ مگر انجمن ایسا امدادی فنڈ نہ ہونے کے باعث ان کی امداد سے قاصر رہتی ہے جو ان کی دل شکنی کا موجب ہوتا ہے اور ان کے جماعتی تعلقات میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے ۔ اسلام نے ایسی ہی مشکلات کا علاج زکوٰۃ کی صورت میں کیا ہے جو ہر صاحب مال پر فرض کی گئی ہے ۔

ماہ رجب زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اور اب یہ مہینہ قریب آ رہا ہے اس لئے میں جماعت کے متموّل اصحاب بالخصوص مل اونر صاحبان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اس طرف خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کریں اور جو کچھ ان پر زکوٰۃ واجب ہو اس کا ⅔ حصہ انجمن میں بھیجدیں تاکہ غرباء و مساکین کے سالانہ وظائف کے علاوہ ایسے لوگوں کی بھی امداد کی جا سکے جو پیش آمدہ ناخوشگوار حالات کی وجہ سے امداد و اعانت کے مستحق ہیں ۔

افسر تحصیل

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

احباب سلسلہ کے نام

اخویم مکرم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔

آپکی خدمت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل برائے گولڈن جوبلی ارسال کی جا رہی ہے نیز ایک ایک کاپی رسید برائے حصول چندہ بھی سیکرٹری صاحبان کو بھیجی جا رہی ہیں آپ کو ان کے مطالعہ سے امسال سالانہ جلسہ کی خاص اہمیت ، و عظمت کا کچھ اندازہ ہو جائیگا اس کے پیش نظر ضروری ہے کہ ہمارے احباب ابھی سے اس کے چندہ کی فراہمی کے لئے ہمہ تن کوشاں ہوں ۔ اس غرض کے لئے بڑی جماعتوں میں تو ایک وفد بھی دورہ کر رہا ہے اس مختصر مگر ایثار پیشہ جماعت کی قربانیاں ضرب المثل بن چکی ہیں وقت آ گیا ہے کہ دوبارہ انکا اعادہ ہو ۔ اس وقت لاکھ روپیہ کی رقم فراہم کرنا ہے تاکہ امسال کا جلسہ پوری قدر و قیمت اور عظمت کے ساتھ منایا جا سکے ۔ مجھے امید ہے کہ سیکرٹری صاحبان اپنے حلقہ احباب میں مناسب اور پرجوش تحریک کر کے چندہ کی فراہمی شروع فرما دیں گے اور دفتر ہذا کو اپنی کارروائیوں سے آگاہ کرتے رہینگے ۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر اور خدمت عظیم کرنے کی توفیق دے ۔ (ڈاکٹر اللہ بخش مہتمم گولڈن جوبلی ۔

مسلم مشن ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۹)

قائل اس بات سے گواہ ہیں۔ اسلامی فقہ و تاریخ اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی روایات و معاشرت کا مشکل سے کوئی پہلو ایسا ہوگا جس پر اس میں فاضلانہ اور محققانہ مضامین شائع نہ ہوئے ہوں۔ یہ رسالہ دنیا بھر میں پڑھا جاتا ہے، اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے میں اس نے یقیناً بڑا کام کیا ہے۔

تبلیغ کے علاوہ ووکنگ مشن ان لاکھوں مسلمانوں کا اجتماعی مرکز بن گیا ہے۔ جو برطانیہ میں مقیم ہیں۔ ان میں مراکش سے چین تک، ہر ملک کے مسلمان موجود ہیں۔ عیدین کے موقعہ پر ووکنگ کا نظارہ دیکھنے کے قابل ہوتا ہے ترکی، ایران، مصر، ملایا، انڈونیشیا، ترکستان، پاکستان بھارت، عرب، تانگے جیریا، الجزائر، طرابلس، غرضیکہ ہر رنگ و نسل اور ہر قومیت کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ بہت سے نومسلم انگریز بھی شرکت کرتے ہیں۔ اس بین الاقوامی اجتماع میں زبان، لباس، رنگ اور معاشرت کے اختلافات کے باوجود اخوت کی ایک ایسی لہر طاری ہوتی ہے جو مشرق و مغرب کے فاصلے اور اسود و احمر کے امتیاز کو مٹا کر تمام مسلمانوں کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر دیتی ہے، عید کی نماز ایک بہت بڑے شامیانے کے نیچے ادا کی جاتی ہے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر دوپہر کا کھانا بھی وہیں کھایا جاتا ہے جس کا اہتمام مشن کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ عید کے روز ہم سب ووکنگ مشن کے مہمان ہوتے ہیں۔

جس چیز نے مجھ کو زیادہ متاثر کیا۔ وہ یہ ہے کہ ووکنگ مشن والے فرقہ بندی سے بالکل علیحدہ بلکہ بالاتر ہو کر اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ میں نے گذشتہ دس سال میں دیکھا ہے کہ عید کی نماز کی امامت مختلف لوگوں نے کی ہے۔ ان میں ایران کے شیعہ مجتہد انڈونیشیا کے سفیر، مشہور نومسلم انگریز، ڈاکٹر کا دن اور عراق کے ڈاکٹر عبدالعزیز خلوصی شامل ہیں۔

مشن کے زیر اہتمام ایک مسلم سوسائٹی بھی قائم ہے جس کا صدر دفتر لندن کے مرکزی علاقے وکٹوریہ میں ہے جہاں ہر ہفتے ایک نہایت دلچسپ اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں ہر خیال اور عقیدے کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ عموماً مسلمانوں کے کسی مذہبی، معاشرتی اور علمی اور ادبی مسئلے پر کوئی صاحب تقریر کرتے ہیں۔ اور بعد کو بڑی معقول بحث بھی ہوتی ہے۔

مسجد ووکنگ کے امام کو خاصی مصروفیت رہتی ہے۔ برطانیہ کی اکثر انجمنوں اور اداروں میں اس قسم کے جلسے ہوتے ہیں۔ جہاں مختلف مذاہب کے نمائندوں کو اظہار خیال کی دعوت دی جاتی ہے، ووکنگ کے امام کو اکثر ان جلسوں میں اسلام کی ترجمانی کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔

آج برطانیہ کے اور شہروں میں بھی مسلمانوں کی سعی و کوشش سے مسجدیں بن گئی ہیں اور خود انگلستان میں اسلام کے متعلق وہ بے خبری، جہالت اور تعصب نہیں رہا۔ جو نصف صدی پیشتر تھا۔ لیکن اس کے باوجود ووکنگ کی مرکزیت میں کوئی کمی نہیں ہوئی ——— اور ووکنگ آج بھی برطانیہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سب سے بڑا مرکز ہے۔

(بی بی سی۔ لندن سے ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو نشر ہوا)

ماہ اکتوبر

حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ماہ اکتوبر میں ہوا تھا۔ ماہنامہ "روح اسلام" اپنے اکتوبر کے شمارہ میں حضرت موصوف کو خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔　　　منیجر روح اسلام

یادِ رفتگان

گولڈن جوبلی کے موقعہ پر یادِ رفتگان کے نام سے جو کتاب مرتب ہو رہی ہے اس کیلئے جن دوستوں نے اپنے بزرگوں کے حالات ابتک نہیں بھیجے وہ مہربانی کر کے زیادہ سے زیادہ ۱۵ اکتوبر تک بھیجدیں۔

(۲) یہ حالات فلسکیپ سائز کے ۲ صفحات سے زیادہ نہ ہوں

(۳) اگر ان بزرگوں کے فوٹو بھی مل سکیں تو بہتر ہوگا

(۴)۔ ان کی اولاد یا لواحقین کے نام اور پتے بھی لکھے جائیں۔

پیغام صلح ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۴ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ ۴۰

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپ کر مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور

فون نمبر ۳۷۳۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد

مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۳

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔ سب صحابہؓ اور آئمہ کرام قابل احترام ہیں
(۴) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ - ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۴۱

افرادِ جماعت سے انکے مختلف مراتب کے مطابق سلوک کرنے کی نصیحت

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی۔ کیا ساری گندم تخم ریزی سے ایک ہی طرح نکل آتی ہے۔ بہت سے دانے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو چڑیاں کھا جاتی ہیں۔ بعض کسی اور طرح قابل ثمر نہیں رہتے۔ غرض اُن میں سے جو ہونہار ہوتے ہیں ان کو کوئی ضائع نہیں کر سکتا۔ خدا تعالےٰ کے لئے جو جماعت تیار ہوتی ہے وہ بھی کزرع ہوتی ہے۔ اسی لئے اس اصول پر اس کی ترقی ضروری ہے۔ پس یہ دستور ہونا چاہیئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے یہ کس قدر نامناسب بات ہے۔ کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے تعاونوا علی البر والتقوی۔ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے صحابہؓ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت و ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔

لیکن ایشاں فضل حق یزداں
تا نہ بخشند یافتن نتواں
(مسیح موعود)
([illegible] ڈالر)

۴ (۰ ۲۶۷۹) جس گفتگو میں الفاظ تھوڑے ہوں اور معانی بہت ہوں وہ نمایاں اثر رکھتی ہے حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں اوتیت جوامع الکلم یعنے مجھے اعجاز کلام عطا ہوا ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابی ھریرۃ وابی خلّاد انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رایتم العبد زھداً فی الدّنیا وقلّۃ منطق فاقتربوا منہ فانّہٗ یلقی الحکمۃ رواھما البیھقی فی شعب الایمان -
(مشکوٰۃ باب فضل الفقر وغیرہ)

ترجمہ:-

حضرت ابی ہریرۃ رضؓ اور ابی خلادؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ایسے شخص کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی اور قلت کلامی یا کم گوئی عطا کی گئی ہے تو اس کی صحبت اختیار کرو۔ یقیناً ایسے شخص کو (اللہ کی طرف سے) درس حکمت دیا جاتا ہے

نوٹ:- دنیا کی زندگی کے متعلق فرمایا وما الحیٰوۃ الدنیا الّا متاع الغرور (۳ : ۱۸۴) عملی اور خالص زندگی کے متعلق فرمایا:-

من عمل صالحًا من ذکرٍ او اُنثی وھو مؤمن فلنحیینّہٗ حیٰوۃً طیّبۃ ولنجزینّھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون (۱۶ : ۹۷)

درس حکمت مشیت ایزدی سے اسے ملتا ہے جو اپنے آپ کو اس لائق بناتے ہیں یؤتی الحکمۃ من یّشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرًا کثیرًا ط وما یذّکّر الّا اولوا الالباب

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

گھانا

ترجمہ خط:- ابوبکھادی سینہا بونگ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش آنکہ آپ مجھے عربی، انگریزی قرآن شریف ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں۔ مجھے اس سے بہت لگاؤ ہے اور یہ میں نے بحیثیت مسلمان ہونے کے لکھا ہے۔ اس لئے میں ایک نسخہ خریدنے کا خواہشمند ہوں۔ اور میں خریدنے میں خوشی محسوس کروں گا میری عمر اس وقت ۲۶ سال ہے اور میں کماسی گھانا میں عربی انگریزی سکول میں پڑھتا ہوں۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا آپ پر رحمتیں نازل کرے۔ فقط

(ان کو قرآن شریف اور مزید لٹریچر بھی بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط ہسیم الکامی راحی اینڈ کو، نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کے فضل سے جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں وہ مل گئی ہیں ہیں۔ مشکور ہوں گا اگر آپ مجھ کو ہولی قرآن انگریزی عربی ڈکشنری رسول کریم کی سوانح عمری اور نیز دیگر کتب ارسال کریں۔ اور وہ کتابیں ارسال کریں جو استادوں اور طلباء کے لئے مفید ہوں اور اسلامی تعلیم سے تعلق رکھتی ہوں۔

ہم دو سال سے عربی ٹریننگ سکول میں پڑھتے ہیں۔ ہم بہت مشکور ہوں گے اگر مندرجہ بالا کتابیں ارسال کریں۔

ہم سب آپ کا بہت شکریہ ادا کریں گے اگر ہماری خواہش کی تکمیل ہو جاوے۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط۔ مان سر سیڈ و عیلے۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کا لٹریچر بڑے شوق سے پڑھا۔ ٹیچنگز آف اسلام نہایت پُرلطف کتاب ہے اور ان سب میں بڑی مفید باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ میں نے آپ کی تبلیغی مساعی کے سلسلہ میں بھی پڑھا ہے۔

میں یقیناً بہت، خوش ہوں گا اگر آپ مجھے مفت لٹریچر مطالعہ کے لئے ارسال کریں خصوصیت سے جس میں اسلام کی اشاعت کے متعلق ذکر ہو۔ میں گاہ بگاہ

آپ سے بہت شوق سے اسلامی تعلیم کے سلسلہ میں سننا چاہتا ہوں۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر اور خط کا جواب بھیجا گیا)

گھانا

ترجمہ خط:- عبدالرؤف سلاجی۔ گھانا۔ افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط آپ کو لکھ کر بہت خوش ہوا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو مل گیا ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے خط کو پڑھ کر خوشی سے پھول گئے اور آپ نے میرا نام بھی سنا ہوگا۔

میں آپ کی جماعت کا ممبر بننا چاہتا ہوں۔ اور ممبر کی حیثیت سے آپ مجھے اپنی جماعت کا لٹریچر ارسال کریں اس کا جواب جلدی چاہتا ہوں۔

آپ کا مخلص

(ان کو انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط:- ابراھیم جہافا۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بڑی خوشی سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرے دوستوں نے ٹیچنگز آف اسلام کتاب کو پڑھ کر بہت خوشی محسوس کی اور وہ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ اور کتابیں منگائی جائیں۔ میں نے انکو ایڈریس دے دیا ہے کہ وہ خود اس کا مطالبہ کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ خود نہیں لکھنا چاہتے۔ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ تم ہی منگا کر دو۔

اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ جس کو میں نے یہ کتاب پڑھنے کو دی اس نے اس کو لے جانا چاہا۔ میں خوش ہوں کہ آپ کو چند ایڈریس دوں مگر کیا آپ مہربانی کر کے چند ایک کتابیں میرے دوستوں کے لئے ارسال کریں گے میں دوستوں کو کتابیں مل جانے پر بہت خوش ہوں گا۔

جواب کا منتظر

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط ماتیر سید وعیسیٰ زاریا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام اپنے ایک دوست کی معرفت پڑھی ہے۔ میں اس کتاب اور پمفلٹس کو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور بہت لطف اُٹھایا اور اس میں بہت مفید باتیں پائیں۔

میں نے آپ کی اشاعت اسلام کے متعلق بھی پڑھا ہے کہ آپ تمام دنیا میں اسلام کی اشاعت کرتے ہیں۔

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے اپنا مفت لٹریچر اور کتابیں خاص کر اسلام کے متعلق ارسال کریں۔ آپ کے خط کا منتظر

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور انگریزی لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔

گھانا مسلم مشن کے نو مسلمین

اس سے پیشتر گھانا مسلم مشن کی فہرست ۴۱ تک چھپ چکی ہے اب آپ کی خدمت میں ۴۲ تا ۶۵ تک بھیج رہا ہوں جو حسب ذیل ہے۔ محمد سعید بُعد گھانا

(۴۲) فیلکس ولد عانوایل عیسائی کیتھولک — مسلم نام فضل
(۴۳) جولیانا ادہنی بنت ادہنی عیسائی پریسبی ٹیرین — " " جنت
(۴۴) جوناتھن کوابینا ولد یانم ڈنکو عیسائی میتھوڈسٹ — " " محمد
(۴۵) آڈنی کواہی ولد آلمیا۔ پیگن — " " محمد
(۴۶) اشماعیل ولد کوابنا عیسائی ایڈونسٹ — " " اسمٰعیل
(۴۷) یاؤ اگیا پوتنگ ولد کوفی پاؤ عیسائی کیتھولک — " " کلیم
(۴۸) یاؤ مینسا ولد کوفی پاؤ " " " — " " داؤد
(۴۹) رچرڈ فرم پوتنگ ولد جے کے ڈارکو پریسبی ٹیرین — " " روف فیض
(۵۰) سی کے کوسی ولد جے کے ڈارکو " " — " " قاسم کمال
(۵۱) جوزف برنارڈ ولد اکیسا میتھوڈسٹ — " " جلال بخش
(۵۲) ڈیوڈ کوامی ولد کوفی کنسا " " " — " " داؤد
(۵۳) امپیوا کا زوجہ نو مسلم ۴۵ پیگن — " " مریم
(۵۴) ابینا دختر نو مسلم ۴۵ " — " " عائشہ
(۵۵) پیٹرک مارتو ولد جے کے ڈارکو میتھوڈسٹ — " " پارسا محمد
(۵۶) ایلگزنڈر اوسو ولد پی۔ وائی اووسو " " — " " علی
(۵۷) ڈیوڈ ولد پی وائی اووسو " " — " " داؤد
(۵۸) اسی بی کوامی میتھوڈسٹ — " " عیسٰے
(۵۹) کواکو گی ایسی ولد کوفی گی ایسی کیتھولک عیسائی — " " احمد
(۶۰) کوفی یو ولد کوانی یو ولد کوامی یو پیگن — داؤد
(۶۱) کوجو فاہ ولد کواسی کوامی رومن کیتھولک — " " آدم
(۶۲) کوبینا جوزف ولد کوجو ایسی ڈو میتھوڈسٹ — " یوسف
(۶۳) کوجو جوسی ولد کواسی ادن یا کو عیسائی چرچ آف لارڈ — " " ابراہیم
(۶۴) کوامی بادو ولد کواسی ادن یا کو پیگن — " " یوسف
(۶۵) کوامی اپاڈو ولد کوفی اپاڈو " — " " سعید محمد

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۴ء

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے معاصرین

لائلپوری اخبار "المنیر" (مورخہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ) میں کسی صاحب عبدالصمد صارم الازہری نے ایک مضمون "مرزا قادیانی کے مصادر" کے عنوان سے لکھا ہے۔ جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی اور خیالات جو ان کی کتابوں میں درج ہیں، انہوں نے اپنے بعض معاصرین کی کتابوں سے لئے ہیں۔ ملاحظہ ہو مضمون نویس کا مندرجہ ذیل بیان:—

"مرزا صاحب کے وہ مصادر جن کا حوالہ وہ اور حکیم نورالدین اپنی کتابوں میں دیتے ہیں سب کو معلوم ہیں ان پر چنداں لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انہیں ان کی کتابوں اور ان کے بیان کہ وہ مسائل کو ہر پڑھا لکھا جانتا اور سمجھتا ہے ان میں یہ لوگ ہیں:—
ابن عربی، ابن قیم، ابن حزم، ابن تیمیہ، غزالی اور مجدد الف ثانی رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔

مگر ان کے وہ مصادر جن کا ذکر نہ مرزا صاحب کبھی کرتے ہیں، نہ نورالدین اور نہ دیگر قادیانی ارباب قلم وہ یہ ہیں:—
مولوی چراغ علی، سرسید احمد خاں، مولانا ابوالمنصور دہلوی، خواجہ میر درد، اور حکیم محمد حسن جلالی امروہوی۔

دراصل ان پانچ حضرات کی کتابوں سے قادیانیت کی تشکیل ہوئی ہے، یہ بات تب ہی ثابت ہو سکتی ہے کہ پہلے آپ مرزا صاحب کی تمام کتابیں پڑھ جائیں پھر ان حضرات کی کتابیں تمام کی تمام پڑھ جائیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ مرزا صاحب کی عبارتیں ان کی عبارتیں بعینہٖ وہی ہیں، وہی الفاظ و نکات ہیں اور وہی دعاوی ہیں۔"

ہم حیران ہیں کہ مضمون نویس کو اس بیان میں کیا ثابت کرنا مقصود ہے، اگر یہ صحیح ہے کہ "ان پانچ حضرات کی کتابوں سے قادیانیت کی تشکیل ہوئی ہے" اگر یہ سچ ہے کہ "مرزا صاحب کی عبارتیں بعینہٖ وہی، وہی الفاظ و نکات ہیں اور وہی دعاوی ہیں" جو ان حضرات نے کئے، تو پھر جو فتوے حضرت مرزا صاحب پر لگایا جاتا ہے ان حضرات کو کیوں اس کا مستحق قرار نہیں دیا جاتا۔ اصل ملزم تو وہ لوگ ہیں جن کی کتابوں سے قادیانیت تشکیل ہوئی ہے" اور جن کی عبارتیں اور دعاوی مرزا صاحب نے نقل کئے ہیں، اگر وہ حضرات جن کو مرزا صاحب کے مصادر قرار دیا گیا ہے، کسی فتوے کے مستحق نہیں، اور "قادیانیت کی تشکیل" اور ایسے دعاوی کے باوجود وہ قابل احترام بزرگ سمجھے جاتے ہیں، تو ناقل کا کیا جرم ہے کہ اس کو کافر کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جاتا ہے۔

مقالہ نگار نے آگے چل کر یہ بھی لکھا ہے کہ:—

"خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی تصانیف دیکھئے تو آپ کو صاف پتہ چل جائیگا کہ دعوے مہدویت وغیرہ کے متعلق، نبوت کی گنجائش سے متعلق اور دیگر خصوصی قادیانی مسائل کے متعلق انہوں نے (مرزا صاحب نے) خواجہ صاحب سے فیض حاصل کیا ہے مگر وہ ان کا تذکرہ تک لبوں پر نہیں لاتے"

بہت خوب! یہ آج معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے دعوے مہدویت وغیرہ میں خواجہ میر درد بھی شریک تھے یہاں تک کہ ان کی کتابوں میں نبوت کی بھی گنجائش ہے اور دیگر خصوصی قادیانی مسائل بھی پائے جاتے ہیں تو پھر خواجہ میر درد کو علیہ الرحمت لکھنے کے کیا معنے ہیں، اور مرزا صاحب کو انہی باتوں کی وجہ سے کافر کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

لیکن اس بیان میں مقالہ نگار کا ایک اور مقصد بھی ہو سکتا ہے، شاید اس کا یہ خیال ہو کہ ان پانچ حضرات نے جو کچھ اپنی کتابوں میں لکھا وہ صحیح اور درست ہے اور وہ ہر طرح قابل عزت اور لائق احترام ہیں مرزا صاحب نے ان کی عبارات اور دعاوی نقل کر کے خواہ مخواہ اپنی شہرت قائم کر لی ہے، اگر اسی قدر ظاہر کرنا مقصود ہے، تو مرزا صاحب کا صرف اتنا ہی قصور ثابت ہوا کہ انہوں نے ان حضرات کی عبارتیں اور دعاوی نقل کرنے کے باوجود ان کا ذکر تک نہیں کیا، ورنہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے جو دعاوی کئے ہیں، جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ سب صحیح ہیں، اگر مضمون نگار کا خیال یہی ہے تو ہم شکریہ کیلئے عرض کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک پیرایہ میں حضرت مرزا صاحب کے دعاوی اور خیالات کی تصدیق کر دی، گو وہ پیرایہ کتنا ہی غلط کیوں نہ ہو،

بے جا نہ ہوگا اگر ہم یہ بھی عرض کر دیں کہ بہتر ہوتا اگر مضمون نگار صاحب وہ عبارتیں، وہ الفاظ و نکات اور دعاوی بھی نقل کر دیتے جو مرزا صاحب نے ان پانچ حضرات کی کتابوں سے نقل کئے ہیں، مقالہ نگار صاحب اپنے قارئین کو پہلے مرزا صاحب کی تمام کتابیں پڑھنے اور پھر ان حضرات کی کتابیں تمام کی تمام پڑھ جانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس مشورہ پر عمل کرنا شاید بہت مشکل ہو، آسان تر بات یہ تھی کہ وہ تمام عبارات اور دعاوی وغیرہ خود مقالہ نگار صاحب نقل کر دیتے، جو حضرت مرزا صاحب اور ان پانچ حضرات کی کتابوں میں مشترک ہیں، ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی عبارت ہوتی اور اس کے مقابل ان پانچ حضرات کی عبارات یا کم از کم ایک ہی ایسی عبارت نقل کر دی جاتی جس کے الفاظ بقول مقالہ نگار بعینہٖ وہی ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی عبارت کے الفاظ ہیں، تو ان کے بیان کو بہت تقویت حاصل ہو جاتی۔ موجودہ حالت میں ان کا بیان ایک دعوے بے دلیل سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں رکھتا بالخصوص اس لئے کہ ان پانچوں حضرات میں سے کسی ایک نے بھی حضرت مرزا صاحب کے معاصر ہونے کے باوجود کبھی کوئی ایسی شکایت نہ کی، کہ مرزا صاحب اپنی کتابوں میں ان کی عبارات اور دعاوی نقل کر رہے ہیں، کیا یہ مدعی سست اور گواہ چست والی بات نہیں؟

آگے چل کر مقالہ نگار نے جہاد بالسیف کے بطلان پر مولوی چراغ علی کی تصنیف، اور ریل گاڑی کو دجّال کی سواری قرار دینے کے بارہ میں حکیم محمد حسن امروہی کے خیالات اور تردید عیسائیت و ہنود کے بارہ میں مولانا ابوالمنصور دہلوی کی تصانیف اور ہر قوم میں نبی آنے (لکل قوم ھاد) اور اسی قسم کے بعض دیگر مسائل کے بارہ میں قدیم علماء کے بیانات کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ سب باتیں انہی لوگوں سے لی ہیں، ہم اس کے متعلق صرف اس قدر عرض کریں گے کہ صداقت ایک ہی رنگ رکھتی ہے، خواہ وہ کہیں بھی پائی جائے۔ یوں تو قرآن کریم کے متعلق بھی عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام کا دعوے ہے کہ اس کی تعلیمات بائبل وغیرہ سے لی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک انگریز مصنف نے ینابیع الاسلام نامی کتاب لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن کریم خدا کا کلام نہیں بلکہ حضرت رسول کریم صلعم نے دوسرے مذاہب کی کتابوں کو سامنے رکھ کر لکھ لیا ہے، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اول تو رسول کریم صلعم لکھنا پڑھنا ہی نہیں جانتے تھے اور نہ ان کے پاس کوئی ایسی لائبریری تھی، جس سے دوسرے مذاہب کی کتابوں کا انہوں نے مطالعہ کیا ہو، لیکن چونکہ اسلام اور دوسرے مذاہب کا سرچشمہ ایک ہی ہے یعنے خدا تعالےٰ۔ اس لئے جو صداقتیں دوسرے مذاہب میں ابدالآباد تک رہنے والی تھیں انکو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے زیادہ خوبصورتی کے ساتھ جمع کر دیا ہے، جیسا کہ خود قرآن کریم کا ارشاد ہے فیھا کتب قیمۃ اور یہ بھی فرمایا ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسےٰ، تو کیا اس سے یہ سمجھا جائیگا

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

اخبار احمدیہ

آہ! ڈاکٹر محمد امین بٹ

— گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر محمد امین صاحب ایم بی بی ایس ڈی پی ایچ ڈسٹرکٹ ملیریا ایریڈیکیشن آفیسر کی وفات کی خبر درج کی جا چکی ہے، اسی سلسلہ میں اُن کے بھائی عبد القادر صاحب بٹ سیکشن آفیسر کیبنٹ ڈویژن حکومت پاکستان راولپنڈی لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم میاں محمد عبد اللہ صاحب سیالکوٹی کے جو حضرت مسیح موعود کے قدیم رفقاء میں سے تھے فرزند تھے .... ان کی عمر ۵۴ سال تھی۔ آپ اتوار ۲۷ ستمبر ۶۴ء کی صبح کو سروسز ہسپتال لاہور میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کی میت اسی دن سیالکوٹ پہنچائی گئی، اور انہیں بابل شہید کے قبرستان میں اپنے والدین کی قبروں کے ساتھ ہی رات کے گیارہ بجے سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کے اعزا و اقارب کے علاوہ متعدد شہریوں اور ان کے محکمہ کے لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ انہوں نے ایک بیوہ اور چھ لڑکے اور دو لڑکیاں اپنے پیچھے چھوڑی ہیں سب سے بڑا لڑکا ایف ایس سی میں پڑھتا ہے۔ اور سب سے چھوٹی لڑکی کی عمر تین سال ہے۔ مرحوم کے بھائیوں میں خواجہ عبد القیوم صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر، خواجہ عبد الحفیظ بٹ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول پدوکھی، محمد بشیر صاحب ایم اے اکونٹس آفیسر محکمہ بجلیات سیالکوٹ، اور خاکسار عبد القادر بٹ شامل ہیں، دعا ہے اللہ تعالے ان سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان ذمہ داریوں سے جو ڈاکٹر صاحب مرحوم کی وفات سے اُن پر آپڑی ہیں بخیر و خوبی عہدہ برآ ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ تمام جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

گولڈن جوبلی کے لئے عطیات

— چوہدری محمد سعید صاحب تحصیلدار انچارج گھانا مشن نے دوسو روپیہ کا عطیہ اپنی طرف سے اور ایک سو روپیہ اپنے بڑے لڑکے ظفر اقبال بعثہ کی طرف سے گولڈن جوبلی فنڈ میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ کی روانگی

— محترم قاضی عبد الرشید صاحب، ایڈووکیٹ ۹ اکتوبر کو نائجیریا کے کانو مسلم مشن کا چارج لینے کے لئے دوبارہ معہ اہل و عیال افریقہ روانہ ہو گئے ہیں، دعا ہے اللہ تعالے انہیں بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے اور اپنے پاک مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

خواتین کا تبلیغی جلسہ

— بمعہ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو لاہور کی احمدی خواتین کا تبلیغی اجلاس جامع احمدیہ میں زیر صدارت بیگم شیخ میاں فاروق احمد صاحب منعقد ہوا۔ جس میں یاسمین بنت چوہدری عبد المجید صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی، اور بشریٰ آفتاب الدین نے نعت پڑھی۔ راشدہ عبد الحق اور مسرت جہاں محمد حسین نے تقریریں کیں، اور بچیوں نے بھی نظمیں پڑھیں اور بیگم صاحبہ شیخ میاں فاروق احمد صاحب نے صدارتی تقریر میں خواتین کو بہت قیمتی نصائح کیں، آخر میں محمودہ بنت حضرت مولنا صدر الدین صاحب نے حاضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کی اور جلسہ برخاست ہوا کچھ خواتین نے چندہ بھی دیا۔

سوڈانی نوجوان کی تقریر

— ۲ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو ایک سوڈانی نوجوان مسٹر آدم عبد اللہ الیاس نے جو کچھ روز ہوئے کانو (نائجیریا) سے آئے تھے ... نماز جمعہ کے بعد انگریزی میں تقریر کی، جس میں نائجیریا میں اسلام اور مسیحیت کی کشمکش کا ذکر کرتے ہوئے کانو مسلم مشن کی کامیابیوں پر روشنی ڈالی۔ شروع میں قاضی عبد الرشید صاحب نے ان کا تعارف کرایا، یہ تقریر آئندہ ماہوار ایڈیشن میں درج ہو گی۔

شفایابی و عطیہ

— بیگم صاحبہ سید سلطان علی شاہ لاہور چھاؤنی عرصہ قریباً ڈھائی تین ماہ بیمار رہی تھیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج رہی تھیں۔ اللہ تعالے نے انکو شفا بخشی ہے اور وہ واپس گھر تشریف لے آئی ہیں۔ اس شکرانہ میں انہوں نے مبلغ یکصد روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیا ہے —— جزاہا اللہ خیراً۔

عبد العزیز۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی

سالگرہ پر عطیہ

— محترم میاں فضل کریم صاحب نے اپنے صاحبزادہ شہزاد کی سالگرہ پر انجمن کو مبلغ بیس روپے (-/20) بطور عطیہ عطا فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ خیراً۔

دو تقریبات

(۱) چوہدری سلطان احمد ولد چوہدری فضل احمد مرحوم کا نکاح دختر راجہ عبد المجید صاحب سکنہ چھ کسی سے ہوا۔ دولہا کے بھائی چوہدری بشیر احمد صاحب نے -/۱۵ روپے انجمن کو دیئے راجہ صاحب نے -/۱۰ روپے دیئے۔

(۲) میاں بشارت احمد صاحب ولد میاں مولا بخش صاحب لائلپوری کا نکاح بروز اتوار بعد از نماز مغرب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے دختر خان عبد العزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل ملتان کے ساتھ پڑھا۔

ایک دینی تقریب

— ۵ اکتوبر ۶۴ء کو بروز پیر بوقت چار بجے سہ پہر شیخ میاں ظہور احمد صاحب نے اپنے دولت کدہ پر احباب جماعت اور بعض دیگر احباب کو چائے پر مدعو کیا جس کے بعد مولنا محمد یعقوب خان صاحب نے قرآن کریم کی سورۃ واقعہ کی چند آیات کا درس دیا یہ درس ...

بقیہ مقالہ از صفحہ ۳

کہ قرآن کریم بھی فی الحقیقت پہلی کتابوں کی نقل ہے؟

ایسا ہی حضرت مرزا صاحب کی بعض بیان کردہ باتیں اگر پہلے بزرگوں اور ان کے بعض معاصرین کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہیں تو اس سے کہاں ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب نے ان سے چوری کی ہے۔ مقصد ایک ہو تو بعض وقت دلائل اور انداز بیان میں بھی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے، اسکو ایک دوسرے کی نقل یا چوری نہیں کہا جا سکتا، اسی بات کا ذکر مولانا عبد اللہ العمادی نے اپنے مقالہ میں کیا ہے، جو حضرت مرزا صاحب کی وفات پر انہوں نے امرتسر کے اخبار "وکیل" میں لکھا انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو مخالفین اسلام کے مقابلہ میں ایک "فتح نصیب جرنیل" قرار دیتے ہوئے یہ بتایا کہ:—

"مرزا صاحب اس پہلی صف عشاق میں نمودار ہوئے تھے جس نے اسلام کے لئے یہ ایثار گوارا کیا کہ ساعت عہد سے لے کر بہار و خزاں کے سارے نقلابات ایک مقصد پر ایک ساہر رہنا کے پیمان وفا پر قربان کر دیئے، سید احمد، غلام احمد رحمت اللہ، آل حسن، وزیر خاں، ابو المنصور یہ السابقون الاولون کے زمرہ کے لوگ تھے جنہوں نے باب مدافعت کا افتتاح کیا اور آخر وقت تک مصروف سعی رہے، اختلاف طبائع اور اختلاف مدارج قابلیت کے ساتھ ان کے انداز خدمت بھی جداگانہ تھے۔ اور اسی لئے اثر اور کامیابی کے لحاظ سے ان کے درجے بھی الگ الگ ہیں"

سُنا آپ نے؟ یہ ہے وہ حقیقت جس کو نہ سمجھتے ہوئے آپ نے مرزا صاحب کو ان بزرگوں کا ناقل قرار دے دیا۔ مولنا عمادی ان سب کو معہ حضرت مرزا صاحب خادمان اسلام کی پہلی صف عشاق میں سے بیان کرتے ہوئے اختلاف طبائع اور اختلاف مدارج قابلیت کی وجہ سے ان کے انداز خدمت کو جداگانہ قرار دیتے ہیں اور صاف طور پر یہ اقرار کرتے ہیں کہ:—

"مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے، اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

باوجود اس کے یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے اپنے معاصرین کی عبارات

... کرنل سعید احمد صاحب کو ۱۹ اکتوبر ۶۴ء کو آئندہ مجلس ... تھے ... درس دیا جاتے ... اور قرآن کا درس ... منعقد ہوں ... تقاریر ... اہم ... احباب کے ... [illegible]

انسان کی جسمانی پرورش و رہنمائی کے سامان اور اس کی رُوح کی تربیت کے لئے وحی و الہام کی ضرورت

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ [illegible] فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

خلق السمٰوٰت والارض بالحق تعالیٰ عما یشرکون ——— وعلٰمٰت
وبالنجم ھم یھتدون ——— (سورۃ النحل) ———

انسان کی ضروریات کو پورا کرنے اور (اس) کی رہنمائی کے سامان

اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں انسان کو زندگی عطا کرنے کا ذکر فرمایا اور انسان کی کچھ ضرورتوں کا بھی ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ تمام اشیاء ہم نے انسان کے لئے مہیا فرمائی ہیں۔ اور پھر انسان کی رہنمائی اور رہبری کے بھی کچھ سامان مہیا کئے ہیں۔ فرمایا ہم نے جہاز بنائے ہیں۔ دریا بنائے ہیں۔ دریاؤں کے ساتھ ساتھ راستے ہوتے ہیں صحراؤں اور سمندروں کے سفر کرنے کی علامات مہیا کر رکھی ہیں۔ یہ سب کچھ انسان کی جسمانی ضروریات کو مدِنظر رکھنے کے علاوہ اس کی ذہنی ضرورتوں کو بھی پیشِ نظر رکھ کر اس کی رہنمائی کے لئے پیدا کیا ہے۔ جس طرح زمین پر انسان کی رہنمائی کے سامان پیدا کئے اسی طرح آسمان پر بھی یہ سامان پیدا کئے ہیں۔ اسی ضمن میں فرمایا بالنجم ھم یھتدون یعنے آسمان پر بھی رہنمائی کے لئے علامات اور نشانیاں مہیا کی گئی ہیں۔ یہ سب کچھ انسان کی جسمانی اور ذہنی تربیت اور نشوونما کے لئے ہے۔ اسی طرح انسان کی رُوح کے لئے بھی سامان کئے ہیں۔ وعلی اللہ قصد السبیل یعنے خدا نے انسان کی راہنمائی کرنا اپنے اُوپر واجب کر رکھا ہے۔ خلق السمٰوٰت والارض بالحق۔ خدا تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق اور حکمت سے بنایا ہے۔ اور انسان کے مصالح کو مدِنظر رکھکر بنایا ہے۔ خلق الانسان من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۔ اس نے انسان کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس گھر میں آرام سے زندگی بسر کرے۔ پھر اس گھر میں تمام قسم کے غلہ جات اور پھل پھول پیدا کر دیئے ہیں۔

مویشیوں میں سردی سے بچنے اور خوراک کا سامان

والانعام خلقھا لکم۔ یہ چوپائے تمہارے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ فیھا دفء سردی سے بچنے کے لئے ان مویشیوں کی اون میں تمہیں گرمی پہنچانے کا سامان ہے ومنافع۔ تم چوپایوں سے بے شمار کام لیتے ہو۔ اونٹ سے۔ گائے سے بھینس سے۔ ومنھا تاکلون۔ پھر تم ان کو اپنی خوراک بھی بناتے ہو۔ وہ جو سرد ملکوں میں رہتے ہیں ان کے لئے گوشت کھانا لازمی ہے گرم ملکوں میں تو گذارہ ہو جاتا ہے۔ لیکن سرد ملکوں میں نہیں ہوتا مجھے ایک دفعہ شملہ سے ساٹھ ستر میل دُور جانے کا اتفاق ہوا۔ وہ علاقہ ہندوؤں کا ہے۔ وہاں پر مسلمان کوئی نہیں ہے۔ وہاں کے لوگوں نے ذکر کیا کہ خدا ہمیں زبردستی گوشت کھلاتا ہے۔ برفباری ہوتی ہے تو برف سے بچنے کے لئے جاندار ہمارے مکانوں میں گھس آتے ہیں اور ہم انہیں کھا لیتے ہیں۔ اس طرح سردی کے ایام میں گوشت کا میسر آنا نعمت یقین کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہندو تو ہندوستان میں گوشت نہیں کھاتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے رشی بھی گوشت کھاتے تھے۔ اگر گوشت منع ہوتا تو پہاڑوں کے ہندو کس طرح زندہ رہ سکتے تھے۔

چوپایوں میں انسانی خوشی و مسرت کا سامان

چوپایوں کے ذکر میں مزید فرمایا ولکم فیھا جمال۔ ان میں تمہارے لئے حسن و جمال بھی ہے۔ حین تریحون۔ جب تم شام کو مویشیوں کو چرا کر واپس گھر لاتے ہو، تو تمہیں ان کے بھرے بھرے کھلے اور پلے ہوئے جسم باعث مسرت ہوتے ہیں۔ تم شام کو ان کے پیچھے پیچھے فخر کے ساتھ چلتے ہو وحین تسرحون اور صبح کے وقت جب تم چرانے کے لئے لے جاتے ہو تو خوشی و فخر سے تم پھولے نہیں سماتے۔

چوپائے بوجھ بھی اُٹھا لے جاتے ہیں۔

وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بٰلغیہ الا بشق الانفس۔ یہ چوپائے تمہارا بھاری بوجھ اُٹھا کر ان جگہوں پر لے جاتے ہیں جہاں تمہارے لئے اتنا بھاری بوجھ اُٹھا کر چلنا اور لے جانا نہایت مشکل اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ تم کو اگر خود اُٹھانا ہوتا تو تم مر جاتے۔ ان ربکم لرءوف الرحیم یہ سب آرام خدا کی رحمت و رافت کی وجہ سے ہے۔

انسانی سواری کے سامان

اسی طرح والخیل گھوڑے ہیں ——— والبغال خچر ہیں۔ والحمیر گدھے ہیں۔ لترکبوھا یہ تمہاری سواری کے لئے ہیں وزینۃ اور تمہاری زینت کا باعث بھی ہیں ویخلق ما لا تعلمون پھر اور تمہارے لئے چیزیں بھی پیدا کر رکھی ہیں۔ جن کو تم جانتے بھی نہیں۔

رُوح کی نشوونما کا سامان

وعلی اللہ قصد السبیل۔ جب جسم اور ذہن کے لئے ہم نے اتنا کچھ کیا ہے۔ تو روح کی نشوونما اور تربیت بھی ہم پر ہی واجب ہے کہ اس کے لئے سامان مہیا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے روح کی پرورش اور تربیت کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اسی غرض کے پیشِ نظر یہ کتاب نازل کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا کتاب انزلنٰہ علیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور۔ یہ کتاب یعنے قرآن کریم تعصب۔ جذبات اور فاسد خیالات کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جانے والی ہے۔ یہ ایک غالب خدا کا راستہ ہے جو ہم نے بیان فرمایا ہے یہ اس راستہ کی عظمت بیان کرنے کے لئے فرمایا گیا ہے ایک جگہ فرمایا صراط ربک مستقیما یہ سیدھا راستہ تمہارے ربّ کا بنایا ہوا ہے جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ۔ اس نے ذہن کی تربیت کے لئے سننے کیلئے کان دیئے ہیں۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں دی ہیں اور سوچنے اور غور کرنے کے لئے دل دیا ہے۔

وحی و الہام کی ضرورت

وہ رفیع الدرجات ہے تمہیں مقامات عالیہ عطا کرنے کے لئے اس پر واجب ہے کہ تمہیں پیدا

راستہ کی ہدایت کرے۔ یلقی الروح علیٰ من یشآء من عبادہٖ۔ وہ اپنے بندوں پر وحی نازل کرتا ہے انبیاء پر بھی وحی نازل ہوتی ہے۔ ان کے بعد مجددین پر بھی وحی نازل ہوتی ہے۔ مجددین پر وحی اس لئے نازل ہوتی ہے کہ احیاء کریں ان تعلیمات کا جو قرآن و حدیث میں تلقین کی گئی ہیں۔ اور چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر ہدایت کامل ہو گئی ہے۔ اس لئے اب کسی وحی نبوت کی ضرورت نہیں رہی اور وحی نبوت کے بغیر کوئی نبی نہیں ہوتا۔ تکمیل دین کے بعد وحی نبوت کا جاری رکھنا ایک عبث فعل ہے۔

مجددین پر وحی والہام

لیکن انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کی غرض سے خدا تعالےٰ احیاء دین کے لئے مجددین پر وحی ولایت نازل کرتا ہے تاکہ مسلمانوں کا عمل جو کتاب اور حدیث نبوی کے متعلق مٹ گیا ہو اس میں پھر سے جان ڈالی جائے۔

مجدد وقت کے آنے سے دین میں تازگی

اس زمانہ میں بھی مجدد آیا۔ اس کے آنے سے دین کے اندر تازگی آ گئی ان سے بعض لوگ قرآن و حدیث اور نمازوں کے پابند ہو گئے۔ ان سے مسلمانوں نے اپنا جان و مال قربان کرنا سیکھا۔ دنیا جہاں نے اس نظارے کو دیکھا ہے۔ اور لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ قادیان میں شریعت پر عمل ہوتا ہے۔ اگر کسی نے زندہ اسلام لوگوں کے عمل میں دیکھنا ہو تو وہ قادیان جاکر دیکھے۔

"پچھلے جمعہ ڈاکٹر امین صاحب بٹ کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا اس جمعہ میں ایک ایسی ہی تکلیف دہ اور خبر آپ کو سناتا ہوں۔ شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ کے نسبتی بھائی شیخ غضنفر علی صاحب کا اچانک انتقال شکارپور میں ہو گیا ہے۔ عمر بھی زیادہ نہیں تھی ۴۵ سال عمر تھی۔ حکم الٰہی سے ان کی موت آناً فاناً ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائبانہ میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی"

تنظیمی دورہ

(۱)۔ کچھی ضلع ہزارہ سے قاضی عبدالسمیع صاحب مدرس گورنمنٹ پرائمری سکول لکھتے ہیں:۔

" موضع کنڈن سیان ضلع سیالکوٹ کے حکیم قاضی عبدالرشید صاحب ضلع ہزارہ کی جماعتوں کا تنظیمی دورہ کرتے ہوئے ۲۴ ستمبر ۱۹۶۴ء کو موضع کچھی پہنچے اور پرائمری سکول میں آکر اپنا تعارف کرایا۔ قاضی صاحب کے اخلاص اور محبت کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ رات کو جماعت کے باقی افراد کے ساتھ مل کر نماز باجماعت پڑھی گئی۔ قاضی صاحب نے قرآن کریم کا درس دیا جس کے سننے سے بہت لطف آیا۔ صبح کی نماز بھی دو دن باجماعت پڑھی گئی اور نماز کے بعد نہایت دردمندانہ دعا کی گئی، کہ اللہ تعالےٰ اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمائے۔ پھر آپ موضع سر تشریف لے گئے، اور وہاں پرخلوص دعوت اسلام دے کر مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ پھر موضع ٹاہلی میں گئے، وہاں جماعت میں کچھ اختلافات تھے ان کو دور کر کے سب کو متحد و متفق کر دیا۔ اللہ تعالےٰ قاضی صاحب کو جزائے خیر دے۔ اگر ان کا دورہ تمام جماعتوں میں اسی طرح رہا تو یہ جماعتوں میں زندگی پیدا کرنے اور اسلام کی فتح کا موجب ہوگا۔ والسلام

خاکسار۔ قاضی عبدالسمیع
مدرس گورنمنٹ پرائمری سکول کچھی ضلع ہزارہ

---

(۲) واہ کینٹ سے جناب عبداللہ بٹ صاحب لکھتے ہیں:۔

مکرمی جناب قاضی عبدالرشید صاحب اپنے تبلیغی دورہ کے ایام میں مکرمی جناب خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ راولپنڈی کے ہمراہ واہ کینٹ تشریف لائے۔ محترم خواجہ صاحب نے اپنے واہ آنے کی اطلاع بذریعہ ٹیلیفون عزیزم محمد خالد بٹ کو ان کے دفتر کے پتہ پر کر دی تھی۔ چنانچہ دوسرے دن دونوں حضرات محترم جناب میاں بشارت احمد صاحب بقا کے بنگلہ پر عصر کے قریب پہنچ گئے۔

ہماری خوش قسمتی کہ ان ہی ایام میں مکرم و معظم جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب بھی اپنے بیٹے جناب ممتاز احمد صاحب فورمین کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے ہمارے اجتماع میں شامل ہوئے۔ چونکہ عصر کا وقت ہو چکا تھا لہٰذا سب دوستوں نے نماز باجماعت ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر جناب قاضی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اور آپ کی آمد سے پیشتر مسلمانوں کی حالت کے متعلق مختصر مگر پر اثر انداز میں تقریر فرمائی۔ جس سے حاضرین پر بڑا اثر ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان سلسلہ کے چند ایک ایمان افروز واقعات سنائے بعد ازاں جماعت میں اتحاد اور یکجہتی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ جناب قاضی صاحب کے ارشاد کے تحت ہی جماعت احمدیہ واہ کینٹ کے احباب کا عہدہ داری کے لئے انتخاب ہوا۔ اور مندرجہ ذیل اصحاب متفقہ طور پر عہدہ دار چنے گئے:۔

پریزیڈنٹ:۔ محترم جناب میاں بشارت احمد صاحب بقا
سیکرٹری:۔ خاکسار
خزانچی:۔ محترم جناب نعمت اللہ بٹ صاحب۔

انتخاب سے پہلے سب دوستوں نے مل کر چائے وغیرہ پی۔

چونکہ رات ہو چکی تھی اس لئے جناب قاضی صاحب اور خواجہ صاحب میاں صاحب کے بنگلہ پر ہی ٹھہرے اور رات کا کھانا بھی انہیں کے ہاں تناول فرمایا۔

صبح کے ناشتہ کے متعلق خاکسار نے ان کو دعوت دی تھی۔ چنانچہ اگلے دن ناشتہ کرنے کے بعد یہ دونوں حضرات ½ ۹ بجے کے قریب راولپنڈی چلے گئے۔

والسلام
خاکسار۔ عبداللہ بٹ سیکرٹری

مسلم ہائی سکول ۱ کی جیت

چیلنج ٹرافی اور اوّل درجہ کا انعام

پچھلے ہفتہ پاکستان ریلوے ہائی سکول لاہور میں ایک مباحثہ ہوا۔ موضوع تھا:۔

" اس ایوان کی رائے میں سائنس نے بنی نوع انسان کو فائدہ کی نسبت نقصان زیادہ پہنچایا ہے۔"

اس مباحثہ میں مقامی سکولوں کے علاوہ کراچی تک کے ریلوے سکولوں نے شرکت کی۔ ہمارے سکول سے خالد فاروق اور شوکت علی جماعت دہم نے حصہ لیا مقابلہ بڑا سخت تھا۔ لیکن خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم سے میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ چونکہ ہم نے یہ ٹرافی تین بار جیتی تھی۔ اس لئے یہ ٹرافی قواعد کے مطابق مستقل طور پر ہماری ملکیت ہو گئی۔ لہٰذا صاحب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن نے انعام تقسیم کرتے وقت ہماری ٹیم کو خاص طور پر شاباش اور مبارکباد سے نوازا۔ مزید برآں مباحثہ کے بہترین مقرر کا انعام بھی ہمارے بچے خالد فاروق ہی نے حاصل کیا۔

اس شعبہ کے انچارج مولوی برکت علی صاحب ہیں جو اپنے علمی ذوق کی بدولت تقریروں کی تیاری میں ایک خاص شوق اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آئے دن سکول کی عزت اور شہرت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ سے پیوستہ سال بھی ایک بہت بڑے معرکہ میں ہمارے طالب علم دو عدد طلائی تمغہ جات حاصل کر چکے ہیں۔ مولوی صاحب کی ان قابل قدر خدمات اور خلوص و ایثار کے لئے سکول ان کا بے حد ممنون ہے۔ خداوند تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

عبدالمجید
ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۱۔ لاہور

مولانا عبدالمنان عمر صاحب

پاکستان پر عیسویت کی یلغار اور ہمارا فرض

نبیوں کے سردار، پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ جو مسیح موعودؑ کے رنگ میں ہوئی دجّال کی دسیسہ کاریوں اور عیسویت کے فتنے کے استیصال سے خصوصیت رکھتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اسی طرح آپ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ کے مجدّد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدّد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کا دفع کرنا اور ان کے فلسفے کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور اُن پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۱)

حقیقت یہ ہے کہ دورِ حاضر میں حضرت مسیح ناصری کے پرستاروں کا فتنہ اپنی تاراجیوں میں اتنا بڑھ چکا ہے کہ الٰہی قانون کے مطابق کہ جب کسی رسول یا نبی کے ماننے والے حد درجہ بگڑ جاتے ہیں اور اس کی تعلیمات اور ہدایات کو بدل کر نا واجب غلط اور بے جا باتیں اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں تو اس نبی کی رُوح جنبش میں آ کر رجعت بروزی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اور اس میں ان فسادوں اور تہمتوں کے دُور کرنے کے لئے ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی رُوحانیت تقاضا کرتی ہے کہ اس کا کوئی ظل اور قائم مقام دنیا میں پیدا ہو، حضرت مسیح ناصری نے رجعت بروزی اختیار کی اور اس فتنۂ صماء کی کچلیوں کو توڑنے کے لئے اس جماعت کو قائم کیا گیا۔

عیسائیوں کی فتنہ سامانیاں اب کوئی چھپا ہوا راز نہیں۔ دنیا کے کناروں میں ارتداد کا جو محشر انہوں نے برپا کر رکھا ہے اسے فی الحال جانے دیجئے یہ دیکھئے کہ خود ہماری مملکت خداداد جمہوریہ اسلامیہ پاکستان اس یلغار کی لپیٹ میں آ چکی ہے۔

میں گذشتہ چند سال سے جماعت کو اس کے اس فرض کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ اب پھر محترم حبیب الرحمٰن صاحب نے پاکستان میں عیسائیت کی یلغار کے بعض جدید اعداد و شمار مجھے دیئے تو میری رُوح کانپ اُٹھی کہ الٰہی کس طرح ایک کھاتے پیتے فانی اور کمزور انسان کو مقامِ الوہیت بخشا جا رہا ہے اور ہمارے سادہ لوح بھائی اس ضلالت کا شکار ہو رہے ہیں۔

اس صدی کے آغاز میں یہاں کی عیسائی آبادی کا فی صد تناسب صرف ۷۔ ء تھا اور پاکستان بنتے وقت اس حصہ ملک میں ان کی تعداد صرف اسّی ہزار تھی لیکن اب ان کی تعداد بارہ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اسی رفتار سے تثلیث کے پرستار مستقبل قریب میں بڑھ جائیں گے اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ تو اس اضافۂ آبادی کا تذکرہ ہے جو پاکستان کے مسیحیوں کی ہو رہی ہے۔ لیکن ایک دوسرے رنگ میں مسلمانوں کا دائرہ خود ان کی اپنی مملکت میں جس طرح سمٹ رہا ہے وہ اس حقیقت میں مستور ہے کہ اگرچہ بعض مسلمان کھلے طور پر عیسویت قبول نہیں کرتے تو ان ظالموں نے انہیں مسلمان بھی نہیں رہنے دیا اور ان کے دلوں میں اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مختلف قسم کے شکوک و شبہات کا دروازہ کھول دیا ہے اور اس طرح مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت کو عیسائی بنائے بغیر اُن سے عیسویت کی ایسی خدمات لی جا سکتی ہیں اور لی جا رہی ہیں جو خود عیسائی بھی اپنے مذہب کے لئے سر انجام نہیں دے سکتے۔ یہ دسیسہ کار صرف پاکستان کے بڑے بڑے شہروں ہی میں فعّال اور سرگرم کار نہیں بلکہ ملک بھر کے دیہاتوں میں ان کے نمایندے پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے پورے کے پورے گاؤں معرضِ وجود میں آ چکے ہیں۔ اس تشویشناک صورت حال نے صلیب کے پرستاروں کے حوصلے اتنے بڑھا دیئے کہ وہ برملا یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ پاکستان کی مرکزی کابینہ میں انہیں براہ راست نمایندگی دی جائے۔

میں برملا الفاظ میں حکومت پاکستان کو باخبر کرنا چاہتا ہوں کہ قبل اس کے جو اس ملک کے مسلمانوں کا بھی وہی انجام ہو جو ویٹ نام میں اکثریت رکھنے والے بدھوں اور نائجیریا میں اکثریت رکھنے والے مسلمانوں کا ہوا اور ایک اقلیت نے اقتدار پا کر اکثریت کی زندگی اجیرن کر دی اپنے ملک کو اس عظیم فتنے سے بچا لے۔ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں عیسائی آبادی کے دہشتناک اعداد و شمار کا اعلان کرتے ہوئے مملکت کے وزیر داخلہ کو بھی اعلان کرنا پڑا تھا کہ عیسائیوں کی تعداد میں اس حیران کن اضافے کے اسباب کی تحقیقات کروائی جائے گی۔ اب قبل اس کے کہ پانی سر سے گذر جائے حکومت کا فرض ہے کہ اس فتنۂ صماء کی طرف توجہ دے۔

لیکن اس وقت میرا براہ راست خطاب اپنے بھائیوں سے ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اس تحریک سے وابستہ کرنے کا فخر حاصل کیا ہے جو بنیادی طور پر کسرِ صلیب اور قتل خنزیر کے لئے قائم ہوئی ہے۔ بھائیو! تم نے اپنی بضاعت کے مطابق اکناف عالم میں اسلام کے پیغام کو پہنچایا ہے اور ہر جگہ عیسوی ضلالت کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو۔ لیکن اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ خود تمہارے اپنے گھر میں سیندھ لگ رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم اس سے غافل ہو لیکن مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ مسیحی دجالیت جس وسیع پیمانے پر حملہ آور ہے ہمارا دفاع ان کی بڑھتی ہوئی صفوں سے بہت پیچھے ہے۔

میرے بھائیو! جو مسیح موعودؑ کے نام لیوا ہو، جنہوں نے مامورِ وقت کے دامن کے ساتھ اپنے دامن کو وابستہ کر رکھا ہے۔ میں اپنے ان الفاظ کو جنہیں میں اس سے پہلے بھی ایک دفعہ آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں ایک دفعہ پھر بڑے زور کے ساتھ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ خطرہ اس سے بہت زیادہ ہے جتنا بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ ضرورت ہے کہ پوری جماعت بنیان مرصوص بن کر عیسائیوں کے اس حملہ کی طرف متوجہ ہو۔ ضرورت ہے کہ فوری طور پر ایک کمشن مقرر کیا جائے جو جلد تر اس بارے میں تفصیلی رپورٹ پیش کرے کہ مسیحیت کی تبلیغی کوششوں کے مالی وسائل کیا ہیں ان کی تبلیغی کوششوں کے مرکز کہاں کہاں ہیں۔ کن اسلحہ سے وہ اس یلغار میں کام لے رہے ہیں۔ ارتداد کے صحیح اعداد و شمار کیا ہیں اور ان میں کس رفتار سے اضافہ ہو رہا ہے پھر یہی کمیشن اس کے دفاع اور ابطال کا پروگرام بھی تجویز کرے۔ ایک دوسری کمیٹی اس جنگ مقدس کے لئے آمد و خرچ کا جائزہ لے۔ فنڈ جمع کیا جائے اور ایک گھنٹہ ایک دن، ایک ماہ کے حساب سے لوگوں سے اوقات کی قربانی مانگی جائے اور اس طرح جو لوگ اسلام کی حفاظت کے لئے آگے آئیں اُن سے ہر ایک کی قابلیت، صلاحیت، اہلیت، اور وقت کے مطابق کام لیا جائے۔ لٹریچر کا تیار کروانا۔ اسے چھپوانا اور پھر مناسب اور وسیع پیمانے پر پھیلانا بھی ضروری ہے کچھ لوگ ان علاقوں کا دورہ کریں جہاں خاص طور پر ارتداد کی ہوا چل رہی ہے۔ یہ کوئی اکیلا کمسا قسم کی تحریک نہیں بلکہ ایک عوامی تحریک چلانا ہو گی اور ایک ایک کر کے ان لوگوں کو واپس لانا ہو گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے دائرہ سے باہر اپنی بے بضاعتی اور کم علمی اور غفلت کے باعث

(باقی بر صفحہ ۱۱)

غلام احمد البشیر صاحب مولوی فاضل

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

میاں محمد ٹرسٹ۔ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز ان یورپ

جون تا ستمبر ۱۹۶۴ء کی تبلیغی سرگرمیاں

اللہ تعالےٰ کے فضل سے عرصہ زیر رپورٹ میں تبلیغ اسلام کے انفرادی اور اجتماعی مواقع میسر آتے رہے۔ قریباً ہر روز کوئی نہ کوئی دوست انسٹی ٹیوٹ میں تشریف لاکر اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے۔ اسی طرح عربی زبان سیکھنے کے لئے کلاسز میں بھی باقاعدہ حاضر ہوتے رہے۔ اور رسالہ الفارق بھی باقاعدہ شائع ہوتا رہا۔

تناسخ پر لیکچر

اس عرصہ میں مختلف جلسے کئے گئے جن کی مختصر روئداد درج ذیل کی جاتی ہے:۔

(۱) ۔ ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مکرم محترم مسٹر لوٹمس ہوبک نے مسئلہ تناسخ کے متعلق لیکچر دیا اور اس میں تناسخ کے ماننے والوں کی طرف سے پیش کئے جانے والے دلائل کا رد نہایت ہی مدلل طور پر کیا آپ نے بتلایا کہ اگر تناسخ کا مسئلہ صحیح ہوتا تو کم از کم ہمیں پتہ تو ہوتا کہ ہم کیوں اور کس لئے بار بار دنیا میں آتے ہیں۔ اگر یہ آواگون کا چکر ہماری روحانی تکمیل کے لئے ہے تو پھر ہمیں بتلانا چاہیئے تھا۔ اسی طرح اگر یہ سزا کے طور پر ہے تو اس سے بھی واضح طور پر آگاہ ہونا ضروری تھا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ مسئلہ صحیح ہے تو پھر اس وقت دنیا کی آبادی میں جو اضافہ ہو رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ اگر روحیں پہلے سے ہی موجود ہیں تو اس وقت دنیا میں ان کی پہلے سے کثرت کی کیا وجہ ہے۔ کیا پہلے اتنی روحیں دنیا میں آنا پسند نہیں کرتی تھیں۔ لیکچر کے بعد کافی دیر تک تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔

مذہب پر لیکچر

(۲)۔ ایک دوست مسٹر کاسپرس نے جو مذہب کے خلاف تھے۔ مذہب کے متعلق پبلک میں تبادلہ خیالات کرنے کا خیال ظاہر کیا چنانچہ اُن کی خواہش کے مطابق ہم نے جلسہ کا انتظام کیا۔ اس موقعہ پر کافی دوست تشریف لائے۔ مسٹر کاسپرس نے اپنی تقریر میں مختلف امور کا ذکر کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ چونکہ مذہب امن کی تعلیم دیتا ہے جو انسان کو عقل و فکر سے کام لینے سے روکتی اور انسانی ترقی کی راہ میں روک بنتی ہے اس لئے مذہب ہونا ہی نہیں چاہیئے۔ اس کے جواب میں خاکسار نے تقریر کی اور بتلایا کہ جو باتیں مقرر صاحب نے مذہب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے رد میں پیش کی ہیں۔ ان کا تعلق دراصل عیسائی عقائد سے ہے۔ اصل مذہب سے ان کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ مذہب انسان کو غور و فکر کی تعلیم دیتا ہے۔ اور قوانین قدرت کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر آپ قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو آپ پر ثابت ہو جائے گا کہ مذہب انسانی ترقی کے راستے میں حائل نہیں ہوتا بلکہ اسے ترقی کی تلقین کرتا ہے۔ بعد میں حاضرین کے ساتھ کافی دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

انکار مذہب کا باعث عیسویت کے غیر معقول عقائد ہیں۔

دراصل یورپ میں جو لوگ مذہب کے خلاف ہوتے ہیں اس کی وجہ عیسائی چرچ کی تعلیم ہی تھی۔ انہوں نے مذہب کو عیسائی پادریوں کی شکل میں دیکھا ہے اس لئے مذہب کی حقیقت ان پر واضح نہیں ہوئی۔ اگر انہیں مذہب سے صحیح طور پر واقفیت ہوتی تو وہ مذہب کے خلاف نہ ہوتے۔ میں نے مذہب کے مخالفین کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے ابھی تک مجھے ان کے کوئی ایسے دلائل نہیں ملے جن سے ثابت ہوتا ہو کہ انہوں نے مذہب کی حقیقت پر اطلاع پانے کے بعد مذہب کا انکار کیا ہے۔ یورپ میں عام طور پر چرچ کا ہی اثر تھا اور چرچ ہر نئی بات کو بدعت اور کفر قرار دے کر اس کو روکنے کی کوشش کرتا تھا پھر روکنے کی کوشش صرف زبان تک ہی محدود نہ رہتی تھی بلکہ ایسے لوگوں کو طرح طرح کی سزائیں دے کر زندہ جلا دیا جاتا ہوگا۔ ہندوؤں کی طرح یہ لوگ بھی جن بھوت کے بہت قائل تھے اور اگر کسی نے اپنے دوست یا پڑوسی پر الزام لگا دیا کہ انہیں چڑیل لگی ہوئی ہے تو اسے زندہ جلا دیتے تھے۔ اگرچہ ہمارے ہاں بھی بعض لوگ اس قسم کا خیال رکھتے ہیں لیکن ایسا خیال ہندوؤں کے خیالات کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے اور وہ تعلیمیافتہ طبقہ کا خیال نہیں۔ قرآن مجید اور حدیث سے واقفیت رکھنے والے اس قسم کے خیالات کو ایک دم کے لئے بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن یورپ میں سب سے بڑے عالم جیسے پوپ آف روم اور دوسرے چرچ کے علماء۔ اس قسم کی لایعنی باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے بلکہ اس کا انکار کرنے والے لوگوں کو اس جرم کی پاداش میں ہر قسم کی سزا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دینے کا حکم دیتے تھے۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے دشمن سے اپنے جیسی محبت رکھ" اور اگر کوئی تیری ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اس کی طرف پھیر دے۔ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے عورتوں، مردوں اور بچوں کو زندہ آگ میں جلا دینے کی کہاں سے اجازت حاصل ہوتی ہے بہرحال اس قسم کے کارناموں کی وجہ سے ہی یورپ میں لادینی کا زور ہوا ہے۔

ایک عیسائی کا لیکچر

(۳) ۔ ایک عیسائی دوست نے ہمارے جلسہ میں تقریر کرنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ ہم نے ایک جلسہ کا انعقاد کیا جس میں اس دوست نے اپنے عیسائی ہونے کے وجوہ بتلائے۔ ان کی تقریر کے بعد تبادلۂ خیالات کا موقعہ تھا اس موقعہ پر خاکسار نے چند ایک سوالات کئے۔ بعد میں حاضرین نے جن میں اکثریت غیر مسلموں کی تھی مقرر پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی کہ وہ حیران ہو کر رہ گئے بعد میں کہنے لگے کہ میرا خیال نہیں تھا کہ لوگ اس کثرت سے سوال کریں گے۔

محترم شیخ میاں ظہور احمد صاحب کی تشریف آوری

آپ کی تشریف آوری پر ہم نے ایک استقبالیہ دیا۔ جس میں مرکز سے تعلق رکھنے والے احباب کو مدعو کیا گیا۔ اس موقعہ پر بہت سے دوست تشریف لائے اور مکرم میاں ظہور احمد صاحب سے تعارف حاصل کیا۔ احباب پر آپ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ آپ اللہ کے فضل سے قرآن مجید اور حدیث سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ دوستوں سے باتوں کے دوران میں قرآن مجید کی آیات اور فارسی کے اشعار پڑھ کر ان کا مطلب بیان کرتے تھے۔

یوم پاکستان

ہم نے ۱۵ اگست کو یوم پاکستان منانے کے لئے جلسہ کیا۔ پاکستانی سفارت خانہ سے ضروری لٹریچر اور فلمیں حاصل کی گئیں۔ جلسہ میں بڑی کثرت سے احباب شامل ہوئے۔ مسٹر محمود خان نے پاکستان کے نظریہ پر تقریر کرتے ہوئے بتلایا کہ پاکستان کا بننا اس وجہ سے ہوا کہ ہندوستان میں رہنے والے مسلمان اپنی معاشرتی

(باقی بر صفحہ ۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر: ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز
فی پرچہ: ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۴۲

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
(۴) سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
(۵) اسلام تمام ادیان پر غالب آئے گا۔

صرف بدی ترک کرنے کا نام ہی نیکی نہیں

قرآن مجید اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دیکھا جاتا ہے کہ حقیقی نیکی کے اختیار کرنے میں لوگ بہت سست ہیں اور اکثر لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں اور صرف اسی کو ہی تقویٰ اور نیکی تصور کرتے ہیں کہ وہ فلاں بدی کے مرتکب نہیں ہوتے حالانکہ بدی کے ترک کرنے کا نام نیکی نہیں ہے۔ نیک اور صالح اس وقت کہلائے گا جبکہ وہ نیکی اور صلاحیت کے کام کرے گا۔ پس جب تک کسی کے پاس حقیقی نیکی کا ذخیرہ نہیں ہے تب تک نہ وہ مومن ہے نہ صالح۔ غرض قرآن مجید صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترک شر کر کے سمجھ لے کہ بس میں صاحب کمال ہو گیا بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے اور اس سے ایسے اعمال صالحہ چاہتا ہے جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مبنی ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے۔ میں اس بات کو بار بار کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اپنی ترقی اور کمال روحانی کی یہی انتہا نہ سمجھ لے کہ میں نے ترک بدی کر لی ہے۔ صرف ترک بدی نیکی کامل کے مفہوم اور منشاء کو اپنے اندر ہرگز ہرگز نہیں رکھتی ہے بار بار ایسا تصور کرنا کہ میں نے خون نہیں کیا خوبی کی بات نہیں کیونکہ خون کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہے۔ ایسی بدیوں سے پرہیز زیادہ سے زیادہ آدمی کو بدمعاشوں کے طبقہ سے خارج کر دیتا ہے یا عدالت کی سزاؤں سے بچا لیتا ہے اس سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں۔ مگر وہ جماعت جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے صرف ترک بدی سے ہی نہیں بنی تھی بلکہ انہوں نے اپنے مال، جان، عزت، آرام، آرائش کو اللہ جلشانہٗ کی راہ اور تحصیل رضاءِ الٰہی اور خلق اللہ کی بہبودی و ہمدردی میں وقف کر دیا تھا تب وہ جا کر ان مدارج عالیہ پر پہنچے کہ ان کو پروانۂ خوشنودی مزاج رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا دیا گیا اور اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم کا سارٹیفکیٹ ان کو دربار الٰہی سے عطا ہوا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ کسب خیر تو ایک عظیم الشان کام ہے اور وہی اصل مقصد ہے وہ تو ترک بدی میں بھی سست نظر آتے ہیں۔ پھر ان کاموں کا تو ذکر ہی کیا ہے جو صلحاء کے کام ہیں۔ بس تم کو چاہیئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی سمجھ لو۔ ہاں اول بدیوں سے پرہیز کرو اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے اور اس میں ترقی اور استقلال کو نیکی پوری پوری کوشش کرو۔" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

بحرِ حکمت کے موتی

عائشہ رضؓ قالت دخلت اسماء بنت ابی بکر رضؓ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا ثیاب رقاق فاعرض عنہا وقال یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لن تصلح ان یرای منہا الا ھذا وھذا واشار الی وجہہ وکفیہ۔
(ابو داؤد)

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں ان پر کپڑا باریک تھا (باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں) آپؐ نے ان سے رُخ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء! عورت کو جب ایام ماہواری آنے لگیں تو جائز نہیں کہ اس کا بدن دیکھا جائے سوائے اس کے اور اس کے اور اشارہ اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف کیا۔

نوٹ:

وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا (۲۴:۳۱)
الا ما ظھر منھا سے منہ اور ہاتھ مراد ہیں جو سب انسانوں کو عادتاً کھلا رکھنے پڑتے ہیں و لیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الایہ (۲۴:۳۱)

نور فرقاں ہے کشد سوئے خدا
میتواں دیدن از و روئے خدا
مسیح موعود

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں

مولانا مودودی کی شرعی قلابازیاں

مولانا مودودی کا پہلا فتویٰ از روئے شریعتِ اسلامی

عورت کا دائرۂ عمل اس کا گھر ہے نہ کہ مملکت

آج سے بارہ سال قبل مولانا مودودی نے اپنے ماہنامہ ترجمان القرآن مؤرخہ ذی الحج ۱۳۷۱ھ مطابق ستمبر ۱۹۵۲ء میں شریعت اسلامی کے رُو سے ذیل کا فتویٰ لکھا:-

ہم سے پوچھا گیا ہے کہ آخر وہ کونسے اسلامی اصول یا احکام ہیں جو عورتوں کی رکنیت مجالسِ قانون ساز میں مانع ہیں؟ اور قرآن و حدیث کے وہ کونسے ارشادات ہیں جو ان مجالس کو صرف مردوں کے لئے مخصوص قرار دیتے ہیں؟

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اُن مجالس کی صحیح نوعیت اچھی طرح واضح کر دیں۔ جن کی رکنیت کے لئے عورتوں کے استحقاق پر گفتگو کی جا رہی ہے۔ ان مجالس کا نام مجالس قانون ساز رکھنے سے یہ غلط فہمی واقع ہوتی ہے کہ ان کا کام صرف قانون بنانا ہے اور پھر یہ غلط فہمی ذہن میں رکھ کر جب آدمی دیکھتا ہے کہ عہد صحابہ میں خواتین بھی قانونی مسائل پر بحث، گفتگو، اظہار رائے سب کچھ کرتی تھیں، اور بسا اوقات خود خلفاء اُن سے رائے لیتے تھے اور اس رائے کا لحاظ کرتے تھے تو اسے حیرت ہوتی ہے کہ آج اسلامی اصولوں کا نام لے کر اس قسم کی مجالس میں عورتوں کی شرکت کو غلط کیسے کہا جا سکتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو مجالس اس نام سے موسوم کی جاتی ہیں ان کا کام محض قانون سازی کرنا نہیں ہے بلکہ عملاً وہی پوری ملکی سیاست کو کنٹرول کرتی ہیں۔ وہی وزارتیں توڑتی اور بناتی ہیں۔ وہی نظم و نسق کی پالیسی طے کرتی ہیں، وہی مالیات اور معاشیات کے مسائل طے کرتی ہیں اور ان ہی کے ہاتھ میں صلح و جنگ کی زمام کار ہوتی ہے۔ اس حیثیت سے ان مجالس کا مقام محض ایک فقیہہ اور مفتی کا مقام نہیں ہے بلکہ پوری مملکت کے "قوام" کا مقام ہے۔

اجتماعی زندگی اور عورت قرآن کی نظر میں

اب ذرا دیکھئے، قرآن اجتماعی زندگی میں یہ مقام کس کو دیتا ہے اور کسے نہیں دیتا سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

الرجال قوامون علی النساء	مرد عورتوں پر قوام ہیں بوجہ اس
بما فضل اللہ بعضھم علیٰ	اس فضیلت کے جو اللہ نے ان میں
بعض وبما انفقوا من	سے ایک کو دوسرے پر دی ہے اور
اموالھم فالصالحات	بوجہ اس کے کہ مرد اپنے مال خرچ
قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب	کرتے ہیں، پس صالح عورتیں اطاعت
بما حفظ اللہ - (۴:۳۴)	شعار اور غیب کی حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں اللہ کی حفاظت کے تحت۔

مولانا مودودی کا دوسرا فتویٰ از روئے شریعت اسلامی

"عورت کو امیر بنانے کی ممانعت ان حرمتوں میں سے نہیں ہے جو ابدی اور قطعی ہیں"

آج بارہ سال کے بعد مولانا مودودی اسی شریعت اسلام کا فتویٰ یوں بیان کرتے ہیں:-

اب کافی غور اور مشورے کے بعد جماعت جس نتیجے پر پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ شریعت میں جو چیزیں حرام ٹھہرائی گئی ہیں اُن میں سے بعض کی حرمت تو ابدی اور قطعی ہے جو کسی حالت میں حلت سے تبدیل نہیں ہو سکتی اور بعض کی حرمت ایسی ہے جو شدید ضرورت کے موقع پر ضرورت کی حد تک جواز میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اب یہ واضح ہے کہ عورت کو امیر بنانے کی ممانعت ان حرمتوں میں سے نہیں ہے جو ابدی اور قطعی ہیں بلکہ دوسری قسم کی حرمتوں ہی میں اس کا شمار ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں ان حالات کا جائزہ لے کر دیکھنا چاہیئے جن میں یہ مسئلہ ہمارے سامنے آیا ہے حالات یہ ہیں کہ موجودہ صدر کے گزشتہ چھ سالہ دور اقتدار میں ملک دینی۔ اخلاقی اور سیاسی و معاشی حیثیت سے سخت تنزل کا شکار ہو چکا ہے۔

جماعت اسلامی کے سوا دوسری اپوزیشن پارٹیوں نے اس مقصد کے لئے محترمہ جناح کو منتخب کیا ہے اس انتخاب میں اس کے سوا کوئی قباحت نہیں ہے کہ وہ ایک خاتون ہیں۔ اس پہلو کے سوا باقی ہر حیثیت سے ان کے اندر وہ اوصاف موجود ہیں جو اُوپر ایک موزوں صدارتی امیدوار کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ نیز انہوں نے اس ارادے کا بھی اظہار کیا ہے کہ منتخب ہونے کے بعد وہ جلد از جلد نو نکاتی پروگرام کے مطابق دستور میں ترمیم کرا کے اور بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخاب کرا کے اقتدار عوامی نمائندوں کے سپرد کر دیں گی۔ جماعت کو اب تک صرف اسی شرعی قباحت کی بنیاد پر یہ انتخاب قبول کرنے میں تامل رہا ہے لیکن حالات کی غیر معمولی نوعیت کو دیکھتے ہوئے جماعت نے پورے غور و خوض کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ ان خاص حالات میں اس انتخاب کو قبول کر لینا شرعاً ناجائز نہ ہو گا۔

پیغام صلح:- مولانا مودودی کے ان ہر دو فتاوےٰ کو درج کرنے سے ہمارا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ کسی ایک یا دوسری پارٹی کی حمایت یا مخالفت کریں ہمیں صرف اتنا ہی بتلانا مقصود ہے کہ مولانا مودودی نے بایں دعوےٰ حمایت اسلام شریعت اسلامی کو کس طرح موم کی ناک بنا رکھا ہے کہ وہی بات جو آج سے بارہ سال قبل شریعت اسلامی کی رُو سے بالکل منع اور حرام تھی، آج بارہ سال بعد اسی شریعت کے رُو سے جائز اور حلال ہو گئی، اب بتائیے عوام بیچارے کدھر جائیں اور کس فتوے کو صحیح سمجھیں علامہ اقبال نے کیا ہی سچ فرمایا ہے ؎

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں ؎ کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

ہم مولانا مودودی کو ان کی اس قلابازی پر جو شریعت کا نام لے کر انہوں نے کھائی ہے حافظ شیرازی کا یہ شعر یاد دلانا چاہتے ہیں ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مؤرخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء

قائلینِ وفاتِ مسیح کے قتل کا فتوے

قابلِ توجہ حکومت مغربی پاکستان

لائلپوری معاصر "المنبر" نے آجکل جماعت احمدیہ کے خلاف جو محاذ قائم کر رکھا ہے اور طرح طرح کی غلط بیانیوں اور افتراء پردازیوں سے عوام کو مشتعل کرنے کی جو کوششیں کی جا رہی ہیں ان کا آخری قدم یہ ہے کہ قائلین وفات مسیح کے قتل کا فتوے صادر کر دیا گیا ہے، چنانچہ "المنبر" کی ماہانہ ایڈیشن بابت ماہ اگست ۱۹۶۴ء جلد ۹ شمارہ ۵ صفحہ ۵۱ میں وفاتِ مسیح کے قائلین کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"ایسی باتیں کرنے والے شخص سے قرآن وسنت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ ضروری ہے اگر وہ توبہ کر کے حق کی طرف رجوع کرلے تو بہتر ورنہ اسے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے"

اس فتوے کے ساتھ ہی مدیر "المنبر" نے اپنا پہلو بچانے کے لئے یہ بھی لکھ دیا کہ:۔

"اس مسئلے کا تعلق اسلامی حکومت سے ہے، اسلام عوام کو ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ قانون ہاتھ میں لیکر کوئی اقدام کریں"۔

"المنبر" کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ جس قسم کی نام نہاد "اسلامی حکومت" قائم کرنا چاہتے ہیں، اس میں معمولی فروعی عقائد کے اختلاف پر بھی قتل وغارت کا بازار گرم کیا جائے گا۔ خدا انہیں کبھی کوئی ایسا موقعہ نہ دے، ایسی ظالم و سفاک حکومت سوائے اس کے کہ اسلام کو بدنام کرنے کا موجب ہوگی اور کیا نتیجہ ہے، لیکن ہم کہتے ہیں اگر اس فتوے پر عمل کرنا اگر اسلامی حکومت ہی کا کام ہے، تو اب اس کی اشاعت کا کیا مطلب ہے جبکہ "المنبر" کی مزعومہ اسلامی حکومت کا وجود ہی ابھی موجود نہیں، سوائے اس کے کہ عوام کے جذبات کو برانگیختہ کیا جائے ایسے فتووں کو شائع کرنے کا آخر مقصد کیا ہے؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ "المنبر" کی مزعومہ اسلامی حکومت کے آنے سے پہلے ہی اس کے فتوے کو پڑھکر کوئی سر پھرے لوگ قائلین وفاتِ مسیح کو قتل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں؟ ان حالات میں

ہم حکومت مغربی پاکستان کو بڑے زور سے توجہ دلاتے ہیں کہ "المنبر" کی جسے پہلے بھی فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے جرم میں ۲ ماہ کیلئے بند کر دیا گیا تھا، زبان بندی کر کے پاکستان کو اس فتنہ و فساد سے بچایا جائے جو "المنبر" کے شائع کردہ فتوے سے پیدا ہو سکتا ہے

یہ امر بھی یہاں قابل ذکر ہے کہ معاصر "رفتار زمانہ" کی طرف سے حکومت کو اسی امر کی طرف توجہ دلائے جانے پر "المنبر" نے محکمہ پریس برانچ کے آگے یہ رونا رویا ہے کہ جس حالت میں مدیر "المنبر" نے یہ کہدیا کہ اس فتوے پر عمل کرنا عوام کا نہیں بلکہ حکومت کا کام ہے، تو پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ "المنبر" نے پاکستان کی اکثریت کو قتل وغارت کے لئے اکسایا ہے اور پھر نہایت چالاکی کے ساتھ بقول اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ایک مفروضہ قائم کر کے لکھتا ہے:۔

"فرض کیجئے کوئی قادیانی نوجوان اس تحریر کو پڑھتا ہے، وہ "المنبر" تو دیکھتا نہیں وہ "رفتار زمانہ" پڑھنے سے ہی اشتعال میں آجاتا ہے اور کوئی ایسی حرکت کر گذرتا ہے جو اس تحریر کا قطعی تقاضا ہے تو کیا اس سے زیادہ واضح اشتعال انگیزی اور فساد پیدا کرنے کی کوئی اور صورت ممکن ہے؟"

غور کیجئے فساد انگیز فتوے خود شائع کرتے ہیں، خود پاکستان کی اکثریت کو قتل وغارت کے لئے اُبھارتے ہیں، اور جب اس پر خطرہ کا اظہار کیا جاتا ہے تو اُلٹا کسی "قادیانی نوجوان" کے اشتعال میں آنے اور کوئی حرکت کر گذرنے" کا مفروضہ قائم کر کے اسکو "رفتار زمانہ" کی واضح اشتعال انگیزی قرار دے دیا جاتا ہے، کیا "المنبر" کے اشتعال انگیز فتوے کی طرف حکومت کو توجہ دلانا اور امن وامان قائم رکھنے کے لئے درخواست کرنا اشتعال انگیزی ہے؟ "المنبر" کو اطمینان رکھنا چاہیئے کہ کوئی قادیانی یا احمدی نوجوان ایسا سر پھرا نہیں کہ ان باتوں سے مشتعل ہو کر کوئی ایسی حرکت کر گذرے جیسا کہ اس کا خیال ہے۔ جماعت احمدیہ ایک امن پسند قوم ہے، اس نے بیسیوں ایسے اشتعال انگیز فتوے پڑھے اور سُنے، اور ان فتووں کی بناء پر کئی مرتبہ اس جماعت کو مٹانے اور قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے اور علماء مولوی اور عوام چاروں طرف سے اس پر چڑھ دوڑے، اور ملک کے امن وامان کو برباد کرنے میں بھی دریغ نہ کیا گیا، پھر بھی اس قوم نے کبھی جارحانہ اقدام نہ کیا اور کوئی ایسی حرکت اس سے سرزد نہ ہوئی جو قانون شکنی کا موجب ہو، ہاں ایسے موقعوں پر حکومت کو امن وامان قائم رکھنے کے لئے توجہ دلانا اس کا واجبی حق ہے اسکو اشتعال انگیزی قرار دینا کہاں کا انصاف ہے۔ پس ہم محکمۂ پریس برانچ اور

اس کے توسط سے گورنر صاحب مغربی پاکستان کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس موقعہ پر جبکہ پاکستان انتخابی بحران میں مبتلا ہے ایسے فتووں کا شائع ہونا نہایت خطرناک نتائج کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایسی فتنہ انگیز تحریرات کا سدِّباب کیا جائے اور ان لوگوں کی زبان بندی کی جائے جو ان فتووں سے ملک میں فساد کرانے اور اشتعال انگیزی کا ارتکاب کریں۔ جہاں تک مسائل یا اختلافی عقائد پر بحث کا تعلق ہے ان پر تبادلۂ خیالات کرنا اور دلائل کے ساتھ ایک یا دوسرے مسلک پر روشنی ڈالنا بُرا نہیں، اور ہم اس کے لئے ہر وقت تیار ہیں کہ وفات وحیاتِ مسیح یا دیگر اختلافی مسائل پر گفت وشنید کی جائے۔ لیکن ان پر قتل وغارت کے فتوے صادر کرنا کسی امن پسند اور حق پرست انسان کا کام نہیں۔ اگر قائلین وفاتِ مسیح بقول "المنبر" واجب القتل ہیں تو "رفتار زمانہ" کا یہ بیان بالکل ہی بجا ہے کہ:۔

"اس فتوے کی رُو سے سرسیّد احمد خان مرحوم، مفکرِ ملت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ، مفتی دیار مصر علامہ محمد عبدہٗ اور ان کے شاگرد علامہ رشید رضا، ازہر یونیورسٹی کے سابق ریکٹر علامہ محمود شلتوت مرحوم اگر زندہ ہوتے تو یہ مولوی صاحب انہیں قتل کرا کے اپنا سینہ ٹھنڈا کرتے، علامہ غلام احمد پرویز مدیر طلوع اسلام ہوشیار ہو جائیں، "المنبر" کے مولوی مدیر نے مدینہ سے فتوے منگوا لیا ہے اب وفاتِ مسیح کے عقیدہ سے توبہ کریں گے تو خیر ہوگی، اسی طرح علامہ پرویز کے ہم خیال پاکستانیوں اور ہر ہر قادیانی کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے۔"

کیا ہم اُمید کریں کہ حکومت اس لمحۂ فکریہ کو زائل کرنے کے لئے کوئی عملی قدم اُٹھائے گی؟

"پیغام صلح" "روح اسلام" اپنے احباب میں زیادہ سے زیادہ پہنچائیے۔

مولینا مودودی کی شرعی قلابازیاں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اس آیت میں اللہ تعالےٰ صاف الفاظ میں قوامیت کا مقام مردوں کو دے رہا ہے اور صالح عورتوں کی دو خصوصیات بیان کرتا ہے ایک یہ کہ وہ مردوں کی غیر موجودگی میں ان چیزوں کی حفاظت کریں جن کی حفاظت اللہ کرانا چاہتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ یہ حکم تو خانگی معاشرت کے لئے ہے نہ کہ ملکی سیاست کے لئے مگر یہاں تو مطلقاً الرّجال قوامون علی النّساء کہا گیا ہے فی البیوت کے الفاظ ارشاد نہیں ہوئے ہیں جن کو بڑھائے بغیر اس حکم کو خانگی معاشرت تک محدود نہیں کیا جاسکتا پھر اگر آپ کی یہ بات مان بھی لی جائے تو ہم پوچھتے ہیں کہ جسے اللہ نے گھر میں قوام نہ بنایا بلکہ قنوت (اطاعت شعاری) کے مقام پر رکھا۔ آپ اسے تمام گھروں کے مجموعے یعنی پوری مملکت میں قنوت کے مقام سے اٹھا کر قوامیت کے مقام پر لانا چاہتے ہیں؟ گھر کی قوامیت سے مملکت کی قوامیت تو زیادہ بڑی اور اونچے درجے کی ذمہ داری ہے۔ اب کیا اللہ کے متعلق آپ کا یہ گمان ہے کہ وہ ایک گھر میں تو عورت کو قوام نہ بنائے گا مگر کئی لاکھ گھروں کے مجموعے پر اسے قوام بنا دے گا؟

اور دیکھئے۔ قرآن صاف الفاظ میں عورت کا دائرہ عمل کو یہ کہکر معین کر دیتا ہے کہ

وَقرن فی بیوتکن	اپنے گھروں میں وقار کے
ولاتبرجن تبرج	ساتھ ٹھہری رہو اور
الجاھلیۃ الاولیٰ	پچھلی جاہلیت کے سے
(الاحزاب - ۴)	تبرج کا ارتکاب نہ کرو

آپ پھر فرمائیں گے کہ یہ حکم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی خواتین کو دیا گیا تھا مگر ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کے خیال مبارک میں کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی خواتین کے اندر کوئی خاص نقص تھا جس کی وجہ سے وہ بیرون خانہ کی ذمہ داریوں کے لئے نا اہل تھیں؟ اور کیا دوسری خواتین کو اس لحاظ سے ان پر کوئی فوقیت حاصل ہے؟ پھر اگر اس سلسلے کی ساری آیات صرف اہل بیت نبوت کے لئے مخصوص ہیں تو کیا دوسری مسلمان عورتوں کو تبرج جاہلیت کی اجازت ہے؟ اور کیا انہیں غیر مردوں سے اس طرح باتیں کرنے کی بھی اجازت ہے کہ ان کے دل میں طمع پیدا ہو؟ اور کیا اللہ اپنے نبیؐ کے گھر کے سوا ہر مسلمان کو رجس میں آلودہ دیکھنا چاہتا ہے؟

اس کے بعد حدیث کی طرف آیئے۔ یہاں ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ واضح ارشادات ملتے ہیں:۔

اذا کان امراءکم	جب تمہارے امراء تمہارے
اشرارکم واغنیاءکم	بدترین لوگ ہوں اور جب
بخلاءکم وامورکم	تمہارے دولت مند
الی نساءکم فبطن	بخیل ہوں اور جب تمہارے
الارض خیر من	معاملات تمہاری عورتوں
ظھورھا	کے ہاتھوں میں ہوں تو زمین
(ترمذی)	کا پیٹ تمہارے لیے
	اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

عن ابی بکرۃ لما	ابوبکر سے روایت ہے کہ
بلغ رسول اللّٰہ صلی	جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم ان اھل	کو خبر پہنچی کہ ایران والوں نے
فارس ملکوا علیھم	کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ
بنت کسریٰ قال	بنالیا ہے تو آپ نے
لن یفلح قوم ولوا	فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں
امرھم امرأۃ	پاسکتی جس نے اپنے معاملات
بخاری، احمد، نسائی، ترمذی۔	ایک عورت کے سپرد کئے ہوں۔

یہ دونوں حدیثیں اللہ تعالےٰ کے ارشاد الرّجال قوامون علی النّساء کی ٹھیک ٹھیک تفسیر بیان کرتی ہیں اور ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیاست و ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔ رہا یہ سوال کہ عورت کا دائرہ عمل ہے کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات اس کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں:۔

والمرأۃ راعیۃ	اور عورت اپنے شوہر کے
علی بیت بعلھا	گھر اور اس کی اولاد کی راعیہ
وولدہ وھی	ہے اور وہ ان کے بارے
مسئولۃ عنھم	میں جوابدہ ہے۔
(ابوداؤد)	

یہ ہے آیت وقرن فی بیوتکن کی صحیح تفسیر اور اس کی مزید تفسیر احادیث ہیں جن میں عورت کو سیاست و ملک داری سے کم تر درجہ کے خارج از بیت فرائض و واجبات سے بھی مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

الجمعۃ حق واجب	جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے
علی کل مسلم فی	ساتھ ادا کرنا حق اور
جماعۃ الا اربعۃ	واجب ہے، بجز چار کے
عبد مملوک، اوامرأۃ	غلام، عورت، بچہ اور
اوصبیٌ اومریض۔	مریض۔
عن ام عطیۃ	ام عطیہ سے روایت ہے
قالت نھینا عن	کہ انہوں نے کہا ہم کو جنازوں
اتباع الجنائز	کے ساتھ جانے سے روک
(بخاری)	دیا گیا تھا

اگرچہ ہمارے پاس اپنے نقطہ نظر کی تائید میں مضبوط عقلی دلائل بھی ہیں اور کوئی چیلنج کرے تو ہم انہیں پیش کرسکتے ہیں۔ مگر اول تو ان کے بارے میں سوال نہیں کیا گیا۔ دوسرے ہم کسی مسلمان کا یہ حق ماننے کے لئے تیار بھی نہیں ہیں کہ وہ خدا اور رسول کے واضح احکام سننے کے بعد ان کی تعمیل کرنے سے پہلے اور تعمیل کے لئے شرط کے طور پر، عقلی دلائل کا مطالبہ کرے۔ مسلمان کو، اگر وہ واقعی مسلمان ہے، پہلے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے، پھر وہ اپنے مزید اطمینان کے لئے عقلی دلائل مانگ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ کہتا ہے کہ مجھے پہلے عقلی حیثیت سے مطمئن کر دو۔ ورنہ میں خدا اور رسول کا حکم نہ مانوں گا تو ہم اسے سرے سے مسلمان ہی نہیں مانتے، کجا کہ اس کو ایک اسلامی ریاست کے لئے دستور بنانے کا مجاز تسلیم کریں۔ تعمیل حکم کے لئے عقلی دلیل مانگنے والے کا مقام اسلام کی سرحد سے باہر ہے۔ نہ کہ اس کے اندر۔

جنگ جمل سے استدلال

سیاست و ملک داری میں عورت کے دخل کو جائز ٹھہرانے والے اگر کوئی دلیل رکھتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمانؓ کے خون کا دعویٰ لے کر اٹھیں اور حضرت علیؓ کے خلاف جنگ جمل میں نبرد آزما ہوئیں۔ مگر اول تو یہ دلیل اصولاً ہی غلط ہے۔ اس لئے کہ جس مسئلے میں اللہ اور اس کے رسول کی واضح ہدایت موجود ہو اس میں کسی صحابی کا کوئی ایسا انفرادی فعل جو اس ہدایت کے خلاف نظر آتا ہو، ہرگز حجت نہیں بن سکتا۔ صحابہ کی پاکیزہ زندگیاں بلاشبہ ہمارے لئے مشعل ہدایت ہیں مگر اس غرض کے لئے نہیں کہ ہم اللہ اور رسول کی ہدایت چھوڑ کر ان میں سے کسی کی انفرادی لغزشوں کا اتباع کریں۔ پھر جس فعل کو اسی زمانے میں جلیل القدر صحابہؓ نے غلط قرار دیا تھا اور جس پر بعد میں خود ام المومنین رضؓ بھی نادم ہوئیں، اسے آخر کس طرح اسلام میں ایک نئی بدعت کا آغاز کرنے کے لئے دلیل قرار دیا جاسکتا ہے؟

حضرت عائشہؓ کے اس اقدام کی اطلاع پاتے ہی ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے ان کو جو خط لکھا تھا وہ پورا کا پورا ابن قتیبہ نے الامامت والسیاست میں اور ابن عبدربہ نے عقد الفرید میں نقل کیا ہے اسے ملاحظہ فرمائیے کتنے پرزور الفاظ میں وہ فرماتی ہیں کہ "آپ کے دامن کو قرآن نے سمیٹ دیا ہے، آپ اسے پھیلایئے نہیں"۔ "اور کیا آپ کو یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دین میں افراط برتنے سے روکا ہے؟" اور یہ کہ "آپ رسول اللہؐ کو کیا جواب دیتیں اگر وہ آپ کو اس طرح کسی صحرا میں ایک گھاٹ سے دوسرے گھاٹ کی طرف اونٹ دوڑاتے ہوئے دیکھ لیتے"؟

پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس قول کو یاد کیجئے کہ:۔

"عائشہؓ کے لئے ان کا گھر ان کے ہودے سے بہتر ہے"

اور حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول بخاری میں ملاحظہ فرمائیے کہ میں جنگ جمل کے فتنے میں مبتلا ہونے سے صرف اس لئے بچ گیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آگیا کہ:۔

"وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کردیئے ہوں"

(باقی برصفحہ ۹)

کائنات کے اسرار کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جو اس کا خالق و موجد ہے

قرآن کریم میں انسان کی روحانی اور قلبی ہدایت کا سامان

اسرار کائنات کا پورا علم نہ ہونے کی وجہ سے انسانی ایجادات کے نقصانات

صرف خلوص نیت اور حسن اعمال ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب ہو سکتے ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۴ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمٰت والنور ——— وھو اللہ فی السمٰوٰت وفی الارض ۔ یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ——— (سورۃ الانعام) ———
وقال اللہ تعالیٰ :۔ الحمد للہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت والارض ۔ وقال اللہ تعالیٰ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب

کائنات میں اللہ تعالیٰ کے کمال علم و حکمت اور تصرف تام کا اظہار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کے لئے اپنی کائنات کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ اس کائنات کے مطالعہ سے خداوند تعالےٰ کے کمال قدرت اور کمال حکمت کا پتہ چلتا ہے۔ اس قدرت اور علم و حکمت کے علاوہ ایک اور چیز جو نہایت ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالےٰ نے بے شمار قسم کے برکات اور فیوض رکھے ہیں۔ جس طرح سے اس کی تخلیق کے اندر اس کی قدرت اور علم اور کرم نظر آتا ہے۔ اسی طرح سے فرمایا کہ اس کائنات پر پورا پورا تصرف اور تسلط اسے ہے۔ لہ ملک السمٰوٰت والارض کسی چیز کا پیدا کرنا اور بات ہے۔ اور اس پر تصرف رکھنا اور بات ہے۔ اس دنیا میں ہمارا مشاہدہ ہے کہ انسان جو کسی چیز کا موجد ہے ضروری نہیں کہ اسے اس پر اس کا تصرف بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء

فرمایا جس طرح سے کائنات کے موجد اور خالق کی بوجہ اس کی تخلیق اور ایجاد کی حمد و ثنا واجب ہے اسی طرح اس کے تصرف تام کی وجہ سے اس کی حمد و ثناء ضروری ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب

روح انسانی کی تربیت و ہدایت

جسم و ذہن کے علاوہ ایک اور حصہ بھی قیمتی ہے جس کی تربیت و تعلیم اور ہدایت ضروری ہے۔ اور وہ ہے انسان کی روح اور اس کا قلب۔ فرمایا کہ ہم نے جس طرح جسمانیات کی نشو ونما کے لئے کائنات پیدا کی ہے اسی طرح روحانیات کی تربیت کے لئے قرآن کریم جیسی کامل کتاب نازل کی ہے۔ جس طرح سے جسمانیات اور ذہنوں کی تہذیب و تربیت کا سامان ہمارے ذمہ ہے اسی طرح سے رُوح اور دل کی رہنمائی کرنا بھی ہمارے اوپر واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور انسانی ایجادات میں فرق

فرمایا ہم اس کائنات کے اسرار و رموز کو جانتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنی تخلیق کے اسرار کو نہیں جانتے ان کی تخلیق اور خدا کی تخلیق کے اندر بڑا فرق ہوتا ہے۔ انسان اپنی ایجادات کے بارے میں یقین سے ہرگز نہیں کہہ سکتا ہے کہ اس کا انجام اچھا ہوگا۔ انسان بھی تخلیق کرتا ہے لیکن اس کی ہر تخلیق کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ فرمایا ان لنا الآخرۃ والاولیٰ۔ ہم اپنی تخلیق کے انجام سے پوری طرح باخبر ہیں۔

امریکہ اور رُوس کی فضائی ترقیات کے نقصانات

امریکہ اور روس نے کروڑہا در کروڑہا روپیہ خرچ کر دیا ہے اور بڑا وقت اور بڑا دماغ صرف کیا ہے۔ اور اُوپر فضا میں جانے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں وقت، کوشش اور دولت کے ساتھ ساتھ کئی قیمتی جانیں بھی تلف ہوئی ہیں اور ان تجربات کے نتائج کے طور پر ہرے بھرے کھیتوں پر بھی اثر پڑا ہے، سمندر کی بہت سی مچھلیاں سطح آب پر آ کر مر گئی ہیں۔ ماؤں کے پیٹ میں بچوں پر بُرا اثر ہوا ہے۔ ہوا میں عفونت اور زہریلی گیسیں پیدا ہو گئی ہیں یہ اس لئے کہ انسان کو اپنی ایجادات کے نتائج کا علم نہیں!

اسرار کائنات کا علم صرف خدا ہی کو ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کائنات میں ہم نے اسرار اور قوتیں پیدا کر رکھی ہیں۔ ان اسرار کا پورا پورا علم ہم کو ہی ہے۔ لہ ملک السمٰوٰت والارض۔ لہ غیب السمٰوٰت والارض۔ اعلم غیب السمٰوٰت والارض، وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو غیب کے خزانے اور اسرار اسی کے پاس ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، زمین و آسمان میں کوئی غیب در غیب چیز ایسی نہیں جو ہمارے علم میں نہیں، وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتب مبین۔ زمین و آسمان میں جس قدر غیب در غیب چیزیں ہیں وہ سب ہمارے علم میں ہیں، یہاں غائبۃ کا لفظ زبان دانی کے لحاظ سے بڑا پُر معنی ہے، اصل لفظ تو غائب ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ۃ لگا کر غائبۃ بنایا ہے اس میں مبالغہ پایا جاتا ہے یعنے جس قدر بھی مبالغہ غیب در غیب میں کیا جائے وہ علیم و حکیم ہستی اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ فرمایا کہ اس کائنات کے ہم موجد اور خالق ہیں۔ اس وسیع و عریض فضاء کے اندر جس کی پہنائیاں کروڑہا در کروڑہا میلوں تک چلی گئی ہیں کیا کیا اسرار ہیں۔ اس کا علم خدا تعالےٰ کے سوائے کسی کو نہیں۔ اس نے بار بار وما بینھما وما بینھما وما بینھما فرمایا ہے اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ زمین و آسمان کے اندر جو کچھ بھی ہے اس سے ہم پوری طرح واقف ہیں۔

صرف ذاتِ الٰہی ہی ستائش کے قابل ہے

ایسا ہی فرمایا ان علینا للھدیٰ۔ رہنمائی اور ہدایت بھی ہم پر ہی واجب ہے۔ پس ستائش کے

قابل وہ ذات ہے جو خالق ہے اور ستائش کے قابل وہ ذات ہے جس کے تصرف میں کائنات ہے اسی طرح ستائش کے قابل وہ ذات ہے جس نے روحانیات کی تعلیم و تربیت کے لئے کتاب نازل فرمائی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی کمال عبودیت کی وجہ سے آپکو دنیا کی رہنمائی اور نور عطا کیا گیا۔

پھر فرمایا الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب۔ خدا تعالےٰ نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی ہے۔ خدا تعالےٰ نے حضور صلعم کے لئے بندے کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ عبدہ کے لفظ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال درجہ کی فرمانبرداری کی ہے ایسی کمال عبودیت کسی اور انسان کو نصیب نہیں ہوئی۔ فرمایا کہ ہم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت درجہ کی فرمانبرداری، عبادت اور عبودیت کو دیکھ کر نور اور روشنی نازل کی ہے، اور آپؐ کے ذریعہ سے دنیا جہان، رہنمائی کا انتظام کیا ہے، حضور صلعم کو "سراجاً منیراً" فرمایا یعنے حضورؐ خود بھی منور ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی روشنی سے نور بخشتے ہیں۔

قرآن کریم زمانہ حال کے اہل علم لوگوں کیلئے ہدایت کا موجب ہے

یہ قرآن جو ساری دنیا کے لئے نازل ہوا ہے خصوصاً اس روشنی کے زمانہ کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ اس زمانہ کے فلسفہ دانوں اور اہل علم لوگوں کے سامنے بیان کرنے کے لائق ہے۔ یہ کتاب اس کی منطق اور اسکا فلسفہ اس قدر موثر ہے کہ اس سے خدا تعالےٰ پر یقینی ایمان پیدا ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم پر تکمیل ہدایت

اللہ تعالےٰ ایک زمانہ تک اپنے بندوں پر شریعت اور ہدایت نازل کرتا رہا۔ اور اس ہدایت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات پر کمال تک پہنچا دیا چنانچہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ انسان کے لئے جس قدر احکامات کی ضرورت تھی۔ اور جس قدر معاشرت، تمدن، سیاسیات اور روحانیات کی تعلیم ضروری تھی، وہ پوری کر دی۔ اور کمال تک پہنچا دی ہے اب مزید رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے۔

اولیاء و مجددینؒ کی ضرورت

البتہ اس رہنمائی کو دوہرانے اور تازہ کرنے کے لئے اولیاء مجدد، غوث اور قطب اور محدث آتے رہیں گے۔ جنہیں شرف مکالمہ مخاطبہ حاصل ہوگا اور وہ احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کو تازہ کرتے رہیں گے وحی کا نزول انسان کی تقویت ایمان کا..... باعث ہے۔

انسانی پیدائش اور اسکے ظاہر باطن کا علم بھی اللہ تعالےٰ کو ہی ہے

ایک بات اور ہمارے لئے بیان ہوئی ہے فرمایا وھو اللہ فی السمٰوٰت والارض۔ اور فرمایا لہ ملک السمٰوٰت والارض۔ خدا ایک ہی ہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ قواعد زبان میں لف و نشر مترتب کی اصطلاح آتی ہے اس میں بتایا ہے کہ ہم نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور انسان کو پیدا کیا ہے اس لئے ہم آسمان و زمین کا علم رکھتے ہیں اور اسی لئے ہم انسان کا علم بھی رکھتے ہیں یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون اس لئے ہم تمہارے پوشیدہ خیال۔ ہر چھپی ہوئی حالت اور ہر غیب در غیب حرکات کو جانتے ہیں۔ اور کوئی چیز جو تمہارے ظاہری افعال میں ہوتی ہے اس کے اظہار اور نمائش کی حقیقتوں سے بھی اچھی طرح باخبر ہیں اور اس کے بطن میں جو کچھ ہے اس کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔

تقوےٰ کی ضرورت

اسی لئے تقوےٰ کی تاکید کی ہے جو باطن سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ فرمایا التقوی ان تزین باطنک للخالق کما تزینت ظاھرک للمخلوق جس طرح سے تم محفلوں، مجلسوں اور دعوتوں میں مخلوق کے سامنے سج سجا کر اور پاک وصاف ہو کر جاتے ہو اسی طرح اپنے خالق و مالک کے حضور میں باریابی کے لئے اپنے باطن اور اندرونے کو آراستہ و پیراستہ کرو۔ اس کیفیت کو تقوےٰ کہتے ہیں۔ فرمایا ہم تمہاری نیات اور ارادوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ کام جو تم چھپ کر کرتے ہو وہ بھی ہمارے سامنے ہے اور ظاہر کو بھی ہم جانتے ہیں۔

انسان کے قول و فعل میں خلوص کی ضرورت

خدا کے ہاں صرف اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوص پر بڑا زور دیا ہے۔ خدا خلوص کے بغیر راضی نہیں ہوتا۔ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور استفسار کیا الرجل یقاتل شجاعۃ الرجل یقاتل حمیۃ الرجل یقاتل للغنم ای ذالک فی سبیل اللہ۔ یعنے ایک شخص شجاعت کے لئے جنگ کرتا ہے ایک شخص حمیت وغیرت کے لئے جنگ کرتا ہے اور ایک شخص مال غنیمت کے لئے جنگ کرتا ہے ان میں فی سبیل اللہ جنگ کونسی ہے؟ حضورؐ نے جواب میں فرمایا۔ من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھو العلیا۔ فی سبیل اللہ جنگ وہ ہے جس کی غرض ہو کہ خدا کا نام بلند ہو۔ فرمایا کہ ہم تمہارے ظاہر و باطن سے بخوبی واقف ہیں اور جو تم نمازیں پڑھتے ہو، حج ادا کرتے ہو اور زکوٰۃ و خیرات کے لئے دیگیں چڑھاتے ہو، ہم ان سب کو جانتے ہیں۔ کہ کہاں تک ان کے اندر خلوص اور حسن نیت پایا جاتا ہے۔

دنیوی حکام سے بڑھ کر احکم الحاکمین کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

اس دنیا کا دستور ہے کہ ہر کوئی اپنے بادشاہ کو خوش کرنا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر بادشاہ کو خوش کر لیا تو سب کچھ پا لیا۔ چنانچہ وہ اس کے لئے اپنا وقت اور اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ جان دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ خان قربان علی خاں ان پڑھ تھے۔ نواب سر شمس شاہ پشاور کے پٹھان تھے۔ وہ قلات کے وزیر ہو گئے۔ بڑے بلند قامت، بڑے فراخ دل، متقی اور عالم تھے۔ انہوں نے قربان علی کو اپنا متبنٰے بنا رکھا تھا۔ انگریز نے کہا کہ لڑائی میں اپنے بچے دو تو وزیر صاحب نے قربان علی خاں کو انگریز کے حوالہ کر دیا۔ قربان علی خاں کہتے ہیں کہ میں ان پڑھ تھا گوروں کی پلٹن میں چلا گیا وہاں سن سنا کر انگریزی بولنا سیکھ لی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد بطور انعام مجھے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بنا دیا گیا۔ پھر وہاں ڈکشنری سے لفظوں کے معنے دیکھ کر انگریزی لکھنا پڑھنا سیکھ گیا۔ سر شمس شاہ کو یقین تھا کہ سرکار کو خوش کر کے انعام حاصل کروں گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ ایک نوجوان شمساد احمد جو گریجوایٹ نہ تھا، جنگ میں چلا گیا وہاں سے واپس آنے پر اسے بی اے کی ڈگری دے دی گئی اور اسے ڈپٹی کمشنر بنا دیا گیا، یہ یہاں کے بادشاہوں کا حال ہے جن کی حکومت نہایت عارضی اور ناپائدار ہے کہ ان کو خوش کرنے کی ہر کوئی کوشش کرتا ہے۔ پھر وہ خدا جو تمام جہانوں کا بادشاہ ہے اور تمام دنیا و مافیہا پر اس کی حکومت اور تسلط ہے اور اس کی بادشاہت دوامی ہے۔ اس کو خوش کرنا کس قدر ضروری اور کتنا مفید ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرتے ہیں۔ اور اس کے پیغمبر کے ارشادات کی اتباع کرتے ہیں اور جن کو یقین ہوتا ہے کہ اس خدا کا علم بڑا باریک ہے اور زمین و آسمان پر اس کا ہی تصرف ہے۔ وہ اس کو راضی کرنے کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ان کے لئے بڑے بڑے انعامات ہیں لیکن جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں، حج کرتے اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں خیرات کے لئے دیگیں بھی چڑھاتے ہیں اگر ان کے باطن میں بے ایمانی ہے اور خدا کی رضا کی بجائے دنیا کی واہ واہ مقصود ہے تو خدا ان سے راضی نہیں ہوتا اور ان کی سب عبادات اور خیرات برباد جاتی ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کے ساتھ خلوص کا تعلق پیدا کرو۔ اس کی رضا چاہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلو۔ ایسا کرنے سے سب کچھ ملتا ہے۔

از محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور

تربیتی اجلاس جماعت احمدیہ پشاور

مورخہ ۱۲ اکتوبر بعد از نماز جمعہ جماعت احمدیہ پشاور کا تربیتی اجلاس زیر صدارت جناب شیخ میاں ظہور احمد صاحب منعقد ہوا (چونکہ صدر جماعت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب بوجہ ضروری کام کے نہیں آسکے تھے اس لئے مکرم شیخ صاحب نے میری درخواست پر صدارت کے فرائض سرانجام دیئے) جلسہ کا آغاز صاحبزادہ فضل علی صاحب نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اس کے بعد عزیزم عبدالرحمٰن نے حضرت مسیح موعود کے چند اشعار سنائے۔ پھر راقم الحروف نے جماعت احمدیہ لاہور کے کارہائے نمایاں پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خدا کے فضل و کرم سے اس چھوٹی سی جماعت نے پچھلی نصف صدی میں اشاعت اسلام کے لئے بیحد جدوجہد کی ہے جس کے لئے دوست و دشمن سب معترف ہیں چنانچہ شیخ محمد اکرام صاحب "موج کوثر" میں پچھلی صدی کی اسلامی تحریکات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس جماعت کا اسلامی دنیا پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس جماعت کے سابقہ امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے سب سے پہلے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر کر کے مغرب زدہ لوگوں کو مغرب کے فلسفۂ الحاد سے محفوظ کر لیا اور اسلام کے متعلق جو شبہات پیدا کئے گئے تھے وہ دور کر دیئے۔ مصنف مذکور نے اشاعت اسلام کے لئے اور بھی بہت سی کتابیں لکھیں اور جماعت احمدیہ لاہور نے بیرونی ممالک میں بھی مشن قائم کئے۔ جرمن۔ ڈچ زبانوں میں قرآن شریف کا ترجمہ کروا کے وہاں کی ضروریات کو پورا کیا ہے۔ اس جماعت کا ووکنگ مشن اسلام کی نمایاں خدمت کر رہا ہے اس مشن نے بین الاقوامی اسلامی برادری کو قائم رکھا ہے۔ تمام مسلم طلباء ووکنگ میں عیدین یا دوسرے اجتماعوں پر جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے خیالات اور نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مصنف مذکور نے اپنی اس کتاب کے دس بارہ صفحوں میں جماعت کے عظیم کارناموں کا صحیح جائزہ لیا ہے میں نے جماعت سے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم بچوں اور نوجوانوں کی صحیح تربیت سے غافل ہو کر اس عظیم کام کو نقصان پہنچانے کا موجب بنیں۔

میری تقریر کے بعد عزیزم عبدالغفور نے "اسلام کیا ہے" کے موضوع پر ایک مختصر سی تقریر کی جو کافی پسند کی گئی پھر عزیزم عبدالرحمان نے "عشق الٰہی" پر ایک بصیرت افروز تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ مامور وقت حضرت مسیح موعود خدا کے عشق میں خود ڈوبے ہوئے تھے اور اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کے اندر بھی عشق الٰہی ڈال دیتے تھے آپ نے حضرت مسیح موعود کی کتب سے کافی حوالے پیش کئے۔ اس کے بعد عزیزم جمیل الرحمٰن نے "جہاد" کے موضوع پر ایک مدلل تقریر کرتے ہوئے جہاد کے معنے اور اس کے اقسام پر مفصل روشنی ڈالی۔ فرمایا۔ اب جہاد کبیر کا زمانہ ہے یعنی جہاد بالقرآن۔ ہمارے بزرگوں نے اس جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور اسلام کی بے حد خدمت کی ہے اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس جہاد اکبر کے مجاہد بنیں۔ قرآن سیکھیں اور لوگوں تک پہنچائیں یضع الحرب کی حدیث اس زمانہ کے لئے مخصوص ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔

آخر میں صدر جلسہ شیخ میاں ظہور احمد صاحب نے ہمارے اس اجلاس کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ ہمیں وقت کی نزاکت کو سمجھنا چاہیئے اور قیمتی وقت جس کا سورۃ العصر میں بھی ذکر ہے کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے کہیں ہم اس کو ضائع نہ کر دیں اور اور نقصان نہ اٹھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے یورپ کے ممالک دیکھے ہیں۔ جب میں اس سورۃ کو تلاوت کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ وقت کی قدر و قیمت ان لوگوں نے سمجھی ہے۔ جس قوم کو وقت کی پابندی اور قدر و قیمت کا حکم ہوا تھا وہ تو بھول گئی ہے یورپ نے ہر مسئلہ کو اسلامی طور پر حل کیا ہے۔ بچوں اور نوجوانوں کی صحیح تربیت کرنا ان لوگوں نے سمجھا ہے۔ یورپ میں ہر بچے کو موقعہ دیا جاتا ہے کہ اپنے رجحان کے مطابق وہ پیشہ اختیار کرے۔ وہاں ہر چھوٹے بڑے کے لئے ضروریات زندگی مہیا کی جاتی ہے چنانچہ ایک چپڑاسی کو بھی وہی دودھ ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلعم کی تعلیم بھی یہی ہے کہ نوکر کو بھی وہی کپڑا اور وہی کھانا دو جو خود کھاتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے جماعت کے قیام کا واحد مقصد یہ تھا کہ نبی اکرم کی مکمل تعلیم کو ہم اپنے عمل سے دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ آپ نے کہا کہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے اشاعت اسلام کے لئے ایک میگزین تیار کیا وہ تھا سلسلہ تصنیفات۔ یہ وہ مضبوط کام ہے جس سے آپ تمام دنیا کو فتح کر سکتے ہیں ضرورت ہے کہ ہماری جماعت میں بھی ایسے نوجوان تیار کئے جائیں کہ وہ اپنے باقی لوگوں کے لئے نمونہ ہوں۔ وہ وقت کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور اپنی زندگیوں کو مفید کاموں میں لگا سکیں۔ انہی نوجوانوں کو جماعت کی باگ ڈور سنبھالنی ہے مجھے خوشی ہوتی ہے کہ یہاں کے بچے نہایت دلیری سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ آخر میں آپ نے مبلغ ایک سو روپیہ مقامی جماعت کے استحکام کے لئے عنایت کیا۔

راقم الحروف حضرت قبلہ میاں صاحب کا از حد ممنون ہے کہ آپ ہمیشہ جماعت پشاور کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر دلچسپی لیتے ہیں۔ میں ان کو اسی جماعت کا ایک ممبر سمجھتا ہوں۔ وہ اکثر ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ والسلام۔ محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور

مولانا مودودی کی شرعی قلابازیاں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

حضرت علی سے بڑھ کر اس زمانے میں کون شریعت کا جاننے والا تھا؟ انہوں نے صاف الفاظ میں حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ آپ کا یہ اقدام حدود شریعت سے متجاوز ہے، اور حضرت عائشہ اپنے کمال درجہ کی ذہانت و فقاہت کے باوجود اس کے جواب میں کوئی دلیل نہ پیش کر سکیں۔ حضرت علیؓ کے الفاظ یہ تھے کہ وہ

"بلاشبہ آپ اللہ اور اس کے رسول ہی کی خاطر غضبناک ہو کر نکلی ہیں۔ مگر آپ ایک ایسے کام کے پیچھے پڑی ہیں جس کی ذمہ داری آپ پر نہیں ڈالی گئی۔ عورتوں کو آخر جنگ اور اصلاح بین الناس سے کیا تعلق؟ آپ عثمانؓ کے خون کا دعوے لے کر اٹھی ہیں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ جس شخص نے آپ کو اس بلا میں ڈالا اور اس معصیت پر آمادہ کیا وہ آپ کے حق میں عثمانؓ کے قاتلوں سے زیادہ گنہگار ہے۔"

دیکھئے اس خط میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضؓ کے فعل کو سراسر خلاف شرع قرار دے رہے ہیں۔ مگر حضرت عائشہ اس کا کوئی جواب اس کے سوا نہ دے سکیں کہ جل الامر عن العتاب یعالم اب اس حد سے گذر چکا ہے کہ عتاب و ملامت سے کام چل سکے"

پھر جنگ جمل کے خاتمے پر جب حضرت علی ام المومنین سے ملنے تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا یا صاحبۃ الھودج قد امرک اللہ ان تقعدی فی بیتک ثم خرجت تقاتلین؟ "اے ہودے والی اللہ نے آپکو گھر بیٹھنے کا حکم دیا تھا اور آپ لڑنے کے لئے نکل پڑیں؟" مگر اس وقت بھی حضرت عائشہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اللہ نے ہم عورتوں کو گھر بیٹھنے کا حکم نہیں دیا ہے اور ہمیں سیاست اور جنگ میں حصہ لینے کا حق ہے۔

پھر یہ بھی ثابت ہے کہ آخر کار حضرت عائشہؓ خود اپنے اس فعل پر پچھتاتی ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں یہ روایت لائے ہیں کہ ام المومنینؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے شکایۃً فرمایا "اے عبدالرحمٰن تم نے کیوں نہ مجھے اس کام پر جانے سے منع کیا؟" انہوں نے فرمایا "میں نے دیکھا ایک شخص (یعنی عبداللہ بن زبیر) آپ کی رائے پر حاوی ہو گیا ہے اور مجھے امید نہ تھی کہ آپ اس کے خلاف چل سکیں گی۔" اس پر ام المومنین نے فرمایا "کاش تم مجھے منع کر دیتے تو میں نہ نکلتی۔"

اسلام کی آڑ مت لو

اس کے بعد جناب صدیقہؓ کے عمل میں آخر کیا دلیل باقی رہ جاتی ہے جس کے بل بوتے پر کوئی صاحب علم یہ دعویٰ کر سکتا ہو کہ اسلام میں عورتیں سیاست اور نظم مملکت کی ذمہ داری میں شریک قرار دی گئی ہیں؟ رہے وہ لوگ جن کے لئے اصل معیار حق صرف دنیا کی غالب قوموں کا طرز عمل ہے۔ اور جنہیں بہرحال چلنا اسی طرف ہے جس طرح انہوں جا رہا ہوا

محمد صالح نور مولوی فاضل لائلپور

ابتلاء اور عذاب میں فرق

مولینا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی تصریح ---- اور سامانِ عبرت

دیکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

استاذی المکرم مولینا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے ۱۹۶۱ء میں اس خیال سے کہ شاید جناب خلیفہ صاحب ربوہ کی بیماری ایک ابتلاء اور آزمائش ہے اور حضور کو پھر سے کام کرنے والی لمبی عمر مل جائے گی ایک رسالہ بعنوان "ابتلاؤں کے متعلق اہل سنت اور غیر مبائعین کے اعتراضات کا جواب" رقم فرمایا تھا۔ اس رسالہ کی اشاعت پر قریباً چار سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور بقول شخصے حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود" کا نظارہ ہے اور اب حالات پہلے سے کہیں مختلف ہیں اس رسالہ کے صلا پر مولینا نے "ابتلاء اور عذاب میں فرق" کے تحت تحریر کیا تھا:۔

"اصل بات یہ ہے کہ معترضین آسمانی اذواق سے نابلد ہوتے ہیں اور انہیں ابتلاء اور عذاب میں فرق معلوم نہیں ہوتا، عذاب وہ دکھ ہے جو بطور سزا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ خدا تعالے سے دوری اور اس کا غضب ہوتا ہے نیکیوں سے محرومی اور نیک خیالات سے بے نصیبی ہوتی ہے لیکن ابتلاء ایک محبت بھری آزمائش ہے جو انسان کے جذبات تقوے کو اور بھی شعلہ زن کرتی ہے اور ایسا انسان اللہ تعالے کی محبت اور اس کے قرب میں اور ترقی کر جاتا ہے اسے مزید نیکیوں کی توفیق ملتی ہے اور اس کے خیالات رشد و صلاحیت کے لحاظ سے اور بھی اجاگر ہو جاتے ہیں۔ غرض عذاب اور ابتلاء میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔"

مولینا صاحب نے یہاں ابتلاء کی جو تعریف کی ہے ہم انہی امور سے محرومی کو عذاب کی تعریف میں شامل کر لیتے ہیں۔ مولینا ذرا اجلی حروف کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور پھر ایک مرتبہ صدق دل سے یہ بتلائیں کہ کیا آپ کو خلیفہ صاحب کی موجودہ بیماری کو ابتلاء یا آزمائش قرار دینے پر انشراح صدر ہے اور کیا آپ کے بیان کردہ اصول کے مطابق خلیفہ صاحب کو اس ابتلاء کے نتیجہ میں وہ امور حاصل ہو رہے ہیں جو آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ یا وہ ان حالات سے دوچار ہو رہے ہیں جو آپ نے عذاب کی تعریف میں رقم فرمائے ہیں۔ اگر ان کو نیکیوں کی توفیق نہیں مل رہی اور ہرگز نہیں مل رہی ہے تو کیا آپ ایک رجل رشید کی طرح اپنے اس موقف کو تبدیل کرنے پر جرأت مندی سے تیار ہیں کہ یہ ابتلاء یا آزمائش نہیں ہے بلکہ خدا تعالے کی طرف سے ایک بطش شدید اور عذاب الیم ہے۔؟

مولینا موصوف اسی رسالہ کے صفحہ ۳۵ پر آج سے چار سال قبل کی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مستقبل سے آنکھیں بند کئے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"مدیر پیغام صلح نے اپنے کینہ کے اظہار کے لئے ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ڈوئی سے تشبیہ دے کر لاکھوں احمدیوں کے دلوں کو شدید مجروح کیا ہے حالانکہ مباہلہ اور بددعا کا شکار ہونے والے ایک منکر اسلام کا حال کجا اور خدا کی راہ میں دن رات خدمت اسلام کرنے والا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے پروردہ اور آپ کا موعود فرزند کجا

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

علاوہ ازیں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیماری کے بارے میں ڈاکٹروں کی آراء مختلف ہیں بعض کے نزدیک یہ فالج نہیں ہے جو اسے فالج قرار دیتے ہیں انہوں نے بھی اسے ہلکی قسم کا حملہ قرار دیا ہے بے شک حضرت خلیفۃ المسیح بیمار ہیں مگر موٹر میں کرسی پر بیٹھ کر آپ سیر کے لئے تشریف لے جاتے ہیں ضروری ملاقاتیں فرماتے ہیں رپورٹیں سنتے ہیں اور بعض جماعتی فیصلے بھی فرماتے ہیں اور تبلیغ اسلام کے بارے میں ہدایات بھی دیتے ہیں اور جہاں ضروری ہوتا ہے خود دستخط فرماتے ہیں۔"

مولینا نے جن کی حالت بیماری میں جن مہمات امور دینیہ" کی سرانجام دہی کا ذکر فرمایا ہے اور جلی حروف سے یہاں ظاہر کی گئی ہیں۔ کیا ان کے متعلق مولینا اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ اب یہ آزمائش اور ابتلاء کس حد تک دور ہو چکی ہے اور یا دل کس حد تک چھٹ چکے ہیں اور ۱۹۶۱ء کی حالت سے اب کس درجہ افاقہ ہے اور یہ دور ابتلاء و امتحان دور ہونے کی کیا رفتار ہے؟

اس کتابچہ میں جس کا میں نے ذکر کیا ہے بہت سی اور بھی بے ربط اور بے محل باتیں آپ نے درج کی ہیں۔ خاص طور پر فالج پر بحث ہے کبھی لکھا ہے کہ نیک لوگوں کو فالج ہو سکتا ہے اور کبھی لکھا ہے کہ یہ فالج ہی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فالج کو خبیث مرض لکھا ہے اور اسے "مہلک اور سخت دکھ کی مار" قرار دیا ہے مگر ہم مولینا سے اس بات پر متفق ہیں کہ فالج "خبیث مرض" اور "سخت دکھ کی مار" صرف خدا تعالے کی ناراضگی اور عذاب کی صورت میں ہی کہلا سکتی ہے اگر کسی "نیک اور پاک" انسان کو یہ بیماری ہو جائے تو تب ہم ایسا نہ کہیں گے۔ مگر جہاں نیکی، تقدس اور پاکیزگی عنقا ہو وہاں ہم ایسا کہنے کا حق رکھتے ہیں۔

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رسالہ "چشمہ مسیحی" دیکھ رہا تھا جو ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا ہے اس میں حضور نے چند باتیں فالج وغیرہ امراض کے ہو جانے کے متعلق لکھی ہیں اور پھر نہایت دکھ اور درد کے ساتھ انجام بد ہونے کی وجوہات کی ذیل میں تحریر فرمائی ہیں۔ میرا یقین ہے کہ حضور نے یہ باتیں بلا وجہ بیان نہیں فرمائیں۔ ان میں ایک گہرا اشارہ اور مقصد پنہاں ہے کیونکہ خدا کے مامور کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں بے مقصد نہیں ہوا کرتیں اور ان میں نہاں در نہاں معانی اور مطالب ہوتے ہیں امید ہے کہ مولینا موصوف اور قارئین پیغام صلح حضور کی اس عبارت کو پڑھ کر ایک گونہ کیفیت محسوس کریں گے اور میں خود بھی اس حوالہ کو اس جگہ بلا مقصد درج نہیں کر رہا ہوں یہ بھی محض خدا تعالے کا ایک تصرف ہے وھو ھذا:۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"دراصل نجات اس دائمی خوشحالی کے حصول کا نام ہے جس کی بھوک اور پیاس انسانی فطرت کو لگا رکھی ہے جو

قرآن شریف کے دو حکم

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

"باہم بخل۔ کینہ۔ حسد اور بے مہری چھوڑ دو۔ اور ایک ہو جاؤ۔ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت و اطاعتِ باری عزّ اسمہٗ اور دوسری ہمدردی اپنے بھائی اور اپنے بنی نوع کی"۔

ازالہ اوہام ص ۳۳۹

محمد صالح نور کے قلم سے

مولینا عبدالمنان صاحب عمرؔ کی لائل پور میں تشریف آوری

خطبہ جمعہ ــ جماعت سے خطاب ــ دیگر مصروفیات

جماعت احمدیہ لائل پور کے لئے یہ امر باعث صد افتخار ہے کہ ہماری درخواست پر حضرت مولینا نورالدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولینا عبدالمنان صاحب عمر ایم۔ اے۔ اکتوبر کے ماہانہ اجلاس میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن پر آپ کا استقبال جماعت کے نمائندگان نے کیا۔ اور آپ نے محترم میاں فضل احمد صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ جمعہ کی صبح کو آپ شیخ میاں محمد میڑنٹی ہسپتال کی وسیع عمارت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ عظیم ہسپتال ٹرسٹ کی طرف سے تیس لاکھ روپے کے کثیر مصرف سے عورتوں اور بچوں کی بہبود کے لئے بنایا گیا ہے۔

خطبہ جمعہ

جامع احمدیہ پریمیئر فلور ملز میں آپ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ احباب جماعت اور غیراز جماعت نے کثرت کے ساتھ شرکت کی۔ آپ نے خطبہ میں آیت قرآنی یا ایّھا الّذین اٰمنوا ھل ادلّکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم کی نہایت پُرحکمت، لطیف، اور جامع تفسیر بیان فرمائی اور بتلایا کہ قرآن حکیم اپنی تعلیم کے ذریعہ نسل انسانی کو تسکین قلب حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ انسانی زندگی کے لئے سب سے اذیت ناک دکھ اور المناک عذاب سکونِ قلب کا فقدان ہے اور آج دنیا کے ہر گوشہ سے یہی آواز آ رہی ہے کہ ہمیں سکونِ قلب کی دولت میسّر نہیں ہے۔ دولت مند اور مالدار اور ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنانے والے بھی اس نعمت عظمیٰ سے یکسر محروم ہیں اور زبانِ حال اور زبانِ قال سے اس نعمت کے طالب ہیں۔ دنیا میں صرف ایک اور ایک ہی کتاب ہے جس نے یہ دعوت دی ہے کہ آؤ میں تم کو سکون قلب اور اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دوں اور تم کو ایسی دولت دوں جو تمہاری تمام المناکیاں یکسر مٹا کر رکھ دے۔ اور یہ بات ایک حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ چکی ہے کہ آج یورپ اور امریکہ کے فلاسفر اور مستشرقین یہ بات ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں اور انہوں نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ اگر آج دنیا امن اور سلامتی حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ محمد اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی مل سکتی ہے۔ اور واقعات بھی یہی ہیں کہ بہتوں نے اس پُرحکمت کلام کی برکتوں اور نوازشوں سے سکون قلب حاصل کر لیا ہے اور اس تعلیم کے طفیل اپنی زندگیوں کو ہر لحاظ سے کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کر لیا ہے۔ آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ ہر کام میں ہم اپنی نیت کو نیک اور پاک رکھیں اور تسکین قلب کے حصول کے لئے ہم عہد کریں کہ قرآنی تعلیم پر ہر رنگ میں عمل کرنے کی سعی کریں گے۔

ماہانہ اجلاس

اسی روز شام کو جماعت کا ماہانہ اجلاس ملک نذر حسین صاحب ملز اونر کے ہاں زیر صدارت الحاج میاں مولا بخش صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز عبدالرب خان برہم نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ جس کے بعد مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے معزز مہمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے آپ کو خوش آمدید کہا اور آپ کا حاضرین سے مخصوص تعارف کرایا۔ اور ساتھ ہی حضرت مولینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

جماعت سے خطاب

مولینا عبدالمنان صاحب عمر نے جماعت سے خطاب فرماتے ہوئے نہایت بیش قیمت نصائح سے احباب جماعت کو نوازا۔ آپ نے فرمایا کہ مامورین جب آتے ہیں تو وہ تین قسم کا انقلاب پیدا کرتے ہیں:۔

اوّل ۔ افراد میں انقلاب۔ وہی افراد جو مامورؔ کے آنے سے پیشتر ہدایت سے محروم ہوتے ہیں، ان کی طبائع میں ایک حیرت انگیز تبدیلی رونما ہو جاتی ہے اور مامورؔ کی قوت قدسی ان کے وجودوں میں نفوذ کر کے ان کو اعلیٰ روحانی قوت و استعداد عطا کرتی ہے اور مامور وقت کے ذریعہ وہ مقربین بارگاہ الٰہی بن جاتے ہیں اور اس طریق پر یوشع بن نونؑ، ابوبکرؓ اور نورالدینؓ جیسے وجود پیدا ہوتے ہیں جن کے نام قوموں کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد میں ایسا بے نظیر انقلاب برپا کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہم جیسے پاک وجود پیدا کئے جو آج بھی آسمانِ اسلام پر ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔

دوم:۔ جماعتی اور قومی انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ مامورؔ کی بعثت کے خاص مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے ایک قوم تیار کی جاتی ہے جو اپنے کردار اور قول و عمل سے ایک گہرا نقش پیدا کرتی ہے اور جس سے آئندہ نسلیں روشنی حاصل کرتی ہیں۔

سوم:۔ مامورؔ اپنے پیغام کو دنیا میں پھیلا کر ایک علمی انقلاب پیدا کرتا ہے اور چونکہ وقت کی ضرورت اور تقاضا کے مطابق وہی علم خدا کی طرف سے اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے اس لئے وہی بالاتر رہتا ہے اور وہ علم تمام دنیا کے لوگوں کے قلوب سے ٹکرا کر ان میں ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو اس کو اپنا لے اسے خدا بھی اپنا بنا لیتا ہے اور پھر جو اس صبغۃ اللّٰہ کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں انہیں خدا تعالےٰ اپنی رضامندی کی راہیں دکھلاتا ہے۔

آپ نے دوران تقریر جماعت کو نصائح فرماتے ہوئے کہا کہ لازم ہے کہ جو کام مامورؔ پیدا کرتا ہے وہ ہمارے وجودوں کے ذریعہ سے قائم رہیں اور ہم اپنے آپ کو، اپنی قوم کو، اور اپنے ماحول کو ویسا ہی بنا دیں جیسا کہ مامورؔ اور اس کے خدا کا منشا ہوتا ہے۔

اصلاحِ نفس

آخر میں آپ نے جماعت کو چند بیش قیمت نصائح فرمائیں کہ ذاتی اصلاح یعنی اصلاح نفس کے لئے تین امور پر کاربند رہنا از بس ضروری ہے۔

اوّل: نماز تہجد۔ جو قلبی اصلاح کے لئے ایک لازمی جزو ہے اور یہ نسخہ لاکھوں بزرگوں کا آزمودہ ہے۔ اس لئے اس کے استعمال میں ہمیں کوئی ہچکچاہٹ یا تساہل نہ کرنا چاہئے۔

(باقی پر صفحہ ۱۲)

مذہب کی آڑ میں

مولانا مودودی جن کی شرعی قلابازیوں کا نقشہ قارئین کرام گذشتہ اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں، ہمیشہ اسی طرح مذہب کی آڑ میں سیاست کا شکار کھیلنے کے لئے قلابازیاں کھاتے رہتے ہیں اور حالیہ انتخابی مہم میں جو کارنامے وہ سرانجام دے رہے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے کہ مذہب کو انہوں نے عوام کے جذبات سے کھیلنے کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے، اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے، مذہبی اصولوں کو بھی وہ اسی طرح بدل دیتے ہیں، جیسے میلے کپڑے بدل دیئے جاتے ہیں، اپنی ایک سابقہ تقریر میں مولینا یہ ارشاد فرما چکے ہیں کہ:-

"راست بازی و صداقت شعاری اسلام کے اعلیٰ ترین اصولوں میں سے ہے اور جھوٹ اس کی نگاہ میں ایک بدترین برائی ہے لیکن عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب تک کا فتوےٰ دیا گیا ہے"

(ترجمان القرآن بابت ماہ مئی ۱۹۵۸ء)

سُن لیا آپ نے ؟ مولینا فرماتے ہیں کہ راست بازی اسلام کا اصول تو ہے اور جھوٹ اس کی نگاہ میں بدترین برائی ہے لیکن عملی زندگی میں راست بازی سے کام نہیں لیا جاسکتا اور ضرورت کے موقعہ پر جھوٹ بول لینا یا بالفاظ دیگر اس "بدترین برائی" کا ارتکاب کر لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے۔ غور کیجئے جس شخص کا یہ اصول ہو، وہ کتنے پیچ سے بدل سکتا ہے، اور یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اس کی کوئی بات سچی بھی ہے۔

غالباً موجودہ مہم میں جو مادر ملت مس فاطمہ جناح کو پاکستان کا صدر بنانے کے لئے انہوں نے شروع کر رکھی ہے عملی زندگی کی ایسی ہی ضرورتیں انہیں پیش آگئیں کہ جھوٹ بولنا ان کے لئے واجب ہو گیا اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنے سابقہ فتوے کے خلاف عورت کی سربراہی کو ایسی حرمت قرار دے دیا، جو ضرورت کے موقعہ پر جواز میں تبدیل ہو سکتی ہے، جیسا کہ لکھتے ہیں:-

"شریعت میں جو چیزیں حرام ٹھہرائی گئی ہیں، ان میں سے بعض کی حرمت ابدی اور قطعی ہے جو کسی حالت میں حلت سے تبدیل نہیں ہو سکتی، اور بعض کی حرمت ایسی ہے جو شدید ضرورت کے موقعہ پر ضرورت کی حد تک جواز میں تبدیل ہو سکتی ہے"

یہ ہے مودودی صاحب کی شریعت، جس میں راستبازی اور صداقت شعاری اسلام کا اہم ترین اصول ہونے کے باوجود عملی زندگی میں جھوٹ بولنا بھی جائز بلکہ واجب ہو جاتا ہے، اور ضرورت کے موقعہ پر حرام چیزیں بھی حلال ہو جاتی ہیں گویا اسی شریعت کے ماتحت ان کا فتوےٰ یہ تھا کہ ..... قرآن و حدیث کی رُو سے ایک عورت کا سربراہ مملکت ہونا قطعاً حرام ہے اب اسی شریعت نے ماتحت موجودہ حالات میں ایک عورت کا صدر بنایا جانا قطعاً جائز اور حلال قرار پا گیا۔ کیا ایسی شریعت کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق اور لگاؤ ہو سکتا ہے، جس میں جھوٹ جیسی بدترین برائی بھی جائز بلکہ واجب ہو جائے اور ایک ایسی چیز جو کل تک حرام تھی، ضرورت پیش آنے پر حلال قرار پا جائے، یہ شریعت ہے یا موم کی ناک؟ اب ان کا ایک اور بیان سُن لیجئے، صدر ایوب کی مخالفت اور مس فاطمہ جناح کی حمایت میں بیان دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ایک امیدوار وہ ہے، جس میں صدارت کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور صرف ایک ہی نقص ہے کہ وہ عورت ہے، اور دوسری طرف وہ شخص امیدوار ہے جس میں کوئی بھی خوبی موجود نہیں سوائے اس کے کہ وہ مرد ہے۔

بجا ارشاد فرمایا لیکن یہ بھی بتا دیجئے کہ کیا تم میں ایک بھی مرد ایسا نہیں جو اس عورت جیسی خوبیاں رکھتا ہو، جسکو صدر بنانے کے لئے تم نے شریعت کی قطعی حرمت کو حلت میں تبدیل کر دیا، کیا ایک عورت ہی تم میں ایسی ہے جو صدارت کی اہل ہو سکتی ہے اور مودودی سمیت متحدہ محاذ میں ایک بھی مرد نہیں جو اس عورت جیسی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہو؟ الیس منکم رجل رشید؟

صدر ایوب کے اندر بقول مودودی کوئی بھی خوبی نہ ہونے کے باوجود جو کام انہوں نے اب تک کیا ہے، اور پاکستان کا نام بیرونی دنیا میں جس قدر بلند کیا ہے اس کی دنیا معترف ہے لیکن مس فاطمہ جناح نے سب خوبیاں رکھتے ہوئے اپنی پرائیویٹ حیثیت میں ہی پبلک مفاد کے جو کام کئے ہوں ان کی تفصیل اگر مودودی صاحب بتا دیں تو کیا اچھا ہو، سوائے اس کے کہ ہر حکومت جو پاکستان میں قائم ہوئی نکتہ چینی ہی ان کا مسلک رہا۔ یہاں تک کہ متحدہ محاذ بھی جس کے سہارے اب صدارت کیلئے کھڑی ہوئی ہیں ان کی نکتہ چینی سے محفوظ نہ رہ سکا اور کونسا کام ہے جو انہوں نے اب تک کیا ہے کاش وہ ان لوگوں کے دام میں نہ آتیں جو ان کی آڑ میں عوام کے جذبات کو ابھار کر اپنا مفاد حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو آخر کار ان کی عزت و تکریم اور پاکستان کی بربادی کا موجب ہوں گے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

گولڈن جوبلی کے موقعہ پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آئندہ پانچسالہ منصوبہ

۱۔ جماعتی ترقی و توسیع کے وسائل

(الف) مرکزی احمدیہ کالونی کی تعمیر

جس کے لئے یونیورسٹی ٹاؤن (لاہور) کے قریب امپرومنٹ ٹرسٹ سے قریباً ایک سو بتیس (۱۳۲) کنال اراضی حاصل کی گئی ہے۔ اور جس کی پہلی قسط مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپے ادا کر دی گئی ہے۔

(ب) ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن لاہور میں توسیع

اس ادارہ میں بیک وقت دس طلباء کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہے۔ ان کے علاوہ اب غیر ممالک کے دس مزید طلباء کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جا رہا ہے، اس پروگرام کے تحت سوڈان سے ایک طالب علم بھی آچکے ہیں۔ پروفیسر ارشاد صاحب کی تحریک پر انڈونیشیا کے دو طلباء کا معاملہ زیر غور ہے اور گولڈن جوبلی کی تقریب سعید پر جنوبی مغربی افریقہ، ٹرینیڈاڈ، برٹش و ڈچ گیانا، ——— اور فیجی سے بھی طلباء کی آمد متوقع ہے۔

(ج) جماعتی نظم و نسق

نوجوانانِ سلسلہ کو جماعتی مقاصد میں تحریک کرنا، جماعت دیدہ کو دعوت فکر و اصلاح دینا، اور انڈونیشیا، فیجی، برٹش گیانا اور ڈچ گیانا کے مشنوں میں مرکز سے مبلغین بھیجنا، اس پروگرام میں شامل ہیں۔

(د) احمدیہ مارکیٹ اور دفاتر کی تکمیل

احمدیہ بلڈنگس لاہور میں احمدیہ مارکیٹ اور دفاتر کی تعمیر و تکمیل کی جائے گی۔

۲۔ توسیع اشاعت

(الف) "النور" پبلشنگ کمپنی کا اجراء

(ب) انگریزی ترجمہ قرآن اور کتاب ٹیچنگز آف اسلام از حضرت مسیح موعودؑ کی وسیع پیمانہ پر تقسیم۔

(ج) ۔ بنگالی۔ تامل۔ سندھی۔ گورمکھی اور ہندی زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی طباعت۔

(د) ۔ اوکاڑہ (مغربی پاکستان) میں تردید عیسائیت کے لئے عظیم الشان تبلیغی مشن کا قیام، اس مشن کے لئے زمین حافظ محمد بخش صاحب نے انجمن کو عطا کر دی ہے۔

احباب سلسلہ سے گذارش ہے کہ اس موقعہ کو کامیاب بنانے میں ہر ممکن سعی فرمائیں۔ خاکسار:- سعید احمد جنرل سیکرٹری

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالے بخیرو عافیت ہیں۔ مرکزی جامع احمدیہ اور احمدیہ ہال کی توسیع تک کو بڑھانے کے لئے تعمیر کا کام آپ کی نگرانی میں ہو رہا ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اس نافع وجود کو جس کا وقت رات دن جماعت کی بہتری اور انجمن کے وقار بڑھانے کے لئے مصروفیت میں گزرتا ہے، تادیر سلامتی کے ساتھ قائم رکھے۔

حادثہ

—— یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہماری مرکزی مسجد کے امام حافظ محمد بوستان صاحب ناگہانی طور پر سیڑھیوں سے گر پڑے، جس سے انہیں بہت سی چوٹیں آئیں اور خون بہہ گیا، میو ہسپتال سے مرہم پٹی کرائی گئی، ان کے لئے صحت و عافیت کی دعا کی جائے۔

شادی

—— ۲۵ راکتوبر کو مولنا مرتضےٰ خان صاحب حسن مرحوم کی صاحبزادی طیبہ خانم کی شادی مسلم ٹاؤن لاہور میں لفٹننٹ آفتاب احمد صاحب ٹرانسپورٹ آفیسر پی آئی اے کے ساتھ ہوئی۔ خطبہ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ نے دیا، جس میں دولہا کی طرف سے پندرہ ہزار روپیہ حق مہر کا اعلان کیا گیا، اس موقعہ پر دلہن کے بھائی رشید احمد خان اور ان کی والدہ محترمہ کی طرف سے احباب کو پُرتکلف دعوت دی گئی۔ انجمن کو اشاعت اسلام کے لئے دس روپے دیئے گئے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

کسم سر میں شادی

—— جماعت کے ایک مخلص نوجوان محمد بشیر صاحب چغتائی کی شادی خانہ آبادی حال ہی میں کسم سر چک ۲۲ وہاڑی ضلع ملتان کے احمدی گھرانے میں چوہدری علی محمد صاحب کی دختر نیک اختر غلام فاطمہ صاحبہ کے ساتھ ہوئی ہے۔ لائل پور سے برات ملتان ہوتی ہوئی کسم سر گئی۔ نکاح مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان نے جو دولہا کے بہنوئی ہیں، پڑھا اور تمام رسوم اسلامی طرز پر نہایت سادہ اور پر وقار طریق پر عمل میں آئیں۔ مولوی غلام حسین صاحب نے لائلپور سے، مولوی عبدالمجید صاحب نے اوکاڑہ سے اور میاں محمد الدین صاحب نے وہاڑی سے اور مولوی محمد علی صاحب نے ملتان سے شرکت فرما کر جماعت کی نمائندگی کی۔ اور شادی کے موقعہ پر درس و تدریس، نماز با جماعت اور باہم مل جل کر بیٹھنے کا روحانی ماحول میسر آیا۔ محمد بشیر صاحب نے -/5 روپے اشاعت اسلام کے لئے مرکز کو بھجوائے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ یہ عقد جانبین کے لئے ثمرات حسنہ سے بنائے اور دونوں خاندانوں کو اپنے افضال اور انعام سے نوازے۔ آمین

محمد صالح نور۔ لائل پور

وفات حسرت آیات

—— ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ مستری رفیع اللہ صاحب جمعہ مورخہ ۱۱/۹/۶۴ کی شب کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔

مستری صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے مدت سے جماعت سے وابستہ تھے۔ مرحوم نے رات کے سات بجے وفات پائی۔ ان کے لواحقین نے جو سب غیر احمدی ہیں۔ جماعت کے کسی آدمی کو خبر نہیں دی۔ صبح ساڑھے سات بجے ہماری جماعت کے مخلص دوست گوہر رحمان نے جو ان کے پڑوس میں ہی کام کرتے ہیں مسجد میں خبر کی۔ چونکہ جنازہ ان کے لواحقین نے نو بجے کر دیا تھا۔ اس لئے احباب جماعت جنازے میں شامل نہ ہو سکے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ورثاء نے دیدہ دانستہ جماعت کے احباب کو بے خبر رکھا ہے۔ اور جلد ہی جنازہ کر دیا ہے، یہاں مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد ان کا جنازہ پڑھا گیا۔ احباب سلسلہ سے بھی درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ محمد الرحمان

سیکرٹری جماعت پشاور

گولڈن جوبلی کے لئے دورہ

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری انجمن نے گولڈن جوبلی فنڈ کے لئے جماعت ملتان کا دورہ کیا۔ جس کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اسی مقصد کے لئے کراچی تشریف لے گئے۔

پشاور میں گولڈن جوبلی کے لئے چندہ

—— مکرمی جناب جنرل سیکرٹری صاحب دام اقبالہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حسب ارشاد امیر قوم مورخہ ۱۶/۹/۶۴ کو جماعت میں گولڈن جوبلی کی تحریک کی گئی جواباً جماعت کے افراد نے حسب ذیل حصہ لیا۔

۱۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب صدر جماعت -/100 وعدہ
۲۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب .. .. : -/100 " "
۳۔ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب .. .. : -/100 وعدہ
۴۔ " " " .. .. : -/1000 وعدہ
۵۔ گل رحمان خان .. .. : -/100 برائے گولڈن جوبلی
۶۔ محمد الرحمٰن صاحب .. .. : -/50 وعدہ
۷۔ شیخ شریف احمد صاحب : -/50 "
۸۔ عبدالہادی خان ایڈووکیٹ صاحب : -/50 -/30 وعدہ -/20 نقد
(۹)۔ حاجی نور محمد صاحب .. .. : -/100 نقد
(۱۰) صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب : -/10 نقد
(۱۱) عبدالودود خان .. .. : -/10 وعدہ
(۱۲) سردار خان صاحب .. : -/10 " "
(۱۳) عبدالرحیم خان صاحب .. : -/10 نقد
(۱۴) گلاب شیر خان صاحب .. : -/10 " "
(۱۵) عبدالکریم پاشا سعید میڈیکل سٹوڈنٹ : -/10 نقد
(۱۶) نظیر احمد صاحب .. .. : -/5
(۱۷) صاحبزادہ فضل حالی صاحب .. .. : -/5 وعدہ
(۱۸) عبداللہ جان خان صاحب اکاؤنٹنٹ اسلامیہ کالج : -/10 نقد
(۱۹) میاں عبداللہ شاہ صاحب چارسدہ : -/100 جوبلی فنڈ
" " " " : -/400 برائے اشاعت اسلام غیر ممالک
(۲۰) میاں محمد زمان صاحب رئیس چارسدہ : -/500 وعدہ

میزان .. -/2730

تفصیل خرچ :—

آمد و رفت۔ کرایہ یونیورسٹی ۲- آدمی : 1.00

کرایہ آمد و رفت تین آدمی۔ مولوی عبداللہ جان۔ گل رحمان اور خاکسار } 5.50

میزان .. : 6.50

ابھی بہت سے دوست باقی ہیں جن کے پاس ہم مقامی طور پر وفد کی صورت میں جائیں گے۔ چنانچہ ہم نے چارسدہ کا دورہ کیا افسوس کہ سارے دوستوں سے ملاقات نہ ہو سکی۔ پھر دوبارہ چارسدہ جانا ہوگا۔ اور اسی طرح مردان وغیرہ کا بھی دورہ کریں گے۔

قبلہ میاں ظہور احمد صاحب ہماری بہت حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ ابھی انہوں نے کچھ دریاں اس مسجد کے لئے بنوا کر دی ہیں، ہماری طرف سے ان کا شکریہ ضرور ادا کریں۔

حضرت امیر قوم کی خدمت عالیہ میں السلام علیکم عرض کریں۔

والسلام

خاکسار۔ محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور

پشاور یونیورسٹی میں داخل ہونے والے طلباء کیلئے

پشاور یونیورسٹی سے مسٹر عبدالکریم پاشا سعید سیکرٹری پشاور سٹوڈنٹس جماعت لکھتے ہیں کہ وہ احمدی طلباء جنہوں نے اس سال پشاور یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے، یا جو پہلے سے داخل ہیں، لیکن جماعت سے ان کا رابطہ نہیں، وہ حسب ذیل پتہ پر اپنے نام اور پورے پتے لکھ کر بھیجیں تاکہ ان سے رابطہ پیدا کیا جا سکے، اور جماعت کی باقاعدہ تنظیم میں انہیں شامل کیا جا سکے۔

طلباء کے والدین سے بھی درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے بچوں کو جنہوں نے پشاور یونیورسٹی میں داخلہ لے رکھا ہے ہدایت کریں کہ ذیل کے پتہ پر مجھ سے رابطہ پیدا کر کے باقاعدہ جماعتی تنظیم میں شامل ہوں۔

عبدالکریم پاشا سعید
ہوسٹل نمبر ۱۱
پشاور یونیورسٹی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر کمالات

مصیبت و مشکلات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ پر زبردست ایمان

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۴ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الّا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ——— واللہ عزیز حکیم ——— (سورۃ التوبۃ) ———

کمالات نبویؐ

ان آیات میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ کمالات کا ذکر کیا گیا ہے ان کمالات کے مشاہدہ کرنے والوں کے دلوں میں ایمان مضبوط ہوگیا۔ بغیر مشاہدہ کے انسان کے دل پر مضبوط اثر نہیں ہوتا۔ کتاب کے الفاظ ہوں یا کسی انسان کے۔ جب تک ان کے ساتھ عملی نمونہ نہ ہو ان کا وہ اثر نہیں ہوتا جو نمونہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق جو ان آیات میں بیان کئے گئے ہیں وہ نہایت اہم اور مشکل ہیں۔ حضرت صلعم کی قوم اس آدمی کی قطعاً کوئی عزت نہیں کرتی تھی جس کی طبیعت میں سخاوت نہ ہو اور ایسے انسان کی کوئی قدر نہ تھی اہل عرب کے دلوں میں جس میں شجاعت نہ ہو اور جو فصیح الکلام نہ ہو۔ یہ صفات کسی بھی انسان میں ہوں تو دنیا کے اکثر لوگ اس کی عزت و قدر کرتے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے دنیا جہان کا رسول منتخب کیا تھا۔ اسی انداز سے حضورؐ کو علم عطا ہوا تھا۔ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ ہم جانچ پرکھ کر ...... کسی کو رسالت سپرد کرتے ہیں۔ حضور صلعم کا انتخاب آپؐ کے ذاتی اوصاف کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے کیا تھا۔ لکھا ہے کہ آپؐ اشجع النّاس تھے لوگوں سے بڑھ کر نڈر اور جری تھے۔ اجود النّاس یعنے سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور افصح النّاس تھے۔ فصاحت میں سب سے بڑھ کر تھے۔

ہاشمی خاندان کے اوصاف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے اندر یہ تینوں باتیں موجود تھیں۔ ہاشم آپؐ کے دادا کے دادا تھے۔ ان کی سخاوت عام تھی۔ وہ حج کے موقعہ پر روٹیاں پکواتے۔ اونٹ ذبح کرتے اور سالن و شوربہ میں روٹیاں ڈال کر سارے مجمع کے سامنے پیش کیا کرتے تھے ان کا اصل نام عمرو تھا۔ مگر نام ہاشم اس لئے عام ہوا کہ اس کے معنے ہیں کوٹنے والا کہ وہ روٹیاں کوٹ کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ پھر ان کا بیٹا عبد المطلب ہے۔ وہ بھی شریف، شجاع، پارسا، سخی اور فصیح اللسان تھے۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ جب حج کا موسم آتا تھا تو اُن کی ضیافت سے انسانوں کے علاوہ ہوا کے پرندے اور جنگل کے وحوش بھی مستفید ہوتے تھے۔ ان کے اندر لوگوں کی خدمت کا ولولہ موجزن تھا۔ وہاں پانی کم ملتا تھا ریگستان میں پانی نعمت عظمیٰ ہے۔ لوگوں کی سہولت کے پیش نظر انہوں نے زمزم کا چشمہ نئے سرے سے کھودنا شروع کیا اور منت مانی کہ اگر پانی نکل آیا تو میں اپنا ایک فرزند قربان کر دوں گا۔ زمزم کھودا گیا پانی نکل آیا۔ پھر فیصلہ کیا کہ عبداللہ کو قربان کیا جاوے۔ قوم نے کہا کہ نہیں۔ اس کے بدلے اونٹ قربانی دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے سو اونٹ ذبح کئے۔ وہ پارسا اور عبادت گزار تھے۔ لکھا ہے کہ

۔ انہوں نے اپنے نفس پر شراب حرام کر رکھی تھی ابرہہ نامی عیسائی جب مکہ پر چڑھ آیا کہ مکہ کی تجارت ختم کر دی جائے تو شجاعت کا نمونہ دکھایا۔ عیسائی روٹی کے لئے ہر کام کرتا ہے۔ دعا میں روٹی ہے، مقاصد میں روٹی ہے۔ انجیل میں بار بار لکھا ہے کہ مسیحؑ نے روٹی کھائی اور بھونی ہوئی مچھلی کھائی وغیرہ وغیرہ اس قوم کے سامنے روٹی کا حاصل کرنا بہت بڑا مقصد ہے۔ چنانچہ جب ابرہہ نے دیکھا کہ کعبہ کی وجہ سے مکہ میں تجارت ہوتی ہے اور چہار اطراف سے لوگ آکر کاروبار کا بازار گرم کرتے ہیں جو صرف کعبہ کی وجہ سے ہے تو اس نے صنعا میں اس سے بڑھ کر گرجا بنانے کا فیصلہ کیا کہ یہ رسم پرست اور صنم پرست قوم ہے۔ کعبہ کی نسبت جب وہ عالی شان اور بلند و بالا گرجا دیکھے گی تو وہ اس طرف کھچی آئے گی

صنعا میں عالیشان گرجا کی تعمیر

چنانچہ اس نے ایک عظیم گرجا تعمیر کیا۔ سرخ سپید قیمتی سنگ مرمر سے دیواریں چنوائیں۔ چاندی سونے سے منقش کروایا اور اتنا بلند بنوایا کہ اوپر دیکھنے سے سر پر سے پگڑی گر جاتی تھی۔ گرجا تیار ہوا تھا کہ اس کو آگ لگ گئی اور خاک ہو کر ڈھیر ہو گیا۔

ابرہہ کی مکہ پر چڑھائی

پھر ابرہہ نے سوچا کہ اب کعبہ کو ہی جا کر منہدم کر دینا چاہیئے۔ وہ بڑے وڈ لشکر کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوا۔ مکہ والے اتنی منظم جمعیت کو دیکھ کر پہاڑوں پر جا پناہ گزین ہوئے۔ ایک ہی شخص تھا جو کھڑا رہا۔ وہ تھا عبد المطلب۔ ان کے دل کے اندر قوت سے وہ قوی القلب اور شجاع تھے ان کے دو سو اونٹ ابرہہ نے پکڑ لئے۔ عبد المطلب اپنے اونٹوں کی بازیابی کے لئے ابرہہ کے پاس جاتے ہیں۔ ابرہہ کہتا ہے کہ سنا تھا کہ آپ بہت بڑی شخصیت کے مالک ہیں لیکن آپ نے تو اونٹ طلب کر کے اپنے آپ کو میری نگاہ میں گرا دیا ہے تم کو کعبہ کی فکر نہیں اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔ اور میں تمہارے کعبہ کو گرانے آیا ہوں اس کی فکر تمہیں نہیں ہے۔ عبد المطلب کہتے ہیں کہ انا رب الابل میں تو اونٹوں کا مالک ہوں۔ وللبیت ربٌ اور کعبہ کا بھی مالک ہے اگر میں انسان ہو کر اپنے جانوروں کی پرواہ کرتا ہوں تو وہ خدا اپنے گھر کی ضرور حفاظت کرے گا۔

دعائے عبد المطلب

عبد المطلب واپس آگئے بیت اللہ کے دروازے کے کنڈے کو پکڑ کر کہتے ہیں مجھے کیا فکر ہے۔ کہ انسان بھی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے اے رب تو اپنے گھر کی حفاظت کر لاھم ان المرء یمنع رحلہ فامنع رحالك لا یغلبن صلیبھم ومحالھم محالك ان کی صلیب اور ان کی طاقت تیری طاقت پر غالب نہ آسکے۔ وانصر علی آل الصلیب وعابدیہ الیوم آلك صلیب پرست قوم اور اس کی عبادت کرنے والوں پر آج اپنی قوم کو فتح عطا فرما۔

خاندان رسولؐ میں فصاحت

ان میں سخاوت و شجاعت کے علاوہ فصاحت بھی تھی۔ سارے خاندان پر فصاحت نظر آتی ہے۔ ابوطالب نے جو تقریر حضورؐ کی شادی کی تقریب پر کی تھی اس میں چند اشعار بھی ہیں مثلاً

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامیٰ عصمة الارامل

حضرت نبی کریم صلعم کی تدفین کے وقت حضرت فاطمہؓ نہایت صدمہ زدہ تھیں، انہوں نے بھی اس وقت مرثیہ کہا تھا، اس کا ایک شعر یہ ہے ؎

ماذا علی من شم تربة احمدا
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

آج کہا جاتا ہے کہ حضرتؐ کا نام احمد نہیں تھا۔ لیکن آپؐ کی بیٹی اس نام سے آپؐ کو آخری وقت خراج عقیدت پیش کر رہی ہیں، اس شعر میں فرماتی ہیں کہ جس کسی نے حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کی مٹی سونگھ لی۔ ساری عمر اس کو کسی اور خوشبو کے سونگھنے کی حاجت نہیں۔ غرض خاندان میں فصاحت تھی۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ یہ سفید رنگ کا انسان جس کا چہرہ تمام عیبوں سے پاک ہے اس کا نام لے کر ہم خدا سے بارش کے طلبگار ہوتے ہیں یہ یعنی آپ صلعم خدا کے محبوب ہیں مخلوق کے خادم ہیں۔ ایک دفعہ خیبر کے موقعہ پر مرحب نے میدان میں نکل کر بڑے زور سے کہا کہ میری بہادری کو خیبر جانتا ہے۔ کون ہے جو میرے مقابلہ پر آئے گا۔ حضرت علیؓ نکلتے ہیں اور کہتے ہیں

انا الذی سمتنی امی حیدره
کلیث غابات کریه المنظره

میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔
میں جنگل کے شیر کی طرح ہوں۔ جس کے دیکھنے سے ڈر لگتا ہے۔

یہ حالات بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رگوں میں اس خاندان کا خون تھا۔

سیرت نبویؐ

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اشجع الناس۔ اجود الناس اور افصح الناس پیدا کیا تھا۔

قوم کی طرف سے اذیت رسانیاں

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؐ کو باوجود ان کے ان اخلاق فاضلہ کے ان کی قوم ہلاک کرنے کا مصمم ارادہ کر چکی تھی اور ان کا یہ بھی ارادہ تھا کہ ان کے دین کو مٹا کر رکھ دیا جائے قوم نے ابتداء سے لے کر آج تک ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بے حد تکالیف پہنچائیں تھیں مگر حضورؐ کے قدموں میں انہوں نے غیر معمولی ثبات دیکھا۔

پیش کش

پھر لالچ دیا کہ ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔ آپؐ کی شادی کے لئے ہر بڑا سردار اپنی اپنی دوشیزہ پیش کرنے کو تیار ہے۔ ہم سونے چاندی کا ڈھیر بھی پیش خدمت کرنے کو تیار ہیں صرف اتنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے بتوں کی توہین کرنا ترک کر دیں۔ لیکن حضورؐ پر اس بڑے سے بڑے لالچ کا بھی اثر نہ ہوا۔

پھر وہ حضرت ابوطالبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا عمارہ بن ولید جو نہایت خوبصورت نوجوان ہے لے لو اس کو بطور فرزند کے پالو۔ اور محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اسکو قتل کر دیں۔ اس پر ابوطالب نے جواب دیا اذا تروح الابل جب اونٹ شام کے وقت چراگاہ سے واپس آتے ہیں ان

حنت ناقة الی غیر فصیلها

اگر اس وقت کوئی اونٹنی اپنا بچہ چھوڑ کر دوسرے بچے کو دودھ دیتی ہو تو میں محمد تمہارے حوالہ کر سکتا ہوں۔

ایمان کی پختگی

جب قوم کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں تو انہوں نے حضورؐ کو قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی تسلی کے لئے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی

الا تنصروه فقد نصره الله اگر تم اس کی مدد نہ کرو تو خدا تعالیٰ نے ان حالات میں اس کی مدد کی ہے۔

اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین۔ جب قوم نے حضورؐ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو اس وقت دو آدمی ہیں۔ ایک جرنیل ہے اور ایک سپاہی ہے۔ اس سے چھوٹی کوئی فوج نہیں ہو سکتی۔ اس وقت کوئی پناہ دینے والا بھی نہیں ہے قیصر ولیم کو ملک بدر کر دیا گیا تو ہالینڈ نے اسے پناہ دی۔ اور امان اللہ کو افغانستان سے نکال دیا گیا تو اٹلی نے اسکو پناہ دے دی۔ لیکن آپؐ کو پناہ دینے والا کوئی نہ تھا۔ آپؐ غار میں پناہ لیتے ہیں۔ رات کی تاریکی ہے۔ تنہائی ہے ویرانی ہے اور سناٹے کا عالم طاری ہے۔ وحوش کی آوازیں آ رہی ہیں۔ یہ کیسی خطرناک حالت ہے۔ بے ایمان آدمی جس کی طبیعت میں بناوٹ ہو اس کے دل کے اندر قوت نہیں ہوتی۔ وہ ڈرتا ہے۔ خوف کے مارے اس کی جان نکل جاتی ہے۔ مگر آپؐ ہیں کہ ایسے خوف و ہراس کے وقت اپنے ساتھی کو تسلی دیتے ہیں۔ لا تحزن۔ فکر مت کرو۔ ڈرو نہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ساتھی کو یقین ہے کہ آپؐ جو کچھ فرماتے ہیں سچ ہے۔ اگر بناوٹ ہوتی تو پاؤں پھسل جاتے لیکن ان کا ایمان قوی ہے ان کے پاؤں میں ثبات ہے حضورؐ نے غار میں بھی لاجواب جوانمردی سے کام لیا اور میدانِ کارزار میں بھی اشجع الناس ثابت ہوئے۔

میدانِ جنگ میں شجاعت کا نمونہ

جنگ حنین میں آپؐ نے کمال شجاعت کا نمونہ دکھایا۔ جب ساری قوم بھاگ گئی۔ تو آپؐ اکیلے میدان میں نکلتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں انا النبی لا کذب میں نبی ہوں۔ نبی جھوٹا نہیں ہوا کرتا۔ اور تیرے پر ایک اور فضل بھی ہے انا ابن عبد المطلب میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ ہم نسلاً بعد نسلاً بہادر ہیں یہ کوئی تھا کہ دشمن کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ آئی ایک شخص کا اکیلے کھڑا رہنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ انتہا ہے شجاعت کی۔ خچر پر سوار ہیں۔ اگر بھاگنا ہوتا تو خچر پر نہیں بلکہ رسالے کے بڑے گھوڑے چابک پر سوار ہوتے حضورؐ کی آواز سن کر بھاگا ہوا لشکر واپس آ گیا اور اس بے جگری سے دشمن پر حملہ آور ہوا کہ دشمن کو بھاگنا ہی پڑا اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔

مال غنیمت کی تقسیم

اس جنگ میں چالیس ہزار بھیڑ بکریاں۔ ۲۴ ہزار اونٹ اور چار ہزار چاندی کے سکے ہاتھ آئے سارا مال لوگوں میں بانٹ دیا۔ اور ایک چیز بھی اپنے پاس نہ رکھی۔ اونٹ کے کوہان سے تھوڑی سی اون لے کر آپؐ نے فرمایا کہ میں تو مال سے اتنا بھی نہیں لیتا میں اگر خمس لیتا ہوں تو تمہاری ضروریات قومی پر خرچ کر دیتا ہوں۔

جنگ میں اخلاق کے سبق

میدان جنگ میں اخلاقیات کا سبق بھی دیتے ہیں۔ فرمایا غلول سے بچو۔ بد دیانتی سے بچو۔ اگر تم میں سے کسی نے ایک سوئی کے برابر بھی چیز اٹھائی ہو تو وہ واپس کر دے۔ فرمایا بد دیانتی قوم کے لئے عار اور ذلت کا موجب ہے۔ عراق کا لاکھوں کا مال آیا اور لوگوں میں تقسیم کر کے خالی ہاتھ لوٹ گئے۔ دنیا کے مفاد کی طرف کوئی لگاؤ نہیں۔

اسوۂ رسولؐ کا قوم پر اثر

لوگوں نے حضورؐ کو بے لوث پایا۔ حضورؐ کو خطرات میں شجاع پایا۔ حضورؐ کو اکثر موقعوں پر اخلاق فاضلہ پر قائم پایا۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے نمونہ سے قوم کے اندر یہ باتیں پیدا ہوئیں اگر اتنا ہی فرماتے ہیں کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ میری باتیں مانو۔ نہ قوم ہی بنتی اور نہ دین ہی پھیلتا۔

(باقی بر صفحہ ۱۰)

غلام رسول صاحب ضیا ایم اے

اعجاز القرآن

معجزہ کے لئے قرآن مجید میں لفظ "آیت" مستعمل ہوا ہے۔ جس کے اصل معنی ظاہری نشان یا علامت کے ہیں جس کے ذریعہ ایک چیز پہچانی جاتی ہے۔

(راغب)

اللہ تعالیٰ اہل دنیا کی نظر میں پیغام الہیہ کو منجانب اللہ ثابت کرنے کے لئے اپنی علیم و قدیر صفات کے تحت اپنے علم و قدرت سے ایسا نشان قائم کرتا ہے جو اپنے اندر ایسی ارفع شان رکھتا ہے۔ کہ انسانی دل دماغ اس کا مثل لانے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ اس کو اسلامی اصطلاح میں "معجزہ" اور قرآن کریم کی زبان میں آیت اللہ کہتے ہیں۔

معجزہ کسی سنت اللہ کے توڑنے کا نام نہیں بلکہ معجزہ خود ایک سنت اللہ ہے جو وحی الہی کے منجانب اللہ ہونے پر ایک اقوی دلیل ہے۔

رسول کریم صلعم نے اپنی صداقت کے لئے سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید پیش کیا۔ اور قرآن مجید خود ایک معجزہ ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ قرآن میں آتا ہے:-

"لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً" (۱۷/۸۸)

"یعنی کہو اگر انسان اور جن اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل بنا لائیں تو اس کی مانند نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔"

"ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریٰت وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین" (۱۱/۱۳)

کیا کہتے ہیں کہ اس نے خود جھوٹ بنا لیا ہے۔ کہو۔ اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوائے جسے بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

"وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔"

اگر تم کو اس میں شک ہے جو خدا نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔

مستشرقین کو بھی اس امر کا اعتراف ہے کہ قرآن کریم ایک ایسا معجزہ ہے۔ جس کی مثل کوئی نہیں لا سکتا باسورتھ سمتھ لکھتے ہیں:-

"یہ ایک ہی معجزہ تھا جس کا محمدؐ کو دعوے تھا وہ اس کو مستقل معجزہ کہتے تھے۔ فی الحقیقت یہ ایک ہی معجزہ تھا۔"

(لائف آف محمد صفحہ ۲۹۰)

قرآن مجید کا اعجاز کئی پہلوؤں کے لحاظ سے ہے:-

۱۔ ہدایت کے لحاظ سے

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو ھدی للمتقین یعنی متقیوں کے لئے ہدایت اور دوسری جگہ ھدیً للناس یعنی سب لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب فرمایا ہے۔

قرآن مجید ہدایت کے لحاظ سے ایک زبردست معجزہ ہے کیونکہ اس سے ایک عظیم الشان انقلاب وقوع میں آیا۔ جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ وہ قوم جو گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑی ہوئی تھی۔ جب یہ معجزہ ظہور میں آیا تو اس قوم کے افراد میں، خاندانوں میں معاشرہ میں سارے ملک میں ایک تبدیلی رونما ہو گئی، یہ تبدیلی مادی اخلاقی علمی اور روحانی بیداری تھی۔

موسیو سیڈیو فرانسیسی لکھتا ہے:-

"اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کو نہیں دیکھا جس کے اثر سے کفروں کی تمام بری اور معیوب عادتوں کی کایا پلٹ ہو گئی"

۲۔ مکمل ضابطہ حیات ہونے کے لحاظ سے

قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور کوئی ایسی چیز نہیں جو اس دنیا کے انسانوں کے لئے ضروری ہو۔ لیکن اس میں موجود نہ ہو۔ پھر یہ ایسی کتاب ہے۔ کہ ہر زمانہ کے لوگوں کی راہنمائی کا کام دیتی ہے کبھی ایسا زمانہ نہیں آسکے گا۔ کہ جب یہ کتاب لوگوں کی ہدایت سے قاصر ہو۔ چنانچہ موسیو ادورین کلاقل فرانسیسی لکھتے ہیں:-

"قرآن مذہبی قواعد اور احکام ہی کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں اجتماعی (سوشیل) احکام بھی ہیں جو انسان کی زندگی کے لئے ہر حالت میں مفید ہیں"

ڈیون پورٹ لکھتے ہیں:-

"قرآن مسلمانوں کا مشترکہ قانون ہے معاشرتی ملکی۔ تجارتی۔ فوجی، عدالتی تعزیری، سب ہی معاملات اس میں پائے جاتے ہیں، باوجود اس کے یہ ایک مذہبی کتاب ہے۔ اس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنایا ہے"

۳۔ فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے

معتزلہ سے جاحظ اور تمام اشاعرہ قرآن مجید کو فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے معجزانہ قرار دیتے ہیں۔ اس کا اعتراف نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ غیر مسلم مستشرقین کو بھی ہے چنانچہ لکھا ہے:-

"قرآن مجید اثر دار لئے یقین دلانے کی طاقت فصاحت و بلاغت اور تراکیب و بندش الفاظ میں بے نظیر ہے .... اور دنیا کے سائنس کے تمام شعبوں کی حیرت انگیز ترقی کا باعث ہے۔"

(برٹش فیلڈ نیور لیبر چسز صفحہ ۵)

جارج سیل لکھتے ہیں:-

"قرآن کریم بے شبہ عربی زبان کی سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب ہے کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے۔"

ڈاکٹر موریس فرانسیسی لکھتے ہیں:-

"قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت و بلاغت ہے مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے قرآن کو تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت ہے۔"

پاپولر انسائیکلو پیڈیا میں ہے:-

"قرآن کی زبان میں بلحاظ لفظ عرب نہایت فصیح ہے۔ اس کی انشائی خوبیوں نے اسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے۔"

۴- تحریف و تبدل سے محفوظ رہنے کے لحاظ سے

قرآن مجید کے متعلق خدا کا وعدہ ہے:-

" انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (حجر)

ہم نے ہی یہ نصیحت (قرآن) اتاری ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے"

دنیا کا کوئی مذہب نہیں جس کی کتاب اپنے ہادی کی زبان میں بعینہٖ اسی طرح محفوظ ہو۔ یہ فخر قرآن مجید کو ہی حاصل ہے کہ وہ جیسے ہی محفوظ ہمارے ہاتھوں میں پہنچا ہے جس طرح رسول کریم صلعم کے زمانہ میں نازل ہوا۔ سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد صفحہ ۸۴ میں لکھتا ہے:-

" گو یہ ممکن ہے کہ محمدؐ نے قرآن خود ہی بنایا تھا۔ مگر جو قرآن ہمارے پاس آج موجود ہے یہ وہی ہے جو محمد (صلعم) نے دنیا کے سامنے پیش کیا"

پھر لکھا ہے:-

" ہم نہایت مضبوط قیاسات کی بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک آیت جو قرآن میں ہے وہ اصلی ہے اور محمد (صلعم) کی غیر محرف تحریف ہے"

(لائف آف محمد صفحہ ۵۶۲)

۵- جاذبہ اثر کے لحاظ سے

قرآن کریم کے اعجاز کی ایک وجہ اس کی خارق عادت تاثیر ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے:-

"ولقد جاءهم من الانباء ما فيه مزدجر حكمة بالغة فما تغن النذر" (قمر)

اور یقیناً ان کو (قرآن کے ذریعہ سے) وہ باتیں پہنچ چکی ہیں جن میں تنبیہہ ہے۔ یہ قرآن دل تک پہنچ جانے والی دانائی ہے۔

۔۔ ڈرانا کسی کام نہ آیا کفار قرآن مجید کی قوت تسخیر کی وجہ سے اسکو سحر اور جادو کہتے تھے۔

واذا تتلى عليهم ايتنا بينت قال الذين كفروا للحق لما جاءهم هذا سحر مبين (احقاف)

جب ان کافروں پر ہماری کھلی کھلی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ تو وہ لوگ جو سچائی کے آنے کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں کہتے، یہ تو کھلا ہوا جادو ہے،

رؤساء کفار کہتے تھے کہ جب محمدؐ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنانے لگیں تو شور کر دو تاکہ لوگ سن کر متاثر نہ ہوں ۔۔ قرآن میں آتا ہے:-

وقال الذين كفروا لا تسمعوا لهذا القران والغوا فيه لعلكم تغلبون - کفار نے کہا کہ:-

قرآن کو سنا نہ کرو - اور اس کے پڑھتے وقت شور و غل کر دو شاید تم جیت جاؤ -

یہ آیات قرآن کی قوت تاثیر پر دلالت کرتی ہیں اور تاریخ بھی یہ ظاہر کرتی ہے کہ بڑے بڑے سرکش اور دشمنان اسلام قرآن مجید کی آیات سن کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ گھر سے مسلح ہو کر رسول کریم صلعم کا کام کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ لیکن اپنی بہن کے گھر قرآن کی آیات سنتے ہیں تو تیغ براں ان کے ہاتھ سے گر جاتی ہے اور ہمشیرہ کے گھر سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر رکھ کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور فاروق کے خطاب سے عزت پاتے ہیں۔

خالد بن عقبہ قرآن مجید سن پاتا ہے تو ششدر رہ جاتا ہے۔ اور بے اختیار بول اٹھتا ہے:-

والله ان له لحلاوة وان عليه لطراوة وان اسفله لمغدق وان اعلاه لمثمر وما يقول هذا البشر-

بخدا اس میں عجیب شیرینی ہے۔ اس میں عجیب تروتازگی ہے۔ اس کی جڑیں سیراب ہیں اس کی شاخیں پھل سے لدی ہوئی ہیں۔ بشر تو ایسا کہہ نہیں سکتا۔

اسعد بن زرارہ مدینہ کا مشہور رئیس گھر سے مسلح ہو کر نکلتا ہے کہ اسلام کے مبلغ مصعبؓ بن عمیر کو مدینہ سے باہر نکال دے۔ لیکن وہ قرآن کی آیات سن لیتا ہے تو فوراً مصعبؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیتا ہے۔ ثمامہ بن اثال کے نزدیک رسول کریم صلعم سب سے زیادہ مبغوض تھے۔ اسے صرف دو دن تک قرآن کریم سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ قرآن کی تاثیر دل و دماغ پر چھا جاتی ہے تو خود بخود بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اسلام لاتا ہے۔ چنانچہ جان جاک ریسک جیسا متعصب کہتا ہے:-

" جب کہ قرآن پیغمبر کی زبان سے منکر سنتے تھے تو بے تاب ہو کر سجدے میں گر پڑتے تھے۔ اور مسلمان ہو جاتے تھے"

مسٹر جے۔ ٹی ثیاقی کہتا ہے:-

قرآن نے بے حد و شمار انسانوں کے اعتقاد اور چال چلن پر نمایاں اثر ڈالا ہے"

سیل لکھتا ہے:-

" قرآن مجید کا طرز بیان عموماً دلکش اور اس میں روانی ہے ...... اور بہت سے مقامات پر خصوصاً اللہ تعالےٰ کی صفات اور اس کی عظمت و شان اور جلال کا ذکر ہے اس کا طرز بیان اور بھی دلکش اور شاندار اور بلند پایہ ہے ...... وہ محمد (صلعم) اس قدر کامیاب ہوئے اور انہوں نے اپنے سامعین کے قلوب کو اس قدر مسخر کیا کہ کئی مخالف یہ خیال کرنے پر مجبور تھے کہ یہ گویا کسی جادو یا سحر کا اثر ہے"

۶- عدم اختلاف کے لحاظ سے

قرآن کریم میں معنوی لحاظ سے کہیں ایک جگہ بھی کوئی اختلاف نہیں حالانکہ تئیس ۲۳ برس دکھ سکھ کے مختلف اوقات میں نازل ہوتا رہا۔

قرآن مجید میں آتا ہے:-

" افلا يتدبرون القران ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا-

یعنی کیا یہ کافر قرآن مجید میں غور نہیں کرتے اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت سے اختلاف پاتے۔"

۷- غیب کی خبروں کا اعلان کرنے کے لحاظ سے

قرآن مجید نے غیب کی خبروں کا جس سچائی سے اظہار کیا ہے۔ وہ آپ اپنی مثال ہے۔ بہت سے کفار محض غیب کی خبروں کے پورا ہونے کی وجہ سے ایمان لے آئے۔

(۱) - مکہ میں رسول کریم صلعم کو یہ خبر دی گئی - ان الذی فرض عليك القران لرادك الى معاد (سورۃ القصص)

یعنے وہ خدا جس نے تجھ پر قرآن نازل کیا اور اس کی اطاعت فرض کی وہ تجھے ضرور مکہ میں لوٹا کر لائے گا۔ اس خبر میں نہ صرف یہ بتایا گیا ہے کہ رسول کریم صلعم کو مکہ سے ہجرت کرنی پڑے گی بلکہ یہ بھی خبر دی ہے کہ ہجرت کے بعد آپ فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوں گے۔

جن حالات میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کون کہہ سکتا تھا کہ ایک دن رسول کریم صلعم فاتحانہ انداز میں دوبارہ مکہ لوٹ کر آئیں گے۔

باقی بر صفحہ ۲۶

مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن

جرمنی میں تبلیغ اسلام

مسجد برلن میں جلسہ میلاد النبی

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہم نے مسجد برلن میں ۲۲ر جولائی بروز بدھ وار منایا۔ اس کے لئے دعوت نامے چھپوائے گئے اور انہیں عیسائی دوستوں اور مسلمان بھائیوں کے نام بھیجا۔ دعوت نامہ کے سرورق پر قرآن کریم سے ایک آیت معہ ترجمہ چھپوائی گئی وہ آیت یہ تھی وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ دعوت نامہ پر ذیل کا پروگرام بھی درج تھا:۔ تلاوت قرآن کریم ۲۔ درود شریف معہ ترجمہ (۳) نعت عربی زبان میں معہ ترجمہ۔ تقاریر۔ مجھے تقریر کرنا تھا۔ بعد میں صدر جلسہ کی تقریر تھی۔ حاضرین کی مشروبات سے تواضع کرنے کا بھی اعلان بھی مندرج تھا۔ اس اجتماع کی صدارت کے فرائض شلاۃ ولرس دڈرف کے میئر ہر ولہم ڈومسٹرا نے سرانجام دیئے۔ خدا کے فضل سے مسجد بھری ہوئی تھی۔ حاضرین کی تعداد پونے دوسو کے قریب تھی۔ جس میں شہزادی کاجار تھی، بعض بیرن اور بیرونس ڈاکٹری کئے ڈاکٹر اور دیگر معززین شہر نے شرکت کی۔ مقامی چرچ آرگنائزیشن کے سیکرٹری ہر ایبیر ہارٹ اور محترم شیخ میاں ظہور احمد صاحب ———— معہ فیملی بھی موجود تھے۔ دوست احباب کی آمد پر میں نے باہر گیٹ پر کھڑے ہو کر ان تمام کا استقبال کیا اور سواسات بجے شام اس اجتماع کی کارروائی شروع ہوئی۔ فلسطین سے آئے ہوئے ایک نوجوان طالب علم نے قرآن کریم سے تلاوت کی جس کا بعد میں ایک جرمن نومسلم نے جرمن زبان میں ترجمہ سنایا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے نعت بزبان عربی مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کے دس اشعار ایک مصری نوجوان المنشد نے توفق الحاق سے پڑھے۔ ان اشعار کا ترجمہ میں نے پہلے ہی سے جرمن زبان میں کر رکھا تھا۔ جسے جرمن نومسلمہ فراؤ محمودہ فسریچ نے حاضرین کو پڑھکر سنایا۔ حسب پروگرام اب مجھے تقریر کرنا تھا۔ چنانچہ صاحب صدر کے اعلان پر میں نے تقریر کو شروع کیا۔ میں نے اپنی تقریر میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارک محمدؐ اور احمدؐ پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ان دو ناموں میں ایک اعلان ہے کہ ان ہر دو ناموں کا حامل دنیا میں سب سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنے والا ہوگا اور نیز یہ کہ خدا بھی اس انسان کامل کو سب سے بڑھکر مقام محمود پر پہنچائے گا۔ یہ دونوں پیشگوئیاں کس طرح آج پوری ہو رہی ہیں۔ ان کو ذرا تفصیل سے بیان کیا۔ دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تگ و دو اور آپؐ کی مشکلات کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اس سلسلہ میں ان کی مکی اور مدنی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی۔ دفاعی جنگ کا ذکر کیا غلبہ کے بعد دشمنوں سے جو سلوک حضورؐ نے کیا اس کا ذکر کیا۔ آپؐ کے پیدا کردہ انقلاب کو واضح کیا اور آخر میں بتلایا کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے جملہ شعبوں میں افضل ترین نمونہ قائم کیا ہے۔ اس کے بعد میئر صاحب نے تقریر کی انہوں نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریات کو سراہا اور اس امر پر زور دیا کہ آج جملہ مذاہب کے پیروؤں کو مل کر ان نظریات کا مقابلہ کرنا ہوگا جن میں خدا کی ہستی کا ہی انکار پایا جاتا ہے۔

اس تقریر کے اختتام پر ایک جرمن نوجوان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ ان کا نام ہے:۔ برشلتسکے۔ وہ محکمہ پوسٹ میں ملازم ہیں۔ اس نوجوان کو میں نے بھرے مجمع کے سامنے کلمۂ شہادت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ پڑھایا اور یوں اسے عالمگیر اسلامی برادری میں داخل کیا اس نوجوان کی تصویر آپ کو بھیجتا ہوں۔ اگر ممکن ہو تو شائع کر دیں[1]۔ یہ نوجوان ایک عرصہ سے اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کر رہا ہے۔

اعلان سے پہلے ہفتہ میں ایک بار مسجد میں آتا اور قرآن کریم کے بعض حصص کا درس سنتا۔ ...... جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی تواضع کوکا کولا اور بسکٹ وغیرہ سے کی گئی۔ الحمد للہ کہ یہ تقریب سعید بخیر و خوبی سرانجام پائی۔ ہماری اس تقریب کی رپورٹ بعض مقامی اخبارات نے ۲۴ر تاریخ کو شائع کی۔ مثلاً اخبار ڈائی ایلیٹ۔۔

اس اجتماع کے انتظامات کرنے میں میرے عزیز بھائی عبدالرب نے بڑی امداد کی۔ مسجد میں ۱۲۰ کرسیاں اور ۸ بنچ لگائے جن میں سے ہر بنچ پر کم از کم چار اشخاص بیٹھ سکتے ہیں۔ بیٹھنے کے لئے ان انتظامات کے علاوہ کافی دوستوں کو کھڑا رہنا پڑا۔ دوسرے دن کرسیوں کو اٹھایا۔ مسجد کو دھویا۔ اور قالین وغیرہ جمعہ کی نماز کے لئے بچھائے۔ اور یوں عبدالرب صاحب نے اپنی اس محبت کا جو انہیں خدا کے گھر سے ہے عملی طور پر اظہار کیا جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

[1] یہ تصویر اسی پرچہ کے آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر پ۔ ص)

دعوت ناموں کو لفافوں میں بند کرنے ان پر مہریں لگانے کے کام کو ام منصور نے سرانجام دیا۔ اسی طرح حاضرین کی تواضع کرنے میں بہت سے دوستوں نے ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

مسجد میں برلن کے سکولوں کا اجتماع اور سوال و جواب

اس اجتماع کے علاوہ چند اور اجتماعات قابل ذکر ہیں۔ مقامی پبلک ہائی سکول کے ساٹھ افراد مرد و زن مسجد میں جمع ہوئے۔ اس اجتماع کے لئے پبلک ہائی سکول کی طرف سے بڑے بڑے پوسٹر شائع کئے گئے اور انہیں موزوں جگہ پر چسپاں کیا گیا۔ اس گروپ کے لیڈر متحدہ چرچ آرگنائزیشن کے سیکرٹری ہر ایبیر ہارٹ تھے۔ پہلے سے یوں طے ہوا تھا کہ میں مسجد سے متعلقہ امور اور اسلام کی تعلیمات پر لیکچر دوں گا۔ اور ہر نقطہ کے بیان کرنے کے بعد ایک وقفہ ہوگا اور اس وقفہ میں حاضرین بیان کردہ امر سے متعلق سوالات کریں گے اور مجھے اس کی مزید تشریح کرنا ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں نے تقریر شروع کی اور ہر نقطہ کے بیان کرنے کے بعد سوالات کے لئے وقفہ دیا گیا تا حاضرین سوالات کر سکیں۔ یہ اجتماع دو گھنٹے سے زاید وقت تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں میں نے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی پہلی وحی کا آنا اور آپ کا تجربہ اور اس کا پیغام واضح کیا۔ اور آپؐ کے طریق تبلیغ کو واضح کیا۔ دفاعی جنگوں کے متعلق روشنی ڈالی عورتوں کے حقوق اور مسئلہ کثرت ازدواج کی حقیقت کو واضح کیا۔ سوالات کا سلسلہ کافی دلچسپ رہا۔ میری اس تشریح پر کہ کثرت ازدواج کی اجازت میں یورپ کے سوشل مسئلہ کا حل ہے۔ کوئی سوال حاضرین کی طرف سے نہ کیا گیا۔ بعد میں حاضرین کی تواضع چائے بسکٹ سے کی گئی اور پمفلٹ "اسلام کے بنیادی اصول" رعائتی قیمت پر فروخت کئے گئے۔ شہزادی کاجار تھی نے چالیس سے زاید یہ پمفلٹ اپنے ملنے والے حلقہ میں بطور تحفہ بھیجے اور ہر ایک نے اس تحفہ کے ملنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ شہزادی صاحبہ نے ان میں سے بعض خطوط کو مجھے بھی دکھایا۔

پبلک ہائی سکول کے علاوہ مقامی سکولوں سے چار بار دسویں سے تیرھویں کلاس تک کے طلباء اپنے اساتذہ سمیت مسجد میں آئے۔ میں نے انہیں اسلام پر لیکچر دیا۔ بعد میں ان کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ سوالات عام طور پر مسئلہ نجات، زندگی بعد الموت کے متعلق تھے۔

بیرونی ممالک کے زائرین۔ "آپ تو مجھے مسلمان بنانے لگے ہیں" — ایک آسٹریلین وزیر

سکولوں کے طلباء کے علاوہ زائرین برلن میں سے بھی بعض دوست مسجد کی زیارت کے لئے آئے

ان میں سے بعض مسلمان ممالک سے تھے اور بعض امریکہ اور آسٹریلیا سے۔ آسٹریلیا کے ایک وزیر ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے انہیں مسجد میں کھڑے اسلام کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ اسلام ہر انسانی بچہ کے بے گناہ پیدا ہونے کی تعلیم دیتا ہے اور نیز یہ کہ خدا کی طرف سے ہدایت ہمیشہ ہی نسل انسانی کو بذریعہ انبیاءؑ دی گئی اسی بنا پر تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ایک مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ اور یہ وہ اصول ہے جو مذہبی تعصب کو دُور کرنے والا ہے۔ منسٹر صاحب ان باتوں کے سنتے ہی بڑی پھرتی سے اپنی جگہ سے ہلے اور کہنے لگے آپ تو مجھے مسلمان بنانے لگے ہیں۔

"اگر یہ اسلام ہے تو میں مسلمان ہوں" ——— ایک امریکن خاتون۔

امریکہ سے ایک معمر خاتون اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ہمارے ہاں آئیں۔ میں نے انہیں مسجد میں لے جاکر اسلام کی تعلیمات پیش کیں اور بتایا کہ اسلام کی تعلیم کا لب لباب یہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ دنیا کی تمام قومیں بحیثیت انسان ایک ہیں۔ کالا ہونا انسانی حقوق کو ضائع نہیں کر دیتا۔ نیز یہ کہ تمام نسل انسانی کو اللہ تعالےٰ نے بذریعہ انبیاءؑ روشنی دکھائی اور یہ روشنی اصل میں ہمیشہ ہی ایک رہی۔ اس معمر امریکن خاتون نے کہا اگر یہ اسلام ہے تو میں مسلمان ہوں۔

برلن مشن کا سب سے بڑا مقصد

برلن اور مغربی جرمنی سے ہمارے عیسائی دوست اکثر آتے ہیں۔ اس دفعہ اکثر یہ سوال کیا گیا آخر برلن میں ہمارے مشن کا نصب العین کیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم بھی تو خدا کو مانتے ہیں۔ میں نے جواباً کہا کہ اس مشن کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کے خلاف جو غلط پراپیگنڈا مغربی ممالک میں پایا جاتا ہے اسے دُور کیا جائے اور اسلام کی صحیح تعلیم کو مع اس کی خوبصورتی کے اپنے عیسائی دوستوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ تا ہمارے عیسائی دوست مسلمان قوم کے مذہبی نظریات کو جس کی تعداد آج دنیا بھر میں پچاس ملین کے قریب ہے صحیح طور پر سمجھ سکیں، ان سے صحیح رابطہ پیدا کر سکیں۔ دوسرے ہم یہاں اس مسلم مشن کے ذریعہ سے کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے عیسائی دوست اپنے اس دائرہ ایمان کو جس میں کہ وہ ہیں وسیع کریں۔ جب خدا پر ایمان لانے والی کوئی قوم ایمان کے ایک دائرہ میں ہے تو اس کا نام کبھی یہودی کبھی عیسائی ہے۔ لیکن جو نہی خدا پر ایمان لانے ہوئے موسےٰؑ داؤد وغیرہ انبیاء پر تو ایمان رکھتے ہیں لیکن حضرت عیسےٰؑ پر ایمان نہیں رکھتے۔ اسی طرح عیسائی دوست خدا پر ایمان رکھنے کا دعوےٰ کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ ایسے مذہبی راہنما کے ساتھ کسی اور مذہبی رہنما کی وہ حقیقت قبول نہیں کرتے جو ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی ہے۔ لیکن ایک مسلمان ہے جو خدا پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ تمام مذہبی راہنماؤں کی مساویانہ طور پر نہ صرف عزت کرتا ہے بلکہ اُن سے دلی محبت کرتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان تمام راستباز انبیاءؑ پر ایمان لاتا ہے۔ یہ وہ وسیع دائرہ ایمان ہے جسے اسلام دیگر مذہبی گروہوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اسلام مذہب کی حقیقت پیش کر دیتا ہے اور انسان کو ظاہری رسومات سے بلند کرتا ہے۔ مذہبی میدان میں ظاہری رسومات ہی قوموں میں تفریق پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ اس تفریق کو اسلام نے دُور کیا ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ تمام نسل انسانی مساویانہ طور پر خدا کے حضور ذمہ دار ہیں خدا پر ایمان رکھنا اور اس کے حکموں کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا میرا مذہب ہے اس تمام فقرہ کا عربی زبان میں ترجمہ کیا جائے تو اس کے لئے عربی زبان میں لفظ "اسلام" ہے۔ اب بتائیے کیا آپ خدا پر ایمان لانے کا دعوےٰ کرنے کے ساتھ خدا کے قوانین کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر چاہتے ہیں تو آپ مسلمان ہوئے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو یہ مشن اپنے عیسائی دوستوں پر واضح کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

کیا خدا پر ایمان لائے بغیر جنت مل سکتی ہے؟

ایک مرتبہ تعلیمی ادارہ میں بیٹھے ہوئے مجھ پر سوال کیا گیا کہ آیا ایسا شخص جو خدا کی ہستی کا قائل نہیں اور اچھے اعمال بجالاتا ہے جنت میں داخل ہوگا یا نہیں۔ میں نے جواباً کہا پہلے ہمیں جنت کے مفہوم پر غور کر لینا چاہیئے قرآن کریم کی رو سے جو میں نے سمجھا ہے۔ خدا کی معرفت کا حاصل کر لینا اور خدا کی محبت سے اپنے دل کو بھر لینا اس کا نام جنت ہے خدا پر ایمان ایک بیج ہے اعمال صالحہ اس کی نشو و نما کرتے ہیں جو آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے خدا کی معرفت کا درخت بن جاتا ہے جس پر خدا کی محبت کا پھل لگتا ہے۔ اب ایسا شخص جو اعمال صالحہ تو بجالاتا ہے لیکن اس نے خدا پر ایمان کا بیج اپنے قلب میں بویا ہی نہیں۔ وہ کس طرح بیج کا درخت بننے کی امید رکھ سکتا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک کسان زمین میں ہل چلائے۔ کھاد ڈالے۔ پانی دے۔ سب دیکھ بھال کرے۔ لیکن کھیت میں کوئی بیج نہ ڈالے۔ تو کیا وہ اس محنت کا کوئی پھل چکھنے کی امید کر سکتا ہے۔ یہی حال روحانی عالم کا ہے۔

الجیریا پارلیمنٹ کے ممبر مسجد میں

زائرین کے گروہ میں سے الجیریا پارلیمنٹ کے سات ممبر بھی قابل ذکر ہیں۔ ان احباب کے ساتھ جرمن ایمبیسی متعین الجیریا کا ایک افسر بھی تھا۔ انہوں نے مسجد کی زیارت کے لئے آنے کی اطلاع پہلے ہی سے کر دی تھی۔ اور ہماری طرف سے چائے کی دعوت بھی قبول کر لی تھی۔ ان احباب نے مسجد کی زیارت کے بعد میں گھر پر چائے کے لئے پون گھنٹہ بیٹھے۔ دوران گفتگو میں میں نے حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب کا احباب کو متعارف کرایا۔ ان کی خدمات کو پیش کرتے ہوئے ان کے کئے ہوئے جرمن ترجمۃ القرآن کی کاپی دکھائی۔ بعد میں امیر مرحوم مولینا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن کی کاپی دکھائی اور پھر مشن کی مساعی کا تذکرہ کیا۔ اس کے علاوہ میں نے کہا کہ زندگی کی تگ و دو کو خدا پر ایمان رکھتے ہوئے چلانا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلامی حکومت کا منشا ہے۔ زندگی کی تگ و دو کو بغیر خدا پر ایمان لانے کے چلانا دہریت ہے۔ خدا کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں زندگی چلانے کے بہترین اصول دے دیئے ہیں۔ آج ہمیں ان اصولوں کو اپنا کر اپنی زندگی کے مسائل کو حل کرنا ہے ممبران نے بتایا کہ یہی وہ نصب العین ہے جس کے حصول کے لئے ہم الجیریا میں کوشش کر رہے ہیں۔ باہر نکل کر ہم سب مسجد کے سامنے کھڑے ہوئے اور کیمرہ مین جو ساتھ ہی آیا تھا اس نے گروپ کی تصویر کھینچی اور یہ گروہ ہم سے الوداع ہوا۔

یرُدن کے وزیر تعلیم مسجد میں

یرُدن کے سابق وزیر تعلیم بھی مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ انہیں مشن کی تبلیغی مساعی سے روشناس کرایا۔ قرآن کریم کے تراجم دکھائے اور مسجد کی تصویر کو بطور تحفہ پیش کیا ہے۔

جمعہ کے اجتماعات

جمعہ کے اجتماعات خدا کے فضل سے جاری رہے۔ مسلمان بھائیوں کے علاوہ ہمارے عیسائی دوست بھی ان اجتماعات میں شریک ہوتے رہے۔ مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد ہم گھر واپس آتے ہیں۔ یہاں دوستوں کو چائے پیش کی جاتی ہے۔ اور بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ دو گھنٹے تک جاری رہتا ہے۔

دیگر سرگرمیاں

ہر ہفتہ شام کے ساڑھے ۸ بجے مشن سرکل کا اجتماع ہوتا ہے۔ . . . . عیسائی دوست اس میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کو سننے اور اس سلسلہ میں سوال و جواب کرتے میں اپنے شوق کا اظہار کرتے ہیں اسی دن تین بجے بعد دوپہر ایک عیسائی خاتون عربی پڑھنے آتی ہیں اور بعد میں اسلام کے نظریات نجات وغیرہ پر گفتگو شروع ہو جاتی ہے۔ پھر سوموار ہمارے نومسلم بھائی ہر سلسلے علیحدہ قرآن کریم کا درس لیتے ہیں۔

ایک پاکستانی متلاشی حق کی "میں نہ مانوں"

ہفتہ کے روز ہونے والے اجتماعات میں ہمارے ایک پاکستانی بھائی جو یہاں ٹیکنیکل ٹریننگ

(باقی بر صہ ۲۳)

مکتوب ووکنگ ——— خالد اقبال صاحب

مختلف مسیحی سوسائٹیوں میں اسلام پر لیکچر

ایک شادی کی تقریب۔ ووکنگ میں رہنے والے پاکستانیوں کے حالات

ایک رومن کیتھولک سوسائٹی میں لیکچر۔

۱۵ ر ستمبر کو "یوٹوپین" ووکنگ کے رومن کیتھولک مذہب والوں کی ایک سوسائٹی ہے۔ امام مسجد ووکنگ شیخ محمد طفیل صاحب کو اپنی خصوصی مجلس سے خطاب کرنے کے لئے بلایا ہوا تھا۔ رومن کیتھولک لوگ عام طور پر غیر مذاہب والوں کو اپنے ہاں نہیں بلاتے اس لحاظ سے یہ استثنائی مجلس تھی۔ طفیل صاحب نے اس دفعہ مجھے اپنے ساتھ چلنے کی ہدایت کی تھی۔ اس لئے میں بھی ۸ بجے رات ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار تھا۔ وقت زیادہ ہونے لگا تو طفیل صاحب نے فون پر ایک دوسرے پادری صاحب سے بات کر کے اس مجلس کے متعلق استفسار کیا۔ پتا چلا کہ [illegible] صاحب، جو خود بھی پادری تھے ہمیں مسجد سے لانے کے لئے خود ہی پہنچ رہے ہیں۔ قصہ مختصر تھوڑی دیر اور انتظار کرنے کے بعد ہم پادری صاحب کی کار میں یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر مقررہ جگہ پر پہنچ گئے یہاں محفل پہلے ہی گرم تھی۔ مختلف قسم کی شرابوں کا دور چل رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سب لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے اور مجلس کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی یہ لوگ ہمارے لئے اور ہم ان کے لئے بالکل اجنبی تھے پھر بھی سب خواتین و حضرات یوں بیٹھے اسلام کی باتیں سن رہے تھے جیسے انہیں اس سے خاص شغف ہو۔ طفیل صاحب نے بیٹھ کر تقریر کرنے کی اجازت لیکر بڑے ہی آسان پیرائے میں انہیں اسلام اور عیسائیت نبی کریم صلعم کی تعلیم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا موازنہ کر کے بتایا کہ اسلام نے دنیا میں عیسائیت اور یہودیوں کے مذہب کی خاص طور پر اور دوسرے ادیان کی عام طور پر تکمیل کی ہے۔ آج عیسائی دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم پر نہ تو عمل کر رہی ہے اور نہ اس نے کبھی اسکو قابل عمل سمجھا ہے۔

وہ پاک روح جس کا بائبل اور دوسرے پاک صحیفوں میں ذکر ہے۔ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ جنہوں نے تمام انسانیت کو یکجہتی اور تعاون کا عالمگیر سبق دیا۔

تقریر کے دوران ایک بڑی پالتو بلی نے جو کہیں پردوں کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی میاؤں میاؤں کرنا شروع کر دیا۔ سب کی توجہ چند لمحوں کے لئے ادھر ہو گئی۔ طفیل صاحب نے اسے ایک زائد مہمان سے تشبیہ دی۔ تو ایک زوردار قہقہہ مجلس کی سنجیدگی پر آ گیا۔ اور اس ذرا سنجیدہ نظر آنے والے لوگوں میں ایک خوشگوار تبدیلی آ گئی۔

تقریر کے خاتمے پر سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس میں خواتین و عمر رسیدہ حضرات کے علاوہ نوجوان حاضرین نے بھی پورے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ جلسہ میں دو ننیں (NUNS) بھی اپنا سیاہ لباس پہنے موجود تھیں۔ سوالات کا موضوع زیادہ تر عیسیٰ علیہ السلام۔ انسان کی گنہگار پیدائش، اور اسلام میں عورت کا درجہ [illegible] کے متعلق تھا۔ پھر یہ بڑی مجلس چھوٹے چھوٹے گروپوں میں تقسیم ہو گئی اور کافی کا دور چلا۔ طفیل صاحب کی میز کے گرد ان لوگوں نے گھیرا ڈال لیا جو پہلے ہی سوالات کر رہے تھے یا جنکی دلچسپی انہی سوالات سے متعلق تھی۔ میں نے حاضرین میں جو جگہ لی تھی۔ کھڑے کافی پیتے ہوئے دو چار اصحاب و خواتین جو میرے نزدیک تھے اور جنہیں ابھی تک کسی سوال کا موقعہ نہ ملا تھا انہوں نے مجھے متوجہ کر لیا۔ اور آہستہ آہستہ ادھر بھی ایک دائرہ بن گیا۔

میں اپنے ہاں کے ماحول کی بحث مباحثہ کا اثر لئے ہوئے تھا۔ پہلے تو بہت محتاط رہا کہ کہیں یہ لوگ کوئی الٹا سیدھا مسئلہ ہی نہ لے بیٹھیں۔ لیکن پھر جب یہ احساس ہوا کہ میں انگلستان میں ہوں نہ کہ کسی مشرق کی مخالف جماعت کی مجلس میں، تو میں نے بھی اپنے طور پر بہت سے سوالات کا جواب دیا۔ آخر میں مجھے ایک میاں بیوی کے سلوک اور باتوں سے بہت تسلی ہوئی۔ کہ ان لوگوں پر بالکم از کم چند افراد پر ہی ہمارے یہاں آنے اور طفیل صاحب، کی اس تقریر کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور اس سوال و جواب نے بہت سی نئی باتیں ان کے فکر کے لئے چھوڑیں۔

دو گھنٹوں کی اس مجلس میں کوئی دو درجن سوالات اسلام اور عیسائیت کے مختلف موضوعات پر ہوئے ہوں گے۔ لوگوں کا تاثر یہ تھا کہ انہیں اسلام کے متعلق بہت سی نئی باتیں آج معلوم ہوئیں اور یہ احساس بھی آج ہی ہوا کہ اسلام کا مذہب تو عیسائی مذہب کے بہت ہی قریب ہے۔

رات زیادہ ہو گئی تھی۔ اس لئے ہم لوگوں نے اجازت لی اور پھر پادری صاحب ہمیں مسجد تک چھوڑ گئے۔ انگلستان کی کسی میٹنگ میں یہ میری پہلی شرکت تھی اور میں اس سے اپنے کو بہت متاثر پاتا تھا۔

ایک ہائی سکول کی سوسائٹی میں لیکچر

کچھ عرصہ سے طفیل صاحب کی طبیعت ناساز تھی اس لئے انہوں نے مجھے بھی ایک دو مجلسوں میں تقریر کرنے کے لئے آمادہ کر لیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ۲۱ ر ستمبر کو ایک دن میں دو جگہ تقریروں کے لئے جانا ہوگا۔ تھوڑی دیر کے لئے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ میں نے سوچا وہاں جا کر کہیں سب لکھا پڑھا بھول ہی نہ جاؤں۔ تقریر تو چلو ہو جائے گی لیکن کسی نے سوال و جواب میں الجھا لیا اور میں جواب نہ دے سکا تو کیا ہوگا۔ میں نے اپنی گھبراہٹ کا اظہار کسی پر نہیں کیا۔ شبیہہ مسز طفیل نے ایک دفعہ ساتھ چلنے کا ارادہ کیا، کہ چلو یہاں تم بھول جاؤ گے میں لوگوں کو دوسری باتوں میں لگا لوں گی۔ طفیل صاحب نے پوچھا تم نے کبھی تقریر کی ہے۔ پھر بہت سی ہدایات بھی دیتے رہے لیکن یہاں بات کچھ اور ہی تھی سکول اور کالج میں کبھی کبھار بول لینا یا راولپنڈی کی جماعت کے سامنے چند باتیں کر لینا۔ یہ سب چیزیں بھلا ووکنگ مسجد کی طرف سے کسی موضوع پر بولنے کی سند تو نہیں ہو سکتیں۔ قہر درویش بر جان درویش آخر وقت تک ہچکچاہٹ تو رہی لیکن دونوں جگہ جانا بھی ضروری تھا۔ جگہیں بھی خود ہی تلاش کرنا تھیں۔

۲۱ ر ستمبر کے دن جلدی جلدی تیار ہوا۔ پہلی تقریر رائیڈنس سوسائٹی (RYDENS SOCIETY) جو والٹن آن ٹیمز کے ایک ہائی سکول کی سوسائٹی ہے اس کے سامنے کرنا تھی۔ خالد عبداللہ مجھے ووکنگ سٹیشن تک تو چھوڑ گئے لیکن ایک دو منٹ کی دیر ہو جانے سے پہلی ٹرین چھوٹ گئی۔ دوسری ٹرین سے میں کوئی آدھ گھنٹہ قبل والٹن آن ٹیمز پہنچا۔ سکول کی تلاش تو مشکل نہ تھی صرف راستہ طویل تھا۔ سکول کے گیٹ پر پہنچکر میں تھوڑی دیر کے لئے رکا رہا۔ اپنے سکول کا زمانہ یاد آ گیا کہ اب میں اندر جاؤں گا تو سکول کے لڑکے اور لڑکیاں میری تقریر سننے سے زیادہ ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو جائیں گے۔ یا پھر ایک دوسرے کو اشارے کر کر کے میری ہنسی اڑائیں گے۔ سوالات نہ معلوم کس نوعیت کے ہوں گے۔ پھر اللہ کا نام لیا اور ہیڈ مسٹرس صاحبہ کی سیکرٹری کو جا ملا۔ پتا چلا کہ آج تو سٹاف میٹنگ ہو رہی ہے شاید

مجھے وہ لوگ وقت نہ دے سکیں گے۔ پس سوسائٹی کی سیکرٹری کا دعوت نامہ انہیں دکھایا تو تھوڑی بھاگ دوڑ کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ مجھے لائبریری حال میں لے آئیں جہاں پہلے ہی سے چائے کے برتن اور کرسیاں اس مقصد کے لئے موجود تھیں ــــ دو لڑکے بھی یہاں نظر آگئے پھر رفتہ رفتہ سوسائٹی کے ممبران کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔ یہ مجلس طلباء اور طالبات کی اپنی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ ابھی ایک ہفتہ قبل ان لوگوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق یہودی نظریہ کے موضوع پر اس مذہب کے کسی پادری صاحب کے خیالات سنے اور دوسری تقریر حضرت عیسےٰؑ سے متعلق اسلامی نظریہ، ہمارے لئے مخصوص تھی۔ چھپے ہوئے پروگرام کے مطابق ان ہفتہ وار لیکچروں کا سلسلہ دسمبر تک جاری رہیگا۔ چائے کے بعد عام سلسلہ گفتگو بند کرکے میں اپنے اصل موضوع کی طرف آگیا۔ پندرہ منٹ میں میرا کام تو ختم ہوگیا۔ لیکن اس دوران دو استاد بھی آموجود ہوئے۔ اور اب سوالات کا گرما گرم سلسلہ شروع ہوا۔ اس جگہ چونکہ لڑکیوں کی اکثریت تھی۔ ظاہر ہے سوالات بھی انہی سے متعلق اور ان کی طرف سے زیادہ تر ہوئے۔ تعدد ازدواج، مسلمان عورت کا سوشل معیار شادی بیاہ اور طلاق۔ اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور میں چار بجے سے لے کر شام کے ساڑھے پانچ بجے تک اس مجلس میں رہا۔ پھر کچھ طالبات بھی ہوسٹل ہی جانا تھا میرے ہمراہ مختلف سوالات کرتی ہوئی چلی آئیں۔ اس دفعہ مجھے راستہ ملنے میں پہلے سے آدھے وقت میں سٹیشن پر پہنچ گیا جہاں سے مجھے واٹرلو (لندن) کی طرف جانا تھا۔

میتھوڈسٹ چرچ ہال میں لیکچر

واٹرلو سٹیشن پر پہنچا تو شام کے چھ بج چکے تھے۔ (یہاں کے لحاظ سے شام کے کھانے کا وقت ہوگیا تھا) اور مجھے دوسری میٹنگ میں جانے سے پہلے زمین دوز ٹرین اور پھر بس سے کر سوا آٹھ بجے مل ہل سرکس کے میتھوڈسٹ چرچ ہال میں جانا تھا۔ اب یہ سوال وقت کی تقسیم اس طرح کی کہ آدھ گھنٹہ اپنی نئی تقریر کی نظرثانی کے لئے دیا اور کھانے کو آئندہ وقت ملنے پر اٹھا رکھا۔ لیکن جب میں تلاش کرتے کرتے مقررہ جگہ پر ٹاک ایچ والوں سے ملا تو پورے سوا آٹھ بجے تھے اور میں صرف چاکلیٹ کے چند ٹکڑے ایک جگہ سے بس کا انتظار کرتے ہوئے خرید سکا۔ بہرحال اس وقت ۔۔۔ کی پابندی فرض اول تھا۔

ٹاک ایچ کا نظارہ ہی دوسرا تھا۔ کہاں ایک ہائی سکول کا ماحول اور کہاں یہ سنجیدہ لوگ جن میں ایک نوجوان کے علاوہ سب ہی عمر رسیدہ تھے۔ دونوں مجلسوں میں جوڑ کا بھی تعلق معلوم نہیں ہوتا تھا۔ یہاں جب سوالات کا دور چلا تو ختم ہونے میں ہی نہیں آتا تھا۔ ایک آدھ جگہ مجھے مشکل ضرور پیش آئی لیکن پھر وہ مسئلہ خود ہی حل ہوگیا۔ اس دفعہ جواب دیتے میں میں زیادہ محتاط تھا۔ سکول کے ماحول میں اپنے کو سکول کا ایک نیا ٹیچر سمجھ لینا زیادہ مشکل نہ تھا۔ مگر یہاں سوالات سیدھے سادے مگر سنجیدہ قسم کے تھے۔ یہ سوال نہ صرف مذہب سے متعلق ہی تھے بلکہ مسلمانوں کی تعداد اور ان کے عام حالات پر بھی مشتمل تھے۔ آخری حصہ میں ایک صاحب نے پاکستان کی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں کو سراہتے ہوئے سوال کیا کہ پاکستان نے جو اتنے اچھے کرکٹ کے کھلاڑی پیدا کئے ہیں تو کیا آپ کے ہاں اسکے لئے سکولوں اور کالجوں میں اس کی باقاعدہ تربیت کے انتظامات بھی ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ سب کچھ خدا کی دین ہے ورنہ ہمارے ہاں تو محلے کے میدانوں اور گلیوں میں کرکٹ کی مشق ہوتی ہے۔ البتہ اب گورنمنٹ نے کھلاڑیوں کے لئے تربیت یافتہ استاد مقرر کئے ہیں۔

یہ مجلس جو ۸ ½ بجے شروع ہوئی تھی ½ ۱۰ بجے رات ختم ہوئی۔ اس کا آخری حصہ اس سوسائٹی کا ایک اتفاق جس میں پندرہ بیس منٹ کے لئے وہ اپنی کارروائی کرتے رہے۔ اور پھر ایک منٹ کے لئے موم بتی جلاتے اور باقی روشنی بجھا کر دعا کرنے کی رسم ادا کی گئی۔ میری بھوک کا احساس جاتے میں گم ہوچکا تھا۔ اس سوسائٹی کے چیئرمین مجھے زمین دوز ریلوے سٹیشن تک اپنی کار میں چھوڑ گئے اور میں کوئی بارہ بجے رات ووکنگ پہنچا۔

ایک شادی کی تقریب

۲۶ ستمبر کو ماریشس مسلم سوسائٹی نے اپنے ایک ممبر کی شادی کا انتظام لندن میں کیا اور اس موقعہ پر امام مسجد ووکنگ کو بہت اصرار سے بلایا گیا۔ جب وقت مقررہ پر ہم لوگ راستہ ڈھونڈتے ہوئے پہنچے تو شادی کا میلہ لگا ہوا تھا۔ خواتین حضرات جو اکثر و بیشتر ماریشس ہی کے رہنے والے تھے اور لندن کے مختلف حصوں سے اس تقریب پر جمع ہوئے تھے ان کی تعداد اڑھائی تین سو کے قریب تھی۔ زبان یہ لوگ عام طور پر فرنچ بولتے ہیں۔ ویسے انگریزی اور اردو بھی سمجھ لیتے ہیں اس شادی کو میلہ میں نے یہاں کے حالات کے مطابق کہا ہے کیونکہ عام طور پر شادیوں میں مہمانوں کی تعداد اول تو صفر ہوتی ہے یا پھر بہت ہی مختصر طریق پر یہ انتظام ہوتا ہے۔ چند روز قبل ہی ایک حبشی مسلمان کی شادی ووکنگ مسجد میں ہوئی۔ تو دولہا دلہن کے علاوہ ان کے ایک ہندو دوست اور انگریز خاتون ان کے ہمراہ تھیں۔ یہاں شادی سے پہلے رجسٹرار سے شادی درج کروانا پڑتی ہے۔ پھر اسلامی نکاح کا انتظام ہوتا ہے۔ اس کے بغیر کوئی شادی قانونی طور پر صحیح نہیں سمجھی جاتی۔ ہاں تو میں ماریشس والے مسلمان دوست کی شادی کا ذکر کر رہا تھا۔ ضروری کاغذی کارروائی کے بعد لاؤڈ سپیکر پر طفیل صاحب نے شادی کا خطبہ دیا۔ خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد انہوں نے پندرہ بیس منٹ تک ان آیات کا مفہوم لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ کسی نے اس خطبہ کے دوران پانی کا گلاس اس میز پر لاکر رکھ دیا جس کے نزدیک دولہا دلہن اور طفیل صاحب اور دوسرے معززین بیٹھے تھے۔ پانی کے گلاس کے ساتھ ایک چمچہ اور سفید رنگ دیکھ کر مجھے خیال پیدا ہوا کہ یہ پانی شاید دولہا دلہن کے لئے ہو۔ مگر سادہ پانی رکھنے سے ان لوگوں کا کیا مقصد ــــ شاید امام صاحب کی پیاس بجھانے کو یہ پانی رکھا گیا ہو۔ جب ایک دوسرے صاحب تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو یہ گلاس طفیل صاحب کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے ایک گھونٹ پی کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ تو دلہن صاحبہ کی ہنسی نکل گئی۔ پتا چلا کہ یہ میٹھا پانی دولہا دلہن کے لئے تھا۔ "خیر امام صاحب کوئی بات نہیں آپ پانی پی سکتے ہیں" یہ سوسائٹی کے صدر کی آواز تھی۔ بعد میں وہ دوسرا پانی لے آئے۔

نکاح کو اس طریق پر ادا کرنے کے بعد ماریشس مسلم سوسائٹی کے صدر اور سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے اسی لئے امام مسجد ووکنگ کو دعوت دی تھی کہ وہ دوسرے مولوی صاحبان کی طرح ایجاب و قبول کے ساتھ ہی نکاح کو ختم کر دینے والے طریق کے حامی نہیں ہیں۔ بلکہ اس تقریب پر امام صاحب نے جو روشنی نکاح کے مفہوم کو سمجھانے کے لئے ڈالی اس کا ہم پر بہت اثر ہوا ہے۔ اس کے بعد ان کا نعتوں کا پروگرام شروع ہوا تو ہم اجازت لے کر واپس آگئے۔

مسجد ووکنگ کا تعلق دنیا سے

دنیا کے کسی کونے میں چلے جایئے اس جگہ مسلمانوں اور مذہبی لوگوں نے ووکنگ مسجد کا نام ضرور سنا ہوگا ۔۔۔۔ خواہ ان کا تعلق اس کے ساتھ مخالفانہ ہی کیوں نہ ہو۔ جبھی ضرورت پڑے تو وہ بلا جھجک ادھر کا رخ ضرور کرتے ہیں۔ حال ہی میں ہمارے ایک نومسلم انگریز دوست اپنی چھٹیاں گذارنے مراکش کی طرف گئے ہوئے تھے۔ ان کے پاس مسجد ووکنگ کا مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ تو موجود تھا۔ لیکن ایک جگہ جب اس سرٹیفکیٹ کو لاعلمی کی وجہ سے تسلیم نہ کیا گیا۔ تو یہ معاملہ اس علاقہ کے حکمران تک جا پہنچا۔ اور آخر وہاں سے اس کی تصدیق ہوگئی کیونکہ وہ شخص مسجد ووکنگ کے نام سے واقف تھا۔

ووکنگ میں رہنے والے پاکستانی

لگے ہاتھوں یہاں اپنے پاکستانی بھائیوں

(باقی برصفحہ ۲۲)

ملک الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء)

(۴)

سوال نمبر ۱۹ از عدالت:۔

کیا آپ نے انوار خلافت کے صفحہ ۹۳ پر کہا ہے کہ ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے ان کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں میں سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔

جواب نمبر ۱۹ از خلیفہ صاحب:۔

جی ہاں۔ لیکن یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی کہ غیر احمدی علماء نے یہ فتوے دیا تھا کہ احمدیوں کے بچوں کو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جاوے واقعہ یہ ہے کہ احمدی عورتوں اور بچوں کی نعشیں قبروں سے اکھیڑ کر باہر پھینکی گئی چونکہ ان کا فتوےٰ اب تک قائم ہے اس لیئے میرا فتوےٰ بھی قائم ہے۔

اب ہمیں بانیٔ سلسلہ کا فتوےٰ ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے کہ غور و خوض کے بعد پہلے فتوےٰ میں ترمیم کر دی جاوے۔

تبصرہ:۔

سوال میں خلیفہ صاحب کی جو عبارت پیش کی گئی ہے وہ اس قدر واضح ہے کہ اس پر کسی مزید تنقید اور تبصرہ کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ اس کے معنے بجز اس کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والے مسلمان، ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح کے کافر ہیں۔ جن کا ان کے مذہب کے مطابق جنازہ ہی نہیں پڑھا جاتا۔ اور چونکہ ان کے معصوم بچے بھی ماں باپ کے مذہب پر ہونے کی وجہ سے کافر ہی ہوں گے۔ اس لئے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے اور پھر نعشیں نکال کر باہر پھینکنے والے تو بالغ مرد ہیں معصوم بچوں کا کیا گناہ کہ انکا جنازہ پڑھنا ناجائز قرار دیا جاوے۔ لہٰذا خلیفہ صاحب کی یہ دلیل ایک بہانہ ہی ہے۔

ہاں خلیفہ صاحب کے جواب کا یہ حصہ خصوصیت سے قابل غور ہے کہ چونکہ ان کا (یعنی غیر احمدی علماء کا) فتوےٰ اب تک قائم ہے۔ اس لئے میرا فتوےٰ بھی قائم ہے۔ (یعنی خلیفہ صاحب کا فتوےٰ شرعی فتویٰ نہیں بلکہ جوابی فتوےٰ ہے) اب ہمیں بانیٔ سلسلہ کا ایک فتوےٰ ملا ہے۔ جس کے مطابق ممکن ہے۔ کہ غور و خوض کے بعد پہلے فتوےٰ میں ترمیم کر دی جاوے۔ اس بیان سے واضح ہے:۔

(۱)۔ غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا جس پر قادیانیوں کا فی الحال عملدرآمد ہے کوئی شرعی فتوےٰ نہیں تو حضرت مسیح موعودؑ کا ہے۔ جواب ملا ہے۔ جس میں اگرچہ نماز جنازہ کی اجازت ہے۔ تاہم اس کے مطابق پورے فتوےٰ پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ اس لئے کہ خلیفہ صاحب تو اپنے فتوے کو ہی قابل عمل سمجھ کر حضرت اقدس کے شرعی فتوے پر ترجیح دیتے ہیں۔ ربوی حضرات غور فرماویں کہ کیا خلیفہ صاحب کا عمل حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور کیا اس سے حضرت اقدس کا استخفاف اور استحقار نہیں ہوتا۔ کچھ تو خوف خدا کرو لوگو۔

(۲)۔ خلیفہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود قولاً حکم و عدل ہوں تو خیر عملاً تو ہرگز نہیں ہیں وگرنہ جب ان کا فتوےٰ مل گیا تھا۔ تو اس پر بلا کسی حیل و حجت فوراً عمل کیا جاتا اور اپنا سابقہ فتوےٰ خلاف شرع سمجھ کر رد کر دیا جاتا جو نہیں کیا گیا۔

(۳)۔ یہ کہ "غور و خوض کے بعد اگر ممکن ہوا تو موجودہ فتوےٰ میں ترمیم کی جاوے گی۔" کے الفاظ بھی غور طلب ہیں گویا یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود کا فتوےٰ ہی رد کر دیا جاوے جیسا کہ فی الواقعہ کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ اس شخص کے فتوے کا حشر ہو رہا ہے جو قولاً نہ صرف حکم عدل سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ ایسا حقیقی نبی بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ جس کی بیعت نہ کرنے والا خواہ اسے سچا ہی کیوں نہ مانتا ہو تب بھی کافر ہے مگر اس کے فتوے پر عمل نہ کرنے والا جو عملاً منکر ہے اپنے آپ کو خلیفہ برحق منواتا اور مانا جاتا ہے۔

(۴)۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ یہ وہی فتوےٰ ہے جو حضرت امیر مرحوم مولنا محمد علی رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ نے سال ۱۹۱۵ء میں خلیفہ صاحب کو دیا تھا جس پر غور و خوض کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور جسے اب چالیس سال کے بعد دوہرایا گیا ہے مگر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔ کیا یہ خلیفہ صاحب کے شایان شان تھا۔ کہ حقیقت کے خلاف عدالت میں یہ کہیں کہ وہ فتوےٰ اب ملا ہے۔

(۵)۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کسی حکم عدل کے تابع فرمان نہیں ہیں، وہ تو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہیں وگرنہ جماعت احمدیہ میں کفر۔ اسلام کا فتنہ ہی نہ اٹھتا۔ اس کے ثبوت میں خلیفہ صاحب کی عبارت ذیل ملاحظہ ہو:۔

"پھر ایک سوال غیر احمدی کا جنازہ پڑھنے کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک مشکل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور ایک خط بھی ملا ہے جس پر غور کی جاوے گی"

اس تحریر میں خلیفہ صاحب اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے بعض حوالے ایسے ہیں جن میں غیر احمدیوں کے جنازے پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ اب تو ایک فتوےٰ بھی مل گیا لیکن باوجود حضرت مسیح موعود کو نبی ماننے اور ان کے منکر کو کافر خارج از دائرہ اسلام جاننے کے وہ خود ان کے ارشادات کی تعمیل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اپنے غیر اسلامی فتووں کو ہی قابل عمل سمجھتے ہیں۔ اس شان اور عظمت کا خلیفہ بھی کوئی ہوا ہوگا جو اس مشکل کے حل کے لئے حضرت مسیح موعود کی طرف یہ خطرناک بات منسوب کر دیتا ہے۔ کہ "حضرت مسیح موعودؑ کا عمل اس کے (یعنی اپنے فتووں کے بالکل) خلاف تھا۔" انوار خلافت صفحہ ۹۱۔ گویا حضرت مسیح موعود کو قرآن کے اس حکم کے تحت لا کھڑا کیا کہ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

یہ امور غور کرنے کے لائق ہیں۔ کیونکہ خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نسبت یہ ایک ایسی بات کہدی ہے جس کی ان کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں۔ سے حیا نہ ہوگا کہ اس

بارہ میں حضرت اقدس کا عمل ثابت کرنے کے لئے خود میاں صاحب کے ایک مرید کا عمل اپنے ذاتی علم کی بناء پر پیش کر دیں۔ دوست محمد خان صاحب مرحوم ملکانہ ضلع ڈیرہ غازی خاں ایک پرجوش احمدی اور میاں صاحب کے مرید تھے۔ میرے استاد اور محسن تھے۔ انہی کی طفیل میں بچپن ہی سے احمدیت سے وابستہ ہوا۔ فجزاہ اللہ تعالے۔ ان کے والد حضرت اقدس کے سخت مخالف تھے۔ ان کا انتقال ہوا تو دوست محمد خان نے اپنے غیر احمدی رشتہ داروں سے الگ لاہوری احمدیوں کے ساتھ اپنے مخالف باپ کا جنازہ پڑھا۔ حالانکہ وہ خلیفہ صاحب کی بیعت تو کر چکے تھے۔ مگر تاحال تکفیر کا مسئلہ عام نہ ہوا تھا۔ بعد میں جب میں نے ان کا عمل ان کے نئے عقیدہ کے خلاف بطور حجت پیش کیا تو کہا کہ میں نے بعد میں استغفار کر لیا تھا۔ یہ بات ان کے لڑکوں عطا محمد اور فدا محمد کے سامنے ہوئی جو جماعت ربوہ کے رکن ہیں۔

سوال نمبر ۲۰ از عدالت :-

القول الفصل کے صفحہ ۲۵ پر ہے :-

"اس کے بعد خدا تعالے کا حکم آیا جس کے بعد نماز غیروں کے پیچھے حرام کی گئی۔ اور اب صرف منع نہ تھی بلکہ حرام بھی اور حقیقی حرمت صرف خدا تعالے کی طرف سے ہوتی ہے"

کیا اس عبارت سے ظاہر نہیں ہوتا کہ احمدیوں کو غیر... غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ کچھ اور ہے۔

جواب نمبر ۲۰ از خلیفہ صاحب :-

اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جس وجہ سے احمدیوں کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا اس کی بعد میں وحی کے ذریعہ بھی تصدیق کر دی گئی۔

تبصرہ :-

دو سوالات میں خلیفہ صاحب کی تحریرات سے جو اقتباس پیش کئے گئے ہیں اور خلیفہ صاحب نے جو ان کے جوابات دیئے ہیں۔ وہ اس قدر واضح اور صاف الفاظ میں کہ ان کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے کسی منطقی یا متبحر عالم کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک معمولی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے۔ سوال نمبر ۲۱ کے جواب میں خلیفہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ ہم غیر احمدیوں کے پیچھے حضرت نبی کریم صلعم کے اس فرمودہ کے مطابق نماز نہیں پڑھتے کہ امام نیک اور صالح ہو لیکن ایک نبی کا منکر چونکہ نیکی میں کمزور ہوتا ہے اس لئے وہ امام نہیں ہو سکتا۔ اب کہاں القول الفصل میں یہ لکھنا کہ خدا کا حکم آنے پر غیروں کے پیچھے نماز حرام کی گئی۔ اور کہاں اب فقہ کے مسئلہ کی بناء پر نماز نہ پڑھنے کی وجہ نیک اور صالح امام کا انتخاب، قرار دینا۔ اور پھر یہ کونسا فقہ کا مسئلہ ہے کہ کمزور ایمان والے یا کم صالح مسلمان کے پیچھے نماز ناجائز یا حرام ہو جاتی ہے جس کی تائید میں خدا تعالے کو حکم بھیجنا پڑا۔ مگر حقیقی جواب تو خلیفہ صاحب کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ :-

"ہمارا فرض ہے ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ .... وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں"

مگر عدالت میں یہ صرف ایک فقہی مسئلہ رہ گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سوال نمبر ۲۱ از عدالت :-

آپ نے انوار خلافت کے صفحہ ۹۰ پر اس ممانعت کی ایک مختلف وجہ بیان کی ہے۔ عبارت یہ ہے :-

"ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالے کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں ہے"

جواب نمبر ۲۱ از خلیفہ صاحب :-

میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ کفر کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو ایک شخص کو ملت سے خارج نہیں کرتی ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ ہمیں ایسے شخص کو امام بنانا چاہیئے جو دوسروں سے زیادہ نیک اور صالح ہو ایک نبی کے انکار سے انسان کی نیکی کمزور ہو جاتی ہے۔

تبصرہ :-

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی اصل وجہ تو وہی ہے جو انوار خلافت میں ہے کہ ایک نبی کے انکار کی بناء پر غیر احمدیوں کو کافر سمجھ کر ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے۔ مگر اب جواب میں خلیفہ صاحب اس کی وجہ فقہ کے مسئلہ کے ماتحت زیادہ نیک اور صالح امام کا انتخاب کرنا بتلاتے ہیں جو حقیقت پر مبنی نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے بھی مکفرین مکذبین یا متردین فی التکذیب کے پیچھے نماز ناجائز قرار دی ہے مگر نہ اس لئے کہ وہ بقول خلیفہ صاحب ایک نبی کے منکر ہیں۔ بلکہ صرف شرعی مسئلہ کے ماتحت تکفیر کی سزا کے طور پر۔ یعنی ایسے لوگ جو نہ صرف یہ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو نہیں مانتے بلکہ انہیں کافر از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں حضرت مرزا صاحب ان تمام ارکان اسلام پر ایمان رکھتے تھے جو مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے مکفرین ان کو کافر کہکر فقہ کے مسئلہ کے مطابق خود کافر ہو جاتے ہیں اور تعزیراً ان کے پیچھے نماز حرام ہو جاتی ہے اور یہ شرع کا عام مسئلہ ہے حضرت مرزا صاحب سے مخصوص نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب سنہ ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین محرک فتوے کفر نے عدالت گورداسپور میں اقرار کیا کہ میں آئندہ حضرت مرزا صاحب کو کافر اور دجال نہیں کہوں گا یعنی انہیں مسلمان سمجھوں گا۔ تو حضرت اقدس نے بھی انہیں کافر دجال نہ کہنے کا عہد کر لیا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں آجکل تکفیر عام اس لئے ہے کہ مسلمانوں نے فقہ کی اس تعزیر پر عمل بالکل ترک کر دیا ہے ورنہ اگر اس پر سختی سے عمل کیا جاتا۔ تو فتوے لگاتے وقت علماء احتیاط سے کام لیتے کہ اگر کوئی فتوے ناجائز ثابت ہوا تو تعزیر کے طور پر انہیں کافر قرار دے کر امت سے خارج کر دیا جاوے گا۔ مگر اب چونکہ کسی کو یہ خوف نہیں رہا اس لئے معمولی معمولی اختلافات پر بھی جھٹ کفر کا فتوی لگا دیا جاتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ اس شعر میں بیان کیا گیا ہے جس کی حقیقت سے کسی کو انکار نہ ہو گا ؎

دین حق از کافری رسوا تر است
زانکہ ملا۔ مومن کافر گر است

دین اسلام تکفیر کی وجہ سے سخت رسوا اور بدنام ہے کیونکہ مولوی صاحبان دوسروں کو کافر بنانا ہی مومنوں کا کام سمجھتے ہیں ہاں حضرت مرزا صاحب کی ذات اس سے بری ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت اقدس نے بعض شرائط کے تحت احمدیوں کو دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ وہ خط ہے جو علاقہ بلوچستان کے ایک صاحب کے استفسار پر خود اپنی قلم سے لکھا جو بدر مورخہ ۲۴ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء میں چھپا اور جو درج ذیل ہے :-

"چونکہ عام طور پر اس ملک کے ملاں لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھہرایا ہے۔ اور باقی لوگ ان کے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ ہوں کہ وہ صفائی ثابت کرنے کے اشتہار دے دیں کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے وہ آپ کافر ہو جاتا ہے پھر اس کے پیچھے نماز کیوں پڑھیں یہ تو شرع شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے۔"

اب یہاں حضرت اقدس نے اپنے دعوے کے ماننے یا بیعت کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی۔ صرف شرع شریعت کے مسئلہ پر عمل کیا ہے۔ کہ جو شخص مولویوں کے فتوے کفر سے متفق نہیں ہے۔ اور اس کا اطمینان کرا دے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ اور کفر کے فتوے کو غلط مان کر حضرت مرزا صاحب کو مسلمان سمجھتا ہے۔ خواہ ان کا دعوے صحیح ماننے سے انکار بھی کرتا ہو۔ جو کفر نہیں ہے۔ کیونکہ کفر تو ایک مسلمان

(باقی بر صفحہ ۲۶)

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

جناب میاں محمود احمد صاحب کی ۲۷ سال بعد شائع ہونے والی تقریر پر تبصرہ

جناب میاں صاحب کی کذب بیانیاں (۳)

گذشتہ دو قسطوں کا خلاصہ

گذشتہ دو قسطوں میں جناب میاں صاحب کی قسم کی حقیقت پر روشنی ڈالی جا چکی ہے نیز بتلایا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے واقعہ سے جو استدلال انہوں نے کیا ہے وہ محض قیاس مع الفارق کی ذیل میں آتا ہے جس سے بجز اس کے کہ ان کی قابلیت کا پردہ چاک ہو انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، پھر اس بات کو بھی صاف کیا گیا تھا کہ انہوں نے اپنے کسی الہام کی بناء پر میرے پر قہر الٰہی نازل ہونے کی پیشگوئی کی تھی اور اپنے آپ کو خدائی جلال کا مظہر ٹھہرایا تھا وہ الہام بالکل جھوٹا نکلا چنانچہ واقعات سب کے سامنے ہیں کہ قہر الٰہی کا نشانہ کون بنا ہوا ہے خاکسار یا خود جناب میاں صاحب! آنکھیں رکھنے والے اچھی طرح اس حقیقت کو دیکھ سکتے ہیں گو الفضل میں اصل حقیقت کو چھپانے کے لئے مختلف چالوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ مگر پھر بھی تاڑنے والے تاڑ ہی جاتے ہیں کہ جناب میاں صاحب کئی سالوں سے خدا تعالے کے شدید عذاب کی گرفت میں آئے ہوئے ہیں۔ انہی کی جماعت کے بعض دیکھنے والوں نے اقرار کیا ہے کہ ان کی حالت اضطراب دیکھی نہیں جاتی ان کی تکلیف کو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نہ جماعت کی دعائیں انہیں اس عذاب سے آزاد کرا سکی ہیں اور نہ ہی بکروں وغیرہ کی قربانیاں انہیں اس سزا الٰہی سے مخلصی دلا سکی ہیں، ان کی حالت اب یہ ہے کہ نہ مردوں میں نہ زندوں میں۔ اس کی وجہ بھی میں بتلا چکا ہوں کہ سینکڑوں معصوم اور بے گناہ روحوں ...... کی آہیں آسمان پر پہنچ کر خدا تعالے کے عرش کو ہلا رہی ہیں جو دعاؤں اور قربانیوں کو وہاں تک پہنچنے کے راستہ میں روک بن کر کھڑی ہیں۔

جناب میاں صاحب کی کذب بیانیاں

اب اس قسط میں ان کی کذب بیانیوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے جس کا ارتکاب انہوں نے اپنی تقریر میں کیا تھا اور جو اب ۲۷ سال بعد منظر عام پر لائی گئی ہے غالباً یہی کذب بیانیوں کے پردہ چاک ہونے کا خوف ہی انہیں لاحق تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی اس تقریر کی اشاعت کو روک دیا تھا اور اب بھی اگر ان کے ہوش و حواس قائم ہوتے تو وہ کبھی بھی اس کی اشاعت کی اجازت نہ دیتے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کی یہ تقریر یا کذب بیانیوں سے پُر ہے یا مغالطہ دہیوں سے لبریز ہے تاریخی واقعات کو بھی اس میں خطرناک طور پر توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ بھی وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وقتی طور پر خوش عقیدہ لوگوں پر اثر ڈالنا ان کا مقصود تھا جو انہوں نے حاصل کر لیا لیکن اگر اسے شائع کر دیا گیا تو ان کی تمام فریب کاریوں پر سے پردہ اٹھ جائے گا۔ اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ اسکو پردۂ کتمان میں ہی رکھا جائے۔ یہ نادانی تو مولوی محمد یعقوب صاحب سے ہوئی ہے کہ انہوں نے بغیر ان کے علم کے اسکو شائع کر دیا خیر بہرحال پہلے میں اس جگہ ان کی کذب بیانیوں کا ذکر کرتا ہوں بعد میں ان کی مغالطہ دہیوں کا ذکر کروں گا پھر ان کے پیش کردہ تاریخی واقعات کے متعلق بتلاؤں گا کہ کس طرح ان کی اصلی شکل کو مسخ کر کے ان سے غلط نتائج نکالے گئے ہیں۔

پہلی کذب بیانی

الفضل ۱۸ر اگست ۱۹۶۴ء صـ کالم ۲ میں ان کی تقریر کا ایک حصہ مندرجہ ذیل الفاظ میں درج ہوا ہے:۔

> "چنانچہ مجھے بھی یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شیخ مصری صاحب نے بازار میں اپنے خسر کو مارا جس پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مصری صاحب سے سخت ناراض ہو گئے اور میں نے کئی دن آپ کی منتیں کر کے انہیں معاف کروایا۔"

یہ واقعہ سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے جناب میاں صاحب کو اسے بیان کرتے ہوئے ذرہ بھی خدا کا خوف نہیں آیا خود ان کا اپنا بیان ہی اس واقعہ کے جھوٹا ہونے پر کھلی کھلی دلیل ہے افسوس اس وقت وہ اپنے ہوش و حواس ہی کھو بیٹھے ہیں کہ ان سے میں دریافت کرتا کہ آپ کس لئے میری سفارش کرنے کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے بہرحال وہ تو اب اس قابل نہیں کہ ان سے دریافت کیا جا سکے لیکن ہر عقلمند کو میں اس امر پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اگر میں نے اتنے بڑے اخلاق سے گرے ہوئے فعل کا ارتکاب کیا تھا تو خدا تعالے کا تو ارشاد ہے لَاتَکُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْن جناب میاں صاحب ارشاد خداوندی کے خلاف میری سفارش کے لئے کیوں کھڑے ہو گئے تھے ان کا فرض تو یہ تھا کہ بجائے مجھے معاف کروانے کے مجھ سے نفرت کرتے مجھے اپنی ملامت کا ہدف بناتے مجھے لعن طعن کرتے اور مجھ سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے نہ کہ اُلٹا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کو دور کرنے کی کوشش میں لگ جاتے۔

کیا میں نے ان کے پاس جا کر ان کی منت کی تھی کہ وہ حضرت خلیفہ اول رض سے مجھے معافی لے دیں یا میں نے کسی کے ذریعہ ان کی خدمت میں اس غرض کے لئے درخواست بھیجی تھی میں، حلفاً کہتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی اور ان کی تقریر بھی اس بات کی وجہ بیان کرنے سے خاموش ہے کہ وہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس کئی دن کیوں جاتے رہے اور مجھ سے ناراضگی دور کرانے کے لئے کیوں ان کی منتیں کرتے رہے کس چیز نے ان کے دل میں اتنا جوش ڈالا تھا کہ وہ کئی دن تک لگاتار منتیں کر کے ایک مجرم کو معافی دلوانے کی کوشش میں مصروف رہے اور ان منتوں کو اس وقت تک ترک نہ کیا جب تک خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کو دور نہ کرا لیا وہ یہ بھی بتا نہیں سکے کہ اس خاکسار نے اپنے جرم سے توبہ اور اس پر اپنی پشیمانی کا اظہار کیا تھا۔ ہر شخص سوچے کہ آخر معاملہ تو میری ذات سے تعلق رکھتا تھا جرم کا ارتکاب بقول ان کے مجھ سے ہوا تھا۔ حضرت خلیفہ ...... اول رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کو دور کرنے کے لئے مجھے خود ان کے پاس جانا چاہیئے تھا ان کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کر کے آئندہ کے لئے توبہ کرنی چاہیئے تھی اپنی ندامت اور پشیمانی کا اظہار کرنا چاہیئے تھا اگر ان کے نزدیک بقول میاں صاحب مجھ سے ایسا اخلاق سے گرا ہوا جرم سرزد ہوا تھا تو وہ میاں صاحب، کی منتوں سے خوش کس طرح ہو گئے جبکہ میری طرف سے کسی قسم کی ندامت کا اظہار نہیں ہوا تھا مجرم تو خاموش ہو کر

نہ معافی مانگتا ہے نہ توبہ کرتا ہے نہ اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرتا ہے۔ صرف جناب میاں صاحب کی منتوں سے حضرت خلیفہ اول خوش ہو جاتے ہیں۔ پنجابی میں ضرب المثل ہے کہ انجاز گلا کرے اور سیانا قیاس کرے سو اس ضرب المثل کی بناء پر میں ہر عقلمند سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خوش عقیدگی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے آزادانہ غور و فکر کو کام میں لا کر میاں صاحب کے مندرجہ بالا بیان پر انصاف کی نظر ڈالیں اگر ایسا کریں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ ان کا یہ بیان سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے جس میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں اور یہ سارا واقعہ ان کے اپنے ہی دماغ کی اختراع ہے

حضرت خلیفہ اوّل رح کا خاکسار کے ساتھ سلوک اور انکے میرے متعلق الفاظ

اب میں یہ بتلاتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّل رض کا میرے ساتھ آخر تک مشفقانہ اور محبت کا ہی سلوک .... رہا ہے انہوں نے خود مجھے ایک دن جبکہ میں ان کی صحبت میں بیٹھا ہوا تھا مجھے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ دینی علوم سیکھیں ان کی اس ارشاد کی تعمیل میں خاکسار فوراً دینی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا سب سے پہلی کتاب مجھے خود انہوں نے آپ پڑھائی اور پھر مجھے حافظ روشن علی صاحب مرحوم کے سپرد کر دیا اور وقتاً فوقتاً امتحان بھی لیتے رہتے اور مختلف ہدایات بھی دیتے رہتے اور درسی کتب مقرر کرنے کے علاوہ مطالعہ کے لئے بھی متعدد کتب مقرر کرتا کرتے ایک دفعہ انہوں نے اپنے شاگردوں کی مجلس میں جبکہ میں بھی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا چند سوال اپنے شاگردوں سے پوچھے جن کا جواب سب نے غلط دیا وہی سوال مجھ سے پوچھے میرے جواب کو صحیح قرار دیا اور اپنے شاگردوں کو شرمندہ کیا اور میرے جوابوں پر اتنے خوش ہوئے کہ ۱۴ روپے مجھے بطور انعام دیئے اسی طرح آپ ایک دفعہ ماہ رمضان میں مسجد مبارک میں قرآن شریف کا درس دے رہے تھے کسی ایک آیت کے متعلق آپ نے درس سننے والوں سے ایک سوال پوچھا اور فرمایا کہ ہر ایک اپنا جواب ...... ایک کاغذ پر لکھ کر اسی وقت مجھے دیدے قریباً ۵۰ سننے والے تھے جن میں آپ کے پرانے شاگرد بھی موجود تھے جو عالم کہلاتے تھے سب نے جواب لکھ کر دیا انہیں پڑھا کر آپ نے خاکسار کا نام لے کر کہا کہ ان کے سوا سب کا جواب غلط ہے صرف ان کا جواب صحیح ہے۔

خدا تعالیٰ کا حضرت خلیفہ اوّل رح کے قول کو پورا کر دکھانا

ایک دفعہ کا واقعہ ہے جبکہ میں ابھی مبتدی ہی تھا کہ دو نئے طالب علم آپ سے پڑھنے کے لئے قادیان آئے وہ کافی علم کے مالک تھے درسی کتب قریباً سب انہوں نے پڑھی ہوئی تھیں اس سے زیادہ علم حاصل کرنے کا شوق انہیں آپ کے پاس کھینچ لایا چونکہ میں ابھی مبتدی تھا اس لئے آپ نے ان سے کہا کہ اسکو چند کتابیں پڑھانے کے لئے کچھ وقت دے دیا کرو انہوں نے اپنے وقت کے ہرج ہونے کا عذر کیا تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو ہم اسکو تم سے بھی آگے کر دیں گے یہ تم سے سبقت لے جائے گا یہ دونوں کچھ عرصہ قادیان میں رہ کر واپس چلے گئے ایک تو ان میں سے عیسائی ہو گیا دوسرا جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا کچھ عرصہ کے بعد پھر قادیان آیا اس وقت میں حضرت خلیفہ اوّل رض کے ارشاد کے ماتحت مولوی عالم کا امتحان پاس کر کے انہی کے ارشاد کے ماتحت مولوی فاضل کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا ایک دن میں حضرت اقدس مسیح موعود کے باغ میں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ وہ شخص اتفاق سے وہاں آ گیا اس نے بھی اسی سال مولوی فاضل کا امتحان دینا تھا میری تیاری کا حال سن کر اس نے کہا کہ آپ ہرگز پاس نہیں ہو سکیں گے میرے دل میں اس وقت خاص جوش پیدا ہوا اور میں نے بڑے جوش سے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ضرور پاس ہو جاؤں گا اور تم ضرور فیل ہو جاؤ گے اس قسم کے کھانے کے وقت اور اس بات کے کہنے کے وقت میرے دل میں خدا تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کی یہ حدیث القا کی تھی کہ اگر مومن قسم کھا کر کوئی بات کہے تو خدا اس مومن کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے خیر اس نے تو اسکو معمولی بات سمجھ کر ہنسی میں اڑا دیا لیکن جب نتیجہ نکلا تو وہ فیل تھا اور میں پاس ہو گیا نتیجہ نکلنے کے کچھ عرصہ بعد میں اتفاقاً لاہور کسی کام کے لئے گیا اور یہی شخص مجھے انارکلی میں اتفاقاً مل گیا میں نے اسے کہا کہ سناؤ میری بات سچی نکلی یا نہیں کہنے لگا میں بڑا شرمندہ ہوں، میں نے بڑی کوشش سے اس خواہش کے ساتھ نتیجہ کی لسٹ کو دیکھا کہ تمہارا نام اس میں نہ ہو لیکن مجھے اس لسٹ میں آپ کا نام دیکھ کر اور اپنا نام نہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی چنانچہ اس شخص نے دوسرے سال بھی امتحان دیا اور دوسرے سال بھی وہ فیل ہوا۔ اور اس بات نے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالےٰ کو حضرت خلیفۃ المسیح رض کے قول کا کتنا پاس تھا آپ نے جو اس شخص کو مخاطب کر کے خاکسار کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ ہم اسکو تم سے آگے نکال دیں گے اللہ تعالےٰ نے آپ کے اس قول کو کس صفائی سے پورا کیا میں جو علم میں اس سے پیچھے تھا اسے پہلی دفعہ ہی مولوی فاضل کے امتحان میں پاس کروا دیا اور وہ جو مجھ سے علم میں آگے تھا اسے دو دفعہ مولوی فاضل میں فیل کروا دیا حالانکہ بظاہر اس کا علم ایسا تھا کہ وہ آسانی سے اس امتحان میں معمولی نمبروں پر ہی نہیں بلکہ اچھے نمبروں پر پاس ہو سکتا تھا۔ لیکن .....

خدا تعالےٰ نے اپنے ایک خاص پیارے بندے کے قول کو پورا کر کے دکھلانا چاہا تھا اس لئے وہ مجھ سے پیچھے رہ گیا اور میں اس سے آگے نکل گیا الحمد للہ علیٰ ذالک اس واقعہ سے مجھے حضرت نبی کریم صلعم کی احادیث کی صحت پر بھی بصیرت افروز ایمان پیدا ہو گیا، اللہ تعالےٰ نے کس طرح میرے دل میں اس حدیث کو وارد کر کے مجھ سے بڑے جوش سے قسم کھا کر اس بات کا اعلان کروایا کہ میں یقیناً پاس ہو جاؤں گا اور وہ شخص یقیناً فیل ہو جائے گا اور پھر عملاً اسے پورا کر کے بھی دکھلا دیا اس شخص کو خود اس بات کا اقرار تھا کہ میری قسم اسکو یاد تھی اور اس کے پورا ہونے کا بھی اس نے مجھ سے اقرار کیا۔

جب میں نے علم دین سیکھنا شروع کیا تھا میرا ارادہ ہرگز کسی قسم کا امتحان دینے کا نہ تھا لیکن حضرت خلیفہ اوّل رض نے خود مجھ کو ایک دن فرمایا کہ مولوی عالم کا امتحان دے دو۔ میں نے پہلے تو اس ارشاد کو تعجب کی نظر سے دیکھا مگر تعمیل ضروری تھی اس لئے میں نے تیاری شروع کر دی اور فی الحقیقت اس سے مجھے بہت فائدہ پہنچا کیونکہ میں نے مولوی عالم کی تیاری کسی استاد کے ذریعہ نہیں کی تھی بلکہ خود ہی کتب کا مطالعہ کیا اور لغات کے ذریعہ سے ادب کی کتب کا حل کیا اور دیگر علوم کی کتب کو ان کی شروح پڑھ کر حل کیا جس سے میرے علم میں کافی اضافہ ہو گیا۔

دو باتوں کا ضمناً ذکر

میں اس جگہ دو باتوں کا ضمناً ذکر محض اس نیت سے کرتا ہوں کہ شاید وہ باتیں کسی کے ایمان میں زیادتی اور پختگی کا موجب بن سکیں۔

پہلی بات

ان میں سے ایک تو یہ بات ہے کہ امتحان شروع ہونے میں صرف ایک ماہ سے بھی کم عرصہ رہ گیا تھا۔ اور ایک کتاب میں نے بالکل دیکھی ہی نہ تھی جب وہ کتاب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کی لائبریری سے نکلوائی تو وہ بڑی تقطیع کے قریباً ۱۵۰ صفحوں کی تھی میں حیران رہ گیا کہ یہ اتنے تھوڑے عرصہ میں کس طرح ختم ہو گی آخر علمی کتاب ہے اس کے حل کے لئے شروح بھی دیکھنی پڑیں گی اور دوسری کتب بھی دیکھنی ہیں۔ ان کے لئے وقت کہاں سے نکالوں گا آخر سوچ کر میں نے فیصلہ کیا کہ عصر کے بعد جو وقت قرآن شریف کا درس سننے میں صرف ہوتا ہے (حضرت خلیفہ اول رض ہر روز عصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں درس دیا کرتے تھے) امتحان تک وہ اس کتاب کے مطالعہ میں لگا دیا جائے درس تو سنتے ہی رہتے ہیں امتحان کے بعد پھر سننا شروع کر دیں گے ایک دن میں نے درس کا وقت اس کتاب کے مطالعہ میں لگا دیا دوسرے دن مجھ پر

بخار کا حملہ ہوا عام طور پر میں دوائی کھانے کا عادی نہ تھا لیکن وقت کے ضیاع کے خوف سے میں نے اسی وقت دوائی بھی کھانی شروع کر دی لیکن چار دن گزر گئے بخار ٹوٹنے کا نام ہی نہ لیتا تھا کتب کا مطالعہ بالکل بند ہو چکا تھا۔ ان چار دنوں میں میں نے ایک لفظ بھی نہ پڑھا۔ اس سے مجھے سخت گھبراہٹ شروع ہوئی عشاء کی نماز میں میں نے اپنی صحت کے لئے خاص دعا کی تو الہام ہوا کہ "ہماری کتاب کا درس چھوڑ کر امتحان پاس کرنا چاہتے ہو"۔ میں اسی وقت سمجھ گیا کہ بخار کا یہ حملہ قرآن شریف کا درس چھوڑنے کی سزا میں ہوا ہے میں نے اسی وقت توبہ کی اور دوسرے دن ہی بخار اتر گیا اور میں نے درس میں جانا شروع کر دیا یہ واقعہ قرآن شریف کے الہٰی کتاب ہونے پر یقینی دلیل کا کام دیتا ہے اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے درس کی اہمیت پر بھی واضح دلالت کرتا ہے۔

دوسری بات

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب امتحان میں چند روز باقی رہ گئے تو اتفاقاً گذشتہ سالوں کے پرچے مجھے مل گئے میں نے جب ان کو پڑھا تو جس قسم کے سوال ان میں مجھے نظر آئے میری تیاری اس طرز پر نہ تھی اس سے میں گھبرایا کیوں کہ دن اتنے تھوڑے تھے کہ میں اس قلیل عرصہ میں اس طرز پر تیاری نہ کر سکتا تھا۔ آخر میں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ الہٰی تو پرچے مجھے دکھلا دے کہ میں ان کے جواب یاد کر لوں اور امتحان میں کامیاب ہو جاؤں اس دعا کے نتیجہ میں یہ الہام ہوا فقی ھذہ الایۃ نصرٌ من اللہ وفتح قریب یعنے سب پرچے اسی آیت میں ہیں اور تمہیں فتح قریب حاصل ہو گی۔ الہام کے الفاظ نصر من اللہ سے تو میں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالےٰ کامیابی عطا فرمائے گا لیکن فتح قریب کا مفہوم اس وقت مجھے سمجھ نہیں آیا اللہ تعالےٰ نے اس الہام کے ماتحت خاص طریق سے اس طرح میری مدد کی کہ جس کتاب کا امتحان ہونا ہوتا تھا اسکا وہی مقام میرے دل میں ڈالا جاتا تھا جو امتحان میں آنا ہوتا تھا اور میں اس کو یاد کر کے جاتا تھا چنانچہ اسی مقام سے سوال آتے رہے نتیجہ یہ نکلا کہ میں مولوی عالم کے امتحان میں یونیورسٹی میں اوّل آیا اسوقت الہام کے الفاظ "فتح قریب" کے معنے کھلے الحمد للہ علےٰ ذالک۔

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے میرے متعلق الفاظ

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی شفقت اور محبت اور ان کی مہربانیوں کا ذکر میں کہاں تک کروں میں صرف ان کے ایک قول کا ذکر کر کے اس قصّہ کو ختم کرتا ہوں اسی ایک قول سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کے دل میں خاکسار کے لئے کیسے جذبات تھے جب میں اور ولی اللہ شاہ صاحب مصر گئے ہیں ہمارے وہاں جانے کے بعد ہمارے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ فرمائے جو الفضل ۲۷ اگست ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۱۵ پر شائع ہوئے ہیں :۔

"کچھ ہمارے پیارے مصر میں بھی گئے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرو اللہ انہیں دین کے خادم بنائے اللہ ان پر راضی ہو وہ دین اسلام کے خیر خواہ ہوں ان کلمات کو اللہ تعالےٰ بابرکت بنائے ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور بیش در بیش توفیق بخشے قرآن کے خادم ہوں محمد رسول اللہ صلعم کے خادم ہوں اللہ کو راضی کرنے والے ہوں"

احباب پیارے کے لفظ پر غور کریں اور پھر ان دعاؤں پر غور کریں جو آپ نے ہمارے لئے کیں اور یہ خدا کا فضل ہے کہ کم از کم میں اپنے متعلق تو دیکھتا ہوں کہ یہ سب دعائیں خاکسار کے حق میں پوری ہو گئیں ہیں اس پر جتنا بھی میں اللہ تعالیٰ کا شکر کروں تھوڑا ہے خدا کے فضل سے میری ساری زندگی دین کی خدمت میں ہی گذری ہے میں نے اس کا ذکر اما بنعمت ربك فحدث کے ماتحت کیا ہے فخر کے طور پر نہیں اللہ تعالیٰ فخر کے جذبہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ کیا ایسے الفاظ آپ ایسے شخص کے متعلق فرما سکتے تھے جو ان کے نزدیک خطرناک اخلاقی جرم کا مرتکب ہو۔ غور! غور! غور! ۔ مصر میں قیام کے دوران آپ کے محبت بھرے خطوط آتے رہے جن میں نہایت مفید ہدایات ہوتی تھیں۔

آپ کا خاکسار کیساتھ روحانی تعلق

میں اسجگہ ضمناً دو ایسے امور کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن سے پتہ لگ سکتا ہے کہ خلیفہ اوّل رضؓ کی روح کو میری روح سے کیسا گہرا تعلق تھا۔

پہلا واقعہ تو یہ ہے کہ جب میں مصر میں تھا اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور ان کی بیماری کی خبریں احباب کے خطوط سے مل رہی تھیں اور ادھر ساتھ ہی میری اہلیہ محترمہ کی شدت بیماری کی خبریں بھی پہنچ رہی تھیں میں دونوں کے لئے دعا میں مشغول رہتا تھا ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ خود مجھ پر بخار کا حملہ ہوا میں نے شروع میں تو اسے معمولی سمجھا لیکن رات کو وہ اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ میں بے ہوش ہو ہو جاتا تھا کوئی شخص میرے پاس نہ تھا شاہ صاحب بھی شام جا چکے تھے میں بالکل اکیلا اپنے کمرہ میں تھا اس وقت مجھے احساس ہوا کہ جس اجنبی ملک میں انسان جائے وہاں کسی قابل ڈاکٹر کا پتہ کر لینا چاہیئے۔ بہرحال بخار کی ایسی شدت تھی کہ میں نے شام اور عشاء کی نمازوں کی کئی دفعہ نیت باندھی اور کئی دفعہ بے ہوش ہوا۔ لیکن جب بھی ہوش آتی تو میں اپنے لئے اور اپنی اہلیہ کے لئے اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی صحت کے لئے بڑی تڑپ سے دعا کرتا تھا اسی اثنا میں کشفی حالت میں حضرت خلیفہ اوّل رضؓ تشریف لائے اور فرمایا السلام علیك وعلیٰ اھل بیتك" اسی وقت کشفی حالت جاتی رہی اور میرے منہ سے فوراً یہ الفاظ نکلے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے دل میں یہی گذرا کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ فوت ہو گئے ہیں کیونکہ انہوں نے میری اور میری اہلیہ کی سلامتی کی بشارت تو دی ہے لیکن اپنے متعلق کچھ نہیں کہا حالانکہ میں اُن کی صحت کے لئے بھی دعا کر رہا تھا چنانچہ دوسرے دن یا تیسرے دن ڈاک آئی اور اس میں آپ کی وفات کی خبر تھی۔ یہ واقعہ صریح دلیل ہے اس بات کی کہ ہمارے درمیان صرف جسمانی اور ظاہری تعلق ہی نہ تھا بلکہ روحوں کا بھی آپس میں گہرا تعلق تھا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب میں میاں صاحب سے علیحدہ ہو کر لاہور میں آکر آباد ہوا پرانی انارکلی میں میری رہائش تھی وہاں میں ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا اور بیماری نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ بظاہر جانبری کی کوئی امید باقی نہ رہی نہ ڈاکٹروں کے علاج نے فائدہ دیا نہ یونانی حکیموں کی دوائی مفید ثابت ہوئی کہ ہومیو پیتھک دوائی کارگر ہوئی۔ تمام علاج کے باوجود میرے قلب کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ میری طبیعت دعا کی طرف بھی مائل نہ ہوتی تھی۔ میرے قلب پر یہ خیال غالب تھا کہ جب میرا مولےٰ مجھے بلانا چاہتا ہے تو مجھے خوشی سے جانا چاہیئے ایک رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا ہوں اس مکان کا ایک دروازہ صحن میں کھلتا ہے وہ دروازہ کھلا اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ صحن میں داخل ہوئے ان کے ساتھ ایک ڈاکٹر بھی ہے جو مجھے نظر نہیں آرہا لیکن میرا احساس ہے کہ وہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کی طرح فربہ جسم کا ہے میں استقبال کے لئے اُٹھا اور مجھے دیکھ کر خلیفہ اوّل رضؓ نے فرمایا میں تم اتنے کمزور ہو گئے ہو کہہ کر اس ڈاکٹر کو مخاطب کر کے کہا ان کا اچھی طرح علاج کرو یہ ہمارے عزیز ہیں چنانچہ دوسرے دن جمعہ تھا میرے لڑکے احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے گئے تو ان سے ڈاکٹر طفیل حسین صاحب مرحوم نے میرے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو سخت بیمار ہیں تو انہوں نے فوراً کہا کہ میں سمجھا تھا کہ شیخ صاحب کہیں باہر گئے ہوئے تھے انہیں آج شام ہی میرے پاس لاؤ حالانکہ شروع میں میں نے انہی کا علاج کروایا تھا اور مجھے کوئی فائدہ ہوا تھا لیکن جب لڑکوں نے آکر مجھے ان کا پیغام دیا تو میں نے سمجھ لیا کہ خواب کے پورا ہونے کا وقت آ گیا

ہے کیونکہ ڈرمبر ہوسنے یا .... ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر رشید الدین صاحب مرحوم سے مشابہ تھے چنانچہ ان کی دوائی کی پہلی خوراک سے ہی تقریباً نصف بیماری دور ہو گئی اور پھر چند دن میں بکلی شفا ہو گئی یہ واقعہ کیا زبردست دلیل نہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضہ کی روح کو خاکسار کی روح سے گہرا تعلق تھا اور جناب میاں صاحب سے علیحدگی بھی اس تعلق کو نہ توڑ سکی اور نہ اس میں خلل انداز ہو سکی کیا یہ واقعہ حیرت انگیز

جناب میاں صاحب کا اپنی بیوی اور اپنے سسرال سے سلوک

میرے متعلق جس کذب بیانی سے جناب میاں صاحب نے کام لیا ہے اس کی حقیقت کو بیان کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اپنا سلوک بھی بیان کر دیا جائے جو وہ اپنی بیویوں اور اپنے سسرال سے روا رکھتے رہے۔

مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور نے ایک دفعہ اپنی بیوی سے کسی قدر زبانی سختی کا برتاؤ کیا تھا اس پر حضرت اقدس مسیح موعود کو الہام ہوا :-

"اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے
لیڈر عبدالکریم کو خذوا الرفق
الرفق الرفق راس الخیرات
نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر
نرمی ہے" تذکرہ صہ ۱۰

خود حضرت اقدس اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بیوی کے ساتھ میں اونچی آواز سے بولا تو کافی دیر تک استغفار کرتا رہا یہ حال تو خدا کے خاص بندوں کا ہوتا ہے لیکن خدا کے موعود خلیفہ ہونے کے مدعی کا اپنی بیویوں کے ساتھ یہ سلوک تھا کہ بعض کو بید سے مار مار کر بدن پر نیلے نشان ڈال دیتے تھے۔ بیویوں کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک کس قسم کے انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ ان کے ساتھ خوش عقیدگی کا تعلق رکھنے والے خود ہی قیاس کر لیں فیصلہ کرتے وقت بیویوں کے متعلق حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل الفاظ کو بھی مدنظر رکھیں کشتی نوح میں حضور فرماتے ہیں :-

"جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب
سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت
نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں"

بیوی کے ساتھ جناب میاں صاحب کے سلوک کی کیفیت تو احباب کرام نے ملاحظہ کر لی اب اس کے اقارب کے ساتھ بھی جناب میاں صاحب کا سلوک ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت خلیفہ اول رضہ کے جو احسانات جناب میاں صاحب پر تھے ان کے نیچے سے یہ ساری عمر ان سر نہیں نکال سکتے ان کی وفات کے بعد ان کی صاحبزادی کو اپنے نکاح میں لائے [illegible] کی پرواہ نہ کرتے ہوئے [illegible] ایک [illegible] کے ساتھ [illegible]

قادیان کا رہنے والا بچہ بچہ اس کو جانتا ہے یہاں تک کہ محترمہ امۃ الحی کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے بچوں کو یعنی دو لڑکیوں اور ایک لڑکے کو جو بہت ہی چھوٹی عمر کے تھے ان کے ساتھ ملنے تک نہیں دیتے تھے حالانکہ وہ ان کو دیکھنے کے لئے ترستی تھیں ساری عمر ان کو تکلیف دیتے رہے اور وہ اس کے ہاتھوں اس قدر دکھی رہیں کہ بیان سے باہر ہے ایسا سنگ دل انسان دوسروں پر بد سلوکی کا الزام لگانے کی جرأت کر سکتا ہے پہلے اپنے گریبان میں تو منہ ڈال کر دیکھے۔ باقی کذب بیانیاں انشاء اللہ آئندہ قسط میں بیان کی جائیں گی۔

(نوٹ) میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ ۱۹۲۰ء میں بیماری کے ایام میں مجھے کشفاً حضرت خلیفہ اول رضہ نے سلامتی کی بشارت دی، یہ بشارت کس طرح پوری ہوئی اس کا ذکر کرنا میں بھول گیا، ہوا اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسرے کشف میں مجھے بتلایا گیا کہ صبح سڑک پر پہنچو، ایک نوجوان مجھے دکھلایا گیا کہ یہ تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا یہ نوجوان میرا واقف تھا اور میڈیکل کالج کا طالب علم تھا میرے مکان سے چند قدم کے فاصلہ پر ہی سڑک تھی چنانچہ اس کشف کی تعمیل میں میں صبح سڑک پر پہنچ گیا۔ میرے مقابل کے کنارہ پر وہ نوجوان کھڑا تھا میں نے اسے نہیں دیکھا اس نے مجھے دیکھ لیا وہ فوراً بھاگ کر میرے پاس آیا اور کہا کہ تمہارا یہ کیا حال ہو گیا ہے اتنے میں ٹرام وے آ گئی اور اس نے مجھے اس میں بٹھلا دیا اور ہسپتال لے جا کر ڈاکٹر کو دکھلایا اس نے اچھی طرح دیکھ کر چار پانچ روز کی دوائی دے دی جس سے مجھے بکلی شفا ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

مجاہدۂ دعا

میں شامل ہونے والے

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ حسب ذیل اصحاب کی بحالی صحت کے لئے بھی دعا فرماویں :-

(۱) خان عبدالعزیز خان صاحب۔ ملتان
(۲) فخر النساء صاحبہ بنت شیخ رحمت اللہ سلیم۔ ملتان
(۳) مولینا عبدالباقی صاحب و صاحبزادہ صاحب بنوں
(۴) محترم شیخ رحمت الٰہی صاحب۔ لاہور
(۵) سید حسین شاہ صاحب (سفید ڈھیری)

سعید احمد جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ خطبہ از صلہ)

لیڈروں کے لئے نمونہ

دنیا کے لیڈروں اور رہنماؤں کے لئے حضور نمونہ ہیں۔ اس وقت محترم ابوالہاشم صاحب جو مشرقی بنگال کے متمیز لیڈر ہیں وہ اس وقت جمعہ کی نماز میں شرکت کر رہے ہیں ان کے لئے اور ہر لیڈر کے لئے حضور کا نمونہ یہ سبق پیش کرتا ہے۔ جس لیڈر نے لیڈری کی وجہ سے دولت جمع کی اور جائداد پیدا کی وہ قوم کی نگاہ میں گر گیا۔ حضور نے نہ حسن کے لئے کوئی جاگیر مقرر کی نہ حسین کے لئے اور نہ علی رضہ کے لئے اور نہ ہی کچھ اپنے لئے۔ وہ خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ وفات کے وقت حضور کی تجہیز و تکفین تین کپڑوں میں ہوئی تھی۔ اور وہ فرماتی ہیں ما ترک رسول اللہ عند وفاتہ درھما ولا دینارا ولا شاۃ ولا بعیرا ولا امۃ ولا عبدا۔ کوئی سامان نہیں، کوئی لونڈی نہیں، ایک اور مال تھا اہل عرب کا۔ بھیڑ بکریاں۔ نہ کوئی درہم و دینار۔ وہ بھی حضور کے پاس نہیں۔ بادشاہوں کے لئے حضور اکرم صلعم نمونہ ہیں۔ غریبوں کے لئے نمونہ ہیں، بادشاہ اپنی ذات پر قوم کے خزانے خالی کرتے ہیں ان کو ایسا نہ کرنا چاہیئے اور غریب وفات کے وقت کچھ خرچ نہیں کر سکتا ان کے لئے بھی حضور نمونہ ہیں

مقام رسول صلعم

یہ وہ مقام ہے جو کسی انسان کو میسر نہ آیا تمام انبیاء سے بڑھکر جس شخص کو اخلاق فاضلہ کے اظہار کا موقعہ ملا وہ حضور نبی کریم صلعم ہیں، حضور فرشتوں سے بڑھکر ہیں۔ وہ فرشتے تو آٹومیٹک ہیں اللہ تعالیٰ سے لے فرماتا ہے ان مشکل حالات میں ہم نے حضور کی نصرت کی ان پر تسلی نازل فرمائی اور انجام کار وہ کامیاب رہے اور دشمن ان کے پاؤں کی چوکی بنے اور خدا کی بات غالب رہی۔ خدا بیشک عزیز اور حکیم ہے اس خدا پر جو ایمان رکھے گا اور صبر سے کام لے گا وہ کامیاب ہو گا۔

درخواست دعا

(۱) میاں لطف المنان عثمان عمر ابن عبدالمنان عمر نے امسال پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی (کیمسٹری) کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا ہے۔ الحمد للہ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش علمی ترقیات عطا فرمائے۔

(۲) ولادت۔ محمد فاضل رمضان آف جنوبی امریکہ کو خدا تعالیٰ نے بچی عطا فرمائی ہے۔ بزرگان سلسلہ زچہ کی صحت و سلامتی اور نومولودہ کی درازی عمر اور نیکی و صالحیت کی دعا فرمائیں ؛

* ... بلا مبرم ہے کے دل میں صحیح علاج ڈال دیا جاتا ہے جو چند دن میں ہی موجب شفا ہو جاتا ہے۔

نائجیریا میں اسلام اور عیسائیت کی آویزش

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی کامیاب تبلیغی سرگرمیاں!

قبل ازیں ان کالموں میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ ایک سوڈانی نوجوان اعظم عبداللہ الیاس دو تین ماہ سے پاکستان آئے ہوئے ہیں، یہ صاحب کچھ عرصہ سے سوڈان سے شمالی نائجیریا گئے ہوئے تھے، اور وہاں بطور ٹیچر کام کرتے تھے، جس وقت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے وہاں قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی کی سرکردگی میں تبلیغی مشن قائم کیا گیا یہ صاحب ان کی کتابوں کو پڑھ کر اور ان کے لیکچرز کو سن کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے، اور تحریک احمدیہ کا مطالعہ کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور قاضی صاحب کے ساتھ مل کر اشاعت اسلام کا کام کرتے رہے، اب وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ گذشتہ ۹ اکتوبر کو انہوں نے جامع احمدیہ میں نماز جمعہ کے بعد ایک مختصر تقریر انگریزی زبان میں کی، جس میں نائجیریا میں اسلام اور عیسائیت کی آویزش کا ذکر کرتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی کامیاب تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی، اس تقریر کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

اخوانی فی الدین!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

یہ امر میرے لئے بہت بڑی عزت کا موجب ہے آپ نے مجھے ایک اعلیٰ درجہ کے منتخب مجمع کے سامنے تقریر کرنے کا موقعہ مرحمت فرمایا ہے۔ جس کے لئے میں تہ دل سے ممنون ہوں۔ میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کروں گا کہ نائجیریا میں ہم لوگ اس عظیم الشان کام کو کس قدر عزت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جو آپ کی انجمن نے وہاں شروع کر رکھا ہے، ہمیں یقیناً اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی خدمات کے نہایت خوشگوار نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔

نائجیریا میں اسلام کی ترقی کے حالات بیان کرنے سے پہلے میں اس ملک کے سیاسی حالات کا تھوڑا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

نائجیریا براعظم افریقہ میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک سمجھا جاتا ہے۔ گذشتہ مردم شماری کی رپورٹ میں اس ملک کی آبادی ساڑھے پانچ کروڑ بتائی گئی ہے۔ نائجیریا ایک فیڈریشن کی حیثیت رکھتا ہے جو چار حصوں پر مشتمل ہے:۔ مشرقی نائجیریا، مغربی نائجیریا اور شمالی نائجیریا، وسطی نائجیریا۔ مشرقی نائجیریا میں عیسائیوں کی اکثریت ہے اور ایسا ہی وسطی مغربی حصہ میں بھی زیادہ تر عیسائی آباد ہیں، مغربی حصہ میں مسلمانوں کی تعداد کل آبادی کا نصف ہے۔

ان چار حصص میں سے میں اپنے بیان کو صرف شمالی نائجیریا کے ذکر تک محدود رکھوں گا۔ یہ حصہ ملک رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔ تمام فیڈریشن کی کل آبادی کی قریباً نصف سے زیادہ تعداد اس حصہ میں آباد ہے جو براعظم افریقہ کی کل آبادی کا دسواں حصہ ہے اس سے آپ کو شمالی نائجیریا کی سیاسی اور مذہبی اہمیت کا پتہ لگ جائے گا۔

گذشتہ کئی صدیوں سے شمالی نائجیریا علم کی ہر شاخ سے بالکل بے بہرہ اور قطعی ناخواندگی میں ڈوبا رہا، اسلام سے جو اس حصہ کے بعض لوگوں کا مذہب ہے، انہیں پوری واقفیت حاصل نہیں، ملاؤں نے جو اسلامی تعلیم سے خود واقف نہیں اسکو غلط طور پر پیش کر کے غلط معنے پہنائے گئے ہیں۔ مسلمانوں کو تعلیمی لحاظ سے دوسرے مذاہب سے پسماندہ ہونے کے باعث حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا، اور برٹش گورنمنٹ نے نائجیریا میں اسلام کی اس درماندہ حالت کو دیکھتے ہوئے حالات کو اور بھی زیادہ خراب کرنے کے لئے عیسائی مشنریوں کو ملک میں بلا لیا اور انہوں نے تمام نائجیریا میں مسیحی مشنوں کا جال بچھا دیا۔ یہیں تک بات نہ رہی۔ بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے تمام علاقوں میں مدارس قائم کئے اور یہ پالیسی اختیار کی کہ مسیحیت کو تمام طلباء کے لئے لازمی مضمون قرار دیا۔ اور جو طالب علم اس مضمون میں فیل ہو جاتے اس کو فیل ہی قرار دیا جاتا اور اگلی جماعت میں ترقی نہ دی جاتی۔ ان مسیحی مدارس میں اسلام کو جو توحید کا مذہب ہے بت پرستی کا مذہب قرار دیا جاتا ہے اور طلباء کے ذہنوں میں یہ بٹھایا جاتا ہے کہ اسلام اپنے پیروؤں کو ایک پتھر کی پرستش کا حکم دیتا ہے جو مکہ میں رکھا ہوا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان طلباء نے یہ سمجھتے ہوئے کہ مسیحیت اسلام سے برتر ہے مسیحی مذہب قبول کر لیا اور اب حالت یہ ہے کہ شمالی حصہ میں بہت سی مسلمان خاندان اس مسیحی یلغار کا شکار ہو چکے ہیں اور ان خاندانوں کے پڑھے لکھے لوگ زیادہ تر عیسائی بن گئے ہیں بحالیکہ ان کے والدین مسلمان ہیں۔ اس طرح دوسرے مذاہب کی طرف سے اسلام کے چہرہ پر بدنامی کا ٹیکہ لگ گیا ہے۔

ان واقعات کے پیدا ہونے کے بعد کچھ دانشمند مسلمانوں نے مسیحیت کے اس چیلنج پر غور کرنا شروع کیا اور مسیحی مشنریوں کی جاری کردہ اس ضرر رساں تحریک کو ختم کرنے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے دو اسلامی ادارے قائم کئے گئے ان دونوں اداروں کو "انصار الدین" اور "نوائر الدین" کے ناموں سے پکارا جاتا ہے، یہ دونوں تحریکات صرف تعلیمی ادارے ہیں جو مدارس قائم کرنے اور مسلمانوں کو ان کے مذہب سے آگاہ کرنے میں مصروف ہیں، لیکن بدقسمتی سے ان تحریکات کے راہنما علوم جدیدہ سے قطعی ناآشنا ہیں، اس لئے وہ اسلام کو اس رنگ میں پیش کرنے سے قاصر رہے کہ وہ موجودہ دل و دماغ کو اپیل کر سکے۔ اس لئے ان کی کوششوں کے کوئی ٹھوس نتائج پیدا نہ ہوئے۔

سنہ ۱۹۲۰ء کے آخر تک کوئی بیرونی تحریک نائجیریا نائجیریا میں نہ آئی تھی۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں جماعت قادیان نے وہاں اپنی شکل آ دکھائی۔ انہوں نے کچھ طبی ادارے اور سکول قائم کئے، ان کے اس اقدام سے مسلمانوں کو خوشی حاصل ہوئی اور انہوں نے اسکو اس چیلنج کے مقابلہ میں جو مسیحی اداروں نے مسلمانوں کے سامنے رکھا تھا ایک واحد اور عظیم الشان اقدام قرار دیا۔ لیکن مسلمانوں کی یہ تائید ان کے ساتھ دیرپا نہ رہی تعلیمیافتہ مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ یہ قادیانی گروہ صرف روپیہ پیدا کرنے کی ایجنسیاں ہیں، دوسری طرف جیسا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو بحیثیت نبی پیش کیا گیا تو مسلمان ان سے بگڑ گئے اور لوگ جو غالباً ان کے معاون تھے وہ ان سے علیحدہ ہو گئے اور اب شمالی حصہ میں تحریک احمدیت کے قادیانی فریق کو اسلام کا دشمن سمجھا جاتا ہے اور شمال میں رہنے والے مسلمان اس گروہ کے سخت مخالف ہو چکے ہیں۔

سنہ ۱۹۶۲ء کو نائجیریا کی تاریخ میں اس لحاظ سے سنہری سال قرار دیا جائے گا کہ اس سال میں صحیح رنگ میں اشاعت اسلام کی تحریک شروع ہوئی، فی الحقیقت یہ پہلا موقعہ تھا کہ نائجیریا کے اخبارات میں اسلام کے متعلق اعلیٰ درجے کے مضامین لوگوں کے دیکھنے میں آئے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے پمفلٹ شائع ہوئے۔ جس میں اسلام کو معقول طور پر پیش کیا گیا، ان کتابوں میں اسلام کی روشنی اور اس کی خوبیاں نہایت عمدگی سے بیان کی گئیں۔ سمجھدار مسلمان ان کتابوں اور پبلک لیکچروں سے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اکیلے نمائندہ قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی نے دیئے۔ بہت متاثر ہوئے اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ کانو اور کٹسینا ایک شمالی علاقوں میں اب بھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور اس کے نمائندہ کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ صفائی اور سنجیدگی کے ساتھ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں نے مسیحی مشنریوں کو اس میدان میں پاگل بنا دیا ہے۔

جہاں تک میں نے مسلمانوں کے احساسات کا مطالعہ کیا ہے میں یہ پیشگوئی کر سکتا ہوں کہ مستقبل قریب میں نائجیرین مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی امانت سے نائجیریا و افریقہ کے باقی علاقوں

(باقی برصفحہ ۲۲)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
مسیح موعود

(مرتبہ :۔ شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

پاکستان

خط از مسٹر جعفر حسین ایم اے۔
لورا لائی ۔ کوئٹہ ۔ پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا نوازش نامہ ملا۔ اور پھر آپکی ارسال کردہ کتب بھی موصول ہوئیں۔ آپ کی اس کرم فرمائی کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ اس قدر قیمتی اور نایاب دینی کتب ہمارے لئے ارسال کی ہیں۔

مجھے امید ہے میں خود اور میرے طلباء ان سے استفادہ کرتے رہیں گے اور امید کرتا ہوں کہ آپ آئندہ بھی ہمیں اپنی نوازشات سے نوازتے رہیں گے۔

تاخیر جواب کے لئے میں معافی کا خواستگار ہوں دراصل میں کوئٹہ امتحانات کے سلسلہ میں گیا ہوا تھا اور واپسی پر آپ کی کتابوں کے بارے میں مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں حالانکہ دیر سے موصول کر لی گئی تھیں۔ میں اسی امید میں رہا کہ کتابیں ابھی آنی ہیں بہرحال میں بار دیگر شکر گذار ہوں

اگر ممکن ہو تو مجاہد کبیر بھی ارسال کریں۔ یہاں میرا خیال ہے کافی فائدہ مند ثابت ہوگی۔

فقط والسلام

(مجاہد کبیر بھیجی گئی اور چٹھی کا جواب دیا گیا)

گھانا

ترجمہ خط از حسن موسے ۔ گھانا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مؤدبانہ التماس ہے کہ میں نوجوان مسلمان ہوں اور اسلامی تاریخ اور سیرت رسولؐ کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے مجھے اسلامی لٹریچر ارسال فرمائیں نیز فہرست کتب بھی بھیجیں۔

امید ہے کہ آپ ہم نوجوان مسلمانوں کی مدد فرمائیں گے۔ ہم مذہب اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔

زیادہ نیاز

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

نائیجیریا۔

ترجمہ خط ۔ جے اے۔ اوکے سولا ۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میری مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے مذہبی لٹریچر ارسال کریں۔ گاؤں میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے بہت سے عیسائی لوگ میرے پاس آتے ہیں، اور اسلام کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ مگر میں چونکہ اسلام سے ناواقف ہوں اور نہ ہی میرے پاس ایسا مذہبی لٹریچر ہے اس وجہ سے میں ان کی تسلی نہیں کر سکتا

اس لئے مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے اسلام کے متعلق چند کتابیں ارسال کریں اور میں انشاء اللہ کافی عیسائیوں کو آغوش اسلام میں لاؤں گا۔

شکریہ

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ۔ عیسائی معتقدات وغیرہ ارسال کئے گئے)

(۲)

ترجمہ خط :۔ ملام منجاجی یوسف الیشا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں بڑے ادب سے یہ درخواست آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔

آپ کا ایڈریس میرے ایک دوست نے دیا اور بتلایا کہ آپ لوگ قرآن شریف اور دیگر کتب مفت تقسیم کرتے ہیں اس لئے میری مؤدبانہ گذارش ہے کہ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال فرمائیں۔

مجھے قرآن شریف پڑھنے کا بہت شوق ہے اس وجہ سے میں نے درخواست کی ہے۔ اور میں آپ کی انجمن کا ممبر بھی بننا چاہتا ہوں۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ میری درخواست منظور فرما کر مندرجہ بالا کتب ارسال کریں۔ امید ہے کہ اس پر ہمدردی سے غور ہوگا۔

والسلام

(قرآن شریف انگریزی ٹیچنگز آف اسلام ۔ دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ۔ مرزا غلام احمد بھیجا گیا ۔ اور خط کا جواب دیا گیا ۔)

(۳)

ترجمہ خط :۔ ڈی ۔ اے ۔ آدیمو ۔ بیلو ۔ الیشا ۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ملتمس ہوں کہ میں یہ خط اس خوشی سے تحریر کر رہا ہوں کہ میں نے اسلام کو ایک سچا دین تصور کیا ہے۔

میں نے عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کے لیکچر سنتے ہیں اور فیصلہ کیا کہ اسلام ہی ایک سچا دین ہے اور میں نے اسکو قبول کیا ہے۔

میں آپ کا نہایت ہی مشکور ہونگا اگر آپ ایک قرآن شریف انگریزی عنایت فرمائیں ۔ جس کا پیشتر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ان کو انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

(۴)

ترجمہ خط :۔ لاول اے ۔ ادوکے سکوٹو ۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں مؤدبانہ اور خوشی سے چند حروف آپ کی خدمت میں لکھ کر ارسال کر رہا ہوں۔ خداوند کریم آپکو خوش رکھے۔

کافی عرصہ کے بعد میں آپ کی خدمت میں یہ چند حروف لکھ رہا ہوں کیونکہ میری تبدیلی سکوٹو میں ہو گئی تھی۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ممبر شپ سرٹیفکیٹ ارسال کریں۔ کیونکہ میں کافی عرصہ سے آپ کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں۔

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو ممبر شپ سرٹیفکیٹ اور لٹریچر روانہ کیا گیا اور خط کا جواب بھیجا گیا)

(۵)

ترجمہ خط مسٹر جے ۔ بی ۔ اوڈو ۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

التماس ہے کہ میں نے آپ کا ایڈریس اپنے دوست سے جو الیشا میں رہتا ہے لیا ہے۔ اس لئے میں آپ کو امداد کے لئے لکھ رہا ہوں میں اسلام کے متعلق تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے عربی نہیں آتی ۔ اس لئے میں انگریزی ترجمۃ القرآن کا خواہشمند ہوں۔ اگر دوسری انگریزی کتابیں بھی ارسال کریں گے تو وہ بھی مجھے اسلام کے متعلق تعلیم دیں گی ۔ میں ساتھ ہی قیمت ادا کر دوں گا۔

امید ہے کہ آپ جلدی جواب دیں گے۔

فقط والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا ۔)

(بسلسلہ صفحہ ۲۳)

12.00	۲۵۴/R	12.00	۱۲۵/R
12.00	۳۵۴/R	26.00	۱۳۸/R
8.00	۳۶۱/R	3.00	۱۵۰/R
[illegible].00	۴۱۲/R	6.00	۱۶۸/R
.00	۴۲۷/R	4.00	۱۷۲/R
		4.00	۲۲۴/R

خواتین کا صفحہ

تاریخ انسانی کا مصلح اعظمؐ

عائشہ تنولی صاحبہ دربند ضلع ہزارہ

محترمہ باجی صاحبہ - آداب و نیاز

آپ کے ارشاد کے مطابق کچھ، لکھ کر بھیج رہی ہوں - چونکہ اپنے صفحہ میں پہلا مضمون ہے اس لئے دنیا کے عظیم ترین انسانؐ سے بسم اللہ کی ہے - اس کے بعد اگر کچھ لکھا تو احمدیت کے بارے میں ہوگا - اگر مضمون اپنے صفحہ کے معیار پر پورا اُترے تو شائع کر دیجئے گا - انتہائی مہربانی ہوگی -

مجھے بہنوں کا صفحہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے - آخر آج کی عورت بھی تو اتنی ہی ترقی پذیر ہے جتنا کہ آج کا مرد پھر مذہبی معاملات میں تو عورتیں بقول آپ کے پہلی درسگاہ ہیں -

اگر تعلیم سے کبھی فرصت ملی تو میں اپنے صفحہ کے لئے وقتاً فوقتاً لکھتی رہوں گی - انشاءاللہ - اگر آپ نے قبول کیا - فقط

عائشہ تنولی - دربند ضلع ہزارہ

ہمارے گرد پھیلی ہوئی دنیا حرکت و گردش کی دنیا ہے تغیر و تنوع کی دنیا ہے - اس میں کشش بھی پائی جاتی ہے اور مزاحمت بھی - اس میں عمل بھی پایا جاتا ہے اور ردِ عمل بھی - اس میں تخریب بھی ہے اور تعمیر بھی - روشنی بھی اور گھمبیر اندھیرے بھی ہیں - موت و زندگی ایک دوسرے کے درپے ہیں - دن اور رات دست و گریبان ہیں آگ اور پانی باہم دگر آویزاں ہیں - اس میں بلندی کے ساتھ پستی ہے - کہیں گہرے غار اور کہیں آسمان کی رفعتیں کہیں گندی نالی میں پلنے والے کیڑے اور کہیں عقاب کی بلندیاں - غرض یہ کہ اس دنیا کے کسی بھی حصہ پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ جوڑے ایک دوسرے کی طرف بڑے جوش و خروش سے بغرض جہاد بڑھتے چلے آتے ہیں یہ تو انسانی زندگی کی اُلٹی سیدھی راہیں ہیں - اسی کائنات کے حقیر سے گوشے میں انسانی زندگی کی سب سے زیادہ پُر فساد رزمگاہ واقع ہوتی ہے - ہمارا نظام تمدن ایک بحرِ ذخار ہے جس میں لہروں سے لہریں ٹکرا رہی ہیں قطروں سے قطرے - اور یہ کارخانہ یوں رواں دواں ہے - جیسے جرس کی آواز سن کر کوئی کارواں رواں ہو - اور اس رزمگاہ میں یہ دستور تو ازآدم تا ایندم چلے گا - کیونکہ نیکی اور بدی، انصاف و ظلم اور حق و باطل کے درمیان ایسے معرکے ہونے فطرت انسانی کے عین موافق ہیں - اور جس کے ہاتھ میں ان معرکوں کی ڈور ہے - وہ ایک ناقص العقل انسان ہے جس کے ذہن نارسا میں ہر آن خیالات اُمڈتے ہیں - ہر عقیدہ، نظریہ اور کردار اگر دماغ کے ایک گوشے سے اُبھرتا ہے تو ساتھ ہی اس کی ضد ایک ہمزاد کی طرح سامنے آتی ہے - اور اسی طرح معرکوں اور فسادوں سے وہ تصادم پیدا ہوتا ہے جس سے ہماری اور ملک کی تاریخ بھری پڑی ہے -

جب کبھی بدی، جھوٹ، ظلم نے ایک آہنی نظام بن کر ماحول اور زندگی کی راہوں کو مسدود کیا اور انسان موہوم اُمیدوں کو یکسر مٹا کر مایوسی کے گڑھوں میں گرنے لگا تو ایسے موقعوں پر تاریخ کے بہترین کردار نوعِ انسانی کے لئے مشعلِ راہ بنتے ہیں - انہوں نے سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا جس طرح حضرت مرزا صاحب نے زندگی کی اس رمق سے آشنا کیا جس نے انہیں نئی زندگی دی - میدان میں فساد کی قوتوں سے لڑنے کی طاقت دی - گویا ان مایۂ ناز ہستیوں نے ماحول کی آہنی دیواروں کو موم بنایا - تاریخ کے جمود کو توڑا - تمدن و معاشرت کے منجمد سمندر کو حرکت دی - فکر و فن اور ان کی بے کیف راہوں کو ان کے مدفن سے باہر لا کر کھڑا کر دیا - حتیٰ کہ یہ کاروانِ حیات اپنے ارتقاء کے صراطِ مستقیم کی طرف رواں دواں ہو گیا - جیسے حسین بہاروں کا قافلہ ہو -

سب مقدس انبیاءؑ کی صف میں نگاہیں بے اختیار جس ہستی عظیم پر اُٹھتی ہیں وہ نبی کریمؐ کی ذات مبارک ہے آپؐ کی ہستی کو جس پہلو سے دیکھئے عظمت و درخشندگی کا شاہکار نظر آتی ہے - اور ان صفات کی تعریف کرتے کرتے کتنے ہی عقیدتمند لوگ چل بسے - مگر حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا -

آپؐ کی زندگی لوگوں کے لئے ایک ایسی مثال ہے جو انسان کو تاریکی کی گھمبیر راہوں میں مشعل کا کام دیتی ہیں - آپؐ نے ان لوگوں کو جو معاشرے کے رستے ہوئے ناسور تھے - زندگی کے آسمان پر درخشندہ و تابندہ ستارے بنا دیا - آپؐ کی زندگی نرالی شان سے مختلف تھی

(۱) — والدین کی شفقت سے محروم، مادی سہاروں سے بے نیاز گویا مالک حقیقی کے سہارے اپنے منصب تک پہنچنے کی تیاری ہوگی -

(۲) — جوان ہونے پر یہی انسان اپنی جوانی کو بے داغ رکھتا ہے - آپؐ کے ماحول میں بدکاری اور شراب نوشی مایۂ افتخار بنی ہوئی تھی - مگر یہی اُس کوتاہ ماحول میں رہنے والا انسانؐ اپنے دامانِ نظر کو ایک لمحہ کے لئے بھی گرد آلود نہیں ہونے دیتا -

(۳) — جہاں بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہونا عین مذہب تھا - وہاں خانوادۂ ابراہیمیؑ کا یہ انسان کبھی غیر اللہ کے سامنے نہ جھکا -

(۴) جہاں قتل و غارت سے میدان ہر وقت سُرخ رہا کرتے تھے - وہاں اسی نوجوان کے دامن پر خون کی ایک چھینٹ تک نہیں پڑی تھی -

(۵) — حجرِ اسود میں انتہائی جذباتی تناؤ کی فضا میں اس نوجوان کے فیصلہ سے سب کے سب چہرے اطمینان و مسرت سے منور ہو جاتے ہیں

(۶) - میدانِ معاش میں تجارت جیسا مشغلہ اختیار کرتا ہے اور پھر "تاجرِ امینؐ" کے نعروں سے فضائیں گونج اُٹھتی ہیں -

(۷) — جب رفیقۂ حیات کا مرحلہ آتا ہے تو مکہ کی شوخ و شنگ حسینوں کو ذرا سا خراجِ نگاہ دیے بغیر ایک ایسی بیوہ خاتون سے رشتۂ ازدواج منسلک کرتا ہے - جو سیرت و کردار کے لحاظ سے انتہائی بلند مرتبہ رکھتی ہے - اس کا یہ انتخاب اس کے ذہن، اس کے مزاج اور روح کی گہرائیوں کو اُجاگر کر دیتا ہے -

(۸) - پھر اس نوجوان کے دوست کیسے تھے؟ صحبتِ صالح کی زندہ مثال -

(۹) - پھر یہ یکتائے زمانہ نوجوان جب کوئی فرصت کا وقت نکالتا تو اسے رقص و سرود کی محفلیں نہیں کشش کرتیں، بلکہ وہ غارِ حرا کی خلوتوں میں خدائے برتر کی عبادت کے لئے چل پڑتا ہے - جس انسان کی جوانی اس قدر بے داغ ہو، اس کے مشاغل ایسے پاکیزہ ہوں تو کیا انسانی بصیرت اُس کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کر سکتی؟

مگر یہی شخص جب نبوت کے لئے چُنا جاتا ہے تو زمانے کی آنکھوں کا رنگ بدل جاتا ہے - اور اس کی قیمت یوں گر جاتی ہے جیسے خدانخواستہ اُس کا ماضی تاریک ہو — تو گویا ان کی آنکھیں بے نور تھیں - جو ایک منور روح سے نکلتی ہوئی دلآویز شعاعوں کو نہ دیکھ سکیں جو نگینہ کی پہچان نہ کر سکیں - انہوں نے اس انسان کو ہر اذیت سے آشنا کیا - وہ ضد اور تعصب کی روشنی میں اپنی آنکھوں کو چندھیا بیٹھے - جب ہی تو استقدر مجبور ہو گئے تھے مگر خدائے عظیم و برتر! ہمیشہ اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے - نبی کریمؐ کی بھی غائبانہ امداد ہوئی کیونکہ حق ہمیشہ غالب آتا ہے - اور آج وہی اسلام ہمارے پاس ہے وہی کتاب ہمارے پاس ہے جس کے لئے تاریخ کے بیشتر اوراق خون کی سیاہی سے لکھے گئے - پھر کیا ہم بھی ان تکالیف کو نظر انداز کر جائیں جو مظالم کو برداشت کرنی پڑیں؟ ہم جاہل مطلق نہیں - بصیرت ہمارے پاس ہے پھر کیوں نہ ہمت بلند کر کے کھڑے ہوں؟ اور حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام دنیا کو پہنچائیں "اُٹھو تا کہ ہمیں نورِ خدا پا سکو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے"

(بقیہ صـ۱۲)

کا بھی کچھ ذکر کر دوں ۔ انگلستان کے اس حصہ میں ہمارے پاکستانی بھائیوں نے نہ صرف آباد ہونا شروع کر دیا ہے بلکہ انہوں نے پانچ دس مکان بھی خرید لئے ہیں ۔

ووکنگ کے اس چھوٹے سے شہر میں اس وقت کوئی دو سو (۲۰۰) پاکستانی آباد ہیں۔ پھر نزدیکی شہروں میں جو سرے (SURREY) کے علاقے میں ہیں اب پاکستانیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے یہ لوگ وقتاً فوقتاً مسجد کا رُخ کرتے رہتے ہیں بعض لوگ متعصب ضرور ہیں۔ لیکن ان میں سے جن اصحاب نے ذرا نزدیک ہو کر ہمیں دیکھا ہے۔ وہ سب کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتے ہوئے باقاعدہ ہماری محفل میں شریک ہوتے ہیں۔

پچھلے دنوں پاکستانی حضرات نے اپنی ویلفیئر ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالی تو طفیل صاحب کو انکی عدم موجودگی میں اپنی سوسائٹی کا صدر منتخب کر لیا ۔ اس سوسائٹی کو بنے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ یہاں کے لوکل اخبارات میں پاکستانیوں کے رہنے سہنے سے متعلق الٹی سیدھی خبریں شائع ہونے لگیں۔ ایک اخبار نے تو کسی پاکستانی کے گھر میں جا کر وہاں کی تصاویر بھی اپنے اخبار میں شائع کر دیں ۔ اخباری نمائندوں نے جب دوسرے دن امام مسجد ووکنگ سے انٹرویو لیا تو انہوں نے انہیں بتایا کہ انگریز لارڈ انہیں اپنے گھروں میں رکھنے کے لئے تیار نہیں ۔ یا تو پاکستانی اپنے دوسرے بھائیوں کے ہمراہ رہتے ہیں ۔ یا پھر ایلین حضرات نے انہیں تھوڑی بہت جگہ دے رکھی ہے ۔ ان حالات میں سارا قصور ان کے سر تھوپنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کونسل کو چاہیئے مناسب انتظامات کر کے ان کی پریشانیوں کا تدارک کرے ۔ ایک دو اخبارات میں اس قسم کے تفصیلی بیانات شائع ہونے سے یہ بات آئی گئی ہو گئی ۔ چند دن ہوئے ووکنگ سے متعلقہ کونسل کی طرف سے امام مسجد ووکنگ کے نام موصول ہوا ہے۔ جس میں پاکستانیوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر انتظامات کے سلسلہ میں کونسل والے کچھ تجاویز زیر بحث لانا چاہتے ہیں ۔ امید ہے ۔ اس طرح حالات بہتر بنانے میں یہاں کی کونسل کے ساتھ اور خود مل کر بھی کوشش کریں ۔ انہیں اپنے گھروں میں صفائی کے معیار کو بھی بلند کرنا چاہیئے تاکہ یہاں کے لوگوں کو کسی قسم کے اعتراض کا موقعہ ہی نہ ملے

الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب ووکنگ میں

آج جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں ۔ ہمیں الحاج شیخ میاں محمد صاحب کا انتظار ہے ۔ وہ شام کے جہاز سے آج لندن پہنچ رہے ہیں — احباب جماعت کو سلام ۔

والسلام
خالد اقبال ۔ ۳۰-۹-۶۱

نائیجیریا میں اشاعت اسلام ۔ از صـ۱۹

میں تبلیغ اسلام کے لئے نکل پڑیں گے: نائیجیریا میں اشاعت اسلام کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ گزشتہ دو سالوں میں اس سلسلہ میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ۔ اس کا ثبوت ہمارے سامنے ہے ۔ بہت سے تعلیم یافتہ عیسائیوں نے جن میں ایک مشہور پادری بھی شامل ہے ، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نمائندہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے ہیں ۔

آخر میں میرا یہ کہنا حق بجانب ہے کہ اس انجمن کا قیام اللہ تعالےٰ کی خاص عنایات و برکات میں سے ہے ، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکو تا ابد قائم و دائم رکھے۔

(بقیہ صفحہ ۱)

کے سلسلہ میں مقیم ہیں۔ بعض اوقات شامل ہو جاتے ہیں اور جرمن دوستوں کے چلے جانے کے بعد اردو زبان میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ انہوں نے برلن میں اپنے قیام کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ کی کافی کتب کا مطالعہ کر لیا ہے لیکن باوجود اس کے ان کے نظریات میں کوئی وسعت پیدا نہیں ہوتی۔ حضرت مرزا صاحب کو دعوےٰ نبوت کا الزام ہے حالانکہ کئی ایک کتب میں اس مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے۔ خاتم النبیین کی تشریح حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے دکھائی گئی ہے۔ لفظ کے مجازی معنوں میں استعمال ہونے کے حوالہ جات بھی دکھائے گئے۔ لیکن پھر بھی یہ مسئلہ ابھی تک انہیں سمجھ نہیں آیا۔

حضرت صاحب کا فرمانا کہ خدا بولتا ہے۔ اس کو ماننا ان کے لئے بڑا مشکل ہے۔ بعض دفعہ ہمارے اس بھائی نے اس بحث کو رات بارہ بجے کے بعد دو بجے تک جاری رکھا۔ میں نے قرآن کریم سے بطور اصل واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ خدا غیر نبیوں سے بھی بولتا رہا ہے اور بولتا رہے گا۔ اس بولنے کے لئے جو لفظ عربی زبان میں مستعمل ہوا ہے وہ لفظ وحی ہے۔ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ لہٰذا وحی نبوت ختم ہو گئی۔ دین مکمل ہو گیا۔ شریعت مکمل ہو گئی۔ کسی دوسرے نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ہاں وہ وحی جو غیر نبیوں کو ہوتی رہی وہ آج بھی بشرط متابعت شریعت محمدیہ جاری ہے۔ حدیث کو بطور حوالہ پیش کیا اور بتایا کہ اس وحی کی تشریح آنحضرت صلعم نے خود لفظ تکلم سے کی ہے۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ اصولی طور پر اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یہ حوالجات کافی ہیں۔ لیکن یہ صاحب کہ اپنی بات کی رٹ بغیر کسی دلیل کے لگاتے جاتے ہیں۔ میں نے انہیں احادیث سے صحابہؓ کے ذاتی تجربات بتائے جن میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ فرشتوں نے اُن سے کلام کیا۔

غیر نبی پر درود اور سلام

ہمارے اس بھائی کو یہ بھی اعتراض ہے کہ حضرت میرزا صاحب کے نام کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کیوں لکھے جاتے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا آخر اس پر اعتراض کیا۔ اعتراض تو تب ہو جبکہ ان الفاظ کا استعمال اگر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ الفاظ غیر نبی کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً سورۃ البقرہ آیت ۱۵۷ میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں اولٰئک علیھم صلوٰت من ربھم و رحمۃ۔ یہاں پر اس مومن کے لئے صلوٰۃ اور رحمت کا ذکر ہے جو خدا تعالےٰ کی قضا پر راضی ہو جائے اس کے علاوہ نماز میں جہاں ایک مسلمان روزانہ گیارہ مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے وہاں امت کے اولیاء اور صالحین پر بھی درود بھیجتا ہے۔ اللھم صلّی علےٰ محمد و علےٰ آل محمد۔ آل محمدؐ کون ہیں؟ کیا یہ سب نبی ہیں یا غیر نبی۔ پھر سورۃ توبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے:۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا و صلّ علیھم یہاں بھی لفظ صلّ غیر نبی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ارشادِ خداوندی کے مطابق ان قبیلوں اور افراد کے لئے دعا فرماتے ہیں جو زکوٰۃ کا مال لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے بخاری کی ایک روایت یوں ہے:۔

عن عبد اللہ ابن ابی اوفی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاہ قوم بصدقتھم قال اللھم صل علی آل فلان فاتاہ ابی بصدقتہ فقال اللھم صل علی آل ابی اوفی (۶۴:۲۴)

اسی طرح لفظ سلام میں دعا ہے۔ اور یہ دعا ہر روز ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے ملاقات پر دہراتا ہے "صلوٰت" اور "سلام" کے الفاظ میں ہم ہر مسلمان بھائی کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اسے اس مقام پر ترقی دے جہاں خدا کی سلامتی اور صلوٰت کا مومن وارث ہو جائے۔ یہ دعا کرنا ہی بتاتا ہے کہ ایک غیر نبی کو یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ ورنہ دعا کرنا بے معنی ہو گا۔ اب حضرت میرزا صاحب کے نام کے ساتھ جبکہ آپ وفات پا چکے ہیں ان الفاظ کا استعمال کرنا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا کی صلوٰۃ اور اسکی سلامتی کے وارث ہو گئے ہیں۔ حضرت میرزا صاحب کا اس مقام کو حاصل کر لینا خدا کے اس فعل سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ نے انہیں اسی دنیا میں چن لیا۔ برگزیدہ کیا اور حمایت اسلام کے لئے مامور کیا۔

تین اور نو مسلم

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم میلاد کی تقریب سعید پر مسلمان ہونے کا اعلان کرنے والے ۱۹ نوجوان کے علاوہ تین اور نوجوان ہیں جنہوں نے گذشتہ مہینوں میں پہنچکر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ برلن میں میرے قیام کے دوران میں ہر مہینہ ایک شخص اوسطاً مسجد میں پہنچکر یا بذریعہ خط اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ماہ اکتوبر میں برلن سے باہر مغربی جرمنی کے ایک تعلیمی ادارہ میں مجھے اسلام پر تقریر کرنے جانا ہے۔ نومبر میں برلن ہی میں ایک عیسائی سرکل سے مجھے تقریر کی دعوت ملی ہے۔ ان کے حالات انشاء اللہ بعد میں لکھوں گا۔

والسلام

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دیدیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ نومبر ۱۹۶۴ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ یہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۷ اکتوبر ۱۹۶۴ء تک ان کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۹ نومبر ۱۹۶۴ء کو آپ کے نام وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہو گا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

۱۲۸	6	۶۲۴	12.00
۱۳۹	6	۶۴۹	6.00
۲۳۲	6	۷۰۴	6.00
۲۳۵	6	۷۴۳	6.00
۲۸۲	6	۷۶۴	2.00
۳۸۳	6	۹۳۰	6.00
۳۰۲	6	۹۳۱	6.00
۳۰۶	24	۹۳۲	6.00
۳۰۷	6	۹۳۳	6.00
۲۴۴	6	۹۹۰	6.00
۴۱۹	18	۹۹۲	12.00
۴۲۶	12	۹۹۵ / ۳۳۷	6.00
۴۴۰	18	۱۰۳۵	6.00
۴۴۶	24	۱۰۶۰	6.00
۵۵۵	18	۲۰۳۲	[illegible]

رعایتی

۳۵/R	12.00	۷۲/R	15.00
۵۲/R	24.00	۷۸/R	24.00
۵۷/R	4.00	۷۹/R	6.00
۵۹/R	12.00	۱۶/R	[illegible]
۵۸/R	6.00	۱۱۲/R	12.00

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب راولپنڈی

سُودی دستور العمل اور اسلام

سود کا مسئلہ ایک عرصہ سے دنیائے اسلام میں ما بہ النزاع چلا آ رہا ہے ذیل کے مضمون میں اس مسئلہ کا ایک حل پیش کیا گیا ہے، قارئین کرام میں سے کوئی صاحب علم اگر اس مسئلہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہیں تو پیغام صلح کے صفحات ان کے لئے حاضر ہیں۔

اسلام کے ساتھ زبردست عقیدت کے باوجود عملی کمزوری کی وجہ سودی دستور العمل ہے

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ مسلمانوں کو اسلام کے ساتھ زبردست عقیدت ہے۔ سیرت النبیؐ پر جلسے جلوس وعظ اور لیکچر ہوتے رہتے ہیں جن میں اسلامی کردار اور ملت اخلاق کا درس دیا جاتا ہے۔ عامۃ المسلمین ایسے مواعظ حسنہ کو نہایت پسندیدگی اور اشتیاق سے سنتے ہیں۔ قرآن خوانی بھی ہوتی ہے اور اکثر جگہوں پر کلام پاک کا درس بھی ہوتا ہے، عالم تو درکنار ان پڑھ لوگ بھی اسلامی تعلیم نیکی بدی کے تصور اور امر و نہی سے واقف ہیں لیکن بایں اسلامی تعلیم عملاً کالعدم ہے۔ ہر طرف سے آوازیں آتی رہتی ہیں کہ مسلمان عملاً مسلمان نہیں ہے۔ ان کے ہونٹوں پر تو ایمان ہے۔ لیکن وہ ایمان سینوں میں اُتر کر اسلامی تعلیم کے مطابق عملی زندگی پیدا نہیں کرتا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

آپ جانتے ہیں کہ انسانی زندگی میں معاشی مسئلہ سب سے اہم ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک آدمی اپنا بیشتر وقت اسی مسئلہ کے حل کرنے میں گذارتا ہے۔ عام طور پر یہی مسئلہ اس کی جدوجہد کا محور دکھائی دیتا ہے۔ ہمارے ناقص خیال میں اس مسئلہ کو حل کرنے کا غلط انداز فکر اور طریق کار مسلمانوں کو اسلامی تعلیم پر چلنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور یہی غلط انداز فکر اور طریق کار نہ صرف جذبات حسنہ اور اخلاق فاضلہ کو ابھرنے کا موقعہ نہیں دیتا بلکہ اس کے برخلاف سفلی جذبات کو اُبھار .... کر بد اخلاقی اور بد اعمالی کو جنم دیتا ہے۔

معاشی دستور العمل کے اسلامی اصُول

معاشی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم نے بنیادی طور پر دو باتوں کی سخت تاکید فرمائی ہے اول یہ کہ سودی لین دین قطعی طور پر بند کیا جائے۔ اس کے متعلق یہاں تک وعید ہے، کہ اگر تم مومن ہو تو سودی لین دین چھوڑ دو۔ اگر تم نہیں چھوڑتے تو خدا تعالیٰ اور رسول صلعم کے ساتھ جنگ کے لئے خبردار ہو جاؤ۔ دوم یہ کہ نظام زکوٰۃ قائم کیا جائے۔ اس کے متعلق قرآن کریم نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا صاف وعدہ ہے کہ اگر تم سودی لین دین بند کر دو گے اور نظام زکوٰۃ قائم کر لوگے تو تمہیں پورا پورا اجر ملے گا اور تمہیں کوئی خوف و حزن نہیں رہے گا ملاحظہ ہو البقرہ: ۲۸۰۔ مختصر یہ کہ معاشی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ سود مت لو، اور زکوٰۃ دو۔ برخلاف اس کے ہمارا معاشرہ عملاً مجبور کرتا ہے کہ سودی لین دین جاری رکھو اور نظام زکوٰۃ کو مت قائم کرو۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے تمام معاشی کاروبار کی بنیاد ہی سودی اصول پر قائم ہے۔ ہمارا طرزِ فکر اور طریق کار اسی سودی اصول کے ماتحت ہے۔ ہم دن رات اسی کے ماتحت سوچتے ہیں۔ اور اسی کے ماتحت عمل کرتے ہیں اور ہم ایسا کرنے پر مجبور ہیں، کیونکہ یہ سودی دستور العمل باضابطہ طور پر ہم پر مسلط اور محیط ہے۔

سودی دستور العمل کی تشریح

چند فقروں میں اس سودی دستور العمل کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں، امید ہے بات واضح ہو جائے گی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہر چھوٹے بڑے شہر اور قصبے میں کئی کئی بنک کھلے ہوئے ہیں۔ یہ بنک کیا ہیں؟ جس طرح دیگر اجناس کی منڈیاں ہوتی ہیں اسی طرح بنک جنس زر یعنے روپیہ کی منڈی ہیں۔ جس طرح منڈیوں میں ارزاں نرخوں پر جنس خرید کر گراں نرخ پر فروخت کر کے منافع حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح بنکوں میں ارزاں نرخ پر روپیہ خرید کر گراں شرح سود پر فروخت کر کے منافع کمایا جاتا ہے۔ یہ سود یا منافع بنکوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ اگر ارزاں شرح سود پر خریدا ہوا روپیہ بنکوں کے سیفوں میں پڑا رہے تو وہاں اس میں ایک پیسہ کا بھی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ یہ روپیہ صنعتی، تجارتی یا زراعتی اداروں کو گراں شرح سود پر دیا جاتا ہے جو اس کو کام پر لگاتے ہیں۔ ادھر حاجتمند اور نادار لوگ جن کے پاس اپنے ذرائع پیداوار نہیں ہوتے، اُن اداروں میں کام کرنے کے لئے آجاتے ہیں اُن کی اجتماعی محنت سے کاروباری اداروں کو جو منافع ہوتا ہے اس کا ایک حصہ تو وہ خود رکھ لیتے ہیں اور ایک حصہ بطور سود بنکوں میں چلا جاتا ہے جو آگے بنک کے حصہ داروں اور کھاتہ داروں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بنک روپیہ کی صورت میں منتقل شدہ لوگوں کی محنت سستی خرید تے ہیں اور مہنگی فروخت کر کے منافع کماتے ہیں۔ اور اس طرح سرمایہ لگا کر اس کا سود حاصل کر لیتے ہیں۔

عین مذکورہ بالا سودی اصول کے مطابق تجارت میں بھی لوگوں کی جنس کی صورت میں منتقل شدہ محنت سستی خریدی جاتی ہے اور مہنگی فروخت کر کے منافع حاصل کیا جاتا ہے۔ یعنی شعبہ تجارت میں بھی سرمایہ لگا کر اس کا معاوضہ حاصل کر لیا جاتا ہے۔ جس طرح سود بنکوں میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ زرعی صنعتی یا تجارتی کاموں میں پیدا ہو کر بنکوں میں آتا ہے عین اسی طرح منڈیوں میں تاجروں کو جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ بھی دراصل منڈی میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ مختلف اشیا کی تیاری میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کارکنوں کی محنت ان اشیاء میں پیوست ہوتی ہے۔

شعبۂ صنعت میں بھی وہی سودی اصول کارفرما ہے۔ اس شعبہ میں بھی سرمایہ لگا کر حاجتمندوں اور ناداروں کی محنت سستی خرید لی جاتی ہے اور مہنگی فروخت کر کے اپنے سرمائے کا معاوضہ اسے سود کہہ لیجئے یا منافع۔ حاصل کر لیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تجزیہ سے منافع اور سود کی حقیقت واضح ہو گئی ہوگی۔ غور فرمایئے ہمارے معاشرے میں یہی سودی جال ہر سو پھیلا ہوا ہے۔ اور ہمارا تمام لین دین عین اسی سودی اصول پر مبنی ہے۔ یعنی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں سرمایہ کے استعمال کا معاوضہ لینا ہمارا دستور العمل ہے۔ اگر ہم کسی کو مکان دیتے ہیں تو کرایہ لے لیتے ہیں۔ اگر زمین دیتے ہیں تو بٹائی لیتے ہیں۔ اگر کوئی استعمالی شئے مثلاً برتن، چارپائی۔ کرسی۔ میز، سیڑھی، تختہ، کڑاہی وغیرہ دیتے ہیں تو کرایہ لے لیتے ہیں۔ اگر کسی کو کام کرنے کے لئے مشین یا اوزار مہیا کرتے ہیں یا کسی کو کوئی اور ضرورت کی شئے دیتے ہیں تو وہ بھی تو اپنا منافع وصول کئے بغیر نہیں دیتے۔

ملاحظہ کیجئے۔ ہمارے ہر ایک لین دین میں عین ایک ہی سودی اصول جاری ہے۔ ہم جب خرید و فروخت یا کاروبار کے لئے گھر سے باہر نکلتے ہیں تو ہمارا مقصد حصول منافع ہوتا ہے ہم عین مذکورہ بالا سودی دستور العمل کے ماتحت دوسرے سے زیادہ لینے اور کم دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بالکل جدا بات ہے کہ اس کش مکش میں کون جیتتا اور کون ہارتا ہے۔ بہرحال ہر ایک آدمی کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کو نقصان دے اور خود نفع اٹھائے

اس سودی دستور العمل کے ماتحت جب ہمارا ذہن دن رات یہی سوچتا ہے کہ کس طرح دوسرے سے منافع حاصل کیا جائے کس طرح لین دین میں دوسرے کی جیب سے پیسے نکالے جائیں۔ اور کس طرح دوسرے کو مات کیا جائے۔ تو آپ کس طرح نیکی کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ اور کس طرح ایک دوسرے سے ہمدردی محبت اور اخوت کی اُمید کر سکتے ہیں۔ اور پھر ایسے حالات میں کس طرح سفلی جذبات کی بیخکنی اور صالح جذبات کی نشوونما ہو سکتی ہے۔ اور کیونکر اخلاق ترقی کر سکتا ہے۔ غور فرمایئے۔ کیا یہی سودی دستور العمل ہم کو اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے نہیں روک رہا۔ اور یہی سودی دستور العمل اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے میں سدِ راہ نہیں؟

سُود کی مزید وضاحت

اب جگہ سود سے متعلق اگر اور تھوڑی سی وضاحت کر دی جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ سُود سے متعلق عام خیال ہے کہ سُود روپے پر ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں سود روپے پر پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ روپیہ تو کوئی استعمالی شئے ہی نہیں۔ یہ تو محض گورنمنٹ کا جاری کردہ سکہ ہے جو اشیاء کی خرید و فروخت میں صرف واسطہ کا کام دے کر الگ ہو جاتا ہے۔ سُود پیدا کرنے کے لئے آپ کو کوئی استعمالی شئے حاصل کرنا ہوگی۔ کوئی قطعہ زمین لینا ہوگا جس میں ہل چلا کر آپ کچھ پیدا کر سکیں۔ کوئی مشین کوئی اوزار، کوئی خام مال حاصل کرنا ہوگا جس پر محنت کر کے آپ کوئی چیز تیار کر سکیں۔ کوئی مکان لینا ہوگا جس میں بیٹھ کر آپ محنت مشقت کر کے مختلف قسم کی اشیاء بنا سکیں۔

کیا اس سے روزِ روشن کی طرح واضح نہیں ہوتا کہ سُود صرف استعمالی اشیاء پر ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ آپ کسی کو استعمالی اشیاء دے کر اس کی محنت کی کمائی میں سے بٹائی کرایہ منافع کے نام پر بڑھوتری یعنی سود لے لیں یا آپ کسی کو روپیہ دیں اور وہ اس سے استعمالی اشیاء حاصل کر کے محنت کرے اور آپ اس سے نقدی کی صورت بڑھوتری یعنی سود لے لیں۔ یہ بالکل ایک ہی بات ہے۔ کیونکہ سود تو بہر حال زمین، مکان، مشین اور دیگر استعمالی اشیاء پر ہی پیدا ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں فرق صرف یہ ہے کہ زمین۔ مکان۔ مشین وغیرہ پر بٹائی کرایہ منافع براہ راست بڑھوتری یعنی سود ہے اور روپیہ پر سود بالواسطہ بڑھوتری ہے اس سے صاف عیاں ہے کہ بٹائی کرایہ منافع ہی در اصل سود ہیں۔ جو لوگ بٹائی کرایہ منافع کو جائز اور سود کو حرام کہتے ہیں ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے شراب ساغر سے پینا حرام اور مینا سے براہ راست پینا جائز ہے۔ یہ حقیقت مجھے قرآن کریم کی آیت " فلکم رؤس اموالکم" البقرہ: ۲۸۰ سے منکشف ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ "تمہارے لئے تمہارے اصل مال ہیں"۔ اموال کا لفظ ملاحظہ فرمایئے سُود نقدی پر ہی نہیں بلکہ اموال مثلاً زمین۔ مکان۔ مشین یعنی ہر قسم کے سرمایہ پر بڑھوتری سود ہے۔ احادیث میں ایسی کئی صورتوں کا تذکرہ موجود ہے۔

سُودی دستور العمل کی برائیاں

سودی دستور العمل کی برائیوں پر بھی ایک طائرانہ نگاہ ڈال لیجئے۔ دولت جمع کرنے کا انتہائی لالچ ہے تو بڑھوتری خوری کے لئے مالک و مزارع، کارخانہ دار مزدور کا تصادم ہے تو بڑھوتری خوری کے لئے۔ مالک مکان اور کرایہ دار۔ تاجر اور گاہک کا تنازعہ ہے تو اسی لئے۔ ایک طرف انتہائی غربت و افلاس اور دوسری طرف انتہائی تونگری ہے تو اسی سودی دستور العمل کی وجہ سے۔ دولت مند کا تکبر غرور زبردستی دھونس، دھاندلی، عیاشی اور اسراف ہے تو اسی وجہ سے۔ غریب کی خوشامد۔ چاپلوسی۔ خیانت، چوری مکر و فریب کی کوئی وجہ ہے تو یہی سودی نظام سے پیدا شدہ دولت کا عدم توازن۔ آپس کا مقابلہ و مسابقت ایک دوسرے کی تخریب بغض و حسد دشمنی و عداوت کا کوئی باعث ہے تو یہی سودی دستور العمل۔ اکثر معاملات میں مرد و عورت کے تعلقات کو بگاڑنے اور تنازعات پیدا کرنے والی کوئی چیز ہے تو یہی زر اور زمین کا لالچ۔ غرضیکہ وہ کونسی برائی ہے جس کا براہ راست یا بالواسطہ سودی دستور العمل ذمہ دار نہیں۔ پھر آپ کس طرح اس سودی دستور العمل کے ہوتے ہوئے اسلامی تعلیم کو رائج کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح آپ توقع کر سکتے ہیں کہ لوگ اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کریں۔ جب ایک غیر اسلامی سودی دستور العمل نافذ ہے تو آپ کس طرح اسلامی دستور العمل نافذ کر سکتے ہیں؟ اسلامی دستور العمل اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے آپ کو سودی دستور العمل کو نیست و نابود کرنا ہوگا۔ اگر آپ کسی جگہ اپنے نقشے ... کے مطابق نئی عمارت تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس جگہ پرانی عمارت منہدم کر کے اس کا ملبہ صاف کرنا ہوگا۔ اگر آپ اسلامی تعلیم سے دماغ روشن کرنا چاہتے ہیں تو پہلے سودی دستور العمل کے گندے تصورات کو دماغ سے باہر نکالنا ہوگا۔ اس کے سوا کامیابی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

سودی دستور العمل کو توڑ کر اسلامی دستور العمل قائم کرنے کی عملی تجاویز

اب غور فرمایئے سودی دستور العمل کے قیام کی وجہ کیا ہے اور اسے کس طرح توڑا جا سکتا ہے مندرجہ بالا بحث سے واضح ہو گیا ہوگا کہ سودی دستور العمل کے قیام کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف ذاتی ضرورت سے زیادہ ذرائع پیداوار ہوتے ہیں اور دوسری طرف ذرائع پیداوار سے محرومی، ناداری اور حاجتمندی ہوتی ہے۔ صاحب ذرائع پیداوار یعنی سرمایہ دار، نادار و حاجتمند کو سرمایہ یعنی ذرائع پیداوار مہیا کر کے اپنے سرمائے کے استعمال کا معاوضہ بٹائی کرایہ منافع اور سود وغیرہ کی شکل میں لے لیتا ہے۔ لہٰذا سودی دستور العمل کو توڑنے کے لئے بنیادی طور پر یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ملت کے ہر فرد کو ذرائع پیداوار یعنی زمین مکان مشین اوزار اور سامان مہیا کیا جائے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اپنی محنت کی کمائی کا خود ایک ہو اور کوئی آدمی اس سے بٹائی، کرایہ، منافع یا سود وغیرہ نہ لے سکے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم نے ایک طرف سود کو بند کرنے کا حکم دیا ہے اور دوسری طرف فرمایا کہ جو ضرورت سے زیادہ ہے دے دو۔ یعنی جو ذرائع پیداوار تمہاری ذاتی ضرورت سے زیادہ ہیں اور جن پر تم دوسروں سے بٹائی کرائے منافع اور سود کھاتے ہو، دے دو۔ اور پھر اسلامی نظام کو قائم رکھنے کے لئے زکوٰۃ ادا کرنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے تاکہ اپنی ذاتی ضرورت سے زائد سرمایہ ملت کے اجتماعی فلاح و بہبود کے کاموں پر صرف ہو سکے۔

سودی دستور العمل کو ختم کرنے اور اسلامی دستور العمل کو باضابطہ شکل دینے کے لئے ضروری ہے کہ (۱) ملکیت زمین کو خود کاشت کی حد تک محدود کیا جائے تاکہ شعبہ زراعت سے سُود ختم ہو (۲) ملت کے ہر صاحب نصاب سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور زرِ زکوٰۃ سے کارخانے اور مکان تعمیر کئے جائیں اور وہ ان لوگوں کے سپرد کئے جائیں جن کے پاس کام کرنے کے لئے نہ اپنے ذرائع پیداوار ہیں نہ رہائش کے لئے مکان۔ تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور دوسروں کی اقتصادی غلامی اور سود کے بوجھ سے نجات حاصل کریں۔ مگر زرِ زکوٰۃ کا یہ تمام سرمایہ معاشرے کی تحویل میں رہنا چاہیئے تاکہ کماحقہ محفوظ رہ سکے (۳) تجارت یعنی حسب ضرورت قدرتی اور مصنوعی اشیاء کا لین دین انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعہ کیا جائے۔ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ اس طرح ہر فرد بشر کو تمام ضروریات زندگی کی اشیا بلا منافع یعنی اصل لاگت پر مہیا ہو سکتی ہیں۔ اس طرح زرعی صنعتی اور تجارتی اصلاحات سے اور نظام زکوٰۃ کے قیام سے سودی دستور العمل کا خاتمہ اور اسلامی دستور العمل کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

اسلامی دستور العمل کی برکات

غرضیکہ وطن عزیز کا موجودہ دستور العمل سودی اصل پر مبنی ہے۔ اس میں زکوٰۃ نہیں۔ برخلاف اس کے اسلامی دستور العمل نظام زکوٰۃ پر مبنی ہے اس میں سُود نہیں۔ واضح ہے کہ مروجہ نظام اسلامی اصول و نظریات کے بالکل برعکس چل رہا ہے۔ سودی نظم معیشت کا نقشہ آپ کے سامنے ہے۔ اسلامی نظام معاشیات قائم کر کے دیکھئے بدیوں کی جگہ نیکیاں بستی ہیں یا نہیں۔

(باقی ص ۳۴ کالم ۲)

(۲)

دوم :- تلاو[illegible] خواہ ناظرہ ہی پڑھا جائے ایک حصہ مقرر کر کے بلا ناغہ خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو مگر باقاعدگی اختیار کی جائے۔ کیونکہ خدا کا کلام غیر ارادی طور پر اثر کرتا ہے۔

سوم :- خدمت خلق - ہر دم اپنے آپ کو خدمت خلق کے لئے وقف رکھو اور کوئی لمحہ اپنی زندگی کا ایسا نہ جانے دو جو خدمت خلق سے خالی ہو، حتیٰ کہ دماغ میں جو بات سوچو وہ بھی نیکی پر مبنی ہو تو یہ بھی ایک قسم کی خدمت خلق ہے۔ آپ نے احادیث سے بہت سے واقعات اس سلسلہ میں بیان کئے۔

اصلاح قوم

نیز آپ نے فرمایا کہ قوموں میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے بھی تین امور کو مدنظر رکھنا بہت ضروری چیز ہے۔

اول :- تنظیم - نظام کی پابندی ہر دم ملحوظ رہے اگر نظام ہمیں بلاتا ہے تو یہ مت دیکھو کہ یہ آواز دینے والا کون ہے، صرف یہ دیکھو کہ بلاوا نیک کام کی طرف سے فوراً عمل کرو مگر تنظیم کے سلسلہ میں یہ امر کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ قرآن کریم ہمیں

"تعاونوا علی البرّ والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"

کا حکم دیتا ہے۔ اگر نیکی اور تقوے کا اعلان ہو تو تو فوراً نظام کے سامنے سر جھکا دو مگر جب کوئی نظام گناہ اور زیادتی کی طرف تمہیں بلائے تو بلانے والا خواہ کوئی بھی کیوں نہ ہو ایسے نظام کی پرواہ مت کرو اور ایسے نظام اور ایسی تنظیم کے حکم کو فوراً ٹھکرا دو چونکہ اللہ تعالے کا حکم یہی ہے کہ نیک کام میں نظام سے تعاون کرو اور ظلم و جور اور زیادتی و عدوان میں نظام کو خواہ اس سے کتنے ہی فوائد وابستہ کیوں نہ ہوں ٹھکرا دو۔

دوم :- یہ کہ ہم اپنی اولادوں کو آگے لانے کی کوشش کریں کیونکہ ہم نے آخر اس جہاں سے رخصت ہونا ہے۔ اپنے بچوں کو اپنی مجالس اور مساجد میں ساتھ لائیں کہ نیک تعلیم اپنا گہرا نقش چھوڑتی ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بچے کے کان میں اس وقت پیغام حق پہنچاؤ جب کہ وہ ابھی دنیا میں قدم رکھتا ہی ہے۔ لہذا ہمیں اپنے بچوں کو اپنی مجالس سے زیادہ قریب لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ان کا فکر اپنی زندگی میں ہی کرنا چاہیئے۔

سوم :- مامور کی آواز کو تمام دنیا میں پہنچانے کی کوشش میں ہم سب شریک ہوں۔ یعنی اس کی تعلیم لٹریچر، تمام زبانوں میں تمام ملکوں میں تراجم کروا کر پھیلا دیں۔ یہ لٹریچر از خود اثر و نفوذ اختیار کرے گا۔ اس مقصد کے لئے ہم اپنے مال، جانوں اور وقت کی قربانی پیش کریں۔ تاکہ خدا تعالے کی طرف سے روحانی دولت کی تقسیم کرنے میں حصہ دار ہو سکیں۔

آئندہ اجلاس

آپ کا طویل روح پرور خطاب جماعت نے نہایت توجہ سے سنا اور محظوظ ہوئے۔ اجلاس کے خاتمہ پر صاحب خانہ نے حاضرین کی پرتکلف عصرانہ سے تواضع کی، اور فیصلہ ہوا کہ آئندہ اجلاس شیخ محمد امین صاحب مالک لائل پور ڈیری فارم کے ہاں منعقد ہوگا۔ مرکز سے مولنا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی آمد کی توقع ہے۔

بقیہ سودی دستور العمل اور اسلام (بسلسلہ صفحہ)

بداخلاقی کی جگہ اخلاق پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ بغض و حسد عداوت اور لالچ کی جگہ ہمدردی، شفقت اخوت اور استغنا کے جذبات موجزن ہوتے ہیں یا نہیں۔ چوری ڈاکہ فریب اور رشوت ستانی جیسے اخلاقی جرائم کا خاتمہ ہوتا ہے یا نہیں۔ بیکاری اور گداگری دور ہو کر ہر فرد ملت کو ذرائع پیداوار مہیا ہونے کی ضمانت ملتی ہے یا نہیں۔ اور اس طرح ایک انقلاب عظیم برپا ہوتا ہے یا نہیں۔ ہمیں اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ اسلامی دستور العمل کے قیام سے قرآن کریم میں مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے لفظ بلفظ پورے ہو کر رہیں گے۔ اور اگر سودی دستور العمل کو توڑ کر اسلامی دستور العمل قائم نہ ہو سکا تو مغربی تہذیب و تمدن کا چھا جانا یقینی ہے جس کا نتیجہ لادینی اور الحاد ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ کام کرنے کا وقت ہے کچھ تو کام کر لیجئے۔

والسلام (چودھری) محمد اسمٰعیل

نومسلم برشلتسکی

اعظم عبداللہ الیاس

پیغام صلح مؤرخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۴ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۳

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ ۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر :۔ دوست محمد
مدیر معاون : بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۴۴

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں
(۴) سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جب تک انسان اپنے آپکو پاک نہ کرے خدا کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انبیاء علیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے ۔ وہ خدا تعالےٰ سے ہی پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں ۔ ہاں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے نیچے کے ہوتے ہیں بلکہ وہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں (بایں ہمہ) وہ دو دن نماز پڑھ کر تکبر کرنے لگ جاتے ہیں ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں تکبر کی کوئی رگ رہ جاتی ہے ۔ ایسا ہی روزہ اور حج سے بھی بجائے تزکیہ نفس اور تقوےٰ حاصل کرنے کے ان میں تکبر اور نمود پیدا ہو جاتا ہے ۔ تکبر ایسی بلا ہے کہ جو انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی ۔ یاد رکھو کہ تکبر شیطان سے آتا ہے اور تکبر کرنے والے کو شیطان بنا دیتا ہے جب تک انسان اس راہ سے قطعاً دور نہ ہو قبول حق و فیضانِ الوہیت ہرگز پا نہیں سکتا کیونکہ یہ تکبر اس کی راہ میں روک ہو جاتا ہے ۔ پس کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہیئے نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے ، نہ وجاہت کے لحاظ سے ، نہ ذات اور خاندان اور حسب و نسب کی وجہ سے ، کیونکہ زیادہ تر تکبر انہی باتوں سے پیدا ہوتا ہے ۔ جب تک انسان اپنے آپ کو ان گھمنڈوں سے پاک و صاف نہ کریگا اس وقت تک وہ اللہ جلشانہ کے نزدیک پسندیدہ و برگزیدہ نہیں ہو سکتا اور وہ معرفت الٰہی جو جذباتِ نفسانی کے موادِ ردیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ گھمنڈ شیطان کا حصہ ہے اس کو اللہ تعالےٰ پسند نہیں کرتا ۔ شیطان نے بھی یہی گھمنڈ کیا اور اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بڑا سمجھا اور کہہ دیا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ‎۷/‎۱۳ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ بارگاہ الٰہی سے مردود ہو گیا ، اس لئے ہر ایک کو اس سے بچنا چاہیئے ۔ جب تک انسان کو کامل معرفت الٰہی حاصل نہ ہو وہ لغزش کھاتا ہے اور اس سے متنبہ نہیں ہوتا ۔ مگر معرفت الٰہی جس کو حاصل ہو جائے اگرچہ اس سے کوئی لغزش ہو بھی جاوئے تب بھی اللہ تعالےٰ اس کی حفاظت کرتا ہے ۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور سمجھ لیا کہ سوائے فضلِ الٰہی کے کچھ ہو نہیں سکتا اس لئے دعا کرکے اللہ تعالےٰ کے فضل کا وارث ہوا ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ‎۷/‎۲۳

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء)

بحرِ حکمت کے موتی

انا زعیم ببیت فی ربض الجنۃ لمن ترک المراء وان کان لحقاً وببیت فی وسط الجنۃ لمن ترک الکذب وان کان مازحاً وببیت فی اعلیٰ الجنۃ لمن حسن خلقہ
(ابوداؤد بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ :۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں مضافات جنت میں اور جو جھوٹ بولنا چھوڑ دے خواہ ظرافت کے طور پر ہی بول رہا ہو ، اس کے لئے جنت کے وسط میں اور جو خوش خلق ہو اس کے واسطے جنت کے اعلیٰ درجہ میں ایک گھر کا ضامن ہوں ۔

نوٹ :۔

اخلاق حسنہ کا مالک ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ رہتا ہے ۔ آنحضرت صلعم کے متعلق فرمایا ۔

وانک لعلیٰ خلق عظیم ۶۸ : ۴
فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ۔ الآیہ (۳ : ۱۵۸) برائیوں کے اثر کو نیکیوں سے مٹا دو ۔ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ (۲۳ : ۹۶)

نیز سورہ حٰم سجدہ کی آیات ۳۴ : ۴۱ دیکھیں اخلاق حسنہ سے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں ۔ جو شخص یا قوم اخلاق سے گر جاتی ہے وہ دنیا میں ذلیل ہو جاتی ہے اس میں ہم مسلمانوں کیلئے محمد فکریہ ہے ۔

(غلام قادر ڈار)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

مرتبہ: - شیخ غلام قادر ڈار صاحب

فلپائن

ترجمہ خط: - تاراسیاسی سولو - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مؤدبانہ گزارش ہے کہ مسٹر یوسف صلاح الدین جو تاراسیاسی سولو فلپائن میں رہائش پذیر ہیں جب ان کو احمدیت کے اچھے پہلوؤں کی طرف راغب کیا گیا تو انہوں نے احمدیت کو قبول کر لیا اور اس وقت وہ احمدیت کے متعلق تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں۔

جون ۱۹۶۱ء میں جب میں مانا میں تھا تو یوسف صلاح الدین احمدیت قبول کرنے کو تیار تھے۔ اور میں اسی دن اپنے شہر کالوک کو روانہ ہو گیا، اس وقت پندوکا بارا میں احمدیت خوب پھیل رہی ہے اور تقریباً ۴۰ ممبر احمدیت میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور امید ہے کہ مزید ممبر احمدیت میں شامل ہوں گے۔ اس لئے آپ سے التماس ہے کہ آپ پندوکا بارا کی طرف توجہ کریں اور اسکو کتابیں اور لٹریچر ارسال کیا جائے تاکہ اشاعت اسلام کا کام سرعت سے ہو اور مزید ممبر احمدیت میں شامل ہوں۔

میں یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ آپ نے بہت کتابیں اور لٹریچر ارسال کر دیئے ہیں۔ اور میں اس وقت بہت خوشی محسوس کروں گا جب وہ کتابیں مجھے ملیں گی جزاک اللہ خیرا۔

اللہ تعالےٰ سے میری دعا ہے کہ ..... وہ ہمیں احمدیت اور اسلام پر ثابت قدمی سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط: - محمد علی اے لم - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس خط کے ساتھ چند اقتباسات اور تصویریں جس کے مرکز وہ مسٹر اکبرا بارے یوسیامی سولوس میں رہائش رکھتے ہیں ارسال خدمت ہیں۔ اور انہوں نے اخبار لائٹ میں دینے کی خواہش کی ہے اور تصویر کے پیچھے احمدیہ مسجد ہے۔

میری خواہش ہے کہ اس تصویر کو اخبار میں شائع کیا جائے اور ایک کاپی ان کی مجھے ارسال کی جائے۔

میں نے خط میں قرآن شریف کے متعلق تحریر کیا تھا۔ یہ ہمیں اشاعت اسلام کے لئے درکار ہے۔ اور میں نے دفتر میں اطلاع دے دی ہے کہ میرا قرآن شریف پورا ہو گیا ہے۔ اور یہ میرا باپ حیاسی لم کے پاس تھا جبکہ وہ احمدیت کی اشاعت میں مصروف تھے۔

مجھے امید ہے کہ آپ مجھے قرآن شریف بہت جلد ارسال کریں گے۔ والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا)

تھائی لینڈ

ترجمہ خط: - یونس لو مربھتی - تھائی لینڈ

جناب مکرم - تسلیم

میں نے ووکنگ مسجد سرے انگلینڈ سے سنا ہے کہ جو مسلمان اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آپ اسکو ترجمہ قرآن شریف از حضرت مولانا محمد علیؒ اور دیگر مفید کتابوں کا سٹ ارسال کرتے ہیں۔

میں نے سری ایوتھیا سکول سے سنا ہے کہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اور یہ عربی سکول تھائی لینڈ میں بہت چوٹی پر ہے۔

اسلام سری ایوتھیا سکول عربی سکھاتا ہے اور یہ عرصہ تیس سال سے کام کر رہا ہے۔

میں حضرت مولانا محمد علیؒ کی کتابیں اسلام کے متعلق مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا اسلام کے متعلق کیا خیال تھا۔ امید ہے کہ آپ مجھے بہت جلد کتابیں ارسال کریں گے۔

والسلام

(ان کو قرآن شریف - ٹیچنگز آف اسلام اور خط کا جواب دیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط: - غلام علیو ندادو کے سٹ نگا - الورن - نائیجیریا

جناب عالی تسلیم و نیاز

میں مؤدبانہ آپ کو یہ خط تحریر کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا اور ہمارا حامی ہو۔

میں اس وقت بہت خوش ہوا جب میں نے آپ کا لٹریچر اپنے علاقہ کے لوگوں کے پاس دیکھا۔ میں ایسی کتابوں کو بہت پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ بہت لطف اندوز ہیں۔ مجھے سچے لکھی ہوئی تمام کتابیں ارسال کریں اگر ان کی کوئی قیمت ہے تو وہ بھی ادا کرنے کو تیار ہوں۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا۔ اور قرآن شریف کی قیمت بھی لکھی گئی کہ وہ بک ڈپو سے قیمتاً خرید لیں)

ترجمہ خط: - از عبدالکریم الحالی الکبنی - الورن - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بڑی خوشی سے یہ چند سطور آپ کو تحریر کر رہا ہوں - میں شمالی نائیجیریا کے ایک گاؤں الورن میں رہتا ہوں - میری عمر ۱۷ سال ہے - میں مسلمان طالب علم ہوں اور کافی عرصہ سے آپ کی اشاعت اسلام کے متعلق سن رہا ہوں - مجھے اسلامی کتابیں درکار ہیں تاکہ میں اپنی مشکلات حل کر سکوں۔

اس لئے مجھے بہت جلد کتابیں ارسال کریں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام، لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب لکھا گیا۔)

تحریکِ دستکاری

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک قومی اجتماع کی حیثیت رکھتا ہے امسال اس جلسہ کی خاص اہمیت ہے کہ اس میں بیرونی ممالک سے تبلیغ اسلام کے نمائندے شرکت کریں گے اور انجمن کی گذشتہ پچاس سالہ کارکردگی کا بیان ہو گا۔ اور یہ انجمن کی تاریخ میں پہلا موقعہ ہے جس میں ہماری بہنوں کی شمولیت بہت ضروری ہے۔ اس اجتماع کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ زنانہ دستکاری کی تحریک کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں تاکہ انکے اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی اشیاء کی نمائش جس سے اشاعت دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ کامیاب بن سکے - آپ سے گذارش ہے کہ اس تحریک کے لئے کوئی عمدہ سا تحفہ پیش کریں۔ ۱۵ دسمبر تک دفتر جوبلی میں پہنچ جانا چاہیئے۔

آپکی مخلص بیگم کرنل سید بشیر حسین مسلم ٹاؤن لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۴ نومبر ۱۹۶۴ء

یہ جمہوریت!

آج کل ملک کے ہر حصہ میں انتخابات کا زور ہے ہر طرف بنیادی جمہوریتوں کے امیدوار اور ان کے معاون اپنے اپنے حلقے کے ووٹروں کی منت سماجت کرتے پھرتے ہیں کہ ان کے حق میں ووٹ دے کر انہیں کامیاب بنائیں۔ بے چارے ووٹروں کی جان عذاب میں ہے کہ جس کو انکار کر دیں وہی مخالفت، دھمکیوں اور ایذا رسانیوں پر اتر آتا ہے ہر چند حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ ووٹ دیتے ہیں کسی امیدوار سے رشتہ داری یا برادری اور کسی قسم کی لحاظ داری ملحوظ نہ رکھیں بلکہ جس شخص کی اس بات کا اہل سمجھیں کہ وہ ملک و قوم کی صحیح نمائندگی کر سکتا ہے اور جو فرائض اس کے ذمہ عائد کئے گئے ہیں انکو کما حقہ نباہ سکتا ہے اسی کو ووٹ دیں، یہ بے شک ٹھیک ہے۔ لیکن ہمارا قومی مزاج ابھی اس قابل نہیں کہ ان باتوں کی اہمیت کو سمجھ سکے، یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ لڑائیاں اور ہنگامے برپا ہیں اور بعض مقامات پر قتل و مقاتلہ پر نوبت جا پہنچی ہے۔

دوسری طرف صدارتی انتخاب کا ہنگامہ ہے محترمہ فاطمہ جناح عوام پر زور دے رہی ہیں کہ حزب مخالفت کے امیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب بنائیں، تاکہ وہ محترمہ کو صدر منتخب کر سکیں، اس سلسلہ میں محترمہ اپنے مخالف امیدوار فیلڈ مارشل صدر ایوب خان صاحب پر طرح طرح کے اعتراضات کر کے اور الزامات لگا کر کہ انہوں نے فلاں کام نہیں کیا اور فلاں امر میں ملک کو نقصان پہنچایا اور عوام کے لئے فلاں مصیبت پیدا کر دی اور کہ اگر وہ دوبارہ منتخب ہو گئے تو ملک تباہ ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ عوام کو ان سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، جہاں تک موجودہ طریق انتخاب کا تعلق ہے ان کا نظریہ یہ ہے کہ بنیادی جمہوریتوں کے توسط سے بالواسطہ انتخاب صحیح طریق انتخاب نہیں، اس کی بجائے براہِ راست انتخاب کا طریق رائج کر کے عوام کو بالغ رائے دہی کا حق دینا چاہیئے اس کے بالمقابل صدر ایوب اپنی چھ سالہ ٹھوس خدمات پیش کر کے یہ بتا رہے ہیں کہ وہی صدارت کے اہل ہیں، انہوں نے ایک منشور بھی شائع کیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ اگر انہیں منتخب کیا گیا تو ملک اور عوام کے لئے یہ یہ کام کریں گے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محترمہ [illegible] کو جن لوگوں نے لا کھڑا کیا ہے وہ پہلے بھی ملک کے لئے نقصان کا موجب ہوئے اور آئندہ بھی اگر اقتدار اُن کے ہاتھ میں آگیا تو وہ ملک کی تباہی کا موجب ہوں گے۔ صدر صاحب کے نزدیک اس ملک کے لئے پارلیمانی طریق انتخاب جو بالغ رائے دہی کے ذریعہ ہو مناسب نہیں، بلکہ صدارتی انتخاب کا موجودہ طریق ملک کے لئے زیادہ موزوں ہے عوام یہ سب کچھ سنتے ہیں اور بھرے جلسوں میں دونوں امیدواروں کو زندہ باد کے نعروں سے خوش کر کے چلے جاتے ہیں۔

ان حالات و واقعات کو دیکھ کر ہم صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جمہوریت جس کو دونوں فریق اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے پیش کر رہے ہیں ہمارے ملک کے لئے کہاں تک مفید ہے؟ یہ صحیح ہے کہ اسلام جمہوریت کا حامی ہے، اور اس نے عوام کو آزادی رائے کا حق دیا ہے۔ لیکن کس قسم کی جمہوریت یا آزادی رائے کی اسلام نے حمایت کی ہے؟ کیا جمہوریت کی وہ شکل جو آج ملک پر مسلط کی جا رہی ہے یا جس کی حمایت محترمہ فاطمہ جناح کر رہی ہیں، کسی اسلامی مملکت میں کبھی اس سے پہلے رائج ہوئی تھی؟ اسلام میں خلافت یا حکومت کا بہترین زمانہ خلافت راشدہ کا زمانہ سمجھا جاتا ہے، کیا صدارتی یا پارلیمانی انتخاب کا وہ طریق جو آج ملک میں رائج ہے یا آئندہ رائج کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے خلافت راشدہ کے زمانہ میں بھی موجود تھا؟ کیا اس زمانہ میں بھی کوئی اسمبلیاں بنائی جاتی تھیں اور عوام کو بالغ رائے دہی کے ذریعہ اسمبلیوں کے لئے ممبر اور صدر منتخب کرنے کا حق تھا؟ کیا حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت علی رضی اللہ عنہم عوام کے ووٹوں سے خلیفہ منتخب ہوئے تھے؟ ہرگز نہیں، کون نہیں جانتا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد چند فہمیدہ اور اہل الرائے بزرگوں نے خلافت کے لئے چنا۔ اور پھر حضرت ابوبکر رض نے اپنی وفات سے پہلے چند بزرگوں سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد کر دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ نے اپنی وفات سے پہلے چھ بزرگ صحابہؓ کی کمیٹی بنا دی کہ وہ جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کریں اور اسی کمیٹی نے آپ کے بعد حضرت عثمان رض کو منتخب کر لیا۔ ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب صرف چند بزرگوں کے ذریعہ عمل میں آیا۔ اور جہاں تک حکومت کا تعلق ہے کون نہیں جانتا کہ یہ لوگ کسی منتخب اسمبلی کے بعد اپنی اقتضائے رائے کے مطابق حکومت کے کام سرانجام دیتے تھے اور جب کسی اہم امر میں مشورہ کی ضرورت سمجھتے تھے تو صحابہؓ میں سے جس بزرگ یا بزرگوں کو اس کا اہل سمجھتے تھے، اُن سے مشورہ لے لیتے تھے یا عام مجلس شوریٰ منعقد کر کے مشورہ......... کر لیتے تھے، لیکن ایسی مجالس کے ارکان عوام کے ووٹوں سے منتخب نہیں ہوتے تھے۔ عوام کو آزادی رائے کا حق بیشک حاصل تھا لیکن اس رنگ میں نہیں جیسے آج رائج کیا جا رہا ہے بلکہ جب ان میں سے کوئی شخص کسی امر میں خلیفہ کو اپنے نزدیک غلط راہ پر چلتے ہوئے دیکھتا تھا تو وہ وہیں ٹوک دیتا تھا، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے خطبہ دیتے ہوئے ٹوک دیا تھا۔ کہ غنیمت کے مال سے جو چادریں تقسیم ہوئی تھیں ان میں سے صرف ایک چادر آپ کے حصہ میں آئی تھی اس سے آپ کا کرتہ نہ بن سکتا تھا، دوسری چادر آپ نے کہاں سے لی؟ اس پر آپ کے بیٹے نے اٹھ کر کہا کہ میں نے اپنے حصہ کی چادر اپنے باپ کو دے دی تھی، جس سے سائل کی تسلی ہو گئی۔ یہ تھی وہ جمہوریت جو خلافت راشدہ کے زمانہ میں رائج تھی، آج کی جمہوریت جو ایک دوسرے کی پگڑیاں اُچھالنے، ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے، قتل و مقاتلہ تک نوبت پہنچانے کا موجب ہے، نہ خلافت راشدہ کے زمانہ میں رائج تھی، نہ تاریخ اسلام کے کسی اور دور میں نظر آتی ہے، کیا وہ لوگ جو صدر ایوب کی حکومت کو غیر اسلامی قرار دے کر خود اسلامی حکومت قائم کرنے کے وعدے کر رہے ہیں اور اس کا طریق براہ راست انتخاب اور بالغ رائے دہی سمجھتے ہیں یہ بتائیں گے کہ اس قسم کی اسلامی حکومت تاریخ اسلام کے کس دور میں بنائی گئی تھی اور اسلام نے کہاں اس قسم کی جمہوریت کو رائج کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم نے بے شک امرھم شوریٰ بینھم کا حکم دیا ہے، لیکن یہ شوریٰ موجودہ جمہوریت کی صورت میں نہیں بلکہ خلفائے راشدہ کی قائم کردہ جمہوریت کے طریق پر ہونا چاہیئے۔ موجودہ طریق فتنہ فساد اور باہم دشمنی و عداوت پیدا کرنے کے سوائے اور کوئی نتیجہ نہیں رکھتا۔ کیا پاکستان کے ارباب اقتدار اس پر غور کریں گے؟

گولڈن جوبلی کے سلسلہ میں چندہ کی تحریک

اتوار مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو شام کے چار بجے مقامی مرکز میں احباب جماعت کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ یہ اجتماع ایک دعوت عصرانہ پر ہوا۔ جو لاہور سے آمدہ وفد یعنی محترم جناب ممتاز احمد فاروقی صاحب اور محترم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے اعزاز میں دی گئی۔

نماز عصر ادا کرنے اور دعوت چائے کے بعد تلاوت قرآن کریم اور نعت سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب ڈاکٹر محمد یوسف صاحب نے مختصر الفاظ میں وفد کی تشریف آوری کا تذکرہ کیا اور جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنے خیالات سے حاضرین کو مستفید فرمائیں۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ مجھے تقریباً ۱½ سال بعد کراچی آنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور مقامی مرکزی نئی عمارت میں آپ احباب کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر کے بہت خوشی ہوئی۔ آپ سب اصحاب کی کوششوں سے یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اور سب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اس موقع پر ایک دو امور کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ یعنی اب چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ایک مستقل مقامی مرکز کا قیام ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایک دو اصحاب ایسے ہوں جو اصحاب سلسلہ سے فرداً فرداً مل سکیں اور انہیں نماز جمعہ اور دیگر اجتماعات میں شرکت کی ترغیب دیں۔ چونکہ کراچی کا شہر خاصا پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے تمام احباب کا جمع ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے مشوش نہ ہونا چاہیئے۔ البتہ ذاتی ملاپ کی صورت برقرار رہنی چاہیئے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے ایک اور مقامی ضرورت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور وہ یہ کہ عیسائی مشنریوں کے رد میں اور جماعت کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے رسائل، پمفلٹ اور کتابچے وغیرہ شائع کرنے کا سلسلہ بھی شروع کرنا چاہیئے۔

اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم بصورت وفد لاہور سے جس غرض سے آئے ہیں اس کے بارے میں اپیل آپ کو پہنچ چکی ہے۔ اس قدر کہہ دینا کافی ہو گا۔ کہ اس بار جلسہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے آپ اصحاب کی زیادہ سے زیادہ شمولیت از بس ضروری ہے۔

اس دفعہ غیر ممالک سے بھی مہمان شرکت کریں گے ان شمولیت کرنے والے اصحاب کی خاطر و مدارات اور پاکستان کے مختلف مقامات پر ان کے دورے کا انتظام، قیام وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہوئے اخراجات کی زیادتی کا امکان ہے۔ علاوہ ازیں مرکزی انجمن کا خیال ہے۔ کہ اس موقعہ پر کچھ نئی کتب شائع کی جائیں۔ جن میں انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر اور بزرگان سلسلہ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی جائے۔ اس اہمیت کے پیش نظر ڈاکٹر صاحب نے اپیل کی کہ مقامی ممبران جماعت حسب توفیق چندہ میں شرکت فرماویں۔ آپ نے زور دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ چندہ حسب حیثیت ہونا چاہیئے۔ ہماری تعداد کم ہے۔ یا ہمیں زیادہ وسعت حاصل نہیں ہے۔ اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ غرباء سے ہی اسے ترقی ملی ہے کیونکہ وہ غرباء کی اخلاص بھری قربانیوں کا نتیجہ تھی۔ بعد میں سلطنتیں بھی ہوئیں اور شان و شکوہ بھی بڑھی۔ مگر بنیاد اور استحکام غرباء کی مخلص قربانیوں سے ہی ظہور پذیر ہوا۔ تاریخی مثال دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا۔ جنگ بدر میں حضور صلعم نے فرمایا تھا۔ کہ مٹھی بھر جو کی اس وقت وہی قیمت ہے جو بعد میں بادشاہوں کے خزانوں کی ہوگی۔ اس لئے کہ ضرورت وقت کی بات ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ کہ احباب حسب توفیق مدد کریں۔ کچھ عرصہ بعد ہماری جماعت کا رنگ بھی بدل کر بہت نمایاں ہو جائے گا کیونکہ اب صداقت اسلام کا بول بالا ہونے کے امکانات نظر آ رہے ہیں۔ اسلام پر عمل بڑھ جائے گا۔ اور جماعت کی نیک نامی میں اضافہ ہو گا۔ بیرونی ممالک کے مہمانوں کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ جب یہاں پاکستان کے مختلف حصوں میں اپنے خیالات بیان کریں گے تو جماعت کی خدمات واضح ہو جائیں گی لوگوں میں اس تحریک کے بارے میں اچھے خیالات پیدا ہوں گے۔ اس لئے تشویش کی کوئی صورت نہیں آنے والے دن بہت امید افزا ہیں۔ ممبران وفد کی اپیل پر احباب نے حسب توفیق حصہ لیا۔ اور چندہ دینے کا وعدہ فرمایا۔

اس سے قبل مورخہ ۱۶ اکتوبر کو نماز جمعہ کا خطبہ بھی محترم ڈاکٹر صاحب موصوف نے دیا تھا۔ اور اس میں بھی علمی اعتبار سے جماعتی ترقی کے مختلف شعبوں پر روشنی ڈالی تھی۔ نماز جمعہ کے بعد محترم جناب ممتاز احمد فاروقی صاحب نے بھی وفد کی اغراض بتائیں۔ اور احباب کو چندہ دینے کی اپیل فرمائی۔

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۴ء - خواتین احمدیہ کا ماہانہ اجلاس، زیر صدارت بیگم صاحبہ چوہدری محمد شفیع صاحب کوٹ دین محمد مسجد میں منعقد ہوا۔ فراست بشیر دختر چوہدری بشیر احمد باجوہ صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد مقبول بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ نے والدین کے حقوق کے زیر عنوان ایک تقریر کی۔ جس میں انہوں . . . . نے حضور اکرمؐ کی مبارک زندگی کی چند مثالیں دے کر والدین کے حقوق سے روشناس کرایا۔ بعد ازاں محترمہ سیدہ زکیہ بیگم صاحبہ نے نعت پڑھی۔ نعت خوانی میں چند اور معزز خواتین نے بھی حصہ لیا۔ تمام گھروں میں بیماری کی وجہ سے جلسہ کی کوئی خاص تیاری نہ ہو سکی۔ اس لئے احباب سے گذارش ہے کہ درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے بیماروں کو شفایاب کرے (آمین)

چنانچہ دعا کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔ بعد ازاں تمام خواتین سے مقامی ضروریات کے تحت چندے کی اپیل کی گئی۔ جس کی فہرست مندرجہ ذیل ہے :-

(۱) محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ . . . . : ۴ آنے
(۲) آمنہ بیگم صاحبہ . . . . : ایک روپیہ
(۳) چراغ بی بی صاحبہ . . . . : ۴ آنے
(۴) نذیر بیگم صاحبہ . . . . : ۱ روپیہ
(۵) سردار بیگم صاحبہ . . . . : ۱ روپیہ
(۶) خالدہ بیگم صاحبہ . . . . : ۵ روپے
(۷) حامدہ بیگم صاحبہ . . . . : ۵ روپے
(۸) زکیہ بیگم صاحبہ . . . . : ۱ روپیہ
(۹) مقبول بیگم صاحبہ . . . . : ۴ آنے
(۱۰) زبیدہ بیگم صاحبہ . . . . : ۱ روپیہ
(۱۱) غلام زہرہ صاحبہ . . . . : ۱ روپیہ

کل میزان : ۱۶ روپے ۱۲ آنے

والسلام
سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ بدوملہی
خاکسار غلام زہرہ

گذارش

عرصہ سات سال سے میرا لڑکا منظور احمد بعارضہ اسہال بیمار ہے۔ اور میری بہو زوجہ چوہدری غفور احمد صاحب دس پندرہ دن سے کافی بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعائیہ مجاہدہ والے بزرگوں سے التماس ہے کہ ان ہر دو بیماروں کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ آمین۔

حیّ و قیوم اور دنیا جہان کے خالق و رازق خدا کی قدرت و حکمت

عیسائیوں کے غلط اعتقادات ۔ امام الزمان کا دعویٰ نبوت سے انکار

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۴ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم ۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ۔ نزّل علیک الکتٰب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ و انزل التوراۃ والانجیل ۔ من قبل ھدی للنّاس و انزل الفرقان ــــــ وما یذکر الا اولوا الالباب ــــــ

ــــــ سورہ آل عمران ــــــ

صفاتِ الٰہی

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنی اہم صفات بیان فرمائی ہیں۔ فرمایا کہ الحیّ خدا زندگی کا سرچشمہ ہے اس دنیا میں جس قدر بھی زندگی نظر آتی ہے۔ اس کا پیدا کرنے والا وہی ایک خدا ہے ۔ اور زندگی پیدا کرنے کے بعد اس کی نشوونما اور اسکی ربوبیت کے لئے القیوم خدا ہی سارے سامان مہیا کرتا ہے اور وہی زندگی کے قیام کا باعث ہے

زندگی کی قدر و قیمت

زندگی نہایت قیمتی چیز ہے کسی کا کوئی بزرگ مر جاتا ہے۔ کسی کا کوئی خوبصورت نوجوان بیٹا مر جاتا ہے ۔ ان سے پوچھو کہ زندگی کیا ہے ۔ اور اس کی کیا قدر و قیمت ہے ۔ کسی کے ہاں لڑکا نہ ہو ۔ تو دولت بیکار نظر آتی ہے ۔ محلات بے رونق نظر آتے ہیں ۔ ایک عورت ویر کبیر ہے ۔ اس کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوتا ۔ وہ کہتی ہے کہ اے خدا مجھے ایک کانی بچی ہی عنایت کر کہ میں اس سے کھیلا کروں ۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو کس قدر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے اور کس قدر اخراجات کئے جاتے ہیں ۔ پھر اس کی تعلیم او رتربیت پر کس قدر روپیہ اور وقت صرف کیا جاتا ہے ۔ زندگی بہت قیمتی چیز ہے ۔ اس کا عطا کرنے والا ھو الحیّ ہے یعنے وہ زندگی کا سرچشمہ ہے ۔

دنیا جہان کا رازق

القیوم وہ زندگی کے قیام کا باعث ہے کیڑے مکوڑے ۔ چرند ، پرند ۔ حشرات الارض کی تعداد ان گنت ہے ۔ سب کی خوراک وہ فراہم فرماتا ہے چڑیوں کی اقسام بے شمار ہیں ۔ ایک ایک قسم کی کروڑہا چڑیاں موجود ہیں ۔ جنگل کے درندے بعض گوشت کھاتے ہیں اور بعض گینڈے وغیرہ گھاس کھاتے ہیں ۔ ان تمام کی تمام مخلوقات کو خدا تعالےٰ رزق دیتا ہے وہی القیوم ہے ۔ سمندر کی مخلوق زمین کی مخلوق سے کہیں زیادہ ہے ۔ تری خشکی سے دو تہائی زیادہ ہے ۔ خشکی پر جتنی مخلوق آباد ہے اس سے کہیں زیادہ مخلوق پانی میں ہے ۔ ان سب کا رازق وہی خدا ہے ۔ زندگی کا پیدا کرنا بھی مشکل ہے اور اس کا قائم رکھنا بھی مشکل ہے ۔ اس کے لئے علم چاہیئے قدرت چاہیئے ۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں پیدا کرتا ہوں ۔

انسان بحیثیت موجد

موجد کے علم اور کمال کی تعریف کرنا انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے ۔ انسان کو خدا تعالےٰ نے بڑی صفات اور صلاحیتیں دے کر پیدا کیا ہے ایک وقت تھا کہ انسان کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا ۔ پھر غاروں میں رہنے لگا ۔ پھر مکان بنا لئے اور اس کے بعد محلات تعمیر کر لیئے ۔ انسان بھی موجد ہے اور اس نے بہت سی قیمتی اور نفع بخش چیزیں پیدا کیں اور ایجاد کی ہیں اور اس زمانہ میں بڑی قیمتی مشینیں ایجاد کی ہیں ۔ ان کو دیکھ کر انسان بنانے والے کی تعریف کرتے ہیں ۔ زپلین جرمنی کا ایک لارڈ تھا ۔ جرمنی میں لارڈ کو بیرن کہتے ہیں ۔ اس کا نام زپلین تھا ۔ جرمنی اور انگلستان کے بیرن اور لارڈ بڑے پڑھے لکھے اور عالم و فاضل ہوتے ہیں ۔ زپلین نے ایک ہوائی جہاز تیار کیا ۔ لوگ ہنستے تھے کہ بھلا جہاز بھی ہوا میں اُڑ سکتا ہے ۔ مگر اس نے بار بار کوشش کے بعد ہوائی جہاز بنا کر چھوڑا ۔ وہ موجد ہے اس کی تعریف انسان خواہ مخواہ کرتا ہے ۔

خدا تعالےٰ کی ایجادات

خدا تعالےٰ کی دی ہوئی چیزوں پر غور کر کے اور ان کو استعمال میں لا کر ایجادیں کرتے ہیں ۔ اگر خدا نے ریڈیم اور یورینیم پیدا نہ کی ہوتی تو کون ہے جو ہیزائمل اور یم بنا سکتا ۔ اور وہ دماغ جو انسان ہر شئے کا رلاتا ہے وہ بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے حقیقی موجد خدا تعالےٰ ہے ۔ سورج خدا کی ایجاد ہے ۔ یہ بے جان ہے لیکن اس سے زندگی پیدا ہوتی ہے ۔ سورج کی وجہ سے گرمی ہے ۔ روشنی ہے اور حرارت ہے جن کے باعث زندگی پیدا ہوتی ہے ساری دنیا کے تمام سائنسدان مل کر چاہیں کہ ایک کیڑے کی ٹانگ یا پاؤں بنائیں تو نہیں بنا سکیں گے ۔ وہ زندگی کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کر سکتے ۔ نباتات میں زندگی ہے ۔ پودا پیدا ہوتا مرجھاتا اور مرتا ہے پانی دیا جائے تو پھر تروتازہ ہو جاتے ہیں ۔ لیکن دنیا جہان کے سائنسدان مل کر نباتات کی ایک پتی بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے ۔ لوگوں نے سورج کے کمالات دیکھ کر سورج کی پرستش کی ہے ۔ یہ اناج پکاتا ہے انسانوں اور حیوانوں کی زندگی کا موجب ہے ۔ سورج غائب ہو جائے تو اس کائنات کی زندگی ختم ہو کر رہ جائے ۔ سورج موسموں پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ یہ ہوائیں لاتا ہے ۔ بارش لاتا ہے ۔ گرمی سردی پیدا کرتا ہے اس لئے اس کی پرستش کی گئی ہے ۔ فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا للقمر سورج کی پرستش نہ کرو نہ چاند کی واسجدوا للہ الذی خلقھن اس خدا کی عبادت کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اور ان کے اندر یہ صفات پیدا کر دیں اور جس خدا کے کمالات ان کے اندر پائے جاتے ہیں ۔ اور جس نے اسکو پیدا کیا ہے ۔ اس کی عبادت کرو ۔ عبادت کا مستحق اسی کو ہے جو الحیّ ہے ۔ زندگی کا سرچشمہ ہے ۔ اور زندگی دینے والا ہے ۔ اور جو القیوم ہے زندگی کو کمال تک پہنچانے والا ہے ۔

روحانی نظام

جسمانیات کے علاوہ اس کا ایک روح اور قلب ہے ۔ جہاں جسمانیات کے لئے خدا تعالےٰ نے اتنا بڑا انتظام فرمایا ہے ۔ وہاں روح اور قلب کی ربوبیت اور پرورش کے لئے بھی انتظام فرمایا ہے نزّل علیک الکتاب بالحق ہم نے آپ کے اُوپر حق و حکمت کے ساتھ کتاب اتاری ہے ۔ اس کے اندر دنیا جہان کے لوگوں کے لئے خوشخبری ہے مصدقاً لما بین یدیہ

قرآن تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے - قرآن نبیوں کی دلجوئی کرتا ہے - ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے قرآن نے مسلمانوں کا دل فراخ کر دیا ہے - فرمایا کہ خدا تعالٰے نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں - حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ تمام قوموں کے ہادیوں اور رسولوں پر ایمان لائے بغیر مجھ پر ایمان مکمل نہیں ہوتا آپ نے حکم دیا کہ دنیا کی قوموں کے رہبروں اور آسمانی کتابوں پر ایمان لاؤ - قرآن کریم اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رحمت ہو کر آئے ہیں وانزل التوراۃ والانجیل ہم نے ہی توراۃ اور انجیل اتاری ہے من قبل ھدی للناس لوگوں کی رہنمائی کے لئے - و انزل الفرقان اور حق و باطل کے اندر تمیز پیدا کرنے کے لئے فرقان نازل کیا -

خدا تعالٰی کی قدرت و حکمت

فرمایا ان اللہ لا یخفی علیہ شئی فی الارض ولا فی السماء خدا تعالٰے کائنات کی ہر شئے سے باخبر ہے اور فرمایا ان اللہ یصوّرکم فی الارحام ہر انسان کو خدا تعالٰے ماں کے بطن سے پیدا کرتا ہے - بعض وقت راجاؤں اور اہل علم کے ہاں کودن بچے پیدا ہو جاتے ہیں - طبیب یاقوتیاں کھلاتے ہیں مگر کچھ نہیں بنتا - پہلوانوں کے ہاں ایک چوہا پیدا ہو جاتا ہے - انسان کی طاقت میں نہ بچہ پیدا کرنا ہے نہ وہ اس کی شکل و صورت بنانے پر قادر ہے ماں باپ کا جذبہ تو ہوتا ہے کہ میرا بچہ رستم ہو - ارسطو اور لقمان بنے اور یوسف ہو مگر ایسا نہیں ہوتا - انسانی طاقتیں یہاں کام نہیں آتیں - اور نہ ہی علم اور خواہش اس جگہ کام آتی ہے - اسی لئے فرمایا ھو الذی یصوّرکم فی الارحام کیف یشاء - بچے کی پیدائش اور اس کی شکل و صورت بھی خدا تعالٰے کی قدرت سے بنتی ہے - ھو العزیز الحکیم اس لئے کہ وہ غالب ہے اور حکمت والا ہے -

نبیوں کے لئے ہدایت

اس سے آگے ایک آیت ہے جو حضرت عیسٰی کی تعلیمات کو روشن کرنے کے لئے ہے اور حضرت عیسٰی کی ذات کے متعلق تعلیم دیتی ہے اور ہمارے عیسائی دوستوں کے لئے ہدایت دینے والی ہے - اور فرمایا وہ ذات حیّ اور قیوم ہے - وہ زندگی کا سرچشمہ اور تمام حیات کا باعث ہے - رام چندر - کرشن مہاراج بدھ - زرتشت اور عیسٰی ان صفات کے مالک نہیں تھے بلکہ وہ بشر تھے اور بالکل اسی طرح کے بشر تھے جس طرح عام لوگ - رام چندر - کرشن - مہاتما بدھ اور حضرت عیسٰی عدم سے نمودار ہوئے اور عدم میں چلے گئے - مگر ان بزرگوں میں خالقیت اور ربوبیت کی صفات نہ تھیں - نہ وہ کسی کو زندگی دے سکتے تھے اور نہ موت کا سبب بن سکتے تھے - لہٰذا یہ پرستش کے قابل نہیں ہیں - حضرت عیسٰی پیغمبر ہیں اسی طرح جس طرح ان سے پہلے اور پیغمبر تھے - جس طرح ان پر آسمانی کتب نازل ہوئیں اسی طرح حضرت عیسٰی پر بھی انجیل نازل ہوئی - خدا تعالٰے نے فرمایا کہ وہ خدا نہیں کیونکہ ان کے اندر خدائی صفات نہیں - وہ انبیاء میں سے ہیں ان پر خدا کی طرف سے کتاب نازل ہوئی - اور وہ انسانوں کی طرح بشر ہیں کہ وہ بطنِ مادر سے پیدا ہوئے - فرمایا کہ ان اللہ لا یخفی علیہ شئی فی الارض ولا فی السماء - اللہ تعالٰے موجد ہونے کی وجہ سے کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے - حضرت عیسٰی تو فرماتے ہیں کہ مجھے قیامت کے دن کی خبر نہیں ہے - سردیوں کے موسم میں بھوک لگی - انجیر کے درخت کی طرف رجوع کرتے ہیں - ان کو خبر نہیں کہ اس موسم میں اس کو پھل بھی لگتا ہے یا نہیں - غیب کی باتیں تو جاننے والے تھے - انکو مشاہدات کی بھی خبر نہیں ہے - اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ میرا علم محدود نہیں ہے - مگر عیسٰی کا علم محدود ہے - وہ انبیاء کی کلاس میں داخل ہیں - حضرت عیسٰی ماں کے بطن سے پیدا ہوئے وہ انسان ہیں، جو پیدا ہوتا ہو وہ مخلوق ہے - خالق نہیں -

محکم اور متشابہ کلام

فرمایا ھو الذی انزل علیک الکتٰب منہ اٰیٰت محکمٰت ھن ام الکتٰب واخر متشٰبھٰت کتابیں جو خدا تعالٰے کی طرف سے اُتری ہیں ان میں دو طرح کے کلام ہوتے ہیں ایک واضح بیّن اور محکم - اور دوسرے متشابہات - یعنی خدا تعالٰے کے کلام میں حقیقت بھی ہے اور استعارہ مجاز بھی - حضرت عیسٰی نے استعارۃً اپنے لئے ابن اللہ کا لفظ استعمال کیا - جس کے معنی ہیں خدا کا محبوب اور خدا کا پیارا - قوم نے اس کے لفظی معنی لے لئے اور خدا کا بیٹا بنا دیا - مقدمہ چلا کہ آپ اپنے آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں اس لئے آپ بے دین ہیں انہوں نے کہا کہ ابن اللہ استعارہ ہے - جو محبوب خدا کے معنی میں استعمال ہوا ہے -

ظہور مثیل مسیح

اس زمانہ میں بھی ایک امام آیا - وہ مسیح کی صفات لے کر مبعوث ہوا - انہوں نے فرمایا کہ نبی کا لفظ جو میرے الہام میں پایا جاتا ہے وہ لغوی معنی کے لحاظ سے ہے نہ کہ اصطلاح اسلام کے معنے میں - اصطلاح اسلام میں نبی کے معنے ہیں کہ وہ خدا تعالٰے سے شرعی احکام پاتا ہے -

دعوت نبوت سے انکار

فرمایا کہ میرا نبوت کا ہرگز ہرگز کوئی دعوٰے نہیں ہے لیکن جس طرح حضرت عیسٰی کی قوم نے ابن اللہ کے استعارہ کو حقیقی معنوں میں استعمال کیا اسی طرح مثیل عیسٰی کی قوم نے بھی نبی کے استعارہ کو حقیقی معنی دے دیئے حالانکہ حضرت امام الزمان نے بار بار فرمایا ہے کہ میرے دشمن افترا کے طور پر کہتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا دعوٰی کرتا ہے حالانکہ مجھے اس قسم کا کوئی دعوٰے نہیں صرف مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی کا نام میرے لئے استعمال ہوا ہے - آپ نے اس پر بار بار روشنی ڈالی ہے کہ وہ شخص غلطی کرتا ہے کہ جو میرے الہام میں لفظ نبی پا کر سمجھتا ہے کہ میں نے حقیقی معنوں میں نبوت کا دعوٰے کیا ہے - میرا کوئی دعوٰے نبوت کا نہیں ہے - میرا دعوٰی ولایت کا ہے - حضرت عیسٰی کی قوم نے غلو کیا اور غلطی کے راستہ پر چلی گئی - اسی طرح مثیل عیسٰی کی قوم بھی غلط راہ پر چل پڑی - فرمایا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وہ لوگ جن کے پاس انبیاء آئے اور جن کے لئے ہدایت آتی ہے وہ بھی کبھی گمراہ ہو جاتے ہیں اس آیت میں اس واقعہ کی طرف توجہ دلا کر فرمایا کہ تم بھی ایسے نہ ہو جانا کہ تم ایک رسول اور کتاب کے پیرو ہو کر پھر غلو اور غلطی میں مبتلا ہو جاؤ بلکہ اس نقصان دہ انحراف کے پیش نظر یہ دعا سکھائی گئی کہ اے مولا ہدایت بخشنے کے بعد ہمیں توفیق دے کہ اس ہدایت پر قائم رہیں اور انحراف کرنے سے بچیں -

ایک رنجدہ خبر

آج میں آپ کو ایک رنجدہ خبر سناتا ہوں ہماری جماعت کے نہایت مخلص اور پاک انسان حافظ محمد بخش صاحب کا انتقال ہو گیا ہے - یہ بڑے پاک طینت - عبادت گزار - راست باز - حلال طیب روٹی کھانے والے بزرگ تھے - اپنے نمونہ سے لوگوں کو با خدا کرنے والے تھے - ان کا کنبہ بہت بڑا ہے - ان کے کنبہ کے تمام بچے بچیاں نیک اور عبادت گزار ہیں یہ سب مرحوم حافظ صاحب کی برکت سے تھا ان کی وفات سے گویا اس علاقہ کا ایک ستارہ غروب ہو گیا ہے - مرحوم ایسے اوصاف سے متصف تھے جو متقدر لوگوں میں بھی نہیں ہوتیں - مجھے ان کی وفات کا بہت بڑا صدمہ ہوا ہے جب خبر آئی میری طبیعت چست نہ تھی - تاہم ان کی قدر و منزلت چونکہ میرے دل میں ہمیشہ سے تھی اس لئے جنازہ میں شامل ہونے کے لئے وہاں جا پہنچا - وہاں پر بہت سے لوگ جمع تھے - لمبی لمبی تقریباً پانچ چھ صفیں بن گئیں - اکثر لوگوں کی زبان پر تھا کہ اس علاقہ کا روشن ستارہ غروب ہو گیا ہے

انا للہ وانا الیہ راجعون

آج جمعہ کے بعد ان کیلئے دعائے مغفرت کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالٰے ان کے درجات بلند کرے - آمین

(نماز کے بعد ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

شائع ہونے والی تقریر پر تبصرہ

جناب میاں صاحب کی کذب بیانیاں

(۴)

جناب میاں صاحب کی دوسری کذب بیانی

پہلی کذب بیانی کی مفصل کیفیت گذشتہ قسط میں گذر چکی ہے، اب ان کی دوسری کذب بیانی بھی ملاحظہ فرمائیں جو کئی غلط بیانیوں پر مشتمل ہے

میری شادی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"زینب کے متعلق اور بھی بعض لوگوں کی خواہش تھی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی شادی مصری صاحب سے ناپسند کی لیکن حسب عادت زیادہ زور نہیں دیا انہی دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا کہ لا تقتلوا زینب زینب کو ہلاک مت کرو۔

جناب میاں صاحب کے مندرجہ بالا بیان میں تین غلط بیانیاں ہیں پہلی غلط بیانی تو اس بیان میں یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے زینب کی شادی مصری صاحب سے ناپسند کی۔ ان کے اس بیان کو میں غلط بیانی کا نام دوں یا صریح کذب بیانی اسے کہوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو جب پیغام لائے تو جناب حکیم محمد عمر صاحب ہی تھے آپ بڑی خوشی خوشی آئے اور آ کر کہا کہ حضرت اقدس نے حافظ احمد اللہ خانصاحب کی دو لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ آپ کا رشتہ تجویز کیا ہے آپ جس کو پسند کریں اس کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا جائے اور دونوں لڑکیوں کے اوصاف بیان کئے ان اوصاف کو سن کر میں نے انہیں یہی جواب دیا کہ میں تو بڑی لڑکی کو ہی پسند کرتا ہوں لیکن اصل معاملہ حضرت اقدس پر ہی چھوڑتا ہوں وہ جس کے ساتھ پسند فرمائیں کر دیں اب واقعہ تو صرف اتنا ہی ہے جو میں نے بیان کر دیا لیکن اس تقریر میں انہوں نے یہ تاثر دینے کی خاطر جو کوشش کی ہے کہ حضرت اقدس نے میرے ساتھ نکاح کو ناپسند کیا تھا حالانکہ جب خود پیغام ہی حضور کی طرف سے آیا تھا تو ظاہر ہے کہ ناپسندیدگی کی صورت میں حضور پیغام کس طرح بھجوا سکتے تھے اور پھر جناب میاں صاحب حضور کی ناپسندیدگی کا علم رکھتے ہوئے کس طرح خوشی سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ حضور کا پیغام مجھ تک پہنچا سکتے تھے جناب میاں صاحب نے اپنی تقریر میں یہ الفاظ کہتے ہوئے ذرہ بھی خدا کا خوف نہیں کیا اور عمداً غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

میں پہلی اقساط میں بیان کر چکا ہوں کہ اس وقت میرا ارادہ شادی کا قطعاً نہ تھا لیکن پیغام آنے سے قبل مجھے کئی دن تک متواتر خواب میں بتلایا جاتا رہا کہ حضرت اقدس میری شادی کا انتظام فرما رہے ہیں ادھر یہ خوابیں تھیں اور ادھر حضرت اقدس کی طرف سے جناب میاں صاحب کی معرفت پیغام آ گیا تو میں نے سمجھ لیا کہ خدائی منشاء یہی ہے کہ میں شادی کر لوں اس لئے میں نے فوراً منظوری دے دی۔

دوسری غلط بیانی اس بیان میں یہ کی گئی ہے کہ:-

"زینب کے متعلق اور بھی بعض لوگوں کی خواہش تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بیان کی مندرجہ بالا عبارت سے دو باتیں اخذ ہوتی ہیں اوّل یہ کہ حضرت اقدس دوسرے خواہشمند دل سے زینب کی شادی پسند کرتے تھے لیکن میرے ساتھ ناپسند فرماتے تھے حالانکہ جس وقت میرے ساتھ شادی کا انتظام حضور نے فرمایا اس وقت کسی اور شخص کی طرف سے زینب کے ساتھ شادی کا کوئی پیغام نہیں آیا تھا یہ بالکل خلاف واقعہ بیان ہے کہ "زینب کے متعلق اور بھی بعض لوگوں کی خواہش تھی"۔ قطعاً کسی نے بھی اس خواہش کا اظہار اس وقت نہیں کیا تھا۔ دوسری بات اس سے یہ واضح ہوتی ہے کہ میرے ساتھ شادی کی تجویز حضرت اقدس کی طرف سے نہ تھی بلکہ لڑکی کے والد کی طرف سے تھی جیسا کہ ان کے بیان کے دوسرے حصوں سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں:-

"حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم نے دوسرے شخص کو کسی نہ کسی وجہ سے ناپسند کیا .... چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات نہ مانی اور شیخ مصری صاحب سے شادی کر دی"

پھر اسی بیان کے مندرجہ ذیل الفاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو یہی مشورہ دیا تھا" یعنی یہ مشورہ دیا تھا کہ مصری صاحب سے شادی نہ کرو بلکہ دوسرے شخص سے کر دو اس کا مطلب بھی صاف یہی ہے کہ حافظ صاحب مرحوم کی طرف سے میرے ساتھ شادی کرنے کی تحریک ہو رہی تھی۔

پھر بیان دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب مرحوم نے کسی شخص سے کہا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اپنی لڑکی زینب کا رشتہ کسی اور شخص سے کرنے کو کہا تھا...... اور میں نے شیخ مصری صاحب سے رشتہ کر دیا"

بیان کے ان تمام مندرجہ بالا حصوں سے ظاہر ہے کہ حافظ صاحب مرحوم کی طرف سے میرے ساتھ رشتہ کی تحریک ہوئی تھی نہ کہ حضرت اقدس کی طرف سے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ نہ تو حافظ صاحب مرحوم مجھے جانتے تھے اور نہ میں ہی انہیں جانتا تھا اور نہ ہی میرے ساتھ رشتہ کرنے کے لئے کسی شخص نے ان کے پاس تحریک کی تھی وہ حضرت اقدس کی خدمت میں میرے ساتھ رشتہ کی تحریک حضرت اقدس کی طرف سے ہوئی اور انہوں نے صرف حضور کے ارشاد کی خوشی سے تعمیل کر دی ہم دونوں کے درمیان تو اس قدر اجنبیت تھی کہ ہم نے ایک دوسرے کی شادی سے قبل کبھی شکل بھی نہ دیکھی تھی اس حالت میں وہ میرے ساتھ رشتہ کی کس طرح درخواست دے سکتے تھے۔ دونوں بہنوں کا رشتہ حضور نے ہی تجویز کیا تھا اور حضور کی طرف سے ہی تحریک کی گئی تھی حافظ صاحب مرحوم نے تو صرف خوشی سے حضور کی تجویز پر لبیک کہا تھا۔ رشتوں کی تجویز بالکل اچانک ہوئی تھی یعنے جس وقت محترمہ نواب مبارکہ بیگم کا رشتہ حضرت نواب صاحب مرحوم کے ساتھ طے پایا تو چونکہ حافظ صاحب مرحوم کی دونوں لڑکیاں محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

کی سہیلیاں تھیں اس لئے حضور نے پسند کیا کہ ان دونوں کا نکاح بھی ان کے نکاح کے ساتھ ہو جائے جیسا کہ خود میاں صاحب نے بھی اس حقیقت کو اپنی تقریر میں تسلیم کیا ہے اس لئے حضور نے دونوں لڑکیوں کے لئے رشتہ تجویز کر کے حافظ صاحب مرحوم کو کہلا بھیجا اور انہوں نے بخوشی منظور کر لیا یہ ہے اصل حقیقت جس کو جناب میاں صاحب نے دیدہ دانستہ اپنی مطلب براری کے لئے بگاڑ کر پیش کیا ہے تا وہ کسی طرح حضرت اقدس کے الہام کے غلط معنی کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈال دیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب میاں صاحب کی اس ذہنیت پر جتنا بھی افسوس کیا جائے اتنا ہی کم ہے تعجب ہے کہ موعود خلیفہ ہونے کے مدعی کو ایسا بیان دیتے ہوئے قرآن شریف کے ارشاد لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی بھی مدنظر نہ رہا۔

تیسری غلط بیانی اس بیان میں جناب میاں صاحب نے یہ کی ہے کہ الہام "لا تقتلوا زینب" کا تاریخ شادی کے وقت کی ظاہر کی ہے حالانکہ الہام کی تاریخ ۹ر فروری ۱۹۰۸ء ہے اور شادی کی تاریخ ۱۷ر فروری ۱۹۰۸ء ہے اور شادی کا فیصلہ ۱۵ یا ۱۶ر فروری کو جا کر ہوا تھا۔ بیان میں جناب میاں صاحب نے گویا یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مصری صاحب کے ساتھ شادی کی تحریک جب حافظ صاحب مرحوم نے کی تو اس وقت حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا۔ اور اسی الہام کی بناء پر حضور نے خاکسار کے ساتھ شادی کو ناپسند کیا اور دوسرے شخص کے ساتھ شادی کرنے کو پسند کیا حالانکہ اس وقت اس رشتہ کے لئے دوسرا کوئی خواہشمند موجود ہی نہ تھا کہ حضرت اقدسؑ اس کے ساتھ شادی کرنے کو کہتے اور حافظ صاحب انکار کر کے میرے ساتھ شادی کرنے پر مصر ہوتے جبکہ جیسا کہ میں بتلا چکا ہوں وہ سب کچھ جانتے تھے ہی نہ تھے حضرت اقدسؑ کے فرمانے پر انہوں نے استخارہ بھی کیا اور جو خواب اس کے نتیجہ میں انہیں آئی وہ انہوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو سنائی اس کی تعبیر انہوں نے یہ بتلائی کہ خاکسار بڑا آدمی بنے گا جس پر وہ خوش ہو گئے تعجب ہے کہ جناب میاں صاحب ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے اس الہام کی بناء پر میرے ساتھ رشتہ دینا ناپسند کیا اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ

> "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو شاید اس زینب کے متعلق (یعنے الہام کو) سمجھا ہی نہیں"

تو زینب کے متعلق الہام سمجھا ہی نہیں تھا تو پھر اس الہام کی بناء پر ناپسندیدگی کا اظہار کس طرح کر دیا۔

واقعات کو گڈمڈ کرنے کی عمداً کوشش

میرے مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ جناب میاں صاحب کا یہ بیان کہ میرے ساتھ نکاح کے وقت کوئی دوسرا شخص بھی اس رشتہ کا خواہاں تھا بالکل غلط بیانی پر مبنی ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ جب میرے ساتھ نکاح کی تجویز ہوئی ہے اس سے قریباً چھ ماہ قبل ضلع سیالکوٹ کے ایک شخص مسمی نبی بخش نے اپنے رشتہ کے لئے حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی تھی یہ شخص سیالکوٹ میں پولیس میں ملازم تھا اور عمر رسیدہ بھی تھا غالباً... اس کی پہلی بیوی فوت ہو چکی تھی حضرت اقدس نے اس کے لئے حافظ صاحب مرحوم کی لڑکی زینب کا رشتہ تجویز کیا تھا اور حافظ صاحب مرحوم کو استخارہ کے لئے کہا تھا استخارہ میں حافظ صاحب مرحوم کو انشراح صدر نہیں ہوا تھا بلکہ اس شخص کے حالات کچھ.... اچھے نہیں دکھائے گئے تھے انہوں نے اپنی خواب حضرت اقدسؑ سے ... اپنی تجویز واپس لے لی اور یہ بات وہیں ختم ہو گئی یہ میرے ساتھ شادی سے قریباً چھ ماہ قبل کا واقعہ ہے جسے جناب میاں صاحب نے عمداً گڈمڈ کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے اس وقت کے ساتھ لا جوڑا ہے جب میرے ساتھ حافظ صاحب مرحوم کی لڑکی زینب کا نکاح تجویز ہوا۔

خواب کا پورا ہونا

اب دیکھو کہ حافظ صاحب مرحوم کا خواب جو نبی بخش صاحب کے متعلق انہوں نے اپنے استخارہ کے نتیجہ میں دیکھا تھا کس صفائی سے پورا ہوا اس شخص کے دماغ میں خلل آ گیا اور اس نے حضرت اقدس کی وفات کے بعد خود مامور من اللہ ہونے کا دعوے کر دیا اور اسی حالت میں وہ دنیا سے گزر گیا لیکن میرے متعلق حافظ صاحب مرحوم نے اپنے استخارہ کے نتیجہ میں جو خواب دیکھا وہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رح کی تعبیر کے مطابق کیسا صحیح نکلا اس وقت جو میری پوزیشن تھی وہ محض ایک میٹرک پاس کی تھی اور میں انجمن میں ایک معمولی کلرک تھا بعد میں اللہ تعالےٰ نے مجھے دینی اور دنیوی علوم سے بہرہ ور کیا دنیوی علوم میں مجھے بی اے بنایا اور دینی علوم میں جو ترقی دی وہ سب کے سامنے ہے اس کے بیان کی مجھے ضرورت نہیں ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فالحمد للہ علی فضلہ العمیم ثم الحمد للہ

پیر منظور محمد صاحب کی شہادت کی حقیقت

پیر منظور محمد صاحب مرحوم کی شہادت جو میاں صاحب کے بیان میں درج ہے اگر اس میں کچھ سچائی ہے تو وہ نبی بخش صاحب کے ساتھ شادی سے انکار کرنیکے متعلق ہو سکتی ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ حافظ صاحب مرحوم کی خواب کی بناء پر اس کے ساتھ رشتہ میں روکاوٹ پیدا ہوئی تھی انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ حافظ صاحب مرحوم نے حضرت اقدسؑ کے ارشاد کو ٹھکرا دیا ہے اور ان لوگوں نے اس کو بہت برا منایا تھا پس اگر پیر صاحب موصوف نے حضرت اقدس کی خدمت میں حافظ صاحب کے خلاف کچھ کہا ہوگا تو نبی بخش کے ساتھ رشتہ نہ کرنے کے متعلق کہا ہوگا ورنہ میرے ساتھ رشتہ کرنے کے متعلق حافظ صاحب مرحوم کی طرف سے کوئی تحریک ہی نہ تھی بلکہ تحریک تو حضرت اقدسؑ کی طرف سے تھی اس لئے حضور ناپسندیدگی کا اظہار کس طرح کر سکتے تھے جبکہ تحریک خود حضورؑ کی اپنی طرف سے ہی تھی چونکہ واقعہ ۵۴ سال قبل کا تھا اس لئے ممکن ہے پیر صاحب موصوف کے حافظہ میں اصل واقعہ نہ رہا ہو بہرحال ان کی شہادت اصل واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔

دوسرے شخص کی شہادت

جناب میاں صاحب جب کوئی بیان دیتے ہیں تو اس کی تصدیق میں ان کی جماعت میں فوراً کوئی نہ کوئی گواہ کھڑا ہو جاتا ہے چنانچہ تریاق القلوب کے متعلق جب انہوں نے بیان دیا تو قریباً اکلا گواہوں نے اپنے حلفی بیان سے ان کے بیان کی تصدیق کر دی حالانکہ بعد میں سلسلہ کے ریکارڈ سے ان کا حلفی بیان غلط ثابت ہو گیا۔ اسی طرح اس دوسرے شخص کی بھی شہادت ہے خود اس کا بیان بھی اس کی شہادت کو غلط ثابت کر رہا ہے جس واقعہ کو یہ شخص بیان کر رہا ہے وہ جناب میاں صاحب کے نزدیک حضرت خلیفہ اوّل رض کی زندگی کے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے اور وہ شخص اس واقعہ کا ۱۹۱۵ء میں وقوع میں آنا بیان کر رہا ہے جبکہ حضرت خلیفہ اوّل رض فوت ہو چکے تھے۔ یہ اندرونی شہادت ہی اس کے بیان کو غلط ثابت کر رہی ہے۔

واقعات کی شہادت کہ ایمان کس کا ضائع ہوا

جناب میاں صاحب اسی پوشیدہ رکھی ہوئی تقریر میں الہام "لا تقتلوا زینب" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

> "مصری صاحب سے نکاح نہ کرو ورنہ یہ نکاح زینب کو منافق بنانے کا نتیجہ پیدا کر دے گا"

مزید فرماتے ہیں :۔

> "زینب کی مصری صاحب سے شادی مت کرو ورنہ اس کا ایمان بھی برباد ہو جائے گا۔ چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس شادی سے اس کا ایمان بھی ضائع ہو گیا"

واقعات کی شہادت

واقعات کی شہادت تو اس کے برعکس یہ ہے کہ نہ خاکسار کا ایمان ضائع ہوا اور نہ خاکسار کی اہلیہ کا جس پر یہ

عورتوں سے بدظنی ہیں کیا میری شائع شدہ تحریریں غلط طور پر شائع ہو گئی ہیں ... منافق ہو... اور نہ ایمان کے ضیاع پر منحصر تھا کیونکہ بقول ان کے میری اہلیہ کی حیثیت محض تابع کی حیثیت تھی اور خاکسار جس کی حیثیت بقول ان کے متبوع کی تھی اس لئے ظاہر ہے کہ ان کے ایمان کے ضیاع کا موجب خاکسار نے ہی بننا تھا لیکن میرے ایمان کی مضبوطی تو بالکل واضح ہی ہے اس لئے میری اہلیہ کے ایمان کے ضائع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باقی رہا منافق ہونا سو جو شخص دھڑلے سے علی الاعلان جناب میاں صاحب کو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے کیا ایسا شخص منافق کہلا سکتا ہے بات یہ ہے کہ چونکہ جناب میاں صاحب کو اپنے ارد گرد منافق ہی نظر آتے ہیں یہاں تک کہ خواب میں بھی آپ منافقوں کے نعامر میں اپنے آپ کو گھرا ہوا پاتے ہیں اس لئے اگر وہ ہم جیسے مخلص احمدیوں کو بھی منافق ہی قرار دیں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے خدا جانے جناب میاں صاحب اس غلط فہمی کا کیوں شکار ہیں کہ ان کو خلیفہ تسلیم کئے بغیر کوئی مومن بن ہی نہیں سکتا ہمارا رویہ تو ان کی اس تعلی آمیز اور بے ہودہ دعوے کی تکذیب اور تغلیط کے لئے کافی ہے افسوس حضرت اقدس تو لوگوں کو مومن بنا کر دنیا سے رخصت ہوئے لیکن جناب میاں صاحب نے ان مومنوں کو منافقوں میں تبدیل کر دیا کیا ہی قابل فخر کارنامہ ہے جو جناب میاں صاحب سے انجام پذیر ہوا ہے۔

نظر غور کا نتیجہ

جناب میاں صاحب کے معتقد اس بات پر بھی غور کریں کہ جس عورت کو اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت ملے کہ تمہیں روزی کے بند ہونے کا خطرہ میاں صاحب سے علیحدگی اختیار کرنے میں دو کہ نہ ہے تمہاری روزی کے ہم خود کفیل ہیں میاں صاحب کے ذرائع روزی سے ہم تمہیں بے نیاز کر دیں گے کیا وہ خدا کے نزدیک منافق ہو سکتی ہے اور کیا خدا کی اس بشارت کو بارہ برس تک عملی طور پر روزانہ پورا ہوتے دیکھنے سے اس کے ..... ایمان میں زیادتی اور مضبوطی پیدا ہو گی یا کمی واقع ہو گی یا بقول میاں صاحب وہ ضائع ہو جائے گا پھر اس کے شوہر پر جب سنگین مقدمات کھڑے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے شوہر کے بری ہونے کی تین دفعہ بشارت دیتا ہے اور یہ بشارت بھی پوری ہو جاتی ہے کیا ایسی عورت خدا کی فہرست میں ایمانداروں میں لکھی ہوتی ہو گی یا بے ایمانوں میں تعصب سے خالی ہو کر غور کریں۔ باقی رہا

جناب میاں صاحب کے ایمان کا سوال سو اس کی حقیقت ایک تو خاکسار نے ہی متعدد حلفی شہادتوں

پیغام صلح ۱۴ نومبر ۶۲ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ ۴۴

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۶ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۶۴ء | ۴۵

ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل بناتا ہے

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت کو خدا تعالےٰ سے سچا تعلق ہونا چاہیئے اور ان کو شکر کرنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے ان کو یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان دکھاتے ہیں۔ کیا کوئی تم سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں کہ جس کو ہماری صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا ہو اور اُس نے خدا تعالےٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔

ہماری جماعت کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے، خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو، نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو تو وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجاویگا کہ وہ الگ ہو جائیگا۔ اس لئے جہانتک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔"

بحر حکمت کے موتی

خروج دجّال اور خلافت علیٰ منہاج النبوّت یا بعثت مسیح موعود

ما بعث نبیّ الاّ وقد انذر اُمّتہٗ الدّجال (ابوداؤد باب خروج الدّجال)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں جس نے اپنی امت کو فتنۂ دجّال سے نہ ڈرایا ہو۔

خلافت علیٰ منہاج نبوت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تکون النبوّۃ فیکم ما شآء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوّۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکًا عاضًّا ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکًا جبریّۃ فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوّۃ۔ (مشکوٰۃ باب تغیر النّاس)

ترجمہ:- حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بعثت نبوت (یعنی اپنا زمانہ) ہوگی اور یہ اس وقت تک تم میں رہے گا جب تک اللہ تعالےٰ کو منظور ہوگا پھر اسے اللہ تعالےٰ اُٹھا لے گا۔ پھر منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی اور رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ پسند فرمائے گا پھر اسے اللہ تعالےٰ اُٹھا لے گا۔ پھر بادشاہت قائم ہوگی اور رہے گی جب تک اللہ تعالےٰ چاہے گا پھر اسے اٹھا لے گا پھر جبری حکومت بادشاہوں کی قائم ہوگی اور رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اور پھر بادشاہوں کی صف لپیٹ لی جائے گی پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا — مسیح موعودؑ

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

پاکستان

ترجمہ خط جی۔ایم۔حبیا۔ایم۔اے۔پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ میرے لئے بڑا خوشی کا مقام ہے کہ آپ نے مجھے لٹریچر بھیجا ہے۔ میں آپ کی انجمن کا لٹریچر پڑھتا ہوں اور خوب مطالعہ کرتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ خداوند کریم اس انجمن کو اشاعتِ اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

آج میں نے آپ کے پرچہ لائٹ میں لٹریچر کے متعلق پڑھا۔ اس لئے میری التماس ہے کہ مجھے مفت لٹریچر ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

والسلام

(لٹریچر انگریزی بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

جزائر غرب الہند

ترجمہ خط مسٹر وحید عمر دین - جزائر غرب الہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ارسال کردہ کتب کا شکریہ۔ ان کا میں بغور مطالعہ کر رہا ہوں اور جونہی میں ان کو ختم کروں گا انکو دوسرے دوستوں کو مطالعہ کے لئے دے دوں گا۔

زیادہ پُر لطف کتاب حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کی ہے۔ اس ملک میں لوگ مرزا صاحب کے متعلق بالکل ناواقف ہیں۔ اگر کوئی جانتا بھی ہے تو ان پر اعتراض کرتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ آئندہ کچھ دنوں تک میں حضرت صاحب کی مزید کتابیں منگاؤں گا۔ یہ بہت حیران کن بات ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اسلامی دکان نہیں حالانکہ یہاں پر ۰۰۰۰۰ مسلمان آباد ہیں۔ میں بیعت فارم احمدیت میں شمولیت کے لئے پُر کر کے بھیجدیا ہے۔ مجھے شمولیت پر بہت فخر ہے اور میں اپنے دوستوں کو بھی اس میں شامل کروں گا۔ یہ ایک بڑی عمدہ تجویز ہے کہ ایک ایجنٹ احمدی کتابیں فروخت کرنے پر مقرر کیا جائے۔ اور میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں اور مجھے روپیہ جمع کرنے کا لالچ نہیں۔ اگر مجھے لالچ ہے تو یہ کہ اسلام تمام مسلمانوں کے گھروں تک پہنچ جانا چاہیئے۔ اور غیر مسلمانوں تک بھی اسلام کی تعلیم پہنچانی چاہیئے۔

جواب کا منتظر

(خط لکھا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط:- سید و۔ایم۔ او ذیگن۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے دو عدد مکتوب گرامی یکے بعد دیگرے موصول ہوئے ہیں قرآن شریف اور ممبرشپ سرٹیفکیٹ کے ارسال کرنے کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مجھے اس پر بہت فخر ہے کہ میں اسلام کی مزید خدمت کروں گا مسلمان اور غیر مسلمان یہ جانتے ہیں کہ مذہب کا پرچار خوب ہو رہا ہے۔ اور وہ لوگ جو پہلے نماز ادا نہ کرتے تھے اب باقاعدہ نماز ادا کر رہے ہیں۔

بیعت فارم کی کاپی ملنے پر اس کو پُر کر کے خدمت میں روانہ کر دوں گا۔ میری مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے مذہب کے متعلق گاہ بگاہ تعلیم دیتے رہا کریں اور مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جو میں صبح کے وقت اور رات کے وقت پڑھا کروں۔ اور ہر وقت بھی پڑھتا رہوں۔

جواب کا منتظر

(خط اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط:- مسٹر لطیف اکامی محمد حبیب۔ الورن۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ پر اللہ تعالےٰ کی ہزار ہزار رحمتیں نازل ہوں ایک دن جبکہ میں انصار الاسلام سکول میں تھا۔ میں نے آپ کا لٹریچر اپنے ایک دوست کے پاس دیکھا جو کہ احمدیت سے تعلق رکھتا تھا۔ اور میں ان کتابوں کو جو آپ نے ارسال کی تھیں مفت چاہتا ہوں۔ اور میں ان کا خاص مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میرے علم میں اضافہ ہو۔ اور مذہب سے بھی واقفیت حاصل ہو۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے یہ کتابیں ارسال کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

(۳)

ترجمہ خط:- ابراہیم اے۔ بالوگن۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک ہفتہ پہلے میں اپنے ایک دوست مسٹر سلیمان سے ملا انہوں نے مجھے احمدی ہو جانے کے لئے اصرار کیا اور انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد صاحبؒ اس زمانہ کے امام ہیں اور میں نے تسلیم کر لیا۔ کہ حضرت غلام احمد صاحبؒ اسلام کے امام ہیں میں ضرور آپ کو مان لوں گا۔ اس لئے مجھے اسلامی لٹریچر جو آپ مفت تقسیم کرتے ہیں ارسال کریں تاکہ ان کی مدد سے میں اسلام کے متعلق کچھ واضح تعلیم حاصل کر سکوں

والسلام

جواب کا منتظر

(اسلام اینڈ کرسچین۔ مرزا غلام احمد لیونگ ریلیجن بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

تحریکِ دستکاری

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک قومی اجتماع کی حیثیت رکھتا ہے امسال اس جلسہ کی خاص اہمیت ہے کہ اسمیں بیرونی ممالک سے تبلیغ اسلام کے نمایندے شرکت کریں گے اور انجمن کی گذشتہ پچاس سالہ کارکردگی کا بیان ہو گا۔ اور یہ انجمن کی تاریخ میں پہلا موقعہ ہے جس میں ہماری بہنوں کی شمولیت بہت ضروری ہے اس اجتماع کی اہمیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ زنانہ دستکاری کی تحریک کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں تاکہ اُن کے اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی اشیاء کی نمائش جس سے اشاعتِ دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ کامیاب بن سکے۔ آپ سے گذارش ہے کہ اس تحریک کے لئے کوئی عمدہ سا تحفہ پیش کریں جو ۱۵ دسمبر تک دفتر جوبلی میں پہنچ جانا چاہیئے۔

آپکی مخلص

بیگم کرنل سید بشیر حسین۔ مسلم ٹاؤن لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۶۴ء

ایک سوال

"پیغام صلح" کی ایک سابقہ اشاعت میں لائلپوری اخبار "المنبر" کی اس عبارت کا ذکر کیا جاچکا ہے، جس میں اس نے قائلین وفات مسیح کے متعلق مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ عبدالعزیز ابن باز کا یہ فتویٰ نقل کیا تھا کہ :۔

"ایسی باتیں کرنے والے شخص سے قرآن و سنت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ ضروری ہے اگر وہ توبہ کرکے حق کی طرف رجوع کرلے تو بہتر، ورنہ اسے کفر کی حالت میں قتل کردیا جائے"

اس فتوے کو نقل کرنے کے بعد "المنبر" نے اپنا پہلو بچانے کے لئے اس پر یہ حاشیہ آرائی کی تھی کہ

"اس مسئلے کا تعلق اسلامی حکومت سے ہے اسلام عوام کو ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ قانون ہاتھ میں لے کر کوئی اقدام کریں"

ہم نے اس پر یہ سوال کیا تھا کہ :۔

"اگر اس پر عمل کرنا اسلامی حکومت ہی کا کام ہے تو اب اس کی اشاعت کا کیا مطلب ہے جبکہ "المنبر" کی مزعومہ اسلامی حکومت ابھی موجود ہی نہیں سوائے اس کے کہ عوام کے جذبات کو برانگیختہ کیا جائے ایسے فتوؤں کو شائع کرنے کا مقصد کیا ہے؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ "المنبر" کی مزعومہ اسلامی حکومت کے آنے سے پہلے ہی اس فتوے کو پڑھ کر کوئی سرپھرے لوگ قائلین وفات مسیح کو قتل کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں؟"

ہمارے اس سوال پر "المنبر" لرزہ براندام ہوکر پریس برانچ کی طرف دوڑنے لگا ہے کہ بچیو، پکڑ لو، "پیغام صلح" اور اور تمام مرزائی اخبارات اشتعال انگیزی اور منافرت انگیزی کر رہے ہیں، اس سے انہیں روکا جائے، حالانکہ ہم نے کوئی اشتعال انگیز بات نہیں کی۔ اشتعال انگیزی تو وہ تھی جس میں قائلین وفات مسیح کے واجب ہونے کا فتوے شائع کیا گیا، ہم نے تو ایک سیدھا سادہ سوال کیا تھا، کہ جب تم خود کہتے ہو کہ اس فتوے پر عمل کرنا اسلامی حکومت کا کام ہے، تو اب اس کو شائع کرنے کا کیا مطلب، جبکہ کوئی اسلامی حکومت ہی تمہارے نزدیک موجود نہیں، کیا یہ تعجب انگیز امر نہیں، کہ قائلین وفات مسیح کے قتل کا فتوے بھی شائع کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی پہلو بچانے کے لئے یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ اس فتوے پر عمل کرنا عوام کا نہیں بلکہ اسلامی حکومت کا کام ہے وہی بات ہے کہ چھپتے بھی نہیں، اور سامنے آتے بھی نہیں عوام کے سامنے ایک فتوے بھی رکھ دیا اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ اسلامی حکومت اس پر عمل کرے گی، کیا یہ ممکن نہیں کہ کوئی سرپھرے لوگ "المنبر" کی رائے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خود ہی اس فتوے پر عمل کرنے کے لئے باہر نکل آئیں، اس صورت میں فتوے شائع کرنے والے پر کوئی ذمہ داری عائد ہوگی یا نہیں؟

بجائے اس کے کہ ہمارے اس سیدھے سادے سوال کا کوئی مدلل جواب دیا جاتا۔ "المنبر" نے اُلٹا ہم پر یہ سوال جڑ دیا ہے کہ :۔

"قطع نظر اس سے کہ "المنبر" کی مزعومہ اسلامی حکومت کے خدوخال کیا ہیں اور یہ کہ "المنبر" موجودہ حکومت کو کیا سمجھتا ہے اور کیا نہیں سمجھتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ "پیغام صلح" موجودہ حکومت کو کیا واقعی اسلامی حکومت تصور کرتا ہے؟ کیا "پیغام صلح" میں یہ اخلاقی جرأت موجود ہے کہ وہ اس سوال کا غیر مبہم جواب دے کہ جو مسلمان مرزا غلام احمد کے دعوئے نبوت، دعوئے مسیحیت اور ان کے دعوئے مہدویت میں انکو غیر صادق ملتے ہیں (جیسا کہ صدر ایوب اور ان کے ساتھی وزراء) ایسے لوگوں پر مشتمل حکومت اگر اپنے آئین، قانون، تعزیرات اور نظم و نسق کو قرآن و سنت کے تابع بنا دے تو کیا پیغام صلح ایسی حکومت کو اسلامی حکومت تسلیم کرے گا؟"

یقیناً "المنبر" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم تو اب بھی موجودہ حکومت کو اسلامی حکومت ہی سمجھتے ہیں، ہمارے نزدیک جس حکومت کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو، وہ اسلامی حکومت ہی ہے۔ صدر ایوب اور ان کے وزراء حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو خواہ کچھ ہی سمجھیں بہرحال وہ مسلمان ہیں اور ان کی حکومت اسلامی حکومت ہی کہلائے گی۔ ہاں ہم اس ملّانہ حکومت کو اسلامی حکومت نہیں کہہ سکتے، جو قانون، تعزیرات اور نظم و نسق کو قرآن و سنت کے تابع بنانے کے بہانہ سے قتل مرتد اور قائلین وفات مسیح کے قتل کے غیر اسلامی فتوؤں پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس قسم کے فتوے اور ایسا قانون تعزیرات قرآن و سنت کے مطابق نہیں بلکہ سراسر مخالف اسلام ہے۔ کیا "المنبر" کو یہ جرأت ہے کہ وہ حیات مسیح اور قتل مرتد کے مسئلہ کا قرآن و سنت کے مطابق ہونا ثابت کرے؟ اور ان لوگوں کے متعلق جو امت محمدیہ میں وفات مسیح کے قائل ہو گذرے ہیں غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرے کہ وہ سب کے سب واجب القتل تھے؟ اگر اس میں کچھ بھی غیرت و حمیت ہے اور وہ قائلین وفات مسیح کو فی الواقعہ کافر اور واجب القتل سمجھتا ہے تو صاف صاف الفاظ میں اعلان کرے کہ امام مالک، امام ابن تیمیہ، سر سید احمد خان، مفتی محمد عبدہٗ، علامہ رشید رضا۔ علامہ شلتوت سابق ریکٹر جامعہ ازہر مصر وفات مسیح کے قائل ہونے کی وجہ سے کافر اور واجب القتل تھے۔ کیا وہ ایسا کرنے کے لئے تیار ہے؟ ہاں آپ اس بات کو کیوں ٹال گئے کہ :۔

"المنبر" کی مزعومہ اسلامی حکومت کے خدوخال کیا ہیں اور یہ کہ "المنبر" موجودہ حکومت کو کیا سمجھتا ہے اور کیا نہیں سمجھتا ہے،

اگر اس میں ہمت اور اخلاقی جرأت ہے تو اس سوال کا بھی جو خود اسی نے اُٹھایا ہے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں جواب دے اور اس بات کو واضح کرے کہ اس کی مزعومہ اسلامی حکومت کے خدوخال کیا ہیں اور کیا وہ موجودہ حکومت اسلامی سمجھتا ہے یا نہیں؟

کیا "المنبر" اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہے؟

قریہ سیو کُنٹ گلا ٹرینڈاڈ

۲ - ایس - این - حلیب مَن
۳ - یوسف علی رحمت 〃
۴ - اشرفت علی 〃
۵ - گل محمد 〃
۶ - ایس - ایم - دزان 〃
۷ - محمد علی - 〃
۸ - رفیقہ حسین 〃
۹ - حسین محمد 〃
۱۰ - احمد حسین 〃
۱۱ - شمس الدین 〃
۱۲ - عزیزہ حسین 〃
۱۳ - کمال علی 〃
۱۴ - نوردون علی 〃
۱۵ - امیر علی 〃
۱۶ - رمضان ایل گاڈرڈ 〃
۱۷ - شیخ نعمت 〃
۱۸ - محمد عثمان 〃
۱۹ - شکور محمد 〃
۲۰ - ذکیہ خان 〃
۲۱ - حبیب خان 〃
۲۲ - عمرل خان 〃
۲۳ - شہادت علی 〃
۲۴ - مسز زیتون محمد 〃
۲۵ - مسز شفیقہ علی 〃
۲۶ - یسبان علی 〃
۲۷ - اسماعیل وولال 〃
۲۸ - کریم شاہ 〃
۲۹ - پیربت شاہ 〃
۳۰ - محمد حسین 〃
۳۱ - عبدالعزیز 〃
۳۲ - سکینہ حسین 〃
۳۳ - عثمان حسین 〃
۳۴ - عبدالغفار 〃
۳۵ - لطیف حسین 〃
۳۶ - رزاق علی 〃
۳۷ - عبدالوہاب 〃
۳۸ - عبدالعلیم 〃
۳۹ - شریفہ محمد 〃
۴۰ - حنیفہ حسین 〃
۴۱ - حبیب حسین 〃
۴۲ - نذیر احمد 〃
۴۳ - رقیبہ احمد 〃

۴۵ - محمد خان 〃
۴۶ - آر - ایس - رحمان 〃
۴۷ - مسز شہاب خان 〃
۴۸ - مسز شہاب خان 〃
۴۹ - ایم ایچ رحمان علی 〃
۵۰ - مریم علی 〃
۵۱ - افضل علی 〃
۵۲ - نذیر احمد 〃
۵۳ - عبدالرحمٰن 〃
۵۴ - شریعت بخش 〃
۵۵ - رسول بخش 〃
۵۶ - ایم - ایس خان 〃
۵۷ - محمد یعقوب خان 〃
۵۸ - مسز شکور محمد 〃
۵۹ - مسز شکور محمد 〃
۶۰ - غضنفر علی 〃
۶۱ - کسران گیریب 〃
۶۲ - مسز یاسمین محمد 〃
۶۳ - مسز رحیلہ محمد 〃
۶۴ - لطیف محمد 〃
۶۵ - مسز عفت محمد 〃
۶۶ - لقریدا علی 〃
۶۷ - زوربیہ علی 〃
۶۸ - مسز رحیمہ علی 〃
۶۹ - مسز سکینہ
۷۰ - حسن علی محمد 〃
۷۱ - زوربیہ محمد 〃
۷۲ - شیرزاد محمد 〃
۷۳ - مسز زیتون
۷۴ - مسز زبیدہ محمد 〃
۷۵ - مجید احمد 〃
۷۶ - لطیف محمد 〃
۷۷ - فضل محمد 〃
۷۸ - شمس البقریدا 〃
۷۹ - ابراہیم بقریدا 〃
۸۰ - یوسف حسن بوس 〃
۸۱ - ایم - ایوب خان حاجی 〃
۸۲ - ایم ابراہیم خان 〃
۸۳ - شان علی 〃
۸۴ - جان علی 〃
۸۵ - دلشن علی 〃
۸۶ - حسین علی 〃

۸۸ - مسز رحمٰن علی 〃
۸۹ - مسز رحمٰن علی 〃
۹۰ - اے علی 〃
۹۱ - مسز اے علی 〃
۹۲ - حنیفہ علی 〃
۹۳ - اصغر علی 〃
۹۴ - وحید عمر دین 〃
۹۵ - ابراہیم 〃
۹۶ - آرتھر دین 〃
۹۷ - زیتون علی 〃
۹۸ - سکواتھ علی 〃
۱۱۱ - رفیق محمد 〃
۱۱۲ - فضل محمد 〃
۱۱۳ - طیب الہام 〃
۱۱۴ - شیر علی 〃
۱۱۵ - یوتو الہام 〃
۱۱۶ - یوسف محمد 〃
۱۱۷ - بشیر محمد 〃
۱۱۸ - جلیل محمد 〃
۱۱۹ - رشید محمد 〃
۱۲۰ - حکیم محبوب 〃
۱۲۱ - قاسم محبوب 〃
۱۲۲ - محمد رقیب بخش 〃
۱۲۳ - عمران الہام 〃
۱۲۴ - ارمان الہام 〃
۱۲۵ - امزیئیل دوسن 〃

۱۰۱ - یعقوب علی 〃
۱۰۲ - بانو محمد 〃
۱۰۳ - موسیٰ کاد علی 〃
۱۰۴ - سفران 〃
۱۰۵ - شفیع محمد حسین 〃
۱۰۶ - عزیز احمد 〃
۱۰۷ - مسز عزیز احمد 〃
۱۰۸ - رحمٰن علی 〃
۱۰۹ - معصومہ دین 〃
۹۹ - مسز فضل دین 〃
۱۱۰ - نذیر محمد 〃
۱۲۶ - محمد علی 〃
۱۲۷ - امجد محمد 〃
۱۲۸ - حسین محمد 〃
۱۲۹ - عثمان حسن علی 〃
۱۳۰ - مسز کریم سلاداد 〃
۱۳۱ - مسز لرون 〃
۱۳۲ - شکور محمد 〃
۱۳۳ - حمید محمد 〃
۱۳۴ - محمد علی 〃
۱۳۵ - عبدالستار حسین 〃
۱۳۶ - رفیق حسین 〃
۱۳۷ - نذیر حسین 〃
۱۳۸ - امیر حسین 〃
۱۳۹ - مسز بابو حسین 〃
۱۴۰ - مسز بابو حسین 〃

جلسہ سالانہ

ایک اہم قومی تقریب ہے

جس میں

شمولیت ہر احمدی کا فرض ہے

آئندہ جلسہ گولڈن جوبلی کی وجہ سے بہت بڑی اہمیت اور خصوصیت رکھتا ہے امید ہے کہ ہر احمدی اس میں شریک ہو کر اپنے قومی اور دینی فرض کو ادا کرے گا۔

جلسہ سالانہ کے لئے بیرونی کام کرنے والے

چند ایسے ثقہ اور ذمہ دار احباب اور نوجوانوں کی خدمات درکار ہیں جو رضاکارانہ طور پر مہمانوں کو طعام و رہائش اور دیگر سہولتیں بہم پہنچانے میں میرے ممد و معاون ہو سکیں۔

ایسے رضاکاروں کو جلسہ سالانہ سے دو روز قبل مرکز میں پہنچنا ہوگا تاکہ طریق کار اور متعلقہ معلومات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

مجھے اُمید ہے کہ ہر جماعت کے سیکرٹری صاحبان جمعہ کے اجتماع میں اس امر کی طرف احباب کو توجہ دلائیں گے۔ اور یہ دوست اپنا نام بطور رضاکار جلسہ سالانہ پیش کریں مجھے لکھیں۔ گذشتہ سالانہ جلسہ پر اسی قسم کی تحریک پر جن احباب نے مجھ سے تعاون فرمایا ہے۔ میں ان سب کا مشکور ہوں۔

انتظامی معاملہ میں احباب کرام کے سامنے جو جو تجاویز ہوں وہ بھی ارسال فرمائیں تاکہ ان پر غور و خوض کے بعد قابلِ عمل تجاویز پر عمل درآمد کیا جائے۔ گذشتہ جلسہ کے بعد جو تجاویز بھیجی گئی تھیں وہ بھی موجود ہیں اور ان پر بھی فیصلہ کیا جائے گا۔

جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا اعلان چند روز تک کر دیا جائے گا۔

والسلام

مہتمم جلسہ گولڈن جوبلی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پیغامِ صلح۔ "لائٹ"۔ "روحِ اسلام" کا مطالعہ کیجئے۔

دو عظیم الشان معجزات

۱۔ رومیوں کا مغلوبیت کے بعد غلبہ

۲۔ کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کی فتح

جماعت احمدیہ کے تبلیغی کارنامے تاریخی اہمیت رکھتے ہیں

فہمیدہ لوگوں کو چاہیے پرکھ کر اپنے اعتقادات بناؤ

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ر نومبر ۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ لاہور

الم۔ غلبت الروم۔ فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون ـــــ وھم عن الاخرۃ ھم غفلون ـــــ (سورۃ الروم)

ایرانیوں کے ہاتھوں رومیوں کی شکست

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے دو تاریخی معجزے بیان فرمائے ہیں۔ تاریخی کے معنے یہ ہیں کہ اپنوں نے اور غیروں نے۔ مشرق نے اور مغرب نے اس کو تاریخی اہمیت دی ہے۔ روما کی عیسائی سلطنت شام میں قائم تھی۔ یہ عیسائی سلطنت جو وسعت، شان اور طاقت میں بہت بڑی تھی۔ ایرانیوں کے مقابلہ میں مغلوب ہوگئی۔ ایرانی سلطنت بت پرست اور سورج پرست تھی، اور رومی سلطنت اہل کتاب کی سلطنت تھی، یہ اہل کتاب کی سلطنت مشرکوں سے شکست کھا گئی۔ اسی کا ذکر اس آیت میں فرمایا ہے۔ غلبت الروم۔ رومی سلطنت مغلوب ہوگئی۔

رومیوں کے غلبہ کی پیشگوئی

یہ تو ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک پیشگوئی بھی فرمائی۔ فرمایا وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ شکست و ہزیمت کے بعد یہ رومی سلطنت پھر غالب آجائے گی۔ یہ تو مشاہدات ہیں کہ کوئی قوم کبھی شکست کھاتی اور کبھی غالب آجاتی ہے۔ اس میں معجزہ کیا ہے لیکن یہاں جو پیشگوئی کی گئی ہے۔ ظاہری واقعات اس کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کا وقوع غیر ممکن نظر آتا ہے۔

رومیوں کے مذہب و ملت کی تباہی

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ۶۰۲ء میں رومیوں اور ایرانیوں کی جنگ شروع ہوئی اور تیرہ سال تک برابر جاری رہی۔ ۶۱۵ء میں ختم ہوگئی۔ دونوں بڑی زبردست سلطنتیں ہیں۔ جیسے انگریز اور جرمن۔ دونوں کے پاس خزانے ہیں۔ لشکر ہیں، اور بڑے بڑے جوانمرد کمانڈر ہیں۔ ۱۳ سال کی لگاتار جنگ کے بعد سیریا فتح ہوگیا اور ایران نے ایشیائے کوچک فتح کر لیا۔ اور تین چار سال کے اندر اندر دمشق اور یروشلم پر بھی قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد مصر فتح کر لیا گیا اور پھر ایرانیوں نے ایک اور زبردست ضرب لگائی کہ ان کی صلیب مقدس اٹھا کر لے گئے۔ اس طرح ایرانیوں نے رومی عیسائیوں کا دین بھی ختم کر دیا اور دنیا بھی تباہ کر دی۔

ایسے خراب حالات میں غلبہ کی پیشگوئی ایک معجزہ ہے

ایسی حالت میں فرمایا کہ یہ تباہ حال اور شکست خوردہ قوم پھر غالب آجائے گی۔ یہ سوائے اس کے نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے علم غیب دیا جائے۔ اور ایسی حالت میں جب حالات اس درجہ خراب ہو چکے ہوں اس قسم کی پیشگوئی کرنا بہت بڑا معجزہ ہے۔ ہٹلر کو جب شکستیں شروع ہوئیں تو اس کے ساتھی کہتے تھے کہ ہٹلر کی عقل ماری گئی ہے۔ ہمیں مروانے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ ہمیں جنگ ختم کر دینی چاہیئے۔ یہ تو پاگل ہے ہمیں مرواتا ہے۔ پھر کیا ہوا اس کی ساری کی ساری طاقت ملیامیٹ ہوگئی لیکن فرمایا کہ یہ عیسائی رومی سلطنت جو چکنا چور ہوگئی ہے وہ پھر غالب آنے والی ہے فی بضع سنین۔ بضع کا لفظ نو تک بولا جاتا ہے للہ الامر من قبل ومن بعد۔ یہ پیشگوئی اس خدا کی طرف سے ہے جو پہلے کی بھی خبر رکھتا ہے اور آئندہ کے واقعات کو بھی جانتا ہے۔

روم کی فتح کے ساتھ مسلمانوں کی فتح کی پیشگوئی۔

ویومئذ یفرح المومنون

یہ ایک اور پیشگوئی کر دی کہ اس دن جب رومی فتحیاب ہوں گے، مسلمانوں کو بھی خوشی حاصل ہوگی، یہ جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے اور بتایا ہے کہ مسلمانوں کو بھی، اس دن بدر کی لڑائی میں فتح حاصل ہوگی۔

جنگ بدر

اس جنگ میں ۳۱۳ مسلمان، طاقتور دشمن کے مقابلہ میں کھڑے تھے۔ دشمن کی تعداد تیرہ سو تھی۔ ان کے پاس سو سوار اور اونٹ تھے۔ طاقت بہت زیادہ تھی۔ دشمن شدومد سے حملہ کرتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ حضورؐ اور حضور کی قوم ان کے دین کی مخالف ہے۔ ان کے اعتقادات کی دشمن ہے۔ اس لئے وہ پوری طاقت اور جمعیت کے ساتھ آپؐ پر حملہ کرتے ہیں۔ آپؐ کی قوم کو تباہ کر دینے کا ارادہ ہے۔ اور آپؐ کے دین کو ملیامیٹ کرنے کا عزم ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی بڑی طاقت کے مقابل پر اپنی جمعیت کو نہایت کمزور پا کر اندیشہ لاحق ہوا۔ آپؐ ایک چھپر کے نیچے خداوند تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہیں۔ اور بڑے اضطراب سے گریہ و زاری کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اللھم ان اھلکت ھٰذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابدا۔ اے اللہ! اگر آج یہ تیری نام لیوا چھوٹی سی جماعت ہلاک ہوگئی، تو پھر تیری توحید کبھی دنیا میں قائم نہیں ہو سکے گی۔ دشمن زیادہ ہیں ان کے پاس زرہ بکتر ہے۔ گھوڑے ہیں۔ مگر حضورؐ کے لشکر میں صرف دو گھوڑے ہیں۔

غلبہ روم کی پیشگوئی پر ابی بن خلف اور حضرت ابوبکرؓ کے مابین شرط

فرمایا گیا تھا کہ رومی سلطنت جن کا دین۔ عزت اور قوم تباہ ہوگئی ان کو فتح نصیب ہوگی اور اس دن مسلمان بھی خوش ہوں گے کیونکہ خدا ان کو بھی اپنے دشمنوں پر غالب کرے گا۔ یہ دو خوشخبریاں ہیں اور دونوں ہی بہت مشکل ہیں۔ حضورؐ اس کی آپ اشاعت کرتے ہیں۔ دشمنوں نے کہا کہ یہ جنونی ہے۔ نہ رومی اب غالب آسکتے ہیں اور نہ مسلمان۔ ایرانی بت پرست، شامی اہل کتاب پر غالب رہے، اسی طرح ہم بت پرست، مسلمان اہل کتاب پر غالب رہیں گے۔ ابی بن خلف اکابرین قریش میں سے تھا۔ اس نے زور و شور سے ان امور کو ناممکن الوقوع قرار دیا تھا۔ دونوں اپنی اپنی بات پر مصر تھے۔ ایک کو طاقت پر بھروسہ تھا۔ دوسرے کے دل میں مضبوط ایمان تھا۔ آخر ش دونوں نے سو سو اونٹ کی شرط لگائی۔

مسلمانوں کی جانبازی

اس کے کچھ عرصہ بعد بدر کی جنگ پیش آتی جس میں مسلمان اپنی جانیں نثار کرتے ہیں۔ دائیں بائیں، آگے پیچھے لڑتے ہیں۔ اور پروانوں کی طرح اپنی جانیں دینے کے لئے کمربستہ ہیں۔ یہ موسیٰ کی قوم نہیں جنہوں نے کہا تھا کہ جاؤ تم اور تمہارا خدا آگے جاکر لڑو۔ جب تمہیں فتح ہوگی ہم بھی آجائیں گے۔ ہم پیچھے رہنے والوں میں سے نہیں ہیں، حضورؐ نے قوم کے اندر جانبازی کی روح پھونکی تھی، حضورؐ کے پاس سامان نہیں لیکن حضور نے ایمان کی زبردست قوت سے قوم کو مضبوط بنایا۔ حضرت عیسیٰؑ کو بھی ایک قوم ملی۔ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰؑ کو خدا مانتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسےٰ ایک بات کہتے ہیں کہ میرا گوشت کھاؤ اور میرا خون پیو تم ابدی زندگی پاؤ گے اس کے مریدوں نے یہ بات سُن کر کہا کہ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی؟ اس کے خلاف حضرت نبی کریم صلعم تو لوگوں سے جانی قربانی مانگتے ہیں اور قوم پروانہ وار قربانی دینے کے لئے تیار ہوجاتی ہے۔ قوم کو حضورؐ سبق دیتے ہیں، کہ شہادت بہت بڑا کمال ہے۔ اور قوم کو یقین ہے کہ یہ بات درست ہے۔ حضورؐ کے متعلق اپنوں اور غیروں کو یقین تھا کہ جو بات آپؐ فرماتے ہیں وہ ضرور ہوکر رہے گی۔

پیشگوئی کا وقوع

اسی جنگ بدر کے موقعہ پر مغلوب و مقہور عیسائی پھر غالب آجاتے ہیں اور روم کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ اسی دن جنگ بدر میں مسلمانوں کو بھی فتح حاصل ہوتی ہے اور جہاں وھم من بعد غلبھم سیغلبون کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے وہاں یومئذٍ یفرح المؤمنون کی پیشگوئی بھی پوری ہوتی ہے گویا ان کے لئے دوہری خوشی ہوجاتی ہے۔ کیا لطف آیا ہوگا۔ ۱۹ سال بعد پھر عیسائیوں کے اندر جان آگئی اور انہوں نے اپنا علاقہ فتح کر لیا جس طرح سے ایرانیوں نے ان کی دنیا کو خراب کیا اور صلیب مقدس کو ان سے چھین کر ان کے دین پر کاری ضرب لگائی تھی، اسی طرح سے عیسائیوں نے ان کی معیشت کو تباہ کر ڈالا اور ان کا آتشکدہ خراب کرکے ان کے دین پر کاری ضرب لگائی۔ اور عین اسی زمانہ میں خداتعالےٰ نے مسلمانوں کی حقیر و ناتوان جماعت کو مشرکین کے مسلح و جرار لشکر پر غالب کیا۔ ان مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر گرفتار کر لئے گئے۔ اس طرح سے دونوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اسی کے متعلق فرمایا للّٰہ الامر من قبل ومن بعد۔ اختیار ہمارا ہوتا ہے شروع میں بھی اور بعد میں بھی۔ خدا پر یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ وہ انہونی باتوں کو ہونی کر دکھاتا ہے۔ یہ دونوں تاریخی معجزے ایسے ہیں جو انسان کو حیرت زدہ کر دیتے ہیں اور خدا پر ایمان پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ غیر محدود طاقت کا مالک ہے

صحابہؓ کی فدائیت پرستارانِ عیسےٰؑ کی تمنا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یورپ کے دشمنوں اور مخالف عیسائی پادریوں اور اہل قلم نے لکھا ہے کہ اُحد کی لڑائی میں جب حضور گر گئے۔ تو آپؐ کے اردگرد قوم نے ایک فصیل بنادی کہ تیر لگے تو ہم پر لگے۔ طلحہؓ نے اپنا ہاتھ آگے کردیا۔ مصعبؓ نے گردن آگے کردی۔ اس منظر کے متعلق عیسائی مصنفین نے لکھا ہے کہ کاش حضرت عیسےٰؑ کو ایسی قوم مل جاتی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی۔

حضرت عیسیٰؑ کی قوم

حضرت عیسےٰؑ کی قوم کا یہ حال ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میری جان غمگین ہے۔ میرے ساتھ جاگو۔ لیکن وہ باربار سو جاتے ہیں اور پھر سارے کے سارے بھاگ جاتے ہیں (باب ۲۶۔ آیت ۵۶۔ سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے) ایک نے تیس روپے رشوت لے کر اسے پکڑوادیا۔ اور دوسرے نے لعنت بھیجی حضرت عیسےٰ نے یہ نہیں کہا کہ آؤ میرے ساتھ جان دے دو، یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ وطن چھوڑ دو۔ بلکہ وہ تو فرماتے ہیں کہ آسمان کی روٹی میں ہوں۔ جو روٹی میں یہاں کی زندگی کے لئے دوں گا۔ وہ میرا گوشت ہے ابن آدم کا گوشت کھاؤ اور اس کا خون پیو۔ میرا گوشت کھانا اور میرا خون پینا ہمیشہ کی زندگی عطا کرتا ہے۔ میرا گوشت فی الحقیقت کھانے کی چیز ہے۔ اور میرا خون فی الحقیقت پینے کی چیز ہے۔

مگر شاگرد یہ باتیں سُن کر کہتے ہیں کہ یہ بہت ناگوار بات ہے۔ شاگرد بات قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لکھا ہے شاگردوں میں سے بہتوں نے کہا ایک دو نے نہیں بلکہ بہتوں نے کہا کہ یہ کلام ناگوار ہے اس پر اُن میں سے بہتیرے اُلٹے پھر گئے۔ ساتھ چھوڑ گئے (یوحنا باب ۶ آیت ۶۶) اس پر اس کے شاگردوں میں سے بہتیرے اُلٹے پھر گئے۔ اور اس کے بعد اس کے ساتھ نہ رہے۔ مرقس باب ۸ آیت ۳۲ پطرس اسے الگ لے جاکر ملامت کرنے لگا) یہاں مرنے مارنے کا کوئی وقت نہیں۔ صرف ایک بات انہوں نے کہی جس کو شاگرد مانتے نہیں اور چھوڑ کر چلے جاتے ہیں لیکن حضورؐ کے ساتھی حضورؐ کی خاطر خوشی سے جان پر کھیل جاتے ہیں۔

عروہ کا اسلام

عروہ حضور نبی کریم صلعم کا بہت بڑا دشمن تھا، وہ طائف کا رہنے والا تھا۔ اور بڑا قابل آدمی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ لولا نزل ھٰذا القراٰن علےٰ رجل من القریتین عظیم کیا مکہ اور طائف میں بڑا آدمی نہیں رہا۔ اگر قرآن اتارنا تھا تو ان دونوں شہروں کے کسی بڑے آدمی کے اوپر اتارتا۔ ساری قوم اس کے پیچھے ہوجاتی۔ صلح حدیبیہ میں اسے یہ رتبہ حاصل تھا۔ سہیل صلح حدیبیہ میں لیڈر تھا اور یہ عروہ جو شدید ترین دشمنوں میں تھا حضورؐ کے اخلاق سے اس پر اتنا اثر انداز ہوئے وہ مسلمان ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے وطن مت جاؤ وہ تمہیں قتل کردیں گے۔ اس نے جواب دیا کہ میں ایسا شخص ہوں کہ اگر میں سویا ہوا ہوں تو کوئی شخص مجھے اُٹھانے کی جرأت نہیں کرتا۔ بھلا مجھے کون مار سکتا ہے۔ وطن گیا اور وہاں اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا اس کا قوم نے تیروں سے استقبال کیا۔ وہ شدید اور پرزخمی ہوا۔ مرنے لگا تو کسی دشمن نے طنزاً پوچھا سناؤ تم پر کیا گذری۔ اس نے کہا ھٰذہ کرامۃ والشھادۃ التی ساقھا اللّٰہ الیّ۔ یہ مکرمت ہے اور خدا نے شہادت کو چلا کر میرے پاس بھیجا ہے۔ ان لوگوں کی سخت مخالفت کے بعد جب مسلمان ہوا تو ایمان نے دل کو ایسا منور کردیا کہ کسی دکھ تکلیف کی پرواہ نہ رہی سہیل بھی مسلمان ہوگیا۔ لوگوں نے سہیل کو منیٰ کے مقام پر دیکھا کہ حضور حجامت بنوا رہے ہیں اور یہ بال چن رہا ہے اور بالوں کو آنکھوں سے لگا رہا ہے۔ بہت تو دوست دشمن بھی حضورؐ کے گرویدہ ہوگئے۔ ابو سفیان نے خبیب کو جو کسی جنگ میں قیدی ہوگیا تھا کہا کہ ہم تمہیں قتل کردیں گے۔ اس نے کہا کہ ٹھہر جاؤ میں دو نفل پڑھ لوں۔ جب نفل پڑھنے لگا تو سوچا کہ اگر میں نے نفل لمبے کردیئے تو دشمن خیال کریں گے کہ شاید یہ موت سے ڈرتا ہوا تاخیر کر رہا ہے۔ میں نے نماز کو چھوٹا کردیا اسے کہا گیا کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تمہارے بجائے محمد رسول اللہ یہاں ہوں اور ان کو قتل کیا جائے اور تم آرام سے گھر بیٹھے رہو۔ اس نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اگر حضورؐ کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو مجھے گھر بیٹھنا حرام ہوگا جب تک آپؐ پر جان نہ فدا کردوں۔ وہ اسے اس مقام پر جہاں اسے قتل کرنا تھا لے گئے۔ اس نے کہا

لا ابالی حین اقتل مسلما
علےٰ ای شق للّٰہ مصرعی
وذالک فی ذات الالٰہ وان یشاء
یبارک علےٰ اوصال شلو ممزع

میں نہیں ڈرتا کہ قتل کردیا جانے پر میں کس پہلو پر گروں گا خدا کا فضل ہو تو میرے اعضاء کے ٹکڑوں پر بھی اپنی رحمت کی بارش کردے گا۔ وذالک فی ذات الالٰہ وان یشاء یبارک علےٰ کل شلو ممزع۔ حضرت نبی کریم صلعم نے یہ کیا قوم پیدا کی۔ اگر اتنے کمال آپؐ میں نہ ہوتے تو بڑے آدمی آپؐ پر اپنی جانیں قربان نہ کرتے۔ یہ ان کی کمال بڑائی کا نشان ہے۔ خالد دشمن تھا آپؐ کے اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ سفیان بن اُمیہ بڑا دشمن تھا۔ آپؐ کے اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ ابوسفیان نے گواہی دی کہ یہ

شخص ہمیں نماز و صدقات کی تلقین کرتا ہے صلہ رحمی کا سبق دیتا ہے اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصلاۃ۔ اپنوں نے بھی گواہی دی اور غیروں نے بھی گواہی دی۔ یہ تو حضورؐ کا مقام ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی تاثیر

اور حضرت عیسٰےؑ کی یہ تاثیر ہے کہ ان کے اپنے بھائی ان کو پاگل سمجھتے ہیں (یوحنا باب آیت ۵ کیونکہ اس کے بھائی بھی اس پر ایمان نہ لائے تھے) ماں باپ اُن پر ایمان نہیں لاتے تو وہ کہتے ہیں کون ہے میری ماں اور کون ہے میرا باپ۔ حضرت عیسٰےؑ کے رشتہ دار نہیں مانتے اور شاگردوں کا ان پر ایمان نہیں۔ اس عاجز انسان کو خدا مانتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلعم کی تعلیم

وقت آنے والا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے کمالات کا جوں جوں پتہ لوگوں کو لگتا جائیگا وہ ضرور حضور صلعم کے دین کو قبول کرتے جائیں گے۔ یہ فطرت کا دین ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ ساری قومیں خدا کا کنبہ ہیں۔ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے۔ اور اعمال صالحہ ذریعہ ہیں قرب الٰہی کا۔ ان امور کو ہر دانشمند قبول کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر عجمی لوگ اچھے اعمال لے کر آئیں اور ہم عربی اعمال سے تہی دست ہوں تو حضور صلعم کے قریب وہ عجمی لوگ ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلعم نے اپنی پھوپھی صفیہ رضی اور اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی کو فرمایا کہ ایتونی باعمالکم ولا بانسابکم۔ قیامت کے دن اعمال لے کر آنا۔ بغیر اعمال کے میرے ساتھ تعلق کام نہ آئیگا۔

اسلام کی قبولیت مغرب میں

اس دین کو لوگ قبول کریں گے اور یہ بات تاریخ میں لکھی جائے گی کہ کس نے مغرب کے فرزندوں کے سامنے اسلام کو پیش کیا۔ یہ آپ کی قوم کو فخر حاصل ہے کہ کمزوری کی حالت میں جبکہ عیسائی سلطنت کی محکومی تھی۔ اس وقت عیسائی دنیا میں اسلام کا پیغام لے کر گئے اور اہل مغرب کو اسلامی تعلیمات سے شناسا کرایا ان لوگوں نے اسلام کو قبول کیا۔ اسلام کی فتح جو آپ کے ذریعہ ہوئی یہ کوئی معمولی فتح نہیں ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کی مقبولیت

بے شمار آدمی جو حضرت مرزا صاحب کو بُرا کہتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ کام ان کافروں نے کیا ہے کاش ہم مسلمان بھی ایسا کام کرتے۔ وہ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑھتے اور مستفید ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی کتب مقبول ہیں۔ انکی تعلیم مقبول ہے اور جماعت کی کوششیں باثمر ہیں۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

جلسہ جوبلی فنڈ کے متعلق قوم کو ضروری تلقین

اس بارہ میں آپ کو تلقین کروں گا کہ اب جبکہ جوبلی کا جلسہ قریب آ رہا ہے آپ لوگ اس کی کامیابی کے لئے سعی کریں۔ اس جلسہ کی اہمیت کے پیش نظر لاہور کے تمام مرد اور عورتیں اس میں حصہ لیں۔ ان کے لئے سہل ہے۔ جلسہ میں کشمیر اور کراچی تک رہنے والوں کو بھی تلقین کرتا ہوں کہ اس اہم تقریب پر تکلیف برداشت کر کے روپیہ خرچ کر کے اور وقت خرچ کر کے اس تقریب میں ضرور شامل ہوں۔ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے حضرت امام الزمان نے بڑا زور دیا ہے۔ اس سے لوگوں کے ایمان کو تقویت پہنچتی ہے اور آپس کے تعلقات محبت و اخوت اور بڑھتے ہیں اور جماعت کی دعاؤں کو خدا تعالےٰ قبول فرماتا ہے مل کر دعائیں کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ایک امام کو مان کر اس کی تلقین کی تعمیل میں سستی کرنا اچھا نہیں۔ اس تلقین کو مدنظر رکھکر ہر قسم کی تکلیف برداشت کر کے جلسہ سالانہ میں ضرور شرکت کریں۔

میں نے کرنل بشیر حسین صاحب کرنل سعید احمد صاحب اور میاں ظہور احمد صاحب سے کہا ہے کہ اس جلسہ کی اہمیت بہت بڑی ہے وہ جلسہ میں یہاں آ کر سکونت اختیار کریں اور یہاں کے انتظام میں حصہ لیں۔ اور مہمانوں کی خدمت کریں تاکہ باہر سے آنے والے یقین کریں کہ جماعت کے بزرگ۔ جماعت کے افراد کی خدمت کرنا اپنے لئے فخر کا باعث سمجھتے ہیں۔ آپ اس کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر تمام کے تمام اس تقریب کو کامیاب بنانے کی جد و جہد کریں۔ روپیہ پیسہ سے۔ دعا سے۔ شرکت سے اور خدمت کرنے سے اس جلسہ کو کامیاب بنائیں۔ خدا تعالےٰ آپ پر برکات نازل فرمائے۔

خُطبہ ثانی

ایک مؤثر طریق تبلیغ

جماعت کو بڑھانے کے لئے میرا ایک تجربہ ہے۔ وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ جو لوگ جماعت سے باہر ہیں ان کو ذہنی طور پر قریب لانے کے لئے ایک راہ بتاتا ہوں۔ وہ لوگ جو ذی مقدرت ہیں اس پر عمل کریں بجائے اس کے کہ پبلک میں لیکچر دیئے جائیں آپ اپنے ہاں کبھی کبھی مہینہ میں ایک آدھ بار اپنے واقفوں اور تعلقداروں کو اپنے ہاں مدعو کریں اور ان کو بتلائیں کہ آپ کے اعتقادات اسلامی ہیں ہم مسلمان ہیں اور سب کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

میں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ میں نے اس دفعہ نہیں اس سے پہلے ایک دفعہ مری میں سو ڈیڑھ سو آدمیوں کو چائے پر بلایا کوئی دھوکہ بازی سے نہیں بلکہ دعوت ناموں پر لکھ دیا تھا کہ چائے کے بعد میں وعظ کروں گا اس دعوت میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان اہل علم ذکر حضرات اور تعلیمیافتہ خواتین شامل تھیں۔ میں جانتا تھا کہ ان لوگوں نے مذہب خصوصًا اسلام کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہوا ہے اور اسلام کی خوبیوں سے بھی آگاہ ہیں جو دشمنان اسلام اس دین متین پر کرتے ہیں۔ میں نے آدھ گھنٹہ تقریر کی تو لوگوں کے چہرے روشن نظر آئے۔ پھر میں نے پادری صاحبان کی طرح اپنے اعتقادات نہیں چھپائے میں نے اپنے اعتقادات بھی بیان کئے اور بتایا کہ حضرت مرزا صاحب کے یہ اعتقادات ہیں ان کی یہ کتابیں ہیں۔ ان کے یہ اقوال ہیں۔ ان کے یہ کام ہیں اور ان کے یہ اخلاق ہیں۔ ان باتوں کو سن کر سب کہنے لگے کہ یہ اعتقادات اسلامی ہیں ان کا کون انکار کر سکتا ہے۔ بعض خواتین خوشی سے آ کر ملیں اور مجھے چیک پیش کئے۔

سیالکوٹ میں بھی میں نے ایک ہوٹل میں کچھ لوگوں کو دعوت پر بلایا۔ اس دعوت میں بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ، پروفیسر اور جج و ایڈووکیٹ صاحبان شامل تھے۔ میں نے وہاں احمدیہ جماعت اور اس کی خدمات بیان کیں۔ سب نے کہا کہ ہم آپ کے اعتقادات کو صحیح مانتے ہیں۔ یہ اعتقادات اسلامی ہیں۔ میں نے ان کو بتایا کہ حضرت مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں خادم اسلام ہوں۔ میں حضور نبی کریم صلعم کا کفش بردار ہوں۔ میں حضور صلعم کا خادم ہوں۔ میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں صرف مجددیت کا دعوےٰ ہے سب نے میری باتوں کو سن کر کہا کہ یہ تو اسلامی عقائد ہیں ان کا کون انکار کر سکتا ہے تو آپ کا کوئی ایسا اعتقاد نہیں جو غیر اسلامی ہو۔ آپ سعی کریں اور اپنے اپنے طور پر تحریک کریں اور اس تجربہ کو آزمائیں۔ یہ طریق آپ کی جماعت کے لئے مفید ہوگا۔

سانحہ ارتحال

(۱) خاکسار کا نواسہ بعمر سات سال ۱۷ر نومبر ۲ بجے دن بعارضہ نمونیہ بخار وفات پا کر ہم سے ہمیشہ کیلئے جُدا ہو گیا۔ اور والدین کو داغ جدائی دے گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جماعت عالیہ کا ادنےٰ خادم عادل محمد۔ معرفت سید معصوم علی شاہ صاحب۔ دوکاندار پنسار صدر بازار تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ

(۲) محترم صوفی محمد اسحاق صدر انجمن امداد غربا و ملازم لائیڈ بنک راولپنڈی کے والد بزرگوار قضائے الٰہی سے ۱۰ر اکتوبر کو اپنے آبائی گاؤں میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام بیرونی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

ملک سلیم اللہ۔ راولپنڈی

محمد اقبال صاحب - ووکنگ ——— افقِ مغرب سے

ووکنگ میں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ

مسلمانوں کا عمل تبلیغ کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے

تحریکِ احمدیت کے دو اہم فرائض

اس صدی کے شروع میں جب ووکنگ میں تبلیغ اسلام کا مرکز قائم ہوا۔ اس وقت سے اگرچہ انگلستان کے دوسرے حصوں میں مسلمانوں کی آبادی صرف امام مسجد ووکنگ، ان کے ساتھ رہنے والے چند احباب، اور ووکنگ کے گنتی کے نو مسلمین تک محدود رہی ہے۔ ووکنگ میں مسلمانوں کی اس قلیل تعداد پر زائرین مسجد تعجب کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اب کسی کو اس امر پر شکایت کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ اس لئے کہ گذشتہ دو سالوں سے ووکنگ میں پاکستان کے مسلمان کافی تعداد میں آباد ہو گئے ہیں۔

ایک لحاظ سے تو یہ خوشی کی بات ہے۔ اس لئے کہ مرادارہ کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک موافق جمعیت ہو۔ پاکستانی مسلمانوں کی موجودگی سے ووکنگ کی تبلیغی سرگرمیوں کو کافی تقویت مل سکتی ہے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ ان پاکستانی مسلمانوں کی آمد سے اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ جب تک ووکنگ میں مسلمانوں کی آبادی بہت تھوڑی تھی اس وقت تک مسجد کی کارروائیوں کے متعلق مقامی اخبارات میں خوش کن خبریں چھپتی تھیں۔ لیکن اب جو خبریں شائع ہو رہی ہیں ان سے مقامی انگریز خاص طور پر اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بدظن ہو رہے ہیں۔

انگلستان سے اس وقت تقریباً نصف درجن جریدے اردو میں شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی مدد مشکوک ہے۔ مثلاً چند ماہ ہوئے سرکاٹ لینڈ سے ایک روزنامہ بنام "اردو ٹائمز" شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ چند ہفتوں سے یہاں کے مکانوں میں یہ پرچہ پہنچا ہی نہیں ہے۔ اچھا خاصہ روزنامہ تھا۔ خدا نہ کرے اس کا بھی وہی حشر ہوا جو اکثر یہاں سے شائع ہونے والے اردو جریدوں کا ہوتا ہے ——— یعنی چند ماہ سے زیادہ قائم رہنے کی استطاعت نہیں ہوتی۔

ایک ہفت روزہ جسے اب تک استقامت حاصل ہے، وہ "مشرق" ہے۔ اسی ہفت روزہ نے اپنے شمارہ بتاریخ ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء میں ایک اداریہ بعنوان "ووکنگ میں پاکستانی ——— مسائل اور ذمہ داریاں" شائع کیا ہے۔ ذیل میں اس کا ایک اقتباس درج ہے:-

"کچھ عرصہ سے جہاں انگلستان کے مختلف شہروں میں مسلمانوں کی آبادی بڑھ رہی ہے وہاں پچھلے دو ایک سال سے ووکنگ میں بھی پاکستان سے آنے والے مسلمانوں نے آبادی کی ایک صورت پیدا کی ہے۔ اس وقت ووکنگ میں بھی تقریباً دو سو پاکستانی مقیم ہیں۔ چنانچہ اب ووکنگ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہاں کے رہنے والوں کو یہ موقع ملا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ذرا قریب سے دیکھ سکیں اور ان کے طور اطوار اور رہن سہن کے انداز سے یہ معلوم کر سکیں کہ یہ لوگ جن کا مذہب ساری دنیا کو اخلاق اور تہذیب سکھانے کا دعویدار ہے آخر کس حد تک اس قابل ہیں کہ انہیں دیکھ کر ان کی مذہب کی برتری کا اندازہ کیا جائے ہمیں یہ جان کر دکھ ہوا ہے کہ وہ مسلمان جو ووکنگ میں چلے گئے ہیں اپنے کردار اور اعمال سے بحیثیت مجموعی اس تاثر کو برقرار رکھنے میں کم از کم اب تک ناکام رہے ہیں جو اس سے قبل وہاں کے مقامی باشندوں میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں قائم تھا"

یہ تو صرف اس مسئلہ کا ایک رخ ہے۔ اس داستان کا ایک اور غم انگیز پہلو بھی ہے۔ ہفت روزہ "مشرق" نے اپنے شمارہ بتاریخ ۲۹ اگست ۱۹۶۲ء کے صفحہ ۵ پر "ووکنگ میں پاکستان ویلفیئر ایسوسی ایشن کا قیام" کے عنوان سے ایک اجتماع کی خبر شائع کی جس میں ووکنگ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں رہنے والے پاکستانیوں کی "فلاح اور بہبودی" کے لئے اس تنظیم کو تشکیل دی گئی۔ اس اجتماع میں شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ کو اس ایسوسی ایشن کا صدر منتخب کیا گیا۔

اس ہفت روزہ نے ایک ماہ بعد اپنے شمارہ بتاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کے صفحہ ۲ پر "ووکنگ میں پاک مسلم ایسوسی ایشن کا قیام" کے متعلق جو خبر شائع کی۔ اس میں امام مسجد ووکنگ کو کسی عہدہ کے لئے منتخب نہ کیا گیا۔

اس تنظیم کا مقصد ذیل کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:-

"ایسوسی ایشن، ووکنگ اور دوسرے نواحی علاقوں میں رہنے والے پاکستانیوں کے مختلف مسائل حل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی"

ان حالات کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ایک چھوٹے سے شہر میں، ایک ادنیٰ اقلیت، جو صرف ایک ہی ملک کے مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل ہے، ایک ماہ کے وقفہ میں، ایک ہی مقصد کے لئے دو مختلف تنظیموں کو تشکیل دیتی ہے ——— ہماری حالت اس قدر ابتر ہو چکی ہے کہ غیر ملک میں بھی اپنی نااتفاقی کا اظہار کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے جتنا بھی اس مسئلہ پر غور کیا جائے آخر کار نتیجہ یہی اخذ ہوتا ہے کہ اسلام کے فروغ اور اس کی تبلیغ میں سب سے بڑی رکاوٹ خود مسلمانوں کا اپنا وجود ہے۔

موجودہ حالات کے پیش نظر ووکنگ مسجد کے کارکنوں پر تبلیغ اسلام کے علاوہ ایک نئی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انگلستان کے مسلمانوں اور خاص طور پر ووکنگ میں بسنے والے مسلمانوں کی علمی اور اخلاقی تربیت کا انتظام کریں۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ انگلستان میں اب کم از کم ایک لاکھ پاکستانی مسلمان آباد ہیں۔

ووکنگ میں جو صورتِ حال ہے۔ وہ دنیائے اسلام کی اصل حالت کی عکاسی کرتی ہے۔ دنیا کی انسانیت کا ساتواں حصہ کلمہ گو ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں کی اہمیت کسی طرح بھی کم نہیں ہے اور پھر اسلام جیسا عمدہ ضابطۂ حیات ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کو دنیا میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس ساری خرابی کی جڑ صرف اس کوتاہی میں ہے کہ گذشتہ کئی صدیوں سے مسلمانوں نے اپنی قوم کی تعلیم اور تربیت کی طرف سے غفلت برتی ہے۔

تحریک احمدیت کے کارناموں پر جب غور کرتا ہوں تو مجھے اپنے قائد کی . . . . . . فراست دو باتوں میں صحیح نظر آتی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے دو بنیادی ضرورتوں کو درست طور پر بھانپا۔ ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حضرت امیر مرحوم، مولانا محمد علی صاحب نے اپنی تمام زندگی صرف کر دی تھی ——— یعنی اسلام کے علمی ذخیرہ میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ دوسری اہم ضرورت کا احساس موجودہ امیر مولانا صدر الدین صاحب کے وجود میں نظر آتا ہے جو تعلیمی اداروں کے قیام کے لئے ساری عمر کوشاں رہے ہیں، اور اب بھی اس سلسلہ میں فکر مند رہتے ہیں۔

اب تک تحریک احمدیت نے جتنا بھی کام کیا ہے وہ ان ضرورتوں کا بہت ہی تھوڑا سا حصہ پورا کر سکا ہے۔ دن بدن ان ضرورتوں کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری کوششیں کم نہ ہونے کی بجائے بڑھنی چاہئیں۔ اور ہمیں مسلمانوں کے متعلق ڈاکٹر اقبال مرحوم کا یہ شعر یاد رکھنا چاہیئے ؎

نشان راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کیلئے

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

مولوی اللہ دتہ صاحب کا غیر مفید اور میرا مفید چیلنج

مولوی اللہ دتہ صاحب کے چیلنج کا پس منظر

مولوی اللہ دتہ صاحب کا چیلنج تفسیر نویسی الفضل مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا مدت تک تو مجھے اس کا علم ہی نہیں ہوا۔ جب اس کا مجھے علم ہوا تو میں اس وقت بیماری میں مبتلا تھا اور یہ بیماری کافی طول پکڑ گئی اب خدا نے صحت عطا فرمائی ہے اس لئے اس چیلنج کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے قابل ہوا ہوں۔ بیشتر اس کے کہ اس چیلنج کے مفید یا غیر مفید ہونے کے متعلق کچھ تحریر کروں اس کا پس منظر بیان کر دینا ضروری ہے جو یہ ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے مصلح موعود کے دعوے کا اعلان کرنے کے بعد یہ کہا کہ تمام علماء کو مندرجہ ذیل چیلنج دیا تھا۔

> "میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی (مصلح موعود) کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لے لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی"

مندرجہ بالا چیلنج کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ جناب میاں صاحب قرآن کریم کی کسی آیت یا کسی خاص مقام کی قید لگائے بغیر مطلق قرآن کریم کے کسی مقام کو انتخاب کرنے کا اختیار ہر اس شخص کو دیتے ہیں جو ان کے اس چیلنج کو قبول کرے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہیں کہ ان کو تمام قرآن کا نہ صرف مجموعی حیثیت سے بلکہ اس کی ایک ایک آیت کا علم مسلمانوں کے تمام علماء سے بڑھ کر دیا گیا ہے اور یہ دعوے ان کا چونکہ بالکل بے جا تعلی پر مبنی تھا اس لئے اسکو توڑنے کے لئے خاکسار نے بھی اور حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے بھی ان کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا اس امر میں میرا اعتقاد یہ ہے کہ قرآن کریم کے علوم تمام امت مسلمہ میں پھیلے ہوئے ہیں کسی عالم پر کسی حصہ قرآن کے علم کا انکشاف ہوا ہے اور کسی پر کسی دوسرے حصہ کا کوئی ایک شخص اگر یہ دعوے کرے کہ صرف وہی سارے قرآن کے علوم پر حاوی ہے اور دوسرے بالکل ہی اس سے محروم ہیں تو وہ یقیناً جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ اور ایسے شخص کا دعوے ہرگز قابل التفات نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خاکسار نے مقابلہ کے لئے آیت استخلاف اور آیت خاتم النبیین کو پیش کیا تھا جس پر جناب میاں صاحب بالکل خاموش ہو گئے اور مقابلہ میں نکلنے کی انہیں قطعاً جرأت نہ ہوئی کیا اس قسم کی تعلی آمیز دعوے کرنے کے بعد مقابلہ سے بھاگ جانا مدعی کی انتہائی ذلت کا موجب نہیں ہوتا۔ اسی ذلت کی طرف میں نے اپنے ایک مضمون میں اشارہ کیا تھا۔

مولوی اللہ دتا صاحب کا اُس وقت کا چیلنج

جناب میاں صاحب تو مقابلہ سے بھاگ گئے لیکن مولوی اللہ دتہ صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نے مجھے تفسیر نویسی میں اُس وقت بھی مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا تھا جو جواب میں نے اس وقت دیا تھا اس کو میں ذیل میں درج کرتا ہوں :—

> "میں ان دونوں صاحبان کے چیلنج کو دو شرطوں سے قبول کرنے کو تیار ہوں، شرط اوّل یہ ہے کہ یہ بھی جناب میاں صاحب کی طرح سب سے بڑھ کر قرآن دانی کا دعوے کریں پھر میں ان کے دعوے کو توڑنے کے لئے بھی میدان میں انشاء اللہ بتوفیقہ نکل آؤں گا۔
>
> دوسری شرط اگر یہ نہیں تو یہ دوست جناب میاں صاحب سے یہ شائع کروا دیں کہ اگر مولوی اللہ دتہ صاحب یا مولوی جلال الدین صاحب شمس تفسیر نویسی کے مقابلہ میں شکست کھا گئے تو یہ شکست جناب میاں صاحب کی شکست متصور ہوگی اور آئندہ کے لئے وہ تسلیم کریں گے کہ قرآن دانی کا جو دعوے ان کا ہے وہ غلط ہے، ان شرائط کے پورا ہوتے ہی خاکسار ان کے مقابلہ میں انشاء اللہ تفسیر نویسی کے میدان میں نکل آئے گا۔"

مولوی اللہ دتہ صاحب کی حیثیت

موجودہ چیلنج میں مولوی اللہ دتہ صاحب لکھتے ہیں :—

> سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تو خود تو بوجہ بیماری یہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے، البتہ یہ خاکسار حضور کے ایک ادنیٰ خادم کے طور پر جناب شیخ مصری صاحب سے اس تفسیر نویسی کے مقابلہ کے لئے تیار ہے وباللہ التوفیق "

مندرجہ بالا تحریر میں مولوی صاحب نے جناب میاں صاحب کی طرف سے مقابلہ میں نہ آنے کی جو وجہ بیان کی ہے وہ اس لئے اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتی کہ جس وقت جناب میاں صاحب نے ۱۹۴۴ء میں چیلنج دیا تھا اس وقت تو وہ بیمار نہ تھے اس وقت تو وہ مقابلہ کر سکتے تھے لیکن باوجود طاقت رکھنے کے وہ مقابلہ میں آنے سے ایسے بھاگے کہ ایک لفظ بھی زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوئی۔

جناب میاں صاحب کا مولوی صاحب کی حیثیت کو تسلیم نہ کرنا

مندرجہ بالا تحریر میں مولوی صاحب نے اپنی حیثیت جناب میاں صاحب کے خادم ہونے کی بیان کی ہے اور اس حیثیت سے میرے ساتھ تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنے پر مستعدی کا اظہار کیا ہے لیکن ان کی اس حیثیت کو جناب میاں صاحب نے عملاً تسلیم کرنے سے انکار کیا ہوا ہے۔ کیونکہ میں نے سنہ ۱۹۴۵ء میں ہی لکھا تھا کہ مولوی صاحب جناب میاں صاحب سے اس امر کی تصدیق شائع کروا دیں کہ ان کی شکست میاں صاحب کی شکست متصور ہوگی اگر جناب میاں صاحب میری قرآن دانی پر ان کی قرآن دانی کو فائق سمجھتے تو میرے مطالبہ کو پورا کرنے میں انہیں ذرہ بھی تامل نہ ہو سکتا تھا لیکن ان کا تصدیق نہ کرنا صاف دلالت کر رہا ہے کہ انہوں نے مولوی اللہ دتہ صاحب کو اپنا اس قسم کا مخلص اور حقیقی عالم قرآن خادم نہیں سمجھا کہ وہ میرے مقابلہ میں تفسیر نویسی کے جوہر دکھلا سکیں۔ پس جب اُن کے خلیفہ صاحب نے انکو اپنا ایسا خادم قرار نہیں دیا تو وہ اس حیثیت سے کس طرح میرے مقابلہ میں نکلنے کی جسارت کر سکتے ہیں، ان کے خلیفہ صاحب جبکہ ان کے خلاف اپنا عملی فیصلہ دے چکے ہیں۔

مولوی صاحب کا الزام غلط بیانی پر بے جا زور اور ان کا ایک صریح افترا

کہیں جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی قلم سے غلطی سے جناب میاں صاحب کے متعلق دعوے مصلح موعود کی بجائے دعوے ماموریت کے الفاظ نکل گئے جس پر مولوی صاحب نے زور دیتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ سارے مضمون کی بنیاد ہی جب غلط بیانی پر اٹھائی گئی ہے تو اصل مضمون کی کیا وقعت

(باقی برصفحہ ۱۳ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

جناب میاں صاحب کی ۲۲ سال بعد شائع ہونے والی تقریر پر تبصرہ

جناب میاں صاحب کی مزید غلط بیانیاں

ایک اور صریح غلط بیانی

گذشتہ قسط میں جناب میاں صاحب کی بعض ان غلط بیانیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جو انہوں نے ۲۲ سال قبل اپنی ایک تقریر میں میرے متعلق کی تھیں اس مقالہ میں مزید ایک صریح غلط بیانی کا ذکر کیا جاتا ہے جناب میاں صاحب اللہ تعالےٰ کے قول ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون کو پیش کر کے اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ وہ خاکسار کے محسن ہیں اس لئے معیت الٰہی انہی کے ساتھ ہے اور وہی خدا کے نزدیک متقی ہیں۔

جہاں تک خدا کی معیت کا تعلق ہے اس کا فیصلہ تو ان کی موجودہ حالت نے قطعی طور پر کر دیا ہے اور جہاں تک ان کے خاکسار پر احسان کا تعلق ہے اس کی تفصیل بھی احباب سن لیں۔

احسان کی تفصیل

آپ احسان کی تفصیل خاکسار پر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:-

"اگر وہ (یعنی خاکسار) میرے محسن ہیں تو متقی بھی وہی ہو سکتے ہیں اور اگر میں اُن کا محسن ہوں تو لازماً متقی بھی میں ہی ہوں گا اس لحاظ سے اگر دیکھو گے تو یہی ثابت ہوگا کہ میں ان کا محسن ہوں چنانچہ مصری صاحب کو مصر صدر انجمن احمدیہ نے نہیں بھیجا تھا بلکہ ان کے مصر جانے اور وہاں کے قیام کے اخراجات کے لئے کچھ روپیہ میں نے اور کچھ روپیہ چوہدری نصراللہ خان صاحب مرحوم نے دیا تھا اس طرح ہم دونوں نے انہیں مصر بھیجا تھا پس ان کی مصریت کی عظمت بھی میری وجہ سے ہی قائم ہوئی کیونکہ میں نے اور چوہدری نصراللہ خان صاحب مرحوم نے ان کے اخراجات برداشت کئے۔"

صریح غلط بیانی

مندرجہ بالا بیان میں جناب میاں صاحب نے اپنی اس تقریر میں جو میرے مصر کے اخراجات برداشت کرنے کا اعلان کیا ہے اس میں انہوں نے ایسی خطرناک غلط بیانی سے کام لیا ہے جو کسی متقی انسان کا کام نہیں ہو سکتا جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی خوف خدا ہوگا وہ اتنی خطرناک غلط بیانی کا قطعاً مرتکب نہیں ہو سکتا۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ صدر انجمن احمدیہ نے میرے تمام اخراجات برداشت کئے تھے۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ نے مجھ سے ایک اسٹام پر باقاعدہ بونڈ لکھوایا تھا جس کی شرائط یہ تھیں کہ واپسی پر کم از کم پانچ سال تک انجمن کی ملازمت کرنی ہوگی، دوسرے جو تنخواہ اس پانچ سال کے عرصہ کے لئے انجمن مقرر کرے اسے منظور کرنا ہوگا تیسرے یہ کہ اگر مذکورہ بالا دو شرطوں میں سے کسی ایک شرط کو بھی توڑا جائے گا تو انجمن کا خرچ کردہ تمام روپیہ یکمشت واپس کرنا ہوگا۔

میاں صاحب کو اچھی طرح اس بونڈ اور اس کی شرائط کا علم تھا کیونکہ آپ مدرسہ احمدیہ کے اس وقت افسر تھے اور میں مدرسہ احمدیہ میں مدرس تھا اور یہ بونڈ انہی کی معرفت انجمن نے مجھ سے لکھوایا تھا اور انہی کی معرفت انجمن کے پاس لکھ کر بھیجا گیا تھا اس واسطے آپ اس لاعلمی کا عذر بھی نہیں کر سکتے۔ جناب میاں صاحب نے اپنے پاس سے روپیہ خرچ کیا ہوگا تو اپنے برادر نسبتی ولی اللہ شاہ صاحب پر خرچ کیا ہوگا کیونکہ وہ انجمن کے کارکن نہیں تھے اور وہ بھی میرے ساتھ مصر گئے تھے ان پر بھی انہوں نے اپنا روپیہ صرف چند ماہ ہی کیا ہوگا کیونکہ شاہ صاحب جلدی مصر سے شام چلے گئے تھے اور ان کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت پہلی عالمی جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے بند ہو گیا تھا یہ ہے ان کے محسن ہونے کی حقیقت۔

اس کے علاوہ جناب میاں صاحب اور ان کے ساتھی غور کریں کہ اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ مجھ پر انہوں نے ہی روپیہ فی الحقیقت خرچ کیا تھا تو کیا ان کا احسان جتلانا بالکل ویسا ہی نہیں جیسا کہ فرعون نے حضرت موسٰی پر احسان جتلایا تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ان الفاظ میں آتا ہے قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین و فعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین۔ جناب میاں صاحب اور ان کے ساتھی بتلائیں کہ کیا اس قسم کے احسان کا یہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ انسان سب سے بڑے محسن اللہ تعالیٰ کے احسانوں کے مقابلہ میں کسی انسان کے احسان کو ترجیح دیتے ہوئے خدا کے احکام کو پس پشت ڈال دے اور انسان محسن کے ناواجب احکام کی تعمیل میں مصروف ہو جائے والدین جو خدا کے بعد دنیا میں سب سے بڑے محسن ہوتے ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ تعالےٰ کا یہی ارشاد ہے کہ اگر وہ خدا اور رسول کی ہدایات کے خلاف چلنے کی تلقین کریں تو مومن کو ان کی بات بھی نہیں ماننی چاہیئے اور کسی دوسرے انسان کی تو کیا ہستی ہے میں نے تو ۲۲ سال تک دن رات ان کی نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے اس کے بعد بھی ان کے فرضی اور محض جھوٹے احسان کا بدلہ نہیں اترا تنخواہ تو میں صرف مدرسہ کے کام کی ۔ لیتا تھا باقی تمام کام تو بغیر کسی معاوضہ کے سرانجام دیتا رہا ہوں ایسے احسان جتانے سے قبل . . . . جناب میاں صاحب کو اچھی طرح غور کر لینا چاہیئے تھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

مولوی اللہ دتہ کا چیلنج　از صفحہ ۹

باقی رہ جاتی ہے۔ یہ اُن کے الفاظ کا مفہوم میں نے بیان کیا ہے۔ لیکن اس قسم کی بات لکھتے وقت مولوی صاحب موصوف کو اپنی ہمالیہ پہاڑ جتنی غلط بیانی بھول گئی جس کا ارتکاب انہوں نے ۱۹۴۴ء میں کیا تھا یہ صرف معمولی غلط بیانی ہی نہ تھی بلکہ خدا کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر صریح افترا تھی تفصیل اس کی یہ ہے کہ مئی و جون ۱۹۴۴ء کے رسالہ فرقان میں مولوی صاحب کی قلم سے ایک مضمون شائع ہوا تھا جس کا عنوان تھا "حضرت مسیح موعود کا عجیب کشف"۔ اس پر جب میں نے گرفت کی اور لکھا کہ یہ مولوی صاحب موصوف کا حضرت اقدس پر صریح افترا ہے تو مولوی صاحب کو ہوش آیا اور آخر مجبوراً اقرار کرنا پڑا کہ حضرت اقدس کی طرف اس کشف کو منسوب کرنے میں اُن سے غلطی ہوئی ہے۔ دوسرے کی معمولی سی غلطی پر اس قدر شور مچانا اور اس کو اس قدر اہمیت دینا اور اپنی ہمالیہ پہاڑ جتنی بڑی غلطی کو بھول جانا کیا کسی انصاف پسند انسان کے شایان شان ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی معمولی غلطی کا ارتکاب ہر انسان سے ہو جاتا ہے معمولی میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ اتنا بڑا دعویٰ نہیں تھا کہ اسکو مَیں کر دوسرے کو ماموریت کے مدعی ہونے کی غلطی لگ سکتی ہے۔ مولوی صاحب کے چیلنج کے مفید یا غیر مفید ہونے پر انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ قسط میں روشنی ڈالی جائے گی۔ وباللّٰہ التوفیق۔

[illegible]

۳۱ علمائے کرام کا مُتفقہ فیصلہ

اس ضمن میں ممتاز ترین ۳۱ علمائے کرام کا وہ متفقہ فیصلہ بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ جس میں اسلامی مملکت کے بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں اس متفقہ فیصلہ کا سہرا بھی بڑی حد تک جماعت اسلامی کے سر ہی بندھا تھا۔ اول ان علمائے کرام میں ایسی ایسی جلیل القدر دینی شخصیتیں شامل تھیں جن کی عظمت ہر فرقہ کے نزدیک مسلم رہی ہے اور آج بھی ہے اس فیصلہ کے وقت علمائے کرام کے اجلاس کی صدارت مولانا سیّد سلیمان ندوی مرحوم نے فرمائی تھی اور مجلس کے شرکاء میں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی۔ مولانا مفتی محمد حسن مرحوم۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی (مرحوم) مولانا مفتی محمد شفیع۔ مولانا محمد ادریس۔ مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی پیر صاحب محمد امین الحسنات (مانکی شریف) مولانا اظہر علی (مشرقی پاکستان) مولانا راغب احسن (مشرقی پاکستان) مولانا احمد علی (مرحوم) کے علاوہ بیس دوسرے سربرآوردہ اور ممتاز دینی بزرگ موجود تھے ان سب حضرات نے اسلامی مملکت کے جن بنیادی اصولوں پر کامل اتفاق رائے کا اعلان کیا تھا ان میں ایک اصول یہ تھا اور اسے اس فیصلہ میں شق ۱۲ کے تحت درج کیا گیا تھا کہ

> "رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔"

اس فیصلہ پر مثبت طور پر رئیس مملکت کا مرد ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے اس سے از خود اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ رئیس مملکت کے منصب پر کسی عورت کو فائز کرنے کی گنجائش شریعت میں موجود ہے تاہم جماعت اسلامی کی مجلس مشاورت کے ارکان پر مسئلہ کی نوعیت پوری طرح واضح کرنے کے لئے اس ضمن میں ہم مولانا مودودی کی ایک تحریر پیش کئے دیتے ہیں جو اس خاص شق کی وضاحت کے لئے لکھی گئی تھی اس تحریر کا مقصد ان ۲۲ نکات کی وضاحت کرنا تھا جن میں ۳۱ علمائے کرام نے اپنے کامل اتفاق رائے کا اعلان کیا تھا چنانچہ موصوف لکھتے ہیں کہ:۔

"ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ایک مختصر مضمون میں کتاب و سنّت کی ان تمام تصریحات کو جمع کر دیا جائے جو دستوری احکام پر مشتمل ہیں تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آج تک علمائے ان اصولوں کو اسلام کے دستوری اصولوں کی حیثیت سے پیش کرتے رہے ہیں ان کے اصل ماخذ کیا ہیں"

اس کے بعد اصل مضمون میں مولانا مودودی نے علمائے کرام کے متفقہ فیصلہ کی مذکورہ شق کی وضاحت کرتے ہوئے کتاب و سنّت سے اس بنیادی اصول (رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے) کے ماخذ بیان کرنے کے لئے قرآن پاک کی درج ذیل آیت اور نبی صلعم کی ایک حدیث نقل کی ہے

الرّجال قوامون علی النساء مرد عورتوں پر قوام ہیں (النساء ۳۴) لن یفلح قوم ولّوا امرہم امراۃ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دے (بخاری)

اور پھر لکھتے ہیں:۔

"یہ دونوں نصوص اس باب میں قاطع ہیں کہ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت) عورتوں کے سپرد نہیں کئے جا سکتے اس لئے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا ان کے لئے گنجائش رکھنا نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور اطاعت خداوندی کی پابندی قبول کرنے والی ریاست اس خلاف ورزی کی سرے سے مجاز ہی نہیں"۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ علمائے کرام نے بشمول مولانا مودودی متفقہ طور پر جو رائے ظاہر کی تھی اور اس رائے کے جو ماخذ مولانا مودودی نے کتاب و سنّت سے بیان فرمائے ہیں۔ اور ان ماخذ کی جو تعبیر و تشریح مولانا نے فرمائی ہے اس کی روشنی میں جماعت اسلامی کی مجلس مشاورت کا یہ فیصلہ نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور حق پسندی کا اولین تقاضا یہ ہے کہ جماعت اسلامی اس پہاڑ ایسی غلطی پر جلد از جلد اظہار ندامت کرے۔ نیز اللہ تعالےٰ اور مسلمانان پاکستان سے معافی مانگے۔ اس اظہار ندامت و معذرت طلبی کے بعد جماعت اسلامی کی مجلس مشاورت کا یہ حق اس سے کوئی نہیں چھین سکتا کہ وہ چاہے تو محترمہ فاطمہ جناح ہی کی حمایت کا فیصلہ کرے۔ لیکن اسلام کے نام پر نہیں۔

(ہفت روزہ المنبر ۳۰ راکتوبر ۱۹۶۴ء ص ۱۱)

عطیہ:۔ بشریٰ مریم بنت اقبال احمد شیخ صاحب راولپنڈی کو قرآن شریف ختم کرنے کے سلسلہ میں -/۱۵ روپے انعام ملا ہے۔ اس بچی نے -/۵ روپے اشاعت قرآن کے لئے بھیجے ہیں۔ احباب جماعت دعا کی درخواست کی ہے کہ بچی قرآن شریف کو اپنی زندگی کے سفر میں اپنا ہادی بنائے۔
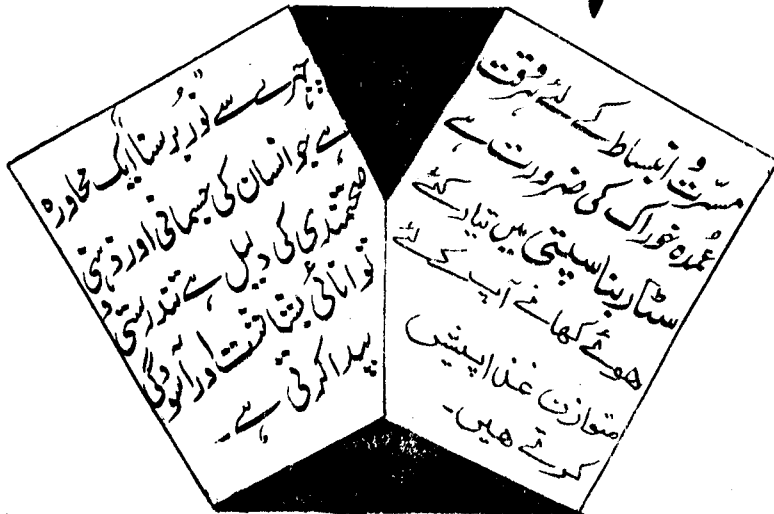
فہرست چندہ گولڈن جوبلی

نمبر	نام	مقام	رقم
1988	ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	〃	50.00
2027	مرزا مسعود بیگ صاحب	〃	50.00
2003	شیخ عبدالرحمان صاحب مصری	〃	50.00
2053	ملک خدا بخش صاحب	〃	50.00
1783	میاں اے آر یوسف صاحب	〃	30.00
2055	میاں فضل کریم صاحب	〃	50.00
2100	امپیریل الیکٹرک کمپنی	〃	200.00
2091	مرزا خالد اکرام صاحب	〃	20.00
2091	مخدوم محمد اشرف صاحب	〃	25.00
2094	مسٹر مسعود صدیقی صاحب	〃	25.00
2094	عبدالرحمٰن صاحب غوری	〃	25.00
2143	صلاح الدین بٹ صاحب	〃	10.00
2147	بذریعہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	〃	10.00
2200	میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب	〃	70.00
2146	شیخ میاں آفتاب احمد صاحب	کراچی	1000.00
2198	مالکان کیفے گرانڈ وکٹوریہ	کراچی	500.00
	محمد نصیر الدین صاحب	کوئٹہ	40.00
1746	میاں محمد قاسم صاحب سہالوی	وزیر آباد	30.00
	خواجہ (?) ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب	ایبٹ آباد	100.00
1939	انعام اللہ خان سالاری صاحب چمن	کوئٹہ	10.00
1876	منشی کمال الدین صاحب	رحیم یار خان	10.00
1913	حاجی عبدالکریم صاحب	سیالکوٹ	4.00
〃	ماسٹر سیف الدین صاحب	〃	1.00
2115	بیگم ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ووکنگ		50.00
〃	ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب	〃	50.00
1913	مرزا ابراہیم صاحب	〃	5.00
1701	عبدالعزیز صاحب درانی	آزاد کشمیر	10.00
2191	ماسٹر اللہ دتہ صاحب	برنالہ 〃	2.00
1751	چوہدری عبدالغنی صاحب ماسٹر	〃	10.00
1775	چوہدری شبیر احمد صاحب	اوکاڑہ چک 2/4L	30.00
1905	ماسٹر محمد اسحاق صاحب	زروبی مردان	3.00
2040	میاں محمد دین صاحب	وہاڑی	25.00
2100	مسٹر محمد بشیر صاحب	ملتان	200.00
2034	ایس اے رحمٰن صاحب	جموں	50.00
2190	محمد زمان صاحب	سفید ڈھیری	5.00
2190	عبدالولی صاحب	〃	6.00
2190	شاہ ولی صاحب	〃	5.00
2190	شاہدہ بیگم دختر شاہ ولی	〃	1.00
1986	احباب جماعت	〃	100.00
2207	محمد نعمان صاحب	چارسدہ	500.00
1816	ڈاکٹر محمد زبیر صاحب	پاڑہ چنار	20.00
1896	میاں عبداللہ خان صاحب	پشاور	25.00

پیغام صلح مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۶۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ ۴۵

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۱۲

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر: ۲۷۲۲

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز
فی پرچہ: ۱۲ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۳ رجب المرجب - مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۴۶

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔ (۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
(۵) سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آ کے رہے گا۔

انسان کا تقویٰ۔ طہارت۔ ایمان۔ عبادت
سب کچھ آسمان سے ہی آتے ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

... کے نزدیک تکبر سے پاک ہونے کا یہی ایک عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے ... کہ کوئی انسان تکبر سے پاک نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ کہ انسان کسی قسم کا تکبر نہ کرے، علم، خاندان، مال وغیرہ کا اور اپنے آپ کو کسی سے بڑا نہ جانے بلکہ دوسرے کو بہتر سمجھے۔ انہی اقسام کے تکبر لوگوں میں ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا فرماتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی ہماری ظلمتوں کو دور کرتی ہے۔ اور ... سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے۔ پس انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے ظاہری ہو خواہ باطنی ... آنکھ بھی نہیں دیکھ سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آ جاوے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ و طہارت کا ... پیدا کرتی ہے خدا تعالیٰ ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، طہارت، ایمان، عبادت، سب کچھ آسمان سے ہی آتے ہیں اور یہ محض خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اپنے فضل سے ہدایت فرماوے اور اس پر استقامت بخشے اور چاہے تو اس کے اعمالِ بد کی سزا میں گمراہی ... سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان نفسانیت سے اپنے آپ کو مسلوب اور محض لاشئے سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ سے نور اور فضل طلب کرے اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور انسان کے اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کر دیتا ہے۔ پھر جب وہ نور اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے حاصل ہو جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط و شرح صدر اسکو حاصل ہو جاوے تو اس پر کسی قسم کا غرور اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی انکساری اور فروتنی میں اور بھی ترقی ہو اور کوئی چیز اپنی طرف منسوب نہ کرے کیونکہ جس قدر اپنے آپ کو لاشئے اور خالی محض سمجھے گا اسی قدر فیوض اور انوار و برکات اللہ تعالیٰ اسپر نزول فرمائیں گے جو اس کو روشنی اور ایمانی قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ طریق اختیار کرے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جاوے گی۔ اپنے آپ کو کچھ سمجھنا اسی کا نام تکبر ہے اور اسی کی وجہ سے انسان دوسرے بھائی کو حقیر و ذلیل اور اپنے سے کمتر سمجھتا ہے اور اس پر لعنت کرتا ہے۔ میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائے نہیں جاتے تھے دوبارہ اسے قائم کرے۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء)

بحرِ حکمت کے موتی

لا تجالسوا کل عالم الا عالما یدعوکم من الخمس الی الخمس (۱) من الشک الی الیقین (۲) ومن الکبر الی التواضع (۳) ومن العداوۃ الی النصیحۃ (۴) ومن الریاء الی الاخلاص (۵) ومن الرغبۃ الی الزھد

(بحوالہ اسرار التنزیل مصنفہ امام رازی)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
"کسی عالم کے پاس نہ بیٹھو سوائے ایسے عالم کے جو تمہیں پانچ چیزوں سے ہٹا کر پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔ شک سے یقین کی طرف، تکبر سے تواضع کی طرف، دشمنی سے خیر خواہی کی طرف، ریا سے اخلاص کی طرف اور دنیا کی رغبت کی بجائے زہد کی طرف۔

نوٹ:- اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ قوم کی اصلاح اور اخلاقی تربیت کرنا زمانہ کے علماء کی ذمہ داری ہے۔ مسلم قوم کی اخلاقی ... حالت گراوٹ کے ذمہ دار روئے کتاب و سنت علماء اور مشائخ ہیں۔ یہود کے متعلق ہے۔ وتریٰ کثیرا منھم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلھم السحت لبئس ما کانوا یعملون لولا ینھٰھم الربٰنیون والاحبار عن قولھم الاثم

اصلاحی کام وہی علماء اور مشائخ کر سکتے ہیں جن کے دل نورِ قرآن سے منور ہیں۔

وحی قرآں مردگاں را جاں دہد
صد خبر از کوچہ عرفاں دہد
مسیح موعودؑ

(غلام قادر ذاکر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

مشرقی پاکستان

ترجمہ خط محمد فضل الرحمن صاحب میمن سنگھ۔ مشرقی پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

التماس ہے کہ ہم لوگوں نے ایک لائبریری دیہات میں کھولی ہے اور اس کا نام دیوان اسٹوڈنٹس لیبریسی ایشن ہے لیکن ہماری لائبریری میں کوئی کتاب نہیں

اس لئے میری التماس ہے کہ مہربانی کر کے ہماری لائبریری کے لئے لٹریچر اور کتابیں ارسال کریں اور فہرست کتب بھی ارسال کی جائے۔ والسلام

(انہیں قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

نائیجیریا

ترجمہ خط بالا محمد۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا تھا وہ مجھے مل گیا ہے۔ اور اس کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اور جس مسئلہ کی سمجھ نہ آسکے گی اس کے متعلق آپ سے دریافت کر لوں گا۔

براہ کرم مجھے گاہ بگاہ لٹریچر بھیجتے رہا کریں۔

والسلام

(ان کو جواب بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط ذیل یوسف ابراھیم نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے ایک کاپی انگریزی قرآن شریف ارسال کریں نوازش ہوگی۔

اسے میں نے الحاج ایس۔ بی بولاجی کے پاس دیکھا تھا جو ہم کو اشاعت اسلام کے متعلق لیکچر دینے آئے تھے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ایک کاپی برائے طلباء جو اسلام کے سیکھنے کے خواہشمند ہیں ارسال کریں گے۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام، لٹریچر اور خط کا جواب دیا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط حاجی حاپل عبدالحمید۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میری کافی دیر سے آپ کو خط لکھنے کی خواہش تھی لیکن میں ایسا نہیں کر سکا۔ کیونکہ مجھے دفتر کا پتہ نہ تھا۔ اور نیز مجھے وقت بھی نہ ملتا تھا۔ اب مجھے موقعہ ملا ہے کہ آپ سے خط و کتابت کروں۔

گزارش آنکہ آپ کی انجمن مسلمانوں کی ہمیشہ مدد کرتی رہی ہے۔ فلپائن کے لوگ غریب لوگوں کے زیر اثر ہیں۔ اور جب سپین نے فلپائن کو فتح کیا تو فلپائن کے لوگوں کی کوئی قدر نہ رہی سوائے ان لوگوں کے جو منداناؤ اور سولو میں رہتے تھے۔ وہی مسلمان کہلاتے تھے۔

اس لئے ہم مسلمان قانون اور مذہب سے ناواقف ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان مذہب کو بہتر طریقہ سے بیان کریں۔

یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور اس کا حل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے آپ ہمیں مفت مندرجہ ذیل لٹریچر ارسال فرمائیں:-

کال آف اسلام۔ پرامسڈ مسیح۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی۔ وغیرہ وغیرہ

یہ مجھے اسلام کے متعلق گائیڈ کریں گے۔ امید ہے کہ جلدی لٹریچر ارسال کریں گے۔

والسلام

(لٹریچر اور خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط اقبال عبدالحمید۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلام کی اشاعت کی آج کل بہت ضرورت ہے۔ اس کی تبلیغ دنیا کے چاروں اطراف سے ہونی چاہیئے۔ اس لئے میں آپ سے ملتمس ہوں کہ مجھے مفت لٹریچر ارسال کیا جاوے۔ مجھے امید ہے کہ آپ لٹریچر ارسال کریں گے۔ اور جو لٹریچر آپ کے دفتر میں موجود ہے ارسال کرنے میں تاخیر نہ کریں گے۔ امید ہے کہ آپ کی جماعت ہمیں اسلام کے متعلق آئندہ کے لئے کچھ رہنمائی کریں گے۔

آخر میں سب کو سلام عرض کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کا حامی ہو۔

مہربانی کر کے مجھے ہر قسم کی کتابیں جو آپ کے دفتر میں موجود ہیں۔ ارسال کریں۔

میری تمام امیدیں آپ ہی سے وابستہ ہیں اور میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھے مفت کتابیں اور پمفلٹس ارسال کریں گے۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام۔ نیو ورلڈ آرڈر روانہ کیا گیا اور خط کا جواب دیا گیا۔)

بھارت

ترجمہ خط۔ جاوید اقبال سیکرٹری۔ انڈیا ایسوسی ایشن۔ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم بڑی خوشی سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ کے ادارہ نے ہمارے ساتھ بڑی ہمدردی کی ہے۔ اور یہی ایک اسلامی ادارہ ہے جو اسلامی دنیا میں اسلام کا پرچار کرتا ہے۔

التماس ہے کہ مہربانی کر کے ان کتابوں کا ایک ایک کاپی ہمیں ارسال کریں:-

(۱) محمد ؐ لئے مرسی تمام اقوام کے لئے۔ مصنف:- کیو۔ اسے۔ جے راج بھاؤ۔
(۲)۔ اسلام اور ریفارمس (ڈاکٹر کلسی) (۳) میرا قبول اسلام (۴) نیو ورلڈ آرڈر (لیشیر بکرڈ) (۵) نیو ورلڈ آرڈر (مولانا محمد علی) (۶) دی مسیج آف اسلام (یوسف علی) (۷) ایک حدیث کی کتاب عربی متن (مولانا ملا بادی) دی کریڈ آف اسلام (عبدالحاشم)۔

یہ تمام کتابیں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور دیگر مسلمانوں کے مطالعہ کے لئے درکار ہیں۔

آپ کے جواب کا منتظر

والسلام

(ان کو میرا قبول اسلام۔ نیو ورلڈ آرڈر اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا۔ اور خط کا جواب دیا گیا)

جلسہ سالانہ اور گولڈن جوبلی

جلسہ سالانہ جس کے انعقاد میں صرف ایک ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے، امسال دوہری اہمیت کا حامل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس قومی اجتماع کے سالانہ انعقاد کی ضرورت و اہمیت پر جس قدر زور دیا ہے۔ جماعت کا ہر فرد اس سے بخوبی واقف ہے، مختصر طور پر یہ کہ:—

(۱)۔ "ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالٰے کے فضل اور توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔

(۲) "تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔"

(۳)۔ "یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں گی"۔

(۴) "ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں"

(۵) "باہم مل کر تمام دوستوں کے لئے خاص دعائیں ہوں گی"

(۶)۔ "نئے شامل ہونے والے دوست اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوگا

(۷)۔ "جو بھائی اس سرائے فانی سے انتقال کر گئے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔"

ان اغراض و مقاصد کو بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ شمولیت جلسہ کی تاکید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:—

"سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنے سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور رسولؐ کی راہ میں ادنٰی ادنٰی حرجوں کی پروا نہ کریں۔ خدا تعالٰے مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی"۔

پھر فرماتے ہیں:—

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے"۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ سے جلسہ سالانہ کی اہمیت ظاہر ہے۔ آپ نے احباب کو اس میں شمولیت کی جو تاکید کی ہے وہ تمام دوستوں کی توجہ کے قابل ہے۔

اس کے ساتھ ہی جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں، یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ اس سال کا جلسہ دوہری اہمیت رکھتا ہے کیونکہ خدا تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں موقع دیا ہے کہ اپنی انجمن کی پچاس سالہ جوبلی منائیں قوموں کی تاریخ میں پچاس سال کی عمر بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے ایسے موقعہ پر نہ صرف قومیں بلکہ افراد بھی جن کی عمر پچاس سال تک پہنچ جائے طرح طرح کے مسرت و شادمانی کے پروگرام بناتے ہیں۔ بعض قوموں کے قائدین کو سونے چاندی اور جواہرات سے تولا جاتا ہے اور ان سے قومی تعمیر کے پروگرام بنائے جاتے یا ضرورت مندوں کی حاجت روائی کی جاتی ہے، ہماری قوم جس کو حضرت مامور من اللہ نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑا کیا ہے کوئی عارضی مسرت و شادمانی کے مسرفانہ پروگرام نہیں بنا سکتی، اس کی مسرت و شادمانی اسی بات میں ہے کہ خدا کا دین دنیا پر غالب ہو اور قومیں اس کے اندر داخل ہوں۔ حضرت امام الزمانؑ کے فرمان کے مطابق ہم نے یورپ و امریکہ میں پیغام حق کو پہنچانا ہے، ہماری انجمن نے گذشتہ پچاس سال میں بقدر استطاعت اس پیغام کو پہنچانے کی ہر طرح کوشش کی، جس کی تفصیل آپ کو جلسہ کے موقعہ پر انجمن کی پچاس سالہ تاریخ میں ملے گی لیکن دنیا کی وسعت کو دیکھتے ہوئے یہ کوشش آٹے میں نمک کے برابر ہے، ابھی یورپ و امریکہ اور دوسرے ممالک کا بہت بڑا حصہ پیغام حق سے خالی ہے، ان میں سے بہتوں کو اسلام کا علم بھی نہیں، اور جن کو کچھ علم ہے وہ غلط اور ناپاک خیالات سے بھرا ہوا ہے۔ اس لئے ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے۔ جس کی سرانجام دہی کا ہم نے اہتمام کرنا ہے۔

گولڈن جوبلی کی تقریب پر جہاں گذشتہ پچاس سال کے کاموں کا جائزہ لیا جائے گا وہاں آئندہ کے لئے بھی ایسا منصوبہ بنایا جائے گا جو اس کام کی رفتار کو تیز کرنے کا موجب ہو۔

اس موقعہ پر بیرونی ممالک سے بھی کچھ دوست تشریف لا رہے ہیں، وہ آپ کو بتائیں گے کہ ان ملکوں میں کیا کچھ اب تک کام ہوا ہے اور آئندہ کام کو جاری رکھنے اور تیز تر کرنے کے لئے کیا کچھ ضروریات درپیش ہیں، ان دوستوں سے ملاقات اور ان کے مونہوں سے ترقی اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کی روئداد سننا بہت بڑی مسرت کا موجب ہوگا۔

علاوہ ازیں ان دوستوں کی حسب حیثیت ان کی خدمت کرنا بھی ہمارا قومی فرض ہے۔ اس پر گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ اخراجات ہوں گے۔ پھر اس تقریب کی اہمیت کے پیش نظر بعض ایسی کتابیں بھی شائع کی جا رہی ہیں، جو قوموں کی زندگی کو استوار کرنے کا موجب ہوں گی، ان سب اخراجات کے مہیا کرنے کی تحریک قوم کے سامنے آچکی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ کئی دوست اس میں حصہ لے چکے ہیں، ضرورت ہے کہ جن دوستوں نے ابھی تک حصہ نہیں لیا وہ بھی شامل ہو کر اس تقریب کو کامیاب بنانے میں ساعی ہوں اور جلسہ کے موقعہ پر انجمن کے آئندہ بجٹ کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں۔ گھبرانے کی بات نہیں۔ آپ کی تھوڑی تھوڑی قربانیاں بہت بڑے نتائج کا موجب ہوں گی مامور الٰہی کا ارشاد ہے

زبذلِ مال درراہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

جرمن ترجمۃ القرآن

خدا تعالٰے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کے فضل سے جرمن ترجمۃ القرآن طبع ہو گیا ہے۔ خدا کا یہ کلام جرمنی اور روس کی جنگ کے باعث سنہ ۱۹۳۹ء میں تلف ہو گیا تھا۔ آج اتنے عرصہ کے بعد بیگم عطاءاللہ کو خدا نے توفیق عطا کی تو انہوں نے خدا کی کتاب شائع کر نیکا اجر حاصل کیا۔ فالحمد للہ رب العالمین ؛

انسان کی جسمانی و روحانی تربیت کے سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے

انسان کی روحانی تربیت کے لئے وحی الٰہی اور رسولوں کا بھیجا جانا سنت اللہ ہے

عیسائیت کی تعلیم سنت اللہ اور تورات و انجیل کے خلاف ہے

جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت اور ایک خاتون کا ایثار۔ برلن مسجد کی مرمت کا کام کسی صاحب دل کی توجہ کا محتاج ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۳ نومبر ۱۹۶۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

وللہ ما فی السموٰت وما فی الارض۔ ولقد وصّینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایّاکم ان اتقوا اللہ ——— وکان اللہ علیٰ ذالک قدیراً ——— (سورۃ النساء)

انسان کی جسمانی اور روحانی تربیت کا انتظام

ان آیات میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ خدا ہی اس کائنات کا پیدا کرنے والا ہے اس کے نظام کو چلانے والا ہے اور اس پر تصرف تام رکھنے والا ہے خدا ہی ہے جس نے جسمانیات کی نشو و نما کے لئے آسمان و زمین پیدا کیا ہے۔ اس نے انسان کے لئے کیا کچھ پیدا نہیں کیا ؟ اس نے انسان کے جسم کے لئے کیا کیا کچھ کیا ہے۔ ممکن نہیں ہو سکتا کہ روحانیات کی جو انسان کا ایسا حصہ ہے جس کی وجہ سے وہ انسان کہلاتا ہے نشو و نما کے لئے کوئی سامان پیدا نہ کرے۔ یہ نا ممکن ہے۔ قلب اور روح کی وجہ سے انسان کی عزت ہے۔ اسی کی وجہ سے وہ انسان ہے اور قابلِ قدر ہے۔ اس لئے اس کی بھی تربیت کا سامان خدا تعالےٰ نے کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت

اس کی تمہید کس طرح باندھی ہے۔ خدا تعالےٰ کی عظمت بیان کرنے کے لئے فرمایا کہ خدا ساری کی ساری کائنات کا خالق ہے۔ مالک ہے۔ اور امور سلطنت کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اور ساری کائنات میں کل مخلوق کا یا محتاج پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی عظمت، اس کے علم، اس کی قدرت اور اس کے رحم و کرم کا اندازہ لگائیے دنیا کے لوگ ملک کی وسعت کے لحاظ سے بادشاہوں کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ آج دنیا میں امریکہ کی عظمت ہے اس کی سلطنت کی وسعت ہے۔ اس کے پاس خزانے لشکر ہیں اور انتظام ہے اور اسی وجہ سے اس کی عظمت قائم اسی طرح سے روس کی وسعت سلطنت کی وجہ سے اس کی عظمت ہے۔ چین کو بھی اپنی وسعت سلطنت اور علم و عظمت کے باعث مقدرت حاصل ہے۔ ساری زمین کے مقابل پر یہ سلطنتیں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ہے اور زمین اس فضا میں نہایت ہی چھوٹا سا سیارہ ہے۔ خود سورج ہمیں ایک قرص کے برابر نظر آتا ہے۔ للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ خدا ساری کائنات اور موجودات کا خالق و مالک ہے۔ اس سے اسکی عظمت کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

علم کا سب سے پہلا ذریعہ

پھر یہ کائنات انسان کے اعضاء اور استعدادوں کی نشو و نما میں مصروف ہے۔ کان و آنکھ و قلب کے ذریعہ انسان علوم حاصل کرتا ہے۔ کان پہلا عضو ہے جس کے ذریعہ بچہ بیرونی دنیا کا علم حاصل کرتا ہے۔ تمہیں ہوش نہیں ہوتی جب ماں کے شکم سے پیدا ہوتے ہو۔ لا تعلمون شیئًا۔ بچہ بالکل بے علم ہوتا ہے کہ کون ہوں اور کہاں کہاں ہوں۔ اس وقت قوت بینائی بھی کام نہیں کرتی، چند دن کے بعد آنکھ سے نظر آنے لگتا ہے صرف کان سے سنائی دیتا ہے۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اللہ اکبر کا نام لو۔ فرمایا جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ پہلے کان دیئے۔ پھر آنکھ کا نور عطا کیا کہ اس سے بھی علم بڑھتا ہے۔ اور پھر قلب دیا۔ اور سوچنے اور سمجھنے کی قوت بخشی۔

کائنات کے مطالعہ سے علم کی نشو و نما

یہ علم کائنات کو دیکھنے اور اس پر غور و فکر کرنے سے بڑھتا گیا۔ کسی نے نباتات کا مطالعہ کیا۔ تو اس نے علم نباتات پر کتابیں لکھیں۔ کسی نے زمین کے طبقات کا علم حاصل کیا۔ اور مفید مطلب اشیاء کو ڈھونڈھ نکالا اور نظام حیات میں ان سے کام لیا۔ کسی نے انسان کی کھوپڑی پر مغز ماری کی تو علم سائیکالوجی پر الماریوں کی الماریاں لکھ ڈالیں۔ غرض کائنات کی چیزیں انسان کو علم سکھاتی ہیں۔

انسانی حواس کے نشو و نما کے سامان

کان بے کار ہیں جب تک ہوا نہ ہو۔ ہوا میں تموج ہوتا ہے۔ اسی کی وجہ سے آواز کان تک پہنچتی ہے۔ اور اگر روشنی نہ ہو تو آنکھ بے کار ہے۔ خدا نے انسان کو حواس عطا کئے تو ان کی نشو و نما کے لئے ضروری سامان بھی مہیا فرمائے۔

جسمانی و روحانی تربیت کے سامان بہم پہنچانا سنۃ اللہ ہے

روح و قلب کی نشو و نما کے متعلق فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ۔ اس جملہ کے اندر تاریخ بیان کی گئی ہے، کہ پہلے جس قدر قومیں ہو گذری ہیں انکی بھی ہدایت ہم نے فرمائی۔ قوموں کی رہنمائی کے سامان فراہم کرنا سنۃ اللہ ہے۔ جس طرح زمین کو سیراب کرنے کے لئے بارش ہوتی ہے۔ اسی طرح روح اور قلب کی سیرابی کے لئے وحی کی بارش ہوتی ہے۔ یہ بھی سنۃ اللہ ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اسی سنۃ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ ہر رسول کو ایک ہی دین دیا گیا۔ اس لئے کہ اس تعلیم کا سرچشمہ ایک ہے۔ اگر نیچر میں قوانین کام کر رہے ہیں جو کبھی بدلتے نہیں تو وحی الٰہی کی تعلیم بھی ایک ہی ہے جو کبھی بدلی نہیں یہ وحی وحی ہے جو پہلے انبیاء اور رسل پر آتی حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا الانبیاء اخوۃ العلات امہاتہم شتی و دینہم واحد۔ پیغمبر اور رسل آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ ان کی مائیں مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن ان کا دین ایک ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی سنت ہے کہ

وہ انسانوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء بھیجا کرتا ہے۔

مسیحیت کی تعلیم سنۃ اللہ کے خلاف ہے

حضرت عیسیٰ کی قوم نے اس کے برخلاف بات پیدا کی۔ اور غلط عقائد گھڑ لئے۔ کہ جب مخلوق انبیاء کے ذریعہ ہدایت یافتہ نہ ہوئی، اور خدا کا تجربہ ناکام ہوا تو اس نے بعثت انبیاء کے طریقے کو ترک کیا اور اپنا بیٹا بھیجا کہ صلیب پر چڑھ کر انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بنے۔ حضرت عیسیٰ اس تعلیم کے ذمہ دار نہیں نہ ہی یہ تعلیم خدا تعالےٰ کے آئین کے مطابق ہے اور خدا تعالےٰ کا یہ فعل بھی نے معصوم بیٹے کو صلیب پر چڑھایا محبت و شفقت سے کوسوں دور ہے اور عدل و انصاف کا خون کرنے والا ہے۔

مسیحی خدا کی نئی تجویز بھی ناکام رہی

عیسائی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ صرف اور صرف حضرت عیسےٰ کے متبعین ہی جنت میں جائیں گے۔ اس نظریئے اور اعتقاد کے معنے یہ ہیں کہ خدا کی یہ تجویز بھی فعل ہو گیا کیونکہ حضرت عیسےٰ کا صلیب پر کھینچا جانا ساری دنیا کی نجات کا باعث نہ ہوا۔ یہود چونکہ حضرت عیسےٰ کی موت کو لعنتی قرار دیتے ہیں وہ اُن پر ایمان لانے سے رہے۔ اس حالت میں خدا کی یہ نئی تجویز بھی ناکام رہی۔ یہ تجویز اس لحاظ سے اور بھی ناکام نظر آتی ہے کہ کفارہ پر ایمان لانے والے بھی گناہ کی زندگی سے پاک نہ ہوئے بلکہ ان میں گناہ کی فراوانی ہوتی جا رہی ہے۔

امریکہ اور انگلستان میں مسیحی قوم آباد ہے۔ اس کی حکومت ہے۔ وہاں پر پولیس کے مجسٹریٹ الگ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رونا آتا ہے جب ہم سولہ سترہ سالہ نوخیز بچیوں کو بدکرداری کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ان کو شراب پیتے ہوئے دیکھتے اور لونڈوں کے ساتھ کھیلتے کودتے اور ناچ رنگ میں مشغول دیکھتے ہیں۔ ہمیں اس سے شرم آتی ہے۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں اپنی ندامت کا اظہار کیا ہے۔ اس قوم کے اندر نیک لوگ بھی ہیں۔ ساری قوموں میں نیک افراد نظر آتے ہیں۔ تاہم یورپ میں بدکاری بہت زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے عیسےٰ کا مصلوب ہونا اری عیسائی دنیا میں نیکی و طہارت پیدا نہ کر سکا۔ اس سے بھی خدا کی نئی تجویز فیل شدہ نظر آتی ہے۔

توراۃ اور انجیل کی تعلیم

مگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزدیک خدا کی یہ سنت کہ دنیا کی رہنمائی کے لئے وہ رسولوں اور نبیوں کو بھیجتا رہتا ہے۔ اور خدا نے اس سنت کو ترک نہیں کیا۔ چنانچہ بائبل میں لکھا ہے:۔

"خدا کی حکمت نے تقاضا کیا کہ انبیاء اور رسولوں کو انسانوں کی رہبری کے لئے بھیجے" (لوقا باب ۱۱ آیت ۴۹)

یعنے حضرت عیسےٰ کے نزدیک رسولوں کا مخلوق کی رہنمائی کے لئے آنا حکمت الٰہی پر مبنی ہے اس لئے عیسائیوں کا یہ عقیدہ صحیح نہیں کہ اب خدا نے رسولوں کو مخلوق کی رہنمائی کے لئے بھیجنا بند کر کے اپنا بیٹا مصلوب ہونے کے لئے بھیجدیا۔ حضرت عیسےٰ کی قوم نے اس صحیح تعلیم کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے بزرگوں کی روایات کو خدا کی تعلیمات پر ترجیح دی۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ فرماتے ہیں:۔

"تم خدا کے حکم کو ترک کرتے اور آدمیوں کی روایات کو قائم کرتے ہو۔ اور اس نے ان سے کہا تم اپنی روایت کو ماننے کے لئے خدا کے حکم کو رد کرتے ہو۔" (مرقس ۷/۸)

جس طرح نئے عہدنامہ میں خدا کے کاموں کو حکمت پر مبنی قرار دیا ہے اسی طرح پرانے عہدنامہ میں لکھا ہے کہ:۔

خدا کی تخلیق حکمت اور شفقت پر مبنی ہے (زبور باب ۳۶ آیت ۵)

غرض توراۃ اور انجیل کی رُو سے خدا کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے جس کو رد کر دینا، موجب نقصان ہے تو بائبل یعنے نیا اور پرانا عہدنامہ تو یہ کہتے ہیں کہ آسمان کو حکمت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور انبیاء کو بھی اپنی حکمت کے تقاضے کے تحت ہی دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ عیسائی پادری غور کریں کہ ان کے موجودہ اعتقادات کی تائید نہ نیا عہدنامہ کرتا ہے اور نہ پرانا عہدنامہ!۔

قرآن کریم کی تعلیم

قرآن کریم جو کچھ بتاتا ہے اس کی تائید پرانا اور نیا عہدنامہ کرتا ہے۔ لکھا ہے کہ ہم نے ہر قوم میں ہادی اور رسول بھیجے۔ ان کو ہدایت دی۔ ان کو دین دیا۔ اور وہی دین اور ہدایت تم مسلمانوں کو بھی عطا کی اور وہ یہ ہے ان اتقوا اللہ یعنے خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرو۔

نعمائے الٰہی کی شکر گذاری یا ناشکری خدا کا کچھ بگاڑ یا سنوار نہیں سکتی۔

جسمانی اور روحانی نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد فرمایا وان تکفروا اگر تم ان احسانات کی ناقدری کرو تو تمہاری ناقدری اور ناشکری ہماری سلطنت کے انتظام میں قطعاً مخل نہیں ہوتی وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وکان اللہ غنیاً حمیداً۔ تم سارے کے سارے بدکار بن جاؤ۔ نافرمان بن جاؤ، اور تم سب کے سب میرا انکار کر دو۔ تو تم ہماری سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر تم سب کے سب میری فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کر لو اور جگہ جگہ پر سجدہ گاہ بنا لو، تب بھی تم ذرہ بھر میری سلطنت میں اضافہ نہیں کر سکتے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے کہ

یا عبادی! اے میرے بندو! تمہیں کوئی مقدرت حاصل نہیں ہے کہ تم مجھے کوئی ضرر اور نقصان پہنچا سکو اور تمہارے یہ بھی اختیار میں نہیں ہے کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو۔ اور نہ تمہاری بداعمالیوں سے مجھے کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

یا عبادی! لو ان اولکم واٰخرکم یکونوا علیٰ اتقی قلب رجل واحد منکم مازاد ذالک فی ملکی شیئاً۔

اے میرے بندے تمہارے ابتداء سے آخر تک سب لوگ جمع ہو جائیں اور ایک ایک آدمی متقی اور پرہیزگار بن جائے۔ تو میرے ملک میں ذرہ بھر بھی زیادتی نہیں ہوگی۔ اور اے میرے بندو! تمہارا ہر بڑا چھوٹا ابتداء سے آخر تک تمام کے تمام بدکار ہو جائیں تو بھی میرے ملک کو ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ جو کچھ بھی ہے تمہارے فائدہ کے لئے ہے اے میرے بندو! اگر تم سارے کے سارے ایک جگہ جمع ہو کر مجھ سے مانگیں تو میں ہر ایک شخص کی ضرورت کو پورا کر دوں گا۔ اور حسب طلب انہیں ہر چیز دے دوں گا۔ اور اگر ایک سوئی سمندر میں ڈال کر باہر نکال لی جائے تو اس پر جو پانی کا قطرہ اس کے باہر نظر آتا ہے تم میری سلطنت کو اتنا حصہ بھی نقصان یا فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

یا عبادی لو ان اولکم واٰخرکم قاموا فی صعید واحد وسألونی فاعطیت کل واحد مسألتہ لا ینقص ذالک مما عندی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل فی البحر۔

یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا لکم ثم اوفیکم ایاھا فمن وجد خیراً فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذالک فلا یلومن الا نفسہ۔ یعنے اے میرے بندو! میں تو تمہارے اعمال کو محفوظ کرتا ہوں۔ پس تمہیں ان کا بدلہ دیتا ہوں۔ جس نے نیکی کی اس کے لئے انعام ہے۔ خوشی ہے جو خدا کا شکر کرے اور جس کو تکلیف پہنچے وہ اپنے نفس کو ملامت کرے۔ اور جس نے بدکاری کی ہماری عذاب سے نہیں بچ سکتا۔

فلاح کا ذریعہ صرف تقوےٰ ہے

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعظ فرمایا تاکہ قوم کو یقین ہو کہ اصل مقصد خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ زندگی کی مشکل سے مشکل گذرگاہ میں تقوےٰ اختیار کیا جائے۔ نہ سید یا مغل ہونے کی وجہ سے فلاح حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کالے اور گورے ہونے کی وجہ سے اور نہ امیر اور غریب ہونے کی وجہ سے، فلاح کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے تقوی اللہ۔ کسی نے پوچھا کہ

(باقی بر صفحہ ۱۰)

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

مولوی اللہ دتہ صاحب کے چیلنج کے مقابلہ میں میرا چیلنج

(۲)

گذشتہ قسط کا خلاصہ

گذشتہ قسط میں بتلایا جاچکا ہے کہ مولوی اللہ دتا صاحب کو جناب میاں صاحب کے خادم ہونے کی حیثیت سے تفسیر نویسی کا چیلنج دینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا کیونکہ انہیں جناب میاں صاحب نے میرے مقابلہ میں باوجود میرے مطالبہ کے تفسیر نویسی کے میدان میں نکلنے کا سرٹیفکیٹ عطا نہیں کیا تھا۔ میں اس بات کو بھی واضح کر چکا ہوں کہ میں نے تو صرف جناب میاں صاحب کے غرور اور ان کی بیجا اور جھوٹی تعلّی کو توڑنے کے لئے ان کا چیلنج قبول کیا تھا ورنہ میں تو نہ مامور ہوں اور نہ ہی میرے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ضرور تفسیر نویسی کے مقابلہ میں مجھے دوسروں پر غلبہ عطا کرے گا اور نہ ہی مولوی اللہ دتہ صاحب اس قسم کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

چیلنج کون کرسکتا ہے

مولوی اللہ دتا صاحب کو یاد ہوگا کہ کسی مولوی نے غالباً مولوی ثناء اللہ صاحب نے جناب میاں صاحب کو عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا تو جناب میاں صاحب نے یہی جواب دیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ خدا کے مامور تھے ان کے ساتھ تو خدا کا وعدہ تھا کہ مقابلہ میں اللہ تعالےٰ ان کو غلبہ عطا کرے گا میرے ساتھ ایسا کوئی وعدہ نہیں اس لئے ہم دونوں کو بھی ادب کے مقام پر ہی کھڑا رہنا چاہیئے اور ایسا ادعا نہیں کرنا چاہیئے جس کا ہمیں حق نہیں پہنچتا۔

چیلنج قبول کرنے کی شرط

ہاں اگر مولوی اللہ دتہ صاحب جناب میاں صاحب کی طرح یہ دعوےٰ کریں کہ قرآن کریم کی ہر آیت کا انہیں تمام مسلمانوں سے بڑھ کر علم ہے تو ان کی اس تعلّی کا بطلان ثابت کرنے کے سلئے میں ان کے چیلنج کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار ہوں ورنہ ایسے چیلنج کو قبول کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی حصّہ قرآن کا انہیں مجھ سے زیادہ علم ہو اور کسی حصّہ کا مجھے ان سے زیادہ علم ہو، اس کا تو مجھے انکار ہی نہیں۔ کیونکہ میرے نزدیک قرآن کا علم ساری امت میں پھیلا ہوا ہے۔

- - - - - - - - - - - -

کس امر میں مقابلہ مفید ہوسکتا ہے

ہاں ایک امر ایسا ہے جس میں ہم دونوں بآسانی مقابلہ کر سکتے ہیں اور وہ ایسا امر ہے جس میں مقابلہ دونوں احمدی جماعتوں کے لئے مفید بھی ہوسکتا ہے صرف احمدی ہی اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے بلکہ غیر از جماعت دوست بھی اس سے مستفید ہوسکتے ہیں اور یہ امر حضرت مسیح موعودؑ کے مقام سے تعلق رکھتا ہے کہ آیا حضورؑ زمرہ انبیاء کے فرد تھے یا زمرۂ اولیاء کے فرد تھے حضورؑ کی تحریریں ہی اس امر میں فیصلہ کن ہوں گی طرفین کی تحریریں ایک ہی کتاب میں اکٹھی طبع ہوں اور اکٹھی ہی دونوں جماعتوں میں تقسیم کی جائیں تا دونوں جماعتوں کے افراد طرفین کے دلائل کو یکجائی طور پر پڑھ کر اس بات کا موازنہ کرنے کے قابل ہو جائیں کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریریں کس فریق کے دلائل کی تائید کرتی ہیں۔

اس طریق کے دو فائدے

نیز اس سے ایک تو حضرت اقدسؑ کے اصلی مقام کی تعیین ہو جائے گی دوسرے اس بات کا بھی ثبوت بہم پہنچ جائے گا کہ آیا جناب میاں صاحب کے متعلق جو یہ خیال جماعت میں پھیلایا جاتا ہے کہ ان کی خلافت سورہ نور کی آیت استخلاف کے ماتحت ہے یہ خیال کہاں تک واقعہ سے مطابقت رکھتا ہے کیونکہ اس آیت کے ماتحت خلیفہ ہونے والے کے لئے پہلی شرط ہی یہی ہے کہ وہ "امنوا" کا مصداق ہو یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اس کا عقیدہ بالکل درست ہو پس اگر مولوی اللہ دتہ صاحب حضرت اقدس کی تحریروں سے یہ ثابت کر دیں گے کہ جناب میاں صاحب کا عقیدہ کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں حضرت اقدسؑ کی تحریروں کے مطابق ہے تو وہ آیت کے لفظ "امنوا" کے مصداق ثابت ہو جائیں گے پھر یہ دیکھنا باقی رہ جائے گا کہ آیا آیت کے الفاظ وعملوا الصالحات کے معیار پر بھی پورے اترتے ہیں یا نہیں یہ پھر الگ بحث ہوگی کیونکہ کسی شخص کے وجود میں جب تک یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں وہ آیت استخلاف کا مصداق بن ہی

نہیں سکتا۔ میں اس بات کو بھی واضح کر دیتا ہوں کہ ہر فریق اپنی اپنی تحریروں کی لکھائی اور طباعت وغیرہ کا خرچ خود برداشت کرے گا تا الفاظ کی زیادتی کمی کا جھگڑا ہی پیدا نہ ہوسکے۔

مقابلہ کا یہ طریق ایسا ہے جس کی افادیت کو ہر عقلمند بآسانی سمجھ سکتا ہے ورنہ سورہ نور کی تفسیر سے کسی کو کونسا خاص فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

سورۃ نور کے متعلق مولوی صاحب سے دو سوال

مولوی اللہ دتہ صاحب کو سورۃ نور کے حقائق و معارف پر حاوی ہونے کا دعوےٰ ہے اس لئے اس سورۃ کے متعلق میں صرف مولوی صاحب سے دو سوالوں کا جواب طلب کرتا ہوں، امید ہے وہ اس پر روشنی ڈال کر ممنون فرما دیں گے۔

پہلا سوال

سورۃ نور کے پہلے ہی رکوع میں یہ آیت ہے:-

والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا واولٰئک ھم الفاسقون۔

مولوی صاحب بتلائیں کہ کیا یہ آیت کسی شخص پر زنا کا الزام لگانے والے کو مجرد الزام لگانے پر ہی قابل سزا قرار دیتی ہے یا اس کے الزام کی تحقیق کرنے کا حکم دیتی ہے اگر تحقیق کے نتیجہ میں اس کا الزام صحیح ثابت ہو جائے تو کیا پھر بھی الزام لگانے والے کو ہی سزا دی جائے گی یا اس شخص کو سزا دی جائے گی جس پر الزام لگایا گیا ہے کیا آپ کے نزدیک اس آیت کی موجودگی میں الزام لگانے والے کو بغیر تحقیق اور بغیر اس سے ثبوت طلب کئے قاذف کا لقب دیا جاسکتا ہے۔

پھر یہ بھی بتلائیں کہ الزام لگانے والے کے الزام کی تحقیق کون کرے گا اور کون اس سے چار گواہ لانے کا مطالبہ کرے گا اور کون اس امر کا فیصلہ کرے گا کہ الزام لگانے والے کے گواہ سچے ہیں یا جھوٹے ثقہ ہیں یا غیر ثقہ، ان کی گواہی پر اعتبار کیا جاسکتا ہے یا نہیں، آیا کوئی تیسرا شخص اس معاملہ میں جج ہوگا یا اسی شخص کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہوگا جس پر الزام لگایا گیا ہے اور کیا شریعت خود ملزم کو ہی سزا مقرر کرنے کا اختیار دیتی ہے۔

ان کے علاوہ اس امر پر بھی روشنی ڈالیں کہ اگر ایک شخص اپنے بند کمرے میں کسی عورت سے زنا بالجبر کرتا ہے تو اس عورت کو دادرسی کے لئے شریعت نے کونسا طریق بتلایا ہے۔ چار گواہ اس کے لئے ناممکن ہے۔ شریعت نے ایسے کے لئے کونسا طریق مقرر کیا ہے جس کی ... کر کے وہ عورت اس ظالم کو کیفر کردار تک ... کی ہے جواب دیتے وقت آرمزی

کی حدیث کو بھی مدنظر رکھیں جس میں لکھا ہے کہ ایک عورت نے نماز فجر کے وقت حضرت نبی کریم صلعم سے ایک شخص کے متعلق شکایت کی کہ اس نے اس سے زنا بالجبر کیا ہے حضرت نبی کریم صلعم نے اس شخص پر حد لگانے کا حکم دے دیا اس سزا کو سن کر دوسرا شخص بول اٹھا کہ یا رسول اللہ یہ فعل اس شخص نے نہیں کیا اس کا ارتکاب مجھ سے ہوا ہے

ایسے کیس کے فیصلہ کا قانون

کیا اس قسم کے کیس کا فیصلہ اسی قانون کے مطابق نہیں ہوگا جو قانون کہ میاں بیوی کے لئے شریعت نے مقرر کیا ہے۔ اگر آپکے نزدیک ایسا نہیں تو پھر کسی دوسرے قانون کی نشاندہی کریں۔

جناب میاں صاحب پر الزام لگانے والے کے متعلق اپنے رویّے کی وضاحت کریں

اس امر پر بھی روشنی ڈالیں کہ کیا یہ حقیقت ہے یا نہیں کہ کسی شخص نے جناب میاں صاحب پر الذین یرمون المحصنٰت کے ماتحت الزام لگایا تھا اور کیا اس شخص نے تحقیق کے لئے کمیشن مقرر کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور کیا آپ لوگوں نے قرآن کریم کے ارشاد کو پس پشت ڈالتے ہوئے تحقیق کرانے سے انکار کیا تھا اور کیا بغیر تحقیق اس شخص کو قاذف کا لقب دیا تھا اور کیا اس شخص نے آپ لوگوں سے مطالبہ کیا تھا کہ بغیر تحقیق کسی کو قاذف کہنے کا جواز شریعت سے پیش کریں اور کیا آپ لوگوں نے اس پر آج تک خاموشی اختیار نہیں کی ہوئی۔

اگر آپ کا یہ ادّعا کہ سورۃ نور کے حقائق سے آپ کو کماحقہ واقفیت ہے سچا ادّعا ہے تو آپ بتلائیں کہ کیوں آپ نے مذکورہ بالا آیت پر عمل کرتے ہوئے اس شخص کے مطالبہ تقرر کمیشن کی تائید نہیں کی اور کیوں قاذف کہنے والوں کے خلاف آواز نہیں اٹھائی کہ بغیر ثبوت طلب کئے اسے تمہارا قاذف قرار دے دینا شریعت کے صریح خلاف ہے کیا علم بغیر عمل بھی علم کہلانے کا مستحق ہے اور کیا ایسے علم کی بھی کوئی وقعت ہو سکتی ہے جس کو عمل کی تائید حاصل نہ ہو کیا قرآن شریف میں صریح ارشاد موجود نہیں انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ کیا آپ نے خشیۃ اللہ سے کام لے کر جماعت کی شریعت کے صحیح طریق کی طرف رہنمائی کرنے کی جرأت کی یا آپ خود بھی خلاف شریعت چلائی ہوئی رَو میں بہہ گئے۔ امید ہے ان امور پر روشنی ڈال کر مشکور فرمائیں گے۔

دوسرا سوال

مولوی اللہ دتا صاحب نے تفسیری مقابلہ کے لئے سورۃ نور کو انتخاب کرنے کی وجہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے۔ خاکسار کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"چونکہ خلافت ثانیہ سے تنفّر کے بعد آج تک وہ (یعنی خاکسار) غیر شرعی ڈگر پہ ہے ہیں اور قرآنی ہدایات کے صریح خلاف اشاعت فاحشہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اس لئے ان سے تفسیری مقابلہ کے لئے سورۃ نور کو تجویز کیا جاتا ہے۔"

پہلا الزام اور اس کا جواب

مندرجہ بالا تحریر میں مولوی صاحب نے صرف دو الزام لگائے ہیں ایک تو یہ کہ خاکسار غیر شرعی ڈگر پر چل رہا ہے اس کا فیصلہ کہ خاکسار غیر شرعی ڈگر پر چل رہا ہے یا مولوی صاحب اور ان کے ساتھی غیر شرعی ڈگر پر چلتے چلے آ رہے ہیں، سوال اوّل کے ضمن میں میرے مندرجہ بالا بیان سے ہر منصف مزاج بآسانی خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے اس لئے اس پر مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

دوسرا الزام اور اس کا جواب

دوسرا الزام انہوں نے مجھ پر یہ لگایا ہے کہ خاکسار قرآنی ہدایت کے صریح خلاف اشاعتِ فاحشہ کا مرتکب ہو رہا ہے جس فاحشہ کی اشاعت کی طرف مولوی صاحب اپنی مندرجہ بالا تحریر میں اشارہ کر رہے ہیں اس کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ غلط ہے کہ خاکسار اس کا مرتکب ہوا ہے۔ خاکسار نے تو جناب میاں صاحب کو محض اصلاح کی نیت سے بصیغۂ راز نجی خطوط لکھے تھے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کا صریح ارشاد ہے کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے آئمہ کی خیر خواہی کے لئے انہیں نصیحت کرے میں نے جو خطوط لکھے تھے اسی ارشاد نبوی کی تعمیل میں لکھے انکی اشاعت اور وہ بھی غلط طریق پہ میری تحریر کو توڑ مروڑ کر پیش کر کے انہوں نے خود شروع کر دی۔ جس کا اندازہ ان خطوط کے پڑھنے والے آپ ہی لگا سکتے ہیں کیونکہ اب وہ شائع ہو گئے ہیں۔ پس اشاعت کی ذمہ داری ان پر اور ان کے مولوی صاحب جیسے ساتھیوں پر ہے جنہوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ محض جناب میاں صاحب کی اندھی تقلید میں خاکسار کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کر دیا نہ انصاف کی پرواہ کی اور نہ شریعت حقہ کی۔

اس آیت کا صحیح مفہوم جس پر الزام کی بناء ہے۔

خاکسار پر اشاعت فاحشہ کے ارتکاب کا الزام لگاتے ہوئے سورہ نور کے دوسرے رکوع کی جس آیت کو مولوی صاحب نے مدنظر رکھا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرۃ واللہ یعلم و انتم لا تعلمون"

یقیناً وہ لوگ جو اس بات سے محبت رکھتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ پھیل جائے ان کے لئے دنیا میں بھی دردناک عذاب ہے اور آخرت میں بھی"

اور اس بات کو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے اور تم حقیقت حال سے بے خبر ہو کہ فیصلہ کر سکو کہ کون درحقیقت مومنوں میں فاحشہ کے پھیلانے کو پسند کرتا ہے اور کون اس کو پھیلانے میں کوشاں ہے اس امر کے متعلق حقیقت تک پہنچنے کے لئے ایک ہی فیصلہ کن معیار بتلایا ہے اور وہ یہ کہ ایسا شخص خدا کی طرف سے پہلے دنیا میں عذاب الیم کا نشانہ بنے گا پھر دنیا کا عذاب دلیل ہوگا کہ آخرت میں بھی وہ عذاب الٰہی میں مبتلا کیا جائے گا۔ مولوی اللہ دتا صاحب کو دعوےٰ تو یہ ہے کہ سورۃ نور کے حقائق سے آپ کما حقہ واقفیت رکھتے ہیں لیکن وہ اس سورۃ کی اس آیت کے مفہوم کو سمجھنے سے بھی قاصر دکھائی دیتے ہیں۔ اس آیت کے مفہوم سے میں ذیل میں مولوی صاحب کو آگاہ کرتا ہوں، مولوی صاحب پر واضح ہو کہ اس آیت کے الفاظ میں دو قسم کے لوگوں کو اشاعت فاحشہ کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ ایک ان لوگوں کو جو کسی بے گناہ اور پاک مومن مرد یا عورت پر بے وجہ جھوٹے الزام لگا کر اس کی اشاعت کرتے پھرتے ہیں۔ اس کی سزا شریعت نے یہ مقرر کی ہے کہ اگر وہ ثبوت نہ دے سکیں تو ان کو اسّی کوڑے لگاؤ اور اس کی شہادت قبول نہ کرو دنیا میں اس کی یہی سزا ہے اور آخرت میں وہ عذاب الیم کی سزا بھگتیں گے ورنہ سچے الزام لگانے والے کے لئے خدا کی طرف سے قطعاً کوئی سزا نہیں اور نہ ہی قرآن کریم ایسے شخص کو اشاعت فاحشہ کا مرتکب قرار دیتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک وہ لوگ ہیں جو سوسائٹی میں بڑا اثر و رسوخ رکھتے ہیں اور ان کو دوسرے لوگوں پر ایسا اقتدار حاصل ہوتا ہے کہ ان کے کسی فعل پر خواہ وہ کیسا ہی قبیح اور خلاف شریعت کیوں نہ ہو کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اتنی طاقت کے مالک ہوتے ہیں کہ زبان کھولنے والے کو پیس کر رکھ سکتے ہیں کیونکہ دوسرے تمام لوگوں کی روزی ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے جسے وہ زبان کھولنے والے کے لئے فوراً بند کر کے اسے اور اس کے اہل و عیال کو بھوکا مار کر اور نیز دیگر دکھوں میں مبتلا کر کے اسے اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور توبہ کروا کے چھوڑتے ہیں۔ ایسے آدمی اپنے اقتدار کے نشہ کے گھمنڈ میں اپنے ماتحت لوگوں میں سے جس کی لڑکی سے چاہیں زنا بالجبر کریں جس لڑکے کو چاہیں اس کے کریکٹر کو خراب کر دیں کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہوتا ایسے لوگ سینکڑوں لڑکیوں اور لڑکوں کی عصمت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور اس طرح ان کے دلوں سے زنا جیسے قبیح فعل کی ہیبت مٹا دیتے ہیں جسکے نتیجہ میں ان میں بھی بدکاری کا پھیل جانا لازمی امر ہے خصوصاً جبکہ ایسے اشخاص قوم میں مقدس بھی سمجھے جاتے ہوں جن کے فعل کی تقلید پر فخر کیا جاتا ہے یہ دوسرا گروہ ہے جو یحبون الفاحشۃ کے نیچے آتے ہیں بلکہ قوم میں حقیقی معنی میں فاحشہ کو پھیلانے والا یہی گروہ ہے دوسرے گروہ کا فعل تو انفرادی حیثیت رکھتا ہے جس کو بآسانی سزا دی جا سکتی ہے مگر مؤخر الذکر گروہ کو سزا دینے کی کسی انسان کو طاقت ہی نہیں ہوتی اس لئے اس کی سزا کا معاملہ خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے پس جب ایسے شخص کو عذاب الیم میں مبتلا دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ شخص مومنوں کی قوم میں اشاعت فاحشہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اب مولوی صاحب دیکھ لیں کہ

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

جناب میاں محمود احمد صاحب کی ۲۷ سال بعد شائع ہونیوالی ایک تقریر پر تبصرہ

دو بے جا الزام

(۶)

دو صریح غلط الزام

جناب میاں صاحب نے اپنی ۲۷ سالہ قبل کی تقریر میں خاکسار پر دو الزام لگائے ہیں :-

(۱) ایک تو یہ کہ خاکسار ان کی جماعت میں رہتے ہوئے اندر ہی اندر تفرقہ پیدا کرتا رہا۔

(۲) دوسرا یہ کہ خاکسار سکول کے طالب علموں پر بُرا اثر ڈالتا رہا۔

ان الزاموں کے لگانے میں بھی صریح غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے جناب میاں صاحب اور قادیان میں رہنے والے دوسرے لوگ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ خاکسار نے کس اخلاص سے انکی اور ان کی جماعت کی خدمت کی ہے۔ جناب میاں صاحب نے یہ دونوں الزام بغیر کسی ثبوت کے پیش کر دیئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ثبوت میں ایک بھی گواہ انہیں نہیں مل سکا بلکہ اس کے برعکس میری تمام عمر کی کوششوں کا رُخ ہمیشہ جماعت میں اتحاد کو تقویت دینے اور اسے تفرقہ سے بچانے کی طرف ہی رہا ہے۔ تعجب ہے کہ جناب میاں صاحب خاکسار کو اس قسم کے الزاموں کا نشانہ بناتے ہوئے اس امر کو بھول گئے ہیں کہ جماعت میں جب کبھی تفرقہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے تو اس کو دُور کرنے کے لئے وہ ہمیشہ خاکسار کو ہی انتخاب کیا کرتے تھے اسی طرح جب کبھی ان کے خلاف کوئی فتنہ سر اُٹھاتا تو اس کو فرو کرنے کے لئے آپ مجھے ہی بھیجا کرتے تھے حتیٰ کہ احرار نے جب چیلنج مباہلہ قبول کرتے ہوئے قادیان آنے پر آمادگی ظاہر کی تھی تو خاکسار کو ہی انتخاب کرکے ان سے شرائط طے کرنے کے لئے لاہور بھیجا تھا۔ غرضیکہ آپ ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتے جو جماعت میں تفرقہ ڈلوانے کو ثابت کرتی ہو الغرض خاکسار جب تک ان کی جماعت میں رہا نہایت دیانت داری سے خدمات سرانجام دیتا رہا۔ اس عرصہ میں خاکسار نے کبھی ایسا قدم نہیں اُٹھایا جس سے جماعت کو کسی قسم کا نقصان پہنچا اور جب مجھ پر آپ کے حالات کا پوری طرح انکشاف ہو گیا تو پہلا آپ کو اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور جب آپ نے اصلاح کی طرف قدم اُٹھانے سے عملاً انکار کر دیا تو واضح الفاظ میں آپ سے علیحدگی کی اطلاع آپ کو دے دی کیونکہ ایمان اور دیانت داری کا یہی تقاضا تھا۔

دوسرا الزام

دوسرا الزام سکول کے طلباء پر بُرا اثر ڈالنے کا ہے۔ پہلے الزام کی طرح یہ بھی محض غلط بیانی پر مبنی ہے بھلا کیا یہ ممکن تھا کہ طلباء پر میں بُرا اثر ڈال رہا ہوتا اور وہ اس کی اطلاع آپ کو نہ کرتے کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک دفعہ مولوی مبارک احمد صاحب نے جبکہ وہ مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرس کام کیا کرتے تھے آپ کے کیرکٹر کے متعلق طلباء کے سامنے ایک نہایت خطرناک ریمارک کیا تھا تو طلباء نے اسی وقت اس کی اطلاع آپ کو کر دی تھی جس کے نتیجہ میں مولوی مبارک احمد کو اسی وقت مدرسہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اگر میں بھی کبھی ایسے ہی فعل کا مرتکب ہوتا تو کیا طلباء خاموش بیٹھ سکتے تھے دوسرے طلباء تو ایک طرف رہے آپ کا بڑا لڑکا میاں ناصر احمد بھی اس وقت مدرسہ کے طلباء میں سے تھا اگر دوسرے طلباء کسی وجہ سے خاموش بھی رہتے تو میاں ناصر احمد تو ضرور آپ کو اطلاع دیتا پس یہ الزام بھی واقعات کی روشنی میں بالکل بے بنیاد ہے اور محض خاکسار کے خلاف جماعت کو متنفر کرنے کے لئے گھڑا گیا تھا۔

میری دیانت داری کا بیّن ثبوت

میری دیانتداری کا بیّن ثبوت ذیل کا واقعہ ہے :—

ایک دفعہ میں نظارت دعوت و تبلیغ میں بطور ناظر کام کر رہا تھا اس عرصہ میں مولوی محمد یار صاحب جو اس وقت انگلستان میں مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے اسسٹنٹ کے طور پر بطور مبلغ کام کر رہے تھے اُن کا ایک طویل خط دفتر میں مجھے ملا جس میں انہوں نے درد صاحب کی کسی قابل اعتراض حرکت کو پکڑنے اور اس پر انہیں تنبیہ کرنے کا ذکر کیا تھا۔ ان کی تنبیہہ پر درد صاحب نے جناب میاں محمود احمد صاحب کی اسی قسم کی حرکت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے اپنی حرکت کے جواز پر بطور سند پیش کرتے ہوئے انہیں خاموش کرانے کی کوشش کی تھی اگر میری نیت میں کوئی فتور ہوتا تو وہ دستاویز میں دفتر میں رکھنے کی بجائے اپنے پاس رکھ سکتا تھا اور کسی کو اس کی خبر بھی نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن میں نے اسے دیانت داری کے خلاف سمجھتے ہوئے اس کو دفتر میں ہی رکھوا دیا۔ مولوی محمد یار صاحب خدا کے فضل سے ابھی زندہ ہیں وہ درد صاحب کی حرکت اور اور ان کے جواب پر مفصل روشنی ڈال سکتے ہیں۔ اسی طرح اس عرصہ میں میاں ناصر احمد صاحب، میاں مظفر احمد صاحب کے خطوط بھی درد صاحب کے خلاف کسی شکایت پر مشتمل پہنچے تھے یہ تینوں صاحبزادے اس وقت انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اصل شکایت کی نوعیت پر بھی یہ صاحبزادگان ہی روشنی ڈالیں گے، یہ خطوط بھی میں نے دفتر میں ہی رکھوا دیئے تھے۔

پس میں اس تحریر کے ذریعہ جناب میاں صاحب کے دونوں الزاموں سے اپنی بریت کا اظہار کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے میں نے نہ جماعت میں تفرقہ ڈلوانے کی کبھی کوشش کی اور نہ ہی مدرسہ کے طالب علموں پر کبھی بُرا اثر ڈالنے کا اقدام کیا۔ جس طرح دیگر امور میں جناب میاں صاحب نے اپنی تقریر میں غلط بیانیوں سے کام لیا ہے، یہ دو الزام لگانے میں بھی انہوں نے غلط بیانی سے ہی کام لیا ہے۔ جو نہایت ہی قابلِ افسوس امر ہے۔

مولوی اللہ دتا صاحب کے چیلنج کے مقابلہ میں میرا چیلنج

(بسلسلہ صفحہ ۷)

۲۷ سال کے عرصہ میں عذاب الیم کا مورد کون بنا ہے۔ خدا کی مقرر کردہ نشانی کس کے حق میں پوری ہوئی ہے۔ میرا معاملہ تو صاف ہے میرا تو ۲۷ سال تک روحانی جسمانی دونوں قسم کے عذاب سے ۲۷ سال تک محفوظ رہنا کافی ثبوت ہے اس بات کا کہ خاکسار دونوں گروہوں میں سے کسی میں نہیں آتا۔ پس آپ خود تلاش کر لیں کہ جماعت میں کون عذاب الیم کا نشانہ بنا ہؤا ہے جو بھی آپ کو نظر آئے اسی کے متعلق سمجھ لیں کہ وہی یحبون ان تشیع الفاحشۃ کا مصداق ہے۔

پس یہ ہے صحیح مفہوم اس آیت کا کاش مولوی صاحب اور ان کے ہمنوا اس پر غور کریں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

(سالانہ)

۱۵۰/R	3.00	۷۵۴/R	12.00
۱۶۲/R	6.00	۲۵۱/R	12.00
۱۸۲/R	4.00	۳۶۱/R	8.00
۲۴۲/R	1.00	۴۱۲/R	6.00
		۴۱۷/R	6.00

آہ! حافظ محمد بخش صاحب مرحوم و مغفور

مدیر پیغام صلح اس فروگذاشت کے لئے معذرت خواہ ہے کہ اپنے نہایت مشفق اور مہربان دوست حافظ محمد بخش صاحب کے سانحہ ارتحال پر پیغام صلح میں تعزیتی نوٹ نہ لکھ سکا، اگرچہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں اس فروگذاشت کی تلافی ایک حد تک ہو گئی تھی، تاہم حافظ صاحب کا وجود جن گوناگوں صفات حسنہ کا مرقع تھا، اور مدیر پیغام صلح کے ساتھ ان کے جو دوستانہ اور مشفقانہ تعلقات تھے ان کے پیش نظر الگ تعزیتی نوٹ لکھا جانا ضروری تھا، یہ فروگذاشت بعض ایسی مصروفیات کی وجہ سے ہوئی جو انجمن کی طرف سے بعض کتابوں کی تصنیف تالیف سے تعلق رکھتی ہیں، حافظ صاحب کا ذکر خیر ایک طویل مضمون کو چاہتا ہے جو انشاءاللہ کسی دوسری فرصت میں لکھنے کی کوشش کی جائے گی، فی الحال ذیل کا مضمون جو عزیز مکرم ناصر احمد صاحب نے لکھا ہے اس فروگذاشت کی تلافی کا موجب ہوگا۔

احباب جماعت کو اخبار کے ذریعہ چک ۲/۱ اوکاڑہ کے نہایت ہی بزرگ اور ممتاز ہستی حافظ محمد بخش صاحب کی وفات کی خبر مل چکی ہے۔ گو مجھے حافظ صاحب مرحوم سے ذاتی تعارف یا تعلق کا کبھی موقع نہیں ملا۔ لیکن ان کی اولاد اور افرادِ خاندان سے ایک گونہ واقفیت رہی ہے۔ عبدالغفور صاحب ثاقب، عبدالکریم صاحب اور خاکسار دعائے مغفرت کے لئے اوکاڑہ گئے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم نے تقریباً اسی برس کی عمر میں وفات پائی۔ مرحوم کو اپنے بھائیوں میں زہد و تقویٰ اور دینی فہم کے اعتبار سے بڑا مقام حاصل تھا انہوں نے امرتسر میں حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کے نظارے دیکھے کہ پتھراؤ ہو رہا ہے۔ اور ہر قسم کے ذلت آمیز حربے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ان کو حدیث میں کی مسیح موعود کی نشانیاں پوری ہوتی دکھائی دیں۔ اور پھر آپ نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کر لی۔ اس سے ہی ان کے مذہبی فہم اور بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔

چونکہ تمام بھائی مذہبی معاملات میں ان کو اپنا رہنما جانتے تھے اس لئے دوسرے بھائیوں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ تہجد کی نماز میں تمام عمر نہایت باقاعدگی اور التزام رکھا۔ آخری دو دن جب آپ بے ہوش تھے اس حالت میں ہی وہ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

مرحوم نے اپنے خاندان کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دی۔ تمام نوجوان اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ دینی تربیت تو تقریباً ہر وقت کرتے رہتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خاندان کے تمام افراد مرد و زن پابند نماز ہیں۔ اور میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ گھر کے اندر ہی مسجد ہے۔ اس میں نصف حصہ پردہ لگا کر عورتوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے جس کا داخلہ زنانخانہ کی طرف سے ہے۔ مردوں کے لئے داخلہ کے لئے باہر سے راستہ رکھا ہے۔ یعنی مستورات باجماعت نمازوں میں شامل ہوتی ہیں۔

خاندان کے افراد میں دین [illegible] کا ان کی پابندی کا رنگ مرحوم حافظ صاحب کی گہری زاہدانہ زندگی کا اثر تو ہے۔ اگر نماز کے بعد جلد ہی کوئی اٹھ کر چلا جاتا تو ان [illegible]

[illegible] ناگوار گزرتی اور کہتے خدا کے گھر سے جانے کی تم لوگوں کو بہت جلدی ہوتی ہے۔ اس سے برکت حاصل کرو اور عربی کا یہ شعر پڑھتے ؎

المؤمن کسمك في البحر
الكافر كطائر في السجن

یعنی مؤمن تو مسجد میں اس طرح خوش ہوتا ہے جس طرح مچھلی سمندر میں اور کافر ایسی جگہوں میں اپنے آپ کو ایک مقید پرندے کی طرح محسوس کرتا ہے۔ نماز کو وقت پر پڑھ لینے پر بڑا زور دیتے تھے۔ اور ان کی یہ وصیت تھی کہ اگر میرا جنازہ پڑا ہو اور نماز کا وقت آ جائے تو پہلے نماز ادا کی جائے اور پھر یہ نماز جنازہ ادا کی جائے۔

مرحوم نہایت محنتی اور سادہ اطوار کے مالک تھے۔ آبائی گھر جالندھر تھا۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں حکومت کی نوآبادی پلاٹ کی سکیم کے ماتحت آپ نے ۱۰ مربع زمین چک ۲/۱ اوکاڑہ میں حاصل کی۔ اور شجرکاری وغیرہ نہایت محنت سے کی۔ آہستہ آہستہ اور اراضی بھی آپ نے خریدی اور خدا کے فضل سے اس وقت مرحوم کا خاندان اوکاڑہ کے ممتاز خاندانوں میں گنا جاتا ہے۔

انجمن نے جب اوکاڑہ میں اراضی حاصل کی تو ان کو مینیجر مقرر کیا۔ ایک دفعہ رمضان کے دن تھے۔ آپ اپنے لڑکے کے ہمراہ اراضی کی نگرانی کے سلسلہ میں دور نکل گئے اور افطار کا وقت آ گیا۔ لڑکے نے کہا کہ گنا توڑ کر اس سے افطار کیا جائے۔ تو آپ نے فرمایا یہ خیانت ہے۔ کوئی گھاس وغیرہ لے کر منہ کا مزہ بدل لو گنے امانت ہیں۔ تقویٰ اور ایمانداری کی ان باریک راہوں پر عمل اس زمانہ میں مسیح موعودؑ کے ماننے والوں نے ہی کر کے دکھایا ہے۔

تاریخ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا مشہور واقعہ درج ہے کہ آپ نے اپنے ذاتی کام کے دوران میں دیا بجھا دیا۔ ہماری جماعت میں بہت سے ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے ایمانداری کے اس انتہائی کمال کے نمونے دکھائے ہیں۔ مجھے اس وقت قاضی مسیح اللہ صاحب کی یہ عادت یاد آ رہی ہے کہ جب آپ محکمہ زراعت میں ملازم تھے تو نماز پڑھتے وقت آپ پنکھا بند کر دیتے تھے۔ اللہ اکبر۔

موت سے کسی کو مفر نہیں لیکن ایسی موت خاندان اور معاشرے کے لئے سوہانِ روح کا موجب ہوتی ہے عمارات اور دیگر عجائباتِ دنیا وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اپنی چمک دمک اور پائیداری کھوتی چلی جاتی ہیں اور دیکھنے والے کے لئے صرف تعمیر کے اور کوئی صالح جذبات کا محرک نہیں ہوتے لیکن ایسے کردار رہتی دنیا تک افراد میں صالح جذبات پیدا کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور مرحوم کی اولاد اور خاندان کے افراد کو توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے بزرگ مرحوم کی زندگی کو مشعلِ راہ بنائے رکھیں۔

خاکسار ناصر احمد۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبارِ احمدیہ

شادی

— محترم جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور کی صاحبزادی نصرت خانم کا عقد نکاح بعوض دس ہزار روپے حق مہر جناب قاضی ثناءاللہ راجح مینیجر ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بنک بدین (حیدرآباد) سے مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۶۴ء کو ہوا۔ اور اسی روز ۲ بجے رخصتانہ بھی ہوا۔ خطبہ نکاح محترم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب نے پڑھا۔ آپ کا خطبہ نہایت عالمانہ تھا۔ سامعین پر اس کا کافی اچھا اثر ہوا۔ اس تقریب پر ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے احباب جماعت پشاور کے علاوہ دیگر معززین کو مدعو کیا ہوا تھا۔ جن سب کی تواضع آپ نے پرتکلف دعوت طعام سے کی۔

خاکسار۔ محمد الرحمان سیکرٹری
جماعت پشاور

انتقال

— کراچی سے محمد حسن خان صاحب یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت کے عزیز دوست چوہدری خوشی محمد صاحب کا جوان لڑکا عزیز محمد احمد عمر ۲۰ سال جو کہ انجینئرنگ کلاس کی سیکنڈ ایئر کا طالب علم تھا، پانچ چھ روز بخار میں مبتلا رہ کر اپنے حقیقی مولا سے جا ملا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

بچہ بہت نیک اور ہونہار تھا۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور والدین اور دیگر لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

پیغامِ صلح :— ہمیں اس صدمہ میں چوہدری خوشی محمد صاحب اور مرحوم کے دیگر لواحقین سے گہری ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

بقیہ خطبہ از صفحہ ۵

من اکرم النّاس یارسول اللہ - حضورؐ!
لوگوں میں سے سب سے معزز کون ہے - فرمایا
اتقاکم کہ جو سب سے زیادہ خدا خوف ہو اور جو سب
سے زیادہ مخلوق کی خدمت کرنے والا ہو -
اللہ تعالےٰ حضورؐ کی قوم کو توفیق دے کہ وہ
قرآن کریم کے احکام پر عمل کر سکیں -

خطبۂ ثانی

خواجہ نذیر احمد صاحب کے لئے دعا

خواجہ نذیر احمد صاحب بہت بیمار ہیں - ان کی بیماری
بہت لمبی ہو گئی ہے - پہلے وہ امریکہ بھی علاج کے لئے
گئے لیکن فائدہ نہیں ہوا - آپ ان کے لئے دعا کریں - خدا
تعالےٰ کے ہاں کچھ مشکل نہیں - وہ ہر مصیبت کو آسان
کر سکتا ہے اور احباب بھی جو بیمار ہیں - اور وہ جو مختلف
مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دعا کریں -

جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت

ایک خوش کن خبر آپ کو سناتا ہوں - جرمن ترجمۃ
القرآن ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا اس کے بعد دوران
جنگ میں تلف ہو گیا تھا اس پچیس سال کے دوران میں کسی
کو اس کے دوبارہ طبع کرانے کے لئے توفیق نہیں ملی -
ایک خاتون کو خدا تعالےٰ نے توفیق دی - انہوں نے
اپنے خرچ پر دو ہزار کاپیاں طبع کروانے کا انتظام
کیا ہے - الحمد للہ آج وہ قرآن کریم جزو بندی کے بعد
کتابی شکل میں احمدیہ بلڈنگس میں پہنچ گیا ہے - یہ خاتون
شیخ عطاء اللہ مرحوم و مغفور کی بیگم ہیں - آپ دعا کریں
کہ خدا تعالےٰ ان کو اجر عظیم عطا کرے اور ان کی اولاد پر
اپنے افضال نازل کرے -

برلن مسجد کی طرف توجہ کی جائے

میں اس قوم کو ایک مشکل کام کی طرف توجہ دلاتا ہوں
شیخ میاں ظہور احمد صاحب کچھ دن پہلے جرمنی سے ہو کر آئے
ہیں - اور قاضی نذیر الاسلام بھی وہاں سے آئے ہیں - انہوں
نے برلن مسجد کے متعلق کچھ حالات بیان کئے ہیں - یہ
بڑی شاندار مسجد ہے جو یورپ کے قلب میں جماعت
نے بنائی ہے یہ اسلام کا عظیم الشان نشان ہے - یہ مسجد
۲۵-۱۹۲۴ء میں تیار ہوئی تھی - دوران جنگ میں اس
مسجد کے اندر جرمنوں نے پناہ لی ان پر روسیوں نے بمباری
کر دی - جس سے مسجد کا کچھ حصہ شہید ہو گیا اور باقی حصہ
صدمہ سے کمزور ہو گیا - تو جس طرح سے قرآن کے ضائع
ہونے پر ایک خاتون کو یہ توفیق ملی ہے کہ اس نے اس کی
دوبارہ طباعت کروا دی - اسی طرح کوئی مرد اُٹھے اور اس
مسجد کی مرمت کے اخراجات اپنے ذمہ لے - یہ مسجد آپکی
قوم کے ایثار اور قربانی کی عظیم یادگار ہے یورپ
میں اپنے شاندار وجود سے اسلام کا وعظ کرتی ہے
آپ میں سے کوئی مرد اس کی شان کو بحال کرنا اپنے
ذمہ لے تو یہ صدقۂ جاریہ ہوگا - آپ اس اہم امر پر
غور کریں کہ خدا تعالےٰ آپ کو توفیق دے تاکہ آپ
اس مسجد کی مرمت کریں جو قلب یورپ میں اسلام کا
نشان ہے -

خدا تعالےٰ نے جن کو کروڑوں روپے دیئے
ہیں ان کے لئے مسجد کی مرمت پر خرچ کرنا کیا مشکل
ہے - ایک عورت اگر قرآن کریم کی خدمت کر سکتی ہے
تو ایک مرد خانۂ خدا کی کیوں خدمت نہیں کر سکتا - یہ
مسجد آپ کی قوم کا وقار بھی ہے - اس مسجد میں اطراف
اکناف کے مسلمان آتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے
اس کارنامے کی تعریف کرتے ہیں - آپ کا وقار اس
مسجد کی وجہ سے ہے قرآن شریف کے تراجم کی وجہ
سے ہے - آپ اپنے اس وقار کو زندہ کریں اور اپنے
ایثار اور قربانی کا نمونہ دکھائیں - خدا تعالےٰ آپ کو
توفیق دے *

سیکرٹری صاحبان
اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنیوالے احباب کی توجّہ کے لائق -

سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ لاہور سے
گذارش ہے کہ :-

(۱) وہ اپنی اپنی جماعت میں سے جلسہ سالانہ میں شرکت
کرنے والے متوقع احباب و خواتین کے ناموں اور
تعداد سے ہمیں دسمبر کے پہلے ہفتہ تک مطلع کریں تاکہ
قیام کے متعلق ضروری انتظامات کئے جائیں

(۲) معزز مہمانوں کے قیام کے لئے اسلامیہ
مسلم ہائی سکول نمبر ۲ واقع سول لائنز نزد کچہری
میں بھی انتظام کیا گیا ہے -
مسلم ہائی سکول نمبر ۲ اور احمدیہ بلڈنگس میں
آمد و رفت کے لئے بس سروس کا بندوبست
بھی ہوگا -

(۳) بیشتر احباب کا مطالبہ ہوتا ہے کہ انہیں الگ
فیملی مکان دیا جائے - جہاں ہمارے ... احباب کرام
تمام سال اپنی فیملی اور عزیزوں کے درمیان گذارتے
ہیں وہاں اگر جلسہ کے یہ تین روز بجائے اپنے لوگوں
کے دوسری جماعتوں کے احباب میں گذاریں تو اس
جلسہ کی ایک بڑی غرض پوری ہوگی کہ باہم تعارف اور
التفات بڑھے گا - نیز احمدیہ بلڈنگس میں قلت مکانات
کی مشکل کا بھی کسی قدر تدارک ہو جائے گا -

مہتمم جلسہ گولڈن جوبلی
احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلسۂ سالانہ کیلئے رضاکاروں کی ضرورت

جلسہ سالانہ کے لئے بیرونی جماعتوں سے
چند ایسے ثقہ اور ذمہ دار احباب اور نوجوانوں
کی خدمات درکار ہیں جو رضاکارانہ طور پر مہمانوں
کو طعام و رہائش اور دیگر سہولتیں بہم پہنچانے
میں میرے ممد و معاون ہو سکیں -

ایسے رضاکاروں کو جلسہ سالانہ سے دو
روز قبل مرکز میں پہنچنا ہوگا تاکہ طریق کار
اور متعلقہ معلومات سے آگاہی حاصل کر سکیں
مجھے اُمید ہے کہ ہر جماعت کے سیکرٹری صاحبان
جمعہ کے اجتماع میں اس امر کی طرف احباب کو
توجّہ دلائیں گے - اور جو دوست اپنا نام بطور
رضاکار جلسہ سالانہ پیش کریں مجھے لکھیں -
گذشتہ جلسہ سالانہ پر اسی قسم کی تحریک پر
جن احباب نے مجھ سے تعاون فرمایا ہے
میں ان سب کا مشکور ہوں
انتظامی معاملہ میں احباب کرام کے سامنے
جو جو تجاویز ہوں وہ بھی ارسال فرمائیں،
تاکہ ان پر غور و خوض کے بعد قابلِ عمل تجاویز
پر عمل درآمد کیا جائے گذشتہ جلسہ کے بعد جو
تجاویز بھیجی گئی تھیں وہ بھی موجود ہیں، اور ان
پر بھی فیصلہ کیا جائے گا -
جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا اعلان
چند روز تک کر دیا جائے گا -

والسلام
مہتمم جلسہ گولڈن جوبلی
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور -

پیغام صلح، روحِ اسلام - اور لائٹ
کا مطالعہ فرمائیے

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تا کہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر دسمبر ۱۹۶۴ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ یہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ر دسمبر ۶۴ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۷ر دسمبر ۱۹۶۴ء کو آپ کے نام وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۹	6.00	۱۰۳۵	6.00
۱۰۰	6.00	۱۰۶۰	6.00
۱۲۰	6.00	۲۱۶۵	6.00
۱۴۲	12.00	۲۱۴۴	12.00
۱۹	6.00	۲۱۴۸/۴۵۲	6.00
۲۳۰	18.00		
۲۸۴	6.00	رعایتی	
۲۹۲	6.00	۲۵/R	12.00
۲۹۴	24.00	۵۲/R	24.00
۳۱۹	6.00	۵۶/R	4.00
۵۵۵	18.00	۵۹/R	12.00
۵۶۱	6.00	۵۸/R	6.00
۶۰۰	6.00	۷۳/R	15.00
۶۲۲	12.00	۷۸/R	24.00
۶۳۲	12.00	۷۹/R	6.00
۶۸۸	18.00	۱۰۱/R	3.00
۶۹۸	12.00	۱۱۳/R	12.00
۷۱۲	6.00	۱۲۵/R	12.00
۷۴۲	6.00	۱۳۸/R	20.00
۷۶۷	6.00		
۹۶۱	6.00	۳۴۴	24.00
۹۹۰	6.00	۴۱۹	6.00
۹۹۵/۳۲۴	6.00		

(باقی برصفحہ ۹)

درخواست دُعا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ قبلہ والد صاحب محمد زمان خان صاحب آف زیدہ جیسا کہ آپ کو اور احباب کو علم ہوگا عرصہ دراز سے بیمار ہیں۔ چند دنوں سے ان کی طبیعت اور خراب ہو گئی ہے۔ اب خود بھی اور احباب سے بذریعہ اخبار "پیغام صلح" دعا کی درخواست کرائیں۔ کہ اللہ کریم ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

مخلص فضل الرحمن ولد محمد زمان

۹ر نومبر ۶۴ء

ماہنامہ رُوحِ اسلام

بابت ماہ نومبر ۱۹۶۴ء

عیسائیت نمبر ہوگا

مطالعہ فرمائیں۔

خصوصی رعایت

ایک ہزار صفحات پر مشتمل مکمل قرآن مجید معہ ترجمہ و حواشی۔ مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رح مترجم انگریزی ترجمۃ القرآن

صرف دو روپے۔ 2.00

ڈاک خرچ:۔ ایک روپیہ

رعایت کی آخری تاریخ ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۴ء

اس سنہری موقعہ سے فائدہ اُٹھایئے

اور پتہ ذیل پر آرڈر دیجئے۔

منیجر دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح مورخہ ۱۸ نومبر ۶۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲ شمارہ ۴۶

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۴۸

بحرِ حکمت کے موتی

فقیہٌ واحدٌ اشدُّ علی الشیطان من الفِ عابدٍ ۔ الترمذی۔ وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب وانّ العلماء ورثۃ الانبیاء وانّ الانبیاء لم یورّثوا دینارًا ولا درھمًا ولکن ورّثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظٍ وافرٍ۔ (ابوداؤد والترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:—

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے۔

(ترمذی)

دوسری روایت میں ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی میراث نہ دینار تھا نہ درہم ان کی میراث علم تھی۔ پس جس نے وہ حاصل کیا اس نے بہت ما حصہ (فضل الٰہی کا) حاصل کیا۔

نوٹ:—

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:—

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤ

علم کے ذریعہ شناختِ خدا نصیب ہوتی ہے اور خدا شناسی سے خشیۃ اللہ پیدا ہوتی ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے

تمام مخلصین و داخلین سلسلۂ بیعت کے نام حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے ذیل کا اعلان شائع کیا تھا ۔جس کی طرف ہر فرد جماعت کو خاص توجہ کرنا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنا ضروری ہے:—

"تمام مخلصین و داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے ۔جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعفِ فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں ....

... آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ...... دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاوے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائجیریا

ترجمہ خط از گبادیبو علیے بارووا نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں ہفتہ وار اخبار ٹروتھ کا باقاعدہ پڑھنے والا ہوں۔ میں نے اخبار میں آپ کا ایڈریس اور نام اپنے ایک دوست کی وساطت سے پڑھا تھا -

چونکہ مجھے اسلام سے خاص اُلفت ہے اس لئے مجھے آپ کی معاونت درکار ہے۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو عربی نہیں پڑھ سکتے لیکن قرآن کی تعلیم سے پوری واقفیت رکھتا ہوں - عربی نہ جاننے کی وجہ سے میں نماز عربی میں نہیں پڑھ سکتا اگر آپ کے پاس مترجم نماز ہو تو ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرما دیں -

جواب کا منتظر

(ان کو پینجنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب لکھا گیا -

(۲)

ترجمہ خط دوین - ای - او لوران ٹب - نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے فنڈ سے منٹل آف دی [illegible] نامی کتاب کا مطالعہ کیا - اور بہت لطف اٹھایا - اس میں انجیل کے بہت سے حوالے ہیں - میں نے مالک کتاب سے دریافت کیا کہ یہ کتاب آپ نے کہاں سے لی تو اس نے مجھے آپ کی انجمن کا پتہ دیا از راہ کرم مجھے کتاب مفت ارسال فرمائیں کہ اس میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق مفصل ذکر ہے -

میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ یہ کتاب مجھے بہت جلد نائجیریا میں ارسال کریں اگر کوئی اور کتاب بھی ہستی باری تعالیٰ پر ہو تو وہ بھی ارسال کریں -

شکر گزار رہوں گا

(انہیں فنڈامنٹل آف کرسچین فیتھ اور مزید دیگر لٹریچر بھیجا گیا) -

بھارت

ترجمہ خط اے - این - پی کھدر کوٹی کرالہ سٹیٹ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جناب عالی ہم بہت خوش ہوں گے اگر آپ اسلامی کتابیں ارسال کریں - ہم نے اسلامی لائبریری جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے - اور اس کا نام نور الاسلام لائبریری رکھا گیا ہے یہ ہماری پہلی خط و کتابت ہے اور امید ہے کہ آپ کافی تعداد میں اسلامی کتابیں ارسال کریں گے ہم آپ کی کتابوں کا مطالعہ چاہتے ہیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں گے -

ہماری مالی حالت بہت کمزور ہے - اس لئے ہمیں مفت کتابیں ارسال کریں -

والسلام

(ان کو پینجنگز آف اسلام - لونگ تھاٹس - نیو ورلڈ آرڈر - اور دیگر انگریزی لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب لکھا گیا)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط عبد الکریم جیمو - مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بصد شوق یہ عریضہ آپ کی انجمن کو ارسال کر رہا ہوں - دعا ہے خالق و مالک خدا ہمیشہ آپ کی امداد کرتا رہے - آمین - اور توفیق دے کہ زیادہ سے زیادہ اسلام کی اشاعت کریں -

گذارش ہے کہ میں ابھی ابھی مسلمان ہوا ہوں لیکن مالی کمزوری کی وجہ سے میں طالب علم کی حیثیت سے اپنے ایک عیسائی رشتہ دار کے ہاں ٹھہرا ہوا ہوں لیکن وہ میری کسی طرح بھی امداد کرنے کو تیار نہیں ہیں -

مودبانہ التماس ہے آپ میری امداد فرمائیں اور مجھے ایک نسخہ قرآن اور دیگر پمفلٹس ارسال فرمائیں تاکہ میں مذہب اسلام کی تعلیم سے روشناس ہو سکوں -

اور اگر کوئی مسئلہ اسلام کے متعلق سمجھ نہ آئیگا تو آپ کو لکھ کر اس کی وضاحت کرا لوں گا -

والسلام مع الاکرام

آپ کے ہمدردانہ جواب کا منتظر

(ان کو پینجنگز آف اسلام مع دیگر لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب لکھا گیا)

پیغام صلح - روح اسلام - لائٹ - مطالعہ قرآن میں اور اپنے احباب کو بھی مطالعہ کے لئے دیں -

تحریکِ دستکاری

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک قومی اجتماع کی حیثیت رکھتا ہے امسال اس جلسہ کی خاص اہمیت ہے کہ اس میں بیرونی ممالک میں سے تبلیغ اسلام کے نمائندے شرکت کریں گے اور انجمن کی گذشتہ پچاس سالہ کارکردگی کا بیان ہوگا - اور یہ انجمن کی تاریخ میں پہلا موقعہ ہے جس میں ہماری بہنوں کی شمولیت بہت ضروری ہے - اس اجتماع کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ زنانہ دستکاری کی تحریک کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں - تاکہ اُن کے اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی اشیاء کی نمائش جس سے اشاعت دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ کامیاب بن سکے آپ سے گذارش ہے کہ اس تحریک کے لئے

کوئی عمدہ تحفہ پیش کریں

جو ۱۵ دسمبر تک دفتر جوبلی میں پہنچ جانا چاہیئے -

آپ کی مخلص - بیگم کرنل سید بشیر حسین - مسلم ٹاؤن لاہور

گولڈن جوبلی کی تقریب پر
پیغامِ صلح کا خاص پرچہ
گولڈن جوبلی نمبر

کے نام سے شائع کیا جائے گا - جس میں سلسلہ احمدیہ کی پچاس سالہ عظیم الشان خدمات اسلامی کے متعلق نہایت چیدہ اور بلند پایہ مضامین درج ہوں گے اور اس نمبر کو ظاہری رنگ میں بھی خوبصورت اور دیدہ زیب بنانے کی کوشش کی جائے گی -

اہلِ قلم و علم حضرات سے گذارش ہے کہ وہ اس خاص نمبر کے لئے مضامین و منظومات رقم فرما کر دفتر جوبلی میں ارسال کریں - مضامین [illegible] ۱۹۶۴ء تک بھیج دینا چاہئیں تاکہ مناسب کتابت و طباعت کے بعد جلسہ سے ایک ہفتہ قبل شائع ہو جائے -

افسر اخبارات

ہفت روزہ پیغام صلح ــــ لاہور ــــ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۴ء

صداقت کا نشان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے بیسیوں نشانات گذشتہ نصف صدی میں ہماری آنکھوں کے سامنے سے گذرے، اور اس سے پہلے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں جو واقعات پیش آئے، وہ اس قدر بیّن نشانات ہیں جو اہل بصیرت کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں وہ سخت ترین مخالفتیں، وہ کفر کے فتوے، وہ مقدمات عیسائیت، آریہ سماج اور خود مسلمانوں کی وہ چڑھائیاں جو مامور من اللہ کی ذلت و رسوائی اور اس سلسلہ کو مٹانے کے لئے کی گئیں، کون کہہ سکتا تھا کہ وہ اس سلسلہ کی تباہی کے بجائے فروغ کا موجب ہوں گی، اور دشمن خائب و خاسر ہو کر رہ جائیں گے۔ کتنے زور و شور سے تمام اسلامی فرقوں، جتھوں، جماعتوں نے مل کر اس سلسلہ کو نیست و نابود کرنے کے لئے جنگ احزاب کا وہ نقشہ پیدا کیا جو قرآن کریم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے اذ جاءو کم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً"۔ مسلمانوں کی فوجوں کی فوجیں اس چھوٹی سی جماعت پر اوپر سے بھی چڑھ آئیں اور نیچے سے بھی چڑھ آئیں۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ کلیجے منہ کو آ گئے۔ اللہ تعالےٰ پر طرح طرح کے گمان کئے جانے لگے۔ اس موقعہ پر مومنوں کی آزمائش کی گئی اور سختی کے ساتھ انہیں ہلایا گیا۔

یہ حال تھا، جب ۱۹۵۳ء میں تحفظ ختم نبوت کے نام پر شدید غدر کے ساتھ احمدیوں کی تباہی کے وہ سامان کئے گئے جو اسلامی تاریخ کے بد ترین زمانہ میں بھی کسی ایک فرقہ کے خلاف فراہم نہیں ہوئے۔ اگر خدا تعالےٰ کی نصرت شامل حال نہ ہوتی، اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے قائم نہ ہوتا، اگر حضرت مرزا صاحب کا دعوے مجددیت و ماموریت اللہ تعالےٰ کے منشاء اور اس کے اذن سے نہ ہوا، تو یہ جماعت ان حالات میں کس طرح زندہ رہ سکتی تھی اور ان زبردست مخالفتوں میں کس طرح اسکو وہ فروغ حاصل ہو سکتا تھا جو آج خدا کے فضل سے اسے حاصل ہے۔ یہ مخالفت آج بھی جاری ہے، جہاں کہیں جس کسی کو کسی امر میں (ملکی ہو یا مذہبی) عوام میں ہر دلعزیزی حصول منفعت یا اقتدار حاصل کرنا مقصود ہو، وہ "مرزائیوں" کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے، اور اگر کسی کو گرانا یا عوام میں بدنام کرنا مدنظر ہو تو اس پر مرزائیت نوازی کا الزام تھوپ دیا جاتا ہے۔ حال ہی میں لائلپور کے اخبار "المنبر" کے ایڈیٹر حکیم عبدالرحیم اشرف نے صدر ایوب سے ملاقات کی تو مولانا مودودی نے جو صدر ایوب کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں، یہ پیغام بھیجا کہ :-

"مولانا عبدالرحیم اشرف کو میری طرف سے کوئی صاحب اگر یہ مشورہ دیں تو تو بہت اچھا ہو کہ انہیں قادیانیوں کی مخالفت ترک کر دینی چاہیئے اس لئے کہ قادیانی تو صدر ایوب کی ناک کا بال ٹھہرے ان کی مخالفت کر کے صدر ایوب سے ملاقات کا کیا فائدہ؟"

دیکھا آپ نے، کس طرح مودودی صاحب نے ایک تیر سے دو پرندے مارنے کی کوشش کی ہے۔ ایک طرف صدر ایوب پر قادیانیت نوازی کا الزام دے کر عوام کو اُن سے بدظن کرنے کی کوشش کی، اور دوسری طرف مدیر المنبر کی صدر سے ملاقات کو بھی حصول منفعت پر مبنی قرار دے کے اسکو بدنام کرنا چاہا ہے، یہ ہے مودودی صاحب کی مولویت، اور یہ ہے ان لوگوں کا مسلک۔ اپنے فائدہ یا دوسرے کی ذلت کے لئے قادیانیت کی مخالفت یا قادیانیت نوازی کو نصب العین بنا لیتے ہیں.... گویا قادیانیت کوئی ہوّا ہے جس کو دیکھکر لوگ اس کا ساتھ دینے والے کو چھوڑ دیں گے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ ہو جائیں گے۔ ہم مدیر "المنبر" سے یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ قادیانی صدر ایوب کی ناک کا بال ہوں نہ ہوں، وہ قادیانیت کی مخالفت کو ہرگز نہ چھوڑیں، شوق کے ساتھ وہ اپنے کام میں لگے رہیں۔ قائلین وفات مسیح کے قتل کے فتوے بھی شائع کریں، اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو جتنا جی چاہے دل کھول کر گالیاں دیتے رہیں۔ احمدیہ جماعت کو نہ صدر ایوب کی ناک کا بال بننے کا شوق ہے اور نہ مدیر "المنبر" کی مخالفت کی پروا نہ اس کی گالیوں سے اس کا کچھ بگڑ سکتا ہے، بلکہ مخالفت تو احمدیت کے کھیت میں کھاد کا کام دے رہی ہے اور ذی فہم لوگوں میں اسکے بیانات کو پڑھ کر اصل حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کرنیکا شوق پیدا ہو رہا ہے، جو انشاءاللہ انکی ہدایت اور سلسلہ کے فروغ کا موجب ہوگا۔ پھر ہم کیوں "المنبر" کی گالیوں سے برافروختہ ہوں اور اس کے ورق میں لاتیں ماریں کہیں تو اس کی روزی کا ذریعہ ہے، وہ گیا پولیس برانچ کا خطرہ جس کا وہ ؟ رہی اس خطرہ کو دعوت دے رہا ہے۔ ہمیں پولیس برانچ کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

غرض یہ وہ حالات ہیں، جن کو اگر سلسلہ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کے بیّن نشانات قرار دیا جائے تو بالکل بجا ہے، کیا یہ عظیم الشان معجزہ نہیں کہ ایسے تکلیف دہ حالات میں اس جماعت کو تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں ایسی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں جن کی نظیر ملنی مشکل ہے اور انہی کامیابیوں کے زیر اثر آج ہم اپنی پچاس سالہ جوبلی کا جشن منا رہے ہیں۔ ہمارا جلسہ سالانہ جس کی بنیاد حضرت امام وقت نے ۱۸۹۱ء میں اپنے دعوے کے ساتھ ہی رکھ دی تھی۔ بجائے خود ایک نشان ہے، کہ پون صدی گذر جانے اور ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود برابر ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ اور ہر سال اس کے ذریعہ اس جماعت کی زندگی اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر مہر لگ جاتی ہے۔ اب پھر اس کے دن نزدیک آ رہے ہیں۔ صرف تین ہفتے باقی رہ گئے ہیں آ جائیے اور پھر ایک دفعہ اپنی زندگی اور امام وقت کی صداقت کا عملی ثبوت پیش کیجئے۔

الیکشنی بحران

صدق جدید سے بلا تبصرہ

" امیر جماعت اسلامی پاکستان مولانا مودودی کی ایک الیکشنی تقریر کا اقتباس :-

" عام حالات میں اصول کے مطابق صدر مرد ہونا چاہیئے۔ لیکن اصل چیز جمہوریت کی بحالی ہے۔ اگر ایک طرف کسی امیدوار میں کوئی اور خامی نہ ہو سوا اس کے کہ وہ عورت ہے اور دوسری طرف مرد امیدوار میں کوئی خوبی نہ ہو سوا اس کے کہ وہ مرد ہے۔ تو اس صورت میں اس کے سوا کوئی راستہ باقی نہیں رہ جاتا کہ خاتون امیدوار کی حمایت کی جائے یہی وجہ ہے کہ ہم محترمہ فاطمہ جناح کا ساتھ دے رہے ہیں۔"

سادہ لفظوں میں رکھئے، تو یہ عبارت تین نکتوں کا مجموعہ نظر آئے گی۔

(۱) اصل اور اہم ترین مقصود جمہوریت کی بحالی ہے! ــــ اقامت دین حکومت الٰہیہ، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ وغیرہ کے بجائے گویا اب نصب العین "جمہوریت" قرار پا گیا!

(۲) محترمہ ہر عیب سے خالی عملاً معصوم۔ بجز ایک عیب طبعی اور غیر اختیاری یعنی اپنی نسائیت کے ــــ صالحیت وتقوےٰ واتباع سنت کا یہ نیا ماڈل بیسویں صدی میں خوب ہاتھ آ گیا!

(۳) صدر موجودہ ہر خوبی سے خالی ہیں۔ بجز ایک امر طبعی اور غیر اختیاری یعنی جنس مذکر ہونے کے ــ

(باقی دیکھئے کالم ۳)

محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم زمانۂ حال کے پیغمبر

اس نام سے ایک کتاب حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے حال ہی میں تصنیف فرمائی ہے، جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اقوامِ عالم کے تعصّبات مذہبی ونسلی وجغرافیائی وغیرہ کا بخوبی علم تھا اور آپ اہلِ یورپ کی اخلاقی وسیاسی برائیوں سے بھی خوب واقف تھے حضور صلعم نے ان برائیوں کا علاج بیان فرمایا ہے اور آپ اپنے زمانہ میں ان برائیوں کو دُور کرنے میں کامیاب رہے۔ آج بھی اہلِ یورپ آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ان تمام مشکلات اور بُرائیوں سے نجات پا سکتے ہیں جو زمانۂ حال میں انہیں پیش آ رہی ہیں۔ اور جن کی وجہ سے دُنیا کا امن خطرہ میں پڑ گیا ہے۔

آہ! بابو عبدالحق صاحب

محترمی ....

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہر کہ آمد بہ جہاں اہلِ فنا خواہد بود
وآنکہ پائندہ و باقی است خدا خواہد بود

آپ کو یہ خبر نہایت افسوس سے لکھ رہا ہوں کہ آج مؤرخہ ۲۸ر نومبر ۱۹۶۴ء کو بوقت صبح چار بجے جناب بابو عبدالحق صاحب جنہوں نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہوئی تھی تین دن کی شدید علالت کے بعد انتقال فرما گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس سانحہ دلخراش کو اپنے مؤقر جریدہ پیغام صلح میں طبع فرما کر تمام بیرونی جماعتوں کو نماز جنازہ غائبانہ کی تحریک فرما دیں۔ والسلام

نیاز مند۔ ظفراللہ خاں۔ کالج چوک شہر راولپنڈی

پیغامِ صلح:۔

بابو عبدالحق صاحب محترم بابو محمد صاحب لودہانوی کے فرزند رشید تھے۔ محکمہ نہر میں ملازم رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ دیر احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مقیم رہے پھر جہلم چلے گئے۔ جہاں سے راولپنڈی منتقل ہو گئے بڑے نیک مخلص اور سلسلہ سے محبت رکھنے والے بزرگ تھے۔ دعا ہے اللہ تعالے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے احباب کرام سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفاء

گذشتہ ۲۷ر نومبر ۶۴ء کو آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفا کی توسیع کی تقریب پر شیخ محمد حسین صاحب مہتمم دار الشفا نے ایک مجلس منعقد کی جس میں ڈاکٹر محمد مسعود صاحب بابائے ہومیوپیتھی کو بطور مہمان خصوصی بلایا گیا اس مجلس میں جو حضرت امیر ایدہ اللہ کے زیر صدارت منعقد ہوئی معزز صاحبان کے علاوہ متعدد افراد جماعت مثلاً مولانا یعقوب خاں صاحب، مرزا مسعود بیگ صاحب ڈاکٹر محمود احمد خاں داؤدزئی اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے تقاریر کیں جن میں بانی دار الشفا مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور شیخ محمد حسین صاحب کی خدمات کو سراہا گیا۔ شیخ صاحب نے اس موقع پر دار الشفا کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے اس کی افادیت کو بالتفصیل بیان کیا۔ (مفصل آئندہ)

دلدوز حادثہ

یہ خبر نہایت افسوس کیساتھ سُنی جائیگی کہ ملک مولا بخش صاحب دھرمپورہ لاہور کے صاحبزادہ ملک محمد اسلم ناصر کویت میں کار کے حادثہ میں جان بحق ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم اپنے پیچھے ایک نوجوان بیوہ اور تین بچے چھوڑ گئے ہیں جو ابھی کویت ہی میں ہیں سب سے چھوٹے بچے کی عمر تین ماہ [illegible] سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۶)

گدیوں میں بٹ گئے۔

امام الزمان کی بعثت

ایک امام اس زمانہ میں آیا۔ اس نے ایک قوم پیدا کی۔ اس امام کا مقصد یہ ہے کہ قوم قرآن وحدیث پر عمل درآمد کرے۔ مامور اور امام کا قرآن اور حدیث پر عمل پیدا کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ حدیث مجدّدین ابوداؤد سے مروی ہے کہ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اس امت کی خیر خواہی کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد آیا کرے گا تجدید دین کا کیا مطلب ہے۔ محدثین نے اس کی یہ تشریح کی ہے۔ ای یاحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ یعنے کتاب وسنت پر جو عمل مٹ گیا ہو اس کو مجدّد تازہ کرے گا۔ اس کا کام یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے بارہ میں جو عمل مٹ گیا ہے اس کو دوبارہ تازہ کرے اس زمانہ میں ایک امام آیا۔ ہم کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس پُر آشوب زمانہ میں۔ اس غفلت۔ دنیا پرستی۔ نفس پرستی کے زمانہ میں اس خدا نے ہم پر رحم فرمایا اور امام بھیجا امام زمان نے اس قوم کے اندر احیاء دین کی روح پیدا کی، اور قرآن وحدیث کے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کے دیکھا دیکھی جگہ جگہ دوسروں نے بھی درسوں کا سلسلہ شروع کیا۔ جس سے ہم خوش ہیں۔ سو دین کو تازہ کرنے کے لئے امام ہم میں آیا۔ ان کی وجہ سے ایک جماعت تیار ہوئی۔ جس نے خدمت دین اور اشاعت قرآن کے لئے بے نظیر قربانیاں کی ہیں۔ بے نظیر لٹریچر پیدا کیا ہے۔ ان کو دیکھ کر دوسروں نے بھی تفاسیر اور کتب لکھیں۔ زمانہ جانتا ہے کہ اس قوم نے بہترین ایثار وقربانیاں کی ہیں، اور یہ عامل قوم ہے

آپ اس کی طرف توجہ کریں غفلت کو چھوڑ دیں، خدا پرستی کی طرف توجہ دیں۔

الیکشنی بحران

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

گویا اگر دجّال نہیں تو اس کے نقیب ومقدمۃ الجیش تو ضرور ہیں۔

یہی وہ مولانا مودودی ہیں جن کی شہرت اب تک ان کے ہر تحریری وتقریری بیان کے احساس ذمہ داری۔ (اور شرعی ذمہ داری) کی تھی! — اللہ اکبر! الکشنی جذبات کا انتقامی بحران اُن کے سے ذمہ دار شخص کو بھی کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے! انا للہ....

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے!

خدا تعالےٰ تمام اقوام کی جسمانی اور روحانی تربیت کرتا ہے

انسان کے اپنے اخلاق ہی ذلّت و مسکنت کا باعث بنتے ہیں

حضرت امام الزمان کی بعثت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۶۴ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا .... واللہ شدید العقاب

——(آل عمران : ۱۲)——

وقال اللہ تعالیٰ - ذالک بما قدمت اید یکم و لیس اللہ بظلام للعبید ○ کدأب آل فرعون والذین من قبلھم کفروا بآیات اللہ فاخذھم اللہ بذنوبھم ان اللہ قوی شدید العقاب ○ ذٰلک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم وان اللہ سمیع علیم ○ کدأب آل فرعون والذین من قبلھم کذبوا بآیات ربھم فاھلکنٰھم بذنوبھم واغرقنا آل فرعون وکل کانوا ظالمین -

——(الانفال ۸ : ۵۲-۵۴)——

جسمانی اور روحانی تربیت

ان دو مقامات پر اللہ تعالےٰ نے ایک قانون بیان فرمایا ہے اور اس قانون کے بیان کرنے کے ساتھ ہی قوموں کی تاریخ بھی بیان فرمائی ہے، اور بتایا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ رب العالمین ہے ساری قوموں کا خالق و مالک ہے۔ سب کی پرورش کرتا ہے۔ جسمانی پرورش کے علاوہ روحانی پرورش کے سامان بھی وہ کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہر زمانہ میں ہر قوم کی ہدایت اور بھلائی کے لئے پیغمبر مبعوث فرمائے جس کسی نے اُن کی مخالفت کی ان کو اور ان کے مشن کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ خود تباہ ہو گئے۔

قانونِ الٰہی

اس ضمن میں خدا تعالےٰ نے ایک قانون بیان فرمایا ہے۔ وہ قانون یہ ہے کہ ان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ خدا تعالےٰ کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ اگر کسی قوم پر اپنا فضل نازل کرے۔ اس کو اپنے برکات و افضال اور دوسری نعمتوں سے مالا مال کر دے تو پھر اس کے بعد اپنی نعمتیں چھین لے۔ فرمایا لم یک مغیراً نعمۃ انعمھا علیٰ قوم یہ اس کی شان کے برخلاف ہے۔ کہ وہ اپنی عطا کردہ نعمت زائل کر دے۔ وہ نعمت صحت مند زندگی کی ہو امن و آرام کی زندگی کی ہو سلطنت اور تمکنت ہو، قومی اتحاد کی نعمت ہو، فرمایا کہ ہم اسکو زائل نہیں کرتے اچھی حالت کو بری حالت میں تبدیل نہیں کرتے۔ کون تبدیل کرتا ہے۔ فرد۔ قوم اور معاشرہ خود اپنی اچھی حالت کو بری حالت میں تبدیل کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اس کے اپنے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ خدا پرستی کے بجائے دنیا پرستی جگہ لے لیتی ہے۔ اتحاد کی جگہ انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ خدا کی عبادت کو چھوڑ کر خواہشات کی پوجا ہونے لگتی ہے۔ انسان دنیا کے کمانے میں منہمک ہو جاتا ہے اور خدا کو بھول جاتا ہے۔ فرمایا کہ یہ ہماری شان نہیں ہے کہ کسی قسم کی نعمت کو انسان سے چھین لیں۔ انسان خود خدا تعالےٰ کی نعمتوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ ایک فرد، ایک معاشرہ۔ ایک جماعت ایک قوم بھی نعماء الٰہی کو ضائع کر دیتی ہے۔

ایک تاریخی واقعہ

فرمایا کدأب آل فرعون والذین من قبلھم۔ اس میں تاریخ بیان کی گئی ہے ان قوموں کی جو نعماء الٰہی کو ضائع کر دیتی ہیں۔ فرمایا ایک وقت فرعون ایک عظیم الشان سلطنت کا مالک تھا۔ اس کا بڑا دبدبہ تھا۔ عزت تھی۔ شان تھی۔ بہت بڑی وسیع حکومت تھی۔ لیکن وہاں ظلم کا دور دورہ تھا۔ فرعون خود خدا بن بیٹھا تھا اور انسانوں پر ظلم اور تعدی کرتا تھا۔ ایک حصّہ قوم کو دوسرے حصّہ قوم سے لڑاتا تھا۔ ایک حصّہ کو مضبوط اور دوسرے حصّہ کو کمزور کر کے حکومت کرتا تھا اس نے بنی اسرائیل کی قوم کو بے انتہاد ذلیل کیا وہ مَردوں کو ختم کر دیتا اور عورتوں کو زندہ رکھتا تاکہ وہ بے غیرتی اور گناہ کی زندگی بسر کریں۔ فرعون کو یقین تھا یہ میں ہمیشہ کے لئے حکمران رہوں گا۔ جیسا کہ بعض لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ نحن اکثر اموالاً واولاداً وما نحن بمعذبین۔ ہمارے پاس مال بہت ہے۔ ہمارا جتھہ بڑا مضبوط ہے بہت بڑی عزت ہمیں حاصل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہم سے راضی ہے۔ اور ہمیں کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ مال۔ دبدبہ۔ اقتدار یہ غافل کرنے والی چیزیں ہیں۔ وہ جن کے پاس مال و دولت ہے ان کو شکر گزار ہونا چاہیئے۔ وہ جس کے پاس حکومت ہو۔ اقتدار ہو، اسے خدا کا شکر کرنا اور مخلوق کی ہمدردی کرنی چاہیئے بجائے اس کے وہ چھوٹا فرعون بن جاتا ہے۔ مولنا رومی نے سچ فرمایا ہے ؎

اور فرعون بود مارا عون نیست

فرعون کے پاس عون تھا، ہمارے پاس عون نہیں، اگر ہمارے پاس مال و دولت اور اقتدار ہو تو پھر پتہ لگے کہ ہم فرعون بنتے ہیں یا نہیں -

آج بے شمار لوگ ہیں، جو دولت مند ہیں۔ جن کے پاس سامان ہیں، کاریں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب ہماری ہی ذہانت کا نتیجہ ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انکی ذہانت کے نتائج نہیں ہیں۔ یہ خدا تعالےٰ کی عطا ہے ایک ان پڑھ جاہل آدمی کے پاس بھی بعض وقت لکشمی دن رات کھیلتی ہے۔ اس لئے فرمایا کدأب آل فرعون، الذین من قبلھم۔ جس طرح آل فرعون کی عادت اور ان کا طریقہ تھا کہ وہاں ظلم و تعدی ہوتی تھی، نخوت و تکبّر تھا فاخذنھم بذنوبھم ہم نے ان کی بد اعمالیوں اور گناہوں کی وجہ سے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ دوسری جگہ فرمایا واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔ فرعون کی قوم کو ہم نے غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے جس قوم کو وہ تنگ کرتا تھا۔ جس پر وہ ظلم کرتا تھا۔ جو اس کے قہر کی تختۂ مشق بنی ہوئی تھی، اسی قوم کی آنکھوں کے سامنے اسکو اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ فرعون کی تباہی کا بڑا خطرناک اور عبرت آموز قصہ ہے۔ جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ فرعون اپنی وسعت سلطنت - دولت اور اقتدار کی وجہ سے تکبر و نخوت کا شکار تھا

اور خدا کی مخلوق پر ظلم کرتا تھا۔ قوم موسیٰ جب فرعون کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئی اور کسی دوسری جگہ پناہ گزین ہونے کے خیال سے مصر کو خیرباد کہا اور ملک چھوڑ کر چلی گئی۔ تو فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ جب کمزوروں کو مارا ہو تو لیڈر پیش پیش نظر آتے ہیں۔ چنانچہ فرعون خود بنی اسرائیل کے تعاقب کے لئے نکلا۔ بنی اسرائیل کے سامنے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر۔ گھوڑوں کے دوڑنے کی وجہ سے مٹی غبار بن کر اڑی اور بادل کی صورت ہو گئی۔ اس بادل میں تلواروں کی چمک کی وجہ سے گویا بجلیاں چمکتی نظر آتی تھیں۔ اس وقت بنی اسرائیل کو بڑی تشویش لاحق ہوئی اور انہوں نے دہائی دی یا موسیٰ انا لمدرکون اے موسیٰ ہم مارے گئے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کلا ان معی ربی سیھدین نہیں ایسا ہرگز نہیں میرا رب مجھے راستہ دکھائے گا۔ قوم کو اپنی تباہی کا یقین تھا۔ عین اس صورت حال میں خدا نے ان کے دشمنوں کو غرق کر دیا۔ یقیناً اس قسم کا واقعہ ایمان پیدا کرتا ہے۔

ایک فرعون امیہ بن صامت تھا، جو حضرت بلال کو اسلام میں آنے کی وجہ سے مارتا اور ایذائیں دیتا تھا۔ جنگ بدر میں وہ بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے مارا گیا تو بلال رضی اللہ عنہ کو کس قدر خوشی ہوئی ہو گی۔ اور کس قدر ایمان بڑھا ہو گا۔

کمزوروں پر خدا کا احسان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ہمارا ارادہ ہے کہ وہ قوم جو کمزور ہے اس پر ہم احسان کریں یہ تاریخ خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ بنی اسرائیل کی کمزور قوم پر خدا نے بڑا احسان کیا اور ان کے ظالم حاکم سے انہیں نجات دلائی۔ اس میں مسلمانوں کو بھی تلقین فرمائی ہے۔ تاریخی واقعات کو اسی لئے بیان فرمایا ہے کہ مسلمان بھی اس سے سبق حاصل کریں۔ وہ خدا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے رکھیں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ جب وہ اخلاق کو جواب دیدیں گے جب معاشرہ میں قوم میں اور جماعت میں محبت نہ رہے گی۔ خدا کی عبادت اور حقوق اللہ کو بھول جائیں گے تعلق نہ رہے گا۔ تو اگرچہ وہ منہ سے کلمہ پڑھتے ہوں گے۔ مگر ذلیل ہو جائیں گے۔ اور امن و آشائش چھن جائے گا۔

عظیم الشان اسلامی سلطنت

یہ خدا کا قانون ہے جو تمام قوموں کے لئے ہے مسلمان قوم کے لئے بھی ہے جس نے ساڑھے سات سو سال یورپ میں حکومت کی۔ یہ کیوں ختم ہوئی۔ یہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ ورنہ خدا کسی شخص یا قوم کو جو نعمت عطا کرتا ہے وہ اس سے چھینتا نہیں۔ وہ اسے زائل نہیں کرتا جب تک وہ قوم خود اپنے اخلاق کو تباہ و برباد نہ کر لے۔ یورپ کے مغرب میں اسلامی سلطنت کی کئی عظیم الشان یادگاریں آج تک موجود ہیں مسجدیں ہیں۔ قلعے ہیں، محلات ہیں۔ ان لوگوں میں خدا پرستی تھی۔

ترویج علوم

انہوں نے یورپ کو علم سے مالا مال کیا۔ اس وقت یورپ افریقہ کی طرح ایک نہایت تاریک براعظم تھا۔ یورپ کے لوگوں نے سپین کی اسلامی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ وہ اب بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ابن رشد سے فلسفہ انہوں نے سیکھا۔ فلاں مسلمان نے طب کی تعلیم دی۔ فلاں نے کیمسٹری پڑھائی۔ فلاں نے جغرافیہ اور تاریخ کا علم سکھایا اور فلاں نے الجبرا ایجاد کیا۔ معلوم ہوا کہ مسلمان، قوم کے اخلاق، ان کے اعمال بہت اعلیٰ اور بلند تھے۔ اسی وجہ سے یورپ کے مغرب میں ساڑھے سات سو سال تک انہوں نے حکومت کی۔

ذلت و مسکنت

پھر جب اخلاق بگڑ گئے تو ذلیل ہو کر رہ گئے یہاں تک ذلیل ہوئے کہ ایک مسلمان بیرسٹر صاحب سیر و تفریح کے لئے سپین گئے۔ انہوں نے سنایا کہ وہاں ایک بازار میں ایک خاکروب کو ایک شخص چابک مار رہا تھا، پوچھا کہ یہ خاکروب کون ہے تو معلوم ہوا کہ مسلمان ہے یہاں تک ذلت کی حالت پہنچ چکی ہے۔ کہ ایک وقت مسلمان وہاں حکمرانی کرتا تھا اور آج خاکروبی کرتا ہے۔ اسی بات کا ذکر فرمایا کہ خدا کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی کی نعمت سلطنت، آرام و آسائش اور اتحاد وغیرہ کو ضائع کر دے۔ یہ سب کچھ تمہارے اپنے اخلاق کے بگڑنے سے ہی ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ان الذنوب تغیر النعم گناہ کی زندگی صحت، عزت اور دولت کو برباد کر دیتی ہے میرے ایک دور کے رشتہ دار تھے وہ نہایت شریف نوجوان تھا۔ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا مالک تھا۔ تاجر تھا۔ اس سے کسی نے کہا کہ تم دولتمند ہو تمہاری خوبصورت جوانی کس کام کی۔ تم کوکین کھایا کرو۔ وہ نوجوان میرے پاس آیا کرتا تھا پھر وہ دیر تک میرے پاس نہ آیا۔ معلوم ہوا کہ وہ شرمندہ ہے۔ میں نے سنا اس کا بھرپور چہرہ اتر گیا۔ اس لئے وہ سامنے آنے کو کتراتا ہے۔ اس نے دولت بھی گنوائی اور عزت بھی برباد کی۔ پھر جوانی میں ہی اگلے جہان چلے گئے اس کے والد نے کہا کہ ہماری عزت برباد ہو گئی۔ وہ نعمتیں جو خدا کی عطا کردہ تھیں خدا نے چھین لیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دشمنوں کو بھی تکلیف میں دیکھ کر خوش نہ ہونا چاہیئے۔ صرف عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

بھارت کے پاکستان کے متعلق خیالات

یہ جو ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان ہے۔ اس کے ارادوں میں یہ بات تھی کہ پاکستان کو پنپنے نہیں دیا جائے گا بھارت کا گرو — نہرو — سمجھتا تھا کہ پاکستان کے پاس کچھ نہیں۔ قلاش ہے۔ مسلمان حساب دان نہیں۔ اسکو اکنامکس کا علم نہیں۔ وہ منڈی چلانا نہیں جانتا۔ یہ کاروبار کو نہیں سمجھتا۔ یہ غرق شدہ ملک ہے۔ نہرو بڑا ذہین تھا اس نے پاکستان کے خلاف یورپ میں بڑا خطرناک پروپیگنڈا کیا بہت سے ملک اس پروپیگنڈا کی وجہ سے پاکستان کو نظر میں نہیں لایا کرتے تھے۔

پاکستان کی بین الاقوامی شہرت

لیکن آج اس کی کیا حالت ہے۔ آج وہ لوگ خود بھوکوں مر رہے ہیں۔ آج آپ کی قوم کی اور آپ کے ملک کا یورپ میں شہرہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آج آپ کی قوم کی اور آپ کے ملک کا یورپ میں شہرہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ آج پاکستان کی اقتصادی حالت اچھی ہے۔ وہاں اب پاکستان کے بارہ میں اچھی رائے کا اظہار ہوتا ہے۔

بھارت کی حالت زار

ہندوستان کے عوام اب خیال کرنے لگے ہیں کہ ان کا ملک انگریزوں کے چنگل سے نکل کر امریکہ کی غلامی میں چلا گیا ہے۔ وہ آج روٹی کے لئے ترس رہے ہیں۔ وہاں دن رات روٹی کے لئے ہڑتالیں ہیں۔ لوٹ مار ہے۔ احتجاج ہیں۔ خدا نے اپنی دی ہوئی نعمتوں کو ان سے واپس لے لیا۔ کیونکہ وہ ظلم پر کمربستہ ہو گئے

احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کی پابندی

ان بیانات سے کہ فرعون کی عادت تھی کہ وہ ظلم کرتا تھا۔ وہ اپنے ساز و سامان۔ لاؤ لشکر۔ دولت عزت اور طاقت و قوت کی وجہ سے نخوت و تکبر میں پھنسا ہوا تھا۔ وہ ان کی وجہ سے ظلم کرتا تھا۔ خدا پرستی کی جگہ دنیا پرستی ان کی عادت تھی۔ فرمایا وہ قوم تباہ ہو جاتی ہے جو اپنے اخلاق تباہ کر لیتی ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے قوانین ایک ہی ہیں۔ اگر تم رسوائی سے بچنا چاہتے ہو تو خدا کے احکام کی پابندی کرو۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق زندگی بسر کرو۔ غفلت چھوڑ دو، اتحاد قائم کرو۔

اتحاد میں برکت ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تفرقہ سے بنی اسرائیل بنو اسرائیل تباہ ہو گئے۔ اسی طرح اگر مسلمان قوم بھی تباہی کا راستہ اختیار کرے گی۔ وہ بھی تباہ ہو جائے گی۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ اس تباہی سے بچنے کا ذریعہ کیا ہو گا، فرمایا الجماعت الجماعت الجماعت اگر تم بچ سکتے ہو تو مل کر کام کرو اسی طرح بچ سکتے ہو۔ ورنہ قانون خدا ایک ہی ہے۔ مسلمانوں نے چودہ سو سال قرآن و حدیث بار بار پڑھا ہے باوجود اس کے کامیابی کا راستہ بالکل چھوڑ دیا۔ چھوٹے چھوٹے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

جناب میاں صاحب کے دعویٰ چپیڑ نہ لگوانیکی حقیقت

مولوی عبدالکریم آف مباہلہ کے بھائی پر حملہ اور

جناب میاں صاحب کا اظہارِ خوشنودی

محمد امین خانصاحب ایک پٹھان ایک زمانہ میں جناب میاں صاحب کے خاص اخاص مخلصین میں شمار ہوتے تھے اور فی الحقیقت ان کا اخلاص اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا چنانچہ جب مولوی عبدالکریم صاحب آف مباہلہ اور ان کا بھائی اور باپ میاں صاحب کے مخالف ہو گئے تو اس مخلص پٹھان کو جوش آیا اور اس نے اس خاندان کے افراد سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔ چنانچہ ایک دن شام کی نماز کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب کا بھائی اتفاق سے بازار میں مل گیا تو اس مخلص پٹھان نے اس پر اس لاٹھی سے حملہ کر دیا جو اس کے ہاتھ میں تھی اس حملہ کی اطلاع جب ایک شخص نے جناب میاں صاحب کو کی تو میاں صاحب کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ کیا ہوا اگر محمد امین نے اس پر حملہ کیا ہے کیا یہ لوگ ہم کو گالیاں نہیں دیتے گالیوں سے مراد جناب میاں صاحب کا وہ الزام تھا جس کے فیصلہ کے لئے یہ لوگ مباہلہ کا مطالبہ کر رہے تھے۔

مولوی عبدالکریم صاحب پر قاتلانہ حملہ

اس کے بعد یہ لوگ قادیان سے چلے گئے لیکن ان کا رسالہ مباہلہ نامی باقاعدہ نکلتا رہا آخر ایک مجلس مشاورت میں جناب میاں صاحب نے مجلس مشاورت کے خاتمہ پر ممبران کو بٹھلا لیا اور باقی سامعین کو نکال دیا ممبران کے سامنے ایسی اشتعال انگیز تقریر کی کہ ہر ایک ممبر کا خون کھولنے لگ پڑا اس اشتعال انگیز تقریر کے نتیجہ میں صوبہ سرحد کے ایک شخص محمد علی نامی مولوی عبدالکریم صاحب کے قتل کرنے کے ارادہ سے گورداسپور پہنچ گیا جہاں مولوی عبدالکریم صاحب کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گئے ہوئے تھے چنانچہ واپسی پر جس بس میں مولوی عبدالکریم صاحب سوار ہوئے اسی بس میں محمد علی بھی سوار ہو گیا بٹالہ کے قریب جب بس پہنچی تو محمد علی نے مولوی عبدالکریم صاحب پر خنجر سے قاتلانہ حملہ کر دیا جس سے وہ زخمی تو ہو گئے لیکن جلدی سے چھلانگ لگا کر بس کے پیچھے چھپ گئے اور پیچھے سے نکل کر شہر جا کر جو قریب ہی تھا پولیس کو اطلاع کر دی۔ دوسرے لوگ بھی بس سے نیچے اتر آئے ان میں بٹالہ کا ایک نوجوان بھی تھا محمد علی نے اسے عبدالکریم سمجھ کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کو گرا کر اتنے زخم لگائے کہ وہ بے چارہ وہیں جان بحق ہو گیا پولیس نے آ کر قاتل کو گرفتار کر لیا عدالت سے اس کو پھانسی مل گئی پھانسی کے بعد جناب میاں صاحب نے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ وہ پھانسی پر نہیں مرا بلکہ پھانسی پانے سے قبل ہی اس کی موت واقع ہو گئی تھی۔ اس بات کو شہرت دینے کا مقصد ان کا یہ تھا کہ خلیفہ کے مخالف پر قاتلانہ حملہ کرنے والا پھانسی سے کس طرح مر سکتا تھا چنانچہ ایک وفد گورداسپور کے جیل کے افسر کے پاس بھیجا گیا کہ وہ کسی طرح میاں صاحب کے خیال کی تصدیق کر دے مگر اس نے صاف بتلا دیا کہ وہ پھانسی پر ہی مرا ہے ادھر ڈاکٹروں کی ایک جماعت بھلائی گئی جو اس کی لاش کو دیکھ کر بتلائیں کہ پھانسی پانے والوں کی کیا کوئی علامت اس کے جسم میں پائی جاتی ہے چنانچہ بعض ڈاکٹروں نے جناب میاں صاحب کو خوش کرنے کے لئے کہدیا کہ پھانسی پر مرنے والے کی تو آنکھیں باہر نکل آتی ہیں لیکن اس کی آنکھیں باہر نہیں نکلی ہوئیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص پھانسی پر نہیں بلکہ طبعی موت سے مرا ہے اس کے تھوڑے عرصہ بعد قادیان کا ایک اور شخص قتل کے جرم میں پھانسی پر لٹکایا گیا جس کی موت یقینی طور پر پھانسی کے ذریعہ ہی وقوع میں آئی تھی جس سے میاں صاحب کے نظریہ اور ڈاکٹروں کی رائے کی تغلیط ہو گئی۔ کیونکہ اسکی آنکھیں بھی باہر نکلی ہوئی نہ تھیں

محمد علی کی نعش جب قادیان میں آئی تو باوجود اس کے کہ قتل جیسے بھیانک جرم کا ارتکاب ہوا تھا جناب میاں صاحب نے اس کے جنازہ کو خاص طور پر کندھا دیا اور اس قاتل کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا جس کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہاں بہشتی ہی دفن ہو سکتا ہے اور اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عبارت پر ہے جس کا مفہوم ان لوگوں نے غلط سمجھا ہوا ہے اب ایک قاتل کس طرح بہشتی ہو سکتا ہے جناب میاں صاحب نے علم دین کے متعلق جس نے حضرت نبی کریم صلعم کو گالیاں دینے والے ایک آریہ کو قتل کیا تھا یہ الفاظ کہے تھے کہ مرنے سے قبل اسے توبہ کرنی چاہیئے ورنہ جہنم اس کی سزا ہے لیکن اپنے گالیاں دینے والے کو قتل کرنے والا ان کے نزدیک سیدھا بہشت میں جائے گا بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ اور پھر رات کو اس کی یاد میں مجلس مشاعرہ منعقد کرائی گئی جس میں متعدد شعراء نے اس کی تعریف اور اس کے فعل کی ستائش میں اپنے اپنے قصیدے پڑھے۔

مولوی عبدالکریم صاحب کی ہلاکت کی پیشگوئی

جناب میاں صاحب نے اپنی ۲۷ سال قبل کی تقریر میں بڑے زور سے فرمایا ہے کہ میں کسی شخص کی ہلاکت کی پیشگوئی کرنے کے بعد اسے مروانے کی کوشش نہیں کرتا لیکن واقعات کی شہادت اس کے بالکل خلاف ہے چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب کا واقعہ ہی لے لو پہلے جناب میاں صاحب نے مولوی صاحب موصوف کے متعلق یہ پیشگوئی کی کہ ان کی روحانی موت تو وقوع میں آ چکی ہے جسمانی موت باقی ہے جو وہ بھی جلد وقوع میں آ جائے گی اس کے بعد جماعت کو اشتعال دلایا جس کے نتیجہ میں ان پر قاتلانہ حملہ ہو گیا۔ مگر خدا نے میاں صاحب کی پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے انہیں اس حملہ سے بچا لیا اور وہ اس وقت تک نہ صرف زندہ ہیں بلکہ دندناتے پھر رہے ہیں اور ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوا نہ ان کا باپ کسی عذاب میں مبتلا ہوا بلکہ کافی لمبی عمر پا کر اپنی طبعی موت سے فوت ہوا نہ اسکے بھائی کو کسی قسم کا نقصان پہنچا۔

جناب میاں صاحب کی چال

مندرجہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے کہ جناب میاں صاحب کسی شخص کی ہلاکت کی پیشگوئی کرنے کے بعد اس شخص کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے کیا کیا ہتھکنڈے استعمال میں لاتے ہیں اگر تو انکو اپنے ہتھکنڈوں میں کامیابی ہو گئی جیسا کہ میاں فخرالدین صاحب شہید کے معاملہ میں ہوا اور اگر وہ شخص بچ گیا تو وہ جانتے ہیں کہ پیشگوئی کس کو یاد رہی ہے اور کس کو جرأت ہے کہ جناب میاں صاحب سے پوچھے کہ جناب آپ کی پیشگوئی کہاں گئی جیسا کہ مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی تو کیا کسی نے ان سے پوچھا کہ پیشگوئی کیوں پوری نہیں ہوئی باوجود قاتلانہ حملہ کے مولوی صاحب موصوف صحیح سلامت بچ گئے اور آج تک زندگی کی نعمت سے متمتع چلے آ رہے ہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب کے مکان کو مسمار کرنا

مولوی عبدالکریم صاحب کو قتل کرنے میں جب ناکامی ہوئی تو قادیان میں ان کی جائداد کا نشان مٹانے کی تدبیر کی گئی تفصیل اس کی یہ ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب اور ان کا بھائی اور باپ تینوں اپنی زندگیوں

کو قادیان میں غیر محفوظ پا کر قادیان کو چھوڑ کر امرتسر میں جا آباد ہوئے لیکن ان کا ایک پختہ دو منزلہ مکان قادیان میں تھا جس میں لوہے کے گارڈر بھی پڑے ہوئے تھے اس پختہ مکان کے ساتھ ہی ایک کچا بھی تھا جس میں ان کا سیویاں بنانے کی مشینوں کا کارخانہ تھا چونکہ انکو اپنا مکان چھوڑے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا تھا اس لئے مکان کے کچے حصہ کی ایک جانب کچھ شکستہ ہو گیا تھا اس لئے خطرہ تھا کہ برسات میں گر نہ جائے ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے ان کو نوٹس دیا گیا کہ اپنے مکان کی مرمت کراؤ ورنہ کمیٹی اسے خود گرا دے گی ان کی طرف سے جواب آیا کہ وہ عنقریب مرمت کے لئے آدمی بھجوا دیں گے۔ اس اثناء میں جناب میاں صاحب کی نظارت کے ناظر اعلیٰ نے ٹاؤن کمیٹی کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری کو بلایا اور ان سے کہا کہ مولوی عبدالکریم صاحب والا مکان کمیٹی گرا دے اور اگر یہ لوگ مقدمہ کریں گے تو مقدمہ کے اخراجات نظارت برداشت کرے گی۔

اس وقت ٹاؤن کمیٹی کے پریذیڈنٹ، مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ماسٹر محمد دین صاحب تھے اس حکم کو پا کر وہ اپنے سیکرٹری کے ہمراہ میرے پاس تشریف لائے اور اس کے متعلق میری رائے دریافت کی کیونکہ میں بھی ٹاؤن کمیٹی کا ممبر تھا میں نے انہیں کہا ناظر اعلیٰ صاحب کو کہدیں کہ قانوناً بھی کمیٹی اس کام کو نہیں کر سکتی ایک تو اس وجہ سے کہ خطرہ والا حصہ صرف کچا حصہ ہے مکان کے پختہ حصہ کے گرنے کا کوئی خطرہ نہیں دوسرے ان کی طرف سے جواب آ گیا ہے کہ وہ مرمت کے آدمی بھجوا رہے ہیں علاوہ ازیں اخلاقی لحاظ سے بھی ہمارا یہ فعل دنیا کی نظر میں نہایت ہی گرا ہوا فعل قرار دیا جائے گا اور جماعت کی شہرت پر ایسا بدنما دھبہ لگے گا کہ جس کو کسی عذر سے بھی دھویا نہیں جا سکے گا۔ لوگ کیا کہیں گے کہ اپنے ساتھ مخالفت کرنے والوں کی جائداد کو یہ لوگ ناجائز طریقوں سے کام لیکر تباہ کر دیتے ہیں۔ انہوں نے میری رائے سے اتفاق کیا اور سکرٹری کو کہا ناظر اعلیٰ کو جا کر کہدیں کہ چونکہ دوسرے ممبر متفق نہیں اس لئے کمیٹی اسے گرانے کے لئے تیار نہیں سیکرٹری صاحب نے آ کر مجھے بتلایا کہ جب ناظر اعلیٰ کو یہ جواب انہوں نے سنایا تو ناظر اعلیٰ نے ان کی موجودگی میں ہی اپنی نظارت کے ناظر امور عامہ کو بلایا اور کہا کہ کمیٹی والے تو گرانے کے لئے تیار نہیں آپ ہی گرا دیں چنانچہ انہوں نے رات کو قریباً چار پانچ سو نوجوان لگوا کر راتوں رات مکان کو مسمار کروا دیا اور تمام اینٹیں لکڑیاں گارڈر وغیرہ اٹھوا کر لے گئے اور صبح تک سفید زمین کے سوا وہاں کچھ بھی نظر نہ آتا تھا جناب میاں صاحب کے مختار عام نے مجھے بتلایا کہ انہوں نے صبح ہوتے ہی جناب میاں صاحب کو تحریری اطلاع دی کہ مکان مسمار کر دیا گیا ہے اور مال غنیمت اٹھا لیا گیا ہے۔ لفظ مال غنیمت ہر منصف مزاج شخص کو غور کی دعوت دیتا ہے۔ اگر جناب میاں صاحب کے ایماء سے یہ کام نہ ہوا ہوتا تو ان کے مختار اس قسم کی اطلاع جناب میاں صاحب کو کس طرح دے سکتے تھے۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس کی جناب میاں صاحب سے گفتگو

اس زمانہ میں گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس عبدالعزیز خاں صاحب تھے وہ تفتیش کے لئے خود قادیان آئے اور جناب میاں صاحب سے براہ راست گفتگو کرتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ مجرموں کو ان کے حوالہ کیا جائے۔ جناب میاں صاحب نے انہیں جواب دیا کہ مجھے ہرگز علم نہیں کہ کس نے گرایا یا گروایا ہے، یہ پولیس کا کام ہے کہ تحقیق کر کے مجرموں کا پتہ لگائے پولیس ایسی جگہ پر مجرموں کا کس طرح پتہ لگا سکتی تھی جہاں گواہ ملنا ہی محال ہو اور ادھر جناب میاں صاحب ان کو مجرموں کا علم کس طرح دے سکتے تھے جبکہ تمام کاروائی ان کے اپنے ایماء سے ہی ہوئی تھی سپرنٹنڈنٹ صاحب سے جو گفتگو ہوئی اس کا ذکر خود انہوں نے اپنے ایک خطبہ میں کیا تھا۔

میں نے جب یہ خطبہ سنا تو مجھے چونکہ علم تھا کہ وہ مکان کس کے حکم سے مسمار کروایا گیا تھا اس لئے میں نے جا کر جناب میاں صاحب سے سارا واقعہ بیان کر دیا کہ ناظر صاحب اعلیٰ نے یہ سب کچھ کروایا ہے جناب میاں صاحب نے سنتے ہی مجھے کہا کہ میں تو خطبہ میں بیان کر چکا ہوں کہ مجھے مسمار کروانے کا علم نہیں اور آپ مجھے علم دے رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اسی لئے تو آپ کو علم دے رہا ہوں کہ آپ کو اس شخص کا علم ہو جائے جس نے جماعت کو اس قدر بدنام کیا ہے تا آپ اس کے خلاف کاروائی کر سکیں۔ اب میں نے جب آپ کو علم دے دیا ہے تو آپ ناظر صاحب اعلیٰ اور ناظر امور عامہ کے خلاف کاروائی کریں اس پر جناب میاں صاحب لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے لیکن دونوں ناظروں کے خلاف قطعاً کوئی کاروائی نہ کی جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے مشورہ یا ان کے حکم سے ہی مولوی عبدالکریم صاحب آف مباہلہ کے مکان کو مسمار کروایا گیا تھا۔

قادیان کے دیگر مسلمان باشندوں پر حملہ

قادیان کے دیگر مسلمان باشندوں کے ساتھ ایک قبرستان کے متعلق تنازعہ تھا وہ اسے اپنی ملکیت قرار دیتے تھے اور جناب میاں صاحب اسے اپنی ملکیت قرار دیتے تھے۔ اس تنازعہ کا فیصلہ بھی عدالت کے ذریعہ کرایا جا سکتا تھا لیکن اس پر قبضہ کرنے کے لئے بھی احمدیوں کو لاٹھیوں سے مسلح کر کے بھجوایا گیا جنہوں نے دوسرے مسلمان باشندوں کو مار مار کر وہاں سے نکال دیا۔ اس نوعیت کے واقعات تو اور بھی ہیں لیکن حقیقت

اب منصف مزاج احباب مندرجہ بالا تمام واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے خود ہی فیصلہ کریں کہ جناب میاں صاحب کا یہ قول کہ میں نے کبھی کسی کو چپڑ تک نہیں لگوائی کہاں تک صداقت پر مبنی ہے۔

سیکرٹری صاحبان
اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنیوالے احباب کی توجہ کے لائق

سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ لاہور سے گزارش ہے کہ:—

(۱) وہ اپنی اپنی جماعت میں سے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے متوقع احباب وخواتین کے ناموں اور تعداد سے ہمیں دسمبر کے پہلے ہفتہ تک مطلع کریں تاکہ قیام کے متعلق ضروری انتظامات کئے جائیں۔

(۲) معزز مہمانوں کے قیام کے لئے امسال مسلم ہائی سکول ۲ واقع سول لائنز نزد کچہری میں بھی انتظام کیا گیا ہے۔

مسلم ہائی سکول ۲ اور احمدیہ بلڈنگس میں آمد و رفت کے لئے بس سروس کا بندوبست بھی ہوگا۔

(۳) بیشتر احباب کا مطالبہ ہوتا ہے کہ انہیں الگ فیملی مکان دیا جائے۔ جہاں ہمارے احباب کرام تمام سال اپنی فیملی اور عزیزوں کے درمیان گزارتے ہیں وہاں اگر جلسہ کے یہ تین روز بجائے اپنے لوگوں کے دوسری جماعتوں کے احباب میں گزاریں تو اس سے جلسہ کی ایک بڑی غرض پوری ہو گی کہ باہم تعارف اور التفات بڑھے گا۔ نیز احمدیہ بلڈنگس میں قلت مکانات کی مشکل کا بھی کسی قدر تدارک ہو جائے گا۔

مہتمم جلسہ سالانہ

مہتمم مہمانخانہ کی ضرورت

انجمن کو مہمانخانہ کے لئے ایک ہمہ وقتی مہتمم کی ضرورت ہے جو مسائل سلسلہ عالیہ سے بخوبی واقف، متقی، اور درد دل رکھنے والا ہو، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار اور مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کو سب کاموں سے مقدم سمجھنے والا ہو، اچھا منتظم ہو اور حساب کتاب سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ خواہشمند احباب درخواست میں عمر اور تعلیمی قابلیت کا ضرور ذکر کریں۔

۱۲/۱۲ تک زیر دستخطی کے پاس درخواست پہنچ جانی چاہیئے۔ اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

(بسلسلۂ اشاعت مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۶۴ء)

سوال از عدالت :—
اگر لفظ بنیادی عام معنوں میں لیا جاوے تو پھر؟

جواب از میاں صاحب :—
عام معنوں میں اس کا مطلب اہم ہے۔ لیکن اسی مفہوم کے لحاظ سے بھی اختلافات بنیادی نہیں ہیں بلکہ فروعی ہیں۔

تبصرہ :—
بقول خلیفہ صاحب اگر اختلافات فروعی ہیں تو حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا اور اس کی بناء پر کفر اسلام کے مسئلہ کی بنیاد رکھ کر خطرناک فتاوے دینا باطل ہو گئے۔ خود حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۷۹ پر اور ان کے بعد ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ کفر دون کفر میں اس مسئلہ کو بڑی شرح اور بسط سے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ خدا اور رسول کا ماننا اصل ہے اور خدا اور رسول کے ہر فرض حکم کی متابعت اس کی فرع۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا اس لئے ضروری ہے۔ کہ وہ خدا اور رسول کے ایک حکم کی تعمیل ہے۔ لہذا حضرت مسیح موعود کا کفر صرف ایک فرض حکم یعنی فرع کا انکار ہے نہ اصل کا۔ اور یہ کفر دون کفر ہے نہ مطلق کفر جس سے انسان اسلام اور ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی کہے گا کہ جو مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا یا وہ مسلمان نہیں ہے تو اس نفی سے نفیٔ کمال مراد ہوگی نہ نفی مطلق اور اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ خدا اور رسول کو ماننے کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتا۔ اور اس لئے کامل مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ خدا اور رسول کے بعض فرض احکام کی نافرمانی کرتا ہے نہ یہ کہ وہ خدا اور رسول کو ماننے سے ہی انکار کرتا ہے۔ گویا خدا اور رسول پر اس کا ایمان ایسا کامل نہیں ہے جیسا کہ ایک کامل مسلمان کا ہونا چاہیئے نفی کمال کی وضاحت کے لئے چند اور مثالیں درج کی جاتی ہیں ..... ۔ حدیث شریف میں ہے۔ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب۔ کوئی نماز نہیں مگر حضور قلب کے ساتھ یعنی اگرچہ نماز تو پڑھی گئی مگر کامل اور حقیقی نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہوتی۔ اسی طرح حدیث میں ہے۔ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے۔ جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔ یہاں بھی نفی کمال ہے یعنی ایسا شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا۔ حضرت اقدس کشتی نوح میں فرماتے ہیں :—

"جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکساری سے خدا کو یاد نہیں کرتا اور جو بد رفیق کو نہیں چھوڑتا یا اپنے ہمسایوں کو ادنےٰ ادنےٰ چیزوں سے محروم رکھتا ہے یا اپنے قصور وار کا گناہ نہیں بخشتا یا کینہ ور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔"

ظاہر ہے کہ یہ نفی جو آپ نے فرمائی ہے۔ نفی کمال ہے یعنی ایسا شخص پکا احمدی نہیں، ورنہ وہ احمدی تو ہے جو جماعت اور بیعت میں شامل ہے۔ مگر چونکہ حضرت مسیح موعود کے سب احکام اور ہدایات پر عمل نہیں کرتا اس لئے کامل احمدی نہیں خود حضرت اقدس فرماتے ہیں :—

"ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت کو خدا کا رسول نہیں مانتا دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اسکو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے ...... پس اس لئے وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔"

حضرت مسیح موعود نے آئمہ اہل سنت کے مذہب کے عین مطابق کفر کی یہ تقسیم کی ہے۔ علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب نہایہ میں یہی مذہب بیان کیا ہے لکھتے ہیں :—

الکفر صنفان احدھما الکفر باصل الایمان و ھو ضدہ و الاخر الکفر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج بہ من اصل الایمان۔

کفر دو قسم کا ہے۔ ایک اصل ایمان کا کفر اور وہ ایمان کی ضد ہے۔ اور دوسرا اسلام کی فروع میں سے کسی فرع کا کفر۔ تو اس سے انسان ایمان سے یعنی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اب یہ تو ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ خدا اور رسول پر ایمان لانا اصل ہے اور ان کے فرمائے احکام میں سے (جیسے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، وغیرہ) ہر ایک فرض حکم کی اطاعت فرع ہے۔ کسی فرع کے انکار کو اصل کا انکار نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ایک فرض حکم کی متابعت ہے۔ اور آپ کے منکر پر فتوے کفر دون کفر کا لگے گا۔ یعنی خدا اور رسول کے حکم کی نافرمانی ہوگی۔ نہ یہ کہ اصل کفر کا فتوےٰ لگے گا۔ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بہر حال انکار جس قسم کا بھی ہو اس کا تعلق آنحضرت سے ہی ہے۔ نہ حضرت مسیح موعود سے۔ حضرت مرزا صاحب کا انکار تو اس لئے قابل مواخذہ ہے کہ اس میں آنحضرت صلعم کے حکم کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں :—

"اس گناہ کا (یعنی حضرت مسیح موعود کے انکار کے گناہ کا) داد خواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ ان کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی ہے۔"

خلاصہ کلام یہ کہ فی الاصل احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات بنیادی نہیں ہیں اور یہ عقیدہ گو خلیفہ صاحب اور آپکی جماعت کے سابقہ عقیدہ کے برعکس ہے۔ تاہم اگر حالیہ عقیدہ کے مطابق وہ اب عمل میں بھی اصلاح اور ترمیم کر لیں تو جزاہم اللہ کیونکہ اس سے ایک فتنہ عظیم کا خاتمہ ہو جاوے گا۔ جو خلیفہ صاحب نے خاتم النبیین والمرسلین کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی طرف ناحق حقیقی نبوت کا دعوے منسوب کر کے کھڑا کیا ہے۔ اور جس کی بناء پر آئے دن مخالف لوگ تحفظ ختم نبوت کے بہانہ سے احمدیوں کے برخلاف قیامت خیز فسادات برپا کرتے رہتے ہیں البتہ یہاں ایک اعتراض کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر ربوی حضرات یہ کہیں کہ خلیفہ صاحب بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج الفاظ نفی کمال٭ ہوتی۔ تو وہ مرزا صاحب کی نبوت کے انکار کی بناء پر ایسے واضح اور خطرناک مسائل استخراج نہ کرتے جو حقیقی نبوت کے انکار کا لازمی نتیجہ ہیں اور جو حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنے منکرین اور مخالفین کے خلاف نہیں نکالے۔ انہوں نے تو صرف مکفر اور مکذب وغیرہ کے خلاف صرف یہ شرعی تعزیر لگائی تھی کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ۔ مگر اس کے برعکس خلیفہ صاحب نے تو حضرت مسیح موعودؑ کے نہ صرف منکرین کو بلکہ سچا ماننے والے مگر بیعت میں شامل نہ کرنے والوں کو بھی پکا کافر۔ خارج از دائرہ اسلام قرار دیکر

٭ کے معنوں میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ تو ان کا اعتراض اس لئے غلط ہوگا کہ اگر ان کی مراد بھی ایسے الفاظ سے نفی کمال

ان سے رشتے ناطے کرنا اور ان کے پیچھے نماز یا نماز جنازہ پڑھنا حرام قرار دیا ہے جیسے ہندوؤں اور عیسائیوں کا۔

---

(۲۸) سوال از عدالت :—
کیا مسیح اور مہدی کے ظہور پر اس پر ایمان لانا مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو ہے ؟

(۲۸) جواب از میاں صاحب :—
جی ہاں اگر کوئی شخص یہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ دعوے درست ہے تو اس پر فرض ہو جاتا ہے۔

تبصرہ :—
خلیفہ صاحب کا جواب مطابق سوال نہیں ہے ان سے شرعی نقطۂ نظر دریافت کیا گیا تھا۔ کہ کیا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ مسیح اور مہدی کو مانے مگر خلیفہ صاحب نے مبہم جواب دیا ہے۔ قبل ازیں کئی سوالوں سے دکھایا جا چکا ہے۔ کہ مسیح اور مہدی کو ماننا اس لئے جزو ایمان نہیں کہ آنے والا مسیح اور مہدی تو مجدد اور محدث ہوگا جس کا ماننا جزو ایمان نہیں ہوتا — اور نہ اس کا انکار کفر ہے۔ البتہ حقیقی نبی کو ماننا تو ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے۔ کیونکہ ہر نبی پر ایمان لانا ایمان کی شرائط میں سے ہے۔ اس لئے ایک نبی کا منکر کافر خارج از دائرہ اسلام ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص مسیح اور مہدی کے ظہور پر اسکو نہیں مانتا وہ درحقیقت اللہ اور رسول کا انکار نہیں کرتا بلکہ ان کے ایک فرض حکم کی نافرمانی کرتا ہے جو قابلِ مواخذہ تو ضرور ہے لیکن کفر نہیں۔ البتہ ایسا شخص ان روحانی برکات اور فیوض سے محروم رہ جاتا ہے۔ جو صادقین کی صحبت اور معیت سے حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا شروع سے اخیر تک یہی محکم ایمان اور اعتقاد تھا کہ ان کے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔

---

(۲۹) سوال از عدالت :—
کیا مسیح یا مہدی کو نبی کا رتبہ حاصل ہوگا۔

(۲۹) جواب از میاں صاحب :— جی ہاں

تبصرہ :—
خلیفہ صاحب کے جواب کا مقابلہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر سے کریں۔ وہ الوصیت میں فرماتے ہیں :—

"یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ اور امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی۔ مبارک وہ اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جاتے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی ظلی اور بروزی نبی کا رتبہ پائے نہ کہ حقیقی نبی یا مطلق کا۔ اور ہلاکت سے بچنے کے لئے اس نکتہ کا سمجھنا ضروری ہے کیونکہ دونوں حضرات کے لئے .... یہ حضرت مسیح موعود کی نصیحت اور وصیت ہے۔

---

(۳۰) سوال از عدالت :—
کیا مرزا صاحب نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ؟

جواب از میاں صاحب :—
جی ہاں

تبصرہ :— اُوپر کے دو سوالوں کے جواب میں خلیفہ صاحب تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ مسیح اور مہدی کے ظہور پر اس پر ایمان لانا مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو ہے۔ کیونکہ اس کو نبی کا رتبہ حاصل ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے سب نبیوں کا ماننا شرائط ایمان میں سے ایک ضروری شرط ہے۔

---

(۳۱) سوال از عدالت :—
تو کیا مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے ؟

جواب :— از میاں صاحب :—
جی نہیں

تبصرہ :—
سوالات بالا کے جوابات میں خلیفہ صاحب تسلیم کر چکے ہیں کہ مسیح اور مہدی کے ظہور پر اس کا ماننا مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو ہے کیونکہ اسے نبوت کا رتبہ حاصل ہوگا۔ اور جب حضرت مرزا صاحب ہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں جو نبی کا رتبہ بھی رکھتے ہیں۔ تو پھر ان کا ماننا کیوں جزو ایمان نہیں۔ اسی لئے خلیفہ صاحب کا جواب تعجب انگیز اور حیران کن ہے۔ کیونکہ ان کے جوابات میں نہ صرف تضاد ہے بلکہ ان کا حالیہ جواب انکے سابقہ عقائد کے بھی سراسر خلاف ہے۔ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ماننا اب تک اس لئے جزو ایمان سمجھتے رہے۔ وہ حضرت موصوف کو نہ صرف مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں بلکہ ان کو ایسا غیر تشریعی نبی سمجھتے — جن کو نبوت براہ راست بغیر اتباع کسی نبی سابق سے ملی تھی اور اُن پر ایمان لانا مسلمانوں کا جزو ایمان ہے۔ کلمۂ ایمان میں ہے آمنت باللہ .... وکتبہ ورسولہ۔ اور کل آمن باللہ .... وکتبہ ورسلہ سب انبیاء پر ایمان لانا ضروری شرط ہے اور اسی لئے حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانا ضروری شرط ہے تو پھر ان جیسے نئے نبی یعنی حضرت اقدس مرزا صاحب پر ایمان لانا کیوں ضروری نہیں۔ لہٰذا خلیفہ صاحب کا یہ جواب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا جزو ایمان نہیں ان کے سابقہ عقیدہ کی رو سے مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب مسیح موعود مہدی معہود ہیں۔ جو بقول خلیفہ صاحب نبوت کا درجہ رکھتے ہیں تو حضرت اقدس کا ماننا جزوِ ایمان کیوں نہیں ؟ حالانکہ خلیفہ صاحب ایسی تفریق کرنے والوں پر بے ایمانی اور کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ فرماتے ہیں :—

(۱)۔ اللہ تعالےٰ اپنے ہر نبی پر وحی والہام ضرور نازل کرتا ہے۔ مگر ہر نبی پر شریعت نازل نہیں کرتا کیونکہ نئی شریعت نازل کی اسوقت ضرورت ہوتی ہے جب (پہلی) شریعت بگڑ جائے ..... اور جو نبی اس (پہلی) شریعت کے بعد آتے ہیں وہ لوگوں کے لئے نئی شریعت نہیں لاتے۔ بلکہ اسی (پہلی) شریعت پر لوگوں کو چلاتے اور نمونہ بن کر آتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسےٰ علیہ السلام کو توریت ملی۔ اور جس قدر نبی آپ کے بعد آئے وہ سب توریت پر ہی عمل کرتے تھے ....
چنانچہ حضرت عیسےٰ خود توریت کے پیرو تھے .... یا جیسے ہمارے آنحضرت صلعم ..... ہیں کہ آپ کو قرآن شریف دیا گیا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کے غلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی بنا کر بھیجدیا تاکہ .... ان کے لئے نمونہ ہوں" (مضمون خلیفہ صاحب مندرجہ اسلام کی پانچویں کتاب مصنفہ محمد شریف ص۵۸)

(۲)۔ جن مشہور انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ ان کے نام لکھنے کے بعد خلیفہ صاحب اسی کتاب میں لکھتے ہیں :—
"یہ سب نبی ..... مخلوق کی ہدایت کے لئے .... دنیا میں آئے اور اس زمانہ میں .... حضرت احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث کئے گئے۔"

(۳) "مگر قرآن شریف چونکہ محفوظ رہنے والی کتاب ہے۔ اس لئے اس کا وقت اب قیامت تک ہوگا۔ اب جو نبی بھی قیامت تک ہوگا وہ آنحضرت کی امت سے .... آئے گا"

(۴) "اسلام کو انسانی خیالات کی تعدی سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالےٰ ہمیشہ اپنے نبی بھیجتا رہے گا ..... چنانچہ اب ایک نبی۔ احمد ہندوستان میں ...... ظاہر ہوا ہے میں اس کا خلیفہ ہوں"
(اسلام کی پانچویں ص۴۲، ۴۳)

(۵)۔ "اللہ تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ ہم سب کے ہر نبی اور رسول پر ایمان لانا چاہیئے خواہ وہ شریعت لے کر آئے ہوں یا بغیر شریعت کے ..... بلحاظ نبوت کے ان میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے بعض کے متعلق یہ کہنا کہ اس پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ شریعت لے کر نہیں آیا بے ایمانی اور کفر ہے۔"

(اسلام کی پانچویں کتاب)

حضرت مرزا صاحب کا نام زندہ ہے

محبوب عالم زبیر راولپنڈی

حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں حضور کی زندگی میں ہی علماء سوئے مخالفت نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ انہوں نے ہر قسم کے منصوبے بنائے آریہ سماجیوں اور حتّٰی کہ پادریوں کے ساتھ مل کر سازشیں کیں کہ کسی طرح حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کو نقصان پہنچائیں یا ان کی زندگی کا خاتمہ کر سکیں۔ لیکن یہ لوگ کامیاب نہ ہو سکے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو یقین دلایا کہ انہیں کوئی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ انہیں الہام ہوا:—

الیس اللہ بکاف عبدہ
کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں

اللہ تعالےٰ کے فرشتوں نے غیبی طور پر جناب مامور الٰہی کی نصرت و تائید جاری رکھی اور مخالف گروہ نہ صرف یہ کہ حضور کی شخصیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ بلکہ حضرت صاحب کے کام کی توسیع اور کامیابی میں کوئی رکاوٹ پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے اس کی وجہ یہی تھی کہ عنقریب مرزا صاحب کا قدم راہِ راست پر تھا۔ آپ اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں هو الذی ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله۔ کی عملی تعبیر دیکھنے کے لئے تبلیغ علوم قرآن و دین اسلام میں مصروف رہے۔ اللہ تعالےٰ نے تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن کے ہر میدان میں فتح عظیم عطا فرمائی تھی کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی بھی تفسیر قرآن بیان کرنے میں مقابلہ پر نہیں آسکے۔ بڑے بڑے پادری اور مشہور و معروف آریہ سماجی اور ان کے دریدہ دہن اُپدیشک حضرت مرزا صاحب کے پیدا کئے ہوئے علم کلام کے مقابلہ میں سکت نہ لاسکے۔ یہ حضرت مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے کا سب سے بڑا نشان ہے۔ آپ کے مخالف ثناء اللہ امرتسری۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی۔ اور اسی طرح بڑے ہندوؤں اور ممتاز عیسائی پادریوں میں سے سب ایک ایک کر کے ناکام و نامراد اس جہان فانی سے گذر گئے اور گوشۂ گمنامی میں داخل ہوئے۔ آج ان کی روحانی زندگی کا کوئی نشان موجود نہیں ہے۔ باقی حضرت مرزا صاحب کا کام زندہ ہے اور نام بھی زندہ ہے آج بھی اسلام کی مخالف طاقتوں عیسائیت، ہندویت، اور دہریت کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مجدد زمان کے علم کلام میں دیئے گئے دلائل لوگوں کے کام آ رہے ہیں ؎

وائے ما یہ مرسعید خواہد بود وہ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

ملفوظات - بسلسلہ صفحہ اوّل

بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ ربّ العزت جلشانہ' کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ عام میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور کفایت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ سفر خرچ کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں، تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر آجائے گا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ تحریر خاص کے اطلاع دیں تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں جو حتّی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جاوے اور اب جو ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر ایک قدم کا ثواب ان کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

جلسۂ مستورات

مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۶۴ء کو بروز جمعہ احمدیہ خواتین اسلام لاہور کا ماہوار تربیتی جلسہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز جمعہ منعقد ہوگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

فون نمبر ۳۷۲۷

زر مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز
فی پرچہ :- ۱۳ پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا آئیگا نہ (۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی۔
سب صحابہ اور آئمہ عظام قابل احترام ہیں۔
(۴) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ یوم چہارشنبہ - مورخہ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۶۴ء نمبر ۴۹

اغراض جلسہ سالانہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالٰی کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فائدے ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالٰی کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالٰی نے آسمان پر یہی چاہا ہے۔ اور کوئی نہیں کہ اسکو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنٰے ادنٰے ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالٰی مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالٰی نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روائتوں کو ملانے والے اور خداوند تعالٰی اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کرے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق، شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا اور ضرور یہی ہو گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالٰی ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان

(باقی برصفحہ ۱۴ پر)

بحر حکمت کے موتی

من لبس ثوب شهرة البسه الله تعالى ثوب مذلة -
(ابو داؤد بحوالہ انتخاب صحاح ستّہ)

ترجمہ :-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی لباس کو شہرت حاصل کرنے کی غرض سے پہنے گا اللہ تعالٰی اسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔

یہ ضابطہ معاشرہ کا ایک پہلو ہے باقی چند پہلو یہ ہیں (حضرت لقمان اپنے بیٹے کو اس طرح مخاطب فرماتے ہیں) :-

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ
(سورۃ لقمان - آیات ۱۷ تا ۱۹)

غلام قادر ڈار عفی عنہ

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء گولڈن جوبلی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مؤرخہ ۲۴ر-۲۵ر-۲۶ر- اور ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۴ء

(بمقام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ - لاہور)

پہلا روز جمعرات ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۴ء

جلسہ تنظیم خواتین احمدیہ زیر صدارت بیگم صاحبہ شیخ عطاء اللہ صاحب مرحوم دس بجے صبح اسید ہال میں ہوگا اور جلسہ کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی۔

دوسرا روز جمعہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۴ء

اجلاس اوّل :- ۹½ بجے سے ۱۲½ بجے تک

زیر صدارت :- شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملتان

تلاوت قرآن کریم — ملفوظات حضرت مسیح موعود از مولوی دوست محمد صاحب۔ نظم از طلباء مسلم ہائی سکول ۱۰ بجے تک

افتتاحی تقریر - : از حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ : ۱۰ بجے سے ½۱۰ بجے تک۔

انگریزی تقریر :- عبدالعزیز صاحب از ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ)

برناباس کی انجیل - - :- مرزا معصوم بیگ صاحب بی۔اے : ½۱۰ سے ۱۱ بجے تک

قرآن کریم اور موجودہ سائنس :- ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب ڈائرکٹر اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کراچی۔ { ۱۱ بجے سے ½۱۱ بجے تک

تقریر - - :- مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔اے : ½۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک

خطبہ و نماز جمعہ - - : ½۱ بجے سے ½۳ بجے تک

سنگ بنیاد مسجد احمدیہ کالونی واقعہ نزد یونیورسٹی کیمپس ½۴ بجے

انعامی مقابلہ تقاریر

زیر اہتمام ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن ۸ بجے شام زیر عنوان "اسلام میں معاشرے کے بنیادی اصول اور اطاعت اور فرمانبرداری کا اسوۂ حسنہ کی روشنی میں" جامع احمدیہ میں منعقد ہوگا۔

مجلس مشاورت ۸ بجے شام کمرہ مکان حضرت امیر ایدہ میں منعقد ہوگی۔

تیسرا روز ہفتہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۴ء

اجلاس اوّل :- ۹½ بجے سے ۱۲½ بجے تک

زیر صدارت :- خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت

تلاوت قرآن کریم - ملفوظات - از محمد صالح نور صاحب - نعت طلباء مسلم ہائی سکول - ۱۰ بجے تک

انگریزی تقریر - مسٹر عبداللہ ایلکس از سوڈان (شمال مشرقی افریقہ)

صراط مستقیم - - :- ملک ظفر اللہ خان صاحب :- ۱۰ بجے سے ½۱۰ بجے تک

اور اس کے سرچشمے :- مولانا عبدالمنان عمر صاحب ایم۔اے : ½۱۰ سے ۱۱ بجے تک

تقریر - - :- مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی۔ { ۱۱ بجے سے ½۱۱ بجے تک

رپورٹ - - :- سیکرٹری صاحب - - ½۱۱ سے ¾۱۱ بجے تک

تقریر - - :- حضرت امیر قوم ایدہ اللہ - - ۱۱-۴۵ سے ½۱۲ تک

اجلاس دوم :-
زیر صدارت :- جناب میاں محمد شریف صاحب ایم۔اے۔ ڈائرکٹر ثقافت اسلامیہ لاہور

½۲ بجے سے ۵ بجے شام تک

مجلس مذاکرہ

زیر عنوان :- "مغرب میں اشاعت اسلام"

(۱) تلاوت - نظم - ملفوظات - ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

(۲) مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر دی لائٹ سابق امام ووکنگ مسجد لندن :- ½۲ بجے سے ۳ تک

(۳) ڈاکٹر رفیع الدین ایم۔اے پی۔ایچ ڈی۔ ڈائرکٹر اقبال اکیڈمی کراچی :- ۳ بجے سے ½۳ تک

(۴) شیخ نصیر احمد صاحب ناصر سیکرٹری شعبہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام لاہور :- ½۳ سے ۴ بجے تک

(۵) مسٹر شلز کے جرمن نو مسلم نمائندہ برلن مسلم مشن - جرمنی زبان :- ۴ بجے سے ½۴ تک

(۶) ترجمہ از ڈاکٹر نظیر الاسلام صاحب ایم اے۔

اجلاس معتمدین کمرہ مکان حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۸ بجے شام منعقد ہوگا۔

چوتھا روز اتوار ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۴ء

اجلاس اوّل :- ۹½ بجے سے ایک بجے تک

زیر صدارت :- الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملتان لائل پور

تلاوت - نظم - ملفوظات دس بجے تک

تقریر - - :- چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ - - ۱۰ بجے سے ½۱۰ بجے تک

حضرت موسیٰ و الفرعون :- ممتاز احمد فاروقی صاحب - - ½۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک

حضرت مسیح موعود کا وجود قرآن کی صداقتوں پر دلیل ہے۔ } مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب :- ۱۱ بجے سے پونے بارہ بجے تک

ہمارا فوجی کیمپ - - :- مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب :- پونے بارہ سے ¼۱۲ بجے تک

صدارتی تقریر - - :- از الحاج شیخ میاں محمد صاحب :- ¼۱۲ بجے سے پونے ایک بجے تک

اختتامی تقریر - - :- از حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ :- پونے ایک سے ایک بجے تک

تقاریر کا انعامی مقابلہ

زیر اہتمام تنظیم خواتین احمدیہ زیر عنوان :- "خدمت اسلام میں عورت کا حصہ"

کھانے کے اوقات :-

ناشتہ :- ½۷ بجے سے ۹ بجے تک

دوپہر کا کھانا :- ½۱۲ بجے سے ۲ بجے تک

کھانا شام :- ۶ بجے سے ۸ بجے تک

نماز فجر ۶ بجے صبح - درس قرآن ½۶ سے ۷ بجے - نماز ظہر و عصر ۲ بجے - نماز مغرب و عشاء ½۵ بجے۔

کائنات میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کے نشانات

انسانی تخلیق کا عظیم الشان الٰہی معجزہ۔ مصیبت کے وقت خدا یاد آتا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۶۴ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولہ ما فی السمٰوات والارض ۔ ولہ الدین واصبا ۔ افغیر اللہ تتقون ——— لیکفروا بما اٰتیتٰھم ۔ فتمتعوا ۔ فسوف تعلمون ۔۔ ——— (سورۃ النحل) ———

خالق ومالک ہستی

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کائنات کے پیدا کرنے والے ہم ہیں اور اس پر ہماری حکومت ہے۔ اور اس پر ہمارا تصرف تام ہے۔ اس کائنات کا ایک حصہ انسان ہے۔ اور انسان ہی کے لئے یہ کائنات ہے انسان کا وجود بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ کائنات کو کیا دیکھئے۔ خود اپنے آپ پر ہی نظر ڈالئے۔

تخلیق انسانی

تو خدا تعالےٰ کی عظمت اور قدرت کا پتہ لگتا ہے۔ فرمایا کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم۔ پھر تم سے کیسے بن پڑتا ہے کہ تم خدا کا انکار کرتے ہو۔ وکنتم امواتا۔ تم مردگی کی حالت میں تھے، تمہارا وجود ہی کوئی نہ تھا۔ تمہارے اجزا اس مردہ زمین کے اندر بکھرے پڑے تھے۔ یہ اجزاء اللہ تعالےٰ نے اکٹھے کئے اور ان سے تمہارا وجود تیار کیا۔ اس مٹی کے اجزاء سے بنے ہوئے انسان کو ہم نے کتنی قوت دی ہے کتنا علم دیا ہے۔ کتنی استعدادیں دی ہیں۔ اور انسان پر احسانات کی بارش کی ہے۔ فرمایا ان خلقنا الانسان من سلالۃ۔ ہم نے مٹی کے نچوڑ سے تم کو پیدا کیا ہے۔ یہ آدم کا وہ قصہ نہیں کہ خدا تعالےٰ نے مٹی کا بُت بنایا اور پھر اس پتلے میں پھونک ماری۔ بلکہ یہاں بنی نوع انسان کا ذکر ہے کہ ہم نے تم سب کو مٹی کے نچوڑ سے پیدا کیا ہے۔ کس طرح سے؟ اس طرح کہ مٹی کے کچھ اجزاء سے سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مٹی کے کچھ اجزاء سے پھل پیدا ہوتے ہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ انہی چیزوں کو کھا کر مرغی، تیتر اور بٹیر بن جاتے ہیں۔ ہم مرغی کھا جاتے ہیں، انڈا کھا جاتے ہیں۔ .... سبزی گھاس پھوس ایک حیوانی مشین کے اندر جا کر سفید دودھ بن جاتا اور ہمارے پینے کے کام آتا ہے۔ مٹی سے ہمارے سامنے سبزی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم تشریح نہیں کر سکتے گائے چارہ کھاتی ہے وہ سفید دودھ بن جاتا ہے۔

یہ کیسے ہوا؟ ہم اس کی تشریح نہیں کر سکتے۔ اسی طرح مٹی کے اجزاء انسان کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں یہ کیسے ہوتا ہے کس طرح ایک ذی علم، ذی شعور اور بے اندازہ استعدادیں رکھنے والا انسان بن جاتا ہے یہ نہیں بتایا جا سکتا یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ مٹی چلنے پھرنے لگی ہے۔ اس کے اندر امنگیں ہیں۔ یہ امنگیں اسے ایک جگہ بیٹھنے نہیں دیتیں۔ اس کے اندر امنگیں پیدا کر دی ہیں۔ ارادے اس کے اندر پیدا کر دیئے ہیں، جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔

قوانین کائنات

فرمایا لہ ما فی السمٰوات والارض
اس کائنات کے خالق ہم ہیں، مالک ہم ہیں علم ہمارا ہے اور اس پر ہماری حکومت ہے۔ اس کائنات کے اندر جو چیزیں نظر آ رہی ہیں وہ قوانین قدرت کے تحت سرگرم عمل ہیں۔ لیکن وہ قوانین نظر نہیں آ رہے صرف اُن کے اثرات نظر آ رہے ہیں۔ چیزیں گرتی ہیں اڑتی ہیں۔ اس کے کچھ قوانین ہیں۔ نباتات کے قوانین ہیں۔ لوگ ولایت جاتے ہیں۔ اور علم نباتات کی ڈگریاں حاصل کر کے محکمہ زراعت کے آفیسر بن جاتے ہیں۔ علم الارض حاصل کرتے ہیں، تجزیہ اور علم سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کوئی سبزی تری ہوگی یا نہیں۔ کوئی پھل فروٹ ہوگا یا نہیں سبزیوں ترکاریوں اور پھلوں کے مختلف رنگ ہیں مختلف خوشبوئیں ہیں پھر ان کی مختلف تاثیریں ہیں۔

قاضی الحاجات

یہ تمام کی تمام چیزیں خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے پیدا کر رکھی ہیں۔ کیف تکفرون باللہ۔ انسان کو اپنی حاجات کا پورا پورا علم نہیں ہے نہ اس کی حاجات کو خدا کے سوائے کوئی پورا کر سکتا ہے فرمایا قل ھو اللہ احد وہ اللہ ایک ہے خالق ہے اور الصمد ہے وہی حاجات کو پورا کرتا ہے .... جو حاجات ہمارے جسمانی نشوونما کے لئے ضروری تھیں وہ اس نے پہلے سے جسم کے اندر ایسے اجزاء رکھ کر پوری کر دیں جو ان حاجات کے لئے ضروری تھے۔ چنانچہ۔ انسان کے اندر کیلشیم ہے، پوٹاشیم ہے، سلفر ہے۔ فاسفورس ہے۔ آئرن ہے۔ پھر پالک، گاجر، اور انڈے کے اندر یہ چیزیں رکھدی ہیں جو نظر نہیں آتیں۔ ان کو خوبصورت شکلیں دے دی ہیں تاکہ انہیں کھانے سے ان اجزاء کو تقویت ملتی رہے۔ وہ ہستی الصمد ہے الرحمٰن ہے۔

نعماءِ الٰہی

اس کی رحمانیت ہے کہ انسان کے لئے لا محدود چیزیں خدا تعالےٰ نے پیدا کی ہیں یہ تمام نعمتیں ہیں۔ خود تمہارا وجود نعمت ہے۔ خوبصورتی نعمت ہے۔ استعدادیں نعمت ہیں بچے۔ پوتے۔ نواسے گھوڑی۔ مکان۔ یہ سب نعمتیں ہیں۔ عرفان کی بات یہ ہے کہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ہر نعمت جناب الٰہی سے عطا ہوتی ہے۔ ہر نعمت خدا کی یاد دلاتی ہے۔ ہر نعمت کے لئے اس کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ جہاں نعمت خدا کی یاد دلاتی ہے وہاں مصیبت بھی اس کی یاد دلاتی ہے ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون۔ پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ تو دوہائی دیتے ہو کہ خدا ہم پر رحم کرے۔ یہاں ۱۹۰۵ء میں زلزلہ آیا۔ تمام دنیا خوف کے مارے اس سے گھروں سے باہر نکل آئی تھی۔ سڑکوں پر لوگ جمع ہو گئے تھے سوائے خدا کی ذات کے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

فطرت انسانی کا نقشہ قرآن میں

لوگ شکسپیئر کے ڈراموں کی وجہ سے اس کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے انسان کی فطرت کو مختلف انداز سے پیش کیا ہے لیکن انسان کی فطرت کا جو نقشہ قرآن نے کھینچا ہے۔ اس سے شکسپیئر ناآشنا ہے۔

موت سے مفر نہیں

لاہور کے ایک اونچے خاندان کا ایک نوجوان ...

نوجوان تھا۔ کپتان تھا۔ اس کی شادی ہوئی تھی۔ سال کے بعد خدا نے بچہ بھی دے دیا تھا۔ وہ بیمار ہوگیا تو گھر میں کہرام مچ گیا۔ قرآن خوانی، نفل ادا کرنے، خیرات صدقہ، دوا دارو، سب کی گئی۔ لیکن موت سے کوئی نہ بچا سکا۔ فرمایا کہ جب موت آتی ہے تو بے چین اور بے قرار ہو جاتے ہو اور دعائیں کرتے ہو۔ خدا تمہیں بچا لے۔ اسی طرح ایک واقعہ ہمارے سامنے لاہور میں آیا انفلوئنزا پھیلا سارا لاہور اس کی وجہ سے بے چین ہوگیا موت کا بازار گرم ہوگیا۔ سامنے والے گھر میں انفلوئنزا کی بیماری ہوئی۔ ایک ہی وقت میں تین موتیں گھر سے نکلیں۔ خواجہ صاحب کا فرزند بشیر احمد، اس کی بیوی اور بچہ ایک ہی وقت میں فوت ہوگئے۔ بڑا دردانگیز واقعہ تھا قیامت آگئی تھی۔ ایسے وقت خدا یاد آتا ہے کہ اس کے سوا کوئی حامی و مددگار نہیں

مصیبت کے وقت یادِ الٰہی

جب پہلی جنگ عظیم ختم ہونے کے قریب تھی میں لندن سے واپس ہوا۔ اس سفر کے دوران میں تین جنگی جہاز سب میرین نے تباہ کئے۔ ہمارے جہاز میں ملٹری کے افیسر تھے۔ جہاز کی حفاظت کے لئے ایک جنگی جہاز ساتھ تھا جو اس جہاز کی حفاظت کرتا تھا۔ ایک سب میرین کشتی ہمارے جہاز کا پیچھا کر رہی تھی۔ میم صاحبہ بیقرار تھی، مرد وزن سب کے سب خدا کو یاد کر رہے تھے سب بے قرار تھے۔ سراسیمہ تھے۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ ایسی مصیبت کے وقت خدا یاد آتا ہے۔

حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے عبدالوہاب نامی ایک دوست تھے۔ وہ دہریہ تھے۔ چونکہ مولانا نور رب العٰلمین کے نمائندے تھے۔ ایک ہی دسترخوان پر اس کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ ایک دن وہ بیمار ہوگیا۔ اس نے مولانا صاحب کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ مجھے آکر دیکھئے۔ مولانا صاحبؓ یوں تو ایک منٹ نبض دیکھ کر نسخہ لکھ دیتے تھے۔ مگر اس شخص کا ہاتھ، نبض بازو اور کندھا ٹٹولنے لگے۔ اس سے اس شخص کو تشویش ہوئی۔ وہ گھبرا گیا کہ شاید مرنے لگا ہوں۔ اس نے کہا کہ مولانا کوئی بچاؤ کی صورت ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ وہ یہ کہ خدا کے سامنے گر جاؤ۔ وہ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا۔ خواجہ عبدالغنی صاحب لکھتے ہیں کہ میری ایک آنکھ کا اپریشن ہوا کالا پانی اترا ہوا تھا، نور جاتا رہا۔ اب دوسری آنکھ کا اپریشن ہونا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس آنکھ کا نور عطا فرمائے (اسی وقت دعا کی گئی)۔ ان نعماء کو دیکھ کر خدا کی یاد کرو۔ یہ بھی دیکھ لو کہ مصیبت آتی ہے تو غفلت دور ہو جاتی ہے یقیناً یقیناً مصیبت بھی ایک نعمت ہے کہ وہ ہمیں خدا یاد دلاتی ہے۔ مزید برآں فرمایا جب ہم تمہاری مصیبت دور کر دیتے ہیں تو ہم کو چھوڑ کر دوسرے دروازے پر جا گرتے ہو

. . . .

مقامِ فکر

یہ نقشہ خدا نے انسان کا کھینچا ہے۔ خدا کی ذات قادر و خالق اور مالک و حاکم ہے۔ تمام نعمتیں دینے والا بھی وہی ہے۔ جب چھوٹی موٹی نعمتیں بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ انسان بجائے خدا کا شکر گذار بندہ بننے کے غفلت شعار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا ہے لیکن جب خدا تعالےٰ اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے تو انسان شرک کرنے لگ جاتا ہے۔ اے غافلو! اے غفلت شعار لوگو! کچھ تو سوچو۔

پادری عبدالحق کے مضامین۔ از صفحہ ۱۲

جھاڑیوں میں گرا دیئے اور جھاڑیوں نے بڑھ کر ان دانوں کو دبا لیا یہ یہوداہ اسکریوتی کی قسم کے حواری تھے جس نے دنیا کے لالچ سے استاد کو دشمنوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

اس کے بعد ایک اور بیج بونے والا نکلا جس کی پوری کھیتی ہوئی تھی کہ سرراہ پتھروں میں اور جھاڑیوں میں بیج گراتا جاتا۔ اس نے دانوں کی خوب حفاظت کی اگرچہ اس کا کھیت وادیٔ غیر ذی زرع تھا مگر اس نے اپنے کھیت کو کیمیائی اصولوں پر ایسا تیار کیا کہ سب بیج پھل لائے کچھ سو گن، کچھ ساٹھ گن اور کچھ تیس گن۔ جس کے کان سننے کے ہوں وہ سن لے اور سمجھ لے کہ یہ تمثیل متی انجیل نویس نے کن دو بیج بونے والوں کی بیان کی ہے۔ اس میں ہمارا صرف حاشیہ اور تشریح ہے باقی متن انجیل نویس کا اپنا ہے، اور فلسفۂ زراعت کا یہ اصول یاد رکھو کہ اکثر زمینوں میں باہم اس قدر تفاوت نہیں ہوتا جتنا کسانوں کی سمجھ بوجھ اور محنت میں فرق ہوتا ہے۔

(باقی ــــ باقی)

ربوہ کی جائداد

ربوہ کے مرکزی بازار کی مرکزی جگہ میں

سات عدد دوکانات پختہ تعمیر شدہ جن کے ساتھ مزید ایک دوکان اور دو مکانات کی جگہ خالی ہے کل رقبہ اٹھارہ مرلے قابل فروخت ہیں۔ خواہشمند احباب اس بارے میں خاکسار سے خط و کتابت کریں۔

پتہ:۔ (مولانا) عبدالمنان عمر ایم اے (علیگ)

۱۲۔ جے بلاک۔ ماڈل ٹاؤن

لاہور

مجلسِ مذاکرہ

تنظیم خواتین احمدیہ لاہور کی طرف سے ایک "مجلس مذاکرہ" مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۴ء بمقام بیرا احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو رہا ہے جس میں مغربی پاکستان کے متعدد کالجوں کی طالبات "خدمت اسلام میں عورتوں کا حصہ" پر تقاریر کریں گی۔ کامیاب طالبات کو انعامات دیئے جائیں گے۔ جو طالبات اس مذاکرہ میں حصہ لینا چاہیں وہ پتہ ذیل پر خط و کتابت فرمائیں:۔

زمرد فاضل رمضان

سیکرٹری تنظیم خواتینِ احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

خواتینِ سلسلہ متوجہ ہوں

جلسۂ سالانہ پر تنظیم خواتین کی تقریبات کو بہ احسن طریق انجام دینے اور متعلقہ انتظام و انصرام کے لئے مستعد اور ذمہ دار خواتین سلسلہ کی رضاکارانہ خدمات درکار ہیں۔ جو بہنیں اس سلسلہ میں اپنے آپ کو پیش کر سکیں وہ براہ کرم پتہ ذیل پر مطلع فرمائیں اور جلسہ سالانہ سے دو روز قبل مرکز میں پہنچ جائیں۔

خاکسار زمرد فاضل رمضان

سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تحریکِ دستکاری

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک قومی اجتماع کی حیثیت رکھتا ہے امسال جلسہ سالانہ کی خاص اہمیت ہے کہ اس میں بیرونی ممالک سے تبلیغ اسلام کے نمائندے شرکت کریں گے اور انجمن کی گذشتہ پچاس سالہ کارکردگی کا بیان ہوگا۔ اور یہ انجمن کی تاریخ میں پہلا موقعہ ہے جس میں ہماری بہنوں کی شمولیت بہت ضروری ہے۔ اس اجتماع کی اہمیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ زنانہ دستکاری کی تحریک کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں، تاکہ ان کے اپنے ہاتھ سے بنی ہوئی اشیاء کی نمائش جس سے اشاعت دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ کامیاب بن سکے آپ سے گذارش ہے کہ اس تحریک کے

کوئی عمدہ تحفہ پیش کریں

جو قبل از جلسہ پہنچ

جانا چاہیئے۔ آپ کی مخلص۔ بیگم کرنل سید بشیر حسین

مسلم ٹاؤن۔ لاہور

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

چند سوالوں کے جواب اور اولوالامر کی حقیقت

(۱)

ہمارے ایک معزز دوست نے چند سوال برائے جواب لکھکر بھیجے ہیں۔ ان میں سے ایک سوال انہی کے الفاظ میں ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :-

سوال

"کیا ہم امام الوقت سے جو اولوالامر میں داخل ہے اختلاف کر سکتے ہیں آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت امیر مرحوم لکھتے ہیں کہ ہم اختلاف کر سکتے ہیں۔ پھر یہ دوست لکھتے ہیں ..... آیت مذکورہ بالا میں تین CATEGORIES بیان ہوئی ہیں اول خدا تعالےٰ دوم محمد رسول اللہ سوئم CATEGORY میں تمام اولوالامر آتے ہیں۔ مجددین اور ملوک حضرت مرزا صاحب پہلی دو کرسیوں میں تو بیٹھ نہیں سکتے البتہ تیسری CATEGORY میں آتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے ہمیں اجازت دیتا ہے کہ اولوالامر سے اختلاف ہو سکتا ہے اور اگر اختلاف ہو جائے تو خدا اور رسول یعنی قرآن اور سنت سے فیصلہ طلب کرو خدا سے اختلاف نہیں ہو سکتا باقی سب سے اختلاف ہو سکتا ہے"

آیت قرآنی اور اس کے معنی

الجواب :-

پیشتر اس کے کہ اس امر پر روشنی ڈالی جائے کہ حضرت مسیح موعودؑ سے اختلاف ہو سکتا ہے یا نہیں یا کس امر میں ہو سکتا ہے اور کس امر میں نہیں ہو سکتا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں قرآن کریم کی مکمل آیت مع ترجمہ و مختصر تشریح پیش کر دی جائے آیت یہ ہے :-

یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذالک خیر واحسن تاویلا۔ اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول اور اولوالامر کی اطاعت کرو۔ پس اے مومنو! اگر تمہارا آپس میں کسی امر میں جھگڑا ہو جائے تو اس امر کو جس میں جھگڑا ہوا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو یعنی اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے جو طریق اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے اسے اختیار کرکے اس جھگڑے کو ختم کرو یا کتاب اللہ کی روشنی میں اللہ کے رسول کے اسوہ میں جو طریق تمہیں ملتا ہے اسکو اپنے جھگڑے کو ختم کرنے کا ذریعہ بناؤ۔ اگر تمہیں اللہ اور یوم آخر پر ایمان ہے یہ اصول جو ہم نے بتلایا ہے تمہارے لئے خیر و برکت کا موجب ہوگا اور یہی بہترین طریق ہے جس کی طرف رجوع کرنے سے تم فائدہ میں رہو گے کیونکہ یہ خوبیوں سے بھرا ہوا طریق ہے۔ چنانچہ ان دونوں امور کی تشریح سورہ شوریٰ ع ۲ اور سورہ النساء ع ۱۶ - اور ع ۹ میں فرمائی گئی ہے۔ سورہ شوریٰ ع ۲ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما اختلفتم فیہ من شیء فحکمہ الی اللہ یعنی جس بارے میں تمہیں ذرہ بھر بھی اختلاف ہو اس کے فیصلہ کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرو۔ (شوریٰ ع ۲)

رسول کی حیثیت

اور رسول کے متعلق سورۃ النساء ع ۱۶ میں فرمایا:-

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ - یعنے ہم نے ہی یہ کتاب حق کے ساتھ تیری طرف نازل کی ہے تاکہ تو لوگوں کے درمیان یا لوگوں کے متعلق اس علم سے فیصلہ کرے جو اللہ تعالےٰ نے اس کتاب کا تمہیں عطا کیا ہے پھر اس امر کو بیان کرنے کے بعد کہ رسول خدا کے دیئے ہوئے علم کی بنا پر ہی فیصلہ دیتا ہے سورۃ النساء میں فرمایا فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنے تیرے رب کی قسم یہ لوگ خدا کے نزدیک مومنوں میں شمار نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ تجھے حکم نہ تسلیم کرلیں ان جھگڑوں میں جو ان کے درمیان پیدا ہوں پھر تمہارے فیصلہ کو تسلیم کرنے میں اپنے نفسوں کے اندر ذرہ بھر بھی تنگی محسوس نہ کریں۔ بلکہ اسے شرح صدر سے پوری طرح تسلیم کرلیں جیسا کہ

قیامت تک کیلئے رسول

تمام امت میں یہ بات مسلم ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم قیامت تک کے لئے رسول ہیں اس لئے آنحضور صلعم کے فیصلوں کو شرح صدر سے تسلیم کرنا آنجناب صلعم کے زمانہ کے مسلمانوں تک ہی محدود نہیں ہو سکتا بلکہ قیامت تک آنے والے مسلمان آنحضور صلعم کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کے مکلف ہیں کیونکہ جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے جو طریق آنحضور صلعم نے بتلائے ہیں وہ تمام زمانوں میں اور تمام انواع کے جھگڑوں کے لئے کارآمد اور فیصلہ کن ہیں۔

اولوالامر کی تشریح

اس تمہید کے بعد سب سے پہلے آیت مذکورہ بالا میں وارد شدہ لفظ اولوالامر کی تشریح ضروری ہے اس کے بعد تنازع اور ردّ الی اللہ والرسول کی تشریح کی جائے گی۔ اولوالامر کی حقیقت کو سمجھنے سے قبل اس بات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ کے معانی میں بڑی وسعت ہوتی ہے۔ پس اولوالامر کے مفہوم کو صرف آئمہ دین یا ملوک تک محدود کر دینا درست نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اولوالامر کا وجود پایا جاتا ہے اور ہر شعبۂ زندگی میں ہی اولوالامر کی اطاعت لازمی ہے اس کے بغیر نہ کوئی نظام چل سکتا ہے اور نہ ہی قوم بدنظمی اور انتشار کا شکار ہونے سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ قوم کیا گھر گھر افراتفری پھیل جائے گی اگر اولوالامر کی اطاعت کا اہتمام مدنظر نہ رکھا جائے۔ خانگی زندگی کو ہی دیکھ لو اس میں بھی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے مرد ہی کو صاحب امر قرار دیا ہے۔ اگر گھر کے افراد اس کے فیصلہ کے آگے سر نہ جھکا دیں تو گھر کا انتظام چل ہی نہیں سکتا محلہ میں چوہدری محلہ کی اگر اطاعت نہ کی جائے تو محلہ کا انتظام درہم برہم ہو جائے اور اس کا امن خطرہ میں پڑ جائے حکومت کے ادنےٰ سے ادنےٰ محکمہ میں بھی اگر اس محکمہ کے ہیڈ کی اطاعت اس کا ماتحت عملہ نہ کرے تو تمام نظم و نسق تباہ ہو کر رہ جائے نیچے سے لے کر چوٹی تک کے نظام میں اسی اصل یعنی اولوالامر کی اطاعت کے اصل کو مدنظر رکھنے سے ہی قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے اور زوال سے بچ سکتی ہے اور یہی اصل قومی یکجہتی کا منبع ہے دفتر کے ہیڈ کلرک کا حکم اگر دوسرے کلرک نہ مانیں تو اس دفتر کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائے اور ہر طرف طوائف الملوکی راہ پا کر قومی وحدت کو پارہ پارہ کر دے۔ پس قرآن کریم نے اولوالامر کی اطاعت کا حکم دے کر زندگی کے ہر شعبہ میں نظام کی بنیاد ایک مضبوط اساس پر رکھدی ہے جس پر قومی اتحاد کی نہایت ہی پختہ عمارت

تعمیر کی جا سکتی ہے بڑے سے بڑے حوادث کے ہم بھی اسکو گرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ اس طریق پر عمل کرنے سے قوم کانّہم بنیان مرصوص کا مصداق بن جاتی ہے۔

اطاعت کن اُمور میں ہو گی

ہاں یہ اطاعت مطلق نہیں ہو گی بلکہ ہر محکمہ میں ماتحت اپنے افسر کی اطاعت کے پابند انہی امور میں ہوں گے جو اس محکمہ کے دائرہ کے اندر آتے ہیں اس دائرہ کے باہر جو امور ہیں اُن کے بارے میں نہ وہ افسر اپنے ماتحتوں کو کوئی حکم دے سکتا ہے اور نہ ہی ماتحت اسے ماننے کے پابند ہو سکتے ہیں۔

غلط حکم کے متعلق ماتحت کا روّیہ

ہاں ماتحت اپنے افسر کے حکم یا فیصلہ میں اگر کوئی غلطی محسوس کرے اور سمجھے کہ افسر کے حکم یا فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے میں نقصان ہو گا تو اسے بطور مشورہ اس کی غلطی کی طرف توجہ دلا سکتا ہے لیکن نافرمانی نہیں کر سکتا جیسا کہ بدر کی جنگ میں حضرت نبی کریم صلعم نے فوج کو ایسی جگہ اتارا جو جنگی نقطۂ نگاہ سے نقصان دہ تھی تو ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر حضور نے اس جگہ کو خدا تعالےٰ کے الہام کے ماتحت پسند کیا ہے تو پھر تو میں کچھ نہیں کہتا لیکن اگر حضور نے اپنی ذاتی رائے سے اسے انتخاب کیا ہے تو میری رائے میں اس کی بجائے فلاں جگہ زیادہ موزوں ہے۔ آنحضور صلعم نے فرمایا الہام کی بناء پر تو میں نے اسے انتخاب نہیں کیا چنانچہ آنحضور صلعم نے اس صحابی کی رائے کو پسند کر کے وہ جگہ بدل دی پس جب انتظامی معاملات میں رسول خدا صلعم کو بھی مشورہ دیا جا سکتا ہے تو اور کوئی شخص کس طرح مفید مشوروں سے مستغنی ہو سکتا ہے رسول کریم صلعم کا یہ اسوہ ہر افسر کے لئے قابلِ تقلید ہے کہ اپنے ماتحت کے صحیح مشورہ کو توجہ سے سنے اور اس پر اسی طرح عمل کرے جس طرح رسول کریم صلعم نے اپنے صحابی کے مشورہ پر عمل کیا۔ ایسی مثالیں تو آنحضرت صلعم کی زندگی میں اور بھی پائی جاتی ہیں لیکن طوالت کے خوف سے سردست ان کو چھوڑتا ہوں۔

الہام کی اہمیّت

یہ واقعہ ہمیں ایک نہایت ہی سنہری اور نہایت ہی مفید اصل کی طرف رہنمائی کر رہا ہے اور وہ یہ کہ جو امر یقینی الہام کی بناء پر اختیار کیا جائے اس میں کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس میں کسی کو اختلاف کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے اس صحابی کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضا اس حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے اور ان کی معرفت اس بارے میں مکمل تھی یہ بات صرف انبیاء علیہم السلام کے الہام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ غیر نبی کے الہام پر بھی اسی طرح عمل کرنے کی ہدایت قرآن کریم میں پائی جاتی ہے جیسا کہ سورہ بقرہ ع ۳۲ میں بنی اسرائیل کے ایک نبی کے متعلق ذکر آتا ہے کہ اس نے ایک شخص کو بنی اسرائیل پر بطور بادشاہ مقرر کیا جب یہ بادشاہ جالوت کے مقابلہ کے لئے نکلا تو اس نے قوم کو مخاطب کر کے کہا ان اللہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی یعنی خدا تم کو آزما رہا ہے دریا کے ذریعہ جو اس میں سے پی لے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو گا اور جو نہیں پیئے گا اسی کا میرے ساتھ تعلق ہو گا چنانچہ جنہوں نے اس دریا سے پانی پی لیا وہ الگ کر دیئے گئے۔ اب دیکھ لیجئے کہ غیر نبی کے الہام پر بغیر چون و چرا عمل کرنا کیسا ضروری قرار دیا گیا ہے یہاں تک کہ اس پر عمل نہ کرنے والوں کو مورد سزا بنا دیا گیا۔

ملکی قوانین پر عمل کرنا تمام قوم کیلئے ضروری ہے

یہ تو اولوالامر کا وہ حصہ ہے جو ملکی نظام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس میں وہ تمام ملکی قوانین بھی آجاتے ہیں جو حکومت کی طرف سے نافذ کئے جاتے ہیں رعایا کے ہر حصہ کو اس قرآنی ہدایت کے ماتحت کہ اولوالامر کی اطاعت کرو ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر تاجروں کے متعلق جو قوانین ہوں گے ان پر تاجروں کو عمل کرنا ضروری ہے آج اگر تاجر اس نافع الناس قرآنی اصول پر عمل کرنا شروع کر دیں تو بلیک مارکیٹنگ ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ وغیرہ کا یکدم خاتمہ ہو جائے اور پاکستان جنت کا نمونہ بن جائے اسی طرح کارخانہ داروں اور مزدوروں کے متعلق جو قوانین نافذ ہوں ان پر یہ لوگ عمل شروع کر دیں تو چاروں طرف امن کی فضا ہی فضا نظر آنے لگے غرضیکہ اگر رعایا کا ہر طبقہ قرآنی ہدایت کے ماتحت اولوالامر کی اطاعت صدق دل سے کرنی شروع کر دے تو پاکستان ایک مثالی حکومت بن جائے جس کی دوسری حکومتیں فوراً تقلید کرنا شروع کر دیں۔

اولوالامر کے متعلق قرآنی ہدایت

قرآن کریم چونکہ ایک کامل کتاب ہے اس لئے جو ضابطہ حیات وہ بیان کرتا ہے اسے ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا بلکہ الیوم اکملت لکم دینکم کی بشارت کے ماتحت اسکو تکمیل تک پہنچاتے ہوئے اس کے ہر گوشہ کو زیر بحث لاتا ہے پس اس معاملہ میں بھی اس نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ محکوم کو حاکم کی اطاعت کا پابند کرے بلکہ اولوالامر پر بھی محکوم کے متعلق مکمل ذمہ داریاں ڈالی ہیں سب سے پہلے تو لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تم اپنے حاکم منتخب کرتے وقت اس بات کو دیکھ لیا کرو کہ اس امانت کو پوری طرح ادا کرنے کی کون قابلیت رکھتا ہے۔ اور کون اس کا اہل ہے کہ حکومت کے کام کو پوری دیانتداری سے چلا سکے

حُکام کو ہدایت

اس کے بعد ان لوگوں کو جو بطور حاکم منتخب ہوں ہدایت دیتا ہے واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعًا بصیرًا۔ یعنے اے لوگو جب تم اپنے ماتحت لوگوں کے متعلق کوئی فیصلہ کرو تو عدل سے کام لو۔ فیصلوں میں عدل سے کام لینے کا مفہوم صرف اتنا ہی نہیں کہ ان کے آپس میں کے جھگڑوں میں فیصلہ کرتے وقت عدل کو ملحوظ رکھو بلکہ اسی میں وہ تمام امور آجاتے ہیں جو رعایا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً جو قوانین بنائے جائیں وہ ایسے ہوں جن پر عمل کرنا ان کے لئے موجب تکلیف نہ ہو مثلاً اگر ٹیکس لگائے جائیں تو وہ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنے ہوں جو ان کی قوت برداشت سے بالا نہ ہوں۔ اسی طرح عدل کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ان کی خوشحالی اور آرام دہ زندگی کے لئے ہر قسم کے سامان مہیّا کئے جائیں، ان کی جان مال، عزت کی حفاظت کے لئے مکمل انتظام ہو، غرضیکہ عدل کا لفظ اتنا وسیع ہے کہ زندگی کا کوئی گوشہ بھی باہر نہیں رہ سکتا۔ ہر حکومت کا فرض ہے کہ ہر گوشہ کے ساتھ پورا پورا انصاف کرے تا حاکم اور محکوم کے درمیان تعلقات نہایت ہی خوشگوار رہیں جو ایک فلاحی مملکت کے لئے نہایت ہی ضروری چیز ہے۔

حکام کو دوسری ہدایت

دوسری ہدایت حکام کو الفاظ شاورھم فی الامر و امرھم شوریٰ بینھم میں دی گئی ہے اور وہ یہ کہ حکومت کے باہمی کام مشورہ سے چلائے جائیں، اور استبداد سے قطعًا کام نہ لیا جائے۔

اولوالامر کے لئے وعید

پھر اولوالامر پر اس بات کو بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیں گے یا عدل کی جائے ظلم کو اختیار کریں گے تو یاد رکھیں ان پر بھی ایک حاکم ہے جو احکم الحاکمین کہلاتا ہے اس کی گرفت سے وہ بچ نہیں سکتے۔

اولوالامر میں دینی رہنما بھی شامل ہیں

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا تعلق ان اولوالامر سے ہے جن کے سپرد ملکی اور سیاسی نظام ہوتا ہے اور اسے بھی نہایت اختصار سے بیان کیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ قرآن کریم کی رُو سے اولوالامر میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو دینی رہنما کہلانے کے مستحق ہیں ان کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں جو سورۃ مائدہ ع میں بیان کی گئی ہیں:—

انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیّون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء۔ یقینًا ہم نے ہی توراۃ کو اتارا تھا اس میں ہدایت اور نور تھا اس کے ساتھ فیصلہ کیا کرتے تھے یہود کے لئے انبیاء جو خود بھی کامل فرمانبردار ہوتے تھے اور ربانی لوگ اور علماء بوجہ اس کے کہ کتاب اللہ کی حفاظت کا کام ان کے سپرد کیا گیا تھا اور

وہ اس کتاب کی سچائی پر بطور گواہ کے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کو ہدایت دینے کے لئے اور اس پر قائم رکھنے کے لئے اوّل انبیاء مبعوث ہوتے ہیں جو ہدایت لاتے ہیں، دوسرے ربانی لوگ جو انبیاء کے ذریعہ خدا سے تعلق پیدا کرکے ملہم بنتے ہیں، تیسرے علماء جو راسخ فی العلم ہونے کی وجہ سے بالعموم کتاب اللہ کے صحیح مفہوم پر آگاہی حاصل کرتے ہیں

اس امت میں مجدّدین

چونکہ توراۃ کی تعلیم اپنی ذات میں کامل نہ تھی اس لئے بنی اسرائیل میں حضرت موسٰی کے بعد بھی انبیاء آتے رہے جو کوئی نہ کوئی نئی ہدایت قوم کے لئے لاتے رہے لیکن قرآن کریم چونکہ ہر لحاظ سے کامل ہدایت نامہ ہے جس کے بعد کوئی نئی ہدایت نہیں آسکتی اور اس کو لانے والا رسول بھی خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے آخری نبی ہے جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا نہ پرانا نہ نیا اس لئے اس امت کو ہدایت پر قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے دوسری دو قسموں کے دینی رہنماؤں کا ہی سلسلہ جاری رکھا ہے یعنی ایک ربّانی لوگوں کا جن میں عام اولیاء اور مجدّدین داخل ہیں اور دوسرے احبار یعنی راسخ فی العلم علماء ان ربانی لوگوں کو قرآن کریم نے سورۃ النور میں خلفاء کے نام سے نامزد کیا ہے اور حدیث نے مجددین کے نام سے انہیں پکارا ہے جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں آیا ہے ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ تیسری قسم کے لوگوں کا نام قرآن کریم نے راسخ فی العلم رکھا ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں فرمایا والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔ اور سورۃ عبس میں ان کا نام سفرۃ رکھا ہے فرمایا کلا انھا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ۔

پھر سورۃ النساء رکوع ۱۱ میں فرمایا واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ۔ یعنے امن یا خوف کا جو معاملہ بھی مسلمانوں کو پیش آئے تو وہ اسے پھیلانے کی بجائے رسول تک پہنچادیں اور رسول کے بعد اولی الامر تک پہنچادیں اگر وہ امر حکومت یا سیاست کے متعلق ہے تو ظاہری اولی الامر تک پہنچادیں اور اگر دین پر اعتراض کے متعلق ہے جن سے مسلمانوں میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوسکتا ہے تو دینی رہنماؤں تک پہنچادیں تا وہ استنباط کرکے خوف کو دُور کر سکیں ایسے استنباط کرنے والوں کے متعلق دوسری جگہ آتا ہے لا یمسہ الا المطھرون یعنے پاک ہونے کی وجہ سے ان کے اندر قوت استنباط پیدا ہوجاتی ہے جس سے یہ لوگ قرآن کے اصل مطلب تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اسی لئے ان کے دلوں میں حقیقی خشیۃ اللہ پیدا ہوجاتی ہے جیسا کہ فرمایا انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء اور حدیث میں آتا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی جو انبیاء لوگوں کو توراۃ پر قائم رکھنے کے لئے آتے تھے اس امت میں مسلمانوں کو قرآن پر قائم رکھنے کا کام میری امت کے علماء سرانجام دیں گے۔ حدیث میں علماء کے لفظ میں تمام احبار اور مجددین کو شامل کر دیا ہے۔ پس قرآنی آیت میں اولوا الامر سے مراد مندرجہ بالا تمام قسم کے دینی رہنما ہیں یہ درست ہے کہ ان کے مدارج مختلف ہیں اور اسی بنا پر ان کی اطاعت کے مدارج بھی مختلف ہیں لیکن بہرحال ان کی اطاعت ضروری ہے ان کے ساتھ کہاں تک اختلاف کیا جاسکتا ہے اور کہاں تک نہیں کیا جاسکتا اس پر مفصل روشنی انشاء اللہ آئندہ قسط میں ڈالی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم۔

جلسہ سالانہ کے متعلق
سیکرٹری صاحبان کی اطلاع کیلئے

جلسہ کی تاریخیں حسب دستور ۲۵، ۲۶، اور ۲۷ دسمبر ۱۹۶۴ء مقرر ہوئی ہیں۔ اور خواتین کا جلسہ ۲۴ دسمبر بروز جمعرات ہوگا۔ امسال کھانا پنڈال کی بجائے جائے رہائش یعنے کمروں میں کھلایا جائے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ سیکرٹری صاحبان اپنی جماعتوں میں سے دو دو مستعد اور ذمہ دار نوجوانوں کے نام ارسال فرمائیں جو کمروں میں کھانا کھلائیں۔ اور وہ ۲۳ دسمبر تک لاہور پہنچ جائیں۔

کھانے کے اوقات بھی قابل نوٹ ہیں:۔

ناشتہ:۔ صبح ۷½ سے ۹ بجے تک

کھانا دوپہر:۔ ۱۲½ سے ۲ بجے تک

کھانا شام:۔ ۶ بجے سے ۸ بجے تک

ان اوقات کی پابندی سے احباب کو سہولت رہے گی اس لئے ان کو ملحوظ رکھیں۔

مہتمم جلسہ سالانہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

فہرست چندہ گولڈن جوبلی
(سلسلہ صفحہ ۱۵)

سعیدہ دختر ڈاکٹر محمد دین صاحب مانسہرہ ۔ 5/-
والدہ سعید الدین صاحب " ۔ 5/-
مظہر الدین صاحب ملتانی لاہور ۔ 10/-
محمد اسحاق صاحب مردان ۔ 3/-
۴۵

گولڈن جوبلی فنڈ

مکرم و معظم جناب مہتمم صاحب گولڈن جوبلی۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسب الحکم فہرست جماعت ملتان چندہ گولڈن جوبلی فنڈ ارسال خدمت ہے۔ اگر یہ فہرست پیغام صلح میں شائع کرادیں تو نہایت مفید اور بہتر ہوگا۔ والسلام

خاکسار:۔ محمد علی۔ ملتان کینٹ

جماعت ملتان — جوبلی فنڈ

(۱) شیخ میاں فضل الرحمان صاحب ۔ ۔ 200.00
(۲) خان عبدالعزیز خان صاحب ۔ ۔ 100.00
(۳) چوہدری سلطان علی صاحب ۔ ۔ 50.00
(۴) شیخ رحمت اللہ صاحب سلیم ۔ ۔ 50.00
(۵) محمد صدیق صاحب معرفت میاں رشید احمد صاحب 100.00
(یہ رقم انجمن کو بھجوا چکا ہوں)
(۶) شیخ میاں فضل حق صاحب ۔ ۔ 20.00
(۷) چوہدری عبدالکریم صاحب ۔ ۔ 20.00
(۸) مسٹر سلیم صاحب ۔ ۔ 10.00
(۹) جماعت اسمٰعیل آباد ۔ ۔ 40.00
(۱۰) پروفیسر سعد اختر صاحب ۔ ۔ 50.00
(۱۱) حبیب اللہ صاحب ۔ ۔ 5.00
(۱۲) ملک دوست محمد صاحب ۔ ۔ 3.00
(۱۳) غلام فرید صاحب ۔ ۔ 2.00
(۱۴) شیخ میاں نشاط احمد صاحب 20.00
(۱۵) میاں محمد ظفر صاحب ۔ ۔ 5.00
(۱۶) چوہدری امتیاز احمد صاحب ۔ ۔ 5.00
میزان ۔ ۔ 680.00

(۱۷) شیخ میاں فضل الرحمان صاحب:۔
برائے برلن ووکنگ مشن ۔ ۔ 3500.00
" " ادارہ تعلیم القرآن 1000.00
" " پیغام صلح ولائٹ 500.00
کل میزان ۔ ۔ 5680.00

نوٹ:۔ یہ رقوم انشاء اللہ ماہ دسمبر کے شروع میں ہی وصول کرکے بھجوا دوں گا۔

۴۵
میاں احمد علی صاحب حضرت کرمانوالہ اوکاڑہ ۔ 25/-
ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ہزارہ ۔ ۔ 10/-
ڈاکٹر شیخ فضل الرحمٰن صاحب منگلا ڈیم جہلم ۔ 50/-
مرزا مقبول بیگ صاحب لاہور ۔ ۔ 10/-
جماعت چک $\frac{2}{4-L}$ اوکاڑہ ۔ ۔ 85/-
این اے فاروقی صاحب لاہور ۔ ۔ 100/-
ایم اے بسط صاحب کراچی ۔ ۔ 50/-
میاں علی احمد صاحب چک $\frac{6}{4-L}$ ۔ ۔ 10/-
چوہدری فضل داد صاحب اوکاڑہ ۔ ۔ 10/-
قاضی محمد رمضان صاحب گوجرانوالہ ۔ ۔ 10/-
راجہ عبدالمجید صاحب۔ چھکری ۔ ۔ 5/-
(باقی ۔۔۔ باقی)

جناب میاں ظہور احمد صاحب مل اونر

قومی آرزو

انسانی خواہشات میں ایک خواہش یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنا مکان یا گھر بنا دے جس میں حتے الوسع اپنے طریقہ پر زندگی بسر کر سکے۔ یہی خواہش قوموں کے قلوب میں موجزن ہوتی ہے اسی فطرت کے ماتحت ہماری انجمن اور اس کے ممبران کی دیرینہ تجویز تھی کہ ایک احمدیہ کالونی معرض وجود میں لائی جاوے جس میں اسلامی فضا مہیا ہو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ایسی فضا کا مہیا کرنا قومی مقاصد کی تکمیل کے لئے ازبس ضروری تھا۔

اگرچہ اس مجوزہ احمدیہ کالونی کی طرف احباب نے من حیث القوم چند برسوں سے زیادہ توجہ دینی شروع کی۔ لیکن اس کمی کو سالہا سال سے محسوس کیا جا رہا تھا۔ اور جناب مولانا محمد علی (خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں) امیر جماعت کے زمانہ میں ہی انجمن نے ایک وسیع ٹکڑا زمین مسلم ٹاؤن کے قریب خرید لیا جو تقریباً ۱۹۸ کنال پر مشتمل تھا۔ چونکہ انجمن کے پیش نظر بیشمار ایسے دینی امور تھے جن کا مکمل کرنا زیادہ اہم تھا۔ اس لئے یہ زمین خالی پڑی رہی۔ یہاں تک کہ حکومت نے اس اراضی کو ضبط کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ انجمن کو یہ گوارا نہ تھا کہ حکومت کے اس اقدام کو ٹکا سے لپنا بدلی دیکھتی۔ لہذا مجلس منتظمہ اور پھر مجلس معتمدین نے فیصلہ کیا کہ حکومت کو اراضی کے بحال رکھنے میں یا اس کے بدلہ میں دیگر اراضی دینے کے لئے کہا جاوے اس غرض کے لئے ایک سب کمیٹی تشکیل میں لائی گئی جس کا کنوینر راقم الحروف کو مقرر کیا گیا۔

اس سب کمیٹی نے اپنی عقل اور دانش کے مطابق زیر ہدایات مجلس منتظمہ اراضی کو حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھی الحمدللہ کہ ایک موزوں قطعہ زمین امپرومنٹ ٹرسٹ کی سکیم میں مل چکا ہے۔ جس کا رقبہ ۱۳۲ کنال ہے۔ اس اراضی کا "Site Plan" یا نقشہ آپ کو پیغام صلح یا لائٹ کے ذریعہ پہنچ چکا ہوگا۔

اس بستی میں کون کون سے ادارے تعمیر ہوں گے انجمن کے دفاتر۔ مبلغین کے لئے قیام گاہ۔ بچوں کے لئے دارالشفقت اور پبلک سکول ضروریات زندگی کے لئے خورد و نوش کے سٹور و ہر قسم کے مختلف ادارے جو بھی قوم تجویز کرے گی۔ ان کی تعمیر خدا کے فضل و کرم سے شروع کی جاوے گی۔ کالونی کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ سب سے پہلے ایک مرکزی مسجد اور لائبریری کی تعمیر کا آغاز کیا جائے۔ بہرحال میرا مقصد ان تفصیلات میں جانے کا نہیں ہے۔ محض قوم کے نوٹس میں اس خوشخبری کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جو کام اس چھوٹی سی کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ وہ اسی کے فضل سے مکمل ہو چکا ہے۔ جس کے لئے کمیٹی کے ممبران ان بزرگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی شبانہ دعاؤں سے ہماری امداد فرمائی مجلس معتمدین اور منتظمہ کے ارکان کے بھی شکرگزار ہیں۔ جن کی ہدایت اور مشورہ سے یہ کام ہوتا رہا۔ مجھے اپنے رفقائے کار مرزا مسعود بیگ صاحب۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ فاروقی صاحب۔ مولانا یعقوب خاں صاحب کی دلچسپی اور تعاون نے اس قدر متاثر کیا کہ ان کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خصوصاً کرنل سعید احمد صاحب جنہوں نے دفاتر میں جا کر اس سلسلہ میں حصہ لیا۔ نیز وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے مستفید فرمایا۔ میرا عزیز میاں مجید احمد صاحب داد چوہدری ظہور احمد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کمیٹی کا ممبر نہ ہونے کے باوجود پوری پوری دلچسپی لی۔ اس غرض کے لئے خان حبیب الرحمٰن صادق نے جس تندہی اور جذبہ سے دفاتر میں پیروی کی اس کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ خدا ان سب احباب کو جزائے خیر دے اور قوم کو توفیق دے کہ جس بلند اور پاک مقصد کے لئے اس قطعہ زمین کو لیا گیا ہے اس کے آغاز میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا جائے۔ اور جس کی تعمیر میں ذہنی۔ جانی اور مالی خدمات پیش کی جائیں تاکہ یہ قومی خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو۔

آخیر میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ قوم اسی سال اپنے سالانہ اجتماع میں مجوزہ کالونی میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھے۔ اور آئندہ کالونی کے متعلق اپنی اپنی تجاویز بھیجتے رہیں۔ اور دعا کریں کہ خدا اپنی برکات ان تمام کاموں میں نازل فرما دے جو دین اسلام کے لئے مقصود ہوں۔ حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اعلائے کلمۃ اللہ کا عظیم الشان کام ہاتھ میں لیا۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو اس میں حصہ لینے سے محروم رہ جائے۔

"بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہرحالت شود پیدا"

پروگرام جلسہ سالانہ کی چند جھلکیاں

● ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۴ء بروز جمعرات دس بجے صبح

جلسہ تنظیم خواتین احمدیہ زیرِ صدارت بیگم صاحبہ میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم۔

زنانہ دستکاری کی نمائش

● ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۴ء بروز جمعہ

— پہلی نشست زیرِ صدارت شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر

— افتتاحیہ تقریر از حضرت امیر قوم مولٰینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

— تقریر انگریزی — عزیز احمد صاحب — ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ)

— قرآن کریم اور موجودہ سائنس — از ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب ڈائرکٹر اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کراچی

— خطبہ و نماز جمعہ از حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

— سنگِ بنیاد مسجد احمدیہ کالونی واقعہ نزد پنجاب یونیورسٹی کیمپس

— تقاریر کا انعامی مقابلہ

"اسلام میں معاشرہ کے بنیادی اصول" — زیرِ اہتمام ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور۔

— مجلسِ مشاورت —

● ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ

زیرِ صدارت :— خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت

— انگریزی تقریر :— مسٹر عبداللہ الیاس از سوڈان (افریقہ)

— تقاریر علمائے سلسلہ۔

— رپورٹ :— سیکرٹری صاحب انجمن۔

— تقریر :— از حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالٰی۔

— مجلسِ مذاکرہ — "مغرب میں اشاعتِ اسلام"

زیرِ صدارت :— جناب میاں محمد شریف صاحب ایم اے ڈائرکٹر ثقافتِ اسلامیہ لاہور۔

مقررینِ کرام :—

مسٹر شلز کے جرمن نومسلم از برلن — جرمنی میں تقریر کریں گے۔

ترجمہ تقریر :— ڈاکٹر نظیر الاسلام صاحب

— مولٰنا محمد یعقوب خان صاحب۔ ایڈیٹر دی لائٹ و سابق امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

— ڈاکٹر رفیع الدین صاحب ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈائرکٹر اقبال اکیڈمی کراچی۔

— شیخ نصیر احمد صاحب ناصر سیکرٹری شعبۂ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

— اجلاس معتمدین —

● ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۴ء بروز اتوار :

زیرِ صدارت :— الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور

— تقاریر علمائے سلسلہ

— صدارتی تقریر :— از الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور

— اختتامی تقریر :— حضرت امیر قوم ایدہ اللہ

— تقاریر کا انعامی مقابلہ :

زیرِ عنوان :— "خدمتِ اسلام میں عورت کا حصہ"۔

زیرِ اہتمام :—

— تنظیمِ خواتینِ احمدیہ —

بیرونی ممالک سے آنے والے

احباب کے بارہ میں

احبابِ جماعت کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ بیرونی ممالک سے جن نمائندگان سے خط و کتابت ہو کر ان کے جلسہ میں شمولیت کا اعلان کیا گیا تھا۔ ان کے متعلق اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ جرمنی سے مسٹر شلز کے صاحب، ٹرینیڈاڈ سے مسٹر عزیز احمد، نیز چین سے حاجی پن ضوا اور ان کے تین رفقاء اور بھارت سے چند اصحابِ سلسلہ کی آمد متوقع ہے مگر انڈونیشیا سے مسٹر ارشاد، جنوبی افریقہ سے مسٹر داؤد سیڈ و اور مغربی افریقہ یعنی گھانا سے مسٹر عباس، کماسی سے مسٹر عبداللہ بلیسے نہیں آ سکتے کیونکہ حکومت کی طرف سے ان سے سفر اخراجات زرِ مبادلہ منظور نہیں ہوئے۔

عطیات برائے گولڈن جوبلی

از جماعت پشاور

(معرفت محمد الرحمن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور)

۱۔ جناب بابو محمد صادق صاحب — 10.00

۲۔ جناب پروفیسر عزیز احمد صاحب — 10.00

۳۔ جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب — 100.00

۴۔ جناب بادشاہ خان لگہ والا — 5.00

۵۔ حکیم مبارک عبداللہ صاحب سیکرٹری جماعت دربند — 5.00

۶۔ جناب ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب دربند — 10.00

۷۔ جناب سمندر خانصاحب دربند — 5.00

۸۔ جناب عبدالعلی خانصاحب دربند — 5.00

۹۔ جناب خاوی خانصاحب سرال — 4.00

۱۰۔ جناب بوستان خانصاحب سرال — 1.00

۱۱۔ جناب حاجی رحمت اللہ۔ عالم خان — 5.00

۱۲۔ جناب محمد یوسف خانصاحب ٹاہلی — 2.00

۱۳۔ جناب حبیب الرحمن خانصاحب ٹاہلی — 2.00

۱۴۔ جناب جمعدار فضل الرحمن صاحب ٹاہلی — 1.00

۱۵۔ جناب میاں محمد خان صاحب — 1.00

۱۶۔ مساۃ مبارکہ خان صاحبہ ہمشیرہ محمد یوسف خان ٹاہلی — 3.00

۱۷۔ جناب گل زمان خانصاحب کچھی — 2.00

۱۸۔ جناب اہلیہ صاحبہ مولوی عبدالرحمن صاحب کچھی — 5.00

۱۹۔ جناب عمر خطاب صاحب — 5.00

والسلام

محمد الرحمن سیکرٹری جماعت پشاور

اخبار احمدیہ

وفات حسرت آیات

—— میری بھتیجی عزیزی ثریا مجید صاحبہ دختر مکرم جناب بھائی صاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب ناظر ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائرکٹر ٹریننگ آفت انکم ٹیکس کراچی مورخہ ۲۲/۱۱/۶۴ کو مختصر علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی شادی ہوئے بمشکل پانچ سال ہوئے تھے کہ بلاوا آ گیا۔ مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ اور غریب پرور خاتون تھیں۔ نہایت ہی خوش خلق اور ہر دلعزیز تھیں۔ مرحومہ کی تدفین کراچی میں ہی کی گئی ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے بلندی درجات کے لئے دعا فرما دیں اور لواحقین کے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی بے وقت موت انتہائی تکلیف دہ ہے۔ مرحومہ اپنی یادگار دو بچے چھوڑ گئی ہیں۔ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

والسلام

غمزدہ محمد عبداللہ ولد شیخ محمد عثمان صاحب مرحوم

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کی فتح

—— امسال ۲۷، ۲۸، ۲۹ اور ۲۹ نومبر کو کارپوریشن مزنگ ہائی سکول لاہور میں جناب سید پناہ علی شاہ صاحب ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن لاہور کے ایماں پر آل مغربی پاکستان بین المدارس، قرأت، سیرت نبی کریم صلعم اور نعت شریف میں مقابلہ منعقد ہوا۔ جس میں مقامی ہائی سکولوں کے علاوہ پشاور، راولپنڈی، سرگودھا، ملتان اور لاہور ڈویژن کے ہائی سکولوں کے طلبہ نے حصہ لیا۔

ہمارے سکول سے قاری زاہد حسین جماعت ہشتم نے مقابلۂ قرأت میں حصہ لیا۔ اور تیسری پوزیشن حاصل کی، تقریر سیرت کے مقابلہ میں اقبال مقبول ڈار جماعت ہشتم نے شرکت کی اور خدا کے فضل سے مقابلہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اول آنے والے راولپنڈی کے بچے نے صرف دو نمبر زائد حاصل کئے۔ اس طرح ہمارا بچہ راولپنڈی کے سوا باقی تمام ڈویژنوں میں ممتاز رہا۔

یہ انعامات جناب پروفیسر حمید احمد خان صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور نے اپنے دست مبارک سے تقسیم فرمائے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہمارے ان بچوں نے پہلی دفعہ تقریری مقابلوں میں حصہ لیا اور خدا کے فضل سے کامیاب ہوئے۔

اس کامیابی کا سہرا بھی مولوی برکت علی صاحب کے سر ہے اور ہم ان کے بہت ممنون ہیں۔

عبدالمجید۔ ہیڈ ماسٹر
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کی اطلاع کے لئے

—— جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جن احباب کرام کو طبی مشورہ اور علاج کی ضرورت ہو۔ ان کے لئے ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ایم بی بی ایس نے اپنی خدمات مفت پیش فرمائی ہیں۔ ان کا شفاخانہ مسلم ہائی سکول کے صدر دروازہ کے سامنے ہے۔

درخواست دعا

—— بزرگان سلسلہ سے دعا کی جاتی ہے۔ کہ محترم پروفیسر خلیل الرحمان صاحب کا بھانجا کیپٹن شیر احمد خان مورخہ ۲۲/۱۱/۶۴ کو ریل کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گیا ہے۔ کیپٹن مذکور کھاریاں ملٹری ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ سب احباب جماعت کیپٹن شیر احمد خان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کیپٹن صاحب کو جلد صحت بخشے۔ آمین

محمد الرحمان

سکول نمبر ۱ کی ایک اور فتح

—— امسال مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۶۴ء کو بی۔ این۔ آر۔ سنٹر کی انتظامیہ نے ایک بین المدارس تقریری مباحثہ منعقد کرایا۔ جس کا موضوع تھا:—

"ہمارے آبا و اجداد ہم سے زیادہ خوش تھے"

اس مباحثہ میں لاہور کے بہت سے سکولوں کے لڑکوں نے حصہ لیا۔ ہمارے سکول سے سہیل شوکت جماعت ششم اور محمد سلیم جماعت ہشتم نے اس مباحثہ میں حصہ لیا۔ سہیل شوکت نے اپنی ٹیم کا تیسرا انعام جیت لیا۔ اور محمد سلیم نے اپنی ٹیم کا سپیشل انعام حاصل کیا۔ محترمہ بیگم منظور قادر صاحبہ صدر جلسہ نے اپنے ہاتھوں سے انعامات تقسیم فرمائے۔ ان بچوں کی تصاویر اور تقاریر کے خلاصے اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال کے تقریری مقابلوں میں ہمارے بچوں نے یہ تیسرا میدان فتح کیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

برکت علی۔ ثقافت سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کے اعلیٰ نتائج پر

انسپکٹر صاحب کا اظہار خوشنودی

—— صاحب انسپکٹر لاہور ڈویژن نے اپنے ایک خصوصی مراسلہ میں سکول ہذا کے عمدہ نتائج پر اپنی خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے ہیڈ ماسٹر صاحب کو لکھا ہے۔ کہ وہ امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اور ان کے اساتذہ اپنی مساعی کو اسی ذوق و شوق سے جاری رکھیں گے اور آئندہ اس سے بہتر نتائج حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

برکت علی ثقافت سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

جلسہ سالانہ کے معزز مہمانوں کی خدمت میں التماس

محض رضائے الٰہی کی خاطر آپ سفر و اخراجات کی صعوبتیں جھیل کر یہاں آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے اس اخلاص کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(۱) ۔ جملہ نمازوں میں باجماعت شرکت ۔ اوقات نماز:
نماز فجر　　ظہر و عصر　　اور
مغرب و عشا

(۲) حضرت مسیح موعودؑ کی اس جماعت کی ترقی و توسیع کے لئے عاجزانہ دعائیں

(۳) ۔ جملہ اجلاسوں میں بروقت شمولیت بالخصوص صبح ۹½ بجے جلسہ شروع ہونے کے وقت کی پابندی۔

(۴) ۔ براہ مہربانی جلسہ گاہ میں جا کر مسجد کے اندر اطمینان سے بیٹھیں۔ کرسیاں غیر از جماعت دوستوں کیلئے خالی رہنے دیں۔ راستوں اور گلیوں میں کھڑے رہنے سے تکلیف ہوتی ہے۔

(۴) حفاظت ۔ کمروں سے باہر محافظ مقرر ہیں۔ مزید حفاظت کے لئے اپنے میں سے دو اصحاب کو مقرر کریں۔ جن کے پاس چابیاں رہیں۔

(۵) کھانے کے اوقات کو ملحوظ رکھیں جو کمروں میں مہیا کیا جائے گا۔ جو مفصلہ ذیل ہیں:—

ناشتہ ۷½ صبح سے ۸½ بجے تک
کھانا دوپہر ۱۲½ بجے سے ۲½ بجے تک
کھانا شام ۵½ بجے سے ۷½ بجے تک

اور جس کے لئے اپنی جماعت میں سے دو صاحب مقرر کر دیں۔

(۶) رضاکار ۔ آپ کی خدمت و سہولت کے لئے مقرر ہیں اگر کسی سے کوتاہی ہو جائے تو حوصلہ و صبر اور چشم پوشی کی صفات سے کام لیں۔

(۷) حتی الوسع مرد، مردوں کے مشترکہ قیام گاہ میں رہائش اختیار کریں۔ اور خواتین مشترکہ رہائش مستورات میں قیام پذیر ہوں۔ الگ الگ فیملی کے لئے انتظام ناممکن ہے۔ والسلام

افسر جلسہ سالانہ

از - عتیق صابر راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

شرائط ایمان میں بھی ہے کہ لا نفرق بین احد منھم - یعنی مسلمان اقرار کرتے ہیں - کہ ہم بلا تفریق سب رسولوں پر ایمان لاتے ہیں - اس لئے دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں جو تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی تفریق کر کے صرف تشریعی نبیوں پر ایمان لانا جزو ایمان جانتا ہو - اور دوسروں پر نہ - ہاں خلیفہ صاحب خود حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا غیر تشریعی حقیقی نبی جیسے عیسیٰ علیہ السلام بیان کر کے بھی عدالت کے روبرو ان پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں سمجھتے - اور اس طرح خود ہی تفریق کرتے ہیں تو بے ایمانی اور کفر کا فتوےٰ کس پر اطلاق پاوے گا؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ خلیفہ صاحب ہر بات حضرت اقدس مرزا صاحب کے خلاف کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں - لہٰذا خلیفہ صاحب کے ذکر وہ حوالجات کے برعکس اس بارہ میں خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد بھی ملاحظہ کے لائق ہے جو حفاظت اور تجدید تائید دین کے لئے مجددوں کی آمد مانتے ہیں نہ نبیوں کی - فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے - اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں - محافظت کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ مجدد پیدا ہوتے رہیں گے جب ایک صدی گذر جاتی ہے - اور پہلی نسل اٹھ جاتی ہے - اور پچھلے عالم اولیاء اور ابدال فوت ہو جاتے ہیں تو دین کو تازہ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ ...... نئے آدمی پیدا کرتا ہے - ہر صدی کے سر پر ایسے مجدد ہوتے ہیں کہ غلطیوں - بدعتوں اور غفلتوں کو ان کے ذریعہ سے دور کیا جاتا ہے - یہ خصوصیت آنحضرت صلعم ہی کو ملی - اور یہی آپ کی حیات پر دلالت کرتی ہے"
(تحقیق احمدی کی امتیازی خصوصیات)

اس سے ظاہر ہے کہ حفاظت قرآن اور تجدید و تائید کے لئے خلیفہ صاحب تو نبیوں کی آمد مانتے ہیں اور پندرہ سو سال میں صرف ایک نبی یعنی حضرت مرزا صاحب کو - لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ایمان اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس غرض کے لئے نبی نہیں بلکہ ہر صدی کے بعد ایک نہ ایک مجدد آتا رہا ہے اور آتا رہے گا - چنانچہ اس صدی کے وہ خود مجدد اور مسیح موعود ہیں - اور نیا ہو یا پرانا اس لئے نہیں آسکتا کہ حضرت مرزا صاحب ختم نبوت کے بعد کسی نبی کا آنا بکلی ممتنع اور ناممکن قرار دیتے ہیں - اب دیکھیں کہ جماعت ربوہ اور ان کے اکابرین ان واضح حوالوں کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح عقیدہ قبول کرتے ہیں یا خلیفہ صاحب کا غلط اور غیر اسلامی عقیدہ جو نہ صرف قرآن و حدیث اور حضرت اقدس کے عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ خود خلیفہ صاحب کے حالیہ بیان کے بھی بالکل برعکس ہے - ہمارے ناقص خیال میں ترجیح خلیفہ صاحب کے سابقہ از حد واضح اور صریح غلط عقیدہ کو دی جاوے گی - اور ان کے حالیہ بیان اور حضرت اقدس مرزا صاحب کے سب ارشادات کو نظر انداز کر کے پس پشت ڈال دیا جائے گا - کیونکہ وہ خلیفہ صاحب کے سابقہ عقائد کو قرآن کریم اور حدیث شریف کے خلاف ثابت کرتے ہیں -

---

سوال ۳۲ از عدالت :-

اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ پر دیانتداری غور کرنے کے بعد دیانتداری سے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ان کا دعوےٰ غلط تھا تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہے گا -

۳۲ جواب از میاں صاحب :-

جی ہاں عام اصطلاح میں وہ پھر بھی مسلمان سمجھا جاوے گا -

تبصرہ :-

خلیفہ صاحب کے جواب میں "عام اصطلاح" کے الفاظ قابل غور ہیں - شرعی اصطلاح نہیں فرمایا اس لئے گمان ہوتا ہے - کہ ان الفاظ میں بعد ازاں حسب منشاء تاویل کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے - ورنہ عام اصطلاح کے الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت قطعاً نہیں تھی - اتنا کافی تھا کہ وہ مسلمان رہے گا - اگر ہماری یادداشت صحیح ہے تو عرصہ ہوا ایک دفعہ قادیان سے آکر خلیفہ صاحب لاہور میں تقریر کر رہے تھے کہ حاضرین میں سے کسی نے سوال کر دیا - کہ جو مسلمان حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتا آپ اسے کیا سمجھتے ہیں تو کہا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ہم اسے مسلمان کہتے ہیں - بعد میں جب اعتراض ہوا کہ خلیفہ صاحب تو منکرین حضرت مرزا صاحب کو کافر - خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں لیکن اب لاہور میں انہیں مسلمان قرار دے دیا - تو جواب میں اس کی یہ تاویل کی گئی کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ہم بھی اسے مسلمان کہتے ہیں - لیکن سمجھتے اس لئے نہیں کہ اصطلاح شرع میں تو وہ کافر ہی ہیں کیونکہ ایک نبی کے منکر ہیں - بہرحال ہماری دعا ہے کہ ہمارا گمان غلط ہو اور ربوی حضرات اب فی الواقع عدالتی بیان کے مطابق غیر احمدیوں کو اسلام کی اصطلاح کی رو سے بھی حقیقی مسلمان سمجھتے اور یقین کرتے ہیں یہ خود حضرت اقدس مرزا صاحب کے عقیدہ کے عین مطابق ہے جیسا کہ وہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ پر فرماتے ہیں :-

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوےٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

اور حاشیہ میں اس کی تشریح بھی کر دی ہے کہ :-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوےٰ کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں - لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہوں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ مخاطبہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں بن جاتا -"

اب یہ تو خود خلیفہ صاحب کو مسلم ہو گا - کہ حضرت مرزا صاحب انبیاء سابق کی طرح نہ ہی نئی شریعت لائے اور نہ احکام جدیدہ - اس لئے وہ ایسے نبی نہیں جن کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال ہو سکتا ہو - کیونکہ وہ تو اپنے آپ کو ان ملہمین اور محدثین میں شامل کرتے ہیں جو جناب الٰہی میں خواہ کتنی ہی اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ اور مخاطبہ سے سرفراز ہوں یہاں تک کہ ان کو ظلی بروزی نبی ہونے کا خطاب یا عزت بھی کیوں نہ مل چکی ہو ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا - ہاں حضرت مرزا صاحب کو نہ ماننے والا کافر تو تب ہوتا - کہ ان کے دعوےٰ کو نہ ماننے کے ساتھ ہی ان کو مسلمان بھی نہ سمجھتا اور ان پر کفر کا فتوےٰ لگاتا ہے - لہٰذا ایک مسلمان کو کافر کہنے کی پاداش میں شرع شریعت کے فتویٰ کے مطابق خود کافر ہو جاتا ہے - اس لئے حضرت مرزا صاحب کی ذات اس الزام سے پاک ہے کہ انہوں نے کبھی حقیقی نبوت کا

فہرست چندہ دہندگان لائلپور
برائے گولڈن جوبلی

نام	رقم
(۱) - عبدالوہاب خان صاحب برہم -	5-00
(۲) - عبدالشکور خان صاحب -	1-00
(۳) - عزیز احمد خان صاحب -	2-00
(۴) - چوہدری محمد امین صاحب -	5-00
(۵) - عبدالرحمٰن صاحب پولیس -	10-00
(۶) - غلام مصطفےٰ صاحب -	1-00
(۷) - میاں ظفر سلیم صاحب -	100-00
(۸) - محمد بشیر صاحب -	1-00
(۹) محمد صالح نور صاحب -	5-00
(۱۰) میاں فضل احمد صاحب -	1000-00
(۱۱) میاں مسعود احمد صاحب	150-00
(۱۲) میاں محمد احمد صاحب -	500-00
(۱۳) ملک نذر حسین صاحب -	100-00
(۱۴) مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع -	100-00
(۱۵) میاں شریعت احمد صاحب -	500-00
(۱۶) الحاج شیخ میاں محمد صاحب	2500-00
(۱۷) چوہدری محمد اقبال صاحب -	5-00
(۱۸) مولوی غلام حسین صاحب -	1-00
(۱۹) حافظ عبدالرؤف صاحب -	1-00
(۲۰) ڈاکٹر محمد ادریس صاحب ...	5-00
(۲۱) الحاج میاں مولا بخش صاحب	1000-00
(۲۲) محترمہ مس جسارت خانم صاحبہ ایم اے -	25-00
(۲۳) ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب - - -	2-00
(۲۴) ماسٹر عدالت خان صاحب - -	1-00
(۲۵) بابا سردار علی صاحب - - -	1-00
(۲۶) شیخ محمد امین صاحب - - -	1-00
(۲۷) رانا غلام سرور صاحب - - -	5-00
(۲۸) شاہ زمان صاحب لودھی - - -	5-00
(۲۹) ملک نور حسین صاحب - -	1-00
(۳۰) نذیر احمد صاحب حسرت -	1-00
میزان ←	6133-00

۹ر دسمبر ۱۹۶۴ء کا ناغہ

پیغامِ صلح ۹ر دسمبر ۱۹۶۴ء کا پرچہ جلسہ سالانہ کے پروگرام اور بعض اعلانات کی تیاری کے انتظار میں شائع نہ ہوسکا۔ اسی وجہ سے زیرِ نظر پرچہ ۱۲ کے بجائے ۱۶ صفحات پر شائع کیا جا رہا ہے اور اس کے بعد ۲۳ر دسمبر کا پرچہ جوبلی نمبر ہوگا جس کا حجم نہ صرف گذشتہ کمی کو پورا کر دے گا بلکہ بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔

خاکسار
مینیجر پیغامِ صلح